بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۷۳۷۳۷
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۵ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۶۳ء | نمبر ۱


## بحرِ حکمت کے موتی

وعن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ امامٌ عادلٌ وشابٌ نشأ فی عبادۃ اللہ ورجلٌ قلبہ معلقٌ بالمسجد اذا خرج منہ حتی یعود الیہ ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ ورجلٌ ذکر اللہ خالیاً ففاضت عیناہ ورجلٌ دعتہ امرأۃٌ ذات حسبٍ وجمالٍ فقال انی اخاف اللہ ورجلٌ تصدق بصدقۃٍ فاخفاھا حتی لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ
متفق علیہ - بحوالہ مشکوٰۃ -

ترجمہ:-

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات شخص ہیں کہ سایہ میں رکھے گا ان کو اللہ تعالیٰ اُس دن میں کہ کوئی سایہ نہیں ہو گا سوائے اس کے سایہ کے:-

(۱) امام عادل

(۲)- وہ نوجوان کہ خرچ کرے جوانی عبادت الٰہی میں- (اعلاء کلمۃ اللہ میں)

(۳)- اور وہ شخص جس کا دل مسجد سے وابستہ رہتا ہے جبکہ وہ نکلتا ہے مسجد سے اور پھر لوٹتا اس کی طرف نماز کے لئے۔

(باقی پر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

## دُعا اور اس کے اُصول

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ ارشادات

حضرت مسیح موعود صبح کی سیر کو تشریف لے گئے سیٹھ احمد الدین صاحب بھی ہمراہ تھے راستہ میں مولوی برہان الدین صاحب جہلمی نے عرض کی کہ سیٹھ احمد الدین صاحب کا ایک لڑکا ہوا تھا جو فوت ہو چکا ہے حضور اس کے لئے دُعا فرمادیں۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا ہاں ہیں دعا کروں گا۔ مگر ساری باتیں ایمان پر منحصر ہیں۔ ایمان جس قدر قوی ہو اسی قدر خدا تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس کیا نہیں ہے اگر ایمان قوی نہ ہو تو انسان خدا تعالیٰ کے فضلوں سے بدظن ہو جاتا ہے اور پھر تعویذ گنڈے کرنے کرانے میں لگ جاتا ہے اور غیر اللہ کی طرف جھک جاتا ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ مومن بنے۔ دعا کیلئے بھی اُصول ہیں جن کو میں نے بہت دفعہ بیان کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کبھی اپنی منواتا ہے اور کبھی مومن کی مانتا ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ ہم علیم و خبیر نہیں ہیں اور نہ اپنی حاجات کے نتائج سے آگاہ ہیں۔ اس لئے ہم بعض ایسی چیزوں کے لئے دعا مانگ لیتے ہیں جن کا نتیجہ ہمارے لئے مضر ہوتا ہے پس ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ دعا کو تو قبول کر لیتا ہے لیکن اسکے نتیجہ میں وہ چیز عطا کر دیتا ہے جو دعا مانگنے والے کیلئے مفید ہوتی ہے۔ مثلاً جیسے ایک زمیندار کسی بادشاہ سے ایک اعلیٰ درجہ کا گھوڑا مانگے اور بادشاہ اس کی ضرورت کو سمجھ کر اسے ایک عمدہ بیل عطا کر دے۔ تو بیل ایک زمیندار کے لئے مفید اور کارآمد ہوتا ہے اور وہی اسکی ضرورت کے مناسب حال ہے۔ یا مثلاً ماں بھی اپنے بچے کی ہر خواہش کو پورا نہیں کرتی اور اگر وہ سانپ یا آگ یا اور کسی مضر چیز کو لینا چاہے تو اسے ہرگز نہ دے گی بلکہ اس کے بدلے مٹھائی یا کھلونا اس کے ہاتھ میں دے دیگی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے بلکہ تقوےٰ اور ایمان میں ترقی کرنی چاہیئے ❖

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۲ جنوری ۱۹۶۲ء

# جلسہ سالانہ کے ایمان افروز مناظر

## احمدیہ ہال کا سنگِ بنیاد نصب کرنے کی تقریب میں تمام قوم کی شرکت

احمدیہ ہال

قوموں اور جماعتوں کی زندگی کے وہ دن نہایت بارکت ہوتے ہیں، جب وہ باہم مل کر اپنے جماعتی کاموں کا جائزہ لیتے، آیندہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کرتے اور ایک دوسرے کے ربط وضبط اور یکجہتی اور ہم آہنگی کا عہد باندھتے ہیں، اسی امر کے پیش نظر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی قوم کے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر سال جب یہ قوم ایک جگہ جمع ہوتی ہے، تو ایک نئی زندگی، ایک تازہ ایمان اور نئی روح اپنے اندر لے کر جاتی ہے، نہ صرف اس لحاظ سے کہ جماعت کے علماء اور واعظین کے عالمانہ لیکچروں اور پُر تاثیر مواعیظ سے قوم کے علم وعمل میں پختگی پیدا ہوتی ہے، بلکہ ساری قوم کا مل کر بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہونا ایک خاص روحانی کیفیت دلوں میں پیدا کرتی ہے اور سب سے بڑھ کر جب ساری کی ساری قوم کسی نئے منصوبہ کے لئے کمربستہ ہو کر مالی قربانیوں کا پُر جوش نمونہ پیش کرتی ہے تو دلوں کے اندر ایمانی تاثیرات ایک نئے رنگ میں جلوہ افروز ہوتی ہیں۔

یہ وہ کیفیات ہیں جو ہمارے امسال کے سالانہ جلسہ میں جو ۲۲، ۲۴ ، ۲۵ دسمبر ۶۲ء کو منعقد ہوا، بدرجہ اولیٰ دیکھنے میں آئیں، نہ صرف اس لحاظ سے کہ جلسہ میں آنے والوں کی تعداد امسال پہلے جلسوں سے بہت زیادہ تھی جن کا ایک دوسرے کے ساتھ مل کر باہمی رشتہ تودد وتعارف اور جماعتی استحکام ویکجہتی کا موجب ہوا۔

نہ صرف اس وجہ سے کہ تقاریر و مواعیظ حسنہ کا معیار امسال سابقہ جلسوں سے بہت بڑھا ہوا تھا، بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقاریر قوم میں ایک نئے جذبہ اور قومی زندگی میں ایک نئی رُوح پھونکنے کا موجب ہوئیں بلکہ امسال جو شاندار منصوبہ قوم کے سامنے رکھا گیا اور اس کی تکمیل کے لئے جو مالی قربانیاں پیش کی گئیں، وہ اس ایمانی جذبہ کو بڑھانے کا موجب ہیں، کہ یہ قوم فی الواقعہ ایک مامور من اللہ کی تربیت یافتہ قوم ہے جو اس صدی کا مجدد اور مسیح موعودؑ ہو کر آیا۔

یہ منصوبہ کیا ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ کی جائے وصال پر آپ کی یادگار میں احمدیہ ہال اور ایک مارکیٹ کی تعمیر، جس سے تبلیغ اسلام کا کام نیلوہ وسعت پذیر ہوگا اس منصوبہ کو عمل میں لانے کی تحریک حضرت امیر ایدہ اللہ نے ۲۴ر دسمبر ۱۹۶۲ء کی صبح کو

درس قرآن کے ضمن میں ایک پُر تاثیر تقریر میں فرمائی۔ آپ نے آیہ کریمہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ الخ پڑھ کر بتایا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ہاجرہؑ کی یاد میں جنہوں نے ارشاد الٰہی کے ماتحت نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں ایک لق ودق صحرا میں ڈیرا ڈالا اور پھر اپنے نوزائیدہ بچہ اسمٰعیلؑ کے لئے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کی پہاڑیوں پر چڑھنے اور اترنے کی تگ ودو کی۔ ان دونوں پہاڑیوں پہ سعی کرنا حج کا ایک حصہ قرار دے دیا۔ آپ نے اسی ضمن میں یہ بھی بتایا کہ احمدیہ بلڈنگس کی سرزمین اس مقدس انسانؑ کے قدم میمنت لزوم کا شرف رکھتی ہے جو اس صدی کا مجددؑ اور مسیح موعود ہو کر آیا، اور اس مسجد کی جگہ پر جو اس وقت ایک خالی میدان تھا، آپ نے حضرت مولٰنا نورالدین رحؒ کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کی اور حضرت مولٰنا نورالدین رحؒ نے ایک خطبہ کے اندر حضرت مسیح موعودؑ کی موجودگی میں فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ نورالدین منافق ہے کیونکہ وہ اپنے وعظوں اور خطبات میں مرزا کا نام نہیں لیتا، حضرت مولٰنا ؒ نے فرمایا کہ اسی بات کا ذکر اللہ تعالےٰ نے اس آیہ کریمہ میں فرمایا ہے واذا ذکر اللّٰہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین لا یؤمنون بالاٰخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون (الزمر - ۴۵) یعنے جب اکیلے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل تنگ پڑ جاتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں ۔

حضرت امیر نے فرمایا کہ حضرت مولٰنا کا حضرت مسیح موعودؑ کی موجودگی میں یہ وعظ کرنا اور حضرت مسیح موعودؑ کا اس کو بُرا نہ منانا اس بات کا ثبوت ہے، کہ حضرت ممدوحؒ اور حضرت مولٰنا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ جذبہ توحید سے سرشار اور پیر پرستی سے بہت بلند اور بیزار رہتے۔ آپ نے بتایا کہ اسی سرزمین میں حضرت ڈاکٹر سیّد محمد حسین صاحب کے مکان پر حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ہوا اور وفات سے چند یوم پہلے اسی مکان کے اس حصہ میں جو مسجد کی جانب ہے اور جو اس وقت ایک وسیع احاطہ کی صورت رکھتا تھا حضرت نے عمائدین لاہور کے اجتماع کو خطاب کیا تھا اور پھر آپ کے بعد اسی مسجد میں (جو بعد میں بنائی گئی)

حضرت مولنا محمد علی صاحب، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب، حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، حضرت مولنا سید محمد احسن صاحب نمازیں پڑھتے اور وعظ و تقاریر کرتے رہے اس لئے یہ جگہ ان مقدس لوگوں کی یادگار ہے، جسے قائم رکھنا اور ان کی تعلیمات سے دنیا کو فائدہ پہنچانا ہمارا قومی فرض ہے آپ نے بتایا کہ ہماری انجمن جو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس یادگار کو قائم رکھنے کے لئے یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ اس جگہ ایک **احمدیہ ہال اور ایک مارکیٹ** تعمیر کی جائے اور مارکیٹ کی آمد سے کراچی، لاہور، راولپنڈی اور پشاور میں تبلیغی مشن قائم کئے جائیں، جو مسیح موعود کے معقول اور مفید نظریات و تعلیمات کو پھیلائیں، آپ نے فرمایا کہ ہمارا قومی اصول یہ ہے کہ جب ایک امر کا فیصلہ ہو جائے، تو خواہ فیصلہ سے پہلے ہماری کچھ بھی رائے ہو، فیصلہ کے بعد اپنی رائے کو چھوڑ کر اس فیصلہ کا تتبع کیا جائے، اسی غرض سے آج ہمیں اس یادگار کا سنگ بنیاد رکھنا ہے، جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اور اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے آپ کی مالی قربانیوں کی ضرورت ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اس اپیل پر قوم نے اسی وقت نقد اور وعدوں کی صورت میں بیشقرار رقوم نچھاور کرنی شروع کر دیں، اور یہ سلسلہ تقریباً دو گھنٹہ تک جاری رہا۔

یہی اپیل حضرت ممدوح نے دوپہر کے وقت مجمع عام میں تقریر کرتے ہوئے فرمائی اور اس کے جواب میں بھی قوم نے دریا دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بیشقرار رقوم پیش کیں جن سب کی میزان سوا لاکھ روپیہ (۱۲۳۵۸۰) کے قریب ہے۔ اس میں تین ہزار روپے سے زیادہ رقم خواتین نے جو جلسہ میں شریک تھیں پیش کی۔

اسی موقعہ پر حضرت امیر نے احمدیہ ہال کے متعلق کرنل بشیر حسین صاحب کی ایک تحریر کا بھی ذکر کیا اور فرمایا یہ تحریر مرزا مسعود بیگ صاحب پڑھ کر سنائیں گے۔ چنانچہ اسی وقت مرزا صاحب نے کرنل صاحب کی حسب ذیل تحریر پڑھ کر سنائی:۔

"السلام علیکم:

چند دنوں سے میں یہ سُن رہا ہوں کہ انجمن کوئی ہال بنا رہی ہے۔ اور اس کے متعلق چند خطوط بھی بعض حضرات کے ایک ممبر منتظمہ کی حیثیت سے وصول ہوئے۔ اُن میں کچھ اختلافات ہیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ۔ بدقسمتی سے حضرت امیر مرحوم کی وفات کے بعد ہمارا یہ معمول ہو گیا ہے کہ ہم ایک کام کا فیصلہ کرتے ہیں تو فوراً بعد خدا معلوم کیوں چند اصحاب اس کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح یہ کام پوری طاقت سے ہم کر نہیں سکتے۔

اب سنیئے ہال کا واقعہ۔ میرے والد مرحوم کو وفات سے پیشتر۔ میری محترم والدہ نے۔ جیسا کہ مستورات کا اس حصہ عمر میں اکثر قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے رفیق حیات سے یہ کہا کرتی تھیں کہ تمام عمر میں نے تمہارے ساتھ گذاری ہزاروں روپیہ آیا اور گیا۔ میرے لئے آپ نے کیا کیا۔ اس کا جواب انہوں نے دنیاداروں کے رنگ میں دینے کی بجائے یہ کہا کہ میں تیرے نام پر احمدیہ بلڈنگس میں ایک ہال تعمیر کرادوں گا۔ جس سے ہماری آیندہ نسلیں مستفید ہونگی۔ اور اس کا نام **دولت بی بی احمدیہ ہال** رکھوں گا۔ اس کے لئے انہوں نے شمالی حصہ اپنے احمدیہ بلڈنگس والے مکان کا تجویز کیا۔ اور اس کے لئے انہوں نے۔ شاہ جمال میں دس کنال زمین بھی مخصوص کر دی۔ جس کی قیمت اس وقت ۲۰۰۰۰ روپیہ کے قریب تھی۔

میں نے ان کو عرض کیا کہ ہال وہاں ہونا چاہیئے جہاں حضرت صاحبؑ نے وفات پائی تھی، تو وہ ذرا غصہ میں آکر فرمانے لگے تم بھی پیر پرستی کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہو۔ ہم تو اسی لئے قادیان سے آ گئے تھے۔ میں پیر پرست نہیں ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک گدی کا آغاز کر دوں۔ اور لوگوں کے ابتلاء کا باعث بنوں۔ دوسرے سڑک پر اتنا شور ہوتا ہے کہ ہال میں سکون میسر نہ ہوگا میرے اصرار پر انہوں نے یہ وعدہ کیا کہ وہاں کبھی وقت آیا۔ تو دکانیں بناؤں گا۔ اور وہ دکان، کتب خانہ یا لائبریری کے طور پر استعمال ہوگی اور وہاں ایک TABLET بھی لگوا دوں گا۔ یہ قصہ ختم ہوا۔ اور بغیر کوئی تحریر چھوڑے ایک دو ماہ بعد وہ اپنے مولا سے جا ملے۔

غالباً اس کا ذکر انہوں نے حضرت امیر مرحوم سے بھی کیا ہوگا۔ کیونکہ ان کے وفات کے فوراً بعد حضرت امیرؓ نے ہمارا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ اور جب کبھی بھی میں جالندھر سے جہاں میں POST تھا لاہور آیا تو انہوں نے مجھے آ پکڑا اور یہی حال میرے بھائی قبلہ مرحوم کا تھا۔ بعض دفعہ ہم نے تنگ آکر یہ بھی کہا کہ مولوی صاحب کو ہم پر اعتبار نہیں، وہ ہاتھ دھو کر پیچھے پڑے ہیں۔ اور ابھی ہمارے باپ کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ اور ابھی ہمارا صدمہ تازہ ہے۔ کہ یہ جائداد کی فکر میں ہیں۔ میں نے تو یہ کہہ بھی دیا انکو۔ مگر انہوں نے بڑے پیار سے کہا کہ میرے پیارے چھوٹے شاہ جی آپ کو معلوم نہیں کہ آپ مجھے کتنے پیارے ہیں۔ میں آپ کی بہتری کے لئے یہ زور دے رہا ہوں۔ مجھے تجربہ ہے کہ لوگ اپنے والدین کی لکھی ہوئی۔ رجسٹرڈ وصیتوں پر بھی روپیہ اور جائداد کی لالچ میں عمل نہیں کرتے۔ یہ تو محض کہی ہوئی باتیں ہیں۔ اور ابتلاء کو روکنے کے لئے۔ میں مصر ہوں کہ اس پر فوراً عمل ہو جائے تاکہ ہم ہال بنا سکیں۔

چنانچہ میرے بڑے بھائی صاحب قبلہ نے بھی۔ ان سے اتفاق کیا۔ اور کہا کہ جب دینا ہی ہے تو فوراً دے دیں۔ میں لڑائی پر چلا گیا اور بھائی صاحب نے مکان کا ہال والا حصہ انجمن کے نام بشرطیکہ وہاں ہال بنے گا منتقل کرا دیا۔

لڑائی کی وجہ سے دقتیں ہوئیں۔ پھر حضرت مرحوم کو خدا نے موقع نہ دیا کہ وہ اسکو عملی رنگ دے سکیں۔ وہ دس کنال زمین بعد میں لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے لے لی۔ اور بصد دشواری اس کی بجائے دو پلاٹ ۴-۴ کنال کے ہم دو بھائیوں اور بہن کو ملے۔ میں نے اپنے پلاٹ کو فروخت کر دیا۔ اور اس کی قیمت -/25600 طے پائی۔ اس میں سے -/10000 روپے بیانہ وصول ہو چکا ہے۔ باقی رقم بوقت رجسٹری ملے گی۔

دوسرا پلاٹ میرے بھائی صاحب کے بچوں کے نام ہے

یہ تو ہوا ہال کا قصہ۔

باقی مکان جنوبی۔ جہاں حضرت صاحب نے وفات پائی تھی۔ شاہ صاحب مرحوم نے وصیت نہ کیا تھا۔ بلکہ اپنے قبضہ میں رکھا تھا۔ کیونکہ وہ گدی بننے کے برخلاف تھے۔ مگر ان کا ارادہ خود وہاں کتب خانہ اور لائبریری بنانیکا تھا۔

سنہ ۱۹۴۸ء میں اس مکان کی قیمت ۸۰ ہزار روپے کی آفر ایک دلال لایا۔ سنہ ۱۹۵۲ء میں -/120000 اُس نے کہا۔ ہم نے یعنی میں نے اور میرے بھائی نے فیصلہ کیا کہ اگر انجمن اسکو خریدے تو بہتر ہو گا۔ کیونکہ ہماری وفات کے بعد ممکن ہے ہماری آیندہ نسل کو اس کی اہمیت کی قدر نہ ہو۔ اور ۵۰ روپیہ کے لئے غیر از جماعت لوگوں کو دے دیں۔ اُن دنوں کلکتہ سے بہت سے تاجر یہاں آ رہے تھے۔ بازار بڑھ رہا تھا۔ انہیں دنوں قادیاں سے چند اونچے درجہ کے بزرگ بھی تشریف لائے۔ حضرت صاحبؑ کی وفات کی جگہ دیکھی۔ اور خرید مکان کرنی چاہی۔ ہم نے انکار کر دیا اور فیصلہ کر دیا کہ یہ مکان اگر دیا تو اپنی انجمن کو ہی دینا ہو گا۔

اس اثنا میں حضرت امیر مرحوم کی وفات ہو گئی اور حضرت میاں محمد صاحب۔ کو میں نے قادیان کے حضرات کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ انہوں نے برادرم مرحوم سے وعدہ لے لیا کہ مکان اُن کو ہی دیا جائے گا۔ حضرت میاں صاحب نے اس کا ۶۰ ہزار معاوضہ مقرر کیا۔ اور کہا کہ یہ مکان انجمن کا ہوا۔ اور یہ ۶۰ ہزار انجمن جب کبھی دیدے تو یہ رجسٹری کرائی جائے گی۔

چنانچہ اُس وقت کی بازار کی نصف قیمت پر جو کہ آیندہ آٹھ سالوں میں تھوڑی کر کے ادا ہوئی یہ مکان انجمن کے نام منتقل ہو گیا۔

یہاں انجمن جو چاہے بنائے۔ مگر کتب خانہ اور لائبریری کی جگہ مخصوص رہے گی۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں۔ یہ جائداد چند شرائط کے ماتحت دی گئی ہے۔ لہذا انجمن کو ان شرائط پر عمل کرنا ہوگا۔

میں نے یہ تحریر اس لئے لکھدی ہے۔ کہ یہاں اتنے بزرگ گذر گئے ہیں میں اس ڈرامہ کا آخری ایک ممبر بھی گذر گیا تو یہ بات رہ جائے گی۔ والسلام

سید بشیر حسین۔ مسلم ٹاؤن۔ لاہور۔ ۲۴-۱۲-۶۲

اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے سنگِ بنیاد نصب کرنے کے لئے حسبِ ذیل اصحاب کو متعین فرمایا۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب۔ خان بہادر غلام ربانی خان صاحب۔ میاں فاروق احمد صاحب۔ کرنل سید بشیر حسین صاحب ڈاکٹر حسن علی صاحب۔ ان حضرات نے اس مکان کی جس کو بعد میں مسمار کر کے احمدیہ ہال اور مارکیٹ تعمیر کی جائے گی ایک دیوار کے ساتھ سنگِ بنیاد نصب کر دیا۔

اس موقعہ پر جائے بنیاد سے لے کر دور تک بگڑیاں بچھا دی گئیں اور تمام احباب نے جن میں خواتین بھی شامل تھیں ان پر ہاتھ رکھ کر اس تقریب میں شمولیت اختیار کی۔ اور اس دوران میں سب نے مل کر اللہ اکبر اور اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، مسیح موعود زندہ باد کے نعرے لگائے یہ نظارہ اس قدر دلچسپ اور ایمان افروز تھا کہ قوم کا ہر فرد خوشحالی و مسرت کی لہر سے سرشار نظر آ رہا تھا۔ ہر شخص یہ محسوس کر رہا تھا ہماری قوم ایک زندہ قوم ہے۔ جس کو حضرت مجدد وقت کے دامن سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک زندہ جاوید ایمان عطا کیا گیا ہے۔

اس جگہ یہ بتا دینا ضروری ہے کہ سنگِ بنیاد جس کی تصویر اوپر دی گئی ہے ایک دو فٹ چوڑی اور سوا فٹ لمبی سنگِ مرمر کی لوح ہے جس میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ یہ الفاظ کندہ ہیں۔

سنگِ بنیاد

احمدیہ ہال

بیادگار

حضرت میرزا غلام احمد صاحب

مسیح موعود و مجدد صدی چہار دہم رحمۃ اللہ علیہ

۲۴ دسمبر ۱۹۷۳ء

اس موقعہ پر یہ کہنا بے جا نہیں کہ یہ منصوبہ اور اس کا آغاز احمدی قوم کی تاریخ میں ایک سنہری باب کے اضافہ کا موجب ہے، جس پر جس قدر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے، تاہم اس موقعہ پر ان تمام احباب کو جنہیں اس مبارک تقریب میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا اور انہیں بھی جنہیں شمولیت کا موقعہ نہیں مل سکا نہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہوئے یہ استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس اہم منصوبہ کی تکمیل کے لئے خلوص دل کے ساتھ دعا فرمائیں اور حسبِ ضرورت مالی امداد فراہم کریں، تاکہ ہم آئندہ سال حضرت مسیح موعودؑ کی اس متبرک یادگار کو مکمل صورت میں پا کر اپنے ایمانوں کو از سر نو تازہ کریں اور اس کی تعمیر میں جو فوائد و برکات مضمر ہیں، ان سے دنیا کو متمتع کرنے کا سامان پیدا ہو۔

# اخبارِ احمدیہ

## جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کی تقریب خیر و خوبی سے انجام پاگئی ہے الحمدللہ۔ اس میں قوم کے بیشتر حضرات و خواتین نے شرکت فرمائی، اس سہ روزہ تقریب کی روئداد اخبار میں ہدیہ ناظرین کرام ہوتی رہے گی۔

## بیعت سلسلہ

جناب چوہدری علی حیدر صاحب تحصیل بھمبر، تھانہ برنالہ ریٹائرڈ ملٹری پنشنر نے حضرت امیر قوم کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرمائے اور حسناتِ اوّل و آخر سے متمتع فرمائے۔

## دعائے صحت

ملک عبدالغنی صاحب کارکن دفتر انجمن عرصہ سے بیمار ہیں احباب جماعت سے وہ دعا کے لئے استدعا کرتے ہیں، امید ہے احباب ان کے لئے پوری دلسوزی سے دعا کریں گے۔

## مُفت

اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے پیغام صلح ، لائٹ ۔ روحِ اسلام ۔ اسلامک ریویو کا مطالعہ کریں اور کارڈ لکھ کر اسلامی لٹریچر مفت حاصل کریں۔

افسر انچارج شعبہ مفت اشاعت۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور لمٹ

# قومی اور اجتماعی زندگی جو تقوٰی کی بنیاد پر ہو خیر و برکت کی موجب ہے

## قومی امور میں فیصلہ کے بعد اختلاف رائے ختم ہو جانا چاہیئے

### احمدیہ بستی اور احمدیہ ہال اور مارکیٹ کی تعمیر کا منصوبہ قومی زندگی کا نشان ہے۔ اس مبارک اقدام میں قوم کا ایک ایک فرد حصہ لے

خطبہ جمعہ ... ۱۹۶۲ء [illegible]

### اجتماعی زندگی اور اس کی برکات

اس آیت میں اجتماعی زندگی جسکو جماعتی زندگی بھی کہتے ہیں بسر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس اہم امر کی تلقین فرمائی ہے۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اجتماعی اور جماعتی زندگی بسر کرنے کی پر زور تاکید فرمائی ہے اور اس امر پر زور دیا ہے کہ مسلمان کی زندگی اجتماعی ہو۔ وہ مل کر رہیں، مل کر کام کریں۔ آپ نے ایسی زندگی کی برکات بھی بیان فرمائیں کہ ایسی جماعت اور قوم پر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہوتا ہے اس کی تائیدات اس قوم اور جماعت کے شامل حال ہوتی ہیں۔ پھر ایسی زندگی سے جماعت یا قوم کی قوت بڑھتی ہے اور عزت بڑھتی ہے اور وہ کام جس کو مل کر کرنا چاہیئے وہ آسان ہو جاتا ہے۔

### تقوی اللہ کی تلقین

یہاں لکھا ہے کہ یاایھا الذین امنوا۔ اے ہمیں ماننے والو، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والو مسلمانوں اور مومنوں کو خطاب سے پہلے اللہ تبارک تعالےٰ نے اپنا اُن سے تعلق ظاہر کیا ہے کہ ہمارا تمہارا تعلق ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے ہم تمہیں کہتے ہیں کہ اتقوا اللہ۔ خدا خوفی اختیار کرو۔ خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرو۔ خدا کا تقوےٰ کیا ہے۔ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے التقوٰی ان لایراک مولٰک حیث نھاک۔ تقوےٰ یہ ہے کہ تیرا مولا تجھے وہاں نہ دیکھ پائے جہاں سے تجھے اس نے منع کیا ہے اور تجھ سے ایسا کوئی کام سرزد نہ ہو جس سے اُس نے تجھے روکا ہے۔ اگر ایک قوم ساری کی ساری یہ ارادہ کر لے۔ کہ ہم نے خدا کے حکم پر چلنا ہے۔ تو آپ اندازہ لگائیں کہ وہ قوم کیسی ہوگی اس کا رنگ کیسا اچھا ہوگا۔ اس کی عزت اور قوت کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا التقوٰی ان تزین باطنک وستر ک

للخالق کما تزینت ظاھرک للمخلوق جس طرح تم آراستہ پیراستہ ہو کر لوگوں میں اُٹھتے بیٹھتے ہو اور اپنے ملبوسات کو بیٹھ بیٹھ دیکھتے ہو کہ کہیں اس پر داغ دھبہ تو نہیں۔ کہیں اس میں نقص یا عیب تو نہیں، کہیں میل کچیل تو لگی ہوئی نہیں۔ اسی طرح تمہیں چاہیئے کہ اپنے حقیقی مولا اور خالق کے لئے تم اپنے باطن کو زینت دو۔ فرمایا اللہ ولی الذین امنوا۔ خدا مومنوں کا دوست ہے تو یہاں اس آیت میں فرمایا ہم اپنے مومن دوستوں کو کہتے ہیں۔ اتقوا اللہ کہ خدا خوفی کا جامہ پہن لو۔ تو معزز مکرم ہو جاؤ گے۔ حق تقٰتہ۔ کما حقہ طور پر تقوےٰ اختیار کرو

### دنیا کے حکام سے بڑھکر خدا کو راضی کرو

دنیا میں تم ہر صاحب اقتدار سے ڈرتے ہو اور اسے راضی کرنا چاہتے ہو، تم کبھی تھانیدار سے ڈرتے ہو۔ کبھی پولیس سے اور کبھی ڈپٹی کمشنر، اور گورنر کے احکام تم پر صادر ہوتے ہیں اور تمہیں ان کی تعمیل کرنا ہوتی ہے۔ یہ حاکم اور افسر تو معمولی ہیں۔ ان سب حاکموں اور افسروں کا بھی ایک حاکم اور افسر ہے۔ وہ زمین آسمانوں اور اُن میں کی ہر موجودات کا مالک ہے اس کی نگاہ بڑی باریک ہے۔ وہ دلوں کی گہرائیوں تک کی خبر رکھتا ہے۔ تمہارے اسرار و رموز اس کے حضور عیاں ہیں۔ اگر اس بادشاہ کو خوش کر لیا تو اندازہ لگاؤ اس کا نتیجہ کیسا خوشگوار اور کیسا عجیب و غریب ہوگا۔ وہ بڑی شان والا ہے۔ اس کی شان کے مطابق اس سے دوستی پیدا کر لو اور اس کی دوستی کو نبھاؤ تو تمہارا بیڑا پار ہے۔ اگر ایک ایک فرد خدا کی شان کے مطابق خدا خوفی کا جامہ پہن لے تو یہ بڑا مبارک کام ہوگا۔ فرمایا ولا تموتن الا و انتم مسلمون۔ مسلمان ہو مسلمانی اختیار کرو، اور جب موت آئے تو تمہیں مسلمان پائے

### اجتماعی زندگی کا حکم

دوسرا حکم ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ لوگوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حبل اللہ کیا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب اللہ ھو حبل متین ممدود من السماء الی الارض۔ قرآن کریم خدا کی وہ رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکائی گئی ہے فرمایا اسکو پکڑ لو، اس پر عمل درآمد کرو۔ خذ الکتب بالقوۃ۔ اس کتاب کو مضبوطی سے تھام لو۔ اس کی امر و نہی کے پابند ہو جاؤ۔ دل میں تقوےٰ اور اخلاص و ایمان ہو، عمل میں اشتراک ہو تو اس کے نتائج بابرکت ہوں گے۔

### اشتراک عمل اور باہمی تعاون کی تلقین

اور فرمایا ولا تفرقوا۔ مثبت اور منفی دونوں احکام کو ایک جگہ صادر فرمایا یہ زور دینے کے لئے ہیں۔ اجتماعی زندگی کے متعلق ایک اور حکم دیا ہے یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ اے مومنو سارے کے سارے فرمانبرداری اختیار کرو۔ قوم اس کو کہتے ہیں جس کا ایک ایک فرد ایک دوسرے کے قدم بقدم چلے اور کوئی فرد دوسروں سے پیچھے نہ ہٹے۔ اس سے مضبوطی پیدا ہوتی ہے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرتے اور اجتماعی صورت اختیار کرنے سے قوم میں قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اچھے کاموں میں سب کو تعاون کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ جو علیحدہ رہتا ہے اور شریک کار نہیں ہوتا وہ خدا کا نافرمان ہے فرمایا:۔ تعاونوا علی البر و التقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ مل کر کام کرنے میں شرط یہ ہے کہ بدی اور شرارت میں تعاون نہ ہو بلکہ نیکی اور نیک عملی میں ایک دوسرے سے تعاون کیا جائے۔ بدی پر تعاون کرنا ایمانداروں کا کام نہیں۔ جس کام میں خدا تعالےٰ کی نافرمانی پائی جائے اس میں معاونت نہ کی جائے۔ یہ کیسی عجیب

آبیت ہے مسلمانوں کو ایک کرنے کے لئے۔ اجتماعی اور قومی زندگی بڑی مفید زندگی ہے اس کے اندر برکت ہی برکت ہے۔

## عبادات میں اجتماعی دعائیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر عبادت میں اسی بات کو ملحوظ رکھا ہے۔ فرمایا ایاک نعبد - ہم سب مل کر تیری عبادت کرتے ہیں وایاک نستعین ہم سب مل کر تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم ہم سب کو اجتماعی طور پر صحیح راستہ پر چلایئے۔ عبادت کے اندر مل کر جماعت کے لئے دعا کرنا ہے نہ کہ اپنی ذات کے لئے۔ اور التحیات میں فرمایا السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین - اس طرح تمام کی تمام عبادتوں میں اجتماعی طریق پر دعا کی جاتی ہے کہ ہم نے جماعتی اور قومی زندگی بسر کرنا ہے ایک دوسرے کے لئے دعا کرنا ہے۔

## نماز جنازہ میں تمام قوم کے لئے دعا

آپ دیکھئے جنازہ کی دعا میں بھی صرف میت کے لئے نہیں بلکہ تمام مردوں اور عورتوں، زندوں اور مُردوں کے لئے دعا کی جاتی ہے فرمایا اللھم اغفر لحیّنا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا - اس دعا میں پہلے ان لوگوں کے لئے مغفرت طلب کی گئی ہے جو زندہ ہیں، پھر جو گذر چکے ہیں ان کے لئے مغفرت اور رحمت کی التجا ہے، پھر بچوں اور بڑوں کے لئے اور مردوں اور عورتوں کے لئے دعائے مغفرت مانگی گئی ہے۔

## قومی استحکام اجتماعی زندگی میں

اس طرح روزانہ نمازوں میں بھی اجتماعی امداد اور بخشش اور مغفرت طلب کی جاتی ہے۔ اور اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ خدا اور رسولؐ کا مقصد پورا نہیں ہوتا جب تک آپ اپنی قومی - اجتماعی اور جماعتی زندگی کو مضبوط نہ بنائیں اور جب تک ایک ایک فرد میں اس کے لئے احساس نہ ہو اس وقت تک قومی استحکام نہیں ہو سکتا۔

## قومی امور میں اختلاف رائے

میں نے کسی خطبہ میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ حضرت مجدد زمانؑ نے فرمایا ہے کہ انجمن میری خلیفہ ہے۔ فرمایا تم میرے بعد سب مل کر کام کرو۔ انجمن کے فیصلوں پر عمل کرو۔ رائے دیتے وقت ایمانداری کو سامنے رکھو۔ رائے کے اختلاف میں برکت ہے جب کسی امر کے متعلق فیصلہ ہونا ہو تو اس پر غور کرو۔ رائے قائم کرو۔ ایمانداری اور خلوص سے اختلاف کرو کہ اس اختلاف سے سارے پہلو سامنے آجاتے ہیں۔

## قومی فیصلہ کے بعد اختلاف کو ختم کر دیا جائے

جب کسی امر کے بارے میں فیصلہ ہو جائے تو اس کے آگے اپنا سر جھکا دو اور اپنے اختلافات کو ختم کر دو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی لڑائی کے موقعہ پر قوم سے مشورہ طلب فرمایا۔ حضورؐ کی رائے تھی کہ مدینہ کے اندر ٹھہر کر لڑائی کی جائے اور دوستوں کا یہ مشورہ تھا کہ باہر ہو کر لڑا جائے۔ تاکہ دشمن یہ خیال نہ کریں کہ یہ چوہے ہیں بلوں میں گھس گئے ہیں اور ہم سے ڈر کر ان کی جان نکلتی ہے۔ ایسا کرنے سے دشمن دلیر ہو جائے گا۔ اس لئے ہم تو باہر لڑیں گے۔ اندازہ لگایئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر آزادی دی ہے۔ اس میں زندگی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ بکتر پہن لی اور میدان جنگ میں جانے اور لڑنے کے لئے تیار ہو گئے، تو قوم نے کہا حضورؐ آپ کا فیصلہ درست ہے ہمیں مدینہ کے اندر رہ کر لڑائی کرنا چاہیئے لیکن حضرتؐ نے فرمایا کہ جب پیغمبر زرہ بکتر پہن لیتا ہے تو اس وقت تک نہیں رُکتا جب تک کوئی خدائی امر نہ آجائے وما انا من المتکلفین میرے عمل میں میری زبان میں کوئی تکلف نہیں ہوتا۔

حضور نبی کریم صلعم قوم کے مشورہ کو مان کر نقصان اُٹھاتے ہیں۔ خود زخمی ہو جاتے ہیں۔ لیکن قوم کو یہ نہیں کہتے کہ یہ سب کچھ میرے مشورہ کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس کو کہتے ہیں قومی مشورہ اور قومی فیصلہ کی پابندی۔ یہ سبق ہمارے لئے ہے اس رنگ کو نہ بھلاؤ۔ آپ کے امامؑ نے بھی کہا ہے کہ میرے بعد سب مل کر کام کرو۔ قومی فیصلہ کے پابند ہو جاؤ۔ سب کی آراء سامنے رکھو۔ ان کی روشنی میں فیصلے کرو۔ اور بعد میں ان فیصلہ جات کی پابندی کرو۔ یورپ کی قوموں نے یہ سبق سیکھ لیا ہے۔ لیکن مسلمان نے بھلا دیا ہے۔ اور اختلاف کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ اسلام اس سے منع کرتا ہے۔ کیونکہ اس سے نقصان ہوتا ہے۔

## احمدیہ بستی اور احمدیہ ہال کی تعمیر کا فیصلہ

ہماری قوم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم نے احمدیہ بستی کو بسانا ہے۔ اب ہم نے مل کر اس فیصلے کی تعمیل کرنا ہے اگر کوئی اختلاف تھا تو فیصلہ کے بعد وہ ختم ہو گیا۔ اب اختلاف کو جاری رکھنے سے نقصان ہوتا ہے۔ اب فیصلہ کے مطابق اس بستی کو بسانا ہے اور مل کر بسانا ہے اور مستعدی سے بنانا ہے۔ اس جلسہ میں ہم نے ایک کام کی ابتداء کر دی ہے۔ مارکیٹ اور احمدیہ ہال کا سنگِ بنیاد رکھ دیا ہے، یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ قوم نے اس پر بہت بڑی مسرت کا اظہار کیا ہے۔ آپ کی قوم کے اندر بیداری کی لہر پیدا ہو گئی ہے۔ یہ قوم کی زندگی کا نشان ہے۔

## احمدیہ ہال کا سنگِ بنیاد اور قومی چندہ

آپ کی قوم نے مل کر سنگِ بنیاد رکھا ہے اس کے اندر آپ کی قوت اور استحکام ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ لوگوں نے کس خلوص کے ساتھ چندہ دیا ہے چندہ کی رقم سوا لاکھ روپیہ کے قریب ہے ان خواتین نے جو جلسہ میں موجود تھیں تین ہزار سے زائد چندہ دیا ہے۔

## قومی زندگی کا نشان

اس سے ظاہر ہے کہ قوم زندہ ہے۔ ایک دوست جو جماعت قادیان سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ یہ قوم مر چکی ہے لیکن یہ نظارہ دیکھ کر معلوم ہوا کہ یہ قوم تو زندہ ہے۔ آپ کو یہ زندگی مبارک ہو۔ اور مل کر دعا کرو کہ قوم کے اس اقدام کو خدا اپنے فضل و کرم سے تکمیل تک پہنچائے۔

## کراچی سے پشاور تک مشن قائم کرنے کا عزم

جو رقوم اس مارکیٹ سے بصورت کرایہ آئیں گی وہ اشاعت اسلام پر خرچ کی جائیں گی۔ کراچی سے پشاور تک مشن قائم کئے جائیں گے۔ جن کے ذریعہ حضرت مجدد زمانؑ کے معقول و مفید نظریات کو مشرق سے لیکر مغرب تک پھیلایا جائے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہی تلقین فرمائی ہے۔ قرآن و حدیث کی پابندی کی جائے زندہ دین کی زندہ تعلیم کو عام کیا جائے۔ آپ کی یہی تلقین تھی۔ کہ قرآن پر عامل ہو جاؤ اور حدیث پر چلو۔ میں یقین کرتا ہوں کہ لوگ ان نظریات کو قبول کریں گے۔ اور حضرت مجدد زمانؑ کو اپنا رہبر تسلیم کریں گے۔ وہ وقت قریب ہے اور بہت قریب ہے جبکہ اکثر لوگ انکو مجدد زمان یقین کریں گے۔ آپ کے ذمہ کام کرنا ہے۔ آپ عہد کر لیں کہ ہم نے سعی کرنا ہے اور بڑے خلوص سے سعی کرنا ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر یہ مشنوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات اور نظریات کو پیش کیا گیا تو سعادت مند روحیں حضرت مجدد زمان کی جماعت میں داخل ہوں گی۔

## قوم کا ہر فرد چندہ میں حصہ لے

یہ فیصلہ جو آپ نے کیا ہے۔ اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانا آپ کا کام ہے۔ اس پر مستعدی اور مضبوطی سے قائم ہو جاؤ۔ کسی نے چار روپے دیئے ہیں کسی نے چار سو اور کسی نے چار اور پانچ ہزار۔ یہ چندہ آپ اشاعت اسلام کے لئے دے رہے ہیں یہ صدقہ جاریہ ہوگا۔ اس واسطے میری درخواست ہے کہ قوم کا کوئی بھی ایسا شخص نہ رہے جو اپنے تئیں اس ثواب سے محروم رکھے قلیل سے قلیل رقم جو کوئی دے سکتا ہے دے۔ کوئی مضائقہ نہیں حضرت

(باقی برصفحہ ۱۳)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

# احباب ربوہ کی طرف سے پیش کردہ

## حضرت اقدسؑ کے نزدیک نبوۃ کے دو مفہوم

گزشتہ قسط میں جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ایک دوست کے بعض سوالوں کے جواب دیئے گئے تھے اس دوست کا ایک سوال قابل جواب رہ گیا تھا جس کے متعلق میں نے لکھا تھا کہ آئندہ قسط میں دیا جائے گا سو اس سوال کا جواب ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

### پہلا مفہوم

میں نے اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے نبوت کے دو مفہوم بیان فرمائے ہیں۔ ایک محض لغوی جس میں صرف خدا کی طرف سے بکثرت غیب کی خبریں پانے اور حقائق قرآنیہ پر مطلع ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہے اور یہ نعمت الٰہی بھی اُمتی کو اپنے نبی متبوع کی کامل پیروی کے نتیجہ میں ملتی ہے۔ اس مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور کے نزدیک اُمتی پر "نبی" کے لفظ کا اطلاق محض جزوی اور ناقص طور پر یا مجازی طور پر جائز ہے اور ایسے امتی کی وحی نہ تو وحی نبوت ہوتی ہے اور نہ وہ زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دیا جاتا ہے بلکہ اس پر جس وحی کا نزول ہوتا ہے وہ وحی ولایت کہلاتی ہے، اور وہ امتی زمرۂ اولیاء کا فرد کہلاتا ہے مثال کے طور پر حضورؑ نے حضرت موسیٰ کی والدہ محترمہ وغیرہ کی مثالیں بھی قرآن شریف سے پیش کی ہیں تاکہ حضورؑ کو زمرۂ اولیاء کا فرد قرار دیتے اور حضورؑ کے مقام کو مقام ولایت تک محدود رکھنے میں جماعت کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے اور نہ ہی غیروں کو حضورؑ کی طرف کسی خلاف حقیقت اور خلاف واقعہ دعوے کے منسوب کرنے کی جرأت ہو، لیکن ہوا یہ کہ باوجود اس صراحت کے غیروں نے تو از راہ مخالفت و تعصب اور عناد حضورؑ کی طرف ایسی نبوت کا دعوےٰ منسوب کر دیا جس سے مدعی زمرۂ انبیاء میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور ادھر حضورؑ کی جماعت کے ایک گروہ نے خطرناک اجتہادی غلطی کا ارتکاب کرتے ہوئے حضورؑ کے بعض الفاظ پر کافی غور کو کام میں نہ لانے کی وجہ سے حضورؑ کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دے دیا اور جماعت کے لئے غلو کا دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ اب تک یہ دوست حضور کو کامل نبی لکھتے چلے جاتے ہیں حالانکہ حضور نے بالصراحت اپنے متعلق صرف جزوی نبی کا لفظ استعمال کیا ہے اور کبھی بھی اپنے آپ کو کامل نبی نہیں لکھا اور نہ ہی اپنی نبوت کو نبوت تامہ سے تعبیر کیا ہے۔

### دوسرا مفہوم

دوسرا مفہوم نبوت کا حضورؑ نے یہ بیان فرمایا کہ حقیقی اور کامل اور نبوت تامہ کا حامل وہ نبی ہوتا ہے جو صاحب شریعت ہو مستقل ہو، کوئی نہ کوئی نئی سچائی اور نئی ہدایت لانے والا ہو، اور اسی کو حضور نے اسلامی اصطلاح میں نبوت قرار دیا اور صاف الفاظ میں لکھا کہ محض لغوی مفہوم کے لحاظ سے نبوۃ اور اسلامی اصطلاح میں نبوت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ آنے والے مسیح کے لئے احادیث میں جو لفظ نبی کا استعمال ہوا ہے وہ اسلامی اصطلاح کے لحاظ سے استعمال نہیں ہوا بلکہ محض لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

### میرا مطالبہ

اسی بنا پر میں نے اپنے جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے بھائیوں سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ حضور کی تحریر سے یہ دکھلا دیں کہ حضورؑ نے اپنے آپ کو اسلامی اصطلاح میں نبی قرار دیا ہو۔ اسلامی اصطلاح میں نبی ہونے کا انکار تو صاف اور کھلے الفاظ میں موجود ہے جو احباب ربوہ کو بھی مسلم ہے۔

اگر ان کا یہ دعوےٰ مبنی بر حقیقت ہے کہ حضورؑ نے نبوت کی جو تعریف اسلامی اصطلاح کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان فرمائی تھی اسے حضور نے منسوخ کر کے اسلامی اصطلاح میں نبوت کی وہی تعریف کر دی ہے جو محض لغوی مفہوم کو مدنظر رکھ کر کی تھی تو ہمارے بھائی حضورؑ کی کوئی ایسی تحریر پیش کریں جس میں حضور نے یہ لکھا ہو کہ اسلامی اصطلاح والا مفہوم اور لغوی معنوں والا مفہوم ایک ہی ہے یا یہ لکھا ہو کہ میرے لئے احادیث میں یا میرے الہامات میں جو لفظ "نبی" استعمال ہوا ہے وہ اسلامی اصطلاح میں استعمال ہوا ہے، یا یہ لکھا ہو کہ میں اسلامی اصطلاح میں نبی ہوں محض لغوی معنی میں دعوےٰ تو آخری تحریر تک چلا جاتا ہے جیسے اس خط میں بھی ہے جس کا شمار بھی آخری سب میں ہوتا ہے۔

### حقیقۃ الوحی کے الفاظ

حضورؑ کے الفاظ یہ ہیں:۔

> "اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افتراء ہے بلکہ جس نبوت کا دعوےٰ کرنا قرآن شریف کی رُو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا گیا۔"
>
> (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹)

ظاہر ہے کہ اسلامی اصطلاح وہی ہو سکتی ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہو، پس حضورؑ کا یہ فرمانا کہ جس نبوت کا دعوےٰ کرنا قرآن شریف کی رُو سے ممنوع ہے وہ میں نے نہیں کیا متراد ف ہے اس اقرار کے کہ میں نے اسلامی اصطلاح والی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ اس کے بعد حضور فرماتے ہیں:۔

> "صرف یہ دعوےٰ کیا ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلعم کے فیض نبوۃ کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرف مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں"  (صفحہ ۳۹)

ظاہر ہے کہ صرف کثرت سے مکالمہ مخاطبہ کے شرف کو پانے کا نام ہی حضور نے محض لغوی معنی میں نبوت رکھا ہے گویا حقیقۃ الوحی کی اس عبارت میں بھی حضور نے صاف لفظوں میں اسلامی اصطلاح والی نبوت سے انکار اور محض لغوی معنی والی نبوۃ کا اقرار کیا ہے اور اپنا یہی مذہب حضورؑ نے بالکل ابتدا میں بیان فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے بھائیوں کو بھی مسلم ہے۔

### ایک اور امر کا فیصلہ

حقیقۃ الوحی کی یہ عبارت ایک اور امر کا بھی فیصلہ کر

دیتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح حضورؑ نے بالکل ابتداء میں یہ تحریر فرمایا کہ نبوۃ درحقیقت اسلامی اصطلاح والی نبوّت ہی ہے دوسری تو محض مجازی، جزوی اور ظلی ہے جس کا اطلاق نبی پر قطعاً جائز نہیں اسی طرح اس عبارت میں بھی اس حقیقت کا اقرار موجود ہے۔

چنانچہ حضورؑ نے اس عبارت میں صاف الفاظ میں فرمایا کہ میری طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا محض افترا ہے اگر حضورؑ کے نزدیک اسلامی اصطلاح والی نبوۃ اور محض لغوی معنی والی نبوّت ایک ہی مفہوم رکھتی ہوتی اور محض کثرت سے امور غیبیہ کا پانا ہی نبوّت ہوتا تو پھر تو آپ یقیناً مدعی نبوّت تھے اس صورت میں حضورؑ دعوےٰ نبوّت کی نسبت کو کس طرح جھوٹ اور افترا قرار دے سکتے تھے اور کس طرح اسکو جاہل لوگوں کو اپنے خلاف بھڑکانے کا موجب ٹھہرا سکتے تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضورؑ اسلامی اصطلاح والی نبوّت کو ہی نبوّت قرار دیتے تھے دوسری کو نبوۃ نہیں بلکہ ولایت قرار دیتے تھے

## حضور علیہ السلام کا استدلال

میں نے پہلے مضمون میں یہ بھی لکھا تھا کہ حضورؑ نے اسلامی اصطلاح میں نبوّت کی جو تعریف کی ہے وہ علماء زمانہ کی تقلید کرتے ہوئے نہیں کی بلکہ اس کا استدلال قرآن کریم کی آیت "وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ" سے کیا ہے یہی وجہ ہے کہ حقیقۃ الوحی میں حضورؑ نے تحریر فرمایا کہ قرآن کریم کی رُو سے ایسی نبوّت کا دعوےٰ کرنا ممنوع ہے جو میں نے نہیں کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم کی اصطلاح اور اسلامی اصطلاح حضور کے نزدیک ایک ہی مفہوم رکھتی ہیں۔

## اس کے خلاف پیش کردہ عبارت

میرے سابقہ مضمون میں مندرجہ بالا مطالبہ کے جواب میں سوال کرنے والے دوست نے حضورؑ کی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ضمیمہ کے صفحہ ۱۳۸ سے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کئے ہیں:-

"نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا"

## اخذ کردہ نتیجہ

اس عبارت کو نقل کر کے وہ دوست یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس عبارت میں حضورؑ نے اسلامی اصطلاح والی سابقہ تعریف نبوۃ کو منسوخ کر دیا ہے جس میں شریعت کا لانا اور مستقل ہونا ضروری قرار دیا گیا تھا اسی طرح جو استدلال حضورؑ نے قرآن کریم کی آیت "وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ" سے کیا تھا وہ بھی اس تحریر کے ذریعہ منسوخ کر دیا۔

## دو ضروری باتیں

پیشتر اس کے کہ میں حضورؑ کی مندرجہ بالا پیش کردہ عبارت کا صحیح مفہوم بیان کروں جو حضورؑ کے مدنظر ہے اور جو بالکل حضور کی ابتدائی تحریر کے مطابق ہے دو باتیں بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں اول یہ کہ اگر احباب جماعت ربوہ کے عقیدہ نسخ کا انحصار اس پیش کردہ عبارت پر ہے۔

## پہلی بات

تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ حضور کی یہ کتاب حضور کی زندگی میں شائع نہیں ہوئی بلکہ حضورؑ کی وفات کے بعد شائع ہوئی ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ نبوت کی تعریف میں تبدیلی کا خیال جماعت کے کسی فرد کے ذہن میں حضورؑ کی زندگی میں نہ آیا اور نہ آسکتا تھا بلحاظ دیگر حضور کی زندگی میں ساری جماعت کا یہی مذہب تھا کہ حضورؑ محض لغوی معنی میں ہی نبی ہیں اسلامی اصطلاح میں نبی نہیں اور محض لغوی معنی میں نبی درحقیقت غیر نبی ہی ہوتا ہے نبی کوئی انسان بن ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ اسلامی اصطلاح میں نبی نہ ہو حضورؑ کی وفات کے بعد بھی جماعت اس حقیقت سے بے خبر رہی جب تک کہ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی وفات کے بعد براہین احمدیہ حصہ پنجم کی اس عبارت سے جماعت کو آگاہ نہیں کر دیا گیا اس عقیدہ کے قائلین خود بھی ازراہ انصاف سوچ لیں کہ اس میں کس قدر قباحتیں ہیں اور کیا یہ مذہب مضحکہ خیز نہیں بن جاتا کہ مدعی نبوّت اپنی زندگی میں تو اپنے دعوےٰ کی حقیقت کو نعوذ باللہ چھپاتا رہا حتیٰ کہ اپنی جماعت کو اطلاع دینے سے بھی نعوذ باللہ گریز کرتا رہا اور پھر اپنی کتاب میں حقیقی نبوّت کی تعریف کو لکھکر رکھ دیا گیا جس نے اس کی زندگی کے بعد شائع ہونا تھا اس عقیدہ کی رُو سے حضورؑ کے کیرکٹر پر نعوذ باللہ جو دھبہ لگتا ہے اس کا آپ خود ہی قیاس کر لیں مجھے اس کو بیان کرنیکی ضرورت نہیں

## دوسری بات

دوسری بات جو قابل بیان ہے وہ یہ ہے کہ کتاب حقیقۃ الوحی براہین احمدیہ حصہ پنجم کے بعد لکھی گئی ہے اور اس میں جیسا کہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں پھر اسی ابتدائی مذہب کو دوہرایا گیا ہے کہ اسلامی اصطلاح میں دعویٰ نبوّت ممنوع ہے صرف لغوی مفہوم کے اعتبار سے یہ لفظ امتی کے لئے استعمال ہو سکتا ہے لیکن اس کا حامل نبوۃ کا مدعی نہیں کہلا سکتا جس کے معنے یہ ہوئے کہ ۱۹۰۵ء میں تحریر کردہ عبارت کو (براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۹۰۵ء میں لکھی گئی) ۱۹۰۷ء میں منسوخ کر دیا گیا کیونکہ حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء میں لکھی گئی گویا یہ ناسخ منسوخ کا تصفیہ ۱۹۰۱ء تک ہی نہیں بلکہ آخر تک چلتا رہا اس سے بھی حضرت اقدسؑ کی علمی پوزیشن نعوذ باللہ جس حد تک مجروح ہو سکتی ہے اس پر ہمارے جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے دوست خود ہی غور فرمائیں۔

## پیش کردہ عبارت کا سیاق و سباق

اب میں براہین احمدیہ حصہ پنجم کی پیش کردہ عبارت کی طرف آتا ہوں سوال کرنے والے دوست نے اس عبارت کو پیش کرتے وقت اس کے سیاق و سباق کو مدنظر نہیں رکھا اور اس عبارت کو پیش کرتے وقت تمام علماء ربوہ یہی طریق اختیار کرتے ہیں اسی لئے علماء کی طرف کو دیگر احباب ربوہ کے ذہنوں میں یہی بٹھا دیا گیا ہے کہ اس عبارت نے سابقہ عبارتوں کو منسوخ کر دیا ہے اس لئے اس عبارت کے صحیح مفہوم کو واضح کرنے کے لئے اس پر مفصل روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے یاد رہے کہ عبارت پیش کردہ ایک سائل کے سوال کے جواب میں لکھی گئی ہے اس لئے سب سے پہلے سوال کے الفاظ پر غور کرنا ضروری ہے جو یہ ہیں:-

"بعض یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنے والا عیسیٰ اسی امت میں سے ہوگا لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا۔"

## سائل کا سوال کیا ظاہر کرتا ہے

سوال سے واضح ہے کہ سائل کے نزدیک امتی پر لفظ "نبی" کا اطلاق کسی مفہوم میں بھی جائز نہیں اس لئے وہ آنے والے مسیح کا اس امت میں سے ہونے کو بایں وجہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ صحیح مسلم میں آنے والے مسیح کو صریح لفظوں میں نبی اللہ کہکر پکارا گیا ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں گو آنے والے مسیح کو امتی لکھا ہے گویا سائل کو یہ دونوں باتیں متضاد نظر آتی ہیں کہ ایک شخص نبی بھی ہو اور امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا فرد بھی ہو۔ اسی بناء پر وہ حضرت اقدسؑ کے مسیح موعود ہونے کے دعوے کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ اس نقطہ سے وہ یہی سمجھتا ہے کہ مسیح ناصری کا آنا ہی ضروری ہے جو نبی تھا

## حضورؑ کا جواب

اس سوال کا جو جواب حضورؑ نے دیا ہے وہ

کوئی نیا جواب نہیں بلکہ وہی جواب ہے جو ہمیشہ حضور دیتے رہے ہیں، یہ تو ظاہر ہی ہے کہ امتی ہونے کا انکار تو حضور کر سکتے ہی نہیں تھے۔ اس لئے وضاحت طلب امر صحیح مسلم میں وارد شدہ لفظ "نبی" ہی تھا جس کی وضاحت ضروری تھی چنانچہ اسی کی وضاحت فرما دی۔ اب اگر دوست غور فرمائیں گے تو دیکھ لیں گے کہ لفظ نبی کی جو تشریح حضور نے ہمیشہ فرمائی وہی تشریح اپنے اس جواب میں بھی فرما دی، دونوں تشریحوں میں سر مو فرق نہیں کہ ناسخ اور منسوخ کی بحث کو درمیان میں لانے کی ضرورت پیش آئے۔

میں پھر اس امر کو دوہرا دیتا ہوں کہ جواب کا صحیح مفہوم سمجھنے سے قبل احباب کو یہ ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ صحیح مسلم کی حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے جو لفظ نبی وارد ہوا ہے اسی کی حقیقت حضور نے بیان فرمائی ہے اور اسی کے صحیح مفہوم پر روشنی ڈالی ہے مطلق لفظ "نبی" کی تعریف اس جواب میں بیان کرنا مقصود نہیں کیونکہ سائل کا سوال صحیح مسلم میں وارد شدہ لفظ "نبی" سے ہی تعلق رکھتا ہے کیونکہ بعض اوقات سوال ہی جواب کی اصل حقیقت اور اس کا اصل مفہوم سمجھنے میں ممد ہوتا ہے اس لئے جواب کے الفاظ پر غور کرتے وقت اس امر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

## جواب کے الفاظ

جواب میں حضور فرماتے ہیں :-

"اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنی پر غور نہیں کیا گیا (یعنی صحیح مسلم میں وارد شدہ لفظ "نبی" کے حقیقی معنی پر غور نہیں کیا گیا کیونکہ سوال میں اسی کا ذکر ہے۔ از ناقل) نبی کے معنی صرف یہ ہیں (یعنی حدیث میں وارد شدہ لفظ "نبی" کے معنی صرف یہ ہیں وہی لفظ صرف یہاں بھی استعمال ہوا ہے جو حضور ہمیشہ لغوی معنی کے ساتھ لگاتے رہے ہیں کبھی محض اور کبھی صرف لغوی معنی کہتے رہے ہیں۔ از ناقل) کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو، شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو، پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو بلکہ فساد اس حالت میں لازم آتا ہے کہ اس امت کو آنحضرت صلعم کے بعد قیامت

مکالمات الٰہیہ سے بے نصیب قرار دیا جائے"

ظاہر ہے کہ جب اس تحریر میں "مطلق نبی" کی تعریف نہیں کی جا رہی بلکہ حدیث میں وارد شدہ لفظ "نبی" کا مفہوم بیان کرنا مقصود ہے تو شریعت کے نہ لانے اور کسی رسول کے متبع نہ ہونے کی جو شرط بیان کی گئی ہے وہ مطلق نبی کے متعلق بیان نہیں کی گئی بلکہ آنے والے مسیح کے لئے جو لفظ نبی حدیث میں استعمال ہوا ہے اس کے متعلق بیان کی گئی ہے یعنی اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے حضرت نبی کریم صلعم نے شریعت کا لانا اور متبع رسول نہ ہونا ضروری نہیں قرار دیا بلکہ محض کثرت مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہونا ہی اس کے لئے کافی قرار دیا گیا ہے اور اسے امتی کہہ کر آنحضرت صلعم نے اسی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ امتی ہونے کے اعتبار سے جس مفہوم میں لفظ نبی استعمال ہو سکتا ہے اسی مفہوم میں آنے والے مسیح کے لئے یہ لفظ حدیث میں استعمال کیا گیا ہے اور یہ محض لغوی معنی ہیں اسلامی اصطلاح سے اس کو کوئی تعلق نہیں اس لئے باوجود لفظ نبی کے استعمال کے امتی زمرہ انبیاء کا فرد نہیں بن سکتا پس اس لحاظ سے آنے والے مسیح کے لئے دونوں لفظ امتی اور نبی استعمال ہو سکتے ہیں یعنی ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی جس کا مفہوم یہ ہے کہ باوجود نبی کے لفظ کے اطلاق کے وہ نبی نہیں کہلائے گا بلکہ غیر نبی ہی رہے گا۔

## کیا خالی لفظ نبی کے استعمال سے حقیقی نبی مراد ہو سکتا ہے

علماء و احباب ربوہ کو جو غلطی لگی ہے وہ مطلق لفظ "نبی" سے لگی ہے کیونکہ حضور نے لکھا کہ نبی کے معنی صرف یہ ہیں خالی لفظ نبی دیکھ کر انہوں نے سمجھ لیا کہ اس جگہ مقید لفظ "نبی" کی حقیقت بیان نہیں ہو رہی بلکہ مطلق لفظ "نبی" کی تعریف بیان ہو رہی ہے ان کی اس غلطی کو دور کرنے کے لئے میں حضور کی کتاب توضیح مرام کی عبارت پیش کرتا ہوں اسکو اگر ہمارے یہ دوست مدنظر رکھیں گے تو اصل حقیقت ان پر کالشمس فی نصف النہار کی طرح روشن ہو جائے گی۔ اور وہ مغالطہ جو ان کو لگا ہوا ہے ایک منٹ میں دور ہو جائے گا یہ عبارت اگرچہ پہلے بھی پیش کی جا چکی ہے لیکن مندرجہ بالا سوال کو صاف کرنے کے لئے دوبارہ پیش کر دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

## توضیح مرام کی عبارت

توضیح مرام کی وہ عبارت حسب ذیل ہے:-

"اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی ہونا چاہئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں"

اس عبارت میں معترض کے اعتراض کا رد اول یہ لکھا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے آنے والے مسیح کے لئے نبوت شرط ہی نہیں ٹھہرائی حالانکہ صحیح مسلم کی حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے بالصراحت لفظ "نبی" موجود ہے اور ایک دفعہ نہیں بلکہ چار دفعہ موجود ہے۔ لفظ نبی کی موجودگی کے باوجود حضور کا یہ کہنا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے آنے والے مسیح کے لئے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی اور اس جواب کو اولیت کا درجہ دینا صاف دلالت کر رہا ہے اس بات پر کہ صحیح مسلم کی حدیث میں جو لفظ "نبی" آنے والے مسیح کے لئے وارد ہوا ہے وہ حضور کے نزدیک ایسے مفہوم میں وارد ہوا ہے جس مفہوم کے اعتبار سے آنے والا مسیح زمرہ انبیاء کا فرد نہیں قرار دیا جا سکتا گو لفظ "نبی" اس کے لئے استعمال کیا گیا ہے لیکن مراد غیر نبی ہی لی گئی ہے اور یہ اسی صورت میں درست ہو سکتا ہے کہ اس لفظ "نبی" سے محض لغوی معنی مراد لئے جائیں۔ یعنی خدا سے کثرت سے غیب کی خبریں پانے والا جیسا کہ حضور نے اربعین نمبر ۲ کے صفحہ ۱۸ کے حاشیہ پر اس کی وضاحت بھی فرما دی ہے۔ چنانچہ اپنے الہام یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حلہ میں کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں"

## اعتراض کا دوسرا جواب

حضور کے دعوے مسیحیت پر جو اعتراض کیا گیا ہے کہ مثیل مسیح کو بھی نبی ہونا چاہئے اس کا اول جواب تو احباب کرام نے دیکھ ہی لیا ہے

اب اس کے بعد کی دوسرا جواب بھی قابلِ غور ہے، فرماتے ہیں:۔

"ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدّث ہو کر آیا ہے اور محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے"

مندرجہ بالا عبارت میں حضور نے صحیح ..... مسلم میں وارد شدہ لفظ کی تشریح فرما دی ہے کہ اس لفظ "نبی" سے مراد ..... محدّث ہی ہے اور چونکہ محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے اس لئے مماثلت کے ثابت کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آنے والا مسیح ایک معنی سے نبی ہو۔ اور ایک معنی سے جو نبی ہوگا اس کی نبوت جزئی نبوت ہوگی نبوت تامہ نہیں ہوگی اس سے ظاہر ہوا کہ حضورؑ کے نزدیک حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے جو لفظ نبی وارد ہوا ہے وہ جزئی نبوت کے مفہوم میں ہی وارد ہوا ہے نبوت تامہ کے مفہوم میں وارد نہیں ہوا اور نبی وہی کہلا سکتا ہے جو نبوت تامہ رکھتا ہو اسی لئے حضورؑ نے فرمایا کہ آنے والے مسیح کے لئے حضرت نبی کریم صلعم نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی کیونکہ اس کی نبوت تامہ نہیں۔

## ایک معنی سے نبی ہونے کا مفہوم

اس کے بعد حضورؑ نے ان اجزاء کا ذکر کیا ہے جو محدث بھی ایک معنی سے نبی میں پائے جاتے ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

"مگر تاہم جزئی طور پر وہ (محدث) ایک نبی ہی ہے کیونکہ

(۱) وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔

(۲) امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔

(۳) اور رسولوں اور نبیوں کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔

(۴) اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے

(۵) اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے

(۶) اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے۔

(۷) اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔

مندرجہ بالا سات امور کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔"

اب ہمارے جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے بھائی براہین احمدیہ حصہ پنجم کی عبارت اور توضیح مرام کی (جو بالکل ابتدائی کتاب ہے) مندرجہ بالا عبارت کو بالمقابل رکھ کر دیکھیں کہ کیا ان دونوں عبارتوں میں ذرہ بھی فرق ہے۔ وہاں بھی یہی لکھا ہے کہ نبی کے معنی صرف یہ ہیں' اور یہاں بھی یہی لکھا ہے کہ "نبوت کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں" اگر وہاں لفظ نبی مطلق رکھا ہے تو یہاں بھی نبوت کو مطلق ہی رکھا ہے۔ اگر مطلق رکھنے کا وہاں نبی کی تعریف کرنا مقصود ہو سکتا ہے تو توضیح مرام میں کیوں نہیں۔ پس نتیجہ صاف یہی نکلتا ہے کہ جو تعریف نبوت کی آپ لوگ حضرت اقدسؑ کی طرف ۱۹۰۱ء کے بعد منسوب کرتے ہیں وہی بالکل ابتدائی کتاب میں موجود ہے پھر اس کے ہوتے ہوئے کیوں حضور اپنے آپ کو غیر نبی کہتے رہے اور کیوں نبوت کی تعریف میں شریعت کا لانا اور مستقل ہونا ضروری شرط ٹھہراتے رہے کیا آپ کے نزدیک ناسخ منسوخ کا قصہ ہر کتاب میں ہی چلتا رہا ہے یعنی ایک کتاب میں ایک عبارت لکھی اور دوسری کتاب میں اسے منسوخ کر دیا خدارا غور کرو کہ یہ کیا مضحکہ خیز مسلک ہے جو آپ دوستوں نے اختیار کیا ہوا ہے کیا ایسے اس طریق سے آپ لوگ حضرت اقدسؑ کے مقام کو بھی مضحکہ خیز نہیں بنا رہے ہیں کیا توضیح مرام کے الفاظ صاف یہ نہیں بتلا رہے کہ اس طریق سے حضورؑ جس جس جگہ نبوت کا مفہوم بیان فرماتے ہیں وہاں اسی لفظ نبی کی تشریح مقصود ہوتی ہے جو صحیح مسلم میں آنے والے مسیح کے لئے وارد ہوا ہے۔

اگر براہین احمدیہ میں نبی کے مفہوم سے شریعت لانے اور مستقل ہونے کو خارج کیا گیا ہے تو کیا توضیح مرام میں بھی انہی دونوں چیزوں کو باہر نہیں رکھا۔

میرے عزیز بھائیو اب جبکہ حق کھل گیا ہے تو امرأۃ العزیز کی طرح الآن حصحص الحق کہتے ہوئے حق کے سامنے گردن جھکا دو اور یہی مومن کا شیوہ ہے۔

## براہین احمدیہ سے ایک اور حقیقت کا اظہار

براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۳۸ سے جس نور عبارت اوپر نقل کی گئی ہے اس کے معاً بعد حضور ایک اور حقیقت پر روشنی ڈالتے ہیں جو وہ بھی ہمارے ربوہ کی جماعت سے تعلق رکھنے والے بھائیوں کو دعوت غور و فکر دے رہی ہے فرماتے ہیں:۔

"وہ دین دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے ..... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے دین وہ ہے جو تاریکی سے نکالتا اور نور میں داخل کرتا ہے اور انسان کی معرفت شناسی صرف قصوں تک محدود نہیں رکھتا بلکہ ایک معرفت کی روشنی اس کو عطا کرتا ہے سو سچے دین کا متبع اگر خود نفس امارہ کے حجاب میں نہ ہو خدا کے کلام کو سن سکتا ہے سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے"

میں اپنے ان بھائیوں سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ حضرت اقدس کی مندرجہ بالا تحریر کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے دل سے فتویٰ پوچھیں کہ کیا ان کا یہ اعتقاد حضرت اقدس کے مسلک کے مطابق ہے کہ امتی نبی بنانا صرف حضرت نبی کریم صلعم کی خصوصیت ہے۔ کیا حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ادیان نعوذ باللہ لعنتی اور شیطانی دین تھے جو وہ اپنے کامل متبعین کو حضرت اقدس جیسا امتی نبی نہ بنا سکے حالانکہ اپنے کامل متبعین کو حضرت اقدسؑ جیسا امتی نبی بنانا سچے دین کی لازمی نشانی حضورؑ قرار دے رہے ہیں یہ تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ کا مذہب یہی تھا کہ پہلی امتوں میں جس قدر نبی ہوئے ہیں ان کے نبی بننے میں کسی نبی کی پیروی کا دخل نہ تھا اور مندرجہ بالا بیان سے واضح ہے کہ امتی نبی ہر نبی بناتا رہا ہے نتیجہ صاف ہے کہ امتی نبی نبی نہیں ہوتا بلکہ ولی ہوتا ہے جیسا کہ حضور کی وہ عبارت جو اس کے معاً بعد مذکور ہے اس پر نص قطعی ہے فرماتے ہیں:۔

"ورنہ اگر نبی کے صرف (صرف کا لفظ یاد رکھیں از ناقل) یہ معنی کئے جائیں کہ اللہ جلشانہٗ اس سے مکالمہ مخاطبہ رکھتا ہے اور بعض اسرار غیب کے اس پر ظاہر کرتا ہے تو اگر ایک امتی ایسا نبی ہو جائے تو اس میں حرج کیا ہے خصوصاً جبکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ یہ امید دلائی ہے کہ ایک امتی شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اپنے اولیاء سے مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں۔"

اب ہمارے بھائی دیکھ لیں کہ کس وضاحت سے امتی نبی کو جماعت اولیاء کا فرد قرار دیا ہے اور کس وضاحت سے فرمایا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ حاصل کرنے والے جماعت اولیاء کے فرد ہوتے ہیں کیا اس سے زیادہ واضح نص بھی ہو سکتی ہے الانصاف! الانصاف! الانصاف!

## براہین احمدیہ کا دوسرا حوالہ

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۸۱ سے لیکر صفحہ ۱۸۴ تک اسی موضوع پر بحث کی ہے اور وہی حقیقت بیان کی ہے جس کا ذکر اوپر آیا ہوا ۔کسی معترض کے اعتراض کو قولہ سے اور اپنے جواب کو اقول کے لفظ سے یوں بیان کرتے ہیں :-

"قولہ احادیث میں نازل ہونے والے عیسٰی کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدث کو بھی نبی کہا گیا ہے"

جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے احباب کا اگر یہ اعتقاد صحیح ہے کہ حضرت اقدسؑ سنہ ۱۹۰۱ء تک تو اپنے آپ کو محدث سمجھتے رہے ۔ لیکن اس کے بعد آپ پر اس حقیقت کا انکشاف تام ہو گیا کہ حضور کا اپنے آپ کو محدث سمجھنا درست نہیں تھا بلکہ آپ مکمل طور پر اسی طرح نبی ہیں جس طرح حضرت آدم سے لے کر حضرت نبی کریم صلعم تک تمام انبیاء کرامؑ نبی تھے تو معترض کے اعتراض کا جواب حضورؑ کو یہ دینا چاہیئے تھا کہ قرآن اور حدیث میں محدث کو نبی نہیں کہا گیا بلکہ نبی کو ہی نبی کہا گیا ہے لیکن حضور نے جو جواب دیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اپنا وہی ابتدائی عقیدہ ہی بیان فرما رہے ہیں کہ قرآن اور حدیث سے بلا شک یہی ثابت ہوتا ہے کہ محدث کو بھی ایک معنی سے نبی کہا جا سکتا ہے اور وہ وہی محض لغوی معنی ہی ہیں جس کی بناء پر محدث پر بھی نبی کے لفظ کا اطلاق جائز فرماتے رہے ہیں ۔ حضور کے الفاظ پر ہر منصف مزاج شخص کو غور کرنا چاہیئے ۔ فرماتے ہیں :-

"اقول ۔ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنی صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں جو خدا تعالیٰ سے الہام پا کر پیشگوئی کرے (دیکھو لغت کا ہی ذکر کیا ہے اسلامی اصطلاح کا نام تک نہیں لیا (ناقل) پس جبکہ قرآن شریف کی رُو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسط فیض و اتباع آنحضرت صلعم کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے تو پھر ایسے نبی اس امت میں کیوں نہیں ہوں گے اس پر کیا دلیل ہے ۔

ایک نبی نہیں بلکہ جمع کے لفظ سے کثیر التعداد انبیاء کے آنے کا ذکر فرما کر اس امر کو واضح کر دیا اس کے بعد قرآن کریم سے دلائل دیتے ہوئے اس مضمون کو ان الفاظ پر ختم کیا ہے :-

اسی وجہ سے تو حدیث میں آیا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنے میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں اس حدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک طرف امتی کہا ہے اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے"

ربوہ سے تعلق رکھنے والے ہمارے بھائی دیکھیں کہ حضورؑ نے کس صفائی سے اپنے آپ کو حدیث مذکورہ بالا کے تحت لا کر اپنے حق میں لفظ نبی کے استعمال کو اسی طرح جائز قرار دیا ہے جس طرح دیگر علماء ربانی کے حق میں جائز قرار دیا ہے اور ایک جگہ حضور نے صریح لفظوں میں فرمایا ہے کہ مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی بھی اسی حدیث کے ماتحت ہے دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۸ و صفحہ ۳۴۹ ۔ اور حضور کے ایک الہام میں بھی اسی حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :-

"تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۴)

## جداگانہ نبوت سے انکار

مسئلہ متنازعہ فیہ کا حل ایک اور طریق سے بھی بآسانی ہو سکتا ہے حضورؑ نے توضیح مرام کے صفحہ ۱۶ پر مسیح موعود کے متعلق فرمایا :-

"(مسیح موعود) کوئی جداگانہ دین نہ لائے گا اور کسی جداگانہ نبوت کا دعوےٰ نہیں کرے گا ۔"

اب یہ مسلمہ فریقین ہے کہ اس ابتدائی زمانہ میں حضورؑ اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے اور نہ نبی قرار دیتے تھے جس کے معنی یہ ہوئے کہ نبی حضور کے نزدیک وہی ہو سکتا ہے جو جداگانہ نبوت کا دعوےٰ کرے اگر اسی مذہب کا اظہار حضور کی ان کتب میں بھی موجود ہو جو سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد لکھی گئی ہیں تو اس سے صاف یہی نتیجہ نکلے گا کہ حضورؑ نے اپنے ابتدائی مذہب میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں کی پس اس اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ حضورؑ نے اپنی کتاب نزول المسیح میں بھی جو سنہ ۱۹۰۲ء میں تصنیف ہوئی وہی توضیح مرام والے الفاظ استعمال کئے ہیں فرماتے ہیں :-

"یہ قول اس حدیث کے مطابق ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ آنے والا مہدی اور مسیح میرا اسم پائے گا اور کوئی نیا اسم نہیں لائے گا یعنی اس کی طرف سے کوئی نیا دعوےٰ نبوت اور رسالت کا نہیں ہو گا بلکہ جیسا کہ ابتدا سے قرار پا چکا ہے وہ محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے پر لے گا اور اپنی زندگی اسی کے نام پر ظاہر کرے گا اور مر کر بھی اس کی قبر میں جائے گا تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے اور یا علیحدہ رسول آیا بلکہ بروزی طور پر وہی آیا جو خاتم الانبیاء تھا"

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں :-

"اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے"

صفحہ ۳ حاشیہ :-

اس عبارت سے ظلی طور پر نبی کہلانے کے معنی بھی کھل گئے اور واضح ہو گیا کہ جو ظلی طور پر نبی ہوتا ہے وہ جدید نبوت کا مدعی نہیں ہوتا اور جو جدید نبوت کا مدعی نہ ہو وہ نبی نہیں ہوتا نتیجہ یہی نکلا کہ ظلی نبی نبی نہیں ہوتا ۔

پھر ملک کے حاشیہ پر ایک معنی سے نبی ہونے والا جملہ دہرایا ہے جس کا ذکر توضیح مرام میں پایا جاتا ہے اس سے بھی ظاہر ہے کہ توضیح مرام میں بیان کردہ مذہب میں کوئی تبدیلی دقوع میں نہیں آئی ۔

خلاصہ کلام یہ کہ جہاں تک حضرت اقدسؑ کے دعوےٰ کا تعلق ہے وہ ابتداء سے لے کر آخر عمر تک ایک ہی رہا ہے یعنی یہ کہ حضورؑ نے اپنے آپ کو ہمیشہ زمرہ اولیاء کا فرد ہی شمار کیا ہے زمرۂ انبیاء میں اپنے آپ کو کبھی داخل نہیں کیا اور یہ حقیقت براہین ساطعہ سے ثابت کر دی گئی ہے اس کو تسلیم کرنا یا نہ کرنا اب جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے بھائیوں کے اختیار میں ہے ۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

# تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۴)

میں اس کے لئے خاص طور سے درخواست کروں گا ۔ میں عرصہ دراز سے علیل تھا ۔ اب بفضلہ رو بصحت ہوں ۔ مہربانی فرما کر میری کامل صحت یابی کے لئے جناب امیر جماعت کی خدمت میں میری درخواست پیش کیجئے کہ وہ خاص طور سے میرے لئے دعا فرمائیں ۔ نیز آپ کی خدمت میں بھی دعا کے لئے التماس ہے ۔ دعا کیجئے کہ اب اعادۂ مرض نہ ہو ۔ جو کہ قبل ازیں بار بار ہوا کرتا تھا ۔ شکریہ !

کچھ عرصہ گذرا کہ ایک بار آپ کے ہم مسلک مسٹر عبدالرزاق صاحب اور آپ کے حلقۂ ارادت میں نئے شامل ہونے والے برما کے ایک صاحب (غالباً مسٹر بیتھ نام ہے) جو کہ بمبئی میں میڈیکل کالج میں اپنی طبی تعلیم کی تکمیل کے سلسلہ میں مقیم ہیں ۔ میری عیادت کے لئے میرے فلیٹ پر آئے تھے ۔ اُن حضرات کی آمد کی پیغام صلح ۱۲ ستمبر کے شمارہ میں شائع شدہ میرا خط تھا ۔ بدقسمتی سے دوبارہ ابھی تک ان دونوں حضرات سے ملاقات نہیں ہو سکی ۔ بہرکیف میرا اور میری اہلیہ اور بچوں کا پُر خلوص آداب و سلام قبول فرمائیے میں آپ کے خط اور مطلوبہ کتب کا انتظار کروں گا ۔ امید ہے حسب دستور سابق آپ از راہ کرم و عنایت اپنی اولین فرصت میں میری درخواست پر توجہ دیتے ہوئے مجھ کو شکریہ کا ایک اور موقعہ دیں گے ۔ پیغام صلح مجھ کو برابر مل رہا ہے ۔ مزید شکریہ ۔ میری ذہنی تربیت کے لئے لاجواب رہنما ثابت ہو گا ۔ والسلام

آپ کا فرانسس

چوہدری شکر اللہ خان منصور صاحب بی اے ایل ایل بی

# حجتِ صادق اور عذرِ نامعقول

(۸)

پس سادہ اور بھولے پن کے رنگ میں محض "نبوت" کی تعریف لکھ لکھ دکھانا ایک مغالطہ اور فریب ہے۔ اصل فیصلہ طلب متنازعہ امر وہ صفت یا شرط ہے جو "بالقوۃ نبی" اور "بالفعل نبی" کے درمیان یقینی

مابہ الامتیاز

ہے۔ یہ امتیازی شرط جو ہمارے نزدیک ہے مصنف قول بلیغ نے خود لکھدی ہے یعنے اس کا "سابق نبی کی امت نہ کہلانا"

اور قاضی صاحب نے اپنے نزدیک نبی کی جو تعریف لکھی ہے وہ بھی دراصل ایک ہی شرط ہے۔ اس امر کو سمجھنے کے لئے ان کی بیان کردہ تعریف ملاحظہ ہو:-

"ہم میں اور ان میں اس مسئلہ میں فرق صرف یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ نبوت کی جامع تعریف یہی ہے کہ مدعی کو ایسے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جائے جو بکثرت امور غیبیہ پر مشتمل ہو اور خدا تعالےٰ اس کا نام نبی رکھے خواہ وہ مدعی اُمتی ہو یا غیر اُمتی" (قول بلیغ صـ۳۲)

اس تعریف میں بظاہر تین باتوں کا ذکر ہے (۱) مکالمہ مخاطبہ (۲) بکثرت امور غیبیہ کا اظہار (۳) خدا کا نبی نام رکھنا مگر تھوڑے سے تدبر اور عقل و فکر سے معمولی غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ تینوں باتیں دراصل ایک ہی شرط ہیں یعنے

"بکثرت اظہار امور غیبیہ"

کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ جو اظہار امور غیبیہ ہوگا مکالمہ مخاطبہ کے ذریعہ ہی ہوگا۔ پس مکالمہ مخاطبہ کے لفظ کو ساتھ بڑھانا غیر ضروری اور تحصیل حاصل ہے۔ اسی طرح خدا کے نبی نام رکھنے کی بات ہے جیساکہ قاضی صاحب لکھتے ہیں:-

"اخبار غیبیہ کی کثرت سے اطلاع پانا غیر نبی میں پایا ہی نہیں جاتا . . . . . .
یہ بات بمطابق ارشاد الٰہی غیر نبی میں پائی ہی نہیں جاتی۔"

(حقیقۃ النبوۃ صـ۷۹)

یعنے بکثرت اظہار امور غیبیہ کے بغیر خدا تعالےٰ کسی کا نام نبی رکھتا ہی نہیں۔ اور جس پر بکثرت اظہار امور غیبیہ ہوگا اس کا نام نبی ضرور رکھا جائے گا لہٰذا علمائے ربوہ کی تعریف کے مطابق بھی نبی کی امتیازی شرط صرف اور صرف ایک ہے یعنے بکثرت اظہار امور غیبیہ۔ چنانچہ علمائے ربوہ کو بھی اس کا اقرار ہے جیساکہ ان کے خلیفہ صاحب لکھتے ہیں:-

(۱)- اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ درحقیقت آیت لا یظھر علیٰ غیبہ میں ان تینوں شرطوں کا مفہوم آجاتا ہے جو میں نے اوپر بیان کی ہیں اور ان تینوں شرطوں کو ایک ہی شرط بھی قرار دے سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہر ایک شخص کی سمجھ ایسی تیز نہیں ہوتی کہ وہ خود باریک باتوں کا استخراج کرلے اس لئے میں نے ہر شخص کو سمجھانے کے لئے تینوں باتوں کو الگ الگ بیان کر دیا ہے۔ تا ہر شخص کو سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ ورنہ لا یظھر علیٰ غیبہٖ احدا الا من ارتضیٰ من رسول کی آیت میں غلبہ علی الغیب کے معنے ہی یہ قرار دیئے کہ وہ اخبار انذار و تبشیر اپنے اندر رکھتے ہیں اور آیت "الا مبشرین و منذرین" درحقیقت کوئی الگ شرط نہیں لگاتی بلکہ اسی آیت کی تفسیر ہے اور نبی کا نام خدا کی طرف سے رکھا جانا بھی اسی آیت سے ثابت ہے۔ کیونکہ غیر نبی پر تو اللہ تعالےٰ کثرت سے غیب ظاہر کرتا ہی نہیں جیسا کہ آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہے اور جبکہ اللہ تعالےٰ رسول کو رسالہ میں اپنی طرف نسبت دیتا ہے تو یہ بات ثابت ہے کہ نام بھی وہ خود ہی رکھتا ہے ورنہ دوسرے اشخاص کو کیا معلوم ہوسکتا ہے کہ فلاں شخص اب اس درجہ کو پہنچ گیا ہے پس کثرت سے اظہار امور غیبیہ کا ہونا ایک ایسی شرط ہے جو درحقیقت ایک ہی شرط نبوت ہے اور دوسری دونوں شرطیں اس کی تشریح ہیں"

(حقیقۃ النبوۃ صـ۔ حاشیہ)

(۲)- پس جب اللہ تعالےٰ نے ایک شرط لگادی کہ سوائے رسول کے اظہار علی الغیب کا مرتبہ کسی کو نہیں ملتا تو جس شخص میں یہ بات پائی جائے گی وہ قرآن کی رُو سے حقیقی رسول اور نبی ہوگا۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود میں یہ بات پائی جاتی ہے اس لئے قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کی رُو سے آپ حقیقی نبی تھے"

(حقیقۃ النبوۃ صـ۱۷۱)

(۳)- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے جس قدر انبیاء گذرے ہیں ان کے نبی کہلانے کی بھی یہی وجہ تھی کہ کثرت سے امور غیبیہ پر انکو اطلاع دی جاتی تھی"- (کتاب مذکور صـ۱۷۱)

اور خود مصنف قول بلیغ نے بھی لکھا ہے:-

(۱) "قرآن کریم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء کی دو قسمیں ثابت ہوتی ہیں ایک قسم کے انبیاء وہ ہیں جو نئی شریعت لائے اور دوسری قسم کے انبیاء وہ ہیں جو پہلی شریعت کے تابع رہے لیکن نبوت کا مقام انہوں نے براہ راست حاصل کیا . . . . . . ان دونوں قسم کے نبیوں میں امر مشترک جسے نبوت مطلقہ قرار دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ سب تشریعی اور غیر تشریعی انبیاء نبی کہلاتے رہے ان کا اللہ تعالےٰ کی طرف سے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانا ہے"۔

(قول بلیغ صـ۶۰۵)

(۲)- "پس لغت عربی اور قرآن کریم سے ظاہر ہے کہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانا ہی وہ امر مشترک یا نبوت مطلقہ ہے جس کی وجہ سے پہلے تمام انبیاء نبی یا رسول کہلاتے"

(کتاب مذکور صـ۶)

پس جملہ حوالجات منقولہ بالا سے ظاہر ہے کہ اُن کے نزدیک "اظہار امور غیبیہ کی کثرت" ہی نبی کی وہ شرط ہے جو کسی شخص کو نبی بنا دیتی ہے یا غیر نبی سے ممیز کر دیتی ہے۔

## خلاصہ مطلب

اس تمام بحث کا یہ ہوا کہ جیساکہ قاضی صاحب

لکھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک نبی کی کامل شرط" اس کا غیر اُمتی ہونا ہے۔ اور چونکہ یہ شرط حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں نہیں پائی جاتی اس لئے ہم آپ کو بالفعل یعنی فی الواقعہ نبی نہیں مانتے۔ اور اگر یہ شرط واقعی نبی کی کامل شرط ہو تو علمائے ربوہ بھی آپ کو نبی نہ مانیں۔ مگر اُن کے نزدیک یہ بات نبی کی کوئی شرط ہی نہیں۔ بلکہ اُن کے نزدیک نبی کی

کامل شرط اور ہے

اور وہ بکثرت اظہار امور غیبیہ ہے۔ اور چونکہ یہ شرط حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی ہے اس لئے علمائے ربوہ کے نزدیک آپ بالفعل یعنی واقعی طور پر بلکہ حقیقی نبی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہم بھی حضرت اقدس پر بکثرت اظہار امور غیبیہ کا ہونا یقین کرتے ہیں اور اگر نبی کی کامل شرط واقعی یہی ہو تو ہمیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بالفعل یعنی واقعی نبی ماننا چاہیئے پس سارا اختلاف اور فرق دونوں فریق میں اس طرح یہ ثابت اور قائم ہوتا ہے کہ نبی کی دراصل

کامل شرط کیا ہے؟

ہمارے نزدیک "یہ کامل شرط" اس کا نبیؑ سابق کی اُمت نہ کہلانا ہے یعنے غیر اُمتی ہونا ہے لیکن علمائے ربوہ کے نزدیک "یہ کامل شرط" اس پر

"بکثرت اظہار امور غیبیہ"

کا ہونا ہے۔ لہذا

غور طلب بات

صرف یہ ٹھہری کہ مندرجہ بالا دونوں شرطوں میں سے کونسی شرط نبی کی "کامل شرط" ہے؟ کیونکہ

(۱) اگر غیر اُمتی ہونا نبی کی کامل شرط نہ ہو تو ہمیں اپنے موقف کو چھوڑنا پڑے گا اور

(۲) اگر بکثرت اظہار امور غیبیہ" نبی کی کامل شرط نہ ہو تو علمائے ربوہ کو حضرت مسیح موعود کے واقعی نبی ہونے سے انکار کرنا پڑے گا۔

قارئین کرام۔ اس اہم اور عظیم معاملہ کو اگلے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں اور ازروئے دین و ایمان خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنا فیصلہ دیں۔ کیونکہ علمائے ربوہ کا اپنے عقیدہ کے خلاف حق کو دیکھ کر خود بخود اس کو مان لینا ممکن نہیں۔ کیونکہ وہ لوگ مان لیں تو پھر کریں کیا؟ لیے ان کے عوام تو وہ بالکل لاتعلق ہیں۔ ان کو صرف اپنی "خلافت ثانیہ" سے واسطہ ہے۔ "مسیح موعود" کا معاملہ انہوں نے اپنے علماء کے حوالہ کر رکھا ہے اور وہ بھی اس اقرار کے ساتھ کہ ع

سر تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

اور باقی رہ گئے خاندان مسیح موعود کے افراد تو اُن کی یہ کونسی عقلمندی ہوگی کہ پھر نئے سرے ایک بات پیدا کر کے ان فوج در فوج علماء کے ساتھ مقابلہ کی بیٹھے بٹھائے ایک مصیبت سر پر ڈال لیں۔ (باقی دارد)

## (خطبہ جمعہ بسلسلہ صفحہ ۶)

ابوبکر رضہ نے اپنا سارا مال دے دیا۔ ایک شخص نے دو سیر کھجور لادیں، حضورؐ نے فرمایا کہ اس کی دو سیر کھجور بہت بڑا چندہ ہے اس نے سب کچھ دے دیا ہے آپ پرواہ نہ کریں کہ میرا ایک آدھ روپیہ دینا ہوا اچھا نہیں لگتا۔ خلوص اور صدق دل سے جو کچھ بن آئے دیں۔ خدا تعالے خلوص کا قدر دان ہے۔ لہذا میں قوم سے کہتا ہوں قوم کے ایک ایک مرد اور ایک ایک خاتون اور بچوں اور پیر و جوان کو کہتا ہوں کہ وہ حسب استطاعت اس صدقہ جاریہ میں حصہ لیں، ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اس ثواب سے محروم رہ جائے

### لاہور اور بیرونجات سے وصولی چندہ کا انتظام

جلسہ کے ایام میں صبح کی نماز کے بعد چندہ ہوا اور ۲۷ دسمبر کی دوپہر کو بھی احباب نے چندہ دیا۔ اس وقت لاہور کے بعض احباب موجود نہیں تھے۔ ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ میاں غلام حیدر صاحب نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ ایک اور ساتھی ملا کر لاہور کے احباب سے چندہ اکٹھا کریں گے۔ وہ حسب منشاء اپنا ساتھی بنا لیں اور اپنے دفتر لیں کہ ہر ممبر کے پاس پہنچنا ہے۔ اور ان کو اس ثواب میں شامل ہونے کی تحریک کریں، چندہ وصول کرنا ہے۔ اسی طرح میں نے بیرونجات کے مختلف احباب کو تکلیف دی تھی کہ وہ اپنے اپنے ہاں احباب جماعت سے چندہ اکٹھا کریں۔ کسی کو کراچی کے لئے کسی کو پشاور کے لئے اور کسی کو راولپنڈی کے لئے اور کسی کو دوسری جگہوں کے لئے مقرر کیا گیا۔ چنانچہ بہت سے احباب نے وعدہ کیا کہ ہم پھر کر احباب سے چندہ لیں گے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ ہر مرد و زن اور بچہ اور بچی اس تحریک میں حصہ لے اس طرح تمام کی تمام جماعت اس کار خیر میں حصہ لیکر شرکت کرے۔ اس میں برکت ہوگی اور یہ صدقہ جاریہ قوم کے استحکام اور اسلام کی زندگی کا موجب ہوگا۔

### احکام الٰہی پر عمل کرو

یہ احکام جو اللہ تعالے نے یہاں صادر فرمائے ہیں ان پر عمل درآمد کرنے کی آپ کوشش کریں، اللہ تعالے آپ کو توفیق دے اور آپ کے کاموں میں برکت ڈالے۔ آمین

# تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر صاحب۔ ڈار)

## بھارت

بمبئی۔ ۱۵؍اکتوبر ۱۹۶۲ء

حضرت مولانا صاحب، فیوضہٗ

آداب و سلام۔ جناب کا مکتوب گرامی مورخہ ۲۹؍ستمبر ۱۹۶۲ء کی زیارت و مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ غالباً آپ کو یاد ہوگا کہ عرصہ دراز ہوا میں نے اپنے دو شخص دوستوں کا پتہ تحریر کرتے ہوئے اُن کے لئے کچھ لٹریچر خصوصاً انگریزی ترجمۃ القرآن بھیجنے کی پر زور سفارش کی تھی۔ ابھی چند دن ہوئے کہ اُن میں سے پونا کے دوست میری مزاج پرسی کے لئے میرے غریب کدہ پر تشریف لائے تھے۔ اُن سے معلوم ہوا کہ ابھی تک ان کو آپ کے ادارہ سے کوئی لٹریچر نہیں موصول ہوا۔ حالانکہ میرا وہ عریضہ آپ پیغام صلح مورخہ ۱۲؍ستمبر میں شائع فرما چکے ہیں۔ نیز اختتام خط تو میں میں آپ کی جانب سے لکھا ہے کہ ان دونوں کو لٹریچر بھیجدیا گیا ہے وہ ابھی تک میری اطلاع کے بموجب آپ کے لٹریچر کا انتظار کرتے رہے اور میں حسب وعدہ ان کے تاثرات آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے منتظر تھا۔ بلکہ مجھ کو بے حد شرمندگی تھی۔ کہ میں ایفائے وعدہ نہیں کر سکا۔ لیکن بدقسمتی سے آپ کی جانب سے ان کو کچھ ملا ہی نہیں۔ غالباً اس قسم کی فروگذاشت دوسرے صاحب کے سلسلہ بھی ہوتی ہوگی، اور ایسا ہو جانا آپ کے ادارہ کی عظیم اور بڑھتی ہوئی مصروفیت کے پیش نظر کوئی مستبعد نہیں ہے، خیر۔ وہ دوست اس ملاقات کے گزران لمحات میں حضرت مولانا محمد علی صاحب کی بے نظیر اردو تفسیر بیان القرآن کو نہایت حیرت و اشتیاق کے ساتھ جستہ جستہ مقامات سے دیکھتے رہے۔ ان کے استعجاب میں اس وقت اور بھی اضافہ ہو گیا تھا جب میں نے قادیانی گروپ اور آپ کی جماعت کے عقائد کا فرق واضح طور سے بتایا۔ کیونکہ اس سے قبل وہ بھی میری ہی طرح آپ کی راسخ العقیدہ جماعت کو قادیانی بدعات شرکیہ سے ملوث خیال کرتے تھے ایک ہمدم دیرینہ سے چار پانچ گھنٹوں کی ملاقات مجھ کو اور بھی مختصر ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ کہ میں بہت کچھ کہنا چاہتا تھا۔ لیکن اُن کی ٹرین کا وقت مستعجل سا رح ہو گیا۔ میری طرح ہی موصوف کو بھی تقریباً گیارہ بارہ زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ جن میں عربی۔ یونانی اور عبرانی قابل ذکر ہیں۔ ہم لوگوں نے ساتھ مل کر ہی الہیات کی ڈگری میں ڈی۔ ایچ۔ یعنی بیچلر آف تھیولوجی کے حصول کے سلسلہ میں نیو ٹسٹمنٹ (اناجیل وغیرہ کے) اصل یونانی متن کا مطالعہ کیا تھا۔

ہمارے زیر مطالعہ یونانی کا وہ بیش گراں قیمت نسخہ تھا۔ جو کہ Novum Testamentum Graece کے نام سے امریکن بائبل سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جس میں اب تک پائے جانے والے قدیم سے قدیم ترین تمام نسخوں سے موازنہ کرتے ہوئے اختلافات نسخ یعنی فٹ نوٹس کی صورت میں Critical apparatus دیئے گئے ہیں۔ کم از کم ہر صفحہ پر دس پندرہ اختلافات نسخہ و قرأت موجود ہے۔ اس طرح سے میری طرح میرے ان احباب کے لئے بھی یحرفون الکلم عن مواضعہ سے نپٹنے کے لئے راہ عفر مسدود ہو گئی تھی۔ ہمارے ذہن پر منطق و فلسفہ قضایا و کلیات کا تو اثر پہلے ہی تھا۔ مگر ان اختلافات کے ردعمل نے رفتہ رفتہ ہم کو وحدانیت کی طرف راغب کر دیا۔ مگر ہمارے ان عقائد کی خفیف سی بھنک پا کر ہی یاران طریقت ہم لوگوں سے بہت بھڑک گئے ہیں ؎

دیر والے بھی خفا اہل حرم بھی نالاں
ہائے کیا چیز وسیع النظری ہوتی

میرے مطبوعہ خط میں ان اصحاب کا تعارف موجود ہے۔ پونا والے دوست نے مجھے فرمایا تھا۔ کہ وہ خود بھی براہ راست آپ کو جلد ہی خط لکھیں گے موصوف بھی میری ہی طرح اس امر کے مقر ہیں کہ انجیل نویسی یوحنا نے یہودی مشہور قدیم مصنف فائیلو کی تقلید میں جہاں لوگوس (کلمہ Logos) فلسفیانہ اصطلاح کو بلا ضرورت صرف اپنے آپ کو فلسفی ظاہر کرنے کے لئے خواہ مخواہ ٹھونس ٹھانس کی ہے وہیں یہی حرکت پولوس صاحب نے بھی کی ہے۔ ان کی خود سرانہ اجتہاد پسندی کو پولوس فلاسفی کے نام سے مغربی ناقدین اناجیل نے موسوم کیا ہے۔ اگر آپ اعمال الرسل کا مطالعہ کریں تو صاف ظاہر ہوگا کہ پولوس گروپ نے دیگر متبعین مسیح کو دانستہ طور پر نظرانداز کرتے ہوئے صرف پولوس کے گن گائے ہیں حالانکہ پطرس وغیرہ کی تبلیغی سرگرمی پولوس سے کمتر نہیں تھی۔ دیہ نتیجہ لوگوں نے اخذ کیا تھا) موصوف کا اور میرا بھی یہی نظریہ ہے کہ مسیحیت (تعلیمات مسیح) کے حقیقی اور صحیح خدوخال کو دیکھنے کے لئے قرآن کا مطالعہ بہت ضروری بلکہ ناگزیر ہے۔ میں نے اس وقت ان کی خدمت میں پیجنگز آف اسلام کا ایک نسخہ بطور تحفہ پیش کیا تھا انہوں نے خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ میں آپ کی خدمت میں اُن کے پتہ پر بیان القرآن ہر سہ جلد بھیجنے کی پُر زور سفارش کروں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ مستقبل قریب میں آپ کے مسلک کے قریب آجائیں گے۔ اور بہت ممکن ہے کہ ان کی ذات سے آپ کی عظیم تبلیغی تحریک کو فائدہ پہنچے۔ لیکن فی الحال ان کو آپ کے لٹریچر سے کافی واقفیت کی ضرورت ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اُن تمام موانع پر بھی غلبہ پانا ہوگا جو سد راہ بنتے ہیں۔ اس لئے آپ مہربانی سے ان کے لئے نیز دوسرے بھائی کے لئے بھی خصوصی طور پر دعا کرنے کے بعد کسی نہ کسی طرح سے بھی گنجائش نکال کر بیان القرآن مکمل (ستولا پور والے بھائی کے لئے ممکن ہو تو انگریزی ترجمۃ القرآن) اور ردّ عیسائیت پر بھی اردو یا انگریزی دونوں کو کچھ لٹریچر ضرور بھیجئے۔ میرے لئے بھی دعا فرمایئے کہ خدا مجھے بھی راہ مستقیم انتخاب کرنے کی بصیرت عطا فرمائے۔ دونوں احباب کا پتہ دوبارہ درج کرتا ہوں۔

میں نے اس سے پہلے خط میں آپ کی خدمت میں استدعا کی تھی کہ مجھ کو چند موضوعات پر کچھ لٹریچر مرحمت فرمایئے لیکن افسوس ہے۔ کہ جناب کے موصولہ مکتوب عالی میں اس کے متعلق کچھ بھی ذکر نہیں ہے۔ مجھ کو مندرجہ ذیل موضوعات پر کتب مطلوب ہیں:۔

(۱)۔ اسلامی طریق عبادت (یعنی نماز کی کتاب)۔
(۲) قرآن اور اسلام پر مشہور اور عام اعتراضات کا ردّ (خصوصاً ستیارتھ پرکاش کی تردید)
(۳) پیغمبر اسلام کی تعلیمات (حدیث شریف مع متن۔ انگریزی میں)
(۴) ردّ مسیحیت پر لٹریچر۔ (جس کا اعلان آپ نے مفت بھیجنے کے لئے کیا ہے۔)

ان میں جن موضوعات پر کتب یا رسائل بھیجنا ممکن ہو مہربانی سے روانہ فرمایئے یا مجھ کو ان کتب کے متعلق مشورہ دیجئے تاکہ بمبئی میں ان موضوعات پر لائبریریوں میں کتابیں تلاش کر کے اپنی تشنگی دور کر سکوں۔ ردّ مسیحیت پر لٹریچر کی اشد ضرورت ہے تاکہ میں اس کی روشنی میں اپنے نکتہ چینوں اور معترضوں کو تشفی بخش جواب دے سکوں۔ واضح ہو کہ آپ کے اس قسم کے لٹریچر کا مجھ پر کوئی ایسا ردّ عمل نہ ہوگا۔ کہ میں جو کہ ذہنی طور پر آپ کے بہت قریب آگیا ہوں اس کے مطالعہ کے بعد تنفر کے باعث آپ سے دور ہو جاؤں گا۔ مجھ کو لٹریچر نہ بھیجنے کی وجہ غالباً آپ کا اس قسم کا اندیشناک تذبذب ہوگا۔ مگر آپ مطمئن رہیں۔

پیغام صلح مورخہ ۱۰؍اکتوبر کے شمارہ میں "اسلام اور جہاد" کا اشتہار جاذب نظر ثابت ہوا۔ جی تو چاہتا ہے کہ میں اس کے لئے آپ کو لکھوں۔ اگر اس قسم کی کوئی کتاب یا مختصر رسائل آپ کے پاس ہوں۔ تو

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳)

## بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اول)

(۴)۔ وہ شخص جو آپس میں محبت رکھتے ہیں اللہ تعالےٰ کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی رضا کے ماتحت جدا ہوتے ہیں۔

(۵)۔ وہ شخص کہ اللہ تعالےٰ کو تنہائی میں یاد کرتا ہے اور آنسوؤں سے تر ہوتی ہیں اس کی آنکھیں۔

(۶) اور وہ شخص جس کو ایک عورت صاحب حسن و جمال نے بلایا اور اس نے کہا میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہوں۔

(۷)۔ اور وہ شخص جس نے خرچ کیا اللہ تعالےٰ کے رستہ میں اور اسے پوشیدہ رکھا کہ اس کے بائیں ہاتھ نے نہ جانا جو خرچ کیا اس کے دہنے ہاتھ نے۔

نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ کے سایہ سے مطلب اس کی نصرت اور مدد ہے۔ مذکورہ صفات سے متصف اشخاص کو ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی نصرت اور مدد حاصل ہوگی وہ کبھی مایوس نہیں ہوں گے کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی ولایت میں اولیاء اللہ کا گروہ یا جماعت ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون (۱۰:۶۲)

ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد
رحمتت آشکار بنوازد

ہر کہ گردد درست بصدق و حضور
از در و بام او بیارد نور (مسیح موعود)

(غلام قادر عفی عنہ)

تعلیمی پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پیغام صلح مورخہ ۲ر جنوری ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل ۹۳۰ نمبر ۱

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان نمبر ۱۰۱ - ملک پیٹھ۔ محلہ اعظم پورہ۔ حیدرآباد دکن (بھارت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغام صلح

لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر :- ۳۷۳۷
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سونہ

زرِ مبادلہ پاک و ہند سے چھ روپے بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۲ شعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۹ جنوری ۱۹۶۳ء | نمبر ۲


## حکمت کے موتی

عن عثمان رضؓ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان افضلکم من تعلم القرآن وعلمہ۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن)

ترجمہ :-

حضرت عثمان رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے افضل وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے یا سکھائے۔

نوٹ :- قرآن شریف کے مترجم اور مفسر اور مدرس اور نیز قرآن شریف کو صحت کے ساتھ شائع کرنے والے افراد اور ادارے سب کے سب خدمت قرآن کا صلہ حاصل کرنے والے ہیں۔

ہماری انجمن مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس نے حضرت مولانا محمد علی رحؒ کی انگریزی اردو تفسیر جو مقبول بارگاہِ الٰہی اور محبوب عالم ہو چکی ہے متعدد بار شائع کی اور اب حمائل شریف کا پہلا پارہ نہایت صحت کے ساتھ عمدہ کاغذ پر بلاک پر شائع کروایا ہے۔ اس کی مکمل صحت اور دیدہ زیب طباعت کا سہرا ہمارے صالح نوجوان عزیز ناصر احمد صاحب کے سر پر ہے جنہوں نے قرآن کے ساتھ کامل عشق و محبت کا مظاہرہ کیا ہے امید ہے مکمل حمائل شریف اسی نہج پر اس نوجوان کی محنت اور اخلاص سے جلد شائع ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ سعادت دارین بخشے۔

ارٰی ایہ کالـ[illegible]ن جاءت من السماء
و بہا شفاءٌ للـ[illegible]ی بیتلٰی (مسیح موعود)

(غلام نبی درغفی عنہ)

## جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آ جائیں وہ متقی نہیں بن سکتا

## تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ حصول تقوےٰ کے پیچھے لگو

### ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

### اہلِ تقوی پر خدا کی تجلّی

فرمایا تقوے والے پر خدا کی تجلّی ہوتی ہے۔ وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے۔ مگر چاہیئے تقوےٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو، ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔

### خدا کے پیاروں پر تکالیف کیوں آتی ہیں

خدا کے پیاروں کو جو دکھ آتا ہے وہ مصلحت الٰہی سے آتا ہے ورنہ ساری دنیا اکٹھی ہو جائے تو ان کو ذرہ بھر تکلیف نہیں دے سکتی۔ چونکہ وہ دنیا میں نمونہ قائم کرنے کے واسطے آتے ہیں اس واسطے ضروری ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں تکلیف اٹھانے کا نمونہ بھی وہ لوگوں کو دکھائیں، ورنہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اس سے بڑھ کر تردد نہیں ہوتا کہ اپنے ولی کی قبض روح کروں۔ خدا تعالےٰ نہیں چاہتا کہ اس کے دل کو تکلیف دے۔ مگر ضرورت اور مصالح کے واسطے وہ دکھ دیئے جاتے ہیں اور اس میں خود ان کے لئے نیکی ہے کیونکہ ان کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں، انبیاء اور اولیاء اللہ کے لئے تکلیف اس قسم کی نہیں ہوتی جیسی کہ یہود کو لعنت اور ذلت ہوئی ہے جس میں اللہ تعالےٰ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے۔ بلکہ انبیاء شجاعت کا نمونہ قائم کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کو اسلام کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی۔ مگر دیکھو جنگ احد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے اس میں یہی بھید تھا کہ آنحضرتؐ کی شجاعت ظاہر ہو۔ جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہو گئے کہ میں اللہ تعالےٰ کا رسول ہوں۔ ایسا نمونہ دکھانے کا کسی نبی کو موقعہ نہیں ملا

### صرف نماز روزہ پر مغرور نہ ہو۔ جماعت کو نصیحت

ہم اپنی جماعت کو کہتے ہیں کہ صرف اتنے پر مغرور نہ ہو جائے کہ ہم نماز روزہ ادا کرتے ہیں۔ یا موٹے موٹے جرائم مثلاً زنا، چوری وغیرہ نہیں کرتے۔ ان خوبیوں میں تو

(باقی بر صفحہ ۱۵ کالم ۱)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## پاکستان

خط از اکبر چیمہ - پی - ایس - سی - سیالکوٹ

بخدمت جناب افسر انچارج صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - طالب خیریت - جناب. میں کٹر سنی فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں، لیکن "آج زمانہ کے امام کو پہچانو" پڑھ کر آپ کی صداقت کا اعتراف کرنا پڑا۔ میں نے حضرت مرزا صاحب کی خدمات اسلام پڑھا اور سن چکا ہوں۔ آپ مرزا صاحب کو مجدد کا درجہ دیتے ہیں حق بجانب ہیں۔ آپ پوری تصدیق کے لئے اس قسم کے پمفلٹ شائع کرتے رہیں اور مجھے بھی ارسال کر دیا کریں تاکہ میں بھی مجددیت کا قائل ہو سکوں حضرت نبی کریم سرور کائنات محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں - اور ان پر نبوت ختم ہو چکی ہے اور کوئی جو نبی کہلاتا ہے۔ اس پر خدا کی لعنت ہو۔ آپ نے بجا فرمایا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ مگر میں نے سنا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اس وجہ سے میں ان کے نام سے نفرت کرتا تھا۔ آپ کے شائع کردہ "زمانہ کے امام کو پہچانو" پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی۔ جس میں آپ نے صاف صاف لکھا تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا بلکہ مجددیت کا دعوےٰ کیا ہے - یہ آپ نے میرزا صاحب کی مختلف تقریروں اور کتابوں سے حوالے دے کر ثابت کیا ہے - یہ میرا ذاتی عقیدہ تھا کہ حضرت صاحب نے اپنے آپ کو نبی نہ کہا ہوگا۔ اور لوگوں کو نبی کہنے سے منع کیا ہوگا۔ مگر ایسا مجھے کسی نے نہ بتایا۔ اور مرزا صاحب کے نبی کہلانے سے سخت نفرت تھی آپ مہربانی کر کے گاہے بگاہے حضرت صاحب کی زندگی اور تعلیم اور اپنی سماجی حالت کے متعلق ضرور بالضرور لکھا کریں۔

مجھے امید ہے۔ کہ میری درخواست کو ردی کی ٹوکری میں نہیں پھینکا جائے گا بلکہ اس پر آپ ضرور غور کریں گے۔ فقط والسلام

دستخط علی اکبر چیمہ پی ایس سی

(لٹریچر اور پیغام صلح اور خط بھیجے گئے)

---

## بھارت

ترجمہ خط از مسٹر اسلم محمود - دی بک لورز لائبریری بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کی ارسال کردہ کتابیں ۱۱ جولائی ۱۹۶۱ء کو جبکہ کالج رخصتوں کے بعد کھلا ملیں۔ ہمیں ان کے پڑھنے کا فی الحال کوئی موقع نہیں ملا - لیکن اب ہم اکٹھے ہو گئے ہیں اور غور سے ان تینوں کتابوں کا مطالعہ کریں گے - سب سے زیادہ توجہ طلب کتاب مولانا محمد علی صاحبؒ کی "لوگلب تھاٹس" (?) ... ہمیں ... سے ... اور ہم سب شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ایسی مفید کتاب ارسال کی ہے - ایسا لٹریچر ہمیں گاہ بگاہ بھیجتے رہا کریں - اگر کوئی کتاب خواجہ کمال الدین صاحب کی ارسال کر سکتے ہوں تو بھیجدیں۔ ہمارے پاس ان کی ایک کتاب TABLE TALK لائبریری میں موجود ہے - ہم آپ کو دلی مبارک باد دیتے ہیں ان خدمات کی جو آپ اسلام کی خاطر کر رہے ہیں ہماری سوسائٹی میں چند غیر مسلم بھی ہیں اور وہ اسلام سے بہت رغبت رکھتے ہیں - اور ان کتابوں کو شوق سے پڑھتے ہیں۔ اور یہ کتابیں الماری میں لیٹنے نہیں پاتیں۔

آخر میں ہم گذارش کرتے ہیں کہ ہمیں مطلع کریں کہ متوفی مولانا روم کی انگریزی میں کہاں سے دستیاب ہوگی - اور ڈاکٹر اقبال کی انگریزی کی کونسی کتاب آپ کے پاس موجود ہے - ہم آپ کے جواب کا بہت شوق سے انتظار کریں گے اور چند کتابیں اور لٹریچر انگریزی میں ارسال کریں۔

(مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

---

## نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر سیتھوالانی میلبو یونیورسٹی کالج نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اگر آپ مجھے اپنے شائع کردہ رسالے اور دیگر تصنیفات باقاعدہ بھیجتے رہیں تو بہت ممنون ہوں گا کئی دنوں سے بعض دینی امور کے متعلق سوالات میرے سامنے آئے ہیں جن کا جواب نہ مجھے آتا ہے اور نہ ہی کسی اور نے مجھے تسلی بخش دیا ہے۔ اگرچہ میں نے اکثر لوگوں سے ان سوالات کے متعلق مشورہ کیا ہے - اس قسم کے سوالات میرے دل پر ایک بوجھ بنے ہوئے ہیں۔

میں نے بہت سی تفاسیر بھی مطالعہ کی ہیں اور عیسائیوں کی کتب بھی پڑھ گیا ہوں مگر بے فائدہ - مجھے اسلام سے انکار نہیں میں تو پیدائشی مسلمان ہوں اور جہاں تک ہو سکے اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والا ہوں، تاہم میں چاہتا ہوں کہ اسلام کی معقول تعلیم پر آپ روشنی ڈالیں تاکہ مجھے اطمینان حاصل ہو کہ آیا ہمارا مذہب آخری خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے اور کہ اسلام کی تعلیم تمام تعلیموں سے برتر ہے مجھے اتنی تعلیم درکار ہے کہ میں یقین اور دلائل کے ساتھ اس پر قائم ہو جاؤں اور دوسروں کی تسلی کر سکوں۔

(۱) - مثلاً کیا حضرت عیسیٰ سچ مچ خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں؟

(۲) - کیا قرآن کا متن بائبل کے متن سے زیادہ محفوظ اور اصلی ہے -

(۳) - مسیحا کون تھا -

اس قسم کے سوالات اور بھی ہیں جنہوں نے مجھے پریشان کر رکھا ہے - امید ہے آپ مجھے جلد از جلد جواب عنایت فرمائیں گے -

(خط کا جواب دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط :- از واٹی - اے - رزاق - پوسٹ آفس بکس نمبر ۲ الورن نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا تعالےٰ کی رحمتیں اور آسائشیں آپ پر نازل ہوں - آمین -

جو رجسٹری کتابوں کی آپ نے ارسال کی تھی وہ مجھے مل گئی ہے - میں اس نایاب تحفہ کا بہت مشکور ہوں۔ میرے ناقص لائے میں کتاب جس کا نام لونگ تھاٹس رکھا گیا ہے اس کا نام دی لائٹ آف دی ٹروتھ ہونا چاہیئے۔ گو میں نے ابھی کتاب ختم نہیں کی - مگر جتنی میں نے پڑھی ہے میں نے اس سے کافی روشنی لی ہے - جس طرح ہم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے متعلق بتایا گیا تھا وہ بہت بے رحمانہ اور صرف نسبت انسان تھا ....... یعنے اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تھا۔ لیکن جب میں نے کتاب کو پڑھا تو میں نے سچائی کو پا لیا -

میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ اس کام کو بہت خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں - یقیناً اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس نیک کام کے لئے چن لیا ہے -

خدا تعالےٰ آپ پر ہزاروں رحمتیں نازل کرے اور زیادہ سے زیادہ کامیابی دے اور بہشت میں اعلےٰ مقامات عطا فرمائے -

والسلام

(انہیں کچھ مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں - منیجر

# زندہ اور فعّال قوم کے شاندار کارنامے

## ایک اور اہم قومی منصوبہ جس میں ہر فردِ جماعت کی شمولیت ضروری ہے

جلسہ سالانہ کی کیفیت عمومی گذشتہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام کی جا چکی ہے جس میں احمدیہ ہال کے سنگ بنیاد کی تقریب کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا اور بتایا گیا تھا کہ قوم کے ہر فرد نے جو اس موقعہ پر موجود تھا اس مقدس تقریب میں صرف شمولیت اختیار کی بلکہ اس ہال کی تعمیر کے لئے حسب استطاعت مالی امداد دے کر اپنی قومی زندگی کا ثبوت بہم پہنچایا۔

جیسا کہ قبل ازیں ہم لکھ چکے ہیں یہ منصوبہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار قائم کرنے کے لئے بنایا گیا ہے احمدیت کی تاریخ میں ایک شاندار باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جو اس منصوبہ کی تکمیل میں حصہ لے گا اس کا نام تاریخ میں روشن حروف کے ساتھ لکھا جائے گا اور اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔ نہ صرف اس لئے کہ یہ ہال مامور الٰہی کی تعلیمات کو پھیلانے کے لئے ایک عظیم الشان مشن کا کام دے گا بلکہ اس کے ساتھ جو مارکیٹ تعمیر کی جا رہی ہے اس کی آمد سے پاکستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں تبلیغی مشن کھولے جائیں گے۔

ظاہر ہے کہ اتنے بڑے منصوبہ کی تکمیل کے لئے بہت بڑی مالی قربانیوں کی ضرورت ہے جو لاکھ دو لاکھ سے پوری نہیں ہوتیں۔ اس لئے قوم کے ہر فرد اور ہر خاتون پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس منصوبہ کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ یہ ایک بہت بڑا قومی امتحان ہے جس کے لئے آپ کو دعوت دی گئی ہے اور اس امتحان میں کامیابی ہی قومی زندگی کا نشان ثابت ہوگی۔ قوموں اور جماعتوں کی زندگی ایسے ہی کارناموں پر منحصر ہوتی ہے اور جو قوم ایسے اہم منصوبے اختیار کرنے کے بعد تساہل اور لاپرواہی سے کام لے وہ زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ احمدی جماعت ایک زندہ اور فعال جماعت ہے جس نے ہر ایسے موقعہ پر ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر قدم اٹھایا اور جب کوئی تحریک اس قوم میں پیدا ہوئی اسکو پایۂ تکمیل تک پہنچائے بغیر اطمینان کا سانس نہیں لیا۔ یورپ کے اہم مراکز میں مشن قائم کرنا کوئی چھوٹا سا کام نہیں، اس قسم کے کام سلطنتوں کے کرنے کے ہیں، اور دیکھنے والے تعجب اور حیرت سے پوچھتے ہیں کہ کونسی بڑی طاقت یا سلطنت ان مشنوں کے پیچھے ہے جو یورپ جیسے ممالک میں انکو کامیابی کے ساتھ چلا رہی ہے، ان کو کیا معلوم کہ یہ ایک غریب قوم کی قربانیوں کا نتیجہ ہے جو مامور زمانہ کے نفخ روح کی وجہ سے ہر بڑے سے بڑے منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی طاقت رکھتی ہے، ووکنگ مسلم مشن، برلن مسلم مشن، امریکہ مشن، افریقہ مشن اسی حقیقت کا ایک کھلا ثبوت ہے اور برلن کی وہ خوبصورت اور عظیم الشان مسجد جو آج نہ صرف اسلام کے نور کو قلب یورپ میں پھیلانے کا موجب ہے بلکہ اس کی خوبصورتی اور شان و شوکت شہر برلن کے لئے ایک زیور کا کام دے رہی ہے۔ جس کی تصاویر جرمن حکومت دنیا کے سامنے پیش کر کے اپنی ثقافت کا سکہ دنیا پر بٹھانا چاہتی ہے۔ یہ مسجد بھی اسی چھوٹی سی جماعت کی قربانیوں کا ایک زندہ جاوید نمونہ ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔

آج پھر اس قوم کو اپنی زندگی اور فعالیت کا ایک اور ثبوت پیش کرنے کی دعوت دی گئی ہے، اور ہمارا یقین ہے کہ وہ اس دعوت پر خوشی کے ساتھ لبیک کہتی ہوئی پیارے مسیح کی اس یادگار کو چند دنوں میں پایۂ تکمیل تک پہنچا دے گی، یہ وہ کام ہے جو اب جلسہ سالانہ کے بعد آپ کو سرانجام دینا ہے اور جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس اپیل میں جو گذشتہ اشاعت کے خطبہ میں کی گئی ہے آپ کو توجہ دلائی ہے، آپ کو نہ صرف خود بلکہ اپنے بیوی بچوں اور دوستوں کو بھی اس نیک کام میں شامل کرنا ہے۔۔۔ بے شک آپ میں سے کئی دوست ایسے ہوں گے جو تنگی معیشت کی وجہ سے تکلیف کی زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن اس تنگدستی میں بھی کچھ نہ کچھ بچا کر جو بھی قلیل سے قلیل رقم آپ پیش کر سکیں کریں اللہ تعالےٰ اس میں اور آپ کی معیشت میں برکت ڈال دے گا۔ بقول مسیح موعودؑ ؎

امید ہیں زدا گرداں امید تو زدا گردد
زصد نومیدی و یاس والم رحمت شود پیدا

امراء پر سب سے بڑی ذمہ داری ہے، اور ہمیں امید ہے کہ جن ذی وسعت احباب نے اب تک اس

۲۶ تحریک میں حصہ نہیں لیا وہ بہت جلد بشرح صدر قوم سے اس قومی کام میں شمولیت اختیار کریں گے، دعا ہے اللہ تعالےٰ سب دوستوں کے دلوں کو کھول دے اور ہمیشہ کی طرح وہ اس اہم منصوبہ کو بھی پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں، حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے ؎

زیں مال در راہِ کسے مفلس نمے گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

پس آپ ہمت کیجئے تا نصرت الٰہی آپ کے ساتھ ہو کر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے ــ ان تنصروا اللہ ینصرکم۔ اللہ کا کام تو انشاء اللہ ہو کر ہی رہے گا محض احباب جماعت کو اس ثواب میں شامل کرنے کے لئے یہ اپیل کی جاتی ہے بقول مامور ربانی ؎

بہ مفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر صورت شود پیدا

آخر میں ہم قوم کو مبارکباد دیتے ہیں، کہ اس منصوبہ کے بارہ میں انجمن کی مجلس منتظمہ اور مجلس معتمدین کے فیصلوں پر لبیک کہتے ہوئے تمام دوستوں نے جو جلسہ سالانہ پر موجود تھے دلی مسرت کے ساتھ ان کی تائید کی، یہی قومی زندگی کا ثبوت ہے اور یہی حضرت مسیح موعودؑ کی تلقین ہے کہ قومی امور میں انجمن کے فیصلوں پر سر تسلیم خم کیا جائے۔

افتتاحی تقریر از حضرت امیر ایدہ اللہ بر موقع جلسہ سالانہ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۲ء

# حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بےنفسی اور دیانت و امانت کی پاکیزہ تعلیم

## نفس پرست لیڈر اور غرض مند رہنما قوم اور ملک کے لئے مفید نہیں ہو سکتے

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی

### ایک عجیب قسم کا اعلان

حضرت سرور کائنات، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عجیب قسم کا اعلان کیا ہے۔ ان آیات میں فرمایا ہے۔ لا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ وہ لوگ جو میرے ساتھ چلنا چاہتے ہیں اور جو میرے اعتقادات کو قبول کرتے ہیں میں ان پر واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میرے پاس خزانے نہیں ہیں۔ میں لوگوں کی دولت میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ ان کے مال مویشی زیادہ نہیں کر سکتا۔ پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں عطا نہیں کر سکتا۔ کارخانے۔ فیکٹریاں، جاری نہیں کر سکتا، میں لوگوں کی اغراض پوری نہیں کر سکتا۔ میرے ساتھ وہی چل سکتا ہے جس کی کوئی دنیوی غرض نہ ہو۔ جس کے سامنے کوئی مقصد براری نہ ہو۔ ولا اعلم الغیب اور سن رکھو کہ میں غیب دان نہیں ہوں۔ میں نہیں بتلا سکتا کہ آپ کے مقدمہ کا کیا نتیجہ ہوگا۔ آپ کے ہاں لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ آپ کس سے اور کس دن شادی کریں گے۔ آپ کی بیاہتا زندگی کیسے گذرے گی۔ غیب کی مجھے کچھ خبر نہیں۔ ولا اقول لکم انی ملک۔ میں انسان ہوں فرشتہ نہیں ہوں۔ جو ضرورتیں تمہیں لاحق ہیں وہی مجھے لاحق ہیں۔ جو جسمانی قوتیں تمہیں میسر ہیں وہی مجھے بھی میسر ہیں۔ زندہ رہنے کے لئے جو کچھ تم کھاتے پیتے ہو وہی کچھ میں بھی کھاتا پیتا ہوں۔ میں تم میں سے الگ مخلوق نہیں ہوں۔ ان اتبع الا ما یوحی الی۔ میں اپنی طرف سے کوئی دین اور اعتقاد پیش نہیں کرتا۔ جناب الٰہی سے مجھ پر وحی ہوتی ہے۔ اس وحی کی اطاعت کرتا ہوں۔ اس خدا کا میں فرمانبردار ہوں۔ اسی کا بندہ ہوں، میرے اعتقادات یہ ہیں کہ میں اپنے آپ کو خدا نہیں کہتا۔ خدا کا بیٹا نہیں کہتا۔ تمہاری تمناؤں، آرزوؤں اور خواہشات کی تکمیل کرنا میری قدرت میں نہیں ہے۔

### بیسویں صدی کے دینی رہنماؤں کا طریق عمل

یہ معقول اعلان چودہ سو سال ہوئے کیا گیا تھا اس کا مقابلہ کرو اس بیسویں صدی کے بعض دینی راہنماؤں سے جو عملاً خدا بنے بیٹھے ہیں۔ مثلاً۔ پوپ کو لوگوں نے خدا بنا رکھا ہے جو بات اس کے منہ سے نکلتی ہے وہ خدا کی بات سمجھی جاتی ہے کسی انسان کو جرأت نہیں کہ پوپ کی کسی بات کو رد کر دے۔ پنڈت پروہت کا فرمان دیوتا کا حکم ہے۔ اس کی خلاف ورزی عذاب وعتاب کا موجب ہے لیکن ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ الی) آپ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ خدا کی طرف سے رہنمائی ہوتی ہے اسے دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ اس میں اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہیں کرتے۔ آج کل مسلمانوں کو پیر ملاں دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ ہم غیب پر علم رکھتے ہیں۔ ہم تمہاری آرزوؤں اور تمناؤں کو پورا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ تمہارے مقدمات تمہارے حق میں فیصل ہوں گے یا نہیں تمہیں مال، اولاد کی نعمتیں میسر آئیں گی یا نہیں تم امتحانوں میں پاس ہو جاؤ گے یا نہیں وغیرہ وغیرہ۔

### آنحضرت صلعم کا مشن (۱) رضائے الٰہی کیلئے قربانی

آنحضرت صلعم نے فرمایا میں لوگوں کو خدا کے رستہ پر چلانا چاہتا ہوں، اس راستہ پر چلنے کے لئے تمام قسم کی خود غرضیاں اور مقصد براریاں ختم کرنا ہوں گی۔ میرے ساتھ چلنے والوں کو خدا کے رستہ میں جان و مال اور مال مویشی خرچ کرنا ہوگا۔ جان مال اور مال مویشی قربان کرتے وقت ان کے سامنے کوئی غرض اور کوئی مطلب نہیں ہوگی۔ بلکہ سامنے محض رضائے الٰہی حاصل کرنا ہوگا۔

### (۲) قومی اور نسلی تفاوت کو مٹانا

فرمایا کہ میں نہیں کہتا کہ میری قوم دوسروں سے افضل ہے۔ یہ میرا دعوےٰ نہیں ہے۔ لا فضل لعربی علی عجمی۔ میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ کسی عربی کو کسی غیر عربی پر کوئی کسی قسم کی فضیلت نہیں ہے۔ دنیا کی اقوام میں برتری اور فضیلت کی مرض ہے اور کیسی گری ہوئی مرض ہے۔ جرمن کہتا ہے کہ ہماری قوم ہی سب سے افضل اور دنیا میں رہنے کے قابل ہے اس کے معنی کمزور پر تسلط جمانا ہے۔ انگریز کہتا ہے کہ ہم آسمان سے اتری ہوئی قوم ہیں، ہمارے مقابلے کا کوئی انسان نہیں۔ یہودی کہتا ہے۔ کہ خدا صرف اور صرف اسرائیل کا خدا ہے۔ ہندو رام کی تمام نوازشیں اپنے لئے سمجھتا ہے۔ عیسائی کہتا ہے کہ جنت کے حقدار محض ہم ہی ہیں۔ اور روس تو بہت سی خوش فہمیوں کا شکار ہے۔ وہ تو کسی کو خاطر میں ہی نہیں لاتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴ سو سال پیشتر فرمایا تھا لا فضل لعربی علی عجمی کسی عربی کو غیر عربی پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہیں ہے ولا فضل لعجمی علی عربی اور کسی غیر عرب کو عرب پر کسی قسم کی فضیلت نہیں ہے۔

### فضیلت کی بنا تقوےٰ پر

کسی عربی یا عجمی کے لئے ایک دوسرے پر فضیلت ہے تو وہ محض تقوےٰ کی بناء پر ہے۔ خدا خوفی اور نیک عملی جس کے اندر ہو وہی معزز و مکرم ہے فضیلت و مرتبت کا قانون عام ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم خدا کا پیارا وہی ہے جو خدا خوف اور نیک عمل ہو، یہ معقول تعلیم ہے جس کو دنیا قبول کرے گی اور یہ روح افزا اعلان ہے جس کو انسان دل سے تسلیم کریں گے۔ جو کوئی فرد یا قوم خدا خوف اور نیک عمل ہے، وہی برتری کے لائق ہے۔

### جنگ کی غرض رضائے الٰہی کا حصول

جب حضورؐ کو دشمنوں کے مقابل پر میدان جنگ میں نکلنا پڑا تو کسی نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ حضورؐ! کوئی شخص شجاعت کے لئے لڑتا ہے کوئی حمیت کے لئے جنگ کرتا ہے کوئی دکھلاوے کے لئے کرتا ہے۔ تو ان میں سے کون ہے جس کا عمل صحیح ہے۔ فرمایا کہ جو شخص اس لئے جنگ کرتا ہے کہ خدا کا نام بلند ہو، خدا کی بات عام ہو لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا۔ اس ارشاد نے واضح کر دیا کہ کوئی ذاتی غرض لے کر میدانِ جنگ میں نہ جاؤ۔ محض اس لئے جاؤ کہ خدا

گے کے لئے لڑتا ہے، خدا کے لئے مرتا ہے، اور اس کا نام بلند کرتا ہے۔ ایک جنگ میں ایک صحابی کو تیر لگا۔ لوگوں نے مبارکباد دی۔ هنيئاً لك الشهادة کہ تمہیں شہادت مبارک ہو۔ تم جنتی ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كلا نہیں نہیں یہ بات نہیں ...... ہے انی رأيته في النار في بردة۔ میں نے اس کو آگ میں جلتا دیکھا ہے ایک چادر کی وجہ سے جو اس نے ناجائز طور پر بیت المال سے اٹھائی تھی لوگ حیران تھے کہ اس شخص نے میدان جنگ میں شہادت پائی ہے جانی قربانی دی ہے پھر بھی اس کا یہ حال ہے۔ فرمایا کہ اس نے خیبر کے مال غنیمت میں سے ایک چادر اٹھائی تھی۔ وہ چادر آگ بن کر اس پر شعلہ زن ہے۔

## حضرت نبی کریم صلعم کی بے نفسی و ایثار و قربانی

یہ کیسا عظیم الشان پیغمبرؐ ہے۔ قوم کو بے نفسی اور بے غرضی کی کن بلندیوں پر پہنچانا چاہتا ہے۔ ان بلندیوں پر وہ لوگ پہنچے جنہوں نے محمد رسول اللہ کا دامن پکڑا۔ آپؐ نے قوم کے اندر بے نفسی اور بے غرضی کی اعلیٰ صفات پیدا کیں۔ جنگ حنین کے موقعہ پر ۲۴ ہزار اونٹ ہاتھ آئے چالیس ہزار بھیڑ بکریاں ہاتھ آئیں، چار ہزار نقدی مال غنیمت کے طور پر آئی۔ آپؐ نے سارا مال لوگوں میں تقسیم کر دیا اور خود خالی ہاتھ گھر آ گئے۔

## حضرت نبی کریم صلعم کی شجاعت

بنی ہوازن نہایت اچھے تیر انداز تھے پہنگی گھاٹوں سے اچھی طرح باخبر تھے۔ گھاٹوں میں بیٹھ کر تیروں کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ مسلمان بھاگ نکلے چنانچہ فرمایا ويوم حنين اذ اعجبتكم كثرتكم۔ کہ حنین کی جنگ کے موقعہ پر تم اپنی ظفر مندیوں اور کامرانیوں کی وجہ سے اور کثرت کی وجہ سے مغرور ہو گئے تھے۔ یہ غرور اور تکبر خدا کو پسند نہ آیا نتیجتاً لشکر کا لشکر بھاگ نکلا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں اکیلے کھڑے رہے۔ تن تنہا دشمن کے مقابلہ میں کھڑے رہے۔ ہزیمت سے گھبرائے نہیں، بلکہ نہایت حوصلہ، جرأت اور شجاعت سے میدان میں کھڑے ہیں، فرماتے ہیں انا النبي لا كذب میں نبی ہوں۔ صادق ہوں۔ نبی صادق ہوتا ہے۔ یہ آواز سن کر قوم لوٹ آئی اور دشمن پر بھرپور حملہ کر کے غلبہ حاصل کیا۔ شجاعت کا کیا عظیم نمونہ دکھلایا۔ اللہ اکبر۔ شجاعت کا یہ عالم، سخاوت کا یہ عالم۔ بے غرضی اور بے نفسی کا یہ عالم!

## دیانت و امانت کا سبق

حنین کے میدان میں اپنے اونٹ سے تھوڑی سی پشم لے کر فرمایا میں تمہارے مال سے اتنا بھی نہیں لیتا۔ یہ اخلاق محمودہ اور صفات عالیہ تھیں جنہوں نے قوم کو حضورؐ کا عاشق بنا دیا تھا۔ فرمایا میں تلقین کرتا ہوں کہ اگر کسی نے اونٹ کے گھٹنا باندھنے کی رسی بھی اٹھالی ہو تو یہ بد دیانتی ہے۔ شاید آپ سمجھتے ہوں کہ پانچ نمازیں پڑھ لینا کافی ہے اور ایک ماہ بھوکا رہ جانا ہی جنت کا موجب ہے۔ نہیں نہیں یہ عمل اپنی ذات میں کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ یہ تو تحریکیں ہیں، اس غرض کے لئے کہ تمہارے اندر کیرکٹر پیدا ہو۔ نیکی کے اعمال ظاہر ہوں، آپ خدا یاد اور خدا خوف ہوں۔ مخلوق کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوں۔ اللہ اکبر! دیانت کا سبق اس حد تک دیا۔

## پاکستان کے مذہبی اور سیاسی لیڈر

یاد رکھیئے وہ لوگ جو خود غرضی سے پاک نہیں وہ پاکستان کے لئے مفید نہیں ہو سکتے۔ نفس پرست لیڈر اور غرض مند رہنما قوم کے لئے مفید نہیں ہو سکتے۔ آج کے لیڈر سیاسی ہوں یا مذہبی ہوا و ہوس کا شکار ہیں، ان کا مقصد روپیہ جمع کرنا ہے۔ باغات حاصل کرنا اور محل سرائے بنانا ہے۔ اقربا کو باثروت بنانا ہے۔

## حضرت نبی کریم صلعم کا پاک نمونہ

لیکن حضورؐ بھی لیڈر تھے مذہبی بھی اور سیاسی بھی۔ آپؐ لیڈری اور سرداری کا عظیم مقدس اصول اور انفرادی نمونہ اپنے اندر رکھتے ہیں آپ بے نظیر انسان ہیں، عظیم لیڈر ہیں۔ سب سے بڑے رہنما ہیں۔ نہ تاج ہے نہ تخت۔ نہ محل اور نہ باغات اور سیر گاہیں ہیں۔ جس طرح دنیا کے لئے یہ سورج اور قمر ہے اسی طرح سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے لئے سورج اور قمر ہیں۔ یہ نور افشاں انسان ہیں۔ ان سے اکتساب نور کرو۔ ان سے روشنی حاصل کرو۔ ان کے نمونہ پر چلو۔

## مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا موجب بربادی ہے

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند لوگ آئے۔ کہا یا رسول اللہ راتیں بڑی سرد ہیں۔ بارش ہوتی ہے۔ یہاں.... بوڑھے آدمیوں کے لئے مسجد میں آنا جانا تکلیف کا باعث ہے۔ ہم نے مسجد بنائی ہے کہ وہاں نماز پڑھ لی جایا کرے آپؐ سے عرض ہے کہ حضورؐ وہاں دو نفل پڑھیں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی فرمایا کہ لا تقم فيه ابداً اس مسجد میں قطعاً اور ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھیں۔ دیکھئے یہ مسجد ہے اس میں اذان دی جاتی ہے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ رکوع و سجود ہوتے ہیں لیکن فرمایا والذين اتخذوا مسجداً ضراراً وكفراً وتفريقاً بين المؤمنين وارصاداً لمن حارب الله ورسوله من قبل۔ اس مسجد کی غرض قوم کو نقصان پہنچانا ہے، اس میں تفریق اور انتشار پیدا کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ کا انکار مقصود ہے اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے والوں کے لئے گھات کی جگہ بنانا ہے وہاں اخلاص مفقود ہے۔ اس لئے اس مسجد میں جا کر نماز نہیں پڑھنا۔ حضورؐ نے اس مسجد کو جلا دیا تھا۔ حضور صلعم نے فرمایا انما الاعمال بالنيات اعمال و اقوال کا انحصار دلوں کے ارادوں اور نیتوں پر ہے وہ اعمال جو بدنیتی پر مبنی ہوں وہ خدا کو پسند نہیں ہیں۔

## حضور کی بے نفسی کا ایک اور نمونہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نفسی کا یہ عالم ہے کہ ایک دفعہ لاکھوں روپیہ کا مال عراق سے آیا حضورؐ کو اطلاع دی گئی۔ حکم ہوا کہ مسجد میں رکھ دیا جائے۔ اگر کوئی گورنر، حاکم، تحصیلدار یا تھانیدار ہوتا تو سوچتا کہ کون کونسا مال اور کون کونسی چیز میرے اور میرے عزیز و اقارب کے لائق ہے کون کونسی چیز میں اس میں سے لوں۔ لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی پرواہ تک نہیں۔ ظہر کے وقت نماز کے لئے مسجد میں تشریف لاتے ہیں۔ مال کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نماز ادا کرنے کے بعد مال کو وہیں تقسیم فرما دیتے ہیں اور خود خالی ہاتھ واپس لوٹ جاتے ہیں۔ جنگوں میں آپؐ خود زخمی ہوتے ہیں۔ حمزہؓ شہید ہو جاتے، زبیرؓ میدان جنگ میں زخمی ہوتے، حضرت علیؓ زخمی ہوتے ہیں یہ لوگ میدان جنگ میں پیش پیش ہوتے تھے لیکن جب تخت ہاتھ آتا ہے، جب حکومت اور دنیا کی سرداری ملتی ہے تو کسی ایک رشتہ دار کو جاگیر عطا نہیں کرتے۔ اور سلطنت عوام کے سپرد کر دیتے ہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے کہا ابا جان! آٹا پیستے پیستے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے ہیں۔ مجھے کوئی خادمہ دے دیں۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں اس تکلیف سے چھٹکارا کے لئے وظیفہ بتاتا ہوں جو ان مشکلات کا حل ہے وہ یہ کہ تم تسبیح کیا کرو، تکبیر پڑھا کرو، تحمید کا وظیفہ کیا کرو۔ لوگوں کو تو سو سو اونٹ ایک وقت عطا کر دیتے ہیں۔ اپنوں کو ایک خادم نصیب نہیں۔ سلطنت اپنے گھر میں نہیں رکھی۔ اگر سلطنت اپنوں کو دے جاتے ایسا کرنا حضورؐ کے ماتھے پر داغ ہوتا کہ کہتے تو ہیں لا اسئلكم عليه من اجر۔ اس لئے کچھ نہیں لیکن سلطنت گھر میں رکھ لی۔ حضرت علیؓ پاک انسان تھے لائق انسان تھے۔ قابل انسان تھے۔ آخر میں ان کو بھی حکومت ملی۔ لیکن پہلے دوسروں کو دیکر بتا دیا کہ فی الواقعہ آپؐ کو اور آپؐ کے خاندان کو کسی اجر کی ضرورت نہیں۔

## خلفائے راشدین کا بے نظیر نمونہ

ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ سب بے مثال اور بے نظیر ہستیاں ہیں۔ حضرت اکرمؐ نے یہ بے نظیر انسان پیدا کئے۔ ان لوگوں نے خلافت کی عظیم ذمہ داریوں کو تاریخی اور مثالی طور پر نبھایا۔

مہاتما گاندھی کے سامنے ایک دفعہ یہ کہا گیا کہ وزراء ہندنے حب الوطنی اور قومی خدمت کے پیش نظر ماہوار تنخواہیں رضاکارانہ طور پر کم لینا منظور کی ہیں، وہ پانچ پانچ ہزار روپیہ کی بجائے پانچ سو روپیہ ماہوار لیں گے اس پر مہاتما گاندھی نے کہا کہ تم کچھ بھی ہو جاؤ لیکن ابوبکرؓ اور عمرؓ کے مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔ انہوں نے کچھ نہیں لیا۔ انہوں نے خلافت اور سلطنت حاصل کرکے عوام اور رعایا کی بےلوث بے نفسی سے خدمت کی ہے۔ اور اپنے گذارہ کے سوائے کچھ نہیں لیا حضرت عمرؓ کی شان کے کیا کہنے۔ آپؓ شام۔ ایران کو فتح کرتے ہیں۔ مال و دولت کے انبار لگ جاتے ہیں۔ لیکن آپؓ اپنی روزمرہ روٹی کے سوا کچھ نہیں لیتے معمولی گذارہ لیتے ہیں۔ ایک دفعہ آپؓ کی بیگم صاحبہ کسی حاکم کی اہلیہ کو عطر کی شیشی بھجواتی ہیں اس کے عوض ان کو اسی شیشی میں قیمتی جواہرات بطور شکرانہ وصول ہوئے حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی۔ آپ نے وہ جواہرات بیت المال میں دے دینے کا حکم دیا اور بیگم سے کہا کہ یہ بیت المال کا حق ہے یہ سب کچھ آپ کو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ خلیفہ وقت کی اہلیہ ہیں صرف خلیفہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے یہ جواہرات بھیجے گئے ہیں۔ اگر آپ خلیفہ کی اہلیہ نہ ہوتیں تو یہ جواہرات تحفہ کے طور پر آپ کو نہ آتے اس پر گرما گرم بحث ہوئی۔ انجام کار اس تحفہ کو بیوی سے چھین کر قومی خزانہ میں داخل کرا دیا۔

## آج کے حکام

آج کے حاکم علی العموم خود غرض ہیں۔ نفس پرست ہیں اقربا نواز ہیں۔ ان کے بنک بیلنس ہیں۔ کوٹھیاں ہیں باغات ہیں۔ زمینیں ہیں۔ ان سب کمزوریوں اور خرابیوں کا استیصال حضورؐ نے کر دکھایا تھا جس سے ان کی قوم نے مراتب عالیہ حاصل کر دکھائے تھے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

## بقیہ خطبہ جمعہ بسلسلہ ص ۱۲

ان کو کچلا جا رہا ہے، لیکن نہ ہندوستان کے لوگوں اور نہ یورپ کے لوگوں کا دل پسیجتا ہے۔ قرآن کریم نے قوموں کے بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے پہلوؤں پر بحث کی ہے۔ ایک جگہ فرمایا ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة وكذلك يفعلون۔ بادشاہ جب کسی شہر یا ملک کو فتح کرتے ہیں تو فساد برپا کرتے ہیں اور اس جگہ کے باعزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔

## مسلمانوں کیلئے سبق اور صحابہؓ کا نمونہ

اس میں مسلمانوں کو سبق دیا گیا ہے کہ ایسا نہیں کرنا چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مثالی قوم پیدا کی۔ ان کے لشکر جہاں گئے لوگوں نے ان کو خدا خوف پایا۔ شام اور ایران کے لوگوں نے کیا میدان جہاد میں حضورؐ کے ساتھیوں کا رنگ دیکھا تو وہ حیران رہ گئے انہوں نے اپنے اپنے ملک میں جاکر اس طرح ان کے متعلق کہا وهم بالليل رهبان۔ وہ رات کے وقت خدا یاد ہوتے ہیں انہیں دنیا کے علائق سے کوئی تعلق نہیں ہوتا وهم بالنهار فرسان۔ اور دن کے وقت شہسوار غازی ہوتے ہیں۔ یہ کیا قوم ہے۔ تاریخ دانوں، فلاسفروں نے اس قوم کو خراج تحسین ادا کیا ہے۔ یہ مثیل اور بے نظیر قوم تھی۔ سوائے رضائے الٰہی کے انکے سامنے اور کوئی غرض نہیں تھی۔

## حجت صادق۔ (بسلسلہ ص ۱۴)

پس اصلی نزاع دونوں فریق میں یہ ہے کہ آیا
امتی نبی حقیقی طور پر کامل نبی ہے
یا صرف جزئی نبی جس کا دوسرا نام
محدث ہوتا ہے
اسی لئے قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ
"سوہم اور اُن میں سارا اختلاف
تعریف نبوت کا ہے"
یعنی اُن کے نزدیک "امتی نبی" کامل نبی ہو سکتا ہے
مگر ہمارے نزدیک امتی نبی کامل نبی نہیں ہو سکتا
بلکہ اُس کا امتی ہونا ناقص نبی ہونے کی قطعی دلیل ہے۔

(باقی — آیندہ)

---

**خط و کتابت**
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

# کتاب "حقیقت النبوۃ" پر تبصرہ

## اور علماء ربوہ کی خدمت میں مخلصانہ گذارش کہ وہ خدا کے مقرر کردہ نظم پر مسلم بننا ترک کردیں۔

(۷)

### جناب قاضی صاحب کے نزدیک نبوت کی اقسام

جناب قاضی محمد نذیر صاحب سے اپنی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" میں انبیاء علیہم السلام کی تین اقسام بیان فرماتے ہیں:-

(۱) - تشریعی نبی۔

(۲) - غیر تشریعی مستقل نبی۔

(۳) - امتی نبی۔

گذشتہ اقساط میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے بدلائل قویہ یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضور کے نزدیک ایک امتی کو جب "نبی" کے لفظ سے پکارا جائے تو وہ جماعت اولیاء کا فرد ہوتا ہے نہ کہ جماعت انبیاء کا۔ اس لئے اول تو میرے پیش کردہ دلائل ہی محترم قاضی صاحب کی تقسیم کو غلط قرار دے رہے ہیں لیکن چونکہ قاضی صاحب نے "امتی نبی" کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دینے کے لئے قرآن کریم کی ایک آیت سے استدلال کرنے کی کوشش کی ہے قاضی صاحب کے علاوہ دیگر علماء ربوہ اور ان کی تقلید میں ربوہ سے تعلق رکھنے والے دیگر احمدی بھائی بھی قاضی صاحب کی پیش کردہ آیت کا ہی سہارا لیتے ہیں اس لئے اس آیت کا بھی صحیح مفہوم پیش کرنا ضروری ہے تا ہمارے ان بھائیوں پر ان کی غلطی واضح ہو جائے شاید اللہ تعالیٰ اُن میں سے کسی سعید روح کو اپنے غلط عقیدہ کو ترک کرنے کی توفیق مل جائے میری دعا تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب بھائیوں کو اپنی اس غلطی کو چھوڑ کر راہ صواب کی طرف آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

### آیت پیش کردہ اور اس سے استدلال

جناب قاضی صاحب "امتی نبوت" کا ذکر قرآن مجید میں ہونے کی بغلی سُرخی جما کر تحریر فرماتے ہیں:-

"اس جگہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ یہ جدید قسم کی نبوت جو مسیح موعودؑ کو ملنے والی تھی کیا اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی موجود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا یعنی جو شخص اطاعت کریں اللہ تعالیٰ کی اور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی جو الرسول ہیں یہ اطاعت کرنے والے انعام پانے میں ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا تعالیٰ نے انعام کیا نبیوں میں سے صدیقوں میں سے شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے اور یہ اُن کے اچھے رفیق ہیں اس آیت کی رُو سے نبی اکرم صلعم کی اطاعت سے آپ کے امتیوں کو چار قسم کے انعام مل سکتے ہیں نبوت بھی صدیقیت بھی شہادت بھی اور صالحیت بھی اگر صالحیت کا دروازہ اس آیت کی رو سے کھلا ہے اگر شہادت کا دروازہ اس آیت کی رُو سے کھلا ہے، اگر صدیقیت کا دروازہ اس آیت کی رُو سے کھلا ہے تو نبوت کا دروازہ بھی اس آیت کی رُو سے کھلا ہے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اور آپ کی پیروی کی شرط سے آپ کی غلامی میں اور آپ کے وجود میں اپنے وجود کو کھو کر فنا فی الرسول کا مقام حاصل کرنے کے بعد ایک امتی مقام نبوت کو پا سکتا ہے یہ قرآن کریم کی نص قطعی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ امتی نبوت کا دروازہ امت محمدیہ کے لئے کھلا ہے اور یہ شرف صرف آنحضرت صلعم کو دیا گیا ہے کہ آپ کی پیروی کے واسطہ سے آپ کے امتی کو مقام نبوت بھی مل سکتا ہے۔"

**معیت کی حقیقت** بعض علماء کہتے ہیں کہ یہاں لفظ "مع" ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ ہیں ٹھیک ہے۔ لفظ "مع" ہی ہے مگر سوال یہ ہے کہ مسلمان پہلے انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہیں تو کس بات میں، کیا زمانہ کے لحاظ سے؟ یہ تو محال ہے ان لوگوں کے زمانوں کو جن میں امت محمدیہ سے پہلے نبی صدیق شہید اور صالحین گذر چکے ہیں ہم نہیں پا سکتے تو پھر کیا ساتھ ہیں بلحاظ مکان کے؟ یہ بھی محال ہے کیونکہ امت محمدیہ کے افراد کا تمام گذشتہ انعام یافتہ لوگوں سے جگہ کے لحاظ سے ساتھ ہونا بھی محال ہے پس معیت زمانی بھی محال ہوئی اور معیت مکانی بھی محال ہوئی اب ایک تیسری قسم کی معیت ہے جو علماء نے بیان کی ہے امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں "معیت فی المنزلۃ" یعنے مرتبہ اور درجہ میں معیت قرار دیتے ہیں یہ معیت معنوی ہے معیت ظاہری تو اس جگہ محال ہے کیونکہ اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم جملہ اسمیہ ہے جو استمرار کو چاہتا ہے اور اس دنیا میں ہی آنحضرت صلعم کی پیروی کرنے والوں کو پہلے انعام یافتہ لوگوں کی معیت عطا کرنے کا وعدہ دے رہا ہے اور ظاہری معیت ان سے اس دنیا میں زمانی اور مکانی لحاظ سے محال ہے جب ایک حقیقت متعذر اور محال ہو تو پھر اس حقیقت کا محال ہونا قرینہ بن جاتا ہے مجازی معنوں کے لئے پس یہاں مع کا لفظ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس جگہ رفاقت اور معیت مجازی مراد ہے نہ کہ ظاہری کیونکہ ظاہری معیت کا متعذر ہونا اس جگہ مجاز کے لئے قطعی قرینہ ہے جو اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ یہاں درجہ اور مرتبہ میں ہی معیت مراد ہے پھر اس جگہ اگر درجہ میں معیت تسلیم نہ کی جائے تو آیت کا سارا مضمون ہی بگڑ جاتا ہے یعنے اگر ہم یہ معنے کریں نبی کریم صلعم کی اطاعت کرنے والے نبیوں کے ساتھ ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ نبی نہیں تو پھر آیت کے اگلے حصہ کے معنی

بن جائیں گے نبی کریم صلعم کی اطاعت کرنے والے صدیقوں کے ساتھ ہیں صدیق نہیں نبی کریم صلعم کی اطاعت کرنیوالے شہیدوں کے ساتھ ہیں شہید نہیں اور نبی کریم صلعم کی اطاعت کرنے والے صالحین کے ساتھ ہیں صالح نہیں لیکن اگر اس آیت کی رُو سے نبی کریم صلعم کی اطاعت کرنے والے صالح بن سکتے ہیں شہید بن سکتے ہیں صدیق بن سکتے ہیں تو لاریب یہ آیت بتلاتی ہے کہ آپ کی پیروی میں مقام نبوت بھی مل سکتا ہے اور یہ مقام آپ کی ختم نبوۃ کے مقام کے منافی نہیں بلکہ آپکی پیروی کے واسطہ سے ملنے کی وجہ سے یہ آپ کی ختم نبوت یعنی مہر نبوت کا فیض ہے جس طرح صدیقیت اور شہیدیت اور صالحیت کے مقامات آپ کا فیض ہیں۔

امام راغب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مفردات میں زیر لفظ "کتب" اس آیت میں "مع" کے معنی زمرۃ میں شامل ہونا قرار دیتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں قوله فاكتبنا مع الشاهدين اى اجعلنا فى زمرتهم اشارة الى قوله فاولئك مع الذين انعم الله عليهم۔ مفردات راغب صفحہ ۴۳۵

یعنی قرآن مجید کی آیت فاكتبنا مع الشاهدين میں مع کے معنی یہ ہیں کہ ہم کو زمرۂ شاہدین میں داخل فرما جس طرح کہ آیت فاولئك مع الذين انعم الله عليهم میں مع کے معنی ہیں کہ آنحضرت صلعم کی اطاعت کرنے والے منعم علیهم کے زمرۃ میں شامل ہیں پھر اس آیت کی تفسیر کلام کی طرف سے یوں بیان ہوا مذکور ہے قال الراغب ممن انعم الله عليهم من الفرق الاربع فى المنزلة والثواب النبى بالنبى والصديق بالصديق والشهيد بالشهيد والصالح بالصالح (تفسیر بحر المحیط جلد ۳ صفحہ ۳۰۷ مطبوعہ مصر) یعنے امام راغب کے نزدیک آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی اطاعت کرنے والے مرتبہ اور ثواب میں پہلے نبیوں، صدیقوں شہیدوں اور صالحوں میں شامل کئے جائیں گے اس امت کا نبی نبی کے ساتھ صدیق

...... صدیق کے ساتھ۔ شہید شہید کے ساتھ اور صالح صالح کے ساتھ۔ پس یہ آیت آنحضرت صلعم کی پیروی کے واسطہ سے امتی نبوت کا دروازہ امت محمدیہ پر کھلا قرار دینے میں صریح ہے"

## مکمل حوالہ دینے کی غرض

اگرچہ حوالہ مذکورہ بالا کافی طویل تھا لیکن میں نے اس غرض سے اسے من وعن نقل کر دیا ہے تا قارئین کرام پر جماعت ربوہ کا آیت مذکورہ بالا استدلال مکمل طور پر واضح ہو جائے اور چونکہ ان دوستوں کی بنا دعوی اسی آیت پر ہے اس لئے ان کے استدلال کو مکمل طور پر پیش کر دینا ہی ضروری تھا تا ان کو یہ شکایت نہ رہے کہ ان کے مذہب کو ان کے اپنے الفاظ میں پیش نہیں کیا گیا۔

## خدا کے مقرر کردہ امام کو چھوڑ کر کسی دوسرے امام کی پناہ لینا

پیشتر اس کے کہ آیت پیش کردہ کے معنی کرنے میں جو مغالطے ہمارے ان دوستوں کو لگے ہوئے ہیں ان کو دور کروں مجھے اس امر کا افسوس کے ساتھ اظہار کرنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے یہ دوست حضرت مسیح موعودؑ کے استدلال کو پیٹھ پیچھے پھینکتے ہوئے اپنے غلط مسلک کو ترویج دینے کے لئے دوسرے علماء کے سہارے تلاش کرنے لگ پڑے ہیں۔

قارئین کرام نے دیکھ ہی لیا ہوگا کہ حوالہ مذکورہ بالا میں کس طرح امام راغب کے اجتہاد کی پناہ لی گئی ہے حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ کا استدلال آیت پیش کردہ سے بالکل جناب قاضی صاحب کے پیش کردہ مذہب کے خلاف ہے حیرت ہے کہ جس شخص کو ازراہ غلو "نبی" بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے وہ خود آیت پیش کردہ کو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہوئے بھی "نبی" بننے سے انکار کر رہا ہے۔

## محکم پر حکم بننے کی کوشش اور حضرت مسیح موعود کا مذہب

پیشتر اس کے کہ میں آیت پیش کردہ کا صحیح مفہوم بتلاؤں اور قاضی صاحب کی غلطیوں کو طشت از بام کروں حضرت مسیح موعود کا مذہب اس آیت کے متعلق لکھ دینا ضروری سمجھتا ہوں تا تمام احمدی بھائیوں کو پتہ لگ جائے کہ علماء ربوہ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ پر "حکم" بننے کی کوشش کر رہے ہیں، حضور تریاق القلوب صفحہ ۱۲۲ پر اپنی بعض پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اب سوچنا چاہیئے کہ غیب کا صریح علم غیر کو ہرگز نہیں دیا جاتا اور گو ممکن ہے کہ غیر کو بھی جن کے تعلقات خدا تعالیٰ سے محکم نہیں ہیں کبھی سچی خواب آجائے یا سچا کشف ہو جائے لیکن ولایت اور قبولیت کی علامات میں لازمی طور پر یہ شرط ہے کہ امور غیبیہ اور پوشیدہ باتیں اس قدر ظاہر ہوں کہ وہ اپنی کثرت میں دنیا کے تمام لوگوں سے بڑھے ہوئے ہوں اور اس کثرت سے ہوں کہ کوئی ہم ان کا مقابلہ نہ کر سکے یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جبکہ خدا تعالیٰ اپنے فضل عظیم اور کرم عمیم سے کسی شخص کو اپنی خلعت ولایت اور رتبہ کرامت سے مشرف اور سرفراز فرماتا ہے تو چار چیزوں میں اس کو جمیع اس کے ابنائے جنس اور تمام ہمعصر لوگوں سے امتیاز کلی بخشتا ہے اور وہ ایک شخص جو وہ امتیاز اس کے شامل حال ہوتی ہے اس کی نسبت قطعی اور یقینی طور پر ایمان رکھنا لازم ہو جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ان کامل بندوں اور اعلیٰ درجہ کے اولیاء میں سے ہے جن کو اس نے اپنے ہاتھ سے چنا ہے اور اپنی نظر خاص سے ان کی تربیت فرمائی ہے اور وہ چار چیزیں ..... جو کامل اولیاء اور مردان خدا کی نشانی ہے چار کمال ہیں جو بطور نشان اور خارق عادت کے ان میں پیدا ہوتے ہیں اور ایسا آدمی کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے اور اس تیر پر وہی شخص پہنچتا ہے جس کو عنایت ازلی نے قدیم سے دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے منتخب کیا ہو اور وہ چار کمال جو بطور چار نشان یا چار معجزہ کے ہیں جو ولی اعظم اور قطب الاقطاب اور سید الاولیاء کی نشانی ہے یہ ہیں (۱) اول یہ کہ امور غیبیہ بعد تجابت یا اور طریق پر اس کثرت سے اس پر کھلتے ہیں اور بہت سی پیشگوئیاں ایسی صفائی سے ظہور پذیر ہو جائیں کہ اس کثرت مقدار اور صفائی کیفیت کے لحاظ سے کوئی شخص ان کا مقابلہ نہ کر سکے اور ان کمی اور کیفی کمالات میں احتمال شرکت غیر بکلی معدوم بلکہ محالات میں سے ہو یعنی جس قدر اس پر اسرار

غیب ظاہر ہوں اور جس قدر اس کی دعائیں قبول ہو کر ان قبولیتوں سے اسکو اطلاع دی جاسکے اور جس قدر اس کی تائید میں آسمان اور انفس اور آفاق میں خوارق ظہور پذیر ہوں دنیا میں ممکن ہو جو ان کی نظیر کوئی دکھلا سکے یا ان کمالات میں مقابلہ پر کھڑا ہو سکے اور اس قدر علم غیوب اسکو ملیں اور کشف انوار تامہ منکشف ہوں اور تائیدات سماویہ بطور خوارق عادت اور اعجاز اور کرامت اسکو عطا کی جائیں کہ گویا ایک دریا ہے جو چل رہا ہے اور ایک عظیم الشان روشنی ہے جو آسمان سے اُتر کر زمین پر پھیل رہی ہے اور یہ امور اس حد تک پہنچ جائیں جو بہ بداہت نظر خارق عادت اور فائق الحصر دکھائی دیں اور یہ کمال کمال نبوت سے موسوم ہے۔

## حضورؑ نے اپنا کیا مقام مقرر فرمایا ہے

تحریر مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ حضورؑ نے اپنا مقام ولایت ہی مقرر فرمایا ہے ہاں اپنے آپ کو ولی اعظم اور قطب الاقطاب اور سید الاولیاء قرار دیا ہے۔ یہ تمام القاب خاتم الاولیاء کے ہم معنی ہیں، جیسا کہ چشمۂ معرفت میں لکھا ہے کہ اسکو تمام اس کے ہمعصروں سے بڑھ کر امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہے جس کا حوالہ میں گذشتہ اقساط میں درج کر چکا ہوں اور امت کے تمام اولیاء میں سے کوئی ایک بھی ایسا ولی نہیں ہوا جس کو اس بارے میں تمام ہمعصروں پر فضیلت حاصل ہو کیونکہ ان میں سے کوئی بھی ساری دنیا کے لئے امام نہ تھا تاہم خاص خاص حلقوں کے لئے وہ امام مقرر ہو چکے اس خاص حلقہ میں بے شک ان کا اس بارے میں کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا لیکن مسیح موعودؑ نے چونکہ ساری اسلامی وغیر اسلامی دنیا کا امام بن کر آنا تھا اس لئے اسے خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء کا لقب دیا گیا اور ساتھ ہی امور غیبیہ بھی اس پر سب اولیاء سے زیادہ کھولے جانے تھے اس لئے اسے ظلی نبی کا لقب بھی عطا کیا گیا حالانکہ ظلی نبی تمام اولیاء ہی تھے ان امور کی وضاحت گزشتہ اقساط میں مدلل اور مفصل کی جا چکی ہے۔

## کمال نبوت کی حقیقت

تحریر مندرجہ بالا سے یہ بھی عیاں ہے کہ کمال نبوت سے مراد خدا تعالےٰ کی طرف سے کثرت سے پیشگوئیوں کا پانا مراد ہے اور یہی مفہوم اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں بیان کیا گیا ہے اور یہی تمام کتب میں موجود ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کمال کو پانے والا کیا زمرۂ انبیاء کا فرد کہلا سکتا ہے سو اس کے متعلق حضرت اقدس کے مندرجہ ذیل الفاظ فیصلہ کن ہیں جو اسی کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ پر درج ہیں۔

"اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اور تمام اہل علم اور معرفت اس فضیلت کے ..... قائل ہیں"

اب دیکھ لو کہ کس صفائی اور کس وضاحت کے ساتھ حضورؑ نے اپنے آپ کو غیر نبی قرار دیا ہے جس سے واضح ہو گیا کہ کثرت سے پیشگوئیوں کو پانے والا کمال نبوت تو پا لیتا ہے لیکن نبی نہیں بن سکتا۔ دیگر کمالات اور انکے حصول کی ترغیب اور کمال نبوت کے بیان کرنے کے بعد حضورؑ نے کمال صدیقیت اور کمال شہادت اور کمال صالحیت کو بیان کیا ہے اور ان چاروں ... کمالات کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"غرض یہ چار مراتب کمال ہیں جن کو طلب کرنا ہر ایک ایماندار کا فرض ہے اور جو شخص ان سے بکلی محروم ہے وہی وہ ہے کہ اللہ جلشانہ نے سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کے لئے یہی دعا مقرر کی ہے کہ وہ ان ہر چہار کمالات کو طلب کرتے رہیں اور وہ دعا یہ ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اور قرآن شریف کے دوسرے مقام میں اس آیت کی تشریح کی گئی ہے اور ظاہر فرمایا گیا ہے کہ منعم علیہم سے مراد نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین ہیں اور انسان کامل ان ہر چہار کمالات کا مجموعہ اپنے اندر رکھتا ہے"

## چاروں کمالات کا خلاصہ

حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا تحریر سے بالکل واضح ہے کہ محترم قاضی صاحب کی پیش کردہ آیت میں جو من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین کے الفاظ آئے ہیں ان سے امم سابقہ کے انبیاء علیہم السلام اور صدیق اور شہید اور صالح مراد ہیں اور امت محمدیہ کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ اللہ تعالےٰ کی اور اس کے رسول مقبول صلعم کی کامل اطاعت کریں گے تو ان کو ان رجال عظام کے کمالات کا وارث بنایا جائے گا جس کے نتیجہ میں انہیں پیشگوئیاں ملتی ہیں نہ کہ اس کمال کو حاصل کرنے والا انبیاء کے زمرہ کا فرد نہیں بن سکتا جیسا کہ حضورؑ نے باوجود اس کمال کے پانے کے اپنے آپ کو غیر نبی ہی کہا ہے۔

صدیق کے کمال کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کا پانے والا صدق کی مختلف حالتوں سے گذر کر اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس پر پہنچکر اسکو ایسے عمیق در عمیق قرآنی حقائق اور اسرار شریعت پر اطلاع دی جاتی ہے جس پر تمام علماء کی عقلیں نہیں پہنچ سکتیں کمال شہادت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کمال کو حاصل کرنے والا خدا تعالےٰ اور روز جزا و سزا پر اس قدر یقین رکھتا ہے گویا کہ وہ ان حقیقتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔

صالحیت کا کمال یہ ہے کہ اس کمال کے پانے والا کا سینہ ہر ایک قسم کے فساد سے پاک ہو جاتا ہے اور عبادت اور ذکر الٰہی کا مزہ اعلیٰ درجہ کی لذت کی حالت پیدا ہو جاتا ہے یہ وہ چار کمالات ہیں جو قاضی صاحب کی پیش کردہ آیت میں حضرت اقدسؑ کے نزدیک بیان کئے گئے ہیں جن کو خلاصہ کے طور پر میں نے ذکر کر دیا ہے۔ جو لوگ تفصیل دیکھنا چاہیں وہ حضورؑ کی کتاب تریاق القلوب کو از صفحہ ۱۲۲ تا صفحہ ۱۲۵ مطالعہ کریں اس مطالعہ سے ان کے دل محظوظ ہوں گے اور ان کے ایمان میں پختگی پیدا ہوگی۔

## تحفہ گولڑویہ میں بھی اسی آیت کی تعبیر

اسی مضمون کو حضورؑ نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۸۲ پر بھی بیان فرمایا ہے منعم علیہم کے متعلق بحث کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"غرض یہ وجود ہیں جن کی رو سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین یعنے ابرار اخیار کے بڑے گروہ جن کے ساتھ بد مذاہب کی آمیزش نہیں ... دو ہی ہیں ایک پہلوں کی جماعت یعنی صحابہ کی جماعت جو زیر تربیت آنحضرت صلعم تھے دوسری پچھلوں کی جماعت جو بوجہ تربیت روحانی آنحضرت صلعم کے جیسا کہ آیت واخرین منھم سے سمجھا جاتا ہے صحابہ کے رنگ میں ہیں۔ یہی دو جماعتیں اسلام میں حقیقی طور پر منعم علیہم ہیں اور خدا تعالےٰ کا انعام ان پر یہ ہے کہ ان کو انواع اقسام کی غلطیوں اور بدعات سے نجات دی ہے اور ہر ایک قسم کے شرک سے ان کو پاک کیا ہے اور خالص اور روشن توحید ان کو عطا فرمائی ہے جس میں نہ دجال کو خدا بنایا جاتا ہے نہ ابن مریم کو خدائی صفات کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے اور اپنے نشانوں سے اس جماعت کے ایمان کو قوی کیا ہے اور اپنے ہاتھ سے ان کو ایک پاک گروہ بنایا ہے ان میں سے جو لوگ خدا کا الہام پانے والے اور خدا کے خاص جذبہ سے اس کی طرف کھنچے ہوئے ہیں نبیوں کے رنگ میں ہیں اور جو لوگ ان میں سے بذریعہ اپنے اعمال کے صدق اور اخلاص کہلانے والے اور ذاتی محبت سے بغیر کسی

غرض کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہیں وہ صدیقوں کے رنگ میں ہیں اور جو لوگ ان میں سے آخری نعمتوں کی امید پر دکھ اٹھانے والے اور جزا کے دن کا بچشم دل مشاہدہ کرکے جان کو ہتھیلی پر رکھنے والے ہیں وہ شہیدوں کے رنگ میں ہیں اور جو لوگ ان میں سے ہر ایک فساد سے الگ رہنے والے ہیں وہ صلحاء کے رنگ میں ہیں اور یہی سچے مسلمان کا مقصود بالذات ہے کہ ان مقامات کو طلب کرے اور جب تک حاصل نہ ہوں تب تک طلب اور تلاش میں سست نہ ہو۔"

تحریر مندرجہ بالا بھی بالصراحت بتلا رہی ہے کہ حضرت اقدس کے نزدیک قاضی صاحب کی پیش کردہ آیت سچے اور مخلص اور رفاقی فی طاعۃ الرسول مسلمان کو ہدایت کرتی ہے کہ انبیاء - صدیقین - شہداء اور صالحین کا رنگ اپنے اندر پیدا کرے جو امم سابقہ میں گذر چکے ہیں یعنی ان کے مثیل بن جائیں احباب ربوہ اگر غور سے کام لیں گے تو انکو صاف نظر آجائے گا کہ حضور اپنے متعلق ہی نہیں بلکہ اپنی جماعت کے افراد کے متعلق بھی فرماتے ہیں کہ ان میں سے خدا کا الہام پانے والے نبیوں کے رنگ میں ہیں۔ اب اے احباب ربوہ خود ہی فیصلہ کرلو کہ احمدیوں میں سے کتنے نبی بن گئے ہیں، کیا جماعت میں سے ایک بھی صاحب الہام نہیں اگر ہیں اور یقیناً ہیں تو کیا آپ ان کو نبی یقین کرتے ہو اگر نہیں تو پھر تسلیم کرو کہ جناب قاضی صاحب کی بیان کردہ تفسیر زیر بحث آیت کی حضرت اقدس کی تفسیر کے بالکل خلاف ہے اور یہی وجہ وہ اس قابل نہیں کہ اس کی طرف توجہ بھی کی جائے پس آیت صریح نص تو بیشک ہے بلکن امت میں نبی پیدا ہونے پر نہیں بلکہ نبیوں کے رنگ والے یعنی ان کے مثیل اور وارث پیدا ہونے پر صریح نص ہے اگر جناب قاضی صاحب حضور کی مندرجہ بالا تحریروں کا مطالعہ کرنے کے بعد بھی اپنی غلط تفسیر سے رجوع نہ کریں تو وہ یقیناً خدا کے پیدا کردہ سلسلہ پر حکم بننے کا دعا کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اس خطرناک غلطی کے ارتکاب سے محفوظ رکھے۔

## حضرت اقدس کی کتب سے مزید مثالیں

حضرت اقدس کی ان کتب سے . . . . . . . - - - - - - - چند مزید مثالوں کا پیش کرنا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگی

## اعجاز المسیح کے حوالے

چنانچہ حضور اپنی کتاب اعجاز المسیح میں جو ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کی تصنیف ہے فرماتے ہیں:-

(۱) تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ آیت انعمت علیہم میں مومنوں کے لئے بشارت ہے کہ ان کے لئے تیار کی گئی ہیں وہ تمام نعمتیں جو انبیاء سابقین کو دی گئی تھیں اور اسی غرض کے لئے یہ دعا سکھلائی گئی تاکہ یہ طالبین کے لئے بشارت ہو پس اس سے لازم آیا کہ خلفاء محمدیہ کا سلسلہ مثیل عیسیٰ پر ختم ہوتا کہ موسوی سلسلہ کے ساتھ مماثلت مکمل ہو جائے اور کریم جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا بھی کرتا ہے"

یہ عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود سے قبل امت کے تمام مجددین بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثیل تھے اور حضرت مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل ہیں اور دونوں سلسلوں کی مماثلت کا یہی تقاضا تھا کہ امت محمدیہ میں سلسلہ موسوی کے انبیاء کے مثیل پیدا ہوں صفحہ ۱۲۰۔

پھر حضور اپنی کتاب . . . . . . کے صفحہ ۱۴۰ و صفحہ ۱۸۱ پر فرماتے ہیں، عربی عبارت کا ترجمہ ذیل میں لکھا جاتا ہے:-

" اللہ تعالیٰ نے اپنی انتہائی رحمت سے یہ دعا سکھلائی ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ان لوگوں کا راستہ طلب کریں جن پر خدا کا انعام ہوا ہے یعنی نبیوں اور رسولوں کا پس اس آیت سے ہر اس شخص پر جس کو درایت سے کچھ حصہ ملا ہے ظاہر ہے کہ یہ امت انبیاء کے قدم پر مبعوث کی گئی ہے اور کوئی نبی نہیں گذرا جس کا مثیل مسلمانوں میں پیدا نہیں ہوا اگر یہ مشابہت اور برابری نہ ہوتی تو سابقین کے کمال کو طلب کرنا ہی باطل ہو جاتا اور یہ دعا بھی باطل جاتی پس خدا جس نے ہم سب کو حکم دیا ہے کہ ہم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا نماز پڑھتے ہوئے صبح اور شام کرتے رہیں اور منعم علیہم یعنی نبیوں اور مرسلین کا راستہ طلب کرتے رہیں اس نے یہ ابتداء سے ہی مقدر کیا ہوا تھا کہ وہ اس امت میں بعض صلحاء کو انبیاء کے قدم پر مبعوث کرے گا"

پھر صفحہ ۱۷۶ پر فرماتے ہیں کہ:-

"اللہ تعالیٰ نے صراط الذین انعمت علیہم کی دعا اس غرض کے لئے سکھلائی ہے کہ مسلمان خدا سے یہی طلب کریں کہ بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے کوئی نبی بھی ایسا نہ رہے جس کا مثیل اس امت میں مبعوث نہ کیا جائے"

پھر صفحہ ۱۳۲ پر فرماتے ہیں:-

" سورۃ نور اور سورۃ فاتحہ میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ امت ظلی طریق پر بنی اسرائیل کے انبیاء کی وارث ہوگی"

پھر صفحہ ۱۸۳ پر فرماتے ہیں:-

" سورۃ فاتحہ میں ہمیں بشارت دی گئی ہے کہ ہم میں ایسے آئمہ پیدا ہوں گے جو انبیاء بنی اسرائیل کے مثیل ہوں گے"

پھر صفحہ ۱۸۴ پر فرماتے ہیں:-

کہ سورۃ فاتحہ میں ہمیں دعا سکھلائی گئی ہے کہ ہم گذشتہ انبیاء کرام اور رسل عظام کے مثیل ہوں"

پھر صفحہ ۱۹ پر فرماتے ہیں:-

کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں وعدہ کیا ہے کہ وہ امت میں ایسے آدمی پیدا کرے گا جو نبیوں اور رسولوں کے مشابہ ہوں گے۔

اب دیکھ لو کس صفائی سے اس امت میں نبیوں اور رسولوں کے مثیل اور وارث پیدا ہونے کا ہی عقیدہ ظاہر کیا گیا ہے یہ تو وہ مذہب ہے جو ۱۹۰۱ء میں ظاہر فرمایا اب وہ تحریریں بھی ملاحظہ فرمائیں جو ۱۹۰۱ء کے بعد لکھی گئیں - چنانچہ . . . . . . . .

حضور اپنی کتاب الہدیٰ میں جو جون ۱۹۰۲ء میں تصنیف ہوئی ہے فرماتے ہیں:-

والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الرسل الذی اقتضیٰ ختم نبوتہ ان تبعث مثل الانبیاء من امتہ"

ترجمہ بھی حضور کا ہی پیش کرتا ہوں:-

" اور صلوٰۃ اور سلام خاتم الرسل پر جس کی نبوت کے ختم نے چاہا کہ آپ کی امت سے نبیوں کی مانند لوگ پیدا ہوں"

اس سے ظاہر ہے کہ حضور امت میں صرف انبیاء سابقین کے مثیلوں کے ظہور کے ہی قائل تھے نہ کہ انبیاء پیدا ہونے کے اور یہی مفہوم ہے حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا اور یہی مفہوم ہے آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کا اور یہی مفہوم ہے اس آیت کا جس سے جناب قاضی صاحب امت میں انبیاء پیدا ہونے کا نتیجہ نکال رہے ہیں، شروع کتاب میں تو ختم نبوت کا تقاضا یہی بتلایا ہے کہ اس کے ذریعہ انبیاء علیہم السلام کے مثیل اس امت میں پیدا ہوتے رہیں گے پھر ان مثیلوں کے متعلق صفحہ ۳۱ و صفحہ ۳۲ و صفحہ ۳۳ پر بالصراحت لکھا ہے کہ یہ مثیل زمرۃ اولیاء کے افراد ہوں گے اور استدلال بھی آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم سے ہی کیا ہے۔ عبارت کے طویل ہونے کی وجہ سے اسے نقل نہیں کیا گیا جو دوست دیکھنا چاہیں وہ اصل کتاب سے دیکھ لیں

# حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا تعالیٰ کے رستہ میں اطاعت و فرمانبرداری اور جذبۂ ایثار و قربانی

## خدا تعالیٰ کی راہ میں جان و مال قربان کرنے سے مقامات عالیہ کا حصول

خطبہ جمعہ مورخہ ۴ جنوری ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ومن احسن دینًا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن واتبع ملة ابراهيم حنيفًا ۔ واتخذ الله ابراهيم خليلًا

(النساء)

### سب سے بہتر دین خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری

اس آیت میں نہایت اہم سبق دیا گیا ہے ۔ اور وہ سبق جمیع انبیاء کرام کو دیا گیا۔ اس سبق سے ان کے مراتب بلند ہو گئے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر ہے ۔ اور اس آیت میں لکھا ہے واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا۔ جب یہ سبق حضرت ابراہیمؑ نے پڑھا ۔ اس پر عمل کیا ۔ تو خدا تعالیٰ نے ان کو اپنا دوست بنا لیا ۔ وہ سبق بڑا مشکل ہے ۔ اذ قال ربه اسلم ۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا کہ فرمانبردار ہو جاؤ تو اس فرمان کی تعمیل میں حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا اسلمت لرب العالمین ۔ میں رب العالمین کی فرمانبرداری اختیار کرتا ہوں ۔ یہی بیان اس مذکورہ آیت میں ملتا ہے فرمایا ومن احسن دینًا ممن اسلم وجهه لله ۔ اس شخص سے کس کا دین بہتر ہے ، جس نے اپنی ذات کو ، اپنی ساری کی ساری توجہ کو ، اور اپنی ساری جدوجہد کو خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگا دیا ۔ ایسا رویہ اختیار کرنے والوں میں سے ایک ابراہیمؑ بھی ہیں ۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پوری پوری فرمانبرداری اختیار کی ، اس فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ نے ان کو اپنا دوست بنا لیا ۔

### نبی کریم صلعم کی فرمانبرداری

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ انی امرت ان اکون اول المسلمین مجھے حکم ہوا ہے کہ میں سب سے بڑھ کر فرمانبرداری اختیار کروں انا اول المسلمین چنانچہ میں سب سے بڑھ کر فرمانبرداری کرنے والا ہوں ۔ اور فرمایا فان حاجوك اگر آپ سے جھگڑا کریں فقل اسلمت وجهي لله ومن اتبعن تو کہہ دے کہ میں اور میرے ساتھی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہیں اب ہمارا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا ۔

### حضرت ابراہیمؑ کا امتحان اور اس کی قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی راہ میں بہت بڑی زبردست قربانی کی ۔ گھر بار چھوڑ دیا ، وطن چھوڑ دیا اور کہا کہ میں جناب الٰہی کے حکم سے ہجرت کر رہا ہوں ۔ بڑھاپے میں بیٹا ملا تو حسب منشاء الٰہی قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے ۔ دونوں نے خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنی گردنیں خم کر دیں ۔ اور پورے پورے مسلمان ہو کر پوری پوری فرمانبرداری کے ساتھ خدا تعالیٰ کا حکم بجا لائے ۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ بادشاہ وقت کے مقابلہ پر بھی کھڑے ہو گئے ۔ بادشاہ وقت نے کہا کہ اسکو آگ میں ڈال دیا جائے تو کہا کہ خدا کے رستہ میں آگ میں کود جانا منظور ہے ۔ تو حضرت ابراہیمؑ کا بڑا مشکل امتحان ہوا ۔ آپؑ اس میں پورے اترے اس کے نتیجہ میں انہوں نے مراتب عالیہ کو حاصل کیا ۔

### حضرت نبی کریم صلعم کا جذبۂ قربانی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا کہ آپ بھی مقامات عالیہ پر پہنچنا چاہتے ہیں تو حضرت ابراہیمؑ کے طریقہ کو اختیار کرو ۔ خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیمؑ کی یادگار بنا دیا گیا ۔ صفا و مروہ کو حضرت ہاجرہؑ کی عظیم یادگار بنا دیا گیا ۔ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے آپ کو پوری پوری کوشش کرنا چاہیئے ۔ اپنی ساری توجہ اسی بات کی طرف مبذول کرنا چاہیئے ۔ اور اپنا جان و مال اس راہ میں قربان کر دینا چاہیئے ۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی وددت ان اقتل فی سبیل الله ۔ میرا ولولہ ہے کہ میں خدا کے راستہ میں مارا جاؤں ۔ دو دفعہ آپؐ کو موقعہ ملا ۔ جس میں اس عشق کا مظاہرہ فرمایا ۔ ایک دفعہ احد کی لڑائی میں آپؐ زخمی ہو کر گڑھے میں گر جاتے ہیں ، جب ہوش آیا تو یہی جذبہ قائم تھا ۔ انا النبی لا کذب ۔ میں صادق مصدوق نبی ہوں ۔ اس میں کذب اور جھوٹ نہیں ہے ۔

### حنین کی جنگ میں جرأت و شجاعت

دوسرا موقعہ حنین کی جنگ کا ہے ۔ دشمن کی طرف سے لگاتار تیروں کی بوچھاڑ ہوئی ، ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے ۔ لیکن آپؐ کھڑے رہے ۔ خچر پر سوار ہیں ۔ اگر بھاگنے کا ارادہ ہوتا تو پہلے ہی حفظ ماتقدم کے طور پر بے نظیر عرب گھوڑا اپنے نیچے رکھتے تا کہ اگر بھاگنے کی صورت پیدا ہو جائے تو بھاگ کھڑے ہوں ۔ لیکن خچر پر سوار ہوتے ہیں ۔ دل کے اور ہمت کے ۔ جرأت ہے ، عزم اور استقلال ہے ۔ ڈرتے نہیں گھبراتے نہیں ۔ خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی نصرت پر اور تائید پر پورا پورا یقین ہے ۔ بڑا سخت امتحان ہوا ۔ لیکن اس میں آپؐ کامیاب اترے ۔

### بادشاہت میں فقیری

دوسرا امتحان یہ ہے کہ بادشاہ وقت ہیں حاکم اعلیٰ ہیں ۔ لیکن دل میں خواہشات کا نام نہیں ۔ تاجپوشی کوئی نہیں ، تخت کوئی نہیں ۔ مستعمل عمامہ تاج ہے ۔ چٹائی حضورؐ کا تخت ہے ۔ ۱۴×۲۰ فٹ کے حجرے جو مسجد کے ساتھ ہیں وہ حضورؐ کا محل ہے کتنا بڑا امتحان ہے ۔ کوئی تھانیدار اور تحصیلدار بنتا ہے تو فورًا اچھا باورچی رکھ لیتا ہے جو گھر کا کام کرے ۔ اچھی سے اچھی کراکری خریدتا ہے اور ایک شان اور آن بان کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتا ہے ۔ کونسا راجہ مہاراجہ اور نواب اور گورنر ہے جو آسائش و آرام کا خواہشمند نہیں ۔ جن کے دل دماغ ، تمناؤں ، آرزوؤں اور خواہشات سے پر نہیں ہوتے ۔ ان پر لاکھوں روپے ماہوار صرف ہوتے ہیں ۔ آج کل ہمارے نظام صاحب تلاش میں ہیں ان کو ۴۸ لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ ملتا ہے ۔ یعنے چار لاکھ روپے ماہوار ۔ باوجود اس کے اس وظیفہ میں ان کا گذارہ مشکل ہوتا ہے ۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نرالے بادشاہ ہیں کہ نہ باورچی ہے نہ کوئی کراکری ہے نہ تاج ہے نہ تخت ۔ بے نظیر بادشاہ ہیں ، فرمایا میں غریبی پر فخر کرتا ہوں ، بادشاہ ہو کر فقیرانہ زندگی بسر کرنا بڑا معجزہ ہے اس لئے فرمایا الفقر فخری ۔ فقر میرے لئے باعث فخر ہے ۔ . . . . . . . . . .

## خواہشات دوزخ پیدا کرتی ہیں

فرمایا حجبت النار بالشہوات - خواہشات کے نیچے آگ ہے - یعنی خواہشات کا نتیجہ دوزخ پیدا کرنا ہے خواہشات کے ارمان جب مچلتے ہیں تو پورے نہیں ہوتے - ایک خواہش کے ہونے سے ہزاروں خواہشیں جنم لیتی ہیں اور ان کو پورا کرنے کے لئے کئی ناجائز طریق اختیار کرنے پڑتے ہیں - انسان جھوٹ بولتا ہے چوری کرتا ہے - بلیک میل کرتا ہے - سمگلنگ کرتا ہے - ملاوٹ کرتا ہے، رشوت لیتا ہے - عہدہ اور مرتبہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے - کیا کچھ نہیں کرتا - تمام شیطانی حربے استعمال کرتا ہے

## محنت و مشقت سے جنت پیدا ہوتی ہے

اور فرمایا وحجبت الجنۃ بالمکارہ محنت و مشقت کی زندگی گذارنے میں راحت اور آرام ہوتا ہے اور اس سے جنت ملتی ہے - خواہشات کو ختم کر دینا چاہیئے مشکلات کی زندگی سے جنت پیدا ہوتی ہے -

## ناجائز خواہشات کے بُرے نتائج

کتنے لوگ ہیں جنہوں نے خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ناجائز حربے استعمال کئے پکڑے گئے - رسوا اور ذلیل ہوئے - عزت اور عہدہ چھن گیا - ندامت اور شرمساری ہوئی - خود مر گئے اور اپنے بیوی بچوں کو بھی لے مرے - یہاں لاہور میں ایک شخص ہزار روپیہ تنخواہ پاتا تھا - اس کے بچے انگریزی سکول میں تعلیم پاتے تھے - بچوں کے لئے موٹر تھی - اپنے لئے موٹر تھی - نوکر چاکر تھے - گھر پر دعوت اور پارٹی احباب اور دوستوں کو دیتا تھا - خرچ پورا نہیں ہوتا تھا اس نے ناجائز طریقے اختیار کرنے شروع کئے جب اس بات کا پتہ چل گیا، اس نے سوچا مارا جاؤں گا - رسوا ہوں گا - عہدہ چھن جائے گا - بیوی کو کہنے لگا بڑی ذلت ہوگی - یہ کوٹھی، یہ زمینیں اور یہ موٹر وغیرہ سب کچھ جاتا رہے گا - غریب اور قلاش ہو جائیں گے - لوگ کیا کہیں گے - بچوں کا کیا ہوگا - چلو میں بھی زہر کی گولیاں کھا لیتا ہوں اور تم بھی کھا لو - اور بچوں کو بھی کھلا دو - چنانچہ انہوں نے یہی کیا - رات کو سوتے اور صبح کو سب مرے پڑے تھے - آخر خواہشات کے نیچے دوزخ ہے یا نہیں وامامن خاف مقام ربہ جنتان جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں وہ امن اور آشتی میں رہتے ہیں - وہ جنت میں اپنا ٹھکانا بناتے ہیں جو خواہشات کو روکتا ہے اسے جنت نصیب ہوتی ہے -

## امامِ وقتؑ کا ایثار

ایسے بھی لوگ ہیں جو خدا تعالےٰ کی رضا چاہنے کے لئے اپنی جان قربان کر دیتے ہیں جو نمونے صحابہ کرامؓ میں بہت ملتے ہیں جنہوں نے اپنی جانیں قربان کیں - مال خرچ کئے - اور اس کا نمونہ آپ لوگوں نے بھی دیکھا ہوگا - میں نے خود دیکھا ہے - امامِ وقتؑ کے مکان پر قادیان میں - حضرت صاحبؑ نے اپنے مکان میں حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمت حضرت مولانا عبدالکریم رحؒ اور حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کو جگہ دے رکھی تھی - اگر آپؑ میں کچھ خامیاں اور کمزوریاں ہوتیں تو آپ ان لوگوں کو اپنے مکان میں کیسے رکھ سکتے تھے - حضرت مولٰنا نور الدین رحمۃ اللہ بڑے عالم، فاضل اور اولیاء اللہ میں سے تھے، ان کا علم لا انتہاء تھا - پھر مولٰنا عبدالکریم صاحب تو ایک شیر تھے، وہ کسی کا ذرا نقص برداشت نہ کر سکتے تھے - کبھی اندر سے بیوی یا بچوں کی آواز آتی تو فوراً گرج کر ڈانٹ پلا دیتے تھے - اس شخص کو اپنے گھر میں رکھا ہوا تھا جو گھر والوں کی آواز کا باہر آنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا - شیخ یعقوب علی صاحب ایک دن ان کے سامنے سرخ قمیص پہن کر آئے کہنے لگے تم عورتوں کا لباس پہنکر کیوں آئے ہو - حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی - رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جگہ دے رکھی ہے - کیا شان ہے اس شخص کی، ایک ہی مکان میں جہاں خود رہتے ہیں سب کو جگہ دے دی کوئی علیحدہ مکان نہ خریدا - باغ نہیں لگوائے - اپنا ملکیتی باغ خدا کی راہ میں دے دیا - یہاں لاہور میں آپ کا وصال ہوا - اس وقت تک اہل وعیال کے لئے کوئی اثاثہ نہ تھا انجمن نے جو رقم ان کے اخراجات کے لئے مقرر کی تھی وہ کچھ بڑی نہ تھی لیکن ان کے اہل وعیال کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے حضرت مرزا صاحبؑ نے اگر خود فقیری کو پسند کی تو ساتھیوں پر بھی وہی اثر تھا - میاں بشیر احمد صاحب ایم اے میرے ہم جماعت ہیں - جب وہ انٹرنس پاس کر کے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے تو ان کے خرچ کے لئے انجمن نے وظیفہ منظور کیا تھا - میرے سامنے صاحبزادی مبارکہ بیگم اور میاں شریف احمد صاحب کی شادیاں ہوئیں - اشارتاً بھی انہوں نے اپنی ضرورت پورا کرنے کے لئے انجمن کو درخواست نہ کی - نہ جہیز کی اور نہ کسی اور چیز کی بالکل سیدھے سادے طریق سے نکاح ہو گئے - یہ رنگ باخدا انسان کے سوا کسی دوسرے کا نہیں ہوتا -

## خواہشات کی پیروی ذلت کا موجب ہوتی ہے

خواہشات کے لشکروں کے لشکر دل میں بستے ہوں - اور مقامات عالیہ کے حصول کی تڑپ بھی ہو یہ ناممکن ہے - ارأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ کبھی تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے - یہاں ایک شخص تھا وہ رشوت نہیں لیتا تھا - اس کو اس کے خسر نے جو بیرسٹر تھا کہا تو نمازوں کو کیا کریگا رشوت لے لو اور بچوں کو تعلیم کے لئے ولایت بھجوا دو تاکہ ان کی زندگی بن جائے یہ طریق انسان کو عزت کے مقام سے گرا دیتے ہیں الھویٰ یھوی بصاحبہ الی الذلۃ - ھویٰ و ہوا انسان کو ذلت کے گڑھے میں پھینک دیتی ہے -

## مقامات عالیہ کے حصول کے لئے ایثار و قربانی کی ضرورت

تو فرمایا اگر کوئی اعلےٰ مقام چاہتے ہو تو خدا کی رضا کے لئے ایثار و قربانی سے کام لو - حضرت نبی کریم صلعم نے اس سبق پر خود عمل کیا اور دوسروں سے عمل کرایا - آپؐ نے ایک بے نظیر قوم پیدا کی جنہوں نے مال کی بھی قربانی کی اور دولت کی بھی قربانی کی - صحابہ کرامؓ نے ایثار اور قربانی کا بے نظیر نمونہ چھوڑا ہے -

## حضرت عیسیٰؑ کے حواری اور صحابہ کرامؓ

حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کا بھی ہم بیان پڑھتے ہیں جب ان کو پکڑنے کے لئے سپاہی آئے تو حضرت عیسیٰؑ نے مدد کے لئے دہائی دی لیکن سب حواری بھاگ کھڑے ہوئے - لیکن جو قوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی اس کی نظیر نہیں ملتی - حضرت عیسیٰؑ کے حواری آنحضرت صلعم کے صحابہؓ کا مقابلہ نہیں کر سکتے - جنگوں کے موقعہ پر شام کے عیسائی کہتے ہیں عرب کے لوگو بھاگ جاؤ، یہاں تمہارے لئے موت ہے، وہ جواب دیتے ہیں اسی پر تو ہم عاشق ہیں -

## مالی و جانی قربانی کا جذبہ پیدا کرو

تو جب تک یہ جذبہ دلوں کے اندر پیدا نہ ہو کہ خدا کے لئے - خدا کے رسولؐ کے - لئے دین کے لئے اور ملک و ملت کے لئے جان و مال قربان کریں - تو قوم قوم نہیں ہے - تو آپ لوگ خدا کو سامنے رکھو، رسول اکرمؐ کے ارشادات کو سامنے رکھو، امامؑ کی تلقین کو سامنے رکھو، اور قرآن کے اندر بتلائے ہوئے سیدھے راستہ پر چلو اس سے آپ کی دین و دنیا اور عاقبت درست ہوگی -

## جھوٹی عزت اور کشمیریوں پر ظلم

آج سارا یورپ جھوٹی عزت کے خیال کا شکار ہے اور اس کے لئے ہر ظلم و جبر روا رکھا جاتا ہے - ان کو خدا یاد نہیں - آج ہم لاکھ کشمیری مسلمان ذلیل و خوار ہیں - ظلم کا تختہ مشق ہیں - ہر طرح سے

(باقی بر صفحہ)

چوہدری شکراللہ خاں منصور صاحب بی اے ایل ایل بی

# حجتِ صادق اور عذرِ نامعقول

## (۹)

## احقاقِ حق

مضمون عنوان ماسبق سے مشعر ہے کہ ہمارے اور علمائے ربوہ کے درمیان مسئلہ نبوت میں اختلاف صرف یہ ہے کہ نبی کی اصلی طور پر کامل شرط کیا ہے؟ یہ اختلاف نہایت مختصر ہے۔ اور اگر اصولی طور پر غور کیا جائے جیسا کہ مکرم جناب میاں صاحب فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک بات کے فیصلہ کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ کسی اصل اور قاعدہ پر اس کا فیصلہ کیا جائے۔ اور اگر غلط مبحث سے کام لیا جائے۔ تو اس کبھی بھی فیصلہ نہیں ہو سکتا پس ہمیں بھی ہر ایک مسئلہ کا فیصلہ بعض اصول کی بناء پر کرنا چاہیئے۔"

حقیقۃ النبوۃ صـ۱

تو اس کا فیصلہ نہ صرف یہ کہ نہایت آسان ہے۔ بلکہ اس کے لئے کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت بھی لاحق نہیں۔ جناب میاں صاحب نے اُن تمام مسائل میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق رکھتے ہوں فیصلہ کا ایک پختہ اور واضح اصول قائم کیا ہے جیسا کہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"وہ شخص جو کل دنیا کی ہدایت کے لئے آیا تھا اُس کی طرف ایسی لغویات کا منسوب کرنا کیسا ظلم ہے۔ وہ جو دنیا کو عقل سکھانے کے لئے آیا۔ وہ جو علوم روحانی کے خزانے لٹانے آیا وہ جو دانائی کی کان تھا۔ اور جاہلوں کو دانا بنانے والا تھا۔ کیا اُس کی نسبت یہ خیال کیا جا سکتا ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ صـ۱۷)

"دوستو! ان بحثوں میں اپنے منشا و مُدّعا کو پورا کرنے کے لئے ایسے حد سے نہ نکل جاؤ کہ خود حضرت مسیح موعود کو نشانۂ اعتراضات بنالو..... اُس کے کلام کی وہ تفسیر کیوں کرتے ہو جس سے اُس پر اعتراضوں کی بوچھاڑ شروع ہو جائے۔ اور اُس کے دعوے اور اس کے تقوے میں شبہات پیدا ہو جائیں۔"

(کتاب مذکورہ صـ۳۷)

یعنے اصول یہ ہے کہ اپنی مطلب براری کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف ایسی بات منسوب نہیں کرنی چاہیئے جو لغو ہو یا جس سے اُن کی ذات نشانۂ اعتراضات بن جائے۔ اور آپ کے کلام کی وہ تفسیر اور معنے نہیں کرنے چاہئیں جن سے آپ پر اعتراضوں کی بوچھاڑ شروع ہو جائے اور آپ کے دعوے اور تقوے میں شبہات پیدا ہو جائیں۔ کیونکہ ایسا کرنا صریح ظلم ہے اور جو ایسا کرتا ہے بلاشک ظالم ہے۔

لیکن علمائے ربوہ بجائے اصولی طور پر فیصلہ کرنے کے غلط مبحث سے کام لے کر فیصلہ کو مزید اُلجھا دیتے ہیں۔ مصنف قولِ بلیغ اگرچہ عادتوں کو ذہنی افتادؔ کے مطابق غلط مبحث کو پورے طور پر نہیں چھوڑ سکے تاہم انہوں نے ایک حد تک اصولی گفتگو کی طرف پلٹا کھایا ہے۔ اصل اور قاعدہ کی طرف اُن کا یہ پلٹنا نہایت اہم ہے۔ جس سے باہمی اختلاف کا فیصلہ بہت آسان ہے۔ اس لئے ہم ان کی تحریر سے بعض اقتباس ذرا تفصیل سے درج کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ قاضی صاحب قولِ بلیغ میں لکھتے ہیں:۔

(۱) "دعوے کی تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے خود یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "اُمتی نبی" مانتے ہیں۔ ہم لوگ بھی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صرف اُمتی نبی یقین کرتے ہیں۔ شارع نبی یا مستقل نبی نہیں سمجھتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ غیر مبائعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو محدثیت تک قرار دیتے ہیں اور ہم آپ کی اُمتی نبوت کا مقام محدثیت سے بالا یقین کرتے ہیں۔ پس ہم میں اور اُن میں محض نزاع لفظی ہے ورنہ اس حقیقت کے دونوں فریق قائل ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور آپ کے فیض روحانی کے واسطہ سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے نبی اور رسول کا لقب پایا ہے۔ اور اس نبوت و رسالت سے مراد صرف یہ ہے کہ آپ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف پایا ہے۔ جس میں آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے کثرت سے امورِ غیبیہ پر اطلاع دی گئی ہے۔ پس اس حقیقت پر دراصل دونوں فریق متفق ہیں اور جو لفظی نزاع پیدا کی گئی ہے وہ صرف انکارِ خلافت کے لئے محض ایک حیلہ ہے"

(بیش لفظ)

(۲)۔ آپ کے دعوے کی تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے لفظ نبی اور رسول کا اطلاق آپ پر غیر مبائعین بھی درست سمجھتے ہیں لہٰذا ہم میں اور اُن میں صرف ایک لفظی نزاع یا اصطلاحی نزاع موجود ہے۔ کوئی حقیقی نزاع موجود نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو غیر احمدیوں کے عقیدہ اور اپنے عقیدہ کے درمیان بھی صرف لفظی نزاع قرار دی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔ "صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت اور مخاطبتِ الٰہیہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنے آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکمِ الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح" تتمہ حقیقۃ الوحی صـ۶۸۔ غیر مبائعین بھی ان معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی سمجھتے ہیں اور جماعت احمدیہ بھی انہی معنوں میں آپ کو نبی یقین کرتی ہے ہم بھی سابقہ تعریف نبوت کے لحاظ سے آپ کو نبی قرار نہیں دیتے بلکہ ایسی نبوت کے دعوے کو کفر سمجھتے ہیں۔ غیر مبائعین بھی سابقہ تعریف کے لحاظ سے ہی آپ کو نبی نہیں سمجھتے اور مولوی محمد علی صاحب نے بھی دراصل

اسی تعریف کے باعث نبوت کا دعوے کذاب کا کام قرار دیا ہے۔ ہم میں اور اُن میں فرق صرف یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ نبوت کی جامع تعریف یہی ہے کہ مدعی کو ایسے مکالمہ مخاطبہ کی نعمت سے مشرف کیا جائے جو بکثرت اُمورِ غیبیہ پر مشتمل ہو۔ اور خدا تعالےٰ اُس کا نام نبی رکھے۔ خواہ وہ مدعی امتی ہو یا غیر اُمتی مگر غیر مبائعین یہ کہتے ہیں کہ نبوت کے لئے یہ شرط قائم ہے کہ ایسا شخص غیر اُمتی ہو۔ حالانکہ یہ تعریف دراصل نبوت مستقلہ کی تعریف ہے نبوت غیر مستقلہ کوئی جامع نہیں۔ حالانکہ غیر مستقل یا بالواسطہ نبی بھی آخر نبی ہے اس لئے تعریف جامع ہونی چاہیئے سو ہم میں اور اُن میں سارا اختلاف تعریف نبوت کا ہے اور یہ صرف ایک اصطلاحی اور لفظی نزاع ہے کوئی حقیقی نزاع نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی تفصیلی کیفیت کو دونوں فریق مانتے ہیں۔ اور دونوں فریق آپ پر نبی کا اطلاق جائز سمجھتے ہیں، اور آپ کو ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی قرار دیتے ہیں"

( صفحہ ۳۱-۳۲-۳۳ )

(ص) ۔ ان عبارتوں کو معلوم کر لینے کے بعد بھی اگر غیر مبائعین اس بات پر مصر ہوں کہ حضرت مسیح موعود محض ایک محدث ہیں یا آپ کی نبوت سے مراد محض محدثیت ہے اور آپ کا مقام محدثین اُمت سے بالا نہیں تو ایسے لوگوں کو قائل کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں اس لئے ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیں تا انہیں تخلیہ خدا کے خوف کو دل میں جگہ دیکر ٹھنڈے دل سے سوچنے کا موقع ملے جب یہ لوگ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے بغض و حسد چھوڑ کر غور کریں گے تو پھر انہیں خود بخود سمجھ آ جائے گی کہ دراصل دونوں فریقوں میں کوئی حقیقی اختلاف موجود نہیں صرف نزاع لفظی ہے۔ کیونکہ نبوت کی جو حقیقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بتاتے ہیں وہ ایسا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے جو اہم اُمورِ غیبیہ پر مشتمل ہو۔ اور یہ امر خود غیر مبائعین بھی مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کو اسی طرح کے مکالمہ مخاطبہ کی نعمت سے مشرف کیا گیا۔ پس درحقیقت دونوں فریق ایک ایسی حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں جس کا نام ایک فریق محدثیت یا جزئی نبوت رکھتا ہے اور دوسرا فریق امتی نبوت۔ اسی کو نزاع لفظی کہتے ہیں کہ ایک حقیقت کو دونوں فریق تسلیم کریں گے مگر نام اس کا الگ الگ رکھیں۔ مولوی محمد علی صاحب نے یہ لفظی نزاع صرف اسلئے پیدا کی کہ وہ خلافت ثانیہ کا انکار کر کے ایک نئے فرقہ کی بنیاد رکھ سکیں"

( قولِ بلیغ صـــ۵ـــ )

قارئین کرام غور کریں۔ قاضی صاحب علمائے ربوہ میں سے ہیں۔ اپنی پرانی دبی افتاد کو نہیں چھوڑ سکے دونوں فریقوں میں باہمی اتفاق اور اختلاف کا اصولاً ذکر کر رہے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ انکار خلافت کے حیلے" "خلافت ثانیہ سے بغض و حسد" اور "نئے فرقہ کی بنیاد" کے طعنے بھی دیتے چلے جاتے ہیں۔ سچ ہے

طبع بگڑی ہوئی ظالم کی سنبھالی نہ گئی

اُن کا مقصد صرف یہ ہے کہ عجیب اُن کی خلافت ثانیہ پر ضرور کچھ لکھے جس سے اُن کے عوام بھڑکیں اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے قابل نہ رہیں۔ کیونکہ ان کے عوام کے ذہنوں پر سو فیصدی خلافت ثانیہ مسلط ہے۔ اُن کا مبلغ علم صرف خلافت ثانیہ کے خطبات اور تقریروں تک محدود ہے۔ حضرت امام الوقت علیہ السلام کی کتب اور علم کلام سے وہ بالکل ناواقف اور نابلد ہیں۔

قاضی صاحب کے ان طعنوں کا جواب ہم مضمون ہذا کے آخر میں دیں گے۔ اس جگہ اُن سے اغماض کرتے ہوئے اصل مبحث کو مدنظر رکھتے ہیں۔ جو یہ ہے کہ نبی کی کامل شرط کے عقیدہ میں صادق کون اور کاذب کون ہے؟ عنوان "ہذا احقاق حق" میں ہم نے اپنے عقیدہ پر غور کیا ہے۔ اور علمائے ربوہ کے عقیدہ پر اگلے عنوان "ابطال باطل" میں بحث کی گئی ہے۔ حوالہ نمبر ۳ منقولہ بالا میں "اُمتی نبوت" کا لفظ غلط لکھا ہے کیونکہ جزئی نبوت جو ہم مانتے ہیں وہ بھی لامحالہ اُمتی نبوت ہی ہے۔ بلکہ وہ سوا امتی نبوت کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتی۔ پس اُن کا یہ لفظ بطور "دامِ ہمرنگِ زمین" ہے ورنہ اُن کا مطلب اس نبوت سے کامل نبوت ہے جو ہمارے عقیدہ "جزئی نبوت" کے بالمقابل ہے اور یہی تو وہ اختلاف ہے جو اُن کے ہمارے درمیان واقع ہے۔ وہ لوگ حضرت اقدس کی امتی نبوت کو ہماری طرح جزئی نبوت نہیں بلکہ کامل نبوت قرار دیتے ہیں جیسا کہ قاضی صاحب نے اپنی ایک اور کتاب "حقیقۃ النبوۃ" میں واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ اس حقیقت کو "کامل نبوت مانتے ہیں"۔

**اصل اختلاف** } قاضی صاحب کے حوالجات منقولہ بالا کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہم السلام کے دعویٰ کی ایک تفصیلی کیفیت یا "حقیقت" ہے۔ یہ تفصیلی کیفیت اور "حقیقت" خواہ صرف "کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ" ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس کے پیش کردہ حوالہ میں ذکر ہے۔ خواہ وہ "ایسا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے جو کثرت امور غیبیہ پر مشتمل ہو" جیسا کہ بقول قاضی صاحب اُن کے خلیفہ ثانی بتاتے ہیں۔ خواہ "اظہار علی الغیب" کا مرتبہ یعنے پیشگوئیاں ہیں جیسا کہ علمائے ربوہ اکثر لکھتے رہتے ہیں اور خواہ وہ خدا کی طرف سے نبی کا نام رکھنا ہے۔ جیسا کہ قاضی صاحب نے بالآخر کیا ہے مگر آپ کے اس دعوے کی "تفصیلی کیفیت" کو حسب اقرار و تحریر قاضی صاحب دونوں فریق یکساں طور پر مانتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے دونوں فریق جیسا کہ قاضی صاحب لکھتے ہیں ....... یکساں طور پر مانتے اور یقین کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُمتی نبی ہیں۔ اور دونوں فریق کے اس اختلاف سے دو نتیجے نکلے۔ اوّل یہ کہ حضرت اقدس کی تحریروں میں جتنی بار اور جہاں جہاں اپنے آپ کو نبی لکھا گیا ہے اُس سے مراد "اُمتی نبی" ہے۔ دوم یہ کہ چونکہ حضرت اقدس کے اُمتی نبی ہونے پر دونوں فریق کو یکساں طور پر اتفاق ہے لہذا باہمی بحث میں اُن تحریروں کو پیش کرنا غیر فیصلہ کن اور عبث ہے۔ کیونکہ فیصلہ طلب امر دراصل وہ بات ہے جو دونوں فریقوں کے درمیان اصل اختلافی امر ہے۔ یہ اصل اختلاف اُمتی نبی ہونے یا نہ ہونے کا نہیں بلکہ اس امر میں ہے کہ

اُمتی نبی دراصل ہوتا کیا ہے؟

قاضی صاحب کے بتلانے کے مطابق علمائے ربوہ کے نزدیک اُمتی نبی کامل نبی ہے۔ مگر ہمارے نزدیک "اُمتی نبی" جزئی نبی یا ناقص نبی ہے۔ اس لئے قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ دونوں فریق کے درمیان کوئی حقیقی نزاع نہیں بلکہ صرف لفظی اور اصطلاحی نزاع ہے۔ کیونکہ دونوں فریق دراصل مانتے وہی حقیقت اور وہ تفصیلی کیفیت ہیں جس کا قاضی صاحب کے حوالجات منقولہ میں ذکر ہے گو نام اس کے دونوں فریق الگ الگ رکھتے ہیں۔ یہاں تک ہمیں بھی قاضی صاحب کے ساتھ مکمل اتفاق ہے۔

لیکن یہ اختلاف بے شک حقیقی نہ ہو صرف لفظی اور محض اصطلاحی ہو اپنے نتائج کے لحاظ سے بہت بڑا اختلاف ہے کیونکہ اُمتی نبی اگر جزئی نبی ہو تو یہ محدث کا دوسرا نام ہے جو درحقیقت نبی نہیں ہوتا (حقیقۃ النبوۃ مصنفہ جناب میاں صاحب) اور اُمتی نبی اگر کامل نبی ہو تو حقیقی نبی ہے جیسا کہ جناب خلیفہ صاحب لکھتے ہیں :-

"قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کے رُو سے آپ حقیقی نبی تھے"

(حقیقۃ النبوۃ صـــ۱۷۷ـــ)

(باقی بر صـــ)

# ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

اکثر غیر فرقہ کے لوگ مشرک وغیرہ تمہارے ساتھ شامل ہیں۔ تقوے کا مضمون باریک ہے۔ اسکو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس لوٹا کر اس کے منہ پر اردیتا ہے۔ متقی ہونا مشکل ہے۔ مثلاً اگر کوئی تجھے کہے کہ تو نے قلم چرایا ہے تو تو کیوں غصہ کرتا ہے۔ تیرا پرہیز تو محض خدا کے لئے ہے۔ یہ طیش اس واسطے ہوا کہ رُو بحق نہ تھا۔ جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آ جاویں۔ وہ متقی نہیں بن سکتا۔

## الہامات کے پیچھے نہ پڑو

معجزات اور الہامات بھی تقوے کی فرع ہیں۔ اصل تقوے ہے۔ اس لئے تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو۔ بلکہ حصول تقوے کے پیچھے لگو۔ جو متقی ہے اس کے الہامات بھی صحیح ہیں اور اگر تقوے نہیں تو الہامات بھی قابل اعتبار نہیں ان میں شیطان کا حصہ ہو سکتا ہے۔ کسی کے تقویٰ کو اس کے ملہم ہونے سے نہ پہچانو۔ بلکہ اس کے الہاموں کو اس کی حالت تقوے سے جانچو اور اندازہ کرو۔ سب طرف سے آنکھیں بند کر کے پہلے تقوے کے منازل کو طے کرو۔ انبیاءؑ کے نمونہ کو قائم رکھو۔ جتنے نبی آئے سب کا مدعا یہی تھا کہ تقویٰ کی راہ سکھلائیں ان اولیاءہ الا المتقون۔

## کمالات نبوّت اور ختم نبوّت

مگر قرآن شریف نے تقوے کی باریک راہوں کو سکھلایا ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اس لئے آنحضرت صلعم پر کمالات نبوّت ختم ہوئے۔ کمالات نبوّت ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم نبوّت ہوا۔ جو خدا تعالےٰ کو راضی کرنا چاہے اور معجزہ دیکھنا چاہے۔ اور خارق عادت دیکھنا منظور ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنی زندگی بھی خارق عادت بنالے۔ دیکھو امتحان دینے والے محنتیں کرتے کرتے مدقوق کی طرح بیمار اور کمزور ہو جاتے ہیں۔

## تقوے کا امتحان

پس تقوے کے امتحان میں پاس ہونے کے لئے ہر ایک تکلیف اٹھانے کے لئے تیار ہو جاؤ جب انسان اس راہ پر قدم اٹھاتا ہے تو شیطان اس پر بڑے بڑے حملے کرتا ہے۔ لیکن ایک حد پر پہنچکر آخر شیطان ٹھہر جاتا ہے، یہ وہ وقت ہوتا ہے جب انسان کی سفلی زندگی پر موت آکر وہ خدا کے زیر سایہ ہو جاتا ہے، وہ مظہر الٰہی اور خلیفۃ اللہ ہوتا ہے۔ مختصر خلاصہ ہماری تعلیم کا یہی ہے کہ انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا کی طرف لگا دے۔

---

## حقیقت النبوّۃ (بسلسلہ صنا)

### کشتی نوح کی عبارتیں

کشتی نوح جو ۲۵ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کو تصنیف ہوئی اس کے صفحہ ۲۲ پر حضور فرماتے ہیں :-

"بلکہ جو جو انسانی فطرت کو ازل سے استعداد بخشی گئی ہے اور اسکو پیاس لگادی گئی ہے وہ دعا سکھلائی گئی ہے اور وہ یہ ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم یعنے اے ان کامل صفتوں کے مالک اور ایسے فیاض کہ ذرّہ ذرّہ تجھ سے پرورش پاتا ہے اور تیری رحمانیت اور رحیمیت اور قدرت جزا سزا سے متمتع ہوتا ہے تو ہمیں گذشتہ راستبازوں کا وارث بنا اور ہر ایک نعمت جو ان کو دی ہے ہم کو بھی دے۔"

اب دیکھ لو کس صراحت کے ساتھ گذشتہ راستبازوں کے وارث بننے کے عقیدہ کو ہی ظاہر فرمایا ہے۔ پھر ص۲۴ پر فرماتے ہیں :-

"سورۃ فاتحہ نری تعلیم ہی نہیں بلکہ اس میں ایک پیشگوئی بھی ہے، اور وہ یہ کہ خدا نے اپنی چاروں صفات ربوبیت رحمانیت۔ رحیمیت۔ مالکیت یوم الدین یعنی اقتدار جزا سزا کا ذکر کر کے اور اپنی عام قدرت کا اظہار فرما کر پھر اس کے بعد کی آیتوں میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ خدایا ایسا کر کہ گذشتہ راستباز نبیوں رسولوں کے ہم وارث ٹھہرائے جائیں ان کی راہ ہم پر کھولی جائے ان کی نعمتیں ہم کو دی جائیں . . . . . . . . . . اس دعا میں یہ پیشگوئی مخفی ہے کہ بعض مسلمانوں میں سے ایسے ہوں گے کہ وہ اپنے صدق و صفا کی وجہ سے پہلے نبیوں کے وارث ہو جائیں گے، اور نبوت اور رسالت کی نعمتیں پائیں گے"

اس عبارت میں بھی وارث ہونے کا ہی ذکر ہے۔ پھر ص۳۴ پر فرماتے ہیں :-

"پس یہ سورۃ پیشگوئی کر رہی ہے کہ کوئی فرد اس امت میں سے کامل طور پر نبیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا تا وہ پیشگوئی جو آیت صراط الذین انعمت علیہم سے مستنبط ہوتی ہے وہ اکمل اور اتم طور پر پوری ہو جائے"

مواہب الرحمان اور چشمہ معرفت کے حوالوں سے میں گذشتہ اقساط میں ثابت کر چکا ہوں کہ جن کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے وہ نبی نہیں ہوتے بلکہ اولیاء ہوتے ہیں اکمل اور اتم طور پر پیشگوئی کے پورا ہونے کا مفہوم بھی میں واضح کر چکا ہوں کہ پہلے صلحاء اور اولیاء کے ذریعہ بھی پیشگوئی پوری ہوتی رہی۔ وہ اپنے اندر مخفی رنگ رکھتی تھی لیکن مسیح موعودؑ کے وجود میں نمایاں طور پر پوری ہوئی ہے جیسا کہ اسی کتاب کے صفحہ ۴۹ پر اس کی پوری وضاحت موجود ہے جس کی عبارت میں گذشتہ اقساط میں درج کر چکا ہوں۔ پھر ص۷۴ پر فرماتے ہیں :-

"تو اب تیسری پیشگوئی خود ماننے کے لائق ہے کہ جیسا کہ مسلمانوں نے یہودی عیسائی بننے سے یہود و نصاریٰ کی بدی کا حصہ لیا ایسا ہی ان کا حق تھا کہ بعض افراد اُن کے ان مقدس لوگوں کے مرتبہ اور مقام سے بھی حصہ لیں جو بنی اسرائیل میں گذر چکے ہیں یہ خدا تعالےٰ پر بدظنی ہے کہ اس نے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی بدی کا تو حصہ دار ٹھہرایا ہے یہاں تک کہ ان کا نام یہود بھی رکھدیا مگر ان کے رسولوں اور نبیوں کے مراتب میں سے اس امت کو کوئی حصہ نہ دیا پھر یہ امت خیر الامم کس وجہ سے ہوئی بلکہ شر الامم ہوئی کہ ہر ایک نمونہ شر کا ان کو ملا مگر نیکی کا نمونہ نہ ملا کیا ضرور نہیں کہ اس امت میں بھی کوئی نبیوں اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کے وارث اور ان کا ظل ہو کیونکہ خدا تعالےٰ کی رحمت سے بعید ہے کہ وہ اس امت میں اس زمانہ میں ہزارہا یہودی صفت لوگ تو پیدا کرے اور ہزارہا عیسائی مذہب میں داخل کرے مگر ایک شخص بھی ایسا ظاہر نہ کرے جو انبیاء گذشتہ کا وارث اور ان کی نعمت پانے والا ہو"

اب دیکھ کہ اپنے آپ کو سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد بھی بنی اسرائیل کے انبیاء کا وارث ہی ٹھہرایا ہے اس مضمون سے تو حضور کی کتب بھری پڑی ہیں کہاں تک ذکر کرتا جاؤں طالب حق کے لئے اتنا ہی کافی ہے جو بیان ہوا ہے اب قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ کو چاہیئے تو یہ تھا کہ آیت پیشکردہ سے حضرت اقدس کے مذہب کی تائید میں استنباط کرنے کی کوشش کرتے نہ کہ اس کے خلاف پر سارا زور قلم صرف کر دیتے ان شاء اللہ آیندہ قسط میں ثابت کیا جائے گا کہ آیت حضور کے مسلک کی ہی تائید کرتی ہے۔

پیغام صلح ۹ جنوری ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۲

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام احمدیہ بلڈنگس لاہور ریلوے سے شائع ہوا۔

ھفت روزہ پیغام صلح لاہور
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ حیدرآباد دکن (بھارت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے
چودہ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۱ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۹ شعبان ۱۳۸۲ھ - مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۶۳ء | نمبر ۳


## جنت و دوزخ کی حقیقت

### ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ کیسی صاف بات ہے کہ جس طرح بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے۔ اسی طرح پر دوزخی زندگی بھی یہاں سے شروع ہوتی ہے، دوزخ کے بارہ میں فرمایا ہے نار اللہ الموقدۃ الذی تطلع علی الافئدۃ یعنی دوزخ وہ آگ ہے جس کا منبع خدا تعالیٰ کا غضب ہے۔ اور وہ گناہ سے پیدا ہوتی ہے اور پہلے دل پر غالب ہوتی ہے۔ اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ اس آگ کی جڑھ وہ ہموم و غموم اور حسرتیں ہیں جو انسان کو اس دنیا میں گھیرے رہتی ہیں۔ کیونکہ تمام روحانی عذاب پہلے دل سے شروع ہوتے ہیں۔ جس طرح تمام روحانی سروروں کا منبع بھی دل ہے اور دل ہی سے شروع بھی ہونی چاہئیں کیونکہ وہی ایمان یا بے ایمانی کا منبع ہے۔ اسی طرح ایمان یا بے ایمانی کا شگوفہ بھی پہلے دل ہی سے نکلتا ہے اور پھر تمام بدن اور اعضاء پر اس کا عمل ہو جاتا ہے اور آخر سارے جسم پر محیط ہو جاتا ہے۔ پس خوب یاد رکھو کہ انسان اپنا بہشت یا دوزخ اسی دنیا سے ساتھ لے جاتا ہے۔ اور یہ بات بھی فراموش نہ کرنی چاہیئے کہ بہشت اور دوزخ اس جسمانی دنیا کی طرح نہیں ہے بلکہ ان ہر دو کا مبداء اور منبع روحانی امور ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ عالم معاد میں یہ روحانی امور جسمانی شکل پر متشکل ہو کر نظر آئیں گے۔ اس ضروری امر میں ساری قوموں نے دھوکا کھایا ہے اور اس حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کئی لوگ تو خدا کے منکر ہی ہو گئے۔ اور کئی تناسخ کے قائل ہو گئے۔ الغرض کسی نے اس کی حقیقت کو کچھ سمجھا اور کسی نے کچھ۔ اگر

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

## بحرِ حکمت کے موتی

عن عائشۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا آوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ ثم نفث فیہما فقرأ فیہما قل ھو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس ثم یمسح بہما ما استطاع من جسدہ یبدأ بہما علی راسہ و وجہہ وما اقبل من جسدہ یفعل ذالک ثلاث مرات
بخاری کتاب فضائل القرآن۔

ترجمہ:-

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر ہر رات آرام کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اکٹھے کر کے (جس طرح دعا کی جاتی ہے) ان پر (پوری سورتیں) قل ھو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دم کرتے تھے (پھونک مارتے تھے) پھر انہیں اپنے تمام بدن پر پھیرتے تھے پہلے اپنے سر اور چہرہ پر پھیرتے تھے اور بعد ازاں اپنے تمام اگلے جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا تھا یہ فعل تین مرتبہ کرتے تھے۔

نوٹ:- یہ حدیث بعض دیگر صحاح کی کتب میں بھی مروی ہے میں نے تو اسے تجربہ کیا ہے اور مفید پایا۔ باہر بھی لوگوں کو لکھا گیا جنہوں نے اس سے استفادہ کیا۔

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

—(مرتبہ: شیخ غلام قادر، ڈار صاحب)—

## لاگوس

ترجمہ خط - راساکی - اُڑیسا - اولووا - لاگس

السلام علیکم - میں یہ خط آپ کو لکھکر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں - میں یہ آپ کو مطلع کرتا ہوں - کہ مجھے آپ کا ایڈریس اور نام میرے ایک دوست کے ذریعے معلوم ہوا - اور اس نے مجھے بتایا کہ آپ اسلامی احمدی سوسائٹی پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں، اور میں زمرۃ الرضوان الدین سوسائٹی میں عربی استاد ہوں - اور یہ سوسائٹی عربی سکھانے کے لئے قائم کی ہے - یہ سوسائٹی ۱۹۵۸ء میں تعین ہوئی تھی - میں بہت مشکور ہوں گا اگر ایک کاپی قرآن شریف انگریزی عربی متن ارسال کریں تاکہ ہماری سوسائٹی ترقی کرے - خدا کہتا ہے کہ جو اللہ کے نام پر اچھی چیز دیتا ہے خدا اس کے عوض بہت اچھا بدلہ دیتا ہے - اس لئے میں سوسائٹی کی خاطر اور اللہ کے واسطہ سے کہتا ہوں ایک کاپی قرآن شریف ارسال کریں -

سوسائٹی آپ کی بہت مشکور ہو گی اگر ہمیں اچھی تعلیم اسلام کے متعلق آپ کے ذریعہ مل جائے اس لئے آپ بہت جلد ایک کاپی قرآن شریف ارسال کریں - مشکور ہوں گا -

(انہیں قرآن شریف - ٹیچنگز آف اسلام مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے -

—(۲)—

ترجمہ خط - احمد - الیس - مباقی زاریہ - نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میں اسلامی پمفلٹس کا جو آپ نے مجھے ارسال کئے ہیں - تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں - اور میں نے ان کو بہت نفع بخش پایا اور میرے دوستوں نے بھی بہت فائدہ اٹھایا - اور آئندہ بھی آپ مجھ کو پمفلٹس ارسال کرتے رہیں گے - خط میں آپ نے مجھے اسلام کے متعلق سوال کرنے کی اجازت دی ہے -

اللہ تعالےٰ اپنی پاک کتاب میں ہمیشہ اپنے آپ کو "ہم" کا لفظ استعمال کرتا ہے - اللہ تعالےٰ جبکہ قادر مطلق ہستی ہے وہ ہی پیدا کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور کسی کو اس کے کام میں دخل نہیں - پھر کیوں "میں" کی جگہ "ہم" استعمال کرتا ہے -

(۲) - میں نے چند لوگوں سے سنا ہے کہ عورتیں حشر کے روز اپنے خاوندوں کی دست نگر ہوں گی اور اس عورت کے متعلق جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو - یا جس کی بیوی فوت ہو گئی ہو اس کے متعلق کیا حکم ہے - میں گاہ بگاہ سوالات الجھتا رہتا ہوں مگر مجھے ان کا تسلی بخش جواب نہیں ملتا -

انہیں جواب لکھ دیا گیا کہ اللہ تعالےٰ نے جو "ہم" کا لفظ اپنے لئے استعمال کیا ہے اسے میجسٹک نون کہتے ہیں -

آپ کا دوسرا سوال ایسا ہے جس کے متعلق قرآن حدیث میں کوئی ذکر نہیں -

## بھارت

خط ابراہیم - وی - ٹی - چکلام پورہ - کیرالہ (انڈیا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کا خط اور کتابیں یکم اکتوبر کو موصول ہوئیں میں یقیناً ان کتابوں کو وصول کر کے بہت خوش ہوا ہوں - آپ کی مہربانی کا شکریہ اور اللہ تعالےٰ آپ پر اور آپ کے ادارہ پر رحمتیں نازل فرمائے - میں آپ کی کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہوں - اور مزید مطالعہ کرنا چاہتا ہوں - کیونکہ مجھے آپ کے بانی سے اور مذہب سے خاص دلچسپی ہو گئی ہے - اب میرے پاس کوئی کتاب مطالعہ کے لئے نہیں اور پڑھی ہوئی تمام کتب میں نے اپنے پڑوسی کو مطالعہ کے لئے دے دی ہیں میرے قلمی دوست کا کیا حال ہے - میں نے اس کو خط لکھا تھا - مگر کوئی جواب نہیں آیا - آپ کا ادارہ کیسی ترقی کر رہا ہے - کیا کوئی اخبار نکلتا ہے - اگر ایسا ہے تو چند کاپیاں اس کی مجھے ارسال کریں اگر آپ مناسب خیال کریں تو کچھ ٹکٹیں اپنے ملک کی مجھے ارسال کریں -

آپ کا خیر اندیش ......

(انہیں خط اور رسالے اور چند پرچے لائٹ کے بھیجے گئے)

—(۲)—

ترجمہ خط مسٹر لے بغفار - ڈسٹرکٹ کاچار - آسام انڈیا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ سن کر بہت خوش ہوا ہوں - کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی تیار کردہ جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور - اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کا بہت اچھا کام کر رہی ہے - یہ ہر مسلمان کا کام ہے کہ مذہب کی اشاعت کرے - یہ موجودہ وقت کے لئے ضروری ہے - کہ ایک بہت بڑی انسٹی ٹیوٹ قائم کی جائے جو کہ دوسری مشنریوں کا مقابلہ کرے ہمیں ایسی انسٹی ٹیوٹ کی ضرورت ہے - مجھے اس پر بہت فخر ہے - اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس انسٹی ٹیوٹ کو خوش اسلوبی سے چلائے لیکن کتابیں اور پمفلٹ جو اس وقت بھیجے جا رہے ہیں زمانہ کے مطابق بہترین ہیں اور اسلامی نقطۂ نگاہ کے مطابق اس میں مشکلات کے کافی حل ہیں - میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ اسی طرح باقاعدہ پمفلٹ مجھے ارسال کرتے رہیں گے -

(خط اور لٹریچر بھیجے گئے)

—(۳)—

ترجمہ خط از مسٹر ایم - رحمان چشمہ امپھل - بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۱۸/۶/۶۲ ملا بہت شکریہ - میں یہ خوشخبری آپ کو سناتا ہوں کہ مجھے ایک پارسل مل گیا ہے - دوسرے کا ابھی انتظار ہے میں آپ کی ارسال کردہ کتب بڑی دلچسپی سے پڑھ رہا ہوں اور میں ان کتب کے مطالعہ سے بہت مستفید ہوا ہوں - وہ لوگ بھی جنہوں نے آپ کی کتب کو پڑھا ہے آپ کی تبلیغی جد و جہد کو بہت سراہا ہے -

قبل ازیں ہمیں آپ کے مشن کے متعلق بہت غلط فہمیاں تھیں کیونکہ یہاں مولوی لوگ آپ کے متعلق بہت غلط بیانیاں کرتے رہتے ہیں - اب میرے سامنے آپ کے کام، کتب اور تبلیغی جد و جہد کی صحیح صحیح تصویر آ گئی ہے اور ہماری تمام غلط فہمیاں دور ہو گئی ہیں - ہمیں یقین ہے کہ اگر آپ اسی طرح جوش سے کام کرتے رہیں گے تو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کر لیں گے - اللہ تعالےٰ تحریک احمدیت کو کامیابیاں عطا فرمائے اور اس کے تبلیغی جد و جہد میں برکت عطا کرے -

آپ نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ -

"اگر تم (میں) مطالعہ کرتے رہو گے
تو پورے مشنری بن جاؤ گے"

میں آپ کی گراں مایہ نصیحت کے لئے بہت شکر گزار ہوں، اور میں تو دلی اسلام کی خدمت کرنے کا متمنی ہوں - لہذا جتنی کتب ہو سکیں مجھے بھیجتے رہیں مکمل صحیح بخاری کا انگریزی ترجمہ کہیں سے دستیاب ہو سکے تو مجھے بذریعہ وی پی پی بھجوا دیں مجھے اس کتاب کی بہت ضرورت ہے - کیونکہ میں اس جگہ کے مولویوں سے استفادہ کرنے کو پسند نہیں کرتا -

اللہ تعالےٰ آپ کو خیر و عافیت سے رکھے - آمین -

(انہیں پہلا حصہ بخاری اور خط بھیجے گئے)

پیغام صلح خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیں -

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۶۳ء

# قتل مُرتد کا مسئلہ

مودودی جماعت کے نفس ناطقہ ہفت روزہ "ایشیا" نے قتل مرتد کے مسئلہ کو پھر ہوا دینا شروع کیا ہے، اور اپنی متعدد اشاعتوں میں اس موضوع پر ایک ایسا مضمون شائع کیا ہے جو سراسر غلط بیانیوں اور کذب طرازیوں پر مبنی ہے۔ اس مضمون میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ

"جو شخص مرتد ہو جائے اس کا قتل واجب ہے"

کیوں واجب ہے؟ کیا قرآن کریم میں کوئی ایسا حکم آیا ہے؟ مضمون نگار نے سارے مضمون میں ایک بھی ایسی آیت نہیں لکھی جس میں قتل مرتد کا حکم دیا گیا ہو، اور جو آیت نقل کی ہے وہ صریح طور پر قتل مرتد کی نفی کرتی ہے۔ وہ آیت یہ ہے:۔

" ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولٓئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ واولٓئک اصحٰب النار ھم فیھا خٰلدون

یعنے تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے اور پھر اس حالت کفر پر مر جائے تو اس کے اعمال دنیا و آخرت میں بے کار اور ضائع ہو گئے اور یہی لوگ ہیں جو جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے "

(ایشیا ۹ دسمبر ۱۹۶۲ء)

کیا اس آیت میں مرتد کا قتل واجب قرار دیا گیا ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو من یرتدد منکم عن دینہ کے بعد فیمت و ھو کافر کے الفاظ نہ ہوتے بلکہ فَیُقتَلُ وھو کافرٌ فرمایا جاتا یعنے حالت کفر پر مر جانے کے بجائے کفر کی حالت میں قتل کیا جانے کے الفاظ ہوتے۔ حیرت ہے کہ مضمون نگار نے اس آیت کو نقل کرتے ہوئے قتل مرتد کا حکم کہاں سے نکال لیا؟ فیمت کا لفظ تو اس کی طبعی موت پر دلالت کر رہا ہے اور پھر یہی ایک ہی آیت نہیں، دوسری متعدد آیات اس بات پر شاہد ہیں کہ قتل مرتد ایک خود ساختہ مسئلہ ہے، جس کا قرآن کریم حامی نہیں، مثلاً ایک جگہ فرمایا ہے:۔

ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرًا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلًا یعنے جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا، پھر کفر میں بڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں نہیں بخشے گا اور نہ انہیں ہدایت کا رستہ دکھائے گا"

اگر مرتد کا قتل واجب ہے تو دوبارہ ایمان لانے، اور دوبارہ کفر کرنے اور پھر کفر میں بڑھ جانے کے کیا معنے؟ وہ تو پہلی ہی مرتبہ کفر کرنے پر قتل کر دیا جائے گا۔ پھر وہ قتل ہونے کے بعد کس طرح دوبارہ ایمان لے آئے گا اور پھر کس طرح دوبارہ کفر کرے گا اور کیونکر کفر میں بڑھ جائے گا اور قتل ہونے کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسے ہدایت کا رستہ نہ دکھائے جانے کے کیا معنے ہیں؟ غور کیجئے کیا اس آیت سے صاف طور پر ثابت نہیں کہ قتل مرتد کا مسئلہ قرآن کریم کے صریح خلاف ہے؟ اور بھی متعدد آیات ہیں جن کا اس جگہ نقل کرنا ضروری نہیں، پھر سمجھ نہیں آتا کہ مودودی صاحب اور ان کے حامی اس خود ساختہ عقیدہ پر جو قرآن کریم کے صریح خلاف ہے، مصر کیوں ہیں اور کیوں اس پر زور دیکر اسلام کو ایک خونی مذہب ثابت کر کے اسے غیروں کی نظروں میں بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں نہ صرف قرآن کریم سے بلکہ حدیث سے بھی ثابت نہیں کہ جو شخص مرتد ہو جائے اس کا قتل واجب ہے جو واقعات کسی مرتد کے قتل کے متعلق پیش کئے جاتے ہیں وہ محض اس کے ارتداد سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ فتنہ و فساد برپا کرنے اور قتل و غارت پر اتر آنے یا دشمن کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے سے تعلق رکھتے ہیں، چنانچہ بخاری کی ایک روایت میں من حرب اللہ و رسولہ کہکر بتا دیا گیا ہے کہ صرف حربی مرتد کا قتل واجب ہے۔

ایک عجیب دلیل جو مضمون نگار نے پیش کی ہے یہ ہے:۔

پیغمبر آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانہ مقدس میں یہودیوں نے لوگوں کو اسلام سے بد دل کرنے کی کوشش کی اور ان کی اس سازش کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بے نقاب کیا وقالت طائفۃ من اھل الکتاب اٰمنوا بالذی انزل علی الذین اٰمنوا وجہ النھار واکفروا اٰخرہ لعلھم یرجعون (۳ : ۷۲) یعنے اہل کتاب کے ایک گروہ نے سازش کی اور آپس میں طے مشورہ کیا کہ صبح کے وقت تو تم نبی کریم علیہ السلام پر نازل کردہ کتاب قرآن مجید پر ایمان لے آیا کرو اور دن کے آخری حصے میں اُن سے انکار کر دیا کرو، شاید اس سے یہ لوگ اسلام سے پھر جائیں اور بد دل ہو جائیں ——— ان کی اس سازش پر اسلام نے قتل کا بند لگا دیا کہ جب تم خوب سوچ سمجھ کر مسلمان ہو گئے تو اب تمہیں یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ کسی دوسرے دین کو قبول کرنے کا خیال بھی دل میں لا سکو"

(ایشیا ۹ جنوری ۱۹۶۳ء)

کس قدر لایعنی استدلال ہے، اہل کتاب کی سازش پر قتل کا بند کہاں لگایا گیا ہے، وہ کونسی آیت ہے جس میں اس بند کا ذکر ہے اور پھر یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ ایسے کسی بند کے ہوتے ہوئے یہودی اس قسم کی سازش کرتے۔ اہل کتاب کا منافقت سے اسلام قبول کرنا تو ثابت ہے اور قرآن اور حدیث میں بار بار اس کا ذکر آیا ہے لیکن ایک بھی ایسا واقعہ بیان نہیں کیا جا سکتا اور نہ کوئی ایسا حکم موجود ہے، جس میں کسی منافق کو محض اس کی منافقت یا ارتداد کی وجہ سے قتل کر دیا گیا ہو۔

کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں کہ اسلام کو ایسا جبری اور خونی مذہب ثابت کیا جاتا ہے، جس میں کسی شخص کو یہ اجازت نہیں کہ وہ کسی دوسرے دین کو قبول کرنے کا خیال بھی دل میں لا سکے، دین کا معاملہ دل سے تعلق رکھتا ہے اگر ایک شخص مسلمان ہونے کے باوجود دل سے اسلام کی سچائی کا قائل نہیں اور کسی دوسرے دین کو قبول کرنا چاہتا ہے تو اس کو زبردستی اسلام کے اندر رکھنا منافق بنانا ہے کیا اسلام منافق پیدا کرنے آیا ہے؟ ایسی صورت میں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر مسلمان کے سر پر دو دھاری تلوار لٹک رہی ہے جو کسی دوسرے دین کو قبول کرتے ہی اس کا سر کاٹ دے گی، پھر کیا کہا جا سکتا ہے کہ کون شخص دل سے مسلمان ہے اور کون نہیں؟ خدا کا خوف کرو اسلام کو ایسا ڈراؤنا اور خونخوار مذہب نہ بناؤ جس کے ماننے والے منافق ثابت ہوں۔ اور اگر کوئی شخص منافقت چھوڑ کر دیانتداری سے دوسرا مذہب قبول کرے تو اسے تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ اگر ایسا قانون بن جائے جیسا کہ مودودی صاحب اور ان کے حامیوں کا مطالبہ ہے تو اسلام کی سر زمین قتل و خونریزی سے بھر جائے گی کیونکہ جس فرقہ کو بھی مولوی لوگ مرتد قرار دے دیں اسے قتل کر دینا واجب ہو گا۔ اور پھر ان لوگوں کا کیا کیا جائے گا جو اسلام سے نکل کر عیسائیت یا کسی دوسرے دین کو قبول کر چکے ہیں۔ کیا مودودی صاحب کا یہ اسلام دنیا کا کوئی عقلمند اور سنجیدہ انسان قبول کرنے کے لئے تیار ہو گا؟

# آپ کے خطوط

## حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام

مکرمی ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مولوی جلال الدین شمس صاحب مشنری جماعت ربوہ کا ایک مضمون سالانہ جلسہ نمبر دسمبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۹ تا ۲۰ پر چھپا ہے۔ جس میں قادیانی مشنری صاحب نے نہ معلوم کیوں دیدہ دانستہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو چھپایا۔ کہ "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں" حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی کے ایام میں لاہور تشریف لائے تھے۔ پہلے چند دنوں تک جناب خواجہ کمال الدین صاحبؒ وکیل لاہور کے مکان پر اقامت پذیر ہوئے۔ اس کے بعد ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء تک حضرت صاحب نے محترم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے دولت کدہ پر قیام کیا۔ رات کو اچانک بیمار ہو گئے اور پھر باہر تشریف نہ لا سکے۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء ۱۰ بجے دن کے قریب حضور نے وفات پائی، اور شام کے قریب حضور کا جنازہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے اُٹھایا گیا۔ ظاہر و شریر دشمنوں نے حضور کی وفات بذریعہ ہیضہ تمام شہر میں مشہور کر دی تھی۔ مگر میڈیکل کالج لاہور کے پرنسپل میجر سدرلینڈ نے جو سارٹیفکیٹ حضرت صاحب علیہ السلام کی وفات کے متعلق دیا۔ وہ دشمنوں کو شرمسار کرنے کے لئے کافی تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے اتوار کے روز لاہور کے عمائدین کو خطاب کیا جس میں اپنی بعثت کے متعلق ایک تسلی بخشنے والا ایمان افروز اعلان فرمایا۔ انہی ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کسی صلح کے ہو جانے کے لئے اپنا تاریخی مضمون لکھ رہے تھے۔ ابھی یہ ختم نہ ہو سکا تھا کہ ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو شام کے بعد سیر سے واپسی پر حضور کی طبیعت اچانک نہایت تشویشناک حالت میں تبدیل ہو گئی۔ جس کا علاج خدا تعالےٰ کے نزدیک آپ کی وفات کی صورت میں ہی مقدر تھا۔ لاہور میں حضور کی آخری تشریف آوری قادیان سے خدا تعالےٰ کے الہام کے ماتحت ہوئی تھی۔ ربوہ کے مشنری مولوی جلال الدین شمس صاحب نے حضور کی وفات کے بارے میں جو الہام ہوا تھا اسکو دیدہ دانستہ چھپایا ہے۔ دنیا میں ایک مشہور مقولہ ہے۔ کہ جو شخص کسی دنیاوی لالچ یا خیال کی وجہ سے حق کو چھپاتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک گنہگار ٹھہرایا جاتا ہے۔ بٹالہ کے ایک مخالف مولوی صاحب نے بھی حق کا انکار کر کے کیا نفع کمایا تھا۔ مولوی جلال الدین شمس صاحب کو چاہیئے تھا کہ وہ حق کو ضرور ظاہر کرتے اور جس مقام پر حضور کو بہشتی کمرہ کا الہام ہوا تھا اسکو تسلیم کرتے ہوئے کوئی تاویل نہ کرتے خدا کرے مولوی صاحب جلال الدین شمس اپنی غلطی کا اعلان فوراً کر کے خدا تعالےٰ کے ہاں معافی کے خواستگار ہوں گے۔ والسلام

راقم ڈاکٹر محمد علی گورنمنٹ پنشنر۔ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ از مقام گوجرانوالہ ۴/۱/۶۳

---

## بغداد سے سید تصدق حسین صاحب کا پیغام

اخویم محترم مولانا دوست محمد خان صاحب سلمہ الرحمٰن۔ السلام علیکم

امید ہے آپ بفضلِ خدا بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہوں گے قرب ایام سالانہ جلسہ مصروفیت بہت ہی بڑھ گئی ہو گی اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ہمت اور توفیق اپنے دین کی خدمت کے لئے عطا فرمائے آمین۔ میری صحت پرسوں رات بہت ہی خراب ہو گئی تھی طبی معائنہ ہوا علاج میں رد و بدل اور انجکشن کا اضافہ ہوا۔ انجکشن لینے کے دو گھنٹہ کے بعد کچھ آرام آیا۔ الحمدللہ جو اللہ کو منظور ہو۔

محترم بھائی! یہ رقعہ مجمع قومی کے مبارک ایام کے قریب ملے گا۔ اس بابرکت موقع پر میرے لئے اہل دل بزرگوں اور دوستوں کو دعا کے لئے توجہ دلائیں کہ وہ مجھ نو سالہ بستر علالت پر لیٹے ہوئے مریض کے لئے بارگاہ ایزدی میں دعا کریں کہ آخر دم تک مجھ سے اپنے دین مبین کی خدمت لیتا رہے اور وقت رخصت زبان پر کلمۂ شہادت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو اور دل میں اسلام و احمدیت کی صداقت پر کامل یقین میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس قومی اجتماع کو کامیاب و کامران فرمائے اور ارباب حل و عقد کے دلوں کو کھول دے آپس میں محبت و مودت کا چشمہ پیدا ہو کر اتحاد و اتفاق کی دولت سے

# قرآن کریم ایک مکمّل ضابطۂ حیات ہے

## جس میں زندگی کے تمام پہلوؤں اور معرفت الٰہی کا ذکر ہے

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۱۱ جنوری ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ - بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

نحن خلقناکم فلولا تصدقون ........ نحن جعلنٰھا تذکرۃ ومتاعا للمقوین (سورۃ الواقعہ رکوع ۲)

### قرآن کریم - ایک مکمل دستور حیات

قرآن کریم ایک مکمل دستور حیات ہے، جہاں یہ زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارہ میں ہدایات دیتا ہے وہاں زمین و آسمان کے بادشاہ کے متعلق معرفت کا سامان بھی مہیا کرتا ہے اور کوئی دستور زندگی مکمل نہیں ہوسکتا جب تک خدا تعالےٰ کے متعلق ایمان اور معرفت پیدا کرنے کا سامان اس کے اندر نہ ہو۔ قرآن کریم میں دونوں باتیں موجود ہیں، زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق بھی ہدایات اس نے دی ہیں اور خدا تعالےٰ پر ایمان اور معرفت کا سامان بھی مہیا کیا ہے، دنیوی زندگی میں سب سے مشکل کام حکومت کا چلانا ہے ایسی حکومت جس میں لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرنا لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کا ترازو یکساں رکھنا ہوتا ہے یہ بڑا مشکل کام ہے، قرآن کریم نے اس کے ہر پہلو کے متعلق ہدایات جاری کی ہیں - دوسرا مشکل امر معاشرت ہے - اس نے عورتوں کے حقوق کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان کی ذمہ داریاں بھی بتائی ہیں، ان کو اولاد اور نسل کی تربیت کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ عورت کو بہت بڑا مقام قرآن نے دیا ہے - اس نے تجارت کے متعلق بھی احکام دیئے ہیں، بار بار تجارت میں، لین دین میں، ایک دوسرے کے ساتھ معاملات میں دیانت داری اور نیک کرداری کی نصیحت کی ہے۔ پھر جنگ کے متعلق بھی احکام دیئے ہیں کن حالات میں جنگ کرنا ضروری ہے، دشمن سے بچاؤ کے لئے کیا انتظام کرنا چاہیئے۔ مقابلہ کے وقت زیادتی نہیں کرنا چاہیئے۔ صلح پر آمادگی کی صورت میں کیا طریق اختیار کیا جائے۔ پھر غیر قوموں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے۔ ان کے ساتھ بھی عدل اور انصاف کا برتاؤ کیا جائے لا یجرمنکم شنان قوم علیٰ الا تعدلوا ان کے مذہب میں دخلت نہ کی جائے، ان کے معبدوں کی حفاظت کی جائے۔

### معرفت الٰہی کے دفتر

غرض جہاں دنیوی زندگی کے متعلق کامل ہدایات دی ہیں وہاں معرفت الٰہی پر بھی دفتروں کے دفتر کھول دیئے ہیں، قرآن کریم کے ہر صفحہ پر خدا کی معرفت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، جب تک خدا پر ایمان نہ ہو، اس وقت تک انسان نہ عدل و انصاف کر سکتا ہے، نہ عہد و پیمان کی پابندی کر سکتا ہے نہ تجارت اور دوسرے معاملات میں دیانتداری کا برتاؤ کر سکتا ہے - غرض قرآن کریم نے خدا کی معرفت پر بڑا زور دیا ہے - عام طور پر اس کائنات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بتایا ہے کہ اس کا انتظام ابلغ و محکم اس بات پر شاہد ہے کہ اس کا خالق و مالک ایک قادر و توانا ہستی ہے۔

### انسانی پیدائش خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں

کائنات کے علاوہ قرآن کریم نے انسان کا بھی ذکر کیا ہے اور اس کی تخلیق کو اپنی ہستی کے ثبوت میں پیش کیا ہے، کائنات عالم کبیر ہے اور انسان عالم صغیر ہے جس میں وہ تمام چیزیں موجود ہیں جو کائنات کے اندر پائی جاتی ہیں - فرمایا نحن خلقناکم فلولا تصدقون - ہم نے تمہیں پیدا کیا تم کیوں اس کی تصدیق نہیں کرتے، کس طرح پیدا کیا؟ دوسری جگہ فرمایا ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ہم نے انسان کو مٹی کے نچوڑ سے پیدا کیا - ایک پرانا خیال تھا کہ اللہ تعالےٰ نے آدم کا بت بنایا اور اس میں نفخ روح کیا - لیکن قرآن کریم نے بنی نوع انسان کا ذکر کیا ہے فرمایا نحن خلقناکم - تم کو پیدا کیا تو فرمایا مٹی کے نچوڑ سے پیدا کیا، یہ کس طرح ہوا؟ مٹی سبزیوں کی صورت میں منتقل ہوتی ہے - جو گائے بھینس، بھیڑ، بکری کھاتی ہے اور یہ سبزی دودھ بن جاتی ہے، گوشت کی صورت اختیار کر لیتی ہے، انسان دودھ اور سبزی اور گوشت وغیرہ کھاتا ہے تو خون بنتا ہے یہ وہ مٹی کا نچوڑ ہے جس سے انسان پیدا ہوتا ہے فرمایا نحن خلقناکم فلولا تصدقون ہم نے تمہیں پیدا کیا، اس تخلیق میں جو قدرت نمائی ہے اس کو نہ ماننے کی کیا وجہ ہے؟ تمہیں خیال ہو سکتا ہے کہ ماں باپ کے خون سے تم پیدا ہوئے ہو، لیکن غور کرو، کہ تمہیں یہ اختیار حاصل ہے کہ جن قوی اور خوبصورتیوں کا بچہ چاہو، ویسا ہی پیدا کر لو؟ کیا ایسا نہیں ہوتا کہ ہزار کوشش کر دیکھی اولاد پیدا نہیں کر سکتے - تمہاری دوائیاں اور علاج معالجہ کوئی بھی کارگر نہیں ہوتا - کبھی دعائیں کرتے ہو کہ اللہ میاں! ایک لڑکی ہی دیدے جس سے گھر کی رونق ہو - کبھی بڑے بڑے عقلمندوں اور فلاسفروں کے ہاں ایک کودن بچہ پیدا ہوتا ہے، ایک پہلوان کے ہاں چوہا جیسا بچہ پیدا ہو جاتا ہے - فرمایا افرءیتم ما تمنون ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون - کیا یہ پیدائش تمہارے اختیار میں ہے یا ہمارے ہاتھ میں ہے۔

### موت پر بھی انسان کا تسلط نہیں

اور پیدائش ہی نہیں فرمایا نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین موت بھی ہمارے ہاتھ میں نہیں، جس طرح پیدائش تمہارے بس کی بات نہیں، اسی طرح موت پر بھی تمہارا تسلط نہیں، تم ہزار کوشش کرو کہ موت نہ آئے تم بچ نہیں سکتے - بادشاہ بھی مر جاتے ہیں، راجے مہاراجے اور نواب بھی مر جاتے ہیں پیغمبر مر جاتے ہیں، نحن قدرنا بینکم الموت بمسبوقین ہم نے موت کو تمہارے درمیان مقرر کیا ہے - اور ہم ہی اس پر غالب ہیں، ہمارے اس قانون کو کوئی شخص اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔

### سامان معیشت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں

پھر فرمایا جس طرح پیدائش پر تمہارا اختیار نہیں اسی طرح رزق پر بھی تمہارا اختیار نہیں افرءیتم ما تحرثون ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون - تم زمین میں بیج ڈالتے ہو، پانی دیتے ہو، لیکن کیا تمہارے اختیار میں ہے کہ تمہارے حسب خواہش وہ پھل دے، پھل کے حاصل کرنے کے لئے تم آسمان کی طرف دیکھتے ہو، کبھی کہتے ہو بارش ہو، کبھی دھوپ چاہتے ہو، ٹڈی نہ لگے - تیلا نہ لگے - معلوم ہوا پیدائش بھی خدا کے اختیار میں ہے اور پیدائش کے بعد تمہارے معیشت کے

سامان پیدا کرنا بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔

### نباتات میں زندگی

قرآن نے یہ بھی بتایا ہے کہ کھیتی میں بھی حیات ہے، درختوں میں بھی حیات ہے، جس طرح پیدا کرنے پر تمہیں اختیار نہیں اسی طرح زندگی کو قائم رکھنے پر بھی تمہیں قدرت حاصل نہیں۔ زندگی پیدا کرنا اور اس کو قائم رکھنا بھی اللہ تعالےٰ ہی کے اختیار میں ہے ھو الحی القیوم وہی زندگی کو پیدا کرتا اور وہی اسکو قائم رکھتا ہے۔

### پانی پر خدا کی حکومت

افرءیتم الماء الذی تشربون
یہ پانی جس کے بغیر تم زندہ نہیں رہ سکتے، تمہاری کھیتیاں اس کے بغیر لہلہا نہیں سکتیں اور تمہارے مویشی زندہ نہیں رہ سکتے اس پانی کا نازل کرنا تمہارے اختیار میں ہے؟ یا ہمارے فضل و کرم سے تم کو میسر آتا ہے۔ ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون۔ کیا ہم اسے بادلوں سے اتارتے ہیں یا تم نازل کرتے ہو۔ تم لاکھ حیلے کرو تمہاری کھیتیاں خشک ہو جائیں، جب تک خدا کا حکم نہ ہو، بادل برس نہیں سکتے لو نشاء جعلنٰہ اجاجاً۔ اور پھر یہ خوشگوار پانی لو۔ کبھی ہم کڑوا بنا دیتے ہیں۔ کئی علاقے ایسے ہیں جہاں کڑوا پانی پیدا ہوتا ہے۔ اسکو میٹھا اور خوشگوار بنانا ہمارے ہی اختیار میں ہے۔ فلولا تشکرون تمہارے لئے مقام شکر تھا کہ خوشگوار پانی تمہیں میسر ہے۔

### پانی نازل کرنے میں انسان کا دخل نہیں

پانی پینے کے بغیر تم زندہ نہیں رہ سکتے اس لئے یہاں تشربون کا لفظ رکھا ہے اور ماں باپ کے خون سے بچے پیدا ہونے میں تو ماں باپ کا کچھ دخل ہے۔ اسی طرح کھیتی باڑی میں بھی انسان کا دخل ہے لیکن بارش کے نازل کرنے میں اس کا قطعاً کوئی دخل نہیں ہے بلکہ محض فضل الٰہی ہے اس لئے فلولا تشکرون کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ہم کیوں اپنی پیدائش پر موت پر، غور نہیں کرتے، کیوں کھیتی کے متعلق غور نہیں کرتے بارش اور پانی کے بارہ میں فکر نہیں کرتے۔

### آگ ایک نعمتِ الٰہی ہے

افرءیتم النار التی تورون
تمہیں زندگی بھی مل گئی، رزق بھی مل گیا، پانی بھی اچھا میسر آ گیا۔ لیکن اگر آگ نہ ہو تو کھانے کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ آگ کے بغیر نہ کسی گھر کی زندگی قائم رہ سکے اور نہ ہی کوئی کارخانہ چل سکے۔ اور نہ ہی ریل اور ریل سے متعلقہ کاروبار سرانجام پا سکے نہ سمندر کے جہاز چلیں اور نہ ہی ہوائی، غرض آگ ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ اس نعمت کو پیدا کرنے کا ذمہ بھی ہم نے ہی لے رکھا ہے۔ آگ کے بغیر بھی انسان زندہ نہیں رہ سکتا، اس پر غور کرو، ءانتم انشاتم شجرتھا ام نحن المنشئون یہ درخت جس کے سایہ میں ٹھنڈک ہے۔ اس کے اندر آگ بھی ہے، فرمایا اس کے سایہ سے بھی فائدہ اٹھاؤ اور آگ جلانے کی ضرورت ہو تو اس کو جلالو، خدا تعالےٰ نے درخت میں پانی اور آگ کو جمع کر رکھا ہے یہ بہت بڑی قدرت کا مظاہرہ ہے یہ ٹھنڈا سایہ بھی دیتا اور ضرورت کے وقت آگ کی شکل بھی اختیار کرتا ہے اس نعمت کا بھی ذکر فرمایا نحن جعلنٰھا تذکرۃ ومتاعاً للمقوین۔ یہ آگ کے درخت وغیرہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو یاد دلانے اور معرفت پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ فرمایا یہ آگ تذکرہ بھی ہے، اور سامانِ معیشت بھی ہے۔ تذکرہ یعنی یادِ الٰہی کا سامان اسکو پہلے رکھا ہے جو روح کی غذا ہے اور متاعاً جو جسمانی زندگی کا سامان ہے اس کا ذکر بعد میں کیا ہے۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ انسان روح کی زندگی کی وجہ سے ہی انسان کہلا سکتا ہے لیکن ایک مسافر کے لئے سب سے بڑھکر اس کی ضرورت ہے جنگل میں آگ مسافر کے لئے منگل بنا دیتی ہے۔

### حضرت مولنا نور الدینؒ کے عرفان کا ایک واقعہ

آگ کے ذکر نے حضرت مولنا نور الدینؒ صاحب کی معرفت کا ایک واقعہ یاد دلایا ہے۔ حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جموں کشمیر کی ملازمت میں راجہ صاحب سے جب ہم کہتے کہ کھانا خدا کھلاتا ہے تو وہ کہتا خدا کیسے کھلاتا ہے ہم خود کھانا بناتے اور کھاتے ہیں۔ ایک دفعہ راجہ صاحب نے ہمارا امتحان لینے کے لئے ایک تجویز سوچی۔ اس نے حکم دیا کہ آج سہ پہر کو ہم دورہ پر نکلیں گے اور تمام دربار بھی ساتھ چلے گا۔ چنانچہ ہمیں بھی جانا پڑا، اور میرے ساتھ کئی طالب علم بھی تھے۔ راجہ صاحب نے جنگل میں ایک ہندو علاقہ میں جا کر قیام کیا اور حکم دیا کہ آج آگ نہیں جلائی جائے گی، اس وقت میں نے سمجھا کہ یہ میرا امتحان ہو رہا ہے۔ وہاں قریب ہندوؤں کا ایک گاؤں تھا، اس گاؤں کے بسنے والے ایک ہندو کا کبھی ہم نے علاج کیا تھا۔ اسے جب معلوم ہوا کہ راجہ صاحب کے ساتھ میں بھی آیا ہوا ہوں تو اس نے بیوی سے جا کر کہا کہ آج حکیم جی کے گھر مہمان آ گئے ہیں، جلدی اٹھو اور پوڑیاں اور حلوہ بناؤ۔ اور دیکھو وہ اکیلے نہیں ہوتے ان کے ساتھ طالب علم ہوتے ہیں، اس لئے بہت سا کھانا بناؤ۔ چنانچہ وہ بنا کر لے آیا اور ہم نے کھانا کھایا اور راجہ صاحب کو کہلا بھیجا کہ نور الدین کا خدا اسے روٹی پہنچاتا ہے۔ اس نے اسے اس جنگل میں بھی کھانا بھجوا دیا اور آپ راجہ ہو کر بھوکے بیٹھے ہیں۔ کیا ایمان تھا آپ کا، کس قدر خدا پہ توکل تھا اور کتنی معرفت آپ کو حاصل تھی۔

### ہر چیز میں خدا کی قدرت اور رحمت کام کرتی ہے۔

تو آگ بھی خدا کی یاد دلاتی ہے۔ پانی بھی خدا کی یاد دلاتا ہے، درخت اور مرغی کا انڈا بھی خدا کی یاد دلاتا ہے۔ کھیتی اور پانی بھی خدا کا پتہ دیتا ہے۔ پیدائش سے لے کر سامان زندگی اور موت تک، غور کریں تو خدا کی ہستی کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے، فلولا تصدقون۔ پھر کیوں تمہیں اس کی قدرت، رحمت، کرم اور فضل پر یقین نہیں آتا۔

---

قیصرہ عبد الوحید طوسی
بنت مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن (مرحوم)

## حمد باری تعالیٰ

چمک میں ستاروں کی تو آشکارا
مہ و مہر میں ہے ترا ہی نظارا
شگوفوں کے سینے میں تیری ہی خوشبو
گلِ نو دمیدہ کو تیرا سہارا
اگر ذرے ذرے میں تیری چمک ہے
تو ہر پتی پتی کو تو نے سنوارا
ہیں نغمے ترے کوہ کی آب جو میں
خموشی تری، شام میں آشکارا
ترا حسن پیدا شفق میں افق میں
گلستانِ عالم کو تو نے نکھارا
ہر اک گل ہے مانگے پھرے حسن تجھ سے
ہر اک نازنیں ہے ترا نظارا
ہر اک شے کو حسن اور عمل دینے والے!
دلِ قیصرہ کو ہے تیرا سہارا

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

# کتاب "حقیقت النبوۃ" پر تبصرہ

(۸)

### خلاصہ قسط سابق

محترم قاضی محمد نذیر صاحب نے اپنی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" میں امت میں ایسے اشخاص کے پیدا ہونے کے متعلق جو زمرہ انبیاء کے افراد شمار ہوں قرآن کریم کی آیت ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا سے استدلال کیا ہے۔ گذشتہ قسط میں میں نے ان کے مکمل استدلال کو انہی کے الفاظ میں من وعن نقل کر دیا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر دیا تھا کہ قاضی صاحب کا یہ استدلال حضرت مسیح موعودؑ کے استدلال کے صریح خلاف ہے، حضورؑ نے اس آیت کو بادلائل اور پیچاں کرنے کے اپنے آپ کو غیر نبی ہی قرار دیا ہے اور اس آیت کی تفسیر حضورؑ نے یہی فرمائی ہے کہ امم سابقہ میں گذرے ہوئے انبیاء کے مثیل گذرے ہوئے صدیقوں کے مثیل، گذرے ہوئے شہیدوں کے مثیل گذرے ہوئے صالحین کے مثیل اس امت میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ حضورؑ کے اس مذہب کا ثبوت میں نے حضور کی ان کتب سے بھی پیش کیا جو سنہ ۱۹۰۱ء میں تصنیف ہوئیں جیسا کہ اعجاز المسیح اور ان کتب سے بھی پیش کیا جو سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد تصنیف ہوئیں جیسا کہ البدر اور کشتی نوح۔ اس جگہ کشتی نوح صفحہ ۲۵ سے ایک مزید حوالہ پیش کرتا ہوں:۔

### کشتی نوح کا حوالہ

عیسائیوں کا روح القدس جو کبوتر کی شکل میں نازل ہوا اس کا مقابلہ جبریل جیسے عظیم الشان فرشتہ سے کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا تھا پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتداء میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنی ہمیں ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے پس اپنی ہمتیں بلند کر لو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینی چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں کیا اس نے بنی اسرائیل کا ملک اور بنی اسرائیل کا بیت المقدس تمہیں عطا نہیں کیا جو آج تک تمہارے قبضہ میں ہے پس اے سست اعتقاد اور کمزور ہمتو کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے تمام املاک کا تمہیں قائم مقام کر دیا مگر روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت ان سے زیادہ فیض رسانی کا ارادہ ہے خدا نے ان کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہیں وارث بنایا مگر تمہارا وارث کوئی دوسرا نہ ہوگا جب تک کہ قیامت آجاوے خدا تمہیں نعمت وحی اور الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں"

کیا مندرجہ بالا عبارت ڈنکے کی چوٹ اس حقیقت کا اعلان نہیں کر رہی کہ ہر سچا مسلمان نبیوں کی مانند بن سکتا ہے اگر وہ اللہ تعالےٰ کی ہدایت پر پوری طرح پابند رہے اور صوری اور معنوی اعراض سے محفوظ ہو اور وہ تمام وہ نعمتیں پا سکتا ہے جو پہلے نبی۔ رسول۔ صدیق۔ شہید اور صالح پاتے رہے وہ ان تمام بزرگوں کے کمالات کا وارث ہو سکتا ہے اور نعمت وحی۔ الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے سرفراز کیا جا سکتا ہے کیا اس سے حضورؑ کا مذہب اس بارے میں واضح نہیں ہو جاتا کہ کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا لیکن نبیوں والے انعامات پا کر ان کا مثیل ہو سکتا ہے اور مثیل انبیاء کو ہی حضور ہمیشہ محدّث کا نام دیتے رہے ہیں اور مثیل انبیاء ہزاروں اس امت میں پیدا ہو چکے ہیں اور یہی مفہوم ہے حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا۔

### قاضی صاحب کا اعتراف

محترم قاضی صاحب نے بھی اپنی کتاب میں آیت مذکورہ بالا پر بحث کرتے ہوئے پانچ مقامات پر اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ آیت میں امم سابقہ کے ہی نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح مراد ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

(۱)۔ مگر سوال یہ ہے کہ مسلمان پہلے انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہیں تو کس بات میں ہیں" صفحہ ۲۷

(۲)۔ کیا زمانے کے لحاظ سے؟ یہ تو محال ہے ان لوگوں کے زمانوں کو جن میں امت محمدیہ سے پہلے تمام نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالحین گذر چکے ہم نہیں پا سکتے" صفحہ ۲۸

(۳)۔ تو پھر کیا ساتھ ہیں بلحاظ مکان کے یہ بھی محال ہے کیونکہ امت محمدیہ کے افراد کا تمام گذشتہ انعام یافتہ سے جگہ کے لحاظ سے ساتھ ہونا بھی محال ہے۔ صفحہ ۲۸

(۴)۔ اور دنیا میں ہی آنحضرت صلعم کی پیروی کرنے والوں کو پہلے انعام یافتہ لوگوں کی معیت عطا کرنے کا وعدہ دے رہا ہے صفحہ ۲۵

(۵)۔ آنحضرت صلعم کی اطاعت کرنے والے مرتبہ اور ثواب میں پہلے نبیوں صدیقوں شہیدوں اور صالحوں میں شامل کئے جائیں گے" صفحہ

### مفسرین کا مذہب

مفسرین بھی اسی طرف گئے ہیں کہ یہاں امم سابقہ کے ہی انبیاء و صدیق، شہید اور صالح مراد ہیں چنانچہ بحر المحیط میں آیت مذکورہ بالا کی بحث کے ضمن میں لکھا ہے:۔

فکانہ قیل من یطع اللہ والرسول الحقہ اللہ بالذین تقدمھم ممن انعم علیھم یعنے اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ ان منعم علیہم لوگوں کے ساتھ ملا دیگا جو پہلے گذر چکے ہیں۔

### چاروں گروہوں کے متعلق اتفاق

آیت مذکورہ بالا میں جن چار گروہوں کا ذکر موجود ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ جناب قاضی صاحب اور گذشتہ مفسرین سب کا اتفاق ہے کہ یہ سب کے سب امم سابقہ کے ہی افراد ہیں۔

### قاضی صاحب کا حضرت اقدسؑ سے اختلاف

باوجود حضرت اقدسؑ کے ساتھ اس امر میں اتفاق کرنے کے کہ یہ چاروں گروہ امم سابقہ کے ہی افراد ہیں جناب قاضی صاحب حضورؑ کے ساتھ

اس امر میں اختلاف کرتے ہیں کہ خدا اور خدا کے رسول محمد مصطفیٰ صلعم کی اطاعت کرنے والے ان چاروں گروہوں کے مثیل بنیں گے یا وہ خود نبی۔ صدیق، شہید اور صالح بن جائیں گے حضورؑ کا مذہب جیسا کہ حضور کی تحریروں سے ثابت کیا گیا ہے یہی ہے کہ آیت مذکورہ بالا کی رُو سے خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کرنے والے ان کے مثیل بنیں گے لیکن قاضی صاحب کا اور دیگر علماء ربوہ کا مذہب اس کے برعکس یہی ہے کہ وہ نبی صدیق۔ شہید اور صالح بنیں گے۔

اب ذیل میں بھی خدا کے فضل اور تائید ایزدی سے بدلائل قویہ یہ ثابت کروں گا کہ حضرت اقدس کا مذہب ہی درست ہے قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ کا مذہب قرآن شریف کے بھی صریح خلاف ہے اور حضرت اقدسؑ کے مذہب کے بھی خلاف ہے اور ان دونوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط اور سراسر غلط ہے اور بدیں وجہ اس قابل ہی نہیں کہ اس کی طرف توجہ بھی کی جائے اور ہمارے احمدی ان علماء کی تقلید کر رہے ہیں وہ حضرت مسیح موعودؑ کی کھلی کھلی تحریروں کو پیٹھ پیچھے پھینک رہے ہیں۔

## قاضی صاحب کی ایک دلیل کی حقیقت

لیکن پیشتر اس کے کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے مذہب کی تائید میں دلائل پیش کروں قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ کے ایک مغالطہ کو صاف کرنا چاہتا ہوں جو ان کو اس آیت کے متعلق لگا ہوا ہے اور جس کو وہ اتنی زبردست دلیل گردانتے ہیں کہ ان کے نزدیک وہ مغالطہ امت میں نبوت کے اجراء کے لئے برہان ساطع کا حکم رکھتا ہے۔ چنانچہ اسے وہ قرآن کریم کی نص صریح کا نام دیتے ہیں اور اس مغالطہ کو وہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اگر خدا اور رسول کی اطاعت کرنے والا نبی کے ساتھ تو ہو سکتا ہے لیکن نبی نہیں ہو سکتا تو اسی طرح صدیق، شہید اور صالح بھی نہیں بن سکتا جس کے معنی پھر یہ ہوئے کہ امت میں نہ کوئی صدیق ہو سکتا ہے نہ شہید اور نہ صالح اور اگر یہ مسلم ہے کہ امت میں صدیق شہید صالح بن سکتے ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ نبی بھی بن سکتے ہیں۔ یہ ان دوستوں کا ایسا مغالطہ ہے کہ عوام اس سے دھوکا کھا سکتے ہیں اس لئے اس مغالطہ کا دور کرنا ضروری ہے۔

## مغالطہ کی نوعیت

مغالطہ جس کا شکار محترم قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ چلے آ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ دوست سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کے تمام مضامین ایک ہی آیت میں مذکور ہو جانے چاہئیں ان دوستوں پر واضح ہونا چاہیئے کہ یہ ضروری نہیں کہ اگر امت میں صدیقوں شہیدوں وغیرہ کے پیدا ہونے کا ذکر اس آیت میں موجود نہیں تو قرآن کریم کی کسی دوسری آیت میں بھی اس کا ذکر نہیں کیا گیا یہ آیت تو یقینی طور پر صرف یہی بتلاتی ہے کہ گذشتہ امم کے انبیاء اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے مثل اس امت میں پیدا ہوں گے اور انہی نعمتوں کے وارث ہوں گے جو امم سابقہ کے ان بزرگوں کو ملتی رہی ہیں جن کی تفصیل حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں بیان کی ہے جن میں سے سب سے بڑی نعمت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی نعمت ہے خصوصاً جس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اور اس کمال کو حضورؑ نے کمال نبوت سے موسوم کیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ اس کمال کو حاصل کرنے والا نبیوں کا مثل تو ہو سکتا ہے لیکن نبی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اپنے آپ کو اس کمال کا حاصل کرنے والا بھی بتلا دیا ہے لیکن ساتھ ہی اپنے آپ کو غیر نبی بھی کہا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ آیت اس امر کے متعلق بحث نہیں کرتی کہ اس امت کے بزرگ ان مقامات میں سے کس مقام کو حاصل کریں گے۔ قرآن کریم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس امت کے کاملین بھی اسی روحانی مقام تک پہنچ سکتے ہیں جس مقام پر دیگر انبیاء علیہم السلام کے کامل متبعین پہنچتے رہے ہیں گو وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان اور بزرگ ترین روحانی مقام کی وجہ سے دوسری امتوں کے انبیاء علیہم السلام کے کامل متبعین کے مقابلہ میں اسی روحانی مقام کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ جائیں گے لیکن مقام وہی رہے گا جنس وہی رہے گی مقام اور جنس میں فرق نہیں آ سکتا۔

## انبیاء علیہم السلام کی اتباع میں ملنے والا مقام

قرآن کریم پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی اتباع سے ان کے کامل متبعین ربانی بنتے ہیں جیسا کہ سورۃ آل عمران ع کے الفاظ ولکن کونوا ربانین دلالت کر رہے ہیں ان ربانی لوگوں کا بلند سے بلند درجہ کیا ہوتا ہے اس کا ذکر سورۃ الحدید ع مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم یعنے وہ لوگ جو اللہ پر اور اللہ کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کے حضور میں صدیق اور شہید شمار ہوتے ہیں ان کو خدا کی طرف سے وہ اجر اور وہ نور عطا کیا جاتا ہے جس کے وہ مستحق ہوتے ہیں۔ یہ آیت نص صریح ہے اس بات پر کہ رسولوں کی کامل اتباع سے بڑے سے بڑا مقام جو ان کے کامل متبع کو ملتا ہے وہ صدیقیت کا مقام ہے اب حضرت نبی کریم صلعم بھی رسولوں کی جماعت کے ایک فرد ہیں اس لئے آیت مذکورہ بالا میں بیان کردہ قاعدہ کلیہ کی رُو سے آنحضور صلعم کی اتباع سے بھی آنحضور صلعم کے کامل متبع کو صدیقیت کا مقام ہی مل سکتا ہے اب ہمارے ربوہ سے تعلق رکھنے والے علماء اور دوسرے دوست دیکھ لیں کہ قرآن کریم میں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں صدیق شہید وغیرہ بننے کا ذکر اس آیت میں موجود ہے یا نہیں پس امت میں صدیق شہید وغیرہ اس قرآنی آیت کی رو سے بنتے ہیں نہ کہ آپ کی پیش کردہ آیت کی رو سے۔

## ایک عذر کا جواب

ہمارے یہ دوست اس آیت کے مندرجہ بالا مفہوم کو قبول کرنے سے اپنی معذوری یہ کہہ کر پیش کرتے ہیں کہ اس میں سابقہ رسولوں کا ذکر ہے حضرت نبی کریم صلعم ان میں شامل نہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ان احباب نے یہ عذر بغیر آیت پر کافی غور کئے پیش کر دیا ہے اس آیت کے تمام سیاق و سباق کو پڑھ جائیے کہیں بھی آپ کو نہ پہلی امتوں کا ذکر ملے گا اور نہ ہی انبیاء سابقین کا ذکر آپ پائیں گے صرف امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ہی تذکرہ اس آیت میں پاؤ گے اس لئے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ رسل کا لفظ اس آیت میں بطور اصول اور قاعدہ کلیہ کے بیان کیا گیا ہے تا رسول کریم صلعم کو بھی ان میں داخل فرما کر آنحضور صلعم کی اتباع کے نتیجہ میں جو بڑے سے بڑا انعام اور بلند سے بلند مقام آنحضور صلعم کے کامل متبع کو مل سکتا ہے اس کا ذکر کیا جائے۔

## حضرت نبی کریم صلعم کا مقام

یاد رہے کہ قرآن کریم نے گو حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین قرار دیا ہے لیکن مقام آنحضور صلعم کا رسالت تک ہی محدود رکھا ہے جیسا کہ فرمایا وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اور فرمایا قل ما کنت بدعا من الرسل یعنے محمد صلعم صرف رسول ہی ہیں رسالت سے بڑھ کر آنحضور صلعم کا مقام نہیں اس لئے رسولوں میں جو اوصاف اور کمالات پائے جاتے ہیں وہی آنجناب صلعم میں پائے جائیں گے ان سے بڑھ کر آنجناب سے توقع رکھنا سخت غلطی ہے آپ کوئی نئی قسم کے رسول بن کر نہیں آئے کہ آپ سے رسولوں سے بڑھ کر توقعات رکھی جائیں رسولوں کا کمال اسی امر سے ظاہر ہوتا رہا ہے کہ ان کی کامل اطاعت کے نتیجہ میں ان کی امتوں کے کاملین صدیقیت سے اوپر کوئی مقام حاصل نہیں کر سکتے تھے پس یہی کمال آنحضور صلعم میں بھی پایا جاتا ہے صرف اس فرق کے ساتھ کہ آنحضور صلعم کے بنائے ہوئے صدیق شہید وغیرہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے بنائے ہوئے

صدیقوں اور شہیدوں کے مقابلہ میں شان میں بڑھے ہوئے ہوں گے یعنی باوجود صدیقیت وغیرہ کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے بھی یہ پہلے صدیقوں وغیرہ سے بلند مقام پر ہوں گے کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کا مقام پہلے انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں اس قدر بلند ہے کہ وہ انتہائی کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ یہی وجہ آنحضور صلعم کی فیض رسانی دوسرے انبیاء علیہ السلام سے بہت بڑھی ہوئی ہے اور ادھر آنحضور صلعم کی لائی ہوئی تعلیم بھی کامل تعلیم ہے جس میں روحانی تربیت کے مکمل سامان موجود ہیں اس حقیقت کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اس شعر میں بیان فرمایا ہے ؎

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

## خاتم النبیین کا مفہوم

خاتم النبیین کا لقب بھی اسی مفہوم کی طرف اشارہ کر رہا ہے کیونکہ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ آنحضرت صلعم کے ذریعہ تمام گزشتہ انبیاء کی تاثیروں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ صدیقیت کے مقام تک پہنچانے کا کام ان کے سپرد تھا اب وہ ان سے لے کر حضرت نبی کریم صلعم کے سپرد کر دیا گیا ہے اب اس مقام کو صرف اور صرف آنحضور صلعم کی اتباع سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے کسی اور نبی کی وساطت سے اس کو حاصل کرنا اب ختم کر دیا گیا ہے کیونکہ ان کی نبوتیں ان کی تاثیروں کے ختم ہونے کی وجہ سے اب ختم ہو گئیں یہی وجہ ہے کہ آنحضور صلعم نے اپنے متعلق فرمایا

انا اٰخر الانبیاء و مسجدی اٰخر المساجد

## مسجدی آخر المساجد سے استدلال کی غلطی

چونکہ اس حدیث میں آخری مسجد کا ذکر بھی آگیا ہے اور ہمارے علماء ربوہ ان الفاظ سے بھی امت میں نبیوں کے بننے کا استدلال کرتے ہیں، ان کا استدلال یہ ہے کہ جس طرح حضرت نبی کریم صلعم کی مسجد کی اتباع میں ہزاروں مسجدیں بن رہی ہیں اور یہ تمام مسجدیں آخر المساجد کے منافی نہیں اسی طرح امت میں نبی کا بننا بھی آخر الانبیاء کے منافی نہیں اسلئے اس موقعہ پر آخر المساجد کا صحیح مفہوم بھی بیان کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا۔ یہ تو موٹی سے موٹی عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے جو اپنی بنائی ہوئی مسجد کو آخری مسجد قرار دیا ہے وہ عام لوگوں کی بنائی ہوئی مسجدوں کے مقابلہ میں قرار نہیں دیا بلکہ انبیاء سابقین کی مساجد کے مقابلہ میں قرار دیا ہے اور اس امر کا اظہار محض اس حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لئے کیا ہے کہ اب آنحضور صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نبوت آپ پر ختم ہو گئی ہے نہ کسی نبی نے آنا ہے اور نہ اس نے مسجد بنانی۔

میرے اس بیان کی تصدیق حضرت نبی کریم صلعم کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:-

عن عائشۃ رضؓ انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء
کذا فی الکنز یعوالۃ الدیلمی وابن النجار والبزار۔

یعنی میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اس حدیث کو پڑھ کر ہمارے ربوہ کے علماء آیندہ جو استدلال وہ مسجدی آخر المساجد سے کرتے ہیں آئندہ از راہ تقویٰ ترک کر دیں گے کیونکہ دوسری حدیث نے اس حدیث کا وہ صحیح مفہوم بیان کر دیا ہے جو آنحضور صلعم کے ذہن میں تھا اور یہی عقل سلیم کے نزدیک درست ہو سکتا ہے۔

## خلاصہ کلام

اس سارے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ سارے قرآن کریم میں امت میں کسی ایسے فرد کے پیدا ہونے کا ذکر نہیں جو روحانی ترقی کرتے کرتے انبیاء کی جماعت میں داخل ہو جائے گا اور اس جماعت کا فرد کہلائے گا صرف صدیقوں کے بننے کا ذکر موجود ہے جو زمرہ اولیاء کا فرد کہلا سکتے ہیں اور یہی حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب ہے اور جو آیت علماء ربوہ کی طرف سے پیش کی جاتی ہے اس کے متعلق ثابت کر دیا گیا ہے کہ اس میں صرف مثیلوں کا ذکر ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا خاتم النبیین ہونا بھی ان کے خیال کی تائید نہیں کرتا بلکہ اس خیال کو دھکے دے رہا ہے اب میں علماء ربوہ کی پیش کردہ آیت سے ہی ثابت کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس آیت کے متعلق جو یہ بیان فرمایا ہے کہ اس میں مثیلوں کا ہی ذکر ہے وہی درست ہے یاد رہے کہ قرآن کریم خدا کے عالم الغیب کا کلام ہے اسلئے اس کی کتاب سے جس قدر غلط استدلال کئے جانے والے تھے ان سب کا اس کو علم تھا اس لئے اس نے کمال حکمت سے ایسے تمام غلط استدلالوں کا رد بھی اپنی آخری کتاب میں رکھ دیا ہوا ہے۔ چنانچہ جماعت ربوہ کے علماء کے اس غلط استدلال کا رد بھی ان کی پیش کردہ آیت سے قبل رکھا ہوا موجود ہے چنانچہ اس آیت سے قبل اللہ تعالےٰ نے صاف الفاظ میں فرما دیا ؎

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (النساء ۹)

یعنی جہاں تک رسولوں کی رسالت کا تعلق ہے وہ سب کے سب صرف مطاع ہی ہو سکتے ہیں کسی کے مطیع ہو کر وہ رسالت حاصل نہیں کر سکتے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے جیسا کہ میں سابقہ قسطوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر سے اس کو ثابت بھی کر چکا ہوں پس یہ آیت نص صریح ہے اس بات پر کہ رسول صرف براہ راست ہی خدا کی طرف سے بنایا جاتا ہے کسی رسول کی اطاعت کرنے سے وہ مقام رسالت کو حاصل نہیں کر سکتا نبی کا بنانا خدا نے براہ راست اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے کسی رسول کی اطاعت کو اس کا ذریعہ نہیں بنایا پس اس قاعدہ کلیہ کی بناء پر یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت سے انبیاء بنا کریں گے جو امتی نبی کہلائیں گے لیکن ہوں گے زمرۂ انبیاء کے فرد اس لئے اس آیت کے بعد کی آیت سے یہ مفہوم نکالنا کہ حضرت نبی کریم صلعم کا امتی زمرۂ انبیاء کا فرد بن سکتا ہے، قرآن کریم میں تناقض پیدا کرنے کے مترادف ہے ایک آیت تو یہ کہے کہ کسی رسول کی اطاعت سے رسول بننا محال ہے اور اس کے معاً بعد دوسری آیت یہ کہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت سے رسول بن سکتا ہے تناقض نہیں تو اور کیا ہے اگر علماء ربوہ پہلی آیت کے کچھ اور معنی کرنے کی کوشش کریں تو اس صورت میں وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تردید کی کوشش کرنے والے ہوں گے نہ کہ اس خاکسار کی یا کسی اور عالم کی اور روحانی طور پر اس کا جو بد اثر ان کے قلب پر پڑ سکتا ہے اس کا وہ خود ہی قیاس کر لیں۔

## آیت پیش کردہ کا صحیح مفہوم

اب میں علماء ربوہ کی پیش کردہ آیت سے ثابت کرتا ہوں کہ اس میں مثیلوں کا ہی ذکر ہے عینہٖ نبی بننے کا اس میں کوئی تذکرہ نہیں۔

اگر آیت میں انبیاء سابقین ہی مراد ہیں جو علماء ربوہ کو بھی مسلم ہے تو کیا اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صلعم کی اطاعت کرنے والوں کے متعلق جو آپ یہ کہتے ہیں کہ وہ النبیین بن جائیں گے تو کیا وہ ابراہیمؑ بن جائیں گے کیا وہ نوحؑ بن جائیں گے کیا وہ موسیٰؑ بن جائیں گے کیا وہ عیسیٰؑ بن جائیں گے اور اسی طرح کیا وہ دیگر تمام انبیاء بن جائیں گے جن کا نام لے کر قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ یہ تو محال ہے پس جب النبیین سے مراد سابقہ انبیاء ہیں تو امت کے کاملین ان کے مثیل ہی بن سکتے ہیں بعینہٖ وہ تو نہیں بن سکتے پس ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود کا قول ہی درست ہے کہ اس آیت میں مراد پہلے نبیوں کے مثیل ہیں بعینہٖ۔

## معیت سے مراد

جناب قاضی صاحب نے اپنی کتاب میں معیت سے مراد کہیں درجہ اور مرتبہ اور کہیں منزلت اور ثواب لی ہے حالانکہ خود قرآن کریم میں معیت کا مفہوم صریح الفاظ میں موجود ہے قرآن کریم کی اپنی تفسیر کے بعد ہمیں کسی اور تفسیر کی حاجت ہی نہیں رہتی قرآن کریم صاف الفاظ میں فرماتا ہے

فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم

یعنی ان کی معیت اور رفاقت منعم علیہم ہوتے ہیں ہے اور خود قاضی صاحب نے بھی غیر شعوری طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے چنانچہ اپنی کتاب کے صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں :-

" یعنی جو شخص اطاعت کریں اللہ کی اور سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلعم کو جو الرسول ہیں یہ اطاعت کرنے والے انعام پاتے ہیں ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا تعالےٰ نے انعام کیا"

انعام پاتے ہیں کے الفاظ لکھ کر قاضی صاحب نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ معیت اور رفاقت صرف انعام پانے کے لحاظ سے ہے وبس۔ اور یہ حقیقت ہے کہ یہ چاروں گروہ جن کا ذکر آیت میں کیا گیا ہے منعم علیہم ہونے میں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اگر کسی وقت خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ آواز آئے کہ تمام منعم علیہم بندے فلاں میدان میں جمع ہو جائیں تو انبیاء۔ صدیقین، شہداء صالحین سب کے سب بلا لحاظ درجہ اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس میدان میں جمع ہو جائیں گے۔ اس لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ اس آیت میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے منعم علیہم بن جائیں گے آگے صرف منعم علیہم کی تفصیل ہے منعم علیہم کے کس گروہ میں جائیں گے اس کا ذکر سورۃ الحدید میں ہے جس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے اس آیت میں اس کا تذکرہ نہیں۔

## ایک سوال

میں جناب قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ کیا خاتم النبیین بھی النبیین میں شامل ہیں یا نہیں کیا آنحضور صلعم کو بھی آپ منعم علیہم کی جماعت میں شمار کرتے ہیں یا نہیں اگر آنحضور صلعم بھی داخل ہیں تو کیا محمد رسول اللہ صلعم کی اطاعت کرنے والے خاتم النبیین بھی بن سکتے ہیں یا نہیں۔

## انعام اور نعمت میں فرق

اس ضمن میں ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے وہ یہ کہ نعمت اور انعام میں فرق ہے نعمت کا لفظ بالعموم ان نعماء پر بولا جاتا ہے جو خدا تعالےٰ کی صفت رحمانیت کے ماتحت بندوں کو ملتی ہیں جیسا کہ مادی عالم میں سورج چاند وغیرہ اور عالم روحانی میں انبیاء علیہم کا وجود اور ان پر نازل شدہ ہدایتیں اور انعام بالعموم ان افضال پر بولا جاتا ہے جن میں عمل کا بھی دخل ہوتا ہے پیشگوئیاں اور دعاؤں کی قبولیت وغیرہ اسی میں داخل ہیں۔

آپ غور کریں کہ حضرت نبی کریم صلعم پر نبی بننے کے بعد جو قرآن شریف کے احکام اور ہدایات نازل ہوتی رہیں ان پر تو آنحضور صلعم اول المسلمین ہونے کے لحاظ سے سب سے زیادہ عمل کرتے تھے اسی بناء پر حضرت عائشہ صدیقہ کا قول کہ کان خلقہ القرآن بالکل صحیح مانا جاتا ہے تو کیا ان پر عمل کرنے کے نتیجہ میں آنحضور صلعم قرب الہٰی میں ترقی کرتے رہتے تھے یا نہیں یقیناً ترقی کرتے تھے۔ اس لئے جتنا جتنا آنحضور صلعم قرب الہٰی میں ترقی کرتے جاتے تھے اتنا اتنا قرب الہٰی کے آثار بھی آنجناب صلعم کے وجود میں پیشگوئیوں اور دعاؤں کی قبولیت اور معجزات کے ظہور کی شکل میں زیادہ ہوتے جاتے تھے پس آنحضور صلعم کی اطاعت میں ترقی کرنے والے کاملین کا قرب الہٰی میں ترقی کرنے کی وجہ سے ان انعاموں کا وارث ہونا لازمی امر ہے۔ پس یہی وہ انعام ہے جو امتیوں کو ملنا مقدر ہے اور اسی انعام کو مکالمہ مخاطبہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اسی انعام کے پانے کی وجہ سے وہ منعم علیہم بندوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

## استمرار کی حقیقت

قاضی صاحب محترم نے لکھا ہے کہ جملہ اسمیہ استمرار کا فائدہ دیتا ہے نہ معلوم اس سے کیا فائدہ اٹھانا مقصود ہے کیا انبیاء کے مثیل صدیقوں کے مثیل، شہداء کے مثیل صالحین کے مثیل ......

... ہمیشہ سے امت میں پیدا نہیں ہوتے چلے آ رہے نبی بننے کا جو مفہوم آپ لیتے ہیں اس کی رو سے تو ۱۳۰۰ برس میں آپ کے نزدیک صرف ایک ہی نبی بنا ہے استمرار کا مفہوم تو وہاں متحقق ہی نہیں ہو سکتا لیکن اگر انبیاء کے مثیل مراد لئے جائیں تو ہزاروں مثیل ان ۱۳۰۰ برس میں امت میں پیدا ہو چکے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ سے یہ سلسلہ چلا اور اب تک چلا آ رہا ہے اور قیامت تک چلا جائے گا۔

علاوہ ازیں مفسرین نے جو ثوبان اور بعض دیگر صحابہ رض کا واقعہ لکھا ہے وہ تو آپ سے مخفی نہیں ہوگا جس کے معنی یہ ہیں کہ امت کے جو اشخاص بھی امت میں ثوبان کے رنگ کے پیدا ہوں گے وہ بعد وفات آنحضور صلعم کی رفاقت کو حاصل کرتے رہیں گے۔ بنا بریں استمرار کی حقیقت ان پاک وجودوں میں بھی متحقق ہوتی رہے گی۔

## امام راغب کے دو قولوں سے غلط استدلال

قاضی صاحب نے امام راغب کے دو قول بھی اپنے خیال کی تائید میں پیش کئے ہیں اول تو یہ کہ امام صاحب نے مع کے معنے زمرۃ کے کئے ہیں میں نہیں سمجھ سکا کہ اس سے ان کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے سوال تو یہ ہے کہ امتی کس زمرۃ میں داخل ہو سکتا ہے قرآن کریم سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ صدیقیوں کے زمرہ میں داخل ہو سکتا ہے کیونکہ وہ صدیق ہی بن سکتا ہے ان کا نبی بننا تو محال ہے جس کے متعلق دلائل اوپر بیان ہو چکے ہیں۔

دوسرا قول ان کا یہ پیش کیا گیا ہے النبی بالنبی الصدیق بالصدیق، الشہید بالشہید، الصالح بالصالح۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جناب قاضی صاحب نے امام صاحب کے الفاظ میں تصرف کر کے الفاظ "اس امت کا نبی" اپنی طرف ...... سے زائد کر دیئے ہیں حالانکہ امام صاحب کا مطلب آیت کے الفاظ "و حسن اولئک رفیقا" کے ماتحت یہ ہے کہ جس قدر انبیاء وغیرہ پہلی امتوں میں گزر چکے ہیں۔ ان میں سے ہر نبی نبی کا رفیق ہوگا ہر صدیق صدیق کا رفیق ہوگا ہر شہید شہید کا رفیق ہوگا اور ہر صالح صالح کا رفیق ہوگا اور مصنف بحر المحیط نے بھی یہی مطلب امام راغب صاحب کا سمجھا ہے اگر ان کے نزدیک النبی بالنبی سے مراد امام صاحب کی یہ ہوتی کہ اس امت کا نبی نبی کے ساتھ ہوگا تو وہ فوراً اس خیال کی تردید کرتے جیسا کہ انہوں نے امام راغب صاحب کی دوسری تاویل کی تردید کی ہے۔ امام صاحب نے اپنے ایک قول میں آیت "من النبیین" کو متعلق کیا ہے "و من یطع اللہ والرسول" کے ساتھ جس کے معنی یہ بن جاتے ہیں کہ نبیوں میں سے جو اللہ اور محمد رسول اللہ صلعم کی اطاعت کرے گا مصنف بحر المحیط نے امام صاحب کے اس قول کو نقل کر کے صاف لکھا ہے کہ یہ قول ان کا معنی کے لحاظ سے بھی فاسد ہے اور قواعد نحو کے لحاظ سے بھی فاسد ہے اور اس کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ اس ترکیب کے لحاظ سے آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ رسول اکرم صلعم کے زمانہ میں بھی اور بعد بھی انبیاء ہوں گے جو آنحضور صلعم کی اطاعت کریں گے اور یہ ناممکن ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے صریح خبر دی ہے کہ محمد صلعم خاتم النبیین ہیں اور خود نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے لا نبی بعدی پس اگر پہلے قول النبی بالنبی میں امت کے نبی ہوں تو اس کی بھی ساتھ ہی تردید ہو جاتی ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قاضی صاحب محترم کی اس لئے ہی اس تردید پر نظر ہی نہیں پڑی ورنہ ایک دیانتدار مصنف کی حیثیت سے اس کو نظر انداز نہ کرتے یا امام راغب کے قول کو نقل ہی نہ کرتے۔

**خلاصہ** خلاصہ اس تمام بیان کا یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے وجود باجود پر انبیاء کے تمام افراد کا خاتمہ ہو گیا ہے اور اسی وجہ سے آنحضور صلعم کو خاتم النبیین کا لقب عطا کیا گیا ہے اب آنحضور صلعم کے بعد امت میں یا امت سے باہر کسی ایسے فرد کے پیدا ہونے کا امکان ہی نہیں جو زمرہ انبیاء کا فرد کہلا سکے آیت پیشکردہ سے اس مفہوم کا نکالنا جیسا کہ ثابت کیا گیا ہے محض تحکم ہے خدا اس سے ہر مومن کو محفوظ رکھے آمین۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۔

چوہدری شکر اللہ خان منصور صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ

# حجتِ صادق اور عذرِ نامعقول

## (۱۰)

### فیصلہ طلب اصل بات

الحاصل اصل اختلاف متعین ہو جانے کے بعد ظاہر ہے کہ حضرت اقدس کی کتب سے ایسے حوالے لکھنا جن میں صریح طور پر نبی کا خطاب پانے۔ نبی کا نام پانے میں مخصوص ہونے اور کثرت مکالمہ مخاطبہ یا کثرت امور غیبیہ کے معنوں میں نبی ہونے کا ذکر ہے اور ان حوالوں کو لکھ لکھ کر دکھانا سقید ورقوں کو سیاہ کرنا ہے کیونکہ ان سب میں نبی سے مراد "امتی نبی" ہے جو مسلمہ فریقین ہے پس فیصلہ طلب اصل بات دونوں فریقوں میں یہ ہے کہ امتی نبی کے متعلق عقیدہ کس فریق کا غلط اور باطل ہے؟ حضرت اقدس کی تحریروں کے حوالے اُن کو اور ہم سب کو معلوم ہیں۔ وہ کونسا حوالہ ہے جو اب تک لکھا نہیں گیا۔ اور وہ کونسی تحریر ہے جو اب تک ایک فریق دوسرے کو دکھا نہیں چکا۔

### ہمارا عقیدہ اور اس کی بنیاد

ہمارا عقیدہ جیسا کہ قاضی صاحب لکھتے ہیں یہ ہے کہ

> کامل نبی کسی دوسرے نبی کا اُمتی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا امتی نبی ناقص نبی ہے جس کا دوسرا نام محدّث ہے

بلاشک ہمارا یہ پختہ عقیدہ ہے اور ہم اس پر محکم ایمان رکھتے ہیں۔ علمائے ربوہ یاد رکھیں ہمارا یہ عقیدہ اُن کی کسی خلافت سے انکار کا حیلہ نہیں۔ اور نہ اس کی وجہ ان کی خلافتِ ثانیہ سے بغض و حسد ہے۔ یہ سب ان کی فضولیات ہیں اور اس وجہ سے ہیں کہ وہ سب کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔ چونکہ وہ جو کچھ مانتے ہیں نیک نیتی سے نہیں مانتے اور نہ صحت و صداقت کی بناء پر ہیں بلکہ صرف اپنی خلافت ثانیہ کے اقرار کی خاطر مانتے ہیں اس لئے وہ یہ خیال کرنے پر مجبور ہیں کہ دوسرے جو کچھ مانتے ہیں اُن کی خلافت ثانیہ کے انکار کے لئے مانتے ہیں۔ اس کے سوا کچھ اور سوچنا ان کے بس کا روگ نہیں۔ اگر اُن کے قوائے عقلیہ اور فکریہ کچھ اور بھی سوچ سکتے ہیں کچھ اور بھی سمجھ سکتے ہیں تو وہ سن لیں۔ کہ ہمارے اس عقیدہ کی بنیاد حضرت امام الوقت سلطان القلم۔ مامور خدا علیہ السلام کی وہ صریح تحریریں ہیں جن کا علمائے ربوہ کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اور جن کا علماء مخالفین بھی اپنے وقت میں کوئی جواب نہ دے سکے۔ وہ تحریریں پیشگوئی مندرجہ احادیث میں مسیح موعود کے نبی ہونے کے متعلق ہیں ذرا ان کو پڑھ کر دیکھ لو:-

(۱) "یہ بھی سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کرکے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اسکو امتی کرکے بھی تو بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ خبر دی گئی ہے کہ اے اُمتی لوگو! وہ تم میں سے ہی ہوگا اور تمہارا امام ہوگا اور نہ صرف قولی طور پر اس کا اُمتی ہونا ظاہر کیا بلکہ فعلی طور پر بھی دکھلا دیا کہ وہ اُمتی لوگوں کے موافق صرف قال اللہ و قال الرسول کا پیرو ہوگا اور حل معلقات و معضلات دین نبوت سے نہیں بلکہ اجتہاد سے کرے گا اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑھیگا اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے سو یہ بات کہ اس کو اُمتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں اُمتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔ اس لئے خداتعالے نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲-۵۳۳)

(۲)- اور پھر مولوی صدیق حسن خان اپنی کتاب آثار القیامہ کے صفحہ ۴۲۵ میں فرماتے ہیں کہ اس بات پر تمام سلف اور خلف کا اتفاق ہو چکا ہے کہ عیسیٰ جب نازل ہوگا تو امت محمدیہ میں داخل کیا جائے گا اور فرماتے ہیں کہ قسطلانی نے بھی مواہب لدنیہ میں یہی لکھا ہے اور عجیب تر یہ کہ وہ امتی بھی ہوگا اور نبی بھی۔ لیکن افسوس کہ مولوی صاحب مرحوم کو یہ سمجھ نہ آیا کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز اُمتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور اُمتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رُو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا ہے کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے، اُمتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ اُمتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خداتعالے نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالے نے پیدا کیا ہے وہ اگرچہ کامل طور پر اُمتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹)

(۳)- پھر لکھتے ہیں کہ بعض کا یہ خیال بھی ہے کہ عیسےٰ ابن مریم جب نازل ہوگا تو محض اُمتی ہوگا ایک ذرہ اس میں نبوت و رسالت نہیں ہوگی۔ پھر لکھتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ وہ اُمتی بھی ہوگا اور نبی بھی۔۔ ۔۔۔۔۔۔ اس جگہ بڑے شبہات یہ پیش آتے ہیں کہ جس حالت میں ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر اُمتی ہوگا تو پھر وہ باوجود اُمتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رسول اور اُمتی کا مفہوم متبائن ہے۔ اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوتِ محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحریر سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول

ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں داخل ہے جیسا کہ جزو کل میں داخل ہوتی ہے۔ لیکن مسیح ابن مریم ........ کسی طرح اُمتی نہیں بن سکتا کیونکہ اُس پر اس وحی کا اتباع فرض ہوگا جو وقتاً فوقتاً اُس پر نازل ہوگی۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵)

(۴)۔ حدیثوں کے پڑھنے والوں نے یقیناً یہ بڑی بھاری غلطی کھائی ہے کہ صرف عیسٰی یا ابن مریم کے لفظ کو دیکھ کر اس بات کو یقین کر لیا ہے کہ سچ مچ وہی ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا جو رسول اللہ تھا اور اس طرف خیال نہیں کیا کہ اُس کا آنا گویا دین اسلام کا دنیا سے رخصت ہو جانا ہے۔ یہ تو اجماعی عقیدہ ہو چکا اور مسلم میں اس بارہ میں حدیث بھی ہے کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئے گا اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی اُمتی شخص مراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی کیونکہ محدث من وجہٍ نبی بھی ہوتا ہے مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے اور اپنی طرف سے براہ راست نہیں بلکہ اپنے نبی کے طفیل سے علم پاتا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۹ میں ایک الہام اس عاجز کا درج ہے۔ وہ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہ یہ ہے ........ کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۶)

۵ "مسیح موعود جو آنے والا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا یعنے خدا تعالےٰ سے وحی پانے والا۔ لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے۔ سو یہ نعمت خاص طور پر اس عاجز کو دی گئی"

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۰۱)

۶ "لیکن مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی جس کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام کا بھی نازل ہونا ایک لازمی امر سمجھا گیا ہے کسی طرح اُمتی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس پر اس وحی کا اتباع فرض ہوگا جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوگی جیسا کہ رسولوں کی شان کے لائق ہے اور جبکہ وہ اپنی ہی وحی کا متبع ہوا اور رجوع نبی کا سب اس پر نازل ہوگی اسی کی اُس نے پیروی کی تو پھر وہ اُمتی کیونکر کہلائے گا۔ اور اگر یہ کہو کہ جو احکام اس پر نازل ہوں گے وہ احکام قرآنیہ کے مخالف نہیں ہوں گے تو کہتا ہوں کہ محض اس توارد کی وجہ سے وہ اُمتی نہیں ٹھہر سکتا۔ صاف ظاہر ہے کہ بہت سا حصہ توریت کا قرآن کریم سے بکلی مطابق ہے تو کیا نعوذ باللہ اس توارد کی وجہ سے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کی اُمت میں سے شمار کئے جائیں گے توارد اور چیز ہے اور محکوم بن کر تابعدار ہو جانا اور چیز ہے ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۶)

یہ ہے ہمارے عقیدہ کی بنیاد۔ فرماتے ہیں حضرت اقدسؑ کہ:۔

ا۔ اُمتی نبی ناقص نبی ہے اور

ب۔ اُمتی نبی محدث کا دوسرا نام ہے

اور فرماتے ہیں:۔

(ا) اُمتی کامل نبی نہیں ہو سکتا

اور

(ب) کامل نبی اُمتی نہیں ہو سکتا

اور دلیل اس پر یہ لکھتے ہیں:۔

(۱) صاحب نبوت تامہ ہرگز اُمتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اُس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور اُمتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رُو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو"

(حوالہ نمبر ۲)

(۲) "خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اُس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اُس پر بذریعہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے"

(حوالہ نمبر ۶)

کامل نبی کی اسی تعریف کو حضرت اقدسؑ دوسری جگہ یوں بیان فرماتے ہیں:۔

(۴)۔ "اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں"

(مکتوب اخبار الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

اب علماء ربوہ ہمیں بتلائیں کہ "اُمتی نبی" کو "ناقص نبی اور محدث" سمجھنے اور "کامل نبی کے لئے غیر اُمتی ضروری شرط" قرار دینے کی وجہ سے ہم کو تو بھلا انہوں نے اپنی خلافت ثانیہ سے "بغض و حسد" کا طعنہ دے دیا۔ مگر اب وہ

ا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو کیا کہیں گے؟

ب۔ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کیا جواب دیں گے؟

ج۔ خدا تعالےٰ کو کیا کہیں گے؟ اور

د۔ قرآن کریم کا جواب کیا دیں گے؟

کیا ان سب کو اُن کی خلافت ثانیہ سے "بغض و حسد" ہے؟ اگر وہ کہیں کہ ہاں ان سب کو اس سے "بغض و حسد" ہے تو پھر اُن کی خلافت ثانیہ بلاشک اسی لائق ہے۔ اور اگر وہ کہیں کہ نہیں ان سب کو اس سے "بغض و حسد" نہیں تو پھر وہ مان لیں اور یقین کر کے جان لیں کہ

ا۔ اُمتی نبی بالضرور ناقص نبی ہوتا ہے

اور

ب۔ کامل نبی ہرگز اُمتی نہیں ہو سکتا

اور سمجھ لیں کہ ہمارا یہ عقیدہ بھی اُن کی خلافت ثانیہ سے کسی بغض و حسد کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی بنیاد۔

(۱) نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ ہیں

(۲) خدا تعالےٰ کا قرآن کریم میں ارشاد ہے

(۳) اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات ہیں

باقی ــــــ باقی

---

ملفوظات (بسلسلہ صفحہ اوّل):۔

اگر اللہ تعالےٰ نے ہمیں کوئی موقعہ دیا تو ہمارا ارادہ ہے کہ اس مضمون پر ذرا بسط سے بحث کریں گے یہ اللہ تعالےٰ کی مرضی اور توفیق پر موقوف ہے ورنہ ہم تو ایک لفظ بھی نہیں بول سکتے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۴۲)

## تبصرہ

چوہدری فضل داد صاحب پنشنر موضع شہ ضلع گجرات

# مجاہد کبیر

مؤلفان کتاب ہذا محترم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی و عزیزی میاں محمد احمد صاحب خلف الرشید حضرت امیر مرحوم مغفور نے حضرت مولانا مولوی محمد علی مرحوم و مغفور کی سوانح عمری لکھ کر احمدی قوم پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ یہ ایک احمدیہ لٹریچر میں قیمتی اضافہ ہوا ہے۔ یہ کتاب نہایت جامع اور دقیق معلومات سے لبریز ہے۔ دونوں حضرات نے قوم کو ایسے ایسے حالات و واقعات سے روشناس کرایا ہے۔ جو کسی دوسرے سے ناممکن تھا۔

مؤلفانِ کتاب ہذا نے جو محنتِ شاقہ کی ہے۔ اور جو عظیم بالشان خدمت سر انجام دی ہے۔ اس کا اعتراف نہ کرنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ اس کتاب کے اندر جو نور اور علم بھرا ہوا ہے۔ اس کو دیکھا جائے تو میرے دل کی گہرائی سے ان دونوں حضرات کے لئے دعا نکلتی ہے۔

اس کتاب کی جو ۴۲۴ صفحات پر مشتمل ہے طباعت بہت اعلیٰ قسم کی ہے۔

حضرت مولوی محمد علی صاحب رح کی پیدائش دسمبر ۱۸۷۴ء موضع مرار ریاست کپورتھلہ میں ہوئی اور وفات ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو کراچی میں ہوئی اور آپ کو قبرستان میانی لاہور میں دفن کیا گیا۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت ۱۸۹۷ء میں کی اور ۱۸۹۹ء میں وکالت کا آخری امتحان پاس کیا۔

۱۸۹۹ء کو مولوی صاحب دارالامان قادیان میں پہنچے اور ترجمہ کا کام حسب ارشاد مسیح موعودؑ شروع کیا گیا۔ مارچ ۱۹۱۴ء تک آپ وہیں رہے۔

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت مولوی نور الدین صاحب رح جمعہ کے دن اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مسیح موعودؑ اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ اس موقعہ پر مولانا نور الدین صاحبؓ کے ارشاد کے مطابق مولانا مولوی محمد علی صاحب رح نے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک نہایت مؤثر اور پر جوش تقریر کی اور حضرت صاحب کا ذکر کر کے فرمایا۔ صفحہ ۹۸ کتاب ہذا:-

"........ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹانا آسان ہے مگر یہ کام اس سے بھی اہم تر ہے جو ہمارے امامؑ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ اسلام کو دنیا میں پھیلانا یہ کوئی چھوٹا سا کام ہے؟ یہ کوئی آسان بات ہے؟ ........ دوستو! اب وقت آ گیا ہے۔ کہ وہ مشکلات کی کٹھن گھاٹیوں اور خاردار جنگل اور ڈراؤنے بیابان ابھی ہمارے آگے ہیں۔ جس کو طے کر کے ہمیں اپنے امام پاک اور ہادی برحق کی بتائی ہوئی منزل مقصود پر پہنچنا ہے ........ وہ پاک نفس اور خدا کا برگزیدہ انسان ایک شفیق ماں سے بڑھ کر ہمیں آرام دیتا تھا۔ اور ہر مشکل کے لئے خود ہمارا سپر بن جایا کرتا تھا۔ اور ہم مطمئن اور بے فکر تھے ........ اب وہ وقت گذر گیا ہے۔ اور ہمارے سارے بوجھ اپنے سر پر اٹھانے والا پاک وجود خدائی وعدوں کے مطابق اپنا کام کر کے خدا کو جا ملا اور وہ تمام بوجھ آپ لوگوں نے اپنے سروں پر اٹھانے ہیں۔ حضرت صاحبؑ کا وجود اس زمانہ میں ہمارے لئے خدا کی طرف سے ایک ابر رحمت اور سایۂ کرم تھا ........ ہماری عملی حالتیں ناگفتہ بہ تھیں۔ مگر اس نے کچھ ایسا شربت پلایا کہ نماز اور ذکر الٰہی میں ہمیں لذت اور سرور آنے لگا اور قرآن مجید کی محبت ہمارے دلوں میں موجزن ہوئی ........ پس ہمیں آپ کی وفات سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ مبارک ہیں وہ جو اس وقت پاک تبدیلی اور ثبات قدم کا بہترین نمونہ دکھائیں۔ مومن کی نشانی یہی ہے کہ وہ دکھ کے وقت بھی آگے ہی قدم اٹھاتا ہے۔"

## تکفیر مسلمین کا فتنہ اور انصار پارٹی کا قیام

رسالہ تشحیذ الاذہان میں اپریل ۱۹۱۱ء میں جناب میاں محمود احمد صاحب موجودہ خلیفہ ربوہ نے وہ مضمون تکفیر مسلمانان پر لکھا جس کے ذریعہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہ سنا ہو۔ یا آپ کو دل سے مانتے بھی ہوں مگر بیعت نہ کی ہو۔ کافر، خارج از اسلام قرار دے دیا۔ سچ پوچھو تو یہی مضمون تھا جس نے جماعت کو دو حصوں میں منقسم کر دیا۔

اختلافات سلسلہ احمدیہ کی ابتداء تو اس مضمون سے ہوئی۔ اور بڑھتے بڑھتے یہ ایک تناور درخت بن گیا۔ افتراق اور بدگمانیوں کے پیش نظر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب رح کا اعلان جو اخبار پیغام صلح ۲۹ دسمبر ۱۹۱۴ء میں چھپا جو کہ اس کتاب کے صفحہ ۱۳۶ پر درج ہے۔ مطالعہ کر لیں۔ قارئین کرام کے استفادہ کے لئے صرف دو سطریں لکھی جاتی ہیں:-

"اب کچھ صبر کرو اور انتظار کرو۔ اگر تم سچے ہو تو ہم خود ہی ناکام ہو جائیں گے اور ہمارے کاروبار جو شروع کئے گئے ہیں رک جائیں گے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی نصرت کا ہاتھ ہمارے ساتھ ہے۔ تو ہماری قلت اور بے سروسامانی کا علاج وہ خود ہی فرمائے گا۔"

حضرت مولوی محمد علی صاحب رح کا ایک مضمون ۴ دسمبر ۱۹۱۳ء اخبار بدر میں شائع ہوا۔ اس کی صرف چار سطریں قارئین کرام کے لئے تحریر ہیں:-

"میں منت التجا کرتا ہوں۔ کہ ابھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا۔ اتفاق کی طاقت کو ضائع مت کرو۔ اور خدا کے فضلوں کے جاذب بنو۔ جو اقرار پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر کیا تھا پھر خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر کیا۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا اس کو اپنے پیش نظر رکھو۔ اور اپنی نفسانی خواہشات کا مقابلہ کرو"

مسئلہ کفر و اسلام مابین حضرت امیر مولوی محمد علی صاحب و خلیفہ قادیان ایک عرصہ تک معرض بحث بنا رہا۔ ان واقعات کو صفحات ۲۱۷ تا ۲۸۸ پر تفصیل کے ساتھ درج کیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والوں پر روز روشن کی طرح واضح ہو جائے۔ کہ کس طرح امیر مرحوم و مغفور نے اپنی زندگی میں جماعت قادیان کے پیشوا پر ان کے غلط عقائد کے سلسلے میں اتمام حجت کی۔ اور ان کو بار بار اور کئی طریقوں سے مقابلہ پر آنے کی دعوت دی لیکن وہ ہمیشہ گریز کرتے رہے۔

۹ مارچ ۱۹۴۵ء کا خطبہ جمعہ جو کہ کتاب ہذا کے صفحہ ۲۸۰ پر ہے بھی قابل غور ہے۔

۱۰ اپریل ۱۹۵۳ء میں احمدیہ جماعت کی مخالفت سخت زور پکڑ گئی۔ اور سخت فسادات شروع ہو گئے۔ مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ فسادات کی تحقیقات کے لئے چیف جسٹس محمد منیر اور جسٹس کیانی مرحوم کو تحقیقات پر مقرر کیا گیا۔ ان کی رپورٹ چھپی ہوئی موجود ہے۔ میاں محمود احمد صاحب کے غالیانہ عقائد کی قلعی بھی عدالت میں ہی کھلی۔ کہاں ان کا یہ دعوےٰ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت

میں شامل نہیں خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو۔ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵) اور کہاں ان کا تحقیقاتی عدالت میں بیان دینا کہ :۔

" کوئی شخص جو میرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں لاتا وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جاسکتا ۔"

(رپورٹ صفحہ ۲۸)

اسی طرح پہلے احمدیوں میں اور غیر احمدیوں میں اختلافات بنیادی قرار دیئے جاتے تھے ۔ ملاحظہ ہو اخبار الفضل ۲۱۔ اگست ۱۹۱۷ء ۔ مگر جب عدالت میں یہی سوال کیا گیا تو میاں صاحب مکرم نے جواب دیا کہ :۔

" اختلافات بنیادی نہیں بلکہ فروعی ہیں" صفحہ ۱۹ (کتاب زیر تبصرہ صفحہ ۲۸۵)

## "لاہور میں پاک ممبر"

مؤلفان کتاب زیر تبصرہ نے جہاں مولوی محمد علی صاحبؒ کی سوانح حیات لکھی ۔ وہاں آپ نے لاہور کے پاک ممبران کے متعلق نہایت اختصار کے ساتھ ۔ ان کے سن پیدائش ۔ سن وفات ۔ انجمن کے کاموں میں ان کے انہماک کا نہایت دلکش اور احسن طریقہ سے ذکر کیا ہے ۔ گویا حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی طاقت نے ایسے آدمی پیدا کئے جو جدوجہد خاکساری ۔ قربانی کے لحاظ سے صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر تھے ۔ اور آپس میں نہایت گہرے تعلقات محبت واخوت رکھتے تھے ۔

## انجمن کی جائیداد

حضرت امیر مرحوم ومغفور کی سعی بلیغ سے دو ہزار چھ صد پچاس ایکڑ زمین (راکاڑہ ۔ سندھ ۔ ملیر) میں حاصل کی گئی ۔ اگر اسی جائداد کا بطریق احسن اور ماڈرن طریقوں سے انتظام کیا جائے ۔ تو کئی مشن چل سکتے ہیں ۔

## حق تصنیف

کسی وقت حق تصنیف کے جھگڑے نے بڑی خطرناک صورت اختیار کر لی تھی ۔ لیکن مؤلفان کتاب ہذا نے اس قضیہ کو انجمن کی قراردادوں کی روشنی میں اس خوبی اور احسن طریقہ سے روشن کیا ہے کہ پڑھنے والوں کو عیاں ہو جاتا ہے ۔ کہ اصل حقیقت کچھ اور تھی اور اس کو توڑ مروڑ کر دوسرا رنگ دیا جاتا رہا تھا ۔

## انگریزی ترجمہ قرآن

قادیانی حضرات عام طور پر مولوی محمد علی صاحبؒ پر یہ الزام لگاتے تھے کہ ترجمہ کا مسودہ زبردستی لاہور لے آئے ۔ حضرت مولوی محمد علی صاحبؒ کا خط مؤرخہ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے ۔ آپ کے خط کی نقل کتاب ہذا کے صفحات ۱۴۰۔۱۴۱ پر ہے جس سے ظاہر ہے کہ الزام بالکل بے بنیاد اور بحر ہے ۔

## عاشقِ قرآن

حضرت مولوی محمد علی صاحبؒ کے قلب میں خدمتِ دین واشاعت اسلام کا جو جذبہ تھا ۔ اور غلبۂ اسلام کے لئے جو تڑپ تھی ۔ اس کی ایک جھلک آپ کے خطبات ۔ آپ کی تقریر و تحریر سے نظر آتی تھی ۔ آپ کی کوئی تحریر یا تقریر ایسی ہرگز نہ ہو گی جس میں اشاعت اسلام ۔ اشاعت قرآن کا تذکرہ نہ ہو ۔ اس کے نتیجہ میں ایک طرف تو آہنی عزم اور ان تھک جدوجہد تھی اور دوسری طرف آدھی رات کو اُٹھ کر خدا کے آگے گڑگڑانا اور رونا اور جماعت کی ترقی اور دین اسلام کے غلبہ کے لئے دعائیں کرنا تھا یہی وجہ تھی کہ صمیم قلب سے نکلی ہوئی دعائیں خداوندِ ذوالجلال ، قدیر و بے مثال اور خالق لیل و نہار نے قبول فرمائیں ۔

## آخری پیغام

آپ کا آخری پیغام یہ تھا کہ :۔

" ہمارا کام قرآن کو دنیا میں پہنچانا ہے ۔ آگے قرآن اپنا کام خود کرے گا "

## میری ناچیز تجویز

میری یہ تجویز ہے کہ آپ کے خطبات ومکتوبات جو کہ اس کتاب کے صفحات ۴۲۳ تا ۴۴۳ پر نقل کئے گئے ہیں ۔ ان کو ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا جائے ۔ اور غیر احمدیوں اور احمدیوں میں اسے کثرت سے تقسیم کیا جائے ۔ اُمید واثق ہے کہ اس نور سے بہت سے گھر منور ہوں گے ۔ اور بہت سے پیاسوں کی پیاس بجھے گی ۔ اگر کسی وجہ سے انجمن یہ پمفلٹ شائع نہ کر سکے تو اس کے لئے چندہ کی اپیل کی جاسکتی ہے ۔ اور لوگ شرح صدر سے اس میں حصہ لیں گے ۔

## "دعا"

حضرت مولوی محمد علی صاحبؒ کی دعا پر اس ریویو کو ختم کرتا ہوں :۔

"کیا اس محبت الٰہی کا کرشمہ ہمارے دلوں میں بھی ہے ۔ اگر ہے تو اپنی آنکھوں سے کسی وقت اس کے لئے آنسو بہاؤ ۔ کہ خدایا تیرا دین مصیبت میں ہے ۔ تو نے جس قرآن کو ساری دنیا میں پہنچانے کے لئے للعٰلمین بنا کر بھیجا تھا ہمارے گھروں میں بند پڑا ہے ۔ اور دوسروں کو پہنچانا تو ایک طرف ہمارے دلوں میں بھی نہیں اترتا ۔ تو ہمارے دلوں میں وہ قوت پیدا کر دے کہ خود بھی اس کے احکام پر چلیں اور ساری دنیا میں بھی اسے پہنچا دیں ۔ تو نے جس رسولؐ کو رحمۃ للعٰلمین بنا کر بھیجا تھا ۔ اس کے نقش قدم پر نہ ہم خود چل رہے ہیں ۔ اور نہ اس کی صحیح تصویر دنیا کو دکھانے کے لئے ہاتھ ہلاتے ہیں ۔ تو ہمارے دلوں میں رسول پاک صلعم کی محبت پیدا کر دے ۔ کہ ہم خود بھی دیوانہ وار اس کے پیچھے چلنے والوں میں ہوں اور دیوانہ وار اس کا حسن دنیا کو دکھانے والے بن جائیں "

خاکسار (چوہدری) فضل داد پنشنر
ممبر یونین کونسل ، موضع ٹبہ تحصیل و ضلع گجرات

## اراضی برائے فروخت

جھنگ سے ۳۶ میل پر جھنگ بھکر روڈ کے دونوں طرف اراضی قابل فروخت ہے اس مقام کا نام چاہ ماہی والا ہے ۔ پختہ کنواں بھی موجود ہے ۔ ہر نصف گھنٹے کے بعد بس ادھر سے ہو کر گذرتی ہے یہ اراضی ساڑھے چار سو کنال کے قریب ہے قیمت فی کنال ۳۰ روپیہ ہے چاہ ماہی والے سے جانب غرب ایک میل پر ۵۸۲۰ کنال بنجر اراضی ہے قیمت ۲۰ روپیہ فی کنال ہے ۔ ضرورت مند اصحاب معرفت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح بات چیت کریں احمدیوں کو ان کی جماعتوں کے پریزیڈنٹ کی تصدیق پر ترجیح دی جائے گی ۔

نوٹ :۔ کسی شخص کے پاس سو کنال سے کم زمین فروخت نہیں کی جائے گی ۔

## ایفائے وعدہ

چوہدری سید احمد صاحب نے اپنی بیٹی عزیزہ عبادت کی ایم اے کے امتحان میں کامیابی پر مبلغ پچیس روپے بطور عطیہ جلسہ سالانہ سے پیشتر ادا کرنے کا وعدہ فرمایا تھا ۔

حسب وعدہ یہ رقم داخل خزانہ انجمن ہو چکی ہے ۔ والسلام ۔

عبدالغنی سیکنڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول
بدوملہی ضلع سیالکوٹ

## مسلم ہائی سکول لاہور نے جلسہ سالانہ پر تقریری مقابلہ میں پہلا اور تیسرا انعام جیت لیا

احمدیہ انجمن ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور نے حسب سابق امسال بھی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تقریری مقابلے منعقد کئے۔ سالہائے سابق میں یہ مقابلے صرف کالجوں کے طلباء کے ...... درمیان منعقد ہوا کرتے تھے۔ جن میں ایک سپیشل انعام رکھا جاتا تھا اور وہ انجمن کے سکولوں کے طلباء کے لئے ہوتا تھا۔ جب سے یہ مقابلے منعقد ہونا شروع ہوئے ہیں یہ سپیشل انعام ہر سال ہمارے سکول کا بچہ حاصل کرتا رہا۔

امسال کالجوں اور انجمن کے سکولوں کے درمیان یہ مقابلے الگ الگ موضوعات کے ماتحت الگ الگ منعقد ہوئے۔ سکول نمبر ۱ و نمبر ۲ اور بدوملہی مسلم ہائی سکول کے چار چار طلباء مقابلہ میں شریک ہوئے۔ اسلامی تنظیم اور اسلام میں اطاعت شعار کی موضوعات سے تھے۔ ہمارے سکول کے خالد فاروق جماعت ہشتم نے اول انعام حاصل کیا اور قاری مزمل اقبال جماعت ہشتم نے تیسرا انعام جیتا۔ اس کامیابی کا سہرا مولوی برکت علی صاحب کے سر ہے۔ جنہوں نے بچوں کو تقریریں تیار کرنے میں مدد دی۔

منجانب ہیڈ ماسٹر
مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں
پاپلین
پی ۹۹ - پی ۴۳۰ - پی ۳۳۰ -
اعلیٰ درجہ کی چمکیلی رنگدار پاپلین
پی ۶۳۰ — پی ۷۳۰
پی ۸۳۰
اعلیٰ درجہ کی پاپلین
پی ۹۷۰ - پی ۹۸۰
پی ۹۹۰
اعلیٰ درجہ کا لٹھا
شاہین
لٹھا
۱۵۰۰۰
ململ
سوت
کارڈڈ - ک - ۱ - ک ۲۰ - ک ۳۰ - ک ۴۰ -
کومبڈ - ک ۶۰
دوہرا دھاگا ک ۲/۴۰
چھینٹ
لان
اعلیٰ قسم کی باریک ململ
وائل
علاوہ ازیں
سلے سلائے ملبوسات: قمیصیں - بش شرٹ - پتلون - پاجامہ - شلوار - رومال - شب خوابی کا سوٹ - بریسیئر - بچوں کے لباس
کھیلوں کے لئے شارٹ کرتے - اوورآل - بائلر سوٹ اور انڈسٹری میں کام آنے والا لباس -
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (نشل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ - اسمٰعیل پور (بھکر)
پیغام صلح ۱۶ جنوری ۱۹۶۳ء
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا
ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
ہندوستان میں ہمارے نمایندہ کا پتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

# ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۴۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سونڈ

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۱ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۶ شعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۶۳ء | نمبر ۴


## بحرِ حکمت کے موتی

عن علی رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادروا بالصدقۃ فانّ البلآء لا تتخطاھا اخرجہ رزین بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب الصدقۃ والنفقۃ

حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ میں جلدی کرو کیونکہ صدقہ کو پھاند کر بلا نہیں آتی۔

نوٹ:-

صدقہ دینے والے دراصل کئی افلاس زدہ۔ بھوکے۔ ننگوں کو مصائب و مشکلات کی بلاؤں سے نجات دیتے ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ ان کی بلاؤں کو رد کرتا ہے۔ صدقہ بھی کئی قسم کا ہے مال کا ہے علم کا ہے۔ وقت کا ہے طاقت کا ہے اور پھر دعاؤں سے

## ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

**تفسیر قرآن میں دخل** } اس بات کا ذکر آیا کہ آج کل لوگ بغیر سچے علم اور واقفیت کے تفسیریں لکھنے بیٹھ جاتے ہیں اس پر فرمایا:- تفسیر قرآن میں دخل دینا بہت نازک امر ہے مبارک اور سچا دخل اس کا ہے جو خدا کے روح القدس سے مدد لے کر دخل دے ورنہ علومِ مروجہ کی بیخی پر لکھنا دنیا داروں کی چالاکیاں ہیں۔

**بیعت میں صدقہ و اخلاص** } ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ اگر آپ کو ہر طرح سے بزرگ مانا جائے اور آپ کے ساتھ صدق اور اخلاص ہو مگر آپ کی بیعت میں انسان شامل نہ ہووے تو اس میں کیا حرج ہے فرمایا:-

بیعت کے معنے ہیں اپنے تئیں بیچ دینا۔ اور یہ ایک کیفیت ہے جس کو قلب محسوس کرتا ہے جبکہ انسان اپنے صدق اور اخلاص میں ترقی کرتا کرتا اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو بیعت کے لئے خود بخود مجبور ہو جاتا ہے اور جب تک یہ کیفیت پیدا نہ ہو جائے تو انسان سمجھ لے کہ ابھی اس کے صدق و اخلاص میں کمی ہے۔

**نماز میں اپنی زبان میں دعا** } سوال ہوا کہ آیا نماز میں اپنی زبان میں دعا مانگنا جائز ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ سب زبانیں خدا نے بنائی ہیں۔ چاہیئے کہ اپنی زبان میں جس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے نماز کے اندر دعائیں مانگے کیونکہ اس کا اثر دل پر پڑتا ہے تا کہ عاجزی اور خشوع پیدا ہو۔ کلام الٰہی کو ضرور عربی میں پڑھو اور اس کے معنی یاد رکھو اور دعا بے شک اپنی زبان میں مانگو۔ جو لوگ نماز کو جلدی جلدی پڑھتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں کرتے ہیں وہ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ دعا کا وقت نماز ہے۔ نماز میں بہت دعا مانگو۔

**حاکم ظالم ہو تو ..........** } ۱۰ مارچ ۱۹۰۱ء۔ فرمایا:-
اگر حاکم ظالم ہو تو اس کو بُرا نہ کہتے پھرو بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو۔ خدا اس کو بدل دے گا یا اسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بدعملیوں کے سبب آتی ہے۔ ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا سایہ ہوتا ہے۔ مومن کے لئے خدا تعالےٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو۔ خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔ اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔

۴ ہے۔ کیونکہ دعا مانگنے والا ایک موت اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے تاکہ دوسرں کا بھلا ہو۔

سر است زیر نیز مخلصانِ صادق را ٭ کہ تا و بد سر قومیکہ در بلا باشد۔
(مسیح موعودؑ)

(غلام قادر رضی عنہ)

ہفت روزہ پیغام صلح ـــ لاہور ـــ مؤرخہ ۲۳ جنوری ۱۹۶۳ء

# ہمارے عقائد اور ختم نبوت

ختم نبوت کے نام سے ایک ماہوار رسالہ رنگون سے جاری ہوا ہے جس میں بجا طور پر اس مسئلہ کی اہمیت اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا جو ختم نبوت کے ساتھ وابستہ ہے۔ ذکر کیا جاتا ہے، شروع سے آخر تک ہر بات احمدیہ اور حضرت مسیح موعود پر ہوتی کی گئی ہے۔ سمجھ نہیں آتا کہ وہ لوگ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک پرانے نبی (حضرت عیسےٰ علیہ السلام) کے دوبارہ نزول کے قائل ہیں اور اس طرح ختم نبوت کو اپنے اعتقاد سے باطل کر رہے ہیں، اس شخص اور اس جماعت کو مورد الزام ٹھیراتے ہیں کیونکر حق بجانب ہیں جو کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کے قائل نہیں جو جماعت اپنے اعتقادات کی وجہ سے ختم نبوت کی سب سے بڑھکر حامی اور اس کی محافظ ہے اسے ختم نبوت کا منکر قرار دینا پرلے درجہ کی غلط بیانی ہے ........ خود ملزم ہوکر دوسروں کو مورد الزام ٹھیرانا شیوہ انصاف نہیں۔

رسالہ مذکور کے اکتوبر ۱۹۶۲ء کے پرچہ میں جو اس وقت ہمارے زیر نظر ہے" قادیانیت سے دو رخ" کے عنوان سے ایک مضمون درج ہے جس میں لکھا ہے کہ :-

"قادیانی فرقہ کے دو رخی عقائد گذشتہ اشاعت میں درج کئے گئے تھے۔ اس اشاعت میں قادیانی فرقہ کے پیشوا مرزا صاحب کے متعلق ان کے عقائد بتلائے جاتے ہیں جو اس مضمون کی آخری قسط ہے، پہلا رخ جو عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے وہ حسب ذیل ہے :-

(۱) اس امت کے مجددین میں سے حضرت مرزا صاحب چودھویں صدی کے مجدد ہیں، ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہیں۔ صرف مجددیت کے منصب پر فائز ہیں (ہمارے عقائد)

(۲) اگر جبرئیل وحی نبوت کا ایک فقرہ ہی لے کر کسی شخص پر اترے تو اس سے قرآن مجید کا وہ دعوےٰ جو الیوم اکملت لکم دینکم میں کیا گیا ہے نعوذ باللہ باطل ہو جاتا ہے اور ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جاتی ہے

(۳) حضرت مرزا صاحب کا ماننا بنیاد دین میں سے نہیں نہ جزو ایمانیات ہے۔ اس لئے ان کو نہ ماننے سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔

مذکورہ بالا عقائد کے مقابلہ میں خود بانی فرقہ مرزا صاحب کے اقوال ملاحظہ ہوں :-

(۱) (ا)۔ امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی (یعنی ایک نبی آسکتا ہے اس سے زیادہ نہیں کسی صورت میں بھی نہیں آسکتے چنانچہ نبی کریمؐ نے اپنی امت سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے (یہ خبر معلوم نہیں کس حدیث میں دی گئی ہے) جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا (رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان مارچ ۱۹۱۴ء)

(ب) اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں (حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

(۲) دوسرے ظاہری عقائد کے مقابلہ میں خود مرزا صاحب کا قول ملاحظہ فرمائیں ...... جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر (اربعین ۴ ص۱۹)

خواجہ صاحب غور فرمایئے آپ کے عقائد میں تو وحی کی نفی فرماتے ہیں اور کسی پر ایک فقرہ وحی کا نازل ہونے سے بقول آپ حضرات کے قرآن مجید کی آیت الیوم اکملت لکم دینکم کا دعوےٰ باطل ہو جاتا ہے تو پھر مرزا صاحب پر جو وحی نازل ہو رہی تھی جس پر ان کو قرآن کریم وغیرہ کتب سماوی جیسا ایمان تھا تو اب کونسی بات صحیح ہے خواجہ صاحب خوب سوچ کر جواب دیجئے۔ اس لئے کہ اگر اپنے پہلے عقیدہ کو صحیح کہیں گے تو بقول آپ حضرات کے نعوذ باللہ قرآن کریم کا دعوےٰ غلط ہوگی، لہٰذا اس کا جلد فیصلہ کیجئے ورنہ سخت خسارہ کا سامنا ہوگا۔

(۳) تیسرے ظاہری عقیدہ کے مقابلے میں آئینہ صداقت والا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں کہ :- کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت (یعنی مرزا صاحب) میں داخل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینہ صداقت ص۳۵)

اس سارے مضمون میں بانی احمدیت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو عقائد بیان کئے گئے ہیں ان میں سے پہلے حوالہ کا جزو (ا) اور تیسرا حوالہ حضرت بانی سلسلہ کی طرف خواہ مخواہ منسوب کر دیا گیا ہے، آپ نے کہیں نہیں لکھا کہ امت محمدیہ میں ایک نبی آسکتا ہے اور ایک سے زیادہ نہیں آسکتے۔ مضمون نگار کو چاہیئے تھا کہ خود حضرت مرزا صاحب کی کوئی عبارت پیش کرتا اور ان کی کسی کتاب کسی اشتہار یا تقریر و تحریر سے یہ ثابت کرتا کہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ امت محمدیہ میں ایک نبی آسکتا ہے جو مسیح موعود ہے۔ تشحیذ الاذہان حضرت مرزا صاحب کی کتاب یا رسالہ نہیں، نہ آپ نے کوئی ایسا مضمون اس میں لکھا، دوسروں کی تحریرات کو حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرنا دیانتداری کا ثبوت نہیں۔

صرف ایک حوالہ حقیقۃ الوحی ص۳۹۱ کا ایسا ہے، جس کو سیاق و سباق سے کاٹ کر اس کا غلط مفہوم بیان کر دیا گیا ہے اصل الفاظ یہ ہیں :-

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں، اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی "

غور کیجئے اس میں صرف امت کے اولیا و ابدال اور اقطاب میں اپنی خصوصیت بیان کی گئی ہے اور وہ خصوصیت نبی کا نام پانے کی ہے، منصب نبوت پر فائز ہونے کی نہیں، اور ظاہر ہے کہ نبی کا نام پانا ایسا ہی ہے جیسے کسی بہادر انسان کو رستم یا شیر کا نام دے دیا جائے۔ کیا وہ اس سے حقیقی رستم یا شیر ہو جاتا ہے ؟ کیا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ زمانہ کے بہادروں میں رستم کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص ہوں تو کیا وہ حقیقی رستم یا حقیقی شیر ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے ؟ اسی طرح امت کے دوسرے اولیاء ابدال اور اقطاب کو حدیث نبوی میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی وجہ سے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کہا گیا، اور مسیح موعود کو کثرت مکالمہ اور کثرت امور غیبیہ کی وجہ سے نبی کا نام دے دیا گیا، یہ صرف مجاز ہے جیسا کہ اسی حقیقۃ الوحی کے آخری صفحات میں صفائی کے ساتھ فرمایا ہے۔ سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ میرا نام اللہ کی طرف سے مجاز کے طور پر نبی رکھا گیا ہے، حقیقت کے طور پر نہیں۔ اس کو دعوےٰ نبوت قرار دینا ایک غلط بیانی اور اتہام نہیں تو اور کیا ہے۔

دوسرا حوالہ جس پر اعتراض کیا گیا ہے، وہ وحی الٰہی کے نزول اور اس پر ایمان لانے سے تعلق رکھتا ہے یہ ایک الگ بحث ہے، جو مضمون نگار کی کج فہمی اور اور جہالت کا نتیجہ ہے، ہم اس پر آیندہ اشاعت میں انشاء اللہ مفصل بحث کریں گے۔

---

پیغام صلح خود مطالعہ کرنے کے بعد دوسروں تک پہنچائیں

مواقع پر شراب نوشی یا اور کوئی قبیح حرکت عمل میں آتی ہو، لہو ولعب کی بعض صورتیں آج مرور زمانہ کی وجہ سے بیشک دیکھنے میں آتی ہیں، لیکن کرسمس جیسی ناواجب حرکات اسلامی دنیا میں نظر نہیں آتیں، کاش عیسائی دنیا اس نمایاں فرق کو چشم عبرت کے ساتھ دیکھے اور اس دیرپا اثر سے سبق حاصل کرے جو چودہ صدیاں گذر جانے کے بعد بھی زائل نہیں ہوا۔

## تصویر کا مسئلہ

معاصر امروز "دیگراں را نصیحت" کے عنوان سے رقمطراز ہے:-

"جماعت اسلامی کے قیم میاں طفیل محمد معترض ہیں کہ پچاس روپے کے نوٹ پر قائد اعظم کی تصویر کیوں چھاپی جارہی ہے۔ موجودہ پیسے کے نوٹ پر اگرچہ قائد اعظم کی تصویر پہلے سے موجود ہے۔ مگر یہاں قیم صاحب سے صرف یہ معلوم کرنا مقصود ہے کہ انہوں نے اپنی جماعت کے امیر اعلیٰ مولانا مودودی کی تصاویر پر کتنی بار احتجاج ہے۔ اور جماعت اسلامی کے دوسرے لیڈروں اور کارکنوں کو اپنی تصاویر شائع نہ کرنے کا کتنی بار مشورہ دیا؟ کیا جماعت اسلامی کے عام جلسوں میں فوٹو گرافروں کو مدعو نہیں کیا جاتا۔ اور کیا کبھی کوئی ایسا واقعہ بھی پیش آیا۔ کہ مولانا مودودی یا جماعت اسلامی کا کوئی اور لیڈر تقریر کر رہا ہو، اور فوٹو گرافروں کو تصاویر لینے سے منع کیا گیا ہو۔ یا تصویر اترنے کے بعد فوٹو گرافروں سے یہ درخواست کی گئی ہو کہ تصویر نہ چھپے۔

یہ اتفاق کی بات ہے یا ایک اخبار نے جان بوجھ کر طنز کی ہے کہ میاں طفیل محمد کے بیان کے ساتھ ہی جماعت اسلامی کے ایک لیڈر کی تصویر چھاپ دی ہے۔ مارشل لاء کے دوران میں دوسرے سیاسی لیڈر تو گوشۂ گمنامی میں تھے مگر جماعت اسلامی کے لیڈر اپنے مخصوص انداز میں سرگرم عمل تھے، اس لئے انکی تصاویر بالالتزام شائع ہوتی تھیں، کم سے کم ہم سے جماعت اسلامی کے کسی لیڈر کیا کسی کارکن تک نے بھی اپنی تصاویر کی اشاعت پر شکایت نہیں کی۔ البتہ ایک آدھ مرتبہ تصویر نہ چھپنے پر ضرور شکایت سنی گئی۔ بہرحال مولانا مودودی کے بعض خیالات اور انداز سیاست سے اختلاف کے باوجود ہمارے دل میں ان کا اور ان کے بعض مقلدین کا بڑا احترام ہے مگر یہ گذارش تو حد ادب سے متجاوز نہیں کہ محض دوسروں کو نصیحت کرنے پر قناعت نہ کیجئے، پہلے خود ہی عمل کر کے دکھا دیجئے۔"

امروز کا یہ بیان کسی تبصرہ کا محتاج نہیں، صرف اس قدر اضافہ ضروری ہے کہ حکومت پاکستان کی کونسی بات ہے جس کی مخالفت جماعت اسلامی کی طرف سے نہیں کی جاتی نوٹوں پر تصویر کا قصہ تو ایک بہانہ ہے ورنہ حکومت کا کوئی فعل اور حکم ایسا نہیں جس کی مخالفت نہ کی گئی ہو، یہ تو مخالفت برائے مخالفت ہے، نہ کہ مخالفت برائے حق۔

## مامورانِ الٰہی اور دوسرے علماء

ہفت روزہ "چٹان" (۲۱ر دسمبر ۱۹۶۲ء) میں مولانا ابوالکلام آزاد کا ایک خط شائع ہوا ہے، جس کا حسب ذیل اقتباس قارئین پیغام صلح کے مطالعہ کے قابل ہے:-

"کائناتِ ہستی کے جس قدر حوادث و اعمال ہیں اُن کے علل و مقاصد کے بارے میں ہماری معلومات ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتیں۔ یعنی اس حد سے جو ہمارے حواس سے تفحص و تعمق کی آخری حد ہے۔ اس حد سے آگے جو کچھ ہے وہ ہمارے لئے غیر معلوم و مجہول ہے، اس لئے ہماری صحیح حیثیت یہی ہو سکتی ہے کہ عدم علم کا اعتراف کریں۔ منع و نفی کے مدعی نہیں ہو سکتے۔ امید کرتا ہوں بات آپ پر واضح ہو گئی ہوگی، تشریح کی ضرورت نہیں۔ یوں سمجھئے کہ ایک خاص حد تک ہماری نظر و ادراک کے لئے روشنی ہے، اس کے بعد تاریکی ہے۔ جہاں سے تاریکی شروع ہوتی ہے۔ ہماری سیر نظری کے قدم رک جاتے ہیں، اس کے بعد کیا ہے؟ کیا کچھ ہے اور کیا کچھ نہیں ہے اس بارے میں کچھ نہیں جانتے اور اس لئے ...... ہماری حیثیت صرف یہ ہے کہ عدم علم کا اعتراف کریں کسی بات کے لئے نہ تو مثبت ہو سکتے ہیں نہ مانع و منکر قدیم و جدید عہد کے تمام اکابر علم و نظر نے صاف لفظوں میں اس کا اقرار کیا ہے اب ایسا ہوتا ہے کہ علم و بیان کا ایک نیا دروازہ کھلتا ہے ایک انسان وحی الٰہی کیساتھ آتا ہے اور کہتا ہے کہ جس حد کے بعد سے تمہارے لئے تاریکی ہے میرے لئے روشنی ہے۔ جس حد کے بعد سے تمہارا سرمایہ یقین ختم ہو جاتا ہے، میری یقینیات شروع ہوتی ہیں هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ۔ پس ایسی حالت میں ہمارے لئے علم و دانش کی دو ہی راہیں ہو سکتی ہیں۔ اگر وہ شخص اپنے تمام اقوال و اعمال میں صادق ہے تو اسے قبول کریں۔ کاذب ہے تو انکار کر دیں لیکن وہ جو کچھ بیان کرتا ہے اسے جھٹلا نہیں سکتے کیونکہ وہ جن حدود کے معاملات بیان کرتا ہے ان کے لئے ہمارا موقف عدم علم کا ہے اور اس کا دعویٰ علم و بصیرت کا ہے۔ ہم وہاں کے لئے زیادہ سے زیادہ جو کچھ کہہ سکتے ہیں۔ وہ شک سے زیادہ نہیں ہے۔ اور وہ جو کچھ کہتا ہے اس کی بنیاد علم و یقین ہے۔ ہم شک کی بناء پر علم و یقین کو جھٹلا نہیں سکتے۔"

کیا وہ لوگ جو مامورین الٰہی کو عام علماء کے معیار پر پرکھتے ہیں، مولنا ابوالکلام آزاد کے اس بیان سے نصیحت حاصل کریں گے؟

## حضرت امیر ایدہ اللہ کا دورہ پشاور

حضرت امیر ایدہ اللہ کے دورہ پشاور کی خبر مختصراً دوسری جگہ درج ہے مفصل رپورٹ حسب ذیل ہے:-

۱۵ر جنوری کو حضرت ممدوح نے ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کے فرزند ارجمند میجر عبداللہ سعید کی شادی کی تقریب میں شرکت فرمائی اور خطبہ نکاح ارشاد فرمایا، ۱۶ر جنوری کو موضع شیخ محمدی میں احباب جماعت کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، وہاں پر پروفیسر عبداللطیف صاحب اور محمود احمد صاحب ملنگ اور مولوی محمد فردوس صاحب سے مجلس رہی اس کے بعد موضع سفید ڈھیری میں جا کر محترم کندل خان صاحب سے ملاقات کی، ان کو یوں تو تندرست پایا لیکن آنکھوں میں سیاہ موتیا اتر آنے کی وجہ سے انہیں معذور پا کر حضرت امیر نہایت محزون ہوئے۔ اسی طرح پیر حسین شاہ صاحب سے بھی ملاقات کی وہ نہایت ذہین، فطین اور مخلص دوست ہیں ان کی ٹانگوں میں درد ہے اور چلنے پھرنے سے معذور ہیں۔ اس کے بعد حضرت ممدوح پروفیسر عبدالصمد صاحب کی ملاقات کے لئے پشاور یونیورسٹی تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ پروفیسر صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ آپ کی ملاقات کے لئے ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے ہیں، حضرت امیر بھی وہیں پہنچ گئے اور ان سے ملاقات کی۔ کوئی تین گھنٹے ان سے مجلس رہی دونوں میاں بیوی نہایت مخلص ہیں اور دونوں علم و فضل اور اعلیٰ اخلاق کے زیور سے مزین ہیں ان سے ملاقات حضرت امیر کیلئے خصوصی مسرت کا موجب ہوئی۔

مغرب کے وقت مسجد احمدیہ پشاور میں حضرت امیر نے جماعت پشاور کے ساتھ کافی وقت گذارا۔ ۱۷ر جنوری کو خان محمد اسلم خان صاحب مرحوم کی وفات پر ان کے خاندان سے اظہار ہمدردی کے لئے آپ مردان تشریف لے گئے، اور ۱۸ر جنوری کو ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ میں نماز جمعہ ادا کی، جس کے بعد ۱۹ر جنوری ۱۹۶۲ء کو آپ واپس لاہور تشریف لے آئے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (اینجر)

# اخبار و افکار

## سائنس اور مذہب

ایک عرصہ تک سائنس کو مذہب کا مخالف اور دشمن سمجھا جاتا رہا ہے، اور یہ خیال کیا جاتا رہا ہے کہ مذہب کے اصول اور تعلیمات موجودہ علمی دنیا کے نزدیک غیر معقول اور سائنسی تحقیقات کے خلاف ہیں لیکن جوں جوں سائنس ترقی کرتا جا رہا ہے، ہستی باری تعالے اور صداقت مذہب کے متعلق یقین بڑھتا جا رہا ہے اس قسم کے کئی بیانات سائنس دانوں کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں۔ حال ہی میں امریکہ کی ایک خلائی رسل و رسائل کی ماہر خاتون نے یہ اعلان کیا ہے کہ :-

"میرے عقیدہ کے مطابق سائنس اور مذہب کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور حقیقت میں دونوں ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہیں"

یہ بالکل صحیح ہے، قرآن کریم نے اسی امر کی طرف اس آیت میں فرمایا ہے۔ انّ فی خلق السمٰوات والارض و اختلاف الیل والنّہار لاٰیٰت لاولی الالباب الذین یذکرون اللّٰہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلاً۔ حضرت مسیح موعود نے بھی اسی زمانہ میں جب سائنس کے مقابلہ میں اسلام سے مایوسی بڑھ رہی تھی، دنیا کو یہ خوشخبری سنائی کہ اسلام کو عنقریب سائنس پر فتح حاصل ہوگی۔ آج وہ دن ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ زمین و آسمان کی تخلیق پر غور کرنے والے سائنس دان ہستی باری تعالےٰ اور صداقت مذہب پر ایمان لانے بغیر نہیں رہ سکتے۔

## چشم عداوت

جلسۂ سالانہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے ہم نے اس حقیقت کا اظہار کیا تھا کہ :-

"ہر سال جب یہ قوم ایک جگہ جمع ہوتی ہے تو ایک نئی زندگی، ایک تازہ ایمان اور نئی روح اپنے اندر لے کر جاتی ہے۔۔۔
۔۔۔۔۔۔ یہ وہ کیفیات ہیں جو ہمارے امسال کے سالانہ جلسہ میں جو ۲۳، ۲۴ اور ۲۵۔ دسمبر ۱۹۶۲ء کو منعقد ہوا بدرجہ اولیٰ دیکھنے میں آئیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر باہمی رشتہ تودد و تعارف جماعتی استحکام و یک جہتی کا موجب ہوا"

ہمارے ربوی معاصر "الفضل" کو ہمارا یہ بیان ایک آنکھ نہیں بھایا۔ اور اس کی تغلیط کیلئے اس نے کرنل بشیر حسین صاحب کی تحریر میں سے جو پیغام صلح کے اسی پرچہ میں شائع کی گئی تھی، یہ الفاظ نقل کئے ہیں :-

"چند دنوں سے یہ کوشش رہی ہے کہ انجمن کوئی ہال بنا رہی ہے اور اس کے متعلق چند خطوط بھی بعض حضرات سے ایک ممبر منتظمہ کی حیثیت سے وصول ہوئے ہیں ان میں کچھ اختلافات ہیں، کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ، بدقسمتی سے حضرت امیر مرحوم کی وفات کے بعد سے ہمارا یہ معمول ہو گیا ہے کہ ہم ایک کام کا فیصلہ کرتے ہیں تو فوراً بعد خدا معلوم کیوں چند احباب اس کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح یہ کام پوری طاقت سے ہم کر نہیں سکتے"

کیا "الفضل" کی غرض یہ بتانا ہے کہ جس جماعتی استحکام اور یک جہتی کا ذکر ہم نے کیا ہے کرنل بشیر حسین صاحب کی تحریر اس کی نفی کرتی ہے؟ کیا جس جگہ "چند احباب" کسی کام کی مخالفت کریں وہاں جماعتی استحکام اور یک جہتی نہیں ہو سکتی؟ ایسا خیال کرتے ہوئے ہمارے معاصر کو ان ربوی حضرات کی حرکات پر غور کر لینا چاہیئے تھا۔ جو خلیفہ صاحب اور ربوہ کے ارباب اختیار سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے طرح طرح کی مشکلات و مصائب میں مبتلا کر دیئے گئے یا انہیں منافقت کی زندگی برداشت کرنی پڑ رہی ہے، اور پھر بھی اہل ربوہ کے جماعتی استحکام و یک جہتی کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ خدا کے فضل سے ہمارے ہاں منافق کوئی نہیں، اور نہ کسی کام میں "چند احباب" کی مخالفت سے جماعتی استحکام اور یک جہتی میں کوئی رخنہ پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ احمدیہ ہال کی تحریک پر جس یک جہتی کا ثبوت دیا گیا، یہاں تک کہ "چند احباب" تو کجا ایک آواز بھی اس کی مخالفت میں نہ اٹھی، وہ اس جماعتی استحکام کا ایک زندہ ثبوت ہے جس کا ذکر ہم نے منقولہ بالا تحریر میں کیا تھا۔ لیکن سچ فرمایا جناب سعدی علیہ الرحمۃ نے ؎

عیب نماید ہنرش در نظر

~~~

سر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است

## سزائے ارتداد

تازہ خبر ہے کہ شمالی مراکش میں بہائی فرقہ کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجہ میں کچھ لوگ بہائی ہو گئے، اور مراکش کے وزیر اسلامی امور نے یہ مستقلال یا ہمات کے صدر ہیں مرتد افراد کو موت اور دوسرے المیعاد قید کی سزا دینے کا فیصلہ کیا لیکن شاہ حسن کی کابینہ کے ڈائرکٹر جنرل نے جو وزیر داخلہ بھی ہیں اس فیصلے سے اختلاف کیا اور مسئلہ سپریم کورٹ میں اپیل کرنے کی حمایت کی اس اختلاف پر سیاسی بحران پیدا ہوا اور مراکش کے وزیر اسلامی امور اور بعض دیگر وزراء نے استعفیٰ دے دیا۔

حیرت ہے مسلمان علماء اور ارباب اختیار بجائے اس کے کہ مرتدین کی غلط فہمیوں کو دور کرنے اور اسلام کی طرف انہیں لانے کی کوشش کریں، وہ ان کے قتل کے درپے ہو کر اپنی علمی جہالت اور اسلامی کمزوری کا ثبوت دیتے ہیں، یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ قرآن کریم کے صریح ارشاد کے خلاف قتل مرتد کے فتوے صادر کر کے ایک ایسا فتنہ پیدا کیا جا رہا ہے جو فساد فی الارض اور تمام اسلامی دنیا کی بدنامی کا موجب ہوگا۔ بہائی ہوں یا مرتد ہونے والے عیسائی، اسلام ان میں سے کسی کے بھی قتل کا حامی نہیں من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ اگر آپ کو ان کا زیادہ خیال ہے تو انہیں معقولیت کے ساتھ سمجھائیے اور اگر وہ کسی طرح نہ مانیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے کہ یہی اسلام کی حقیقی تعلیم ہے۔

~~~

## کرسمس اور اسلامی زندگی

یورپ اور دیگر عیسائی ممالک میں ہر سال حضرت عیسیٰ کے مزعومہ یوم ولادت پر کرسمس کا تہوار منایا جاتا ہے اس کا جو نقشہ اس موقعہ پر دیکھنے میں آتا ہے اس کی حسب ذیل روئداد قابل غور ہے :-

"اس سال محض کرسمس کے دنوں میں مجموعی طور پر بیس کروڑ پونڈ کی شراب پی گئی جس کی مقدار گیارہ کروڑ دو لاکھ گیلن تھی، یہ مقدار اتنی زیادہ ہے کہ اگر اس شراب کو پانی کی طرح بہایا جائے تو اس میں دو بڑے بڑے بحری جہاز آسانی کے ساتھ تیر سکتے ہیں۔"

اور شراب میں مست ہو کر جو قبیح حرکات یہ لوگ برسرعام کرتے ہیں وہ اس قدر ناگفتہ بہ ہیں کہ ان کا تصور بھی موجب ندامت ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ سینکڑوں اور ہزاروں انسان ٹریفک کی زد میں آ کر موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں، ایک طرف اس نقشہ کو دیکھئے اور دوسری طرف ان اسلامی تہواروں کو دیکھئے جو عید، بقر عید اور دیگر تقریبات پر منائے جاتے ہیں، خوشی و مسرت کے جو سامان ایسے مواقع پر کئے جاتے ہیں ان کے ساتھ عبادت الٰہی ان تہواروں کا جزو اعظم ہے، اور شاید ہی کسی نے سنا ہوگا کہ مسلمانوں کے کسی ملک میں ایسے

مواقع پر شراب نوشی یا اور کوئی قبیح حرکت عمل میں آتی ہو، لہو ولعب کی بعض صورتیں آج مرور زمانہ کی وجہ سے بیشک دیکھنے میں آتی ہیں لیکن کرسمس جیسی ناواجب حرکات اسلامی دنیا میں نظر نہیں آتیں، کاش عیسائی دنیا اس نمایاں فرق کو چشم عبرت کے ساتھ دیکھے اور اس دیرپا اثر سے سبق حاصل کرے جو چودہ صدیاں گذر جانے کے بعد بھی زائل نہیں ہوا۔

## تصویر کا مسئلہ

معاصر "امروز" "دیگراں را نصیحت" کے عنوان سے رقمطراز ہے:-

"جماعت اسلامی کے قیم میاں طفیل محمد معترض ہیں کہ پچاس روپے کے نوٹ پر قائد اعظم کی تصویر کیوں چھاپی جا رہی ہے۔ سو روپے کے نوٹ پر اگرچہ قائد اعظمؒ کی تصویر پہلے سے موجود ہے۔ مگر یہاں قیم صاحب سے صرف یہ معلوم کرنا مقصود ہے کہ انہوں نے اپنی جماعت کے امیر اعلیٰ مولانا مودودی کی تصاویر پر کتنی بار احتجاج ہے۔ اور جماعت اسلامی کے دوسرے لیڈروں اور کارکنوں کو اپنی تصاویر شائع نہ کرنے کا کتنی بار مشورہ دیا؟ کیا جماعت اسلامی کے عام جلسوں میں فوٹوگرافروں کو مدعو نہیں کیا جاتا۔ اور کیا کبھی کوئی ایسا واقعہ بھی پیش آیا۔ کہ مولانا مودودی یا جماعت اسلامی کا کوئی اور لیڈر تقریر کر رہا ہو، اور فوٹوگرافروں کو تصاویر لینے سے منع کیا گیا ہو۔ یا تصویر اترنے کے بعد فوٹوگرافروں سے یہ درخواست کی گئی ہو کہ تصویر نہ چھپے۔

یہ اتفاق کی بات ہے یا ایک اخبار نے جان بوجھ کر طنز کی ہے کہ میاں طفیل محمد کے بیان کے ساتھ ہی جماعت اسلامی کے ایک لیڈر کی تصویر چھاپ دی ہے۔ مارشل لاء کے دوران میں دوسرے سیاسی لیڈر تو گوشہ گمنامی میں تھے مگر جماعت اسلامی کے لیڈر اپنے مخصوص انداز میں سرگرم عمل تھے، اس لئے انکی تصاویر بالالتزام شائع ہوتی تھیں، کم سے کم ہم سے جماعت اسلامی کے کسی لیڈر یا کسی کارکن تک نے بھی اپنی تصاویر کی اشاعت پر شکایت نہیں کی۔ البتہ ایک آدھ مرتبہ تصویر نہ چھپنے پر ضرور شکایت سنی گئی۔ بہرحال مولانا مودودی کے بعض خیالات اور انداز سیاست سے اختلاف کے باوجود ہمارے دل میں ان کا اور ان کے بعض مقلدین کا بڑا احترام ہے مگر یہ گزارش تو حد ادب سے متجاوز نہیں کہ محض دوسروں کو نصیحت کرنے پر قناعت نہ کیجئے، پہلے خود ہی عمل کرکے دکھائیے۔"

"امروز" کا یہ بیان کسی تبصرہ کا محتاج نہیں، صرف اس قدر اضافہ ضروری ہے کہ حکومت پاکستان کی کونسی بات ہے جس کی مخالفت جماعت اسلامی کی طرف سے نہیں کی جاتی نوٹوں پر تصویر کا قصہ تو ایک بہانہ ہے ورنہ حکومت کا کوئی فعل اور حکم ایسا نہیں جس کی مخالفت نہ کی گئی ہو، یہ تو مخالفت برائے مخالفت ہے نہ کہ مخالفت برائے حق ؟

## مامورانِ الٰہی اور دوسرے علماء

ہفت روزہ "چٹان" (۲۱ر دسمبر ۱۹۶۲ء) میں مولنا ابوالکلام آزاد کا ایک خط شائع ہوا ہے، جس کا حسب ذیل اقتباس قارئین پیغام صلح کے مطالعہ کے قابل ہے:-

"کائنات ہستی کے جس قدر حوادث واعمال ہیں اُن کے علل ومقاصد کے بارے میں ہماری معلومات ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتیں۔ یعنی اس حد سے جو ہمارے حواس سے تفحص وتعمق کی آخری حد ہے۔ اس حد سے آگے جو کچھ ہے وہ ہمارے لئے غیر معلوم ومجہول ہے، اس لئے ہماری صحیح حیثیت یہی ہو سکتی ہے کہ عدم علم کا اعتراف کریں۔ مثبت ونفی کے مدعی نہیں ہو سکتے۔ امید کرتا ہوں بات آپ پر واضح ہو گئی ہوگی، تشریح کی ضرورت نہیں۔ یوں سمجھئے کہ ایک خاص حد تک ہماری نظر وادراک کے لئے روشنی ہے، اس کے بعد تاریکی ہے۔ جہاں سے تاریکی شروع ہوتی ہے۔ ہماری سیر نظری کے قدم رک جاتے ہیں، اس کے بعد کیا ہے؟ کیا کچھ ہے اور کیا کچھ نہیں ہے اس بارے میں کچھ نہیں جانتے اور اس لئے ......... ہماری حیثیت صرف یہ ہے کہ عدم علم کا اعتراف کریں کسی بات کے لئے نہ تو مثبت ہو سکتے ہیں نہ نافی ومنکر قدیم وجدید عہد کے تمام اکابر علم ونظر نے صاف لفظوں میں اس کا اقرار کیا ہے اب ایسا ہوتا ہے کہ علم وبیان کا ایک نیا دروازہ کھلتا ہے ایک انسان وحی الٰہی کیساتھ آتا ہے اور کہتا ہے کہ جس حد کے بعد سے تمہارے لئے تاریکی ہے میرے لئے روشنی ہے۔ جس حد کے بعد سے تمہارا سرمایہ یقین ختم ہو جاتا ہے، میری یقینیات شروع ہوتی ہیں هٰذِهٖ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي۔ ایسی حالت میں ہمارے لئے علم ودانش کی دو ہی راہیں ہو سکتی ہیں۔ اگر وہ شخص اپنے تمام اقوال واعمال میں صادق ہے تو اسے قبول کریں۔ کاذب ہے تو انکار کر دیں لیکن وہ جو کچھ بیان کرتا ہے اسے جھٹلا نہیں سکتے کیونکہ وہ جن حدود کے معاملات بیان کرتا ہے ان کے لئے ہمارا موقف عدم علم کا ہے اور اس کا دعوٰے علم وبصیرت کا ہے۔ ہم وہاں کے لئے زیادہ سے زیادہ جو کچھ کہہ سکتے ہیں۔ وہ شک سے زیادہ نہیں ہے۔ اور وہ جو کچھ کہتا ہے اس کی بنیاد علم ویقین ہے۔ ہم شک کی بناء پر علم ویقین کو جھٹلا نہیں سکتے۔"

کیا وہ لوگ جو مامورین الٰہی کو عام علماء کے معیار پر پرکھتے ہیں، مولنا ابوالکلام آزاد کے اس بیان سے نصیحت حاصل کریں گے؟

## حضرت امیر ایدہ اللہ کا دورہ پشاور

حضرت امیر ایدہ اللہ کے دورہ پشاور کی خبر مختصراً دوسری جگہ درج ہے مفصل رپورٹ حسب ذیل ہے:-

۱۵ر جنوری کو حضرت ممدوح نے ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کے فرزند ارجمند میجر عبداللہ سعید کی شادی کی تقریب میں شرکت فرمائی اور خطبہ نکاح ارشاد فرمایا، ۱۶ر جنوری کو موضع شیخ محمدی میں احباب جماعت کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، وہاں پر پروفیسر عبداللطیف صاحب اور محمود احمد صاحب ملنگ اور مولوی محمد فردوس صاحب سے مجلس رہی، اس کے بعد موضع سفید ڈھیری میں جاکر محترم کندل خان صاحب سے ملاقات کی، ان کو یوں تو تندرست پایا لیکن آنکھوں میں سیاہ موتیا اتر آنے کی وجہ سے انہیں معذور پاکر حضرت امیر نہایت محزون ہوئے۔ اسی طرح پیر حسین شاہ صاحب سے بھی ملاقات کی وہ نہایت ذہین، قلبین اور مخلص دوست ہیں ان کی ٹانگوں میں درد ہے اور چلنے پھرنے سے معذور ہیں۔ اس کے بعد حضرت ممدوح پروفیسر عبدالصمد صاحب کی ملاقات کے لئے پشاور یونیورسٹی تشریف لے گئے وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ پروفیسر صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ آپ کی ملاقات کے لئے ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے ہیں، حضرت امیر بھی وہیں پہنچ گئے اور ان سے ملاقات کی۔ کوئی تین گھنٹے ان سے مجلس رہی، دونوں میاں بیوی نہایت مخلص ہیں اور دونوں علم وفضل اور اعلیٰ اخلاق کے زیور سے مزین ہیں، ان سے ملاقات حضرت امیر کیلئے خصوصی مسرت کا موجب ہوئی۔

مغرب کے وقت مسجد احمدیہ پشاور میں حضرت امیر نے جماعت پشاور کے ساتھ کافی وقت گزارا۔ ۱۷ر جنوری کو خان محمد اسلم خان صاحب مرحوم کی وفات پر ان کے خاندان سے اظہار ہمدردی کے لئے آپ مردان تشریف لے گئے، اور ۱۸ر جنوری کو نیکسٹائل ملز نوشہرہ میں نماز جمعہ ادا کی، جس کے بعد ۱۹ر جنوری ۱۹۶۲ء کو آپ واپس لاہور تشریف لے آئے۔

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر)

# حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند اور حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا کام

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت شیخ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ بمقام جامعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وکذالک جعلنکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی النّاس ویکون الرسول علیکم شھیداً ——— (البقرہ) ———

## حضور اکرمؐ کی شان اور ہماری ذمہ داریاں

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی بہت بڑی شان بیان فرمائی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری اپنی ذمہ داریوں کی طرف بھی ہمیں توجہ دلائی ہے۔

## انبیاء کرام کی بعثت کی غرض

انبیاء علیہم السلام جس قدر دنیا میں آئے ہیں۔ وہ سب کے سب اس لئے آتے تھے۔ کہ لوگوں کو باطل اعتقادات سے پاک کردیں۔ ان کا کام تزکیہ نفس تھا۔ ان کا مشن تھا کہ وہ اس قدر تزکیہ کا معیار قائم کریں کہ لوگ خدا تعالےٰ کے احکام و فرامین اور اس کی نازل کردہ رشد و ہدایت پر صدق دل سے عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائیں لیکن سابقہ انبیاء کرام کی یہ تاثیریں اور یہ کام ایک خاص وقت محدود تک کے لئے تھا۔ اور کسی مخصوص قوم و ملک کے لئے ہوا کرتا تھا۔

## حضور اکرمؐ کی عالمگیر نبوّت و رسالت

اس کے برعکس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم ایک تو دنیا جہان کی ساری کی ساری قوموں اور سارے جہاں کے لئے رشد و ہدایت اور صلاح و فلاح کے سامان لے کر آئے، دوسرے اُن کے ذمہ ساری کی ساری عالم انسانیت کو پاک و صاف کرنا تھا اور ساری دُنیا کو پاکیزگی اور طہارت کی صفات سے ممیز کرنا تھا۔ اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت اور نبوّت کو ہر ملک و ملت اور ہر دور و دیار کے جن لوگوں نے قبول کیا ان میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جن کے دلوں میں پاکیزگی اور صفائی میں اس قدر کمال حاصل ہوا کہ وہ خدا کے مقرب بن گئے اور بدیں وجہ وہ صحیح معنوں میں نعمۃ اللہ کہلائے۔ کوئی قوم کوئی ملک حضورؐ کے فیوض و اثرات سے محروم نہ رہا۔

## اُمت وسطاً

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے اسی بات کا ذکر فرمایا ہے۔ ..... وکذالک جعلنکم امۃ وسطاً یہاں پہلے پہل امت کو مخاطب فرمایا، کہ آپ کو ہم نے بہترین اُمت بنایا ہے، لتکونوا شھداء علی النّاس۔ تمہارا کام یہ ہے کہ تم لوگوں کے اعمال کی نگرانی کرو۔ لوگوں پر اپنے وجود اور عمل سے ثابت کرو۔ کہ اسلام برحق اور خدا تعالےٰ کی طرف آخری اور کامل مذہب ہے قرآن کریم خدا تعالےٰ کی آخری کتاب ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم آخری نبی ہیں اسلام کی صداقت۔ اس کی سچائیوں اور حقانیت پر تمہارا وجود گواہ ہو۔ چونکہ اس زمانہ میں خدا کے ایک جلیل القدر مامور یعنی مسیح موعود کے ذریعہ ہماری جماعت بھی شھداء علی النّاس بنائی گئی ہے اس لئے اب ہمارا یہ کام ہے کہ ہم اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہوں اس راہ میں سب سے پہلے ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے عمل سے دنیا کے لئے چراغ راہ بنیں اور دوسرے لوگوں کے اعمال کی نگرانی کریں۔ ان کے اندر اسلام کی حقیقی روح پیدا کریں اور صدق و صفا کی طرف دعوت دیں۔ اور اس کے ساتھ ان حقائق اور صداقتوں پر قائم کریں جو اسلام نے پیش کی ہیں۔

## حضرت نبی کریم صلعم کی فیض رسانی کا سلسلہ

چونکہ اس کام نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی روحانی تربیت اور آنحضورؐ کی فیض رسانی کے نتیجہ میں ہی سرانجام پاسکنا تھا۔ اسی لئے فرمایا ویکون الرسول علیکم شھیداً۔ رسول تمہارے پر گواہ رہے گا یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے قیامت تک کے لئے نبی رہنا ہے اور قیامت تک آنحضور صلعم کی ہی فیض رسانی کا سلسلہ جاری رہے گا۔

## جماعت احمدیہ شہداء علی النّاس کی مصداق ہے

وہی لوگ اس خدمت دین کے لئے تیار ہوتے رہیں گے جو نبی کریم صلعم کے تربیت یافتہ ہوں گے اور آنجناب کی ہی تاثیریں ان لوگوں میں نظر آئیں گی۔ پس اسی آیت کے ماتحت اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب آنحضرت صلعم کی فیض رسانی سے تیار ہو کر خدا کی طرف سے مامور ہوئے

کے مقام پر کھڑے کئے گئے اس لئے جو جماعت حضور کے ذریعہ اس کام کے لئے تیار ہوئی وہی شہداء علی الناس کا مصداق ہوسکتی ہے۔

## حضرت عیسیٰؑ کی آمد کا مسئلہ

علاوہ ازیں یہ آیت اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ باہر سے کسی نبی نے نہیں آنا جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آئیں گے وہ اس آیت کریمہ پر غور نہیں کرتے۔ یہاں صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آیندہ جو کوئی آئے گا وہ نبی کریم کا متبع اور آنحضرت صلعم کا ہی فیض یافتہ ہوگا، وہ آنحضور صلعم کے لائے ہوئے دین کو ہی دنیا میں قائم کر دے گا حضور نبی صلعم کا ہی تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ ہوگا۔ وہ اس دین متین پر خود بھی عامل ہوگا اور دوسرے مسلمانوں کو بھی ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرے گا۔ خدائی احکام انہیں یاد دلائے گا۔

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کا کام

چنانچہ ہر زمانہ میں ایسے مامور من اللہ دنیا میں آتے رہے جو دین کی تبلیغ کرتے رہے لوگوں کو راہ ہدایت پر لاتے رہے۔ اس زمانہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے مامور کو بھیجا۔ اور اس نے ذمہ داری کے اس بوجھ کو اٹھانے والی ایک جماعت بنائی۔ جس کے سپرد شھداء علی الناس ہونے کا کام سپرد کیا تاوہ ایک طرف مسلمانوں کی خراب حالت کو درست کریں۔ ان کے باطل اور غلط اعتقادات کی تطہیر اور تجدید کریں۔ تو دوسری طرف اسلام کی برتری تمام ادیان عالم پر ثابت کردیں۔ حضرت مسیح موعود کی آمد سے قبل مسلمانوں کی حالت زار عام ہوچکی تھی اسلامی تعلیم سے دُور ہوچکے تھے اور ان کی مذہبی حالت دگرگوں ہوگئی تھی، اور ان کی وہ طاقت اور قوت سلب ہوگئی تھی کہ وہ شہداء علی الناس بن سکیں۔

## ہماری جماعت کا پہلا فرض

تو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو مامور فرمایا جس نے قوم کی مسیحائی کی۔ ایک جماعت بنائی جو ہر لحاظ سے شھداء علی الناس ہے۔ اس لئے سب سے

ہمارا فرض اس لقب کا مصداق بننے کے لئے ہمارا یہ ہے کہ ہم فرمان الٰہی کے مطابق ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون کے ماتحت خیر کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والے اور معروف کو جاری کرنے والے اور منکر کو مٹانے والے بنیں اور یہی راہ ہے جس سے ہم اپنے مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں پھر فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ پس اگر تؤمنون باللہ کی شرط کو پورا کرنے والے ہوں۔ یعنی ہمارے اعمال بتا رہے ہوں کہ ہم اللہ تعالےٰ کے احکام پر پوری طرح چلنے والے ہیں اس لئے سب سے پہلی اور مقدم بات ہمارا اپنا عملی نمونہ ہے۔ اگر ہمارا نمونہ مؤثر نہ ہوا گر اس میں جذب وکشش نہ ہو، تو دوسرے لوگوں کی رہنمائی ہم کس طرح کر سکتے ہیں لوگ تو ہمیشہ زیادہ تر نمونہ سے ہی متاثر ہوتے ہیں اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین یعنی داعی الی اللہ کا کردار اس قدر بلند ہو اور اس کے اعمال اس قدر ایمان کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں کہ وہ دھڑلے سے کہہ سکے کہ اسلام کا نمونہ اگر دیکھنا ہو تو مجھ میں دیکھ لو پس ہم جو اس غرض کے لئے کھڑے ہوئے ہیں ضروری ہے کہ ہم اعمال اور افعال کے پیکر ہوں ہمارے اعمال اس بات کے مظہر ہوں کہ ہم فی الحقیقت شہداء علی الناس کے مصداق ہیں لہٰذا سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ ہم اپنے اعمال کی درستگی کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جائیں۔

## ہدایت یافتہ قوم

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالےٰ ہے وممن ھدینا واجتبینا اذا تتلی علیھم آیات الرحمان خروا سجداً وبکیا فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیاً الا من تاب وآمن وعمل صالحاً فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون شیئاً۔ ایک قوم ہم پیدا کرتے ہیں جن کو ہم ہدایت کرتے ہیں منتخب کرتے ہیں ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب ان پہ آیت کریمہ پڑھی جاتی ہیں تو وہ روتے ہیں۔ گریہ وزاری کرتے ہیں۔ تضرع اور عاجزی کے ساتھ گرے ہوئے ہوتے ہیں۔

## حضرت مسیح موعودؑ کی پیدا کردہ جماعت کی کیفیت

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو قوم پیدا کی، اس کی بھی یہی حالت تھی بعض مخالف جو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں قادیان گئے غرض ان کی یہ ہوتی تھی کہ وہاں نقائص دیکھکر ان کو شائع کریں اور دیکھیں کہ مرزا صاحب کا کیا حال ہے لوگوں پہ ان کا کیا اثر ہے وہ لوگ مخالف تھے۔ موافق نہیں تھے۔ اگر کوئی بات خلاف دین نظر آتی تو وہ ضرور اخباروں میں شائع کر دیتے۔ لیکن وہاں جا کر وہ لوگ متاثر ہوئے۔ انہوں نے اخباروں میں اس کیفیت کا اظہار کیا کہ ہم نے قادیان میں فرشتے دیکھے ہیں وہاں نمازوں کی پابندی ہے۔ بچے، بوڑھے، جوان اور عورتیں نمازوں کی پابندی کرتے ہیں تہجد گذار ہیں، رات کو مسجدیں تہجد گذاروں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں، وہ تضرع اور خضوع خشوع سے سجدہ ریز ہوتے ہیں ہم نے چاروں طرف پھر کر دیکھا ہے اگر اسلام ہے تو اسی جگہ ہے یہ شہادت خود جا کر ان مخالفین نے اخباروں میں شائع کرائی۔ عدالتوں کی حالت بھی یہ تھی کہ اگر مقدمہ میں کوئی احمدی گواہ پیش ہوتا تو جج احمدی کی گواہی پر فیصلہ صادر کر دیتا تھا اور اس گواہی کے بعد پھر کسی کی نہ سنتا۔ لوگوں کو یقین تھا کہ احمدی جھوٹ نہیں بولتا کیا وجہ تھی کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں یہ نظارہ اور یہ کیفیت تھی اس زمانہ میں کوئی علاقائی جماعتیں بھی مستحکم اور مضبوط نہیں تھیں۔ اگر کوئی ایک ہی احمدی کسی شہر میں ہوتا تھا تو اس کے کردار اس کی سیرت اور اس کے معمولات شب و روز کو دیکھکر ہی لوگ احمدیت پر فریفتہ ہو جاتے تھے۔ ایک اکیلے احمدی کا ذات شہر میں عظیم انقلاب کا باعث ہوا کرتی تھی۔ لوگوں کا مشاہدہ اور تجربہ یہ تھا ...... کہ احمدی ہوتے ہی اس کی نمازوں میں سوز وگداز پیدا ہو جاتا ہے۔ قول میں سچائی آجاتی ہے، شریعت کا پابند ہو جاتا ہے۔ اس عملی حالت کو دیکھکر لوگ احمدیت کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔

## موجودہ حالت پر غور کیجئے

اس کے بعد جو کچھ فرمایا اس کے الفاظ سخت ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کے غور کے قابل ہیں فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیاً۔ ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو ناخلف ثابت ہوئے انہوں نے نمازوں کو ضائع کر دیا یہ لفظ بڑے سخت ہیں اور غور طلب، آپ سوچئے اور غور کیجئے کیا ہم اس کے مصداق تو نہیں بن گئے، کیا ہم باقاعدگی سے نمازوں کے پابند ہیں۔ کیا ہمارے اندر ایسے لوگوں کی کثرت تو نہیں ہو رہی جو نمازوں کو چھوڑتے چلے جا رہے ہوں قرآن کریم میں تو اللہ تعالےٰ نے منافقوں کے متعلق فرمایا ہے لا یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالیٰ یعنے نمازوں میں آتے تو ہیں لیکن کسل اور سستی سے آتے ہیں، نمازوں سے تساہل اور تغافل کو منافقوں کی علامت قرار دیا گیا ہے اور جو لوگ نمازوں کے لئے سرے سے آتے ہی نہ ہوں۔ ان کا کیا حال ہوگا اس زمانے کے منافق آتے تو تھے لیکن سستی سے آتے تھے۔ دل میں بشاشت اور انشراح نہیں ہوتا تھا۔

## نمازوں میں تساہل

حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے منافق آج آجائیں تو لوگ انہیں ولی اللہ قرار دیں کیا یہ نقشہ ہی جو حضور نے اس زمانہ کا کھینچا ہے۔ نمازوں میں تساہل اور سستی کا نتیجہ یہ بتلایا کہ ایسے لوگ پھر شہوات کے پیرو بن جاتے ہیں جس کا انجام آخر یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگ جہالت اور گمراہی میں غرق ہو جاتے ہیں کیونکہ نماز ہی ایسی چیز ہے جو بدیوں سے روکتی ہے۔ یہی روحانی ترقی کا ذریعہ ہے سو یاد رکھنا چاہیئے کہ جس قوم نے نمازوں کو چھوڑ دیا یا منافقوں کی طرح پڑھنا شروع کر دیا جنہوں نے نماز کی حقیقت پر غور نہ کیا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ــــــ عقائد بھی باطل ہو جائیں گے اور اعمال بھی خراب ہو جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کر لیں۔ ایمان کے مطابق عمل کریں پھر جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ان کے ساتھ ذرّہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

## حضرت مسیح موعودؑ کے حقیقی وارث

تو بات یہ ہے کہ جب تک عمل زندگی اچھی نہیں اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں۔ ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ ہم نمازوں کے پابند ہیں یا نہیں ہم نے مامور کو مانا ہے ہمارا کام یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کے اعمال کی نگرانی کریں۔ اس مامور سے تعلق پیدا کرنے کا نتیجہ تو یہی ہونا چاہیئے کہ ہم بھی روحانیت میں ترقی کریں اور دوسروں کے لئے بھی روحانی مدارج کے حصول کا ذریعہ بنیں ایسے لوگ ہی فی الحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کے حقیقی وارث ہوں گے۔

## ربانی لوگ کون ہیں

کیا ہم ان کے حقیقی وارث ہیں یا ہم شہوات کے پیچھے چلنے والوں کے مصداق تو نہیں بن رہے دوسرا طریق شہداء علی الناس بننے کے لئے جو ہمیں اختیار کرنا چاہیئے وہ اس آیت سے مستنبط ہوتا ہے وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین۔ کہ بہت سے نبی ایسے ہوئے ہیں جن کے ساتھ ربانی لوگوں نے باطل کا مقابلہ کیا۔ جن لوگوں نے ان نبیوں کا ساتھ دیا، اور باطل اور شرک کی نجاست کو ختم کرنے کے لئے ان انبیاء کا ساتھ دیا وہ لوگ ربّانی بن گئے شیطانی حملوں کو دُور کرنے کے لئے انبیاء آتے ہیں تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے نبی ہیں۔ وہ لوگ جو اس غرض کے لئے آنحضور صلعم کا ساتھ دینگے

(باقی بر صفحہ ۱۵)

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

# کتاب "حقیقۃ النبوۃ" پر تبصرہ

## حضرت اقدس کی پیش کردہ ایک عبارت کا صحیح مفہوم

### اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے ایک عبارت اور اس سے غلط استدلال

جناب قاضی صاحب محترم اپنی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" کے صفحہ ۳۸-۳۹ پر حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے ایک عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"...... اس موقعہ پر میں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک عبارت بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو حضرت مسیح موعودؑ نے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں تحریر فرمائی ہے یہ یاد رکھنے کے قابل حوالہ ہے کیونکہ ہمارے احباب کو غیر مبائع دوست کہا کرتے ہیں کہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت ثابت نہیں ہوتی" اس کے بعد قاضی صاحب وہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ احباب کرام دیکھتے جائیں کہ کس طرح قاضی صاحب اس اشتہار سے حضرت مسیح موعودؑ کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو ایک ایسے احمدی کی غلطی کے ازالہ کے لئے لکھا گیا جو حضرت اقدسؑ کی کتب سے ناواقف تھا اور اس نے حضرت اقدس کی صحبت میں بیٹھ کر بھی حضورؑ کے مذہب سے واقفیت حاصل نہ کی تھی اس لئے اس نے کسی سائل کے جواب میں یہ کہدیا کہ حضرت اقدس کی کتب میں لفظ "نبی" اور "رسول" موجود ہی نہیں حضورؑ نے ایسے ناواقف احمدیوں کی غلطی کو دور کرنے کے لئے یہ اشتہار شائع کیا اور اس میں اپنا وہی مذہب پیش کیا جو اشتہار سے قبل کی کتب میں بیان کرتے چلے آ رہے تھے یعنی لفظ نبی اور رسول کی موجودگی کا تو اقرار کیا لیکن ان الفاظ کی وہی تشریح فرما دی جو پہلی کتب میں موجود تھی جس تشریح میں یہ وضاحت کر دی کہ آپ پر لفظ "نبی اور رسول" کا اطلاق محض لغوی معنوں میں ہوا ہے اسلامی اصطلاح میں ہرگز نہیں ہوا اور لغوی معنی یہی بیان کئے کہ خدا کی طرف سے بھیجا ہوا (جس میں آپ مجددین کو بھی شامل کرتے رہے ہیں) اور خدا کی طرف سے غیب کی خبریں پانے والا) اور ساتھ ہی اس امر کو بھی واضح کر دیا کہ خدا سے غیب کی خبریں پانے کی نعمت آپ کو محض رسول اللہ صلعم کی پیروی اور آنحضرت صلعم کی محبت اور اطاعت میں فنا ہونے ...... کے نتیجہ میں حاصل ہوئی ہے اور یہ بھی بتلایا کہ کامل طور پر فنا فی الرسول ہونے کی وجہ سے نبوۃ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عکس میرے سینہ صافی میں پڑ رہا ہے جیسا کہ تمام اولیاء کرام کے سینوں میں پڑتا رہا ہے اس فرق سے کہ حضورؑ کے سینہ پر اس کمال کا پڑا کہ ...... اس سے بڑھ کر امتی کے سینہ میں ممکن نہیں اس سے حضور نے اپنے آپ کو ظلی اور بروزی نبی کہا اور ظل اور بروز کے متعلق حضورؑ کی صراحت موجود ہے کہ وہ جماعت اولیاء کا فرد ہوتا ہے نہ کہ جماعت انبیاء کا جیسا کہ لجۃ النور میں فرمایا

قد اتفق اهل القلوب على ان الولاية ظل النبوة

بہرحال وہ عبارت یہ ہے:-

"یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن بجز نبی اور رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول سے ظاہر ہے پس مصفی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا (گویا صرف نبی کا نام پانا نہیں بلکہ نبی ہونا ضروری قرار دیتے ہیں) اور آیت انعمت عليهم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفی غیب سے یہ امت محروم نہیں۔"

### نبی کہلاتے رہنے کا مفہوم

علماء ربوہ کو حضرت مسیح موعودؑ کے "پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے" سے یہ غلطی لگی ہوئی ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حضور نے گویا ان الفاظ میں نبوت کی تعریف کی ہے ......

...... اور یہی بنیادی غلطی ہے جس پر ان دوستوں نے اپنے عقیدہ کی ساری عمارت استوار کی ہوئی ہے کہ وہ شخص جسے کثرت سے پیشگوئیاں خدا کی طرف سے ملیں نبی بن جاتا ہے اور یہی نبوت کی تعریف ہے حالانکہ حضور کی عبارت کا یہ منشاء نہیں بلکہ حقیقت کی طرف حضورؑ کی عبارت میں اشارہ کیا گیا ہے وہ صرف اتنی ہی ہے کہ رسولوں اور نبیوں کی شناخت پیشگوئیوں کے ذریعہ ہوتی ہے یہ پاک ہستیاں دنیا کی اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے کچھ ہدایات لاتی ہیں جن پر اہل دنیا کی دینی و دنیوی بہتری کا انحصار ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ حقیقت پردہ غیب میں ہوتی ہے اس لئے اس بات کو باور کرانا کہ مدعی جو ہدایت پیش کر رہا ہے وہ فی الحقیقت خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی لایا ہے آسان کام نہیں بلکہ بڑا ہی مشکل کام ہے اس لئے جس خدا نے وہ ہدایتیں بھیجی ہوتی ہیں وہی خدا اپنے رسولوں کے کام کو آسان کرنے کے لئے ان کو ایسی خبروں پر پیش از وقت مطلع کرتا ہے جو انسانی طاقت اور انسانی علم سے باہر ہوتی ہیں اور جب وہ اپنے وقت پر پوری ہوتی ہیں تو سعید لوگ ان کو فی الحقیقت خدا کا رسول اور ان کے پیغام کو خدا کا پیغام یقین کر لیتے ہیں اور ان پر ایمان لا کر ان کو نبی اور رسول کہنا شروع کر دیتے ہیں پس حضور کے کلام میں نبی کہلانے کا یہی مطلب ہے جیسا کہ حضور نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے "تتمہ" کے صفحہ ... پر اس مضمون کو واضح کیا ہے فرماتے ہیں:-

" اور درحقیقت وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں محض خدا کے نشانوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔"

پس جب ایسی پاک ہستیوں کی تائید میں ان کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے ایسے نشان وقوع میں آتے ہیں تو لوگوں کی زبانوں پر بے ساختہ یہ جاری ہو جاتا ہے کہ یہ مدعی فی الحقیقت خدا کا نبی اور رسول ہے سو ہر ایک ان کو سچے دل سے رسول اور نبی کہنا شروع کر دیتا ہے ...... ...... یں وہ رسول اور نبی کہلانے لگ پڑتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے نبی اور رسول کہلانے کی۔ اس کو نبی کی تعریف قرار دینا حقیقت سے منہ موڑنے کے مترادف ہے۔

### کن انعاموں کا وعدہ ہے

حضور کے الفاظ سے واضح ہے کہ امت کو تمام وہ انعام دینے کا وعدہ خدا کی طرف سے کیا گیا ہے جو پہلے نبی اور صدیق پاتے رہے ہیں اب دیکھنا ہم نے یہ ہے کہ وہ کونسے انعامات ہیں جو امت کو ملتے والے ہیں سو وہ مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) دعاؤں کی قبولیت کا انعام
(۲) مخالفین کے مقابلہ میں غلبہ کا انعام
(۳) دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنانے کا انعام
(۴) کرامات دکھلانے کا انعام
(۵) قرآن کریم کے حقائق سے اطلاع دیئے جانے کا انعام
(۶) مخالفین اسلام کے اعتراضات کے مسکت جوابات

سکھلانے کا انعام۔
(۷)۔ مشکلات کے وقت تائید الہیٰ کے ظہور کا انعام۔
(۸) پیشگوئیوں اور نشانوں کا انعام
باقی رہا نبوت سو اس کے متعلق میں گذشتہ قسط میں ثابت کر چکا ہوں کہ وہ نعمت ہے جو مخلوق کو فائدہ پہنچانے کے لئے صفت رحمانیت کے ماتحت دنیا کو دی جاتی ہے انعام نہیں کہ کسی محنت اور مجاہدہ کا اس میں دخل ہو۔

## نبوت کے دو اجزاء

الحکم ۲۴ر اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱ کالم ۲-۳ پر نبوت اور ولایت کے متعلق حضرت اقدسؑ کی ڈائری شائع ہوئی ہے جو ذیل میں نقل کی جاتی ہے فرماتے ہیں۔

"متقی ہی اللہ تعالیٰ کے ولی ہو سکتے ہیں یہ وعدہ بھی سیدوں سے نہیں ہوا ولایت سے بڑھکر اور کیا رتبہ ہوگا یہی متقیوں کو ہی ملا ہے بعض نے ولایت کو نبوت سے فضیلت دی ہے اور کہا ہے کہ نبی کی ولایت نبوت سے بڑھکر ہے نبی کا وجود دراصل دو چیزوں سے مرکب ہوتا ہے نبوت اور ولایت نبوت کے ذریعہ وہ احکام اور شرائع مخلوق کو دیتا ہے اور ولایت اس کے تعلقات کو خدا سے قائم کرتی ہے"

مندرجہ بالا حقیقت کو اگر ہمارے احباب دیوہ مدنظر رکھیں گے تو ان پر ایک تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری ہے کیونکہ حضور نے صاف الفاظ میں فرما دیا ہے کہ نبی نبوت کے ذریعہ احکام اور شرائع مخلوق کو دیتا ہے اور دوسری بات یہ واضح ہو جائے گی کہ امت کے کاملین نبی کے صرف ولایت والے حصہ کے ہی وارث ہوتے ہیں نبوت کے نہیں کیونکہ انہوں نے احکام اور شرائع مخلوق کو نہیں دینے ہوتے ولایت چونکہ قرب الہیٰ کو حاصل کرنے اور خدا تعالیٰ سے تعلقات مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے وہ مندرجہ بالا انعامات کے ہی وارث ہو سکتے ہیں جن کا تعلق نبی کی ولایت والے حصہ سے ہے۔

مندرجہ بالا حوالہ بھی حضرت اقدسؑ کی نبوت کے بارے میں جو تنازعہ دونوں جماعتوں میں چلا آتا ہے اس کا قطعی فیصلہ کر دیتا ہے اور اسی جماعت کے حق میں ڈگری دیتا ہے جو حضرت اقدس کو اولیاء کا فرد مانتی ہے۔

## نبی اور رسول کے دو مفہوم

حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی علماء ربوہ تمسک پکڑتے ہیں۔ جیسا کہ قاضی صاحب نے بھی پکڑا ہے:۔

"لیکن قرآن شریف بجز نبی اور رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت فلا یظھر علٰی غیبہ احداً الا من ارتضٰی من رسول سے ظاہر ہے

پس مصفی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیھم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفی غیب سے یہ امت محروم نہیں"

حضرت اقدس نے نبی اور رسول کے الفاظ دو مفہوموں میں استعمال کئے ہیں ایک محض لغوی معنی میں اور ایک اسلامی اصطلاح میں جس شخص کو محض لغوی معنی میں نبی قرار دیا ہے اسے زمرۂ اولیاء میں شامل کیا ہے اور جسے اسلامی اصطلاح میں نبی قرار دیا ہے اسے زمرۂ انبیاء میں شامل کیا ہے مقدم الذکر پر لفظ نبی کا اطلاق صرف مجازی معنی میں جائز رکھا ہے اور مؤخر الذکر پر لفظ نبی کا اطلاق حقیقی معنی میں قرار دیا ہے اس کے لئے شریعت کا لانا مستقل ہونا ضروری قرار دیا ہے اور مقدم الذکر کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ کسی صاحب شریعت رسول کا متبع ہو ان دونوں پر ہی علم غیب کا دروازہ کھولا جاتا ہے مؤخر الذکر پر براہ راست اور مقدم الذکر پر مؤخر الذکر کی پیروی کے نتیجہ میں مؤخر الذکر کو صرف پیشگوئیاں ہی نہیں دی جاتیں بلکہ ان کے ساتھ شریعت کامل یا شریعت کا کچھ حصہ یا ہدایت کا کچھ حصہ بھی دیا جاتا ہے جس سے مقدم الذکر کلیۃً محروم ہوتا ہے اسے صرف پیشگوئیاں یا معارف قرآن ہی دیئے جاتے ہیں۔

اس حقیقت کو حضور نے دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی تفسیر میں بار بار بیان فرمایا ہے اور اسی کو مندرجہ بالا عبارت میں پیش کیا ہے جس کے حوالے متعدد مرتبہ پیش کئے جا چکے ہیں۔

## نبی اور رسول میں محدثین بھی داخل ہیں

علاوہ ازیں حضرت اقدسؑ نے آیت فلا یظھر علٰی غیبہ احداً الا من ارتضٰی من رسول میں مجددین اور محدثین کو بھی داخل فرمایا ہے۔ اسی طرح آیت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی میں دوسری قرأۃ ولا محدث کی بناء پر نبیوں میں محدثین کو بھی شامل کیا ہے جناب قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ غالباً اس سے ناواقف نہیں ہوں گے اگر واقف ہیں تو پھر نہ معلوم حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا عبارت کو کس غرض کے لئے پیش کیا گیا ہے جب آیت مذکورہ میں محدثین اور مجددین اور اولیاء بھی شامل ہیں تو اس آیت سے یا حضرت اقدس کی مندرجہ بالا عبارت سے یہ کس طرح استدلال کیا جا سکتا ہے کہ حضور اپنے آپ کو اس عبارت میں زمرۂ انبیاء میں داخل فرما رہے ہیں۔

## چند ضروری حوالے پہلا حوالہ

حضور اپنی کتاب حق الیقین ۔۔۔ کے صفحہ ۱۱۶ پر دجال کی دی ہوئی ان خبروں پر بحث کرتے ہوئے جو غیب سے تعلق رکھتی ہیں آیت فلا یظھر علٰی غیبہ احداً الا من ارتضٰی من رسول پیش کر کے فرماتے ہیں:۔

"بجز رسولوں کے یعنی ان لوگوں کے جو وحی رسالت یا وحی ولایت کے ساتھ مامور ہوا کرتے ہیں اور منجانب اللہ سمجھے جاتے ہیں غیب پر مطلع نہیں کرتا ۔۔ (یعنی دجال) رسولوں کی کس قسم میں تھا کیا وہ حقیقی طور پر منصب رسالت رکھتا تھا یا نبی تھا یا محدث تھا"

## دوسرا حوالہ

نشان آسمانی کے صفحہ ۳۲-۳۳ پر فرماتے ہیں:۔
"رسول سے مراد ہر شخص جو ہدایت خلق کے لئے بھیجا جاتا ہے"

## تیسرا حوالہ

آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۲۴ پر فرماتے ہیں:۔
"یہی امت ہے اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہو جاتے ہیں اگرچہ رسول نہیں مگر رسولوں کی مانند خدا کے روشن نشان ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں"

اس قسم کے حوالے تو بے شمار ہیں لیکن سردست ان تینوں حوالوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے کیونکہ جناب قاضی صاحب کے استدلال کو باطل ثابت کرنے کے لئے یہ تین ہی کافی ہیں کیونکہ ان میں بالصراحت یہ ذکر موجود ہے کہ محدثین بھی اسی طرح غیب کی خبریں پاتے ہیں جس طرح نبی پاتے ہیں۔

## نبی ہونا یا کہلانا

قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نبی کہلانا نہیں بلکہ نبی ہونا ضروری قرار دیتے ہیں یہ درست ہے کہ نبی ہونا ہی حضور ضروری قرار دیتے ہیں اور لفظ ہونا ہی اس جگہ مناسب تھا کیونکہ حضور نے نبی اور رسول سے مراد حقیقی نبی اور ۔۔۔۔۔ مجازی نبی یعنی محدث دونوں ہی مراد لئے ہیں حضور کے الفاظ کے معنی یہ ہوئے کہ بجز ان لوگوں کے جو حقیقی رسول ہوں یا مجازی رسول یعنی محدث ہوں دوسروں کو غیب پر مطلع نہیں کرتا۔

## خود اشتہار زیر بحث کا حوالہ

اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں بھی حضور فرماتے ہیں:۔
"اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کی رو سے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول

نہ ہو تو پھر غیب مصفٰی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی اور یہ آیت دو کی ہے فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول اب اگر آنحضرت صلعم کے بعد ان معنوں کی رُو سے (یعنی لغوی معنوں کی رُو سے) نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات مخاطبات الہٰیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرور اس پر مطابق آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔"

خدا جانے قاضی صاحب محترم کی نظر سے مندرجہ بالا عبارت گذری نہیں یا آپ عمداً اسے نظر انداز کر گئے ہیں کیونکہ یہ عبارت تو بالوضاحت بیان کر رہی ہے کہ لغوی معنی کی رُو سے نبی اور رسول کہلانے والے بھی آیت فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول کے ماتحت غیب کی خبروں کو پاتا ہے اور اس حقیقت کا انکار قاضی صاحب کے لئے بھی ممکن نہیں کہ ایسا شخص جماعت اولیاء کا فرد ہوتا ہے اس لئے اسی آیت کی رُو سے آپ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کو زمرۂ انبیاء میں داخل کر سکتے ہیں۔ اس حوالہ سے یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک محض مکالمات و مخاطبات سے مشرف ہونے والا انسان محض لغوی معنی میں ہی نبی کہلا سکتا ہے اسلامی اصطلاح میں نبی کہلانے والا مکالمات و مخاطبات الہٰیہ کے علاوہ کسی اور چیز سے بھی مشرف کیا جاتا ہے اور وہ شریعت یا نسخ ہدایت ہی ہے اس لئے ثابت ہوا کہ حقیقی نبی کے لئے شریعت وغیرہ کا لانا ضروری ہے۔ امید ہے جناب قاضی صاحب اپنے استدلال پر نظر ثانی کر کے اسے واپس لے لیں گے کیونکہ متقی انسان کی یہی شان ہے کہ اپنی غلطی پر اطلاع پانے کے بعد اسے واپس لے لیتا ہے۔

## عجیب غریب استدلال

اس کے بعد قاضی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کرتے ہیں:-

"مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوّت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے پس ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے"

مندرجہ بالا عبارت نقل کر کے قاضی صاحب محترم نے اپنا سارا زورِ قلم اس تاثر کو پیدا کرنے پر خرچ کر دیا ہے کہ حضور نے اپنی اس عبارت میں اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دیا ہے اور اس کے لئے انہوں نے عجیب غریب طرز پر استدلال کیا ہے جس کا نتیجہ آخر میں انہوں نے ان الفاظ میں درج کیا ہے:-

"وہی چیز جو پہلے انبیاء کو براہ راست ملا کرتی تھی بالکل وہی موہبت امت محمدیہ کو ملے گی کیونکہ اس موہبت کا مشار الیہ وہی نبوّت ہے جو براہ راست طریق سے بند ہو چکی اور اب یہ نبوّت آنحضرت صلعم کی پیروی کے واسطہ سے مل سکتی ہے آپ کی پیروی کے بغیر نہیں مل سکتی"

اب یہ حوالہ آپ غیر مبائعین اصحاب کے سامنے رکھ کر اُن سے پوچھ سکتے ہیں کہ وہ بتائیں جس موہبت نبوت کے بند ہونے کا اس جگہ ذکر ہے اسی موہبت کے آگے بروز ظلیت اور فنافی الرسول کے دروازے سے ملنے کا ذکر موجود ہے یا نہیں اُن سے پوچھ سکتے ہیں "اس موہبت کے لئے" الفاظ میں اس کا اشارہ کس موہبت کی طرف ہے صاف ظاہر ہے کہ اس کا اشارہ اس موہبت نبوّت کی طرف ہے جو پہلے انبیاء کو براہ راست ملتی رہی۔ وہ جو تمہارے نزدیک بھی براہ راست طریق سے بند ہے اور وہ موہبت جو بند ہے حقیقی نبوّت ہے سچ مچ نبوّت ہے اسکو تم بھی درحقیقت نبوّت مانتے ہو پس وہ حقیقت نبوّت جو بند ہوئی اس موہبت کے آنحضرت صلعم کے امتی کو ملنے کے لئے اب ایک دوسرا دروازہ کھلا بتلایا گیا ہے پس نبوّت مطلقہ براہ راست نبی اور امتی نبی دونوں میں پائی گئی اور صرف حصول کے ذریعہ میں فرق ہوا جس کی وجہ سے امتی نبوّت براہ راست نبوّت سے الگ قسم کی ہو گئی۔

پس امت محمدیہ میں آنے والا امتی نبی بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کے دروازے سے نبوّت حاصل کرے تو اس میں بھی حقیقت نبوّت متحقق ہو گی اور وہ سچ مچ نبی ہو گا غیر نبی نہیں ہو گا۔

## غلط بنیاد

ایک مشہور شعر بطور ضرب المثل چلا آتا ہے۔

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

جناب قاضی صاحب کی بنیاد بھی اسی شعر کی مصداق ہے انہوں نے خود ہی فرض کر لیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں "اس موہبت" کا اشارہ اس نبوّت کی طرف ہے جو براہ راست انبیاء علیہم السلام کو ملتی رہی ہے پھر اس مفروضہ پر اپنے استدلال کی ساری عمارت استوار کی ہے اور پھر ہماری جماعت کے افراد سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر "اس موہبت" کا اشارہ نبوّت کی طرف نہیں تو کس کی طرف ہے سو میں ان کو بتلاتا ہوں کہ اس موہبت کا اشارہ "مصفّٰی غیب" کی طرف ہے جس کے متعلق میں اوپر ثابت کر آیا ہوں کہ وہ حقیقی انبیاء علیہم السلام اور مجازی انبیاء یعنی محدثین کو مشترک طور پر ملتا ہے اور یہ جو حضور نے فرمایا "مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوّت اور رسالت کو چاہتا ہے" اس میں لفظ نبوّت اور رسالت حقیقی اور مجازی اسلامی اصطلاح والی اور محض لغوی اصطلاح والی یعنی محدثیت دونوں کے لئے استعمال ہوا ہے جس کا ثبوت اوپر گذر چکا ہے۔

پس چونکہ آپ کی بنیاد ہی غلط ہے اس لئے جو نتیجہ آپ نے نکالا ہے کہ بروز ظلیت اور فنافی الرسول کے دروازہ میں داخل ہونے کے نتیجہ میں وہی نبوّت امتی کو ملتی ہے جو پہلے انبیاء علیہم السلام کو ملتی رہی صرف طریق حصول میں فرق ہے نفس نبوّت میں کوئی فرق نہیں بنا بریں حضرت مسیح موعودؑ سچ مچ پہلے انبیاء کی طرح کے ہی نبی ہیں غیر نبی نہیں ہیں یہ نتیجہ بھی غلط ثابت ہو گیا اور آپ کے استدلال کی ساری عمارت دھڑام سے نیچے گر کر پیوست زمین ہو گئی۔

## کونسی چیز بند ہے اور کونسی کھلی ہے

جناب قاضی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے غلط استدلال اور اس کے غلط نتیجہ کے لئے سہارا بنانے کی ناکام کوشش کی ہے جس کے متعلق مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے حضرت اقدسؑ کے کلام کو قطعاً نہیں سمجھا میں ان کی توجہ حضورؑ کے کلام کے صحیح مفہوم کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں امید ہے کہ وہ اس پر غور کی نگاہ ڈالیں گے میں اس جگہ حضورؑ کے الفاظ دوبارہ نقل کر دیتا ہوں تا ان کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے نظروں کے سامنے رہیں حضور فرماتے ہیں:-

"مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوّت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے پس ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے (یعنی مصفّٰی غیب حاصل کرنے کے لئے) محض بروز ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے"

عبارت مندرجہ بالا کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے اس حقیقت کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت سے قبل مصفّٰی غیب حاصل کرنے کے دو طریق رائج تھے ایک براہ راست اس طریق سے صرف انبیاء علیہم السلام کو ہدایت اور شریعت کے علاوہ ان کے دعوے رسالت کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصفّٰی غیب پر بھی مطلع کیا جاتا تھا دوسرا بواسطہ انبیاء علیہم السلام اس طریق سے ہر نبی کے کامل متبعین اپنے اپنے نبی کے کامل بروز بن کر اور ان کی اطاعت میں فنا ہو کر ان کے واسطہ سے خدا کی طرف سے صرف مصفّٰی غیب کو ہی حاصل کیا کرتے تھے جیسا کہ یوشع بن نون کی مثال میں کئی دفعہ حضرت اقدسؑ کی کتب سے پیش کر چکا ہوں جس کا جواب آج تک علماء ربوہ کی طرف سے نہیں دیا گیا۔ اسی طرح حضورؑ کی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم کے

ضمیمہ صفحہ ۱۲۸-۱۳۹ سے بھی میں ثابت کر چکا ہوں کہ ہر نبی اپنے کامل متبع کو امتی نبی بناتا رہا ہے اور یہ اس کے فرائض میں داخل ہے اس کا جواب بھی ابھی تک نہیں دیا گیا۔

ان کے علاوہ حضرت موسیٰ کی والدہ محترمہ اور حضرت مریم صدیقہ۔ حضرت ہاجرہ۔ حضرت خضر ذوالقرنین وغیرہ کو غیب کی اہم خبروں پر بذریعہ وحی مطلع کیا جاتا رہا ہے اور یہ سب کے سب غیر نبی تھے۔ حضرت اقدس نے خود ان کو بطور مثال کے پیش کیا ہے۔ احادیث صحیحہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ اب جب قرآن کریم سے اور احادیث صحیحہ اور حضرت مسیح موعود کی کتب سے ثابت ہے کہ نبیوں کے واسطہ سے بھی مصفّیٰ غیب غیر نبیوں کو ملتا ہے مامور ہوں یا غیر مامور تو قاضی صاحب کا یہ نظریہ کہ مصفّیٰ غیب صرف نبیوں کو ہی ملتا ہے کس طرح درست ہو سکتا ہے یہ دونوں طریق حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت سے قبل جاری تھے اور جاری رہنے ضروری تھے۔

## حضرت نبی صلعم کے بعد تبدیلی

لیکن حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت کے بعد ان میں تغیر آنا ضروری تھا کونسی تبدیلی آنحضور صلعم کی بعثت کے بعد وقوع میں آئی۔ جو تبدیلی وقوع میں آئی وہ یہ تھی کہ آنحضور صلعم خاتم النبیین تھے اور خاتم النبیین کا مفہوم ایک تو یہ تقاضا کرتا تھا کہ تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام کی فیض رسانی کا سلسلہ بند ہو جائے جب ان کی سلسلہ فیض رسانی بند ہو گیا تو ان کے متبعین پر مصفّیٰ غیب کا نزول کس طرح ہو سکتا تھا دوسرے خاتم النبیین کا مفہوم یہ بھی تقاضا کرتا تھا کہ آنجناب صلعم کے بعد کوئی نبی نہ آئے کیونکہ آنحضور صلعم آخری نبی ہیں اور جب کسی نبی نے نہیں آنا تو براہ راست مصفّیٰ غیب کا نزول اب کسی پر کس طرح ہو سکتا تھا۔ اور یہی حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ مصفّیٰ غیب کا براہ راست طریق بند ہو گیا ہے جس کے معنی دوسرے لفظوں میں یہی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد اب کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا اور یہ وہ مفہوم ہے جس کے اظہار سے حضور کی کتب بھری پڑی ہیں۔ علاوہ ازیں خاتم النبیین کا مفہوم یہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ فیض رسانی کا سلسلہ اب آنحضور صلعم کی ذات بابرکات کے ذریعہ قائم ہو یعنی پہلے مصفّیٰ غیب انبیاء سابقین کے ذریعہ ملا کرتا تھا۔ اب مصفّیٰ غیب کی نعمت حضرت نبی کریم صلعم کے واسطہ سے لوگوں کو حاصل ہوتی رہیگی پس انسانوں میں سے جو اشخاص حضرت نبی کریم صلعم کے دامن سے وابستہ ہو کر آنحضور صلعم کی اطاعت اور محبت میں فنا ہو جائیں گے وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مصفّیٰ غیب کی نعمت سے مشرف ہونے کا شرف حاصل کریں گے جیسا کہ ابتداء اسلام سے لے کر اس وقت تک ہزاروں نے اس نعمت عظمیٰ سے وافر حصہ پایا۔

## حضورؑ کے کلام کا مفہوم

پس یہ مفہوم ہے حضور کے کلام کا کہ مصفّیٰ غیب پانے کی نعمت براہ راست بند ہو چکی ہے کیونکہ نبیوں کی آمد بند ہو گئی ہے اور اب صرف حضرت نبی کریم صلعم کے بروزوں پر جو فنا فی الرسول کے مقام پر ہوتے ہیں اس نعمت کا دروازہ کھولا گیا ہے ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ بروزیت۔ ظلیت اور فنا فی الرسول دروازہ ہی ہے لیکن اس دروازہ میں داخل ہونے والے کو جو نعمت ملتی ہے وہ تو وہی مصفّیٰ غیب کی نعمت ہے جو ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ان کے متبعین کو ملتی رہی ہے۔ نبوت نہ تو پہلے کسی نبی کے ذریعہ ملی اور نہ اب حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ مل سکتی ہے۔ کیونکہ نبوت دینا تو اللہ تعالےٰ نے براہ راست اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے جیسا کہ زبردست دلائل سے گذشتہ اقساط میں ثابت کیا جا چکا ہے۔

## امید

امید ہے مندرجہ بالا بیان سے جناب قاضی صاحب کی تسلی ہو جائے گی اور ان کو پتہ لگ جائے گا کہ جماعت احمدیہ لاہور کے پاس "اس موہبت" کے الفاظ میں "اس" کا مشار الیہ فرضی نہیں بلکہ حقیقی اور حضورؑ کے منشا کے مطابق صحیح موجود ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

## ضرورت ہے

جماعت کے لیے چند نوجوانوں کی ضرورت ہے جو تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اور کلی طور پر اپنے آپ کو انجمن کے حوالے کر دیں۔ ایسے نوجوانوں کو ٹریننگ کے دوران خورد و نوش کے لئے پہلے سال -/۶۰- اور دوسرے سال -/۷۵ روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔ رہائشی اور تعلیمی ضروریات پوری کرنا انجمن کے ذمہ ہو گا ٹریننگ کے بعد انجمن کو یہ اختیار ہو گا کہ ان طلباء میں سے جس کو چاہے بطور مبلغ اپنے مراکز میں بھیجے۔ اس صورت میں انہیں حسب حالات اور قابلیت تنخواہ دی جائے گی۔

تعلیمی قابلیت کم از کم سیکنڈ ڈویژن میٹرک ہونا چاہیئے امیدوار مذہبی رنگ رکھتے ہوں صحتمند ہوں۔ ذہین ہوں اور زبانیں سیکھنے کے اہل ہوں۔

درخواستیں معہ جملہ کوائف و تعلیمی سندات پتہ ذیل پر بھیجیں۔

احمد یار سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

# اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ۱۵ر جنوری ۱۹۶۳ء کو خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب کے صاحبزادے میجر عبداللہ سعید کی شادی کی تقریب پر پشاور تشریف لے گئے تھے۔ اس تقریب میں شمولیت کے بعد آپ اسلامیہ کالج پشاور۔ سفید ڈھیری۔ شیخ محمدی اور مردان تشریف لے گئے۔ اور ۱۹ر جنوری کو واپس لاہور تشریف لائے۔ حضرت ممدوح کی غیر حاضری میں مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے مرکز میں نماز جمعہ پڑھائی۔ آپ کا خطبہ جمعہ اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے۔

(حبیب الرحمٰن صادق)

## میجر عبداللہ سعید کی شادی

خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے صاحبزادے میجر عبداللہ سعید کی شادی مرزا نذر علی صاحب مرحوم (جو حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر مشرف بہ بیعت ہوئے تھے اور اپنے عین حیات میں شیعیت پر مضامین لکھتے رہے) کی نواسی انجم آرا ایم اے بنت سردار حسین صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی کے ساتھ ۱۶ر جنوری ۱۹۶۳ء کو ہوئی۔ پندرہ جنوری کو برات ڈاڈر سے پشاور پہنچی۔ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب۔ خان بہادر صاحب موصوف کی دعوت پر لاہور سے پشاور تشریف لے گئے اور خطبہ نکاح پڑھا۔ پندرہ ہزار روپے حق مہر مقرر ہوا۔

۵ بجے لڑکی کے بھائی اعجاز صاحب انجنیئر نے رائل ہوٹل میں مہمانوں کو چائے پر مدعو کیا۔ اور ۷ بجے اپنے مکان پر کھانا دیا۔ مقامی آفیسر۔ وکلاء۔ ڈاکٹر۔ ملٹری آفیسرز اور رؤسائے شہر مدعو تھے۔

۱۶ر جنوری کو رخصتانہ ہوا اور ۱۷ر کو خان بہادر صاحب نے ڈاڈر میں دعوت ولیمہ دی جس میں لاہور۔ راولپنڈی پشاور اور ضلع ہزارہ کے ہر طبقے کے احباب موجود تھے۔

اس خوشی کے موقعہ پر ڈاکٹر صاحب نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو یکصد روپے اشاعت کے لئے بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

ہم خان بہادر صاحب۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب۔ میجر عبداللہ سعید صاحب اور ان کے ماموں حبیب الرحمان صادق صاحب کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک کرے۔ آمین۔

## تعمیر مسجد سراں

موضع سراں داخلی کچھی، تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ سے محمد عالم صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ محترم چوہدری عمر دین صاحب نے مبلغ ۴۹٫۴۰ روپے برائے تعمیر مسجد سراں ارسال کئے ہیں فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ دیگر دوستوں سے بھی التماس ہے کہ اس کار خیر میں حصہ لے کر ثواب حاصل کریں ؎

بڑھتی ہوئی رَو ہے۔

عیسائیت اس بات کا جواب نہیں دے سکتی کیونکہ اس میں مشرکانہ عقائد کی بھرمار ہے۔ ہاں اسلام میں ان باتوں کا کافی جواب ہے اور ان جسمانی اور روحانی بیماریوں کا علاج موجود ہے۔

(انہیں جواب خط لکھا گیا جو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے مناسب اقتباسات پر مشتمل ہے۔)

---

# تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## نائجیریا

ترجمہ خط ایچ۔ او۔ اولادمی۔ نائجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا ارسال کردہ پارسل جس میں قیمتی کتابیں تھیں موصول ہوا۔ جس کا بہت بہت شکریہ۔ میں آپ کی مسلسل مہربانیوں کا کسی طرح شکریہ ادا نہیں کر سکتا اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو ان احسانات کا بدلہ دے۔

آپ یہ پڑھکر خوش ہوں گے کہ میں نے ایک مسلم یوتھ کا اپنے ضلع میں افتتاح کیا ہے اور مجھے اسکا پریذیڈنٹ مقرر کیا گیا ہے اور ہم ہر ہفتہ تقریریں کرتے ہیں۔ اگر خدا نے ہماری مدد کی تو ہم ایک سکول، ایک لائبریری اور اگر ممکن ہوا تو ایک رسالہ بھی جاری کریں گے میری التماس ہے کہ مجھے ایک قرآن شریف انگریزی مترجم اور ایک عربی ڈکشنری، انگریزی ارسال کریں میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔

آپ کا خیر اندیش

(انہیں قرآن شریف اور خط بھیجے گئے)

---

## ٹرینی ڈاڈ

ترجمہ خط شیخ ابراھیم مندیزی۔ ٹرینی ڈاڈ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے آپ کا ارسال کردہ پمفلٹ اسلام اینڈ کرسچیانٹی مل گیا ہے۔ کیا آپ مجھے ایک ہزار کاپیاں پمفلٹ اسلام اینڈ کرسچیانٹی اور ایک کاپی براہین احمدیہ ارسال کریں گے۔

میں نے چند اسلامی ٹریکٹ مسٹر عبداللہ اللہ دین سکندرآباد انڈیا سے عرصہ تین سال گزرا ہے لئے تھے۔ اور وہ میں نے اپنے عیسائی دوستوں میں تقسیم کر دیئے تھے۔ اور ۲۰۰۔ افریقہ کے باشندوں کو مسلمان بنایا۔ لیکن سُنّی مسلمان ہم کو پسند نہیں کرتے اور ہم کو کافر کا خطاب دیتے ہیں۔

یہ نئے تبدیل شدہ لوگ اچھے خاصے پڑھے لکھے ہیں۔ لیکن غریب ہیں انہوں نے دو قطعہ اراضی ۱۰۰×۲۰۰ مسجد کی تعمیر کے لئے خریدی ہوئی ہے۔ جس کی قیمت ۱۰۰۰ ڈالر ہے۔ بلڈنگ کا سامان اور مزدوری بہت گراں ہے اس لئے کیا آپ کے مخلص لوگ اس نیک کام کی امداد کریں گے۔ ہماہ سے گاؤں میارو جو کہ سمندری بستی ہے وہاں کے غریب لوگ اپنے ہفتہ کے دن گذارتے ہیں ان کے نزدیک مسجد ہے وہ تقریباً چالیس میل دُور ہے اللہ تعالےٰ ہماری امداد کرے خداتعالےٰ اس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جس کو خود اپنی حالت بدلنے کا جذبہ نہ ہو۔ والسلام

(خط اور لٹریچر بھیجے گئے۔ مخیر اصحاب مسجد کی تعمیر کے لئے کچھ نہ کچھ مدد فرمائیں)

---

## انگلینڈ

ترجمہ خط از مسٹر نیلور۔ انگلینڈ

آپ کی چٹھی مورخہ $\frac{11}{42}$ ۸ موصول ہوئی بہت بہت شکریہ۔ آپ نے رجسٹری پارسل جو بھیجا ہے امید ہے اپنے وقت پر مل جائے گا شکر گذار ہوں۔

میں آپ کی خوشنودی کے لئے اطلاع دیتا ہوں کہ میری ٹانگ کو قدرے آرام ہے۔ مجھے اس بات کا کامل یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مہربانی اور شفقت ہی میری صحت کے حاصل ہونے میں کارفرما ہے۔

اسلام کی قوت روحانی اور عرب صحراؤں میں تیل کے ذخیروں کی برآمد نے اسلامی ممالک میں بڑھتے ہوئے مادی اثر کو دنیا میں محسوس کرا دیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا لوگ مغرب کی مادی ترقی کو دیکھکر مبہوت ہو گئے ہیں جبکہ یہ لوگ تثلیث پرست ہیں یعنی حرف ایم (M) کی تثلیث کے پوائی سلیٹ منی اور مشنری کے ابتدا میں استعمال ہوتا ہے پورے غلام بنے ہوئے ہیں۔

سائنٹیفک انکشافات نے انہیں اس بات پہ محکم کر دیا ہے کہ مذہب ایک پرانے زمانہ کا افسانہ ہے ہمیں اس بات پر کامل یقین ہے کہ اسلام انہیں ایک دن صداقت کے چشمہ کی طرف واپس لائیگا۔

اگر اسلام کا اثر اسلامی ممالک میں زائل ہو گیا (مسلمان اسلام سے دُور چلے گئے) تو ان ممالک کی حالت بھی مغربی ملکوں کی طرح ہو جائے گی اور دنیا میں وحشت اور بربریت کا دور دورہ ہو گا۔

لاسٹ ریتھر میں ایڈن برا یونیورسٹی کے علم نفسیات کے پروفیسر نے جو لیکچر بی۔ بی۔ سی پر دیا اس میں سوال کیا گیا کہ جبکہ ہم زیادہ صحت مند ہیں اور مادی ترقی میں پیش پیش ہیں پھر کیوں خودکشیوں کی کثرت ہے اور پاگل خانے بھرپور ہیں اور اکثر لوگ دماغی بیماریوں میں مبتلا ہو کر زیر علاج ہیں اور ان سنگین جرائم کی

---

## بھارت

ترجمہ خط از مسٹر منوّر صاحب بسواسیٹ (بھارت)

مخزمی سلام مسنون

امید ہے آپ کے مزاج بخیر ہوں گے۔

اس سے پیشتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے کتابیں منگوا چکا ہوں۔ اور کتابیں حاصل ہو جانے کے بعد بذریعہ خط بھی اطلاع دے چکا ہوں کہ مجھے آپ کی روانہ کردہ کتابیں موصول ہو گئیں۔ آپ کی جو کتابیں مجھ تک وصول ہوئیں وہ یا تو میرے رشتہ دار چھین لے جاتے ہیں یا میرے اپنے رفیق دوست۔ یوں تو آپ کا لٹریچر اسلامی ہے جو مجھے بہت پسند ہے میں کوئی ایک کتاب بھی پڑھنے نہیں پاتا کہ کوئی نہ کوئی مانگ کر لے جاتا ہے اور ایک مرتبہ جو کتاب بھی میرے دوست کے ہاتھ لگی تو سمجھ جایئے کہ پھر نہیں ملے گی! بات یہ ہے کہ آپ کا لٹریچر ایک دم بہترین اور سلیس ہے جسے کم لکھا پڑھا شخص بھی آپ کی کتابوں سے سمجھ جان سکتا ہے کہ اسلام کیا ہے اس کے احکام کیا ہیں۔ اور پیغمبر کون تھے وغیرہ وغیرہ۔

الغرض خط لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ازراہ کرم میرے نام پر اپنی اسلامی کتابیں جو اردو میں ہیں اور انگریزی بھی ہیں روانہ فرمائیں تاکہ میں ان کتابوں سے اپنے مسلم بھائیوں کو کم از کم فیض پہنچا سکوں۔ دعا ہے کہ آپ کی انجمن ترقی پر تاقیامت گامزن رہے۔

(انہیں خط اور لٹریچر بھیجے گئے)

## کتاب "مردِ مومن" کی ضرورت

چند سال ہوئے محترم میاں شیخ عطاء اللہ صاحب مرحوم ملزادہ ملتان نے اپنے والد بزرگوار حضرت میاں مولا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات "مردِ مومن" کے نام سے کتابی شکل میں شائع فرمائے تھے۔ مجھے اس کتاب کی اشد ضرورت ہے اگر کسی صاحب کے پاس ہو تو مجھے روانہ کر دیں یا قیمتاً دینا چاہیں تو اس کی قیمت سے مطلع کریں میں قیمت روانہ کر کے منگوا لوں گا۔

پتہ:—

ملک سلیم اللہ خان عاجز احمدی، سوشل ورکر
سلیم منزل کمیٹی محلہ راولپنڈی

چوہدری شکراللہ خان منصور صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ۔

# حجتِ صادق اور عذرِ نامعقول

(۱۱)

## شانِ امامِ وقت میں گستاخی

پس ہمارے عقیدہ کی بنیاد علمائے ربوہ کے سامنے ہے۔ کیا اس عقیدہ کو وہ غلط کہہ سکتے ہیں؟ اگر وہ اس کو غلط کہیں تو مندرجہ ذیل دو باتوں میں سے ایک بات ان کو اور بھی کہنا پڑے گی۔ یعنے

(اوّل) یا تو وہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ اور خدا تعالیٰ کے قرآن کریم میں ارشاد کو بھی غلط قرار دیدیں اور

(دوم) یا یہ کہدیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (نعوذ باللہ) قرآن و حدیث اور خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹی بات منسوب کر دی۔

قاضی صاحب لکھتے ہیں مصنف "قول سدید" کی منطق نرالی ہے مگر میں پوچھتا ہوں یہ "قول سدید" کا طعنہ کیسا ہے؟ اس کو بھی چھوڑو دوم اس گستاخی کو دیکھو جو علمائے ربوہ اپنی قلم و زبان سے حضرت امام الوقت کی شان میں کر کے دکھاتے ہیں لکھتے ہیں:۔

"بعض نادان کہدیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ اور اس آیت سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے خلاف استدلال کرتے ہیں۔ لیکن یہ سب بسبب قلت تدبر ہے ...... اس آیت کے تو یہ معنے ہیں کہ ہر نبی لوگوں کا مطاع ہوتا ہے لوگوں کا فرض ہے کہ اس کی اطاعت کریں یہ تو مطلب نہیں کہ وہ کسی کا مطیع نہ ہو۔ ورنہ ممکن ہے کوئی کہدے کہ نبی کو خدا تعالےٰ کی اطاعت کرنے کا بھی حکم نہیں کیونکہ الا لیطاع کا رتبہ جو اسے مل گیا ...... پس ایسے معترضوں کو چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کا خوف کر کے تدبر اور غور سے کام لیا کریں تا تفسیر بالرائے کی وعید کے نیچے نہ آجائیں"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۵۵-۱۵۶)

توبہ توبہ، استغفراللہ۔ علمائے ربوہ ہمیں بتائیں کہ یہ "قلت تدبر"، "یہ خدا سے بے خوفی" اور "یہ تفسیر بالرائے"

کے تیروں کا نشانہ کس کا علم ہے؟ یہ "نادانی" کے فتوے کی خنجر کی زد میں کس کی شان ہے؟ یہ زد اور نشانہ سوائے حضرت مسیح موعودؑ کے علم اور شان کے اور کسی کا علم اور شان نہیں اور نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ

(۱) ۔ وہی تو ہیں جنہوں نے لکھا کہ نبی دوسرے نبی کا متبع اور مطیع نہیں ہو سکتا

(۲) ۔ وہی تو ہیں جنہوں نے آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ بطور دلیل پیش کی۔

جس کو شک ہو مسیح موعودؑ کے الفاظ کو خود پڑھ کر دیکھ لے فرماتے ہیں:۔

"افسوس کہ مولوی صاحب مرحوم (یعنے صدیق حسن خاں) کو یہ سمجھ نہ آیا کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو"

(ازالہ اوہام ۵۵۹)

حضرت اقدس کی یہ تحریر "مخالف علماء" کے عقیدہ کی تردید میں ہے۔ اور یہ الفاظ کسی "غیر مبائع" کے نہیں بلکہ خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہیں۔ جرأت و جسارت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ اس کے باوجود علمائے ربوہ کو دعوے ہے کہ ہم احمدی ہیں سے دی ہیں۔ ہمیں اس جماعت کے عوام پر افسوس نہیں کیونکہ وہ بیچارے سب کے سب بے خبر ہیں۔ اور ان کے ذہن، فہم اور شعور کچھ اس طور پر ڈھال کر دکھدیئے گئے ہیں کہ وہ ماسوا اپنی "خلافت ثانیہ" کے کسی اور سے اپنا کچھ بھی واسطہ نہیں سمجھتے قرآن وہ ہے جو خلافت ثانیہ بتائے حدیث وہ ہے جو خلافت ثانیہ سمجھائے۔ مسیح موعود کی تحریر وہ ہے جو خلافت ثانیہ دکھلائے اور ان سب کے معنے اور مفہوم وہ ہیں جو خلافت ثانیہ بتلائے۔ محمد رسول اللہ صلعم کا قول لانبی بعدی کسی فرضی قول سے رد ہے۔ مسیح موعودؑ کی تحریر

تفسیر بالرائے کا سبب ہے۔ اور مامورِ خدا کا آیت قرآنی کو دلیل بنانا قلتِ تدبر ہے۔ کیونکہ ان کی خلافت ثانیہ ہر شک و شبہ سے ان کے بالمقابل قطعی اور بلند اور بالا ہے۔ توبہ توبہ استغفراللہ۔

## صریح کذب اور کھلا جھوٹ

حضرت اقدس کا یہ عقیدہ تھا کہ کامل نبی کے لئے غیر امتی ہونا ضروری شرط ہے۔ اس پر آپ کی دلیل آیت قرآنی وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ تھی۔ اسی دلیل سے آپ مخالف علماء کے مسیح موعود کے متعلق فی الواقعہ نبی ہونے کے عقیدہ کی تردید کرتے تھے۔ اور اسی دلیل سے آپ مخالف علماء کے الزام دعوے نبوت کا ابطال کرتے اور اس کو صریح کذب قرار دیتے تھے جیسا کہ قاضی صاحب خود لکھتے ہیں:۔

(۱) "مسیح موعود کے نزدیک غیر امتی ہونا چونکہ شرط نبوت تھی اس لئے اس شرط کے عدم تحقق کے باوجود علمائے مکفرین کا آپ کی طرف نبوت کا دعوے منسوب کرنا صریح ظلم، صریح کذب، تھا۔"

(قول بلیغ ص۹۸)

(۲) "نبوت کے تحقق فی الخارج کے لئے غیر امتی ہونا ضروری شرط سمجھتے تھے اور یہ شرط آپ میں پائی نہیں جاتی تھی۔ پس مکفرین علماء کا ایسی صورت میں یہ کہنا کہ آپ حقیقتاً مدعی نبوت ہیں"

(قول بلیغ ص۹۹)

علمائے ربوہ کے نزدیک نبی کی یہ تعریف "پہلی تعریف" تھی۔ یا یہ کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تعریف تھی۔ اور اس کی تردید میں ان کی دلیل مندرجہ ذیل ہے:۔

"آپ کی بعد کی تحریرات سے ثابت ہے کہ اسلامی اصطلاح اور قرآن کریم کی اصطلاح کی رو سے نبوت کی تعریف اور ہے...... میں مانتا ہوں کہ پہلی تعریف کو بھی آپ نے اسلامی اصطلاح کہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ قرآن کریم سے کوئی دلیل نہیں دی مگر بعد میں جو تعریف کی اس کے لئے قرآن کریم سے استدلال کیا۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۳۲)

(۲) "نبوت کی تعریف میں نبی کے لئے غیر امتی ہونے کی شرط لگانا درست نہیں یہ شرط تعریف نبوت میں صرف انبیائے سابقین کے تمام افراد کی براہ راست نبوت پر قیاس کر کے لگائی گئی تھی"

(قول بلیغ ص۸۶)

(۳) ۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تعریف نبوت صرف استقرائی تھی۔ کیونکہ یہ انبیا سے

سابقین کے افراد کو مدِنظر رکھ کر قیاس
کی گئی تھی"　　(قول بلیغ صہ ۹۲)

کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بے شک نبی کی یہ تعریف کی کہ اس کے لئے غیر اُمتی ہونا ضروری شرط ہے مگر اس کو غلط کہنا چاہیئے - کیونکہ آپ نے اس پر

ا - قرآن کریم سے کوئی دلیل نہیں دی
(ب) صرف قیاس اور خیال سے لکھدی

لیکن ہمارے قارئین غور فرمائیں ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

ایک طرف علمائے دیوہ کی یہ دلیل ہے اور دوسری طرف اُن کو خوب معلوم ہے کہ حضرت اقدس نے یہ تعریف

(۱) اپنے قیاس اور خیال سے ہرگز نہیں لکھی
(۲) - قرآن کریم کی واضح آیت اس کی دلیل دی ہے
(۳) - نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو اس کی بنیاد قرار دیا ہے -
(۴) - خدا تعالےٰ کا قرآن کریم میں اسکو ارشاد بتایا ہے -

پس علمائے دیوہ کی متذکرہ بالا دلیل کس قدر غلط اور ان کی یہ بات کس قدر جھوٹ ہے اور وہ بھی عمداً اور دیدہ دانستہ بے خبری سے اگر کوئی غلط بات کرے اسکو بتایا جا سکتا ہے - بے علمی سے اگر کوئی غلطی کرے اس کو سمجھایا جا سکتا ہے - لیکن جو شخص عمداً اور دیدہ دانستہ جھوٹ پر ڈٹ جائے اس کا علاج کوئی کیا کرے - قاضی صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ان کے پاس ہمارا کوئی علاج نہیں - مگر ہم کہتے ہیں اُن کے پاس اپنے اس دیدہ دانستہ جھوٹ کا بھی کوئی علاج ہے یا نہیں؟ - کیا صرف جھوٹ بول کر نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر مبنی نبوت کی تعریف کو باطل کر دو گے؟ ؎

کچھ تو لوگو حق سے شرماؤ

## نامعقولیت کی انتہاء

مصنف قول بلیغ ایک مولوی صاحب ہیں - اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ ساتھ قاضی صاحب بھی ہیں - اس لئے ان کا کام صرف

ا - قرآن کریم کی بعض آیات سے حسب مرضی دل لگی کرنا ہے - مثلاً اُن کا یہ کہنا ہے کہ خاتم النبیین کے معنے آخری نبی نہیں جیسا کہ خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول "انا اخر الانبیاء" میں فرمایا بلکہ اس کے معنے افضل النبیین ہیں یا اکمل النبیین ورنہ مہر النبیین ہیں یا محبط النبیین اور اگر یہ بھی نہیں تو زینت النبیین ہیں یا نبی گر - یعنے اس کے معنے سارے جہان کے وہ معنے ہیں جو کوئی کرے مگر نہیں تو وہ نہیں جو خود حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے - اور

ب - یا اُن کا کام "اقوال رسول" کو جو بنائے دین اسلام ہیں - مختلف بہانوں سے ٹالنا ہے - مثلاً رسول اللہ صلعم نے مسلمہ متفقہ طور پر اپنے متعدد اقوال مقدسہ میں فرمایا "لا نبی بعدی" - لیکن ان مولوی صاحب نے اپنے کسی مجلس مولوی کی "تکملہ مجمع البحار" نامی کتاب سے ایک فقرہ ڈھونڈ نکالا ہے جو یہ ہے کہ "قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدی" اور جو زوجۂ رسول حضرت عائشہ صدیقہ رض کی طرف منسوب ہے - چونکہ یہ فقرہ قول رسولؐ کے منافی ہے لہذا مردود ہے لیکن ان مولوی صاحب کو یہ فقرہ جان سے زیادہ عزیز ہے - کیونکہ وہ اس کے سہارے سے اقوال رسولؐ کو ردّ یا ٹال سکتے ہیں مگر اتنا نہیں سوچتے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض زوجۂ رسولؐ ہو کر قول رسول کو بولنے سے مسلمانوں کو منع کریں؟ اور

ج - یا ان کا کام یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے اقوال مثلاً

(۱) "ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی" اور
(۲) انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

کو بھولنے اور فراموش کرنے کے لئے تمام دوسرے لوگوں کے اقوال کو یاد کرنا اور ان کا ورد کرنا ہے - مثلاً اُٹھیں گے تو ابن عربی کے قول کے ساتھ - بیٹھیں گے تو مُلّا علی قاری کے قول کے ساتھ - بولیں گے تو امام شعرانی کے قول کے ساتھ اور لکھیں گے تو محمد قاسم نانوتوی کے قول کے ساتھ - گویا کہ سب جہان کے قول ان کو یاد ہیں - اگر یاد نہیں یا یاد نہیں ہوتا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا قول ہے مگر اتنا نہیں سوچتے کہ اُن سب بزرگوں کے وہ اقوال ایک غلطی پر مبنی تھے یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی جب یہ بنائے غلطی عقیدہ ہی غلط ثابت ہو گیا تو وہ اقوال خود بخود بے معنی ہو گئے -

بہرحال مسلمانوں کے لئے "قول رسولؐ" کے بالمقابل کسی دوسرے کا قول ہرگز قابل غور اور درخور اعتنا نہیں علمائے دیوہ ہمیں بتلائیں - کیا لا نبی بعدی حضرت رسول اللہ صلعم کا قول نہیں؟ یقیناً ہے - اور جب ہے تو مسلمان اسکو کہے گا - بنیں بنیں - لکھے گا - اپنے خون سے لکھے گا اور ابد الآباد تک لکھے گا - اے علمائے دیوہ! زوجۂ رسول رض کے فرضی قول کو لکھکر - دیگر افراد کے مبنی بر غلط فہمی اقوال سُنا سُنا کر ایک "مرد مومن و مسلمان" کو اہل اسلام میں بدنام مت کرو اس کا "رسول اللہ" کے قول کو یاد کرنا سنو د -

"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود نبوت و رسالت کا دعوے کرتا ہے - جو قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے ......... وہ کہہ سکتا ہے - میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں"　　(انجام آتھم)

اور یا قاضی صاحب کا کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے بعض حوالوں سے ایچا پیچی کرنا ہے لیکن منطقی استدلال کا جواب منطقی رنگ میں دینے کی خاطر قاضی صاحب پہلے یہ لکھتے ہیں کہ

"نبوت کی تعریف میں غیر اُمتی ہونے کی شرط لگانا درست نہیں"

(قول بلیغ صہ ۸۶)

اور بنیاد اس کی یہ بتاتے ہیں :-

"یہ شرط تعریف نبوت میں صرف انبیائے سابقین کے تمام افراد کی براہ راست نبوت پر قیاس کر کے لگائی گئی تھی"　　(صہ ۸۶)

"۱۹۰۱ء سے پہلے کی تعریف صرف استقرائی تھی کیونکہ یہ انبیاء سابقین کے افراد کو مدنظر رکھکر قیاس کی گئی تھی"

(صہ ۹۲)

گویا امر اُن کے استدلال کا "صغرے" ہے جس کا دوسرا حصہ یہ ہے :-

"استقراء تام بھی ہوتا ہے اور ناقص بھی - لیکن کسی منطقی سے پوچھ دیکھو وہ آپ کو بتائے گا استقراء کے ساتھ ناقص ہونے کا احتمال ہمیشہ لگا رہتا ہے اس لئے محققین استقراء کو مفید ظنّ تصور کرتے ہیں نہ مفید یقین لیکن چونکہ دنیا میں جو تحقیقات ہوتی ہیں ان کی بنیاد بھی ہمیشہ استقرائی مسائل رہے ہیں اس لئے استقراء کی اہمیت کو کوئی عالم نظر انداز بھی نہیں کر سکتا - گو بڑے بڑے عالموں کے استقراء میں بھی ناقص ہونے کا احتمال لگا رہتا ہے"

(صہ ۹۲)

(باقی ---- دارد)

# رفتارِ عالم

—— وزیر خارجہ پاکستان اور وزیر تجارت فروری کے آخر میں پیکنگ روانہ ہوں گے۔ وزیر خارجہ پیکنگ میں پاکستان اور چین کے سرحدی معاہدہ پر دستخط کریں گے۔

—— لبنان کے وزیر اعظم رشید کرامی نے کہا ہے کہ لبنان محکوم اقوام کے حق خود ارادیت کا حامی ہے اور وہ اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ بین الاقوامی جھگڑے طاقت کے استعمال کی بجائے بات چیت کے ذریعہ پُرامن طور پر طے ہونے چاہئیں۔

—— باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بھارت کے وزارتی وفد نے دہلی کے پاک و بھارت مذاکرات میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے مستقبل کا تصفیہ کرنے کے لئے سری نگر اسمبلی کے ارکان سے خفیہ رائے لی جائے۔ پاکستان کے لئے اگرچہ یہ تجویز قابل قبول نہیں ہے، لیکن پاکستان کو یہ پہلو ضرور تسلی بخش محسوس ہوا ہے، کہ کشمیر کے پندرہ سالہ تنازعہ کے سلسلہ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ بھارت استصواب رائے کی کسی صورت کو قبول کرنے پر آمادہ ہوا ہے۔ تاہم پاکستان کا مطالبہ یہ ہے کہ کشمیر کے مستقبل کے بارے میں کشمیری عوام سے براہ راست استصواب کرایا جائے۔ خیال ہے کہ وزارتی مذاکرات کا تیسرا دور کراچی میں ۸ فروری سے شروع ہوگا۔ اور اس وقت بھارت کشمیر میں استصواب رائے کے سلسلہ میں اپنی کم از کم شرائط پیش کر دیگا۔

غیر جانبدار ملکوں کی کولمبو کانفرنس نے چین اور بھارت کے سرحدی جھگڑے کے تصفیہ کے لئے جو "خفیہ فارمولا" تیار کیا تھا اسے شائع کر دیا گیا ہے۔ اس فارمولے میں تجویز پیش کی گئی ہے کہ چین اور بھارت لداخ کے اس علاقہ میں جہاں سے چینی فوج پیچھے ہٹ جائیگی ایک مشترکہ نظم و نسق اور عملداری قائم کریں۔

—— چیف سیٹلمنٹ اینڈ ری ہیبلی ٹیشن کمشنر مسٹر صوفی نے رہن شدہ اراضی سے متعلق واجب الادا رقوم کی ادائیگی کے لئے درخواستیں طلب کر لی ہیں۔ درخواستیں متعلقہ ضلع کے ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنر (اراضیات) ڈپٹی کمشنر یا ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر کے نام بھیجی جائیں۔ آخری تاریخ ۱۸ جنوری ہے۔

—— راجہ غضنفر علی نے صدر مملکت سے اپیل کی ہے کہ وہ ایبڈو کے متاثر تمام سیاستدانوں سے پابندیاں ختم کر دیں تاکہ وہ اس نازک مرحلہ پر قوم کو مسئلہ کشمیر کے لئے بیدار کر سکیں۔ آپ نے مشورہ دیا کہ اگر تین ماہ کے عرصہ میں کشمیر کے مسئلہ کا کوئی آبرو مندانہ اور کشمیری رہنماؤں کے لئے قابل قبول حل تلاش نہ کر سکے تو صدر ایوب کو انتہائی قدم اٹھانا چاہیئے۔ خواہ اس میں ہمیں شدید مشکلات اور خطروں کا سامنا ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ آپ نے کشمیر کی آزادی کو پاکستان کا مسئلہ نمبرا قرار دیا۔

—— وزیر تجارت پاکستان نے کہا ہے کہ پاکستان اپنی معیشت مضبوط بنانے کے لئے مناسب شرائط پر روس سے تجارتی معاہدہ کرنے کو تیار ہے۔ موجودہ حالات نے یہ اقدام ایک ناگزیر ضرورت بنا دیا ہے اور مشترکہ یورپی منڈی پاکستان کو نئی منڈیاں تلاش کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

—— ڈائرکٹر محکمہ تعلیم لاہور ریجن نے اعلان کیا ہے کہ لاہور ریجن میں آٹھویں جماعت کا امتحان برائے سال ۱۹۶۳ء یکم فروری ۱۹۶۳ء سے شروع ہوگا۔

—— وزیر خارجہ پاکستان نے بتایا ہے کہ پاکستان اور کویت کے درمیان عنقریب سفارتی تعلقات قائم ہو جائیں گے اور پاکستان بہت جلد کویت میں اپنا ایک قونصل جنرل مقرر کر دے گا۔

—— حکومت نے پچاس پیسے اور پچیس پیسے کے سکّے جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— مسئلہ کشمیر پر مذاکرات کے سلسلہ میں بھارتی کابینہ میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے ہیں کابینہ کے کچھ سینئر وزیر مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے زور دے رہے ہیں۔ جبکہ انتہا پسند وزراء جن کی قیادت پنڈت نہرو کے ہاتھ میں ہے کشمیر کے تصفیہ کے لئے رضامند نہیں ہیں۔ بخشی غلام محمد کابینہ پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ پاکستان کے ساتھ کشمیر کے بارے میں کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے۔

—— امریکہ بھارت کو زمین اور فضائی مار کے میزائل دینے پر آمادہ ہو گیا ہے۔

—— صوبائی وزیر تعلیم بیگم محمودہ سلیم نے طلباء کو خبردار کیا ہے کہ اگر انہوں نے ہڑتال ختم نہ کی تو صوبائی حکومت تعلیمی ادارے بند کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔

—— داخلہ اور امور کشمیر کے وزیر نے اعلان کیا ہے کہ اگر پاکستان نے سنٹو اور سیٹو کو اپنے مفاد کے خلاف سمجھا تو وہ اُن سے علیحدہ ہو جائے گا۔

—— مغربی پاکستان میں اس وقت تقریباً سو افسروں کے سروس ریکارڈ اور ذاتی املاک کی چھان بین ہو رہی ہے۔ یہ چھان بین اس جائزہ کا ایک حصہ ہے جو انتظامیہ کو نااہل اور بد دیانت سرکاری ملازمین سے پاک کرنے کے لئے ہر سال کیا جاتا ہے۔

—— کانگو کے صدر شومبے کل اپنے آخری اڈے کولویزی کو بھی رسمی طور پر اقوام متحدہ کے حوالہ کر دیں گے۔

CRESCENT

## خطبہ جمعہ (بسلسلہ سابقہ)

اور آنجناب کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے کا موجب ہوں گے وہی ربانی ہوں گے ان کی شان یہ فرمائی کہ حق کو پھیلانے اور باطل کو مٹانے کی راہ میں ان کو سخت مشکلات کا سامنا ہوگا مصائب کا شکار بننا پڑیگا ہر قسم کی تکالیف کا نشانہ بننا پڑے گا ان تمام دکھوں کو وہ خندہ پیشانی سے برداشت کریں گے ان کی وجہ سے ان کے عقیدہ میں کوئی ضعف نہیں آئے گا کوئی لغزش پیدا نہیں ہوگی لایخافون لومۃ لائم کے وہ مصداق ہوں گے ٹھیک اسی طرح یہ ثابت قدم رہیں گے جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ

### اعتقاد اور عمل

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب اعتقاد میں کمزوری آتی ہے تو عمل میں اور کام میں بھی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ جب خود دل سے یقین اٹھ گیا اور عقیدہ کی سچائی پر ایمان نہ رہا تو اس سے عمل میں کمزوری کا لاحق ہو جانا لازمی امر ہے۔ اس لئے فرمایا کہ ربانی لوگ کام کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی مساعی میں کمی واقعہ نہیں ہوتی تیسرا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ جب انسان کی جدوجہد اور کوششیں ختم ہو جاتی ہیں تو وہ دشمن اور مخالف کے سامنے جھک جاتا ہے۔ فرمایا یہ لوگ باطل کے سامنے جھکتے بھی نہیں۔

(۱) اگر عقائد پر ایمان نہ ہو تو مساعی . . . . . . . . میں کمزوری آ جاتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایمان عمل کی قوتیں آہستہ آہستہ سلب ہو جاتی ہیں۔ فرمایا واللہ مع الصابرین۔ اللہ تعالیٰ کی معیت انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو اپنے اندر استقلال

### محاسبۂ عمل

اس آیت کے تحت ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ کیا ہمارے عقائد میں کمزوری تو نہیں آگئی کیا ہمارے اس یقین میں کمی تو واقعہ نہیں ہو گئی کہ اسلام کی ترقی حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ہی ہونی ہے کیا ہماری جدوجہد اور کوششوں میں جمود تو طاری نہیں ہو گیا اور کیا ہم باطل کے سامنے جھک تو نہیں گئے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ چاروں طرف باطل ہی باطل پھیل رہا ہے۔ دنیا میں گمراہی اور بدی کا زور شور ہے کنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار کا نظارہ نظر آ رہا ہے۔ ان گمراہیوں کو پھیلانے کے لئے شب و روز شیطانی اور طاغوتی طاقتیں بڑی مستعدی سے سرگرم عمل ہیں اس کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا ہماری طرف سے بھی ہی کوششیں ہیں، کیا ہم اسی طرح اشاعت حق کی راہ پر گامزن ہیں جس طرح حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جماعت گامزن تھی۔ کیا ہم جماعت کو بڑھا رہے ہیں۔ آپ نے کئی دفعہ حضرت امیر قوم سے سنا ہوگا کہ نبی بھی جماعت کے بغیر کام نہیں کر سکتا اور نہ کامیاب ہو سکتا ہے تو ہماری کیا ہستی ہے کہ ہم بغیر جماعت کے کامیاب ہو جائیں گے۔ اس زمانہ میں خدا کا مامور آیا اس نے ہدایت کی کہ جماعت کو ترقی دو کہ دین کے خادم مل سکیں۔ مالی لحاظ سے بھی اسی وقت ہم مضبوط ہوں گے جب جماعت کی تعداد کثیر ہوگی۔ سو (دو) جو آپ جماعت میں داخل کریں گے وہ سب ہی تو مبلغ نہیں بن سکتے۔ ان میں سے چار یا پانچ مبلغ بنیں گے۔ بہرحال جب تک اس راہ میں جدوجہد اور کوشش ترک کی جاتی ہے جماعت کی تعداد بڑھ نہیں سکتی جدوجہد کو ترک کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آہستہ آہستہ کمزوری کی طرف قدم بڑھتا جائے گا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من استوی لہ یومان فھو مغبون یعنی جس کے دو دن برابر گئے وہ گھاٹے میں ہے۔

پس یہ چیزیں دیکھنے کی ہیں کہ عقیدوں میں کمزوری تو نہیں آگئی اگر ہماری مساعی میں کمزوری آگئی ہو تو یاد رکھیں باطل ہمیں شکست دے دیگا۔ لیکن خدا کا ارشاد ہے قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا و ننزل من القران ما ھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا

### ہمارا کام

حضرت مسیح موعود کے ذریعہ پھر حق آیا اسلام کو دنیا پر برتری حاصل ہوئی۔ مامور سارے کا سارا کام کر کے نہیں جایا کرتے۔ وہ جماعت تیار کر جاتے ہیں اور پھر اس جماعت کا یہ کام ہوتا ہے کہ اس کے مشن کو انتہائی کامیابی تک پہنچائے۔ فرمایا حق اسی طرح ظاہر ہوگا کہ قرآن کے علوم اتارے جائیں گے جو مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت ثابت ہوں گے اور ان کے ذریعہ یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ ظالم خسارہ میں ہے۔ ہم نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے باطل کا سد باب ہوا۔ جماعت نے طاغوتی قوتوں کا پامردی سے مقابلہ کیا جہاں جہاں ہماری جماعت گئی اس نے گمراہی اور شرک و کفر کو ختم کیا ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اپنے مقام کو پہچانیں کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو کس مقام اور کس بلند مرتبہ پر قائم کیا ہے یعنی اس مقام پر جہاں نبی ہوتا ہے ہم نبی کے قائم مقام ہیں، ہم خدا کے مامور مسیح موعودؑ کے قائم مقام [illegible] اور ہمارا کام ہے کہ ان فرائض کو سرانجام دیں جن کے لئے ہم کھڑے کئے گئے ہیں۔ دنیا روحانی طور پر پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر رہی ہے۔ ہمارے پاس آب حیات ہے کیا یہ بخل اور بے رحمی نہیں ہوگی کہ ہم اس آب حیات سے مرنے والوں کی جان نہ بچائیں خدا تعالیٰ نے ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اس بلند مقام کو پہچانیں اور اس مقام کے مناسب حال اپنی کوششوں کو تیز تر کر دیں یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود کا وجود اسلام کی صداقت پر ایک زبردست دلیل ہے کہ جس کو پیش کر کے ہی ہم لوگوں کو بآسانی اسلام کی آغوش میں لا سکتے ہیں۔

---

## سرگودھا میں مولٰنا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے لیکچر

مولٰنا عبدالحق صاحب ودیارتھی جماعت سرگودھا کی درخواست پر گذشتہ ہفتہ سرگودھا تشریف لے گئے تھے جہاں ان کے دو لیکچر ہوئے۔ پہلا لیکچر ۱۵ جنوری کو جناح ہال میں اسلامی کلچر کے موضوع پر ہوا، اس لیکچر کی صدارت ڈپٹی کمشنر سرگودھا جناب محمد لطیف انور صاحب نے کی حاضرین میں سرگودھا کے دیگر معززین کے علاوہ بہت سے اعلیٰ سرکاری عہدہ دار موجود تھے، جو سب کے سب لیکچر سے نہایت متاثر اور محظوظ ہوئے۔

دوسرا لیکچر ۱۶ جنوری کو بوقت ساڑھے تین بجے بعد دوپہر میاں محمد انور صاحب پروپرائٹر پاک آئل اینڈ کاٹن ملز سرگودھا کے مکان پر ہوا، جس میں کئی ایک اعلیٰ سرکاری عہدہ دار، وکلاء اور دیگر معززین شامل تھے لیکچر کا موضوع "اسلامی تقریبات کی اہمیت" تھا۔ یہ لیکچر بھی حاضرین کے لئے خیال انگیز تھا اور ان کی معلومات میں بہت بڑے اضافہ کا موجب ہوا۔

لیکچر کے بعد میاں محمد انور صاحب نے حاضرین کی تواضع چائے وغیرہ سے کی

۱۷ جنوری کی شام کو ڈاکٹر عبدالمجید صاحب نے احباب جماعت کو دعوت طعام دی جس میں احباب جماعت کے علاوہ شہر کے بہت سے جج اور بعض پروفیسر صاحبان بھی شامل تھے اس موقعہ پر مولٰنا ودیارتھی صاحب نے علمی درس دیا جس سے احباب بہت زیادہ محظوظ ہوئے۔

ان لیکچروں کے بعد مولانا ممدوح لائل پور تشریف لے گئے۔ جہاں نماز مغرب کے بعد آپ نے قرآن کریم کا درس دیا، جماعت لائل پور نے عید کے بعد آپ کو پبلک لیکچر کے لئے لائل پور آنے کی دعوت دی ہے۔ ۲۱ جنوری کی شام کو آپ واپس لاہور تشریف لے آئے تھے۔

---

## ضرورت ٹیوشن

ایک احمدی عالم دین کو ٹیوشن کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید ناظرہ اور باترجمہ پڑھا سکتے ہیں، علاوہ ازیں مڈل تک طلباء اور طالبات کو گھر پر تعلیم دے سکتے ہیں۔ احباب جماعت اور دیگر دوست ان کی خدمات سے فائدہ اٹھا کر ثواب حاصل کریں۔

پتہ:- ماسٹر عبدالمجید صاحب معرفت مصطفائی دواخانہ تیلی محلہ ظفر الحق روڈ راولپنڈی

۱۶
۲۳ جنوری
کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات
جوہر لحاظ سے معیاری ہیں
پاپلین
پی ۹۹ - پی ۴۲۰ - پی ۳۳۰
اعلیٰ درجہ کی چمکیلی رنگ دار پاپلین
پی ۲۲۰ ـــــ پی ۷۳۰
پی ۸۳۰
اعلیٰ درجہ کا لٹھا
شاھین
لٹھا
۱۵۰۰۰
اعلیٰ درجہ کی ۲/۱ پاپلین
پی ۹۷۰ پی ۹۸۰
پی ۹۹۰
سوت
کارڈڈ - ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰
کومبڈ - ۶۰
دوہرا دھاگا ۲/۴۰
ململ
نمبر ۵۳۶۷ نمبر ۵۷۰۷
نمبر ۶۰۷۰ نمبر ۶۰۸۰
چھینٹ
نمبر ۱۱۳۶ نمبر ۱۵۳۶
نمبر ۷۷۷۷ نمبر ۸۸۸۸
لان
اعلیٰ قسم کی باریک ململ
وائل
نمبر ۷۰۷۰
نمبر ۷۰۳۶
علاوہ ازیں
سلے سلائے ملبوسات} قمیصیں بش شرٹ - پتلون - پاجامہ - شلوار - رومال - شب خوابی کا سوٹ - بنیئر - بچوں کے لباس
کھیلوں کے لئے ننکر، کرتے اوورآل - بائلر سوٹ اور انڈسٹری میں کام آنے والا لباس۔
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (ٹھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ - اسمٰعیل پور (بھکر)
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
پیغام صلح ۲۳ جنوری ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل ۸۲۳۰ شمارہ ۳
ہندوستان میں ہمارے نمایندہ کا پتہ :- ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان ۱۔۳۔۵۵۲ ملک پیٹھ، محلہ اعظم پورہ۔ حیدر آباد دکن بھارت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۴ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۶۳ء | نمبر ۵


## بحرِ حکمت کے موتی

اذا کانت امراءکم خیارکم واغنیاءکم سمحاءکم وامورکم شوریٰ بینکم فظھر الارض خیرٌ لکم من بطنھا واذا کانت امراءکم شرارکم واغنیاءکم بخلاءکم وامورکم الیٰ نساءکم فبطن الارض خیرٌ لکم من ظھرھا۔

(الترمذی بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے قائدین تم میں سے بہترین اشخاص ہوں اور تم میں سے جو غنی ہوں وہ سخی ہوں اور تمہارے کام باہم مشورہ سے ہوتے ہوں تو زمین کا باہر اس کے اندر سے تمہارے لئے بہتر ہے اور جب تم میں سے بدترین اشخاص تمہارے قائد یا حاکم ہوں، تم میں سے جو غنی ہوں بخیل ہوں اور تمہارے کام عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کا اندر یعنی قبر اس کے باہر (زندہ رہ کر چلتے پھرتے) سے تمہارے لئے بہتر ہے۔

نوٹ:- پہلی قسم کا معاشرہ زندہ صحت مند اور دین و دنیا دونوں کے لئے مفید اور بابرکت ہے جبکہ دوسری قسم کا معاشرہ بیمار مردہ اور بے جان ہے۔

وما یستوی الاعمیٰ والبصیر ولا الظلمٰت ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات (فاطر ۱۹ تا ۲۲)

جست از عادتِ خدائے علیم ؛ دیکند فرق در سعید و لئیم (مسیح موعودؑ)

(غلام قادر عفی عنہ)

## تبادلہ خیالات میں کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے

### ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک محقق عیسائی منشی عبدالحق صاحب نے جو بعد میں مسلمان ہو گئے دوران گفتگو میں حضرت مسیح موعودؑ سے یہ سوال کیا۔

"یہ جو کہا جاتا ہے کہ انجیل میں تحریف ہو گئی ہے اگر کوئی دریافت کرے کہ پھر اصل کہاں ہے تو اس کا کیا جواب ہے"۔

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

آپ کا یہ سوال ایک نیا سوال ہے۔ جو پہلے سوالات سے بالکل الگ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تداخل نہ ہو۔ اس سوال کا جواب میں بیان کر دوں گا۔ لیکن پہلے یہی مناسب ہے کہ آپ اپنے سابقہ سوالات کے جوابات پر کافی غور کر کے جو کچھ ان کے متعلق پوچھنا ہو وہ پوچھ لیں۔ جب وہ طے ہو لیں گے تو میں آپ کے اس سوال کا جواب دوں گا۔ میں تداخل کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ مناسب اور درست طریق معلوم نہیں ہوتا۔ جیسے تداخل اگر کھانے میں کیا جائے۔ یعنے بہت سے کھانے یکبارگی ایک کے اوپر دوسرا کھاتے جائیں تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ سوء ہضم ہو کر قے یا کسی اور بیماری میں مبتلا ہو جائے گا۔

### کلام میں تداخل

اسی طرح کلام میں تداخل منع ہے تداخل کلام سے کوئی بات محفوظ نہیں رہ سکتی، اور انسان اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ وقت ضائع ہوتا ہے۔ میری یہ عین مراد ہے کہ آپ کے جملہ سوالات ایک ترتیب کے ساتھ ہوں اور ہر ایک سوال کی ایک مد درکھی جائے۔ اور پھر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ حل کیا جائے۔ اس وقت میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں خلط مبحث کر کے وقت ضائع کر دوں اور آپ کو فائدے سے محروم رکھوں۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ وہ طریق اختیار کیا جائے۔ جس سے آپ کو میں پورا پورا فائدہ پہنچا سکوں جو میری طاقت اور امکان میں ہے اور میری رائے میں اس کے لئے یہی طریق مناسب ہے جو اختیار کیا گیا ہے۔ میں آپ کے اس موجودہ سوال کا جواب دیتے وقت آپ کو بتاؤں گا۔ کہ تحریف کے خیالات مسلمانوں میں شروع سے پیدا نہیں ہوئے بلکہ انجیل کے ماننے والوں کی طرف سے ان خیالات کی ابتداء ہوئی ہے۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے اس کو میں دوسرے وقت پر رکھتا ہوں جب آپ سابقہ سوالات کے جواب پر غور کر لیں گے۔

# نزولِ وحی اور ختمِ نبوت

رسالہ "ختم نبوت" رنگون کے مضمون نگار نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کا یہ عقیدہ اگر صحیح ہے کہ

"اگر جبرئیل وحی نبوت کا صرف ایک فقرہ ہی لیکر کسی شخص پر اُترے تو اس سے قرآن مجید کا وہ دعوے جو الیوم اکملت لکم دینکم میں کیا گیا ہے نعوذ باللہ باطل ہو جاتا ہے اور ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جاتی ہے۔"

تو پھر حضرت مرزا صاحب پر جو وحی نازل ہو رہی تھی، جس پر ان کو قرآن کریم وغیرہ کتب سماوی جیسا ایمان تھا اس سے ختم نبوت کی مہر کیوں نہیں ٹوٹتی؟

مضمون نگار نے اس پر غور نہیں کیا کہ منقولہ بالا عبارت جو اس نے ہمارے "عقائد" سے نقل کی ہے، اس میں صراحت طور پر جبرئیل کے وحی نبوت لیکر آنے کا ذکر ہے مجرد وحی یا وحی ولایت کا ذکر نہیں۔ یعنی ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جبرئیل وحی نبوت لیکر نہیں آسکتا، اور اگر جبرئیل ایک فقرہ ہی لیکر کسی شخص پر اُترے تو اس سے ختم نبوت باطل ہو جاتی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وحی ولایت کا دروازہ بھی بند ہے۔ اس امت میں سینکڑوں اور ہزاروں اولیاء اور ابدال اور اقطاب گزرے ہیں جو وحی ولایت یا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے تھے، حضرت مرزا صاحب پر بھی جو وحی نازل ہوتی رہی وہ وحی ولایت ہی تھی نہ کہ وحی نبوت، چنانچہ آپ نے صاف لکھا ہے کہ:۔

"اسلام میں اس نبوت کا دروازہ تو بند ہے جو اپنا سکہ جماتی ہو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین اور حدیث میں ہے لانبی بعدی اور باین ہمہ حضرت مسیح کی وفات نصوص قطعیہ سے ثابت ہو چکی لہٰذا دنیا میں ان کے دوبارہ آنے کی امید طمع خام، اور اگر کوئی اور نبی نیا یا پرانا آوے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء ہیں ہاں وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں ہے" (ایام الصلح ص۷۵)

یہ وحی ولایت ہی ہے جس کے متعلق حضرت مرزا صاحبؑ نے لکھا ہے کہ:۔

"مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت انجیل اور قرآن پر"

اس سے یہ مطلب نکالنا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی وحی کو توریت، انجیل اور قرآن کے برابر قرار دیا ہے، صریحًا غلط ہے برابری صرف ایمان میں ہے کہ اس کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان ہے، جیسا توریت، انجیل اور قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر، اور یہ بالکل صحیح ہے اگر موورد وحی کو اس کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی پختہ ایمان نہ ہو تو وہ اسے منجانب اللہ کیسے کہہ سکتا ہے، خود قرآن کریم نے اپنے حق اور منجانب اللہ ہونے کی مثال کفار کے کلام سے دی ہے کہ جیسے یہ بات حق ہے کہ تم کلام کر رہے ہو ایسے ہی قرآن کریم کا کلام اللہ ہونا حق ہے فرماتا ہے فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون۔ آسمان و زمین کا رب گواہ ہے کہ یہ (کلام) ویسا ہی حق ہے جیسے یہ بات حق کہ تم کلام کر رہے ہو۔

بہرحال جہاں تک نزول وحی کا تعلق ہے اس کا دروازہ امت محمدیہ پر بند نہیں، صرف وحی نبوت کا دروازہ بند ہے اگر وحی ولایت کا دروازہ بند ہوتا تو امت میں اولیاء اللہ کا وجود بھی نہ ہوتا اور یہ امت خیر الامم ہونے کے بجائے شر الامم ہوتی۔

- - - - - - - مضمون نگار کو غور کرنا چاہیئے کہ اگر مطلق وحی کا دروازہ بند ہو تو اولیاء اللہ کے ان الہامات اور امور غیبیہ کو کیا کہا جائے گا جو ان کے ملفوظات میں موجود ہیں، وحی کا لفظ تو عام ہے، قرآن کریم میں شہد کی مکھی کے شہد بنانے کے طریق کو بھی وحی قرار دیا ہے واوحینا الی النحل، اور حضرت مریم اور حضرت موسےٰ کی ماں پر بھی نزول وحی کا ذکر کیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ نبیہ نہ تھیں، واوحینا الی ام موسیٰ، ہم نے موسے کی ماں کیطرف وحی کی، کیا مضمون نگار موسےٰ کی ماں کی وحی کو بھی وحی نبوت قرار دے گا؟ یہ صریحًا غلط ہے وحی کا لفظ لازمًا وحی نبوت پر دلالت نہیں ہوتا نہ ام موسےٰ کی وحی کو نبوت قرار دیا گیا پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس امت کے جو خیر الامم ہے، کامل اور برگزیدہ افراد وحی یا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے انعام سے محروم رہ جائیں، اگر ایسا ہے تو مضمون نگار کو چاہیئے کہ صفائی کے ساتھ اولیائے امت پر وہی فتوے صادر کریں جو حضرت مرزا صاحب پر وہ دینا چاہتا ہے، یاد رکھیئے حضرت مرزا صاحب بھی کاملین امت ہی سے ہیں ان کی وحی یا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ بھی ویسا ہی منجانب اللہ ہے جیسے دوسرے اولیاء اور کاملین امت کا اس کو وحی کہنے سے نبوت کا دعوے لازم نہیں آتا جب مدعی خود اس کو وحی ولایت قرار دے اور وحی نبوت کی نفی کرے تو کسی کا کیا حق ہے کہ خواہ مخواہ اس کے کوئی اور معنے کرے۔

امید ہے اس قدر وضاحت مضمون نگار کے لئے کافی ہوگی اور وہ آیندہ حضرت مرزا صاحب کی وحی کو وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت سمجھتے ہوئے اس پر جو چاہے رائے زنی کرے گا۔

# میرا قبولِ اسلام

## کتاب "اسلام اور چانس" پر ماہنامہ "برہان" دہلی کا تبصرہ

"اسلام اور چانس" - مرتبہ ڈاکٹر ایس اے خلوصی تقطیع خورد۔ ضخامت ۲۷۰ صفحات۔ طباعت اور کاغذ اعلیٰ۔ قیمت دس روپے۔ پتہ:۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر۔

"دی اسلامک ریویو" جو لندن کے ووکنگ مسلم مشن کا مشہور ماہوار میگزین ہے اس میں سالہا سال سے وقتًا فوقتًا ان مغربی مردوں اور عورتوں کے بیانات شائع ہوتے رہتے ہیں جو توفیق خداوندی سے اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ ان بیانات میں یہ حضرات بتاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کیوں قبول کیا۔ اس کتاب میں اسی قسم کے بیانات کو اچھی خاصی تعداد میں مع ان حضرات کی تصاویر اور ان کی مختصر سوانح عمری کو یکجا کر دیا گیا ہے مزید افادیت کے لئے ان نومسلم حضرات کے علاوہ کارلائل گوئٹے - ایچ۔ جی ویلز۔ برنارڈ شا اور ٹوئن بی وغیرہم ایسے اکابر مغرب نے اسلام یا پیغمبر اسلام کی نسبت جو کچھ ازراہ عقیدت لکھا ہے اس کے اقتباسات بھی نقل کر دیئے گئے ہیں۔ شروع کے متعدد ابواب میں ایک مستقل عنوان کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ۔ اسلام کیا ہے۔ اسلام کی فتوحات اسلامی تہذیب و ثقافت اور یورپ کی موجودہ بیداری میں اس کا دخل واثر۔ ان سب پر مختصر مگر مدلل اور بصیرت افروز گفتگو کی گئی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے اسے زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے۔ نومسلم خواتین و رجال نے اپنے اسلام قبول کرنے کے جو وجوہ بیان کئے ہیں وہ خاص طور پر بڑے ولولہ انگیز اور سبق آموز ہیں۔

ماہنامہ "برہان" دہلی
ستمبر ۱۹۶۲ء

## ابو ہریرہؓ

سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مال جمع کرنے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے۔ وہ گویا لوگوں سے آگ کا انگارہ مانگتا ہے۔ اب خواہ کم ملے یا زیادہ۔

(مسلم)

# اخبار و افکار

## محمد علی بوگرہ کی وفات

اس ہفتہ کے اہم واقعات میں سے جناب محمد علی بوگرہ وزیر خارجہ پاکستان کی وفات کا واقعہ پاکستان کے لئے سانحۂ عظیم کی حیثیت رکھتا ہے، موصوف ایک عرصہ تک غیر ممالک میں پاکستان کی سفارتی خدمات، نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام دیتے رہے، کچھ عرصہ وزارت عظمےٰ کے عہدے پر بھی فائز رہے اور اب، موجودہ حکومت میں وزارت امور خارجہ کا قلمدان ان کے سپرد تھا۔ اس طویل مدت میں جو ملکی و ملی خدمات انہوں نے سرانجام دیں، وہ قوم کے تمام طبقات میں سراہی جا رہی ہیں ان خدمات کے لحاظ سے وہ نہ صرف ایک قابل سیاستدان اور بہترین ڈپلومیٹ ثابت ہوئے بلکہ حالات و واقعات نے انہیں ایک مخلص پاکستانی اور سچا محب وطن ثابت کیا۔ ایسے وقت میں جبکہ پاکستان کے امور خارجہ میں خلفشار کی صورت پیدا ہو چکی ہے ایسے قابل سیاستدان اور مخلص محب وطن کا اٹھ جانا ایک بہت بڑا نقصان ہے جس پر دنیا بھر کے لوگوں نے غم و افسوس کا اظہار کیا ہے۔ سیاسی زندگی کے علاوہ مرحوم کی مذہبی عقیدت اور قرآن کریم کے ساتھ محبت کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ ان کی جیب سے قرآن مجید کا ایک جیبی سائز کا نسخہ ان کے طبی معاینہ کے وقت برآمد ہوا جسے کہا جاتا ہے کہ وہ ہر وقت وہ اپنے سینہ سے لگا رکھتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مرض الموت کے دوران میں ایک موقعہ پر ذرا طبیعت سنبھلی تو انہوں نے قرآن مجید کی تلاوت بھی کی۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کی روح کو تسکین اور مغفرت عطا فرمائے اور اعلےٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ÷

## اسلام کی رہنمائی

مغربی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کے چیئرمین لفٹننٹ جنرل حاجی افتخار احمد نے کارپوریشن کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے انتظامی تربیتی کورس کا افتتاح کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ باہمی تعلقات اور کاروبار کی امور کی بہتر انجام دہی کے لئے اسلام ہماری بہترین رہنمائی کرتا ہے، آپ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں خلوص، دیانت اور احساس فرض کے مظاہروں سے اعلےٰ ترین مقام حاصل کر لیا تھا اس لئے ہم لوگوں کو زندگی کے تمام شعبوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کرنا چاہیئے۔

ایک مسلمان فوجی افسر کا یہ مشورہ ہر طرح قابل ستائش اور لائق تقلید ہے، اس قسم کے خیالات اگر تمام مسلمانوں کے دل و دماغ میں پیدا ہو جائیں اور ہر شعبۂ زندگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو اپنی فلاح و بہبود کا ذریعہ یقین کرتے ہوئے زندگی کو اس کے مطابق ڈھال لیں تو وہ کامرانی کے اعلےٰ ترین مراتب پر پہنچ سکتے ہیں اور دنیا کی بہترین قوم بن سکتے ہیں، یہ کوئی نظریاتی عقیدہ نہیں۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی زندگیاں اور ان کے شاندار نتائج اس پر شاہد ہیں، کاش آج پھر مسلمان اس تجربہ شدہ حقیقت سے فائدہ اٹھا کر ویسے ہی شاندار نتائج سے بہرہ اندوز ہوں۔

## تنگ نظری کا مظاہرہ

ماہنامہ ترجمان القرآن بابت ماہ جنوری ۱۹۶۳ء میں مولوی عبدالحمید صاحب صدیقی نے احمدیوں اور دوسرے مسلمان فرقوں کے باہمی اختلافات اور فساد بے تکفیر کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ سوال کیا ہے کہ:۔

"آخر مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کے درمیان بھی تو تعبیر کے کئی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اور ان اختلافات کی بناء پر بعض غیر متوازن لوگ اپنے مخالفین پر کفر کے فتوے صادر کر دیتے ہیں لیکن ان فتووں نے مسلمانوں کی مذہبی اور معاشرتی زندگی پر وہی دوررس اثرات مرتب کئے ہیں جو کہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے اختلافات کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئے ہیں کیا ان فتووں کی وجہ سے امت مسلمہ کے مختلف طبقے ایک دوسرے سے کٹ کر بالکل الگ ہو گئے ہیں کیا اس بناء پر انہوں نے اپنے معاشرتی تعلقات کو یکسر منقطع کر لیا ہے، کیا ایک دوسرے کی اقتداء میں نماز ادا کرنے وفات کے وقت دعائے مغفرت کرنے اور رشتہ ناطہ کرنے میں مسلمانوں کی عام آبادی میں بھی تنگ نظری اور تعصب پایا جاتا ہے جس کا مظاہرہ قادیانی کرتے ہیں"

اس سوال کے جواب میں معاصر "الفضل" نے شیعہ سُنّی کے مذہبی و معاشرتی اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کے دوسرے مختلف فرقوں میں بھی ذرا ذرا سے اختلاف پر دوررس مذہبی و معاشرتی اثرات مرتب ہوئے ہیں گویا بالفاظ دیگر اس نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ قادیانی جماعت نے بھی دوسرے فرقوں کی طرح مسلمانوں سے معاشرتی تعلقات منقطع کر رکھے ہیں۔ حالانکہ بانی سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایات میں وہ تعصب اور تنگ نظری نہیں پائی جاتی، جس کا الزام مولوی عبدالحمید صدیقی نے قادیانی جماعت پر لگایا ہے اور الفضل نے دوسرے مسلمانوں کا حوالہ دیتے ہوئے اسے تسلیم کر لیا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ نے صاف اور کھلے الفاظ میں غیر مکفر مسلمان کا جنازہ بھی جائز قرار دیا ہے اور رشتہ ناطہ کے بارہ میں اگرچہ جماعت کے باہمی تعلقات کو مضبوط کرنے کے لئے آپس کے رشتوں کو ترجیح دی ہے، تاہم غیر از جماعت کے ساتھ رشتہ ممنوع قرار نہیں دیا اور جہاں تک اقتدائے نماز کا تعلق ہے، صرف مکفر مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور یہی لاہوری احمدی جماعت کا مسلک ہے اس سے بڑھ کر خلاف حقیقت نہیں .....

..... کہ الفضل نے مولوی عبدالحمید صدیقی کے الزام کا جو جواب دیا ہے وہ قادیانی جماعت کے بارہ میں تو صحیح ہو سکتا ہے لیکن حضرت بانی سلسلہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اور نہ ان کے مسلک پر چلنے والی لاہوری جماعت اس الزام کی مورد ٹھہر سکتی ہے۔

## ختم نبوّت کی تعبیر

مولوی عبدالحمید صدیقی کے جواب میں "الفضل" نے مسئلہ ختم نبوت کی اس تعبیر کا بھی ذکر کیا ہے جو قادیانی جماعت کی طرف سے کی جاتی ہے وہ لکھتا ہے:۔

"جس قسم کی نبوّت کے اجراء کے احمدی قائل ہیں وہ ہرگز "ختم نبوّت" کے حقیقی مفہوم کے منافی نہیں کیونکہ اگر خاتم النبیّین کے معنے صرف لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ہوتے تو اللہ تعالےٰ ایسی واضح بات کے لئے وہی الفاظ استعمال کرتا جو اس نے دوسرے موقعہ پر کئے ہیں۔ اس ایک بات سے ہی واضح ہوتا ہے کہ خاتم النبیّین کے معنے لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا سے بہت الگ اور بلند تر ہیں امت کے بڑے بڑے جید اہل علم حضرات اس کو بیان کرتے آئے ہیں کہ اب ایسا نبی نہیں آسکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر کوئی نیا پیغام لائے البتہ اس معنی میں نبوّت جاری ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی ایسے شخص کو مبعوث کرے جو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کا عکس ہو اور آپ کی رسالت ہی کو دنیا میں اجاگر کرے اس طرح احمدی ختم نبوّت کی تعبیر میں منفرد نہیں ہیں"

ختم نبوّت کی اس تعبیر کے بارہ میں ہم معاصر "الفضل" سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا کے الفاظ کس کے بارہ میں

کہے گئے اور کس نے کہے ؟ کیا یہ اللہ تعالےٰ کے الفاظ ہیں ؟ جو کسی رسول کے حق میں کہے گئے - کیا کسی رسول کے ماننے والوں کے الفاظ ہیں ؟ ہمارے معاصر کو اعتراف ہوگا کہ یہ دونوں باتیں نہیں، پھر یہ کس کے الفاظ ہیں اور کس کے متعلق کہے گئے ہیں ؟ قرآن کریم کی جس آیت کے یہ الفاظ ہیں اس کے سیاق و سباق کو پڑھیئے فرماتا ہے :-

ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینات فما زلتم فی شک مما جاءکم بہ حتیٰ اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا کذالک یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب۔ قرآن کریم کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا کہنے والے وہ لوگ تھے جو سرے سے سلسلہ رسالت ہی کے منکر تھے وہ حضرت یوسف کی زندگی میں ان کی تکذیب کرتے رہے اور ان کے فوت ہونے کے بعد انہوں نے کہدیا کہ چلو چھٹی ہوئی اب اس کے بعد کوئی رسالت کا دعویٰ لے کر نہیں آسکے گا -

الفضل کا یہ کہنا کہ اگر ختم نبوت کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی رسول نہیں آئیگا تو اللہ تعالےٰ نے بھی لن یبعث اللہ رسولا کے الفاظ استعمال کرتا کس قدر بے محل اور غیر موزوں ہے جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے معنے ہی یہ کئے ہیں کہ لانبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکے گا تو پھر یہ کہنا کہ اللہ تعالےٰ نے لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا کیوں نہ کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا ہے -

پھر جن جید اہل علم حضرات کا ذکر کیا گیا ہے ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کہاں انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو بھی ان معنوں میں اجرائے نبوت کو تسلیم کیا ہے، اور امت محمدیہ میں کتنے نبی تیرہ سو برس میں آچکے ہیں وجس ظلی نبوت کے اجراء کا الفضل نے ذکر کیا ہے، اسکو تو امت کے جید اہل علم حضرات نے ولایت و محدثیت قرار دیا ہے نہ کہ نبوت سمجھ نہیں آتا کہ ان کے صریح بیانات کے باوجود جو پیغام صلح میں کئی مرتبہ درج ہوچکے ہیں الفضل کو کیوں اجرائے نبوت پر اصرار ہے، اور اس کے باوجود وہ ختم نبوت کی تعبیر میں اپنے آپ کو اور اپنی جماعت کو منفرد قرار نہیں دیتا -

# مسلم ہائی سکول میں یوم والدین

۱۲ر جنوری ۱۹۶۳ء کو مسلم ہائی سکول لاہور میں یوم والدین منایا گیا - صبح ۹ بجے سے دس بجے تک اساتذہ اور طلباء کے سرپرستوں کی ملاقات ہوئی اور بچوں کے متعلق تبادلہ خیالات ہوا -

اس کے بعد جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی - مختلف جماعتوں کے طلباء نے اسلام اور خاتمیت شعار ... اصلاحی کردار اور اسلام و تعلیم پر تقاریر کیں، جو بہت پسند کی گئیں - طلباء کی تقاریر کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب نے طلباء اور ان کے سرپرستوں سے چند منٹوں کے لئے خطاب کیا -

آپ نے سکول کی مختصر تاریخ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ جو مسلم کالج بننے کی وجہ سے سکول میں جگہ کی قلت محسوس کی گئی ہے لیکن اس سے ہارے حوصلے پست نہیں ہوئے - ہم ان دقتوں کو دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں -

آپ نے فرمایا :-

بچے کی مناسب ذہنی نشوونما کے لئے ایک ایسے دلچسپ اور فرحت انگیز ماحول کی ضرورت ہے جس میں رہ کر کسی تکلیف یا مزاحمت کے بغیر وہ اپنی فطری صلاحیتوں کو پروان چڑھا کر انجام کار ایک مہذب شہری بن سکے اور فنی تربیت حاصل کر کے معاشی آسودگی حاصل کر سکے -

آپ نے فرمایا کہ تعلیم کا مقصد انسان میں حسب منشا خاطر خواہ اور مفید معاشرتی تبدیلیوں کا پیدا کرنا ہے جن کے پیدا ہونے کے بعد وہ اپنے معاشرے میں صحیح اور متمدن زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائے یعنی اس میں علمی فضیلت اور اخلاقی وقار پیدا ہو جائے - یہ چیزیں انسان کے اخلاقی کردار میں ظاہر ہوتی ہیں اور ان پر مکتب - مسجد - کتب خانہ - سینما - ریڈیو - اخبار اور دیگر معاشرتی ادارے اثر انداز ہوتے ہیں اگر ان تمام ذرائع کے باوجود ہم طلباء کے کردار میں خاطر خواہ تغیر پیدا کرنے میں ناکام رہیں تو ہماری تعلیمی کوششیں رائیگاں جائیں گی -

آپ نے بتایا کہ بچوں کی تعلیم کا اصل مقصد یہ ہے کہ ان کے کردار کی مناسب اصلاح کی جائے تاکہ بالغ ہو کر وہ معاشرہ میں اعلیٰ مقام حاصل کر سکیں -

اس مقصد کے لئے معلم، متعلم اور سرپرستوں میں اشتراک عمل اور خوشگوار فضا کا موجود ہونا ضروری ہے - بچے کے کردار کی تشکیل پر سکول اور گھر کا ماحول اثر انداز ہوتا ہے - اس ماحول میں یکسانیت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ اساتذہ اور سرپرستوں میں اکثر ملاقاتیں ہوں اور بچے کے کردار کی تعمیر کے متعلق باہمی تبادلہ خیالات ہوتا رہے ورنہ کردار کی تشکیل ادھوری اور تشنہ تکمیل رہے گی -

آپ نے فرمایا - اس ضمن میں ایک اہم بات یہ ہے کہ استاد بچے کی فطرت کو سمجھ کر اس کے لئے ایک ایسا آسان اور فرحت انگیز طریق تعلیم اختیار کرے جو بچے کی طبیعت پر گراں نہ گذرے اور جو اس کی زندگی کے تقاضوں سے مطابقت رکھتا ہو -

ان مقاصد کے حصول کے لئے بنیادی ضرورت یہ ہے کہ ابتدائی سکول ... پایہ کے ہوں اور ان میں جدید طریقہ تعلیم رائج ہو تاکہ بچے کو سکول اور تعلیم کے ماحول سے انس اور محبت پیدا ہو جائے - اس غرض کے لئے ضروری ہے کہ چھوٹے بچوں کے لئے کنڈر گارٹن طرز کے جونیئر ماڈل سکول کھولے جائیں - جہاں بچے موزوں ماحول میں تعلیم کے ساتھ عادات کی تربیت بھی حاصل کر سکیں -

آپ نے بتایا کہ اگر اللہ تعالےٰ نے ہمیں توفیق دی تو ہمارا ارادہ ہے کہ ... قریب میں ہم اس سکول کے ساتھ ایک جونیئر ماڈل سکول اور سیکنڈری سکول کے ساتھ فنی تربیت کا انتظام کریں - یہ کام بغیر سرمایہ کے تکمیل نہیں پا سکتا -

اس لئے ہم آپ جیسے متمول اور مخیر حضرات سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان مقاصد کی تکمیل کے سلسلہ میں آپ سرمایہ کی فراہمی میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے -

جونیئر ماڈل سکول کے لئے پانچ ہزار اور فنی تربیت کے لئے شروع میں دس ہزار روپے سے کام چلایا جا سکتا ہے -

ہیڈ ماسٹر صاحب کی تقریر کے بعد جناب رشید احمد صاحب (دگار ڈین) نے جو اس جلسہ کی صدارت کر رہے تھے بڑے اچھے الفاظ میں اس جلسہ کی کارروائی کی تعریف کی اور آپ نے فرمایا کہ بچوں کی تقاریر بہت عمدہ تھیں اور وہ اس سے بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں - انہوں نے تجویز کی کہ اس طرح کے جلسے سال میں کئی دفعہ ہونے چاہئیں تاکہ اساتذہ اور سرپرستوں میں تعاون کی راہ تلاش کی جاسکے -

اس کے بعد اساتذہ اور سرپرستوں کے مابین والی بال کا میچ ہوا اور مہمان حضرات کی چائے سے تواضع کی گئی - چائے کے دوران میں ہی ایک حضرات نے ہر طرح سے مدد دینے اور دست تعاون بڑھانے کی پیشکش کی جسے شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا -

ہم ہو جائے -

## انتقال پُرملال

وزیر آباد میں حکیم اللہ دتہ صاحب کی اہلیہ محترمہ وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون - ہمیں حکیم صاحب اور ان کی صاحبزادیوں سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت نصیب کرے - احباب لاہور سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے

## احمدیہ ہال کے لئے امداد

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے توسط سے ایک معلوم الاسم دوست نے احمدیہ ہال کی تعمیر کے لئے مبلغ ایک سو روپے کا چیک ارسال فرمایا ہے، جزاکم اللہ خیرا -

# اخبارِ احمدیہ

— لاہور میں رمضان شریف کا مہینہ ۲۷ر جنوری سے شروع ہوا، جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قاری حافظ محمد دوستان صاحب نماز تراویح میں قرآن شریف سنا رہے ہیں -

— احمدیہ بلڈنگس میں محمد اقبال صاحب چغتائی کے والد صاحب بیمار ہیں -

— ڈاکٹر محمود احمد صاحب داؤد زئی بھکر میں صاحب فراش ہیں اور بعض دوست بیماریوں یا مشکلات کے باعث گھر سے بے گھر ہیں ان سب کے لئے رمضان شریف میں بالخصوص دعا فرمائی

# زمین و آسمان نباتی اجسام، انسانی سوسائٹی اور معاشرہ میں توازن اور اس کی برکات

## کائنات کے اندر جسمانی پرورش کا سامان رکھا گیا ہے اور روحانی پرورش کیلئے قرآن اتارا گیا ہے

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۲۵ جنوری ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الرحمٰن - علم القرآن - خلق الانسان - علمہ البیان - الشمس والقمر بحسبان - والنجم والشجر یسجدان
—— فبای آلاء ربکما تکذبٰن ——
—— سورۃ الرحمٰن ——

### انسانیت کے لئے سبق

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے انسانیت کے لئے کئی ایک سبق بیان کئے ہیں۔ انسان کی جبلت یہ رکھی گیا ہے کہ وہ ہر کمال کی تعریف کرتا ہے۔ جہاں کہیں اُسے کمال و جمال نظر آیا وہ اس کی تعریف کرنے سے رہ نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ بات بھی انسانی جبلت میں ہے کہ احسان کے سامنے اس کی گردن جھک جاتی ہے۔

### خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی اور علم و حکمت

انہی دو باتوں کو یہاں بیان فرمایا گیا ہے۔ کہ ہم نے ساری کی ساری کائنات کو انسان کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ موجودات عالم انسان کی ہر آن ہر لحظہ خدمت گذاری میں مصروف ہیں۔ اس کا سورج، اس کا قمر۔ اس کے ستارے اس کی فضاء اور اس کی زمین، اس کے پہاڑ، اس کے دریا اور سمندر، یہ تمام کی تمام چیزیں جس قدر ہیں۔ انسان کے لئے ہیں۔ انسان کو پیدا کیا تو اس کی زندگی کے قیام کے لئے بڑے پیمانے پر ان چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ ان کی انتہا نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ چیزیں پیدا کر کے انسان پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی قدرت اور علم کی بھی ثبوت دیا ہے۔ اس زمین پر جس قدر چیزیں ہیں۔ ان سب کی ہم کو ضرورت ہے خشکی پر کتنی چیزیں ہیں، پہاڑوں پر کس قدر درخت ہیں جڑی بوٹیاں ہیں۔ نباتات اور معدنیات ہیں چشمے بہہ رہے ہیں۔ میلانوں میں سبزی ہے، غلہ جات ہیں، پھل ہیں، پھول ہیں۔ سمندر میں لا انتہا مچھلیاں ہیں، یہ تمام چیزیں ہمارے لئے پیدا کی گئی ہیں۔

### روح کی تربیت کا سامان

فرمایا جہاں انسان کے جسم و جان کے قیام اور تربیت کے لئے اتنا کچھ سامان کیا ہے وہاں اس کی روح کی تربیت کے لئے سامان مہیا کیا اور وہ تعلیمات قرآن میں ہیں۔ ہماری پرورش ناقص رہ جاتی اگر روح کے لئے کوئی سامان پرورش اور تربیت کا نہ ہوتا۔ چنانچہ جسم کے لئے بھی سامان بنائے اور روح کے لئے بھی سامان عطا کیے۔

### رحمانیت کا تقاضا

الرحمٰن - علم القرآن - وہ رحمٰن ہے۔ اس کی رحمانیت کا تقاضا ہے کہ انسان کی جسمانی اور روحانی تربیت کا سامان کیا۔ انسان جب پیدا ہوا اس کا کوئی مطالبہ نہ تھا۔ اس کا کوئی سوال نہ تھا۔ وہ کچھ مانگ نہیں سکتا تھا۔ اب بھی انسان نہیں جانتا کہ اسے جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنے کے لئے کتنی چیزوں کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر جانتا ہوگا لیکن ہر انسان نہیں جانتا۔ یہ اس رحمان خدا کی رحمانیت کا تقاضا ہے کہ اس نے انسان کی ہر ضرورت کے لئے چیزیں پیدا کی ہیں۔ سورج کی حرارت و روشنی، قمر کا ضیاء، تاروں کی دھیمی روشنی اور رعنائی۔ بارشوں کی آمد۔ موسم کی تبدیلی۔ یہ کسی انسان کے بس میں ہے؟ اور ان کی طرف سے برکات کی بارش ہے۔ ایک ہی وقت میں حکمت بھی ہے بے اندازہ علم بھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ افضال اور رحمتوں کی بارش بھی ہے یہ انسان کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے بیان کیا ہے خدا تعالےٰ نے انسان کو حکم نہیں دیا۔ بلکہ اس کی فطرت کو جگایا ہے کہ خود اس کی طرف آئے۔

### نظام فلکی میں توازن

فرمایا والسماء رفعھا۔ آسمان کی بلندیوں کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ستارے فضا میں معلق ہیں۔ کوئی انسان ایک دوّنی اور ایک پیسا بھی اس ہوا میں معلق کر نہیں سکتا یہ زمین سورج کے مقابلہ میں بہت چھوٹی ہے اور سورج اتنا بڑا کرہ ہونے کے باوجود فضا میں معلق ہے۔ چاند معلق ہے۔ سورج اور قمر چلتے ہیں کل فی فلک یسبحون تمام سیارے چل رہے ہیں۔ یہ نظام فلکی گردش میں بھی ہے اور معلق بھی۔ بڑا علم فزکس، ریاضی۔ اور کیمسٹری کا ہے اس کے علوم کی بہت بڑی نمائش ہے اس اجرام سماوی میں توازن اور اعتدال ہے۔ اور ایک توازن اور اعتدال قائم کر رکھا ہے۔ فرمایا والسماء رفعھا ووضع المیزان۔ آسمان کے اجرام کو بلند کیا ہے اور ایک توازن قائم کر رکھا ہے۔ اس توازن کے اندر برکت ہے۔ اگر ان کے اندر توازن نہ ہو تو نباتات چرند، پرند، اور انسانی زندگی اور اس کی برکات سے متمتع نہ ہو سکیں۔ اس توازن کی وجہ سے زندگی کی گرم بازاری ہے خدا تعالےٰ کی کتنی بڑی حکمت اور طاقت و قدرت اور علم ہے۔ ایک اور چیز یہاں بیان کی گئی ہے۔ فرمایا والشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان۔ سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ گردش کرتے ہیں، ان میں نہ تیزی پیدا ہوتی ہے اور نہ سست روی۔

### خدا کی تلاش

روسی مخول کرتے ہیں کہ ہم آسمان پر گئے لیکن ہمیں کہیں خدا نظر نہ آیا۔ انہیں خیال کرنا چاہیئے کہ انسان کی دنیا میں ریلوں، کاروں، موٹروں کی ٹکر ہوتی ہے روزانہ جانی و مالی نقصان ہوتے رہتے ہیں۔ روس، جرمنی انگلستان، امریکہ اور یورپ، ہر ملک میں ریلوں اور کاروں کا تصادم ہوتا رہتا ہے۔ کرسمس میں سینکڑوں انسان انسانیت کے ہجوم کی وجہ سے مرتے ہیں۔ ان ایام میں انسانوں کا سیلاب ہوتا ہے جو نیچے دب گیا وہ مارا گیا۔ بے اندازہ موتیں ہر سال ہوتی ہیں انسان کا بچہ یہ انتظام کیوں نہیں کر لیتا کہ کوئی تصادم نہ ہو اور نہ ہجوم میں ہر سال آدمی ہلاک نہ ہوں۔ خدا کو آسمان پر ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے۔ آج جنوری میں روس کے علاقہ میں برف باری ہے۔ روس کے باشندے ہر سال برفباری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح آجکل شدت کی برفباری کے باعث جرمنی میں، انگلستان میں اور امریکہ میں سینکڑوں کی تعداد میں انسان ہلاک ہوتے ہیں۔ یہاں تمہاری سائنسدانی کہاں چلی جاتی ہے۔

### انسان میں توازن

انسان کے اندر بھی توازن قائم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسکم۔ ہم اپنی نشانیاں کائنات میں بھی دکھاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ خود انسان کی ذات میں بھی اس کی نشانیاں موجود ہیں۔ انسان بیمار ہو جاتے ہیں، کبھی

معبد خون کبھی سرخ خون کم ہو جاتا ہے۔ کبھی کیلشیم کم ہو جاتا ہے۔ کبھی لوہا کم ہو جاتا ہے، کبھی اس کی کمی اور کبھی اس کی کمی کی وجہ سے انسانی جسم کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ انگلستان میں ۹/۲ فٹ برفباری ہوئی۔ مواصلات منقطع ہو گئے گاڑیں کھڑی کی کھڑی رہ گئیں۔ آج کل کوئلہ کا قحط ہے۔ کوئلہ اور خوراک ندارد، یہ حالت اور خدا کا انکار ہے۔

## شمس و قمر کا زمین سے ربط

فرمایا کہ سورج اور چاند کا ربط چھوٹے پودوں اور بڑے درختوں کے ساتھ ہے۔ اس کی وجہ سے زمین پر روئیدگی اور نباتات ہے، سورج اور قمر کے اندر قوت ارادی نہیں، ان کے اندر اختیار نہیں ہے۔ زمین کو علم نہیں کہ مجھ پر گہما گہمی سورج اور چاند کی وجہ سے ہے۔ سورج اور زمین میں باہمی رابطہ قائم ہے۔

## اللہ تعالیٰ کا فیض عام

خدا تعالیٰ نے دو رابطوں کا ذکر کیا ہے اس کے اندر اس کی قدرت نمائی ہے طاقت بھی ہے حکمت بھی اور احسان اور مہربانی بھی ہے۔ وہ الرحمٰن ہے اس کا فیض عام ہے وہ کسی کی توجہ النعمت اور التماس پر مہربانی نہیں کرتا۔ بلکہ از خود کرم نوازی فرماتا ہے۔ مسلمان اور کافر کے لئے اس کے یکساں قانون ہیں۔ وہ اس نظام میں اس بات کی تھوڑی کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ میرا کون منکر ہے اور کون مومن۔ یہ رحمانیت کا سبق بھی قرآن نے دیا ہے کہ خدا ساری عالم انسانیت پر رحم کرتا ہے۔ سکھ۔ ہندو۔ چوڑھا۔ چمار، عیسائی، مسلمان ہر کسی پر اس کی رحمانیت کا فیض عام ہے۔ اس کائنات میں اس کے فیضان کے دریا بہتے ہیں، علم القرآن۔ اس نے اپنی رحمانیت سے ہی قرآن کی تعلیم دی ہے۔ اپنی رحمانیت سے ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا آپ کے ذریعہ سے قرآن بھیجا اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو باخدا بنایا، اس کی تعلیمات سے خدا کے مقربین پیدا ہوئے۔

## انسانی جسم میں اور سوسائٹی میں توازن کی ضرورت

فرمایا الا تطغوا فی المیزان۔ تمہارے معاشرے کے اندر میزان اور توازن ہونا چاہیئے۔ تمہارے جسم کے اندر توازن کبھی کبھی خراب ہو جاتا ہے تو تم علاج معالجہ کرتے ہو ٹیکے لگواتے ہو۔ اسی طرح کبھی کبھی سوسائٹی میں بھی توازن بگڑ جاتا ہے۔ فرمایا لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان یقوم الناس بالقسط ہم نے تمہارے اندر رسول بھیجے ہیں کھلے کھلے دلائل دے کر اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان بھی نازل کی تاکہ لوگ عدل و انصاف سے کام لیں اور توازن برقرار رکھیں یہاں فرمایا ولا تخسروا فی المیزان۔ توازن میں گڑبڑ پیدا نہ کرو، سرکشی اختیار نہ کرو۔ سرگودھا میں

ایک صاحب صالح محمد تھے۔ وہ بیمار ہو کر لاہور آئے میں بیمار پرسی کے لئے گیا۔ انہوں نے بتایا کہ میری خوراک یہ ہے صبح مرغ۔ دوپہر مرغ۔ شام مرغ اور رات مرغ۔ میں نے کہا وہی مرغ اڑ کر تمہارے گھٹنوں میں آ کر جمع ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنا توازن خراب کر رکھا تھا۔ قرآن کریم نے ہدایت دی ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ کھاؤ پیو لیکن اندازے کا کھاؤ پیو۔ ایک صاحب نہایت شریف ذہین آدمی تھے۔ جب وہ چار بجے آتے اپنے ساتھ ایک ساتھی لے آتے اور شطرنج کھیلنے میں مصروف ہو جاتے۔ رات کے بارہ بج جاتے۔ چائے برابر حاضر ہوتی رہی، وہ جوانی میں مر گئے۔ کوئی بداخلاقی کرتا ہے۔ کوئی رشوت لیتا ہے کوئی غبن کرتا ہے، ایسا شخص قوم کا توازن برباد کر دیتا ہے کوئی فقر و فاقہ کی وجہ سے چوری کرتا ہے۔ ڈاکہ زنی کرتا ہے وہ بھی ملت کے توازن کو برباد کرتا ہے۔ کبھی کوئی اعلیٰ افسر اپنے ماتحت ملازمین کے حقوق کی حق تلفی کرتا ہے وہ معاشرہ کے توازن کو بگاڑتا ہے۔ فرمایا واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان

## توازن کی برکات

تو خدا تعالیٰ نے جہاں اپنی قدرت اور افضال کا ذکر فرمایا ہے ستاروں، سورج اور قمر کا زمین سے ربط قائم ہونے کا ذکر کیا ہے اور اس ربط کی برکات کا ذکر کیا ہے وہاں انسان کو یہ بھی سبق دیا ہے کہ کوئی سوسائٹی، کوئی معاشرہ، کوئی شہر اور کوئی ملک اسی وقت تک قائم رہ سکتا ہے جب تک انسان قوم میں توازن قائم کرتے ہوئے ترقی کرتے ہیں۔ اسی میں قوم کی قوت کا راز مضمر ہے اور اسی سے قوم کی عزت و عظمت بڑھتی ہے۔

---

## جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا اعلان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قادیانی اور غیر احمدی احباب کی خاطر جناب میاں محمود احمد صاحب کا ایک بیان شائع کیا ہے۔ جو ۱۹۵۲ء میں جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب اور خواجہ نذیر احمد صاحب کے استفسارات کے جواب میں انہوں نے دیا تھا۔ اس بیان میں انہوں نے اپنے سابقہ عقائد کے خلاف حضرت مسیح موعود کو نبی اور آپ کے نہ ماننے والوں کو کافر کہنا ترک کر دیا تھا۔ میاں صاحب موصوف کا یہ بیان سول اینڈ ملٹری گزٹ الفضل اور پیغام صلح میں شائع ہوا تھا۔ انجمن نے اس غرض کے لئے یہ بیان ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا ہے کہ قادیانی اور غیر از جماعت احباب تک اس ٹریکٹ کو پہنچایا جائے۔ جو صاحب اسے خود پڑھنا اور دوسروں تک اسے پہنچانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ سے مفت منگوا کر تقسیم کریں۔

پتہ:- حبیب الرحمٰن صادق
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور

## نیو مسلم کالج یونین کی قومی اسمبلی کا اجلاس

۲۶ جنوری ۱۹۶۳ء کو نیو مسلم کالج میں، کالج یونین کے زیر اہتمام پاکستان قومی اسمبلی کے طرز پر ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں اراکین یونین اور پروفیسر صاحبان نے بطور اراکین حکومت و ممبران اسمبلی حصہ لینے سے حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے طریق پر بحث کا پورا نقشہ پیش کیا۔ ایم۔ ایس بھٹی پرنسپل کالج نے سپیکر کے فرائض انجام دیئے، جن کے ساتھ پولیس کی وردی پہنے ہوئے ایک باڈی گارڈ بھی تھے اور ایک عصابردار بھی۔ حزب اقتدار کے قائد جناب محمد سلیم و محمد الیاس تھے اور حزب اختلاف کی قیادت پروفیسر نور الحق صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ کی۔

بحث کا آغاز پروفیسر نور الحق صاحب قائد حزب اختلاف نے کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ پاکستان کی موجودہ خارجہ پالیسی اس کے لئے مفید ہونے کے بجائے نقصان دہ ثابت ہوئی ہے، اس پر نظر ثانی ہونا چاہیئے، آپ نے اس ضمن میں امریکہ اور برطانیہ کے جانبدارانہ رویہ اور کشمیر کے معاملہ میں غیر ہمدردانہ طریق عمل کا خاص طور پر ذکر کیا اور اس بات پر بھی زور دیا کہ عام طور پر جو امداد بیرونی ممالک سے ملی ہے، وہ کسی صورت میں کثیر مقدار میں امداد دینے والے ممالک کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ حزب اختلاف کے بعض دوسرے ممبروں نے بھی اس بحث میں حصہ لیا جس کے جواب میں حزب اقتدار کی طرف سے موجودہ پالیسی کی پرزور حمایت کی گئی اور آخر کار رائے شماری پر حزب اقتدار کو فتح حاصل ہوئی

اور بھی بعض ملکی معاملات پر بحث اور نوک جھونک ہوتی رہی جس میں اصل قومی اسمبلی کا پورا نقشہ نظر آتا تھا پروفیسر نصیر احمد صاحب نے حزب اختلاف کی طرف سے ملک کی معاشی اور تعلیمی پسماندگی پر اعتراض کا جواب ایک بھرپور ولولہ انگیز تقریر میں دیا۔ اسمبلی کا یہ اجلاس جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت دلچسپ اور انوکھا تھا ۱۲ بجے شروع ہو کر قریباً دو بجے تک جاری رہا۔ درمیان میں تھوڑے سے وقفہ میں مہمانوں کی تواضع چائے سے کی گئی اور اجلاس کے اختتام پر پرتکلف طعام سے شکم پری کی گئی۔

اس اجلاس کا مقصد فی الحقیقت طلباء کو ان کے مضمون پولیٹیکل سائنس کے موضوع کے مطابق ایسی تربیت دینا تھا کہ وہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ملکی معاملات میں حصہ لینے کے قابل ہو سکیں۔ اس سے قبل بھی طلباء کی مذہبی تربیت اور دینی معلومات کے لئے بھی بعض مجالس کالج میں قائم ہو چکی ہیں اور آئندہ بھی اس بارہ میں وسیع پروگرام پرنسپل صاحب کے پیش نظر ہے جو امید ہے طلباء کے لئے بہت مفید ثابت ہو گا۔

---

مولانا حبیب الرحمان صاحب مصری

# کتاب "حقیقۃ النبوۃ" پر تبصرہ

((۱۰))

## قاضی صاحب کی تسلی کے لئے مزید حوالے

گزشتہ قسط میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت سے قبل اخبار غیبیہ براہ راست انبیاء علیہم السلام کو براہ راست ملا کرتی تھی اور ان کے متبعین کو ان کے واسطہ سے ملا کرتی تھی لیکن حضرت نبی کریم صلعم کی آمد سے انبیاء سابقین علیہم السلام کی نبوتیں چونکہ ختم ہو گئیں اس لئے ان کے فیوض بھی بند ہو گئے اس لئے نبیوں کی نبوتوں کے ختم ہو جانے کی وجہ سے ان پر براہ راست جو اخبار غیبیہ کے ملنے کا سلسلہ تھا اس کا بند ہو جانا لازمی تھا جب یہ موہبت براہ راست بند ہو گئی تو اس کا بالواسطہ بند ہو جانا بھی لامحالہ ضروری تھا یہی وہ موہبت تھی جس کے براہ راست بند ہونے کی طرف اشارہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں کیا تھا اور جس کے متعلق تحریر فرمایا تھا کہ اب اخبار غیبیہ کی موہبت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ہی ملا کرے گی کیونکہ آنحضور صلعم نے خاتم النبیین ہونے آخری نبی ہونے کی حیثیت سے تمام انبیاء سابقین کا کام اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔

اس بات کے ثبوت میں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی مراد "اس موہبت" سے اخبار غیبیہ ہی ہیں قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ کی تسلی کے لئے دو مزید حوالے بھی پیش کئے جاتے ہیں۔

### پہلا حوالہ

الوصیت میں اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض رسانی تمام انبیاء سابقین سے بڑھکر ہے فرماتے ہیں:-

"اگر یہ کمال (اخبار غیبیہ کے پانے کا کمال) کسی فرد امت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا تو ختم نبوت کے معنی باطل ہوتے تھے"

### عبارت مندرجہ بالا کا مفہوم

عبارت مندرجہ بالا سے واضح ہے کہ اخبار غیبیہ پانے کا انعام حضرت نبی کریم صلعم کی آمد کے بعد براہ راست بند ہو گیا اگر یہ انعام براہ راست کسی کو مل جائے تو ختم نبوت کے معنی ہی باطل ہو جاتے ہیں کیوں ہو جاتے ہیں اس کی وجہ بالکل صاف ہے کہ یہ انعام نبیوں کی معرفت ہی مل سکتا ہے اور نبیوں کی معرفت ہی ہمیشہ ملتا رہا ہے اور اب جبکہ حضرت نبی کریم صلعم کی آمد سے نبیوں کا سلسلہ بند کر دیا گیا تو یہ اخبار غیبیہ پانے کا انعام صرف اور صرف حضرت نبی کریم صلعم کی معرفت ہی مل سکتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے علاوہ اب کوئی اور ذریعہ اس انعام کے پانے کا رہا ہی نہیں۔ براہ راست مل جانے کے معنی یہ ہوں گے کہ انبیاء کی اتباع کے بغیر بھی انسان خدا تعالے کا ایسا مقرب بن سکتا ہے کہ وہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ مشتمل بر اخبار غیبیہ کے شرف سے مشرف ہو جائے اور یہ اس قانون اور سنت الٰہیہ کے خلاف ہے جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے یعنی صرف نبیوں کی معرفت ہی ایسا قرب خدا تعالے کی طرف سے بندوں کو عطا کیا جائے جس کی طرف سورۃ آل عمران ع ۱۸ کی یہ آیت بھی اشارہ کر رہی ہے وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فآمنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم یعنی خدا کی یہ شان نہیں کہ براہ راست تم کو غیب پر مطلع کرے ہاں وہ رسولوں کو اس کام کے لئے انتخاب کرتا ہے ان کے واسطہ سے تمہیں بھی اس انعام کا وارث بنا سکتا ہے سو اگر تم اس انعام الٰہی کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اگر تم ایمان لے آؤ گے اور ساتھ ہی تقویٰ اختیار کرو گے تو تم کو بھی یہ اجر عظیم مل جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ براہ راست اس انعام الٰہی کو پانے کے نتیجہ میں ختم نبوت کے بطلان کو لازمی قرار دیا ہے۔

### دوسرا حوالہ

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷ و ۲۸ پر حضرت نبی کریم صلعم کی ختم نبوت کی شان کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"آپ خاتم الانبیاء ہیں مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا"

ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم کہلا سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے (کیونکہ مستقل نبیوں کی معرفت ہی یہ انعام ملا کرتا تھا اب مستقل نبی چونکہ صرف نبی کریم صلعم ہی ہیں اس لئے یہ انعام اب آنحضور صلعم کی معرفت ہی مل سکتا ہے) مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلعم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں"

مندرجہ بالا حوالہ بھی نص صریح ہے اس بات پر کہ مکالمہ مخاطبہ کا انعام اب صرف حضرت نبی کریم صلعم کی معرفت ہی مل سکتا ہے اور جو شخص بھی فیض محمدی سے وحی کا انعام پائے گا وہ ظلی نبی کہلائے گا جس کے معنی یہ ہوئے کہ تمام اولیاء جنہوں نے فیض محمدی سے وحی پائی ہے وہ سب ظلی نبی تھے ان ظلی نبیوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی جو خصوصیت ہے وہ میں اپنے سابقہ مضامین میں بیان کر چکا ہوں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

### جناب قاضی صاحب کی پیش کردہ حدیث مع تشریح

جناب قاضی صاحب محترم اپنی کتاب کے صفحہ ۴۳ پر یوں رقمطراز ہیں:-

"خود آنحضرت صلعم فرماتے ہیں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنی نبوت میں سے المبشرات کے سوا کچھ باقی نہیں رہا پس المبشرات کو خود رسول اللہ صلعم نے نبوت میں سے قرار دیا ہے جس کا امت کو ملنے کا وعدہ ہے۔ پس المبشرات یعنی اخبار غیبیہ ہی نبوت کا وہ حصہ ہیں جو قیامت تک کے لئے باقی ہے اور پیشگوئیوں کی کثرت یعنی اظہار علی الغیب کا مرتبہ ہی حضرت مسیح موعود کے نزدیک وہ امر ہے جس کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ پس المبشرات یا اظہار علی الغیب کا مرتبہ ہی نبوت کی حقیقت ذاتیہ ہے آنحضرت صلعم کی اس حدیث کی ترکیب لم یبق من المال الا الفضۃ

کہ مال میں سے چاندی کے سوا کچھ باقی نہیں رہا کی طرح ہے یا لم یبق من الطعام الا الخبز کی طرح ہے کہ کھانے میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے روٹی کے اور یہ ظاہر ہے کہ چاندی مال ہی کی ایک قسم ہے اور روٹی طعام ہی کی ایک قسم ہے اسی طرح لم یبق من النبوۃ الا المبشرات میں المبشرات کا مومن کو ملنا نبوت کی ہی ایک قسم ہے پس المبشرات یا اظہار علی الغیب کا مرتبہ جو رسولوں کو ملتا ہے یہی نبوت کی حقیقت ذاتیہ ہے جب خداتعالیٰ کسی کو نبی اور رسول کہے تو پھر اسے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔"

## حدیث مذکورہ بالا سے قاضی صاحب کے مستنبط کردہ حقائق اور اُن پر تنقید

جناب قاضی صاحب نے بخاری کی حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات سے اپنی مندرجہ بالا تحریر میں مندرجہ ذیل حقائق مستنبط کئے ہیں:۔

(۱)۔ نبوت میں سے المبشرات کے سوا کچھ باقی نہیں رہا یہ الفاظ بتلا رہے ہیں کہ جناب قاضی صاحب اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ نبوت میں المبشرات کے سوا بعض اور اجزاء بھی ہوتے تھے، ان تمام اجزاء میں سے صرف ایک جزو یعنی المبشرات باقی رہ گئی ہے دوسرے اجزاء ختم ہو گئے ہیں نہ معلوم اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد کہ المبشرات صرف ایک جزو ہے جناب قاضی صاحب خالی المبشرات کو کلی نبوت کس طرح قرار دیتے ہیں۔

(۲)۔ المبشرات کو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت میں سے قرار دیا ہے۔ الفاظ "نبوت میں سے" بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کہ قاضی صاحب کے نزدیک بھی المبشرات کو حضرت نبی کریم صلعم بھی جزو ہی قرار دیتے ہیں کل نہیں قرار دیتے کہ اُن کے پانے والے کو کلی نبوت پانے والا قرار دیا جا سکے۔

(۳)۔ المبشرات یعنی اخبار غیبیہ ہی نبوت کا وہ حصہ ہیں جو قیامت تک کے لئے باقی ہے قاضی صاحب کے اس استدلال میں دو لفظ قابل غور ہیں اول "نبوت کا وہ حصہ" یہ الفاظ بھی المبشرات کو نبوت کا جزو ہی ثابت کر رہے ہیں کیونکہ حصہ کسی چیز کا اس کا جزو ہی ہوتا ہے۔

دوسرے "قیامت تک کے لئے باقی ہیں" کے الفاظ بھی قابل غور ہیں یہ الفاظ بھی صاف دلالت کر رہے ہیں کہ قاضی صاحب کے نزدیک المبشرات یعنی اخبار غیبیہ ابتداء اسلام سے لیکر قیامت تک امت کے کاملین کو ملتے رہیں گے جس کے معنی دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ اس وقت تک امت میں ہزاروں نبی کامل پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ قاضی صاحب المبشرات یعنی اخبار غیبیہ پانے والے کو کامل نبی قرار دیتے ہیں لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے کیونکہ قاضی صاحب صرف حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کو ہی کامل نبی مانتے ہیں، ان کا عقیدہ یہی ہے کہ امت میں ابتداء اسلام سے لے کر اس وقت تک صرف ایک ہی کامل نبی پیدا ہوا ہے اور وہ خود حضرت مسیح موعودؑ کی ہی ذات ہے باقی ۱۳۰۰ برس میں امت میں مقام نبوت حاصل کرنے والا کوئی شخص پیدا ہی نہیں ہوا۔

میری مندرجہ بالا تنقید ان الفاظ کو مدنظر رکھکر ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قاضی صاحب کے نزدیک المبشرات یعنے اخبار غیبیہ نبوت کا جزو ہیں۔ قاضی صاحب غور فرمائیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے رؤیا کو بھی نبوت کا چھیالیسواں جزو قرار دیا ہے تو کیا اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ ہر سچا خواب دیکھنے والے مؤمن کو نبی قرار دے دیں گے۔ قاضی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام میں جزوی نبوت کے اجراء کو ثابت کرنے کے لئے مخالف علماء کے سامنے اس حدیث کو بطور حجت پیش کیا ہے اور اپنے لئے جزوی نبی کے استعمال کو جائز قرار دینے کے لئے اس حدیث کو بھی بطور سند لکھا ہے، حضرت اقدس کے اس استدلال کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے جناب قاضی صاحب خدا را غور فرمائیں کہ نبی بناتے بناتے کیا آپ حضرت مسیح موعودؑ کو ایک معمولی عالم کے مقام سے بھی نیچے تو نہیں گرا رہے۔

لیکن آگے چل کر قاضی صاحب کے ایک فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ المبشرات کو نبوت کی قسم قرار دیتے ہیں جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے:۔

"اسی طرح لم یبق من النبوۃ الا المبشرات میں المبشرات کا مومن کو ملنا نبوت کی ہی ایک قسم ہے"

## قسم قرار دینے پر ایک سوال

اس پر میرا سوال یہ ہے کہ الفاظ "من النبوۃ" میں کونسی نبوت مراد ہے۔ آپ نے نبوت کی تعریف تو المبشرات سے ہی کی ہے جبکہ آپ کے نزدیک نبوت سے مراد مبشرات ہی ہوتے ہیں، اور یہ دونوں لفظ ایک دوسرے کے مترادف ہیں تو کیا یہ جملہ کہ مبشرات میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا یا مبشرات مبشرات کی قسم ہے بے معنی نہیں ہوگا اگر آپ یہ کہیں کہ نبوت عامہ یا مطلقہ کی تین قسمیں ہیں (۱) تشریعی (۲) غیر تشریعی مستقلہ (۳) امتی نبی، اس پر میرا سوال یہ ہے کہ آپ نے نبوت عامہ یا مطلقہ کے متعلق یہ لکھا ہے لیست النبوۃ بامر زائد علی الاخبار الالٰھی اور اسی کو آپ نے نبوت کی حقیقت ذاتیہ قرار دیا ہے شریعت اور مستقل ہونے کو آپ نے زوائد قرار دیا ہے تو کیا جب کسی چیز کی تقسیم حقیقت ذاتیہ کے لحاظ سے کی جائے گی تو کیا اس میں زوائد کو بھی مدنظر رکھا جائے گا۔ مثلاً انسانوں میں بعض عالم بھی ہوتے ہیں اور بعض جاہل بھی لیکن انسان کی حقیقت ذاتیہ یعنی انسانیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا انسان کو ان دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے حقیقت ذاتیہ کے اعتبار سے تو تمام انسانوں کی ایک ہی قسم ہوگی اس حیثیت سے وہ مختلف قسموں میں نہیں بٹ سکتے اسی طرح نبوت کو اس کی حقیقت ذاتیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف قسموں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا فتدبر یا اخی ولا تکن من الغافلین۔ آپ نے نبوت کی جو تقسیم کی ہے آپ کو اگر برا نہ لگے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ بھی درست نہیں امتی نبی کے متعلق تو میں گزشتہ اقساط میں ثابت کر چکا ہوں کہ یہ ولی کا ہی دوسرا نام ہے اسی طرح غیر تشریعی نبی بھی ولی کو ہی کہتے ہیں اپنے وقت پر اس کا ثبوت بھی بہم پہنچا دیا جائے گا۔

## دوسرا سوال

دوسرا سوال اس پر میرا یہ ہے کہ "امتی نبی" کا جو مفہوم آپ سمجھتے ہیں اور جس کو لوگوں کے ذہن نشین کرانے کے لئے آپ سارا زور لگا رہے ہیں اس کا تصور تو دنیا میں موجود ہی نہ تھا المبشرات تو حضرت نبی کریم صلعم سے قبل بھی انبیاء سابقین کے متبعوں کو ملتے تھے اگر یقین نہ آئے تو حدیث رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء کو دیکھ لیں اور قرآن کریم میں غیر انبیاء کے ساتھ جو کلام الٰہی درج ہے اسکو بھی مطالعہ کریں پس حضرت نبی کریم صلعم کے اس فرمان سے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات سے کسی کا ذہن اس مفہوم کی طرف کس طرح منتقل ہو سکتا تھا جو آپ پیدا کرنا چاہتے ہیں متکلم وہی قابل قرار دیا جا سکتا ہے جو اپنے مافی الضمیر کو اپنے مخاطبین پر اس خوبی کے ساتھ واضح کرے کہ اس کے بیان میں سامعین کو کوئی الجھن محسوس نہ ہو اس کی غرض و غایت اس کے بیان میں بالکل نمایاں نظر آ رہی ہو اگر حضرت نبی کریم صلعم کے مدنظر وہی مفہوم تھا جو آپ آنحضور صلعم کی طرف منسوب کر رہے ہیں، تو آنحضور صلعم کو وہ مفہوم وضاحت کے ساتھ بیان کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن آنجناب نے تو المبشرات کے ساتھ کوئی ایسی قید نہیں لگائی جو حضور کے لفظ المبشرات کے تصور کو المبشرات کے اس تصور سے ممیز کر دیتی جو المبشرات کے

(باقی بر صفحہ ۱۳)

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

# جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ایک محترم بھائی کے مکتوب کا جواب

برادرم مکرم جناب محمد عبدالحق صاحب مجاہد امرتسری۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا مکتوب گرامی ملا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ آپ نے اپنے مکتوب میں حضرت مسیح موعودؑ کے ان عقائد کی طرف توجہ دلائی ہے جو حضور نے مقدمہ مولوی کرم دین کے سلسلہ میں داخل عدالت کئے تھے اور ان کے متعلق مجھ سے دریافت کیا ہے کہ مجھے ان سے اتفاق ہے یا نہیں۔ سو ذیل میں ان کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتا ہوں۔ نمبر آپ کے ہی درج کر دیئے ہیں۔

(عقیدہ نمبر۸) میں مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود اور امام زمان اور مجدد وقت اور ظلی طور پر رسول اور نبی اللہ ہوں اور مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے۔

الجواب :۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جن عقائد کا اظہار مندرجہ بالا اعلانی بیان میں فرمایا ہے ان سے ہمارا کلی اتفاق ہے۔ حضور بے شک مسیح موعود و مہدی معہود اور امام زمان اور مجدد وقت ہیں اور ظلی طور پر رسول اور نبی اللہ ہیں جس کے معنی حضور کی تمام تحریروں کے مطابق یہ ہیں کہ حضور زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں جیسا کہ حضور نے اپنی کتاب لجۃ النور میں فرمایا قد اتفق اهل القلوب علٰی ان الولایۃ ظل النبوۃ یعنی تمام اہل دل اس بات پر متفق ہیں کہ ولایت ظل نبوت ہوتی ہے برادرم یہی تو دونوں جماعتوں میں اختلاف ہے کہ ظلی بروزی امتی نبی زمرۂ انبیاء کا فرد ہوتا ہے یا زمرۂ اولیاء کا۔ جماعت لاہور کے نزدیک ایسا شخص زمرۂ اولیاء کا فرد ہوتا ہے اور جماعت ربوہ کے نزدیک زمرۂ انبیاء کا فرد ہوتا ہے۔ ورنہ ظلی نبی کے لفظ سے کس کو انکار ہے۔ حضرت اقدسؑ کی تحریریں اس اختلاف میں جماعت لاہور کے حق میں ڈگری دے رہی ہیں۔ اسی طرح وحی جو حضور پر نازل ہوتی تھی اس کے متعلق بھی اختلاف اسی بات میں ہے کہ وہ وحی وحی نبوت تھی یا وحی ولایت[۲] جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور آنحضرت صلعم کی اتباع سے اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اسی طرح لفظ رسول اور نبی اللہ کے متعلق بھی بالصراحت فرمایا کہ یہ الفاظ حدیث میں اور میرے الہامات میں میرے لئے محض لغوی معنی میں استعمال ہوئے ہیں اصطلاحی اصطلاح میں استعمال نہیں ہوئے محض لغوی اصطلاح اور اسلامی اصطلاح دونوں الگ الگ ہیں۔ پس برادرم اگر آپ حضرت مسیح موعود کی ایک تحریر بھی ایسی پیش کر دیں (بشرطیکہ حضور کی اپنی تحریر ہو ڈائری نہ ہو کیونکہ ڈائری اگر تحریر کے خلاف ہو تو وہ نہ قابل قبول ہو سکتی ہے نہ قابل سند اس پر دونوں جماعتیں متفق ہیں) جس میں حضور نے اپنی وحی کے متعلق لکھا ہو کہ میری وحی وحی ولایت نہیں بلکہ وحی نبوت ہے۔ اسی طرح اگر آپ حضور کی ایسی تحریر دکھلا دیں جس میں حضور نے اپنے آپ کو اسلامی اصطلاح میں نبی لکھا ہو تو میں اپنی ساری تحریریں واپس لے لوں گا ورنہ آپ کو اپنا عقیدہ حضور کی اتباع میں ترک کر کے حضور کو زمرۂ اولیاء کا فرد یقین کر لینا چاہیئے اور یہی تقویٰ کا تقاضا ہے۔

ہمارے امام حضرت مسیح موعود ہیں اس لئے ان کے مقام کے متعلق صرف انہی کے اقوال اور انہی کے دعاوی حجت اور قابل سند ہو سکتے ہیں، ان کے مقابلہ میں کسی شخص کے اقوال قابل اعتناء نہیں ہو سکتے خواہ وہ کتنی بڑی ہی شخصیت کا مالک کیوں نہ ہو۔

(عقیدہ نمبر۹) مسیح موعود اس امت کے تمام گذشتہ اولیاء سے افضل ہے۔

الجواب :۔ مجھے اس سے کلی اتفاق ہے۔

(عقیدہ نمبر۱۰) مسیح موعود میں خدا نے تمام گذشتہ انبیاء کی صفات اور فضائل جمع کر دیئے ہیں۔

الجواب :۔ گذشتہ انبیاء کے ناموں سے جو حضور کے الہامات میں حضور کو پکارا گیا ہے اس کی حکمت پر بحث کرتے ہوئے حضورؑ اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۸۹ پر فرماتے ہیں :۔

"ایسا ہی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام احمد اور محمد بھی رکھا اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جیسا کہ آنحضرت صلعم خاتم نبوت ہیں ویسا ہی یہ عاجز خاتم ولایت ہے (برادرم خاتم ولایت کے لفظ پر غور فرمائیں۔ ازناقل) اور بعد اس کے مہری نسبت براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں یہ بھی فرمایا جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی رسول خدا تمام گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے پیرایوں میں اس وحی الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لے کر اخیر تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ دیا گیا ہے۔ (کچھ حصہ کے الفاظ بھی ذہن میں رکھیں ازناقل) اور ایک بھی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے خواص یا واقعات میں سے اس عاجز کو حصہ نہیں دیا گیا ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے اسی پر خدا نے مجھے اطلاع دی ہے"۔

اسی طرح حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۰ میں فرماتے ہیں :۔

" ہر ایک نبی کی خاص صفت اس میں موجود ہے۔"

اسی طرح تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵ پر فرماتے ہیں :۔

"سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ ظہور ہو"

عقیدہ نمبر۱۰ کو میں حضورؑ کی مندرجہ بالا تشریح کے ساتھ تسلیم کرتا ہوں۔

(عقیدہ نمبر۱۲) امت محمدیہ کا مسیح اور اسرائیلی مسیح دو الگ الگ شخص ہیں اور مسیح محمدی اسرائیلی مسیح سے افضل ہے۔

الجواب :۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مسیح محمدی اسرائیلی مسیح سے افضل ہے لیکن فضیلت کو حضور نے جزوی ہی قرار دیا ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے باوجود افضل ہونے کے حضور نے فضیلت جزوی ہی ہمیشہ قرار دی ہے کبھی بھی کلی فضیلت کا دعوےٰ نہیں کیا اور جماعت بھی حضور کی زندگی تک جزوی فضیلت کی ہی قائل رہی ہے۔ اگر حوالے درکار ہوں تو پیش کر دیئے جائیں گے۔ ان عقائد سے تو ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضور نے اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دیا ہو۔

نوٹ :۔ میرے پاس مسل مقدمہ کی نقل نہیں ہے آپ پر حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے جو الفاظ آپ نے نقل کئے ہیں انہی الفاظ کے مطابق جواب لکھ دیا ہے الفاظ کی صحت کی ذمہ داری آپ پر ہے۔

برادرم آپ نے اختلافی مسئلہ نبوت کے فیصلہ کے لئے ایک تجویز لکھی ہے اور وہ یہ کہ امیر جماعت احمدیہ لاہور یعنی حضرت امولنا مولوی محمد علی صاحب مرحوم ومغفور کی اس بارے میں قبل از اختلاف

۲ حضرت اقدسؑ [illegible]

تمام تحریرات من وعن بغیر کسی حاشیہ کے شائع کر دی جائیں۔ اسی طرح جناب میاں محمود احمد صاحب کی تحریریں بھی بغیر کسی حاشیہ آرائی کے شائع کر دی جائیں۔

واضح ہو کہ میرے نزدیک آپ کی یہ تجویز احباب جماعت کو کسی مفید اور قطعی نتیجہ پر پہنچانے کا موجب نہیں ہو سکتی اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت وہ تحریریں لکھی گئیں اس وقت ساری جماعت لفظ نبی کے اس مفہوم کو اچھی طرح جانتی اور سمجھتی تھی جس مفہوم میں حضرت مسیح موعود اور سلسلہ کے علماء جو حضرت اقدس کے مذہب کو اچھی طرح سمجھتے تھے اس لفظ نبی کو استعمال کیا کرتے تھے اور وہ مفہوم یہی تھا کہ محض لغوی اور مجازی معنی اس لفظ سے مراد لئے جاتے تھے۔ اسلامی اصطلاح جو محض لغوی معنی کے مقابلہ میں تھی اس لفظ نبی سے ہرگز مراد نہ سمجھی جاتی تھی۔ اسی طرح لفظ نبی سے بھی ظلی اور بروزی نبوت ہی مراد لی جاتی تھی، جس کا مفہوم دوسرے لفظوں میں ولایت ہوا کرتا تھا اس بارے میں جماعت میں قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا چنانچہ اس بارے میں علماء سلسلہ کی تحریریں میں اخبارات سے شائع بھی کر چکا ہوں۔ چونکہ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے آپ اخبار پیغام صلح کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں اس لئے آپ کی نظر سے وہ تحریریں ضرور گزری ہوں گی۔ پس اس زمانہ میں کسی حاشیہ آرائی یا تشریح کی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی (اگرچہ بعض جگہ حضرت مولانا مرحوم و مغفور نے تشریح بھی فرما دی ہوئی ہے) کیونکہ حضرت اقدس کی تشریحات کافی سمجھی جاتی تھیں اور ہر احمدی اُن سے واقف تھا لیکن اب آپ کی جماعت کی حالت بالکل بدل چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کی تشریحات کو پس پشت پھینکا جا رہا ہے اور جناب میاں محمود احمد صاحب کی تشریح کو حضرت مسیح موعود کی تشریح پر ترجیح دی جاتی ہے حالانکہ خدا کی طرف سے حکم و عدل مسیح موعود تھے نہ کہ جناب میاں محمود احمد صاحب۔

جناب میاں محمود احمد صاحب نے پرانے احمدیوں کو یہ کہکر ہمیشہ کے لئے خاموش کرا دیا کہ ان کو اگر اپنے عقیدہ یا ان کی تشریح سے اختلاف ہو تو وہ اسے دل میں تو رکھ سکتے ہیں لیکن اس کے اظہار کی ان کو اجازت نہیں۔ اس قید کا نتیجہ لازمی طور پر یہی نکلنا تھا کہ حضرت مسیح موعود کے صحیح مذہب کو سمجھنے والے پرانے احمدی اپنے سینوں میں ہی اس صحیح مذہب کو لے کر دنیا سے گذر گئے اور نئی پود جو تیار ہوئی وہ جناب میاں صاحب کے عقیدہ کے مطابق تیار ہوئی اور جناب میاں صاحب کے عقیدہ کی پیروی نے ان کے ذہنوں میں یہی راسخ کر دیا کہ جہاں کہیں حضور کی کتب میں لفظ نبی نظر پڑا فوراً اس سے حقیقی نبی۔ اسلامی اصطلاح والا نبی زمرۂ انبیاء کا فرد یقین کر لیا۔ اور حضور کی اس وحی کو وحی نبوت قرار دے لیا۔

چونکہ آپ کی موجودہ جماعت کی پرورش اسی عقیدہ پر ہوئی ہے اس لئے اب اگر وہ مولانا مولوی محمد علی صاحب کی تحریروں میں لفظ نبی دیکھتے ہیں تو ان کے ذہنوں میں چونکہ یہی راسخ ہو چکا ہوا ہے کہ اس لفظ سے مراد جماعت انبیاء کا ہی فرد ہوتا ہے اس لئے وہ یہی سمجھیں گے کہ حضرت مولانا مرحوم و مغفور حضرت اقدس کی زندگی میں تو حضرت مسیح موعود کو نبی سمجھتے تھے لیکن اب انہوں نے اس عقیدہ کو ترک کر دیا ہے اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ان کی تحریروں کے ساتھ ان کی تشریح کو شائع کرنا بھی ضروری ہے ورنہ ان کا مطلب کبھی بھی صحیح نہیں سمجھا جائے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں نے لکھا ہے کہ بغیر تشریح کے ان تحریروں کو شائع کرنا آپ کی جماعت کو کسی مفید اور قطعی نتیجہ پر نہیں پہنچا سکتا۔ اور جب ایسا نہیں تو ان کو بغیر تشریح شائع کرنے کا کیا فائدہ۔

## ایک اہم سوال

میں آپ سے ایک امر دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت اقدس اپنے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے قبل اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا ہی فرد قرار دیا کرتے تھے۔ اس اشتہار میں حضور نے اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دیا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے لیکن بہرحال آپ لوگوں کا یہی عقیدہ ہے اب میں آپ کے سامنے ایک ناقابل انکار واقعہ رکھتا ہوں اور وہ یہ کہ جماعت احمدیہ لاہور کے امیر جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور نے ایسے ستر احمدیوں کا حلفیہ بیان شائع کیا جو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے شائع ہونے سے قبل حضور کی بیعت میں داخل تھے ان میں سے ہر ایک نے اپنے بیان میں یہ اقرار کیا کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" شائع ہونے پر انہوں نے ہرگز نہیں سمجھا تھا کہ حضور نے اپنے مذہب میں کوئی تبدیلی کی ہے جس مفہوم میں حضور نبی کا لفظ پہلے استعمال کیا کرتے تھے اسی مفہوم میں حضور نے اس اشتہار میں بھی استعمال کیا ہے۔

حضرت امیر مرحوم نے یہ حلفیہ بیانات شائع کر کے آپ کی جماعت کے بزرگوں سے مطالبہ کیا کہ ان میں سے بھی وہ دوست جنہوں نے اس اشتہار کی اشاعت سے قبل بیعت کی تھی اسی طرح اپنا حلفیہ بیان شائع کریں کہ اشتہار کے شائع ہونے پر انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ حضور نے اپنے مذہب میں تبدیلی کر لی ہے۔

فیصلہ کا یہ طریق کیسا آسان طریق تھا لیکن جناب میاں صاحب نے جماعت کو اس کا جواب دینے سے حکماً روک دیا اور کہا کہ اس کا جواب مرکز کی طرف سے دیا جائے گا جو نہ دیا جانا تھا اور نہ دیا گیا۔

اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ اس صاف اور سیدھے سادے فیصلہ کن طریق سے آپ نے کیا فائدہ اٹھایا۔

اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ بھی دریافت کرتا ہوں کہ تحقیقاتی کمیشن کے سامنے جو جناب میاں صاحب نے یہ بیان دیا کہ حضرت مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں اس سے آپ نے کیا فائدہ اٹھایا یہ تو بدیہی بات ہے کہ جس شخص کا ماننا جزو ایمان نہیں وہ نبی کس طرح ہو سکتا ہے پھر جس شخص کے بعض قسم کے نہ ماننے والوں کا جنازہ بھی جائز قرار دے دیا ہو وہ نبی کس طرح ہو سکتا ہے، اسی طرح اگر آپ جناب میاں صاحب کی قبل از اختلاف کی تحریروں کو غور سے دیکھیں گے تو ان کو ان کے بعد از اختلاف عقائد کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لئے آپ کو لازماً تاویلوں کی پناہ لینی پڑے گی میں آپ کو آخر میں ہمدردانہ للہ نصیحت کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کو اپنا امام تسلیم کریں اور ان کو حکم و عدل مان کر انہی کی تحریروں کو مشعل راہ بنا کر انہیں سے فیصلہ چاہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حق پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار۔ شیخ عبدالرحمان مصری

## جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ ان کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۸ر فروری ۱۹۶۳ء تک نیچے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک ..... وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۸ر فروری ۱۹۶۳ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم وصول ہوئی۔ تو ۱۰ر فروری ۱۹۶۳ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جائے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۴۶ | 6.00 | ۱۰۲ | 6.00 |
| ۶۵ | 6.00 | ۱۰۸ | 18.00 |
| ۹۹ | 6.00 | ۱۲۴ | 6.00 |
| ۱۰۱ | 6.00 | ۱۲۵ | 6.00 |

(باقی بر صفحہ ۱۵ شہادت کے نیچے)

اقبال احمد (لندن)

# عیسائی دنیا میں اتحاد کی کوششیں

"افق مغرب" کے عنوان سے پیغام صلح کے لئے میں نے مضامین کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ حال ہی میں جب میں مختلف ممالک کا دورہ کرتا ہوا پاکستان پہنچا اور پھر واپس انگلستان آیا تو مجھے یہ احساس ہوا کہ مغرب اور مشرق کی سطح فکر میں نمایاں فرق ہے۔ مشرق میں مغرب کی سطحی باتوں کا علم اور انہیں اپنانے کا بہت شوق عالمگیر ہے۔ لیکن ان کی گہری اور وسیع علم حاصل کرنے کی جستجو نہ ہونے کے برابر ہے۔ کوئی قوم بھی دنیا میں عزت اور اثر حاصل نہیں کر سکتی جب تک اس میں خاص اہلیت نہ ہو۔ غور کرنا چاہیئے کہ ہم نے ان اہلیتوں کو سمجھنے کی کہاں تک کوشش کی ہے؟ جو علمی کاوشوں سے تعلق رکھتی ہیں۔

اپنے دورہ میں مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ مسلمان ممالک ایک دوسرے کے متعلق بہت بے خبر ہیں۔ پاکستان کی سرحد ایران سے ملتی ہے۔ لیکن میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ایران کے اصل حالات سے پاکستان کی اکثریت بے خبر ہے۔ یہ تو ایران کے متعلق علم کا حال ہے باقی اسلامی ممالک کا ذکر کیا۔ اسلامی دنیا میں ایک اور کمی جو مجھے محسوس ہوئی وہ یہ ہے کہ مسلمان مشترکہ مسائل کو سنجیدگی کے ساتھ مشترکہ حیثیت سے سوچنے اور انہیں سلجھانے کی کوشش نہیں کر رہے۔ اسی طرح مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ اسلامی ممالک میں تمدن کا ایک قیمتی ورثہ موجود ہے جو حوادثات زمانہ کی وجہ سے ضائع ہو رہا ہے۔ اسے نہ صرف محفوظ رکھنا چاہیئے اسے اجاگر کرنا بہت ضروری ہے۔ مضامین کے اس سلسلہ میں میں ان احساسات کے اظہار کی کوشش کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ڈاکٹر عبد اللہ صاحب مرحوم کی وفات کے بعد دو دفعہ مجھے مسجد ووکنگ کی ذمہ داریاں کلیتہً اٹھانی پڑیں۔ دوسری مرتبہ جب یہ بوجھ میرے ذمہ ڈالا گیا تو اس دوران میں مجھے آئرلینڈ میں جو جزائر برطانیہ میں سے ایک ہے جانا پڑا اس لئے کہ وہاں KLM کا ہوائی جہاز ایک حادثہ میں تباہ ہو گیا تھا جس میں جہاز کے تمام مسافر جان بحق ہو گئے تھے۔ ان ہلاک شدگان میں چند مسلمان بھی تھے۔ حادثہ کی وجہ سے فوت ہونے والوں کی لاشوں کو پہچاننا مشکل تھا اور پھر مرنے والوں میں مختلف مذاہب کے لوگ شامل تھے۔ اس لئے کے ایل ایم والوں نے یہ تجویز کی کہ تمام لوگوں کے لئے مشترکہ نماز جنازہ کا انتظام کیا جائے میں نے مسلمانوں کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ چنانچہ تمام مذہبی نمائندوں کو اجتماع کی پہلی صف میں کھڑا کیا گیا اور ہر ایک مذہبی نمائندہ نے اپنے مخصوص طریق پر باری باری نماز جنازہ ادا کی۔ وہ موقع غم کا تھا۔ اور جس شہر میں جنازہ کا انتظام کیا گیا تھا اس پر اس واقعے سے افسردگی چھائی ہوئی تھی۔ تمیں سے زائد کفن جب شہر سے گزرے اور پھر انہیں ایک ہی قبر میں اکٹھے دفنایا گیا تو اس وقت لوگوں کے رویہ اور چہروں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان اموات نے کم از کم ان لوگوں پر عیاں کر دیا ہے کہ نسلی اور مذہبی امتیازات فروعی ہیں، اور خاک میں مل کر جب انسان اپنے مولا حقیقی کے پاس پہنچتا ہے تو اس وقت تمام اختلافات مٹ جاتے ہیں ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

وہ کیفیت میرے ذہن میں آج تک تازہ ہے۔ اور نماز جنازہ ادا کرتے ہوئے میرے دل سے یہ دعا نکلی کہ وہ زمانہ جلد آئے جب دنیا اس حقیقت کو سمجھ لے اور اسے عملی جامہ پہنائے کہ تمام عالم انسانی ایک ہے اور اس کائنات کا پیدا کرنے والا بھی ایک خدا ہے۔

اس موقعہ پر ایک اور حقیقت کا بھی انکشاف ہوا۔ میں نے اوپر لکھا ہے کہ تمام مذہبی نمائندوں نے مل کر نماز جنازہ ادا کی۔ لیکن اس میں ایک استثناء ہے رومن کیتھولک عیسائی نہ تو باقی مذہبی نمائندوں کے ساتھ کھڑے ہوئے اور نہ ہی مشترکہ دعا میں شریک ہوئے اور پھر ایسے موقعہ پر انہوں نے اس بات کا مطالبہ بھی کیا کہ انہیں یہ حق دیا جائے کہ نماز جنازہ پہلے وہ ادا کریں۔ حکومت ہالینڈ کا نمائندہ جو وہاں موجود تھا میرے پاس معذرت لے کر آیا اور اس طرح رومن کیتھولک عیسائی مطالبہ کر رہے ہیں تو اگر ہم ان کے اس مطالبہ کو مان لیں تو اس سے آپ کو اعتراض تو نہ ہوگا......

میں نے انہیں کہا کہ مسلمان تنگ دل نہیں ہے، اور موقعہ کا تقاضا یہ ہے کہ ان باتوں میں ہم نہ الجھیں، اس سے تمام لوگوں کو بہت تسکین ہوئی۔ لیکن مجھے اس بات کا علم ہوا کہ وہاں جتنے مذہبی نمائندے موجود تھے ان تمام میں (جن میں بعض دوسرے عیسائی فرقے بھی شامل تھے) اتنی فراخدلی تھی کہ انہوں نے بغیر حیل و حجت کے ایک مشترکہ نماز جنازہ میں حصہ لینا منظور کر لیا۔ لیکن رومن کیتھولک عیسائیوں کے دل معلوم ہوا کہ بہت تنگ ہیں۔

اس واقعہ کو صرف تین چار سال ہی گزرے ہیں اور اب یہ خبر اخباروں میں آئی ہے کہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو روم میں رومن کیتھولک عیسائیوں کے ایک اجتماع میں تمام دنیا سے تقریباً تین ہزار نمائندے روم میں اکٹھے ہوئے ہیں اور یہ اجتماع غالباً مارچ یا اپریل یا شاید اس سے بھی زیادہ دیر تک جاری رہے گا۔ اس میں سب سے اہم مسئلہ جو زیر بحث آئے گا وہ یہ ہے کہ عیسائی دنیا میں اتحاد کیسے ہو؟ مغربی دنیا اس اجتماع کو بہت اہمیت دے رہی ہے۔ اس کے انتظامات کی تیاری ۲۵ جنوری ۱۹۵۹ء میں شروع ہوئی جب پوپ اور اس کے رفقاء نے ایک ہفتہ اس دعا میں صرف کیا کہ عیسائی دنیا میں اتحاد پیدا ہو۔ اور آخری دن پوپ نے پھر یہ اعلان کیا:-

"جب ہم نے ایک اچانک آواز کو سنا تو ہمیں یہ القاء (INSPIRATION) ہوا کہ ہم ایک کونسل بلائیں۔ پہلے ایک کونسل ہو تا کہ کلیسا میں اصلاحات ہوں اور انجیل کی روح کو بیدار کیا جائے پھر جو کبھی ہم سے علیحدہ ہیں انہیں سمجھنے کے ہم قابل ہوں گے اور پھر وہ ہمیں سمجھ سکیں گے"۔

رومن کیتھولک عیسائیوں میں اس کونسل کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ روم میں جو اس وقت کونسل ہو رہی ہے اس کی تفصیلات اور عیسائی دنیا میں اتحاد کی کوششوں پر بعض اور معلومات اگلی قسط میں درج ہوں گی۔

# تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## لیگوس (نائجیریا)

ترجمہ خط از مصطفےٰ - لیگوس - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی اشاعت اسلام کے متعلق کوششوں کا جو آپ دنیا بھر میں کر رہے ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں وہ تمام کتب جو آپ نے ارسال کی ہیں پڑھ چکا ہوں۔ مجھے ان سے بہت علم حاصل ہوا ہے جس کے لئے میں شکر گذار ہوں۔

(۱)۔ مجھے اور کتب ارسال کی جائیں میں عربی پڑھنا چاہتا ہوں۔

(۲)۔ مجھے اپنی جماعت میں داخل فرماویں اور ممبر شپ کارڈ بھیجدیں۔

میں اپنے سکول کی سوسائٹی کا ایک اہم ... ممبر ہوں اور بہت کام کر رہا ہوں۔

(ان کی بیعت منظور کی گئی لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

## پینانگ (ملایا)

ترجمہ خط از مس ہاجرہ بیگم بنت ایس پی - علی - پینانگ - (ملایا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں مفصلہ ذیل چند امور کی طرف آپ کو توجہ دلاتی ہوں۔ میری انگریزی اچھی نہیں امید ہے آپ معاف فرمائیں گے۔

میرے والد صاحب ایس پی علی۔ مدت سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ اب چار ماہ سے ہسپتال میں داخل ہیں بہت کمزور ہو گئے ہیں بات نہیں کر سکتے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اُن کا جگر کینسر زدہ ہے ان کا وزن ۶۵ پونڈ سے کم ہو گیا ہے۔

گذارش ہے کہ اُن کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں نیز ہم سب کے لئے بھی اسی درد سے دعا کرتے رہیں۔ شکریہ۔

میں مبلغ پچاس روپے بھیج رہی ہوں، جن میں سے "پیغام صلح" اور "لائٹ" کا چندہ کاٹ لیں اور مفصلہ ذیل کتب بھیجدیں۔ محمد دی پرافٹ - ارلی کیلیفیٹ بابی ازم - اسلام اور چوائس - اور پریئر بک۔

بہت بہت شکریہ

(انہیں مطلوبہ کتب اور خط بھیجے گئے)

## نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر احمد۔ ایس - ماری یاگی۔ گورنمنٹ کالج (نائیجیریا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کا ترسیلِ کتب کے لئے تہ دل سے مشکور ہوں۔

میں نے ان کتب کو بہت مفید پایا۔ میرے دوستوں نے بھی ان کتب کو پڑھ کر بہت فائدہ حاصل کیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ مجھے ہمیشہ نئی نئی تالیفات سے نوازتے رہیں گے۔

آپ نے مجھے اسلام کے متعلق سوالات پوچھنے کی دعوت دی ہے جو میں آپ سے آیندہ پوچھتا رہوں گا۔

(انہیں خط اور لٹریچر بھیجے گئے)

## کوچین (انڈیا)

ترجمہ خط بی - اے - علی - کوچین - ۲ - انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قرآن شریف جو آپ نے پچھلی دفعہ دوسری کتابوں کے ساتھ بھیجا تھا میں اس کا تہ دل سے شکر گذار ہوں۔ اس سے پہلے میں نے ایم ایم پکتھال اور امیر علی کا ترجمۃ القرآن پڑھا تھا۔ لیکن آپ کا طبع شدہ قرآن بالکل واضح اور آسان ہے۔ بہ نسبت ان دونوں ترجموں کے جو میں نے پڑھے تھے۔ اس کے پڑھنے سے مجھے کافی علم حاصل ہوا ہے۔ میں آپ کا بہت احسانمند ہوں۔ کیونکہ میں نے اس مقدس کتاب سے بہت معرفت حاصل کی ہے۔

جناب عالی میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ جو قابل تحسین کام آپ نے اس علم آموز کتاب کے بھیجنے کا کیا ہے میں نے اس سے کافی علم حاصل کیا ہے۔

اگر میں آپ سے مزید امداد چاہوں تو امید ہے آپ بُرا نہ منائیں گے۔ کیونکہ یہ میری خواہش ہے کہ میں اپنے علم کو اسلام کی خاطر اور وسیع کروں۔ اس لئے اگر آپ میری امداد کریں تو میں بہت ممنون ہوں گا۔ بینول آف حدیث - ریلیجن آف اسلام - اور محمد دی پرافٹ ارسال کریں۔ شکریہ

(انہیں محمد دی پرافٹ اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

## سری نگر (کشمیر)

ترجمہ خط ہری کرشن کھیر سرینگر (کشمیر)

جناب عالی - کچھ عرصہ گذرا ہے کہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور تعلیم کے متعلق کتابیں ملی ہیں جن کا میں تہ دل سے مشکور ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آیندہ بھی اسی طرح کی کتابیں ارسال کرتے رہیں گے ان کے مطالعہ سے مجھے حضرت محمد صلعم صاحب کی تعلیم کا اصل لب لباب معلوم ہوا ہے۔ اب مجھے ایک کاپی قرآن شریف مصنفہ حضرت مولینا محمد علی صاحب ارسال فرماویں۔

دیگر میں آپ کے اخبارات پیغام صلح - لائٹ اور رُوح اسلام کا مستقل ممبر بننا چاہتا ہوں۔ اور بہت سے میرے دوست آپ کی کتب کے مطالعہ سے اثر پذیر ہوئے ہیں اور وہ آپ کی اخبارات اور دیگر کتابوں کے مطالعہ کے خواہشمند ہیں۔ امید ہے کہ آپ کی اخبارات اور کتابیں ہمیں کافی فائدہ دیں گے اور ہماری غلط فہمی کو دُور کریں گی۔

جواب کے خواہشمند

(انہیں کچھ اور لٹریچر، اخبارات - قرآن شریف - اور خط بھیجے گئے)

## انڈیا

ترجمہ خط ایم - ایم - عبدالعزیز - بی - اے - ایل - ایل - بی سٹوڈنٹ لا کالج ترنیکولم انڈیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - آپ کا ارسال کردہ قرآن کریم اور ریلیجن آف اسلام اور دیگر پانچ کتب وصول کر کے بہت خوش ہوا ہوں۔ مذہبی اور قانونی طالب علم کی حیثیت سے یہ میری بہت معاون ہوں گی۔ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جن سے میں آپ کا شکریہ ادا کر سکوں۔ امید ہے کہ ایسی قیمتی کتابیں جن سے مجھے کافی روشنی اور اصل اسلامی تصویر میسر آتی ہے بھیجتے رہیں گے۔

میں اس وقت ایم - ایل کی تیاری میں مصروف ہوں اور مجھے بہت کم فرصت ان کے پڑھنے کے لئے ملتی ہے اور یہ کتابیں مجھے اسلام کے بہت نزدیک لا رہی ہیں۔ اور مجھے مکمل طور پر اسلام کی تصویر نظر آ رہی ہے اور یہ سب آپ کی کوشش جمیلہ کا اثر ہے۔ میں اس وقت بڑی ستعدی سے اپنے کورس کو پڑھ رہا ہوں تاکہ میں اسلامی تعلیم کا مطالعہ اس کتاب سے جو دنیا کو روشنی دیتی ہے شروع کر سکوں۔

میں اپنے مذہب کی حفاظت اور ترقی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروں گا۔ اور یہ کتابیں مجھے استاد کا کام دیں گی۔

میں اس بات کا بھی مشکور ہوں کہ آپ مجھے اندھیرے سے روشنی میں لائے ہیں میں دوبارہ آپ کا ممنون ہوں۔

(بسلسلہ صفحہ ...)

متعلق پہلے سے پیدا کیا تھا بلکہ اس کے برخلاف آنحضور صلعم نے تو المبشرات کی تعبیر صرف الرؤیا الصالحۃ سے کر کے اس کی اس اہمیت کو بظاہر اور بھی کم کر دیا، جو پہلے سے لوگوں کے ذہن میں راسخ تھی۔ یہاں تک کہ اب الہامات اور مکالمات اور کشوف وغیرہ کو اس میں شامل کرنے کے لئے علماء امت کو تاویلوں سے کام لینا پڑا۔ لیکن اگر آپ المبشرات سے وہی مفہوم مراد لیں جو ساری مذہبی دنیا میں مروج تھا اور ہے یعنی کسی امتی کو اگر المبشرات ملیں تو وہ نبی نہیں بن سکتا بلکہ اولیاء کی جماعت کا ہی فرد رہتا ہے جیسا کہ پہلے محدثین رہے اور جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور خاص لوگ رہے۔ جن کو مبشرات کا ملنا قرآن شریف سے ثابت ہے تو حضرت نبی کریم صلعم کا کلام اپنے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے بالکل برمحل ہے اور ایسا ہی فصاحت سے پُر ہے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم جیسے افصح العرب سے متوقع ہو سکتا تھا۔

## حضرت مسیح موعودؑ کی علمی پوزیشن پر ایک اور حملہ

مندرجہ بالا خامیوں کے علاوہ قاضی صاحب کا بیان حضرت مسیح موعودؑ کی علمی پوزیشن پر ایک مزید حملہ اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تو اس حدیث کی تشریح میں وضاحت سے اس حقیقت کو بار بار بیان فرمایا ہے کہ اب صرف جزوی نبوت قیامت تک باقی ہے جو امت کے محدثین مجددین اور اولیاء کو ملتی رہے گی، اس کا حامل نبیوں سے مشابہت تو پیدا کر لے گا لیکن جماعت انبیاء کا فرد نہیں بن سکے گا۔ اب جناب قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا انکے نزدیک حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ اتنا بھی علم نہ تھا کہ حضور حدیث کے الفاظ سے یہ سمجھ سکتے کہ ان سے مراد نبوت کا جزو ہے جزوی نہیں اور یہ کہ المبشرات پانے والا ناقص نہیں بلکہ کامل نبی بن جاتا ہے۔ اور کیا قاضی صاحب کی پیش کردہ مثالیں اُن کے ذہن میں نہ آ سکتی تھیں۔ میں حیران ہوں کہ قاضی صاحب نے ان مثالوں کو کیوں پیش کیا ہے کیا نطفہ اور جنین مال اور طعام کا جزو ہیں یا کل ہیں علاوہ ازیں ان مثالوں کا اصل مسئلہ سے غیر متعلق ہونا بھی آگے چل کر ثابت کروں گا۔

## قاضی صاحب کے ایک استدلال کی غلطی

قاضی صاحب نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ المبشرات یعنی اخبار غیبیہ کی ہی وجہ سے انبیاء نبی کہلاتے رہے ہیں اور حضرت اقدس کے اس فقرہ سے وہ استدلال کرتے ہیں کہ المبشرات کا نام ہی نبوت ہے ان کے اس استدلال کی غلطی کو میں گذشتہ اقساط میں واضح کر چکا ہوں اور حضور کے اس جملہ کا صحیح مفہوم بھی بیان کر چکا ہوں۔ اعادہ کی . . . . . . . . . ۔ ضرورت نہیں۔

## حدیث پیش کردہ کا صحیح مفہوم

اب میں قاضی صاحب کی پیش کردہ حدیث کا صحیح مفہوم بیان کرتا ہوں۔ میں گذشتہ اقساط میں اس حقیقت پر پوری طرح روشنی ڈال چکا ہوں کہ المبشرات یعنی اخبار غیبیہ کی پیشگوئیاں کچھ ایسی رسولوں کی رسالت کو منجانب اللہ ثابت کرنے کے لئے محض ایک ذریعہ ہیں ... دیگر ذرائع کے مقابلہ میں قوی ذریعہ ہیں لیکن بہرحال ذریعہ ہی ہیں اصل مقصود تو وہ پیغام ہوتا ہے جو رسول خدا کی طرف سے لے کر آتا ہے اور جس پر عمل انسانوں کی دنیاوی اور اُخروی بہبود کا ضامن ہوتا ہے پیشگوئیاں اصل مقصود نہیں ہوتیں بلکہ اصل مقصد کی صحت پر یقین دلانے کا وسیلہ ہوتی ہیں پس جو اوامر و نواہی سچائیاں اور ہدایات وغیرہ انسانوں کی بھلائی کے لئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نبی کریم صلعم کی تشریف آوری سے قبل تک تمام رسول لاتے رہے وہ منقسم الاقدم اور مختص الزمان ہونے کی وجہ سے مکمل شکل میں دنیا کو نہیں ملے تھے حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ وہ مکمل شکل میں دنیا کو مل گئے اب کسی مزید سچائی اور مزید ہدایت کی ضرورت باقی نہ رہی اور چونکہ رسولوں کے آنے کی ضرورت بھی ختم تھی اس لئے حضرت نبی کریم صلعم کی آمد سے رسولوں کے بھیجنے کا سلسلہ ختم ہو گیا اور سالکین ہی اس کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا دامن قیامت تک پھیلا ہے اور آنحضور صلعم کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے تمام وہ ذرائع بھی موجود رہیں جن سے رسولوں کی صداقت ثابت ہو سکتی ہے اور مبشرات رسولوں کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے چونکہ ایک قوی ذریعہ ہوتے ہیں اس لئے قیامت تک ان کا موجود رہنا بھی لابدی تھا اور یہ امت کے کاملین کے ذریعہ ہی متحقق ہو سکتا تھا جن کو اولیاء کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے پس جب جب حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کو ثابت کرنے کی ضرورت دنیا میں پیش آتی رہے گی تب تب ہی امت میں ایسے اولیاء پیدا ہوتے رہیں گے جو خدا کی طرف سے مبشرات یعنی اخبار غیبیہ پا کر مخالفین اسلام پر حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت کے متعلق حجت قائم کرتے رہیں گے۔

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند
ہر زماں آیند در رنگ دگر

ان کی کثرت وقلت زمانہ کی ضرورت پر موقوف ہوگی یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبوت کے ساتھ جو سچائیوں اور ہدایتوں کا حصہ ہوا کرتا تھا وہ تو میرے آنے سے تکمیل کو پہنچ گیا ہے اس میں زیادتی کی اب کوئی گنجائش نہیں اس لئے نبی تو نہیں آ سکتے نبوت اس لئے منقطع ہو گئی ہے لیکن نبوت کے ساتھ دوسرا حصہ یعنی مبشرات والا حصہ جو نبوت کو منجانب اللہ ثابت کیا کرتا تھا اس کی چونکہ ضرورت قیامت تک پڑتی رہے گی اس لئے اب وہ باقی رہ گیا ہے اور قیامت تک باقی رہے گا اور اس کے متعلق بھی یراھا المؤمن او ترٰی لہ فرما کر واضح کر دیا کہ وہ بھی میرے امتی کو ہی ملے گا یعنی بعض مؤمن خود اس انعام کو پانے والے ہوں گے اور دوسرے مؤمن ان کے مبشرات سے فائدہ اٹھا کر یقین کے مدارج طے کریں گے۔ الرؤیاء الصالحۃ کا لفظ اپنے لغوی معنی کے لحاظ سے کشوف اور الہامات وغیرہ سب کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے جیسا کہ حدیث رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء اور محدثوں والی حدیث اس کی تشریح بھی فرما رہی ہے پس یہ ہے صحیح مفہوم حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کا، کاش قاضی صاحب اور انکے ہمنوا دیگر دوست اس پر غور کی نگاہ ڈال کر صراط مستقیم کو اختیار کر لیں۔ اب قاضی صاحب فرمائیں کہ انکی مثالوں میں مال اور طعام کو نبوت سے کیا نسبت ہے۔ کیا مال اور طعام بھی نبوت کی طرح ایسے دو اجزاء سے مرکب ہوتے ہیں جن میں سے ایک جزو دوسری جزو کے لئے بطور دلیل اور حجت کے کام دیتی ہو، یا کیا مال اور نطفہ اور طعام اور جنین کے درمیان وہی تعلق ہے جو تابع اور اس کے متبوع نبی کے درمیان ہوتا ہے جس تعلق کی بناء پر تابع امتی اپنے متبوع نبی سے فیض مبشرات پاتا ہے آخر کونسی مناسبت ہے جس کی بناء پر آپ نے یہ دو مثالیں پیش کی ہیں جب کہ آپ کے پیش کردہ دونوں لفظ ان میں سے کسی حقیقت کے بھی حامل نہیں تو آپ خود ہی سوچ لیں کہ ان کو پیش کرنے کا کیا فائدہ۔ فتدبروا یا اولی الالباب۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

## اوقاتِ سحری و افطار

| ماہ جنوری | ماہ رمضان المبارک | سحری | افطاری |
| --- | --- | --- | --- |
| ۳۱ر " | ۵ " | ۵—۳۴ | ۵—۳۶ |
| یکم فروری | ۶ " | ۵—۳۳ | ۵—۳۷ |
| ۲ر فروری | ۷ " | ۵—۳۲ | ۵—۳۸ |
| ۳ر فروری | ۸ " | ۵—۳۲ | ۵—۳۹ |
| ۴ر فروری | ۹ " | ۵—۳۱ | ۵—۴۰ |
| ۵ر فروری | ۱۰ " | ۵—۳۱ | ۵—۴۱ |
| ۶ر فروری | ۱۱ " | ۵—۳۰ | ۵—۴۲ |
| ۷ر فروری | ۱۲ " | ۵—۳۹ | ۵—۴۲ |

# رفتارِ عالم

—— ہفتہ رواں میں وفاقی دارالحکومت میں سیاسی سرگرمیاں بڑھنے والی ہیں۔ جن کے سبب ملکی سیاست اور مرکزی کابینہ میں خاصی بڑی تبدیلیوں کا امکان ہے۔ سیاسی مبصرین مسلم لیگ کے دونوں گروپوں کے درمیان مفاہمت کے بارے میں پُرامید ہیں۔

—— کیوبا کے صنعتی شہر کائو وا بر[illegible] میں بغاوت ہو گئی ہے۔ باغیوں نے شہر سے چند میل کے فاصلے پر ریل کی پٹری اکھاڑ دی جس کے سبب ایک فوجی ٹرین الٹ گئی۔ صدر کاسترو نے اس ہنگامہ کی ذمہ داری امریکہ کو قرار دیا ہے۔

—— پاکستان کے وزیر اطلاعات نے کہا ہے کہ صدر ایوب ایبڈو کے ترمیمی قانون کے تحت ان ایبڈو زدہ سیاستدانوں کو ایبڈو سے مستثنیٰ کر سکتے ہیں جو سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتاری کی بنا پر نااہل قرار پائے تھے۔ یا جو معمولی معمولی غلطیوں کی بنا پر ایبڈو کی زد میں آ گئے۔

—— مرکزی وزیر تعلیم نے آج یہاں انکشاف کیا کہ صدر ایوب نے سیاسی جماعت میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے اور یہ جماعت یقیناً مسلم لیگ ہوگی۔

—— شاہِ ایران کی اصلاحات کا منصوبہ رائے شماری میں بھاری اکثریت سے منظور کر لیا گیا ہے اس کی حمایت میں ۹۸ ووٹ پڑے۔

—— ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ حکومت میٹرک اوزان اور پیمانوں کو ملک میں رائج کرنے کے ارادے پر قائم ہے اور یہ بات غلط ہے کہ حکومت نے میٹرک نظام رائج کرنے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔

—— صدر کینیڈی نے اعلان کیا ہے کہ انہوں نے جزیرہ نیوادہ میں زیر زمین ایٹمی تجربات بند کرنے کا حکم دیا ہے لیکن روس نے کہا ہے کہ ایٹمی تجربات پر پابندی کے معاہدہ کی بات چیت کی کامیابی کے آثار نظر نہ آئے تو یہ ایٹمی تجربات پھر شروع کر دیئے جائیں گے۔

—— وزیراعظم روس نے امریکہ پر الزام لگایا ہے کہ وہ سوشلسٹ ممالک پر حملہ کرنے کے لئے سپین میں فوجی اڈے قائم کر رہا ہے۔

—— مزدوروں کی کل پاکستان کنفیڈریشن کی انتظامیہ بورڈ نے مغربی ملکوں کی مزدور انجمنوں سے کہا ہے کہ وہ مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے اپنی اپنی حکومتوں پر زور دیں اور بھارت کو جو فوجی امداد دی جا رہی ہے اس کے خلاف احتجاج کریں کیونکہ یہ امداد عالمی امن کے لئے خطرہ ہے۔

—— مغربی پاکستان کے وزیر مال نے کہا ہے کہ حکومت ون یونٹ کو ہر قیمت پر برقرار رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کی مخالفت برداشت نہیں کی جائے گی۔

—— آل پاکستان شیعہ بورڈ نے اپنے اجلاس میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ شیعہ طلباء کے لئے علیحدہ دینیات کا نصاب کرے اور یہ نصاب ان خطوط پر مرتب کیا جائے جو ۱۹۵۲ء میں شیعہ اور سنی علماء نے اپنی ایک کانفرنس میں تجویز کیا تھا۔

—— کنٹرولر شہری دفاع لاہور میاں محمد شفیع نے علماء کرام کو تلقین کی ہے کہ وہ بھارت کی جنگی تیاریوں کے پیش نظر متحد ہو جائیں اور اپنے اختلافات ختم کر کے ملک کو مستحکم بنانے کی کوشش کریں۔

—— عرب جمہوریہ کی مڈل ایسٹ نیوز ایجنسی کی اطلاع کے مطابق پہنچی ہے کہ سعودی عرب میں ناکام بغاوت کے بعد سعودی عرب فوج کے چالیس افسروں کو پھانسی دے دی گئی خبر میں بتایا گیا ہے کہ انقلابیوں کے منصوبہ کا حکومت کو پہلے ہی پتہ ہو گیا تھا۔

—— وزیراعظم لبنان مسٹر رشید کرامی نے گذشتہ رات یہاں کہا کہ آزادی اور نوع انسان کے وقار کا احترام پاکستان اور لبنان کے درمیان ایک قدر مشترک ہے جس نے انہیں بین الاقوامی سیاست میں یکجا کر دیا۔

—— وزیر خارجہ پاکستان محمد علی بوگرہ مرحوم کو بوگرہ میں نواب محل کے آبائی قبرستان میں پورے اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم کی وصیت کے مطابق انہیں اپنے والد کی قبر کے ساتھ ہی دفن کیا گیا ہے۔

—— اقوام متحدہ کے سیکرٹری نے انڈونیشیا کی یہ تجویز مسترد کر دی ہے کہ مغربی نیوگنی میں اقوام متحدہ کے نظم و نسق کی مدت کم کر دی جائے۔

—— لائلپور ۲۷ جنوری مغربی پاکستان کی وزارتی کونسل میں وزیر قانون شیخ خورشید احمد کی جگہ آئندہ مارچ میں صوبائی اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے سے قبل پُر کر لی جائے گی۔ اس امر کا انکشاف صوبائی وزیر خزانہ و اطلاعات اور صوبائی اسمبلی میں حزب اقتدار کے لیڈر شیخ مسعود صادق نے کیا۔ آپ نے یہاں بتایا کہ مغربی پاکستان کے گورنر کو سابق صوبہ پنجاب کے کچھ ارکان اسمبلی کی فہرست پیش کر چکا ہوں۔ تاہم آپ نے ان ارکان کے نام بتانے سے احتراز کیا۔

—— کراچی ۲۷ جنوری کل یہاں پاکستان اور نیپال میں تجارتی راہداری کے معاہدے پر دستخط ہو جائیں گے۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے از صہ

| ۲۰۲ | 6.00 | ۳۱۹ | 6.00 |
|---|---|---|---|
| ۲۰۳ | 6.00 | ۳۹۸ | 6.00 |
| ۲۱۰ | 6.00 | ۴۴۰ | 18.00 |
| ۲۱۲ | 6.00 | ۴۴۲ | 18.00 |
| ۲۳۰ | 12.00 | ۴۷۷ | 24.00 |
| ۲۳۱ | 6.00 | ۴۷۹ | 6.00 |
| ۲۹۲ | 6.00 | ۴۹۹ | 6.00 |

| ۵۲۵ | 6.00 | ۱۰۰۷/۳۳۸ | 6.00 |
|---|---|---|---|
| ۵۵۸ | 6.00 | ۱۰۵۰ | 4.00 |
| ۵۵۹ | 6.00 | ۲۰۹۰ | 6.00 |
| ۶۳۰ | 6.00 | ۲۰۹۲/۴۳۶ | 6.00 |
| ۶۷۸ | 6.00 | ۲۰۹۵/۴۳۷ | 6.00 |
| ۱۹۲/۳۶۶ | 6.00 | | |

رعایتی

| ۱۳/R | 4.00 | ۲۲/R | 9.00 |
|---|---|---|---|

| ۲۴/R | 4.00 | ۹۹ | 6.00 |
|---|---|---|---|
| ۳۵/R | 6.00 | ۱۱۳ | 6.00 |
| ۳۶/R | 4.00 | ۲۵۴ | 6.00 |
| ۴۷/R | 4.00 | ۳۴۹ | 4.00 |
| ۵۰/R | 3.00 | ۴۰۷ | 6.00 |
| ۵۲ | 18.00 | | |
| ۵۵ | 8.00 | | |
| ۶۲ | 6.00 | | |

پیغام صلح ۳۰ جنوری ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۲ - شمارہ ۵

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
بھارت میں ہمارے نمایندہ کا پتہ { شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۱ محلہ اعظم پورہ - ملک پیٹھ - حیدر آباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیںؐ

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر :- ۷۳۷۴۳
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۲ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

| جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۶ فروری ۱۹۶۳ء | نمبر ۶ |
|---|---|---|


# اگر تم اپنے بچوں کو عیسائیوں آریوں اور دہریوں کی صحبت سے نہیں بچاتے

## تو نہ صرف اپنے اوپر بلکہ قوم پر اور اسلام پر ظلم کرتے ہیں

### تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہیئے کہ دینی تعلیم ابتدا سے ہی ہو

### حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاداتِ عالیہ

آج کل کے تعلیمیافتہ لوگوں میں ایک اور بڑی آفت جو آ کر پڑتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کو دینی علوم سے مطلق مس نہیں ہوتا۔ پھر جب وہ کسی ہیئت دان یا فلسفہ دان کے اعتراض پڑھتے ہیں تو اسلام کی نسبت شکوک اور وساوس ان کو پیدا ہو جاتے ہیں۔ تب وہ عیسائی اور دہریہ بن جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں اُن کے والدین بھی اُن پر ظلم کرتے ہیں۔ کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے ذرا سا وقت بھی اُن کو نہیں دیتے۔ اور ابتداء ہی سے ایسے دھندوں اور بکھیڑوں میں ڈال دیتے ہیں۔ جو انہیں پاک دین سے محروم کر دیتے ہیں۔ یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے۔ کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے۔ جب داڑھی نکل آئی تب ضَرَبَ يَضْرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا۔ طفولیت کا حافظہ بہت تیز ہوتا ہے۔ انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی نہیں ہوتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں۔ لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں۔ اور قویٰ کے نشو و نما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دلنشین ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہوتے۔ غرض یہ ایک طویل امر ہے۔ مختصر یہ کہ تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہیئے کہ دینی تعلیم ابتدا سے ہی ہو اور میری ابتداء سے یہی خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو پورا کرے۔ دیکھو تمہاری ہمسایہ قوموں یعنی آریوں نے کس قدر حیثیت تعلیم کے لئے بنائی ہے۔ کئی لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع کر لیا۔ کالج کی عالی شان عمارت اور سامان بھی پیدا کیا۔ اگر مسلمان پورے طور پر اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کریں گے۔ تو میری بات سُن رکھیں کہ ایک وقت اُن کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے رہیں گے مثل مشہور ہے تخم تاثیر صحبت را اثر۔ اس کے اول جزو (حصہ) پر کلام ہو تو ہو۔ لیکن دوسرا حصہ صحبت را اثر ایسا ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ اس پر بحث کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ ہر ایک شریف قوم کے بچوں کا عیسائیوں کے پھندے میں پھنس جانا اور مسلمانوں حتےٰ کہ غوث قطب کہلانے والوں کی اولاد اور سادات کے فرزندوں کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنا دیکھ چکے ہو۔ ان صحیح النسب سیدوں کی اولاد جو اپنا سلسلہ حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں۔ ہم نے کرسچن (عیسائی) دیکھی ہے۔ اور

(باقی بر صفحہ ۶)

## بحرِ حکمت کے موتی

من نفس عن مومن کربۃً من کرب الدنیا نفس اللہ عنہ کربۃ من کرب یوم القیامۃ و من یسّر علی معسر یسر اللہ علیہ فی الدنیا والاخرۃ و من ستر مسلماً سترہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ واللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ ۔۔۔ وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ تعالیٰ یتلون کتاب اللہ و یتدارسونہ بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ و غشیتھم الرحمۃ و حفتھم الملائکۃ و ذکرھم اللہ فیمن عندہ و من بطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ۔

(مسلم، ابوداؤد و الترمذی بحوالہ مصباح السنۃ)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی ایماندار کی کوئی دنیاوی تکلیف دور کرے اللہ تعالےٰ اس کی قیامت کے دن کی کوئی تکلیف اس سے دور کرے گا۔ جو کسی تنگ دست کی تنگی دور کرے خدا تعالےٰ اس کی دنیا اور آخرت میں تنگی دفع کرے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا خدا تعالےٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اور اللہ تعالےٰ انسان کا معاون رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کا معاون رہتا ہے اور جب لوگ مسجد میں جمع ہو کر خدا تعالےٰ کی کتاب (قرآن)

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۶ فروری ۱۹۶۳ء

# تبلیغ عیسائیت کے ناجائز ہتھکنڈے

عیسائیت کا زور جہاں ایک طرف افریقہ میں کم ہوتا جا رہا ہے، اور وہاں کے لوگ دھڑا دھڑ اسلام کی طرف رجوع کر رہے ہیں وہاں مسلم ممالک اس کی خاص شکارگاہ بن رہے ہیں اور طرح طرح کے ناجائز ہتھکنڈوں سے مسلمانوں کو مسیحیت کے دام تزویر میں پھنسانے کے لئے انتظامات کئے جا رہے ہیں، پاکستان تو پہلے ہی مسیحی مشنریوں کی شکارگاہ بنا ہوا ہے، جہاں نہ صرف ہسپتالوں اور مشنری سکولوں اور کالجوں کے ذریعہ سے مسلمانوں کے قلوب میں عیسائیت کے جراثیم داخل کئے جا رہے ہیں بلکہ جاہل اور غریب طبقہ کو گھی اور دودھ کے ڈبوں کے علاوہ نقد مالی امداد اور جعلی تعویذات سے بھی بہکانے اور پھسلانے کی کوشش کی جا رہی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سال رواں کے دس ماہ میں بیس ہزار بھولے بھالے مسلمان جن میں چھوٹے اور غریب خاندانوں کے علاوہ بڑے اور امیر گھرانوں کے افراد بھی شامل ہیں، عیسائیت کی نذر ہو چکے ہیں اور اس سے پیشتر دس بارہ سال کے عرصہ میں جو ہزارہا مسلمان عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے، وہ ان کے علاوہ ہیں۔

یہ تو پاکستان کا حال ہے، اور ابھی حال ہی میں انڈونیشیا میں عیسائیوں کی کانفرنس منعقد ہوئی ہے، جہاں اس سے بھی زیادہ ناجائز ہتھکنڈوں سے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے پروگرام بنائے گئے ہیں، اس کا مجمل سا خاکہ اسی اشاعت میں تبلیغی خط و کتابت کے ذیل میں ہمارے انڈونیشی مراسلہ نگار برہان الدین نے پیش کیا ہے۔

اس پروگرام میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے جہاں اور مختلف طریقے جو عام طور پر اختیار کئے جاتے ہیں، وہاں کمزور ایمان مسلمانوں کو مضبوط ایمان عیسائی لڑکیاں دے کر اور کمزور ایمان مسلمان لڑکیوں کے لئے مضبوط ایمان عیسائی خاوند فراہم کر کے انہیں مسیحیت کی آغوش میں لانے کی کوشش کی جائے کیا یہ طریق تبلیغ مذہب کے لئے جائز اور موزوں قرار دیا جا سکتا ہے؟ لیکن عیسائیوں کو جائز اور ناجائز سے کیا کام؟ ان کو تو مسلمانوں کو مٹانا اور عیسائیوں کی قوت عددی کو بڑھانا ہے، سوال [illegible] ہے کہ اسلامی انجمنیں اور پاکستان اور انڈونیشیا کے ارباب اقتدار کہاں سوئے پڑے ہیں، ہمارے انڈونیشی مراسلہ نگار مسٹر برہان الدین نے عیسائیت کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے پوری مستعدی اور طاقت سے اس کا مقابلہ کرنے کا یقین دلایا ہے لیکن یہ ایک آدھ آدمی کا کام نہیں نہ ایک آدھ انجمن اپنے محدود ذرائع سے وسیع مشنری ذرائع کا مقابلہ کر سکتے ہیں جب تک ارباب اقتدار ایک خطرہ عظیم کے مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوں، کچھ عرصہ ہوا مردم شماری کی رپورٹ تیار ہونے پر ایک پاکستانی وزیر نے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے کہ پاکستان میں مسیحیوں کی تعداد میں معتدبہ اضافہ ہوا ہے، اور مسلمانوں میں سے کثیر تعداد عیسائیت کی نذر ہو چکی ہے اور ہوتی جا رہی ہے، یہ اعلان کیا تھا کہ اس کے سدباب کا مناسب انتظام کیا جائے گا۔ لیکن یہ بات اعلان تک ہی محدود رہی، زیادہ سے زیادہ یہ کیا گیا کہ مشنری سکولوں میں اسلامی تعلیم لازمی قرار دے دی گئی لیکن اس کا اثر یہ ہے کہ مشنری سکولوں کی طرف سے اسلامیات کے مدرسین کو چالیس روپے ماہوار تنخواہ کی پیشکش کی گئی اور جب اس تنخواہ پر کوئی مدرس نہ ملا، تو مسیحی اداروں نے حکومت کو لکھ دیا کہ اسلامیات کی تعلیم دینے والے نہیں ملتے، حکومت نے اس پر کیا کارروائی کی؟ اس کا پتہ نہیں لگا۔

لیکن محض مشنری سکولوں میں اسلامیات کی تعلیم سے یہ فتنہ فرو نہیں ہو سکتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ خود اسلامی اور سرکاری مدارس کے معیار کو اس درجہ بلند کیا جائے کہ مشنری مدارس ان کے مقابلہ میں موجب کشش نہ رہیں، خود گھروں میں بچوں کی تربیت صحیح اسلامی طریق پر کی جائے اور انہیں مسیحی اثرات سے محفوظ کرنے کی کوشش کی جائے۔ سرکاری اور پرائیویٹ ہسپتالوں میں مسلمان ڈاکٹر مشنری ڈاکٹروں کی طرح ذاتی اغراض سے بلند ہو کر اس جذبہ اور اسی محبت کے ساتھ بیماروں کا علاج کریں کہ مسیحی ہسپتالوں میں جانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ اور اس کے علاوہ سب سے بڑھکر جس چیز کی ضرورت ہے وہ غریب طبقہ کی اقتصادی حالت کو سنوارنے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ ہم اس بارہ میں قبل ازیں متعدد بار لکھ چکے ہیں کہ حکومت کو ایک خاص محکمہ قائم کرنا چاہیئے جو مسیحی طریقہ ہائے تبلیغ کا جائزہ لے کر ایسے ذرائع تجویز کرے جو مسلمانوں کو مسیحی اثرات سے بچانے اور محفوظ رکھنے کا موجب ہوں۔

اسی طرح اسلامی انجمنوں کو ایسے واعظ اور مبلغین پیدا کرنے چاہئیں جو تبلیغی جذبہ سے معمور ہوں اور شہر بہ شہر اور گاؤں بہ گاؤں پھر کر اسلام کی تبلیغ کریں اور مسیحی تعلیمات کی خامیاں لوگوں کے ذہن نشین کرائیں۔ لیکن اس بارہ میں سب سے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ حیات مسیح اور مسیح کی دوبارہ آمد کے قصہ کو ختم کر کے مسیح کی وفات ان کی جائے۔ صرف یہی ایک ذریعہ ہے جس سے مسیحی عقائد کی تمام عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے۔ اور حضرت مجدد وقت نے آج سے نصف صدی پہلے اس عقیدہ کی تلقین کر کے فتنہ مسیحیت کا قلع قمع کر کے رکھ دیا، اس عقیدہ کی صداقت قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اسی میں اسلام کی زندگی اور مسیحیت کی موت ہے، ضرورت ہے کہ مسلمان مبلغین اس حقیقت کو پہچانیں اور وفات مسیح کے عقیدہ کو اپنا کر اسلام کی مدافعت کا فرض انجام دیں۔

آخر میں ہم ان سب مسلمان زعما سے جو سیاست کی سرگرمیوں میں پھنسے ہوئے حکومت پر کیچڑ اچھالنے میں مصروف ہیں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام اس وقت آپ سے ایک اور رنگ کی خدمت چاہتا ہے انہیں غور کرنا چاہیئے کہ اگر یہی صورت حال رہی، جو مسیحی مشنریوں نے اس وقت پیدا کر رکھی ہے تو تھوڑے عرصہ بعد پاکستان میں مسلمانوں کی تعداد قلیت کی صورت اختیار کر کے تمام اقتدار مسیحیوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا، اس وقت ان کی سیاست کسی کام نہ آئے گی ضرورت ہے کہ وہ اپنے زاویہ نگاہ کو تبدیل کر کے اس آنے والے خطرہ کا احساس کریں اور مناسب اور موزوں ذرائع سے کام لے کر اس کے انسداد کی ابھی سے کوشش کریں۔

اسی سلسلہ میں ہم انڈونیشی حکومت کو بھی اس طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ ان کے ملک میں تبلیغ مسیحیت کا جو پروگرام بنایا گیا ہے، اس کی طرف توجہ کرے اور مسیحی مشنریوں کے ناجائز ہتھکنڈوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے مناسب تدابیر عمل میں لائے۔

# اخبار و افکار

## مولوی فرید احمد کی بڑ

کراچی کے روزنامہ "حریت" (مورخہ ۲۲ر جنوری) میں نظام اسلام پارٹی کے جنرل سیکرٹری اور قومی اسمبلی میں اسلامی گروپ کے ڈپٹی لیڈر مولوی فرید احمد کی تقریر شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے بتایا کہ:۔

"قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں شرکت کے لئے راولپنڈی جاتے ہوئے جب میں لاہور پہنچا تو اخباری نمائندوں نے مجھ سے آئین پر تبصرہ کرنے کو کہا میں نے جواب دیا کہ اس آئین پر کچھ کہنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ یہ نہ تو پارلیمانی ہے اور نہ صدارتی۔ جب اخباری نمائندوں نے مجھ پر زیادہ زور دیا تو میں نے کہا کہ دو شرطوں پر اس آئین کی حمایت کرتا ہوں (۱) صدر ایوب یہ وعدہ کریں کہ وہ تمام عمر نیک نیت اور مخلص رہیں گے (۲) صدر یہ یقین دلائیں کہ وہ تاقیامت زندہ رہیں گے۔

مولوی فرید احمد نے کہا کہ اب نبوت کا زمانہ ختم ہوگیا، اب وحی نازل نہیں ہوسکتی، اس سے قبل لاہور کے آس پاس ایک جگہ وحی اترتی تھی اب وہ جگہ بھی بھارت کے قبضہ میں چلی گئی"

کس قدر افسوسناک بات ہے، قومی اسمبلی کے ممبر اور عوام کے نمائندہ کہلا کر اس قسم کی واہی تباہی باتیں زبان سے نکالی جاتی ہیں جو کبھی سنجیدہ اور ذمہ دار انسان کے منہ سے نہیں نکل سکتیں آئین کی حمایت کے لئے جن دو شرطوں کا ذکر مولوی فرید احمد نے کیا ہے کیا وہ کسی عقل و دانش رکھنے والے دماغ کی پیداوار ہیں؟ صدر ایوب سے تمام عمر نیک نیت اور مخلص رہنے کا وعدہ لینے سے پہلے مولوی فرید احمد کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے کہ کیا آپکی سیاسی سرگرمیاں اور یہ دونوں شرطیں جو انہوں نے پیش کی ہیں ان کی نیک نیتی اور اخلاص پر مبنی ہیں؟ کیا انہیں اپنے متعلق یقین ہے کہ وہ تاقیامت زندہ رہیں گے؟ جس شخص کا نصب العین ہی یہ ہو کہ ہر ناجائز طریقہ سے حکومت کو بدنام کرتا اور صدر ایوب پر آوازے کستا ہے۔ وہ کس منہ سے صدر ممدوح سے یہ وعدہ لینا چاہتا ہے کہ وہ تمام عمر نیک نیت اور مخلص رہیں گے۔ اگر وہ اس وقت نیک نیت اور مخلص ہیں تو تمام عمر کا وعدہ لینا کیا پرلے درجہ کی حماقت نہیں؟ اور پھر جس شخص کو خود اپنے متعلق تاقیامت زندہ رہنے کا یقین نہیں ان کا دوسروں سے اس قسم کا مطالبہ کرنا کیا بیوقوفی اور پاگل پن نہیں۔

اور لاہور کے آس پاس ایک جگہ وحی اترنے کی پھبتی جو مولوی فرید احمد نے اڑائی ہے وہ بھی ان کی ناسمجھی اور دینی امور سے ناواقفیت کی دلیل ہے، کاش انہیں معلوم ہوتا کہ لاہور کے آس پاس ہی نہیں، سرزمین پاک و ہند کے چپے چپے میں خدا کے وہ نیک بندے پیدا ہوتے رہے جن پر وحی اترتی رہی، نبوت کا زمانہ بے شک ختم ہوگیا۔ لیکن وحی ولایت تو ختم نہیں ہوئی۔ کیا خواجہ معین الدین چشتی، مجدد الف ثانی رح سرہندی، شاہ ولی اللہ، حضرت نظام الدین اولیاء اور دیگر بے شمار اولیاء و مجددین جو برصغیر ہند و پاک اور دوسرے ممالک میں ہوئے ہیں وحی و ولایت کی نعمت سے متمتع نہ تھے؟ مولوی فرید احمد کو اگر اس نعمت سے حصہ نہیں ملا تو اس سے اس بات کا جواز تو پیدا نہیں ہوتا کہ اولیاء اللہ اور بزرگان کرام پر پھبتیاں اڑائی جائیں۔ اور ان کی وحی پر ازرہِ تحقیر آوازے کسے جائیں۔

---

## دینی مدارس کا مقصد

ہندوستان کے بعض اسلامی جرائد اور دینی مدارس کی رپورٹوں میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا ہے کہ:۔

"ان کا جو اصل مقصد تھا (یعنی دینی تعلیم و تربیت کے ذریعہ علوم نبوت کے حامل و امین، انبیاء و مرسلین کے نائب اور وارث اور دین کے مخلص خادم و محافظ پیدا کرنا) وہ بہت پہلے سے نظر انداز ہوگیا ہے اور اس کے بجائے ...... ان کے موجودہ نظام کو چلانا اور نصابی کتابیں پڑھانا ہی اصل مقصد بن گیا ہے اس لئے اصلاح کی پہلی شرط یہ ہے کہ مدارس کے بارہ میں اپنے نقطہ نظر کو صحیح کیا جائے اور مقصد اور اس کے بنیادی تقاضوں کو معیار بنا کر مکمل نظام کی پوری تجدید کی جائے۔"

بہت ہی نیک ارادہ اور عمدہ خیال ہے، فی الواقعہ مدارس دینی کی غرض اصل مقصد سے ہٹ کر صرف ضَرَبَ یَضرِبُ کی گردان اور منطق و فلسفہ کی بوسیدہ کتابوں اور فقہی مسائل کی تحصیل تک محدود ہوگئی ہے۔ اس لئے ان کے مکمل نظام کی تجدید ہونا ضروری ہے۔ لیکن جہاں تک انبیاء و مرسلین کے نائب اور وارث پیدا کرنے کا تعلق ہے، وہ کسی نظام کی تجدید یا کتابوں کے پڑھانے سے تو پیدا نہیں ہوسکتے، جب تک کسی روحانی انسان کی صحبت نصیب نہ ہو، اور یہی چیز آج مسلمانوں میں مفقود ہے حضرت مجدد وقت نے ایسے خادم دین پیدا کئے جو بڑے اخلاص کے ساتھ اسلام کا نور دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ دینی مدارس اگر ایسے مخلص خادم پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس روحانی سلسلہ سے وابستگی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

---

## عورتوں کی دنیا

لکھنؤ کے ایک زنانہ جلسہ میں پنڈت نہرو نے ایک تقریر کے دوران میں برقع پوش خواتین کو مخاطب کرکے انہیں یہ تلقین کی ہے کہ آپ لوگ قدیم فرسودہ دستوروں کی پابندی چھوڑ دیں اور گھروں سے باہر نکل کر وقت کے مطالبے پورے کریں، اب تک اپنے گھروں اور اپنے گھر کے مردوں ہی کو اپنی دنیا سمجھتی رہیں اب اپنی دنیا اپنی قوم کو سمجھیں۔

یہ تلقین طبقہ نسواں اور خود قوم کے لئے کہاں تک مفید ہوسکتی ہے وہ زمانہ کے حالات سے ظاہر ہے، وہ عورتیں جنہوں نے پردہ کے قدیم دستوروں کو چھوڑ کر چراغ خانہ بننے کے بجائے شمع محفل بننا پسند کیا۔ اور گھر کی دنیا سے نکل کر بیرونی دنیا میں حصہ لینا شروع کیا...... اس کی وجہ سے معاشرہ میں جو خرابیاں پیدا ہوئی ہیں، کون ان سے انکار کرسکتا ہے، یہ پردہ کا فرسودہ دستور ہی تھا جس نے عورتوں اور مردوں کو آج سے ربع صدی پہلے تک اخلاقی بلندیوں پر فائز کئے رکھا۔ یہ الگ امر ہے کہ پردہ کے اندر انہیں علم کی دولت سے متمتع کرنے اور دنیا کے حالات سے باخبر ہونے کا موقع نہ دیا گیا۔ لیکن مردوں میں بھی اکثریت ایسی ہے جو جہالت کے پردوں میں مستور ہیں۔ اور اپنی ذاتی اغراض کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ قرآن کریم کی اس زرّیں تلقین کو اگر مدنظر رکھا جائے وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ (اپنے گھروں کو اپنی دنیا بناؤ اور جاہلیت کے زمانہ کی طرح بناؤ سنگار کرکے باہر نہ جاؤ) تو معاشرہ کی بہت سی خرابیاں دور ہوسکتی ہیں، اور گھروں میں رہ کر بھی اولاد کی بہترین تربیت کرکے عورت اپنی قوم کو اپنی دنیا بنا سکتی ہے۔

---

## درخواست دعا

میں نے اپنے بیٹے مرزا ٹیپو سلطان بیگ متعلم سیکنڈ ایر اسلامیہ کالج لائل پور کے متعلق جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنے لیکچر کے بعد اعلان کیا تھا کہ اس پر قتل کا مقدمہ چل رہا ہے اور سیشن کورٹ میں تاریخہائے سماعت ۱۱-۱۲-۱۳-۱۴ فروری مقرر ہوئی ہیں۔ یہ تاریخیں اب قریب آگئیں ہیں بطور یاددہانی پھر عرض ہے کہ احباب درد دل سے مسلسل دعا فرمائیں کہ اللہ کریم ہمارے گناہ معاف فرما کر ہم پر رحم فرمائے۔

مرزا مظفر بیگ ساطع لائل پور ۶۳/۲/۲

## معاصرین کے افکار

### روزہ کے متعلق صدر بورقیبہ کی وضاحت

یادش بخیر تونس کے صدر بورقیبہ نے اس بار آمد رمضان المبارک سے پہلے ہی یہ وضاحت کر دی ہے کہ میں روزہ رکھنے کے خلاف نہیں۔ مغربی پریس نے پچھلی مرتبہ چھوٹی سی بات کا بتنگڑ بنا دیا تھا۔ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ تونس میں عام لوگ ماہ رمضان کے دوران رات بھر اکل و شرب میں مصروف رہتے ہیں اور دن بھر سوتے رہتے ہیں، یہ بُری عادت روزے کے فلسفے ہی کے منافی ہے اور تونس کی تعمیر و ترقی کے کاموں کو اس سے نقصان پہنچتا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ حبیب بورقیبہ نے اپنی بات کی وضاحت کر دی ورنہ ہمارے ہاں ماڈرن مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جو ذبیحہ کو بھی قومی اسراف سے تعبیر کرتا ہے بورقیبہ صاحب کو روزوں کے معاملے میں مجتہد العصر ماننے لگا تھا اور اس امر کا منتظر تھا کہ ذرا بورقیبہ صاحب اپنی بات پر اڑ جائیں تو وہ بھی پاکستان میں یہ فتویٰ جاری کر دیں کہ چونکہ روزے سے آدمی کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے اس لئے ترقی کے اس دور میں روزہ ترک کر دینا چاہیئے۔ (کوہستان)

### خدا کے بندوں سے ٹکر لینے کے نتائج

اللہ! اللہ! کیا زمانہ تھا۔ اگرچہ ملوکیت پرستوں نے اسلام کی جمہوری روح کچلنے کی پوری کوشش کی لیکن صوفیائے کرام کی سچائی نے اسلام کی جمہوری روح کو زندہ رکھا۔ شہنشاہوں نے جب بھی درویشوں سے ٹکر لی انہیں خوفناک انجام سے دوچار ہونا پڑا۔ جلال الدین خلجی نے سیدی مولی رحمۃ کو شہید کیا تھوڑے ہی عرصہ بعد علاؤ الدین خلجی کا خنجر اس کی پسلیوں میں اتر گیا۔ جب سلطان قطب الدین خلجی نے شیخ نظام الدین کو بزور قوت دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا تو اگلی صبح خبر ملی کہ قطب الدین مبارک شاہ اپنے چہیتے غلام خسرو خاں کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ مغل شہنشاہ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کی شان میں گستاخی کی تو ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جہانگیر اپنے مقرب درباری مہابت خاں کی قید میں حضرت مجددؒ کے رحم و کرم پر تھا۔ صوفیائے کرام کی ہی قوت اس امر کا ثبوت ہے کہ ہندوستان کے لوگ شہنشاہوں کے نہیں بلکہ ان صوفیائے کرام اور درویشوں کے ممنون احسان تھے جن کے کلمات محبت نے جابر بادشاہوں کی تلواروں سے لگائے ہوئے زخموں پر مرہم کا کام کیا تھا۔ (کوہستان)

### شراب نوشی کے کچھ اعداد

لاہور کے ایک روزنامہ سے:۔

"صوبہ کے بڑے شہروں میں جہاں شراب بندی کا قانون نافذ ہے شراب نوشی کے پرمٹ لینے والوں کی تعداد فرقہ وار حسب ذیل ہے:۔

| شہر | | | | |
|---|---|---|---|---|
| لاہور | مسلم | ۴,۰۲۵ | غیر مسلم | ۸۵۲ |
| پشاور | " " | ۳۵۱ | " " | ۲۲۰ |
| راولپنڈی | " " | ۲۹۸ | " " | ۱۶۱ |
| ملتان | " " | ۷۰۱ | " " | ۱۷۴ |

گویا ہر جگہ اجازت یافتہ شراب نوشوں میں مسلموں کی تعداد غیر مسلموں سے کہیں زائد!——اور چاروں شہر ایک مسلم مملکت کے! (صدق جدید)

# روزے اور عید کا فلسفہ ایک ہندو صحافی کی نظر میں

مہاشہ رنبیر روزنامہ ملاپ دہلی کے ایڈیٹر ہیں۔ اور انہوں نے گذشتہ عید کے موقعہ پر اپنے ادارتی کالموں میں "عید مبارک ہو" کے عنوان سے روزے اور عید کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کئے جو ان کے اخلاص نیت کے آئینہ دار ہیں۔ ذیل میں ان کا یہ ادارتی تبصرہ من و عن درج کیا جاتا ہے۔

صرف ان بھائیوں اور بہنوں کو نہیں جو مسلمان ہیں اور جنہوں نے رمضان کے پورے روزے رکھے اور تپ تیاگ کو اپنے جیون کا انگ بنایا بلکہ ان سبھی لوگوں کو جو اس دیش میں رہتے ہیں اور جن کا فائدہ ایک دوسرے کے نزدیک آنے ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کو پیار اور ہمدردی کے ذریعے اپنا بنانے میں ہے ایک دوسرے سے پرے بیٹھنے میں نہیں تیس دن ہر روز برت رکھنے کے بعد جو یہ عید ہمارے مسلمان بھائی مناتے ہیں۔ اس کے پیچھے اتنا عظیم اور مقدس جذبہ موجود ہے کہ کوئی بھی آدمی جو اسے سمجھے گا اس کے سامنے عقیدت محبت سے اپنا سر جھکا دے گا۔ برت رکھنا آسان نہیں اور پھر لگاتار پورا مہینہ برت رکھنا بے حد کٹھن ہے۔ یہ بات میں ذاتی تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں، بہت دیر کی بات ہے میں مظفر گڑھ جیل میں نظر بند تھا۔ میرے ساتھی دو مسلمان بھائی۔ وہ بھی نظر بند تھے اُن میں سے ایک بھائی نے روزہ رکھنے کا فیصلہ کیا تو میں نے کہا تم روزہ رکھو اور میں کھاتا رہوں یہ مجھے اچھا نہیں لگتا۔ میں بھی تمہارے ساتھ سب کے سب روزے رکھوں گا سخت گرمی کے دن تھے جیل کے نزدیک کھلا ریگستان۔ وہاں سے جھلستی ہوئی لو آتی تھی ٹھنڈا پانی سامنے ہوتا تھا لیکن اُسے ہونٹوں کے نزدیک لانا منع۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ روزہ رکھنا کتنا کٹھن ہے۔ سحری کے وقت تاروں کی چھایا میں کچھ کھا تو ضرور لیتے لیکن اس وقت بھوک ہی نہیں ہوتی تھی، اس لئے زیادہ کھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ شام کو افطاری کے وقت پیاس اتنی ہوتی تھی کہ پانی ہی پیا جاتا۔ بہت کھانے کا سوال تب بھی پیدا نہیں ہوتا تھا اور جب رات کے وقت ہم دونوں ایک دوسرے کے پاس بیٹھ جب کر اپنی اپنی بھاشا میں بھگوان کو یاد کرتے تو ایسا لگتا تھا جیسے خالق دو عالم مسکراتی ہوئی روشنی بن کر سامنے آگیا ہے۔ میں اپنے دوست کو وید اور اپنشد کے منتر سناتا تھا۔ وہ مجھے قرآن کی آیات۔ روحانیت اور دلکشی کا جیسے ایک دریا بہہ نکلتا۔ اس کے بعد بھی کئی بار روزے رکھے، کبھی پورے، کبھی ادھورے لیکن ہر بار اس کٹھور اور کٹھن تپ کی عظمت و تقدیس زیادہ اُجاگر ہوئی، من کو مارنے کا اس کے اندر پوتر نالا سنے کا اور اسے مالک کی یاد کے لئے یکسوئی بنا دینے کا اتنا خوبصورت سادھن میں نے یا تو یوگ ابھیاس میں دیکھا ہے یا پھر اس کٹھن برت میں جسے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہر مسلمان کے لئے فرض بنایا آج میں ان دنوں کو یاد کرتا ہوں۔ جب ہر عید اور ہر ہولی پر فرقہ وارانہ فساد لازمی سی بات بن گیا تھا تو حیرت ہوتی ہے کہ کتنے غلط راستے پر چلایا جاتا تھا یہ ملک کتنے غلط رستے۔ ہم لوگوں کو آج ان باتوں کو یاد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، انہیں یاد کرنے سے خود اپنے آپ پر ندامت ہوتی ہے۔ آج ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم مذہبی تعصب کو ہمیشہ کے لئے ختم کر کے دو باتوں کو عملی طور پر سمجھیں، ایک یہ کہ ہر مذہب میں خوبیاں موجود ہیں، انہیں اپنانے سے انسان روحانیت کے مارگ پر آگے بڑھ سکتا ہے ان کی نندا کرنے سے نہیں۔ اور دوسری یہ کہ اس ملک میں رہنے والے لوگ بھی ہمارے اپنے ہیں کوئی پرایا نہیں سب کو نزدیک لانے، سب کے ساتھ ملاپ کرنے اور سب کو اپنے بنا لینے میں سب کا بھلا ہے۔ کسی کو پرایا بنا لینے یا پرے ہٹانے میں نہیں۔ بہت دیر تک غلط راستہ پر ہم چل لئے۔ بہت دیر تک مذہبی تعصب اور فرقہ پرستی کا زہر ہم نے پی لیا۔ اب ملک کا بھلا اس تعصب اور زہر کو ختم کر دینے میں ہے ایک دوسرے کے نزدیک آنے میں اور ایک دوسرے کی خوبیوں کو سمجھنے اور ایک دوسرے کو پیار کرنے میں ہے اور اسی روزہ و عید کے پیچھے محرک فلسفہ کیا ہے، یہ کہ انسان ہو یا قوم اُسے

### عجیب تر از ہر عجیب

ایک پاکستانی روزنامہ میں ایک شراب کی دوکان کی تصویر، جس میں الماریوں میں ولایتی شراب کی بوتلیں سجی ہوئی ہیں۔ اور ایک الماری کے اوپر فوٹو صدر ایوب کا لگا ہوا ہے اور معاصر نے اسے بطور ایک اعجوبہ کے درج کیا ہے کہ کہاں شراب نوشی کی ترغیب اور کہاں صدر ایوب کی شخصیت کا احترام!——لیکن ہاں ہندوستان کے ایک فلمی رسالے نے اس میدان میں بھی پاکستان کو فاش و فاحش شکست دے رکھی ہے۔ رسالہ ملک کا مقبول ترین فلمی ماہنامہ ہے۔ اوّل سے آخر تک فلمی داستانوں اور فلمی ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی تصویروں اور حالات زندگی وغیرہ سے بھرپور اور سب سے آخر میں ایک پورا صفحہ قرآن مجید کے خصوصاً حضرت تھانوی کے ترجمہ والے قرآن مجید کے اشتہار کی نذر!——اس سے بڑھکر گستاخانہ مذاق قرآن مجید کے ساتھ کبھی کیوں ہوا ہو گا؟

(صدق جدید)

# روزہ کی غرض و غایت اور رمضان المبارک کی برکات

## حصولِ تقویٰ کے لئے اکلِ حلال اور صدقِ مقال کو شعار بناؤ جو استجابت دعا کا ذریعہ ہے

خطبہ جمعہ مورخہ یکم فروری ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۔۔۔ (سورۃ البقرہ) ۔۔۔

### روزہ کی غرض و غایت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مومنوں کی جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تمہارے لئے روزہ رکھنا فرض کر دیا گیا ہے۔ اور روزہ کی غرض بھی بیان فرمائی اور ساتھ ہی روزہ کی تاریخ کی طرف بھی توجہ دلائی۔ فرمایا روزہ کی غرض یہ ہے کہ لعلکم تتقون۔ تم باخدا بن جاؤ۔ خدا خوفی اور نیک عملی تمہاری زندگی کا نمایاں رنگ ہو۔ اور فرمایا کما کتب علی الذین من قبلکم۔ روزہ رکھنا دنیا کے تمام صلحاء کا طریق رہا ہے۔ تمام اقوام کے صالحین کرام نے روزہ رکھا ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا ہے وہ فائدہ کیا ہے وہ ہے لعلکم تتقون۔ انسان باخدا ہو جائے خدا خوفی اس کا شعار بن جائے۔ روزہ سکھاتا ہے کہ مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس پر قابو پائے اور اپنی خواہشات کا بندہ بننے کی بجائے اپنی خواہشات کو قابو میں لائے اس سے اس کا مرتبہ بڑھ جاتا ہے۔ اس کی عزت بلند ہوتی ہے وہ معزز بن جاتا ہے ایک تو وہ دوسروں کے لئے بابرکت انسان ہو جاتا ہے۔ دوسرے تزکیہ اور طہارت حاصل کر کے خدا کا پیارا ہو جاتا ہے۔ اس دنیا میں بھی خدا اس سے پیار کرتا ہے اور دوسری دنیا میں بھی اپنے قرب اور ثواب سے متمتع فرمائے گا۔

### استجابت دعا کا ذریعہ۔ اکلِ حلال صدقِ مقال

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال طیب روٹی کھانا اور اپنی زبان کو راستی اور صدق کے زیور سے آراستہ رکھنا استجابت دعا کا ذریعہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعبؓ کو تلقین فرمائی اطب مطعمک وتکن مستجاب الدعوات۔ حلال طیب روٹی کھاؤ۔ خدا تمہاری دعاؤں کو قبول کرے گا۔ صدق مقال یعنی سچی اور صحیح بات کہنا اور اکلِ حلال یعنے حلال طیب روٹی کھانا ان دو چیزوں پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ نے بڑا زور دیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری کی ساری قوم کو بلند پایہ اور معزز قوم بنانے کے لئے دو باتیں سکھائیں کہ اکلِ حلال اور صدق مقال کو اپنا شعار بناؤ۔ اس سے معاشرہ اور ملک معزز ہو جاتے ہیں اور خدا تعالےٰ دعاؤں کو سنتا ہے جو لوگ اپنی خواہشات پر قابو نہیں پاتے اور ضبط نفس سے کام نہیں لیتے وہ ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں۔

### خواہشات کا انجام دوزخ ہے

خواہشات انسانیت کو ختم کر دیتی ہیں۔ خواہشات کو عربی میں ھوا کہا گیا ہے۔ لغت میں اس کے معنے کئے گئے ہیں الھوا یھوی بصاحبہ الیٰ کل دذیۃ فی الدنیا و فی الھاویۃ فی الاٰخرۃ۔ خواہشات انسان کو ذلیل کرتی چلی جاتی ہیں۔ ان سے اس دنیا میں بھی ذلت و خواری نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی دوزخ کی طرف لے جاتی ہیں۔ بعض لوگوں نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ جب خواہشات کی اتباع کی ممانعت اس قدر شدید ہے تو خدا تعالےٰ نے انسان کے اندر خواہشات کا جذبہ اور اس کی محرکات کیوں رکھ دیں؟

### فطرت انسانی میں خواہشات

حقیقت یہ ہے کہ انسان خواہشات کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ خواہشات کی وجہ سے ہی اس نظام عالم میں حرکت اور گرم بازاری اور رونق ہے۔ انسان مجبور ہے کہ کچھ نہ کچھ کرے۔ کھیتی باڑی میں مصروف ہو یا کوئی اور محنت مزدوری کر کے روٹی کمائے، شدت کی گرمی اور شدت سردی میں اسے کھلے میدان میں کھیتوں میں کام کرنا پڑتا ہے۔ کارخانوں اور فیکٹریوں میں محنت مشقت کرنی پڑتی ہے۔ انسان کی یہ حرکت صرف اور صرف خواہشات ہی کی وجہ سے ہے اگر خواہشات نہ ہوتیں تو زندہ رہنا مشکل ہو جاتا۔ خواہشات نے انسان کو زندگی کے ہر پہلو پر سوچنے پر مجبور کر رکھا ہے وہ مکان بناتا ہے اسے آراستہ کرتا ہے۔ فرنیچر تیار کرتا ہے اپنے آرام و آسائش کے ہزارہا سامان مہیا کرتا ہے۔ جہاں تک زندگی کا تعلق ہے اس حد تک تو خواہشات کو پورا کرنا اس کا فرض ہے لیکن اس سے آگے عیش و عشرت کے لئے خواہشات بڑھتی چلی جاتی ہیں اور ختم نہیں ہوتیں۔ ایک سے ایک خواہش جنم لیتی ہے۔

### خواہشات اور عقل

فرشتوں اور ملائک میں کوئی خواہش نہیں۔ ان میں عقل فہم ہے۔ حیوانوں میں عقل نہیں خواہش ہے۔ یہ کبوتر اور فاختہ بے ضرر ہیں۔ ان کے اندر عقل نہیں، یہ سوچ سمجھ نہیں سکتیں۔ لیکن خواہشات ہیں۔ انسان کے اندر دونوں چیزیں ہیں۔ عقل بھی ہے اور خواہش بھی۔ اگر عقل کے ذریعہ سے انسان اپنی خواہشات پر قابو پا لے تو انسان فرشتوں کا مخدوم بن جائے۔ اور خواہشات عقل پر پردہ ڈال دیں تو یہ حیوانوں کی پست سطح سے کہیں نیچے گر جاتا ہے ھم کالانعام بل ھم اضل۔

### حضرت یوسفؑ کا مقام

حضرت یوسفؑ جوان ہیں حسن کے پیکر ہیں، جوانی کے جذبات سے معمور ہیں۔ ملکہ آپ کے حسن اور جوانی پر فریفتہ ہے۔ انعام و اکرام دے سکتی ہے، گورنر بنا سکتی ہے۔ خدم و حشم موجود ہیں۔ دنیا کی ہر نعمت حاضر ہے۔ لیکن ملکہ کی بری خواہش کے موقعہ پر کہہ دیا معاذاللہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، اگر خواہشات موجود نہ ہوتیں اور حضرت یوسفؑ ان کا مقابلہ نہ کر سکتے تو حضرت یوسفؑ کا کوئی مقام نہ تھا۔ مرتبہ بلند اسی طرح ہو سکتا ہے کہ خواہشات پر قابو پا یا جائے۔

### حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے یامرنا بالصدق والصلوٰۃ والعفاف آپؐ سچائی اختیار کرتے، نماز پڑھنے اور پاکدامنی اور پیٹ کی عفت کا حکم دیتے تھے۔ جس قوم نے اس امر کی طرف توجہ کی اور اس پر عمل پیرا ہوئی وہ معزز بن گئی۔ جس قوم نے حلال طیب روٹی کھائی وہ بڑی بابرکت قوم بن گئی۔

### رمضان میں تمام بری عادات ترک کر دو

اگر رمضان کے مہینہ میں پاکستان کے مسلمان استوار کر لیں کہ ہم نے حلال طیب روٹی کھانی ہے

تو بے شمار قسم کے معاشرتی، سماجی اور اقتصادی امراض و فساد ختم ہو جائیں۔ یہ جس قدر چوری ہے۔ جس قدر ملاوٹ ہے۔ رشوت ہے، بلیک ہے۔ حق تلفی ہے، ناانصافی ہے۔ اخلاقی بے راہ روی ہے۔ بد عہدی ہے۔ جھوٹ اور مکاری ہے۔ یہ سب کی سب برائیاں ختم ہو جائیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجبت النار بالشھوات خواہشات کے پیچھے دوزخ ہے۔ خواہشات کو بڑھاتے چلے جاؤ۔ دوزخ کی آگ پیدا ہوتی چلی جائے گی

## مسلمان قوم کی اخلاقی بلندی کا ذریعہ

مسلمان قوم کو بلند کرنے کا طریقہ قرآن نے سکھایا ہے۔ ایک طریقہ آپس میں رہنے سہنے کا ہے انما المؤمنون اخوۃ۔ مسلمان سارے کے سارے بھائی ہیں بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی النصح۔ حضرت نبی کریمؐ کے ہاتھ پر صحابہؓ نے بیعت کی ہم خیرخواہی اور ہمدردی اور مروّت کا جذبہ پیدا کریں گے۔ ہمارا دین یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی خیرخواہی کریں۔ قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کی تحقیر و تذلیل نہ کریں ٹھٹھا مذاق نہ کریں۔ اپنے تئیں متکبر نہ سمجھیں۔ دوسرے کی حقارت کرنا شجاعت نہیں ہے۔ فرمایا ولا تلمزوا انفسکم۔ غیب شماری مت کرو۔ غیب شماری اور غیب جوئی سے ساری کی ساری قوم گندی ہو جاتی ہے یہ ایک مرض ہے۔ ولا تنابزوا بالالقاب دوسروں کو بُرے القاب سے یاد نہ کرو۔ ان کثیرمن الظن اثم حسن ظنی سے کام لو۔ بدظنی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

## حضرت مولانا نورالدینؓ کا ایک واقعہ

حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ میری ایک قیمتی کتاب گم ہو گئی۔ میں نے خیال کیا کہ فلاں شخص جو اکثر کتابیں دیکھنے آتا ہے وہی لے گیا ہے۔ لیکن جب برسات کے موسم میں کتابوں کو دھوپ لگانے کی ضرورت پڑی۔ تو دیکھا کہ وہ کتاب الماری کے پیچھے پڑی تھی۔ شرمندہ ہو گیا اور استغفار میں لگ گیا کہ مجھ سے بہت بڑا گناہ ہوا۔ یہ ان لوگوں کی شان ہے کہ اپنی لغزش کو بیان کرتے اور اس پر استغفار کرتے ہیں فرمایا بدظنی نہ کرو۔ ان بعض الظن اثم بعض بدظنیاں گناہ ہوا کرتی ہیں۔

## تجسس نہ کرو

ولا تجسسوا تجسس نہ کرو۔ کسی کے حالات دریافت کرنے کی ٹوہ میں نہ لگ جاؤ۔ اس کو کہتے ہیں تقویٰ کی اور یہ ہے روزے کی غرض۔

## تقوےٰ کی تعریف

حضرت عمرؓ نے ابی بن کعبؓ سے پوچھا ما التقوی تقوےٰ کیا ہوتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا اما سلکت طریقاً ذا شوک کبھی آپ خاردار جھاڑیوں میں سے گذرے ہیں۔ کہاں ہاں۔ ما فعلت کیسے وہاں سے گذرے ہو۔ فرمایا شمرت واجتھدت اپنا دامن بچا کر گذرتا ہوں۔ بچ بچ کر رکھتا ہوں کہ کہیں کانٹے نہ لگ جائیں۔ فرمایا ذالک التقوی۔ یہی تقوےٰ ہے۔ اس طرح کی زندگی دنیا میں بسر کرو پھر تم بچو گے۔ اس سے تمہاری عزت بڑھے گی۔ خدا خوش ہو گا۔ تو رمضان کے روزے اس لئے کہ مسلمان قوم میں عبادت کا جذبہ پیدا ہو اور تزکیہ نفس اور طہارت پیدا ہو۔ ماہ صیام مسلمان قوم کو باخدا بننے کی تربیت دیتا ہے اور قوم کے لئے بابرکت بننے کی راہ بتاتا ہے۔

## رمضان کی غرض پوری کرنے کی کوشش کرو

اس تعلیم پر پاکستان کا مسلمان آج کاربند ہونے کا عہد کر لے بندۂ اغراض نہ بنے حصول تقوےٰ کو سامنے رکھے تو ایک عظیم انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ فرمایا التقوی ان لا یراک مولاک حیث نہاک۔ تقوےٰ یہ ہے کہ تیرا رب تجھے اس جگہ نہ دیکھ پائے جس جگہ سے تجھے اس نے منع کیا ہے دعا کریں کہ مسلمان اس ماہ میں وہ غرض پوری کریں جو خدا تعالےٰ اور رسول کریمؐ کے پیش نظر ہے۔ رسم کے طور پر ٹمٹما نہ پڑھ لینا یا روزہ رکھ لینا کوئی بڑا کام نہیں۔ اصل غرض تو تقویٰ اور طہارت ہے جس کے حصول کے لئے سعی کرنا چاہیئے۔

## ضروری اعلان

کراچی کی شاہراہ پر بمقام قاضی احمد تحصیل سکرنڈ ضلع نوابشاہ (سندھ) میں تقریباً ۱۲۵۰ ایکڑ اراضی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ملکیت ہے دو فصلہ نہری پانی کا انتظام ہے اور ٹیوب ویل بھی لگے ہوئے ہیں۔ سڑک اور ریلوے اسٹیشن کے قریب ہے۔

انجمن یہ رقبہ ٹھیکہ پر دینا چاہتی ہے۔ خواہشمند اصحاب ...... مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

المشتہر:- احمد یار سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

## درخواست دعا

ملک عبدالغنی صاحب کارکن دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کافی عرصہ سے علیل ہیں، ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائی جائے۔

(۲) ڈاکٹر محمود احمد صاحب بیگم بیلا کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

## ملفوظات (بسلسلہ صفحہ اوّل)

بانیٔ اسلام کی نسبت قسم قسم کے الزام (نعوذ باللہ) لگاتے ہیں ایسی حالت میں بھی اگر کوئی مسلمان اپنے دین اور اپنے نبی کے لئے غیرت نہیں رکھتا تو اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا اگر تم اپنے بچوں کو عیسائیوں آریوں اور دوسروں کی صحبت سے نہیں بچاتے تو اگر تم انہیں نہیں بچانا چاہتے تو یاد رکھو کہ نہ صرف اپنے اوپر بلکہ قوم پر اور اسلام پر ظلم کرتے ہو۔ اور بڑا بھاری ظلم کرتے ہو۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ گویا تمہیں اسلام کے لئے کچھ غیرت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت تمہارے دل میں نہیں۔

## بحر حکمت کے موتی - (بسلسلہ صفحہ اوّل)

پڑھتے ہیں آپس میں درس۔ تدریس کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں تو خدا تعالےٰ ان کی تسکین کے لئے سامان پیدا کر دیتا ہے اور ان پر اپنی رحمت کا سایہ کرتا ہے۔ فرشتے انکے آگے پیچھے پھرتے ہیں اور جو ان میں سے خدا تعالےٰ کے نزدیک ہوں ان سے خدا تعالےٰ کا ذکر کرتا ہے اور جس شخص کو اس کا عمل پیچھے ڈالے اس کا نسب اسے آگے نہیں لے جا سکتا ؎

چو کنعاں را طبیعت بے ہنر بود
پیمبر زادگی قدرش نیفزود
ہنر بنمائے گر داری نہ گوہر
گل از خار است ابراہیم از آذر (سعدیؒ)

غلام قادر عفی عنہ

سلہ پیسر نوشتہ

## جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا اعلان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قادیانی اور غیر احمدی احباب کی خاطر جناب میاں محمود احمد صاحب کا ایک بیان شائع کیا ہے جو ۱۹۵۲ء میں جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب اور خواجہ نذیر احمد صاحب کے استفسارات کے جواب میں انہوں نے دیا تھا۔ اس بیان میں انہوں نے اپنے سابقہ عقائد کے خلاف حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اور آپ کے نہ ماننے والوں کو کافر کہنا ترک کر دیا تھا۔ میاں صاحب موصوف کا یہ بیان سول اینڈ ملٹری گزٹ، "الفضل" اور "پیغام صلح" میں شائع ہوا تھا۔ انجمن نے اس غرض کے لئے یہ بیان ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا ہے کہ قادیانی اور غیر از جماعت احباب تک اس ٹریکٹ کو پہنچایا جائے۔ جو احباب اسے خود پڑھنا اور دوسروں تک اسے پہنچانا چاہیں۔ وہ مندرجہ ذیل پتہ سے مفت منگوا کر تقسیم کریں۔

پتہ:- حبیب الرحمٰن صادق
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس براندرتھ روڈ لاہور

**درخواست دعا** والد بزرگوار جناب محمد اقبال صاحب بغدادی ناظم جماعت احمدیہ پورٹ شریف صاحب فراش ہیں۔ احباب کی نیم شبی دعاؤں کے طالب ہیں۔

مولانا محمد یعقوب خان صاحب

# مکتوب ووکنگ

ایک سکول میں تقریر۔ مسیحی لڑکوں کے سوالات۔ احساس ڈسپلن۔ ایک سیاسی پارٹی میں تقریر
انگریز بہائیوں کی کانفرنس میں تقریر۔ بہائیت اور ختم نبوت۔ بہائی تحریک کی ترقی۔ تحفظ ختم نبوت کے
علمبردار کہاں ہیں۔ بہائیت اور احمدیت کا موازنہ۔ تحفظ نبوت کا لازمی تقاضا۔ چندہ اور تعاون۔

ووکنگ ۲۲ جنوری ۱۹۶۳ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

مدت سے آپ کے قارئین کے لئے کچھ لکھ بھیجنے کا خیال تھا۔ آج توفیق ملی ہے کہ اسے پورا کر سکوں۔

## ایک سکول میں تقریر

میں ابھی ایک درسگاہ میں جو قریب کے شہر گلفورڈ میں ہے تقریر کر کے واپس آ رہا ہوں۔ یہ تقریر رائل گرامر سکول میں تھی۔ اس سکول کے طلباء کی اپنی ایک یونین ہے جس کا نام کرسچن یونین ہے۔ اس کے سکرٹری نے آج کے لئے وقت مقرر کروایا تھا۔ تقریریں تو یہاں آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ مگر اس میٹنگ میں خاص طور پر لطف اس لئے آیا کہ وہ ایک کلاس روم کی فضا میں ہوئی۔ دیوار پر بلیک بورڈ تھا۔ پاس ہی ٹیچر کی میز تھی اور کرسی۔ اور طلباء سکول پر اسی طرح بیٹھے تھے جیسے کلاس میں ہوتے ہیں۔ لنچ کی چھٹی میں یہ تقریر ہوئی تھی جو ایک سے دو بجے تک تھی۔ ایک پرانا سکول ماسٹر جب ایسے ماحول میں اپنے آپ کو پاتا ہے تو اسے اپنی زندگی کے اُن بہترین ایام کی یاد تازہ ہو جانا لازمی بات ہے۔ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے ان طلباء کو جو سمجھئے ہماری نویں یا دسویں جماعت کی عمر کے تھے۔ اپنا تعارف انہی جذبات سے کرایا۔ اس سے انہیں زیادہ دلچسپی ہوئی۔ اور مجھے اپنا ہی کوئی ٹیچر سمجھنے لگے۔ سوٹی کی طرف جو میں نے ہاتھ سے چھوڑ کر سامنے میز پر رکھ دی تھی، اشارہ کرتے ہوئے میں نے انہیں کہا کہ اسے دیکھ کر گھبراؤ مت میں اسے چلنے پھرنے کے لئے استعمال کر رہا ہوں۔ اسے میرے پیشہ کی یادگار نہ سمجھ لینا۔ وہ بہت محظوظ ہوئے اور دلچسپی اور بھی بڑھ گئی۔ تقریر نصف گھنٹہ تک رہی اس کے بعد کوئی پندرہ منٹ سوالات پوچھتے رہے۔

ہمارے سکولوں اور کالجوں کے طلباء کو ان نوجوانوں سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ ہر جگہ ان کی اپنی سوسائٹیاں بنی ہوئی ہیں اور اپنے ہر قسم کے معلومات میں اضافہ کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ انگریز قوم کی ترقی کا راز اس کی علم پروری میں ہے۔ بچہ۔ بوڑھا۔ مرد۔ عورت، سب کے سب لائبریریوں، کلبوں اور سوسائٹیوں کے ذریعہ تحصیل علم میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ جو کتاب چاہیں اپنے علاقہ کے لائبریرین کو کہدیں وہ مہیا کر کے دیگا خواہ کہیں سے منگوانی پڑے۔ طلب العلم فریضة علىٰ كل مسلم و مسلمة۔ تو مسلمانوں کی روایت تھی۔ مگر اس پر عمل پیرائی دیکھنی ہو تو یہاں مغربی ممالک میں آکر دیکھیں۔

## مسیحی لڑکوں کے سوالات

ایک سوال یہ پوچھا گیا کہ اسلام مسیحؑ کے دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق کیا کہتا ہے۔ پہلی مرتبہ انہیں معلوم ہوا جب میں نے انہیں بتایا کہ اسلام کہتا ہے کہ وہ صلیب پر فوت ہی نہیں ہوئے تو دوبارہ جی اُٹھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک نے پوچھا تثلیث کے متعلق کیا خیال ہے۔ اس کا جواب بھی ان کے لئے تعجب انگیز ثابت ہوا۔ میں نے کہا صلیب پر جو دعا مسیحؑ نے مانگی اس میں خدا کو پکار پکار کر کہا کہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے۔ اگر وہ خود ہی خدا تھا تو کیا وہ اپنے آپ کو ہی پکار رہا تھا؟ ایک لڑکے نے پوچھا اس کا کیا جواب ہے کہ مسیحؑ نے کہا ہے کہ کوئی نجات نہیں پا سکتا سوائے میری وساطت کے۔ اس کا جواب بھی ان کے لئے نیا تھا۔ میں نے کہا یہی تو اسلام کی بھی تعلیم ہے کہ انبیاء کو ماننے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔ مگر ماننے کے معنے ان کی پیروی کرنے کے ہیں۔ مسیحؑ نے ہی حواریوں کو عقلمند نہیں سکھانے تھے اور حواری تو عقائد کی بحثیں سمجھنے کے بھی قابل نہ تھے۔ مسیحؑ کا مطالبہ تو اتنا ہی تھا کہ میرے نقش قدم پر چلو۔ یعنے ایسی زندگی گزارو جیسے میری زندگی ہے۔ اور یہی اسلام بھی سکھاتا ہے کہ انبیاء (بشمولیت مسیحؑ) کے نقش قدم پر چلو۔

## احساس ڈسپلن

ایک بات جو خاص طور پر میں نے نوٹ کی وہ یہ تھی کہ ہمارے طلباء کی نسبت یہ لڑکے زیادہ مؤدب تھے اور گو ان کا ٹیچر کوئی بھی موجود نہ تھا۔ اور پیشتر ازیں بھی ان کا اپنا ہی ساتھی تھا اور تقریر کرنے والا ایک مشرقی معمر آدمی تھا۔ مگر وہ نہایت سکون سے اور توجہ سے سن رہے تھے۔ انگریز قوم کی ترقی کا دوسرا راز علم پروری کے علاوہ ان کا احساس ڈسپلن ہے۔ یہ ایک نہایت تابع نظام جذبات کی مالک قوم ہے۔ آج کل سارا ملک برفباری سے سائبیریا بنا ہوا ہے۔ قہر کی سردی پڑ رہی ہے۔ اس نازک وقت میں بجلی کے کارخانوں میں کام کرنے والوں نے اُجرت بڑھانے کے مطالبات پیش کر دیئے ہیں اور دباؤ ڈالنے کے لئے کام کو سست رفتاری سے کرنے کی سٹرائک ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بعض وقت بجلی ایک دم کٹ جاتی ہے۔ اس سے ہسپتالوں میں اپریشنوں کے لئے بڑا خطرہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہسپتالوں کے ارد گرد علاقہ میں لوگوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ تم ایثار کرو اور بجلی بہت کم استعمال کرو۔ تاکہ ہسپتالوں میں کسی وقت سپلائی نہ رُکے۔ اور قومی ڈسپلن اور احساس شہریت کا یہ عالم ہے کہ تمام لوگ اس پر لبیک کہتے ہوئے خود بخود اپنے ہیٹر نہیں جلاتے اور تکلیف اُٹھاتے ہیں تاکہ مریضوں کو تکلیف یا نقصان نہ پہنچے۔ اسلام کی نماز روزانہ ڈسپلن کی ٹریننگ ہے مگر مسلمانوں کی شہری زندگی اس وصف سے بے بہرہ ہے۔ رائل گرامر سکول کی اس سوسائٹی کا ڈسپلن دیکھ کر اس قوم کی عظمت کے سامنے میری گردن جھک گئی۔

## ایک سیاسی پارٹی میں تقریر

اس سے قبل ۱۵ جنوری کو اسی قسم کا ایک اور نظارہ مجھے نظر آیا۔ یہ تقریر لنڈن کے ایک دور افتادہ علاقہ یونگ نامی کے ینگ کنزرویٹوز (Young Conservatives) کی سوسائٹی نے کرائی تھی۔ ووکنگ سے پہنچتے پہنچتے دو گھنٹے لگ گئے۔ رات کے ساڑھے آٹھ بجے تقریر تھی۔ اور کہیں گیارہ بجے وہاں سے واپس آنا تھا۔ اس لئے معیت کے لئے سید محمود حسین شاہ صاحب ساتھ چلے گئے۔ کنزرویٹوز پارٹی مدت سے حکمران چلی آ رہی ہے۔ ہر شہر میں ان کی سوسائٹیاں ہیں جن میں نئی پود کی تربیت ہوتی ہے۔ انہی میں سے بڑے ہو کر پارلیمنٹ کے ممبر اور وزیر بنتے ہیں۔ وہاں پہنچے تو ایک عالی شان مکان کے سامنے بڑا بورڈ لگا تھا جس پر لکھا تھا کنزرویٹو ایسوسی ایشن ........ (Conservative Association) اندر ایک نہایت صاف ستھرا ہال تھا جس میں نہایت عمدہ کرسیاں رکھی تھیں اور جسے خوب گرم کیا گیا تھا۔ سامنے کی دیوار پر چرچل کی تصویر لگی تھی جو گویا کنزرویٹو کی موجودہ کونسل کا قائد اعظم ہے۔ میری تقریر پون گھنٹہ تک رہی۔ اس کے بعد متعدد سوالات ہوئے۔ تقسیم ملک کے وقت ہندو مسلم فسادات کیوں ہوئے۔ کشمیر کا جھگڑا، چین کی طرف پاکستان کا دوستی کا ہاتھ بڑھانا اس قسم کے سوالات بھی ہوئے۔ یہ سوسائٹی عموماً بیس سے پچیس سال کے لڑکوں اور لڑکیوں پر مشتمل تھی۔ خاتمہ پہ ایک نوجوان کو صدر نے شکریہ ادا کرنے کو کہا اس نے اس طرح برجستہ الفاظ اور جاندار آواز میں چند فقرے

تقریر کے متعلق کہے کہ ہمارے ساتھ صاحب بعد میں مجھ سے کہنے لگے کہ ایسے ہوتے ہیں زندہ قوموں کے نوجوان — ابھی سے انہیں ایک ضابطہ میں منظم کیا جاتا ہے اور ان کی تربیت کی جاتی ہے۔ ان کے معلومات میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ ان کی خطابت کی صلاحیتوں کی نشوونما کی جاتی ہے۔ یہ ہیں برطانوی جمہوریت کے بنیادی ستون جن پر ان کی سیاست کا ڈھانچہ کھڑا ہے۔ جب ہم واپس ووکنگ پہنچے تو بارہ بجے کے قریب وقت تھا۔

## انگریز بہائیوں کی کانفرنس میں تقریر

ایک اور تقریب جس میں مجھے پرسوں اتوار کے دن شمولیت کی ہماری جماعت کے لئے خاص طور پر باعث دلچسپی ہونی چاہیئے۔ یہ ایک ہیمپشر...... (Bournemouth) نامی شہر میں تھی جو ٹرین سے کوئی ڈیڑھ گھنٹہ کے فاصلہ پر ہے۔ اور وہاں کی مقامی بہائی (BAHIE) سوسائٹی کے زیر اہتمام منعقد ہوئی تھی۔ ہر سال یہ لوگ "عالمی مذہب" کا ایک دن مناتے ہیں جس میں سارے مذاہب کے نمائندوں کو بولنے کی دعوت دیتے ہیں۔ میرے ساتھ عزیز امتیاز احمد بھی گئے۔ کانفرنس رائل ہوٹل کے ہال میں منعقد ہوئی۔ پہلے ہال میں یہودی اور مسیحی مقررین نے اسی ترتیب سے تقریریں کیں۔ اس کے بعد اسلام کی طرف سے میں بولا۔ اور سب سے آخر بہائیوں کا نمائندہ تھا۔ یہ سب بہائی انگریز ہیں، مرد اور عورتیں — اور بولنے والا خاص مقرر تھا۔

## بہائیت اور ختم نبوت

اپنی تقریر میں بہائی مقرر نے اسلام کے عقیدہ ختم نبوت کے متعلق بہائی نقطۂ نظر پیش کیا۔ کہنے لگے کہ انبیاء کا دائرہ ارشاد و ہدایت انسانی سوسائٹی کی ارتقاء کے ساتھ بتدریج وسیع ہوتا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ صرف اپنے قبیلے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اس کے بعد زمانہ ترقی کرتا چلا گیا یہاں تک کہ سوسائٹی سٹیٹ کی سطح پر پہنچ گئی۔ اسی کی مناسبت سے حضرت موسیٰؑ ایک سٹیٹ پرافٹ کی حیثیت سے آئے۔ حضرت مسیحؑ بھی اسی سٹیٹ کی سطح پر بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے مبعوث ہو کر آئے یہاں تک کہ پیغمبر اسلامؐ کا زمانہ آیا۔ انسانی سوسائٹی نے اس وقت ترقی کے اور کئی منازل طے کر لئے تھے۔ اور یہ دور نیشن کے تصور کا حامل دور تھا۔ ادھر روما کی حکومت تھی، دوسری ایرانی قوم کی حکومت تھی۔ اسی کی مناسبت سے حضرت محمدؐ ایک نیشن پرافٹ کی حیثیت سے آئے اور آپؐ کا دائرہ عمل تصور نیشن کی سطح تک محدود تھا۔ اور آپؐ کی آمد کے ساتھ اس قسم کی نبوتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن اب جب انسانی سوسائٹی نے ایک ایسے دور میں قدم رکھا ہے۔ جب تمام بنی نوع انسان نے ایک نسل واحد کی شکل اختیار کر رکھی ہے تو اس نئے دور کے لئے خدا کی طرف سے ایک ایسے مامور کی ضرورت تھی جو ساری دنیا کے لئے پیغام لائے اور یہی بہاء اللہ صاحب تھے۔

## بہاء اللہ ابراہیمؑ کی اولاد سے

پہلی مرتبہ یہ بات بھی بہاء اللہ کی تائید میں اس کی زبان سے سننے میں آئی کہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ خدا کا جو وعدہ تھا کہ میں تیری ذریت کو ریگستان کے ذروں کی طرح پھیلاؤں گا اور اس سے دنیا برکت پائے گی۔ اس نے کہا کہ یہودی، مسیحی اور اسلامی مقررین سب نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنے اپنے مذہب کا مورث اعلیٰ بتایا ہے لیکن بہت سے لوگوں کو یہ علم نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کی دو بیویوں کے علاوہ جن سے حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق پیدا ہوئے تھے ایک تیسری بیوی بھی تھی اور بہاء اللہ اس بیوی کی اولاد میں سے تھے۔ یہ موضوع مولانا عبدالحق صاحب کے دائرہ تحقیقات سے تعلق رکھتا ہے۔ وہی اس پر روشنی ڈال سکیں گے کہ یہ تھیوری جو بہائی صاحبان نے قائم کی ہے کہاں تک حقائق پر مبنی ہے۔

## بہائی تحریک کی ترقی

جو بات جماعت احمدیہ کے خاص طور پر نوٹ کرنے کے قابل ہے وہ وہ اعداد و شمار ہیں جو اس مقرر نے بتائے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ بہائیت ایک نئے مذہب کی حیثیت سے اپنی جڑیں مضبوط کر چکی ہے۔ اس نے بتایا کہ بہائی سنٹروں کی تعداد جو دنیا کے مختلف ممالک میں قائم ہو چکے ہیں تین صد سے کچھ زائد ہیں۔ اور دنیا کی بہت سی زبانوں میں بہائی لٹریچر شائع ہو چکا ہے۔ ہمیں ماننا پڑے گا کہ احمدیت (لاہور اور ربوہ ملا کر) اس میدان میں بہائیوں سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔

بہائی تحریک کو امریکہ میں سب سے زیادہ فروغ ہوا ہے اور اس کی کامیابی کا راز غالباً اس میں ہے کہ امریکہ میں اس کی باگ ڈور وہاں کے لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور اسی طرح یورپ کے ہر ملک میں وہاں کے لوگ اس تحریک کو چلا رہے ہیں — بہائیت کا عالمی مرکز مملکت اسرائیل میں شہر یوروشلم میں ہے۔

## تحفظ ختم نبوت کے علمبردار کہاں ہیں

مولانا مودودی صاحب نے احمدیہ تحریک کے خلاف تو اپنا سارا زور قلم صرف کیا ہے۔ جس کے بانی حضرت مرزا صاحب اپنی وحی کو نبوت محمدیہ سے مستعار بتاتے تھے اور قرآن کے ایک شوشہ کو بھی بدلنا کفر سمجھتے تھے مگر بہائیت جو نبوت محمدیہ اور قرآن کی ناسخ بن کر آئی ہے، اس کی طرف التفات کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔ غالباً اس لئے کہ بہائی پاکستان کی سیاست میں کوئی دخیل عنصر کی حیثیت نہیں رکھتے۔ اور مولانا کی دینی اقدار اس قسم کی بن گئی ہے کہ جس مسئلہ کا ان کی اپنی اقتدار سیاسی کی جد و جہد پر کوئی اثر نہیں پڑتا اسے وہ درخور اعتنا نہیں سمجھتے خواہ اس سے نبوت محمدیہ کی جڑیں ہلتی کٹتی ہوں۔ اگر مقصد واقعی تحفظ ختم نبوت ہے تو بہائیت سے بے اعتنائی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ایک مقدس ترین مسئلہ کو مولانا نے اور دیگر سیاست گزیدہ علماء نے محض ایک سیاسی آلہ کار بنا دیا ہے۔

## بہائیت اور احمدیت کا موازنہ

احمدیہ تحریک کے موقف پر بہائیت کے پس منظر میں غور کیا جائے تو اس کی معقولیت اور بھی اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ بہائیت کی بنیاد اس پر ہے کہ چودہ سو سال قبل انسانی سوسائٹی جس طرح پر تھی اس میں اور دور جدید کی سوسائٹی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس لئے موجودہ دور کے مطابق خدا کی طرف سے ایک نیا پیغام آنا چاہیئے۔ جہاں تک عالمگیریت کا تعلق ہے وحی کے پیغام کے ایک ایک لفظ سے عالمگیریت ٹپکتی ہے، ایسی عالمگیریت جو نہ صرف تمام بنی نوع انسان کے دائرے پر حاوی ہے بلکہ تمام کائنات عالم میں بھی اسی کی جلوہ گری ہے۔ اس لئے عالمگیریت کے لحاظ سے بھی وحی قرآنی کے ساتھ پیغامات آسمانی کا سلسلہ اپنے انتہائی کمال کو پہنچ گیا۔ باقی رہا سوسائٹی کے بدلتے ہوئے حالات کے لحاظ سے احکام شریعت میں تبدیلی کی ضرورت، اس میں بھی بہائیت کوئی ایسی چیز پیش نہیں کر سکی جس کے لئے واقعی آسمان سے پیغام کی ضرورت ہو۔ بہائی مقرر نے چودہ نکات کی ایک فہرست پڑھ کر سنائی کہ یہ وہ نئی شریعت ہے جو بہائی مذہب اس نئے دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے پیش کرتا ہے۔ مثلاً ایک عالمی زبان کی ترویج، عالمگیر لازمی تعلیم، مرد اور عورت میں مساوات، صنعتی تعلیم، بین الاقوامی عدالت وغیرہ وغیرہ۔ اگر اس طرح کی چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے بھی نئی آسمانی شریعت کی ضرورت ہو سکتی ہے تو بقول صدر جلسہ کے ایسے امور کے لئے آسمانی پیغام کی گنجائش نکل آتی ہے کہ ہر ایک بوڑھے آدمی کو دانتوں کا ایک نیا سیٹ بھی مفت ملنا چاہیئے۔ الغرض عالمگیریت، پیغام اور تکمیل شریعت کے لحاظ سے بہائیت قطعاً کوئی ایسی چیز پیش نہیں کر سکتی جس کی ضرورت کو قرآن نے پورا نہ کر دیا ہو — ہاں صرف ایک چیز کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے اور وہ اس بات پر پختہ اور زندہ ایمان ہے کہ وحی ایک قصہ و کہانی نہیں ہے، نہ ہی یہ انسانی ذہن کی نہ ہی انسانی تحت الشعور کی، نہ دماغی خلل کی، نہ چالاکی اور فریب دہی کی پیداوار ہے۔ دور جدید کا انسان وحی کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ اور اگر بہت حسن ظن سے بھی کام لیتا ہے تو اسے تحت الشعور کی کرشمہ سازیوں میں سے ایک کرشمہ سمجھتا ہے۔ فرائڈ اور ینگ Yung

نے جو نظریات پیش کئے ہیں انہوں نے تمام مذاہب بمعہ وحی قرآنی کی جڑوں پر کلہاڑی مار دی ہے - اور اس لئے اگر اس نئے دور میں اگر کسی چیز کی فی الحقیقت ضرورت ہے تو وہ صرف اس قدر ہے کہ یہ علیٰ رؤس الاشہاد روز روشن کی طرح سائنس کے مسلمہ تجرباتی طریق ثابت کیا جائے کہ وحی نفس انسانی کی پیداوار نہیں ہے - نہ ہی اس کے دام تزویر یا قوت واہمہ کی کرشمہ سازی ہے ، بلکہ ایک امر واقعہ کے طور پر اس کا ایک خارجی منبع ہے جو ذات باری تعالیٰ ہے - اور اسی ضرورت حقہ کو حضرت مرزا صاحب نے خدا سے ہم کلامی کا اپنا تجربہ پیش کر کے پورا کیا ہے - اس وحی کو وحی قرآنی کی نہ عالمگیریت پیغام سے کوئی سروکار ہے نہ اس کی تشریعی تعلیمات سے ، اس کا منصب وحی نبوت کی تائید ہے اور اس لحاظ سے ختم نبوت کے مفہوم کو پورا کرنے والی اور اس کے اندر داخل ہے - اس سے علیحدہ کوئی چیز نہیں - اسی ضرورت کو حدیث نے بھی تسلیم کیا ہے جس میں کہا ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات - یعنے نبوت کی صرف ایک جزکو اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے بعد بھی برقرار رکھا ہے اور وہ وحی و الہام اور رؤیا صالحہ کا سلسلہ ہے تاکہ وحی مطلق کی حیثیت بطور امر واقعہ مفقود نہ ہونے پائے -

## تحفظ نبوت کا لازمی تقاضا

اس سے قطعاً انکار نہیں ہو سکتا کہ اس دور کا انسان وحی کو ایک قصہ پارینہ یا پریوں کی داستان یا بوڑھی عورتوں کی کہانی سمجھتا ہے اور اسی سے یقین و ایمان کی جڑیں کھوکھلی ہوئی ہیں - جب تک اس جڑ کو مضبوط نہ کیا جائے مذہبی زندگی کے درخت میں بار و برگ نہیں لگ سکتے - یہی اس زمانہ دجال کا سب سے بڑا فتنہ ہے جس سے تمام انبیاءؑ عالم نے ڈرایا تھا - اور اس کا علاج وہی ایک تھا جو اس زمانے کے مامور نے کر کے دکھایا اور چار دانگ عالم میں شور قیامت برپا کر کے لوگوں کو پکارا کہ وحی کے انکار کرنے والو ، آؤ میں تمہیں اپنے تجربہ گاہ کی سیر کراتا ہوں میری صحبت میں چند دن رہ کر دیکھ لو اور اگر بچشم خود تم کو اس کا مشاہدہ نہ کراؤں تو میرا دعویٰ غلط سمجھو - تحفظ نبوت کا لازمی تقاضا ہی اجراء وحی والہام ہے - وحی کا سلسلہ مسدود ہو جاتا تو خود نبوت کو مشکوک کرتا ہوتا -

## لفظ نبی کے مجازی استعمال کی حکمت

اور اسی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظلی ، جزوی ، مجازی نبی کا لقب دیا - لفظ نبی کے ان محدود معنوں میں بھی استعمال میں مصلحت خداوندی یہی تھی کہ جس حقیقت کی آئینہ داری یہ لفظ کرتا ہے یعنے وحی وہ مفقود نہ ہونے پائے اور اس لفظ کے مخصوص انداز میں استعمال سے ہی قائم رہے - کہاں بہائیت کی یہ مضحکہ خیز پوزیشن کہ چونکہ اس ترقی یافتہ دور میں انسانی ضروریات کا دائرہ وسیع تر ہو گیا ہے - اس لئے ایک نئی شریعت آئے جو اس کے قانون نافذ کرے کہ ہر ایک کے پاس ایک موٹر کار بھی ہونی چاہیئے - ایک ریڈیو اور ٹیلی ویژن سیٹ بھی ہونا چاہیئے ، ایک واشنگ مشین بھی اور ایک ٹوسٹر بھی ہونا چاہیئے - اور یہ ضرورت حقہ جسے احمدیت نے پورا کیا ، یعنے اس باطل رجحان کا قلع قمع کہ وحی گویا ایک وہمی اور بے حقیقت چیز ہے زمانہ کی ضرورت پہاڑ اللہ نہیں مرزا غلام احمد ہے جو احمدؐ کا غلام بن کر دنیا پر اپنے تجربہ سے ثابت کرنے کا مدعی ہو کر آیا کہ وحی کا سلسلہ برحق ہے اور میں اس کیفیت کی ایک زندہ تجربہ گاہ ہوں -

## چند اور تقاریر

معاف رکھنا میں لکھ تو رہا تھا یہاں کی سرگرمیوں کی رپورٹ اور کہاں سے کہاں نکل گیا - اسی سلسلہ کی طرف لوٹتے ہوئے بہائی کانفرنس سے قبل بھی تین اور مقامات پر میری تقاریر ہوئیں - ایک شہر بیڈ فورڈ میں جو لنڈن سے ٹرین سے دو گھنٹہ کے فاصلہ پر ہے - اور دوسری شہر نارتھمپٹن میں جو کوئی تین گھنٹہ کے فاصلہ پر ہے - دونوں جگہ یونیٹیرین سوسائٹیاں ہیں یعنے مسیحی موحدین کی سوسائٹیاں - یہ تقاریر انہوں نے کروائیں -

بیڈ فورڈ میں سامعین میں ایک پادری صاحب بھی تھے جنہوں نے تیس سال مصر میں تبلیغ ؑ اکثر مشنری کے کام کیا تھا - تقریر کے بعد وہ نہایت تپاک سے ملا اور ایک اپنا لکھا ہوا پمفلٹ بھی دیا - جو اس موضوع پر تھا کہ مسلمانوں میں مسیحؑ کو کیسے پیش کرنا چاہیئے - رسالہ شروع ہی اس سے ہوا تھا کہ ہم لوگ اس قدر روپیہ خرچ کرتے ہیں ، عمر بھر مسلمانوں میں کام کرتے ہیں مگر شاذ و نادر ہی کوئی مسلمان عیسائی ہوتا ہے - میں نے اسے کہا اس کی وجہ میں آپ کو بتا دوں ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کے پاس مسلمانوں کو دینے کے لئے ہے ہی کیا سوائے حضرت مسیحؑ کے ؟ - اور حضرت مسیحؑ کو آگے ہی مانتے ہیں - اس لئے مسلمان کا مسیحی بننا ایک بے معنی سی بات ہے -

## نبی کی پہچان کا سوال

انہی دنوں میں ایک کالج میں تقریر ہوئی جس میں طلباء اور طالبات ہر دو نے شرکت کی ، یہ کالج ایک شہر براملے ( Bromley ) نامی میں ہوا - یہاں بھی اور نارتھمپٹن میں بھی تقریر کے بعد سوالات میں سے ایک اہم سوال یہ پوچھا گیا کہ اسلام کی بنیاد جو اس پر ہے کہ تمام زمانوں میں خدا کی طرف سے ہدایت کے لئے نبی آتے رہے تو آخر نبی کی پہچان کا معیار کیا ہے ؟ کس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ ایک مدعی نبوت فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہے - یہ سوال بھی ایسا ہے جس کا صحیح جواب ایک احمدی کا دل و دماغ ہی پیش کر سکتا ہے جس نے ایک مامور کی زندگی کو بچشم خود دیکھا جو نبی تو نہیں کہلا سکا علی منہاج نبوت کھڑا کیا گیا تھا اور وہ سب ڈرامہ ہماری آنکھوں کے سامنے گزرا کہ ایک مامور کیسے پہچانا جا سکتا ہے - زمانہ کے اس اہم مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے پھر اگر ہم نظر انصاف سے کام لیں تو اگر کوئی مضبوط سہارا مل سکتا ہے تو وہ احمدیت کا سہارا ہے - نبی کریمؐ ایک زندہ جاوید نبی ہیں ، آپ کی زندگی اور سیرت طیبہ کے حالات صفحات تاریخ میں تفصیل کے ساتھ محفوظ ہیں - اور اس سارے ڈرامے کو دیکھتے ہوئے کوئی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ ایک مامور الٰہی کی علامات کیا ہوتی ہیں - ہاں اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انسانی فطرت اس قدر ضعیف واقع ہوئی ہے کہ جب تک ایک ڈرامہ کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھے یقین کامل پیدا نہیں ہوتا - اس زمانہ میں ایک مامور کھڑا کرنے میں جہاں یہ مصلحت در پیش تھی کہ وحی والہام کے سلسلہ پر ایک حتمی شہادت قائم ہو سکے جو اس زہر کے لئے بطور تریاق کام دے سکے جو دجال کے انفاس خبیثہ ہے جو انسانی معاشرہ کے ہر ایک گوشہ کو مسموم کر رہا ہے ، وہاں یہ نمونہ بھی آنکھوں کے سامنے آجائے کہ ایک مامور ، ایک راستباز ایک حق پرست پہاڑ کی طرح قائم رہنے والا - ایک خدا کا فرستادہ کیسا ہوتا ہے -

حضرت مرزا صاحب کی شخصیت اور آپ کے دعویٰ ماموریت نے وقت کی یہ دونوں اہم ضرورتیں بیک وقت جمع کر دیں - ایک طرف وحی کا ایک امر واقعہ اور ایک حقیقت ہونا ثابت کر دیا اور اس طرح سلسلہ نبوت کو انسان کے دل و دماغ سے مٹ جانے سے محفوظ کر لیا اور دوسری طرف اپنی مادی زندگی کا انداز بھی وہی تھا جو ماموریت کا ہوا کرتا تھا یعنے مسلمہ عام دیانت و امانت ، خدا پرستی ، پاکیزگی ، انسانی ہمدردی اور اعلیٰ ترین اخلاق بھی ہیں اور خدا کے راستے میں سرفروشانہ جذبہ بھی ہے - مخالفت کا ایک طوفان ہے جو آپ کے خلاف اٹھتا ہے - مگر ایک پہاڑ کی طرح آپ اس سب مخالفت ، تمسخر ، ایذا رسانی ، بائیکاٹ ، تکفیر کو پر پشہ کے برابر بھی اہمیت نہیں دیتے - اس طرح اپنی شخصیت میں بعینہٖ وہی تصویر دنیا کے سامنے پیش کی جو انبیاءؑ کی زندگیوں کا خاصہ تھا -

سیاست اپنی جگہ اچھی چیز ہے - تعلیم و صنعت میں ترقی اپنی اپنی جگہ ہے - حب الوطنی اور جنگ آزادی اور تحفظ حقوق انسانی کے لئے جدوجہد یہ اپنی جگہ بڑے نیک اور اہم مقاصد ہیں - مگر ان میں سے کوئی ایک بھی اور نہ سب کے سب مل کر روح انسانی کی اس ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں جسے مذہب کہتے ہیں - علم دین اور تفسیر نویسی اور صاحب قلم ہونا یہ بھی اپنی جگہ بڑے کمالات ہیں مگر یہ بھی خود مذہب نہیں کہلا سکتے - مذہب

( باقی بر صفحہ ۱۵ )

چوہدری شکر اللہ خان ثمر صاحب بی اے ایل ایل بی

# حجت صادق اور عذر نامعقول

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۶۳ء)

(( ۱۲ ))

پھر لکھتے ہیں :-

مگر امت محمدیہ کے اندر مسیح موعود کے ظاہر ہو جانے اور اس پر اپنے صریح طور پر نبی کا خطاب پانے کے انکشاف ہو جانے کے بعد نبی کا ایسا فرد پایا گیا جس نے استقرائی قیاس کو ناقص ثابت کر دیا"

(صـ۸۶)

گویا یہ امران کے استدلال کا کُبرٰے ہے ۔ اس کے بعد قاضی صاحب بطور نتیجہ لکھتے ہیں :-

" لہذا پہلی تعریف نبوت جو ناقص استقراء پر مبنی تھی خدا تعالے کی طرف سے اس بات کے انکشاف پر کہ ایک امتی کو اس کی طرف سے صریح طور پر نبی کا خطاب مل سکتا ہے درست نہ رہی"

(صـ۹۲)

مگر حقیقت یہ ہے کہ مصنف قول بلیغ کا یہ سارا استدلال اور اس کے اجزائے ترکیبی اباطیل کا ایک مثالی مجموعہ اور غیر معقولیت کا ایک حیرت خیز پلیندہ اور التباس حق بالباطل کا بہت ہی دلچسپ نمونہ ہے ۔ کیونکہ اس میں تین ایسے امور پاس سے صحیح فرض کر لئے گئے ہیں جو کہ بالبداہت باطل ہیں ۔ مثلاً ۔

(۱) ۔ یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ عالم جسمانیات یعنے امور دنیویہ کی طرح عالم روحانیات یعنے امور روحانیہ میں بھی قیاس اور استقراء چلتا ہے ۔

(۲) ۔ یہ بھی فرض کر لیا گیا ہے کہ انبیاء اور مامورین الہٰی بھی دنیاوی امور کے علماء اور حکماء کی طرح امور دینیہ اور ایمانیہ کے علم و بیان میں قیاس اور استقراء ہی سے کام لیتے ہیں ۔

(۳) ۔ اور یہ بھی فرض کر لیا گیا ہے کہ انبیاء اور مامورین الہٰی جب امور دینیہ اور ایمانیہ کو سمجھتے اور بیان کرتے ہیں تو ان کے سمجھنے اور بیان کرنے کے ساتھ ناقص اور غلط ہونے کا بھی احتمال لگا رہتا ہے ۔

العیاذاً باللہ العظیم ۔ لیکن ان کے یہ تمام مفروضے صریح طور پر غلط ہیں ۔ قاضی صاحب بانیٔ علم منطق کی کہنے لگے ہیں مگر کیفیت علم یہ ہے کہ مفید ظن نہ مفید یقین قیاس اور ناقص و تام استقراء کا دائرۂ عمل اور حد بندی بھی معلوم نہیں ۔

ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ قیاس و استقراء کو امور روحانیہ میں دخل در معقولات کی ہرگز اجازت نہیں ۔ امور دینیہ اور ایمانیہ کے احاطہ میں احتمال خطا والے استقراء کو دخل ہونے کی ہرگز مجال نہیں ۔ اگر شک ہو تو ایک صاحب حال کے الفاظ ذیل کو پڑھ کر دیکھو :-

" ان تمام باتوں سے یقینی طور پر یہ اصول قائم ہوتا ہے کہ پیشگوئی کی تاویل اور تعبیر میں انبیاء علیہم السلام کبھی غلطی بھی کھاتے ہیں لیکن امور دینیہ اور ایمانیہ میں اس خطاء کی گنجائش نہیں کیونکہ ان کی تبلیغ میں منجانب اللہ بڑا اہتمام ہوتا ہے غلطی کا احتمال صرف ایسی پیشگوئیوں میں ہوتا ہے جس کو اللہ تعالے خود اپنی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور مسائل دینیہ سے ان کا کچھ علاقہ نہیں ہوتا" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۹۰-۶۹۱)

یعنے یقینی اصول یہ ہے کہ امور دینیہ اور ایمانیہ میں غلطی کی ہرگز گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ ان کی بنیاد خدا کی وحی اور اس کا دیا ہوا علم ہوتا ہے ۔ پس یہاں قیاس و استقراء کی ہرگز مجال نہیں کہ اپنے پر بھی پھڑک سکے ۔ اور یہی حق ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو خدا کی خدائی ختم ۔ انبیاء کا قصہ پاک اور دین کا صفایا چٹ ہو جاتا ہے کیونکہ دریں صورت سب کچھ مشکوک و مشتبہ ہو جائے گا ۔ ہر اصول دینیہ اور امر ایمانیہ امکان خطاء اور احتمال نقص کا شکار ہو کر رہ جائے گا ۔ اور ہر عالم ریوہ کو حق و اختیار ہو جائے گا کہ جو کچھ اس کے قیاس و استقراء میں آئے بلاخوف کہتا چلا جائے ۔ کیا یہ نامعقولیت کی انتہاء نہیں ۔

پھر حیرت بالائے حیرت یہ ہے کہ خدا تعالے کی عظیم و کثیر فعلی شہادت کو جو استقراء تام سے بھی بڑھ کر تام ہے قاضی صاحب زبردستی ناقص بناتے ہیں ۔ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک لاکھوں سالوں میں ہزاروں انبیاء دنیا میں آئے ۔ یہ تمام انبیاء حسب اقرار قاضی صاحب غیر امتی تھے ۔ پس یہ لکھو کھہا سالوں میں ہزارہا انبیاء کا واقعہ نبی کے لئے غیر امتی ہونے کی شرط پر خدا تعالے کی زبردست

## فعلی شہادت

ہے ۔ اس کو مصنف قول بلیغ اگر استقراء کہتے ہیں تو پھر یہ ایسا استقراء تام ہے جس کا ناقص ہونا خارج از امکان ہے ۔ دنیا میں شاید ہی کوئی اور استقراء ہو گا جس کے تام ہونے پر اس قدر عظیم اور کثیر اور زبردست ثبوت موجود ہو ۔

## ایک طرفہ تماشہ

مگر باوجود این ہمہ ہمارے خاص صاحب کہتے ہیں کہ یہ استقراء ناقص ثابت ہو گیا ہے ۔ کیونکہ ان کے نزدیک حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو سال بعد نبی کا ایک فرد پایا گیا ۔ جو امتی ہے یعنے مسیح موعودؑ ۔ یہ استدلال ایک طرفہ تماشہ ہے ۔ مسیح موعود کی نبوت زیر غور اور محتاج فیصلہ ہے ۔ ساری بحث میں یہی امر متنازعہ فیہ ہے ۔ اور معیار فیصلہ انبیاء سابقین کے تمام افراد ہیں ۔ یہ "معیار فیصلہ" ہمیں بتاتا ہے کہ

" صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا" (ازالہ اوہام)

جیسا کہ انبیائے سابقین کے تمام افراد کی نبوت شاہد ہے جو سب کے سب بلا استثناء غیر امتی تھے ۔ اور "محتاج فیصلہ" امر ہمیں بتاتا ہے کہ

"مسیح موعودؑ کامل طور پر امتی ہے"

ان ہر دو امور سے ازروئے دیانت اور امانت یہ نتیجہ نکلنا چاہیئے کہ مسیح موعود کی نبوت چونکہ "معیار فیصلہ" پر پوری نہیں اترتی لہذا کامل نبوت نہیں ۔

" جس حالت میں ابن مریم (یعنے مسیح موعود ۔ ناقل) اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امتی ہوگا تو پھر وہ کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متبائن ہے"

(ازالہ اوہام)

لیکن قاضی صاحب گنگا الٹی بہاتے ہیں ۔ یعنے وہ "محتاج فیصلہ" امر سے "معیار فیصلہ" کو پہلے باطل کر دیتے ہیں ۔ اٹھتے ہی مسیح موعودؑ کو نبی فرض کر لیتے ہیں اور استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ مسیح موعودؑ نبی ہے لہذا تمام افراد انبیاء سابقین کی نبوت "شرط نبوت" ناقص و باطل ہے ۔ اگر کسی کی نبوت ثابت کرنے کا یہی طریقہ ہے تو اس سے قاضی صاحب جس کی چاہیں گے نبوت ثابت کر دیں گے ۔ اگر چاہیں گے تو اپنے خلیفہ صاحب کی ثابت کر دیں گے ۔ چاہیں گے تو خود اپنی نبوت ثابت کر دیں گے اور اگر کالے چور کی چاہیں گے تو اس کی نبوت بھی ثابت کر دیں گے کیونکہ ان کے استدلال کے مطابق طریقہ یہ ہے کہ

جس کی نبوت ثابت کرنا ہو اسکو نبی پہلے فرض کر لو پھر اس کی فرض کردہ نبوت سے ان تمام شرائط کو باطل کر دو ۔ جو انبیائے سابقین کے تمام افراد کی نبوت کی رُو سے درمیان میں حائل ہوتی ہوں ......

[illegible] (باقی)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

## لاگوس

قبلہ حضرت شیخ صاحب۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پیغام صلح سے آپ کی یاد ہمیشہ تازہ رہتی ہے۔ اور دل سے دعا نکلتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کی مساعی اور کوششوں کو بارآور کرے۔ اور آپ کو دیر تک سلامت رکھے تاکہ وہ نیک اور مقدس کام جس کے لئے آپ نے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے۔ بغیر کسی خلل کے جاری رہے۔ اس فقیر کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ کیونکہ میں اپنے بزرگوں اور محبوں کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ اور وہ میرا سہارا اور ہمت کو بڑھانے والی ہیں۔

میں اس کوشش میں ہوں کہ مغربی اور مشرقی نائیجیریا میں باقاعدہ ہماری جماعتیں ہو جائیں۔ الحمد للہ کہ مشرقی نائیجیریا کے چودہ ممبروں نے بیعت کی درخواستیں لکھ دی ہیں اور وہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ارسال کر دی ہیں۔ باقی ممبران بھی انشاء اللہ آہستہ آہستہ بیعت کرتے جائیں گے۔ لیگوس میں ایک مجلس . . . . . . . کے نام قائم ہے۔ اس کے ممبر حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تمام دعاوی کو تسلیم کرتے ہیں مگر ہماری جماعت میں شامل ہونا پسند نہیں کرتے اور علیحدہ آزادانہ کام کرنا چاہتے ہیں یقینی طور پر تو بات نہیں کہی جا سکتی لیکن امید ہے۔ کہ وہ بھی ہماری جماعت میں باقاعدہ شامل ہونے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ صرف ان کی قومی عصبیت راستے میں حائل ہے۔ اگر یہ لوگ بھی ہماری جماعت میں شامل ہو گئے تو مشرقی اور مغربی نائیجیریا میں ہماری طاقت مضبوط اور مستحکم ہو جائے گی اور تبلیغ و اشاعت کا کام خوش اسلوبی سے چلتا رہے گا "احمدیہ تحریک" کے متعلق آپ نے کچھ کتابیں بھیجی تھیں۔ مگر ان میں زیادہ حصہ اردو کتابوں کا تھا اور وہ یہاں کسی کام کی نہیں۔ آپ براہ نوازش انگریزی میں کتابوں کا انتخاب کریں اور جتنی تعداد میں بھی بھیج سکتے ہیں بھیج دیں۔ مجھے ان کی ضرورت ہے۔ فاروقی صاحب کی Anecdotes بہت مفید ثابت ہوں گی۔ وہ بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں بھجوائیں۔

"دی پرافٹ آف اسلام" کی دوسو کاپیاں ملی تھیں۔ "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی" کی بھی ضرورت ہے۔ وہ بھی جلد بھجوائیں۔ دی ریلیجن آف اسلام کی میرے پاس ایک کاپی بھی نہیں۔ ریڈیو پر مجھے ہر پندرہ روز کے بعد بولنا ہوتا ہے۔ اور مضمون کی تیاری کے لئے مجھے اس کی اشد ضرورت ہے۔ میں نے اس کے متعلق انچارج صاحب افریقہ مشن کو کئی بار لکھا ہے۔ آپ بھی یاد دھانی کرا دیں۔

"گرمی اب نوے درجے پر پہنچ گئی ہے۔ پنجاب کے ہاں سو درجے کی گرمی بھی تنگ نہیں کرتی مگر یہاں کی گرمی ... ذرا تکلیف دہ ہے۔ کم از کم میرے لئے۔

ہاں یاد آیا۔ "یسرنا القرآن" کی بھی کچھ کاپیاں ضرور بھجوائیں۔ میں نے ربوہ احمدیہ مشن سے بارہ کاپیاں خریدی تھیں۔ ان سے ہی کام چلاتا رہا۔ مگر وہ کافی نہیں تھیں۔ مشرقی نائیجیریا کے نومسلموں کو بھی پڑھانا ہے ان کے لئے بھی یسرنا القرآن کی ضرورت ہے۔ آپ کم از کم پچاس کاپیاں ضرور بھجوائیں۔

---

## انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر برہان العارفین۔ جاوا۔ انڈونیشیا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائی مشنریوں نے سارے انڈونیشیا کو عیسائی بنانے کا پروگرام بنایا ہے جس کا ترجمہ انگریزی منسلک ہے۔

عیسائیوں کی جرأت مسلمانانِ انڈونیشیا کی کمزوری کی وجہ سے ہے باوجودیکہ مسلمان کثرت سے ہیں، مال و دولت کے لحاظ سے اور تعلیم کے لحاظ سے بھی پیچھے ہیں تاہم انہوں نے اس اسلامی روح کی طرف سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں جو حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ کی تعلیم اور پیروی سے حاصل ہوتی ہیں۔ اگر یہ لوگ حضرت مرزا صاحب کی تعلیم اپنائیں تو عیسائیت کی کمر ٹوٹ سکتی ہے۔

میں اور میں باکھرا اور دوسرے ساتھی جن کو انہوں نے چیلنج کیا ہے ہم پر فرض عاید ہوتا ہے کہ ہم مدلل طور پر ان کا مقابلہ کریں اور اسلام اور احمدیت کو بچائیں۔

کتابیں بھیجنے کا شکریہ مگر فی الحال موصول نہیں ہوئیں میں اپنے ہیڈکوارٹر والوں کو ایک تکلیف دیتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے سیکنڈ ہینڈ کاپی (دو دھرا اسلام) پروفیسر گب کی تالیف کردہ لے کر ارسال کریں۔ حضرت امیر قوم اور دیگر صاحبان کو السلام علیکم۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے میرے گھر میں ایک لڑکا دیا ہے یہ میرا گیارہواں بچہ ہے اب ہماری دلی خواہش ہے کہ یہ احمدی خاندان کا بچہ جوان ہو کر خدمت دین کا کام کرے اور اس غرض کے لئے میں حضرت امیر قوم سے التماس کرتا ہوں کہ اس کا نام تو وہ تجویز کریں۔

کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں نے جاوا انڈونیشیا کو عیسائی بنانے کے لئے جو کانفرنس منعقد کی ہے اس میں ذیل کا پروگرام بنایا گیا ہے:-

(۱)۔ کثرت سے عیسائی سکول کھولے جائیں

(۲)۔ بڑے سکول اور کالج عیسائی بچوں کو زیادہ تعداد میں داخل کریں۔

(۳)۔ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو وہاں بائیبل کی تعلیم زیادہ دی جائے۔

(۴)۔ مضبوط ایمان والی عیسائی لڑکی کی کمزور عقیدہ مسلمان سے شادی کر دی جائے

(۵)۔ مضبوط عقیدہ والا عیسائی کمزور ایمان والی لڑکی سے شادی کرے

(۶)۔ مسلمان بچوں کو تربیت دی جائے کہ وہ عیسائی سکولوں میں داخل ہوں اور یتیموں کو امداد دی جائے اور ہر طرح کی طبی مدد دی جائے۔

(۷)۔ وہ لوگ جن کا اسلام پر اور عربی پر اندھا دھند ایمان ہے ان کے لئے بائیبل کو عربی زبان میں چھاپا جائے۔

(۸)۔ سرکاری مسلمانوں کی عہدہ اور روپیہ سے مدد کی جائے۔

(۹)۔ مسلمانوں کی مسجدوں کے پاس گرجے تعمیر کئے جائیں۔

(۱۰)۔ ایک ایسا ریگولیشن بنایا جائے کہ عیسائی بچے گورنمنٹ سکول میں داخل نہ ہوں۔

(انہیں خط اور کتب بھیجے گئے۔ عیسائی پروگرام کے متعلق پریذیڈنٹ انڈونیشیا کو خط لکھا جا رہا ہے)

---

## فلپائن

ترجمہ خط از یوسف ایل مولاد سیکرٹری احمدیہ موومنٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۶۳ء موصول ہوا۔ بہت بہت شکریہ۔

ہماری جماعت کے ممبر یہ سنکر بہت خوش ہوئے کہ آپ ایک اور قسط لٹریچر کی ہمیں بھیج رہے ہیں۔

مجھے کامل یقین ہے کہ یہ ارسال شدہ لٹریچر جب پہنچے گا تو ہمارے ہاتھ تبلیغ احمدیت کے لئے اور مضبوط ہو جائیں گے آپ نے فلپائن میں مسلم آبادی کی تعداد کے متعلق سوال کیا ہے۔ گذارش یہ ہے کہ آخری مردم شماری کی رو سے ہمارے ملک میں مسلم آبادی تین ملین سے زیادہ ہے یہ مسلمان فلپائن کے مختلف اضلاع میں رہتے ہیں۔ مثلاً کوٹا باٹا لاناؤ۔ بکاڈن۔ زمبوآنگا۔ پلاوان۔ اور سولو۔ یہ تمام شہر منڈاناؤ کے ریجن میں ہیں۔ منیلا میں نومسلمین کی کافی آبادی ہے مگر مسلمانوں کی زیادہ آبادی منڈاناؤ میں ہے۔

اس ملک میں احمدیوں کی تعداد کے متعلق ہمیں پورا علم نہیں۔ میں اپنے نیشنل پریذیڈنٹ سے جو ہماری احمدیہ جماعت کے سربراہ ہیں یعنی حاجی محمد آباد سے ملاقات کر کے ان سے اس کے متعلق دریافت کروں گا شاید ان کے پاس مکمل ریکارڈ ہو۔

یہاں اس قصبہ میں ہم دو صد کے قریب ہیں تعلیمیافتہ غیر احمدی ہماری معقول تعلیم ہمارے اخلاق و معاملات سے بہت متاثر ہو کر گویا کہ ہمارے ساتھ ہی تھا، ہیں یعنی عملی طور پر اشاعت احمدیت میں حصہ لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بہت خوشی سے پیشگوئی کرتے ہیں کہ احمدیہ موومنٹ کا مستقبل اللہ تعالےٰ کی مدد سے بہت روشن اور ترقی پذیر ہے۔ ہماری جماعت آپ کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتی ہے (انہیں خط بھیجا گیا)

مکتوب برلن ——— مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب

# حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش پر مسجد برلن میں ایک جلسہ

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا یوم ولادت تمام عیسائی دنیا میں ۲۴، ۲۵ دسمبر کو بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ دکانوں کو خاص طور پر سجایا جاتا ہے۔ روشنی کی جاتی ہے احباب کے لئے تحفے تحائف خرید کئے جاتے ہیں۔ جرمن زبان میں اس تہوار کو "وائی ناخٹ" کہا جاتا ہے اس دن جرمن بھر میں قریباً ہر گھر کے اندر ایک چھوٹا سا ہرا بھرا درخت لگایا جاتا ہے۔ جسے "وائی ناخٹ بوم" کہا جاتا ہے بوم کے معنے ہیں درخت۔ اس پر موم بتیاں باندھی جاتی ہیں انہیں جلایا جاتا ہے۔ اس کی ٹہنیوں کے ساتھ یا اس درخت کے نیچے فیملی کے افراد کے لئے تحفے تحائف باندھے اور رکھے جاتے ہیں۔ جنہیں بعد میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ تقریب کا یہ حصہ تو گھریلو زندگی سے وابستہ ہے گھر سے باہر لوگ گرجاؤں میں خاص اہتمام سے جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان دنوں [illegible] کی رنگ رلیوں میں خاصا اضافہ ہو جاتا ہے۔ شراب ہے ڈانس ہے اور طرح طرح کے دل بہلاوے اور سال بھر کی جدائی کو ختم کو دور کرنے کے سامان ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا یوم پیدائش اور یہ رنگ رلیاں! ایک مسلمان اس کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ مسلمان کی نگاہ میں انبیاء علیہم السلام کی پیدائش میں نسل انسانی کے روحانی بقا اور ان کی روحانی اقدار کو قائم کرنے کا ایک مژدہ ہے اور اس میں مردہ دلوں کو زندہ کرنے کا ایک پیغام ہے۔ چنانچہ اس پیغام کو جو ایک مسلمان حضرت عیسیٰ کے یوم پیدائش میں پایا جاتا ہے اسے دوسرے احباب تک پہنچانے کے لئے ہم نے مسجد برلن میں ۱۹ دسمبر کو ۷ بجے شام ایک جلسہ منعقد کیا جس کی صدارت علاقہ ولمرس ڈارف برلن کے میئر مسٹر ڈمسرا نے نے کی۔ اس کا پروگرام یہ تھا۔

تلاوت قرآن کریم۔ (۲) تلاوت انجیل شریف

تقاریر۔ خاکسار کی تقریر (۲) صاحب صدر کی تقریر

اس پروگرام کو دعوتی کارڈ پر چھپوایا گیا اور یہ دعوت نامے مسلمان بھائیوں اور عیسائی دوستوں کے نام بذریعہ پوسٹ بھیجے گئے۔ دعوتی کارڈ کے سرورق پر حضرت عیسیٰ کی شان میں قرآن کریم سے مندرجہ ذیل آیت معہ ترجمہ چھپوائی گئی۔

اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسیٰ ابن مریم وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔

ہمارے اس اجتماع کے دن سخت سردی تھی لیکن باوجود اس سردی کے اس تقریب پر سو سے زائد مرد وزن جمع ہو گئے تھے۔ جن میں شہر کے معززین اور پریس کے نمائندے بھی تھے۔ صاحب صدر نے ٹھیک وقت پر حسب پروگرام اجتماع کی کارروائی کو شروع کیا اور مسٹر شما کو قرآن کی تلاوت کے لئے کہا۔ یہ نوجوان مصر سے آئے ہیں۔ اور یہاں برلن یونیورسٹی میں ڈاکٹریٹ کے لئے حال ہی میں داخلہ لیا ہے۔ اس نوجوان نے سورۃ مریم سے دوسرے رکوع کو پڑھا بعد میں اس کا ترجمہ جرمن نومسلم مسٹر سٹبیر نوڈ نے قرآن کریم سے پڑھ کر [illegible] ایک مسٹر [illegible] نے انجیل شریف [illegible] پڑھ کر سنایا۔ مسٹر [illegible] ہارٹ مقامی [illegible] کے سیکرٹری ہیں۔

ازاں بعد صاحب صدر نے مجھے تقریر کے لئے کہا۔ میں نے [illegible] منٹ کے قریب تقریر کی، اور حضرت عیسیٰ کی تعلیم کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ شروع میں میں نے [illegible] کہ آج جبکہ ہم ایسے دور سے گزر رہے ہیں جبکہ [illegible] تیکنیک ترقیات نے مکانی بعد کو کم کر دیا ہے۔ اور مختلف قوموں اور مختلف مذاہب کے پیروکار باہم مجتمع ہو رہے ہیں، اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ مسلمان اور عیسائی صاحبان ایک دوسرے کے قریب آئیں ملیں اور ایک دوسرے کے نظریات کو صحیح طور پر سمجھنے کی کوشش کریں۔ نہ صرف یہ بلکہ ایسے دور میں ایسے نظریات کے پھیلانے کی ضرورت ہے جو پیروان مذاہب کے درمیان سے تنگ نظری کو دور کر سکیں اور انہیں باہم ملا سکیں میں نے کہا شاید ایسے نظریات کی دریافت بظاہر مشکل نظر آتا ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے نظریات موجود ہیں۔ ضرورت انہیں پھیلانے کی ہے۔ مثلاً ایک خدا پر ایمان کا نظریہ۔ یہ وہ نظریہ ہے جو تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ اور اس پر باہم ملاپ ہو سکتا ہے۔ اس نظریہ پر بحث کرتے ہوئے میں نے انجیل سے حوالہ پڑھ کر بتایا کہ حضرت عیسیٰ نے بھی ایک خدا پر ایمان لانے پر زور دیا ہے۔ میں نے اپنی تقریر کے دوران میں اس امر پر زور دیا حضرت عیسیٰ نے خدا کے قانون کی پیروی کی تلقین کی ہے۔ اور انہوں نے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے عمل نہایت ضروری ہے اور یہ بھی انجیل سے پڑھ کر سنایا کہ حضرت عیسیٰ یقین رکھتے تھے کہ انسان کی لیاقت یہ ہے کہ وہ خدا کے احکامات کی پیروی کرے۔ اس تمام تقریر کی ایک کاپی انگریزی زبان میں لکھ کر میں نے ایڈیٹر صاحب لائٹ کو بھیجی ہے۔ امید ہے وہ شائع کر دیں گے۔ میری اس تقریر کے بعد صاحب صدر نے تقریر کی اور مسجد میں ہونے والے ایسے اجتماعات کو جہاں عیسائی اور مسلمان باہم مل کر بیٹھتے ہیں سراہا اور ایک خدا کے تصور پر زور دیا۔

بعد میں حاضرین کی تواضع چائے سینڈوچ اور زردہ چاول سے کی گئی۔ اس کی تیاری میں ام منصور نے بڑی محنت سے کام لیا۔ اور مہمانوں تک پہنچانے میں ان کے ساتھ دوسرے مسلمان بھائیوں اور بہنوں نے امداد کی جزاھم اللہ احسن الجزا۔ غرض جلسہ کی تمام کارروائی بخیر و خوبی سرانجام پائی۔ الحمد للہ تعالیٰ علیٰ ذالک۔

اس اجتماع کی رپورٹ مقامی اخبارات میں بھی چھپی ہے اور یہ تیسری بار ہے کہ مسجد برلن میں حضرت عیسیٰ کا یوم پیدائش منایا گیا۔

---

## مسلم ہائی سکول لاہور کی ایک اور فتح

گذشتہ ماہ کارکنان محکمہ شہری دفاع حلقہ نمبر ۲ لاہور نے بین المدارس ایک تقریری مقابلہ منعقد کرایا جس کا موضوع تھا "شہری دفاع کی تعلیم کو سکولوں میں بطور نصاب رائج کیا جائے"۔ اس مقابلہ میں لاہور کے سات سکولوں کے کم و بیش پچاس طلباء نے حصہ لیا جج کے فرائض جناب نصرت صدیقی ایڈیشنل ڈویژن وارڈن اور دو اور افسروں نے سرانجام دیئے۔

اس مقابلہ میں ہمارے سکول کا بچہ آفتاب احمد جماعت ہفتم اول آیا۔ اور انعام میں ایک سنہری حروف میں چھپا ہوا میرٹ سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔

گذشتہ ہفتہ سیکنڈری سکولز ہیڈ ماسٹرز ایسوسی ایشن کی مباحثہ کمیٹی نے بھی ایک تقریری مقابلہ منعقد کرایا۔ اس کا موضوع تھا۔

"طلباء کو سیاسیات میں حصہ نہیں لینا چاہیئے"

اس مباحثہ میں ہمارے سکول کے طالب علم فاروق احمد جماعت ہشتم نے ایک انعام خصوصی حاصل کیا۔

ان تمام خوبیوں کا سہرا مولوی برکت علی صاحب کے سر ہے، جو بچوں کو تقریری مقابلہ کے لئے تیار کرتے رہتے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

منجانب:- عبدالمجید

ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

# جنّاتِ رمّان و اعناب (انار اور انگور) کی
# محمد صلعم کے حق میں ربّانی شہادت

من دونهما جنّتان فبایّ آلاءِ ربّکما تکذّبان مدهامّتان فبایّ آلاءِ ربّکما تکذّبان فیهما عینان نضّاختان فبایّ آلاءِ ربّکما تکذّبان فیهما فاکهةٌ ونخلٌ ورمّان فبایّ آلاءِ ربّکما تکذّبان۔

(۵۵: ۶۲ — ۷۰)

ان کے علاوہ دو اور باغات ہیں دونوں نہایت سرسبز ہیں دونوں میں دو چشمے جوش مار رہے ہیں ان میں پھل ہیں اور کھجور و انار ہیں تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔"

---

بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات ملی اور وہ مصر کی جنّت سے فلسطین کی جنّت کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، اس ہجرت کے دوران میں جو چیز انہیں بار بار یاد آتی وہ مصر کے انجیر، کھجور اور اناروں کے باغات تھے۔ انہیں یاد کرتے سرد آہیں بھرتے اور غمگین ہوتے۔ چنانچہ انہوں نے موسٰے پر کڑ کڑاتے ہوئے کہا:-

" تو ہمیں یہاں کیوں نکال لایا؟ یہاں تو
بونے کی جگہ نہیں اور نہ انجیروں کی اور
نہ انگوروں کی اور نہ اناروں کی "
(گنتی ۲۰: ۵)

گویا مصر بھی ایک جنّت تھی جس میں فواکہات رمّان اور اعناب کی کثرت تھی۔

اس کے بعد جس جنّت کا ان کو وعدہ دیا گیا اس کے متعلق لکھا:-

" ایسی سرزمین جہاں گیہوں اور جو اور انگور
اور انجیر اور انار بکثرت ہوتے ہیں"
(استثناء ۸: ۸)

یہ دو جنّتیں تھیں۔ ایک میں سے ان کا اخراج ہوا دوسری جنّت فلسطین میں وہ داخل ہوئے چنانچہ اس جنّت میں داخل ہونے سے پہلے بنی اسرائیل کے جاسوس سپاہی اس موعودہ ملک میں جاسوسی کرنے کے گئے تو وہ وہاں سے انگور، انار اور کھجور لائے (گنتی ۱۳: ۲۳) وہاں کے انگور کی ڈالی گچھہ سمیت اتنی بھاری تھی کہ لکڑی ڈال کر دو آدمیوں نے بمشکل اُٹھائی۔

بنی اسرائیل کو اللہ تعالٰے نے یہ جنّت فلسطین کو دے کر ان پر اپنا بار بار احسان جتایا ہے۔ اس کے بعد پھر ایک زمانہ آتا ہے کہ خداوند کا عذاب ان پر نازل ہوا اور ان کے انار و سیب کے درخت خشک ہو گئے اس پر یوایل نبی ماتم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

" تم ماتم کرو جس طرح کنواری اپنے جوانی کے
خصم کے لئے ٹاٹ پہنے ماتم کرتی ہے
...... تاک خشک ہو گئی انجیر کا درخت
مرجھا گیا۔ انار اور خرما اور سیب کے
درخت ہاں میدان کے سارے درخت
مرجھا گئے۔" (یوایل ۱: ۱۲)

مگر یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ بنی اسرائیل نے خدا کے حکموں پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ اور بدکاری کی۔ ان حقائق اور واقعات کے بیان کرنے سے یہ تا مقصود ہے کہ قوموں کے متعلق جو واقعات سادی یکساں اور موافق ہوتے ہیں تو وہ نتیجہ وہی پیدا کرتے ہیں جو پہلے کیا تھا تو آج بھی جو شخص جھوٹ بولتا ہے وہ ذلیل اور بے عزّت ہوتا ہے، یہ ہو نہیں سکتا کہ پہلے لوگ زہر کھانے سے مر جاتے تھے اور آج زہر کھانے سے نہ مرتے ہوں۔

جب بنی اسرائیل مصر کے ملک میں فرعون کی حکومت میں مظلوم تھے۔ خدا تعالٰے نے ان کی فریاد سُنی اور موسٰے جیسا انسان پیدا کر دیا جس نے خدا تعالٰے کی ہستی کے بیسیوں نشان دکھائے اور بالآخر بنی اسرائیل کو اس عذاب سے نجات دی اور ان کے دشمن کو اور اس کے لشکروں کو ان کی آنکھوں کے سامنے اس دریا میں غرق کر دیا کہ جس میں سے وہ سب کے سب صحیح سلامت ابھی ابھی باہر نکل آئے تھے۔ نہ صرف یہ کہ بنی اسرائیل نے خدا تعالٰے کا ہاتھ ان کی مدد کرتا ہوا دیکھ لیا بلکہ اس سے بڑھ کر ان کو موعودہ ملک کی حکومت عطا کر دی اور انہیں دنیا میں وہ جنّت عطا کی جس میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی، انگور، انجیر اور انار کے باغات تھے۔

اب بائبل کے ماننے والوں سے ایک سوال ہے کہ وہ اس پر غور کریں، جب بنی اسرائیل پر خدا تعالٰے نے اس قدر احسان کئے، ان کو نعمتیں دیں اور انبیاء کی معرفت کئے گئے وعدے پورے کر دیئے تو اس کے بعد وہی جنّت اس کی نعمتیں اور برکتیں اس نے چھین کر مسلمانوں کو دے دیں اور وہ بھی حضرت ابراہیم کی اولاد ہیں کہ جس کے ساتھ یہ ملک ان کی اولاد کو دینے کا وعدہ تھا نہ صرف ایک جنّت بلکہ دو جنّتیں یعنی ایک جنّت مصر کی اور دوسری فلسطین کی ان دونوں کے وارث ہوئے اگر انار کا اصل وطن ایران ہے اور انجیر و انگور کا مصر و شام ہے تو یہ تینوں ملک مسلمانوں کو عطا کر دیئے۔ اگر درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے تو یہ محمد صلعم کے سچے نبی ہونے اور دینِ اسلام کے حق ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے اور یہ یقیناً حضرت ابراہیم کی موعود اولاد ہیں کہ جس کے ساتھ ان کو یہ ملک دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ بنی اسرائیل سے اس جنّت کا چھن جانا ان کی بدکاریوں اور بت پرستیوں کی وجہ سے اور مسلمانوں کو انکی صلاحیت اور نیکی کی وجہ سے یہی دو جنّت مل جانا ایک بہت بڑی صداقت کی دلیل ہے۔

لیکن بات یہاں ہی ختم نہیں ہو جاتی اس وعدہ کے پورا ہو جانے سے بہت پہلے خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الٰہی کے ذریعہ نہایت صفائی سے بتا دیا گیا تھا کہ یہ دو جنّتیں مسلمانوں کو ملیں گی چنانچہ سورۃ الرحمان کی ۷۰ آیات جو اس مضمون کا زیب عنوان ہیں وہ سورۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور اس وقت نازل ہوئی جب کسی کے وہم و گمان میں نہ آسکتا تھا کہ یہ انتہائی مظلوم اور بیکس لوگ شام ایران اور مصر کو فتح کر سکتے ہیں لیکن جس خدا نے بنی اسرائیل کو غلامی کی ذلّت سے نکال کر تختِ شاہی عطا کیا اور وہ ملک عطا کیا جو اپنے پھلوں اور نہروں کے اعتبار سے جنّت کہلاتا تھا۔ اسی خدا نے بنی اسرائیل سے کئی گنا زیادہ انعام مسلمانوں کو دیا کہ جن کے قبضہ میں مصر و ایران آج تک چلا آرہا ہے اور یہ سب حضرت ابراہیم اور اسی نبی اور محمد صلعم کی معرفت پہلے سے بتا دیا گیا تھا۔ من دونهما جنّتان مدهامّتان فیهما عینان نضّاختان فیهما فاکهةٌ ونخلٌ ورمّان۔ یہ دو جنّتیں باغات سے نہایت سرسبز جس میں چشمے جوش مار رہے ہیں اور اس میں فواکہات وہ پھل جو زمین پر پیدا ہوتے ہیں اور وہ پھل جو آسمان کی بلندیوں سے ٹپکتے ہیں یہ سب مسلمانوں کو ملنے والے ہیں اور وہ مل گئے اس سے بڑھ کر آپ کی سچائی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے انار وں کی کثرت والے باغات یہ ربّانی شہادت ادا کر رہے ہیں کہ محمد صلعم سچے رسول تھے

- - - - - - - - - - - - - - - -

## انار کا نام رمان کیوں ہے؟

انار م سنسکرت عربی زبان کے رمان کا مقلوب ہے۔ عبرانی زبان میں یہ رمون ہے یورپ کی اکثر زبانوں میں Pomagraua کے قریب قریب اس کا تلفظ ہے۔ لاطینی میں Pomum سیب کو کہتے ہیں اور granata دانوں کو کہتے ہیں وہ پھل جو اپنے اندر دانے رکھتا ہے۔ ایک سخت چھلکے کے اندر جھلی میں لپٹے ہوئے جو بستہ دانے ہوتے ہیں چھلکے کے اوپر سرخی مائل زرد روغن کر دیا گیا ہے یہ پینٹ دھوپ سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور سخت چھلکا دانوں کا محافظ ہے اور دانے بیج کی خوراک ہیں۔ سرخ قرمزی رنگ کا پھول گھنٹے کی شکل کا ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک چیز پتے لکڑی پھول پھل کا چھلکا دانے اور بیج الگ الگ خواص اور تاثیرات رکھتے ہیں، دانوں کے رس کی تاثیر چھلکے سے بالکل مختلف ہے گویا ہر چیز دوسرے کی مصلح ہے اس لئے عربی زبان میں اسے رمان کہا جاتا ہے رَمّ کے معنی ہیں اصلاح الشئی البالی والرِمّة تختص بالعظم البالی قال تعر من یحی العظام وھی رمیم۔ یعنی رمتہ پرانی بوسیدہ ہڈی کو کہا جاتا ہے اور رمان پرانی اور کمزور شئے کی اصلاح کرنے والا اسی سے لفظ مرمت ہے جو ہماری زبان میں معروف ہے۔ یہ تمام اعضائے رئیسہ کو طاقت دیتا خون پیدا کرتا اور صفراء کو دور کرتا حرارت معدہ اور جگر میں مفید ہے اور رمان اس کا نام اس وجہ سے ہے کہ یہ بوسیدہ اعضا اور خون کی اصلاح کرتا ہے محمد صلعم کے ساتھ اس کی مناسبت اس طرح پر ہے کہ آپؐ تمام انبیاءؑ کی خصوصیات کے جامع اور ان کے دین کے محافظ اور کتب انبیاء کا پاک اور مصفا مجموعہ آپ کی وحی ہے۔ آپؐ نے تمام انبیاء پر لگائے گئے الزامات کی اصلاح کی ہے اور بگڑے ہوئے مذاہب کی از سر نو درستی کی ہے۔ آپ کا دین تمام انبیاء کے بکھرے ہوئے دانوں کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے اور نسل انسانی کی پرانی اور کہنہ امراض کا علاج اپنے اندر رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے انار کی تعریف کی ہے (غزل الغزلات ۴: ۳ — ۶: ۷ — ۸:

۲) آپ نے حضرت سلیمانؑ پر لگائے گئے مکروہ الزامات کی تردید کی ہے وما کفر سلیمان ولاکن الشیاطین کفروا سلیمان نے ہرگز کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین ان کی طرف کفر منسوب کرتے ہیں چنانچہ اس کے متعلق بائبل کے بیانات کی اب محققین نے تردید کی ہے دیکھو سلیمان پر مضمون سائیکلو پیڈیا ببلیکا مؤلفہ چینی)

احبار کے جبہ پر انار کا نقش اور بیت المقدس کے ستونوں کی جالیوں پر انار کی شکلیں آنے والے مصلح اعظم کے دنیا میں مبعوث ہونے اور اناروں کے باغوں میں جب انار کے درخت سوکھ گئے تو اسلام اور محمد صلعم کے دین میں از سر نو زندہ ہو گئے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ تھا مبارک ہے وہ جوان وقت کی نشانیوں سے سبق حاصل کرتا اور انار کے ذریعہ اپنے جوش صفرا حسد اور غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا انار حسد اور غصہ کو ٹھنڈا کرنے والی چیز ہے اسی طرح اسلام کسی دین اور پیغمبرؑ دین سے بیر اور مخالفت کی تعلیم نہیں دیتا۔

## روزے اور عید کا فلسفہ — (بسلسلہ صفحہ)

مارگ پر چلے اور اس تپ اور تیاگ کو اپنا فرض سمجھ کر ایشور کے نام پر ارپن کر لے۔ کتنا خوبصورت جذبہ ہے یہ کہ بھوکے اور پیاسے رہو۔ مالک پر بھروسہ کر کے تکلیف برداشت کرو کیونکہ یہ فرض ہے اس وشواس کے ساتھ کہ اس کے بعد میٹھا پھل ملے گا ضرور۔ عید آئے گی ضرور۔ تپ اور تیاگ کے فلسفہ کو سمجھ کر جو قوم محنت اور مشقت کے مارگ پر آگے بڑھتی ہے اس کے لئے عید نہ آئے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ آنے والی صدیوں میں کبھی ہوگا نہیں۔ یہ ہے روزہ و عید کا عظیم فلسفہ۔ اسے دونوں ہاتھوں سے عقیدت کے ساتھ پرنام کر کے میں کہتا ہوں آپ سب کو عید مبارک ہو۔

## رفتارِ عالم

—— امریکی سفارت خانہ نے اعلان کیا ہے کہ بھارت کی فوجی امداد کے لئے ایک مستقل ادارہ بھارت میں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ۱۹۶۳ء کے اختتام تک تیرہ کروڑ سات لاکھ ڈالر کی اقتصادی امداد دینے کا اعلان کیا گیا ہے اس کے علاوہ بھارت کو چین کے مقابلہ کے لئے چھ کروڑ ڈالر کی ہنگامی فوجی امداد بھی فراہم کی گئی۔ اس طرح امریکہ نے جون ۱۹۵۱ء سے اب تک چار ارب ۵۶ کروڑ تیس لاکھ ڈالر کی امداد بھارت کو فراہم کی ہے۔

—— فرانس کے مردِ آہن نے فرانس کے بعد اب پورے یورپ سے امریکی اثر و رسوخ کو ختم کرنے اور امریکی فوجوں کو ہٹانے کی مہم شروع کر دی ہے۔ اس مہم کا آغاز انہوں نے سپین سے کیا ہے۔ اور سپین کے ڈکٹیٹر جنرل فرانکو کو فرانس سے اس شرط پر فوجی معاہدہ کی پیشکش کی ہے کہ وہ سپین سے امریکی ہوائی اڈے ختم کر دیں۔

—— صدر ایوب نے مرکزی حکومت کے بعض محکموں کے مرکزی وزیروں میں ازسرِ نو تنظیم کی ہے جناب ذوالفقار علی بھٹو کو امور خارجہ صنعت اور قدرتی وسائل کے کا وزیر مقرر کیا ہے۔ فضل القادر چودھری خوراک، زراعت تعلیم اطلاعات نشریات۔ محنت اور سماجی بہبود کے محکموں کے وزیر مقرر کئے گئے ہیں۔ رانا عبدالحمید صحت، تعمیرات عامہ اور آبادکاری کے وزیر ہوں گے۔

—— امریکہ کشمیر کی تقسیم کے ایک فارمولے پر سفارتی ذرائع سے دونوں حکومتوں کے خیالات معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ خیال ہے کہ کراچی کی وزارتی بات چیت میں اس پر غور ہوگا۔ ایک اطلاع کے مطابق اس فارمولے کی بنیاد مذہبی تقسیم کی بجائے جغرافیائی اصولوں پر رکھی گئی ہے امریکی فارمولے کے مطابق کشمیر کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ پاکستان کو کشمیر کے ان دریاؤں پر کنٹرول حاصل ہو جائے گا جو پاکستان کے علاقہ میں بہتے ہیں۔ اور اس کے عوض کشمیر کے شمال اور شمال مغربی علاقوں پر جو بھارت کے لئے فوجی اعتبار سے اہم ہیں بھارت کا قبضہ تسلیم کر لیا جائے گا۔

بھارت کو اس فارمولہ کے نتیجہ میں اوڑی سے بارہ مولہ تک کے علاقہ سے پاکستان کے حق میں دستبردار ہونا پڑے گا۔ اس طرح پاکستان کو دریائے جہلم کے نقطۂ آغاز ولر لیک تک علاقہ حاصل ہو جائے گا۔ مگر مجموعی طور پر وادیٔ کشمیر پر بھارت کا قبضہ برقرار رہے گا اور جو علاقہ بھارت پاکستان کو دے گا اس کے عوض کرار اور سکردو تک کا اہم علاقہ بھارت کو حاصل ہوگا۔

—— لندن کے ایک اخبار نے انکشاف کیا ہے کہ برطانوی پارلیمنٹ میں کنزرویٹو پارٹی کے ارکان کی بھاری تعداد کی خواہش یہ ہے کہ مسٹر میکملن وزارت عظمیٰ سے دستبردار ہو کر اپنی جگہ ایڈورڈ ہیتھ کے لئے خالی کر دیں جنہوں نے مذاکرات برسلز میں برطانوی نقطۂ نظر کو منوانے میں غیر معمولی سیاسی صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔

—— قومی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں جو ۸ مارچ سے ڈھاکہ میں شروع ہوگا پاکستان کا نام جمہوریہ اسلامیہ پاکستان رکھنے کی تجویز زیر بحث آئے گی۔

—— برطانوی وزارت دفاع نے اعلان کیا ہے کہ یمن کی سرحد پر عدن کی انگریزی فوجوں اور یمن کی انقلابی حکومت کے دستوں میں خونریز جنگ ہو رہی ہے۔

—— چینی افواج نے بھارت کے شمال مشرقی سرحدی علاقے میں اہم ہمالیائی دروں کے قریبی نواح میں نئے مورچے بنا لئے ہیں۔ میکموہن لائن اور پیچھے ہٹ جانے والی چینی فوجوں کو تبتی گیریزن کے یونٹوں کی کمک پہنچ گئی ہے بھارتی افواج کے ہیڈکوارٹرز کے ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ چینی فوج اہم سرحدی دروں اور دریائے تیانچونگ اور سپین سری کی سختی سے نگرانی کر رہی ہے۔

—— مشرق وسطیٰ کے متعدد اخبارات نے مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے موقف کی حمایت کی ہے اور کشمیری عوام کے حق خود اختیاری کو تسلیم کرنے کے انکار پر بھارت پر کڑی نکتہ چینی کی ہے۔ ان ...

### مکتوبِ ووکنگ

(بسلسلہ صفحہ ۹)

نہیں کہلا سکتے۔ مذہب کی حقیقت صرف ایک چیز کا نام ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کا ذاتی رشتہ براہ راست خدا سے قائم ہو۔ ایسا رشتہ جس میں بندے کی طرف سے دل و جان سے خدا جوئی ہو اور خدا کی طرف سے خود نمائی کا اقدام نظر آئے۔ ہر ایک مامور کی زندگی اور مشن کا نچوڑ یہی ہے ہر ایک نے ساری زندگی میں خدا جوئی اور خدا نمائی کا دو طرفہ ڈرامہ پیش کیا۔ بندے کی طرف سے اس کے راستہ میں جد و جہد خدا کی طرف سے بندے کی نصرت کے تازہ بتازہ نشانات —— مذہب کی حقیقت اور اس کا مغز صرف اسی قدر ہے۔ اس کا نمونہ اس زمانہ میں صرف حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں نظر آتا ہے، اور اس لئے وہ اس زمانہ اور اس نئے دور میں سلسلہ نبوت کے سب سے بڑے محافظ اور خادم تھے۔

پیغام صلح ۶۔ فروری ۱۹۶۳ء۔ رجسٹرڈ ایل ۲۳۸
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا
ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
بھارت میں ہمارے نمائندہ کا پتہ
شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان متصل محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زر مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۶۳ء | نمبر ۷


## بحرِ حکمت کے موتی

عن مالک انّہ بلغہ انّ انسؓ بن مالک کبر حتّی کان لا یقدر علی الصیام وکان یفتدی

(موطا امام مالک)

ترجمہ:- امام مالکؒ کو پہنچا کہ انس بن مالک بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ روزہ نہ رکھ سکتے تھے تو فدیہ دیتے تھے یعنی ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دیتے تھے۔

نوٹ:- فمن کان منکم مریضًا او علٰی سفرٍ فعدّۃ من ایّامٍ اُخر و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین (۲: ۱۸۴)

مریض اور مسافر تو دوسرے وقت میں چھوڑے ہوئے روزے پورے کریں۔ مگر بڑھاپے یا کسی اور ایسی بیماری کی وجہ سے ان کی کمزوری مستقل صورت اختیار کر گئی ہے تو ایک مسکین کا کھانا ہر روزہ کے بدلے دیں۔

(غلام قادر ڈار)

## خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہیں حق شناسی کی آنکھ دی

### ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ اسلام کی جو حالت اس وقت ہو رہی ہے۔ اور یہ مختلف فرقہ بندیاں جو آئے دن ہوتی رہتی ہیں اور مخالف اس پر دلیر ہو رہے ہیں اور نہایت بے باکی سے اس پر حملے کرتے اور اعتراضات کی بوچھاڑ برساتے ہیں یہ سب اسی دابۃ الارض کا فساد ہے۔ انہوں نے ہی اپنے غلط خیالات سے عیسائیوں کو مدد دی ہے لیکن اب خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے عین وقت پر دستگیری فرمائی اور اس سلسلہ کو قائم کیا۔ اس لئے تمہیں مناسب ہے کہ اس فضل کو جو تمہیں دیا گیا ہے ضائع نہ کرو اور ادب کی نگاہ سے دیکھو اور اس مدد اور نصرت کی جو تمہیں دی گئی ہے قدر کرو۔ یقینًا یاد رکھو کہ خدا کی مدد کے بغیر اور اس کے بلائے بغیر کوئی شخص رہتی اور پوری قوت سے ایک امر کو بیان نہیں کر سکتا اور بغیر اس کے خاص فضل کے دلائل ملتے ہی نہیں۔ اور نہ طرز بیان عطا ہوتا ہے۔ اور پھر یہ بھی خدا کا خاص فضل ہوتا ہے کہ اس طرز بیان اور مدلل گفتگو سے نیکی کی قوت رکھنے والے شخص کو جو خدا کی قوت اور طاقت پا کر روح القدس سے بھر کر بولتا ہے شناخت کر لیا جاتا ہے۔ پس تم پر بھی یہ خدا تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ اس نے تمہیں یہ قوت عطا کی اور شناخت کی آنکھ دی۔ اگر وہ یہ فضل نہ کرتا تو جیسے دوسرے لوگ غفلت کے پردوں میں پڑے گالیاں دیتے ہیں تم بھی ان میں ہی ہوتے۔ جس چیز نے تمہیں اس گمراہی سے باہر نکال دیا ہے۔ وہ محض خدا کا فضل ہے۔ جیسے میاں عبدالحق صاحب (نو مسلم) کو ہی دیکھو کہ اگر خدا کا فضل ان کی دستگیری نہ کرتا تو کیونکر اس عیش کی جگہ سے نکل سکتے تھے خصوصًا ایسی حالت میں کہ ان کے پاس کئی ناصح بھی جمع ہو گئے۔ اور انہوں نے قادیان آنے سے انہیں منع بھی کیا بلکہ ایک نے گالی بھی دی۔ حالانکہ گالی دینا ان کے مذہب میں منع ہے اور عام طور پر تہذیب اور شائستگی کے بھی خلاف ہے لیکن ان تمام باتوں پر خدا کا فضل غالب آیا اور انہیں یہاں کھینچ لایا۔ اور انہیں بدی کے اسباب میسر آ گئے ورنہ اگر یہ بیوی کر لیتے تو پھر ابتلاء پیش آ جاتا۔ لیکن خدا نے ہر طرح سے انہیں بچا لیا۔ خدا کا فضل مستحدث نہیں ہوتا جس پر وہ کرم کرتا ہے اسے ہر طرح سے بچا لیتا ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ ہم مسلمان ہیں۔ اسلام بڑی نعمت ہے۔ اس کی قدر کرو۔ اور شکر کرو۔ اس کے اندر فلاسفی ہے جو زبان سے کہہ دینے سے حاصل نہیں ہوتی۔

ہفت روزہ پیغام صلح ــــــــ لاہور ــــــــ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۶۳ء

# رمضان المبارک اور اس کا احترام

رمضان المبارک وہ مقدس مہینہ ہے جس کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ اس مہینہ میں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور شیطان زنجیروں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل شهر رمضان فتحت ..... ابواب السماء و غلقت ابواب جهنم و سلسلت الشیاطین (بخاری کتاب الصوم)

آسمان کے دروازے کھلنا اور جہنم کے دروازوں کا بند ہونا تو ان ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آسکتا، گو ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان برحق ہے اور اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے اس مبارک مہینہ میں بہت سی برکات آسمان سے نازل کرتا ہے اور جہنم کے دروازوں کو اپنے گنہگار بندوں کے لئے بھی بند کر دیتا ہے کیونکہ وہ اس کی رضا کے لئے اس کے حکم سے کھانا پینا وغیرہ چھوڑ کر دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور یہ ایسی چیز ہے جس کے متعلق حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے:۔

یترك طعامه وشرابه وشهوته من اجلی الصیام لی وانا اجزی به والحسنة بعشر امثالها۔ (بخاری)

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ دار) صرف میری رضا کے لئے کھانا اور پینا اور شہوات کو چھوڑتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور نیکی کا بدلہ اس کا دس گناہ ہے۔

لیکن پہلی حدیث میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں شیاطین کو زنجیروں سے باندھ دیا جاتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ جہاں تک ظاہر حالات کا تعلق ہے ہم دیکھتے ہیں کہ رمضان میں بھی شیاطین اسی طرح آزاد ہیں جس طرح ہمیشہ آزاد رہتے ہیں۔ کم از کم پاکستان میں شیاطین کو جو آزادی آج حاصل ہے، وہ پہلے زمانوں میں کم از کم رمضان کے مہینوں میں شاید ہی کبھی ملی ہو۔ یوں احترام رمضان کی اپیلیں عموماً شائع ہوتی رہتی ہیں، لیکن جو احترام ہوتا ہے، وہ اس سے ظاہر ہے کہ سینما بدستور جاری ہیں، جن میں نوجوانوں کے اخلاق اور چال چلن کو برباد کرنے والی فلمیں ہمیشہ کی طرح بدستور دکھائی جا رہی ہیں، اور نہ دیکھنے والے اس بات کی پرواہ کرتے ہیں کہ ان کے منہ میں روزہ ہے یا کم از کم یہ رمضان کا مقدس مہینہ ہے، اس کا احترام کیا جائے اور نہ سینماؤں کے مالکوں کے دلوں میں کوئی خوف خدا پیدا ہوتا ہے کہ کم از کم اس مہینہ میں تو ایسی فحش فلموں کی نمائش نہ کی جائے، حکومت کی طرف سے بھی ایسا کوئی فرمان جاری نہیں کیا جاتا کہ اس مبارک مہینہ میں شیطان کو زنجیریں پہنانے کے لئے سینماؤں کو بند رکھا جائے یا کم از کم اخلاقی اور تعلیمی فلموں پر اکتفا کیا جائے۔

ایسا ہی ریڈیو پر فلمی گانے رمضان میں بھی اسی طرح نشر کئے جاتے ہیں، جیسے دوسرے دنوں میں ہوتے ہیں اور اس بات کا قطعاً کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا ..... کہ ایسے مقدس مہینہ میں ایسے ناپاک گانے احترام رمضان کے منافی ہیں، روزہ افطار کرتے وقت بھی ریڈیو بدستور اپنا پروگرام نشر کرتا رہتا ہے اور نمازوں اور تراویح کے اوقات میں فلمی گانوں کا پروگرام بدستور جاری رہتا ہے۔

پھر عام اخلاقی اور معاشرتی حالات جو کچھ بھی ہیں، رمضان کے اندر ان میں کوئی نمایاں فرق نظر نہیں آتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

الصیام جنة فلا یرفث ولا یجهل وان امرؤ قاتله او شاتمه فلیقل انی صائم مرتین۔ روزہ ایک ڈھال ہے سو چاہیئے کہ (روزہ رکھنے والا) فحش باتیں نہ کرے اور نہ جہالت کی باتیں کریں اگر کوئی اس سے لڑے یا بدگوئی کرے تو دو دفعہ اسے کہدے کہ میں روزے سے ہوں۔

اس ارشاد نبوی پر رمضان کے مہینہ میں جو عمل ہو رہا ہے، وہ اخبار بین طبقہ سے مخفی نہیں، چوری اور ڈکیتی کو چھوڑیئے کہ ایسے واقعات ایک خاص طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کا دین سے تعلق نہیں لیکن عام حالات میں جھوٹ، دغا بازی، عدالتوں میں جھوٹے مقدمات اور جھوٹی شہادتیں، اور ایک دوسرے سے لڑائی دنگا اور گالی گلوچ، سمگلنگ اور رشوت ستانی اور سب سے بڑھ کر ناقص اور ملاوٹی اشیائے خوردنی کی تجارت رمضان میں بھی اسی طرح جاری ہے جیسے پہلے ہوتی رہی ہے۔ کیا یہ احترام رمضان ہے؟ آخر رمضان میں شیاطین کا زنجیروں سے بند کیا جانا کیا معنے رکھتا ہے؟ اس کے معنے یہی ہو سکتے ہیں کہ ایک روزہ دار روزہ کی غرض و غایت کو سمجھتے ہوئے یا روزہ نہ رکھنے والا بھی کم از کم احترام رمضان کی خاطر شیطنت کے قریب نہیں جا سکتا۔ روزہ کی غرض و غایت اللہ تعالے نے لعلکم تتقون فرمائی ہے اور تقوے اس بات کا متقاضی ہے کہ ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں اور شیطانی حرکات سے انسان مجتنب رہے یہی وہ زنجیریں ہیں جن سے رمضان میں شیطان باندھے جاتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارا موجودہ معاشرہ ان زنجیروں کو توڑ کر شیاطین کو آزاد کر چکا ہے اور آسمان کے دروازے جو نزول برکات کے لئے رمضان میں کھولے جاتے ہیں، ہم اپنی کرتوتوں سے انہیں بند کرنے کا سامان کر رہے ہیں۔ اور جہنم کے دروازوں کو کھول رہے ہیں فانا لله وانا الیه راجعون۔ اے اللہ تو ہماری قوم پر رحم فرما اور بدیوں اور برائیوں سے انہیں ہٹا کر تقوے اور نیکی کی راہ پر چلا تا کہ پاکستان حقیقی معنوں میں پاکستان بن جائے۔

# اخبار احمدیہ

درخواستہائے دعا

ـــــ کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب پچھلے دنوں ڈبل نمونیہ کی وجہ سے بیمار رہے ہیں اب رو بہ صحت ہیں، تمام احباب کرام ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

ـــــ ملک کرم الٰہی صاحب ریٹائرڈ کینال ڈیپارٹمنٹ بہت بیمار ہیں۔ احباب سلسلہ سے دعاء صحت کے طالب ہیں وہ اپنے فرزند احسان الٰہی صاحب کی کوٹھی ۱۱۷ کینال بنک لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔

ـــــ پشاور میں صوبیدار میجر عبدالحکیم خانصاحب کی صاحبزادی عزیزہ صفیہ بیگم تقریباً دو ہفتہ سے بعارضہ تپ محرقہ بیمار ہے۔ ان کی والدہ صاحبہ نے مبلغ ۹ روپے آٹھ آنے بطور صدقہ انجمن کو روانہ کئے ہیں۔ عزیزہ موصوفہ کی کامل صحت کے لئے دعا کی جائے۔

ـــــ محمد اقبال چغتائی صاحب ناظم جماعت احمدیہ پشاور تبدیلیہ کے والد صاحب بیمار ہیں۔ وہ بھی دعا کے لئے صحت کے طالب ہیں۔

ـــــ ملک عبدالغنی صاحب کارکن دفتر انجمن کافی عرصہ سے علیل ہیں۔ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائی جائے۔

ـــــ ایڈیٹر..... پیغام صلح کی لڑکی زبیدہ بیگم بھی ایک عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہے اور تمام بہنوں اور بھائیوں سے دعائے صحت کی خواہاں ہے۔

حج بیت اللہ

ـــــ گوجرانوالہ سے ڈاکٹر حسن علی صاحب بمعہ اہلیہ صاحبہ و فرزند محمد حسن صاحب حج بیت اللہ شریف کے لئے جا رہے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالے ان کے اس فریضہ کو قبول فرمائے اور انہیں صحت و سلامتی سے واپس لائے۔

# اخبار و افکار

## وزیر تعلیم کا ارشاد

بیگم محمودہ سلیم وزیر تعلیم مغربی پاکستان نے اپنے ایک بیان میں اس بات پر زور دیا ہے کہ وہ طلباء اور طالبات کو مُلّا بنانا نہیں چاہتیں، اور سکولوں اور کالجوں میں رقص و سرود کو اسلامی ثقافت کا حصہ سمجھتی ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ سمجھ نہیں آتا وہ کونسی اسلامی ثقافت ہے جس میں رقص و سرود کو تعلیم کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے، کیا قرآن کریم کی کسی آیت میں، حدیث کی کتاب میں، کسی فقہ کے مسئلہ میں رقص و سرود کا ذکر پایا جاتا ہے؟ کیا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں، خلافت راشدہ کے زمانہ میں رقص و سرود کا کوئی نمونہ نظر آتا ہے، جسے اسلامی کہا جا سکے؟ یا کسی کو جائز اور مباح قرار دیا گیا ہو؟ مسلمان بادشاہوں کو چھوڑیئے کہ ان کے کئی افعال ایسے ہیں جن کو کسی صورت میں اسلامی نہیں کہا جا سکتا، پھر معلوم نہیں بیگم محمودہ سلیم.... کس بناء پر رقص و سرود کو اسلامی ثقافت کا حصہ سمجھتیں اور سکولوں اور کالجوں میں اس کو رائج کرنے پر زور دیتی ہیں۔ ان کا ارشاد ہے کہ میں طلباء کو مُلّا بنانا نہیں چاہتی تو کیا وہ ان کو ایکٹر بنانا چاہتی ہیں؟ اگر رقص و سرود کی تعلیم کے بغیر طلباء مُلّا بن جائیں گے تو ایکٹر بننے سے یقیناً بہتر ہے، کیا بیگم صاحبہ بتا سکتی ہیں کہ قائد اعظم نے کس سکول میں رقص و سرود کی تعلیم حاصل کی تھی؟ اقبال رقص و سرود سے کہاں تک واقفیت رکھتے تھے؟ سر سید، حالی، شبلی، اور دیگر مسلم زعماء جو اس زمانہ میں امت مسلمہ کے اندر تعلیمی معاشرتی انقلاب پیدا کرنے کا موجب ہوئے۔ رقص و سرود کے کہاں تک حامی تھے؟ کیا وہ سب کے سب مُلّا تھے؟ ہماری موجودہ اسلامی حکومت میں کتنے بڑے بڑے روشن ستارے موجود ہیں، جو رقص و سرود کے قریب بھی کبھی نہیں گئے کیا بیگم محمودہ سلیم ان سب کو مُلّا قرار دیں گی؟ کاش ایسے الفاظ زبان سے نکالنے سے پہلے کچھ اسلامی تاریخ پر ان کی نظر ہوتی اور رقص و سرود کی تعلیم کے بغیر لوگوں کو مُلّا قرار دینے سے پہلے رقاصوں اور گویوں اور ایکٹروں کی زندگیاں بھی ان کے سامنے ہوتیں۔ بیگم صاحبہ کا یہ بیان ہمیں حدیث کے وہ الفاظ یاد دلاتے ہیں، جن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:—

جب تمہارے امور تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں چلے جائیں گے تو زمین کا پیٹ اس کی پیٹھ سے بہتر ہو گا۔

## مخلوط تعلیم

پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس کے صدر کا بیان لاہور کے ایک تعلیمی مذاکرہ میں:—

"خرابی کا ایک پہلو یہ ہے کہ اساتذہ نے خود اپنے آپ کو گرا لیا ہے۔ مخلوط تعلیم نے اساتذہ اور طلباء میں رقابت کا جذبہ پیدا کر دیا ہے اور وہ طالبات سے دلچسپی لیتے ہیں ایک دوسرے کو مات دینے کی فکر میں لگے رہتے ہیں، باہر کا ماحول یہ ہے کہ ثقافت کے نام پر کثافت پھیلائی جا رہی ہے۔ بہت سے اساتذہ طلباء کے ساتھ مل کر شراب پیتے ہیں فلمیں بھی دیکھتے ہیں اور کلبوں میں بھی جاتے ہیں، ان حالات میں استادوں کے لئے طلباء کے دلوں میں احترام کا جذبہ پیدا کرنا ممکن نہیں ہے۔"

یہ ہے وہ مخلوط تعلیم جس کی حمایت ارباب تعلیم کی طرف سے آج تک ہوتی رہی ہے، قرآن کی تلقین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو جن میں مرد و عورت کے اختلاط کو منع کیا گیا ہے، چھوڑ کر اور پردہ کو دقیانوسی قرار دے کر نام نہاد ترقی پسندی کے جو پھل سامنے آ رہے ہیں [illegible] قوم [illegible] کے لئے کہاں تک مفید ہو سکتے ہیں یورپ اور امریکہ کی تجربہ اور ہزاروں بن نکاحی ماؤں کے حالات اس کا فیصلہ کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کاش اب بھی ہمارے ارباب تعلیم اس طریق کو بدل کر طلباء و طالبات کے لئے بہتر ماحول پیدا کرنے کا انتظام کریں۔

## بہائی اور اسلام

کسی دوسری جگہ مولانا عبد الماجد دریا بادی کا ایک بیان نقل کیا گیا ہے جس میں انہوں نے قادیانیت کے بارے میں کسی پاکستانی ایڈیٹر کے اس الزام کا ........ کہ آپ "قادیانیت" کی پشت پناہی کر رہے ہیں، جو دلوں کو مجروح کرنے والی ہے نہایت [illegible] مولانا کے اس بیان پر مودودی صاحب کے ماہنامہ "ترجمان القرآن" میں عبد الحمید صاحب صدیقی نے تبصرہ کیا ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں کہ مولانا دریا بادی نے قادیانیوں اور دوسرے مسلمانوں میں مابہ الاشتراک کی تلاش پر جو زور دیا ہے اس میں:—

دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ کیا بعض عقائد میں اشتراک ہی صرف کسی فرد یا گروہ کو دائرہ اسلام میں شامل کرنے کی ضمانت ہے۔ اگر اسی اصول کو ذرا وسعت دے دی جائے تو پھر بہائیوں کو بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ شمار کرنا پڑیگا"

معلوم ہوتا ہے عبد الحمید صدیقی کو پتہ نہیں کہ بہائیوں کی طرف سے یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ وہ مسلمان نہیں جو قوم خود اپنے آپ کو دائرہ اسلام میں داخل نہیں سمجھتی، اس کے مابہ الاشتراک کی تلاش کرنا بے سود امر ہے۔ سوال ان فرقوں کا ہے جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں، احمدی جماعت انہی میں سے ایک ہے۔ مولوی صدیقی صاحب اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جواب دیں، اور یہ بھی خیال کریں کہ ان کی زد میں کون کونسی مسلمان جماعتیں اور فرقے آسکتے ہیں؟

## ایک احمدی کی ایجاد
## اور حکومت پاکستان کی طرف سے انعام

احباب جماعت کو یہ معلوم کر کے خوشی ہو گی کہ حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے صاحبزادہ عبد الواسع عمر ایم ایس۔سی ابن صاحبزادہ عبد السلام عمر..... کو پاکستان گورنمنٹ نے پانچ ہزار روپے کا انعام دیا ہے۔ یہ انعام انہیں شعبہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں اس ایجاد کے سلسلے میں ملا ہے جو انہوں نے دھاریدار اور منقش اور مختلف ڈیزائنوں کے کپڑے کی بنتی کو سہل تر اور ارزاں تر بنانے کے سلسلے میں کی ہے نیز حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انہیں ضروری مشینیں اور کارخانے کی سہولتیں بھی مہیا کی جائیں۔

میاں عبد الواسع عمر نے یہ ایجاد کسی کی امداد کے بغیر تن تنہا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے کی ہے ان کی اس ایجاد کا پیٹنٹ رائٹ بھی انہیں امریکہ، انگلستان، پاکستان اور بعض دوسرے ممالک کے لئے ملا ہے۔

احباب جماعت دعا بھی فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم، صحت اور عمر میں برکت دے اور وہ انسانیت کی بیش از بیش خدمات سرانجام دے سکیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے دوسرے بھائیوں کا بھی حافظ و ناصر ہو۔

خاکسار۔ عبد المنان عمر
رکن ادارہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام
پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور

پیغام صلح کثیر تعداد میں دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔

# معاصرین کے افکار

## غلو کے اندھیرے میں

لاہور کے ایک دینی ہفت روزہ میں ذیل کا فتویٰ اور ان سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا ہے :-

"حضرت شیخ الحدیث کا قطعی فتویٰ"

جماعت اسلامی میں شرکت اور ان کی کتابیں پڑھنا مسلمانوں کے لئے ناجائز ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا ...... کا بیان"

"جماعت اسلامی کے غیر شرعی عقائد اور مودودی صاحب کے گمراہ کن عقائد سے عوام کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ ان میں شریعت انبیاء، اصحابؓ، آئمہ مجتہدین کی مذمت اور توہین سے عوام میں ان کے متعلق نفرت پھیلانے کی کوشش کی جارہی ہے، اس لئے مودودی صاحب کے عقائد کے مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنے، وعظ سننے اور میل ملاپ سے بچنا ہر ایک مسلمان پر واجب ہے۔ جماعت اسلامی میں شمولیت اس کی حمایت کرنا اور اس کی کتابوں کا مطالعہ مسلمانوں کے لئے ناجائز ہے۔ اس لئے نصیحت کی جاتی ہے، کہ جماعت اسلامی سے بچنے کی کوشش کریں اور دوسروں کو بھی بچائیں"

یہ تو ہوا جماعت کے حق میں "انصاف" کا نمونہ! لیکن خود جماعت کے "انصاف" کا کارنامہ یہ ہے کہ جن علماء کی نظر میں اسی جماعت کی فکر دینی و خدمات اسلامی کی یہ قدر و قیمت ہے۔ صدق بھی انہیں کا ہم سطح اور ہم صفیر ہے، اس جرم میں کہ اس نے مولٰنا مودودی کا پورا احترام ملحوظ رکھ کر ان کی خدمت میں یہ مخلصانہ مشورہ کیوں پیش کیا تھا کہ سیاسیات کے اونا ادنا جزئیات میں اُلجھنا اور عام سیاسی لیڈروں کی سطح پر اُتر آنا اُن کے مرتبہ کے منافی ہے اسے بے طرح مورد الزام ٹھہرایا جا رہا ہے۔

(صدق جدید ۲۵ جنوری ۱۹۶۳ء)

## انقلابات ہیں زمانے کے

مودودی صاحب اور ان کی "جماعت اسلامی" کو ہوا کے رُخ کے ساتھ بدل جانے میں ید طولیٰ حاصل ہے، وقتی مصلحتوں اور ذاتی مفاد کی خاطر اپنی لکھی ہوئی باتوں سے منحرف ہو جاتے ہیں بھی انہیں تامّل نہیں مثلاً

کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا جب عرب کی سعودی حکومت کے متعلق "جماعت اسلامی" کے امیر کے خیالات یہ تھے :-

"نالائق حکمران اپنے دین کے مرکز میں رہنے والوں کو ترقی دینے کی بجائے صدیوں سے پیہم گرانے کی کوشش کرتے رہے ہیں انہوں نے اہل عرب کو علم اخلاق تمدن ہر چیز کے اعتبار سے پستی کی انتہاء تک پہنچا کر چھوڑا ہے نتیجہ یہ ہے کہ وہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور تمام عالم میں پھیلا تھا آج اسی جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں کہ وہ اسلام سے پہلے مبتلا تھی اب نہ وہاں اسلام کا علم ہے اور نہ اسلامی اخلاق ہے نہ اسلامی زندگی ہے...... بہت سے لوگ حج کر کے اپنا ایمان بڑھانے کی بجائے اور اُلٹا کھو آتے ہیں، وہی پرانی مہنت گری جو حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیل علیہم السلام کے بعد جاہلیت کے زمانہ میں کعبہ پر مسلط ہو گئی تھی اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ختم کیا تھا اب پھر تازہ ہو گئی ہے۔ حرم کعبہ کے منتظم اب پھر اسی طرح مہنت بن کر بیٹھ گئے ہیں۔ خدا کا گھر ان کے لئے جائیداد بن گیا ہے اور اس گھر سے عقیدت رکھنے والوں کو وہ اسامی سمجھتے ہیں۔ مختلف ملکوں میں بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے ایجنٹ مقرر ہیں تاکہ اسامیاں کو گھیر گھیر کر بھیجیں ...... یہ بنارس اور ہردوار کے پنڈتوں کی سی حالت اس دین کے نام نہاد خدمت گذاروں اور مرکزی عبادت گاہ کے مجاوروں نے اختیار کر رکھی ہے جس نے مہنت گری کے کاروبار کی جڑ کاٹ دی تھی بھلا جہاں عبادت کرانے کا کام مزدوری اور تجارت بن گیا ہو جہاں عبادتگاہوں کو ذریعہ آمدنی بنا لیا گیا ہو ......... ایسی جگہ عبادت کی روح کہاں رہ سکتی ہے"

(خطبات مولانا مودودی طبع ہفتم صفحہ ۱۹۵ تا ۱۹۷)

یہ سب کچھ لکھا گیا اور ..... [illegible] ..... حسن اتفاق یہ ہوا کہ انہی ..... [illegible] ..... نے مودودی صاحب کو ایک بڑی آسانی ..... کر اپنے ہاں آنے کی دعوت دے ڈالی جس کی وجہ سے شاہ سعود سے ان کے راہ و رسم بڑھے نتیجہ یہ ہوا کہ وہی لوگ جو ان کی نظر میں "پہلے بنارس اور ہردوار کے پنڈت" تھے اب وہ ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور وہی شاہ سعود جنہیں پہلے "حرم کعبہ کے مہنت" کہا جاتا تھا جب مودودی صاحب اُن کے دربار میں حاضر ہوئے تو اُن کی یوں قصیدہ خوانی کی گئی کہ :-

"ہم جلالۃ الملک کو اُن کے پاکستانی بھائیوں کا سلام پہنچاتے ہیں ہم جلالۃ الملک کے لئے نیک تمنائیں رکھتے ہیں اور جلالۃ الملک کو کتاب و سنت کا حامی سمجھتے اور انہیں پوری توقع ہے کہ جلالۃ الملک کے ہاتھوں اسلام از سر نو تازہ ہوگا اور اس مادہ پرستی کے دور میں جبکہ اسلام مسافرانہ بے کسی کی حالت سے دوچار ہے جلالۃ الملک کی مساعی اسلام کی عظمت پارینہ سے ہمکنار کریں گی!"

(ایشیا ۵ فروری ۱۹۶۳ء)

گویا ہوا کے رُخ اور وقت کی مصلحت نے سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا ڈالا اور بنارس و ہردوار کے "مہنت" کو "جلالۃ الملک" اور اسلام کی عظمت پارینہ کا نشان" بنا دیا۔ بایں ہمہ دعوے یہ ہے کہ دنیا میں صرف ہم ہی "صالح" اور "صالح قیادت" کے علمبردار ہیں ؎

انقلابات ہیں زمانے کے

(الفضل ۳۱ جنوری ۱۹۶۳ء)

## احمدیت مولٰنا عبدالماجد کی نظر میں

کراچی سے ایک پاکستانی ایڈیٹر صاحب نے مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی سے بڑے پر زور الفاظ میں یہ شکایت کی تھی کہ :-

"آپ ..... قادیانیت کی پشت پناہی کرتے ہیں اس سے آپ کی محبوبیت میرے خیال میں مجروح ہو چکی ہے قادیانیت خواہ ربوہ کی ہو یا احمدیہ بلڈنگس کی، دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف انگریز کی سازش ہے ...... آپ کے دل کی تمام اسلامی مولیت میرے نزدیک اس وقت غارت ہو جاتی ہے جب آپ کے قلم سے قادیانیت کی تعریف میں کلمات نظر آتے ہیں یہ ایک ایسا وبال ہے جو آپ اپنے اوپر لے رہے ہیں یہ دوسرے لوگوں کی گمراہی کا وبال ہے جس کی ذمہ داری قیامت کے دن تک آپ پر ہوگی"

اس کے جواب میں مولانا دریابادی نے جو کچھ لکھا ہے وہ حسب ذیل ہے :-

"ان پاکستانی ایڈیٹر صاحب نے جس پر زور پیرایہ میں اپنے مخلصانہ جذبات کا اظہار کیا ہے اسے بجنسہ نذر ناظرین کر دیا گیا۔ اور یہ تحریر اپنی نوعیت کی کوئی پہلی نہیں۔ بیسیوں تحریریں اسی مضمون کی بڑے سے بڑے سنجیدہ مخلصوں کی طرف سے آ چکی ہیں اور برابر آتی ہی رہتی ہیں رطب یابس یا حاصل ان سب تحریروں کا کچھ یوں ہو آتا ہے :-

"قادیانیت اپنے سارے اجزاء سمیت ایک سو فی صدی باطل اور دشمن اسلام و مخرب ایمان تحریک ہے جس کا ذکر کسی اعتبار سے بھی موقع داد و تحسین پر قابل برداشت نہیں۔ یہ ایمان و ضمیر کا معاملہ ہے جس میں کسی مصالحت، مفاہمت، مداہنت اور تساہل کی گنجائش نہیں"

"بے شبہ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن اسے کیا کیجئے کہ بعینہٖ یہی دینی مصلحت اندیشی یا (STRATEGY) جو آپ حضرات کو جوش و خروش اور تشدد پر آمادہ کرتی رہتی ہے بحمد اللہ کے بندوں کو ٹھیک اس کے برعکس نرمی اور رواداری کی طرف بھی لا رہی ہے آپ حضرات کی نظر جب بھی پڑتی ہے تو ما بہ الاختلاف پر اور اس سے طبیعت ذرا اشتعال قبول کر لیتی ہے۔ لیکن کچھ نظریں ایسی بھی ہیں جو ما بہ الاشتراک کی تلاش میں رہتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ اسی پر پڑتی ہیں۔ قدرۃً اس گروہ کی (وہ قلیل ہی)

(باقی بر صفحہ ۱۴)

# ماہ رمضان المبارک میں صبر، استقامت اور مشقت کا سبق

## روزہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پابندی سکھاتا ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۸ر فروری ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

### رمضان کا سبق

رمضان کا مہینہ انسان کو کئی ایک مفید سبق سکھاتا ہے مشقت کا برداشت کرنا ہر ایک فرد کے لئے اور ساری قوم کے لئے نہایت مفید ہے وہ قومیں جن کا یہ شعار ہو جاتا ہے کہ وہ مشقت برداشت کرتی ہیں ان کا رتبہ بلند ہو جاتا ہے۔ روزے رکھنے میں مشقت بھی ہے اور استقلال بھی ہے۔

### روزہ خدا کے لئے

خداتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے رکھا جاتا ہے۔ میں اس کا اجر دوں گا۔ کوئی شخص روزہ میں کسی مکان یا کال کوٹھڑی میں بیٹھ کر بھی روزہ نہیں توڑ سکتا کبھی کبھی بچوں کو کچھ پیسے دے کر کہا کہ بازار جا کر سیر کر آؤ تو وہ یونہی بغیر خرچ کئے آ گئے اور کہہ دیا کہ ہم روزہ نہیں توڑ دیں گا اسی لئے خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے رکھا جاتا ہے اور میں خود ہی اس کا اجر دوں گا۔ روزہ اخلاص کا سبق سکھاتا ہے اور استقلال کی صفت پیدا کرتا ہے جن لوگوں میں یہ اوصاف پیدا ہو جائیں وہ خوش قسمت ہیں۔

### روزہ سے قرب الٰہی کا حصول

روزہ ان صفات کے علاوہ طہارت بخشتا ہے اور تزکیہ و طہارت حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اور تزکیہ و طہارت ایسی چیزیں ہیں جو قرب الٰہی کے حصول کے لئے ضروری ہیں کما کتب علی الذین من قبلکم میں ایک تاریخی بات بتائی ہے کہ لوگوں نے عبادت اور روزے سے خدا کا قرب حاصل کیا۔

### مخلوق خدا کے حقوق کی حفاظت

اس کے علاوہ مخلوق خدا کی خیر خواہی کا اور مخلوق خدا کے حقوق کی حفاظت کرنا سکھاتا ہے جو شخص حقوق العباد کا خیال نہیں رکھتا اس نے اسلام کو نہیں پایا۔ پیغمبروں کو بھی حکم ہوا کہ مخلوق کے حقوق کی حفاظت کرو۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی یہ حکم دیا گیا یاداؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق

اے داؤد! ہم نے تمہیں پیغمبری دی ہے۔ اور سلطنت بھی عطا کی ہے۔ یہ دو انعام ہیں جو تمہیں ہماری جناب سے عطا ہوئے ہیں۔ یہ بہت بڑے انعام ہیں۔ جتنا بڑا کسی کا مقام ہو اسی قدر اس پر ذمہ داریاں ہیں چنانچہ حضرت داؤد کو اللہ تعالیٰ نے تلقین فرمائی فاحکم بین الناس بالحق۔ تم پر ذمہ داری یہ ہے کہ رعایا کے حقوق کی حفاظت کرو۔

### خواہشات سے گمراہی پیدا ہوتی ہے

ولا تتبع الھویٰ۔ سنو خواہشات کے پیچھے نہ لگ جانا۔ ان کو اپنا مطلوب و مقصود سمجھ لینا یہ خطرناک بات ہے اگر ایسا کرو گے تو.... فیضلک عن سبیل اللہ یہ خواہشات تمہیں خدا کے رستہ سے برگشتہ کر دیں گی۔ خداتعالیٰ کے قرب سے دور ہو جاؤ گے۔ اس سے پیغمبری اور بادشاہت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ پیغمبری اور یہ بادشاہت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملائی گئی ہے بادشاہت ایسی چیز ہے جو خواہشات کو پورا کرنے کے دروازے کھول دیتی ہے۔ سواریاں ہوں شکارگاہیں ہوں۔ محلات ہوں۔ زیب و زینت کی ہر آسائش میسر ہو۔ یہ سوچنا کہ کچھ آدمیوں کو نوازتا ہے اور کچھ کو دھتکارتا ہے یہ بھی خواہشات کی پیروی ہے۔ خواہشات کی پیروی کرو گے۔ تو مقام و مرتبہ سے گر جاؤ گے۔ فرمایا ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے تو اندازہ لگاؤ کہ اللہ اور رسولؐ ہم سے کیا چاہتا ہے روزہ میں یہ سبق ہے کہ قرب الٰہی کیلئے نفس کی پاکیزگی قلب کی طہارت۔ زبان کان کی حفاظت کرو۔ لوگوں کی خیر خواہی چاہو ان کے حقوق کی حفاظت کرو۔

### حقوق اللہ اور حقوق العباد

قرآن حقوق العباد پر بہت زور دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے تعالوا اتل علیکم ما حرم ربکم علیکم آئیے ہم تمہیں وہ باتیں سنائیں جن کا خداتعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور ان چیزوں کا پتہ دیں جو خدا نے تم پر حرام کی ہیں۔ لا تشرکوا بہ شیئا۔ خدائے واحد کو حاضر ناظر مانو۔ کسی پیغمبر اور رسول کے متعلق بھی یہ یقین نہ کرو کہ وہ اس کائنات کو چلانے میں خداتعالیٰ کا ممد و معاون ہے۔ اور اس کائنات کی سرانجام دہی میں اسکو شرکت حاصل ہے۔ لا تشرکوا بہ شیئا کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراؤ.... یہ حقوق اللہ کے متعلق ہے۔

### ماں باپ کی تعظیم و تکریم

اب حقوق العباد کی بات سن لیں فرمایا وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو وبالوالدین احسانا۔ خداتعالیٰ کے بعد انسان کے قریب ترین اشخاص اس کے ماں باپ ہیں ان کی تعظیم و تکریم کرو اور اُن کی خدمت بجا لاؤ توحید الٰہی کے بعد ماں باپ کی عظمت کا ذکر کیا گیا ہے اس سے سمجھ لو کہ ماں باپ کی کتنی بڑی عزت اور قدر ہے اور ان کا کیا رتبہ اور مقام ہے۔ حکم ہے کہ اپنے ماں باپ کی عظمت اور اکرام کرو۔ مروت! احسان کے ساتھ ان سے پیش آؤ۔

### اولاد سے سلوک

اس کے بعد فرمایا ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق۔ فقر و فاقہ کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ نحن نرزقھم وایاکم۔ ہم ان کو بھی روزی بہم پہنچاتے ہیں اور تمہیں بھی کھانے پینے کے سامان عطا کرتے ہیں۔

### بدکاری اور قتل و غارت سے پرہیز

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن بے حیائی اور بدکرداری

نہ چھپ کر کرو نہ اعلانیہ کرو ۔ ہر معصیت سے بچو۔ ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق کسی انسان کو ناجائز طور پر قتل نہیں کرنا ۔ ذالکم وصٰکم بہ ۔ یہ وہ امور ہیں جن کی بابت اللہ تعالے تمہیں وصیت فرماتا ہے ۔

## یتیم کی سرپرستی

پھر فرمایا ولا تقربوا مال الیتیم ۔ یتیم کا مال کھانے کے لئے اس کی سرپرستی نہ کرو ۔ الا بالتی ھی احسن ۔ یتیم کی للہ خدمت کرنا ہو تو ضرور اس کی سرپرستی کرو ۔

## عہد کی پابندی

واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا ۔ عہد کی پابندی کرو کیونکہ اس کی بازپرس ہوگی ...

## ماپ تول میں عدل وانصاف

واوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم ۔ عامۃ الناس کا لین دین کبھی وزن سے ہوتا ہے اور کبھی ماپ سے ۔ تمام منڈیوں میں ماپ اور تول سے کام لیا جاتا ہے ۔ ان منڈیوں میں لوگوں کے حقوق تلف ہوتے ہیں ، ان کی اصلاح کے لئے اور مخلوق کے حقوق کی حفاظت کے لئے اللہ تعالے نے ماپ اور تول کے کاروبار کے متعلق فرمایا عدل انصاف سے کام لو تا کہ فساد مٹ جائے ۔ اب تو میٹر بھی نکل آئے ہیں ۔ اس کے معنے بھی ماپ کے ہیں ۔ فاصلہ وزن اور ناپ اور سرعت رفتار کی بھی میٹر سے پیمائش کی جاتی ہے ۔ اعمال کے متعلق خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ اس کا بھی میٹر ہے ۔ اخلاص وغیرہ بھی تولے جاتے ہیں ۔ عامۃ الناس دن چڑھتا ہے تو بازاروں میں لین دین کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں ۔ کوئی مزدور ہے اور کوئی امیر ۔ کوئی کارخانہ والا ہے اور کوئی فیکٹری کا مالک ہے ۔ ایک دنیا خرید و فروخت کے لئے نکل کھڑی ہوتی ہے ۔ تمام کاروبار میں ماپ تول اور وزن سے کام لیا جاتا ہے ۔ تو عامۃ الناس کے اتنے وسیع کاروبار کو قرآن کریم میں دو لفظوں میں ادا کیا گیا ہے اوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم ۔ ماپ تول میں عدل وانصاف سے کام لو ۔ قرآن کریم کتنا بڑا جامع کلام ہے ۔ اس میں سب کچھ ہے کہ قوم وملت کی اصلاح کے لئے کیا کرنا ہے ۔

## خدا اور رسول کے ساتھ عہد

اور فرمایا اپنے عہد پر قائم رہو ۔ ایک عہد خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہے کہ اللہ

تعالے کے احکام کو مانیں گے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پابندی کریں گے فرمایا ذالکم وصٰکم بہ ۔ خدا ان امور کی وصیت کرتا ہے یعنی تاکید کے طور پر کہتا ہے کہ تم ان احکام پر عمل کرو ۔

## خدا کا بتایا ہوا رستہ

ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ میرا بتایا ہوا رستہ ہے اس پر چلو ۔ ان علینا للھدیٰ ۔ مخلوق کو رستہ دکھانا ہمارے ذمے ہے ۔ ولا تتبعوا السبل ۔ ادھر ادھر کے راستے جو قرآن وسنت کے مطابق نہیں ۔ ان پر قدم نہیں مارنا ۔ فتفرق بکم عن سبیلہ یہ مختلف رستے تمہیں سیدھے راستہ سے بھٹکا دیں گے ۔ ذالکم وصٰکم بہ ۔ یہ تمہیں وصیت کی گئی ہے ۔ وصیت کا لفظ بار بار آیا ہے ۔ لعلکم تتقون ۔ یہ اس لئے کہ تمہیں تقوےٰ حاصل ہو ۔ یہی روزہ کی غرض بتائی ہے ۔ کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۔ روزہ تم پر اس لئے فرض کیا گیا ہے کہ تم حقوق اللہ اور حقوق العباد کو مد نظر رکھو ۔

## انسانیت کو بلند کرنیوالی تعلیم

اس ماہ میں قدرتاً نیکی کی طرف رجحان ہوتا ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ ۔ آج اس مجمع میں نئی نئی صورتیں نظر آتی ہیں ۔ جو پہلے نظر نہیں آتی تھیں ۔ یہی وہ رجحان ہے ۔ آج کل گھروں میں قرآن کی تلاوت ہے مسجدوں میں قرآن پڑھا جاتا ہے ۔ نوافل ادا کرنے اور خیرات دینے پر زور ہے ۔ شہر اور گاؤں اور تمام اسلامی دنیا میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ ہم خدا کی مخلوق کی خدمت کریں ۔ قرآن پڑھیں ۔ اس کی تعلیمات کی پابندی کرنا سیکھیں ۔

## محمد رسول اللہ صلعم کا امت پر احسان

اس امت پر محمد رسول اللہ صلعم کا بہت بڑا احسان ہے ۔ یہی پیغمبر زندہ ہے جس کی تعلیم زندہ ہے جو بلندیوں اور عظمتوں سے ہمکنار کرتی ہے ، خدا تعالے اہل پاکستان کو اس ماہ کی برکات سے متمتع فرمائے ۔ اور جو رستہ خدا اور رسول نے بتایا ہے اس پر چلنے کی توفیق عطا کرے ۔ اور اس راستہ پر چلنے کی طاقت بخشے جو خدا تعالے نے قوموں کی بلندی کے لئے بیان فرمایا ہے ۔

---

خط وکتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ دیں ۔ ( مینیجر )

---

مولانا محمد یعقوب خان صاحب امام ووکنگ مسلم مشن انگلستان

# لیڈی کوبالڈ — ایک سکاچ نومسلمہ کا اسلامی جنازہ

## سکاٹ لینڈ کی ایک پہاڑی کی چوٹی پر اسلامی قبر

## قبر پر اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا کتبہ

۲۴ر جنوری ۱۹۶۱ء کی بات ہے۔ رات کے آٹھ بجے ایک عزیز نوجوان مجھے اپنے کمرے سے بلانے آئے کہ امام کے لئے ایک ٹیلیفون کال ہے آپ آ کر سن لیں۔ میں گیا اور ٹیلیفون اٹھایا۔ ادھر سے بولنے والی کوئی انگریز خاتون تھی۔ انہوں نے کہا آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ لیڈی ایولن کوبالڈ اپنے آبائی جائے سکونت (Inverness) میں فوت ہو گئی ہیں۔ چونکہ وہ مسلمان تھیں، میں نے لندن کے اسلامک کلچر سنٹر کو فون کیا کہ ان کے جنازہ کا انتظام کرنے میں ہماری امداد کریں۔ انہوں نے ہمیں ایک انڈرٹیکر کا پتہ دیدیا۔ (یعنی قبر کھودنے والے اور لاش کو قبر تک لے جانے کا انتظام کرنے والے کا) — میں نے کہا انڈرٹیکر جنازہ تو نہیں پڑھا سکتا اور اصل چیز تو نماز جنازہ ہے — وہ کہنے لگی اسی لئے تو میں نے آپ کو فون کیا ہے۔ اس قدر تو میں بھی جانتی ہوں کہ جنازہ کے لئے ضرورت امام کی ہے نہ کہ انڈرٹیکر کی۔ انڈرٹیکر کا انتظام تو انورنس میں بھی ہے۔ چونکہ کلچر سنٹر والوں سے کچھ امداد نہیں ملی۔ اس واسطے آپ کو تکلیف دی ہے۔ میں نے پوچھا لیڈی مرحومہ نے کوئی وصیت بھی کی ہے؟ اس نے کہا کہ جب میری لاش کو قبر میں رکھا جائے تو میرا منہ مکہ کی طرف ہونا چاہیئے۔ یہ سن کر مجھے اس خاتون کے جذبۂ اسلامی پر وجد کی سی کیفیت محسوس ہوئی۔ اور میں نے کہا جو کچھ بھی ہو اس کے جنازہ پر تو ضرور ہمارے ہاں سے کسی کو پہنچنا چاہیئے۔ انورنس یہاں سے بہت دور ہے یوں سمجھئے جیسے لاہور سے کراچی — یہاں کی تیز رفتار گاڑی کو بھی سولہ گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ اس پر برفباری اور سردی کا یہ عالم کہ یہ سارا ملک سائبیریا بنا ہوا ہے۔ میں کچھ سوچ میں پڑ گیا۔ میں نے کہا کہ مکہ کی طرف منہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ قبر کا سر اور پاؤں خاص سمت میں رکھے جاویں۔ یہاں کی عام قبروں کی طرح اگر قبر کھودی جائے تو یہ وصیت پوری نہیں ہوگی۔ وہ اسے بھی سمجھ گئی اور کہا کہ ہاں یہ بھی ضروری ہے۔ میں نے کہا اچھا کل پھر فون کرنا۔ اس اثنا میں ہم سوچ لیں گے کہ کیا انتظام ہو سکتا ہے — شیخ محمد طفیل صاحب لندن گئے ہوئے تھے۔ اگلے دن ان سے ذکر کیا تو وہ تیار ہو گئے۔ چنانچہ جب اس خاتون نے دوبارہ فون کیا تو شیخ صاحب نے اس سے سب پتہ وغیرہ لے لیا کہ کب وہاں پہنچنا ہے اور کس جگہ پہنچنا ہے وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ شیخ صاحب بدھ کی رات کو لندن سے سلیپنگ کار پر روانہ ہوئے اور اگلے دن آٹھ بجے انورنس پہنچے۔ اسٹیشن پر آدمی لینے آیا تھا۔ وہاں سے ساٹھ میل کا پہاڑی راستہ کار پر طے کرنا پڑا۔ لیڈی کوبالڈ سکاٹ لینڈ کے ارل آف ڈنمور کی سب سے بڑی لڑکی تھیں۔ اور انورنس سے ساٹھ میل پر ان کی اپنی سٹیٹ تھی جس کا نام گلین کارن ہے۔ سٹیٹ اتنی لمبی چوڑی ہے کہ بذریعہ کار بھی اس کے اندر شوٹنگ لاج تک جاتے جاتے گھنٹہ کے قریب وقت لگا۔

اسٹیٹ سب پہاڑی علاقہ ہے۔ لیڈی مرحومہ نے اسٹیٹ کے وسط میں لاج کے قریب ایک اونچی پہاڑی پسند کی تھی اور وصیت کی تھی کہ مجھے اس کی چوٹی پر دفن کیا جائے۔ شیخ صاحب لاج میں پہنچے تو وہاں تیس چالیس آدمی جمع تھے جو اسی علاقہ کے اسی قسم کے بڑے جاگیردار بھی تھے۔ جمع تھے۔ اس سے قبل میں نے انہیں ووکنگ سے ہی بذریعہ تار ہدایت بھیج دی تھی کہ قبر کھودتے وقت سر کس طرف ہونا چاہیئے اور پاؤں کس طرف چنانچہ اسی کے مطابق قبر تیار تھی۔ جب جنازہ لاج سے اٹھا کر قبر پر لے گئے — وصیت میں مزید یہ بھی تھا جو وہاں جا کر شیخ صاحب کو معلوم ہوا کہ ایک تو عیسائی پادری میرے جنازے پر نہ آئے۔ دوسرے یہ کہ جنازہ عربی میں پڑھایا جائے۔ اور قرآن کی فلاں فلاں آیات تلاوت کی جائیں۔ تیسرے یہ کہ منہ مکہ کی طرف ہو اور چوتھے یہ کہ قبر پر کتبہ بزبان عربی یہ ہو — اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ چنانچہ شیخ صاحب نے جنازہ ...... پڑھایا اور اونچی آواز سے پڑھا تاکہ اس مجمع کو بھی معلوم ہو کہ عربی میں پڑھا جا رہا ہے اور قرآن کریم سے بھی تلاوت کی اور عربی دعائیں بھی پڑھیں — یہ بڑی جابر قسم کی خاتون تھیں، اور سکاٹ لینڈ کے اس جاگیردار طبقہ کا ایک مثالی نمونہ تھیں۔ جنہیں اپنے خون۔ نسل اور سکاچ قومیت پر بڑا فخر ہوتا ہے۔ یہ لوگ انگریزوں کو گھٹیا قسم کے لوگ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ یہاں لیڈی کوبالڈ نے اپنی شان اسلامیت کا بھی پورا مظاہرہ اپنی وصیت میں کیا وہاں اپنی سکاچ قومی روایات کی بھی۔ اس میں ایک چیز لکھی تھی اور وہ یہ کہ جنازہ کے پیچھے پیچھے ایک سکاچ پائپر (bagpiper) بھی ماتمی ٹیون بجاتا رہے — یہ تھی وہ آن بان جس سے یہ ۹۵ سالہ سکاچ مسلمان خاتون ۳۱ جنوری ۱۹۶۳ء کو پہاڑ اپنی وسیع اور خوش منظر اسٹیٹ کی ایک پہاڑی کی چوٹی پر سپرد خاک ہوئیں۔

کون مسلمان ہے جو ایسی خاتون کی خوش قسمتی پر رشک نہیں کرے گا۔ اور اس کے لئے دست بدعا نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں بھی ایسے ہی اعلیٰ مقامات دے جیسے زمین پر اس نے ایک بلند چوٹی کو اپنی آرامگاہ بنایا — سبحان اللہ، کیا محبت اسلامی ہے۔ کہاں سکاٹ لینڈ اور کہاں اپنے خون نسل پر ناز کرنے والی ایک قوہ دار اور جابر خاتون — مگر اسلام میں بھی غضب کی طاقت ہے۔ کہاں جا کر مار کی ہے۔ اور ایسی کی ہے کہ اسکاٹ لینڈ کی ایک اونچی پہاڑی پر وہاں کے امراء اور نوابوں کے مجمع میں اپنا یہ اعلان نصب کروا گئیں:—

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

لیڈی کوبالڈ سب سے پہلی برطانوی خاتون تھیں جو حج بیت اللہ سے مشرف ہوئی تھیں اور اپنے تجربات پر مشتمل ایک کتاب بھی چھوڑی ہے جس کا نام ہے۔ Pilgrimage to Mecca یعنی حج مکہ۔ ایک اور تصنیف بھی چھوڑی ہے جس کا نام ہے Kenya A land of illusion کینیا کا دلفریب ملک — لندن کے اخبارات ٹائمز اور ڈیلی ٹیلیگراف وغیرہ میں بھی اس کی وفات پر

تعزیتی نوٹ پیچھے ۔۔۔ اسلام آور چانس میں صلا ۱ پیمان کی تصویر اور قبول اسلام کی کہانی درج ہے ۔ سُنا ہے کہ مولنا صدرالدین صاحب کے وقت میں وہ ایک مرتبہ ووکنگ بھی آئی تھیں ۔ ہرن کے شکار میں خاص دلچسپی اور مہارت رکھتی تھیں ، اور سب اخباروں نے اس کا بھی خاص طور پر ذکر کیا ۔ اور شیخ صاحب نے بھی بتایا کہ قریب کی ایک اور پہاڑی پر کوئی دو سو ہرنوں کا ایک ریوڑ موجود ہے جو انہوں نے بھی دیکھا ہے ۔

سنہ ۱۹۳۴ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئیں ، عربی خوب بول سکتی تھیں ۔ لاج میں شیخ صاحب نے ان کا کتب خانہ دیکھا تو اس میں عربی تصوف پر کئی ایک کتابیں تھیں اور ان کے علاوہ حضرت امیر مرحوم کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے سنہ ۱۹۱۷ء کے ایڈیشن کی ایک کاپی تھی ۔ سنہ ۱۹۲۹ء میں بیوہ ہوئیں ۔ اور اس کے بعد کوئی شادی نہیں کی ۔

یکم فروری سنہ ۱۹۶۳ء کو ابرڈین کے روزنامہ "پریس اینڈ جرنل" نامی ہر سکاٹ لینڈ کے لوگوں نے حیرت و استعجاب سے یہ چار کالمی جلی سرخیاں دیکھیں : ۔

Moslem Burial on Lonely Highland Hillside.

---

Lady Cobbold was Mecca Pilgrim.

---

"کوہستانی علاقہ کی ایک تنہا پہاڑی پر اسلامی جنازہ

لیڈی کوبالڈ نے مکہ کا حج کیا تھا"

---



# لیڈی کوبالڈ کے قبول اسلام کے وجوہات انکے اپنے قلم سے

لیڈی ایولین کوبالڈ جن کی وفات کا ذکر آج کے مکتوب ووکنگ میں مکرم مولانا یعقوب خان صاحب نے کیا ہے وہ سب سے پہلی برطانوی خاتون ہیں ، جنہوں نے ۱۹۳۴ء میں مکہ معظمہ کا حج کیا انہوں نے اپنے قبول اسلام کے وجوہات اور حج کے تاثرات جنوری سنہ ۱۹۳۵ء کے اسلامک ریویو میں لکھے تھے ۔ جن کا ترجمہ درج ذیل ہے : ۔

بار ہا مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ میں کیوں مسلمان ہوئی ، میں صرف یہی جواب دے سکتی ہوں کہ میں وہ خاص وقت نہیں بتا سکتی جب صداقت اسلام کا انکشاف مجھ پر ہوا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہمیشہ مسلمان ہی تھی ۔ یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں جب یہ خیال کر لیا جائے کہ اسلام ایک فطری مذہب ہے ۔ ایک بچہ کو اگر اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو اس کی فطرت میں اسلام ہی ترقی پذیر ہو گا ۔ ایک مغربی مبصر کے بیان کے مطابق "اسلام یقیناً عامہ عقل انسانی کا مذہب ہے"۔

جتنا زیادہ میں نے پڑھا اور جس قدر میں نے مطالعہ کیا ، اسی قدر مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ اسلام سب سے زیادہ عملی مذہب ہے اور یہ ایسا مذہب ہے جو دنیا کے بہت سے پریشان کن مسائل کو حل کرنے اور نسل انسانی کو امن اور خوشحالی بخشنے کا مؤثر ترین ذریعہ ہے ، اس وقت سے میرا یہ یقین کبھی متزلزل نہیں ہوا کہ خدا ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ، اور کہ موسےٰ ، عیسےٰ ، محمدؐ اور دوسرے پیغمبر (علیہم الصلوٰۃ والسلام) خدا کے رسول تھے ، ان پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی ہوتی تھی ، اور کہ اللہ تعالےٰ نے ہر قوم میں انبیاء بھیجے ، اور کہ ہم گنہگار پیدا نہیں ہوئے ، اور ہمیں کسی کفارہ کی ضرورت نہیں نہ ہی کسی ایسے شخص کی ہمیں ضرورت ہے ، جو خدا اور ہمارے درمیان وسیلہ ہو ، وہ خدا جس کے حضور ہم ہر وقت پہنچ سکتے ہیں ، اور کہ کوئی بھی ہماری شفاعت نہیں کر سکتا ، محمدؐ اور عیسےٰ بھی نہیں کر سکتے ، اور کہ ہماری نجات کلیتاً ہماری ذات اور ہمارے اعمال پر منحصر ہے ۔

اسلام دو بنیادی صداقتوں پر مبنی ہے (۱) توحید الٰہی اور (۲) اخوت انسانی ، اور یہ مذہب غیر معقول بنیاتی عقائد کی الجھنوں سے پاک ہے ۔ سب سے بڑھ کر یہ ایک حقیقی مذہب ہے ۔

حج کے اثرات اس قدر گہرے ہیں کہ ان میں مبالغہ نہیں کیا جا سکتا ۔ اس عظیم الشان اجتماع میں ...... جو دنیا کے چاروں کناروں سے اس مقدس موقع اور اس مقدس جگہ پر منعقد ہوا ہو شرکت کرنا اور ان کے ساتھ شامل ہو کر پوری عاجزی کے ساتھ عظمت الٰہی کے آگے جھکنا ، یہ ایسی چیزیں ہیں جن سے اسلامی آئیڈیل کا پورا مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے اور ایسے انسان کو ان روح افزا تجربات میں حصہ دار ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے جو کبھی نوع ........

انسان کو شاید ہی کبھی نصیب ہوئے ہوں ۔

اسلام کی ... ولادت گاہ کی زیارت کرنا اور اس مقدس سرزمین پر قدم فرسائی کرنا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل محنت و مشقت کی جو انہوں نے غلطی خوردہ انسانوں کو خدا کی طرف واپس لانے کے لئے کی یاد دل سے بھرپور ہے ، اور قربانی اور شہادت کے ان شاندار ایام کی یاد تازہ کرنا اپنی روح کو اس آسمانی روشنی سے منور کرنا ہے جس نے تمام دنیا کو اپنے نور سے روشن کر دیا ۔ لیکن اتنا ہی نہیں ، حج سب سے بڑھ کر مسلمانوں میں اتفاق اتحاد پیدا کرنے کا ذریعہ ہے ۔ اگر کوئی چیز اسلام کی منتشر افواج کو جمع کر سکتی اور باہمی ہمدردی کے جذبات سے معمور کر سکتی ہے تو وہ حج کا رکن ہے ، حج مسلمانوں کے لئے ایک مرکزی نقطہ قائم کر سکتا ہے جس پر وہ دنیا کے چاروں کناروں سے آکر جمع ہو سکتے ہیں ، یہ انہیں ہر سال باہمی ملاقات اور ایک دوسرے سے تعارف اور تبادلہ خیالات اور اپنے تجربات کے مقابلہ اور مشترکہ مفاد کے لئے اپنی مختلف مساعی کو اکٹھا کرنے کا موقعہ بہم پہنچاتا ہے ، فاصلوں کو کاٹ دیا گیا ہے ، فرقی اختلافات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ اس مذہبی بھائی چارہ میں جو تمام مسلمانوں کی ایک عظیم برادری میں جمع کرتا اور اس شاندار وراثت سے انہیں آگاہ کرتا ہے جو ان کا اپنا ہے ، نسل اور رنگ کے اختلافات ختم ہو جاتے ہیں ، پھر جب مذہبی فرائض سے فراغت حاصل ہوتی ہے تو تمام ممالک سے آئے ہوئے تاجر تجارت اور کاروبار کے متعلق بات چیت کرتے اور اشیائے تجارت کا لین دین کرتے ہیں ۔ دینی علماء اور فقیہہ لوگ مذہب اور فقہ کے سوالات پر بحث کرتے ہیں ، سائنس دان سائنس کی تازہ ترقیات پر ، ادیب لٹریچر کے متعلق ، ماہرین مالیات مالی معاملات کے بارہ میں ، سیاسی لوگ اور مدبرین قومی اور بین الاقوامی امور کے متعلق تبادلۂ خیالات کرتے ہیں ، حج کا رکن مسلمانوں کے لئے محض ایک مقدس رکن ہی نہیں بلکہ یہ ایک لیگ آف نیشنز ، آرٹ ، اور سائنس کی بین الاقوامی اکیڈمی اور بین الاقوامی چیمبر آف کامرس بھی ہے ۔

نوٹ ۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ لیڈی ممدوحہ کا اسلامی نام زینب تھا ۔

مولانا شیخ عبد الرحمن مصری صاحب

# کتاب "حقیقۃ النبوۃ" پر تبصرہ
## غیر تشریعی نبوت کی حقیقت
(۱۱)

### قاضی صاحب کی تقسیم انبیاء

جناب قاضی محمد نذیر صاحب نے اپنی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" میں تین قسم کے انبیاء بیان کئے ہیں:-

(۱)۔ تشریعی نبی

(۲)۔ غیر تشریعی نبی

(۳)۔ امتی نبی

پہلے دو قسم کے انبیاء کی تعداد تو وہ کافی تسلیم کرتے ہیں لیکن امتی نبی صرف ایک ہی مانتے ہیں ان کے نزدیک جب سے دنیا کی بنا پڑی ہے اور انبیاء کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک سوائے حضرت مسیح موعودؑ کے کوئی امتی نبی دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ گذشتہ اقساط میں یہ بدلائل قویہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ امتی نبی درحقیقت ولی کا ہی دوسرا نام ہے، اور تمام انبیاء سابقین علیہم السلام اپنے اپنے کامل متبعین کو امتی نبی بناتے رہے ہیں اور یہ ان کے فرائض میں داخل تھا۔ دیکھو ضمیمہ کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۹ یہی وجہ ہے کہ امتی نبیوں کا سلسلہ مستقل نبیوں کے ساتھ ساتھ ہی چلتا چلا آیا ہے اور قیامت تک چلتا رہے گا امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی بالکل ابتداء سے ہی امتی نبیوں کا سلسلہ شروع ہوا اور قیامت تک قائم رہے گا ان امتی نبیوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی جو خصوصیت ہے اس کو بھی میں گذشتہ اقساط میں وضاحت سے بیان کر چکا ہوں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

### غیر تشریعی نبی کی حقیقت حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک

موجودہ قسط میں غیر تشریعی نبی کی حقیقت پر روشنی ڈالی جاتی ہے یاد رہے کہ امتی نبی کی طرح غیر تشریعی نبی بھی ولی کا ہی دوسرا نام ہے حضرت مسیح موعودؑ کا بھی یہی مذہب ہے اور سلف صالحین کے مذہب کے متعلق تو بعد میں بحث کی جائے گی سردست حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مذہب کو اس قسط میں پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ص۵۳ پر فرماتے ہیں:-

"غرض کسی قسم کی ایسی عزت اور شہرت اور ناموری مجھے حاصل نہ تھی جس پر میں نظر رکھ کر اس بات کو اپنے لئے سہل سمجھتا کہ یہ کام تبلیغ دعوت کا مجھ سے ہو سکے گا پس طبعاً یہ کام مجھے نہایت مشکل اور ازل ہر صورت غیر ممکن اور محالات سے معلوم ہوا اور علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئے کہ بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے بلکہ صریح معلوم ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے وحی کے دعوے پر تکفیر کا انعام ملے گا اور سب علماء متفق ہو کر درپے ایذاء و بیخکنی ہو جائیں گے کیونکہ ان کے نزدیک بعد سیدنا جناب ختمی پناہ رسول اللہ صلعم وحی الٰہی پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بالکل غیر ممکن ہے کہ اب کسی سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہو اور اب قیامت تک امت مرحومہ اس قسم کے رحم سے بے نصیب کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو اپنا ہمکلام کر کے ان کی معرفت میں ترقی بخشے اور براہ راست اپنی ہستی پر انکو مطلع فرماتے بلکہ وہ صرف تقلیدی طور پر گلے پڑا ڈھول بجا رہے ہیں اور شہودی طور پر ایک ذرہ معرفت انکو حاصل نہیں ہاں اس قدر محض لغو طریق پر بعض کا ان میں سے اعتقاد ہے کہ الہام الٰہی تو نیک بندوں کو ہوتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ الہام رحمانی ہے یا شیطانی ہے لیکن ظاہر ہے کہ ایسا الہام جو شیطان کی طرف بھی منسوب ہو سکتا ہے خدا کے ان انعامات میں شمار نہیں ہو سکتا جو انسان کے ایمان کو مفید ہو سکتے ہیں بلکہ مشتبہ ہونا اور شیطانی کلام سے مشابہ ہونا اس کے ساتھ ۔ ۔ ۔ ایک ایسی لعنت کا داغ ہے جو جہنم تک پہنچا سکتا ہے اور اگر خدا نے کسی بندہ کے لئے صراط الذین انعمت علیہم کی دعا قبول کی ہے اور اس کو منعمین میں داخل فرمایا ہے تو ضرور اپنے وعدہ کے مطابق اس روحانی انعام سے حصہ دیا ہے جو یقینی طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے غرض یہی وہ امر تھا کہ اس اندھی دنیا میں قوم کے لئے ایک جوش اور غضب دکھلانے کا محل تھا۔ پس میرے جیسے بے کس تنہا کے لئے ان تمام امور کا جمع ہونا بظاہر ناکامی کی ایک علامت تھی بلکہ ایک سخت ناکامی کا سامنا تھا کیونکہ کوئی پہلو بھی درست نہ تھا۔"

مندرجہ بالا حوالہ میں حضرت اقدسؑ اپنی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اور علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئے کہ بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے، بلکہ صریح معلوم ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے وحی کے دعوے پر تکفیر کا انعام ملے گا۔"

اقتباس مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ حضورؑ اپنے دعوے کے بالکل ابتدائی زمانہ کا ذکر فرما رہے ہیں یعنے اس زمانہ کا جب حضورؑ نے مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا اس زمانہ کے متعلق دونوں احمدی جماعتوں کا اتفاق ہے کہ حضور اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء میں شمار کرتے تھے اور اپنی وحی کو وحی ولایت قرار دیتے تھے اور اس بات کے منکر تھے کہ آپ پر وحی نبوت نازل ہوتی ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ فریقین میں سے کوئی ایک فریق بھی اس کی تردید کی جرأت نہیں کر سکتا جماعت لاہور کا دعوے ہے کہ حضور تا دم وصال اسی حقیقت پر قائم رہے اور جماعت ربوہ کا خیال ہے کہ حضور نے بعد میں اپنے عقیدہ میں تبدیلی کر لی گو ان کے ہاتھ میں اس دعوے تبدیلی کا کوئی ثبوت نہیں مگر ان کا بے بنیاد خیال یہی ہے۔ اس وقت میں انکے اس خیال کے بطلان پر دلائل دینے کی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ سابقہ اقساط میں اس پر

---

سلہ میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعوے تھا۔

کافی دلائل دیئے جا چکے ہیں۔ اس وقت میرا مقصد احباب ربوہ کو صرف اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا ہے کہ حضور صاف الفاظ میں اپنی وحی کو وحی غیر تشریعی قرار دیتے ہیں اور اسی وحی کو دوسری جگہ وحی ولایت تحریر فرمایا ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ حضور کے نزدیک وحی غیر تشریعی اور وحی ولایت دو مترادف الفاظ ہیں اب جبکہ یہ ثابت ہوگیا کہ وحی غیر تشریعی وحی ولایت کا ہی دوسرا نام ہے تو وہ شخص جس پر وحی غیر تشریعی کا نزول ہوگا وہ لامحالہ ولی ہوگا۔ .. نبی ہرگز نہیں ہو سکتا پس جو آدمی وحی غیر تشریعی پانے والے کو "نبی" قرار دیتا ہے۔ اس کا مسلک یقیناً خدا کے مقرر کردہ حکم و عدل مسیح موعودؑ کے مسلک کے خلاف ہے وہ خود ہی سوچ لے کہ اس کا قدم کس طرف اٹھ رہا ہے۔

## ایک اور قابل غور امر

اقتباس مندرجہ بالا میں ایک اور امر قابل غور یہ بھی ہے کہ حضور تسلیم فرماتے ہیں کہ وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا بلکہ قیامت تک جاری رہے گا اس کے بالمقابل حضور وحی نبوت کے سلسلہ کو آیت خاتم النبیین کے نزول کے دن سے لیکر قیامت تک بند تسلیم کرتے ہیں۔ اس بارے میں یہاں تک فرمایا کہ اگر جبریل ایک فقرہ بھی وحی نبوت کا لے کر آ جائے اور صرف یہی کہے کہ قرآن کریم پر عمل کرو تو ختم نبوت باطل ہو جاتی ہے۔ ان دونوں باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ذی شعور انسان اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ وحی غیر تشریعی محض وحی ولایت کا ہی دوسرا نام ہے جس کا حامل ولی ہی ہو سکتا ہے۔

## تیسرا غور طلب امر

اقتباس مندرجہ بالا میں حضور نے اسی وحی غیر تشریعی کو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا نام دیا ہے جس سے واضح ہوگیا ہے کہ حضورؑ اس مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے بھی مراد وحی ولایت ہی لیتے ہیں جس کے ساتھ حضورؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مشرف کیا جاتا رہا ہے۔

## چوتھا غور طلب امر

چوتھا غور طلب امر مندرجہ بالا اقتباس میں یہ ہے کہ حضورؑ نے اس میں صراط الذین انعمت علیہم کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جس روحانی انعام کے ملنے کا وعدہ بتلایا ہے وہ وہی یقینی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا انعام ہے جس کے معنے دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں بھی حضور کے نزدیک کامل امتی کو وحی غیر تشریعی یعنی وحی ولایت کا انعام ہی ملے گا اور اسی کا وہ مورد ہوگا۔

## پانچواں غور طلب امر

پانچواں غور طلب امر یہ ہے کہ حاشیہ میں حضور اپنی دعوت کی مشکلات میں سے رسالت اور وحی الٰہی اور دعوئے مسیح موعود کو گردانتے ہیں۔ وحی الٰہی کی تشریح تو حضورؑ نے خود ہی فرما دی کہ اس سے مراد وحی غیر تشریعی یعنی وحی ولایت ہے اس لئے رسالت کی تشریح بھی ساتھ ہی ہوگئی اور واضح ہوگیا کہ حضور کے نزدیک یہ لفظ اسی مفہوم میں مستعمل ہوا ہے جس مفہوم میں اولیاء اُمت کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کے متعلق حضور نے حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۸ پر فرمایا ہے:-

« آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی نکلا ہے ... وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا »

## وحی غیر تشریعی کے حقیقی مفہوم کے متعلق دوسرا حوالہ

وحی غیر تشریعی کے حامل کو ولی اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی وحی میں شریعت وغیرہ کا کوئی عنصر نہیں ہوتا چنانچہ اس امر پر خدا کے حکم و عدل حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل تحریر کافی روشنی ڈالتی ہے حضور اپنی کتاب تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ پر فرماتے ہیں:-

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔

حاشیہ- یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"

احباب ربوہ عبارت مندرجہ بالا پر غور فرمائیں اور دیکھیں کہ کس صفائی سے حضور نے صاحب شریعت کے مقابل میں ملہمین اور محدثین کو رکھا ہے جس کے معنے واضح ہیں کہ حضور کے نزدیک صاحب وحی دو ہی قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جن پر شریعت نازل ہوتی ہے اور انکو انبیاء کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور دوسرے وہ جن پر وحی تو نازل ہوتی ہے لیکن ان کی وحی میں چونکہ شریعت کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اس لئے وہ نبی نہیں کہلا سکتے بلکہ محدث کہلاتے ہیں جن کے متعلق حدیث نبوی میں صریح الفاظ ہیں رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء ... یعنی کلام الٰہی سے تو وہ مشرف ہوتے ہیں لیکن "نبی" نہیں ہوتے کیوں نہیں ہوتے اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ کہ ان کی وحی شریعت سے بالکل خالی ہوتی ہے۔

اس سے واضح ہوگیا کہ حضورؑ کے نزدیک نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ صاحب شریعت ہو اور جو صاحب وحی صاحب شریعت نہیں ہوگا وہ محدث ہوگا نبی نہیں ہوگا اس تقابل سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ وحی غیر تشریعی کا حامل محدث ہی ہو سکتا ہے نبی نہیں ہو سکتا اور یہ مسلم اور یقینی ہے کہ محدث زمرہ انبیاء کا نہیں بلکہ زمرہ اولیاء کا فرد ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ وحی غیر تشریعی کا حامل زمرہ اولیاء کا فرد ہوتا ہے اس لئے غیر تشریعی نبوت ولایت کا ہی دوسرا نام ہونے کی وجہ سے نبوت کی قسم نہیں شمار ہو سکتی اور یہی ثابت کرنا مقصود تھا۔ اس کی تائید شہادت القرآن صفحہ ۲۷ دوسرا ایڈیشن کی مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے:-

"اگر یہ کہا جائے کہ موسوی سلسلہ میں تو حمایت دین کے لئے نبی آتے رہے اور حضرت مسیح بھی نبی تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا ایسا ہی محدثین کا نام بھی مرسل رکھا اسی اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں وقفینا من بعدہ بالرسل آیا ہے اور یہ نہیں آیا کہ وقفینا من بعدہ بالانبیاء پس اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں"۔ اس حوالہ سے بھی عیاں ہے کہ نبی کیساتھ شریعت کا

## تیسرا حوالہ

الوصیت صفحہ ۱۰ پر فرماتے ہیں:-

تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے!

اقتباس مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ حضور رحؓ کے نزدیک نبی مبعوث کرنے کی ضرورت اسی وقت پیش آتی ہے جب دنیا کو کسی سچائی کی حاجت ہوتی ہے اب جبکہ تمام سچائیاں قرآن کریم میں جمع کر دی گئیں ہیں اس لئے اب کسی کو بطور نبی مبعوث کرنے کی ضرورت بھی نہیں رہی اور یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم پر نبوت کو ختم کر دیا گیا ہے اس حوالہ سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ شریعت یعنی اوامر و نواہی کے علاوہ بھی سچائیاں ہوتی ہیں جن سے اہل دنیا کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ہی روشناس کرایا جاتا ہے اب چونکہ حضرت نبی کریم صلعم اور قرآن کریم کے بعد اس کی ضرورت باقی نہیں رہی اس لئے بعد آنحضرت صلعم نبی کے آنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ اسی کی تائید مواہب الرحمن صـ ۶۶-۶۷ کی مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے:-

"ولله مکالمات و مخاطبات مع اولیائه فی هذه الامة وانهم یعطون صبغة الانبیاء ولیسوا بنبیین فی الحقیقة فان القرآن اکمل وطر الشریعة ولا یعطون الا فهم القرآن ولا یزیدون علیه ولا ینقصون منه۔

یعنی اس امت میں اولیاء کے ساتھ خدا کے مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں لیکن ان کو صرف نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے فی الحقیقت وہ نبی نہیں ہوتے کیونکہ قرآن نے شریعت کی ضرورت کو پورا کر دیا ہے ان اولیاء کو صرف فہم قرآن دیا جاتا ہے یہ لوگ نہ اس پر کوئی زیادتی کر سکتے ہیں نہ اس میں کمی کر سکتے ہیں۔"

## تمام نبیوں کو ہدایتوں اور کتابوں کا ملنا

مندرجہ بالا دلائل کے علاوہ حضرت اقدس کا صریح ارشاد ہے کہ تمام انبیاء سابقین کو الگ الگ کتابیں اور ہدایتیں ملتی رہی ہیں جن کو اپنے اندر جمع کرنے کی ہدایت حضرت نبی کریم صلعم کو بھی دی گئی ہے چنانچہ حضور اپنی کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ ۱۹۲-۱۹۳ پر فرماتے ہیں:-

"پس میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ امتی ہرگز نہیں ہیں گو وہ بلکہ تمام انبیاء آنحضرت صلعم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں اور براہ راست خدا نے ان پر تجلی فرمائی تھی ........ ان کو خدا تعالیٰ نے الگ کتابیں دی تھیں اور ان کو ہدایت کی تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کرادیں جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے"

حوالہ مندرجہ بالا ببانگ دہل بیان کر رہا ہے کہ حضرت اقدس کا یہی مذہب تھا کہ نبی کے لئے ہدایت اور کتاب کا لانا ضروری ہے۔ اور اپنے اس عقیدہ کی تائید میں حضور قرآن شریف کو گواہ ٹھہراتے ہیں اس سے ثابت ہوا ہے کہ نبی وہی ہوتا ہے جو ایسی ہدایت اور کتاب لائے جس پر وہ خود بھی عمل کرے اور دوسروں سے بھی کروائے احباب ربوہ کے لئے تمام انبیاء کے الفاظ قابل غور ہیں۔

## حضرت نبی کریم صلعم کو حکم

حضور چشمہ مسیحی صـ پر فرماتے ہیں:-

فبھداھم اقتدہ یعنی تمام نبیوں کو جو ہدایتیں ملی تھیں [illegible] سب کا اقتدا کر۔"

یہاں بھی تمام نبیوں کے الفاظ قابل غور ہیں۔

مندرجہ بالا تمام حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ نبی کے لئے شریعت۔ سچائی۔ ہدایت اور کتاب کا لانا ضروری ہے۔ جو شخص مجرد وحی سے سرفراز ہوتا ہے لیکن ان چیزوں سے کوئی چیز نہیں لاتا وہ نبی نہیں بلکہ محض ولی ہوتا ہے اور بدیں وجہ زمرہ اولیاء کا فرد کہلاتا ہے خواہ اس کی شان کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو مگر شمار اس کا جماعت اولیاء میں ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ کہ غیر تشریعی نبی جماعت انبیاء کا فرد نہیں ہوتا نبی کی ایک ہی قسم ہے جو صاحب شریعت یا صاحب ہدایت یا صاحب کتاب یا صاحب سچائی ہو۔

## قرآن کریم سے حضرت مسیح موعودؑ کی تعریف نبوت کی تائید۔ پہلا حوالہ

حضرت اقدسؑ نے اسلامی اصطلاح والی نبوت اور رسالت کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمائی ہے:-

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں (یہاں کامل شریعت سے مراد صرف اوامر و نواہی نہیں بلکہ تمام وہ ہدایتیں اور سچائیاں جن کی قوم کو ضرورت ہوتی ہے ان سب پر کامل شریعت کا لفظ حاوی ہے ازناقل) یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔"

ربوہ سے تعلق رکھنے والے دوست ہمارے ساتھ اس بات میں متفق ہیں کہ اگر نبوت اور رسالت کی یہی تعریف ہو تو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف دعوے نبوت منسوب کرنا درست نہیں لیکن ان کا اب مسلک یہ ہو گیا ہے کہ نبوت اور رسالت کی یہ تعریف ہی نہیں حضرت اقدسؑ نے غلطی سے علماء زمانہ کی تقلید میں یہ تعریف لکھدی ہیں چشمہ مسیحی کے حوالہ سے یہ ثابت کر چکا ہوں کہ علماء زمانہ اس بات کے قائل نہ تھے کہ کسی نبی کی پیروی سے نبی نہیں بن سکتا تھا اس کے برعکس ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء حتیٰ کہ حضرت عیسٰی بھی حضرت موسےٰ کی پیروی سے نبی بنے تھے اس لئے حضرت مسیح موعود پر الزام تقلید درست نہیں حضرت اقدس نے یہ تعریف نبوت اور رسالت کی تحریر فرمائی وہ قرآن کریم سے استنباط کر کے تحریر فرمائی چنانچہ حضور نے سورۃ النساء کی آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ کو تعریف کی تائید میں بطور نص کے پیش بھی کیا ہے اس آیت سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ اسلامی اصطلاح میں رسول کا براہ راست خدا سے تعلق رکھنا ضروری ہے اس کے رسول بننے میں کسی نبی کی پیروی کا دخل نہیں ہوتا۔

## دوسری شرائط کے متعلق قرآنی آیات

دوسری شرائط حضرت اقدسؑ نے کامل شریعت یا شریعت کا کوئی حصہ لانا قرار دیں ہیں اس کی تائید بھی قرآن کریم کر رہا ہے چونکہ حضرت اقدسؑ نے اس پر قرآن کریم کو گواہ ٹھہرایا ہے جیسا کہ اوپر حوالہ گذر چکا ہے اس لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم سے حضور کے قول کی تائید میں شہادت پیش کی جائے۔

آل عمران ع ۱۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاءو بالبینٰت والزبر والکتاب المنیر۔ یعنی اگر یہ لوگ تیری تکذیب کرتے ہیں تو کیا ہوا تجھ سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب ہوئی ہے۔ یہ رسول بینٰت۔ زبر اور روشن کتاب لے کر آتے تھے۔ اسی مضمون کو فاطر ع میں بھی بیان کیا ہے وان من امة الا خلا فیها نذیر وان یکذبوک فقد کذب الذین من قبلهم جاءتهم رسلهم بالبینٰت وبالزبر وبالکتٰب المنیر ان دونوں آیتوں میں تین چیزوں کا ذکر کیا ہے جو تمام پہلے رسول لاتے رہے:-

(۱) بینٰات جن میں تمام براہین ساطع اور تمام وہ نشانات جو حق اور باطل کے درمیان فرقان کا کام دیتے ہیں شامل ہیں۔

(۲) کتاب کے بعض اجزاء جس پر زبر کا لفظ دلالت کرتا ہے

(۳) مکمل کتاب قرآن میں کتاب کو منیر کہا گیا ہے کیونکہ وہ اپنی ذات میں واضح ہوتی ہے اور ان آیتوں میں اسے منیر کہا ہے یعنی پیروی کرنے والوں کے

دل کو روشن کر دینا اور انہیں ظلمات سے نور کی طرف لانا ان کا کام ہوتا ہے۔ سورۃ النساء کی آیت کے ساتھ ملا کر اگر ان دونوں مندرجہ بالا آیتوں کو پڑھا جائے تو اس کا مطلب صاف ہے کہ اگر بینات ان کو ملتے ہیں تو وہ بھی براہ راست ملتے ہیں اور اگر کتاب کا کوئی حصہ ملتا ہے تو وہ بھی براہ راست ملتا ہے اور اگر مکمل کتاب ملتی ہے تو وہ بھی براہ راست ملتی ہے اور یہی چیزیں حضرت اقدس نے تعریف نبوت میں بیان کی ہیں۔

اب حضرت مسیح موعودؑ کے حالات پر اگر ہم غور اور انصاف کی نظر ڈالیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے۔ قرآن کریم کی پیروی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت سے ہی آپ ظلمات سے نور کی طرف آئے اور انہی دو چیزوں نے حضورؑ کے دل کو منور کیا کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں بھی سراجاً منیراً وارد ہوا ہے اور آنحضور صلعم کو بھی نور قرار دیا گیا ہے آپ کو جو نشان ملے وہ بھی ان دونوں کی پیروی سے ملے۔ قرآن کریم کی صداقت پر جو دلائل آپ نے پیش کئے وہ بھی قرآن کریم سے ہی اخذ کئے مستقل طور پر کوئی دلیل بھی آپ کو خدا کی وحی نے نہیں بتلائی ہاں فہم قرآن کا جو انعام آپ کو ملا اسی سے آپ نے قرآن کریم کی صداقت پر قرآن کریم سے ہی دلائل مستنبط کئے جب ان میں سے کوئی چیز بھی آپ کو اصالتاً نہیں ملی تو آپ نبی کس طرح بن گئے ان آیات سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نبی کے لئے مکمل یا جزوی طور پر کتاب کا لانا ضروری ہے اور یہ تینوں چیزیں ہمیشہ سے نبیوں کی معرفت امتیوں کو ملتی رہی ہیں جیسا کہ قرآن کریم کی ذیل کی دو آیات دلالت کرتی ہیں۔ سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ یعنی نبیوں کو اللہ تعالیٰ کتاب بھی دیتا ہے اور اس کتاب کے مطابق فیصلہ کرنے کی قوت بھی عطا کرتا ہے اور نبوت بھی عطا کرتا ہے (اس جگہ نبوت کے لغوی معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ از ناقل) ان ہی تین چیزوں کے متعلق سورۃ الجاثیہ ع۲ میں فرمایا ولقد اٰتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ یعنی یہ تینوں چیزیں بنی اسرائیل کو بھی دیں اب صاف ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کو یہ تینوں چیزیں اصالتاً نہیں بلکہ وراثتہً ہی ملی تھیں جس سے معلوم ہوا کہ جو چیزیں انبیاء کو اصالتاً دی جاتی ہیں وہی ان کے امتیوں کو وراثتہً عطا کی جاتی ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قوم کے تمام افراد کو یہ چیزیں عطا نہیں کی جاتیں بلکہ خاص افراد کو ہی ملتی ہیں اور ان چیزوں میں سے جو حصہ وراثتہً امت کے کامل افراد کو ملتا ہے وہ نبوۃ بھی ہے جس سے ثابت ہو گیا کہ امتی نبی پہلے انبیاء علیہم السلام کی امتوں میں بھی پیدا ہوتے رہے ہیں جب یہ ثابت ہو گیا کہ امتیوں کو وراثتہً یہ نعماء الٰہی عطا کی جاتی ہیں تو اس سنت اللہ کے مطابق اگر حضرت مسیح موعودؑ وراثتہً ان نعماء کے وارث ہوئے ہیں تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے اور اس سے آپ زمرۂ انبیاء میں کس طرح داخل ہو گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

## ہر نبی کو کتاب ملنے کی تائید میں ایک واضح آیت

سورۃ البقرہ ع۲۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معہم الکتاب بالحق۔ یعنی لوگ ایک ہی جماعت تھے پس اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو مبعوث کیا جن کا کام تبشیر اور انذار تھا اور ان کے ساتھ کتاب اتاری جو حق کو اپنے اندر لئے ہوئے تھی۔

یہ آیت واضح دلیل ہے اس حقیقت پر کہ کوئی نبی بھی ایسا نہیں گذرا جو اپنے ساتھ خدا کی طرف سے کتاب نہ لایا ہو "النبیین" پر جو "ال" ہے وہ اسی پر دلالت کر رہا ہے اور "الکتاب" میں جو "ال" ہے وہ ضمیر کے قائم مقام ہے پس "الکتاب" کے معنی ہوں گے کتابہ یعنی اللہ تعالیٰ نے ضرورت زمانہ کے مطابق اپنی تعلیم اتاری ان تمام نبیوں پر جن کو انہوں نے اپنے اپنے زمانوں میں مبعوث کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جو لکھا ہے کہ تمام انبیاء کو کتابیں دی گئیں خواہ وہ خود بھی ان پر عمل کریں اور دوسروں سے بھی کروائیں معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ کے مدنظر یہی آیت تھی۔

## علمائے ربوہ کا ایک غلط استدلال اور انکے ایک عقیدہ پر کاری ضرب

قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جو مبشرین اور منذرین کے الفاظ وارد ہوئے ہیں ان سے احباب ربوہ کی طرف سے ایک ایسا مفہوم نکالنے کی کوشش کی گئی ہے جو قرآنی تعلیم کے صریح خلاف ہے ان کی بیان کردہ مفہوم میں ذیل میں انہی کے الفاظ میں درج کر دیتا ہوں:-

"اور اگر کوئی شخص تم سے کہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں تو جواب دو کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے ایک انچ ادھر ادھر ہونا کفر ہے یہ حدیث تو ہماری تائید کرتی ہے کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ نبوت میں سے مبشرات والی نبوت باقی ہے یعنی کوالیسی نبوت اب نہیں آسکتی جس میں نئی شریعت ہو لیکن یہ نہ خیال کرنا کہ نبی بھی کوئی نہیں آسکتا کیونکہ وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین کے ماتحت مبشرات جاری رہیں گے"

اس کے بعد لکھا ہے:-

اور پھر مبشرات کے لفظ سے امور غیبیہ کی اطلاع بھی نکل آتی ہے...... پس مبشرات میں ایک طرف تو تبشیر و انذار کی شرط ثابت ہے دوم اظہار علی الغیب کی شرط بھی ثابت ہے باقی رہی تیسری شرط تو وہ صاحب الفاظ میں موجود ہے"

(حقیقۃ النبوہ مصنفہ جناب مکرم میاں محمود احمد صاحب صفحہ ۱۷۵)

حیرت ہے کہ محترم جناب میاں صاحب موصوف نے اپنے اس نظریہ کو پیش کرتے وقت اس بات پر غور نہ کیا کہ یہ نظریہ ان کا تو ان کے ایک دوسرے عقیدہ پر کاری ضرب لگا رہا ہے آیت مذکورہ بالا میں تو بغیر کسی استثناء کے تمام رسولوں کو مبشر اور منذر قرار دیا گیا ہے اور مکرم میاں صاحب کے نزدیک مبشرات والی حدیث میں اسی آیت کی طرف اشارہ ہے تو کیا اس سے صاف نتیجہ نہیں نکلتا کہ تمام رسولوں کے کامل امتیوں کو مبشرات ملتے رہے ہیں اور آپ کے نزدیک مبشرات عین نبوت ہے تو گویا پہلے تمام انبیاء کی امتوں میں بھی امتی نبی پیدا ہوتے رہے ہیں حالانکہ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء سابقین میں سے کوئی نبی بھی اپنے پیرو کو امتی نبی نہیں بنا سکا یہ صرف نبی کریم صلعم کی ہی خصوصیت ہے لیکن آپ کا حدیث اور آیت کو ملا کر ایک ہی مفہوم نکالنا صریح ثبوت ہے اس بات کا کہ پہلے نبیوں کے کاملین بھی امتی نبی بنتے رہے ہیں۔ اس صورت میں حضرت نبی کریم صلعم کی خصوصیت کہاں رہی۔

میں جناب میاں صاحب محترم کا ذکر اپنے مضامین میں لانا پسند نہیں کرتا تھا چونکہ علماء ربوہ جو کچھ اس مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں وہ جناب میاں صاحب محترم کے مذکورہ بالا نظریہ کی تقلید میں ہی لکھتے ہیں اس لئے اس نظریہ کی غلطی کو واضح کرنا ضروری تھا۔ اس مجبوری کے ماتحت ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

## رسول کس چیز کی بشارت دیتے ہیں

علماء ربوہ سے غالباً یہ امر مخفی نہیں رہ سکتا ہے کہ آیت مذکورہ بالا میں رسولوں کو مبشر کہا ہے یعنی وہ اپنے پیروؤں کو بشارت دینے والے ہیں اور جس چیز کی وہ بشارت دیتے ہیں اسے مُبَشَّر کہتے ہیں اور حدیث میں لفظ مبشرات ہی وارد ہوا ہے۔

رسول یہ بشارت دیتے ہیں کہ اے لوگو! اگر تم ہماری اس تعلیم کی پیروی کرو گے جو خدا کی طرف سے ہم کو ملی ہے تو تم خدا تعالیٰ کے انعامات کے مورد بن جاؤ گے اور وہ انعامات الٰہی تم پر مندرجہ ذیل شکلوں میں نازل ہوں گے:

(۱) دعاؤں کی قبولیت کی شکل میں

(۲) رؤیا۔ کشوف۔ الہامات کی شکل میں

(۳) دشمنوں کے مقابلہ پر کامیابی کی شکل میں

(۴) مختلف مواقع پر تائید الٰہی کی شکل میں

(۵) ایسے نشانوں کی شکل میں جو فرقان کا کام دیں

(۶) پیشگوئیوں کی شکل میں۔ غرضیکہ قرب الٰہی کو ثابت

(باقی بر صفحہ ۔۔)

# تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعود)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈائریکٹر)

## بھارت

ترجمہ خط کے کُن محمد مسلم ہوٹل کیرالا سٹیٹ - بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کے خط کا تہ دل سے مشکور ہوں اور قرآن شریف جو آپ نے ارسال کیا ہے اس کیلئے بھی مشکور ہوں اور میں اس بے بہا نعمت کو لے کر اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں۔ میں بہت وثوق اور شکریہ کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کی جلد بندی ایسی عمدہ ہے کہ ہر روز استعمال ہو سکتی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ خدا مجھے بلا توقف ترغیب دے کہ میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ مل کر کام کروں۔

مجھے صبح قرآن پڑھنے کی عادت ہے۔ جہاں تک میرا پڑھنے کا تعلق تھا ایسا بغیر مفہوم سمجھنے کے پڑھتا تھا کیونکہ میں عربی سے بالکل بے بہرہ ہوں، کام لگا وہ جب میں پڑھتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کیا کہتا ہے اور اسلام کیا ہے اور اس کے اصول کیا ہیں۔ اس کے علاوہ جب میں اس دلچسپی والی چیز کو پڑھتا ہوں اور جیسا کہ علماء کہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اسلامی تعلیم کا خزانہ ہے اس سلسلہ میں آپ کے مشن کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں گو بہت مسلمان اسلامی لٹریچر کا مطالعہ چاہتے ہیں۔ مگر بوجہ روپیہ کی کمی کے وہ اس میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اگر مذہبی لٹریچر مفت دستیاب ہو سکتا ہے تو وہ بائبل سوسائٹی ہے۔ مجھے امید ہے کہ صرف آپ ہی کی ایک مسلم سوسائٹی ہے جو اسلام کی سچائی اور اصول پر چل رہی ہے۔ اگر میں کسی تبلیغی سوسائٹی کا معاہدہ کروں تو مجھے سوائے آپ کی امداد کے اور کسی سے توقع نہیں۔ اس لئے آپ کا مبارک مشن اس نیک مقصد کو پورا کر سکتا ہے اور سوئے ہوئے مسلمانوں کے مذہب کو زندہ کر سکتا ہے۔

جیسا کہ آپ نے خط میں تحریر کیا ہے میں آپ کی کتابوں سے خاصا فائدہ اٹھاؤں گا اور نیز میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو فائدہ میں کتابوں سے اٹھاؤں گا وہ میں اپنے مسلمان بھائیوں کو سناؤں گا۔

قرآن شریف مجھے اب مل گیا ہے جس کی میں اطلاع دیتا ہوں اور میری دلی خواہش ہے کہ میں عربی سیکھوں اور یہ قرآنی زبان ہے اگر کوئی ایسی کتاب ہو تو مجھے ارسال کریں۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے اپنی قیمتی کتاب ریلیجن آف اسلام ارسال کریں میں اس کے متعلق بارہا لکھ چکا ہوں کیونکہ اس میں اسلام کی تعلیم کے متعلق کافی روشنی ڈالی ہوئی ہے۔ اور اس میں زمانۂ حال کے متعلق سوال و جواب بھی درج ہیں اور یہ مجھے اسلام کے سمجھنے میں کافی مدد دے گی۔ یہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ مذہب کے میدان میں آنا بہت مشکل امر ہے جب تک کہ اسکو اسلام کے اصولوں سے بخوبی واقفیت نہ ہو۔

میں دوبارہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اسلامی بھائیوں کو ہر طرح سے فائدہ پہنچاؤں گا۔

اس لئے مؤدبانہ التماس ہے کہ ایک کاپی ریلیجن آف اسلام بہت جلد ارسال کریں۔

جواب کا منتظر

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

— ۲ —

ترجمہ خط کمیع اللہ مکراتی - یو پی - انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کی چٹھی ملی۔ میرے دوست آپ کا .... اردو اور انگریزی لٹریچر پڑھکر بہت تعریف کرتے ہیں۔ ہم اور تمام دوست آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کے لئے جو کہ آپ چند سالوں سے بھیج رہے ہیں بہت شکریہ ادا کرتے ہیں۔

جب سے میں عالمی مذہبی کانفرنس سے واپس آیا ہوں ایک ریڈنگ روم لوگوں کی مذہبی تعلیم کی خاطر کھول رکھا ہے۔ آپ کا میرے پر بہت احسان ہوگا۔ اگر آپ کچھ سابقہ کاپیاں انگریزی اخبارات اسلامک ریویو اور کچھ لٹریچر مذہب اسلام کے متعلق ارسال فرماویں۔

ہمیں ریڈنگ روم کے لئے انگریزی ترجمۃ القرآن کی ضرورت ہے کیا آپ ہمیں اس قیمت سے جو کہ فہرست کتب میں درج ہے رعایتاً دے سکتے ہیں آپ ہمیں تازہ پرائس لسٹ ارسال کریں۔

ہماری التجا ہے کہ ہمیں خصوصیت سے محمد ترجمے بارے میں کچھ لٹریچر ارسال کریں جس پر اردو سے اسلام روشنی ڈالی گئی ہو۔ بہت سے ہمارے نوجوان ایسا لٹریچر پڑھنا چاہتے ہیں۔

ہم آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ اور امید ہے کہ آپ خوش اور صحتمند ہوں گے۔

(انہیں قرآن شریف، ینگنگ آف اسلام، خصائص القرآن اور خط بھیجے گئے)

## نائیجیریا

ترجمہ خط - مالام داؤدا ایم - اوزی گس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - آپ کے خط مؤرخہ ۱۸ر جنوری ۱۹۶۳ء کا شکریہ - اس کو پڑھا نفس مضمون کو سمجھا اور خوب لطف اٹھایا - جو آپ نے پمفلٹ ارسال کئے ہیں ان کا بھی شکریہ -

مجھے یقیناً بہت لطف آئے گا - جبکہ میں ایک کاپی انگریزی ترجمۃ القرآن کی قیمتاً خرید لوں گا - جونہی کہ میرے پاس روپیہ ہو جائے گا میں آپ کے ارسال کردہ ایڈریس پر لکھکر منگوالوں گا -

میں چند ایک باتیں جو اسلام کی خدمت کے متعلق ہیں .... تحریر کرتا ہوں۔

میرے رجسٹر میں ۵۶ لڑکے اور لڑکیوں کی تعداد مندرج ہے جو قرآن پڑھتے ہیں دو نے قرآن پڑھ لیا ہے اور باقی ختم تک دورکر رہے ہیں کہ جلدی ختم ہو جائے پچھلے سال ۱۹۶۲ء میں اپنے گھر سے کادونا تبدیل ہو گیا تھا - یہ طلباء بغیر مزید تعلیم کے رہ گئے تھے - مگر خوش قسمتی سے یہاں بھی اچھے لڑکے پڑھنے کے لئے مل گئے ہیں یہاں کادونا میں لوگوں کو یہ سکھلاتا ہوں کہ قرآن شریف کس طرح پڑھنا چاہیئے اور میں نے خدا کے فضل سے بہت سے عیسائیوں کو مسلمان کیا ہے - بعض دفعہ مجھے بہت مشکل پیش آتی ہے جبکہ کوئی عیسائی سوال کرتا ہے اور مجھے جواب دینا پڑتا ہے اور حوالہ بھی پیش کرتا ہوں - مگر قرآن نہ ہونے کی وجہ سے حوالہ دکھا نہیں سکتا اس لئے مہربانی سے قرآن شریف مترجم ارسال کریں۔

دوسرے میں نے لوگوں کے گروپ بنائے ہوتے ہیں جو آئے دن اسلام پر لیکچر دیتے ہیں یہ میں اس لئے کرتا ہوں تاکہ لوگ مجھے اسلامی مبلغ جان کر میرے پاس آئیں ........ (یہی ایک صحیح راستہ ہے) میں احمدیہ سوسائٹی کا ممبر بھی ہونا چاہتا ہوں۔ سیرت رسول پر کتاب بھی ارسال فرمائیں مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر میں التماس کرتا ہوں کہ مجھے قرآن شریف ضرور ارسال کریں۔ آپ کو اور دیگر صاحبان کو ہمیشہ کے لئے خوش دیکھنا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ خوش رکھے -

والسلام

(انہیں قرآن شریف لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

— (۳) —

ترجمہ خط محمد بیوا - ای - سی - این - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی ارسال کردہ کتب مل چکی ہیں - میں بہت مشکور ہوں ان کتابوں سے اسلام کے متعلق کافی علم حاصل ہوا ہے اور میں ممنون ہوں گا اگر مطالعہ کے وقت کوئی دقت پیش آئے تو آپ میری مدد کریں گے - میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ ایک نسخہ قرآن کریم ارسال فرماویں -

..................

(لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

## حقیقۃ النبوۃ پر تبصرہ - بسلسلہ صـ ۱۲

کرنے والے تمام امور کی شکل میں ان انعامات الٰہی کے تم وارث ہو گے۔ انہی انعامات کو حدیث میں مبشرات کہا گیا ہے۔ ان انعامات میں سے نبی کے پیرو اپنے اپنے عمل کے مطابق حصہ پاتے رہتے ہیں۔ کاملین کامل حصہ پاتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تعلیم ساتھ ضروری ہے جس کی پیروی سے یہ مبشرات مل سکتے ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے ساتھ ہی ساتھ فرمایا وانزل معھم الکتاب بغیر کتاب کے مبشرات کا وعدہ بالکل بے معنی چیز بن جاتا ہے۔ قرآن کریم میں جس جگہ بھی مبشرین و منذرین کی صفت رسولوں کے ساتھ مذکور ہوئی ہے اگر آپ ان مقامات پر غور کی نگاہ ڈالیں گے تو اس کے سیاق و سباق میں آپکو تعلیم کا ذکر ضرور ملیگا اس لئے خالی مبشرات کو جبکہ اس کے ساتھ کتاب وغیرہ نہ ہو نبوت قرار دینا سخت غلطی ہے اور اسی غلطی میں پڑنے سے بچانے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ یہ جزوی نبوت ہے نام نہیں اور یہ بھی صرف مومن کو ہی ملتی ہے نبی کا لفظ حقیقتاً اسی شخص پر بولا جاتا ہے جو نبوت تامہ کا حامل ہو جزوی نبوت کے حامل کو محدث یا ولی کہتے ہیں ہاں مجازی طور پر اس کے متعلق نبی کا لفظ بعض مشابہتوں کی وجہ سے استعمال ہو سکتا ہے۔

گذشتہ اقساط میں اس امر کو بھی اچھی طرح واضح کیا جا چکا ہے کہ مبشرات کا حصہ انبیاء علیہم السلام کی وحی میں صرف ان کے دعوے کو سچا ثابت کرنے کے لئے ہوتا ہے ورنہ اصل چیز جو نبی لاتا ہے، وہ وہ تعلیم ہوتی ہے جس پر اہل دنیا کی دنیوی و اخروی بہبودی کا دارومدار ہوتا ہے اور چونکہ اس کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے کی ضرورت آئندہ زمانوں میں بھی پیش آنے والی ہوتی ہے اس لئے اس نبی کے کامل متبعین کو اس کی تعلیم کو منجانب اللہ ثابت کرنے کے لئے مبشرات ملتے رہتے ہیں تا لوگوں کے دلوں میں اس کی سچائی پر یقین پیدا ہو اور وہ اس پر عمل کرنے کے لئے صدق دل سے تیار ہو جائیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ نبی کے ساتھ کتاب کا ہونا ضروری ہے۔

## شکریہ تعزیت

میری اہلیہ مرحومہ کی وفات حسرت آیات پر بہت سے احباب و اقرباء نے مجھے تعزیت کے خطوط بھجوائے ہیں جو اس رنجدہ موقعہ پر میرے قلبی اطمینان و سکون کا موجب ہوئے ہیں۔ فرداً فرداً ان کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ بذریعہ اخبار ہذا ان تمام خواتین و حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے ان کو اپنی نوازشات سے متمتع فرمائے۔ حکیم اللہ دتہ۔ گلہ بکریاں والا۔ وزیر آباد

## رفتار عالم

— وزیر اعظم عراق جنرل عبدالکریم قاسم اور ان کے تین قریبی ساتھیوں کو فوجی عدالت کے حکم سے گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ انقلاب کے بعد متحدہ عرب جمہوریہ، یمن، شام الجزائر اور کویت اور پاکستان کی حکومتوں نے عراق کی نئی انقلابی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔ عراق کی انقلابی کونسل نے جس کے صدر کرنل عبدالسلام عارف منتخب ہوئے ہیں۔ آج نئی انقلابی حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا ہے۔ نئی کابینہ اکیس وزراء پر مشتمل ہے، بریگیڈیر احمد حسن البکر وزیر اعظم ہیں۔ عراق میں معینہ مدت کے لئے مارشل لا نافذ کر دیا گیا ہے۔

— امریکہ کی جانب سے لنکا کو اقتصادی امداد بند کئے جانے کے بعد حکومت لنکا نے تیل کی امریکی کمپنیوں کو معاوضہ ادا کرنے کے بارے میں بات چیت ختم کر دی ہے۔

— راولپنڈی اور نئی دہلی کی طرح تنازعہ کشمیر پر کراچی کے مذاکرات بھی ناکام رہے اور پاکستان اور بھارت کے وفود کے سربراہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ کلکتہ میں ۹ر مارچ سے ۱۲ر مارچ تک مذاکرات کا ایک اور دور منعقد کیا جائے۔ پاکستان اب بھی اپنے موقف پر قائم ہے کہ اقوام متحدہ کی قرارداد کے تحت استصواب ہی مسئلہ کشمیر کا بہترین حل ہے۔

## معاصرین کے افکار — (بسلسلہ صفحہ ۲)

کہنا یہ ہے کہ جب اشتراک عقیدۂ توحید میں موجود ہے تصدیق رسالت میں ہے۔ عقیدۂ آخرت میں ہے۔ حقانیت قرآن میں کلمہ میں ہے۔ قبلہ میں ہے۔ عبادات و فرائض پنجگانہ میں ہے اور اختلاف صفات رسالت میں صرف ایک صفت خاتمیت میں بھی نہیں۔ بلکہ صرف تعبیر خاتمیت میں ہے تو یہ امت کے حق میں کہاں کی دیانت ہے کہ اسی کو اتنا اچھالا جائے اور نمایاں کیا جائے۔

**فضل الباری کی ضرورت** — اگر جماعت کے کسی بھائی کے پاس بخاری شریف جلد اوّل مؤلفہ امام المفسرین مولانا محمد علی صاحب طاب اللہ ثراہ ہو تو از راہ کرم تبلیغ اسلام کی خاطر مندرجہ ذیل پتہ پر مرحمت فرماویں۔ "بشیر احمد سیکنڈ ایئر رول ۷ ڈبلو کورس تیر مسلم کالج رسول لائکپور"

## ضرورت ہے

جماعت کے ایسے چند نوجوانوں کی ضرورت ہے جو تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اور کلی طور پر اپنے آپ کو انجمن کے حوالے کر دیں ایسے نوجوانوں کو ٹریننگ کے دوران میں گزارہ کے لئے پہلے سال -/60 روپے اور دوسرے سال -/80 روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔ رہائش اور تعلیمی ضروریات پوری کرنا انجمن کے ذمہ ہوگا۔ ٹریننگ کے بعد انجمن کو اختیار ہوگا کہ ان طلباء میں سے جس کو چاہے بطور مبلغ اپنے مراکز میں بھیجے۔ اس صورت میں انہیں حسب حالات اور قابلیت تنخواہ دی جائے گی۔ تعلیمی قابلیت کم از کم سیکنڈ ڈویژن میٹرک ہونا چاہیئے۔ امیدوار مذہبی رنگ رکھتے ہوں۔ صحت مند ہوں۔ ذہین ہوں۔ اور زبانیں سیکھنے کے اہل ہوں۔

درخواستیں معہ جملہ کوائف اور تعلیمی سندات ذیل کے پتہ پر روانہ کریں:۔

احمد یار سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دولت محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۳ فروری ۱۹۶۳ء - رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ - شمارہ نمبر ۷

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:
ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
شیخ محمد انعام الحق صاحب - مکان ۱-۲-۶ ملک پیٹھ - محلہ اعظم پورہ - حیدر آباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
(مسیح موعودؑ)

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۷۳۷۳
ایڈیٹر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

# پیغامِ صلح

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۰ فروری ۱۹۶۳ء | نمبر ۸


## گالیاں دینا اپنی عاجزی کا اعتراف کرنا ہے

### حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاداتِ طیبہ

اب اللہ تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کا نور دنیا پر ظاہر ہو اور دنیا کو معلوم ہو جائے کہ سچا اور کامل مذہب جو انسان کی نجات کا متکفل ہے وہ صرف اسلام ہی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ لیکن ناعاقبت اندیش نادان دوستوں نے خدا تعالےٰ کے اس سلسلہ کی کوئی قدر نہ کی۔ بلکہ اس کوشش میں لگے ہیں کہ یہ نور نہ چمکے۔ یہ لوگ اسے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ خوب یاد رکھیں کہ خدا تعالےٰ علاوہ کر چکا ہے واللّٰہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون۔ یہ لوگ مجھے گالیاں دیتے ہیں۔ لیکن مجھے ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں اور نہ ان پر افسوس ہے کیونکہ وہ اس مقابلہ سے عاجز آ گئے ہیں۔ اور اپنی عاجزی اور فرومایگی کو بجز اس کے نہیں چھپا سکتے کہ مجھے گالیاں دیں۔ کفر کے فتوے لگائیں جھوٹے مقدمات بنائیں اور قسم قسم کے افتراء اور بہتان باندھیں۔ وہ اپنی ساری طاقتوں کو کام میں لا کر میرا مقابلہ کر لیں اور دیکھ لیں کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ میں ان کی گالیوں کی اگر پرواہ کروں تو وہ اصل کام جو خدا تعالےٰ نے میرے سپرد کیا ہے رہ جاتا ہے۔ اس لئے جہاں میں ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان کے لئے بھی مناسب ہے کہ ان کی گالیاں سن کر برداشت کریں۔ اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں۔ کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے انہیں چاہیئے کہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش کے درمیان خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آ جاتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو شخص صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے، اسے ایک نور دیا جاتا ہے۔ جس سے اس کی عقل اور فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہو جاتے ہیں اس لئے اس تاریکی سے پھر تاریکی پیدا ہوتی ہے۔

**صدقہ فطر** امسال ایک روپیہ فی کس ہو گا جو گھر کے ہر چھوٹے بڑے حتّٰی کہ نوزائیدہ بچہ اور نوکر کیلئے بھی واجب الادا ہے، صدقہ فطر کی رقم تمام جماعتوں کی طرف سے جمع ہو کر خزانہ انجمن میں آنی چاہیئے۔

## بحرِ حکمت کے موتی

علیکم بقیام اللیل فانہٗ داب الصالحین قبلکم وقربۃ الی ربکم ومنہاۃ عن الاثام وتکفیر للسیئات ومطردۃ للداء عن الجسد۔ (الترمذی)

ترجمہ:۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کا اٹھنا نیک بخت لوگوں کا طریقہ تھا جو تم سے پہلے گذرے ہیں اس سے اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور آدمی گناہوں سے رکتا ہے یہ گناہوں کا کفارہ اور بدن کے دکھ درد دور کرتا ہے۔

(انتخاب صحاح ستہ)

نوٹ:۔

انّ ناشئۃ اللیل ھی اشد وطأً واقوم قیلاً ○ (۷۳: ۷)

تہجد سے مقام محمود حاصل ہو جاتا ہے ؎

ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد
رحمتت آشکارا بنوازد
ہر کہ گیرد درت بصدق و حضور
از در و بام او ببارد نور
(مسیح موعودؑ)

(غلام قادر ۔ ڈار)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— ۲۰ فروری ۱۹۶۳ء

# رمضان المبارک کی برکات

رمضان المبارک بہت بڑی برکات کا مہینہ ہے، اس مہینہ میں انسانوں کے قلوب خدا تعالےٰ کی طرف رجوع ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر انوار و برکات نازل ہوتی ہیں، دعائیں سنی جاتی ہیں، اور روزہ کے ذریعہ نفس امارہ کے کچلنے کا سامان بہم پہنچایا جاتا ہے، چنانچہ رمضان کے ذکر میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہوں، دعا کرنے والے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں، پس چاہیئے کہ میری فرمانبرداری کریں اور چاہیئے کہ مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں۔

اس آیت کریمہ میں صاف طور پر رمضان میں بہت زیادہ دعاؤں کے قبول کئے جانے کا وعدہ کیا گیا اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری عشرہ رمضان میں بہت زیادہ دعائیں قبول ہوتی ہیں کیونکہ انہی دنوں میں قرآن کریم جیسی عظیم الشان اور بابرکت کتاب کا نزول ہوا، کیونکہ ایک جگہ رمضان کے ذکر میں فرمایا ہے شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن۔ اور دوسری جگہ سورۃ القدر میں ارشاد ہوتا ہے انا انزلناہ فی لیلة القدر ہم نے اس کتاب حکیم کو لیلۃ القدر میں اتارا اور احادیث سے یہ پتہ لگتا ہے کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ رمضان میں آتی ہے۔

لیلۃ القدر کیا ہے؟ ارشاد الٰہی ہے لیلة القدر خیر من الف شھر تنزل الملائكة والروح فیھا باذن ربھم من كل امر سلام ھی حتیٰ مطلع الفجر۔ لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بہتر ہے اس میں فرشتے اور روحانی زندگی اللہ تعالےٰ کے حکم سے نازل ہوتی ہے جس میں ہر امر میں سلامتی ہے اور یہ کیفیت طلوع فجر تک رہتی ہے۔ گویا یوں کہنا چاہیئے کہ قرآن کریم کے نزول کی رات جو رمضان کے آخری عشرہ میں آتی ہے عظیم الشان برکات اور دعاؤں کی قبولیت کی رات ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ یہ کس قدر فضل الٰہی ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر سال ایسی بابرکت رات ہم پر لاتا اور اپنی رحمتوں کی بارشیں نازل فرماتا ہے بشرطیکہ ہمارے قلوب ان انوار و برکات کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

> "شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں، صلوٰۃ تزکیۂ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے، تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوت سے بُعد حاصل ہو جائے، اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے پس انزل فیه القرآن میں یہی اشارہ ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے"

پس رمضان کا مہینہ اور اس کے آخری عشرہ کی راتیں بہت بڑی عظمت اور دعاؤں کی قبولیت کی راتیں ہیں، اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور سربلندی کے لئے خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں، ہماری جماعت کے سامنے قرآن کریم کی نشر و اشاعت اور اعلائے کلمۃ اللہ کا عظیم الشان کام ہے، اسلام کو دنیا میں غالب کرنا مسیح موعودؑ کا سب سے بڑا کام قرار دیا گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے احباب رمضان المبارک کے اس آخری عشرہ میں جہاں اپنے حالات و ضروریات کے مطابق اللہ تعالےٰ سے دست بدعا ہوں اور رمضان کے مجاہدہ سے تزکیۂ نفس اور تجلی قلب کا فیضان حاصل کریں وہاں اس عظیم الشان کام کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا کریں جس کے لئے ہمیں کھڑا کیا گیا ہے۔ یہ قرآن کریم کی گویا سالگرہ کے دن ہیں، اس سالگرہ کے موقعہ پر اس کی سربلندی کے لئے دعا کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

دنیا اس وقت ایک عجیب بحران سے گذر رہی ہے، قومی اور ملکی امتیازات نسل انسانی کو ہلاکت کی طرف لئے جا رہے ہیں، سائنس کی ایجادات انسان کی راحت و آرام سے بڑھکر اس کی تباہی کا سامان بن گئی ہیں، ایسی حالت میں صرف اسلام ہی ہے جو انہیں ہلاکت کے گڑھے سے بچا سکتا ہے جس طرح پہلے عرب جاہلیت کے زمانہ میں اس نے صدیوں کے دشمنوں کو سلک اخوت میں منسلک کر کے ہلاکت سے بچایا واذكروا نعمة الله علیكم اذ كنتم اعداء فالف بین قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم علىٰ شفا حفرة من النار فانقذكم منھا، اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر اللہ نے کی جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کر دی پھر تم اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے۔ اس سے تمہیں اللہ نے بچایا۔

آج بھی دنیا آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑی ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ قومیں قوموں کی دشمن ہیں اور وہ ایک دوسرے کی تباہی کے لئے ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور کیا کیا بم اور اسلحہ ایجاد ہو چکے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ قرآن کی طرف انہیں بلایا جائے اسلام کی امن بخش تعلیم ان کے سامنے پیش کی جائے۔ صرف یہی ایک چیز ہے جو دنیا کو ہلاکت سے بچا سکتی ہے، اس کے لئے جہاں ہم مشنوں اور لٹریچر اور تراجم قرآن کے ذریعہ سے دنیا کو دعوت اسلام دے رہے ہیں وہاں دعاؤں کی بھی از حد ضرورت ہے اور رمضان کا آخری عشرہ ان دعاؤں کے لئے خاص طور پر موزوں ہے۔ کہ ان دنوں میں ؎

استجابت از در حق بہر استقبال مے آید

---

# نائیجیریا مسلم مشن کی دو شاندار کامیابیاں

نائیجیریا مسلم مشن کانو کو جو ہمارے مشنری قاضی عبدالرشید صاحب کے زیر قیادت کام کر رہا ہے حال ہی میں دو شاندار کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک مسٹر ایے رکمید لارنس این ایکوری کا عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنا ہے اور دوسری کامیابی ایک انگریزی ماہنامہ کے اجراء سے متعلق ہے . . . جس کا نام . . . Muslim Renaissance مسلم نشأۃ ثانیہ رکھا گیا ہے

میرے ماں باپ نے مجھے کیتھولک مذہب میں تربیت دی اور ایک کیتھولک سکول میں مجھے داخل کیا گیا۔ اس سکول میں جو طالب علم مذہبی مکالمہ میں توجہ سے کام نہ لیتا یا پیچھے رہ جاتا اسے سزا دی جاتی تھی۔ پہلے پہل تو میں اس تعلیم سے متاثر ہوا۔ لیکن کچھ وقت گذر جانے پر ان طاقتور پادریوں کے حقوق پر مجھے تعجب آنے لگا۔ جو اپنی مرضی کے مطابق جن لوگوں کو چاہیں برکت دیتے اور ان کے گناہوں کو معاف کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ Saints (اولیا) کا ایسا جمگھٹا بھی ان میں پایا جاتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ تک پہنچنا مشکل نظر آتا ہے۔ سوائے اس کے کہ دوسرے لوگوں کے بتلائے ہوئے گورکھ دھندوں کی پیروی کر کے انہیں خوش کیا جائے۔ اور ان سے مدد طلب کی جائے۔ سکول چھوڑنے کے بعد میں نے کیتھولک بننے کی کوشش ترک کر دی۔ مجھے ایک اتوار چھوڑ کر دوسرے اتوار کو کام کرنا ہوتا تھا اور فراغت کے دنوں میں ہمیشہ کوئی زیادہ پر کشش کام مل جاتا تھا۔ بہت سی وجوہات ہیں جن کی بناء پر مسیحیت سے میری تمام دلچسپی زائل ہو گئی۔ ان میں سے ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ جب میں کسی مسیحی سے خواہ وہ کوئی پادری ہوتا یا عام آدمی، کلیسائی تعلیم سے تعلق رکھنے والے کسی مسئلہ کے متعلق جو میری سمجھ میں نہ آتا، کچھ پوچھ لیتا، تو ایک ہی گھڑا گھڑایا جواب مجھے مل جاتا کہ کلیسائی تعلیم پر تمہیں کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔ تمہیں اس پر ایمان رکھنا چاہیئے۔ ان دنوں یہ کہنے کی جرأت مجھے نہ تھی کہ میں کسی ایسی بات پر ایمان نہیں رکھ سکتا تھا، جو میری سمجھ میں نہ آسکے۔ اور میرا یہ تجربہ ہے کہ بہت لوگ جو ایمان سے خالی ہیں، اس بناء پر مسیحیت سے میرا ایمان جاتا رہا۔ اور میں نے دنیا کے دوسرے مذاہب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اس مطالعہ میں اسلام کو میں نے ایسا مذہب پایا جو انسانی عقل کو اپیل کرتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ علم کی تلاش کی دعوت دیتا اور اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ جب میں اپنے ارد گرد دیکھتا ہوں مجھے خدائی افعال نظر آتے ہیں۔ اور اگرچہ میں اپنے سے بڑے بڑے دل و دماغ رکھنے والے لوگوں کی طرح میں سمجھ نہیں سکتا لیکن وہ معجزات ہی ہیں جو میری آنکھوں کے سامنے نظر آتے ہیں۔ درخت پھول، پھل، پرندے، حیوانات اور ایک نوزائیدہ بچہ بھی ایک معجزہ ہی ہے۔ شاید میرے بعض دوست خیال کریں کہ میں نائیجیریا کے مسلمانوں سے متاثر ہو گیا ہوں لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ اسلام کے متعلق میرا اعتقاد صرف میرے اپنے خیالات کا نتیجہ ہے، اور بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں بالخصوص قاضی عبدالرشید صاحب سے بھی جو پچیس سال سے پاکستان ہائیکورٹ کی بار کے ممبر چلے آرہے ہیں اور آجکل نائیجیریا مسلم مشن کانو کے ڈائرکٹر ہیں، تبادلہ خیالات ہوتا رہا ہے۔ اس لئے میں نے غیر معقول معتقدات رکھنے والے مذہب پر جیسا کہ مسیحیت کا حال ہے اسلام کو ترجیح دی ہے۔ ایک مثال لیجئے۔ ایتھنیسین دربارہ تثلیث انسانی عقل کو حیران و ششدر کرنے والا ہے، اس عقیدہ میں جو بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے اور کلیسا کے بنیادی عقائد سے تعلق رکھتا ہے، صفائی کے ساتھ اس امر پر زور دیا گیا ہے، کہ یہ کیتھولک مذہب کا عقیدہ ہے، اور اگر ہم اس پر ایمان نہ لائیں تو ہمیشہ کے لئے داخل جہنم ہوں گے۔ پھر ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہم ایک سانس میں خدا کو رحیم اور قادر مطلق تسلیم کریں اور دوسرے سانس میں ہم اسے بے انصافی اور ظلم و ستم کا مجسمہ یقین کریں، جو ایک غریب انسان کو جو یسوع اور روح القدس کو اس کی خدائی میں شریک نہیں کرتا ہمیشہ کے لئے داخل جہنم کر دیتا ہے۔ مسلمان کبھی دہریہ نہیں ہوتا، ہزاروں عیسائی میرے علم میں ہیں جو مسیحیت سے اپنا ایمان کھو چکے ہیں، لیکن صرف سماجی دار و گیر کے خوف سے اس کا اقرار نہیں کرتے۔ میرے واشگاف بیان کی وجہ سے ان کی میرے متعلق اچھی رائے نہیں رہی۔

اسلامی تعلیمات پر ایمان لانے کے کچھ وجوہ بیان کرنے کے لئے میں اس کے کچھ خصائص بیان کرنا چاہتا ہوں، جو مجھے اپیل کرتے، اور وہ توحید الٰہی، مساوات انسانی سے تعلق رکھتے ہیں، جس میں کسی رنگ و نسل کا کوئی امتیاز نہیں۔ نہ ہی خدا کے گھر یعنے مسجد میں کوئی تفاوت روا رکھا جاتا ہے، بخلاف مسیحی مذہب کے جو اس بارہ میں قطعی طور پر ناکام ہو چکا ہے۔

# بیگم صاحبہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے ذاتی خصائص اور قومی و ملّی خدمات

## احمدیہ انجمن خواتین اسلام کے تئیس سالہ کارناموں کا مختصر جائزہ

### بیگم صاحبہ حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر

بیگم صاحبہ حضرت امیر مرحوم نے ذیل کی تقریر احمدیہ انجمن خواتین اسلام کے سالانہ اجتماع پر ۲۳ دسمبر ۱۹۶۷ء کو فرمائی تھی۔ افسوس ہے کہ اس کی اشاعت میں غیر معمولی دیر ہو گئی جس کے لئے ہم ان سے معذرت خواہ ہیں۔

کل من علیها فان ویبقیٰ وجه
ربك ذو الجلال والاکرام

میری عزیز بہنو! میں اس وقت ایک افسوسناک فرض بجا لانے کے لئے کھڑی ہوئی ہوں۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ ہماری نہایت عزیز اور بزرگ بہن نور بیگم زوجہ ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب مرحوم کا ۵ دسمبر کو انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ سب بہنیں کھڑے ہو کر اظہار افسوس اور ان کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔ اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں چند باتیں عرض کروں گی۔ ہم سب بہنیں دینی تعلق کی وجہ سے ایک کنبے کی مانند ہیں اور ہماری خوشیاں اور ہمارے غم ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس جذبے نے مجھے یہ چند سطور لکھنے پر مجبور کیا ہے۔

مرحوم بہن کی خوبیاں تو بہت ہیں مگر میں وہی عرض کروں گی جو میرے مشاہدے اور تجربے یا مجھ سے تعلق رکھنے کے بارے میں ہیں اس کے لئے میں آپکو آج سے نصف صدی پیشتر کے زمانے کی طرف لے جاؤں گی۔ اوائل ۱۹۱۲ء کا موسم تھا۔ ہم قادیان میں رہتے تھے۔ حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک علی الصبح مجھے فرمایا:۔

"ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ان کے عیال لاہور سے آئے ہوئے ہیں میں نے ان کو آج دوپہر کا کھانا کہدیا ہے آپ جب درس قرآن کریم میں جائیں تو ڈاکٹر مرزا صاحب کی بیگم صاحبہ کو اپنے ساتھ ہی لے آئیے گا"

قادیان میں اس زمانے میں سواری کی سہولت نہ تھی۔ قریباً میل سوا میل پیدل کر درس کے لئے جایا کرتی تھی اس دن وقت سے ذرا پہلے ہی چلی گئی۔ استاذی المکرم حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ کے دولتکدہ پر اماں جی (زوجہ محترمہ حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس منتظر بیٹھی تھی۔ اور کسی قدر گھبرا رہی تھی کہ بیگم ڈاکٹر مرزا صاحب کو کیسے پہچانوں گی۔ عورتوں کا ہجوم بڑھتا گیا ابھی حضرت مولانا تشریف نہ لائے تھے کہ ایک بہن نہایت وقار سے مسکراتی ہوئی اندر آئیں۔ تین بچے ساتھ تھے۔ اماں جی (زوجہ حضرت مولانا) نے مجھ سے پوچھا ان سے ملی ہو، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی بیوی ہیں۔ میں نے انکار میں سر ہلا دیا، تو انہوں نے بیگم ڈاکٹر صاحب کو بلا کر اپنی طرف متوجہ کیا اور مجھے ملا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہم بے تکلف سہیلیوں کی طرح باتیں کر رہی تھیں۔ یہ تھی ہماری پہلی ملاقات

۱۹۱۴ء میں حالات اور واقعات نے ہمیں ہجرت پر مجبور کر کے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں پہنچا دیا۔ واقعات نے کچھ اس طرح اچانک پلٹا کھایا کہ کافی عرصہ تک میری طبیعت نئے ماحول کو نہ اپنا سکی۔ مرحومہ بہن نے مجھے ہر طرح سنبھالا دیا۔ اپنی مخلصانہ محبت اور پاکیزہ مذاق طبیعت سے روزانہ نوازتی رہیں اور تسلّی و دلسوزی کا کوئی پہلو باقی نہ چھوڑا۔ اتنی تقویت و یگانگت مجھے اور کہیں سے نہ ملی۔ وہ بے حد مخلص سہیلی تھیں۔ ان کی بے پناہ محبت اور پیار کبھی دل سے محو نہ ہو سکے گی۔

مرحومہ بہن نور بیگم صاحبہ ایک وفادار خدمتگزار بیوی، تابعدار بہو، جاں نثار ماں اور تمام اعزہ و اقارب کے لئے ہمدرد و رفیق ہستی تھیں۔ ان کا خلوص اور ہمدردی ہر خاص و عام کے لئے وقف تھی۔ حقوق العباد ان کی زندگی کا نمایاں پہلو تھا۔ غیبت، کینہ پروری، غیض و غضب کے جذبات سے وہ کوسوں دور تھیں۔ کبھی کسی نے ان کی زبان سے کسی کی برائی نہ سنی تھی، کبھی انہوں نے کسی کی طرف سے کینہ نہ رکھا۔ نہایت خندہ پیشانی سے ملنا دعائیں دیتے ہوئے رخصت کرنا ان کا شیوہ تھا۔ اپنی دوست سہیلیوں کی اولاد تک سے والہانہ محبت رکھتی تھیں اور ہر ایک کے رنج و غم میں برابر کی شریک تھیں۔ ان کی ملاقات کا حلقہ بہت وسیع تھا اور ہر ایک اُن سے اعلیٰ اخلاق کا مداح تھا۔ ڈاکٹر مرزا صاحب کی سخاوت میں وہ دل سے شریک معاون تھیں۔

اپنے معزز شوہر کی وفات کے بعد ان کو کچھ عرصہ کے لئے تنگی و مصائب کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ مگر کبھی ان کی زبان سے شکایت بے صبری یا ناشکری کا کلمہ نہ نکلا اور سب تکلیفوں کو صبر و شکر سے جھیلا نہایت نیک اور عبادت گذار خاتون تھیں۔ غرور و تکبر نام کو نہ تھا۔ چھوٹے پیمانے پر "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری" کا مصداق تھیں۔

میری عزیز بہنو! یہ تو تھی ان کی نجی زندگی سے تعلق رکھنے والی صفات و عادات۔ مگر اب میں ان کی وہ خصوصیات بھی بیان کرنا چاہتی ہوں جن کا تعلق اپنی جماعت سے ہے۔ آج سے قریباً ۳۵ سال پہلے کی باتیں ہیں ہم میں ابھی بعض معمر بہنیں موجود ہیں جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا مگر کثیر تعداد ان بہنوں کی اور بچیوں کی ہے جو شاید اپنے شاندار ماضی سے ناواقف ہوں۔ اس لئے میں نہایت مختصر طور پر احمدیہ انجمن خواتین اسلام کے ابتدائی حالات بیان کرتی ہوں۔ اپنی جماعت کی خواتین میں اشاعت اسلام میں مدد دینے اور سیکھنے کے کاموں کی غرض سے خاکسار کو ایک انجمن خواتین بنانے کی ضرورت کا احساس تو عرصے سے تھا مگر اس کو عملی جامہ پہنانے میں کچھ دیر لگ گئی۔ آخر ایک تنظیم کی بنیاد ڈالنے کی غرض سے خواتین احمدیہ کو اپنے غریب خانے پر مدعو کیا۔ اس وقت تک مجھے کبھی کسی مجلس میں تقریر کرنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ تاہم ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنے مدعا کو بیان کیا کہ ہمیں بھی یک جہتی سے اور منظم ہو کر اپنے مردوں کے شانہ بشانہ خدمت دین میں حصہ لینا اور احمدیت کی خصوصیات کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں نمایاں کرنا جماعت کی ترقی کے لئے از ضروری ہے۔ میری والدہ مرحومہ مغفورہ حسن اتفاق سے موجود تھیں انہوں نے نہایت مدلل اور معقول تقریر کی نتیجہ یہ ہوا کہ اسی وقت احمدیہ انجمن خواتین اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ محترمہ بیگم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب صدر اور بیگم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور بیگم ڈاکٹر غلام محمد صاحب نائب صدر تجویز ہوئیں۔ خاکسار سیکرٹری اور صفیہ بیگم بنت ڈاکٹر شاہ صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری منتخب ہوئیں۔ خزانچی کے فرائض بھی انہی کے سپرد رہے۔ گیارہ ممبروں کی ایک انتظامیہ کمیٹی بنائی گئی۔ جن میں بیگم بابو منظور الٰہی۔ محترمہ بہن سعید بیگم بنت خواجہ جلال الدین و بیگم خواجہ کمال الدین اور دیگر معزز بہنیں بھی شامل تھیں۔

درس قرآن کریم اور ماہوار جلسوں کی تجاویز پاس ہوئیں اور بہت جلد ہماری انتھک کوششوں نے عملی صورت اختیار کر لی۔ ہم نے اپنی اصلاحی جدوجہد کو نہ صرف اپنی جماعت تک ہی محدود رکھا بلکہ عام مسلمان بہنوں میں مذہبی بیداری و اصلاح رسومات اور سب سے بڑھ کر خدمت دین کا ولولہ پیدا کرنے کے لئے شہر کے تنگ و تاریک اور دور دور محلوں میں جہاں پیغام حق پہنچانے کا کسی کو خیال تک نہ آیا تھا۔ جلسے کئے

(باقی بر صفحہ ۱۵)

# روزہ کے ذریعہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حفاظت

## حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اعمال اور ارشادات نمونہ

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

روزہ کی غرض و غایت میں سے سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ قوم خدا خوف ہو جائے۔ قوم کو خدا خوف بنانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا خلق کل شیئ و ھو بکل شیئ علیم۔ چونکہ ہم اس کائنات کے خالق اور موجد ہیں۔ اس لئے ہم اس کائنات کی ہر ایک شئے کا علم رکھتے ہیں الا یعلم من خلق بھلا وہ نہ جانے جو خالق ہو موجد ہو۔ خدا تعالےٰ اس کائنات کا موجد ہے خالق ہے اس لئے اس کی ہر شئے کے متعلق اسے پورا پورا علم ہے دوسری جگہ فرمایا:- ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ و اجر کبیر۔ جو خدا تعالےٰ کی اس صفت کو سامنے رکھتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور غیب کی حالت میں جہاں سوائے خدا کے اور کوئی نہیں دیکھتا اپنی زندگی خدا سے ڈر کر بسر کرتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی مغفرت اور بہت بڑے اجر کے مستحق ہیں۔ فرمایا واسروا قولکم او اجھروا بہ کسی بات کو ظاہر کرو یا پوشیدہ رکھو۔ اللہ تعالےٰ اس کو جانتا ہے۔ یہ تعلیم اس لئے دی تاکہ انسان کو خدا تعالےٰ کی ذات کے متعلق پورا پورا یقین ہو جائے کہ وہ ہر جگہ ہے۔ ہر پوشیدہ سے پوشیدہ بات کو بھی دیکھتا اور سنتا اور جانتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس کی رضا کے لئے اپنے تئیں خدا خوف بنائیں۔ وہ لوگ جو نہاں ..... اور ظاہر کی ہر حالت میں بھی اس ذات علیم و خبیر سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بڑا اجر ہے۔ ان کے لئے رحمت اور مغفرت ہے۔

### خدا خوفی تزکیہ نفس کا موجب ہے

جب انسان کے دل میں خدا تعالےٰ پر ایمان راسخ ہو جائے تو اس کے ایمان کے نور سے اس انسان کی آنکھ میں حیا پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے دل میں طہارت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی بات میں خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسا انسان اپنی زبان آنکھ اور دل سے ایسا کام نہیں کرتا جو اس کی رضا کے خلاف ہو۔ وہ کوئی بے حیائی کا کام نہیں کر سکتا اور نہ کسی کی غیبت کر سکتا ہے۔ اس واسطے قرآن کریم میں مسلمان کو یقین دلانے کے لئے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ خالق اور موجد ہے۔ وہ لوگوں کے اعمال اور اقوال کو دیکھتا ہے انہ علیم بذات الصدور وہ سینے کے رازوں سے واقف ہے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ تم پاکیزہ زندگی بسر کرو۔ تمہاری زندگی کی پاکیزگی کا ثبوت اس نمونہ سے ظاہر ہو کہ تم خدا کے احکام کو مانتے ہو۔ ارشادات نبوی کی متابعت تمہارے اعمال میں نظر آئے۔ اگر یہ نہیں تو خدا تعالےٰ کو ماننے کا منشاء پورا نہیں ہوتی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم ہوا یا ایھا النبی اتق اللہ۔ اے نبی! خدا خوفی سے کام لو۔ آپؐ محبوب خدا ہیں۔ سرور کائنات ہیں۔ فرشتوں سے بڑھ کر ہیں۔ لیکن حکم ہوتا ہے خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی اختیار کرو۔ فرمایا انا انزلنا الیک الکتاب بالحق ............ یہ قرآن آپ پر حق و حکمت کے ساتھ نازل کیا گیا ہے لتحکم بین الناس بما ارٰک اللہ۔ آپؐ پیغمبر ہیں بہت بڑے لیڈر ہیں لیکن حکم ملتا ہے تم نے قرآن کے مطابق عمل کرنا ہے اور دوسروں کو اسی کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کرنا ہے۔ قرآن کی روشنی سے آپ نے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرنا ہے ولا تکن للخائنین خصیما۔ خائن کی حمایت تم نہیں کر سکتے۔ حق دار کو اس کا حق ملنا چاہیئے

### نبی کریم صلعم کا عمل

خائن کوئی رشتہ دار ہو یا دوست۔ اس کی حمایت نہیں ہونی چاہیئے۔ اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی بعض وقت غلطیاں ہوئیں۔ طعمہ نامی ایک انصاری نے کسی کی زرہ پکڑا اٹھائی۔ اس زمانہ میں جنگ میں یہ چیز بڑی اہمیت رکھتی تھی۔ یہ ایک سپر اور ڈھال تھی۔ اس سے جسم و جان کی حفاظت ہوتی تھی۔ جیسے آج سرحدی علاقوں میں رائفل بڑی چیز ہے۔ کیونکہ یہ انسان کی حفاظت کی ذمہ دار ہے تو اس انصاری نے ایک زرہ پکڑا اٹھالی۔ جب خوف ہوا کہ پکڑا جاؤں گا تو ڈر کے مارے اسے ایک یہودی کے گھر میں ڈال دیا۔ یہودی پکڑا گیا۔ مقدمہ رسول خدا صلعم کی عدالت میں پیش ہوا۔ اگر برطانیہ کی حکومت ہوتی تو یہودی پٹ جاتا اسکو قید اور سزا ہو جاتی، کیونکہ حکومت کرنے والی قوم کے مقابلہ میں رعایا کے لوگ آج حقوق نہیں رکھتے۔ مقدمہ پیش ہوا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انصاری حاضر ہوئے تاکہ سفارش کریں۔ حضور نبی کریم صلعم کو انصار سے بڑی محبت تھی۔ اس قوم کا آپ پر بڑا احسان تھا۔ دکھ درد کے وقت اس قوم نے آپؐ اور آپ کے ستم رسیدہ ساتھیوں کا ہر طرح سے ساتھ دیا۔ انہوں نے مہاجرین کو زمینیں بانٹ دیں۔ مکانوں کے حصے کر دیئے اور جائدادیں تقسیم کر دیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا جس راستہ پر انصار چلیں گے میں اسی راستہ پر چلوں گا۔ میں اس قوم کا احسان نہیں بھولوں گا۔ انصار کی قوم حاضر ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ ہماری قوم کی عزت کا سوال ہے۔ اگر طعمہؓ کو سزا ہو گئی تو ساری قوم کی بدنامی ہے۔ وہ خبیث یہودی کا قرہے۔ اسی کو سزا ملنی چاہیئے۔ اگر اس کے حق میں فیصلہ ہو گیا تو مدینہ کے انصار بدنام ہو جائیں گے یہ سفارش اس قوم کی ہے جس کی پناہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام آکر بیٹھے۔ بڑا مشکل مقدمہ ہے۔ انگریز کے عہد میں ایک میم صاحب نے ایک مالی کو گولی مار دی۔ جج صاحب بہت شریف ہے۔ اس نے مالی کو نہیں مارا۔ مالی خود غلطی سے میم صاحب کی گولی کے سامنے آگیا۔ مالی بے وقوف ہے یہ سامنے کیوں آیا۔ میم صاحب کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس مرے ہوئے مالی کو سزا دینی چاہیئے۔ جب بجلی کا رواج نہ تھا ایسلوی صاحب لوگوں کے قلی مزدور پنکھے چلایا کرتے تھے ایک انگریز نے ایک قلی کو ٹھڈا مارا کہ قلی غریب نے وہیں دم توڑ دیا۔ مقدمہ چلا۔ فیصلہ ہوا کہ صاحب نے اسے نہیں مارا اس کی تلی بڑھی ہوئی تھی۔ وہ پھٹ گئی اور مر گیا۔ غرض حاکم قوم کا آدمی سزا نہیں پا سکتا۔ لیکن اس مقدمہ کو دیکھئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مقدمہ پیش ہے حاکم اور محکوم قوم کے دو فریق ہیں۔ محسن قوم کی سفارش بھی ہے۔ تحقیق کی جاتی ہے تو طعمہ ملزم اور یہودی

بے قصور ثابت ہوتا ہے۔ اس پر یہودی بری کر دیا گیا۔ اور طعمہ انصاری سزا پا گیا۔ اس کو کہتے ہیں باریک رنگ میں حقوق کی حفاظت!

## محکوم پر ظلم کی وجہ سے حاکم مصر سے جواب طلبی

مصر میں عمرو بن عاص گورنر ہیں۔ انہوں نے ہی مصر کو فتح کیا۔ ان کے صاحبزادے نے کسی عیسائی کو مارا۔ بھلا بادشاہ وقت کے صاحبزادے کی طرف کون آنکھ اٹھا سکتا تھا۔ مدینہ میں رپورٹ ہو گئی۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ باپ بیٹے کو بلایا گیا۔ والی مصر اور صاحبزادہ سے بازپرس ہوتی ہے اور حضرت عمرؓ فرماتے ہیں متیٰ کم تعبدتم الناس الذین ولدتہم امہاتہم احرارا۔ تم نے یہ طریق کب سے اختیار کر رکھا ہے کہ جن لوگوں کو ان کی ماؤں نے آزاد پیدا کیا ان کو تم غلام بناتے ہو۔ اللہ اکبر! کیا ڈانٹ ہے جو حاکم وقت کو پلائی جا رہی ہے، ایک محکوم انسان عیسائی کی وجہ سے ایک حاکم کو سرزنش کی ہے۔ اسکو کہتے ہیں انسانوں کے حقوق کی حفاظت۔

## حضرت داؤدؑ کو عدل و انصاف کی تلقین

حضرت داؤدؑ کو بھی حکم ہوتا ہے یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق اے داؤد ہم نے تجھے بادشاہ بنایا ہے تم نے لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کرنا ہے۔ ولا تتبع الھوی۔ خواہشات کی پیروی نہیں کرنا۔ فیضلک عن سبیل اللہ ورنہ تم صحیح رستہ سے دور ہو جاؤ گے۔ پیغمبری ختم ہو جائے گی سلطنت جاتی رہے گی۔

## مصر پر اسلام کا اثر

جب مصر میں اسلامی حکومت قائم ہوئی تو ایک اثر اس سرزمین پر یہ ہوا کہ اس سے پہلے مصر کی سلطنتیں بدلتی رہیں۔ لیکن جب اسلام وہاں پہنچا اسلامی سلطنت کی جڑیں مضبوط ہو گئیں۔ مصریوں نے اسلامی بولی اختیار کی۔ اسلامی تمدن و معاشرت کو اپنایا۔ مسلمانوں کے طور و طریق اختیار کئے یہ آنحضرت کی تعلیمات کا معجزنما اثر تھا۔

## رعایا کے اموال کی حفاظت کی تلقین

معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعری کو والی یمن بناتے وقت یہ نصیحت فرمائی ایاکم وکرائم اموالھم Exploitation یا لوٹ مار کر ہمارا مذہب نہیں۔ ہم لوگوں کے خادم ہیں۔ دیکھو لوگوں کے مال ہڑپ نہیں کرنا۔ آج یورپ کی حکومتیں مشرق کو اپنے دام میں لیتا اور ہر طرح سے اس کی دولت اور مال ہڑپ کرنا اپنا حق سمجھتی ہیں ہم کپاس بوتے تھے تو مغربیوں کے لئے بغیر تنخواہ کے ان کے نوکر ہیں۔ یہ یہاں سے کپاس وہ اپنے ملک لے جاتے ہیں۔ جو وہاں سے ململ کی شکل میں پھر یہاں آ جاتی ہے اور پھر اس کا روپیہ ان کی جیب میں چلا جاتا ہے۔ ان حکومتوں کا یہ حال ہے کہ ہر طور سے دوسروں کا مال ہڑپ کرتی ہیں، لیکن آج سے ۱۴ سو سال پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا No Exploitation تم لوگوں کا مال کھانے کے لئے حاکم نہیں بنائے جا رہے ہو۔ یہ تلقین آج بیسویں صدی کی حکومتوں کے لئے رہنمائی کا کام دے سکتی ہے۔

## مظلوم کی آہ سے بچنے کی تلقین

حضور صلعم نے ابو موسیٰ اشعری کو بوقت تقرر یہ بھی فرمایا کہ الحکمۃ یمانیہ والایمان یمانی۔ یمنی لوگ اہل ایمان بھی ہیں اور اہل حکمت بھی۔ ان پر ظلم نہیں کرنا۔ ان کے حقوق کی حق تلفی نہ ہو۔ اتق دعوۃ المظلوم مظلوم کی آہ سے بچو۔ فانہ لیس بین اللہ وبینہا حجاب ان کی آہ آسمان تک پہنچتی ہے۔ انسان اور خدا کے درمیان روکاوٹ نہیں ہے۔ وہ مسلمان کی بھی سنتا ہے اور کافر کی بھی سنتا ہے۔ سن لو! تم مسلمان ہو، خدا کو مانتے ہو، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہو کافر پر ظلم نہیں کرنا کہ اس کی چیخ و پکار آسمان تک پہنچتی ہے۔

## روزہ حقوق انسانی کی حفاظت سکھاتا ہے

یہ غرض روزہ نے سکھائی ہے کہ تم خدا خوفی سیکھو اور انسان کے حقوق کی حفاظت کرو۔ خدا حضرت بھوکا رہنے سے خوش نہیں ہو جاتا۔ روزہ کی غرض بھوکا رہنا نہیں اس کی غرض یہ ہے کہ خدا خوفی پیدا ہو جائے اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت ہو۔

## اصل نیکی خدا کی عبادت اور مخلوق کی خدمت ہے

فرمایا لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب دین یہ نہیں ہے کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ پھیر لو۔ علامتوں اور ظاہر پرستی میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب والنبیین۔ بلکہ حقیقی نیکی تو یہ ہے کہ خدا پر ایمان لا۔ ان سب کو ماننے کی غرض یہی ہے دونوں جگہ اعمال و افعال کے ثمرات ملتے ہیں۔ اور فرمایا واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب۔ خدا کی عبادت ہوا ور اس کی مخلوق کی خدمت ہو یہ دین کی حقیقت ہے چنانچہ فرمایا خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے رشتہ داروں یتیموں مسکینوں مسافروں، سوالیوں اور غلاموں کو آزاد کرانے میں اپنا مال خرچ کرو۔ واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا۔ لین دین اور قول و قرار کے وقت عہد کے پختہ ہو، دوسری جگہ فرمایا اوفوا بالعقود عقد و عہد کے پابند رہو۔ اس سے تمہاری عزت بڑھے گی۔ تمہارے کردار میں بلندی پیدا ہو گی معاملات میں حسن پیدا ہو گا۔ والصبرین فی الباساء والضراء وحین الباس۔ بیماری آ جائے تکلیفیں پیش آ جائیں ان میں صبر دکھانا ہے۔ صبر بہترین نعمت ہے۔ جنگ سے بھاگنا نہیں۔ پیٹھ پر تیر نہیں کھانا چھاتی پر تیر کھاؤ۔ جب یہ صفات پیدا ہو جائیں اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون تو یہی تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین کو اپنے عمل سے سچ کر دکھایا۔ اور یہی لوگ تقوے شعار ہیں، یہی غرض روزہ میں بھی ہے تو اعمال پر زیادہ زور چاہیئے۔

## ضعفاء کے لئے آنحضرت صلعم کا عمل

میں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو عملوں کا اور ذکر کروں گا۔ آپ کے اعمال تو اس قدر ہیں کہ ان کا بیان ختم نہیں ہو سکتا۔ انسان حیران ہو جاتا ہے آپ کی زندگی کے حالات بڑی بڑی ضخیم اور کثیر کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ کوئی اچھا کام ایسا نہیں جو حضورؐ کے عمل میں نہ آیا ہو یا آپ نے اس کے لئے ارشاد نہ فرمایا ہو۔ لکھا ہے کان یتخلف فی المسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کے لئے نکلتے تو سب سے پیچھے چلتے۔ کمانڈر آگے آگے چلتا ہے۔ لیکن آپ ہیں کہ سب سے پیچھے چلتے ہیں کہ اس لئے کہ قافلہ والوں کی نگہداشت رکھی جائے۔ کہ کوئی کسی تکلیف میں مبتلا نہ ہو۔ کوئی سفر کی صعوبت سے جان نہ دیدے۔ کان یزجی للضعیف حضور کمزوروں کی خاطر اپنی سواری کو نرم کر دیتے تھے اور کمزور کو اپنی سواری پر بٹھا لیتے تھے۔ کوئی بادشاہ دیکھا ہے، کہ رعایا کے ضعیف اور تھکے ماندے انسان کو اپنی سواری پر بٹھا لے۔ ویدعو لہ۔ نہ صرف اس کو سوار کرتے بلکہ اس کے لئے دعا بھی فرماتے۔ وکان یقول من کان لہ فضل ظھر فلیعد بہ من لا ظھر لہ جس کے پاس سواری نہ ہو اس کے لئے وہ شخص جس کے پاس فالتو سواری ہو اسکو دیدے۔ اخوۃ کی انتہا ہے فرماتے ہیں جن کے پاس اونٹ، گھوڑے فاضل ہیں وہ دوسروں کو دے دیں۔ ومن کان فضل زاد اور اگر کسی کے پاس کھانے پینے کی چیزیں زائد ہوں تو وہ اپنے بھائیوں کو بھی دیدیں۔ ایک دفعہ ایک لشکر میں سواریاں کم تھیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک سواری پر تین تین آدمی بٹھا دیئے اپنی سواری پر بھی دو آدمی بٹھا دیئے آج کون بادشاہ ایسا کرتا ہے۔ آپ کے ساتھ ایک تو ابو لبابہ تھے اور دوسرے غالباً حضرت علی رضی تھے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی باری آتی تو آپ سے عرض کرتے کہ حضور آپ سواری پر تشریف رکھیئے ہم پیدل چلتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں

(باقی بہ صفحہ ۱۱)

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

# کتاب "حقیقت النبوۃ" پر تبصرہ
# اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات سے حضورؑ کے مقام کی تعیین

((۱۲))

## ایک حوالہ اور اس سے علماءِ ربوہ کا استدلال

علماء ربوہ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے حضورؑ کی مندرجہ ذیل عبارت بھی پیش کی جاتی ہے۔ چنانچہ قاضی محمد نذیر صاحب نے بھی کتاب کے صفحہ ۴۴ پر اسے پیش کیا ہے:

"میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت اور مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں، پس یہ صرف نزاع لفظی ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔"

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۸)

مندرجہ بالا اقتباس کا آخری فقرہ ہے جس پر جناب قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ کا زور ہے۔ اور اسی کو انہوں نے حضرت اقدسؑ کو زمرہ انبیاء کا فرد قرار دینے کے لئے بناء استدلال بنایا ہوا ہے اور اپنی خود تراشیدہ تعریف نبوت کی صحت پر اسی کو دلیل گردانا ہوا ہے۔ یہ علماء ہم پر یہ کہکر حجت قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ نے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی کثرت کا نام نبوت رکھا ہے تو اس کے فیصلہ کے مقابل میں کسی کو چون وچرا کرنے کی گنجائش کس طرح ہو سکتی ہے۔ نیز ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ خدا کے فیصلہ کو بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

## ایک اور حکم الٰہی

پیشتر اس کے کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا الفاظ کا صحیح مفہوم پیش کروں حضرت اقدسؑ کی تحریروں سے ایک اور حکم الٰہی پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ مندرجہ بالا الفاظ کے اصلی اور صحیح مفہوم کو سمجھنے میں پوری پوری مدد دے گا اور اس کا ٹھیک ٹھیک حل بتانے میں ممد ہوگا۔ اور وہ حکم الٰہی حضورؑ کی مندرجہ ذیل عبارت میں موجود ہے حضورؑ اپنی کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲ پر فرماتے ہیں:

"سوال۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

الجواب۔ نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رؤیاء صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے پہلو بہ پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آگیا۔"

## غور طلب امور

مندرجہ بالا تحریر میں مندرجہ ذیل امور علماء ربوہ کے لئے غور طلب ہیں۔ اول اس تحریر میں دعوےٰ نبوت کی نفی کی گئی ہے حالانکہ کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کو نبوت نہیں کہتے لیکن جو تحریر حضورؑ کی جناب قاضی صاحب نے پیش کی ہے اس سے بظاہر تناقض پایا جاتا ہے جس کو دور کرنا ضروری ہے دوم عبارت مذکورہ بالا میں دعوےٰ محدثیت کا اثبات ہے اس دعوےٰ محدثیت کے متعلق بھی حضرت اقدسؑ کا ارشاد ہے کہ یہ دعوےٰ "خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے"

## علماء ربوہ کا نظریہ اور اس کا لازمی نتیجہ

علماء ربوہ کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت اقدسؑ نے ابتداء میں جو محدث ہونے کا دعوےٰ کیا اور اسی پر اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی اشاعت تک قائم رہے اس کی بناء محض علماء زمانہ کی تقلید تھی علماء زمانہ غلطی سے نبوت کی تعریف کیا کرتے تھے کہ نبی کے لئے براہِ راست ہونا ضروری ہے ان کی پیروی میں حضورؑ نے بھی نبوت کی تعریف میں نبی کے لئے براہِ راست کی شرط کو ضروری قرار دیا[1] جس کا نتیجہ لازمی طور پر یہی نکلنا تھا اور یہی نکلا کہ حضورؑ نے دعوےٰ نبوت سے انکار کیا اور دعوےٰ محدثیت کا اثبات کر کے اسی پر قائم رہے نومبر ۱۹۰۱ء میں حضورؑ کو نعوذ باللہ اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ بھی ایک مرید کے غلط جواب پر جو حضورؑ کی کتب سے بالکل ناواقف تھا۔

علماء ربوہ کا یہ نظریہ صاف بتلاتا ہے کہ محدثیت کے دعوےٰ کی بناء حضورؑ کے اپنے اجتہاد پر تھی جو علماء زمانہ کی بیان کردہ نبوت کی غلط تعریف کی پیروی کی بناء پر کیا گیا تھا لیکن حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا تحریر علماء ربوہ کے اس خیال کی کھلی کھلی تردید کر رہی ہے کیونکہ اس تحریر میں حضورؑ نے دعوےٰ محدثیت کو نہ ہی اپنے اجتہاد کی طرف اور نہ ہی علماء زمانہ کی غلط تعریف نبوت کی طرف منسوب کیا ہے بلکہ اپنے اس دعوےٰ محدثیت کو خدا تعالےٰ کے حکم کی طرف منسوب کیا ہے۔

## علماء ربوہ سے ایک سوال

اگر علماء ربوہ کے نظریہ کو درست تسلیم کر لیا جائے کہ اللہ تعالےٰ نے تو حضرت مسیح موعودؑ کو ابتداء سے ہی نبی بنایا تھا اور حضورؑ کے الہامات میں حضورؑ کو نبی ہی قرار دیا تھا لیکن حضورؑ علماء زمانہ کی غلطی کی تقلید میں اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہے اور دعوےٰ نبوت کرنے کی بجائے دعوےٰ محدثیت کرتے رہے تو یہ علماء بتائیں کہ حضرت مسیح موعود کا یہ لکھنا کہ دعوےٰ محدثیت خدا کے حکم سے کیا گیا ہے خلاف واقع نہیں ہوگا آپ کے نظریہ کے مطابق تو خدا کا حکم حضورؑ کو نبی بنا رہا تھا لیکن تحریر آپ یہ فرماتے ہیں کہ خدا کا حکم آپ کو یہ ہے کہ آپ محدثیت کا دعوےٰ کریں اگر آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہی درست ہے اور حضورؑ کے مقام کو مدنظر رکھ کر اسی کو درست تسلیم کرنا پڑے گا تو اب میرا دوسرا سوال علماء ربوہ

---

[1] میں نے گذشتہ اقساط میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "چشمہ مسیحی" کے حوالہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ علماء زمانہ انبیاء کے لئے براہِ راست کی شرط کے قائل ہیں اقدسؑ نے نبوت کی جو تعریف کی اس کا ماخذ قرآن مجید تھا اور حضورؑ نے کبھی بھی اسے تبدیل نہیں کیا جناب قاضی محمد نذیر صاحب نے الفضل میں چشمہ مسیحی کے حوالہ کی جو تاویل کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی طرح بعض دیگر امور جو بیان کئے ہیں ان سب کی غلطی کو انشاء اللہ کسی دوسرے موقعہ پر واضح کیا جائیگا۔

سے یہ ہے کہ کیا خدا نے حضور کو آہستہ آہستہ محدثیت کے مقام سے تدریجاً ترقی دے کر نبوت کے مقام تک پہنچایا اور خدا تعالے کے اس عمل میں قریباً گیارہ سال صرف ہوئے حضرت اقدسؑ کی اس تحریر کی موجودگی میں جو بالکل ابتدا کی ہے کہ خدا کے حکم سے حضور نے محدثیت کا دعوےٰ کیا ہے کس طرح اس خیال کو صحیح قرار دیا جاسکتا ہے آپ لوگ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ حضور کو الہامات میں نبی کہا جا رہا تھا لیکن حضور نبی سے مراد محدث سمجھتے رہے اور نعوذ باللہ اس ناسمجھی کی وجہ سے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے کیونکہ حضور تو صاف الفاظ میں فرماتے ہیں

کہ حضور نے محدث ہونے کا دعوےٰ اپنی ناسمجھی کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا کے حکم سے کیا ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کی مندرجہ بالا تاویل حضرت اقدس کی تحریر کے صریح خلاف ہونے کی وجہ سے قابل التفات نہیں ہوسکتی۔

## وحی کے ایک حوالہ کے متعلق قطعی فیصلہ

حضور کی مندرجہ بالا تحریر کہ حضور نے محدث ہونے کا دعوےٰ خدا کے حکم سے کیا ہے حقیقۃ الوحی کی ایک عبارت کے متعلق بھی قطعی فیصلہ کر دیتی ہے کہ علماء ربوہ اس سے جو استدلال کرتے ہیں وہ بالکل غلط اور حضرت اقدسؑ کے منشاء کے صریح خلاف ہے اور وہ عبارت یہ ہے :۔

"خلاصہ یہ کہ میرے کلام میں کچھ تناقض نہیں میں تو خدا تعالے کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعوےٰ نہیں بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے "

## علماء ربوہ کا استدلال اور انکی غلطی

علماء ربوہ عبارت مندرجہ بالا سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضور نعوذ باللہ اوائل میں یہ نہ سمجھ سکے کہ خدا تو اپنے الہامات میں حضور کو نبی قرار دے رہا ہے لیکن حضور محدث ہونے کا دعوےٰ کر رہے ہیں اور خدا نے بھی کئی سالوں تک اپنے الہامات کے اصل مفہوم کو اپنے مامور سے مخفی رکھا اور جب ان الہامات کی حقیقت پر حضور کو آگاہ کیا یعنی حضور کو بتلایا کہ آپ محدث نہیں بلکہ محدث سے بڑھکر آپ کا مقام ہے یعنی آپ درحقیقت نبی ہیں تو حضور نے اپنے خیال میں تبدیلی کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ آپ محدث نہیں بلکہ نبی ہیں آئندہ آپ کو محدث کے نام سے نہیں بلکہ نبی کے نام سے پکارا جائے۔ لیکن علمائے ربوہ کے مندرجہ بالا استدلال کو حضور کے بالکل ابتدائی الفاظ جو مسیح موعود ہونے کے اعلان کے ساتھ ہی تحریر فرمائے گئے ہیں یہ کہ

"محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے"

بالکل غلط ٹھہرا رہے ہیں۔ اور صاف بتلا رہے ہیں کہ حقیقۃ الوحی کی مندرجہ بالا عبارت کو مسئلہ نبوت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق کسی اور ہی مسئلہ سے ہے۔ وہ کونسا مسئلہ ہے اس کا ذکر میں ابھی انشاءاللہ کروں گا۔ کیونکہ حقیقۃ الوحی کی عبارت تو نص ہے اس بات پر کہ اوائل میں جو کچھ حضور نے فرمایا وہ محض اپنے اجتہاد سے فرمایا خدا تعالےٰ نے اس کے متعلق کوئی علم نہیں دیا تھا لیکن ازالہ اوہام کی عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ حضور نے جو نبوت کے دعوےٰ سے انکار کیا اور محدث ہونے کے دعوےٰ کا اعلان کیا وہ خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا پس اگر حقیقۃ الوحی کی عبارت کو دعوےٰ نبوت کے انکار اور دعوےٰ محدثیت کے اقرار کے متعلق قرار دیا جائے تو دونوں قولوں میں صریح تناقض تسلیم کرنا پڑے گا حالانکہ حضرت اقدسؑ تو حقیقۃ الوحی میں جو کچھ لکھ رہے ہیں وہ تناقض کو دور کرنے کے لئے ہی تو لکھ رہے ہیں۔ فتدبروا یا اخی!

## حقیقۃ الوحی کی عبارت کا صحیح مفہوم

یہ تو میں ثابت کر چکا ہوں کہ حقیقۃ الوحی والی عبارت کو مسئلہ نبوت سے کوئی تعلق نہیں جس مسئلہ سے اس عبارت کو تعلق ہے وہ مسئلہ فضیلت ہے عام طور پر مسلمانوں کا یہی خیال تھا کہ غیر نبی کو نبی پر جزوی فضیلت تو حاصل ہوسکتی ہے لیکن غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہوسکتا اگرچہ حضور کے الہامات سے مترشح ہو رہا تھا کہ ان میں حضور کو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے افضل قرار دیا جا رہا ہے لیکن مسلمانوں میں عام طور پر رائج شدہ عقیدہ کی بناء پر حضور اپنی جزوی فضیلت کا تو گاہے گاہے اظہار فرما دیا کرتے تھے لیکن افضل کا لفظ استعمال نہیں فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ وہ وقت آگیا کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو صریح لفظوں میں افضل قرار دیا اس کا ذکر حضور نے اپنی کتاب کشتی نوح صفحہ ۱۶ پر بدیں الفاظ کیا ہے :۔

"میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں"

کشتی نوح ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی ہے اور اسی میں حضور نے اپنے اس الہام کا ذکر کیا ہے جس میں حضور کو مسیح موسوی سے افضل قرار دیا گیا ہے چنانچہ اکتوبر ۱۹۰۲ء ہی وہ مہینہ ہے جس میں افضل ہونے کا ذکر ملتا ہے۔

## سوال کی نوعیت

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حقیقۃ الوحی کی عبارت ایک سائل کے جواب میں لکھی گئی ہے اس لئے سب سے پہلے ہمیں سوال پر غور کرنا چاہیئے۔ سوال نبوت کے متعلق نہیں بلکہ دعوےٰ افضلیت کے متعلق ہی ہے

جناب میاں محمود احمد صاحب نے بھی اپنی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" کے صفحہ ۱۵ پر اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ سوال نبوت کے متعلق نہیں بلکہ افضلیت کے متعلق ہی ہے اور یہ بھی انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ حضور اوائل میں اپنی فضیلت کو جزوی فضیلت تو قرار دیا کرتے تھے لیکن اپنے آپ کو افضل نہیں کہا کرتے تھے۔ ...... افضل کہنا حضور نے اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ہی شروع کیا ہے دیکھو کتاب حقیقۃ النبوت ص ۱۲۵ اس سے اوائل اور ۲۳ برس کا ذکر بھی صاف ہو جاتا ہے کیونکہ ان الہامات پر جن سے حضور کی افضلیت مترشح ہو رہی ہے اتنا ہی زمانہ ہوتا ہے۔

## مزید ثبوت

حقیقۃ الوحی کی جو عبارت اوپر نقل کی گئی ہے اس کے معاً بعد حضور فرماتے ہیں :۔

"میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا ہاں میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالےٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے انہوں نے آنحضرت صلعم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنےٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھکر ہیں جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ و غضب ہو اس کو اختیار ہے کہ وہ اپنے غیظ سے مرجائے مگر خدا نے جو چاہا ہے کیا اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا۔"

خط کشیدہ الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ حضور اپنی افضلیت کا ہی ذکر فرما رہے ہیں اور اسی کا ذکر مقصود ہے نبوت کا ذکر مقصود نہیں۔ صریح طور پر نبی کا خطاب کے متعلق میں گزشتہ اقساط میں بتلا چکا ہوں کہ یا اولیاء سابقین کے مقابلہ میں سے ان میں ظلی نبوت مخفی تھی اور حضور کے وجود میں نمایاں ہوگئی ورنہ نبی کا لفظ تو صراحت سے شروع سے ہی چلا آرہا ہے اور جو تشریح حضور نے اس لفظ کی شروع میں کی وہی تشریح حقیقۃ الوحی

بیان فرمائی جس کی رُو سے آپ محدّث ہی قرار پاتے ہیں یعنے جماعت اولیاء کے فرد

## دعویٰ جزوی فضیلت منسوخ نہیں ہوا۔

یہ درست ہے کہ حضورؑ نے خدا کے الہام کے ماتحت اپنے آپ کو حضرت مسیح ناصریؑ سے افضل قرار دیا لیکن اپنی فضیلت کو آپ نے جزوی فضیلت ہی برقرار رکھا علماء ربوہ کا یہ خیال کہ فضیلت کے دعوے سے انسان کلی فضیلت کا مدعی بن جاتا ہے بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ خلاف واقعہ اس لئے کہ حضرت اقدسؑ نے کبھی بھی اپنی فضیلت کو کلی فضیلت قرار نہیں دیا بلکہ اس کے بعد بھی جب کبھی فضیلت کا ذکر کیا تو اسے جزوی ہی بیان کیا اور جماعت بھی حضورؑ کی زندگی میں جزوی فضیلت کی ہی قائل رہی اگر حوالے درکار ہوں تو وہ بھی انشاء اللہ پیش کر دیئے جائیں گے۔ علماء ربوہ آج تک کلی فضیلت کا لفظ حضورؑ کی کسی تحریر میں نہیں دکھلا سکے ان کا سارا زور حضور کے ان الفاظ پر ہے:۔

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے"

افسوس ان دوستوں نے اپنی کے لفظ کو نظر انداز کر دیا ہے حضور نے اسی کتاب میں اپنی تمام شان کی تفصیل بھی بیان کر دی ہوئی ہے لیکن خدا جانے اس کی طرف ان کی توجہ کیوں مبذول نہیں ہوئی اپنی تمام شان کی تفصیل حضورؑ نے مندرجہ ذیل پانچ امور میں بیان فرمائی ہے:۔

(۱)۔ مسیح ابن مریم کا حضرت موسیٰ کا خلیفہ ہونا اور حضور کا حضرت نبی کریم صلعم کا خلیفہ ہونا جو خیر الرسل ہیں۔

(۲)۔ حضور کا تمام دنیا کی اصلاح کے لئے مامور ہونا اور حضرت مسیح ناصری کا یہودیوں کے بعض فرقوں کی طرف مبعوث ہونا۔

(۳)۔ اس کے نتیجہ میں حضورؑ کو وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو حضور کے سپرد کردہ خدمت کے لئے ضروری تھیں حضرت مسیح ناصریؑ کو وہ قوتیں اور طاقتیں عطا نہیں کی گئیں کیونکہ انہیں ان کی ضرورت نہ تھی۔

(۴)۔ حضورؑ کو وہ معارف اور نشان دیئے گئے جو حضور کو اپنے فریضہ کے ادا کرنے کے لئے ضروری تھے حضرت مسیح ناصری کو اس قدر معارف، اور نشان نہیں دیئے گئے کیونکہ ان کو ان کی ضرورت نہ تھی۔

(۵)۔ حضرت اقدس قرآن شریف کے وارث ہیں جس کی تعلیم جامع کمالات ہے اور تمام دنیا کے لئے ہے۔ مگر حضرت عیسیٰؑ صرف توراۃ کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم تھی۔

اور آخر میں خلاصہ کر کے فرماتے ہیں:۔

"پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے"

علماء ربوہ دیکھ لیں کہ یہاں بھی کارناموں کو ہی وجہ فضیلت قرار دیا ہے۔

یہ پانچ امور ہیں جن میں حضورؑ نے اپنی فضیلت حضرت مسیح پر بیان کی ہے، لیکن حضرت مسیحؑ چونکہ نبی تھے اور مستقل نبی تھے اور زمرہ انبیاء میں داخل تھے اور ان کے مقابلہ میں حضور جماعت اولیاء کے فرد تھے اور آپ کے کمالات محض نبی کریم صلعم کے کمالات کے ظلّ تھے اس لئے اس امر میں حضرت مسیح ناصریؑ کو حضور پر فضیلت تھی یہی وجہ ہے کہ حضورؑ کو حضرت مسیح ناصریؑ پر کلی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی۔

یہ یاد رہے کہ افضل کہلانے والے کے لئے ضروری نہیں کہ کل امور میں اسکو فضیلت حاصل ہو بلکہ اکثر امور میں بھی فضیلت رکھنے کی وجہ سے وہ افضل کہلا سکتا ہے اگر علماء ربوہ کو میری اس بات کی صحت پر یقین نہ آئے تو وہ جناب میاں محمود احمد صاحب محترم کی حسب ذیل تحریر ملاحظہ فرمالیں آپ اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۵۹ پر لکھتے ہیں:۔

"عرف عام میں بھی اور قواعد زبان میں بھی ایک شخص دوسرے سے افضل تب قرار پاتا ہے جبکہ وہ اکثر باتوں میں یا کل باتوں میں افضل ہو"

پس حضرت مسیح موعود اکثر باتوں کی وجہ سے حضرت مسیح ناصریؑ سے افضل تھے کل باتوں کی وجہ سے افضل نہ تھے اس حقیقت کو میں ایک مثال سے واضح کرتا ہوں ہندوستان کی تقسیم سے قبل اس ملک پر انگلستان کے ملک معظم کا نائب یعنی وائسرائے حکومت کرتا تھا۔ اس کے مقابل افغانستان پر بھی ایک بادشاہ حکمران تھا ہندوستان کی وسعت کے مقابلہ میں افغانستان کا علاقہ ایک نقطہ کی حیثیت رکھتا تھا وائسرائے کے ماتحت جو فوج تھی اس کے مقابلہ میں والی افغانستان کی فوج کی بھی کوئی حیثیت نہ تھی دولت اور ثروت میں بھی دونوں کا مقابلہ نہ تھا غرضیکہ وائسرائے اپنی تمام شان میں بادشاہ افغانستان سے بڑھ کر تھا لیکن اگر کسی وقت بادشاہوں کو کسی مقام پر جمع ہونے کا اتفاق ہوتا تو افغانستان کا بادشاہ باوجود اپنی شان میں وائسرے سے کمتر ہونے کے تو وہاں جا سکتا تھا لیکن وائسرائے باوجود اپنی شان میں بڑھ کر ہونے کے نہیں جا سکتا تھا۔

بعینہٖ اسی طرح اگر انبیاء علیہم السلام کو ایک میدان میں جمع کیا جائے تو حضرت مسیح ناصریؑ تو اس مجمع میں شریک ہوں گے لیکن حضرت مسیح موعودؑ باوجود اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونے کے اس مجمع میں نہیں جا سکتے کیونکہ آپ روحانی عالم کے شہنشاہ یعنے حضرت نبی کریم صلعم کے وائسرائے کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس حیثیت سے آپ سارے عالم کے امام ہیں لیکن آپ خود ... روحانی عالم کسی علاقہ کے خود مختار بادشاہ نہیں جیسا کہ حضرت مسیحؑ تھے کہ روحانی بادشاہوں کے مجمع میں شریک ہو سکیں۔

## مستقل مقالہ کی ضرورت

میں یہاں تک لکھ چکا تھا کہ ایک دوست نے مجھے اخبار "الفضل" کا ایک پرچہ دیا جس میں قاضی محمد ... صاحب نے اپنے ایک مضمون کی بنیاد حقیقۃ الوحی مندرجہ بالا حوالہ پر ہی رکھی ہے اور اسی سے حضرت اقدس کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے اس کے حوالہ کی مزید وضاحت کرنے کے مستقل مقالہ کی ضرورت ہے۔ علماء ربوہ اس سے جو غلط مفہوم لے رہے ہیں اس کی قلعی اچھی طرح کھل جائے گو جس حد تک میں نے لکھا ہے وہی طالب حق کو حقیقت تک پہنچنے کے لئے کافی ہے بشرطیکہ وہ تعصب سے دماغ کو خالی کر کے اسے غور سے مطالعہ کرے۔ لیکن چونکہ جماعت ربوہ کے احباب کے دلوں میں علماء ربوہ کا یہ استدلال راسخ ہو چکا ہے اس لئے ان کے دماغوں سے اس غلط خیال کو نکالنے کے لئے بار بار اس کا صحیح مفہوم پیش کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ راسخ شدہ خیال کا دماغ سے نکلنا آسان نہیں ہوتا۔ بہر حال عنقریب انشاء اللہ ایک مستقل مقالہ کے ذریعہ اس پر مزید روشنی ڈالی جائے گی۔

## حضرت اقدس کے الفاظ کس طرف ہماری راہ نمائی کرتے ہیں

اس وقت میں صرف مزید اتنا بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے:۔

"میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے خلاف کہا میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعوے نہیں بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے"

یہ ظاہر ہے کہ نبوت کے متعلق تو حضور نے کبھی یہ نہیں کہا کہ پہلے مجھے علم نہ تھا کہ میں نبی ہوں بعد میں مجھے خدا کی وحی سے اس کا علم ہوا تو میں نے اپنے آپ کو زمرہ انبیاء کا فرد سمجھ لیا اور اس کا اعلان کر دیا، حضور کا ایسا اعلان علماء ربوہ میں سے کوئی عالم بھی نہیں دکھلا سکتا نبی کا لفظ جس طرح ابتدائی الہامات میں موجود ہے ویسے ہی بعد کے الہامات میں موجود ہے

بوتشریح حضورؑ ابتدا میں اس لفظ کی فرماتے رہے وہ آخر عمر تک فرماتے رہے یعنی لفظ نبی اولیاء امت کے لئے مجازی طور پر بعض مشابہتوں کی بناء پر استعمال ہوتا ہے یہ اولیاء اس لفظ کے استعمال سے حقیقت نبی نہیں بن جاتے اور لفظ رسول کا ہر اس شخص پر اطلاق پاتا ہے جو خدا کی طرف سے اصلاح کے لئے مامور کیا جاتا ہے خواہ وہ انبیاء ہوں اور خواہ وہ مجددین ہوں۔

نبوت کے متعلق ایسا اعلان ہمیں حضورؑ کی تحریروں میں کہیں نہیں ملتا ہاں ایک اعلان حضورؑ کی تحریروں میں ملتا ہے جس کی بناء وحی الٰہی پر ہے اور وہ ہے حضرت مسیح پر افضیلت کا جس کے الفاظ یہ ہیں :۔

"میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں"

یہ اعلان اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوا ہے اور خدا کی وحی سے ہوا ہے اس کے بعد سے حضورؑ نے اپنے آپ کو افضل کہنا شروع کیا اور آپ کے اس عقیدہ میں کہ غیر نبی کسی صورت میں بھی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا تبدیلی آئی اور یہ عقیدہ حضورؑ کا قرآن اور حدیث کے ماتحت نہیں تھا بلکہ مسلمانوں میں مروجہ عقیدہ کے ماتحت تھا۔ اور اس تبدیلی کے نتیجہ میں اب حضور کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ غیر نبی بھی باوجود جزوی فضیلت کے اپنے متبوع نبی کے علاوہ کسی دوسرے نبی سے افضل ہو سکتا ہے۔

## دونوں عبارتوں میں تطابق

اب میں اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہوئے بتلاتا ہوں کہ خدا کے حکم سے محدثیت کے دعوے اور خدا کے حکم سے ہی نبوت کے دعوے میں کس طرح مطابقت پائی جاتی ہے سو یاد رہے کہ ان دونوں دعاوی میں قطعاً کوئی تناقض نہیں کیونکہ محدثیت کا دعویٰ اسلامی اصطلاح کی رو سے ہے اور نبوت کا دعوے محض لغوی معنی کی رو سے ہے چونکہ دونوں کی حیثیت الگ الگ ہے اس لئے نہ تناقض کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی ناسخ منسوخ کا جھگڑا کھڑا کرنے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ اگر ثبوت درکار ہو تو حضور کی کتاب سراج منیر کا صفحہ ۳ ملاحظہ فرمائیں حضور فرماتے ہیں :۔

"جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوے کیا ہے۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے کیا قرأت ولا محدث کی یاد نہیں رہی پھر یہ کیسی بے ہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعوے کیا ہے۔ اے نادانو! بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا کچھ اور کہیں گے مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنے مراد نہیں۔۔ جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔ ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے، مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔۔۔۔ عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں سے فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا۔ انصافاً دیکھو کیا یہی تکفیر کی بناء ہے اگر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ تو بتاؤ میرے کافر ٹھہرانے کے لئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے۔ بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کرکے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آ سکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔"

## عبارت مندرجہ بالا کن حقائق کو بیان کرتی ہے

عبارت مندرجہ بالا میں مندرجہ ذیل حقائق وضاحت سے موجود ہیں :۔

(۱) حضور کی شان میں حضور کے الہامات میں نبی رسول اور مرسل کے الفاظ بکثرت موجود ہیں لیکن حقیقی معنی پر محمول نہیں اس سے علماء ربوہ کا یہ دعوے باطل ہو جاتا ہے کہ ۱۹۰۱ء سے قبل حضورؑ پر اپنے مقام نبوت کی حقیقت نہیں کھلی تھی۔

(۲)۔ صاحب شریعت ہی حقیقتاً نبی ہوتا ہے اور یہ حضورؑ نے نہ اپنے اجتہاد سے فرمایا اور نہ علماء کی غلط تعریف نبوت کی تقلید میں فرمایا بلکہ خدا کے دیئے ہوئے علم کی بناء پر فرمایا اب علماء ربوہ غور فرمائیں کہ کیا خدا کا دیا ہوا علم بھی منسوخ ہو سکتا ہے۔

(۳)۔ حضورؑ کی شان میں جو نبی۔ رسول۔ مرسل کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ محض لغوی معنی میں استعمال ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی یہ اصطلاح ہے کہ وہ محض لغوی معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ بھی کسی غیر نبی کے حق میں ان الفاظ کو استعمال کر لیتا ہے اور اسے یہ اختیار حاصل ہے۔ اس سے صاف پتہ لگ گیا کہ تتمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۶۸ کی عبارت میں جو قاضی صاحب نے پیش کی ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں :۔

"آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے"

خدا کی اصطلاح کا مفہوم واضح ہو گیا کہ وہ کثرت مکالمہ مخاطبہ کو جو نبوت کا نام دیتا ہے وہ محض لغوی معنی کی رو سے ہی اور مجازی طور پر ہی دیتا ہے پس ثابت ہو گیا کہ خدا تعالیٰ کے دونوں مندرجہ بالا حکموں میں کوئی تناقض نہیں اور نہ بعد کا قبل کے حکم کو منسوخ کرتا ہے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ پر قائم ہیں۔

## اسلامی اصطلاح میں محدث ہونے کے دعویٰ کا ثبوت

اس بات کا ثبوت کہ محدث ہونے کا دعویٰ اسلامی اصطلاح کی بنیاد پر کیا گیا تھا حضورؑ کی مندرجہ ذیل تحریروں سے ملتا ہے۔

<u>پہلی تحریر</u> :۔

۵ مئی ۱۸۹۳ء کو حضور کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان "قد افلح من زکّھا" شائع ہوتا ہے اس میں حضورؑ فرماتے ہیں :۔

"پس انسان حقیقی معرفت کے سمندر میں اس دن غوطہ مارتا ہے جس دن خدا تعالیٰ اس کو مخاطب کرکے انا الموجود کی اس کو آپ بشارت دیتا ہے تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلے یا محض منقولی خیالات تک

محدود نہیں رہتی۔ بلکہ خدا تعالےٰ سے ایسا قرب ہو جاتا ہے۔ کہ گویا اسکو دیکھتا ہے۔ اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالےٰ پر کامل ایمان اسی دن انسان کو نصیب ہوتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ جلشانہ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے۔ اور پھر دوسری علامت خدا تعالےٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر ان پر ظاہر کرتا ہے۔ اور وہ اس طرح پر کہ ان کی دعائیں جو ظاہری امیدوں سے زیادہ ہوں۔ قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دے دیتا اور مشکلات سے انہیں نجات بخشتا ہے۔ اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ میں آتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے۔ اگرچہ جگانے اور متنبہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آ سکتی ہے۔ مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے یہ خدا تعالےٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں سے ہی ہوتا ہے۔ اور جب مقرب انسان دعا کرتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اپنی خدائی کے جلال کے ساتھ اس پر تجلی فرماتا ہے۔ اور اپنی روح اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی محبت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ اس کو قبول دعا کی بشارت دیتا ہے۔ اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اس کو نبی یا محدث کہتے ہیں، اور سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے رہیں۔ جو محدثیت کے مرتبہ تک پہنچ جائیں جن سے خدا تعالےٰ آمنے سامنے کلام کرے۔ اور اسلام کی حقانیت کی اول نشانی یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ راستباز جن سے خدا تعالےٰ ہم کلام ہو، پیدا ہوتے ہیں۔ تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا۔ سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کا ہے۔"

مندرجہ بالا عبارت میں ان تمام علامات کا ذکر فرما کر جو حضورؑ میں پائی جاتی ہیں لکھتے ہیں کہ ان علامات والے شخص کے ساتھ جب کثرت سے مکالمہ مخاطبہ خدا کا ہوتا ہے تو اسے نبی یا محدث کہتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی اسے لغوی معنی میں کہتے ہیں اور محدث اسے اسلامی اصطلاح میں کہتے ہیں۔ علماء ربوہ اس امر پر بھی غور کریں کہ مطلق نبی کا لفظ حضور بالکل ابتداء میں ہی اپنے لئے استعمال فرماتے رہے ہیں اس لئے ان کا یہ کہنا کہ حضور ابتداء میں صرف محدث کا لفظ ہی اپنے لئے استعمال فرمایا کرتے تھے اس عبارت سے غلط ثابت ہو جاتا ہے۔

## دوسری تحریر:-

دوسری تحریر لیکچر سیالکوٹ کی ہے جو ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ میں دیا گیا۔ اس کے صفحہ ۳ پر حضور فرماتے ہیں:-

"اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالےٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے اس وجہ سے ایک طرف تو خدا کے ساتھ اس کا ایسا ربط ہوتا ہے جو اس کی طرف ہر وقت کھینچا چلا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف نوع انسان کے ساتھ بھی اسکا ایسا تعلق ہوتا ہے۔ جو ان کی مستعد طبائع کو اپنی طرف کھینچتا ہے جیسا کہ آفتاب زمین کے تمام طبقات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور خود بھی ایک طرف کھینچا جا رہا ہے۔ یہی حالت اس شخص کی ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں۔ اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔ اور اپنی دعاؤں میں خدا تعالےٰ سے بکثرت جواب پاتے ہیں۔"

مندرجہ بالا عبارت میں وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے کہ اسلام کی اصطلاح میں ایسے لوگوں کو محدث کہا جاتا ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ محدث کا دعوےٰ جو حضورؑ سے خدا تعالےٰ نے کروایا وہ اسلامی اصطلاح کی رو سے تھا۔ اسلامی اصطلاح میں نبوت سے انکار اور اسلامی اصطلاح میں محدثیت کے اقرار کی موجودگی حقیقت پر سے تمام پردے اٹھا دیتی ہے اور حضورؑ کے حقیقی مقام کو سمجھنے میں کوئی دقت باقی نہیں رہنے دیتی۔

پھر انجام آتھم۔ تجلیات الٰہیہ اور ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں بھی اپنے آپ کو محدث ہی قرار دیا ہے اور یہ تینوں کتابیں اشتہار ایک غلطی کا ازالہ کے بعد تصنیف ہوئیں۔

مندرجہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸ کی عبارت سے یہ استدلال کرنا کہ حضورؑ زمرۂ انبیاء کے فرد تھے بالکل غلط خلاف واقعہ ہے اور یہی ثابت کرنا مقصود تھا۔ انشاء اللہ آیندہ قسط میں ثابت کیا جائے گا کہ حضورؑ کے الہامات بھی حضورؑ کے مقام کو مقام ولایت ہی بتلاتے ہیں۔

نوٹ:- قاضی صاحب محترم کی پیش کردہ عبارت میں لفظی نزاع کا لفظ بھی ان کے استدلال کو غلط ثابت کر رہا ہے کیونکہ نزاع لفظی نزاع اسی وقت کہلاتا ہے جبکہ دونوں شخصوں کے بیان کا نتیجہ ایک ہو۔ مخالف علماء تو اس شخص کے منکر کو کافر کہنے کے لئے تیار نہیں جو مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوتا ہے لیکن علماء ربوہ کے نزدیک ایسا شخص چونکہ زمرۂ انبیاء کا فرد بن جاتا ہے اس لئے اس کا منکر لامحالہ کافر ہو گا اس لئے ماننا پڑے گا کہ لفظی نزاع کا لفظ حضورؑ کی عبارت میں اسی طرف رہنمائی کر رہا ہے کہ حضور اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دے رہے بلکہ زمرۂ اولیاء کا فرد قرار دے رہے ہیں۔

# خطبہ جمعہ۔ بسلسلہ صفحہ ۶

ما انتما باقوی منی علی المشی۔ تم مجھ سے چلنے میں زیادہ مضبوط نہیں ہو کہ میں سوار رہوں۔ و ما اغنی منکما عن الاجر۔ ثواب حاصل کرنے کے بارے میں تم سے زیادہ غنی نہیں ہوں۔ میرا ثواب کیوں ضائع کرتے ہو۔

## مال و جائداد کی انفرادی ملکیت

دوسری بات سنا کر میں خطبہ کو ختم کرتا ہوں یہ ہے کہ آپ بادشاہ وقت ہیں۔ لیکن فرماتے ہیں من مات و ترک مالا فلورثتہ۔ جو مسلمان مرجائے اور مال چھوڑ جائے وہ مال اس کے ورثاء کا ہے سلطنت کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ آجکل بعض حکومتیں کہتی ہیں کہ تمام مال و دولت اور جائدادیں کسی کی انفرادی ملکیت نہیں ہو سکتیں سب سلطنت کی ملکیت ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خلاف ارشاد فرماتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ

## میت کے قرضہ اور یتامیٰ کی پرورش حکومت کے ذمہ

ومن مات و ترک دینا او ضیاعا فالیّ و علیّ۔ اور جو مسلمان مرجائے اور قرضہ چھوڑ جائے یا چھوٹے بچے چھوڑ جائے۔ وہ میرے پاس آجائیں ان کی پرورش وغیرہ میرے ذمہ ہوگی۔ لیکن حضور نبی کریمؐ کے نظریات کس قدر معقول اور مفید ہیں

## نبی کریم صلعم پر درود اور بیماروں کیلئے دعا

انہی اعمال و اخلاق کی وجہ سے آپ محبوب خلائق ہیں۔ اور دنیا کے لئے نمونہ ہیں۔ آج ہم سب کے سب بغیر کسی استثناء کے حضور سرور کائنات ختم

مرزا معصوم بیگ صاحب - ایڈیٹر اخبار لائٹ

# خداوند یسوع مسیحؑ کی قربانی

قل - اغیر اللہ ابغی ربًا وھو رب کل شیءٍ - ولا تکسب کل نفسٍ الا علیھا ولا تزر وازرۃٌ وزر اخریٰ - ثم الی ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون -

اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبر کو حکم دیتا ہے کہ ہماری طرف سے اعلان کردو کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا - ہر ایک انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے - ایک کی ذمہ داری دوسرا نہیں لے سکتا -

اللہ تعالےٰ کو اس اعلان کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ عیسائی پادریوں نے ساری دنیا میں یہ مشہور کر رکھا تھا کہ انسان فطرتًا گنہگار ہے - آدمؑ نے گناہ کیا - اور وہ گناہ اولاد آدم کو بطور ورثہ کے ملا - اور ساری نسل آدم گنہگار ہوگئی - گویا گناہ بھی کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ہے جو اولاد کو ورثہ میں ملا کرتی ہے - اب خدا باپ کے عدل نے تقاضا کیا کہ نسل آدم کو انکے گناہوں کے بدلہ میں سزا دی جائے - لیکن اس کا رحم تقاضا کرتا تھا کہ انہیں معاف کیا جائے - اگر سزا دیتا ہے تو رحیم نہیں رہتا - اور اگر معاف کرتا ہے تو عادل نہیں رہتا - چار ہزار سال تک خدا باپ اسی گورکھ دھندے میں پڑا رہا بالآخر اسے ایک تجویز سوجھی کہ اپنے اکلوتے بیٹے - یسوع مسیحؑ کو آسمان سے بھیجا کہ نسل انسانی کے گناہوں کے عوض میں وہ سزا پائے اور صلیب پر لٹک کر اپنی جان ان کے لئے قربان کرے - اس طرح سے رحم کا تقاضا بھی پورا ہوا کہ گنہگار نسل انسانی سزا سے بچ گئی - اور عدل کا تقاضا بھی پورا ہوا کہ گناہوں کی سزا کسی کو مل گئی - کیا خوب عدل ہوا کہ کوسے کو کچھوں والا اور پکڑا جائے داڑھی والا - یہ ہے عیسائیوں کا مایۂ ناز مسئلہ کفارہ DOCTRINE OF VICARIOUS ATONEMENT جس پر عیسائیت کی ساری عمارت کھڑی کی گئی ہے

متی کی انجیل میں لکھا ہے (۹: ۸)

"ابن آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے"

اور دوسری جگہ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ مسیحؑ نے اپنے شاگردوں کو مخاطب کر کے کہا :-

"جن کے گناہوں کو تم بخشو ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور جن کے گناہ تم نہیں بخشتے گے ان کے گناہ نہیں بخشے جائیں گے" (۲۰: ۲۳)

پس معلوم ہوا کہ ابن آدم یعنی خداوند یسوع مسیح اور ان کے شاگرد بھی گناہ معاف کر سکتے ہیں - اگر کوئی گناہ نہیں معاف کر سکتا ہے تو وہ عیسائیوں کا خدا باپ ہے جس کو پھر اپنی اس خفت کو چھپانے کے لئے یہ مضحکہ خیز ڈرامہ کھیلنا پڑا -

## حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی

راولپنڈی کا ذکر ہے - ایک پادری صاحب بیان فرما رہے تھے کہ خداوند یسوع مسیح نے نسل انسانی پر کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے گناہوں کے عوض میں اپنی پیاری جان قربان کر دی تاکہ وہ سزا سے بچ جائیں - اس لئے اب ابدی نجات صرف اسی شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جو خداوند یسوع مسیح کی اس عظیم الشان قربانی یعنی صلیبی موت پر صدق دل سے ایمان لائے گا -

میں نے جوابًا عرض کی کہ پادری صاحب - اگر اجازت ہو تو میں بھی ایک قربانی کا ذکر کردوں - سنیئے - حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اولاد نہ ہوتی تھی - خدا کے حضور بہت دعائیں کیں - آخر نوّے سال کی عمر میں ایک بیٹا عطا ہوا جس کا نام اسمٰعیل رکھا - جب اسمٰعیل جوان ہوا تو ماں باپ اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے - یہ نیک اور صالح فرزند ان کے دل کی ٹھنڈک اور ان کی آنکھوں کا نور تھا - اب حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں - نبی کا خواب بھی حکم خداوندی ہوتا ہے بیٹے سے ذکر کیا اور پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے -

اب ذرا اندازہ کیجئے - جوان بیٹا چودہ سال کی عمر - اس کے دل میں امیدیں اور امنگیں ہیں - ASPIRATIONS ہیں - میں اپنی زندگی میں یہ کروں گا - وہ کروں گا - ادھر حکم ہوتا ہے کہ بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کرو - باپ نے پوچھا - بیٹا - تمہاری کیا رائے ہے - وہ سلیم الفطرت بیٹا کوئی حیلہ بہانہ نہیں کرتا - کوئی حرف شکایت زبان پر نہیں لاتا بلکہ وہ جواب دیتا ہے جس کی مثال تاریخ عالم میں تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی ہے -

قال یٰابت افعل ما تؤمر ستجدنی انشاء اللہ من

الصابرین -

اے میرے پیارے ابا جان - آپ کو جو حکم ہوا ہے اسے کر گذریئے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے -

یہ باپ بھی عجیب باپ ہے اور یہ بیٹا بھی عجیب بیٹا ہے - دونوں بلا چون وچرا خدا کے حکم کے سامنے قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے - بیٹے نے نہایت فرمانبرداری اور رضا جوئی کے ساتھ زمین پر سر رکھ دیا - اور باپ نے بیٹے اکلوتے بیٹے کی گردن کاٹنے کے لئے چھری ہاتھ میں پکڑلی - عین اس وقت رحمت الٰہی نے ہاتھ پکڑا اور کہا - ابراہیم بس امتحان ہو چکا - قربانی مقبول ہو گئی -

## خداوند یسوع مسیحؑ کی قربانی

آیئے اب ذرا خداوند یسوع مسیح کی عظیم الشان قربانی پر نظر ڈالیں -

بقول پادری صاحبان - خداوند یسوع مسیح - خدا باپ کا اکلوتا بیٹا - آسمان سے اس لئے زمین پر تشریف لایا کہ نسل انسانی کے گناہوں کے عوض میں صلیب پر لٹک کر اپنی جان قربان کرے - خداوند یسوع مسیح کی آمد کا صرف یہی مقصد بیان کیا جاتا ہے - لیکن جب قربانی کا وقت آیا اور صلیب سامنے دکھلائی دینے لگی تو خداوند یسوع مسیح گھبرا گئے اور آہ وزاری شروع کر دی - رات کے وقت اپنے شاگردوں کو گتسمنی کے باغ میں لے گئے اور ان سے کہا :-

"میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے - تم یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو - اور وہ تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کر دعا کرنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ پر سے ٹل جائے - اور کہا - اے ابا - اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے اس پیالہ کو میرے پاس سے ہٹا لے -
(مرقس ۱۴: ۳۴)

لوقا کی انجیل میں (۲۲: ۴۴) اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا کرنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا -"

یہ دلسوزی اور یہ اضطراب کیوں ہے ؟ خداوند یسوع مسیح کو تو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ جس مقصد کے لئے وہ آسمان سے آیا تھا اس کے پورا ہونے کی گھڑی آن پہنچی - لیکن وہ روتا اور چیختا اور چلاتا ہے - متی کی انجیل میں لکھا ہے (۲۷: ۴۶) کہ جب یسوع

کو صلیب پر کھینچا گیا تو اس نے بڑی آواز سے چلا کر کہا:-

## ایلی - ایلی - لما سبقتنی

اے میرے خدا - اے میرے
خدا - تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا -

اور مرقس کا ایک اور نہایت پرانا نسخہ دستیاب ہوا ہے اس میں اس جملہ کے ساتھ لکھا ہوا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

WHY HAST THOU PUT
ME TO SHAME

کیوں تو نے مجھے ان لوگوں کے سامنے
ذلیل کیا ہے؟

سن لی آپ نے خداوند یسوع مسیح کی عظیم الشان قربانی کی حقیقت جس کا ڈھول اس قدر شدت کے ساتھ دنیا میں پیٹا جاتا ہے - اس سے تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی بدرجہا بہتر اور افضل ہے قربانی صرف وہی ہوتی ہے جو رضا و رغبت، اور اپنی خوشی کے ساتھ کی جائے۔ مثلاً بکرے کو ہم اپنی مرضی کے ساتھ قربان کرتے ہیں - یہ نہیں ہوتا کہ ہمارا کوئی دشمن ہمارے بکرے کو پکڑ کر ذبح کر ڈالے اور ہم سوچا کریں کہ ہم نے اپنے گناہوں کے بدلہ میں یہ قربانی دی - بلکہ قربانی تب ہی ہوتی ہے جب ہم اپنی خوشی سے کسی جانور کو ذبح کریں - خداوند یسوع مسیح نہ تو اپنی خوشی سے صلیب پر چڑھے نہ ان کی مرضی کا اس میں کوئی دخل تھا - ہاں - اگر وہ خود بغیر کسی جبر کے صلیب پر چڑھ کر موت اختیار کر لیتے تو اس صورت میں عیسائی کہہ سکتے تھے کہ یسوع مسیح ہم پر قربان ہوئے - یا خود حواری مل کر انہیں صلیب دے دیتے تب بھی وہ قربانی کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں - لیکن یہاں تو صورت ہی اور ہے - یہودی جبراً ایک شخص کو پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیتے ہیں اور عیسائی صاحبان شور مچاتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے قربان ہوا -

## حضرت صاحبزادہ عبداللطیف

ایک اور قربانی کا ذکر کرتا ہوں - حضرت صاحبزادہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کابل کے بہت بڑے رئیس اور واجب التعظیم بزرگ تھے - بہت بڑے عالم اور فاضل اور صاحب الہام اور کشف تھے - افغانستان میں آپ کے ہزاروں مرید اور شاگرد تھے - آپ تمام علمائے افغانستان کے سردار مانے جاتے تھے جب امیر کابل حبیب اللہ خان کی تاجپوشی ہوئی تو برکت کے لئے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف سے ہی تاج سر پر رکھوایا گیا تھا - آپ کی بہت بڑی جاگیر تھی اور شہزادوں جیسی شاہانہ زندگی بسر کرتے تھے - اس لئے آپ کو شہزادہ عبداللطیف کہا کرتے تھے -

جب حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوےٰ کیا کہ میں ہی وہ مسیح موعود ہوں جس کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے اور اپنے دعوےٰ کے ثبوت میں مضبوط اور مستحکم دلائل پیش کئے - تو صاحبزادہ عبداللطیف نے بھی جو جیّد عالم تھے - حضرت مسیح موعودؑ کو مان لیا - اور ان سے ملاقات کرنے کے لئے قادیان تشریف لے گئے - اور چار ماہ تک وہاں قیام کیا اس عرصہ میں حضرت شہزادہ صاحب کو بہت مرتبہ الہام ہوا:-

"میں صاحب علم ہوں اور خدا نے
مجھے حق و باطل کی شناخت کرنے کی
قوت بخشی ہے - میں نے پوری تحقیق
سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ شخص فی الحقیقت
مسیح موعود ہے - اور اگرچہ میں جانتا
ہوں کہ میرے اس پہلو کے اختیار
کرنے میں میری جان کی خیر نہیں اور میرے
اہل و عیال کی بربادی ہے - مگر میں اپنے
ایمان کو اپنی جان اور ہر ایک دنیاوی
بات پر مقدم سمجھتا ہوں"

حضرت صاحبزادہ صاحب کو طرح طرح کی اذیت دی گئی - لیکن ان کے پائے استقلال میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی - امیر حبیب اللہ خان نے انہیں دربار عام میں طلب کیا اور سخت فہمائش کی کہ اگر اب بھی اس قادیانی شخص کا ہمارے روبرو انکار کرو تو تمہاری جان بخشی کی جائے گی - لیکن یہاں تو وہ نشہ چڑھا ہوا ہے جسے دنیا کی کوئی ترشی اتار نہیں سکتی - اس مرد مومن نے جواب دیا -

"یہ غیر ممکن ہے کہ میں سچائی سے توبہ
کروں - اس دنیا کے بادشاہوں کا عذاب
تو موت تک ختم ہو جاتا ہے - لیکن
میں اس سے ڈرتا ہوں جس کا عذاب
کبھی ختم نہیں ہوتا"

مولویوں نے فتوےٰ لگا دیا کہ یہ شخص کافر ہو گیا ہے اسے سنگسار کر دیا جائے - اور امیر حبیب اللہ خان نے یہ حکم اپنے ہاتھ سے لکھ دیا - اور صاحبزادہ صاحب کے گلے میں لٹکا دیا - ازاں بعد حضرت شہزادہ عبداللطیف کے ناک کو چھید کر اس میں رسّی ڈالی گئی اور اس رسّی سے انہیں کھینچتے ہوئے اور ہنسی اور ٹھٹھا اور استہزا کرتے ہوئے مقتل گاہ تک لے گئے - شہر کے ہزاروں لوگ اس تماشا کو دیکھنے کے لئے گئے - صاحبزادہ صاحب کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا - پھر اس حالت میں امیر حبیب اللہ خان ان کے قریب گیا اور کہا:-

"اگر تو اس قادیانی سے جو مسیح موعود ہونے
کا دعوےٰ کرتا ہے انکار کرے
تو اب بھی میں تجھے بچا لیتا ہوں - اب
اپنی جان پر اور اپنے اہل و عیال
پر رحم کر"

حضرت صاحبزادہ نے نہایت متانت کے ساتھ جواب دیا:-

"میں سچائی سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں -
جان کیا چیز ہے اور اہل و اطفال
کیا چیز ہیں جن کے لئے میں ایمان
چھوڑ دوں"

اس کو کہتے ہیں دین کو دنیا پر مقدم کرنا -

مدینوں اور قاضیوں نے شور مچایا کہ کافر ہے - اسے جلد سنگسار کر دو - چنانچہ پہلا پتھر قاضی نے چلایا جس سے حضرت شہزادہ صاحب کو کاری زخم لگا اور گردن جھک گئی - اس مرد مومن نے خداوند یسوع مسیح کی طرح یہ شکوہ نہیں کیا کہ اے میرے خدا - تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے - اور نہ ہی یہ شکایت کی تھی کہ تو نے مجھے ان دشمنوں کے سامنے کیوں ذلیل کیا ہے - بلکہ اس وقت وہ قرآن کریم کی یہ دعا پڑھ رہے تھے:-

ربّنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب - انت ولیّ فی الدنیا والاخرة - توفنی مسلمًا والحقنی بالصالحین -

"اے خدا - ہمارے دل کو لغزش
سے بچا - اور بعد اس کے کہ تو نے
ہدایت دی ہمیں پھسلنے سے محفوظ
رکھ - اور اپنے پاس سے ہمیں
رحمت عطا کر کیونکہ ہر ایک رحمت
کا بخشنے والا تو ہی ہے - اے میرے
خدا - تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا
متولّی ہے - مجھے اسلام پر وفات
دے اور اپنے نیک بندوں کے
ساتھ ملا دے"

قاضی کے بعد اس بدقسمت امیر حبیب اللہ خان نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا - بس پھر کیا تھا - ہزاروں پتھر اس شہید پر پڑنے لگے یہاں تک کہ پتھروں کا ایک بڑا ڈھیر اس پر کھڑا ہو گیا - انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے -

## تذکرۃ الشہادتین

حضرت مسیح موعود نے اس واقعہ کا ذکر بڑی تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں کیا ہے - فرماتے ہیں:-

"شہزادہ عبداللطیف کے لئے جو شہادت
مقدر تھی وہ ہو چکی اب ظالم کی پاداش
باقی ہے ............ کابل کی
سرزمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے
پھل لائے گا - یہ خون کبھی ضائع نہیں
جائے گا ......... اے کابل کی
سرزمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت
جرم کا ارتکاب کیا گیا - اے بدقسمت

زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس
ظلم عظیم کی جگہ ہے..........

اسے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں
رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں
ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھلا دیا اور جو
لوگ میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے
اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے
نمونہ کی محتاج تھی۔"

سن لی آپ نے حضرت شہزادہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کی کہانی۔ اسکو کہتے ہیں خدا تعالےٰ کے حکم کے سامنے اپنی گردن رکھ دینا۔

اسلامی تاریخ اس قسم کی عظیم الشان قربانیوں سے بھری پڑی ہے جو مردان خدا نے محض حق و صداقت کی خاطر اور اللہ تعالےٰ کا حکم بجالانے میں بلا چون و چرا دیں۔ کیا حضرت امام حسین علیہ السلام کی قربانی کوئی کم قربانی تھی۔ اللہ اللہ کس عزم اور استقلال کے ساتھ خدا کی راہ میں نہ صرف اپنا بلکہ اپنے پیارے بچوں کا اور اپنے وفادار ساتھیوں کا سر کٹوا دیا۔ اور ایک بھی حرف شکایت زبان پر نہ آیا۔

## فرضی افسانہ

میں ذکر کر رہا تھا خداوند یسوع مسیح کی فرضی قربانی کا۔ پادری صاحبان اس بات پر اپنا پورا زور صرف کرتے ہیں کہ یسوع مسیح خدا باپ کی خاص منشاء کے مطابق اس دنیا میں تشریف لائے تاکہ نسلِ انسانی کے گناہوں کے عوض اپنی قربانی دیں۔ یہ پولوس رسول کا ایجاد کردہ افسانہ ہے۔ کتاب اس کی مؤید نہیں۔ متی کی انجیل میں لکھا ہے (۲۷ : ۱۹) کہ پلاطوس حاکم جس کے سامنے مسیح کو سزا پانے کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ ابھی تخت عدالت پر بیٹھا ہی تھا کہ اس کی بیوی کی طرف سے پیغام آیا کہ میں ساری رات سوئی نہیں اور خدا کے فرشتے بار بار آ کر مجھے کہتے رہے کہ یہ شخص بے گناہ ہے اسے سزا نہ دینا چاہیئے۔ چنانچہ پلاطوس نے یسوع مسیح کو بیقصور قرار دیا۔ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے (۲۳ : ۴)

" پلاطوس نے سردار کاہنوں اور
عام لوگوں سے کہا۔ میں اس شخص
میں قصور نہیں پاتا "

اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ خدا باپ کی یہ ہرگز منشاء نہ تھی کہ یسوع مسیح صلیب پر لعنتی موت سے مرے جو اس کے لئے یہودیوں کی طرف سے تجویز کی جا رہی تھی۔ وگرنہ وہ دلوں میں یہ تحریک اپنے فرشتوں کے ذریعہ سے کیوں پیدا کرتا ہے۔

پھر اسی انجیل میں آگے چل کر لکھا ہے (متی ۲۷ : ۴۵) (۵۱) :-

"اور دوپہر سے لے کر تیسرے پہر

تک تمام ملک میں اندھیرا چھا گیا......
اور ہیکل کا پردہ اوپر سے نیچے تک
پھٹ گیا۔ اور زمین لرزی اور چٹانیں
تڑک گئیں۔ اور قبریں کھل گئیں
اور بہت لاقبیں مقدسوں کی جو آرام
میں تھے اٹھیں۔ اور اس کے اٹھنے
کے بعد قبروں سے نکل کر مقدس
شہر میں گئیں اور بہتوں کو نظر آئیں۔"

میں پوچھتا ہوں کہ خدا باپ یہ خوفناک ماتم کیوں کر رہا ہے۔ اُسے تو خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کہ جس مقصد کے لئے اُس نے اپنے اکلوتے بیٹے کو بھیجا تھا وہ مقصد پورا ہو رہا ہے۔ اور آسمان پر سے خوشی کے شادیانے بجائے جاتے اور چراغاں ہوتا۔

لیکن سچی بات یہی ہے کہ یسوع مسیح کو صلیب پر خدا باپ کی مرضی کے خلاف کھینچا گیا تھا۔ اس لئے اُس نے مسیح کو صلیب پر لعنتی موت مرنے سے بچا لیا۔ جب مسیح کو صلیب سے اتارا گیا تو وہ زندہ تھا اور سخت بے ہوشی کی حالت میں تھا۔ مرا ہوا نہیں تھا۔ اُس نے اس حقیقت کو محکم دلائل کے ساتھ اس چھوٹے سے پمفلٹ میں لکھا ہے:۔

" کیا خداوند یسوع مسیح صلیب
پر قتل ہوئے؟"

پس جب یہ روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ خداوند یسوع مسیح صلیب پر مرے ہی نہیں تو قربانی کا سارا من گھڑت افسانہ اور کفارہ کا پولوسی عقیدہ تو خود بخود اپنی موت مر جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمارے عیسائی دوستوں کو یہ توفیق عطا کرے کہ وہ زندگی کے اس زرّیں اصول کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور صدق دل سے اس پر ایمان لائیں

ولاتکسب کل نفس الا
علیھا ۔ ولا تزر وازرۃ
وزر اخریٰ

کوئی شخص دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا ہر ایک انسان اپنے افعال کا خود ذمہ دار ہے۔ ایک کی ذمہ داری دوسرا نہیں لے سکتا۔



# شکریہ

شکریہ۔ مالک حقیقی کا شکریہ۔ ان محسنین کا شکریہ جنہوں نے تڑپ تڑپ کر میرے بیٹے مرزا ٹیپو سلطان بیگ کے لئے مسلسل دعائیں کیں۔ پندرہ فروری کو فیصلہ سنایا گیا۔ عمر قید" سبحان ربی العظیم سبحان ربی الاعلیٰ۔ ع

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

مرزا ٹیپو سلطان بیگ نے فیصلہ سننے کے بعد مخالفین اور موافقین کے ہجوم میں مسکراتے ہوئے چہرے سے کہا:-

" اے خدا تیرا شکر ہے
تیری ذات ہی بے عیب ہے
تیرے فیصلے بے عیب۔ تو
نے مجھے عرصہ ڈیڑھ سال
میں وہ کچھ دیا جو مجھے جیل سے
باہر کسی طرح نہ مل سکتا تھا۔
معلوم ہوتا ہے تو ابھی کچھ اور
دینا چاہتا ہے۔ تیرے راز دل
کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ تو جو کچھ کرتا ہے
اس میں ہمارے لئے برکت ہوتی
ہے تیرا شیوہ فضل و کرم
کرنا ہے ہمارا کام تیرے آگے
گردن جھکانا ہے۔ ہمارے انبیاء
اور بزرگوں کو تو نے آزمائشوں سے
یاد کیا اور اسی راہ سے ان کے
درجات بلند کئے۔ مجھے بھی
ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق
دے۔

میں جانتا ہوں کہ آج سے مجھے یہ
گھر کا گرم سوٹ اتارنا ہوگا اور جیل
کی ٹھنڈی وردی پہننا ہوگی۔ آج سے
مجھے بی کلاس والا کمرہ۔ پلنگ۔ گرم
بستر۔ میز۔ کرسی۔ ہیٹر و دیگر سامان
چھوڑنا ہوگا اور بی کلاس کا کھانا بند
ہو جائے گا۔ اس کے برعکس مجھے
عام قیدیوں کے ساتھ اندھیری اور
سرد کوٹھڑی میں بند کیا جائے گا....
زمین پر بیٹھنا اور لیٹنا ہوگا۔ اور عام
قیدیوں والا کھانا کھانا ہوگا۔ الحمد
للہ ثم الحمد للہ۔ میں بہت
خوش ہوں۔ میں خدا کا شکریہ ادا کرتا
ہوں۔ میں شکرانہ کے نفل ادا کروں گا۔"

ہائیکورٹ میں اپیل کی جائیگی۔ خدا ہمارے گناہ معاف فرمائے

انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ۔

غمزدہ۔ مرزا مظفر بیگ ساحل۔ لائلپور

# تقریر بیگم صاحبہ حضرت امیر مرحوم

(از صفحہ ۴)

غریب و متوسط طبقہ کی عورتوں کو اسلامی احکام کی پیروی کے مفید نتائج بتائے اور ساتھ ساتھ غیر از جماعت تعلیمیافتہ خواتین کو بھی خدمت اسلام کی طرف کرنے کے لئے اپنے جلسوں میں مدعو کیا اس کا اثر توقع سے بڑھ کر ہوا۔ انصاف پسند طبائع ہماری جماعت کے کاموں کی مداح ہو گئیں اور احمدیت سے تعصب کم ہونے لگا۔ اور جب احرار نے مخالفت کا فتنہ بپا کیا تو اکثر تعلیمیافتہ بہنوں نے اس فتنے سے بیزاری کا اظہار کیا۔ سالانہ جلسہ خواتین کی بنیاد رکھی۔ دستکاری کی تحریک سے خدمت دین کا جذبہ خواتین میں پیدا کیا۔ آج اس زمانے کے جلسوں کی شان اور جوش و خروش کہاں نظر آتا ہے

غرض احمدیہ انجمن اشاعت اسلام خواتین کی قریباً ۲۵ سالہ تاریخ بہت لمبی ہے اور ان کاموں سے بھری پڑی ہے جو اب نظر نہیں آ رہے۔ اس موقع پر مجھے وہ بہنیں یاد نہیں آ رہی جن کی معیت میں یہ ننھا پودا پروان چڑھا۔ بیگم ڈاکٹر سید محمد حسین۔ بیگم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ۔ بیگم بابو منظور الٰہی کو اللہ تعالےٰ نے بلند درجات عطا کرے اور بیگم ڈاکٹر غلام محمد صاحب اور شہزادہ بیگم صاحبہ اور بہن ستیہ بیگم صاحبہ کو صحت دے کہ یہی بہنیاں سربراہ تھیں۔ ان کے علاوہ بہت سی بہنیں تھیں اور ہیں جن کے نام طوالت کی وجہ سے چھوڑتی ہوں۔ اور ناشکری ہوگی اگر میں اپنی پیر تجا(مت) کی جماعت کی مخلص بہنوں کا ذکر نہ کروں کہ جنہوں نے نہایت جوش سے لبیک کہی ان کی اعانت کے بغیر ہم کچھ نہ کر سکتے تھے۔ یہ داستان طویل ہے، اور وقت مختصر تاہم دو ایک واقعات عرض کرتی ہوں مجھے وہ نظارہ یاد آ رہا ہے کہ جب یہ اطلاع ملی کہ برلن مسجد بوجہ روپیہ نہ ہونے کے نامکمل ہے اور مسجد کے میناروں کی تکمیل باقی ہے ہم نے اپنے ماہوار جلسے میں یہ ذکر کیا اور جب میں نے اپنے سونے کے کڑے اتار کر چندہ میں پیش کئے تو بیساختہ اُسی وقت ہماری مرحومہ بہن ڈاکٹر سید محمد حسین نے اپنے کڑے اتار کر رکھ دیئے۔ یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ چوڑیاں بالیاں بُندے، انگوٹھیاں جس کے پاس تھا اتار کر دے دیا جن کے پاس نہ تھا وہ گھر جا کر لے آئیں اور دیکھتے دیکھتے سونے کی ڈھیری لگ گئی۔ جب یہ خبر مردوں میں پہنچی تو ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ ہم تو نوابوں، رایوں کے پاس جا کر چندہ مانگنے کا سوچ رہے تھے مگر یہ کام گھر کی رانیوں نے کر دیا۔

میری بہنوں اور بچیو! یہ تھا ایثار اور جوش اسلام کا جذبہ کہ جس کی وجہ سے ہماری جماعت کا نام دور دور جا پہنچا۔ مختلف ممالک میں مشن قائم ہونے لگے۔ وہ اسلامی اور سینکڑوں اسلامی لٹریچر نکلنے لگا جس نے مخالفوں سے بھی خراج تحسین حاصل کیا۔ افسوس سے کہوں گی کہ اب ہم میں وہ جوش نہیں رہا نہ ہی وہ قوت عمل ہے۔ اپنے بزرگوں کو دعائیں دیتے ہیں جو اتنی گہری جڑیں لگا گئے کہ آج ہم بیٹھے بٹھائے خوشہ چینی کر رہے ہیں۔ مگر یہ حالت کچھ خوشگوار نہیں اور ہمیں بہت جلد اس غفلت کو چھوڑ کر اپنی اصلاح اور جماعتی کاموں میں دلچسپی لینی شروع کر دینی چاہیئے۔ اللہ تو ہم سب کو توفیق دے۔ آمین۔

نوٹ:۔ محترمہ بیگم صاحبہ نے حضرت امیر مرحوم کی سوانح حیات سے جو ابھی ابھی شائع ہوئی ہے اور "مجاہد کبیر" کے نام سے موسوم ہے چند اہم اقتباسات پڑھ کر سنائے اور مجاہد کبیر کا تعارف خواتین سے کروایا۔

---

قارئین پیغام صلح کی خدمت میں

**عید مبارک**

---

# جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا اعلان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قادیانی اور غیر احمدی احباب کی خاطر جناب میاں محمود احمد صاحب کا ایک بیان شائع کیا ہے جو ۱۹۵۲ء میں جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب اور خواجہ نذیر احمد صاحب کے استفسارات کے جواب میں انہوں نے دیا تھا۔ اس بیان میں انہوں نے اپنے سابقہ عقائد کے خلاف حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اور آپ کے نہ ماننے والوں کو کافر کہنا ترک کر دیا تھا۔ میاں صاحب موصوف کا یہ بیان سول اینڈ ملٹری گزٹ، "الفضل" اور "پیغام صلح" میں شائع ہوا تھا۔ انجمن نے اس غرض کے لئے یہ بیان ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا ہے، کہ قادیانی اور غیر از جماعت احباب تک اس ٹریکٹ کو پہنچایا جائے جو اصحاب اسے خود پڑھنا اور دوسروں تک اسے پہنچانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ سے مفت منگوا کر تقسیم کریں۔ پتہ:۔

حبیب الرحمٰن صادق۔
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷

کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں
پاپلین
پی ۹۹ - پی ۴۳۰ - پی ۳۳۰
اعلیٰ درجہ کی چمکیلی رنگدار پاپلین
پی ۶۳۰ - پی ۷۳۰
پی ۸۳۰
اعلیٰ درجہ کی ۲/۲ پاپلین
پی ۹۷۰ - پی ۹۸۰
پی ۹۹۰
اعلیٰ درجہ کا لٹھا
شاہین
لٹھا
۱۵۰۰۰
ململ
نمبر ۵۳۶ نمبر ۷۵ ۷۰
نمبر ۶۰۷۰ نمبر ۶۰۸۰
سوت
کارڈڈ: ی ۱۰ - ی ۲۰ - ی ۳۰ - ی ۴۰
کومبڈ: ی ۶۰
دوہرا دھاگہ: ی ۲/۴۰
چھینٹ
نمبر ۱۳۰۶ نمبر ۱۵۳۶
نمبر ۶۶۶۶ نمبر ۸۸۸۸
لان
اعلیٰ قسم کی باریک
ململ
وائل
نمبر ۷۰۷۰
نمبر ۷۰۳۶
علاوہ ازیں
سلے سلائے ملبوسات
قمیص - بش شرٹ - پتلون - پاجامہ - شلوار - رومال - شب خوابی کا سوٹ - پسبیئر - بچوں کے لباس - کھیلوں کے لئے شارٹ کرتے اوور آل - بائلر سوٹ اور انڈسٹری میں کام آنیوالا لباس -
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (تھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (بھکر)
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا
پیغام صلح ۲۰ فروری ۱۹۶۲ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ شمارہ ۸
ضرورت ملازمت
میرے ایک دوست کو پارٹ ٹائم یا فل ٹائم ملازمت کی ضرورت ہے - دفتری کام (کلریکل) ڈبل انٹری سسٹم کے مطابق حسابات رکھنا - اور چیکنگ کا کام بخوبی کر سکتے ہیں - جماعت کے صاحب دل اور کاروباری حضرات توجہ فرمائیں - عمر ۴۵ سال ہے - دیوے پتہ :- شیخ محمد حسین - امین - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام - لاہور ۷

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح

لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰ — فی پرچہ ۱۲ پیسے

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷۷
ایڈیٹر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲ر شوال المکرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۷ر فروری ۱۹۶۳ء | نمبر ۹


## بحرِ حکمت کے موتی

عن ابن عباسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلّم قال من کرہ من امیرہٖ شیئًا فلیصبر فانّہٗ من خرج من السلطان شبرًا مات میتۃً جاھلیۃً۔

ترجمہ:—

ابن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جسے اپنے امیر کی کوئی بات ناپسند ہو تو صبر کرے۔ کیونکہ جس نے بالشت بھر بھی بادشاہ سے خروج کیا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

(بخاری۔ کتاب الفتن ۹۲)

نوٹ:- از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:—
اس حدیث کا منشا بھی نظامِ جماعت کا استحکام ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض وقت امیر کی طرف سے زیادتی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص اپنے آپ کو مظلوم سمجھتا ہو خواہ فی الواقع اس پر ظلم نہ ہوا ہو، تو دونوں صورتوں میں یہ تعلیم دی ہے کہ صبر کرنا چاہیئے اور یہاں سلطان سے خروج کو جاہلیت کا فعل ٹھہرایا ہے۔ مگر اگلی حدیث میں جو اس کی مکرر روایت ہے بجائے خروج من السلطان شبرًا کے لفظ ہیں من فارق الجماعت شبرًا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے اتحاد کے سامنے انفرادی ظلم کوئی شئے نہیں۔ اور جو شخص اپنے اوپر کسی ظلم کی وجہ سے اتحادِ جماعت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ وہ جاہلیت کی

## تم اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایسی چمک ہو کہ دوسرے کھنچے چلے آئیں

### حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو نصیحت

اللہ تعالےٰ نے فرمایا فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ۔ یعنے سیدھے ہو جاؤ کسی قسم کی بد اعمالی کی کجی نہ رہے۔ پھر میں راضی ہوں گا۔ آپ بھی سیدھا ہو جاؤ اور دوسروں کو بھی کہ عرب کو ...... سیدھا کرنا کس قدر مشکل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا کیونکہ اس کے حکم کے رُو سے بڑی ذمہ داری میرے سپرد ہوئی ہے۔ اپنے آپ کو سیدھا کرنا اور اللہ تعالےٰ کے احکام کی پوری فرمانبرداری جہاں تک انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے ممکن ہے کہ وہ اسکو پورا کرے لیکن دوسروں کو ویسا ہی بنانا آسان نہیں ہے۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور قوت قدسی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس حکم کی کیسی تعمیل کی صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تیار کی کہ ان کو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کہا گیا ہے اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کی آواز ان کو آگئی۔ آپ کی زندگی میں کوئی بھی منافق مدینہ طیبہ میں نہ رہا۔ غرض ایسی کامیابی آپ کو ہوئی کہ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعات زندگی میں نہیں ملتی۔ اس سے اللہ تعالےٰ کی غرض یہ تھی کہ قیل و قال ہی تک بات نہ رکھنی چاہیئے کیونکہ اگر نرے قیل و قال اور ریاکاری تک ہی بات ہو تو دوسرے لوگوں اور ہم میں پھر امتیاز کیا ہوگا اور دوسروں پر کیا شرف: تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایسی چمک ہو کہ دوسرے دیکھ کر کھنچے چلے آئیں۔ کیا کوئی میلی چیز پسند کرتا ہے؟۔ جب تک کپڑے میں ایک داغ بھی ہو وہ اچھا نہیں لگتا۔ اسی طرح جب تک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہوگی کوئی خریدار نہیں ہو سکتا ہر شخص عمدہ چیز کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح جب تک تمہارے اخلاق اعلےٰ درجہ کے نہ ہوں، کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے:

(ملفوظات احمدیہ جلد پنجم)

۴۴ کی موت مرتا ہے۔ یعنی اسلام کی تعلیم کی روح سے وہ محض جاہل رہتا ہے۔

**صدقہ جاریہ** — احمدیہ ہال کی تعمیر میں حصہ لینا صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

# احمدیہ ہال کی تعمیر کے لئے چندہ

## جماعت لاہور کے چندوں کی فہرست

ذیل میں ان چندوں کی فہرست درج کی جاتی ہے جو بجیہ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک پر احباب جماعت لاہور نے دینے منظور کئے۔

۱ – میاں غلام حیدر صاحب ... 200/-
۲ – میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ... 200/-
۳ – چوہدری منصور احمد صاحب ... 200/-
۴ – چوہدری عزالدین صاحب ... 250/-
۵ – ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ... 200/-
۶ – چوہدری شکر اللہ صاحب ... 200/-
۷ – بشیر احمد صاحب پسر خانبہادر غلام ربانی صاحب 200/-
۸ – مرزا مسعود بیگ صاحب ... 100/-
۹ – ڈاکٹر رشید احمد صاحب ... 100/-
۱۰ – رشید احمد صاحب ... 100/-
۱۱ – فاضل رمضان صاحب ... 100/-
۱۲ – میاں محمد افضل صاحب ... 50/-
۱۳ – خواجہ خلیل احمد صاحب ... 100/-
۱۴ – ملک امیر بخش صاحب ... 100/-
۱۵ – مخدوم محمد اشرف صاحب ... 100/-
۱۶ – مخدوم محمد اسلم صاحب ... 100/-
۱۷ – میاں بشیر احمد صاحب ... 200/-
۱۸ – میاں اللہ بخش صاحب ... 200/-
۱۹ – میاں ظہور احمد صاحب ... 200/-
۲۰ – میاں رشید احمد صاحب ... 200/-
۲۱ – میاں حمید احمد صاحب ... 200/-
۲۲ – مسعود اختر صاحب اور ان کی والدہ صاحبہ 200/-
۲۳ – میجر ایوب صاحب ... 100/-
۲۴ – میجر عبید اللہ صاحب ... 100/-
۲۵ – میجر شوکت صاحب ... 100/-
۲۶ – میجر ممتاز صاحب ... 100/-
۲۷ – ڈاکٹر ضیاء الحق صاحب ... 100/-
۲۸ – میجر سعید احمد صاحب ... 500/-
۲۹ – والدہ محترمہ میجر سعید احمد صاحب ... 1000/-
۳۰ – بیگم صاحبہ میاں محمد احمد صاحب ... 100/-
۳۱ – بیگم صاحبہ مرزا عبد الرحمٰن بیگ صاحب ... 100/-
۳۲ – ڈاکٹر منصور ملک صاحب و بیگم صاحبہ 200/-
۳۳ – ڈاکٹر رفیق بیگ صاحب ... 200/-
۳۴ – ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ... 100/-
۳۵ – ڈاکٹر اصغر حمید صاحب ... 100/-
۳۶ – قاضی سمیع اللہ صاحب ... 100/-
۳۷ – آفتاب عالم صاحب ... 200/-
۳۸ – ملک خدا بخش صاحب ... 50/-
۳۹ – شیخ غلام احمد صاحب بہاولپور ہاؤس ... 100/-
۴۰ – ملک عبد الرحمٰن صاحب پسر ملک عبد الغنی صاحب ... 100/-
۴۱ – پرنسپل عبد الرحمٰن صاحب ایبٹ آباد ... 100/-
۴۲ – مولوی عبد المنان عمر صاحب ... 100/-
۴۳ – محمد سرور صاحب پسر چوہدری ثناء اللہ صاحب 100/-
۴۴ – چوہدری صلاح الدین صاحب ... 1100/-
۴۵ – احمد حسن صاحب پسر ڈاکٹر حسن علی صاحب 2000/-
۴۶ – مستری فضل دین صاحب ... 1000/-
۴۷ – خلیل احمد صاحب ایس ٹی ... 100/-
۴۸ – محمد بشیر بٹ صاحب ... 150/-
۴۹ – حبیب الرحمٰن صادق صاحب ... 500/-
۵۰ – مرزا حمید الرحمٰن صاحب ... 100/-
۵۱ – مرزا خلیل الرحمٰن صاحب ... 100/-
۵۲ – سلطان محمود خان صاحب ... 100/-
۵۳ – منور حسین صاحب ... 50/-
۵۴ – قاضی بشیر احمد صاحب ... 100/-
۵۵ – پروفیسر فرحت اللہ خان صاحب ... 100/-
۵۶ – محمد شفیع صاحب بھٹی پرنسپل نیو مسلم کالج لاہور 100/-
۵۷ – میاں محمد احمد صاحب مسلم ٹاؤن ... 50/-
۵۸ – مرزا حبیب الرحمٰن صاحب ... 50/-
۵۹ – قاضی نصیر احمد صاحب نیو مسلم کالج لاہور 50/-
۶۰ – عبد المؤمن صاحب و ملک کرم الٰہی صاحب 140/-
۶۱ – سشن جج سلطان مسعود خان صاحب ... 100/-
۶۲ – پروفیسر محمد احمد صاحب ... 100/-
۶۳ – بشارت احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس 100/-
۶۴ – ہیڈ ماسٹر عبد المجید صاحب ... 50/-
اور ان کے ذمہ یہ فرض لگایا گیا کہ وہ اپنے سٹاف سے چندہ وصول کریں۔
۶۵ – ہیڈ ماسٹر سعید الحق صاحب ... 50/-
اور ان کے سٹاف کا چندہ ان کے ذمہ لگایا گیا
۶۶ – محمد حفیظ بٹ صاحب ہیڈ ماسٹر بود ہلی سکول 50/-
اور ان کے سٹاف سے چندہ وصول کرنے کا فریضہ ان کے ذمہ ہے۔
۶۷ – مولوی احمد یار صاحب سیکرٹری انجمن ... 50/-
اور ان کے سٹاف سے چندہ کی وصولی ان کے ذمہ ہے۔
۶۸ – ملک احسان الٰہی صاحب ... 200/-

۴۴

# فہرست چندہ احمدیہ ہال

## جماعت سیالکوٹ

۱ – شیخ اے رشید صاحب ... 100/-
۲ – بیگم ذکیہ رشید ... 10/-
۳ – عزرا رشید ... 10/-
۴ – نجمہ رشید ... 10/-
۵ – نادرہ ... 10/-
۶ – ندیم ... 10/-
۷ – نعمان ... 10/-
۸ – نورین ... 10/-
۹ – شیخ عبد الحمید صاحب بمعہ جملہ افراد خاندان 100/-
۱۰ – نجم عطاء اللہ صاحب ... 10/-
۱۱ – نسرین " " ... 5/-
۱۲ – وسیم " " ... 5/-
۱۳ – بیگم شیخ آفتاب احمد صاحب ... 5/-
۱۴ – شیخ برکت اللہ صاحب ... 100/-
۱۵ – اہلیہ شیخ برکت اللہ صاحب ... 100/-
۱۶ – شیخ انعام اللہ صاحب بمعہ فیملی ... 100/-
۱۷ – شیخ حفیظ اللہ صاحب ... 100/-
۱۸ – شیخ حمید اللہ صاحب ... 100/-
۱۹ – شیخ عبید اللہ صاحب ... 100/-
۲۰ – شیخ عبد الغفور صاحب ... 100/-
۲۱ – شیخ محمد سلیم صاحب بمعہ فیملی ... 100/-
۲۲ – شیخ محمد ظفر اللہ صاحب ... 20/-
۲۳ – شیخ ضیاء الرحمٰن و عزیز الرحمٰن صاحبان 30/-
۲۴ – ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب ... 1000/-
۲۵ – بیگم شیخ محمد یعقوب صاحب ... 50/-
۲۶ – بیگم ایس ایم عبد اللہ صاحب ... 70/-

۔۔ اس کے علاوہ عید کے دن بھی کئی اصحاب نے نقد اور وعدوں کی صورت میں چندے دیئے جن کی میزان -/275 روپے ہے۔ ان میں سے ذیل کی رقوم خاص طور پر قابل ذکر ہیں:-

(۱) میاں فضل کریم صاحب انشورنس ایجنٹ ... 500/-
(۲) پروفیسر غلام رسول صاحب گورنمنٹ کالج بہاولنگر ... 100/-
(۳) رضیہ بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ... 200/-
(۴) بشارت احمد صاحب ... 100/-
(۵) چوہدری عبد الحمید صاحب اوکاڑہ ... 50/-
(۶) بشیر احمد صاحب ایف لیڈ پولیس ... 50/-
(۷) مولوی غلام محمد صاحب گوپالپور ... 50/-

ان کے علاوہ کئی دوستوں نے ایک سے لے کر بیس روپیہ تک چندے دیئے ان سب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور دیگر اصحاب کو بھی جو ابھی اس صدقہ جاریہ میں شامل نہیں ہوئے اس میں حصہ لینے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۶۳ء

# مسیحی تبلیغی اداروں پر پابندی کا مسئلہ

مسیحی تبلیغی اداروں کی بے راہ روی اور ناجائز ہتھکنڈوں کا ہم قبل ازیں مفصل ذکر ان کالموں میں کر چکے ہیں جس میں حکومت کو بھی اس طرف توجہ دلائی گئی تھی، کہ وہ اس سلسلہ میں مناسب تدابیر اختیار کرے اور مسلمانوں کے دین و ایمان کو مسیحیوں کے مکر و فریب اور دجل و تلبیس سے بچانے کے لئے کوئی مستقل اور ٹھوس انتظام کرے۔

اس سلسلہ میں یہ سننا باعث مسرت ہے کہ ہماری یہ آواز ارباب اختیار کے کانوں تک پہنچ چکی ہے، اور وہ مسیحی تبلیغی اداروں پر مناسب پابندیاں عائد کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں، اور غالباً تھوڑے عرصہ تک کوئی آرڈیننس اس بارہ میں نافذ کیا جائے گا۔

اسی سلسلہ میں مغربی پاکستان کی وزیر تعلیم بیگم محمود سلیم کا یہ بیان بھی قابل توجہ ہے، کہ حکومت مشنری سکولوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرنے کا مصمم ارادہ رکھتی ہے، انہوں نے کہا کہ حکومت کو اس امر کا احساس ہے، کہ ان سکولوں کی سرگرمیاں عیسائیت کی تبلیغ کا ذریعہ ہیں لیکن بین الاقوامی صورت حالات کے پیش نظر ان کے خلاف کوئی سخت اقدام نہیں کیا جا رہا ہے۔ البتہ محکمہ تعلیم ایسے طریق کار کی تلاش میں ہے جس کے ذریعہ ان کی تبلیغی سرگرمیوں پر موثر کنٹرول کیا جا سکے۔ وزیر تعلیم نے کہا کہ ان سکولوں کے مکمل خاتمے کا واحد اور آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ ملک میں اعلیٰ قسم کے معیاری سکول قائم کئے جائیں۔ جب عوام کو اچھے سکول نظر آئیں گے تو کوئی شخص بھی مشنری سکولوں میں اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت نے حال ہی میں کراچی میں ایسے دو اور ایبٹ آباد میں ایک سکول قائم کیا ہے، وزیر تعلیم نے یقین دلایا کہ اگر مخیر حضرات ایسے سکول قائم کرنے کے لئے آگے بڑھیں گے تو حکومت ان کو فوری طور پر گرانٹ دے گی۔

صوبائی وزیر تعلیم کا یہ بیان ہر طرح قابل تائید ہے فی الواقع اگر ملک کے مخیر حضرات مسیحی سکولوں کے طرز پر اعلیٰ درجہ کے پبلک سکول قائم کرنے کا اہتمام کریں تو مشنری سکولوں میں بچوں کو تعلیم دلانے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی۔ اور کم از کم تعلیم کے سلسلہ میں مسیحیت کے اثر و نفوذ سے مسلمان بچے محفوظ ہو جائیں گے، ایسے سکولوں کے قیام کی ضرورت اب شدت سے پیدا ہو چکی ہے، کیونکہ حال ہی میں ایبٹ آباد کے ایک مشنری سکول کے منتظمین نے طلباء کے والدین کو یہ نوٹس دیا ہے کہ چونکہ انجیل پڑھانا اور مسیحیت کی اشاعت کرنا ان کے سکول کے مقاصد میں داخل ہے اس لئے اس میں مسلمان طلباء کی شمولیت لازمی ہے اور جو طلباء شامل ہونا نہیں چاہتے انہیں سکول سے خارج کر دیا جائے گا۔

ایک اور خبر یہ بھی ہے کہ محکمہ تعلیم نے دسمبر ۱۹۶۲ء میں ایک گشتی مراسلہ کے ذریعہ مشنری اور پبلک سکولوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ سکول کی آمدنی، خرچ، طلباء کی تعداد اور ان میں تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ اساتذہ کے تناسب سے متعلق ماہوار رپورٹ محکمے کو مہیا کیا کریں۔ ایسوسی ایٹڈ پریس سروس کو باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مشنری اور پبلک سکولوں کے سربراہوں نے محکمہ تعلیم کو ایسے کوائف مہیا کرنے سے انکار کر دیا ہے اور دھمکی دی ہے کہ اگر انہیں اس قسم کے کوائف مہیا کرنے پر مجبور کیا گیا تو وہ تعلیمی ادارے بند کر دیں گے۔

یہ حالات و واقعات اس قابل ہیں کہ ان کو خاص طور پر زیر غور لایا جائے اور مشنری اداروں کے طرز پر اور ہو سکے تو نسبتاً بلند معیار کے پبلک سکول قائم کئے جائیں۔ جو مسلمان طلباء کو مشنری اداروں سے مستغنی کر دیں یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جس کی طرف حکومت اور ملک کے مخیر اصحاب کو فوراً توجہ کرنی چاہیئے۔

اس کے ساتھ ہی دیگر مشنری اداروں پر پابندی کا سوال جوں کا توں باقی ہے اور ہمیں امید ہے کہ حکومت نہ صرف مشنری سکولوں بلکہ دوسرے مشنری اداروں پر بھی مناسب پابندی عائد کر کے مسلمانوں کو ان کے ناجائز ہتھکنڈوں اور مسیحیت کے اثر و نفوذ سے محفوظ کرنے کا انتظام کرے گی۔ بیگم محمود سلیم نے جس بین الاقوامی صورت حال کا عذر پیش کیا ہے، وہ حفاظت اسلام کی اہم ضرورت کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا، اسلام کی حفاظت تمام چیزوں پر مقدم ہے۔ اگر بین الاقوامی صورت حالات کی وجہ سے اسلام کو نقصان پہنچتا ہو تو اس صورت حالات کی پرواہ کئے بغیر اسلام کی حفاظت کا سامان کرنا ضروری ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ مسیحی مشنری اداروں کو کلیتہً بند کر دیا جائے نہ اسلام اس قدر کمزور واقع ہوا ہے کہ مسیحی اصولوں کی تبلیغ سے اسے کسی قسم کے نقصان پہنچنے کا احتمال ہے بشرطیکہ اسلامی ۴

## ضرورت ہے

جماعت کے ایسے چند نوجوانوں کی ضرورت ہے جو تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور کلی طور پر اپنے آپ کو انجمن کے حوالے کر دیں ایسے نوجوانوں کو ٹریننگ کے دوران میں خورد و نوش کے لئے پہلے سال -/75 اور دوسرے سال -/80 روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔ رہائش اور تعلیمی ضروریات پوری کرنا انجمن کے ذمہ ہوگا۔ ٹریننگ کے بعد انجمن کو اختیار ہوگا کہ ان طلباء میں سے جس کو چاہے بطور مبلغ اپنے مراکز میں بھیجے۔ اس صورت میں انہیں حسب حالات اور قابلیت تنخواہ دی جائے گی۔ تعلیمی قابلیت کم از کم سیکنڈ ڈویژن میٹرک ہونی چاہیئے۔ امیدوار مذہبی رنگ رکھتے ہوں۔ صحتمند ہوں، ذہین ہوں اور زبانیں سیکھنے کے اہل ہوں۔ درخواستیں معہ جملہ کوائف اور تعلیمی اسنادات پتہ ذیل پر بھیجیں:- احمد یار سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، ۷

---

۴ تبلیغی جماعتوں کی طرف سے ان اصولوں کی خامیوں کو واضح کرنے اور اسلامی تعلیمات کو احسن طریق پر پیش کرنے کا اہتمام ہو، لیکن جس چیز پر پابندی عائد کرنے کی ضرورت ہے، وہ ناجائز ہتھکنڈے ہیں جو مشنری اداروں کی طرف سے آئے دن اختیار کئے جاتے ہیں اور جن کا ذکر مختصراً ان کالموں میں قبل ازیں کیا جا چکا ہے۔

# ایک تعلیمی فنڈ کے اجراء کی تحریک

## شیخ میاں ظہور احمد صاحب کی طرف سے ایک ہزار روپے کا عطیہ

ذیل میں محترم شیخ میاں ظہور احمد صاحب فرزند الحاج شیخ میاں محمد صاحب کا ایک خط بنام سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام درج ہے، اس مکتوب میں میاں صاحب ممدوح نے علم کی اہمیت و فوائد کا ذکر کرتے ہوئے قوم کے ان بچوں کے لئے جو تحصیل علم میں مصروف ہیں ایک تعلیمی فنڈ کے اجراء کی ضرورت پر زور دیا ہے اور خود اپنی جیب سے ایک ہزار روپے دے کر یہ تحریک کی ہے کہ قوم کے کم از کم پچاس احباب ایک ایک ہزار روپے سے اس فنڈ کے قائم کرنے میں حصہ لیں اگر ان کی بیگمات بھی اس میں شامل ہوں، جیسا کہ خود میاں صاحب ممدوح کی بیگم صاحبہ نے بھی اس فنڈ کے اجراء کی صورت میں ایک ہزار روپے کا وعدہ فرمایا ہے تو ایک لاکھ روپے سے اس فنڈ کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ میاں صاحب ممدوح کی یہ تحریک قوم میں نہایت قبولیت کی نظروں سے دیکھی جائے گی، اور اگر ان کی تجویز کے مطابق ایک لاکھ روپیہ یا کم و بیش سے ایسا فنڈ قائم ہو جائے تو یہ قوم میں علم کو ترقی دینے اور نوجوانوں کے لئے ہر شعبہ علم میں قدم آگے بڑھانے اور اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیت پیدا کرنے میں ممد و معاون ہوگا۔ ہم میاں صاحب ممدوح کی اس پیش قدمی پر انہیں مبارک باد دیتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ان کی یہ تحریک بہت جلد عملی صورت اختیار کرنے گی انشاء اللہ تعالےٰ۔ (ایڈیٹر)

---

۲۵ فروری ۱۹۶۳ء

مکرمی جناب سیکرٹری صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - مزاج شریف،

گذشتہ سال میری بچی ایف اے کے امتحان میں اور بچہ میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ خیال آیا کہ شکرانہ کے طور پر چندہ انجمن کو بھیجدوں۔ سوچنے پر رک گیا کہ آیا ایسے چندے سے قوم کے ان بچوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ جو تحصیل علم میں مشغول ہیں؟ مجھے معلوم ہے کہ انجمن متواتر امداد اور خدمت کی غرض سے وظائف مقرر کرتی ہے۔ لیکن میرے سامنے ایک ایسا فنڈ مقصود ہے جس کی غرض و غایت تعلیمی ترقی ہو۔ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی اہمیت کو جانتے ہوئے فرمایا کہ اگر تحصیل علوم کے لئے چین جانا پڑے۔ تو وہ سفر بھی اختیار کرو۔ درحقیقت علم اور صحت وہ دولت ہے جس سے قوم بن جاتی ہے۔ دنیاوی دولت چھن جاوے تو ریسرچ اور محنت سے پھر حاصل ہو جاتی ہے۔ جرمنی جب دوسری جنگ عظیم میں برباد ہوا۔ تو لوگوں کو خوراک تک مہیا نہ تھی لیکن تین سال کے عرصہ میں ملک کی صنعتی پیداوار معمول پر پہنچ گئی۔ بلکہ پانچ برس کے بعد دس سے پندرہ فیصد تک اضافہ ہو گیا۔ یہ محض علم اور محنت کا نتیجہ تھا۔

آپ غور فرماویں۔ وارسک جیسی گمنام جگہ پہلے سے موجود تھی، دریائے کابل بھی بہتا تھا۔ آخر ہم لوگوں نے اس کا فائدہ پہلے کیوں نہ اٹھایا۔ محض لاعلمی کی وجہ سے ورنہ اسی دریا سے اسی مقدار میں برقی قوت حاصل کی جا سکتی تھی جس سے ملک کی اقتصادی دنیا میں چار چاند لگ جاتے۔ کراچی کے ملحقہ علاقہ میں سوئی گیس ..... کے خزانے محفوظ تھے۔ لیکن انکشافات ان پر ہوا جنہوں نے علم کی دولت سے مزین ہو کر تلاش کی۔

کاش ہماری قوم اسلامی راہوں پر گامزن ہو جائے تاکہ ملک ترقی کرے، غربت دور ہو۔ ہر انسان انسان بن کر زندگی گذار سکے۔ علم اور طاقت کی موجودگی میں کوئی دیگر ملک حملہ آور ہونے سے پہلے سوچے اور آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے۔

اسی غرض کے لئے میری تجویز ہے۔ کہ انجمن تعلیمی فنڈ (Educational Fund) کی مد قائم کرے۔ اسی مد کا فنڈ قوم کے بچوں کی تعلیمی اغراض پر صرف ہو۔ اگر انجمن اس تجویز کو منظور کرے تو منسلکہ چیک کے ذریعہ یک ہزار روپیہ پیش کرتا ہوں۔ آپکی طرف سے اطلاع ملنے پر کہ ایسی مد کا آغاز منظور ہو گیا۔ میری بیگم بھی ایک ہزار روپے کا وعدہ کرتی ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ جہاں لڑکوں کی تعلیم پر روپیہ خرچ ہو، وہاں لڑکیوں کی تعلیم کا حصہ بھی رکھا جاوے۔

قوم کے متمول احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ کم از کم پچاس احباب اس فنڈ کے قائم کرنے میں حصہ لیں تاکہ خدا چاہے۔ تو پچاس ہزار روپے اور اگر ان کی بیگمات توجہ دیں تو ایک لاکھ روپے سے اس فنڈ کی بنیاد قائم ہو۔ جہاں ہم لوگ اپنے بچوں کی کامیابی پر خوشی کرتے ہیں۔ وہاں قوم کے بچوں کا خیال بھی فرض کی حیثیت رکھتا ہے۔ حصہ لینے والوں کو ایسی خدمت سے اطمینان قلب میسر ہوگا۔ اور خدا تعالےٰ جزا بھی دے گا۔

والسلام

خاکسار: ظہور احمد

---

# سلسلہ احمدیت میں شمولیت

یہ سن کر احباب قوم کو خوشی ہوگی کہ ایک ایسے علاقے میں جہاں پر احمدیت کی سخت مخالفت ہوتی ہے، وہاں پر بھی اسی مخالفت کے باوجود احمدیت کی تعلیمات سے لوگ بڑی دلچسپی لیتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں موضع شیخ محمدی ضلع پشاور میں دو نوجوانوں نے بڑی دلچسپی لینا شروع کر رکھی تھی اور تقریباً ہر روز احمدیہ مسجد میں آتے اور احمدیت کے متعلق سوالات کرتے رہتے تھے۔ جناب مختار احمد اور سعید احمد صاحبان ان کے سوالات کے معقول جوابات دیتے رہے۔ رفتہ رفتہ معقول دلائل اور صحیح جوابات سننے کے بعد ہر دو نوجوانوں کے چہروں پر احمدیت کے اثرات ظاہر ہوئے اور چند دنوں کی کوششوں اور مطالعہ کے بعد دونوں نوجوانوں ظاہر شاہ اور نبی شاہ نے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کا اعلان کر دیا اور جناب مولوی فردوس احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔

مولوی صاحب موصوف نے دونوں نوجوانوں کی استقامت اور حضرت مسیح موعودؑ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق اور دینی اور دنیوی علم کے حصول کے لئے دعا کی۔ والسلام

سیکرٹری ادارہ فروغ تبلیغ - احمدیہ مسجد شیخ محمدی

ضلع پشاور

---

# جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا اعلان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قادیانی اور غیر احمدی احباب کی خاطر جناب میاں محمود احمد صاحب کا ایک بیان شائع کیا ہے۔ جو ۱۹۵۲ء میں جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب اور خواجہ نذیر احمد صاحب کے استفسارات کے جواب میں انہوں نے دیا تھا۔ اس بیان میں انہوں نے اپنے سابقہ عقائد کے خلاف حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اور آپ کے نہ ماننے والوں کو کافر کہنا ترک کر دیا تھا۔ میاں صاحب موصوف کا یہ بیان سول اینڈ ملٹری گزٹ - "الفضل" - اور پیغام صلح میں شائع ہوا تھا۔ انجمن نے اس غرض کے لئے یہ بیان ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا ہے۔ کہ قادیانی اور غیر از جماعت احباب تک اس ٹریکٹ کو پہنچایا جائے جو اصحاب اسے خود پڑھنا اور دوسروں تک اسے پہنچانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ سے مفت منگوا کر تقسیم کریں۔

پتہ یہ ہے:-

حبیب الرحمٰن صادق

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس

لاہور ۷

# رمضان المبارک میں قرآن کریم کا نزول اور اسکی تعلیمات کا دنیا پر اثر

## حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ اور آپ کی سادہ زندگی

## احمدیہ بلڈنگس کی تاریخی اہمیت اور حضرت مسیح موعود کی یادگار میں احمدیہ ہال کی تعمیر کا منصوبہ

خطبۂ جمعہ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس و بینٰت من الھدی والفرقان ——
لعلھم یرشدون ——
——(البقرہ)——

### غارِ حرا میں آنحضرت صلعم کی ریاضت اور حضرت خدیجہ کی امداد

رمضان کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں عبادت کے لئے جایا کرتے تھے ۲۵ سال کی عمر میں ایک لاجواب خاتون کے ساتھ آپ کی شادی ہو گئی۔ وہ خاتون بڑی دانشمند تھیں حسن سیرت اور اخلاق فاضلہ کی مالک تھیں دولت و ثروت کے لحاظ سے یکتا تھیں اس خاتون کے پہلو سے اٹھ کر ایک نوجوان غارِ حرا میں عبادت کے لئے جاتا ہے اور وہ باخدا عورت نہیں کہتی کہ مجھے چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں، یہ کیا شغل ہے جو آپ نے اختیار کر رکھا ہے۔ وہ آپ کو کھانا پکا کر دیتی ہیں زادِ راہ تیار کر کے دیتی ہیں۔ اس میں اس عظیم المرتبت عورت کی سیرت و خوبی نظر آتی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاضت میں دل و جان سے معاونت کرتی ہے۔

### قرآن کریم کی عالمگیر تعلیمات عزت و شرف کا موجب ہیں

ان حالات میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوتا ہے۔ وہ عظیم الشان کتاب اتری جسے ہم مسلمان القرآن اور الفرقان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے ھدی للناس۔ یہ کتاب کسی ایک قوم یا کسی ملک کی راہبری کے لئے نازل نہیں ہوئی بلکہ ساری انسانیت کی ہدایت اس کے پیش نظر ہے اور فرمایا انہ لذکر لک ولقومک۔ یہ قرآن وہ ہے جس کی تعلیمات کی برکت سے آپ کو شرف حاصل ہوگا ولقومک۔ ہم نے تمہیں وہ ہادی نہیں بنایا جو یہ کہے کہ میرے بعد تم سب کا بیڑا غرق ہے بلکہ فرمایا صرف آپ ہی کے لئے یہ کتاب موجب شرف نہیں بلکہ یہ آپ کی قوم کے لئے بھی عزت و شرف کا باعث ہے وانہ لتنزیل من رب العلمین۔ یہ قرآن کسی خاص قوم و ملک کے لوگوں کے لئے نہیں بلکہ دنیا جہان کے لوگوں کے لئے نازل ہوا ہے۔

### رمضان میں قرآن کا دور اور اعتکاف

حضور سرورِ کائنات اس مبارک مہینہ میں قرآن کریم کا دور کرتے اور جبرائیل بھی حضور کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتا تھا! حدیث ہے اذا دخل العشر الاواخر من رمضان۔ جب ماہ رمضان کے آخری ایام آتے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں بیٹھ جاتے۔ یہ بادشاہ وقت ہے جس کی طرز زندگی میں نہ اس وقت کچھ فرق آیا جب انہوں نے ایک حسین و جمیل اور دولتمند خاتون سے نکاح کیا، اور نہ اس وقت کچھ فرق پیدا ہوا جب آپ بادشاہ بن گئے بادشاہت کا ایک نشہ ہوتا ہے۔ اقتدار کا نشہ ہوتا ہے۔ دولت کا نشہ ہوتا ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ بھی ہیں اقتدار کے مالک بھی ہیں، دولت بھی ہاتھ میں ہے۔ اس کے باوجود آپ کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ راتوں کو تہجد گذاری ہے رمضان کے مہینہ میں اعتکاف ہے۔

### رسول کریم صلعم کا تبتل الی اللہ

ایک دفعہ عبداللہ ابن عباسؓ نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا یا عائشۃ اخبرینی باعجب ما رایت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے عائشہؓ آپ حضور صلعم کے گھر میں رہتی ہیں، آپ حضور کے متعلق بہت کچھ جانتی ہوں گی، مجھے کوئی عجیب بات سنایئے جو آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی ہو۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے اس استفسار پر فبکت حضرت عائشہؓ نے رونا شروع کر دیا واطالت اور بہت دیر تک روتی رہیں پھر فرمانے لگیں۔ کان امرہ عجیب۔ کیا کیا سناؤں ان کی ہر بات عجیب تھی، خیر ایک بات سناتی ہوں۔ اتانی ولیلتی ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس شب باشی کے لئے تشریف لائے ادخل لحافی میرے بستر میں دراز ہوئے حتی الصق جلدہ بجلدی آپ کا جسم مبارک میرے جسم سے لگ گیا تو فرماتے ہے یا عائشۃ ھل لک ان تاذن لی اللیلۃ فی عبادۃ ربی اے عائشہ کیا آپ کے لئے ممکن ہے کیا آپ اتنی مہربانی کر سکتی ہیں۔ کہ آپ مجھے اجازت دے دیں تاکہ میں یہ رات عبادت الٰہی میں گذار دوں۔ یہ الفاظ جو حضور نے استعمال فرمائے کلیجہ کی انتہا تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ھل لک کیا آپ اتنا کر سکتی ہیں؟ آپ مجھے اجازت دے سکتی ہیں کہ میں یہ رات خدا کی عبادت میں گذار دوں؟ اس پر حضرت عائشہ فرماتی ہیں یارسول اللہ انی لاحب قربک۔ مجھے آپ کا قرب بہت پسند ہے واحب مرادک۔ لیکن آپ کا مقصود و مطلوب اس سے بھی زیادہ پسند ہے۔ قد اذنت لک میں اجازت دیتی ہوں دیکھئے حضور اجازت مانگتے ہیں اور آپ اجازت دیتی ہیں۔ فقام الی قربۃ ماء فی البیت آپ اٹھے اور پانی کے چھوٹے سے مشکیزے کی طرف بڑھے جو گھر میں تھا۔ پانی سے وضو فرمایا فقام یصلی اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ فقرأ القرآن قرآن پڑھنا شروع کیا۔ فجعل یبکی رونا شروع کر دیا ثم رفع یدیہ الی السماء فجعل یبکی۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور رونے لگے۔ اتنا روئے حتی رایت دموعہ قد بلت الارض۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ اسی طرح ساری رات گذار دی حتی اتی بلال یہاں تک کہ بلال صبح ہونے کی خبر دینے آئے۔

### رسول کریم صلعم کے پاکیزہ اخلاق اور سادہ زندگی

یورپ بد بخت کو کیا علم ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق دریدہ دہنی سے کام لیتا ہے بد دہن اور بے حیا لوگوں کو کیا پتہ کہ حضور کس مقام پر تھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح زندگی بسر کی مکہ میں بھی اور مدینہ میں بھی ہر جگہ تہجد کے لئے اٹھنا آپ کا

محمول تھا۔ غربت کے ایام اور بادشاہت میں بھی یہی حال رہا۔ بادشاہت کے وقت تخت نہیں بنایا۔ وہی مسجد کی فرسودہ چٹائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہی تخت ہے۔ تاج نہیں بنایا وہی پرانا عمامہ تاج شاہی ہے۔ محل نہیں بنایا وہی ۱۵×۱۴ فٹ کے کمرے جو مسجد سے ملحق تھے آپ کا محل تھا۔ لاکھ روپیہ کا مال عراق سے آیا۔ آپ کو رپورٹ ہوئی۔ حکم ہوا کہ مسجد میں ڈھیر کر دیا جائے آپ دیکھنے تک نہیں آتے۔ ظہر کے وقت مسجد میں نماز کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ سیدھے جاتے نماز کی طرف بڑھتے ہیں مال کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ نماز ادا کی اور فرمایا مال لاؤ۔ مال پیش ہوا سارے کا سارا مال بانٹ کر خالی ہاتھ واپس جاتے ہیں۔ آپ کا یہ عمل دنیا جہان کے بادشاہوں کے لئے نمونہ ہے۔ آج حاکم افسر وزیر رعایا کا مال کھاتے ہیں وہ قوم کے لئے نمونہ نہیں۔ ان کی زندگیاں قوم کے لئے نہیں نفس کے لئے وقف ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کے لئے اور بادشاہوں کے لئے نمونہ ہیں۔

## دوسرے مذاہب کا تعصب و تنگدلی

صحیح تاریخی حالات سے واقف ہو کر یورپ کی قومیں تسلیم کرتی ہیں کہ اگر دنیا میں کوئی مذہب باقی رہے گا تو وہ اسلام ہوگا، کیونکہ ایک قوم متعصب ہے۔ ان کا دین دنیا میں پھیل نہیں سکتا۔ ہندو قوم ہمارے ساتھ رہتی رہی ہے ہمیں ان سے دشمنی نہیں، وہ ہم سے دشمنی رکھیں تو رکھیں۔ ہندو قوم کا مذہب ہے کہ ہندوستان کی دھرتی خدا کی مقدس سرزمین ہے۔ اس سے باہر جتنی بھی قومیں ہیں، سب کی سب ملیچھ ہیں شودر اور ناپاک ہیں، یہ مسلمان جو اس دھرتی میں بستے ہیں ہر سکتے رہتے ہیں "پاکستان بنالو مدینہ چلے" یہ ان کا ملک نہیں ہے، انہیں دیس سے چلے جانا چاہیئے۔ ہندو قوم کے دلوں میں تعصب ہے، ہندو کہتا ہے کہ خدا صرف ایک قوم کا خدا ہے۔ حضرت عیسٰی یہودی تھے، انہوں نے کہا کہ جنت یہودیوں کے لئے ہے۔ یہودی قوم کے سوا ساری دنیا کے انسان سؤر اور کتے ہیں۔ انگریزی میں جینٹائل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ خود حضرت عیسٰی نے یہ لفظ استعمال کیا ہے، آپ ایک کنعانی عورت کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ میں بچوں کی روٹی کتوں کو نہیں پھینک سکتا۔ غرضیکہ ہر قوم خدا کو محدود کرتی ہے اور اس کو صرف اپنا خدا یقین کرتی ہے اور دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

## اسلام کا عالمگیر پیغام

اس بنیادی باطل عقیدہ کی اصلاح کے لئے حضور نے فرمایا خدا رب العالمین ہے یعنی سب قوموں کا خالق اور سب پر اپنے احسانات کی بارش کرتا ہے میں سب قوموں کے لئے پیغام لایا ہوں۔ اور قرآن سب قوموں کے لئے ہدایت لایا ہے۔ انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ اور قرآن انہ لتنزیل من رب العالمین۔ قرآن دنیا جہان کے آقا کی طرف سے نازل ہوا ہے اس لئے اس کا پیغام تمام دنیا اور ساری انسانیت کے لئے ہے آج اگر کسی عقلمند کو مذہب کی تلاش اور جستجو ہو تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کو ہی قبول کرے گا۔ فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم۔ ہندو ہو، سکھ ہو، عیسائی ہو، مسلمان ہو کوئی ہو، خدا کا پیارا ہے۔ اچھوت کوئی نہیں، شودر اور ناپاک کوئی نہیں۔ فرمایا کہ جہان کی جتنی بھی مخلوق ہے وہ عیال اللہ ہے فان احب الی اللہ انفعھم لعیالہ۔ تم میں سے خدا کو پیارا وہ ہے جو خدا کی مخلوق کے لئے زیادہ نفع رساں اور اس کا خادم ہو۔۔۔ آج ایک مسلمان ہی عالمگیر مذہب پیش کر سکتا ہے۔ آج دنیا میں معزز ترین ہستی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مسلمان قوم وہ ہے جس نے خدا اور رسول کی تعلیمات اور ارشادات پر عامل ہو کر عظیم مقام حاصل کیا۔

## اسلام کی پیدا کردہ مساوات

دنیا میں مساوات مفقود ہے، کالے گورے کی تمیز ہے امیر غریب میں تمیز ہے لیکن مسلمان قوم نے عظیم الشان اخوت و مساوات کا نمونہ دکھایا۔ آج بھی اسی مساوات اور عظیم برادری کی ضرورت ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اخوت و مساوات کی روشن مثالیں قائم کیں آپ کی نظروں میں کوئی ادنےٰ نہیں کوئی قومی و نسلی امتیاز آپ کو گوارا نہیں عرفات کے میدان سے روانہ ہونے لگتے ہیں اسامہ رض نظر نہیں آتے، اسامہ غلام زادہ ہیں ان کے خدوخال حبشیوں جیسے ہیں۔ ام ایمن کے بیٹے تھے وہ حبشی عورت سے ہیں۔ سب لوگ تلاش میں ہیں۔ اسامہ مل گئے تو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا کر خوش ہوئے کیا کوئی بادشاہ ایسا کرتا ہے ایک بادشاہ اپنے بیٹے کو بھی ساتھ نہیں بٹھاتا۔ نواب اور ولی عہد کی لڑائی رہتی ہے پھر حضور صلعم مزدلفہ سے جب چلے تو اس وقت بھی اسامہ آپ کے ساتھ تھے۔ فتح مکہ کے دن بھی اسکو اپنی سواری پر اپنے ساتھ بٹھایا اور اس دن کالے کلوٹے سیاہ حبشی بلال رض کو کعبۃ اللہ کی چھت پر اذان دینے کا حکم دیا۔ غلام کی عزت افزائی کا یہ عالم ہے حضرت علی رض کو یہ عزت عطا نہ فرمائی۔ زبیر رض کو یہ عزت حاصل نہیں عباس رض کو یہ عزت حاصل نہیں، یہ عزت حاصل ہوئی تو ایک حبشی کو کہ کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیتا ہے۔ نیچے بڑے بڑے سرداران مکہ محو حیرت ہیں کہ یہ کیا ہوا وہ کہتے ہیں شکر ہے کہ ہمارا باپ مر گیا اور اس نے یہ نظارہ نہ دیکھا۔ ایک حیرت آفریں انقلاب پیدا ہو گیا۔ ایک غلام بلال اوپر اور اس کے مقابلہ میں سرداران قریش کعبہ نیچے۔

## مفتوح قوم سے رسول کریم صلعم کا حسن سلوک

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کعبۃ اللہ کے اندر جا کر نوافل ادا کرنا چاہتا ہوں عثمان بن طلحہ چابی بردار تھا اس کی ماں نے کہا کہ تمہارا کا دودھ حرام ہے اگر تم چابی ان کے حوالے کرو۔ عرب عورت بڑی اکھڑ ہے۔ چابی دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں پتہ ہے کہ ایک وقت تھا کہ اس کعبہ میں ہمارا داخلہ ممنوع تھا۔ ہم ماریں کھا رہے تھے۔ ہم نے اس وقت کہا تھا کہ یہ چابی ہمارے ہاتھ میں ہوگی۔ حضرت علی بڑے قوی انسان تھے۔ اسد اللہ (خدا کے شیر) تھے۔ وہ زبردست ایمان کے مالک تھے۔ ان کے دل گردہ اور جسم کے اندر طاقت تھی۔ انہوں نے ایک جھٹکا دیا اور چابی چھین لی اس موقعہ سے حضور کے چچا عباس نے فائدہ اٹھانا چاہا اور بیان کیا کہ میں صاحب سقایہ ہوں یعنی حاجیوں کے لئے پانی کا مہیا کرنے کا معزز منصب میرے سپرد ہے۔ کعبہ کی چابی کا بھی میں مستحق ہوں۔ عثمان نافرمان ہے گستاخ ہے اسکو چابی نہیں دی جا سکتی فرمایا مجھے حکم ملا ہے ان تؤدوا الامانات الی اھلھا۔ خدا تعالےٰ نے ابھی مجھے وحی فرمائی ہے کہ لوگوں کی امانتیں انہیں واپس کر دو۔ لہٰذا عثمان کو بلاؤ ہم اسکو چابی دیتے ہیں۔ مفتوح قوم کے گستاخ انسان سے کون یہ فیاضانہ سلوک کرتا ہے۔

امریکہ نے جاپان کے بڑے بڑے آدمیوں کو تہہ تیغ کر دیا۔ امریکہ نے جرمنوں کو ذلیل و خوار کرنے کے لئے حبشی فوجیں وہاں بھیج دیں تاکہ جرمن عورتوں سے بدکاری کر کے انہیں ذلیل کر دیں۔ انہوں نے ان کے کچھ سائنسدانوں کو قتل کر دیا۔ بعض کو چرا کر لے گئے روس بھی جرمن سائنسدانوں کو لے گیا۔ جن کی وجہ سے آج امریکہ اور روس اپنی عظیم سائنسدانی پر فخر کرتا ہے۔ امیہ بن صفوان بڑا آدمی تھا۔۔ اس نے فتح مکہ کے بعد بھی اسلام قبول نہ کیا حضور نے جبر سے کام نہ لیا۔ ہوازن کی لڑائی کے موقعہ پر آپ نے اس سے کہا کہ کچھ تیر و کمان کی ضرورت ہے۔ امیہ بن صفوان نے کہا عاریتاً او غصباً آپ عاریۃً طلب فرماتے ہیں یا جبراً۔ حضور اکرم نے فرمایا جبراً نہیں بلکہ عاریۃً آپ بادشاہ ہیں چاہتے تو اس سے جبراً چھین لیتے کیا شان ہے آپ کی۔ آپ کی بڑائی کو فرشتے نہیں پہنچ سکتے۔ لڑائی کے بعد سامان واپس کر دیا گیا اور سو اونٹ بھی دے دیئے۔ بڑا آدمی تھا۔ احسان کے سامنے گردن جھک گئی۔ اس نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول ہیں پھر جس طرح حالت کفر میں وہ سخت تھا اسی طرح مسلمان ہو کر اعلیٰ درجہ کا ثابت ہوا۔

## تقویٰ اور نیک عملی کی تعلیم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من احب ان یکون اکرم الناس فلیتق اللہ جو شخص لوگوں میں معزز و مکرم ہونا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ تقویٰ

اختیار کرے۔ نیک عملی کی زندگی بسر کرے۔ یہ جنت دوزخ کے مسائل نہیں ہیں۔ حضور نبی کریم قوم کی قوم کو معزز بنانا چاہتے ہیں فرمایا قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن۔ معصیت اور گناہ نہ چھپ کر کرو اور نہ ہی علانیہ طور پر یعنی پورا کا پورا باطنی طہارت حاصل کرو۔ فرمایا و اسروا قولکم او اجهروا به تمام قسم کی بدیاں خواہ وہ ظاہر کی جائیں یا چھپ کر۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جانتا ہے۔ ان الذین یخشون ربهم بالغیب۔ غیب کی حالت میں جہاں تمہیں یقین ہو کہ خدا کے سوا اور کوئی نہیں دیکھتا اس وقت تم نیک بنو۔ پھر تم دنیا میں سب سے معزز ہو جاؤ گے۔

## قیامت میں اعمال کام آئیں گے نہ حسب و نسب

فرمایا یا صفیة عمة رسول ویا فاطمة بنت رسول الله ائتونی باعمالکم یوم القیامة ولا تاتونی بانسابکم۔ یعنے قیامت کے دن اعمال کے ساتھ آؤ یہ بات کام نہ آئے گی کہ ہم رسول اللہ کے قریبی رشتہ دار ہیں فلا انساب بینکم۔ حسب نسب کا وہاں کوئی تعلق نہیں۔ قوم کو یہی سبق دیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ تقویٰ کی بناء پر ہی رفعت عطا کرے گا خدا تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پیروی سے عظمت اور شرف حاصل ہوگا الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه۔ صحیح نظریات شرف قبولیت حاصل کرتے ہیں اور نیک اعمال انسان کا رتبہ بلند کرتے ہیں۔

## تقویٰ عزت و شہرت کا موجب ہے۔

فرمایا ان اولی الناس بی المتقون من کانوا۔ رشتہ دار وہ ہے جو خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی اور طہارت و پاکیزگی کی زندگی بسر کرتا ہے، من کانوا کوئی ہو، کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ حیث کانوا کسی جگہ کا ہو۔ افریقہ کا رہنے والا ہو، یا اہل مدینہ سے ہو تقویٰ و طہارت ہی اس کے لئے عزت کا موجب ہو سکتا ہے۔ یہ عالمگیر مذہب ہے کسی ایک قوم کے لئے خاص نہیں، کسی ایک ملک کے لئے خاص نہیں۔ جس قوم اور جس ملک کے لوگ خدا خوفی اور تقویٰ اختیار کریں وہ معزز ہو سکتے ہیں۔

ان الله مع الذین اتقوا۔ خدا تعالےٰ متقی لوگوں کا معاون و مددگار ہوتا ہے۔ والذین هم محسنون۔ اور ان لوگوں کی یاوری کرتا ہے جو خدا تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ احسان و مروّت کا سلوک کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ساری دنیا کا خدا ہے۔ آپ نے عالمگیر تعلیمات سے دنیا کو منور کیا۔

## احمدیہ بلڈنگس کی تاریخی اہمیت

اس مضمون کو میں یہیں... چھوڑتا ہوں۔ میرے سامنے اس وقت ایک اور غرض ہے۔ یا اس کا ذکر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس مسجد کی جگہ پر اس وقت حضرت مولانا نورالدین صاحب نے خطبہ جمعہ دیا جب کہ یہاں مسجد نہ تھی۔ اور ان کے سامنے سامعین میں حضرت مسیح موعود تشریف رکھتے تھے۔ ہم نے ان کا خطبہ سنا ہے۔ حضرت خواجہ کمال الدین نے یہاں لیکچر دیئے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب، حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب، حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب نے خدمات دین کا سلسلہ یہاں پر جاری کیا۔ نقشے کا مکان میں نے دیکھا ہے۔ اس میں بوسیدہ کرسی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اسے محفوظ کر لیا گیا تھا۔ علامہ اقبال کا مکان محفوظ کر لیا گیا۔ یہ مسجد اور مکان اپنے اندر ایک حقیقت رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے اپنی بہترین عمر کا زمانہ یہاں گذارا ہے اور یہاں وہ کہ بے نظیر اور عدیم المثال لٹریچر پیدا کیا ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب رح سے دنیا متاثر رہتی ہے انہوں نے یہاں پر تقاریر فرمائیں۔ حضرت شاہ صاحب کا یہ مکان جو مسجد کے قریب ہے اس وقت مسجد کی طرف اس کی دیوار ہوا کرتی تھی۔ اس کے اندر احاطہ تھا جو دور سڑک کے قریب تک چلا گیا تھا۔ بہت وسیع احاطہ تھا۔ اس مکان کا یہ حصہ ۴۵ فٹ چوڑا اور ۱۶۰ فٹ لمبا ہے۔ سڑک کے قریب چالیس فٹ لمبائی تک مکان ہوں گے۔ اس احاطہ کے اندر شہر کے تمام رؤسا وکلاء و ججز وغیرہ جمع ہوئے اور حضرت صاحب نے انہیں لیکچر دیا۔

## احمدیہ ہال کے لئے چندہ

اس حصہ پر ہال بننے والا ہے۔ یہ ہال مخصوص اہمیت کا حامل ہے۔ جلسہ پر قوم نے اس کے لئے ½۱ لاکھ روپیہ دیا ہے۔ اس سے پہلے میاں فاروق محمد صاحب نے ایک لاکھ روپیہ دیا تھا کرنل سید بشیر حسین اور ان کے عزیزوں نے پچاس ہزار سے زاید روپے دیئے ہیں۔ میرے پاس اتنے پیسے ہیں کہ ہال اور ہال کے نیچے مہمان خانہ اور پانچ دکانیں اور گودام بن جائیں یہ حصہ پہلے شروع کرتا ہے۔ جماعت کے احباب کے خطوط آ رہے ہیں کہ تعمیر میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے کراچی۔ پشاور اور ایبٹ آباد میں چندے جمع ہو رہے ہیں میرے پاس پہنچ بھی رہے ہیں۔ لاہور کی جماعت کے لوگوں نے چندے لکھوائے تھے کچھ نے دے بھی دیئے ہیں کچھ باقی ہیں بعض دوستوں کو موقعہ نہیں ملا۔ یہ ہال بجائے خود اپنے اندر ایک عظیم الشان اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت مجدد زمان نے اسلام کو زندہ کیا۔

## سر سید اور قائد اعظم کی قومی خدمات

میں ہمیشہ سے سر سید کو بہت بڑا آدمی سمجھتا ہوں انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو تعلیم کے ذریعہ زندہ کیا علی گڑھ کا پڑھا لکھا آدمی جہاں جاتا اس کی عزت ہوتی۔ قائد اعظم بھی بہت بڑے آدمی تھے۔ انہوں نے غلامی کی زنجیریں توڑ کر مسلمانوں کو آزادی بخشی۔ لیکن ایک اور بہت بڑی غلامی تھی جو مذہب کی غلامی تھی۔ ہم ہندو کے ماتحت تھے انگریز کے ماتحت۔ ہر منڈی پر مسلمان ہندو کے ماتحت۔ ریلوے میں پولیس میں بینکوں میں۔ تجارت میں معاشرت اقتصادیات میں ہندو کا اقتدار تھا۔

## حضرت مسیح موعود کا احسان عظیم

اس درماندگی کی حالت میں آریوں نے اور عیسائیوں کے پادریوں نے مسلمانوں کے دین پر شدید حملے شروع کر دیئے۔ مسلمانوں پر بے بسی کا عالم طاری تھا مسلمان اپنے اپنے دین کو متاع عزیز یقین کرتا ہے اس لئے دین پر یورش اسے سخت اذیت پہنچاتی ہے ایسے خطرناک وقت میں حضرت مرزا صاحب نے مذہبی غلامی سے مسلمانوں کو آزاد کیا اور انہیں ایسا جواں مرد بنا دیا کہ تم ان کے حملوں کی مدافعت کرتے ہوئے خود ان پر حملہ آور ہو گئے۔ اور تم اپنے مذہب کی حقانیت پر قائم رہے تم نے حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق یورپ میں فتح اسلام کے جھنڈے گاڑ دیے۔

## آپکی یادگار میں احمدیہ ہال کی تعمیر کا منصوبہ

یہ ہال اس مجدد علیہ السلام کی یادگار کے طور پر تعمیر کیا جا رہا ہے اور اپنے اندر بڑی حقیقت اور اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ جو مارکیٹ ہوگی ایک اندازہ کے مطابق دس ہزار روپے ماہوار اس کی آمدنی ہوگی میں تو اندازہ نہیں لگا سکتا لیکن ماہرین کا محتاط اندازہ یہی ہے اس دس ہزار روپیہ سے امام زمان کا پیغام کراچی سے پشاور تک پہنچایا جائے گا۔ وہ پیغام قرآن اور حدیث ہے قرآن اور حدیث پر حضرت صاحب کا ایمان ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں کو مسلمان کرنا ہے میں یقین کرتا ہوں کہ لوگ نبوت نبوت سے تنگ آ گئے ہیں اب حضرت کو مجدد ماننے کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ آپ کی کتابیں اسلامی تعلیمات سے بھری پڑی ہیں آپ کے اعتقادات روشن ہیں آپ کے اعمال روشن ہیں۔ انجمن حمایت اسلام اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے درمیان ایک سڑک کا فاصلہ ہے اس کے چندہ اور آپ کے چندہ کے متعلق ایک اخبار نے لکھا ہے کہ انجمن حمایت اسلام تمام مسلمانوں کی انجمن ہے لیکن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایک چھوٹی سی جماعت کی انجمن ہے لیکن اس جماعت کی قربانیوں کو اگر دیکھا جائے تو انجمن حمایت اسلام چندے میں پیچھے نظر آتے ہیں فی الواقعہ آپ کی قوم ایک زندہ قوم ہے اس قوم نے سوا لاکھ روپیہ جلسہ سالانہ پر جمع کر لیا اور ابھی چندے آ رہے ہیں۔ یہ رقمیں جو احمدیہ ہال کے لئے قوم جمع کر رہی ہے صدقہ جاریہ کا حکم رکھتی ہے۔

## احباب لاہور کا چندہ

لاہور کے جن لوگوں کو ابھی تک موقعہ نہیں ملا۔ انکے

(باقی پر ۱۲)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

# حضرت مسیح موعودؑ کے کشوف اور الہامات سے حضورؑ کے مقام کی تعیین

## حضورؑ کا ایک کشف

گذشتہ اقساط میں تبلایا جا چکا ہے کہ جس طرح حضرت نبی کریم صلعم جماعت انبیاء میں سرفہرست ہیں اور باوجود اس کے آنحضور صلعم انبیاء کرام کی جنس میں ہی داخل ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ اولیاء امت میں سرفہرست ہیں اور باوجود اس کے حضور اولیاء کی جنس میں ہی داخل ہیں اس حقیقت پر مندرجہ ذیل کشف وضاحت سے دلالت کر رہا ہے یہ کشف تذکرہ کے صفحہ ۱۲-۱۳ پر درج ہے:-

"تخمیناً دس برس کا عرصہ ہوا ہے جو میں نے خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا اور مسیح نے اور میں نے ایک جگہ اور ایک ہی برتن میں کھانا کھایا، اور کھانے میں ہم دونوں ایسے بے تکلف اور با محبت تھے کہ جیسے دو حقیقی بھائی ہوتے ہیں اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست ہوتے ہیں اور بعد اس کے اسی مکان میں جہاں اب یہ عاجز اس حاشیہ کو لکھ رہا ہے (مراد کتاب براہین احمدیہ کا حاشیہ ہے) میں اور مسیح اور ایک اور کامل اور مکمل سید آل رسول دالان میں خوشدلی سے کھڑے رہے اور سید صاحب کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اس میں بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کے نام لکھے ہوئے تھے اور حضرت خداوند تعالےٰ کی طرف سے ان کی کچھ تعریفیں لکھی ہوئی تھیں چنانچہ سید صاحب نے اس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسیح کو امت محمدیہ کے ان مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ جو عند اللہ ان کے لئے مقرر ہیں اور اس کاغذ میں عبارت تعریفی تمام ایسی تھی کہ جو خالص خدا تعالےٰ کی طرف سے تھی سو جب پڑھتے پڑھتے وہ کاغذ اخیر تک پہنچ گیا اور کچھ تھوڑا ہی باقی رہا تب اس عاجز کا نام آیا جس میں خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ عبارت تعریفی عربی زبان میں لکھی ہوئی تھی ھو منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فکاد ان یعرف بین الناس یعنی وہ مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید سو عنقریب لوگوں میں مشہور کیا جائے گا یہ آخر فقرہ فکاد ان یعرف بین الناس اسی وقت بطور الہام بھی القا ہوا۔

براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۵۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱"

## کشف میں پیشگوئیاں

مندرجہ بالا کشف قریباً ۱۸۷۰ء کا ہے جبکہ حضورؑ کا ابھی کوئی دعویٰ نہ تھا۔ اس کشف میں بالصراحت مندرجہ ذیل ۵ پیشگوئیاں کی گئی ہیں:-

اوّل:- یہ کہ حضورؑ کو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے کامل مشابہت ہے جس پر کہ اکٹھے کھانا کھانے کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں کیونکہ کھانے سے مراد روحانی کھانا ہی ہو سکتا ہے، اسی طرح کشف میں دونوں کو حقیقی بھائیوں کی طرح اور قدیمی رفیق اور دلی دوست دکھلانا بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ - - - - - - -

- - - - - - - - -

دوسری پیشگوئی اس کشف میں یہ ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ حضور کے دعوے کی تصدیق امت کے ایسے کامل اور مکمل افراد کی طرف سے کی جائے گی جو امت میں عام طور پر روحانی سردار سمجھے جائیں گے چنانچہ گذشتہ اولیاء کے کشوف نے بھی حضور کے ظہور کی پیشگوئی کرتے ہوئے جو علامات حضور کی تبلائی تھیں انہوں نے پورا ہو کر حضور کے دعاوی کی تصدیق کر دی۔ اسی طرح حضور کے زمانہ کے بعض بڑے بڑے اہل اللہ نے بھی حضرت نبی کریم صلعم سے اطلاع پا کر حضور کے دعوے کی تصدیق کی اس طرح کشف کے یہ الفاظ کہ ایک کامل اور مکمل سید آل رسول حضور کی شان میں ایسے تعریفی کلمات پڑھ رہا ہے جو خالص خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں پورے ہو گئے کیونکہ کشف میں ...... ایک شخص کا دکھلانا جنس پر دلالت کیا کرتا ہے۔

تیسری پیشگوئی اس کشف میں یہ بیان کی گئی ہے کہ حضور امت محمدیہ کے خاصہ افراد کے آخر میں آئے ہیں یعنی خاتم الاولیاء ہیں یعنی ولی کا جو کام ہوتا ہے کہ عام لوگوں اور اپنے نبی متبوع کے درمیان واسطہ ثابت ہو اب قیامت تک یہ کام حضورؑ سے ہی لیا جائے گا یعنی وہی شخص حضرت نبی کریم صلعم کے فیوض کا مورد بن سکے گا جو حضور سے حقیقی اور سچا تعلق پیدا کرے گا آپ کا مخالف اور دشمن کبھی قرب الٰہی کے کسی بلند مقام کو حاصل نہیں کر سکے گا۔

چوتھی پیشگوئی اس میں یہ ہے کہ جس طرح خدا اکیلا اور وحدہٗ لاشریک ہے اسی طرح حضور بھی ساری دنیا کے اکیلے ہی امام ہوں گے اس امامت میں کوئی آپ کا شریک نہ ہوگا۔

پانچویں پیشگوئی اس میں یہ ہے کہ آپ دنیا میں بڑی شہرت حاصل کریں گے۔ یہ الفاظ ضمناً اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ آپ کی شہرت کے راستہ میں بڑی بڑی رکاوٹیں کھڑی کی جائیں گی اور ایڑی چوٹی کا زور لگایا جائے گا کہ آپ کس مپرسی کی حالت میں ہی دنیا سے اٹھ جائیں لیکن خدا تعالےٰ مخالفین کی تمام ایسی کوششوں کو ناکام بنا دے گا اور آپ آسمان شہرت پر ایک نہایت چمکدار ستارے کی طرح چمک رہے ہوں گے۔

یہ پانچوں پیشگوئیاں جس صفائی سے پوری ہوئی ہیں اس کا کوئی منصف مزاج انسان انکار نہیں کر سکتا اسی قسم کی پیشگوئیاں ہوتی ہیں جو ایک مامور من اللہ کی صداقت کو پرکھنے کے لئے بطور زبردست معیار کے کام دیتی ہیں۔

بہرحال میری غرض اس وقت کشف کے اس حصہ کی طرف احباب ربوہ کو توجہ دلانا ہے جس میں حضور کا نام امت کے افراد خاصہ میں ہی شمار کیا گیا ہے صرف خصوصیت حضور کی یہ بتلائی گئی ہے کہ حضورؑ ان افراد خاصہ کے خاتم ہیں پس یہ کشف بالصراحت دلالت کر رہا ہے کہ حضور زمرۂ اولیاء کے ہی فرد ہیں۔

## اس حقیقت پر دلالت کرنیوالا پہلا الہام

۲۷ اگست ۱۸۹۹ء کو حضورؑ کو الہام ہوتا ہے:

"آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا"

اس الہام کے الفاظ میں چونکہ عمومیت ہے اس لئے علماء ربوہ کو اس کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے میں مشکلات

پیشگوئیاں ہیں اس لئے سُنا ہے کہ یہ علماء الفاظ کی عمومیت سے صرف حضرت نبی کریم صلعم کو مستثنٰے کرتے ہیں حالانکہ اس کا مفہوم بالکل صاف ہے کہ امت محمدیہ میں جس قدر اولیاء گذرے ہیں ان سب سے حضورؑ کا مقام بالا ہے یعنی حضورؑ اولیاء امت میں سر فہرست اور خاتم الاولیاء ہیں اس مفہوم کی تصدیق ایک تو اس کشف سے بھی ہو رہی ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے دوسرے مندرجہ ذیل علم الٰہی سے بھی اسی مفہوم کی تصدیق ہوتی ہے حضور اشتہار ضمیمہ سرمہ چشم آریہ میں فرماتے ہیں اشتہار کا یہ حصہ تذکرہ صـ۱۳۰ پر نقل کیا گیا ہے۔

"مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت اور مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلعم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت ہے اور اس کے برخلاف چلنا موجب بعد و حرمان ہے"

مندرجہ بالا تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے گذشتہ اکابر اولیاء پر حضور کو فضیلت دی ہے اور یہی مفہوم اس الہام کا ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ حضور کا تخت سب تختوں سے اوپر بچھایا گیا ہے یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا موجودہ زمانہ کے اہل اللہ پر بھی آپ کو فضیلت دی گئی ہے یا نہیں سو اس پر ذیل کا الہام روشنی ڈالتا ہے۔

تذکرہ کے صـ۹۷ پر حضور کا ایک الہام درج ہے "وانی فضلتک علی العالمین" اس الہام کی تشریح صـ۹۸-۹۹ پر یہ الفاظ درج ہے:-

"اور میں نے تجھ کو تیرے وقت کے تمام عالموں پر فضیلت دی اسجگہ جاننا چاہیئے کہ یہ تفضیل طفیلی اور جزوی ہے یعنی جو شخص حضرت خاتم الانبیاء صلعم کی کامل طور پر متابعت کرتا ہے اس کا مرتبہ خدا کے نزدیک اس کے تمام ہمعصروں سے برتر و اعلیٰ ہے"

## زمرۂ اولیاء کا فرد ہونے پر دوسرا الہام

اکتوبر ۱۸۹۹ء کو الہام ہوتا ہے:-

"ہمیشہ ولی کا زوال نہیں ہوتا گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا"

اس الہام میں حضرت مسیح موعودؑ کو گورنر جنرل قرار دیا گیا ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ پہلے جس قدر اولیاء امت میں آئے وہ صرف گورنر تھے یعنی مختلف علاقوں پر یعنے اپنے اپنے مخصوص علاقہ پر حضرت نبی کریم صلعم کے نائب کی حیثیت سے امت کے لئے بطور روحانی نگران تھے لیکن مسیح موعودؑ حضرت نبی کریم صلعم کے نائب ہونے کی حیثیت سے تمام اسلامی دنیا کے لئے بطور روحانی نگران کے ہیں یہ الہام بھی صاف بتلا رہا ہے کہ حضور کا مقام بھی درحقیقت وہی مقام ہے جو دیگر گورنروں کا مقام ہے صرف فرق یہی ہے کہ آپ گورنر جنرل ہیں باقی محض گورنر ہیں جنس دونوں کی ایک ہی ہے ہاں اس دائرہ کے اندر حضور کا مقام بلند ترین مقام ہے بس دوسرے آپ مبشر بھی ہیں اسی خصوصیت سے آپ کے متعلق امت کو بشارت دی گئی ہے اس لئے آپ کے زوال کے خواہاں ناکام رہیں گے اور ایسا ہی ہوا آپ کا عروج اظہر من الشمس ہے۔

## زمرۂ اولیاء کا فرد ہونیکے متعلق ایک اور الہام

حدیث میں ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اس حدیث کے مصداقوں کے متعلق علماء ربوہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ سب زمرۂ اولیاء کے افراد ہوتے ہیں حضورؑ نے علاوہ اور کتب کے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ضمیمہ کے صـ۱۸۳ پر بھی اپنے آپ کو اسی حدیث کا مصداق ٹھہرایا ہے اسی طرح حقیقۃ الوحی کے صـ۹۷ کے حاشیہ پر بھی اپنے آپ کو اسی حدیث کا مصداق ٹھہرایا ہے اور ان دونوں کتابوں کے حوالے منسوخ شدہ حوالوں میں داخل نہیں کئے جا سکتے لیکن ہوسکتا ہے کہ کوئی من چلا ان کو بھی منسوخ کہنے کی جرأت کرلے اس لئے میں ذیل میں اس کے متعلق حضور کا الہام بتلاتا ہوں چنانچہ تذکرہ کے صـ۱۴۴ پر جو الہامات درج ہیں ان میں یہ الہام بھی درج ہے۔

"تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل"

یہ ۱۸۸۶ء کا الہام ہے اب علماء ربوہ بتلائیں کہ حضرت اقدسؑ کو تو نعوذ باللہ علماء زمانہ کی غلط تعریف نبوت سے غلطی لگ گئی تھی کیا خدا کو بھی نعوذ باللہ غلطی لگ گئی تھی کہ اس نے حضور کو اس حدیث کا مصداق قرار دیا جو محض اولیاء امت کے لئے ہے خدارا آپ غور کریں کہ آپ لوگوں کا قدم کس طرف اٹھ رہا ہے اسی طرح تذکرہ صفحہ ۸۲ پر حضور ایک الہام کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اور چونکہ امت محمدیہ کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں اس لئے الہام مذکورہ بالا میں اس عاجز کی تشبیہ حضرت موسےٰ سے دی گئی"

## اس حقیقت پر دلالت کرنیوالا ایک اور الہام

حضرت اقدسؑ کو بالکل ابتدائی الہامات میں امتی بھی کہا گیا ہے اور نبی اور رسول بھی اس لئے حضرت اقدسؑ نے بار بار فرمایا کہ جو مسیح ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہو وہ اپنی حقیقت کے لحاظ سے محدث ہوتا ہے یہ حضور نے اپنے کسی اجتہاد یا کسی عالم کی تقلید میں نہیں فرمایا بلکہ خدا کے الہام کے ماتحت ایسا فرمایا۔ چنانچہ ۱۸۸۳ء کے الہامات میں حضورؑ کا یہ الہام تذکرہ صـ۱۰۱ پر درج ہے:-

"انت محدث اللّٰہ فیک مادۃ فاروقیۃ"

الفاظ "فیک مادۃ فاروقیۃ" الہام میں زائد کر کے اس امر کی تعیین کر دی کہ "محدث اللّٰہ" کا لفظ الہام میں اسلامی اصطلاح میں استعمال ہوا ہے اب علماء ربوہ اس الہام پر بھی غور کریں کہ خدا تو غلطی نہیں کر سکتا اگر آپ حقیقتاً محدث نہ تھے تو خدا نے کیوں انہیں محدث کے لقب سے خطاب کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی الہام کی بناء پر ہی حضورؑ نے فرمایا کہ نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت ہونے کا دعوےٰ کیا گیا ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے۔

## وہ الہامات جن میں حضورؑ کو لفظ ولی سے خطاب کیا گیا ہے

اب میں ذیل میں چند الہامات درج کرتا ہوں جن میں حضور کو لفظ "ولی" سے خطاب کیا گیا ہے ہو سکتا ہے کہ ان الہامات میں علماء ربوہ ولی کے لغوی معنی مراد لینے کی کوشش کریں لیکن مندرجہ بالا الہامات میں چونکہ اس تاویل کی گنجائش نہیں اس لئے مندرجہ ذیل الہامات میں بھی "ولی" سے مراد اصطلاحی "ولی" ہم لینا درست ہوگا:-

(۱) - تذکرہ صـ۷۲ "کتاب الولی ذوالفقار علی"

(۲) - صـ۹۵ "لا تحاط اسرار الاولیاء"

(۳) صـ۲۹۰:-

"عالم کشف میں میں نے دیکھا کہ زمین نے مجھ سے گفتگو کی اور کہا یا ولی اللّٰہ کنت لا اعرفک یعنے اے خدا کے ولی میں تجھ کو پہچانتی نہ تھی"

(۴) - صـ۲۴۶:-

"القی فی روعی ان المراد من لفظ الروح فی اٰیۃ یوم یقوم الروح جماعۃ الرسل والنبیین والمحدثین اجمعین الذین یلقی الروح علیھم ویجعلون مکلمین۔

اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس آیت میں لفظ روح سے مراد رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کی جماعت ہے جن پر روح القدس ڈالا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہمکلام ہوتے ہیں"

(۵) - صـ۳۴۴:-

"عشق الٰہی وسے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی" (ولیوں کی یہ نشانی ہے کہ عشق الٰہی انکے منہ پر

برس رہا ہوتا ہے)

(۶) "من عادی ولیًّا لی فقد اذنته للحرب"۔
یعنی جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے میں لڑنے کے لئے اسکو متنبہ کرتا ہوں"

(۷) صفحہ ۶۵۸ :۔
" اولیاء اللہ سے مخالفت رکھنا اسکا نتیجہ اچھا نہیں"

(۸) صفحہ ۶۸۸ :۔
"من عادی ولیًّا لی فکانّما خرّ من السماء"
جس نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی گویا آسمان سے گرا یعنے آسمانی تائید اور نصرت سے محروم ہوگیا۔"

(۹) ۔ صفحہ ۹۷ :۔
" الا ان اولیاء اللّٰہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون
(۱۰)۔ صفحہ ۴۹ ۔ فتح الولی فتح

## اولیاء کے ساتھ مشابہت

انبیاء کو اولیاء سے مشابہت نہیں دی جاتی کیونکہ اس طرح اولیاء کو مشبہ بہ قرار دینا پڑے گا جس میں وصف جو مشبہ اور مشبہ بہ میں مشترک ہوتا ہے اولیاء میں سے اقوی تسلیم کرنا پڑے گا حالانکہ یہ وصف انبیاء میں قوی اور اکمل ہوتی ہے لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی مشابہت اولیاء امت کے ساتھ ....... بتلائی گئی ہے۔ ذیل میں اس کے نظائر ملاحظہ فرمائیں۔ تذکرہ صفحہ ۲۱ :۔

"فطرتاً بعض طبائع کو بعض طبائع سے مناسبت ہوتی ہے اسی طرح میری روح اور سید عبدالقادر جیلانی کی روح کو خمیر فطرت سے باہم ایک مناسبت ہے جس پر کشوف صحیحہ صریحہ سے مجھ کو اطلاع ملی ہے"

اسی مناسبت کی وجہ سے حضور کو بعض دفعہ الہامات میں عبدالقادر کہکر پکارا گیا ہے ذیل میں اس کی مثالیں ملاحظہ کریں ۔ تذکرہ صفحہ ۹۱ :۔

"یا عبدالقادر انی معک اسمع واری"

یعنی اے عبدالقادر یقیناً میں تیرے ساتھ ہوں تیری دعاؤں کو سنتا ہوں یا تیری پکار کو سن رہا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے دشمن تیرے خلاف کیا کیا تدبیریں کر رہے ہیں، مطلب یہ کہ میں ان کو ناکام بنا دوں گا"

صفحہ ۶۸۹ :۔ "سلطان عبدالقادر"

## حضرت علیؓ کے ساتھ مشابہت

تذکرہ صفحہ ۲۰ ۔ ۱۸ ۔ ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء

کو ایک اور رؤیا دیکھا کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گیا ہوں یعنی خواب میں ایسا معلوم کرتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور خواب کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض اوقات ایک شخص اپنے تئیں دوسرا شخص خیال کر لیتا ہے سو اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ میں علی مرتضیٰ ہوں اور ایسی صورت واقع ہے کہ ایک گروہ خوارج کا میری خلافت کا مزاحم ہو رہا ہے یعنی وہ گروہ میری خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے اور اس میں فتنہ انداز ہے تب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم میرے پاس ہیں اور شفقت اور تودد سے مجھے فرماتے ہیں "یا علی دعھم وانصارھم وزراعتھم یعنے اے علی! ان سے اور ان کے مددگاروں اور ان کی کھیتی سے کنارہ کر اور ان کو چھوڑ دے اور ان سے منہ پھیر لے اور میں نے پایا کہ اس فتنہ کے وقت صبر کے لئے آنحضرت صلعم مجھ کو فرماتے ہیں اور اعراض کے لئے تاکید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ہی حق پر ہے مگر ان لوگوں سے ترک خطاب ہی بہتر ہے اور کھیتی سے مراد مولویوں کے پیروؤں کی وہ جماعت ہے جو ان کی تعلیموں سے اثر پذیر ہیں جس کی وہ ایک مدت سے آبپاشی کرتے چلے آتے ہیں۔"

صفحہ ۲۲ پر ایک کشف میں یہ الفاظ ہیں :۔
پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علی نے تالیف کیا ہے اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ حضور حضرت علی رض کے علوم کے وارث ہیں۔

## حضور کا حضرت نبی کریم صلعم کا فرزند ہونا

قرآن کریم میں بالصراحت یہ مذکور ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم مؤمنین کے باپ ہیں۔ واخفض جناحک لمن اتبعک ..... من المؤمنین کے ماتحت آنحضور صلعم کی تربیت کاملہ کے نیچے آکر ہی اولیاء امت تیار ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضورؑ کے الہامات میں حضور کو حضرت نبی کریم صلعم کا بیٹا ہی قرار دیا گیا ہے ملاحظہ ہوں ذیل کے الہامات :۔

تذکرہ صفحہ ۳۶۸ :۔
(۱) "انت تربی فی حجر النبی۔ تو نبی کی کنار عاطفت میں پرورش پا رہا ہے"

(۲) صفحہ ۵۲۷ :۔
انی معک یا ابن رسول اللہ۔ اے اللہ کے رسول کے بیٹے یقیناً میں تیرے

ساتھ ہوں

## حضور کا حلل الیروز میں ہونا

ایک دلیل زمرۂ اولیاء کا فرد ہونے کی یہ بھی ہے کہ اولیاء کو بروز انبیاء قرار دیا جاتا ہے جس پر کہ یہ شعر بھی دلالت کرتا ہے ؎

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند
ہر زماں آیند در رنگ دگر

اور حضور کا یہ جملہ قد اتفق اھل القلوب علی ان الولایۃ ظل النبوۃ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے حضورؑ کے الہامات اس بارے میں حسب ذیل ہیں :۔

(۱) تذکرہ صفحہ ۲۷۳ :۔
خدا کا فرستادہ نبیوں کے حلوں میں

(۲) صفحہ ۲۷۹ :۔
انک انت فی حلل البروز

(۳) صفحہ ۹۷ :۔
" جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء۔ جری اللہ نبیوں کے حلوں میں اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصب ارشاد اور ہدایت اور مورد وحی الٰہی کا دراصل حلہ انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور استعارہ ملتا ہے اور یہ حلہ امت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلعم نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام ان کو سپرد کیا جاتا ہے"

حضرت اقدس کی مندرجہ بالا تشریح سے حلہ کی حقیقت واضح ہو گئی کہ اس حلہ انبیاء کا پہننے والا درحقیقت نبی نہیں بن جاتا محض نبیوں کے بعض کام سپرد ہونے کی وجہ سے اس پر "نبی" کا لفظ بطور استعارہ بول دیا جاتا ہے۔

## الہامات میں لفظ نبی کی حقیقت

علماء ربوہ اپنی تائید میں ان الہامات کو پیش نہیں کر سکتے جن میں حضور کے لئے لفظ نبی مستعمل ہوا ہے کیونکہ حضورؑ نے وضاحت سے ان کی تشریح فرما دی ہوئی ہے جس میں صاف لکھا ہے کہ یہ لفظ محض لغوی معنی یعنی فرستادہ اور غیب کی خبریں پانے والے کے معنی میں استعمال ہوا ہے اسلامی اصطلاح میں استعمال نہیں ہوا اور یہ مکالمات الٰہیہ کے مفہوم میں اولیاء اللہ پر بولا جاتا ہے۔ جس امتی کے لئے یہ لفظ اس کے الہامات میں استعمال ہو جائے وہ امتی نبی نہیں بن جاتا بلکہ اولیاء کی جماعت کا ہی فرد رہتا ہے اس لئے ماننا پڑے گا کہ جن الہامات میں ولی کا لفظ وارد ہوا ہے ان میں "ولی" کا لفظ اپنے حقیقی اور اصطلاحی معنوں میں مستعمل ہوا ہے اور "نبی" کا لفظ مجازاً و استعارۃً مستعمل ہوا ہے اس لئے مقام کی تعیین کرنے میں حقیقت کو ہم مد نظر رکھنا پڑے گا نہ کہ مجاز کو۔ پس چونکہ حقیقت کے لحاظ سے حضور ولایت کے مقام پر ہی فائز ہیں اس لئے الہامات کی رو سے حضور کو زمرۂ اولیاء کا ہی فرد تسلیم ..

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

# جناب قاضی محمد نذیر صاحب کا چیلنج مباحثہ منظور

## حضرت اقدسؑ کی طرف منسوب کردہ باتیں

جناب قاضی صاحب محترم ۱۵ر فروری ۱۹۶۳ء کے اخبار الفضل کے صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ علماء ربوہ جو مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں تضاد مانتے ہیں وہ حضور کی اپنی تحریر کی بناء پر مانتے ہیں کیونکہ آپ نے اپنے کلام میں اختلاف خود حکم عدل تسلیم کرتے ہیں اس مضمون میں جناب قاضی صاحب موصوف نے کئی باتیں ہیں جن کا نام و نشان بھی حضورؑ کی کسی تحریر میں نہیں پایا جاتا اور وہ باتیں حسب ذیل ہیں:—

(۱)۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مسیحؑ پر جزوی فضیلت کا عقیدہ تبدیل کر لیا قاضی صاحب کا یہ لکھنا درست نہیں حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی بھی جزوی فضیلت کا عقیدہ تبدیل نہیں کیا اگر قاضی صاحب حضور کی کسی تحریر میں یہ دکھلا دیں کہ حضورؑ نے اپنی فضیلت بر مسیحؑ کو کلی فضیلت قرار دیا ہو تو میں اپنے تمام دلائل واپس لے لوں گا۔ باقی رہے الفاظ اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونا۔ سو اس کے متعلق میں گذشتہ قسط میں وہ تفصیل بیان کر چکا ہوں جو حضور نے اپنی شان کی بتلائی ہے اس میں نبوت کا ذکر تک نہیں۔

(۲)۔ حضرت اقدس پر متواتر وحی سے انکشاف ہو گیا کہ آپ محدث نہیں بلکہ نبی ہیں۔ اس انکشاف کا کوئی ثبوت جناب قاضی صاحب نے پیش نہیں کیا قاضی صاحب کو چاہئے کہ وہ حضرت اقدسؑ کی کوئی تحریر پیش کریں جس میں حضور نے بالوضاحت لکھا ہو کہ مجھ پر انکشاف ہو گیا ہے کہ میں جو پہلے اپنے آپ کو زمرۂ محدثین یا زمرۂ اولیاء کا فرد لکھا کرتا تھا وہ غلط تھا درحقیقت میں زمرۂ انبیاء کا فرد ہوں، محض جناب قاضی صاحب کا اپنا قیاس اتنے اہم مسئلہ کا فیصلہ کرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔

(۳)۔ حکم و عدل نے نبوت کے متعلق اپنے عقیدہ میں تبدیلی کر کے ذکر کر دیا ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جناب قاضی صاحب کی یہ بات بھی درست نہیں حضرت اقدسؑ نے مسئلہ نبوت کے متعلق اپنے عقیدہ میں کسی تبدیلی کا ذکر قطعاً اپنی کسی تحریر میں نہیں کیا قاضی صاحب اپنے دعوے میں اگر سچے ہیں تو اس کی تائید میں حضرت اقدس کی کوئی صریح عبارت اس مضمون کی دکھائیں ورنہ محض دعوے عقلاء کے نزدیک قابل التفات نہیں ہو سکتا۔

(۴) تبدیلی عقیدہ کا اظہار کر کے خود حضرت مسیح موعودؑ نے عقیدہ سے قبل کی تحریروں کی کڑی تبدیلی عقیدہ سے بعد کی تحریروں سے توڑ دی ہے اور مصری صاحب موصوف پچھلی تحریروں کی زنجیر کو کھینچ تان کر پہلی تحریروں کی زنجیر سے مصنوعی طور پر ملانا چاہتے ہیں اسی کا نام ہے خدا کے مقرر کردہ حکم پر حکم بننا۔

جن اشخاص نے میرے مضامین کو تعصب سے دل کو خالی کر کے غور سے پڑھا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں تک مسئلہ نبوت کا تعلق ہے اس میں حضرت اقدسؑ کی شروع سے لے کر آخر تک کی تمام تحریروں میں کس قدر ہم آہنگی پائی جاتی ہے لیکن بہرحال جناب قاضی صاحب ابھی اس ہم آہنگی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نظر نہیں آتے کیونکہ حقیقۃ الوحی کی عبارت کا صحیح مفہوم ابھی ان کے ذہن میں داخل نہیں ہوا۔ امید ہے اس عبارت کا صحیح مفہوم واضح ہو جانے کے بعد آپ بھی میرے ساتھ متفق ہوں گے کہ حضور نے شروع سے لے کر آخر تک اپنا مقام ایک ہی بنایا ہے اور وہ ہے مقام ولایت نہ کہ مقام نبوت بہرحال جیسا کہ میں گذشتہ قسط میں وعدہ کر چکا ہوں حقیقۃ الوحی کے حوالہ پر مزید روشنی بھی ڈالوں گا۔ خدا کرے کہ وہ روشنی احباب ربوہ کی ان تاریکیوں کو پاش پاش کر دے جن میں وہ حقیقۃ الوحی کے حوالہ کا صحیح مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے مبتلا چلے آتے ہیں حیرت ہے کہ حضرت اقدسؑ کی تحریروں میں تطابق دکھلانا جناب قاضی صاحب کے نزدیک حکم پر حکم بننے کے مترادف ہے جناب قاضی صاحب میں تو خدا کی مدد سے حضرت اقدسؑ کی علمی پوزیشن سے اس بدنما داغ کو دور کرنے کی کوشش جاری رکھوں گا کہ حضور نے اپنے دعوے کی تائید میں جو قرآن کریم اور احادیث سے دلائل پیش کئے وہ نعوذ باللہ سب غلط تھے آپ لوگوں کا یہ نظریہ —— مخزیات میں سے ہے اور خاکسار حضورؑ کے الہام "وانا نبلغی لك من المخزيات ذكراً" کو پورا کرنے کے لئے بتوفیقہٖ تعالیٰ کوشاں رہے گا۔ خواہ آپ میرے خلاف کتنے ہی سخت لفظ استعمال کرتے رہیں اور طنزیہ کلام آپ نے اختیار کو پڑ کرتے رہیں۔ جناب قاضی صاحب کے خود پیدا کردہ فساد کو دور کرنیکی میری

## قاضی صاحب کا چیلنج مباحثہ اور اس کا جواب

مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ قاضی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کی بنا محض ان کے اپنے ذاتی قیاسات پر ہے حضرت اقدسؑ کی کسی تحریر کی تائید انہیں قطعاً حاصل نہیں لیکن انہیں اپنے ان قیاسات کی صحت پر اس قدر ثبات سے یقین ہے کہ انہوں نے مجھے مباحثہ کا چیلنج دے دیا ہے۔ گو میں سمجھتا ہوں کہ میری گذشتہ قسط کو مطالعہ کرنے کے بعد ان کی اس شدت میں ضرور کمی آگئی ہوگی لیکن بہرحال اگر وہ اپنے چیلنج پر قائم ہیں تو میں انہیں اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے ان کا چیلنج منظور ہے۔ ان کے چیلنج کے الفاظ حسب ذیل ہیں:—

> "میں بڑی تحدی سے انہیں (یعنی خاکسار کو) دعوت دیتا ہوں کہ وہ تبدیلی عقیدہ کے مسئلہ پر مجھ سے بحث کریں اس بحث میں ۵ پرچے ہوا کریں تبدیلی عقیدہ کا مدعی ہوں (تبدیلی عقیدہ سے مراد قاضی صاحب کی دعوے نبوت کے متعلق تبدیلی یعنی ان کے نزدیک پہلے حضور دعوے ولایت یا محدثیت کا کرتے تھے بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا) اور جناب مصری صاحب منکر اور آخری پرچہ بحیثیت مدعی میرا ہوگا اس طرح تین پرچے میرے ہوں گے اور دو مصری صاحب کے یہ پرچے ہم اپنے گھر بیٹھے لکھیں گے اور تاریخ مقرر ہو جانے پر ایک ہفتہ کے اندر اندر پرچہ لکھ کر رجسٹری کرا کر ایک دوسرے کو بھیجنا ضروری ہوگا"

تین پرچوں کی شرط مجھے منظور ہے بشرطیکہ تیسرے پرچے میں نہ کوئی نیا حوالہ پیش کیا جائے اور نہ کوئی نئی دلیل پیش کی جائے ورنہ فریق ثانی کو جواب کا حق ہوگا۔

## میرا مدعی ہونا

جناب قاضی صاحب پر میری گذشتہ قسط کے مطالعہ سے واضح ہو گیا ہوگا کہ میں بھی ایک بات کا مدعی ہوں یعنی میرا دعویٰ یہ ہے کہ حقیقۃ الوحی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس نے تبدیلی ضرور کی ہے لیکن وہ تبدیلی دعوئے ولایت کو دعوئے نبوت میں بدلنے کے متعلق نہیں کی بلکہ ایک اور عقیدہ میں کی ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے حضورؑ کا

عقیدہ مسلمانوں کے عام مروّجہ عقیدہ کے مطابق یہ تھا کہ غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا لیکن بعد میں وحی الٰہی کی تعمیل میں آپ کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ غیر نبی اپنے متبوع نبی کو چھوڑ کر دوسرے کسی نبی سے افضل ہو سکتا ہے گو باوجود افضل ہونے کے فضیلت اس کی جزوی ہی ہو گی۔ اس کی وضاحت میں گزشتہ قسط میں کر چکا ہوں۔ اس لئے اس بات کو ثابت کرنے کا میں مدعی ہوں کہ حضور کا مطلب حقیقۃ الوحی کی عبارت میں یہی ہے کہ غیر نبی باوجود جزوی فضیلت رکھنے کے نبی سے افضل ہو سکتا ہے پس بحیثیت مدعی ہونے کے میرے بھی اسی طرح تین پرچے ہوں گے جس طرح جناب قاضی صاحب نے اپنے لئے تجویز کئے ہیں۔ باقی ہر پرچہ لکھنے کی میعاد ایک ہفتہ ہو گی یہ سب مجھے منظور ہے۔ لیکن ایک امر کی میں جناب قاضی صاحب سے وضاحت چاہتا ہوں کہ کیا جناب قاضی صاحب کے نزدیک نبوت کے متعلق حضور کی تبدیلی عقیدہ کی بنا صرف حقیقۃ الوحی والے حوالہ پر ہی ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور حوالے بھی ہیں جن سے انکے نزدیک تبدیلی عقیدہ کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو انہیں ان حوالوں کو بھی وضاحت سے بیان کر دینا چاہئے تا ان سب کا ایک ہی دفعہ فیصلہ ہو جائے۔ اگر مزید حوالے بھی ہیں تو ان کے متعلق بھی فریقین جس جس امر میں مدعی ہونگے اس میں بھی حسب تجویز جناب قاضی صاحب ۵ پرچے ہی ہونگے تین مدعی کے اور دو منکر کے ان تمام حوالوں پر بحث کو مکمل کرنا ضروری ہو گا۔ نیز محترم قاضی صاحب یہ بھی بتلا دیں کہ آیا یہ پرچے چھپوائے بھی جائیں گے تو کتنی کتنی تعداد میں تو کیا ان کو طبع کرانے کے اخراجات آپ نصف نصف برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں جس کے نتیجہ میں نصف نصف کاپیاں فریقین لے لیں گے میری رائے میں ہر بحث کی ہزار ہزار کاپی چھپوائی جائے اور ہر فریق پانصد کاپیاں لے لے قیمت فی کاپی لاگت کے قریب قریب ہونی چاہیئے۔

آخر میں جناب قاضی کی خدمت میں مخلصانہ درخواست کرتا ہوں کہ اس تبادلۂ خیالات کو فتح رجیت کی نیت سے نہ اختیار کیا جائے بلکہ محض اظہار حق ہم دونوں کے مدنظر ہونا چاہیئے اور جہاں بھی کوئی حق بات نظر آئے اسے فوراً قبول کر لیا جائے عام مناظروں کی طرح ہر بات کو رد کرنے کی کوشش نہ کی جائے اس تبادلۂ خیالات میں محض رضائے الٰہی ہی فریقین کے مدنظر رہنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کی صراطِ مستقیم کی طرف ہی راہنمائی فرمائے اور ہمیں حق کو قبول کرنے اور باطل سے دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اس تبادلہ خیالات میں ہم دونوں کو حضرت مسیح موعودؑ کا وہ اسوہ مدنظر رکھنا چاہیئے جس کا اظہار حضور نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ مباحثہ کے دوران فرمایا تھا

## ایک غلط فہمی کا ازالہ اور ایک مطالبہ

محترم قاضی صاحب! آپ نے میرے متعلق لکھا ہے کہ میں حقیقۃ الوحی کے حوالہ مذکورہ کو زیر بحث لانے کے لئے گھبراتا ہوں غالباً میری گزشتہ قسط کے مطالعہ سے ہی آپ کی یہ غلط فہمی دور ہو گئی ہو گی اور اگر کچھ کسر باقی رہ گئی ہے تو وہ آپ کے تجویز مباحثہ کو فوراً قبول کرنے سے نکل جائے گی۔

محترم قاضی صاحب! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کامل انشراح صدر حاصل ہے اس بات پر کہ اس حوالہ کا جو مفہوم آپ دوستوں نے سمجھا ہوا ہے وہ بالکل غلط اور حضرت اقدسؑ کے صریح منشاء کے خلاف ہے اور جو کچھ میں نے اس کا مفہوم سمجھا ہے وہی درست اور حضور کے منشاء کے مطابق ہے ان شاء اللہ دوران بحث میں یہ حقیقت آپ پر واضح ہو جائے گی اور آپ کو پتہ لگ جائے گا کہ الفاظ صریح طور پر خود آپ کے خلاف ہیں آپ کو اپنے مفہوم کے لئے قطعاً کوئی تائید نہیں مل سکے گی میں آپ پر اس امر کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں ہر وقت حق اور سچائی کا طالب رہتا ہوں۔ اگر آپ کسی سچائی کو مجھ پر واضح کر دیں گے تو خدا کے فضل سے مجھے اس سے روگردانی کرنے والا ہرگز نہ پائیں گے بلکہ میں تمام عمر آپ کا ممنون احسان رہوں گا۔ میں نے آپ دوستوں سے بارہا مطالبہ کیا ہے کہ مجھے حضرت اقدس کی تحریر میں یہ دکھلا دیں کہ حضورؑ نے بطور نص یہ لکھا ہو کہ آپ اسلامی اصطلاح میں نبی اور رسول ہیں یا اسلامی اصطلاح اور محض لغوی اصطلاح ایک ہی ہیں جس طرح بطور نص حضور نے اسلامی اصطلاح میں نبی اور رسول ہونے سے انکار اور محض لغوی معنی میں نبی اور رسول ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اسی طرح مجھے آپ دوست حضرت اقدسؑ کی کسی تحریر سے یہ دکھلا دیں کہ حضور نے لکھا ہو کہ حضور پر وحی ولایت نہیں بلکہ وحی نبوت نازل ہوتی ہے جیسا کہ حضور نے بطور نص لکھا ہے کہ حضور پر وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت نازل ہوتی ہے، قیاسات اور اجتہادات یہاں کام نہیں دے سکتے کیونکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ نص کے مقابلہ میں قیاس اور اجتہاد کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اگر آپ یہ دونوں باتیں مجھے دکھلا دیں تو میں اپنے تمام دلائل واپس لے لوں گا اور اگر آپ کو ایسا کوئی حوالہ نہ ملے تو حضور کی نصوص کو قبول کرتے ہوئے ہمارے ساتھ اتفاق کریں کہ حضور زمرۂ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کے ہی فرد ہیں۔ حکم عدل کے فیصلہ کے آگے سر جھکا دینے میں ہی سعادت ہے اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس سعادت سے وافر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؛

---

جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کچھ مانگا نہیں گیا کہ آپ نے اس کے جواب میں انکار کیا ہو۔ (بخاری)

# ضروری تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۶۳ء کے صفحہ ۶ کالم ۲ پر لفظ "گویا" کے بعد چند الفاظ اڑ گئے ہیں انہیں اس طرح پڑھا جائے:۔

"گویا بالفاظ دیگر دونوں عبارتوں میں بظاہر"

اسی طرح اسی صفحہ کے تیسرے کالم کے حاشیہ کی سطر ۳ میں "قائل ہیں" کی بجائے "قائل نہ تھے" پڑھا جائے سطر ۶ میں "اقدسؑ" سے پہلے "حضرت" کا لفظ زائد کیا جائے۔

اسی سطر کے آخر میں "تشریحات" کی بجائے "قرآنی آیات" پڑھا جائے۔

اسی طرح صفحہ ۶ کی پہلی سطر میں لفظ "وحی" کی بجائے "حقیقۃ الوحی" پڑھا جائے ؛

---

# خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۸)

نام میں نے لکھ لئے ہیں اور ان کے نام چندہ بھی میں نے خود ہی تجویز کیا ہے امید ہے کہ وہ بخوشی منظور کر کے یہ چندہ جمع کروا دیں گے۔

نوٹ:۔ اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس فہرست کو جو آپ لکھ رہے تھے پڑھ کر سنایا اور سب لوگوں نے جن کے نام آپ نے پڑھ کر سنائے آپ کی تجویز کردہ رقم دینا بخوشی منظور کیا۔ کوئی سات ہزار روپے کے وعدے لکھے گئے۔ ان سب کی فہرست دوسری جگہ درج ہے جس میں لاہور کی جماعت کے اصحاب کے نام اور ان کی موعودہ رقوم کا ذکر کر دیا گیا ہے ابھی بہت زیادہ تعداد ان اصحاب کی باقی ہے جن سے ابھی تک وہ مطالبہ نہیں کیا گیا۔

---

# ضروری اعلان

کراچی کی شاہراہ پر بمقام قاضی احمد تحصیل سکرنڈ ضلع نوابشاہ (سندھ) میں قریباً ۱۲۵۰ ایکڑ اراضی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ملکیت ہے۔ دو فصلہ نہری پانی کا انتظام ہے۔ اور ٹیوب ویل بھی لگے ہوئے ہیں۔ سڑک اور ریلوے سٹیشن کے قریب ہے۔

انجمن یہ رقبہ ٹھیکہ پر دینا چاہتی ہے خواہشمند اصحاب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

المشتہر:۔ احمد یار سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس
لاہور ۷

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## فلپائن

ترجمہ خط محمد علی۔ اے۔ لم جولو سولو۔ فلپائن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں بڑی مسرت سے آپ سے احمدیت کے قائمہ کے متعلق تحریر کرتا ہوں۔

گذارش ہے دسمبر ۲۹ سنہ ۱۹۶۲ء پاکستان سے چھ علماء سیاسی تشریف لائے وہ پروفیشنل اور انگریزی دان تھے۔ لیکن افسوس سے کہتا ہوں کہ میں ان کے کوائف سے واقفیت نہ حاصل کر سکا ان کے نام یہ ہیں :-

(۱) - قاضی عباس صمد۔ قلات مغربی پاکستان سے۔
(۲) - محمد عبدالخالق۔ عربی مدرسہ راٹے ونڈ مغربی پاکستان۔
(۳) - محمد یعقوب — پشاور۔
(۴) - گلزار محمد۔ پنجاب فوڈ گرین سٹور۔ اکبری منڈی لاہور۔
(۵) - عبدالرزاق۔ مالی والی مسجد لکڑیل ڈھاکہ مشرقی پاکستان۔
(۶) - ڈاکٹر رحمت علی۔ سعید بلڈنگس بیرابیری گیٹ بہاولپور مغربی پاکستان۔

انہوں نے فلپائن کا منڈاناؤ میں خاص خاص جگہوں کا دورہ کیا جہاں کہ مسلمانوں کی اکثریت بھی سولو۔ منڈاناؤ وغیرہ میں تقریریں کیں اور مسلمانوں کو بتایا کہ احمدیوں کی تعلیم اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے اس سے بچکر رہنا۔

ان لوگوں کے مختصر دوران قیام میں میں نے ارادہ کیا کہ جماعت کے چند آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر ان کی قیام گاہ پر حاضر ہو کر چند سوالات کروں۔ مگر ان لوگوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔

یہ لوگ یہاں پروپیگنڈا کرتے پھرتے ہیں کہ پاکستان اور دیگر ہمسایہ ممالک میں احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھا جا رہا ہے اور غیر احمدی انہیں سزا دے رہے ہیں۔

بعض لوگ فلپائن کے مختلف علاقوں میں ان کے گمراہ کن پروپیگنڈا سے کسی حد تک متاثر نظر آ رہے ہیں۔

ہم بھی ان کے بداثرات کو مٹانے کے لئے بذریعہ لیکچرز انتظام کر رہے ہیں۔

ہم اسلام کی نشر و اشاعت معقول اور سائنٹیفک رنگ میں احمدیت کے جھنڈے کے نیچے ہو کر کر رہے ہیں۔

معقول قابل اہل علم اور اہل اثر اصحاب کا وفد فلپائن کے تمام اضلاع میں دورہ کر کے تبلیغ احمدیت کرنے کے لئے نکل پڑے۔

(نام نہیں لکھے جا رہے)

اللہ تعالیٰ اس مقدس تحریک کی حفاظت فرمائے۔ والسلام۔

(ان کے والد صاحب کے لئے جن کا تبلیغ کے دوران میں تھیلا جس میں کتب تھیں گم ہو گیا تھا۔ ریلیجن آف اسلام اور خط بھیجے جا رہے ہیں)

## ہندوستان

ترجمہ خط عبدالرحمن کریم ڈلیپائی۔ بمبئی - انڈیا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

میرا خیال ہے کہ آپ میرے ساتھ جب کہ میں جنوبی افریقہ میں تھا خط و کتابت کرتے تھے۔ اور قریشی صاحب سے بھی۔ بہت عرصہ گذرا ہے۔ بوجہ اپنی مجبوریوں اور سیاسی دشواریوں کے میں نے آپ دونوں سے خط و کتابت بند کر دی۔ مجھے امید ہے کہ معاف کریں گے۔ اب تقریباً ایک سال سے میں ہندوستان میں مقیم ہوں اور میرے ساتھ دو بچے عمر ۸ اور دس سال اور ایک بیمار ماں ہے اور مجھے مجبوراً اپنے بچوں کو سکول کی تعلیم کے لئے ہندوستان لانا پڑا کیونکہ وہاں بالکل گھٹیا درجہ کی تعلیم ہے اور کالے لوگوں کے لئے علیحدہ سکول ہیں۔ اور یہ قانون نافذ ہو چکا ہے اس وقت اس قدر خطرناک حالت ہے کہ سفید تمام لوگوں کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے علاقہ کی مسجدوں کو گرا دیں۔ مثلاً اگر ایک مسجد سفید قوم علاقہ میں ہے تو گورنمنٹ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اسکو مسمار کر دے۔ میرے خیال میں جنوبی افریقہ کے علاقہ کے سوا اور کوئی علاقہ بہتر اور اچھا نہیں مگر بہت بری طرح حکومت کی جا رہی ہے اور فرانسیسیوں کے مظالم بہت سخت ہیں۔ آپ کو ان کی حالت کا بخوبی علم ہو گا۔ اس وقت ۷۵ فی صدی آبادی اس قدر ظلم میں دبی ہوئی ہے کہ وہ آواز تک نہیں نکال سکتی مجھے اس وجہ سے اپنے باپ کے کام کاج چھوڑ کر ہندوستان آنا پڑا اور اپنے دونوں بچوں کی آئندہ زندگی کا فکر کرنا پڑا کہ بہترین تعلیم حاصل کریں۔ ابھی دو بچے اور میری بیوی جنوبی افریقہ میں ہیں میں معذرت کرتا ہوں کہ میں آپ کو اور قریشی صاحب کو خط نہ لکھ سکا جس کی وجہ میری مشکلات تھیں اب امید ہے کہ آپ میری پوزیشن کو سمجھ گئے ہوں گے۔ چونکہ میرے خویش و اقارب اور والدہ اس جگہ ہیں۔ میں اپنے زمینداری معاملات اور جائداد کے جھگڑے طے کر کے جنوبی افریقہ جاؤں گا۔ اور وہاں سیاسی زندگی میں حصہ لوں گا کیونکہ ہم تمام وطن بڑی خستہ حالی کی زندگی گذار رہے ہیں۔ خدا کے فضل سے اپنے اختیارات حاصل کریں گے۔ اور اسلام کی تعلیم بھی پیش کروں گا۔ میں آرام سے نہیں بیٹھوں گا جب تک اپنے دوسرے کالے بھائیوں ہر مذہب سے تعلق رکھنے والوں کو لونی تعصب سے نجات نہ دلا دوں۔ وہ دن قریب ہے کہ جب ہم سب آرام سے زندگی بسر کریں گے۔ میں پاکستان دیکھنے کا بہت خواہشمند ہوں۔ جب جنوبی افریقہ سے آیا تو میں نے سفر توڑنے کا ارادہ کیا مگر بوجہ چیچک کی بیماری کے مجھے اجازت نہ دی گئی۔ مجھے امید ہے کہ جب ہماری مشکلات دور ہو گئیں تو میں پاکستان آؤں گا۔

ہم نے احمدیہ تحریک جاری کی ہوئی ہے لیکن ہمارے پاس لٹریچر نہیں ہے جو کہ عیسائیت کے رد کے متعلق ہو۔ اس لئے میرے چند دوستوں نے مجھے لکھا تھا۔ کہ ہمیں چند کتابیں مفت ارسال کریں جو کہ اسلام اور عیسائیت کے متعلق ہوں قرآن شریف یا تو افریقہ ارسال کر دیں یا میری معرفت ارسال کریں۔ میرے دو پاکستانی دوستوں سے ملاقات ہوئی جبکہ جہاز کیپ ٹاؤن بندرگاہ میں لنگر انداز ہوا۔ وہ جرمنی اور انگلینڈ سے واپس آ رہے تھے۔ اور انہوں نے کچھ عرصہ تک میرے ساتھ خط و کتابت کی اور ان کی افریقہ کی حالت سے صدمہ پہنچا۔ ایک پشاور یونیورسٹی میں لکچرار ہے اب عرصہ دو سال سے اُن کے متعلق کچھ زیادہ نہیں معلوم۔ میں آپ کو اور قریشی صاحب کو افریقہ جانے سے پہلے انشاء اللہ ملوں گا۔

(خط لکھا گیا)

## جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از محترمہ اسما محمد لینڈون سی پی جنوبی افریقہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے سارٹیفکیٹ ممبرشپ کا مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔

مجھے افسوس ہے کہ میں دیر سے آپ کے خط کا جواب لکھ رہی ہوں۔ مجھے لٹریچر بھی مل گیا ہے یہ لٹریچر بڑا دلچسپ اور سبق آموز ہے اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے اسلام کے متعلق ایک معقول نقطہ نظر سے اس لٹریچر کے ذریعہ روشنی بخشی ہے۔

میں دس شلنگ لائٹ کا چندہ بھیج رہی ہوں جو بچ رہے اس کا مجھے مزید لٹریچر بھجوا دیں جو مجھے اپنے دوستوں کے لئے درکار ہے۔

میں جلدی جلدی خط اس لئے نہیں لکھ سکتی کہ میں گیارہ بچوں کی ماں ہوں جن کی وجہ سے میں بہت مصروف ہوں میں تمام کو پڑھا کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق کی شکرگزار ہوں اور آپ کے لئے اور انجمن کے لئے دست بدعا رہتی ہوں۔ والسلام

(انہیں لٹریچر اور خط اور رسید بھیجے گئے)

# اخبار احمدیہ

—— لاہور میں ۲۶ فروری ۶۳ء کو عید الفطر منائی گئی۔ مرکزی جامع احمدیہ میں نماز عید کے لئے قریباً پانچ سو اصحاب جمع تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے نماز پڑھائی اور خطبہ دیا جو آیندہ اشاعت میں درج ہوگا۔ اس موقعہ پر احباب نے احمدیہ ہال کی تعمیر کے لئے نقد اور وعدوں کی صورت میں جو چندے دیئے ان کی میزان -/1275 روپے تک پہنچ گئی۔ الحمد للہ (مفصل دوسری جگہ)

## حج بیت اللہ

—— قبل ازیں یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ محترم ڈاکٹر حسن علی صاحب معہ اہلیہ و صاحبزادہ امسال حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح اس سے قبل ۱۹۳۵ء میں بھی حج کر چکے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:-

"۱۹۳۵ء میں بمقام عرفات عالم رؤیا میں راقم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نظر آئے تھے۔ جیسا کہ راقم اپنے ایک مطبوعہ اشتہار میں لکھ چکا ہوا ہے۔ فرمایا کہ اپنے دوستوں کو کہیں کہ وہ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ کفر۔ ضلالت۔ عیسائیت کا ستیاناس کرے۔ آمین

اس غرض کے لئے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک روح کی تسکین کی خاطر حج بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری اس درخواست کو منظور فرمایا۔"

خاکسار ڈاکٹر حسن علی۔ گورنمنٹ پنشنر۔ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ گوجرانوالہ۔

## درخواست ہائے دعا

—— میسور (کرناٹک انڈیا) سے محمد حسین صاحب لکھتے ہیں ... اپنے ایک کارڈ بنام شیخ محمد انعام حق صاحب حیدر آباد دکن میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری اہلیہ و دیگر بصحت ہیں مگر میں پھر دس روز سے بیمار ہو گیا ہوں۔ قلب پر ہر روز ایک دو بار دورے پڑتے ہیں۔ شب میں زیادہ تکلیف رہتی ہے۔ نیند جلد نہیں آتی۔ ڈاکٹر کا علاج جاری ہے۔ ہر روز انجکشن دوائی جاری کیا ہے۔ کمزوری کی وجہ سے سانس بہت تیز چلتی ہے۔ ڈاکٹر کا مشورہ ہے کہ میں پھر مکمل آرام کروں اور بستر پر پڑا رہوں۔ آپ سے عاجزانہ التجا ہے کہ دعا کے لئے مرکز کو اور حضرت امیر ایدہ اللہ ... و دیگر بزرگوں کو تحریک کریں۔ شاید میں ان کو نہ لکھ سکوں کیونکہ مجھے بے حد تکلیف ہے۔ اور یہ چند سطور بستر پر بیٹھ کر ہی تحریر کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ خود بھی دعاؤں میں یاد رکھیں گے اور مرکز کو بھی اطلاع دیں گے۔ امید ہے کسی بزرگ کی دعا سے پھر چند دن کی مہلت مل جائے تاکہ خدمت دین کا موقع مل جائے"

اور میرے گناہوں کی تلافی ہو جائے"

—— محمد اقبال چغتائی صاحب کے والد صاحب احباب کرام کی دعاؤں کے طفیل روبصحت ہیں۔ مزید دعاؤں کے لئے ملتجی ہیں۔

—— ملک عبد الغنی صاحب کارکن دفتر انجمن عرصہ سے صاحب فراش ہیں احباب کرام ان کے لئے درد دل سے دعائے صحت فرمائیں۔

—— جماعت کے دیگر احباب بیمار اور بعض مختلف مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان سب کے لئے درد دل سے دعاؤں کی ضرورت ہے۔

## ولادت

—— سلہٹ سے چوہدری یومت احمد صاحب لکھتے ہیں:-

"آج عرصہ ڈیڑھ ماہ ہو رہا ہے خدا نے مجھے ایک اور بچہ عنایت کیا ہے میری درخواست ہے کہ جماعت میں یہ خوشخبری پہنچا کر میرے بچے کے لئے درازی عمر اور صحت و دولت کے لئے دعا کی تحریک کی جائے۔"

## شمولیت سلسلہ

ملک منور احمد صاحب نے جو جہلم کے رہنے والے اور ملٹری میں ملازم ہیں ۱۷ فروری کو حضرت امیر قوم کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ میں شمولیت اختیار کی ہے۔ احباب دعا فرماویں اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرماوے۔ آمین۔ (ڈاکٹر عبد العزیز)

## پہاڑی علاقوں میں تبلیغ کی ضرورت

گیا (بہار۔ انڈیا) سے ایم اے صمد صاحب لکھتے ہیں:-

"ہماری جماعت کا اولین مقصد تبلیغ اسلام ہے۔ مگر اس طرف کچھ عرصہ سے ہم محسوس کر رہے ہیں کہ صرف انفرادی طور پر نہیں بلکہ جماعتی حیثیت سے بھی ہم اسکو کما حقہ ادا نہیں کر رہے حالانکہ بلا کسی تکلف کے ہم اس کام کو فرصت کے وقت آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ ہم خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں سے جو اپنے دنیاوی کاموں سے ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اور پنشن پا رہے ہیں امید کرتے ہیں کہ وہ قدم آگے بڑھائیں گے۔ کیونکہ ان کو فرصت ہے اور آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے گھومنے پھرنے کیلئے باہر جانیکا موقعہ ملتا ہے۔ گرمیوں میں پہاڑی مقامات پر اکثر احباب جاتے رہتے ہیں۔ ہمارا تجربہ ہندوستان کا ہے کہ ایسی جگہوں میں تبلیغ کا بہت ہی اچھا موقعہ ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ جنگلی علاقوں میں خصوصیت کے ساتھ تبلیغ کے لئے توجہ دینا چاہیئے۔ اگر ہماری جماعت کے کچھ لوگ ایسی جگہوں میں جا کر آس پاس کے مسلمانوں

**مجاہد کبیر** حضرت امیر مرحوم کے سوانح حیات

یہ کتاب جو ۲۷۴ صفحات پر دیدہ زیب لکھائی اور چھپائی کے ساتھ حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔

حضرت مولانا مرحوم کے فرزند اکبر محمد احمد صاحب نے حالات جمع کرنے اور محترم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی نے ان کو ترتیب دینے میں بہت محنت اور عرقریزی سے کام لیا ہے اور اس قابلیت کے ساتھ اس کتاب کو مرتب کیا ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی گذشتہ پچاس سالہ تاریخ مختصر طور پر سامنے آگئی ہے کتاب میں ۶ عدد تصاویر اور حضرت مسیح موعود کے چند خطوط کے عکس بھی ہیں۔

یہ کتاب ہر احمدی کے مطالعہ کے قابل ہے بلکہ غیر از جماعت لوگوں تک بھی پہنچائی جائے تو سلسلہ کے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے اختلافات سلسلہ کے متعلق جو تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ وہ نا بینائی صداقت کے لئے سرمہ چشم بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔

قیمت فی جلد پانچ روپے
محصول ڈاک علاوہ ہے

ملنے کا پتہ :-

**دار الکتب اسلامیہ**
احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

پیغام صلح ۲۷ فروری ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵۰ شمارہ نمبر ۹

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم


احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ
# پیغام صلح لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
رجسٹرڈ ۔ ایل نمبر ۸۳۸ ۔ فی پرچہ ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۷۳۷۳
ایڈیٹر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۹ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ ۔ مطابق ۶ مارچ ۱۹۶۳ء | نمبر ۱۰


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیںؐ
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

## دوسروں کو فائدہ پہنچاؤ کہ تمہاری زندگی کے دن دراز کئے جائیں

### حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات طیبہ

دنیا کے معاملات میں انسان کس قدر جانی و مالی دُکھ اٹھاتا ہے اور کس قسم کی ذلتوں میں اپنے تئیں ڈالتا ہے تاکہ دنیا کا کام ہو جائے۔ پھر کس قدر افسوس ہے۔ کہ ایک ابدی حاکم کے سامنے دُکھ اُٹھانے سے گریز کرے اور اس کا مقرب ہو جانے اور ابدالآباد کی راحت پا لینے کے لئے مصیبتوں اور ذلتوں سے پرہیز کرے۔

افسوس! ناوان انسان یہ دنیا اور اس کی چند روزہ راحتوں اور خوشیوں کے حاصل کرنے کے لئے ہر دکھ اور مصیبت کے اُٹھانے کے لئے تیار مگر خدا کے واسطے کسی دُکھ کا اُٹھانا اس کے لئے وبال جان! یہ وقت ہے کہ انسان عاقبت کی فکر کرے۔ موت کا کوئی وقت اسکو معلوم نہیں کہ کس وقت آ جائے گی ؎

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار ٭ مباش ایمن از بازیٔ روزگار

کیا نہیں دیکھتے کہ ایک دم میں نئی سہاگن جس نے ابھی شوہر کا منہ بھی نہیں دیکھا بیوہ ہو جاتی ہے۔ ایک بچہ پیدا ہوتے ہی یتیم ہو جاتا ہے۔ غرض موت ایسے طور پر آ جاتی ہے کہ انسان کو کوئی بات اس وقت بن نہیں آتی اور کوئی نہیں ہوتا جو اسکو اس کے پنجہ سے چھڑا سکے۔ پھر یہ عجیب غفلت کا پردہ ہے کہ موت جیسی یقینی اور ضروری چیز سے ایسا غافل ہے کہ گویا اسکو کبھی مرنا ہی نہیں۔ پس تقویٰ اختیار کرو۔ خدا پر ایمان پیدا کرو۔ وہ ایمان جو آخر اطمینان اور سکینت کا موجب بنتا ہے، اس سے فائدہ یہ ہوگا۔ کہ تمہاری عمر دراز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مومن کی زندگی بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ وہ نفع رساں وجود ہوتا ہے۔ پس دوسروں کو فائدہ پہنچاؤ کہ تمہاری زندگی کے دن دراز کئے جائیں۔ واما ماینفع الناس فیمکث فی الارض) حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے کسی چیز میں اتنا تردد نہیں ہوتا جس قدر مومن کی جان لینے میں۔ دیکھو مومن کی کس قدر عزت ہے اور مومن کی خاطر اللہ تعالیٰ کو کس قدر منظور ہے۔ تم اپنے اندر وہ دل پیدا کرو۔ کہ خدا تعالیٰ کو تمہاری جان لینے میں تردد ہو۔ پھر دوسری قوم اس کے مقابل وہ ہے جس کی نسبت کہتا ہے قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم۔ تمہاری پرواہ ہی کیا ہے۔ یہ قوم اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے ہوتی ہے۔ اس سے بچو اور پناہ مانگو۔

غرض مومن وہی ہوتا ہے جو صابر ہو۔ جس میں صبر نہیں وہ پورا مومن نہیں ہے۔ صبر ایسی چیز ہے کہ اس کا اجر بے حساب ہے پس اگر نماز میں بھی کوئی وسوسہ اور وہم پیدا ہو تو یاس مت ہو بلکہ ہمت اور استقلال اور صبر کے ساتھ شیطان کا مقابلہ کرو۔ فتح و شکست ہر جگہ ہوتی ہے۔ مگر آخری فتح مومن اور راستباز کے لئے ہی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں والعاقبۃ للمتقین

## بحرِ حکمت کے موتی

سُئِل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکثر ما یدخل الناس النار قال الفمُ والفرجُ وسُئِل عن اکثر ما یدخل الناس الجنۃ قال تقوی اللہ وحُسن الخلق۔
الترمذی (انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ دوزخ میں جائیں گے؟ فرمایا منہ اور شرمگاہ پھر انہوں نے پوچھا وہ کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ جنت میں جائیں گے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور خوش خلقی۔

نوٹ:۔ حرام خوری سے اور زنا کاری سے ایک مسلمان کو بچنا چاہیئے اگر علماء تربیت قومی کی طرف توجہ دیں تو معاشرہ ہر ایک قسم کی بیماریوں سے رہائی پا سکتا ہے۔

قرآن مجید:۔

لولا ینھٰھم الربّانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون (۵:۶۳)

مسلمانوں کی حالت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نوحہ خواں ہیں ؎

شبِ تاریک و بیم دزد و قوم ما چنیں غافل
کجا زیں غم روم یارب تو خود دست فروتر ما

(مسیح موعودؑ)

غلام قادر عفی عنہ

# اسلام کے دو عظیم الشان پہلو — تعظیم لامر اللہ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ

## عید رمضان میں ان دونوں پہلوؤں کا عملی اظہار

### حضرت نبی کریم صلعم کی اقتصادیات — فطرانہ ایک جگہ جمع کر کے اس سے سکول، کالج، یتیم خانے اور اپاہج خانے کھولے جا سکتے ہیں۔

### احمدیہ ہال اور مارکیٹ حضرت مسیح موعود کی یادگار قائم کرنے اور آپ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا ذریعہ ہوگی

خطبہ عید الفطر مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۶۳ء — فرمودہ حضرت امیر قوم مولنا صدر الدین صاحب دامت برکاتہم ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء۔ واللہ علیٰ کل شیء قدیر ——— (البقرۃ رکوع ۴۰)

#### علیم و خبیر بادشاہ

فرمایا زمین اور آسمانوں کا بادشاہ میں ہوں۔ اس ساری کائنات پر میری حکومت ہے۔ فرمایا اس کائنات کے ایک ایک ذرے کا مجھے علم ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اس علم والے بادشاہ کے آگے جھکے جو اتنی وسیع سلطنت کا مالک ہے۔ اور جو ہر ظاہر و باطن کی خبر رکھتا ہے۔ وان تبدوا ..........

ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ جو باتیں جو ارادے اور جو منصوبے تمہارے دلوں میں ہیں ان کو بھی ہم جانتے ہیں اور جو حرکات تم سے کھلے طور پر سرزد ہوتی ہیں، ان سے بھی ہم واقف ہیں۔ اتنے بڑے بادشاہ کو خوش کرنے کی کوشش کریں۔

#### خدا تعالیٰ کے بے انتہا افضال و اکرام

اس بادشاہ کے انعامات کا کون اندازہ لگا سکتا ہے فیغفر لمن یشاء۔ جس نے اس کائنات کے خالق اور مالک کو خوش کر لیا وہ بہترین انعام و افضال اور اکرام و برکات کا وارث ہوتا ہے۔ ویعذب من یشاء اور جس نے اس کو ناراض کر دیا وہ خائب و خاسر ٹھہرا۔ خدا کی قدرت لا انتہا اور لامحدود ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

#### اسلام کا نچوڑ — احکام الٰہی کی تعظیم اور مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی

اب آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا جو خلاصہ اور نچوڑ بیان فرمایا ہے اس کو بیان کرتا ہوں۔ حضور نے اسلام کے نچوڑ کے طور پر دو باتیں بیان فرمائی ہیں فرمایا التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ۔ ایک تو یہ کہ خدا تعالیٰ کے حکم کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔ کہ وہ ہمارے دلوں کے رموز و اسرار سے واقف ہے۔ ہمارے اعمال اس کے سامنے ہیں۔ کوئی امر کوئی بھید اس کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ خدا کی مخلوق کی خدمت کرو۔ اس کے لئے خیرخواہی اور محبت و مہربانی کا جذبہ پیدا کرو۔ اس کے دکھ درد میں شریک ہو جاؤ۔ یہ اسلام کا نچوڑ ہے۔

#### مخلوق پر حضور کی شفقت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہنے والے بے شمار انسان تھے اور ایک ایسے بھی تھے جن کو ہر وقت پانی۔ جوتا اور مسواک وغیرہ دینے اور حضور کے اندر باہر آنے جانے کے مواقع ملتے تھے۔ وہ حضور نبی کریم کے شب و روز سے واقف تھے۔ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ کہتے ہیں واذا انزلنا منزلا جب کبھی ہم جہاد کے لئے نکلتے تھے۔ اور جہاں کہیں بھی ڈیرہ لگاتے تھے۔ لا نسبح حتی نحط الرحال اگرچہ نماز کا وقت ہوتا تھا اور ہم نماز کے عاشق تھے تاہم سواریوں کے آرام کو نماز پر مقدم کرتے تھے۔ جب تک ہم سواریوں، گھوڑوں، گھوڑیوں اور اونٹوں اور خچروں کے پالان نہ اتار لیتے اس وقت تک نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ ہم کو نماز سے عشق تھا ہم نماز کو پہلے ادا نہیں کرتے تھے سب سے پہلے ہم اپنی سواریوں کی خدمت کرتے تھے۔

#### نماز عید اور فطرانہ

اسی طرح عید کی نماز سے پہلے غرباء کے ساتھ ہمدردی کا حکم ہے۔ عید کی نماز قبول نہیں جب تک غرباء کی خبرگیری کا خیال نہ رکھا جائے۔ یہ ہے ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ ہے تعلیم اسلام کا نچوڑ۔!

#### سب سے بڑی خوشی

ماہ رمضان میں نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے والوں، تہجد پڑھنے والوں۔ قرآن کریم پڑھنے والوں کے دلوں میں آج قدرتی طور پر خوشی ہے۔ کہ انہوں نے ایک فریضہ کو ادا کر دیا۔ آج وہ بہت خوش ہیں۔ بے حد خوش ہیں۔ لیکن سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ انہوں نے اس فریضہ الٰہی کے ساتھ ساتھ خدا کی مخلوق پر بھی..... شفقت کی نظر رکھی۔ اور غریب حصہ قوم کو مدد دی۔ ان کی حتی المقدور خدمت کی۔!

#### حدیث قدسی — اللہ تعالیٰ کو غرباء میں تلاش کرو

حدیث قدسی ہے وابتغونی فی الضعفاء

اے لوگو! جو میری تلاش اور جستجو میں ہو، کمزور لوگوں کی خدمت کر کے مجھے پا لو۔ تم یقین رکھو کہ اگر تم نے غریب کی ہمدردی کی۔ اس کے مکان پر پہنچ گئے، اس کے دکھ درد میں شریک ہوئے۔ اس کی ضروریات میں کام آئے تو تم نے مجھ کو پا لیا۔ تم یقین رکھو کہ تم نے غریب کو کھانا کھلایا تو وہ مجھ کو پہنچے گا۔ تم یقین رکھو جس نے خدا کے رستہ میں جان دی، اسکو میں ہمیشہ کی زندگی عطا کروں گا۔

#### ستر قاریوں کی شہادت اور قوم کو ان کا پیغام

بئر معونہ پر ستر قاریوں کو دھوکہ دے کر شہید کیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے قدردان اور باوفا انسان تھے، ستر قاریوں کا ایک دن میں قتل کر دیا جانا اندازہ لگائیے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر کس قدر صدمہ ہوا ہوگا۔ حضور بڑے مغموم و ملول ہوئے۔ خدا نے فرمایا — جو حدیث خود اللہ تعالیٰ روایت کرے۔ اس کو حدیث قدسی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت کو اطلاع ملی کہ ان ستر شہیدوں نے یہ پیغام دیا ہے۔ بلغوا قومنا فنا لقینا ربنا رضی عنا

(باقی بر صفحہ ۱۵)

# ہستی باری تعالیٰ اور صداقت رسول صلعم کے متعلق

## قرآن کریم میں علمی دلائل اور خارق عادت معجزات کا ذکر

خطبہ جمعہ مؤرخہ یکم مارچ ۱۹۶۳ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بمقام جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور

واوحینا الیٰ ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی ۔ انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین ——— (القصص)

### اصمعی اور ایک نوجوان لڑکی کا مکالمہ

اصمعی ایک نامور مسلمان شاعر تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ ایک چھوٹی سی لڑکی کو کچھ شعر پڑھتے ہوئے سنا، وہ حیران تھا کہ ایک کم عمر بچی ہے اور ایسے اعلیٰ درجہ کے شعر کہہ رہی ہے۔ وہ شعر یہ ہیں:۔

قتلت نفسًا بغیر حلہ
ایک شخص کو میں نے ناحق قتل کر دیا
مثل غزال ناعم فی دلہ
جو ہرن کی طرح بانکی چال چل رہا تھا
وانتصف اللیل ولم اصلہ
آدھی رات گذر گئی لیکن میں نے نماز ادا نہیں کی

اصمعی یہ شعر سُن کر پھڑک گیا اور کہا قاتلک اللہ ما افصحک ۔ مرحبا تم تو کیسی فصیح ہے۔ اس نے کہا اتعد ھذا فصاحۃ بعد ما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن واوحینا الیٰ ام موسیٰ الخ۔ تم میرے کلام کو خدا تعالیٰ کے کلام کے ہوتے ہوئے فصیح سمجھتے ہو، جو اس نے فرمایا واذ اوحینا الخ ۔ اس آیت میں دو حکم اور دو مناہی اور دو خوشخبریاں ہیں ۔

### دو خطرناک حکم

دونوں حکم جو دیئے گئے ہیں وہ بہت ہی خطرناک ہیں، بادشاہ کا حکم ہے کہ بنی اسرائیل کے ہاں جو بھی لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے، کیونکہ فرعون کو کاہنوں اور نجومیوں نے بتا رکھا تھا کہ ایک لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا جو بادشاہ بنے گا اور تیری سلطنت کو تاراج کر دے گا تیری آن بان شان و شوکت کو ختم کر ڈالے گا ۔ اس خدشہ کے پیش نظر فرعون نے اپنی مملکت میں حکم جاری کر دیا کہ بنی اسرائیل کے ہر پیدا ہونے والے بچے کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے ۔ اس خطرناک حکم کے زمانہ میں حضرت موسیٰ کی ماں کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے۔ بچہ کی پیدائش کی خوشی ہے۔ لیکن اس کا تلف کر دیا جانا یقینی امر ہے ماں کی امتا اور اس خوف کے وقت دنیا جہان کے بادشاہ کی طرف سے ہدایت ہوتی ہے کہ ارضعیہ ۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بچہ کو دودھ پلاؤ۔ فاذا خفت علیہ ۔ جب پتہ چل جائے کہ کوئی اس بچہ کی خبر پا کر اسے قتل کرنے کے لئے آنے والا ہے فالقیہ فی الیم تو اسے دریا میں ڈال دینا ۔ یہ دو امر ہیں اور کیسے خطرناک امر ہیں ۔ ماں اپنے ہاتھ سے بچے کو دریا میں ڈال دے یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟

### دو مناہی

اور آگے دو مناہی ہیں ۔ فرمایا ولا تخافی ولا تحزنی ۔ ڈرنا نہیں غم نہیں کرنا ۔ بچہ کو ہلاکت کے سپرد کرنے کا حکم ہے اور کہا جاتا ہے کہ ڈرو مت یہ ہلاک نہ ہوگا ۔ اور نہ غم کرو، کہ بچہ جاتا رہے گا ۔

### دو مستقبل کی خبریں

لڑکی کہتی ہے کہ ان دو امر اور دو مناہی کے بعد دو مستقبل ہیں ۔ فرمایا ہے انا رادوہ الیک ۔ ہم اس بچہ کو پھر تمہارے پاس لے آئیں گے ۔ وجاعلوہ من المرسلین ۔ اسکو تو ہم بادشاہ بنانے والے ہیں ۔ یہ تو ہمارا پیغمبر بنے گا ۔

### قرآن کی فصاحت

لڑکی نے کہا کہ میں نے یہ شعر کہے ہیں تم انکی فصاحت کی تعریف کرتے ہو ۔ قرآن کا کلام کتنا فصیح ہے، کیا تمہیں قرآن کا علم نہیں ؟

### ہستی باری تعالیٰ اور صداقت رسولؐ کے لئے قرآن کا انداز بیان

میں نے آج خیال کیا کہ قرآن کریم کے اندر کئی پہلوؤں سے خدا تعالیٰ کی عظیم الشان ہستی کا ذکر ہے ۔ اس کے عظیم الشان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ذکر ہے اور اس کی عالمگیر کتاب قرآن کریم کی صداقت کا بیان ہے ۔ ان تینوں صداقتوں کا کئی ایک رنگ میں ذکر کیا گیا ہے ۔ کیونکہ مختلف انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں اور مختلف انداز بیان ان کی طبائع پر اثر انداز ہوتا ہے ۔

### اہل علم کیلئے قرآن کے علمی دلائل

دنیا میں عمومًا دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں، ایک اہل علم ہیں اور دوسرے عامۃ الناس ۔ اہل علم کے لئے فرمایا ۔ اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلیٰ علیھم ۔ اور فرمایا ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق ۔ اہل علم کو ماننا پڑے گا کہ جو کچھ تیری طرف اترا ہے وہ برحق ہے ۔ تو قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے اہل علم لوگوں کو اپنی ہستی، اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اپنی کتاب قرآن کریم کی صداقت کے بارہ میں علمی رنگ میں دلائل پیش کئے ہیں ۔

### عامۃ الناس کیلئے معجزات اور پیشگوئیاں

اور عامۃ الناس کے لئے معجزات اور پیشگوئیاں بھی اس میں موجود ہیں، ان کا بھی ایک رنگ ہے جو لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یقین و ایمان پیدا کرتا ہے ۔

### غلبت الروم کی پیشگوئی

قرآن کریم کی ایک پیشگوئی کا ذکر کرتا ہوں ۔ فرمایا غلبت الروم ۔ روم مغلوب ہوگیا ۔ روم کی سلطنت بڑی طاقت ور تھی ۔ لیکن ایرانیوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا تھا ۔ اس کی آبادیوں کو ویران کر دیا ۔ کوراؤں کے نیچے جلا دیئے گئے ۔ ہزاروں انسان تہ تیغ کر دیئے گئے ۔ لاکھوں کی تعداد میں قید کر لئے گئے ۔ اس واقعہ کو خدا تعالیٰ نے دو لفظوں میں بیان کر دیا ۔ غلبت الروم ۔ روم مغلوب ہوگیا ۔ اس واقعہ سے مشرکین مکہ کو بڑی خوشی ہوئی انہوں نے کہا ...... رومی بھی اہل کتاب ہیں اور مسلمان بھی اہل کتاب ہیں اور رومیوں کی مغلوبیت اہل کتاب کی مغلوبیت اور مشرکین کی فتح ہے، اس امر واقع کے ہوتے ہوئے کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ پھر کبھی رومی ایران پر غالب آئیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان مخدوش اور نا امیدی کے حالات میں اعلان کیا وہم

من بعد غلبهم سيغلبون۔ وہ مغلوب ہونے کے بعد پھر غالب آئیں گے۔ اس پیشگوئی کو سن کر ابی بن خلف نے کہا کہ یہ پیشگوئی کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ روم کا سارا ملک تباہ ہو چکا ہے۔ ملک کی اقتصادیات برباد ہو چکی ہیں۔ لیڈر مر چکے ہیں۔ علماء ختم ہو چکے ہیں۔ کوئی اجتماعی قوت نظر نہیں آتی۔ کمزوری ہی کمزوری ہے۔

## پیشگوئی کے متعلق ابی بن خلف سے حضرت ابوبکر رض کی شرط

لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کا ایمان بڑا زبردست تھا کہ یہ خدا کا کلام ہے یہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ حضرت ابوبکر رض نے ابی بن خلف سے شرط باندھ لی کہ یہ پیشگوئی تین سال کے اندر پوری ہو جائے گی اور اس صورت میں دس اونٹ ابی بن خلف حضرت ابوبکر رض کو دے گا اور اگر پوری نہ ہوئی تو حضرت ابوبکر رض دس اونٹ ابی بن خلف کو دیں گے۔ یہ شرط کرنے کے بعد حضرت ابوبکر رض حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں یہ شرط منظور کر آیا ہوں۔ حضور اکرم نے فرمایا

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

کہ پیشگوئی میں فی بضع سنين کے لفظ ہیں بضع تین سے نو سال تک پر بولا جاتا ہے لہذا شرط کی مدت سات سال تک کر دو اور شرط میں دس اونٹ کی بجائے سو اونٹ کر دو۔ لہذا حضرت ابوبکر رض نے ایسا ہی کیا۔ ابی بن خلف نے کہا منظور، اس سے بھی تمہارا کچھ نہیں بنے گا۔ اور تم بڑی طرح ہار جاؤ گے۔ لیکن مدت مقررہ کے اندر رومیوں نے اپنے کھوئے ہوئے علاقے واپس لے لئے اور ایران کے اندر داخل ہو کر ان کا آتشکدہ برباد کر دیا روم غالب آ گیا۔ اور یوں خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

## ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا

اور اس کے ساتھ ہی ایک اور پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو اسی آیت میں مذکور ہے ویومئذ يفرح المؤمنون، اس دن مسلمانوں کو بھی خوشی حاصل ہوگی وہ خوشی یہ تھی، کہ جس دن روم کو ایرانیوں پر فتح حاصل ہوئی اسی دن بدر کی جنگ میں مسلمانوں نے فتح پائی اور کفار کے بڑے بڑے لوگ مارے گئے۔

تو یہاں علمی رنگ میں قرآن کریم نے ہستی باری تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلائل دیئے ہیں، وہاں معجزات اور پیشگوئیوں سے عوام کے دلوں میں بھی ایمان کی روشنی پیدا کی۔

## غار ثور میں ایمان باللہ کا اظہار

جب غار ثور میں حضرت نبی کریم صلعم نے پناہ لی تو حضرت ابوبکر رض نے کہا حضور! دشمن سر پر پہنچ گیا ہے۔ لو نظر احدهم الى قدميه لابصرنا اگر کوئی تھوڑا سا بھی نیچے جھانکے تو ہمیں دیکھ لے گا اور ہم پکڑے جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تحزن ان الله معنا۔ ڈرو نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ما ظنك لاثنين ثالثهما الله ان دو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔ کیا ایمان ہے۔ موت سامنے کھڑی ہے۔ آن کی آن میں دشمن کے ہاتھوں پکڑے جا سکتے ہیں۔ دشمن موت کی تلوار لہرا رہا ہے۔ لیکن ایمان کی یہ حالت ہے کہ فرماتے ہیں لا تحزن ان الله معنا۔ کوئی پیر ہوتا تو دست الگ ہو جاتے۔ لیکن آپ پیر نہیں کہ ان کو مرید تسلی دیا کریں۔ حضور اس عالم خوف و ہراس میں خود اپنے دوست کو تسلی دیتے ہیں، کہ خدا تعالیٰ کی حمایت اور حفاظت ہمارے شامل حال ہے اس لئے ڈر کی کوئی بات نہیں۔

## نبی کریم صلعم نے معنا کہا اور حضرت موسیٰ عليه السلام نے صرف معی

جب حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لے کر دریائے نیل کے کنارے پر گئے تو پیچھے سے فرعون اور اس کا لشکر جرار بھی ان کے تعاقب کے لئے نکل کھڑا ہوا نیزوں کی چمک تلواروں کی جھنکار اور گھوڑوں کی ٹاپ، خطرناک اور دہشتناک منظر پیش کر رہی تھیں گھوڑ غبار کے بادل بنا رہے تھے، نیزوں اور تلواروں کی چمک اس بادل میں بجلی کا رنگ دکھا رہی تھی۔ اس طرف دشمن ہے اور دشمن کے ہلاکت خیز ساز و سامان میں اس کا غیض و غضب اور زہر زہرناک تبسم، وبا دکھانے کے لئے کافی ہے اور دوسری طرف ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا ہے۔ بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ادھر بھی موت۔ ادھر بھی ہلاکت نظر آتی ہے، ایسی حالت میں وہ پکارتے ہیں یاموسیٰ انا لمدركون، موسیٰ ہم یقیناً مارے گئے۔ ایسی حالت میں حضرت موسیٰ کیا جواب دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تو وہ تھے جو کسی حالت میں بھی آپ کا ساتھ چھوڑ نہیں سکتے تھے لیکن حضرت موسیٰ کے ساتھیوں کی یہ حالت تھی، کہ جب انہوں نے بیت المقدس پر چڑھائی کرنے کے لئے کہا اور قوم کو فتح کا یقین بھی دلایا تو انہوں نے جواب دیا فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون۔ پیشگوئی کرنے والے تم ہو یا تمہارا خدا۔ پس تم دونوں جاؤ اور بیت المقدس کو فتح کرو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں جب تم فتح کر لوگے تو ہم بھی پیچھے رہنے والے نہیں ہم بھی پہنچ ہی جائیں گے ایسی حالت میں حضرت موسیٰ نے انا لمدركون کا جو جواب دیا اس میں قوم کو شامل نہیں کیا۔ فرمایا كلا ان معي ربي، نہیں ایسا نہیں ہوگا میرا رب میرے ساتھ ہے۔ حضور نے فرمایا تھا ان الله معنا اور حضرت موسیٰ نے صرف معی کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ معنا اور معی کا فرق قابل غور ہے، اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل غور ہے کہ ہلاکت سامنے ہے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں لیکن ایمان کی یہ حالت ہے کہ خدا کی معیت پر کامل یقین ہے کہ ہمارے ساتھ خدا ہے چنانچہ اس نے بچا لیا۔

## بدر کا عظیم الشان معجزہ

ایسا ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میدان بدر میں چیخنا چلانا، رونا اور اپنے خدا کو پکارنا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ ان کی نگاہ میں قوم کی ہلاکت سامنے کھڑی تھی، گواہیاں ہیں، فتح کا حصول کوئی مداری کی پٹاری نہ تھی، کہ ڈھکنا اٹھایا اور اندر سے جانور نکل آیا۔ یہ شعبدہ بازی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی نصرت، جب تک نہ ہو کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی، اور بدر کی لڑائی میں اس بات کی گواہی موجود ہے۔ نصرت خداوندی نے ۳۱۳ آدمیوں کو جن کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا ایک ہزار مسلح فوج پر نمایاں فتح دے دی اور دشمن کے ستر بڑے بڑے آدمی جن میں ابوجہل، ربیعہ اور شیبہ وغیرہ بھی شامل تھے مارے گئے اور ستر آدمی قید ہوئے صرف ۳۱۳ کی فوج نے جس کے پاس لڑائی کا سامان بھی نہیں دشمن کے مسلح لشکر کو تہس نہس کر کے رکھ دیا یہ کوئی معمولی سا معجزہ نہیں تو معجزات کے رنگ میں بھی قرآن کریم نے ثابت کر دیا کہ خدا سچا، اس کا رسول سچا اور اس کی کتاب سچی ہے۔

## حضرت موسیٰ عليه السلام کا سمندر میں ڈالا جانا اور فرعون کے گھر میں پرورش پانا۔

ان آیات میں بھی جو اس خطبہ کے لئے تلاوت کی گئی ہیں ایسے ہی معجزات کا ذکر ہے۔ ایک جگہ فرمایا واذ اوحينا الى امك ما يوحى۔ اے موسیٰ! تمہیں پتہ ہے کہ ہم نے تیری اماں جان کو وحی کی تھی جس کے بظاہر پورا ہونے کی کوئی صورت نہ تھی، وہ وحی یہ تھی کہ ان اقذفيه في التابوت فاقذفيه في اليم۔ ہم نے کہا تھا کہ تمہیں صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈال دیا جائے۔ فليلقه اليم بالساحل۔ سمندر کو بھی حکم تھا کہ اس کو ساحل پر ڈال دے۔ ہوا کو بھی حکم ہے۔ کہ اس کو اٹھا کر اس شخص کے محل کے پاس لے جائے۔ جو اس کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ فرمایا ياخذه عدو لي وعدو له۔ ہم نے تمہیں دشمن کے ہاتھ میں پہنچا دیا۔ والقيت عليك محبة مني۔ تمہیں ایسا خوبصورت بنا رکھا تھا کہ دیکھنے والا پھڑک جائے۔ قتل کرنے کے کیا معنی ولتصنع على عيني۔ تمہاری وہاں پرورش ہمارے سامنے ہوگی تربیت ہمارے سامنے ہوگی۔ شاہی محل میں تمہارے لئے سب قسم کے عیش و آرام کے سامان ہوں گے۔

## ام موسیٰ کی بے چینی

جب حضرت موسیٰ کی والدہ نے ان کو سمندر

میں ڈال دیا تو اس کا بھی ایک اثر بتایا ہے اور ایک بات جو انسان کی فطرت میں رکھی گئی ہے، اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ ام موسیٰ نے خدائی حکم کے ماتحت اپنے لختِ جگر اور نورِ نظر کو سمندر کی موجوں کے حوالے تو کر دیا لیکن واصبح فؤاد ام موسیٰ فارغاً وہ بے چین ہو گئی۔ دل تڑپ کر رہ گیا۔ موسیٰؑ کے خیال کے سوائے اور کوئی خیال خاطر میں نہیں آتا تھا۔ اپنے بیٹے کو خود موت کی وادی میں پھینک دیا ہے۔ بیٹا جس کو فرعون قتل کرنا چاہتا ہے اسی کے ہاتھ میں جا رہا ہے۔ طبیعت میں اضطراب ہے انتشار ہے۔ بے چینی اور بے قراری ہے اور اس حالت میں وقالت لاختہ قصیہ فبصرت بہ عن جنب وھم لا یشعرون اس نے موسیٰ کی بہن سے کہا اُٹھ اور جا اس کے پیچھے پیچھے جا۔ یہاں لاختہ کہا ہے لبنتھا نہیں کہا۔ اس لئے کہ بہن کو ویر کا بہت درد ہوتا ہے۔ اس کے اس جذبہ کو جگایا ہے کہ تمہارا ویر مرتا ہے کچھ فکر کر۔ چنانچہ وہ درختوں، جھاڑیوں کے پیچھے چھپتی چھپاتی دور فاصلہ پر پانی کے تابوت کو بہتے دیکھتی چلی جا رہی ہے۔ حتیٰ کہ وہ تابوت جس میں حضرت موسیٰؑ کو رکھا ہوا تھا۔ فرعون کے محلات کے پاس پہنچ جاتا ہے۔

## حضرت موسیٰ کے اس واقعہ کی ایک تصویر

میں نے لنڈن میں اس کے متعلق بے نظیر مصوری کے فن کا مشاہدہ کیا۔ وہ مصوری لمبی چوڑی تھی، اس میں فرعون کا محل اور محل کا پچھلا حصہ دکھایا گیا جس کے ساتھ دریائے نیل بہتا ہوا نظر آتا ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ دریاؤں کے کنارے محلات بنایا کرتے تھے اس تصویر میں محل کے پچھلی طرف دریا کے کنارے پرانی سیڑھیاں ہیں۔ جن پر کائی جمی ہوئی ہے۔ پانی پر سیڑھی ہے محل سے ایک شہزادی نکلتی ہے جیسے آسمان کی پری ہو۔ اس کے ساتھ دس بارہ لونڈیاں ہیں۔ یک لخت شہزادی سمندر کی طرف دیکھتی ہے اور کہتی ہے وہ کیا ہے، جاؤ اسے نکال لاؤ۔

## ملکہ فرعون کا حکم

جب نکال لائے تو اسے دیکھ کر فرعون کی ملکہ کو بادشاہ کا حکم یاد آ گیا اور بچے کے بچاؤ کے لئے اعلان کر دیا لا تقتلوہ۔ اسکو قتل نہ کیا جائے۔ یہ ہمارے لئے سودمند ہو سکتا ہے۔ ہم اس کو اپنا بیٹا بناتے ہیں۔ ایک ماں وہ ہے جس نے موسیٰ کو جنا اور خدائی حکم کے ماتحت اسے دریا میں ڈال ... وہ تو بے حد بے قرار ہے۔ اور دوسری ماں فرعون کی ملکہ کے دل میں بے پناہ محبت پیدا کر دی ہے اور وہ اسکو بچانے کی فکر میں ہے۔ فرعون کا حکم ہے کہ بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کر دیا جائے لیکن اس کی بیوی حکم دیتی ہے لا تقتلوہ یہ لڑکا قتل نہیں کیا جائے گا۔

شاہی حکم کے خلاف حکم دینا بغاوت سمجھی جاتی ہے۔ رنجیت سنگھ نے اپنے ایک گھوڑے کے متعلق حکم دے رکھا تھا کہ اس پر کوئی دوسرا سوار نہ ہو، لیکن اس کا بیٹا ...... اصطبل میں جا کر وہی گھوڑا کھول کر اسے سواری کے لئے لے گیا۔ سائیسوں اور درباریوں کی جان نکل گئی۔ راجاؤں کے احکام کے برخلاف کوئی نہیں کر سکتا۔ جب رنجیت سنگھ کو پتہ چلا تو بہت خفا ہوا اور کہا کہ ہم اسے عاق کرتے ہیں، یہ ولی عہد ہے جو باپ کے گھوڑے پر چڑھنے کی وجہ سے عاق کیا جاتا ہے۔ ملکہ فرعون کہتی ہے لا تقتلوہ اسے قتل نہیں کرنا۔ وہ بھی ایک شاہی حکم کے خلاف آواز اُٹھاتی ہے۔ بہت بڑی ہمت کی بات ہے۔

## ملکہ فرعون کا مقام خدا کی نظر میں

خدا تعالیٰ نے اس عورت کو عظیم مقام عطا کیا ہے۔ بیشک یہ ایک خطرناک، متکبر فرعون کی بیوی ہے لیکن خدا نے اس کے دل کو دیکھا۔ اس کے ایمان کو دیکھا۔ اور جنت میں مقام عطا کیا۔

## فرعون جیسا متکبر موسیٰؑ کا خادم بن گیا

ایسی حالت میں ...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولتصنع علیٰ عینی۔ یہ بچہ شاہی محل کی نعمتوں اور آسائشوں میں میری آنکھوں کے سامنے پرورش پائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ فرعون کو جو موسیٰؑ کو قتل کرنا چاہتا تھا موسیٰ کا خادم بنا دیا۔ قاتل کو نہیں بادشاہ کو۔ بادشاہ کو ...... نہیں فرعون جیسے متکبر انسان کو۔!

## حضرت موسیٰؑ کی جوانی اور علم و حکمت کا خدائی عطیہ

فرمایا ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم غرباء کی حمایت کر کے دکھائیں، چنانچہ شاہی محلات میں پرورش پانے کے بعد ولما بلغ اشدہ جب جوانی کی شان کو پہنچے۔ شاہی کھانا ہو، شاہی نعماء ہوں، زندگی کا ہر چین و قرار میسر ہو آرام و راحت کے تمام سامان مہیا ہوں۔ تو آپ اندازہ لگائیے کہ اس کی کیا جوانی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے خود ولما بلغ اشدہ کہہ کر اس کی جوانی اور بھرپور جوانی کی تعریف کرتا ہے اور پھر فرمایا واستویٰ اس کے اعضاء نے کمال حاصل کر لیا۔ تو پھر فرمایا اتینٰہ حکماً و علماً ہم نے اسکو فہم دیا اور علم بخشا۔

## علم و حکمت قوم کی سربلندی کا موجب ہیں۔

صحت مندی اور علم و حکمت جس قوم کے اندر ہو، جس قوم میں جسمانی قویٰ اعلیٰ درجے کے ہوں علم اور حکمت کی فراوانی ہو وہی قوم اپنا نام پیدا کرتی ہے۔ اس کی عظمت کو چار چاند لگتے ہیں، جیسا کہ میاں ظہور احمد صاحب نے اخبار پیغام صلح میں لکھا ہے :—

> "ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی اہمیت کو جانتے ہوئے فرمایا کہ اگر تحصیل علوم کے لئے چین جانا پڑے تو وہ سفر بھی اختیار کریں (چین کے سفر کا حکم دنیوی علوم کے لئے ہے قرآن کا علم مراد ہوتا تو وہ مکہ مدینہ میں تھا)۔ درحقیقت علم اور حکمت وہ دولت ہے جس سے قوم بن جاتی ہے، دنیاوی دولت چھن جاوے تو دیر سے یا جلد اور محنت سے پھر حاصل ہو جاتی ہے ......... آپ غور فرما دیں وارسک جیسی گمنام جگہ پہلے سے بھی موجود تھی۔ وہاں دریائے کابل بھی بہتا تھا۔ آخر ہم لوگوں نے اس کا فائدہ پہلے کیوں نہ اُٹھایا محض لاعلمی کی وجہ سے۔ ورنہ اسی دریا سے اسی مقدار میں برقی قوت حاصل کی جا سکتی تھی جس سے ملک کی اقتصادی دنیا میں چار چاند لگ جاتے۔ کراچی کے ملحقہ علاقہ میں سوئی گیس کے خزانے محفوظ تھے لیکن انکشاف ان پر ہوا جنہوں نے علم کی دولت سے مزین ہو کر تلاش کی۔"

مکہ کی مٹی میں تیل کے خزانے موجود تھے لیکن پہلے کسی کو معلوم نہیں تھا۔ اب علم نے معلوم کیا جس سے کئی لاکھ روپیہ آتا ہے۔ صرف کویت کے بادشاہ کو اڑھائی ارب روپیہ رائلٹی ملتی ہے۔

## مظلوم کی حمایت اور مجبور کی خدمت

تو حضرت موسیٰؑ جوان ہوتے ہیں۔ جسمانی قویٰ کا کمال حاصل کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی علم و حکمت بھی حاصل ہوتی ہے۔ ایک جگہ دیکھا کہ ایک فرعونی بنی اسرائیل کے ایک آدمی پر ظلم کر رہا ہے آپ کی غیرت بھڑک اُٹھی، انہوں نے اس فرعونی کو مکہ مارا اور اسے ختم کر دیا۔ اس بات کا خیال تک نہ آیا۔ کہ اس سے محلات میں رہنا ختم ہو جائے گا شاہی مہربانیاں جاتی رہیں گی شاید قتل کر دیا جاؤں گا۔ اب سوچ آئی۔ اور انتظار کرنے لگے کہ کس طرف سے کیا خبر آتی ہے۔ اخلاص بھی موجود ہے لیکن وہ بھی بے لوہے کا بنا ہوا آدمی نہیں، بشریت پیغمبروں کو بھی لاحق ہے۔ ابھی اسی حال میں تھے کہ وجاء رجل من اقصا المدینۃ یسعیٰ۔ قال یا موسیٰ ان الملاء یاتمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من النصحین۔ ...

کی پرلی طرف سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا اے موسٰے بڑے بڑے لوگ تیرے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں۔ تو نکل جا۔ تیری خیرخواہی مقصود ہے۔ فخرج منھا خائفًا یترقب قال رب نجنی من القوم الظلمین۔ وہاں سے چل دیئے۔ خوف دامنگیر ہے ڈرتے ہیں یہاں پہ بھی بشریت کا ذکر ہے، ہماری طرح کا انسان ہے جان کی فکر بھی ہے۔ مدین کا رخ کیا۔ جب مدین کے پانی پر پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ وہاں پر بھیڑ، بکریوں، گائیوں، بھینسوں گھوڑوں اور دوسرے مویشیوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے لوگوں کا ہجوم ہے وہ اپنے اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ ووجد من دونھم امراتین تذودان۔ اور کچھ فاصلہ پر دو لڑکیاں بھی کھڑی ہوئی تھیں جو اپنے مویشیوں کو مار مار کر پانی کی طرف بڑھنے سے روک رہی تھیں۔ قال ما خطبکما۔ حضرت موسٰے نے جا کر ان سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے انہوں نے کہا کہ ہم پانی نہیں پلا سکتیں جب تک کہ لوگ اپنے جانوروں کو نہ لے جائیں۔ اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے ہم مجبوراً یہاں آگئی ہیں عزت کو بچانے کے لئے یہاں کھڑی ہو گئی ہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے جانور آگے بڑھیں اور لوگ انہیں ماریں اور ہماری فضیحتی کریں۔ دیکھو فرعون کے شہر میں تو ظلم کی وجہ سے ظالم قوم کے ایک آدمی کو مارا وہاں مظلوم قوم کی حمایت پیش نظر تھی۔ اور یہاں خدمت کا موقع ہے۔ فسقیٰ لھما۔ چنانچہ انہوں نے ان لڑکیوں کے جانوروں کو آگے بڑھا کر پانی پلا دیا۔

## اقتدار کے مالک انسانیت سے دور رہتے ہیں۔

ثم تولی الی الظل۔ پھر یہ شہزادہ سایہ میں ستانے کے لئے آبیٹھا۔ معلوم ہوتا ہے کنواں دھوپ میں تھا۔ دھوپ سے تنگ آکر سایہ میں بیٹھ گیا محلوں کا پروردہ ہے۔ غریب اجنبی لڑکیوں کے مویشیوں کو پانی پلاتا ہے۔ لوگوں کے اندر اقتدار آتا ہے تو انسانیت بھاگتی ہے لکھنؤ کے ایک نواب صاحب کا ذکر ہے کہ اس کے شہر پر حملہ ہوا لیکن وہ بے فکری کے ساتھ عیش و آرام میں منہمک رہا آخر کار جب اسے بتایا گیا کہ حضور حملہ آور قلعہ تک پہنچ گئے ہیں تو کہا کوئی بدبخت نوکر بھی نہیں آتا جو ہمیں جوتیاں پہنائے۔

## نعماء الٰہی کیلئے اظہار تشکر

حضرت موسٰے شہزادوں کی زندگی بسر کرتے ہوئے ایک طرف ظالم کا مقابلہ کرتے ہیں اور دوسری طرف غریب عورتوں کی خدمت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ پانی پلاتے اور اس کو انعام الٰہی یقین کرتے ہوئے یوں شکریہ ادا کرتے ہیں۔ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔ اے خدا یہ بھلائی تو تیری جناب سے میسر آئی ہے۔ میں اس کا محتاج ہوں۔ انہوں نے جب ظالم کو مارا تھا تو یہ الفاظ کہے تھے لن اکون ظھیرًا للمجرمین۔ میں ظالم قوم کا پرزہ بننا نہیں چاہتا، اور اب یہ الفاظ استعمال کئے کہ اے خدا یہ بھلائی جو تیری جناب سے میسر آئی ہے میں اس کا محتاج ہوں۔

## حضرت امام وقتؑ کے علمی دلائل اور خارق عادت معجزات

بات آگے چلتی ہے لیکن میں آگے بیان نہیں کرتا۔ آخر میں جو کچھ بیان کرنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ حضرت امام وقتؑ نے لوگوں کو ایک طرف علمی دلائل سے قرآن کریم کی حقانیت کو واضح کیا ہے اور چیلنج دیئے ہیں، اور دوسری طرف ان سے معجزات و کرامات بھی دکھلائی ہیں، اور ہر رنگ میں اسلام کی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ اہل علم پر بھی حجت قائم کی ہے اور انسانوں کو بھی امور غیبیہ کے مشاہدات کروائے ہیں۔ بشپ لیفرائے کے مقابلہ میں علمی رنگ میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کی حقانیت کو واضح کیا، جلسہ اعظم مذاہب میں اعلےٰ علمی دلائل سے قرآن کی صداقت کو منکشف کیا اور دوسری طرف شاہ عالمی دروازے کے اندر ایک گلی میں ایک بد دہن انسان کی ہلاکت کی پیشگوئی کی، جو ہوبہو پوری ہوئی۔ وہ خدا کے محبوب پیغمبر صلعم کو گالیاں دیتا تھا۔ اس کی موت ایک معجزہ ہے، خدا تعالےٰ نے جس طرح اپنی ذات، اپنے انبیاء اور کتاب کے بارے میں صداقت اور حقانیت ظاہر کرنے کے لئے علمی دلائل دیئے ہیں اور معجزات دکھلائے ہیں۔ اسی طرح اپنے اولیاء کرام اور مجددین اور محدثین کرام کے ذریعہ بھی علمی اور معجزات کے رنگ میں دلائل دیئے ہیں۔

## میری علالت

میں ایک ماہ سے بیمار چلا آرہا ہوں مسجد میں نمازوں کے لئے نہیں آسکتا۔ دھوپ میں ظہر و عصر کے لئے کبھی آجاتا ہوں۔ کل نہیں آسکا۔ لیکن کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کی درخواست پر ان کے بیٹے کی شادی پر چلا گیا وہاں بہت سردی تھی۔ ہماری جماعت کے بعض بزرگ جو دیہات میں رہائش رکھتے ہیں ان کے دیہات میں چلا گیا۔ یونیورسٹی میں گیا۔ شام کے وقت پشاور کی مسجد میں دوستوں سے ملاقات کی۔ پھر خان محمد اسلم خان کی بیگم صاحبہ اور ان کی بڑی دختر کے پاس فاتحہ خوانی کے لئے مردان گیا۔ واپسی پر گھر آکر بیمار ہو گیا۔ زکام رہا۔ بھوک جاتی رہی۔ کمزوری پیدا ہو گئی۔ اب اچھا ہو رہا ہوں، کوئی اندیشے کی بات نہیں آج میری آواز میں کمزوری ہے جوش کی وجہ سے آواز کچھ اونچی بھی ہو رہی ہے۔

---

## ضروری تصحیح

(۱) گذشتہ اشاعت میں احمدیہ ہال کے چندہ کی فہرست میں ڈاکٹر اصغر حمید صاحب ....... کے نام کے آگے ۱۰۰/- روپیہ چندہ لکھا گیا ہے، حالانکہ انہوں نے ۲۰۰/- روپیہ دیا ہے، اس غلطی کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔

(۲) پیغام صلح مجریہ ۲۰ فروری ۱۹۶۳ء میں مرزا مسعود بیگ صاحب کے مضمون کے سلسلہ میں صفحہ ۱۳ کالم ۲ کی چھٹی سطر کے بعد کچھ سطور درج ہونے سے رہ گئیں جو مع سیاق و سباق درج ذیل ہیں:-

"اس عرصہ میں حضرت شہزادہ صاحب کو چار مرتبہ الہام ہوا:-

"اس راہ میں اپنا سر دیدے اور دریغ نہ کر۔ خدا نے کابل کی سرزمین کی بھلائی کے لئے یہی چاہا ہے"

افغانستان میں یہ خبر مشہور ہو چکی تھی کہ صاحبزادہ عبداللطیف نے مرزا قادیانی کی بیعت کر لی ہے۔ اور سارے ملک میں ان کے خلاف غصہ کی آگ بھڑک رہی تھی۔ جونہی صاحبزادہ صاحب قادیان سے رخصت ہو کر افغانستان کی حدود میں داخل ہوئے انہیں بحکم امیر کابل گرفتار کر کے قلعہ میں بند کر دیا گیا۔ اور گردن سے لے کر پاؤں تک لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ جن کا وزن ایک من ۲۴ سیر پختہ انگریزی تول تھا۔ چار ماہ تک اس نازک اندام بزرگ کو اسی حالت میں رکھا گیا۔ اور بادشاہ کی طرف سے بار بار فہمائش ہوتی کہ اس قادیانی شخص کو چھوڑ دو جو مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور توبہ کرو۔ تو تمہیں رہائی دی جائے گی۔ لیکن جو جواب حضرت شہزادہ عبداللطیف بلاخوف و خطر دیتے وہ بھی سونے کے حرفوں میں لکھنے کے قابل ہے۔ فرماتے:-

"میں صاحب علم ہوں اور خدا نے مجھے حق و باطل کی شناخت کرنے کی قوت بخشی ہے میں نے پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ شخص فی الحقیقت مسیح موعود ہے۔ اور اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میرے اس پہلو کے اختیار کرنے میں میری جان کی خیر نہیں اور میرے اہل و عیال کی بربادی ہے۔ مگر میں اپنے ایمان کو اپنی جان اور ہر ایک دنیاوی بات پر مقدم سمجھتا ہوں"

---

## درخواست دعا

ملک عبدالغنی صاحب کارکن دفتر انجمن مرعہ سے صاحب فراش ہیں۔ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب جماعت کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

# عیسائیت کے فروغ کے علل و اسباب

## مسلمانوں کے معتقدات و قومی مزاج اور عیسائی مشنریوں کی چالیں

آپ کا اخبار ١٠ فروری کا شائع ہوا تو عیسائیت نمبر تھا کہ پہلے صفحہ پر حضرت مسیح موعودؑ کا وہ دردبھرا اقتباس درج ہے جس میں آپ نے واضح الفاظ میں قوم کو متنبہ کیا ہے کہ اگر ان کی طرف سے اپنی آیندہ نسلوں کی دینی تعلیم و تربیت کا صحیح انتظام نہ کیا گیا تو اس کا نتیجہ سخت خطرناک ہوگا یعنی وہ عیسائیت کے آغوش میں چلی جائیں گی یا بیدینی و بے راہ روی کا راستہ اختیار کرلیں گی۔ آج ان الفاظ کو پڑھ کر یہ ماننا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے آیندہ کے بارہ میں جو کچھ تحریر فرمایا وہ آپ کی روحانی و کشفی آنکھ کا چشم دید نظارہ تھا۔ صفحہ ١٧ پر آپ کا مقالہ "تبلیغ عیسائیت کے ہتھکنڈے" درج ہے کہ جس میں آپ نے بھی جملہ اسلامی انجمنوں اور زعماء کی توجہ اس تباہ کن سیلاب اور اس کے سدباب کی طرف منعطف کرائی ہے جو ان سطور کے لکھنے کا محرک ہوا۔

پھر صفحہ ٢ پر ایک مختصر نوٹ میں آپ نے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ دینی تعلیم کے لئے جس قسم کے معلمین کی ضرورت ہے وہ وہی ہو سکتے ہیں جن کا دامن فیوض حضرت مسیح موعودؑ سے وابستہ ہو، کیونکہ زمانہ کے زہروں کا تریاق صرف مامور وقت کو دیا گیا ہے۔

محترمی شیخ غلام قادر صاحب نے مسٹر برہان العارفین صاحب آف انڈونیشیا کا جو خط صفحہ ١١ پر شائع فرمایا ہے اس میں ان تمام ذرائع کو بیان کیا گیا ہے جن کو عیسائی مشنری استعمال کرتے ہیں، اور جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان بچوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں عیسائی سکولوں میں مختلف تحریصات دیکر داخل کیا جائے بالخصوص یتیم و محتاج بچوں کو۔ اس کے برعکس حتی الوسع عیسائی بچوں کو گورنمنٹ سکولوں میں داخلہ سے روکا جائے۔ تحریص کے مختلف ذرائع کو حکومت کے افسروں پر بھی استعمال کیا جائے تاکہ اس طرح اپنے مفید مقصد مراعات حاصل ہو سکیں۔

عربی دانوں کے لئے عیسائیت کا لٹریچر عربی زبان میں تیار کیا جائے، بالآخر شادی بیاہ کا لالچ بھی دے کر کمزور طبائع کو جکڑ لیا جائے۔

"مکتوبِ وکنگ" کے تحت بھی جن تبلیغی مساعی کا ذکر مولانا محمد یعقوب خان نے صفحہ ٨ پر کیا ہے انہوں نے بھی برملا اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ مختلف طریقوں سے جب عیسائی طلباء نے نبی کی پہچان کا سوال کیا تو آپ نے محسوس کیا کہ اس کا صحیح جواب تو صرف ایک احمدی کا دل و دماغ ہی دے سکتا ہے کیونکہ اگرچہ اس نے کسی نبی کو نہیں دیکھا جس کا آنا بعد خاتم النبیین بند ہے تاہم مامور و مجدد وقت کو جو کہ حقیقی طور پر نائب رسول کے مقام پر فائز ہوتا ہے اور نبی کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے دیکھا اور پہچانا ہے۔

### عیسائیت کی ترقی کے اسباب و علل

قبل اس کے کہ ان اسباب کا ذکر کیا جائے جن سے اس وقت عیسائی تبلیغ بالخصوص مسلمان ممالک میں کامیاب ہو رہی ہے ایک واقعہ کا ذکر ضروری ہے جس کے تذکرہ سے قارئین کرام پر خود بخود یہ روشن ہو جائے گا کہ وہ علل کونسے ہیں۔ اس واقعہ کو اگرچہ چار پانچ سال ہونے کو آتے ہیں تاہم اس کا ذکر اس لئے مفید ہے کہ اس سے ایک طرف مسلمان قوم کا مزاج اور ان کے بعض معتقدات سامنے آجاتے ہیں جو اصل وجہ عیسائیت کے فروغ کی ہیں اور دوسری طرف وہ چالیں سامنے آجاتی ہیں جن کو استعمال کرکے عیسائی مشنری مسلمانوں کو ورغلانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ نیز چونکہ جو کچھ پیش کیا گیا ہے وہ واقعات حقہ ہیں اس لئے ان سے اخذ شدہ نتائج کو قبول کرنے میں کوئی شک و شبہ نہ ہونا چاہیئے جو کہ کسی شخصی رائے سے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

### ہیلنگ مشن کا ڈھونگ

١٩٥٩ء کی بات ہے، ان دنوں میں کراچی میں مقیم تھا۔ ایک دوست نے ایک روز کچھ پمفلٹ لاکر مجھے دیئے۔ ان باتصویر پمفلٹوں میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ کس طرح بعض مادرزاد اندھے، مفلوج و دیگر معذور اور لاعلاج لوگوں کو عیسائی مشنریوں کی دعا کے ذریعہ شفا ہوئی، نیز یہ اعلان تھا کہ اہالیان کراچی کی خوش قسمتی سے اب پبلک میٹنگیں مشن روڈ کے گرجہ میں منعقد ہو رہی ہیں جہاں مسٹر و مسز داؤد اس قسم کے مریضوں کو دعا کے ذریعہ شفایاب کرتے ہیں بشرطیکہ خود مریض صدق دل سے یسوع مسیح کو خداوند تسلیم کرتے ہوئے دعا میں شریک ہو۔ یہ معلوم کرکے میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ ایک عام میٹنگ میں چلا گیا۔ ابھی گیٹ پر پہنچے ہی تھے کہ وہاں ایک نوجوان بمعہ اپنی برقعہ پوش بیوی اور بچہ کے اندر جانے کے انتظار میں کھڑا تھا۔ میں نے اُن سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ آپ کیسے اس میٹنگ میں جا رہے ہیں؟ وہ کہنے لگا یہ میری بیوی مدت سے ایک مرض میں مبتلا ہے ہر چند علاج کئے آرام نہیں آیا۔ اب عیسائیوں کا اشتہار پڑھ کر آیا ہوں، ممکن ہے یہاں سے شفا ہو جائے۔ قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں غالباً ہمارے چہروں پر تعجب دیکھ کر بولا کہ یہ تو بالکل درست ہے کہ ہمارے رسول کریم تمام انبیاء سے بڑھ کر ہیں مگر ہر نبی کی ایک خصوصیت ہوا کرتی ہے اور ہمارے قرآن میں حضرت عیسٰیؑ کی خصوصیت اس قسم کے بیماروں کو شفا دینا لکھی ہے بلکہ مُردوں تک کو زندہ کر دینا بھی لکھا ہے۔ پھر یہ کہ حضرت عیسٰیؑ زندہ بھی ہیں تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے اگر ان سے دعا کرنے پر شفا مل جائے۔ میں نے پہلے سوچا کہ اسے وفات مسیح اور شفاء امراض کی اصل حقیقت سے آگاہ کروں، مگر فوراً یہ خیال آیا کہ اس پر خاک اثر ہوگا۔ اگرچہ یہ تعلیم یافتہ معلوم دیتا ہے مگر کہہ دے گا تم مرزائی ہو اور تمہاری باتیں ہمارے علماء کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ چنانچہ میں نے اس کی بجائے اس سے یہ کہا کہ دیکھو انجیل میں لکھا ہے:۔

> "لوگ حواریوں کے پاس مریض لائے
> تاکہ انہیں وہ اچھا کریں مگر حواریوں نے
> صاف جواب دیدیا کہ یہ کام صرف
> حضرت عیسٰی مسیح کے کرنے کا ہے
> وہی کر سکتا ہے ہم شفا نہیں دے
> سکتے"

تو میں نے کہا کہ جب مسیح کی زندگی میں اس کے خاص حواری شفا دینے سے معذوری ظاہر کرتے ہیں تو انہیں سو برس بعد کے یہ کونسے مرید آج پیدا ہوگئے ہیں جو حواریوں سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ اس پر وہ کچھ شرمندہ سا ہوگیا۔

جب ہم اندر گئے تو ہزارہا کا مجمع تھا جس میں متعدد معذور حتی کہ بعض لولے، لنگڑے دوسروں کے کندھوں پر سوار بھی دیکھے گئے، مزید یہ کہ برقعہ پوش خواتین کی کثرت تھی۔

جلسہ شروع ہوا، پہلے تو کچھ عرصہ مختلف لڑکیاں سٹیج پر آتیں اور گیت گاتی رہیں۔ چنانچہ ایک گیت یہ بھی تھا:۔

> انبیاء آئے جہاں میں سارے
> شیطان سے وہ بازی ہارے
> فتح پائی اک یسوع مسیح نے
> دھوم مچی زمانے میں۔

پھر اصل ولایتی مشنری مسٹر و مسز داؤد سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے مسز داؤد اکثر بائیبل سے کچھ پڑھتی جاتی تھی اور ہر فقرہ

پر مسٹر داؤد انگریزی زبان میں یہ کہتے جاتے تھے۔ خدا کی حمد و ثنا ہو۔ بالآخر چند شخصوں کو باری باری کھڑا کیا کہ جنہوں نے بذریعہ دُعا اپنے شفایاب ہونے کی گواہی دی۔

## سادہ لوحی کی انتہاء

ہمارے ساتھ ایک اعلیٰ تعلیمیافتہ اور مذہبی مسائل پر پورا عبور رکھنے والے ایک دوست بھی تھے وہ ان ساحرانہ کارروائیوں سے اس قدر مرعوب متاثر ہوئے کہ یہ کہنے لگے کہ آخر یہ پادری بُرا کیا کر رہے ہیں، خدا سے دُعا کے ذریعہ شفا مانگنا اور دعاؤں کی قبولیت کیا ہم مسلمانوں کے بھی راسخ عقائد نہیں؟ میں ان صاحب کے علم و فضل اور باخبر ہونے کے باعث ان کے اس ریمارک پر دم بخود رہ گیا۔ اور جواباً کہا کہ سنت اللہ کے برخلاف کوئی دُعا نہ تو قبول ہوتی ہے اور نہ ہی ایسی دُعا کرنی چاہیئے، یہ بات سنت اللہ کے صریحاً برخلاف ہے کہ مادرزاد اندھوں کو بذریعہ دعا دیکھنا نصیب ہو یا لولے لنگڑوں کو اعضاء لگ جائیں۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو جب "مباحثہ آتھم" کے دوران عیسائیوں نے ایسے معذور لوگ حضرت مسیح موعودؑ کو پیش کئے تھے تو آپ کبھی بھی یہ جواب اس وقت نہ دیتے کہ ہماری تعلیم میں ایک کامل مسلمان کی یہ نشانی کہیں نہیں لکھی کہ وہ ایسے معذوروں کو اچھا کرنے پر قادر ہے اس لئے تمہارا ایسا مطالبہ مجھ سے بالکل ناجائز ہے۔ البتہ تمہاری انجیل میں تمہارے ایمان کی یہ علامت ضرور لکھی ہے کہ رائی برابر ایمان ہوگا تو پہاڑ کو بھی ہلا دوگے۔ لو یہ میری جوتی اُلٹی پڑی ہے اسے ہی سیدھا کر دکھلاؤ۔ نیز میں نے ان دوست سے کہا کہ یہ بھی آپ کی پرلے درجہ کی سادہ لوحی ہے کہ آپ پر یہ اثر ہو گیا ہے کہ گویا پادری لوگ ازراہ ہمدردی معذوروں کو اچھا کرنے کے خواہاں ہیں، ان کا اصل مدعا تو مجمع اکٹھا کر کے اور تصاویر لے کر اپنے ملک میں اپنی کامیابی کا ڈھنڈورا پیٹنا ہے تا کہ مغرب میں عزت و شہرت کے علاوہ وہاں سے روپیہ پیسہ بٹور سکیں۔

## مسٹر داؤد سے گفتگو

جلسہ کی حالت سے واقف ہو کر میں نے مسٹر داؤد سے دوسرے روز فون پر ملاقات کے لئے وقت لیا۔ چنانچہ ہم چند ایک دوست وائی ایم سی اے میں اس کے پاس گئے۔ ان دوستوں میں دو اصحاب کے نام یاد ہیں۔ خواجہ افتخار احمد وائیں اور میاں رحیم بخش صاحب ایم اے جو میرے بھائی ہیں۔ میں نے مسٹر داؤد کو کہا کہ اگر تحقیق سے یہ ثابت ہو جائے کہ ان کی دعاؤں سے یہ لوگ جو انہوں نے پمفلٹوں میں تصاویر دیکر دکھلائے ہیں۔ واقعی اچھے ہو گئے ہیں تو اس سے بہتر کونسی مبارک بات ہو سکتی ہے۔ مگر میں نے متعجب ہو کر کہا کہ جن شفایاب لوگوں کی تصاویر دی گئی ہیں ان کے نام دیتے کیوں نظر انداز کر دیئے ہیں؟ مہربانی کر کے ان کے نام دیجئے تا کہ تحقیق مکمل کی جائے۔ اس پر پادری صاحب کچھ گھبرا کر کہنے لگے کہ میرے پاس تو ان کے پتے نہیں ہیں، یہ آپ کو لٹشا اور کہ فلاں پادری سے ملیں گے اس پر میں نے کہا کہ یہ سب تمہارا دجل و فریب ہے کس قدر شرمناک یہ بات ہے کہ تم تبلیغ مذہب کے لئے یہ جعلسازی اور دھوکہ بازی روا رکھتے ہو۔ میرے دبانے پر وہ کافی گھبرا گیا۔ اور اس کی میم مسز داؤد نے اسے دوسرے کمرے میں بلا لیا۔ واپس آکر میں نے اپنے ایک وکیل دوست مسٹر محمد صدیق نقل ماتی صاحب سے مسٹر و مسز داؤد میاں بیوی پادری کے خلاف عدالتی نوٹس مذہبی دھوکہ دہی فریب بازی کا دلوایا۔ یہ بات موجب تعجب نہیں کہ یہ پادری حضرات کا جوڑا نوٹس ملنے کی شام کو ہی ہوائی جہاز پر سوار ہو کر کسی دوسرے ملک تشریف لے گئے۔ ہم نے مسٹر نسیم حسین مولوی کی عدالت میں ان میاں بیوی اور چند دوسرے مقامی پادری مثلاً مسٹر چندو لال ہیڈ پادری کراچی کے نام دعوے دائر کر دیا۔ ہماری انجمن کے کارکن محمد افضل خان مشیت سے تھے کیونکہ اس وقت مالیر کی زمین کے سلسلہ میں آپ کراچی میں تھے اور ان کی معاونت سے لاکھوں روپے کا فائدہ ہوا ہے اور اب سندھ کی زمینوں پر منیجر ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کو سمن جاری ہو گئے۔

## اصل مجرم ملزم یعنی مسٹر و مسز داؤد کا راتوں رات فرار

میں جیسے ذکر کر چکا ہوں، مسٹر و مسز داؤد تو ہمارے وکیل صاحب کے نوٹس پر راتوں رات ہی جہاز سے کسی نامعلوم ملک کو کوچ کر گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دو تین تاریخوں کے بعد جب عدالت کو ان کے فرار کا یقین ہو گیا تو ریکارڈ میں ان دونوں کو مفرور اور روپوش قرار دے دیا گیا۔ باقی پادری حضرات چونکہ صرف اعانت جرم کے مرتکب تھے جس کا اصل ملزموں کی غیر حاضری میں ثابت کرنا نہ تو آسان تھا اور نہ ہی چنداں مفید۔ ہم نے مقدمہ ختم کر دیا۔

اس مقدمہ کے دوران مفصلہ ذیل تجربے حاصل ہوئے:-

(۱) — مقررہ تاریخوں پر پادری حضرات تو خوب تیاری کر کے منظم جتھوں کی صورت میں آتے تا کہ عدالت پر اثر پڑے۔ لیکن اخباروں میں تاریخہائے مقدمہ کے جلی سرخیوں سے اعلانات کے باوجود مسلمانوں کی طرف سے کسی ایک شخص نے بھی آنے کا نام نہ لیا صرف ہم چند متعلقہ دوست ہی موجود ہوتے۔

(۲) — بعض مسلمان اخبارات نے ابتدائی مراحل میں عیسائیوں کی تائید کی مگر جب مسٹر و مسز داؤد بھاگ گئے تو موٹی سرخی سے اسے "اپنے اخبار اور غیور مسلمانوں کی پہلی فتح" قرار دیا۔

(۳) — پمفلٹوں کو جب غور سے پڑھا گیا تو یہ معلوم ہوا کہ لاہور میں ایک بہت مشہور مسلمان قومی اخبار کے مطبع میں چھاپے گئے ہیں۔

(۴) — مقدمہ سے قبل جب میں نے جماعت میں ایسے اقدام کا ذکر کیا تو اکثر احباب نے اس سے اتفاق نہ کیا بلکہ بعض نے ڈرایا کہ یہ امریکن مشنری ہیں اور ہماری حکومت امریکہ سے مالی امداد حاصل کرتی ہے اس لئے حکومت ہمارے اقدام کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھے گی وغیرہ

(۵) — چنانچہ سی۔ آئی۔ ڈی کے بعض افسروں نے میرے پاس آکر میرے بیان بھی لئے، میں نے صاف صاف کہا کہ یہ معاملہ دینی ہے اس میں سرکاری ملازمت کا کوئی سوال نہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اغلباً ان کی تفتیش ایک اور خاص سرکاری محکمہ کے ایماء پر کی گئی تھی۔ جسے "اقلیتوں کے تحفظ" کا نام دیا جاتا ہے۔ گویا اقلیتوں کے تحفظ کا تقاضا یہ بھی ہے کہ انکے لئے اپنا دین پھیلانے میں دھوکہ دہی و فریب بھی جائز ہے۔

## جملہ مسلمان متنبہ و چوکس رہیں

ان واقعات کا تفصیلاً ذکر نہ صرف اس لئے لازم تھا کہ ان سے مسلمان قوم کے اصل مزاج کا پتہ واقعاتی طور پر لگتا ہے نیز یہ کہ عیسائی پادری کس طرح ان ہماری ذہنیت کو چالبازیوں سے اپنے مفید مطلب بناتے ہیں بلکہ ایک غرض یہ بھی ہے کہ مسٹر برہان العارفین صاحب یا انڈونیشیا کے دیگر دردمند اصحاب باخبر و چوکس ہو جائیں کہ کہیں ہیلنگ مشن کا فتنہ وہاں بھی تو نہیں کھڑا کیا جا رہا؟ اور اس سے یہ بھی غرض ہے کہ اگر پاکستان میں بھی کہیں یہ دجل پھر اپنا سر اُٹھائے تو یہ بات قارئین کرام کو بھی معلوم رہے کہ اس کے خاتمہ اور سر کچلنے کے لئے کونسی کارروائی مؤثر و نتیجہ خیز ہے۔

(۶) میں نے یہ تجویز بھی بعض دوستوں کے پیش کی کہ عیسائیت کا مقابلہ صرف جماعت احمدیہ کا ہی کام نہیں بلکہ یہ ہماری ساری مسلمان قوم کا مشترکہ مقصد ہے، کیا یہ انسب نہ ہوگا کہ ہم جملہ فرقہ ہائے اسلام کو دعوت دیں اور اس مشترکہ مقصد کے لئے سب کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کریں؟ اس تجویز پر جب غور ہو رہا تھا تو ایک صاحب نے یہ کہا کہ بالفرض یہ تجویز قبولیت پا بھی لے تب بھی اصل سوال تو یہ اُٹھے گا کہ عیسائیت کے برخلاف کونسا طریق کار اختیار کیا جائے؟ جماعت احمدیہ تو لازماً اس امر پر اصرار کرے گی اور اسے کبھی ترک نہیں کر سکتی کہ کامیابی حیات مسیح اور حضرت مسیح کے معجزات کو اصل رنگ میں پیش کرنے سے ہی وابستہ ہے لیکن اس پر دیگر مسلمانوں کا کبھی اتفاق نہ ہوگا تو ایسا مشترکہ محاذ جس کی بنیادیں مضبوط نہ ہوں بالآخر ناکام ہو جائے گا۔

(باقی بر صفحہ ۱۴)

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

# محمد عبدالحق صاحب اور حکیم ایم اے منصور صاحب کے خطوط کا جواب

## جناب محمد عبدالحق صاحب مجاہد امرتسری کا خط اور اس کا جواب

جناب محمد عبدالحق صاحب مجاہد امرتسری کے ایک خط کا جواب میں پہلے پیغام صلح میں شائع کر چکا ہوں اس جواب پر انہوں نے ایک اور خط ارسال کیا ہے میں نے اپنے مضمون میں منجملہ اور باتوں کے ایک بات یہ بھی لکھی تھی کہ اگر آپ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کسی تحریر میں یہ دکھلا دیں کہ حضورؑ نے فرمایا ہو کہ حضورؑ پر وحی ولایت نہیں ........ بلکہ وحی نبوت نازل ہوتی ہے تو میں اپنے تمام دلائل واپس لے لوں گا اس کے جواب میں انہوں نے اپنے دوسرے خط میں تین حوالے پیش کئے ہیں جن میں سے ایک حوالہ کتاب ایام الصلح کا ہے۔ اس کتاب کا صرف ایک ہی فقرہ ذیل کا نقل کرنے پر انہوں نے اکتفا کیا ہے:۔

"جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہو گی"

(ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

معلوم ہوتا ہے ہمارے اس بھائی نے اصل کتاب کو پڑھے بغیر کسی سے سنا ہوا یہ فقرہ نقل کر دیا ہے اگر وہ خود اس تمام عبارت کو پڑھ لیتے جس میں سے یہ فقرہ انہوں نے نقل کیا ہے تو کبھی اس فقرہ کو پیش کرنے کی جرأت نہ کرتے کیونکہ یہ ساری کی ساری عبارت میرے اس نظریہ کی ہی تائید کر رہی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پر وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہی نازل ہوتی تھی اور یہ کہ وحی نبوت کا نزول خاتم النبیین کے بعد بالکل ممتنع ہے ذیل میں کل کی کل عبارت نقل کر دی جاتی ہے تا تمام احباب ربوہ اور دیگر وہ دوست بھی جو احمدی نہیں ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے مذہب سے پوری طرح واقف ہو جائیں وہ عبارت حسب ذیل ہے:۔

" پھر میں اصل کلام کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم کا خاتم الانبیاء ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو چاہتا ہے کیونکہ آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سلسلہ وحی نبوت کا منقطع متصور ہو سکتا ہے اور اگر فرض بھی کر لیں کہ حضرت عیسیٰ امتی ہو کر آئیں گے تو شان نبوت تو ان سے منقطع نہیں ہو گی گو امتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی بھی کریں مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت وہ خدا تعالےٰ کے علم میں نبی نہیں ہوں گے اور اگر خدا تعالےٰ کے علم میں وہ نبی ہوں گے تو وہی اعتراض لازم آیا کہ خاتم الانبیاء صلعم کے بعد ایک نبی دنیا میں آگیا اور اس میں آنحضرت صلعم کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآنیہ کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہو گی"

## حوالہ مندرجہ بالا جماعت لاہور کے مسلک کو ہی درست ثابت کرتا ہے۔

عبارت مندرجہ بالا سے عیاں ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب یہی ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت کا دروازہ بالکل بند ہو چکا ہے اور وہ لوگ جو حضرت مسیح ناصریؑ کی دوبارہ آمد کے قائل ہیں ان پر حجت تمام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ اگر آئیں گے تو اپنی نبوت کی شان تو اپنے ساتھ رکھتے ہوں گے اس لئے ان پر جو وحی نازل ہو گی وہ تو وحی نبوت ہو گی جو خاتم الانبیاء صلعم کے بعد منقطع ہو چکی ہے۔ گویا حضورؑ کے نزدیک وحی نبوت کا نزول قرآن کریم کی نص صریح کے خلاف ہے اس کے ساتھ ہی حضور یہ بھی فرماتے ہیں کہ پُرانا نبی تو کجا نیا نبی بھی خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نہیں آسکتا اور جب حضورؑ کا مذہب آنحضرت صلعم کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کو بھی ممتنع قرار دے رہا ہے تو یہ صریح دلیل ہے اس بات پر کہ خود حضور پر بھی وحی نبوت کا نزول نہیں ہو سکتا اور جبکہ وحی نبوت کا نزول ہر حالت میں ممتنع ہے تو حضرت مسیح موعودؑ مدعی نبوت کس طرح ہو سکتے ہیں پس اس سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ پر جو وحی نازل ہوتی تھی وہ وحی ولایت ہی تھی وحی نبوت ہرگز نہ تھی پس حوالہ مندرجہ بالا جماعت ربوہ کے مسلک کو غلط اور جماعت لاہور کے مسلک کو ہی صحیح ثابت کر رہا ہے ہمارے محترم بھائی عبدالحق صاحب مجاہد انصاف سے غور فرمائیں۔

## ایام الصلح کا ایک اور حوالہ میرے نظریہ کی تائید میں

میں نے اپنا نظریہ بار بار احباب ربوہ کے سامنے پیش کیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ زمرہ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں سو اس کی تائید میں کتاب "ایام الصلح" میں سے ہی ایک حوالہ پیش کرتا ہوں جس میں حضور نے اپنے آپ کو واضح الفاظ میں ولی اور محدث قرار دیا ہے یہ حوالہ مندرجہ ذیل ہے:۔

" اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسیٰ نبی اللہ ہو کر توریت کی تصدیق کے لئے آئے۔ پس ان کے مقابل پر تمہاری گواہی کیا قدر رکھتی ہے جبکہ بھی تصدیق جدید کے لئے کوئی نبی ہی چاہئے تھا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں اس نبوت کا دروازہ تو بند ہے جو اپنا سکہ جماتی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث میں ہے لا نبی بعدی۔ اور باایں ہمہ حضرت مسیح کی وفات نصوص قطعیہ سے ثابت ہو چکی ہے لہذا دنیا میں ان کے دوبارہ آنے کی امید طمع خام۔ اور اگر کوئی اور نبی نیا اور پرانا آوے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کر خاتم الانبیاء ٹھہریں۔ ہاں وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں ہے جس حالت میں مطلب صرف یہ ہے کہ نئے نشانوں کے ساتھ دین حق کی تصدیق کی جائے اور سچے دین کی شہادت دی

جائے تو جو نشان خدا تعالیٰ کے نشان ہیں خواہ وہ نبی کے ذریعہ سے ظاہر ہوں اور خواہ ولی کے ذریعہ سے وہ سب ایک درجہ کے ہیں کیونکہ بھیجنے والا ایک ہی ہے ایسا خیال کرنا سراسر جہالت اور حمق ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نبی کے بلا حق سے اور نبی کے ذریعہ سے کوئی تائید سماوی کرے تو وہ قوت اور شوکت میں زیادہ ہے اور اگر ولی کی معرفت وہ تائید ہو تو وہ قوت اور شوکت میں کم ہے بلکہ بعض نشان تو تائید اسلام کے ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ اس وقت نہ کوئی نبی ہوتا ہے اور نہ ولی جیسا کہ اصحاب الفیل کے ہلاک کرنے کا نشان ظاہر ہوا۔ یہ تو مسلم ہے کہ ولی کی کرامت نبی متبوع کا معجزہ ہے۔ پھر جبکہ کرامت بھی معجزہ ہوئی تو معجزات میں تفریق کرنا ایمانداروں کا کام نہیں ماسوا اس کے حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ محدث بھی نبیوں اور رسولوں کی طرح خدا کے مرسلوں میں داخل ہے بخاری میں وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث کی قرأت غور سے پڑھو اور نیز ایک دوسری حدیث میں ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل صوفیہ نے اپنے مکاشفات سے بھی اس حدیث کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تصحیح کی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بطور مجاز اور استعارہ کے۔ اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں بھی ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے حق میں ہیں۔ دیکھو صفحہ ۴۹۸ میں یہ الہام ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ۔ اس جگہ رسول سے مراد یہ عاجز ہے۔ اور پھر دیکھو صفحہ ۵۰۴ براہین احمدیہ میں یہ الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ جس کا ترجمہ ہے خدا کا رسول نبیوں کے لباس میں اس الہام میں میرا نام رسول بھی رکھا گیا اور نبی بھی۔ پس جس شخص کے خود خدا نے یہ نام رکھے ہوں اس کو عوام میں سے سمجھنا کمال درجہ کی شوخی ہے۔ اور خدا کے نشانوں کی تقسیمیں کسی طرح کمزور نہیں ہو سکتیں خواہ نبی کے ذریعہ سے ہوں یا محدث کے ذریعہ سے اصل تو یہ ہے کہ خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کا فیض ایک مظہر پیدا کر کے اپنی گواہی آپ دلاتا ہے اور ولی کو صفت کا نام حاصل ہوتا ہے سو درحقیقت ولی جو مصدق ہے وہ آپ سے زینت پاتا ہے آپ اس سے زینت نہیں پاتے واللہ در القائل

ہمہ خوباں عالم را بہ زیورہا بیارایند
"تو سیمین تن چناں خوبی کہ زیورہا بیارائی"

(ایام الصلح صفحہ ۷۴-۷۵)

اب جناب عبدالحق صاحب غور فرمائیں کہ مندرجہ بالا عبارت میں کس وضاحت سے حضور نے حضرت نبی کریم صلعم کے بعد صرف وحی ولایت کا دروازہ کھلا تسلیم کیا ہے اور کس وضاحت سے آٹھ دفعہ اپنا ذکر ولی کے لفظ سے کیا ہے اور نبی کے لفظ کے متعلق صاف فرما دیا ہے کہ وہ مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے کیا اس سے واضح نص کی آپ دوستوں کو ضرورت ہے جبکہ کتاب "ایام الصلح" کی عبارتوں کو آپ حجت سمجھتے ہیں اور دوسروں کے سامنے اسے بطور حجت پیش کرتے ہیں تو اس کی اس صریح نص کو کیوں پیٹھ پیچھے پھینک رہے ہیں کیوں اس کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے حضور کو جماعت اولیاء کا فرد ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے کیا حضور کی مندرجہ بالا عبارت آپ کی پیش کردہ عبارت کا صحیح مفہوم معین کرنے کے لئے کافی نہیں، غور! غور! غور!

## جناب عبدالحق صاحب کا دوسرا حوالہ

محترم عبدالحق صاحب نے حضور کی کتاب اربعین ضمیمہ ۳ و ۴ کے صفحہ ۱۱ کی حسب ذیل عبارت بھی اپنی تائید میں پیش کی ہے

"اصل لفظ ان (اکبر بادشاہ وغیرہ مجاہد) کو جو اسکے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرتے چاہیں کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے"

اس جگہ بھی میں افسوس کے ساتھ اس امر کے اظہار پر مجبور ہوں کہ ہمارے بھائی عبدالحق صاحب نے حضور کے کلام کو غور سے پڑھا ہے اور نہ ہی حضور کے اصل منشاء کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضور کی عبارت مکمل طور پر نقل نہیں کی بلکہ صرف ایک فقرہ نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے

## لو تقول والی آیۃ کا اصل مفہوم

بیشتر اس کے کہ میں عبدالحق صاحب کے پیش کردہ جملہ کا صحیح مفہوم بیان کروں ضروری سمجھتا ہوں کہ پہلے لو تقول والی آیت کا مفہوم بیان کر دوں۔ اس آیت کا مفہوم صرف اتنا ہی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو دنیا کے سامنے اس حیثیت سے پیش کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے مبعوث کیا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر اس کا کلام بصورت الفاظ نازل ہوتا ہے تو وہ شخص اگر اپنے اس دعوے میں کاذب ہے تو وہ ضرور الٰہی گرفت میں آ جائے گا اور اس دنیا میں ہی عذاب الٰہی کا نشانہ بنے گا۔ نبی یا غیر نبی کی اس میں شرط نہیں اور اگر ایسے مدعی کے دعوے پر ۲۳ برس گزر جائیں تو اس مدعی کو لامحالہ صادق ماننا پڑے گا کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم ایسے دعویٰ کے بعد ۲۳ سال زندہ رہے اس لئے ایسے دعوے کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہنے والے مدعی کا سچا ہونا یقینی ہے خواہ اس کا دعوےٰ نبوت کا ہو یا محض مجدد ہونے کا ہو۔

## اس بارہ میں حضرت اقدس کا مذہب

میرے مندرجہ بالا بیان کی تصدیق حضرت مسیح موعود کا مندرجہ ذیل بیان کر رہا ہے جو اسی کتاب اربعین میں ہی موجود ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بھائی عبدالحق صاحب کی نظر سے نہیں گذرا۔ حضور اپنی کتاب اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۹، ۲۰ پر فرماتے ہیں!

"یہ آیت رسولوں اور نبیوں اور مامورین کی نسبت ہے (عبدالحق صاحب لفظ مامورین پر غور کریں از ناقل) جو کروڑہا انسانوں کو اپنی طرف دعوت کرتے ہیں اور جن کے افتراء سے دنیا تباہ ہوتی ہے لیکن ایک ایسا شخص جو اپنے تئیں مامور من اللہ ہونے کا دعوےٰ کر کے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے اور محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتلانے کے لئے دعوےٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی اور یا یہ الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے ایسا خبیث اس لائق نہیں کہ خدا اسکو یہ عزت دے کہ تو نے اگر میرے پر افترا کیا تو میں تجھے ہلاک کر دوں گا بلکہ وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابل التفات نہیں کوئی شخص اس کی پیروی نہیں کرتا کوئی اس کو نبی یا رسول یا مامور من اللہ نہیں سمجھتا"۔

پھر مزید فرماتے ہیں:—

"اور ظاہر ہے کہ یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور تبھی ٹھہر سکتا ہے جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جائے کہ خدا اس مفتری کو جو خلقت کے گمراہ کرنے کے لئے مامور من اللہ ہونے کا دعوےٰ کرتا ہو کبھی مہلت نہیں دیتا کیونکہ اس طرح پر اس کی بادشاہت میں گڑبڑ پڑ جاتی ہے اور صادق اور کاذب میں تمیز اٹھ جاتی ہے"

پھر صفحہ ۱۸-۱۹ پر فرماتے ہیں :-

" اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں خدا تعالیٰ نے ایک بڑا اصول جو قرآن شریف میں قائم کیا تھا اور اسی کے ساتھ نصاریٰ اور یہودیوں پر حجت قائم کی تھی یہ تھا کہ خدا تعالیٰ اس کاذب کو جو نبوت یا رسالت اور مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعوے کرے مہلت نہیں دیتا اور ہلاک کرتا ہے پس ہمارے مخالف مولویوں کی یہ کیسی ایمانداری ہے کہ منہ سے تو قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں مگر اس کے پیش کردہ دلائل کو رد کرتے ہیں اگر وہ قرآن شریف پر ایمان لا کر اسی اصول کو میرے صادق یا کاذب ہونے کا معیار ٹھہراتے تو جلد تر حق کو پا لیتے لیکن میری مخالفت کے لئے اب وہ قرآن شریف کے اس اصول کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا دعوے کرے کہ میں خدا کا نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہوں جس سے خدا ہمکلام ہو کر اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً اسرار کی حقیقتیں اس پر ظاہر کرتا ہے اور اس دعوے پر تیئیس یا پچیس برس گذر جائیں یعنی وہ میعاد گذر جائے جو آنحضرت صلعم کی نبوت کی میعاد تھی اور وہ شخص اس مدت تک فوت نہ ہو اور نہ قتل کیا جائے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ شخص سچا نبی یا سچا رسول یا خدا کی طرف سے سچا مصلح اور مجدد ہے اور حقیقت میں خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے"

پھر اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں :-

" لہٰذا ہر ایک نبی یا محدث جو حکم ہو کر آتا ہے"

حضور کی مندرجہ بالا عبارتوں سے ظاہر ہے کہ حضور کے نزدیک لو تقول والی آیت میں صرف نبی یا رسول ہی داخل نہیں بلکہ دوسرے مامور من اللہ بھی داخل ہیں جنہیں محدث یا مجدد کہتے ہیں نیز اس آیت کی وعید کے نیچے صرف نبی ، رسول اور محدثین ہی آتے ہیں جو مکلم من اللہ ہونے کا دعوے کرتے ہیں اور خلقت کو اپنی دعوت قبول کرنے کی طرف بلاتے ہیں اگر ایسے لوگ اپنے دعوے میں کاذب ہوں تو خلقت کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے دوسرے مفتری علی اللہ اس کی وعید کے نیچے نہیں آتے مثلاً ایک شخص مصلح ہونے کا تو دعوے کرتا ہے لیکن مامور ہونے کے دعوے سے گریز کرتا ہے وہ اس کی وعید سے باہر ہے۔

## حضور کی مزید تائیدی تحریریں

اگرچہ مندرجہ بالا حضرت اقدس کے اقوال اس حقیقت پر سے پردہ اٹھانے کے لئے کافی ہیں کہ صرف وحی نبوت پانے والا ہی لو تقول والی آیت کی وعید کے نیچے نہیں آتا بلکہ وحی محدثیت یا وحی ولایت پانے کا مدعی بھی اس وعید کا مورد بنتا ہے لیکن محمد عبدالحق صاحب اور ان کے ہم نوا [illegible] جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے دوستوں کی مزید تسلی کے لئے اسی مضمون کے مزید حوالے بھی پیش کر دینے خالی از فائدہ نہ ہوں گے ان کو پیش کرنے میں اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف نبی یا رسول یا مامور من اللہ کے الفاظ ہی نقل کرنے پر اکتفا کی جائے گی تاکہ کلام طوالت سے محفوظ رہے مندرجہ ذیل حوالے اربعین نمبر ۳ کے ہیں۔

صفحہ ۲ " اگر کوئی نبی یا رسول یا اور کوئی مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعوے کرے "

صفحہ ۳ " جنہوں نے نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہونے کا دعوے کیا "

صفحہ ۵ " جنہوں نے خدا کے مامور یا نبی یا رسول ہونے کا دعوے کیا "

صفحہ ۱۵ " اگر حافظ محمد یوسف صاحب اور ان کے دوسرے ہم مشرب جن کے نام میں نے اس اشتہار میں لکھے ہیں اپنے اس دعوے میں صادق ہیں یعنی اگر یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شخص نبی یا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا دعوی کر کے اور کھلے کھلے طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سنا کر پھر باوجود مفتری ہونے کے برابر ۲۳ برس تک جو زمانہ وحی آنحضرت صلعم ہے زندہ رہا ہے تو میں ایسی نظیر پیش کرنے والے کو بعد اس کے جو مجھے میرے ثبوت کے موافق یا منہاج نبوت کے مطابق ثبوت دیدے پانسو روپیہ نقد دیدوں گا "

صفحہ ۲۱ " جو نبوت یا رسالت یا مامور من اللہ ہونے کا دعوے کر کے خدا پر افترا کیا "

اربعین نمبر ۴ کے حوالے :-

صفحہ ۱ " اگر کوئی شخص بطور افترا کے نبوت اور مامور من اللہ ہونے کا دعوے کرے تو وہ آنحضرت صلعم کے زمانہ نبوت کی مانند ہرگز زندگی نہیں پائے گا "

صفحہ ۵ " خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے کہ مفتری اسی دنیا میں ہلاک ہو گا بلکہ خدا کے سچے نبیوں اور ماموروں کے لئے سب سے پہلے یہی دلیل ہے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کر کے مرتے ہیں "

اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۶ :-

" اور یہی انبیاء اور مامورین عظام میں خدا تعالیٰ کی عادت ہے "

اگرچہ حوالے تو اور بھی ہیں مگر سردست ان حوالوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے ان سے ظاہر ہے کہ انبیاء اور رسل کے ساتھ حضور دوسرے ماموروں کو بھی شامل کرتے ہیں ...

. . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . جو نبی اور رسول نہیں ہوتے اور وہ ان پر وحی نبوت نازل ہوتی ہے بلکہ وحی محدثیت یا وحی ولایت نازل ہوتی ہے۔

## عبدالحق صاحب کے پیش کردہ حوالہ کا صحیح مفہوم

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عبدالحق صاحب کے پیش کردہ حوالہ میں جو یہ الفاظ ہیں ان کا کیا مطلب ہے :-

" کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے جس کی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کر کے یہ کہا جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے پر نازل ہوا "

اگر عبدالحق صاحب متعلقہ سارا صفحہ پڑھ لیتے تو کبھی مندرجہ بالا عبارت پیش کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ عبدالحق صاحب کو یاد ہے کہ حضور نے اپنی کتاب اربعین نمبر ۳ و نمبر ۴ ایک شخص حافظ محمد یوسف صاحب کے ایک دعوے کے جواب میں لکھی تھی اس شخص نے یہ دعوے کیا تھا کہ قرآن کریم کی آیت لو تقول الخ سے حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت کا استدلال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں جو مفتری علی اللہ تھے اور ۲۳ برس سے زیادہ زندہ رہے اس کے ثبوت میں اس شخص نے دو شخصوں یعنی اکبر بادشاہ اور روشن دین جالندھری کا نام لیا اور کہا کہ ان دونوں نے نبوت کا دعوے کیا تھا لیکن یہ دونوں ہلاک نہیں ہوئے اب جبکہ دو مدعیان نبوت کے ہی نام پیش کئے گئے تو ان کے متعلق حافظ صاحب موصوف سے ان کی وحی نبوت کے بارے میں ہی دریافت کرنا تھا پس حضرت اقدس نے حافظ صاحب سے یہی پوچھا کہ پہلے یہ دکھلاؤ کہ ان دونوں شخصوں نے دعوے نبوت کیا ہو اور ساتھ ہی یہ کہا ہو کہ ان پر وحی نبوت نازل ہوتی ہے اور پھر ان کا وہ کلام پیش کرو جو ان دونوں نے بطور وحی نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہوئے ......

. . . . . . . دنیا کے سامنے رکھا ہو پس ظاہر ہے کہ مدعی نبوت سے وحی نبوت کے پیش کرنے کا ہی مطالبہ کیا جائے گا نہ کہ اس سے وحی ولایت کا مطالبہ کیا جائے گا اگرچہ وحی ولایت کی بناء پر ماموریت کا جھوٹا دعوے کرنے والا بھی اسی طرح ہلاک ہو گا جس طرح وحی نبوت کی بناء پر نبوت کا جھوٹا دعوے کرنے والا ہلاک ہو گا لیکن ... ان ہر دو مدعیوں سے اسی وحی کے پیش کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا جس وحی کے وہ مدعی ہیں یعنی وحی نبوت کے مدعی سے وحی نبوت کا اور وحی محدثیت یا وحی ولایت کے مدعی سے وحی ولایت کا۔ پس چونکہ یہاں حافظ صاحب نبوت کے دو مدعیوں کو پیش کر رہے تھے اس لئے اُن سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ان کی وحی نبوت دکھلائیں کیونکہ نبی کی وحی کے بارے میں وحی نبوت کے متعلق ہی سوال ہو سکتا ہے نہ کہ وحی ولایت کے متعلق چنانچہ ذیل میں حضرت اقدس کی اصل عبارت نقل کر دی جاتی ہے تا قارئین کرام پر واضح ہو جائے کہ اس سے محمد عبدالحق صاحب کا استدلال کہ وحی نبوت کا مدعی ہی ہلاک ہوتا ہے درست نہیں وہ

عبارت یہ ہے! :-

"اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعوے کیا یا روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعوے کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے یہ ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے اور تیئیس برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعوے ثابت کرنا چاہیئے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیئے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنے یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں اصل لفظان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت ہیں ہے جس کی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کر کے یہ کہا جاسکے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے پر نازل ہوا ہے۔

غرض پہلے تو یہ ثبوت دینا چاہیئے کہ کونسا کلام الٰہی اس شخص نے پیش کیا ہے جس نے نبوت کا دعوے کیا پھر بعد اس کے یہ ثبوت دینا چاہیئے کہ جو تیئیس برس تک کلام الٰہی اس پر نازل ہوتا رہا وہ کیا ہے یعنی کل وہ کلام جو کلام الٰہی کے دعوے پر لوگوں کو سنایا گیا ہے پیش کرنا چاہیئے جس سے پتہ لگ سکے کہ تیئیس برس تک متفرق وقتوں میں وہ کلام اس غرض سے پیش کیا گیا تھا کہ وہ خدا کا کلام ہے یا ایک مجموعی کتاب کے طور پر قرآن شریف کی طرح اس دعوے سے شائع کیا گیا تھا کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے۔ جب تک ایسا ثبوت نہ ہو تب تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا اور آیت لو تقول کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا ان شریر لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالےٰ پر بھی ایمان نہیں، اور صرف زبان سے کلمہ پڑھتے اور باطن میں اسلام سے بھی منکر ہیں"

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳-۴ صفحہ ۱۱-۱۲)

## محمد عبدالحق صاحب کا تیسرا حوالہ

عبدالحق صاحب نے تیسرا حوالہ اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۲۲ سے نقل کیا ہے۔

"سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم صلعم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں ۲۳ برس کی مدت دی گئی اور ۲۳ برس تک برابر یہ سلسلہ وحی جاری رکھا۔"

میں نہیں سمجھ سکا کہ اس حوالہ کو پیش کرنے سے عبدالحق صاحب کی کیا غرض ہے اس حوالہ میں تو حضور نے کہیں بھی وحی نبوت پانے کا ذکر تک نہیں کیا۔ مطلق وحی پانے کا ذکر کیا ہے اور یہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ مطلق وحی میں وحی نبوت اور وحی محدثیت دونوں شامل ہیں۔ پس ان کا یہ حوالہ میرے اس مطالبہ کو کہ حضور کی تحریر سے وحی نبوت پانے کا دعوے دکھلاؤ ہرگز پورا نہیں کرتا۔

## عبدالحق صاحب کا مجھ سے مطالبہ

مندرجہ بالا تینوں حوالے پیش کرنے کے بعد عبدالحق صاحب مجھ سے بدیں الفاظ مطالبہ کرتے ہیں۔ "کیا آپ حسب وعدہ ماننے کو تیار ہیں"۔ محترم عبدالحق صاحب میں تو ماننے کو تیار ہوں اگر آپ حضرت اقدس کی کسی تحریر میں بطور نص یہ دکھلا دیں کہ حضور نے فرمایا ہو کہ حضور پر وحی ولایت نہیں بلکہ وحی نبوت نازل ہوتی ہے آپ نے جو حوالے پیش کئے ہیں وہ سیاق وسباق سے کاٹ کر پیش کئے ہیں اور میں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان سے وحی نبوت کا دعوے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ حضور نے ان میں اپنے آپ کو محدثین اور مجددین میں داخل فرما کر ثابت کر دیا ہے کہ حضور پر وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہی نازل ہوتی تھی۔

## کیا عبدالحق صاحب نے جماعت ربوہ کا مذہب ترک کر دیا ہے

میں چونکہ حضرت اقدس کی تمام کتابوں میں ہم آہنگی کا مدعی ہوں اس لئے میں نے عبدالحق صاحب کی کتابوں کے پیش کردہ حوالوں کی اصل حقیقت بیان کر دی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی میں عبدالحق صاحب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا انہوں نے جماعت ربوہ کے مذہب کو خیرباد کہدیا ہے اس بارے میں جماعت ربوہ کا مذہب تو یہ ہے کہ حضرت اقدس اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" شائع ہونے تک تو اپنے آپ کو نبی نہیں بلکہ محدثیت یعنی زمرہ اولیاء کا فرد یقین کرتے تھے۔ یہ اشتہار نومبر ۱۹۰۱ء کو شائع ہوا ہے لیکن آپ نے جن دونوں کتابوں کی عبارتیں پیش کی ہیں وہ تو اس اشتہار سے قبل کی تصنیف ہیں۔ اربعین بھی اس اشتہار سے پہلے کی تصنیف ہے اور ایام الصلح بھی اس سے قبل کی تصنیف ہے۔ ان دونوں کتابوں سے آپ کس طرح دعوے نبوت اور دعوے نزول وحی نبوت ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں آپ کی یہ کوشش تو آپ کی جماعت کے مسلمہ مسلک پر کاری ضرب کا کام دے گی آئندہ آپ اس حقیقت کو مدنظر رکھ کر کوئی حوالہ پیش کرنے کی تکلیف گوارا فرمایا کریں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپکی جماعت تو تسلیم کرتی ہے کہ تریاق القلوب کی تصنیف تک تو حضرت مسیح موعودؑ اپنے آپ کو غیر نبی ہی لکھا کرتے تھے پھر اربعین اور "ایام الصلح" میں کس طرح دعوے نبوت کر سکتے تھے۔

## حضرت امیر مرحوم مغفور کا مذہب

عبدالحق صاحب نے اپنے اس خط میں اس بات کو پھر دہرایا ہے کہ حضرت امیر مرحوم مغفور کی قبل از اختلاف کی تحریروں کو بغیر حاشیہ آرائی کے شائع کر دیا جائے اور اس میں انہوں نے ایک عبارت بھی پیش کی ہے ان کا یہ مطالبہ نیا نہیں شروع میں ہی ان کی جماعت کی طرف سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا حضرت امیر مرحوم و مغفور نے ایک اصولی جواب اسی وقت سے دیا تھا جو ایک ٹریکٹ "لفظ نبی کا استعمال میری تحریر میں" کے نام سے شائع ہوا تھا جن شرائط کے ساتھ انہوں نے اپنی سابقہ تحریروں کو شائع کرنے کی اجازت دی تھی وہ اب بھی قائم ہیں۔ لیکن جماعت ربوہ کو ان شرائط کے ساتھ شائع کرنے کی اس وقت تک جرأت نہیں ہوئی اور نہ ہی انشاءاللہ آئندہ ہوگی۔ سو میرا بھی یہی جواب ہے کہ ان شرائط کے ساتھ بے شک حضرت امیر مرحوم و مغفور کی تحریروں کو شائع کر دیں عبدالحق صاحب اس ٹریکٹ کو پڑھ لیں اور پھر اپنے ارادہ سے آگاہ کریں۔ ریویو کے جس مضمون سے عبدالحق صاحب نے ایک عبارت نقل کی ہے مجھے یقینی طور پر یہ علم نہیں ہو سکا کہ وہ مضمون حضرت امیر مرحوم و مغفور کا ہی ہے یا کسی اور بزرگ کا ہے۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے اس مضمون سے بھی عبدالحق صاحب کی مطلب برآری نہیں ہوتی اس میں بھی حضرت نبی کریم صلعم کو تمام نسل انسانی کے لئے ایک ہی نبی تسلیم کیا گیا ہے اگر حضرت مرزا صاحب کو بھی حقیقی نبی تسلیم کیا جائے تو نسل انسانی کے لئے دو نبی ماننے پڑیں گے اسی طرح حضور کو اس مضمون میں نبیوں کے لباس میں آنے والا ... قرار دیا ہے جس کے معنے اس وقت تک جماعت حضرت اقدسؑ کی تصریح کے مطابق حضور کو محض لغوی معنوں میں ہی نبی تسلیم کرتی تھی اس لئے کسی کو اس کا مفہوم سمجھنے میں غلط فہمی نہ ہو سکتی تھی اب چونکہ ان الفاظ کے مفہوم کو بگاڑ دیا گیا ہے اس لئے غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں اس لئے ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے تشریح بھی ساتھ ضروری ہو گئی اور یہی میں نے ان کے پہلے خط کے جواب میں لکھا تھا۔ نیز عبدالحق صاحب یہ بتلائیں کہ کیا امیر مرحوم و مغفور کے علاوہ جماعت میں کوئی اور عالم بھی تھا یا نہیں کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب۔ مولوی محمد احسن صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب

...... مولوی غلام حسن خان صاحب۔ مولوی سرور شاہ صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ قاضی اکمل صاحب۔ میر قاسم علی صاحب وغیرہم من العلماء والمصنفین حضرت اقدسؑ کے مذہب کو سمجھتے تھے یا نہیں ان کے حوالے میں پیش کر چکا ہوں ان سے حکیم صاحب نے کیا فائدہ اٹھایا ہے۔

## عدالتی شہادت

عبدالحق صاحب نے حضرت امیر مرحوم و مغفور کا ایک عدالتی بیان بھی اپنی تائید میں پیش کیا ہے میرے پاس چونکہ مقدمہ مذکورہ کی مسل کی نقل موجود نہیں اس لئے میں تو اس بیان کے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ عبدالحق صاحب کے پیش کردہ باقی حوالوں میں چونکہ کانٹ چھانٹ ثابت ہے اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ اس بیان کو بھی انہوں نے صحیح طور پر پیش کیا ہے یا نہیں باقی عام طور پر عدالتوں میں فریق مخالف کے عقیدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان دیا جاتا ہے اس لئے ممکن ہے کہ یہ بیان بھی مخالف علماء کے عقیدہ کی بناء پر ہی دیا گیا ہو۔

## میری شہادت

باقی رہا میری شہادت سو اس کے متعلق میں پیغام صلح میں مفصل جواب شائع کر چکا ہوں۔ عبدالحق صاحب کا اقرار ہے کہ وہ پیغام صلح باقاعدہ پڑھتے ہیں اس لئے لازماً ان کی نظر سے میرا جواب گذرا ہو گا۔ اس جواب کو شائع ہوئے کافی عرصہ گذر چکا ہے لیکن کسی نے اس کی تردید کی کوشش اور جرأت نہیں کی۔ سو عبدالحق صاحب دوبارہ میرے جواب کو پڑھ لیں۔

میں عبدالحق صاحب کو للہ نصیحت کرتا ہوں کہ اگر وہ خالی بالطبع ہو کر اور تعصب سے دل کو پاک کر کے غور کریں گے تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ حضرت اقدسؑ جماعت انبیاء کے نہیں بلکہ جماعت اولیاء کے ہی فرد ہیں۔ شان حضور کی بے شک بہت بڑی ہے لیکن اس کی بناء پر حضور کو جماعت انبیاء کا فرد نہیں قرار دیا جا سکتا۔

## حکیم ایم اے منصور صاحب کے خط کا جواب

حکیم صاحب نے خاکسار کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "دافع البلاء و معیار اہل الاصطفا" بالاستیعاب مطالعہ کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اگرچہ میں نے اس کتاب کو پہلے بھی بار بار پڑھا ہے لیکن ان کی ہدایت کی تعمیل میں دوبارہ بھی پڑھا ہے حکیم صاحب اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ نے اپنی اس کتاب میں اپنے آپ کو بار بار مجرد رسول لکھا ہے یہ تو درست ہے کہ حضور نے اس کتاب میں اپنے لئے لفظ رسول استعمال فرمایا ہے لیکن مجرد رسول نہیں لکھا بلکہ لفظ رسول کو اس کتاب میں بھی حسب سابق محض لغوی معنی میں ہی استعمال کیا ہے۔

## رسول اور نبی کی دو اصطلاحیں

حکیم صاحب محترم پر واضح ہونا چاہیئے کہ حضور کے نزدیک لفظ رسول اور نبی کی ایک تو اسلامی اصطلاح ہے اور دوسری محض لغوی اصطلاح ہے اسلامی اصطلاح میں حضور کے نزدیک نبی اور رسول وہی ہوتا ہے جو مکمل شریعت یا شریعت کا کوئی حصہ لائے اور مستقل ہو اس اصطلاح کی رو سے حضور کے نزدیک حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کوئی شخص بحیثیت نبی اور رسول نہیں آ سکتا اور نہ ہی حضور نے اپنے لئے کبھی لفظ رسول اور نبی اس اصطلاح میں استعمال کیا ہے بلکہ اسلامی اصطلاح میں نبی اور رسول ہونے سے ہمیشہ انکار کیا ہے اور حضور کے نزدیک رسول اور نبی حقیقتاً وہی ہوتا ہے جو اسلامی اصطلاح میں رسول اور نبی ہو۔ باقی رہی محض لغوی اصطلاح سو اس کی حقیقت حضورؑ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں واضح کی ہے حضور کا ایک الہام ہے جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء اس کا ترجمہ کیا ہے یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حلوں میں اس کی تشریح حاشیہ میں فرمائی ہے جس سے محض لغوی اصطلاح کی وضاحت ہو جاتی ہے:-

"یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں"

## حضور کے لئے لفظ رسول اور نبی کا استعمال کن معنوں میں۔

عبارت مندرجہ بالا سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضور کے لئے حضورؑ کے الہامات میں یا حدیث نبویؐ میں جو لفظ نبی اور رسول وارد ہوا ہے وہ محض لغوی معنی میں وارد ہوا ہے اسلامی اصطلاح میں وارد نہیں ہوا محض لغوی معنی میں جس امتی پر لفظ رسول یا نبی کا استعمال ہو گا اسلامی اصطلاح میں اسکو محدَّث کہا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضور نے صاف طور پر لکھ دیا کہ جن لوگوں پر میری تحریروں میں لفظ نبی اور رسول شاق گذرتا ہے وہ اس کی بجائے ...... محدَّث پڑھ لیا کریں کیونکہ میری مراد اس لفظ رسول اور نبی سے محدثیت ہی ہے باقی میں اس لفظ کو استعمال کرنے میں اس لئے مجبور ہوں کہ حدیث نبویؐ میں آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی استعمال کیا گیا ہے نیز میرے الہامات میں بھی یہ لفظ وارد ہوا ہے اس لئے میں اس لفظ کو تو چھوڑ نہیں سکتا لیکن یہ بتا دیتا ہوں کہ جس امتی کے لئے بھی محض لغوی معنی میں لفظ نبی اور رسول خدا کی طرف سے استعمال کیا جائے وہ اپنی حقیقت کے لحاظ سے جماعت محدثین کا فرد ہوتا ہے نہ کہ جماعت انبیاء کا

## فرستادہ کے لفظ سے مراد

پس ہم حضرت اقدسؑ کی کتب میں جس جگہ لفظ رسول کی تشریح لفظ فرستادہ سے پائیں یا اپنے لئے حضور لفظ فرستادہ استعمال کریں تو ہمیں حضورؑ کی مندرجہ بالا تشریح کو مدنظر رکھتے ہوئے سمجھ لینا چاہیئے کہ حضور کی مراد اس جگہ لفظ رسول اور نبی سے محض لغوی معنی ہیں ان لغوی معنی کے لحاظ سے امت کے تمام مجددین رسول ہی تھے کیونکہ وہ بھی خدا کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور ان پر بھی غیب کی خبروں کا انکشاف ہوتا تھا اور یہی حضرت اقدسؑ کا مذہب تھا باقی ان مجددین نے اپنے لئے یہ لفظ کیوں استعمال نہیں کیا اس کی وجہ میرے ان مضامین میں بیان ہو چکی ہے جو پیغام صلح میں شائع ہوتے رہے ہیں اور امید ہے کہ وہ حکیم صاحب کی نظر سے گذر چکے ہوں گے۔

## دافع البلاء میں لفظ رسول محض لغوی معنی میں

مندرجہ بالا اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم کتاب "دافع البلاء" کو پڑھتے ہیں تو وہاں بھی ہمیں لفظ رسول کی تشریح لفظ فرستادہ سے ہی ملتی ہے۔ چنانچہ حضور اپنی کتاب "دافع البلاء" کے صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں:-

"یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول ...... کو مان نہ لیں تب تک طاعون دور نہ ہو گی اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔"

عبارت ہذا میں رسول کے ساتھ فرستادہ کا لفظ زاید کر کے صاف بتلا دیا کہ مراد لفظ رسول سے محض لغوی معنی ہیں پھر صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں:-

"دوسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی وہ یہ ہے کہ طاعون اس حالت میں فرو ہو گی جبکہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے"

## ظل اور سایہ

مندرجہ بالا تشریح کے علاوہ حضور نے صفحہ ۱۳ پر اپنے آپ کو حضرت نبی کریم صلعم کا سایہ اور ظل قرار دیا ہے اور ظل کے متعلق حضور کے صاف الفاظ ہیں:-

"فقد اتفق اھل القلوب علٰی ان الولایۃ ظل النبوۃ"

اس تشریح کی رو سے حضور کا اپنے آپ کو ظل قرار

دیتا صاف دلیل ہے اس بات پر کہ حضور اپنے آپ کو جماعت اولیاء کا ہی فرد قرار دیتے ہیں۔

## خاتم الاولیاء ہونا

حکیم صاحب محترم! آپ کو لفظ رسول تو حضور کی کتاب "دافع البلاء" میں نظر آگیا۔ لیکن ولی کا لفظ کیوں آپ کی نظروں سے غائب رہا جو رسول کی اصل حقیقت پر پوری روشنی ڈال رہا ہے اگر پہلے نہیں دیکھا تو اب دیکھ لیں حضور اپنی اسی کتاب کے صلا پر چراغ دین جموں والے کے متعلق فرماتے ہیں:-

"نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گو پہلے زمانوں میں پہلے رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے تھے جیسا کہ حضرت موسےٰ کے ساتھ ہارون لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہیں"

اب دیکھئے کہ کس وضاحت سے اپنے آپ کو خاتم الاولیاء قرار دیکر اپنے آپ کو جماعت اولیاء میں ہی شامل کیا ہے اور اسی جماعت کا اپنے آپ کو ایک فرد بتلایا ہے خاتم الاولیاء کے معنی میں گذشتہ قسط میں بھی اور اس سے قبل بھی بعض اقساط میں بیان کر چکا ہوں جو آپ کی نظر سے گذرے ہوں گے اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

## خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اور نبی کا لفظ حضور نے اپنی تحریروں میں جو اپنے لئے استعمال کیا ہے وہ محض لغوی معنی میں استعمال کیا ہے اور وہ بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل کے طور پر اور اس طریق پر جس معنی کے لئے یہ لفظ استعمال ہو وہ جماعت اولیاء کا فرد ہو گا نہ کہ جماعت انبیاء کا اسی لئے حضور نے آخر میں اپنے آپ کو خاتم الاولیاء قرار دے کر اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے۔

والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

---

(بسلسلہ صـ۸)

# عیسائی مشنریوں کی چالیں

## عیسائیت کا بڑھتا ہوا فتنہ

عیسائیت کے فتنہ نے جس زبردست یورش کے ساتھ مسلمان ممالک بالخصوص پاکستان پر اپنا حملہ کیا ہے اور اسے جس قدر وسیع مادی وغیر اخلاقی ذرائع کامیابی کے میسر ہیں اس کے پیش نظر اسے سرسری نگاہ سے دیکھنا بڑی فاش غلطی ہو گی جسے آیندہ نسلیں کبھی معاف نہ کریں گی۔ خاص طور پر احمدیہ نظاموں کو اس طرف پوری توجہ دینا اور خاص قوت سے اس کا مقابلہ کرنے کی اس وقت اشد ضرورت آن پڑی ہے اس لئے کہ حضرت مسیح موعود کی تجدید کا مطلب ہی یہ ہے کہ مسلمانوں کی اخلاقی و ایمانی قوتوں میں اضافہ کرنا ہی اصل طاقت کے کھوئے ہوئے سرچشمہ کو دوبارہ حاصل کرنا ہے ؎

اندرہ دین پروری آمد فروغ اندر نجست
بازیوں ابر بیاید ہم ازیں رہ بالیقین

پس اگر عیسائیت کے فروغ کی موجودہ حالت یہی قائم رہی تو یہ اقرب ہے کہ اس اسلامی سلطنت کی جو اسلام کے نام پر حاصل کی گئی ہے اکثریت جلد یا بدیر غیر مسلموں میں تبدیل ہو جائے! سیلنگ مشن کے واقعات کو قدرے تفصیل سے بیان کرنے کا اصل مقصد بھی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ امر بکلی روشن ہو جائے کہ عیسائیت کے مؤثر تدارک کے لئے جو طریق کار ان سطور میں پیش کیا جا رہا ہے یہ کوئی شخصی رائے یا تجویز نہیں بلکہ واقعات حقہ کی ایسی شہادت ہے جس کے متعلق کوئی شک و شبہ نہ کرنا چاہیئے۔ نیز جو کچھ اپنی مسلمان قوم کے مزاج کی بابت لکھا ہے اسکے ماننے میں بھی کسی کو تامل نہ ہو سکتا چنانچہ ان سے ثابت ہے کہ عیسائیت کے دجالی فتنہ کی سب سے خطرناک چال جبھی ہو سکتی ہے جب سیلنگ مشن کے ڈھنگ کا جو عرصہ دس پندرہ سال سے تمام مسلمان قوم کے سامنے پاکستان میں چلایا جا رہا تھا کیونکر صرف ایک رات میں مکمل و دائمی خاتمہ صرف فرد واحد کی ان تھک کوششوں سے ہو گیا۔ اس کے لئے صرف دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ حق کی صداقت پر بصیرت افروز ایمان اور بلا خوف نتائج اس کے پیش کرنے کی جرأت۔ وجہ یہی ایک امر کا تعلق ذہن سے ہے تو امر دوم کردار کی بات ہے جب تک ان دونوں امور کا اجتماع نہ ہو تب تک کامیابی ممکن نہیں۔ گویا جو کچھ مولانا یعقوب خان صاحب نے تحریر فرمایا ہے یا آپ نے ... اپنے نوٹ میں لکھی ہے کہ "حضرت مجدد وقت کے دامن فیوض سے وابستہ ہوئے اور آپ سے نور حاصل کئے بغیر اس زمانہ میں اسلام کو کامیاب کرنا ہو تو ہمیں مسلمان دنیا بھی پڑا ہے کہ عیسائی دین کے فروغ سے انسانیت کا کونسا ہرج لازم ہے جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایک طرف مغربی عیسائی اقوام نہ صرف مادی ترقی اور تسخیر کائنات میں اپنا مثال نہیں رکھتیں نیز قومی حد تک ... اقوام کا کردار زندگی کے بعض شعبوں میں مشرقی اقوام

## بقیہ خطبہ عید الفطر (بسلسلہ صفحہ ۲)

ورضینا عنہ۔ ہماری قوم کو یہ بات پہنچا دی جائے قل لقیتنا ربنا۔ کہ ہم نے اپنے خدا کو پا لیا ہے۔ وہ ہم سے خوش ہو گیا ہے اور ہم اس سے خوش ہو گئے ہیں۔ یہ ہے اسلام کا نچوڑ۔ اس پر عمل درآمد کرو۔

### حضور اکرم صلعم اور اقتصادیات

صرف ایک ہی پیغمبر ہیں۔ جنہوں نے اقتصادیات کی طرف توجہ دی۔ مندروں، گرجوں، ہیکلوں اور معبدوں میں پوجا پاٹ کے لئے عبادت ریاضت کا سبق سبھی رشیوں اور رسولوں اور پیغمبروں نے دیا ہے۔ سب نے اچھا سبق دیا ہے۔ لیکن جس نے اس سبق کے ساتھ ساتھ قوم کی اقتصادیات کی طرف بھی توجہ دی وہ صرف ایک اور یکتا ہستی ہے اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

### فطرانہ اور رفاہِ عامہ

آج عید ہے عید کے دن فطرانہ کے طور پر روپیہ بارہ آنے نہ سہی صرف آٹھ آنے فی کس ہی قوم کے خزانہ میں جمع کئے جائیں تو لاہور کی $18\frac{1}{2}$ لاکھ آبادی کی طرف سے آج $9\frac{9}{10}$ لاکھ روپیہ ایک جگہ جمع ہو سکتا ہے اور اس سے غرباء کے لئے علمی اور فنی سکول، کالج، کھولے جا سکتے ہیں۔ اپاہج خانے بن سکتے ہیں، یتیم خانے تعمیر ہو سکتے ہیں، ہسپتال بنائے جا سکتے ہیں، ہمارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غریب حصہ قوم کے بھی دعاوی ہیں آپ نے امراء کو غرباء کی امداد اور ہمدردی کا حکم دیا۔

### قومی ترقی میں علماء اور امراء اور غرباء کا حصہ

وہ قوم، قوم نہیں جس میں امراء نہ ہوں، علماء نہ ہوں، امراء اور علماء قوم کے لئے فخر کا باعث ہیں قوم کی عزت کا باعث ہیں۔ ان سے قوم کا اقتدار ہے قوم میں ایک مرض ہے کہ جب کسی امیر کا ذکر ہو تو کہہ دیتے ہیں امیر ہو گا تو اپنے گھر ہو گا یہ صحیح نہیں امراء قوم کی عزت ہیں ان سے قوم کا وقار بڑھتا ہے۔ غرباء ہوں تو بھی قوم نہیں بنتی۔ غرباء کے متعلق فرمایا ہے ہل تنصرون و ترزقون بضعفائکم۔ خدا تعالیٰ نے جو تمہیں نصرت دی ہے اور تمہیں رزق عطا کیا ہے۔ وہ غرباء کی وجہ سے ہے۔ غرباء نہ ہوں تو تمہارے کارخانے نہیں چل سکتے۔ یہ دولت تمہاری نہیں، اس میں غرباء کا پسینہ اور خون شامل ہے یہ غرباء کی محنت اور وقت کی پیداوار ہے۔ اس لئے اس میں غرباء کا حصہ ہے۔ تمہاری دولت مندیاں۔ تمہاری آن بان۔ تمہاری شان امارت تمہاری دولت و ثروت۔ تمہارے حشم و خدم۔ تمہارے کارخانے اور فیکٹریاں، تمہارے محلات اور کوٹھیاں سب غرباء کے طفیل ہیں۔ ان کو بھولنا نہیں۔ ان ریلوں کے تیار کرنے، جہازوں کی گودیوں پر محنت کرنے کے لئے غرباء کام آتے ہیں وہ محنت سے کام کرتے ہیں۔ زمین کے پیٹ میں گھس کر کوئلہ اور نمک نکالتے ہیں، مٹی کا تیل اور پیٹرول سب کچھ ان غرباء کی محنت و مشقت کا نتیجہ ہیں۔ یہ تولیہ۔ یہ پٹسن۔ یہ کپاس جن کے باعث تمہارے پاس دولت کے انبار لگ جاتے ہیں یہ غرباء کی وجہ سے ہیں وفی اموالھم حق للسائل والمحروم تمہارے اموال میں غرباء کا حق ہے وہ ادا کرو۔

### غرباء سے مہر و محبت کی تلقین

غرباء کو بھولنا نہیں، ان کی دستگیری کرنا ہے۔ ان کے کام آؤ۔ ان کا خیال رکھو۔ کہ ان کی وجہ سے تمہیں نصرت ملی ہے۔ فرمایا اپنے غریب بھائیوں کو اپنا بھائی بناؤ۔ وہ تمہاری طرح ہیں، غریب، نوکر ہیں، محتاج ہو کر تمہارے گھروں پر آ گئے ہیں۔ خولکم اخوانکم تمہارے نوکر تمہارے بھائی بند ہیں۔ جس کے ماتحت خدا کسی کو کر دے وہ اس کا بھائی ہے اس کا وہ خیال رکھے فلیطعمہ مما یاکل۔ جو کچھ وہ خود کھائے اس غریب کو بھی کھلائے۔ فلیلبسہ مما یلبس اور جو کچھ خود پہنے اسے بھی وہی پہنائے اور فرمایا لیتوا لھم القول زبان میں نرمی اختیار کرو تاکہ خدا کی برکات تم پر نازل ہوں۔ زکوٰۃ کے متعلق حکم ہے ادا کرو۔

### زکوٰۃ و فطرانہ کا فلسفہ

زکوٰۃ اور فطرانہ کا فلسفہ یہ ہے کہ قوم کو مضبوط اور مستحکم کیا جائے، خدا پر پختہ ایمان ہو اور اپنے بھائی بزرگوں کی عزت اور خدمت کا دل میں جذبہ ہو تو قوم مستحکم ہوتی ہے۔

### ایک دوسرے کی خیر خواہی کرو، بدخواہی چھوڑ دو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان ہے بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی النصح۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ہم سے بیعت لی کہ ہم ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں گے اور ہمدردی کریں گے۔ اپنے بھائیوں کی شکایت نہ کرو۔ عیب جوئی نہ کرو، غیبت و تعصب کو چھوڑ دو۔ چالاکی سے روپیہ کمانا چھوڑ دو۔ قوم کی بلندی کی فکر کرو، جن کی قوم بلند ہے وہ معزز ہیں، قوم کی فکر کرو۔ قوم کی فکر کرو۔ قوم کے لئے روپیہ دو۔ دین کے لئے روپیہ دو۔

### ایثار پیشہ قوم

حضرت امام زمانؑ نے ہماری قوم کو ایثار پیشہ بنایا ہے۔ ان کی قربانیوں کی وجہ سے یورپ میں اسلام پھیل رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن چہرہ دکھایا جا رہا ہے یہ بہت بڑا کام ہے جو یہ چھوٹی سی ایثار پیشہ قوم سرانجام دے رہی ہے ....

آج میرے گھر میں ایک صاحبزادی آئی۔ میں اسکو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ میں نے اس کا ماتھا چوم لیا۔ وہ بچی ہمارے محبوب حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کی بیٹی رضیہ بیگم ہے اس بچی نے مجھے کہا جمعہ کو آپ نے احمدیہ ہال کے لئے اپیل کی تھی میں اس کے لئے دو سو روپیہ دیتی ہوں۔ یہ کیا ولولہ ہے جو ہماری قوم میں پایا جاتا ہے۔ آج ہی مجھے ایک کمرشل سوار فضل کریم صاحب انشورنس ایجنٹ نظر آئے ہیں۔ ان کا عید کارڈ میرے پاس آیا تھا۔ وہ کہتے ہیں پانچ سو روپیہ دیتا ہوں، یہ کیا ولولہ ہے، کس کا پیدا کردہ ہے، یہ حضرت امام وقت کا پیدا کردہ ہے۔ پروفیسر اصغر حمید صاحب کا نام میری فہرست میں تھا۔ سہواً رہ گیا میں نے بعد میں ان سے معذرت کی۔ انہوں نے دو سو روپیہ نقد دیا ہے، یہ کیا قوم ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے پیدا کی ہے۔ ایک شخص نے جمعہ کے دن شکایت کی کہ میاں ظہور احمد صاحب اور ان کے بھائیوں سے جو سب ملنسار ہیں دو دو سو روپیہ آپ نے طلب کیا ہے آپ عجیب آدمی ہیں۔ میں نے کارخانہ سے روپیہ نہیں مانگا ان کے جیب خرچ سے مانگا ہے۔ یہ عیب چینی اچھی نہیں، کسی کی غیبت نہ کرو حسن ظنی سے کام لو ہر شخص کی عزت کرو۔ بدخواہی چھوڑ دو۔ میں نے پچھلے جمعہ میں کہہ دیا تھا کہ میں شیخ میاں سعید احمد صاحب کے نام کوئی رقم اس لئے نہیں لکھتا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ کس قدر روپیہ دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے ہر موقع پر ہزاروں روپے دیئے ہیں ابھی اگلے ہی دن پانچ ہزار روپیہ کراچی کی مسجد کے لئے انہوں نے دیا ہے۔ غرض کئی موقعوں پر انہوں نے ہزاروں روپے دے دیئے۔ نہ معلوم اس موقعہ پر وہ کتنا دیں، یہ میں انہی پر چھوڑتا ہوں۔ تم ایک دوسرے کی قدر کرو، دوسروں کے اخلاص کو سراہو تاکہ تم میں انضباط اتحاد اعلیٰ درجہ کا پیدا ہو۔

### احمدیہ ہال کی تعمیر صدقہ جاریہ ہے

ہال کی تعمیر کے سامان پیدا ہو رہے ہیں میں نہیں جانتا کہ اس کی تکمیل تک میں زندہ رہوں گا یا نہیں تاہم میں قوم کے ہر مرد و عورت، بچے بچی، ضعیف و جوان سے کہتا ہوں کہ وہ جو کچھ ممکن ہو اس کے لئے چندہ دیں جو کچھ بھی اس کیلئے دیا جائے گا وہ صدقہ جاریہ ہے۔

### حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام

اس سے اسلام پھیلے گا۔ اس جگہ جو مارکیٹ بنے گی اس کی آمد سے کراچی سے پشاور تک حضرت امام وقت کا پیغام پہنچایا جائیگا۔ ان کا پیغام کیا ہے یہی کہ قرآن اور حدیث پر عمل کرو اسکے علاوہ ان کا کوئی الگ دین اور اعتقاد نہیں یہی انکی تڑپ تھی کہ قرآن اور احادیث کے احکام اور ارشادات دنیا میں پھیلیں مسلمان حقیقی مسلمان بن جائیں۔

### تہنیت عید

اختتام پر میں تمام خواتین اور تمام رجال کو دل سے عید کی تقریب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۳۷۳۷
ایڈیٹر: دوست محمد
مدیر معاون: شبیر احمد سوز

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

زر مبادلہ
پاک و ہند سے: چھ روپے
بیرونی ممالک سے: ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۱ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۶ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۶۳ء | نمبر ۱۱


## خدا تعالیٰ پر ایمان لاؤ
## اور اسے اپنے آراموں اور کل تعلقات پر مقدم کرو

وہ (خدا) ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کیلئے ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلی کیساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیرات ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کیساتھ ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے۔ یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کا نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ............ ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مراد یابی اور نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔

(کشتی نوح)

## بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین۔

(فضل الباری جلد دوم)

**ترجمہ:**

ابوہریرہ رض حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا۔

**نوٹ:**

مومن بہت ہوشیار ہوتا ہے جہاں وہ عبادات میں کامل طور پر تبتل الی اللہ اور رو بخدا ہوتا ہے وہاں وہ دنیوی معاملات میں بھی ہوشیار رہتا ہے۔

عباد الرحمٰن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ان کی صفات کا نقشہ سورۃ فرقان آیت ۶۳ تا آیت ۷۴ میں مکمل طور پر کھینچا ہے ؎

عاقلانے کہ بر خرد نازند
بے خبر از حقیقت و راز اند (پیام موعود)

(غلام قادر عفی عنہ)

---

پیغام صلح خود مطالعہ فرما کر دوسروں کو بھی مطالعہ کیلئے دیں

# اسلام اور عصر جدید

کراچی میں آجکل موتمر اسلامی کے زیر اہتمام "اسلام اور عصر جدید" کے موضوع پر پانچ روزہ مجلس مذاکرہ منعقد ہو رہی ہے، جس کا افتتاح پاکستان کے وزیر تعلیم و اطلاعات جناب فضل القادر چوہدری نے کیا، وزیر محمود موصوف نے اپنی افتتاحی تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ دنیائے اسلام کے درمیان دین ایک ایسا رابطہ ہے جو صدیوں کے ناموافق حالات اور کٹھن آزمائشوں میں بھی برقرار رہا۔ آپ نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ عالم اسلام آج سیاسی مسائل کی بنا پر منقسم ہے کیونکہ ہر مسلمان ملک کے سیاسی مسائل علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن ان حالات میں بھی ثقافتی اور روحانی رشتے باہمی اتحاد کا موجب ہو سکتے ہیں، انہوں نے الجزائر کی جنگ آزادی میں تمام اسلامی ممالک کی حمایت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ سیاسی اختلافات کے باوجود اسلامی ممالک اسلام کے روحانی رشتہ کی بنا پر ایک دوسرے کے مصائب میں باہمی اتحاد کا ثبوت دے سکتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ اسلامی اصولوں کا اطلاق نئے حالات پر ہو سکتا ہے اور اسلام آج بھی بہترین ضابطہ حیات ہے، آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم کے دائمی اور ابدی اصولوں کی بنیاد پر اسلامی معاشرہ کا احیاء ہونا چاہیئے، آپ نے اسلامی عقیدہ توحید کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس عقیدہ کی رُو سے زندگی ایک وحدت ہے جو دنیوی اور دینی شعبوں پر تقسیم نہیں کی جا سکتی، اور موجودہ دور میں جہاں عدم مساوات، سماجی و اقتصادی ناانصافی اور نسلی امتیاز قوموں کے درمیان بداعتمادی اور سامراجیت کے پیدا کردہ فتنے موجود ہیں صرف اسلام ہی راہ نجات ہے۔

جناب فضل القادر چوہدری کی تقریر کے بعد مفتی اعظم فلسطین الحاج امین الحسینی نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ عالم اسلام کو بہت سی خطرناک آزمائشوں سے گذرنا ہے اس کے لئے ساری دنیا کے مسلمانوں کو متحد و منظم ہونا چاہیئے۔ مفتی اعظم نے کہا کہ اسلام جغرافیائی اور نسلی بندھنوں سے انسانیت کو آزاد کرانا اور دنیا سے تعصب کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

وزیر پاکستان اور مفتی اعظم فلسطین کے یہ ارشادات اسلام کی اصل رُوح کو ظاہر کرتے ہیں، اسلام کے دو ہی بڑے رکن ہیں، توحید الٰہی اور مساوات نسل انسانی، جس وقت حضور علیہ السلام دنیا میں آیا، انہی دو ارکان کے انحراف کی وجہ سے دنیا فتنہ و فساد سے بھری ہوئی تھی۔ ایک طرف خدائے واحد کو چھوڑ کر شرک و بت پرستی میں دنیا غرق تھی۔ اور دوسری طرف ذات پات کی تفریق اور وطنی اختلافات نے انسانیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا تھا، جس کی وجہ سے دنیا میں فتنہ و فساد اور فسق و فجور کا اس قدر زور تھا کہ بقول قرآن کنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار۔ دنیا آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑی تھی اور قریب تھی کہ اس میں گر کر بھسم ہو جاتی، اس وقت قرآن کریم توحید الٰہی اور وحدت نسل انسانی کا پیغام لے کر آیا جس نے صدیوں کے بچھڑے ہوئے انسانوں اور جانی دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ قرآن کریم نے اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً اور نسلی و وطنی اور لونی امتیازات کو مٹانے کے لئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان کیا کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر فضیلت حاصل ہے، نہ کوئی سفید آدمی کالے پر اور نہ کالا آدمی سفید آدمی پر کوئی فضیلت رکھتا ہے۔ چنانچہ پیروان اسلام نے جب عرب کی سرحدوں سے نکل کر دوسرے ممالک میں قدم رکھا اور مشرق و مغرب میں اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا تو کوئی نسلی و وطنی تفریق انہوں نے روا نہ رکھی اور دنیا نے امن و آسائش اور راحت و آرام کا وہ سماں دیکھا جو اس سے قبل کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا۔

آج پھر دنیا وطنی قومی اور لونی اختلافات اور نسلی امتیازات کی وجہ سے اسی آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑی ہے، جو اسلام سے پہلے عرب جاہلیت کے زمانہ میں پیدا ہو چکا تھا۔ آج پھر نسل انسانی ایک دوسرے کی تباہی کے درپے ہے اور قریب ہے کہ یہ آگ جو طرح طرح کے ایٹم بموں کی صورت میں پیدا کی گئی ہے، ایک آن کی آن میں بھڑک کر تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ اور تو اور اسلامی دنیا بھی انہی وطنی اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے کے درپے آزار ہے۔ آج عربی اور عجمی کا امتیاز اور مصری شامی عراقی اور حجازی کی تفریقات مسلمان کو مسلمان سے جدا کر رہی ہیں، یہی نہیں، مذہبی مسائل میں فروعی اختلافات اس درجہ شدت اختیار کر چکے ہیں، کہ ایک اسلامی فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر و مرتد قرار دے کر واجب القتل ٹھہرانے سے دریغ نہیں کرتا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا طغرائے امتیاز جو کافر کو مسلمان بنانے کا ذریعہ تھا۔ آج مسلمان کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں رہا۔

ان حالات میں جناب فضل القادر چوہدری اور مفتی اعظم فلسطین کے ارشادات اس قابل ہیں کہ انہیں گوش ہوش سے سن کر عملی جامہ پہنایا جائے اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو متحد و منظم کرنے اور ان جغرافیائی اور نسلی امتیازات کو مٹانے کی کوشش کی جائے جو دنیا کو تباہی کے گڑھے پر کھڑا کر چکے ہیں، یہ بڑی خوش آیند بات ہے کہ موتمر عالم اسلامی کے اجلاس میں لبنان۔ تونس۔ مراکش، شام، یوگنڈہ اور ایران کے نمایندے شامل ہیں، اگر یہ سب لوگ اور دیگر زعماء اپنے اپنے ملکوں میں اتحاد اسلامی کے جذبہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں تو کم از کم مغربی ممالک کے مقابلہ میں ایک متحدہ بلاک بن کر اسلام کی مدافعت میں ایک دیوار آہنی کا کام دے سکتے ہیں۔

اور یہیں تک نہیں، ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ توحید الٰہی اور وحدت نسل انسانی کے اسلامی اصولوں کو غیر اسلامی دنیا میں بھی پھیلایا جائے۔ اور وطنی و نسلی امتیازات سے جو صورت حال پیدا ہو چکی ہے، اس کی اصلاح کرنے اور باہم لڑنے جھگڑنے والے ممالک کو اسلام کی آغوش امن و عافیت میں لانے کی کوشش کی جائے۔ یہ یقینی امر ہے کہ اسلام ہی آج عصر جدید کے تقاضوں کو پورا کرنے اور دنیا سے جنگ و جدال کے بادلوں کو دور کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ اسی بنا پر جماعت احمدیہ اسلام کے اس پیغام کو یورپ امریکہ اور دوسرے ممالک میں پہنچانے میں کوشاں ہے، اگر دوسرے اسلامی فرقے اور موتمر عالم اسلامی بھی اس جہاد ...... میں سرگرم عمل ہو تو توحید الٰہی اور وحدت نسل انسانی کا وہ رنگ آج پھر پیدا ہو سکتا ہے جو قرون اولیٰ میں دنیا کے امن و عافیت کا موجب ہوا۔

## ضروری اعلان

کراچی کی شاہراہ پر بمقام قاضی احمد تحصیل سکرنڈ ضلع نواب شاہ (سندھ) میں قریباً ۱۲۵۰ ایکڑ اراضی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ملکیت ہے۔ دو فصلہ نہری پانی کا انتظام ہے اور ٹیوب ویل بھی لگے ہوئے ہیں۔ سڑک اور ریلوے سٹیشن کے قریب ہے۔

انجمن یہ رقبہ ٹھیکہ پر دینا چاہتی ہے۔ خواہشمند اصحاب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں:۔

المشتہر:۔

احمد یار سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور لمیٹڈ

# تمام انبیا اور امتوں کو حلال طیب کھانا کھانے اور نیک اعمال بجا لانے کا حکم

## سب انبیا کی بنیادی تعلیم ایک ہے لیکن ان کی امتوں نے ایک دوسرے کے خلاف بغض و تعصب پیدا کر رکھا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایہا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحًا۔ انی بما تعملون علیم۔ وان ھٰذہٖ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون فتقطعوا امرھم بینھم زبرًا کل حزب بما لدیھم فرحون۔ فذرھم فی غمرتھم حتی حین۔ (المؤمنون رکوع ۳)

### تمام رسولوں کو حلال طیب کھانے کا حکم

ان آیہ کریمہ میں رسولوں کے لئے ایک حکم ہے جس قدر رسل اور انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تبارک تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں مختلف قوموں میں مبعوث فرمائے ان سب کے لئے ایک ہی حکم ہے۔ یاایہا الرسل اے دنیا جہان کے پیغمبرو! کلوا من الطیبٰت حلال طیب روٹی کھاؤ واعملوا صالحًا اور اچھے کام کرو۔ انی بما تعملون علیم۔ جو عمل تم کرتے ہو، ہمیں اس کا علم ہے۔ تمہارے اعمال کو ہم دیکھیں گے۔ یہ حکم تو پیغمبروں کے لئے ہے۔

### تمام پیغمبروں کو اصولاً ایک ہی تعلیم دی گئی

آپ کہیں گے کہ یہاں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے یاایہا الرسل۔ اے سب کے سب پیغمبرو! تو سارے رسول تو ایک وقت میں موجود نہیں تھے کیا کوئی پریڈ کا میدان ہے جس میں تمام پیغمبر کھڑے ہیں اور سب کو مخاطب کیا جا رہا ہے۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ مختلف قوموں میں مختلف ممالک میں اور مختلف زبانوں میں خدا تعالےٰ نے پیغمبر بھیجے۔ چنانچہ فرمایا وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ کوئی رسول ایسا نہیں جس کو ہم نے اس کی اپنی بولی میں الہام نہ کیا ہو۔ تو اللہ تبارک و تعالےٰ نے مختلف پیغمبروں سے مختلف زبانوں میں بات چیت کی ہے اور مختلف زبانوں میں مختلف احکام نازل کئے ہیں۔ لیکن ان آیات سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ تمام پیغمبروں کو عربی زبان میں مخاطب کیا گیا تھا اور ایک وقت میں ایسا کیا گیا تھا۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون۔ ہم نے تمام رسولوں کو توحید کا سبق دیا ہے اور انہیں حکم دیا ہے کہ فاعبدون صرف میری ہی پرستش ہوگی۔ تو جس طرح سب پیغمبروں کو توحید الٰہی کا سبق ملا اسی طرح انہیں الگ الگ کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحًا کا سبق ملا، کہ اسی کو ایک مجموعی صورت میں یہاں بیان فرمایا ہے۔

### حلال طیب کھانا عمل صالح کی بنیاد ہے

پہلا حکم یہ ہوا کہ حلال طیب روٹی کھاؤ۔ اور دوسرا حکم یہ ہے کہ واعملوا صالحًا۔ اچھے کام کرو۔ پہلے کلوا من الطیبٰت کہا اور پھر واعملوا صالحًا کہا یہ اس لئے کہ حلال طیب کھانے سے اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے۔ یہ بنیاد ہے نیک اعمال کی۔

### پاکستان میں بدعملی کا زور

اس پاکستان میں ملاوٹ ہے۔ دھوکہ ہے۔ چالاکی ہے۔ سمگلنگ ہے۔ ہر روز بحران ہے فساد ہے، ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ بدعملی اور ناپاک اعمال کا زور ہو چکا ہے۔ حلال طیب کھانے کی فکر نہیں تو اعمال صالحہ کی توفیق کیسے مل سکتی ہے۔

### حضرت نبی کریم صلعم کی دو بادشاہوں کو دعوت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کو عفیف رکھنے کا حکم اپنی قوم کو دیا۔ اسکو دو بادشاہوں نے سنا۔ ایک حبشہ کے عیسائی بادشاہ نے۔ دوسرے شام کے عیسائی بادشاہ نے۔ ابوسفیان جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطرناک دشمن تھا وہ شام میں تھا جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط وہاں کے عیسائی بادشاہ ہرقل کو ملا تو اس نے حکم دیا کہ تمام عرب لوگ جو یہاں تجارت کے لئے آئے ہوئے ہیں دربار میں حاضر ہوں، اور جب وہ آئے تو بادشاہ نے کہا کہ میں تم سے اس شخص کے متعلق جس نے دعوےٰ نبوت کیا ہے۔ کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، تم میں سے جو شخص اس کا سب سے زیادہ قریبی ہو وہ آگے آئے۔ ابوسفیان نے جو حضرت کا دشمن تھا کہا کہ میں ان کا قریبی ہوں، ہرقل نے دوسرے لوگوں کو اس کے پیچھے کھڑا کیا اور کہا کہ میں جو سوال کروں گا اگر یہ ان کے جواب میں کوئی جھوٹی بات کہے تو تم اس کو فوراً روک دینا۔ اس نے ابوسفیان سے بڑے باریک سوال کئے۔ ان سب کو بیان کرنا اس مضمون کا موضوع نہیں، ایک بات جو اس موضوع سے تعلق رکھتی ہے یہ ہے کہ ہرقل نے پوچھا کہ وہ کیا تعلیم دیتا ہے۔ ابوسفیان نے جواب دیا یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف والصلۃ یعنے وہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ خدا کی عبادت کرو اور راست بازی اختیار کرو۔ پیٹ کو عفیف رکھو۔ پاک دامنی اختیار کرو۔ رشتہ اتحاد کو مضبوط کرو۔ یہ دشمن ہے شام میں بیٹھا ہوا ہے اور بادشاہ کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات بیان کر رہا ہے۔ یہ سن کر حبشہ کا بادشاہ تو مسلمان ہو گیا۔ اور شام کے بادشاہ نے کہا کہ اگر موقعہ ملتا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے پاؤں دھوتا

### نبی کریم صلعم کے احکام کلام الٰہی کی بناء پر ہوتے تھے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے کلام کی بناء پر حکم دیا کرتے تھے۔ قرآن کریم آپ کے سینے میں دل و دماغ میں، رگ و پے میں رچا ہوا تھا۔ حضورؐ کا کلام جو حدیثوں میں مذکور ہے۔ وہ قرآن ہی ہے۔ گو حضور کے اپنے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور ایسا کلام جو قرآن کے مطابق نہیں وہ حضورؐ کا کلام نہیں ہو سکتا۔ حضور صلعم نے خود فرمایا ہے کہ میری طرف جو بات منسوب ہو اور وہ قرآن کے مطابق نہ ہو تو اسے ترک کر دو، وہ میرا کلام نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں۔ اذا روی عنی حدیث فاعرضوا علی کتاب اللہ ان وافقہ فاقبلوہ والا ردوہ

### نبی کریم صلعم کے توسط سے امت کو خطاب

آپ غور کریں کہ انبیاء اور پیغمبروں کو جو حکم ہے کہ حلال طیب کھانا کھاؤ اور اعمال صالحہ بجا لاؤ۔ ان

بزرگ مقرب ہستیوں کے مقابلہ میں ہم کیا چیز ہیں جب ان کو حلال طیب کھانے اور پیٹ کی عفت رکھنے کا حکم ہے تو ہم بدرجہ اولیٰ اس حکم کے نیچے ہیں۔ میں نے کہا حلال طیب روزی اعمال صالحہ کی بنیاد ہے۔ اس کے بغیر انسان اعمال صالحہ بجا نہیں لا سکتا اور فرمایا ہے انی بما تعملون علیم۔ ہم دیکھیں گے کہ آیا تم ہمارے احکام بجا لاتے ہو یا نہیں۔ قرآن کریم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی وہی احکام ہیں جو دوسرے انبیاء کرام کو دیئے گئے۔ آپ خدا کے محبوب ہیں تمام رسولوں سے بڑھ کر ہیں، فرشتوں سے بڑھ کر ہیں، مگر آپ کو حکم دیا گیا ہے یا ایہا النبی اتق اللہ۔ اے نبی (صلعم) خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی اختیار کرو۔ خدا تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرو اور خدا تعالیٰ کا قرب چاہتے ہوئے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرو یہی حکم ہم سب کے لئے ہے بار بار قرآن کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ اے مومنو تقویٰ اختیار کرو، خدا خوفی کی زندگی بسر کرو، زبان میں راست گفتاری سے کام لو۔ چالاکیوں کو چھوڑ دو، چالبازیوں سے پرہیز کرو، دھوکہ دہی سے باز آ جاؤ۔ حلال طیب روزی کھاؤ۔ کم بخت حرام کمائی سے پلاؤ نہ کھاؤ، حلال کمائی سے سوکھی روٹی ملتی ہے تو وہی کھا لو۔ اس سے دل روشن ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انی بما تعملون علیم ہم تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں، فرمایا ......

وان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ تمہارا دین ایک ہی دین ہے۔ انبیاء کرام جو تعلیم دیتے تھے وہ ایک ہی تھی۔ یہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان عظیم ہے کہ حضورؐ نے وحدت نسل انسانی کے اہم مقصد کے پیش نظر فرمایا کہ سارے انبیاء نے ایک ہی دین کی تبلیغ فرمائی ہے اور فرمایا وانا ربکم۔ میں تمام قوموں کا پروردگار ہوں۔ فاتقون سو خدا خوفی اور نیک عملی اختیار کرو۔

## تمام انبیاء کی بنیادی تعلیم ایک ہے۔

مذہب سب انبیاء کا ایک ہی ہے لیکن شریعت کی تفصیلات زمانہ کے لحاظ سے مختلف تھیں۔ تفصیلات کو بنیاد دین قرار نہ دینا چاہیئے ...... پہلی جماعت کو ایم اے یا پی ایچ ڈی کا فلسفہ نہیں سکھایا جا سکتا۔ شریعتیں ترقی رہیں موقعہ اور محل کے مطابق اور دماغوں کی سطح کے لحاظ سے ان میں ترقی ہوتی رہی۔

## قرآن کریم کو خاتم الکتب کیوں کہا گیا؟

آخری کتاب قرآن کریم جو حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اس میں احکام کا کمال کر دیا۔ کسی چیز کو کمال تک پہنچانے ختم کرنا کہتے ہیں۔ جیسے سورج میں روشنی اور حرارت کا کمال پایا جاتا ہے اگر کوئی سورج اور بنایا جائے تو وہ بیہودہ اور بیکار ہے۔ اس کی کوئی منفعت نہیں دوسرا سورج بنانا غلطی ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر روحانیت کے سورج ختم ہو گئے ہیں۔ آپ کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ دیکھئے تمام انبیاء کی تعلیم ایک ہی تھی وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون ہم نے تمام پیغمبروں کو ایک ہی بات سکھائی ہے، ایک ہی تعلیم دی ہے اور ایک ہی مذہب عطا کیا ہے۔

## اقوام کا باہمی تعصب و عناد

فرمایا ہے وان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ۔ یہ پیغمبروں کو مخاطب ہے کہ تم سب ایک ہی ملت ہو وانا ربکم اور میں تم سب کا پروردگار ہوں، جب انبیاء کی تعلیم ایک ہے اور وہ ایک ہی ملت ہیں تو ان کے پیروؤں کو بھی ایک ہی ملت بننا چاہیئے۔ لیکن آج دنیا نہیں مانتی، یہودی کہتا ہے کہ میں خدا کا محبوب ہوں۔ بنی اسرائیل کی قوم مقرب ہے۔ باقی قومیں جہنمی ہیں یہی قومیں ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے اپنے رسول مبعوث فرمائے ہیں۔ یہودی خدا کے پیارے بیٹے ہیں۔ لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا۔ یہودیوں کا اعتقاد ہے کہ ہمارے سوا دوسری کوئی قوم جنت میں داخل نہ ہونے پائے گی اور نصرانی اپنی جگہ پر اس اعتقاد کا اعلان کرتا ہے۔ ہندو کہتا ہے کہ خدا اس دھرتی میں ہی رہتا ہے یہی اس کی مملکت کا حدود اربعہ ہے اس کے علاوہ باقی سب لوگ ملیچھ اور ناپاک ہیں جن سے چھو جانا بھی ناپاک کر دیتا ہے۔ غرض کوئی ایک قوم اپنے خدا کو دوسری قوم کا خدا تسلیم نہیں کرتی۔

## حضرت نبی کریم صلعم کا پیدا کردہ انقلاب

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوموں میں حقیقی اتحاد پیدا کرنے کے لئے ان کی ذہنیتوں میں انقلاب پیدا کر دیا۔

## تقویٰ کیا چیز ہے؟

فرمایا اعمال کی درستی کے لئے خدا کو حاضر ناظر یقین کرنا ضروری ہے۔ التقوی ان لا یراک مولاک حیث نہاک۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس جگہ نہ دیکھے یا وہ کام کرتا ہوا نہ پائے جہاں سے اور جس کام سے اس نے تمہیں منع کیا ہے۔ فرمایا التقوی ان تزین ما ظہر للخالق کما زینت ظاہرک للخلق۔ تقویٰ یہ ہے کہ تم اپنے باطن اور اندرونے کو خدا تعالیٰ کی خاطر اسی طرح پاک و صاف کرلو اور اس کو خوبصورت بنا لو جس طرح کہ تم اپنے جسم اور چہرے کو بہتر ... اور لباس کو لوگوں کے لئے زیب و زینت دیتے ہو۔ اسلام یہ ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے احکام کو مانتا ہوں اور مخلوق خدا کی بہبودی چاہتا ہوں۔ اگر ہم اس کی مخلوق کی بہبود کے لئے سعی نہیں کرتے تو ہماری عبادت قبول نہیں، روزہ یا ہمارے بھوکا رہنے سے خدا تعالیٰ کی ذات کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

## جمعہ کی اہمیت

آج ۱۰ بجے کے قریب ایک برات میں شمولیت کے لئے مجھے جانا پڑا۔ کل ایک شخص میرے پاس آیا اس نے برات میں شمولیت کی دعوت دی۔ میں نے معذرت کی کہ کل جمعہ ہے میں شامل نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا ہمارے گھر والے اور محلہ والے آپ کو دیکھ کر خوش ہوں گے ہم آپ کو ضرور لے چلیں گے۔ میں نے پھر معذرت چاہی۔ اس نے کہا کہ ہم ضرور لے چلیں گے۔ میں کل ۱۱½ بجے کے قریب آؤں گا۔ اور ۱۲½ بجے واپس پہنچا دوں گا۔ میں نے کہا میں تندرست بھی نہیں ہوں۔ پھر ۲½ بجے واپسی کا وعدہ ہے جانا اعتبار کے خلاف ہے ممکن ہے دیر ہو جائے۔ اس نے پھر اصرار کیا کہ ۱۱½ بجے گاڑی آپ کے ہاں پہنچ جائے گی۔ میں آخر مان گیا۔ آج ۱۲ بجے گاڑی آئی۔ مجھے شرم آئی کہ آدھ گھنٹہ لیٹ آنے پر کیا کہوں۔ اس نے کہا کہ ہم آپ کو آدھ گھنٹہ میں واپس چھوڑ جائیں گے۔ میں سوار ہو گیا۔ راستہ میں ان کا کوئی دوست مل گیا اس کو ساتھ لیا۔ پھر آگے ایک شہر دوست کو ساتھ لینا پڑا۔ میں نے ان سے کہا کہ دیکھو آج جمعہ ہے۔ یہ لوگ جمعہ کو چھوڑ کر برات میں جمع ہو رہے ہیں، یہ مسلمان نہیں، ان کو شرم آنی چاہیئے کہ جمعہ کے روز برات رکھتے ہیں۔ تم ایسی تقریبات کی وجہ سے جمعہ نہ پڑھ کر خدا کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہو۔ میں ان کی کوٹھی میں گیا۔ خوبصورت لان کے سامنے صحن تھا۔ میں باہر کے صحن کے پاس کھڑا ہو گیا کہ اندر جاؤں گا تو لوگ گفتگو میں مصروف کرلیں گے اور وقت ضائع ہو جائے گا۔ وہاں اندر بے شمار آدمی تھے۔ ان کو میری آمد کا پتہ چلا تو جو لوگ مجھے ذاتی طور پر جانتے تھے وہ میرے پاس آنے شروع ہو گئے۔ وہاں میں بیٹھ نہ سکا اور کھڑا کھڑا واپس آ گیا یہاں پہنچا تو گھڑی میں ایک بج چکا تھا۔ اندر گیا۔ اوپر جانے سے پہلے نیچے کمرہ میں ایک صاحب نے ملاقات کی، اس پر بیس منٹ صرف ہو گئے اس لئے ایک بجکر بیس منٹ پر مسجد میں حاضر ہوا ہوں۔ آج جمعہ ہے آج کے دن بھی براتوں وغیرہ کا اہتمام کر کے خدا کے احکام کو رد کیا جا رہا ہے۔

## جماعتوں اور فرقوں کی باہمی کشاکشی

یہاں رسولوں کو بھی ڈانٹ پلائی گئی ہے تو ہم

کیا اور ہماری حیثیت کیا ہے۔ ہمارے روزے اور عبادت کچھ نہیں اگر ہمارے اندر خدا کی رضا کی تڑپ نہیں۔ لیکن اس تلقین کا اثر لوگوں کی اصول پر یہ ہوا، فرمایا فتقطعوا امرھم بینھم زبراً۔ لوگوں نے دین کے ٹکڑے کر کے رکھ دیئے ہیں۔ خدا کا دین ایک تھا لیکن اس کے ادیان بنا دیئے۔ خدا تعالیٰ ساری کی ساری قوموں کو ایک دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔ ایک مسجد کا آدمی دوسری مسجد کے آدمی کو اچھا نہیں سمجھتا۔ ایک کہتا ہے کہ اسی مسجد میں جنت ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ نہیں ہماری مسجد میں جنت ہے فرمایا انہوں نے دین کو ادیان بنا دیا ہے۔ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے ..... فذرھم فی غمرتھم۔ ان کو چھوڑ دو، پانی ان کے سر پر پہنچ چکا ہے۔ یہ غرق ہونے والے ہیں۔ ان کے قد سے پانی اُوپر چلا گیا ہے۔ اور جسم کے ساتھ ان کے ذہن ان کے دل و دماغ غرق ہونے کو ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں، یہودیوں، اور مشرکین عرب کو سینے سے لگایا، کالے گورے ایرانی شامی اور حبشی کو ایک کر دیا۔ معلوم ہوا آپ کا دین اچھا ہے اور اس دین کے ذریعہ قومیں ایک ہو سکتی ہیں، لیکن مسلمانوں نے خود اپنے ٹکڑے کر لئے

## حضرت امام کی تعلیم اور جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات

ہماری جماعت کی ذمہ داری اور بھی بڑھ گئی ہے کیونکہ ہم نے ایک امام کو شناخت کیا ہے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر رکھی ہے۔ انہوں نے ہم فرمایا ہے کہ اگر میں نے مناظرے، بحثیں لئے تو کیا ہوا اور اگر میں نے کتابیں لکھ ماریں تو یہ بھی کوئی قابل فخر بات نہیں اس کے مقابلہ میں اگر میں نے ایک متقی قوم پیدا نہیں کی تو میرا کام رہا۔ تو ہمارے امام کی تڑپ یہی ہے کہ خدا پرست قوم پیدا ہو۔ چنانچہ ایسی ہی قوم پیدا ہوئی اس قوم کے اندر وہ لوگ پیدا ہوئے جو صاحب کشف و الہام ہیں، جن کی خوابیں سچی ہوئیں جن کی مرادیں خدا تعالیٰ نے پوری کیں۔ ان صداقتوں پر دنیا گواہ ہے۔ اور دنیا کہتی ہے کہ یہ ایک ایثار پیشہ قوم ہے۔ ان کی برکت سے یورپ میں مشن چل رہے ہیں کسی بادشاہ کو بھی یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ کوئی سلطنت کا خزانہ اس قوم کو میسر نہیں، یہ امام برحق ہے۔ اس کی جماعت نے دین اسلام کی عظیم الشان خدمت کی ہے مغرب کے کٹر دشمنوں کو مسلمان بنایا ہے۔ قرآن کریم کے تراجم کئے ہیں۔ یورپ میں مسجدیں تعمیر کی ہیں حضرت مسیح موعودؑ اسلام کے خادم ہیں آپ کی خدمات ٹھوس ہیں، آپ کے علوم چمکتے ہیں۔ فرمایا فتقطعوا امرھم زبراً۔ بچا لو قوموں کو بچا لو۔ تاکہ یہ ایک دوسرے کے قریب آ جائیں مسجد یں جائیں اور تا اس اتحاد سے عالمگیر برادری بنے اور دین کا مقصد پورا ہو۔

# خان بہادر غلام ربانی خان صاحب کا دورہ اراضی انجمن

احباب کرام کو معلوم ہے کہ گذشتہ سال کے آخر میں محترم خان بہادر غلام ربانی خان صاحب نے اراضیات انجمن کا معاینہ فرما کر اپنے قیمتی مشوروں سے انجمن کو مستفید فرمایا تھا جن کا ذکر قبل ازیں پیغام صلح میں کیا جا چکا ہے۔ امسال بھی خان بہادر صاحب موصوف اپنا قیمتی وقت اس کام کے لئے نکال کر اراضیات انجمن کی فلاح و بہبود کے لئے لاہور تشریف لائے اس ضمن میں بعض اہم امور پر مشورہ کرنے اور سابقہ دو سال کے حسابات کی جانچ پڑتال کے لئے ملک لطف اللہ خاں صاحب، کیپٹن سید عنایت شاہ صاحب اور چوہدری فضل داد صاحب کو بھی بلایا ہوا تھا جو اپنے قیمتی وقت کی قربانی کر کے اور تکلیف اُٹھا کر وقت مقررہ پر لاہور تشریف لے آئے۔

۸ مارچ کو مجلس منتظمہ کی میٹنگ تھی، اس میں بھی ...... اراضیات کا معاملہ زیر غور و بحث آیا اور اگلے دن ۹ مارچ ۱۹۶۳ء کو خان بہادر صاحب بمعیت مولانا احمد یار صاحب سیکرٹری انجمن و جیب الرحمٰن صاحب صادق و مرسہ مذکورہ احباب اور راقم الحروف بذریعہ خیبر میل اوکاڑہ تشریف لے گئے۔ اوکاڑہ پہنچ کر چک کے جملہ حالات کا جائزہ لیا چک میں جو خستہ مکانات تھے ان کی مرمت کے لئے تخمینہ تیار کرنے کا حکم دیا۔ انجمن کے مویشیوں کی اچھی طرح پرورش کرنے کے لئے بھی ہدایات دیں سٹور کا معاینہ کیا گیا اجناس دیکھی گئیں کپاس کا تول ہو رہا ہے اس کے بعد فصلوں کو دیکھا درخت لگانے کی طرف خاص توجہ دلائی گئی وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام امور کی سرانجام دہی کے بعد عیسائی صاحبان کے احاطہ کا معاینہ کیا گیا جو سوچ کی (mother) مدر اور سپیریئر مدرسہ تھے آپ کا استقبال کیا چند منٹ ان سے مختلف امور پر گفتگو ہوتی رہی اور ان کو کہا گیا کہ اسلام میں ہمسایہ کے حقوق کا لحاظ رکھنے پر بڑا زور دیا گیا ہے انگلستان میں تو ہمسایہ کا نام تک کوئی نہیں جانتا اور نہ گڈ مارننگ (Good morning) ہی کہتا ہے اسلام کا حکم ہے کہ اجنبی تک کو السلام علیکم کہنا ضروری ہے اور زیادہ ثواب ہے ہمسایہ کے رنج و غم و خوشی میں شریک ہونا فرض ہے چنانچہ اسلامی قانون میں شفعہ کا حق بھی ہمسایہ کو دیا گیا ہے۔

ان سے رخصت ہو کر آپ نے نماز عصر پڑھی اور مسجد اور نمازیوں کے متعلق مولوی عبدالکبیر صاحب امام مسجد اور قاضی طارق محمود صاحب کو مفید ہدایات دیں مزارعین سے ملاقات ہوئی ان کی باتیں سنیں اور انہیں مفید مشوروں سے نوازا اور خود اعتمادی پیدا کرنے کی ہدایات دیں اور ان سے کہا کہ وہ چار افراد منتخب کریں جو کہ منیجر صاحب کے مشیر ہوں گے اور اندرونی معاملات کا خوبی سے فیصلہ کر سکیں گے دوسرے دن سکول کا معاینہ فرمایا اکثر بچے نئے اور اچھے کپڑے پہن کر آئے تھے بچوں کی تعداد پہلے سے اب قریباً دگنی ہے آپ نے بچوں سے نماز اور حضرت مسیح موعودؑ کی نظمیں سنیں اور ان بچوں میں انعامات تقسیم کئے نیز بچوں کی درخواست پر ان کے لئے کھیلوں کے سامان کی منظوری دی جس سے بچے بہت خوش نظر آ رہے تھے گویا عید کا سماں ہے۔ سکول کی عمارت میں جو ملازمین رہتے ہیں ان کے لئے علیحدہ مکانات بنانے کا حکم دیا گیا اس طرح سکول کے بچوں کے لئے اچھی جگہ ہو جائیگی

اسی دوران اطلاع ملی کہ چرچ کی مدر ملاقات کے لئے سکول کے باہر کھڑی ہے ملاقات پر مدر نے اپنی مشکلات کا اظہار کر کے ان کے ازالہ کی درخواست کی۔ آپ نے کمال توجہ سے ان کی باتوں کو سنا اور از راہ ہمدردی موقع پر جا کر ان کی ضروریات دربارہ مرمت گرجا کو دیکھا اور ان کو کہا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسلمان پر گرجا کی حفاظت کا بھی فرض عائد ہوتا ہے۔

ملک لطف اللہ خاں صاحب، کیپٹن عنایت شاہ صاحب اور چوہدری فضل داد صاحب کو وہاں چک میں چند یوم قیام کر کے چک کے حسابات کی پڑتال اور دیگر امور کا بغور مطالعہ اور جائزہ لے کر اس کی بہتری اور ترقی کی تجاویز پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ان ہر سہ احباب نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ کھانے سے فارغ ہو کر آپ معہ پارٹی بذریعہ خیبر میل لاہور واپس آ گئے۔

خان بہادر صاحب موصوف اب اس انتظار میں تھے کہ قاضی احمد (سندھ) کے منیجر الحاج محمد افضل خان صاحب آ جائیں تو سندھ کی جائداد کے ٹھیکہ پر دیئے جانے کا انتظام کیا جائے۔

چنانچہ آج محمد افضل خان صاحب بھی آ گئے اور شرائط ٹھیکہ اراضیات کے متعلق گفت و شنید ہو کر ان کو ضروری ہدایات دی گئیں تاکہ فوراً شرائط مرتب ہو کر منظوری ہونے پر ٹینڈر طلب کئے جائیں اور فصل خریف کے شروع سے ٹھیکہ دے دیا جا دے۔

خاکسار

غفور احمد عفی عنہ

احمدیہ بلڈنگس ۱۲ ۳/۶۳ء

# ووکنگ کی عید

## مولانا محمد یعقوب خانصاحب کا مکتوب گرامی

ووکنگ یکم مارچ ۱۹۶۳ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

عید ووکنگ میں اور تمام انگلستان میں ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء بروز پیر منائی گئی ماسوائے لندن کے اسلامک کلچر سنٹر اور ایسٹ اینڈ کی مسجد کے جنہوں نے (خدا جانے کیوں) منگل کے دن منائی ـــــ گذشتہ تین ماہ کی سخت سردی اور برفباری کے پیش نظر خیال تھا کہ شاید اجتماع زیادہ نہ ہوگا۔ مگر بلاشبہ یقیناً ووکنگ کی عقیدت کو سردی کم نہ کرسکی۔ اور مجمع، حسب معمول اتنا ہی بڑا تھا جیسے ہوا کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو بیٹھنے کی جگہ پنڈال کے اندر نہ مل سکی اور کرسیوں پر بیٹھ کر شامل ہوئے ووکنگ میں دو ہزار کا مجمع اس لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے کہ لندن سے ہر ایک آدمی دس بارہ شلنگ کرایہ خرچ کرکے یہاں پہنچتا ہے، اور دور سے آنے والے اس سے بھی زیادہ خرچ کرتے ہیں ـــ اس موقعہ پر تین انگریز (دو خواتین ایک نوجوان) مشرف بہ اسلام ہوئے موسم نے بھی ساتھ دیا اور خلاف توقع اور معمول پہلے دن بہت مدت کے بعد اچھی دھوپ نکلی۔ اور سارا دن رہی ۔ دو ہفتہ قبل یہی جگہ جہاں اب پنڈال ہے برف سے اٹی پڑی تھی اور گو برف پگھل گئی تھی اور کہیں کہیں کوئی ٹکڑے سے پنڈال کے باہر اب بھی ہیں مگر زمین اس قدر گیلی ہوچکی تھی کہ تمام پنڈال کے نیچے پرالی بچھانی پڑی اور اس طرح سے سالانہ جلسہ کی یاد تازہ ہوئی۔ پرالی کے اوپر ٹاٹ اور چادریں تھیں ۔ ووکنگ سے تین اخبار نکلتے ہیں۔ تینوں نے عید کی لمبی رپورٹیں شائع کیں ـــ لندن کے ایک اخبار گارڈین نے بھی دو کالمی رپورٹ شائع کی۔ ان رپورٹوں کو پڑھ کر کئی لوگوں نے فون کئے اور خطوط بھی آرہے ہیں ۔ خطبہ میں میں نے زور دیا تھا کہ اسلام اور مسیحیت ایک دوسرے کے اس قدر قریب ہیں کہ اور کوئی دو مذہب نہیں ہیں اور جس طرح کہ جیسے مسیحیت کے مختلف فرقوں میں اتحاد کی کوشش ہو رہی ہے اسلام اور مسیحیت میں بھی ہونی چاہیئے ، بلکہ چودہ سو سال قبل ہی قرآن کریم کی ایک آیت میں بالصراحت اہل کتاب کو ایسے اتحاد کی طرف بلایا گیا ۔ اور نبی کریمؐ نے مسیحی وفد کا عزت و احترام سے استقبال اور مہمانداری ہی نہیں کی بلکہ اپنی مسجد میں انہیں عبادت کرنے کی اجازت دی۔ اس کے متعلق ایک پادری نے جو گلفورڈ (یہاں سے چار پانچ میل پرے) رہتے ہیں فون پر بہت دیر تک بات چیت کی اور پوچھا کہ آپ کے ذہن میں کوئی عملی تجاویز بھی ہیں کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو کیسے قریب لایا جاسکتا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ سکولوں میں اسلام کے متعلق باقاعدہ کورس میں کچھ ہونا چاہیئے دوسرے یہ کہ بی بی سی (B.B.C) پر ہمیں اسلام پر تقریریں کرنے کا موقع کثرت سے ملنا چاہیئے ۔ ایک اور آدمی کا خط آیا ہے جو ایک کالج میں پروفیسر ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ میں کانو (نائیجیریا) میں چار سال پروفیسر رہا ہوں اور دونوں مذاہب ایک دوسرے کے قریب آویں ۔ چند اخبارات کے کٹنگ شامل ہیں ان کا ترجمہ ابتدا ؟

عید کی تقریبات پر خرچ کافی ہوجاتا ہے ۔ دو ہزار آدمیوں کو مفت لنچ دینا ان کے لئے پنڈال، میزوں، کرسیوں اور دیگر ضروری سامان کا مہیا کرنا ان سب پر بہت خرچ آتا ہے ۔ مگر ان سے اسلام کی بہت پبلسٹی ہوجاتی ہے جس کی ضرورت ہے ۔ یہاں کے لوگ جو (لیڈر) وزٹ مل ہوتے ہیں وہ جب باجماعت نماز اور تکبیریں اور ایک امام کے پیچھے قیام رکوع سجود کا نظارہ دیکھتے ہیں تو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے ۔ میں نے اپنے خطبہ میں ایک بات ۔ کہی تھی جو غالباً یہ رپورٹر کھا گئے کہ اس مسجد کے قیام میں مشیت ایزدی کا ہاتھ تھا ۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ انگریز قوم کو خدا نے اپنی کسی خاص مشیت کے لئے منتخب کیا ہے ۔ مسیحیت کی روشنی بھی سب سے پہلے اسی سرزمین میں طلوع ہوئی ۔ اور یہاں سے باقی یورپ میں پھیلی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور مسیحیت میں جو باہم اتحاد کی نئی لہر پیدا ہو رہی ہے اس کے ساتھ بھی کوئی بڑی تقدیر وابستہ ہے اور جیسے اور تاریخی موڑوں پر خدا نے اس قوم کو اپنی مشیت کا ... آلہ کار بنایا معلوم ہوتا ہے اب بھی وہ اسی قوم کو یہ سعادت دینا چاہتا ہے کہ اسلام کے متعلق نئے نقطۂ نگاہ کا آغاز بھی اسی سرزمین سے ہو ۔

خدا کرے کہ ایسا ہو۔ افسوس ہے تو یہ ہے کہ ہمارے اسلامی ممالک کے رہنماؤں کو خود ابھی یقین ہونے میں نہیں آتا کہ قرآن میں تسخیر قلوب کی طاقت ہے اور وہ کسی سیاسی اقتدار کا محتاج نہیں سیاسی اقتدار اپنی جگہ ایک نعمت الٰہی ہے ۔ مگر وہ روحانی قوت کی جگہ نہیں لے سکتا ۔ ہمارے علماء چونکہ یہاں کے علمی اور ذہنی رجحانات سے عموماً بے خبر ہیں اس لئے وہ قرآن کے بار بار اعلان کے باوجود ماننے کے لئے تیار نہیں کہ لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ ایک زندہ سچائی ہے ۔ یورپ کی مادی تہذیب کی تہ زمین میں جو لہریں اٹھ رہی ہیں وہ مادیت سے بیزاری کی لہریں ہیں اور روحانیت کی تلاش کا پتہ دیتی ہیں اور یہی وہ جذبہ ہے جو بالآخر یورپ کو قرآن کے دروازے پر کھینچ لائے گا ۔ خواہ اسکو صدی دو صدی ہی کیوں نہ لگے ؟

(محمد یعقوب خان)

## ضرورت ہے

جماعت کے ایسے چند نوجوانوں کی ضرورت ہے جو تبلیغ اسلام کے لیے اپنی زندگیاں وقف کریں اور کلی طور پر اپنے آپ کو انجمن کے حوالے کردیں ایسے نوجوانوں کو ٹریننگ کے دوران میں خورد ونوش کے لئے پہلے سال -/75 روپے اور دوسرے سال -/85 روپے ماہوار وظیفہ دیا جائیگا ۔ رہائش اور تعلیمی ضروریات پوری کرنا انجمن کے ذمہ ہوگا ۔ ٹریننگ کے بعد انجمن کو اختیار ہوگا کہ ان طلباء میں سے جس کو چاہے بطور مبلغ اپنے مراکز میں بھیجے ۔ اس صورت میں انہیں حسب حالات اور قابلیت تنخواہ دی جائے گی ۔ تعلیمی قابلیت کم از کم سیکنڈ ڈویژن میٹرک ہونی چاہیئے ۔ امیدوار مذہبی رنگ رکھتے ہوں صحتمند ہوں، ذہین ہوں ۔ اور زبانیں سیکھنے کے اہل ہوں ۔ درخواستیں معہ مکمل کوائف اور تعلیمی اسناد پتہ ذیل پر بھیجیں :ــــ

احمد یار ۔ سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ـــــ

# مَیں نے اسلام کو کیوں اپنا مذہب منتخب کیا؟

## عبداللہ ای بیسی (ایک افریقی نومسلم) کے قلم سے

افریقہ میں ہمارے تبلیغی مشنوں کو جو کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں عبداللہ ای بیسی کا قبول اسلام اسی کا ایک حصہ ہے یہ صاحب گذشتہ دسمبر ۱۹۶۲ء میں محترم قاضی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی ڈائرکٹر نائیجیریا مسلم مشن کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ ذیل کے مضمون میں انہوں نے اپنے قبول اسلام کی وجوہات لکھی ہیں۔ یہ مضمون انگریزی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

میں اپنے عیسائی والدین اور احباب و اقارب کے پیدا کردہ بعض قسم کے احساسات کی وجہ سے مسلمانوں سے متنفر تھا۔ اس نفرت کا یہ عالم تھا کہ اگر میں بادشاہ ہونے کی طاقت رکھتا تو میں انہیں اپنے محبوب ملک نائیجیریا سے نکال باہر کرتا۔

میں یہ بات عوام کی آگاہی کے لئے لکھتا ہوں تاکہ ہمارے ملک کی فلاح اور بہبودی کے لئے ہر دو مذاہب اسلام اور عیسائیت کے مابین اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کے ذرائع اختیار کئے جائیں۔

میرے والدین عیسائی تھے۔ میں عیسائی ماحول میں پیدا ہوا اور اسی لئے میں نے دلی رضا و رغبت سے اسے قبول کیا۔ میں روزانہ باقاعدہ بائبل کی تلاوت کرتا تھا۔ اور تلاوت کا یہ عالم تھا کہ میں پیدائش کیا ساری بائبل کو نو ماہ میں ختم کر سکتا تھا۔

لیکن جس طرح انسان جسمانی طور پر بڑھتا اور نشوونما پاتا ہے ویسے ہی اس کی ذہنی اور دماغی صلاحیت بھی بڑھتی رہتی ہے اور وہ ان استعدادوں کو جو اللہ تعالےٰ نے اسے عطا کی ہیں استعمال کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کو اس قابل ہونا چاہیئے کہ وہ بذاتِ خود تحقیق و تدقیق سے کام لے اور دوسروں کی بنائی ہوئی باتوں پر انحصار نہ رکھے۔ کیونکہ انسان حیوانوں سے برتر اور اعلےٰ معیشت رکھتا ہے۔

بائبل کی روزانہ تلاوت سے بہت سے سوالات میرے دل میں پیدا ہو گئے اس کی سربستہ اور ناقابل حل باتوں سے میں پریشان ہو گیا اور اس قدر رچکرایا کہ بعض وقت سخت تکلیف دہ احساس سے میں مضطر و پریشان ہو جاتا۔ یکایک میں اپنا سر بھاری ہونے کی وجہ اپنی عینک پیچھے پھینک دیتا۔ میرا دل پھٹنے لگتا اور پھر میں اضطراب و بے چینی کی سلگتی ہوئی آگ میں بیٹھ جاتا اور بلا ارادہ اپنے ہاتھ کو ملتا اور غیر شعوری حرکات کرنے لگتا تھا۔

مجھے وہ دن یاد ہے جب میں ایک فضا میں محو پرواز پرندے کی طرح لاشعوری طور پر اپنے آپ کو جھنجھوڑ رہا تھا۔ میں نے ایک خطرناک چیخ ماری اور پھر چیختا اور چیختا چلا گیا یہاں تک کہ میری تمام پسلیاں باہر آ گئیں۔

کوئی پوچھے کہ وہ کونسی چیز تھی جس نے مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ تو میں یہ جواب دوں گا کہ:-

(۱) مجھے بائبل کا کوئی باب یا آیت ایسی نظر نہیں آئی جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ ایک میں تین خدا ہیں عبرانی نسخہ میں خداوند کا ارشاد ہے وہ ایک ہی خدا ہے اور اس کا نام یہوہ ہے۔ تو پھر تثلیث پرستوں نے ان باطل اور مشرکانہ تعلیمات کو کہاں سے اخذ کیا ہے۔

ایک دن میں نے ایک مشہور انگریز پادری سے ملاقات کی جرأت کی اور اس سے پوچھا کہ وہ کونسے مختلف کام ہیں جو تین خداؤں نے دنیا کی پیدائش کے ایام میں سرانجام دیئے۔ کیونکہ میں نے پڑھا ہے کہ خداوند نے مٹی سے انسان کو بنایا اور اس نے انسان کے نتھنوں میں زندگی کی روح پھونکی اور اسے ایک جاندار شخصیت بنا دیا۔

اس نے جواب دیا:-

"میرے بیٹے! یہ سوال تمہاری عقل سے بہت بڑا ہے۔ یہ ایک راز ہے؟"

"لیکن جس چیز پر میں چاہتا ہوں کہ تم ایمان رکھو وہ یہ ہے کہ یسوع مسیح خدا ہے جو مریم کے بطن سے اوتار بن کر پیدا ہوا اور دنیا کے گناہوں کے لئے مر گیا۔

اس جواب نے میرے دل میں ایک بہت بڑا خلاء پیدا کر دیا اور میں نے اپنے آپ سے کہا کہ یہ بات تو عقل کے مطابق ہو سکتی ہے کہ جب ایک خدا مر گیا ہو تو دوسرے دو خدا کام کریں پس دوسرے دو خداؤں نے یسوع کو انسان بنا دیا۔ میں نے اس غلط عقیدہ کو جس کی وجہ سے یہ آیت بے معنی اور غیر معقول ٹھہرتی ہے کہ:-

"تو میرے سوائے دوسرے خداؤں کو نہیں مانے گا آسمان پر یا زمین پر یا سمندر میں یا زمین کے نیچے

سنجیدگی کے ساتھ ترک کر دیا۔

(۲) ۲۵ دسمبر کا دن یسوع مسیح پیغمبر خدا کا یوم پیدائش کس طرح ہو گیا۔ ان ایام میں فلسطین میں موسم اتنا سرد ہوتا ہے کہ کوئی شخص برف میں باہر نکلنے کی ہمت نہیں رکھتا۔

لیکن لکھا ہے کہ گڈریئے کھلے میدانوں میں اپنے مویشی چرایا کرتے تھے۔ اس سوال کا کوئی جواب اس وقت تک نہیں ملا۔

(۳) تیسری بات جو کہی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی پیغمبر یسوع مسیح کے بعد نہیں آیا لیکن جو ریکارڈ مؤرخین کے پاس تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی یسوع مسیح کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھنا چاہتے تھے اور جب یسوع نے اپنی قوم کی طرف خدا کا رسول ہونے کی وجہ سے اس سے انکار کر دیا تو انہوں نے اس کی حقارت کی اور برا بھلا کہا۔ ان واقعات کی حقیقت کو بھلا دیا گیا۔

اسی طرح دوسرے پیغمبر اپنی قوموں اور قبیلوں کی طرف آئے اور اس وجہ سے ہمیشہ ان کی قوموں نے ان کی اطاعت کی یہاں تک کہ حضرت موسےٰ کی فوتیدگی پر ان اسرائیلیوں نے حضرت موسےٰ کے اچھے کاموں کی وجہ سے ان کی نعش کو مسالے لگا کر رکھ چھوڑا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اس کی نعش کو وہاں سے ہٹا دیا۔ مبادا اسرائیلی اس کی پرستش شروع کر دیں۔

حضرت بدھ نے اپنی قوم کی اصلاح کرتے ہوئے اپنے آپ کو خدا کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ اس کے متبعین ان کے اچھے کاموں کی وجہ سے ان کی عزت کرتے ہیں۔ اسی طرح سے مسلمان حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سمجھ کر ان کی پرستش نہیں کرتے بلکہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کا رسول سمجھتے ہیں جن کے ذریعہ سے تمام دنیا کو خدا تعالےٰ کا پیغام پہنچایا گیا۔

(۴) عیسائی سبت کے بجائے جس کو خدا تعالےٰ نے مقدس بنایا اتوار کو کیوں عبادت کرتے ہیں۔ اس کا ہمیشہ یہی جواب دیا جاتا ہے کہ یسوع مسیح اس دن مردوں

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

# قرآن کریم اور احمدی جماعت

## لیکچر مرزا مظفر بیگ ساطع مبلغ اسلام برموقع جلسۂ سالانہ ۱۹۶۲ء

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ............ الخ

انہ لقرآن کریم فی کتٰب مکنون لا یمسہ الا المطہرون تنزیل من رب العٰلمین۔

حضرات - میرے لیکچر کا عنوان ہے :- "قرآن کریم اور احمدی جماعت" ؂

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے

میرے ایک عزیز نے جو بھکر گورنمنٹ ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے مجھے ایک واقعہ سنایا کہ وہاں کے ایک ہندو ساہوکار نے بندوق خریدی - اب خیال پیدا ہوا کہ بندوق چلانا بھی سیکھنا چاہیئے - کمرہ بند کر کے چھت میں سوراخ کیا - اور بندوق کی نالی چھت کے سوراخ میں دے دی اور بندوق کو چھت سے لٹکا دیا اور پھر لبلبی سے ایک رسی باندھی - نیچے ایک پلنگ رکھا جس پر نرم گدیلا اور گاؤ تکیئے لگائے - لالہ جی پلنگ پر کھڑے ہو گئے اور لبلبی بندھی رسی کو جی کڑا کر کے زور سے کھینچا - دز کی آواز سے لالہ جی تیورا کر پلنگ پر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے - گھر والوں نے اندلہ آ کر سنبھالا وغیرہ

ہندوستان کو آزادی مل جانے کے بعد ہمیں خیال تھا - لالوں - مہاشوں اور بنیا لوگوں میں کوئی جرأت پیدا ہو چکی ہو گی مگر چین اور ہندوستان کی سرحدی جنگ نے ثابت کیا کہ بنیا اب بھی بنیا ہے اور دل گردے کا مردہ ہے -

کچھ عرصہ گذرا کہ سارا ہندوستان اس نعرے سے گونج رہا تھا :-

پنڈت نہرو چو این لائی
ہندی چینی بھائی بھائی

یہ کھوکھلا نعرہ ہندوؤں کے کسی کام نہ آ سکا - بدھ دھرم اور ویدک دھرم کا ہمیشہ سے اینٹ کھڑکے کا بیر چلا آتا ہے - تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا اور دنیا نے دیکھا کہ یہ فرضی بھائی ایک دوسرے کو قصائی سمجھنے لگے ہیں ؂

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

سبزی خوروں نے گوشت خوروں سے ہمیشہ شکست کھائی ہے - آج بھی وہی ہوا - ہندو ساگ کھاتے ہیں مگر چینی ناگ کھاتے ہیں - ساگ خور ناگ خوروں کے آگے کس طرح ٹھہر سکتے تھے - ہندو ناگ دیوتا کی پوجا کرتے ہیں مگر چینی ناگ دیوتا کو کھا جاتے ہیں - جس طرح گائے کی پوجا کرنے والے ہندو، گائے کو کھا جانے والے مسلمان فاتحین کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے - اسی طرح ناگ کی پوجا کرنے والے ہندو ناگ دیوتا کو کھا جانے والے چینیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے - ہندو بنیوں پر باہر سے جس نے بھی حملہ کیا خواہ وہ محمد بن قاسم، محمود غزنوی، شہاب الدین غوری - تیمور اور بابر ہو یا سکندر ہو، بڑی آسانی سے کامیاب رہا -

حضرات! میں نے اپنے لیکچر کی تمہید میں بنیئے کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ جس طرح بندوق ایک بنیئے کے ہاتھ میں نہیں چلتی، مغل اور پٹھان کے ہاتھ میں چلتی ہے - ٹھیک اسی طرح اس زمانے کے علماء اور فضلاء قرآن کریم کی قوتوں کو استعمال کرنے کے ناقابل ہو گئے - تو خدا نے ایک معقل حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کا انتخاب فرمایا حضرت امام علیہ السلام نے قرآن کریم کو اپنے ہاتھ میں لے کر عیسائیوں، یہودیوں، آریوں، دہریوں سے جو جو بھی لڑائی لڑی اس پر ایک زمانہ شاہد ہے -

مودودی صاحب کا ترجمان القرآن اور پرویز صاحب کا "طلوع اسلام" سائن بورڈوں سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتے - ہمیں بتلایا جائے کہ ترجمان القرآن والے مودودی صاحب اور ان کے رفقاء نے کس قوم کے سامنے جا کر قرآن کی ترجمانی کی یا کس غیر ملکی زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا ہو اس معاملہ میں مودودی صاحب بالکل "محدودی" ہو کر رہ گئے بفضل خدا یہ احمدی جماعت اور صرف احمدی جماعت ہی ہے جو اس شرف سے مشرف ہے کہ ایشیا اور یورپ - امریکہ - افریقہ - آسٹریلیا، غرض دنیا کی ہر قوم کے پاس پہنچی اور قرآن کی ترجمانی کی قرآن کا پیغام پہنچایا اور قرآن پر تمام اعتراضات کا منہ توڑ جواب دیا اور دنیا کی متعدد قوموں کی زبانوں میں قرآن کا ترجمہ کر کے ان کے آگے رکھا - یہ واقعات کی بحث ہے - منطق اور فلسفہ کی بحث نہیں - واقعات نے "ترجمان القرآن" احمدی جماعت کو ثابت کیا - مودودی صاحب اور ان کی جماعت اس چیز سے یکسر محروم ہے -

پھر اسی طرح ہم دریافت کرتے ہیں کہ پرویز صاحب اور ان کے ساتھیوں کے ذریعہ اسلام نے کس ملک اور کس قوم پر طلوع کیا ہے؟ اس معاملہ میں پرویز صاحب کی کوئی پرواز نظر نہیں آتی اور انہیں کوئی سعادت نصیب نہیں ہوئی - احمدی جماعت ہاں ہاں احمدی جماعت کے ذریعہ اسلام کا سورج ہر قوم اور ہر ملک پر طلوع ہوا - آج بفضل خدا ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں ؂

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

احمدیوں کا بچہ بچہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتا ہے ع

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری

مودودی ہوں یا پرویزی، بنیوں کی طرح اپنی اپنی دکانیں سجائے بیٹھے ہیں - میدان کارزار سے ان کا کوئی تعلق نہیں - قرآن ان کے گھروں میں ایسا ہی ہے - جیسے بنیئے کے گھر میں بندوق - عربی کا ایک مقولہ ہے :-

اَلْعِلْمُ مَالٌ وَاسْتِعْمَالُہٗ کَمَالٌ

یعنے علم مال ہے اور اس کا استعمال کمال ہے - احمدی جماعت کے گھر میں یہ مال بھی ہے اور اس کے استعمال کا کمال بھی ہے -

مولانا اسمٰعیل غزنوی مرحوم کو امرتسر کے آریوں نے چیلنج کر دیا کہ مسئلہ "قتل مرتد" پر ہم سے مناظرہ کریں - ہم قرآن سے اس ظالمانہ مسئلہ کا ثبوت پیش کریں گے - مولانا مرحوم نے آریوں کے اس چیلنج کو قبول کر لیا مناظرے کے لئے تاریخ اور وقت مقرر ہو گیا - مولانا مرحوم حضرت امیر مرحوم مولانا احمد علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس مناظرے میں امداد کی درخواست کی - حضرت امیر مرحوم نے مسکرا کر فرمایا - مولانا صاحب آپ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں - کیا قرآن کریم میں کہیں لکھا ہے کہ جو مرتد ہو جائے اس کو قتل کر دیا جائے؟ اس پر مولانا اسمٰعیل مرحوم نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں - حضرت امیر مرحوم نے فرمایا کہ پھر آپ آریوں کا مقابلہ کریں - ڈر کس بات کا ہے - مولانا اسمٰعیل صاحب مرحوم نے جواب دیا کہ آریہ ایک عیار اور چالاک قوم ہے - نامعلوم قرآن سے کچھ نکال کر دکھا دیں - ان کا مقابلہ آپ حضرات ہی کر سکتے ہیں - اسی لئے میں حاضر ہوا ہوں - حضرت امیر مرحوم و مغفور نے فرمایا آپ مطمئن رہیں - ہماری امداد انشاء اللہ وقت پر آپ کو پہنچ جائے گی -

امرتسر میں مولانا داؤد غزنوی، مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم و دیگر علماء بھی موجود تھے اور ان کے ہاتھ میں بھی قرآن تھا مگر مولانا اسمٰعیل صاحب مرحوم خوب جانتے تھے کہ یہ حضرات ان کے اس آڑے وقت کسی کام نہیں آ سکتے - اور نہ وہ قرآن کے استعمال کو جانتے ہیں - یہ شرف خدا نے احمدیوں کو ہی بخشا ہے اس لئے وہ مجبور ہوئے کہ احمدیہ بلڈنگس میں آ کر امداد کی درخواست کریں -

چنانچہ حضرت مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مرحوم مبلغ اسلام اور مرزا مظفر بیگ ساطع کو حکم ہوا کہ ہم امرتسر پہنچیں۔ تاریخ مقررہ پر آریہ سماج مندر میں مجھے مناظر کی کرسی دی گئی۔ اور حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم نے صدارت کی کرسی سنبھالی۔ تو آریوں نے شور مچا دیا کہ ہم نے مولانا اسمٰعیل صاحب کو مناظرے کا چیلنج دیا ہے وہی ہمارے مقابلہ پر نکلیں ہم احمدیوں سے مناظرہ نہیں کریں گے۔ مولانا غزنوی مرحوم نے فرمایا کہ آپ حضرات نے قرآن سے مسئلہ قتل مرتد کو ثابت کرنا ہے۔ اب جواب کے لئے سنی، شیعہ، اہلحدیث یا احمدی کوئی بھی کھڑا ہو سکتا ہے یہ ہمارا کام ہے کہ ہم کس کا انتخاب کرتے ہیں آپ حضرات کو مرزا مظفر بیگ کا مقابلہ کرنا ہوگا قصہ مختصر آریوں نے مجھ سے مناظرہ کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جس پر مولانا اسمٰعیل غزنوی نے دوسرے مسلمانوں سے مل کر نعرہ تکبیر تین بار بلند کیا اور فتح کے شادیانے بجاتے مندر سے باہر نکل آئے۔

ہم اپنے ایک بزرگ بابو نذیر اللہ صاحب پوسٹ ماسٹر کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ دوسرے روز مولانا اسمٰعیل صاحب مرحوم نے فتح کی خوشی میں ہمیں اپنے گھر پہ چائے کی دعوت دی اور فرمایا کہ کل خدا نے بڑی فتح دی اور آریوں کا سر نیچے ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ مسئلہ قتل مرتد پر مولانا ظفر علی خاں صاحب کے مضامین کا جواب جو مولانا محمد علی صاحب نے لکھا ہے ہمارے دلوں پر اس کا گہرا اثر پڑا ہے۔ یہ گویا اقرار تھا کہ قتل مرتد پر لاہور کے دو نامی گرامی پہلوان ظفر علی اور محمد علی آمنے سامنے آئے مگر ظفر علی محمد علی کے آگے نہ ٹھہر سکا۔

شاہ امان اللہ خاں نے اپنے عہد حکومت میں علماء کے فتوے کے ماتحت کابل میں ایک احمدی کو مرتد قرار دے کر شہید کرا دیا تھا۔ دیوبند کے علماء نے شاہ امان اللہ خاں کی مدح سرائی میں عربی زبان میں قصائد لکھے کہ اس زمانے میں تو ہی ایک مرد غازی نکلا جس نے شریعت کے مطابق ایک مرتد کو سزا دی۔ مگر آسمان اور آسمان والا بڑی غیرت دکھاتا ہے۔

ایک خون ناحق کے عوض شاہ امان اللہ کو نہ صرف تاج و تخت سے ہاتھ دھونا پڑا بلکہ قدرت نے محض اپنے تصرف سے ایک ایسا واقعہ پیش فرمایا کہ دیوبند کے قصائد گو ذلیل اور شرمندہ ہو کر رہ گئے اور وہ یہ کہ افغانستان سے جلا وطن ہونے کے بعد مرحوم امان اللہ خاں نے اٹلی میں پناہ لی اور پھر سوئٹزرلینڈ میں آباد ہوئے۔ ان کے بھائی کا بچہ وفات پا گیا تو اس کی میت کو لے کر برلن احمدیوں کی مسجد میں نماز جنازہ کے لئے پہنچے۔ اور ہماری طرف سے مقرر کردہ امام خان عبدالعزیز خان صاحب (رحمہ

اس وقت جلسے میں موجود ہیں) ایک احمدی کے پیچھے کھڑے ہو کر بچے کا جنازہ پڑھا۔ شاہ امان اللہ خاں بھی کیا سوچتے ہوں گے کہ اپنے عہد حکومت میں ان لوگوں کو محض مولویوں کے فتوے کے ماتحت میں واجب القتل سمجھتا تھا۔ آج ان کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہوں۔ العظمۃ للّٰہ

انقلابات ہیں زمانے کے

شریعت کے مطابق سزا "دینے والے غازی" نے اپنے فعل سے دیوبند کے متعصب علماء کو کہیں منہ دکھانے کے قابل نہ رہنے دیا۔ ان کے قصائد کی سیاہی پہ پانی پھر گیا اور احمدیوں پر لگے فتوے کفر کی دھجیاں فضائے آسمانی پر اڑ گئیں۔

یاٰدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منھا رغدًا حیث شئتما ولا تقربا ھٰذہ الشجرۃ فتکونا من الظٰلمین۔ مولوی صاحبان کہتے ہیں وہ شجر ممنوعہ گندم کا پودا تھا۔ مگر حضرت حوا کے مشورہ اور شیطان کے بہکانے سے آدم نے گندم کو کھا لیا جس کی وجہ سے بطور سزا جنت سے نکالے گئے۔

ہندوؤں کے دھرم شاستر میں لکھا ہے دھانیم ہرتیا کھوت آکھو۔ غلے کی چوری کرنے والے کو اگلے جنم میں بطور سزا چوہا بنایا جاتا ہے۔ ہم آریہ پنڈتوں سے پوچھا کرتے تھے کہ سزا کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ سزا پانے والا آئندہ اس فعل بد سے باز آجائے جس کی وجہ سے اسکو سزا دی گئی ہے۔ مگر یہ اچھی سزا ہے کہ غلے کی چوری کرنے والے کو بطور سزا چوہا بنا دیا جاتا ہے کہ آئندہ وہ کھلے بندوں غلے کی بوریاں کاٹتا پھرے اور اس کا پیشہ ہی غلے کی چوری ہو جائے۔ ہماری اس تشریح پر آریہ پنڈتوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ جاتے تھے اور ان کے پاس کوئی جواب نہ ہوتا تھا۔

یہی حال ہمارے مولوی صاحبان کا ہے۔ آدم کو گندم کھانے کی سزا یہ دی گئی کہ آئندہ آدم اور ابنائے آدم کی خوراک میں ہی گندم کا ایک بڑا حصہ رکھ دیا گیا۔

قرآن کریم کسی مولوی، کسی مفسر، کسی مبلغ اور مناظر کا محتاج نہیں۔ وہ ہر چیز کو خود بیان فرماتا ہے صرف غور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے فتکونا من الظٰلمین کے فقرہ میں اس شجرہ ممنوعہ کی نشان دہی فرمائی گئی ہے۔

دنیا میں دو چیزیں آمنے سامنے پڑی ہیں۔ ایک عدل، دوسری ظلم۔ جب تک عدل قائم ہے دنیا جنت زار رہے گی۔ اور جب ظلم ہوگا یہی جنت جہنم بن جائے گی۔

مراد ہو کہ آدم یا بعد میں آنے والے انسان عدل کا دامن تھامے رہیں گے تو امن و سکون کی زندگی بسر کریں گے۔ لیکن جونہی انہوں نے عدل کے دامن کو چھوڑا اور ایک دوسرے کے حقوق پر چھاپہ مارنا اور ظلم کرنا شروع کیا فساد سے زمین بھر جائے گی۔ اور ابنائے آدم کو گندم سے نہیں بلکہ فتکونا من الظٰلمین فرما کر ظلم سے بچنے کی تلقین کی گئی تھی۔

ان اللّٰہ لا یستحی ان یضرب مثلًا ما بعوضۃ۔ یعنی اللہ مچھر کی مثال بیان کرنے سے نہیں شرماتا۔ معترضین نے مذاق اڑایا کہ قرآن میں اللہ نے پہلے مچھر کی مثال بیان کی اور بعد میں خفت مٹانے کے لئے کہا کہ اللہ مچھر کی مثال بیان کرنے سے نہیں شرماتا حالانکہ تیس پارے قرآن میں کہیں بھی مچھر کی مثال بیان نہیں کی گئی۔ بعوضۃ کا لفظ جس کے معنے مچھر کے ہیں سوائے اس ایک مقام کے سارے قرآن میں اور کہیں نہیں آیا۔

یورپ کے پادریوں نے الزام لگایا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک کبوتر پال رکھا تھا جس کو اپنے دائیں کندھے پر بٹھا دیتے اور اپنے کان میں دو چار دانے رکھ دیتے۔ وہ کبوتر دانے کی خاطر کان میں چونچ ڈالتا۔ کبوتر کو یہ مشق ایک عرصہ تک خفیہ طور پر کرائی گئی۔ اور پھر اس کبوتر کو ایسی عادت پڑی خود ہی اڑ کر کندھے پر آ بیٹھتا دانہ ہو نہ ہو کان میں چونچ ڈال دیتا۔ اب موقعہ تھا کہ اس کا نظارہ عام لوگوں کو کرایا جائے۔ چنانچہ کبوتر اڑ کر آیا۔ کندھے پر بیٹھ گیا۔ اور کان میں چونچ ڈال دی۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لوگوں کو بتلایا کہ یہ روح القدس (جبرائیل) ہے جو خدا کی طرف سے وحی لا کر میرے کان میں کہہ رہا ہے۔

قرآن ہو کہ حدیث۔ کتب تفاسیر ہوں، یا کتب سیر کہیں بھی کسی کبوتر کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ آخر ہزاروں دیکھنے والوں میں سے کوئی ایک شخص تو پادریوں کے بیان کردہ اس کبوتر کا ذکر کرتا مگر ڈیڑھ ہزار سال کا پورے کا پورا اسلامی لٹریچر اس کبوتر کے ذکر سے خالی ہے۔ پھر یہ کبوتر کہاں سے؟ انجیل شریف میں لکھا ہے۔ کہ جب یسوع نے بپتسمہ لیا تو روح القدس ان پر کبوتر کی شکل میں نازل ہوا۔ روح القدس والا کبوتر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں اترا بلکہ جناب یسوع پر اترا ہے۔ پھر انجیل شریف میں لکھا ہے کہ تم کبوتروں کی طرح بھولے بھالے اور سانپوں کی طرح ہوشیار رہو۔ پھر لکھا ہے کہ ہیکل میں یہودی تاجر کبوتروں کے ٹوکرے لئے پھرتے تھے تو مسیح نے ان کے ٹوکرے الٹ دیئے، کہ عبادت گاہ میں یہ کبوتروں کی تجارت کیسی؟

غرض قرآن و حدیث وغیرہ میں تو کہیں روح القدس میں بصورت کبوتر کا ذکر نہیں۔ پادریوں نے اپنے گھر کے کبوتر ہمارے گھر میں لا ڈالے۔

ٹھیک اسی طرح معترضین نے قرآن کریم پر الزام لگایا کہ قرآن میں مچھر کی مثال دی گئی۔ قرآن کریم میں مچھر کی مثال کہیں نہیں دی گئی بلکہ یہ قرآن کریم کا ایک عظیم الشان احسان ہے تمام الہامی کتابوں پر کہ اس نے ایک ایسا اصول بیان فرمایا کہ اگر کسی الہامی کتاب میں مچھر وغیرہ کی مثال دیکھو تو اس کو نظر استخفاف سے نہ دیکھو خدا کو حق حاصل ہے کہ اپنے کلام میں اس قسم کی مثالیں دے البتہ الہامی کتب کو پرکھنے کے لئے ایک عظیم معیار مقرر فرمایا اور وہ یہ ہے افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ کیا قرآن کے منکر اس امر پر غور نہیں کرتے کہ اگر یہ قرآن اللہ کا کلام نہ ہوتا تو اس میں اختلاف کثیر ہوتا۔ کہیں کچھ ہوتا کہیں کچھ ہوتا۔ اور پھر ایسا کلام ہوتا جس کی آئے دن واقعات عالم تردید کرتے رہتے خدا کے فعل اور خدا کے قول میں مطابقت ہوتی ہے کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ پس الہامی کتاب کو پرکھنے کا یہ ایک زرین معیار مقرر فرمایا کہ اس کتاب کا کوئی بیان خدا کے فعل سے نہ ٹکراتا ہو۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قرآن میں مچھر کی مثال بیان نہیں کی گئی تو پھر یہ مثال کہاں بیان ہوئی۔ آیئے ہم اس کی نشان دہی کرتے ہیں۔

انجیل شریف میں یہودی علماء کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے:-

"مچھر کو تو چھانتے ہیں مگر اونٹ کو نگل جاتے ہیں"

پھر ویدوں میں ایک مثال دی گئی ہے کہ

"دشمن مجھے اس طرح ستاتے ہیں جس طرح ہاتھی کو مچھر"

گویا یہ مچھروں کی مثالیں عیسائیوں اور آریوں کی الہامی کتابوں میں دی گئی ہیں اور انہوں نے کبوتر کی طرح اپنے گھر کے مچھر ہمارے گھر لا ڈالے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا۔ یعنی اللہ کا ذکر اس طرح کرو جس طرح تم اپنے بال بچوں کا ذکر کرتے ہو یا اس سے بھی بڑھ کر۔ اس آیت میں عیسائیت کی طرح خدا باپ والا شرک نہیں سکھایا۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کی غیرت سکھائی۔ آپ کسی سے دریافت کریں آپ کے بیٹے یا بھائی یا ماموں یا چچا کتنے ہیں تو وہ فخر کے ساتھ گنتی بتلا دے گا، لیکن اگر آپ اس سے یہ دریافت کریں کہ آپ کے باپ کتنے ہیں تو وہ مارے شرم اور غیرت کے لڑنے مرنے پر تیار ہو جائے گا۔

قرآن کریم نے یہی فرمایا کہ جس طرح تمہیں اپنے باپ کے متعلق غیرت ہے کہ وہ صرف ایک ہے اسی طرح تمہیں اپنے خدا کے متعلق بھی غیرت ہونا چاہیئے کہ وہ بھی صرف اور صرف ایک ہے بلکہ خدا کے متعلق تو تمہیں اور بھی زیادہ غیرت ہونا چاہیئے۔

پھر قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العٰبدین اس کا عام ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ اگر خدا کا کوئی بیٹا ہوتا تو اے محمد رسول اللہ آپ فرمایئے کہ میں اس بیٹے کی سب سے پہلے عبادت کرتا۔ اس قسم کے ترجمے سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے کہ حضور خدا کے بیٹے کی توہین کر دیتے۔ اس آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ اگر خدا کا کوئی بیٹا ہوتا تو اے محمد رسول اللہ آپ فرمایئے کہ وہ میں ہوتا مسیح نہ ہوتا۔ اپنی عبادت کی وجہ سے یہ شرف کسی کو نصیب ہوتا تو مجھے نصیب ہوتا اس ترجمہ سے سرکار دو جہاں کی عزت بڑھتی ہے۔

پھر قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ شہر لنڈو کا علاقہ جنڈا ٹرنجی میں ایک عیسائی پادری جون بیراگی کے متعلق مشہور تھا کہ ان کے اعتراضات کا جواب کوئی مسلمان مولوی نہیں دے سکتا۔ میں نے لنڈو کا شہر کے مسلمانوں کو کہا کہ جون بیراگی صاحب کو میرے سامنے لاؤ۔ چنانچہ ہماری مقامی جماعت کے امیر خان طاہر خان صاحب کی کوٹھی پر بحث کا انتظام ہوا۔ جون بیراگی صاحب نے چھوٹتے ہی مجھے کہا کہ آپ ہم سے کیا بحث کریں گے آپ تو ہمارے شاگرد ہیں۔ دیکھئے قرآن کہتا ہے:- فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی اگر تمہیں کسی چیز کا علم نہ ہو تو اے مسلمانو تم اہل کتاب عیسائیوں سے پوچھ لیا کرو۔ اس پر میں نے جواب دیا پادری جون بیراگی صاحب وہ زمانے لد گئے جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ اب آپ کا مقابلہ ایک احمدی مبلغ سے ہے۔ اھل الذکر سے مراد عیسائی پادری نہیں بلکہ مسلمان علماء ہیں۔ الذکر کے معنے انجیل نہیں بلکہ الذکر خود قرآن کا نام ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون۔ ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ پھر فرمایا ان ھو الا ذکر وقراٰن مبین۔ یہ قرآن مبین ہی ذکر ہے۔ پس اہل ذکر سے مراد اہل قرآن ہیں نہ اہل انجیل۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ قرآن جیسی پرحکمت کتاب ہمیں یہ تعلیم دے کہ جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کے متعلق تم عیسائی پادریوں سے دریافت کرو۔ بھلا ایک مسلمان ایک پادری سے یہ سوال کرے کہ کیا قرآن خدا کا کلام ہے یا حضرت محمد خدا کے رسول ہیں تو کیا پادری صاحب اس مسلمان کو قرآن اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلائل دینے لگے گا وہ تو پہلے ہی منکر ہے اس نے تو تردید کرنا ہے۔ زیر بحث آیت میں تو فرمایا گیا ہے جو پوچھنا ہو ان علماء سے پوچھو جنہیں خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم دیا گیا ہے۔ مسلمان کو عیسائیوں کی شاگردی میں دے قرآن کیسے دے سکتا ہے۔ جس کا ارشاد یہ ہے کہ:-

ان ھٰذا القراٰن یقص علیٰ بنی اسرآءیل اکثر الذی ھم فیہ یختلفون۔ یعنی یقیناً یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر چیزوں کو بیان فرماتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ قرآن پادریوں کو ان کی غلطیوں سے آگاہ فرماتا ہے اور اس طرح گویا قرآن نے عیسائیوں کو مسلمانوں کی شاگردی میں دیا ہے۔ اس پر پادری جون بیراگی فرمانے لگے کہ میں آپ سے بحث کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تمام مسلمان مولوی اہل ذکر سے مراد اہل کتاب یعنی عیسائیوں کو لیتے ہیں آپ نے اہل ذکر سے مراد اہل قرآن یعنے مسلمانوں کو لیا ہے۔ میں نے کہا کہ مولویوں کا میں ذمہ دار نہیں۔ میں نے آپ کے سامنے خود قرآن سے پیش کیا کہ اہل ذکر سے مراد اہل قرآن ہے اہل انجیل نہیں۔ پادری جون بیراگی صاحب لاچار ہو کر بھری مجلس سے اٹھکر چلے گئے۔

مقام جھوٹی ضلع مظفر گڑھ میں ایک آریہ پنڈت نے اعتراض کیا کہ آدم کے بُت کو خدا کے حکم سے فرشتوں نے سجدہ کیا تو یہ ایک شرک تھا جو کہ اسلام کے خدا کے حکم سے کیا گیا۔ شیطان اصل موحد تھا جس نے اس مشرکانہ سجدے سے انکار کر دیا۔

میرے لئے یہ سوال بہت ہی مشکل تھا اس لئے کہ تمام مولوی ہی مانتے ہیں کہ فی الواقعہ حضرت آدم کے بت کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ اس مجلس میں محمد عبداللہ نامی ایک مولوی صاحب بھی موجود تھے میں نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ مولوی صاحب آپ فرمایئے کہ تسبیح کے بغیر سجدہ کوئی شے ہے؟ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ سجدہ میں کم از کم تین بار تسبیح پڑھنا ضروری ہے ورنہ سجدہ ساقط ہے۔ اس پر میں نے کہا تو پھر آپ فرمایئے کہ فرشتوں نے سجدہ میں جو تسبیح پڑھی سبحان ربی الاعلیٰ۔ سبحان ربی الاعلیٰ۔ سبحان ربی الاعلیٰ تھی یا سبحان ربی الآدم۔ سبحان ربی الآدم سبحان ربی الآدم تھی۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ فرشتوں کی تسبیح سبحان ربی الاعلیٰ تھی۔ اس پر میں نے کہا اگر تسبیح سبحان ربی الآدم کی تھی تو یہ سجدہ آدم کو ہوا اور اگر تسبیح سبحان ربی الاعلیٰ کی تھی تو پھر یہ سجدہ خدا کو ہوا۔ آدم کو نہ ہوا۔ آدم کی پیدائش پر فرشتوں کو شکرانہ کے سجدے کا جو حکم ہوا وہ دراصل خدا ہی کو سجدہ تھا۔ فرشتے موحد ہی ہیں۔ شیطان اپنی بدقسمتی سے ناشکرا اور نافرمان ثابت ہوا اور راندہ درگاہ ہوا۔

لاہور چھاؤنی میں ہمارے ایک بزرگ قاضی ثناء اللہ صاحب مرحوم نے آریہ مندر میں آریہ سماج سے ایک مناظرے کا انتظام کیا۔ میرے مقابلہ میں پنڈت شنبھو دیو میدان مناظرہ میں اترے اور دیگر اعتراضات

کے علاوہ ایک اعتراض یہ کیا۔ اعتراض کا انداز بڑا عجیب تھا:۔

"آج انسانوں کی عمر اوسطاً ۷۰ سال ہے۔ اسلام کے نزدیک میں کافر ہوں مشرک ہوں۔ مرنے کے بعد اسلام کا خدا مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیگا اور پھر کبھی بھی وہاں سے مجھے نہ نکالے گا۔ میں نے کفر تو کیا اپنی عمر (۷۰) سال کے مطابق مگر اسلام کا خدا مجھے سزا دے گا اپنی عمر کے مطابق یعنی اسلام کا خدا نہ کبھی مرے نہ اس کا جہنم ٹھنڈا ہو نہ ستیہ دیو جہنم سے نکل سکے۔ اسلام کا خدا کس قدر ظالم ہے اس خیال سے ہی اسلام سے کس قدر نفرت پیدا ہوتی ہے۔"

میں نے جواب دیا کہ اسلام کا خدا نہایت رحیم کریم ہے اس نے اپنی عمر کے مطابق سزا دینے کا کہیں بھی ذکر نہیں فرمایا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لٰبثین فیہا احقابا۔ جہنم میں جہنمی چند حقبے رہیں گے۔ احقاب حقبہ کی جمع ہے۔ ایک حقبہ اسی سال کا ہوتا ہے۔ عربی زبان میں جمع کی دو قسمیں ہیں ایک جمع قلت دوسری جمع کثرت۔ ان دونوں کے الگ الگ اوزان ہیں۔ جمع قلت تین سے چل کر ۹ پر آکر ختم ہو جاتی ہے مگر جمع کثرت تین سے شروع ہو کر چلتی ہی چلی جاتی ہے۔ اس کے لئے کوئی حد بست نہیں۔ احقاب جمع قلت کے وزن افعال پر ہے۔ پس یہ قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ جہنمی جہنم میں زیادہ سے زیادہ ۹ حقبے رہیں گے انہی کو نو ۹ سے ضرب دیں تو کل سات سو بیس سال بنتے ہیں۔ سات سو بیس سال سے زیادہ کوئی سزا یافتہ جہنم میں نہیں رہ سکتا۔ اپنے اپنے کفر و شرک اور بد اعمالی کی وجہ سے کوئی پچاس سال کوئی سو سال، کوئی پانچسو سال جہنم میں رہے گا۔ سات سو بیس سال کے اندر اندر ہر ایک سزا ہوگی۔

اس پر پنڈت ستیہ دیو نے کہا کہ قرآن میں لکھا ہے کہ خالدین فیہا ابدا۔ جہنم میں جہنمی ابد تک ہمیشہ رہیں گے۔

میں نے جواب دیا۔ پنڈت صاحب کو دو لفظوں سے دھوکا لگا ہے۔ ایک "خالدین" سے دوسرے "ابدا" سے۔ خالدین جمع ہے خالد کی۔ خالد کے معنے ہیں۔ ہمیشہ رہنے والا۔ مسلمان اپنے بچوں کا نام جب خالد رکھتے ہیں تو اس وقت کسی مسلمان کے دل و دماغ میں یہ نشے نہیں ہوتی کہ ان کا بچہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور کبھی مرے گا نہیں۔ اس ہمیشگی سے مراد ایک محدود ہمیشگی ہے۔ خود ہماری اُردو زبان میں رات دن اس کی مثالیں مل جاتی ہیں۔ مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کہ میں ہمیشہ سے گوشت کھاتا چلا آیا ہوں میں نے دال کبھی نہیں کھائی۔ اب کہئے کہ یہ ہمیشگی گوشت والی کب سے شروع ہوئی۔ ظاہر ہے کہ اس نے گوشت کھانا اس وقت شروع کیا جب اس کے دودھ پینے والا زمانہ ختم ہوا اور اسکو غذا اور گوشت وغیرہ کھانے چبانے کے لئے دانت مل گئے۔ دانت ملنے سے پہلے اس کی غذا دودھ تھی مگر وہ کہہ یہی رہا ہے کہ میں ہمیشہ سے گوشت کھاتا چلا آرہا ہوں۔ پھر اسی طرح ایک آدمی کہتا ہے کہ میں آپ سے ہمیشہ کے لئے بول چال بند کرتا ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ ہمیشگی کب تک ہے۔ بول چال بند کرنے والا مر گیا جب یہ ہمیشگی ختم ہو گئی یا جس سے بول چال بند کی گئی وہ مر گیا تب یہ ہمیشگی ختم ہو گئی۔

ٹھیک اسی طرح "ابداً" کا لفظ ہے جس واحد کی جمع ہو اس واحد کے معنے محدود زمانے کے ہیں۔ ابد کی جمع آباد ہے۔ ابد واحد ہے۔ اس کے معنے ہوں گے ایک محدود ہمیشگی۔ خالدین فیہا ابداً فرمایا ہے کہ جہنمی جہنم میں ایک محدود ہمیشگی کا زمانہ گذاریں گے جو سات سو بیس سال سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ قرآن کریم نے خالدین فیہا ابد الآباد نہیں فرمایا کہ جہنمی جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے اور کبھی انہیں نکالا ہی نہیں جائے گا۔ ہمارے ہادی سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی معنے کئے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جہنم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ باد صبا اس کے دروازوں سے ٹکرائے گی اور جہنم میں کوئی جہنمی نہ ہوگا (گویا سب آزاد ہو چکے ہوں گے) اب پنڈت ستیہ دیو جب چاروں طرف سے گھیر لئے گئے تو مجبور ہو کر کہا کہ چلو ہم مان لیتے ہیں کہ سات سو بیس سال تک جہنمی جہنم میں رہ سکیں گے اگر ستیہ دیو نے ۷۰ سال کفر کیا تو ساٹھ کفر کی سزا سات سو بیس سال بھی تو بہت زیادہ ہے۔

میں نے جواب دیا کہ راہ چلتے کسی کی جیب سے کوئی جیب تراش گھڑی یا بٹوہ نکالتا ہے اور پکڑا جاتا ہے۔ عدالت اسکو چھ ماہ قید کی سزا کا حکم سناتی ہے۔ اس پر اگر وہ آپ کی طرح یہ کہے کہ صاحب میں نے تو ایک منٹ میں گھڑی یا بٹوہ نکالا تھا آپ میرے ایک منٹ کے فعل پر چھ ماہ قید کی سزا کیوں سناتے ہیں؟ تو کہئے اس کے اس احتجاج کی کون پروا کرے گا۔ ہندو قوم تو اپنے آپ کو حساب دان کہتی اور سمجھتی ہے اب حساب لگاؤ کہ ایک منٹ کے فعل پر چھ ماہ کی سزا اگر مل سکتی ہے تو کیا ساٹھ سال کی کفر پر اربوں سال کی سزا انہیں ملنی چاہیئے؟ یہ اسلام کا خدا ظالم نہیں بلکہ رحیم و کریم خدا ہے جس نے ایک محدود سزا کا حکم سنایا اور آخر اپنی رحمت سے سب کو جہنم سے نکال لے گا۔ نفرت اسلام سے نہیں ہونا چاہیئے نفرت ویدک دھرم سے ہونا چاہیئے کہ جب سے

پرماتما ہے اور جب تک پرماتما رہے گا روحوں کو تناسخ کے گھناؤنے چکر میں پھنسا رکھا ہے اور پھنسا رکھے گا۔ سب بیچارے انسانوں کی قسمت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سؤر، کتے، بندر، گندی نالیوں کے کیڑے وغیرہ بننا لکھا ہے۔ ازل سے ابدالآباد تک یہ چکر چلتا رہے گا۔ نئی روحوں کو آریوں کا پرماتما بنا نہیں سکتا۔ ان ہی پرانی روحوں سے جو اتفاق سے اس کو کہیں سے مل گئیں اپنا کام چلانے پر مجبور ہے اور بیچاری روحیں کبھی بھی ہمیشہ ہمیشہ کی نجات حاصل نہیں کر سکتی۔ چار ارب سال کے بعد اس دنیا کی صف کو لپیٹ لیا جاتا ہے پھر چار ارب سال تک نیک روحیں نجات کے مزے لیتی اور بد روحیں بیہوش رہتی ہیں۔ اس کے بعد پھر تمام نیک و بد روحوں کو نئے سرے سے اسی دنیا میں سؤر کتے وغیرہ بننے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ نہ آریوں کا پرماتما مرے نہ یہ تناسخ کا ظالمانہ چکر ختم ہو اور نہ روحوں کو دائمی نجات حاصل ہو۔

آریوں، دہریوں، عیسائیوں اور بہائیوں کے اعتراضات کے جواب میں ایک اور صرف ایک جماعت آگے بڑھی اور سینہ تان کر کھڑی ہو گئی۔ دشمن کے منہ میں خاردار لگامیں چڑھا دیں اور انہیں مذہبی سٹیج سے پیچھے پھینکا اور میدان سے باہر نکال دیا اس جماعت کا نام ہے احمدی جماعت۔ جو کام سُنی جماعت، شیعہ جماعت، اہلحدیث جماعت، اہل قرآن جماعت، اسلامی جماعت، پرویزی جماعت نہ کر سکی وہ کام مٹھی بھر احمدی جماعت نے بفضل خدا کر دکھایا۔ دیگر ممالک میں اسلام کے مشن بھیجنے کی توفیق بڑی بڑی اسلامی ریاستوں اور سلطنتوں کو نہ مل سکی۔ یہ کام بھی بفضل خدا احمدی جماعت نے بڑی خوبی سے کیا۔ یورپ، امریکہ، افریقہ غرض ہر جگہ مسجدیں بن رہی ہیں اور اللہ اکبر کے نعرے بلند ہو رہے ہیں اور مخلوق خدا کو خدا کے دین اسلام میں داخل کیا جا رہا ہے۔ آج افریقہ کے لوگ سفید قوموں سے ناراض اور بیزار ہو رہے ہیں کسی اسلامی حکومت اور کسی مسلم جماعت کے امیر کو توجہ نہیں کہ افریقہ میں جا کر کام کرے۔ افریقہ میں بھی ہمارے مبلغ پہنچے اور کام شروع کر دیا اور نتائج خاطر خواہ نکل رہے ہیں۔ انجیل شریف کی تعلیمات کی رو سے عیسائیوں کو غیر قوموں میں تبلیغ کرنا سخت منع ہے۔ انہوں نے اگر افریقہ کے کالے لوگوں کو عیسائی بنایا تو یہ انجیل شریف کی تعلیمات کے سخت خلاف تھا۔ افریقہ والوں سے دھوکا کیا گیا مگر ہمارے مبلغین کا کام بہت آسان ہے۔ ہم افریقہ والوں کو بتلاتے ہیں۔ ہم کوئی نیا پیغام لے کر تمہارے پاس نہیں آئے ہمارا تمہارا رشتہ بہت پرانا ہے۔ افریقہ سے ہی حضرت بلال حبشی ؓ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے پاس پہنچے حضور ؐ نے انہیں اپنے سینے سے لگایا اور اپنے گھر کا سارا انتظام اس کے سپرد کر دیا۔ حالات سے تنگ

## جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا اعلان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قادیانی اور غیر احمدی احباب کی خاطر جناب میاں محمود احمد صاحب کا ایک بیان شائع کیا ہے جو ۱۹۵۲ء میں جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب اور خواجہ نذیر احمد صاحب کے استفسارات کے جواب میں انہوں نے دیا تھا۔ اس بیان میں انہوں نے اپنے سابقہ عقائد کے خلاف حضرت مسیح موعود کو نبی اور آپ کے نہ ماننے والوں کو کافر کہنا ترک کر دیا تھا۔ میاں صاحب موصوف کا یہ بیان سول اینڈ ملٹری گزٹ۔ "الفضل" اور "پیغام صلح" میں شائع ہوا تھا۔ انجمن نے اس غرض کے لئے یہ بیان ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا ہے کہ قادیانی اور غیر از جماعت احباب تک اس ٹریکٹ کو پہنچایا جائے جو احباب اسے خود پڑھنا اور دوسروں تک اسے پہنچانا چاہیں، وہ مندرجہ ذیل پتہ سے مفت منگوا کر تقسیم کریں پتہ یہ ہے:—

حبیب الرحمٰن صادق۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور لمٹ

("پیغام صلح" میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار میں ترقی حاصل کریں (مینیجر)

پیغام صلح ۱۳ر مارچ ۱۹۶۲ء
تعطیمی پریس ... روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا
ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ :- شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ... ملک پیٹھ - محلہ اعظم پورہ - حیدرآباد دکن (انڈیا)

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۳۷۰۳۷
ایڈیٹر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۳ پیسے
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۳ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۶۳ء | نمبر ۱۲

# "دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں"

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جماعت کو حکم

میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں۔ وہ ان مفسدانہ خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں۔ اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلادیں۔ کہ اس سے ان کا دین پھیلے گا۔ اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہوگا۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے۔ اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی زیادہ دوڑا کر دکھایا ہے۔ ایسا ہی اب وہ روحانی ضرورتوں کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لیگا۔ تم صبر سے دیکھتے رہو۔ کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیرتمند ہے اور دعا میں لگے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔

## بحرِ حکمت کے موتی

عن سعید بن المسیب ..... ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اکل من ھذہ الشجرۃ فلا یقرب مساجدنا یؤذینا بریح الثوم۔ بحوالہ موطا امام مالک

### حرمت مساجد

ترجمہ:۔ سعید بن المسیبؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کھایا اس درخت سے (یعنی لہسن میں سے) تو نزدیک نہ ہو ہماری مسجدوں کے تاکہ ہمیں تکلیف دے اس کی بو سے۔

نوٹ:۔

گندے بدبودار کپڑے پہن کر مسجد میں جانا یا جوتا گندہ مسجد میں لے جانا یا تھینکر جانا مسجد کی بے حرمتی ہے۔ مساجد ذکر الٰہی کے لئے ہیں اور اللہ تعالٰے جمیل ہے اور وہ ہر گندی چیز سے نفرت کرتا ہے۔ پاک اور مصفا دل جو خودبینی۔ خودستائی اور حرص و آز سے پاک ہو تخت گاہ الٰہی بن جاتا ہے۔

چو تو بیروں شوی او اندر آید
بتو بے تو جمال خود نماید

(غلام قادر عفی عنہ)

مولانا محمد یحییٰ بٹ، امام مسجد برلن

# برلن (جرمنی) میں عید الفطر

عید الفطر کا مبارک تہوار امسال ہم نے مسجد برلن میں ۲۵ فروری بروز سوموار منایا۔ اگرچہ ماہ فروری کا آخر ہے لیکن سردی سخت ہے۔ باہر برف بھی پڑی ہے۔ اس سال تمام یورپ میں غیر معمولی طور پر سخت سردی رہی۔ سردی کی شدت کے پیش نظر احباب کی سہولت کی خاطر مسجد کو اچھا خاصا گرم رکھنے کی ضرورت تھی لہٰذا مسجد کے چار ہیٹرز جو گیس سے چلتے ہیں اتوار کے دن ہی صبح دس بجے کے قریب جلا دیئے گئے۔ اس طرح یہ چاروں ہیٹرز ۲۴ گھنٹے تک چلتے رہے جس سے اجتماع کے دن فائیلین پر نماز پڑھنے اور بعد میں خطبہ سننے کی خاطر بیٹھنے کے لئے احباب کو سہولت ہوئی۔

مسلمان بھائیوں اور عیسائی دوستوں کو اس اجتماع کے لئے دعوتی کارڈ قریباً دس روز پہلے ہی سے بھیجے جا چکے تھے۔ یہاں عید کے دن کا تعین سورج اور چاند کے غروب ہونے کے اوقات سے کیا جاتا ہے۔ یہ تمام اطلاعات دفتر موسمیات برلن سے حاصل کر لی جاتی ہیں۔ اس اجتماع میں خدا کے فضل سے قریباً دو سو مرد و زن نے شرکت کی۔ احباب کے آنے کا سلسلہ دس بجے سے ہی شروع ہو گیا اور میں حسب معمول مسجد کے سامنے کھڑا ہر آنے والے دوست کا استقبال کرتا رہا۔ مسلمان بھائیوں کی آمد سے مسجد میں تسبیح تحمید اور درود شریف پڑھنے کی آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ مصر سے آئے ہوئے نوجوانوں نے اس سلسلہ میں خاصا حصہ لیا۔ اور بڑی خوش الحانی سے اس کو پڑھا۔

حسب پروگرام نماز ساڑھے دس بجے شروع ہونا تھی۔ چنانچہ میں نے نماز شروع ہونے سے پیشتر محراب میں کھڑے ہو کر احباب کو مخاطب کیا اور انہیں صدقۃ الفطر کے ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی میں نے کہا کہ صدقۃ الفطر کا ادا کرنا سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان پر فرض قرار دیا ہے۔ اور یہ غرباء کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہے۔ تا وہ بھی عید کی خوشی میں شامل ہو سکیں۔ میں نے کہا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خوشی کے موقعہ پر اس کا فرض قرار دینا بتاتا ہے کہ حضرت کے قلب مبارک میں غرباء کی ہمدردی کا کیا جذبہ تھا کہ خوشی کے موقعہ پر مسلمان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے غریب نادار بھائیوں کو نہ بھولیں بلکہ ان کو خوشی میں شامل کرنے کے لئے ان کے لئے کچھ رقم خرچ کریں۔ صدقۃ الفطر کی وصولی کے بعد میں نے نماز کی تکبیروں کا اعلان کیا اور بتایا کہ پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہوں گی۔ اس کے بعد نماز ادا کی گئی۔

نماز کے ختم ہونے پر میں خطبہ کے لئے کھڑا ہوا اور احباب کو خطاب کرتے ہوئے میں نے کہا کہ رمضان کا مبارک مہینہ اور عید کا اجتماع ہمیں زندگی کو کامیاب اور پُرامن بنانے کے لئے بعض اصولی زندگی سکھاتے ہیں۔ زندگی میں خوشی کیسے حاصل ہو اور جب خوشی اور طاقت مل جانے پر اس کا اظہار کس طرح کیا جائے ان ہر دو کا جواب رمضان کے مجاہدہ اور عید کے تہوار کے منانے میں دیا گیا ہے۔ اور وہ اس طرح ہے کہ خدا کے احکام بجا لائیں .... خواہ بھوک، پیاس اور دیگر جسمانی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں یہ حقیقی خوشی کو حاصل کرنے کا اصل ذریعہ ہیں۔ اور طاقت اور خوشی کے مل جانے پر خدا کو یاد رکھنا اور اس کے حضور گرا رہنا یہ وہ قیمتی سبق ہیں جو ہر سال مسلمان کو یاد دلائے جاتے ہیں۔ میں نے اپنے خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل امور پر بحث کی: ضبط نفس۔ اخلاقی و روحانی ترقیات کے مدارج خدا پر ایمان ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے۔ اور اس کا ہماری زندگی میں کیا اثر ہے۔ اسلام تمام نسل انسانی کو ایمان باللہ کی مضبوط رسی سے باہم ملانا چاہتا ہے۔ مسلمانوں میں باہم اتحاد کی ضرورت اور اس سلسلہ میں اس کا اعلان کہ مسلمانوں میں کوئی فرقہ نہیں اس لئے کہ بنیادی اصولوں میں تمام مسلمانوں کا باہم اتفاق ہے۔ اس پر میں نے خطبہ ختم کیا اور مسلمان حاضرین کو عید مبارک کہی۔ اس کے بعد مسلمان بھائی ایک دوسرے سے ملتے رہے اور عید مبارک کہتے رہے۔

مہمانوں کی تواضع چائے اور سینڈوچ سے کی گئی جس کی تیاری میں ام منصور نے بڑی محنت سے کام کیا ہندوستان سے آئی ہوئی ایک مسلمان خاتون نے جو ایک الیکٹرک انجنیئر کی بیٹی ہیں۔ اور ایک جرمن خاتون نے اُن کے ساتھ مل کر کام کیا۔ مہمانوں کو چائے اور سینڈوچ پہنچانے میں حاضرین میں سے نوجوانوں نے خوش دلی سے وہ کام کیا جس سے مہمانوں پر اچھا اثر پڑا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ہمارے اس اجتماع میں انڈونیشیا کے قونصل ہندو پاکستان سے آئے ہوئے مسلمان نوجوان سوداگر۔ افغانستان کے سابق سفیر برلن میں اور طلباء۔ ایران، مصر، ترکی سے آئے ہوئے طلباء اور میڈیکل ڈاکٹر، سوڈان جنوبی افریقہ لبنان سے آئے ہوئے طلباء اور مقامی نومسلمین شامل تھے۔ عیسائی دوستوں میں شریک ہونے والوں میں شہر کے معززین ٹیکنیکل یونیورسٹی کے پروفیسر یہودی سوسائٹی کے عہدہ دار شامل تھے۔ خطبہ کے بعد یہودی دوستوں نے اسلام کے اس نظریہ کو بہت سراہا کہ خدا کے سامنے تمام انسان خواہ یہودی ہوں یا عیسائی یا مسلمان سب برابر ہیں۔ اور یہ کہ سب کے لئے خدا کے ہاں ایک ہی قانون ہے۔ جو نیکی کرے گا اس کا اجر پائے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا اگر اس نظریہ کو دنیا اپنا لے تو سب انسان بھائی بھائی ہو جائیں۔ احباب و دوست کافی دیر تک مسجد میں ٹھہرے اور چائے پیتے اور باہم گفتگو میں مصروف رہے۔ الحمد للہ کہ یہ اجتماع بخیر و خوبی ایک پر رونق اور دلخوش کن ماحول میں سرانجام پایا۔

ہمارے اس اجتماع میں مقامی اخبارات کے نمائندے اور فوٹوگرافر بھی موجود تھے۔ چنانچہ اجتماع کے دوسرے دن چھ مقامی اخباروں نے ہمارے اس اجتماع کی تصاویر اپنی اخبارات میں شائع کیں اور اس کے ساتھ ایک نوٹ بھی لکھا۔ ان اخبارات کے نام یہ ہیں: ڈی ولٹ، مارگن پوسٹ، ٹیلیگراف، ڈیر ٹاگ، ڈیر کوریر، بے سیڈ۔ ان اخبارات نے تقاریب کے ساتھ جو الفاظ شائع کئے اُن میں سے بعض کا ترجمہ یہ ہے:۔

## ڈی ولٹ

اس اخبار نے روزوں کے مہینہ اور روزہ رکھنے کے طریق پر لکھتے ہوئے مسجد میں ہونے والے اجتماع میں ذکر کیا اور کہا کہ ایک سو مسلمانوں نے اس اجتماع میں شرکت کی۔

## ڈیر ٹاگ

اس اخبار نے رمضان کے مہینہ کے اختتام پر عید کے تہوار کو منانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ مسجد برلن کے امام مسٹر محمد یحییٰ بٹ صاحب نے اپنے خطبہ میں کہا کہ تمام نسل انسانی کے لئے وہ یہودی ہوں یا عیسائی یا مسلمان ------ خدا کے ہاں ایک ہی قانون ہے۔ نیز یہ کہ اسلام تمام دنیا کو ایک خدا پر ایمان کے نظریہ سے باہم متحد کرنا چاہتا ہے۔

## ڈیر کوریر

اس اخبار نے رمضان کے مہینہ اور روزوں کی کیفیت کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ مسجد برلن کے امام صاحب نے اپنے خطبہ میں جو انہوں نے جرمن زبان میں دیا۔ روزوں کی فلاسفی پر بحث کی اور بتایا کہ اس کا مقصد ضبط نفس اور نفسانی خواہشات پر حکومت کرنا سیکھنا ہے۔ امام صاحب نے اس امر پر زور دیا کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہاں مختلف مکتب خیال ہیں۔ تمام اسلامی دنیا میں اسلام کے بنیادی اصول پر سب کا اتفاق ہے۔

## اخبار بے سیڈ

اس اخبار نے روزوں کے اختتام پر مسجد برلن میں اجتماع کا ذکر کیا اور کہا کہ نماز کے بعد امام صاحب نے حاضرین کی چائے اور روٹی سے تواضع کی۔ اسی طرح دیگر اخبارات نے بھی ذکر کیا ہے۔ چند ایک تصاویر جو مقامی اخبارات میں چھپیں آپ کو بھیجتا ہوں۔ یہ تصاویر سجدہ کی حالت میں لی گئی ہیں۔

## لیلۃ القدر کی تقریب

عید الفطر کے اجتماع سے پیشتر ہم نے ۲۶ رمضان کی شام کو لیلۃ القدر کی تقریب منائی ...... اور قرآن

(باقی بر صفحہ ۱۰)

# تحفظ ختم نبوّت کا ڈھونگ

گذشتہ ہفتہ احرار کی باسی کڑھی میں پھر اُبال آیا اور انہوں نے لاہور میں شہداء کے تحفظ ختم نبوت کی یاد کا ڈھونگ ایک جلسہ کی صورت میں رچا کر جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے متعلق افترا پردازی اور دشنام طرازی کا طوفان برپا کیا۔ بیچارے کیا کریں، ایک عرصہ سے زبان کو آئی لگ رہی تھی، مجبور تھے کہ چٹخارے دار گالیوں اور طرح طرح کے اتہامات سے اپنا مذاق پورا کریں۔ کوشش تو بہت کی کہ عوام الناس ان کے بیانات سے مشتعل ہو کر ایک دفعہ پھر ۱۹۵۳ء کے حالات پیدا کر دیں، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ عوام اس ڈھونگ کو جس کی غرض دوسروں کو مروا کر اپنا اُلو سیدھا کرنا ہے، بہت حد تک سمجھ چکے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس ساری کارروائی کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ؎

روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر

بالکم از کم ۱۹۵۳ء کے واقعات ابھی تک عوام کے قلب سے محو نہیں ہوئے اسی لئے جلسہ میں حاضری بھی بہت کم رہی اور جو موجود تھے وہ سُنی ان سُنی ایک کر کے چلے گئے۔

اس سارے ڈرامے میں جن لوگوں نے ایکٹنگ کر کے اپنے کمال فن کا مظاہرہ کیا ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے ۱۹۵۳ء میں تحفظ ختم نبوت کے بہانہ سے حکومت پر قبضہ جمانے کا منصوبہ بنایا اور پھر حکومت کی گرفت سے بچنے کے لئے طرح طرح کے سوانگ بھر کر راہِ فرار اختیار کی، اور وہ بھی تھے جن کو اپنی ان کرتوتوں کی وجہ سے جیلوں میں جانا پڑا، اور آخر کار معافیاں مانگ کر باہر آئے، ہمیں تعجب ہے کہ حکومت نے ان کے سابقہ کردار کو ملحوظ رکھتے ہوئے پھر یہی ڈھونگ رچانے کی اجازت کس طرح دے دی، وہ تو حسن اتفاق کہئے یا خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور جماعت احمدیہ کی امن پسندی کا نتیجہ کہ ان کی اشتعال انگیزیوں کی چنداں پرواہ نہ کی گئی ورنہ جو جو افتراپردازیاں اور دشنام طرازیاں انہوں نے کیں، وہ فساد کی آگ کو بھڑکانے کا موجب ہو سکتی تھیں تعجب ہے ہمارے حکام ایسے جلسوں کی اجازت دے کر ایسی صورت حال پیدا کر دیتے ہیں جو ملک و ملت کے لئے کسی طرح مفید نہیں ہو سکتی، یہ نہ صرف ایک امن پسند جماعت کے صبر و تحمل کا امتحان ہے جس میں وہ بفضلِ خدا ہمیشہ پوری اُترتی رہی اور اُترتی رہے گی بلکہ ایک سیاسی سٹنٹ ہے جس میں تحفظ ختم نبوت کے بہانہ سے ملکی اقتدار کے حصول کا منصوبہ بنایا جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس سٹنٹ کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا انتظام کیا جائے، تاکہ ملک و ملت کو اس کی پیدا کردہ آگ سے نجات حاصل ہو۔

یوں تو تحفظ ختم نبوت کا نعرہ محض ایک ڈھونگ ہے جو جیسا کہ ہم اوپر عرض کر آئے ہیں، بعض ذاتی اغراض کے لئے رچایا جاتا ہے، تاہم عوام کی غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کن لوگوں سے ختم نبوت کا تحفظ پیش نظر ہے؟ کیا ان سے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا مانتے ہیں؟ تو سوال یہ ہے کہ کیا ختم نبوت کے چوکیدار خود ایک نبی کے آنے کے قائل نہیں؟ کیا وہ اس انتظار میں نہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو ان کے نزدیک دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پھر دنیا میں آ کر اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح کریں گے؟ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا ان کے آنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت باقی رہ جائے گی؟ اس سے تحفظ کا کیا سامان ان لوگوں نے کیا ہے؟ قادیانیوں کے خلاف اس وجہ سے تحفظ ختم نبوت کا سٹنٹ کھڑا کرنا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمتِ محمدیہ میں سے ایک نئے نبی کا آنا مانتے ہیں اور خود ایک پرانے نبی کے آنے کا اعتقاد رکھنا کہاں تک سزاوارِ تحسین ہے، کیا اس اعتقاد کے رکھنے والے اسی کشتی میں سوار نہیں جس میں قادیانی بیٹھے ہوئے ہیں؟ اگر تحفظ ختم نبوت کا نعرہ کوئی حقیقی معنے رکھتا ہے تو پہلے حضرت عیسےٰؑ کی دوبارہ آمد سے انکار کیا جائے، یہ کہنا کہ حضرت عیسےٰؑ اُمتی ہو کر آئیں گے چنداں قابلِ توجہ نہیں۔ آخر قادیانی بھی تو یہی کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اُمتی نبی ہیں، کیا ایک باہر کے نبی کا اُمتی ہونا زیادہ قرینِ صواب ہے یا اُمتِ محمدیہ کے کسی فرد کا منصب نبوت پر فائز ہونا، ہمارے نزدیک یہ دونوں اعتقاد غلط ہیں، اور صرف ایک جماعت احمدیہ لاہور ہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کی قائل نہیں، یہی حضرت مرزا صاحب کا اعتقاد تھا، جنہوں نے بار بار یہ اعلان کیا کہ:-

"نہ مجھے دعوئے نبوت و خروج از اُمّت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائکہ اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس اُمت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا ........ ہاں محدّث آئیں گے"۔

(نشانِ آسمانی صفحہ ۲۸)

اس اعلان کے مطابق جماعت احمدیہ لاہور پچاس سال سے حقیقی طور پر ختم نبوت کے تحفظ میں کوشاں ہے اور ان لوگوں پر بار بار حجت تمام کر چکی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کے قائل ہیں: احرار کا تحفظ ختم نبوت اگر کوئی حقیقت رکھتا ہے تو انہیں چاہیئے کہ سب سے پہلے حضرت عیسےٰؑ کے آنے کے اعتقاد سے دستبردار ہو جائیں کہ اس کے بغیر ختم نبوت کا تحفظ ناممکن اور بیکار ہے۔

---

# اخبار احمدیہ

## شیخ انعام الحق صاحب کی علالت

—— حیدر آباد دکن سے شیخ انعام الحق صاحب کی شدید علالت کی خبر موصول ہوئی ہے، ان کے محلہ کے ایک معزز بزرگ میر ولایت علی صاحب لکھتے ہیں :-

"ہمارے محلہ کے نیک نفس - ملنسار با اخلاق ساتھی محمد انعام الحق صاحب عید کے کچھ دن قبل سے بیمار ہو گئے ہیں - غریب الوطنی ہے، ایک دوسرے کے رفیق میاں بیوی دونوں سخت پریشان حال نظر آتے ہیں - ڈاکٹر قاضی عبدالباری صاحب کا علاج ہو رہا ہے - مرض اعصابی کمزوری تجویز ہوا ہے - ڈاکٹر صاحب نے چلنے پھرنے ہی سے نہیں بلکہ بستر پر اٹھ بیٹھنے سے بھی منع کر دیا ہے - سخت تاکید ہے کہ بول و براز سے بھی بستر پر ہی فارغ ہوا کریں - ان کی عمر میں پہلا واقعہ ہے اس احتیاط سے انشاء اللہ جلد صحت ہو جائے گی -

چاروں طرف سے دفتری ڈاک بکثرت آ رہی ہے، اور اس کو دیکھنے کا بھی موقع نہیں ہے لوگ جوابات کے لئے یقیناً منتظر ہوں گے - براہ کرم اخبار پیغام صلح اور لائٹ میں علالت کی خبر کے ساتھ دعائے صحت کے لئے بھی درخواست شائع فرما دی جائے " خاکسار ولایت علی

بہ خط ۷ مارچ کا لکھا ہوا ہے - اس کے بعد شیخ صاحب کی اہلیہ محترمہ کی طرف سے حضرت امیر ایدہ اللہ کو تار موصول ہوا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ صاحب کی بیماری تشویشناک صورت اختیار کر گئی ہے اور انہیں ہسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں ۔

## میاں ناصر احمد صاحب کی شادی

احباب کرام کے لئے یہ خبر موجب مسرت ہوگی کہ مولنا آفتاب الدین احمد مرحوم کے فرزند ارجمند ناصر احمد صاحب بی - اے ایل ایل بی (جو انجمن کے ہیڈ بک ڈپو کے انچارج ہیں) کی شادی ۱۶ مارچ ۱۹۶۲ء کو سیالکوٹ میں شیخ برکت اللہ صاحب کی صاحبزادی سلمہ بیگم سے عمل میں آئی، اس تقریب میں شمولیت کے لئے لاہور سے حضرت امیر ایدہ اللہ اور جماعت کے بہت سے احباب اور خواتین بصورت برات سیالکوٹ گئیں - خطبہ نکاح حضرت امیر ایدہ اللہ نے دیا اور پانچ ہزار حق مہر پر نکاح کا اعلان کیا جس کے بعد شیخ برکت اللہ صاحب کی طرف سے حاضرین کو پُر تکلف دعوت طعام اور تیسرے پہر عصرانہ دیا گیا - اس کے بعد رخصتانہ عمل میں آیا - دوسرے دن ناصر احمد صاحب کی طرف سے مسلم ہائی سکول لاہور میں احباب کو دعوت ولیمہ دی گئی ہم اس مبارک تقریب پر جانبین کو مبارکباد دیتے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو موجب خیر و برکت فرمائے ۔

## ایک اور شادی

—— سیکرٹری صاحب انجمن اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء کو عبدالکریم صاحب ولد محمد عبداللہ صاحب سکنہ پونچھ حال مقیم جہجبرہ کی شادی ثریا بیگم بنت راجہ دوست محمد خان صاحب بمقام ہونترہ ضلع راولپنڈی عمل میں آئی، خطبہ نکاح ملک ظفر اللہ صاحب آف راولپنڈی نے پڑھا - جسے سن کر احباب بہت محظوظ ہوئے - اس خوشی میں محمد عبداللہ صاحب نے مبلغ پندرہ روپے انجمن کو عطیہ دیا - جزاہ اللہ

## درخواست دعائے صحت

—— محمد صادق صاحب سیکرٹری جماعت پشاور لکھتے ہیں کہ :-

"محترم جناب صوبیدار میجر عبدالحکیم خان صاحب نے مبلغ ۱۰۰ روپے بطور صدقہ عنایت فرمائے ہیں - اس سے قبل ان کی بیگم صاحبہ نے دو روپے آٹھ آنے رحمت فرمائے تھے - ان کی صاحبزادی عزیزہ صفیہ بیگم صاحبہ چند دنوں سے صاحب فراش ہیں - تمام بزرگان قوم سے اس بچی کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی جاتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو صحت عطا فرمائے - بچی کو پہلے سے افاقہ ہے - مکمل صحت کے لئے دعا کی ضرورت ہے"!

## امتحان میں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست

—— جھنگ صدر سے شیخ عبداللطیف صاحب مرحوم کے پوتے ارشاد احمد صاحب نے ساتویں جماعت کے امتحان میں اور اپنے دوسرے بہن بھائیوں اور پھوپھی کے امتحانات میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی ہے ۔

## قادری صاحب کی صحت

—— بغداد سے محترم سید تصدق حسین صاحب قادری لکھتے ہیں کہ :-

"میری صحت قدرے بہتر ہے، لیکن کمزوری بے حد ہے دعائیں جاری رکھیں"!

امید ہے احباب اس مجاہد بھائی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں گے ۔

## حج بیت اللہ شریف

—— یہ امر موجب مسرت ہے کہ ہماری جماعت کے ایک معزز بزرگ شیخ محمد حسین صاحب فیروز پوری معہ بیگم صاحبہ امسال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے ہیں - شیخ صاحب ممدوح ہائی بلڈ پریشر اور ذیابیطس میں مبتلا ہونے کے باوجود سخت کمزوری کی حالت میں متوکلاً علی اللہ روانہ ہو گئے ہیں ۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کے لئے حج کی توفیق حاصل ہونے اور بخیر و عافیت واپس آنے کی دعا فرمائیں ۔

## جماعت راولپنڈی کی طرف سے

### احمدیہ ہال کے لئے چندہ

مکان نمبر H/35 گارڈن کالج روڈ راولپنڈی

۶ ؍ مارچ ۱۹۶۲ء

حضرت امیر قوم ایدک اللہ بنصرہ العزیز -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

امید ہے خدا کے فضل و کرم سے آپ مع اہل و عیال بخیریت ہوں گے -

پچھلے مہینے بہت مشغولیت رہی - تاہم اکثر احباب سے احمدیہ ہال کے لئے چندہ لکھوا لیا ہے انشاء اللہ باقی احباب سے بھی جلد مل کر اپیل کی جائے گی - احباب کے ناموں کی فہرست معہ رقم درج ذیل ہے :- والسلام - طالب دعا - محمد عبداللہ

| نام | رقم |
|---|---|
| (۱) شیخ فضل الرحمن صاحب | 100.00 |
| (۲) ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب | 50.00 |
| (۳) شیخ بشیر احمد صاحب | 50.00 |
| (۴) شیخ عبدالعزیز صاحب | 50.00 |
| (۵) شیخ محمد اقبال صاحب | 25.00 |
| . . . . . . . . | |
| (۷) میاں فخر الدین احمد صاحب | 20.00 |
| (۸) میاں عبدالرشید صاحب | 10.00 |
| (۹) مس نصرت جہاں بیگم صاحبہ | 20.00 |
| (۱۰) مس رفعت جہاں بیگم | 20.00 |
| (۱۱) میاں قمر الدین احمد صاحب | 25.00 |
| (۱۲) کیپٹن حنیف اختر صاحب | 150.00 |
| (۱۳) مسٹر عبدالقادر بٹ صاحب | 100.00 |
| (۱۴) شیخ اقبال احمد صاحب انجینئر | 100.00 |
| (۱۵) میرزا معصوم بیگ صاحب | 100.00 |
| (۱۶) پروفیسر عزیز احمد صاحب | 50.00 |
| (۱۷) خواجہ محمد عبداللہ صاحب | 30.00 |
| (۱۸) شیخ رحمت اللہ صاحب | 5.00 |
| (۱۹) میرزا لیاقت حسن صاحب | 10.00 |
| (۲۰) شیخ اکرام الحق صاحب | 10.00 |
| (۲۱) شیخ عبدالحمید صاحب | 5.00 |
| (۲۲) چوہدری امان اللہ صاحب | 10.00 |
| (۲۳) بابو عبدالحق صاحب | 10.00 |
| (۲۴) کیپٹن آفتاب احمد صاحب | 50.00 |
| (۲۵) مولوی علی محمد صاحب اجمیری | 20.00 |
| (۲۶) خواجہ نصر اللہ صاحب | 5.00 |
| (۲۷) خواجہ عبدالسلام صاحب | 5.00 |

# حلال طیب کھانا عملِ صالح اور دعائے مستجاب کا موجب ہوتا ہے

## اسلام کے بنیادی امور میں اشتراک کے باوجود مسلمانوں کا تفرقہ و انتشار

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۵ مارچ ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحًا۔ انی بما تعملون علیم۔ وان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون۔ فتقطعوا امرھم بینھم زبرًا۔ کل حزب بما لدیھم فرحون۔ فذرھم فی غمرتھم حتی حین۔ ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین۔ نسارع لھم فی الخیرات بل لا یشعرون ——(المؤمنون۔ رکوع ۳)——

### مرسلوں اور مومنوں کو تلقین

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے پیش نظر یوں وعظ فرمایا ہے ان اللہ امر المومنین ما امر بہ المرسلین یعنے اللہ تعالے نے مومنوں کو وہ حکم دیا ہے جس پر چلنے کی تلقین اس نے اپنے انبیاءؑ اور مرسلین کرام کو کی تھی۔ اس حکم سے مسلمان کا رتبہ بڑھ گیا۔ جو تلقین اللہ تبارک و تعالے نے انبیاء کرام کو کی تھی وہی تلقین مؤمنوں کو بھی کی ہے۔ وہ تلقین یہ ہے کہ یاایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحًا۔ اے رسولو! حلال طیب کھانا کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔ اور مومنوں کو کہا ہے یاایھا الذین امنوا کلوا من الطیبات ما رزقنکم فرمایا ان اللہ طیب۔ خدائے قدوس طیب ہے پاک و مطہر ہے۔ ولایقبل الا الطیب اور وہ طیب اور پاک و صاف چیز کے سوائے اور کوئی چیز قبول نہیں فرماتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالے نے جو حکم اپنے مرسلین کو دیا ہے کہ حلال طیب روٹی تمہارے پیٹ میں جائے وہی حکم مسلمانوں کو دیا ہے کلوا من طیبات تمہارے پیٹ میں حلال کمائی داخل ہو۔ اسی سے اعلےٰ درجہ کے اعمال پیدا ہوتے ہیں۔

### تمام انبیاؑ کی تعلیم ایک ہی ہے

ان آیات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہر نبیؑ کی تعلیم و تلقین ایک ہی ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ بھی فرمایا ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون یعنے آپؐ سے پیشتر جس قدر رسول مبعوث کئے گئے تھے ان میں ایک بھی تو ایسا نہیں جس کو یہ حکم نہ دیا گیا ہو کہ اللہ تعالےٰ واحدہٗ لاشریک ہے۔ اور صرف اسی کی پرستش کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوموں کو متحد کرنے کی غرض سے ان پر یہ امر روشن کیا کہ سب انبیاءؑ کی تعلیم ایک ہی ہے اور وہ یہ ...... کہ خدا ایک ہی ہے اور ساری کی ساری قومیں خدا تعالیٰ کا کنبہ ہیں، تم ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو۔

### وحدت کے سبق کے باوجود انسانیت کے ٹکڑے

اس معقول و مفید تعلیم کے ہوتے ہوئے فتقطعوا امرھم بینھم زبرًا ان قوموں نے توحید اور وحدت انسانی کا سبق یاد رکھنے کے بجائے دین کو اور انسانیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کو بھی یہی تلقین فرما رکھی ہے کہ وہ متحد ہو کر رہیں۔ دین و ملت کے ٹکڑے کرنے سے جماعت کی قوت ختم ہو جاتی ہے عزت کم ہو جاتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقصد دنیا کو ایک کرنا تھا مگر فتقطعوا امرھم بینھم زبرًا۔ ان لوگوں نے چھوٹے چھوٹے فروعی مسئلوں پر دین کو پارہ پارہ کر دیا۔ مذہب و ملت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیئے۔

### بنیادی امور میں اشتراک کے باوجود مسلمانوں میں تفرقہ

سب مسلمان ایک خدا کو مانتے ہیں سب کا رسول ایک ہے، کتاب ایک ہے، روزہ ایک ہے، حج ایک ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی الاسلام علی خمس۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ (۱) کلمہ شہادت (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج اور (۵) زکوٰۃ۔ فرمایا صلوا خمسکم۔ پانچ نمازیں ادا کرتے رہو۔ صوموا شھرکم۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتے رہو۔ ادوا زکوٰۃ اموالکم۔ اپنے مال جائداد کی زکوٰۃ دیتے رہو۔ حجوا بیت ربکم بیت اللہ کا حج ادا کرو تدخلوا جنۃ ربکم اس کے نتیجہ میں تم اپنے خدا کی جنت اور رحمت میں داخل ہو جاؤ گے۔ کس قدر آسان اور معقول تلقین ہے۔ باوجود اس کے اس پر توجہ کم ہے۔ ہم اس خدا تعالے اور اس پیغمبرؐ کے ماننے والے ہیں جس کا مقصد اقوام عالم کو ایک کرنا ہے لیکن دنیا کے سامنے خود ہماری مثال اچھی نہیں ہے۔ ہم سب قرآن کریم کو پڑھتے ہیں اور ایک دوسرے کو برا اور کافر کہتے ہوئے ڈرتے نہیں ہیں۔ ہم اگر رمز شناس ہوں تو اللہ تعالے نے غیروں کا ذکر کر کے ہمیں سرزنش کی ہے۔ فرمایا وقالت الیھود لیست النصٰری علی شیء یہودی کہتے ہیں کہ نصرانی کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ ان کے دین کی بنیاد کوئی نہیں وقالت النصٰری لیست الیھود علی شیء اور نصرانی بھی یہی کہتے ہیں کہ یہودی کا قطعًا کوئی دین نہیں ہے۔ اس کے آگے سرزنش کی ہے وھم یتلون الکتٰب حالانکہ وہ دونوں قومیں خدا کی کتاب پر ایمان رکھتی ہیں اور اس کو پڑھتی ہیں یعنے ان کے پاس تورات اور انجیل ہے اور باوجود اس کے ایک دوسرے کے دین کو بے بنیاد ٹھہراتے ہیں اور یہی حال ہمارا ہے وھم یتلون الکتاب ہم بھی قرآن کریم پڑھتے ہیں اور ایک دوسرے کو کافر ٹھہرانے میں بے باک ہیں۔ یہاں بھی فرمایا کل حزب بما لدیھم فرحون مسلمانوں کا ہر فرقہ اپنے تئیں ناجی سمجھتا ہے اور دوسرے کو جہنمی قرار دیتا ہے۔ بریلوی اور دیوبندی کا جھگڑا ہے۔ ان میں خطرناک فتنہ و فساد ہے ایک دوسرے کو کافر و فاسق خیال کرتے ہیں حالانکہ دونوں اپنے اپنے مکاتب فکر میں جید عالم ہیں، فاضل ہیں، قرآن کے عالم ہیں، حدیث کے شارح ہیں، قرآن کے مفسر ہیں، صرف و نحو پر کمال حاصل ہے۔ اس علم و فضل اور کمال مرتبت کے باوجود وہ ایک دوسرے کو کافر یقین کرتے ہیں۔ یہ یہودیوں اور نصرانیوں کا طریق تھا قالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان

ھوداً او نصارٰی۔ کہتے ہیں یہودی یا نصرانی کے سوائے کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔ ہندو بھی یہی کہتا ہے کہ ان کے سوائے باقی سب ملیچھ ہیں۔

## تہتّر فرقوں کی حدیث

مجھے ایک دفعہ ریاست جوناگڑھ میں جس کی آمدنی ریاست بھوپال کی آمدنی کے قریب قریب تھی، جانے کا اتفاق ہوا۔ اس ریاست کے ایک وزیر باتدبیر تھے۔ . . . . . . . . . . . . وہ بڑے عالم فاضل عربی دان اور مصنف تھے ان کا نام نواب دین تھا۔ ایم اے تھے۔ بڑے لائق فائق تھے کہ ایک مرزائی ہوٹل میں قیام پذیر ہے اس کو ریاست سے نکال باہر کیا جائے۔ چنانچہ وہ تشریف لائے مجھے کہنے لگے کہ جناب آئیے کار حاضر ہے چلئے سیر و تفریح کے لئے چلیں یہاں صرف دو چار چیزیں دیکھنے کی ہیں۔ میں نے کہا کہ نہ ہم آپ کی کار میں سوار ہوتے ہیں اور نہ ہم چیزیں دیکھیں گے اور نہ ہم یہاں سے جائیں گے وہ حیران رہ گیا۔ آہستہ آہستہ وہاں شہر کا شہر جمع ہو گیا۔ پھر دعوتیں آنے لگیں کہ یہاں قرآن سناؤ، وہاں وعظ کرو۔ اس مذہب کے متعلق یہ بات ہے سناتا ہوں وہاں کے باشندے دور دور کے مقامات پر تجارت کرنے کے لئے جاتے ہیں اور جس موسم میں میرا وہاں جانے کا اتفاق ہوا ان دنوں وہ اپنے وطن میں آئے ہوئے تھے۔ ان کی ہر بستی میں نہایت شاندار مسجد ہے۔ ایک بستی کے لوگ مجھے اپنے ہاں وعظ کرنے کے لئے لے گئے۔ میں نے وہاں پر اپنی تقریر میں کہا کہ مسلمان کا کلمہ ایک ہے۔ خدا ایک ہے۔ کتاب ایک ہے، رسول ایک ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ایک ہے، خدا تعالیٰ نے وحدت کا سبق دیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے کہ وحدت پر قائم رہو۔ توحید کا مقصد یہی ہے کہ انسانوں میں وحدت ہو، سارے مسلمان ایک ہو کر رہیں۔ دوران تقریر میں ایک مولوی صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ بالکل غلط کہہ رہے ہیں۔ ایک حدیث کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ حضورؐ نے تو فرمایا ہے کہ امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے، اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک ہو جاؤ، یہ حدیث کی خلاف ورزی ہے۔ گویا یہ حدیث ایسی ہے کہ اس پر عمل ہونا چاہیئے اور تہتر فرقے بننے چاہئیں۔ یہی بات خدا تعالیٰ نے فرمائی فتقطعوا امرھم بینھم زبراً کہ ان لوگوں نے دین و ملت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیئے ہیں وھم یتلون الکتاب۔ حالانکہ مسلمان ایک ہی قرآن پڑھتے اور ایک ہی احادیث . . . . . . . پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

## حلال طیّب کھانا قبولیت دعا کا موجب ہے

منجملہ ان کے علاوہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ حلال طیّب روٹی کھاؤ۔ اور نیک عملی اختیار کرو۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو حکم اپنے مرسلین کرام کو دیا وہی مومنوں کو بھی دیا ہے کہ حلال طیب روٹی کھاؤ اور نیک عمل بجا لاؤ۔ فرمایا ان اللہ طیب ولا یقبل الا طیب تم حلال طیب کھانا کھاؤ تا تمہیں نیک اعمال کی توفیق ملے۔ ثم ذکر رجلاً۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کیا یطیل السفر جو بڑا طویل سفر کرتا ہے۔ اشعث اغبر وہ تھکا ماندہ ہے بال بکھرے ہوئے ہیں یقول یا رب یا رب وہ دہائی دے رہا ہے اے میرے رب اے میرے رب۔ انی یستجاب لہ۔ اس کی دعا کیسے قبول کی جائے۔ مطعمہ حرام و مشربہ حرام۔ اس کا کھانا پینا حرام کا ہے وملبسہ حرام۔ اس کا لباس حرام کا ہے جب اس کا کھانا پینا اور پہننا حرام اور ناجائز ہے تو کس طرح اللہ تعالیٰ کو رحم آوے۔ اور کیونکر اس کی دعا سنی جاوے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی آیات کے پیش نظر وعظ فرمایا تھا۔

## پاکستان میں بدحالی

میں نے آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ سنایا ہے۔ آپ غور کریں اور سوچیں اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں۔ حلال طیب روزی کھائیں، یہ ملک پاکستان آج بدحالی میں مبتلا ہے۔ آج ہر کوئی سوچتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے دولت پیدا کی جائے . . . حلال حرام کی تمیز نہیں رہی، کئی لچھمی دیوی کے پرستار بن گئے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے ماننے والے ہیں۔ اس عظیم الشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہیں جنہوں نے ایک نئی اور فرشتہ قوم پیدا کی تھی۔

## امام وقت کے لئے غیرت دکھاؤ

ہمارے سامنے بھی ایک امام آیا۔ آپ اس کے لئے ہی کچھ غیرت دکھائیں۔ دنیا جہان کی نگاہ آپ پر لگی ہوئی ہے۔ آپ حضور اکرمؐ کے وعظ کی طرف جو بڑا اہم وعظ ہے توجہ کرو۔ لوگوں کو اپنے قریب لانے کی فکر کرو اور وہ طرز اختیار کرو کہ لوگ تمہاری طرف کھنچے چلے آویں۔ کچھ اخلاق پیدا کرو اور ان اخلاق میں اپنی میٹھی گفتگو سے مٹھاس بھر دو، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبلؓ کو تلقین فرمائی تھی کہ اے معاذ! اب تم یمن کے گورنر ہو کر جا رہے ہو، تم پر بہت ذمہ داریاں ہیں، وہاں پر اہل کتاب رہتے ہیں۔ آپ غور کریں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کافر نہیں کہا اہل کتاب کہا ہے۔ فرمایا الایمان یمان اہل یمن ایماندار لوگ ہیں والحکمۃ یمانیۃ۔ وہ اہل حکمت بھی ہیں یہ گھر پر دانائی جاری ہے یہ کیسے نجیب لوگ ہیں جو باطن ہے وہی ظاہر ہے۔ جو گھر میں ہے وہی باہر بھی ہے فرمایا بشّروا تم ان سے خوش کرنے والا کلام کرو۔ ولا تنفروا تمہارا طرز ایسا نہ ہو کہ لوگ تم سے بیزار ہو جائیں۔ ان سے نفرت اور بیگانگی کا سلوک روا نہ رکھنا نہ زبان سے نہ کلام سے نہ قلم سے نہ تحریر سے۔ یسّروا۔ حاکم ہو کر رعایا کے لئے سہولتیں پیدا کرنا۔ ان کے آرام و سکون کا خیال رکھنا ولا تعسروا۔ سختی سے حکومت نہیں ہوتی۔ اور فرمایا ایاک والمعصیۃ۔ دیکھو خدا کی نافرمانی نہیں کرنا فان المعصیۃ حل سخط اللہ معصیت سے خدا کا غضب بھڑکتا اور عذاب الٰہی اترتا ہے۔ یہ وعظ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آپ اس پر غور کریں اور حسن اخلاق سے کام لیں، پلاؤ کی نسبت جو حرام کی کمائی سے ہو، سوکھی روٹی کھانا بہتر ہے یہ قلب کو منور کرتی ہے۔ حرام کی کمائی کا پلاؤ قورمہ جہاں بدہضمیاں پیدا کرتا ہے وہاں دل کو بھی سیاہ کرتا ہے۔ آپ لوگوں نے ایک امام کو مانا ہے آپ پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ آپ کا اخلاق اچھا ہونا چاہیئے۔ آپ کے طور و طریق پسندیدہ ہوں۔ آپ کی معاش حلال ہو۔ آپ کی زندگی میں پاکیزگی اور طہارت کا رنگ ہو۔

## میری صحت

کچھ لوگوں نے مجھے خطوط لکھے ہیں اور میرا حال دریافت کیا ہے۔ ان کی اطلاع کے لئے خطبہ کے اندر اخبار میں لکھ دیا جائے کہ میں اچھا ہو رہا ہوں۔ میری صحت پہلے کی نسبت بہت بہتر ہے۔ میرا کوئی عضو بیمار نہیں ہے۔ لیکن میری صحت کو خطرناک دھکا لگا ہے کہ چالیس دن کے بعد آج بھی اپنے مقام پر نہیں آئی۔ بعض دوستوں نے تشویش کے خطوط لکھے ہیں۔ ان کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی اطلاع کے لئے کہتا ہوں کہ خدا کے فضل سے میں اچھا ہو رہا ہوں۔

## دعائے مغفرت

ناظم جماعت احمد پور شرقیہ اطلاع دیتے ہیں کہ بشیر محمد ولد برکت علی صاحب سامانہ دس مارچ کی شام کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مخلص اور معاون احمدی تھے۔ عرصہ سے دمہ کی شکایت تھی احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

# بعض استفسارات کا جواب

ہمارے ایک محترم بھائی نے چند استفسارات برائے جواب بھیجے ہیں جنکے متعلق انہوں نے لکھا ہے کہ ہمارے شہر میں ان کا چرچا ہے اور لوگ ان کے متعلق اصل حقیقت معلوم کرنا چاہتے ہیں اخبار پیغام صلح میں ان کا جواب اس لئے شائع کیا جاتا ہے تا دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھالیں۔

## پہلا استفسار

پہلا استفسار یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم علم غیب رکھتے تھے یا نہیں اس کا مختصر جواب تو یہی ہے کہ آنحضور صلعم ذاتی طور پر ہرگز عالم الغیب نہ تھے ۔ . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . غیب کا اتنا ہی علم آنحضور صلعم کو ہوتا تھا جتنا کہ اللہ تعالے اپنی وحی کے ذریعہ آنجناب صلعم کو دے دیتا تھا۔

اس بات کا ثبوت کہ آنحضور صلعم علم غیب نہ رکھتے تھے تین طرح سے ملتا ہے اول تو اس بات سے کہ علم غیب صرف اللہ تعالے کا ہی خاصہ ہے وہی عالم الغیب ہے کوئی بشر اس کی اس صفت میں شریک نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ اپنی ذات اپنی صفات اور اپنے افعال میں وحدہٗ لاشریک لہ ہے دوسرے خود نبی کریم صلعم کے اپنے اقرار سے تیسرے آنحضور صلعم کی زندگی کے واقعات سے چنانچہ پہلے طریق پر۔ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات نص صریح ہیں :۔

### پہلی آیت

(۱) وعندہٗ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو الانعام ع ۷ یعنے غیب کے خزانے خدا کے ہی پاس ہیں اور ان غیب کے خزانوں کو خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اس نفی کی عمومیت اس قدر وسیع ہے کہ جن و انس میں سے کوئی بھی اس سے باہر نہیں رہ سکتا پس حضرت نبی کریم صلعم بھی بحیثیت بشر رسول ہونے کے کس طرح باہر رہ سکتے ہیں۔

### دوسری آیت

قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ۔ النمل ع ۵ ۔ اس بات کا اعلان کردو کہ غیب اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا خواہ وہ آسمانوں میں ہو اور خواہ وہ زمین میں ہو ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم زمین کا باشندہ ہونے کی وجہ سے من فی الارض سے باہر نہیں ہوسکتے پس جبکہ تمام من فی الارض سے غیب کے جاننے کی نفی کی گئی ہے تو حضرت نبی کریم صلعم سے بھی اس کی نفی ہو گئی، حضرت نبی کریم صلعم کو اس نفی کی عمومیت سے مستثنیٰ تو نہیں کیا گیا۔

### تیسری آیت

وللہ غیب السمٰوات والارض۔ النحل ع ۲ ۔ آسمانوں اور زمینوں کا غیب اللہ کے ہی کے قبضہ میں ہے اور اس آیت میں بھی آسمانوں اور زمینوں کے غیب کے علم کو اللہ تعالے کی ذات میں ہی حصر کر دیا گیا ہے پس دوسرا کوئی اس میں کس طرح شریک ہوسکتا ہے۔

### چوتھی آیت

ویقولون لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ فقل انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ یونس ع ۲ ) مخالفین کہتے ہیں کہ اس رسول پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشان کیوں نہیں اتارا جاتا پس اے رسول تو ان کو کہہ دے کہ غیب کا علم صرف خدا کو ہی ہے پس تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں اس آیت میں حضرت نبی کریم صلعم کی زبان سے اقرار کروایا گیا ہے کہ آنحضور صلعم کو علم غیب سے کوئی تعلق نہیں یہ صرف اللہ تعالے کا ہی خاصہ ہے۔

### پانچویں آیت

پھر سورۃ ہود ع ۱۰ میں فرمایا وقل للذین لا یؤمنون اعملوا علیٰ مکانتکم انا عاملون وانتظروا انا منتظرون وللہ غیب السمٰوات والارض والیہ یرجع الامر کلہ ۔ یعنی ان لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے کہدو کہ تم مخالفت میں جس قدر زور لگا سکتے ہو لگاتے رہو ہم بھی حق کے پھیلانے میں کوشاں رہیں گے تم بھی اپنے اعمال کے نتائج کا انتظار کرو ہم بھی اپنے اعمال کے نتائج کا انتظار کرتے ہیں۔ یہ نتائج کب نکلیں گے اس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ اس کا تعلق غیب سے ہے اور آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ ہی کے قبضہ میں ہے اور تمام امور کا انجام اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے اس آیت میں بھی حضرت نبی کریم صلعم کی زبان سے غیب کے نہ جاننے کا اعلان کروایا گیا ہے۔

### چھٹی آیت

الم یعلموا ان اللہ یعلم سرھم ونجواھم وان اللہ علام الغیوب۔ توبۃ ع ۱۰ ۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ ان کے پوشیدہ رازوں اور ان کے مخفی منصوبوں کو خدا یقیناً جانتا ہے کیونکہ اللہ ہی غیبوں کو جاننے والا ہے۔

## دوسرے طریق پر دلالت کرنیوالی آیات

اب ذیل میں وہ آیات پیش کی جاتی ہیں جن میں خود حضرت نبی کریم صلعم کا اپنا اقرار موجود ہے کہ آنحضور صلعم غیب کو نہیں جانتے تھے۔

### پہلی آیت

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ۔ الانعام ع ۵ ) یعنے ان کو بتلا دو میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کو جانتا ہوں میں صاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ میں غیب کو نہیں جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرنے والا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے۔

### دوسری آیت

قل لا املک لنفسی نفعًا ولا ضرًّا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون الاعراف ع ۲۳ - ان کو کہدو کہ میں اپنے نفس کے لئے نہ نفع کا مالک ہوں اور نہ ضرر کا سوائے اس کے جو خدا تعالے چاہے۔ (یعنی نفع اور ضرر اللہ تعالے کے قوانین کے ماتحت مجھے بھی اسی طرح پہنچے گا جس طرح اوروں کو پہنچتا ہے) ان پر یہ بھی واضح کر دو کہ اگر میں غیب کو جاننے والا ہوتا تو میں اپنے لئے خیر کو کثیر مقدار میں جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی میں تو صرف ڈرانے والا ہوں اور مؤمنوں کو بشارات دینے والا ہوں۔

اب ان سے واضح آیات کیا ہوسکتی ہیں جو نصوص صریحہ کا حکم رکھتی ہیں اس حقیقت کے اظہار پر کہ حضرت نبی کریم صلعم قطعاً علم غیب نہ رکھتے تھے کیا ان دونوں آیتوں میں حضرت نبی کریم صلعم کا صریح اقرار موجود نہیں کہ آپکو علم غیب میں سے کوئی حصہ نہیں دیا گیا۔

## آیندہ کے واقعات کے متعلق لاعلمی کا اظہار

اب ذیل میں وہ آیات پیش کی جاتی ہیں جن

ہیں آنحضور صلعم کی طرف سے بعض آئندہ کے واقعات کے متعلق لاعلمی کا اظہار پایا جاتا ہے۔

## پہلی آیت

وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون انہ یعلم الجھر من القول ویعلم ما تکتمون وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین قال رب احکم بالحق وربنا الرحمان المستعان علی ما تصفون الانبیاء ع ۷۔

میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ وعید جو تمہیں سنائی جا رہی ہے وہ جلد وقوع میں آنے والی ہے یا اس کے وقوع میں ابھی دیر ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی طرف غیب کا علم رکھنے کو منسوب کرنے والے دیکھ لیں کہ کس وضاحت سے آنحضور صلعم اپنی لاعلمی کا اظہار فرما رہے ہیں اس کے بعد فرمایا کہ خدا ہی تمہارے کھلے کھلے قولوں کو بھی جانتا ہے اور جو تم چھپا رہے ہو اس کو بھی جانتا ہے گویا اس قول میں بھی ضمناً اقرار ہے کہ میں نہیں جانتا اس کے بعد فرمایا کہ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ عذاب جس کی وعید تمہیں سنائی جا رہی ہے تمہیں کندن کرنے کا ذریعہ بن کر ایک وقت تک تمہارے لئے اس دنیا میں فائدہ اٹھانے کا موجب ہوگا (یا تمہیں بالکل ختم ہی کر دے گا) اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ مخالفین کے مخالفانہ ارادوں اور ان کی معاندانہ کوششوں میں شدت کی کمی بیشی ہی عذاب الٰہی کو جلد لانے یا ان کو ایک وقت تک پیچھے ڈالنے کا موجب بنتی ہے رسول کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا اس لئے وہ اس کے آنے کے وقت کے متعلق کچھ نہیں بتلا سکتا وہ تو صرف دعا ہی کر سکتا ہے رب احکم بالحق یعنی اے رب حق کے ساتھ فیصلہ فرما اور ربنا الرحمان المستعان کہتے ہوئے اپنے رب کی مدد کا طالب ہو سکتا ہے۔

## دوسری آیت

قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا ما یوحی الی وما انا الا نذیر مبین الاحقاف ع ۱۔

کہدے کہ میں کوئی نئی قسم کا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا ہوں کہ میرے ساتھ تمہاری طرف سے کیا کیا سلوک ہوگا اور اس کے نتیجہ میں میرے خدا کی طرف سے تمہارے ساتھ کس کس قسم کا برتاؤ کیا جائے گا۔

پہلی آیت میں بھی عدم علم کا اقرار ہے اور دوسری میں بھی عدم علم کا ہی اقرار نظر آ رہا ہے

- - - - - - - - - - - - - - -

## تیسری آیت

قل ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول (الجن ع ۲)

یعنے ان کو بتلا دو کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ جس وعید سے تمہیں ڈرایا جا رہا ہے وہ قریب ہے یا میرا رب اس کے نازل کرنے میں تمہیں مہلت دیگا۔ (اس کا انحصار تمہارے حالات پر ہے) تمہارے حالات چونکہ میرے واسطے تو پردۂ غیب میں ہیں اس لئے میں ان کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ وہ عالم الغیب ہے اس لئے وہی تمہارے حالات کو بخوبی جانتا ہے ہاں وہ اپنے فرستادوں پر غیب کا اظہار کر دیتا ہے سو جس قدر وہ مجھ پر غیب کا اظہار کرتا ہے اتنا ہی میں بتلا سکتا ہوں اس سے زیادہ نہیں ذاتی طور پر تو مجھے غیب جاننے کا دعویٰ نہیں اسی مضمون کو اللہ تعالےٰ نے سورۃ آل عمران میں بدیں الفاظ بیان کیا ہے ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء یعنے رسول ہوں یا غیر رسول کوئی بھی خدا کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتا مگر اسی حد تک جس حد تک وہ کسی کو خود بتلانا چاہتا ہے

## بعض اسئلہ کے جواب میں عدم علم کا اقرار

اب ذیل میں ان آیات کو پیش کیا جاتا ہے جن میں بعض اسئلہ کے جواب میں عدم علم کا اقرار کیا گیا ہے۔

## پہلی آیت

یسئلک الناس عن الساعۃ قل انما علمھا عند اللہ وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریبا۔ الاحزاب ع ۸۔

لوگ تجھ سے ساعت کے متعلق سوال کرتے ہیں ان کو کہدو کہ اس کا علم صرف اللہ کو ہی ہے تجھے کیا علم ہو سکتا ہے اس ساعت کا جس کے متعلق یہ سوال کرتے ہیں ممکن ہے قریب ہی ہو۔

## دوسری آیت

یسئلونک عن الساعۃ ایان مرساھا فیم انت من ذکراھا الی ربک منتھاھا انما انت منذر من یخشاھا۔ النازعات ع ۲۔

اس آیت میں بھی ساعۃ کے علم کو خدا کی طرف ہی منسوب کیا ہے رسول کا کام صرف اس سے ڈرانا ہی بتلایا ہے۔

## تیسری آیت

یسئلونک عن الساعۃ ایان مرساھا قل انما علمھا عند ربی لا یجلیھا لوقتھا الا ھو ثقلت فی السموات والارض لا تاتیکم الا بغتۃ یسئلونک کانک حفی عنھا قل انما علمھا عند اللہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون (الاعراف ع ۲۳۔)

اس آیت میں بھی یہی سوال ہے کہ الساعۃ کب آئے گی جواب میں یہی کہا گیا ہے کہ اس کا علم صرف میرے رب کو ہی ہے وہی اس کے وقت پر اسکو ظاہر کرے گا آسمانوں اور زمین میں وہ ثقیل ہوتی ہوئی ہے اچانک ہی وہ تم پر آجائے گی یہ لوگ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح سوال کر رہے ہیں گویا کہ تو کرید کرید کر اس کے متعلق پوچھتا رہتا ہے۔ ان کو کہدو کہ اس کا علم صرف اللہ کو ہی ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے کہ رسول کو ہر بات کا علم نہیں دیا جاتا۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ حضرت جبرئیل سے جب ساعۃ کے متعلق سوال کیا گیا تو اس نے بھی اپنی لاعلمی کا اظہار کیا صرف علامات بیان کرنے پر اکتفا کیا ٹھیک ٹھیک وقت اس کا وہ بھی نہ بتلا سکا۔

## گذشتہ زمانہ کے واقعات سے لاعلمی

اب ذیل میں وہ آیات پیش کی جاتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ زمانہ کے واقعات کا بھی آنحضور صلعم کو علم نہ تھا۔

## پہلی آیت

تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا انت ولا قومک من قبل ھذا فاصبر ان العاقبۃ للمتقین ھود ع ۴۔

یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے ہم تیری طرف وحی کر رہے ہیں اس سے قبل نہ تو اسے جانتا تھا اور نہ تیری قوم جانتی تھی پس صبر کر انجام متقیوں کا ہی ہوتا ہے۔

## دوسری آیت

ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک وما کنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم وما کنت لدیھم اذ یختصمون (آل عمران ع ۵)

## تیسری آیت

ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک وما کنت لدیھم اذ اجمعوا امرھم وھم یمکرون۔ (یوسف ع ۱۱)

تینوں مندرجہ بالا آیتوں میں گذشتہ تاریخی واقعات کو غیب کی خبریں بتلا کر اس حقیقت کو طشت از بام

کر دیا گیا ہے کہ رسول کریم صلعم اور آنحضور صلعم کی قوم ان سے بے خبر تھی۔

## ایک اور آیت

مندرجہ ذیل آیت بھی نص ہے اس بات پر کہ آنحضور صلعم کو لوگوں کے دلوں کے حالات پر قطعاً آگاہی نہ تھی سورۃ عبس میں مذکور ہے کہ قریش کے بعض بڑے بڑے سردار آپؐ کی مجلس سے اس وجہ سے اٹھ کر چلے گئے کہ آنحضور صلعم کی مجلس میں ایک اندھا صحابیؓ آ گیا تھا ان کا اس طرح اٹھ کر جانا آپؐ پر گراں گذرا آپؐ کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اگر یہ صحابی نہ آتا تو شاید یہ سرداران قریش ہدایت پا جاتے آپ کے اس خیال کو دور کرنے اور آپ کو تسلی دلانے کے لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما یدریک لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری۔ یعنے آپ کو اے رسول کس طرح اس بات کا علم ہو سکتا ہے کہ وہ شخص پاکیزگی حاصل کر لیتا یا نصیحت پکڑتا اور نصیحت اسکو فائدہ بھی دیتی یہ آیت صاف بتلاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ آپ کو ان سردارانِ قریش کی دلی کیفیت کا کس طرح علم ہو سکتا ہے یہ صحابی آتا یا نہ آتا انہوں نے آپ کی گفتگو سے کوئی فائدہ نہیں اٹھانا تھا۔ سردست اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے اگر کسی شخص کی نیت سچائی تک پہنچنے کی ہے تو مندرجہ بالا آیات اسے اس کے مطلوب تک پہنچانے کے لئے کافی ہیں۔

## واقعات کی شہادت

واقعات کی شہادت بھی بڑی مؤثر اور فیصلہ کن ہوتی ہے اس لئے ذیل میں آنحضرت صلعم کی زندگی کے چند واقعات درج کئے جاتے ہیں جو صاف دلالت کر رہے ہیں کہ آنحضور صلعم کو غیب کا قطعاً کوئی علم نہ تھا۔

## پہلا واقعہ

مشہور واقعہ ہے کہ قوم یہود کی ایک عورت زینب بنت الحارث نے آنحضرت صلعم کی دعوت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا لیکن آنحضور صلعم کو اس کا قطعاً علم نہیں ہو سکا۔ آنجناب صلعم کو تو ایک لقمہ سے ہی شبہ پیدا ہو گیا تھا لیکن آنحضور صلعم کے ایک صحابیؓ نے اس کھانے میں سے کچھ کھا لیا اور وہ لقمہ اجل بن گیا اگر آنحضرت صلعم کو علم غیب ہوتا تو کیوں اپنے پیارے صحابی کی جان کو ضائع کرواتے

## دوسرا واقعہ

یہ بھی مشہور ہے کہ قبائل عضل اور قارہ کے چند لوگ آنحضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبائل میں بہت سے آدمی اسلام کی طرف مائل ہیں آپ ہمارے ساتھ چند آدمی بھیجیں جو ان کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کر کے مسلمان بنائیں اور یہ ان کی طرف سے محض چال تھی لیکن آنحضور صلعم ان کے فریب میں آ گئے اور دس صحابی ان کے ساتھ روانہ کر دیئے مقام رجیع پر پہنچ کر ان دس صحابہ کو قتل کر دیا گیا۔

## تیسرا واقعہ

اس المناک واقعہ کے ساتھ ہی تیسرا واقعہ پیش آیا کہ قبیلہ بنو عامر کا رئیس ابو براء عامری آنحضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہی درخواست کی کہ آپ اپنے چند اصحاب نجد کی طرف روانہ فرمائیں جو اہل نجد کو اسلام کی تبلیغ کریں اس کی درخواست پر آنحضور صلعم نے ستر قاری اس کے ساتھ روانہ کر دیئے ان میں سے صرف دو جان بچا سکے باقی سب غداروں کے ہاتھوں شہید ہوئے ان دونوں خبروں سے حضرت نبی کریم صلعم کو سخت صدمہ پہنچا پس اگر آنحضور صلعم کو علم غیب ہوتا تو اپنے ۸۰ جاں نثار مخلص صحابیوں کو اس طرح وحشیانہ طریق سے قتل کروانے کے لئے کیوں روانہ کرتے۔

## چوتھا واقعہ

چند آدمی مدینہ میں آ کر بظاہر مسلمان ہو گئے چند دن بعد بیماری کا بہانہ کر کے کہا کہ یہاں کی آب و ہوا ہمیں موافق نہیں آئی۔ حضرت نبی کریم صلعم نے ازراہ شفقت و ہمدردی انہیں اپنی چراگاہوں میں بھجوا دیا جہاں حضورؐ کے اونٹ چرتے تھے تا تازی ہوا اور اونٹوں کے دودھ سے ان کی صحت اچھی ہو جائے ان بدبختوں نے وہاں جا کر چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹ لے بھاگے گو بعد میں پکڑے گئے۔ اگر حضرت نبی کریم صلعم علم غیب رکھتے ہوتے تو ان کے فریب میں کیوں آتے۔ باقی استفسارات کا جواب آئندہ قسط میں دیا جائے گا۔

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ مینجر

# کھلی چٹھی بنام مولوی محمد نذیر صاحب

## از میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی

مکرم مولانا محمد نذیر صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی تقریر جلسہ سالانہ پر حقیقت نبوت (حضرت مسیح موعودؑ) پر میں نے شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب کی مفصل تنقید جو اخبار پیغام صلح لاہور میں چھپتی رہی ہے اور اس کے مقابل آپ کا جواب جو اخبار الفضل ربوہ میں شائع ہو رہا ہے بغور پڑھا۔ مجھے ۱۹۰۸ء سے احمدیت کے ساتھ تعلق چلا آتا ہے اور مجھے نبوت حضرت مسیح موعودؑ پر کبھی انشراح صدر نہیں ہوا۔ اس لئے محض اطمینان قلب کے لئے آپ کے سامنے مندرجہ ذیل چند سوالات رکھنے پر مجبور ہوں۔ ان کے جوابات کے لئے شکر گذار ہوں گا۔

(۱)۔ قرآن کریم نے اپنے احکام کو صحیح طور پر سمجھنے کیلئے محکمات و متشابہات کا اصول مقرر فرمایا ہے مثلاً اللہ تعالےٰ خالق ہے۔ مگر بعض آیات قرآنی میں حضرت مسیح ابن مریم کو بھی خالق طیور اور مردہ زندہ کرنے والا ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی اصول کے ماتحت جماعت احمدیہ کے تمام علماء ان الفاظ کی تاویل کرتے ہیں۔ میرے اس خیال کی تائید تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر سے بھی ہوتی ہے۔ اور اسی اصول کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ کے مسئلہ کو غلط قرار دیا ہے۔ اور اعلان فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی بسم اللہ کی ب سے لے کر والناس کے سین تک ایک نقطہ بھی منسوخ نہیں۔ اسی طرح حضور نے نبوت فی الاسلام کے متعلق کچھ محکمات رقم فرمائے ہیں۔ مثلاً حضرت نبی کریمؐ کے بعد جبرائیل کا بہ پیرایہ وحی نبوت و رسالت آنا تا قیامت ممتنع ہے اور اب نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ ہی پرانا۔ یہ محکم اصول اسی بزرگ کا قائم کردہ ہے۔ جس کو احمدیت کے دونوں فریق حکم اور عدل تسلیم کرتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ آپ اس اصول کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور جس حکم و عدل نے قرآن کریم کے مسئلہ ناسخ و منسوخ کو غلط قرار دیا تھا۔ اب خود اس کے کلام میں ناسخ و منسوخ کے اصول پر اصرار فرما رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر قرآن کریم میں محکمات و متشابہات کے حل کا اصول جاری و ساری نہیں ہے۔ اور ناسخ و منسوخ کا عقیدہ درست ہے۔ تو قرآن خدا تعالےٰ کا کلام کہلانے کا حق دار نہیں۔ اور اسی طرح اگر آپ کے قول اور اصرار کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں بھی ناسخ و منسوخ مسلم ہے تو وہ نبی تو کجا ایک قابلِ اعتبار بزرگ بھی تسلیم نہیں کئے جا سکتے۔

(۲)۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھا ہے کہ :۔ "ابتداء سے میرا یہ مذہب ہے کہ میرے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا"۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے حال ہی میں منیر کمیٹی کے روبرو اپنے حلفیہ بیان میں صاف تسلیم فرمایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزوِ ایمان نہیں۔ آپ ان دو واضح بیانات کے ہوتے ہوئے کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت پہلے انبیاء جیسی ہے۔ نبوت کی جب کوئی تعریف کی جاوے تو تمام انبیاء سابقہ کو مدنظر رکھکر کی جاوے گی۔ انبیاء سابق میں آپ کے نزدیک اگر کوئی ایسا بھی گذرا ہے۔ جس کے نہ ماننے سے کوئی شخص کافر نہ قرار دیا جا سکے۔ اور جن کا ماننا جزوِ ایمان نہ ہو۔ تو ازراہ کرم اس کی مثال دیکر ممنون فرماویں۔

(۳)۔ اگر آپ تاریخ سے واقف ہیں تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ اس ایک ملک میں کسی وقت - - - - - - - خود مختار بادشاہ ہوتے تھے۔ جو ایک دوسرے کے ماتحت نہ تھے پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اس تمام ملک پر تاج برطانیہ کا مقرر کردہ ایک وائسرا ے (خلیفہ) حکومت کرتا رہا۔ حالانکہ وہ خود بادشاہ نہ تھا۔ بلکہ ایک بڑے بادشاہ کا نمائندہ تھا۔ میرے نزدیک یہی مثال حضرت مسیح موعودؑ کی ہے۔ آپ اس کے خلاف کیا دلائل رکھتے ہیں۔

بالآخر گذارش ہے کہ اللہ تعالےٰ آپکو - - - - اور دیگر علمائے اسلام کو اس مرض سے نجات - - - - دیوے۔ جو تکفیر اہلِ قبلہ کی بابت آپ کو لاحق ہے۔ مولانا یاد رکھئے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا مرتبہ حضرت مسیح موعود سے کسی طرح بالا تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اور حضرت مسیح موعود صرف حقیقت الوحی کے مصنف تھے کیا حضور کو حقیقت نبوت لکھنی نہیں آتی تھی۔ جس پر آپ دماغ سوزی کر رہے ہیں۔ مدعی سست گواہ چست والا معاملہ اور کس کو کہتے ہیں۔ خدارا غور فرمائیے۔ اہل قبلہ کی تکفیر سے بڑھ کر اور کوئی حملہ نہیں جو اسلام کی جڑیں کاٹ رہا ہے۔ آپ احمدی ہو کر تو ایسا نہ کریں۔

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ احمدیت سے میرا تعلق ۱۹۰۸ء سے چلا آتا ہے مجھے اللہ تعالےٰ نے اہلِ قبلہ کی تکفیر کے مرض میں مبتلا نہیں کیا۔ کاش آپ اپنے گرد و پیش پر نگاہ ڈالکر عبرت حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالےٰ پر افترا بڑا سنگین جرم ہے۔ اور اس کی سزا بڑی سخت ہوتی ہے۔ والسلام۔ محمد صادق مسلم ٹاؤن لاہور

---

## جرمنی میں عید الفطر از صلاح

کے نزول کی برسی کو مل کر منایا۔ ۲۵ کے قریب مسلمان بھائی جمع ہوئے۔ ہم سب نے مل کر روزہ افطار کیا۔ نماز پڑھی کھانا کھایا اور اس کے بعد مصری نوجوان مسٹر شما نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ بعد میں ہمارے اجتماع نے مل کر بلند آواز سے تین بار درود شریف پڑھا اور ازاں بعد میں نے تقریر کی اور اس میں قرآن کریم کے نزول۔ غار حرا میں آنحضرت صلعم پر حضرت جبرئیل کے وحی لیکر آنے کا واقعہ۔ قرآن کریم کی پہلی وحی کے الفاظ کو دوہرایا اور ان کی خوبصورتی پر بحث کی کہ کس طرح قرآن کریم لکھنے پڑھنے اور حصول علم پر زور دیتا ہے۔ قرآن کریم کی وحی عقل کے خلاف نہیں بلکہ اس کی رہبری کرتی ہے۔ اور مسائل میں غور و خوض کی دعوت دیتی ہے۔ دلائل سے اپنے عقائد کو بیان کرتی ہے۔ انسانی شرف کو بڑھاتی ہے تقریر کے بعد احباب بیٹھے گفتگو کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے تعارف کرنے کے لیے ہر ایک نے اپنا نام۔ اپنے ملک کا نام اور اپنے شغل کا ذکر کیا۔ منصور بھی اس اجتماع میں تھا۔ اس نے بھی اپنی باری پر اٹھکر جرمن زبان میں اپنا تعارف کرایا۔

احباب نے پاکستانی کھانے پلاؤ اور شوربے کو بڑے مزے سے کھایا اور ام منصور کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اکیلے تمام کھانے کا انتظام کیا تھا۔ جزاک اللہ۔

دس مارچ سے ۱۷ مارچ تک یہاں جرمنی میں اخوت کا ہفتہ منایا جا رہا ہے۔ اس موقعہ پر مذہبی سوسائیٹیز اور ذمہ دار لیڈرز تقاریر کریں گے۔ اس ہفتہ کے شروع میں ریڈیو پر بھی مقالہ پڑھا جائے گا۔ اس مقالہ کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں لکھنے کے لئے مجھے کہا گیا۔ لہٰذا میں نے ماہ

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

# کیا بہاء اللہ قطورہ کی نسل سے تھا؟

## مصنوعی خدا جو عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا

مولانا محمد یعقوب خانصاحب نے گذشتہ جنوری کے مہینہ میں برطانیہ کی بہائی محفل میں شرکت کی جس میں بہائی مقررین نے ملاں حسین علی عرف بہاء اللہ کو ایک نئے زاویہ نگاہ سے جانچنے کی دعوت دی اس کا ذکر خانصاحب نے اپنے مکتوب مطبوعہ فروری میں کیا ہے اور مجھے اس پر کچھ لکھنے کی دعوت دی ہے۔ بہائی مذہب کی تحقیق کرنے والوں کے لئے یہ سوال ہمیشہ دردسر کا موجب رہا ہے۔ کہ مرزا حسین علی کا اصل دعوےٰ کیا تھا؟ یا وہ کس منصب کے مدعی ہیں؟ بہائیوں کی طرف سے کبھی اس امر پر بہت زور دیا گیا۔ کہ وہ مظہر اللہ یا ظہور رب العالمین ہے کیونکہ نبوت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے بہائی اور بہاء اللہ دونوں اس کا اقرار کرتے ہیں دلیل یہ ہے کہ خدا کو کوئی انسان دیکھ نہیں سکتا اور نہ سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے خداوند عالم نے خود ہی از راہ کرم ایک ایرانی عورت کے پیٹ سے جنم لیا ہے کہ دنیا اسے چھو کر سمجھ سکے کہ خدا کیا ہے؟ ہزاروں برسوں کی یہ الجھن دور ہو گئی۔ خدا اب خود مجسم ہو کر لوگوں کے سامنے آگیا اگر کسی کو شبہ ہو یا خدا کو دیکھنا چاہے تو بہاء اللہ کو دیکھ لے پھر نہ کہنا کہ ہمیں خبر نہ ہوئی

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

وہ دن دور چلے گئے جب اللہ میاں نے جو موسیٰ جیسے عظیم الشان نبی کو صاف جواب دیا تھا لن ترانی تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ مگر ان بلند بانگ دعووں پر اوس پڑ گئی۔ ع

روئے گل سیر ندیدم کہ بہار آخر شد

الٰہیانِ ایران نے ان دیکھے خدا کو دیکھنا چاہا تو بیچارہ ملاں حسین علی سفراء فرانس روس اور برطانیہ کی حفاظت میں ایران سے جان بچا کر بھاگا اور ہانپتا کانپتا عراق پہنچا اور سلطنت ترکیہ میں پناہ گزین ہوا ترکوں کو پتہ چلا کہ ایک خدا ایران سے جلا وطن ہو کر ان کے ملک میں ہجرت کر آیا ہے انہوں نے دیدار خداوندی کی سعادت [illegible] حاصل کرنے کی بجائے اس کی حفاظت کا یہ طریق مناسب سمجھا کہ اسے گرفتار کر کے قید کر دیں تو خدا جو اپنے آپ کو دکھانے آیا تھا عمر بھر کے لئے قید کر دیا گیا جہاں اس مصنوعی خدا نے ایک مظلوم بلکہ انتہائی مظلوم خدا کی حیثیت سے زندگی کے دن پورے کئے

وہ بھی کیا نمرود کی خدائی تھی
بیکسی میں مرا بھلا نہ ہوا

خدا کا وہ تصور کہ وہ کسی انسان کی سمجھ اور عقل میں نہیں آسکتا اس میں ذرہ بھر کمی واقع نہ ہوئی۔ اگرچہ ملاں حسین نے قید خانہ سے دور دور خطوط لکھے کہ میں انتہائی مظلوم خدا ہوں۔ دنیا خدا کے اس انوکھے اور نرالے تصور سے یکسر محروم تھی کہ خدا مظلوم بھی ہو سکتا ہے قرآن مجید میں یہ تو ہم نے پڑھا تھا کہ ما انا بظلام للعبید کہ خدا اپنے بندوں پر ذرہ بھر ظلم کرنے والا نہیں مگر یہ کہ خدا کے بندے خدا پر انتہائی ظلم کر سکتے ہیں جو ملاں حسین علی نے اپنی طویل عمر بھر اسیری سے دنیا میں پیدا کر دیا۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

### خدا کے تصور کے بعد قیامت کا انوکھا نظریہ

اس کے بعد ہمیں یہ بتایا گیا۔ کہ قیامت جیسے ہندو پرکے۔ یہود عیسائی اور مسلمان ایک کامل فیصلہ کا دن The day of judgement مانتے ہیں اور تمام انبیاء عالم جس کے آنے سے ڈراتے رہے۔ کیونکہ یہ عقیدہ کہ انسان کے اعمال ایک نہ ایک دن اپنے نتیجے سزا یا جزا ضرور لائیں گے انسانی حرکات پر بہت نیک اثر رکھتا ہے۔ بہائیوں نے ہمیں بتایا کہ قیامت کوئی خوفناک حادثہ نہیں کہ انسان اس سے ڈر کر اچھی زندگی گزارنے کی خواہ مخواہ کوشش کرے اصل میں بہاء اللہ کی آمد ہی قیامت کی آمد ہے جو کسی خوشی آئی اور روتی چلی گئی۔ قیامت وہ نہیں جس میں لوگوں کے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ قیامت نام ہے اس کا کہ لوگ خدا کا محاسبہ کریں۔ اور اسے آسمانی حکومت سے نیچے اتار کر پرانے ظالم بادشاہوں کی مانند قید کر دیں۔ وہ جو قیامت کے بارہ میں قرآن نے فرمایا لا ظلم الیوم قیامت کے دن سارے ظالموں کے ظلم ختم ہو جائیں گے اور ہر ظالم اپنے کیفر کردار کو پہنچے گا یہ امر خداوندی اپنی تکمیل کو یوں پہنچا کہ ایرانی حکومت نے باب وہاد اور اہل بہاء سے اپنے ملک کو پاک کر لیا۔ اور ترکوں نے اس مصنوعی خدا کو قید کر کے کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ کمال انصاف سے ملاں حسین علی مرزا کو نقطۂ الجحیم (دجیل) بنا دیا۔ امر واقعہ ہے کہ نہ ایران پر قیامت آئی کیونکہ انہوں نے اسے اپنے ہاں سے ملک بدر کر دیا نہ ترکوں کو چھونک آئی قیامت آئی تو ملاں حسین پر آئی اور ایسی آئی کہ عمر بھر اس پر مسلط رہی۔ مگر خدا اور مظلوم قیدی کا تصور کوئی آبرومندانہ زندگی کا تصور نہیں خواہ قیدی خدا ہی کیوں نہ ہو:

بہاء اللہ مظہر اللہ اور مظہر رب العالمین ہے اور خود قیامت ہے ان دونوں تخیلات پر قیامت آجانے کے بعد انہیں نیچے اترنے کی سوجھی۔ یہ دلیل واقعی دل کو لگتی ہے کہ شروع دنیا سے یا آدم سے تا محمد صلعم نبی آتے رہے اب کیوں نہ آئیں؟ کیا خدا کے کسی نے ہاتھ باندھ دیئے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم کو بھی چادر نبوت ملے ایک ہزار سال کا طویل عرصہ گذر گیا۔ دنیا کہاں تھی اور کہاں جا پہنچی حالات تمدن و تہذیب نے کس قدر پلٹا کھایا اس نئی دنیا میں نیا نبی کیوں نہ آئے؟ پرانی چیزوں اور لباس سے آخر انسان بیزار ہو جاتا ہے خدا کا تصور کہ وہ حی و قیوم اور قادر خدا ہے، قیدی خدا سے بدل گیا۔ تو نبوت و رسالت کیوں نہ بدلے بہاء اللہ اگر خدا نہیں بن سکتا تو نبی تو بن سکتا ہے پہلے زمانہ میں باپ بیٹا اور پوتا لگاتار نبی ہو جاتے تھے اب ہزار برس کے بعد نبی بھی نہ ہو؟ پریشان منطقی تصورات نے یہ ہیولےٰ گھڑ لیا کہ بہاء اللہ نبی ہے مگر ایک تو قرآن مجید کی نص صریح کہ محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین ہیں اور کسی دوسرے نبی کو قرآن مجید نے یہ خطاب خاتم النبیین دیا نہیں۔ مزید برآں خاتم النبیین میں الف لام (ال) استغراقیہ ہے۔ تمام نبی جو معروف ہیں جن کو دنیا جانتی ہے ان سب کو محمد صلعم ختم کرنے والے ہیں۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جہاں جہاں قرآن مجید نے انبیاء پر ایمان لانے کا مسلمانوں کو حکم دیا ہے یا مسلمان کی تعریف کی ہے ہر جگہ بلا استثناء محمد رسول اللہ صلعم اور آپ سے پہلے کے انبیاء پر ایمان لانے پر ہی زور رکھا ہے کسی ایک جگہ بھی آپ کے بعد کسی نبی پر ایمان لانے [illegible] کا ذکر تک نہیں کیا۔ مسلمانوں کے ایمان کی بنا یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک پر رکھی ہے لیکن اچھا اور برمحل موقعہ تھا کہ مسلمانوں کو یہ بتایا جاتا یؤمنون بما ینزل من بعدک یعنی مومن متقی مسلمان وہ ہے جو اس پر بھی ایمان لاتا ہے جو اے محمد تیرے بعد نازل ہوگا۔ قرآن مجید میں بیسیوں جگہ یہی اور صرف یہی ترتیب کلام ہے ایک جگہ بھی مومن کی تعریف میں یہ نہیں فرمایا کہ وہ آپ کے بعد آنے والے نبی پر بھی ایمان لاتے ہیں۔

قرآن [illegible] تنزیل [illegible] حکیم حمید ہے اس لئے یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک سے پہلے لا کر اس امر کا حتمی فیصلہ کر دیا کہ آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں کیونکہ اس سے پہلے

نبیوں کا تو ذکر ہے مگر بعد کا ذکر ندارد ہے کیونکہ اس حکیم اور حمید خدا کو یہ معلوم تھا کہ یہ فتنہ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد پیدا ہوگا - اس لئے ساری نسلِ انسانی کی کامل ہدایت اور انتہائی فلاح یعنی جہاں تک انسان ترقی کرسکتا ہے ذیل کے اصولوں پر ایمان کو محدود کر دیا کہ محمد رسول اللہ صلعم کی وحی اور آپ سے پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان لائیں اور کامل فلاح پائیں - جس سے اوپر کوئی اور درجہ عرفان الٰہی اور دنیا و آخرت کی فلاح کا ہے ہی نہیں -

پھر قرآن مجید نے اس نکتہ کو یہیں پر ختم نہیں کر دیا بلکہ فرمایا مومن متقی کامل فلاح حاصل کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو یؤمنون بالغیب ہوں گے یعنے خدا ہمیشہ ہمیشہ انسانی حواس کی گرفت سے بالا رہے گا اور مجسم ہوکر اس دنیا میں کبھی نہ آئے گا کہ ایمان بالغیب ایمان بالغیب نہ رہے بلکہ لوگ اسے ہاتھ لگا کر دیکھیں اور ہتھکڑی لگا کر قید کردیں - پھر محمد رسول اللہ صلعم کی وحی پر اور آپ سے پہلے تمام انبیاء کی وحی پر ایمان لانے کا حکم دیا پھر اس چلتی پھرتی دنیا میں کسی فرضی قیامت پر نہیں بلکہ اس دنیا کے بعد آنے والی آخرت پر یقین رکھتے ہیں - دنیا اور آخرت یہ دونوں الفاظ اپنی آپ تفسیر ہیں الدنیا مزرعۃ الاخرۃ اس دنیا میں نیکی کاشت کرو اور آخرۃ میں اس کے پھل کھاؤ - اسی ایمان اور یقین کی زراعت کا نتیجہ فلاح ہے -

ورنہ یہ تسلیم کیجئے کہ باب اور بہاء اور بہائیوں پر ایران میں (بہائی خیال کے مطابق) جو ظلم ہوئے اس کا بدلہ نہ ان لوگوں کو ملے گا جو ظلم کرنے والے تھے - اور نہ بہائیوں کو اس کا صلہ ملے گا جو دکھ انہوں نے اٹھائے کیونکہ بہاء اللہ عرف قیامۃ تو آچکی مگر مخالف ظلم کرتے کرتے اور مظلوم ظلم سہتے سہتے دنیا سے گزر گئے - اب بہائیوں کا سونے کی انگوٹھی قبر میں لے جانا بے کار ہے[1] کیونکہ قبر کے آگے قیامت کوئی نہیں - خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن پر ایمان (یؤمنون بما انزل الیک) کیونکہ قرآن سے پہلے کتب اور وحی پر ایمان (وما انزل من قبلک) خدا کی ہستی پر ایمان (ایمان بالغیب) آخرت پر یقین یہ اس دنیا اور آخرت دونوں میں زادِ راہ ہے اور نتیجہ کمال انسانی یا فلاح ہے اس کے بعد ان الذین کفروا کی راہ شروع ہو جاتی ہے جو ان صداقتوں کا جن کا ذکر اوپر ہوچکا انکار کرنے والے یا منکر ہیں -

بہت دیر کے بعد بہائیوں کو یہ سمجھ آئی کہ بہاء اللہ کو خدا عظیم بنانا اور منوانا بے معنی اور بے سود ہے اس لئے اسے نبی بنانے کی سوجھی یعنی بہاء اللہ خدا نہیں مگر نبی تو ضرور ہے مگر پہلے خدا اور مظہر خدا بننے کے شوق میں نبوت کا دروازہ خود ہی بند کر چکے تھے اور محمد رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین تسلیم کر چکے تھے

اس لئے اس آفس میں بھی no vacancy کا بورڈ آویزاں نظر آیا مگر بعض چالاک بہائیوں کو ایک نکتہ سوجھا کہ نبوت و رسالت دو الگ الگ منصب ہیں نبوت بے شک ختم ہے مگر رسالت جاری ہے اور قرآن مجید میں خاتم النبیین وارد ہوا ہے خاتم الرسل نہیں ہے لہذا بہاء اللہ گو نبی نہیں مگر رسول ہے - اور رسول کا درجہ نبی سے بلند ہے کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ سے خبر یا وحی پاتا ہے مگر رسول پاتا نہیں صرف پہنچاتا ہے یعنے اپنی من گھڑت باتوں کو خدا کی باتیں کہکر لوگوں کو پہنچاتا ہے - عوام کو بہاء اللہ کی سب تحریریں تو میسر نہیں اس لئے یہ ڈھکوسلا کچھ دیر چلتا رہا لیکن جب بہاء اللہ کی اپنی تحریر پیش کی گئی کہ وہ فردوس کے صفحہ ۲۹۳ پر لکھتے ہیں -

" الصلوٰۃ والسلام علی سید العالم ومربی الامم الذی بہ انتہت الرسالۃ والنبوۃ وعلی آلہٖ واصحابہٖ دائما ابداً سرمداً " یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام جو سردار دو عالم اور مربی امم ہیں جن پر رسالت اور نبوت ختم ہوگئی آپ کے آل اور اصحاب پر درود و سلام ہوں ہمیشہ ہمیشہ -

پھر فرمایا خاتم الرسل وسید الکل وہ تمام رسولوں کے ختم کرنے والے اور تمام نسلِ انسانی کے سردار ہیں -

## بہاء اللہ نبی اور رسول نہیں مگر درجۂ ولایت پر فائز ہے

بہائیوں نے ایک اور پلٹا کھایا (دیکھو مناظرہ دینیہ اور رسائل ابوالفضل) اور اب نبوت اور رسالت کا خیال چھوڑ کر ولایت کا درجہ تجویز ہوا مگر اس تعلّی کے ساتھ کہ یہ درجہ نبوۃ اور رسالۃ سے بھی افضل ہے یہ خیالی پرواز بھی چنداں مقبول نہ ہوئی - غور کیجئے اگر خدا مجسم ہوکر آیا ہے تو وہ نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ نبی پر اللہ تعالےٰ وحی کرتا ہے خدا اور مجسم پر وحی کے کیا معنی اور اگر وہ رسول ہے جو نبی سے افضل ہوتا ہے تو وہ نبی نہیں اگر ولی نبی اور رسول سے افضل ہے تو ملاں حسین نبی و رسول دونوں نہیں - خدا اس لئے نہیں کہ مظلوم قیدی اور خدا دونوں کا مفہوم متبائن ہے -

کہتے ہیں روس کا آخری شہنشاہ جو زار کہلاتا تھا اس کے پاس ایک فوجی افسر نے کوئی بات کہی شہنشاہ نے کہا تم سچ کہتے ہو میں تم سے متفق ہوں اس کے بعد ایک دوسرے افسر نے آکر اس کے خلاف بات کہی شہنشاہ نے اسے بھی کہا تم سچ کہتے ہو میں تم سے متفق ہوں شہنشاہ کی بیگم بھی یہ گفتگو کان لگا کر سن رہی تھی اس نے شہنشاہ سے پوچھا تم بھی عجیب ہو کہ دونوں کو جو ایک دوسرے کے خلاف کہہ رہے تھے ایک ہی جواب دیا کہ تم سچے ہو میں تم سے متفق ہوں بیگم منتظر تھی کہ اس کا خاوند اپنی بات کی کیا تاویل کرتا ہے شہنشاہ نے کسی قدر سکوت کے بعد ملکہ سے

کہا آپ بھی سچ فرماتی ہیں میں آپ سے بھی متفق ہوں بہائی مذہب کے تمام دعاوی کا خلاصہ اور نچوڑ نکالا جائے تو وہی ہوگا " آپ بھی سچ فرماتی ہیں "

## کیا بہاء اللہ قطورہ کی اولاد ہے؟

بہائی مقرر نے بہائی محفل میں کہا کہ حضرت ابراہیمؑ کی سارہ اور ہاجرہ دو مشہور بیویوں کے علاوہ ایک اور بیوی بھی تھی جس کا نام قطورہ تھا (اور اسے پبلک میں یوں پیش کیا گیا کہ گویا یہ ایک نئی دریافت ہے جسے کوئی نہیں جانتا) حضرت ہاجرہ سے اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے اور حضرت سارہ سے اسحاقؑ - اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نے ایک اور شادی قطورہ نام ایک عورت سے کی خدا کی دین ہے کہ اس سے بھی آپ کے دو بیٹے پیدا ہوئے - بہائی مقرر کا کہنا یہ ہے کہ بہاء اللہ اس قطورہ کی اولاد میں سے ہے -

بہائی مقرر کی آدھی بات کی ہم بھی تائید کرتے ہیں - بلاشبہ حضرت ابراہیم کی دو مشہور بیویاں سارہ اور ہاجرہ کے علاوہ ایک غیر معروف بیوی بھی تھی - غیر معروف اس لئے کہ جس کثرت سے بائبل میں حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ کا یا ان کی اولاد کا ذکر ہے اس بیچاری کا اس کے مقابل بائبل کے ایک کونہ میں ایک ہی مرتبہ ذکر آیا ہے (پیدائش ۲۵) اور اس کی اولاد کی فہرست بھی تواریخ اول باب ۱ آیت ۳۲ ۳۳ میں ہے - اس کی کوئی خفیہ کہانی بہائیوں نے ایجاد کی ہو تو الگ امر ہے - البتہ بہائی دلیل کا ماحصل قابل غور ہے چونکہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے بڑے بڑے وعدے تھے جو ان کی ذرّیت میں پورے ہونے تھے وعدوں کا ایک حصہ تو اسحاقؑ اور یعقوبؑ اولاد بنی اسرائیل کے حق میں پورا ہوگیا اور دوسرا حصہ آپ کی دوسری بیوی ہاجرہ اور اس کے بیٹے اسماعیل کی اولاد میں پورا ہوا - اب رہی ان کی تیسری بیوی قطورہ اور اس کی اولاد چونکہ یہ خانہ خالی معلوم ہوتا ہے اس لئے اس میں ملاں حسین علی کو بٹھایا جاسکتا ہے مگر سوچنے کے قابل یہ امر ہے کہ :-

(۱) - حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسحاقؑ اور اسماعیلؑ سے جو وعدے کئے تھے وہ تو بائبل میں درج ہیں مگر بنی قطورہ کے ساتھ کوئی وعدہ مذکور نہیں -

(۲) - حضرت ابراہیمؑ کے علاوہ ہاجرہ پر بھی فرشتہ نے متعدد مرتبہ اترکر ان وعدوں کا اعادہ کیا جو بالآخر پورے ہوئے -

(۳) - حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ کئے گئے وعدے حضرت یعقوبؑ اور حضرت موسیٰؑ نے مکرر دہرائے لیکن بنی قطورہ کے حق میں کوئی وعدہ نہ ابراہیمؑ نے بیان کیا نہ یعقوبؑ اور موسیٰؑ نے دہرایا نہ قطورہ پر فرشتہ نے اترکر اس کی تائید کی -

---

[1] ہر بہائی کے لئے لازمی حکم ہے کہ وہ قبر میں سونے کی انگوٹھی لیکر جائے -

(۴) - تاہم قطورہ حضرت ابراہیمؑ جیسے جلیل القدر انسان کی بیوی ہے اگرچہ بائبل میں اسے لونڈی کہا گیا ہے (تواریخ اول آیات ۳۱) قطورہ اور بنی قطورہ ہمارے لئے واجب الاحترام ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں ان کے اندر بھی کوئی نبی آنا چاہیئے تھا اگر ہم یہ دکھا دیں کہ ان کے اندر نبی آچکے ہیں تو بہاء اللہ کے لئے خالی جگہ مت ہونی پڑ ہوگی نظر آتی ہے اور اس آفس میں بھی No Vacancy. کا پروانہ آویزاں نظر آتا ہے۔

بنی قطورہ کے ۱۶ قبائل صرف عرب میں آباد ہوئے اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اس اولاد کو بنی اسمٰعیل کے پہلو بہ پہلو آباد کیا اور یہ سب قبائل سامی نسل سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ایرانی نسل آرین سلسلہ سے تعلق رکھتی ہے۔ بہاء اللہ مرزا ملاں حسین علی ہونے کی وجہ سے ایرانی النسل ہے لہذا وہ بنی قطورہ میں سے ہرگز نہیں۔

(۵) - حضرت ابراہیمؑ کی اولاد بائبل کے صریح حکم کے خلاف غیر قوموں میں شادی کے خلاف ہے۔

(۶) - حضرت ابراہیمؑ کی ساری اولاد مختون ہے وہ ایرانیوں سے جو غیر مختون ہیں شادی کو جائز نہیں سمجھتی۔

(۷) - حضرت ابراہیمؑ سے جو وعدے کئے گئے وہ وہ ان کی مختون اولاد کے بارہ میں ہیں غیر مختون کو وہ مشرک قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ ختنہ کا عہد توحید خداوندی پر ایمان کا عہد اور اقرار ہے جو چوٹی اور زنار یا بپتسمہ کی طرح زائد شئے نہیں جسے مٹایا جاسکتا ہے بلکہ یہ ایک پختہ نشان ہے جو بچہ کی پیدائش کے فوراً بعد دیا جاتا اور مرتے دم تک قائم رہتا ہے۔

(۸) - کہا جاسکتا ہے کہ ایران مسلمان ہوگیا تو مختون ہو کر وہ بنی قطورہ نہیں بن گئے۔ بہائیوں کا دعوےٰ ہے کہ بہاء اللہ کو بنی قطورہ ثابت کرکے موعود بنانے کا ہے۔ افسوس ہے کہ بہائیوں نے ملائیین کو فرضی طور پر بنی قطورہ بنایا مگر ان کا مقصد پھر بھی پورا نہ ہوا اپنے سے تبلی بھی کیا اور دھوکا بھی کھایا۔

(۹) - بنی قطورہ اسمٰعیلیوں کے پہلو بہ پہلو آباد ہونے سے تاجر پیشہ لوگ تھے اور دونوں میں اس قدر اتحاد تھا کہ ان میں فرق کرنا مشکل تھا چنانچہ ان تجار کے متعلق جنہوں نے یوسفؑ کو کنوئیں سے نکالا یہ ابہام پیدا ہوگیا ہے کہ وہ مدیانی (بنی قطورہ) تھے یا اسمٰعیلی تھے۔ بنی قطورہ میں دو قبیلے بہت مشہور ہیں ایک مدیانی اور دوسرے ددانی۔ قرآن مجید میں اہل مدین کا ذکر بکثرت آیا ہے چنانچہ اہل مدین کے متعلق فرمایا "والی مدین اخاھم شعیبا" اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ حضرت شعیبؑ جن کا دوسرا نام یثرو بھی ہے یہ مدین قوم میں سے تھے اسی لئے حضرت موسٰیؑ نے ان کی بیٹی سے شادی

ممنوع کی درمیان کو غیر قوموں میں شادی کی اجازت نہ تھی یہ مدیانی لوگ اسمٰعیلیوں کی طرح عرب کے تحائف بلسان، لبان وغیرہ وغیرہ کی تجارت کرتے تھے شاید اسی لئے ان کی ماں کا نام قطورہ یعنی خوشبو یا لبان ہے۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مدیان دو ہیں۔ ایک وہ جہاں حضرت موسٰیؑ ہجرت کرکے آئے تھے۔ وہ مدین، اہل مدین نے جب حضرت شعیبؑ کی مخالفت کی تو تباہ کر دیا گیا اس کے بعد حضرت شعیبؑ نے دوسرا مدین یعنے مدینہ آباد کیا اس لئے اس کا دوسرا نام یثرب اپنے یثرو نام پر رکھا پس یہ قوم جو بنی قطورہ کہلاتی ہے مدیان میں اہل مدین کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے اس لئے بہاء اللہ کے لئے یہاں بھی کوئی جگہ خالی نہیں کہ ان کو خواہ مخواہ موعود ابراہیمی کا مصداق سمجھا جائے۔

---

# تعمیر مسجد کیلئے چندہ کی اپیل

میں تمام احباب سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ ہماری مسجد سراں داخلی کچھی کی تعمیر کا سلسلہ تقریباً ۹ ماہ سے جاری ہے تمام احباب کی خدمت میں فرداً فرداً عرض کرچکا ہوں کہ خداوند کریم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہماری مدد کریں تاکہ مسجد کی تعمیر مکمل ہو جائے۔ اب خدا کے فضل و کرم سے مسجد کی دیواریں مکمل ہوچکی ہیں۔ صرف چھت باقی ہے اس لئے تمام احباب کی خدمت میں دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ مسجد کی تکمیل کے لئے حسب توفیق ذیل کے پتہ پر چندہ بھیجکر عنداللہ ماجور ہوں۔

محمد عالم سیکرٹری جماعت احمدیہ کچھی
سراں تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ

---

پیغام صلح کی خریداری بڑھائیں خود پڑھیں دوسروں کو پڑھائیں

---

[illegible]

(بسلسلہ کالم نمبر ۲)

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۸ | 6.00 | ۲۱۶ | 6.00 |
| ۵۶ | 4.00 | ۲۲۲ | 8.00 |
| ۱۰۱ | 3.00 | ۲۵۱ | 20.00 |
| ۱۲۵ | 16.00 | ۲۵۴ | 12.00 |
| ۱۲۸ | 4.00 | ۳۱۵ | 20.00 |
| ۱۳۸ | 20.00 | ۳۵۲ | 18.00 |
| ۱۵۷ | 16.00 | ۴۱۲ | 6.00 |
| ۱۶۳ | 8.00 | | |

---

# جن احباب کا چندہ ختم ہوچکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہوچکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرماکر ۵ اپریل ۱۹۶۲ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوادیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے اگر ۵ اپریل ۱۹۶۲ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم وصول ہوئی تو ۸ اپریل ۱۹۶۲ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۵ | 6.00 | ۳۳۵ | 12.00 |
| ۲۸ | 6.00 | ۴۴۰ | 18.00 |
| ۳۸ | 6.00 | ۴۴۶ | 24.00 |
| ۴۱ | 6.00 | ۴۷۹ | 6.00 |
| ۷۵ | 6.00 | ۵۲۹ | 6.00 |
| ۱۲۲ | 6.00 | ۵۷۱ | 6.00 |
| ۱۲۸ | 6.00 | ۶۱۹ | 18.00 |
| ۱۷۱ | 12.00 | ۶۵۳ | 18.00 |
| ۱۷۲ | 6.00 | ۶۸۸ | 18.00 |
| ۱۹۶ | 6.00 | ۶۹۸ | 6.00 |
| ۲۱۲ | 6.00 | ۷۱۷ | 12.00 |
| ۲۱۹ | 6.00 | ۷۲۶ | 12.00 |
| ۲۳۰ | 12.00 | ۷۳۴ | 6.00 |
| ۲۳۱ | 6.00 | ۷۴۳ | 6.00 |
| ۲۳۷ | 6.00 | ۷۴۷ | [illegible] |
| ۲۵۳ | 6.00 | ۷۶۶ | 6.00 |
| ۲۵۵ | 6.00 | ۷۸۷ / ۲۲۹ | 6.00 |
| ۲۸۲ | 6.00 | | |
| ۲۹۵ | 6.00 | ۱۰۱۷ | 6.00 |
| ۳۰۶ | 6.00 | ۱۰۱۸ | 6.00 |
| ۳۲۰ | 12.00 | ۱۰۱۹ | 6.00 |
| ۳۹۹ | 12.00 | ۱۰۶۰ | 6.00 |
| | | ۱۰۶۳ | 6.00 |

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب میڈیکل اگزامینر

# عیسائیت کے فروغ کے علل و اسباب

## مسلمان قوم کا مزاج۔ عیسائی تبلیغ کے دجل و فریب کاریاں

(۲)

دکھی و محتاج اور معذور انسانیت کو دھوکہ و فریب دے کر ان کے مصائب کو رفع کرنے کی آڑ میں ان کے دین و ایمان کو برباد کیا جائے۔ اس سے بڑھ کر ظلم و دجل اور کیا ہو گا؟ یہ دجل جس طرح ہیلنگ مشن کے کسی دیگر ہتھکنڈے سے اس قدر نمایاں نظر نہیں آتا۔ زر و زن کے لالچ کے علاوہ ایک سوفسطائی دلیل بھی عیسائیت کی صداقت اور اسلام کے بطلان پر اکثر دی جاتی ہے چنانچہ اس بارہ میں بھی اتفاقاً ایک پادری صاحب سے جو گفت گو پیش آئی وہ واقعہ بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہو گا۔

چار پانچ سال ہوئے میں کراچی سے لاہور آ رہا تھا۔ میرے ساتھ کی سیٹ پر ایک سفید فام صاحب بیٹھے تھے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ آپ اور آپ کی میم صاحبہ مشن ہسپتال ملتان میں متعین ہیں اور غربا کی جسمانی بیماریوں کے علاوہ ان کی "روحانی امراض" کا بھی مداوا آپ کرتے ہیں۔

دوران گفت گو میں ان سے کہا کہ آپ لوگ مشرقی ممالک میں تبلیغ دین کے لئے جو تڑپ و درد رکھتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہیں۔ کاش اپنے مغربی ممالک کے لوگوں کی عملی زندگی کو سدھارنے میں اس کا عشر عشیر صرف کریں تو کیسی شمدہ بات ہو، کیونکہ بدکاری، شراب خوری و قمار بازی، دولت پرستی، گھریلو زندگی کی تلخی و ناکامی، رنگ و نسل کے تعصبات سے جو کہ خالصتہً مغربی پیداوار ہیں اس قدر دنیا کے خرمن امن کو آگ لگا رکھی ہے۔

پھر میں نے ان پادری صاحب سے کہا کہ کلیسا کا کونسا بنیادی اصول ہے جو عقل و دانش کے مطابق ہو یا انسان کو اس کی عملی زندگی میں رہنمائی دینے کی تحریک کا موجب ہو؟

### کلیسائی تصورات خلاف عقل اور زندگی سے منافی اصول ہیں

کیا آپ مجھے یہ سمجھا سکتے ہیں کہ مثلاً ایک میں تین اور تین میں ایک ہو کر عقل کے مطابق عقیدہ ہے؟ یا کیا آپ خدا کے انسانی جسم میں حلول کر آنے کی کنہہ اور حکمت سمجھا سکتے ہیں؟ نیز یہ کہ خداوند کے اکلوتے بیٹے کا صلیبی موت مرنے اور تین دن جہنم میں رہنے کے عقائد انسانی دل و دماغ کو کیا روشنی و قوت بخشتے ہیں؟ پھر جب کفارہ کا عقیدہ تسلیم کر لیا جائے تو انسانی ضمیر کے زندہ رہنے اور باطنی مجاہدہ کے لئے کونسی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ اور یہ کونسی عقل تجویز کرتی ہے کہ بالآخر حضرت مسیح مردوں میں سے جی اٹھے اور آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور ہزار ہا سال سے اب تک ساتویں آسمان پر الآن کما کان واپس آنے کی انتظار میں بیٹھے ہیں۔ حالانکہ زمین پر جس قدر وہ عرصہ رہے بعینہٖ انہی حوائج بشریہ کے محتاج تھے جو کسی اور فانی بشر کو لاحق ہیں؟

### ایک سوفسطائی دلیل ــ عیسائیت کا آخری حربہ

میرا یہ کہنا ہی تھا کہ جب آپ عیسائی لوگ حضرت مسیح کو آسمانوں پر زندہ مانتے ہیں تو اس تمام سائنس و عقل کی گویا مٹی پلید کر کے رکھ دیتے ہیں جس پر آپ کو اس قدر فخر و ناز ہے۔ اسی وقت پادری صاحب اچھل پڑے اور کہنے لگے کہ او! تم مرزائی فرقہ سے تعلق رکھتے ہو جنہیں علماء اسلام مسلمان ہی نہیں جانتے اس لئے تمہاری تمام باتیں ناقابلِ اعتنا ہیں۔ البتہ ایک اور بات تمہارے غور و فکر کے لئے ہم پیش کرتے ہیں۔ دیکھو عیسائی اقوام اس وقت ترقی کے معراج پر پہنچی ہوئی ہیں برخلاف اس کے مسلمان اقوام قعر مذلت میں غرق ہیں، پھر یہ کیسے مانا جائے کہ عیسائیت باطل ہے اور اسلام برحق ہے؟

میں نے جواباً کہا کہ پادری صاحب یہ گویا آپ کے نزدیک ایک لاجواب دلیل ہے حالانکہ آپ نے خود غور کر لیا ہوتا تو آپ پر ثابت ہو گیا ہوتا کہ اس سے بڑھ کر سوفسطائی منطق اور دجل اور کوئی نہیں اس لئے کہ مذہب و دین تو نام ہے بعض اصولوں اور نظریوں کا نہ کہ پیروؤں کی حالت کا نام ہے، یہ تو صحیح ہے کہ اگر کسی مذہب کے پیرو اس کے اصولوں پر عامل ہوں تو ان نتائج کو وہ ضرور حاصل کریں گے جو ان اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں مترتب ہونا چاہئیں لیکن اصولوں پر عمل نہ کر کے محض زبانی دعوے سے وہ نتائج کیسے حاصل کئے جا سکتے ہیں؟

اب دیکھئے اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ اس زمانہ کی عیسائی اقوام کی ترقی کا باعث ان کی کلیسائی اصولوں پر عمل پیرائی ہے جن کو وہ اپنی زندگیوں میں اپنائے ہوئے ہیں تو تب اس صورت میں میں یہ مان لوں گا کہ مغربی اقوام کی ترقی کا موجب مذہب عیسائیت ہی ہے لیکن اگر میں یہ ثابت کر دوں کہ جب تک مغربی اقوام نے اپنی زندگیوں میں عیسائیت کے اصولوں کو رہنما بنائے رکھا تب تلک وہ قعر مذلت میں ڈوبی رہیں۔ مگر جب کلیسائی نظریات کو خیرباد کہہ کر اسلامی اصولوں کو اپنی مادی زندگی کا مشعل راہ بنایا تب سے ان کی ترقی کی راہیں کھلیں، تو پھر آپ کو اپنی اس سوفسطایانہ منطق سے سادہ لوحوں کو دھوکہ دینے سے باز آ جانا مناسب ہے۔

اب کیا یہ تاریخی شہادت موجود نہیں کہ ازمنہ وسطےٰ میں مغربی اقوام کلیسا کی شدت سے معتقد اور پیرو تھیں، اور یہ کہ اسی وجہ سے اس وقت کی مغربی اقوام کی حالت جہالت پس ماندگی اور تذلیل انسانیت کی ضرب المثل ہو چکی تھی؟ ایسا ہی کیا امر واقعہ نہیں کہ مغربی نشاۃ علوم کا دور اس وقت شروع ہوا جب مغربی اقوام نے سپین کے مسلمانوں سے حریت، تسخیر کائنات اور دنیوی فلاح و ترقی کے اسباق و درس لئے؟ ان واقعات حقہ سے کیا یہ بات روز روشن کی طرح ثابت نہیں کہ عیسائیت کے اصولوں پر عمل پیرائی رجعت قہقری ہے اور ان کو ترک کرنے میں ہی انسانی ترقی و فلاح مضمر ہے۔ نیز اس تاریخی شہادت سے عیسائی اصولوں کا بطلان ثابت ہوا یا ان کی صداقت؟ آیئے دیکھئے! برخلاف اس کے تاریخ کی ورق گردانی جن مغربی مستشرقین نے کی ہے ان سب نے اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا ہے کہ عرب اور دیگر مسلمان اقوام کی ترقی اسلامی اصولوں پر عمل پیرائی کی ہی مرہونِ منت ہے۔ نیز یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مسلمان اقوام کی موجودہ زبوں حالی کا باعث ان کا اپنی عملی زندگی میں اسلامی اصولوں سے انحراف و اعراض ہے۔ کیا یہ تمام امور حقائق نہیں جن کو غلط رنگ دے کر آپ سادہ طبع و جاہل طبقہ کو اپنا شکار بنا لیتے ہیں؟

پھر پادری صاحب! آپ عقلاً بھی اسی نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں جن کو میں نے تاریخی اور واقعاتی شہادتوں سے آپ کے سامنے پیش کیا ہے کہ عیسائی عقائد تثلیث و ابنیت، معجزاتِ مسیح یعنی سنت اللہ کے برخلاف خوارق صلیبی موت، کفارہ، شریعت کو لعنت ماننا، مسلمہ انبیاء کو شیطان کا مغلوب تسلیم کرنا، انسانی سرشت میں گناہ کا مرکوز کیا جانا وغیرہ یہ جملہ عقائد عیسائیت کسی سلیم عقل اور زندہ ضمیر کو اپیل کرتے ہیں یا کہ اس کے بالمقابل اسلام کے اصولِ عقائد یعنی توحید خالص، انسانی فطرت کا معصوم پیدا کیا جانا، انبیاء علیہم السلام کی عصمت اور خدا تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری، شریعت کا رحمت ہونا، نتائج کا انحصار بجز عمل و فضل ربی اور کسی شئے پر نہ رکھنا؟

### اصول اسلام کی بلندی و رفعت اور کلیسائی عقائد کی گراوٹ

اسلامی توحید کے مقابل تثلیث و ابنیت کے۔

عیسائی عقائد، خدا تعالےٰ کی کتنی بڑی اہانت و تذلیل کا باعث ہیں! پھر اسلامی عقیدہ عصمت انبیاء کے مقابل تمام نبیوں کو شیطان کا مغلوب ماننے کا عیسائی عقیدہ تمام راستبازوں و پاکبازوں کی کتنی بڑی تذلیل ہے!! انسانی سرشت میں گناہ کے مرکوز ہونے کا عیسائی عقیدہ اسلامی عقیدہ فطرت انسانی کا گناہ سے مبرا ہونے کے بالمقابل کیا تمام انسانیت کی انتہائی ہتک اور مایوسی و نامرادی کی جڑ نہیں؟ اسی طرح اسلامی عقیدہ کہ نجات کا واحد ذریعہ اعمال صالحہ ہیں جو خدا تعالےٰ کے فضل و مغفرت کے محتاج ہیں باطنی و روحانی قوتوں کو جگانے اور نشوونما پانے کی راہ ہے یا عیسائی عقیدہ کفارہ کہ جس سے بڑھکر بدکاری و سیاہ کاری پھیلانے والا کوئی اصول ممد و معاون نہیں؟ خود آج کی مغربی سائنس علوم مادی کی بنیاد کس اصول پر ہے اس پر کہ قوانین قدرت اٹل ہیں یعنی یہ کہ ہر عمل کا ایک نتیجہ لازم ہے یا اس اصول پر کہ اعمال و نتائج کا باہمی کوئی تعلق و رشتہ قائم نہیں؟ پس اس واقعاتی امر کو قبول کرنے میں کونسا شک و شبہ ہے کہ مغربی اقوام نے جب تک اپنی زندگیوں میں کلیسائی معتقدات کو مشعل راہ بنائے رکھا تب تک وہ ذلت و لعنت میں گرفتار رہیں مگر جب انہوں نے زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دنیاوی زندگی میں آزادی فکر و عقلی استدلال کو استعمال کیا تب سے ان کی مادی ترقی کا آغاز ہوا مگر اپنی اخلاقی و روحانی زندگی میں انہوں نے توحید کے اصول حقہ کو اختیار کرنے کے بجائے خلاف فطرت و عقل عقائد پر عمل کیا تو اس میدان میں مغربی اقوام مردہ ہو گئیں۔ گویا مادی زندگی میں توحید کے اصول کو اپنا کر ترقی کی مگر اخلاقی زندگی میں تثلیث کفارہ وغیرہ پر ایمان لاکر اندھے ہی رہے۔

## معاشرہ کا معیار بلند کرنے کا ادّعا

میں نے پادری صاحب سے کہا کہ آپ شاید اس دھوکہ میں بھی مبتلا ہیں کہ اپنی مساعی و جہد سے آپ مشرقی اقوام کے معاشرہ کے مقام کو بلند کرتے ہیں کہ ان میں تعلیم پھیلاتے، معاشی حالات کو کسی قدر بلند کرتے ہیں لیکن غور کیجئے کہ آپ جن معتقدات کی تلقین کرتے ہیں ان سے خدا اور انسانیت دونو کی کس قدر عظیم توہین لازم آتی ہے توحید کی بجائے تثلیث اور عمل کی بجائے کفارہ پر ایمان، کس قدر گراوٹ ہے! آخر مغربی فلسفہ حیات نے دنیا میں نفس پرستی، عیاشی، اور ہوا و حرص کے سوا اور کیا پھیلایا ہے؟ یہ قیدی نفسانفسی، ہوس و طمع کے ادنےٰ جذبات کو جو ترقی مغربی تہذیب و تمدن کے فروغ کے باعث ہوئی ہے اس کی کوئی دوسری مثال نہیں۔ پس میرے نزدیک تو قرآنی اصول "اثمهما اكبر من نفعهما" یعنے فوائد سے نقصانات بڑھ جانے پر مغربی تہذیب نے مشرقی ممالک کو خسران میں مبتلا کر دیا ہے کیونکہ اخلاق و روحانیت سے محروم کر کے انہیں زندگی کے ظاہری فریب و چمک کا گرویدہ بنا دیا ہے گویا۔ رسالتی و مجاہدہ کے اعلےٰ اصولوں کے ماننے والوں کو ان کا منکر بنا دیا۔ بہت بڑا فتنہ و فساد ہے۔ ہمیں تو اس سے بہت خوشی ہو گی اگر آپ ہمارے لوگوں کے دین و اخلاق چھین کر انہیں خرابات میں مبتلا کرنے کی بجائے خود اپنے ملک کے لوگوں کی عملی اصلاح کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں۔

میں یہ گفتگو کر رہا تھا کہ ملتان کا سٹیشن آگیا اور پادری صاحب اپنا سامنہ لیکر شرمندگی کی حالت میں اتر گئے۔

## مسلمانوں کی گمراہی کے اسباب

پس مسلمانوں میں سے جو لوگ عیسائیت کے جال میں پھنس جاتے ہیں اس کا باعث کم و بیش مفصلہ ذیل امور ہیں:- (۱) صحیح اسلامی اصولوں سے بےخبری اور انکی بجائے غلط اصولوں کو دین اسلام کی طرف منسوب کرنا۔ (۲) سچی اسلامی تہذیب کی افضلیت و افادیت سے ناواقفیت۔ (۳) زمانہ کی روش یعنی ہوا و ہوس کی اتباع (۴) ملی غیرت و عصبیت کا فقدان اور سادہ لوحی کی انتہا (۵) مغربی تہذیب علوم کی ظاہر شان سے

پیغام صلح ۲۰ مارچ ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۱۲

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۰۰/۸ محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن (بھارت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم


احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۲ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۔ ۸۳۸


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب


ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ ۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر ۔ ۳۷۴۳۷
مدیر ۔ دوست محمد
مدیر معاون ۔ بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۳۰ شوال ۱۳۸۲ھ ۔ مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۶۳ء | ۱۳


# مسلمانوں کی ترقی مغرب کی پیروی میں نہیں بلکہ قرآن سے وابستہ ہے

## ایمانی قوت کی ترقی سے خدا نظر آسکتا ہے

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاداتِ عالیہ

اگر کوئی یہ عذر پیش کرے کہ خدا نہیں ہے؟ تو یہ بڑی بے ہودہ بات ہے اور اس سے بڑھکر کوئی نادانی اور بے وقوفی نہیں ہے جو خدا کا انکار کیا جاوے۔ دنیا میں دو گواہوں کے کہنے سے عدالت ڈگری دے دیتی ہے چند گواہوں کے بیان پر جان جیسی عزیز چیز کے خلاف عدالت فتویٰ دے دیتی ہے۔ اور پھانسی پر لٹکا دیتی ہے۔ حالانکہ شہادتوں میں جعل اور سازش کا اندیشہ ہی نہیں یقین ہوتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے متعلق ہزاروں لاکھوں انسانوں نے جو اپنی قوم میں اور ملک میں مسلّم راستباز اور نیک چلن تھے شہادت دی ہو اس کو کافی نہ سمجھا جاوے۔ اس سے بڑھکر حماقت اور بدقسمتی کیا ہوگی کہ لاکھوں مقدسوں کی شہادت موجود ہے اور پھر انہوں نے عملی حالت سے بتا دیا ہے۔ اور خون دل سے یہ شہادت لکھ دی ہے کہ خدا ہے اور ضرور ہے۔ اس پر بھی اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ بے وقوف ہے اور پھر سمجھنا تو یہ بات ہے کہ کسی معاملہ میں رائے دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا علم ہو جس شخص کو علم ہی نہیں وہ رائے دینے کا کوئی حق ہی نہیں رکھتا۔ رائے زنی کرے تو وہ احمق اور بے وقوف کہلائے گا۔ بلکہ دوسرے دانشمند اس کو شرمندہ کریں گے کہ احمق جبکہ تجھے کچھ واقفیت ہی نہیں تو پھر تو رائے کس طرح دیتا ہے۔ اس طرح پر جو خدا کی نسبت کہتے ہیں کہ نہیں ہے ان کا کیا حق ہے کہ وہ رائے دیں جبکہ الٰہیات کا علم ہی ان کو نہیں ہے اور انہوں نے کبھی مجاہدہ ہی نہیں کیا ہے۔ ہاں ان کو یہ کہنے کا حق ہو سکتا تھا۔ اگر وہ ایک خدا پرست کے کہنے کے موافق تلاش حق میں قدم اٹھاتے اور خدا کو ڈھونڈتے۔ پھر اگر ان کو خدا نہ ملتا تو بے شک کہہ دیتے کہ خدا نہیں۔ لیکن جب انہوں نے کوئی کوشش اور مجاہدہ نہیں کیا ہے تو ان کو انکار کرنے کا حق نہیں ہے۔ غرض خدا کا وجود ہے اور وہ ایک ایسی شئے ہے کہ جسقدر اس پر ایمان بڑھتا جاوے اسی قدر قوت ملتی جاتی ہے۔ اور وہ نہاں در نہاں ہستی نظر آنے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ کھلے کھلے طور پر اس کو دیکھ لیتا ہے۔ اور پھر یہ قوت دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ یہی ایک بات ہے جس کی تلاش دنیا کو ہونی چاہیئے۔ مگر آج دنیا میں یہ باتیں نہیں رہیں۔ اسلام جو یہ ایمانی قوت لے کر آیا تھا، بہت ضعیف ہوگیا ہے اور عام طور پر مسلمانوں نے محسوس کر لیا ہے کہ وہ کمزور ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ آئے دن جلسے اور مجلسیں ہوتی

(باقی پر صفحہ ۱۵ ملاحظہ کیجئے)

## بحرِ حکمت کے موتی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس شیئٌ احبَّ الی اللہ من قطرتین قطرۃ دموع من خشیۃ اللہ وقطرۃ دمٍ تُہراق فی سبیل اللہ۔

(ترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ کو دو قطرے بہت محبوب ہیں ایک قطرہ آنسو کا جو خشیۃ اللہ سے نکلا اور دوسرا قطرہ شہید کے خون کا۔

نوٹ:۔ مومن کی تعریف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱)۔ اذا تتلیٰ علیھم ایٰت الرحمٰن خرّوا سجّدًا وبکیًّا ۵۹:۱۹

(۲)۔ تقشعرّ منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الیٰ ذکر اللہ ۔ ۳۹:۲۴

خون کے قطرے صحابہ اور اہل اللہ نے شوق سے بہائے۔

فمنھم من قضیٰ نحبہٗ ومنھم من ینتظر (۳۳:۲۴)

صد ہزاراں فرسخے در کوئے یار
دشت پُرخار و بلائش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم
کہ وطے ایں دشت را از یک قدم
(مسیح موعودؑ)

حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف رضؓ نے آنسو اور خون کے سرمایہ کے ذریعہ اس دشت پُرخار و پُربلا کو طے کیا اور یار کو پا لیا۔

(قلم کار فاروق علی عنہ)

# تبلیغی خطوکتابت
## دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ — شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## مشرقی پاکستان

ترجمہ خط فضیلت النساء دختر میر عبدالرحمن۔
میمن سنگھ مشرقی پاکستان

میں فضیلت النساء گاؤں رگھنا تھ پور ضلع میمن سنگھ مشرقی پاکستان آج سے احمدیہ موومنٹ جس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ہیں، شامل ہوتی ہوں اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور مغربی پاکستان سے تعلق رکھوں گی اور وعدہ کرتی ہوں کہ اپنی استطاعت اور لیاقت کے مطابق اشاعت اسلام کا کام کروں گی اور میں دل سے وعدہ کرتی ہوں کہ اپنی استطاعت کے مطابق اسلام کی تعلیم اور قرآن اور حدیث اور محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم پر چلوں گی اور تمام دنیوی کاموں پر اسکو مقدم رکھوں۔

میں خدا سے معافی مانگتی ہوں کہ وہ میرے تمام گناہوں کو بخش دے۔ اے میرے خدا میں اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی ہوں تو میرے گناہوں کو بخش دے سوائے تیری ذات کے کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔

السلام علیکم۔

میں آج آپ کو بیعت نامہ ایک لڑکی کا ارسال کر رہا ہوں وہ مذہبی دگاؤ رکھتی ہے اور وہ لٹریچر روز مطالعہ کرتی ہے۔ اس کی عمر ۱۸ سال ہے یہ آپ حضرت امیر قوم کے سامنے پیش کریں۔ اور اس کے حق میں دعا کریں۔

عبدالستار از مشرقی پاکستان

---

## امریکہ

ترجمہ خط ہیرلڈ ایم ذولتز۔ یو۔ ایس۔ اے

جناب عالی

میں ایک امریکہ کے کالج کا طالب علم ہوں، اور ماڈرن اسلام پر پرچہ لکھ رہا ہوں ......... مولانا محمد علی کی تحریرات سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ اور ایسے بڑے رکالر کی کتابیں پڑھکر بہت خوش ہوا ہوں۔ مگر مجھے پھر بھی زمانہ حال کی تبلیغی جد و جہد کے متعلق معلومات درکار ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ مجھے ضرور مطلع کریں گے۔ میں آپ کی اطلاعات کی بہت قدر کروں گا۔ اور میں یہ بھی جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کی ایسوسی ایشن کونسا اخبار شائع کرتی ہے۔ جن کتابوں کو خریدار ہوں اور اس کا کیا چندہ ہے میں خاص طور پر یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کی آرگنائزیشن امریکہ میں بھی کام کر رہی ہے یا نہیں۔

جو اطلاعات آپ مجھے بھیجیں گے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(خط اور لٹریچر بھیجے گئے)

---

## بھارت

ترجمہ خط از مسٹر ایچ۔ آئی جعفری پریذیڈنٹ سنٹرل کونسل مسلم لیگ مہاگاؤں۔ الٰہ آباد۔ مسلم انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیرت خیر البشر اور خلافت راشدہ وصول پائیں بہت بہت شکریہ۔

وہ تمام کتب جو اب تک آپ نے ہمیں بھیجی ہیں مسلم لیگ کے تمام ممبران نے انہیں بہت سراہا ہے اور بہت مفید پایا ہے۔

گذارش ہے کہ ہماری لائبریری کے لئے بیان القرآن۔ اسلام اور کرسچیانٹی اور میرا قبول اسلام ضرور مرحمت فرمائیں۔ مسلم لیگ سنٹرل ہیڈکوارٹر میں آپ کے لٹریچر کی بہت بڑی مقبولیت اور مانگ ہے۔ (انہیں کچھ مطلوبہ کتب میں سے بھیجی گئیں اور خط لکھا گیا)

---

## نائیجیریا

ترجمہ خط عبداللہ او۔ اے تایبن تجرا اوون۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اس خط کو اللہ تبارک وتعالےٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں کہ بہت رحیم اور کریم ہے میں یہ خط آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے لکھ رہا ہوں۔ میں آپ کا بہت ممنون و مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے دین اسلام کا صحیح راستہ دکھایا۔ اور اس طرح آپ نے میری ہی مدد نہیں کی بلکہ میرے دیگر خاندان کے لوگوں کی بھی مدد کی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا صلہ دے اور خدا آپ کی مدد کرے اور لمبی زندگی عطا فرمائے۔ اور خداوند کریم ان کی بھی نصرت کرے جنہوں نے یہ اسلامی کتابیں شائع کی ہیں۔

آپ کی ارسال کردہ کتابوں کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور ان میں سے کتاب ٹیچنگز آف اسلام بڑی ہی مفید ہے اس سے مجھے اسلام کی صحیح تعلیم معلوم ہوگی۔ میں اپنے گاؤں اور کلاس میں اکیلا ہوں۔ میرا کوئی مددگار نہیں تھا۔ مگر آج سے میں نے یقین کر لیا ہے کہ مسلمان کی مدد خدا کرنے والا ہے۔ میرے پاس اس کتاب کے متعلق اپنی خوشی کا اظہار کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔

میں اسلام کی اشاعت میں کوشاں ہوں میں نے یہ کتاب اپنے دوستوں کو دکھائی تھی اور وہ بہت خوش ہوئے .................

.........

خدا کے لئے مجھے اسلام کے متعلق اور کتابیں بھی ارسال کریں۔ دیگر (انگریزی) قرآن شریف مترجم اور نماز مترجم بھی ارسال کریں۔

میں غریب ہوں روپیہ ادا نہیں کر سکتا۔ میں نے اپنا نام اور ایڈریس تبدیل کر لیا ہے۔ اس پتہ پر مراسلت فرمادیں۔ خدا آپ کی مدد کرے۔ شکریہ۔

(انہیں رسائل بھیجے گئے اور خط لکھا گیا)

---

## گھانا

ترجمہ خط محمد سانی مسلے ٹاکورادی۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرصہ سے ہم میں کوئی خط وکتابت نہیں ہوئی ہے امید ہے آپ بفضل تعالےٰ بخیریت ہوں گے۔

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ میں نے کالج میں ایک مسلم سٹوڈنٹس کی شاخ کھولی ہے۔ اور میں آپ کو اس کی پراگرس کی اطلاع دوں گا۔

دیگر میں اور ایم۔ ایس۔ ... صاحب کوماسی گھانا میں ایک دوسرے کو خط لکھتے رہتے ہیں۔

انہوں نے مجھے مطلع کیا کہ ہماری موومنٹ کی برانچ خوب کام کر رہی ہے۔ اور میں یہ سن کر بہت خوش ہوا۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ پر اور دیگر مخلص بندوں پر اپنی رحمتیں نازل کرے آمین۔

والسلام

(خط لکھا گیا)

---

## انڈونیشیا

ترجمہ خط از احمد سلامت۔ انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ اسلامی لٹریچر شکریہ کے ساتھ وصول کیا۔ اسے پڑھ کر بہت خوش ہوا۔ میرے خیال میں یہ لٹریچر زیادہ مفید زیادہ مستند اور زیادہ معقول ہے۔

قبل ازیں اسلام نہایت مشکل ترین مذہب کی حیثیت سے مجھے پیش کیا گیا تھا۔ مگر اب معلوم ہوا

(باقی بر صفحہ کالم ...)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۷ر مارچ ۱۹۶۳ء

# غلافِ کعبہ کی نمائش

چند دنوں سے پاکستان کے طول و عرض میں غلاف کعبہ کی نمائش کے سلسلہ میں جو مشرکانہ بدعت پھیلائی جا رہی ہے اسکو دیکھکر حیرانی ہوتی ہے۔ کہ وہ قوم جس کو ایک خدا کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا تھا جس کو خانہ کعبہ کی بھی نہیں بلکہ رب ھٰذا البیت کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا اس کو کیا ہو گیا کہ پارچات کے ان ٹکڑوں کو جنہیں خانہ کعبہ کے غلاف کے نام سے بنایا گیا ہے۔ مقدس سمجھ کر ان کی زیارت کو موجب ثواب سمجھتے ہوئے جوق در جوق مرد اور عورتیں بچے اور بوڑھے چلے آ رہے ہیں اور ان کو ہاتھ لگا کر اور اگر ہاتھ نہیں پہنچتا تو پگڑیاں اور دوپٹے اچھال اچھال کر تاکہ ان ٹکڑوں کے ساتھ چھو جائیں، انہیں چومتے آنکھوں سے لگاتے اور ایسی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں جو مشرکانہ حدود تک پہنچ گئی ہے۔ یہاں تک کہ بقول اخبار الاعتصام "لاہور میں جس مکان اور کارخانہ میں غلاف کعبہ کے ٹکڑے تیار ہو رہے ہیں وہاں عورتوں اور مردوں کا ایک تانتا بندھا رہتا ہے، جو اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں وہ جہاں غلاف کعبہ کی زیارت کرتے ہیں وہاں اس مکان کی دیواروں اور فرشوں اور غلاف کعبہ تیار کرنے والی مشینوں کو بھی انتہائی مقدس سمجھ کر چومتے جاتے ہیں"۔

اور یہی نہیں الاعتصام کا بیان ہے کہ "غلاف کعبہ کے ٹکڑے باقاعدہ جلوس اور باجوں کے ساتھ حضرت خواجہ علی ہجویری رحمۃ اللہ کی قبر پر لائے گئے، اور انہیں بیت اللہ کی زینت بنانے سے پہلے متبرک و مقدس بنانے کے لئے خواجہ علی ہجویری رہ کی قبر پر چڑھایا گیا اور ایک ٹکڑا بھی حضرت خواجہ صاحب کی نذر کیا گیا"، اور الخام ۹ر مارچ کی روایت

کیا یہ ایک توحید پرست قوم کے لچھن ہیں، کیا اسلام نے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی موقعہ پر بھی اس قسم کی مشرکانہ حرکات کی تعلیم یا اجازت دی ہے؟

لیکن عوام بیچارے کیا کریں، جس قوم کی باگ ڈور ان مصلحت پرست علماء کے ہاتھ میں آجائے جو اپنی سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر قوم کو ہر ایسے رستہ پر لے جانے کے لئے تیار ہوں جس میں ان کے ذاتی اثر و رسوخ کو تقویت حاصل ہو خواہ وہ دینی لحاظ سے کعبہ کے بجائے سومنات ہی جاتے والا کیوں نہ ہو۔ اور حکومت بھی دینی اور اسلامی احکام کو نظر انداز کر کے ان مشرکانہ راہوں کو ہموار کرنے کا سامان مہیا کر دے۔ اس قوم سے اس قسم کی حرکات کا صادر ہونا ایک لازمی اور طبعی امر ہے۔

غلاف کعبہ کے سلسلہ میں پیش آنے والے واقعات اور مشرکانہ حرکات کا ذکر کرتے ہوئے اہل حدیث کے اخبار الاعتصام نے علماء سے نام لے کر فتوے طلب کیا ہے اور ان سے سوال کیا ہے کہ یہ حرکات کہاں تک اسلام کے مطابق ہیں اور مودودی صاحب (جو اس تمام کاروائی کے نگران اعلیٰ ہیں) کا طریق عمل کہاں تک جائز ہے، وہ لکھتا ہے:۔

"ہمیں معلوم ہے یہ مسئلہ نہایت نازک ہے۔ جس جماعت کے ہاتھ میں اس کے انتظام کی باگ ڈور ہے وہ پراپیگنڈا کا بیت بڑی ماہر ہے اور اس سلسلہ کے تمام ذرائع کو حرکت میں لے آتی ہے اسے خود بھی یہ معلوم ہے اور اس کا سنجیدہ طبقہ اس پر نالاں ہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے خلاف شریعت ہے لیکن ان کے اوپر کے حلقہ کے ہاتھ میں ایک ایسی چیز آگئی ہے جسے نہایت آسانی کے ساتھ عوام میں اپنے تعارف و شہرت کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے اور مسلمانوں کے ضعیف اعتقاد سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، چنانچہ وہ اس میں کامیاب ہیں"

ایسا ہی ڈل پور کے ہفت روزہ "المنبر" نے جس کے مالک و مدیر مودودی صاحب کے سابق حواریوں میں سے ہیں، اسلام کی اس نکھری ہوئی توحید کا ذکر کرتے ہوئے جس کے زیر اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

| اني لاعلم انك حجر ما تنفع ولا تضر ولولا اني رائيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل ما قبلتك ۔ | میں اچھی طرح جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے رسول اللہ صلعم کو نہ دیکھا ہوتا کہ وہ تیرا بوسہ لے رہے تھے تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔ |
|---|---|

اور جب لوگوں کو اس درخت کی طرف جاتے ہوئے اور اس کے قریب نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جس کے نیچے رسول اللہ صلعم نے بیعت رضوان لی تھی اور جسکا ذکر قرآن کریم نے اذ یبایعونک تحت الشجرۃ کے الفاظ میں کیا ہے تو حضرت عمر رض نے لوگوں کو ڈانٹا اور سزا کی دھمکی دی اور حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹ پھینکا جائے۔ چنانچہ اس درخت کو کاٹ دیا گیا۔

ان امور توحید کا ذکر کرنے کے بعد "المنبر" نے غلاف کعبہ کے متعلق پیش آنے والے واقعات کا بالتفصیل ذکر کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ:۔

"بعض عوام نے غلاف کے سامنے سر جھکایا، منتیں مانیں اس سے حاجت روائی اور مشکلکشائی کی دعائیں کیں اسے فریادرس سمجھ کر اسے مرادیں بر لانے کو کہا ۔۔۔ اور غلاف کو سلامیاں دی گئیں تو پیں داغی گئیں، پھول نچھاور کئے گئے اور محرابیں بنائی گئیں۔"

وہ لکھتا ہے کہ:۔

"یہ سب باتیں اسلام، توحید اور سنت نبویہ کے مزاج کے خلاف ہیں تعلیمات اسلامیہ کی رو سے ان کا کوئی بھی تعلق اس احترام و تقدس سے نہیں جسکو اسلام احترام و تقدس قرار دیتا ہے، اگر یہ باتیں دین سمجھ کر کی جائیں تو شریعت میں اضافہ تصور کی جائیں گی' اور اس کے بارے میں صریح ارشاد ہے۔

| من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد ۔ | جس کسی نے ہمارے دین میں اس چیز کا اختراع کیا جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔ |
|---|---|

اسے سنت کے بالمقابل بدعت قرار دیا جائے گا۔ اور فرمان رسالت ہے:۔

| كل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار ۔ | ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا مآل و انجام جہنم ہے۔ |
|---|---|

اور اگر غلافِ کعبہ کا جلوس، اس کی نمائش، لوگوں کو اس کی زیارت کی دعوت، اس کو ملک کے کونے کونے میں لے جانے کا اہتمام اور اس کے استقبال کی گرمجوشیاں، دین سے متعلق نہیں ہیں، ان کا تعلق سیاسی مصلحتوں، ملکی مقاصد، گروہی مفادات اور شخصی پروپیگنڈے سے ہے مگر اسے نام دین کا دیا جا رہا ہے۔ تو لوگوں کو خدا کے غضب سے ڈرنا چاہیئے، خدا کے دین کی آڑ میں دنیوی مقاصد کے

(باقی بر صفحہ کالم ملا)

مکتوب افریقہ ——— میاں بشیر احمد صاحب منٹو

# نائیجیریا میں تبلیغ اسلام

مجی و مشفقی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔ پاکستان۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جماعت الاسلامیہ کی لائبریری میں ہر اتوار کو صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک لیکچر ہوتے ہیں، یہ سلسلہ جب سے میں لیگوس آیا ہوں قائم ہے۔ آج تک کبھی بھی ایک بار منقطع نہیں ہوا۔ لیکچر کے معاً بعد حاضرین مقرر سے سوال کرتے ہیں، یہ سوال ضروری نہیں کہ لیکچر کے مضمون سے متعلق ہوں۔ دین سے متعلق ہر قسم کا سوال کرنے کی اجازت ہے۔

پچھلی اتوار کو ایک شریف خاتون نے پوچھا کہ میں قیام میں ہاتھ کیوں باندھتا ہوں جبکہ دوسرے لوگ ہاتھ کھلے چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا حوالہ دیا جس کے مطابق مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں بازو پر رکھیں۔ میں نے کہا کہ مسلمانوں کی کثرت اسی حدیث پر عامل ہے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی موطا میں اسی کی تائید کرتے ہیں مشن بورڈ کے سیکرٹری صاحب نے کہا کہ ہمیں ایسی باتوں کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیئے۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ حضرت رسول کریم صلعم کی سنت کو ہمارے رواجوں پر یقیناً فضیلت حاصل ہونی چاہیئے۔

یہاں ماں باپ اور بزرگوں کو سجدہ کرنے کا بھی رواج ہے۔ اس پر کافی دلچسپ بحث ہوتی رہی قرآن مجید کے بھی حوالے دیئے گئے۔ حاضرین کی زیادہ تر تعداد اسی بات کے حق میں تھی کہ اس رواج کو ختم کر دینا ہی انسب ہے۔

لیلۃ القدر کے احترام میں مسلمانوں کی اکثر انجمنوں نے جلسے کئے۔ جماعت الاسلامیہ نے بھی بدستور سابق جلسہ کیا۔ جلسہ گاہ کو رنگ برنگ کے قمقموں اور قطعوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ پچھلے سال کی طرح اس دفعہ بھی جماعت کا فیصلہ یہی تھا کہ اس موقعہ پر صرف میری ہی تقریر ہو اور ترجمہ کے فرائض عبدالکریم بیگوڈا صاحب صدر جماعت الاسلامیہ ادا کریں۔ جلسہ نہایت پُر رونق تھا ہمارے مشرقی نائیجیریا مشن کے لئے چندہ بھی ہوا۔ اور پچیس پونڈ نقد جمع ہو گئے۔ میری تقریر کے بعد ہمارے چیف امام آگسٹو صاحب بیرسٹر ایٹ لاء نے دعا مانگی کہ اللہ تعالےٰ ہم پر اپنی برکات نازل فرمائے۔ اور مسلمانوں کے قلوب میں ایک دوسرے کی محبت پیدا کرے تاکہ ہم سب مل کر اسلام کی خدمت کر سکیں جلسہ کے اختتام پر حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

عید الفطر کی نماز دس بجے ہوئی۔ آگسٹو صاحب نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ پچھلی عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر جب امام صاحب خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تھے تو ایک ہزار نمازیوں میں سے صرف پچیس یا تیس باقی رہ گئے تھے۔ یہ بات بحد افسوسناک تھی اس ڈر سے کہ اس افسوسناک بات کا اعادہ نہ ہو رمضان کا پورا مہینہ مسلمانوں کو سمجھاتے رہے کہ جب تک خطبہ ختم نہ ہو لے اپنی جگہ سے نہ ہلیں الحمد للہ کہ ہماری محنت رائیگاں نہ گئی اور اس عید الفطر کے موقعہ پر نمازیوں کی کثرت اپنی جگہ پر جم کر بیٹھی رہی اور جب تک خطبہ ختم نہیں ہوا اپنی جگہ سے نہیں ہلی۔ چند آدمی جو اٹھے تھے وہ بھی بٹھا دیئے گئے تھے انشاء اللہ تعالےٰ عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر ایک آدمی بھی قبل از وقت نہیں اٹھے گا۔

کرسمس جس شان سے یہاں منائی جاتی ہے اس طرح سے ہماری عیدیں نہیں منائی جاتیں۔ عیسائیوں کا تو یہ تیوہار ہے۔ اس لئے ان کا حق ہے کہ وہ اسے پوری شان سے منائیں مگر کرسمس کے منانے میں مسلمان بھی کم حصہ نہیں لیتے۔ مسلمان بھی اپنے عزیزوں اور دوستوں کو اسی طرح کرسمس کارڈ بھیجتے ہیں جس طرح عیسائی بھیجتے ہیں۔ مارچ ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ میرے ایک مسلم دوست دو کرسمس کارڈ دکھانے کے لئے لائے جو انہیں دو مسلمان منسٹروں نے بھیجے تھے ان سے دریافت کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ نائیجیریا میں بھی رواج ہے کہ کرسمس پر تو عیسائیوں کی طرح مسلمان بھی کرسمس کارڈ بھیجتے ہیں مگر عیدین پر ایسا کوئی نہیں کرتا۔ میں نے یہ بات سن کر تہیہ کر لیا کہ عید کارڈوں کو بھی یہاں رائج کیا جائے گا۔ الحمد للہ کہ میری کوششیں ضائع نہیں ہوئیں۔ عبدالکریم تیین صدر مسلم سٹوڈنٹس سوسائٹی نے میری آواز پر لبیک کہی اور اس دفعہ چار ہزار کارڈ چھپوائے۔ وہ تمام کے تمام بک گئے اور مالی طور پر بھی سوسائٹی کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اب ان کا ارادہ ہے کہ اگلے برس بارہ ہزار کارڈ چھپوائیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی کوششوں کو بارآور کرے۔

تعلیم یافتہ مسلمانوں میں مشنری سپرٹ پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے دین سے کماحقہ واقف ہو جائیں، اور عیسائیت کا بھی انہیں اتنا علم ہو جائے کہ وہ اپنے دین کی فضیلت اور حقانیت ان پر ثابت کر سکیں۔ سکول کے مسلمان طلباء میں بھی خود اعتمادی کا جذبہ پیدا کرنے کی سعی کرتا رہتا ہوں۔ چند دن ہوئے مجھے انصار الدین مسلم گرامر سکول، سربلیرے میں تقریر کرنے کا اتفاق ہوا۔ دوسرے مسلمان طلباء کی طرح وہ بھی بجائے ...... السلام علیکم کہنے کے گڈ آفٹرنون کہنے لگے۔ میں نے سمجھایا کہ اپنے طریقوں کی پیروی کرنی چاہیئے اور یقیناً ہمارا طریقہ دوسرے طریقوں سے بہتر ہے آئندہ جب کبھی بھی وہ کسی مسلمان سے ملیں تو ہمیشہ السلام علیکم کہیں۔ گڈ آفٹرنون وغیرہ کبھی نہ کہیں۔

عید کے موقعہ پر ایک طالب علم مشرف باسلام ہوا۔ ان کے والد ابھی تک بت پرست ہیں۔ ان کا نام عبدالکریم رکھا گیا۔ اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرمائے۔ آمین

مہینہ میں دو بار ریڈیو پر باقاعدہ میری تقریر ہوتی ہے۔ فروری سے میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بول رہا ہوں۔

اس مہینہ کے آخر میں مشرقی نائیجیریا کے دورہ پر روانہ ہو جاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

خاکسار بشیر احمد منٹو

---

## جماعت کی لائبریریوں کے لئے کتب کا عطیہ

محترم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی نے حسب ذیل کتب بیرونی جماعتوں کی لائبریریوں کے لئے دینے کا ارادہ فرمایا ہے۔ جن جماعتوں میں لائبریریاں موجود ہوں، ان کے سیکرٹری صاحبان جلد کوائف کے ساتھ سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو درخواستیں بھیجدیں۔

کتب جو مہیا کی جائیں گی:—

(۱) مجاہد کبیر

(۲) بشارات احمدیہ ہر سہ حصہ

(۳) Anecdotes from The life of The Prophet

## ضرورت کتب

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک احمدی دوست مندرجہ ذیل کتب قادیان ایڈیشن کے طالب ہیں۔ اگر کسی دوست کے پاس ہوں اور وہ فروخت کرنا چاہیں تو قیمت سے مطلع فرمائیں۔

احمد یار سیکرٹری۔

۱۔ براہین احمدیہ ۱۰۔ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

# احکامِ الٰہیہ اور تبلیغ دین پر استقامت کا حکم اور

## رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذمہ داری کا شدید احساس

## فاستقم کما امرت کے ارشادِ الٰہی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوڑھا کر دیا

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

(۱) شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحًا - والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ و عیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ ———— فلذالک فادع - فاستقم کما امرت ولا تتبع اھواءھم - (شوریٰ آیت ۱۴)

(۲) فاستقم کما امرت ومن تاب معک ولا تطغوا - انہ بما تعملون بصیر (ھود آیت ۱۱۳)

(۳) فلعلک تارک بعض ما یوحیٰ الیک و ضائق بہ صدرک ان یقولوا لولا انزل علیہ کنز او جاء معہ ملک انما انت نذیر - واللہ علیٰ کل شیئ وکیل ———— (سورۃ ھود - آیت ۱۲)

### سرور کائنات صلعم کو فاستقم کما امرت کا حکم

ان آیات میں فاستقم کما امرت کا حکم دہرایا گیا ہے - یعنی یہ کہ جو حکم آپ کو دیا گیا ہے اس پر مضبوطی اور استقلال سے قائم ہو جاؤ - جو حکم دیا گیا ہے وہ جناب الٰہی کی طرف سے ہے - اور وہ حکم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے - حضورؐ محبوب الٰہی ہیں باوجود اس کے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ جو حکم ہم نے آپؐ کو دیا ہے اس پر مضبوطی اور استقلال کے ساتھ قائم رہو - اس کی تعمیل اور تکمیل کرو -

### تمام انبیاء کو ایک ہی دین اختیار کرنیکا حکم

ایک حکم تو وہ ہے جو جمیع انبیاء علیہم السلام کو خدا تعالےٰ نے دیا ہے - چنانچہ فرمایا شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحًا حضرت آدمؑ کے بعد پرانے سے پرانے نبی حضرت نوحؑ ہیں ہم نے جو حکم انہیں دیا ہے - والذی اوحینا الیک وہی حکم آپؐ کو بھی دیا گیا ہے وہی دین آپؐ کو بھی عطا ہوا ہے جس کی ہم نے دیگر انبیاء کو تلقین کی تھی - وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰؑ وعیسیٰؑ - یہی دین حضرت ابراہیمؑ کو بھی دیا گیا تھا - یہودیوں کے پیغمبر حضرت موسےٰؑ اور نصرانیوں کے پیغمبر حضرت عیسیٰؑ کو بھی اسی دین کی تلقین کی گئی تھی - ان انبیاء کرامؑ اور رسلین عظام کو حکم یہ تھا کہ لا تتفرقوا - انتشار اور افتراق پیدا نہیں ہونے دینا - اور ان اقیموا الدین - یہ دین جو جناب الٰہی کی طرف سے مختلف اوقات میں، مختلف قوموں میں اور مختلف وطنوں میں نازل ہوا ہے، وہ ایک ہی ہے کیونکہ اس کا سرچشمہ ایک ہی ہے -

### اقوام عالم میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنیکا حکم

اس دین کو قائم و دائم رکھنا ہے - اس کی پابندی کرنا ہے - تفرقہ بازی نہیں کرنا - ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہونا - گروہ بندی نہیں کرنا فلذالک فادع - اسی اہم امر کی آپ نے قوموں کو تبلیغ کرنا ہے - اسی لئے ہم آپ کو کہتے ہیں کہ افتراق اور انتشار کو ختم کرو - اتحاد و اتفاق کی راہیں ہموار کرو - یہ آسان کام نہیں بلکہ مشکل ترین کام ہے جو آپؐ کے ذمہ عائد کیا گیا ہے -

### اعتراضات کے مقابلہ میں استقامت

نیز فرمایا ولا تتبع اھواءھم - لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھرو - باتیں بہت ہوتی ہیں اعتراضات بے شمار ہیں - فلعلک تارک بعض ما یوحیٰ الیک و ضائق بہ صدرک - لوگوں کی باتوں سے دل کو اذیت پہنچتی ہے - اور دل میں تنگی پیدا ہوتی ہے - معمولی انسان ذرا سی ناکامی سے اپنے مقصود و مطلوب کو چھوڑ دیتا ہے - ان حالات کے اندر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے فاستقم کما امرت - ہمارے احکام فرامین پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا ہے -

### یہودیوں کا خطرناک پراپیگنڈا

یہودی علماء نے لوگوں کو بھڑکایا کہ آپؐ وعظ تو یہ کرتے ہیں کہ تمام انبیاء کا ماننا ضروری ہے - ان کا دین ہمارا دین ہے - سارے نبی ہمارے نبی ہیں ان سب کی تعلیم ایک ہی ہے لیکن بیت المقدس کو جسے حضرت سلیمانؑ نے بنایا ہے اور وہ تمام انبیاء کا قبلہ ہے کیوں چھوڑ دیا ہے - اور اپنا قبلہ الگ کیوں بنا لیا ہے - لہٰذا ایسا پیغمبر جو کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے اور انبیاء کرام کے قبلہ کو چھوڑ چکا ہے ماننے کے لائق نہیں - یہ کتنا بڑا خطرناک پراپیگنڈا ہے - یہ لوگ عوام کو اکساتے تھے - کس قدر بغض اور دشمنی ہے - وہ کہا کرتے تھے کہ اگر محمد صلعم سچے نبی ہیں تو بیت المقدس جا کر حج کیوں نہیں کرتے اگر یہ خوف ہو کہ وہاں کا بادشاہ انہیں قتل کر دے گا تو بھی یہ پیغمبر کی شان کے خلاف ہے کیونکہ پیغمبر ڈرا نہیں کرتے - تو ان حالات کے اندر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ تم نے استقلال اور ہمت سے کام لینا ہے -

### امام فخر الدین رازیؒ کا بینظیر مقالہ

اس پر امام فخر الدین رازیؒ نے ایک بے نظیر مقالہ لکھا ہے - وہ لکھتے ہیں :-

ھٰذہ الکلمۃ جامعۃ فی کل ما یتعلق بالعقائد والاعمال وتبلیغ الوحی - وبیان الشرائع ولا شک ان البقاء علے الاستقامۃ صعب جداً لما کان ھٰذا المقام فی غایۃ الصعوبۃ لاجرم قال ابن عباس ما نزلت علی رسول اللہ فی جمیع القراٰن اٰیۃ اشد واشق علیہ من ھٰذہ الاٰیۃ فلھٰذا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شَیَّبَتْنِی ھُوْدُ۔ وعن بعضھم قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی النوم فقلت لہ روی عنک شیبتنی ھود فقال نعم فقلت بأی آیۃ قال بقولہ تعالیٰ فاستقم کما أمرت۔"

یعنے اس چھوٹی سی آیت میں دین کی سب باتیں آگئی ہیں اس میں اعتقاد بھی ہیں، اعمال بھی ہیں، وحی والہام کی دعوت وتبلیغ کا بھی ذکر ہے۔ شریعت کے اوامر کو اثبت بھی ہیں۔ تو اس معرفت کے حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ اس لئے وہ فرماتے ہیں لما کان ھذا المقام فی غایۃ الصعوبۃ لاجرم قال ابن عباس۔ حضرت ابن عباسؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ خدا تعالےٰ نے ان کو قرآن کریم کا بڑا فہم دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ما نزلت فی جمیع القرآن آیۃ اشد ولا اشق علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من ھذہ الآیۃ۔ کہ اس سے سخت اور شدید حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کوئی نہیں اترا خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو مشکل ترین حکم قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:— شیبتنی ھود یعنے سورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ بعض اولیاء اللہ نے خواب میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی کہ کیا حضورؐ نے فرمایا ہے شیبتنی ھود۔ تو حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ پوچھا کس آیت نے فرمایا فاستقم کما أمرت نے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اس ذمہ داری کا کس قدر احساس تھا۔ حضورؐ خوب سمجھتے تھے کہ فرائض کیا ہوتے ہیں اور ان کی تعمیل وتکمیل کیسے ہوتی ہے۔

## غور وفکر کا مقام اور قلبی طہارت کی ضرورت

یہ ہر مسلمان کے لئے غور وفکر کا مقام ہے۔ اور یہ جماعت جس نے ایک امام کو دیکھا ہے اس کے لئے اور بھی ڈر کا مقام ہے۔ یاد رہے کہ خدا علامتوں سے نہیں دل کی تبدیلی اور قلب کی طہارت سے خوش ہوتا ہے۔ دل کی تبدیلی اور پاکیزگی کے بغیر نیک اعمال کی توفیق نہیں ملتی۔ ہمارا دل انجن ہے اس سے ہمارے اعضاء متحرک ہوتے ہیں۔ جو کچھ یہ کرے گا وہی کچھ اعضا کریں گے۔ بے حیا دل آنکھ کو بھی بے حیا کر دیتا ہے۔ جھوٹا دل زبان کا بھی اعتبار کر دیتا ہے۔ بُرا دل کان سے ممنوعہ اور ناپسندیدہ باتیں سننا پسند کرتا ہے۔ چنانچہ دل کی پراگندگی سے انسان کے قول اور فعل میں پراگندگی پھیل جاتی ہے۔ یہ کیفیت تب ہی ہوتی ہے جب خدا پر ایمان نہ ہو، اس کے حاضر وناظر ہونے پر ایمان نہ ہو، خدا تعالےٰ کے نزدیک نماز، روزہ، عبادت ریاضت قابل قبول نہیں جب تک اس میں دوام اور استقرار نہ ہو۔ اور ہمیشگی نہ پائی جائے۔

## ہمارا دین

قرآن کریم اور حدیث شریف، خدا تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ اس کی پابندی کرنا ہمارا دین ہے۔ اسی دین کی ہمارے امام زمانؑ نے بھی تلقین وتبلیغ کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اصل دین قرآن اور حدیث ہے۔ ان کے باہر جو کچھ ہے وہ مردود ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ترکت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا ابدا کتاب اللّٰہ وسنتی میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں، کتاب اللہ اور میری سنت۔ ان تمسکتم بہ۔ اگر تم نے ان پر مضبوطی سے عمل کیا اور ان کی پابندی کی لن تضلوا ابدا تو تم کبھی اور قطعاً گمراہ نہیں ہو گے اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔

---

## اخبار احمدیہ

**تقریب شادی** — ۲۴ مارچ ۶۳ء کو لائلپور میں محترم الحاج شیخ میاں محمد صاحب کے فرزند ارجمند شیخ میاں ظہور احمد صاحب کی صاحبزادی مسرت جبین کی شادی میاں آفتاب احمد صاحب ولد میاں رؤف احمد صاحب مرحوم کیساتھ عمل میں آئی۔ پچیس ہزار روپیہ حق مہر کا اعلان کیا گیا۔

اسی دن میاں رؤف احمد صاحب کی صاحبزادی مسرت پروین (پوتی الحاج شیخ میاں محمد صاحب) کی شادی شیخ محمود احمد ولد میاں بشیر احمد صاحب مرحوم کیساتھ ہوئی حق مہر پانچ ہزار روپیہ۔ دونو کا خطبہ نکاح حضرت امیر ایدہ اللہ نے دیا۔ اس موقعہ پر فریقین کی طرف سے احباب کو پرتکلف دعوت طعام دی گئی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے ہم اس تقریب سعید کے لئے محترم شیخ میاں محمد صاحب اور دیگر افراد خاندان کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

**شیخ انعام الحق صاحب کی علالت** } حیدرآباد دکن سے شیخ انعام الحق صاحب کی صحت کے متعلق جو مزید خبر آئی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ موصوف پر اعصابی کمزوری اور خون کے دباؤ کی کمی کے علاوہ فالج کا بھی حملہ ہوا جس پر انہیں ہسپتال داخل کیا گیا جہاں دو روز بیہوش رہے۔ لیکن بات چیت تکلف کیساتھ کرتے ہیں الفاظ صاف ادا نہیں ہو سکتے بائیں ہاتھ پر معمولی سا فالج کا اثر ہے حالت خطرہ سے باہر بتائی جاتی ہے احباب سے التماس ہے کہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

**آہ ڈاکٹر رحمت اللہ** — مظفرآباد سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ ہماری جماعت کے نہایت مخلص ممبر ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب جو ایک عرصہ سے بیمار چلے آ رہے تھے ۲۴ مارچ کو میرپور (آزاد کشمیر) میں وفات پا گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو فوتیدگی کے بعد [illegible] میں لا کر دفن کیا گیا مرحوم بڑی خوبیوں کے انسان تھے اور ان کا وجود جماعت کے لئے موجب رحمت و برکت تھا۔ ان کے فرزند خالد محمود گورنمنٹ کالج میرپور میں پروفیسر ہیں اور دوسرے طارق محمود جہلم میں مجسٹریٹ (زیر تربیت) کے عہدہ پر متعین ہیں۔ ہم دونوں اور دیگر تمام افراد خاندان کے ساتھ اس صدمہ میں دلی ہمدردی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے مرحوم کا جنازہ غائبانہ گذشتہ جمعہ لاہور میں پڑھا گیا۔ بیرونی احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

**خواجہ عبدالغنی صاحب کیلئے درخواست دعا** — کراچی سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ خواجہ عبدالغنی صاحب کی بائیں آنکھ کا موتیا کا اپریشن ہوا ہے۔ اور انہوں نے احباب سے صحتیابی کے لئے دعا کی استدعا کی ہے۔

---

## غلافِ کعبہ کی نمائش

(بسلسلہ صفحہ ۳)

حصول کی نیت، ایک ایسا جرم ہے جو بالآخر انسان کو بے دین بنا کر چھوڑتا ہے۔ علاوہ بریں یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیئے کہ امسال غلاف کعبہ کی تیاری کا شرف صرف پاکستان ہی کو حاصل نہیں ہوا، غلاف کعبہ کا کپڑا ہندوستان میں بھی تیار ہوا ہے اور یہ حجاز پہنچ بھی چکا ہے نہیں کہا جا سکتا کہ کونسا کپڑا زیادہ بہتر ہو اور آئندہ کے لئے غلاف کعبہ کی تیاری کا شرف پاکستانیوں کو حاصل ہو یا ہندوستان کے پارچہ باف مسلمانوں کو۔ اگر یہ تقریبات اور تشہیر قومی یا سیاسی مقاصد کے لئے کی جا رہی ہیں اور کل خدانخواستہ یہ شرف ہماری بجائے ہندوستان والوں کو حاصل ہوتا ہے تو سوچ لیجئے کیا اس وقت اتنی ہی خفت نہیں اٹھانا پڑے گی؟"

"المنبر" کا یہ بیان کسی تبصرہ کا محتاج نہیں، کاش ہمارے ملکی اخبارات اور وہ روزنامے بھی جو سلطان جائر کے سامنے حق بات کہنے کے دعوے دار ہیں اور اسکو افضل الجہاد کہتے ہیں، ایسے خلاف الاسلام واقعات کی تشہیر کرتے ہوئے عوام اور راہ حق سے دور لے جانے والے نام نہاد علماء کے سامنے بھی حق بات کہنے کی جرأت اپنے اندر پیدا کریں۔

مولانا عبداللہ جان نیازی

# سورج اور چاند گرہن

اس سال ماہ شعبان ۱۳۸۲ھ (مطابق جنوری ۱۹۶۳ء) کی ۱۳ قمری تاریخ کو چاند گرہن لگنے کی اور ۲۸ قمری کو سورج کے گرہن لگنے کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی چنانچہ ۱۰/۱/۶۳ کو رات کے دو بجے سے چار بجے تک چاند کو گرہن لگا اور ۲۸ شعبان مطابق ۲۵/۱/۶۳ کو سورج گرہن ہوا۔ قانون قدرت آفرینش کائنات سے یہی رہا کہ چاند گرہن قمری مہینے کی ۱۳-۱۴-اور ۱۵ میں سے کسی تاریخ کو لگتا ہے اور سورج گرہن قمری مہینہ کی ۲۷-۲۸-اور ۲۹ میں سے کسی تاریخ کو لگتا ہے اور اسی سنت اللہ سے یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ فلاں تاریخ چاند اور فلاں تاریخ سورج کو گرہن لگے گا۔ اس عالم میں سنت اللہ یا قوانین قدرت میں ایک استقلال نظر آتا ہے اور یہی سنت اللہ کا علم دنیا کی ترقی کا اولین زینہ ہوتا ہے اگر الٰہی قوانین میں یہ استقلال نہ ہوتا تو ہم کوئی علمی ترقی نہ کر سکتے اور اسی قانون کے مطابق سالانہ تقویم اور جنتریاں بنتی اور بکتی ہیں چنانچہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے وجعلنا النهار مبصرة لتبتغوا فضلا من ربكم ولتعلموا عدد السنين والحساب۔ وكل شئ فصلناه تفصيلا۔

اسی سنت اللہ کے ماتحت علم اجرام فلکی کے ماہرین نے اس ماہ شعبان میں بتایا کہ شعبان کی ۱۳ کو چاند اور ۲۸ کو سورج گرہن لگے گا۔ سورج چاند اور زمین اپنے اپنے دائرہ کے اندر چکر لگا رہے ہیں۔ یہ تین کیا کروڑوں سیارے اپنے اپنے دائروں میں چکر لگاتے رہتے ہیں لیکن کبھی آفرینش کائنات سے آج تک دو سیاروں کا ٹکراؤ نہیں ہوا جہاں کہ ہماری بنائی ہوئی چیزوں (موٹروں۔ ٹرکوں۔ ریلوں۔ جہازوں) میں روزانہ تصادم ہوتا رہتا ہے اور بہت سے نفوس ضائع ہو جاتے ہیں۔ پانی کے متعلق قانون قدرت کا جب علم ہوا کہ وہ اپنی سطح برابر رکھتا ہے تو عہد مغلیہ میں جمنا سے ایک نہر نکالی گئی جس کا پانی لال قلعہ کے غسل خانوں میں گزرتے ہوئے دربار عام کے مرمری نالہ سے گزرتا تھا۔ آج کل دنیا نے دوسرے رنگ میں ترقی کی ہے اور اونچی جگہ سے نلکوں کے ذریعہ پانی شہروں میں اونچی عمارات اور محلات میں پہنچایا جاتا ہے۔ اگر پانی دریا یا نہر کی ایسی جگہ سے لیا گیا جو سطح سمندر سے ۵۰۰ فٹ بلند ہے تو نلکوں کا پانی اتنی ہی بلندی تک پہنچایا جا سکتا ہے لیکن اگر کسی عمارت کی بلندی ۵۰۰ فٹ سے زیادہ ہے تو پانی وہاں نہیں چڑھے گا۔ قانون قدرت کے ماتحت اس کی چڑھائی وہاں ختم ہو جاتی ہے۔

یہ سنت اللہ اور قانون قدرت خدا تعالےٰ کی کل کائنات میں نظر آتا ہے اور ان قوانین کے ماتحت ہم اپنے مفاد کے لئے ایجادات کر سکتے ہیں لیکن قوانین قدرت میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔ تبدیلی نہ ہونا بھی قانون الٰہی ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ فلن تجد لسنت الله تبديلا ولن تجد لسنت الله تحويلا (۲۲) اس غیر متبدل قانون کا اجسام فلکی کے متعلق قرآن کریم نے بدیں الفاظ نقشہ کھینچا ہے لا الشمس ينبغي لها ان تدرك القمر ولا الليل سابق النهار وكل في فلك يسبحون (۲۳)

چاند سورج سے روشنی لیتا ہے خود روشن نہیں۔ زمین اپنے چکر میں جب سورج اور چاند کے درمیان آجاوے تو زمین کا سایہ چاند پر پڑتا ہے تو رات کے وقت چاند کا وہ حصہ اتنی دیر کے لئے تاریک ہو جاتا ہے جتنی دیر زمین ان دونوں کے درمیان سے گذر جاوے اور جب چاند سورج اور زمین کے درمیان آجاوے تو سورج کو دن کے وقت گرہن لگتا ہے اتنی دیر کے لئے کہ چاند دونوں میں سے گذر جائے۔ اجرام فلکی میں کسی قسم کی تبدیلی انسانی دست قدرت سے خارج ہے۔ چاند گرہن اور سورج گرہن ہمارے کسی طرح کے عمل سے نہیں لگ سکتا ہے۔ یہ زمین جس پر ہم زندگی گذارتے ہیں یہ حرکت کرتی ہے اور ہم اس کی حرکت کو روک نہیں سکتے۔ نہ اس کے یا چاند کے یا سورج کے عمل حرکت میں ایک سیکنڈ کا فرق بھی ہو سکتا ہے اور نہ چاند اور نہ سورج اپنے محور اور دائرہ حرکت سے ادھر ادھر ہو سکتے ہیں۔

ہاں ہمارا علم محدود ہے۔ ہم صدیوں قبل یا سالہا قبل نہیں بتا سکتے کہ کب چاند یا سورج کو گرہن لگے گا۔ اگر کوئی بتا سکتا ہے تو زمین و آسمان کا خالق ہی بتا سکتا ہے۔

امام باقر کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی موعود کی بعثت کی یہ نشانی بتائی ہے کہ اس کے زمانہ میں ماہ رمضان میں چاند گرہن کی پہلی رات چاند اور سورج گرہن کی دوسری رات سورج کو گرہن لگے گا۔ اصل حدیث یہ ہے:۔

عن محمد بن علي الباقر بن زين العابدين قال ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض ينكسف القمر لاول ليلة في رمضان وتنكسف الشمس في النصف منه (دار القطنی) چاند کی پہلی دوسری اور تیسری کو ہلال کہتے ہیں اور چوتھی کو قمر کیونکہ وہ روشن ہو جاتا ہے۔ دیکھو لغات عرب قاموس تاج العروس ولسان العرب وغیرہ اس لئے اول رات اور نصف سے مراد گرہن کی تاریخوں کی اول اور نصف تاریخیں ہیں۔ چنانچہ یہ گرہن دونوں کو چاند کی ۱۳- اور چاند کی ۲۸ کو ۱۸۹۴ء میں لگا۔ جبکہ مہدی معہود ہونے کا دعویدار حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد صد چہاردہم کے سوا دنیا میں کوئی نہ تھا۔ اور ان کی وفات تک اور اس کے بعد آج تک کوئی ان کے مقابل دعویدار پیدا نہیں ہوا۔ اس سال ماہ شعبان میں ان ہی تاریخوں میں چاند گرہن اور سورج گرہن لگنے نے ثابت کر دیا کہ سنت اللہ یہی ہے کہ چاند کی ۱۳-۱۴-۱۵ میں سے کسی رات چاند کو اور چاند کی ۲۷-۲۸-۲۹ میں سے کسی دن کو سورج کو گرہن لگتا ہے۔

قرآن کریم میں عقلمندوں کی نشانی یہ بتائی گئی ہے ان في خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لآيات لاولي الالباب۔ لیکن آج کل کے ملاں علم صرف و نحو کے سوائے علوم فلکی و ارضی سے محروم ہیں اس لئے بعض مولویوں نے اعتراض کیا کہ چاند کو پہلی رات اور سورج کو دوسری رات گرہن لگنا تھا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے تورات میں ہے ایک کنواری بیٹا جنے گی کے معنی یہ لئے جاویں کہ چند دنوں کی بچی بچہ جنے گی یا مدت طفولیت میں ایک لڑکی بچہ جنے گی۔ لڑکی بچہ تب جنتی ہے جب وہ بالغ ہو جاتی ہے۔ درخت پھل تب دیتے ہیں جبکہ وہ اپنی بلوغت کو پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح قانون الٰہی کے ماتحت کسوف و خسوف خدا تعالےٰ کے مقررہ ایام ہوتے ہیں نہ کہ پہلی رات کو۔ پہلی رات کا چاند تو اکثر دفعہ دکھائی بھی نہیں دیتا اور پھر سورج کو رات کو گرہن نہیں لگا کرتا۔

چاند اور سورج کو گرہن لگ جانے کے بعد حضرت مرزا صاحب دعوے مہدویت کرتے تو خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ انہوں نے نشان کو پورا ہوتے دیکھ کر دعوے کر دیا لیکن یہ نشان حضرت مرزا صاحب کے مامور من اللہ ہونے کی ناقابل انکار شہادت ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے بھی اس نشان کو ناقابل انکار قرار دیا ہے۔ اذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر يقول الانسان يومئذ اين المفر (سورۃ القیامۃ)

(۱)۔ اس نشان کے وقوع سے ۱۵ سال قبل حضرت مرزا صاحبؒ نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا کہ اُن کے لئے کسوف اور خسوف کا نشان ظاہر ہوگا حالانکہ ۱۵ سال قبل ماہرین فلکیات بھی نہیں بتا سکتے۔

(۲)۔ یہ نشان حضرت مرزا صاحبؑ کے دعوے مہدویت سے ۱۲ سال بعد وقوع پذیر آیا۔

(۳)۔ یہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت کا نشان تھا کیونکہ کسوف خسوف ہندوستان میں ہوا اور عرب شام وغیرہ میں نہیں ہوا۔ اس سے گویا خدا تعالے نے بتا دیا کہ مہدی ہندوستان میں ہے۔

(۴)۔ حضرت مرزا صاحب کی وفات تک اور اس کے بعد آج تک کوئی مدعی ظاہر نہیں ہوا جو یہ دعوے کر سکے کہ یہ آسمانی نشان اس کے ظہور اور بعثت کی نشانی ہے۔ حضور نے کیا صحیح اور خوب فرمایا ہے۔

ملاں بارد نشان الوقت بگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

(۵)۔ یہ علم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کے رسول ہونے کے مسلمان قائل ہیں وحی الٰہی کے سوائے کیسے ہو سکتا تھا۔ قرآن میں آپ کی صفت یہ بیان کی گئی ہے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ بغیر وحی الٰہی کے آپ کوئی بات بیان نہیں فرماتے۔ $\frac{27}{5}$

(۶)۔ ۱۴۰۰ سال قبل از وقوع کسوف و خسوف کی پیشگوئی کسی بشر کے اختیار میں نہیں اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ایسا واقعہ ہوگا کیونکہ خدا تعالے کا حکم ہے کہ غیب کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ ان کو بتا دو کہ۔ وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون (ــــ) رسول کریم اور باقی سب رسل کو غیب کا کوئی علم نہیں جب تک خدا تعالے نے خود کسی امر کے متعلق ان کو اطلاع نہ دے قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا ما یوحی الی وما انا الا نذیر مبین (ــــ)

(۷)۔ آیت بالا مندرجہ سپارہ ۲۶ رکوع اول سے جو نقرہ (۶) میں درج ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی کی ورنہ ان کو نہ کسی اور کو اس کا علم نہ ہو سکتا تھا اور نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدوں اذن و حکم الٰہی اس کا اظہار اور اعلان کر سکتے تھے۔

(۸)۔ اس پیشگوئی کی عظمت کو چار چاند اس امر سے بھی لگا کہ ماہ رمضان کا تعین بھی اس میں ہے۔

(۹)۔ اس غیر معمولی کسوف اور خسوف کا ذکر اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع کی کتابوں میں بھی ہے

(۱۰)۔ راوی آئمہ قریش میں سے ایک امام ہے جن کی طرف اپنی طرف سے پیشگوئی بنانے کا مذموم الزام بھی نہیں لگایا جا سکتا اور ان کو اس سے فائدہ کیا تھا۔ اور اگر انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر معاذ اللہ جھوٹ باندھا تو خدا نے کیسے ۱۴۰۰ سو سال بعد اس پیشگوئی کو پورا کر دیا۔

پیشگوئی نے واقعہ کی صورت اختیار کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخبر صادق ثابت کر دیا۔ امام باقر کو سچا ثابت کر دیا اور نیز حضرت مرزا صاحب کے مستجاب اللہ ہونے پر آسمانی شہادت کی مہر لگا دی۔ ان بزرگ ہستیوں کے اختیار میں نہ تھا بلکہ یہ خدا قادر مطلق کے اختیار میں تھا۔ اگر یہ پیشگوئی خود ساختہ تھی تو خدا نے اپنے فعل سے تینوں کے سچا ہونے پر مہر کیوں لگا دی۔

اس کسوف اور خسوف میں جو حضرت مرزا صاحبؑ کے دور مہدویت میں واقع ہوا ایک اور اعجازی پہلو بھی تھا وہ یہ کہ سنہ ۱۸۹۴ء میں چاند کی جن تاریخوں کو ہندوستان میں خسوف اور کسوف ہوا۔ چاند کی ان ہی تاریخوں میں امریکہ بھی ۱۸۹۵ء میں خسوف اور کسوف ہوا یعنے کامل ایک سال کے بعد۔ یہاں کسی ناواقف کے دل میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں تو یہ واقعہ حضرت مرزا صاحب کے مہدویت کے لئے بطور نشان و تصدیق آسمانی ظاہر ہوا لیکن ایک سال بعد امریکہ میں کیوں واقعہ ہوا۔ بات یہ ہے کہ امریکہ میں ایک پادری اس دعوے کے ساتھ کھڑا ہوا تھا کہ وہ ایلیا نبی کا مثیل ہے اور اب حضرت مسیح کا نزول ہوگا اور وہ انکر اسلام کا اور مسلمانوں کا خاتمہ کریں گے اور خانہ کعبہ کو منہدم کر دیں گے۔ جب امریکی اخبارات سے یہ خبر قادیان میں پہنچی تو ساری امت محمدیہ میں سے صرف حضرت مرزا صاحب نے اسکو للکارا اور چیلنج کیا کہ میں مسیح موعود ہونے کا مدعی ہوں اور تمہارا ایلیا کے مثیل ہونے کا دعوے ہے اس لئے تم میرے مقابلہ کے لئے آؤ تم اپنے خدا سے نشان مانگو اور میں اپنے خدا سے مانگوں گا ہم دونوں میں سے دیکھا جاوے گا کہ خدا تعالے کس کی تائید کرتا ہے اس چیلنج کا جواب اس نے یہ دیا کہ میں مچھروں کا مقابلہ کیا کروں، خیال رہے کہ یہ شخص شہزادوں کی طرح رہتا تھا۔ ایک علیحدہ شہر اس نے آباد کیا تھا جس کا نام اس نے صیہون (ZOIN) رکھا جو ہر طرح سے ایک کامل مکمل قصبہ تھا۔ جس میں ایک امریکی شہر کی ساری ضروریات کاملاً موجود تھیں اور اس شہر میں صرف اس کے معتقدین رہتے تھے۔ اس کے چیلنج کے قبول کرنے سے انکار پر حضرت مرزا صاحب نے اس کو پھر للکارا اور اطلاع دی کہ وہ چیلنج قبول کرے یا نہ کرے وہ دنیا سے سخت ذلت کے ساتھ رخصت ہوگا اور اس عروج میں اس کا زوال اور ہلاکت اور ذلت جو ناممکن نظر آتی ہے، ظاہر ہو جائے گی اور یہی خدا کی وحی کی اطلاع ملی ہے اس مباہلہ کا ذکر امریکہ کے ۳۲ بڑے بڑے اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ چنانچہ جلد ہی اس پر فالج کا حملہ ہوا اور اس کے متبعین پر اس کے حرامی ہونے اور اس کی بدکاریوں کا حال جب کھلا تو انہوں نے اسکو صیہون سے نکال باہر کیا اور وہ بڑی ذلت کی موت مرا۔ ان سب واقعات کا چرچا امریکہ میں ہوا۔ اور یہاں لوگوں کے لئے نشان تھا۔ خدا بخش عبدالرحیم درد کو جزا دے خیر دے کہ انہوں نے اپنے دوران قیام امریکہ میں کئی سال بعد جبکہ وہ بطور مبلغ وہاں گئے امریکہ کے اخبارات سے جو مواد وہاں ملا۔ وہ جمع کیا اور اس سارے نشان پر ایک مکمل کتاب انگریزی میں شائع کی اور اس نشان آسمانی کو اس طرح آیندہ آنے والوں کے لئے ثابت کر دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوگئی کہ مسیح موعود خنزیر کو قتل کرے گا۔ کیا یہ صرف مرزا صاحب کی ذمہ داری تھی کہ عیسائیوں سے وہ مباہلہ کریں، ہندوؤں سے وہ مقابلہ کریں۔ غیر مذاہب کا ہر طرح مقابلہ کے لئے وہ ہر وقت کمربستہ ہوں وہ زبدۃ الحکماء اور فقہا شمس العلماء اور قمر الفضلاء وغیرہم جو مسیح ملت حکیم وقت مفتی کرام قاضی ملت۔ اور سیف الاسلام وغیرہ وغیرہ کہلاتے ہیں انکو سانپ کیوں سونگھ گیا کہ وہ کسی غیر مسلم مدعی نبوت کے مقابلہ میں نہ اٹھے۔ وہ نہیں اٹھ سکتے تھے۔ کیونکہ ان کا خدا سے تعلق نہ تھا۔ اگر ان میں سے کسی کا خدا سے تعلق ہوتا تو وہ ضرور کھڑا ہوتا یہ مقابلہ وہی کر سکتے ہیں اور دنیا کو چیلنج وہی دے سکتے ہیں جن کو خدا تعالے انا کہے انی معک (اسمع وارے) وہ کیا آواز تھی کہ حضرت موسے کی والدہ کے کان میں پہنچی اور اس نے اپنا دودھ پیتا بچہ دریا میں بہا دیا۔ وہ کیا آواز تھی جو موسے اور ہارون کو آئی اور یا تو وہ ڈر کے مارے فرعون کے سامنے جانے کی جرأت نہ رکھتے تھے۔ یا سامنے آن کر کہتے ہیں انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی $\frac{24}{11}$ اور جب فرعون کہتا ہے انی لاظنک یا موسی مسحورا تو حضرت موسے اسکو جواب میں فرماتے ہیں انی لاظنک یا فرعون مثبورا ($\frac{15}{12}$)

حضرت مرزا صاحب کا مصنف امہات المومنین پکھرام عیسائی ڈپٹی آتھم مسٹر پگٹ لندن۔ مسٹر ڈوئی امریکہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہونا بھی ان کے مستجاب اللہ ہونے کی کافی شہادت ہے۔ یہ مقابلہ اور دنیا کو چیلنج اور ہر فرعون زمانہ کے آگے سینہ سپر ہونا اور ہر جھوٹے مدعی نبوت (ڈاکٹر ڈوئی) اور مسٹر پگٹ کو چیلنج کرنا وہی کر سکتا ہے جس کے کان میں ویسی ہی آواز آئی ہو جیسے ام موسے کے کان میں آئی یا موسے اور ہارون کے کانوں میں آئی۔ اگر یہ بات نہیں تو حضرت مرزا صاحب کے سوا کیوں کوئی ایسی جرأت نہ کر سکا اور وہ جرأت ایمانی نہ دکھا سکا یقیناً ساری دنیا حضرت مرزا صاحب کا جرأت سے دشمنان اسلام کو للکارنا ان کے مستجاب اللہ

غلام احمد بشیر صاحب مبلغ ہالینڈ

# ہالینڈ میں شیخ میاں محمد ٹرسٹ کے زیر اہتمام تبلیغ اسلام

## ۱۹۶۲ء کی تبلیغی مساعی پر ایک نظر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۶۲ء کا سال ہمارے مشن کے لئے خاص طور پر بابرکت ثابت ہوا۔ اس سال کے دوران میں تبلیغ اسلام کے نئے نئے مواقع پیدا ہوئے اور ایک اسلامی درس و تدریس کی انسٹی ٹیوٹ کے قیام کی توفیق ملی۔ اس اجمال کی تفصیل ذیل میں ہدیہ قارئین پیغام صلح کی جاتی ہے:۔

۱۔ ہالینڈ کے مختلف مقامات پر ٹیچرز ٹریننگ اور ٹیکنیکل ٹریننگ سکولوں میں اسلام پر لیکچرز۔

اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل مقامات پر لیکچرز دیئے گئے:۔

(۱) آمرس فورٹ میں تین (۲) ہیرل فین میں پانچ (۳) آپلے ڈورن میں ایک (۴) دراختن میں دو (۵) نیجمگن میں ایک (یکصد بیس سے زیادہ طلباء جمع تھے) (۶) دورڈرخت میں ایک (۷) اوترڈم میں چار (۸) میپل میں ایک۔ چار صد سے زیادہ طلباء کا مجمع تھا۔ (۹) ہلورخ میں دو (۱۰) ایمسٹرڈم میں دو اور لائڈن میں ایک۔

ہر موقع پر نصف گھنٹہ تقریر کے لئے اور نصف تبادلۂ خیالات کے لئے ہوتا۔ طلباء نے ان لیکچروں کو نہایت غور سے سنا اور پھر مختلف سوالات کے ذریعہ مزید معلومات حاصل کیں۔ سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں نے دوبارہ مدعو کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

دو مقامات پر دو پادری صاحبان نے لیکچرز سن کر اپنے اپنے چرچ کی مجالس میں بھی تقاریر کی دعوت دی۔

(ب) ہیگ کی لیبر پارٹی کی خواتین کی دعوت پر ان کے ہاں تقریر کا موقعہ ملا۔ اسلام کے متعلق میرے خیالات سن کر کہنے لگیں کہ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ اسلام اس قسم کا ترقی یافتہ مذہب ہے۔ تبادلہ خیالات کافی دیر تک جاری رہا۔ انہوں نے دوبارہ تقریر کی دعوت دی۔

۲۔ ورلڈ کانگرس آف فیتھس کی طرف سے دو مواقع پر اسلام کی نمائندگی کرنے کا موقعہ ملا۔

دو دفعہ ایمسٹرڈم میں ایک تنظیم کی طرف سے تقریر کے لئے مدعو کیا گیا۔ ایک دفعہ ایک سپریچوئیل ریوائیول کی کانفرنس کے موقعہ پر قرآن مجید کی بعض دعاؤں کی تلاوت کی اور پھر ان کا ڈچ زبان میں ترجمہ پڑھ کر سنایا

ج۔ ہیگ میں ہم باقاعدہ جلسے کرتے رہتے ہیں جن میں کافی تعداد میں احباب شریک ہو کر ہمارے خیالات سنتے رہے۔ اس سلسلہ میں ہم نے ایک پادری صاحب کو بھی تقریر کے لئے بلایا۔ جنہوں نے اپنے مذہب کی رو سے انسانی زندگی کا مقصد بتلایا۔ ہماری طرف سے برادرم عبداللہ فان اونک نے بہت ہی اچھے پیرائے میں اسلام کا نظریہ پیش کیا۔

۲۔ ہیگ میں ایک بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جو کہ بہت کامیاب رہی۔

۳۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں قرآن مجید کے نزول کی یاد منانے کے لئے ایک جلسہ کیا گیا جس میں کافی تعداد میں احباب شامل ہوئے۔ مسٹر عبداللہ فان اونک۔ کیسر کامپ اور خاکسار نے تقاریر کیں

۴۔ عیدین کے موقعہ پر بڑی رونق رہی۔ میلادالنبیؐ کے موقعہ پر آنحضرتؐ کے سوانح زندگی بیان کرنے کے لئے ایک جلسہ کیا گیا جس میں ایک غیر مسلم دوست نے نہایت اچھے پیرایہ میں نبی کریمؐ کی دی ہوئی تعلیم اور اس کے اثر پر تقریر کی۔

۵۔ دو دفعہ ایک لبرل پادری صاحب کو تقریر کے لئے بلایا گیا۔ ہر تقریر کے بعد ہم اسلامی نظریات کی وضاحت کرتے رہے۔

اس قسم کے اجتماعات ہر ماہ ایک یا دو دفعہ ہوتے رہے۔

د۔ ہیگ سے ساٹھ ستر میل کے فاصلہ پر بمقام سائیست ہر سال پارک میں ہائیڈ پارک لندن کی طرز پر مقررین کو پبلک میں اپنے خیالات کے اظہار کی اجازت دی جاتی ہے۔

۶۔ الحاج شیخ میاں فضل احمد صاحب آنریری سیکرٹری شیخ میاں محمد ٹرسٹ مشن کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ ان کا دوستوں سے تعارف کروانے کی غرض سے ایک اجتماع کیا گیا۔ جس میں آپ نے دوستوں سے مختصر سا خطاب بھی فرمایا۔

اسی طرح جناب مولانا یعقوب خان صاحب بھی کچھ دنوں کے لئے ہالینڈ تشریف لائے۔ ان کی آمد پر بھی ایک جلسہ کیا گیا جس میں آپ نے اسلام کی خوبیوں پر تقریر فرمائی۔

دو تین سالوں سے میں وہاں باقاعدہ جا کر اسلام کے متعلق تقریر کیا کرتا ہوں۔ اس موقعہ پر مختلف قسم کے لوگوں سے ملنے اور باتیں کرنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس علاقے کے بہت سے لوگوں سے مجھے تعارف ہو گیا ہے۔ اخبارات میں بھی بعض اوقات ذکر آجاتا ہے۔ چنانچہ اس سال خاکسار وہاں پر چار دفعہ گیا۔ اور مختلف قسم کے لوگوں کے ساتھ تبادلۂ خیالات کا موقعہ ملا۔

## ہالینڈ میں اسلامی انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح

نومبر کے مہینے میں الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب پریذیڈنٹ میاں محمد ٹرسٹ ہالینڈ تشریف لائے۔ ان کی آمد کی اطلاع احباب کو وقت پر کر دی گئی۔ اس وجہ سے آپ کی آمد کے دو تین دن بعد ہم نے ایک استقبالیہ جلسہ منعقد کیا جس میں کافی تعداد میں احباب نے شریک ہو کر آپ سے ملاقات کی اور تعارف پیدا کیا۔ ہم دیر سے انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح کرنے کی تجویز کر رہے تھے۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب محترم کی آمد سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے افتتاح کی تاریخ مقرر کر دی گئی۔ افتتاح سے ایک دن پہلے ہم نے ایک پریس کانفرنس منعقد کی جس میں ملک کے مشہور اخبارات کے نمائندگان نے حصہ لیا۔ اس کانفرنس کے موقعہ پر خاکسار نے مختصر طور پر انسٹی ٹیوٹ کے قیام کی غرض بتلاتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالی کہ اگرچہ اس ملک میں کافی لوگ عربی سے واقفیت رکھتے ہیں، اور اسلام کی سٹڈی بھی کرتے ہیں لیکن باوجود اس کے اسلام کی اصل روح سے بے خبر ہیں اس کا ثبوت ان کتب و رسالہ جات سے ملتا ہے جو وہ آئے دن اسلام کے متعلق شائع کرتے رہتے ہیں۔ ہماری انسٹی ٹیوٹ کا ایک مقصد ان ماہرین کی غلطیوں کو دور کرنا . . . . . . ہے جو وہ اسلام کے متعلق جانتے بوجھتے یا بے علمی سے پھیلاتے رہتے ہیں۔ بہرحال اور لوگوں کی تحریرات سے عام لوگ ایک حد تک تو اسلام سے روشناس ہو ہی جاتے ہیں۔ غلط باتیں اتنی زیادہ نہیں ہوتیں اس لئے ان کا دور کرنا ہماری انسٹی ٹیوٹ کے لئے اتنا مشکل نہیں ہو گا۔ ہم انشاء اللہ ان باتوں کا جواب سائنٹیفک طرز پر دیں گے۔ دوسرا مقصد عربی کی تعلیم کو رواج دینا ہے اور تیسرا مقصد مختلف ذرائع سے اسلام کی تعلیم کا پھیلانا ہے۔

اس کانفرنس کے موقعہ پر محترم میاں صاحب نے بھی حصہ لیا اور مختلف مواقع پر نمائندگان پریس کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ ۱۹ نومبر کو حضرت میاں صاحب نے ایک جلسہ کے موقعہ پر انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح دعا سے فرمایا۔ آپ کے الفاظ کا حاضرین

پر بہت اچھا اثر پڑا۔
انسٹی ٹیوٹ کے افتتاح کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی۔ میاں محمد ٹرسٹ لائلپور کی کارروائی کا بھی بہت اچھے پیرایہ میں ذکر کیا گیا۔

## درس و تدریس

جب سے انسٹی ٹیوٹ کا قیام ہوا ہے ہم نے باقاعدہ کلاسز کا اجراء کیا ہوا ہے۔ بہت سے افراد نے اخبارات میں پڑھکر ہم سے عربی اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے لکھا۔ اس وقت بارہ افراد باقاعدہ عربی سیکھ رہے ہیں اور ایک حد تک ابتدائی صرف و نحو کے قواعد پر عبور حاصل کر چکے ہیں۔ ۲۵-۱ افراد باقاعدہ اسلام کے متعلق لیکچروں میں شامل ہوتے رہے ہیں۔

## نیا سال

نئے سال کے موقعہ پر ہم نے مشن سے واقفیت رکھنے والے سات احباب کے نام ایک مبارکباد کا خط بھیجا جس میں قرآن مجید کی ایک آیت بھی درج کی گئی تھی۔

## الفارق

ہمارا رسالہ الفارق اللہ کے فضل سے باقاعدہ جاری ہوتا رہا۔ مختلف قسم کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ سال کے آخر میں ہم نے اس کا ایک حصہ انگریزی زبان میں بھی شائع کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ انگریزی جاننے والے احباب بھی اس سے استفادہ فرما سکیں۔

علاوہ ازیں ایک پاکستانی پروفیسر داؤد راہبر کی کتاب God of Justice پر بھی تبصرہ کرنے کی تجویز تھی۔ چنانچہ ہم نے الفارق میں مصنف مذکور۔ جو عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ کی کتاب پر تنقید کرنا شروع کر دی ہے۔ یہ کتاب ساڑھے چار صد صفحات پر مشتمل ہے۔ اگرچہ اس میں سے نصف سے زیادہ صفحات قرآنی آیات پر مشتمل ہیں تاہم اس میں بہت سی ایسی باتیں بیان کر دی گئی ہیں جو اسلام کے لئے بہت ہی خطرناک ہیں۔ کیونکہ مصنف نے اس کتاب میں ظاہر سے تو اسلام پر کوئی اعتراض نہیں کئے تاہم ایسی طرز اختیار کی ہے جس سے اسلام کی سبکی ہو جاتی ہے اور اسلام کا درجہ عیسائی مذہب سے کم ہو جاتا ہے۔ سب سے بڑی بات جو اس کتاب میں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام مذہب کی پابندی سزا کا خوف دلا کر کرواتا ہے اور عیسائی خدا کی محبت کو دلوں میں پیدا کرکے۔ مصنف نے جس پیرایہ میں اب یہ موازنہ پیش کیا ہے وہ بہت ہی گمراہ کن ہے۔

**علماء اسلام**

اگر علماء اسلام جو آپس میں جھگڑتے ہیں اس

کتاب کا جواب لکھنے کی کوشش کریں تو اسلام کی بہت بڑی خدمت کرنے کا موجب ہوں گے۔ یہی تو جہاد کبیرہ ہے جس کا کرنا ہر مومن مسلمان پر فرض ہے۔ اللہ تعالےٰ علماء اسلام کو یہ کام کرنے کی توفیق بخشے۔

والسلام
غلام احمد بشیر

---

# تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ ۱)

کہ یہ بڑا آسان اور فطرت کے مطابق ہے۔
(لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

---

## فلپائن

ترجمہ خط یوسف ایل۔ ملاد۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے ارسال کردہ خط مورخہ ۱۶/۲/۶۳ کا شکریہ۔ اور ہماری سوسائٹی کے ممبران بہت خوش ہیں اور شکریہ ادا کرتے ہیں جو آپ نے قیمتی کتابیں اور لٹریچر اسلام کے متعلق ارسال کیا ہے۔ میں آپکی ان کتابوں کی فہرست جو آپ نے ہمارسال کی ہیں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

۱- ہولی قرآن - ۲- خصائص القرآن - ۳- محمد دی پرافٹ
۴- لونگ تھاٹس - ۵- ٹیچنگز آف اسلام - ۶- ادلی کمپلینٹ

ہم ان کتابوں سے بہت خوش ہوئے ہیں کیونکہ یہ کتابیں ہماری لائبریری کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہیں اور ان کو پڑھ کر ہمیں بہت معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

میرے پیارے اسلامی بھائی صاحب میں ایک آسان سوال آپ سے احمدیہ موومنٹ کے متعلق کرتا ہوں۔ کیا احمدی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اسی طرح غیر احمدی احمدی کے پیچھے نماز ادا کر سکتا ہے؟ ہم یہ سوال کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ کیونکہ ہماری چھوٹی سی جماعت نماز با جماعت ادا کرنا چاہتی ہے لیکن ہم بد قسمت ہیں کہ ہماری ایک چھوٹی سی مسجد مون سون ہواؤں کے چلنے کی وجہ سے آگ لگ گئی اور جب تک کہ ہماری مسجد دوبارہ تعمیر نہ ہو ہم مجبوراً دوسروں کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں جو کہ دقیانوسی اور متعصبانہ خیال کے مسلمان ہیں۔ اس لئے ہمیں مشورہ دیں کہ ہمیں کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔

نوٹ:- انہیں لکھا گیا کہ اگر امام صلوٰۃ حضرت مسیح موعودؑ کا مکفر

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

# محترم قاضی محمد نذیر صاحب کے مطلوبہ حوالے

## اس مقالہ کی ضرورت

میں نے جو قاضی صاحب موصوف کی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" پر تبصرہ کیا تھا اس کا جواب جناب قاضی صاحب الفضل میں شائع کر رہے ہیں۔ ان کے اس جواب سے میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ گو جناب قاضی صاحب موصوف بار بار حضرت مسیح موعودؑ کو زمرۂ انبیاء کا فرد لکھتے ہیں لیکن حقیقتاً آپ اصولی طور پر میرے نظریہ کے بہت قریب آ گئے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ میرے جواب کے بعد آپ انشاء اللہ تسلیم کر لیں گے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام درحقیقت زمرۂ اولیاء کے ہی فرد تھے میں انشاء اللہ اپنا جواب ان کی اقساط کے ختم ہونے پر شروع کر دوں گا۔ جناب قاضی صاحب نے اپنے جواب میں میرے پیش کردہ حوالوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ان کو نہیں ملے اس لئے ان کے مطلوبہ حوالے اس مقالہ میں پیش کئے جاتے ہیں تا ان پر غور کرنے کا انہیں موقعہ مل جائے۔

## پہلا حوالہ

میں نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کی امتوں میں بھی امتی نبی ہو چکے ہیں حضرت مسیح موعود نے ان کے وجود کو تسلیم کیا ہے۔ مثال کے طور پر میں نے یوشع بن نون کو پیش کیا تھا اور بتا دیا تھا کہ حضرت اقدس نے انہیں حضرت موسٰےؑ کا کامل امتی بھی تسلیم کیا ہے اور انہیں نبی بھی لکھا ہے اور اس کے لئے میں نے حضور کی تین کتابوں کا نام لیا تھا جن سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے اب ذیل میں ان تینوں کتب کی عبارتوں کو پیش کیا جاتا ہے جن سے میرے بیان کی تصدیق ہو جائے گی۔

## ازالہ اوہام کی عبارت

حضورؑ اپنی کتاب ازالہ اوہام ایڈیشن خورد کے صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ پر فرماتے ہیں:۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے وعدے جو اس کے رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کی نسبت ہوتے ہیں کبھی تو بلا واسطہ پورے ہوتے ہیں اور کبھی بالواسطہ ان کی تکمیل ہوتی ہے حضرت مسیح ابن مریم کو بھی جو نصرت اور فتح کے وعدے دیئے گئے تھے وہ ان کی زندگی میں پورے نہیں ہوئے بلکہ ایک دوسرے نبی کے ذریعہ سے جو تمام نبیوں کا سردار ہے یعنی سیدنا و امامنا حضرت محمد مصطفےٰ امام خاتم الرسل کے ظہور سے پورے ہوئے اور اسی طرح حضرت موسٰے کلیم اللہ کو جو کنعان کی فتح کی بشارتیں دی گئیں تھیں بلکہ صاف صاف حضرت موصوف کو وعدہ دیا گیا تھا کہ تو اپنی قوم کو کنعان میں لے جائے گا۔ اور کنعان کی سرسبز زمین کا انہیں مالک کر دے گا یہ وعدہ حضرت موسٰے کی زندگی میں پورا نہ ہو سکا اور وہ راہ ہی میں فوت ہو گئے لیکن نہیں کہہ سکتے کہ وہ پیشگوئی غلط نکلی جو اب تک توراۃ میں موجود ہے کیونکہ موسٰے کی وفات کے بعد موسوی قوت اور موسوی روح اس کے شاگرد یوشع کو عطا ہوئی (محترم قاضی لفظ شاگرد پر غور کریں اور اسے مدنظر رکھیں ازناقل) اور خدا تعالےٰ کے حکم اور اس کے نفخ سے موسٰے میں ہو کر اور موسوی صورت پکڑ کر یہ کام بجا لایا جو موسٰے کا کام تھا سو خدا تعالےٰ کے نزدیک وہ موسٰے ہی تھا۔ کیونکہ اس نے موسٰی میں ہو کر اور موسٰے کی پیروی میں پوری فنا اختیار کر کے[1] اور خدا تعالےٰ سے موسوی روح پا کر اس کام کو کیا تھا۔"

ملہ "سو خدا تعالےٰ کے نزدیک وہ موسٰی ہی تھا" محترم قاضی صاحب ان الفاظ پر بھی غور فرمائیں کیا یہ الفاظ اپنے اندر وہی مفہوم نہیں رکھتے جو حضرت اقدس کے الفاظ کہ آسمان پر میرا نام محمدؐ اور احمدؐ ہے رکھتے ہیں۔ ان الفاظ سے کیا واضح نہیں ہوتا کہ یوشع اسی طرح حضرت موسٰےؑ کے کامل بروز تھے جس طرح حضرت مسیح موعودؑ حضرت نبی کریم صلعم کے کامل بروز ہیں۔ اور جیسا کہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ سے واضح ہو جائے گا کہ کامل بروز صاحب بروز کے دیگر کمالات کا جس طرح وارث ہوتا ہے اسی طرح اس کے لقب "نبی" کو بھی لیتا ہے۔

## اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی عبارت

عبارت مندرجہ بالا کا ایک ایک لفظ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک یوشع اسی طرح فنا فی موسٰی تھے جس طرح حضرت مسیح موعودؑ خود فنا فی الرسول تھے اب ایسے بروز کی جو روحانی کیفیت ہوتی ہے اس کا نقشہ حضورؑ نے اپنے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچا ہے فرماتے ہیں:۔

"کیونکہ اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خلق اور خلق میں ہم رنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمدؐ اور احمدؐ ہوگا۔ (جس طرح یوشع کا نام موسٰے ہو گیا۔ ازناقل) اور اس کے اہل بیت میں سے ہوگا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا (یوشع کے متعلق بھی حضورؑ کے یہ الفاظ پڑھیں موسٰےؑ میں ہو کر اور موسوی صورت پکڑ کر۔ ازناقل) یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کی رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا۔ (کیا یوشع کے متعلق حضورؑ کے الفاظ بھی اسی طرف اشارہ نہیں کر رہے کہ یوشع بھی روحانیت کی رو سے حضرت موسٰیؑ سے نکلا ہوا تھا اور حضرت موسٰے کی روح کا ہی روپ تھا۔ ازناقل) اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلعم نے تعلق بیان کیا ہے یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت

[1] "موسٰی کی پیروی میں پوری فنا اختیار کر کے" "پیروی اور پوری فنا" کے الفاظ کو بھی جناب قاضی صاحب مدنظر رکھیں کیا یہ الفاظ دلالت نہیں کرتے کہ حضرت اقدس یوشع کو حضرت موسٰے کا کامل امتی یقین کرتے ہیں اور فنا فی الرسول کے جس انتہائی مقام پر کامل امتی کو ہونا چاہیئے اس پر یوشع کو بتلا رہے ہیں موسٰے بننے کے لئے ان کا اسی مقام پر پہنچنا ضروری تھا۔

موسیٰ کا یشوع بروز تھا (قاضی صاحب محترم دیکھیں کہ حضرت اقدسؑ اپنے آپ کو حضرت نبی کریم صلعم کا ویسا ہی بروز قرار دے رہے ہیں جس طرح یوشع حضرت موسیٰ کا بروز تھا اور یوشع جس رنگ کا بروز تھا اس کی تفصیل آپ "ازالہ اوہام" کی عبارت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اس کے بعد جو تفصیل حضورؑ نے بیان فرمائی ہے وہ بھی میرے بیان کی ہی تصدیق کر رہی ہے ازناقل) اور بروز کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز سے نکلا ہوا ہو (کیا یشوع روحانیت کی رو سے موسیٰ سے نکلا ہوا تھا یا نہیں غور فرمائیں۔ ازناقل) اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو...... آنحضرت صلعم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزند کی طرح اس کا وارث ہوگا اس کے نام کا وارث اس کے اخلاق کا وارث اس کے علم کا وارث اس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرے کو دکھلائے گا پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا اس کا خلق لے گا ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو۔ تمام

ملہ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ یشوع نے جو موسیٰ کا نام پایا تھا وہ بھی ظلی طور پر ہی پایا تھا اور اس نے بھی حضرت موسیٰ کا خلق اس کا علم اس کی روحانیت حضرت موسیٰ کی پیروی میں پوری فنا حاصل کرنے کے بعد اسی طرح حاصل کی تھی جس طرح حضرت اقدسؑ نے حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی میں پوری فنا حاصل کر کے آنحضور صلعم کے خلق۔ علم اور روحانیت کو پایا اور چونکہ تصویر بروزی میں حضورؑ کے نزدیک ضروری ہے کہ صاحب بروز کے لقب "نبی" کو بھی پائے اس لئے یشوع کا موسیٰ کے لقب "نبی" کو پانا بھی لازمی تھا۔ اور تحفہ گولڑویہ کی عبارت سے واضح ہو جائے گا کہ اس نے موسیٰ کے

نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتا ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے (جیسا کہ یشوع کا نام موسیٰ ہو گیا ازناقل) پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے (اسی طرح یوشع کا موسیٰ نام رکھنے سے دو موسیٰ نہیں ہو گئے ازناقل) اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں اس طرح پر تو محمد صلعم کے نام کی نبوت محمد صلعم تک ہی محدود رہی تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
"تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری"

مندرجہ بالا دونوں کتابوں کی عبارتوں سے واضح ہے کہ یوشع بن نون حضرت موسیٰ کے امتی تھے اور معمولی امتی بھی نہیں بلکہ ایسے کامل امتی تھے جو حضرت موسیٰ کی پیروی میں مکمل طور پر فنا ہوئے ہوئے تھے اور اسی کامل فنا کی وجہ سے ہی آپ نے خدا کے ہاں موسیٰ کا نام پالیا تھا جس طرح کہ حضرت اقدسؑ نے محمد اور احمد نام خدا کے ہاں پائے یا بالفاظ دیگر یوشع حضرت موسیٰ کی کامل بروز اور روحانیت کی رو سے آپ سے ہی نکلا ہوا اور آپ کی روح کا ہی ٹکڑا تھا اور اور چونکہ ایسے کامل بروز کے لئے ضروری ہے کہ صاحب بروز نبی کے دیگر کمالات کے ساتھ اس کے لقب "نبی" کو بھی پائے اس لئے یوشع نے حضرت موسیٰ کے لقب نبی کو بھی پایا اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں نبی کے لفظ سے پکارا ہے جیسا کہ حضور کی کتاب تحفہ گولڑویہ تقطیع کلاں کی عبارت سے ظاہر ہے۔

## تحفہ گولڑویہ کی عبارت

اس کتاب کے ص۵۸ و ص۵۹ پر یوشع بن نون کو بوجہ کمالات حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد پیش آئیں اور جس طرح خدا نے ان پر قابو پانے کے لئے ان کی نصرت اور مدد کی اور اپنی تائید سے نوازا اس کا ذکر فرما کر حضورؑ یہ فرماتے ہیں:-

ملہ اس لقب کو بھی پایا اور یہ سب کچھ ظلی طور پر پایا جیسا کہ حضرت اقدس نے ظلی طور پر پایا پس امتی اور ظلی نبی کا وجود حضرت موسیٰ کی امت میں ثابت ہو گیا۔

"مگر یوشع نبی" کی طرح خدا کے پاک کلام سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو قوت ملی"

اب قاضی صاحب محترم دیکھ لیں کہ کیا واضح الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ نے یوشع کو "نبی" لکھا ہے یا نہیں۔

آپ حضورؑ کی کتاب "ازالہ اوہام" اور حضور کے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی عبارتوں میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ حضور کے نزدیک یوشع حضرت موسیٰ کا اسی طرح شاگرد تھا جس طرح حضرت مسیح موعود حضرت نبی کریم صلعم کے شاگرد تھے، اور یوشع اسی طرح حضرت موسیٰ کی پیروی میں فنا تھا۔ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی میں فنا تھے اور یوشع نے اسی طرح حضرت موسیٰ کا نام موسیٰ پایا تھا جس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت نبی کریم صلعم کا نام محمدؐ اور احمد پایا ہے الغرض یشوع اسی طرح حضرت موسیٰ کے کامل بروز تھے جس طرح حضرت مسیح موعود نبی کریم صلعم کے کامل بروز تھے نہ اس طرح جس طرح نبی، نبی کا بروز ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے لکھا ہے بلکہ جس طرح ایک امتی کامل اتباع کے نتیجہ میں اپنے متبوع نبی کا بروز ہوتا ہے۔ اس طرح کے بروز یشوع حضرت موسیٰ کے تھے پس ایسے بروز کامل کو "نبی" کے لفظ سے پکارنا اور اس کا نام نبی رکھنا کیا صاف دلالت نہیں کر رہا کہ پہلی امتوں میں بھی امتی اور ظلی نبی ہوتے رہے ہیں اس نص کا انکار کس طرح ایک سچے اور حقیقی احمدی کو زیب دے سکتا ہے۔

قاضی صاحب محترم کا بار بار یہ لکھنا کہ پہلے انبیاء کی پیروی سے نبی نہیں بنتے تھے وہ حقیقی انبیاء کے متعلق حضورؑ نے فرمایا ہے جو درحقیقت زمرۂ انبیاء کے افراد ہوتے ہیں۔ جس امتی پر لفظ نبی کا اطلاق ہوتا ہے وہ چونکہ زمرۂ انبیاء کا نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کا فرد ہوتا ہے کیونکہ اس پر لفظ نبی محض مجاز اور استعارہ کے طور پر بولا جاتا ہے حقیقت کے لحاظ سے نہیں بولا جاتا اس لئے وہ پیروی سے ہی بنتے ہیں مفصل روشنی اس پر اس وقت ڈالی جائے گی جب جناب قاضی صاحب کے دلائل کا جواب دیا جائے گا۔ سردست جناب قاضی صاحب کے مطلوبہ حوالوں میں سے ایک حوالہ پیش کرنا مقصود تھا جو کر دیا گیا ہے امید ہے قاضی صاحب کی اس سے تسلی ہو جائے گی۔

## خدا کے نزدیک بھی یوشع مستقل نبی نہ تھے

حضرت اقدس کی مندرجہ بالا عبارتوں سے تو یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ حضور یوشع کو امتی نبی ہی قرار دے رہے ہیں۔ بنی اسرائیل کے مستقل انبیاء میں انہیں شمار نہیں کرتے۔ اب ہم نے دیکھنا

ہے کہ کیا خدا بھی انہیں مستقل نبیوں میں قرار دیتا ہے اگر ایسا ہوتا ...... تو خدا تعالیٰ ضرور حضرت موسےٰ کے ساتھ یشوع کا بھی ذکر کرتا۔ حضرت ہارونؑ کا تو ذکر خدا نے موسےٰ کیسا تھ کیا کیا وجہ کہ یوشع کا ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ بھی حضرت موسےٰ کے ساتھ موجود تھے اور انہوں نے حضرت موسےٰ کے بعد کام بھی عظیم الشان کرنا تھا۔ اور کیا بجز اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ امتی نبی خدا کے نزدیک بھی زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں ہوتا اس لئے اس کا ذکر حضرت موسےٰ کے ساتھ نہیں کیا۔

## یہود کا یشوع کو نبی قرار دینا

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ پر فرماتے ہیں :۔

"توریت میں ہمارے نبی صلعم کی نسبت
ایک ضروری پیشگوئی محض گول مول ہے
کہ ایک نبی موسےٰ کی مانند بنی اسرائیل
میں سے ان کے بھائیوں میں سے آئیگا"

اس پیشگوئی کا ذکر کر کے لکھتے ہیں :۔

"یہود کہتے ہیں کہ مثیل موسےٰ یشوع نبی
تھا جو موسےٰ کے فوت ہونے کے
بعد اس کا جانشین ہوئے"

جب یہ مسلم ہے کہ یشوع امتی تھا تو معلوم ہوا کہ یہود کے علماء کے نزدیک بھی امتی کا لقب "نبی" پانا مسلم تھا۔

## فیصلہ کی آسان راہ

جناب قاضی صاحب محترم اگر آپ کی اور دیگر علماء ربوہ کی دلی خواہش ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کی تعیین ہو جائے جسے دونوں جماعتیں تسلیم کر کے ہمیشہ کے لئے اسی پر کاربند ہو جائیں اور وہی مقام دنیا کے سامنے ہمیشہ پیش کیا کریں تو اسکے فیصلہ کے لئے ایک آسان راہ پیش کرتا ہوں جسے قبول کرنے میں یقین ہے کہ آپ کو پس و پیش نہ ہو گا اور وہ یہ ہے کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی اشاعت سے قبل کی کتب میں جو مقام حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا بیان کیا ہے اس پر تو دونوں جماعتیں متفق ہیں اختلاف دونوں جماعتوں میں بعد کی کتب میں بیان کردہ مقام کے متعلق ہے۔ ان کتب کی عبارتوں کے متعلق دونوں جماعتوں کی الگ الگ تشریح ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ عبارتیں متشابہات میں سے ہیں جن کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔

اب یہ بات ایک معمولی عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر ان عبارتوں کے ایسے معنی کئے جائیں جو ۱۹۰۱ء سے قبل کی عبارتوں سے بالکل مطابق ہو جائیں تو وہ حضرت اقدسؑ کی علمی پوزیشن کو چار چاند لگانے کا موجب ہوں گے بشرطیکہ الفاظ ان معانی کے متحمل ہو سکیں اور اگر الفاظ ان معانی کے متحمل نہ ہوں تو پھر انہیں نظر انداز کرنا پڑے گا اس کے بالمقابل دوسرے معانی جو پہلی تحریروں کے خلاف ہوں خواہ وہ بظاہر کسی فریق کے نزدیک درست ہی نظر آتے ہوں انہیں لامحالہ نظر انداز کرنا پڑیگا کیونکہ ان سے حضرت مسیح موعودؑ کی علمی پوزیشن نہ صرف مخدوش ہوتی ہے بلکہ بالکل گر جاتی ہے۔ کیا اس اصل کے ماتحت آپ بمع علماء ربوہ کے مسئلہ متنازعہ فیہ کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

میرا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی علمی پوزیشن کو مخالفین کے اعتراضات سے محفوظ رکھنے کے لئے آپ لوگوں کے دلوں میں بھی ایسی ہی غیرت ہو گی جیسی ہمارے دلوں میں ہے اس لئے مندرجہ بالا اصل کو قبول کرنے میں آپ کو ذرہ بھی تامل نہیں ہو گا۔

دوسرا مطلوبہ حوالہ انشاء اللہ آئندہ قسط میں پیش کیا جائے گا اور اس سے بھی ثابت کیا جائے گا ............ کہ پہلے ادیان اور پہلے انبیاء بھی اپنے کامل اُمتیوں کو اسی طرح کا امتی نبی بناتے رہے ہیں جس طرح کے امتی نبی حضرت مسیح موعودؑ تھے اور یہ کہ امتی نبی جماعت انبیاء کا نہیں بلکہ جماعت اولیاء کا ہی فرد ہوتا ہے۔



## "مجاہد کبیر"

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مندرجہ ذیل تحریر براہ مہربانی اخبار پیغام صلح میں شائع کر کے مشکور فرماویں۔

اگرچہ کتاب "مجاہد کبیر" کو پڑھکر حضرت امیر مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات دل میں ایمان کی نئی روشنی بھر دیتے ہیں۔ مگر ان کی تحریروں سے جو اقتباسات اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ انہیں پڑھکر ایک مسلمان تڑپ کر رہ جاتا ہے۔ خدا کے آگے گڑگڑا کر اشاعت اسلام و قرآن کریم کو دنیا میں پھیلانے کی تلقین جن پُر درد اور با اثر الفاظ میں آپ نے کی ہے وہ کچھ آپ ہی کا حصہ تھی۔ ایک مدت کے بعد ان کے خطبات کے چند حصے نظر سے گزرے جن کو بار بار پڑھکر بھی میرا دل یہی چاہتا ہے کہ پھر پڑھوں۔ کاش وہ اب بھی ہم میں موجود ہوتے۔ اشاعت اسلام کے لئے چندہ تو ہم لوگ اب بھی دیتے ہی ہیں مگر اس ہمت اور محبت سے نہیں جو آپ اپنی تحریروں اور تقریروں سے پیدا کر دیتے تھے۔ "مجاہد کبیر" کے ..... مطالعہ کے بعد میں نے ایک صندوقچی گھر میں اشاعت قرآن فنڈ کے لئے کھول رکھی ہے اس کے ساتھ ہی ان کی تحریر کو وقتاً فوقتاً پڑھوں گی اور بچوں کو پڑھاؤں گی انشاء اللہ تاکہ اشاعت قرآن و اسلام کے بلند مقصد سے ہٹ نہ جائیں۔ اس موقعہ پر یہی کتاب ہذا کے مطالعہ کے بعد مجھے ڈاکٹر صاحب کے یہ الفاظ بہت یاد آنے لگے کہ :۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
مجدد اسلام تھے تو حضرت امیر مرحوم
مجدد احمدیت تھے"

آخر میں میں اپنے احمدی بہن بھائیوں سے یہ عرض کروں گی کہ مجاہد کبیر کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں اور خود بھی پڑھیں۔

قیمت بھی کچھ اتنی زیادہ نہیں جبکہ ہم لوگ اس سے کہیں زیادہ فضول باتوں پر خرچ کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی حضرت امیر کی تفسیر بیان القرآن اور دیگر کتب ہر احمدی کو اپنے بچوں کو پڑھانی ضروری ہیں تاکہ قوم کے بچے بھی صحیح اسلامی تعلیم سے بہرہ ور ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچا مسلمان اور احمدی بنائے آمین ثم آمین۔

خاکسارہ۔ بیگم ڈاکٹر کرم الٰہی پشاور

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

# بعض استفسارات کا جواب

## استفسار دوم

پہلے استفسار کا جواب "پیغام صلح" کی گزشتہ اشاعت میں دیا جا چکا ہے جس کا تعلق اس بات سے تھا کہ آیا حضرت نبی کریم صلعم علم غیب رکھتے تھے یا نہیں اب دوسرے استفسار کا جواب پیش کیا جاتا ہے بعض مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نور تھے اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضور صلعم مکمل نور تھے لیکن وہ یہ مادی نور نہ تھے جو مادی تاریکی کو دور کرتا ہے جیسا کہ آنحضور صلعم کو "نور" قرار دینے والے اعتقاد رکھتے ہیں۔

## روحانی طور پر نور تھے

آنجناب صلعم روحانی طور پر نور تھے آنحضور صلعم کا ہر قول اور فعل بدیوں کی ظلمات سے نکال کر نیکیوں کی روشنی میں لانے کا موجب ہوتا رہا ہے اور تا قیامت ہوتا رہے گا اسی لئے خداوند تعالےٰ نے آنحضور صلعم کو ساری دنیا کے لئے "اسوہ حسنہ" قرار دیا ہے۔

وہ لوگ جو آنحضور صلعم کو مادی طور پر نور قرار دیتے ہیں اگر وہ اسی آیت پر نگاہ غور ڈالتے جس کو وہ اپنے خیال کی تائید میں پیش کرتے ہیں تو ان پر ان کے اپنے خیال کی غلطی واضح ہو جاتی اور ان پر آنحضور صلعم کے "نور" ہونے کی حقیقت بھی کھل جاتی وہ آیت یہ ہے قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین یقیناً اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور کتاب مبین آئی ہے۔ قرآن کریم کے یہ الفاظ ان کے لئے محل استدلال ہیں لیکن اس کے بعد کے الفاظ اس امر کی وضاحت کر رہے ہیں کہ آنحضور صلعم کس لحاظ سے نور کہلاتے تھے چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام و یخرجھم من الظلمات الی النور باذنہ و یھدیھم الی صراط مستقیم المائدہ ع ۳ یعنی اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کی اتباع کرتے ہیں سلامتی کی راہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اس کے ذریعہ اپنے اذن سے انکو تاریکیوں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرماتا ہے اس آیت سے واضح ہو گیا کہ حضرت نبی کریم صلعم کا نور ہونا صرف ان معنوں میں ہے کہ حضور صراط مستقیم لوگوں کو دکھلائیں اور برے اخلاق کی تاریکیوں

## کفار کس نور کو بجھانا چاہتے ہیں۔

کفار کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون - الصف ع ۱ یعنے یہ کفار چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں لیکن اللہ تعالےٰ تو اپنے نور کو تکمیل تک پہنچا کر چھوڑے گا کافر خواہ کتنا ہی اس کو ناپسند کریں اب یہ کونسا نور ہے جس کو کفار بجھانا چاہتے تھے اور چاہتے ہیں کیا یہاں نور سے مراد حضرت نبی کریم صلعم کی پاک روحانی تاثیریں ہی نہیں جن کو مٹانے کے لئے کفار ابتداء اسلام سے ہی کوشش کرتے چلے آرہے ہیں اور کیا خدا تعالیٰ بھی ان کی ایسی کوششوں کو ہی ناکام نہیں بناتا رہتا اس زمانہ میں بھی جب تمام کفار نے مل کر اسلام پر یورش کی اور حضرت نبی کریم صلعم کے نور کو بجھانے کی سعی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تو اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی معہود کے عہدہ جلیلہ پر بطور مجدد اعظم سرفراز فرما کر ان کی تمام مساعی کو ناکام بنا کر رکھ دیا اور اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو از سر نو چمکا کر دکھلا دیا جس کی روشنی سے دشمنوں کی آنکھیں چکاچوند ہو گئیں۔

## مومنوں کو بھی نور ملتا ہے جو قیامت کے دن انکے ساتھ ہوگا

اللہ تعالےٰ نے صرف حضرت نبی کریم صلعم کو ہی نور عطا نہیں کیا بلکہ کامل مومنین کو بھی اس نعمت سے نوازا ہے فرماتا ہے ویجعل لکم نورا تمشون بہ الحدید ع ۴ یعنے اللہ تعالےٰ تمہارے لئے نور بنائے گا جس کے ذریعہ تم دنیا میں چلتے پھرتے ہو گے - پھر ع ۲ میں فرماتا ہے لھم اجرھم ونورھم یہی نور قیامت کے روز بھی ان کے ساتھ ہوگا جیسا کہ فرمایا نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا - التحریم ع ۲ اور سورۃ الحدید ع ۲ میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے اور مومنوں کے اسی نور کے متعلق فرمایا نور علٰے نور ان کے نور پر خدا کا نور نازل ہوتا ہے۔

غرضکہ قرآن شریف اس قسم کی آیات سے بھرا ہوا ہے جن میں نور کی یہی تشریح کی گئی ہے کہ اس سے راہ حق کی طرف راہنمائی ہوتی ہے اس کے ذریعہ انسان ہر قسم کی برائیوں کی ظلمتوں سے نکل کر اعمال صالح کی روشنی میں آتا ہے اور جو اس نور سے دور رہتے ہیں ان کے متعلق فرمایا والذین کفروا اولیاءھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات - یعنے ان کے دوست شیطانی روحیں ہیں جو ان کو ان کے فطرتی نور سے بھی محروم کر کے ان کو تاریکیوں کے گڑھے میں دھکیل دیتے ہیں - باقی استفسارات کا جواب آئندہ قسط میں انشاءاللہ دیا جائے گا۔

---

# مسلم ہائی سکول لاہور نمبر ۱ کا "مضمون بالا رہا"

یکم مارچ ۶۳ء کو گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور میں زیر صدارت جناب سید بنیاد علی شاہ صاحب انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن لاہور ایک تقریری مقابلہ منعقد ہوا۔ موضوعات حسب ذیل تھے:-

۱- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن
۲- رمضان المبارک کا الوداعی پیغام

اس مقابلہ میں لاہور کے چیدہ چیدہ ہائی سکولوں کے ۲۴ طلباء نے حصہ لیا۔ ہر موضوع کیلئے الگ الگ تین تین انعامات مقرر تھے۔ دونوں موضوعات کے لئے پہلا انعام گولڈ میڈل دوسرا انعام قراقلی ٹوپی، اور تیسرا انعام قیمتی پین اور پنسل تھا۔ ہر انعام کے ساتھ سیرت نبی اکرم صلعم پر کتابوں کا ایک ایک بنڈل بھی تھا - خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دونوں اول انعامات ہمارے سکول کے دو طلباء شوکت علی جماعت ہشتم اور آفتاب احمد جماعت ہفتم نے بالترتیب جیت لئے۔

چند دن ہوئے جب اس مقابلہ کی اطلاع موصول ہوئی تو میں نے مولوی برکت علی صاحب سے کہا - کہ ہمارے سکول کے اجراء کی غرض و غایت ہی یہ ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں اسلامی رنگ غالب ہو - اس لئے میں یہ چاہتا ہوں - کہ ان ہر دو مقابلوں میں اول انعام ہمارا سکول حاصل کرے - چنانچہ مولوی صاحب نے وعدہ کیا - کہ وہ اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے - اور خداوند تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مولوی صاحب اور ہمارے عزیز طالبعلموں کی کوشش اور محنت کو بار آور فرمایا - اور صاحب صدر نے تالیوں کی گونج میں طلائی تمغہ جات اپنے دست مبارک سے عطا فرمائے۔ فالحمد للہ

مولوی برکت علی صاحب سکول ہذا کیلئے فی الواقع اسم بامسمیٰ ہیں جس محنت اور خلوص سے یہاں ادارہ کی خدمت سر انجام دے رہے ہیں وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے - عبدالمجید - ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

## ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ از مت اوّل

ہوتی رہتی ہیں۔ اور نت نئی انجمنیں بنتی جا رہی ہیں۔ جن کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اسلام کی حمایت اور امداد کے لئے کام کرتی ہیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اُن مجلسوں میں قوم قوم تو پکارتے ہیں۔ قومی ترقی قومی ترقی کے گیت گاتے ہیں۔ لیکن کوئی مجھ کو یہ بتائے کہ کیا پہلے زمانہ میں جب قوم بنی تھی وہ یورپ کے اتباع سے بنی تھی؟ کیا مغربی قوموں کے نقش قدم پر چل کر انہوں نے ساری ترقیاں کی تھیں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ہاں اسی طرح ترقی کی تھی تو بے شک گناہ ہوگا۔ اگر ہم یورپ کے نقش قدم پر نہ چلیں۔ لیکن اگر ثابت نہ ہوا اور ہرگز ثابت نہ ہوگا۔ پھر کس قدر ظلم ہے، کہ اسلام کے اصولوں کو چھوڑ کر قرآن کو چھوڑ کر جس نے ایک وحشی دنیا کو انسان اور انسان سے باخدا انسان بنایا۔ ایک دنیا پرست قوم کی پیروی کی جائے۔

---

## درخواست دعا۔

ملک عبدالغنی صاحب کارکن دفتر کچھ عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں احباب ان کی صحت کاملہ اور عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

پیغام صلح ۲۷ مارچ ۱۹۶۳ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۱۲ل

علمی پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہندوستان میں ہمارے ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب معرفت کان نمبر ۱۲ ملک پیٹھ - محلہ اعظم پورہ - حیدر آباد دکن (انڈیا)

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۸ ذیقعد ۱۳۸۲ھ مطابق ۳ اپریل ۱۹۶۳ء | نمبر ۱۴

# انبیاء اور اولیاء کو ابتلاء کیوں آتے ہیں

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اگر یہ ابتلاء درمیان میں نہ ہوتا تو انبیاء اور اولیاء ان مدارج عالیہ کو ہرگز نہ پا سکتے کہ جو ابتلاء کی برکت سے انہوں نے پا لئے۔ ابتلاء نے ان کی کامل وفاداری اور مستقل ارادے اور جانفشانی کی عادت پر مہر لگا دی اور ثابت کر دکھایا کہ وہ آزمائش کے زلازل کے وقت کس اعلیٰ درجہ کا استقلال رکھتے ہیں اور کیسے سچے وفادار اور عاشق صادق ہیں کہ ان پر آندھیاں چلیں اور سخت سخت تاریکیاں آئیں اور بڑے بڑے زلزلے ان پر وارد ہوئے اور وہ ذلیل کئے گئے اور جھوٹوں اور مکاروں اور بے عزتوں میں شمار کئے گئے اور اکیلے اور تنہا چھوڑے گئے۔ یہاں تک کہ ربانی مددوں نے بھی جن کا ان کو بڑا بھروسہ تھا کچھ مدت تک منہ چھپا لیا اور خدا تعالیٰ نے اپنی مربیانہ عادت کو یکبارگی کچھ ایسا بدل دیا جیسے کوئی سخت ناراض ہوتا ہے اور ایسا انہیں تنگی و تکلیف میں چھوڑ دیا کہ گویا وہ سخت مورد غضب ہیں اور اپنے تئیں ایسا خشک سا دکھلایا کہ گویا وہ ان پر ذرا مہربان نہیں بلکہ انکے دشمنوں پر مہربان ہے اور انکے ابتلاؤں کا سلسلہ طول کھینچ گیا۔ ایک کے ختم ہونے پر دوسرا اور دوسرے کے ختم ہونے پر تیسرا ابتلاء نازل ہوا۔ غرض جیسے بارش سخت تاریک رات میں شدت و سختی کیساتھ نازل ہوتی ہے۔ ایسا ہی آزمائشوں کی بارشیں ان پر ہوئیں۔ پر وہ اپنے پکے اور مضبوط ارادے سے باز نہ آئے اور سست اور شکستہ دل نہ ہوئے بلکہ جتنا مصائب اور شدائد کا بار ان پر پڑتا گیا اتنا ہی قدم انہوں نے آگے بڑھایا اور جس قدر وہ توڑے گئے اسی قدر مضبوط ہوتے گئے اور جس قدر انہیں مشکلات راہ کا خوف دلایا گیا اسی قدر انکی ہمت بلند اور شجاعت ذاتی جوش میں آتی گئی۔ بالآخر وہ ان تمام امتحانات سے اول درجہ کے پاس یافتہ ہو کر نکلے اور اپنے کامل صدق کی برکت سے پورے طور پر کامیاب ہو گئے اور عزت و حرمت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا اور تمام اعتراضات نادانوں کے ایسے حباب کی طرح منہدم ہو گئے کہ گویا وہ کچھ بھی نہیں تھے۔

(ماخوذ از حقانی تقریر)

## بحر حکمت کے موتی

الا اخبرکم بافضل من درجة الصیام والصدقة والصلٰوة قالوا بلیٰ قال صلاح ذات البین فان فساد ذات البین ھی الحالقة (ابوداؤد والترمذی وزاد الترمذی لا اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتلا دوں جو درجے میں روزہ صدقہ اور نماز سے بڑھ کر ہے۔ صحابہؓ نے کہا فرمایئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرنا باہمی فساد مونڈ ڈالتا ہے نہ بالوں کو بلکہ دین کو یعنی دین کو برباد کر دیتا ہے۔

نوٹ:۔ آپس میں ایک دوسرے کی اخلاقی اور مالی مدد کرنا ہی نماز روزہ و صدقہ کی غرض و غایت ہے۔ تالیف قلوب اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا (۳: ۱۰۲-۱۰۳) اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضرورتوں کو ترجیح دو۔ ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصة (۵۹: ۹) دین میں فساد ڈالنے والے اور افتراق پیدا کرنے والوں کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں۔ ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعاً لست منھم فی شیءٍ (۶: ۱۶۰) ایک دوسرے کی حق تلفی۔ دین کے معاملہ میں ذرا ذرا سے اختلافات پر فساد ظلمت کی پیدا وار ہیں

سے ہے رستہ تعلق صاحب نور ہے تا شود تیرگی ز نورش دور

(غلام قادر عفی عنہ)

(مسیح موعود)

www.aaiil.org

# تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## سوڈان

ترجمہ خط از مسٹر بابکر کرار — خرطوم - سوڈان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آج یہ موقع نصیب ہوا ہے کہ آپ کا پتہ مجھے مل گیا ہے تاکہ میں آپ سے مولٰنا محمد علی صاحب کے ترجمۃ القرآن کے لئے درخواست کر دوں۔

اس ترجمہ اور تفسیر نے میرے لئے علم کے نئے باب کھول دیئے ہیں۔

اگرچہ میں سوڈانی نژاد ہوں اور عربی میری مادری زبان ہے لکھ اور بول سکتا ہوں۔

میں نے بہت سی عربی تفاسیر پڑھی ہیں نئی و پرانی اور نئی مگر وہ چیز میسر نہیں آئی جو کہ مذکورہ تفسیر سے مجھے حاصل ہوئی ہے۔

میں آپ کا بہت ممنون احسان ہوں گا اگر آپ مجھے وہ تمام لٹریچر بھیجدیں (ہر ایک کی ایک ایک کاپی) جو بالخصوص مولٰنا محمد علی صاحب نے یا اُن کے ساتھیوں نے انگلش میں شائع کیا ہے۔

قیمت کتب کی رسید پر ملے گی کیونکہ مجھے پورا پورا یقین نہیں کہ یہ خط بھی آپ کو ملتا ہے یا نہیں۔ اگر یہاں سوڈان میں آپ کے کام آجاؤں تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔

میں پریس میں ہوں اور میرے یہاں سرکاری اور تاجر حلقوں کے ساتھ گہرے مراسم ہیں۔ لہٰذا میرا مقام یہاں ایسا ہے کہ میں آپ کے لٹریچر کی تقسیم کا خاطر خواہ انتظام کر سکتا ہوں۔

مجھے آپ کے لٹریچر کی اشد ضرورت ہے اور مجھے بہت جلدی مل جانا چاہیئے۔

جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ میری چٹھیاں آپ کو مل جاتی ہیں تو میں آپ کو سوڈان کے حالات کے متعلق کچھ لکھوں گا۔

(انہیں قرآن شریف، لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

## بوسٹن (امریکہ)

ترجمہ خط از مسٹر ابراہیم لوز دسیبت اللہ - بوسٹن (امریکہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں خیریت سے ہوں آپ کی صحت کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

میں ایک اہل طریقت مسلمان ہوں۔ اچھّی لوگوں میں سے ہوں، اور اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے نور ہدایت اور لقا سے نوازا ہے۔ میں چھبیس سالہ مسلم نوجوان ہوں، دو سال اور نو ماہ میں نے یورپ میں بحیثیت امریکن پیراٹروپر کے گذارے ہیں اور کچھ وقت ہالینڈ اور انگلینڈ میں گذارا ہے اور جرمنی میں متعین رہا ہوں۔

میں ڈسچارج ہوکر امریکہ واپس آیا۔ ۱۹۵۶ء سے میں نے اسلامی علوم کو حاصل کرنا شروع کیا۔ دراصل علم کے حصول کے لئے ۱۹۶۱ء میں میرے اندر زبردست ولولہ پیدا ہوا جبکہ مجھے قرآن شریف کی ایک کاپی موصول ہوئی۔

مجھے اس ہفتہ تک اس بات کا خیال نہیں آیا کہ میں بینک ڈرافٹ کی ڈپلیکیٹ کاپی ریلیجن آف اسلام اور منتخبات آف حدیث بھیجا دوں۔

میں مطالعہ کر رہا ہوں (۱) حالات اقوام کا (۲) سولیزیشن کلچر (۳) شریکان (۴) اور معرفت النفس کا۔

والسلام

(انہیں خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

## ٹرانسوال (جنوبی افریقہ)

ترجمہ خط از مسٹر آدم عثمان علی - ٹرانسوال - جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں زمانہ حال کے بال روم ڈانسنگ کی برائیوں اور بدنتائج پر ایک کتابچہ لکھ رہا ہوں۔

یہ کتابچہ یونیورسل ٹروتھ موومنٹ کے زیر سرپرستی شائع ہو رہا ہے۔ میری کتاب کے عنوانات یا ابواب مفصلہ ذیل ہیں :-

(۱) تمام اخلاقی جرائم جو ایام جاہلیت میں عرب میں رائج تھے یعنی اخلاقی گراوٹ - حرام کاری اور شراب خوری۔

(۲) مغربی تہذیب کی اندھا دھند پیروی مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ہے ان کی سائنس ٹیکنالوجی اور مادی ترقیات بیشک قابل تعریف ہیں۔ مگر ان کی سماجی زندگی کے طور و طریق اور اخلاقی اقدار ان کی شراب خوری کی عادات اور ان کے آزاد جنسی تعلقات اس قدر قابل ملامت ہیں کہ مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہیئے۔

(۳) پردہ - میں آنکھوں کے پردہ کو قرآنی پردہ سمجھتا ہوں جس کی وجہ سے اکثر برائیاں رک جاتی ہیں - جب اسلام آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم دیتا ہے - اور جب ایک دوسرے کو دیکھنے سے منع کرتا ہے۔ تو پھر "ناچ" کی کب اسلام اجازت دیتا ہے۔

(۴) آزادانہ جنسی تعلقات - غیر محرم عورت کا آپس میں اختلاط - اسلام ایسی باتوں کی اجازت نہیں دیتا۔ تاکہ اخلاق تباہ نہ ہوں - جسمانی ساخت اور عادات کے لحاظ سے عورت میں مرد کے لئے جاذبیت رکھدی گئی ہے۔

(۵) عصمت - پاک دامنی - اسلام پاکدامنی پر بڑا زور دیتا ہے۔ بہتر اخلاق اور پاک دامنی انسان کا زیور ہیں۔

(۶) معاشقہ - ناچ سے جنسی ہیجان ناچ گھر میں پیدا ہونا یقینی ہے۔ کیونکہ بدن کے اعضاء ایک دوسرے سے مس کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اگر ہو سکے تو مجھے اور بھی برائیاں جتنی کہ ناچ سے پیدا ہو سکتی ہیں بتائیں اور یہ لکھیں "ناچ" کیوں اسلامی نقطۂ نظر سے ناجائز ہے۔

کیا آپ کے پاس "ناچ" کی بدولت طلاق واقع ہونے کے اعداد و شمار ہیں۔ غیر مسلم کا ناچ کے متعلق مذہبًا کیا رویہ ہے۔ غیر مسلم مذہبی کتب کے اقتباسات "ناچ" اور جنسی اختلاط کے متعلق درکار ہیں۔

شراب نوشی کے اثرات سے جو ناچ سے پیدا ہو کر بدنتائج پیدا کئے اس کے اعداد و شمار کی ضرورت ہے۔ والسلام

(انہیں اعداد و شمار مہیا کرنے کے سوا جواب لکھا گیا)

## کادونا (نائیجیریا)

ترجمہ خط از محمد جمعہ - کادونا - نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی چٹھی ا ... ... ... بلا خیر میرے سوالات کے جوابات کا میں بہت شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

ایک عرصہ سے میں خط نہیں لکھ سکا مجھے بہت افسوس ہے۔ یہ میری محکمانہ تبدیلیوں کی وجہ سے تھا۔ کتاب محمدؐ دی پرافٹ مل گئی ہے۔ شکریہ۔

مفصلہ ذیل سوالات کے جواب جلد ہی عنایت فرمائیں :-

(۱) کیا ایک مسلمان عیسائی عورت سے نکاح کر سکتا ہے حالانکہ وہ اپنے اپنے مذہب پر بھی قائم ہیں۔

(۲) کیا اسلام سموکنگ منع کرتا ہے۔

جواب :-

(۱) مسلمان اہل کتاب عورت سے نکاح کر سکتا ہے (آیت ۵ - سورۃ ۵)

(۲) تمباکو پینا لغو فعل ہے اور لغویات سے اعراض کرنا چاہیئے۔

(انہیں خط لکھا گیا)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۳ اپریل ۱۹۶۳ء

# اخلاقِ اسلامی اور ہماری قومی مجالس

ہماری قومی مجالس میں جو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے نام سے موسوم ہیں، آج کل جن اخلاق کا اظہار کیا جا رہا ہے اور اخبارات اور جلسوں وغیرہ میں حکومت پر جس انداز میں تنقید کی جا رہی ہے، اس کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، کہ ان لوگوں کے اخلاق کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ سارا زور تو اس بات پر صرف ہو رہا ہے کہ ہمارا آئین اسلامی ہونا چاہیئے لیکن جن اخلاق کا اظہار کیا جا رہا ہے، ممبرانِ اسمبلی جس طریق سے ایک دوسرے کو خطاب کر رہے ہیں، اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی بازاری لوگوں کی مجالس ہیں، جو بازاری غنڈوں کی طرح، ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنا، ایک دوسرے پر پھبتیاں اڑانا، آوازے کسنا، اور ایک دوسرے کو چور اور بدمعاش کہنا، ہلڑ مچانا اپنا سب سے بڑا کمال سمجھتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں صوبائی اسمبلی میں ان ممبران نے جو قوم کے نمائندے بن کر اسمبلی کی کرسیوں پر براجمان ہیں جن اخلاق کا مظاہرہ کیا ہے کسی شریف انسان سے ان کی توقع نہیں ہو سکتی۔ مطالبہ تو یہ ہے کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہونا چاہیئے، اگر اسلام اسی بات کا نام ہے کہ ایک دوسرے کو گالیاں دی جائیں ایک دوسرے کو چور اور بدمعاش کہا جائے اور قومی مجالس کے اندر ہلڑ بازی کی جائے تو

واے گر پس امروز بود فردائے

قرآن کا اسلام تو یہ نہیں، وہ تو فرماتا ہے قولوا للناس حسنًا۔ لوگوں سے حسن اخلاق سے بات کرو، اس کا ارشاد ہے لا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب اپنے لوگوں پر عیب مت لگاؤ، اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ایمان لانے کے بعد بُرے نام رکھنا یا (گالی دینا) بہت ہی بُری بات ہے ومن لم یتب فاولٰئک ھم الظلمون، وہ لوگ ظالم ہیں جو ایسی باتوں سے توبہ نہیں کرتے۔

ان قرآنی ارشادات کے ہوتے ہوئے ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنا، گالیاں دینا، بُرے نام رکھنا اور پھبتیاں اڑانا کہاں تک جائز ہے اور وہ لوگ ہمارے نمائندے بننے کے کہاں تک مستحق ہیں جو ایسے اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں، یہ ایک سوال ہے جس پر ملک کے سنجیدہ اور فہمیدہ طبقہ کو غور کرنا چاہیئے اور ایسے لوگوں کے خلاف آواز بلند کر کے انکو درستی اخلاق یا اسمبلی کی کرسیاں چھوڑنے پر مجبور کرنا چاہیئے۔ دوسری اقوام ایسی حرکات اور ان اخلاق کو دیکھ کر کیا خیال کرتی ہوں گی، کہ جس اسلامی آئین کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، وہ کیا ہوگا؟ خدا کا خوف کیجئے اور اسلام کو اپنی ان حرکات سے بدنام نہ کیجئے۔ کیا اسلامی آئین بننے سے ہی آپ کے اخلاق درست ہوں گے؟ اور قانون کی پکڑ دھکڑ کے خوف کے بغیر آپ اسلامی اخلاق پیدا نہیں کر سکتے اسلامی آئین تو موجود ہے، قرآن آپ کے سامنے ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ، خلافت راشدہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریق عمل آپ پر واضح ہے کیا اس کی تقلید بغیر اس کے نہیں ہو سکتی کہ پاکستان کی کتاب آئین میں آپ کی تجویز کردہ دفعات لکھی جائیں؟ آخر کون آپ کو اس سے روکتا ہے کہ قرآن پر عمل کریں۔ کون اس سے روکتا ہے کہ اپنی زندگیوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے اسوہ کے مطابق ڈھالیں۔ کون اس سے منع کرتا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کا برتاؤ کریں چاہیئے تو یہ کہ حکومت سے اسلامی آئین کا مطالبہ کرنے سے پہلے خود اسلامی طریق اختیار کریں، ایسے مطالبات کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان آپ کے سامنے ہونا چاہیئے کہ

| | |
|---|---|
| من کرہ من امیرہ شیئًا فلیصبر | جسے اپنے امیر کی کوئی بات ناپسند ہو وہ صبر کرے |
| فانہ من خرج من السلطان شبرًا | کیونکہ جس نے بالشت برابر بھی بادشاہ سے خروج |
| مات میتۃ الجاھلیۃ۔ | کیا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ |

اس کا مطلب یہ نہیں کہ حکام سے کسی جائز بات کا مطالبہ نہ کیا جائے یا ناپسندیدہ بات کی اصلاح کی کوشش نہ کی جائے، خروج کا لفظ بتا رہا ہے کہ بغاوت کا طریق اختیار نہ کیا جائے بلکہ صبر اور حسن معاملت سے اصلاح کی کوشش کی جائے، کہ یہی صحیح اسلامی طریق ہے، اخلاق اور حسن معاملت کو چھوڑ کر ایک دوسرے کی بدنامی اور رسوائی کا طریق اختیار کرنا اسلامی آئین کی رُو سے جائز نہیں۔

## تبصرہ

### توحید۔ موجودہ مسئلوں کا واحد حل۔

حصہ دوم۔ حجم ۱۷۶ صفحات

تصنیف:۔ محمد سلطان نظامی۔ شائع کردہ — شرکت ادبیہ پنجاب شاہی محلہ لاہور۔

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسہ

اس کتاب کے پہلے حصہ پر قبل ازیں ان کالموں میں تبصرہ کیا جا چکا ہے، جس میں کسی شیعی مصنف کے جواب میں رونے، ماتم اور جزع فزع کرنے پیٹنے اور زنجیر وغیرہ مارنے کو قرآن کریم اور احادیث اور خود شیعی کتابوں سے ناجائز اور خلاف شرع ثابت کیا گیا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب بھی جو اسی شیعہ مصنف کے ایک اور سوال کے جواب میں لکھی گئی ہے، شبیہ ذوالجناح اور تعزیہ وغیرہ کی تاریخی حیثیت پر بحث کرتے ہوئے قرآن وحدیث کے علاوہ خود مستند شیعی کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ شبیہ بنانا اور تعزیہ وغیرہ سراسر ناجائز اور خلاف شرع ہے۔ اس ضمن میں کئی ایک نامور شیعہ علماء اور مجتہدین کے فتوے نقل کئے گئے ہیں جنہوں نے صفائی کے ساتھ بڑے زور دار الفاظ میں شبیہ ذوالجناح اور تعزیہ اور ماتم اور مرثیہ خوانی کو سخت منع اور حرام قرار دیا ہے یہاں تک کہ مشہور شیعہ مجتہد علامہ سید علی الحائری کے یہ الفاظ ہیں:

"میں تقیہ نہیں کرتا، میں زنجیر زنی اور تعزیہ ذوالجناح پرستی وغیرہ کو حرام قرار دے چکا ہوں اس سے جو لوگ میرے مخالف ہو گئے ہیں، میری جوتی سے"

ایسا ہی تاریخ طبری، اصول کافی، شیعہ کتاب جلاء العیون ناسخ التواریخ وغیرہ کے حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قاتلان حسین خود شیعہ ہی تھے۔

شروع کتاب میں مذہب شیعہ کی مختصر تاریخ دی گئی ہے، جس میں شیعہ مذہب کی پیدائش کے اسباب و وجوہ تاریخی حوالوں سے درج کئے گئے ہیں اور عبداللہ بن سبا ایک یہودی النسل مسلمان کی منافقانہ چالوں اور پُر از فتن حرکات کا مفصل ذکر کیا گیا ہے، اور تقیہ کے شیعی مسئلہ کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ عبداللہ بن سبا کے شاگرد کبھی سنی بن کر، کبھی محدث اور فقیہہ بن کر، کبھی مدرس اور صوفی کا لباس پہن کر دین الٰہی میں تحریف کرتے اور جاہلوں کو بہکا کر دام فریب میں لاتے رہتے، جو آخر کار موجودہ شیعی مذہب کی صورت اختیار کرنے کا موجب ہوا۔

غرض یہ کتاب شیعہ مذہب کے اصول و عقائد اور افعال و اعمال پر ایک جامع تبصرہ کی حیثیت رکھتی ہے، جس کا مطالعہ ہر اس شخص کے لئے ضروری ہے جو شیعی مذاہب سے پوری واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہو۔

## تبصرہ

# تاریخ تبلیغ اسلام در ہندوستان

تصنیف :- شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی -

اس کتاب میں جو ۲۰×۲۶ سائز کے ۱۰۲ صفحات پر مشتمل ہے، ہندوستان میں مسلمانوں کی تبلیغی مساعی اور اُن کے نتائج کی سرگزشت نہایت دلآویز پیرایہ میں بیان کی گئی ہے، مصنف نے نہایت محنت اور عرق ریزی کے ساتھ مستند تاریخی حوالوں سے دکھلایا ہے کہ ہمارے اسلاف نے سرزمین ہند میں تبلیغ اسلام کے لیے کن کن ذرائع سے کام لیا اور کیا کیا طریقے کلمۂ حق کو پہنچانے کے لئے اختیار کئے -

نہ صرف واقعات کے لحاظ سے بلکہ اسلوب بیان کے لحاظ سے بھی کتاب بڑی دلچسپ ہے، مصنف کا اپنا بیان ہے کہ :-

"چونکہ اس قسم کے مضامین بالعموم خشک ہوتے ہیں بدیں وجہ عوام انہیں شوق سے نہیں پڑھتے اس لئے میں نے کوشش کی ہے کہ سارے مضمون کو نہایت پُرلطف افسانوی رنگ میں لکھ دوں تاکہ لوگ انہیں دلچسپی کے ساتھ پڑھیں اور پورے طور پر اُن سے متمتع ہوں، لیکن یہ فسانے مصنوعی اور طبع زاد نہیں بلکہ مستند اور صحیح تاریخی واقعات ہیں جن کو میں نے بیسیوں تاریخوں کے ہزاروں صفحات سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر یکجا کیا ہے۔"

بہرحال اس کتاب کے مطالعہ سے یہ پتہ لگتا ہے کہ قرون اولےٰ کے مسلمانوں کے دل کس قدر مذہبی حرارت اپنے اندر رکھتے تھے اور دین متین کی تبلیغ کا کس قدر جوش اور انہماک ان کے دلوں میں تھا۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ کسی منظم جماعت کی پشت پناہی کے بغیر محض اللہ کا نام لے کر فرداً فرداً تبلیغ اسلام کے لئے چاروں طرف نکل پڑے اور خدا نے ان کی مخلص کوششوں کو بارآور کر کے ملکوں اور قوموں کے دل آستانۂ اسلام پر جھکا دیئے ضرورت ہے کہ اُن کے ان کارناموں کو موجودہ مسلمانوں کے مطالعہ میں لایا جائے تاکہ ان کے دلوں میں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے اور امر بالمعروف کا فرض بجا لانے کا شوق پیدا ہو۔ اس سلسلہ میں فاضل مصنف کی یہ تالیف ہر طرح لائق تحسین اور ہر فہمیدہ سنجیدہ مسلمان کے مطالعہ کے قابل ہے۔

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

ملنے کا پتہ :- شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی

رام گلی ۳ لاہور

# اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ کی صحت بفضلہ پہلے سے بہتر ہے - آپ باوجود کمزوری صحت احمدیہ ہال کی تعمیر کے سلسلہ میں اور دیگر جماعتی کاموں کی سرانجام دہی میں سرگرم عمل ہیں - احباب کرام سے استدعا ہے کہ آپ کی صحت کاملہ کے لئے دعا کرتے رہیں -

## شیخ انعام الحق صاحب کے متعلق

حیدرآباد دکن سے میر ولایت علی صاحب امیر الغرباء اطلاع دیتے ہیں کہ :-

"شیخ انعام الحق صاحب پر بائیں جانب فالج ہوا ہے بالکل بے ہوشی کی حالت میں اب افاقہ ہوا - اب اکثر ہوش رہتا ہے مگر کبھی کبھی بیہوشی بھی طاری ہو جاتی ہے - افاقہ کے آثار نمایاں ہیں - اللہ سے دعا ہے کہ کامل صحت جلد عطا فرمائے اور وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو کر جلد گھر آجائیں - ان کی پریشان حال اہلیہ کو آپ کا پیغام ہمدردی پہنچا دیا گیا - دواخانہ میں ایک شخص ہمہ وقتی متعین ہے - دیگر عزیز و احباب روزانہ جاتے آتے رہتے ہیں - اللہ جلد فضل فرمائے"

شیخ صاحب کی صحت کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے -

## تنظیم جماعت ایبٹ آباد

ایبٹ آباد سے احمد صادق صاحب لکھتے ہیں :-

ہماری لوکل جماعت نے اپنی نئے سرے سے تنظیم کی ہے - اور ہر ایک ممبر سے چندہ ماہوار وصول کرنا شروع کیا ہے اور باقاعدگی سے صدر کو ترسیل کا انتظام کیا گیا ہے - چنانچہ -/144 روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیئے گئے ہیں مندرجہ ذیل عہدہ داروں کا اخبار پیغام صلح میں اعلان فرما دیں -

(۱) شیخ عبدالحق صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ جیل - صدر

(۲) پروفیسر خلیل الرحمان صاحب :- نائب صدر

(۳) ماسٹر غلام ربانی صاحب :- سیکرٹری

(۴) احمد صادق :- خزانچی

والسلام - خاکسار احمد صادق

## شمولیت سلسلہ

مؤرخہ ۱۰ مارچ بروز جمعہ ایک مخلص اور پرجوش نوجوان ارباب اکبر خان صاحب بی اے حضرت امیر قوم کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں - احباب کرام دعا فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں استقامت عطا فرما دے اور خدمت دین کرنے کی توفیق دے - آمین -

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳ کے نیچے)

# ضرورت ہے

جماعت کے لیے چند نوجوانوں کی ضرورت ہے - جو تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور کلی طور پر اپنے آپ کو انجمن کے حوالے کر دیں - ایسے نوجوانوں کو ٹریننگ کے دوران میں خورد و نوش کے لئے پہلے سال -/75 روپے اور دوسرے سال -/80 روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا - رہائش اور تعلیمی ضروریات پوری کرنا انجمن کے ذمہ ہوگا - ٹریننگ کے بعد انجمن کو اختیار ہوگا کہ ان طلباء میں سے جس کو چاہے بطور مبلغ اپنے مراکز میں بھیجے - اس صورت میں انہیں حسب حالات اور قابلیت تنخواہ دی جائے گی - تعلیمی قابلیت کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن ہونی چاہیئے -

امیدوار مذہبی رنگ رکھتے ہوں - صحتمند ہوں - ذہین ہوں - اور زبانیں سیکھنے کے اہل ہوں - درخواستیں معہ جملہ کوائف اور تعلیمی سندات کے پتہ ذیل پر بھیجیں -

جو امیدوار امسال میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں وہ بھی اپنی درخواستیں بھجوا سکتے ہیں - درخواستیں موصول ہونے کی آخری تاریخ ۲۰-۴-۶۴ مقرر کی گئی ہے -

جملہ درخواستیں مقامی جماعت کے پریذیڈنٹ یا سیکرٹری صاحب کی سفارش کے ساتھ آنی چاہئیں -

پتہ :- احمد یار - سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام - احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

# ٹنڈر برائے اراضی

کراچی کی شاہراہ پر بمقام قاضی احمد تحصیل سکرنڈ ضلع نوابشاہ (سابق سندھ) میں قریباً ۱۲۵۰ ایکڑ اراضی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ملکیت ہے دو فصلہ نہری پانی کا انتظام ہے اور دو ٹیوب ویل بھی لگے ہوئے ہیں - یہ اراضی سڑک اور ریلوے اسٹیشن قاضی احمد کے متصل ہے انجمن مذکور یہ اراضی ٹھیکہ پر دینا چاہتی ہے - خواہشمند اصحاب مزید تفصیل اور شرائط ٹھیکہ وغیرہ کے متعلق جملہ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کریں ٹنڈر وصول ہونے کی آخری تاریخ ۲۰-۴-۶۴ مقرر کی گئی ہے -

پتہ :-

احمد یار سیکرٹری - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

# انسان کی پیدائش کس طرح ہوئی؟ — پیدائش انسانی میں معرفت الٰہی کے سامان

## حیوانات کے فوائد — دودھ کی پیدائش میں کمالاتِ الٰہی کا مظاہرہ

خطبہ جمعہ - مؤرخہ ۲۹ مارچ ۱۹۶۳ء - فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولقد خلقنا الانسان من سللة من طین - ثم جعلنٰه نطفة فی قرار مکین ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظما فکسونا العظم لحما ثم انشانٰه خلقا اٰخر فتبارک اللہ احسن الخالقین ——— (سورة المؤمنون)

### پیدائش انسانی مٹی سے

اللہ تعالیٰ نے انسان کی معرفت بڑھانے کے لئے جہاں زمین و آسمان اور ان کی وجہ سے پیدا شدہ فیوض و برکات کا ذکر فرمایا ہے - وہاں خود انسان کی اپنی مشین کا بھی ذکر کیا ہے تاکہ انسان خود اپنی مشین پر غور کرے ۔ اور ذات باری تعالےٰ کی حکمت اور علم اور احسانات کا اندازہ کرے فرمایا ولقد خلقنا الانسان من سللة من طین - ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ یا نچوڑ سے بنایا ہے سللة کے معنی نچوڑ اور خلاصہ کے ہیں - بعض لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے مٹی کا ایک بت بنایا اور اس میں پھونک ماری اور آدم بن گیا - انسان کی تخلیق کی ابتداء یوں نہیں ہوئی - خدا تعالےٰ نے تو فرمایا ہے کہ لقد خلقنا الانسان من سللة من طین - ہم نے انسان کو مٹی کے نچوڑ سے بنایا ہے یہاں لفظ انسان استعمال ہوا ہے آدم کا لفظ نہیں الانسان میں ال جنس کے لئے آیا ہے - جس سے مراد تمام کی تمام انسانیت ہے - اس سے بتانا یہ مقصود ہے کہ تمام کے تمام انسان مٹی سے بنائے گئے ہیں - اس امر کا ذکر قرآن کریم میں کئی ایک جگہوں پر آیا ہے - ایک جگہ فرمایا وھو الذی خلقکم من طین - تم کو یعنی تم سب انسانوں کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور فرمایا خلقکم من تراب ہم نے تمہیں زمین سے پیدا کیا ہے پھر فرمایا منھا خلقنٰکم زمین سے تمہیں پیدا کیا گیا ہے - وفیھا نعیدکم اور اسی میں پھر تمہیں واپس لوٹایا جائے گا - جس طرح سے درخت زمین سے پیدا ہوتے ہیں اور پھل، پھول دے کر زمین کی نذر ہو جاتے ہیں - اسی طرح سے انسان بھی مٹی سے پیدا ہوا ہے اور مٹی میں مل جائے گا - یہاں بھی جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے -

- - - - - - - - - - - - - - -

### درختوں اور انسانوں کی پیدائش

ایک جگہ فرمایا واللہ انبتکم من الارض نباتا - ہم نے تم کو زمین سے اُگایا ہے ثم یعیدکم فیھا - پھر واپس اسی زمین میں لے جاتے ہیں - جس طرح درخت مرجھا کر اور سوکھ کر مٹی کا حصہ بن جاتے ہیں - اسی طرح سے انسان کی بھی یہی کیفیت ہے جو اس آیت میں بیان فرمائی ہے درخت اور انسان میں یہ فرق ہے کہ درخت کے پاؤں میں بیڑی لگی ہوتی ہے وہ چل پھر نہیں سکتا لیکن انسان چل پھر سکتا ہے - درخت بیمار بھی ہوتے ہیں - ان کا علاج بھی ہوتا ہے - تندرست بھی ہوتے ہیں، مرتے بھی ہیں انسان آزاد ہے - چلتا پھرتا ہے وہ بھی بیمار ہوتا ہے، تندرست ہوتا اور مرتا ہے ۔ تو فرمایا کہ ہم نے تم انسانوں کو مٹی کے خلاصہ اور نچوڑ سے پیدا کیا ہے - اس مٹی کے اندر کتنی چیزیں ہیں کتنے عجائبات ہیں، ان کا اندازہ و شمار ناممکن ہے انسان کی اپنی تخلیق اور اس کی ہستی خدا تعالیٰ کی خالقیت مالکیت اور حکمت و عظمت پر دال ہے -

### انسانی پیدائش میں ہستی باریتعالیٰ کا ثبوت

خدا تعالےٰ نے اپنی ہستی کے اثبات کے طور پر انسان کی اپنی ذات کو پیش کیا ہے - اور غور و فکر کی دعوت دی ہے - چنانچہ فرمایا ہے کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون - تم بے جان اور بے حقیقت تھے - تمہارے وجود کا کہیں نشان نہ تھا - تمہارے مردہ اجزاء زمین میں منتشر حالت میں تھے ان اجزاء کو خدا نے مجتمع کر کے زندہ انسان بنا دیا - اس خدا نے تمہیں زندگی بخشی جس خدا نے تمہیں وجود اور زندگی عطا کی ہے - کیف تکفرون - اس ذات باری کی ہستی کا تم کس طرح انکار کرتے ہو - تو پھر انسان کو خدا تعالےٰ نے مٹی سے بنایا ہے -

### مٹی کی معدنیات انسانی جسم میں

اس مٹی اور خاک کے اندر لوہا ہے - کیلشیم ہے - پوٹاشیم ہے - سلفر ہے - فاسفورس ہے سالٹ ہے - اور نہ جانے کیا کیا کچھ ہے - یہ سب کچھ انسان کے اندر بھی ہے - ڈاکٹر صاحبان کہتے ہیں پالک اور گاجر خون پیدا کرتی ہے اور اس کے اندر لوہا بھی ہے - ان سبزیوں اور ترکاریوں کے ذریعہ ہم لوہا کھا رہے ہیں - سلفر، فاسفورس، پوٹاشیم اور مینگنیز کھا رہے ہیں اور ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا - یہ مٹی اور معدنیات اور نمکیات کے یہ اجزاء سبزیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں - ان کی دالیں بن جاتی ہیں - یہ اجزاء منتقل ہو کر بھیڑ بکریاں بن جاتے ہیں پھر ان کا گوشت اور دودھ ہم پیتے ہیں - یہ معدنیات ان میں شامل ہوتی ہیں - اس طرح مٹی کے یہ اجزاء انسانی خوراک میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد انسان کی شکل اختیار کرتے ہیں -

### غذاؤں میں انسانی پیدائش کا جوہر لطیف

ڈاکٹروں کو علم ہے کہ یہ پھل، پھول، یہ سبزی ترکاری، یہ دال - گوشت، یہ دودھ انڈا اور غلہ جات انسان کھاتا ہے - اس کا معدہ اس کو پکاتا ہے پھر وہ انتڑیوں میں چلا جاتا ہے - یہاں ایک بار پھر پکتا ہے اس کا لطیف حصہ جگر میں چلا جاتا ہے - اس کو جگر پھر پکاتا ہے - اس میں سے گندے اجزاء پھینک دیئے جاتے ہیں جو باقی بچتے ہیں اُن سے خون بنتا ہے - خون میں سے ایک نخبہ حصہ پیدا ہوتا ہے جو ماں کے بطن کے اندر چلا جاتا ہے اور ماں کے بطن میں بچے کی شکل اختیار کرتا ہے - لوتھڑا بنتا، اور لوتھڑے سے گوشت بنتا اور اس میں ہڈیاں بنتی ہیں ہڈی کا پیدا کرنا ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے ہڈیوں کا ڈھانچہ قائم نہیں رہ سکتا، چل پھر نہیں سکتا اور گوشت کے بغیر ہڈیاں بے کار ہیں - ہڈیوں اور گوشت میں نہایت اہم تعلق ہے - یہ سب کچھ

زمین اور اس کے نچوڑ و خلاصہ سے بنتا ہے۔ گوشت پوست، جسم وجثہ مٹی سے ترکیب پاتے ہیں۔ آنکھیں مٹی سے بنتی ہیں۔ دل مٹی سے بنتا ہے۔

## پیدائش کے وقت اور اس کے بعد انسان کی حالت

اخرجکم من بطون امھٰتکم جب تم ماں کے پیٹ سے باہر نکلتے ہو تو تم قطعاً بے علم ہوتے ہو۔ وہ تمہاری بے خبری بے سمجھی کی حالت ہوتی ہے تمہیں نہ اپنی خبر ہوتی ہے اور نہ دنیا جہان کی۔ لا تعلمون شیئًا۔ تمہیں کچھ بھی علم نہیں ہوتا۔ تمہارا تعلق اس کائنات سے استوار کرنے کے لئے جعل لکم السمع والابصار والافئدۃ۔ تمہیں کان دیئے۔ آنکھیں دیں تا تم سن سکو اور دیکھ سکو اور جو کچھ تم سنو اور دیکھو، اس کا ترجمہ کرنے کے لئے تمہیں دل دیا ہے۔ عقل و فہم اور سوجھ بوجھ بھی دی تا تم نیکی بدی کی پہچان کر سکو۔ جستجو اور ایجاد کا مادہ تمہاری طبیعت میں ودیعت کیا ہے بے پناہ قوتیں تمہیں بخشی ہیں جن کی وجہ سے تم سمندر وں کا پیٹ چیرتے پھرتے ہو۔ فلک بوس چوٹیوں کو سر کرتے ہو۔ زمین اور آسمانوں کی قوتوں سے مستفید و مستفیض ہوتے ہو، شیر اور چیتے کی غضبناکیوں پر غالب آتے ہو۔ اس عالم کائنات کی ہر قوت تمہارے ہاتھوں میں ہوتی ہے، ایک وقت تم فرشتوں سے بھی بڑھ جاتے ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مقام حاصل کیا جہاں فرشتوں کو مجال دم زدن نہیں۔

## انسانی جذبات اور استعدادیں

پھر اس طاقت اور قوت کے ساتھ ساتھ انسان کے اندر جذبات رکھے ہیں۔ مہر و وفا کے۔ احسان و مروت کے۔ پیار و محبت کے۔ اخلاق و اخلاص کے جذبات انسان کے اندر رکھے ہیں۔ سبحان اللہ۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اس خاک اور اس کے ذرات کے اندر قوت ارادی رکھ دی ہے۔ قوت ادراک رکھ دی ہے۔ قوت متخیلہ رکھ دی ہے۔ قوت ایجاد رکھ دی ہے۔ فتبٰرک اللہ احسن الخالقین اللہ تعالےٰ واقعی برکات و خیرات کا سرچشمہ ہے خود انسان کی ذات کے اندر برکات اور رحمتوں کا چشمہ نظر آتا ہے۔

## آیت قرآنی سے ایک شخص کی شقاوت اور دوسرے کی سعادت

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کوئی آیت نازل ہوا کرتی اسی وقت آپؐ کاتب سے لکھوا دیا کرتے لکھنے والوں میں عبداللہ ابن ابی سرح بھی تھے۔ جب یہ آیات اتر رہی تھیں تو آخر میں عبداللہ بن ابی سرح کے منہ سے نکل گیا فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکتب ھکذا انزلت۔ یہی آگے لکھ دو اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ اس پر یہ شخص مرتد ہوگیا اور کہا کہ یہ انسانی کلام ہے جس طرح میرے منہ سے نکلا ہے اسی طرح محمد رسول اللہ بھی اپنی طرف سے بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیتے ہیں وہ مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہی فقرہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے منہ سے بھی بے ساختہ نکل گیا تھا۔ ایک (عبداللہ بن ابی سرح) شقاوت کا شکار ہوگیا اور دوسرا (حضرت عمرؓ) سعادت اور عرفان کا مالک بن گیا لکھا ہے کہ بعد میں جب مکہ فتح ہوا۔ حضرت عثمان رضؓ کا عبداللہ ابن ابی سرح سے رشتہ تھا ان کی وساطت سے اس نے حضور نبی کریمؐ سے معافی مانگی اور مسلمان ہوگیا۔

## مویشی — معرفت الٰہی کا ذریعہ

پھر فرمایا وان لکم فی الانعام لعبرۃ انسان کی زندگی کی بقا کے لئے یہ مویشی اور چار پائے پیدا کئے گئے ہیں، یہ بھی عرفان الٰہی کی راہ دکھلاتے ہیں۔ ہم نے صرف تمہیں جسم و جان ہی نہیں دیا۔ بلکہ جسم و جان کے تعلق کو برقرار رکھنے کے لئے اور تمہاری بقا کے لئے بڑے بڑے سامان پیدا کئے ہیں۔ ان سامانوں سے تم پیدائش کے فوراً بعد ہی متمتع ہونا شروع ہو جاتے ہو ہم تمہارے لئے دودھ کی نعمت تیار کر دیتے ہیں، اس کی ہر فرد بشر کو ضرورت ہوتی ہے۔ بچہ بوڑھا جوان و ناتوان ہر کوئی پیتا ہے غریب کی کٹیا میں بھی دودھ پیا جاتا ہے اور بادشاہ کے محل میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ سب کے سب اس کے محتاج ہیں اور سب کے سب اسکو پیتے ہیں اس کے بغیر دنیا زندہ نہیں رہ سکتی فرمایا یہ جس قدر تمہیں مویشی نظر آتے ہیں یہ خدا کی یاد دلانے کے لئے ہیں یہ تو عبرت کے لئے ہیں کہ ان سے عبور کر کے خدا کو یاد کریں جس نے ان کو ہماری خاطر پیدا کیا اور اس کی معرفت حاصل کر سکیں۔

## دودھ کی پیدائش اور اس کے فوائد

نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث و دم لبنًا خالصًا سائغًا للشٰربین تم ان چوپایوں کو چارہ گھاس اور دانہ کھلاتے ہو۔ یہ معدہ میں جا کر پکتا ہے۔ اس میں سے جو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے مگر اس کو تحلیل کر کے، خون کی شکل کی ایک شئے بنا دیتا ہے اور یہ مادہ تھنوں کے قریب پہنچکر ایک مشین میں داخل ہوتا ہے اور دودھ بن جاتا ہے۔ یہ گھاس پھوس۔ یہ چارا اور دانہ اس میں خون بھی ہے لید بھی ہے اور دودھ بھی لیکن صفائی کرنے والا کس قدر کامل ہے کہ دودھ میں نہ گوبر کی تعفن ہوتی ہے نہ خون کا رنگ نہ کسی قسم کی بدبو۔ بلکہ ایک خوشگوار خالص اور نہایت لذیذ مفید چیز پیدا کر دی جاتی ہے۔

نہ صرف یہ پاک و صاف اور خالص ہوتا ہے بلکہ سائغًا للشٰربین پینے والوں کے لئے خوشگوار بھی ہوتا ہے۔ یہاں شاربین کیوں کہا ہے۔ تمام کی تمام دنیا میں بچے سے لیکر بوڑھے تک اسکو پیتے ہیں اور اس کے پیئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ اس کے اندر کیلشیم ہے۔ پانی ہے اور شیرینی ہے۔ ان کے بغیر ہڈی نہیں بنتی کیلشیم ایک پتھر ہے۔ جلائیں تو چونا بن جاتا ہے اس کو حل کر کے دودھ میں رکھدیا گیا ہے۔ اس سے ہڈیاں بنتی ہیں۔ ہڈیوں کے اندر نخاعیات ہیں۔ ان کے اندر گودہ ہوتا ہے۔ یہ گودہ بڑے کام سرانجام دیتا ہے۔

## مویشیوں کے فوائد

خدائے بزرگ و برتر کتنا رحیم و کریم ہے ہماری بقا اور استحکام کے لئے اس نے مویشی اور چار پائے پیدا کئے ہیں ہم ان کا دودھ پیتے ہیں ان کے چمڑے اور بالوں سے طرح طرح کا سامان بناتے ہیں۔ ان سے لباس تیار کرتے ہیں ومنھا تاکلون ضرورت ہو تو ان کا گوشت بھی کھاتے ہیں۔ ان کے بغیر کھیتی باڑی نہیں ہو سکتی ان کی پیٹھ پر اموال لاد کر گاؤں سے شہروں میں لائے جاتے ہیں۔ انسان کا کام نہیں کہ پہاڑوں سے سامان لا سکے۔ یہ حیوان بار برداری کے کام آتے ہیں۔ ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں ریلیں نہیں جا سکتیں، گھوڑوں خچروں پر سامان لاد کر لے جایا جاتا ہے۔ لق و دق صحراؤں میں اونٹوں کے ذریعہ سفر کیا جاتا ہے۔ اس کو SHIP OF DESERT کہتے ہیں۔ ولکم فیھا منافع کثیرۃ۔ ان کے بڑے فوائد ہیں۔

## خدا تعالےٰ کے احسانات

خدا تعالےٰ کے یہ احسانات تو تمہاری اپنی تخلیق کے اندر نظر آتے ہیں۔ تمہاری بقا کے لئے یہ کائنات کا نظام جاری ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین وہ ذات برکات و خیرات انعامات اور افضال کا سرچشمہ ہے اسکی فرمانبرداری کرو اس کے شکر گزار بنو۔

---

بقیہ احباب اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں

**وفات** ہماری جماعت سنیڈ ڈھیری ضلع پشاور کے ایک مخلص احمدی مسمی سردار علی صاحب اکونٹنٹ کے والد محترم مسمی عبدالحنان صاحب کا جو میرے بڑے چچا تھے مورخہ ۲۲ مارچ کو انتقال ہوگیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام بزرگان و برادران جماعت سے مرحوم کے جنازہ غائبانہ اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ والسلام

خاکسار شاہ ولی۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ (قصبہ سنیڈ ڈھیری پشاور)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

# محترم قاضی محمد نذیر صاحب کا دوسرا مطلوبہ حوالہ

## سابقہ انبیاء کا امتی کو نبی بنانے کے متعلق حضرت اقدسؑ کی تحریر

جناب قاضی صاحب نے ایک تو اس حوالہ کے نہ ملنے کا اپنے مضمون میں ذکر کیا تھا جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے یشوعؑ کو کامل امتی بھی لکھا ہے اور پھر اسے نبی بھی تحریر فرمایا ہے اس کے متعلق مفصل حوالے میں پیغام صلح کی گزشتہ اشاعت میں درج کر چکا ہوں اب دوسرا حوالہ جس کے نہ ملنے کا ذکر جناب قاضی صاحب نے کیا ہے وہ میری اس تحریر کے متعلق ہے جس میں میں نے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ ہر سچا نبی امتی نبی بناتا رہا ہے سو ذیل میں حضرت اقدسؑ کی اس تحریر کو درج کیا جاتا ہے جس کی بناء پر میں نے ایسا لکھا تھا۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۳۹-۱۳۸ پر حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"وہ دین دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے وہ دین لعنتی اور قابلِ نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور خدائے حی و قیوم کی آواز سننے اور اس کے مکالمات سے قطعی نا امیدی ہے اور اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے دین وہ ہے جو تاریکی سے نکالتا اور نور میں داخل کرتا ہے اور انسان کی خدا شناسی کو صرف قصوں تک محدود نہیں رکھتا بلکہ ایک معرفت کی روشنی اس کو عطا کرتا ہے سو سچے دین کا تبع اگر خود نفس امارہ کے حجاب میں نہ ہو خدا تعالیٰ کے کلام کو سن سکتا ہے۔ سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بناتا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے"

## آخری الفاظ کس امر کی نشاندہی کرتے ہیں

عبارت مندرجہ بالا کے آخری الفاظ کو جناب قاضی صاحب اور ان کے ہمنوا دیگر علماء ذرہ غور سے مطالعہ فرمائیں اور دیکھیں کہ کیا یہ الفاظ صراحتاً اس امر پر دلالت نہیں کرتے کہ سچا دین اور سچا نبی وہی ہوگا جو اپنے کامل تبع کو نبی بنا دے گا کس طرح کا نبی بنا دے گا ٹھیک اسی طرح کا نبی جس طرح کا نبی حضرت اقدسؑ اپنے آپ کو قرار دے رہے ہیں یعنے خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا اور شرف مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونے والا کیونکہ حضور نے صاف الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے جو نبی اللہ کا لفظ وارد ہوا ہے وہ انہی معنوں میں وارد ہوا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گویا حضورؑ بھی جو امتی نبی کہلاتے ہیں وہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا اور شرف مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونے والا ہونے کی وجہ سے ہی امتی نبی کہلاتے ہیں بعینہٖ اسی طرح دیگر سچے ادیان اور سچے انبیاء علیہم السلام کے کامل متبعین بھی خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والے اور شرف مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونے کی وجہ سے ہی امتی نبی بنا کرتے تھے چنانچہ پیغام صلح کی گزشتہ اشاعت میں یشوعؑ کی مثال سے اس حقیقت کو واضح بھی کر دیا گیا ہے۔

## جناب قاضی صاحب کی تاویل کی حقیقت

حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا تحریر کی تاویل جناب قاضی صاحب نے یہ کی ہے اور اسی پر زور دیا ہے کہ اس عبارت میں سچے دین سے مراد صرف اسلام ہی ہے کیا صاف الفاظ اور نصوص صریحہ کو توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کے مطابق بنانے کی کوشش کی اس سے بڑھ کر بھی کوئی قابلِ اعتراض مثال ہو سکتی ہے۔

محترم قاضی صاحب کیا حضرت نوحؑ کا دین سچا دین نہ تھا اور کیا وہ خود سچے نبی نہ تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا آپ کے نزدیک ان کا دین رحمانی کہلانے کی بجائے نعوذ باللہ شیطانی کہلانے کا مستحق تھا کیا ان کا لایا ہوا دین نعوذ باللہ لعنتی اور قابلِ نفرت دین تھا اسی طرح کیا حضرت ابراہیمؑ حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سچے نبی نہ تھے اور کیا ان کے لائے ہوئے دین سچے دین نہ تھے اور کیا آپ کے نزدیک ان سب انبیاء علیہم السلام کے لائے ہوئے ادیان لعنتی اور قابلِ نفرت ادیان تھے اور کیا وہ رحمانی کہلانے کی بجائے نعوذ باللہ شیطانی ادیان کہلانے کے مستحق تھے کہ وہ اپنے کامل متبعین کو اس مقام تک نہیں پہنچا سکتے تھے کہ خدا سے ۔۔۔ بذریعہ وحی انہیں خبریں ملا کریں اور خدا کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہو جائیں محترم قاضی صاحب حضرت اقدسؑ نے اپنی اس تحریر میں تو غیب کی خبریں پانے اور کثرت سے ایسی خبریں پانے کا ذکر تک نہیں کیا صرف خبر پانے اور مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور اسی قسم کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونے کا ذکر تمام سچے نبیوں اور ان کے لائے ہوئے سچے ادیان کی کامل پیروی کرنے والوں کے متعلق فرمایا ہے اگر آپ کہیں مکالمہ مخاطبہ کے ذکر میں ہی غیب کی خبریں پانے اور کثرت سے پانے کا ذکر آ جاتا ہے تو میں کہوں گا کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر ہر سچے نبی اور ہر سچے دین کے کامل تبع کے مکالمہ مخاطبہ کے ذکر میں بھی کثرت سے غیب کی خبریں پانے کا ذکر آ جاتا ہے کیونکہ دونوں کا مکالمہ مخاطبہ ایک ہی قسم کا ہے اور آپ اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں کہ یہی مکالمہ مخاطبہ مشتمل بر اخبار غیبیہ ہی نبوت مطلقہ ہے شریعت اور مستقل ہونا زوائد ہیں۔ اس لئے ہر شخص جو ایسے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوگا وہ نبوت مطلقہ پا لینے کی وجہ سے نبی کہلانے کا مستحق ہوگا پس آپ کے اس مسلمہ کی رو سے انبیاء سابقین علیہم السلام کے کامل متبعین بھی امتی نبی کہلانے کے مستحق بن جاتے ہیں کیونکہ حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا تحریر سے ان کا ایسے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونا ثابت ہے۔

محترم قاضی صاحب آپ کا یہ کہنا تو درست نہیں ہو سکتا کہ سچے دین سے صرف اسلام ہی مراد ہے کیونکہ الفاظ کی عمومیت آپ کی اس تاویل کی متحمل نہیں باقی یہ بالکل درست ہے کہ اسلام بھی یہاں ضرور مراد ہے اور وہ اس طرح کہ چونکہ ہر سچے دین کی یہ نشانی ہے کہ وہ اپنے کامل متبعین کو مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے مشرف ہونے کے قابل بنا دے اور اس مقام پر پہنچا دے کہ خدا کی ایسی یقینی ہم کلامی سے یہ متبعین نوازے جائیں۔ جو شیطانی الہام کی آمیزش سے بکلی پاک ہو اور اسلام بھی چونکہ تمام مسلمانوں کے نزدیک سچا دین ہے ۔۔۔۔ اس لئے اس کا کامل پیرو بھی لامحالہ خدا تعالیٰ کے اس انعام سے سرفراز ہوگا اس لئے بعض مسلمانوں

کا یہ کہنا کہ مکالمہ مخاطبہ کا دروازہ امت محمدیہ کے سئے علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بالکل بند ہے یا بعض کا یہ کہنا کہ الہام ہو تو سکتا ہے لیکن اس کے متعلق حتمی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ خدائی الہام ہے یا شیطان کا بھی اس میں دخل ہے درست نہیں ہوسکتا محترم قاضی صاحب ایسے مسلمانوں پر ان کے اس غلط عقیدہ کی حقیقت تبھی واضح ہوسکتی ہے اور ان پر اتمام حجت تبھی ہو سکتا ہے جب انہیں اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیا جاسئے کہ پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کے لائے ہوئے دین بھی اپنے کامل پیرو کو خدا تعالےٰ کے اس انعام کا مورد بنا دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسی مضمون کو جاری رکھتے ہوئے حضور نے حضرت خضر اور حضرت موسےٰؑ کی والدہ اور حضرت مریم وغیرہ کی مثالیں پیش کرکے اس قسم کے غلط عقائد رکھنے والوں پر حجت پوری کی ہے۔

## قاضی صاحب کی تاویل کے غلط ہونے پر ایک بیّن دلیل

جناب قاضی صاحب کی اس تاویل کو کہ عبارت مندرجہ بالا میں سچے دین سے مراد صرف اسلام ہی ہے تو اس عبارت کا مندرجہ ذیل فقرہ بھی غلط ٹھہرا رہا ہے اس عبارت میں حضور فرماتے ہیں :-

"دین وہ ہے جو تاریکی سے نکالتا اور نور میں داخل کرتا ہے"

اگر قاضی صاحب محترم اور ان کے ہم نوا دیگر علماء ربوہ خدا ترسی کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن شریف پر غور فرمائیں گے تو ان پر یہ حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی کہ انبیاء علیہم السلام آتے ہی ایسے وقت میں ہیں جبکہ قومیں تاریکیوں کی لپیٹ میں آئی ہوئی ہوتی ہیں اور ان کو ان تاریکیوں سے نکال کر نور میں لانا ہی ان کا اصل اور اہم کام ہوتا تھا مثال کے طور پر سورۃ ابراہیم ع کی مندرجہ ذیل آیت پر غور فرمائیں ولقد ارسلنا ..... موسیٰ بایاتنا ان اخرج قومک من الظلمات الی النور یعنے موسےٰ کو ہم نے اپنی آیات دے کر بھیجا اور یہ حکم تھا کہ اپنی قوم کو ان آیات کے ذریعہ تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لا اسی طرح تورات کے متعلق فرمایا فیہا ھدًی ونور پھر انجیل کے متعلق بھی فیہ ھدًی ونور کے الفاظ ہی استعمال کئے دیکھو سورۃ المائدۃ ع۔ اس لئے حضور کا یہ تحریر فرمانا کہ "دین وہی ہے جو تاریکی سے نکالتا اور نور میں داخل کرتا ہے" صرف اسلام کے متعلق نہیں ہوسکتا جیسا کہ قاضی صاحب نے لکھا ہے بلکہ تمام ادیان کے ہی متعلق ہے اور اس کو ماننے سے ہی مسلمانوں کے غلط خیالات کی تردید ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ میں پہلے واضح ..... کر آیا ہوں۔

## علماء ربوۃ کی ایک اور غلطی کا ازالہ

عبارت مندرجہ بالا میں حضرت اقدسؑ نے علماء ربوہ کی ایک اور غلطی کو بھی دور فرمایا ہے ان علماء کا یہ عقیدہ ہے جس میں قاضی صاحب بھی شامل ہیں کہ امت میں صرف حضرت اقدس ہی اس انعام سے نوازے گئے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس اس عبارت میں فرماتے ہیں :-

"فساد اس حالت میں لازم آتا ہے کہ اس امت کو آنحضرت صلعم کے بعد قیامت تک مکالمات الٰہیہ سے بے نصیب قرار دیا جائے"

اگر آنحضرت صلعم کے بعد ۱۳۰۰ برس تک یہ امت مکالمات الٰہیہ کی اس جنس سے محروم رہی اور کوئی فرد بھی اس سارے عرصہ میں خدا تعالےٰ کے ایسے مکالمات الٰہیہ کے انعام سے ؐ حضرت اقدسؑ متمتع ہوئے کیونکہ ذکر الٰہی مکالمات الٰہیہ کا ہو رہا ہے تو پھر حضور کے مندرجہ بالا بیان کو خلاف واقع اور خلاف حقیقت قرار دینا پڑے گا۔ اور اگر حضور کا یہ بیان درست ہے اور یقیناً درست ہے تو ماننا پڑیگا کہ علماء ربوہ کا عقیدہ غلط نظریہ پر مبنی ہے اور امت میں ضرور اس انعام کو پانے والے افراد ہوتے رہے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ ان افراد میں سے حضرت مسیح موعودؑ کن خصوصیات سے حامل ہیں اور نام پانے میں کیا حکمت ہے اس پر میں پہلے ہی کافی روشنی ڈال چکا ہوں۔ جس پر سے جناب قاضی صاحب بغیر اسے چھوئے گذرتے چلے جا رہے ہیں لیکن دوبارہ بھی انشاء اللہ اس پر روشنی ڈال دوں گا۔ تا حجت تمام ہوجائے۔

## اس امر کا مزید ثبوت

حضرت اقدس نے صرف اسی عبارت میں ہی امت کے دیگر افراد کا اس انعام الٰہی سے متمتع ہونے کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۸ پر زیادہ وضاحت سے اسکو بیان فرمایا ہے۔ یہاں پہلے کسی شخص کا سوال نقل کرتے ہیں جو یہ ہے :-

"احادیث میں نازل ہونے والے عیسیٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدّث کو بھی نبی کہا گیا ہے"

اگر علماء ربوہ کا خیال درست ہے کہ حضور نے اپنا عقیدہ بدل لیا تھا اور اب پہلے کی طرح اپنے آپ کو محدث نہیں بلکہ نبی یقین کرتے تھے تو اس سوال کا جواب تو بالکل صاف تھا کہ محدّث کو نہیں بلکہ نبی کو ہی نبی کہا گیا ہے لیکن حضور اس کی بجائے وہی جواب دیتے ہیں جو پہلے دیتے رہے ہیں جس

کا خلاصہ یہ ہے کہ محدث پر لغوی طور پر نبی کا لفظ اطلاق پا سکتا ہے اصل عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے :-

"عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں جو خدا تعالےٰ سے الہام پاکر پیشگوئی کرے پس جبکہ قرآن شریف کی رُو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے (ایسی نبوت کا یعنی لغوی نبوت کا از ناقل) جو بتوسط فیض اتباع آنحضرت صلعم کسی انسان کو خدا تعالےٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے تو پھر ایسے نبی اس امت میں کیوں نہیں ہوں گے اس پر کیا دلیل ہے ہمارا مذہب نہیں ہے کہ ایسی نبوت پر مہر لگ گئی ہے"

اب دیکھ لو کس صفائی سے امت میں کثرت سے انبیاء کے وجود کو تسلیم کیا ہے قاضی صاحب محترم لکھتے ہیں کہ جمع کا صیغہ محض امکانِ نبوت ثابت کرنے کے لئے لکھا ہے یہ درست نہیں بلکہ امت میں امتی نبیوں کا یہی درست ہے کہ امت میں جس قدر بھی امتی نبی ہوتے ہیں وہ ہیں اپنے آپ کو داخل کرنے کے لئے حضور نے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے اصل مضمون چشمۂ معرفت میں بھی حضور نے اسی کو ادا کیا ہے دیکھو صفحہ ۵۵ و صفحہ ۵۹۔ یاد رہے کہ تمام اولیاء اور مجدد ظلی نبی ہی ہیں کیونکہ ظلّی نبوت فیض محمدی سے وحی پانے کا ہی نام ہے اس لئے حضرت اقدسؑ بوجہ ظلّی نبی ہونے کے جماعت اولیاء کے ہی فرد ہیں۔ اگر ظلّی نبی ولی ہے تو کامل ولی بدرجہ اولیٰ ظلّی نبی ہے۔ کامل ولی ہونے سے جنس تو نہیں بدل سکتی حضرت نبی کریم صلعم نبیوں میں کامل نبی تھے اس سے آنحضور صلعم نبیوں کی جنس سے نکل کر کسی اور جنس میں تو داخل نہیں ہو گئے اسی طرح ولیوں میں کامل ولی ظلی نبیوں کی جنس سے تو نہیں نکل جاتا۔ اگر ظلی نبی ولی ہی ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے بھی تسلیم کیا ہے تو حضرت اقدسؑ لامحالہ کامل ولی ہونے کی وجہ سے جنس اولیاء کے ہی فرد رہیں گے آپ اس جنس سے کس طرح انہیں نکال کر کسی دوسری جنس میں داخل کر سکتے ہیں۔

## حضرت اقدسؑ کی اپنی سمجھ کہ اُمتی نبی جماعت اولیاء کا ہی فرد ہوتا ہے

الفاظ "سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے" کے بعد حضورؑ فرماتے ہیں :-

"اگر نبی کے صرف یہ معنے کئے جائیں (یہاں نبی سے مراد وہ لغوی نبی

ہے جو صحیح مسلم کی حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے وارد ہوا ہے (کیونکہ زیر بحث وہی لفظ نبی ہے ( از ناقل) کہ اللہ جل شانہ اس سے مکالمہ مخاطبہ رکھتا ہے اور بعض اسرار غیب کے اس پر ظاہر کرتا ہے تو اگر ایک اُمتی ایسا نبی ہو جائے یعنی ایسا نبی جو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف رکھتا ہو اور بعض اسرار غیب اس پر ظاہر ہوتے ہوں بعض کا لفظ بھی قابل غور ہے (از ناقل) . . . . . . . . . . .

تو اس میں حرج کیا ہے خصوصاً جبکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ یہ امید دلائی ہے کہ ایک اُمتی شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اپنے اولیاء سے مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں"

پہلے یہ فرمایا کہ کامل اُمتی کو مکالمات الٰہیہ حاصل کرنے والا نبی بنانا مسیحؑ دین کی ایک لازمی نشانی ہے اور اس کے بعد اس کی یہ تشریح کرنا کہ ایسے مکالمات ومخاطباتِ الٰہیہ کا شرف اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو عطا کرتا ہے اس بات کا قطعی فیصلہ کر دیتا ہے کہ اُمتی نبی جماعت اولیاء کا ہی فرد ہوتا ہے۔

جناب قاضی صاحب نے یہی مصلحت سمجھی ہے کہ اس عبارت میں اولیاء کی جگہ پیارے کا لفظ رکھکر خاموشی سے گزر جائیں حالانکہ یہاں اولیاء کا لفظ تو اصطلاحی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی جماعت انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں جو جماعت اولیاء ہوتی ہے وہی اس جگہ مراد ہے ثبوت میں ذیل کے حوالوں کی طرف جناب قاضی صاحب کی توجہ مبذول کرواتا ہوں۔ حضورؑ اپنی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۶۶-۶۷ پر فرماتے ہیں:—

"وللّٰہ مکالمات ومخاطبات مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ وانھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ"

یعنی اس امت میں اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو اپنے مکالمات اور مخاطبات سے نوازتا ہے اور ان اولیاء کو صرف نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے لیکن حقیقتاً یہ اولیاء نبی نہیں ہوتے۔

اب قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا دیگر علماء ربوہ دیکھ لیں کہ کس صفائی سے حضورؑ نے اولیاء کو مکالمات الٰہیہ پانے والا بھی لکھا ہے اور ساتھ ہی اسی صفائی سے ان کے نبی ہونے کی نفی بھی کی ہے لیکن اس بات کا ساتھ اقرار بھی کیا ہے کہ نبیوں کا رنگ ان کو ضرور دیا

جاتا ہے اور یہی مذہب حضورؑ کا ان تمام کتب میں پایا جاتا ہے جو سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل تصنیف کی گئی ہیں۔

## اپنے متعلق حضورؑ کی تحریر

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضورؑ نے اپنے متعلق کیا لکھا ہے۔ چشمۂ معرفت کے صفحہ ۳۲۴ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:—

ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سیّد و مولےٰ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبی نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعوےٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلعم کے کمالات متعدیہ کے اظہار اور اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنے نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا تا میں آنحضرت صلعم کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں"

اب قاضی صاحب دیکھ لیں کہ کس وضاحت سے حضور اپنے متعلق فرما رہے ہیں کہ عکسی طور پر نبوت کا رنگ آپ کو عطا کیا گیا ہے اور مواہب الرحمان میں یہ وضاحت موجود ہے کہ جن کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے وہ اولیاء کی جماعت کے فرد ہوتے ہیں نتیجہ آپ خود ہی نکال لیں مجھے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

نبوت کا رنگ پانے والے اولیاء ہوتے ہیں

## امر متنازعہ فیہ کیا ہے

محترم قاضی صاحب امر متنازعہ فیہ ہمارے درمیان یہی ہے کہ آیا حضرت اقدسؑ زمرۂ انبیاء کے فرد ہیں یا زمرۂ اولیاء کے۔ میں نے آپ کے سامنے حضرت اقدس کی نصوص پیش کی ہیں جن میں حضورؑ نے نہایت واضح الفاظ میں بطور اصول کے تحریر فرمایا ہے کہ جو اشخاص براہ راست خدا تعالیٰ کے فیوض کے مورد ہوتے ہیں وہ انبیاء کہلاتے ہیں اور جو ان سے براہ راست فیوض حاصل کرنے والوں کے واسطہ سے فیوض الٰہی کے مورد بنتے ہیں وہ اولیاء کہلاتے ہیں اور اس کے متعلق حضورؑ نے قرآنی آیت والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا

سے استدلال کیا ہے دیکھو ست بچن صفحہ ۶۵-۶۶

پھر اپنے آپ کو ہمیشہ زمرہ اولیاء کا ہی فرد لکھا ہے سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل کی کتابوں میں بھی اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتب میں بھی جن کے حوالے میں اپنے مضامین میں درج کر چکا ہوں اعادہ کی ضرورت نہیں پھر حضورؑ نے وحی نبوت پانے سے صریح لفظوں میں انکار کیا ہے اور وحی ولایت پانے کا اقرار کیا ہے جو امت محمدیہ کے اولیاء کو ملتی ہے پھر اسلامی اصطلاح میں نبوۃ کا انکار کیا ہے اور محض لغوی معنی میں اس لفظ کے استعمال کا اقرار کیا ہے کبھی بھی اسلامی اصطلاح میں نبی ہونے کا اقرار نہیں کیا یعنی اپنی کسی تحریر میں۔

جزوی نبوت کا اقرار اور نبوت تامہ کا انکار صریح الفاظ میں موجود ہے ایک تحریر بھی ایسی نہیں ملتی جس میں جزوی نبوت سے انکار اور نبوت تامہ کا اقرار موجود ہو۔

تمام کتب میں اپنے حق میں نبی کے لفظ کا استعمال مجاز اور استعارہ کے طور پر تسلیم کیا ہے علیٰ وجہ الحقیقت اس لفظ کے استعمال سے ہمیشہ انکار کیا ہے نبوت جدیدہ کے حامل ہونے سے ہمیشہ انکار کیا ہے نبوت محمدیہ کے عکس کو اپنے وجود میں تسلیم کیا ہے کسی بزرگ کے شعر

انبیاء و اولیاء جلوہ دہند
ہر زماں آئینہ در رنگ دیگر

کو اپنا کر اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ عکس نبوت لینے والے جماعت اولیاء کے ہی فرد ہوتے ہیں۔

یہ وہ نصوص ہیں جو آپ دوستوں کے سامنے بار بار پیش کئے جاتے ہیں جن کے مقابلہ میں آپ صاحبان کی طرف سے محض قیاسات ہی پیش کئے جاتے ہیں کہ فلاں عبارت سے یہ مفہوم نکلتا ہے اور فلاں عبارت سے یہ مفہوم نکلتا ہے قاضی صاحب محترم آپ بخوبی جانتے ہیں کہ قیاس کی نص کے مقابلہ میں قطعاً کوئی حقیقت نہیں ہوتی جس طرح ان الظن لا یغنی من الحق شیئا صحیح ہے ٹھیک اسی طرح ان القیاس لا یغنی من النص شیئا بھی درست ہے۔

پس اگر آپ نصوص جو محکمات کا حکم رکھتی ہیں ان کو پس پشت ڈال کر قیاسات کا سہارا لینے کی کوشش کو ترک کر دیں تو حضورؑ کے مقام کی تعیین میں دونوں جماعتوں میں جو اختلاف چلا آتا ہے وہ ایک منٹ میں دور ہو جاتا ہے اور حضرت اقدس کی علمی پوزیشن پر مخالفین کی طرف سے جو اعتراضات وارد ہو رہے ہیں وہ بھی فوراً ھباءً منثوراً ہو جائیں گے۔

## جناب قاضی صاحب کے ایک حوالہ کی حقیقت

قاضی صاحب نے اپنی اس تاویل کی تائید میں کہ مسیح دین سے مراد اسلام ہی ہے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ

- - - - - - - - - - - -

پنجم کے صفحہ ۱۲۳ کا حوالہ بھی پیش کیا ہے اگر قاضی صاحب اس حوالہ پر بھی غور فرما لیتے تو یہ حوالہ بھی صفحہ ۱۳۹-۱۳۵ کے مضمون کی تائید کرتا ہوا انہیں نظر آ جاتا۔ اس حوالہ میں بھی حضور نے پہلے انبیاء علیہم السلام کی امتوں کے کاملین کے متعلق یہ بتلا کر کہ ان کو یقینی مکالمہ سے نوازا جاتا تھا یہ استدلال کیا ہے کہ اسلام بھی چونکہ سچا مذہب ہے اس لئے اس کی کامل پیروی کرنے والے کا بھی اس انعام سے سرفراز ہونا ضروری ہے ؛

## نبیوں اور کتابوں کو بھیجنے کی غرض

جناب قاضی صاحب محترم اس بات پر بہت زور دے رہے ہیں کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کی اُمتوں میں کوئی اُمتی نبی نہیں بن سکتا ہم نے یوشع بن نون کی مثال سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک وہ اُمتی نبی تھے اور یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ کوئی اُمتی اس وقت نبی بنتا ہے جب وہ اپنے متبوع نبی کے رنگ میں کامل طور پر رنگین ہو کر روحانی طور پر اسی کا رُوپ اختیار کر لیتا ہے اب ذیل میں حضرت اقدس کی چند تحریریں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں جو اس حقیقت پر کماحقہ روشنی ڈالتی ہیں حضور اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ آریوں کو ان کے اس عقیدہ کی بناء پر کہ کوئی شخص اب اُن کے چاروں رشیوں کا رنگ اختیار کر کے صاحب الہام نہیں ہو سکتا ملزم گردانتے ہوئے اور ان کے مذہب کے بطلان پر انکے اس عقیدہ کو دلیل قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

" یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کی کتابیں اور خدا تعالےٰ کے نبی اسی غرض اور مدعا سے آیا کرتے ہیں کہ تا وہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے نمونہ کی طرح ہو کر ان کو یہ ترغیب و تحریک دیں کہ جو شخص اُن کے نقش قدم پر چلے اور اُن کے طریق میں محو ہو جائے وہ آخر انہیں کا رُوپ ہو جائے گا اور انہیں کے رنگ میں آ جائے گا لیکن اگر ہندوؤں کے پرمیشر نے ایسا ارادہ ہی نہیں کیا کہ ان چار رشیوں کے رنگ سے جو نمونہ کے طور پر بھیجے گئے تھے کوئی طالب حق رنگین ہو جائے تو پھر یہ کام اُن کے پرمیشر کا سراسر بے ہودہ اور فضول ہو گا۔"

یہ ظاہر ہے کہ کسی نبی کے رنگ میں رنگین ہو جانا اور اسی کا روپ بن جانا ہی کامل بروز ہونے کی حقیقت ہے اور بروزیت کے اس مقام پر پہنچکر ہی ظلی بروز ۔۔۔۔۔ صاحب بروز نبی کا لقب نبی بھی لے لیتا ہے۔ جیسا کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے ثابت کیا جا چکا ہے اور اسی کو اُمتی نبی یا ظلی نبی کے لقب سے پکارا جاتا ہے اور حضور کی مندرجہ بالا تحریر کی روشنی میں کسی سچے احمدی کے لئے اس امر کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام الٰہی کتابیں اسی غرض سے دنیا میں آتی رہی ہیں کہ وہ اپنی کامل پیروی کرنے والے کو بروزی نبی بنا دیں اس لئے انبیاء سابقین کی ضرور بروزی نبی بناتے رہے ہیں - اگر آریوں کا پرمیشر کسی کو رشیوں کے رنگ

## دوسرا حوالہ

حضرت مسیح موعود اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۶۰ پر اپنے مندرجہ بالا نظریہ کی تائید میں سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کا مندرجہ ذیل قول پیش فرماتے ہیں :-

" ایسا ہی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب فتوح الغیب میں اس بات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ انسان بحالت ترک نفس و اطلاق فنا فی اللہ تمام انبیاء کا مثیل بلکہ انہی کی صورت کا ہو جاتا ہے "

ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص انبیاء کی صورت کا ہی ہو گیا تو ان کا کامل بروز بن گیا اور اس بناء پر ان کے لقب نبی کے پانے کا بھی مستحق ہو گیا اور یہی بروزی نبی کی حقیقت ہے۔

## تیسرا حوالہ

حضور اپنی کتاب ایام الصلح کے صفحہ ۱۶۳ و ۱۶۴ پر اس امر کو ثابت کرتے ہوئے کہ غیر نبی بھی نبی کا مثیل ہو جاتا ہے، فرماتے ہیں :-

" اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اهدنا الصراط المستقیم اس جگہ تمام مفسر قائل ہیں کہ صراط الذین انعمت علیھم کی آیت سے غرض تشبہ بالانبیاء ہے جو اصل حقیقت اتباع ہے اور صوفیوں کا مذہب ہے کہ جب تک انسان ایمان اور اعمال اور اخلاق میں انبیاء علیہم السلام سے ایسی مشابہت پیدا نہ کرے کہ گویا وہی ہو جائے تب تک اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا اور نہ وہ مرد صالح ہو سکتا ہے ۔۔۔۔۔۔
خدا نے انبیاء علیہم السلام کو اسی لئے دنیا میں بھیجا ہے کہ تا دنیا میں ان کے مثیل قائم کرے اگر یہ بات نہیں تو پھر نبوت لغو ٹھہرتی ہے نبی اس لئے نہیں آتے کہ ان کی پرستش کی جائے بلکہ اس لئے آتے ہیں کہ لوگ ان کے نمونہ پر چلیں اور اُن سے مشابہت حاصل کریں اور اُن میں فنا ہو کر گویا وہی بن جائیں "

یہ عبارت اور سرمہ چشم آریہ کی عبارت دونوں ایک ہی مفہوم کی حامل ہیں جب اُمتی متبوع نبی ہی بن گیا تو بروزی نبی بننے میں کیا کسر باقی رہ گئی

## چوتھا حوالہ

حضور اپنی کتاب چشمہ مسیحی کے صفحہ ۵۷ پر فرماتے ہیں :-

" نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلا دے اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لیکر خدا شناسی کا دودھ پلاتے ہیں پس اگر آنحضرت کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو نعوذ باللہ آپ کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی مگر خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں آپ کا نام سراج منیر رکھا ہے جو دوسروں کو روشن کرتا ہے اور اپنی روشنی کا اثر ڈال کر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے "

اگر حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت بغیر اپنے متبع کامل کو اپنی مانند بنائے بغیر ثابت نہیں ہو سکتی تو انبیاء سابقین کی نبوت بھی بغیر اس کے کس طرح ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ تمام انبیاء کے آنے کی یہی غرض حضور نے بتلائی ہے۔

قاضی صاحب محترم یہ تعجب ہے کہ آپ اس امر کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ انبیاء سابقین کے متبعین ظلی نبی تو ہوتے تھے مگر ان کے ظلی نبی ولی ہوتے تھے اور اُمت محمدیہ کے تمام اولیاء کو بھی آپ ظلی نبی تسلیم کرتے ہیں لیکن ان سب کو ولی قرار دیتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود کو ظلی نبی تسلیم کرنے کے باوجود انہیں زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دیتے ہیں حالانکہ ظلی نبی تو ایک جنس ہے جس کے تمام افراد ایک ہی اصلیت ایک ہی حقیقت کے حامل ہوں گے ۔۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔ جس طرح انبیاء کے مدارج میں باوجود ایک ہی جنس کے افراد ہونے کے فرق ہے اسی طرح اولیاء کے مدارج میں بھی باوجود ایک ہی جنس کے افراد ہونے کے فرق ہے حضرت اقدس کی ولایت دیگر اولیاء کے مقابلہ میں ولایت کاملہ ہے جس طرح حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت دیگر انبیاء کی نبوت کے مقابلہ میں نبوت کاملہ ہے اسی بناء پر حضور کو ظلی نبی کا نام دیا گیا ہے نہ یہ کہ اس سے جنس میں فرق آ گیا۔ جب آپ نے انبیاء سابقین کی اُمتوں میں ظلی نبیوں کے وجود کو تسلیم کر لیا تو آپ نے میرے اس نظریہ سے اتفاق کر لیا کہ پہلی اُمتوں میں بھی اُمتی یا ظلی نبی ہوتے رہے صرف مدارج کا فرق جنس کو

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

# جناب مسیح علیہ السلام کے حقیقی دشمن

میرا مضمون زیر عنوان :-

"توراۃ موسوی میں آنحضرت صلعم کے بارہ
میں بین بشارات"

ماہنامہ "روح اسلام" کے دسمبر نمبر میں شائع ہوا تھا، جو پادری گولڈ سیک کے ایک کتابچہ کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ بہت دن گذرے ایک عزیز نے راولپنڈی سے اطلاع دی کہ مسیحی ماہنامہ اخوت میں آپ کے خلاف کافی کچھ لکھا گیا ہے۔ میں نے اپنے اس عزیز کے ریمارک کو پسند نہیں کیا اور اس پر کچھ زیادہ توجہ نہ دی کیونکہ میں کوئی نبی، رسول یا ولی اللہ اور نہ ہی دنیوی وجاہت کا مالک ہوں۔ میں نے کہا میرے خلاف اگر کوئی کچھ لکھتا ہے تو وہ میرا دشمن ہی نہیں میرا دوست بھی ہو سکتا ہے، جو میری اصلاح چاہتا ہے یا مجھ پر میری غلطی ظاہر کرتا ہے تو مجھے اس پر خفا ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد ایک دوسرے دوست نے لکھا "ماہنامہ اخوت لاہور نے فروری ۱۹۶۳ء کے پرچہ میں آپ کے متعلق نہایت توہین آمیز مضمون شائع کیا ہے"۔

چنانچہ یہ پرچہ اخوت راولپنڈی سے منگوا کر میں نے پڑھا۔ میرا مضمون پادری گولڈ سیک کے جواب میں تھا یعنی یہ مضمون مسیحیت پر کوئی اقدام نہ تھا بلکہ پادری صاحب نے جو طعن ہمارے سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا تھا کہ آپ لکھے پڑھے شخص نہ تھے لکھے پڑھے یہود و نصاریٰ نے جو مسلمان ہو گئے تھے آپ کو دھوکا دیا کہ توراۃ موسوی میں آپ کے بارہ میں پیشگوئی ہے۔

پادری صاحب نے یہ جانتے ہوئے کہ گو مسلمان آنحضرت صلعم کو کسی انسان کا شاگرد نہیں سمجھتے مگر علیم کل عالم الغیب خدا کا نبی اور رسول مانتے ہیں یعنی آپ علم کے حاصل کرنے میں کسی انسان کے ممنون احسان نہیں بلکہ براہ راست خدائے رحمان کے شاگرد ہیں۔ کسی انسانی معلم کے متعلم اور خدائے رحمان کی یونیورسٹی سے سند یافتہ میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

اس بحث میں ہماری حیثیت ایک مظلوم کی حیثیت تھی جس سے پادری صاحب کے عائد کردہ الزام کی مدافعت مقصود تھی۔ کوئی انصاف پسند انسان اس پر نہیں گالیاں دے سکتا ہے جو اخوت کے نامہ نگار نے دیں اور نہ ہی وہ حکومت وقت کو یہ کہہ سکتا ہے کہ مظلوم کی زبان بند کر دو وہ ہمارے اعتراضات کا جواب کیوں دیتا ہے؟ مگر وہ نامہ نگار لکھتا ہے :-

"پولیس برانچ کے ڈائرکٹر صاحب سے
التجا ہے کہ وہ مرزائیوں کے . . . .
. . . . . . . . اس طوفان بے تمیزی
کو روکیں ورنہ ہم بھی مجبور ہو جائیں گے
کہ مرزا غلام احمد کی تمام سوانح عمری پبلک
کے سامنے رکھدیں۔ سردست ان
چند نکات کے جواب پر ہی اکتفا
کرتا ہوں اس امید پر کہ گورنمنٹ پریس
برانچ کی مشینری حرکت میں آ کر مرزائیوں
کو ایسے گندے مضامین لکھنے سے روکے
گی"۔

یعنی حقیقی گالیاں ان کو دینی آتی تھیں جن کو ہم نقل کر نہیں سکتے وہ دینے کے بعد نہایت ہوشیاری کے ساتھ گورنمنٹ سے اپیل بھی کر دی کہ مظلوم کو ظالم اور وکیل ظالم کی باتوں کا جواب دینے سے حکماً روکا جائے ورنہ ہم اور گالیاں دیں گے اور یہ گالیاں ان کے پیر و مرشد کو دیں گے۔

ہم اس پر بھی نامہ نگار سے خفا نہیں کہ وہ موضوع بحث کو چھوڑ کر بقول انکے "مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام سوانح عمری پبلک کے سامنے رکھدے" مگر گذارش صرف یہ ہے کہ اس کے جواب میں ہمیں کبھی زبان ہلانے اور جواب دینے کی اجازت ہو گی یا نہیں یا صرف حکومت کی مشینری کو ہی حرکت میں لانے کی اپیل ہو گی؟ میرے دوست (آہ مجھے آپ کو "میرے دوست" کہتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے کہ کہیں آپ بقول خود پھر دوبارہ مجھ پر وہی اپنا الہامی نقرہ چست نہ کر دیں داستے دی کوڑھ کرلی تے شہتیریاں نال جپھے) میری یہ درخواست قبول کریں کہ جب آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام سوانح عمری جسے عالم الغیب خدا کے سوا کوئی انسان نہیں جانتا پبلک کے سامنے رکھدیں تو اس کا مقابلہ جناب یسوع کی سوانح حیات کے ساتھ کرنے کی اجازت دی جائے۔

مگر میرے دوست مرزا غلام احمد قادیانی کی سوانح عمری یا جناب یسوع کی سوانح حیات دو طریق پر لکھے جا سکتے ہیں جو آپ نے پیش کیا کہ دونوں کی جائز و ناجائز عیب شماری کی جائے اور ایک دوسرے کے دل پر چرکے لگائے جائیں۔ دوسرا طریق میں پیش کرتا ہوں کہ دونوں کی خوبیاں پیش کی جائیں۔ میں نے اخوت کے چند ایک پرچے دیکھے ہیں مجھے یہ پرچے پڑھ کر نہایت افسوس ہوا کہ ہماری صحافت اور تہذیب کس قدر ذلت کو پہنچ چکی ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو دشمن اور اپنے دشمنوں کو دوست سمجھنے لگے ہیں۔ مرزا غلام احمد کا تمام مذاہب پر بالخصوص مسیحی مذہب پر کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ آزادئ خیال اور ایمان کے حامی اور قتل مرتد کے منکر ہیں جو جمہوریت کی روح ہے اس برکت ربانی کا جائز طور پر اخلاق اور شائستگی کے ساتھ فائدہ اٹھاؤ ورنہ کنفیوشس، زہب اور اکثر ملاؤں کا مذہب ایک ہی ہے کہ مرتد کو قتل کر دینا چاہیئے (یشوع فضل الدین کا مضمون "مودودی اور جمہوریت" مطبوعہ پاکستان ٹائمز)

## نامہ نگار "اخوت" اور حکومت پاکستان

نامہ نگار "اخوت" نے ہمارے خلاف حکومت پاکستان کو ناواجب حرکت دینے کے لئے اپیل کی ہے اس پر بھی ہم اس سے کچھ ناراض نہیں اس لئے کہ وہ حکومت پاکستان کی رواداری کا دل سے اعتراف کرتا ہے کہ اس صحیح جمہوری اسلامی سلطنت میں حکومت کے مذہب کے خلاف اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کہ جس کے صدقہ میں یہ حکومت ان کو ملی ایک مخالف مذہب کا شخص نہایت دلآزار الفاظ استعمال کرتا ہے اور اسے کسی قسم کا خوف نہیں اور وہ یہ امید رکھتا ہے کہ حکومت اسے نہیں بلکہ اس کا جواب دینے والے کا منہ بند کر دے گی۔

جناب مسیح ؑ کی اخلاقی تعلیم اور آپ کے مذہب کے دشمن ہیں وہ لوگ جو دنیا میں سیاسی برتری حاصل کرنے کے لئے دوسرے مذاہب کے واجب الاحترام بزرگوں پر حملے کرتے ان کو دھوکہ باز اور دھوکہ خوردہ کہتے ہیں اور اس کا جواب سننے کی بجائے حکومت کا دروازہ کھٹکھٹاتے اور مظلوم کا منہ جبر سے بند کرانا چاہتے ہیں کیا ان کو یہ خیال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے یسوع مسیح کو اپنے خداوند ماننے، خداوند کہدینے کی وجہ سے چھوٹ جائیں گے ہم نامہ نگار کی دلآزار توہین آمیز گالیوں کا کوئی جواب نہ دیتے ہیں اور نہ ان کو نقل کرتے ہیں اور اس معاملہ کو گورنمنٹ پاکستان کے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔

ہمارے دوست نے ہمیں گالیاں دیں ہمیں ذات کی کوڑھ کرلی اور اس سے بڑھکر بہت کچھ کہا۔ پھر ہمارے جان سے پیارے پیر و مرشد حضرت مسیح موعود کی توہین کی اس خوفناک جرم کے بعد مظلوم بن کر نہیں بلکہ ظالم ہو کر اپنی مدد کے لئے حکومت کو بلایا کہ ہمارا منہ جبراً بند کر دیا جائے مگر اتنا نہ سوچا کہ اپنی اس روش میں وہ دشمنان مسیح کے قدم بقدم چل رہے ہیں یا جناب مسیح ؑ کی پیروی کر رہے ہیں؟ آخر دشمنان مسیح اس وقت یہی تو چاہتے تھے کہ آپ کی زبان بند کی جائے اور حکومت ان کو سزا دے لیکن مسیح نے

اپنا معاملہ حکومت کے نہیں بلکہ خدا کے سپرد کیا۔ میرا ایمان ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام اور مسیح موعودؑ دونوں میں شدید مماثلت ہے۔

(۱) یہ آج کل کی بات نہیں بلکہ اس زمانہ کی بات ہے جب حضرت مرزا صاحب کی مخالفت بہت کم تھی اس وقت ایک شخص نے جو پادری تھا (نام لینے کی ضرورت نہیں) ایک نہایت دلآزار کتاب "اُمہات المومنین" شائع کی، برٹش حکومت کا زمانہ تھا یعنی عیسائی حکومت تھی۔ عیسائیوں کے حوصلے بہت بلند تھے اس انتہائی دلآزار کتاب کے خلاف مسلمان پر بیچ اُٹھا۔ اسلامی انجمنوں کے ریزولیوشن اس کے خلاف پاس ہوئے کہ یہ کتاب ضبط کر کے مصنف کو سزا دی جائے لیکن حضرت مرزا صاحب جن کے دل میں آنحضرت صلعم کا سب سے زیادہ عشق تھا انہوں نے مسلمانوں کی مخالفت اپنے سر پر لی ان کو یہ مشورہ دیا کہ اس کے لئے حکومت کا دروازہ نہ کھٹکھٹاؤ بلکہ کتاب کا جواب کتاب کے ذریعہ دو۔

۲۔ جب میں ان واقعات کو اپنے سامنے لاتا ہوں جو مسیحؑ کو پیش آئے اور اس مسیح موعودؑ کے زمانہ سے ان کا مقابلہ کرتا ہوں میرا ایمان تازہ ہو جاتا ہے کہ واقعی مرزا غلام احمد قادیانی مثیلِ مسیح تھے۔ حضرت مرزا صاحب ہی تھے جنہوں نے خونی مہدی کا تصور ہمارے دلوں سے محو کیا ورنہ عوام ملانوں اور تمام مسیحیوں کا عقیدہ یہی ہے کہ مہدی اور مسیح کی آمد تاتی خونی مہدی اور خونی مسیح کی آمد ہے خدا بھلا کرے مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کا جنہوں نے مجھے پہلی مرتبہ یہ حوالہ دیا کہ شیعہ عقائد کی بنا پر جب حضرت مہدی کا خروج ہوگا تو وہ کافروں کو قتل کرنے سے پہلے سنیوں کو قتل کریں گے اور جناب مسیحؑ کے متعلق یہ آیت ابھی تک انجیل سے نکالی نہیں گئی کہ جب آپ کی دوبارہ آمد ہوگی۔

"سورج اندھیرا ہو جائے گا چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ ستارے آسمان سے گر جائیں گے اور آسمان کی قوتیں ہل جائیں گی تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اس وقت زمین کے سارے گھرانے چھاتی پیٹیں گے اور ابن آدم کو بڑے جلال کے ساتھ آسمان کی بدلیوں پر آتے دیکھیں گے" (متی ۲۴: ۳۰-۲۶-۶۴ مکاشفات ۱:۷)

اس وقت کہ خداوند یسوع مسیح آسمان سے اپنے زبردست فرشتوں کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ میں ظاہر ہوگا اور ان سے جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کی انجیل کو نہیں مانتے بدلہ لیگا وے خداوند کے چہرے سے اور اس کی قدرت کے جلال سے ابدی ہلاکت کی سزا پائیں گے (تسلنیکیوں ۱:۸)

"تو پھر گناہوں کے لئے کوئی قربانی باقی نہیں مگر عدالت کا ایک خوفناک انتظار اور آتشی غضب جو مخالفوں کو کھا لے گا۔" (عبرانیوں ۱۰: ۲۷)

"کیونکہ یقیناً ہمارا خدا بھسم کرنے والی آگ ہے" (عبرانیوں ۱۲: ۲۹)

"اس دن تک کہ بیدینوں کی عدالت اور ہلاکت ہو جلانے کے لئے باقی رہیں گے" (پطرس دوم ۳: ۷)

خداوند کا بھسم کرنے والی آگ ہو کر آنا۔ بھڑکتی ہوئی آگ میں ظاہر ہونا اور اس وقت زمین کے سارے گھرانوں کا چھاتی پیٹنا انجیل کے منکروں سے بدلہ لینے کے لئے اور ان کو ہلاک کرنے اور جلانے کے لئے آنا یہ ایسے خوفناک مناظر ہیں جو خداوند کا آنا خیر و برکت کا آنا ظاہر نہیں کرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الرحمۃ کا آنا تمام اقوام عالم کے لئے مذہبی آزادی اور رحمت کا آنا ہے کہ لوگ اپنی اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق جس مذہب کو سچا سمجھیں اسے اختیار کریں وہ دنیا کی قوموں کے لئے چھاتی پیٹنے کا دن نہیں بلکہ یونیورسل صلح اور سلامتی کا دن اور رحمۃ للعالمین کے دین کی تکمیل کا دن ہے وہ تمام قوموں کے ایک رب العالمین۔ تمام قوموں کے انبیاء و رسل تمام قوموں کی آسمانی کتب پر سچے دل سے ایمان لانے کا دن ہے اے کاش لوگوں نے اس دن کی اہمیت کو سمجھا ہوتا تو دنیا کی حکومتوں کو پنڈتوں، پادریوں، راہبار اور مولویوں کے پیدا کردہ یوم الفساد سے نجات مل جاتی کہ مذہبی اختلافات کے لئے حقیقی یوم الفصل یہ دنیا نہیں بلکہ قیامت کے بعد کی دنیا ہے۔

## آسمانی بادشاہت کا مسئلہ

نامہ نگار اخوت نے اپنی صداقت کی بڑی دلیل یہ دی ہے کہ ۱۹۵۷ء کی مطبوعہ ورلڈ کرسچن ہینڈ بک میں مسیحیوں کی آبادی ۷۷ کروڑ پچاس لاکھ لکھی ہے اول تو اس جھوٹ پر خدا کی مہر تصدیق لگائی گئی ہو تو اس کی نقل مطابق اصل شائع کی جائے۔ ورنہ ہم جناب مسیح کی اپنی مہر تصدیق اس کے جھوٹ ہونے پر پیش کئے دیتے ہیں۔ سنیئے وہ فرماتے ہیں :۔

"نہ ہر ایک جو مجھے خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت (اسلام) میں شامل ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہے مرضی (دین اسلام۔ رضیت لکم الاسلام دیناً) پر چلتا ہے۔ اس دن بہتیرے (یعنی کروڑہا کی تعداد میں) مجھے کہیں گے اے خداوند اے

خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیوؤں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کیں (جن کا ذکر ماہنامہ اخوت میں آئے دن جھوٹے پراپیگنڈا کے طور پر کیا جاتا ہے) اس وقت میں ان سے صاف کہوں گا کہ میں تم سے کبھی واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو"

(متی ۷: ۲۱-۲۳)

اس حوالہ میں ۵ باتوں کو نہایت صفائی سے واضح کر دیا گیا ہے :۔

ا :۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مسیح کو خداوند خداوند کہنے والے ہیں۔

ب :۔ وہ بہتیرے ہیں یعنی ان کے اعداد و شمار کی کثرت ہے۔

ج :۔ یہ آسمانی بادشاہت اسلام میں داخل نہیں ہوئے

د :۔ یہ بدکار ہیں یعنی باوجود مسیح کو خداوند ماننے کے ان کے گناہ کفارہ مسیح کے گھاٹ پر دھوئے نہیں جا سکے۔

ہ :۔ بدکار ہونے کی وجہ سے مسیح سے دور ہیں

شاید مذکورہ بالا حوالہ سے کسی کو یہ وہم گذرے کہ چند ایک جھوٹے نبی جو مسیحیت میں پیدا ہوئے اس میں انہی کا ذکر ہے۔ نہیں۔ چند ایک اشخاص نہیں بلکہ مسیحؑ فرماتے ہیں "بہتیرے" یعنے کثرت ان کی ہے اور وہ مسیحؑ کو خدا ماننے والے ہیں، اور پھر یہ تمام مسیحی لوگ اپنے آپ کو انبیاء سے افضل مانتے ہیں کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق تمام انبیاء معاذ اللہ گنہگار تھے مگر ہر مسیحی کفارہ کے خون سے دھو دھلا کر پاک صاف۔ اور اسی نامہ نگار نے لکھا ہے کہ حقیقی مسیح گناہ کر ہی نہیں سکتا یعنے انبیاء عظیم سے بھی اعلیٰ اور افضل ہے اور چند ایک اشخاص تو قابل ذکر ہوتے بھی نہیں مگر ہمیں اس پر بھی قیاس دوڑانے کی ضرورت نہیں سنو مسیحؑ خود کیا فرماتے ہیں :۔

"اس وقت آسمان کی بادشاہت دس کنواریوں کی مانند ہوگی جو اپنی مشعلیں لے کر دولہا کے استقبال کے لئے نکلیں ان میں سے پانچ ہوشیار اور پانچ نادان تھیں ........ وہ پانچ جو دانا تھیں دولہا کے ساتھ شادی کے گھر میں داخل ہو گئیں اور دروازہ بند ہوا۔ پیچھے وے دوسری (بیوقوف) پانچ کنواریاں بھی آئیں اور کہنے لگیں اے خداوند ہمارے لئے دروازہ کھول تب اس نے (مسیح نے) جواب میں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں تمہیں نہیں پہچانتا"۔

یہ ظاہر ہے کہ آسمانی بادشاہت اپنی پہلی آمد کے وقت

---

ؔ خروج ۲۴: ۱۷، استثناء ۴: ۲۴-۱ اور ۹: ۳، زبور ۵۰: ۳ و ۹۷: ۳، یسعیاہ ۶۶: ۱۵-

مسیح لیکر نہیں آیا بلکہ وہ آسمانی بادشاہت کی خوشخبری دینے کے لئے آیا۔ یہ آسمانی بادشاہت محمد رسول اللہ صلعم کی بادشاہت دین اسلام ہے۔ مسیحؑ کی زندگی میں وہ بادشاہت ابھی آسمان پر تھی۔ محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں دنیا دس کنواریوں کی مانند ہوگی یعنے دس قوموں پر تقسیم ہوگی، پانچ دانا اور پانچ بے وقوف۔ پانچ دانا محمد رسول اللہ کو قبول کریں گی مگر پانچ بے وقوف جو مسیحؑ کو خداوند پکارنے والی ہیں مسیح ان کو فرمائیں گے "میں تم کو نہیں پہچانتا" اس لئے جناب مسیح اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

"اس لئے جاگتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے
کون سے دن یا کونسی گھڑی ابن آدم آئیگا"

(متی ۲۵: ۱-۱۳)

جناب مسیح نے یہ نہیں فرمایا کہ کون سے دن یا کونسی گھڑی میں دوبارہ آؤں گا بلکہ فرمایا:۔

کون سے دن یا کونسی گھڑی ابن آدم
آئے گا"

پس یہ آنا ابنِ آدم کا محمد رسول اللہ صلعم کا آنا ہے جس نے آکر کہا انما انا بشر مثلکم میں ابن اللہ یا خدا کا بیٹا نہیں ہوں بلکہ میں ابن آدم ہوں۔ حسرت ہوگی اس دن ان لوگوں کے لئے جو دن رات خداوند مسیح خداوند مسیح کہتے رہتے ہیں مگر مسیح انکو فرمائیں گے "میں کبھی تم سے واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دُور رہو"۔ جناب مسیح کے یہ الفاظ نہایت سخت ہیں مگر متی ۷: ۲۳ میں یہی الفاظ ہیں

قرآن مجید جناب مسیح کے ان الفاظ کو نہایت نرم پیرایہ میں ادا کرتا ہوا فرماتا ہے:۔

واذ قال اللہ یعیسی ابن مریم
ءانت قلت للناس اتخذونی
وامی الھین من دون اللہ
قال سبحانک ما یکون لی ان
اقول ما لیس لی بحق الخ

(۵: ۱۱۶)

اور جب اللہ کہے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو تو وہ کہے گا اے اللہ تو پاک ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں وہ بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں۔

پس ورلڈ کرسچن ہینڈ بک کی مسیحی مردم شماری کے آگے انجیل متی کے یہ دونوں حوالے نقل ہونے چاہئیں کہ مسیح کو اے خداوند اے خداوند کہنے والے مسیحیوں کا مسیح سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ پانچ دانا کنواریوں نے مسیح کو ہرگز اے خداوند اے خداوند نہیں کہا بلکہ وہ آسمانی بادشاہت اسلام میں شامل ہوگئیں اور بیوقوف ۵ کنواریوں پر آسمانی بادشاہت کا دروازہ بند ہوگیا۔

اس صاف اور سلجھی ہوئی تنبیہ کے بعد جو جناب مسیحؑ نے اپنی قوم کو کی اگر اب بھی کوئی مسیحی اپنی کثرت آبادی کی رٹ نہیں چھوڑتا تو ایک اور نہایت اور واضح فتویٰ جناب مسیحؑ کا سُن لے۔

"تنگ دروازہ سے داخل ہو کیونکہ فراخ ہے وہ دروازہ اور کشادہ ہے وہ راستہ جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور بہت ہیں جو اس سے داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ تنگ ہے وہ دروازہ اور سکڑی ہے وہ راہ جو زندگی کو پہنچاتی اور تھوڑے ہیں جو اسے حاصل کرتے"

(متی ۷: ۱۳-۱۴)

پھر فرمایا:۔

"جان سے کوشش کرو کہ تم تنگ دروازہ سے داخل ہو کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے چاہیں گے کہ اس سے داخل ہوں پر نہ سکیں گے جب کہ گھر کے مالک نے اٹھ کے دروازہ بند کیا ہو اور تم باہر کھڑا ہونا اور یہ کہہ کے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کرو اے خداوند اے خداوند ہمارے لئے کھول دو اور وہ جواب میں تم سے کہے گا کہ میں تم کو نہیں پہچانتا ...... اے بدکارو تم مجھ سے دُور ہو وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا"

(لوقا ۱۳: ۲۴)

ان لوگوں کے ساتھ جو جناب مسیح کو اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں اور پھر گھر کے مالک محمد صلعم کے منکر ہیں ہماری دلی ہمدردی ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو سیدھے راستہ ایمان اور عمل کے تنگ دروازہ سے گھر کے اندر داخل ہونے کی توفیق دے۔

باقی آیندہ

---

**اطلاع** ہم تین اساتذہ ایک نام (غلام ربانی) سے ایک ہی اسکول میں کام کر رہے ہیں بعض اوقات غلطی سے ایک کے خطوط دوسرے صاحب لے لیتے ہیں اور بعد میں اصل مکتوب الیہ کو دئیے جاتے ہیں۔ اسلئے مناسب ہو کہ آیندہ خطوط میں میرے نام کے آگے احمدی لکھا جائے والسلام

خاکسار۔ غلام ربانی (احمدی) ایس او ٹی۔ گورنمنٹ ہائی سکول محلہ ایبٹ آباد۔ ہزارہ

# پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی برانچ لاہور

## مورخہ ۱۳، ۱۴ اپریل بمقام جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ صدر راولپنڈی

**پہلا اجلاس:۔** ۱۳ اپریل بروز ہفتہ زیر صدارت جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی ۲½ بجے دوپہر سے ۶ بجے تک

مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مری :۔ تلاوت قرآن مجید .. .. .. ۵ منٹ

شاہ اسد اللہ .. .. :۔ نعت .. .. .. ۵ منٹ

محمد اعظم علوی صاحب .. .. :۔ نظم .. .. .. ۵ منٹ

بشیر اللہ خاں پسر ظفر اللہ خاں .. .. :۔ تقریر .. .. .. ۱۵ منٹ

مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی :۔ افتتاحی تقریر .. .. ۲ بجے بعد دوپہر سے ۳۰ — ۳ بجے تک

حافظ شیر محمد صاحب خوشابی :۔ تقریر .. .. ۳۰: ۳ — ۴ ″ ″ ″ ″

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری .. :۔ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کو قبول کرنے کے فوائد اور رد کرنے کے نقصانات :۔ ۴ ″ ″ ″ ″ ۰۰ — ۵ ″ ″ ″ ″

شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام :۔ تقریر .. .. ۰۰: ۵ ″ ″ ″ ″ ۳۰ — ۵ ″ ″ ″ ″

محمد جمیل الرحمٰن صاحب خلف الرشید محمد الرحمٰن صاحب پشاور :۔ دور حاضر میں احمدیت نے ہی دنیا کو زندہ اسلام سے روشناس کروایا :۔ ۳۰: ۵ ″ ″ ″ ″ ۰۰ — ۶ ″ ″ ″ ″

**دوسرا اجلاس:۔** ۱۴ اپریل بروز اتوار زیر صدارت لفٹنٹ کرنل سعید احمد صاحب ۹½ بجے صبح سے ایک بجے دوپہر تک

حافظ شیر محمد صاحب خوشابی :۔ تلاوت قرآن مجید .. .. ۵ منٹ

مسٹر عبدالعلی صاحب آف ڈاؤر :۔ نعت .. .. ۵ منٹ

مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مری :۔ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ ۱۰ منٹ

مولوی احمد یار صاحب ایم اے ایم او ایل :۔ تقریر .. .. ۵۰: ۹ بجے صبح سے ۳۰ — ۱۰ بجے تک

خواجہ عبدالغنی غلام ربانی خاں صاحب سابق امام ووکنگ انگلستان :۔ امریکہ اور یورپ میں تبلیغ اسلام .. .. ۳۰: ۱۰ بجے صبح سے ۲۰ — ۱۱ بجے تک

ملک ظفر اللہ خاں سیکرٹری جماعت راولپنڈی :۔ لا الٰہ الا اللہ کا مفہوم .. .. ۲۰: ۱۱ بجے صبح سے ۰۰ — ۱۲ بجے تک

حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات :۔ ہماری مجبوریاں .. .. ۰۰: ۱۲ بجے دوپہر سے ۰۰ — ۱ بجے تک

**تیسرا اجلاس:۔** زیر صدارت جناب شیخ غلام قادر صاحب ڈاک آفس انچارج قادر مشن ۔ ۱۵ — ۲ بجے بعد دوپہر سے ۱۵ — ۶ بجے تک

مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مری :۔ تلاوت قرآن مجید .. .. ۵ منٹ

محمد اعظم صاحب علوی .. :۔ نظم .. .. ۵ منٹ

مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع فاتح فجی :۔ اسلام اور اشتراکیت (کمیونزم) .. .. ۲۵ — ۲ بجے بعد دوپہر سے ۱۰ — ۳ بجے تک

مرزا معصوم بیگ صاحب ایڈیٹر لائٹ :۔ خداوند یسوع مسیح کے معجزات .. .. ۱۰ — ۳ ″ ″ ″ ۵۰ — ۳ بجے تک

مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی :۔ تقریر .. .. ۵۰: ۳ بجے بعد دوپہر سے ۲۰ — ۵ بجے تک

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل ایگزامینر :۔ تقریر .. .. ۲۰: ۵ بجے بعد دوپہر سے ۱۵ — ۶ بجے تک

**نوٹ:۔** جماعت کے تمام احباب سیدھے جناح گرلز ہائی سکول راولپنڈی میں پہنچ جاویں قیام و طعام کا وہیں انتظام ہوگا۔ اپنے اپنے بستر ہمراہ لاویں۔

**المشتہر:۔ ظفر اللہ خاں سیکرٹری ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی ۔ (برانچ لاہور)**

---

# جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا اعلان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قادیانی اور غیر احمدی احباب کی خاطر جناب میاں محمود احمد صاحب کا ایک بیان شائع کیا ہے جو ۱۹۵۲ء میں جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب اور خواجہ نذیر احمد صاحب کے استفسارات کے جواب میں انہوں نے دیا تھا۔ اس بیان میں انہوں نے اپنے سابقہ عقائد کے خلاف حضرت مسیح موعود کو نبی اور آپ کے نہ ماننے والوں کو کافر کہنا ترک کر دیا تھا۔ میاں صاحب موصوف کا یہ بیان "سول اینڈ ملٹری گزٹ" "الفضل" اور "پیغام صلح" میں شائع ہوا تھا۔ انجمن نے اس غرض کے لئے یہ بیان ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا ہے، کہ قادیانی اور غیر از جماعت احباب تک اس ٹریکٹ کو پہنچایا جائے۔ جو احباب اسے خود پڑھنا اور اسے دوسروں تک پہنچانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ سے مفت منگوا کر تقسیم کریں۔

پتہ:۔

حبیب الرحمٰن صادق
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ۔ احمدیہ بلڈنگس
لاہور ۷

مولانا عبداللہ جان نیازی

# سورج اور چاند گرہن

## (۲)

بعض لوگ لاعلمی کی وجہ سے کہہ دیتے ہیں کہ قرآن کریم میں جہاں اذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر روز قیامت کو واقع ہوگا۔ وہ وقت نحو کے عالم علوم زلیقہ سے محروم ہو گئے ہیں۔ کسوف وخسوف سورج اور چاند کی اس حالت کو کہتے ہیں جب اُن پر عارضی تاریکی آجاتی ہے۔ اور سورج چاند اور زمین کی حرکت گردشی سے ایسا واقع ہو جاتا ہے۔ اس آیت میں تو بتایا ہے کہ چاند خسوف ہوگا۔ قیامت کو تو نہ سورج رہے گا اور نہ چاند پھر یہ نسل انسانی کے لئے نشان کیسے ہوں گے ان کے نابود ہونے سے قبل ہی نسل انسانی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ دوئم سورج کے تاریک ہو جانے سے تو چاند خود بخود تاریک ہو جائے گا کیونکہ وہ تو سورج کی روشنی سے روشن ہے۔ لیکن یہاں یہ بیان کیا گیا ہے کہ چاند کو پہلے گرہن لگے گا تو اس وقت سورج کا روشن ہونا ضروری ہے۔ اس لئے یہ قیامت کے واقعہ کا ذکر نہیں بلکہ قرب قیامت کی نشانی ہے۔

قیامت کو سورج اور چاند کے کسوف اور خسوف کے تو کچھ بھی معنی نہیں ہو سکتے۔ کسوف اور خسوف سورج اور چاند پر عارضی تاریکی کے ہو جانے اور بعدہ روشن ہو جانے کو لغت عرب میں کہتے ہیں۔ قیامت کو سورج اور چاند جب دونوں مٹ جائیں گے اور اُن کی روشنی بھی مٹ جائے گی تو اس حالت کا نام کسوف اور خسوف نہیں۔

وجمع الشمس والقمر۔ ترجمہ:۔ شمس وقمر جمع کئے جائیں گے۔ وہ جمع نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ سورج کے تاریک ہو جانے پر معاً چاند کا تاریک ہو جانا لازمی ہے کیونکہ قرآن کریم میں اس کی بابت قانون الٰہی کا ان الفاظ میں ذکر ہے۔ لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر (۲۳/۲) اور قیامت کا نقشہ بدیں الفاظ کھینچا گیا ہے۔ یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب (۱۷/۷) یعنے صحف کی صف لپیٹ دی جائے گی جیسے کاغذ رول کر لیا جاتا ہے۔ اس میں موجودہ نظام فلکی سارا کا سارا لپیٹ لیا جائے گا۔ وہاں کسوف اور خسوف کیسے ہو سکتا ہے۔

الغرض یہ نشان قرب قیامت کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے نہ کہ اخبار قیامت۔ اگر قرآن کریم میں ذکر اس کسوف اور خسوف کا نہ ہوتا تو رسول کریمؐ ذکر نہ فرماتے کیونکہ ثم ان علینا بیانہ (۲۹/۱۷) کے ماتحت قرآن میں کسی ذکر شدہ واقعہ کی تفصیل و توضیح بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے رسول اکرمؐ پر بذریعہ وحی خفی کی جاتی ہے۔ قرآن کریم میں یہ تفصیل نہیں کہ مہدی کے وقت کسوف خسوف ہوگا اور رمضان میں ہوگا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا تعالےٰ نے رسول کریمؐ کو دیا اور انہوں نے حسب ارشاد الٰہی ما ینطق عن الھویٰ اپنی امت کو اس سے خبردار کیا کیونکہ رسول کریمؐ کی صفت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما ھو علی الغیب بضنین ترجمہ:۔ وہ (رسول کریمؐ) غیب کے پہنچانے میں بخیل نہیں ہیں۔ الغرض قرآن کریم میں اس فوق العادت کسوف خسوف کا ذکر ہے۔ حدیث اس کی تائید میں ہے۔ راوی خاندان نبوت کا ایک پاک فرد یعنی امام باقرؒ ہے۔ پھر ۱۴۰۰ سال بعد یہ پیشگوئی لفظاً پوری ہو گئی اور خدائے رحیم وکریم نے اپنے فعل سے اس کی صداقت پر مہر ثبت کر دی۔ اس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اس کا نتیجہ بتایا گیا ہے کہ یقول الانسان یومئذ این المفر۔ انسان کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملے گا۔

چونکہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود نے وصیت فرمائی ہے کہ میری کتابوں کو دفن نہ کر دینا اور ان نشانات کو باسی نہ ہونے دینا اس لئے اس ماہ شعبان میں خدائے عزّ وجل نے کسوف وخسوف کو ایک ہی مہینہ میں واقع فرما کر ۱۸۹۴ء کے واقعہ کی تصدیق کر دی۔

اور اس جدید واقعہ سے ۱۸۹۴ء کے واقعہ کی یاد تازہ کر دی تو میں نے خیال کیا کہ اس آسمانی شہادت قاطع کو کسی طرح عقلاً ونقلاً جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ایک بار پھر ذکر کر کے اپنے ابنائے وطن کے اذہان کو اس صداقت کی طرف مبذول کر دوں کیونکہ یہ وہ آسمانی نشان ہے جس سے آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں خدا کرے سعید روحوں کو اس سے فائدہ پہنچے۔

غرض سنہ ۱۸۹۴ء کا خسوف اور کسوف ایسا آسمانی نشان صداقت مہدی زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب رح کا ہے جس سے انکار اور فرار کی کوئی راہ نہیں۔

(۱) پیشگوئی میں ہے۔ قمر کو گرہن لگے گا۔ مولوی صاحبان فرماتے ہیں پہلی رات ہلال کو گرہن لگے گا، اور سورج کو چاند کی دوسری رات۔ مولوی صاحبان مخالفت میں جگ ہنسائی کی باتیں کر جاتے ہیں، حضرت مرزا صاحبؒ نے تمام علماء کو چیلنج دیا ہے کہ عرب پہلی دوسری اور تیسری ہلال کے چاند کو قمر نہیں کہتے۔ اگر وہ ثابت کریں کہ پہلی تین راتوں کے چاند کو قمر کہتے ہیں تو ایک ہزار روپیہ انعام۔

اب تو حضرت مرزا صاحب کے متبعین کے دو گروہ ہیں۔ میرے خیال میں اگر کوئی اس مطالبہ کو پورا کر سکے تو ہزار کی جگہ دو ہزار انعام مل جائے گا کیونکہ دونوں حضرت مرزا صاحب کے وعدہ کو پورا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا

دوسری بات یہ ہے کہ کسی تاریخ کی کتاب سے یہ ثابت کیا جائے کہ حضرت مرزا صاحب سے اوّل کبھی رمضان کے مہینہ چاند تیرھویں رات کو اور سورج کو چاند کی ۲۸ تاریخ کو دنیا بھر میں گرہن لگا ہو اور اس وقت کسی نے امام مہدی کا دعوےٰ کیا ہو تو اس کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

اب اگر یہ انعام کوئی مولوی صاحب حاصل کر لیں بالخصوص مولوی مودودی صاحب ان ہر دو مطالبات کو پورا کرنے میں کامیابی حاصل کر لیں تو کچھ شرم رہ جائے گی۔ لیکن جیسے قرآن کریم میں ہے یقول الانسان یومئذ این المفر (۲۹/۱۱) آپ ہرگز ہرگز دونوں باتوں میں سے کوئی بھی ثابت نہیں کر سکیں گے کیونکہ حدیث شریف میں یہ بھی پیشگوئی ہے کہ لم تکونا منذ خلق السماوات والارض۔ جو آپ لوگوں کا دعوےٰ ہے کہ یہ پیشگوئی غلط ہے اگرچہ ۱۴۰۰ سال بعد پوری بھی ہو گئی) تو جن باتوں کا چیلنج دیا گیا ہے حدیث کو غلط اور جعلی ثابت کر کے ان کو رد کرنے کا اچھا موقعہ ہے۔ ورنہ ہم کو کہنا پڑے گا کہ آپ لوگوں کو خدا کے قول، رسول کے قول اور امام باقرؒ کے قول کا کوئی لحاظ نہیں۔ ما لکم لا ترجون للّٰہ وقارا

آخر میں حضرت مرزا صاحبؒ نے قسم کھا کر دعوےٰ کیا ہے کہ وہ خدا کے مامور ہیں اور ان کا دعویٰ دربارۂ مسیحیت کے بعد ۲۵ سال تک زندہ رہنا ثابت کرتا ہے کہ وہ سچے مامور الٰہی تھے ورنہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوتے۔

(۱)۔ وانا المسیح فلا تظنن غیرہ۔ قل جاءک المھدی وانت تکذب۔ (ترجمہ):۔ میں مسیح موعود ہوں، کوئی دوسرا خیال مت کر تیرے پاس مہدی موعود آیا اور تو تکذیب کرتا ہے۔

(۲) الشمس والقمر یبشران بنصرنا۔ غربا ونیّر دیننا لا یغربوا (ترجمہ):۔ سورج اور چاند ہماری فتح کی خوشخبری دے رہے ہیں وہ دونوں غروب ہوں گے پر ہمارے دین کا سورج غروب نہیں ہوگا۔

(۳)۔ یا معشر الاعداء توبوا واتقوا۔ واللّٰہ انی مرسل ومقرب (ترجمہ):۔ اے دشمنی میں گرے ہوئے گروہ توبہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ بخدا میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں اور مقرب ہوں۔ والسلام۔

علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

عبداللہ جان نیازی

پیغام صلح ۳ اپریل ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل ۸۲۸ شمارہ ۱۴
تعلیمی پریس مرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا -
ہندوستان میں ہمارے هفت روزہ پیغام صلح لاہور
نمائندہ کا پتہ :- شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ملک پیٹھ - محلہ اعظم پورہ - حیدرآباد دکن (بھارت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: پیلیغم لاہور
فون نمبر: ۲۷۳۷۰
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۵ ذیقعد ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۶۳ء | نمبر ۱۵

# اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کرلو

## اور آپس میں اخوت و محبت کو پیدا کرو

### جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کی نصائح

اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت و محبت کو پیدا کرو۔ اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کرکے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کرلو۔ اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے۔ اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر سارے گناہوں سے توبہ کرکے اس کے حضور میں آتے ہیں۔

تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا۔ اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ پھینک دیتا ہے اور اپنے کھیت کو خوشنما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی مویشی آکر ان کو کھا جاوے یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دیگی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو گے اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں، ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں، پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو کتنی بازپرس ہوتی ہے، سو اگر تم اپنے آپکو درندوں کی مانند بیکار اور لاپرواہ بناؤ گے تو تمہارا بھی ویسا ہی حال ہوگا، چاہیئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تاکہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہوسکے۔ کیونکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر نہیں ہو سکتی ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت اور جوش کو درمیان سے اٹھا دو۔ کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کرکے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔

(اخبار الحکم ۷۔ ۱۳ اگست ۱۸۹۸ء)

## بحرِ حکمت کے موتی

من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الاٰخر فلیکرم ضیفہٗ جائزتہٗ قالوا و ما جائزتہٗ یا رسول اللّٰہ قال یومہٗ و لیلہ والضیافۃ ثلٰثۃ ایام وما وراء ذالک فھو صدقۃ ولا یحل لہ ان یقیم عندہ حتی یؤثمہٗ قال یقیم عندہٗ و لیس لہ شیئ یقریہ بہ

(سنن النسائی انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ پہلے دن اور رات مہمان کی خوب خدمت کرے اور ضیافت تین دن تک ہے بعد اس کے خیرات ہے اور مہمان کو جائز نہیں کہ یہاں تک ٹھہرے کہ میزبان کو گناہگار کر دے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ گناہگار کس طرح کر دے؟ فرمایا وہ ٹھہرا رہے اور اس کے گھر میں ...... اسے کھلانے کے لئے کچھ نہ رہے۔

نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا و یؤثرون علٰی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ط (۵۹: ۹)

امام بخاریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں مہمان نوازی کا ایک قصہ بیان کیا ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے:۔

(باقی بر صفحہ ۱۲)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## پولینڈ

ترجمہ خط مسز نورہ اولار نے سلیرسٹین کاراکس
(پولینڈ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کافی عرصہ گذرا میں نے آپکو ایک خط لکھا تھا اور ساتھ ہی دو ڈالر بھی بھیجے تھے ترسیل کتب کے لئے بہت مشکور ہوں۔ مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن کے حصول کا بہت اشتیاق ہے میں آپکو اپنا تعارف کراتی ہوں:-

میں ایک یہودی خاندان سے تعلق رکھتی ہوں اور بفضل تعالےٰ مسلمان ہوں۔ میرے والد ۲ سال قبل فوت ہو گئے تھے۔ میں نے یہودی ماحول میں پرورش پائی ہے۔ میری شادی بھی ایک یہودی انگریز سے ہوئی۔ چار سال سے بیوہ ہوں۔ میرا صرف ایک لڑکا ہے جس کا نام محمد امیر ہے۔ اگر میں یہودی لوگوں میں رہتی تو مجھے مسلمانوں سے ملنے کا ہرگز موقع نہ ملتا لیکن میں اُن میں سے ہوں جنہوں نے اسلام کی قناعت کی ہے اور میں سچے دل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید پر ایمان رکھتی ہوں، کلمہ یہ بھی میرا ایمان ہے۔ اس لئے میرے لڑکے کا نام محمد ہے۔

میرے پاس سپین زبان کا قرآن شریف ہے مگر مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن کی ضرورت ہے میں نے اسی غرض سے دو ڈالر آپ کو ارسال کئے تھے کہ آپ مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن ارسال کریں۔ لیکن تاحال اس بارے کوئی اطلاع نہیں ملی ہے۔

مسلمان عورت ہونے کی حیثیت سے اور قرآن کریم اور رسُول پر ایمان رکھتے ہوئے گذارش کرتی ہوں کہ ایک ترجمۃ القرآن انگریزی ارسال کریں۔
آپ کے جواب کی منتظر

## انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر جلال الدین احمد انڈونیشیا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے مسٹر محمد ارشاد جوگجا کارتا سے احمدیہ تحریک اور اس کی تبلیغی کاوشوں کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں میں اس تحریک کی خصوصیات اور خدمات سے بہت ہی متاثر ہوا ہوں

مجھے اپنے لٹریچر میں سے علاوہ دیگر کتابوں کے ٹیچنگز آف اسلام ضرور ارسال فرمائیں

والسلام

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

## فلپائن

ترجمہ خط محمد علی اے رام موتوسولو۔ فلپائن
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پاکستان کے مشنریوں کی طرف سے مرزا غلام احمد بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق یہاں یہ اعتراض ہے کہ مرزا صاحب ٹٹی میں فوت ہوئے اور جو لوگ احمدی ہیں وہ کافر ہیں۔

میں نے لوگوں کو واضح کیا کہ مرزا صاحب لاہور میں بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بوقت ۱۰ بجے صبح اپنے کمرے میں فوت ہوئے اور ان کا چہرہ مسکرا رہا تھا۔۔ اور اس نے اپنے باری تعالےٰ کا حکم کی تعمیل کی اور اپنے پیارے خدا سے جا ملے۔ اور ان کی موت خدا کی بادشاہت کے لئے درکار تھی۔ میں نے ان کو واضح کیا کہ مسلمانوں میں صرف ایک احمدی جماعت ایسی ہے جو خدا کی وحدانیت اور محمد الرسول اللہ کے دین کی اشاعت کرتی ہے خدا اور رسول کو مانتی ہے۔ اور میں نے یہ بھی کہا کہ احمدیہ جماعت اسلام سے الگ نہیں ہے بلکہ یہ ایک جماعت ہے جو اسلام کی تبلیغ اشاعت کرتی ہے۔ اور احمدیہ جماعت ایک ایسی جماعت ہے جو رسول خدا کی عزت اور ذات اقدس کی حفاظت میں مخالفین سے برسرپیکار ہے۔ اور کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کی قائل نہیں۔
آپ کے جواب کا منتظر

(انہیں خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

## رنگون

ترجمہ خط از مکرم ڈاکٹر این اکبر خان صاحب رنگون
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے برمی زبان میں انگریزی ترجمۃ القرآن مع عربی متن النور ڈکشن مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی ایم اے۔ ایل ایل بی کا ترجمہ کروا کر شائع کیا ہے۔ میں ایک ہزار کاپی مینول آف حدیث کی برمی زبان میں ترجمہ کروا کر شائع کر رہا ہوں بتوفیق تعالےٰ ایک سال کے بعد پھر انشاء اللہ ایک یا دو حصوں میں ریلیجن آف اسلام کا برمی ترجمہ۔۔۔۔۔۔۔ شائع کروں گا۔ اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے مہلت بخشی تو انشاء اللہ تعالےٰ میں محمد دی پرافٹ۔ ارلی کیلیفیٹ۔ ٹیچنگز آف اسلام اور ہستی باری تعالےٰ کا برمی ترجمہ اسی طرح شائع کرتا رہوں گا۔

میں چار ہزار روپے انجمن کے فنانشل سیکرٹری کے نام محمدان ورلڈ لیکچر کی نئی ایڈیشن کے لئے بھیجوں گا۔

میرے بچے ہر سال مجھے چار ہزار روپے خدمت اسلام کے لئے دیتے ہیں۔

(اللہ تعالےٰ ڈاکٹر صاحب اور ان کے بچوں کو صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ اور خدمت اسلام کی بیش از بیش توفیق بخشے آمین۔ خط لکھا گیا ہے)

## جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر سیڈ د۔ ایڈیٹر میڈی ایٹہ اور باقی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برانچ جنوبی افریقہ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے میرا یہ خط آپ کے بار خاطر نہ ہو، ایک عرصے سے جب سے مجھے اللہ تعالےٰ نے خلعت احمدیت سے نوازا ہے آپ نے میرے لئے روحانی باپ کا حق ادا کیا ہے آپ بڑی مہربانی سے میری حوصلہ افزائی کرتے چلے آ رہے ہیں اور بہت قیمتی نصائح سے نوازتے رہتے ہیں۔ اندریں صورت براہ۔۔۔۔۔۔ عنایت مجھے اپنا روحانی بیٹا سمجھتے رہیں۔ میرے دل میں آپ کی بہت بڑی قدر ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا اجر دے۔

گذارش ہے کہ آپ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں تاکہ اللہ تعالےٰ مجھے اپنے راستہ پر استقامت اختیار کرنے کی طاقت بخشے۔ مجھ پر اور جماعت پر برکات کی بارش فرمائے اور ہمیں مخالفین کی ایذا رسانیوں سے محفوظ رکھے۔

میرے پیارے والد صاحب میرے لئے بیماری سے شفایابی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ میرے بھائی ابراہیم اور میری والدہ آمنہ کے لئے بھی دعا فرماتے رہیں۔

اللہ تعالےٰ آپ کو اپنا قرب عطا فرمائے اور آپ کو اپنی بقا یا عمر میں اس مقدس مشن کو جاری رکھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع عطا فرمائے۔

اس سے پہلے میں آپ کو نہ لکھ سکا معافی چاہتا ہوں جیسا کہ آپ کو علم ہے باوجود بیماری کی مصروفیات بہت رہی ہے براہ کرم چند سطور لکھیں تاکہ میرے لئے اطمینان کا باعث ہو۔۔

(باقی بر صفحہ ۱۱۲)

# داعی الی اللہ کا مقام

دعوت الی اللہ کا کام قرآن کریم کی رُو سے وہ اعلیٰ ترین مقام رکھتا ہے جو دنیا کے تمام دوسرے کاموں اور اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب و مراتب سے زیادہ بلند حیثیت رکھتا ہے یہ وہ کام ہے .......... جو انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے سپرد ہوا۔ اور انہوں نے اس کام کی وجہ سے دنیا و عقبیٰ دونوں جہانوں میں عزت و وقار کا وہ مقام حاصل کیا جس کے سامنے تمام دنیوی مراتب ہیچ ہیں۔ قرآن کریم نے اس کام کو قول احسن قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین۔ اس شخص سے بڑھکر کس کا قول احسن ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ عمل صالح بجا لاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔ اس آیہ کریمہ میں جہاں ایک مبلغ کی یہ صفات بیان کی ہیں کہ وہ نہ صرف دوسروں کو دعوت الی اللہ دیتا ہے بلکہ خود بھی عمل صالح بجا لاتا ہے اور اپنے آپ کو بھی اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار بندہ بنا لیتا ہے وہاں اس کی بلندی مقام کا بھی پتہ دیا ہے اور بتایا ہے کہ داعی الی اللہ ایک مقام احسن پر فائز ہے کیونکہ اس کی دعوت تو قول احسن کی حیثیت رکھتی ہے۔ کس قدر بلند مرتبہ ہے جو ایک مبلغ کو دیا گیا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے منصب اور مرتبہ کو وہ حیثیت حاصل نہیں جو داعی الی اللہ کو حاصل ہے، اور کیوں نہ ہو، خدا کے پیغمبروں اور رسولوں کو یہ کام سپرد کیا گیا اور انہوں نے اس کی سرانجام دہی کے لئے بڑے بڑے دکھ اور اذیتیں برداشت کیں اور آخر کار انہیں وہ عظیم الشان کامیابیاں حاصل ہوئیں جن کے سامنے دنیا کی تمام دوسری کامیابیاں ہیچ ہیں۔ ایک مبلغ بھی جو پورے اخلاص کے ساتھ دعوت الی اللہ کا کام کرے اور خود بھی اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار بندہ بن کر عمل صالح بجا لائے نائب رسول کی حیثیت رکھتا ہے اور ان کامیابیوں اور عزت و عظمت کا حقدار ہے جو انبیاء کو حاصل ہوئیں۔

دعوت الی اللہ کے کام کو قرآن کریم نے دوسری جگہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نام سے تعبیر کیا ہے اور امت محمدیہ کو اس عظیم الشان کام کی وجہ سے خیر امۃ قرار دیا گیا ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ لیکن چونکہ ساری امت اس کام کو نہیں کر سکتی، اس لئے ارشاد فرمایا ہے کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ ایک قوم تم میں سے ایسی ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم دے اور برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اسی ارشاد الٰہی کے ماتحت حضرت مجدد زمانؑ نے دعوت الی اللہ کرنے والی ایک جماعت پیدا کی، جو آج دنیا کے چاروں کناروں میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سرگرم عمل ہے، خدا تعالےٰ کا یہ فضل و احسان ہے کہ اس جماعت کی کوششوں کو اللہ تعالےٰ نے حیرت انگیز کامیابیوں سے نوازا ہے اور دنیائے اسلام کی طرف سے ہر قسم کی مخالفتوں کے باوجود اسکو وہ کامیابیاں عطا کی ہیں جن کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ آج اس جماعت کو نہ صرف یورپ اور امریکہ کے علمی حلقوں میں بلکہ افریقہ کے غیر تعلیم یافتہ اور وحشی لوگوں میں بھی جہاں یورپین اور امریکی عیسائی مشن ہسپتالوں، کالجوں اور سکولوں کے ذریعہ بے شمار روپیہ خرچ کرنے کے باوجود مسیحیت کو دلوں کے اندر راسخ کرنے میں ناکام رہے ہیں اسلام کو حضرت مجدد وقت کی اس جماعت کے ذریعہ سے بہت بڑی کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں۔ بڑے بڑے عیسائی پادری اور سیاسی مدبرین حیران ہیں کہ عیسائیت کا قدم کیوں دن بدن پیچھے جا رہا ہے اور ایک چھوٹی سی غریب جماعت اسلام کو آگے بڑھانے میں کیوں کامیاب ہو رہی ہے۔ اس کا راز ایک ہی ہے کہ حضرت مجدد زمان نے اس جماعت کو جو گُر سکھائے ہیں اور عیسائیت کی خامیوں اور اسلام کی معقولیت کو جس طریق سے پیش کرنے کی تعلیم دی ہے وہ دلوں کو مسخر کرنے والی ہے افسوس مسلمان قوم نے بحیثیت مجموعی حضرت مجدد وقت کی آواز کو نہ سنا اور دعوت الی اللہ کے مقام کو نہ پہچانا اور اسلام کی تبلیغی سپرٹ سے مایوس ہو کر دوسرے رستوں کو اختیار کر لیا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ اسلام کی رفتار ترقی کو وہ قوت اور سرعت حاصل نہیں ہوئی جو اس کا حق ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس جماعت کے متعلق بھی جو اس کام میں منہمک ہے، ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس کی قوت افراد دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے۔ وہ لوگ جو حضرت مجدد وقت کے انفاس طیبہ سے مستفیض ہو کر اس راہ جہاد میں نکلے، آہستہ آہستہ عالم بقا کو سدھارتے چلے جا رہے ہیں اور بہت کم ایسے لوگ ہیں جو ان کی جگہ لینے کے لئے تیار ہوں، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے بارہا یہ اعلان کیا گیا ہے اور کیا جا رہا ہے کہ تبلیغ دین کے لئے تربیت دینے کی غرض سے ایسے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ضرورت ہے جو دینی جذبہ سے سرشار ہوں اور دلی رغبت اور اخلاص کے ساتھ خدمت دین کو اپنا مطمح نظر بنا لیں۔ انجمن نے ایسے نوجوانوں کے مایحتاج کا بھی مناسب انتظام کر رکھا ہے جو دوسری دنیوی ملازمتوں کے معاوضوں سے کسی طرح کم نہیں اور تربیت حاصل کرنے کے بعد اس سے بھی بڑھکر معقول مشاہرہ پیش کرنے کا اعلان ہے لیکن پے در پے اعلانات کے باوجود اب تک بہت کم لوگوں کی طرف سے درخواستیں موصول ہوتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کا تبلیغی جذبہ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد انحطاط پذیر ہے۔ یہ حالات بہت افسوسناک ہیں۔ ہم قوم کے ان افراد سے جن کے خون پسینہ کی کمائی کا بہت بڑا حصہ اس مقدس کام میں لگ چکا ہے اور وہ اس کے خوشگوار نتائج کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، یہ عرض کریں گے کہ اگر وہ اپنی قربانیوں کو ضائع نہیں کرنا چاہتے اور اسلام کے قدم کو دن بدن آگے بڑھانا چاہتے ہیں، تو اپنی اولادوں کو اس کی تحریص و ترغیب دلائیں اور اپنے تعلیم یافتہ بچوں میں سے کوئی ایک خدمت دین کے لئے وقف کر کے انجمن کی تبلیغی جماعت میں داخل کرا دیں، تاکہ ان کا نام جہاں دنیا میں روشن ہے خدا کے دفتر میں بھی سنہری حروف سے لکھا جائے۔ ہم پھر کہنا چاہتے ہیں کہ داعی الی اللہ کا مقام خدا و رسولؐ کے نزدیک بہت بلند ہے اور وہ فلاح و کامیابی اور عزت و وقار جو ایک داعی الی اللہ کو میسر آتی ہے دوسرے کسی انسان کو بڑے بڑے دنیوی منصب پر حاصل نہیں ہو سکتی۔

## سکھ بھائیوں کو دعوت عام

سکھ بھائی جو مشرقی پنجاب سے جتھوں کی صورت میں حسن ابدال پنجہ صاحب کی زیارت کیلئے آ رہے ہیں انکو چاہیئے کہ جلسہ سالانہ آئندہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی جو ۱۲-۱۳ اپریل کو جناح گرلز ہائی سکول واقع ریلوے روڈ کے باغ میں منعقد ہوگا جوق در جوق شامل ہوں اور مذہب اسلام پر اعلیٰ درجہ کی تقاریر سنیں اور فائدہ حاصل کریں۔

سکھ بھائی مذہب اسلام پر لٹریچر مفت حاصل کریں۔

ملک سلیم اللہ خاں عاجز۔ سوشل ورکر۔ راولپنڈی

# جماعت ملتان کی عید

خدا کے فضل وکرم سے امسال تمام احباب جماعت ملتان نے ایک ہی مقام پر یعنے مسجد رشید طرز میں عید کی نماز پڑھی۔ نماز محترم کرنل سعید احمد صاحب نے پڑھائی۔

نماز کے بعد آپ نے نہایت مؤثر اور عالمانہ خطبہ دیا۔ آپ نے بیان فرمایا کہ کوئی قوم دین و دنیا میں اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک وہ قربانی کرنا نہیں سیکھتی۔ اور اس کا طریق یہ ہے کہ سب سے اوّل اور سب سے پہلے انسان اپنی ذات کی قربانی کرے یعنی اپنے جذبات اور خواہشات پر کنٹرول کرے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے جذبات اور خواہشات کو مرضی خداوندی کے تابع رکھے۔ اور پھر اس سلسلہ میں جس قدر بھی مصائب اور مشکلات سامنے پیش آئیں نہایت مردانہ وار ان کا مقابلہ کرکے ان پر غالب آ سکے۔ یہ ہے انسان کی سب سے پہلی قربانی جو بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

اس کے بعد دوسری قربانی یہ ہے۔ کہ جس قدر انسان کی محبوب ترین و مرغوب ترین اور دل پسند چیزیں ہیں ان کو صرف خدا کی رضا جوئی کے پیش نظر اور اس کی خوشنودی کی خاطر اور اسے اوپر فرض سمجھتے ہوئے۔ مخلوق خدا کی ہمدردی کرتے ہوئے بھوکوں اور ضرورتمندوں کی خاطر صرف اور خرچ کرے۔ یہ وہ قربانی ہے جس سے کوئی قوم دین و دنیا میں ترقی کی منازل طے کر کے کامیاب و کامران ہو سکتی ہے۔ اور اس کی آخرت بھی بہتر اور خیر ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا للذین احسنوا ھذہ الدنیا حسنۃ و لدار الاخرۃ خیر و لنعم دار المتقین۔ یہ ماہ رمضان کے روزے بھی اسی قربانی کے سکھانے کے لئے رکھے گئے ہیں تا انسان اپنی ذات اور خواہشات پر کنٹرول کرنا سیکھے اور مخلوق خدا کی ہمدردی کا سبق حاصل کرے قصہ مختصر یہ کہ مکرم کرنل صاحب کا یہ خطبہ عالمانہ اور ہر لحاظ سے سبق آموز اور نہایت مؤثر تھا اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین

محترم جناب میاں فضل الرحمٰن صاحب جن کے سینہ میں درد اسلام۔ خدمت دین کا بے پناہ جذبہ، ایثار اور قربانی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ ہمیشہ اس فکر اور خیال میں رہتے ہیں۔ کہ دنیا میں خدا کا نام اور اس کا دین بلند ہو۔ اور اس کے رسول مقبول صلعم کے جھنڈے کے نیچے نسل انسانی آکر اس کی تعلیم کے نور سے منور ہو کر چمکا اٹھے اور دنیا اس وعدہ خدا کو پورا ہوتا دیکھ لے و اشرقت الارض بنور ربھا۔

امسال محترم میاں صاحب ممدوح نے نہایت مہربانی سے اپنے خرچ پر ایک پوری سپیشل بس آمد و رفت کے لئے بک کروا دی اور مکرم میاں رشید احمد صاحب نے نمازیوں کے لئے نہایت بہترین شامیانہ اور صفائی کا انتظام کروا رکھا تھا۔ اللہ تعالےٰ ہر دو صاحبان کو جزائے خیر دے۔ آمین

اس کے علاوہ عید کے موقعہ پر فطرانہ اور عید فنڈ اور مسجد فنڈ میں جو رقوم وصول ہوئیں ان کا کل میزان 215/00 روپے ہے۔

## بحر حکمت کے موتی ——— بسلسلہ صفحہ اوّل

و یطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا ٥ انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاءً و لا شکورا ٥ مسکین مسافر مہمان کی مدمیں آجاتا ہے۔ علاوہ ازیں اعلاء کلمۃ اللہ کرنے والے مبلغین اسلام خدائی مہمان ہوتے ہیں حکایت ہے کہ کسی مبلغ مجاہد اسلام کو کسی صاحبدل نے پوچھا کہ آپ لوگوں کے پاس جہاں جہاں تبلیغی دورے کرتے تین دن سے زیادہ ٹھہرتے ہیں انہوں نے کہا میں خدائی مہمان ہوں اور میرے خدا تعالیٰ کا ایک دن ایک ہزار سال کا ہوتا ہے لہذا میں تین دن کی حد بندی سے باہر ہوں۔ (غلام قادر مخفی ننشہ)

# فہرست چندہ برائے تعمیر احمدیہ ہال

## ان احباب کا جو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر وعدہ نہیں کر سکے

| نمبر شمار | نام معطی | موعودہ رقم | وصول شدہ رقم | بقایا |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت پشاور | 100.00 | 100.00 | x |
| ۲ | جناب بابو محمد صادق صاحب - - | 20.00 | 20.00 | x |
| ۳ | محمد زکرن صاحب - - | 50.00 | 20.00 | 30.00 |
| ۴ | جناب محمد علی صاحب بازید خیل - - | 5.00 | 5.00 | x |
| ۵ | جناب عبداللطیف صاحب کلرک - - | 5.00 | 5.00 | x |
| ۶ | جناب شیخ شریف احمد صاحب | 50.00 | 30.00 | 2[illegible].00 |
| ۷ | جناب عبداللہ جان خان صاحب اسلامیہ کالج - | 10.00 | 10.00 | x |
| ۸ | جناب گلاب شیر خان صاحب سقید ڈھیری | 10.00 | 10.00 | x |
| ۹ | جناب عبدالباری خانصاحب ایڈووکیٹ | 50.00 | 20.00 | 30.00 |
| ۱۰ | جناب صاحبزادہ محمد احمد صاحب | 10.00 | 10.00 | x |
| ۱۱ | جناب فضل رحیم خان صاحب اسلامیہ کالج - | 10.00 | x | 10.00 |
| ۱۲ | جناب عبدالرحیم خانصاحب بڈھ بیر - | 20.00 | x | 20.00 |
| ۱۳ | جناب خالق داد خان صاحب - - | 20.00 | 20.00 | x |
| ۱۴ | جناب پروفیسر محمد فاضل خان صاحب - - | 50.00 | 50.00 | x |
| ۱۵ | جناب گل الرحمٰن خان صاحب - - | 20.00 | 20.00 | x |
| ۱۶ | جناب مولوی بیدار میجر عبدالحکیم خاں صاحب | 10.00 | 10.00 | |
| ۱۷ | اہلیہ صاحبہ مولوی بیدار میجر عبدالحکیم خاں صاحب | 5.00 | x | 5.00 |
| ۱۸ | جناب حاجی نور محمد خانصاحب - - | 50.00 | x | 50.00 |
| ۱۹ | جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب - - | 200.00 | x | 200.00 |
| ۲۰ | ملک عبدالجلیل صاحب کلرک - - | 5.00 | 5.00 | x |
| ۲۱ | جناب عبدالرحمٰن صاحب مقام بٹ خیل - - | 1.00 | 1.00 | x |
| ۲۲ | جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب ریٹائرڈ سول سرجن | 50.00 | 50.00 | x |
| ۲۳ | جناب عبدالحلیم خاں صاحب - - | 10.00 | 10.00 | x |
| ۲۴ | جناب سید فضل حسین شاہ صاحب چارسدہ | 60.00 | 40.00 | 20.00 |
| ۲۵ | جناب سید علی شاہ صاحب چارسدہ | 100.00 | 50.00 | 50.00 |
| ۲۶ | جناب ڈاکٹر عبداللہ جان خان صاحب مردان | 200.00 | x | 200.00 |
| ۲۷ | جناب پروفیسر عبدالستار صاحب مردان | 50.00 | 20.00 | 30.00 |
| ۲۸ | جناب عبدالرزاق خانصاحب ایم ایس سی - | 10.00 | 10.00 | x |
| ۲۹ | جناب نیاز خاں گگہ والا - - - | 5.00 | 5.00 | x |

## تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

(یہ صاحب علاوہ منتقلی میگزین میڈونا ایڈیٹر کے کئی رسالوں کے مصنف ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے اوپن لیٹر ٹو دی پریزیڈنٹ مسلم ہوڈیشل کونسل کو جنہوں نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ فل سکیپ کے سات صفحات پر نہایت مدلل طور پر جواب میں لکھا ہے۔

(انجمن کو ان کے متعلق لکھا گیا ہے)

# اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا جہان کے لئے سفارت

خطبہ جمعہ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا۔ الذی لہ ملک السمٰوات والارض ولم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا ـــ (سورۃ الفرقان) ـــ

## اللہ تعالیٰ برکات و احسانات کا سرچشمہ ہے

فرمایا تبارک۔ وہ خدا خالق ہے زمین اور آسمانوں کا بادشاہ ہے۔ الذی لہ ملک السمٰوات والارض۔ اور وہ جس کے انعامات اور احسانات دنیا جہان کے لوگوں کے سامنے ہیں اس کے افضال و برکات اور خیرات اور نعمتوں سے لوگ شب و روز متمتع ہوتے ہیں۔ فرمایا تبارک الذی وہ خدا برکات، خیرات اور احسانات کا سرچشمہ ہے۔ اور زمین و آسمان، فضا اور ہوا بارش اور پانی۔ سمندر، دریا اور نہریں، پہاڑ اور وادیاں صحرا اور میدان۔ ہرے بھرے کھیت۔ پھلے پھولے باغات بتلاتے ہیں کہ تبارک اللہ۔ اللہ تعالیٰ سرچشمہ ہے خیرات کا۔ افضال و برکات کا اور احسان و انعامات کا۔ اس خدا نے ہمارے جسم و جان کے رشتہ کو برقرار رکھنے کے لئے کائنات کی ہر شے کو خدمت میں لگا دیا ہے۔ اس عالم رنگ و بو کی ہر چیز انسانی خدمت اور تربیت کے لئے مقرر ہے۔

## روحانی تربیت کا سامان قرآن کے ذریعہ

جہاں قدرت نے جسمانی تکمیل و تربیت کے لئے اس نے وافر انتظامات کئے ہیں۔ نزل الفرقان وہاں اس نے روح، نفس اور اخلاق کی سیرابی کے لئے بھی سامان کئے ہیں۔ اگر جسمانیات کے لئے اس کی برکات بے انداز ہیں تو روحانیات کی تربیت کے لئے بھی اس نے ہدایت نازل فرمائی ہے۔ روحانی تربیت اور تہذیب کے لئے فرقان نازل فرمایا ہے تا دنیا جہان کے لوگوں کے دلوں کو سیراب کیا جائے اور ان کو اخلاق فاضلہ سے آراستہ کیا جائے ان کے اطوار اور کردار محمود ہو جائیں۔

## خدائی سفارت کے لئے محمد رسول اللہ صلعم کا انتخاب

علی عبدہ۔ خدا تعالیٰ نے یہ فرقان دنیا جہان کو پہنچانے کے لئے اپنے ایک کامل فرمانبردار بندہ کو منتخب فرمایا ہے۔ ایسی عظیم ہستی کی طرف سے عالم انسانیت کو اہم پیغام دینے کے لئے ایک عظیم اور مقدس پیغامبر اور سفیر کی ضرورت تھی۔ انگلستان فرانس۔ امریکہ اور جرمنی وغیرہ کے بادشاہ اور پریذیڈنٹ ممالک غیر کو اپنی شان اور وسعت مملکت کے لحاظ سے اپنے لائق و فائق سفیر مقرر کرتے ہیں۔ سفیر کے انتخاب میں دو باتیں ملحوظ رکھی جاتی ہیں (۱) جتنی عظیم مملکت ہو سفیر بھی ویسی ہی عظمت کا مالک ہونا چاہئے۔ (۲) جس ملک کے لئے سفیر مقرر کرنا ہوتا ہے۔ اس کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر اسی قابلیت کا سفیر مقرر کیا جاتا ہے۔ کسی سفیر کے تقرر میں یہ دونوں چیزیں ازبس ضروری ہیں۔ لارڈ ارون اور لارڈ ولنگڈن ہندوستان میں وائسرائے رہ چکے ہیں ان کو کینیڈا اور امریکہ میں سفیر کر کے بھیجا گیا تھا۔ دنیا کے بادشاہ اپنی شان اور عزت کے لحاظ سے اپنے سفیر مقرر کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ دنیا جہان کا بادشاہ ہے بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اس نے بھی اپنی شان اور رتبہ کے لحاظ سے ایک ہستی کو چنا ہے جس کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا کامل فرمانبردار بندہ ہے۔ وہ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کرتا۔ ان اتبع ما یوحیٰ الی۔ آپؐ وہ بات کرتے ہیں جو خدا آپؐ سے کہتا ہے۔

## عبدہ کے لفظ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت

لفظ عبدہ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو بیان فرمایا ہے۔ کہ آپؐ سے بڑھ کر فرمانبردار بندہ نہ پہلے پیدا ہوا ہے نہ آیندہ ہوگا۔ تبٰرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ کے اندر خدا تعالیٰ کی برکات اور احسان و افضال کو بیان کیا ہے۔ قرآن کریم کی شان اور اہمیت کا ذکر فرمایا ہے کہ یہ بھی خیرات و برکات کا منبع ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان فرمائی ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بندے ہیں۔ اخلاق و اخلاص کے پیکر ہیں۔

## محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت کی غرض

آپؐ فرماتے ہیں انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ میں دنیا جہان کے لوگوں کے اخلاق بلند کرنے آیا ہوں۔ ان کے سیرت و کردار کی اصلاح میرا مقصد ہے نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا قرآن کی شان اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض و غایت بیان کر دی ہے۔

## قرآن کریم بتدریج کیوں نازل ہوا؟

نزل۔ تنزیل کا باب ہے۔ یعنی قرآن کریم کو ہم نے آہستہ آہستہ اتارا ہے۔ بتدریج موقعہ اور محل کے مطابق نازل کیا ہے۔ لوگ کہتے تھے یہ کیا روز روز کا بکھیڑا ڈال رکھا ہے۔ لولا انزل ھذا الکتٰب جملۃ واحدۃ یہ قرآن آہستہ آہستہ آتا ہے۔ یہ ایک ہی دفعہ کیوں نازل نہیں کیا جاتا۔ ساری کتاب کیوں نہیں اتر آئی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن کو آہستہ آہستہ اتارا ہے۔ تھوڑا تھوڑا کر کے عطا کیا ہے۔ تاکہ لوگوں کو موقعہ محل یاد رہے۔ اس کے احکام و فرامین لوگوں کے دلوں میں اتر جائیں اور اس کی تعلیم عملی طور پر رائج ہو جائے۔ چنانچہ موقعہ و محل کے مطابق قرآن کریم کے بتدریج نازل ہونے کی وجہ سے لوگوں کی عملی تعلیم و تربیت ہوئی۔ اور اس کی تعلیمات اور احکامات پر چلنا آسان ہو گیا۔ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ ۔۔۔ تمام کے تمام احکامات تمام دنیا کو ایک ہی دفعہ دے دیتا تو مقصد پورا نہ ہو سکتا تھا۔ تعلیم کا مقصد تربیت اور تہذیب ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم رب ہیں اور ہم مخلوق کی تربیت کرتے ہیں۔ امام راغب رح نے لفظ رب کے نیچے اس کی تشریح کی ہے کہ کسی چیز کو بتدریج آہستہ آہستہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک بلند کرنا حتیٰ کہ وہ اپنے کمال تک پہنچ جائے۔

## محمد رسول اللہ صلعم کی سفارت تمام عالم انسانیت کیلئے ہے

تذیرا یا ہم نے اپنے کامل ترین فرمانبردار بندے کو پیغام دے کر مبعوث فرمایا لیکون للعٰلمین نذیرا۔ یہ سفیر یونائیٹڈ سٹیٹ آف امریکہ، برطانیہ، روس اور فرانس کے لئے نہیں بلکہ تمام کی تمام عالم انسانیت کے لئے ہے۔

. . . . . . . . . .

## عالمین کا لفظ ختم نبوت پر دال ہے

امام فخرالدین رازی نے کیا معرفت کا جملہ اس پر لکھا ہے فرماتے ہیں ان لفظ العالمین یتناول جمیع المخلوقات الی یوم القیامۃ فوجب ان یکون خاتم الانبیاء والمرسلین۔ عالمین کا لفظ تمام مخلوقات پر حاوی ہے اس لئے حضور نبی کریم صلعم قیامت تک تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں۔ اسی وجہ سے آپ خاتم النبیین ہیں امام فخرالدین رازیؒ کا یہ جملہ نہایت قابل قدر ہے۔

## کائنات کی وسعت اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہت

غرض وہ بادشاہ جس نے دنیا جہان کی روحانی تربیت تہذیب اور تکمیل کے لئے اپنے کامل ترین فرمانبردار بندے کو عظیم الشان پیغام فرقان دے کر بھیجا ہے۔ اس کی بادشاہت کا اندازہ لگاؤ۔ وہ زمین اور آسمانوں کا بادشاہ ہے۔ اس فضا اور اس کی پہنائی پر غور کرو۔ کہا جاتا ہے کہ سورج زمین سے ۹ کروڑ پچاس لاکھ میل دور فضا میں معلق ہے۔ یہ سب سے چھوٹا سورج ہے۔ اس سے بڑے بڑے ہزار اور بھی سورج ہیں۔ جو ہمیں نظر نہیں آتے نہ ان کی روشنی ہم تک پہنچ سکتی ہے اس سے اس فضا کی لاانتہاء وسعت کا پتہ لگتا ہے۔ خدا تعالےٰ ان سب کا بادشاہ ہے۔ ان سب ستاروں کی تاثیریں صرف اس کے قبضہ میں ہیں۔ دنیا کے بادشاہوں کی حکومت فضا اور ہوا پر نہیں ہے فضا میں ذرا سی تبدیلی ہوئی تو تمہارا ہوائی جہاز لاہور نہیں اُتر سکتا راولپنڈی جا اُترے گا وہاں بھی اگر ایسی ہی صورت حال ہو تو پشاور جا ٹھہرے گا۔ آگے فرمایا کہ اتنا بڑا بادشاہ ہو، کائنات اور اس میں کی ہر چیز کا مالک و مالک اور موجد ہو، اس کی برکات وخیرات کی کچھ انتہا نہ ہو،

## حیّ و قیوم خدا کا کوئی بیٹا نہیں ہو سکتا

پھر فرمایا لم یتخذ ولداً۔ اس کا کوئی بیٹا بھی نہیں ہے۔ چونکہ وہ قدرت کاملہ کا مالک اور چونکہ وہ حیّ وقیوم ہے اس کو فنا نہیں تو بیٹا اختیار کرنے کے یہ معنے ہیں کہ وہ انسان کا بچہ خالق نہیں مخلوق ہوگا اور رب نہیں مربوب ہوگا۔ اس لئے وہ معبود نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا خدا کی ذات کے سوا کوئی خالق و مالک نہیں اور نہ وہ اس کائنات پر حکومت کر سکتا ہے۔ کبھی کبھی میں نے آپکو ایک لطیفہ سنایا ہے اس کے دوہرانے میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے آج پھر میں آپ کو سناتا ہوں۔ نواب سرور علی کرواتی کے نواب تھے جب وہ انگلستان میں تعلیم پا رہے تھے تو وہ کبھی کبھی ووکنگ مسجد میں میرے پاس آجایا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ سکندر مرزا اور سر محمد نواز ٹوانہ راولپنڈی کے قریب کے صاحب جاگیر ہیں وہ بھی ہوتے تھے سرور علی کے متعلق ایک لطیفہ آپ کو سناتا ہوں جب ان کا باپ مر گیا تو ایک میم صاحبہ ان کی پرورش اور تربیت کے لئے مقرر ہوئیں۔ جب میم صاحبہ کے ساتھ اچھی طرح مانوس ہوگئے تو میم صاحبہ نے انہیں بتلایا کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ تو سرور علی نے فوراً کہا کہ اچھا یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے؟ تو اس کا باپ کب مرے گا میم صاحبہ سُن کر حیران ہوگئیں اور کہا کہ وہ کبھی مرے گا نہیں۔ سرور علی نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو بیٹے کو کبھی گدّی نصیب نہیں ہوگی۔ کیا غضب کا جواب دیا وہ تو جانتے تھے کہ باپ مرے تو بیٹے کو گدی ملتی ہے اگر خدا مرتا نہیں تو بیٹا کس طرح اس کی جگہ خدا بن سکتا اور دنیا پر حکومت کر سکتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ کے متعلق یہاں مذکور ہے کہ لم یتخذ ولداً۔ اس کے ہاں کوئی بیٹا نہیں۔ بیٹے کی ضرورت اسکو ہوتی ہے جس نے مرنا ہوتا کہ اس کے پیچھے اس کی جائداد کو سنبھال سکے۔ ہم مرتے ہیں ہمیں وارث کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن خدا چونکہ مرتا نہیں اس لئے اسے کسی وارث کی ضرورت نہیں۔

## خدا تعالیٰ کو کسی شریک یا مشیر کی احتیاج نہیں۔

اس لئے فرمایا لم یکن لہ شریک فی الملک۔ اس کی مملکت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ کوئی وزیر کوئی مشیر کوئی ولی کوئی نبی کوئی بھی بڑے سے بڑا مہاپُرش، کرشنا ہو بدھ ہو، عیسیٰؑ ہو، موسیٰؑ ہو، علیؓ ہو یا محمد رسول اللہ صلعم ہوں ان سب کا کائنات کے نظم ونسق میں قطعاً کوئی حصہ نہیں ہے۔ ایک واحد خدا ہی اس کائنات کے نظام کو چلاتا ہے اسکا کوئی وزیر مشیر نہیں۔ اسکے نظام میں کسی کو دخل نہیں ہے خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کو خطاب کر کے فرماتے ہیں لا املک لک من اللہ شیئاً۔ اے فاطمہؓ جگر گوشہ رسول! سن لو! خدا کے ہاں میرا کوئی اختیار نہیں ولا اغنی عنک من اللہ شیئاً۔ اگر تم سے کوئی قصور ہو جائے تو اسکی معافی کی میں سفارش نہیں کر سکتا۔

## مسلمانوں کی مشرکانہ حرکات

آج مسلمان مزاروں کو با اختیار سمجھتے ہیں۔ مزاروں پر جاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ وہاں جا کر ہماری مرادیں پوری ہوں گی۔ ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ مجھ پر ایک خطرناک مقدمہ چلا۔ کسی نے کہا کہ اجمیر شریف جاؤ۔ حضرت معین الدین چشتی کے مزار پر جا کر سجدہ کرو اور حاجت برآری کے لئے دُعا کرو۔ نصیحت زدہ آدمی سب کچھ کر گذرتا ہے۔ علامہ اقبال کے استاد مولوی میر حسن میرے بھی استاد تھے۔ نیک بزرگ تھے قابل تھے۔ ان کا پوتا بیمار ہوگیا۔ کسی نے کہا کہ مولوی صاحب فلاں پیر مرد۔ ہے کی جھاڑ پھونک سے آرام ہو سکتا ہے۔ مولوی صاحب لڑکے کو اٹھا کر پیر مرد کی کٹھالی میں چلے گئے۔ مسلمان کو کیا ہو گیا ہے، خدا نے تو فرمایا ہے کہ لم یکن لہ شریک فی الملک۔ اس کے نظام سلطنت میں کسی کو دخل نہیں ہے فال دیکھنا تو عام ہوگیا ہے قسمت پوچھنے کے لئے ہاتھ دیکھے دکھلائے جاتے ہیں اور جو فقیر دیوانہ مجنون جارگی لیاں سنا دے کہتے ہیں پہنچا ہوا ہے کیا ہو اتم کو ایک سائنس کے ڈاکٹر میرے شاگرد ہیں اس نے مجھے ایک دن کہا کہ جناب میں ایک بات عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ داتا گنج بخش کا بہت بڑا دربار ہے آپ وہاں جایا کریں کیا ہوگیا ہے مسلمانوں کو؟ خدا تو کہتا ہے دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا انسان انتظام عالم میں کوئی دخل نہیں رکھتا۔ اس کے سوائے کسی کا دخل نہیں اس لئے غیر اللہ کو دل سے نکال دو۔ وہ سرچشمہ خیر وبرکات ہے۔

## محمد رسول اللہ صلعم قیامت تک کے لئے رہنما ہیں۔

اس کے رسول حضرت نبی کریم رحمۃ للعالمین حامل قرآن ہیں۔ ان کے سوائے کوئی دوسرا نبی یا رسول نہ آئیگا۔ ان کی پیروی کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنتی میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے چلا ہوں اگر تم اس پر چلو گے تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ چیزیں قرآن اور سنت ہیں۔

## تمام مخلوق مربوب ہے ربّ نے اندازہ سے پیدا کیا ہے

ان آیات میں فرمایا ہے وخلق کل شیء یہ ساری کی ساری چیزیں مخلوق ہیں۔ جو مخلوق ہے وہ خالق نہیں ہو سکتی جو مربوب ہے وہ ربّ نہیں ہو سکتی فقدّرہ تقدیراً۔ ہر چیز کو ہم نے ایک اندازے سے بنایا ہے اس کے سامنے ساری کائنات تھی اس نے ایک اندازے سے چیزیں بنائی ہیں کہ پانی اتنا ہو، خشکی اتنی ہو۔ انسان۔ اونٹ۔ زیبرا۔ مویشی، چرند، پرند کتنے ہوں، ان سب کی خوراک کا اندازہ لگایا ہے۔ فرمایا وان من شیء الا عندنا خزائنہ۔ ہمارے ہاں بے انداز خزانے ہیں۔ ہم سے تو نمک بھی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ خدا تعالےٰ کے پاس مخلوق کا بھی اندازہ ہے اور انکی ضروریات کا بھی اندازہ ہے۔

## خدا تعالیٰ کے انعامات و برکات کے مطابق اس کی تعظیم بجا لاؤ۔

اندازہ لگاؤ کہ اس کی برکات وخیرات اور احسان وانعام کس قدر ہیں اس کی برکات کو دیکھ کر اس کی تعظیم کرو۔ اس کے احسان کے پیش نظر قرآن پر غور نہ ہو، اس کے انعام پا کر اس کی عبادت نہ کی جائے اس کی مہربانیوں اور کرم فرمائیوں کے باوجود مخلوق خدا کے ساتھ نیک برتاؤ نہ ہو، ہمدردی کا جذبہ ہو۔ شر و فساد کی تحریک ہو، تو کس قدر افسوسناک امر ہے چاہیئے تو یہ کہ جیسے خدا تعالےٰ کی ذات سرچشمہ خیر و برکات ہے۔ قرآن کریم موجب خیر و برکات ہے۔ محمد رسول اللہ

(باقی برصفحہ ۱۳)

مولانا شیخ عبد الرحمن مصری صاحب

# بعض استفسارات کا جواب

## تین احتمالات

استفسارات کرنے والے دوست نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض مسلمان حضرت نبی کریم صلعم کے بشر ہونے سے انکار کرتے ہیں اس قسم کے اوہام میں مبتلا لوگوں سے میں پوچھتا ہوں کہ اگر آنحضور صلعم بشر نہیں تھے تو پھر کیا تھے کیا خدا تھے یا پھر کیا ملک یعنے فرشتہ تھے کیونکہ کسی ہستی کے متعلق یہ تین ہی احتمال ہو سکتے ہیں یعنی خدا۔ فرشتہ۔ بشر

## خدا ہونے کی نفی

مسلمان جو دن رات کلمہ طیبہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ کا ورد کرتے رہتے ہیں اور دن رات اس بات کا اقرار و اعلان کرتے رہتے ہیں کہ محمد صلعم اللہ تعالےٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ان سے یہ توقع تو ہو نہیں سکتی کہ وہ آنحضرت صلعم کو دیگر مشرک قوموں کی طرح خدا تسلیم کریں۔ کلمہ طیبہ میں الفاظ اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ اسی لئے پڑھائے گئے ہیں تا مسلمان دوسری مشرک قوموں کی طرح اپنے رسول کو خدائی کا درجہ نہ دیں جس طرح ہندوؤں اور عیسائیوں اور دیگر مشرک قوموں نے اپنے مذہبی رہنماؤں اور بانیاں کو دے دیا اور اس کے نتیجہ میں ان کی پرستش شروع کر دی خدا کی توحید کے اقرار اور صرف اسی ایک ذات کو قابل پرستش قرار دینے کے ساتھ محمد رسول اللہ صلعم کو اسی پاک ذات کا بندہ قرار دینے کے بعد کون عقلمند ہوگا جو آنحضرت صلعم کو خدا تسلیم کرے اور آنجناب کی پرستش کرے پس جب آنجناب صلعم کو خدا تسلیم کرنا بعید از عقل اور بعید از قیاس ہے تو دوسرا احتمال آنحضرت صلعم کے متعلق یہ ہو سکتا تھا کہ حضورؐ کو فرشتہ تسلیم کیا جائے۔

## فرشتہ ہونے کی نفی

لیکن یہ احتمال بھی باطل ہے کیونکہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے آنحضور صلعم کی زبان مبارک سے صریح الفاظ میں اس کی نفی کرا دی ہے۔ چنانچہ سورۃ الانعام ع۵ میں مذکور ہے:۔

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک۔

یعنے ان کو کہدے میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اب جب خدا ہونے اور فرشتہ ہونے کے دونوں احتمالوں کی نفی ہو گئی تو تیسرا احتمال بشر ہونے کا ہی باقی رہ جاتا ہے۔ سو اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ اسے ہی درست تسلیم کر لیا جائے اگرچہ آنحضور صلعم کو بشر ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل بھی کافی وزنی ہے۔ لیکن اس احتمالی دلیل پر ہی کفایت نہ کرتے ہوئے قرآن کریم سے آنحضرت صلعم کے بشر ہونے کا صریح ثبوت بھی ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

## ثبوت کی تین شقیں

یہ صریح ثبوت تین شقوں پر مشتمل ہے پہلی شق تو آنحضور صلعم کے رسول ہونے کی ہے۔ دوسری شق بشر ہونے کے متعلق آنجناب صلعم کا براہ راست اپنا اقرار ہے۔

تیسری شق لوازمات بشریت کا آپ کے وجود میں پایا جانا ہے۔

## شق اوّل

اللہ تعالےٰ قرآن کریم کی سورۃ آل عمران ع۵ میں فرماتا ہے:۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل یعنے محمد صلعم صرف اللہ کے رسول ہی ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں اور آنجناب صلعم سے قبل تمام رسول گذر چکے ہیں انہی پر انہیں بھی قیاس کر لو پھر سورۃ الاحقاف ع۱ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قل ما کنت بدعا من الرسل۔ اس بات کا اعلان کر دو کہ میں رسولوں میں سے نئی قسم کا رسول نہیں ہوں مطلب یہ کہ میرے حالات دیگر انبیاء کے حالات سے مختلف نہیں جن اوصاف سے وہ متصف ہیں انہیں اوصاف سے میں بھی متصف ہوں۔

پس اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ آیا آنحضور صلعم فوق البشر کوئی ہستی تھے یا محض بشر ہی تھے دیگر تمام انبیاء کے حالات کا جائزہ لینا پڑے گا۔ سورۃ ابراہیم میں اللہ تعالےٰ متعدد قوموں کے رسولوں کا ذکر کر کے فرماتا ہے کہ ان کی قوموں نے انہیں کہا قالوا ان انتم الا بشر مثلنا یعنی انہوں نے کہا کہ اس کے سوائے کچھ نہیں کہ تم ہمارے جیسے بشر ہی ہو۔ اس کے جواب میں رسولوں نے بھی ان کے قول کی تصدیق کرتے ہوئے کہا، قالت لھم رسلھم ان نحن الا بشر مثلکم یعنے رسولوں نے انکو یہی جواب دیا کہ تمہاری بات درست ہے کہ ہم تمہارے جیسے بشر ہی ہیں ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہٖ لیکن اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنی رسالت کے لئے چن لیتا ہے۔

پھر سورۃ التغابن ع۱ میں بھی اسی مضمون کو دہرایا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔ ذالک بانہ کانت تاتیھم رسلھم بالبینٰت فقالوا أبشر یھدوننا یعنے یہ اس لئے کہ انکے پاس ان کے رسول کھلے کھلے دلائل اپنی صداقت کے لے کر آتے تھے لیکن منکرین ان کی بنا پر ان پر ایمان لانے کی بجائے یہ کہکر ان کے دعوے کو رد کر دیتے تھے کہ کیا بشر ہم کو ہدایت دے سکتے ہیں۔

قوم ثمود نے اپنے نبی صالحؑ کو کہا ما انت الا بشر مثلنا الشعراء ع۸۔ سورۃ القمر میں ان کے یہ الفاظ منقول ہیں فقالوا أبشرا منا واحدا نتبعہ یعنے ہم اپنے میں سے ایک بشر کی اتباع کریں۔

پھر حضرت شعیبؑ کو ان کی قوم نے کہا:۔ وما انت الا بشر مثلنا یعنے نہیں ہے تو مگر ہمارے جیسا بشر۔

حضرت نوحؑ کو ان کی قوم نے بشر کہکر ہی رد کر دیا۔ چنانچہ فرمایا:۔ فقال الملؤ الذین کفروا من قومہ ما ھذا الا بشر مثلکم۔ یعنے نوح کی قوم کے سرداروں نے جو منکر ہو گئے کہا نوح نہیں ہے مگر تمہارے جیسا بشر۔ المومنون ع۲۔

پھر حضرت موسےٰ اور حضرت ہارونؑ کو فرعون اور اس کی قوم نے انہیں بشر کہکر ہی رد کر دیا فقالوا أنؤمن لبشرین مثلنا المومنون ع۳۔ یعنے انہوں نے کہا کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ جس قدر بھی رسول آئے ان کی قوموں نے انہیں بشر ہی قرار دیا اور خود رسولوں نے بھی ان کے سامنے اپنے بشر ہونے کا ہی اقرار

کیا کسی ایک رسول نے بھی فوق البشر ہونے کا...... دعویٰ نہیں کیا صرف اپنے مورد وحی ہونیکی خصوصیت ہی بیان کی جو دوسرے انسانوں سے انہیں امتیاز بخشتی تھی۔

حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق اوپر بتلایا جا چکا ہے کہ آنحضور صلعم بھی رسولوں کی جماعت کے ہی ایک فرد ہیں رسولوں کی صفات کے علاوہ آنجناب صلعم میں کوئی زائد صفت نہیں پائی جاتی تھی اس لئے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ آنحضور صلعم بھی ایک بشر ہی تھے۔

## بشر ہونے کا اقرار

لیکن اس سے بھی بڑھکر بشر ہونے کے متعلق ایک طرف خود آنحضور صلعم کا اپنا اقرار موجود ہے اور دوسری طرف خدا نے بھی آنجناب کو بشر کرکے ہی پکارا ہے چنانچہ ذیل کی آیات اس پر شاہد ہیں۔

## حضرت نبی کریم صلعم کا اپنا اقرار

سورۃ الکہف ع۱۲ میں حضرت نبی کریم صلعم کا اپنا اقرار ان الفاظ میں درج ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحًا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدًا یعنے سب لوگوں کو سنا دو کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں تمہارے جیسا ایک بشر ہی ہوں (الفاظ تمہارے جیسا قابل غور ہیں) امتیازی بات جو مجھ میں ہے وہ صرف اتنی ہی ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔ پس جو شخص اپنے رب کی لقاء کا امیدوار ہے اسکو چاہیئے کہ نیک اعمال بجالائے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے اب دیکھو کہ کس صفائی سے اپنی بشریت کا اسی طرح اقرار کیا ہے جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کا اپنی بشریت کا اقرار قرآن میں موجود ہے اور جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتیازی خصوصیت یہی بتلائی ہے کہ ان کی طرف وحی ہوتی ہے بعینہٖ اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم نے بھی اپنی امتیازی خصوصیت اپنا مورد وحی الٰہی ہونا ہی بتلائی ہے ہاں اس کے ساتھ ہی اس امر کی بھی تصریح کر دی ہے کہ اکیلے ایک خدا کی ہی عبادت کرو گویا بالفاظ دیگر یہ بتلا دیا کہ آپ خود بھی اس قابل نہیں ہیں کہ آپ کو خدا کی عبادت میں شریک ٹھہرایا جائے جس سے آپ کے فوق البشر ہونے کی بالصراحت نفی ہو گئی۔

پھر حٰمٓ سجدہ ع میں اسی اعلان کو دوہرایا گیا ہے الفاظ یہ ہیں قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ وویل للمشرکین یعنے کہدو کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہارے جیسا ہی ایک بشر ہوں (الفاظ تمہارے جیسا آپ کی بشریت کو ثابت کرنے کے لئے زبردست دلیل کا کام دے رہے ہیں ان الفاظ کی موجودگی میں آنحضور صلعم کی بشریت کے متعلق کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا) ہاں میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے پس سیدھے ہوکر ایک اسی کی عبادت میں لگے رہو اور اسی سے اپنی حفاظت اور مغفرت کے طالب رہو، اور یاد رکھو کہ وہ لوگ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں وہ ہلاکت اور تباہی کا نشانہ بننے والے ہیں۔ ان الفاظ کا مطلب بھی صاف ہے کہ مجھے شریک ٹھہرانے والے بھی ویل کا نشانہ بنیں گے۔

پھر سورۃ بنی اسرائیل ع۱۰ میں حضور کا اقرار صاف الفاظ میں موجود ہے۔ جب معاندین نے بعض اقتراحی معجزات آپ سے طلب کئے تو اللہ تعالےٰ نے جو جواب آنحضور صلعم سے دلوایا اس کے الفاظ یہ ہیں قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرًا رسولاً یعنے ان کو جواب دو میرا رب ہر نقص سے پاک ہے میں تو صرف ایک بشر رسول ہوں بشر رسول سے ایسی توقعات نہیں رکھنی چاہیئے۔ جیسی کہ تم مجھ سے رکھ رہے ہو۔

## لوگوں کا قول آنحضرت صلعم کے متعلق

آنحضور صلعم کے مخالفین نے بھی آپ کو اسی طرح بشر قرار دیا جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کے مخالفین نے انہیں بشر قرار دیا چنانچہ سورۃ الانبیاء ع میں ان کے یہ الفاظ درج ہیں ھل ھذا الا بشر مثلکم یعنی یہ مدعی رسالت نہیں ہے مگر تمہارے جیسا بشر اسی طرح سورۃ المدثر میں بھی مخالفین حق نے یہی کہا ان ھذا الا قول البشر یعنے یہ رسول جو کچھ کہتا ہے وہ محض بشر کا ہی قول ہے۔

## اللہ تعالیٰ کا آنحضور صلعم کو بشر کے لفظ سے یاد کرنا

سورۃ آل عمران ع میں اللہ تعالےٰ آنحضور صلعم کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کرتا ہے ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادًا لی من دون اللہ یعنی کسی بشر کی شان کے شایاں نہیں کہ خدا اس کو کتاب اور حکم اور نبوت دے پھر وہ لوگوں کو یہ کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ مطلب یہ کہ اے رسول تم بھی چونکہ بشر ہو...... اس لئے تم بھی...... ایسا نہیں کہہ سکتے پھر سورۃ الانبیاء ع۳ میں فرمایا وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فھم الخالدون کل نفس ذائقۃ الموت تجھ سے پہلے ہم نے کسی بشر کے لئے خلد نہیں بنایا تو بھی چونکہ بشر ہے اس لئے تیرے لئے بھی خلد نہیں بنایا گیا۔ پس اگر تجھ پر موت وارد ہوگی تو کیا یہ مخالفین حق ہمیشہ زندہ رہیں گے ہر نفس نے لازمًا موت کو چکھنا ہے

پھر سورۃ شوریٰ ع۵ میں فرمایا وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیًا او من وراء حجاب او یرسل رسولاً فیوحی باذنہ ما یشاء انہ علی حکیم یعنی کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ خدا اس سے کلام کرے مگر مندرجہ ذیل تین طریقوں میں سے کسی ایک طریق سے یعنی وحی کے ذریعہ یا وراء حجاب سے یا رسول بھیجکر تو بھی چونکہ بشر ہے اس لئے تجھ سے بھی اسی طرح کلام ہو رہا ہے۔

پھر سورۃ یوسف ع۱۲ میں فرمایا وما ارسلنا من قبلک الا رجالاً نوحی الیھم من اھل القریٰ یعنی ہم نے تجھ سے پہلے مرد ہی بھیجے ہیں جن کی طرف ہم وحی کرتے رہے ہیں سو تجھے بشر اور مرد دیکھکر یہ کیوں گھبراتے ہیں جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی جاری ہے کہ وہ انسانوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا کرتا ہے۔

## لوازم بشریت سے بشر ہونیکا ثبوت

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں اپنے رسولوں کی بشریت کو ثابت کرنے کے لئے بعض ایسے لوازم بیان کئے ہیں جن کا بشر ہونے کی حیثیت سے ان میں پایا جانا ضروری ہے۔ مثلًا اللہ تعالےٰ سورۃ الانبیاء ع میں فرماتا ہے وما جعلناھم جسدًا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین یعنے ہم نے رسولوں کے لئے ایسا جسم نہیں بنایا جو اپنے قیام کے لئے خوراک کا محتاج نہ ہو اور خوراک کا محتاج ہونا یقینی اور حتمی دلیل ہے اس بات پر کہ ان کا جسم آہستہ آہستہ کمزوری کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ طاقت بالکل جواب دے دیتی ہے اور وہ موت کا شکار ہو جاتا ہے اسی لئے خوراک کی احتیاج کے ذکر کے ساتھ ہی فرمایا وما کانوا خالدین یعنے رسول دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آتے ان کو بھی دوسرے انسانوں کی طرح موت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

اسی طرح سورۃ الفرقان ع۲ میں فرمایا وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق یعنے تم سے پہلے جس قدر بھی رسول ہم نے بھیجے وہ سب کھانا کھاتے تھے اور اپنے حوائج کی تکمیل کے لئے بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔

اسی طرح سورۃ المؤمنون ع۳ میں ایک رسول کے متعلق اس کی قوم کے تاثر کا ان الفاظ میں ذکر کیا ما ھذا الا بشر مثلکم یاکل مما

تاکلون منه ویشرب مما تشربون ....... یعنی یہ رسُول تو تمہارے جیسا رسول ہے تو ان کی انہی چیزوں کو یہ کھاتا ہے جنہیں تم کھاتے ہو اور وہی پانی یہ پیتا ہے جو تم پیتے ہو پھر سورۃ المائدہ ع میں حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ کے متعلق فرمایا ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل و امه صدیقة کانا یاکلان الطعام یعنے مسیح ابن مریم صرف ایک رسول ہی ہیں آپ سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں ان کی والدہ صدیقہ تھیں۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے یہ الفاظ ان کی الوہیت کے خلاف دلیل قائم کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں ان تمام آیات سے ثابت ہے کہ جو کھانے پینے اور دیگر حوائج انسانی کا محتاج ہے نہ وہ خدا ہو سکتا ہے نہ فرشتہ وہ صرف بشر ہی ہو سکتا ہے۔

## حضرت نبی کریم صلعم میں ان تمام لوازم بشریہ کا پایا جانا

جب ہم حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آ رہا ہے کہ آنحضور صلعم بھی کھانے پینے اور اس کے نتیجہ میں حوائج بشریہ اور بیوی وغیرہ کے اسی طرح محتاج تھے جس طرح دوسرے انسان محتاج ہوتے ہیں آنحضور صلعم کا جسم بھی اسی طرح بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا تھا جس طرح دیگر انسانوں کا ہوتا ہے آنحضور کا جسم بھی چوٹ کو اسی طرح محسوس کرتا اور اس سے اسی طرح زخمی ہوتا تھا جس طرح دوسرے انسان محسوس کرتے اور زخمی ہوتے ہیں جنگ احد میں آنحضور صلعم کے دانتوں کا شہید ہونا اور پیشانی کا زخمی ہونا ایسا واقعہ ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اس طرح ایک بدوی کا آنحضور صلعم کے گلا کو دبانا اور اس سے حضور کا درد محسوس کرنا بھی ناقابل انکار واقعہ ہے غرضیکہ آنحضور صلعم کا جسم بھی دیگر انسانوں کے جسم کی طرح کا ہی تھا اور یہ قطعی دلیل ہے آنجناب صلعم کے بشر ہونے کی .............

کیا اگر آپ فوق البشر ہستی ہوتے تو ان لوازم بشریہ میں سے کوئی ایک لازمہ بھی آپ میں نہ پایا جاتا آنحضور صلعم کی بشریت سے انکار کرنے والے احباب اگر مندرجہ بالا دلائل پر غور کریں گے تو اپنے اس عقیدہ سے ضرور رجوع کر لیں گے۔ اللہ تعالے سب کی رہنمائی صراط مستقیم کی طرف کرے اور غلو سے محفوظ رکھتے ہوئے صحیح عقائد پر قائم ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

## حاضر ناظر ہونے کا غلط عقیدہ

بعض مسلمان حضرت نبی کریم صلعم کے حاضر ناظر ہونے پر یقین رکھتے ہیں مستفسر نے اس پر بھی روشنی ڈالنے کے لئے لکھا ہے یاد رہے کہ جس طرح آنحضرت صلعم کی زندگی کے واقعات دیگر ان عقائد کی غلطی کو واضح کر رہے ہیں جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے اسی طرح آنجناب صلعم کی زندگی کے واقعات اس غلط عقیدہ کی بھی تردید کر رہے ہیں حضور کی زندگی کے واقعات سے ثابت ہے کہ جب کبھی حضور کو دشمنوں کی نقل و حرکت کا علم حاصل کرنا مطلوب ہوتا تھا تو حضور صحابہ کرام رضہ میں سے کسی کو پتہ لگانے کے لئے بھیجا کرتے تھے اگر آنحضور صلعم حاضر و ناظر ہونے کی صفت سے متصف ہوتے تو آنجناب صلعم کو صحابہ رضہ کو تکلیف دینے کی کیوں ضرورت پیش آتی۔

اگر یہ کہا جائے کہ زندگی میں تو حاضر و ناظر نہیں تھے لیکن وفات کے بعد یہ صفت ان میں پیدا ہو گئی ہے تو واقعات اسکو بھی غلط ٹھہراتے ہیں صحیح حدیث میں آتا ہے کہ حضرت نبی کریم کو دکھلایا جائے گا کہ بعض مسلمانوں کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے اس نظارہ کو دیکھکر آنحضور صلعم کے منہ سے بے ساختہ نکلے گا اصیحابی اصیحابی فرشتے جواب دیں گے لا تدری ما احدثوا بعدك یعنے تجھے علم نہیں کہ انہوں نے تیرے بعد کن افعال کا ارتکاب کیا ہے۔ اس پر آپ فرمائیں گے فاقول کما قال اخی العبد الصالح عیسی ابن مریم کنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم و انت علی کل شیء شهید یعنی میں وہی جواب دوں گا جو میرے بھائی عبد صالح مسیح بن مریم نے دیا یعنی میں ان پر نگران تھا۔ جب تک میں ان میں رہا لیکن جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی ان پر نگران تھا اور تو ہی ہر چیز پر نگران ہے اب اگر آنحضور صلعم حاضر ناظر ہوتے تو آپ کو ان لوگوں کو دوزخ کی طرف لے جاتے دیکھکر تعجب کیوں ہوتا اور کیوں آپ اس بات کے محتاج ہوتے کہ فرشتے حضور کو صحیح حالت سے آگاہ کریں اور پھر کیوں حضور بالکل کھلے الفاظ میں اپنی لاعلمی کا اقرار کرتے۔ یہ واقعہ کھلی دلیل ہے اس بات پر کہ حاضر ناظر ہونے کی صفت قطعاً حضور میں نہیں پائی جاتی تھی نہ زندگی میں نہ بعد الموت۔

## متفرق استفسارات

پہلا استفسار:- کیا فلم دیکھنا مباح ہے کیا روزہ دار اگر فلم دیکھے تو اس کا روزہ تو نہیں ٹوٹ جاتا۔

جواب:- روزہ تو ہرگز نہیں ٹوٹتا کیونکہ شریعت میں روزہ توڑ دینے والے جو امور بیان کئے گئے ہیں ان میں فلم وغیرہ دیکھنے کا کوئی ذکر نہیں باقی رہا ان کا مباح ہونا سو واضح ہو کہ سبق آموز خصوصاً اخلاقی لحاظ سے سبق آموز فلم کا دیکھنا تو بہرحال مباح ہے باقی عام مخرب اخلاق فلموں کا دیکھنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ مومن کی شان میں قرآن کریم میں هم عن اللغو معرضون وارد ہوا ہے اور ایسی فلمیں یقیناً لغو میں داخل ہیں۔

### دوسرا استفسار:-

کیا فوٹو کھچوانا جائز ہے؟

جواب:- حدیث میں ہے انما الاعمال بالنیات اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اگر اس نیت سے کھچوائی جاتی ہے کہ کھچوانے والے کی پرستش ہو تو یقیناً ناجائز ہے ورنہ جائز ہے۔ سکوں پر بھی آخر فوٹو ہی ہوتی ہے۔ کئی امراض کا پتہ لگانے کے لئے ایکس رے لیا جاتا ہے وہ بھی تو فوٹو ہی ہوتی ہے ایسی مفید اور نافع الناس علم کو کس طرح شریعت ناجائز قرار دے سکتی ہے۔

### تیسرا استفسار:-

حضرت ...... نبی کریم صلعم کا جب نام لیا جائے تو اس وقت انگوٹھا چومنے کا کیا حکم ہے۔

جواب:-

یہ خالص بدعت ہے شریعت میں اس کا کوئی جواز مذکور نہیں۔

### چوتھا استفسار:-

کیا زور سے یا رسول اللہ کہنا جائز ہے۔

جواب:- فرد مجمع کے تجمع میں کہنا جائز ہے۔

### پانچواں استفسار:-

عید میلاد کی مجالس کرانے کے متعلق کیا فتویٰ ہے

جواب:- اگر ایسی مجالس میں حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات بیان کئے جائیں اور آنحضور صلعم کے پاکیزہ سوانح حیات پر روشنی ڈالی جائے تو ایسی مجالس نہ صرف جائز بلکہ ان کا انعقاد ضروری ہے۔ البتہ ان بدعتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے جو عام طور پر ایسی مجالس میں نظر آتی ہیں۔

### چھٹا استفسار:-

مجالس میں اٹھ کر صلوٰۃ سلام جائز ہے یا ناجائز

جواب:- شریعت میں اٹھ کر درود بھیجنے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں نہ ہی حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں اور نہ ہی خلفاء راشدین رضہ کے زمانہ میں اس طریق پر عمل کا کوئی نشان ملتا ہے اس لئے اس قسم کے افعال سے پرہیز ہی مناسب ہے۔ کیونکہ اس قسم کی حرکات مختلف قسم کی بدعتوں کے لئے پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں۔

### ساتواں استفسار:-

کیا ڈاک خانوں اور بنکوں کا سود لینا جائز ہے۔

جواب:- کیونکہ ڈاک خانے اور بنک ضرور سود دیتے ہیں اس لئے اس کا لینا تو جائز ہے لیکن سود کی اس رقم کو اپنی ذات پر خرچ کرنا ناجائز ہے اس لئے جو رقم سود کی اس طرح ملے اسے اشاعت اسلام میں خرچ کر دیا جائے۔ اپنی ذات پر اسے ہرگز خرچ نہ کیا جائے۔ یہی فتویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا۔ نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

# پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی برانچ لاہور۔

## مورخہ ۱۳، ۱۴ اپریل بروز ہفتہ اتوار بمقام جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ صدر راولپنڈی

**پہلا اجلاس:۔ ۱۳ اپریل بروز ہفتہ زیر صدارت جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی ۲½ بجے بعد دوپہر سے ۶ بجے تک**

مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مصری ۔۔ تلاوت قرآن مجید ۔۔ ۵ منٹ

شاہ اسداللہ صاحب ۔۔ کلام منظوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔۔ ۵ منٹ

محمد اعظم علوی صاحب ۔۔ نظم ۔۔ ۵ منٹ

بشیر اللہ خان پسر ملک ظفر اللہ خان صاحب ۔۔ تقریر ۔۔ ۵ منٹ

مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت ۔۔ افتتاحی تقریر ۔۔ ۱۵ منٹ

حافظ شیر محمد خوشابی صاحب ۔۔ تقریر ۔۔ ۳ بجے بعد دوپہر سے ۳-۲۰ بجے تک

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ۔۔ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو قبول کرنے کے فوائد اور رد کرنے کے نقصانات ۔۔ ۳-۲۰ بجے بعد دوپہر سے ۴ بجے تک

مرزا معصوم بیگ صاحب ایڈیٹر لائٹ ۔۔ خداوند یسوع مسیح کے معجزات ۔۔ ۴ بجے بعد دوپہر سے ۵ بجے تک

محمد جمیل الرحمٰن ولد محمد الرحمٰن صاحب پشاور ۔۔ دورِ حاضر میں احمدیت نے ہی دنیا کو زندہ اسلام سے روشناس کرایا ۔۔ ۵ بجے بعد دوپہر سے ۵-۴۰ بجے تک

۵-۴۰ بجے بعد دوپہر سے ۶ بجے تک

**دوسرا اجلاس:۔ ۱۴ اپریل بروز اتوار زیر صدارت جناب شیخ غلام قادر صاحب ڈار آفس انچارج قاران مشن ۹-۱۵ صبح سے ایک بجے دوپہر تک**

حافظ شیر محمد خوشابی صاحب ۔۔ تلاوت قرآن کریم ۔۔ ۵ منٹ

تنویر فاطمہ بنت ظفر اللہ خان صاحب ۔۔ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔۔ ۵ منٹ

مسٹر عبدالعلی آف ڈاڈر ۔۔ نعت یا نظم ۔۔ ۵ منٹ

مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مصری ۔۔ ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ ۔۔ ۵ منٹ

مولوی احمد یار صاحب ایم اے ایم او ایل ۔۔ تقریر ۔۔ ۹-۳۵ بجے صبح سے ۱۰-۱۵ بجے تک

خان بہادر غلام ربانی خان صاحب سابق امام مسجد ووکنگ انگلستان ۔۔ امریکہ اور یورپ میں تبلیغ اسلام ۔۔ ۱۰-۱۵ بجے صبح سے ۱۱ بجے تک

ملک ظفر اللہ خان صاحب سیکرٹری جماعت راولپنڈی ۔۔ کلمہ طیبہ کا مفہوم ۔۔ ۱۱ بجے صبح سے ۱۱-۲۰ بجے تک

لفٹننٹ کرنل سعید احمد صاحب ۔۔ تقریر ۔۔ ۱۱-۴۰ بجے صبح سے ۱۲-۱۵ بجے تک

حافظ محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات ۔۔ ہماری مجبوریاں ۔۔ ۱۲-۱۵ بجے صبح سے ایک بجے تک

**تیسرا اجلاس:۔ زیر صدارت جناب لفٹننٹ کرنل سعید احمد صاحب ۲-۱۵ بجے بعد دوپہر سے ۶-۱۵ بجے شام تک**

مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مصری ۔۔ تلاوت قرآن مجید ۔۔ ۵ منٹ

محمد اعظم صاحب علوی ۔۔ نظم ۔۔ ۵ منٹ

مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع [illegible] ۔۔ اسلام اور اشتراکیت (کمیونزم) ۔۔ ۲-۲۵ بجے بعد دوپہر سے ۳-۱۰ بجے تک

خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان ستارۂ خدمت ۔۔ تقریر ۔۔ ۳-۱۰ بجے بعد دوپہر سے ۳-۵۰ بجے تک

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل ایگزامنر ۔۔ تقریر ۔۔ ۳-۵۰ بجے بعد دوپہر سے ۴-۴۵ بجے تک

مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی ۔۔ تقریر ۔۔ ۴-۴۵ بجے بعد دوپہر سے ۶-۱۵ بجے تک

---

**نوٹ:۔** ہر مذہب و ملت کے علم دوست حضرات سے استدعا ہے کہ جلسہ میں شمولیت فرما کر عالمانہ لیکچروں سے مستفید و مستفیض ہوں۔ مستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہوگا۔

المشتہر

ملک ظفر اللہ خان سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی۔ (برانچ لاہور)

مولانا سعید الحق صاحب ودیارتھی

# جناب مسیح علیہ السلام کے حقیقی دشمن

(بسلسلہ اشاعتِ گذشتہ)

## نامہ نگار اخوت نے ہماری ایک غلطی پکڑی

میں نے لکھا تھا کہ جناب مسیح نے اپنے دو حواریوں کو شیطان کا خطاب دیا۔ نامہ نگار اخوت نے جو اپنے کو پادری کہلاتے ہیں مجھے بائبل نہ جاننے کا طعنہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ صرف ایک کو مسیح نے شیطان کا خطاب دیا ہے یعنی شمعون پطرس کو۔ یہوداہ اسکریوتی نے اپنے آپ کو شیطان کے حوالے ضرور کیا مگر مسیح نے اسے شیطان کا خطاب نہیں دیا۔ اب میں اس کے جواب میں کیا یہ لکھوں کہ پادری کو بائبل نہیں آتی۔ نہیں یہ گستاخی مجھے نہیں کرنی چاہیئے۔ بائبل انہیں ضرور آتی ہے مگر دنیا کو مغالطہ دینے کے لئے حق ظاہر کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ میرے دوست، میں نے غلطی نہیں کی میں پھر لکھتا ہوں کہ جناب مسیح نے اپنے دو چوٹی کے حواریوں کو شیطان کا خطاب دیا ہے پطرس کے متعلق تو آپ نے تسلیم کر لیا مگر یہوداہ کے متعلق آپ نے انکار کیا اس لئے یوحنا باب ۶ آیت ۷۰ و ۷۱ کو آنکھیں کھول کر اور چشمہ لگا کر پڑھو۔ یوحنا لکھتا ہے :-

یسوع نے انہیں (اپنے حواریوں کو) جواب دیا کیا میں نے تم بارہ کو نہیں چنا اور ایک تم میں سے شیطان ہے اس نے شمعون کے بیٹے یہوداہ اسکریوتی کی بابت کہا کیونکہ وہ اسکو پکڑوانا... چاہتا تھا اور ان بارہ میں سے تھا"

متی انجیل نویس نے پطرس کو شیطان کا خطاب مسیح کی زبان سے ملنے کا ذکر کیا اور یوحنا نے یہوداہ اسکریوتی کو شیطان کا خطاب ملنے کا ذکر کیا۔ اور پھر یہی انجیل نویس کہتا ہے :-

"یسوع یوں کہہ کے دل میں گھبرایا اور گواہی دے کے بولا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھے پکڑوائے گا، تب شاگرد شبہ میں ہوتے کہ اس نے کس کی بابت کہا ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور اس کے شاگردوں میں سے ایک جسے یسوع پیار کرتا تھا یسوع کی چھاتی کی طرف جھکا ہوا کھانے میں شامل تھا۔ تب شمعون پطرس نے اسے اشارہ کیا کہ دریافت کرے کہ وہ جس کی بابت اس نے کہا کون ہے؟ یسوع نے جواب دیا جسے میں نوالہ ڈبو کے دیتا ہوں وہی ہے پھر اس نے نوالہ تر کر کے شمعون کے بیٹے یہوداہ اسکریوتی کو دیا اور بعد اس نوالہ کے شیطان اس میں سمایا۔"

(یوحنا ۱۳: ۲۱ تا ۲۷)

یہ ظاہر ہے کہ پطرس اور یہوداہ دو نو بلند مرتبہ حواری اور مسیح کے پیارے تھے اور باقی کے شاگرد اس درجہ پیارے نہ تھے جب یہ دو چوٹی کے شاگرد شیطان کے خطاب کے مستحق ٹھہرے تو باقی دس کے متعلق کیا کہا جائے؟ یہ گھبراہٹ تھی جو مسیح کے دل میں پیدا ہوئی۔ نامہ نگار لکھتا ہے :-

"پس جو انسان راستبازی کا غلام ہو جاتا ہے اس سے گناہ سرزد نہیں ہوتا ایک امر محال ہے اور کفارہ مسیح اس کو ہر گناہ سے پاک کرتا ہے اور بندہ خدا روح کی مدد سے اتنی طاقت حاصل کر لیتا ہے کہ اس سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر وقت اپنے خداوند سے رفاقت رکھتا ہے"

جناب مسیح کی جس قدر رفاقت پطرس کو حاصل تھی وہ برکت و رفاقت اپنی کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے کسی دوسرے انسان کو حاصل ہونا ناممکن ہے۔ مگر اس بے مثال رفیق مسیحا کے بارہ میں لکھا ہے۔

"پر اس نے پھر کے پطرس سے کہا اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے"

(متی ۱۶: ۲۳)

"پر وہ پھر کے اپنے شاگردوں پر نگاہ کر کے پطرس پر جھنجھلایا اور کہا اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو۔"

(مرقس ۸: ۳۳)

ان الفاظ سے کئی باتیں بالکل واضح ہیں :-

ا- جناب مسیح نے اپنے شاگردوں کو نگاہ حسرت سے دیکھا۔

ب- اور وہ پطرس پر جھنجھلایا

ج- پطرس کو شیطان کا خطاب دیا

د- اپنی شفقت اور رفاقت سے اسے دور کر دیا

ہ- نہ صرف شیطان کا اسے خطاب دیا بلکہ اسے شیطان رجیم ٹھہرا دیا۔

و- یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ وہ اپنے محسن و مربی کے لئے ٹھوکر کا پتھر ہے۔

ز- جناب مسیح نے پیٹر کے نام سے جس کے معنی پتھر ہیں ایک لطیف استنباط کیا ہے

ح- جناب مسیح کے پطرس پر جھنجھلانے اور ایک عام آدمی کے جھنجھلانے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

ط- پطرس کو اتنا بڑا خطاب یعنی اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو، صرف اتنی غلطی پر نہیں دیا جا سکتا کہ وہ خدا کی چیزوں کی نہیں بلکہ انسان کی چیزوں کی فکر کرتا ہے۔

ی- پطرس کا جرم اتنا بڑا جرم ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے قبولیت مسیح کے لئے واقعی ٹھوکر کا پتھر رہا

ک- کیونکہ اگر درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے تو استاد اپنے لاڈلے شاگردوں سے اور انسان اپنے قریبی رفیقوں سے۔

ل- جناب مسیح کے بارہ شاگردوں میں سے دو کا رتبہ نہایت بلند ہے ایک کو آپ نے قومی چندوں کا تھیلی بردار امین بنایا نہ صرف یہ بلکہ یسوع اسے پیار کرتا تھا" اور وہ آخری وقت جناب یسوع کی چھاتی کی طرف جھکا ہوا تھا۔ یہ دونوں باتیں اپنے اندر گہری حقیقت رکھتی ہیں نہ تو یسوع بلا وجہ اسے پیار کرتا تھا اور نہ وہ بلاوجہ یسوع کی چھاتی کی طرف جھکا ہوا تھا۔

م- جناب مسیح نے اس سے پیار کا یہ ثبوت دیا کہ کھانے کا نوالہ تر کر کے اسے خود کھلایا یہ رتبہ بلند کسے ملتا ہے کہ ایک شخص کا آقا اپنے ہاتھ سے نوالہ تر کر کے شاگرد کے منہ میں دیتا ہے خوش نصیب اس شاگرد کے جسے یہ سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی۔

ن- البتہ انجیل نویسی کی یہ غلطی ہے کہ اس نے آگے یہ لکھ مارا کہ بعد اس نوالہ کے شیطان اس میں سمایا، یعنی پہلے اس میں شیطان نہ تھا مگر جناب یسوع کے اپنے دست مبارک سے نوالہ کھاتے ہی شیطان اس میں سمایا۔ اس فقرہ کے پڑھتے ہی ہمارے دل میں بہت ہی پریشان کن ظنون پیدا ہوتے ہیں جن کا جواب ہمارے پاس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انجیل نویس کو یہ خبر غلط ملی ہے اس قدسی صفت انسان کے ہاتھ سے نوالہ مبارک کھا کر تو شیطان اس کے اندر سے

بھاگ جانا چاہیئے تھا۔

س۔ جناب مسیح اس سے پیار کرتے تھے۔ پیار کا تقاضا ہے کہ دوسری طرف سے بھی پیار ہو چنانچہ یہوداہ اسکریوتی نے دوسرے ہی دن اس ہاتھ کو بوسہ دیا جس سے اس نے ایک روز قبل تر نوالہ کھایا تھا۔

ع۔ یوحنا اور لوقا کے بیان میں اختلاف ہے یوحنا کہتا ہے کہ یسوع کے ہاتھ سے نوالہ کھانے کے بعد یہوداہ اسکریوطی میں شیطان سمایا مگر لوقا ۲۲: ۳ میں کہتا ہے کہ کھانے کا ابھی کہیں اہتمام بھی نہ ہوا تھا کہ یہوداہ میں شیطان سمایا۔

ف۔ یہوداہ اسکریوطی جس سے جناب یسوع پیار کرتا تھا۔ اس پیار کی وجہ یہ تو ہو نہیں سکتی تھی کہ اس میں شیطان سمایا ہوا تھا۔

ص۔ لوقا (۲۲: ۲۲) کے یہ الفاظ بھی قابل لحاظ ہیں:۔ "اس شخص پر افسوس ہوا ہے گرفتار کرواتا ہے" اگر یہ گرفتاری قابل افسوس اور شیطان کا کام ہے تو اسے تمام مسیحیوں کی نجات کا مدار ٹھہرانا غلط ہے ورنہ نجات خدا کا فضل۔ جناب مسیح کی قربانی باپ خدا کے عدل و انصاف کا تقاضا نہ ہوگی بلکہ یہوداہ اسکریوطی کی قابل افسوس حرکت۔ شیطان کی سلطنت۔ یہود کی ظالمانہ شورش اور حکومت کی انتہائی غفلت کا نتیجہ ہوگی۔

ق۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ پطرس سا معزز حواری جناب مسیح کے لئے ٹھوکر کا باعث کیوں ہے یہ صرف لفظ پطرس یعنی پتھر اور ٹھوکر کا لطیفہ تلازمہ نہیں بلکہ اس کی وجہ پطرس کا جناب مسیح سے تین مرتبہ پے در پے انکار اور انتہائی بیزاری کا اظہار ہے چنانچہ سموئیل دوم باب ۱۹۔ آیت ۲۲ پر لکھا ہے:۔

"اس نے خداوند کے مسیح پر لعنت کی"

اور شریعت کے اس حکم کی خلاف ورزی کی:۔

"تو حاکموں کو بد دعا مت دے اور اپنی قوم کے سردار کو لعنت نہ کر"

(خروج ۲۲: ۲۸)

ر۔ پطرس جسے زمین آسمان کا اختیار دیا گیا بہشت کی چابیاں دی گئیں اور وہ مسیحی چرچ کی چٹان قرار دیا گیا جس قدر رفاقت اور صحبت مسیح کی اسے نصیب ہوئی اس سے ایسے گناہ کبیرہ کا سرزد ہونا بقول نامہ نگار اخوت ایک امر محال ہے۔

ش۔ وہ مقدس حواری جن کو دوسروں کے اندر سے شیطان اور بد ارواح نکالنے کا اعجاز بخشا گیا ان کے متعلق اناجیل نویسوں نے غفلت اور سہل انگاری سے جناب مسیح کے ذمہ یہ الزام لگا دیا۔ کہ آپ نے چوٹی کے حواریوں کو شیطان کا خطاب دیا۔

ت۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ جناب مسیح نے اپنے بارہ حواری چنے اور وہ ان میں سے شیطان تھے جناب مسیح کا یہ بیان خود ان پر حرف لاتا ہے۔ پطرس اور یہوداہ اسکریوطی کے متعلق ہمیں بہت کچھ اور بھی معلوم ہے جو علماء اور مورخین مسیحیت نے لکھا ہے۔ جسے ہم پھر کبھی حسب ضرورت لکھیں گے اس وقت چونکہ حرف تنا پر حروف ہجاء آدم ختم ہو جاتے ہیں اس لئے یہ ناچیز ہمارے لئے بھی تاج تمت ہے۔

## جناب مسیحؑ کے مقدس حواری

ایک مسلمان نہ صرف جناب مسیحؑ کی بے حد عزت کرتا ہے اور اسے اللہ تعالے کا سچا رسول مانتا اس کی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام ان کی والدہ اور والدہ کی والدہ اور ان کے یہاں تک کہ جناب مسیحؑ کے حواریوں تک کا بے پناہ احترام کرتا ہے۔ اناجیل میں جناب مسیح کے بارہ میں ان کی والدہ کے متعلق اور حواریوں کی بابت جو ناواجب الفاظ اور رکیک خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ان میں سے ایک بھی قرآن مجید میں موجود نہیں حضرت آدم علیہ السلام ان کی زوجہ محترمہ۔ حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت لوطؑ۔ حضرت اسحاقؑ و حضرت یعقوبؑ۔ حضرت یوسفؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت ہارونؑ۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ علیہم السلام ان تمام انبیاء کرام کے متعلق جو عیب شماری اور خطرناک گناہوں کے ارتکاب کا ذکر بائبل میں کیا گیا ہے ان کا کوئی ذکر اور اشارہ تک قرآن مجید میں نہیں اس سلسلہ میں بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل کی داستانیں جہاں سے الگ الگ ہوتی ہیں، جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہاجرہ کی بائبل میں جگہ جگہ تحقیر کی گئی ہے کم از کم اس کے جواب میں حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب اور ان کے بیٹوں کے ناگفتہ بہ حالات اگر بائبل کے بیانات کی تصدیق میں درج ہو جاتے تو کوئی شکایت کی جا نہ تھی۔ اور پھر اس کے بعد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا عصمت انبیاء پر مولانا محمد علی صاحب سے ایک مدلل اور بے نظیر مضمون لکھوانا اور بعض پرانے مفسرین کی اس کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنا۔ ایک پادری کا اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ہر نبی کو گنہگار ثابت کرنا اس کے اندر انصاف پسند دنیا کو

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

کا نظارہ نظر نہیں آتا۔

بائبل کا عہد عتیق اور عہد نامہ جدید دونوں انبیاء کی پاکیزہ سیرت سے منکر اور ان کے خوفناک گناہوں کے اقبالی اور ان کی تشہیر کو ثواب عظمیٰ کا کام سمجھ کر دنیا کی تمام زبانوں میں بے اندازہ دولت خرچ کر کے تبلیغ کرتے ہیں اور ان کے بالمقابل یہ سر پھرے احمدی دنیا کے کونے کونے میں انبیاء عالم کی خواہ وہ بنی اسرائیلی ہوں۔ زرتشتی ہوں۔ بدھ ہوں۔ ہندو ہوں۔ سب کی عزت عظمت اور ان کی پاکیزہ سیرت کا اعلان کرتے پھرتے ہیں جو محمد رسول اللہ صلعم کا حقیقی مشن اور رحمۃ للعالمین کا طرہ امتیاز ہے۔

آخر نسل انسانی کو اپنا چال چلن اور کیرکٹر درست کرنے کے لئے بزرگوں کے اسوۂ حسنہ کے یاد رکھنے کی ضرورت ہے یا شیطان کی مزعومہ بے نظیر خوفناک فتحمندیوں کا اقرار کرنے کی ضرورت ہے انبیاء و رسل مسلمہ طور پر خدا کے نمایندے اور اس کے چنے ہوئے برگزیدہ بندے تھے شیطان اللہ تعالے کی درگاہ سے مردود اور انبیاء کا دشمن تھا شیطان کی انبیاء پر فتح فی الحقیقت شیطان کی خدا پر فتح کے مترادف ہے۔ کیا پطرس اور یہوداہ اسکریوتی شیطان کا روپ دھار کر جناب مسیح کی ٹھوکر کا باعث یا اس مقدس نبی پر غلبہ اور فتح پا کر اسے اس دنیا سے رخصت کر کے اس کے دشمنوں کو خوش کر سکتا ہے ہمارا ایمان یہ ہے کہ ایک پطرس کیا سو پطرس مل کر بھی یا شیطان بذات خود جناب مسیح کے لئے ٹھوکر کا باعث ہرگز نہیں ہو سکتا پطرس اور یہوداہ ہرگز ہرگز شیطان نہ تھے نہ ان میں شیطان سمایا۔ یہ متی اور یوحنا کی غلطی ہے کہ انہوں نے مقدس لوگوں کو جناب مسیح کی زبان سے شیطان کا خطاب دینے کا الزام لگا دیا۔ قرآن مجید اس کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"جب عیسیٰ نے ان کے کفر کو کھلم کھلا دیکھ لیا تو انہوں نے اعلان کیا اللہ تعالے کی راہ میں کون میری مدد کرے گا حواریوں نے کہا ہم اللہ کی راہ میں مدد گار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں"

اللہ تعالے فرماتا ہے:۔

"اور جب میں نے حواریوں کو وحی کی مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو حواریوں نے کہا ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں"

یعنی کبھی اور کسی وقت بھی کسی حواری نے مسیح پر لعنت نہیں کی اور نہ انکار کیا اور نہ کسی مقدس حواری نے اپنے استاد اور رسول کو گرفتار کرایا۔

---

## اطلاع

ہم تین استاد ایک ہی نام (غلام ربانی) سے ایک ہی اسکول میں کام کر رہے ہیں۔ بعض اوقات غلطی سے ایک کے خطوط دوسرے صاحب پڑھ لیتے ہیں اور بعد میں اصل مکتوب الیہ کو دیئے جاتے ہیں اس لئے مناسب ہوگا کہ آیندہ خطوط میں میرے نام کے آگے احمدی لکھا جائے۔ والسلام

خاکسار:۔ غلام ربانی (احمدی) ایس اوٹی۔
گورنمنٹ ہائی سکول ایبٹ آباد ہزارہ

(بقیہ خطبہ از صفحہ)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برکت و رحمت کے باعث ہیں۔ تو اے مسلمانو تمہارا وجود بھی برکت ہو اور خیر و خوبی کا باعث ہو۔

## نماز جمعہ کی اہمیت

میں ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ اللہ تبارک تعالےٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ کے لئے خصوصیت سے بہت تاکید کی ہے۔ باجماعت نماز پڑھنے کی مسلمانوں میں تڑپ نہیں حدیث میں بیشک ہے کہ اگر نماز کی آخری رکعت میں شامل ہو جائے تو نماز ہو جاتی ہے اس پر آپ کا عمل ہے پہلی اذان ہوتی ہے تو اس علاقہ کے لوگ نہیں آتے دوسری اذان ہوتی ہے تو آہستہ آہستہ آنے لگتے ہیں۔ جمعہ میں قرآن کریم کا سننا ضروری ہے وہ شخص جو قرآن نہیں سنتا اس کے ختم ہو جانے پر آتا ہے اس کو کیا فائدہ پہنچا ہے۔ حضرت مولانا نورالدین رحؒ کی زندگی۔ قول اور عمل تمام کے تمام شجاعت ہیں وہ راجہ کے محل کے قریب رہتے تھے۔ اذان دیتے اور باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ دنیا حیران تھی۔ ہندوؤں کی حکومت ہے۔ راجہ کو کہا گیا ہے کہ اس اذان سے تمام چیزیں بھرشٹ ہو جاتی ہیں۔ راجہ نے کیا لطیفہ کی بات کہی کہ یہ جو اذان دی جاتی ہے۔ یہ خدا ہمیں بلاتا ہے ہم تو گنہگار ہیں۔ جمعہ کے وقت قرآن کریم کا سننا اصل مقصد ہے اس کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ جمعہ کے دن اوّل وقت پر آؤ۔ قرآن سنو۔ اس سے تم اپنے تئیں محروم نہ کرو۔ ایک حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے آنے والے کو بہت بڑا ثواب ملتا ہے۔ کیونکہ وہ دوسروں کے لئے اچھا نمونہ پیش کرتا اور جو اذان خداوندی سن کر دیر سے آتا ہے وہ دوسروں کے لئے بُرا نمونہ پیش کرتا ہے۔ اچھا نمونہ پیش کرنا موجب ثواب ہے اور بُرا نمونہ پیش کرنا موجب مواخذہ ہے۔

---

## شادی

—— مولوی محمد تسلین صاحب مبلغ جھنگ سے اطلاع دیتے ہیں کہ:-

مورخہ ۲۱ر مارچ ۱۹۶۳ء کو میاں غلام شبیر صاحب کی دختر نیک اختر رقیہ بیگم کا نکاح بالعوض مبلغ پانچہزار روپیہ حق مہر پر میاں منصور احمد صاحب ولد میاں ناصر علی صاحب ہوا۔ مرزا عبدالحق صاحب نے نکاح پڑھایا۔ بعد نکاح میاں غلام شبیر صاحب کی طرف سے پُرتکلف دعوت دی گئی اور میاں غلام شبیر صاحب نے مبلغ دس روپے مسجد احمدیہ کے لئے دیئے۔

—— ملک عبدالغنی صاحب کارکن انجمن عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں احباب سے ان کی صحت کاملہ اور عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا کی درخواست ہے۔

# اخبارِ احمدیہ

## ڈاکٹر حسن علی اتہا کی حج کو روانگی

—— گوجرانوالہ سے محترم ڈاکٹر حسن علی صاحب کی طرف سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آپ جمعرات مورخہ ۱۱۔اپریل ۱۹۶۳ء کو تیزگام میں بوقت ۱½ بجے دوپہر حج کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ تیزگام لاہور اسٹیشن سے بوقت تین بجے بعد دوپہر گذرے گی دعا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے۔ اور حج کے مقدس فریضہ سے کامیابی کے ساتھ فراغت حاصل کرنے کے بعد بخیریت واپس لائے۔ امید ہے احباب ریلوے اسٹیشن پر آپ کی مشایعت فرمائیں گے۔

## آہ! شیخ انعام الحق

—— حیدرآباد دکن سے اہلیہ صاحبہ شیخ انعام الحق صاحب کا یہ افسوسناک تار موصول ہوا ہے کہ آپ بقضائے الٰہی ۷ اپریل ۱۹۶۳ء کو انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ صاحب کی وفات ایک قومی صدمہ ہے نہ صرف اس لحاظ سے کہ وہ ہماری قوم کے ایک قابل اور لائق صحافی اور اچھے مبلغ تھے بلکہ ہندوستان میں انجمن کی طرف سے جو مشن ان کے وجود سے قائم تھا وہ ختم ہو گیا ہمیں مرحوم کی اہلیہ محترمہ سے جو پردیس میں اکیلی رہ گئی ہیں اور ان کے دوسرے لواحقین سے جو پاکستان کے مختلف حصص میں رہائش پذیر ہیں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

## مسلم کالج کا جلسہ تقسیم انعامات

—— ۶ اپریل کو بوقت پانچ بجے شام مسلم کالج لاہور میں جلسہ تقسیم انعامات زیر صدارت ایڈمیرل ایچ ایم۔ایس چودھری منعقد ہوا جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے تقریر فرمائی۔ اور ایم ایس بھٹی پرنسپل کالج نے سالانہ رپورٹ پڑھی اور مرزا حبیب الرحمٰن صاحب وائس پرنسپل نے انعامات کی تفصیل بیان کی جس کے بعد صاحب صدر نے انعامات تقسیم کئے اور پرنسپل صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے برصغیر کی تقسیم اور پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات پر بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ اختتام جلسہ پر حاضرین کو پرتکلف دعوت طعام دی گئی۔ م م

## ضرورت ہے

جماعت کو ایسے چند نوجوانوں کی ضرورت ہے جو تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور کلی طور پر اپنے آپ کو انجمن کے حوالے کر دیں۔ ایسے نوجوانوں کو ٹریننگ کے دوران میں خورد و نوش کے لئے پہلے سال -/75 روپے اور دوسرے سال -/80 روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔ رہائش اور تعلیمی ضروریات پوری کرنا انجمن کے ذمہ ہوگا۔ ٹریننگ کے بعد انجمن کو اختیار ہوگا کہ ان طلباء میں سے جس کو چاہے بطور مبلغ اپنے مراکز میں بھیجے۔ اس صورت میں انہیں حسب حالات اور قابلیت تنخواہ دی جائے گی۔ تعلیمی قابلیت کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن ہونی چاہیئے۔

امیدوار مذہبی رنگ رکھتے ہوں۔ سمجھدار ہوں ذہین ہوں۔ اور زبانیں سیکھنے کے اہل ہوں۔ درخواستیں معہ جملہ کوائف اور تعلیمی سندات کے پتہ ذیل پر بھیجیں۔

جو امیدوار امسال میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں۔ وہ بھی اپنی درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔ درخواستیں موصول ہونے کی آخری تاریخ ۲۰-۴-۶۳ مقرر کی گئی ہے۔

جملہ درخواستیں مقامی جماعت کے پریذیڈنٹ یا سیکرٹری صاحب کی سفارش کے ساتھ آنی چاہیئیں۔

پتہ:- احمد یار سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

## ٹنڈر برائے اراضی

کراچی کی شاہراہ پر بمقام قاضی احمد تحصیل سکرنڈ ضلع نواب شاہ (سابق سندھ) میں تقریباً ۱۳۵۰ ایکڑ اراضی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ملکیت ہے وہ فصلہ نہری پانی کا انتظام ہے اور دو ٹیوب ویل بھی لگے ہوئے ہیں یہ اراضی سڑک اور ریلوے اسٹیشن قاضی احمد سے متصل ہے انجمن مذکور یہ اراضی ٹھیکہ پر دینا چاہتی ہے۔ خواہشمند اصحاب مزید تفصیل اور شرائط ٹھیکہ داری کے متعلق جملہ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کریں۔

ٹنڈر وصول ہونیکی آخری تاریخ ۳۰-۴-۶۳ء مقرر کی گئی ہے۔

پتہ:- احمد یار سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

# رفتار عالم

—— صدر ایوب نے کہا ہے کہ مشرقی پاکستان ہائی کورٹ کے حالیہ فیصلہ سے جس میں بعض وزیروں کی اسمبلی کی رکنیت کے بارے میں ان کا حالیہ حکم کالعدم قرار دے دیا گیا ہے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کی برسر اقتدار جماعت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

—— صدر ایوب نے امید ظاہر کی ہے کہ بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو سے ان کی ملاقات کی کوئی صورت نکل آئے گی۔ آپ نے کہا کہ جب تک تنازعہ کشمیر کے تصفیہ کا کوئی امکان باقی ہے مذاکرات کے سلسلہ کو ختم کرنا غلط ہے آپ نے کہا کہ مسٹر والٹر روسٹو کوئی نئی تجویز لے کر نہیں آئے تھے امریکہ کو اس بات کی فکر ہے کہ پاکستان اور بھارت کا یہ تنازعہ کسی نہ کسی طرح طے ہو جائے۔ صدر ایوب نے کہا کہ ہم بارہا اس بات کا اعلان کر چکے ہیں کہ ہم کشمیر کا جھگڑا طے کرنے کے خواہشمند ہیں لیکن تصفیہ اس طرح باعزت اور منصفانہ طریقہ سے ہونا چاہیئے کہ دونوں ملکوں کو کشمیر پر اپنی فوجیں رکھنے کی ضرورت نہ رہے اور صورت حال مزید خراب نہ ہونے پائے ہم اپنے مسائل کا آبرومندانہ اور منصفانہ حل چاہتے ہیں اور یہی حالات کا تقاضا ہے۔

—— امریکی وزارت دفاع کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ امریکہ نے سیٹو کے رکن ممالک کو اس قدر ہتھیار دے دیئے ہیں اور فراہم کر دیئے ہیں کہ وہ بخوبی اپنا دفاع کر سکتے ہیں۔

—— صدر آزاد کشمیر نے نظم ونسق اور ملازمتوں کے طریق کار میں تبدیلیوں کا اعلان کیا ہے یہ تبدیلیاں سٹیٹ کونسل کی سفارش کے مطابق کی گئی ہیں۔

—— کمشنر پشاور ڈویژن نے کہا ہے کہ حکومت پاکستان تو اب بھی افغانستان سے دوستانہ تعلقات قائم کرنا چاہتی ہے لیکن دوستانہ تعلقات اسی صورت میں قائم ہو سکتے ہیں کہ حکومت افغانستان بھی اسی قسم کے جذبات کا اظہار کرے۔

—— ریاست عدن کی پیپلز سوشلسٹ پارٹی نے برطانوی حکومت سے کہا ہے کہ وہ ریاست عدن اور جنوبی عرب کے دیگر علاقوں سے نکل جائے اور انہیں مکمل آزادی و خودمختاری سونپ دے۔

—— کینیا (نیروبی) اٹھارہ فوجیوں کو بغاوت کے الزام میں معطل کر دیا گیا ہے اور ان پر عنقریب فوجی عدالت ... میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

—— یوگنڈا کے وزیر اعظم ملٹن ابوٹے نے کہا ہے کہ یوگنڈا سامراجیت کا قلع قمع کرنے کے لئے سوڈان کے نقش قدم پر چلے گا۔

—— لاؤس کے وسطی علاقے میں کل رات سے پھر جنگ شروع ہو گئی ہے پرسوں کمیونسٹوں اور سرکاری فوجوں کے درمیان تصادم کے بعد جنگ تیز ہو گئی تھی۔ لیکن آج ۷ راپریل کو کجانگ کے شہر میں گھمسان کا دن تھا۔

—— ماسکو سے موصول ہونے والی خبروں میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ نکیتا خروشیف عنقریب وزارت عظمٰی سے الگ ہو جائیں گے اور ان کی جگہ کوسیگن کو وزیر اعظم بنایا جائے گا معلوم ہوا ہے کہ خروشیف کمیونسٹ پارٹی کی صدارت نہیں چھوڑیں گے۔ روسی وزیر اعظم پر روس اور چین میں تعلقات کو موجودہ نازک حد تک لانے اور کمیونسٹ ممالک کے اتحاد کو نقصان پہنچانے کا الزام لگایا گیا ہے۔

—— سیٹو کے سیکرٹری جنرل مسٹر پوٹے سارا سن نے اعلان کیا ہے۔ کہ پاکستان سیٹو کا رکن ہوتے ہوئے کمیونسٹ چین سے سرحدی معاہدات کا مجاز تھا سیکرٹری جنرل نے کہا کہ سیٹو کا معاہدہ کسی خاص ملک کے خلاف نہیں یہ صرف جارحیت کے خلاف ہے اور اس کا مقصد ممبر ملکوں کو دوسرے ملکوں کی جارحانہ کارروائیوں سے محفوظ رکھنا ہے۔

—— مصر شام اور عراق کی ایک وفاقی یونین کے قیام کی تجویز کے بارے یہاں تینوں ملکوں کے نمائندوں میں بات چیت شروع ہو گئی ہے۔

—— ملایا کے وزیر اعظم تنکو عبدالرحمٰن نے کہا ہے کہ ملائیشیا کا وفاق ۳۱ راگست ۱۹۶۳ء سے قبل معرض وجود میں آ جائے گا۔

—— لارڈ مونٹ بیٹن جو بھارت کے پہلے گورنر رہ چکے ہیں۔ ۳ ما پریل کو نئی دہلی پہنچ رہے ہیں جہاں وہ بھارت کے اعلٰی فوجی افسروں سے مسلح افواج کی ازسرنو تنظیم کے سوال پر گفتگو کریں گے۔

—— لاہور ۸ راپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ مغربی پاکستان اسمبلی کا اجلاس کسی وقفہ کے بغیر تیس اپریل تک جاری رہے گا۔ قبل ازیں یہ توقع تھی کہ ضابطہ فوجداری کے ترمیمی بل کی منظوری کے بعد ایوان کا اجلاس پندرہ دن کے لئے ملتوی کر دیا جائے گا۔

(خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں)

## جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا اعلان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قادیانی اور غیر احمدی احباب کی خاطر جناب میاں محمود احمد صاحب کا ایک بیان شائع کیا ہے جو ۱۹۱۲ء میں جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب اور خواجہ نذیر احمد صاحب کے استفسارات کے جواب میں انہوں نے دیا تھا۔ اس بیان میں انہوں نے اپنے سابقہ عقائد کے خلاف حضرت مسیح موعود کو نبی اور آپ کے نہ ماننے والوں کو کافر کہنا ترک کر دیا تھا۔ میاں صاحب موصوف کا یہ بیان "سول اینڈ ملٹری گزٹ"۔ "الفضل" اور "پیغام صلح" میں شائع ہوا تھا۔ انجمن اس غرض کے لئے یہ بیان ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا ہے، کہ قادیانی اور غیر از جماعت احباب تک اس ٹریکٹ کو پہنچایا جائے۔ جو اصحاب اسے خود پڑھنا اور اسے دوسروں تک پہنچانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ سے مفت منگوا کر تقسیم کریں۔

پتہ:—

حبیب الرحمن صادق
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا
پیغام صلح ۱۰ اپریل ۱۹۶۳ء
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ ہفت روزہ پیغام صلح لاہور کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر 155/A محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ۔ حیدر آباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور
فون نمبر :- ۳۷۳۷
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء | نمبر ۱۶


# فتح و نصرت اُسی کو ملتی ہے جو متقی ہو

## حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو نصیحت

میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی۔ خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں الیہ یصعد الکلم الطیب خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں۔ لیکن فتح و نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو۔ خدا تعالیٰ یہ وعدہ فرماتا ہے کان حقًا علینا نصر المؤمنین مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے اور لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا۔ اس لئے یاد رکھو کہ تمہاری فتح تقویٰ سے ہے ورنہ عرب تو ترے نکر ا اور خطیب اور شاعر ہی تھے۔ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ خدا تعالیٰ نے فرشتے ان کی امداد کے لئے نازل کئے۔ تاریخ کا انسان اگر پڑھے تو اسے نظر آ جائے گا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی۔ اب ہم کو کوئی بتاوے۔ کہ انسان ایسا کر سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ...... متقی کے معنے ہیں ڈرنے والا۔ ایک ترک شر ہوتا ہے اور ایک افاضہ خیر یعنی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور حسن افاضہ خیر کو چاہتا ہے ...... متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے اس سے آگے دوسرا درجہ افاضہ خیر کا ہے جس کو یہاں محسنون کے لفظ میں ادا کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے پورا راستباز انسان تب ہوتا ہے جب بدیوں سے پرہیز کر کے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کون سی کی ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چاء کی پیالی لایا۔ جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر پڑی آپ نے تکلیف محسوس کر کے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا۔ غلام نے آہستہ سے پڑھا الکاظمین الغیظ۔ یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کظمت۔ غلام نے پھر کہا والعافین عن الناس کظم میں انسان غصہ دبا لیتا ہے اور اظہار نہیں کرتا۔ مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی۔ اس لئے عفو کی شرط لگا دی ہے۔ آپ نے کہا کہ میں نے عفو کیا۔ پھر پڑھا واللہ یحب المحسنین۔ محبوب الٰہی وہی ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جا آزاد بھی کیا۔ راستبازوں کے نمونے ایسے ہیں کہ چاء کی پیالی گرا کر آزاد ہوا۔ اب دیکھو کہ یہ نمونہ اصول کی عمدگی ہی سے پیدا ہوا۔

# بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی اسامۃ قال قیل یا رسول اللہ ای الدعا اسمع قال جوف اللیل الاخر ودبر الصلوٰۃ المکتوبات
(الترمذی)

ترجمہ :-

ابی اسامہ رض سے روایت ہے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسی دعا شرفِ قبولیت بارگاہِ الٰہی حاصل کرتی ہے۔ حضور نے فرمایا جو کہ پچھلی رات کے درمیانی حصہ (تہجد) میں یا نماز فرض کے آخر میں مانگی جائے۔

نوٹ :-

ان ناشئۃ اللیل ھی اشد وطأً واقوم قیلا ۵
(مزمل آیت ۶)

یہ بات محبت الٰہی سے پیدا ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل کا ہی ماحصل ہے ؎

ہیچ آگہی نبود ز عشق و وفا مرا
خود ریختی متاعِ محبت بدامنم
(مسیح موعودؑ)

(غلام قادر عفی عنہ)

# تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ:۔ شیخ غلام قادر ڈار صاحب عفی عنہ)

## فلپائن

ترجمہ خط:۔ ابوبکر ٹیڈال۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ممبر بننا چاہتا ہوں ۔ مجھے بتائیں کہ کس طرح ممبر بنوں

میں پیدائش سے فلپائن مسلم ہوں۔ لیکن مذہب کے متعلق میرا علم بہت کم ہے۔ میں عربی بغیر سمجھ کے لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ لیکن میری زیادہ خواہش یہ ہے کہ میں مذہب کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کروں ۔ اور یہ سب کچھ میں آپ کی ایسوسی ایشن کے ذریعہ حاصل کر سکتا ہوں ۔ اس مقصد کے لئے مجھے ایک ترجمۃ القرآن انگریزی بھیجئے تا کہ میں مذہب سے واقفیت حاصل کر سکوں ۔ میں آپ کی امداد کا بہت مشکور رہوں گا جو آپ نے لٹریچر پڑھنے کے لئے مجھے بھیجا ہے۔

جواب کا منتظر۔

---

## کیپ ٹاؤن

ترجمہ خط از مس اے ڈولی کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے حضرت مرزا غلام احمد بانئے سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کے ساتھ بہت دلچسپی ہے۔ میں نے کچھ لٹریچر اس مضمون پر جو کہ مینڈی ایگر (مسٹر داؤد سیڈو) نے شائع کیا ہے پڑھ لیا ہے۔

امید ہے آپ مجھے بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچائیں گے۔

میں بہت ممنون ہوں گی اگر آپ مجھے کچھ اور لٹریچر بھیجدیں ۔

(انہیں مطلوبہ لٹریچر اور سلسلہ کی خصوصیات کے متعلق خط لکھا گیا ہے)

---

ترجمہ خط از مسٹر ایم عبداللہ ڈیسائی۔
کیپ ٹاؤن۔ جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ ملا بہت بہت شکریہ۔ لٹریچر جو آپ نے بھیجدیا ہے آپ کی بڑی عنایت ہے۔ یہ کتابیں بیش قیمت علم اپنے اندر رکھتی ہیں۔ نہ صرف میں نے بلکہ بہت سے دوسرے اشخاص نے ان سے فائدہ اٹھایا ہے جلد جواب نہ دینے کے لئے معذرت کا خواہاں ہوں۔

مجھے خط بجائے میرے دفتری پتہ کے مذکورہ بالا گھر کے پتہ پر بھیجا کریں۔

افریقہ اس وقت سیاسی اور معاشی بحران میں گھرا ہوا ہے۔ جہاں ہر وقت لوگ مواقع اور مفاد کا اندازہ لگاتے رہتے ہیں اور ترقی اور انقلاب کے نئے نئے منصوبوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اب عیسائیت صحیح یا غلط طور پر صرف گوروں کا مذہب تصور ہوتی ہے۔

عیسائیت کی جگہ اب منکر خدا کمیونزم پر کریگی یا اسلام؟

ہمارے مقدس اور اعلیٰ وارفع مذہب کی اشاعت کے بہترین مواقع آ گئے ہیں۔

مگر افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے مذہبی رہنما اپنے قیمتی اوقات ایک دوسرے پر ناپاک حملے کرنے اور ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے دینے پر خرچ کر رہے ہیں۔

حال ہی میں احمدیہ موومنٹ کے ممبران کے خلاف کفر کا فتوے شائع ہوا ہے۔ اس فتوے کا مسٹر ڈی سیڈو نے بڑا قابل اور مسکت جواب دیا ہے جو منسلک ہے۔ یہ جنٹلمین آپ کی جماعت کا ممبر ہے۔ غالباً وہ بھی اپنے جواب کی ایک کاپی آپ کو بھیجدیں گے۔ میں نے اب یہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ہر پمفلٹ خواہ احمدیوں کی طرف سے یا ان کے مخالفین کی طرف سے شائع ہو آپ کو بھیجدیا کروں گا۔

امید ہے آپ مجھے مزید فری لٹریچر ارسال فرماویں گے۔ والسلام

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

---

ترجمہ خط:۔ سلیمان کیپی۔ کیپ ساؤتھ افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی ارسال کردہ کتابوں کا شکریہ۔ خصوصاً ٹرانسلیشن آف ہولی قرآن جو کہ ایک نہایت قیمتی کتاب ہے اور جو ہر مسلمان کو اپنے پاس رکھنی چاہیئے۔ اسکو پڑھ کر میں نے یہ اپنا فرض سمجھا کہ میں اسکو مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو دوں چنانچہ انہوں نے خوب مطالعہ کیا۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب خدا کی طرف سے اتاری گئی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس تحریک کو ترقی دے گا۔ اور یہاں ایک بڈھا یہودی ہے جو کہ بچوں کو مذہب سے گمراہ کرتا ہے اور میری اہلیہ کو کہتا ہے کہ اس سے بائبل سیکھے۔ چنانچہ میں نے یہ کتاب اسکو پڑھنے کے لئے دی ہے۔ میری ماں بھی اس کے لئے مطالبہ کرتی ہے۔

میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا کریں اور اللہ تعالےٰ ہمارے پریذیڈنٹ صاحب مسٹر داؤد سیڈو کو مضبوطی سے قائم رکھے۔ اور ہم لوگ بغیر اس کے کسی کام کے نہیں۔

میں نے دو خط ۲۰-$\frac{1}{62}$ اور $\frac{9}{62}$-۱ کو روانہ کئے ہیں جن میں مذکور تھا کہ لٹریچر بھیجا ہے مگر ابھی تک لٹریچر نہیں ملا۔

میری التماس ہے کہ ہمارے رہنما کے لئے دعا کریں۔ جو کہ بہت جانفشانی سے کام کر رہا ہے۔ خصوصاً اس تحریک کے لئے جبکہ تمام عالم اور شیخ احمدیت کے خلاف ہیں۔

میں سلام علیکم کے بعد خط کو بند کرتا ہوں امید ہے کہ جلدی جواب دیں گے۔

(جواب لکھا گیا)

---

## نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر اے جینڈو۔
ویٹنری ٹریننگ سنٹر نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مؤرخہ $\frac{2}{3}$-۲۱ وصول پا کر دل مسرت وانبساط سے بھر گیا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اور ایسی ہمت عطا کرے۔ آمین۔ عید مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آئندہ سال ہمارے لئے بہت کامیابیاں اپنے ساتھ لائے اور ہماری کوتاہیاں معاف فرمائے۔

آپ کی اہل کنبہ کو اور معزز احباب کو میری طرف سے اور میرے اہل واحباب کی طرف سے السلام علیکم اور عید مبارک۔

موصلہ لٹریچر بھی مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔ اگر میں سات ہزار بھی آپ کو آپ کی مہربانیوں اور خدمات کے معاوضہ میں بطور چندہ دوں تو وہ بھی تھوڑا ہے۔ چونکہ میرے پاس اب دینے کے لئے کچھ نہیں اور آپ اللہ کے نام کو بلند کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ ہی آپ لوگوں کو اس کا اجر دیگا۔

مجھے آپ سے بہت مدد حاصل ہوتی ہے میں بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ آپ کو صحت مند زندگی بخشے اور شیطان کو آپ کے اس نیک کام میں مداخلت سے دور رکھے۔

مجھے اپنی جماعت میں داخل کرنے کے لئے کیا کارروائی کی

www.aaiil.org

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء

# انگریز نومسلمین پر "قادیانیت" کا اتہام

رنگون سے جناب ڈاکٹر این اے خاں صاحب نے دہلی کے روزنامہ "دورِ جدید" کا ایک تراشہ بھیجا ہے جس میں "انگریز اور قادیانیت" کے عنوان سے حسب ذیل نوٹ درج ہے :-

"رنگون میں لاہوری قادیانیوں کے سربراہ ڈاکٹر این اے خاں صاحب نے ۱۰ مارچ ۱۹۶۳ء کے خط میں لکھا ہے :-

آپ نے ایک دو وقت تحریر فرمایا تھا کہ کوئی عیسائی انگلستان میں اسلام قبول کرتا ہے تو ووکنگ مسلم مشن اسکو اپنی طرف منسوب کرتی ہے (یعنی اپنے نام کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے) اس کے جواب میں میں آپ کو ایک کتاب روانہ کر رہا ہوں، اس میں ستر (۷۰) کے اوپر نومسلموں کی تصاویر ہیں۔ ہر ایک نومسلم کی کہانی اپنی زبانی پڑھوا کر غور سے سنئے۔

پروپیگنڈا اور پبلسٹی کے معاملے میں کون ہے جو قادیانیت کے چالوں سے واقف نہیں مگر ہم ڈاکٹر صاحب کی معلومات کے لئے صرف ایک تازہ مثال پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یکم دسمبر ۱۹۶۳ء کو لندن اور کراچی سے شائع ہونے والے مسلم نیوز انٹرنیشنل سے نقل کرتے ہیں۔ جس میں مسٹر محمد جان ویبسٹر نامی ایک نومسلم نے جو اسلام لاتے ہی قادیانیت کا شکار ہو گئے تھے قادیانیت سے اپنی برأت کا اعلان کیا ہے۔ جان ویبسٹر لکھتے ہیں :-

"میں یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے احمدی تحریک (قادیانیت) سے اپنے آپ کو وابستہ کر لیا تھا، کیوں کہ بے خبری میں گمراہ کر دیا گیا۔ میں اب مزید مطالعہ کی بنا پر اس تحریک (قادیانیت) کو چھوڑنے کا اعلان کرتا ہوں۔ میں قادیانی حضرات پر ذاتی حملہ تو نہیں کرتا، کیونکہ انہوں نے اچھا برتاؤ کیا، لیکن یہ جھوٹا دعوے نبوت ہے جس کو میں رد کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالے کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے ہدایت دی۔ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور محمد صلعم آخری نبی ہیں۔

محمد جان ویبسٹر!"

ترک قادیانیت کی اس تازہ ترین مثال

ISLAM OUR CHOICE

جیسے پروپیگنڈے بازی کی کتاب کا پول کھل جاتا ہے۔ انگریز نومسلموں کو جب پتہ چل جاتا ہے کہ اسلام کے نام پر یہ قادیانیت پھیلانے کی تحریک ہے تو پھر قادیانیت سے توبہ کر لیتے ہیں۔

کیا ڈاکٹر این اے خاں صاحب بتلا سکیں گے کہ محمد جان ویبسٹر نے کیوں قادیانیت ترک کی؟ اور کیا یہ واضح مثال نہیں، قادیانیت، احمدیت، لاہوریت کے شکست کی؟"

اس نوٹ کو پڑھ کر ہم حیرت و استعجاب میں ڈوب گئے کیا ان ستر نومسلمین کے قبول اسلام کے حالات جن کا ذکر اسلام اور چوائس ISLAM OUR CHOICE نامی کتاب میں درج ہیں۔ اور کہاں مسٹر ویبسٹر کا قادیانیت سے ارتداد کا اعلان، جس کو "دورِ جدید" نے خواہ مخواہ ووکنگ مسلم مشن سے وابستہ کر دیا۔ ہم "دورِ جدید" سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا مسٹر ویبسٹر کے اس اعلان میں ووکنگ مسلم مشن کا کوئی اشارۃً یا کنایتاً بھی کوئی ذکر پایا جاتا ہے؟ کیا مسٹر ویبسٹر نے یہ لکھا ہے کہ میں نے ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ احمدی تحریک (قادیانیت) سے اپنے آپ کو وابستہ کیا تھا؟ اگر نہیں اور ہرگز کوئی ایسا ذکر ان کے اعلان میں موجود نہیں اور "دورِ جدید" کو یہ بھی معلوم ہے کہ "ووکنگ مسلم مشن" کا قادیانیت کے "دعوے نبوت" سے قطعاً کوئی تعلق نہیں تو پھر مسٹر ویبسٹر کے اعلان کا مشارٌ الیہ ووکنگ مسلم مشن کو قرار دینا کہاں کی دیانت اور کونسی حق پرستی ہے۔ کیا اسلام آور چوائس میں جن ستر نومسلمین کے اعلانات درج ہیں، ان میں کہیں قادیانیت کے ساتھ وابستہ ہونے یا رسول اللہ صلعم کے بعد کسی اور نبوت پر ایمان لانے کا ذکر پایا جاتا ہے؟ یا محض اسلام اور حضرت نبی کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دلی وابستگی اور فدائیت کا ذکر ان لوگوں نے کیا ہے؟ پھر حیرت ہے کہ ایک مسٹر ویبسٹر کے اعلان سے جس کا ووکنگ مسلم مشن کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں ان ستر نومسلمین کے بیانات کیوں مشکوک ہو گئے؟ اگر ووکنگ مسلم مشن کی طرف سے انہیں قادیانیت کی پیش کردہ نبوت کی دعوت دی گئی ہوتی، تو وہ ضرور اپنے بیانات میں اس کا ذکر کرتے۔ لیکن افسوس ہے کہ "دورِ جدید" کا بغض و تعصب اس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ وہ ایک کھلی ہوئی حقیقت کا بھی انکار کرنے اور جھوٹے اتہامات لگانے سے دریغ نہیں کرتا۔ کیا یہ حق بات نہیں کہ :-

(۱) جن انگریز نومسلمین کے قبول اسلام کے حالات "اسلام آور چوائس" میں درج ہیں وہ ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ مسلمان ہوئے ہیں؟

(۲) کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان کے اعلانات میں اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس وابستگی اور شیفتگی کا ذکر ہے، وہ اس نور ایمان پر شاہد ہے جو ان کے دلوں میں ووکنگ مسلم مشن نے پیدا کیا؟

(۳) کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان کے اعلانات سے یہ بھی ظاہر ہے کہ ان لوگوں کو قادیانیت سے کسی قسم کا تعلق نہیں؟

ان ہر سہ حقائق کے ہوتے ہوئے "دورِ جدید" کا یہ کہنا کہ :-

"کیا یہ واضح مثال نہیں
قادیانیت، احمدیت
اور لاہوریت کی شکست
کی"

کس قدر دھوکہ دہی اور فریب کاری سے کام لینا ہے۔ بجائے اس کے کہ "اسلام آور چوائس" میں انگریز نومسلمین کے اعلانات کو پڑھ کر "دورِ جدید" کو خوشی ہوتی کہ اسلام انگریزوں کے دلوں میں گھر کر رہا ہے اور وہ ڈاکٹر این اے خان صاحب کا شکریہ ادا کرتا کہ انہوں نے ووکنگ مسلم مشن کی مساعی حسنہ کے پاکیزہ ثمرات سے اسے آگاہی بخشی، وہ اسے احمدیت اور لاہوریت کی "شکست" قرار دے رہا ہے، اگر اس کا نام شکست ہے تو اس فتح سے ہزار درجہ بہتر ہے جو مسلمانوں کی تکفیر اور اتہام تراشی کا نتیجہ ہو سکتی ہے۔

---

## ضروری تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۶۳ء صفحہ ۹ سطر ۲ میں "تمہارے جیسا رسول" کی جگہ "تمہارے جیسا بشر" پڑھا جائے۔

(شیخ عبدالرحمٰن مصری)

# غلافِ کعبہ اور جماعتِ اسلامی

"میں عرصہ سے یہ خطرہ محسوس کر رہا تھا کہ اقامتِ دین کے یہ مدعی بہت جلد اس ملک میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک فتنہ بن جائیں گے"

## جماعتِ اسلامی کے سابق امیر مولانا امین احسن اصلاحی کا بیان

مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کی ذات گرامی کسی تعریف و تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ معروف عالم دین اور مشہور مصنف ہیں۔ انہوں نے جماعت اسلامی میں سولہ سال کا طویل عرصہ گزارا ہے اور اس کے امیر بھی رہ چکے ہیں۔ انہوں نے غلاف کعبہ کے متعلق پیدا شدہ بدعات کے بارہ میں الاعتصام کو ایک خط لکھا ہے جس کا اقتباس درج ذیل ہے:۔

"جن لوگوں نے یہ فتنہ اٹھایا ہے وہ شرک اور توحید کے فرق سے اتنے بے خبر نہیں ہو سکتے کہ ان صریح مشرکانہ حرکات پر بھی ان کے ضمیر مطمئن ہو جاتے ہوں۔ ہمارے ملک کے وہ لوگ بھی شرمندگی محسوس کرتے ہیں جو بدعات کے لئے مشہور رہے ہیں لیکن ان لوگوں کو سیاسی اقتدار کی طمع نے اب ایسا اندھا بہرا بنا دیا ہے کہ یہ اپنی اس خواہش پر ہر چیز قربان کر دینے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ یہ ایمانی زوال ان لوگوں پر دفعۃً طاری نہیں ہوا بلکہ اس کے آثار بہت پہلے سے شروع ہو چکے تھے۔ اسی بنا پر میں عرصہ سے یہ خطرہ محسوس کر رہا تھا کہ اقامت دین کے یہ مدعی بہت جلد اس ملک میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک فتنہ بن جائیں گے۔ افسوس ہے کہ میرا یہ اندیشہ بالکل صحیح نکلا ۔۔۔ اور ان حضرات نے غلاف کعبہ کی نمائش اور جلوس کے پیچھے نہ صرف اپنے تمام بیان کردہ عقائد و ایمانیات کا جنازہ نکال دیا ہے بلکہ غلاف کعبہ کے اس احترام کی آڑ میں ملک کے لاکھوں عوام کے دین و ایمان کو بھی اپنی سیاسی بازی گری کے داؤں پر لگا دیا ہے۔ اب یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ داعیانِ اقامت الدین کی اس تحریک کے بعد ان عوام کو کہاں سے پاک کیا جائے جو پہلے ہی سے شرک و بدعت کی گوناگوں آلائشوں میں مبتلا تھے۔ ان حضرات نے غلاف کعبہ کی تعظیم و زیارت کا جو نیا درس قوم کو دیا ہے اس کے پیش نظر تو اب یہ اندیشہ ہے کہ کہیں قرآن یا جزدان کے کسی ٹکڑے میں بھی غلاف کعبہ کا کوئی اصلی یا جعلی ٹکڑا موجود ہو یا وہ حاصل کر سکے۔ وہ اس کو زیارت گاہ بنا کر بیٹھ جائے اور تعظیم شعائر اللہ کے نام پر اس کو نذر و نیاز، دعا و استغاثہ اور شرک و بدعت کا ایک ذریعہ بنا لے۔

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ان لوگوں کی ان صریح مشرکانہ حرکات پر بھی اگر کوئی شخص ان کو ٹوکتا ہے تو یہ اس کی تنبیہ و نصیحت کو حسد پر محمول کرتے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ کسی مسلمان کا سینہ توحید کی غیرت و حمیت سے اس درجہ خالی کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ ان حضرات کی ان مبتدعانہ خرافات پر بھی رشک و حسد کرنے لگے اگر کوئی شخص ان خرافات پر بھی مبتلائے رشک و حسد ہوتا ہے تو یہ تو اس کے ایمان کی موت کی دلیل ہو گی۔ اگر کسی نے غلاف کعبہ تیار کرنے کے لئے زر یا قوت کی تلاش میں حکومت سعودیہ کے کارکنوں کا ہاتھ بٹایا تو یہ اس نے ایک اچھا کام کیا۔ اور سعودی سفارت خانہ نے اگر اپنے بلاکر بٹانے کے لئے یہ اعتماد کیا تو یہ بھی ایک اچھی بات ہوئی۔ ان باتوں پر نہ کسی کو اعتراض ہے نہ رشک و حسد رنج و صدمہ جس بات پر ہے وہ اس بات پر ہے کہ سعودی حکومت کے اعتماد سے ناجائز فائدہ اٹھا کر غلاف کعبہ سیاسی اغراض کے حصول کا ۔۔۔ اور شرک و بدعت کی اشاعت کا ذریعہ بنا لیا گیا۔ جس سے نہ صرف غلاف کعبہ کی توہین ہوئی بلکہ شاید سعودی حکومت کو ہمیشہ کے لئے یہ سبق بھی دیا کہ اب وہ کم از کم پاکستان کے کسی شخص پر اس معاملہ میں کوئی اعتماد نہ کرے۔"

والسلام

امین احسن اصلاحی۔ رحمان پورہ اچھرہ لاہور

# اخبارِ احمدیہ

## حضرت امیر ایدہ اللہ

حضرت امیر ایدہ اللہ کی صحت کا حال جو آپ نے خطبہ جمعہ میں (جو دوسری جگہ درج ہے) خود بیان فرمایا ہے، احباب کرام کی خاص توجہ اور دعا کا طالب ہے، جیسا کہ حضرت ممدوح نے بیان فرمایا ہے، آپ کی صحت پہلے سے بہت بہتر ہے لیکن ابھی کامل صحت نہیں، باوجود اس کے آپ پوری مستعدی کے ساتھ جماعت اور احمدیہ ہال کے متعلقہ کاموں کی سرانجام دہی میں مصروف ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جلد صحت کامل عطا فرمائے۔

## انتقالِ پُر ملال

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت افسوس سے سنی جائے گی کہ مرزا مسعود بیگ صاحب کی والدہ محترمہ گذشتہ ۱۳؍اپریل کو بروز ہفتہ انتقال فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرزا صاحب ممدوح پشاور گئے ہوئے تھے۔ مرحومہ نے اپنے بڑے صاحبزادہ مرزا مقبول بیگ صاحب کے مکان واقعہ احمدیہ بلڈنگس میں وفات پائی۔ راکان مرزا مسعود بیگ جامع احمدیہ میں مرحومہ کا جنازہ پڑھا گیا، اور جماعت کی بھاری اکثریت کے ساتھ قبرستان میانی صاحب میں لے جا کر مرحومہ کے تیسرے صاحبزادہ مرزا منظور بیگ کی خواہش کے مطابق صندوق میں امانتاً دفن کیا گیا۔

مرحومہ نے جو نہایت بلند اخلاق کی مالک دیندار اور تقویٰ شعار خاتون تھیں، قریباً ۸۰ سال کی عمر پائی، اور صرف ایک دن کی مختصر علالت سے اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔ اس صدمہ میں ہمیں مرحومہ کے تینوں فرزندان رشید اور دیگر لواحقین و پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

## اعلانِ نکاح

محمد اقبال چغتائی سیکرٹری ناظم جماعت احمد پور شرقیہ (بہاولپور ڈویژن) رقمطراز ہیں کہ:۔

"رحیم بخش صاحب ساماتوی کی دختر نیک اختر عزیزہ شمیم اختر سلمہا کا نکاح ہمراہ سید محمد عالم صاحب علوی ولد حکیم خلیفہ سید محمد اسلم صاحب علوی ساماتوی بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ حق مہر بمورخہ ۱۱؍مارچ ۱۹۶۳ء کو مولانا مولوی عبدالرزاق صاحب امام مسجد عباسیہ نے احمد پور شرقیہ میں پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ فریقین کے لئے باعث رحمت ہو۔

## اخبارِ احمدیہ بقیہ کالم ۳

### درخواست دعائے صحت

ملک عبدالغنی صاحب کارکن دفتر انجمن عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

غلطی کتابت کرتے وقت تاریخ تحریک کا حوالہ دیں

(منیجر)

# کامیاب زندگی بسر کرنے کے اصول

## (۱) نماز میں خشیت الٰہی (۲) خدا کی راہ میں مال خرچ کرنا (۳) عفت و عصمت کی حفاظت (۴) امانتوں کی حفاظت اور عہد کی پابندی

### حضرت امیر ایدہ اللہ کی صحت کا حال - احمدیہ ہال ایک عظیم الشان نعمت کی یادگار ہوگا۔ اسکے لئے چندہ دینا صدقہ جاریہ ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۲ اپریل ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ - بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

قد افلح المؤمنون - الذین ھم فی صلاتھم خاشعون - والذین ھم عن اللغو معرضون - والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون - والذین ھم لفروجھم حٰفظون ــــــ ھم فیھا خالدون -
(سورۃ المؤمنون)

### زندگی بسر کرنے کا طریق اسلام میں

ان آیات میں مسلمان قوم کو زندگی گذارنے کا طریق بتایا گیا ہے - مندروں، گرجوں اور مسجدوں میں چند احکام سُن سُنا دینا اور چند رسومات کا ادا کر دینا زندگی کا طریق نہیں - اسلام زندگی کا طریق سکھاتا ہے۔ شب و روز کے پروگرام سے مطلع کرتا ہے کہ دن کس طرح گذرے اور رات کیسے بسر ہو - بادشاہت سے لے کر تجارت وغیرہ تک اور جہاد میں غیر مسلمین کے ساتھ سلوک کرنے تک اور ان کے ساتھ بحیثیت ایک رعایا کے برتاؤ کرنے تک غرضیکہ تمام کے تمام شعبہ ہائے حیات کے متعلق قرآن کریم نے ایک مبین اور واضح پروگرام مرتب فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ طرز زندگی یہ ہے کہ تمہارے شب و روز خدائی اور نظری نصب العین کے ماتحت جد و جہد و جستجو میں بسر ہوں - تمہاری طرز زندگی میں للہیت نظر آئے عیسائیت، ہندومت اور یہودیت کوئی طرز زندگی بیان نہیں کرتے - زندگی گذارنے کے لئے ان مذاہب نے کوئی واضح راہیں نہیں بتائیں اور نہ انہوں نے زندگی کے لئے ایسے طریق پیش کئے ہیں جن پر قدم مار کر زندگی کامیاب و کامران بن جائے لیکن قرآن کریم نے زندگی بسر کرنے کے طور و طریق سکھائے ہیں -

### انسانی زندگی کی غرض و غایت فلاح (کامیابی) حاصل کرنا ہے

فرمایا قد افلح المؤمنون - ہم وہ طریق بتلاتے ہیں جس پر چل کر مسلمان کامیاب ہو جائے - یہاں افلح یعنے کامیاب کہا گیا ہے یہ نہیں کہ مسلمان نجات پا گیا - نجات کے معنی ہیں کسی مصیبت سے چھوٹ جانا - قید سے چھوٹ جانا - کنوئیں میں گرنے وغیرہ سے بچ جانا - قرآن کریم میں نجات کا لفظ نہیں - اس نے فلح (کامیابی) کا ذکر کیا ہے - اس لفظ کو قرآن کریم مسلمان قوم کے لئے پیش کرتا ہے - فلاح کے معنی ہیں زمین کو آراستہ کر کے اس کے اندر صحیح بیج ڈالنا - پھر اس کی نشو و نما کرنا ہے - اسکو فلاحت کہتے ہیں - مصر کے کسانوں کے لئے فلاح کا لفظ بولا جاتا ہے انسان کے اندر بھی قوتیں ہیں - صلاحیتیں ہیں - ان کی مناسب پرورش اور نشو و نما کرنا زندگی کی غرض و غایت ہے - ہم مختلف بیج بوتے ہیں - کوئی لیموں، کوئی مالٹا اور آم کا اور کوئی بیجی اور انگور کا بیج بوتا ہے ہم جانتے ہیں کہ ان بیجوں کے اندر کیا ہے اگر ان کی صحیح تربیت و پرورش کریں تو وہ چیز جو ان کے اندر ہے نشو و نما پا کر باہر آجاتی ہے - اسی طرح اللہ تبارک و تعالےٰ نے انسان کو اپنی شکل پر بنایا ہے اور اس کے اندر اپنی صفات کا پرتو رکھا ہے - لہٰذا لازم ہے کہ انسان کے اندر خدائی صفات تربیت اور تکمیل حاصل کریں - انسان کے اندر خدا تعالےٰ کا عکس نظر آئے - یہ کس قدر دلکش مقصد زندگی ہے -

### قرآن میں انسانی قویٰ کی تربیت کا سامان

اہل یورپ کے لئے پیغام ہے کہ قرآن (EVOLUTION) ارتقاء کا مسئلہ سکھاتا ہے انسان کی فطرت کے خلاف کوئی سبق نہیں دیتا بلکہ فطرت کی پرورش کرتا ہے - ایک ذرہ سا تنکا آنکھ میں پڑ جائے تو آنکھ سے پانی بہنے لگتا ہے کہ یہ غیر جنس ہے - ناک میں کوئی چیز چلی جائے چھینکیں آنے لگتی ہیں کہ کوئی غیر شئے اس میں چلی گئی ہے - کوئی غیر شئے منہ میں ڈالو تو قے اور متلی آنے لگتی ہے - اس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ انسان کو اپنی فطرت کے خلاف کوئی چیز منظور نہیں - جو چیز تمہارے قوےٰ اور صلاحیتوں کی تربیت و تہذیب اور نشو و نما اور تکمیل کے لئے ضروری ہے اسے قرآن نے پیش کیا ہے - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق - میں تو اخلاق کی تکمیل کرنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں -

### مومن کی کامیابی خشیت الٰہی میں

یہ کیا خوبصورت تعلیم ہے اور قرآن کیا مشن پیش کرتا ہے جو انسان کی اپنی فطرت کا خاصہ اور مقصد ہے - فرمایا قد افلح المؤمنون مسلمانوں کی کامیابی اور کامرانی کا یہ طریق ہے کہ الذین ھم فی صلاتھم خاشعون ایک تعلق تمہارا خدا کے ساتھ ہو اور ایک تعلق تمہارا اس کی مخلوق کے ساتھ ہو - خشیت الٰہی اور عظمت الٰہی دل میں بھری ہوئی ہونی چاہیئے - اور اس کا اثر اعضاء پر نظر آئے - جب کسی دل میں خدا تعالےٰ کی عظمتوں کا احساس ہو اور اس کے احسان کا عرفان ہو تو اس دل کے اندر خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے یہاں جسم اور روح دونوں کے متعلق سبق دیا گیا ہے خالق اور مخلوق کے باہمی تعلق کا ذکر کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت دل میں ہو اس کا اثر تمہارے اعضاء پر ہو اور تمہارے شب و روز کے معمولات اس سے متاثر ہوں - تمہارے چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے میں صفات الٰہی کا عنصر غالب ہو . . . . .

## خدا کی راہ میں خرچ کرنا موجب کامیابی ہے

تم میں ایثار پسندی کا جذبہ موجزن ہو۔ وہ دل دل نہیں جو دوسرے کے لئے تڑپ نہ اٹھے۔ جو قوم اپنے افراد کے لئے روپیہ پیسہ خرچ نہیں کرتی وہ کبھی بڑی نہیں ہو سکتی۔ مال کو عربی زبان میں شقیق القلب کہتے ہیں یعنی دل کا ٹکڑا۔ اس سے مونس خریدی جاتی ہے غریب روٹی خریدتا ہے۔ امیر موٹر، پھل فروٹ خریدتا ہے۔ کوئی کپڑے اور ٹوپی لیتا ہے کوئی مکان بناتا ہے اس لئے مال دل کو پیارا ہو جاتا ہے۔ انسان حاجات کو پورا کرتا ہے۔ دل کا ٹکڑا کاٹ کر خدا کے رستہ میں دے دینا بڑا مشکل ہے اسی لئے مال خرچ کرنے کا اجر بڑا ہے۔ خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے تو انفرادی اور ملی زندگی مستحکم ہوگی۔ اس کو قرآن میں بار بار دوہرایا گیا ہے یقیمون الصلوٰۃ کے ساتھ بار بار یؤتون الزکوٰۃ کا فرمان ہے خدا تعالےٰ کا فرمان یہ ہے کہ اس کی عبادت کرو اور قوم کے لئے مال صرف کرو۔ تاکہ قوم کا جو کمزور حصہ ہو وہ توانا ہو جائے۔ ساری قوم کے اندر قوت پیدا ہو جائے۔ دل کے اندر خدا تعالےٰ کی عظمت ہو اور اس کی مخلوق پر اس کا دیا ہوا مال خرچ کرو۔ چنانچہ فرمایا۔ والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون مومن اپنے مالوں سے زکوٰۃ خدا کے رستہ میں دیتے ہیں۔

## عفت و عصمت میں مسلمان کی فلاح

تیسری بات یہ فرمائی کہ تم نے ایک جماعت ایک معاشرہ اور ایک تنظیم میں رہنا ہے الذین ھم لفروجھم حٰفظون۔ تم پاکدامنی کی زندگی بسر کرو۔ مرد و زن عفیف ہو جاؤ۔ اسلام کا مسلمان قوم پر بڑا احسان ہے کہ مسلمان عورتیں دنیا بھر کی عفیف ترین عورتیں ہیں۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہے کہ دنیا میں مسلمان مرد اور مسلمان عورت عفیف ترین ہیں۔ ویسے تو مسلمانوں میں بھی نابکار اور بدکردار لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن عام طور پر مرد اور عورتیں عفیف ہیں۔ اہل یورپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ان مبلغین کو جنہوں نے وہاں تبلیغ کا کام کیا ہے۔ دیکھکر کہا کہ جو کچھ ہم ان مسلمانوں کے بارے میں لکھتے پڑھتے اور سنتے سناتے آئے ہیں کہ مسلمانوں کے ماتحوں میں عورت رہتی ہے اور ان کے اعصاب پر سوار ہے یہ بالکل باطل ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پاک دامنی کا سبق دیا ہے۔ اس لئے یہ قوم ممتاز ہے۔ اب انہی باتوں میں بھی ممتاز ہے۔

### یورپ اور امریکہ میں عفت کا فقدان

انگلستان اور جرمنی کے لوگوں نے بار بار لکھا ہے کہ اس ملک میں کوئی ایسا نوجوان نہیں ملے گا جس نے شادی سے پہلے عورت نامحرم نہ دیکھا ہو، اور خدا کے فضل و کرم سے مسلمانوں میں ہزاروں نہیں لاکھوں لڑکے لڑکیاں ہیں جو شادی سے پیشتر بھی پاکدامن رہیں اور شادی کے بعد بھی وہ عفیف اور پاکدامن رہیں۔ امریکہ والوں نے لکھا ہے کہ ۲۶ سولہ سالہ لڑکیاں اسکولوں میں حاملہ پائی گئیں جن کو سکولوں سے خارج کر دیا گیا اور اسی قسم کی بڑی لڑکیاں (جن کی تعداد نہیں بتائی گئی) تھیں جن کے بارہ میں کوئی کارروائی نہیں ہو سکی کیونکہ وہ بالغ تھیں۔ انکو سکولوں سے خارج نہیں کیا جا سکا کیونکہ بالغ لڑکی کا اختیار ہوتا ہے وہ جو چاہتی ہیں کرتی ہیں اس پر کوئی گرفت نہیں ہوتی۔

## اسلام میں ازدواجی تعلقات سے تجاوز کی اجازت نہیں۔

یہ کس قدر احسان ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر کہ مردوں اور عورتوں کو پاک دامن بنا دیا۔ فرمایا الا علیٰ ازواجھم وما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین ان کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے کہ وہ شریف عورتوں سے ازدواجی رشتہ جوڑیں یا لونڈیوں سے شادی کریں۔ اس طرح سے انسان ملامت سے بچ جاتا ہے۔ فمن ابتغیٰ وراء ذالک فاولٰئک ھم العٰدون اور جو لوگ اس کے علاوہ طلبگار ہوں وہ حدود شرعیہ سے باہر نکلے ہوئے ہوں گے۔

## فلاح کا ایک اور راز۔ امانتوں کی حفاظت اور عہد کی پابندی

پھر فرمایا والذین ھم لامٰنٰتھم وعھدھم راعون۔ مسلمان۔ لین دین کاروبار تجارت کارخانہ فیکٹری میں وعدہ کا پختہ اور قول کا سچا ہوتا ہے۔ وہ دیانتدار اور امین ہوتے ہیں۔ جو بات کہتے ہیں وہ پتھر پر لکیر ہوتی ہے جو کچھ زبان سے کہتا ہے اسے عملاً کر دکھاتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پیاری باتیں بیان فرمائی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ چیز جو سب سے پہلے جاتی رہے گی وہ امانت ہوگی۔ ان اول شئی ما تفقدون الامانۃ والاخر صلوٰۃ قوم کی بربادی کی ابتداء بد دیانتی سے ہوتی ہے اور آخر میں وہ صلوٰۃ بھی ترک کر دیتے ہیں۔ آج یہی حال ہے۔ رشوت عام ہے کئی کارخانوں والے بد دیانت ہیں۔ دکاندار خائن ہیں۔ دفتر کے لوگ راشی ہیں۔ واخرھم صلوٰۃ۔ آخر میں نماز بھی ترک ہو جائے گی۔ جب بد دیانتی کا مال پیٹ میں جانے لگے تو پھر نماز روزہ حج زکوٰۃ سب کچھ ختم ہو جاتے ہیں۔

## نماز کی حقیقت

نماز کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لم تنھہ صلٰوتہ عن الفحشاء والمنکر لا یزدد بعد من اللہ۔ جس شخص کی نماز نے اسکو منکرات اور لغویات اور فواحش سے دور نہیں کیا اور برائیوں سے نہیں روکا ایسی نماز اسکو خدا تعالےٰ سے دور لے جاتی ہے۔ اسی طرح فرمایا کم من قائم حظہ من صلٰوتہ التعب والنصب کتنے لوگ ہیں جو نمازیں پڑھتے ہیں اس کا کوئی فائدہ انہیں نہیں سوائے اس کے کہ وہ کھڑے رہیں اور تھک جائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المصلی یناجی ربہ۔ نمازی خدا سے باتیں کرتا ہے گورنروں وزیروں اور حاکموں سے بات چیت کرنے کا طریقہ ہوتا ہے۔ اس لئے کچھ ادب و آداب چاہئیں۔ کچھ لباس چاہیئے۔ اسی طرح جب خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کرنا ہو تو اس کے لئے بھی آداب کی ضرورت ہے۔ کچھ تعظیم ہو، کچھ تکریم ہو۔ اس کی عظمت اور کبریائی کا احساس ہو۔ خضوع و خشوع ہو۔ انکساری ہو، عجز اور درماندگی ہو۔ نماز خدا کے قرب کی راہ ہے۔

## مال کی زیادتی خدا سے دور لے جانے کا موجب ہے

ایک شخص نے جس کا نام ثعلبہ تھا سرور کائنات سے دعا کرنے کی درخواست کی کہ میرا مال بڑھ جائے اسکو حضور نے فرمایا کہ وہ تھوڑا مال بہتر ہے جس پر شکر کیا جائے اس زیادہ مال سے جس کی وجہ سے انسان اپنے مالک حقیقی سے غافل اور دور ہو جائے۔ بہر حال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اس کی بھیڑ بکریاں بڑھ گئیں۔ مویشی زیادہ ہو گئے۔ شہر میں رہنا محال ہو گیا وہ دور گاؤں میں چلا گیا۔ شہر میں مسجد میں آنا جانا ختم ہو گیا۔ دولت نے اس کو خدا سے دور کر دیا۔ زکوٰۃ بھی دینا بند کر دی۔ دولت قریب آتی گئی لیکن خدا سے دوری ہوتی گئی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو زندگی کا طریقہ بتایا ہے کہ تھوڑا مال ہو تو اس پر قناعت کرو۔ اور اگر زیادہ آجائے تو محتاط ہو جاؤ کہ کہیں خدا سے غافل نہ کر دے۔ اگر ان امور کو مدنظر رکھا جائے تو قوم ضرور بالضرور کامیاب ہوتی ہے۔

## میری صحت

کبھی کبھی مجھے خطوط آتے ہیں جن میں میری صحت کے بارے میں پوچھا جاتا ہے میں ان کے لئے چند سطور لکھوا تا ہوں یہ لکھ لیا جائے کہ میری صحت

(باقی بر صفحہ ۱۲)

غلام احمد بشیر مبلغ ہالینڈ

# ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

## شیخ میاں محمد ٹرسٹ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز ان یورپ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنوری فروری ۱۹۶۳ء کے دوران میں باقاعدہ تبلیغ اور تعلیم و تعلّم کا سلسلہ جاری رہا۔ اگرچہ اس عرصہ میں سردی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی تاہم ہم سے تعلق رکھنے والے احباب باقاعدہ جلسوں وغیرہ میں شریک ہوتے رہے۔ اور عربی کی تعلیم حاصل کرنے والے باقاعدہ اسباق کے لئے تشریف لاتے رہے۔ اس عرصہ کے چیدہ چیدہ واقعات درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

جنوری کے مہینہ میں ہم نے تین جلسے ..... کئے جن میں اسلام کے متعلق مختلف تقاریر کی گئیں۔ ایک تقریر مسٹر عبداللہ فان اوئک نے اصول اسلام اور اسلام کا خدا کے وجود کے ..... نظریہ کے موضوع پر فرمائی۔ آپ نے پہلے ارکان خمسہ کی تفصیل اور نقشہ پیش فرمایا پھر ایمانیات کے مراحل پر وضاحت سے بحث فرمائی۔ تقریر کے بعد تبادلۂ خیالات کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ بہت سے احباب نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مقرر پر سوالات کئے جن کے انہوں نے بڑی خوبی سے جوابات دیئے۔ دو جلسوں میں خاکسار نے قرآن مجید کے موضوع پر تقریر کی اور بتلایا کہ قرآن مجید کے متعلق ہم مسلمانوں کا وہ نظریہ نہیں جو عیسائیوں کا بائبل کے متعلق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عیسائی بھی بائبل کو الہامی مانتے ہیں لیکن ان کی الہام کی تعریف اور ہے اور ہماری اور۔ ہم کسی کے ایک خاص جوش میں اٹھکر کتاب لکھدینے کو الہامی نہیں کہہ سکتے جیسا کہ عیسائی اپنی الہامی کتب کے متعلق مانتے ہیں۔ بلکہ ہمارے نزدیک وہ الہامی کتاب ہے جس کا ہر لفظ خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہو اور جس میں انسانی الفاظ و خیالات کی کوئی ملونی نہ ہو۔ حضرت نبی اکرمؐ پر جب قرآن کا نزول ہوتا تو آپ پر ایک ایسی حالت طاری ہو جاتی کہ جس سے انسانی خیالات کی ملونی کا سدباب ہو جاتا اور آپ براہ راست خدائی تصرف کے نیچے آکر ایسی کلام کو سنتے اور اس حالت کے رفع ہو جانے کے بعد اس کلام کو لکھواتے اور حاضر مسلمانوں کو سناتے اور یاد کروا دیتے۔

قرآن مجید کا کتابی صورت میں جمع ہونا اور منصۂ شہود پر آنا بائبل کی کتب کی طرح نہیں ہوا کہ اصل واقعات کے کئی سال کے بعد لکھی گئی بلکہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر نگرانی از بر یاد کیا گیا اور اسی وقت لکھا بھی گیا اور آپ کی وفات کے بعد دوسرے سال ہی کتابی صورت میں عالم وجود میں آگیا۔ دراصل قرآن مجید اپنی حفاظت کے لئے کاغذ کا محتاج نہ تھا۔ کیونکہ ہزاروں افراد نبی اکرمؐ کی زندگی میں ہی اسے حفظ کرکے دوسروں تک پہنچانے کے قابل ہو چکے تھے۔ یہ بات کسی اور الہامی کتاب کو میسر نہیں نہیں آئی۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ مذاہب کی الہامی کتب میں طرح طرح کے رد و بدل ہوتے رہتے ہیں اور آج جو بات الہامی قرار کی جاتی ہے وہ چند سالوں کے بعد کسی انسانی آمیزش ثابت ہو جاتی ہے پھر وقت آتا ہے کہ اسے دوبارہ الہامی کلام کے ساتھ ملا لیا جاتا ہے۔

قرآن مجید کے نزول پر قریباً چودہ سو سال گذر چکے ہیں لیکن اس کا متن اسی طرح محفوظ ہے جیسے کہ بانی اسلام کے ذریعہ دنیا کو دیا گیا۔

قرآن مجید اپنے خدائی الہام ہونے کے خود دلائل دیتا ہے وہ اپنے مخالفین کو چیلنج کرتا ہے کہ اگر تم میرے خدا کی طرف سے نازل شدہ ہونے میں شک کرتے ہو تو کسی اور انسان کا کلام میرے مقابلہ میں پیش کرو۔ اگر تمام انسان مل کر بھی کوشش کریں تو میرے جیسا کلام پیش نہیں کر سکیں گے۔ اگر یہ خدا کا کلام نہ ہوتا تو اس قسم کی تحدی کا اس میں پایا جانا ناممکن ہوتا۔

قرآن مجید میں ایسی ایسی باتوں کا ذکر ہے کہ جنہیں سائنسدانوں نے نئی روشنی میں معلوم کیا ہے لیکن کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ایک عرب کے رہنے والے کو تیرہ سو سال پہلے ہی خبر مل جاتی ہے۔ اور قرآن اس سید کونین کا اپنا کلام ہوتا تو اس وقت ایسی باتوں کی خبر نہیں کیسے ہو جاتی جو قریباً سو اسی سال بعد میں معلوم ہوتا تھا۔۔۔ آپ ذرات عالم کو ہی لے لیں جن کے غیر منقسم ہونے پر کیا سائنسدان اور کیا مذاہب عالم سب ہی متفق تھے۔ قرآن شروع سے ہی کہہ رہا تھا کہ ان الی ربک المنتہیٰ۔ ہر چیز کا انتہا خدا تعالےٰ کی ذات پر ہی ہے نہ کہ ذرات عالم پر۔ مسلمان فلاسفر ہمیشہ ہی یہ دکھلانے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ ذرات غیر منقسم نہیں ہو سکتے۔ ہر تقریر کے بعد لمبی بحث ہوتی رہی۔

### رمضان اور درس قرآن

رمضان شریف کے شروع ہونے سے پہلے ہم نے تمام احباب کو مطلع کر دیا کہ ہر جمعہ کے روز شام کو قرآن مجید کا درس دیا جائے گا۔ چنانچہ ہر جمعہ کو شام کے وقت اس پر عمل کیا جاتا رہا اور احباب شوق سے اس میں شریک ہوتے رہے۔

قرآن مجید کا نزول چونکہ رمضان شریف کے مہینہ میں ہوا تھا اس لئے ہم نے قرآن کے نزول کی یاد منانے کے لئے ایک اجتماع کیا۔ اس موقعہ پر ایک غیر مسلم دوست مسٹر ہوبک کو بھی تقریر کی دعوت دی گئی آپ صوفی تحریک سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید اور اسلامی تاریخ سے کافی وابستگی رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں قرآن مجید کے اثر پر روشنی ڈالی اور پھر سورت نور کی آیات اللہ نور السمٰوات والارض کی نہایت لطیف رنگ میں تفسیر فرمائی۔ یہ دوست بہت اچھے لکھنے والے ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب "نامعلوم قرآن" کے موضوع پر تصنیف فرمائی تھی جس میں قرآن مجید کے متعلق پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے۔

مسٹر عبداللہ فان اوئک نے قرآن مجید کے خدائی نظریہ کی وضاحت فرماتے ہوئے بیان کیا کہ قرآن مجید ایسا خدا پیش کرتا ہے جو تمام قسم کی کمزوریوں سے پاک اور منزہ ہے۔ قرآن ایسا خدا پیش نہیں کرتا جو اپنے کئے پر پشیمان ہو۔ جو اپنے قوانین کی جکڑ بندی کی وجہ سے کسی گنہگار کو بخش نہ سکتا ہو۔ اور جو انسانوں کے گناہوں کی خاطر خود اپنی جان دیتا ہو۔ اس کے ساتھ روحانی تعلق پیدا کر سکتا ہے اور اس تعلق کے لئے کسی اور وجود کے درمیان آنے کی ضرورت نہیں رکھتا۔ انسان جب بھی اور جس حالت میں بھی خدا تعالےٰ کو پکارے گا وہ اس کی طرف سے قریب کی آواز سنے گا۔

خاکسار نے قرآن مجید کے جانب اللہ ہونے پر مبسوط بحث کی۔ تقاریر کے بعد دیر تک تبادلۂ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔

### عید الفطر

عید الفطر کی تقریب ۲۶ فروری کو منائی گئی جس میں درج مسلمانوں کے علاوہ سورینام کے طلباء نے بھی حصہ لیا ... کہ اس وقت بعض غیر مسلمان دوست بھی ہماری نماز کو دیکھ کر اس میں حصہ لینے سے نہ رک سکے کئی ایک نے ہمارے ساتھ باقاعدہ نماز ادا کی۔ اگرچہ انہیں نماز کے الفاظ یاد نہ تھے۔ تاہم وہ اپنی زبان میں دعائیں کرتے رہے لیکن رکوع اور سجدہ وغیرہ

ہماری طرح ہی ادا کرتے رہے۔ یہ ایک ایسا نظارہ تھا جس کو دیکھ غیر مسلم دوست متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ نماز عید کی دو رکعت ادا کرنے کے بعد خاکسار نے عید کا خطبہ دیا اور اس میں روزوں کی فلاسفی اور عید کی حکمت پر بحث کرتے ہوئے عرض کی کہ ہماری عید کسی اور کے فعل کا نتیجہ نہیں بلکہ ہر مسلمان کے عمل کا نتیجہ ہے اور اس وجہ سے ہم خوش ہیں کہ اللہ تعالے نے ہمیں رمضان شریف کے مہینہ میں روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

## ایک ڈچ نوجوان

ہمارے ایک ڈچ نومسلم نوجوان مسٹر عابد بوش کمپ باوجود فوج میں ہونے کے باقاعدہ روزے رکھتے رہے۔ یہ نوجوان بہت خاموش طبع ہیں لیکن جب کبھی اسلام کے متعلق بات کرنے کا موقعہ ملے تو پھر بڑے دھڑلے سے بات کرتے ہیں۔ فوج کی طرف سے ایک مذہبی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جو کہ فوج کے ... پادری صاحب کے زیر اہتمام تھا انہوں نے اس موقعہ پر عابد صاحب کو بھی اس کانفرنس میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ چنانچہ آپ اس کانگرس میں تین دن کے لئے شریک ہوتے رہے۔ ایک پادری صاحب نے بھی عیسائیت کے موضوع پر تقریر کی۔ تقریر کے بعد سامعین کو سوال کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ عابد صاحب نے بھی اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چند ایک سوالات کئے۔ اب معلوم ہو چکا تھا کہ وہ ایک مسلمان کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے انہوں نے عابد صاحب کو دوبارہ اپنے سوالات کی وضاحت کرنے کا بھی موقعہ نہ دیا حالانکہ وہ وقت تبادلہ خیالات کے لئے ہی رکھا ہوا تھا۔ لیکن اس کا نتیجہ بہت اچھا ہوا۔ جب ان کے ساتھیوں نے پادری صاحب کی اس طرز کا مشاہدہ کیا تو وہ عابد صاحب کی طرف مائل ہو گئے اور دیر تک جلسہ کے بعد ان کے ساتھ اسلام اور عیسائیت کے موضوع پر گفتگو کرتے رہے۔

مسٹر میلمہ صاحب کو مختلف مقامات سے اسلام کے متعلق تقاریر کرنے کی دعوت ملی چنانچہ آپ نے نہایت عالمانہ طرز پر اسلام کی نمایندگی فرمائی۔ انہوں نے ایک بہت اچھا لیکچر پاکستان کے موضوع پر بھی دیا جس میں پاکستان کے عالم وجود میں آنے کے اسباب پر بحث کرتے ہوئے پاکستان کی نئی حکومت کے متعلق آپ نے مبسوط بحث کی اور بتلایا کہ نئی حکومت نے جو جنرل محمد ایوب کی قیادت میں کام کر رہی ہے چند سالوں میں ملک کی حالت بدل دی ہے اور اس وقت پاکستان شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔

## الفارق

ہمارا ماہنامہ پرچہ الفارق باقاعدہ شائع ہوتا رہا ہے اس کی جنوری کی اشاعت میں جیب کرلی کا پاکستان کے متعلق بہت عمدہ مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں انہوں نے جنرل محمد ایوب خانصاحب کی ایک تقریر سے اقتباسات بھی درج فرمائے ہیں۔ یہ مضمون یہاں بہت پسند ہوا ہے۔ چنانچہ ایک اخبار میں اس مضمون کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے اور پھر بالخصوص اس مضمون کا اقتباس دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ باتیں صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہیں رہنی چاہئیں۔ یہ غیروں کے لئے بھی اسی طرح ہی مفید ہیں۔ پھر انہوں نے یہ بھی کہا کہ کیا کوئی عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والا والی ریاست اس قسم کا بیان اپنے مذہب کے متعلق دے سکتا ہے؟

ایک مضمون مسٹر میلمہ کے قلم سے بھی پاکستان کے متعلق شائع ہوا ہے جس میں پاکستان کے خلاف ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ مضمون نہایت لمبا ہے اور اس میں وضاحت سے کئی ایک امور بیان کئے گئے ہیں۔

(غلام احمد بشیر)

محمد سلطان نظامی صاحب

# کَذٰلِکَ کے لفظ سے

## پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر استدلال

"کَذٰلِکَ" - ہم اپنی زبان میں روزانہ کئی بار استعمال کرتے ہیں یعنی "اسی طرح ہوگا"۔ ایک والد جب اپنے بیٹے یا بیٹی کو کسی چیز کے کرنے کی تاکید کرتا ہے اور اولاد کوئی حیلہ - بہانہ یا عذر پیش کرتی ہے تو والد اپنا حکم منوانے کے لئے یہی الفاظ استعمال کرتا ہے "اسی طرح ہوگا" یعنی جو کچھ اس نے کہا ہے اس میں ذرہ بھر شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے بلکہ اس کی تعمیل ضروری ہے - بعینہٖ یہ الفاظ روزانہ خاوند - بیوی - اُستاد - افسر عدالت بلکہ ہر انسان اپنے کلام میں زور پیدا کرنے اور اسے شک و شبہ سے پاک ثابت کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

قرآن پاک میں رب العزت نے لفظ "کَذٰلِکَ" کو بڑے زور سے پیش کیا ہے اور ایسے مقامات پر پیش کیا ہے جہاں کسی بشارت کے بالمقابل کسی پیغمبر ان کی زوجہ محترمہ یا ماں نے کوئی عذر پیش کیا ہے۔ اور لفظ کَذٰلِکَ فرما کر اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ "اسی طرح ہوگا" جس کی بشارت دی گئی ہے۔

قرآن پاک میں تین بزرگ انبیاء حضرت اسحاق علیہ السلام - حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی پیشگوئی اور بشارت دیتے وقت جب ان کے والد یا والدہ کسی نے بھی کوئی عذر پیش کیا تو اس عذر کو رد کرنے کے لئے لفظ "کَذٰلِکَ" کو اللہ تعالیٰ نے نہایت زور سے پیش کیا ہے جس سے ہر قسم کے شک و شبہ کو رد کیا گیا ہے۔ یہ لفظ بہت جامع اور پُرمعنی ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی کو جب حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

"فبشرنٰھا باسحٰق ومن وراء اسحٰق یعقوب ۝ قالت یٰویلتیٰ ءالد وانا عجوز وھٰذا بعلی شیخا ان ھٰذا لشیء عجیب ۝"

(سورۃ ھود: ۷۲ : ۷۵) اسحاق کی بشارت دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی - بولی (حضرت ابراہیمؑ کی بیوی) خرابی میری کیا میں جنوں گی - حالانکہ بڈھی ہوں - اور میرا شوہر (ابراہیم) پیر مرد ہے - یہ تو تعجب کی بات ہے"

لیکن اس تعجب کو دور کرنے کے لئے فرمایا:-

"وبشروہ بغلٰم علیم ۝ فاقبلت امراتہ فی صرۃ فصکت وجھھا وقالت عجوز عقیم ۝ قالوا کذٰلک ۔۔۔"

(سورۃ الذاریات ۲۹ : ۳۰) اور اسے ایک صاحب علم لڑکے کی خوشخبری دی تو اس کی بی بی چیخ مار کر آگے آئی اور اپنے منہ پر طمانچہ مار کر بولی بڑھیا بانجھ (بولی) انہوں نے کہا اسی طرح ہوگا"

ان ہر دو جگہ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کے تعجب کو پیش کیا گیا ہے - اور اس تعجب کو اللہ تعالیٰ نے لفظ "کَذٰلِکَ" سے دُور کیا ہے - اور اس حقیقت کا بھی اظہار کیا ہے کہ ان دونوں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی زوجہ محترمہ ہی کے مرکب نطفے سے اولاد پیدا ہوگی جس طرح کہ رب العزت نے قاعدہ کلیہ بنا دیا ہے جس میں ذرہ بھر بھی تبدیلی کی گنجائش نہیں - فرمایا ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا - اور دوسری جگہ فرمایا انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج - ترجمہ:- بے شک ہم نے انسان کو مرد و عورت کے مرکب نطفے سے پیدا کیا -

یہاں پر ایک بات قابل غور ہے کہ جب بشارت حضرت اسحاق کی دی جا رہی تھی تو عورت یعنی زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے قائم کردہ قانون کے ماتحت ہی کہا کہ وہ اور اس کا خاوند دونوں بوڑھے ہو چکے ہیں جس سے اس حقیقت کی وضاحت ہوتی ہے کہ بچہ مرد و عورت دونوں کے مرکب نطفے ہی سے پیدا ہو سکتا ہے - اس کے علاوہ قانون قدرت کے خلاف ہے - اور اپنا بنایا ہوا کلیہ خالق کائنات کبھی نہیں توڑتا ورنہ یہ نظام کائنات اس کلیہ کو توڑنے سے درہم برہم اور تباہ ہو جاتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے جس کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:-

"ان اللہ یبشرک بیحییٰ مصدقا بکلمۃ من اللہ وسیدا وحصورا ونبیا من الصٰلحین ۝ قال رب انیٰ یکون لی غلٰم وقد بلغنی الکبر وامراتی عاقر ؕ قال "کذٰلک""

(آل عمران ۳۸ : ۳۹) اللہ تعالیٰ تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ کی ایک بات کو سچا کر دکھانے والا اور سردار اور بدیوں سے رکنے والا اور نبی نیکوکاروں میں سے ہوگا۔ اس (ذکریا علیہ السلام) نے کہا میرے رب میرے بیٹا کب ہوگا اور یقیناً مجھ پر بڑھاپا آ چکا ہے اور میری عورت بانجھ ہے۔ فرمایا اسی طرح ہوگا"

یہاں پر بھی خوشخبری کے پیش نظر حضرت ذکریا نے جو عذر ظاہر کیا ہے وہ اپنے بڑھاپے اور بیوی کے بانجھ پن کا ہے جو عین سنت اللہ کے مطابق ہے یعنی بغیر مرد و عورت کے مرکب نطفے کے اولاد کا پیدا ہونا ناممکن اور سنت اللہ کے خلاف ہے۔ لیکن ان کے اس عذر اور حیرانگی کو رب العزت نے لفظ "کَذٰلِکَ" فرما کر ان کے یقین کو حق الیقین کا مقام دیا کہ "اسی طرح ہوگا" یعنی تم دونوں خاوند بیوی ہی سے بچہ پیدا ہوگا۔

اسی طرح سورت مریم میں اللہ تعالیٰ نے پُر زور الفاظ میں "کَذٰلِکَ" فرماتا ہے:-

"یٰزکریا انا نبشرک بغلٰم ن اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیا ۝ قال رب انیٰ یکون لی غلٰم وکانت امراتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا ۝ قال کذٰلک"

(سورۃ مریم ۷ : ۸) اے ذکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ اس کا نام یحییٰ ہے ہم نے اس کا کوئی نظیر پہلے نہیں بنایا - کہا میرے رب میرے لڑکا کب ہوگا اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں - فرمایا "اسی طرح ہوگا"

یہاں بھی حضرت ذکریا نے بعد از خوشخبری جو عذر پیش کیا ہے وہ وہی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام

اور ان کی زوجہ ...... نے پیش کیا تھا کہ ہم بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ان الفاظ کو بار بار دوہرانے کا مطلب یہی ہے کہ بغیر مرد و عورت کے مساس اور مرکب نطفہ کے اولاد کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اور پیغمبروں کا بار بار ان الفاظ کو پیش کرنا ہمارے یقین میں اور بھی اضافہ کرتا ہے۔ ورنہ پیغمبر کو تو خدا پر ہم سے زیادہ یقین ہوتا ہے مگر بشارت و خوشخبری کے بعد پیغمبر کا عذر کوئی گستاخی نہیں بلکہ قاعدہ کلیہ اور سنت اللہ کی عین تابعداری اور پیروی ہے اور ہمیں ہدایت ہے کہ بغیر مرد اور عورت کے مرکب نطفے کے اولاد پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ اور اللہ کا لفظ "کذلک" کو بخود ہدایت ہر بار زوردار الفاظ کے ساتھ دوہرانے سے اس لفظ کی حقیقت بھی نمایاں ہوتی ہے "اسی طرح ہوگا" جس میں شک و شبہ گنجائش نہیں رہتی۔

پیشتر اس کے کہ اسی لفظ کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بشارت و پیدائش کے متعلق پیش کیا جائے حضرت مریم علیہا السلام کی دونوں کفالتوں کا پیش کرنا از بس ضروری ہے تاکہ لفظ کذٰلِکَ کی حقیقت اور نمایاں ہو سکے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے "آل عمران" میں نہایت ترتیب سے اس واقعہ کفالت اور بشارت و پیدائش حضرت عیسٰی علیہ السلام کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے، اور اس سارے واقعہ کی لفظ "کذٰلک" فرما کر زوردار تصدیق کی ہے۔

چنانچہ جب حضرت مریم علیہا السلام نابالغ ہی تھیں تو ان کی والدہ انہیں لے کر حضرت زکریا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنی بچی کو انکی کفالت میں دے دیا۔ جس کے متعلق قرآن پاک فرماتا ہے

" وانی سمیتھا مریم وانی
اعیذھا بک و ذریتھا من
الشیطٰن الرجیم ○ فتقبلھا
ربھا بقبولٍ حسنٍ و انبتھا
نباتًا حسنًا و کفلھا زکریا
(آل عمران ۳۵ : ۳۶) اور میں
نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں
اسے اور اس کی نسل کو شیطان مردود
سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ سو اس
کے رب نے اسکو اچھی قبولیت سے
قبول کیا اور اس کو عمدہ پرورش سے
بڑھایا اور اس کو زکریا کی سپردگی میں دیا۔"

مندرجہ بالا آیات میں حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے جہاں انہیں بچپن میں حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں دیا وہاں اپنی دلی خواہش کا اظہار بھی دعا کے ساتھ کیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ حضرت مریم کی شادی اور اولاد کی بھی خواہشمند تھیں۔ چنانچہ فرمایا۔

"انی اعیذھا بک و ذریتھا من
الشیطٰن الرجیم"
یعنی میں اس (مریم) کو اور اس کی اولاد کو
راندے ہوئے شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں

جب حضرت مریم بلوغت کو پہنچ گئیں تو حضرت زکریا علیہ السلام نے انہیں اور کسی کی کفالت میں دینا چاہا۔ جس طرح ہم جب ہماری اولاد یا وہ بچیاں جن کے ہم سربراہ یا گارڈین بنتے ہیں بعد از بلوغت کسی اور کے نکاح میں دیتے ہیں تاکہ وہ اب اسکے اخراجات کا کفیل ہو۔ اور بوقت نکاح جس طرح ہمارے ہاں بھی کئی طرح کے جھگڑے ہوتے ہیں، لڑکی کے حق مہر مقرر کرنے متعلق آئے روزانہ جیب خرچ اور کپڑے وغیرہ کے متعلق وغیرہ وغیرہ بعینہ دوسری کفالت میں یہی جھگڑے نمودار ہونے پر اللہ تبارک و تعالےٰ سورۃ آل عمران کی اگلی آیت میں بیان فرماتا ہے:-

وما کنت لدیھم اذ یلقون
اقلامھم ایھم یکفل مریم
وما کنت لدیھم اذ یختصمون○
(آل عمران : ۴۴) اور تو ان کے
پاس نہ تھا جب وہ اپنی قلمیں ڈالتے
تھے کہ ان میں سے کون اب مریم کا کفیل
بنے اور نہ تو ان کے پاس تھا جب
وہ آپس میں جھگڑتے تھے۔"

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ جب حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ محترمہ انہیں پہلی کفالت کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام کے سپرد کرنے لگیں تو کوئی جھگڑا رونما نہ ہوا۔ اس وجہ سے کہ اس وقت حضرت مریم علیہا السلام بالکل نابالغ تھیں لیکن دوسری کفالت میں جھگڑا شروع ہوا کہ اب ان کی کفالت کون کرے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت کے بعد کسی دوسرے ایسے شخص کی کفالت میں جا رہی تھیں جس کے ذمہ تازندگی یعنی موت تک ان کی کفالت کا بوجھ اٹھانا تھا اور وہ بوجھ سوائے خاوند اور کوئی نہ اٹھا سکتا تھا۔ اسی لئے قرآن پاک نے بشارت حضرت عیسٰی علیہ السلام سے پیشتر دونوں کفالتوں کا مفصل ذکر اور حضرت مریم کی والدہ کی دعا جو ان کی اولاد کو بھی نیک و صالح دیکھنا چاہتی تھی بیان فرمایا ہے تاکہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

اب جب دوسری کفالت کا جھگڑا طے ہو چکا تو اللہ تبارک و تعالےٰ حضرت مریم علیہا السلام کو بشارت دیتا ہے۔ فرمایا۔

اذ قالت الملٰئکۃ یٰمریم ان
اللہ یبشرک بکلمۃ منہ
اسمہ المسیح عیسی ابن
مریم وجیھا فی الدنیا
والاٰخرۃ ومن المقربین○
ویکلم الناس فی المھد وکھلا
ومن الصٰلحین ○ قالت رب
انی یکون لی ولد ولم یمسسنی
بشر قال "کذٰلک" (آل عمران
۴۴ : ۴۶) جب فرشتوں نے کہا
اے مریم اللہ تجھے اپنی طرف سے
ایک کلام کے ساتھ خوشخبری دیتا
ہے اس (مبشر) کا نام مسیح عیسٰی بن
مریم ہے۔ جو دنیا اور آخرت میں وجاہت
والا اور مقربوں میں سے ہوگا۔ اس نے
کہا میرے رب میرے بیٹا کب ہوگا
اور ابھی تک تو کسی بشر نے چھوا ہی نہیں،
فرمایا "اسی طرح ہوگی"

اللہ کے نیک بندے سنت اللہ کے کس قدر تابع ہوتے ہیں۔ جس طرح سنت اللہ کی پیروی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی زوجہ ...... نے اپنے ادھیڑپن کا ذکر کیا اور حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی اور اپنی زوجہ ...... کے بڑھاپے کا ذکر کیا۔ مگر رب العزت نے انہیں لفظ "کذٰلک" فرما کر آگاہ فرمایا کہ تم دونوں میں ملاپ اور نطفہ ہی سے بچہ پیدا ہوگا یہاں پر بھی حضرت مریم علیہا السلام نے اسی سنت اللہ کو دوہرایا اور یہ فرما کر اس حقیقت کو اور بھی اجاگر کیا کہ انہیں کسی مرد نے ابھی تک چھوا ہی نہیں ہے تو بچہ کیسے پیدا ہوگا۔ مگر یہاں پر بھی رب العزت نے اسی پُرمعنی لفظ "کذٰلک" کو فرما کر اس حقیقت کی وضاحت کی کہ "اسی طرح ہوگا" یعنے مرد تجھے چھوئے گا اور تم دونوں کے مساس اور مرکب نطفے سے یہ پیشگوئی اسی طرح پوری ہوگی۔ جس طرح اس سے قبل یہی پیشگوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں پوری ہو چکی ہے۔

اس سے قبل قرآن پاک حضرت مریم علیہا السلام کی دونوں کفالتوں کا ذکر فرما چکا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری کفالت یعنے نکاح کے بعد آپ کی رخصتی ابھی نہیں ہوئی مگر خدا وند تعالےٰ نے آپ کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دے دی ہے۔ سورۃ مریم میں قرآن پاک فرماتا ہے:-

قال انما انا رسول ربک لاھب
لک غلٰمًا زکیًا ○ قالت انّی
یکون لی غلٰم ولم یمسسنی
بشر ولم اک بغیًا ○ قال
"کذٰلک" (مریم ۲۰ : ۲۱)
اس نے کہا میں صرف تیرے رب کا
بھیجا ہوا ہوں (وہ فرماتا ہے) کہ تجھے
ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں۔ کہا میرے لڑکا
کس طرح ہوگا حالانکہ مجھے کسی بشر نے

ہی نہیں - اور نہ ہی بدکار ہوں فرمایا۔
"اسی طرح ہوگا"

حضرت مریمؑ کا بار بار یہ عرض کرنا کہ لڑکا کیسے پیدا ہوگا جب کسی بشر نے انہیں چھوا ہی نہیں۔ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کا نکاح تو ہوچکا ہوا تھا مگر ابھی رخصتی باقی تھی اور رب العزت کا انہیں اس عذر پر بار بار تاکید "لفظ کذالک" کہنا اس کے لفظ "چھوا" کی وضاحت کرتا تھا کہ "اسی طرح ہوگا" یعنے انہیں بشر چھوئے گا اور قانون قدرت کے مطابق مرد و عورت کے مساس اور مرکب نطفہ سے ہی بچہ پیدا ہوگا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب حضرت اسحقؑ کی بشارت دی گئی تو انہوں نے اپنے بڑھاپے کا اظہار کیا اور ان کی زوجہ محترمہ نے اپنے بانجھ پن کا عذر کیا مگر لفظ "کذالک" سے اُن کی نا امیدی کو رب العزت نے امید سے بدل دیا کہ "اسی طرح ہوگا" یعنے سنت اللہ کے مطابق تم دونوں ہی سے حضرت اسحقؑ پیدا ہوں گے اور پھر جب حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰؑ کی بشارت دی گئی تو انہوں نے بھی اپنے بڑھاپے کے ساتھ عورت کے بانجھ پن کا ذکر کیا۔ ان کا ایمان نہیں تھا کہ خدا کو ہر چیز پر قدرت ہے۔ لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ خداوند تعالےٰ اپنے بنائے ہوئے قواعد کو خود بھی کبھی نہیں توڑتا۔ اس واسطے ہر دو جلیل القدر انبیاءؑ نے اپنی اپنی عورتوں کا نام لیا اور ان کا بڑھاپا پیش کیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کو جب فرشتوں نے بشارت دی کہ اسحقؑ کے بعد یعقوبؑ بھی پیدا ہوں گے تو انہوں نے اپنے بانجھ پن کے ساتھ خاوند کے بڑھاپے کو پیش کیا۔ یعنے جب مرد کو بشارت ہوئی تو اس نے عورت کا عذر کیا اور جب عورت کو بشارت ہوئی تو اس نے خاوند کا بڑھاپا پیش کیا۔ اسی طرح جب حضرت مریم علیہا السلام کو بشارت عیسیٰ علیہ السلام دی گئی تو انہوں نے بھی فطرتی نظام کے تحت خاوند کا ذکر کیا کہ انہیں ابھی تک کسی مرد نے چھوا نہیں مگر ان تمام انبیاءؑ اور ان کی رفیقہ حیات کے عذر کو رب العزت نے لفظ "کذالک" سے مسترد کر دیا اور ان کی نا امیدی کو امید سے بدل دیا اور "اسی طرح ہوگا" فرما کر اس حقیقت کی وضاحت کر دی کہ کوئی بچہ بغیر والدین کے مرکب نطفے کے پیدا ہی نہیں ہو سکتا نہ آج تک ہوا ہے اور نہ قیامت تک ہوگا۔

حال ہی میں روم میں ایک عالمگیر مسیحی اجلاس ہوا جس میں کل دنیا کے مسیحی مذہبی راہنماؤں نے شرکت کی اور فیصلہ کیا کہ آئندہ عبادات میں جہاں حضرت مریم علیہا السلام کا نام لیا جاتا ہے اس میں حضرت یوسف (نجار) کا نام بھی شامل کیا جائے۔ کلیسا کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ "ماس" کی مستغرق عبادت میں حضرت یوسف نجار کے نام کا بھی اضافہ کیا گیا جو بقول بائبل حضرت مریم علیہا السلام کے شوہر اور حضرت یسوع (مسیح علیہ السلام) کے پدر بزرگوار ہیں۔

ذیل میں اس فیصلہ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جو یو۔پی۔آئی۔ کے حوالہ سے پاکستان ٹائمز (لاہور) نے اپنے ۱۵ر نومبر ۱۹۶۲ء کے پرچہ میں شائع کیا ہے:۔

رومی کلیسا کی مخصوص عبادت "ماس" میں اہم تبدیلی"

ویٹیکن شہر۔ (پوپ کی حکومت کا مرکز)

کل یعنی ۱۴ر نومبر ۱۹۶۲ء کو ویٹیکن (مسیحی اجلاس) نے ماس" کی عبادت کے بہت ہی مستغرق حصے میں پہلی تبدیلی کا حکم دیا ہے۔ یہ واقعہ ساتویں صدی کے بعد پہلی مرتبہ ہوا ہے۔

ایکو مینیکل کونسل (عالمگیر مسیحی اجلاس) نے ایک اعلان شائع کیا جس میں کہا گیا ہے کہ رسول یوسف (نجار) کے نام بھی مقدس مریم کی وجہ سے "ماس" کی مستغرق "قلبی عبادت" میں اضافہ کیا جائے۔

اعلان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ پوپ جان ۲۳ نے حکم دیا ہے کہ ۸ر دسمبر ۱۹۶۲ء کو اس حکم کی تعمیل کی جائے۔ کیونکہ یہ دن حضرت مریمؑ کے "معصومانہ حمل" کے نمودار کا دن ہے۔"

مندرجہ بالا خبر ہی اس حقیقت کی تصدیق ہے کہ حضرت یوسف نجار ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد بزرگوار تھے یہی وجہ ہے کہ کلیسا نے بھی اپنی دعاؤں اور عبادات میں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ناموں کے ساتھ "حضرت یوسف نجار" کا نام بھی شامل کیا ہے۔ تاکہ مزید برکات کا موجب ہو۔
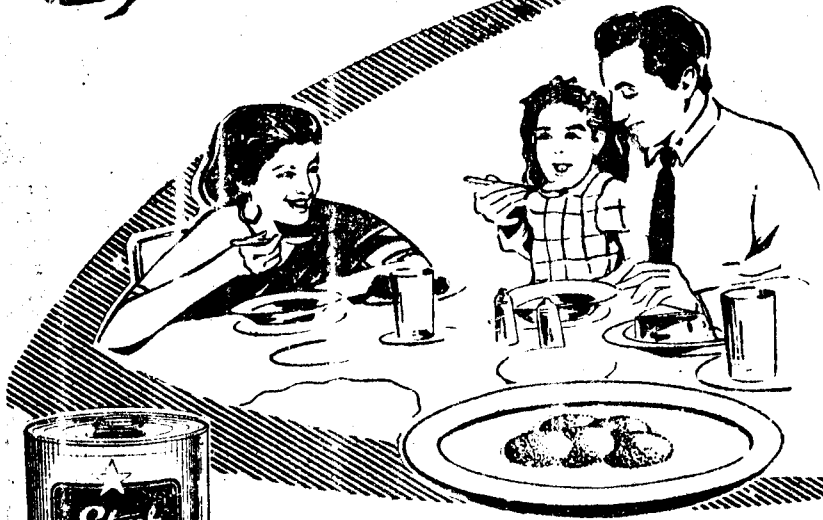
اے۔ آر۔ یوسف صاحب ایڈووکیٹ لاہور

# حضرت مجاہد کبیر کے اخلاق حسنہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔

السلام علیکم۔

کتاب "مجاہد کبیر" نظر سے گذری۔ خدا مصنفین کو جزائے خیر دے۔ اس کتاب نے ایک بہت بڑی کمی کو پورا کر دیا ہے۔

میں نے مولانا مرحوم کو اس وقت دیکھا جب میں سکول کا طالب علم تھا۔ اور ان کی عظمت سے آگاہ نہ تھا۔ بعد میں بھی کبھی کبھار ملاقات کا موقعہ ملتا رہا۔ پھر چند حالات کی بناء پر ان سے ملاقات کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ ڈلہوزی میں اکثر ان کے ساتھ بیٹھنے کا اور ملنے کا اتفاق ہوا اور وہی چند تاثرات پیش کرتا ہوں۔

مولانا مرحوم میانہ قد کے تھے۔ اور باحیا انسان تھے۔ طبیعت میں تکلف بالکل نہ تھا۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ اور مزاج میں انتہا درجہ کی سادگی تھی۔ جب مسکراتے تو دانت موتیوں کی طرح چمکتے اور ان کی مسکراہٹ میں ایک عجیب جاذبیت تھی جو میں بیان نہیں کر سکتا۔ ایک فرشتہ پن تھا۔ ایک معصومیت تھی۔ جس سے پاس بیٹھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ آنکھوں میں بھی ایک عجیب چمک تھی۔ پہلی نظر ڈالنے پر ہی ایک ولی اللہ کا چہرہ معلوم ہوتا تھا۔ ہر کام کے لئے ان کا وقت مقرر تھا۔ عین وقت مقررہ پر سیر کے لئے نکلتے اور سخت بارش کے باوجود شام کو ایک مکرر "نہ کا راونڈ" ضرور کرتے۔

لباس بھی سادہ ہوتا مگر ہمیشہ صاف ستھرا۔ مولانا مرحوم اپنے ملنے والوں کی خیریت بھی دریافت فرماتے رہتے تھے اور ان کے بچوں کے متعلق بھی اکثر پوچھتے رہتے تھے۔ جب معلوم ہوتا کہ فلاں بچہ سکول یا کالج میں خوب قابل ہے تو بڑا خوش ہوتے۔ احباب کے خوب خیر خواہ تھے۔

خطبہ جمعہ نہایت عالمانہ ہوتا۔ اور جو بات کہتے دل میں اتر جاتی۔ مجھے اب تک خوب یاد ہے ایک دفعہ ڈلہوزی میں انہوں نے اس مضمون پر خطبہ دیا "نماز اور تعلق باللہ"۔ میں گرچہ آٹھویں جماعت کا اس وقت طالب علم تھا مگر میں عش عش کر اٹھا۔ اور وہاں سنے ....... یہ عزم لے کر اٹھا کہ نماز ضرور پڑھوں گا۔ میرے ایک رشتہ دار بھی تھے جو ان دنوں ہمارے ساتھ مقیم تھے۔ اور وہ احمدیت کے مخالف تھے۔ مولانا کے اس خطبہ نے ان پر وہ اثر ڈالا کہ وہ باقاعدہ جمعہ کی نماز کے لئے جانے لگے اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم کے درس میں بھی شامل ہونے لگے۔ مولانا مرحوم قرآن کی حکمت کی باتیں جس دلنشین انداز سے بیان فرماتے وہ انہی کا حصہ تھا۔ میں نے بڑے بڑے جادو بیان مقرر سنے ہیں مگر یہ رنگ کہیں اور نظر نہ آیا۔

ان کا خطبہ سننے سے اور ان کی صحبت میں بیٹھنے سے انسان ایسا محسوس کرتا ہے کہ دنیا میں خدمت اسلام کے مقابلہ میں سب کام ہیچ ہیں اور اسی کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دینی چاہئے یہ احساس دل میں اسی وقت شدت سے موجود ہوتا تھا یہ شاید امام وقت کی پھونکی ہوئی روح تھی جو اس وقت کام کر رہی تھی۔ میں نے ایسا کوئی انسان نہیں دیکھا جو اسلام کے غلبہ کے لئے اپنے دل میں اتنی تڑپ رکھتا ہو جتنی مولانا مرحوم کو تھی۔

مغرب کی نماز میں مجھے اکثر شریک ہونے کا موقعہ ملتا۔ ایک دو دفعہ بیچ میں سے بھاگنے کی کوشش کی تو کان سے پکڑ کر لے گئے۔ نماز مغرب میں یہ الفاظ ایاک نعبد و ایاک نستعین دو دو تین تین بار دہراتے اور سورۃ بقرہ کی آخری دعا ربنا لاتواخذنا ان نسینا او اخطانا ........... اکثر پڑھتے اور اس کے پڑھنے کی دوسروں کو بھی تاکید فرماتے۔

ایک دفعہ جالندھر سے میں نے انہیں ایک خط لکھا۔ میرا خیال تھا کہ شاید جواب نہ آئے کیونکہ دو چار باتیں ایسی تھیں جو میں لکھنا نہیں چاہتا۔ مگر اس کے اگلے روز ہی جواب پہنچ گیا اور میں یہ پڑھ کر بڑا خوش ہوا جب انہوں نے لکھا کہ وہ میرے لئے بہت دعا کرتے ہیں۔

مستجاب الدعوات ضرور تھے۔ لوگوں سے کئی واقعات میں نے سنے۔ نماز بڑی دلجمعی سے پڑھتے اور دلسوز آواز تھی۔

میں نے ان کے منہ سے کبھی کسی کی برائی نہیں سنی۔ جمعہ کے بعد کچھ عرصہ احباب کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم جب کبھی خلیفہ صاحب قادیان میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کی کسی بات کا ذکر کرتے تو ہنس پڑتے اور ڈاکٹر صاحب خوب بذلہ سنج خوش مذاق آدمی تھے۔ اور اولیاء اللہ میں سے تھے مولانا مرحوم سے ڈاکٹر صاحب نہایت گہری محبت رکھتے تھے۔ ایک واقعہ ڈاکٹر صاحب کا بھی تحریر کئے دیتا ہوں شاید کسی کو یاد نہ رہے۔ یہ واقعہ میں نے خود انکی زبانی درس قرآن دیتے وقت ڈلہوزی میں سنا تھا:۔

درس قرآن دیتے ہوئے فرمانے لگے کہ ایک دفعہ وہ گھر سے دور کسی ایسی جگہ پر جگہ کا نام مجھے یاد نہیں رہا تھے جہاں سویاں دستیاب نہ ہو سکتی تھیں اور اگلے روز عید تھی اور سویاں کھانے کو بڑا جی چاہتا تھا۔ عید کے روز نماز فجر کے وقت ان پر ایک غنودگی کی حالت طاری ہوئی اور غیب سے ایک ہاتھ بڑھا جس پر ایک پیالہ رکھا تھا۔ وہ ہاتھ آگے بڑھتا آیا حتیٰ کہ پیالہ ان کے منہ سے آ کے لگ گیا۔ پیالہ میں سویاں تھیں۔ فرمانے لگے کہ میں نے وہ سارا پیالہ ختم کر دیا۔ جب غنودگی کی حالت جاتی رہی تو میں نے اپنے شکم کو سیر پایا اور سویوں کی شیرینی زبان پر موجود تھی۔ یہ تعلق باللہ والے لوگوں کی باتیں ہیں۔

امیر مرحوم جیسے پاکباز انسان دنیا میں شاذ و نادر ہی آتے ہیں اور ان کی وفات کے بعد میں یہ کہوں گا ؎

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے

اب اجازت چاہتا ہوں۔ فرصت ملی تو ایک پورا مضمون ارسال خدمت کروں گا۔

خاکسار

اے۔ آر۔ یوسف۔ لاہور

## قرارداد تعزیت مسلم ہائی سکول نمبر ۲

آج اساتذہ مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت ہیڈ ماسٹر صاحب منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر یہ ریزولیوشن منظور کیا گیا:۔

"اساتذہ مسلم ہائی سکول نمبر ۲ مرزا مسعود بیگ صاحب کی والدہ محترمہ کی وفات پر انتہائی غم و اندوہ کا اظہار کرتے ہیں۔ مرزا صاحب موصوف کو جو ناقابل برداشت صدمہ پہنچا ہے اس میں تمام اساتذہ کو ان کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی طاقت عطا فرمائے" آمین

فیصلہ کیا گیا کہ اس ریزولیوشن کی ایک کاپی مرزا مسعود بیگ صاحب کو ایک کاپی پیغام صلح میں اشاعت کی غرض سے بھیجی جائے باقی وقت کے لئے سکول اظہار افسوس کیلئے بند کر دیا گیا۔

عبد الحق ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور

مولانا عبداللہ جان نیازی صاحب

# انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن اور قادیانی جماعت

روزنامہ الفضل مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۶۳ء میں زیرعنوان مشاورت کے متعلق ایک دوست کے تاثرات شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ لائلپور کا خط بنام صاحبزادہ بشیر احمد صاحب سلمہ صدر مجلس مشاورت چھپا ہے جس میں جناب شیخ صاحب موصوف نے مندرجہ ذیل خیال کا اظہار فرمایا۔

محترم ملک غلام فرید صاحب نے تفسیر قرآن (مجید) کو بڑی محنت کے بعد باوجود بیماری کے مکمل کر لیا ہے۔ الحمد للہ۔ میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ صدر انجمن احمدیہ یا مرکز کی طرف سے ایک تقریب کے ذریعہ ان کی خدمات کا اعتراف اشاعت تفسیر اور غیر مبائعین کے بے جا تفاخر کے بارہ میں مفید ہوگا لیکن میری یہ تجویز مفید خیال کی جائے تو اسے زیر غور لایا جاوے۔ بعض نیکیاں قدر افزائی سے فروغ پاتی ہیں۔ دینے سے دیا یونہی چلتا رہے۔ فقط

ہمیں اس بات سے کوئی رنج نہیں بلکہ بڑی خوشی ہوئی کہ ملک صاحب نے تفسیر کا کام مکمل کر لیا۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ البتہ شیخ صاحب مکرم کے اس فقرہ کو پڑھ کر افسوس ہوا بالخصوص اس لئے کہ ایک لیگل دماغ کے قلم سے ایسے الفاظ نکلے اما بنعمۃ ربک فحدث بے جا تفاخر کے ماتحت نہیں آتا۔ آخر شیخ صاحب موصوف کو بھی ملک صاحب کے تفسیر کے مکمل کرنے سے ایک خوشی ہوئی۔ کیا انہوں نے اس کا اظہار تفاخر کے لئے کیا ہے۔ میں جناب شیخ صاحب کی توجہ ایک بڑے اہم تاریخی واقعہ سے تعلق مبذول کراتا ہوں وہ تاریخی واقعہ امریکہ کی دریافت کا واقعہ ہے۔ زمانہ حال کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ **اوّل** وہ شخص جس نے امریکہ دریافت کیا تھا پیٹر واسکوڈی گاما۔ پرتگال کے ایک جہاز کا کپتان تھا۔ پرتگال کے درباریوں کو رشک پیدا ہوا اور انہوں نے یہ سوال اٹھایا کہ جہاز سرکاری تھا۔ روپیہ اور دولت سلطنت کا۔ جاتے جاتے اگر واسکوڈی گاما کا جہاز سمندر کے پار امریکہ کے ساحل پر پہنچا تو اس میں کیوں اسکو دربار میں غیر معمولی عزت اور احترام دیا جاتا ہے۔ بادشاہ نے واسکوڈی گاما پر یہ سوال کیا تو اس نے ایک انڈا نکال کر کہا کہ کوئی ہے جو اس انڈے کو میز پر کھڑا کرے اور انڈا ٹوٹنے نہ پاوے۔ سب حیران ہوئے اور حیرت میں پڑ گئے اور آخر سب نے اعتراف کیا کہ وہ انڈا ایسے کھڑا نہیں کر سکتے کہ وہ ٹوٹنے بھی نہ پاوے اور کھڑا رہے سب کی عاجزی کے بعد واسکوڈی گاما کھڑا ہوا اور اپنی انڈا نکال کر اس پر کھڑا کر دیا تو سب پکار اٹھے کہ یہ تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔ تو واسکوڈی گاما نے کہا اب تم بھی کر سکتے ہو اور ہر جہاز اب امریکہ جا اور پہنچ سکتا ہے۔ لیکن اولیت کا وہ مقام کوئی اب حاصل نہیں کر سکتا جو مجھے حاصل ہوا۔

اس مثال سے جناب شیخ صاحب کو معلوم ہو جائے گا کہ اولیت کا فخر مولوی محمد علی صاحب مرحوم کے لئے ہی مقدر تھا۔ اور دربار الٰہی کا حکم اور فیصلہ تھا۔ جیسے اس کے مامور حضرت مسیح موعود کے ایک نہیں دو رویاؤں سے ظاہر ہوتا ہے ایک رؤیا وہ ہے جس میں حضور نے دیکھا کہ انکو ایک تفسیر دی گئی اور کہا گیا کہ یہ علی کی تفسیر ہے۔ اس میں مفسر کا نام بھی آ گیا۔ دوئم ۱۹۰۶ء کی رؤیا جس میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم ایک قلم حضرت صاحب کو دیتے ہیں اور وہ مولوی محمد علی صاحب کو۔

حضرت مسیح موعودؑ انگریزی ترجمۃ القرآن کے ارادہ کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :—

"یہ میرا کام یا اس کا جو میری شاخ ہے" "جو میری شاخ ہے لکھنے کی کیا ضرورت تھی یہ اس امر کے اظہار کے لئے کہ خدائے علیم کے علم میں تھا کہ جماعت کا ایک حصہ اس مترجم قرآن کو حضرت صاحب کی شاخ خیال نہیں کرے گا بلکہ اس مترجم اور اس کے معاونین کو جو اصحاب مسیح موعود ہیں فاسق قرار دیں گے۔

شیخ صاحب جو پہلے سے وہ پہلے اور بطور تحدیث نعمت اس کا ذکر کیا جائے تو تفاخر میں نہیں آتا۔ پہلا ہوتا دین اور دنیا کے ہر کام میں مقام فخر ہے۔ اس میں شک کی کیا گنجائش ہے قرآن کریم کا بھی یہی فیصلہ ہے السابقون السابقون اولٰئک هم المقربون یوں تو مولوی محمد علی صاحب مرحوم کے بعد اور بھی کئی لوگوں نے قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ اور تفسیر لکھ کر شائع کی ہے۔ مثلاً حافظ محمد یوسف صاحب مسٹر پکتھال۔ مسٹر عبداللہ یوسف علی۔ مولانا عبدالماجد دریابادی (جن کو اس بات کا اعتراف ہے کہ مولانا محمد علی قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کرنے میں اولیت کا مقام رکھتے ہیں۔) ان میں سے ہر ایک فخر کر سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسے نیک کام کی توفیق دی۔ ملک غلام فرید نے بھی اب اس کام کو کیا ہے تو خوشی کی بات ہے۔ لیکن بات وہی ہے کہ جو پہلے ہے اسکو اولیت کے مقام سے کوئی محروم نہیں کر سکتا بلکہ ان کے ترجمہ کے متعلق تو جناب الٰہی سے بشارات بھی مل چکی ہے کہ ترجمۃ القرآن مقبول ہو گیا، جس پر حضرت مولانا نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحالت بیماری سجدہ شکر ادا کیا اور واقعات نے بھی ثابت کر دیا کہ اس ترجمہ نے یورپ اور انگریزی دان ممالک میں خاص طور پر مقبولیت حاصل کی ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کے ترجمۃ القرآن کے متعلق جماعت احمدیہ لاہور کو سب سے بڑھ کر خوشی جو ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوئی اور اولیت کی سعادت جماعت لاہور کے امیر کے ذریعہ ان کو حاصل ہوئی۔ اس لئے اس خوشی میں کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی پوری ہوئی جماعت ربوہ کو ہمارا شریک ہونا چاہیئے ورنہ اولیت کا مقام غیروں کو نہ گا جن کے نام اوپر لئے گئے ہیں۔

بہرحال ہم طعنہ زنی کو گناہ سمجھتے ہیں اور جماعت ربوہ کو اس مبارک کام کی تکمیل پر مبارک باد دیتے ہیں۔

---

## قرارداد تعزیت مسلم ہائی سکول نمبر ۱

آج زیر صدارت جناب چوہدری عبدالمجید صاحب ہیڈ ماسٹر سکول ہذا کے سٹاف کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں محترم جناب مرزا مسعود بیگ صاحب مرزا مقبول بیگ صاحب و منظور بیگ صاحب کی والدہ ماجدہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اور خداوند تعالیٰ کے حضور دعا کی گئی۔ کہ وہ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے صاحبزادگان نیز دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ یہ بھی قرار پایا۔ کہ باقی وقت کے لئے سکول بند کر دیا جائے۔ اور اس ریزولیوشن کی ایک نقل برائے اشاعت اخبار پیغام صلح میں ارسال کی گئی۔

برکت علی سٹاف سیکرٹری
مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

## خطبہ جمعہ (بقیہ از صفحہ ۲)

خدا کے فضل وکرم سے واپس آگئی ہے۔ لیکن ابھی پوری قوت اپنے اندر محسوس نہیں کرتا۔ دو تین دن ہوئے ڈاکٹر شجاعت علی صاحب نے مجھے اچھی طرح سے دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تمام اعضاء درست ہیں لیکن کمزوری ہے اس لئے میں دوستوں کی تسلی کے لئے لکھواتا ہوں کہ کوئی فکر کی بات نہیں۔ میں انشاء اللہ جلد ہی دوبارہ صحت پالوں گا۔

## احمدیہ ہال اور مارکیٹ کے لئے چندہ

کچھ احمدیہ ہال اور مارکیٹ کا بھی ذکر ضروری ہے اس کے لئے چندے برابر آرہے ہیں۔ خواجہ خلیل احمد نے سو روپیہ بھجوایا ہے۔ چوہدری محمد اقبال نے دہلم سے سو روپیہ بھجوایا ہے چارسدہ سے میاں عبداللہ شاہ صاحب قاضی خیل نے پانسو روپے بھیجے ہیں اسی طرح سے روپیہ آتا رہتا ہے بصرہ سے بھوانی صاحب نے پانچ ہزار روپیہ بھیجنے کے لئے لکھا ہے۔ احباب نے احمدیہ ہال اور مارکیٹ کی تعمیر کے سلسلہ میں بھی دریافت کیا ہے ان کی خاطر میں دو تین باتیں بتاتا ہوں۔ اوّل تعمیر کے کچھ مبادیات ہوتے ہیں وہ ۳۱ مارچ سے شروع ہیں اور تھوڑے عرصہ تک خدا کے فضل وکرم سے اس عمارت کی بنیادیں قائم کی جائیں گی۔ علاوہ ازیں میں تمام دوستوں سے کہوں گا کہ وہ اپنی اپنی رقوم جلد از جلد بھجوا دیں اور وہ دوست جنہوں نے اس کار خیر میں ابھی تک حصہ نہیں لیا ان کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اپنے تئیں اس اہم کار خیر کے ثواب سے محروم نہ رکھیں۔ کیونکہ اس کام میں روپیہ صرف کرنا صدقہ جاریہ ہے

## عظیم الشان شخصیت کی یادگار

یہ ایک عظیم الشان شخصیت کی یادگار ہے جس کے لئے مسلمان چودہ سو سال تک منتظر رہے اس کی برکت سے اس قوم کی ایک قیمتی جائیداد بننے والی ہے۔ جس کی آمد سے کراچی سے پشاور تک امام ہمام کا نام روشن ہوگا۔ آپ کی تعلیم پھیلائی جائے گی۔ آپ کی تعلیم یہی ہے کہ قرآن اور حدیث پر چلو۔ قرآن اور حدیث کے باہر جو بھی تعلیم ہے وہ مردود ہے۔ اعتقادات میں زیادتی اور کمی کرنے والا بدعتی اور دائرہ اسلام سے خارج ہے مرزا صاحب بڑے خوش انسان تھے۔ آپ کا ایمان قرآن اور حدیث تھا وہ لوگ جو نبوت نبوت کا ڈھنڈورا پیٹ رہے تھے اب تنگ آگئے ہیں وہ اب حضرت امام زمان کو مجدد مانیں گے وقت یہی کہتا ہے اور وہ لوگ جن کے دلوں میں حضرت امام زمان کے متعلق شکوک وشبہات تھے ان کے شبہات دور ہو رہے ہیں۔ لہٰذا آپ سب مرد و زن اس صدقہ جاریہ میں حصہ لیں۔ آپ اپنی دعاؤں سے اور روپیہ پیسہ سے اس یادگار کی تعمیر میں تعاون کریں شکریہ!

# احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے

## سالانہ جلسہ ۱۹۶۳ء کی مختصر روئداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی شاخ راولپنڈی کا دو روزہ سالانہ جلسہ ۱۳، ۱۴ اپریل ۱۹۶۳ء کو بروز ہفتہ اتوار حبیب گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ کے احاطہ میں منعقد ہوا جس میں جماعتہائے احمدیہ پشاور، ایبٹ آباد۔ مانسہرہ، ہزارہ۔ داؤد سیتی نوشہرہ، کیمبل پور۔ ہری پور۔ ورسند، چارسدہ۔ دیپ گراں، شیخ محمدی مری، واہ کینٹ۔ حسن ابدال۔ چک لالہ۔ گوجر خان جہلم۔ وزیر آباد۔ گجرات، منڈی بہاؤالدین، ملتان سرگودھا۔ چکوال۔ خوشاب۔ لائل پور، مظفر آباد (آزاد کشمیر)، لاہور اور راولپنڈی و مضافات کے حضرات وخواتین اور غیر از جماعت احباب اور عیسائی دوستوں نے بکثرت شرکت فرمائی۔

اس کامیاب جلسہ کی تین نشستوں میں علمائے احمدیہ اور مقررین کرام نے اسلام اور احمدیت، عیسائیت اور اشتراکیت پر مؤثر و مفید تقاریر فرمائیں۔ اسلام کی دعوت وتحریک کے جائزے پیش کئے گئے اسلام عالم انسانیت اور مذاہب عالم پر جو احسان وسلوک کیا ہے اور تحریک احمدیہ نے اسلام کی جو بیش قیمت بے نظیر خدمات انجام دیں اور دے رہی ہے اس پر ایمان افروز مقالات پڑھے گئے۔

باقاعدہ نمازوں میں اسلام کی ترقی واشاعت اور جماعت کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ اس تقریب کی روئداد پیغام صلح میں بالاقساط شائع ہوگی، انشاء اللہ۔

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا گذشتہ چند سالوں سے ہر سال تین جلسوں جلسہ سالانہ۔ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام کا اہتمام کرتی ہے جو حد درجہ لائق صد تحسین اور دیگر جماعتوں کے لئے لائق تقلید ہے۔ اگر اس جماعت کا دینی جوش وخروش تبلیغی ذوق وشوق اور تبلیغی جلسوں کے انعقاد کا جذبہ دوسرے شہروں کی جماعتوں کے لئے نشان راہ ہوجائے تو اس سے نہ صرف جماعتی جمود ختم ہوجائے گا بلکہ — دعوت وتحریک کی راہیں کھل جائیں گی، اور مخالفت کا موجودہ طلسم ٹوٹ جائے گا۔ اور جماعت احمدیہ کے عقائد سے لوگ صحیح طور پر واقف ہوجائیں گے۔

تکرار اور تسلسل کسی وقت ایک انقلابی رنگ لائے گا اور کئی ناواقف مسلمان آپ کے ساتھ شامل ہوکر میدان جہاد میں ذوق در ذوق نکلیں گے اور دینی فتوحات کے علم بلند کرتے میں آپ کا ساتھ دیں گے جو اسلام کی بسرعت تبلیغ واشاعت کا موجب ہوگا۔

اس موقعہ پر جماعت راولپنڈی نے تبلیغی لٹریچر بھی تقسیم کیا۔ اور دو نئے انگریزی ٹریکٹ شائع کرکے مفت تقسیم کئے۔

جلسہ ہذا کے حسن انصرام وانعقاد اور مہمانوں کے آرام اور طعام کے بہترین انتظام کے لئے انتظامیہ اور رضاکاران۔ خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب، ایس اے شکور صاحب خواجہ عبدالسلام صاحب، فیاض دین صاحب ایاز حسین صاحب، بشیر اللہ خان وشاہ اسعد اللہ خان پسران ملک ظفر اللہ خان صاحب شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مہمانان کرام اور سامعین جلسہ کے آرام واطمینان کا ہر لحاظ سے خیال رکھا گیا۔

حاضرین کی سہولت اور آرام کے لئے جناب راجہ محمد اختر صاحب نے رضاکارانہ طور پر چائے کا سٹال لگایا۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

(سٹاف رپورٹر)

آپ کو بڑا اجر عطا کرے گا۔

## ایک صدمہ کی بات

ایک صدمہ کی بات آپ کو سناتا ہوں۔ ہمارے نہایت مخلص دوست شیخ انعام الحق صاحب ۷ اپریل کو خدا کو پیارے ہوگئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شیخ صاحب مرحوم بڑے راستباز، مخلص اور با اخلاق انسان اور کامیاب مبلغ تھے۔ اعلیٰ درجہ کے اخبار نویس بھی تھے۔ ہمارے بھارتی مشن کے انچارج تھے۔ خوش کلام تھے۔ لوگ ان کی صحبت وکلام سے بڑے متاثر ہوا کرتے تھے۔ مرحوم کی وفات ہمارا قومی صدمہ اور نقصان ہے۔ یہ خبر کیسی المناک ہے۔ مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ نماز جمعہ کے بعد ہم سب مل کر دعا کریں۔

نوٹ: — نماز کے بعد جماعت نے ریزولیوشن پاس کیا کہ شیخ صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ کو جماعت کی طرف سے افسوس اور ہمدردی کا مکتوب لکھا جاوے۔

الٰہی بخش صاحب راولپنڈی

# میاں محمد صادق صاحب کی کھلی چٹھی

اخبار پیغام صلح میں میاں محمد صادق صاحب کی کھلی چٹھی بنام مولوی محمد نذیر صاحب شائع ہوئی ہے۔ جس میں میاں صاحب نے مولوی صاحب کے سے تکفیر اہل قبلہ کی مرض سے نجات پانے کے لئے دعا کے بعد یہ اپیل کی ہے۔ کہ وہ تکفیر اہل قبلہ سے باز رہیں جیساکہ وہ فرماتے ہیں کہ:۔

"اہل قبلہ کی تکفیر سے بڑھکر کوئی حملہ نہیں جو اسلام کی جڑیں کاٹ رہا ہے آپ احمدی ہوکر تو ایسا نہ کریں"

خلیفہ صاحب قادیان کے مریدین کے زمرہ میں رہ کر میاں صاحب کی یہ جرأت قابل تحسین ہے۔ کہ انہوں نے یہ کلمۂ حق بلند کیا۔ اور ساتھ ہی اس امر کی طرف توجہ دلاکر کہ:۔

(۱)۔ حضرت مسیح موعود کو آپ حکم عدل تسلیم کرتے ہیں اور کہ

(۲)۔ خلیفہ صاحب کا مرتبہ حضور سے کسی طرح بالا تسلیم نہیں کیا جاسکتا اور یہ کہکر کہ:۔

(۳)۔ حضرت مسیح موعود حقیقت الوحی کے مصنف تھے

میاں صاحب نے مولوی صاحب سے یہ سوال کیا ہے کہ کیا حضور (حضرت مسیح موعود) کو حقیقت نبوت لکھنی نہیں آتی تھی اور مولوی محمد نذیر کو نبوت کے بارہ میں مدعی سست گواہ چست قرار دیا ہے۔

اب اس کا جو جواب قاضی محمد نذیر صاحب دیں گے اس کا تو انتظار رہے گا۔[1] لیکن ان کے عقیدہ سے تو یہی توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وہ حضور کو اس کا اہل تسلیم نہیں کرسکتے کہ وہ حقیقت نبوت لکھتے۔ کیونکہ ان کے اعتقاد کے مطابق حضور نہ تو محدثیت کے صحیح معنے اور مفہوم کو کماحقہ سمجھتے تھے نہ نبوت کے۔ اب یہ تو ہر ذی عقل تسلیم کرے گا کہ جس شخص کو نبوت کی صحیح تعریف کا علم نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اس کی حقیقت لکھنے پر کیونکر قلم اٹھا سکتا تھا۔ چنانچہ خلیفہ صاحب نے اپنی کتاب حقیقت النبوت میں لکھا ہے:۔

"خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود ...... باوجود اس کے کہ وہ سب شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں۔ آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے تھے ...... اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعوے کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوائے کسی میں پائی نہیں جاتی۔ اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں"

اب اس سے میاں محمد صادق صاحب کے سوال کا جواب تو واضح ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود کو نبوت کے بارہ میں علم ہی نہ تھا۔ وہ حقیقت نبوت کیسے لکھ سکتے تھے۔ اور شاید یہی وجہ تھی۔ کہ خلیفہ صاحب کو خود ثابت نبوت پر حقیقت النبوت کتاب لکھنی پڑی مگر غالباً نصرت الٰہی سے یہ عجیب توارد ہوکہ خود حضرت مسیح موعود کی زندگی میں مخالف علماء نے یہی الزام لگاکر فتوے کفر تیار کیا تھا۔ ملاحظہ ہو فتوے کفر کی عبارت ذیل کہ:۔

"اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہدی کہ میں نبوت کا اس کو دعوے ہے ......
اس کا دوسرا نام محدثیت ہے اور اسی ......... معنے سے نبوت کا مدعی ہے مگر ...... اس نے محدثیت کے ایسے معنے بیان کئے ہیں ......
...... کہ اس سے بجز نبوت کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔"

اب اس توارد سے صاف عیاں ہے کہ عالم الغیب خدا مخالف اور موافق کے الزام سے اپنے پیارے مامور کی اس طرح بریت کرنا چاہتا تھا کہ مخالف علماء کے جس الزام کی تردید خود حضرت مسیح موعود اپنی زندگی ہی میں کر گئے ہیں۔ وہی الزام جب دوبارہ ان کی وفات کے بعد ان کے اپنے جانشین کی طرف سے عائد ہو، تو اس کی تردید پہلے ہی سے موجود ہو اور یہ بات صرف قرین قیاس ہی نہیں بلکہ وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اگر فتوے کفر کی مذکورہ بالا عبارت پر مصنف حقیقت النبوت کی نظر ہوتی تو وہ اس تردید شدہ الزام کی بجائے حضور کی طرف مستقل نبوت منسوب کرنے کے لئے کوئی اور دلیل تجویز کرتے۔ اور ان کے موجودہ استدلال سے جو ذلت آمیز نتائج اخذ ہو سکتے ہیں۔ ان سے بھی دوچار نہ ہونا پڑتا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے تو اپنی قدرت نمائی سے اس امر کا انکشاف کرنا تھا۔ کہ بے علم کون ہے۔

علاوہ ازیں قاضی صاحب ایسا عقیدہ رکھ کر حضرت مسیح موعود کو حکم و عدل بھی کیونکر تسلیم کرسکتے ہیں۔ چنانچہ قاضی صاحب کا حضور کو عملاً حکم عدل تسلیم نہ کرنا اسی امر سے اور بھی واضح ہوجاتا ہے کہ سنہ ۱۹۵۳ء کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت میں خلیفہ صاحب سے ایک سوال کے جواب میں یہ کہا تھا کہ:۔

"البتہ اب ہمیں باہر کے سلسلہ کا ایک فتوے ملا ہے جس کے مطابق ممکن ہے کہ غور و توضیح کے بعد فتوے میں ترمیم کر دی جاوے"

ممکن ہے کہ غور و توضیح کے بعد کے الفاظ غور طلب ہیں، اگر وہ حضرت مسیح موعود کو حکم عدل تسلیم کرتے تو اُن کا فتوے مل جانے پر اس پر فوراً عمل درآمد ہوتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ تاحال اس پر غور نہیں ہوا۔ کیونکہ سابقہ فتوے ترمیم ہو کر منسوخ نہیں ہوا۔ بلکہ پرانا فتوے قائم ہے اور اسی پر عمل ہو رہا ہے اور پھر یہ بھی صحیح نہیں کہ وہ فتوے حال ہی میں ملا ہے (جیسے تھوڑا عرصہ پہلے دیکھا کہ الفاظ سے واضح ہوتا ہے) بلکہ یہی فتوے حضرت امیر مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ نے اختلاف کے فوراً بعد ہی خلیفہ صاحب کو دیا تھا جس پر بعد میں غور کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا جسطرح عدالت کو دیا گیا۔ مگر وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہوگیا۔

پھر جماعت ربوہ کے اس عملی اقدام سے تو میاں محمد صادق صاحب کے اس خیال کی بھی تردید ہوتی ہے کہ خلیفہ صاحب کا مرتبہ حضرت مسیح موعود سے کسی طرح بالا تسلیم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ عملاً تو تسلیم کیا جا رہا ہے اسی تحقیقاتی عدالت میں ایک اور سوال پر کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لانا جزو ایمان ہے خلیفہ صاحب نے کہا "جی نہیں" جس کا مطلب تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے انکار سے کوئی شخص کافر خارج از دائرہ اسلام نہیں ہو سکتا کیونکہ فاضل ججوں نے بھی غالباً اسی جواب کی بنا پر اپنی رائے۔ رپورٹ میں یوں لکھی ہے کہ:۔

"ہمارے سامنے جو موقف اختیار کیا گیا ہے وہ واضح طور پر یہ ہے کہ ......... مرزا صاحب کی وحی پر ایمان نہ لانے سے کوئی شخص خارج از اسلام قرار نہیں دیا جاسکتا"

اور یہ حضرت مسیح موعود کے اس بیان کے بالکل مطابق ہے جو تریاق القلوب میں ہے کہ:۔

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہو سکتا"

لیکن بایں ہمہ جماعت ربوہ کا فتوے کفر قائم ہے اور اس لئے نماز جنازہ نہ پڑھنے کا حکم بھی قائم ہے۔ اب خلیفہ صاحب تو شاید علالت کی وجہ سے خاموش ہیں مگر قاضی محمد نذیر وغیرہ ان فیصلہ شدہ مسائل پر حسب سابق قائم ہیں۔ اور علانیہ اپنے غلط عقائد میں ترمیم تنسیخ کر کے ان پر عمل پیرا ہونے کی بجائے ان کی پردہ پوشی کے لئے اور اپنی جماعت کو ان میں الجھائے رکھنے کے لئے آئے دن مباحثات کی طرح ڈالتے رہتے ہیں سو عرض ہے کہ عمر برا کالمرے کند عاقل کہ باز آید بپشیمانی

خاکسار الٰہی بخش

[1] قاضی محمد نذیر کا جواب الفضل میں شائع ہو چکا ہے جس کا جواب الجواب میاں محمد صادق صاحب کی طرف سے آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔ (ایڈیٹر پیغام صلح)

پیغام صلح ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ شمارہ ۱۶

تعلیمی پریس لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

جلد ۵۱ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۹ ذیقعد ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۴ اپریل ۱۹۶۳ء | نمبر ۱۷


# ”وہ راہ جہاں انسان ناکام نہیں ہو سکتا“

## فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کیسا رحیم ہے اور وہ کیسا خزانہ ہے کہ یہاں کوڑی بھی جمع ہو سکتی ہے اور روپیہ و اشرفی بھی، نہ وہاں چور کا اندیشہ اور نہ دوالا نکل جانے کا خطرہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی ایک کانٹا راستہ سے ہٹا دے تو اس کا بھی اس کو ثواب دیا جاتا ہے۔ اور پانی نکالتا ہوا اگر ایک شخص اپنے بھائی کے گھڑے میں ایک ڈول ڈال دے تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی اجر ضائع نہیں کرتا۔ پس یاد رکھو کہ وہ راہ جہاں انسان کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہے۔ اس کے خلاف دنیا کی شاہراہ ایسی ہے جہاں قدم قدم پر ٹھوکریں اور ناکامیوں کی چٹانیں ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے سلطنتوں کو چھوڑ دیا۔ آخر بیوقوف تو نہ تھے۔ جیسے ابراہیم ادہمؒ۔ شاہ شجاعؒ۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ۔ جو مجدد بھی کہلاتے ہیں، ان سب نے حکومتوں، سلطنتوں اور دنیا کی تمام شوکت کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کی یہی تو وجہ تھی کہ دنیا کی راحتیں وہ ہر قدم پر ٹھوکر پاتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ایک موتی ہے جس کی معرفت کے بعد انسان دنیاوی راحت و آرام کو ایسی حقارت اور ذلت سے دیکھتا ہے کہ ان کی طرف نظر کرنے کے لئے کبھی اسے اپنی طبیعت پہ ایک جبر اور اکراہ کرنا پڑتا ہے پس تم کو بھی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت چاہو۔ اور اسکی طرف ہی قدم اٹھاؤ۔ کہ کامیابی اور فلاح اسی میں ہے۔“

(ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۱۴-۱۱۵)

## بحر حکمت کے موتی

شر الطعام طعام الولیمۃ یدعیٰ لہا الاغنیاء ویترک المساکین ومن لم یأت الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ وفی اُخریٰ یمنعہا من یأتیہا ویدعیٰ الیہا من یأباہا (بخاری۔ مسلم۔ موطا امام مالک و ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ (بیاہ کی ضیافت) کے کھانوں میں وہ کھانا بہت برا ہے جس میں دولت مند لوگ بلائے جائیں اور مسکینوں کو نہ پوچھا جائے اور جو شخص دعوت پر نہیں آتا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرتا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ بہت برا کھانا وہ ہے جس میں جو لوگ آئیں انہیں روکا جائے اور جنہیں بلایا جائے وہ آنے سے انکار کریں۔

نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کار خیر میں ذوی القربیٰ غربا اور مساکین کو شامل رکھا ہے حتی الوسع اور حتی المقدور اس پر عمل کیا جائے۔ صحتمند معاشرہ کی یہی برکات ہیں۔ اجتماعی زندگی قوم کی فلاح و بہبود کا باعث ہے۔ تالیف قلوب کو مدنظر رکھا جائے اخوت و اتحاد پر مولانا روم فرماتے ہیں ؎

نفس واحد از رسول حق شدند
ورنہ ہر یک دشمن مطلق بدند

یعنی رسول کریمؐ کی برکت سے مسلمان یکجان ہو گئے ورنہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا دشمن تھا۔

(غلام قادر عفی عنہ)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## نائیجیریا

ترجمہ خط الحاج محمد تاج الدین آئینز اے الالو سٹریٹ اجوا ودے نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سب سے پہلے میں آپ کے مشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے چند کتابیں ارسال کی ہیں۔ میں اُن سے یہ محسوس کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے جسمانی اور روحانی غذا عطا کی ہے۔ یہ بہت قیمتی کتابیں ہیں۔ اور ان سے میں اسلام کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ ان میں سے کوئی کتاب ایسی نہیں جو میرا مدعا حل نہ کرتی ہو اور میں اُن سے بہت کچھ حاصل کر رہا ہوں۔ رسول خدا کی تاریخ کتاب محمد دی پرافٹ بہت اعلیٰ ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی زندگی کی تاریخ بھی بہت بہترین لکھی ہے۔ ٹیچنگز آف اسلام۔ نیو ورلڈ آرڈر اور دیگر کتب جو عیسائیت پر لکھی گئی ہیں بہت فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں۔ اور ان میں معاشی تمدنی۔ اخلاقی۔ مذہبی باتیں انسانی اخلاق کے لئے بہت مفید ہیں۔ اور میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ کا مشن مجھے گاہ بگاہ اپنا لٹریچر بھیجتا رہے گا۔ اور جو کتابیں آپ نے مجھے بھیجی ہیں وہ میں نے دوستوں میں تقسیم کر دی ہیں۔ اور بعض کو میں نے مشورہ دیا ہے کہ وہ آپ سے کتابوں کا مطالبہ کریں۔ اور میں چند ایک دوستوں کے نام لکھ دیتا ہوں۔ ان کو لٹریچر بھیجدیں۔

(خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

---

ترجمہ خط از مسٹر بالا الحاجی موسیٰ منسٹر آف ورکس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کے ارسال کردہ پارسل کتب کے لئے ممنون احسان ہوں۔

کیا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چندہ ماہوار بھی ممبروں سے طلب کرتی ہے؟

اگر چندہ ادا کرنا ضروری ہے تو میں باقاعدہ چندہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور مجھے آپ اپنی جماعت کا ممبر تصور فرمائیں۔

امید ہے آپ مجھے اپنی جماعت میں بطور ممبر شامل فرمائیں گے۔

(خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

---

ترجمہ خط عبد الولی جیمز الورن نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ارسال کردہ پارسل مل گیا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اللہ تعالےٰ ہر معاملہ میں آپ کی امداد فرمائے۔

کتابیں بہت عمدہ ہیں خوب لطف اٹھاتا ہوں۔ اور میں اپنے لڑکوں کو پڑھکر سناتا ہوں اور دوسروں کو بھی سناتا ہوں۔ میں اب کوشش کروں گا کہ تمام کو ان کی تبلیغ کروں۔ میرے پاس ایک آدمی ہے وہ قرآن کافی جانتا ہے اور اس نے چند کافروں کو مسلمان بنایا ہے۔ بہت سے کافروں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

میں انشاء اللہ تعالےٰ اگلے جمعہ کو تبلیغ کا سلسلہ جاری کر دوں گا۔ مہربانی کر کے قرآن شریف ...... کے ارسال کریں۔

میں جوان ہوں جو کچھ میں کام کر رہا ہوں۔ لیکن آپ لوگ خدا کے فضل سے بہت کام کر رہے ہیں خدا آپ کو جزائے خیر دے۔

میں آپ کا بہت شکور ہوں گا جب آپ قرآن شریف ارسال کریں گے۔ میں ان کتابوں کا جو آپ نے بھیجی ہیں مطالعہ کر رہا ہوں۔ اگر آپ مجھے قرآن کریم بھیجدیں تو تبلیغ میں بہت مدد ملے گی۔ والسلام

(خط لکھا گیا)

---

ترجمہ خط آئی۔ اے۔ ای بولا۔ ابیڈا۔ ایشیا۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کا خط مورخہ ۴ وصول کر کے بہت خوش ہوا ہوں۔ اور جو کتابیں آپ نے ارسال کی تھیں وہ مل گئی ہیں۔ بہت بہت شکریہ

میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ کتابیں میرے گھر سے باہر جانے کے بعد پہنچیں۔ نئے سٹیشن میں کوئی پوسٹ آفس نہیں اور کوئی ذریعہ آمد و رفت بھی نہ تھا۔ آخر تین ہفتے کے بعد واپس آیا۔ اور تین ہفتہ کے بعد میں نے کتابوں کو دیکھا۔ اور ایمانداری سے کہتا ہوں کہ کتابیں بہت پُر اثر ہیں۔ میں اپنی تعلیم کو زیادہ کرنا چاہتا ہوں اور قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں میں آپ کا بہت مشکور ہوں کیونکہ آپ نے کتابیں حقیقت علم حاصل کرنے کے لئے بھیجی ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے مشن کو زیادہ مضبوط اور مستحکم بنائے۔ ...... اب آپ مجھے یہ مشورہ دیں کہ میں قرآن شریف کے متعلق لکھ سکتا ہوں۔ فرسٹ ڈائی جسٹ کا ہدیہ ۱۵ روپے ہے۔ اس کی تھوک قیمت کیا ہے۔

آپ مہربانی کر کے مفت ایک کاپی قرآن شریف کی ارسال کریں۔ والسلام

(خط لکھا گیا)

---

ترجمہ خط حسن امام علی۔ ایس۔ اے۔ ایس کانو نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جو کتابیں آپ نے ارسال کی ہیں وہ مجھے مل گئی ہیں میں بہت بہت شکور ہوں اللہ تعالےٰ آپ کی مدد کرے اور آپ کو اپنی حفاظت میں لے۔ آمین

میں نائیجیریا میں قاضی عبد الرشید صاحب کے پاس گیا۔ اور انہوں نے اسلام پر کافی روشنی ڈالی۔ اب آپ کانو میں بذریعہ کتابوں اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور میں بھی کتابوں کے ذریعہ جو آپ نے مجھے ارسال کی ہیں اشاعت اسلام کرتا ہوں۔ اگر آپ اپنی فائل دیکھیں گے جو کہ میں نے کانو سے یا احمدیہ کالج سے لکھے تھے۔

اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں دل و جان سے اسلام کی تبلیغ دنیا میں کروں گا۔ کیا آپ مجھے ٹرانسلیشن آف دی ہولی قرآن اور محمد دی پرافٹ اور دیگر مفید لٹریچر ارسال کریں گے۔ جواب کا منتظر۔ والسلام

(مطلوبہ کتب روانہ کی گئیں اور خط لکھا گیا)

---

ترجمہ خط السلیمان آکولدے اوجولاسی سینٹ پال کالج نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے افسوس ہے کہ جو کتابیں آپ نے ماہ ستمبر میں ارسال کی تھیں ان کی وصولی کا جواب نہ دے سکا۔ یہ تاخیر اس غرض سے نہیں کہ مجھے ان سے دلچسپی نہ تھی۔ بلکہ میں کچھ بیمار رہا ہوں اور ماہ دسمبر میں صحتیاب ہوا ہوں۔

میں آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خدا آپ کی مدد کرے۔ آپ کے رسالے بہت فائدہ مند ہیں اور بیماری کے ایام میں میرے ممد و معاون ہوئے۔ جب سے میں نے آپ کا لٹریچر پڑھنا شروع کیا ہے۔ مجھے اسلام میں خصوصیت سے اور عموماً مذہب میں کافی ترقی ہوئی ہے۔ خدا تعالےٰ آپکو جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین۔

میں نے گذشتہ خط میں لکھا تھا کہ دسمبر تک آفا میں رہوں گا اور اب آزاد ہو گیا ہوں اور سینٹ پال کالج میں داخل ہو گیا ہوں اس لئے میرا اپنا پتہ نوٹ کر لیں۔ اس سکول میں مسلمان بہت کم ہیں

مجھے آپ کی مدد کی سخت ضرورت درکار ہے۔ مجھے ... لٹریچر ارسال کریں کم ہے مجھے ایک کاپی ٹیچنگز آف اسلام کی ارسال کریں یہ میرے خیال میں عیسائیوں کے لئے عمدہ ہتھیار ثابت ہوگی۔ دوسرا لٹریچر بھی کافی مدد دیں گے۔ مگر اسکی اشد ضرورت ہے۔

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۲۴ر اپریل ۱۹۶۳ء

# احمدیہ ہال کی تعمیر کیلئے بنیادی اینٹ رکھنے کی تقریب سعید

۱۹ر اپریل کا دن احمدیت کی تاریخ میں ایک قابل یادگار دن ہے، جب مرکزی جماعت احمدیہ کے سب اصحاب نے مل کر اس عظیم الشان عمارت کی بنیادی اینٹ رکھنے کی رسم ادا کی۔ جو حضرت مسیح موعود کی یادگار میں احمدیہ ہال کے نام سے تعمیر کی جا رہی ہے ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۲ء کو ہال کا جو سنگِ بنیاد نصب کیا گیا تھا اس پر تمام قوم شامل تھی، لیکن وہ عارضی طور پر اس مکان کے ایک پہلو میں نصب کیا گیا تھا جس کو مسمار کر کے اس کی جگہ ہال بننے والا تھا۔ اب وہ مکان مسمار ہو چکا ہے اور ہال اور اس کے نیچے مارکیٹ کی تعمیر کے لئے بنیادیں کھودی جا چکی ہیں، ان میں پہلی بنیادی اینٹ رکھنے کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ نے ۱۹ر اپریل کو مرکزی جماعت کے تمام مردوں اور خواتین کو دعوت دی، حسن اتفاق سے اس دن جمعہ تھا، اور اسی دن انجمن کی مجلس منتظمہ کا اجلاس بھی ہونے والا تھا، جس میں شرکت کے لئے الحاج جناب شیخ میاں محمد صاحب لائل پور سے، خانبہادر غلام ربانی خان صاحب مانسہرہ سے اور جناب شیخ فاروق احمد صاحب بھی ...... تشریف لائے ہوئے تھے۔

اس موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے جمعہ کے خطبہ میں ختم نبوت کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ قرآن اور حدیث سے یہ ثابت ہے کہ وحی نبوت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو چکی ہے

حضرت امیر ایدہ اللہ جماعت کے ساتھ دعا فرما رہے ہیں۔

جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب اور کرنل بشیر حسین صاحب احمدیہ ہال کی بنیادی اینٹ رکھ رہے ہیں۔

۲۵ اور صرف ... کی ولایت و محدثیت جاری ہے، اور حضرت مسیح موعود کا دعوے صرف ولایت و محدثیت کا ہے، نبوت کا دعوے ہرگز نہیں، یہ خطبہ جو اپنے موضوع اور جامعیت کے لحاظ سے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے، زیر نظر پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے اور بعض اصحاب کی تجویز کے مطابق اُسکو علیٰحدہ بھی بہت بڑی تعداد میں چھپوا کر عام طور پر تقسیم کرنے کا ارادہ ہے۔ خطبہ کے آخر میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے ہال کی بنیادی اینٹ رکھنے کی تقریب کا ذکر کرتے ہوئے احباب کو نماز کے بعد تھوڑی دیر کے لئے بیٹھے رہنے کا حکم دیا تاکہ اس تقریب کی جو نماز جمعہ کے بعد سب ہونے والی تھی، خوشی میں کچھ اکل و شرب میں حصہ لیا جا سکے۔ چنانچہ اس موقعہ پر حضرت امیر نے جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب اور کرنل بشیر حسین صاحب کو اینٹ رکھنے کے لئے کہا، چنانچہ یہ دونوں اصحاب بنیادوں میں اتر گئے اور کرنل صاحب نے یکے بعد دیگرے تین اینٹیں جناب میاں صاحب ممدوح کو دیں اور انہوں نے مقررہ جگہ پر سیمنٹ کے ساتھ لگا دیں۔ اینٹ لگانے سے پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ نے سب احباب کے ساتھ مل کر دعا فرمائی اور بعض دوستوں نے نعرہ تکبیر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد کے نعروں سے اس ولولہ کا اظہار کیا جو اس وقت حاضرین کے دلوں میں موجزن تھا۔

ہم اس موقعہ پر تمام قوم کو مبارکباد دیتے ہیں، یہ منصوبہ احمدیت کی تاریخ میں ایک اہم باب کی حیثیت رکھتا ہے جس پر جسقدر خوشی و مسرت اور اللہ تعالےٰ کی شکر گذاری کی جائے کم ہے، اس سے بڑھکر خوشی و مسرت اور اللہ تعالےٰ کی جناب میں اظہار تشکر و امتنان کا موقعہ اس وقت ہوگا جب یہ منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ اس کام کی سرانجام دہی میں جس محنت، اور سرگرمی سے کام لے رہے ہیں اور ہر قسم کی پیش آمدہ مشکلات کو صبر و استقلال کے ساتھ حل کرنے میں اللہ تعالےٰ کی جناب سے جو نصرت و تائید آپ کو حاصل ہے وہ ہر طرح لائق تحسین اور قابل مبارکباد ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی عمر و صحت میں ترقی دے اور آپ کی ذاتِ گرامی سے قوم کو تا دیر مستفیض فرمائے

(باقی بر صفحہ کالم اول کے آخر میں)

# منتفرقات

## افریقہ میں تبلیغ اسلام

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

ذیل کے نو مسلمین کا اعلان اخبار میں نمایاں طور پر شائع کر دیجئے:۔

(۱) میاں بشیر احمد صاحب نغمو اطلاع دیتے ہیں کہ ایک بت پرست طالب علم جس کا نام حکیم تھا مشرف بہ اسلام ہوا ہے۔ اس کا اسلامی نام عبدالحکیم رکھا گیا ہے۔

(۲) چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب نے تحریر کیا ہے کہ ورابرٹ کنی ایک عیسائی نوجوان نے اسلام قبول کیا ہے اسلامی نام علی رکھا گیا ہے۔

(۳) قاضی عبدالرشید صاحب کانو سے مندرجہ ذیل احباب کی قبولیت اسلام کی اطلاع دیتے ہیں (۱) احمد فرانڈے (۲) مصطفیٰ جیمز۔ اور ان کے بھائی (۳) محمد جیمز (۴) عبدالعزیز انیانگ۔

احمد یا د سیکرٹری

## والدہ محترمہ مرزا مسعود بیگ صاحب کے انتقال پر اظہار تعزیت

### ۱۔ نیو مسلم کالج کی قرارداد

پرنسپل، اراکین اور طلباء نیو مسلم کالج، سول لائنز لاہور، جناب مرزا مسعود بیگ صاحب اور ان کے دیگر لواحقین سے ان کی پیاری والدہ محترمہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے اور دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم تمام ان بچوں کی معزز والدہ مرحومہ کی سکون روح کے لئے دعا گو ہیں، جن کا مقصد حیات اسلام اور انسانیت کی خدمت ہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ انہیں ان کے مرحومہ جانشکار کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کو اپنی والدہ محترمہ کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت عطا کرے۔ اور مرحومہ کی روح کو تسکین بخشے۔

دستخط ایم۔ ایس۔ بھٹی
پرنسپل۔ نیو مسلم کالج لاہور۔

## بقیہ مقالہ سلسلہ صہ ۳

حضرت ممدوح کے زیر نگرانی حکیم عبدالعزیز صاحب اور شیخ کبیر الدین عبدالحق صاحب۔۔۔۔۔۔ بھی بڑی محنت، اور جانفشانی سے اس کام کی سرانجام دہی میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے اور اس منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ہم اس موقعہ پر پھر ایک دفعہ ان دوستوں کو جنہوں نے ابھی تک اس کار خیر میں مالی امداد سے حصہ نہیں لیا، توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ زندگی و موت انسان کے اختیار کی بات نہیں، نہ معلوم کس وقت ہم میں سے کون اس دنیا سے چل بسے، اس لئے نیک کام میں شرکت کرنے میں زیادہ تامل یا غفلت اغماض سے کام لینا مستحسن امر نہیں ضرورت ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو، وہ اس کار خیر میں جو صدقہ جاریہ کا حکم رکھتا ہے شرکت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

اے بے خبر بخدمت دیں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

## جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب کا گرانقدر عطیہ

احمدیہ ہال کی بنیادی اینٹ رکھنے کے بعد جس کا ذکر دوسری جگہ کیا گیا ہے جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر لائل پور نے حضرت امیر ایدہ اللہ کو مبلغ دس ہزار روپیہ ہال کی تعمیر کے امدادی فنڈ میں عطا فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

## قرارداد مسلم ہائی سکول بدوملہی (ضلع سیالکوٹ)

آج مورخہ ۱۸ کو مسلم ہائی سکول بدوملہی میں زیر صدارت ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں جناب مرزا مسعود بیگ صاحب کی والدہ محترمہ کی مغفرت کے لئے دعا کی گئی۔ نیز یہ دعا کی گئی کہ خدا تعالےٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور یہ ریزولیوشن پاس ہوا کہ سکول باقی وقت کے لئے بند کیا جائے اور اس کی ایک کاپی مرزا صاحب کو بھیجی جائے۔

عبدالحفیظ۔ ہیڈ ماسٹر
مسلم ہائی سکول بدوملہی

## شیخ انعام الحق صاحب کی وفات پر
### حیدر آباد دکن سے ایک خط

۸ ر اپریل ۱۹۶۳ء
حیدر آباد دکن۔

مکرمی معظمی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

شیخ انعام الحق کا انتقال سلسلہ احمدیہ لاہور کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ وہ سلسلہ کے ایک مخلص و آزمودہ کار رکن تھے۔ ان ہی کی مساعی کا نتیجہ تھا کہ نواب بہادر یار جنگ۔ ڈاکٹر ناظر جنگ اور خلیفہ ڈاکٹر عبدالحکیم کی صدارت میں حیدر آباد دکن و سکندر آباد میں عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے اور یہاں کے عوام مولانا محمد علی مرحوم مفسر قرآن اور مولانا صدر الدین صاحب اور مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مولوی اختر حسین کو سن سکے۔ تقسیم ہند کے بعد بھی شیخ انعام الحق مرحوم نے ہندوستان کے علمی حلقوں سے ربط قائم رکھا۔ اور تبلیغی لٹریچر وافر مقدار میں فراہم کرتے رہے۔ انہوں نے بعض کتب بھی طبع کروائیں۔

مرحوم کہنہ مشق صحیفہ نگار تھے، شاید پیغام صلح کے ساتھ ساتھ ان کا نام بھی ہمیشہ یاد رہے گا۔ انہوں نے سلسلہ احمدیہ کے ایک نازک تاریخی دور میں اس کی ادارت کا فرض بحسن و خوبی انجام دیا۔

شیخ مرحوم شریف النفس، حلیم الطبع اور ہر دل عزیز شخصیت کے حامل تھے۔ میں نے انہیں کبھی غصہ ہوتے نہیں دیکھا۔ اس وقت بھی جبکہ وہ اختلافی مسائل پر گفتگو فرماتے اور مخالف سمت سے اشتعال انگیز باتیں سرزد ہوتیں۔ اسی بلند کردار کی وجہ سے انہوں نے حیدر آباد میں اپنے دوست احباب کا ایک وسیع حلقہ پیدا کر لیا تھا جو آج ان کے انتقال پر سوگوار ہے۔

ان کے جنازہ میں دوست احباب کی ایک کثیر تعداد شامل رہی۔ دکن کے ایک تاریخی مقام درگاہ حضرت شاہ راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ جہاں کی گنبد دکنی آرٹ کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے جس کی مثال ہند و پاکستان میں نہیں ملتی۔

آخری دور میں مرحوم کے اندر صوفیانہ کیفیت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ وہ گھنٹوں اس درگاہ میں گزارتے جہاں آج ان کی تدفین عمل میں آئی ہے۔

اولیاء دکن کی تبلیغی سرگرمیوں کے تعلق سے وہ ایک تذکرہ کی تصنیف کا خیال بھی ظاہر کرتے تھے۔ خدا مرحوم کو غریق رحمت فرمائے۔

فقط۔ ابوالعلا محمد عبدالقادر
مکان نمبر 408 دیندار انجمن۔ آصف نگر
حیدر آباد دکن۔ انڈیا

# خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا انقطاع اور وحی ولایت و محدثیت کا اجراء

## مجھ پر وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت اترتی ہے (مسیح موعود)

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم الشان کارنامے اور خدمات اسلامی

## احمدیہ ہال کی تعمیر کے لئے بنیادی اینٹ رکھنے کی تقریب سعید

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۶۳ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیءٍ علیما
(الاحزاب)

### اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا جامع حکم۔

اللہ تبارک وتعالے نے مسلمانوں کو ایک بڑا جامع حکم عطا فرمایا ہے۔ جو یہ ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔ احکام الٰہی کی فرمانبرداری کرنا اور ارشادات نبوی کی اطاعت کرنا تمہارا دین ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر فرمائی ہے فرمایا تَرَکْتُ فِیْکُمْ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ما ان تمسکتم بہ۔ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے۔ اس کے مطابق عمل کرو گے لن تضلوا ابداً۔ پھر تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے وہ دو چیزیں ہیں کتاب اللہ وسنتی قرآن کریم اور میری سنت۔ قرآن کریم پر عمل کرو۔ اور میری سنت کی اتباع کرو۔ یہ تفسیر حضور سرور کائنات نے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کی خود فرمائی ہے۔

### خاتم النبیین ؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا

میں نے جو ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی آیت پڑھی ہے۔ اس کا ترجمہ و تفسیر احادیث میں یہی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کا ترجمہ فرمایا ہے لا نبی بعدی۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور فرمایا ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت۔ رسالت اور نبوت حتمی اور یقینی طور پر بالکل منقطع ہو گئی ہے۔ اس کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اب احکام الٰہی کی ضرورت باقی نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم آج کے دن تمہارا دین ہر لحاظ سے کامل ہو گیا ہے۔ اس کے بعد کسی قسم کے حکم و ارشاد کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی بناء پر فرمایا ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت نبوت اور رسالت منقطع ہو گئی ہے فلا نبی بعدی ولا رسول میرے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول۔ غرض قرآن اور سنت دونوں نے ایک ہی گواہی دی ہے کہ اب کوئی نبی یا رسول مبعوث نہ ہوگا۔

### بلندی درجات کا انحصار اعمال حسنہ پر

اس ضمن میں ایک اور آیت کریمہ پڑھتا ہوں فرمایا رفیع الدرجات ذو العرش [illegible] رفیع الدرجات ہے۔ بلندی درجات کسی شخص یا قوم سے مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ تمام مخلوق کے لئے ہے۔ جو نیک عمل بجا لائے بلندی درجات کا انحصار اعمال حسنہ پر ہے۔ یہ اعلان ہے ساری دنیا کے لئے کہ اعمال اچھے کرو۔ نیک اور مطہر زندگی گزارو۔ خدا تعالے رب العالمین ہے۔ اس نے ساری انسانیت کو مژدہ دے رکھا ہے کہ وہ رفیع الدرجات ہے۔

حضرت امیر خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں

یہ بھی اعلان فرمایا ہے کہ ذو العرش کائنات پر اس کی حکومت ہے۔ دنیا کے بادشاہ دولت و ثروت کی وجہ سے فرعون بن جاتے ہیں۔ مگر وہ خدا تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ حضور اکرم ؐ کے مقابلہ پر ایک فرعون نہیں بڑے بڑے فراعنہ عرب تھے۔ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو سخت ترین اذیتوں میں مبتلا کر رکھا تھا مگر خدا کی قدرت نے ان فراعنہ عرب کی طاقت و سطوت اور جبر و تشدد پر ایسی گرفت کی کہ وہ حضور کے آگے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ ملک السموات والارض۔ دنیا جہان کی حکومت میرے ہاتھ میں ہے۔ ایک دفعہ ہالینڈ میں ایسا طوفان آیا جس کے سامنے سارے پل اور سمندر کو روکنے کے لئے جس قدر دیواریں تھیں وہ منہدم ہو گئیں زمین غرق ہو گئی، زندگی پر موت طاری

ہوگئی۔ سائنسدان حیران تھے کہ یہ کیا ہوا۔ ہماری عقل و خرد کہاں گئی۔ ہمارے دفاع اور حفاظت کے سامان کیا ہوئے۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا قادر مطلق ہے۔ کائنات پر حکومت اس خدا ہی کی ہے

## خدا کا کلام فرمانبردار بندوں پر

پھر آگے اس آیت میں فرمایا یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ یہاں یلقی حال اور استقبال کا صیغہ ہے۔ فرمایا ہم اپنے کلام کو جو روح کو زندگی بخشتا ہے اپنے بندوں پر جو پورے طور پر فرمانبردار ہوں گے برابر نازل کرتے رہیں گے۔ اس کلام کے اتارنے کی غرض یہ ہے لینذر یوم التلاق یعنے دنیا کو خبردار کیا جائے کہ انہوں نے ایک خدا کے روبرو پیش ہونا ہے اس لئے محتاط اور ہوشیار ہو جائیں اور عاقبت کے لئے زاد راہ کی فکر کریں۔

## ختم نبوت کے بعد کلام الٰہی کا اجراء

روح المعانی نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے فان الالقاء لم یزل من لدن آدم علیہ السلام خدا تعالے کا کلام حضرت آدم پر اترنا شروع ہوا اور برابر اترتا رہا۔ الی انتہاء زمان نبینا صلعم یہ کلام الٰہی ہمارے نبی صلعم کے زمانہ کے آخر تک اترتا رہا وھو متصل الی یوم... نبوت کو ختم کر دینے کے بعد قوم کو زندہ رکھنے کے لئے اس آیت کریمہ میں ایک خوشخبری دی ہے کہ سلسلہ کلام الٰہی کبھی منقطع نہ ہوگا اور ایسے لوگ آتے رہیں گے جو اللہ تعالے سے وحی پاکر لوگوں کو نور ہدایت سے منور کریں گے۔ اور علی وجہ البصیرت کہیں گے کہ خدا تعالے حی و قیوم ہے۔ اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہے اس کی کتاب قرآن کریم زندہ ہے۔ اور اس بیان کی صداقت کے لئے روح المعانی نے ساتھ ہی ایک حدیث پیش کر دی ہے لکھا ہے کما رواہ ابوداؤد قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنے جیسا کہ ابوداؤد سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند تعالے ہر صدی کے سر پہ کوئی نہ کوئی مجدد بھیجا کرے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔ یا حیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنۃ یعنے اس مجدد کا فریضہ یہ ہوگا کہ کتاب و سنت پر جو عمل مٹتا رہے گا اس کو وہ دوبارہ زندہ کرتا رہے گا۔ تو روح المعانی نے ایک آیت کے نیچے دونوں باتیں بیان کر دی ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر حضرت محمد رسول صلعم تک وحی نبوت اترتی رہی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر سو سال کے بعد مجدد آیا کریں گے جن پر وحی ولایت اترا کرے گی

## نبوت ختم مبشرات باقی

ایسا ہی حدیث نبوی میں ہے ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات۔ نبوت ختم ہو گئی ہے اور مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ صحابہ کرام رض نے دریافت ما المبشرات یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ مبشرات کیا ہوتے ہیں۔ فرمایا الرؤیا الصالحۃ اور دوسری حدیث میں آتا ہے الرؤیا المؤمن جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ مومن کا رؤیا نبوت کا چھیالیسواں جزو ہے اس سے مراد یہ ہے کہ امت میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جنہیں کشف و الہام کے ذریعہ سے مبشرات اور پیشگوئیاں ملتی رہیں گی جس سے دین کی آبیاری ہوتی رہے گی۔ دوسری حدیث میں فرمایا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ نبوت اور رسالت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔

## مبشرات ولایت و محدثیت کے ہم معنے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کی کچھ شاخیں ہیں۔ مبشرات اور سچی خواب یعنی نبوت کا ۱/۴۶ حصہ ہوتی ہے لیکن اسکو حقیقی نبوت نہیں کہہ سکتے مبشرات ولایت محدثیت کے ہم معنی ہیں۔ نبی کے فرائض میں سے ہے کہ خدا تعالے سے احکام پاکر لوگوں تک پہنچائے لیکن مجدد و محدث کے الہامات حجت شرعیہ کا حکم نہیں رکھتے۔

## امت محمدیہ میں سلسلہ خلافت

اس مضمون کی ایک اور آیت سناتا ہوں۔ فرمایا وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ یہاں خدا تعالے نے مومنوں اور صالحین سے وعدہ کیا ہے (وعدہ کا لفظ قابل غور ہے) کہ ہم انکو حکومت عطا کریں گے۔ اس آیت میں لفظ استخلاف رکھا ہے۔ اس کے اندر دونوں باتیں ہیں سلطنت کا عطا کرنا بھی ہے اور خلافت روحانیہ عطا کرنے کا وعدہ بھی مذکور ہے چنانچہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین۔ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت فاروق اعظم۔ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے امور سلطنت کو بھی سرانجام دیا اور لوگوں کی روحانیت کو بھی ترقی دی۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء اذا ھلک نبی خلفہ نبی وستکون فی امتی خلفاء۔ یعنے بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے انبیاء شریعت لاتے تھے۔ جب کوئی پیغمبر وفات پاتا اس کی جگہ دوسرا نبی مبعوث کیا جاتا تھا لیکن میری امت میں انبیاء کی جگہ خلفاء مبعوث ہوا کریں گے۔ غرض آیات قرآنیہ و ارشادات نبوی میں دو امر نہایت صراحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ (۱) شریعت کے کامل ہو جانے کے باعث انبیاء کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا ہے لیکن (۲) امت کے اندر روحانیت پیدا کرنے کے لئے خلفاء یعنی مجددین و محدثین کا سلسلہ جاری رکھا گیا ہے

## حکومت میں نیکی اور خدا خوفی کی ضرورت

حکومت تائید الٰہی اور خدا تعالے کی رہنمائی کے بغیر شیطانی حکومت ہوتی ہے۔ جب تک لوگوں کے دلوں میں خدا غالب نہ ہو۔ چھوٹے سے بڑے تک کو خدا تعالے کا خوف نہ ہو۔ دل میں ایمان و ایقان کی شمع روشن نہ ہو۔ اس وقت تک خدا کی نصرت و تائید... اس کا ساتھ نہیں دیتی۔ قرآن اور حدیث کی پابندی کرنے سے انسان انسان بنتا ہے۔ دنیا میں وہ بادشاہ نیک نام ہوتے ہیں جو خدا کی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں۔

## مغربی طاقتوں کا طریق عمل

آج روس کی اشتراکیت سے لے کر امریکہ کی سرمایہ داری تک کسی کو خدا نظر نہیں آتا۔ ان کا خدا ان کا مفاد ہے وہ اپنے مفاد اور نظریات کے لئے انسانی اور اخلاقی اصولوں کو بھی قربان کر دیتے ہیں معاہدات دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ ان کے پیش نظر یہی جذبہ ہوتا ہے ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ۔ ان کا دین ایمان قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں بیان کر دیا گیا ہے کہ زبردست کا ساتھ دینا اور کمزور کی پرواہ نہ کرنا ان کا دین ہے۔ بالادست کو انہوں نے بہرحال سہارا دینا ہے۔ عدل و انصاف کرنا ان کے پیش نظر نہیں ہوتا۔ کمزور کی دستگیری کرنا ان کے نظریات میں شامل نہیں ہے۔ بلکہ اس قوم کا ساتھ دینا ان کا اصول ہے جو تعداد میں۔ وسعت میں، اسباب... وغیرہ میں دوسری قوم سے... بڑھ کر ہو۔ اس نظریہ اور مفاد پرستی نے دنیا کا چین و قرار چھین لیا ہے۔

## خلفائے راشدین رض کا طرز عمل

اگر اس کے مقابلہ میں ہم خلفاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے کمزور سے احسن سلوک کر کے دکھایا۔ لکھا ہے ایک دفعہ حضرت عمر رض مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ [illegible] نے پرنالہ سے مرغ کا خون گرایا۔ آپ رض نے حکم دیا کہ یہ پبلک راستہ ہے اس

پرنالہ کو اُکھاڑ دیا جائے۔ مالک مکان نے قاضی کے ہاں مقدمہ پیش کیا۔ زید بن ثابت نے مقدمہ سُنا مدعی کا موقف یہ تھا کہ خلیفۂ وقت کو غیر کی جائیداد پر تصرف کا حق حاصل نہیں۔ فیصلہ ہوا کہ عمر رض کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اس پرنالہ کو اس کی اصل جگہ پر لگائیں۔ چنانچہ حضرت عمر رض کو لوگوں نے اپنے ہاتھ سے یہ پرنالہ اسی جگہ پر لگاتے دیکھا۔ یہ تھے وہ لوگ جو ظلم و جور کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ قرآن حکیم کا حکم ہے کونوا قوامین بالقسط۔ پورا پورا انصاف کرو۔ عدل و انصاف سے کام لو، یہی قرآن کی تعلیم ہے۔

## محمد رسول اللہ صلعم ہی اوّلین و آخرین کے معلّم ہیں

اس کے بعد ایک اور آیت سناتا ہوں:۔
ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایٰتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین (سورۃ الجمعۃ) اللہ تبارک و تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امیوں کے درمیان رسول بنا کر بھیجا۔ وہ خود اُمّی تھے مگر آپ نے اُمّی قوم کو قرآن کی تعلیم دی۔ ان کو تقوےٰ و طہارت کا درس دیا۔ ان کو حکمت و دانش سے نوازا۔ آگے فرمایا و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی معلّم ہیں۔ صحابہ رض نے پوچھا کہ وہ اٰخرین منھم کون لوگ ہیں۔ آپ نے سلمان فارسی رض کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء الفارس۔ جب ایمان زمین سے اُٹھ چکا ہوگا اور ثریا کو جا پہنچا ہوگا اس وقت ابناء فارس میں سے ایک رجل اسکو اتار لائے گا۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ فارسی النسل ہونے کا ہے اور انہوں نے فرمایا قرآن کریم میں اٰخرین منھم کا ذکر ہے میرا ذکر کوئی نہیں۔ یعنے آخرین کے معلم بھی محمد رسول اللہ صلعم ہی ہیں یہ معرفت کا نکتہ ان کی بے نفسی کی دلیل ہے۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم اور احادیث اس بات کی مؤید ہیں کہ مجددین اور محدثین کا سلسلہ برابر چلتا رہیگا۔ اور سلسلہ نبوت اور رسالت رسول اللہ صلعم کے بعد قطعی طور پر ختم ہو چکا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا مجدد ہونا کس طرح ثابت ہے۔ اس کا ثبوت ان کے کارنامے دیں گے۔

## سرسید کا مسلمانوں پر احسان

سرسید نے مسلمانوں کی وہ خدمت کی ہے کہ قیامت تک اُن کا نام زندہ رہے گا۔ ان کی زندگی میں تو اُن کو نیچری کہا گیا۔ کفر کے فتوے لگائے گئے۔ لیکن سرسید کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو پستی سے نکال کر بلندی کی طرف لے جانے کے لئے علیگڑھ کی تعلیم گاہ قائم کی۔ یہ بڑا بھاری احسان ہے مسلمانوں پر۔

## قائد اعظم کا عظیم کارنامہ

اسی طرح سے اس زمانہ میں حضرت قائد اعظم کا نام زندہ ہے باوجود اس کے کہ وہ ظاہر نمازی آدمی نظر نہیں آتے تھے۔ لیکن ان کا دل ایمان و ایقان سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو غلامی سے نجات دلائی۔ مسلمانوں کو سلطنت عطا کی۔ مسلمانوں کو آزادی جیسی نعمت سے متمتع کیا ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ایک وقت ان کو بھی کافر کہا گیا۔ لیکن وہ بہت بڑے مجاہد اور پکے مسلمان تھے۔

## چوروں قطب بنایا

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کے متعلق روایت ہے کہ ایک جنگل میں ڈاکوؤں نے انہیں گھیر لیا اور پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے چوغے کے اندر میری والدہ نے اشرفیاں سی دی تھیں۔ اور کہا تھا کہ جھوٹ نہ بولنا سچ سے کام لینا۔ وہ ڈاکو حیران ہو گیا۔ اور آہ بھر کے کہا کہ یہ شخص اپنی ماں کا حکم مان کر سچائی سے کام لیتا ہے میں خدا کے حکم کو نہیں مانتا۔ مجھ پر افسوس ہے اس نے اسی وقت ڈاکہ زنی سے توبہ کی اور نیکی اور خدا پرستی کی راہ اختیار کر لی۔ اس کو کہتے ہیں چوروں قطب بنایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایک ڈاکو ابوذر آیا۔ وہ حضور صلعم کی صحبت میں آکر آپ کا عاشق زار ہو گیا۔ چوری چکاری رہزنی اور ڈاکہ زنی چھوڑ دی اور قطب بن گیا۔

## حضرت مرزا صاحب کی مجددیت کا ثبوت

ان لوگوں کا ذکر کرنے سے ........ میرا مقصد ان واقعات کا بیان کرنا ہے جو حضرت مرزا صاحب کو یقینی طور پر مجدد ثابت کرتے ہیں۔ تین واقعات تو اہل لاہور کے مشاہدہ میں آچکے ہیں۔

## (۱) لیکھرام کی ہلاکت

ایک واقعہ ۱۸۹۷ء کا ہے۔ لیکھرام بڑا بدباطن اور دریدہ دہن آریہ اور حضور نبی کریم صلعم کا خطرناک دشمن تھا۔ آپ کو گالیاں دیتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ مناظرہ ومناظرہ میں کچھ نہیں جانتا طاقت ہے تو کوئی نشان دکھاؤ۔ حضرت مرزا صاحب نے جناب الٰہی میں دعا کی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی دعا کو قبولیت بخشا اور فرمایا یبشرنی ربّی مبشراً ستعرف العید والعید اقرب۔ خدا تعالےٰ نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ خوشی کا دن آنے والا ہے اور وہ دن اسلامی عید کے قریب ہے وعدنی ربی و استجاب دعائی اللہ تعالےٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور میری دعا کو قبول فرمایا ہے۔ فی الرجل المفسد اس شخص کے بارہ میں جو مفسد ہے عدو اللہ و عدو رسولہ اسمہ لیکھرام الفشاوری۔ واخبرنی انہ من الھالکین۔ وہ خدا اور اس کے رسول کا دشمن ہے اس کا نام لیکھرام پشاوری ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اشتہار دے دیا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے بتایا ہے کہ یہ دشمن لیکھرام ہلاک کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ شاہ عالمی دروازہ میں چھوہ والی ایک گلی میں جہاں ساری آبادی ہندوؤں کی تھی۔ لیکھرام ٹھہرا ہوا تھا۔ میں نے اس گلی کو دیکھا ہے، وہاں آریوں کا مندر تھا۔ جس میں حضرت مولانا نورالدین رح نے آریوں کے جلسہ میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون پڑھا تھا میں بھی ان کے ساتھ وہاں گیا تھا اس گلی میں ایک مکان کی دوسری منزل پر لیکھرام سو رہا تھا۔ کسی شخص نے اس کی توند میں چھرا گھونپ دیا یہ عید کا دوسرا دن تھا۔ اور گلی ہندو مرد و زن لوگوں سے بھری ہوئی تھی لیکن قاتل کو جاتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا لیکھرام نے ہسپتال جا کر دم توڑ دیا اس کے قتل پر ایک طوفان برپا ہو گیا۔ آریہ قوم بڑی طاقتور تھی۔ دولتمند بھی تھی۔ علم کی دولت سے بھی مالا مال تھی۔ وہ بااثر قوم تھی۔ اس نے گورنمنٹ پر زور دیا کہ قاتل کا پتہ لگایا جائے چنانچہ لاہور میں مسلمانوں کی تلاشیاں ہوئیں۔ پھر یہ افواہ اُڑا دی گئی کہ مرزا صاحب نے ایک جنونی شخص کو بھیجا تھا کہ لیکھرام کو قتل کر کے آجاؤ۔ پھر اسکو قتل کر کے اپنے گھر میں دفن کر دیا ... اس وجہ سے ایک انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس نے قادیان پہنچکر ان کے گھر کی تلاشی لی۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر آپ کو مبارکباد کی تاریں ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ آج خدا کا کلام پورا ہوا ہے اس سے قوم خوش ہوئی ہے پھر ان کے گھر کی پوری تلاشی لی گئی لیکن ہاتھ کچھ نہ آیا۔

## (۲) جلسہ مذاہب میں مضمون بالا رہا

دوسرا نشان ۱۸۹۶ء کا ہے۔ لاہور میں تمام مذاہب کی ایک کانفرنس ہوئی۔ شیرانوالہ دروازہ کے اندر اسلامیہ سکول میں یہ جلسہ منعقد ہوا۔ ہندو۔ برہمو سماج۔ آریہ سماج سناتنی یہودی سکھ۔ عیسائی وغیرہ تمام مذاہب کے علماء و فضلاء نے اپنے اپنے مذہب کے رو سے پیش کردہ سوالوں کے جوابات جو لکھ کر لائے تھے پڑھکر سُناتے۔ اس

کا فیصلہ ایک کمیٹی کے ذمہ تھا۔ ۲۸ دسمبر کو حضرت مرزا صاحب کا لیکچر شروع ہوتا تھا۔ ۲۱ تاریخ کو الہام ہوا کہ مضمون بالا رہا۔ لاہور کے گلی کوچوں میں اشتہار لگا دیئے گئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہارا مضمون بالا رہا۔ ایک گاؤں کا رہنے والا کس طرح یورپ امریکہ کے پڑھے لکھے پادریوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ مقابلہ میں آنے والے پنڈت بہت اور پادری عالم، فاضل تھے۔ علم و روشنی کا زمانہ تھا۔ یہ شخص قادیان سے اٹھ کر اعلان کرتا ہے کہ میں اسلام کے فضائل پر تقریر کروں گا نہ صرف یہی بلکہ میری تقریر سب پر غالب آ جائے گی۔ یہ جرأت اور یہ اعلان کوئی معمولی بات نہیں۔ جان نکل جاتی اگر خدا ساتھ نہ ہو، یا اس کو خدا پر ایمان اور عرفان و یقین نصیب نہ ہو۔ ۲۸ تاریخ کو مضمون شروع ہوا۔ تین یا ساڑھے تین گھنٹے میں جس قدر مضمون پڑھا گیا لوگ حیران تھے کہ ایک دریا بہہ رہا ہے۔ ایک بڑے قابل آدمی سندر داس سوری نے جو انسپکٹر مدارس تھے مجھ سے کہا It was an eye opener اس لیکچر نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ لیکچر جاری ہے۔ اسلام کی حقانیت اور صداقت بیان ہو رہی ہے مسلمانوں کے اندر خوشی کی لہر چل رہی ہے۔ وقت ختم ہو گیا ایک اور شخص نے اپنا وقت دے دیا۔ سات ساڑھے سات گھنٹے ہو گئے مضمون ختم نہ ہوا۔ حاضرین مجلس نے زور سے التجا کی کہ دوسرا دن حضرت مرزا صاحب کی خاطر بڑھایا جائے۔ لوگ خوش تھے۔ مسلمانوں کے چہروں پر رونق تھی۔ وہ اسلام کی فتح کا دن تھا۔ چنانچہ دوسرے دن ساڑھے سات گھنٹے تک یہ مضمون سنایا جاتا رہا۔ سب کا فیصلہ تھا کہ مرزا صاحب کا مضمون بالا رہا۔ اخبارات میں بھی چھپ گیا۔ یہ کس انسان کا کام ہے کہ تمام دنیا کے مذاہب کے چوٹی کے علماء فضلاء جمع ہیں ان کے سامنے مضمون پڑھا جاتا ہے۔ اس کی کامیابی کی خبر پہلے سے دی جاتی ہے۔ اور یہی بات سچ نکلتی ہے۔ کیا یہ خدائی تصرف نہیں۔ کیا اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ تائید الٰہی تھی۔ یہ اس بات کی دلیل تھی کہ آپ سچے اور من جانب اللہ ہیں۔

## (۳) عیسائیت پر فتح عظیم

تیسرا واقعہ بشپ لیفرائے کا ہے۔ وہ بہت بڑا عالم فاضل پادری تھا۔ مجھے بھی اس بشپ سے ملاقات کا موقعہ ملا ہے۔ اس نے ۲۱ مئی ۱۹۰۰ء کو لاہور میں معصوم نبی پر لیکچر دیا۔ اور اعلان کیا کہ ۲۵ مئی کو پھر زندہ رسول پر لیکچر دوں گا۔ حضرت مرزا صاحب کو اطلاع ہوئی۔ آپ نے قادیان میں ہی زندہ رسول پر مضمون لکھ دیا اور وہ ۲۵ مئی کو بشپ لیفرائے کے لیکچر کے بعد سنایا گیا دنیا حیران تھی کہ حضرت مرزا صاحب نے ان تمام امور پر بحث کر ڈالی تھی جو بشپ صاحب نے اپنے لیکچر میں بیان کئے تھے حضرت مرزا صاحب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ رسول ثابت کیا تھا۔ اور بشپ صاحب کے نظریات کی اس شان و شوکت سے تردید کی تھی کہ اہل جلسہ بول اٹھے کہ اسلام کے پہلوان مرزا صاحب ہیں جب تقریر ختم ہوئی تو پادری صاحب نے کہا کہ یہ مرزائی ہے مسلمانوں کا نمایندہ نہیں ہے مسلمانوں نے کہا کہ نہیں یہ ہمارا نمایندہ ہے۔ پھر انہیں مناظرہ کا چیلنج دیا گیا۔ پادری صاحب نے کہا کہ میں مصروف آدمی ہوں، اور اپنی جان چھڑا کر شملہ چلا گیا۔ وہاں بھی لوگوں نے پیچھا نہ چھوڑا تو شملہ سے بھاگ کر بحرین چلا گیا غرض حضرت مرزا صاحب نے عیسائیت کا بھی قلع قمع کیا عیسائیت کے مقابلہ کے لئے جہاں کہیں گئے فتح یاب ہو کر آئے۔

## بے نظیر عربی تصنیفات

یہی نہیں بہت سے اور بھی واقعات ہیں جو آپ کو مامور اور مجدد ثابت کرنے کے لئے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک بات اور بیان کر دوں۔ میں جرمنی اور انگلستان رہا ہوں۔ وہاں مصر بیروت، تمام بغداد وغیرہ کے علماء فضلا سے میل ملاپ کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ ان کو میں نے حضرت مرزا صاحب کی عربی تصانیف دکھلائیں اور کہا کہ آپ ان کو پڑھ کر خدا لگتی کہو کہ یہ تصانیف عربی ادب۔ فصاحت و بلاغت اور معارف و حقائق کے لحاظ سے کیسی ہیں۔ ہر موقعہ پر انہوں نے کہا کہ یہ نہایت ہی فصیح و بلیغ کتابیں ہیں جو حقائق و معارف سے بھری ہوئی ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اعلان کیا تھا کہ میں عربی زبان میں قرآن کریم کے معارف بیان کروں گا کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ یہ ایک موقعہ تھا حضرت صاحب کے مقابلہ میں آنے کا۔ چاہیئے تھا کہ شام مصر، عراق، عرب اور ہندوستان کے علماء اکٹھے ہو کر یا فرداً فرداً ان کے چیلنج کا مقابلہ کرتے لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی، یہ ایک اعجاز تھا، جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا،

## دعویٰ نبوت کا غلط الزام

لوگوں نے حضرت صاحب پر اعتراض کیا ہے کہ آپ مدعی نبوت ہیں اس لئے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مخالف علماء نے آپ کے خلاف بڑا غلط پروپیگنڈا کیا۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ:-

"نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱)

لیکن باوجود اس کے لوگ اعتراض کرنے سے باز نہ آئے۔ آپ ہمیشہ دعوےٰ نبوت سے انکار کرتے رہے اور اس بارہ میں کچھ اصول بیان فرمائے آپ نے لکھا ہے کہ:-

"باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی نبوت مسدود ہے" (ازالہ اوہام ص ۷۶۱)

اور لکھا ہے کہ:-

"حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرائیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے" (ازالہ اوہام ص ۵۳۴)

اور لکھا ہے کہ:-

"اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے"

(ازالہ اوہام ص ۵۷۷)

اور فرمایا:-

"وحی نبوت تا قیامت بند ہے۔ اور وحی ولایت تا قیامت جاری ہے۔"

اور وہ فرماتے ہیں:-

میرے اوپر وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت اترتی ہے۔

(مجموعہ اشتہارات ص ۲۲۴)

اس سے صاف طور پر عیاں ہوتا ہے کہ وہ نبی نہ تھے بلکہ ولی اللہ تھے۔ ان پر وحی ولایت اترتی تھی وحی نبوت نازل نہ ہوتی تھی۔ وہ فرماتے تھے نبوت کا دعوےٰ اس طرف سے نہیں بلکہ ولایت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے پھر فرمایا حضرت نبی کریم کے بعد دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں اور فرمایا ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں پھر فرمایا ہم وحی نبوت کے قائل نہیں وحی محدثیت کے قائل ہیں جو اولیاء پر اترتی ہے۔ جہاں کہیں میری تحریروں میں لفظ نبی آیا ہے وہ محض مجازی معنوں میں اور لغت کے اعتبار سے ہے۔ جس کے معنی نباء (خبر دینے کے ہیں) یہ ایک عزت کا خطاب ہے۔ جو مجھے دیا گیا ہے۔ جو مجھ پر نبوت کا الزام لگاتا ہے وہ تقویٰ سے دور ہے۔ دہلی میں آپ نے اعلان فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوےٰ نبوت کرنے والا کافر اور کاذب ہے۔ اور فرمایا ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ خدا کو کبھی شایاں نہیں کہ اس وعدہ کے خلاف خاتم النبیین کے بعد کسی

دوسرے نبی کو مبعوث فرمائے - اور فرمایا مجازی نبوت محدثیت کو کہتے ہیں ورنہ اگر ایک وحی نبوت بھی نازل ہو جائے تو اسلام کا تختہ اُلٹ جاتا ہے اور ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جاتی ہے اور فرمایا کیا الہام یا وحی ولایت پانے کا دعوےٰ کرنے سے دعویٰ نبوت کرنا ثابت ہوتا ہے؟ اور فرمایا آیہ کریمہ خاتم النبیّین پر ہم دل سے ایمان رکھتے ہیں حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا اور ہم تو خادم دین ہیں - اگر ہم خادم دین اسلام نہیں تو ہمارا سارا کاروبار عبث ہے - اور فرمایا یہ الزام سراسر افتراء ہے کہ میں نبوت کا مدعی ہوں میں سیدنا ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں - وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلعم پر ختم ہو گئی - ان امور میں میرا مذہب دیگر اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے - میرا دعوےٰ نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت کا ہے - تو کیا اس سے دعوےٰ نبوت لازم آگیا - نبوت تامہ کے لوازمات میں سے وحی نبوت اور نزول جبرئیل ہے - وحی نبوت پر تیرہ سو سال سے مہر لگ چکی ہے - میرے الہام میں لفظ نبی بطور استعارہ اور مجاز آیا ہے -

فرمایا نبی کے لفظ سے نبوت حقیقی مراد نہیں بلکہ صرف محدثیت مراد ہے پھر فرمایا کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے - اور آیت خاتم النبیّین کو کلام الٰہی یقین کرتے ہوئے کہہ سکتا ہے کہ میں بھی نبی ہوں -

حضرت مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا - (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰) اور یہ بھی لکھا ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خداتعالےٰ کی طرف سے شریعت یا احکام جدیدہ لاتے ہیں ماسوا ان کے جس قدر ملہم یا محدث ہیں خواہ وہ جناب الٰہی میں کتنی ہی اعلےٰ شان رکھتے ہوں ان کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ حاشیہ)

یہ تمام حقائق بیّن طور پر ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ نبی ہونے کا نہیں بلکہ وہ مجدد اور محدّث ہیں - ان کا دعوے وحی نبوت پانے کا نہیں بلکہ وحی ولایت حاصل کرنے کا دعوےٰ ہے - انہوں نے اپنے الہام کو حجت شرعیہ قرار نہیں دیا - اس لئے وہ نبی نہیں بلکہ مجدد اور ولی اللہ ہیں جنہوں نے نہایت خوبی سے تجدید دین کی اہم خدمت سرانجام دی -

## دعوےٰ مجددیت

حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میرے دعوے کی بنیاد حدیث مجدد پر ہے - اور اس صدی کا مجدد میں ہی ہوں اور فرمایا یہ امر اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلم ہے کہ آخری زمانہ کا مجدد مسیح موعود ہوگا - اب جب کہ اس صدی کے چوبیس سال گزر چکے ہیں - اور میرے سوائے کسی دوسرے شخص نے مجدد ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا - اور زمانہ کی ضروریات بھی متقاضی ہیں کہ مجدد مبعوث ہو - میں ضروریات زمانہ کے اقتضا کے موافق مجدد ہو کر مبعوث ہوا ہوں (حقیقت الوحی صفحہ ۱۹۳ صفحہ ۱۹۴)

## حضرت مرزا صاحب نے یورپ میں اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے

جہاں تک آپ کے کام کا تعلق ہے دنیا جہان کے لوگ جانتے ہیں کہ آپ نے عیسائیت کو ختم کر دیا - اور فتح اسلام کے جھنڈے یورپ میں گاڑ دیئے - حکیم اجمل خان صاحب بڑی مشہور و معروف شخصیت کے مالک تھے - میں جرمن جانے لگا تو انہوں نے ترکی کے سفیر کے نام مجھے ایک خط دیا تھا جب میں وہاں سے واپس ہونے لگا تو مجھے خبر ہوئی کہ حکیم صاحب اپنا علاج کرانے کے لئے پیرس آئے ہوئے ہیں - میں پیرس کے راستہ واپس آیا اور پیرس میں حکیم صاحب سے ملاقات کی انہوں نے کہا کہ آپ نے جو کام کیا ہے اس کا ذکر میں نے غیر کی زبان سے سنا ہے جس سے مجھے بہت لطف آیا ہے - یہاں پر مولوی برکت اللہ ہیں وہ پیرس سے رسالہ الاصلاح نکالتے ہیں - انہوں نے بتایا ہے کہ جرمنی میں آپ نے کیا کام کیا ہے اور کس طرح جرمن عورتیں اور مرد اور بچے اسلام کا دم بھرتے ہیں - انہوں نے کہا کہ یہ تو خوشی کی بات ہے ہی لیکن سب سے بڑی بات جو ہوئی وہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر اسلام کی طرف سے جو مایوسی طاری تھی وہ امید سے بدل گئی - اور ان کو یقین ہو گیا کہ اسلام آج بھی دنیا میں غالب آسکتا ہے - یہ صرف حضرت مرزا صاحب کی ذات گرامی کی وجہ سے ہے کہ گرے ہوئے کو اٹھایا اور مایوسی کے راستے امیدیں رکھ دیں - آپ کی وجہ سے آج اسلام زندہ ہے -

## احمدیہ ہال کی بنیادی اینٹ رکھنے کی تقریب

میں اب خطبہ کو ختم کرتا ہوں - نماز کے بعد آپ جہاں پر ہوں وہیں بیٹھے رہیں - خاموش رہیں گفتگو نہ کریں - عام طور پر خدا کے گھر میں آکر ذکر الٰہی کرنا چاہیئے ضرورت پر کوئی بات کر لی جائے - لیکن خدا کے گھر کا احترام یہی چاہتا ہے کہ ذکر الٰہی اور درود شریف میں لگے رہیں - آپ کے سامنے کلینڈرا شریف رکھا جائے گا وہ پی لیں اور اس کے بعد شیرینی تقسیم ہوگی - پھر ہم سب حضرت شیخ میاں محمد صاحب کے ساتھ چلیں گے اور احمدیہ ہال کی بنیادی اینٹ رکھیں گے - یہ ہمارے لئے خوش نصیبی ہے کہ ہم امام ہمام کی یادگار تعمیر کرنے کی ابتداء کر رہے ہیں -

## چھوٹی سی جماعت کا شاندار کام

آج اس چھوٹی سی جماعت کی تاریخ کا ایک شاندار باب ہے - دنیا جانتی ہے کہ ربوہ کی جماعت کے مقابلہ میں یہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے - لیکن اس نے عظیم الشان لٹریچر پیدا کیا ہے - جس کی مثال مشکل سے ملے گی - سب جانتے ہیں کہ اس جماعت کے اعتقادات اسلامی ہیں - اور اس جماعت کے لوگ نماز روزہ کے پابند ہیں اور اس قوم کے اندر ایثار کا بے پناہ جذبہ ہے - اس کے ایثار کی وجہ سے یورپ میں مسجدیں تعمیر ہوئی ہیں - اسلام کا بے نظیر لٹریچر پیدا ہو رہا ہے - اس جماعت نے کافروں کو کلمہ پڑھایا ہے - حضرت مرزا صاحب نے قرآن کے درس و تدریس کا جو سلسلہ شروع کیا اس کی تقلید میں آج جگہ جگہ درس و تدریس ہو رہا ہے - ہر جگہ تبلیغی کلاسیں کھل رہی ہیں اور حضرت صاحب نے نیکی کا جو بیج بویا لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں -

## ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا ذکر خیر

میں یہاں کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں - ان کے والد بزرگوار مجھ پر فدا تھے میرے دل میں ان کی عزت اور قدر تھی - ان کی والدہ کو بھی مجھ سے اخلاص اور عقیدتمندی تھی - آج آپ لوگوں میں سے کوئی گلبرگ میں رہتا ہے کوئی مسلم ٹاؤن میں اور کوئی ماڈل ٹاؤن اور کوئی سمن آباد میں رہتا ہے لیکن ایک وقت تھا کہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب حضرت مولانا محمد علی صاحب، حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب سب یہاں رہتے تھے اور اکٹھے ہو کر روزانہ جماعتی صلاح مشورہ کرتے تھے - شاہ صاحب نے جماعت کی بڑی خدمت کی ہے - انہوں نے یہ مسجد بنائی وہ مکان وقف کیا - جس میں میں رہتا ہوں، وہ مکان بھی وقف کیا جس میں احمدیہ ہال بنتا ہے - قادیان میں مسجد بنائی - مسلم ٹاؤن میں مسجد بنائی وہ بڑے جید انسان تھے مجھے یاد ہے کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے بمبئی جا کر ڈاکٹر امبیدکار کو اسلام کی تبلیغ کرنے کے لئے کہا - شاہ صاحب نے کہا میں آپ کے ہمرکاب جاؤں گا - ہم دونوں ڈاکٹر امبیدکار کی کوٹھی میں گئے اور وہاں میں نے اسلام پر تقریر کی - لوگ بڑے متاثر ہوئے شاہ صاحب خوشی کے مارے پھولے نہ سمائے -

## بیگم شاہ صاحبہ اور کرنل بشیر حسین کا ایثار

شاہ صاحب نے وصیت کی تھی کہ جب تک میری بیگم زندہ ہے یہ مکان ان کے تصرف میں رہے گا،

(باقی بر صفحہ ۱۵ انتہا کے نیچے)

خان بہادر میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی

# کھلی چٹھی نمبر ۲

## بخدمت جناب قاضی مولوی محمد نذیر صاحب لائل پوری ثم ربوی

مکرم قاضی صاحب رحمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولانا! میں آپ کا بےحد مشکور ہوں کہ آپ نے میری گذارشات پر توجہ فرمائی۔ چونکہ آپ نے میری کھلی چٹھی کا جو جواب دینا تھا دو قسطوں میں دے دیا ہے اس لئے مجھے آپ اور شیخ عبدالرحمن مصری صاحب کے درمیان مباحثے کے انجام تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہوں کہ جبکہ شیخ عبدالرحمن مصری صاحب حضرت مسیح موعودؑ کو داعی اسلام و احمدیت ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کی تحریر کو سلسلہ وار مربوط بلا ناسخ و منسوخ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں آپ اس میں اختلافات ناسخ و منسوخ اور تکفیر اہل قبلہ اور تحقیر اسلامیان ثابت کرنے کیلئے کوشاں ہیں اس لئے مجھے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں اور نہ مزید مضامین کے انتظار کی ضرورت ہے۔

۱۔ محکمات اور متشابہات کے اصول کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا تھا اس کے متعلق آپ نے لکھا ہے کہ:

"بے شک قرآن مجید کی کوئی آیت ناسخ منسوخ نہیں اسی طرح مسیح موعودؑ کے الہامات میں بھی میں نسخ کا قائل نہیں لیکن یہ اصل مامور کے اجتہادات پر حاوی نہیں ہو سکتا کیونکہ اجتہادات میں خطا کا بھی احتمال ہوتا ہے" وغیرہ وغیرہ

آپ نے یہ رائے حضرت مسیح موعودؑ کے اجتہاد پر ظاہر کی ہے۔ یہ آپ کو مبارک ہو۔ میں آپ کے اجتہاد کو مسیح موعودؑ کے اجتہاد پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ آگے چل کر آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک محکم اصول کے متعلق کہ نبی کریمؐ کے بعد جبرائیلؑ کا بہ پیرایہ وحی نبوت و رسالت آنا قیامت تک ممتنع ہے اور اب نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی پرانا آ سکتا ہے۔ فرمایا ہے کہ یہ محکم اصول نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی نبوت و رسالت اگر قرآن مجید کی کسی آیت یا کسی حدیث نبوی میں واضح طور پر بیان ہوا ہے تو اسے پیش کیا جاوے۔ اگر قرآن و حدیث میں مذکور نہیں تو پھر یہ امر بھی اجتہادی امر ہوگا۔ اس کے متعلق میں لمبی چوڑی بحث میں جانا نہیں چاہتا کیونکہ خدا کا شکر ہے کہ میں مولوی نہیں۔ میرا مبلغ علم حضرت مسیح موعودؑ کے علم سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ یہ فخر علمائے کرام ربوہ ہی کو حاصل ہے۔ میں تو صرف اس قدر ہی جانتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۱۱ پر (حقیقۃ الوحی وہی کتاب ہے جس کے چند صفحوں پر آپ کی نبوت سازی کا دارومدار ہے) لکھا ہے:

"اگر خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ تمام نبی یہی سکھلاتے چلے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام امت کو سکھلایا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

اس حوالے کو غور سے پڑھیئے۔ مجھے تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے محکمات اور متشابہات کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے وہ قرآن مجید اور حدیث کو غور سے پڑھنے کے بعد فرمایا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ اسے تسلیم کریں یا نہ کریں۔ آپ اپنے علم کو حضرت مسیح موعودؑ کے علم پر فضیلت دینے کی ...... جرأت کر سکتے ہیں لیکن میرے جیسے امّی کے لئے یہ مشکل ہے۔

مولانا مکرم اتنا تو فرمایئے اور ذرا شرائط بیعت حضرت مسیح موعودؑ کو بھی دیکھ لیجئے جس میں حضرت نے تا یوم وفات خود کوئی تبدیلی نہیں فرمائی اور یہ دیکھنے کے بعد ایمان سے فرمایئے کہ حضرت نے کس جگہ اور کس مقام پر اپنی کسی تحریر میں فرمایا ہے کہ ان کی نبوت رسالت پر بھی ایمان لایا جاوے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ آپ کے قول کے مطابق زمرۂ انبیاءؑ میں داخل ہیں اور ایک نبی کے لئے اپنی نبوت و رسالت پر ایمان لانے کی تاکید کرنا ضروری ہے تو وہ آپ نے کیوں نہیں فرمائی اور ازروئے ایمان فرمایئے کہ جب آپ نے خود حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی تو حضرت نے آپ کو اپنی رسالت و نبوت پر ایمان لانے کو کہا تھا؟ اگر میری اس گذارش سے آپ اتفاق نہ ہو تو ذرا اخبار بدر جلد ۹ نمبر ۵۱ و ۵۲ زیر عنوان "دارالعلوم ندوہ" نکال کر دیکھ لیجئے جہاں مفتی محمد صادق صاحب مرحوم و مغفور نے نبوت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق بجواب مولوی شبلی صاحب یہ لکھا ہے:

"نبوت کا مسئلہ ہمارے ہاں ایسا نہیں کہ شرائط بیعت میں داخل ہے یا بیعت کے وقت اس کا اقرار لیا جاتا ہو یا اس کا وعظ کرتے پھرتے ہوں، مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں اور احادیث میں آنے والے کا نام بھی نبی رکھا ہے"

اگر اس پر بھی تسلی نہ ہو تو میں آپ کی جماعت کے دیگر اکابر کے معتقدات نسبت نبوت حضرت مسیح موعودؑ بھی پیش کر سکتا ہوں لیکن یہ موجب طوالت ہوگا۔ اگر در خانہ کس است

حرفے بس است

اس کے متعلق میں ایک اور بھی درخواست کرنی چاہتا ہوں کہ اگر آپ کو نبوت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق تحقیقات کا شوق ہے تو از راہ کرم کتاب "عقائد احمدیہ متعلق نبوت محمدیہ" مصنفہ سید مدثر شاہ صاحب گیلانی پشاوری ملاحظہ فرمائیں یا کتاب "دین الحق یا ہمارا مذہب" مصنفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا! میں ازروئے ایمان آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کتاب حقیقۃ النبوۃ نہ لکھی ہوتی تو میں شروع سے لے کر آپ کی جماعت کے ساتھ رہنے کے بعد ۱۹۱۵ء میں آپ کی جماعت سے علیحدہ نہ ہوتا۔ اگر اس کتاب حقیقۃ النبوۃ کو آپ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے ملا کر دیکھیں گے تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ اس میں ان تمام الزامات کی تصدیق اور توثیق کر دی گئی ہے جو علمائے اسلام اور مکفرین حضرت مسیح موعودؑ آپ پر لگاتے تھے اور حضرت ممدوحؑ تا وفات ان کی تردید کرتے رہے۔

۲۔ آپ نے اپنے جواب کی سرخی منقولہ اخبار الفضل ۱۹ اپریل اگرچہ جمائی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا علامتی بیان حضرت مسیح موعودؑ کے بیان کے عین مطابق ہے تو اسے دیکھ کر مجھے اور بھی تعجب ہوا ہے۔

محترم قاضی صاحب! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی کتاب آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان نہ لانے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ الفاظ کہیں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر میں بھی نہیں نظر آتے تو پھر آپ کا یہ سرخی جمانا

کیونکر جائز ہو سکتا ہے ۔ کیا یہ صریح طور پر پبلک کو دھوکہ دینا نہیں ؟ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے الفاظ مندرجہ آئینہ صداقت کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا ہے ان کو میں نے بغور پڑھا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بیان کو غور سے نہیں پڑھا ۔ میں وہ سوال و جواب آپ کے سامنے رکھتا ہوں :-

**سوال** :- کیا جب کفر کے لفظ کے استعمال سے غلط فہمی اور تلخی پیدا ہونے کا احتمال ہے تو یہ بہتر نہیں ہو گا کہ یا تو اس کے استعمال کو قطعی طور پر ترک کر دیا جائے یا اس کے استعمال میں بہت احتیاط برتی جائے ۔

**جواب** :- ہم ۱۹۲۲ء سے اس سے اجتناب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ''

محترم قاضی صاحب ! جہاں آپ نے اس مسئلہ کے متعلق اور جوابات مندرجہ بیان پڑھے ہیں اس کو بھی غور سے پڑھ لیجئے ۔ اگر آپ کے قول کے مطابق حضرت مسیح موعود فی الواقع نبی تھے اور زمرۂ انبیاء میں داخل تھے اور نبی کا نہ ماننا کفر ہے تو کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا یہ جواب درست تھا ؟ کیونکر درست ہو سکتا ہے ؟

۳۔ ناسخ و منسوخ کے مسئلہ کے متعلق آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے متعلق صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ آپ کو انکار بھی ہے اور اقرار بھی ہے ۔ حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ اس کے قائل نظر نہیں آتے ۔ یہ بڑی عبارت سے بازی بازی باریش بابا ہم بازی ۔ جب حضرت مسیح موعودؑ بھی آپ کے معتقدات کے مطابق آپ کی زد سے محفوظ نہیں تو میرے جیسے اُمی کا کیا ٹھکانا ہے ۔

۴۔ محترم قاضی صاحب مجھے یقین ہے کہ آپ نے ملفوظات مسیح موعود پڑھے ہوں گے اور حضرت کا یہ الہام بھی آپ کی نظر سے گذرا ہو گا ۔ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ثابت کر دے گا ۔ اس الہام کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے خود فرمایا ہے کہ اس کی ایک قرأت " دنیا میں ایک نبی آیا " بھی ہے لیکن اس کو چھوڑا جاتا ہے کیونکہ اس سے فتنہ پیدا ہونے کا احتمال ہے ۔

(ب) آپ کو یاد ہو گا کہ کچھ عرصہ تک خاندان حضرت مسیح موعود کو خاندان نبوت لکھا جاتا رہا لیکن جب اس کی غلطی محسوس ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حکماً اس رواج کو بند کر دیا ۔

(ج) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے بیان میں عدالت کے سامنے فرمایا تھا کہ ہم تکفیر بازی سے ۱۹۲۲ء سے اجتناب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۱۹۲۲ء کے بعد سے اس وقت تک اکتالیس سال ہو چکے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ اس پانی کی کڑھی میں اب یہ اُبال کیوں آیا ہے ۔ اور آپ نے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے احکام کی خلاف ورزی کرنے کی کیوں جرأت کی ہے ۔ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ

دین ملاں فی سبیل اللہ فساد

۵۔ میں نے آپ کو وائسرائے کی مثال کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن آپ نے اس کو زندہ بادشاہ کا ذکر فرما کر ٹال دیا ۔ آج تک احمدیہ لٹریچر میں بھی یہی میں لکھا دیکھتا رہا ہوں ۔ کہ اسلام کا خدا زندہ ہے رسول زندہ ہے ۔ اور کتاب زندہ ہے ۔ اگر آپ کے خیال کے مطابق رسول کو مردہ تصور کر لیا جائے تو فرمائیے کہ خلافت کا کیا حال ہو گا اور احمدیت میں حضرت مسیح موعود خود کو خلیفۃ الرسول لکھتے رہے اور ان کے بعد خلفاء خود کو خلیفۃ المسیح لکھتے رہے ہیں اس خلافت در خلافت کا کیا حشر ہو گا ۔ ذرا حضرت مسیح موعود کی کتاب سر الخلافہ ملاحظہ فرما کر جواب دیجئے گا ۔

محترم قاضی صاحب آپ کی تشریح کے مطابق نبوت کی مندرجہ ذیل قسمیں قرار پاتی ہیں تشریعی نبی ۔ غیر تشریعی نبی ۔ اور ظلی نبی ۔ اس کا قرآن اور حدیث میں صریح طور پر کوئی ذکر نہیں ۔ اگر آپ غور فرماویں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ تمام انبیاء کرام مختلف شریعتیں ( نوحی شریعت ۔ موسوی شریعت ) کے ماتحت خود مختار نبی ہوتے رہے ہیں اور اپنے اپنے وقت میں اپنا سکہ چلاتے رہے ہیں لیکن خاتم النبیین کے بعد کوئی شخص اپنا سکہ چلانے کا مجاز نہیں ۔

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا ست

اس لئے وہ زمرۂ انبیاء میں بھی شمار نہیں ہو سکتا

آپ نے اپنے مضمون کی قسط اوّل میں گلہ فرمایا ہے کہ میں نے بجائے کھلی چٹھی لکھنے کے آپ سے براہ راست خط لکھ کر کیوں استصواب نہیں کیا ۔ محترم قاضی صاحب اس بارہ میں میرا ایک تلخ تجربہ ہے ۔ ہفتہ وصیت منانے کا موقعہ تھا الفضل میں مضامین نکلے ان مضامین میں سے ایک مضمون مولانا ابو العطا صاحب جالندھری کا بھی تھا جس میں انہوں نے فتوےٰ دیا تھا کہ جس احمدی نے وصیت نہیں کی وہ عملی منافق ہے خواہ اس کی وجہ کچھ ہے ۔ میں نے مولانا کی خدمت میں خط لکھا اور دریافت کیا کہ کئی لاکھ احمدی جماعت میں سولہ یا سترہ ہزار وصیت کرنے والوں کی تعداد ( جو الفضل میں شائع ہوتی رہی ہے ) کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا پڑیگا کہ آپ کی جماعت کی کثرت عملی منافقین پر مشتمل ہے ۔ مولانا نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا ۔ اس کے بعد ایک دن وہ بردر مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور مجھے مل گئے میں نے ان سے اپنی عرضداشت کے متعلق پوچھا تو فرمانے لگے کہ ان کو خط ملا ہی نہیں وہ خود کسی دن میرے مکان پر آکر سمجھائیں گے ۔ وہ آج تک نہیں آئے ۔ اس لئے میں نے اب آپ کو خط نہیں لکھا ۔

میری معروضات کا خلاصہ میرے اس جواب میں آ گیا ہے اور اگر اس پر بھی آپ خامہ فرسائی کی کوشش فرمائیں تو اس کا کوئی علاج نہیں ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

چند دن ہوئے مجھ سے ایک شخص نے مشورہ چاہا کہ وہ لاہور اور ربوہ میں سے کس جماعت میں شامل ہو ۔ میں نے اس کو ربوہ کی طرف زیادہ راغب پایا ۔ میں نے عرض کی کہ اس جماعت میں شامل ہونے کے لئے پہلے آپ کو ربوہ کی لغت سے واقف ہونا چاہیئے ۔ وہاں ختم کے معنے جاری رہنے کے ہیں حالانکہ فنا فی الرسول کی حقیقت اس لوہے کے ٹکڑے سے زیادہ کچھ نہیں جو آگ میں پڑ کر آگ کی خو بو حاصل کرلے پھر بھی وہ لوہے کا ٹکڑا رہے گا ۔ آگ نہیں ہو جائے گا ۔ حضرت مسیح موعود فنا فی الرسول ہو کر بھی اس طرح سے نبی نہیں بن سکتے جس طرح آپ بنانا چاہتے ہیں ۔

---

# قرار داد تعزیت

جناب شیخ محمد انعام الحق صاحب کی وفات پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس منتظمہ کی قرار داد مورخہ ۱۲/۴ / ۱۹۶۳ء :-

" مجلس منتظمہ کا یہ اجلاس شیخ محمد انعام الحق صاحب کی بے وقت اور اچانک وفات حسرت آیات پر انتہائی رنج و اندوہ کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین خصوصاً ان کی اہلیہ محترمہ اور ان کی دختر نیک اختر کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے ۔ نیز قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقول ان کی اہلیہ محترمہ اور ان کی دختر کی خدمت میں بھیجی جائیں "

بخدمت اہلیہ محترمہ شیخ محمد انعام الحق صاحب
" " دختر صاحبہ " " " "
" " ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

والسلام
خاکسار ۔ احمد یار ۔ سیکرٹری
۲۲ - ۴ - ۶۳

# حضرت یسوع مسیحؑ نے توحید الٰہی کی تعلیم دی

## لیکن عیسائیوں نے پولوس کی سرکردگی میں انہیں خدا کا شریک بنا دیا

## یسوع مسیح نے تو چند یہودی مُردے زندہ کئے ہوں گے لیکن محمد رسول اللہ صلعم نے ساری قوم کو زندہ کر دیا جو دنیا کی روحانی معلم بن گئی

راولپنڈی۔ ۱۳ اپریل ۱۹۶۲ء۔ (پی اے سروز) حضرت یسوع مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کی وحدانیت کی تعلیم دی تھی۔ اور اپنے آپ کو بحیثیت خدا تعالیٰ کے رسول کے پیش کیا تھا۔ "جسے تو نے بھیجا ہے" یہی رسول ہوتا ہے لیکن عیسائیوں نے پولوس کی سرکردگی میں یسوعؑ کی تعلیم کے خلاف، اسے اُٹھا کر خدا کا شریک بنا دیا اور الوہیت مسیح کا مشرکانہ عقیدہ گھڑ لیا۔ یہ بات صدر جماعت احمدیہ راولپنڈی جناب مرزا معصوم بیگ صاحب نے جو برصغیر ہند و پاک کے قدیم ہفتہ وار انگریزی اخبار "لائٹ" کے ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں۔ آپ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی برانچ لاہور کے دو روزہ سالانہ جلسہ کی پہلی نشست میں "خداوند یسوع مسیح کے معجزات" پر مجمع سامعین سے خطاب فرما رہے تھے۔ جس کی صدارت حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی محقق اسلام و فاضل سنسکرت و عبرانی نے فرمائی۔ فاضل مقرر نے مرقس کی انجیل کے ایک حوالہ کے پیش نظر کہا کہ جھوٹے اور مکار لوگ بھی معجزے دکھلا سکتے ہیں۔ اس لئے اگر خداوند یسوع مسیح نے کوئی معجزہ یا عجیب کام دکھلایا بھی تو کون سا تیر مارا جو اسے خدا تعالیٰ کا شریک بنا سکتا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اندھوں کو بینائی بخشنا۔ کوڑھیوں کو پاک صاف کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا۔ یہ بھی خداوند یسوع مسیح کا مجازی کلام تھا۔ جس سے مراد گنہگاروں کی روحانی بیماریاں دور کرنا اور انہیں روحانی زندگی عطا کرنا تھی۔ لیکن ہمارے عیسائی دوستوں نے اس مجاز کو حقیقت پر محمول کیا اور گمراہ ہو گئے۔ آپ نے کہا کہ ہر نبی اور رسول کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی روحانی بیماریوں کو دور کرتا اور ان کو جو روحانی طور پر مردہ ہو چکے ہوتے ہیں زندہ کرتا ہے اور یہ کام سب سے بڑھ کر حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کیا۔ آپ نے کہا۔ خداوند یسوع مسیحؑ نے تو چند یہودی مردے زندہ کئے ہوں گے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری قوم جو روحانی طور پر بالکل مر چکی تھی زندہ کر دی اور ایسی زندہ کی کہ وہ تمام دنیا کے روحانی معلم بن گئی۔ مقرر محترم کی تقریر کا متن یہ ہے:-

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم۔ وقال المسیح یٰبنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم۔ انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماوٰہ النار۔ وما للظلمین من انصار (المائدہ ۵: ۷۲)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یقیناً وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے۔ اور مسیح نے کہا۔ اے بنی اسرائیل۔ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے کیونکہ جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے یقیناً اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔

متی کی انجیل میں لکھا ہے (۲۲: ۳۶)

> ایک عالم شرع نے آزمانے کے لئے یسوع سے پوچھا۔ اے استاد۔ توریت میں کونسا حکم بڑا ہے؟ یسوع نے اس سے کہا کہ خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔

دوسری جگہ یوحنا کی انجیل (۱۷: ۳) میں لکھا ہے کہ یسوع نے آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھا کر کہا:-

> "اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔"

حضرت یسوع مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کی وحدانیت کی تعلیم دی تھی اور اپنے آپ کو بحیثیت خدا کے رسول کے پیش کیا تھا۔ "جسے تو نے بھیجا ہے" یہی رسول ہوتا ہے۔ لیکن عیسائیوں نے پولوس کی سرکردگی میں یسوع کی تعلیم کے خلاف اسے اُٹھا کر خدا کا شریک بنا دیا۔ اور الوہیت مسیح کا مشرکانہ عقیدہ گھڑ لیا۔

## پادری صاحب کی دلیل

ایک دفعہ ایک پادری صاحب نے یسوع ابن مریم کی الوہیت ثابت کرنے کے لئے میرے سامنے یہ دلیل پیش کی کہ خداوند یسوع مسیح نے ایسے ایسے معجزے دکھلائے جو انسانی طاقت سے بالاتر تھے۔ مادرزاد اندھوں کو بینائی بخشی، کوڑھیوں کو صرف ہاتھ سے چھو کر پاک صاف کر دیا۔ اور مردوں کو زندہ کیا۔ اور متی کی انجیل سے یہ آیات پڑھ کر سنا دیں:-

> "اور یوحنا نے قید خانہ میں مسیح کے کاموں کا حال سن کر اپنے شاگردوں کی معرفت اس سے پوچھ بھیجا کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں۔ یسوع نے جواب میں اُن سے کہا کہ جو کچھ تم سنتے اور دیکھتے ہو جا کر یوحنا سے بیان کر دو۔ کہ اندھے دیکھتے اور
>
> . . . . . . . .
>
> لنگڑے چلتے پھرتے ہیں، کوڑھی پاک صاف کئے جاتے ہیں اور بہرے سنتے ہیں۔ اور مردے زندہ کئے جاتے ہیں۔ اور غریبوں کو خوشخبری سنائی جاتی ہے" (۱۱: ۲ تا ۵)

پادری صاحب نے پرزور الفاظ میں کہا۔ کیا کام کوئی انسان کر سکتا ہے؟ خداوند یسوع مسیح کے اندر یقیناً خدائی طاقت تھی کیونکہ وہ خدا کا بیٹا تھا۔

## متضاد بیانات

میں نے پادری صاحب کی خدمت میں گذارش کی کہ اسی متی کی انجیل کا اگلا باب ۱۲ کھولئے اور ۳۸ تا ۴۰ آیات پڑھئے۔ لکھا ہے:-

> فقیہوں اور فریسیوں نے اُس سے کہا۔ اے استاد۔ ہم تجھ سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔ یسوع نے جواب دے کر اُن سے کہا۔ اس زمانہ کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یوناہ نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔

یہ دو متضاد بیانات ہیں جو متی کی انجیل نے خداوند یسوع مسیح کی طرف منسوب کئے ہیں۔ پہلے بیان میں مسیح یوحنا کے شاگردوں کو کہتے ہیں کہ نشانات بکثرت دکھلائے جاتے ہیں۔ اندھے دیکھتے ہیں لنگڑے چلتے ہیں۔ کوڑھی پاک صاف۔ اور مردے زندہ کئے جاتے ہیں۔ لیکن دوسرے بیان میں

. . . . . . . . . . . .

خداوند یسوع مسیح ارشاد فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے برے اور بدکار لوگوں کو کوئی نشان یوناہ نبی کے نشان کے سوا نہیں دکھلایا جائے گا - میں نے پادری صاحب پر سوال کیا کہ ان متضاد بیانات میں سے کونسا بیان سچا اور کونسا جھوٹا ہے ؟

میں نے کہا انجیل مقدس کا ریکارڈ تو دوسرے بیان کو صحیح قرار دیتا ہے کہ کوئی معجزہ نہیں دکھلایا گیا - چنانچہ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے کہ جب خداوند یسوع مسیح کو ہیرودیس گورنر گلیل کے سامنے پیش کیا گیا جو ان دنوں یروشلم میں تھا - تو

> ہیرودیس یسوع کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کیونکہ وہ مدت سے اسے دیکھنے کا مشتاق تھا اس لئے کہ اس نے اس کا حال سنا تھا اور اس کا کوئی معجزہ دیکھنے کا امیدوار تھا - اور وہ یسوع سے بہتیری باتیں پوچھتا رہا - مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا - اور سردار کاہن اور فقیہہ کھڑے ہوئے زور شور سے اس پر الزام لگاتے رہے - پھر ہیرودیس نے اپنے سپاہیوں سمیت اسے ذلیل کیا اور ٹھٹھوں میں اڑایا -"

(لوقا ۲۳ : ۸)

یہ ایک نادر موقعہ تھا اور خداوند یسوع مسیح کو چاہیئے تھا کہ کوئی معجزہ دکھلا کر اپنی اور اپنے مشن کی صداقت کا ثبوت پیش کرتے - لیکن انہوں نے کوئی معجزہ نہیں دکھلایا -

متی کی انجیل باب ۲۷ - اور آیت ۳۹ میں لکھا ہے کہ جب خداوند یسوع مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا تو راہ چلنے والے سر ہلا ہلا کر اس کو لعن طعن کرتے اور کہتے کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اتر آ - ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے - یہ خداوند یسوع مسیح کی زندگی کا آخری موقعہ تھا کہ وہ یہ نشان دکھلا کر اپنی صداقت کا ثبوت پیش کرتے - مگر مسیح نے کوئی معجزہ نہیں دکھلایا - یہ ایں ہمہ پادری صاحبان یہ ڈھنڈورا پیٹتے پھرتے ہیں کہ خداوند یسوع نے ایسے ایسے عظیم الشان معجزے دکھلائے جو انسانی طاقت سے بالاتر تھے - بھلا کوئی انسان خواہ کتنا ہی بلند مرتبہ رکھتا ہو مردے کو زندہ کر سکتا ہے - مادرزاد اندھے کو بینائی دے سکتا ہے - اور کوڑھی مرض کو چھوتے سے پاک صاف کر سکتا ہے ؟

## گبن کی طنز اور تذبذب

گبن (GIBBON) ایک بہت بلند پایہ مورخ ہوا ہے - وہ اپنی مشہور و معروف کتاب *Decline and fall of the Roman Empire* کے پندرہویں باب میں خداوند یسوع مسیح کے ان فرضی معجزات کا ذکر کرتے ہوئے طنزاً لکھتا ہے :-

*The lame walked, the blind saw, the sick were healed, the dead were raised, demons were expelled, and the laws of nature were frequently suspended for the benefit of the Church. But the sages of Greece and Rome turned aside from the awful spectacle ....*

یعنے لنگڑے چلتے ہیں اندھے دیکھتے ہیں - بیمار شفا پاتے ہیں مردے زندہ کئے جاتے ہیں بدروحیں نکالی جاتی ہیں اور قوانین قدرت عیسائیت کی خاطر اکثر اوقات معطل ہو کر رہ جاتے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ روم اور یونان کے دانشور ایسے ہیبت ناک نظارہ سے ذرا متاثر نہیں ہوتے اور اسے پس پشت پھینک دیتے ہیں -

مطلب یہ کہ اگر یہ باتیں فی الحقیقت واقع ہوتیں اور مسیحائی مردے زندہ کئے ہوتے - تو یہ ناممکن تھا کہ روم اور یونان کے دانشمند ان عظیم الشان معجزات سے متاثر نہ ہوتے - ہر عقلمند انسان سوچ سکتا ہے کہ اگر مردے فی الحقیقت قبروں میں سے نکل کر یہودیوں کے سامنے یہ بیان کرتے کہ ہم خدا تعالے کے منہ سے سن کر آئے ہیں کہ یسوع مسیح سچا ہے اور اسی نے ہی ہم کو زندہ کیا ہے تو کس کی مجال ہوتی کہ خداوند یسوع مسیح کی سچائی میں ذرہ بھر شک کرتا - مگر قرآن کریم اور انجیل شریف سے ثابت ہے کہ یہودیوں نے خداوند یسوع مسیح کا نہ صرف انکار کیا بلکہ اسے مکار اور کاذب قرار دیا - میں اپنے عیسائی دوستوں سے پوچھتا ہوں - کیا ایسے عظیم الشان اور فوق العادت معجزات کا یہی نتیجہ ہونا چاہیئے تھا ؟ لیکن یہ سب قصے اور کہانیاں ہیں -

## جھوٹے نبی معجزات دکھلا سکتے ہیں

لیکن آؤ تھوڑی دیر کے لئے یہ بھی مان لیں کہ خداوند یسوع مسیح نے اسی طرح سے جسمانی طور پر معجزات دکھلائے جس طرح سے کہ پادری صاحبان بیان فرماتے ہیں - تو بھی یہ بات مسیح کی صداقت کی دلیل نہیں ٹھہرائی جا سکتی چہ جائیکہ اسے الوہیت کی دلیل ٹھہرایا جائے - کیونکہ مرقس کی انجیل میں لکھا ہے (۱۳ : ۲۲) کہ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا کہ :

> "جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور نشان اور عجیب کام دکھائیں گے تاکہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر دیں"

جناب یسوع کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے معجزات دکھانا کسی کی خدائی یا مستجاب اللہ ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا اسلئے ایسے معجزات کو ان کی خدائی کی دلیل ٹھہرانا انکے اپنے فرمان کے رو سے کسی طرح صحیح نہیں - اسی مرقس کی انجیل میں آگے چل کر لکھا ہے (۱۶ : ۱۷) کہ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا :-

> جو ایمان لائیں گے وہ میرے نام سے دیو نکالیں گے اور نئی زبانیں بولیں گے سانپوں کو اٹھا لیں گے - مہلک چیزیں پئیں گے اور ان کو نقصان نہ ہوگا بیماروں کو ہاتھ رکھ کر چنگا کر دیں گے -

اور پھر دوسری جگہ متی کی انجیل میں لکھا ہے :- (۱۷ : ۲۰) کہ خداوند یسوع نے ارشاد فرمایا :-

> "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا - اور وہ چلا جائے گا - اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی -"

پس معلوم ہوا کہ ہر ایک عیسائی جو خداوند یسوع مسیح پر ایمان رکھتا ہے یہ معجزات دکھلا سکتا ہے لیکن میں پوچھتا ہوں - کیا ساری عیسائی دنیا میں ایک بھی ایسا مومن پایا جاتا ہے جو یہ کام کر سکے ؟ ورنہ پدرم سلطان بود کا دعوے کرنے سے کیا حاصل ہو سکتا ہے - خداوند یسوع مسیح نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ :-

> "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ ان سے بھی بڑھ کر کام کرے گا -"

(یوحنا ۱۴ : ۱۲)

سن لیا آپ نے ؟ یہ معجزات جن کو پادری صاحبان الوہیت کی دلیل قرار دیتے ہیں - ان سے بڑھ کر تو ایک مومن عیسائی بھی دکھلا سکتا ہے -

## بنیادی اصول

بات دراصل یہ ہے کہ ہر کلام میں - خواہ وہ کلام آسمانی ہو یا انسانی - کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جنکو محکمات کہتے ہیں *Fundamental Statements* ان کے معنے اور مطالب اتنے صاف اور واضح ہوتے ہیں کہ ان میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہوتی - ان کے علاوہ کچھ متشابہ کلام بھی ہوتا ہے جسکو

انگریزی زبان میں Metaphor یا Figure of Speech یعنی مجاز اور استعارہ کہتے ہیں مجاز اور استعارہ سے کلام میں فصاحت اور بلاغت کی طاقت پیدا ہوتی ہے جو دلوں پر اثر کرتی ہے۔ لیکن علم ادب کا یہ بھی ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر وہ کلام جس میں مجاز اور استعارہ ہو اس کو محکمات کی روشنی میں حل کیا جائے۔ مجاز اور استعارہ پر کسی مذہبی عقیدہ کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔ اور جو شخص محکمات کو چھوڑ کر مجاز اور استعارہ پر اپنے اعتقادات کی بنیاد رکھتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور دوسروں کی گمراہی کا باعث بنتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

فما بکت علیھم السماء والارض وما کانوا منظرین

(۲۹ : ۴۴)

یعنی جب فرعون کی قوم پر تباہی آئی تو
اُن پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین روئی
اور نہ انہیں مہلت دی گئی۔

اس کلام میں استعارہ استعمال ہوا ہے۔ Figure of Speech جس سے کلام نہایت پرشوکت اور موثر ہو گیا لیکن اگر کوئی شخص اس کلام سے یہ سمجھنے لگے کہ آسمان کی بھی آنکھیں ہوتی ہیں جن میں سے آنسو بہتے ہیں تو یہ اس کی غلطی ہے۔

اسی طرح سے انجیل مقدس میں بھی مجاز اور استعارہ کا استعمال ہوا ہے۔ یوحنّا کی انجیل میں لکھا ہے (۳ : ۳ تا ۵) کہ ایک شخص نیکدیمس نے جو یہودیوں کا سردار تھا خداوند یسوع مسیح کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرض کیا۔

" یسوع نے جواب میں اُس سے کہا
میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک
کوئی نئے سر سے پیدا نہ ہو وہ
خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا
نیکدیمس نے اُس سے کہا۔ آدمی
جب بوڑھا ہو گیا تو کیونکر پیدا ہو سکتا
ہے ؟ کیا وہ دوبارہ اپنی ماں کے پیٹ
میں داخل ہو کر پیدا ہو سکتا ہے؟

خداوند یسوع مسیح نے اپنے کلام میں استعارہ استعمال کیا تھا۔ ان کی مراد روحانی زندگی سے تھی۔ لیکن سننے والا سمجھ نہ سکا کیونکہ اُس نے مجاز کو حقیقت پر محمول کیا اور پوچھنے لگا کہ بوڑھے آدمی کا دوبارہ ماں کے پیٹ میں داخل ہو کر پھر پیدا ہونا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔

لوقا کی انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں کو مخاطب کر کے کہا :۔

" تمہاری کمریں بندھی رہیں اور تمہارے
چراغ جلتے رہیں "

یہ بھی ایک استعارہ تھا جس سے مطلب یہ تھا کہ تم پر غفلت طاری نہ ہو اور تم ہر وقت تیار اور مستعد رہو۔ لیکن جب اس مجازی کلام کو حقیقت پر محمول کیا گیا تو رومن کیتھولک پادریوں نے اپنی کمروں پر رسی باندھ لی اور دن کے وقت گرجاؤں میں چراغ جلانے شروع کر دیئے۔ (باقی آئندہ)

---

## مجلسِ اطفال احمدیہ

احمدیہ فارم چک $\frac{6}{4-L}$ اوکاڑہ ...... میں ... ہم نے بچوں کی ایک انجمن بنائی ہے جس کا نام مجلس اطفال احمدیہ رکھا گیا ہے۔ ایسوسی ایشن کے سرپرست قاضی طارق محمود صاحب ہیں جو اپنے مفید مشوروں سے ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ اطفال احمدیہ کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں :۔

نمبر ۱ پانچ وقت کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنا۔

نمبر ۲ جھوٹ اور بدیوں کے ارتکاب سے پرہیز کرنا اور حتی الوسع سچ کو اختیار کرنا۔

نمبر ۳ بڑوں کا ادب کرنا۔ خصوصاً والدین کی عزت

نمبر ۴ جب کسی سے ملا جائے السلام علیکم کہا جائے

نمبر ۵ کوئی ادبی رسالہ منگوانے کے لئے۔ ہر ماہ ہر ممبر ۲ ر آنے چندہ دیا کرے۔

نمبر ۶ پندرہ دن بعد ایک جلسہ کیا جایا کرے۔

ان مقاصد کے علاوہ اطفال احمدیہ کے عہدیداران کا انتخاب کیا گیا جو مندرجہ ذیل ہے :۔

سرپرست قاضی طارق محمود صاحب مبلغ اسلام
صدر ۔ عبدالخالق ۔ نائب صدر محمد نذیر ۔ سیکرٹری محمد اقبال ۔ جائنٹ سیکرٹری محمد مختار ۔ خزانچی محمد اسلم ۔ پروپیگنڈا سیکرٹری ابراہیم و محمد اسلم۔

والسلام

مخلص ۔ محمود اقبال
سیکرٹری اطفال احمدیہ فارم چک $\frac{6}{4-L}$
اوکاڑہ۔

## خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۹)

بعد ازاں انجمن کے سپرد ہو جائے گا ان کی وفات کے بعد میں ان کی بیگم صاحبہ سے ملا اور کہا کہ یہ مکان وصیت کے مطابق اگر آپ کی وفات کے بعد انجمن کے حوالہ ہوا تو آپ کو اس کا کیا ثواب ملے گا۔ بہتر ہے کہ آپ اپنی زندگی میں اس کو انجمن

کے سپرد کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ مکان انجمن کے نام رجسٹری کرا دیا اس مکان کے دوسرے حصہ کی جو سڑک کی طرف ہے کرنل بشیر حسین صاحب کو ایک لاکھ روپیہ کے قریب قیمت ملتی تھی۔ لیکن انہوں نے بڑی تھوڑی رقم لے کر انجمن کو وہ بھی حصہ دے دیا۔ اس شخص کے اندر احمدیت کے دو جاں نثار میاں بیوی کا خون ہے۔ جواں مرد ہے۔ باوفا ہے۔ میرا دل

چاہتا ہے کہ شیخ میاں محمدؐ صاحب کے ساتھ کرنل بشیر حسین صاحب بھی اینٹ رکھیں۔

## اعلان نکاح

عبدالشکور صاحب بٹ کارکن دفتر انجمن کی دختر نیک اختر کا نکاح امام دین صاحب ولد میاں عبدالسبحان صاحب مؤذن جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس کے ساتھ بعوض یک ہزار روپیہ حق مہر مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۶۳ء بروز جمعرات جامع احمدیہ میں پڑھایا۔

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸


تم دیتے ہیں سچائی کا دین
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب


ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر۔ ۷۳۷۴۳
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ ۔ مطابق یکم مئی ۱۹۶۳ء | نمبر ۱۸


## خدا تعالیٰ کے بندے کون ہوتے ہیں؟

### فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا تعالیٰ کے بندے کون ہوتے ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں۔ اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر جو لوگ دنیا کی املاک جائداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں۔ وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ اس للّٰہی وقف کی طرف ایماء کر کے فرماتا ہے ومن اسلم وجہہ للہ فھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اسجگہ اسلم وجہہ للہ کے معنی یہی ہیں کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہن کر آستانہ الوہیت پر گرے اور اپنی جان و مال، آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے اور دنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنا دے۔ کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ انسان دنیا سے کچھ غرض اور واسطہ نہ رکھے میرا مطلب یہ نہیں ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ دنیا کے حصول سے منع کرتا ہے بلکہ اسلام نے رہبانیت سے منع فرمایا ہے۔ یہ بزدلوں کا کام ہے۔ مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ اس کا نصب العین دین ہوتا ہے اور دنیا اور اس کا مال و جاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کے سواری اور زادِ راہ کو ساتھ لیتا ہے تو اس کی اصل غرض منزل مقصود پر پہنچنا ہوتا ہے نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اسی طرح پر انسان دنیا کو حاصل کرے مگر دین کا خادم سمجھ کر۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

## بحرِ حکمت کے موتی

لاحسد الا فی اثنین رجل اٰتاہ اللہ مالاً فسلطہ علیٰ ھلکتہ فی الحق ورجل اٰتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا۔ (متفق علیہا)

ترجمہ:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی پر حسد کرنا جائز نہیں سوائے دو شخصوں کے ایک وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے مال دے دیا اور وہ اس مال کو اس کے موقعہ پر خرچ کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے حکمت و دانائی عطا فرمائی ہے اور وہ شخص اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور اس (علم و حکمت) کی لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔

نوٹ:۔ مال خرچ کرنے کے مواقع:۔

یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتٰمٰی والمسٰکین وابن السبیل (۲:۲۱۵)

ابن سبیل مسافر بھی ہے۔ اور مبلغ اسلام بھی ہے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغماً کثیراً وسعۃ ط (۴:۱۰۰)

علم و حکمت ایسی دولت ہے جو خرچ کرنے سے بڑھتی ہے اور خیر کثیر ہے یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً ط (۲:۲۶۹)

خیر کثیر وہ حکمت ہے جو معرفت الٰہی کے چشمہ آبِ بقا ہے۔

زندہ آں شخصے کہ نوشد جرعہ از چشمہ است
زیرک آں مردے کہ کرد است اتباعت اختیار (مسیح موعود)

(غلام قادر عفی عنہ)

# تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## یو۔ ایس۔ اے

ترجمہ خط مسٹر بولڈ۔ ایم ڈیلر میامی فلوریڈا یو۔ ایس۔ اے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی۔ آپ کے تیرے میرے خط مورخہ چودہ مارچ ۱۹۶۳ء کے جواب میں آپکی کرم فرمائی اور جماعت احمدیہ کی مساعی جمیلہ کے متعلق چند نہایت ضروری امور پر سیر حاصل بحث کرنے۔ نیز ارسال لٹریچر اور میری سنجو میں دلچسپی لینے کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں نے ٹیچنگز آف اسلام مصنفہ (حضرت) غلام احمد اور مولانا محمد علیؒ کا ترجمۃ القرآن اور ریلیجن آف اسلام (؟) پڑھ لیا ہے اور اب محمد دی پرافٹ پڑھ رہا ہوں۔

یہ کتب اعلیٰ درجہ کے روحانی علوم پر مشتمل ہیں۔ مجھے امید ہے کہ میامی کے دیگر طلباء بھی ان سے مستفید ہوں گے۔ یہ تمام کتب احمدیہ تحریک کے چشمۂ فیض سے جاری ہوئی ہیں۔

"ماڈرن مشنری ورک ان اسلام" سے میرا اصلی وہی مطلب ہے جو آپ نے سمجھا ہے۔ میں آپ کے مبسوط و مدلل جواب سے اس قابل ہو گیا ہوں کہ اپنی تعلیم کے سٹرو سے آف اسلام کے حصہ کو مکمل کر لیا ہے جس کی کہ میامی یونیورسٹی میں ضرورت تھی۔

میں گریجوایٹ اسکول میں اسلامی سٹڈیز کے لئے داخلہ لینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

میں نے دیکھا ہے کہ امریکہ کے اکثر کالجوں میں ایسے شعبے قائم ہو گئے ہیں جو صرف اسلامک ہسٹری اور قرآن سے متعلق ہیں۔

امریکہ میں ابھی تک اسلام کے متعلق بہت غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ تاہم مختلف میگزین اور اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اب بہت تبدیلی رونما ہو رہی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی شاذ ہی امریکہ میں ایسا ادارہ ہوگا جس میں اسلامی تعلیم کے مطالعہ کا شعبہ نہ ہو۔

"بیارک۔ منڈ پبلشنگ" ادارہ نے حال ہی میں دو کتب یعنی پکتھال کا ترجمۃ القرآن اور "اسلامک لٹریچر" شائع کی ہیں۔ ان کتب کی کئی ایڈیشن نکل چکی ہیں اس لئے ان کے دام ایسے واجبی ہیں کہ اکثر امریکن نہیں خرید سکتے ہیں۔ یہ کتب بہت بڑی تعداد میں شائع ہوتی ہیں۔ میں نے انہیں اکثر بک سٹالوں پر دیکھا ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ میری لمبی تحریر سے تنگ نہیں آئے ہوں گے۔ بلکہ مجھے یقین ہے اب امریکہ میں اسلام کے متعلق کے بڑھتے ہوئے رجحان کے متعلق تفصیل سے جاننا پسند فرماتے ہیں۔

میں اس بات کو محسوس کرتا ہوں کہ امریکہ میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں اور اشاعت اسلام میں رکاوٹ کا سبب یہ ہے کہ اسلام کو بعض مسلم قوموں اور مسلم ریاستوں سے متعلق کر دیا گیا ہے جن کے غیر تحقیقی یا غیر دیانتدارانہ عادات (؟) کا اسلام کو ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ ان مسلم اقوام یا ریاستوں کے مذموم کردار کی اسلام نے مذمت کی ہے۔

میں آپ کی جماعت کی ترقی کا متمنی ہوں اور آپ کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(انہیں خط لکھا گیا اور مزید لٹریچر بھیجا گیا اس چٹھی کا اور بعض دیگر چٹھیوں کے جواب اخبار لائٹ میں دیکھیں)

---

## فلپائن

ترجمہ خط از ڈومنگو انگ فلپائن

جناب عالی تسلیم و نیاز

یہ میری خوش بختی سمجھئے کہ مجھے انٹرآئی لینڈ سٹیمر پر ایک نوجوان طالب علم جو ہماری سٹیٹ یونیورسٹی میں پڑھتا ہے، رخصتوں میں اپنے گھر واپسی پر ۔ ۔ ۔ مل گیا جس نے مجھے کچھ آپ کا شائع کردہ لٹریچر دکھایا اسے دیکھکر میرے اسلام کے متعلق مخلصانہ جذبات متحرک ہوئے اور اس نے نہایت مہربانی سے میرے سوالات کے جواب دیئے۔ مجھے اسلام کے متعلق مزید معلومات کی ضرورت ہے۔

میں بہت مشکور رہوں گا اگر آپ مجھے علماء مصر کا فتوے برد مسٹر مسیحا اینڈ مہدی اور دیگر لٹریچر بھجدیں۔

میں رومن کیتھولک تھا۔ پھر پروٹسٹنٹ بنا۔ عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے متعلق سن کر اور پڑھ کر بہت ہی پریشان ہوا۔

میں یہ جان کر حیران ہو گیا کہ اسلام میں ایسی کوئی مایوس کن بات نہیں تمام مسلمان اجتماعی طور پر قرآن شریف پر ایمان رکھتے ہیں۔

لہٰذا مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کے لئے ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ قیمت ادا کرنے کے قابل نہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی سستا ایڈیشن ہے تو مجھے عنایت فرمائیں تاکہ میری تلاش حق میں معاونت ہو۔ جواب کا منتظر

(انہیں فی الحال ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

---

ترجمہ خط از ابراہیم داویلا ستیانگ کاٹی سولو۔

## فلپائن

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے مکتوب گرامی کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مجھے اب اسلام سے دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے میں آپ سے چند سوالات کرتا ہوں جو میرے لئے مسئلہ بنے ہوئے ہیں اور ابھی تک وہ حل نہیں ہو سکے۔ مہربانی کر کے بالکل ٹھیک اور واضح طور پر ان کا جواب لکھ کر بھیجیں۔

سوالات:۔

(۱) ۔ مسلمان کی نماز میں کیا خصوصیت ہے دوسرے مذاہب کی نسبت

(۲) ۔ کیا نماز میں ہم خدا سے ہمکلام ہو سکتے ہیں۔

(۳) ۔ خدا ہمارے جسم کے کونسے حصہ میں مقیم ہے جبکہ ہم کہتے ہیں خدا ہمارے ساتھ ہے۔

(۴) ۔ کیا خدا مرد ہے یا عورت اور اس کا ماں باپ کونسا ہے

(۵) ۔ ہم محمدؐ پر کیوں ایمان لائیں جبکہ وہ بھی ہماری طرح انسان ہے۔

(۶) ۔ وہ کس قسم کی نماز یا عبادت ہے جس سے ہم خدا سے ہمکلام ہو سکتے ہیں۔

(۷) ۔ کون گواہی دے سکتا ہے کہ جب مسلمان مرتا ہے تو وہ بہشت میں زندگی گذارتا ہے۔

(۸) ۔ بہشت اور دوزخ کہاں ہیں۔ کسی نے بہشت اور دوزخ کو دیکھا ہے؟

(۹) ۔ مسلمان جوتی کے ساتھ نماز کیوں ادا کرتے ہیں جیسا کہ مسلم نماز میں لکھا ہے اور ایسا تو عیسائی بھی کرتے ہیں۔

(۱۰) ۔ دن اور رات کو نماز پڑھنے کا کیا فائدہ ہے؟

مہربانی کر کے ان سوالوں کا جواب صاف لکھیں تاکہ میرے شکوک اسلام کے متعلق دور ہو جائیں۔ اگر آپ نے جواب نہ دیا تو میرا اسلام سے ایمان اٹھ جائے گا۔ میں اس کو ایک مو سائٹی (؟) تصور کروں گا۔

مجھے اپنے مذہب کے متعلق ایک انگریزی کتاب ایسی ارسال کریں جس سے اسلام کی اصلیت ظاہر ہو۔ مجھے پمفلٹ نہیں چاہئیں۔

اگر آپ مجھے کتابیں بھیجیں گے تو میں سو فیصدی اسلام کے ساتھ ہوں گا۔

(جواب لکھ دیا گیا)

---

# عید اضحیٰ - حج اور قربانی

عید اضحیٰ کا دن اس عظیم الشان قربانی کی یادگار ہے جو خدا کے برگزیدہ بندہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، اُن کی زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور ان کے فرزند جلیل حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے محض رضائے الٰہی کی خاطر بحکم خداوندی سے ادا کی۔ عرب کا لق و دق صحرا جہاں پانی اور سبزہ کا نام و نشان نہ تھا حکم خداوندی سے اس خاندان کا مسکن بنایا جاتا ہے جو خدائی احکام کی تعمیل میں بلا چون و چرا سر تسلیم خم کرنا اور اس راہ میں ہر قسم کا دُکھ اٹھانا عین سعادت سمجھتا ہے اذ قال ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین - جب اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ فرمانبرداری اختیار کرو، تو انہوں نے کہا میں فرمانبردار ہوں۔ اور اس فرمانبرداری کے نتیجہ میں پہلی قربانی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دی وہ یہی تھی کہ حکم خداوندی سے عرب کی بے آب و گیاہ سرزمین میں اپنی بیوی اور شیر خوار بچہ کو لاکر چھوڑ دیا۔ اور جب بیوی نے پوچھا کہ کس کے بھروسہ پر آپ ہمیں یہاں چھوڑتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ خدا کے بھروسہ پر۔ اور بیوی کا ایمان دیکھئے وہ فرماتی ہیں کہ پھر خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ اور فی الواقعہ خدا تعالیٰ نے انہیں ضائع نہ کیا۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے ان کا نام زندہ رکھنے کے لئے ایک ایسی یادگار قائم کر دی جو کبھی مٹنے والی نہیں۔

اسی وادی غیر ذی زرع میں اس شیر خوار بچہ (حضرت اسمٰعیلؑ) کا پیاس سے تڑپنا اور ماں کا حالت اضطراب میں صفا اور مروہ کی دو خشک پہاڑیوں پر پانی کی تلاش کے لئے دوڑنا ایک اور واقعہ ہے، جس کو اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ اس کی یادگار آج تک قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہے گی ان دونوں پہاڑیوں کو اسی وفا شعار عورت کی یاد میں شعائر اللہ بنا دیا گیا، اور حج اور عمرہ میں اس نیک خاتون کی تقلید میں ان پر دوڑنا موجب ثواب قرار دیا گیا۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح انہ یطوف بہما -

پھر اسی لق و دق صحرا میں اسمٰعیلؑ جب جوان ہوتے ہیں تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انہیں قربان کرنے کا حکم ہوتا ہے اور یہ فرمانبردار انسان بلا تامل اس کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن قربانی سے قبل بیٹے کا بھی امتحان لیتا اور اسے بتاتا ہے کہ یا بنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک اے میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں بیٹے کی سعادت دیکھئے وہ بھی فرمانبرداری میں باپ سے کم درجہ پر نہیں۔ نہایت ادب اور پیار سے عرض کرتا ہے یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین میرے پیارے باپ جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہے اسے کر گذرئیے آپ مجھے انشاء اللہ صابر پائیں گے۔ کس قدر حیرت انگیز کتنا دلگداز واقعہ ہے۔ بوڑھا باپ، ایک اکلوتا اور جوان بیٹا۔ محض ایک خواب کو ...... جس کی عام حالات میں سو تعبیریں ہو سکتی ہیں۔ حکم الٰہی سمجھ کر ابراہیمؑ بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور بیٹا بھی بلا تامل اپنی گردن رضائے الٰہی کے آستانہ پر رکھ دیتا ہے۔ کیا اس قربانی کی کوئی مثال دنیا میں مل سکتی ہے؟ اسی فرمانبرداری اور اسی قربانی کی یادگار ہے جو آج ہم عید اضحیٰ کے موقعہ پر بکروں، دنبوں اور گائے اور اونٹ وغیرہ کی قربانی کی شکل میں مناتے ہیں اور آج نہیں ہزار ہا سال سے یہ یادگار اسی طرح چلی آ رہی ہے لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح ہزار ہا جانوروں کا خون بہانے سے کیا فائدہ؟ کیوں اس کی بجائے نقدی کی شکل میں قربانی نہیں دے دی جاتی، تاکہ وہ روپیہ جو جانوروں کی خرید پر صرف ہوتا ہے کسی اور مفید کام پر لگایا جا سکے انہیں کیا معلوم کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی قربانی کی یاد اسی طرح قائم رہ سکتی ہے کہ پالتو جانوروں کی گردن پر چھری چلائی جائے اور اس سے یہ سبق لیا جائے کہ جس طرح ابراہیمؑ اور اسمٰعیل علیہما السلام نے خدا کی راہ میں قربان ہونے سے دریغ نہ کیا، ہم بھی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے اور احکام الٰہی کی تعمیل میں اپنے جذبات و خواہشات کو کبھی سدِ راہ نہ ہونے دیں گے یہاں تک کہ اگر اس کی راہ میں جان بھی دینا پڑے تو بخوشی اپنی گردن آستانہ الٰہی پر رکھ دیں گے۔ بالفاظ دیگر جانوروں کی قربانی ہمیں تصویری زبان میں وہ سبق سکھاتی ہے جو دوسری کسی صورت میں نہیں مل سکتا۔

یہی حج کا مقصد ہے جس میں دنیا جہان کے مسلمان سفر کی صعوبت اختیار کر کے اس وادی غیر ذی زرع میں جہاں ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو بسایا، بیت اللہ کی زیارت کو جاتے اور اس کا طواف کر کے ذات الٰہی پر قربان ہونے کا والہانہ جذبہ پیش کرتے ہیں، نہ صرف یہی بلکہ اس موقعہ پر غریب اور امیر بادشاہ اور گدا ایک ہی لباس میں خدائے واحد کے آگے کھڑے ہو کر اخوت انسانی کا وہ منظر پیش کرتے ہیں جو نسل انسانی کے لئے سبق آموز ہے۔ یہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ اخوت انسانی کا جو نظریہ اس نے قرآن کریم کے ان الفاظ میں پیش کیا ہے یا یہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم - اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں صرف باہمی تعارف کے لئے شعوب اور قبائل کی شکل دے دی ورنہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک معزز وہی ہے جو سب سے بڑھ کر متقی ہے، اس کو وادیٔ مکہ میں عمل کی صورت میں دکھا دیا بلکہ وہاں شعوب اور قبائل کی تمیز بھی مٹا دی اور ایک خدا کے آستانہ پر تمام مختلف قوموں اور نسلوں اور مختلف طبقات کے انسانوں کو ایک لباس میں لا کر دکھا دیا کہ جس طرح خدا ایک ہے، انسانیت بھی ایک ہی ہے۔ نسلی، قومی، وطنی اور لونی تفاوت خدا کے سامنے ہیچ ہیں اور اس کی درگاہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتے کاش مسلمان حج کے اس عملی سبق سے فائدہ اٹھائیں اور فروعی اختلافات پر لڑنے جھگڑنے اور فرقی خلیجوں کو وسیع کرنے کے بجائے ایک ہو کر خدمت اسلام بجا لائیں تو دنیا میں اُن کی دھاک بیٹھ جائے۔

یہی عید اضحیٰ کا پیغام ہے جس کو آج خوشیوں، اچھے کھانوں اور اعلیٰ ملبوسات کے ساتھ منایا جاتا ہے قربانی اور اخوت انسانی کے اس پیغام کے ساتھ

**قارئین کرام کی خدمت میں عید مبارک عرض کرتے ہیں۔**

---

**براء سے روایت ہے، کہا میں نے نبی صلعم کو خطبہ پڑھتے سُنا۔ فرمایا پہلا وہ کام جسے ہم آج کے دن شروع کرتے ہیں یہ ہے کہ نماز پڑھیں، پھر لوٹ جائیں اور قربانی کریں تو جس نے (اس طرح کیا) ہماری سنت پر چلا۔**

# مسائل عید اضحیٰ اور قربانی

۱۔ عید اضحیٰ کو قربانی کرنا سنت ہے۔

۲۔ خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے۔ نکمی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے بکرا یا بھیڑ یا دُنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے کوئی عیب نہ ہو، یعنی لولا، لنگڑا، کانا، سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہونا چاہیئے۔ خصی ہونے کا کوئی حرج نہیں۔ گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ بکرے کی عمر دو سال کی ہونی چاہیئے یا اس سے زیادہ دو دندا جس کے دو دانت سامنے کے بڑے ہوتے ہیں موزوں ہوا کرتا ہے۔ بھیڑ یا دُنبہ چھ ماہ کا بھی فقہاء کے نزدیک جائز ہے۔

۳۔ قربانی کا وقت ۱۰ تاریخ ذی الحجہ یعنے عید کے دن نماز عید و خطبہ کے بعد سے ۱۲ ذی الحجہ عصر کے وقت تک ہے۔ ایک کنبہ کی طرف سے ایک بکرا یا بھیڑ کافی ہے۔

۴۔ قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے۔ بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں۔ جس سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے۔

۵۔ قربانی کا خون اور گوشت خدا کو نہیں پہنچتا بلکہ دلوں کا تقوےٰ خدا تک پہنچتا ہے۔ پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دراصل وہ خدا کے حکم کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے یعنی اپنے تمام جذبات حیوانی کو خدا کی رضا کے آگے قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے۔ جب تک یہ تقوےٰ مدنظر نہ ہو قربانی کے مقبول ہونے کی صورت نظر نہیں آتی۔

۶۔ قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے۔ ایک حصہ خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں۔ دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے۔ تیسرا حصہ مساکین اور یتامیٰ کو دے۔

## نماز عید

۷۔ عید کے دن نہانا صاف کپڑے پہننا خوشبو لگانا۔ نماز عید پڑھنا خطبہ سننا ہے۔ عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا سنت ہے لیکن عید اضحیٰ میں نماز عید کے بعد کھانا سنت ہے۔

۸۔ عید کی نماز دو رکعتیں ہیں پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ یاد رہے دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ سے قبل یہ تکبیریں کہنی چاہئیں اور تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑنے چاہئیں۔ قرأت جہری ہوتی ہے اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے جس کے درمیان امام نہیں بیٹھتا۔ خطبہ سننا نہایت ضروری چیز ہے۔ خطبہ کے درمیان لوگ ملنا جلنا اور بغلگیر ہونا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔

۹۔ نماز عید کے لئے ایک راستہ جانا اور دوسرے راستہ سے آنا مسنون ہے۔ نماز کے بعد جماعت کی شکل میں راستوں سے گذرنا اسلام کی شوکت کا موجب ہے۔

۱۰۔ عید کے دن باہم ملنا جلنا، کھانا پینا خوشی منانا منشائے اسلام ہے۔ نماز پڑھ کر گھروں میں گھس کر بیٹھ رہنا یا سو کر دن کاٹ اور اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلطی ہے۔

۱۱۔ ۹ تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۲ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک فرضوں کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنے کا حکم ہے اور وہ یہ ہیں:-
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے۔

## قربانی کی کھالیں

عید الاضحیٰ چونکہ بالکل قریب ہے۔ اس موقعہ پر لاہور کے جو دوست قربانی دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مہربانی فرما کر اپنے پورے پتہ سے دفتر انجمن کو مطلع فرماویں جو دوست کھال یا کھال کی قیمت دفتر میں پہنچا سکیں زیادہ بہتر اور موجب ثواب ہوگا۔ ورنہ ان کے دیئے ہوئے پتہ پر دفتر سے آدمی خود جا کر کھالیں لے آئیں گے اس کا خاص طور پر خیال رکھ کر عند اللہ ماجور ہوں۔

سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

## چیمہ صاحب کا گرانقدر عطیہ مبلغ پانچہزار روپے

چوہدری محمد حسن چیمہ ساکن گجرات نے پانچہزار روپے احمدیہ ہال کے لئے دینے کا قصد کیا ہے۔ اس میں سے انہوں نے دو ہزار روپے خزانہ انجمن میں جمع کرا دیئے ہیں۔

وما تنفقوا من خیر یوف الیکم وانتم لا تظلمون
جو مال بھی تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو اللہ تعالےٰ اس کا پورا پورا معاوضہ عطا کرے گا۔ اور اس معاوضہ میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی۔ اور فرمایا وما تفعلوا من خیر فان اللہ بہ علیم جو کچھ تم راہ مولیٰ میں صرف کرتے ہو وہ خدا کے علم میں آجاتا ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا کا دیا ہوا مال اس کی راہ میں صرف کر کے اپنا نام اسکے رجسٹر میں لکھا لیتے ہیں۔ خدا انکو بھولتا نہیں۔ بلکہ وہ ان کو یاد رکھتا ہے اور ان کے اموال میں برکت نازل فرماتا ہے۔ وما انفقتم من نفقۃ ..... یعلمہ اللہ تم جو مال خدا کے لئے خرچ کرتے ہو خدا تعالےٰ اسکو جانتا ہے۔

صدر الدین ۲۸/۴/۶۳
احمدیہ بلڈنگس لاہور

## چندہ احمدیہ ہال از ناندی جزائر فجی

ذیل کے احباب کی طرف سے:-

| | |
|---|---|
| جماعت ناندی کی طرف سے | دس پونڈ |
| جناب محمد عظیم خان صاحب | پانچ پونڈ |
| جناب مبارک احمد خان صاحب | دو پونڈ |
| جناب محمد یوسف خان صاحب | ایک پونڈ |
| بیگم محمد طیب خان صاحب (آمنہ خاتون صاحبہ) | دو پونڈ |
| بیگم مبارک احمد خان صاحب (جمیلہ خاتون صاحبہ) | ایک پونڈ |

یہ تمام رقم زیر رسید ۸۰۵۵ داخل خزانہ ہوئی۔

# کائنات پر حکومت الٰہی، ہر چیز خدا کی فرمانبردار ہے، مصائب و مشکلات میں خدا کی یاد

# غیر اللہ کی پرستش سے انسانیت کی بربادی

**خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۲ اپریل ۱۹۶۳ء - فرمودہ حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور**

ولہ ما فی السمٰوٰت والارض ولہ الدین واصباً - افغیر اللہ تتقون - وما بکم من نعمۃ فمن اللہ ثم اذا مسکم الضر فالیہ تجئرون (النحل)

## کی فرمانبرداری کر رہی ہے

فرمایا زمین و آسمان میں جس قدر چیزیں ہیں وہ خداتعالے کی پیدا کردہ ہیں۔ وہ سب اس کی ملکیت ہیں۔ ان سب پر اس کی حکومت ہے۔ ولہ الدین واصباً۔ واصب کے معنے ہیں دائم و قائم جس میں کبھی تغیر نہ ہو مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اس خالق و مالک کے حکم کی برابر فرمانبرداری کر رہی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ الم تر ان اللہ یسجد لہٗ من فی السمٰوات و من فی الارض۔ کیا تم نہیں دیکھتے اور کیا تمہارے تجربہ اور مشاہدہ میں یہ بات نہیں آتی کہ کائنات کی ہر چیز حکم خداوندی کی تعمیل و فرمانبرداری کر رہی ہے والشمس والقمر۔ آسمان کے سیاروں میں سے قریب ترین سیارے سورج اور چاند ہیں۔ یہ تو تمہیں دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بے شمار سیارے ہیں وہ سب حکم الٰہی کے ماتحت سرگرم عمل ہیں۔ والنجوم۔ اور بے شمار ستارے ہیں جو ارشاد باری کے فرمانبردار ہیں۔ والجبال پھر پہاڑوں کو دیکھئے۔ ان کے چشمے۔ جڑی بوٹیاں معدنیات۔ یہ تمام اللہ تعالے کے حکم کے تحت پیدا ہوتے اور کارگاہ عالم میں گرم بازاری کا باعث بنتے ہیں۔ والشجر۔ چھوٹے پودے ہوں یا بڑے درخت۔ بیلدار بوٹیاں ہوں یا پھلدار درخت اور یا وہ لکڑی جو ایندھن اور بالن کے کام آتی ہو، یہ سب خدا کے حکم کے ماتحت اُگتے، پھلتے اور پھولتے ہیں۔ ان میں کچھ صفات اور خواص پیدا کئے گئے ہیں۔ جن کو انسان اپنی طرف سے پیدا نہیں کر سکتا والدواب اور جس قدر بھی مویشی اور حیوانات ہیں، چرند پرند اور درند ہیں یہ سب کے سب قانون فطرت کے تابع ہیں۔ ان کے اندر بھی ایسی صفات ہیں جنہیں انسان پیدا نہیں کر سکتا۔ وکثیر من الناس۔ اور بہت سے انسان بھی خداتعالے کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ چند لوگ نہیں کرتے۔

انسان کو آزادی اور اختیار عطا کیا گیا ہے۔ اس کے عمل اور فعل میں اس کی آزادی اور اختیار کو بڑا دخل ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ اگر خداتعالے کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں تو بعض اسے گالیاں بھی دیتے ہیں، اس کو نہیں بھی مانتے۔ وکثیر حق علیہ العذاب۔ اور اس کی وجہ سے اکثر انسان عذاب و عقاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان پر قہر الٰہی نازل ہوتا ہے ومن یھن اللہ فما لہ من مکرم۔ وہ جو نافرمانی کرتا ہے۔ ذلیل ہو جاتا ہے۔ اس کا کوئی پیر کسی ولی یا بزرگ کی قبر عذاب الٰہی سے بچا نہیں سکتی۔ کوئی اس کا معاون و مددگار نہیں ہوتا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے یہ چالیس پچاس سال کی بات ہے۔ اس کا چہرہ گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ اس کی صحت بہت اچھی تھی۔ وہ ایک معزز و محترم خاندان کا فرد تھا۔ اس نے چرس پینا شروع کر دیا جس سے وہ بہت کمزور ہو گیا۔ آنکھیں ٹیڑھی ہو گئیں۔ خداتعالے کا غضب اس دنیا میں بھی نازل ہوتا ہے۔ جو خداتعالے کی نافرمانی کرتے ہیں ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں صحت برباد ہو جاتی ہے اور سب سے قیمتی چیز عزت خاک میں مل جاتی ہے۔

## معاذ بن جبلؓ کو آنحضرت صلعم کی نصیحت

حضرت معاذ بن جبلؓ کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا گورنر مقرر فرمایا اور تلقین فرمائی ایاک والمعصیۃ۔ خداتعالے کی معصیت اور نافرمانی سے بچنا۔ گورنر اور حاکم ہو کر جا رہے ہو۔ حقوق العباد کا خیال رکھنا۔ بالمعصیۃ حل سخط اللہ۔ خداتعالے کی نافرمانی سے اس کا غضب بھڑکتا اور عذاب اترتا ہے وہ نہیں دیکھتا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہے یا مقتدر اور عظیم الشان لیڈر۔ اے معاذؓ معصیت الٰہی سے بچنا ایسا نہ ہو کہ تم پر عذاب آجائے۔

یہ جو میں نے دو آیات پڑھی ہیں ان میں ایک خاص بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ فرمایا لہ ما فی السمٰوات وما فی الارض۔ یہ کائنات ساری کی ساری ہم نے پیدا کی ہے یہ تمام کی تمام ہمارے تصرف میں ہے۔ اس پر ہماری حکومت ہے۔ اس کی ہر شئے ہماری محتاج ہے۔ ہمارے فضل و برکات کی مرہون منت ہے۔ بادل نہ آئیں خشک زمین کی آبیاری نہ کریں تو انسان مر جاتے ہیں کھیتیاں برباد ہو جاتی ہیں، جانور دم توڑ دیتے ہیں۔ زمین والوں کا کچھ نہیں رہتا ہے۔ ہواؤں اور بادلوں پر انسان کی حکومت نہیں ہو سکتی۔ انسان اور حیوان سب بادلوں اور ہواؤں کے محتاج ہیں، ان کے بغیر حیوانات اور نباتات کی زندگی قطعاً محال ہے۔ غرض فرمایا ہر چیز کے ہم خالق اور موجد ہیں۔ ہم نے ہر شئے میں خواص و صفات رکھی ہیں۔ انسانوں کے اندر صلاحیتیں اور استعدادیں رکھی ہیں ولہ الدین واصباً۔ وہ زمین ہر چیز اس خالق و مالک کی فرمانبرداری کر رہی ہے۔ ہوا پر کس کی حکومت ہے سوائے خدا کے زمین پر کس کی حکومت ہے۔

## مصائب اور طوفان میں خدا کی یاد

ہوا کی آندھی اور سمندر کا پانی جب طوفان بن جائیں تو بڑے بڑے جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ نہ جہاز کا کپتان بچا سکتا ہے اور نہ کوئی اور سمندر میں ہوا اور پانی کا جو طوفان آتا ہے ساری دنیا کے سائنسدان مل کر بھی اس پر قابو نہیں پا سکتے۔ نہ سلطنت کام آتی ہے نہ شاہی خزانہ اور نہ فوجیں مقابلہ کر سکتی ہیں۔ بے شمار جانیں اور قیمتی مویشی اس طوفان باد و باراں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ مال تلف ہو جاتے ہیں۔ پنجاب میں سیلاب آتے ہیں۔ جانی و مالی نقصان ہوتا ہے انگلستان میں بھی طوفان آتے ہیں، ساری دنیا میں طوفان آتے ہیں۔ کوئی ملک نہیں جہاں یہ طوفان اور سیلاب نہ آتے

ہوں۔ اس وقت سوائے خدا کے اور کوئی نظر نہیں آتا۔ سورج اور چاند کے اندر نور پیدا کرنے والا خدا ہے۔

## انسانی عقل کے صحیح استعمال میں ایمان کی روشنی

انسان با اختیار ہے اس کے اعمال میں ارادے اور عقل کو دخل ہے وہ عقل کو صحیح طور پر استعمال کرے اور خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کر کے بندہ بن جائے تو وہ فرشتوں سے سبقت لے جاتے۔ اگر عقل کا غلط استعمال ہو اور خدا کی نافرمانی کی جائے تو وہ شیطان کے بھی کان کترنے لگے اور اس کے مقام سے بھی نیچے گر جائے۔ یہ اگر اپنی زبان سے چاہے تو اچھا کلام کرے اگر چاہے تو بُرا کلام کرے۔ کان سے چاہے تو خدا کی باتیں سنے اور اگر چاہے تو اس کے ذریعہ سے اخلاق کو بگاڑ لے۔ اسی طرح سے آنکھ۔ دماغ، ہاتھ۔ پاؤں کا حال ہے۔ اگر ان کے اندر خدا بستا ہو، اس پر ایمان ہو، دل منور ہو تو ان کے اندر روشنی پیدا ہوتی اور بدی سے نفرت ہوتی ہے۔

## قادر مطلق کے ہوتے ہوئے غیر اللہ سے استمداد

وما بکم من نعمۃ فمن اللہ۔
زمین و آسمانوں کی تمام نعمتیں جو تمہارے مشاہدے میں ہیں۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ تمہاری صحت، تمہاری عقلمندی، تمہاری دولت خدا تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ہیں۔ افغیر اللہ تتقون۔ تمام نعمتیں اس خدا کی طرف سے ہوں۔ زمین و آسمان کی حکومت اس خدا کی ہو، خالق مالک بھی وہ ہو، قادر بھی وہ ہو، ان حقائق و شواہد کا علم رکھتے ہوئے افغیر اللہ تتقون تعجب ہے تم اس کا در چھوڑ کر دوسروں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہو یہ کہاں کی دانائی ہے۔ اے عقلمند انسانو! تمہارا مشاہدہ کیا کہتا ہے۔ کہ اس کائنات میں خدا کی حکومت ہے یا نہیں؟ خدا کے افضال و برکات ہر دم جاری ہیں یا نہیں؟ اس مشاہدہ کے بعد تمہاری رغبت غیر اللہ کی طرف ہو، قبر پرستی کرتے ہو، پیر پرستی کرتے ہو کس قدر افسوسناک امر ہے!

## مصائب میں خدا کی یاد

یہ اولاد یہ دولت، یہ عزت، یہ صحت صرف اس خدا کی عطا کردہ نعمتیں ہیں۔ ان میں سے کسی کا ضیاع ہو جائے تو خدا کے حضور روتے ہو۔ اس وقت وہی خدا تمہیں یاد آتا ہے۔ ڈیوک آف کینٹ جب مرا تو اس کے جنازہ کی نماز ویسٹ منسٹر ایبے میں ادا کی گئی تھی۔ وہاں پر اس کی بیوی پرنسس مارینہ غش کھا کر گر پڑی۔ یہی حال ہوتا ہے جب عزیز رشتہ دار بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے تو ایسے وقت میں خدا کے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔ میاں نصیر الدین صاحب لاہور کے امیر کبیر رئیس تھے۔ ملک بھر کے افسر اور مقتدر اصحاب ان کے پاس ہی قیام پذیر رہتے تھے۔ ان کے پوتے غیاث الدین اور معین الدین ہیں۔ ان کا ایک عزیز خوبصورت نوجوان بیمار ہو گیا۔ انہوں نے علاج معالجہ کے لئے دنیا جہان کے ڈاکٹر بلا لئے۔ صدقہ و خیرات میں مال پانی کی طرح بہا دیا۔ دن رات قرآن پڑھا گیا، مردوں اور عورتوں نے نوافل ادا کئے۔ اور اس کی صحت کے لئے دعائیں کی گئیں۔ فرمایا اذا مسکم الضر فالیہ تجئرون۔ جب کبھی تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو تمہیں سب کچھ بھول جاتا ہے، صرف خدا ہی یاد رہتا ہے۔ اسی کو پکارتے ہو، تمہارے مشاہدہ میں خدا ہے۔ تمہارا دل و دماغ اس ہستی کا اعتراف کرتا ہے جہاں زمین و آسمان کی ہر شئے اس کے وجود کا پتہ دیتی ہے وہاں تمہاری جانیں بھی اس کا اعتراف کرتی ہیں۔ تمہارا عزیز بچہ۔ رشتہ دار بھائی بہن بیوی، خاوند اور ماں باپ مر جاتے ہیں تو تمہارا بُرا حال ہوتا ہے۔ خدا کی جناب میں آہ و فغاں کرتے ہو۔ ایک ٹھیکیدار تھے۔ ان کا ۱۳ سالہ خوبصورت بچہ مر گیا۔ میں موقعہ پر موجود تھا۔ وہ بار بار روئی لے کر اس بچہ کے ناک کے پاس رکھتا اور کہتا کہ روئی ہلتی ہے بچہ زندہ ہے مرا نہیں۔ بچہ کے لئے ایک باپ پاگل ہے اس کو دفن کرنے لگے تو روئی ناک تک لے گیا اور کہا کہ اسے کوئی نہیں دفنا سکتا۔ بچہ مرا نہیں زندہ ہے۔ سب گھروں میں کبھی کبھی ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ تمہیں خدا نظر آتا ہے۔ کبھی کبھی یہ امور خدا کی طرف توجہ کرنے کا موجب ہوتے ہیں اور تمہاری غفلت کو ختم کر دیتے ہیں۔

## شرک سے انسانیت کی بربادی

تم شرک کرتے ہو، بت پرستی کرتے ہو قبر پرستی کرتے ہو، پیر بناتے ہو، جن کے بنانے اور بگاڑنے میں قطعاً کوئی دخل نہیں، جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے جو نہ فائدہ دے سکتے ہیں نہ کسی نقصان کا باعث ہو سکتے ہیں۔ ہندو پتھر کی پوجا کرتا ہے تو مسلمان قبر کی، ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسٰی۔ تم مجھے خدا نہ بنانا جس طرح عیسائیوں نے عیسٰی کو خدا بنا رکھا ہے۔ لا تغلوا فی دینکم اپنے دین میں غلو نہیں کرنا لا تجعلوا قبری وثنا میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنا لینا۔ اس مشاہدہ، معرفت اور حقائق کے بعد خدا کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے دروازے کو کھٹکھٹاتے ہو، حالانکہ تم جانتے ہو کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز نہیں جو خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نہ کر رہی ہو، پھر کس قدر افسوس ہے کہ تم ان سے بھی گئے گذرے ہو اور جن چیزوں کو تمہارے لئے خادم بنایا گیا ہے انہی کو معبود بنا لیتے اور اپنی انسانیت کو برباد کر لیتے ہو۔

---

## کرنل سید بشیر حسین صاحب کی طرف سے پچیس ہزار روپیہ کا گرانقدر عطیہ

آج کرنل بشیر حسین صاحب نے پیغام بھیجا ہے کہ دس ہزار روپے میرے ہاتھ میں ہیں منگوا لیں۔ اور پچیس ہزار میں سے باقیماندہ رقم بھی انشاء اللہ جلد پیش کر دی جائیگی۔ میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت ڈالے اور ان کے اہل و عیال پر اپنے افضال کی بارش کرے۔

صدر الدین ۲۸ ۱۰/۴۳
احمدیہ بلڈنگس لاہور

---

## سپاس تعزیت

ہماری والدہ محترمہ کی وفات حسرت آیات پر جماعت کے بہت سے احباب نے بڑی ہمدردی اور دلجوئی کے خطوط لکھے اور زبانی بھی تعزیت فرمائی ہم ان سب کی عنایت اور غمگساری کے لئے شکر گذار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ سب احباب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا ممکن نہیں اسلئے بذریعہ "پیغام صلح" اظہار تشکر کیا جاتا ہے۔

والدہ محترمہ انوار و برکات کا خزانہ تھیں مفروض عبادت کے علاوہ نوافل کا بہت اہتمام کرتیں۔ احکام شرعی کی تعمیل، قرآن مجید با ترجمہ کا کثرت سے دور اور درود شریف کا ورد ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ ہم ان کی دعاؤں اور برکات سے محروم ہو گئے۔ لیکن احباب جماعت کی مخلصانہ دعاؤں کے طلبگار رہینگے۔ مسعود بیگ۔ مقبول احمد بیگ۔ منظور احمد بیگ۔

# یسوع مسیح کی تعلیم اور موجودہ مسیحیت

لیکچر مرزا معصوم بیگ صاحب بر موقعہ جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور شاخ راولپنڈی

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

ایک اور مثال عرض کرتا ہوں۔ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے (۶ : ۴۷ تا ۶۱)۔ یسوع نے کہا:۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے زندگی کی روٹی میں ہوں۔ تمہارے باپ دادا نے بیابان میں من کھایا اور مر گئے۔ یہ وہ روٹی ہے جو آسمان سے اترتی ہے تاکہ آدمی اس میں سے کھائے اور نہ مرے۔ میں ہوں وہ زندگی کی روٹی جو آسمان سے اتری اگر کوئی اس روٹی میں سے کھائے تو ابد تک زندہ رہے گا بلکہ جو روٹی میں جہان کی زندگی کے لئے دوں گا وہ میرا گوشت ہے۔

پس یہودی یہ کہکر آپس میں جھگڑنے لگے کہ یہ شخص اپنا گوشت ہمیں کیونکر کھانے کو دے سکتا ہے۔ یسوع نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اس کا خون نہ پیئو تم میں زندگی نہیں۔ جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خون پیتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے اور میں اسے آخری دن پھر زندہ کروں گا۔ کیونکہ میرا گوشت فی الحقیقت کھانے کی چیز اور میرا خون فی الحقیقت پینے کی چیز ہے۔ جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خون پیتا ہے وہ مجھ میں قائم رہتا ہے اور میں اس میں۔ جس طرح زندہ باپ نے مجھے بھیجا اور میں باپ کے سبب سے زندہ ہوں اسی طرح وہ بھی جو مجھے کھائے گا میرے سبب سے زندہ رہے گا۔ جو روٹی آسمان سے اتری یہی ہے۔ باپ دادا کی طرح نہیں کہ کھایا اور مر گئے۔ جو یہ روٹی کھائے گا وہ ابد تک زندہ رہے گا۔

یہ باتیں اس نے کفر نحوم کے عبادت خانہ میں تعلیم دیتے وقت کہیں۔ اس لئے اس کے شاگردوں میں سے بہتوں نے سن کر کہا کہ یہ کلام ناگوار ہے۔ اسے کون سن سکتا ہے۔

انسان کا گوشت افریقہ کی وحشی قوموں کے سوا اور کون کھا سکتا ہے۔ اور مہذب دنیا تو اس کے تصور سے بھی کانپ اٹھتی ہے۔ انسان کا گوشت کھانا۔ مسیح کے شاگردوں کو بھی یہ کلام ناگوار گذرا۔ لیکن یہ بھی ایک مجازی کلام تھا جس میں خداوند مسیح نے ابد تک رہنے والی روحانی زندگی کا ذکر کیا تھا۔ عیسائیوں نے یہاں بھی غلطی کی اور الفاظ کے ظاہری معنے لے کر گرجاؤں میں عشائے ربانی کی رسم جاری کر دی۔ ۔ ۔ ۔ ۔

Holy Communion اتوار کی صبح کی عبادت میں ہر ایک شخص کو جو اس میں شریک ہوتا ہے روٹی کا ایک ٹکڑا اور تھوڑی سی شراب دی جاتی ہے۔ وہ روٹی کو مسیح کا گوشت سمجھ کر کھاتا اور شراب کو مسیح کا خون سمجھکر پیتا ہے۔ انسان جب محکمات کو چھوڑ کر متشابہ کلام پر اپنے عقیدہ کی بنیاد رکھتا ہے تو وہ اسی طرح سے رسومات کے گورکھ دھندے میں الجھ کر رہ جاتا ہے اور مذہب کی حقیقت اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔

## قرآن کریم کا احسان

قرآن کریم نے مذہبی دنیا پر کتنا بڑا احسان کیا ہے یہ اصول بیان کر کے کہ آسمانی کتابوں میں محکمات اور متشابہات دونوں قسم کا کلام ہوتا ہے۔ محکمات اصول ہوتے ہیں۔ Basic Principles جن پر دین کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اور وہ حصہ جو متشابہ ہوتا ہے figurative یا metaphorical اس کے معنے محکم کلام کی روشنی میں کئے جاتے ہیں اس طرح سے تمام مشکلات دور ہو جاتی ہیں اور انسان ٹھوکر کھانے سے بچ جاتا ہے۔ فرمایا:۔

"ھو الذی انزل علیک الکتب منہ ایت محکمت ھن ام الکتب واخر متشابھت فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ (۳ : ۶)

وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری اس میں سے محکم آیتیں ہیں جو کتاب کی اصل ہیں۔ اور کچھ متشابہ ہیں۔ پھر جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو اس میں سے متشابہ ہے اختلاف چاہتے ہوئے اور یہ چاہتے ہوئے کہ اس کی من مانی تاویل کریں۔

اندھوں کو بینائی بخشنا۔ کوڑھیوں کو پاک صاف کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا۔ یہ بھی خداوند یسوع مسیح کا مجازی کلام تھا جس سے مراد گنہگاروں کی روحانی بیماریاں دور کرنا اور انہیں زندگی عطا کرنا تھی۔ لیکن ہمارے عیسائی دوستوں نے اس مجاز کو حقیقت پر محمول کیا اور گمراہ ہو گئے۔ ہر نبی اور رسول کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی روحانی بیماریوں کو دور کرتا اور ان کو جو روحانی طور پر مر چکے ہوتے ہیں زندہ کرتا ہے۔ اور یہ کام سب سے بڑھکر حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کیا۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:۔

"یاایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم

(انفال ۸ : ۲۴)

اے۔ جو ایمان لائے ہو۔ اللہ اور رسول کا حکم مانو جب وہ تم کو اس کے لئے بلاتا ہے جو تمہیں زندگی دیتا ہے۔

خداوند یسوع مسیح نے تو چند یہودی مردے زندہ کئے ہوں گے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری قوم جو روحانی طور پر بالکل مر چکی ہوئی تھی زندہ کر دی۔ اور ایسی زندہ کی کہ وہ تمام دنیا کے روحانی معلم بن گئے۔

بائبل کے پرانے عہد نامہ کا نبی یرمیاہ ارشاد فرماتا ہے:۔

"قیدار میں قاصد بھیجکر دریافت کرو اور دیکھو کہ ایسی بات کہیں ہوئی ہے یہ کیا کسی قوم نے اپنے معبودوں کو حالانکہ وہ خدا نہیں بدل ڈالا"؟

(یرمیاہ ۲ : ۱۰)

قیدار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بیٹے کا نام ہے (پیدائش ۲۵ : ۱۳) یرمیاہ نبی ارشاد فرماتا ہے کہ قیدار کی قوم یعنے اہل عرب سے جاکر دریافت کرلو کہ ایسی بت پرست قوم کو کس نے خدا پرست بنایا؟ ایک شخص صلی اللہ علیہ وسلم۔ تن تنہا۔ بغیر کسی قسم کے ساز و سامان کے عرب کے ریگستان سے اٹھا۔ اور دیکھتے دیکھتے ساری قوم کو اپنا ہم خیال بنا گیا۔ ہزاروں ہزار مخلوق کو اپنے اوپر جان و مال سے فدا کر گیا۔ نہ کسی نے تیس روپے لے کر پکڑوایا۔ نہ کسی نے اسے ملعون کہکر انکار کیا۔ اس کو کہتے ہیں معجزہ۔ ع

احمد آخر زماں کز نور او
شد دل مردم ز جوز تاباں ترے

حضرت نبی کریم کے ایک اور معجزے کا ذکر کرتا ہوں

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ایک ایسی کتاب عطا فرمائی ہے ۔ قرآن کریم ۔ جس کے متعلق روز اول سے ہی دنیا تک یہ کھلا چیلنج موجود ہے کہ اے مخالفین اسلام ۔ اگر تم میں ہمت ہے تو آؤ اور اس کتاب کی نظیر تیار کر کے دکھلاؤ ۔ اور اگر اور نہیں تو ۔ فاتوا بسورۃ من مثلہ ۔ ان کنتم صٰدقین ۔ اس کی ایک سورۃ میں ہی جس قدر علوم اور معارف ۔ اور پیشگوئیاں اور تزکیہ نفس کے ذرائع بیان کئے گئے ہیں اُسی قدر حقائق اور معارف جیسی ایک سورۃ ہی بنا کر دکھلا دو ۔ لیکن ڈیڑھ ہزار سال کا لمبا عرصہ اس چیلنج پر گذر چکا ہے ۔ مگر دنیا اسے قبول نہ کر سکی ۔ اور نہ ہی قیامت تک قبول کر سکے گی ۔ اور یہی پیشگوئی قرآن کریم نے کی تھی ۔ ولن تفعلوا ۔ تم ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے ۔ اسی کو کہتے ہیں معجزہ ۔ جس کے سامنے ساری دنیا عاجز ہو گئی ۔ اور ہر عقلمند انسان یہ ماننے پر مجبور ہو گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے علوم کا مقابلہ کرنا ناممکن امر ہے ۔

## دیگر انبیاءؑ کے معجزات

میں عرض کر رہا تھا کہ خداوند یسوع مسیح تمثیلوں اور استعاروں میں کلام کیا کرتے تھے ۔ متی کی انجیل میں لکھا ہے ( ۱۳ ۱۰ - ۱۳ )

> شاگردوں نے پاس آ کر اُس سے کہا تو اُن تمثیلوں میں کیوں باتیں کرتا ہے ۔ یسوع نے جواب دیا میں ان سے تمثیلوں میں اس لئے باتیں کرتا ہوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے ۔ اور سنتے ہوئے نہیں سنتے اور نہیں سمجھتے ۔

لیکن بفرض محال اگر ان تمثیلوں کو تمثیلیں نہ بھی سمجھا جائے اور انہیں حقیقت پر ہی محمول کیا جائے تو بھی خداوند یسوع مسیح کی کوئی خصوصیت نظر نہیں آتی کیونکہ اس طور کے معجزات دیگر انبیاء بنی اسرائیل نے بھی دکھلائے ہیں ۔

II سلاطین (۴: ۳۲ : ۳۵) ۔ الیشع نبی نے مردہ لڑکے کو زندہ کیا ۔ لکھا ہے :-

> جب الیشع اُس گھر میں آیا تو دیکھو وہ لڑکا مرا ہوا اُس کے پلنگ پر پڑا تھا سو وہ اکیلا اندر گیا اور دروازہ بند کر کے خداوند سے دعا کی ۔ اور اوپر چڑھ کے اس بچے پر لیٹ گیا اور اس کے منہ پر اپنا منہ اور اس کی آنکھوں پر اپنی آنکھیں اور اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے اور اس کے اوپر پسر گیا ۔ تب اُس بچے کا جسم گرم ہونے لگا ۔ پھر وہ اٹھ کر اس گھر میں ایک بار ٹہلا اور اوپر چڑھ کر اس بچے کے اوپر پسر گیا اور وہ بچہ سات بار

> چھینکا اور بچے نے آنکھیں کھول دیں ۔ ...... تب اس نے اس کی والدہ کو بلایا اور جب وہ اس کے پاس آئی تو اس نے اس سے کہا اپنے بیٹے کو اٹھا لے تب وہ اندر جا کر اُس کے قدموں پر گری اور زمین پر سرنگوں ہو گئی ۔ پھر اپنے بیٹے کو اٹھا کر چلی گئی ۔

حزقی ایل نبی ارشاد فرماتا ہے :-

> خداوند کا ہاتھ مجھ پر تھا اور اس نے مجھے اپنی روح میں اٹھا لیا اور اس وادی میں جو ہڈیوں سے پُر تھی مجھے اتار دیا ....
> ...... اس نے مجھے فرمایا تو ان ہڈیوں پر نبوت کر اور ان سے کہہ ۔ اے سوکھی ہڈیو تم خداوند کا کلام سنو ...
> ...... پس میں نے حکم کے مطابق نبوت کی اور جب میں نبوت کر رہا تھا تو ایک شور ہوا اور دیکھ زلزلہ آیا اور ہڈیاں آپس میں مل گئیں ...... نسیں اور گوشت اُن پر چڑھ آئے ۔ اور اُن پر چمڑے کی پوشش ہو گئی ۔ پر اُن میں دم نہ تھا ...... میں نے پھر نبوت کی اور ان میں دم آیا اور وہ زندہ ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئیں ۔ ایک نہایت بڑا لشکر ۔ ( حزقی ایل ۳۷ - آیات ۱ - ۱۰ )

II سلاطین ۱۳ : ۲۰ :-

> اور الیشع نے وفات پائی اور انہوں نے اسے دفن کیا اور نئے سال کے شروع میں موآب کے جتھے ملک میں گھس آئے اور ایسا ہوا کہ جب وہ ایک آدمی کو دفن کر رہے تھے تو ان کو ایک جتھا نظر آیا سو انہوں نے اس شخص کو الیشع کی قبر میں ڈال دیا اور وہ شخص الیشع کی ہڈیوں سے ٹکراتے ہی جی اٹھا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا ۔

II سلاطین ۲ : ۸ - دو نبی ایلیاہ اور الیشع جا رہے تھے ۔ لکھا ہے :-

> وہ دونوں یردن کے کنارے کھڑے ہوئے ۔ اور ایلیاہ نے اپنی چادر کو لیا اور اسے لپیٹ کر پانی پر مارا اور پانی دو حصے ہو کر ادھر ادھر ہو گیا ۔ اور وہ دونوں خشک زمین پر ہو کر دریا کے پار گئے ۔

کیا ہمارے عیسائی دوست ان بزرگوں کو بھی یسوع مسیح کے ساتھ تخت الوہیت پر بٹھلانے کے لئے تیار ہیں ؟

کتاب مقدس انبیاء بنی اسرائیل کے معجزات سے بھری ہوئی ہے ۔ ایلیاہ نبی کا ایک اور معجزہ آپ کو سناتا ہوں ۔ خداوند خدا ایلیاہ نبی کو حکم دیتا ہے :-

> " یہاں سے چلا جا اور مشرق کی طرف اپنا رخ کر اور کریت کے نالہ کے پاس جو یردن کے سامنے ہے جا چھپ اور تو اسی نالہ میں سے پینا اور میں نے کوؤں کو حکم کیا ہے کہ وہ تیری پرورش کریں ۔ سو اس نے جا کر خداوند کے کلام کے مطابق کیا ۔ وہ گیا اور کریت کے نالہ کے پاس جو یردن کے سامنے ہے رہنے لگا ۔ اور کوّے اُس کے لئے صبح کو روٹی اور گوشت اور شام کو بھی روٹی اور گوشت لاتے تھے ۔ اور وہ اس نالہ سے پیا کرتا تھا اور کچھ عرصہ کے بعد وہ نالہ سوکھ گیا اس لئے کہ اس ملک میں بارش نہیں ہوئی تھی ۔ تب خداوند کا یہ کلام اُس پر نازل ہوا ۔ کہ اٹھ اور صیدا کے صارپت کو جا اور وہیں رہ ۔ دیکھ میں نے ایک بیوہ کو وہاں حکم دیا ہے کہ تیری پرورش کرے ۔ سو وہ اٹھ کر صارپت کو گیا اور جب وہ شہر کے پھاٹک پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک بیوہ وہاں لکڑیاں چن رہی ہے ۔ سو اس نے اسے پکار کر کہا ۔ ذرا اپنے ہاتھ میں ایک ٹکڑا روٹی میرے واسطے لیتی آنا ۔ اُس نے کہا ۔ خداوند تیرے خدا کی حیات کی قسم میرے ہاں روٹی نہیں صرف مٹھی بھر آٹا ایک مٹکے میں اور تھوڑا سا تیل ایک کپی میں ہے ۔ اور دیکھ میں لکڑیاں چن رہی ہوں تاکہ گھر جا کر اپنے اور اپنے بیٹے کے لئے اسے پکاؤں اور ہم اُسے کھائیں پھر مر جائیں ۔ اور ایلیاہ نے اسے کہا مت ڈر ۔ جا اور جیسا کہتی ہے کر ۔ پر پہلے میرے لئے ایک ٹکیا اس میں سے بنا کر میرے پاس لے آ ۔ اس کے بعد اپنے اور اپنے بیٹے کے لئے بنا لینا ۔ کیونکہ خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ اُس دن تک جب تک خداوند زمین پر مینہ نہ برسائے نہ تو آٹے کا مٹکا خالی ہو گا اور نہ تیل کی کپی میں کمی ہو گی ۔ سو اس نے جا کر ایلیاہ کے کہنے کے مطابق کیا ۔ اور یہ اور وہ اور اس کا سارا کنبہ بہت دنوں تک کھاتے رہے ۔ اور خداوند کے کلام کے مطابق جو اُس نے ایلیاہ کی معرفت فرمایا تھا نہ تو آٹے کا مٹکا خالی ہوا نہ تیل کی کپی میں کمی ہوئی ۔

(۱- سلاطین ۱۷: ۲ تا ۱۷)

## انجیلی محاورہ

مُردوں کا زندہ ہونا کتابِ مقدس کی رُو سے کوئی مافوق العادت بات نہیں بلکہ یہ ایک عام محاورہ ہے Scriptural idiom جس کے معنے ہوتے ہیں ایسے گنہگاروں کو جن پر روحانی موت وارد ہو چکی ہو اپنی تعلیم سے زندہ کرنا اور نیک بنا دینا۔ خداوند یسوع مسیح اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرماتے ہیں (یوحنا ۸: ۵۲)

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص
پھر نہیں لوٹے گا۔ نہ اس کی جگہ پھر
اسے پہچانے گی۔

بائبل میں لکھا ہے کہ جب حضرت داؤدؑ کا بیٹا جو آپ کی بیوی بت سبع سے پیدا ہوا تھا بیمار ہو کر مرگیا (۲- سموئیل ۱۲: ۲۰ تا ۲۳)۔

تب داؤد زمین پر سے اٹھا اور
غسل کر کے اس نے تیل لگایا اور
پوشاک بدلی اور خداوند کے گھر میں
جا کر سجدہ کیا پھر وہ اپنے گھر آیا اور
اس کے حکم دینے پر انہوں نے اسکے
آگے روٹی رکھی اور اس نے کھائی ۔
میرے کلام پر عمل کرے گا تو ابد تک
کبھی موت نہ دیکھے گا۔

یہ ہے وہ زندگی جو یسوع مسیح نے دیگر انبیاء کی طرح اپنے زمانہ کے روحانی مردوں کو عطا کی۔ اور عیسائیوں نے اس سے عجیب وغریب افسانے گھڑ لئے خداوند یسوع مسیح نے اسی بات کو سمجھانے کے لئے مصرف بیٹے کی تمثیل بیان کی تھی کہ وہ اپنے باپ کے گھر سے نکل گیا اور سارا مال جو باپ سے بطور حصہ حاصل کیا تھا دوسرے شہر میں جا کر بدچلنی میں اڑا دیا۔ اور پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگوں کے سؤر چرانے لگا اور اسے آرزو تھی کہ جو پھلیاں سؤر کھاتے ہیں انہی سے اپنا پیٹ بھرے مگر کوئی اسے نہ دیتا تھا۔ تب اُن کے دل میں خیال آیا اور اس نے اپنے باپ کو کہا۔

اے باپ۔ میں آسمان کا اور تیری نظر
میں گنہگار ہوں۔ اب اس لائق نہیں رہا کہ
پھر تیرا بیٹا کہلاؤں۔ باپ نے اپنے
نوکروں سے کہا۔ اچھے سے اچھا
لباس جلد نکال کر اسے پہناؤ۔ اور اس
کے ہاتھ میں انگوٹھی اور پاؤں میں جوتی پہناؤ
اور پلے ہوئے بچھڑے کو لا کر ذبح کرو
تاکہ ہم کھا کر خوشی منائیں۔ کیونکہ میرا یہ بیٹا
مردہ تھا اب زندہ ہوا۔ کھو گیا تھا۔
اب ملا ہے۔

یہ معنے ہیں مردہ زندہ کرنے کے۔ کہ وہ گناہ میں ایسا کھو گیا کہ گویا اس پر روحانی موت وارد ہو گئی تھی اب اس نے گناہ سے توبہ کر لی ہے اور اسے نئی زندگی عطا ہوئی ہے۔

## جسمانی مُردے

ورنہ جو جسمانی طور پر مر جاتے ہیں وہ تو قیامت سے پہلے زندہ نہیں کئے جائیں گے۔ ایوب نبی ارشاد فرماتے ہیں (ایوب ۷: ۹)۔

جیسے بادل پھٹ کر غائب ہو جاتا
ہے ویسے ہی وہ جو قبر میں اترتا ہے
پھر کبھی اوپر نہیں آتا۔ وہ اپنے گھر کو
تب اُس کے ملازموں نے اُس سے
کہا یہ کیسا کام ہے جو تو نے کیا؟ جب
وہ لڑکا جیتا تھا تو تُو نے اس کے
لئے روزہ رکھا اور روتا بھی رہا۔
اور جب وہ لڑکا مرگیا تو تو نے اُٹھ
کر روٹی کھائی۔ اُس نے کہا کہ جب تک
وہ لڑکا زندہ تھا میں نے روزہ رکھا
اور میں روتا رہا کیونکہ میں نے سوچا
کیا جانے خدا کو مجھ پر رحم آجائے
کہ وہ لڑکا جیتا رہے؟ پر اب تو وہ
مرگیا۔ پس میں کس لئے روزہ رکھوں؟
کیا میں اسے لوٹا سکتا ہوں؟ میں تو اس
کے پاس جاؤں گا پر وہ میرے
پاس نہیں لوٹے گا۔ ۴۴

# تمام نفسی و آفاقی الٰہ باہر نکال کر اپنے دل کو ایک خدا کیلئے پاک کیجئے

راولپنڈی ۱۴- اپریل (پ- ا- ے- سوز) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے سیکرٹری ملک [illegible] خان صاحب نے جناح گرلز ہائی سکول میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام عید میلاد النبی کے جلسے کے موقعہ پر دوسری نشست میں جس کی صدارت جناب شیخ غلام قادر صاحب ڈائریکٹر انسپکٹر انچارج تبلیغ بلاد غیر فرما رہے تھے "کلمہ طیبہ کا مفہوم" پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ تمام شرکوں کا رد کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں ہے۔ اس کلمہ شریف کے دو جزو لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ آپ نے کلمہ طیبہ کے معنے اور مفہوم پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس پر دل سے ایمان اور اس کے سچے مفہوم پر عمل ہونا چاہیئے۔ کلمہ شریف ایک اللہ کے سوا تمام الٰہیات کی نفی کرتا ہے۔ جب تک تمام نفسی اور آفاقی الٰہ باہر نکال کر اپنے دل کو ایک اللہ کے واسطے پاک نہ کیا جائے توحید قائم نہیں ہو سکتی۔ مزید بیان ہو شخص بغیر پیروی رسول توحید کا دعوےٰ کرتا ہے اس کے پاس صرف خشک ہڈی ہے جس میں مغز نہیں۔ اور اس کے ہاتھ میں محض ایک مردہ چراغ ہے جس میں روشنی نہیں۔ ملک صاحب نے کہا کہ توحید اور خدا شناسی کی متاع رسولؐ کے دامن سے وابستہ ہے۔ اصل تقریر درج ذیل ہے:

## لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس کلمہ شریف کے دو جزو ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ لازم ملزوم ہیں۔ میں پہلے لا الٰہ الا اللہ کا مفہوم بیان کرنے کی کوشش کروں گا سب سے پہلا کلام جو انسان کے کان میں بوقت پیدائش و بلوغ ڈالا جاتا ہے وہ شرک کی تردید میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ غرض پہلا حکم کانوں کے لئے نازل ہوا اور انبیاء بھی اسی لا الٰہ الا اللہ کی اشاعت کے لئے آئے اور خدا کی آخری کتاب نے بھی اسی کلمہ کی اشاعت کی۔ شرک وہ بُری چیز ہے کہ اس کی نسبت خدا نے فرما دیا ہے۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک به و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء ۝ (النساء ۴۸/۴) یقیناً اللہ نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شریک بنایا جائے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

سو تمام شرکوں کا رد اسی کلمہ طیبہ میں ہے جو بہت چھوٹا ہے مگر بہت عظیم۔ اب یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں اس بات پر خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور لا الٰہ کے قائل ہیں۔ اس نزاکت کو ڈاکٹر اقبال نے خوب ادا کیا ہے۔

بنور تو برافروزم نگہ را
کہ بینم اندرون جہرہ ماہ را
چو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

قرآن شریف کے پڑھنے والے اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ صرف زبان پر راضی نہیں ہوتا۔ قرآن شریف میں یہودیوں کے قصے درج ہیں ان پر ایسا زمانہ آیا کہ اُن کی باتیں صرف زبان تک محدود رہ گئیں اور ان کے دل دغا اور خیانت اور خیالات بد سے پُر ہو گئے تو اللہ تعالےٰ نے طرح طرح کے عذاب اُن پر وارد کئے یہاں تک کہ اُن میں سے بعض کو بندر اور سؤر بنا دیا گیا ہے۔ حالانکہ توریت اور زبور ان کے پاس تھی اور وہ اس پر اپنا ایمان ظاہر کرتے تھے اور سارے نبیوں کو مانتے تھے۔ لیکن خدا نے ان کو پسند نہ کیا کیونکہ ان کی باتیں صرف زبان پر تھیں اور ان کے دلوں میں کچھ نہ تھا۔ جب تک انسان کا دل سب باتوں کو چھوڑ کر صرف خدا کی طرف متوجہ نہ ہو جائے اور در حقیقت دین دنیا پر مقدم نہ ہو جائے تب تک خدا راضی نہیں ہوتا۔ مخلوق کو ہم دھوکا دے سکتے ہیں ظاہری نمازیں پڑھ سکتے ہیں، ظاہری روزے رکھ سکتے ہیں دکھانے کے واسطے زکوٰۃ دے سکتے ہیں مگر یہ دھوکا مخلوق کو دیا جا سکتا ہے۔ خدا ہمارے دھوکے میں نہیں آ سکتا اتنے پر خدا ہم سے راضی نہیں ہوگا کہ ہم زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور کلمہ گو کہلاتے ہیں۔ کلمہ کے معنے اور مفہوم کی طرف غور کرنا چاہیئے۔ لا الٰہ الا اللہ کا انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کرتا ہے کہ میرا معبود بجز خدا کے اور کوئی نہیں الٰہ ایک عربی لفظ ہے اور اس کے معنے معبود اور محبوب اور اصل مقصود کے ہیں۔ یہ کلمہ شریف قرآن کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھلایا گیا ہے اکثر لمبی کتابوں کو یاد کرنا ہر ایک کے واسطے مشکل ہے اللہ تعالےٰ حکیم ہے اس نے ایک مختصر سا کلمہ سنا دیا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ جب تک خدا کو مقدم نہ کیا جاوے انسان کو نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ حدیث شریف میں آیا ہے من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ بہشت میں داخل ہوا۔ لوگوں نے اس حدیث کا مفہوم سمجھنے میں دھوکہ کھایا ہے وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ صرف زبان سے یہ کلمہ پڑھ لینا کافی ہے اور صرف اتنے سے انسان بہشت میں داخل ہو سکے گا۔ خدا تعالیٰ الفاظ سے تعلق نہیں رکھتا وہ دلوں سے تعلق رکھتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ در حقیقت اس کلمہ کے مفہوم کو دل میں داخل کر لیتے ہیں اور خدا تعالےٰ کی عظمت پورے رنگ کے ساتھ ان کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے وہ جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص سچے طور سے کلمہ کا قائل ہو جاتا ہے تو بجز خدا کے اور کوئی اس کا معبود نہیں رہتا وہ مقام جو ابدال کا مقام ہے اور وہ جو قطب کا مقام ہے اور وہ جو غوث کا مقام ہے وہ یہی ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پر دل سے ایمان ہو۔ یہ فخر نہ کرنا چاہیئے کہ ہم کسی بت کی پرستش نہیں کرتے اور نہ کسی انسان کی پوجا کرتے ہیں۔ بت پرستی اور انسان پرستی سے پرہیز تو ایک موٹی بات ہے۔ ہندو جو حقائق اور معارف نہیں جانتا وہ بھی اب تو بتوں سے پرہیز کرتا ہے۔ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا مفہوم اس پر ختم نہیں ہو جاتا کہ بتوں کی پوجا سے تم پرہیز کرو بلکہ اس کے سوائے اور بہت سے جھوٹے معبود ہیں ان سب کا ترک کرنا لازمی امر ہے جیسا کہ انسان کا ہوا و ہوس کے پیچھے چلنا اور اتباع شہوات کرنا اور طرح طرح کی بدیوں کی پیروی کرنا یہ سب انسان کے واسطے بت ہیں جن کی وہ پوجا کرتا ہے اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں ان سب کی نفی کی گئی ہے۔ یہ کلمہ شریف ایک اللہ کے سوا تمام الٰہوں کی نفی کرتا ہے۔ تمام نفسی و آفاقی الٰہ باہر نکال کر اپنے دل کو ایک اللہ کے واسطے پاک کرنا چاہیئے۔ بعض بت ظاہر ہیں اور بعض بہت باریک ہیں۔ مثلاً خدا تعالےٰ کے سوائے اسباب پر بھی توکل کرنا ایک بت ہے۔ مگر یہ ایک باریک بت ہے۔

اس قسم کے باریک بت جو لوگ اپنی بغلوں میں دبائے پھرتے ہیں ان کا نکالنا ایک مشکل امر ہے۔ بڑے بڑے فلسفی اور حکیم ان کو اپنے اندر سے نہیں نکال سکتے، وہ نہایت باریک کیڑے ہیں جو خدا تعالےٰ کے بڑے فضل کی خوردبین کے سوائے نظر نہیں آ سکتے وہ بڑا ضرر انسان کو پہنچاتے ہیں وہ بت جذبات نفسانی کے ہیں۔ جو کہ انسان کو خدا تعالےٰ اور اپنے ہم جنسوں کی حقوق تلفی میں حد سے باہر لے جاتے ہیں۔ بہت سے پڑھے لکھے جو کہ عالم کہلاتے ہیں اور مولوی کہلاتے ہیں اور حدیثیں پڑھتے ہیں اپنے آپ میں ان بتوں کی شناخت نہیں کر سکتے اور ان کی پوجا کرتے ہیں۔ ان بتوں سے بچنا بڑے بہادر آدمی کا کام ہے۔ جب تک ان باتوں کا

قلع قمع نہ کیا جائے توحید قائم نہیں ہو سکتی۔

خدا کے واحد ماننے کے ساتھ یہ لازم ہے کہ اس کی مخلوق کی حق تلفی نہ کی جائے جو شخص اپنے بھائی کا حق تلف کرتا ہے اور اس کی خیانت کرتا ہے وہ لا الٰہ الا اللہ کا قائل نہیں، توحید کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کے اندر سے وہ تمام بُت نکل جاویں جن کی وجہ سے وہ حسد، بغض، ریاکاری، غیبت، خیانت وغیرہ بدیوں میں گرفتار ہوتا ہے۔ جب تک یہ چیزیں اپنے اندر سے نکال نہ لے تب تک وہ لا الٰہ الا اللہ کے کہنے میں کیونکر سچا قرار دیا جا سکتا ہے۔ جب تک کل کی نفی نہ کی جاوے تو صرف منہ سے کہہ دینا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ خدا کو وحدہٗ لاشریک وہی سمجھتا ہے جو نفسانی جذبات کے وقت حسد اور غصہ کو ایک دم میں اپنا خدا بنا نہیں لیتا جب تک کل جھوٹے معبودوں کو جو کہ چوہوں کی طرح انسان کے دل کی زمین کو ویرانہ کرتے ہیں بھسم نہ کر دیئے جائیں تب تک انسان صاف نہیں ہو سکتا جیسا کہ زمینی چوہے طاعون لانے والے ہوتے ہیں، ایسا ہی یہ چوہے انسان کے دل کو خراب کر کے اسے ہلاکت تک پہنچا دیتے ہیں۔ سو ان تمام شرکوں کا رد اسی کلمہ طیبہ میں ہے۔

## دوسرا جزو

اور یہ ظاہر ہے کہ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔ مگر لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ توحید کامل نہ ہوتی اگر اس کے ساتھ محمد رسول اللہ نہ ہوتا۔ اگر خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ تمام نبی یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ، اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا خلاصہ ان دو فقروں میں تمام امت کو سکھلایا گیا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس کے ثبوت میں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کے وجود کا پتہ دینے والے اور اس کے وحدہٗ لاشریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھلانے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں، اور اگر یہ مقدس لوگ دنیا میں نہ آتے تو صراط مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ممتنع اور محال امر تھا۔ پس چونکہ قدیم سے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کی شناخت نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے۔ اس لئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجز ذریعہ نبی کے توحید مل سکے۔ نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے۔ اسی آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے تئیں دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو نبی کو جو اس کی قدرتوں کا مظہر ہے دنیا میں بھیجتا ہے اور اپنی وحی اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی ربوبیت کی طاقتیں اس کے ذریعہ سے دکھلاتا ہے تب دنیا کو پتہ چلتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ پس جن لوگوں کا وجود ضروری طور پر خدا کے قدیم قانون ازلی کے رُو سے خدا شناسی کے لئے ذریعہ مقرر ہو چکا ہے ان پر ایمان لانا توحید کی ایک جزو ہے۔ بجز اس ایمان کے توحید کامل نہیں ہو سکتی سو خدا کے رسولؐ کا ماننا توحید کے ماننے کے لئے علت موجبہ کی طرح ہے اور ان کے باہمی ایسے تعلقات ہیں کہ ایک دوسرے سے جُدا ہو ہی نہیں سکتے اور جو شخص بغیر پیروی رسولؐ کے توحید کا دعوٰی کرتا ہے اس کے پاس صرف خشک ہڈی ہے جس میں مغز نہیں اور اس کے ہاتھ میں محض ایک مردہ چراغ ہے جس میں روشنی نہیں ایسی توحید میں شیطان اس سے بہتر ہے کیونکہ اگرچہ شیطان عاصی اور نافرمان ہے لیکن وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ خدا موجود ہے مگر اس شخص کو تو خدا پر یقین بھی نہیں۔ پس اس میں شک نہیں کہ توحید اور خدا دانی کی متاع رسول کے دامن سے ہی دنیا کو ملتی ہے بغیر اس کے ہرگز نہیں مل سکتی اور اس امر میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو جہاں
کرے ہے روح القدس جس کے در کی دربانی
میں اس کو خدا تو نہیں کہوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

اس کی تائید میں قرآن مجید کی مندرجہ آیات مدنظر رکھنی چاہیئں:۔

الٓرٰ تف کتٰبٌ انزلنٰہ الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور ۵ باذن ربھم الی صراط العزیز الحمید ۵ میں اللہ دیکھنے والا ہوں (یہ) کتاب (ہے) جو ہم نے تیری طرف اتاری تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لائے اس کے رستہ کی طرف جو غالب حکمت والا ہے۔ (ابراھیم ۱/۱۴)

یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ظلمت سے نور کی طرف نکالنے والا فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت انسان پر ایسا گذرتا ہے کہ اس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ موجب بنتا ہے ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جانے کا۔ مگر ایک اور جگہ فرمایا۔

اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور (البقرہ ۲/۲۵۷)

گویا وہی نسبت جو پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرمائی پھر اللہ تعالیٰ نے وہی کام اپنی طرف منسوب کیا۔ یہ بات قابل غور ہے۔ حضرت جبرائیل۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کو دین سکھلانے کے لئے آئے اور پہلا سوال یہی کیا کہ یا محمد اخبرنی عن الاسلام۔ اسلام نام ہے فرمانبرداری کا۔ سارے جہان کو موقع نہیں کہ اللہ کی باتیں سنے اس لئے پہلے نبی سنتا ہے پھر اوروں کو سناتا ہے سو پہلا مرتبہ ہے کہ نبی کی صحبت میں رہے اور اس سے فرمانبرداری کی راہیں سنے اور سیکھے۔

اب یہ ثابت ہوگیا کہ لا الٰہ الا اللہ کے صحیح مفہوم پر گامزن کرنے کے لئے زندہ نمونہ کی ضرورت ہوتی ہے جو اندھیرے میں بھٹکتے ہوئے انسانوں کو نور کی طرف لے جائے۔ تو کیا بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ خاتم النبیین ہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ نمونہ قائم کرنے کا بندوبست فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی ان آیات کو دیکھا جائے اور تدبر کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے، ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے زندہ نمونے قائم کرنے کا وعدہ فرمایا ہے:۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لایشرکون بی شیئًا ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون ۱۸/۵۵ وعدہ کرتا ہے خدا تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کو خلیفہ کرے گا زمین میں جیسا کہ اس نے خلیفہ بنایا اُن سے پہلوں کو اور ان کے لئے جما دے گا ان کا دین جو ان کے لئے خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور اُن کو خوف سے امن بدل دے گا۔ ان کو چاہیئے کہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کچھ شریک نہ کریں اور جو کوئی ان خلفاء کی خلافت کے علامات و نشانات ظاہر ہونے کے بعد انکار کرے ایسے لوگ شریر اور بے راہ ہیں۔

اس آیت کریمہ سے دو حدیثیں مطابق ہیں جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں۔

(۱) ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ تحقیق خدا تعالیٰ ہر صدی کے سر پر کوئی ایسا شخص اس امت کے لئے بھیجتا رہے گا جو اس صدی کے دین اسلام کو تازہ کرتا رہے گا۔ (ابوداؤد)

(۲)۔ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت مرگیا۔

یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ یہ خلفاء جن کو حدیث شریف کی رُو سے مجدد کہا گیا ہے ان کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خلافت ہے جس کو پھر اللہ تعالےٰ اپنی طرف منسوب کر لیتا ہے کہ یہ میری خلافت ہے جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری (اطاعت) خدا کی اطاعت قرار دی گئی ہے۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

تو اللہ تعالےٰ اب جو بھی خلیفہ کھڑا کرے گا اُسکو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع بنا کر کھڑا کریگا۔

اس زمانہ یعنے چودھویں صدی میں بھی اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا ایک خلیفہ اور مجدد مبعوث کیا (کھڑا کیا) کیونکہ اس زمانہ میں لوگوں کا ایمان ثریا پر چلا گیا تھا اور لا الٰہ الا اللہ کا شدت سے انکار کیا گیا تھا۔ اس بلند مقام پہ کھڑے ہو کر اللہ تعالےٰ کی نعمتوں سے وافر حصہ پانے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

" سو میں نے محض خدا کے فضل سے
نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے
کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے
نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں
کو دی گئی تھی ۔

اس جگہ حدیث شریف علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ نبوت ختم ہے لیکن بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہونا اس نعمت کا کامل حصہ پانا مراد ہے جو ان کو دی گئی۔ یہاں عالم سے مراد عالم ربانی ہے۔ عالم ظاہری نہیں۔ قرآن میں علماء کی یہ صفت بیان کی گئی ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ۔ یعنے خدا تعالےٰ سے ڈرنے والے اللہ کے وہ بندے ہیں جو علماء ہیں ۔

پھر فرماتے ہیں :۔

اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولےٰ فخر الانبیاء اور خیر الورےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا اُس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے اور میں اسجگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنے دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے (یہی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا مقام ہے) اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے پھر بعد اس کے ایک مصفی اور کامل محبت الٰہی بباعث قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے ۔

الا من اتی اللہ بقلب سلیم (دیسیم)

تمام آفات باطنی سے محفوظ) (الشعراء ۲۶/۹) اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے خود فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ یعنے ان کو کہدے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے بلکہ یکطرفہ محبت کا دعوےٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف گزاف ہے جہاں انسان سچے طور پر خدا تعالےٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اُس کی ڈال دی جاتی ہے ۔ اور ایک قوت جاذبہ اسکو عنایت ہوتی ہے اور ایک نور اسکو دیا جاتا ہے (جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ یاایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً و یجعل لکم نوراً تمشون بہ ۔ اے وے لوگو جو ایمان لاتے ہو اگر تم تقوےٰ اختیار کرو اور اللہ جلشانہ سے ڈرتے رہو تو خدا تعالےٰ تمہیں وہ چیز عطا کرے گا جس کے ساتھ تم غیروں سے امتیاز کلی پیدا کر لوگے اور تمہارے لئے ایک نور مقرر کر دے گا (یعنی روح القدس) جو تمہارے ساتھ ساتھ چلے گا) (قرآن کریم میں روح القدس کا نام نور ہے) جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اسکو اختیار کر لیتا ہے، اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے تب خدا جو اس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلی کے ساتھ اُس پر نازل ہوتا ہے، اور جس طرح ایک صاف آئینہ جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کی عکس ایسے طور پر پڑتا ہے کہ مجازاً اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں موجود ہے ایسا ہی خدا ایسے دل پر اترتا ہے اور اس کے دل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔ یہی وہ امر ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے ۔ ایسے متقی اور مومن کو مقام جمع میں عزت بخشتا ہے ۔ فرماتا ہے

و للہ العزۃ و لرسولہ وللمومنین

اور اللہ کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے ۔

(المنفقون ۶۳/۸)

مقام جمع کی وضاحت کے لئے اس آیت پر غور فرماویں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ۔ یعنی جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں ۔ خدا کا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھ پر ہے ۔ واضح ہو کہ جو لوگ آنحضرت سے بیعت کرتے تھے وہ آنحضرت کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کرتے تھے اور مردوں کے لئے یہی طریق بیعت کا ہے ۔ سو اس جگہ اللہ تعالےٰ نے بطریق مجاز آنحضرت کی ذات بابرکات کو اپنی ذات اقدس ہی قرار دیدیا اور ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا یہ کلمہ مقام جمع میں ہے ۔

اسجگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعاً ۔ فاطر ۳۵/۱۵ جو کوئی عزت چاہتا ہے تو سب عزت اللہ تعالےٰ کے لئے ہے لیکن جیسا کہ میں اوپر کہہ آیا ہوں وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین اور اللہ کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول کے لئے اور مؤمنوں کے لئے تو یہاں مرتبہ جمع کی طرف جو محبت تامہ دو طرفہ پر موقوف ہے اشارہ فرمایا اور بطریق مجاز مومن کو اپنے ساتھ ملا لیا ۔ ایسے مؤمن کے متعلق اقبال فرماتا ہے ؎

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مؤمن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کارکشا کارساز
خاکی و نوری نہاد بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اُس کا دل بے نیاز
نرم دمِ گفتگو گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز

پھر ایک اور جگہ ایسے مومن کو مرد حق قرار دے کر اقبال صاحب اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں؟ ۔

مردِ حق از آسمان اُفتد چو برق
ہیزم او شہر و دشتِ غرب و شرق
ما ہنوز اندر ظلام کائنات
او شریکِ اہتمامِ کائنات
او کلیم او مسیح و او خلیل
او محمدؐ او کتاب او جبرئیل

پھر ایک جگہ مولانا روم حدیث شریف بیان فرماتے ہیں

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
من نگنجم ہیچ در بالا و پست
در دلِ مؤمن بگنجم اے عجب
گر مرا خواہی دراں دلہا طلب

ڈاکٹر اقبال مرد حق اور مرد مؤمن کی تعریف کرتے ہوئے اپنے لڑکے جاوید کو تاکید کرتے ہیں کہ اس قسم کے مرد حق کی شناخت مشکل ہے مگر تم اسکی تلاش میں ہمت نہ ہارنا ۔

تو مگر ذوق طلب از کف مدہ
گرچہ در کار تو افتد صد گرہ
گر نیابی صحبتے مرد خبیر
از اب و جد آنچہ من دارم بگیر
پیر رومی را رفیق راہ ساز
تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

(جاوید نامہ)

مولوی عبداللہ جان صاحب نیازی

# حضرت مسیح موعودؑ زمرۂ انبیاء میں شامل تھے

# یا

# زمرۂ اولیاء میں

یہ وہ نکتہ ہے جس پر ۱۹۱۴ء سے جماعت قادیان (حال ربوہ) اور جماعت لاہور میں بڑا اختلاف چلا آ رہا ہے۔ اور دونوں جماعتوں اور ان کے سربراہوں نے ضخیم کتب اس موضوع پر لکھیں اور اس اختلاف پر گذشتہ پچاس سالوں میں دونوں طرف سے اس قدر لٹریچر نکلا ہے کہ ایک اونٹ کے بوجھ سے کئی گنا زیادہ ہو گیا ہوگا۔ ظلی نبوت تو صوفیوں کی اصطلاح ہے نہ کہ قرآن کی، ہاں حدیث شریف سے اس کا استدلال ہو سکتا ہے کہ اولیاءؒ انبیاءؑ کے ظل ہوتے ہیں وہ حدیث ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یہاں علماء سے مجددین یعنے مامور اولیاء کے سوائے اور کوئی مطلب نہیں نکل سکتا۔ اگر کسی قسم کی نبوت جاری ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل بلکہ یوں فرماتے انبیاء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

اس کو ہم دوسرے طریقہ سے حل کر سکتے ہیں۔ ظلی بروزی کے متعلق موشگاف بحثیں ہو چکیں، اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر صحیح نتیجہ پر پہنچا جا سکتا ہے۔ وہ راستہ یہ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے:۔

"آسمان سے کئی تخت اُترے پر سب سے اُونچا تیرا تخت بچھایا گیا"

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۷-۳۸) (تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۴۰۰)

اب ہم انبیاء اور اولیاء کو دو جدا جدا گروپ میں تقسیم کرتے ہیں:۔

گروہ انبیاءؑ — گروہ اولیاءؒ

تخت رسول کریمؐ

اب اہل ربوہ بتائیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا تخت کہاں بچھائیں گے زمرۂ انبیاءؑ کے تختوں کے اُوپر جس میں سب سے پہلے اُوپر حضرت رسول کریمؐ کا تخت ہے یا زمرۂ اولیاءؒ کے تختوں کے اُوپر۔

ظاہر ہے کہ ان کا تخت انبیاءؑ کے تختوں کے اُوپر تو نہیں بچھ سکتا ہے جہاں افضل الرسل کا تخت بچھا ہوا ہے۔ لاجرم ان کا تخت اگر سب سے اُوپر بچھ سکتا ہے تو وہ اولیائے اُمت کے تختوں کے اُوپر بچھ سکتا ہے۔ اگر اہل ربوہ یہ کہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ ظلی نبی تھے اور اس امت میں اُن کے سوائے کوئی ظلی نبی نہیں ہوا تو یہ خیال غلط ہے۔ چنانچہ آگے جاکر اس نکتہ کو صاف کر دوں گا

تو اس صورت میں وہ نہ انبیاء کے زمرہ میں ہوں گے اور نہ اولیاءؒ کے تو وہ بتائیں کہ تیسرا کونسا گروہ ہے جس میں کسی تخت کے سب سے اونچے تخت کی جگہ ہے۔ صرف اولیاء اللہ ہی کا گروہ ہے جس میں بحیثیت کامل ترین ظل رسول کے حضرت مسیح موعودؑ کا تخت سب اولیاء کے تختوں کے اُوپر آ سکتا ہے ورنہ عبارت یوں ہی تھی کہ سب سے علیحدہ تیرا ہی تخت بچھایا گیا۔

اس کو دوسری طرح بھی واضح کیا جا سکتا ہے۔ وہ دوسرا طریق یہ ہے۔ رسول کریمؐ کو قرآن کریم نے سراجاً منیراً کے لقب سے ملقب فرمایا گیا ہے اور سب انبیاءؑ میں سے آپ ایک منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ کسی اور رسولؑ یا نبیؑ کو سورج نہیں کہا گیا۔ رسول کریم صلعم کی بعثت سے قبل جو انبیاءؑ اور رسلؑ ہوئے ہیں وہ خداتعالےٰ سے براہ راست وحی پاتے تھے۔ اور ان کو اُن سے کسی افضل نبی یا رسول سے فیض نہیں پہنچتا تھا۔ لیکن حضرت رسول کریمؐ کی بعثت سے جن پر ہر قسم کی نبوت کا اختتام ہوا۔ یہ سلسلہ رسالت منقطع ہو گیا اور محبوب الٰہی بننے کے لئے رسول اکرم صلعم سے فیض لازمی ہو گیا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ حضرت مسیح موعودؑ اور ان سے قبل کے مجددین اور اولیاء سب ولایت کے درجہ پر پہنچے تو رسول اکرمؐ کے فیض سے جیسے ہمارے نظام سماوی میں ایک سورج ہے اسی طرح نظام روحانی میں بھی ایک ہی نبی نے سورج کا خطاب اور مقام پایا جو حضرت رسول اکرمؐ ہیں۔ مجددین امت محمدیہ کی حیثیت چاند کی ہے جو سورج سے روشنی لیتا ہے اور یہی حیثیت حضرت مسیح موعودؑ کی ہے کہ وہ مقام ولایت پر کامل اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے پہنچے۔ ہاں یہ مانا جا سکتا ہے اور قانون الٰہی کے مطابق ہے کہ چار سے ۱۳ تک کے قمروں میں کامل ترین نمونہ چودھویں تاریخ کا چاند ہوتا ہے۔ لیکن چودھویں کا چاند قمر کی فہرست سے نہیں نکل جاتا۔ البتہ قمروں میں سے سب سے کامل سورج کا انعکاس اس میں ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ اکمل ظل رسول کریم صلعم ہوتے ہوئے روحانی قمروں میں رہیں گے۔ شموس میں شمار نہیں ہو سکتے۔ ہاں البتہ حضرت مسیح موعودؑ کو دیگر مجددین اور اولیاء سے ایک امتیاز حاصل ہے۔ وہ یہ کہ جیسے چودھویں کے چاند کو بدر کہتے ہیں، چودھویں صدی کا مجدد دوسرے روحانی قمروں میں سے بدر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور جیسے قمروں میں سے چودھویں کے چاند کو ایک خاص نام بدر دیا گیا اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ کو خاص طور پر احادیث میں نبی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے (اس نام کے پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں) ورنہ جیسے بدر خاص نام پا کر قمر سے نہیں نکل سکتا ہے اسی طرح ظلی نبی کا نام پا کر حضرت مسیح موعودؑ اولیاء کے زمرہ سے نہیں نکل سکتے

حضرت رسول کریمؐ کو جو سراجاً منیراً کا خطاب اور مقام عطا ہوا ہے اور خاتم النبیین کہا گیا ہے اس میں ایک راز کا انکشاف کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ رسول اکرمؐ کی بعثت سے سابقہ انبیاءؑ کی نبوت اور انکی شریعتیں ختم ہو گئیں۔ یعنے اب ان رسولوں کے متبعین ان سابقہ شریعتوں پر چل کر خدا رسیدہ نہیں ہو سکتے۔ یہ وہ نکتہ ہے جس پر حضرت مسیح موعودؑ نے تمام مذاہب عالم کے متبعین کو چیلنج کیا ہے کہ بجز رسول کریمؐ کی اتباع کے کوئی خدا کو نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ فرمایا میں ایک مامور ہوں اور اگر دیگر مذاہب عالم میں کوئی بغیر اتباع رسول کریمؐ خدا تک پہنچ سکتا ہے تو نظیر پیش کرو اور میرے مقابل آؤ۔

خداتعالےٰ کے قانون فلکی کے مطابق جب سورج طلوع ہو تو سب ستارے غائب ہو جاتے ہیں ان کی روشنی سورج کی روشنی سے ڈھک جاتی ہے جیسے خداتعالےٰ فرماتا ہے۔ ومحونا آیۃ اللیل و جعلنا آیۃ النہار مبصرۃ لتبتغوا فضلاً من ربکم (بنی اسرائیل) لہٰذا رسول اکرمؐ کی بعثت کے بعد ساری سابق شرائع منسوخ ہو گئیں اور ستارے غائب ہو گئے اور سابقہ انبیاءؑ کا فیض ختم ہو گیا اور ان کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ منسوخ اس رنگ میں کہ اب اُن پر چل کر کوئی خدا رسیدہ ولی نہیں ہو سکتا۔

سابقہ انبیاء میں سے حضرت عیسیٰؑ کی پوزیشن ستارہ صبح کی ہے جو ستاروں میں سب سے آخر افق

مشرق پر آتا ہے نہ اُفق مغرب پر اور اس کا آنا سورج کے طلوع کے لئے ایک اعلان ہے اور ستارہ صبح اور سورج کے درمیان کوئی ستارہ اُفق مشرق پر نمودار نہیں ہوتا۔ اسی طرح اُفق روحانی پر حضرت عیسےٰؑ اور حضرت رسول کریمؐ کے درمیان ساری دنیا میں کسی رسول کی بعثت نہیں ہوئی۔ اور سُورج کے طلوع کے بعد ستاروں کی روشنی کی ضرورت نہیں رہتی۔

جماعت ربوہ کی اکثریت کو ایک غلطی لگی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو ظلّی نبی مان کر زمرۂ اولیا میں سے نکالتے ہیں اور انبیاء کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں لیکن خدا تعالےٰ کا الہام حضرت صاحب کے تخت کے مقام کی تعین کرتا ہے۔

تیسری وجہ غلطی کی یہ ہے کہ وہ ظلّی نبوّت کو وھبی نہیں کسبی خیال کرتے ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ نبوّت تو کجا ولایت بھی کسبی نہیں وھبی ہے، ایک سالک کی سعی درجہ فنا تک محدود ہے اور کوئی اپنے کسب سے ولی نہیں ہو سکتا (حقیقۃ الوحی ص۶۲) حضرت مسیح موعودؑ کا قول ہے کہ انسانی سعی درجہ فنا تک ختم ہے اس نظام عالم میں بھی قانون الٰہی جاری ہے دانہ سے نہ فصل اُگ سکتی ہے نہ درخت جب تک وہ خاک میں فنا نہ ہو جائے۔ اور جیسے بارش کسی کے اختیار میں نہیں بلکہ رحمت الٰہی ہے۔ اسی طرح باران رحمت فنا تک پہنچے ہوئے سالک کو بقا اور لقا کے مقام کو پہنچاتا ہے ورنہ محض زہد سے یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ مازکی منکم من احد ابداً ولکن اللہ یزکی من یشاء (۱۸/۹)

ظلّی نبوّت کے مقام پر پہنچنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ منفرد نہیں ہیں بلکہ اولیاء امت میں سے اور بھی اس مقام کو پہنچے ہیں۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے (۱) بعض افراد امت نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا۔ الوصیت (ص۱۰) اس رسول (رسول اکرمؐ) کے ادنےٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں (حقیقۃ الوحی ص۱۵۱) اگر فقرہ یہ ہوتا کہ بڑھ کر ہے تو اس سے صرف حضرت مسیح موعودؑ مراد ہو سکتے تھے۔ لیکن (بڑھ کر ہیں) جمع کا صیغہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کے علاوہ اولیاء امت میں اور بھی ایسے وجود گذرے ہیں جو مسیح ابن مریمؑ سے افضل تھے مثلاً مجدد صاحب الف ثانی رح دوسرے سید عبدالقادر جیلانی رح۔ نظام فلکی میں بھی چاند ۱۳۔ اور ۱۵ میں تقریباً کامل اور ۱۴ کو بالکل کامل ہوتا ہے اس لئے امت محمدیہ کے روحانی نظام میں بھی کم از کم تین ظلّی نبوّت کا مقام حاصل کرنے والے ہونے چاہئیں۔

سیّد عبدالقادر جیلانی رح کا قول ہے:۔ ان الحق تعالےٰ یخبرنا فی سرائرنا معانی کلامہ و کلام رسولہ ویسمّی صاحب ھذا المقام من انبیاء الاولیاء۔ (الیواقیت والجواھر) بے شک اللہ تعالےٰ ہمیں خلوت میں اپنے کلام اور اپنے رسولؐ کے کلام کے معانی سے آگاہ کرتا ہے اور اس مقام کا رکھنے والا انسان انبیاء الاولیاء میں سے ہے۔ نبوّت اولیاء کو بزرگان دین ولایت مطلقہ سے ایک بالا مقام جانتے ہیں۔ اگر سیّد صاحب رح اس مقام تک نہیں پہنچے تھے تو ان کو اس مقام کا کیونکر علم ہو سکتا ہے یا مجدّد الف ثانی کس طرح مکالمہ اور مخاطبہ کا دعوےٰ کر سکتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کا الہام ہے۔ سلطان عبدالقادر فرماتے ہیں اس الہام میں میرا نام سلطان عبدالقادر رکھا گیا کیونکہ جس طرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے اس طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے۔ یعنے جو لوگ خدا تعالےٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں ان کا تعلق نہیں رہے گا جب تک وہ میری اطاعت نہ کریں اور میرے اطاعت کا جوا اپنی گردن پر نہ اُٹھا دیں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیسا کہ یہ فقرہ کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کلّ ولی اللہ۔ یہ فقرہ سیّد عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ہے جس کے معنی ہیں کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے (تذکرہ ص۷۰۰)

سیّد صاحب رض کے متعلق ایک اور واقعہ کا بھی ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہے وہ واقعہ ان کے ایک صحابی کی زبانی اخبار الحکم $\frac{9}{1934}$ سے تذکرہ ص۷۵۶ میں چھپا ہے وہ واقعہ یہ ہے:۔

حافظ نور محمد صاحب سکنہ چک فیض اللہ ضلع گورداسپور نے بیان کیا:۔

"ایک روز حضورؑ (حضرت مسیح موعودؑ) نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ دیکھا کہ سیّد عبدالقادر صاحب جیلانیؒ آئے ہیں اور آپ نے پانی گرم کرا کر مجھے غسل دیا ہے اور نئی پوشاک پہنائی ہے اور گول کمرہ کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ آؤ ہم اور تم برابر کھڑے ہو کر قد ناپیں۔ پھر انہوں نے میرے بائیں طرف کھڑے ہو کر کندھے سے کندھا ملایا تو اس وقت دونوں برابر رہے۔"

اس تحریر کے نیچے مرزا بشیر الدین احمد صاحب (حضرت مسیح موعود کے فرزند ثانی) اور مرتب سیرۃ المہدی نے یہ نوٹ دیا ہے:۔

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ اوائل زمانہ کا رؤیا ہوگا کیونکہ بعد میں تو آپ کو وہ روحانی مرتبہ حاصل ہوا کہ اُمت محمدیہ میں آپ سب پر سبقت لے گئے جیسا کہ آپ کا یہ الہام ظاہر کرتا ہے

"آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔"

اور آپ نے صراحت کے ساتھ لکھا بھی ہے کہ مجھے اس اُمت کے جملہ اولیا پر فضیلت حاصل ہے۔

اس سے زیادہ اور کیا شہادت چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود نے خود اور آپ کے فرزند ثانی مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنے نوٹ مندرجہ صدر میں اعتراف کیا ہے کہ الہام:۔

"آسمان سے کئی تخت اُترے
پر تیرا تخت سب سے اُوپر
بچھایا گیا"

میں سب سے اوپر سے مراد اور معنی امت کے جملہ اولیاء ہیں نہ کہ گروہ انبیاء جیسی جماعت احمدیہ ربوہ کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ گروہ اولیاء کے سرتاج اور مجدد اعظم ہیں۔

اور خطبہ الہامیہ میں حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

"وانی علیٰ مقام الختم من
الولایۃ ان قدمی ھذہ علیٰ
منارۃ ختم علیہا کل رفعۃ

یعنے حضرت ولایت کے آخری مقام پر قائم ہوئے جس سے اوپر کوئی درجہ نہیں۔ یہ منارہ منارہ ولایت ہے نہ کہ منارہ نبوّت۔ کیونکہ ارفع منارہ منارۃ رسول اکرمؐ ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

---

# جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ مئی ۱۹۶۳ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۹ مئی ۱۹۶۳ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم وصول ہوئی تو ۱۲ مئی ۱۹۶۳ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(منیجر پیغام صلح)

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۷۲ | 6.00 | ۵۵۵ | 12.00 |
| ۹۵ | 6.00 | ۵۹۸ | 6.00 |
| ۱۴۰ | 6.00 | ۶۳۰ | 12.00 |
| ۱۴۸ | 6.00 | ۶۴۹ | 6.00 |
| ۱۵۰ | 6.00 | ۶۹۸ | 12.00 |
| ۲۰۶ | 6.00 | ۷۲۶ | 12.00 |
| ۲۲۰ | 6.00 | ۷۴۴ | 6.00 |
| ۲۳۰ | 12.00 | ۷۴۵ | 6.00 |
| ۲۴۲ | 6.00 | ۷۴۷ | 12.00 |
| ۲۹۲ | 6.00 | ۹۵۷/۳۲۲ | 12.00 |
| ۲۹۹ | 6.00 | ۹۶۴/۳۲۵ | 6.00 |
| ۳۱۹ | 6.00 | ۹۹۲/۳۶۶ | 6.00 |
| ۳۳۷ | 24.00 | ۹۹۵/۳۳۳ | 6.00 |
| ۳۴۴ | 6.00 | ۹۹۹/۳۲۷ | 6.00 |
| ۳۵۳ | 6.00 | ۱۰۶۵/۳۹۱ | 18.00 |
| ۳۶۵ | 6.00 | ۲۰۰۵/۳۲۷ | 6.00 |
| ۳۷۵ | 6.00 | ۲۰۴۹/۴۴ | 6.00 |
| ۴۸۵ | 6.00 | ۲۰۵۹/۴۷ | 12.00 |
| ۴۹۱ | 6.00 | ۹۸۷/۹۲۹ | 6.00 |
| ۵۲۹ | 6.00 | | |

ریاستی

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۲۲/R | 12.00 | 30/R | 6.00 |

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۵۲/R | 18.00 | ۷۱/R | 12.00 |
| ۵۵/R | 8.00 | ۱۰۱/R | 3.00 |
| ۵۹/R | 9.00 | ۱۴۲/R | 4.00 |
| ۶۱/R | 6.00 | ۳۰۰/R | 4.00 |
| ۶۶/R | 3.00 | | |

## تقریر ملک ظفر اللہ خان صاحب جلسہ راولپنڈی

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

مولانا روم فرماتے ہیں:-

مظہر حقیقت ذات پاک او
زو بجو حق را واز دیگر مجو
عقل کل و نفس کل مرد خداست
عرش و کرسی را مداں کز وے جداست

حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

میں کبھی آدم کبھی موسےٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

مولانا نور الدین اعظم رحمۃ اللہ نے قادیان آنے کی غرض ان الفاظ میں بتلاتے ہیں۔

مختصر الفاظ میں یہ سمجھ لو کہ مجھے لا الٰہ الا اللہ کی تکمیل کی خواہش لائی تھی یہاں قرآن سمجھنے کے لئے آیا تھا اور یہی میری غذا ہے یہ غذا اگر آٹھ پہر میں استعمال نہ کروں تو میں مر جاؤں پس یہی میری خواہش اور غرض تھی اور اس کے سوا مجھے کوئی مطلب نہ تھا اور تم غور کر سکتے ہو کہ اس کے سوا مجھے کوئی اور غرض ہو بھی نہیں سکتی غرض مجھے یہاں جو چیز ملی لا الٰہ الا اللہ کی تکمیل اور قرآن کریم کا فہم تھا جس کو میں حاصل کرنا چاہتا تھا اور جس کے لئے میرے اندر تڑپ تھی تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اول لا الٰہ الا اللہ پر پکے رہو اس کے لئے پھر دعا ایک ذریعہ ہے اور بڑا ذریعہ ہے پھر ہمت اور استقلال سے کام لو اور چہارم قرآن مجید سے محبت کرو اور اسکے سمجھنے کی کوشش کرو کہ تمہیں معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کی کیا راہیں

کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات
جوہر لحاظ سے معیاری ہیں
پاپلین
پی ۹۹ - پی ۴۳۰ - پی ۳۳۰
اعلیٰ درجہ کی چمکیلی رنگدار پاپلین
پی ۶۳۰ - پی ۷۳۰
پی ۸۳۰
اعلیٰ درجے کی ۲/۱ پاپلین
پی ۹۷۰ - ۹۸۰
پی ۹۹۰
اعلیٰ درجہ کا
شاہین
لٹھا
۱۵۰۰۰
ململ
نمبر ۵۱۳۶ نمبر ۵۵۷۰
نمبر ۶۰۷۰ نمبر ۶۰۸۰
سوت
چھینٹ
نمبر ۱۱۳۶ نمبر ۱۵۳۶
لان
اعلیٰ قسم کی باریک
ململ
علاوہ ازیں
وائل
نمبر ۷۰۷۰
نمبر ۷۰۳۶
سلسلئے ملبوسات
قمیص بش شرٹ پتلون پاجامہ شلوار رومال شب خوابی کا سوٹ۔ بریسیئر بچوں کے لباس
کھیلوں کیلئے شارٹ کرتے اوورآل۔ باٹلر سوٹ۔ اور انڈسٹری میں کام آنیوالا لباس۔
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ ملتان
کالونی (تھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ بھکر
پیغام صلح یکم مئی ۱۹۶۳ء
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا
ہفت روزہ پیغام صلح میں اشتہار دے اپنے کاروبار کو ترقی دیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

زرِ مبادلہ
پاک ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

فی پرچہ ۱۲ پیسے


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب


ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۸ مئی ۱۹۶۳ء | نمبر ۱۹


## ہر ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ کی توحید کے لئے جوش ہونا چاہیئے

## جیسا خود اللہ تعالیٰ کو اپنی توحید کا جوش ہے

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس زمانہ کے درمیان جو فتنۂ اسلام پر پڑا ہوا ہے اس کے دور کرنے میں کچھ حصہ لے۔ بڑی عبادت یہی ہے کہ اس فتنہ کے دور کرنے میں ہر ایک مسلمان کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لے۔ اس وقت جو بدیاں اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں چاہیئے کہ اپنی تقریر اور علم کے ذریعہ سے اور ہر ایک قوت کیساتھ جو اسکو دی گئی ہے مخلصانہ کوششوں کے ساتھ ان باتوں کو دنیا سے اٹھاوے۔ اگر اسی دنیا میں کسی کو آرام اور لذت مل گئی تو کیا فائدہ اگر دنیا میں بھی درجہ پالیا۔ تو کیا حاصل۔ عقبیٰ کا ثواب ہو جس کا انتہا نہیں۔ ہر ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ کی توحید کے لئے ایسا جوش ہونا چاہیئے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ کو اپنی توحید کا جوش ہے۔ غور کرو کہ دنیا میں اس طرح کا مظلوم کہاں ملے گا۔ ایسا مظلوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی گندا اور گالی اور دشنام نہیں، جو آپؐ کی طرف نہ پھینکی گئی ہو، کیا یہ وقت ہے کہ مسلمان خاموش ہو کر بیٹھ رہیں۔ اگر اس وقت کوئی شخص کھڑا نہیں ہوتا اور حق کی گواہی دے کر جھوٹے کے منہ کو بند نہیں کرتا اور جائز رکھتا ہے کہ کافر لوگ بے حیائی سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتہام لگاتے جائیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے جائیں تو یاد رکھو وہ بے شک بڑی بازپرس کے نیچے ہے۔ چاہیئے کہ جو کچھ علم اور واقفیت تمہیں حاصل ہے وہ اس راہ میں خرچ کرو۔ اور لوگوں سے اس مصیبت سے بچاؤ۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اگر تم دجال کو نہ مارو تب بھی وہ مر ہی جائے گا مثل مشہور ہے کہ ہر کمالے را زوالے تیرھویں صدی سے یہ آفتیں شروع ہوئیں۔ اور اب وقت قریب ہے کہ ان کا خاتمہ ہو جائے۔ اسلئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے پوری کوشش کرے۔ نور اور روشنی لوگوں کو دکھائے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ولی اللہ اور صاحب برکات وہی شخص ہے جس کو یہ جوش حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ نماز میں جو سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا جاتا ہے یہ بھی خدا تعالیٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عظمت ہو جس کی نظیر نہ ہو سکے۔ نماز میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے یہی حالت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ترغیب دی ہے کہ طبعاً جوش کے ساتھ اپنے کاموں سے اور اپنی کوشش سے دکھلاوے کہ اس کی عظمت کے برخلاف کوئی شئے مجھ پر غالب نہیں آسکتی۔ یہ بڑی عبادت ہے۔ جو لوگ اس کی مرضی کے مطابق جوش رکھتے ہیں، وہی مؤید کہلاتے ہیں اور وہی برکتیں پاتے ہیں۔

(منظور الٰہی صفحہ ۱۹۱)

## بحرِ حکمت کے موتی

لا یرد القضاء الا الدعاء
ولا یزید فی العمر الا
البر۔ ترمذی

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے دعا کے تقدیر یا قضا کو کوئی چیز بدل نہیں سکتی اور نہ ہی عمر کو سوائے نیکی کے کوئی چیز زیادہ کر سکتی ہے۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ جب کبھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غمناک اور پریشان کن واقعہ پیش آتا تو نماز پڑھتے (دعا مانگتے)

نوٹ:- حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو استغفار جیسی عظیم الشان دعا کی طرف توجہ دلائی تاکہ ان کے نقشے بہترین صورت میں بدل جائیں۔ فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا و یمددکم باموال و بنین و یجعل لکم جنت و یجعل لکم انھرا ہ۔ (سورۃ نوح۔ آیات ۱۰ تا ۱۳)

یونسؑ کی قوم سے بھی توبہ اور دعا کے ذریعہ عذاب مقدر ٹل گیا۔ فلولا کانت قریۃ امنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس۔

(یونس ۱۰:۹۸)

**لمبی عمر** } واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض (۱۳:۱۷)

**ہم وغم کا علاج** } بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

(غلام قادر عفی عنہ)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ثناء صاحب)

## بھارت

ترجمہ خط:- بی۔ اے۔ آر۔ نائک۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ بمبئی۔ (بھارت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ سن کر آپ خوش ہوں گے کہ میں نے آپ کی انجمن عالیہ میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس لئے مجھے بیعت فارم ارسال فرما دیں۔ میں نے حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کی تالیف ریلیجن آف اسلام کا مطالعہ کیا ہے۔ میں محسوس کرنے لگا ہوں کہ یہ ایک ہی جماعت ہے جو دعوت و تحریک کا حق کما حقہٗ طور پر ادا کر رہی ہے اور میں انجمن کے کام میں دلچسپی لینے لگا۔ حیران ہوں کہ میں نے کتاب میں ایسی کوئی بات نہیں پڑھی جو خلاف اسلام ہو۔ ختم نبوت کے متعلق میں نے آپ کا شائع شدہ لٹریچر پڑھ لیا ہے۔

میں ایم اے کا طالب علم ہوں۔ اس دوران میں آپ کا پورا لٹریچر مطالعہ کر چکا ہوں۔ اور میں اب اخبار لائٹ کا باقاعدہ خریدار ہوں۔ تبلیغ اسلام کے لئے میں نے ایم اے اسلامیات پاس کیا ہے۔ اور اسلام کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میں یہ بھی آپ کو خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ میری ایک چچازاد ہمشیرہ آپ کے مشن میں شامل ہونا چاہتی ہے۔ اور وہ ہر قسم کی دینی ٹریننگ لینا چاہتی ہے جس سے کہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں جا کر اسلام کی اشاعت کر سکے۔ مجھے اس کے متعلق جلدی مطلع کریں۔ کیونکہ میری چچا کی لڑکی کراچی جا رہی ہے اور وہ جماعت میں شامل ہونا بجائے ہندوستان واپس آنے کے زیادہ پسند کرتی ہے۔ مہربانی کر کے مجھے اسلامی لٹریچر ارسال کریں تاکہ میں لوگوں میں لٹریچر تقسیم کر سکوں۔

امید ہے کہ آپ جلدی جواب دیں گے۔ میں انجمن کی ترقی کے لئے خدا سے دعا مانگتا ہوں۔ تمام ممبران انجمن کو میرا السلام علیکم عرض کریں۔

(انہیں ینگ مین آف اسلام و دیگر لٹریچر اور خط لکھے گئے)

## جنوبی افریقہ

ترجمہ خط:- ڈی۔ او باکرے کادونا۔ جنوبی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے ارسال کردہ خط ۱۱/۱۵ کا بہت بہت شکریہ۔

آپ کی ارسال کردہ چند کتابیں۔ ینگ مین آف اسلام۔ ویٹ فار گاڈ۔ کال آف اسلام۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی۔ فہرست کتب۔ اسلامک ریویو مجھے مل گئی ہیں۔ عنایت کے لئے سراپا مشکور و ممنون ہوں۔

میں نے ان کا بڑی توجہ سے مطالعہ کیا اور خوب لطف اٹھایا ہے۔ خصوصاً ینگ مین آف اسلام نہایت ہی پُر لطف کتاب ہے۔ ان کے مطالعہ سے میری اسلامی معلومات میں کافی سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اور چند دلائل و براہین سے میرا خدا پر ایمان مضبوط ہو گیا ہے۔

جب کبھی کتابیں خریدنے کا اتفاق ہوا تو میں فہرست کتب کے مطابق آرڈر دوں گا ایک دفعہ پھر میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میری خدا سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ اشاعت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔

(خط کا جواب دیا گیا)

## ٹانگانیکا

ترجمہ خط محمد تیسو موسلے۔ لاگس ٹانگانیکا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا حسب ارشاد اب میں منشو صاحب کے پاس جایا کرتا ہوں۔ منشو صاحب بہت اچھے آدمی ہیں۔ میں نے ایسا آدمی اپنی زندگی میں نہیں دیکھا جو دینی معاملات کو بڑی اچھی طرح سلجھا سکتا ہو۔ وہ تقریریں بھی کرتے ہیں اور خدمت اسلام بھی خوش اسلوبی سے کر رہے ہیں۔

آپ نے جو کتابیں ارسال کی ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مہربانی فرما کر اسلام کے متعلق مجھے اور بھی کتابیں ارسال کریں مشکور ہوں گا۔

آپ کی اخبار لائٹ جب منشو صاحب کے پاس آتی ہے تو میں اسکو بڑے غور سے پڑھتا ہوں، میں بھی خریدار بننا چاہتا ہوں۔ میں چندہ ارسال کر رہا ہوں۔

قرآن شریف سورہ ۴ آیت ۷۶ کے مطابق ہم ہر طرح کوشش کرتے رہیں گے کہ ہم شیطان اور اس کے دوستوں کے خلاف جنگ کرتے چلے جائیں شیطان کی جنگ یقیناً کمزور ہے۔

(انہیں خط اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

## انڈونیشیا

ترجمہ خط پروفیسر فرید معروف۔ چیف لائبریرین (انڈونیشیا)

جناب عالی۔ تسلیم و نیاز۔

ہم نے ایک اسلامی لائبریری مسلمانوں کے لئے مستقل طور پر جاری کی ہے۔ اور یہ ہر مذہب ملت اور ذات پات کے لئے ہے۔ یہ انڈونیشیا کے چند مسلمانوں نے ۱۷ اگست ۱۹۴۲ء کو جاری کی تھی۔

اب یہ لائبریری منسٹری آف ریلیجن آف انڈونیشیا کی تحویل میں ہے۔ اس میں قریباً ۲۵۰۰ کتب موجود ہیں۔ ان کے علاوہ ہر قسم کے اخبارات اور میگزین ہر زبان میں مغربی اور مشرقی ممالک سے آتے ہیں۔ بڑی جد و جہد کے بعد ہم نے یہ سلسلہ جاری کیا ہے۔ ان ممالک نے بہت سی کتابیں اور اخبارات تحفۃً ہم کو ارسال کی ہیں۔

اس بات کو مد نظر رکھ کر ہم آپ سے التماس کرتے ہیں کہ ہمیں قرآن شریف مصنفہ حضرت مولانا محمد علی بطور تحفہ ارسال فرمائیں۔

امید ہے کہ آپ ہماری اس ضرورت اور التجا پر غور کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپکی مدد فرمائے۔

(قرآن شریف بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

## فلپائن

ترجمہ خط:- مسٹر تایا انجیل سیاسی سولو۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا بہت خوشی ہوئی۔ اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ کی مدد کرے۔

میں قومی اور پیدائشی مسلمان ہوں۔ اور قریباً ۷۰۰۰ ہزار کی مسلمانوں کی آبادی میں رہتا ہوں۔

میں جانتا ہوں کہ آپ مجھے مذہب اسلام کے بارے میں سیر حاصل معلومات مہیا فرما دیں گے خاص کر احمدیوں کے متعلق کہ وہ اصل اسلام کی حفاظت و اشاعت کر رہے ہیں۔

مہربانی فرما کر ہماری لائبریری کے لئے کتابیں ارسال کریں۔ آپ کی نہایت مہربانی ہو گی۔

(ان کو خط لکھا گیا)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں (منیجر)

ہفت روزہ پیغام صلح ــــــ لاہور ــــــ مورخہ ۸ مئی ۱۹۶۳ء

# سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب

گزشتہ ہفتہ یہ افسوسناک خبر سننے میں آئی کہ حکومت مغربی پاکستان نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" اس بنا پر ضبط کر لی کہ [illegible] عیسائیوں کی دلآزاری ہوتی ہے۔

ہم حیران ہیں کہ حکومت کے اس حکم کو کہاں تک مبنی بر انصاف سمجھا جائے، اس میں شک نہیں کہ اسلام دوسرے مذاہب اور ان کے پیشواؤں کے متعلق رواداری کی تعلیم دیتا ہے اور اس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتا کہ کسی قوم یا مذہب کی دلآزاری کی جائے، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا فی الواقعہ مذکورہ بالا کتاب میں دلآزاری کا کوئی کلمہ پایا جاتا ہے؟ اس بارہ میں اگر مندرجہ ذیل حقائق کو پیش نظر رکھا جائے تو صحیح صورت حال کا پتہ لگ سکتا ہے:-

(۱) یہ کتاب پہلی مرتبہ ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو شائع ہوئی یعنی انگریزوں کے عہد حکومت میں جبکہ عیسائیت کی تبلیغ حکومت کی پشت پناہی میں کی جاتی تھی اور عیسائی پادری حضرت مرزا صاحب (مصنف کتاب) کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے اور رات دن انہیں زک پہنچانے کی فکر میں رہتے تھے، یہاں تک کہ اسی زمانہ میں عیسائیوں کی طرف سے حضرت مرزا صاحب پر قتل عمد کا جھوٹا مقدمہ کھڑا کیا گیا، جس میں آخر کار انہیں بری طرح ذلت اٹھانی پڑی اور حضرت مرزا صاحب عزت کے ساتھ بری کر دیئے گئے۔ اگر "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" نامی کتاب کسی رنگ میں بھی دلآزار سمجھی جاتی، تو عیسائی اسی وقت اس کے خلاف آواز بلند کرتے اور اپنی دلآزاری کا اعلان کر کے اسے ضبط کرانے کی کوشش کرتے۔ لیکن اس وقت اور اس کے بعد آج تک ایک بھی آواز اس کے خلاف نہ اٹھی، یہاں تک کہ کتاب مذکور انگریزوں کے عہد میں بھی ایک دفعہ نہیں متعدد بار چھپ کر شائع ہوگئی، اور کبھی کسی عیسائی نے یہ آواز نہ اٹھائی کہ اس کتاب سے ہماری دلآزاری ہوتی ہے اور نہ انگریزوں کی حکومت نے جو خود بھی عیسائی تھے اسکو ضبط کرنے کا خیال تک بھی کیا۔ آج چھیاسٹھ سال کے بعد یہ کہنا کہ اس سے عیسائیوں کی دلآزاری ہوتی ہے کس قدر حق و انصاف پر مبنی ہے، آخر اب کونسی نئی بات اس میں پیدا ہوگئی ہے کہ چھیاسٹھ سال تک تو عیسائیوں کی دلآزاری اس کتاب سے نہ ہوئی اور آج پاکستان کی اسلامی حکومت میں دلآزاری ہونے لگ گئی؟ کیا اس لئے کہ یہ حکومت حد سے زیادہ روادار واقعہ ہوئی ہے اور اقلیتوں کو خوش رکھنے کے لئے اپنے مذہب اور قوم کے بھی نقصان کی پرواہ نہیں کرتی؟

(۲) جہاں تک کتاب کے مضامین کا تعلق ہے ہم چیلنج کرتے ہیں کہ اس میں سے ایک ایسا فقرہ ہی ہمیں دکھا دیا جائے جو عیسائی قوم کی دلآزاری کا موجب ہو سکتا ہو، کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ ایک عیسائی کے چار سوالات کے جواب میں لکھی گئی ہے، اور وہ سوالات ایسے نہیں جو آج سے پہلے عیسائیوں کی طرف سے کئے جاتے تھے اور آج نہیں کئے جاتے، آج بھی اسی قسم کے سوالات سے نادان اور ناسمجھ مسلمانوں کو بہکانے اور عیسائیت کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اور ایسے ہی سوالات ہزارہا مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے اور عیسائیت کا حلقہ بگوش بنانے کا موجب ہوئے ہیں، وہ سوالات یہ ہیں:-

(۱) "عیسائی عقائد کے مطابق مسیح کا مشن اس دنیا میں بنی نوع انسان کی محبت کے لئے آنا اور نوع انسان کی خاطر اپنے تئیں قربان کر دینا تھا، کیا بانی اسلام کا مشن ان دونوں معنوں میں ظاہر ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یا محبت اور قربانی کے علاوہ کسی اور بہتر الفاظ میں اس مشن کو ظاہر کر سکتے ہیں"؟

(۲) "اگر اسلام کا مقصد توحید کی طرف آدمیوں کو رجوع کرنا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آغاز اسلام میں یہودیوں کے ساتھ جن کی الہامی کتابیں توحید کے سوا اور کچھ نہیں سکھاتیں جہاد کیا گیا؟ یا کیوں آجکل یہودیوں یا اور توحید کے ماننے والوں کی نجات کے لئے مسلمان ہونا ضروری سمجھا جائے"؟

(۳) "قرآن میں انسان اور خدا کے ساتھ محبت کرنے کے بارے میں اور خدا کی انسان کے ساتھ محبت کرنے کے بارے میں کونسی ایسی آیتیں ہیں جن میں خاص محبت یا حب کا فعل استعمال کیا گیا ہے"؟

(۴) "مسیح نے اپنی نسبت یہ کلمات کہے "میرے پاس آؤ تم جو تھکے ماندے ہو کہ میں تمہیں آرام دوں گا" اور یہ کہ میں روشنی ہوں اور میں راہ ہوں، میں زندگی اور راستی ہوں" کیا بانی اسلام نے یہ کلمات یا ایسے کلمات کسی جگہ اپنی طرف سے کہے ہیں"؟

یہ ہیں وہ چار سوالات جو آج سے چھیاسٹھ سال پہلے سراج الدین عیسائی نے حضرت مرزا صاحب کو لکھ کر بھیجے اور حضرت ممدوح نے ان کے جواب ایک کتابچہ کی صورت میں دیئے، آج بھی اسی قسم کے سوالات مسیحی مشنریوں کی طرف سے مسلمانوں پر کئے جاتے ہیں، کیا حکومت یہ چاہتی ہے کہ ان سوالات کے جوابات جو کتاب مذکور میں دیئے گئے ہیں مسلمانوں کو نہ بتائے جائیں اور وہ اپنے آپ کو ان کے جوابات سے عاجز پا کر عیسائی ہونے پر مجبور ہو جائیں۔ کیا حکومت کا منشاء یہ ہے کہ عیسائیوں کو وہ جوابات نہ پہنچائے جائیں تاکہ اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو غلط فہمیاں انکے دلوں میں ہیں زائل نہ ہوں اور وہ اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کو ہی دین محبت سمجھتے ہوئے اول الذکر سے دور اور نفور رہیں؟ یقیناً حکومت کا یہ منشاء نہیں ہو سکتا اور ہم سمجھتے ہیں کہ کتاب مذکور کی ضبطی کسی غلط فہمی کی وجہ سے عمل میں آئی ہے جسکو رفع کرنا ہمارا اولین فرض ہے۔

(۳) اس وقت عیسائی مشنری جس زور و شور سے پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں اور مسلمان اپنے پاک مذہب سے ناواقفیت کی وجہ سے یا افلاس سے مجبور ہو کر کثیر تعداد میں عیسائی ہوتے جا رہے ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ کثرت سے ایسا لٹریچر شائع کیا جائے جس میں عیسائی مذہب کی خامیاں اور اسلام کی خوبیاں بیان کی گئی ہوں، اور یہ کتابچہ (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب) اس قسم کے لٹریچر کا بہترین مرقع ہے، اسکو ضبط کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک مسلح دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں سے ہتھیار چھین کر انہیں غیر مسلح کر دیا جائے، بجائے اس کے کہ عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے کوئی موثر بند حکومت کی طرف سے لگایا جاتا الٹا پہلے سے بند بھی جو آج سے مدتوں پہلے لگائے گئے تھے توڑ کر رکھ دینا کہاں کی دانشمندی اور اسلام نوازی ہے، ہم نہیں کہتے کہ عیسائیوں کے اس ناپاک لٹریچر کو جو اسلام کے خلاف شائع ہو رہا ہے اور جس میں پاکوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدف طعن و ملامت ٹھہرایا گیا ہے ضبط کر لیا جائے اس سے ہماری کمزوری ثابت ہوگی کہ ہم انکے اعتراضات کا تسلی بخش جواب نہیں دے سکتے لیکن یہ کیا اندھیر ہے کہ اس کا جواب بھی دینے کی اجازت نہیں یہاں تک کہ خود عیسائیوں کے سوالات کے جواب میں چھیاسٹھ سال پہلے کا شائع شدہ کتابچہ بھی ضبط کر لیا جاتا ہے، یہ رواداری کا طریق نہیں، اسلام نے جس رواداری کی تعلیم دی ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ کسی ماتحت قوم کی مذہبی آزادی کو روکا نہ جائے انکے معبدوں اور گرجوں کی حفاظت کی جائے اور ان کے پیشواؤں کو برا بھلا کہنے کی بجائے انکا احترام کیا جائے، اسکے یہ معنے نہیں کہ وہ علی الاعلان اسلام پر حملہ آور ہوں، مسلمانوں میں دین کے متعلق غلط فہمیاں پھیلا کر انہیں دھڑا دھڑ عیسائی بنائیں اور مسلمان اتنا بھی نہ کر سکیں کہ انکی غلط بیانیوں اور انکے سوالات کا جواب دیکر حفاظت اسلام کی کوشش کریں، یہ رواداری نہیں بلکہ عیسائیوں کی بے جا مروت اور مسلمانوں کی خواہ مخواہ دلآزاری ہے۔ ہم اسکے خلاف حکومت سے پرزور احتجاج کرتے ہوئے امید رکھتے ہیں کہ وہ "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی کا حکم جلد از جلد واپس لیکر حق پسندی اور معاملہ فہمی کا ثبوت دے گی۔

# حکم الٰہی سے جان و مال کی قربانی اور مقاماتِ عالیہ کا حصول

## ریگستان عرب میں کعبۃ اللہ کی دنیا جہان کو کھینچ لانیوالی کشش اور اخوت و مساوات انسانی کا بینظیر منظر

## حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کے مکالمہ میں والدین اور اولاد کیلئے سبق۔ اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیمات ہی دنیا میں وحدت و اتحاد پیدا کر سکتی ہیں

خطبہ عید الاضحیٰ جو حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ نے ۵ مئی ۱۹۶۳ء کو جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد ارشاد فرمایا۔

### خدا تعالیٰ کے نام کی تکبیریں

آج کعبۃ اللہ میں تمام اسلامی ممالک میں خدا تعالےٰ کے نام کی تکبیریں بلند کی جا رہی ہیں۔ مکہ کی وادی اللّٰھم لبیک اللّٰھم سعدیک کی آوازوں سے گونج رہی ہے کہ اے خدا اے ہمارے معبود! ہم تیرے حکم و ارشاد کی فرمانبرداری میں یہاں آموجود ہوئے ہیں۔ اپنے وطنوں کو چھوڑ کر اپنے عزیز و اقارب سے الگ ہوکر، اپنے مال و اسباب کو ترک کر کے تیرے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے تیری بارگاہ میں حاضر ہوگئے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز شہر سے باہر ادا کیا کرتے تھے۔ اور اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کی تکبیریں بلند کرتے ہوئے ایک راستہ سے عیدگاہ کی طرف آتے اور جلوس کی شکل میں دوسرے راستہ سے یہی تکبیریں بلند کرتے ہوئے واپس گھروں کو جایا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے ایمان و ایقان کی شمع روشن کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں مردوں، عورتوں، بچے بچیوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم ایک جھنڈے اور جلوس کی شکل میں آؤ جاؤ تاکہ قومیت کا مظاہرہ ہو اور قومی تقویت کا اظہار ہو اس سے قوم کا استحکام مقصود ہے۔ آؤ ہم مل کر سنت نبویؐ کی اتباع میں بآواز بلند تکبیریں کہیں۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد نماز عید کے بعد سنت نبویؐ کے مطابق چھوٹا سا خطبہ ہوتا ہے۔ لیکن میرے ذہن میں چھوٹا سا خطبہ نہیں ہے کچھ زیادہ ہو جائے گا۔

### حضرت ابراہیمؑ کا امتحان اور کامیابی

اللہ تبارک و تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کچھ حالات بیان فرمائے ہیں فرمایا واذ ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمٰت (بقرہ ۱۲۴) چند معاملات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان ہوا۔ فاتمھن۔ ان امور میں انہوں نے کمال کر کے دکھا دیا۔ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے سرٹیفکیٹ ہے فاتمھن کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے امتحان کے تمام معاملات میں کمال کر دیا۔ اس کامیابی پر خدا تعالےٰ نے فرمایا انی جاعلک للناس اماما کہ میں تمہیں قوموں کا لیڈر بناؤں گا لیڈر وہی ہو سکتا ہے جو احکام الٰہی کی پوری فرمانبرداری کرے ایسے ہی شخص کو اللہ تعالےٰ انسانوں کی رہبری کے لئے مبعوث فرماتا ہے اور اسے عزت و عظمت کا مقام عطا کرتا ہے۔ ایک اور آیت میں فرمایا ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔

- - - - - - - - - -

### حضرت ہاجرہؓ کی یادگار

یہ صفا اور مروہ کی پہاڑیاں اللہ تعالےٰ کی آیات اور نشانوں میں سے ہیں۔ یہ ایک عورت کے امتحان کا مقام ہے اور یہ پہاڑیاں اسی کی یادگار ہیں۔ حج کی جگہ مقام ابراہیمؑ ہے اور صفا و مروہ پر ایام حج میں سعی کرنا اور دوڑنا ایک عورت کی یادگار ہے۔

### حضرت ابراہیمؑ کا بت پرستی کے خلاف وعظ اور قوم کی مخالفت

ایک اور حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ بیان کیا ہے۔ ان کے امتحانوں اور قربانیوں کا قرآن کریم میں بڑا ذکر ہے۔ انہوں نے قوم کو بت پرستی کے خلاف وعظ کیا۔ بادشاہ وقت کے ساتھ حجت آرائی کی انکو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ بت پرستی انسانوں کو ذلیل کر دیتی ہے۔ توحید الٰہی پر ایمان انسانیت کے لئے باعث شرف ہے، قوم نے اور بادشاہ نے مخالفت کی اور ان کی ایذا رسانی پر اتر آئے۔ قالوا حرقوہ کہنے لگے اس شخص کو جلا کر خاکستر کر دو۔ تاکہ اس کا نام و نشان باقی نہ رہ جائے۔ قالوا ابنوا لہ بنیانا۔ اس کے لئے ایک چتا تیار کر دو فالقوہ فی الجحیم اس کو دوزخ میں ڈال دو۔ فارادوا بہ کیدا۔ انہوں نے بڑے اہتمام سے حضرت ابراہیمؑ کو ختم کرنے کی تدبیر کی فجعلنٰھم الاسفلین خدا تعالےٰ نے ان کی تمام تدبیریں خاک میں ملا دیں۔ خدا تعالےٰ نے آگ کو حکم دیا یا نار کونی بردا وسلاما علیٰ ابراھیم اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیمؑ کے لئے سلامتی کا باعث بن جا۔

### حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت اور لڑکے کی بشارت

جب قوم نے ہر طرح سے حضرت ابراہیمؑ کی مخالفت کی اور انہیں دکھ دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تو حضرت ابراہیم نے کہا کہ انی ذاھب الیٰ ربی سیھدین میں اس وطن کو چھوڑتا ہوں خدا جہاں چاہے گا لے جائے گا۔ اس وقت انہوں نے دعا کی رب ھب لی من الصٰلحین اے اللہ مجھے ایک صالح فرزند عطا فرما فبشرنٰہ بغلام حلیم اللہ تعالےٰ نے انہیں ایک ذی علم حلیم لڑکے کی خوشخبری دی۔ آپ حکم الٰہی کے ماتحت حضرت ہاجرہ اور شیر خوار بچہ کو لے کر اس جگہ پہنچے جہاں ریگستان کے سوائے کچھ بھی نہیں تھا۔ وطن چھوڑنا آسان بات نہیں، آپ کو دو دفعہ اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ ایک دفعہ حضرت ہاجرہ کو لے کر وادی غیر ذی زرع میں چلے گئے اس ویران وادی میں نہ گھاس ہے نہ پانی بے آب و گیاہ علاقہ ہے۔ لق و دق صحرا ہے۔ چاروں طرف ریگستان ہے۔ چٹیل پہاڑیاں ہیں۔ نہ کوئی مونس ہے اور نہ کوئی غمگسار ہے۔ یہاں آکر اپنی رفیقہ حیات کو چھوڑ دیا۔

- - - - - - - - - -

## حضرت ہاجرہ کا ایمان

وہاں سے جب سفر کی تیاری کرنے لگے تو اندازہ لگا بیٹھے کہ ایک عورت اور شیر خوار بچہ ہو۔ چاروں طرف ہُو کا عالم ہو۔ ویرانی ہی ویرانی ہو، اس ویرانہ میں خاوند چھوڑ کر جا رہا ہو۔ اس عورت کے دل پر کیا گذر رہی ہوگی۔ جب حضرت ہاجرہؑ نے دیکھا کہ وہ جانے کے لئے تیار ہو رہے ہیں تو پوچھنے لگیں۔ آپ کس کے حکم سے جا رہے ہیں۔ ءَاللّٰہ امرک بھذا۔ کیا خدا تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا ہاں خدا کے حکم سے جا رہا ہوں۔ وہ پوچھتی ہیں الیٰ من تکلنا۔ ہمیں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں فرمایا الی اللّٰہ اکلکم۔ تم کو اللہ کے سپرد کر کے جا رہا ہوں۔ اس عورت کا ایمان دیکھئے کہنے لگیں اذاً لا یضیعنا۔ تو پھر ہمیں کچھ پرواہ نہیں۔ خدا ہم کو ضائع نہیں کریگا کس قدر خدا تعالیٰ پر توکل ہے۔ مرد کا ایمان دیکھو خدا کا اشارہ ہوا تو بیوی بچہ کو جنگل اور ویرانہ میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور عورت کا بھی ایمان دیکھو ہولناک ویرانہ میں جہاں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں محض اسی بات پر خوش ہو جاتی ہے کہ تمہیں خدا کے سپرد کیا جاتا ہے اور کس یقین کے ساتھ کہتی ہے کہ خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

## پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہؑ کی سعی اور چاہ زمزم کی پیدائش

اس کے بعد کیا گذرتی ہے۔ کھانا ختم ہو جاتا ہے پانی ختم ہو جاتا ہے۔ بچہ کو پیاس لگتی ہے۔ وہ بے تاب ہو کر بلبلاتا ہے، اس کو دیکھ کر ماں بھی بے تاب ہو جاتی ہے۔ ماں کا جذبہ! اللہ اکبر خدا تعالیٰ نے ان کے دل میں اولاد کے لئے بے پناہ جذبہ محبت پیدا کر رکھا ہے۔ باپ کے اندر بھی بے شک یہ جذبہ موجود ہے۔ وہ اولاد کے لئے کماتا اور ہر ضروری سامان مہیا کرتا ہے لیکن ماں کے اندر جو جذبہ ہے وہ باپ سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ حضرت ہاجرہؑ اپنے بچے کی پیاس اور اس کی بے حالی دیکھ کر پریشان ہو جاتی ہیں، وہ چاروں طرف دیکھتی ہیں کوئی پانی نظر نہیں آتا۔ وہ دوڑتی ہوئی کبھی صفا کی پہاڑی پر جاتی اور ادھر ادھر دیکھتی ہیں کوئی پانی نظر نہیں آتا پھر مروہ کی پہاڑی پر چڑھ جاتی ہیں اور اضطراب کے ساتھ دور تک نظر دوڑاتی ہیں پانی نظر نہیں آتا۔ بچے کی حالت خطرناک ہے نہ کوئی پرندہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ حیران ہو کر بے قراری اور بے چینی کے عالم میں ان دونوں پہاڑیوں پر آتی اور جاتی ہیں۔ آخر خدا [illegible] رحمت کے اضطراب اور سعی کو قبول فرمایا اور ایک فرشتہ نازل ہوا اور خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک چشمہ پھوٹا جس کو زمزم کہتے ہیں۔ اس چشمہ کی وجہ سے بچہ مرتا مرتا بچ گیا۔

## عورت کی قربانی کی قدر افزائی اسلام میں

اس عورت کی سعی کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور اسے بہت بڑا مقام عطا کیا۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اسلام نے عورت کی کوئی قدر اور عزت نہیں کی اسکو کوئی مقام و مرتبہ عطا نہیں کیا وہ دیکھیں کہ اسلام کے اندر عورت کی کیا حیثیت ہے کہ خدا نے اس مقام کو یادگار بنا دیا ہے۔ جہاں ایک عورت نے اپنے بچہ کے لئے سعی کی اور حکم الٰہی کی اطاعت میں ایک ویرانہ میں سکونت اختیار کر لی مسلمانوں کی آخری منزل حج ہے۔ اس آخری منزل پر ایک عورت کی یہ قدر و منزلت کیا دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں نظر آتی ہے؟ فرمایا ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ۔ صفا و مروہ کو جہاں حضرت ہاجرہؑ نے سعی کی شعائر اللہ بنا دیا گیا۔ ایسا ہی خانہ کعبہ کو مقام ابراہیم قرار دیا گیا اور حکم دیا گیا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی مقام ابراہیم پر اپنی عبادات بجالاؤ۔ اگر حضرت ابراہیمؑ کے مقام کو مناسک حج کے لئے مقرر کیا گیا تو حضرت ہاجرہؑ کی یاد میں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سعی بھی مناسک حج میں شامل کی گئی۔

## وادیٔ غیر ذی زرع کی آبادی

جب اس وادی غیر ذی زرع میں خدا کے لطف و کرم سے چشمہ پھوٹ نکلا، پانی بہنے لگا تو پانی کی وجہ سے پرندے اس طرف رخ کرنے لگے اور پرندوں کو دیکھ کر کاروان آنے جانے لگے جرہم کا قبیلہ آ کر ٹھہر گیا۔ انہوں نے حضرت ہاجرہؑ سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو ہم اس پانی کو استعمال میں لائیں۔ قاعدہ ہے کہ جہاں چشمہ یا ندی نالہ ہو لوگ جنڈر لگا لیتے ہیں اور پانی سے آٹا پیسنے کی چکی چلنے لگتی ہے۔ یہاں صحرا میں پانی کا چشمہ ایک دولت تھی۔ قبیلہ جرہم نے حضرت ہاجرہؑ سے پانی استعمال کرنے کی اجازت حاصل کر لی، اور وہ قبیلہ وہاں آباد ہو گیا حضرت اسمٰعیل کی وہیں پرورش ہوئی۔ جب جوان ہوئے تو اسی قبیلہ کی جوان لڑکی سے آپ کی شادی ہو گئی۔ اس طرح یہاں آبادی ہو گئی جس نے بڑھتے بڑھتے شہر مکہ کی صورت اختیار کر لی۔

## مکہ میں کشش کا سامان نہ ہونے کے باوجود لوگوں کے لئے کشش

یہ خدا کا کرشمہ کہ ایسی جگہ کو تمام دنیا کے لوگوں کے لئے کشش کا موجب بنا دیا گیا مثابۃ للناس وامنًا۔ حالانکہ مکہ میں کشش کی کوئی چیز موجود نہیں نہ دریا ہیں نہ کھیتی باڑی نہ کوئی زیب و زینت کا سامان ہے۔ چاروں طرف صحرا ہی صحرا ہے کشش تو ایک طرف وہاں بدو رہتے ہیں جن کا بس چلے تو روپیہ حاصل کرنے کے لئے حاجی کا سر تن سے جدا کر دیں۔ لیکن باوجود اس کے دنیا کے لوگ ہر سال اس کی طرف کھنچے ہوئے چلے آتے ہیں۔

## اٹلی کے گرجا کی شان و شوکت اور اس کی بڑائی

مجھ پر وجد طاری ہو گیا جب میں نے اس کے مقابلہ میں اٹلی کا وہ گرجا گھر دیکھا جس کو سینٹ پیٹر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ حضرت عیسےٰؑ نے اپنے ایک حواری پیٹر (پطرس) کو کہا تھا کہ تم وہ چٹان ہو جس پر میرا گرجا قائم کیا جائے گا۔ چنانچہ اٹلی میں سینٹ پیٹر کے نام ایک گرجا تعمیر کیا گیا تھا یورپ کے عیسائی بادشاہوں نے اپنی اپنی سلطنتوں کے خزانے اس گرجا کی تعمیر پر انڈیل دیئے۔ مجھے اس گرجا کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ واقعی یہ گرجا عظیم الشان ہے۔ وسیع ہے اور زرق برق ہے اور اپنی شان میں لاجواب ہے۔ اس کے ساتھ ایک دریا بہتا ہے جو اس کی خوبصورتی کو دوبالا کرتا ہے۔ اس کے ساتھ پوپ کا محل ہے گرجا کے دروازہ پر سینٹ پطرس کا بت رکھا ہوا ہے۔ جس کا ایک پاؤں آگے بڑھا ہوا ہے اور ہر ایک عیسائی جو اس میں داخل ہوتا ہے پہلے اس پاؤں کو بوسہ دیتا ہے بت تو بالکل سیاہ ہے لیکن صدیوں سے اس کو بوسہ دینے چلے آنے کی وجہ سے پاؤں کا رنگ سفید ہو گیا ہے۔ اندرون گرجا نہایت ہی خوبصورت ہے۔ سونا چاندی بے دریغ لگایا گیا ہے یورپ کا سارا روپیہ اس پر خرچ کر دیا گیا ہے۔ غرض کشش کے تمام سامان وہاں موجود ہیں۔ میں نے وہاں کہا کہ میں اتوار کو گرجا کی عبادت دیکھنے آؤں گا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہاں کوئی عبادت نہیں ہوتی۔ گرجا کے ساتھ ہی پوپ کی رہائش گاہ ہے۔ اس کے اندر بھی ایک گرجا ہے وہیں پوپ صاحب گرجا کرتے ہیں ہاں کبھی کسی خاص موقعہ پر یہاں کوئی تقریب ہو جاتی ہے۔ غور کیجئے کہاں یہ عظیم الشان گرجا جو ایسا خوبصورت اور شاندار ہے اور ایسی جگہ (اٹلی میں) واقعہ ہے جو خوبصورتی اور سبزہ زار ہونے کی وجہ سے بہت پُر کشش ہے اور مناظر اور آب و ہوا دلربا اور خوشگوار ہیں۔

## مکہ کی پُر خطر اور کشش نہ رکھنے والی سرزمین کی کشش

ظاہری خوبصورتی اور ساز و سامان کے لحاظ

سے لوگوں کی کشش اس گھر جا کی طرف ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن خدا کی طاقت دیکھئے کہ وہ تو بے آباد پڑا ہے اور ریگ ریتلے ملک کی طرف دیکھئے جس میں کشش کا کوئی سامان نہیں نہ چشمہ نہ دریا نہ سبزہ نہ پھل نہ پھول بلکہ وہاں سموم چلتی ہے۔ اور غیر مہذب بدو خطرۂ جان ہیں۔ دنیا جہان کے لوگ عقیدت کے ساتھ کھنچے چلے آتے ہیں۔ اس میں ایسی کشش ہے کہ انسان بار بار جاتا ہے اور بار بار جانا چاہتا ہے۔

## عرفات کے میدان میں عرفانِ الٰہی

میں نے بڑے بڑے امراء اور نوابوں کو دیکھا ہے وہاں جا کر ان میں بالکل تبدیلی پیدا ہو گئی حضرت مسیح موعودؑ کے صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب جو ڈپٹی کمشنر کے عہدے تک پہنچ گئے تھے بعض حالات کی وجہ سے حضرت صاحبؑ نے ان کو علیحدہ کر دیا تھا۔ وہ میرے ساتھ ولایت گئے، وہاں جنگ چھڑ گئی، تو لوگ وہاں سے بھاگے۔ وہ بھی واپس ہوئے۔ واپسی پر حج کے دن تھے وہاں سے وہ بھی مکہ چلے گئے انہوں نے کہا میں حج کرنے کے ارادہ سے نہیں گیا۔ بلکہ خیال کیا کہ لوگ بیساکھی اور ہردوار کا میلہ دیکھنے جاتے ہیں یہ بھی ایک میلہ ہے چلو دیکھ آئیں لیکن جب عرفات کے میدان میں گئے تو وہاں چاروں طرف ایک ہی لباس میں آدم ہی آدم تھا۔ مختلف وطنوں مختلف قوموں، اور مختلف رنگوں کے لوگ وہاں جمع تھے۔ ایسا معلوم ہوا وہ عرفات کا میدان گویا عرفان کا چشمہ ہے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی بساکھی یا ہردوار کا میلہ نہیں بلکہ یہاں ایک خدا اور ایک انسانیت نظر آتی ہے، یہ عرفان اور ایمان کی جگہ ہے۔ وہاں پر انہوں نے بے اختیار زار و قطار رونا شروع کیا اور دل میں ایمان تازہ ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ جو شخص یہاں آتا ہے وہ تمام برائیوں اور خرابیوں سے پاک و صاف ہو کر آتا ہے لا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ تمام بے حیائی، بدکرداری اور لڑائی جھگڑے کی باتوں کو ترک کر کے آ ملے۔ ہر قسم کے گناہ ترک کر دے کہ وہ گویا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے، مبارک ہے وہ جو دوبارہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔

## حضرت ابراہیمؑ کا خواب

حضرت اسمٰعیلؑ کے متعلق حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کو خوشخبری دی گئی فرمایا فبشرناہ بغلام حلیم۔ ہم نے حلیم بچہ کی خوشخبری انہیں دی۔ فلما بلغ معہ السعی۔ جب یہ بچہ جوان ہوا اور باپ کے لئے بڑھاپے کا سہارا بنا۔

والدین کی امیدیں بر آئیں۔ تو خدا تعالےٰ نے باپ کو ایک کشف دکھایا کہ وہ اسے ذبح کر رہا ہے

## باپ اور بیٹے کی محبت بھری گفتگو میں والدین اور اولاد کے لئے سبق

چنانچہ باپ نے بیٹے کو مخاطب کر کے کہا یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا ترٰی۔ اے جان پدر یا بنیّ کا لفظ عربی لغت میں محبت اور پیار کو ظاہر کرتا ہے تو باپ نے بیٹے کو مخاطب کر کے کہا، اے میرے پیارے بیٹے! اے جان پدر! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، آپ مشورہ دیں کہ کیا کرنا چاہیئے۔ اس مہذب کلام کا اثر نوجوان اسمٰعیلؑ پر نہایت گہرا ہوا چنانچہ جواباً عرض کیا۔ اور باپ کو کس تہذیب اور شائستگی کے ساتھ جواب دیا یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصٰبرین۔ پیارے ابا جان! جو حکم آپ کو دیا گیا ہے وہ بجا لایئے آپ مجھے صابر پائیں گے جہاں ماں باپ کو اکرموا اولادکم کا حکم ہے وہاں اولاد کو پوری اطاعت کرنے کا سبق سکھایا گیا ہے کہ ماں باپ کی فرمانبرداری کس حد تک لازم ہے۔

## حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی اور اسکی قبولیت

فلما اسلما وتلہ للجبین جب انہوں نے بیٹے کو ٹھوڑی کے بل گرا لیا تاکہ باپ کی آنکھ بیٹے کی آنکھ سے دوچار ہو کر پیار کا جذبہ پیدا نہ ہو اور الٰہی حکم کی نافرمانی نہ ہو جائے۔ اس وقت جب حضرت ابراہیمؑ نے حکم الٰہی کو بجا لانے کے لئے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دی تو فنادیناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم نے پکارا اے ابراہیمؑ آپ نے خواب کو سچا کر دکھایا تمہاری قربانی قبول ہو گئی انا کذالک نجزی المحسنین۔ یہ تمہارے ساتھ ہی مختص نہیں بلکہ جو کوئی بھی اس قسم کے جذبہ کا اظہار کرے گا اور اپنی جان و مال اور اولاد کو خدا تعالےٰ کی راہ میں لگائے گا ہم اس کو عزت و عظمت کا مقام دیں گے۔

## مکہ معظمہ کی برکات

اور مکہ معظمہ کے متعلق فرمایا ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین۔ پہلا مکان جو عبادت الٰہی کے لئے لوگوں کے واسطے بنایا گیا وہ کعبۃ اللہ ہے، یہ وہ گھر ہے جو بڑا ہی بابرکت ہے اور اس کی برکات کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ اس کی چھاتوں کا دودھ کبھی ختم نہیں ہوگا، یہ گھر تمام دنیا جہان کے لوگوں کے لئے رشد و ہدایت کا موجب ہے۔ جہاں دنیا کی مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف وطنوں اور مختلف رنگوں کے لوگ آ کر جمع ہوتے اور ایک خدا کے آگے لبیک اللھم لبیک کی آوازیں بلند کرتے ہیں۔

## محمد رسول اللہ صلعم ہی دنیا میں وحدت اور اتحاد کا ذریعہ ہو سکتے ہیں

اگر کوئی پیغمبر اور رسول دنیا کو ایک کر سکتا ہے تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آج یورپ کی دجال قوموں کے اندر اضطراب ہے اور وہ ہمارے اندر اور دنیا کے اندر اضطراب پیدا کرنے کا باعث ہیں۔ وہ دنیا کے لئے عذاب کا موجب بنی ہوئی ہیں لیکن وہ سوچتی ہیں کہ کوئی ایسا ذریعہ ہو جس سے تمام قومیں ایک ہو جائیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حضور نبی کریم صلعم ہی ہیں جو دنیا کو ایک کر سکتے ہیں ایک خدا ایک رسولؐ اور ایک قرآن کی تعلیم ہی سے انسانیت میں وحدت پیدا ہو سکتی ہے۔ خدا ساری کی ساری قوموں کا خدا ہے جس طرح سے سورج تمام جہان پر چمکتا ہے اسی طرح محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم دنیا جہان کے لئے رشد و ہدایت کا موجب ہے۔ خدا تعالےٰ نے سب انسانوں کو استعدادیں دی ہیں جسم دیئے ہیں عقل و فہم دی ہے۔ خدا رب العالمین ہے ولقد کرمنا بنی اٰدم۔ یہ وہ تعلیم ہے جو حضور اقدس صلعم نے دنیا کو دی ہے اور اسی تعلیم کو اپنانے سے دنیا میں وحدت اور اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر واللہ اکبر وللہ الحمد۔ میں تمام خواتین اور رجال کو مبارکباد دیتا ہوں۔

## شیخ محمدی (پشاور) میں جلسہ اطفال الاحمدیہ

بروز جمعرات ۲۵ کو اطفال الاحمدیہ کا ہفتہ وار جلسہ احمدیہ مسجد شیخ محمدی میں شروع ہوا۔ صدارت کے فرائض پروفیسر عبداللطیف صاحب ایم اے بی ٹی نے انجام دیئے۔ عبدالرشید صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز کیا۔ اس کے بعد سیکرٹری صاحب نے گذشتہ جلسے کی رپورٹ سنائی۔

اس دفعہ جلسہ کے پروگرام میں کافی تبدیلی کر دی گئی تھی تین تین لڑکوں کے گروپ بنائے گئے تاکہ مقابلتہً زیادہ دلچسپی رہے۔

سب سے پہلے طارق احمد۔ مختار احمد۔ محمد امین کے درمیان سورۃ البروج کا مقابلہ ہوا جو بہت دلچسپ تھا محمد امین اور مختار احمد دونوں کی پوزیشن برابر رہی، البتہ محمد امین

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۲)

مولانا محمد یعقوب خان صاحب (ووکنگ انگلستان)

# آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

آزاد ملک کی آزاد فضا میں آزاد انسان کس طرح آزادانہ اور بے باکانہ اور جرأت مندانہ نازک سے نازک معاملہ کے متعلق اظہار رائے کر سکتا ہے اور کرتا ہے اس کی ایک روشن اور حیرت انگیز نظیر ایک کتاب کی صورت میں نمودار ہوئی ہے جو انہی دنوں میں شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب شہر لندن کے ایک بشپ صاحب ڈاکٹر رابنسن نامی نے لکھی ہے۔ سرکاری چرچ کا تنخواہ دار اعلیٰ رکن ہو کر ایسی کتاب لکھنا جس نے کلیسا کے در و دیوار کو ہلا دیا ہے آزاد قوموں کے افراد کا ہی شیوہ ہو سکتا ہے۔ کتاب کا نام ہے Honest to God یعنے خدا کے متعلق دیانتدارانہ انداز تصور۔

یہ کتاب ۱۹ مارچ ۱۹۶۳ء کو شائع ہوئی اور دو دن میں سب کی سب بک گئی۔ یہاں تک کہ دیکھنے کے لئے بھی کوئی نسخہ دستیاب نہ ہو سکتا تھا اور اس گذشتہ ایک ماہ کے اندر اس کے مزید چار ایڈیشن یکے بعد دیگرے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوئے اور ابھی تک اس کی مانگ جاری ہے۔ اشاعت سے دو روز قبل اس کا خلاصہ بشپ صاحب ہی کے قلم سے لندن کے کثیر الاشاعت سنڈے اخبار "آبزرور" میں شائع ہوا۔ اس کا شائع ہونا تھا کہ ملک کے طول و عرض میں ایک تہلکہ بپا ہوا۔ اخبارات کے کالم اس بحث و تمحیص سے پُر ہونے لگے۔ ٹیلی ویژن پر اس پہ تبصرے ہونے لگے۔ کلیسا کے اعلیٰ ترین سقف آرک بشپ بھی اس اکھاڑے میں کود پڑے۔ یونیورسٹیوں کے پروفیسر، سائنسدان ادیب اور ماہرین تاریخ نے اس پر موافق یا مخالف مقالے لکھے۔ اور اسی اخباری مضمون کا نتیجہ تھا کہ ملک بھر میں کتاب دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور ایک ماہ میں مزید چار ایڈیشن شائع کرنے پڑے۔

آپ کے قارئین کی دلچسپی ہوگی کہ آخر اس میں کیا بارود بھرا تھا جس سے سارا ملک بھڑک اٹھا۔ اس کا موضوع وہی تھا جسے آج سے ستر سال قبل مامور زمانہ نے اُٹھایا تھا اور تحریک احمدیت کے مخالفین اور موافقین کے درمیان رسّہ کشی کا موجب بنا رہا۔ بشپ صاحب نے اس کتاب میں دکھایا ہے کہ خدا کا یہ تصور ہی غلط ہے جو کلیسا کی سنگ بنیاد ہے کہ خدا آسمان پر بیٹھا ہے اور مسیح بھی دوبارہ جی اُٹھنے کے بعد آسمان پر پرواز کر کے خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھ گئے۔ بشپ صاحب کہتے ہیں یہ آج سے دو ہزار سال قبل کی اصطلاحات تھیں۔ جب انسانیت ذہنی نشو و نما کے لحاظ سے دور طفولیت سے گذر رہی تھی۔ اب اس سائنس اور علوم اور فضائی پرواز کے زمانہ میں جب انسانیت سن بلوغ کے معراج تک پہنچ گئی ہے، ایسی اصطلاحات استعمال کرنا لوگوں کو مسیحیت سے بیزار کرنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسیحیت اب قلوب کو گرفت نہیں کر رہی۔ اور ایک قصۂ پارینہ بن چکی ہے۔ لوگوں کی زندگی سے نکل چکی ہے دلوں سے احترام کھو چکی ہے۔ اگر مسیحیت کو بچانا ہے تو سب سے اول جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہی ہے کہ ہم خدا کے اس تصور کو خیرباد کہیں۔ کائنات کا وہ پرانا تین طبقاتی تصور کہ اوپر آسمان ہے درمیان میں زمین ہے اور نیچے پانی ہے۔ کبھی کا سائنس کے تھپیڑوں سے پاش پاش ہو چکا ہے۔ دور جدید کے مسیحی کے سامنے انہی اصطلاحات میں مذہب پیش کرنا مذہب سے نفرت پیدا کرتا ہے۔

یہ ہے وہ بنیادی موضوع جس پر اس کتاب میں بحث کی گئی ہے۔ مگر آفرین ہے ہمارے علماء کو کہ قرآن کی نصوص صریحہ کے باوجود کہ مسیح وفات پا گئے ہیں۔ وہ اب تک اسی پر مصر ہیں کہ مسیح آسمان پر بیٹھے ہیں اور اسلام کی کشتی پار لگانے کے لئے دوبارہ نازل ہوں گے۔ مولانا مودودی صاحب نے تو جغرافیہ پر وہ جگہ بھی متعین کر دی ہے جہاں وہ کفار کو شکست دیں گے، ان کے نزدیک وہ یہودی ریاست اسرائیل کے دارالخلافہ تل عقیق کے پاس باب اللد نام ایک ہوائی اڈہ ہے جہاں مسیح آسمان سے اُترنے کے بعد کفار کے خلاف جنگ کشی کر کے انہیں شکست فاش دیں گے۔

بشپ صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح کے متعلق مروجہ عقائد یعنے یہ کہ وہ خدا کے Incarnation تھے، یعنے خدا انسان کے روپ میں خود آیا تھا۔ اور ان کا دوبارہ جی اُٹھنا (Resurrection) اور ان کا آسمان کو چلے جانا (Ascension) یہ سب کے سب Mythology (دیومالا افسانوں) کے قسم کی باتیں ہیں، جو انسانیت کے دور طفولیت میں تو کچھ معنے رکھتی تھیں مگر اب محض ایک خول بن کر رہ گئی ہیں یا چھلکا جس کے اندر مغز اور گودا کوئی نہیں۔

کفارہ مسیحیت کا سنگ بنیاد ہے۔ بشپ صاحب اسے مسیحیت کی Linchpin لکھتے ہیں۔ یعنے مرکزی کیل۔ مگر اسی مرکزی کیل کو وہ یہ کہکر اکھاڑ پھینکتے ہیں کہ یہ تصور ہی مضحکہ انگیز ہے کہ خدا خود انسان کا روپ بدل کر زمین پہ اس لئے وارد ہو کہ خود صلیب پر لٹک کر انسان کے گناہوں کا کفارہ بنے۔ بشپ صاحب کہتے ہیں اس کی مثال یوں ہے جیسے دودھ کے ایک گلاس میں کوئی کیڑا اگر پڑے اور بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے مگر نکل نہ سکے اور اسے دیکھ کر باہر سے کوئی آدمی انگلی گلاس کے اندر ڈال کر اسے باہر نکال دے۔ یہ تصور نجات ہی مضحکہ خیز ہے۔ اس کی دوسری تمثیل بشپ صاحب یوں دیتے ہیں کہ آج کل انسان تو فضاؤں (Space) میں پرواز کرنے لگا ہے مگر کفارہ کا مفہوم یہ ہے کہ آج سے دو ہزار سال قبل خدا نے فضا میں پرواز کی اور زمین پر ایک انسان کی شکل میں نازل ہوا۔ اس کے علاوہ انسان اور خدا کی آمیزش بھی تیل اور پانی کی آمیزش کی طرح ہے۔ کبھی تیل اوپر آجاتا ہے کبھی پانی۔ اسی طرح مسیح کو کبھی تو ہم انسان کے روپ میں پاتے ہیں اور کبھی انہیں خدا کا بھیس دے دیتے ہیں۔

بشپ صاحب نے مسیحیت کو بچانے کے لئے جو نسخہ تجویز کیا ہے اسے نام بھی بڑا دلچسپ دیا ہے یعنے Religionless Christianity (لامذہب مسیحیت) — یہ اجتماع ضدین بظاہر تعجب انگیز ہے مگر اس میں بشپ صاحب نے جو مفہوم رکھا ہے اس میں بڑی گہرائی ہے۔ اس نئی اصطلاح سے ان کا منشاء اس قدر ہے کہ کلیسا کے مخصوص عقائد (ابنیت، حلول Incarnation، کفارہ، دوبارہ جی اُٹھنا اور آسمان پر جانا) یہ مسیحیت کی زنجیریں ہیں اور انہیں کاٹ کر پھینک دینا چاہیئے۔ اسی طرح کلیسا نے جو رسومات، عبادات اعتقاد رہبانی کی قسم کے توہمات میں مسیحیت کو جکڑ بند کر دیا ہے ان سے اسے آزاد کرنا چاہیئے۔ خدا تک رسائی کے راستے میں خود کلیسا کی یہ پابندیاں روک بن رہی ہیں مسیحیت کی روح تک پہنچنے کے لیے راستہ عملی زندگی میں، انسانوں کے باہمی معاملات اور تعلقات میں انفرادی زندگی کے نشیب و فراز میں اور گرم و سرد میں سے گزرتا ہے۔ محبت الٰہی کا تر و تازہ شگوفہ صرف عملی زندگی کے پودے پر کھلتا ہے۔ بشپ صاحب کہتے ہیں کہ میرے ذہن میں خیالات بھی اسی وقت پھوٹتے ہیں جب

میں قلم کو ہاتھ میں پکڑ کر اسے جنبش کرنے لگتا ہوں یعنے محض تخیل کی دنیا اور عقائد اور رسومات و عبادات کی دنیا میں خدا رسائی کی تلاش ایک بے حقیقت سراب ہے جو ریگستان میں پیاسے کو پانی بن کر دکھائی دیتا ہے۔

الوہیت مسیح کے متعلق بشپ صاحب لکھتے ہیں کہ اناجیل میں کسی جگہ بھی یہ نہیں پایا جاتا کہ مسیح کو کسی ایک حواری نے بھی اس لئے مانا تھا کہ انہوں نے خدائی کا دعوے کیا تھا۔ کسی حواری کا جو بعد میں تبلیغ مسیحیت کے لئے نکلے کوئی ایسا قول نہیں ملتا کہ مسیح نے خدائی کا دعوے کیا تھا۔ اس لئے ہمیں اس پر ایمان لانا چاہیئے۔ اس کے برعکس خود مسیح کے الفاظ یہ ہیں:۔

"اگر میں اپنے لئے کسی چیز کا دعویٰ
کرتا ہوں تو مجھ پر ایمان مت لاؤ"

خدائی تو کجا خود یہ سوال بھی معرض بحث میں ہے کہ آیا مسیح نے کسی وقت ابن اللہ ہونے کا دعوے کیا تھا۔ درحقیقت مسیح کے اپنے ایک قول سے خدائی کے دعوے کی تردید نکلتی ہے جہاں کہا ہے :۔

"تم مجھے نیک کیوں کہتے ہو۔ سوائے
خدا کے کوئی نیک نہیں ہے"

(مرقس باب دس۔ آیت ۱۸)

دوسروں نے اگر حضرت مسیح کو ابن اللہ سے مخاطب کیا ہو تو ممکن ہے انہوں نے خاموشی اختیار کی ہو مگر اپنی زبان سے انہوں نے اپنے لئے ابن آدم کا لقب ہی پسند کیا۔ پلاطوس کے اس سوال کے جواب میں کہ تم ابن اللہ ہونے کے مدعی ہو" مسیح کے الفاظ مرقس کے سوائے ساری اناجیل میں یہ تھے :۔ "یہ تمہارے الفاظ ہیں"

بشپ صاحب آگے لکھتے ہیں کہ گو تمام اناجیل میں مسیح کی خدائی کا کوئی دعوے نہیں ملتا لیکن ساتھ ہی یہ دعوے نہایت شدومد سے سب اناجیل میں موجود ہے کہ جو شخص مجھے مانتا ہے وہ خدا کو مانتا ہے، جو میرا منکر ہے وہ خدا کا منکر ہے۔ چوتھے انجیل نویس نے اسی تصور کو اس آخری حد تک پہنچا دیا ہے کہ "باپ تک کوئی نہیں آتا سوائے مجھ میں سے ہو کر"۔ اس کی توجیہہ بشپ صاحب خود مسیح کے دوسرے الفاظ سے کرتے ہیں جہاں کہا ہے کہ :۔

"جو مجھ پر ایمان لاتا ہے، وہ مجھ پر ایمان
نہیں لاتا بلکہ اس پر ایمان لاتا ہے جس
نے مجھے بھیجا ہے۔ اور وہ جو مجھے
پہچانتا ہے اسے پہچانتا ہے جس نے
مجھے بھیجا ہے"

(یوحنا باب ۱۲۔ آیت ۴۴)

ان الفاظ سے معاملہ صاف ہو جاتا ہے ان کے رو سے مسیح کا مقام صرف اس قدر تھا کہ وہ خدا تعالے کے مظہر اتم تھے۔

بشپ صاحب دور جدید کے مسیحی کا ذہنی تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کفارہ کے متعلق جو سوال دل میں اٹھتا ہے وہ یہ ہے کہ دو ہزار سال قبل صلیب کے اوپر جو واقعہ پیش آیا۔ مجھ پر کس طرح اثر انداز ہو سکتا ہے ؟

یہاں تک تو بشپ صاحب نے جو کچھ کہا ہے اس سے مسیح کا وہی مقام ثابت ہوتا ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ مگر آگے چل کر بشپ صاحب تجدد پسندی کی رو میں ضرورت سے زیادہ بہ گئے ہیں۔ وہ مسیح کے ایک مشہور مقولہ کو نقل کرتے ہیں کہ "سبت انسان کے لئے ہے، انسان سبت کے لئے نہیں ہے" اور اس سے ایک عمومی اصول بطور نتیجہ وضع کرتے ہیں کہ اخلاقی ضابطہ انسان کے لئے ہے، انسان اخلاقی ضابطہ کے لئے نہیں ہے اور اس سے وہ ان تمام چیزوں کے لئے جو مسیحیت نے حرام کی ہیں جواز کا ایک چور دروازہ کھول دیتے ہیں۔ کہتے ہیں مسیح کا پیغام صرف اس قدر تھا کہ خدا محبت ہے اور محبت ہی تمام اقدار سے بلند تر اخلاق ہے۔ اس لئے محبت کے ساتھ انسان جو کچھ بھی کر گزرے اس میں کوئی برائی نہیں ہے "انسانوں سے محبت کرو اور اس پابندی کو اپنے اوپر لازم کر کے جو مرضی ہے کرو"۔ قبل از شادی جنسی بے راہ روی کو بھی وہ اس قدر اہمیت نہیں دینا چاہتے اور نہ ہی طلاق کو، یہ دونوں چیزیں مسیحیت نے سختی سے روکی ہیں۔ مگر بشپ صاحب کا استدلال یہ ہے کہ مسیح کی تعلیم کو جو مخصوص انسانی حالات کو سامنے رکھ کر دی گئی تھی عمومیت اور مطلقیت اور ابدیت کا رنگ دینا خود مسیح کا منشاء نہیں تھا۔ ہر ایک اخلاقی خوبی یا کمزوری کو اس مخصوص، محدود انفرادی ماحول میں پرکھنا چاہیئے۔ مسیح کی تعلیم میں قدر و قیمت انسان کی ہے، قانون اور اخلاق انسان کے لئے بنتے ہیں، انسان ان قوانین کے لئے نہیں بنا ہے۔

بہرحال جہاں بشپ صاحب نے موجودہ مسیحیت کی دھجیاں اڑا دی ہیں وہاں اپنی تجدد پسندی میں مغربی تہذیب کے اس نئے اٹھتے ہوئے طوفان کے لئے بھی دروازہ چوپٹ کھول دیا ہے جو اخلاقی حدبندیوں کو بہاتے لئے جا رہا ہے مغرب سے اٹھ کر خود مشرق کے مغرب زدہ حلقوں کو بھی یہ مادر پدر آزادی کا طوفان اپنی لپیٹ میں لئے جا رہا ہے۔ "محبت کرو اور جو مرضی ہے کرو، یہ ایک نہایت خطرناک اصول ہے"۔ اور تعجب ہے کہ بشپ صاحب جیسے ذہین انسان نے اس غلو کا پہلو پسند کیا اور خود مسیح کے اس قول کو بھول گئے کہ "میں شریعت کو منسوخ کرنے نہیں آیا، بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"۔ یہاں آ کر اسلام کے کامل مذہب ہونے کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے جس نے محبت اور قانون کے درمیان ایک نہایت معتدل امتزاج پیدا کیا۔

اس خامی کے باوجود بشپ صاحب کی جرأت کی اور حق تلاشی اور حق گوئی کی داد دینی پڑتی ہے اس میں شک نہیں کہ مسیحیت نے بڑے بڑے مفکر اور عارف پیدا کئے۔ جنہوں نے پوری تن دہی سے رضائے الہٰی کی راہوں کو تلاش کیا اور اپنی تمام زندگی خدا کی خوشنودی کے کاموں میں گزار دی۔ کاش ان لوگوں کے ہاتھ میں قرآن ہوتا قرآن کے اہل ترین حق پرست ہاتھ ہیں۔ بیچارا ملّا قرآن کی گہرائیوں کو کیا جانے؟

(بقیہ از صفحہ ۲)

(بقیہ از صفحہ ۲)

کی قرأت بہت اچھی تھی۔ طارق احمدؐ کی قرأت بہت شاندار تھی لیکن تلفظ غلط ہونیکی وجہ سے مقابلہ میں جیت نہ سکا۔ اس کے بعد خاکسار نے رسول کریمؐ کی سیرت پر بچوں میں ایک مقالہ پڑھا۔ مقالہ مختصر مگر جامع تھا۔ خاکسار نے واضح کیا کہ کس طرح رسول کریمؐ نے اپنے اخلاق، نیک نیتی پاکدامنی کی بدولت سرزمین عرب کی جاہل قوم کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور کس طرح ایک خدا کا نظریہ انسان کے سامنے پیش کیا۔ وہ قوم جس نے خوشی، غمی، علم، دولت وغیرہ کے لئے علیحدہ علیحدہ خدا بنا رکھے تھے آپؐ کے اخلاق فاضلہ کی وجہ سے یہ قوم ایک خدا کی قائل ہو گئی۔

پھر درثمین کے اشعار ؎

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

پڑھنے کا مقابلہ بشیر احمدؐ، عبدالملک اور منظور احمد کے درمیان ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ان اشعار پر مجلس میں ایک سکتہ طاری تھا۔ اور ہر ایک لڑکے نے فرداً فرداً اپنی پرسوز آواز کے ساتھ درثمین کے ان اشعار کو دوہرایا۔ اس کے فوراً بعد جماعت کے سیکرٹری عبدالصمد صاحب نے متاثر ہو کر بذات خود ان اشعار کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھکر سنایا تاکہ آئندہ کے لئے بچے مزید کوشش کریں۔

اس کے بعد مبارک احمد اور افتخار احمد نے سورۃ القدر پڑھ کر سنائی۔ افتخار احمدؐ کی قرأت اور تلفظ دونوں مناسب تھے۔ پھر تمام بچوں نے نماز کا سبق اور قرآن کریم کی چھوٹی چھوٹی آیات پڑھیں۔ آخر میں صاحب صدر نے اطمینان کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اس دفعہ جلسے کی رونق بڑی اچھی تھی۔ اور خاص طور پر بچوں کی دلچسپی کا ذکر کیا کہ کس طرح اس دفعہ بچوں نے اپنے فرائض بخوبی سرانجام دیئے۔ آپ نے خوشی کے طور پر بچوں کے سامنے قرآن کریم کی ایک سورۃ پڑھی اور کامیاب بچوں میں انعامات تقسیم کئے جن میں افتخار احمد، فضل الرحمن فسٹ اور مقبول احمد سیکنڈ اور فاروق احمد تھرڈ قرار دیئے گئے۔ دعا کے بعد جلسہ اگلی جمعرات تک کے لئے

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

# پادری عبدالحق کے مضامین پر اظہارِ خیال

مسیحی ماہنامہ "اخوت" میں پادری عبدالحق صاحب کا ایک سلسلہ مضامین پانچ اقساط میں طبع ہوا ہے جس میں ہمارے دوست مرزا معصوم بیگ صاحب کے مضمون "وہ نبی" مطبوعہ پیغام صلح ۱۰ر جنوری ۱۹۶۲ء کا جواب پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پادری صاحب دو چار سطور کی تمہید کے بعد اپنے پہلے ہی جوابی حملہ میں منکرانہ انداز میں لکھتے ہیں :-

"دونوں احمدی فرقوں کی طرف سے
ایسے عامیانہ اور معقولیت سے
عاری مضامین بکثرت شائع ہوتے
رہتے ہیں جو ہمارے نزدیک باعتبار
استدلال ہرگز قابل التفات نہیں
ہو سکتے"

یہ ہے بات کہنے کا ڈھنگ اور اس سے مقصود؟

(۱) - اپنی بڑائی اور بلندی کا اظہار

(۲) - پاکستان کے تمام پادریوں (معہ مدیر اخوت) کی بے مائگی اور بے بسی پر افسوس

(۳) - یعنے مدیر اخوت نے جب ایڈیٹر "دی لائٹ" کا مضمون "وہ نبی" پڑھا تو اپنے چاروں طرف پاکستان کے طول و عرض میں ان کو اس قابل کوئی شخص نظر نہیں آیا جو اس کے جواب میں زبان کھولتا۔

(۴) - ناچار پادری عبدالحق اپنے آپ سے مخاطب یا فتنہ فارغ، پنڈی گرد ھ سے بمنت التجا کی کہ ان احمدیوں سے ہمیں چھڑا دیجئے

اس کے جواب میں پادری صاحب موصوف کی نکتہ نوازی ملاحظہ ہو کہ پادریوں کی جان احمدیوں سے چھڑانے کا طریق کیا ہے؟

الف - مضمون خواہ کیسا ہی مدلل اور معقول ہو۔ تم دل کڑا کر کے یہ لکھدیا کرو :-

"مضمون عامیانہ اور معقولیت
سے عاری ہے"

ب - ہمارے نزدیک باعتبار استدلال ہرگز قابل التفات نہیں"

ج - دونوں احمدی فرقوں کے ہر مضمون کا یہ مختصر جواب از بر کر لو -

د - میں کب تک تمہیں یہ نفسیاتی نکتہ سمجھانے کو زندہ رہوں گا -

اس دو حرفی جواب کے بعد کچھ لکھو یا نہ لکھو مسیحی عوام کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے کافی ہے اور احمدیوں سے پیچھا چھڑانے کا نسخہ شافی ہے۔ گستاخی معاف جب یہ مضمون ہے ہی نہیں قابل التفات تو آپ اس کا جواب کیا لکھیں گے؟ خاک!

ہم پادری صاحب کے مضمون کو عامیانہ اور معقولیت سے معرا کہنے کو تیار نہیں پادری صاحب پاکستان اور ہندوستان کے تمام پادریوں کے ہیڈ ہیں۔ ہم میں اور ان میں ایک نقطۂ نگاہ کا فرق ہے ہم ان پر اپنا نقطہ نگاہ واضح کرنا چاہتے ہیں۔

## صحف مقدسہ کی سچائی کے منکر

پادری صاحب کا سب سے پہلا بہتان ہمارے اوپر یہ ہے کہ ہم یعنی احمدی مسلمان صحف مقدسہ کے منکر ہیں۔ یہ استدلال اور استنباط غلط ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اسلام اور صرف اسلام ہی وہ دین ہے اور قرآن مجید ہی وہ کتاب ہے جو دنیا کے تمام انبیاء اور ان کی کتب کی مصدق ہے اور یہ عقیدہ قرآن مجید میں بیسیوں مرتبہ بیان کیا گیا ہے یہود و نصاریٰ کی کتب مقدسہ تو ایک طرف ہم تو ژند اوستا - وید گیتا کو بھی مسیحی لوگوں کی طرح جھوٹی کتابیں نہیں کہتے۔ ہم وحی والہام خداوندی کے ٹھیکیدار کسی ایک خاص نسل انسانی کو نہیں سمجھتے جن معنوں میں ہم یہود و نصاریٰ کو اہل کتاب سمجھتے ہیں یا یہود و نصاریٰ اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ نے ہمیں نہیں سمجھا ہمارا ان کتابوں پر ایمان صرف قولی ایمان نہیں بلکہ ان کی عملی تصدیق ہمارا جزو ایمان اور رکن دین ہے اگر کوئی دنیا کا مذہب Inner religion anthology جامع جمیع صداقت ہائے مذاہب کا امر واقعہ میں مدعی ہے تو وہ اسلام اور صرف اسلام ہے اس کے بالمقابل جناب مسیح کے کچھ عرصہ بعد سے لے کر اس وقت تک کے مسیحی لوگوں نے صحف مقدسہ کو دو حصوں میں بانٹ دیا ہوا ہے، پرانا عہد نامہ اور نیا عہد نامہ - پرانا عہدنامہ یعنے منسوخ شدہ عہد نامہ - نیا عہد نامہ یعنے نافذ عہد نامہ - کون نہیں جانتا کہ نیا قانون پرانے کی جگہ لینے کو آیا ہے - جب تک پرانا عہد نامہ منسوخ نہ ہوگا نیا آ نہیں سکتا - البتہ پرانا اتار پھینکنے میں اور نیا دینے میں اس عقلمند کی روح کام کرتی ہے جس نے گھر کے تمام چھوٹے بڑے کے پرانے کپڑے یہ کہکر اتروا لئے تھے کہ پرانے اتار دو نئے پھر ملیں گے؟ ظاہر ہے کہ نیا عہدنامہ جناب مسیح کے ساتھ نہیں آیا۔ ان کی زندگی میں بھی نہیں آیا۔ کیونکہ وہ تو عمر بھر پرانے عہد نامہ پر چلتے رہے جب مسلمہ مسیحی صاحبان حب حضرت فوت ہو گئے اور بعد میں اپنے دوستوں سے ملے تو اس وقت بھی انہوں نے یہ خوشخبری doubting disciples وغیرہ حواریوں کو نہ دی کہ پرانا عہدنامہ منسوخ ہو گیا ہے اب تم نئے عہدنامہ پر چلنا ہوگا بلکہ قریباً ۱۰۰ سال بعد عہدنامہ جدید کو لکھیں گے -

یہ بات معقول ہے جب تک مسیح اپنی جان کا فدیہ مسیحی لوگوں کے ان گنت گناہوں کے بدلہ میں نہ دے لیں۔ نیا عہدنامہ جو کفارہ اور فضل کا عہدنامہ ہے نافذ ہو نہیں سکتا کیونکہ خداوند کے ہاں ادھار کا کوئی دستور نہیں -

ہم نے کہا شریعت جناب مسیح علیہ السلام پر عمر بھر واجب رہی کیونکہ آپ کا ختنہ ہوا تھا اور یہ ختنہ عہد ہے اس بات کا کہ میں عمر بھر شریعت یا احکام خداوندی پر چلوں گا - اس بناء پر جناب مسیح کو ساری عمر شریعت کی پابندی کرنی پڑی مگر جب عقائد مسیحی صاحبان جناب مسیح کے اپنی جان فدیہ دیدینے کے بعد شریعت منسوخ ہو گئی - شریعت منسوخ ہوئی تو ہم نے شریعت کے احترام کی وجہ سے نرم پیرایہ میں لکھدیا جناب مسیح کے کفارہ نے تو شریعت کو معاذ اللہ لعنت بنادیا اور آپ کے خون بہا دینے پر ایمان مدار نجات قرار پایا - اگر انصاف کی رگ کسی سے بالکل کٹ نہیں گئی تو خدا کے لئے غور کرے کہ شریعت یعنے پہلے کی تمام کتب مقدسہ کو پرانا - فرسودہ اور عہد نامہ لعنت کہنا کیا یہی کتب مقدسہ کی تصدیق ہے؟ اگر وہ کتب مقدسہ یعنے انبیاء کے تمام صحیفے پرانا عہدنامہ ہو گئے تو اس عہدنامہ کی بناء پر جو دعاوی تھے وہ بھی منسوخ ہو گئے - اب مسیحی دوستوں کا پرانے عہد نامہ سے استدلال اور مسیح کی صداقتوں کو پیش کرنا غلط محض ہے جس کے دوسرے معنے یہ ہوں گے کہ پرانے عہدنامہ کی بناء پر آپ کے تمام دعاوی پرانے منسوخ اور دعاوی لعنت ہوں گے -

یہود اور اسلام میں پرانا عہد نامہ اور نیا عہد نامہ کی کوئی اصطلاح نہیں - یہود کی مطبوعہ بائبل پر توراۃ نبیم اور کتوبیم ان تین مجموعہ کتب کا نام درج ہے یا یونانی میں Pentateuch (اسفار خمسہ) وغیرہ نام درج ہے۔ دونوں میں اصول مذاہب ایک ہیں - خدا کی توحید کا دونوں میں ایک مفہوم ہے دونوں

شریعت کی پابندی ضروری سمجھتے ہیں اور دونوں انسان کی فطری پاکیزگی کے حامل۔ دونوں شریعت کے مطابق عمل پر خدا کے فضل جنت اور دوزخ پر ایمان رکھتے ہیں مسیحیوں کی طرح منطقی توحید محض وغیرہ بے معنی اور لغو اصطلاحات کے قائل نہیں جس کے داعی تمام انبیاء اور پیغامبر تھے۔ خدائے واحد کو تین تیرہ کر کے مشرکین کی توحید گھڑنا یہ سب بدعات اور مفتریات ہیں اور دنیا کے تمام مذاہب کے مسلمہ عقیدہ توحید کے خلاف ہے اگر تین ایک اور ایک تین ہو سکتے ہیں تو چار ایک اور ایک چار کیوں نہیں ہو سکتے۔ اور پوپ کا موجودہ عقیدہ کہ مسیح کا باپ ہی خدا نہیں مسیح کی ماں بھی جس کے پیٹ سے خدا بیٹا پیدا ہوا خدا ہے، اور زندہ آسمان پر موجود ہے، اور خدا ماں دنیا کی تمام عورتوں کی خدا کے دربار میں نمائندہ ہے اس لئے کہ خدا (مرد) پر عورتوں کو اعتبار نہیں یہ ایٹم بم ہائیڈروجن بم تمام ہلاکت کے ہتھیار جو مسیحی دنیا تیار کر رہی ہے جو نسل انسانی کو نوح کی طرح پانی میں ڈبو کر نہیں بلکہ آگ کے طوفان میں ڈبو کر ہلاک کرنے کو ہے یہ خدا مرد کا کام ہے اس سے بچنے کے لئے خدا عورت یعنی مریم سے دعا پکار رہے ہے۔ کیونکہ رحم عورت کی فطرت ہے۔ خدا مرد نے ہمیشہ ہمیشہ عورت کو ذلیل سمجھ کر مردوں کی حمایت کی ہے اس لئے نسل انسانی کی اپیل اور دعا خدا ماں سے ہوتی چاہیئے چنانچہ گذشتہ عالمگیر جنگ کے وقت پوپ نے مریم سے اپیل اور دعا کی تھی تین کا عدد تیرہ کی طرح ویسے بھی منحوس سمجھا جاتا ہے اس لئے تثلیث کی بجائے تربیع ایک میں چار اور چار میں ایک۔ گھر کے چار پہلوؤں کی طرح نہایت موزوں ہے کون نہیں جانتا کہ گھر کے چاروں اطراف مل کر ایک گھر کی تکمیل کرتے ہیں۔ خدا باپ۔ خدا ماں۔ خدا بیٹا۔ اور پھر روح القدس باپ ماں اور بیٹے میں رشتہ منسلکہ ہے جس کے بغیر ماں باپ اور بیٹے کا عقد ہو ہی نہیں سکتا (یہ یاد رہے ہم نے صرف عقد لکھا ہے عقد نکاح نہیں لکھا یعنی روح القدس کے رشتہ اور دھاگے کے بغیر تینوں میں گانٹھ لگانا ناممکن ہے)

## قرآن مجید کتب مقدسہ کا مصدق ہے

قرآن مجید کا یہ دعوے نہ صرف قرآن مجید کی بیسیوں آیات سے ثابت ہے بلکہ علماء یہود و نصاریٰ کی ۰۰ کتب سے ثابت ہے۔ جو جرمن انگریزی۔ فرنچ۔ فارسی اور اردو وغیرہ دنیا کی تمام زبانوں میں لکھی گئی ہیں جن کا موضوع ہے کہ قرآن مجید توراۃ۔ انجیل ژندا دستا اور وید وغیرہ کتب کی نقل ہے اگر قرآن مجید ان کتب کا مصدق نہیں تو ان کی نقل کیسے ہوگی۔ مگر قرآن مجید کا کتب مقدسہ کا مصدق ہونا لفظ تصدیق کے حقیقی مفہوم کی بناء پر ہے یعنے وہ کتب مقدسہ کے حق کو حق اور اس میں ملاوٹ کو باطل قرار دیتا ہے نہ کسی محدود العلم انسان کی اپنی رائے سے بلکہ عالم الغیب خداوند عالم کی وحی سے۔ اس لئے قرآن مجید اور دیگر کتب مقدسہ کے باہمی رشتہ کو سمجھ لینا ضروری ہے۔ یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ حضرت موسےٰؑ نے اپنے پیچھے کوئی مصدقہ اور مستند توراۃ کا نسخہ نہیں چھوڑا نہ انہوں نے اپنی زندگی میں اسے لکھا نہ لکھوایا۔ دس احکام شرع جو یونانی Decalogue کہلاتے ہیں انہوں نے پتھر کی دو الواح پر کندہ کر لئے تھے۔ اس کا رسم الخط بھی عبری نہ تھا۔ کیونکہ موسےٰ نے فرعون کے گھر میں عبرانی تعلیم نہ پائی تھی یہ الواح مقدس تابوت کے اندر باقی آثار موسےٰؑ و ہارون کے ساتھ محفوظ تھے حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں جب یہ صندوق کھولا گیا تو اس وقت بھی دو الواح اس میں سے نکلیں اس کے بعد ان دو الواح کا بھی کہیں سراغ نہیں ملتا کیونکہ حضرت سلیمانؑ کے بعد بنی اسرائیل میں تفرقہ پڑا اور ۱۲ قبائل میں سے دس قبائل مرتد ہو کر مشرکین کے ساتھ جا ملے اور سماریہ اپنا مرکز بنا کر گوسالہ پرستی کرنے لگے۔ بنی اسرائیل کی یہ افراتفری اور دشمنان اسرائیل کی بار بار چیرہ دستی اس صندوق کے گم ہو جانے کا باعث ہوئی موجودہ توراۃ کا نسخہ حضرت عزرا اور نحمیا کی کوششوں سے روایتاً جمع کیا گیا ہے اس لئے وہ عبرانی میں مسورہ کہلاتا ہے۔ یہ ہیں تاریخی واقعات۔ اس پر یہ سوال کرنا کہ خدا تعالےٰ نے ان کتب کی حفاظت کیوں نہ کی جیسا کہ قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ کیا اور اسے پورا کر دکھایا۔ یہ سوال خدا سے پوچھنے کا ہے ہم سے نہیں۔ آپ، تمام مسیحی پادریوں معہ پوپ کے ایک کانفرنس بلایئے اور جس طرح قسطنطین اعظم کے زمانہ میں صدہا اناجیل میں سے صرف ۴ مستند قرار پائیں اور جیسا کہ کہا جاتا ہے روح القدس کے فیصلہ سے مستند قرار پائیں اور ان چار کے سوا باقی اناجیل کو نقلی قرار دیا گیا اگر اس وقت بھی روح القدس آ کر اس سوال کا جواب دینے کو آمادہ نظر آئے تو براہ کرم ہمارا بھی ایک سوال حل کرا دیں کہ خدا تعالےٰ نے یکے بعد دیگرے دو عہد ایک دوسرے کے لئے اولاد آدم سے کیوں باندھے۔ کیوں نہ شروع سے عہد نامہ فضل باندھا گیا۔ کیونکہ عہد نامہ شریعت سے بہت پہلے اسے یہ معلوم ہو چکا کہ انسان شریعت پر نہیں چلے گا بلکہ فطرۃً یا وراثتاً گنہگار رہنے کی وجہ سے ہرگز ہرگز شریعت پر نہیں چل سکتا اور اس میں لوگوں کا یا اولاد آدم کا کچھ قصور نہیں۔ بلکہ خدا کے بیٹوں کا زیادہ قصور ہے۔ انسان تو خیر انسان ہے۔ بھول بھی سکتا ہے پر خدا کے اپنے بیٹے انسانی بیٹوں کو عفت اور پاکیزگی کی زندگی بسر کرنے نہیں دیتے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

> "خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ خوبصورت ہیں اور ان سبھوں میں سے جسے جو پسند آئیں اپنے لئے جوروان کیں تب خداوند نے کہا کہ میری روح انسان کے ساتھ ہمیشہ مزاحمت نہ کرے گی وہ تو بشر ہے"
>
> (پیدائش ۶: ۱–۳)

اب آپ اپنا دو فٹہ لے کر کہ خدا نے ایسا کیوں نہ کیا۔ خداوند یہوواہ کے اس فعل کو ناپیئے۔

(۱)۔ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ اس حرکت میں کون کونسا خدا کا بیٹا شامل تھا۔ خدا نے ان کی فہرست کیوں نہیں دی تاکہ آیندہ احتیاطاً ہمارے کام آتی۔

(۲)۔ قصور تو خدا کے بیٹوں کا تھا جو آسمان سے اتر کر یہ حرکت کرنے زمین پر آئے خدا تعالےٰ نے اپنے بیٹوں کی اس حرکت پہ پردہ کیوں ڈالا اور مجرموں کو کوئی سزا ملنے کا کیوں اعلان نہ کیا۔

(۳) خدا کے بیٹے ہو کر اگر انہوں نے یہ حرکت کی تو نہ صرف اپنی عزت کی لٹیا ڈبوئی بلکہ خدا کو بھی اعانت جرم کا بائبل نے ملزم گردانا

(۴)۔ قصور سراسر خدا کے بیٹوں کا تھا کہ انسان کی بیٹیاں اپنی خوبصورتی کا مظاہرہ کرنے آسمان پر نہیں گئیں بلکہ خدا کے بیٹے زمین پر آئے ظاہر ہے کہ ان کی نیت آسمان پر ہی خراب تھی۔

(۵) تعجب کی بات یہ ہے کہ خدا کے بیٹوں کو کوئی سزا ملنے کا ذکر بائبل میں نہیں

(۶) سزا انسان کے بیٹوں اور بیٹیوں کو ملی یعنے طوفان نوحؑ اس گناہ کی سزا میں گنہگار خدا کے بیٹوں کو بچا کر معصوم اور بھولی بھالی انسان کی بیٹیوں اور ان کی اولاد کو ڈبو گیا۔

(۷)۔ اس ہلاکت آفرین گناہ کی سزا میں ساری دنیا ڈبو کر بھی خدا نے شریعت کا عہد موسےٰؑ سے باندھا۔ فضل کا عہد نہ کیا پادری صاحب خداوند سے یہ راز پوچھ کر۔ اس نے ایسا کیوں کیا۔ ہمیں مشکور کریں گے۔

## کیا واقعی مسیح گنہگاروں کو نجات دینے کیلئے دنیا میں آیا۔

اس میں کس کا فر کو شبہ ہو سکتا ہے جب ہر نبی اور رسول اپنی اپنی امت کو نجات دلانے کے لئے دنیا میں آیا تو ہم کیسے انکار کر سکتے ہیں۔ کہ مسیح اس غرض کے لئے دنیا میں نہیں آئے مگر پادری صاحب کا مطلب وہ نہیں جو ہم نے اور

آپ نے سمجھا ہے۔ نوح کے زمانہ میں خدا کے بیٹے آسمان سے زمین پر کیوں آئے تھے کہ گنہگاروں کو بچا کر بے گناہوں کا بیڑا غرق کریں یہاں بھی وہی خدا وند یہوواہ کی سنت جاگ اٹھی ہے گنہگاروں کی نجات کے معنے ہیں بے گناہوں کو سزا دینا اور گناہگاروں کو نجات دلانا اور بچانا کیونکہ اب نجات خدا کے حکموں پر یا شریعت پر چلنے سے نہ ہوگی بلکہ گناہ زیادہ سے زیادہ کرنے اور مسیحؑ کے کفارہ پر صرف ایمان لانے سے ہوگی۔ یہ میری شاید گستاخی سمجھی جائے کہ میں نے یہ لکھ دیا کہ نجات زیادہ سے زیادہ گناہ کرنے سے ہوگی۔ یہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں۔

## اہمیت کے لحاظ سے اشیاء کی قیمت یعنی مسئلہ Axiology کی رُو سے کفارہ پر نظر۔

(۱) تبادلہ اشیاء (Exchange Value) نایاب اور کمیاب اشیاء کی ویلیو یا قیمت گورنمنٹ وقت مقرر کرتی ہے۔ سونا چاندی ہیرا موتی۔ اگرچہ افادہ کے لحاظ سے کم ہیں مگر کمیاب ہونے کے لحاظ سے انکی قیمت زیادہ ہے۔

(۲) Subjective Value ضرورت کے لحاظ سے قیمت اشیاء کم و بیش ہوتی رہتی ہے کبھی کبھی روٹی کا ایک ٹکڑا سونے اور چاندی پر سبقت لے جاتا ہے بیماری کی حالت میں انسان لاکھ کی چٹکی پر ساری جائداد دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ایک شخص اپنی مرضی سے اپنی چیز کی قیمت لگاتا ہے۔

(۳) Imputed Value جو کسی مال کی گورنمنٹ لگاتی ہے۔ خریدار لگاتا ہے یا مالک لگاتا ہے۔ کسی چیز کی شرح مبادلہ اس محنت کے برابر ہوتی ہے جو اسے پیدا کرنے یا تیار کرنے پر بکار ہوتی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نسلِ انسانی کے گناہوں کا کفارہ کس لحاظ سے مقرر کیا گیا یا لیا گیا ہے۔ بظاہر ہے کہ آپ لوگوں کے نزدیک جناب مسیحؑ خدا کا بیٹا ہے جس کی قیمت کا اندازہ مشکل ہے مگر اس کا بدلہ انسان یا مسیحی لوگوں کے گناہ یا برابر ہے یا کم ہے یا زیادہ ہے اگر یہ کہا جائے کہ انسان کے گناہ بلحاظ اپنی کیفیت یا کمیت کم ہیں اور بدلہ زیادہ لیا گیا تو یہ حد درجہ ظلم بلکہ حرام ہے اگر گناہ زیادہ ہیں اور بدلہ کم ہے تو یعنی انصاف و عدل نہ ہوا۔ اگر گناہ اور ان کا کفارہ برابر برابر ہیں تو ثابت کیا جائے تا نسلِ انسانی کی تسلی ہو کہ عدل ہو گیا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ خدا کا بیٹا ایک طرف اور نسلِ انسانی کے گناہ دوسری طرف۔ ان میں مساوات اور توازن نہایت ضروری ہے جو اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ اگر نسل انسانی گناہ نہ کرے تو بدلہ اور کفارہ کی قدر و قیمت صفر ہوگی کیونکہ ابن اللہ کے بالمقابل شئے مبادلہ کا فقدان ہے جس قدر گناہ کم ہوں گے اسی قدر کفارہ کی اہمیت کم ہوگی۔ لہذا ابن اللہ جیسی قیمتی شئے کی قدر کا انحصار زیادہ سے زیادہ گناہ پر ہے۔

اکسچینج میں قیمت اشیاء افادہ کے لحاظ سے نہیں ہوتی بلکہ شئے کی قلت اور کثرت پر ہوتی ہے سونا اور چاندی اگر نہ ہوں تو انسان کی زندگی خطرہ میں نہ ہوگی اگر ہوا۔ پانی اور روٹی نہ ہو تو زندگی کا امکان ہی کم ہوگا لیکن ہوا پانی اور روٹی گو سونے چاندی کے برابر قیمت نہیں رکھتے مگر افادہ کے لحاظ سے زیادہ قیمتی ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے وہ اشیاء جو افادہ کے اعتبار سے زیادہ قیمتی ہیں وہ ہمیں اپنے فضل سے مفت مہیا کی ہیں یہ نہیں کہ ہم خدا پر ایمان لائیں تو ہمیں ہوا ملے ایمان نہ لائیں تو پانی نہ ملے ایسی صورت میں ایمان کی شرط فضول ہے۔ خدا تعالیٰ کو نسلِ انسانی پر رحم آیا کہ ان کو ان کے گناہوں کا بدلہ نہ ملے اس نے رحم کا اظہار یوں کیا کہ اپنا بیٹا بدلہ میں دیا۔ اب اس پر ایمان لانے کی شرط فضول ہے کیونکہ ایمان شریعت ہے اور ایمان صرف ہاں اور نہیں زبان سے کہہ دینے کا نام نہیں بلکہ اس ہاں اور نہیں کی خاطر اپنی جان ہتھیلی پر رکھ دینے کا نام ہے اور عمر بھر خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنا ہے۔ مگر مسیحی عقیدہ کی رُو سے ایمان اس سے بالکل اُلٹ نظریہ کا حامل ہے یعنی گنہگاروں کو چھڑانا اور شریعت پر چلنے والوں کو سزا دلانا ہے یعنے تمام مذاہب کے نزدیک قانون شریعت پر عمل کرنا نیکی ہے مگر مسیحی عقیدہ یہ ہے کہ شریعت لعنت ہے کیونکہ تندرست کو طبیب کی ضرورت نہیں بلکہ مریض کو ہے اس لئے مسیحؑ کو نیک لوگوں سے واسطہ نہیں مگر بیماروں یعنے گناہگاروں کو ان کی ضرورت ہے مگر یہ بیمار ہیں کون؟ خدا کے منکر، خدا کے احکامات پر نہ چلنے والے ان کو سزا نہ دلوانا یہ مسیح کا کام ہے جو اس کے خلاف قضیہ کو ثابت کرتا ہے کہ مسیح نیکوں کو سزا دلانے اور بدکاروں کو چھڑانے آیا ہے؟ جیسا کہ نوح کے زمانہ میں حسب روایت بائبل ہوا۔
(پیدائش ۶: ۱-۳ متی ۲۴: ۳۷ و لوقا ۱۷: ۲۶)

### "مگر فضل اور سچائی یسوع مسیح کی معرفت پہنچی"

یہ ایک دعوےٰ ہے جو پادری صاحب نے بے سوچے سمجھے کر دیا۔ پہلے تو آپ نے یہ بتایا کہ "مسیح گنہگاروں کو نجات دلانے کے لئے دنیا میں آیا ہے" (امید ہے کہ وہ اپنے اس دعوے کو بھول نہ گئے ہوں گے) اب سوال یہ ہے اگر واقعی مسیحؑ دنیا میں اس غرض اور مقصد کو پورا کرنے آیا تھا تو اسے دنیا میں رہنے کی بے حد ضرورت تھی اور دنیا کو اسی جگہ ان کے بود و باش رکھنے کی تمنا ہونی چاہیئے تھی۔ مگر مسیحی عقائد کی بناء پر ہوا کیا؟ فضل اور سچائی اس کے جلد سے جلد باپ کی گود میں واپس جا بیٹھنے سے ملی۔ بنی اسرائیل میں انبیاء آئے اور سینکڑوں برس دنیا کو خدا کے فضل و رحمت اور سچائی کا فیضان پہنچاتے رہے مگر یہاں معاملہ بالکل اُلٹ ہوا ہے یعنے مسیحؑ دنیا کو فضل اور سچائی پہنچانے نہیں آیا بلکہ فضل و سچائی اس کے دنیا سے رخصت بلکہ بہت جلد رخصت ہو جانے سے ملی۔ اگر مسیحؑ دنیا میں رہتے (کیونکہ ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ ابھی ... ۲ سال سے بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ موجود ہیں) تو ان کے ہمارے اندر یا دنیا میں رہنے سے فضل اور سچائی ہرگز نہ ملتی کیونکہ حسب قول پادری صاحب:-

"شریعت تو موسےٰ کی مانند دی گئی"
"مگر فضل اور سچائی یسوع مسیح کی معرفت پہنچی"

ان دونوں جملوں کو اس فقرہ اور روشنی میں نہیں جو یوحنا کی معرفت ہمیں ملی بلکہ اس روشنی میں جو خدا نے ہر انسان کی فطرت میں رکھی ہے غور سے دیکھو اور خدا کے لئے سوچو ایک ہے شریعت موسوی اس کے بالمقابل ہے فضل اور سچائی جو مسیح کی معرفت پہنچی یعنے شریعت انبیاء فضل اور سچائی نہیں اور جو فضل اور سچائی ہے وہ شریعت انبیاء نہیں ہمارے اوپر آپ کا الزام اور اتہام یہ تھا کہ ہم کتب سابقہ کو مشکوک سمجھتے ہیں اور خود کیا کہا ہے کتب مقدسہ سچائی اور فضل نہیں یعنی معاذ اللہ جھوٹ اور لعنت ہے۔

### "راہ حق اور زندگی میں ہوں"

یہ ایک اور دعوےٰ ہے جو پادری صاحب نے یوحنا کی انجیل سے نقل کیا ہے اور اس لئے نقل کیا کہ باقی تمام انبیاء کے بالمقابل مسیحؑ ہی راہ اور حق اور زندگی ہے۔ یہ ایک دعوےٰ ہے جسے ہم واقعات کی روشنی میں دیکھنا اور پرکھنا چاہتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ مسیح کے اس قول کا اگر یہ انہی کا قول ہے تو مطلب یہ ہے کہ جس راہ پر میں چلتا ہوں وہ راستہ خدا تک پہنچانے والا اور جو کچھ میں کہتا اور کرتا ہوں وہ حق ہے لوگ اس پر چل کر زندگی یا روحانی زندگی حاصل کریں گے۔ آؤ ہم دیکھیں مسیحؑ کس راستہ پر چلتے اور ان کا راہ عمل کیا تھا وہ شریعت کا راستہ تھا یا کوئی خیال فضل کا راستہ تھا جو شریعت کے خلاف تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ ہم جناب مسیحؑ کی راہ زندگی اور خدا تک پہنچنے کی صراط مستقیم پر غور کریں۔ پولوس کا ایک حوالہ سن لو:-

"مجھ سے کہو جو تم شریعت کے تابع ہوا چاہتے ہو کیا تم شریعت کی نہیں سنتے کہ یہ لکھا ہے ابراہام

کے دو بیٹے تھے ایک لونڈی سے اور دوسرا آزاد سے۔ وہ جو لونڈی سے تھا جسم کے طور پر پیدا ہوا اور جو آزاد سے تھا سو وعدہ کے طور پر تھا۔ یہ باتیں تمثیلی کہی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ دو عورتیں دو عہد ہیں ایک کوہ سینا پہاڑ کا جس سے غلام ہی پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ہاجرہ ہے کیونکہ ہاجرہ عرب کا کوہ سینا ہے اور اب کے (نئے) یروشلم کا جواب ہے اور ہی اپنے لڑکوں کے ساتھ غلامی میں ہے پر اوپر کا یروشلم آزاد ہے۔ سو ہی ہم سب کی ماں ہے۔"

(نامہ گلیتون ۴: ۲۴ تا ۲۷)

سن لیا آپ نے! دو سینا پہاڑ ہیں، دو عورتیں ہیں دو یروشلم ہیں ایک زمینی یروشلم، دوسرا آسمانی یروشلم (یروشلم کے معنی ہیں صلح اور سلامتی والا شہر) ان دو عورتوں کے ساتھ خدا کے دو الگ الگ عہد ہیں ایک عورت سے شریعت پر چلنے کا عہد ہے دوسری سے شریعت پر نہ چلنے کا اقرار ہے یعنے شریعت کے فرمانبردار خدا کے احکامات پر سر نیاز خم کرنے والے دوسرے شریعت پر نہ چلنے والے احکام خداوندی کے منکر اور باغی۔ ہاجرہ چونکہ لونڈی ہے (حالانکہ وہ بادشاہ کی بیٹی تھی) اس لئے وہ اور اس کی اولاد دونو شریعت کے غلام ہیں۔ سارہ آزاد تھی اس لئے وہ اور اس کی اولاد شریعت سے آزاد ہے۔

یہ سب باتیں آپ اپنے دل میں رکھیں اور پولوس کے اگلے الفاظ پڑھیں:-

"کیونکہ لکھا ہے کہ اے بانجھ تو جس کے اولاد نہیں جی جان سے خوش ہو اور تو جو جننے کا درد نہیں جانتی اب پھول اور قہقہے مار کیونکہ بے خصم کی اولاد خصم والی کی اولاد سے زیادہ ہے۔ پس اے بھائیو ہم اسحاق کی طرح وعدہ کے فرزند ہیں" (آیت ۲۷ و ۲۸)

یہاں ان دو جماعتوں یعنی بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل یا ہاجرہ اور سارہ کی اولاد کا مقابلہ ہے۔ جس میں ذیل کی باتیں قابل غور ہیں:-

(۱) مسیحی صاحبان کو پولوس کا یہ بیان ایک خطرناک راہ فساد دکھاتا ہے کہ فضیلت جنم سے ہے نہ عمل سے۔ حضرت ابراہیمؑ کی بزرگی اور فضیلت سب کو مسلم ہے مگر ان کی دو بیویاں ہیں ایک بقول پال لونڈی یعنی ہاجرہ ہے۔ (اگرچہ یہ غلط ہے ہاجرہ بادشاہ کی بیٹی تھی) وہ عظیم الشان انسان ہو کر سے مگر اولاد کا ماں کے اعتبار سے درجہ اور فضیلت ہے یعنے خدا بھی لونڈی غلاموں کا اور آزاد قوموں کا الگ الگ ہے جو دونوں سے الگ الگ دو عہد کرتا ہے۔

(۲) یہ کتنا غلط استدلال ہے جو پال نے کیا کیونکہ اسحاقؑ کی اولاد سے (غلطی) کوئی عہد شریعت سے آزادی کا نہیں ہوا۔ حضرت موسےٰؑ حضرت اسحاقؑ کی اولاد سے تھے اور انہی پر شریعت نازل ہوئی تو اسحاق کی اولاد شریعت سے آزاد کیسے ہو گئی؟

(۳) شریعت کی پابندی بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونوں میں موجود رہی ہے۔ اور شریعت کی پابندی پر ہی خدا کا عہد و اقرار منحصر ہے۔

(۴) خدا کے دو عہد جو ایک، دوسرے کی نقیض ہیں یعنے ایک عہد دوسرے کو جھٹلا رہا ہے اور دونوں خدا کے عہد ہیں کون عقلمند اس متناقض امر کو تسلیم کر سکتا ہے۔

(۵) دو سینا پہاڑ دو یروشلم زمینی اور آسمانی دو عورتیں اور ان کی اولاد دو الگ الگ درجوں کی یہ زمانہ جاہلیت کی یادگار ہے۔

(۶)- ایک عورت نہ صرف خود لونڈی ہے بلکہ اس کی اولاد در اولاد ہمیشہ کے لئے غلام ہے اور ایک عورت جو آزاد ہے نہ صرف وہ بلکہ اس کی اولاد ہمیشہ کے لئے آزاد ہے کسی عقلمند کے دماغ میں اس بیسویں صدی کے اندر یہ باتیں سما سکتی ہیں۔

(۷) آخر شریعت پر چلنے کا عہد یہ ہے کہ جو نہ چلے گا اس پر لعنت ہو گی اس کی تفصیل کتاب مقدس میں مذکور ہے نہ ایک لعنت بلکہ درجنوں لعنتیں اس پر وارد ہوں گی۔

اور دوسرا عہد کہ شریعت پر چلنے سے لعنتیں ہوں گی یہ عہد کسی جگہ مسیح کے الفاظ میں مذکور نہیں۔

(۸) اب رہا خصم والی کی اولاد اور بے خصمی کی اولاد۔ خصم والی غالباً ہاجرہ ہے اور بے خصمی سارہ ہے اب بے خصمی کی اولاد (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) خصم والی سے زیادہ کیونکر ہو گئی۔

بے خصمی کی اولاد نہایت ہی نامناسب خطاب حضرت سارہ اور اس کی اولاد کو پولوس نے دے دیا۔ خصم والی تو آپ کے نزدیک ہاجرہ ہے جسے جی جان سے خوش ہونے اور قہقہے مارنے کی اجازت نہیں۔ البتہ بے خصمی کے لئے قہقہے

مارنے کی خوشخبری

ہے اور اس کی اولاد کے لئے خوشخبری ہے پولوس کے یہ الفاظ اپنی آپ تفسیر ہیں مسیحیت کی اس دکھتی رگ کو چھیڑنے کی ہماری تہذیب اور متانت اجازت نہیں دیتی۔ ہمارے نزدیک حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ دونو قابل عزت اور لائق احترام مائیں ہیں ہم ہرگز ہرگز حضرت سارہؓ کی اولاد کو یا حضرت مسیحؑ جن کے اوپر ہمارے ہزاروں ہزار سلام ہوں کی امت کو حسب قول پولوس بے خصمی کی اولاد کہنے ماننے یا خیال کرنے کو ہرگز ہرگز قبول نہیں کر سکتے بلکہ اسے قابل مواخذہ گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔

## کیا امت مسیحا شریعت کی غلامی سے آزاد ہے؟

حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا عہد ختنہ کا عہد تھا اور ان کی اولاد میں یہ اس قدر ضروری عہد تھا کہ حضرت موسےٰؑ جیسے عظیم الشان نبی بیمار تھے تو بھی جب اس مجبوری کی وجہ سے اپنے بیٹے کے ختنے کرنے میں تاخیر کی خداوند یہوواہ کا غضب ان کے خلاف بھڑکا اور وہ حضرت موسےٰ کی جان لینے نہیں بلکہ ہلاک کرنے پر تل گیا۔ انکی بیوی صفورہ نے یہ معلوم کر کے فوراً پتھر کی لک سے بچہ کے ختنہ کی کھلڑی کاٹ کر موسیٰؑ کے قدموں میں ڈالدی تاکہ خداوند یہوواہ یہ سمجھ لے کہ موسےٰؑ نے ختنہ کر دیا اس پر خداوند کا غضب موسےٰ سے ٹل گیا (خروج ۴: ۲۵) خداوند یہوواہ نے اس بات کا بھی لحاظ نہ کیا کہ میں نے ابھی ابھی اسے پیغمبر بنایا ہے اور اس پر بنی اسرائیل کی نجات اور فرعون کو اپنا ہاتھ دکھلانے کا وعدہ کیا ہے یعنی بچہ کا ختنہ انتہائی مجبوری کی وجہ سے بھی نہ کر سکنا ایک طرف اور بنی اسرائیل جیسی مظلوم قوم کی نجات ظالم فرعون کی ہلاکت اور موسےٰ کی عظمت و نبوت کو ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو ختنہ نہ کر سکنے کا اکیلا جرم بھاری ہو گا پس اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسےٰؑ سے جتنے وعدے کئے ان کے پورا کرنے کے لئے مختون ہونے کی شرط ہے یعنے ہر موعود کا مختون ہونا لازمی ہے اگر حضرت مسیحؑ کا ختنہ نہ ہوا ہوتا تو وہ ہرگز ہرگز یروشلم کے بیت المقدس میں داخل نہ ہو سکتے تھے نہ نبی ہو سکتے تھے۔ چنانچہ مریمؑ اور آپ کے باپ دونوں نے جناب مسیحؑ کا ختنہ کرایا۔ پطرس نے ختنہ کی حمایت کی مگر پولوس نے ختنہ کی مخالفت کی (نامہ گلیتون ۲) پولوس کہتا ہے جس نے ختنہ کرایا وہ خدا کے فضل سے محروم ہو گیا۔ پولوس کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں:-

"دیکھو میں پولوس تم سے کہتا ہوں کہ تم ختنہ کراؤ تو مسیح سے تمہیں کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ میں ہر ایک آدمی پر جس کا ختنہ

ہوا ہے پھر گواہی دیتا ہوں کہ اسے تمام شریعت پر عمل کرنا واجب ہوا۔ تم جو شریعت کی بناء پر راستباز بننا چاہتے ہو تو مسیحؑ سے جدا ہوئے (نامہ گلتیون ۵:۴) پولوس نے یہاں بتا دیا کہ ختنہ کا مقصد محض ایک رسم نہیں اور نہ یہ شریعت کا صرف ایک حکم ہے اور نہ حضرت ابراہیمؑ اور موسےٰؑ اور یوشع بن نون نے لشکر کے تمام فوجیوں کے ختنہ کا حکم دے کر ایک فضول کام کیا۔ ختنہ درحقیقت تمام شریعت پر عمل کرنے کا عہد ہے۔ ختنہ تمام شریعت پر عمل کرنا واجب کر دیتا ہے اس کے برخلاف ختنہ نہ کرنا اور نہ کرانا اس امر کا عہد ہے کہ ہم شریعت پر نہیں چلیں گے۔ چنانچہ ختنہ کرانے کی وجہ سے مسیحؑ کو بھی تمام شریعت پر عمل کرنا پڑا۔ مگر یہاں سوال یہ ہے کہ اگر ختنہ شریعت پر چلنے کی قسم کھانے کے برابر ہے اور مسیحؑ کو بھی اس سے آزادی نہ مل سکی (یعنے خدا کو بھی اپنا ختنہ کرانا پڑا حسب عقیدہ مسیحی صاحبان) تو مسیحؑ کا یہ فرمانا کہ "راہ اور حق اور زندگی میں ہوں" مسیحؑ کی راہ عمل اور نمونہ حقہ اور زندگی تو شریعت کی زندگی ہے۔ اس زندگی کی روشنی کے بالمقابل پولوس کہتا ہے جو اس پر چلتا ہے وہ خداوند کے فضل سے گر جاتا ہے۔ مسیحؑ سے جدا ہو جاتا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ مسیحؑ خود اس راستہ پر چل کر فضل سے نہ گرے مگر جو ان کی اقتداء کرتا ہے ان کے قدم بقدم چلتا ہے وہ مسیحؑ سے جدا ہو جاتا اور فضل سے محروم ہو جاتا ہے۔ وہ نور وہ راہ حق اور زندگی کا راستہ جو مسیحؑ کو خدا کی گود میں لے جا کر بٹھاتا ہے اس نور کی روشنی میں چل کر اس راہ حق کو اختیار کر کے اس زندگی سے زندگی پا کر دوسرے لوگ خدا کے فضل سے محروم ہو کر جہنم کی گود میں جا پڑتے ہیں ماشاء اللہ کتنا معقول اور مدلل پیرایہ بیان ہے جو پولوس صاحب نے اختیار فرمایا

## اگر شریعت منسوخ ہو گئی تو مسیحؑ نے ختنہ کیوں کرایا؟

شاید بعض لوگ ہماری اس سرخی کو اس بناء پر نامعقول سمجھیں کہ مسیحؑ تو ختنہ کے وقت ابھی آٹھ دن کا بچہ تھا اس کا ختنہ تو اس کے ماں باپ نے کرا دیا مگر یہ عذر بوجوہ ناقابل سماعت ہے اول تو جناب مسیحؑ کو مسیحی لوگ خدا اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور وہ پیدائشی خدا تھے۔ اگر یعقوبؑ ماں کے پیٹ میں اپنے بھائی کی ایڑی پکڑ سکتے ہیں اور یوحنا اپنی ماں کے پیٹ میں سجدہ کر سکتا ہے مسیحؑ کو جو خود ابھی بطن مادر میں تھے تو جناب مسیح علیہ السلام کے لئے یہ معجزہ دکھا دینا کونسا مشکل کام تھا کہ وہ ہاتھ بڑھا کر ختنہ کرنے والے کو روک دیتے اور آپ کی ماں اور یوسف دونوں آپ کی یہ چھوٹی سی معجزہ دیکھ حسب تکیہ کلام متی اسے عمر بھر اپنے دل میں رکھتے (یعنی کسی کو نہ بتاتے یا خدا باپ کی طرف سے ایک فرشتہ باسانی اس پارٹ کو ادا کر سکتا تھا کہ وہ جو پرانا عہد نامہ منسوخ کرنے کو آیا دیکھو اس نے کیسے اپنے سے حجام کو روک کر دکھایا اور اگر حجام سے دھینگا مشتی نہ کر سکتے تھے تو کم، تو کم انہیں اپنی چیز پر تو پورا اختیار حاصل ہونا چاہیئے تھا کہ وہ ختنہ کی تکلیف نہ اٹھاتے اور ختنہ کی رسم بھی وہ کہ جس کی وجہ سے عمر بھر کے لئے ساری شریعت پر عمل کرنا ان پر واجب ٹھہرا (حسب فتویٰ پولوس) اگر جناب مسیحؑ یہ معجزہ دکھا دیتے تو اس معجزہ کے فوائد بے شمار ہوتے اوّل تو جناب مسیحؑ کی پوری زندگی فلمائی گئی ہے۔ یہ پارٹ کسی پنگھوڑے میں پڑے ہوئے آٹھ دن کے بچہ کا دکھایا جائے تو دنیا اس کی خدائی کی خود بخود قائل ہو جاتے

(۲) جناب مسیحؑ کو ختنہ کی وجہ سے ساری شریعت پر عمر بھر عمل نہ کرنا پڑتا

(۳) حواریوں میں جو جھگڑا مختون اور نامختون ہونے کا اٹھا وہ نہ اٹھتا۔

(۴) امت مسیحا ہمیشہ کے لئے باقی احکام شریعت کی غلامی سے چھوٹ جاتی

(۵) پطرس خود مختون اور مختونوں کا پادری تھا۔

(۶) پولوس ختنہ کا منکر مگر جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے اسی پولوس نے اپنے ساتھی تمطاؤس کا ختنہ تو کیا لیتے بچپنے میں نہیں عین عالم شباب میں غریب کا اپنے ہاتھ سے ختنہ کر دیا (اعمال ۱۶:۳ - افرنتیون اول ۹:۲۰ - گلاتیون ۲:۳)

(۷) جو لوگ اب مختون ہو کر مسیحی ہو جاتے ہیں ان کو ساری شریعت پر عمل کرنا واجب ٹھہرتا ہے یعنی خدا کے فضل سے محروم رہ کر اور مسیحؑ سے جدا ہو کر زندگی گذارنی چاہیئے۔

"دنیا کا نور میں ہوں جو میری پیروی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلے گا"

یہ ایک حوالہ بھی یوحنا ۸:۱۲ کا پادری صاحب نے مسیحؑ کے دعوے کا پیش کیا ہے۔ دنیا کا نور اور دنیا کا سردار، یہ بہت ہی مشکوک حوالے ہیں اصل یونانی نسخہ میں جو بار بار لفظ "فیوز" مسیحؑ کے لئے استعمال ہوا ہے اس کا ترجمہ "نور" یا انگریزی میں لائٹ کر کے علماء مسیحیت نے بڑی ہوشیاری سے کام لیا ہے۔ دنیا کا سردار، بعض مفسرین کے نزدیک اس سے مراد شیطان ہے اور بعض کے نزدیک اس سے مراد مسیحؑ ہے اگر دنیا کا سردار ہونا قابل مذمت ہے تو دنیا کا نور ہونا کیوں نہیں؟ مگر میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ یونانی لفظ "فیوز" کا ترجمہ نور کرنا ہی غلط ہے اس کا ترجمہ آگ اور شعلہ کر سکتے ہیں جیسا کہ آپ نے دوسری جگہ خود فرمایا "میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں" لوقا ۱۲:۴۹ اور نامہ عبرانیون ۱۲:۲۹ میں ہے "ہمارا خدا بھسم کرنے والی آگ ہے"

۲- فرض کیجئے آیت کا ترجمہ صحیح ہے کیونکہ ہم جناب مسیحؑ کو اللہ تعالےٰ کا سچا پیغمبر مانتے ہیں اور ہر پیغمبر اپنی اُمت کے لئے نور ہوتا ہے تو بھی یہ ایک دعوےٰ ہے جس کی دلیل ہے جو میری پیروی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلے گا۔ یہ بذات خود ایک دعوےٰ ہے اور بدقسمتی سے مسیحی اعتقادات کے یکسر خلاف ہے کیونکہ مسیحؑ شریعت پر چلے مگر مسیحی شریعت کے منکر یا شریعت کو لعنت سمجھتے ہیں۔ شریعت پر چلنے والا خدا کے فضل سے محروم اور مسیحؑ سے جدا ہے (حسب فتویٰ پولوس) پس مسیحی مسیحؑ کے پیرو نہیں لہذا تاریکی میں چل رہے ہیں۔

۳- نہیں ہم مسیحی دوستوں کو ختنہ کی سنت مسیحؑ پر عمل کرنے کی دعوت دینے کے بعد جناب مسیحؑ کے دوسرے عمل کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ وہ روزے رکھیں اور روزہ کو معاذ اللہ ریاکاری نہ قرار دیں بلکہ جیسے مسیحؑ نے روزے رکھے، موسےٰؑ نے روزے رکھے اسی طرح اس شریعت کے حکم کو بھی پورا کریں تا انہیں مسیحؑ کی پیروی نصیب ہو اور وہ تاریکی میں نہ رہیں۔

یہ کہنا کہ روزہ ریاکاری ہے یہ انبیاء عظام پر حملہ ہے۔ ریاکاری کا روزہ نہ رکھو مگر رکھو ضرور۔ اور اگر شریعت کا یہ حکم ریاکاری سکھانے کو دیا گیا ہے تو مسیحی دنیا کے تمام گرجے گرا دو اور اپنے ہاتھ سے گرا دو۔ یہ روزہ سے بڑھ کر ریاکاری ہے کہ اتنا اونچا گرجا کھڑا کیا جاتا ہے اور پھر اس کے سر پر ریاکاری کا سب سے بڑا مظاہرہ گھنٹہ لٹکایا جاتا اور بجایا جاتا ہے۔ پادری صاحبان بناؤ سنگھار کر کے نکلتے ہیں، انسان کی بیٹیاں اپنی خوبصورتی دکھاتی اور خدا کے بیٹوں کا دل لبھاتی ہیں اور وہی کام کرتے ہیں جس پر خفا ہو کر خداوند یہوواہ نے طوفان نوحؑ بھیجا تھا۔ روزہ میں انسان بھوکا پیاسا رہ کر کبھی کبھی پیاس کی کثرت اور بھوک کی شدت سے بے جان ہو جاتا ہے وہ ریا کیا کرے گا مگر یہ گرجے کی دلفریب دلربا فضا و اس کے اندر خوبصورت اور ایمان چور لڑکیوں کا باجے کی گت کے ساتھ گانا یہ سب بدعات ہیں جن کا کوئی ثبوت مسیحؑ کی زندگی میں نہیں ملتا۔ آپ نے فرمایا تھا:-

" اور جب تو دعا مانگے ریاکاروں کی مانند مت ہو کیونکہ وے عبادت خانوں میں اور راستوں کے کونوں پر کھڑے ہو کر دعا مانگنے کو دوست رکھتے ہیں تا کہ لوگ انہیں دیکھیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وے اپنا بدلہ پا چکے لیکن جب تو دعا مانگے اپنی کوٹھڑی میں جا اور اپنا دروازہ بند کر کے اپنے

(باقی بر صفحہ ۱۵ ملاحظہ کیجئے)

# اخبارِ احمدیہ

## مسجد احمدیہ پشاور کا افتتاح حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ سے

—— پشاور کی احمدیہ مسجد جو حال ہی میں نئی تعمیر ہوئی ہے اگرچہ اس میں تعمیر کے بعد باقاعدہ نمازیں وغیرہ پڑھی جا رہی ہیں لیکن احباب پشاور کا تقاضا تھا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ خود تشریف لا کر مسجد کا افتتاح فرمائیں اور ایک پبلک جلسہ بھی منعقد کیا جائے۔ چنانچہ گذشتہ ۲ رمئی کو حضرت امیر پشاور تشریف لے گئے اور ۳ رمئی کو وہاں جمعہ کا خطبہ دیا۔ اور نماز پڑھائی جس کے بعد مسجد ہی میں ایک عام جلسہ منعقد ہوا اس موقعہ پر جماعت پشاور کے علاوہ شیخ محمدی۔ سفید ڈھیری بازید خیل اور گرد و نواح کے دیگر احباب اور مردان اور چارسدہ، زیدہ، زروبی اور کوہاٹ سے بھی بعض احباب تشریف لائے ہوئے تھے علاوہ ازیں بہت سے معزز غیر از جماعت اصحاب بھی شامل جلسہ ہوئے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ نے لیکچر میں حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد، دعاوی اور آپ کے کارناموں پر مفصل روشنی ڈالی جس کو سن کر احباب جماعت کو بہت ہی خوشی حاصل ہوئی اور غیر از جماعت اصحاب نے بھی اعتراف کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے جو عقائد اور تعلیمات بیان کی گئی ہیں وہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہیں اور کسی قسم کی کوئی خلاف اسلام بات ان میں نہیں، غرض یہ لیکچر جماعت اور غیر از جماعت سب کے لئے بہت ہی موثر اور مفید ثابت ہوا فالحمد للہ علیٰ ذالک اس کے بعد ۴ رمئی کو حضرت امیر ایدہ اللہ لاہور واپس تشریف لے آئے اور ۵ رمئی کو لاہور میں نماز عید پڑھائی اور خطبہ دیا جو دوسری جگہ درج ہے۔

## بھدرواہ میں تعزیتی جلسہ

—— ماسٹر عبدالکریم صاحب سیکرٹری جماعت بھدرواہ تحریر کرتے ہیں:-

"آج کا اجتماع جو جناب شیخ محمد انعام الحق صاحب کی وفات اور غائبانہ جنازہ کے سلسلہ میں احمدیہ مسجد بھدرواہ میں ہوا اس میں کارروائی ذیل عمل میں آئی۔

جناب چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار کو اپریٹو بھدرواہ نے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے حضرت شیخ صاحب مرحوم کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کی بھارت میں تبلیغی جدوجہد کی مختصر باتیں بتا کر مرحوم و مغفور کی بزرگی سے سامعین کو آگاہ کیا۔ اس کے بعد ساری جماعت نے مرحوم مغفور شیخ صاحب کا جنازہ غائبانہ پڑھا۔"

## ولادت

محترم جناب چوہدری سلطان علی صاحب کے فرزند ارجمند کیپٹن بشارت احمد صاحب سلطان کو میلہ چھاؤنی مشرقی پاکستان کو اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ نومولود کو صحت تندرستی اور لمبی عمر عطا فرما دے اور دین کا خادم اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

اس خوشی میں محترم چوہدری سلطان علی صاحب نے انجمن کو مبلغ دس روپے بطور عطیہ اشاعت اسلام عنایت فرمائے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ والسلام

خاکسار محمد علی۔ عزیز ہوٹل ملتان

## انتقال پُر ملال

—— محمد اقبال صاحب چغتائی نے علی پور سے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ ان کے والد ماسٹر عبدالکریم صاحب ۲ رمئی کو انتقال فرما گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ماسٹر صاحب موصوف بڑے مخلص اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور جماعت علی پور کے صدر بھی تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب جماعت سے مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھنے کی درخواست ہے۔

## چندہ برائے احمدیہ ہال از جماعت سرگودھا

سرگودھا سے ڈاکٹر عبدالمجید صاحب نے جماعت سرگودھا کا چندہ برائے تعمیر احمدیہ ہال بھیجا ہے جو حسب ذیل ہے:-

| | |
|---|---|
| (۱) چوہدری محمد اکبر چیمہ صاحب ایڈووکیٹ | 100.00 |
| (۲) ڈاکٹر عبدالمجید صاحب | 100.00 |
| (۳) بیگم ڈاکٹر عبدالمجید صاحب | 60.00 |
| (۴) قمر مجید صاحبہ دختر ڈاکٹر عبدالمجید صاحب | 50.00 |
| (۵) محمد صدیق صاحب واصلباقی نویس | 10.00 |
| (۶) ڈاکٹر کیپٹن الہ بخش صاحب | 2.00 |

PVG.3.63 U

## پادری عبدالحق کے مضامین پر اظہار خیال

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دعا مانگ اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے ظاہر میں تجھے بدلہ دے گا۔ اور جب دعا مانگتے ہو غیر قوموں کی مانند بے فائدہ بک بک مت کرو" (متی ۶: ۵ تا ۷)

اس لئے کوئی پبلک پریئر یا جماعت نماز عمر بھر مسیح نے مقرر نہیں کی۔ وہ ہمیشہ تنہائی میں منہ کے بل گر کر (مسلمانوں کی طرح سجدہ میں گر کر) دعا کرتے تھے۔

پس گرجوں کا بنانا ان کے اوپر گھنٹہ لٹکانا بجانا اور اندر عبادت کا ڈھونگ رچانا مسیح کی پیروی ہرگز نہیں بلکہ آپ کے صریح فتوے کی رو سے یہ ریاکاری ہے جیسے مسیحی امت نے بقول مسیحا بے دینوں سے سیکھا ہے۔

باقی — باقی

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا
پیغام صلح ۸ مئی ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۱۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

فی پرچہ ۱۲ پیسے


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب


ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۶۳ء | نمبر ۲۰


## اہلِ تقویٰ پر خدا کی تجلّی

### حضرت امام الزمان کے ارشاداتِ عالیہ

فرمایا تقوےٰ والے پر خدا کی تجلّی ہوتی ہے وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے۔ مگر چاہیئے کہ تقوےٰ خالص ہو، اور اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو، ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔ خدا کے پیاروں کو جو دُکھ آتا ہے وہ مصلحت الٰہی سے آتا ہے ورنہ ساری دنیا اکٹھی ہو جاتے۔ تو ان کو ایک ذرہ بھر تکلیف نہیں دے سکتی۔ چونکہ وہ دنیا میں نمونہ قائم کرنے کے واسطے ہیں اس واسطے ضروری ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں تکالیف اُٹھانے کا نمونہ بھی وہ لوگوں کو دکھائیں، ورنہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اس سے بڑھ کر تردد نہیں ہوتا کہ اپنے ولی کی قبض روح کروں۔ خدا تعالےٰ نہیں چاہتا کہ اس کے ولی کو کوئی تکلیف آوے۔ مگر ضرورت اور مصالح کے واسطے وہ دکھ دیئے جاتے ہیں، اور اس میں خود اُن کے لئے نیکی ہے۔ کیونکہ اُن کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں، انبیاء اور اولیاء اللہ کے لئے تکلیف اِس قسم کی نہیں ہوتی جیسی کہ یہود کو لعنت اور ذلّت ہو رہی ہے جس میں اللہ تعالےٰ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے، بلکہ انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں، خدا تعالےٰ کو اسلام کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی۔ مگر دیکھو جنگ اُحد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے۔ اس میں بھی بھید تھا، کہ آنحضرتؐ کی شجاعت ظاہر ہو جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہو گئے کہ میں اللہ تعالےٰ کا رسول ہوں، ایسا نمونہ دکھانے کا کسی نبی کو موقعہ نہیں ملا۔ ہم اپنی جماعت کو کہتے ہیں کہ صرف اتنے پر وہ مغرور نہ ہو جاتے کہ ہم نماز روزہ ادا کرتے ہیں، یا موٹے موٹے جرائم مثلاً زنا، چوری وغیرہ نہیں کرتے۔ ان خوبیوں میں تو اکثر غیر فرقہ کے لوگ مشرک وغیرہ تمہارے ساتھ شامل ہیں۔ تقوےٰ کا مضمون باریک ہے اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو، خدا اس کے عمل کو واپس اُس کے منہ پر مارتا ہے۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۲۳)

## بحرِ حکمت کے موتی

والذی نفسی بیدہ لاتدخلوا الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا الا ادلکم علی شیئ اذا فعلتموہ تحاببتم افشوا السلام بینکم۔

(مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور ایمان نہیں لاؤ گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے۔ میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں کہ جب تم اُسے کرو گے تو آپس میں محبت کرو گے (اور وہ یہ ہے) کہ آپس میں (ایک دوسرے کو) سلام کیا کرو۔

نوٹ:- "السلام علیکم" کا مطلب ہی ایک دوسرے کی سلامتی کے لئے دعا ہے۔ جب کوئی قوم ایک دوسرے کی سلامتی کی فکر میں ہوگی تو اندرونی اختلافات اور بیرونی مشکلات اور مصائب سے بچی رہے گی۔ اسی سے ایک صالح معاشرہ جنم لیگا۔ ایک دوسرے کے دل میں محبت پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانًا۔ (۳: ۱۰۲)

اللہ تعالےٰ نعمت ادا کردہ کو نہیں چھینتا جب تک ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتی یغیروا ما بانفسھم (۸: ۵۳)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیم نعماء الٰہی کا سرچشمہ ہے

خلق را بخشید از حق کام جان ؛ دار بانیدہ ز کام اژدرے ۔ (مسیح موعودؑ)

(غلام قادر ...)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

## فلپائن

ترجمہ خط از مدحون الدین - زمبوانگ - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ دنیا میں مفت کتابیں تقسیم فرماتے ہیں اس مستحسن کام کے لئے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں - ہم مسلمانوں کا مذہب ہی یہی ہے کہ دنیا میں اشاعت اسلام کی جاوے اور مفت کتابیں تقسیم کی جاویں - اللہ کا شکر ہے کہ ہم دنیا کے مسلمان اپنے مذہب کی تلاش میں ہیں - اس لئے مجھے امید ہے کہ آپ مجھے مفت اسلامی کتابیں ارسال کریں گے - والسلام - شکریہ

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا)

---

ترجمہ خط از مس لیلین لم کبو اسلام زمبوانگ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں مسلمان ہونے کی حیثیت سے مبارکباد دیتی ہوں کہ آپ نے اسلامی لٹریچر شائع کیا ہے امید ہے کہ تمام دنیا میں تقسیم ہوتا ہوگا۔ مہربانی فرماکر مجھے بھی چند مفید کتب ارسال فرمائیں مشکور رہوں گی۔

(انہیں مفت لٹریچر بھیجا گیا)

---

ترجمہ خط از ابوبکر تبدل ۱۱ ایونیو گریس پارک فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط کے جواب کا شکریہ میں بہت خوش ہوا ہوں کہ میری بیعت قبول ہو گئی ہے - میں انشاء اللہ تحریک کا بہتر کارکن ثابت ہو سکوں گا - میں نے آپ کے خط سے یہ سمجھا ہے کہ آپ نے چند کتابیں اسلامی ارسال کی ہیں لیکن ابھی تک کتابیں مجھے نہیں ملیں - میں ان کا بہت خواہشمند ہوں میں ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے قرآن شریف ارسال کریں - میں چند سوال آپ سے کرتا ہوں :-

(۱) کیا وہ مسلمان جو روزے ماہ رمضان کے نہیں رکھتا، عید کی نماز پڑھنا اس کے لئے جائز ہے -

(۲) جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے کتنے آدمیوں کی تعداد ہونی چاہیئے - اس وقت کیا کریں گے اگر ممبروں کی تعداد کم ہو - کیا نماز جمعہ کے بعد ظہر کی نماز پڑھنی چاہیئے -

شکریہ

(جواب دیا گیا تعداد کا کوئی تعین نہیں جتنے آدمی جمع ہوں جمعہ پڑھ لیں نماز جمعہ کے بعد ظہر ضروری نہیں - لٹریچر خط بھیجے گئے)

---

ترجمہ خط از ہاجی - ایچ - عبدالحمید - زمبوانگ شہر فلپائن

جناب عالی - ہم یہ خبر پڑھکر بہت خوش ہوئے ہیں کہ مسلمان دنیا میں اسلامی لٹریچر پھیلاتے ہیں - ہمارے مسلمان ممالک کو اسی اسلامی لٹریچر کی بہت ضرورت ہے - ہم بہت خوش ہیں کہ ہمیں مفت اسلامی لٹریچر ملتا ہے امید ہے کہ یہ لٹریچر ہم مسلمانوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا - ہم مسلمان بھائیوں کے بہت مشکور رہیں کہ ہم کو اسلام کے متعلق ان کے ذریعہ کافی روشنی ملی ہے - مجھے جو آپ مناسب سمجھیں کتابیں ارسال کریں - والسلام

(انہیں لٹریچر اور خط لکھے گئے)

---

## نائیجیریا

ترجمہ خط از سلام داؤدہ ایم - اوزیگس کادونا - نائیجیریا

آپ کے ارسال کردہ خط مورخہ ۴ مارچ ۱۹۶۳ء کا بہت شکریہ میں صرف مشکور ہی نہیں ہوں بلکہ بہت خوش ہوں کہ آپ نے مجھے ایک کاپی قرآن شریف محمدی پرافٹ اور ایک بیعت فارم ارسال کر دیا ہے - میں ہمیشہ آپ سے متفق رہوں گا - میں ان کتابوں کو جو آپ نے ارسال کی ہیں - ان کی وصولی پر آپ کو اطلاع دوں گا -

بدھ ۲۰ سوموار اور رمضان گلوار عیدالفطر کی خوشی بھی رہی اور عیدالفطر ۲۵ فروری کو منائی گئی -

میں ایک سوال لکھتا ہوں جس کا کہ جواب آپ مجھے تحریر کریں گے ابھی ابھی مصر میں ایک کتاب چھپی ہے جس کا نام Women in Islam ہے جب میں نے مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ عورت کو ہر طرح کی آزادی ہے - اور ہر سوسائٹی میں حصہ لے سکتی ہے - نائیجیریا جہاں کے ۸۰ فیصد مسلمانوں کی آبادی ہے عورت کو بالکل سوسائٹی میں حصہ لینے کی اجازت نہیں - میں خود مصر کی اس تجویز سے متفق نہیں ہوں اور عورت کو اس حد تک کھلی اجازت نہیں دیتا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے - میں آپکو اور دیگر ممبران سوسائٹی کو عید مبارک پیش کرتا ہوں -

جواب کا منتظر

(خط کا جواب دیا گیا)

---

ترجمہ خط سکاری یا ڈیلے جم کادونا نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

آپ کا ۱۴ مارچ ۱۹۶۳ء کا خط لکھا ہوا موصول ہوا جسکا میں نے بغور مطالعہ کیا ہے اور خوب سمجھا - جو حوالہ جات آپ نے قرآن سے لکھے تھے - انہوں نے مجھے خدا پر کامل اعتماد کرا دیا جو لٹریچر آپ نے ارسال کیا ہے اس کا شکریہ - میں خوب لطف اندوز ہوا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ مزید لٹریچر ارسال کریں گے لٹریچر میں نے یہ حاصل کیا ہے کہ سوائے خدا کی ذات اور کوئی بھی ماننے کے لائق نہیں، اسلام نے مجھے یہ سکھایا ہے کہ عورت اور مرد کی شادی کس طرح ہو سکتی ہے - اور خدا پر ایمان کس طرح پختہ ہو سکتا ہے - غرضیکہ یہ کتابیں بہت ہی مفید ہیں - اللہ تعالے آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے اور شیطان سے محفوظ رکھے اور آپ کی اولاد اور مجھے بھی شیطان سے محفوظ رہیں - آمین - میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہتا کہ اللہ تعالے آپ کی عمر دراز کرے - اس طرح آپ زیادہ سے زیادہ اسلام کی اشاعت کر سکیں گے - میں التماس کرتا ہوں کہ مجھے قرآن شریف کا تحفہ ارسال کریں کیونکہ مجھے اس کی بہت ضرورت ہے - لیکن قیمت ادا نہیں کر سکتا - میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں گا - دوسرے ایک ممبرشپ کے لئے سرٹیفکیٹ آپ مجھے ارسال کریں جس کے متعلق کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں - اللہ تعالے آپ کو جزائے خیر دے - آپ کی اہلیہ اور بچوں کی عمر دراز کرے - دوستوں اور دیگر اصحاب کو سلام عرض کریں - اللہ تعالے سب پر سلامتی رکھے - آمین - جواب کا منتظر!

(انہیں جواب دیا گیا)

---

# اسلام اور عیسائیت

اسلام اور عیسائیت کے متقابلہ مطالعہ کے سلسلہ میں ایک واضح اور بنیادی فرق جو دونوں مذاہب میں نظر آتا ہے یہ ہے کہ عیسائیت کے نزدیک تمام انسانیت فطرتاً گنہگار ہے۔ یہاں تک کہ خدا کے وہ برگزیدہ نبی جو مخلوق خدا کی اصلاح اور ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہے وہ بھی معاذ اللہ بدکاریوں اور قسما قسم کی ناپاک حرکات میں مبتلا رہے۔ جس کے نتیجہ میں خدائے پاک کو انسانیت کی نجات کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے یسوع مسیح کو دنیا میں بھیجنا پڑا اور وہ مخلوق خدا کے گناہوں کے کفارہ میں صلیب پر معاذ اللہ لعنتی موت مر گئے، اور تین دن دوزخ میں رہے۔ یہی نہیں عیسائیت نے اسی سلسلہ میں پاکوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی طرح طرح کے افتراء کر کے اور ناپاک الزامات لگا کر انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اس کے بالمقابل اسلام کا یہ اعتقاد ہے کہ ہر انسان فطرتاً پاک اور معصوم پیدا ہوا ہے، اور گناہ ایک غیر فطری چیز ہے جس سے صرف وہ لوگ ملوث ہوتے ہیں جو نیکی اور پاکیزگی کو چھوڑ کر بری عادات اپنے اندر پیدا کر لیتے اور شیطان کے تابع ہو جاتے ہیں، خدا کے برگزیدہ اور صالح بندے اور انبیاء علیہم السلام ایسی غیر فطری حرکات کے مرتکب نہیں ہوتے۔ وہ گناہوں سے پاک اور معصومیت کا لبادہ پہنے ہوئے ہوتے ہیں، شیطان کا ان پر کوئی تسلط نہیں ہوتا، ان عبادی لیس لک علیہم من سلطان اس لئے انسانی نجات کے لئے کسی کفارہ کی ضرورت نہیں نہ کسی کے کفارہ سے گناہ مٹ سکتا ہے۔

اسلام اس بات کا بھی قائل ہے کہ خدا کے برگزیدہ نبی حضرت مسیح علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح پاک اور معصوم تھے، وہ کسی کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوئے نہ صلیب پر لعنتی موت مرے، ان کو خدا کا بیٹا قرار دینا اور لعنتی موت کا مورد ٹھہرانا پرلے درجہ کی حماقت اور بے علمی کا نتیجہ۔ ما لھم بہ من علم ولا لاٰبآئھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ان کے متعلق کوئی علم انہیں نہیں نہ ان کے آباؤ اجداد کوئی علم رکھتے تھے بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے وہ جو کچھ کہتے ہیں سب جھوٹ ہے۔

اسلام اور عیسائیت کے ان معتقدات پر نظر ڈالتے ہوئے ایک روشن اور واضح حقیقت جس کی طرف ہم توجہ دلانا چاہتے ہیں یہ دکھائی دیتی ہے کہ جہاں عیسائیت نے انسانیت کو ذلیل اور ناپاک قرار دیا ہے اور خدا کے بزرگ نبیوں کو گناہوں سے آلودہ ٹھہرایا ہے وہاں اسلام نے انسان کو پاک فطرت اور تمام مخلوقات سے اعلیٰ و ارفع قرار دیا ہے، اور انبیائے کرام کو نیکی اور پاکیزگی کے بلند ترین مراتب پر فائز ٹھہرایا ہے۔ گویا بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیئے کہ اسلام نے انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اسے فطری گناہ کی لعنت سے پاک اور مبرا قرار دیا، نہ صرف یہی بلکہ تمام انسانیت سے بڑھ کر انبیائے کرام اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی اسلام نے ان ناپاک الزامات سے جو یہودیوں کی طرف سے اُن پر اور ان کی والدہ پر لگائے گئے بری ٹھہرا کر اور انہیں مقرب الٰہی قرار دے کر اپنی حق پرستی اور انصاف دوستی کا ثبوت دیا ہے۔

اسلام اور عیسائیت کے اس متقابلہ مطالعہ کے بعد جب ہم اس رویہ کو دیکھتے ہیں جو مسیحی حضرات نے اسلام کے بارہ میں اختیار کر رکھا ہے، تو ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی، ایک طرف تو وہ مسیح علیہ السلام کی عظمت اور بزرگی کی شہادت قرآن ہی سے لیتے اور وہ آیات پیش کرتے ہیں جن میں انہیں کلمۃ اللہ اور روح منہ کہا گیا ہے، اور دوسری طرف قرآنی تعلیمات کو جھٹلانے کے لئے یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ عیسائیت نے انسانیت کے ساتھ خدا کی محبت کا جو ثبوت پیش کیا ہے قرآن اس سے عاری ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے......

......کہ خدا کی محبت کا ثبوت وہ لعنتی قربانی نہیں ہو سکتی جس نے انسانیت کو ذلیل اور ناپاک قرار دے دیا، نہ ہی خدا کی محبت اس بات کی متقاضی ہے کہ ایک پاک اور معصوم نبی پر تمام مخلوق کے گناہوں کا بوجھ لاد کر اسے لعنتی موت مار دیا جائے، قرآن نے خدا کی محبت کا یہ ثبوت پیش کیا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک فطرت پر پیدا کیا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا اور وہ لوگ جو اس پاک فطرت کی رہنمائی میں ہدایت الٰہی پر کاربند ہو کر نیک اعمال بجا لاتے ہیں وہ قرب الٰہی کے مقامات عالیہ پر پہنچ جاتے اور فلاح دارین حاصل کر لیتے ہیں۔

یہ وہ حقائق ہیں جو خود مسیحی حضرات کے سوالات کے جواب میں مسلمان مناظرین کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں، اور آج نہیں آج سے نصف صدی سے زائد مدت پہلے سے پیش کئے جا رہے ہیں۔ لیکن آج ہمارے مسیحی دوستوں کے جذبات اس قدر نازک ہو گئے ہیں کہ ایسی باتوں سے جو خود انہی کے جواب میں پیش کی جاتی ہیں انکی دل آزاری ہونے لگتی ہے۔ اور ہماری اسلامی حکومت کو ان کی اس قدر رعایت منظور ہے کہ وہ جو کچھ بھی چاہے

## مجلس معتمدین کے متعلق ضروری اعلان

مجلس معتمدین کا اجلاس مورخہ ۲۰/۵/۶۲ کو حسب دستور سابق احمدیہ بلڈنگس میں بوقت ۳ ½ بجے صبح منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ ممبران حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ ضرور وقت مقررہ پر شمولیت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ ایجنڈا روانہ کر دیا گیا ہے جس صاحب کو موصول نہ ہو وہ اطلاع دیں تاکہ دوسری کاپی ارسال کی جائے۔

احمد یار سیکرٹری

۱۳/۵/۶۲

کہتے چلے جائیں، اسلام کو بُرا بھلا کہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے الزامات لگائیں۔ قرآن کریم کی تضحیک و تکذیب میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اور اس طرح ہزاروں مسلمانوں کو مرتد کرکے صلیب کا پرستار بنا دیں لیکن ان کا جواب اگر دیا جائے تو وہ قابل ضبطی ہوگا۔ عیسائیت کی طرف سے "عدم ضرورت قرآن" "المسیحیت والاسلام"، "الفرقان"۔ "دین اسلام"۔ "حضرت محمدؐ"، "مسیح اور محمدؐ"، "قرآن و قرآن پر ایک رسالہ"، "شہادت قرآنی"، "سر سید احمد خاں کی غلطیاں و تعلیم محمدی"، "تنویر الاذہان فی فصاحت القرآن" اور "میزان الحق" جیسی کتابیں جو پادری عماد الدین، پادری ٹھاکر داس، عبداللہ آتھم اور پادری فنڈر جیسے دشمنان اسلام کی لکھی ہوئی ہیں، آج تک کثرت سے شائع ہوتی اور مسلمانوں کے دل و جگر کو چھیدنے کے لئے ان کے گھروں میں پہنچائی جاتی ہیں، لیکن ان کی ضبطی کا کسی کو خیال بھی نہیں آتا، اگر قابل ضبطی قرار دی جاتی ہے، تو "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" نامی کتاب جو آج سے چھیاسٹھ سال پہلے خود ایک عیسائی کے سوالات کے جواب میں شائع ہوئی۔ اس پر سوائے اس کے کیا کہا جائے ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

# جماعت پشاور کی مسجد کا افتتاح

جماعت پشاور کی مسجد اور مہمانخانہ جو پچھلے دنوں مکمل ہو چکے تھے اور ان کی تعمیر کا سہرہ جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت پشاور برانچ لاہور کے سر ہے جنہوں نے اپنی گوناگون مصروفیتوں کے باوجود ایک شاندار مسجد دو منزلہ اور اعلےٰ قسم کا مہمانخانہ خدا کے فضل سے تعمیر کروا کر ہم سب کو مرہون منت بنا دیا ہے اس کا افتتاح حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب نے مؤرخہ ۱۳ مئی کو فرمایا۔

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ۱۲ مئی کو بذریعہ ہوائی جہاز لاہور سے تشریف لائے سب احباب جماعت ان کے استقبال کے لئے ہوائی اڈہ پر موجود تھے۔ کوئی ساڑھے پانچ بجے کے قریب آپ وہاں سے ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کے بنگلہ پر تشریف لے گئے۔ آپ کی آمد کی خبر روزنامہ انجام پشاور کے ۱۲ تاریخ کے پرچہ میں شائع ہو چکی تھی۔ مؤرخہ ۱۳ مئی کو اکثر احباب آپ سے ڈاکٹر صاحب کے بنگلہ پر ملاقات کے لئے آتے رہے ٹھیک ایک بجے حضرت امیر قوم مسجد تشریف لے آئے۔ اور تمام احباب سے مصافحہ کیا اور ٹھیک ۱½ بجے آپ نے خطبہ جمعہ شروع فرمایا اور ۲½ بجے کے قریب نماز ختم ہوئی۔

ٹھیک ۳½ بجے ہمارا دوسرا پروگرام شروع ہوا پہلے بچوں کا پروگرام تھا۔ تلاوت قرآن شریف صاحبزادہ فضل عالی صاحب نے کرکے جلسہ کا افتتاح کیا، پھر عزیزم عبدالغفور نے حضرت مسیح موعودؑ کے چند اشعار سنائے بعدہٗ عزیزم عبدالرحمٰن نے حضرت مسیح موعودؑ کا مزید نعتیہ کلام نہایت خوش الحانی سے سنا کر سامعین کو محظوظ کیا، پھر عزیزم محمد جمیل الرحمٰن نے احمدیت کے کارہائے نمایاں پر نہایت برجستہ اور عالمانہ تقریر فرمائی۔ عزیز موصوف کوئی چالیس منٹ بولتا رہا۔ اس کی تقریر کو بہت پسند کیا گیا اور سامعین نے داد تحسین پیش کی

پھر بابو محمد صادق صاحب نے نہایت خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اشعار سنائے جو سامعین کے ایمانوں میں اضافہ کا باعث ہوئے۔

ان کے بعد مولانا عبدالباقی صاحب نے جو تقوےٰ اور پارسائی میں اپنی مثال آپ ہیں ایک عالمانہ تقریر فرمائی جو سامعین کے علم میں اضافہ کا موجب ثابت ہوئی۔ آپ کے بعد راقم الحروف نے حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کو ایڈریس پیش کرنے کے علاوہ مسجد پشاور کی تعمیر کے پس منظر پر مفصل روشنی ڈالی اور بتایا کہ کن مشکلات سے ہمیں گذرنا پڑا اور کس طرح ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے ایک مرد مجاہد کی طرح ہماری مشکلات کا حل تلاش کیا اور ہمیں کامیاب بنایا۔

میرے بعد حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک گھنٹہ ایک پر معارف تقریر فرما کر عوام پر عیاں کر دیا کہ حقیقی اسلام تو احمدیوں کے پاس ہے۔ اور بھی جماعتیں دنیا میں اسلام کی خدمت کر رہی ہیں۔ آپ کی تقریر کو اللہ تعالےٰ نے بہت بڑی قبولیت بخشی۔ اکثر غیر از جماعت اور جماعت ربوہ کے دوست بھی مدعو تھے۔ غیر از جماعت دوست یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ ہمیں کس قدر غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا۔ یہ لوگ تو اسلام کے حقیقی خادم ہیں۔ چنانچہ دوسرے روز اخبار انجام پشاور میں تقریر کا حوالہ دیا گیا اور لکھا گیا کہ امیر جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کو خدا اور رسول کی اطاعت کی تلقین فرمائی اور آپ نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔

جماعت ربوہ کے احباب نے بھی حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر کو پسند فرمایا۔ اس مجمع میں کوئی دو صد کے قریب افراد تھے۔ مقامی جماعت کے علاوہ کوہاٹ۔ چارسدہ۔ مردان، زیدہ اور زروبی سے بھی احباب تشریف آئے تھے۔ دوسری جماعتوں (ہزارہ۔ بنوں) کے احباب جیدالاضحٰے نزدیک ہونے کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے۔ مستورات کے لئے بھی باقاعدہ انتظام تھا۔

۵ بجے شام تمام احباب کو پرتکلف عصرانہ دیا گیا۔ خدا کے فضل سے یہ تقریب نہایت کامیاب رہی۔

اس تقریب کے انتظامیہ سلسلہ میں میں جناب عبدالرحمٰن خاں صاحب نیازی کا خاص طور پر مشکور رہوں۔ باوجود کمزوری صحت میری کافی رہنمائی فرماتے رہے۔ ان کے علاوہ عبدالودود خان صاحب صاحبزادہ فضل عالی خانصاحب۔ عزیزم محمد طیب۔ عبدالکریم۔ عبدالحلیم، عبدالرحمٰن، اور گل بی خان، عزیزم محمد جمیل الرحمٰن۔ اور عزیزم عبداللہ خاں خاص طور پر قابل ذکر ہیں، جنہوں نے انتظام میں میرے ہاتھ بٹائے اور نہایت اعلیٰ کارکردگی کا ثبوت دیا۔ چھ بجے کے قریب یہ تقریب بخیر و خوبی ختم ہوئی۔

حضرت امیر قوم کے ہاتھ پر عزیزم محمد ادریس۔ عزیزم محمد ادریس خلف الرشید مولانا عبدالباقی صاحب۔ عزیزم م م نظیر احمد، خلف الرشید محمد داؤد خاں مرحوم مغفور، اور عزیزم محمد جمیل الرحمٰن بیعت کرکے باقاعدہ جماعت میں شامل ہوگئے۔ اللہ تعالےٰ استقامت بخشے۔

محمد الرحمٰن۔ سیکرٹری جماعت
پشاور شہر

## ایک افریقی نوجوان کا قبول اسلام

چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۲ اپریل کو جوزف ایڈی ایک عیسائی نوجوان نے اسلام قبول کیا ہے اسلامی نام مصطفےٰ رکھا گیا ہے

اللھم زد فزد

احمد یار سیکرٹری ۵/۶۲

# اس کائنات کا ایک ہی بادشاہ ہے جو حکمت و قدرت کا واحد مالک ہے

## انسان کے جسم و روح کی تربیت و تہذیب کے لئے اللہ تعالیٰ کے بیشمار انعام و اکرام

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور ۔

اتیٰ امر اللہ فلا تستعجلوہ ۔ سبحنہٗ و تعالیٰ عما یشرکون ینزل الملئکۃ بالروح من امرہٖ علیٰ من یشاء من عبادہٖ ان انذروا انہٗ لا الٰہ الا انا فاتقون ـــــــ وعلی اللہ قصد السبیل ومنہا جائر ۔ ولو شاء لھدٰکم اجمعین ـــــــ (النحل) ـــ

### اصنام پرستی کی قدیم رسم

فرمایا اے اہل مکہ جس عذاب کو تم مانگتے ہو وہ عذاب تو آنے والا ہے ۔ فلا تستعجلوہ اس عذاب کے طلب کرنے میں اتنی جلدی نہ کرو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں مبعوث ہوئے اس قوم کے بہت سے امور ایسے تھے جو اصلاح طلب تھے ۔ ان کی اصلاح میں آپ کو بہت بڑی مشکلات پیش آئیں ۔ ان میں سے بڑی مشکل اصنام پرستی اور توہم پرستی کی قبیح عادت تھی ۔ بت پرستی قدیم سے چلی آ رہی ہے ۔ عرب کے سارے لوگ اس امر میں راسخ العقیدہ تھے کہ بت ہمارا سب کچھ بنا سکتے ہیں ۔

### موجودہ علمی روشنی کے زمانہ میں بت پرستی

آج بھی بعض دوسرے ممالک کے لوگ بت پرستی پر مضبوطی سے قائم ہیں ۔ آج علم و فن اور عقل و دانش کا زمانہ ہے بیسویں صدی علمی روشنی کا زمانہ ہے ۔ اس زمانہ کی ایجادات اور ترقیات پر فخر کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن اس روشنی کے زمانہ میں بھی بت پرستی باقی ہے ۔ ہمارے ہمسایہ ملک بھارت میں اصنام کی پرستش ہوتی ہے اور پتھروں کو پوجا جاتا ہے ۔ یورپ بھی اپنی علمی روشنی کے باوجود بت پرستی میں مبتلا ہے وہاں یسوع مسیح اور مریم کے بتوں کی پوجا ہوتی ہے ۔ یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں ۔

### [ملک] عرب میں اصنام پرستی کا دور دورہ

اس علمی روشنی میں جب بت پرستی جاری ہے تو آج سے چودہ سو سال پہلے کا خیال کریں جبکہ ہر طرف تاریکی اور جہالت کا دور دورہ تھا ، بت پرستی کا کیا عالم ہوگا ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں شرک اور اصنام پرستی کو ترک کرنے کی تلقین فرمائی تو وہ لوگ آپ کے دشمن بن گئے آپ کو بڑی بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا انہوں نے کہا کہ آپ کو اور آپ کے مذہب کو ختم کر کے رکھ دیں گے ۔ اگر آپ کے کہنے کے مطابق خدا ہے ، اور وہ واحد خدا ہے اور وہی زمین و آسمان کا مالک و خالق ہے تو کیوں ہم پر عذاب نازل نہیں ہو جاتا ۔

### بت کسی کام نہیں آ سکتے

جواب میں فرمایا اتیٰ امر اللہ عذاب الٰہی ضرور آئے گا فلا تستعجلوہ اس کی طلب میں اتنی جلدی نہ کرو ۔ تمہارا یہ خیال باطل ہے کہ اس قہر و عذاب سے تمہارے بت تمہیں بچا سکیں گے ۔ ہرگز نہیں سبحنہٗ و تعالیٰ عما یشرکون اس کی تدبیر سلطنت میں کوئی شریک نہیں اور کسی کو دخل نہیں ہے تمہارے بت اس کے حضور شفاعت نہیں کر سکتے ۔ تمہارے بتوں کی تو یہ صورت حال ہے لا یخلقون وھم یخلقون وہ کسی شے کو پیدا نہیں کر سکتے وہ خود مخلوق ہیں لا یملکون لانفسھم نفعا ولا ضرا ۔ وہ اپنے آپ کو بھی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے چہ جائیکہ کسی دوسرے کے لئے ضرر یا فائدہ کا موجب ہوں ۔ اگر عذاب آ جائے تو اس کو ٹال نہیں سکتے ۔ سبحنہٗ و تعالیٰ عما یشرکون ۔ تمہارا یہ خیال باطل ہے کہ یہ بت خدا تعالیٰ کی حکومت میں کوئی حصہ رکھتے ہیں اور وہ کسی عذاب سے بچا سکتے ہیں ۔

### الروح ـــــ زندگی بخش کلام

بتوں نے نہیں خدا ہی نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور اسی نے انسانوں کی اصلاح کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ینزل الملئکۃ بالروح من امرہٖ علیٰ من یشاء من عبادہٖ ۔ [یہ] حقیقی زندگی کا سامان ہمیں خدا تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے ۔ اس کے زندگی بخش کلام کو الروح کہتے ہیں خدا کے مبعوث کردہ عباد ، توحید کا سبق دیتے ہیں اور لوگوں کو اچھے اعمال بجا لانے کی تلقین کرتے ہیں ۔

### عرفان الٰہی کا حصول

اگر خدا تعالیٰ کا عرفان حاصل ہو جائے تو عمل کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے یہ عرفان اس کائنات پر غور کرنے اور وحی الٰہی سے حاصل ہوتا ہے ، جو شخص اس کائنات میں غور کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی توحید کا قائل ہو جاتا ہے ۔

### اللہ تعالیٰ کی قدرت و توحید کے دلائل

خلق السمٰوات والارض بالحق

خدا تعالیٰ نے اپنی قوت اور قدرت اور توحید کے دلائل دیئے ہیں ۔ فرمایا میں نے زمین و آسمان کو حق اور حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے ۔ تعالیٰ عما یشرکون ۔ تمہارے بت اس کائنات کی تخلیق میں کچھ حصہ نہیں رکھتے کائنات کی تخلیق کے ذکر کے بعد انسان کی اپنی تخلیق کا ذکر کیا ہے فرمایا خلق الانسان من نطفۃ ۔ ہم نے انسان کو مٹی کے نچوڑ سے پیدا کیا ہے اور انسان کے خلاصہ سے بھی پیدا کیا ہے انسان کی تمام استعدادیں اس کے بچہ کے اندر آ جاتی ہیں ۔ اس کے اندر نانا دادا اور نانی دادی کی استعدادیں اور خواص پرورش پاتی ہیں ، اس آسمان و زمین کی وسعت پر غور کرنے کے علاوہ تم خود اپنی ذات پر غور کرو تو خدا تعالیٰ کے علم ، قدرت ، حکمت اور کرم تمہارے اندر نظر آتا ہے ۔ یہ انسان اپنی ذات میں خود ایک کائنات ہے اس کو کائنات صغریٰ کہتے ہیں ، اور اس زمین و آسمان کی کائنات کو کائنات کبریٰ کہا جاتا ہے ۔

## انسان ہر چیز کا محتاج ہے

پھر انسان کس قدر محتاج ہے۔ پانی کے بغیر اس کی زندگی محال ہے ھو الذی انزل من السماء ماءً۔ اس خدا نے آسمان سے پانی نازل فرمایا ہے۔ اس کی وجہ سے انسان کے لئے پھول پیدا ہوتے ہیں، پھل پیدا ہوتے ہیں، باغ ہیں یا کھیتیاں ہیں غرض پانی کے بغیر اس کی زندگی محال ہے والانعام خلقھا لکم منھا دفءٌ و منافع و منھا تاکلون۔ مویشیوں کے بغیر بھی انسان کی زندگی محال ہے۔ یہ بھی انسان پر بہت بڑا انعام ہے۔

## مویشی انسانی زندگی کے قیام کا باعث ہیں

مویشیوں کی وجہ سے انسان کے لئے غلہ پیدا ہوتا ہے۔ زمین کا کوئی قطعہ ایسا نہیں جہاں مویشی کام نہ کرتے ہوں۔ ان کے بغیر غلہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر انسان کی تخلیق بہت بڑا انعام ہے تو مویشی کی پیدائش بھی بہت بڑا انعام ہے جو انسان کی زندگی کے قیام کا باعث ہے۔ یہ پہاڑی علاقوں میں بھی انسان کے ممد و معاون ہوتے ہیں اور میدانوں اور صحراؤں میں بھی۔ بادشاہ سے لے کر فقیر تک دودھ کا محتاج ہے۔ مویشی نہ صرف غلہ جات ہمارے لئے پیدا کرتے ہیں بلکہ دودھ بھی پینے کو دیتے ہیں غلہ اور دودھ کے علاوہ یہ اپنا گوشت بھی پیش کرتے ہیں ومنھا تاکلون۔ ولکم فیھا جمال۔ ان کے اندر خوبصورتی بھی ہے حین تریحون جب شام کے وقت انہیں چراگاہوں سے واپس لاتے اور جانوروں کے پیچھے پیچھے چلتے ہو۔ ان کے تھن دودھ سے لبریز ہوتے ہیں اور ان کے جسم پلے ہوئے ہوں اور موٹے ہوتے ہیں۔ مالک دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اس کو ایک گونہ لذت ملتی ہے اور فخر کرتا ہے۔ صحراؤں میں بکریاں اور بھیڑیں لوگوں کی جائداد ہوتی ہیں۔ بعض ملکوں میں جانوروں کے لئے الگ چراگاہیں میلوں دور تک چلی گئی ہیں جو ایک ایک شخص کی ملکیت ہوتی ہیں۔ ایڈورڈ ہشتم جس نے انگلستان کے تخت سے دستبرداری حاصل کر لی تھی، اس کے پاس ایک لمبی چوڑی چراگاہ ہے۔ وحین تسرحون جب تم صبح ان کو ہانک کر باہر لے جاتے ہو تو تمہارے چہروں پر خوشی کی لہر ہوتی ہے وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بلغیہ الا بشق الانفس۔ علاوہ ازیں یہ مویشی تمہارا مال اسباب اٹھا کر ایسے شہروں میں لے جاتے ہیں جہاں تم خود یہ اسباب نہیں لے جا سکتے۔ تمہارے سے لے جانا نہایت مشقت کا موجب ہوتا ہے ان ربکم لرءوف رحیم۔ خدا تعالےٰ کس قدر رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ کچھ مویشی تمہارے دوسرے کاموں کے لئے بھی پیدا کئے گئے والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا ان کے علاوہ تمہارے لئے اس خدا نے گھوڑے خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکو وزینۃ یہ تمہاری سواریاں بھی ہیں۔ یہ تمہاری زینت بھی ہیں۔ بیگم صاحبہ بھوپال ووکنگ کی مدد کیا کرتی تھیں۔ ان کے بیٹے نے ۷۰ ہزار روپے کا ایک گھوڑا خریدا۔ میں نے بیگم صاحبہ کو کہا کہ تمہارے بیٹے نے اتنی رقم کا گھوڑا خریدا ہے اور ووکنگ کو جو آپ عطیہ دیتی ہیں وہ بہت کم ہے۔ گھوڑے لوگوں کی دولت بھی ہیں اور موجب فخر بھی۔ سر آغا خان اپنے گھوڑے کو ریس کے میدان میں فخر سے لے جایا کرتے تھے۔ ہمارے ہاں بھی لوگ اپنے گھوڑوں کو ریس کے میدان میں فخر سے پکڑ کر چلتے ہیں۔ اور فرمایا ویخلق ما لا تعلمون۔ ہمیں کیا پتہ ہے کہ ان سواریوں کے علاوہ بھی اور سواریاں ہیں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے یوں کیوں کہا کہ تم نہیں جانتے اس لئے کہ ایسی سواریاں اس وقت نہیں تھیں جب قرآن نازل ہوا، یہ ہوائی جہاز کہاں تھے؟

## زپلین ہوائی جہاز کی ایجاد

زپلین ایک جرمن تھا، اس نے ایک پلین تیار کیا اس میں بیٹھا اڑا اور گرا، جسم کا ایک عضو ٹوٹ گیا پھر بنایا بیٹھا اور پرواز کی مگر پھر گرا۔ تیسری دفعہ پھر کوشش کی۔ اور کامیاب ہو گیا۔ اس ہوائی جہاز کا نام ہی زپلین رکھا گیا۔

## انسانی جسم اور روح کی پرورش اور تہذیب

ان انعامات کے بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ نہ صرف انسان کے جسم کے لئے انعامات و اکرامات مہیا کرتے ہیں بلکہ اس کی روح کے لئے بھی سامان بہم پہنچاتے ہیں وعلی اللہ قصد السبیل ـــ ہم نے تمہاری پیدائش اور ربوبیت کے لئے اور تمہارے جان و جسم کے رشتہ کو برقرار رکھنے کے لئے اتنا فضل اور کرم کیا ہے اسی طرح انسان کی روح و قلب کی تہذیب و تربیت خدا تعالےٰ نے اپنے ذمہ لے لی ہے خدا تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے روح یعنے کلام الٰہی نازل فرمایا جو قلب کی زندگی کا باعث ہے۔

## قرآن کریم کے راستہ پر چلو

ومنھا جائر۔ اور بھی راستے ہیں جو ٹیڑھے ہیں۔ اور ہلاکت کی طرف لے جاتے ہیں۔ سیدھا راستہ وہی ہے جو اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اپنی مخلوق کو قرآن کی شکل میں عطا کیا ہے تاکہ لوگوں کو اس کلام سے زندگی حاصل ہو ولو شاء لھدٰکم اجمعین ہم نے انسان کو عقل و فہم سے نوازا ہے چاہے اقرار کرے چاہے انکار کرے۔ ہم نے اسے مجبور نہیں کیا۔ ہمارا کام صحیح راستہ بتلانا ہے جو ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچا دیا ہے ـــ یہ تعلیم جو قرآن کریم پیش کرتا ہے نہایت جامع ہے اور نہایت معقول و مفید ہے۔

---

# اخبار احمدیہ

## تقریب نکاح

ـــ ۲۹ مارچ۔ جامعہ احمدیہ لائل پور میں بعد نماز جمعۃ المبارک عزیزہ مختار بیگم بنت مولوی محمد علی صاحب مبلغ اسلام ملتان کا نکاح عزیز محمد اسلم صاحب ولد میاں مہر دین صاحب کے ساتھ بعوض ساڑھے تین صد روپیہ حق مہر پڑھا گیا۔ خطبہ نکاح مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے پڑھا۔

## امتحان مڈل کا نتیجہ

ـــ مسلم ہائی بدوملہی کی طرف سے امسال مڈل کے امتحان میں ۱۳ لڑکے شامل ہوئے۔ تمام کامیاب ہوئے۔ ایک لڑکے کا وظیفہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے یقینی ہے۔ والسلام

عبد الغنی ہیڈ ماسٹر۔

## دعا برائے روزگار کی درخواست

ـــ غلام احمد شاہ ابدالی سکنہ یاری پورہ کشمیر احباب سے دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں کہ انہیں روزگار یعنے ملازمت مل جائے۔

## شمولیت سلسلہ

ـــ مورخہ ۲ مئی کو مندرجہ ذیل احباب باقاعدہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت کے مستقل ممبر بن گئے ہیں۔

(۱) محمد اویس متعلم فورتھ ائیر میڈیکل کالج پشاور یونیورسٹی۔
خلف الرشید مولانا عبد الباقی صاحب

(۲) محمد ادریس متعلم فسٹ ائیر انجینئرنگ اسلامیہ کالج پشاور۔
صاحبزادہ مولانا عبد الباقی صاحب

(۳) محمد نذیر احمد متعلم تھرڈ ائیر میڈیکل کالج پشاور خلف الرشید
محمد داؤد خان مرحوم و مغفور۔

(۴) محمد جمیل الرحمن متعلم جماعت ہشتم خلف الرشید محمد الرحمن صاحب۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ استقامت بخشے اور اسلام کے حقیقی خادم بنائے۔ والسلام محمد الرحمن

# موہوم دل آزاری کی آڑ لے کر

## حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی کے خلاف ہفت روزہ "لاہور" کا احتجاج

کہا جاتا ہے کہ پاکستان ایک مسلمان ملک ہے جس کا حکومتی مذہب اسلام ہے بتایا جاتا ہے کہ اس کے قیام کا مطالبہ اسلام اور فروغ ثقافت و علوم اسلامیہ ہی کے لئے کیا گیا تھا۔ دعوے کیا جاتا ہے کہ اس کا آئین اس کے نظم و نسق کے قواعد اور عدل و انصاف کے احکام و فرامین روح اسلام ہی کے مطابق ترتیب پاتے ہیں — لیکن شاید یہ سب کچھ کہنے اور بتانے ہی کے لئے ہے۔ کیونکہ اس دین فطرت سے محبت اور وارفتگی رکھنے والی نگاہ کو اب تک تو وطن عزیز میں ایسی کوئی قابل ذکر سرگرمی دکھائی نہیں دیتی۔ سوائے اس کے کہ اہل ملک کے شدید احتجاج کے باوجود پاکستان کے ان تعلیمی اداروں میں (جن کا اہتمام و انصرام عیسائی حضرات کے ہاتھوں میں ہے) نئی پاکستانی پود کو کھلے بندوں عیسائیت کا درس دیا جاتا اور ان کی معصوم روحوں اور نوخیز اذہان کو نصرانیت کے ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔ وہ بچے جو ان گھرانوں میں پیدا ہوتے ہیں جن میں صرف ایک خدا کا چرچا اور تذکرہ ہے انہیں اب دن دہاڑے تین خدا ذہن نشین کرائے جاتے ہیں۔

— عوام اور خواص ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ چیخ چکے لیکن ہماری عالی ظرف و بلند نیاز حکومت ذرہ بھر ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ اور اس ہفتہ تو اس نے ایک ایسا حکم دیا ہے جس کی حیثیت کو اصابت و بصیرت کے ترازو میں تولنے کے بعد قلب و نظر کا یہ شبہ قوی تر ہو جاتا ہے کہ واقعی یہ سب کچھ کہنے اور بتانے کے لئے ہی ہے۔ عملاً ہماری حکومتیں اسلام کے نام پر صرف یہودیت و نصرانیت ہی کی تخم ریزی کی نگہداری فرما رہی ہیں — یہ حکم ایسے کتابچہ کی ضبطی سے متعلق ہے جو ایک دردمند نقیب و داعی اسلام نے اپنے دور کے ایک عیسائی پرچارک (سراج الدین عیسائی نامی) کے چار سوالوں کے جواب میں جون سنہ ۱۸۹۷ء میں لکھا تھا جب برصغیر پاک و ہند پر ایک نصرانی قوم (انگریز) کی حکومت تھی اور جو اس وقت اپنی حکومت کی جڑوں کو دلوں اور روحوں میں گہرا گاڑنے کے لئے مسلمانوں پر ہر قسم کی یلغار روا رکھتی تھی۔ اگر ایک طرف مسلمانوں کو اعلیٰ و ادنیٰ سرکاری ملازمتوں سے دور رکھ کر اور انہیں حکومتی مراعات سے محروم کر کے ان میں احساس کمتری پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ تو دوسری طرف ان کے عبداللہ آتھم۔ ٹھاکر داس۔ بی ایچ راوز۔ کیپٹن میل (ریورنڈ) بنگلو۔ ایسے متعصب مصنف "آئینہ اسلام" "المسیحیت والاسلام"۔ "اسمائے الٰہی"۔ "بحث مابین توحید و تثلیث"۔ "دین اسلام"۔ اور "حضرت محمدؐ" ایسی کتابیں لکھ کر اسلام کے عقائد کا مذاق اڑانے اور اس کی آفاقی تعلیم کی تضحیک میں مصروف تھے اور اس کے ساتھ ساتھ درپردہ عیسائیت قبول کرنے کے لالچ پر حکومتی قرب کا من و سلویٰ بھی عام تھا اسلام کے ہر سچے جاں نثار کا نام اس کے نقادوں کی گھناؤنی کتب کی زینت تھا۔

یہ چار دی سوال کفارہ مسیح ناصری کی صلیبی موت عیسائیوں کے تین خداؤں کی حقیقت سے متعلق تھے جن کے جواب میں اسلام کے جاں نثار مصنف نے بدلائل ثابت کیا کہ:-

اول قرآن اور ایک خدا کی ماننے والی قوم مسلمان جس ناصری نبی (عیسیٰؑ) کو جانتی اور مانتی ہے وہ ہرگز (یہودیوں کے دعوے کے مطابق) لعنت کی موت نہیں مرے۔ وہ نہ قتل ہوئے اور نہ صلیب پر ہلاک کئے گئے۔ اور عیسائی قوم جو اپنے گناہوں کی پردہ پوشی کے لئے کفارہ کا مسئلہ گھڑے بیٹھی ہے اس سے قرآن والے حضرت عیسیٰ کے نام مقام اور مشن کی توہین ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسا کر کے عیسائیوں نے یسوع مسیح کی وہ بے ادبی کی ہے کہ دنیا میں کسی قوم نے بھی اپنے رسول یا نبی کی نہیں کی ہوگی۔

دوم:- آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ظہور کے وقت اکثر یہود و نصاریٰ فاسق تھے جیسا کہ قرآن شریف بڑے واضح الفاظ میں گواہی دیتا ہے واکثرھم فاسقون۔

سوم۔ توریت کے پیش نظر صرف یہودی تھے اور اس کی تعلیم کی بھی تمام پرواز یہودیوں ہی تک محدود ہے۔ لیکن وہ قانون جو عام عدل اور ہمدردی و احسان کے لئے دنیا میں آیا وہ صرف قرآن شریعت ہے۔ اور وہ رسول صرف محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

چہارم:- اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں کہ انسان خدا کا پیارا ہو جائے۔ پس جس کی راہ پر چلنا انسان کو محبوب الٰہی بنا دیتا ہے اس سے زیادہ کس کا حق ہے کہ اپنے تئیں روشنی کے نام سے موسوم کرے۔ اسی لئے اللہ جلشانہ نے قرآن شریف میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام "نور" رکھا ہے۔

عرصہ ہوا جب کہ یہ مدلل کتابچہ ہمارے مطالعہ میں آیا تھا لیکن اس کے مطالعہ کی وہ لذت اور خوبی آج تک ہمارے قلب و ذہن پر مستولی ہے کہ اس کے مصنف نے ان سوالوں کے جواب میں جو زبان استعمال کی وہ سراسر انجیلی تھی۔ ایسی کہ سطروں کی سطریں اور پیروں کے پیرے الزامی رنگ میں اناجیل ہی کے چلتے چلے جاتے تھے۔ جو پڑھنے والے کو نہ صرف اس راز سے آگاہ کرتے تھے کہ عیسائیت کی اساس کیسے بودے دلائل پر ہے۔ اس حقیقت سے بھی آشنا کرتے تھے کہ اسلام اور قرآن نے کس طرح آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے انبیاء کی عصمت کا تحفظ کیا ہے۔ خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔

چونکہ یہ تمام باتیں سچی۔ مدلل۔ حقائق سے معمور اور مسکت تھیں۔ اس لئے اس کا نہ صرف ۱۸۹۷ء کی عیسائیت میں متعصب و متشدد حکومت نے کوئی نوٹس نہ لیا۔ اس کے بعد بھی (گو اس کے کتنے ہی ایڈیشن شائع ہوئے) کسی بھی عیسائی حکومت نے اس حق کو بالجبر دبانے کی کوشش نہ کی۔ اور چونکہ ان جوابوں میں مستعمل مذہبی اصطلاحیں۔ بندشیں اور رکھاوٹیں ساری کی ساری توریت و اناجیل سے اخذ کردہ تھیں اس لئے انہیں پڑھنے کے بعد دل آزاری کا تاثر ہرگز پیدا نہیں ہوا اور نہ کبھی کسی نے اس پر دل آزار تحریر ہونے کا فقرہ کسا۔ کیونکہ یہ تو خود عیسائیوں ہی کی زبان، تحریریں، روایتیں اور اصطلاحیں تھیں مسیح ناصری کے لئے "لعنتی موت" کی موت کی تائید آج تک کسی بھی سچے مسلمان کی طرف سے نہیں کی گئی۔ کیونکہ قرآن تو اس اتہام کو سراسر باطل قرار دیتا ہے — حیرت ہے تو اس پر کہ مغربی پاکستان کی موجودہ حکومت کو دل آزاری ناپنے کا پیمانہ کہاں سے ہاتھ آ گیا جس کے ذریعہ اس نے اس کی گہرائی و گیرائی ناپتے ہی اسلام کی تائید میں مبرہن جوابات پر مشتمل اس پمفلٹ کے بارے میں ایک ایسا حکم جاری کرنے میں ذرہ بھر تذبذب سے کام نہ لیا۔ جس کی توفیق انگریزی دور میں نصرانی مذہب رکھنے والی حکومت کو بھی نہ ملی تھی۔ کیا ایسا کر کے دل آزاری کا سد باب کیا گیا ہے یا جدید قسم کی دلآزاری کی طرح ڈالی گئی ہے؟ — کیونکہ ہمارے خیال میں اسلام کی مبرہن تعلیم کو ڈھانپ کر اور چھپا کر تو عیسائیوں کی اس جدید قسم کی دلآزاری کی تشفی کبھی نہ ہو سکے گی۔ اسلام کا قرآن تو جب ان (ایک انسان کو) خدا اور خدا کا بیٹا بنانے والوں کے اس عقیدے کو دیکھتا تو فرط کرب سے یہاں تک پکار اٹھتا ہے "قریب ہے کہ زمین اور آسمان پھٹ جائیں" — اگر کل کلاں کو ۱۹۶۳ء کے ان اتھلے جذبات رکھنے والے عیسائیوں نے یہ عرضی داغ دی کہ حضور ہماری تو قرآن کی اس آیت سے بھی دل آزاری ہوتی ہے۔ تو کیا

(باقی بر صفحہ ۱۲)

# آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دارالشفاء

## بیسویں سالانہ رپورٹ کی ایک جھلک

قارئین پیغام صلح سے مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم و مغفور کی ذات گرامی تعارف کی احتیاج نہیں رکھتی ان کی زندگی بھر کی خدمات نے جو ایک پر جوش مبلغ اسلام کی حیثیت سے انہوں نے سرانجام دیں، بہت سے قلوب پر ناقابل محو اثر چھوڑا ہے اس گہری انسانی ہمدردی کے جوش کی وجہ سے جو مولانا مرحوم کے دل میں جاگزین تھا، وہ اپنی مشنری سرگرمیوں کے اوقات میں سے کچھ وقت ایک چھوٹی سی تنگ و تاریک کوٹھری میں جس میں بجلی کی بھی روشنی نہ تھی۔ بیٹھ کر بہت سے لاعلاج مریضوں کی جسمانی امراض کا علاج کرتے رہے۔

مولانا مرحوم کی ناقابل فراموش یادگار قائم کرنے کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی مناسب اقدام نہ تھا کہ اس تنگ و تاریک کوٹھڑی کو ان کے نام پر ایک خوبصورت، اور آراستہ ذی ڈسپنسری کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا اس دارالشفاء کی سالانہ رپورٹ سے جو اس کی مینیجنگ کمیٹی نے شائع کی ہے اس کی رفتار ترقی اور اس میں آنیوالے مریضوں کی روز افزوں تعداد کا پتہ چلتا ہے۔

سال زیر رپورٹ میں جو مختلف امراض میں مبتلا ہونیوالے مریضوں کا علاج کیا گیا ان کی تعداد ۱۸۰۰۰ تک پہنچی ہے۔ اگرچہ دارالشفاء کی موجودہ جگہ اس سے بہت زیادہ وسیع ہے جو مولانا مرحوم کے وقت میں تھی، تاہم مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد نے اسکو بھی ناکافی اور ایک قابل حل مسئلہ بنا دیا ہے اس بناء پر مینیجنگ کمیٹی نے موجودہ جگہ کو ایک دو منزلہ عمارت کی شکل میں تبدیل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جس کیلئے ایک خاص فنڈ قائم کیا گیا ہے، علاوہ ازیں مریضوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ نے ایک اور مسئلہ بھی پیدا کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ دارالشفاء کے اوقات رات کے دس بجے بڑھا دیئے جائیں۔ موجودہ اوقات نماز مغرب سے لیکر نماز عشا تک ہیں اسلیئے رپورٹ میں ایک ایسے معالج کی خدمات حاصل کرنیکی تجویز کی گئی ہے، جو زیادہ وقت اس کام میں دے سکے جہاں تک آمد و خرچ کا تعلق ہے، رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ کل آٹھ سو روپیہ آمد ہوئی جس میں سے ۱۵۱۷ روپیہ مولانا مرحوم کے بہی خواہوں اور عقیدتمندوں کی طرف سے مختلف عطیات کی صورت میں وصول ہوئے ہیں۔

یہ نہایت ناشکر گذاری کی بات ہوگی، اگر جناب شیخ محمد حسین صاحب کو جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے دیانتدار اور معتمد خزانچی اور دارالشفاء کے سرگرم منتظم ہیں خراج تحسین ادا نہ کیا جائے اپنی سخت ترین دفتری مصروفیات کے باوجود دارالشفاء کی دیکھ بھال اور مریضوں کے علاج میں وہ پورے انہماک کیساتھ رضاکارانہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں، یہ انہی کی تنہا اور انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے کہ دارالشفاء کو یہ بے نظیر ترقی حاصل ہوئی ہے۔ قارئین کرام اور بہی خواہان جو اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہوں، ذیل کے پتہ جات پر اپنے عطیات بھیجکر عنداللہ ماجور ہوں۔

(۱) شیخ محمد حسین صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

(۲) محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

دارالشفاء کا ایک اندرونی منظر

# میں اب اسلام میں آنیکا اعلان کرتا ہوں

## افریقی نومسلم عبدل انیانگ کا قبول اسلام

ذیل کا اعلان ایک افریقی نومسلم مسٹر عبدالعزیز (سابق ایتھن انیانگ) کی طرف سے افریقہ کے روزنامہ ڈیلی میل میں شائع ہوا ہے، موصوف مشرقی نائیجیریا کالج آف کامرس کے تعلیم یافتہ ہیں اور کئی ایک مسیحی مشنری سکولوں میں بطور ٹیچر کام کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے یہ اعلان قاضی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی ڈائرکٹر نائیجیریا مسلم مشن کانو کے ہاتھ پر قبول اسلام کے بعد کیا ہے۔

" سالہا سال سے کئی ایک مسیحی سکولوں کا طالب علم اور ٹیچر رہنے کے بعد مسیحی مذہب کے متعلق جو کچھ مجھے معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ یہ مذہب غیر معقول معتقدات کا مجموعہ ہے۔

لیکن اب نائیجیریا مسلم مشن کانو کے توسط سے ان معتقدات کا اسلام کے سادہ مذہب سے موازنہ کرنے کے بعد مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسلام سچی عالمگیر اخوت کا حامل ہے جو مسیحیت کے تین خداؤں کے برعکس صرف ایک رب العالمین کی پرستش کا نتیجہ ہے۔

اس لئے میں نے اسلام میں آنے کا اعلان کرنے اور اپنی روزانہ زندگی میں اس پر عملدرآمد کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ فی الحقیقت اسی مذہب کی تلقین ہمارے پیغمبر ابراہیمؑ، موسٰےؑ اور یسوع مسیح علیہ السلام نے بھی اسرائیلی قوم کے محدود حلقہ میں ان کی نجات کے لئے کی۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ ایک سچے خدا (اللہ تعالےٰ) کے سوائے کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں اور

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے سچے رسول ہیں ۞

# افریقہ میں تبلیغ اسلام

## انکپو (مشرقی نائجیریا) میں چھ اشخاص کا قبول اسلام اور ایک مدرسہ بنانے کا منصوبہ

## "انکپو میں اسلام کثرت سے پھیلے گا اور لوگ فوج در فوج دائرہ اسلام میں داخل ہوتے جائیں گے"

## میاں بشیر احمد صاحب منٹو کا مکتوب

مجی و مشفقی ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" - لاہور - پاکستان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

تین اپریل کو حکومت اُردن کے سفیر صاحب سے اُن کے دفتر میں ملاقات ہوئی - دو گھنٹے تبادلہ خیالات ہوتا رہا - اپنی جماعت کے عقائد اور کام سے انہیں آگاہ کیا اور چند کتابیں بھی ان کی نذر کیں - اشاعت اسلام میں انہوں نے ہر طرح سے ہماری مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ مشرقی نائجیریا کے ایک شہر انکپو میں ایک مدرسہ اور مسجد کی تعمیر کے لئے وہ ایک سو پانچ پونڈ چندہ دے چکے ہیں، آٹھ اپریل کو مجھے اور چند دوسرے دوستوں کو مشرقی نائجیریا کے دورہ پر روانہ ہونا تھا - ہمارے سفر کے تمام اخراجات کی کفالت انہوں نے اپنے ذمہ لے لی اور اپنا ایک نمایندہ بھی ہمارے ہمراہ بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا - ان کے مشورہ سے طے ہوا کہ ہم آٹھ اپریل کو صبح چار بجے لیگوس سے روانہ ہو جائیں چنانچہ آٹھ اپریل کی صبح کو عبدالکریم لیگوڈا صاحب صدر جماعت اسلامیہ کار لے کر میری اقامت گاہ پر پہنچ گئے - میں اور نذیر تیار ہی بیٹھے تھے - ان کے آتے ہی روانہ ہو گئے - پہلے ہم اگیگی (AGEGE) گئے - یہ ایک مختصر سا شہر ہے اور لیگوس سے تقریباً تیس میل دور ہے - یہاں الحاج شیخ آدم نے ایک عربک سکول کھول رکھا ہے، الازہر میں چار برس گذار چکے ہیں اور عربی زبان میں بخوبی گفتگو کر سکتے ہیں - اس سکول کے پرنسپل بھی وہی ہیں - وہ بھی ہمارے ساتھ ہو گئے - عطا شبلی صاحب نمایندہ حکومت اردن پہلے ہی ہمارے ہمراہ تھے - یہاں سے یہ قافلہ سیدھا انتشا کی طرف روانہ ہو گیا۔

شام کو سات بجے ہم اسابہ (ASABA) پہنچے - یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو دریائے نائجیریا کے کنارے واقع ہے - یہاں مغربی نائجیریا کی حد ختم ہوتی ہے - دریا کی دوسری طرف مشرقی نائجیریا کا تجارتی شہر ONITSHA ہے - رات ہم نے اسابہ کے ریسٹ ہاؤس میں گذاری اور ۹ کی صبح کو دریا پار کر کے انتشا پہنچ گئے - یہاں سب سے پہلے تجانی صاحب، صدر ایسٹرن مسلم لیگ، آرلو (ORLU) سے ملے - ان کو ہمراہ لے کر شہر کے معزز آدمیوں سے ملاقاتیں کیں اور اشاعت اسلام میں حصہ لینے کی ترغیب دی - ایک بجے کے قریب ہم ORLU روانہ ہو گئے - مشرقی مسلم لیگ کے ممبروں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، امامت کے فرائض احباب کے اصرار پر مجھے ہی ادا کرنے پڑے - سوا چار بجے ہم یہاں سے روانہ ہو گئے اور نماز مغرب کے وقت انکپو پہنچ گئے - رات یہاں کے ریسٹ ہاؤس میں گذاری - ہم نے اپنے مبلغ عمر علیسو صاحب کو اپنے آنے کی اطلاع کر دی ہوئی تھی، وہ صبح دو آدمیوں کے ساتھ لے کر ریسٹ ہاؤس پہنچ گئے - میرے اور نذیر کے علاوہ باقی تمام اصحاب واپس انتشا چلے گئے -

ہم دونوں علیسو صاحب کی معیت میں اموزو (AMUZU) کی طرف بڑھے - یہ ایک چھوٹا گاؤں ہے جو انکپو کے قصبہ سے تین میل دور ہے یہ علاقہ پہاڑی ہے اور جنگلوں میں گھرا ہوا ہے - پھلدار درختوں میں ناریل - پام - اور کیلے کے درخت کثرت سے ہیں - مچھروں کی یہاں بہتات ہے اور رومن کیتھولک ہسپتال کے ایک ڈاکٹر کے بیان کے مطابق نائجیریا میں سب سے زیادہ مچھر یہیں ہیں - مجھے ان کے بیان میں کوئی شبہ نہیں - اکیس دن کے قیام نے مجھ پر یہ حقیقت واضح کر دی تھی -

لباس سے یہاں کے لوگوں کو کوئی رغبت نہیں، عریانی کی حالت میں رہنا زیادہ پسند ہے عورتیں بھی بے تکلف اسی حالت میں چلتی پھرتی ہیں، عورتیں مردوں سے کم محنتی نہیں، جو کام وہ کرتے ہیں یہ بھی کرتی ہیں - عام طور پر یہ لوگ کسان ہیں مگر زمین کی پیداوار اتنی نہیں ہوتی کہ ان کا گذارہ ہو سکے اس لئے زمینداری کے علاوہ دوسرے کام بھی کرتے ہیں - مثلاً مٹی کے برتن اور چٹائیاں وغیرہ بھی بناتے ہیں -

مذہباً یہ لوگ بت پرست ہیں اور ہر طرح کے توہمات میں مبتلا ہیں - مرغے کی دونوں ٹانگیں مضبوطی سے باندھ کر اسے درخت یا بانس سے لٹکا دیتے ہیں، وہ بیچارہ تڑپ تڑپ کر ایک یا دو دن میں مر جاتا ہے - اس طرح یہ ان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ عذابوں سے نجات حاصل کرنے کا یہی صحیح راستہ ہے - بکرے یا بھیڑ کی قربانی بھی دیتے ہیں مگر ان کا صرف خون اپنے جوجوؤں کی نذر کرتے ہیں - گوشت خود بھی کھاتے ہیں اور دوسروں میں بھی تقسیم کرتے ہیں - یہ نظارے تقریباً ہر روز ہی دیکھنے میں آتے ہیں -

نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جنہوں نے عیسائی مدرسوں میں تعلیم پائی ہے - سب کے سب مسیحی ہیں - مسیحی مشنریوں کا قاعدہ یہ ہے کہ جو بچہ بھی ان کے سکولوں میں داخل ہو اسے لازماً مسیحی تعلیم دیتے ہیں اور تین چار سال کے بعد بپتسمہ دے کر باقاعدہ مسیحی مذہب میں داخل کر لیتے ہیں -

اگرچہ میں ان لوگوں میں بالکل اجنبی تھا مگر ایک دو دن کے قیام نے ہی اُن کی جھجک دُور کر دی - مرد اور عورتیں، لڑکے اور لڑکیاں جوق در جوق میرے پاس آنے لگے - علیسو صاحب میرے ترجمان تھے - اُن سے ہر قسم کی باتیں ہوتی تھیں، ان کے گھروں کے متعلق، ان کے کاروبار کے بارے میں اور ساتھ ہی ساتھ مذہب کا بھی ذکر ہوتا رہتا تھا - ان کی رسم یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی وہ اپنے خاندان کے کسی فرد کو اپنے سے علیحدہ نہیں کرتے بلکہ اپنے گھر کے اندر ہی دفن کر دیتے ہیں - قبر نہیں بناتے - دفن کرنے کے بعد فرش ہموار کر دیتے ہیں - بہر حال یہ تمام لوگ ہم سے خوش تھے اور ہماری مجلس میں بیٹھنا پسند کرتے تھے -

حسب ذیل افراد مشرف بہ اسلام ہوئے:-

1. Ahami Ude - carpenter, knows English, age 32, married two wives, three childrens - girls.
2. Egwu Agha, single, farmer, Age [illegible].
3. Hyacinth Adam, age 19 years, studied upto High School
4. Anthony Anya, Age 39

formerr,
Knows English
5 Chief Ikram
Obia, 65, Knows English.
6 Oko Anabi,
Age 45, formerr,
formerly a police-
man,
Knows English.

انیس (۱۹) اپریل کو جمعہ کی نماز پڑھی گئی۔ جس جگہ آج تک کبھی اذان نہیں دی گئی تھی وہاں ہر روز اذانیں دی جانے لگیں اور ہمارے دین کا ہر طرف چرچا ہو گیا۔ انگریزی جاننے والوں کو اپنے پمفلٹس پڑھنے کے لئے دیئے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اٹکپو میں اسلام کثرت سے پھیلے گا، اور لوگ فوج در فوج دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔

پانچ ایکڑ زمین بوگاؤں والوں نے ہمیں سکول بنانے کے لئے دی ہے اس کی حدیں متعین کرنے کے لئے ہم نے سیمنٹ کے بیکنز ...... (Beacons) نصب کر دیئے ہیں۔ مقامی سکولوں کے لڑکوں نے کچھ ریت جمع کی ہوئی تھی وہ ہم نے اُن سے خرید لی، سیمنٹ کی تین بوریاں وزنی تین سو پندرہ پاؤنڈ اور کچھ پتھر بھی خرید لئے گئے۔ اب بہت جلد زمین کو جھاڑیوں اور درختوں سے صاف کر دیا جائے گا، اور بارش ختم ہونے کے بعد عمارت کا کام شروع ہو جائے گا۔

بائیس اپریل کو نذیر صاحب ملیریا کی لپیٹ میں آ گئے۔ پچیس اپریل کی شام کو ہم نے ایک آدمی رومن کیتھولک ہسپتال سے ڈاکٹر کو بلانے کے لئے بھیجا۔ مگر بارش اس زور کی شروع ہو گئی کہ ایک درخت سڑک پر گر گیا اور راستہ مسدود ہو جانے کی وجہ سے ہسپتال کی کار مجبوراً واپس چلی گئی۔ دوسرے دن درخت سڑک پر سے ہٹایا گیا اور نذیر صاحب کو کار میں بٹھا کر ہسپتال پہنچایا گیا۔ وہاں ڈاکٹر صاحب نے ایک انجکشن دیا اور کچھ دوائی کھانے کے لئے دی۔ چھبیس کو بخار اُتر گیا مگر پانچ دن کے بخار ہی نے انہیں بیحد کمزور کر دیا۔ دیہاتی زندگی بھی ان کے لئے نئی تھی۔ ایک تو مہذب دنیا سے ہمارا تعلق بالکل قطع ہو گیا تھا اور دوسرے یہاں زندگی کی معمولی سے معمولی سہولت بھی میسر نہ تھی، میرے لئے یہ کوئی نئی چیز نہ تھی۔ مگر وہ بیچارے بہت تنگ آ گئے اور اصرار کرنے لگے کہ ہم واپس لیگوس چل دیں۔ اٹھائیس اپریل کو چل کر ۲۹ کو لیگوس پہنچ گئے۔ چار پانچ ماہ کے بعد پھر مشرقی نائیجیریا کا دورہ کرنا ہوگا۔

خاکسار
بشیر احمد منٹو

# عید الاضحیٰ وکنگ میں!

## مولانا یعقوب خان صاحب کا مکتوب

ووکنگ ۔ ۴ مئی ۱۹۶۳ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج عید الاضحیٰ پر چار ہزار کا مجمع تھا جو بہت کم ہوا کرتا ہے۔ موسم چونکہ غیر معمولی خوشگوار تھا اس لئے لوگ کثرت سے آئے۔ ایک انگریز نومسلم مسٹر کار نے اپنی تین لڑکیوں کو بھی اجتماع کے سامنے کلمہ شہادت پڑھایا اور اس طرح سارا خاندان مسلمان ہوا۔ خطبہ کا موضوع بشپ Woolwich کی مشہور کتاب Honest to God کی تردید میں تھا۔ جس میں بتایا کہ مسیحیت میں خدا کے تصور کے متعلق جو مشکل پیش آتی ہے اور جس کی وجہ سے بشپ صاحب نے یہ کتاب لکھی کہ ہمیں خدا کا تصور بدلنا چاہیئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسیحیوں نے خدا کو آسمان پر بٹھا رکھا ہے اور مسیح کو بھی وہاں خدا کے دائیں ہاتھ بٹھایا ہے۔ اسلام میں بھی مسیح کی رفع کا ذکر ہے۔ مگر وہ رفع الی اللہ ہے رفع الی السماء نہیں ہے اور نور السموات والارض ہے اور حبل الورید سے بھی زیادہ انسان کے نزدیک ہے۔ اس لئے اسلام میں خدا کا تصور کسی انسان کا نہیں ہے جو آسمان پر بیٹھا ہے ــــ لیکن اسلام کا تصور خدا یہ بھی نہیں کہ وہ محض ایک فلسفیانہ یا سائنس کا نظریہ ہے اسلام میں خدا قادر مطلق ہستی ہے جو بولتا ہے اور سنتا ہے اور انسان کی دعائیں سنتا ہے اور ان کا جواب دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی خارجی ہستی پر دوسرا اعتراض جو فرائڈ کے نظریہ کی بناء پر اس کتاب میں کیا گیا ہے کہ وہ انسان کے تحت الشعور کی ہی کرشمہ سازی ہے اور خارج میں کوئی ہستی نہیں اس کی قطعی تردید بھی صرف خدا تعالےٰ کی صفت گفتار سے ہو سکتی ہے۔ جب خدا انسان سے ہمکلام ہوتا ہے تو پھر اس کی ہستی کے متعلق کوئی شک شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ اسی یقین محکم کا نتیجہ تھا کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے فرزند کے گلے پر چھری پھیرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اگر انہیں ذرا بھی شبہ ہوتا کہ جو میں نے دیکھا ہے وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے تو وہ ایسا نہ کرتے۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے معصوم موسیٰ کو دریائے نیل کی لہروں کے سپرد کر دیا۔ اس لئے کہ انہیں جو آواز سنائی دی اس کے متعلق یقین کامل تھا کہ خدا کی طرف سے ہے ہمکلامی سے ہی شکوک و شبہات کے بادل چھٹ کر حق الیقین پیدا ہوتا ہے۔ سب سے بڑی دلیل وحی کی خارجیت کے متعلق یہ ہے کہ انبیاءؑ اور اُن کے متبعین اپنے مخالفین پر غالب آتے ہیں۔ سارے انبیاءؑ کی زندگی میں یہی نظر آتا ہے خود حضرت مسیحؑ بھی خدا کی نصرت سے بچائے گئے۔ اسلام میں نصرت الٰہی کا یہ نظارہ ایسا روشن تھا کہ گویا نصف النہار کا سورج ہے ۶۲۲ء میں نبی کریمؐ جان بچانے کے لئے ہجرت کرتے ہیں ۶۳۲ء میں یعنی محض دس سال کے عرصہ میں عرب کے بادشاہ ہوتے ہیں اور آپ کی وفات کے ۸۰ سال کے اندر اسلام مشرق میں ترکستان تک اور مغرب میں ہسپانیہ تک پھیل گیا۔ یہ ایمانی قوت کی فتح تھی۔

اس وقت دو بڑی طاقتیں آپس میں گتھم گتھا نظر آ رہی ہیں: ایک مادی نظریہ حیات کا پھل ہمارے سامنے ہے جس نے ہائیڈروجن بم کی عالم سوز تباہی انسانیت کے سر پر کھڑی کر دی ہے۔ اس کے بالمقابل ایمان باللہ کا نظریۂ حیات ہے۔ جو اس زہر کے لئے واحد تریاق ہے۔

بشپ صاحب کی تردید میں یہاں کے اخبارات میں بہت سے مضامین شائع ہوئے مگر صحیح جواب صرف قرآن کریم ہے ــــ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے مسیحی دنیا کو یہ پیغام پہنچانے کا حق ادا نہیں کیا ــــ آج اگر انگریز قوم بھٹکتی نظر آ رہی ہے تو اس کی کچھ ذمہ داری خود مسلمانوں کی اس فرض ناشناسی پر عائد ہوتی ہے۔

پاکستان کے وزیر تجارت وحید الزمان بھی شرکت کے لئے آئے ...... چار ہزار مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام آسان کام نہیں۔ اس کام کی دیکھ بھال میں مسز عبداللہ اور مسز محمد طفیل نے بڑی محنت سے کام کیا۔

والسلام
محمد یعقوب خان ووکنگ

# ہالینڈ میں اسلام کی تبلیغ

## شیخ میاں محمد ٹرسٹ - انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز کی تبلیغی سرگرمیاں

الحمد للہ کہ مارچ اور اپریل کے دوران میں انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز کے ماتحت تبلیغ و تعلیم کا سلسلہ باقاعدہ جاری رہا۔ ہر ہفتہ عربی کلاس میں شریک ہونے والے احباب عربی کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

### یوم پاکستان پر جلسہ

جلسوں وغیرہ کا سلسلہ بھی باقاعدہ جاری رہا۔ ہم نے اس دفعہ ایک جلسہ ۲۲ر مارچ کو یوم پاکستان کی مناسبت سے منعقد کیا۔ اس جلسہ میں بڑی تعداد میں دوست شریک ہوئے۔ مکرم و محترم جمیل الدین حسن صاحب نے اس موقعہ پر پاکستان کے متعلق تقریر فرمائی جس میں آپ نے بتلایا کہ پاکستان کے قیام کی ایک سب سے بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ مسلمان ایک بڑی اقلیت کی صورت میں ہندوستان میں ہندوؤں کے ساتھ گزارہ نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی وہ اسلام کے مطابق زندگیوں کو ڈھال سکتے تھے۔ اگرچہ انفرادی طور پر ایسا کرنا ممکن تھا لیکن اجتماعی زندگی اسلام کے اصولوں کے مطابق بسر کرنا ناممکن تھا۔ مسلمانوں نے سنہ ۱۹۴۰ء تک ہر طرح سے اپنے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے ہندوؤں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی ہر ممکن کوشش کر کے دیکھ لیا تھا کہ دراصل ایسا کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اس لئے انہوں نے ۲۳ر مارچ سنہ ۱۹۴۰ء کو لاہور کے مقام پر ایک علیحدہ ریاست کے قیام کے مطالبہ کا اعلان کر دیا۔ اس وقت یہ مطالبہ ایسا خواب شمار کیا گیا جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔ لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ اس اعلان کے سات سال بعد وہ خواب ایک حقیقت بن گیا اور مسلمانوں کی ایک علیحدہ ریاست قائم ہو گئی۔

پاکستان کی مالی حالت بہت ہی خراب تھی اگرچہ پاکستان کے پاس کافی پٹ سن اور روئی تھی لیکن کوئی فیکٹری نہ تھی جس سے مصنوعات بنائی جا سکیں۔ سارے ملک میں صنعت بہت ہی کم تھی۔ اس لئے حکومت پاکستان نے شروع سے ہی اس طرف توجہ فرمائی۔ اور آج ملک بہت سی مصنوعات میں خود کفیل ہو چکا ہے اور حکومت کی نئی تشکیل ہونے کی وجہ سے اب پاکستان کی حکومت کافی مضبوط ہو چکی ہے اور پریذیڈنٹ محمد ایوب خاں صاحب کی حکومت ملک میں بہت سی اصلاحات کر چکی ہے اور مزید اصلاحات کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ پاکستان کے غیر ممالک کے ساتھ بہت اچھے تعلقات ہیں سوائے ہندوستان کے۔ اور اس کی یہ وجہ ہے کہ ہندوستان مسئلہ کشمیر کو سلجھانے کے لئے جمہوری اصولوں کے مطابق عمل کرنے کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

خاکسار نے بھی ڈچ زبان میں تقریر کی جس میں وضاحت سے ان امور پر روشنی ڈالی جو پاکستان بننے کا موجب ہوئے تھے۔ تقاریر کے بعد پاکستان کے متعلق موودی فلم دکھلائی گئی۔ جنہیں دوستوں نے بہت پسند کی۔

### ایک پادری صاحب کے ہاں تقریر

یکم مارچ کو خاکسار کو ایک عیسائی پادری نے اپنے ہاں iddellberg میں تقریر کرنے کے لئے مدعو کیا۔ یہ مقام یہاں سے قریباً دو گھنٹے کے سفر کے فاصلہ پر ہے۔ خاکسار نے وہاں پہنچکر جو تقریر کی اس میں سب سے پہلے بائبل کی پیشگوئیوں کا ذکر کیا جن میں نبی اکرم صلعم کی آمد کی پیشگوئی کا ذکر ہے۔ پھر بتلایا کہ اسلام دراصل ان خرابیوں کو دور کرنے کے لئے آیا تھا جو گذشتہ مذاہب کے پیروؤں نے اپنے اپنے مذہب میں پیدا کر لی تھیں۔ ورنہ سب مذاہب کی اصولی تعلیم وہی ہے۔ جو اسلام سکھلاتا ہے۔ لیکچر کے بعد کافی دیر تک تبادلۂ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔ حاضرین نے اس لیکچر کو بہت پسند کیا اور بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ کیونکہ یہ پہلا موقعہ تھا کہ انہیں اس طرح ایک مسلمان کی زبانی اسلام کے متعلق تقریر سننے اور اس کے ساتھ تبادلۂ خیالات کا موقعہ ملا۔ جلسہ کے اختتام پر خاکسار قریباً ایک بجے شب واپس گھر پہنچا۔

### ہیگ کی ایک سوسائٹی میں تقریر

تین مارچ کو ہیگ کی ایک سوسائٹی نے لیکچر کے لئے مدعو کیا جس میں خاکسار نے پون گھنٹہ تک (تکمیل نفس کے مدارج) پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے تقریر کی۔ اس تقریر میں اس امر پر زور دیا گیا کہ ہر مذہب کا لب لباب انسانی نفس کی تکمیل ہے اور اسی غرض سے مذاہب دنیا میں آتے رہے۔ اسلام نے اسے بہت کھول کر بیان کیا ہے۔ تکمیل نفس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان خدا بن جاتا ہے بلکہ یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی خدا کی خاطر بسر کرتا ہے اور جس طرح خدائی صفات کا اظہار ہوتا ہے اسی طرح کامل انسان بلاتفریق ساری مخلوق کی بہتری کے لئے عمل کرتا ہے۔ اس کا ہر کام محض خدا کی رضا کی خاطر ہوتا ہے وہ نہ تو کسی کے ڈر سے اور نہ ہی کسی چیز کے لالچ سے اچھے اعمال کرتا ہے بلکہ خدا کا قرب حاصل کرنا اس کا مقصد وحید ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص تکمیل نفس کا دعویٰ کرے لیکن اس کے اعمال اس کی شہادت نہ دیں تو ایسا شخص اپنے نفس کو دھوکا دے رہا ہے۔ تقریر کے بعد کافی دیر تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

### "یوم صلیب مسیح" پر جلسہ

ہم نے ایک جلسہ "یوم صلیب مسیح" کی مناسبت سے کیا جس میں تقریر کے لئے ایک لبرل پادری صاحب مسٹر بوبک۔ عبداللہ فان اونک کو مدعو کیا۔ خاکسار نے مہمانوں کی خوش آمدید کرنے کے بعد مسیح کے متعلق اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ ہم مسلمان مسیح کو خدا کا برگزیدہ نبی تسلیم کرتے ہیں، جو کہ قریباً دو ہزار سال فلسطین کے ملک میں پیدا ہوئے انہوں نے اہل یہود کی اصلاح کی ہر چند کوشش کی مگر انہیں اس میں زیادہ کامیابی نہ ہوئی آخر ان کے دشمنوں نے انہیں صلیب کے ذریعہ مار دینے کی تجویز کی اور اسے ایک حد تک عملی جامہ بھی پہنا دیا۔ لیکن اس خدا نے جس نے انہیں مبعوث فرمایا تھا مسیح کو صلیب سے بچا لیا۔

خاکسار کے بعد مسٹر بوبک (ابھی مسلمان نہیں ہوئے) نے واقعات صلیب پر بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ مسیح کو دراصل بے ہوشی کی حالت میں صلیب سے اتار کر قبر میں رکھ دیا گیا جہاں سے وہ طاقت پکڑنے کے بعد نکل کر دوسری جگہوں کی طرف تشریف لے گئے۔ وہ کچھ عرصہ تک اپنے متبعین سے بھی ملتے رہے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ حالات اور بھی خراب ہو رہے ہیں تو اس ملک کو چھوڑ کر کسی اور ملک کی طرف روانہ ہو گئے مختلف ممالک کی تاریخ سے ان کا ان ممالک کی طرف جانا ظاہر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ کشمیر پہنچ گئے جہاں آج تک ان کی قبر موجود ہے۔

پادری صاحب Boek نے اپنی تقریر میں گناہ اور اس کی معافی پر روشنی ڈالی اور عام عیسائی کفارے کے نظریہ کے خلاف بتلایا کہ گناہ کسی دوسرے شخص کی موت سے بخشے نہیں جا سکتے۔

مسٹر عبداللہ فان اونک نے صلیب سے مسیح کی نجات کے متعلق بتلایا کہ دراصل یہ واقعہ ہم مسلمانوں کے لئے بہت ہی خوشی کا موجب ہے اس موقعہ پر خدا کا بہت بڑا نشان ظاہر ہوا کہ اس نے اپنے ایک برگزیدہ انسان کو اس وقت موت کے پنجے سے نجات دی جبکہ اس سے چھٹکارا

کسی انسان کے نزدیک بھی ممکن نہ تھا۔

تقاریر کے بعد احباب کو سوالات کا موقعہ دیا گیا چنانچہ کافی دیر تک سلسلہ بحث جاری رہا۔

## ایک عیسائی دوست سے تبادلہ خیالات

دو دفعہ ایک عیسائی دوست تبادلہ خیالات کے لئے تشریف لائے جن کے ساتھ ہر دفعہ دو دو گھنٹہ گفتگو ہوتی رہی۔ یہ دوست یہاں مذکورہ بالا جلسہ میں شریک ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ وہ باقاعدہ قرآن اور بائبل پر تبادلہ خیالات کرنا چاہتے ہیں چنانچہ ہماری طرف سے رضامندی کا اظہار کیا گیا جس کے نتیجہ میں وہ دو دفعہ آ چکے ہیں اور آیندہ بھی آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ایک دفعہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر اور دوسری دفعہ البقرہ کے پہلے رکوع کی وضاحت کی گئی۔ انہوں نے مرقس کے پہلے باب کی چند آیات پر روشنی ڈالی۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ ایک عیسائی ہمارے ساتھ مل کر باقاعدہ انجیل اور قرآن کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کے اچھے نتائج پیدا فرمائے۔

## ہالینڈ کا ایک فلاسفر اسلام کی تائید میں

ایک جلسہ ۳۰ اپریل کو کیا گیا جس میں مسٹر بویک نے ہالینڈ کے سترھویں صدی عیسوی کے فلاسفر Spinoza کے نظریات پر تقریر کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بتلایا کہ سپینوزہ کے نظریات کا اسلام کی تعلیم سے بالکل تطابق معلوم ہوتا ہے اگر ان کی اسلام کے ساتھ واقفیت ہوتی تو وہ یقیناً اسلام کے شیدائیوں میں سے ہوتے۔ وہ اسلام کی طرح الہام کو عالمگیر مانتے ہیں اور خدا کی توحید کے قائل ہیں، انہوں نے بائبل پر بالکل اسی قسم کی تنقید کی ہے۔ جیسے کہ اسلام کرتا ہے۔ آپ کی تقریر بہت دلچسپی کا موجب ہوئی بعد میں قریباً دو گھنٹہ تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

## مختلف لوگوں سے رابطہ

ان دو مہینوں میں مسلمانوں کی بہت آمد و رفت رہی۔ مختلف تعلیمیافتہ دوستوں کو ہم کھانے پر مدعو کرتے رہے اور اس طرح ان کے ساتھ گہرا رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ ایک عیسائی جوڑے کو بعض مشکلات تھیں۔ ہم نے جہاں تک ہو سکا ان سے حسن سلوک کے علاوہ ان کی مدد بھی کرتے رہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمارے اس سلوک سے وہ کافی متاثر ہیں۔ ہمارے دوستوں نے کینیا کے سیلاب زدگان کی مدد کے لئے دس پونڈ کی رقم جمع کی جو کہ وہاں اس ماہ بھجوا دی گئی ہے۔

## الفارق کے ذریعہ تبلیغ

اللہ تعالےٰ کے فضل سے الفارق باقاعدہ نکلتا رہا۔ مسٹر بویک بڑی دلچسپی سے مضامین لکھتے رہے۔ انہوں نے ایک مضمون ترکی کے آخری سلاطین اور ان کی حمایت اسلام کے موضوع پر لکھا۔ ایک مضمون مسٹر میلمہ نے پاکستان کے موضوع پر لکھا جو شائع کیا گیا۔

## احباب سے درخواست دعا

خدا تعالےٰ کے فضل سے تمام احباب خیریت سے ہیں۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ہماری تبلیغی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا کرتے رہیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ تثلیث کی جگہ توحید کا قیام فرمائے۔ والسلام

غلام احمد بشیر مبلغ ہالینڈ

---

## مسئلہ قادیانیت — از صفحہ ۱۳

سوائے کچھ باقی نہیں رہا۔ اور اس کے لئے اتباع نبوی کی شرط ہے بغیر اتباع خیر البریہ کے نہیں حاصل ہو سکتا اور واللہ کی قسم کہ یہ مقام مجھے مصطفوی انوار کی شعاعوں کی اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہوا اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجاز کے طور پر میرا نام نبی رکھا گیا۔ حقیقت کے طور پر نہیں۔

مرزا صاحب کی یہ عبارت کسی تشریح کی محتاج نہیں صرف اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجازاً کسی کا نام نبی رکھا جانا دعوےٰ نبوت کو مستلزم نہیں ہم اپنی زبان میں کسی کو اس کی بہادری کی وجہ سے شیر کہدیں یا رستم نام رکھدیں تو وہ فی الحقیقت شیر یا رستم نہیں بن جاتا۔

آخر میں ان احباب کی خدمت میں جو مرزا صاحب کے کلمات کو خلاف شریعت سمجھتے ہوئے فتوے کفر پر مصر ہیں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے چند کلمات پیش کرتا ہوں:۔

طریق مسلمانی و مہربانی آنست کہ کلمہ کہ ظاہر آں مخالف علوم شرعیہ اگر از شخصے صادر شود، باید دید کہ قائل آں کیست، اگر ملحد و زندیق بود، ردّ آں باید کرد در اصلاح آں نباید کوشید، و اگر قائل آں کلمہ از مسلمانان بود و ایمانے بخدا و رسول داشتہ باشد در اصلاح آں سخن باید کوشید و محمل صحیح از برائے آں پیدا باید نمود یا از آں قائل حل آں باید طلبید و اگر از حل آں عاجز آید نصیحتش باید کرد۔ امر معروف و نہی منکر برحق اولی است کہ باجابت نزدیک است و اگر مقصود اجابت نباشد تفضیح مطلوب بود امر دیگر است۔

(مکتوبات جلد ثالث مکتوب (۱۲) ص ۲۴)

## احمدیہ ہال کے لئے ایک مرحومہ کا عطیہ

(۱) مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل۔

(۲)۔ مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

خاکسار سمیع اللہ عرض کرتا ہے:۔

(۱)۔ میری حقیقی ہمشیرہ محترمہ مفضل بیگم صاحبہ ۲۰ اپریل ۱۹۶۳ء کو انتقال فرما گئیں ہیں۔ بنا بریں مرحومہ کو ان کی وصیت کے مطابق حضرت والدہ مرحومہ کے پہلو میں (جہاں جماعت احمدیہ لاہور کے مرحوم بزرگان کے مزار ہیں) دفن کر دیا گیا ہے۔

(۲) مرحومہ مغفورہ ہر دو جماعت احمدیہ کے بزرگان سے دلی محبت اور عقیدت رکھتی تھیں۔ اور وقتاً فوقتاً چندہ بھی دونوں طرف ادا فرمایا کرتی تھی۔

(۳) غربا اور لواحقین کو کچھ رقم ادا کرنے کے بعد مرحومہ مغفورہ کا کل اثاثہ مبلغ چار سو روپیہ ہے جو ہر دو احمدیہ جماعتوں میں نصف نصف ادا کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

(۴)۔ مبلغ دو سو روپیہ میں نے یہاں احمدیہ ہال میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد میں جماعت احمدیہ لاہور تعمیر فرما رہی ہے ادا کر دیا ہے۔

(۵)۔ بقایا مبلغ دو سو روپیہ جماعت احمدیہ ربوہ کے مقامی جناب امیر صاحب کی خدمت میں بوساطت شیخ محمد عمر صاحب ملازم پنجاب ڈیجی ٹیبل گھی مل لاہور ادا کر دیا گیا ہے۔ اور ان کی خدمت میں عرض کی گئی ہے۔ کہ وہ مبلغ دو سو روپیہ کی رقم ربوہ کے دفتر میں پہنچا دیویں۔ اور یہ بھی عرض کی گئی کہ یہ مبلغات کسی ایسی مد میں جمع کئے جائیں جو مرحومہ مغفورہ کے لئے بطور صدقہ جاریہ کے ہو۔

(۶)۔ مشکور ہوں گا کہ یہ چند سطور اپنی اخبار میں درج فرما کر مشکور فرمائیں۔

(۷)۔ مندرجہ بالا سطور کی ایک نقل جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل اور ایک نقل جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح روانہ کی گئی۔

(۸)۔ جو جو صاحب اس عریضہ کو اخبار میں پڑھیں انکی خدمت میں عرض ہے کہ وہ میری ہمشیرہ مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ والسلام۔ بندہ سمیع اللہ K.S., P.AS P.TP

---

۲۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ مرزا صاحب کے مخالفین حضرت مجدد صاحب کے اس فرمودہ کے مطابق عمل کر کے انکے کلمات کو وہی معنے پہنائیں جو شریعت کے مطابق ہیں بالخصوص اس صورت میں کہ مرزا صاحب اور آپ کی جماعت اسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار اور دل و جان سے ان کے متبع ہیں۔

# "مسئلہ قادیانیت"

ذیل کا مراسلہ ایڈیٹر پیغام صلح کی طرف سے مولنا عبدالماجد صاحب دریابادی ایڈیٹر صدق جدید کی خدمت میں بھیجا گیا تھا جو ۱۲ اپریل ۱۹۶۳ء کے "صدق جدید" میں شائع ہوا اور معاصر موصوف کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں قارئین پیغام صلح کی نذر کیا جاتا ہے :-

یکم مارچ ۱۹۶۳ء کے صدق جدید میں صفحہ ۶ پر آپ نے قادیانیت کے متعلق کسی صاحب علم کے مراسلہ کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے :-

"حقیقت الوحی خیال نہیں پڑتا کس زمانہ کی تصنیف ہے۔ اگر اس کے بعد کی تحریروں میں تحزب و انفرادیت کی یہ شدت نہ ملے۔ بلکہ زور اشتراک و اتحاد پر ہے تو یہ حسن ظن صحیح ہوگا کہ مصنف اپنے سابق موقف کو چھوڑ چکا اور اب اسے غلط سمجھ رہا ہے تو کھل کر اس کا اعتراف نہ کر رہا ہو۔ اسے اخلاقی کمزوری کہہ لیجئے لیکن بہرحال تکفیر کی گرفت اب اس پر قائم نہیں رہتی"

مجھے اس بارہ میں صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ حقیقۃ الوحی جو ۱۹۰۷ء کی تصنیف ہے مراسلہ نگار صاحب نے دعوے نبوت کا جو ذکر کیا، اور آپ نے "تحزب و انفرادیت" کی جس شدت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ بعد کی تحریروں کو تو چھوڑیئے خود حقیقۃ الوحی میں بھی موجود نہیں بلکہ اس کے خلاف تکفیر اور دعوے نبوت ہر دو سے انکار موجود ہے، جیسا کہ ذیل کی عبارت سے ظاہر ہے۔

"پھر اس جھوٹ کو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور نادان لوگ ان فتوؤں سے ایسے ہم سے متنفر ہو گئے کہ ہم سے سیدھے منہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ ہوگیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان کو کافر ٹھہرایا تھا اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوے کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو۔ تو وہ پیش کریں ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہرادیں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگادیں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰)

اس سلسلہ میں یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ اس سے پیشتر کتاب تریاق القلوب میں جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ مرزا صاحب نے کمال صفائی کے ساتھ یہ اعلان کر دیا تھا کہ :-

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ اول ایڈیشن)

رہا دعوے نبوت اس بارہ میں شروع سے آخر تک بار بار یہی لکھتے رہے ہیں کہ ان کو ہرگز ہرگز حقیقی نبوت کا دعوے نہیں۔ صرف مجاز اور استعارہ کے طور پر کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی وجہ سے نبی کا نام انہیں دیا گیا ہے جو صرف ایک عزت کا خطاب ہے اور جس کے معنے محدثیت ہے۔ چنانچہ اسی حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں :-

"اور پھر ایک نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوے کیا ہے حالانکہ یہ سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعوے کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعوے نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعوے ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالے سے بکثرت شرف مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰)

اور پھر اسی کتاب کے آخری صفحات میں عربی زبان میں ایک استفتاء لکھا ہے۔ جس میں فرماتے ہیں :-

"والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی ہو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیۃ بید انی سمیت نبیاً علی لسان خیر البریۃ وذالک امر ظلی من برکات المتابعۃ وما اری فی نفسی خیراً ووجدت ما وجدت من ہذہ النفس المقدسۃ وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذالک او حسب نفسہ شیئاً او اخرج عنقہ من الربقۃ النبویۃ وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفٰی علی الطریقۃ المستقلۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ وہو بشرط الاتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریۃ واللہ ما حصل لی ہذا المقام الا من انوار اتباع الاشعۃ المصطفویۃ وسمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ"

(الاستفتاء ملحقہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴ و ۶۵)

ترجمہ :- اور نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہوگئی اور قرآن مجید کے بعد جو سابقہ صحیفوں سے بہتر ہے کوئی کتاب نہیں۔ نہ شریعت محمدیہ کے بعد کوئی شریعت ہے۔ حضرت خیر البریۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر میرا نام نبی رکھا گیا[1] اور یہ ایک ظلی امر ہے جو برکات متابعت کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اور میں اپنے نفس میں کوئی بھلائی نہیں دیکھتا اور جو کچھ میں نے پایا وہ اسی نفس مقدسہ سے پایا ہے اور اللہ تعالے نے میری نبوت سے کوئی مراد نہیں رکھی سوائے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے، اور جو اس سے زیادہ کا ارادہ کرے یا اپنے نفس کو کوئی چیز سمجھے یا اپنی گردن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوئے سے آزاد کرے اس پر اللہ تعالے کی لعنت ہے اور یقیناً ہمارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور مرسلین کا سلسلہ ان کے ساتھ منقطع ہو چکا ہے۔ پس کسی کا حق نہیں کہ ہمارے رسول مصطفٰی کے بعد مستقل طور پر نبوت کا دعوے کرے اور آپ کے بعد کثرت مکالمہ کے

(باقی پر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

[1] یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔

# شیخ انعام الحق صاحب کی وفات پر تعزیتی پیغامات

## بھارت میں احمدیت کا ایک ستون گر گیا۔

شیخ محمد انعام الحق ہم بھارت میں بسنے والے اور دوسرے لوگوں کے لئے انعام حق تھے جب ہم ۱۹۴۷ء میں اپنے دائمی مرکز سے کٹ گئے تو مرحوم نے ہی اپنی روحانی قوت اور دیانت اور ان کی مساعی جمیلہ سے باوجود مالی مشکلات اور صدہا کٹھنائیوں کے ہمارا پیوند دوبارہ مرکز اور سلسلہ عالیہ سے کرا دیا۔ شیخ صاحب کی ذات کی کس کس خوبی کو گنا جائے ان کی قوت روحانی۔ علم۔ تبلیغ کی تڑپ ہم بھول نہیں سکتے۔ ۱۰ اپریل ۱۹۶۳ء کے پیغام صلح میں انکی جدائی کی خبر سن کر جو حالت ہماری ہوئی اس کا ذکر لفظوں میں نہیں ہو سکے گا، بھدرواہ کی جماعت کے بعض احباب مرحوم کو اس وقت سے جانتے تھے۔ جب کہ مرحوم اخبار پیغام صلح کے ایڈیٹر تھے اور احمدیہ بلڈنگس میں ہی رہا کرتے تھے۔ موت کے ظالم پنجہ نے بھارت میں بسنے والے احمدیوں کا رہبر ہم سے چھین لیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

کاش! صدر انجمن جلد بھارت میں مشن کے انچارج کا اعلان فرما کر ہمیں تسکین بخشتی۔ پیغام صلح کے ذریعہ سے حضرت امیر ایدہ اللہ اور اراکین انجمن۔ مرحوم شیخ صاحب کے لواحقین، پسماندگان سے ہم تعزیتی پیغام عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس صدمہ کے برداشت کی قوت عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت میں جگہ دے۔ آمین۔

بھارت میں اس وقت تک سینکڑوں نوجوان مرد، اور عورتیں شیخ صاحب کی تبلیغ سے متاثر ہو کر سلسلہ عالیہ میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور ہونے والے ہیں۔ یا اللہ رحم فرما۔ والسلام

خاکسار عبدالکریم احمدی سیکرٹری بھدرواہ کشمیر

## ہبلی (کرناٹک) سے پیغام تعزیت

اخبار پیغام صلح سے یہ خبر سن کر بے حد رنج ہوا کہ مولانا شیخ انعام الحق صاحب ۲ اپریل کو انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کی وفات احمدیہ قوم کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مرحوم بڑے نیک اور متقی بزرگ تھے ہبلی میں جماعت احمدیہ کا قیام ہوا تو ایک وقت جماعت کی دیکھ بھال کے لئے آئے۔ ایک روز غریب خانہ میں مہمان رہے۔ جب کبھی دیندار انجمن کے بین القومی جلسہ میں شرکت کو آتا تو آپ خود آ کر دعوت دے جاتے تھے یا میں خود جاتا اور ان کی ملاقات کئے بغیر واپس نہیں آتا تھا۔ حق میزبانی پورا پورا ادا کرتے تھے آہ کتنے ملنسار اور خوش خلق تھے اب تک وہ تمام نظارہ جو میں نے دیکھا بھلایا نہیں جاتا۔ تمام دفتر میں خط و کتابت کے فائل اور کتب باقاعدہ رکھے ہوئے تھے ذرا بھی کسی خط کے متعلق دریافت کیا جاتا فوراً فائل اٹھا کر دکھا دیتے کہ مرکز کو اطلاع دی ہے بڑے محنتی اور کام میں منہمک دیکھا گیا۔ انجمن کی ایک پائی کا بھی فرق آتا تو برابر حساب دیئے بغیر نہیں چھوڑتے تھے۔ بہت دفعہ ہم نے ہبلی آنے کی دعوت دی مگر آخری خط رمضان میں آیا کہ مرکز سے حکم کے بغیر میں نہیں آ سکتا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور ان کی بیوہ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ گذشتہ جمعہ بعد نماز غائبانہ جنازہ ادا کیا گیا اور دعا کی گئی۔

خاکسار محمد حسین گھوڑے سوار

## افریقہ سے چودھری محمد سعید کھٹہ کا پیغام

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل کے اخبار میں شیخ انعام الحق صاحب مبلغ بھارت کی وفات حسرت آیات کا پڑھ کر بہت صدمہ ہوا۔ بہت قیمتی ہستی تھے۔ میرا اُن سے تعارف ۱۹۲۷ء سے تھا۔ خدا تعالیٰ جنت علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے یہ میرا افسوس نامہ پیغام صلح میں درج فرما دیں۔

والسلام

محمد سعید کھٹہ ۲/۵/۶۳

## اہلیہ صاحبہ شیخ انعام الحق صاحب کا شکریہ تعزیت

مکرمی و محترمی جناب سیکرٹری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجلس منتظمہ کی قرارداد ۶۳/۴ مؤرخہ ۱۹ اپریل ۱۹۶۳ء ملی جس کے لئے شکر گذار ہوں۔ میرے شوہر محمد انعام الحق صاحب کے انتقال پر مجلس انتظامی کے تمام ممبران نے جو قرارداد منظور فرمائی میری جانب سے ہر معزز رکن کا شکریہ ادا فرما دیجئے۔ ساتھ ہی میری جانب سے استدعا ہے کہ ہر معزز رکن ازراہ کرم دعا فرمائیں کہ اللہ پاک میرے شوہر کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور مجھے اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

چونکہ فوری طور پر میں ان تمام ہمدردوں کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں جنہوں نے میرے شوہر کی بے وقت موت پر اظہار ہمدردی کے طور پر مجھے خطوط لکھے ہیں اس لئے براہ کرم اخبار "لائٹ" اور "پیغام صلح" میں ان۔ تمام حضرات کا شکریہ ادا کر دیجئے۔ ممنون ہوں گی۔ امید آپ مع الخیر ہوں گے اور جواب جلد دیں گے۔

فقط

سوگوار۔ بسم اللہ بیگم

## موہوم دلآزاری کی آڑ لے کر

(بسلسلہ صفحہ ۷)

حکومت آیندہ کے لئے اس آیت کے حامل قرآن کی اشاعت بھی روک دے گی۔ صاحب اختیار جو ٹھہری۔

کاش دلآزاری کا "ما لہٗ وما علیہ" زیر غور لاتے وقت حکومت یہ بھی ذہن میں رکھتی کہ وہ ایک کتابچہ کی ضبطی کا حکم ہی نہیں دے رہی۔ ایک ساری دنیا میں پھیلی ہوئی (خدمت و تبلیغ اسلام کے نشہ میں سرشار) جماعت کے واجب الاطاعت بانی کی تحریر کو بالجبر دبا دینے کا حکم جاری کر کے ایک پوری جماعت کی دلآزاری کا ارتکاب کر رہی ہے۔ جس کے بعد اس کا اپنی حکومت پر اعتماد اور اس کے طرز فکر سے متعلق نظریہ یکسر تبدیل ہو کر رہ جائیں گے۔

کاش اُسے اس فرضی اور موہوم دلآزاری کی آڑ میں اسلام کے مبسوط دلائل کو دبانے اور ایک آئین پسند جماعت کے لکھو کھہا افراد کی دلآزاری کرنے کا مشورہ نہ دیا جاتا — بلکہ ہمیں یہ بھی بتا دینے کی اجازت دی جائے کہ جس شخص یا ادارہ نے بھی گورنر مغربی پاکستان کو اس کتابچہ کی ضبطی کا مشورہ دیا ہے اس نے پاکستان اور اسلام کی کوئی خدمت بجا لانے کی بجائے ایک ایسے فتنے کی بنیاد رکھ دی ہے — جسے "سجدہ سہو" کے بعد اگر ابھی نہ دبا لیا گیا تو ملک بھر میں تشتت و افتراق زا نسخے، پرانی کتب کے مواد کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے اور ان کے مفاہیم سے موہوم دلآزاریوں کے عرق نچوڑنے کی ایک ایسی خطرناک دوڑ شروع ہو جائے گی جس کا انسداد محال ہو گا۔

بہتر ہو کہ اس پر ابھی نظر ثانی کر لی جائے اور غریب اسلام کو ان صدموں اور زخموں سے بچا لیا جائے جو اسے اس کے شدید ترین دشمنوں نے بھی پہنچانے کی کبھی جرأت نہیں کی تھی۔

("امروز" ۲۹ اپریل ۱۹۶۳ء)

# شعبہ رشتہ و ناطہ

میں نے گذشتہ اشاعت مورخہ ۷ نومبر ۱۹۶۲ء میں موضوع متذکرہ پر ایک نوٹ شائع کرایا ہے۔ اب میں حضرت مسیح موعودؑ کا اس مضمون پر ایک اشتہار نقل کرتا ہوں، جو احباب کی خاص توجہ کے لائق ہے۔ وھو ھذا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی جماعت کے لئے ضروری اشتہار:۔

چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اور اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہنچ گئی ہے اور عنقریب بفضلہ تعالیٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے۔ اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بداثرات اور بدنتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں۔ جب تک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں شامل نہ ہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔ مال و دولت میں علم میں فضیلت میں، خاندان میں، پرہیزگاری میں خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خواں اور تابع ہیں۔ یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے اس لئے میں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز ان کے اطمینان کے موافق لائق ہو، ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں تو اس صورت میں ان پر لازم ہوگا کہ وہ ہمیں اجازت دیدیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں اور ہر ایک تسلی رکھنی چاہیئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کی طرح تلاش کریں گے، اور حتی الوسع یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہل رشتہ کے ہم قوم ہوں۔ یا اگر نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں، جو عرف عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں۔ اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔ یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائے گی۔ اور وقتاً فوقتاً جیسی صورتیں پیش آئیں گی اطلاع دی جائے گی اور کسی لڑکے یا لڑکی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کی جائے گی جب تک اس کی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہ ہو جائے اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی ایک فہرست اسماء بقید عمر و قومیت بھیجدیں تا وہ کتاب میں درج ہو جائے۔ مندرجہ ذیل نمونہ کا لحاظ رہے:۔

نام دختر و پسر

نام والد

نام شہر بقید محلہ و ضلع

عمر دختر یا پسر

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۷ جون ۱۸۹۸ء

---

ہم نے بھی ایک رجسٹر کھول رکھا ہے جس میں نام درخواست مطابق ہمارے تجویز کردہ فارم کے لکھے جاتے ہیں۔ فارم ہم سے منگوائے جا سکتے ہیں۔

خاکسار:۔ غلام قادر ڈار

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۸

---

(خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں، منیجر)

پیغام صلح
۱۶
۱۵ مئی
کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں
پاپلین
پی ۹۹ - پی ۴۲۰ - پی ۲۳۰
اعلیٰ درجہ کی چمکیلی رنگدار پاپلین
پی ۶۳۰ ---- پی ۷۳۰
پی ۸۳۰
اعلیٰ درجہ کی ۲/۱ ۲ پاپلین
پی ۹۷۰ - پی ۹۸۰
پی ۹۹۰
اعلیٰ درجہ کا
شاہین
لٹھا
۱۵۰۰۰
ململ
۷۵۳۶ ۷۵۷۰
۶۰۷۰ ۶۰۸۰
سوت
کارڈڈ ۱۰ ۲۰ ۳۲ ۴۰
کومبڈ : ۶۰
دوہرا دھاگہ : ۲/۱ ۴۰
چھینٹ
۱۱۳۶ ۱۵۳۶
۷۷۷۷ ۸۸۸۸
لان
اعلیٰ قسم کی باریک
ململ
علاوہ ازیں
وائل
۷۰۷۰
۷۰۳۶
سلے سلائے ملبوسات
قمیص ـ بش شرٹ ـ پتلون ـ پاجامہ شلوار ـ رومال ـ شب خوابی کا سوٹ ـ بریسیئر ـ بچوں کے لباس
کھیلوں کیلئے شارٹ کرتے اور آل ـ بائلر سوٹ اور انڈسٹری میں کام آنیوالا لباس۔
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ سمعیل آباد ملتان
کالونی (تھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ (بھکر)
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا
پیغام صلح ۱۵ مئی ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۲۰
پیغام صلح میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو فروغ دیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغام صلح لاہور

زر سالانہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب


ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۳۷۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۶۳ء | نمبر ۲۱


## دین کی طرف سے مسلمانوں کی لاپرواہی اور اسکے بدنتائج

### ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"مجھے افسوس اور رنج اس امر کا ہوتا ہے کہ لوگ مسلمان کہلا کر تاسطے بیاہ کے برابر بھی تو اسلام کی فکر نہیں کرتے اور مجھے اکثر بار پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے کہ عیسائی عورتوں نے مرتے وقت لکھو کھہا روپیہ عیسائی دین کی ترویج اور اشاعت کے لئے وصیت کر جاتی ہیں۔ اور ان کا اپنی زندگیوں کو عیسائیت کی اشاعت میں صرف کرنا تو ہم ہر روز دیکھتے ہیں، ہزارہا لیڈیز مشنری گھروں اور کوچوں میں پھرتی اور جس طرح بن پڑے نقدایان پھینتی پھرتی ہیں مسلمانوں سے کسی ایک کو نہیں دیکھا کہ وہ پچاس ہزار روپیہ بھی اشاعت اسلام کے لئے کر مرا ہو۔ شادیوں اور دنیاوی رسوم پر تو بے حد اسراف ہوتے ہیں اور قرض لیکر بھی دل کھول کر فضول خرچیاں کی جاتی ہیں، مگر خرچ کرنے کے لئے نہیں تو اسلام کے لئے نہیں۔ افسوس۔ افسوس۔ اس سے بڑھکر اور مسلمانوں کی حالت قابل رحم کیا ہوگی۔ اصل بات یہ ہے کہ بد اعمالی کا نتیجہ بد اعمالی ہوتا ہے۔ اسلام کے لئے خدا تعالےٰ کا قانون قدرت ہے کہ ایک نیکی سے دوسری نیکی پیدا ہوتی ہے۔ مجھے یاد آیا تذکرۃ الاولیاء میں میں نے پڑھا تھا کہ ایک آتش پرست بڈھا نوّے برس کی عمر کا تھا۔ اتفاقاً بارش کی جھڑی جو لگ گئی تو وہ اس جھڑی میں کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا تھا۔ کسی بزرگ نے پاس سے کہا کہ ارے بڈھے تو کیا کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا چھ سات روز متواتر بارش ہوتی رہی ہے، چڑیوں کو دانہ ڈالتا ہوں، اس نے کہا تو عبث حرکت کرتا ہے۔ تو کافر ہے۔ تجھے اجر کہاں۔ بوڑھے نے جواب دیا مجھے اس کا اجر ضرور ملے گا۔ بزرگ صاحب فرماتے ہیں کہ میں حج کو گیا تو دور سے کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بوڑھا طواف کر رہا ہے۔ اس کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ اور جب میں آگے بڑھا تو پہلے وہی بولا کیا میرا دانے ڈالنا ضائع گیا؟ یا ان کا عوض ملا؟ اب خیال کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے ایک کافر کی نیکی کا اجر بھی ضائع نہیں کیا تو کیا مسلمان کی نیکی کا اجر ضائع کر دے گا؟ مجھے ایک صحابیؓ کا ذکر یاد آیا۔ کہ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے کفر کے زمانہ میں بہت صدقات کئے ہیں۔ کیا ان کا اجر مجھے ملے گا؟۔ آپ نے فرمایا وہی صدقات تو تیرے اسلام کا موجب ہو گئے۔ نیکی ایک زینہ ہے اسلام اور خدا کی طرف چڑھنے کا۔ لیکن یاد رکھو کہ نیکی کیا چیز ہے۔ شیطان ہر ایک راہ میں لوگوں کی راہ زنی کرتا اور ان کو راہ حق سے بہکاتا ہے۔ مثلاً رات کو روٹی زیادہ پک گئی اور صبح کو باسی بچ گئی۔ عین کھانے کے وقت اس کے سامنے اچھے کھانے ہیں، ابھی لقمہ نہیں اٹھایا کہ دروازہ پر آکر فقیر نے صدا کی۔ اور روٹی مانگی۔ کہا کہ باسی سائل کو دے دو کیا یہ نیکی ہوگی۔ باسی روٹی تو پڑی ہی رہتی تھی۔ تنعم پسند اسے کیوں کھانے لگے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ویطعمون الطعام علے حبہ مسکیناً و یتیماً و اسیراً (دہر الدہر) یہ بھی معلوم رہے کہ طعام کہنے ہی پسندیدہ طعام کو ہیں۔ سڑا ہوا باسی طعام

(باقی برصفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

## بحر حکمت کے موتی

بروایت حضرت ابو درداؓ رمز سید الاستغفار یہ دعا ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھلائی :۔

اللھم انت ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علےٰ عھدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علیّ وابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

(بحوالہ سفر السعادت)

ترجمہ :۔ اے اللہ تعالےٰ تو میرا رب ہے سوائے تیرے کوئی معبود نہیں اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد پر ہوں (عہد الست) اور تیرے وعدہ پر (ایمان رکھتا ہوں) جہاں تک میری طاقت ہے۔ پناہ مانگتا ہوں تیری ہر شے سے جو مجھ سے صادر ہوا۔ اور میں تیری نعمت کا (بصدق شکریہ) اقرار کرتا ہوں اپنے گناہوں کا سو مجھے بخشش عنایت فرما بے شک سوائے تیرے کوئی گناہ نہیں بخش سکتا

نوٹ :۔ پیغام صلح بر ۱۹ مورخہ ۵/۸ میں استغفار جیسی عظیم الشان دعا کے فوائد لکھے جا چکے ہیں۔

اس وقت احمدی قوم کو جو کہ بڑے اضطراب میں ہے اس دعا کی خاص طور پر ضرورت ہے

یا نبی اللہ جہاں تاریک شد از کفر و شرک
وقت آں آمد کہ بنمائی رخ خورشید وار
(مسیح موعود)

(غلام قادر عفی عنہ)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## ساؤتھ افریقہ

ترجمہ خط ایم این ۔ جے وڈ ۔ کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ
آپ کا لٹریچر آپ کے خط ملنے کے دو دن بعد ملا۔ دیر سے جواب کی معافی چاہتا ہوں اس لٹریچر کے مطالعہ سے اور مسٹر سیڈ و کے سمجھانے سے میرے علم میں کافی اضافہ ہوا ہے اور معلوم ہو گیا کہ احمدیت کیا ہے ۔ مجھے صرف آپ کے لٹریچر کے مطالعہ کرنے سے اور مسٹر سیڈ و کی دو کتابوں سے کافی روشنی ملی ہے اور میرے چند شکوک بھی دور ہو گئے ہیں۔
میں نے اپنے ایک مخلص دوست کو جب یہ لٹریچر دکھایا اور میں اس کو مسٹر سیڈ و کے پاس لے گیا تو انہوں نے اس کا متعصبانہ رویہ تبدیل کر دیا ۔ اور اب وہ بالکل تبدیل ہو گیا ہے ۔ اور مسٹر سیڈ و کے دلائل سے وہ بالکل ٹھیک ہو جائیگا۔
ایک کتاب جس کا نام :—

The miraculous Conception Death Resurrection and ascencious of Isa (Jesus)

حضرت عیسٰے کی پیدائش اور آسمان پر جانے کے متعلق پڑھایا جاتا ہے ۔ میں نے اسکو غلط ٹھہرایا اور مسٹر سیڈ و نے اس کے جواب میں کتاب لکھی ہے جس کی ابھی پہلی جلد چھپی ہے ۔ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے ۔ اور میں نے کیپ ٹاؤن کے اخبار مسلم نیوز کو ٹیلیفون کیا کہ وہ اس پر بحث کریں انہوں نے نومبر میں وعدہ کیا تھا مگر ابھی انہوں نے پورا نہیں کیا ۔ انہوں نے مجھے ایک عجیب دلیل دی کہ کیوں نہ ایک شیخ اس پر تنقید کرے ۔ میں نے دوبارہ اسکو نہیں کہا ۔ مسٹر سیڈ کی یہ کتاب احمدیت کے لئے فائدہ مند ہوگی۔
جناب عالی گذشتہ خط میں میں نے فہرست کتب کے لئے لکھا تھا ۔ مہربانی کر کے جلدی ارسال کریں، کیونکہ میں ایسی کتاب لینا چاہتا ہوں جس سے عیسائیوں اور غیر مسلمانوں کے نقائص واضح ہوں یہ اس غرض کے لئے چاہتا ہوں کیونکہ کافی عیسائی اور غیر مسلم رشتہ دار ہیں ۔
(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

## برٹش گیانا

ترجمہ خط ایم ۔ سی ۔ پول تماد برٹش گیانا ۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
یہ میرا فرض ہے کہ میں پہلے کمیونزم کے متعلق معلومات حاصل کروں جیسا کہ ڈاکٹر جگن ہمارے ملک کا کہنا ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی اسلام کی سچائی سے دور ہو گئے ہیں، اس لئے میں اپیل کرتا ہوں کہ آپ کمیونزم اور اسلام پر ٹھیک ٹھیک طور پر روشنی ڈالیں میں نے پچھلے سال آپ کو تحریر کیا تھا کہ ہمارے مسلمان بھائیوں پر جو روس میں رہتے ہیں کیا حالت ہوئی تاکہ میں اپنے دیگر بھائیوں کو روشنی ڈال سکوں اگر نہیں تو ہمارا مذہب اندھیرے میں ہے ۔
میں گذارش کرتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے مجھے لٹریچر ارسال کریں جو کمیونزم کے متعلق ہو۔ بھائی صاحب، میں غریب آدمی ہوں اور میرے بیوی بچے بھی ہیں ۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے میں اپنے مذہب کی خاطر لڑ مرنے کو تیار ہوں اور خون کا آخری قطرہ بھی بہا دوں گا، میں
میں بوڑھا ہوں، اور میری عمر ۳۰ سال کی ہے ۔ اور میں ایک دفعہ پھر اپیل کرتا ہوں کہ مجھے مذہب کے متعلق میری امداد کریں میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں گا

## نائیجیریا

ترجمہ خط بی ۔ اے ۔ اولادیو ۔ نائیجیریا
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ آپ جس طرح اشاعت اسلام کر رہے ہیں وہ قابل ستائش ہے ۔ آپ کا یہ عمل کہ تمام دنیا میں اسلام پھیلایا جائے اور لاکھوں آدمیوں کو دنیا میں اس سے فائدہ پہنچایا جائے بہت مفید ثابت ہوا ہے اور آپ مستقبل کے لئے بھی جو کوشش کر رہے ہیں وہ قابل آفرین ہے ۔ اللہ تعالٰے آپ کے اس علمی چشمہ میں زیادہ ترقی کرے اور زیادہ سے زیادہ نہ صرف مسلمانوں میں بلکہ غیر اقوام میں بھی اشاعت کی توفیق عطا کرے ۔ اگر مجھے مطلع کریں تو . . .
. . . میں آپ کا بہت مشکور رہوں گا کہ میں کس طرح اور کتنی قیمت پر نئی ایڈیشن قرآن خرید سکتا ہوں جو میرے پاس پہلی جلد ہے وہ دوسری جنگ عظیم سے پہلے کی ہے ۔ مجھے نئی ایڈیشن اور بڑے سائز کی درکار ہے ۔
(خط کا جواب دیا گیا)

## پاکستان

ترجمہ خط از ڈاکٹر ایم ۔ اے ۔ بھٹی ۔ لاہور
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
مجھے احمدیہ انجمن سے بہت دلچسپی ہے اور میں اس تبلیغی جماعت کا لٹریچر پڑھنے کا شوق رکھتا ہوں ۔ اس لئے میری التماس ہے کہ مہربانی کر کے مجھے مفت لٹریچر ارسال کیا جائے تاکہ میں اپنے خیالات میں پختگی پیدا کر سکوں اور لاہوری احمدیہ جماعت کے اصول اور دعوے کو سمجھ سکوں ۔ بہت شکریہ

## نائیجیریا

ترجمہ خط دی ہیڈ انصار الدین سکنڈری سکول نائیجیریا۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
درخواست برائے اسلامیہ لٹریچر
میں آپ کو واضح کرتا ہوں کہ ہماری سوسائٹی ایلین جان میں مسلمانوں کے فائدہ کے لئے ایک لائبریری کھول رہی ہے اس لئے اپیل کرتا ہوں ۔ اس کے واسطے اسلامی لٹریچر بھیجا جائے ۔
ہم لوگ جہاں تک ہو سکتا ہے مسلمانوں کی تعلیم کے سٹینڈرڈ کو اونچا کرنے کی کوشش میں کوشاں ہیں اس لئے سوسائٹی نے اسے پسند کیا ہے کہ ایک لائبریری اس مقصد کے لئے جاری کی جائے اس لئے آپ کی مدد لازمی ہے ۔ قرآن کی سورۃ ۲ ۔ اور آیت ۲۶۱ میں تحریر ہے وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنا روپیہ خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ اگر بویا جائے تو اس کے عوض سینکڑوں دانے پیدا ہوتے ہیں، اللہ تعالٰے اس کو بڑھاتا ہے وہ خوش ہوتا ہے ، اللہ تعالٰے دینے والا ہے ۔
لائبریری انشاء اللہ جولائی کے وسط میں کھولی جائیگی ۔
(انہیں خط اور لٹریچر بھیجا گیا)

## سیلون

ترجمہ خط اے ۔ ایم ۔ ایم شریف ۔ سیلون
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
مہربانی کر کے مجھے حضرت رسول کریم کی سوانح حیات مصنفہ حضرت مولانا محمد علی انگریزی ارسال فرما کر مشکور فرمائیں اور میں اخبار ردشنی کا باقاعدہ مطالعہ کرتا ہوں

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۶۳ء

# حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب کے بارہ میں

## حکومت کا دانشمندانہ اقدام

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی پر جماعت احمدیہ لاہور کو جو صدمہ اور دکھ پہنچا ہے اس کا حال ان قراردادوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جن میں ملک کے طول و عرض سے جماعت کی مختلف شاخوں کی طرف سے شدید رنج و اضطراب، کا اظہار کیا گیا ہے، ان میں سے چند قراردادیں اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہیں۔

یہ احتجاجی مراسلات ابھی زیر طبع ہی تھے، کہ یہ اعلان سننے میں آیا کہ حکومت نے کمال دانشمندی کے ساتھ کتاب کی ضبطی کے احکام واپس لے لئے ہیں فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ ہم اس اعلان پر دلی مسرت کا اظہار کرتے اور حکومت مغربی پاکستان کو اس کی اس دانشمندی اور انصاف پروری پر مبارکباد عرض کرتے ہیں، اس کے ساتھ ہی ہم ان معاصرین کرام کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے جماعت احمدیہ کی تائید میں کتاب کی ضبطی کے خلاف مقالات لکھ کر اپنی معاملہ فہمی اور حق شناسی کا ثبوت دیا ہے۔

ایک سابقہ مقالہ میں ہم اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ حکومت کی طرف سے ضبطی کے احکام کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہیں، چنانچہ یہ خیال واقعات نے درست ثابت کر دیا۔ اور جونہی ذمہ دار حکام کو اپنی غلط فہمی کا احساس ہوا انہوں نے ضبطی کے احکام واپس لینے میں کوئی پس و پیش نہ کی اور فوراً ان احکام کو واپس لیکر اپنی حق پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ اس موقعہ پر یہ عرض کرنا غیر واجب نہ ہوگا کہ حکومت نے جہاں احکام کے واپس لینے میں کمال جرأت مندی سے کام لیا ہے وہاں مزید جرأت سے کام لیکر اس بات کی تحقیقات بھی کرائی جائے کہ وہ کونسے ذرائع تھے جو اس کتاب کے بارہ میں حکومت کو غلط فہمی میں ڈالنے اور کتاب کی ضبطی کے احکام صادر کرانے کا موجب ہوئے اور اگر یہ ثابت ہو کہ کسی دفتری کارکن نے بغض و تعصب کی وجہ سے ایسی ناواجب حرکت کی ہے، تو اسکو قرار واقعی سزا کا مستوجب قرار دیا جائے تاکہ آئندہ ایسی ناواجب حرکت کا اعادہ نہ ہو سکے، ہمیں امید ہے کہ حکومت کے ذمہ دار اہلکار اس گذارش پر توجہ فرما کر اس بارہ میں مناسب کارروائی کریں گے۔ اور اپنی تحقیقات کے نتائج سے پبلک کو آگاہ کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

جہاں تک کتاب کے مضامین کا تعلق ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے چند ایک اقتباسات یہاں نقل کر کے یہ دکھایا جائے کہ حضرت مرزا صاحب نے اس کتاب میں سراج الدین عیسائی کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کس قدر معقولیت کے ساتھ مسیحی عقائد کی خامیوں کو واضح کیا ہے اور اس کے مقابلہ میں اسلامی تعلیمات پر جو روشنی ڈالی ہے وہ کس قدر دلنشین اور ایمان افروز ہے پہلے ہی سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ لکھتے ہیں :-

"واضح ہو کہ اس سوال سے اصل مطلب سائل کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح عیسائیوں کے خیال کے موافق دنیا میں یسوع مسیح اسلئے آیا تھا کہ گنہگاروں سے محبت کر کے انکے گناہوں کی لعنت اپنے سر پر لیوے اور پھر ان ہی گناہوں کی وجہ سے مارا جائے کیا اس لعنتی قربانی کا کوئی نمونہ گنہگاروں کی نجات کیلئے قرآن بھی پیش کرتا ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں پیش کرتا تو اس سے کوئی بہتر طریق انسانوں کی نجات کیلئے قرآن نے پیش کیا ہے؟ سو اسکے جواب میں میاں سراج الدین صاحب کو معلوم ہو کہ قرآن کوئی لعنتی قربانی پیش نہیں کرتا بلکہ ہرگز جائز نہیں رکھتا کہ ایک کا گناہ یا ایک کی لعنت کسی دوسرے پر ڈالی جائے چہ جائیکہ کروڑہا لوگوں کی لعنتیں اکٹھی کر کے ایک کے گلے میں ڈال دی جائیں۔ قرآن شریف صاف صاف فرماتا ہے کہ

لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ یعنے ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھائے گا۔"

مسیحی اور قرآنی عقیدہ کے اس فرق کو واضح کرنے کے بعد آپ نے آگے چل کر مسیحی عقیدہ کا غیر معقول ہونا ان الفاظ میں واضح کیا ہے :-

"یہ ہنسی کی بات ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے سردرد پر رحم کر کے اپنے سر پر پتھر مار لے یا دوسرے کے بچانے کے خیال سے خودکشی کر لے میرے خیال میں ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا دانا نہیں ہوگا کہ ایسی خودکشی انسانی ہمدردی میں خیال کر سکے، بیشک انسانی ہمدردی عمدہ چیز ہے اور دوسروں کو بچانے کے لئے تکالیف اٹھانا بڑی بہادری کا کام ہے مگر کیا ان تکلیفوں کے اٹھانے کی یہی راہ ہے جو یسوع کی نسبت بیان کیا جاتا ہے؟ کاش اگر یسوع خودکشی سے اپنے تئیں بچاتا اور دوسروں کے آرام کے لئے معقول طور پر عقلمندوں کی طرح تکلیفیں اٹھاتا تو اس کی ذات سے دنیا کو فائدہ پہنچ سکتا تھا، مثلاً اگر ایک غریب آدمی گھر کا محتاج ہے اور معمار لگانے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس صورت میں اگر ایک معمار اس پر رحم کر کے اس کا گھر بنانے میں مشغول ہو جائے اور بغیر لینے اجرت کے چند روز سخت مشقت اٹھا کر اس کا گھر بنا دیوے تو بیشک یہ معمار تعریف کے قابل ہوگا اور بیشک اس نے ایک مسکین پر احسان بھی کیا ہے جس کا گھر بنا دیا ہے لیکن اگر وہ اس شخص پر رحم کر کے اپنے سر پر پتھر مار لے تو اس غریب کو اس سے کیا فائدہ پہنچے گا افسوس دنیا میں بہت تھوڑے لوگ ہیں جو نیکی اور رحم کرنے کے معقول طریقوں پر چلتے ہیں اگر یسوع نے اس خیال سے کہ میرے مرنے سے لوگ نجات پا جائیں گے درحقیقت خودکشی کی ہے تو یسوع کی حالت نہایت ہی قابل رحم ہے اور یہ واقعہ پیش کرنے کے لائق نہیں بلکہ چھپانے کے لائق ہے۔"

"اور اگر ہم عیسائیوں کے اس اصول کو لعنت کے مفہوم کے رو سے جانچیں، جو مسیح کی نسبت تجویز کی گئی ہے تو نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس اصول کو قائم کر کے عیسائیوں نے یسوع مسیح کی وہ بے ادبی کی ہے جو دنیا کی کسی قوم نے اپنے رسول یا نبی کی نہیں کی ہوگی کیونکہ یسوع کا لعنتی ہو جانا گو وہ تین دن کے لئے ہی سہی عیسائیوں کے عقیدہ میں داخل ہے اور اگر یسوع کو لعنتی نہ بنایا جائے تو مسیحی عقیدہ کی رو سے کفارہ اور قربانی وغیرہ سب باطل ہو جاتے ہیں گویا اس تمام عقیدہ کا شہتیر لعنت ہی ہے"

اسی سلسلہ میں آپ نے کفارہ اور فطری گناہ کے عقیدہ سے پیدا ہونے والے اثرات کا بالتفصیل ذکر کرتے ہوئے اس کے مقابلہ میں اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی ہے وہ بھی سن لیجئے، فرماتے ہیں :-

"اب جبکہ اس نجات کے طریق کی تفصیل ہو چکی ہے جو عیسائی یسوع کی طرف منسوب کرتے ہیں تو اس پر طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا متن بھی یہی لعنتی محبت اور لعنتی قربانی نوع انسان کی پاکیزگی اور نجات کیلئے پیش کرتا ہے یا کوئی اور طریق پیش کرتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اس پلید اور ناپاک طریق سے اسلام کا دامن بالکل منزہ ہے وہ کوئی لعنتی قربانی پیش نہیں کرتا اور نہ لعنتی محبت پیش کرتا ہے بلکہ اس نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم بھی پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے اپنے وجود کی پاک قربانی پیش کریں جو اخلاص کے پانیوں سے دھوئی ہوئی اور صدق اور صبر کی آگ سے صاف کی ہوئی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے بلیٰ من اسلم وجھہ للّٰہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یعنے جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کرے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو تو وہ سرچشمہ قرب الٰہی سے اپنا اجر پائے گا اور ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم یعنے جو شخص اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگا دے اور خالص خدا کے لئے اسکا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے اور حقیقی نیکی بجا لانے میں سرگرم رہے تو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دیگا اور خوف اور حزن سے نجات بخشے گا"

اس اسلامی طریق نجات کی وضاحت کرنیکے بعد آپ لکھتے ہیں :-

"یہ راہ ہے جو قرآن نے ہمیں سکھائی ہے اور آسمانی گواہیاں بلند آواز سے پکار رہی ہیں کہ یہی راہ سیدھی ہے اور عقل بھی اس پر گواہی دیتی ہے پس یہ امر گواہوں کے ساتھ ہے اسکے ساتھ وہ امر مقابلہ نہیں کر سکتا جس پر کوئی گواہی نہیں یسوع مسیح ناصری نے اپنا قدم قرآن کی تعلیم کے موافق رکھا اس لئے اس نے خدا سے انعام پایا ایسا ہی جو شخص اس پاک تعلیم کو اپنا رہبر بنائیگا وہ بھی یسوع کی مانند ہو جائیگا یہ تعلیم ہزاروں کو عیسیٰ مسیح بنانے کے لئے تیار ہے اور لاکھوں کو بنا چکی ہے"

یہ اقتباسات صرف پہلے سوال کے جواب میں سے لئے گئے ہیں۔ کتاب کے آخر میں آپ نے قرآن سے ایام زلزلوں کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۳ کے نیچے)

# ادارے کے خطوط

## مبلغ صاحبان اور مجاہدین کرام سے میری درخواست

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بیرونی ممالک کے مبلغ حضرات سے میری گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر اپنی تبلیغی رپورٹیں پیغام صلح میں درج ہونے کے لئے جلد از جلد بھیجا کریں اور کسی صورت میں ایک ماہ سے زیادہ دیر نہ کیا کریں کیونکہ ان رپورٹوں کی اشاعت سے آپ کی خیریت اور تبلیغی سرگرمیوں کا جماعت کو علم ہوتا رہتا ہے اور جماعت رات دن آپ کے لئے دعا کرتی رہتی ہے۔ حسب ذیل بزرگوں اور مجاہدوں سے خاص طور پر میری اپیل ہے کہ وہ اپنی سرگرمیوں کی رپورٹ ہر ماہ پیغام صلح میں درج کے لئے ضرور بھیجا کریں۔

جناب غلام احمد بشیر صاحب مبلغ ہالینڈ۔ مولینا محمد یحییٰ بٹ صاحب مبلغ برلن (جرمنی) شیخ محمد طفیل صاحب مجاہد ووکنگ (انگلستان)۔ مولینا محمد یعقوب خاں صاحب ووکنگ (انگلستان)۔ جناب عبدالرحیم جگو ڈیج گی آنا۔ مسٹر عبدالرشید برنش گی آنا۔ جناب محمد ارشاد صاحب انڈونیشیا۔ جناب برہان الدین صاحب انڈونیشیا۔ جناب سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد۔ جناب محمد سعید بھٹہ صاحب افریقہ۔ جناب بشیر احمد منو صاحب مبلغ افریقہ۔ جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ مبلغ افریقہ۔ جناب داؤد سیڈو صاحب مبلغ غانا۔ جناب ابن اکبر خاں صاحب برما اور بھی جو صاحبان وقتاً فوقتاً تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ وہ بھی ضرور پیغام صلح میں اپنی رپورٹ باقاعدہ روانہ فرماتے رہا کریں۔ اور تمام جماعت سے اپیل ہے کہ وہ ان بزرگوں کے لئے دعا فرماویں جو تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ جماعت بدوملہی خدا کے فضل سے نمازوں میں تہجد اور اشراق میں بھی دعا کر رہی ہے۔ والسلام۔

اللہ بخش بقلم خود

## مجلس اطفال احمدیہ شیخ محمدی

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲ رمئی۔ بروز جمعرات کو اطفال الاحمدیہ کا ہفتہ وار جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض پروفیسر عبداللطیف صاحب نے انجام دیئے۔ تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا آغاز ہوا پھر سیکرٹری صاحب نے گذشتہ جلسے کی رپورٹ پڑھی۔

اس کے بعد مختار احمد۔ طارق احمد۔ محمد امین کے مابین سورۃ البروج کی تلاوت کا مقابلہ ہوا جو بہت دلچسپ اور شاندار تھا۔ تینوں ایک دوسرے سے بڑھ کر جوش و خروش دکھایا۔ پھر افتخار احمد۔ مبارک احمد نے درثمین کے اشعار سے محفل کو محظوظ کیا۔ دونوں لڑکوں کی قرأت قابل داد تھی۔ اسی طرح گروپ ۳ نے سورۃ الشمس کی ۱-۱ آیات پڑھ کر سنائیں۔ منظور احمد۔ اور بشیر احمد کی قرأت مناسب تھی عبدالملک کی قرأت اور تلفظ شاندار تھا۔ اسی بنا پر ان کو فسٹ قرار دیا گیا۔ پھر محمد اشرف صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فرمایا ہے کہ:۔

"میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر تکبر کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں خدا جانتا ہے کہ چھوٹا کون ہے اور بڑا کون ...... بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے"

ملفوظات اُردو میں پڑھے گئے لیکن سامعین کی اکثریت پشتو جانتی ہے۔ اس لئے توقع کی جاتی ہے کہ آئندہ حضرت صاحب کے ارشادات کو پشتو میں ترجمہ کر کے سنایا جائے گا۔

اس کے بعد صدر صاحب نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا۔ کہ یہ ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ کہ ہمارے بچوں اور ان احباب کو جو اَن پڑھ ہیں حضرت صاحبؑ کے ارشادات سے روشناس کرانے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ایک قرارداد کے ذریعے ہر حالت میں جلسہ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ بچوں کے اندر دلچسپی برقرار رہے۔ صدر صاحب نے کامیاب بچوں میں انعامات تقسیم کئے اور جلسہ آئندہ جمعرات پر ملتوی ہوا۔

والسلام

سعید احمد سیکرٹری۔ اطفال الاحمدیہ

شیخ محمدی پشاور

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینجر)

## ضروری اعلانات

### "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب"

عیسائیت کے رد میں بہترین کتاب مفت منگوائیں

حکومت نے ضبطی کا حکم واپس لے لیا ہے

حال ہی میں حکومت مغربی پاکستان نے سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" نامی کتاب کو جو ۱۸۹۷ء سے عیسائیت کے رد میں بار بار شائع ہوتی چلی آرہی ہے۔ ضبط کر لیا تھا۔ اب اخبار "نوائے وقت" اور "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے مندرجات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے ضبطی کا حکم واپس لے لیا ہے۔

موجودہ زمانہ میں عیسائیت کی اسلام کے خلاف جس قدر یورش ہو رہی ہے۔ اس کے پیش نظر ہم مسلمانوں کے ہر مکتب خیال سے درخواست کرتے ہیں کہ عیسائیت کے رد میں یہ کتاب جس قدر ہو سکے پڑھے لکھے مسلمانوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جائے۔ اس لئے ہم نے ...... ڈاک خرچ کے لئے صرف چار آنے مقرر کئے ہیں۔ چار آنے صرف ڈاک خرچ بھیجکر منگوایئے۔ اور اس کی وسیع اشاعت کر کے خدمتِ اسلام انجام دیجئے۔

سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

### مجلس معتمدین کا اجلاس

مجلس معتمدین کے اجلاس کے انعقاد کا اعلان اخبار ہذا میں کسی دوسری جگہ درج ہے اراکین مجلس معتمدین کو ضمیمہ ایجنڈا بھی روانہ کیا گیا ہے۔ جن صاحب کو موصول نہ ہو وہ اطلاع دیں تاکہ دوسری کاپی ارسال کی جا سکے۔

احمد یار سیکرٹری ۲۱/۵/۶۲

### بقیہ مقالہ — (از صفحہ ۳)

لکھا ہے:۔

"قرآن شریف فرماتا ہے کہ ایماندار کو الہام ملتا ہے، ایماندار خدا کی آواز سنتا ہے، ایماندار کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوتی ہیں، ایماندار پر غیب کی خبریں ظاہر کی جاتی ہیں، ایماندار کے شامل حال آسمانی تائیدیں ہوتی ہیں ...... ...... اس سے ثابت ہوتا ہے قرآن خدا کا کلام ہے اور قرآن کے وعدے خدا کے وعدے ہیں، اٹھو عیسائیو! اگر کچھ طاقت ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے بے شک ذبح کر دو ورنہ آپ خدا کے الزام کے نیچے ہیں اور جہنم کی آگ پر آپ لوگوں کا قدم ہے"

یہ وہ چیلنج ہے جو آج سے چھیاسٹھ سال پہلے عیسائی دنیا کو دیا گیا، لیکن عیسائیوں کی طرف سے اس کا کوئی جواب آج تک نہیں ملا، جس سے کتاب کی اہمیت اور بھی واضح ہو جاتی ہے ایسی معقول، ایسی پاکیزہ اور حق اور باطل کو واضح کرنے والی کتاب

# قرآن کریم کامل و مکمل دستور العمل ہے۔ اس کے عالمگیر نظریات انسانیت کو ایک کرنے کا موجب ہیں

## ایک خدا کی عبادت اور امانت و دیانت کی پختگی سے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔۔۔۔۔ (المائدہ ۵)

### ایک خوش کن اعلان

یہ اعلان بڑا خوش کن ہے اس میں بتایا ہے کہ اب ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا ہے ورضیت لکم الاسلام دینا۔ اور ہمیں یہ بات پسند ہے کہ تمہارا دین اسلام ہو۔ یہ اعلان بڑا خوش کن ہے۔

### ساری دنیا کو ایک کرنے کا اعلان

اس اعلان کے بعد انسان توقع کرتا ہے۔ کہ معاشرے کو، جماعت کو، ملک اور قوم کو اور ساری دنیا کو ایسے اصول سکھائے جائیں گے جن کی وجہ سے دنیا بھر میں امن و امان قائم ہو جائے گا۔ دنیا بھر میں امن قائم کرنے کے لئے کوئی طریقہ تجویز کرنا آسان نہیں ہر ملک اور سلطنت کے قوانین مختلف ہوتے ہیں۔ آج یورپ کے ممالک میں الگ الگ اور مختلف قوانین اور اصول مروج ہیں۔ ان اختلافات کے ہوتے ہوئے مشکل نظر آتا ہے کہ ساری دنیا میں ایک ہی قانون نافذ ہو مگر آج سے چودہ سو سال پہلے ایک غیر متمدن ملک میں ایک شخص اٹھتا ہے اور دنیا جہان کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے اے لوگو! میں تمہیں وہ طریقہ بتانے آیا ہوں جس پر چل کر ساری دنیا ایک ہو سکتی ہے اور دنیا جہان میں امن و آرام کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔

### ساری دنیا کا خالق و مالک ایک ہے

سنو! ساری کی ساری دنیا کا رب ایک ہے چنانچہ اعلان فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین ساری قوموں اور ساری مخلوق کا خدا ایک ہے۔ وہ سب قوموں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔

### دوسرے مذاہب کا خدا کے بارے میں نظریہ

دوسرے مذاہب خدا کو ساری دنیا کا خدا نہیں سمجھتے، ہندو اس بات کا قائل ہے کہ بھارت ماتا ہی رام کی دھرتی ہے۔ ایشور اسی جگہ رہتا ہے بھگوان صرف یہاں کے رہنے والوں کا ہی حامی و ناصر ہے باقی تمام دنیا ملیچھ اور ناپاک ہے اور خدا کو وہ پسند نہیں۔ یہودی بھی یقین کرتا ہے کہ صرف ہم ہی خدا کی پیاری قوم ہیں ہمارے سوا اور کوئی قوم ایسی نہیں جس پر خدا کی نعمتیں نازل ہوئی ہوں عیسائی بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے سوا اور کوئی جنت کا مالک و وارث نہیں ہے۔

### قرآن کریم میں توحید الٰہی کے دلائل

اس کے برعکس توحید الٰہی اور سارے جہانوں کا رب ہونے کا نظریہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا وہ بنیادی نظریہ ہے جس سے قومیں ایک ہو سکتی ہیں۔ قرآن صرف اس بات کا دعوےٰ ہی نہیں کرتا بلکہ اس کے دلائل بھی دیتے ہیں کہ خدا ساری کی ساری مخلوق کا خالق اور موجد ہے۔ یہ کائنات اسی کی پیدا کردہ ہے۔ اس پر وہ پورا پورا تصرف رکھتا ہے۔

### انسانی وحدت کا قرآنی نظریہ

اس نے ساری کی ساری قوموں کے لوگوں کو استعدادیں اور صلاحیتیں بخشی ہیں۔ جسمانی بھی اور ذہنی بھی۔ لوگوں کی ہدایت کے لئے ساری قوموں میں رسول اور پیغمبر مبعوث فرمائے ہیں۔ لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم کوئی قوم دوسری قوم سے استہزاء نہ کرے دوسرے کو حقیر نہ سمجھے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ قوم ان سے بہتر ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ساری کی ساری انسانیت ایک کنبہ ہے تمام انسان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

### موجودہ زمانہ ان نظریات کا متقاضی ہے

آج ان نظریات کی ضرورت ہے۔ یورپ کی متمدن قومیں بھی اس ضرورت کو محسوس کرتی ہیں۔ یہ امر کہ خدا نہ صرف اس کائنات کا خالق و موجد ہے بلکہ رب العالمین بھی ہے وہ تمام مخلوقات کی ربوبیت کرتا ہے۔

### معیار فضیلت

ایسا اعلےٰ درجہ کا پیغام لانے والے مرشد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی تعلیم کی وجہ سے خود آپ کو بھی رحمۃ للعالمین کہا گیا۔ آپؐ نے فرمایا لا فضل لعربی علی عجمی۔ میری قوم عرب کو دوسری قوموں پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہیں۔ ولا لعجمی علی عربی۔ اور نہ کسی غیر قوم کو عربوں پر فضیلت حاصل ہے الا بتقوی اللہ فضیلت کا معیار ایک ہی ہے۔ اور وہ ہے تقوےٰ یعنی خدا خوفی اور نیک عملی۔ جس کسی میں تقوےٰ پایا جائے گا وہی خدا کی نگاہ میں معزز و مشرف ہو گا۔

### قرآن عالمین کے لئے ذکر

ایسا ہی قرآن کریم کے متعلق فرمایا ان ھو الا ذکر للعالمین۔ کہ یہ تمام دنیا کے لئے ذکر ہے۔ محمد رسول اللہ ساری قوموں کے لئے رحمت ہیں اور خدا رب العالمین ہے۔ اسی لئے فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔

### کامل مکمل دستور العمل

قرآن کریم کے متعلق ہم سب مسلمان کہتے ہیں کہ یہ کامل مکمل دستور العمل ہے۔ اس دستور العمل کے اندر جو پہلی بات بیان فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ کائنات اور ساری مخلوقات جو اس کے اندر ہے ایک ہی خدا نے بنائی ہے۔ وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس نے اس کائنات کے اندر اپنی تمام نعمتیں انڈیل دی ہیں۔ اس کا شکر و ذکر کرو۔ اور اس کی عبادت کرو۔

### رحمۃ للعالمین

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا جہان کی

قوموں کے لئے رحمت ہیں، وہ دوسروں کو ہی نیک عملی کی تلقین نہیں کرتے بلکہ وہ خود اس کا نمونہ ہیں۔ عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو حضور اکرمؐ پر گراں گذرتی ہے حریص علیکم۔ تمہاری فلاح و بہبود کی فکر میں رہتے ہیں۔ تمہاری بھلائی ان کے پیش نظر ہے چنانچہ تخت پر بیٹھنے کے بعد فرمایا من مات منکم و ترک مالاً فلورثتہ۔ جو کوئی تم میں سے مر جائے اور اپنا مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا حصہ ہے۔ حکومت کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ و من مات و ترک دیناً او ضیاعاً فالیّ و علیّ۔ اور جو کوئی مر جائے اور وہ قرضہ یا ضعیف اولاد چھوڑ جائے تو اس کا قرضہ میں ادا کروں گا۔ اور اس کے بال بچوں کی پرورش میرے ذمے ہوگی۔

## دنیا میں امن و امان قائم کرنے کا ذریعہ

یہ ہے آپ کی شان رحمۃ للعالمین جو نسلی اور طبقاتی تفاوت کو مٹانے اور قوموں اور افراد کو ایک کرنے کا موجب ہے۔ اس دستور العمل کو کامل اور مکمل کرنے کے لئے خدا کی توحید پر پختہ ایمان اور اس کی طاقت و قدرت پر پورا پورا یقین پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ انسانوں کی روزانہ زندگی اور گزر بسر میں خداخوفی اور تقوے و طہارت پیدا ہو۔ اس کے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ کوئی دستور العمل کامل مکمل نہیں ہو سکتا جب تک یہ فیصلہ نہ ہو کہ حکومت کیسی ہوگی۔ کس طرح اس کو چلانا ہوگا۔ خواص و عوام کی کیا کیا ذمہ داریاں ہونگی اس دنیا میں مشکل کام حکومت کرنا ہے۔ لیکن برسر اقتدار ہو کر اپنی خواہشات کو ختم کر دینا بہت زیادہ مشکل ہے۔

## حکومت کی بے نظیر مثالیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور خلفائے راشدین رضؓ نے حکومت کی بہترین مثالیں پیش کی ہیں حضورؐ کے متعلق حضرت عائشہ رضؓ بیان فرماتی ہیں کہ ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دما ترک درھماً ولا دیناراً ولا شاۃ ولا بعیراً ولا امۃ ولا عبداً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس دار فانی سے کوچ فرمایا تو آپؐ نے ورثہ میں نہ کوئی درہم و دینار چھوڑا، نہ کوئی بکری یا اونٹ چھوڑے اور نہ کوئی غلام یا لونڈی چھوڑی۔ دو چادریں تھیں جن کے اندر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ بادشاہ وقت ہے۔ کوئی صندوق نہیں بنایا۔ اس کے اندر مخملی کپڑے نہیں لگائے گئے۔ دو چادروں میں لپیٹ کر آپؐ کو قبر میں رکھ دیا گیا۔ یہ ساری دنیا کے لئے نمونہ ہیں۔ زندگی میں بھی نمونہ ہیں اور موت میں بھی نمونہ ہیں آپ کو رضائے الٰہی مقصود تھی، اسی لئے فرمایا ان صلوٰتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین۔ میرا جینا بھی خدا کے لئے ہے اور میرا مرنا بھی خدا کے لئے ہے اور میری عبادت اور قربانیاں بھی خدا کے لئے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضؓ خلیفۂ وقت ہیں۔ آپ نے وفات سے پہلے یہ وصیت کی کہ میرے کفن کے لئے نیا کپڑا نہ خریدنا۔ نیا کپڑا تو زندہ آدمی کے لئے ہوتا ہے۔ مردہ کے لئے نئے کپڑے کے کیا معنے؟ یہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا نمونہ اور ان کے کام۔ دنیا کی کوئی تاریخ ایسے بادشاہوں اور خلفا کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ حضرت عمر رضؓ اپنے کپڑوں پر پیوند لگا لیا کرتے تھے۔ اس میں کوئی عار نہیں سمجھتے تھے۔ شام کا ایلچی آیا۔ اس نے کہا کہ میں خلیفہ سے ملاقات کا خواہاں ہوں۔ اسے بتایا گیا کہ مسجد میں سوتے ہوں گے وہاں چلے جائیے۔ ایلچی نے دیکھا تو حیران ہو کر کہا کہ کوئی دربان یا پہرہ دار نہیں ہے۔ اسے بتایا گیا کہ وہ کسی کو دکھ تکلیف ہی نہیں دیتے تو پہرہ کی کیا ضرورت ہے۔

## حکومت کرنا مشکل کام ہے

حکومت کرنا مشکل کام ہے۔ خدا نے قرآن کریم میں اس کے متعلق بحث کی ہے۔ حاکموں کے دلوں میں یہ بات ہونی چاہیئے کہ ہم رعایا کے خادم ہیں ہم اس سلطنت کے اموال کے مالک نہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا خازن و قاسم یعنے میں خزانچی ہوں تقسیم کرنا میرا کام ہے اور جو کچھ ہوتا ہے واللہ یعطی خدا دینے والا ہے۔ میں نہیں دیتا۔ اور حاکموں کو حکم تھا کونوا قوامین بالقسط۔ قوامین مبالغہ کا صیغہ ہے مطلب یہ ہے کہ پوری احتیاط کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لینا چاہیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ نے اپنی رعایا ان قوموں کے برخلاف غیر قوم کے لوگوں کے حق میں مقدمات فیصل کئے، یہ فیصلے تاریخ میں لکھے ہوئے ہیں۔ غیر اقوام کے متعلق جب مسلمانوں کی رعایا ہوں فرمایا اوصیہ بذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ اور غیر مذاہب کے لوگ جو مسلمان حکومت میں رہتے ہیں ان [illegible] نہ صرف حاکم کے ساتھ بلکہ خدا اور رسول کا عہد ہے کہ مسلمان ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کے محافظ ہوں گے۔

. . . . . . . . . . . . . . . . . . .

## خاندان اور معاشرہ کی تعمیر

حکومت کے علاوہ دوسرا مشکل کام گھر کا معاشرہ ہے۔ اس کے متعلق فرمایا وعاشروھن بالمعروف تمہاری جو بیویاں ہیں۔ وہ بھی کسی کی بچیاں ہیں۔ انہیں پال پوس کر تمہارے حوالے کر دیا جاتا ہے وہ تمہارے گھروں میں رہ کر تمہاری خدمت کرتی ہیں۔ ان کے ساتھ بڑی خوبصورتی سے اور امن و آرام کا برتاؤ کرو۔ فرمایا کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ اولاد کو ماں باپ کی عزت کرنی چاہیئے۔ خدا تعالےٰ کی عبادت کے بعد ماں باپ سے حسن سلوک دوسرے درجہ پر ہے چنانچہ ارشاد فرمایا الا تعبدون الا اللہ و بالوالدین احساناً۔ خدا کی عبادت کرو اور اپنے والدین سے احسان و مروت سے پیش آؤ اور ماں باپ کو ہدایت کی کہ اولاد کا اکرام کرو۔ اولاد سے مراد قوم کے نوجوان ہیں، قوم کو کہا کہ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل تم کسی کا ناحق مال نہ کھاؤ۔ قتل مقاتلہ نہ کرو۔ کسی سے بغض و حسد نہ رکھو غیبت شماری نہ کرو۔ طعن و تشنیع سے باز آجاؤ فرمایا انما المؤمنون اخوۃ۔ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ یہاں لفظ بھائی کا استعمال کیا ہے۔ جو سب سے بڑھ کر تعلقات محبت کا موجب ہے فرمایا کہ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مساوات قائم کرنے اور امن و امان سے رہنے کی تلقین کریں۔ غیر قوموں کے رسولوں اور آسمانی کتب کی تعظیم کریں یہ سب کچھ قرآن کریم میں موجود ہے۔ اس کو کہتے ہیں کامل دستور العمل۔ جس کے اندر خدا رسولؐ کی تلقین ہے کہ گھر کے اندر امن و امان سے زندگی گذاری جائے۔ قوم اور ملک میں امن و آرام ہو۔ غیر قوموں سے امن و آرام کا برتاؤ ہو۔ ایسا دستور العمل نہ وید پیش کرتا ہے نہ توراۃ و انجیل پیش کرتی ہیں۔ صرف قرآن ہی نے یہ تعلیم دی ہے۔

## قرآنی تعلیم دنیا میں پیش کرنے کی ضرورت

یہ تلقین اگر بڑی خوبصورتی سے اور مستعدی کے ساتھ دنیا میں پیش کی جائے تو یقیناً یہ نظریات خوش آیند اور قابل قبول ہوں گے۔ مغربی قومیں اب اسلام کی طرف آ رہی ہیں یورپ کے مفکرین لکھ رہے ہیں کہ آیندہ آنے والی نسلوں کا مذہب اسلام ہوگا کیونکہ اسلام جامع اور کامل دستور العمل ہے۔

## مسلمانوں کے لئے ہدایت

مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ بھی نمونہ بن کر دکھائیں حکم ہے کہ حلال طیب روٹی کھاؤ۔ یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف والصلۃ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو معزز اور پاک

(باقی بر صفحہ ۱۳)

ترجمہ از:- سنڈے ٹائمز (سیلون) بشکریہ ہفت روزہ لاہور

(۲۲ر ستمبر ۱۹۶۲ء) ۲۹ر اپریل ۱۹۶۳ء

# عیسائیت کا مقدس ترین تبرک، اور اثاثہ مسیحؑ کا کفن جدید سائنسی تحقیق کی زد میں!

دو ہزار سال پرانے کفن کا وہ کپڑا جس میں مسیح علیہ السلام کو صلیب پر سے اتارنے کے بعد لپیٹا گیا تھا اٹلی کے شہر ٹیورن (TURIN) میں آج تک محفوظ ہے اور رومن کیتھولک چرچ کی تحویل میں ہے۔ اسے عیسائیت کے قدیم ترین اور مقدس ترین یادگاری تبرکات میں شمار کیا جاتا ہے۔ آج سے تین چار سو سال قبل تک ایک متبرک کپڑے کے طور پر اس کی بہت تعظیم کی جاتی تھی لیکن سولہویں صدی عیسوی میں اس کے بغور معاینہ کے بعد یہ انکشاف ہوا کہ اس پر تو ایک انسانی جسم کا عکس موجود ہے، اس عکس کے انکشاف کے بعد اس بارہ میں شبہ کا اظہار کیا جانے لگا کہ یہ کفن اصلی بھی ہے یا نہیں بہت سے لوگوں نے اسے مصنوعی قرار دے کر عکس کو ازمنہ وسطیٰ کے کسی مصور کی فن کاری سے تعبیر کیا۔ یہ بحث تین صدیوں تک چلتی رہی۔ حتیٰ کہ ۱۸۹۸ء میں جب کیمرے کے ذریعے اسکا فوٹو اتارا گیا تو پہلی بار یہ انکشاف ہوا کہ کفن پر انسانی جسم کا جو عکس نظر آتا ہے وہ مثبت نہیں منفی نوعیت کا عکس (NEGATIVE IMPRESSION) ہے۔ یعنی اس کی نوعیت بالکل اس عکس کی سی ہے جس طرح کیمرے کی فلم پر کسی چیز کا عکس پڑنے کے ساتھ وہ منفی شکل میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ انکشاف بہت حیران کن تھا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ کفن کا یہ کپڑا فی الواقعہ وہی ہے۔ جس میں مسیح کے جسم کو لپیٹا گیا تھا۔ کیونکہ ازمنہ وسطیٰ تک ایسا کوئی مسالہ ایجاد نہیں ہوا تھا کہ جس کی مدد سے منفی عکس اتارا جا سکے اس پر بیسویں صدی میں جب مزید تحقیق ہوئی تو سائنسدان اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ عکس کسی مردہ جسم کا نہیں بلکہ زندہ جسم کا ہے اور کپڑے پر اس کے منعکس ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب مسیحؑ کو مردہ سمجھ کر اُن کے جسم پر مختلف قسم کی خوشبوئیں اور مسالے وغیرہ ملے گئے اور انہیں کفن میں لپیٹا گیا تو اُن کے جسم کی گرمی اور پسینے نیز جسم پر ملے ہوئے مسالوں اور خوشبوؤں کے کیمیاوی ردّعمل کے نتیجہ میں ایسے بخارات پیدا ہوئے کہ جن کی وجہ سے کیمرے کی فلم کی طرح کفن کے کپڑے پر مسیحؑ کے جسم کا منفی عکس اُتر آیا۔ اس انکشاف کے بعد سے دنیائے عیسائیت عجیب مخمصہ میں پھنسی ہوئی ہے۔ اگر وہ سائنسدانوں کی اس تحقیق کو ردّ کرتی ہے تو اسے اپنے قدیم ترین یادگاری تبرک کو مصنوعی قرار دے کر اس سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں جسے وہ دو ہزار سال سے مسیح کا اصلی کفن تسلیم کرتے ہوئے اس کی پوجا کرتی آ رہی ہے اور جس کی کئی صدیوں سے جو عجیب غریب معجزات البتہ چلے آ رہے ہیں انہیں بھی ایک ڈھکوسلہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ برخلاف اس کے اگر وہ سائنس والوں کی تحقیق کو درست تسلیم کرتی ہے (اسے بجز تسلیم کرنے کے چارہ بھی نہیں) تو پھر اس صداقت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ مسیحؑ کی صلیبی موت کا سارا واقعہ ایک افسانہ ہے اور مروجہ عیسائیت جس بنیاد پر قائم ہے وہ سراسر فرضی اور مصنوعی ہے۔ بہر حال کفن کے متعلق سائنسدانوں کی یہ تحقیق عیسائیت پر ایک ضرب کاری کی حیثیت رکھتی ہے۔ مسیح علیہ السلام کے کفن کے بارہ میں جرمن سائنسدانوں کی تحقیق کے متعلق سکنڈے نیویا کے اخبار "STOCKHOM TLDINGEN" مورخہ ۱۰ر اپریل ۱۹۵۷ء میں ایک بہت قابل قدر مضمون شائع ہوا تھا جو پچھلے دنوں لنکا کے انگریزی اخبار "سنڈے ٹائمز" میں بھی شائع ہوا تھا۔ اور جو رالف مڈلٹن (RALPH MIDDLETON) کا لکھا ہوا ہے ـــ ذیل میں اسی مضمون کا ترجمہ شائع کیا جاتا ہے تاکہ اس بارہ میں سائنسی تحقیق پر مزید روشنی پڑ سکے۔

## قیمتی تبرکات

مسٹر رالف مڈلٹن اپنے اس مضمون میں رقمطراز ہیں:-

"ـــ رومن کیتھولک چرچ کے پاس جو بے شمار قیمتی تبرکات ہیں اُن میں سے ایک مسیحؑ کا مقدس کفن بھی ہے جو بلاشبہ دنیائے عیسائیت کا سب سے زیادہ متنازعہ فیہ تبرک ہے۔

یہ کپڑا چودہ فٹ لمبا ہے اور اس کی لمبائی تین فٹ سے کچھ زیادہ ہے۔ اس کا اصلی ہونا صدیوں سے خود عیسائیوں اور غیر عیسائیوں کے درمیان مابہ النزاع چلا آ رہا ہے اس تعلق میں ہمیشہ ہی زیر بحث یہ امر رہا ہے کہ آیا یہ وہی کفن ہے جس میں کیلوریری کی صلیب سے اتارے جانے کے بعد مسیحؑ کا جسم لپیٹا گیا تھا یا یہ کسی ماہر آرٹسٹ کی فنکاری کا نتیجہ ہے جو دنیا کو تاریخ کا سب سے بڑا جُل دینا چاہتا تھا۔

فی زمانہ بہت سے لوگ امید لگائے بیٹھے ہیں کہ پوپ جان (POPE JOHN) کی ترغیب پر رومن چرچ کی طرف سے حقیقی مساعی کی جو نئی رو چلی ہے اس کے نتیجہ میں مذہبی اور سائنسی بنیادوں پر اس قدیمی یادگار کے اور زیادہ گہرے معائنہ اور مشاہدہ کی راہ ہموار ہوگی اور اس معمہ کو حل کرنے میں مدد ملے گی جس پر ماہرین صدیوں بحث کرتے رہے ہیں۔

اگرچہ ماضی میں اس معمہ کو حل کرنے میں بہت سے سائنسی طریقے بروئے کار لائے گئے ہیں پھر بھی بعض لوگوں کا گمان ہے کہ اگر فوٹوگرافی کے تازہ ترین اور انتہائی ترقی یافتہ طریقوں سے استفادہ کیا جائے تو دنیا کو بالآخر اس سوال کا حتمی اور یقینی جواب مل سکتا ہے جو ایک عرصہ دراز سے پوچھی چلی آ رہی ہے۔

## عجیب مخمصہ میں

لیکن جہاں تک تحقیق و تفتیش کا کوئی جدید طریقہ اختیار کرنے کے متعلق فیصلہ کرنے کا سوال ہے اس بارہ میں چرچ ایک عجیب مخمصہ میں پھنسا ہوا ہے وہ مخمصہ یہ ہے کہ اُن چند مواقع پر جبکہ اس [illegible] یادگار کو نمائش کے لئے منظر عام پر لایا گیا، لاکھوں مسیحی ہزاروں میل کا سفر کر کے ٹیورن پہنچے اور بہت سے معجزات بھی اس کے ساتھ وابستہ چلے آ رہے ہیں۔ مثلاً یہ کہ جب لنگڑوں، لولوں اور اپاہجوں کو یہ تاریخی کپڑا چھونے کی اجازت دی گئی تو وہ صحت مند اور بھلے چنگے ہو گئے۔ اگر اس کپڑے کے مزید معائنہ اور تحقیق کی اجازت دے دی جائے تو (کفن کے اصلی یا مصنوعی ہونے کی دونوں صورتوں میں ـــ ناقل) بہت سے عیسائیوں کے ایمان و اعتقاد کو شدید صدمہ پہنچنے کا احتمال ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ جہاں تک اس نظریہ کا تعلق ہے۔ کہ یہی وہ اصلی کفن ہے جس میں مسیحؑ کا جسم لپیٹا گیا تھا۔ اس کے اصل حامی اور مؤید سائنسدان اور "لا ادری" قسم کے لوگ ہیں۔ حالانکہ خصوصی حالات میں اُن کے شکوک و شبہات ضرب المثل کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہر مکتب فکر اور نقطۂ خیال کے اہل علم اور فضلاء نے اس کے اصلی ہونے پر اپنے یقین کا اظہار کیا ہے اور اس بارہ میں آج تک کسی قسم کے سائنسی اعتراضات نہیں کئے گئے۔

اگرچہ اہل علم لوگوں میں سے بہت تھوڑے ہیں جنہوں نے کفن کے اصلی ہونے پر اعتراض کیا ہے پھر بھی تفصیلی تجزیوں، معائنوں اور مباحثوں کے باوجود کفن دنیائے عیسائیت کے لئے ایک معمہ بنا ہوا ہے۔ گروپ کیپٹن لیونارڈ چیشائر "وی سی" (LEONARD CHESHIRE . V. C.) نے اس بارہ میں بہت محنت اور تحقیق سے کام لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس سارے معاملہ کا ایک حصہ ایسا ہے جس کی وجوہ پر سائنس بھی روشنی نہیں ڈال سکتی۔ اور وہ یہ ہے کہ کفن پر جو عکس نظر آتا ہے وہ اپنے دیکھنے والوں کی نگاہوں کے سامنے گویا مسکراتا ہوا خوبصورت چہرے کے باعث بہت دلکش ہو جاتا ہے۔ یہ چہرہ قدرت و جلال کے عجیب [illegible] آثار کی وجہ سے ہمیں مرعوب کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ ایک ایسے انسان کا چہرہ ہے جو اگرچہ مردہ ہے لیکن پھر بھی کسی نہ کسی طرح

سے مردہ نہیں ہے اور ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ خود موت اُس کے تابع
فرمان ہے۔

سولہویں صدی کے ایک جرمن مصور البرٹ ڈیورر (ALBERT DURER) نے جب کفن کا معائنہ کر کے اُس پر ایک بگڑے ہوئے جسم کے نشانات دیکھے اور ان کا چربہ اتارا تو اس انتہائی غیر معمولی کپڑے کے مطالعہ و تنقید کا ایک طویل سلسلہ چل نکلا۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس وقت کے بعد سے اب تک جو متعدد تحقیقات ہوئی ہیں وہ خود اپنی ذات میں ایک جداگانہ سائنسی علم کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔ "سنڈونولوجی" (SINDONOLOGY) کہا جاتا ہے یعنی کفنوں کے مطالعہ و مشاہدہ کا علم۔

## ڈرامائی انکشاف

اب تک اس بارہ میں جو انکشافات ہوئے ہیں اُن میں سے سب سے زیادہ ڈرامائی انکشاف وہ ہے جو ایک اطالوی فوٹوگرافر سیکنڈا پیا۔۔۔ (SECONDA PIA) نے کیا۔ ۱۸۹۵ء میں اُس نے پہلی مرتبہ کفن کا فوٹو اتارا۔ یہ اطالوی پروفیسر ہی تھا جس نے پہلی بار یہ معلوم کیا۔ کہ کپڑے پر جو انسانی جسم کا نقش ہے وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک منفی عکس (NAGATIVE IMPRESSION) ہے اور اُنیس سو سال میں پہلی بار اس انکشاف کے نتیجہ میں پتہ چلا کہ اس عکس میں تو ایک بہت خوبصورت چہرے کے نقوش موجود ہیں اور ایسے نقشوں کے نشان بھی ہیں جو واقعہ صلیب سے پوری پوری مطابقت رکھتے ہیں۔ یہ وہ انکشاف تھا جس نے مذہبی اور سائنسی حلقوں میں ایک ہلچل مچا دی۔ کیونکہ بہت سے لوگ اس وقت تک اسے ایک مصنوعی اور فرضی کفن خیال کرتے تھے۔ اُن کا گمان یہ تھا کہ ازمنہ وسطےٰ میں کسی آرٹسٹ نے اس پر یہ عکس نقش کیا تھا۔ لیکن اس نئے انکشاف کے بعد اس گمان میں قطعاً کوئی اصلیت باقی نہ رہی کیونکہ یہ حقیقت اُجاگر ہو کر سامنے آ گئی کہ

ازمنہ وسطےٰ کے مصور منفی عکس کے
بارہ میں کچھ نہیں جانتے تھے۔

اور وہ ہرگز یہ اہلیت نہیں رکھتے تھے کہ تصویری زبان میں واقعہ صلیب کی ایسی حیران کن شہادت پیش کر سکیں جو بجز کیمرے کے اور کسی ذریعہ ممکن نہیں ہو سکتی۔ اس نظریہ کی اس امر سے بھی تائید ہوتی تھی کہ کپڑے پر جسم کے سامنے کے حصے اور پشت کے حصے کے ایسے نشانات پائے گئے۔

جو تصویری زبان میں ایک مصلوب یا مقتول
جسم کو پیش کرنے کے لحاظ سے
علم الابدان کی رُو سے بالکل بے خطا
تھے۔

اس کے بعد ۱۹۰۲ء میں فرانسیسی اکیڈیمی کے ایک اجلاس میں علم حیاتیات کے ایک نامور ماہر وائیولس ڈیلاج (YULS DELAGE) نے ان وجوہات پر روشنی ڈالی جن کے تحت وہ اطالوی فوٹوگرافر کی اتاری ہوئی تصاویر کا لگا تار ماہ تک بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ کفن درحقیقت اصلی ہے۔ اُس نے بتایا کہ کیمرے کی مدد سے جس منفی عکس کا انکشاف ہوا ہے اُس میں مسیحؑ کی صلیبی تکلیف اور (فرضی) "موت" کی جملہ تفاصیل کا پورا پورا اور صحیح ریکارڈ موجود ہے۔ چہرے پر طمانچے مارے گئے تھے۔ اُن کے اثرات بھی اس میں نمایاں ہیں۔

چنانچہ ناک زخمی ہے۔ دایاں رخسار
متورم ہے اور دائیں آنکھ کا پپوٹا
کسی قدر سکڑا ہوا معلوم ہوتا ہے
علاوہ ازیں پیشانی پہ بھی کچھ نشانات
ہیں اور سر کے پچھلے حصہ میں بھی
کچھ سوراخ دکھائی دیتے ہیں اور
اور کانٹوں کے تاج کے نشانات
ہی ہو سکتے ہیں۔

دائیں کندھے پر ایک کھلے ہوئے زخم کا نشان ہے جو بدھیوں کے اور کئی نشانات کے اُوپر بنا ہوا ہے۔ اسی طرح بائیں کندھے کی چپنی پر بعض چھوٹے چھوٹے زخم ہیں، جو صلیب کے اُٹھانے کی وجہ سے لگے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ہاتھوں اور پیروں پر صاف ایسے زخم نظر آتے ہیں جو اُن میں میخیں ٹھونکنے کی وجہ سے پڑے ہیں نیز سارے جسم پر بدھیوں کے نشانات بھی نمایاں ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ

دائیں پہلو میں پانچویں اور چھٹی پسلی
کے درمیان ایک بڑا سا کھلا ہوا
زخم بھی ہے۔

جو رومی سپاہی کے اس نیزہ کی وجہ سے لگا ہوا معلوم ہوتا ہے جو اس نے مسیحؑ کے پہلو میں مارا تھا جب وہ صلیب پر لٹکے ہوئے تھے۔

ڈیلاج نے بتایا کہ ازمنہ وسطےٰ کا کوئی مصور واقعہ صلیب کی اتنی تفصیلی شہادت منفی عکس میں پیش نہیں کر سکتا تھا۔

اس نظریہ کی تائید کرنے والوں میں پیرس کی ساربونے (SARBONE) یونیورسٹی کے ایک لیکچرار پال وگنان" (PAUL VEGNON) بھی تھے انہوں نے اکیڈمی کو بتایا کہ ان کے نزدیک

منفی عکس کو معرض وجود میں لانے کا
باعث مسیحؑ کے جسم سے نکلنے والا
پسینہ اور اس پر لگی ہوئی ادویۂ
کیمیائی ردّعمل تھا۔ پسینے اور ادویہ
کے کیمیاوی ردّعمل کی وجہ سے ایک
خاص قسم کے بخارات پیدا ہوئے

جن کے زیر اثر کپڑے پر منفی عکس اتر آیا۔
ایسا عکس جسے صرف زمانہ موجودہ کا
کیمرہ ہی اتار سکتا تھا۔

کافی تائید و حمایت کے باوجود ڈیلاج کے نظریہ کو درست تسلیم نہیں کیا گیا تا وقتیکہ کمانڈر انرک (COMMANDORE ENRIC) نے ۱۹۳۱ء میں نامی گرامی فوٹوگرافروں کی ایک جماعت کی کڑی نگرانی میں بہت ترقی یافتہ ساز و سامان کی مدد سے کفن کا ازسرنو فوٹو اتارا۔ اس کے بعد سے کفن کا معمّہ دوبارہ اُٹھ کھڑا ہوا۔

ڈیلاج کے نظریہ کی آرٹسٹوں اور ریت تراشوں سب نے ہی یکساں تائید کی۔ ان سب کا کہنا یہ ہے کہ کوئی شخص بھی اپنے ہاتھ سے یکسر چپٹی سطح پر ایسا واضح صاف اور تفصیلی عکس نہیں اتار سکتا۔ ڈاکٹروں نے بھی اس امر کی تصدیق کی ہے کہ ہاتھوں کی پوزیشن ایسی ہے کہ صاف ظاہر ہوتا ہے

ایک ایسے جسم کے ہاتھ
ہیں جس کو صلیب پر لٹکایا گیا
ہو۔

ہاتھوں کے دونوں انگوٹھے اندر کی طرف مڑے ہوئے ہیں۔ یہ ایک ایسا قدرتی عمل ہے جس کا میخیں ٹھونکنے کی وجہ سے ظاہر ہونا لازمی تھا اور بھی بہت سی ایسی ٹیکنیکل شہادتیں ہیں جن سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ٹیورین کے مقدس کفن میں یقیناً ایک ایسا جسم لپیٹا گیا ہے جسے صلیب دی گئی تھی۔"

## مجلسِ معتمدین کے متعلق
## ضروری اعلان

مجلس معتمدین کا اجلاس مورخہ ۲۶-۵-۶۳ کو حسب دستور سابق احمدیہ بلڈنگس میں بوقت ۱/۲-۷ بجے صبح منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ ممبران حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ ضرور وقت مقررہ پر تشریف فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ایجنڈا روانہ کر دیا گیا ہے جس صاحب کو موصول نہ ہو وہ اطلاع دیں تا کہ دوسری کاپی ارسال کی جائے۔

احمد یار سیکرٹری
۱۳-۵-۶۳

از ایم اے صمد ایم اے بی ایل ریٹائرڈ سب جج (دبھاڑ)

# کیا انسانی باپ کے بغیر مسیحؑ کی پیدائش ہوئی

## عیسیٰؑ ۱۸۷۴ء میں آئے اور ۱۹۱۴ء میں انکے آنے کا وقت پورا ہو گیا۔

{عیسائیوں کے ایک فرقہ کا اعتقاد}

جب تک مسلمان خلاف حقیقت مسیحؑ کی پیدائش بغیر انسانی باپ کے مانتے رہیں گے (اور بدقسمتی سے جزو مذہب سمجھتے رہیں گے) عیسائی ان پر اپنی فوقیت جتا کر اپنے دام تزویر میں لاتے رہیں گے۔

مسلمانوں میں اس قسم کے خیالات پیدا ہو جانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کی کافی تعداد مسلمان ہوئی تو وہ اپنے ساتھ غلط روایت بھی لیتے آئے۔ اور وہ غلط روایتیں مسلمانوں میں بھی پھیل کر رائج ہو گئیں۔ اُن میں سے بعض نے تو غلطی سے ان غلط روایات کو رائج کیا۔ کیونکہ ان کا پرانا عقیدہ ہی ایسا رہا تھا۔ اور بعض نے (خصوصاً یہودیوں نے) دیدہ دانستہ مسلمانوں کو دھوکہ دیا اور غلط باتوں کو رائج کیا تا کہ اسلام کی خوبیاں عوام کو اپنا گرویدہ نہ بنا سکیں۔

چند سال ہوئے ہم نے ایک مخلص عیسائی سے جن کی عمر ۹۰ سال کے قریب تھی اور جو ریلوے میں پہلے ملازم تھے اور اینگلو انڈین جماعت کے سمجھے جاتے تھے۔ دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ لوگ اینگلو انڈین یا دیسی عیسائی زیادہ تر رومن کیتھولک (Roman Catholic) ہیں۔ اور پروٹسٹنٹ (Protestant) کم ہیں۔ انہوں نے بڑی صاف گوئی کے ساتھ کہا کہ ہندوستان میں ہمارے آباؤ اجداد ہندو دھرم سے عیسائی ہوئے ہیں چونکہ رومن کیتھولک لوگوں میں بت پرستی بہت زیادہ ہے (اور پروٹسٹنٹ میں گویا نہی کے برابر ہے) اس لئے رومن کیتھولک مذہب ہم لوگ بڑی آسانی سے پسند کر سکے۔ فرق صرف یہ ہوا کہ پہلے ہندوستانی بتوں کی پرستش کرتے تھے عیسائی ہونے پر ولایتی بتوں کی پرستش کرنے لگے پرانی عادت یکایک چھوٹ نہیں سکتی تھی۔ میرے خیال میں چونکہ اُس وقت کے مسلمان انہی لوگوں یا بت پرستوں کی جماعت میں نکل کر اسلام میں داخل ہوئے تھے تو ان کو مسیحؑ کے متعلق ان کا کنواری ماں سے پیدا ہونا کوئی ناقابل قبول بات معلوم نہیں ہوئی۔

اب دنیا بہت آگے بڑھ گئی ہے اور خود عیسائی سوسائٹی میں بہت زیادہ ترقی کر چکے ہیں ایسی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ کئی سال سے امریکہ میں بڑے بڑے جید عیسائی علماء کی جماعت اصلی انجیل کو تلاش کر کے صحیح ترجمہ کی کوشش میں لگی ہوئی تھی اب انہوں نے جیمس بادشاہ کے ترجمہ کو غلط سمجھ کر رد کر دیا ہے اور صحیح ترجمہ کیا ہے۔ جس کا نام "ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورزن" (REVISED STANDARD VERSION) رکھا ہے جس کے معنے ہیں تصحیح شدہ مستند معیاری نسخہ۔ اس کو چھپے ہوئے بھی کئی سال ہو گئے ہیں اس ترجمہ نے پرانی قسم کی جماعت عیسائی میں بہت تہلکہ مچا دیا ہے مضامین پر مضامین اس کے خلاف نکل رہے ہیں اور امریکہ جیسے آزاد خیال ملک سے نکل رہے ہیں مگر بہتیرے پادری صاحبان کہتے ہیں کہ ترجمہ نیک نیتی سے کیا گیا ہے۔ اور غلط نہیں ہے۔ مگر بہتر ہوتا کہ بادشاہ جیمس کے ترجمہ ہی کے الفاظ رہنے دیئے جاتے جن باتوں پر عیسائی دنیا واویلا مچا رہی ہے (ان میں سے ایک بات مسیحؑ کے کنواری سے پیدائش کے متعلق بھی ہے۔ اس صحیح مستند نسخہ میں بجائے ورجن برتھ VIRGIN BIRTH (کنواری سے پیدائش) کے لکھا ہوا ہے:۔

"دیکھو ایک جوان عورت حاملہ ہوگی اور ایک لڑکا جنے گی اور اس کا نام عمانوایل رکھے گی"

Behold, a young woman shall conceive and bear a son, and shall call his name Immanuel vide Isaiah 7:14

یہ تو ہوا موجودہ نیا ترجمہ انجیل کا۔ اگر پرانی اناجیل کو غور سے پڑھا جائے تو اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیحؑ کا باپ انسان ہی تھا۔ چار دل اناجیل کو جن پر عیسائیت کا دارو مدار ہے یعنی (۱) متی (۲) مارقس (۳) لوقا اور (۴) یوحنا۔ اگر بغور دیکھا جائے تو ان سے ذیل کے نتائج نکلتے ہیں:۔

(۱)۔ متی کا خیال رہا ہے کہ ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ مگر اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ عیسیٰؑ کی ماں کی شادی یوسف سے ہو چکی تھی پھر یہ بھی اس نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں بھی مسیحؑ کو دیکھ کر لوگوں نے کہا:۔

"کیا یہ بڑھئی کا لڑکا نہیں ہے؟ کیا اس کی ماں مریمؑ نہیں کہلاتی ہے۔ اور اس کے بھائی جیمس اور جوزز سائمن اور جوداز نہیں ہیں"

(دیکھئے متی باب ۱۳۔ آیت ۵۵)

پھر متی ہی کے باب ۱۸۔ آیت ۱۱ میں لکھا ہے:۔

"انسان کا بیٹا۔ جو نقصان ہو گیا ہے اس کے بچانے کے لئے آیا ہے۔"

(۲) مارقس باب ۱۰ آیت ۴۷ میں یسوع (Jesus) کو داؤد (DAVID) کا بیٹا بتایا گیا ہے۔

(۳) لوقا (Luke) باب ۳۔ آیت ۲۳ میں یوسف (JOSEPH) کا بیٹا ظاہر کیا گیا ہے (یہ اور بات ہے کہ مارقس نے داؤد کا بیٹا بتایا تھا اور لوقا نے یوسف کا۔ مگر یہ بات واضح ہے کہ دونوں ہی میں انسان کا بیٹا مسیحؑ کو بتایا گیا ہے) لوقا باب ۱۲ آیت ۴۰ میں کہا گیا ہے:۔

"آدمی کا بیٹا آتا ہے ایسی ساعت میں جس کا تم خیال نہیں کرتے ہو"

پھر لوقا باب ۱۸ آیت ۳۸ میں ہے:۔

"وہ چلا یہ کہتے ہوئے۔ اے عیسیٰ داؤد کے بیٹے مجھ پر رحم کر"

پھر لوقا باب ۱۹ آیت ۱۰ میں ہے:۔

"آدمی کا بیٹا تلاش میں بچانے کے لئے آیا ہے اسکو جو نقصان ہو گیا ہے"

(۴)۔ یوحنا (John) باب ۱ آیت ۴۵ میں لکھا ہے:۔

"اور نبیوں نے لکھا ہے نصرت کا یسوع (Jesus of Nazareth) یوسف (Joseph) کا بیٹا

(باقی پر صفحہ ۱۱)

سید اللہ دتہ شاہ صاحب

# علمائے ربوہ سے چند سوال

## اے خدا اے چشمۂ نور ہدیٰ
## از کرم ہا چشم ایں امت کشا

صاحبان آپ نے اور آپ کے بزرگوں نے حضرت مسیح موعودؑ مجدد صدی چہاردہم سے بیعت اطاعت کی ہے۔ اور حضرت صاحب کی تعلیم اور ارشادات کو من کل الوجوہ اسلام کے مطابق پاکر ہی آپ نے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے۔ حضرت صاحبؑ کے ارشادات اور منصب کو جو آپ نے اپنی تحریرات اور تقاریر میں واضح کیا ہے اسی کے مطابق ہمیں تسلیم کرنا چاہیئے۔ افراط و تفریط سے بچنا تعلیم اسلام ہے۔

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے ابتدائے دعوے سے لے کر آخر وقت تک اپنے منصب کو محدث۔ ظلی۔ بروزی۔ امتی مجازی، جزوی نبی بیان کیا ہے۔ اور حقیقی نبوت کو بعد حضور خاتم النبیین صلعم منقطع فرمایا ہے۔

آپ اسکو حقیقی نبوت یا صرف نبوت کہیں مفہوم ایک ہی ہے یعنے جس نبوت کے انکار سے کفر لازم آتا ہے ایسی کسی نبوت کے حضرت مسیح موعودؑ ہرگز مدعی نہیں ہیں۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات تک تمام جماعت کا حضرتؑ کی ظلی نبوت پر ہی اتفاق رہا ہے۔ مگر صاحبزادہ صاحب نے اپنی خلافت کی ابتداء میں ہی بلکہ اس سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کے خلاف آپ کو ایسا نبی تسلیم کرانے کی کوشش کی جس کے انکار پر کفر لازم آتا ہے۔ اسی وقت سے جماعت میں اختلاف پیدا ہوا۔ صاحبزادہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند تھے۔ اس لئے جماعت کے عوام نے ان کے ہر فرمودہ کو صحیح تسلیم کر لیا۔

جماعت کے اہل علم افراد نے جو حضرت صاحبؑ کی صحبت سے بھی مشرف تھے۔ اور اکثر انجمن بھی تھے جماعت میں نمایاں شخصیت رکھتے تھے انہوں نے اس اختلاف کے سدباب کی ہر چند کوشش کی۔ مگر کوئی کامیابی نہ دیکھ کر مجبوراً انہیں قادیان کو چھوڑنا پڑا۔ اور لاہور آکر تبلیغ کا کام علیحدہ شروع کرنا پڑا۔ چونکہ یہ اختلاف اصولی تھا اور صاحبزادہ صاحب کے عقائد سے بقول حضرت مسیح موعودؑ اسلام میں فتنہ پیدا ہونا تھا۔ اس لئے جماعت لاہور نے اس کی تردید کرنا فرض سمجھا۔ اور ان کے عقائد کی غلطیوں کو بدلائل واضح کیا اور اب تک کر رہی ہے۔

یہ طبعی بات ہے کہ جس کسی کے غلط نظریہ کی مخالفت کی جائے۔ وہ مخالف سمجھا جاتا ہے اسی لئے لاہور کی جماعت کو غیر مبائعین کا نام دیا گیا۔ حالانکہ اس جماعت میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت نہ کی ہو۔ اصلی اختلاف پر پردہ ڈالنے اور جماعت لاہور کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے الزام لگائے جاتے رہے۔ جن میں سے ایک یہ الزام حضرت مولوی محمد علی صاحب مرحوم پر لگایا گیا۔ کہ وہ خلافت چاہتے تھے۔ قادیان میں تو اس کو نہ پاسکے اس لئے لاہور جا کر اپنی خلافت بنائی ہے۔ جماعت لاہور پر غلط الزام لگا کر اسکو بدنام کرنے کی کوشش اس لئے کی جاتی رہی ہے۔ تاکہ جماعت ربوہ میں سے کوئی بھی جماعت لاہور کے اعتراضات پر غور ہی نہ کرنے پائے۔ یہ تو بنائے اختلاف ہے جو مختصراً عرض کی گئی ہے۔

اب حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پر توجہ دلاتا ہوں۔

(۱)۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تمام تصانیف میں یہ وضاحت لکھا ہے

(۱) کہ میں نے ہرگز نبوت کا دعوے نہیں کیا۔ جو یہ کہتا ہے۔ وہ مجھ پر افتراء کرتا ہے۔

(۲)۔ یہ کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔

(۳)۔ حضور سرور کائنات خاتم النبیینؐ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔

(۴)۔ یہ کہ وحی نبوت بعد سرور کونین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تاقیامت بند ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ہوتے ہوئے جب جماعت لاہور کی طرف سے یہ اعتراض ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ابتدائے دعوے سے لے کر اپنی وفات تک کسی اپنی تصنیف یا تقریر میں کہیں یہ نہیں فرمایا ہے کہ میں منصب نبوت پر فائز ہوں۔ تو اس اعتراض کے جواب میں صاحبزادہ نے ایک غلطی کا ازالہ" اشتہار کو جو سنہ ۱۹۰۱ء میں اس لئے شائع کرایا گیا تھا۔ کہ ایک احمدی پر غیر احمدی نے یہ اعتراض کیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت اور رسالت کا دعوے کیا ہے۔ تو اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کے دعوے کا انکار کیا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ظلی نبوت کا تو دعوے کیا تھا۔ مگر مجیب احمدی کو نہ تو حضرت مسیح موعودؑ کی زیادہ صحبت میسر تھی۔ اور نہ ہی کتب کا مطالعہ تھا۔ اس لئے اس کا جواب غلط تھا۔ اس احمدی اور جماعت کی آگاہی کے لئے ایک غلطی کا ازالہ اشتہار شائع کرا کر تقسیم کیا گیا۔ تا آئندہ جماعت میں سے کوئی حضرت کے دعوے ظلی سے انکار نہ کرے۔ کوئی معقول جواب نہ پاکر صاحبزادہ صاحب نے ایک غلطی کا ازالہ اشتہار کو حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدہ نبوت کی تبدیلی کے ثبوت میں پیش کیا اور یہ فرمایا کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ نے انکار دعوے نبوت کے متعلق جو بیانات دیئے تھے اس اشتہار میں ان کو تبدیل کر کے اصلی اور حقیقی نبوت کا دعوے کیا ہے۔ آپ ذرا ایک غلطی کا ازالہ کو سامنے رکھ کر اس پر غور کریں کہ کہیں اس میں عقیدۂ نبوت کی تبدیلی کا کوئی شائبہ بھی ہے؟ اس اشتہار میں تو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعوے ظلی نبوت کی تشریح اور وضاحت فرمائی ہے۔

آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے دعوے سے پہلے براہین احمدیہ میں عوام کے غلط عقیدہ کی تائید میں حضرت عیسےٰؑ کی حیات کو تسلیم کیا ہے لیکن بذریعہ الہام جب حضرت عیسےٰؑ کی وفات کا علم پایا تو اس اپنی اجتہادی غلطی کا اعتراف کیا اور حضرت عیسےٰؑ کی وفات کو روز روشن کی طرح تقریباً اپنی تمام کتب میں عیاں کیا ہے۔

لیکن جہاں تک دعوے نبوت کا تعلق ہے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کسی کتاب یا اشتہار میں اپنا عقیدہ تبدیل کرنے کا اعلان نہیں کیا۔ یہ تو وہ افترا ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کو حقیقی نبوت کا دعوے کرتے ہوئے علماء نے آپ پر کفر کا فتوے لگایا تھا جس کی بعینہٖ تصدیق صاحبزادہ صاحب (خلیفہ صاحب ربوہ) نے کر دی ہے اللہ رحم کرے۔ صاحبزادہ صاحب تو اب معذور ہیں اب آپ کی جماعت کے علماء حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے خلاف لفظی موشگافیوں کی آڑ میں صاحبزادہ صاحب کی تائید پر تائید کئے جاتے ہیں ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو اُمتی نبی تحریر کیا ہے۔ اس لئے صاحبزادہ صاحب نے حضرت ہارونؑ کی مثال پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح حضرت ہارونؑ نے حضرت موسےٰؑ کا اُمتی ہوتے ہوئے نبوت پائی ہے اسی طرح مسیح موعودؑ بھی اُمتی نبی ہیں۔ مگر یہ خیال نہ کیا۔ کہ تمام انبیاءؑ اپنے زمانہ کے مروجہ دین کی پیروی میں اس وقت تک تو اُمتی کہے جا سکتے ہیں۔ جب تک کہ اُن پر عطاء نبوت نہیں ہوئی جب اللہ تعالےٰ نے کسی کو منصب نبوت پر فائز کر دیا تو اسے نبی ہی کہنا اور تسلیم کرنا پڑتا تھا۔ عطاء نبوت کے بعد کسی نبی کو ہرگز اُمتی نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ نبی اور اُمتی دو متضاد باتیں ہیں۔ جو ایک ہی وقت میں ایک ہی وجود میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

اب علماء ربوہ سے میں چند سوال عرض کرنا چاہتا ہوں، ان سوالات کا جواب دیتے ہوئے کوئی ایسی بات یا کسی تحریر کی وہ تشریح جو حضرت مسیح موعودؑ نے نہ فرمائی ہو۔ نا قابل قبول ہوگی۔ سوال اور ان کا جواب اپنے اخبار الفضل میں شائع کر کے ایک پرچہ اخبار مجھے ارسال کر دیں۔ اگر آپ نے ان سوالات کا کوئی جواب نہ دیا۔ تو یہ سمجھا جائے گا۔ کہ آپ کے پاس ان کا کوئی جواب نہیں ہے۔

(۱) اگر صاحبزادہ صاحب کے اس ارشاد کو درست خیال کیا جاوے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے سنہ ۱۹۰۱ء میں عقیدہ نبوت میں تبدیلی کی ہے۔ تو کیا سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات تک ۷ برس کے عرصہ میں عقیدہ نبوت کی تبدیلی کا کسی تحریر یا تقریر میں اعلان فرمایا ہے۔

(۲) - اگر حضرت مسیح موعودؑ نبی ہی تھے تو نبی پر تو پہلا فرض ہی اپنی نبوت کا اعلان ہوتا ہے۔ کیا کوئی ایسا اعلان حضرت مسیح موعودؑ کی کسی تصنیف یا تقریر میں موجود ہے ؟

(۳)- اگر حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے۔ تو کیا آپ نے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کہیں یہ لکھا ہے۔ کہ میرا انکار کفر ہے ؟

(۴)- اگر حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے تو آپ نے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی کسی تصنیف یا تقریر میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ حضور خاتم النبیینؐ کے بعد بھی نبی آ سکتا ہے۔

(۵)- اگر حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے تو کیا آپ نے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کہیں یہ لکھا یا فرمایا ہے کہ وحی نبوت بعد از خاتم النبیین جاری ہے۔

(۶) - اگر حضرت نبی تھے۔ تو ۱۵/۱۶ برس تک آپ کو نبوت کے سمجھنے میں غلطی کیوں لگی رہی، کیا انبیائے سابق میں ایسی کوئی مثال پائی جاتی ہے ؟

(۷)- کیا مامور من اللہ جو حکم اور عدل قرار دیا گیا اُس سے زیادہ علم دین کسی غیر مامور کو ہو سکتا ہے ؟

خدارا غور کریں۔ کہ صاحبزادہ صاحب کے اس خود ساختہ عقیدہ نے تو حضرت مسیح موعودؑ کے مرتبہ اور وقار کو بلند کرنے کی بجائے بالکل گرا دیا ہے۔

معاذ اللہ اگر حضرت مسیح موعودؑ کو پورے ۱۵/۱۶ سال تک یہ علم بھی نہ ہو سکا کہ میں نبی ہوں یا مجدد تو حضرت مسیح موعودؑ کی وہ تمام کتابیں جو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی شائع شدہ تھیں اُن پر اور تمام سعی تجدید دین پر کوئی ذی ہوش انسان کیونکر یقین کرے گا۔

اگر حضرت مسیح موعودؑ ایسے نبی ہیں جن کے انکار سے کفر لازم آتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانا کافی نہیں۔ اور اب اگر کوئی غیر مسلم اسلام لانا چاہے تو تمام اصول دین کا اقرار کرتے ہوئے اور حضور سردار انبیاءؐ پر ایمان لا کر بھی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان نہ لائے۔ کیا اس نئی نبوت کو مانتے ہوئے حضور خاتم النبیینؐ کے فیض دوامی کے خاتمہ میں کوئی کسر رہ جاتی ہے ؟

جب کوئی غیر مسلم حضور رحمۃ اللعالمینؐ پر ایمان لا کر بھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ تو اس سے زیادہ سردار کونین کی کسرِ شان اور کیا ہوگی۔

یہ کیا اندھیر ہے۔ کہ غلام کو آقا کا مقام دے دیا گیا۔ اور آقا کو فیض رسالت کے دوام سے محروم کر دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ خداوند عالم کی قدیم سے یہ سنت ہے۔ کہ وہ اپنے فرستادوں کی توہین پر ضرور گرفت کرتا ہے اور راستبازوں کا بول بالا کرتا ہے۔

سنہ ۱۹۱۴ء میں صاحبزادہ صاحب نے جس نبوت کی بنیاد رکھی تھی۔ اور اسکو مستحکم کرنے کے لئے کتابیں اور رسالے شائع کئے تھے اور اپنی زبان سے اس کے استحکام پر تقریریں کی تھیں قدرت نے ہنگامہ تحفظ ختم نبوت کے وقت صاحبزادہ صاحب کی زبان سے ہی اپنے سب کئے کرائے کا بطلان ثابت کر دیا۔ چنانچہ تحقیقاتی عدالت میں صاحبزادہ صاحب نے جو بیانات دیئے ہیں، ان کا اپنے بیگانوں کو علم ہے۔ اس لئے اس کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں ہے

ہمہ کار بکہ خود کردہ بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں کارے کزو سازند محفلہا

فاعتبروا یا اولی الابصار

اللہ دتہ شاد

مقام و ڈاکخانہ پچنان۔
براستہ سب آفس ڈھوڈیال۔
تحصیل چکوال۔ ضلع جہلم

---

## کیا انسانی باپ کے بغیر مسیح کی پیدائش ہوئی

(بسلسلہ صفحہ ۹)

اوپر لکھے ہوئے اقتباسات سے ظاہر ہے کہ پرانی انجیل کے زمانہ میں بھی عیسےٰؑ کو انسان کا بیٹا کہا اور سمجھا جاتا رہا ہے۔ پھر اس سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کی ماں حاملہ ہونے کے وقت شادی شدہ تھیں۔ بلکہ صاف صاف لفظوں میں حضرت عیسےٰؑ کے بطن مادر میں آنے کے وقت ان کی ماں کا یوسف (Joseph) نجار سے بیاہا ہوا ہونے کا پورا پورا اقرار ہے یہ ایک عام قانون ہے کہ ایک شادی شدہ عورت کے بچے کو اس کے شوہر کی ہی اولاد سمجھا جائے گا۔ جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو کہ وہ ماں کے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کا بیٹا ہے افسوس ہے ان لوگوں پر جو حضرت عیسےٰؑ جیسے جلیل القدر پیغمبر کو ان کی ماں کے شوہر کی اولاد سمجھنے سے انکار کرتے ہیں۔ تواریخ سے ثابت ہے جس کو ایک بڑی تعداد عیسائیوں کی مانتی چلی آ رہی ہے کہ عیسےٰؑ یوسف نجار کے لڑکے تھے اور توام پیدا ہوئے تھے۔ ان کے بھائی جوان کے ساتھ ہی پیدا ہوئے Thomas ٹومس تھے (جو خود بھی ہندوستان آئے تھے۔ اور مدراس میں فوت ہو کر دفن ہوئے جبکہ حضرت عیسیٰؑ کشمیر میں وفات پا کر مدفون ہوئے اور ان کی ماں مریمؑ مری پاکستان میں مر کر دفن ہوئیں۔

مسلمان مانیں یا نہ مانیں مگر عیسائیوں میں ایسے فرقے بھی ہیں جو عیسےٰؑ کی پیدائش بشریت کے مطابق مانتے ہیں مثلاً یونی ٹیرین، تھیوسوفسٹ اور کرسچن سائنس مورمونزم اسپریٹزم (Spiritism) وغیرہ کے ماننے والے۔ ایک اور فرقہ ہے یہوواز وٹنس (Jehovah's Witness) کہلاتا ہے ان کا اعتقاد ہے کہ عیسیٰ صرف انسان پیغمبر تھے۔ ان کے آسمان پر جانے کو وہ بالکل غلط سمجھتے ہیں۔ اور عیسےٰؑ کا اپنی امت کا گناہ اٹھا لے جانا بھی لغو سمجھتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ ۱۸۷۴ء میں عیسیٰ آئے اور سنہ ۱۹۱۴ء میں ان کے آنے کا وقت پورا ہو گیا۔

They say that Christ Came in 1874 and the Consummation of that age Came in 1914

عیسےٰؑ کا سنہ ۱۸۷۴ء میں آنا اور سنہ ۱۹۱۴ء میں عیسےٰؑ کے کام کی تکمیل غور طلب امر ہے۔ اور یہ حضرت مسیح موعود کے متعلق ایک زبردست شہادت معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ فرقہ جو مغربی ممالک خصوصاً امریکہ کا ہے۔ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا۔ اور نہ مسیح موعود کی کتابوں سے انہوں نے استفادہ کیا ہے یہ خدائی طاقت نے کام کیا ہے سائنس میں ترقی کرنے کے ساتھ عیسائیوں نے اس حقیقت کو دیکھا اور ہم مسلمان لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ ببیں تفاوت رہ

# "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی عیسائیت کی ترقی و استحکام کا موجب ہوگی

## اس کتاب کی ضبطی ہمارے مذہبی معاملات میں مداخلت کا موجب ہے

## جماعت ہائے احمدیہ کی طرف سے دلی رنج و اندوہ اور شدید احتجاج کا اظہار

### مرکزی جماعت احمدیہ لاہور کی قرارداد

جماعت احمدیہ لاہور کا یہ جلسہ حکومت پاکستان کے اس حکم پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے، جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد زمان کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی کے متعلق صادر کیا گیا ہے، یہ کتاب آج سے چھیاسٹھ سال پہلے انگریزوں کے عہد میں شائع ہوئی، کبھی کسی عیسائی معاند اسلام کی طرف سے موجب دل آزاری نہیں سمجھی گئی اور نہ حکومت انگلشیہ نے اس کے خلاف کوئی کارروائی کی، اب چھیاسٹھ سال بعد اس کی ضبطی کے احکام صادر کرنا قرین انصاف نہیں۔ بلکہ ایسی حالت میں کہ پاکستان میں عیسائیت کا قدم بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے اور ناواقف مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے ایسے اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں جن کے جواب مذکورہ بالا کتاب میں دیئے گئے ہیں، اس کو قابل ضبطی قرار دینا عیسائیت کے قدم کو اور تیز کرنا اور مسلمانوں کے ارتداد کا سامان پیدا کرنا ہے۔

ان حالات میں جماعت احمدیہ کا اجتماع بعد از نماز جمعہ حکومت پاکستان کے اس حکم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے درخواست کرتا ہے کہ اس حکم کو جلد واپس لے کر اسلام کو اس زبردست نقصان سے بچایا جائے جو اس کی ضبطی کی صورت میں پیدا ہونا یقینی ہے۔

### جماعت لائل پور کی قرارداد

مؤرخہ ۱۰ مئی نماز جمعہ کے معاً بعد جماعت احمدیہ لائل پور کے ایک ہنگامی اجلاس میں ایک متفقہ قرارداد کے ذریعہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی سے متعلق حکومت مغربی پاکستان سے پرزور احتجاج کیا گیا، قرارداد کا متن درج ذیل ہے:-

"حضرت امام الزمان مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کے متعلق حکومت مغربی پاکستان نے ضبط کرنے کے جو احکامات جاری کئے ہیں ہم ممبران جماعت احمدیہ (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائل پور) اس کے خلاف حکومت سے پرزور احتجاج کرتے ہیں۔ اور حکومت پر واضح کر دیتے ہیں کہ ہمیں حکومت کے اس اقدام سے سخت صدمہ پہنچا ہے۔

حضرت مرزا صاحبؑ نے یہ کتاب آج سے قریباً ساٹھ سال قبل شائع کی تھی اور یہ ایک عیسائی کے سوالات کے جواب کے طور پر لکھی گئی تھی۔ دراصل اس میں حضور نے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایک طرف تو حکومت ملک میں عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا چاہتی ہے اور دوسری طرف عیسائیت کے خلاف اسلام کی برتری ثابت کرنے والے انمول لٹریچر کو ضبط کر رہی ہے یہ نہایت افسوسناک رجحان ہے۔

ہم حضرت مرزا صاحبؑ کو اس زمانے کا امام اور مسیح موعود یقین کرتے ہیں حکومت کی طرف سے حضور کی تحریرات کو ضبط کر لینا ہمارے معاملات میں دخل اندازی کے مترادف ہے۔ نیز اس حکم کے ذریعہ ہمارے مذہبی احساسات کو سخت مجروح کیا گیا ہے۔

لہٰذا اس قرارداد کے ذریعہ سے پرزور احتجاج کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب سے متعلق ضبطی کے حکم کو فوری طور پر کالعدم قرار دے کر ہمیں شکریہ کا موقعہ دے۔

اس قرارداد کی نقول گورنر مغربی پاکستان کے علاوہ اخبارات میں بغرض اشاعت بھجوائی جاویں"

### بار ایسوسی ایشن سب ڈویژن چنیوٹ کی قرارداد

چنیوٹ ۱۷ مئی ۱۹۶۳ء۔ باتفاق رائے قرار پایا کہ ممبران بار ایسوسی ایشن سب ڈویژن چنیوٹ کو گورنر مغربی پاکستان کے نوٹیفکیشن مؤرخہ ۸ اپریل ۱۹۶۳ء سے جو مغربی پاکستان گورنمنٹ گزٹ مؤرخہ ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا ہے، یہ معلوم کر کے سخت دکھ ہوا ہے کہ "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" نامی کتابچہ مصنفہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی جماعت احمدیہ کو ضبط کر لیا گیا ہے۔ یہ ایسوسی ایشن گورنمنٹ کی کارروائی کو غلط، غیر ضروری، غیر دانشمندانہ اور غیر منصفانہ یقین کرتی ہے، جو مذہبی آزادی میں مداخلت کا موجب ہے، یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ کتابچہ برٹش راج کے زمانہ عروج میں لکھا گیا، اور جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس کا مقصد تعلیمات اسلام کی فوقیت کو ثابت کرنا ہے۔ لیکن نہ تو حکومت کو اس کی ضبطی کا کوئی خیال پیدا ہوا اور نہ عیسائیوں نے کبھی اس کی ضبطی کا مطالبہ کیا۔ اب ۶۵ سال بعد یہ کہنا کہ اس سے منافرت پیدا ہوتی ہے محض بہانہ سازی ہے، ان حالات میں ہم درخواست کرتے ہیں کہ اس ضبطی کے حکم کو فوراً واپس لے لیا جائے۔

ممبران بار ایسوسی ایشن:-

(۱) چوہدری صلاح الدین احمد ایڈووکیٹ
(۲) غلام مرتضیٰ بار ایٹ لا ایڈووکیٹ
(۳) چوہدری احسان الٰہی جنجوعہ ایڈووکیٹ
(۴) سردار صغیر احمد پلیڈر
(۵) میاں احمد علی پلیڈر
(۶) پیر افتخار احمد پریذیڈنٹ بار
(۷) خواجہ اعجاز حسین ایڈووکیٹ
(۸) میاں محمد ظہور علی سیکرٹری بار
(۹) مہر سکندر خاں اسسٹنٹ سیکرٹری بار
(۱۰) شیخ عبدالحق پوری پلیڈر
(۱۱) چوہدری محمد ممتاز خاں پلیڈر
(۱۲) چوہدری محمد علی خاں پلیڈر
(۱۳) خان لال خان پلیڈر چیئرمین یونین کونسل و ممبر ڈسٹرکٹ کونسل۔
(۱۴) ملک ولی محمد پلیڈر
(۱۵) منشا احمد بھٹی پلیڈر
(۱۶) چوہدری حفیظ اللہ ایڈووکیٹ
(۱۷) سید محمد یوسف ایڈووکیٹ

## جماعتہائے احمدیہ ضلع جہلم کی قرارداد

جماعت احمدیہ ضلع جہلم نے یہ منحوس خبر سن کر غم و غصہ کا اظہار کیا ہے کہ حکومت نے حضرت مرزا صاحبؑ کی (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب) نامی کتاب کی ضبطی کا اعلان کیا ہے حضرت صاحب کا قوم مسلم پر یہ احسان عظیم ہے انہوں نے ایسی کتاب لکھ کر دجل عیسائیت سے مسلمانوں کو نجات دلائی اور حقانیت اسلام کو واضح کیا۔

۱۰ رمئی ۱۹۶۳ء بروز جمعہ جماعتہائے احمدیہ ضلع جہلم کا ایک عظیم اجتماع ہوا جس میں حکومت کے اس رویہ اور فیصلہ کی پرزور مذمت کی گئی اور یہ مطالبہ کیا گیا کہ حکومت جلد از جلد اس غلط فیصلے کو واپس لے کر مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اضطراب کو دُور کرے کیونکہ اس فیصلہ کی رُو سے نہ صرف اقلیت کو خوش کرتا اور اکثریت کو ناراض کرتا ہے بلکہ حکومت کی یہ حرکت قصر اسلام کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت اس ناجائز فیصلہ کو کالعدم قرار دے کر مسلمانوں کے مجروح دلوں کو مطمئن کرے گی ............

فقط والسلام

خاکسار محمد شریف احمد روی مبلغ جماعت احمدیہ ضلع جہلم پاکستان

## جماعتہائے احمدیہ آزاد کشمیر کا مطالبہ

اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ حکومت مغربی پاکستان نے بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی تصنیف "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" ضبط کر لی ہے میں جماعتہائے احمدیہ آزاد کشمیر کے امیر کی حیثیت سے اس امر کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ایسا کرنے کی کوئی وجہ جواز موجود نہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ کتاب ۱۸۹۷ء میں تصنیف فرمائی تھی اور اس لئے تصنیف فرمائی تھی کہ خود ایک عیسائی نے چار سوالوں کے جواب کا مطالبہ کیا تھا۔ ان سوالوں سے اس کی غرض یہ تھی کہ وہ اسلام پر عیسائیت کو فوقیت دے۔ اور اس طرح مسلمانوں کو شکست دے کر انہیں عیسائیت قبول کرنے پر آمادہ کرے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اسلام کے ایک بطل جلیل کی حیثیت سے ان سوالوں کے جواب میں قلم اٹھایا اور یہ کتاب تصنیف فرما کر عیسائیت اور یہودیت دونوں پر ہر لحاظ سے اسلام کی فوقیت اور برتری روز روشن کی طرح ثابت کر دکھائی اور اسلام کی عزت پر ناروا حملے کا نہایت کامیابی سے دفاع کیا۔ آپ نے اس صورت میں کہ عیسائی حضرات

# خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۱)

زندگی گزارنے کا سبق دیا ہے۔ فرمایا خدا کی عبادت کرو۔ راستی اختیار کرو۔ پیٹ کے اندر حلال طیب روٹی جائے۔ عفت قائم کی جائے۔ پاکدامنی اختیار کی جائے۔ صلہ رحمی سے کام لو۔ آپؐ نے قوموں کے ساتھ مل جل کر رہنے کی تلقین کی ہے یہ بڑی قیمتی تلقین ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ غیر قوموں کے سامنے نمونہ بنیں۔ یہ ان کا فرض تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مبلغ نہیں تھے۔ بلکہ ہر مسلمان ایک مبلغ تھا وہ جہاں کہیں جاتے لوگ اُن کے حالات سے متاثر ہوتے وہ عابد و زاہد نظر آتے۔ امانت و دیانت کے پیکر دکھائی دیتے۔

## عدل و انصاف کی تلقین

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں ایک تو عدل و انصاف کی تلقین جو بڑا مشکل کام ہے۔ فتح مکہ کے دن کعبہ کے چابی بردار کو کہا گیا کہ چابی ہمیں دے دو۔ عرب قوم بڑی اکھڑ ہوتی ہے۔ اس نے کہا ہم نہیں دیں گے۔ اس کی ماں نے بھی اسے کہا کہ خبردار جو تم نے چابی دی۔ حضرت علیؓ گئے اور زور بازو سے چابی لے آئے۔ اسی وقت آیت اتری ان اللہ یامرکم ان تودوا الامنت الیٰ اھلھا۔ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ جس کی امانت ہے اس کے حوالے کر دی جائے۔ حضور نبی کریم صلعم نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ چابی واپس لوٹا دو۔ رعایا کا آدمی ہے مفتوح ہے۔ اس قوم نے ظلم ڈھائے ہیں لیکن ان کے ساتھ مراعات کا یہ کمال ہے۔ جب حضرت علیؓ چابی واپس دینے گئے تو اس نے کہا اکرھت واذیت ثم جئت ترفق تم وہی ہو جس نے پہلے جبراً چابی چھینی اور مجھے اذیت پہنچائی اور اب نرمی دکھانے آئے ہو۔ اب تم چرب زبانی لے کر میرے پاس آئے ہو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تمہارے حق میں آیت اتری ہے۔ اس سے پہلے حضرت عباسؓ نے عرض کی تھی کہ میں صاحب السقایۃ ہوں۔ حاجیوں کو پانی پلانے کا عہدہ میرے سپرد ہے۔ اس متکبر انسان سے چابی لے کر میرے حوالہ کر دی جائے تاکہ صاحب السدانۃ بن جاؤں اور یہ مناسب و موزوں ہوگا۔ لیکن حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اے میرے چچا! امانت کو امانتدار کے حوالے کرنا ضروری ہے۔ یہ چابی ہمیشہ کے لئے اسی خاندان میں رہے گی۔ چنانچہ حضورؐ نے عثمانؓ کو بلا بھیجا اور فرمایا ھاک خالدۃ تالدۃ یعنی لو چابی جو ہمیشہ ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی۔ چنانچہ اب تک یہ چابی عثمان بن طلحہؓ کے خاندان میں چلی آ رہی ہے

## دیانت اور عبادت کی ضرورت

دوسری بات جس کی آج پاکستان کو سخت ضرورت ہے یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا اول شئی تفقدون من دینکم الامانۃ پہلی چیز جو تم سے چلی جائے گی وہ امانت دیانت ہے واخرہ الصلوٰۃ۔ آخری چیز نماز ہے۔ جب بددیانتی اختیار کر لی جاتی ہے تو عبادت بھی نہیں ہوتی یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں۔ آج پاکستان میں عبادت الٰہی و دیانت کی سخت ضرورت ہے مشرقی پاکستان میں عام طور پر نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ سرحد میں بڑے بڑے آدمی نماز روزہ کے پابند ہیں۔ لیکن پنجاب میں یہ بات نہیں۔ یہاں کا لیڈر۔ یہاں کا انجنیئر یہاں کا جج اور وکیل اور ڈاکٹر بے نماز ہے الا ماشاءاللہ عام طور پر پنجاب میں بڑا آدمی نماز نہیں پڑھتا۔ اور اگر سارے ملک میں نگاہ دوڑائی جائے تو ان دو چیزوں دیانت اور عبادت کی کمی شدت سے پائی جاتی ہے اگر قوم کے دلوں سے اضطراب دُور کرنا ہے تو دیانت کا سبق پڑھنا چاہیئے، خدا کی عبادت کرنا چاہیئے اس سے امن و چین کی زندگی پیدا ہوگی۔ معاشرہ میں ترقی ہوگی اور ملک و ملت میں استحکام ہوگا۔

## احباب کے لئے دعا۔

بعض احباب بیمار ہیں۔ بعض قسم قسم کی پریشانیوں تکلیفوں اور مصائب میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے دعا کریں اللہ ان پر رحم کرے اور انکی مشکلات اور مصائب کو دُور فرمائے۔

---

صؐ آپ کے دلائل کو توڑنے میں کامیاب ہو جائیں پانچصد روپیہ یا اس سے زائد انعام کی پیشکش کی اور ہر سزا قبول کرنے پر آمادگی ظاہر فرمائی۔ اس چیلنج نے عیسائی معترضین کی کمر توڑ دی۔ اس وقت کی عیسائی حکومت نے جبکہ ۱۸۹۷ء میں وہ اپنے پورے عروج پر تھی کبھی اس کتاب کو ضبط کرنے یا اس پر کوئی پابندی عائد کرنے کا کبھی خیال نہ کیا۔ گذشتہ چھیاسٹھ سال کے عرصہ میں یہ کتاب متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔ اور کبھی کسی عیسائی نے کوئی بھی اعتراض نہیں کیا۔ اسلام کے مفاد اور انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ کتاب مذکورہ پر عائد کردہ پابندی جلد از جلد اٹھالی جائے اور بلا روک ٹوک اس کی اشاعت کی اجازت دی جائے تاکہ عیسائیت اور ان تمام مذاہب کے لئے جو اسلام کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں ایک مستقل مبلغ کی حیثیت سے قائم رہے ؛

# جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لیئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے لیسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے بہ سہولت دے سکیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۱۰ جون ۱۹۶۳ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوادیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۱۰ جون ۱۹۶۳ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم وصول ہوئی تو ۱۷ جون ۱۹۶۳ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۴۱۰ | 6.00 | ۳۷۵ | 6.00 |
| ۷۲ | 6.00 | ۴۱۵ | 6.00 |
| ۸۴ | 18.00 | ۴۲۶ | 12.00 |
| ۹۵ | 6.00 | ۴۸۵ | 6.00 |
| ۱۰۸ | 18.00 | ۴۹۱ | 6.00 |
| ۱۲۸ | 6.00 | ۵۲۹ | 6.00 |
| ۱۴۰ | 6.00 | ۵۵۵ | 12.00 |
| ۱۴۱ | 6.00 | ۵۷۱ | 6.00 |
| ۱۵۰ | 6.00 | ۵۹۸ | 12.00 |
| ۲۰۱ | 6.00 | ۶۳۰ | 12.00 |
| ۲۰۶ | 6.00 | ۶۳۳ | 6.00 |
| ۲۲۰ | 6.00 | ۶۴۹ | 12.00 |
| ۲۳۰ | 12.00 | ۶۹۸ | 12.00 |
| ۲۴۲ | 6.00 | ۷۲۶ | 6.00 |
| ۲۵۳ | 6.00 | ۷۴۸ | 6.00 |
| ۲۹۲ | 6.00 | ۷۴۸ | 12.00 |
| ۳۳۷ | 6.00 | ۹۵۷ / ۳۲۲ | 12.00 |
| ۳۴۴ | 6.00 | ۹۶۲ / ۳۲۵ | 6.00 |
| ۳۵۳ | 6.00 | ۹۸۷ / ۳۲۹ | 6.00 |
| ۳۶۵ | 6.00 | ۹۹۲ / ۳۶۶ | 6.00 |
| | | ۷۴۷ | 12.00 |

# اخبار احمدیہ

## اعلانِ نکاح

راولپنڈی سے مرزا معصوم بیگ لکھتے ہیں:۔
مبلغ بیس روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت ہیں جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کے صاحبزادہ منیر احمد کی شادی ملک فضل کریم مرحوم کی صاحبزادی ممتاز عصمت سے ۲۷ اپریل ۶۳ء کو ہوئی بعوض حق مہر پانچ ہزار روپیہ خطبہ نکاح ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے پڑھا۔ مصری صاحب نے یہ بیس روپے اس خوشی میں اشاعت اسلام کے لیے دیئے ہیں۔ ۲۸ اپریل کو پرتکلف دعوت ولیمہ ہوئی تھی۔

## شکریہ تعزیت

بزرگانِ سلسلہ اور احباب کرام نے میرے والد بزرگوار قبلہ عبدالکریم صاحب چغتائی کی وفات حسرت آیات کے موقعہ پر مجھے تعزیت کے پیغامات ارسال کئے ہیں۔ جو اس اندوہناک وقت میں میری تسلی اور اطمینان قلب کا موجب ہوئے ہیں فرداً فرداً ان سب بزرگوں اور احباب کا شکریہ ادا کرنے سے معذور ہوں۔ اس لئے بذریعہ اخبار ہذا بزرگان و احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

غمزدہ۔ محمد اقبال چغتائی
ناظم جماعت احمدیہ۔ احمدپور شرقیہ

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۹۹۵ / ۳۲۳ | 6.00 | ۲۰۵۸ | 6.00 |
| ۱۰۵۳ / ۳۵۴ | 6.00 | ۲۰۵۹ | 18.00 |
| ۱۰۸۱ | 6.00 | ۲۱۲۸ | 6.00 |
| ۱۰۸۳ | 6.00 | ۲۱۶۳ / ۴۵۲ | 6.00 |

## رعایتی

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۲۲/R | 12.00 | ۶۱/R | 6.00 |
| ۲۳/R | 8.00 | ۹۶/R | 3.00 |
| ۵۲/R | 18.00 | ۱۲۷/R | 4.00 |
| ۵۵/R | 8.00 | ۳۰۰/R | 4.00 |
| ۵۹/R | 9.00 | ۷۷۷ | |

## ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

نہیں کہلاتا۔ الغرض اس رکابی میں سے جس میں ابھی تازہ کھانا اور لذیذ اور پسندیدہ رکھا ہوا ہے کھانا شروع نہیں کیا فقیر کی صدا پر نکال کر دے۔ تو یہ نیکی ہے [illegible] اور نکمی چیزوں کے خرچ سے کوئی آدمی نیکی کرنے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین کر لو کہ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ نص صریح ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (س ۴) جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔ اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو کیونکر کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہو، کیا صحابہ کرام رض مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو ان کو حاصل ہوا۔ دنیاوی خطابوں کے حاصل کرنے کے لئے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں تو پھر کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی ملتا ہے۔

ملفوظات بنام منظور الٰہی
صفحہ ۶۵-۶-۶۷

پیغام صلح ۲۲ مئی ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۲۱
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد مہتمم پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ - مؤرخہ ۵ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۶۳ء | نمبر ۲۲

# ایک نورانی دعوت

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

پھر بعد اس کے کوشش کرو۔ اور نیز خدا تعالےٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضا اور تمہارے قوےٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اسکے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانچسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر ایک قوت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کیساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو جو شخص ان حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ ازالہ اوہام حصہ دوم

## بحر حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رضؓ وابی خلادؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رأیتم العبد یعطی زھدًا فی الدنیا وقلۃ منطق فاقتربوا منہ فانہ یلقی الحکمۃ (رواھما البیھقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکوٰۃ باب فضل الفقراء وغیرہ)

ترجمہ:-

ابو ہریرہ رضؓ اور ابو خلاد سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کو دنیا سے بے رغبتی (زہد) عطا کی گئی اور (لغو گوئی یا فضول باتوں سے) کم گوئی نصیب ہوئی پس ایسے شخص کا قرب اور صحبت حاصل کرو کیونکہ اسے علم و حکمت سے وافر حصہ دیا جاتا ہے۔

نوٹ:- حکمت سے مراد نیک کرداری اور راست گفتاری ہے۔

ومن یؤتی الحکمۃ فقد اوتی خیرًا کثیرًا۔ رزقنا اللہ وایاکم بحد منہ و صحبۃ (مظاھر الحق)

صحبت صالحین کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

والذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت لندخلنھم فی الصالحین (۲۹:۹)

صالح مرد کی پہچان، انبیاء و اولیا صاحب نور ہوتے ہیں اور صرف اہل بصیرت ہی ...... انکو پہچانتے ہیں۔

(غلام قادر علی عنہ)

# تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## انڈونیشیا

ترجمہ خط از احمد سلامت سمرنگ - انڈونیشیا۔

جناب عالی

میں اللہ کے نام سے جو کہ رحم والا ہے لکھنا شروع کرتا ہوں میں معافی چاہتا ہوں کہ میں نے جلدی جواب نہیں دیا۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ میں کیسی بری حالت میں دبا رہا ہوں

پچھلے ہفتے میں نے آپ کے دو پیکٹ وصول کئے جس کا بہت شکریہ ان سے ہمارے علم میں کافی تقویت ہوئی ہے - جتنا آپ مجھے اسلام کے متعلق لٹریچر بھیجیں گے اتنا ہی میرا اللہ پر ایمان بڑھے گا - مجھے امید ہے کہ آپ مجھے اور کتابیں اسلام کے متعلق گاہے بگاہے ارسال کرتے رہیں گے۔

اللہ تعالے آپ کا حامی و مددگار ہو - آمین

(لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے)

## لیگوس

ترجمہ خط ایس - اے باکرن - پی - ایم - بی ۲۰۱۷ لیگوس

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

جب آپ کا خط مجھے ملا تو میں اس پارسل کا جو آپ نے ارسال کیا ہے بڑی بے صبری سے انتظار کرنے لگا چنانچہ کل مجھے وہ پارسل مل گیا - قرآن شریف نہایت اعلےٰ ہے اور ایسا ترجمہ آج تک کسی نے نہیں کیا - جب سے مجھے پارسل ملا ہے میری قوت عمل بہت زیادہ تیز ہوگئی ہے میں نے مسلمان طلباء کی ایک میٹنگ بلائی اور متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ ہفتہ میں دو دفعہ اسکو پڑھا جائے مزید لٹریچر کو بھی پڑھنا شروع کر دیا ہے۔

مجھے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ لٹریچر مفت بھیجا گیا ہے - لیکن میں قرآن شریف کا ہدیہ پوچھنا بھول گیا ہوں اور دوسرے میں جاننا چاہتا ہوں کہ اسلامک ریویو کی قیمت معہ ہوائی ڈاک خرچ نائیجیریا تک کیا ہوگی کیونکہ میں ماہوار خریدار بننا چاہتا ہوں۔

میں بہت افسوس کرتا ہوں کہ میں نے سوال کر کے آپکے وقت میں مداخلت کی ہے -

جواب کا منتظر

## بھارت

ترجمہ خط ڈاکٹر ایس - ایم - ایس عبداللہ وادا مستقر لئے بھارت

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میرے پاس قرآن شریف معہ عربی متن موجود ہے - میں نے اسکو بہت مفید پایا اور واقعی بہت قیمتی چیز ہے - اللہ تعالے آپ کو بہت برکت دے اور زندگی بخشے اور دنیا اور آخرت میں آپ کی رہنمائی کرے کیونکہ جو کام آپ نے کیا ہے وہ نہایت ہی قابل ستائش ہے -

میں آپ کا بیان القرآن (اردو ترجمہ معہ عربی متن) دیکھنے کا خواہشمند ہوں اور مینول آف حدیث بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔

اس لئے آپ مجھے فہرست کتب اور لائٹ اخبار کی کاپی ارسال کریں -

آپ کی فہرست کتب آنے پر آرڈر دیا جائے گا - شکریہ

(تعمیل کی گئی اور خط لکھا جا رہا ہے)

## کیرالا اسٹیٹ انڈیا

ترجمہ خط:- اسمٰعیل پی رسکے کیرالا اسٹیٹ - انڈیا

جناب عالی

آج سے دو ماہ پہلے میں آپ کے لٹریچر کا مطالعہ کیا کرتا تھا - اب پھر میں نے مطالعہ شروع کر دیا ہے کیونکہ میں نے مارچ اپریل میں امتحان دینا تھا - میں کیرالا یونیورسٹی کا طالب علم ہوں اور میں نے B.S.C کیمسٹری کا کورس ختم کر لیا ہے اور مجھے دوسری کتابوں کے مطالعہ کے لئے وقت مل جاتا ہے -

اور میں اس وقت کو مفید کام میں صرف کرنا چاہتا ہوں -

میں نے مندرجہ ذیل کتب اپنے ہوسٹل میں پڑھی تھیں :-

دی ورلڈ آرڈر - ٹیچنگز آف اسلام، پرافٹ آف اسلام - ڈیتھ آف جیسز کرائسٹ - جیسز ٹرومشن .... - احمدیہ ایسٹ ڈائس تیم - ہسٹری آف حضرت مرزا صاحب اور میرے چند دوستوں نے بھی پڑھی ہیں - اور ہم ان کتابوں پر مباحثہ کرتے ہیں اور ہم نے ان کتابوں کو بہت مفید پایا ہے .....

آپ نے جو آخری خط میں خدا کی وحدانیت پر جواب لکھا تھا ہم اس سے بخوبی واقف ہو گئے ہیں اور تسلی ہو گئی ہے اس لئے اب ہم کو اور کتابیں ارسال کریں - ہم کو ایک قرآن شریف انگریزی اور حدیث بخاری ارسال کریں - ہم غریب لوگ ہیں، یہ کتابیں مفت ارسال کریں -

ہم اسلامی آئین کے متعلق اور عربی تاریخ کو بھی اچھی طرح جاننا چاہتے ہیں - اس لئے مہربانی کر کے مجھے یہ کتابیں ارسال کریں - والسلام

(ان صاحب کو لٹریچر بھیجا گیا اور جواب دیا گیا۔)

## لاگس نائیجیریا

ترجمہ خط دیو اشولا - لاگس نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کے خط مورخہ ۱۲/۱۱ - ۲۰ کا شکریہ - میں پڑھکر بہت خوش ہوا - انگریزی قرآن شریف نہ ملا مگر پھر بھی میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے ارسال کریں گے -

میں بہت مشکور اور خوش ہوں گا - اگر مجھے کوئی فائدہ مند کتابیں جو آپ مناسب سمجھیں ارسال کریں گے - میں آپ کو اس غرض سے لکھ رہا ہوں - اور میری حالت ناگفتہ بہ ہے اور میرا کوئی مددگار نہیں میرا والد جو میری مدد کرتا تھا فوت ہو چکا ہے - وہ میرے سکول اور قرآن کی پڑھائی کا ذمہ دار تھا - اس لئے میں بہت مشکور ہوں گا، اگر آپ کوئی مناسب چیزیں میری امداد کے لئے بھیجدیں - اب یہاں پر برسات کا موسم ہے اور سردی کافی ہے - کیا ہی بہتر ہو اگر آپ سردی سے بچاؤ کے لئے سویٹر ارسال کریں - جو کچھ میں نے کہا ہے وہ مجھے ارسال کریں کیونکہ مجھے ان کی ضرورت ہے - اور میں بہت خوش ہوں گا کہ آپ نے مجھے یہ چیزیں ارسال کیں -

(لٹریچر اور جواب لکھا گیا)

---

ترجمہ خط موسٰی ادموسیدی ایبٹے سے کا دونا مائیجیریا -

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ - میں موڈیا شا آپکو یہ خط اپنی سوسائٹی کی طرف سے ارسال کر رہا ہوں کہ آپ برائے کرم حضرت مولینا محمد علی صاحب کی تصنیف شدہ کتابیں ہمیں ارسال کریں

میں انورفلٹ سوسائٹی کا ایک مسلم سکول بھی ہے اور اس سکول میں ہم بچوں کو قرآن شریف بھی پڑھاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اسلام پر ہمارا کیوں ایمان ہے -

میں مشکور ہوں گا اگر آپ ہمارے سکول کو مندرجہ کتب ارسال کریں - (۱) ٹیچنگز آف اسلام (۲) محمد دی پرافٹ (۳) پانچ بنائے اسلام (۴) انگریزی ترجمۃ القرآن (۵) لا الٰہ اسلام (۶) عورت اسلام میں - اسکو بہت ضروری خیال کریں خدا آپکی مدد کریگا - کیونکہ آپ مسلمان بھائیوں کی تمام دنیا میں مدد کرتے ہیں - خدا اس دنیا میں اور آخرت میں ہماری بھلائی کرے

# عشرۂ محرم اور شہادت امام حسینؓ

دنیا کی تمام قوموں کا نیا سال خوشی اور مسرت کی تقریبات سے شروع ہوتا ہے، لیکن مسلمانوں کے نئے سال کی ابتداء روتے پیٹنے اور ماتم و واویلا کے ماحول میں ہوتی ہے۔ وہ قوم جس کو تبلیغ حق کی راہ میں پیش آنے والے مصائب و مشکلات کو صبر و حوصلہ کے ساتھ برداشت کرنے کی تلقین کی گئی تھی۔ وہ قوم جس کو اس وجہ سے خیر امت کہا گیا کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے پیدا کی گئی ہے، اور جس کو اس رستہ میں مصائب و شدائد کے بے پناہ سمندروں میں سے گذرنا پڑا، یہاں تک کہ حق کے لئے انہوں نے اپنی جانیں تک قربان کر دیں اور خوشی خوشی جام شہادت پینا ایک بہت بڑی سعادت یقین کیا جس دین کے اولین پیروؤں نے یہ نذریں مان رکھی تھیں کہ دین کے رستہ میں اپنی گردنیں کٹوائیں (منھم من قضےٰ نحبہ ومنھم من ینتظر .... ان کے نام لیواؤں کو .... آج اس بات کا رنج اور دکھ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہادت جیسی عظیم الشان نعمت کیوں میسر آئی، ایک طرف انہیں سید الشہداء کہا جاتا ہے اور سرداران بہشت میں سے قرار دیا جاتا ہے، اور دوسری طرف اس بات پر ماتم کیا جاتا ہے کہ انہیں راہ حق میں اپنی جان فدا کرنی پڑی۔

ہمیں حیرت ہوتی ہے جب شیعہ حضرات کو اس عظیم الشان شہادت پر ماتم کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، اور اسلامی سال کے شروع ہی میں رونا اور پیٹنا وہ اپنے لئے موجب ثواب یقین کرتے ہیں اگر وہ اس شہادت کو امام ممدوح کی عظمت اور بلندی مرتبت کا موجب سمجھتے تو رونے اور پیٹنے کے بجائے ان کی اس قربانی کو قوم کے سامنے بطور مثال پیش کر کے جشن مناتے۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل کی قربانی کو جشن عید کا رنگ دیا گیا، قوم کے سرداروں اور لیڈروں کی قربانیاں رونے اور پیٹنے کے لئے نہیں ہوتیں۔

بلکہ اُن کی تقلید میں دین کی خدمت کے لئے قدم آگے بڑھانا ضروری ہوتا ہے۔ اگر شیعہ حضرات اس موقعہ پر رونے اور پیٹنے کے بجائے مجالس وعظ منعقد کر کے امام حسین رضی اللہ عنہ کے اسوۂ عالیہ کو پیش کرتے اور نوجوانوں کے دلوں میں ایسا جذبہ پیدا کرتے، کہ وہ خدمت دین کو اپنا شعار بنائیں اور اس رستہ میں انہیں جان بھی قربان کرنی پڑے تو اس سے دریغ نہ کریں تو یہ قوم کی زندگی اور استحکام کا موجب ہوتا، امام حسینؓ کی شہادت میں ایک عظیم الشان سبق ہے کہ راہ حق میں کسی بڑی سے بڑی مصیبت حتیٰ کہ جان تک کی قربانی سے بھی دریغ نہ کرنا چاہیئے کہ اس سبق کو قوم کے دلوں میں بٹھایا جائے، اور انہیں بتایا جائے کہ اگرچہ یہ راہ بظاہر بہت تکلیف دہ اور دشوار گذار ہے لیکن یہی راہ اس منزل تک پہنچانے والی ہے جو ایک مسلمان کا مقصود اصلی اور حقیقی کامیابی کی جگہ ہے، قرآن کریم نے انہی لوگوں کو اولٰئک ھم المفلحون قرار دیا ہے اور انہی کو خسران زمانہ سے محفوظ ٹھہرایا ہے جو خدا کی راہ میں بڑی سے بڑی مصیبت اُٹھانے سے دریغ نہیں کرتے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس راہ کے بہت بڑے شہسوار ہیں ان کی شہادت پر رونا اور پیٹنا شکست خوردہ ہونے کی علامت ہے اور ہمیں افسوس ہے کہ شیعہ حضرات اپنے رویہ سے تو اپنے آپ کو بھی شکست خوردہ قوم ثابت کرتے ہیں اور امام ممدوح کو بھی شکست خوردہ لوگوں میں سے قرار دیتے ہیں، حالانکہ .......

. . . . . . . . . . . . . . . . . .

امام موصوف کی شہادت ایک بہت بڑی فتح ہے جو انہیں حاصل ہوئی۔ اس فتح پر خوشی کا اظہار ہونا چاہیئے نہ کہ غم و الم کا۔ غم و الم اور ماتم وغیرہ کرنا اس شہادت کی عظمت کو گراتا اور امام ممدوح کو ناکام ثابت کرنا ہے، جو بہت بڑے گناہ کا موجب ہے۔

اس موقعہ پر ہم ان سُنی حضرات سے بھی جو عشرۂ محرم میں تعزیئے اور جھنڈیاں وغیرہ نکالتے اور سبیلیں لگاتے ہیں یہ عرض کریں گے کہ ان کی یہ حرکات نہ صرف شیعیت کے فروغ کا موجب ہیں بلکہ اسلام کے بھی سراسر خلاف ہیں۔ جس توحید کا سبق ہم کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آئمہ کبار بالخصوص امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے وہ اس قسم کی مشرکانہ حرکات کے سراسر خلاف ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی قبر کو بھی وثن بنانے سے منع کیا تھا چہ جائیکہ اس کی پرستش کا سامان کیا جائے؟ حقیقت یہ ہے کہ شیعیت کو جو فروغ پاکستان میں حاصل ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ وہ محض سُنی حضرات کی بے جا عقیدتمندی کا نتیجہ ہے اگر شیعی مجالس کو جو عاشورہ محرم میں منعقد ہوتی ہیں اور دلدل کے جلوس کو جو ان کی تبلیغ کا ذریعہ ہے سُنی حضرات رونق دینے سے گریز کریں تو اس مذہب کے فروغ میں یقیناً کمی واقع ہو سکتی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم شیعہ اور سُنی فرقوں میں آویزش پیدا کرنا چاہتے ہیں ہرگز نہیں، ہمارے نزدیک اتحاد سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں، ان دونوں فرقوں کا اتحاد مسلمان قوم کے استحکام کے لئے نہایت ضروری ہے اور اگر شیعہ اور سُنی میں اس بات پر اتحاد ہو جائے کہ وہ ایک دوسرے کو بُرا بھلا نہ کہیں گے، ایک دوسرے کے مذہبی مراسم میں ناجائز مداخلت نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کے بزرگوں کو تبرا بازی سے یاد نہیں کریں گے تو یہ بہت خوش آیند بات ہو گی، لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ ان شیعی مراسم کو جو آئمہ اسلام کے نزدیک سراسر ناجائز ہیں، شہادت امام کے ساتھ عقیدت کی وجہ سے خواہ مخواہ اختیار کر لیا جائے اور اس طرح شیعہ مذہب کو خود اپنے رویہ سے فروغ دینے کا سامان کیا جائے۔

---

## سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب

موجودہ زمانہ میں عیسائیت کی اسلام کے خلاف جس قدر یورش ہو رہی ہے اس کے پیش نظر ہم مسلمانوں کے ہر مکتب خیال سے درخواست کرتے ہیں کہ عیسائیت کے رد میں یہ کتاب جس قدر ہو سکے پڑھے لکھے مسلمانوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جائے۔ اس لئے ہم نے ڈاک خرچ کے لئے صرف چار آنے مقرر کئے ہیں۔ چار آنے صرف ڈاک خرچ بھیجکر منگوائیے اور اس کی وسیع اشاعت کر کے خدمت اسلام انجام دیجئے۔

سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

## تبصرہ

### پرفیسیز آف دی ہولی قرآن

مصنف علی اکبر۔ ناشر:۔ ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)
قیمت ۲ شلنگ ۶ پنس۔

$\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۴۷ صفحات پر یہ کتابچہ قرآن مجید اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پیشگوئیوں پر مشتمل ہے جو زمانہ حال میں پوری ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں، اس کتابچہ میں زیادہ تر ان پیشگوئیوں پر بحث کی گئی ہے جن میں یاجوج ماجوج اور دجّال کی علامات اور ان کے انسانیت کش کارناموں کا قرآن کریم اور احادیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ فاضل مصنف نے ان تمام علامات کو نہایت قابلیت کے ساتھ موجودہ یورپین اقوام بالخصوص روس اور اینگلو امریکن قوموں پر منطبق کیا ہے، اور یہ ثابت کیا ہے کہ ان کے موجودہ کارنامے اور سائنسی تحقیقاتیں اور اسلحہ سازی بالخصوص ایٹمی ہتھیارات قرآن مجید اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق خود ان کی اپنی تباہی کا موجب ثابت ہوں گے۔ اس سلسلہ میں مصنف نے قرآن کریم کی بہت سی آیات اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث نقل کی ہیں، جن میں مسیحی عقائد کی بھی تردید کی گئی ہے اور یورپین اقوام کے دنیوی غلبہ اور صنعتی ایجادات کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور موجودہ مادی تہذیب کی تباہی کا بھی اشارہ موجود ہے۔ فاضل مصنف نے یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کے معانی اور تشریحات کو عربی لغت اور مسلمان مفسرین کے حوالوں کے ساتھ واضح کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ یہ معانی اور تشریحات موجودہ یورپین اقوام پر ہی صادق آتی ہیں۔

کتاب کے آخر میں وفات مسیح اور رفع عیسیٰ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور رانز برگ یونیورسٹی کا فتویٰ بھی نقل کیا گیا ہے اور آخری باب میں مسیحی معتقدات پر بحث کرتے ہوئے اناجیل کا محرف ومبدل ہونا ثابت کیا گیا ہے اور تثلیث کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بت پرستی کے قدیم افسانوں کا مسیحی عقائد پر کیا اثر پڑا ہے۔

غرض یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود ایک جامع تصنیف کی حیثیت رکھتی ہے، جس میں موجودہ تہذیب اور یورپین اقوام اور ان کی دنیوی ترقیات اور مذہبی ضلالت پر قرآن کریم اور احادیث سے نہایت عمدگی کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔

---

**درخواست دعا** دہاڑی ضلع ملتان سے محمد اقبال لکھتے ہیں:۔ میں کچھ عرصہ سے سخت بیمار ہوں۔ احباب سے درخواست ہے کہ میری صحت کاملہ کیلئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

---

# جرمن نومسلمہ امینہ موسلر کی وفات

**محمودہ عبد اللہ۔ ووکنگ**

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

برلن سے بٹ صاحب کے خط سے یہ خبر پڑھ کر کہ امینہ موسلر ۱۰ اپریل کو وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون....... مجھے نہایت رنج ہوا۔ یہ چند سطور اپنی نومسلمہ بہن امینہ موسلر کی یاد میں لکھ رہی ہوں۔

امینہ موسلر مرحومہ ایک معزز تاجر کی بیوی تھیں عین عالم جوانی میں ان کا شوہر فوت ہو گیا اور ایک کمسن لڑکا ان کا یتیم رہ گیا۔ ان کا اپنا مکان بڑا اچھا تھا چنانچہ اس کے بعض کمرے طلباء وغیرہ کو کرایہ پر دے کر اپنے بچے کے ساتھ گزر اوقات کرنے لگیں دونوں ماں اور بیٹا مسجد برلن آیا کرتے تھے۔ اس طرح سب سے پہلے ان کا لڑکا مسلمان ہوا اور محمد احمد اس کا نام رکھا گیا۔ اب ہمارا اس سے زیادہ تعلق ہو گیا یہ سمجھیں گا ہے بگا ہے اپنے گھر پر بلاتیں تھیں کے ہاں عراقی مسلمان طلباء بھی رہتے تھے چنانچہ اکثر وہ ان کے گھر اذان دیتے اور باجماعت نمازیں سب مل کر پڑھتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد امینہ موسلر خود بھی مسلمان ہو گئیں۔ اس سے قبل یہ کیتھولک تھیں مسلمان ہونے کے بعد یہ جمعوں اور دیگر تمام لیکچروں میں بڑی باقاعدگی سے آتیں۔ اس کا یہ مقولہ تھا کہ جو مذہب انسان کا ہو اس کا پورا پابند ہونا چاہیئے۔ امینہ مرحومہ بڑی نیک دل اور مخلص عورت تھیں گزشتہ جنگ کے آغاز پر ہمیں ۱۹۳۹ء میں وطن واپس لوٹنا پڑا۔ میرے شوہر مرحوم نے امینہ کا دلی اخلاص مدنظر رکھتے ہوئے یہ خدمت ان کے سپرد کی کہ وہ برلن مسجد اور مکانات کی حفاظت کریں مسجد اور مشن کی نگرانی امینہ موسلر نے بڑی جانفشانی سے کی ان کے دل میں خدمت اسلام کا جذبہ بے پناہ تھا اس وقت وہ خود باہر اپنے مکان میں رہ رہی تھیں۔ مشن ہاؤس میں پروفیسر صاحب مرحوم نے ایک پرانے واقف نہایت شریف جرمن میاں بیوی کو بطور کرایہ دار کے چھوڑ دیا تاکہ مکان اور مسجد کی حفاظت بھی رہے اور ضروری اخراجات بھی پورے ہوتے رہیں۔

دوران جنگ میں یہ جرمن نوجوان فوت ہو گیا۔ بیوی مکان چھوڑ کر کسی گاؤں میں چلی گئی۔ تمام دوران جنگ میں امینہ موسلر مسجد کی حفاظت کرتی رہیں حتی کہ آخری حصہ جنگ میں لڑائی کا مورچہ مسجد کا کمپونڈ بھی ہو گیا۔ جرمن اس کے کمپونڈ میں تھے اور روسی اس کے باہر سے حملہ کر رہے تھے۔

جب لڑائی ختم ہوئی تو ۲۴ لاشیں مسجد کے کمپونڈ میں تھیں مسجد کے گنبد کا ایک حصہ اڑ گیا۔ مینار کا اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا۔ میناروں پر بے انتہا گولیوں کے نشانات تھے۔ گھر کو بھی کچھ نقصان پہنچا۔ اس آڑے وقت میں امینہ نے نہایت دلیری سے جرمن عورتوں کی مدد سے لاشوں کو اٹھوایا۔ آہستہ آہستہ ملبے کے ڈھیر اٹھوائے۔ لڑائی میں اس کا اپنا مکان مسمار ہو گیا۔ وہ اپنی ایک سہیلی کے پاس مسجد کے قریب رہنے لگیں۔ اس اثناء میں انہوں نے مسجد کی ضروری مرمتیں بھی مختلف اپیلیں کر کے کروائیں یہاں تک کہ مسجد اور مکان استعمال کے قابل ہو گئے پھر انجمن کی اجازت سے وہ مسجد کے مشن ہاؤس میں رہنے لگیں مختلف مذہبی سوسائٹیوں کی ممبر تھیں تاکہ مسجد سے جرمنوں کا رابطہ گہرا ہو۔ ہر اتوار کو مسلمان بچوں کو جمع کر کے کہانیوں کی صورت میں اسلام کی تعلیم دیتیں۔ ہفتہ میں ایک دن مقرر تھا کہ لوگ درس قرآن سنیں اور سوالات پوچھیں۔

مسجد کی دیواروں اور میناروں پر گولیوں کے بے شمار نشان تھے۔ امینہ نے مجھے بڑے درد سے لکھا کہ باقی عمارات تو نئی بن گئی ہیں لیکن ہماری مسجد زخم خوردہ سپاہی نظر آتی ہے۔ چنانچہ میں نے بھی انجمن کو اس کی یاد دہانی کرائی۔ خدا کے فضل سے پلستر بھی انجمن کی مدد سے ہو گیا۔ آخری چیز جس کی طرف امینہ نے توجہ دلائی وہ باہر کمپونڈ کا جنگلہ تھا جو کئی جگہوں سے ٹوٹ چکا تھا۔ چور آ جاتے اور شرابی لوگ کمپونڈ میں آ گھستے تھے۔ اس کو بھی امینہ نے اپیل کر کے بنوا دیا۔ غرض امینہ نے صحیح معنوں میں اس امانت کا حق ادا کیا۔ ۱۹۵۲ء میں میں اپنے شوہر مرحوم اور بچوں کے ہمراہ جا کر ایک مہینہ مشن ہاؤس میں رہی۔ امان ہو ہم اس وقت امام تھے۔

گھر اور مسجد کی اچھی حالت دیکھ کر خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ امینہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور اس کے عزیز لڑکے کا نگہبان ہو۔ اس کی بہو تاتار مسلمان ہے۔

امینہ کی اس خدمت کو ہم کبھی بھلا نہیں سکتے۔ وہ ہماری ایک معزز احمدی بہن تھیں۔ خدا کی بے شمار رحمتیں اس کے بچوں پر ہوں۔
آمین ثم آمین

---

## درخواست دعا

—لائلپور سے ممتاز احمد صاحب اطلاع دیتے ہیں:۔ "میں بعارضہ ٹی بی ہسپتال میں زیر علاج ہوں۔ میری صحت کے لئے احباب کرام کی خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔"

# اللہ تعالیٰ کے کمالات و احسانات کا ذکر اور قربِ الٰہی کی راہیں

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۲۴ مئی ۱۹۶۳ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمات والنور ——— وھو اللہ فی السمٰوات وفی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون ——— (الانعام) ———

## قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے کمالات و احسانات کا ذکر

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات اور صفات کا ذکر قرآن کریم میں بار بار کیا ہے اور اپنے کمالات کا بھی اظہار فرمایا ہے اور احسانات کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ انسان کی طبیعت کا خاصہ ہے کہ وہ ہر کمال کی تعریف کرتا ہے۔ اور جس شخص پر کسی کا احسان ہو اس کے سامنے جھکتا ہے۔

## مغل بادشاہوں کے دل و دماغ کا نقشہ ان کی عمارات ہیں۔

آگرہ کا تاج محل ایک ایسی تاریخی اور حسین یادگار ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے آدمی اس کو دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں اور اس کی تعریف کرنے لگتے ہیں۔ اس کو دیکھ کر کسی لیڈی نے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ اگر میرا خاوند میرا ایسا مقبرہ بنانے کا بندوبست کرے تو میں آج مرنے کو تیار ہوں۔ مجھے دلی میں ایک اعلیٰ پایہ کے انگریز سے باتیں کرنے کا اتفاق ہوا، وہ حکومت برطانیہ میں اسسٹنٹ سیکرٹری آف سٹیٹ تھا۔ دوران گفتگو میں میں نے اس سے کہا کہ آپ نے لال قلعہ، شاہی مسجد، تغلب صاحب، کی لاٹ وغیرہ عمارات دیکھی ہیں۔ آپ ان کے بنانے والے بادشاہوں کے دل و دماغ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ان کا علم بہت وسیع تھا۔ میں نے پوچھا اور ان کا دل کیسا تھا؟ اس نے کہا کہ ان کا دل فراخ تھا اور وہ بڑے وسیع القلب اور عالی حوصلہ لوگ تھے اگر ان کے دلوں کے اندر فیاضی نہ ہوتی اور روپیہ کو پانی کی طرح نہ بہاتے تو یہ عظیم عمارات بن نہ سکتیں۔ یہ عمارتیں ان کے باریک دماغ اور فیاض دل کی ترجمان ہیں۔ ان تاریخی عمارتوں کے دیکھنے سے انسان کے دل و دماغ کی باریکی اور فیاضی کا اظہار ہوتا ہے اور ان کو دیکھ کر ان کی وسعت قلبی اور کمالات کی تعریف کرنی پڑتی ہے۔

## کائنات میں اللہ تعالیٰ کے کمالات کا نقشہ

اللہ تعالیٰ نے بھی اسی انسانی فطرت کے پیش نظر اپنے کمالات کا ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا من خلق السمٰوات والارض یہ کائنات یہ زمین و آسمان کی دنیا، یہ سمندر اور ان میں کی تمام مخلوقات، یہ پہاڑ اور ان کی چوٹیاں، یہ جنگل کس نے بنائے ہیں۔ ان کو دیکھ کر ہر انسان بول اٹھتا ہے سیقولن اللہ۔ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ نے بنایا ہے۔ یہ بہت بڑی قدرت اور بہت بڑے علم کی بات ہے۔ اس کے اندر بہت بڑی فیاضی نظر آتی ہے۔ یہ کائنات اللہ تعالیٰ کے فیض وکرم اور کمالات و برکات کی مظہر ہے۔

## قرآن میں اللہ تعالیٰ کے کمالات اور حسن و احسان کا ذکر

شروع قرآن میں ہی خدا تعالیٰ نے اپنے فیض وکرم کا نہایت مختصر الفاظ میں ذکر کیا ہے فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ میں تمام عالمین اور ساری کائنات کا موجد اور خالق ہوں، ساری کی ساری مخلوق کی میں ربوبیت کرتا ہوں۔ اس ایک چھوٹے سے جملہ میں علوم جمع کر دیئے ہیں اور بتایا ہے کہ جس قدر کمالات اس کائنات میں نظر آتے ہیں جس قدر حسن اور احسان اس کے اندر پایا جاتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا نتیجہ ہے، جو دنیا جہان کی ربوبیت کرتا ہے آیت الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمات والنور میں اس کی تشریح اور توضیح کی گئی ہے۔ الحمد للہ الذی لہ ملک السمٰوات والارض ہم اس دنیا جہان کے خالق ہی نہیں اور صرف ان کی ربوبیت اور پرورش کرنے والے ہی نہیں بلکہ زمین و آسمانوں پر ہمارا تصرف ہے۔

## انسان کی روحانی تربیت کا سامان

اور جہاں جسم و جان کے رشتہ کو برقرار رکھنے کے سامان کا ذکر فرمایا ہے وہاں انسان کی روحانی تربیت کا سامان پیدا کرنے کا بھی ذکر کیا ہے فرمایا تبارک الذی نزل الکتاب علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیرا دنیا جہان کی روحانی ترقی اور تربیت کے لئے ہم نے ایک عظیم الشان انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس کا اظہار خداوند کریم نے قرآن کریم کی متعدد آیات میں فرمایا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ وہ ذات بڑی بابرکت ہے۔ صاحب جمال و کمال اور صاحب احسان و اکرام ہے۔

## اللہ تعالیٰ ہر ظاہر و پوشیدہ چیز سے واقف ہے۔

کائنات کی تخلیق اور اس کی صنعت کے بیان سے انسان کا دل خدا کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے اس کی غرض یہ ہے کہ انسان کا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ لگ جائے اور اسے معلوم ہو جائے کہ وہی زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے اور اسی کی حکومت تمام کائنات پر ہے۔ ھو اللہ فی السمٰوٰت الٰہ وفی الارض الٰہ۔ آسمانوں کا بادشاہ بھی وہی ہے اور زمین کا بادشاہ بھی وہی ہے وہ ہر جگہ موجود ہے یعلم سرکم وجھرکم وہ ہر ظاہر و باطن سے باخبر ہے۔ کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ شئے اس ذات سے چھپی ہوئی نہیں ہے ویعلم ما تکسبون۔ اور جو کچھ بھی نیک و بد کام کرتے ہو اس سے بھی ہم اچھی طرح باخبر ہیں۔

## دلوں کو پاک کر کے خدا تعالیٰ سے تعلق لگاؤ

اس خدا سے تعلق لگانا ہے تو اپنے دلوں کے اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا کرو۔ وہ صحن خانہ جس کے اندر گند اس کے ڈھیر لگے ہوں، اس میں خدا کا نزول نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ گند اس کیا ہے وہ ایسی خواہشات ہیں جن کو پورا کرنے کے لئے حیل و حجت، بہانے، مکر و فریب، دغابازی۔ دھوکہ چالاکی عیاری اور بد دیانتی اور جھوٹ سے کام لیا جاتا ہے فرمایا ہمارا حکم یہ ہے کہ تم گناہ معصیت اور انسانوں کی بدخواہی چھوڑ دو۔ تم باریکی اور عیاری سے کسی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہو، وہ ہم جانتے ہیں، روپیہ کے حصول کے لئے تم لوگوں کے حقوق پامال کرتے ہو، اس سے بھی ہم باخبر ہیں۔ تم ان باتوں سے بچ جاؤ۔ انسان کے اندر طہارت پیدا کرنے

کے لئے فرمایا کہ ہم ظاہر و باطن کو جانتے ہیں ہم ہر جگہ موجود ہیں۔ زمین و آسمان ہمارے ماتحت ان پر تصرف تام رکھتے ہیں، کائنات کے بھی خالق ہیں اور انسان کے بھی خالق ہیں۔ . . . . . . . . ہمارے ساتھ تعلق لگانے کے لئے دلوں میں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہونی چاہیئے۔

## طہارت قلب امن اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے

پاکیزگی اور طہارت اعمال سے ظاہر ہوتی ہے۔ دلوں میں طہارت کی روشنی ہو تو دنیا میں امن قائم ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا۔ تمہارے اعمال ایسے نہ ہونے چاہئیں کہ ان سے فساد پیدا ہو، خدا تعالےٰ کا قرب چاہتے ہو تو فتنہ و فساد اور معصیت الٰہی کو چھوڑ کر دلوں کو ایمان کی شمع سے روشن کرو انما یتقبل اللہ من المتقین۔ اور فرمایا ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین۔ خدا تعالےٰ پاکیزہ اعمال، پاکیزہ اخلاق اور پاکیزہ زندگی کو چاہتا ہے۔ اس کو خوش کرنا چاہتے ہو تو خدا خوف ہو جاؤ۔ خدا خوف اور مخلوق کی خدمت کرنے والوں کے اعمال کو خدا تعالیٰ شرف قبولیت بخشتا ہے۔

## احباب کے لئے دعا

جماعت کے بعض احباب بیمار ہیں۔ بعض مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہیں۔ بعضوں کے خطوط آئے ہیں۔ اب بھی ایک صاحب کا دعا کے لئے رقعہ آیا ہے۔ جماعت مل کر اگر دعا کرے تو قبول ہوتی ہے۔ آیئے ہم سب مل کر دعا کریں کہ خدا تعالےٰ بیماروں کو شفا بخشے اور جن لوگوں کو مشکلات اور مصائب درپیش ہیں ان کو دور فرماوے۔ اللہ تعالےٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔

## دعائے کامیابی

(۱) مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی صاحبزادی ملیحہ گل ریحانہ ایم بی بی ایس کا امتحان دے رہی ہیں۔ وہ احباب سے کامیابی کے لئے دعا کی خواستگار ہیں۔

(۲) برنالہ سے عطا الٰہی صاحب حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں:-

"امسال خاکسار کے فرزندان عبدالغنی و عبدالغفور نے بالترتیب بی اے اور فسٹ ایر کے امتحان دیئے ہیں۔ اور کرنل صاحب کے فرزند اکبر ظفر اللہ خان نے بھی بی اے کا امتحان دیا ہے۔ مہربانی فرما کر خود بھی دعا فرمائیں اور دیگر بزرگان سے دعا کرائیں۔ کہ خداوند کریم ان سب کو باعزت کامیاب کرے۔ آمین

# اخبار احمدیہ

## گھانا (افریقہ) ۳۵ احباب کی سلسلہ میں شمولیت

— یہ سن کر احباب قوم کو خوشی ہوگی کہ چوہدری سعید احمد صاحب خلیفہ مبلغ اسلام گھانا کے ہاتھ پر بیعت کر کے ۳۵ اصحاب نے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے اور حضرت امیر قوم ....... مولانا صدرالدین صاحب نے ان کی بیعت کو قبول فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت بخشے، اور خدمات دین کی توفیق مرحمت فرمائے۔

## باری پورہ (کشمیر) سے دس اصحاب کی بیعت

— باری پورہ کولگام کشمیر (بھارت) سے دس اصحاب نے بیعت فارم پُر کر کے بھیجے ہیں۔ جن کو حضرت امیر قوم نے قبول فرمایا ہے اور ان کے حق میں دعا کی کہ اللہ تعالےٰ ان کو ثابت قدم رکھے اور دین کے سچے خادم بنائے۔

## اعلان نکاح

— (۱) قاضی عبدالعزیز صاحب کے فرزند قاضی محمود احمد صاحب لاہور چھاؤنی کی شادی پچھلے ہفتہ مورخہ $\frac{۵}{۶۳}$ ۱۸ کو سیالکوٹ میں چوہدری فیض احمد صاحب کی صاحبزادی حمیدہ بیگم سے بعوض مبلغ -/5000 روپے حق مہر ہوئی۔ خطبہ نکاح مولینا مولوی احمد یار صاحب نے پڑھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ یہ رشتہ فریقین کے لئے باعث رحمت کرے۔ قاضی صاحب نے اس خوشی میں انجمن کو مبلغ دس روپے کا عطیہ دیا ہے۔

— (۲) قاضی عبدالحفیظ لاہور چھاؤنی کی صاحبزادی عفت آرا کا نکاح قاضی محمد امین صاحب بعوض مبلغ -/2000 روپے حق مہر مورخہ $\frac{۵}{۶۳}$ ۹ کو مولانا احمد یار صاحب نے پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ فریقین کے لئے باعث رحمت ہو۔
قاضی صاحب نے اس خوشی میں انجمن کو مبلغ -/5 روپیہ کا عطیہ دیا ہے۔

## قبول اسلام

لاگوس نائیجیریا سے بھائی بشیر احمد صاحب منٹو تحریر فرماتے ہیں کہ $\frac{۴}{۶۳}$ ۱۲ کو ایک روشن خیال خاتون نے اسلام قبول کیا ہے۔ جس کا اسلامی نام سعیدہ رکھا گیا۔ سابقہ نام تھا:-
MISS MODUPE GEORGE

# جلسۂ یوم وصال مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود جناب مرزا غلام احمد صاحب، قادیانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس زمانہ میں اسلام کی جو شاندار خدمات سرانجام دیں اور ایسے وقت میں جب دنیا دین سے غافل ہو چکی تھی، دوبارہ دلوں کو نور ایمان سے منور کرنے میں جو معجزانہ اثر دکھایا وہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔

اس عظیم الشان انسان کے یوم وصال کو منانے کے لئے ۲ رجون ۱۹۶۳ء کو بوقت ۷ بجے صبح ایک خاص جلسہ زیر صدارت حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب مسجد احمدیہ بلڈنگس (براندرتھ روڈ لاہور) میں منعقد ہوگا۔ جس میں حسب ذیل اصحاب حضرت ممدوح کے کارناموں اور خدمات اسلام پر تقاریر فرمائیں گے۔ جملہ متلاشیان حق سے عموماً اور احباب جماعت سے خصوصاً التماس ہے کہ مذکورہ بالا تاریخ کو وقت مقررہ پر نہ صرف خود شامل جلسہ ہوں بلکہ اپنے اہل خانہ اور عزیزوں اور دوستوں کو بھی ساتھ لا کر مستفید فرمائیں۔

خواتین کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہوگا۔

مقررین حضرات:-

(۱) - کلام مسیح موعود علیہ السلام
(۲) - مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی
(۳) - مولینا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری
(۴) - میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی
(۵) - مرزا مسعود بیگ صاحب
(۶) - ڈاکٹر اللہ بخش صاحب
(۷) - پروفیسر محمد شفیع شیخ صاحب پرنسپل نیو مسلم کالج لاہور۔

الداعی:- سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

## آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک ڈسپنسری کی مختصر سالانہ رپورٹ

نومبر ۶۲ء سے اپریل ۶۳ء تک 1210.25 روپے ربلا عطیہ جات موصول ہوئے۔ اس چھ ماہ کے عرصہ میں ۱۰۴۶۷ بیمار انسانوں کا علاج کیا گیا جن میں ہر قسم کے مریض تھے۔ پرانے بھی نئے بھی۔ پیچیدہ امراض والے بھی اور سادہ اور معمولی عوارض والے بھی۔ شافی مطلق نے جنہیں اپنے لطف و کرم سے نوازا اور صحت عطا فرمائی۔ آپ بھی بیمار انسانیت کیلئے صحت کی پیامبر شمع کو فروزاں رکھنے کے لئے جو انجمن کا ہی ایک شعبہ ہے عطیہ جات ذیل کے پتہ پر ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں:- (۱) محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور معرفت (۲) شیخ محمد حسین احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

انچارج شیخ محمد حسین۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

# کتاب "حرفِ محرمانہ" (احمدیت پہ ایک نظر) پر تبصرہ
## اور احباب ربوہ کے لئے لمحۂ فکریہ

### کتاب "حرفِ محرمانہ" کن معتقدات کو مدِنظر رکھکر لکھی گئی ہے

کتاب "حرفِ محرمانہ" جناب ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب برق آف کیمبل پور کی تصنیف ہے جو حرف اول اور ۱۲ ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے اس کے مضامین ۴۲۵ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ کتاب چند دن ہوئے مجھے راولپنڈی سے روانہ ہوتے وقت بعض احباب نے مرحمت فرمائی۔ لاہور پہنچتے ہی چونکہ میں بیمار ہو گیا اس لئے فوری طور پر اس کے جواب کی طرف توجہ نہ دے سکا۔ اب چونکہ بیماری سے قدرے افاقہ ہوا ہے اس لئے میں نے خدا کا نام لے کر اور اسی پر توکل کرتے ہوئے اس پر تبصرہ کے لئے قلم اُٹھایا ہے۔

اس کتاب میں اگرچہ جناب ڈاکٹر صاحب نے صرف اُنہی احمدیوں کو مخاطب کیا ہے جو ربوہ سے تعلق رکھتے ہیں اور انہی کے معتقدات کی بناء پر حضرت مسیح موعودؑ کی ذات والاصفات کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا ہے اس لئے زیادہ حق احباب ربوہ کا ہی تھا کہ وہ اس کا جواب لکھیں (ممکن ہے انہوں نے لکھا بھی ہو اور مجھے اس کا علم نہ ہو) لیکن چونکہ اعتراضات کا رخ حضرت مسیح موعودؑ کی ذات کی طرف ہی ہے اس لئے اس قسم کے تمام اعتراضات کا صاف کرنا ہمارے فرائض میں داخل ہے خصوصاً جبکہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہماری جماعت ہی حضورؑ کے صحیح عقائد اور حضور کی اصلی تعلیم کی حامل ہے اور احمدیت کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے کا فریضہ ہم نے ہی اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔

### نصوص صریحہ کو نظر انداز کرنا

جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کے لئے مناسب تو یہ تھا کہ اپنی کتاب کا نام "احمدیت پہ ایک نظر" کی بجائے "جماعت ربوہ کے عقائد پہ ایک نظر" رکھتے کیونکہ ان کو بخوبی علم ہے کہ احمدیت کی علمبردار جماعت اور بھی ہے جو حضرت مرزا صاحب کو جماعت انبیاء کا نہیں بلکہ جماعت اولیاء کا فرد یقین کرتی ہے اور اپنے اس یقین کی بنیاد اس جماعت نے حضرت امام الزمان کی ایسی تحریروں پر رکھی ہوئی ہے جو نص صریح کا حکم رکھتی ہیں جن میں تاویل کی ذرہ بھر بھی گنجائش نہیں مثلاً حضرت مرزا صاحب کا صاف اور کھلے الفاظ میں یہ فرمانا کہ جو اشخاص خدا سے براہ راست فیض حاصل کرتے ہیں وہ نبی کہلاتے ہیں اور جو ان بلاواسطہ فیض حاصل کرنے والوں کے واسطہ سے فیض الٰہی سے متمتع ہوتے ہیں وہ اولیاء کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں واضح دلیل ہے اس بات پر کہ آپ اولیاء کہلانے والے افراد میں داخل ہیں کیونکہ آپ اپنی وفات تک اسی اقرار پر قائم رہے کہ آپؑ نے تمام فیض الٰہی حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے حاصل کئے ہیں۔ اسی طرح آپؑ نے صریح الفاظ میں فرمایا کہ آپ کی وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اولیاء امت کو حاصل ہوتی ہے اسی طرح بار بار آپ نے اپنے اس عقیدہ کو دہرایا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد وحی نبوت بند ہو چکی ہے صرف وحی ولایت جاری ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنی کتاب میں صاف الفاظ میں اقرار کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی چالیس کتابیں تو انہوں نے حرفاً حرفاً پڑھیں اور آٹھ دس جزواً جزواً پڑھی ہیں کیا کسی کتاب میں جناب ڈاکٹر صاحب کو کوئی ایک فقرہ بھی ایسا ملا ہے جس میں حضرت مرزا صاحب نے اپنی وحی کو وحی نبوت قرار دیا ہو۔ تو پھر نہ معلوم اس نص کی موجودگی میں جناب ڈاکٹر صاحب نے دعوے نبوت حقیقی کس بنا پر حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف منسوب کر دیا ہے کیا یہ حضرت مرزا صاحب کی نصوص صریحہ اور محکمات کو ترک کر کے قیاسات اور متشابہات کی پیروی کرنے کے مترادف نہیں جس کی سخت مذمت قرآن کریم میں کی گئی ہے اور اس قسم کے طریق کو اختیار کرنے والوں کو جس خطاب سے قرآن کریم میں مخاطب کیا گیا ہے وہ بھی جناب برق صاحب سے مخفی نہیں۔

خیر اس پر بحث تو اس وقت کی جائے گی جب اس کتاب پر تفصیلی تبصرہ کیا جائے گا سر دست تو اسی قدر بتلانا مقصود ہے کہ کتاب کا نام "احمدیت پہ ایک نظر" موزوں نہیں تھا احمدی کہلانے والوں میں سے جس گروہ کو کتاب میں مخاطب کیا گیا تھا نام میں بھی صرف اسی کو مدنظر رکھنا مناسب تھا۔

### دیانتداری اور خلوص کا ادعا

کتاب زیر تبصرہ کی تصنیف میں جس مقصد کو مدنظر رکھا گیا ہے اور اسکو پورا کرنے کے راستے میں جس جذبہ سے کام لیا گیا ہے قارئین کرام اسے خود جناب ڈاکٹر صاحب کے الفاظ میں ہی ملاحظہ فرمائیں:۔

"انتساب

ان احمدی بھائیوں کے نام

جنہیں

حق و صداقت سے محبت ہے

اور جو

تلاش حقیقت کے لئے بیتاب ہیں"

برق"

اس کے بعد صفحہ ۹ و ۱۰ پر لکھتے ہیں:۔

"میرے احباب میں ایک خاصی تعداد احمدی حضرات کی ہے جن سے میرے مراسم ہمیشہ برادرانہ رہے اور میں نے کبھی محسوس نہ کیا کہ ہم میں کوئی ذہنی اختلاف موجود ہے۔ جب گذشتہ مارچ (۱۹۵۳ء) میں احمدی حضرات کے خلاف ملک میں ایک طوفان آ اٹھا تو میری توجہ اس طرف منعطف ہوئی اور میں نے جناب مرزا غلام احمد صاحب کی تصانیف کا مطالعہ شروع کر دیا۔ یہ تحریر میرے تاثرات مطالعہ کی آئینہ دار ہے۔

میں اسلام کی بین الاقوامیت اور نسل آدم کی جمعیت کا مبلغ ہوں اور ہر قسم کی تفریق کا خواہ وہ قومی ہو یا ملی مخالف ہوں۔ اور اسلامی فرقہ بندی پر کچھ لکھنا تضیع اوقات سمجھتا ہوں لیکن جو سوال اس تحریر کا محرک بنا۔ وہ یہ تھا کہ احمدی بھائیوں اور دیگر مسلمانوں میں مجھے بظاہر کوئی اختلاف

نظر نہیں آتا تھا۔ ان کا قبلہ ایک۔ طریق عبادت ایک۔ تمدن ایک معاشرت ایک۔ قانون ایک فقہ ایک، تو پھر یہ تصادم کیوں ہو؟ کیوں ایک دوسرے سے الجھ کر دنیا کو تماشا دکھائیں اور پاکستان میں انتشار کی آگ بھڑکائیں؟

اس سلسلے میں مَیں نے علمبرداران تحریک کے ہر بیان، ہر تحریر اور دیگر لٹریچر کا غور سے مطالعہ کیا اور دوسری طرف جناب مرزا صاحب جناب میاں بشیر الدین صاحب محمود، نیز ان کے جریدۂ مؤقرہ "الفضل" کی تحریرات و مقالات کو پڑھا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ احمدی حضرات اور دیگر مسلمان ایک دوسرے سے دور جا رہے ہیں ان کے درمیان ذہنی دیواریں حائل ہو چکی ہیں۔ اور اس لئے ہر خیر خواہ ملک و ملت کا فرض اولین ہے کہ وہ بھائی کو بھائی سے ملائے۔ اور ان اختلافی خلیجوں کو پاٹ دے جو انہیں جدا کر رہی ہیں۔

پھر صلا و صلا ۱۲ پر رقمطراز ہیں:۔

"دنیا میں کوئی شخص گمراہی کو پسند نہیں کرتا۔ ہم صرف اس لئے مسلمان ہیں کہ قرآن و صاحب قرآن کو وسیلۂ نجات سمجھتے ہیں۔ اسی طرح احمدی بھائی بھی نجات و سعادت ہی کی خاطر جناب مرزا صاحب کے دامن سے وابستہ ہیں۔ اگر آج ہمیں یقین دلایا جائے کہ حضور علیہ السلام (خاکم بدہن) دعویٰ نبوت میں صادق نہیں تھے۔ تو ہم سب لازماً کوئی اور ذریعہ نجات تلاش کریں گے۔ اسی طرح اگر احمدی بھائیوں کو بھی پورا یقین ہو جائے کہ جناب مرزا صاحب کا دعوئے نبوت درست نہیں تھا۔ تو وہ یقیناً اس راہ کو چھوڑ جائیں گے۔ آخر گمراہ ہونا کوئی خوبی نہیں۔ اس سے نہ دنیا سنورتی ہے اور نہ آخرت۔ کون چاہتا ہے کہ گمراہ رہ کر یہاں کروڑوں بھائیوں کے عتاب کا شکار بنے اور وہاں خدائی عذاب کا۔ میرا اپنا وتیرہ ہمیشہ یہ رہا ہے۔ کہ جہاں کوئی معقول بات ملی فوراً قبول کرلی۔"

## سابقہ لٹریچر کے متعلق جناب ڈاکٹر صاحب کی رائے اور امام جماعت ربوہ کو نصیحت

احمدیت کے خلاف سابقہ لٹریچر کے متعلق جناب برق صاحب کی رائے صد ۱۲ تا صد ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں:۔

"لوگ کہتے ہیں کہ احمدی حضرات بات نہیں سنتے۔ مجھے اس رائے سے شدید اختلاف ہے۔ آخر اس جماعت میں بڑے بڑے وکلاء، پروفیسر، جج اور دیگر معقول لوگ موجود ہیں۔ ایک معقول انسان سے اس غیر معقولیت کی امید ہی نہیں ہو سکتی کہ وہ دوسرے کی بات نہ سنے۔ بشرطیکہ بات میں کوئی معقولیت ہو۔ آج تک احمدیت پر جس قدر لٹریچر علمائے اسلام نے پیش کیا ہے اس میں دلائل کم تھے اور گالیاں زیادہ۔ ایسے دشنام آلود لٹریچر کو کون پڑھے۔ اور مغلظات کون سنے۔ میٹھے انداز اور ہمدردانہ رنگ میں کہی ہوئی بات پر ہر شخص غور کرتا ہے۔ لیکن گالیاں کوئی نہیں سنتا۔

مسئلہ ختم نبوت پر میں نے جناب مرزا صاحب کی تقریباً چالیس ضخیم تصانیف پڑھی ہیں۔ ساتھ ہی اُن کے صاحبزادہ صاحب کی تحریرات کو دیکھا۔ اجرائے نبوت پر جس قدر دلائل ان کتابوں میں موجود تھیں۔ ان کو قرآن و نقل کی میزان میں تولا۔ اور بالآخر ان نتائج پر پہنچا جو صفحات آئندہ میں درج ہیں۔

یہاں یہ عرض کر دینا بے جا نہ ہوگا کہ اس کتاب کے تمام حوالوں میں انتہائی دیانت سے کام لیا گیا ہے۔ اقتباسات کو نہ تو مسخ کیا گیا ہے اور نہ قطع و برید سے حسب منشاء بنایا گیا ہے۔ بلکہ ہر حوالے میں صاحب کتاب کی منشاء کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ یہ اس لئے تاکہ مسئلہ کے تمام پہلو ہو بہو سامنے آجائیں اور احمدی و غیر احمدی حضرات کو صحیح نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔"

"جماعت احمدیہ کے موجودہ امام جناب میاں محمود احمد صاحب غیر معمولی فہم و فراست اور تدبر و تدبیر کے مالک ہیں۔ نزاکت وقت کو محسوس کرتے ہوئے آج سے ایک ہفتہ پہلے (جون ۱۹۵۳ء کے آخر میں) آپ نے ایک طویل بیان اخبارات کے حوالے کیا۔ جس میں اعلان فرمایا:۔

"اوّل۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ دیگر مسلمانوں سے ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہمارا رسول ایک۔ کتاب ایک قبلہ ایک۔ نماز ایک۔ روایات ایک۔ اور سب کچھ ایک۔"

یہ ایک نہایت مبارک اقدام ہے۔ اللہ کرے کہ احمدی و غیر احمدی کے مصنوعی اختلافات ختم ہو جائیں۔ اور ہم سب مل کر پاکستان کے استحکام اور قرآنی اقدار کے احیاء کے لئے کام کریں۔

گذشتہ ستر برس میں احمدی کو غیر احمدی سے جدا کرنے کے لئے کئی ہزار صفحات سپرد قلم ہوئے اور انہیں ملانے کے لئے شاید ایک لفظ بھی کسی زبان سے نہ نکلا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے جنازے اور نمازیں ایک دوسرے سے الگ ہو گئیں۔ رشتے کٹ گئے اور کفر و اسلام کے پہاڑ درمیان میں حائل ہو گئے۔

جناب مرزا میاں محمود احمد صاحب کا یہ بیان اس لحاظ سے تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ مصالحت کی طرف یہ پہلا جرأت مندانہ قدم ہے۔ میں اس سلسلے میں امام جماعت سے مؤدبانہ التماس کروں گا کہ وہ اپنی جماعت کو یہ بھی ہدایت کریں کہ وہ دیگر مسلمانوں کے ساتھ ان کی مساجد میں نماز پڑھیں۔ ان کے جنازوں میں شامل ہوں، اسلامی تقریبات مل کر ادا کریں۔ اور کفر و اسلام کے مصنوعی و غیر مصنوعی و غیر فطری تصورات کو جھٹک دیں۔"

## نیک نیتی کا دوبارہ ادعا

صلا ۷۷ پر ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"اگر میں غلطی پر ہوں تو مجھے سمجھایئے اور اگر میری دلیل میں کوئی وزن موجود ہے تو خود مان جایئے۔ ہمارا خدا ایک کتاب ایک تمدن ایک۔ فلسفہ ایک تہذیب ایک لباس ایک ہے۔ صورت شکل۔ سوچنے کا ڈھنگ ایک۔ روایات ایک۔ اسلاف ایک سب کچھ ایک تو پھر ہم الگ کیونکر رہیں؎

اب اور نہ ترساؤ
یا مجھ کو بلا بھیجو یا آپ چلے آؤ"

## سمجھنے اور سمجھانے کی خواہش پر مزید زور

صلا ۱۳۵ پر لکھتے ہیں:۔

"احمدی بھائیو! میرا مقصد جناب مرزا

صاحب کے دعاوی و تحریرات کی کورانہ و متعصبانہ تردید نہیں۔ بلکہ محض تلاش حقیقت ہے۔ اگر مرزا صاحب واقعی رسول تھے۔ اور باب رسالت وا ہے تو مجھے سمجھائیے۔ میں ببانگ دہل حضرت مرزا صاحب کی رسالت کا اعلان کروں گا۔ میری کتاب "ایک اسلام" میں آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہوگا کہ میں حضرت بدھ۔ حضرت کرشن۔ حضرت رام چند اور حضرت زرتشت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کا بھی قائل ہوں۔ اس لئے کہ ان حضرات کے زمانے میں سلسلہ نبوت جاری تھا۔ اور مجھے ان کی نبوت پہ کچھ دلائل بھی مل گئے۔ اسی طرح اگر مجھے مطمئن کر دیا جائے کہ سلسلۂ نبوت جاری ہے۔ اور جناب مرزا صاحب میں انبیاء علیہم السلام کا جلال و جمال موجود تھا۔ تو مجھے اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں قطعاً کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہوگی۔ دوسری طرف اے برادران کرام! اگر آپ کو کسی طرح یہ معلوم ہو جائے۔ کہ جناب مرزا صاحب نبی نہیں تھے۔ تو پھر میں آپ سے مؤدبانہ التماس کروں گا۔ کہ خدا کے لئے یہ کفر و اسلام کی مصنوعی دیواریں گرا دیجئے۔ ان خلیجوں کو پاٹ دیجئے جو آپ میں اور سواد اعظم میں حائل ہو چکی ہیں اور بظاہر تو ہم ایک ہی ہیں۔ یعنی تمدن۔ نام۔ لباس صورت۔ فقہ۔ شریعت۔ عبادات مساجد۔ قبلہ سب ایک۔ ذہناً بھی ایک ہو جائیں۔

ع۔ تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

## اپنی غیر جانبداری پر ادعا نامہ

صفحہ ۳۲ پر جناب ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہم جناب مرزا صاحب کے اقوال۔ دلائل۔ بشارات۔ الہامات اور نشانات کا جائزہ لیتے ہوئے خاتمہ کتاب تک آ پہنچے ہمارا آغاز سے ارادہ تھا کہ ہم اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر منصفانہ و غیر جانبدارانہ نگاہ ڈالیں کہیں تحریف نہ کریں کسی عبارت کو مصنف کی منشاء کے خلاف مسخ نہ کریں اور کوئی دلآزار لفظ ساری کتاب میں داخل نہ ہونے دیں الحمد للہ کہ ہم ان ارادوں میں کامیاب رہے۔"

مندرجہ بالا اقتباسات سے مندرجہ ذیل امور واضح ہیں:۔

(۱) جناب برق صاحب نے کتاب مذکورہ بالا میں جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت مرزا صاحب کی تصانیف اور دیگر لٹریچر کا غور سے مطالعہ کے بعد لکھا ہے۔

(۲)۔ اس مطالعہ سے قبل انہیں احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا تھا۔

(۳)۔ لیکن بعد مطالعہ ان کو یہ نظر آیا کہ احمدیوں اور دیگر مسلمانوں کے درمیان ذہنی دیواریں حائل ہو چکی ہیں اور یہ ایک دوسرے سے دور جا رہے ہیں۔

(۴)۔ ان کے دل میں یہ تحریک ہوئی کہ اس اختلافی خلیج کو پاٹ کر بھائی کو بھائی سے ملانے کی کوشش کریں (یہ نیک تحریک قابل قدر ہے از ناقل)

(۵)۔ کتاب متذکرہ بالا اسی جذبہ کے ماتحت لکھی گئی ہے (بے شک نیک پاک جذبہ ہے از ناقل)

(۶)۔ ہر شخص کو سچائی قبول کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ گمراہی میں رہنا کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ (خدا کے فضل سے ہم نے سچائی کو قبول کیا ہے اور اب بھی قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ از ناقل)

(۷)۔ اگر برق صاحب غلطی پر ہیں تو انہیں سمجھا دیا جائے وہ احمدیوں کے سامنے سپر ڈال دینے کے لئے تیار ہیں اور اگر احمدی غلطی پر ہیں تو انہیں دیگر مسلمانوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو جانا چاہیئے۔ (سمجھانے کی غرض سے ہی ان کی کتاب پر تبصرہ کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ از ناقل)

(۸)۔ کتاب متذکرہ بالا کی تصنیف سے قبل جس قدر لٹریچر احمدیوں کے خلاف تیار ہوا ہے جناب برق صاحب کے نزدیک اس میں دلائل کم اور گالیاں زیادہ (بلکہ دلائل بالکل مفقود ہیں گالیوں سے ہی کتب کو بھر دیا گیا ہے اور حقائق کو مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے از ناقل)

(۹)۔ احمدیوں کو غیر احمدیوں سے جدا کرنے کے لئے کئی ہزار صفحات سپرد قلم کئے اور انہیں ملانے کے لئے شاید ایک لفظ بھی کسی زبان سے نہ نکلا (بانئ سلسلہ احمدیہ نے ملانے کی ہزار کوشش کی مگر ان سب کوششوں کو ٹھکرا دیا گیا از ناقل)

(۱۰) جناب برق صاحب کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی تصانیف پر منصفانہ اور غیر جانبدارانہ نگاہ ڈالی ہے (کاش ایسا ہی ہوتا۔ از ناقل)

(۱۱)۔ آخر میں جناب برق صاحب جناب میاں محمود احمد صاحب کے ایک اعلان کا ذکر کرتے ہوئے ان سے التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنی جماعت کو ہدایت کریں کہ دیگر مسلمانوں کے ساتھ ان کی مساجد میں نماز پڑھیں۔ ان کے جنازوں میں شامل ہوں اسلامی تقریبات مل کر ادا کریں اور کفر و اسلام کے مصنوعی و غیر فطری تصورات کو جھٹک دیں۔

اس آخری التماس کے متعلق میں بھی جناب برق صاحب کی خدمت میں یہ التماس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جماعت ربوہ کے مقابلہ میں دیگر مسلمان علماء ان کی اس نصیحت کے زیادہ محتاج ہیں۔ بانی سلسلہ احمدیہ یعنی حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے خلاف کفر کے فتوے انہوں نے صادر کئے اور احمدیوں کو مسجدوں سے انہوں نے نکالا۔ احمدیوں کے نکاحوں کے فسخ کرنے کا اعلان انہوں نے کیا احمدیوں اور دیگر مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی دیواریں انہوں نے کھڑی کیں بانی سلسلہ احمدیہ یعنی حضرت مرزا صاحب نے نہ تو کفر کا فتوے ان کے خلاف صادر فرمایا اور نہ ہی دیگر امور کا ارتکاب ابتداءً کیا اب بھی یہ علماء اگر اپنا فتوے کفر واپس لے لیں تو حضرت مرزا صاحب کا تو صریح ارشاد موجود ہے کہ فتوے کفر کی واپسی کے بعد وہ اپنی جماعت کو حکم دیں گے کہ وہ دیگر مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں گویا بالفاظ دیگر وہ اپنی جماعت کو یہ حکم دے گئے ہوئے ہیں۔

جماعت ربوہ کو تو حضرت مرزا صاحب کے ارشاد کی روشنی میں ان امور کی پابندی پر آمادہ کیا جا سکتا ہے اور اس کی تعمیل پر انہیں تیار کر لینا بھی آسان ہے کیونکہ وہ حضور کے ارشاد کے پابند ہیں آپ دیگر مسلمان علماء کو فتوے کفر واپس لینے پر پہلے آمادہ کریں اس میں اگر آپ کامیاب ہو جائیں تو جھگڑا ایک منٹ میں ختم ہو جائے گا۔ اور ملاپ کے لئے آپ کی کوشش کامیابی سے ہمکنار ہو جائے گی۔

## غیر جانبداری کے ادعا پر گذارش

مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے کہ جناب برق صاحب نے اپنی دیانتداری۔ غیر جانبداری اور انصاف پسندی پر بڑا زور دیا ہے اور اس بات کا بڑے زور و شور سے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے تحریف سے قطعاً کام نہیں لیا اور نہ حضرت مرزا صاحب کے منشا کو بگاڑنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے ان کی نیت

پر کوئی شبہ نہیں اور نہ ہی میں ان کے دعوے کی تکذیب کا ارادہ رکھتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی واقعات کو جھٹلانا بھی میرے لئے مشکل ہے۔ میں ان کے سامنے سردست اُن کے دو قول پیش کر کے ان کی صحت کے متعلق ان سے حوالہ طلب کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔

## پہلے حوالہ کا مطالبہ

جناب برق صاحب! آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۱ سے لے کر صفحہ ۱۰۲ تک آیت اُولٰئِکَ مع الذین انعم اللّٰہ علیھم الخ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

"اس آیت سے جو استدلال جناب مرزا صاحب نے قائم کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب خدا و رسول کے پیرو اس زندگی میں صدیق۔ شہید اور صالح بن سکتے ہیں تو وہ نبی بھی ہو سکتے ہیں"

کیا آپ حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب سے مذکورہ بالا آیت سے ان کا یہ استدلال دکھلا سکتے ہیں آپ کو دعوےٰ ہے کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی کتب کا بغور مطالعہ کیا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی طرف آپ نے ایسی بات منسوب کر دی ہے جو انہوں نے کبھی نہیں فرمائی آپ اُن کی کتابوں کو حلتی دفعہ چاہیں پڑھ جائیں لیکن آیت متذکرہ بالا کی وہ تفسیر جو آپ نے ان کی طرف منسوب کی ہے۔ ان کی تحریر سے آپ کو ہرگز ہرگز نہ ملے گی۔

آپ کی کتاب بتلاتی ہے کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی کتاب تریاق القلوب کو پڑھا ہے کیونکہ جابجا اس کے حوالے آپ نے دیئے ہیں اس میں اس آیۃ کی تفسیر موجود ہے اور اسی کتاب میں حضور نے اپنے آپ کو صراحت کے ساتھ غیر نبی بھی لکھا ہے یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اپنے آپکو غیر نبی بھی کہے اور ساتھ ہی آیت کی تفسیر میں لکھے کہ خدا اور رسول کی اطاعت کرنے والے "نبی" بن سکتے ہیں خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی اپنی کسی کتاب یا رسالہ وغیرہ میں آیت متذکرہ بالا کی وہ تفسیر نہیں کی جو آپ نے ان کی طرف منسوب کی ہے۔ اگر آپ نے صحیح طور پر یہ تفسیر حضورؑ کی طرف منسوب کی ہے تو حوالہ دیکر مشکور فرمائیں۔

## دوسرے حوالہ کا مطالبہ

جناب برق صاحب! آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۳ پر تحریر فرمایا ہے :۔

" جناب مرزا صاحب نے سینکڑوں مرتبہ لفظ خاتم استعمال فرمایا اور ان

. . . . . . . . . . .

. . . . . . . . مقامات کے بغیر جہاں خاتم النبیین کی تفسیر "نبی ساز" فرماتے ہیں باقی ہر مقام پر اس لفظ کو آخری کے معنوں میں استعمال کیا"

حضرت مرزا صاحب نے اپنی کسی تحریر میں خاتم النبیین کے معنی "نبی ساز" نہیں کئے اگر آپ نے درست لکھا ہے تو کیا اس کے متعلق بھی آپ حوالہ پیش کر سکتے ہیں "نبی تراش" کا لفظ بے شک موجود ہے۔ مگر "نبی تراش" اور "نبی ساز" میں زمین و آسمان کا فرق ہے جہاں نبی تراش کا لفظ موجود ہے وہیں پر ہی اسکی تشریح حدیث علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل سے کر دی گئی ہے۔ آپ کا دعوےٰ ہے کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کے منشاء کو بگاڑا نہیں لیکن معاف رکھیں اس جگہ تو آپ نے صریح طور پر حضورؑ کے منشاء کو بگاڑ دیا ہے حضورؑ تو "نبی تراش" کی تشریح میں حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل پیش کر کے امت کے تمام مجددین کو اس میں شامل کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بھی اسی جماعت میں داخل کرتے ہیں لیکن آپ نے ان کی منشاء کے خلاف یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضور اپنے آپ کو مجددین کی جماعت کا نہیں بلکہ انبیاء کی جماعت کا فرد بتلا رہے ہیں۔ ان دونوں نظریوں میں جس قدر فرق نمایاں ہے اس کو آپ جیسا زیرک انسان خود ہی سمجھ سکتا ہے۔ یہی مفہوم حضور کی ابتدائی ... کتاب ازالہ اوہام میں بھی موجود ہے جہاں آپ نے لکھا ہے کہ ہر محدث کسی نہ کسی نبی کا مثیل ہوتا ہے اور یہی مفہوم لفظ تراش کا ہوتا ہے تراش کا لفظ ساز کے مترادف نہیں۔ فتدبر یا اخی ولاتکن من الغافلین۔

## احباب ربوہ کیلئے لمحہ فکریہ

اسکے بعد اس کتاب میں جو امر احباب ربوہ کے لئے لمحہ فکریہ کا کام دے رہا ہے۔ مجھے اس کی طرف اپنے احباب ربوہ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جن دوستوں نے پیغام صلح میں میرے ان مضامین کو پڑھا ہے جو علماء ربوہ کو مخاطب کر کے میں نے شائع کئے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ میں نے درد اور اخلاص سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ ان کی خدمت میں عرض کی ہے کہ جو موقف آپ دوستوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے مقام اور دعوے کے بیان کرنے میں اختیار کیا ہوا ہے وہ ایک محقق کی نظر میں حضورؑ کی علمی پوزیشن کو گرا دیتا ہے نبی تو کیا ایک معمولی عالم کی حیثیت سے بھی حضورؑ کو نیچے لے آتا ہے آپ خدا کے لئے اپنے موقف پر نظر ثانی کریں اور اپنے غور و فکر کا رخ حضورؑ کی ۱۹۰۱ء سے قبل اور بعد کی تحریروں میں مطابقت پیدا کرنے کی طرف پھیر دیں۔ اگر ایسا کریں گے تو آپ کو صاف نظر آجائے گا کہ ان دونوں زمانوں کی تحریروں میں کوئی اختلاف نہیں نبوت کا لفظ جس طرح ۱۹۰۱ء سے قبل جزوی نبوت کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے اسی طرح ۱۹۰۱ء کے بعد کی تصانیف میں بھی اسی مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ جس طرح ۱۹۰۱ء سے قبل کی کتب میں محض لغوی معنی میں اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے بعینہٖ اسی طرح بعد کی کتب میں بھی لغوی معنی میں ہی استعمال کیا گیا ہے اسلامی اصطلاح میں نہ کبھی پہلے استعمال ہوا ہے نہ بعد میں، اور حقیقی نبوت حضورؑ کے نزدیک وہی نبوت ہے جو اسلامی اصطلاح میں نبوت کہلاتی ہے۔ مجاز اور استعارہ کے طور پر کسی ملہم من اللہ پر نبی کا اطلاق محض لغوی معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی جائز ہو سکتا ہے اس سے ملہم حقیقی نبوت کا مدعی نہیں بن جاتا کہ وہ زمرۂ انبیاء میں شمار ہونے کا مستحق قرار پا جائے ایسا شخص زمرۂ اولیاء میں ہی شمار ہو گا۔

## مصنف کتاب "حرف محرمانہ" کی رائے

اس ضمن میں جناب برق صاحب کی رائے ذیل میں درج کرتا ہوں شاید مخالف کی رائے آپ صاحبان کی توجہ کو صحیح راہ اختیار کرنے کی طرف مبذول کرانے میں کامیاب ہو جائے جناب برق صاحب نے پہلے قریباً وہ تمام حوالے نقل کئے ہیں جن میں حضرت مسیح موعودؑ نے خاتم النبیین سے مراد آخری نبی لیا ہے نیز ہر قسم کے نبیوں کا آنا ممتنع قرار دیا ہے وحی نبوت کا دروازہ مسدود تسلیم کیا ہے نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری ٹھہرایا ہے اور اس کے بعد ان حوالوں کو پیش کیا ہے جو آپ حضرات حضورؑ کو مدعی نبوت ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں ان دونوں قسم کے حوالوں کو نقل کرنے کے بعد وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۹ پر جو کچھ لکھتے ہیں وہ آپ صاحبان کے غور کے لئے ذیل میں درج کرتا ہوں :۔

"ان تحریرات کو پڑھ کر آپ حیران ہوں گے کہ آخر جناب مرزا صاحب کی کس بات کو تسلیم کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق" دستہ بکن صفحہ ۲۱ مرزا صاحب کی تصنیف

"اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی ہے کہ ایک کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے"

(حقیقۃ الوحی ص۱۸۴)

"جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۲)

پھر از ص۶۷ تا ص۶۹ پر لکھتے ہیں اس پر بھی آپ صاحبان غور فرمائیں۔

"سوم:- اس الجھن کا ایک حل جماعت احمدیہ کے امام جناب میاں محمود احمد صاحب نے پیش فرمایا ہے اور وہ یہ ہے:- "۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ (مرزا صاحب) نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں۔ اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے"

حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱ از میاں محمود احمد صاحب)

میاں صاحب کا یہ فیصلہ کئی لحاظ سے محل نظر ہے:-

اول:- جناب مرزا صاحب آپ کے عقیدہ کے مطابق ملہم من اللہ اور رسول تھے۔ وہ کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کہتے تھے۔ ان کے الہامات خدائی تھے۔ ملہم سے زیادہ الہامات کی حقیقت کو دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ ان کی تحریرات کو منسوخ کرنا ایک امتی کا کام نہیں ہو سکتا۔ ایک خلیفہ کو یہ اختیار کہاں حاصل ہے کہ وہ رسول کے احکام کو منسوخ کرتا پھرے۔

دوم:- جناب مرزا صاحب پر پہلی وحی ۱۸۶۵ء میں نازل ہوئی تھی (تفصیل کا انتظار فرمائیے) ۱۹۰۱ء تک پورے چھتیس برس بنتے ہیں۔ ایک رسول کے ثلث صدی کے الہامات کو بیک گردش قلم منسوخ کر دینا ایک ایسا اقدام ہے جس کے لئے سند کی ضرورت ہے لیکن جناب مرزا صاحب کی بہتر تصانیف میں ایک لفظ تک ایسا نہیں ملتا جس سے اشارۃً بھی یہ مترشح ہوتا ہو کہ جناب میاں صاحب کو ایک رسول کا کلام منسوخ کرنے کے اختیارات حاصل ہیں۔

سوم:- جناب مرزا صاحب کا انتقال مئی ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ ان پر پورے بیالیس سال تک وحی آتی رہی۔ اگر کوئی صاحب چونتیس برس کی وحی کو یہ کہکر مسترد کر دے کہ وہ آخری آٹھ برس کی وحی سے متصادم ہوتی ہے۔ تو ایک غیر احمدی لازماً اس نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ یا تو پہلی وحی غیر خدائی تھی اور یا آخری۔ اس لئے کہ خدا کی وحی میں تضاد و تصادم نہیں ہوا کرتا۔

چہارم:- ہم صفحات گذشتہ میں "دافع البلاء" اور "کشتی نوح" کے چند اقتباسات درج کر چکے ہیں جن میں مرزا صاحب ختم نبوت کے صریحاً قائل ہیں۔ یہ دونوں کتابیں ۱۹۰۲ء میں لکھی گئی تھیں۔ اور اگر صرف ۱۹۰۱ء کی تحریرات منسوخ ہیں۔ تو پھر ان اقتباسات کا تطابق آخری تحریرات سے کیسے ہوگا؟

پنجم:- جناب مرزا صاحب کی اہم تصانیف بہتر ہیں۔ جن میں سے اڑتالیس ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہیں۔ اور چوبیس بعد کی۔ اگر ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریرات منسوخ کر دی جائیں . . . . . . . .

——— . . . . . . . تو مرزا صاحب کی دو تہائی تحریرات سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ اگر ایک رسول کی دو تہائی تحریرات کو ناقابل اعتماد قرار دیا جائے تو باقی ماندہ ایک تہائی سے بھی اعتماد اٹھ جائے گا:"

پھر برق صاحب سہ بارہ آپ صاحبان کو حضرت اقدس کے مقام کو سمجھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے از ص۲۳۳ تا ص۲۳۵ پر لکھتے ہیں:-

"احمدی بھائیو! ان تفاصیل سے صحیح نتیجہ اخذ کرنا دشوار نہیں۔ لیجئے! ہم اس مسئلہ کو ایک اور رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ جناب مرزا صاحب کی عمر تہتر برس تھی ان پر پہلا الہام ۱۸۶۵ء میں نازل ہوا تھا۔ آپ اکتوبر ۱۹۰۲ء تک یہی فرماتے رہے کہ میں نبی نہیں۔ اور آپ کے آخری ساڑھے پانچ برس اثبات نبوت میں بسر ہوئے۔ تو گویا آپ کی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اول:- پہلے چونسٹھ برس۔ جن میں آپ حضور علیہ السلام کو آخری نبی سمجھتے رہے۔

دوم:- اور آخری پانچ برس جن میں آپ نے باب نبوت کھول دیا۔

میں آپ سے سیدھا سا سوال پوچھتا ہوں کہ آپ جناب مرزا صاحب کے کس حصہ زندگی کو قابل تقلید و عمل سمجھتے ہیں؟ صرف آخری پانچ برس کو؟ ایک رسول کی یہ توہین کہ آپ ان کی چونسٹھ برس کی طویل زندگی کو ناقابل تقلید قرار دیں۔ اور ان کی اڑتالیس ضخیم تصانیف پہ خط تنسیخ کھینچ ڈالیں؟ کیوں؟ کوئی سند؟ کوئی دلیل؟ اگر آپ کسی معقول انسان کے سامنے جناب مرزا صاحب کو بایں صورت پیش کریں۔ کہ ان کی حیات مرسلانہ کے پہلے سینتیس برس ناقابل تقلید و عمل اور صرف آخری پانچ سال قابل اطاعت تھے تو وہ آپ کی بات پہ کبھی کان نہیں دھرے گا۔ اور اسے یہ پوچھنے کا حق ہوگا:-

اول:- کہ کیوں صاحب! پہلے سینتیس برس میں کیا خرابی تھی۔ کہ اب وہ قابل تقلید نہیں رہے؟

دوم:- کیا اس حصۂ زندگی کے الہامات خدائی نہیں تھے۔ تو پھر انہیں ناقابل تقلید کہنے کا مطلب؟

سوم:- "بارش کی طرح برسنے والی وحی" نے سینتیس برس تک آپ کو ختم نبوت کی تعلیم دی۔ اور آخری پانچ سال اجرائے نبوت کی۔ کونسی وحی صحیح تھی؟

## ایک قابل قبول تصفیہ

احمدی و غیر احمدی میں متنازعہ فیہ امور دو ہیں:-

اول:- جناب مرزا صاحب کی ذات گرامی۔

دوم:- مسئلہ ختم نبوت

امر اول کے متعلق پھر اختلاف ہے احمدی اکابر آپ کی آخری پنجسالہ زندگی کو مانتے ہیں۔ اور میرے ہاں اس تنازعہ کا معقول اور قابل قبول حل یہ ہے کہ ان کی چونسٹھ سالہ زندگی کو مشعل راہ بنایا جائے مسئلہ ختم نبوت خود بخود حل ہو جائے گا۔ احمدی دوستو! میرے موقف کو پھر سمجھ لیجئے۔ میں آپ سے یہ نہیں کہہ رہا کہ جناب مرزا صاحب کی پیروی چھوڑ دیجئے۔ بلکہ یہ کہہ رہا ہوں کہ پانچ سے چونسٹھ زیادہ ہوتے ہیں۔ ان کی چونسٹھ سالہ زندگی کی تقلید کیجئے۔ احمدی و غیر احمدی کا امتیاز مٹ جائے گا۔ ملی انتشار ختم ہو جائے گا۔ آپ سواد اعظم میں شامل ہو کر عظیم بن جائیں گے اور وطن عزیز کو آنے والے دن کے مظاہروں اور جھگڑوں سے نجات مل جائیگی۔ خدا آپ کے ساتھ ہو! والسلام۔ برق

## برق صاحب کی نصیحت اور میری نصیحت میں فرق

اے میرے محترم برادران! جناب برق صاحب نے جس امر کی طرف آپ صاحبان کو توجہ دلائی ہے وہ اس حد تک تو درست ہے کہ حضرت اقدس کی ۱۹۰۱ء تک کی کتب میں نبوت اور محدثیت اور حضور کے مقام کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اسے منسوخیت کے چرخ پر نہ چڑھائیں اسے قائم رکھیں لیکن اس کے بعد جو نصیحت وہ آپ صاحبان کو کرتے ہیں وہ درست نہیں ان کی نصیحت کا ماحصل یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریروں کو نظر انداز کر دیں اس سے ختم نبوت کا جھگڑا ختم ہو جائیگا ایک مخالف کی قلم سے اس کے سوا اور نکل ہی کیا سکتا ہے، اس تحریر کا بین السطور مطلب یہی ہے کہ آپ حضور کی تحریروں سے دستبردار ہو جائیں۔ لیکن میری نصیحت کا ماحصل یہ ہے کہ آپ دونوں زمانوں کی تحریروں میں تطابق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ میں نے اپنے مضامین میں اس کی راہ سمجھا دی ہے اور اکثر مقامات کی جس کی تطبیق آپ دوستوں کو مشکل نظر آ رہی تھی ان کی تطبیق پہلی تحریروں کے ساتھ کر کے بھی دکھلا دی ہے۔ اگر آپ میری نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اس راہ کو اختیار کریں گے تو دنیا کی نظر میں حضرت اقدس کی علمی پوزیشن کو اس قدر بلند کر دیں گے کہ کسی مخالف کو اس قسم کے ریمارکس پاس کرنے کی جرأت ہی نہ ہو گی جیسے ریمارکس جناب برق صاحب نے پاس کئے ہیں یہی نہیں کہ انہیں ایسی جرأت نہ ہو گی بلکہ حضور کے بلند علمی مقام کے سامنے انہیں اپنی گردنیں جھکانی پڑیں گی اللہ تعالےٰ آپ کو اس نکتہ کو ...... سمجھنے کے لئے توفیق عطا فرمائے تا حضرت مسیح موعودؑ کا سلطان القلم ہونا دنیا پر واضح ہو جائے۔ اے محترم بھائیو اگر ابتداء میں آپ لوگوں سے غلطی ہو گئی ہے تو مومنانہ شان کا تقاضا یہی ہے کہ اس کی جلد سے جلد اصلاح فرمائیں نہ کہ اسے گلے کا ڈھول بنا کر بیٹھے رہیں۔ مشہور پنجابی ضرب المثل ہے اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہنا چاہیئے اس پر عمل فرمائیں۔

آئندہ قسط میں انشاءاللہ تعالےٰ جناب برق صاحب کی کتاب میں بیان کردہ مسائل پر تفصیلی تبصرہ کیا جائے گا اور بتلایا جائے گا کہ جناب برق صاحب کس قدر مغالطوں کا شکار ہوئے ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

---

{ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر) }

---

چوہدری شکر اللہ خاں منصور صاحب بی اے ایل ایل بی

# حجتِ صادق اور عذرِ نامعقول

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۶ فروری ۱۹۶۳ء)

(۱۳)

### صریح طور پر نبی کا خطاب

اس میں کیا شک ہے کہ مسیح موعود امت محمدیہ میں ظاہر ہوا مگر سوال یہ ہے کہ وہ "نبی کا فرد" کیونکر اور کس طرح پایا گیا؟ ثبوت میں قاضی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۱۹۰۷ء میں شائع ہونے والی ایک کتاب "حقیقۃ الوحی" سے الفاظ ذیل پیش کرتے ہیں:-

"اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی" ص ۱۵۰

نبی کا یہ صریح طور پر خطاب آپ کو کب دیا گیا؟ حضرت اقدس اپنی ۱۸۹۰ء میں لکھی جانے والی ایک اور کتاب "ازالہ اوہام" میں لکھتے ہیں:-

"اسی لئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اُمتی رکھا اور نبی بھی" ص ۵۳۳

پھر ۱۸۹۷ء میں لکھا:-

وہ الہام جو خدا تعالےٰ نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں"

(سراج منیر)

"یہ لفظ تو اب سے بلکہ سولہ برس سے میرے الہامات میں درج ہیں" (انجام آتھم)

اور پھر ۱۸۹۹ء میں لکھا:-

عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ اُن میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے"

(مکتوب اخبار الحکم)

نیز آپ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ یہ خطاب آپ کو کیوں اور کس صورت میں دیا گیا:-

یہ صرف خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوا تا حضرت عیسےٰؑ سے تکمیل مشابہت ہو"

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ ۱۸۲)

ان سب حوالجات سے ظاہر ہے کہ اگر اس خطاب کی وجہ سے مسیح موعود "نبی کا فرد" پایا گیا تو کم از کم ۱۸۹۰ء میں ضرور پایا گیا۔ ورنہ ۱۸۹۷ء یا ۱۸۹۹ء سے پہلے پہلے ضرور پایا جا چکا تھا۔ کیونکہ ان اوقات کی تحریروں میں کئی سال پہلے سے صاف و صریح نبی کا نام پانے کا ذکر ہے۔ پس حضرت اقدسؑ کے الفاظ میں کہ:-

"اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"

میں کسی نئی بات کا ذکر نہیں ہے" بلکہ نبی نام پانے کا" ذکر ہے جو ۱۸۹۰ء سے چلا آ رہا ہے۔ چنانچہ علمائے ربوہ بھی انکار نہیں کر سکتے کہ ۱۸۹۰ء میں بھی حضرت اقدس کو

(۱) یہ خطاب حاصل تھا اور

(۲) صریح طور پر حاصل تھا

کیونکہ "صریح طور پر" کے الفاظ "مبہم طور پر" کے بالمقابل ہیں۔ صریح طور پر کا مطلب یہ ہے کہ صاف نبی کا لفظ بولا جانا اور مبہم طور پر سے مراد یہ ہے کہ صاف نبی کا لفظ تو نہ ہو مگر ایسے الفاظ کا استعمال ہو جن سے یہ مفہوم نکل سکتا ہو۔ اس لحاظ سے ظاہر ہے کہ آپ اس خطاب کو ۱۸۹۰ء سے صریح طور پر سمجھتے اور لکھتے آ رہے تھے۔ بالفاظ دیگر یہ کہ حضرت اقدس کے نزدیک نبی کے اس صریح خطاب سے مراد

"نبی بالقوۃ"

تھی۔ نبی بالفعل نہ تھی۔ جیسا کہ قاضی صاحب کو اقرار ہے:-

محدث جو نبی بالقوۃ ہے نبی بالفعل سے آپ کے نزدیک شدید مشابہت رکھتا ہے۔ ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۹۰۱ء سے پہلے نبی اور رسول کے الہامات کی یہ توجیہہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ محدث یعنی بالقوۃ نبی ہیں نہ کہ بالفعل نبی" ص ۹۰

باقی ــــ باقی

از قلم فضل الرحمٰن صاحب اکونٹنٹ دفتر انجمن

# دنیا کا منجی کون ہے؟

## مسیحی مناد برکت مسیح صاحب کے جواب میں۔

میرے محترم دوست برکت مسیح صاحب! خدا آپ کو توفیق دے کہ آپ راہ راست پر آئیں اور اپنی لیاقت اور دانائی کو خدا کے دین کی خدمت پر صرف کریں۔ دین حقیقی صرف اسلام ہے۔ جو خدا نے برگزیدہ اپنے بندے اور نبی آخرالزمان خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہمیں عطا فرمایا۔

سو لائق تحسین امر ہوگا کہ تم اپنے علوم اور واقفیت کے باعث ایک باطل عقیدہ کی تبلیغ و ترویج کی بجائے دین حق پر ایمان لاکر گمراہ لوگوں کو راہ راست پر لانے کے باعث بنو۔

آپ کا مرسلہ ٹریکٹ "دنیا کا منجی" ملا

یہ بات انسانی عقل کے منافی ہے۔ کہ ایک ایسا شخص جو اپنی زندگی میں دکھ اٹھاتا رہا۔ اور موسوی شریعت کے مطابق لعنتی ٹھہرا۔ یوجہ صلیب پر مارے جانے کے کس طرح دنیا کا نجات دہندہ ہو سکتا ہے اس پر طرہ یہ کہ انسانیت تو گناہ اور بے حیائی میں گری رہے اور وہ شخص جو بے گناہ اور صادق تھا ان گناہوں کے عوض صلیب پر مر جائے۔ دیں سارے تانے بانے کی بنیاد مسیح کے خدا کا بیٹا کہلانے پر ہے آپ کی عقل کے کیا کہنے مسیح کا نسب نامہ تو ابراہیم کے بیٹے اسحاقؑ سے ملاتے ہو۔ اور یہ نسب نامہ مریمؑ کے محض یوسف کی منگیتر ہونے سے مکمل ٹھہرایا جاتا ہے۔ اگر نسب نامہ اس طرح درست ہو سکتا ہے تو پھر وہ گناہ جو آدم نے کیا اور نسل در نسل حضرت انسان کو ملتا چلا آ رہا ہے۔ مسیح کو کیوں نہیں ملا۔ یہ دورنگی کیوں؟ آپ لکھتے ہیں۔ کہ مسیح چونکہ مرد کے نطفہ سے نہ تھا۔ اس لئے وہ بے گناہ تھا، اور ایک بے گناہ ہی گناہگاروں کو نجات دلا سکتا ہے مسیح کی بے گناہی اور بن باپ پیدائش کے لئے ہم عہد نامہ عتیق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ دیکھیں کہ یہ مقدس کتاب مسیح علیہ السلام کے بارے میں کیا فتوےٰ دیتی ہے۔

ملاحظہ ہو۔ ایوب باب ۱۵: ۱۴ "انسان کون ہے کہ پاک ہو سکے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ٹھہرے"

اب آپ ہی بتلائیں کہ حضرت مسیحؑ اس زمرہ میں آتے ہیں یا نہیں ظاہر ہے کہ ان کو ایک عورت نے جنا اور اسی طرح جنا جس طرح دوسری عورتیں پورے ایام کے بعد جنتی ہیں۔ اور دیگر عورتوں کی طرح انہوں نے بھی دردِ زہ کی تکلیف اٹھائی بلکہ کچھ زیادہ ہی تکلیف برداشت کی۔ سو کیونکر ہو سکتا ہے کہ مسیحؑ بے گناہ اور راستباز ٹھہرا ایک اور آیت ملاحظہ ہو۔ ایوب باب ۲۵: ۴:-

"اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا
کیونکر پاک ٹھہرے"

لیجئے اب حضرت مسیح پاکیزگی کے دائرہ سے بھی نکل گئے کیا ایسے شخص کا کفارہ دنیا کو نجات دلا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ فرمایئے اب آپ کا کیا فتوےٰ ہے؟ اب ہم اس طرف آتے ہیں۔ کہ حضرت مسیحؑ بن باپ پیدا ہوئے تھے یا یوسف نجار کے نطفہ سے تھے۔ اس بارہ میں لفظ کنواری معرض نزاع میں ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ لفظ بائبل میں کن کن موقعوں پر استعمال ہوا ہے:۔

"اور وہ چھوکری نہایت خوبصورت
اور کنواری تھی۔ اور مرد سے ناواقف"

اس آیت کے تینوں حصوں کو بغور دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ صرف کنواری کا لفظ کسی لڑکی کے غیر شادی شدہ ہونے کی دلیل نہیں کیونکہ اس شرط کو پورا کرنے کے لئے "اور مرد سے ناواقف تھی" کا استعمال کیا گیا ہے مگر مریمؑ والدہ مسیحؑ کے لئے یہ عبارت کہیں نہیں دکھائی دیتی بلکہ صاف لکھا ہے کہ وہ داؤد کے گھرانے میں ایک شخص یوسف کی منگیتر تھی۔

اس قسم کی ایک اور آیت بھی ملاحظہ ہو۔ احبار (۲۱: ۳):۔

"اور اپنی کنواری بہن کے لئے جو اس
کے ساتھ ہے۔ اور ہنوز مرد سے
واقف نہیں ہوئی"

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی کنواریاں بھی ہو سکتی ہیں جو مرد سے واقف ہوں عین ممکن ہے کہ ایسی عورت جس کی پہلی شادی ہو اور اسے طلاق نہ ملی ہو۔ بھی کنواری کہلاتی ہو اس کی تصدیق کے لئے ملاحظہ ہو زبور (۴۵: ۱۴):۔

"کنواری عورتیں جو اس کی سہیلیاں
تھیں"

اس آیت نے تو سارا معاملہ حل کر دیا۔ عورت حقیقتہً وہ لڑکی کہلاتی ہے جو مرد سے واقف ہو چکی ہو۔ شادی ہو جانے پر کسی لڑکی کو لڑکی نہیں کہا جاتا ہے بلکہ وہ اسی دن سے عورت کہلاتی ہے۔

پس مریمؑ کا کنواری کہلانا۔ مسیحؑ کے بن باپ پیدا ہونے کی شرط نہیں بلکہ یہ تو اس بات کا ثبوت ہے کہ مریم یوسف کی منگیتر تھی اور کنواری کے لفظ کے ساتھ "وہ مرد سے واقف نہ تھی" کا شامل ہونا ظاہر کرتا ہے کہ مسیحؑ کی پیدائش یوسف سے ملاپ کا نتیجہ تھی۔ بعض مفسرین قرآن نے عیسائی عقیدہ کی تائید کرکے اس غلط خیال کو تقویت دی ہے:۔

يٰاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ
امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ
بَغِيًّا (مریم - ۲۸)

"اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی
نہ تھا۔ اور تیری ماں بدکار نہ تھی"

حضرت موسیٰؑ نے شریعت کا کام ہارون اور اس کی اولاد کے سپرد کر دیا تھا۔ اسی لئے مریمؑ کو ہارون کی بہن کہا یعنی اے مریمؑ تو تو موسوی شریعت کے پاسبانوں میں سے ہے پھر یہ کیا شے لے آئی۔ جو عجیب ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰؑ سبت کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ انہوں نے سبت کو توڑا۔ تیرا باپ تو برا نہیں ہے۔ اب رہا بغیا تو بغیا لفظ البغی سے ہے لغت میں اس کے معنے بدکار عورت کے علاوہ ظلم اور قصور اور نافرمانی کے بھی ہیں۔ جیسے لا ینبغی لک تفعل ذالک تمہارے لئے ایسا کرنا واجب نہ تھا۔ اس جگہ بھی بغیاً سے یہی مراد ہے۔ کہ تمہارے والدین نافرمان اور دین کے مجرم نہ تھے۔ مگر تم اور تمہارا بیٹا ایک ایسے عقیدے کی تبلیغ کرتے ہو جو ہمارے دین سے بغاوت ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کا جواب بھی ملاحظہ ہو۔

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۭ اٰتٰىنِيَ
الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝ وَّجَعَلَنِيْ
مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ
بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ
حَيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ
جَبَّارًا شَقِيًّا ۝

(مریم ۳۰ - ۳۲)

کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں جس نے مجھے کتاب بخشی اور [illegible] نبی بنایا مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی جہاں کہیں

ہیں ہوں اور جب تک زندہ رہوں اور
اپنی ماں سے نیکی کرنے والا ہوں اس
نے مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا۔

اہل یہود کا سوال اور حضرت عیسیٰ کا جواب مقابلہ کرکے دیکھئے وہ کہتے ہیں کہ یہ کیا عجیب شئے لائی ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان کے لئے شئے کا استعمال نہیں ہوتا یہ اشارہ حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کے بارے میں ہے۔ اسی سوال کا دوسرا حصہ حضرت مریم کے کردار کا حوالہ ہے۔ یہ محض اس لئے کہ حضرت عیسیٰ کی تعلیم یہودی عقائد کے خلاف تھی۔ اور یہ تعلیم یعنی سبت کی پابندی نہ کرنا وغیرہ ان کے نزدیک بغاوت تھی۔ چونکہ حضرت مریم نبوت مسیح پر ایمان رکھتی تھیں اسی لئے انہیں مخاطب کیا گیا۔ اسے ہارون کی بہن یہ خطاب واضح کرتا ہے کہ یہود انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور بدکار و فاحشہ ہرگز نہیں سمجھتے تھے۔ انہیں صرف گلہ تھا تو یہ تھا کہ تو بھی اس کی جو کرنے کی حمایت کرتی ہے۔ جو کل کا بچہ ہے۔ اور ہمارے عقائد کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ حضرت عیسیٰ کے جواب کا یہ حصہ "اور اس نے مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا" یعنی میری ماں نے مجھے یہ تعلیم نہیں دی کہ میں تمہارے دین کی مخالفت کروں بلکہ مجھے تو خدا نے کتاب و نبوت بخشی ہے۔

پس قرآن میں نیک اور فاحشہ کی بحث نہیں ہے۔ جیسی کہ بن باپ پیدائش کا عقیدہ مسلمانوں میں پھیلا بلکہ انجیل بھی اس بات کی تاکید کرتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

جس وقت مسیح اپنے وطن میں آتا ہے۔ تو اس کی عمر ۳۰ سال کی تھی۔ اس کی تعلیم سے وہ حیران ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ "یہ کیسی حکمت، اور معجزے ہیں" کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں اور اس کی ماں مریم نہیں کہلاتی! اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسیس اور شمعون اور یہوداہ؟ اور اس کی سب بہنیں ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ پس اس نے یہ سب کچھ کہاں سے پایا۔

متی باب ۱۳: ۵۴، ۵۵، ۵۶ - ۵۷"

صاف ظاہر ہے۔ کہ اہل یہود حضرت عیسیٰ کی تعلیم سے ناراض ہوتے تھے اور ان کے معجزوں کو دین کے خلاف خیال کرتے تھے۔

میرے مسیحی دوست اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔ جبکہ حضرت مریم کے درجنوں بیٹے بیٹیاں یوسف بڑھئی سے پیدا شدہ موجود تھے۔ اور ان کی کتب میں ان کی فہرست کی موجودگی مریم کو بیاہتا عورت ثابت کرتی ہے۔ پھر وہ ان کے بارے میں کنواری کا فتویٰ کیونکر جاری کئے ہوئے ہیں۔

اب رہی وہ پیشگوئی جس میں مسیح کے بارے میں کہا گیا ہے۔

"کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور
اس کا نام عمانوایل رکھیں گے"

چونکہ حضرت عیسیٰ حضرت مریم کے پہلے بچے تھے۔ اس لئے وہ اس پیشگوئی کے مصداق ٹھہرے۔ پہلا حمل ہونے سے قبل ہر عورت کنواری ہی ہوتی ہے۔ پیشگوئی مذکور سے صرف یہی مراد تھی کہ آنے والا موعود اپنی ماں کا پہلا بچہ ہوگا۔ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں ملاحظہ ہو۔

متی باب ۱: ۲۵:—

"اور اس کو نہ جانا جب تک کہ وہ
اپنا پلوٹھا بیٹا نہ جنی اور اس نے
اس کا نام یسوع رکھا"

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یوسف مریم کو اپنے گھر لے آتا ہے اور کسی پر یہ ظاہر نہیں کرتا۔ کہ حمل اس کا نہیں، پھر لوگوں کو کیا پڑی تھی۔ کہ مریم کو بدکار کہتے اور یہ عقیدہ کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے کس نے پھیلایا۔ حضرت مسیح نے تو کسی ایک جگہ پر نہیں کہا کہ میں یوسف کے نطفہ سے نہیں نہ ہی یوسف نے یسوع کو حرامی کہا ہے۔ یا یہ کہ یسوع میرا بیٹا نہیں نہ ہی مریم نے کسی جگہ ذکر کیا کہ یوسف نے میرے ساتھ صحبت نہیں کی تھی۔ مگر میں حاملہ ہوگئی وغیرہ۔

عیسائی حضرات نے حضرت مسیح کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے یہ سارا افسانہ گھڑا مگر یہ بھول گئے کہ عورت یہودیوں اور عیسائیوں کے نزدیک مجسمہ گناہ ہے اس کے پیٹ میں پرورش پانے والا اور اس کا دودھ پینے والا کیونکر بے گناہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ گناہ عورت کی وجہ سے آدم تک پہنچا۔ پس یہ فلسفہ بے بنیاد اور لغو ہے۔ اور ایک گناہ گار کا کفارہ بنی نوع انسان کے کس کام۔ اب ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ کہ دنیا کا منجی کون ہے یسوع یا محمدؐ؟

سب سے پہلے ہم قدیم پیشگوئیوں کو پرکھتے ہیں۔ کہ ان دونوں میں سے کون ان کا مصداق ہے۔

یسعیاہ باب ۵: ۲:—

"اور اس نے اسے کھودا اور اس کے
پتھر نکال کر پھینک دیئے اور اچھی
سے اچھی تاکیں اس میں
لگائیں اور اس کے بیچ برج بنایا
اور ایک کولہو بھی اس میں تراشا
اور انتظار کیا کہ اس میں اچھے انگور
لگیں۔ لیکن اس میں جنگلی انگور لگے"

اس ساری پیشگوئی کو بغور مطالعہ کریں۔ اور حضرت مسیح کی زندگی پر اور ان کے حواریوں کے کردار پر نگاہ ڈالیں۔ تو آپ پر اس پیشگوئی کا ایک ایک حرف واضح ہو کر سامنے آجائے گا کیا حضرت مسیح نے اپنی قوم کے ساتھ سر توڑ محنت نہیں کی بقول انجیل مقدس۔ بیماروں اندھوں حتیٰ کہ مردوں تک کو صحت و زندگی بخشی نیز اپنا جلال ان پر ظاہر کیا ہوا اور پانی تک پر حکم چلایا۔ پھر کیا وجہ تھی کہ وہ قوم بجائے ایمان لانے کے مسیح کے قتل پر آمادہ ہوگئی۔ حواریوں تک نے ساتھ چھوڑ دیا۔ کیا جنگلی انگوروں سے مراد حواری نہ تھے جن کے سامنے سارے معجزے ظاہر ہوئے۔

ایک دوسری پیشگوئی ملاحظہ ہو۔ یسعیاہ ۴۹ باب ۲۴:—

"ان اندھے لوگوں کو جو آنکھیں رکھتے
ہیں۔ اور ان بہروں کو جن کے کان ہیں
باہر لاکر حاضر کر۔ ساری قومیں فراہم
کی جاویں اور سارے لوگ جمع ہوئے
ان کے درمیان کون ہے۔ جو اسے
بیان کرے کیا ہو سکتا ہے کہ شکار
زبردستوں سے چھین لیا جاوے یا وہ
جو زور آور سے اسیر ہوا ہو چھڑا لیا جاوے
پر خداوند یوں فرماتا ہے کہ زور آور
کے اسیر بھی لے لئے جاویں گے
اور مہیب کا شکار چھڑا دیا جاوے گا
کہ میں اس سے جو تیرے ساتھ جھگڑتا
ہے جھگڑا کروں گا۔ اور تیرے فرزندوں
کو رہائی دوں گا اور میں ان کو جو تم پر ظلم
کرتے ہیں انہیں کا گوشت کھلاؤں گا
اور وہ میٹھی مے کی مانند اپنا ہی لہو
پی کر بدمست ہو جائیں گے۔ اور سارا
بشر جانے گا کہ میں خداوند تیرا بچانے
والا میں یعقوب کا قادر تیرا چھڑانے
والا ہوں!"

یہ پیشگوئی کفارہ کی تردید کرتی ہے کیونکہ خدا صاف کہتا ہے کہ "زور آور کے اسیر بھی لے لئے جاویں گے اور مہیب کا شکار چھڑا دیا جاوے گا" سو ایسا ہی ہوا حضرت عیسیٰؑ کے ہمراہ دو قیدی صلیب دیئے گئے تھے جنہیں صلیب پر ہی مار دیا گیا مگر صرف حضرت عیسیٰ جن کو یہود نے اپنا شکار جان کر مصلوب کرنا چاہا ان سے چھڑا لیا گیا۔ عیسائی حضرات پیشگوئی مذکور کے اس حصہ پر غور کیوں نہیں کرتے۔ اسی لئے تو خدا نے تمام قوموں کو جمع کرکے فیصلہ لینے کو کہا۔ خدا قادر خوب جانتا تھا کہ یہ قوم گمراہ ہوگی اور بے بنیاد عقائد کا پرچار کرے گی۔ کیا خوب بات ہے۔ "میں ان کو انہیں کا گوشت کھلاؤں گا اور وہ میٹھی مے کی مانند اپنا ہی لہو پی کر بدمست ہو جائیں گے۔" سو آج عیسائی قوم جس روٹی کو حضرت عیسیٰ کا گوشت اور شراب کو ان کا خون سمجھ کر کھاتے اور پیتے ہیں اصل میں یہ روٹی اور شراب ان کا اپنا گوشت اور لہو ہے یہ اس لئے کہ ان لوگوں نے غلط عقائد پھیلا کر حضرت مسیح کی ذات پر ظلم کیا ہے جب حضرت عیسیٰ کو خدا نے قدوس سے اپنے وعدہ کے مطابق صلیب سے چھڑا لیا تھا پھر کفارہ کیسا۔ پس جو مصلوب نہیں ہوا اس کا کفارہ بھی نہیں ہوا لہٰذا حضرت عیسیٰ دنیا کے منجی بوجہ کفارہ ثابت نہیں ہوتے۔

(باقی ـــ باقی)

# جلسہ اطفالِ احمدیہ

## چک نمبر 6/4-L اسلام آباد اوکاڑہ۔

مورخہ ۵ رمئی ۱۹۶۳ء کو اطفال احمدیہ کا جلسہ بعد از نماز مغرب جامع احمدیہ احمدیہ فارم میں منعقد ہوا جس کی صدارت کے فرائض جناب چوہدری فضل داد صاحب ایڈمنسٹریٹر نے ادا کئے۔

جلسہ کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ قاضی طارق محمود صاحب نے تلاوت کے فرض کو ادا کیا۔

احسان الٰہی مشتاق احمد صاحبان نے حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار بڑی خوش الحانی سے پڑھے۔ اور اور محمد اسلم صاحب نے نماز کا ترجمہ اشعار میں پیش کیا جو کہ بڑا موثر تھا۔ محمد ابراہیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کتنی خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ جنہوں نے ایمان کو نئے سرے سے تازہ کر دیا۔

عبدالخالق صاحب نے اسلام اور احمدیت کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نہ تو کوئی نیا دین لائے اور نہ ہی کوئی الگ شریعت۔ بلکہ وہ اسلام کے سچے خادم تھے۔ اور اسی کی مدافعت میں عمر بھر لڑتے رہے۔ اور فرمایا کہ اسلام اور احمدیت ایک ہی مقصد حیات ہے۔ بانی احمدیت نے اسلام کے درخشاں چہرے کو جو میل چودہ سو سال سے پڑی ہوئی تھی اسکو خدا کے حکم سے پاک و صاف کیا۔ اور اسلام کے ہر مخالف کو مقابل پر آنے کی دعوت دی۔ آج بھی اس جری اللہ کا اتنا رعب ہے کہ عیسائی اس کے نام سے ہی کانپ اٹھتے ہیں۔ یہ تقریر بہت ہی موثر ثابت ہوئی۔

ان کے بعد محمد رشید صاحب نے ان اللّٰہ مع المتقین کے موضوع پر تقریر کی یہ صاحب ۱۰ سال کے ہیں اور جماعت سوم کے طالب علم ہیں۔ آیہ کریمہ کی ایسی شاندار تفسیر کی جو صفحہ ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس آیت کریمہ کے ضمن میں انہوں نے سیرت النبی سے بھی چند واقعات بیان کئے جو حاضرین کو محظوظ کئے بغیر نہ رہ سکے۔

ان کے بعد قاضی طارق محمود صاحب سرپرست اطفال احمدیہ نے کلمہ طیبہ پر مختصر اور پر مغز تقریر کی جو کہ حاضرین کے لئے انبساط کا موجب ہوئی۔

ماسٹر عبدالمجید صاحب نے معاشرہ پر روشنی ڈالتے ہوئے۔ فرمایا۔ کہ سب سے افضل چیز جو معاشرہ کو درست کر سکتی ہے وہ یہ ہے کہ جھوٹ سے اجتناب کیا جائے۔ اور سچ کو اپنا لائحہ عمل بنایا جائے۔ اسی ضمن میں نماز کے متعلق بھی بہت کچھ بیان کیا۔ سب سے آخر صاحب صدر نے اپنے تاثرات بیان کئے اور مزید نصائح سے حاضرین کو مستفید کیا۔ ہم صدر جلسہ کے نہایت ہی شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت دینے کے علاوہ مفید نصائح سے بھی سرفراز کیا اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین

اختتام جلسہ پر مٹھائی سے حاضرین کی تواضع کی گئی اور جلسہ بخیر و خوبی سے رات کے ۹ بجے ختم ہوا۔ والسلام

جاوید اقبال
سیکرٹری اطفال احمدیہ۔ احمدیہ فارم چک 6/4-L
اسلام آباد اوکاڑہ

---

## درخواست دُعا

میں ۲۵-۴-۶۳ سے میو ہسپتال کے لاہور وارڈ کے بستر نمبر ۱ پر زیر علاج ہوں پہلے تو موتیا بند کا اپریشن ہوا تھا پھر دوبارہ قرنیہ کے پردے میں ٹانکے لگائے گئے ہیں۔ نیز میری لڑکی ناصرہ کے ناک کی ہڈی کا اپریشن ہوا ہے درخواست ہے کہ بعد نماز جمعہ ہم دونوں کی صحت کاملہ کے لئے الحاح کے ساتھ دُعا فرمائی جائے نیز حضرت صاحبؓ کے ساتھیوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں ہم دونوں کو نہ بھولیں۔ والسلام نیازمند مصباح الدین احمد ریٹائرڈ

پیغام صلح ۲۹ مئی سنہ ۶۳ء ربیع الاول ۱۳۸۱ شمارہ ۲۱
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

# کلامِ امامؑ

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح ٭ خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اِک جوش ہے ٭ ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آ رہا ہے اِس طرف احرارِ یورپ کا مزاج ٭ نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اَب اہلِ دانش الوداع ٭ پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

اسمعوا اصوات السماء جاء المسیح جاء المسیح

نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

مُدیر:
دوست محمد

نائب مُدیر:
بشیر احمد سوز

# حضرت مسیح موعودؑ کا عربی کلام

لك الحمد يا ترسی وحرزی وجوسقی ⁂ بحمدك يروی كل من كان يستقی

اے میری پناہ اور میرے قلعہ تیری تعریف ہو ⁂ تیری تعریف سے ہر ایک شخص جو پانی چاہتا ہے سیراب ہو جاتا ہے

بذكرك يجری كل قلب قد اعتقی ⁂ بحبك يحيی كل ميت ممزق

تیرے ذکر کے ساتھ ہر ایک دل ٹھہرا ہوا جاری ہو جاتا ہے ⁂ اور تیری محبت کے ساتھ ہر ایک مردہ زندہ ہو جاتا ہے

وباسمك يحفظ كل نفس من الردی ⁂ وفضلك ينجی كل من كان يزبق

اور تیرے نام کے ساتھ ہر ایک شخص ہلاکت سے بچتا ہے ⁂ اور تیرا فضل ہر ایک قیدی کو رہائی بخشتا ہے

وما الخير الا فيك يا خالق الوری ⁂ وما الكهف الا انت يا متكا التقی

اور تمام نیکی تیری طرف سے ہے اے جہاں آفریں ⁂ اور تو ہی پرہیزگاروں کی پناہ ہے

وتعنو لك الافلاك خوفا ومنية ⁂ وتجری دموع الراسيات تشبق

اور تیرے آگے خوفناک ہو کر آسمان جھکے ہوئے ہیں۔ ⁂ اور پہاڑوں کے آنسو جاری اور رواں ہیں۔

وليس لقلبی يا حفيظی وملجائی ⁂ سواك مريح عند وقت التأزق

اور میرے دل کے لئے اے میرے نگہبان اور پناہ ⁂ کوئی دوسرا آرام پہنچانے والا نہیں جب تنگی وارد ہو

يميل الوری عند الكروب الی الوری ⁂ وانت لنا كهف كبيت مسردق

دکھ کے وقت خلقت خلقت کی طرف توجہ کرتی ہے ⁂ اور تو ہمارے لئے ایسی پناہ ہے جیسے نہایت مضبوط گھر

وانك قد انزلت ايات صدقنا ⁂ فويل لغمر لا يراها وينهق

اور تو نے ہمارے صدق کے نشان اتار دیے ہیں ⁂ پس وہ نادان ہلاک شدہ ہے جو ان نشانوں کو نہیں دیکھتا اور بے معنی شور کرتا ہے

الم ير عجلا مات فی الحی داميا ⁂ اهذا من الرحمن او فعل بندق

کیا اس گوسالہ کو اس نے نہیں دیکھا جو اپنے قبیلہ میں خون آلودہ ہو کر مر گیا ⁂ کیا یہ خدا کا فعل ہے یا میری بندوق کا کام ہے

اری الله اٰیته بتدمير مفسد ⁂ وتعرفها عين رأت بالتعمق

خدا نے اپنا نشان مفسد کو ہلاک کر کے دکھا دیا ⁂ اور اس نشان کو وہ آنکھ پہچان سکتی ہے جو غور سے دیکھے

وما كان هذا اول الای للعدا ⁂ بل الای قد كثرت فامعن وحقق

اور یہ دشمنوں کے لئے کوئی پہلا نشان نہیں ⁂ بلکہ نشان بہت ہیں پس سوچ اور تحقیق کر

ولله ايات لتائيد دعوتی ⁂ فآنس بعين الناظر المتعق

اور میرے تائید دعوے میں خدا کے لئے نشان ہیں ⁂ پس اس آنکھ سے دیکھ جو سوچنے والی اور غور کر کے دیکھا کرتی ہے

الی رب يوم قد بدت فيه ايتا

خبردار ہو بہت سے دن ایسے ہیں جن میں ہماری نشانیاں ظاہر ہو جائیں

ولا سيما يوم علا فيه منطقی

بالخصوص وہ دن جس دن میری تقریر غالب آئے

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— ۵ رجون ۱۹۶۳ء

# سلسلہ مکالمات الٰہیہ اور مسیح موعودؑ

امت محمدیہ میں مکالمات الٰہیہ کا اجراء ان مسلمہ عقائد میں سے ہے جن کی بنا قرآن کریم اور ارشادات نبویؐ پر رکھی گئی ہے، اور اس کی تائید اولیائے امت کے ان تجارب سے ہوتی ہے جو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی صورت میں انہیں حاصل ہوئے۔ قرآن کریم میں مقربین الٰہی سے اللہ تعالےٰ کی ہمکلامی کا ذکر اس طرح فرمایا گیا ہے ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون، نحن اولیاءکم فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ولکم فیہا ما تشتھی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون نزلا من غفور رحیم، بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر استقامت اختیار کی ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ تم کچھ خوف نہ کرو اور نہ غم کھاؤ۔ اور اس بہشت کی تمہیں خوشخبری ہو جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی اور اس میں وہ سب کچھ تمہارے لئے ہے جس کی تمہارے نفس خواہش کریں اور وہ بھی تمہارے لئے ہے جو تم طلب کرو گے یہ غفور رحیم خدا کی طرف سے مہمانی ہے۔

اور بھی مختلف مقامات پر اولیاء اللہ کیساتھ مکالمہ الٰہیہ کا ذکر قرآن کریم میں پایا جاتا ہے اور فی الحقیقت اگر اولیاء اللہ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی ہمکلامی نہ ہو، تو ان کا اولیا ہونا کس طرح ثابت ہو سکتا ہے۔

حدیث شریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا ارشاد ہے لقد کان فی امم من قبلکم رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد فعمر۔ تم سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جن سے اللہ تعالےٰ ان کے نبی نہ ہونے کے باوجود ہمکلام ہوتا رہا ہے، میری امت میں اگر کوئی ہے تو وہ عمرؓ ہے اس حدیث میں حضرت عمرؓ کو مکالمہ الٰہیہ کے حصول کے لئے بطور مثال بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ جس طرح پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جو غیر نبی ہونے کے باوجود مکالمہ الٰہیہ کا شرف رکھتے تھے۔ (جیسے اُمّ موسےٰ اور حضرت مریم علیہا السلام) امت محمدیہ میں بھی ختم نبوت کے باوجود یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

ایسا ہی حدیث مجدد میں بھی اجرائے الہام کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ رُوح المعانی میں آیہ کریمہ یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ کی تفسیر ان الفاظ میں کی گئی ہے فان الالقاء لم یزل من لدن اٰدم علیہ السلام الیٰ انتہاء زمان نبینا صلعم وھو فی حکم المتصل الیٰ قیام الساعۃ باقام من یقوم بالدعوۃ علیٰ ما روی ابو داؤد عن ابی ھریرۃ عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ قال ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ای باحیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنۃ۔ یعنے القائے وحی آدم علیہ السلام سے ہمارے نبی صلعم کے زمانہ تک رہا اور وہ قیامت تک کے لئے حکم اتصال رکھتا ہے اس شخص کے کھڑا ہونے سے جو دعوت اسلام کے کام کو لے کر کھڑا ہو جیسا کہ ابوداؤدؒ نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس اُمّت کے لئے ہر سو سال کے سر پر ایک ایسے شخص کو اُٹھاتا رہے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرتا رہے یعنے عمل بالکتاب والسنۃ سے جو مٹتا رہا ہے اسے زندہ کرتا رہے گا۔

رُوح المعانی کی اس تفسیر سے قرآن کریم کی آیت یلقی الروح علیٰ من یشاء من عبادہ اور حدیث مجدد اور خود صاحب رُوح المعانی کا بیان تینوں اس پر شاہد ہیں کہ اجرائے الہام کا عقیدہ قرآن حدیث اور آئمہ مفسرین کا مسلم عقیدہ ہے اور یہیں تک نہیں جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے اولیائے اُمت کے تجاربے جن کا ذکر ان کے ملفوظات میں کیا گیا ہے اس عقیدہ پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے، حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی فتوح الغیب حضرت امام غزالیؒ اور دیگر آئمہ کرام کے الہامات، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تفہیمات الٰہیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اس کی عملی شہادت ہیں، آخر الذکر بزرگ نے تو صفائی کے ساتھ یہ بھی لکھ دیا ہے کہ:۔

"اللہ سبحانہٗ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی ایسا ہوتا ہے جیسا ان کے سامنے اور یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے اور کبھی ان کے پیروؤں میں سے بعض کے لئے جو کمال حاصل کر چکے ہوں بسبب پیروی اور وراثت کے بھی ایسا کلام ہوتا ہے اور جب یہ قسم کلام ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کثرت سے ہو تو اس کا نام محدث رکھا جاتا ہے جیسے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رکھا گیا۔"

(ترجمہ از مکتوبات ۵۱)

امت میں اجرائے الہام کا یہ عقیدہ اس زمانہ میں بھی پایا جاتا تھا جب حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی، آپ نے اس کتاب میں اپنے الہامات و کشوف کا بھی ذکر کیا جن کی تصدیق مولوی محمد حسین بٹالوی نے کتاب مذکور پر ریویو لکھتے ہوئے ان الفاظ میں کی ہے:۔

"......... ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے ..... ....... اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی وجانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھایا ہو اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوےٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آ کر اس کا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۷ ۱۸۸۴ء جون تا دسمبر صفحہ ۱۵۲)

نہ صرف مولوی محمد حسین بٹالوی بلکہ تمام وہ لوگ جو

براہین احمدیہ کی تعریف میں رطب اللسان تھے اُن کا یہ عمل بتاتا ہے کہ وہ سب اجرائے الہام کے عقیدہ کے قائل چلے آتے تھے۔

ایک اور عملی شہادت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں ملہم من اللہ ہونے کا دعوےٰ کیا، جیسے چراغ الدین جمونی اور عبدالحق اکونٹنٹ وغیرہ، ان لوگوں کا دعوےٰ الہام اگرچہ حضرت مرزا صاحب کی تکذیب کے لئے تھا، تاہم ان کا یہ دعوےٰ کہ اللہ تعالےٰ ان سے ہم کلام ہوتا ہے اس بات کا مؤید ہے کہ امت میں اجرائے الہام ایک مسلمہ حقیقت ہے، جس کا انکار حضرت مرزا صاحب کے مخالفین کو بھی نہ تھا۔

ان کھلے حقائق اور امت کے اس تیرہ سو سالہ تعامل کے ہوتے ہوئے یہ کس قدر حیرتناک بات ہے، کہ آج حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اجرائے الہام کا بھی انکار کر دیا گیا ہے حالانکہ یہی ایک امر ہے جو امت محمدیہ کو خیر الامم ثابت کرتا اور زندہ خدا اور زندہ رسول پر ایمان پیدا کرتا ہے، اگر اسلام کا خدا بھی دوسرے مذاہب کی طرح اپنے اولیاء و مقربین کے ساتھ کلام نہیں کرتا تو اس کی ہستی کا کیا ثبوت باقی رہ جاتا ہے، اسلام میں ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے رہے ہیں جو اللہ تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت ان اعجازی نشانات سے دیتے رہے جو الہام و کلام الٰہی کے ذریعہ سے انہیں ملے، ورنہ محض خشک منطق کوئی اطمینان بخش ثبوت پیش نہیں کر سکتی۔ ان لوگوں کا ایمان جو الہام الٰہی کے قائل نہیں مودودی صاحب کے اس ایمان کے مشابہ ہے جس کا ذکر انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے :-

"خدا کی ہستی کے متعلق زیادہ سے زیادہ جو کچھ آدمی کے امکان میں ہے، وہ صرف اس قدر ہے کہ آثار کائنات پر غور کر کے ایک نتیجہ اخذ کر سکے کہ خدا ہے، اور اس کے کام شہادت دیتے ہیں کہ اس کے اندر یہ اور یہ صفات ہونی چاہئیں یہ نتیجہ بھی "علم" کی نوعیت نہیں رکھتا بلکہ صرف ایک عقلی قیاس اور گمان غالب کی نوعیت رکھتا ہے اس قیاس اور گمان کو جو چیز پختہ کرتی ہے وہ یقین اور ایمان ہے لیکن کوئی ذریعہ ہمارے پاس ایسا نہیں ہے جو اس کو علم کی حد تک پہنچا سکے۔ اب آپ خود سوچ لیجئے، کہ جب خدا کی ہستی کے بارہ میں بھی ہم یہ دعوےٰ نہیں کر سکتے کہ ہم کو اس کے ہونے کا علم حاصل ہے تو آخر اس کی حقیقت کا تفصیلی علم کیونکر ممکن ہے"

یہ ہے منکرین الہام کے ایمان کی حقیقت، جب مودودی جیسا شخص بھی خدا کی ہستی کے بارہ میں "علم" کا دعوےٰ نہیں کر سکتا، تو باقی لوگوں کا کیا حال!

اس کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کے ایمان کو دیکھئے لکھتے ہیں :-

"ظاہر ہے کہ محض معقولی قوتوں کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کی شناخت کامل طور پر نہیں ہو سکتی وجہ یہ کہ معقولی قوتیں جو انسان کو دی گئی ہیں ان کا تو صرف اس حد تک کام ہے کہ زمین و آسمان کے ذرہ ذرہ یا ان کی ترتیب محکم و ابلغ پر نظر کر کے یہ حکم دیں کہ اس عالم جامع الحقائق اور پُر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیئے یہ تو ان کا کام نہیں ہے کہ یہ بھی حکم دیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے لیکن ظاہر ہے کہ بغیر اس کے کہ انسان کی معرفت اس حد تک پہنچ جائے کہ درحقیقت وہ صانع موجود ہے صرف ضرورت صانع محسوس کرنا کامل معرفت نہیں کہلا سکتی ........ لہذا حق کے طالبوں کو اپنا سلوک تمام کرنے کے لئے اور اس فطرتی تقاضا کو پورا کرنے کے لئے جو معرفت کاملہ کے لئے ان کی طبائع میں مرکوز ہے اس بات کی ضرورت ہوئی کہ علاوہ معقولی قوتوں کے روحانی قوتیں بھی ان کو عطا ہوں ... ........ سو ان کے لئے یہ لازمی شرط ہے کہ حصول فیض کے لئے مستعد ہوں اور حجاب اور روک درمیان میں نہ ہو تا خدا تعالےٰ سے معرفت کاملہ کا فیض پا سکیں اور صرف اس حد تک ان کی شناخت محدود نہ ہو کہ اس عالم پُر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیئے بلکہ اس صانع سے شرف مکالمہ مخاطبہ کامل طور پر پا کر اور بلا واسطہ اس کے بزرگ نشان دیکھ کر اس کا چہرہ دیکھ لیں اور یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کر لیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود ہے"

(حقیقۃ الوحی ص۶)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ یہ ہے وہ کامل ایمان اور ہستی باری تعالےٰ پر یقین کامل جو حضرت مرزا صاحب نے الہام الٰہی کے ذریعہ حاصل کیا اور سینکڑوں اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں یہ نور ایمان پیدا کر کے انہیں متقی اور دین کے سچے خادم بنا دیا اس سے ظاہر ہے کہ الہام الٰہی ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جو خدا تعالےٰ کی ہستی پر کامل یقین اور معرفت پیدا کرتا ہے اسی سے اس کی ذات کا حقیقی "علم" حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ اس کے بغیر مودودی صاحب کی طرح "قیاس" اور "گمان" کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیے مارنا ہستی باری تعالےٰ پر یقینی "علم" پیدا نہیں کر سکتا حیرت ہے کہ اس کھلے نتیجہ کے ہوتے ہوئے یہ لوگ الہام سے منکر کیوں ہیں، اور کیوں امت کے چودہ سو سالہ تعامل اور قرآن و حدیث کے ارشادات کو جھٹلا کر خدا تعالےٰ سے دور چلے جا رہے ہیں، کیا اس لئے کہ مرزا صاحب کے دعوےٰ الہام کو سچا ماننا پڑے گا؟ یاد رکھئے کہ آج نہیں تو کل آپ کو اس طرف آنا ہو گا ورنہ دہریت کے سوائے آپ کی کوئی جگہ نہیں۔

---

# اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ کی صحت بفضلہ تعالےٰ پہلے سے بہت بہتر ہے۔ آپ نے ۵ رجون سے بعد نماز فجر درس قرآن کا سلسلہ پھر شروع کر دیا ہے فالحمد للہ۔

## حج سے واپسی

——— حسب ذیل اصحاب حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر واپس تشریف لے آئے ہیں :-

(۱)- ڈاکٹر حسن علی صاحب معہ فرزند و اہلیہ محترمہ

(۲)- شیخ مولا بخش صاحب مل اونر لائلپور معہ اہلیہ محترمہ صاحبہ

(۳)- میاں محمد انور صاحب پاک آئل مل سرگودھا (فرزند شیخ مولا بخش صاحب)

(۴)- شیخ اللہ بخش صاحب پشاور

(۵)- ڈاکٹر حسن علی صاحب کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ قاضی عبدالرشید صاحب جو کانو (افریقہ) میں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں وہ بھی حج کے لئے مکہ معظمہ گئے تھے۔

ان سب دوستوں کو ہم تہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

——— مولوی محمد شریف صاحب راجوروی مبلغ جہلم اطلاع دیتے ہیں کہ انہوں نے مدرسہ احمدیہ تعلیم القرآن جامع احمدیہ محلہ قصاباں میں قائم کیا ہے۔ جہاں قرآن کریم کی تعلیم نوجوانوں کو دی جائے گی احباب جماعت و دیگر احباب کو اس سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

## کامیابی

——— عزیزہ خالدہ ادیب خانم بنت چوہدری نذیر احمد صاحب بادوملہی نے امسال فسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کیا ہے اور اپنی کلاس کی لڑکیوں میں سیکنڈ آئی ہے۔ الحمد للہ۔ عزیزہ موصوفہ چوہدری غفور احمد صاحب کی بھانجی ہے۔ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بیش از بیش ترقیات

# کائنات کے مطالعہ میں ایمان و عرفانِ الٰہی کا سبق

## اسلام اور اس کا خدا اور رسول زندہ ہیں کیونکہ انکے فیوض و برکات سے اولیاء اور مقربینِ الٰہی پیدا ہوتے ہیں

## حضرت مرزا صاحبؑ کا وجود صدق و راستبازی اور ہمدردی بنی نوع انسان کا پیکر تھا۔

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وللہ ملک السمٰوٰت والارض۔ واللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ـــــ سبحٰنک فقنا عذاب النار۔ (آل عمران)

### اللہ تعالیٰ کے کمالات و احسانات کا ذکر

ان آیات میں خدا تعالےٰ کی کبریائی کا ذکر ہے اس کی وسیع و عریض سلطنت کا ذکر ہے جو اس کائنات کی شکل میں نظر آتی ہے۔ علاوہ ازیں اس کے احسانات اور انعامات کا ذکر ہے جس قدر اس کی یہ کائنات وسیع ہے اس سے کہیں بڑھکر اس کے انعامات وسیع ہیں۔ کائنات پر تدبر و تفکر اور احسانات کے مطالعہ و مشاہدہ سے طبعی اور فطرتی طور پر انسان کے دل کے اندر خدا تعالےٰ کی یاد، اس کے احکام کی فرمانبرداری اس کے رسولؐ کی عزت اور اس کی کتاب قرآن کریم کی تعظیم پیدا ہوتی ہے۔

### کمالِ ربوبیت اور کمالِ عبودیت

قرآن کریم میں ان دونوں باتوں کا ذکر ہے۔ اوّل اس کی کمال ربوبیت جو اس کائنات کے اندر نظر آتا ہے جس کو مشاہدہ کرنے سے اس کا فضل و کرم ہم اپنے وجود پر محسوس کرتے ہیں کمال ربوبیت کے مشاہدہ کے بعد کمال عبودیت کا ذکر ہے۔ وہ لوگ جو کائنات کا مطالعہ کرتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کی ربوبیت اور احسان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علےٰ جنوبھم۔ وہ خدا تعالےٰ کے عرفان اور احسان کو شناخت کرنے کے بعد کھڑے اور لیٹے ہوئے ہر حالت میں ذکر الٰہی میں مشغول و مصروف رہتے ہیں۔ ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض اور زمین و آسمان کی تخلیق پر وہ غور و فکر کرتے رہتے ہیں اس سے ان کے قلب و نظر میں معرفت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔

### قوّتِ نظری اور قوّتِ فعلی

خدا تعالےٰ نے انسان کو دو قوتیں عطا کی ہیں۔ ایک قوت نظری جس کے ذریعہ انسان کائنات کا مطالعہ اور مشاہدہ کرتا ہے۔ اور دوسری قوّت فعلی۔ قوت نظری نشاندہی کرتی ہے کہ اس کائنات کو چلانے والا واحد و یگانہ خدا ہے وہ مسبب الاسباب ہے۔ وہ مدبر بالارادہ ہے وہ قادر مطلق اور علیم و حکیم ہے اور محسن و مربی خدا ہے اس شناخت کے بعد ان کے دل سے آواز اٹھتی ہے ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً اے رب تو نے اس کائنات کو باطل پیدا نہیں کیا۔

### اہلِ ایمان و عرفان

ان آیات میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن میں یہ ایمان اور عرفان موجود ہے یہ ذکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے اور ان کی امت کے اہل اللہ اور اہل عرفان کا ذکر ہے۔ قوم میں ایسے اہل معرفت لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جو کامل عبودیت کے مقام پر کھڑے تھے۔ علاوہ ازیں خدا تعالےٰ کے احسانات کا بھی ذکر ہے۔ اگر انسان کے دل کے اندر معرفت اور یقین پیدا ہوگا تو ضرور ہے اس کا اثر اس کے اعضاء پر بھی نظر آئے۔

### جذبہ عبودیت کا اثر

اہل معرفت میں اللہ تعالےٰ کے کمال ربوبیت کو دیکھ کر کمال عبودیت کا جو جذبہ پیدا ہوتا ہے اس سے ان کے اندر عجز اور انکساری پیدا ہوتی ہے۔ ان کے بولنے اور اٹھنے بیٹھنے معاملات میں تواضع، انکساری اور عجز نظر آتا ہے جو عبودیت کا اثر ہے۔ اگر یہ صفت پیدا نہیں ہوتی تو عبادت اور ریاضت کا کوئی فائدہ نہیں ذکر الٰہی اور عبادت و ریاضت کا یہی مقصد ہے کہ انسان اور اس کے معاملات زندگی میں تحمل و انکساری نظر آئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے تواضعوا انکساری، عجز اور تواضع اختیار کرو۔ اس سے خدا تعالےٰ درجات بلند کرتا ہے۔ اس کے برخلاف تکبر و غرور یہ دوسرے کو کمتر اور ذلیل و حقیر سمجھنا۔ اپنے مناقب بیان کرتے رہنا۔ دوسرے لوگوں کو ضعیف اور کمزور یقین کرنا معرفت کے خلاف ہے۔ فرمایا تواضعوا تواضع اختیار کرو۔ ولا یبغی احد علےٰ احد ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔ ان اللہ حرم الظلم علےٰ نفسہ خدا تعالےٰ نے ظلم و زیادتی کو اپنے آپ پر حرام کر رکھا ہے فلا تظالموا۔ پس ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتی مت کرو۔ اس سے فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے فرمایا کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ خدا تعالےٰ نے رحمت کرنا اپنے اوپر فرض کر رکھا ہے۔ جو خدا تعالےٰ سے تعلق لگانا چاہتا ہے، اسے چاہیئے کہ وہ اپنے اندر رحم و کرم اور حسن و احسان کے جذبات پیدا کرے اے انسانو! مخلوق پر تعدی نہیں کرنا تجسس نہیں کرنا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من احب ان یرتع فی ریاض الجنۃ فلیکثر ذکر اللہ کہ جنت کے باغ اسکو میسر آئیں اور اس کے پھل و پھول سے متمتع ہو فلیکثر ذکر اللہ۔ اس کو چاہیئے کہ وہ کثرت سے ذکر الٰہی کرے۔ اس کے دل میں اس

کی زبان پر اس کے اعضاء پر یاد الٰہی کا اثر ہو۔

## امت میں اولیاء اللہؒ کا وجود

یہ کمال عبودیت کا مقام ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس طیبہ سے قوم کو حاصل ہوا۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے اور ارشادات نبویؐ کی اتباع سے امت محمدیہؐ میں اولیاء اللہؒ پیدا ہوتے رہے ہیں احادیث اور تاریخ میں ان اہل اللہ اور اہل عرفان و ایقان شخصیتوں کی فہرستیں موجود ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب زندہ کتاب ہے۔ اس کا بھیجنے والا خدا زندہ خدا ہے۔ جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کتاب نازل ہوئی وہ زندہ رسولؐ ہے اور اس رسول کی قوم بھی زندہ ہے۔ امت میں کثرت سے اہل اللہ پیدا ہوتے اور ہوتے رہیں گے۔ ان کو دیکھکر انسان کے اندر ایک نئی زندگی پیدا ہوتی ہے۔

## حضرت مرزا صاحبؒ کی مصاحبت کا اثر اور قادیان کی فضاء

ہم نے اس زمانہ میں ایک شخص کو دیکھا ہے اس کی صحبت نے ملنے والوں کے اندر ایک نئی زندگی پیدا کی۔ اس کی مصاحبت سے دلوں میں معرفت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوا۔ قادیان کی فضا ایسی تھی کہ چھوٹے بڑے، مرد اور خواتین جو فضاء میں تربیت پاتے تھے وہ یقین کرتے تھے کہ خدا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر حق ہیں۔ علی الصبح سب کے سب نماز اور ذکر الٰہی میں مصروف ہوتے۔ قادیان کی فضا دن رات اذان و نماز اور قرآن کریم اور علم دین کے مطالعہ سے معمور ہوتی۔ لوگوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور غیر مذاہب کے لوگ بھی جنہیں حضرت مرزا صاحبؒ سے واسطہ پڑا، آپ کے اہل اللہ ہونے کے معترف تھے۔

## حضرت مرزا صاحبؒ کے کمال صدق پر ایک سکھ کی شہادت

ایک واقعہ ہے کہ ایک سکھ قادیان جا رہا تھا کسی نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ اس نے کہا قادیان جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا سنا ہے وہاں ایک شخص مرزا غلام احمد رہتا ہے جو خدا رسیدہ ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے، وہ کیسا آدمی ہے؟ سکھ نے جواب دیا کہ وہ تو بڑے بھگت ہیں، اس شخص نے پوچھا کہ تم کیسے جانتے ہو کہ وہ بھگت ہیں۔ سکھ نے بتایا کہ میرا ذاتی مشاہدہ اور تجربہ ہے۔ بڑے مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود کے والد ماجد) نے اپنی زمین کے ساتھ ہماری زمین کا کچھ حصہ ملا لیا تھا۔ مقدمہ چلا تو ہم نے اس بھگت کو اپنا گواہ بنایا۔ زمین کے لین دین کا معاملہ ہے۔ بیٹا والد کے خلاف مقدمہ میں شہادت دیتا ہے۔ دنیا کی ریت یہی ہے کہ مقدمہ کو بہر صورت جیتنے کے لئے سب کچھ کر لیا جاتا ہے مگر یہاں صورت حال عجیب اور الگ ہے۔ سکھ نے کہا کہ اس مقدمہ میں اس بھگت نے اپنے والد کے خلاف ہمارے حق میں شہادت دی اور کہا کہ یہ زمین سکھوں کی ہے۔ بڑے مرزا صاحب کے وکیل نے کہا تمہیں کیسے معلوم ہے تم تو ستر آدمی ہو انہوں نے جواب دیا ایک دفعہ قبلہ ابا جان مجھے اس زمین پر لے گئے تھے اور کہا تھا کہ یہ زمین اور درخت سکھوں کے ہیں۔

## قادیان کے آریوں کے تاثرات

قادیان میں آریہ بھی رہتے تھے وہ بڑے متعصب لوگ تھے مگر وہ یقین کرتے تھے کہ یہ باخدا انسان ہے۔ وہ بیماری کے وقت دوا اور دعا انہیں سے کرواتے تھے۔ اور ان کو یقین تھا کہ قیمتی سے قیمتی چیز خواہ وہ کستوری ہو دینے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔

## صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت

میں کہہ رہا تھا کہ قرآن کریم زندہ کتاب ہے اس پر عملدرآمد کرنے سے ایسے لوگ پیدا ہوتے جنہوں نے خدا تعالےٰ کا عرفان حاصل کیا اور اس سے انہیں قرب خداوندی نصیب ہوا۔ کابل کا رہنے والا ایک شخص صاحبزادہ عبداللطیف حضرت مرزا صاحب کو دیکھنے کے لئے قادیان آئے۔ انہوں نے حضرت صاحب کی زیارت کرنے کے بعد کہا کہ حدیثوں میں جو نقشہ آنے والے مسیح کا لکھا ہے وہ آپ پر صادق آتا ہے، حضرت مرزا صاحب ہی مجدد وقت ہیں اور آپ ہی مسیح موعود ہیں۔ لاہور میں گمٹی والی مسجد میں (جو پہلے جماعت احمدیہ کے قبضہ میں تھی) ان کا لیکچر ہوا۔ ان کا بہت بڑا چہرہ تھا۔ سفید اور سرخ رنگ، وہ خدا رسیدہ اور ولی اللہ تھے۔ جب وہ قادیان سے رخصت ہونے لگے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ یہیں رہیں کابل میں آپ کے لئے خطرہ ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ آپ کے اس ملک میں کا غذا اور سیاہی سے اشتہار دیا جاتا ہے، لیکن میرے ملک کی پتھریلی زمین کو خون کے اشتہار کی ضرورت ہے۔ الغرض آپ اپنے ملک کابل چلے گئے۔ وہاں بادشاہ وقت نے ان کے خلاف مقدمہ چلایا اور اصرار کیا کہ حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ دو۔ آپ نے انکار کیا۔ آپ کے ناک میں نکیل ڈال کر میدان میں لے گئے جہاں انکو زمین میں گاڑ کر پتھروں کی بارش کی گئی اور انہوں نے حق کی خاطر سب کچھ برداشت کیا اور راہ حق میں جان دے دی۔

## نبی کریم صلعم کے ایک صحابیؓ کا واقعہ

اسی قسم کا ایک اور واقعہ بیان کرتا ہوں۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا ہے مسعودؓ ثقفی کو حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ تم وطن جا رہے ہو تم وہاں نہ جاؤ۔ تمہارا برا حال کر دیا جائے گا۔ اس پر مسعودؓ نے کہا یا رسول اللہ میں قوم کا سردار ہوں۔ جب میں سوتا ہوں تو کوئی جگانے کی ہمت نہیں کرتا۔ وہ اپنے وطن گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا واقعہ بیان کیا لوگوں نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کی۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں پختہ ایمان پیدا ہو جاتا ہے وہ مصیبت اور خوف و خطر کے وقت گھبراتے نہیں ہیں۔ ان آیات میں یہی سبق ہے کہ دل پر، زبان پر، اور اعضا پر خدا تعالےٰ کے ذکر کا اثر ہونا چاہیئے، اور معاملات میں تواضع اور انکساری اختیار کی جائے خدا تکبر و غرور کو پسند نہیں کرتا۔

## کائنات کے مطالعہ میں ایمان و عرفان

یہاں لکھا ہے کہ انسان کائنات اور مافیہا کا مطالعہ کرے، دن اور رات کے اختلاف اور موسموں کے تغیر و تبدل پر غور کرے۔ اس میں خدا تعالےٰ کی پہچان اور معرفت کے راز مضمر ہیں گرمیوں اور سردیوں کے مشروبات و ماکولات اور ملبوسات کو دیکھے۔ ان سے خدا کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا فلینظر الانسان الی طعامه۔ انسان اپنے خورد و نوش پر غور کرے تو خدا کی ہستی کا علم میسر آئے گا انا صببنا الماء صبًّا ثم شققنا الارض شقًّا۔ ہم نے آسمان سے پانی کی بارش کی اور زمین کو پھاڑا فانبتنا فیها حبًّا و عنبًا الخ۔ اس سے تمہارے کھانے پینے اور پہننے کی ساری چیزیں پیدا کیں اپنے کھانے کو دیکھو اپنے پینے کی چیزوں کو دیکھو اپنے لباس کو دیکھو اس میں خدا نظر آتا ہے انسان کے اپنے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو یہ گواہی نہ دیتا ہو کہ خدا ہے اور اس کے فضل و کرم بے انتہا ہیں۔

## خدا تعالےٰ کے شکر گذار اور فرمانبردار بندے بنو۔

انسان محتاج محض ہے، اس کو ہر قسم کی احتیاج لاحق ہے۔ خدا کے فضل اور احسان کے بغیر اس کی زندگی محال ہے اس لئے قرآن کہتا ہے کہ انسان اس کا شکر ادا کرنے کے لئے اسی خدا کی طرف جھک جائے اور اس کی پوری پوری فرمانبرداری

# خدا سے ہمکلامی مذہب پر سائنس جدیدہ کے کاری حملہ کا واحد جواب

## خدا، وحی والہام، زندگی مابعد الموت، انسانی نفس کی خود فریبیاں ہیں

زندگی، اور جزا و سزا اس کے متعلق بے یقینی تو گذشتہ زمانوں میں بھی پائی جاتی تھی، مگر وہ محض ایک منفی NAGATIVE ردِ عمل تک محدود تھی۔ آج موجودہ سائنس کا تمام تر زور اس پر صرف ہو رہا ہے کہ خدا اور وحی والہام اور حیات بعد الممات کو مثبت طور پر ثابت کیا جائے کہ انکی کوئی خارجی حقیقت نہیں ہے اور یہ تمام تصورات اور ان کے اوپر مذاہب کے جو عظیم الشان ڈھانچے کھڑے کر دیئے گئے ہیں خود قلب انسانی کی فسوں کاریاں ہیں۔

سب سے پہلے مسئلہ ارتقاء نے یہ دکھانے کی کوشش کی کہ جیسے انسان کا یہ تنِ خاکی مادہ کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے جو لاکھوں در لاکھوں سالوں کی جدوجہد للبقاء کے بعد اس منزل پر پہنچا ہے، اسی طرح اس کے ذہنی قویٰ، اس کے جذبات و خواہشات اور اس کی روح بھی اسی اندرونی جدوجہد کی ایک درجہ اوپر کی ترقی یافتہ منزل ہے —— خدا کے متعلق تصور بھی اسی ارتقاء میں سے گذرتا ہوا اس منزل پر پہنچا ہے جو مروجہ خدائے واحد کے تصور میں نمودار ہوا ہے۔ جنگلوں اور غاروں میں رہنے والا انسان جب اپنے ماحول کے قدرتی مناظر کو دیکھتا تھا تو کبھی وہ خوفزدہ ہوتا تھا، کبھی اس کے قلب پر یہ کیفیت طاری ہوتی تھی کہ پردۂ غیب میں کوئی فیض رساں طاقت کارفرما ہے۔ جس کی وجہ سے اسے آرام ملتا ہے۔ اسی طرح اس نے اپنی ہی اندرونی کیفیات سے ایک نئی غیر مرئی مخلوق کی تخلیق کی جن کے ساتھ اپنے خیر و شر کو وابستہ سمجھ رکھا ہے۔ ان کا نام اس نے بھوت پریت رکھ لیا۔ اگلا قدم یہ تھا کہ ان کے بت بنائے گئے اور ان سے جلب خیر یا دفع شر کے لئے ان پر چڑھاوے چڑھائے جانے لگے۔ جانوروں کی قربانی ہونے لگی، یہاں تک یہ سمجھا جانے لگا کہ ان خداؤں کے نزدیک مرغوب ترین قربانی انسانی قربانی ہے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ لوگ اپنے پہلے بیٹے کو کسی دیوتا کی بھینٹ چڑھا دیتے تھے —— مصر میں بابل میں، قدیم یونان اور روما میں یہ قربانیاں عام تھیں اور خود مسیحیت میں حضرت مسیح کی قربانی بھی اسی زمانہ طفولیت کے خود تراشیدہ تصورات کا ایک بقایا ہے جیسے جیسے انسان ترقی کے منازل طے کرتا گیا، یہ تصورات بھی بدلتے اور ترقی یافتہ شکل اختیار کرتے

باقی رہ گیا یہ ایک ... حکمران کی طرح نہیں بیٹھا اس کارخانہ عالم کو چلا رہا ہے۔ اس قسم کا پرستل خدا یعنے ایسا خدا جو غیر محدود پیمانے پر ان قوتوں اور صفات کا مجسمہ ہے جو انسان میں پائے جاتے ہیں، یہ اسی ابتدائی آدمی کی بھوت پریت کی ایک بڑے پیمانے پر اور برق کشیدہ شکل ہے۔ اور ذہن انسانی کی اپنی پیداوار ہے —— خارج میں ایسے خدا کا کوئی وجود نہیں۔

### انسانی سن بلوغت

یہ ہے مسئلہ ارتقاء کی تحقیقات جو موجودہ مغربی تہذیب کا سنگ بنیاد ہے۔ اس سے یہ نتیجہ طبعاً نکلتا ہے اور نکالا جاتا ہے کہ جیسے جیسے انسان دنیا کے کاروبار کی زمام اختیار علوم جدیدہ کے زور سے اپنے ہاتھ میں لیتا جاتا ہے۔ خدا کا دائرہ عمل تنگ تر ہوتا جاتا ہے۔ کوئی زمانہ تھا کہ فصلوں کو سرسبز اور بارآور کرنے کے لئے سورج دیوتا کے بت پر قربانی دی جاتی تھی۔ اب کیمیاوی کھاد (FERTILIZERS) استعمال کی جاتی ہے پہلے اگر بیماریوں کو اچھا کرنے کے لئے تعویذ اور جھاڑ پھونک سے کام لیا جاتا تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ اس طرح کوئی غیر مرئی طاقت انہیں اچھا کر دے گی۔ اب لوگ کونین اسپرین، وٹیمن اور انٹی بایاٹکس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں یہی نظارہ نظر آتا ہے کہ حضرت انسان اپنے کاروبار زندگی کا چارج خود لیتا جاتا ہے اور خدا کو اس حد تک بے دخل کرتا جاتا ہے۔ اور اب چونکہ انسانیت سن بلوغت کے پورے جوبن تک پہنچ چکی ہے اور تسخیر قوائے کائنات میں یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ فضاؤں میں بھی محو پرواز ہے اور تسخیر شمس و قمر کی فکر میں ہے۔ اس لئے اب وقت آ گیا ہے کہ ان ایام طفولیت کی اصطلاحوں کو بھی خیرباد کہا جائے اور خدا کو بکلی سبکدوش کر کے حضرت انسان اس کارخانہ عالم کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں مضبوط پکڑ کر ارتقاء کی اگلی منازل کی طرف جادہ پیمائی شروع کرے۔

### فرائڈ کا نظریہ

تصور خدا کے تابوت میں آخری کیل علم نفسیات کا موجد فرائڈ تھا۔ فرائڈ کی تحقیقات یہ ہے کہ انسان کے جن جذبات کو اظہار کے لئے کوئی ندی نہیں ملتی۔ تو وہ دب کر تحت الشعور میں چلے جاتے ہیں اور بعد میں جیسے بھی ان کا داؤ لگ جاتا ہے اور راستہ کھلا ملتا ہے تو کسی اور شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ خدا کا تصور بھی ان تحت الشعور جذبات کی ایک پرتو ہے۔ جیسے بچے کا ذہن ہر ایک معاملہ میں باپ کی طرف سہارے کے لئے فطرتاً مائل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت انسان باوجود بلوغت کے اپنے تحت الشعور میں وہی طفلانہ جذبات رکھتا ہے جو ایک روحانی باپ یعنے خدا کی شکل میں نمودار ہو کر اس کے لئے تسکین کا سامان مہیا کرتا ہے۔ اگر انسان میں یہ احساس سہارا تلاشی اور ضرورت نہ ہوتا تو خدا کا تصور بھی نہ ہوتا خدا کا تصور انسان کی اسی احساس احتیاج کا مرہون منت ہے۔ سب مذاہب کا کہنا ہے کہ خدا کے تصور سے دل کو تسکین ہوتی ہے۔ صوفی خدا کی ذات میں فنا ہو کر ایک ایسی راحت محسوس کرتے ہیں جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ فرائڈ کا کہنا ہے کہ یہ سب اپنے ہی تحت الشعور کی کرشمہ سازیاں ہیں اور بعض DRUGS کے استعمال سے بھی وہی کیفیات پیدا ہوتی ہیں خارج میں کچھ نہیں محض نفس کا دھوکہ ہے۔ جیسے پیاسے کو صحرا میں چمکتا ہوا چشمہ نظر آتا ہے اس سے بڑھ کر ان باطنی کیفیات کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے ——

یہی حال عقیدہ بعث بعد الموت کا ہے۔ چونکہ اس زندگی میں بہت سی آرزوئیں ہیں جو خاک میں مل جاتی ہیں۔ بہت سے مظالم ہیں جو انسان انسان پر کرتا ہے بہت سی امنگیں ہیں جو ناتمام رہ جاتی ہیں، کسی کا عزیز لخت جگر داغ مفارقت دے جاتا ہے اور اس کی یاد تحت الشعور کو گرفت کر کے بیٹھ جاتی ہے الغرض ان تمام ناتمام آرزوؤں اور امنگوں اور حسرتوں کے مجموعی مواد سے انسان کا قلب خود ہی ایک خیالی خوشنما قصر تعمیر کر لیتا ہے جو مرنے کے بعد ظہور پذیر ہو گا۔ اور جہاں دودھ اور شہد کی نہریں ہوں گی سب دکھ ختم ہو جائیں گے اور انسان تسکین و طمانیت کی فضاؤں میں جہاں زمینی محرومیوں کی آنچ تک بھی نہیں پہنچے گی سانس لیگا۔

فرائڈ کا کہنا ہے کہ یہ سب خواب و خیال ہے۔ غالب کے قول کو کہ (دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال

اچھا ہے) تو ہم ایک شاعرانہ ترنگ سمجھ کر ٹال دیتے تھے اگر فرائڈ تو سائنس کا لبادہ اوڑھ کر علمیت کے رعب داب سے دنیا کو منوانا چاہتا ہے کہ خدا اور حیات بعد الممات ہماری اپنی تخلیق ہیں۔ خارج میں ان کی کوئی حقیقت نہیں یہ فتوے اس کا رؤیا، کشوف اور وحی و الہام کے متعلق ہے یہ تمام واردات قلبی اس کے نزدیک اسی کشت قلب انسانی کی اپنی روئیدگی ہے۔

دجال کا یہ سب سے خطرناک وار ہے جو خدا کی ہستی پر اور مذہب پر ہو سکتا تھا۔ اگر وحی و الہام خود انسانی ذہن کی پیداوار ہیں تو تمام مذاہب پر پانی پھر جاتا ہے۔ کوئی الہامی کتاب خدا کا کلام نہیں رہتا بلکہ ایک نبی کی اپنی قلبی واردات کا مجموعہ بن کر رہ جاتی ہے۔

## ہمکلامی اور خدا شناسی

اس عظیم الشان فتنہ کا ایک ہی جواب ہو سکتا تھا جو مشیت ایزدی نے اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کے مطابق دیا اور اس زور اور شدومد سے دیا کہ اس نے ایک دنیا کو ہلا دیا۔ وہ جواب تھا مرزا صاحبؑ کا دعویٰ ہمکلامی ــــ اس نئے وسوسہ کا قلع قمع اور کسی طرح ممکن ہی نہیں سوائے اس کے کہ ایک مدعی کھڑا ہو کر ببانگ دہل اعلان کرے کہ مجھ سے خدا ہی ہمکلام ہوتا ہے اور بارش کی طرح خدا کی وحی مجھ پر نازل ہوئی۔ محض دعوے نہ کرے، بلکہ اسے پایۂ ثبوت تک پہنچا کر دم لے کہ اس وحی کا منبع خارجی تھا۔ مرزا صاحبؑ کو غالباً خود بھی اس کا پورا علم نہیں ہوا کہ یہ فتنہ انکار ذاتی باری تعالےٰ اور خارجیت وحی مغرب میں کس زور سے نشوونما پا رہا ہے مگر بایں آپ کے مشن اور دعویٰ کا تمام زور اسی پر ہے کہ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے ــ خدا ایک خارجی ہستی ہے جو سمیع و بصیر ہے، جو دعائیں سنتا ہے، آپ نے مخالفین اسلام کو للکار کر پکارا کہ آؤ میرے پاس قیام کرکے دیکھو، میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ خدا انسانی کاروبار میں کس طرح دخیل ہوتا ہے، کس طرح اپنے بندوں کی نصرت کے لئے خود آتا ہے، کس طرح انکی دعائیں سنتا ہے آپ نے سینکڑوں پیشگوئیاں شائع کیں اور کہا کہ خدا کی طرف سے مجھے یہ بتایا گیا ہے اور اگر یہ خدا کی بات پوری نہ ہو تو میرا دعوےٰ غلط ــ اور ایک دنیا نے دیکھا کہ کس طرح خدائی نصرت مرزا صاحبؑ کے ساتھ رہی اور خدا کی باتیں حرف بحرف پوری ہوتی گئیں۔

## مامور ایک رُوحانی لیبارٹری

سائنسی دور کے مجدد اور مامور کو خدا تعالےٰ نے سائنٹیفک آلات تحقیق سے مسلح کیا۔ حضرت مرزا صاحب کی اپنی ذات کو اس نظریہ کے ثبوت کے لئے ایک قسم کی تجربہ گاہ (Laboratory)

بتایا کہ خدا کا وجود ایک خارجی حقیقت ہے، وحی الہام اندرونی کیفیات نہیں ہیں۔ بلکہ وہ سرچشمہ الٰہی سے قلب انسانی پر نازل ہوتے ہیں۔ آپؑ کی تصانیف میں ایک چیز دیکھ کر انسان کسی قدر متعجب ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نبی کا لفظ اپنے لئے استعمال کرنے سے سخت پرہیز کرتے ہیں مگر چھوڑتے بھی نہیں ہیں جگہ جگہ اسے استعمال کرتے ہیں۔ اگر جہاں بھی استعمال کرتے ہیں وہیں ایک لمبے حاشیہ میں تشریح بھی کر دیتے ہیں کہ اس سے وہ نبوت مراد نہیں جو ختم نبوت کے منافی ہو۔ اس لفظ کے استعمال پر اصرار کی حکمت اسی وقت سمجھ آتی ہے جب انسان مغربی مفکرین کے ان جدید رجحانات کا مطالعہ کرتا ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کچھ نہیں، آخرت کچھ نہیں، انسان سب کچھ ہے۔ ایک لفظ نبی کے استعمال سے ان تمام وساوس کی قطعی تردید ہو جاتی ہے جو ان حقائق کی خارجیت کے متعلق پیدا ہو رہے ہیں۔ اسی سے واضح طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ خدا ایک وراء الوراء جدا گانہ ہستی ہے، جس کی طرف سے کوئی کلام قلب انسانی پر نازل ہوا ہے۔ مامور چونکہ منشاء الٰہی کی روشنی میں چلتا ہے اس لئے حضرت مرزا صاحبؑ کا قلب لاشعوری طور پر اپنے لئے دعوےٰ نبوت کا شدت سے انکار کے باوجود اس لفظ کے استعمال پر زور دیتا رہا تا اس زہر کے لئے جو مغربی تہذیب دنیا میں پھیلا رہی ہے ایک حتمی تریاق بھی ساتھ ساتھ ہی تیار رہے۔ اور اس طرح وحی قرآنی کی اس عصارۂ عافیت کی حفاظت ہو جسے مشیت ایزدی نے تمام بنی نوع انسان کے لئے تیار کیا ہے اور جسے مسمار کرنے کے لئے مغربی سائنس پورا زور لگا رہی ہے۔ نبوت محمدیہ پر اگر کوئی کاری سے کاری وار ہو سکتا تھا تو وہ یہی ہے کہ کیفیت وحی ہی ایک قسم کی خود فریبی ہے جس کی کوئی صورت ہو سکتی تھی تو وہ یہی کہ کوئی انسان اپنے تجربہ سے عین سائنس کے طریق کار کے مطابق ثابت کرکے دکھاتا کہ سائنس کا یہ مفروضہ بالکل غلط ہے اور یہی وہ مشن تھا جو مرزا صاحبؑ لیکر آسکے۔

## فرائڈ کا اپنا تحت الشعور

فرائڈ کسی خوابیدہ تحت الشعوری جذبہ کا شکار ہوا تھا جب اس نے وحی کی حقانیت کو غلط قرار دیا تھا ــــ فرائڈ خود یہودی النسل تھا اور یہودی چونکہ یہودیت کی وجہ سے تاریخ میں مظالم کا تختہ مشق بنے رہے ہیں۔ اس لئے فرائڈ کے تحت الشعور نے اس کا انتقام یوں لیا کہ وحی کو ہی غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جس پر یہودیت کی بنیاد ہے

## سب سے بڑا محافظ قرآن

حضرت مرزا صاحبؑ کے زمانہ کی اس اہم ترین ضرورت کو پورا کیا ہے۔ آپ اپنے ذاتی تجربہ سے یورپ کے سائنس دانوں اور فلسفیوں کا منہ توڑ کر رکھ دیا جو خدا کے نام و نشان کو صفحہ ہستی سے مٹانے پر تلے ہوئے ہیں اور وحی اور آخرت بہشت و دوزخ کو طفلانہ تصورات سمجھتے ہیں۔ آپ اس دور میں قرآن اور اسلام کے سب سے بڑے عاشق، خادم اور محافظ تھے علامہ اقبالؒ نے مرزا صاحبؑ کا کیا صحیح تجزیہ کیا جب یہ کہا کہ نبی کریم کی ذات سے عشق کرنے والے تو مسلمانوں میں کثرت سے ہوتے ہیں مگر قرآن سے صرف مرزا صاحبؑ نے عشق کیا ــ اس کی تہ میں یہی بات تھی کہ مرزا صاحبؑ ایک محقق انسان تھے۔ آپ کو خدا کی تلاش تھی اور خدا تک ان کی رسائی قرآن نے کی۔

## اسلام کا مستقبل انگلستان میں

مستقبل مرزا صاحبؑ کے ساتھ ہے۔ جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے واقعات ان حقائق مذہب کی توثیق کرتے ہیں جن کا انکشاف از روئے قرآن و حدیث مرزا صاحبؑ نے کیا۔ آپ نے مسیح کی آمد ثانی کے پر اسرار معمے کی تعبیر کی، اور خود مسیحی دنیا اب قدم بہ قدم اسی طرف آ رہی ہے ــ جیسے میں نے گذشتہ کسی پرچہ میں بتایا تھا خود گرجا کے اندر سے ایک بشپ صاحب نے یہ آواز اٹھائی ہے کہ مسیحؑ کے آسمان پر جانے کا خیال ہی ایک فسانہ ہے۔ اگر مسیحؑ آسمان پر نہیں گئے جیسے بشپ صاحب کو تسلیم ہے تو ظاہر ہے کہ ان کے ... Resurrection (مرنے کے بعد جی اُٹھنے) کا عقیدہ بھی غلط ہے اور اگر وہ جی کر نہیں اُٹھے تو ظاہر ہے کہ وہ طبعی موت فوت ہو چکے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ خود دوبارہ نہیں آسکتے اور ان کی آمد ثانی اسی رنگ میں ہو گی کہ ان کے اوصاف کے ساتھ کوئی مامور خدا کی طرف سے آئے مسیحی دنیا ایک علمی دنیا ہے۔ ان میں اخلاقی جرأت ہے بشپ صاحب نے اپنی کتاب HONEST TO GOD کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ مغربی دنیا ایک انقلاب کے دہانے پر کھڑی ہے۔ دیباچہ کا عنوان ہے Reluctant Revolution یعنی "بادلِ ناخواستہ انقلاب" بادلِ ناخواستہ اس لئے کہ مسیحیت کے عقائد تو کچھ ہیں لیکن واقعاتِ عالم اور رفتارِ علوم سائنس کی شہادت کچھ اور ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"میں جانتا ہوں کہ بحیثیت بشپ میں اپنے فرائض منصبی سے بخوبی عہدہ برآ ہو سکتا ہوں بغیر اس قسم کے سوالات اٹھانے کے ــ میں کلیسائی چرخا نہایت صفائی سے چلائے

بچا سکتا ہوں، بلکہ اور بھی عمدگی سے بچا سکتا ہوں۔ اگر ایسے سوالات نہ ہی اٹھاؤں۔ جس قسم کے وعظ مجھے [illegible]

لیکن یہ ایسے سوالات ہیں جو مدت دراز سے میرے پیچھے سائے کی طرح لگے ہیں اور اب جو مجھے یہ (مجبوری) فرصت ملی ہے تو میں نے شروع سے ہی محسوس کیا کہ اس سے مجھ پر یہ روحانی فرض عائد ہوتا ہے کہ ان خیالات کو مرا اٹھانے دوں ........ میرے پاس ان سوالات کا کوئی جواب نہیں ہے۔ میری محض ایک کوشش ہے بعینہ ایسے جیسے اندھیرے میں کوئی ٹٹولتا جاتا ہے یا نبض پر انگلی رکھ کر کچھ پتہ لگاتا ہے۔ اور یوں محسوس کرتا ہے کہ گویا پیچھے سے کوئی مجھے دھکیلے لئے جا رہا ہے۔ میں جو کچھ کر سکتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں جو کچھ لکھوں، خدا کے ساتھ بھی دیانتدار رہوں اور خدا کے متعلق بھی دیانتدارانہ لکھوں اور اس استدلال اور تحقیق میں دیانتدارانہ قدم اٹھائے جاؤں اس سے بے نیاز ہو کر میری یہ جستجو مجھے کہاں کشاں کشاں لے جائیگی"

(جس مجبوری کا بشپ صاحب نے ذکر کیا ہے وہ یہ تھی کہ انہیں سلپ ڈسک ہوئی تھی اور ڈاکٹروں نے تین ماہ تک بستر پر لیٹے رہنے پر مجبور کیا۔ اسی فرصت میں یہ کتاب لکھی — ناقل)

کشاں کشاں بشپ صاحب کہاں جا رہے ہیں۔ اس سے بھانپ لینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ وہ سیدھا مامور زمانہ حضرت مرزا صاحبؑ کے قدموں کی طرف آ رہے ہیں گو ابھی انہوں نے پہلا ہی قدم یہ کہہ کر اٹھایا ہے کہ مسیحؑ آسمان پر نہیں گئے ___ اگر آسمان پر کبھی نہیں گئے تو بشپ صاحب کا اگلا دیانتدارانہ قدم یہ ہونا چاہیئے کہ ان کی آمد ثانی کی پیشگوئی مسیح ثانیؑ کی شکل میں پوری ہوئی تھی ___ یعنی کوئی اور انسان مسیح کے خو بو کے ساتھ مامور ہو کر دنیا کی اصلاح کے لئے نازل ہوگا۔ بشپ صاحب کی دیانتدارانہ کتاب نے اگر کوئی کام کیا ہے تو وہ یہی ہے کہ اس زندہ اسلام کے لئے راستہ صاف کیا ہے جو وحی والہام اور زندہ خدا کی زندہ نشانات سے آراستہ و پیراستہ ہے اور جسے ماموز زمانہؑ لے کر آئے ہیں۔ بشپ صاحب بیشک خدا کی ہستی، اور وحی کی ضرورت کے متعلق بھی تو ملکوک شبہات کا شکار ہو رہے ہیں۔ مگر یہاں بھی اگر [illegible]

کا مداوا کرتے ___ مرزا صاحبؑ کا مشن (جیسے خود آپ نے بارہا کہا ہے) مغربی ممالک کی طرف تھا۔

چوں مرا نورے زپئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

بشپ صاحب کا جرأت مندانہ اقدام تحریک احمدیہ کے لئے ایک چیلنج ہے۔ کیا اس کے علمبردار بھی اسی قدر جرأت ایمانی سے کام لے کر جو بشپ صاحب نے دکھائی ہے اور نتائج سے بے نیاز ہو کر انگریز قوم کو وہ زندہ اسلام پہنچائیں گے جو حضرت مرزا صاحبؑ لے کر آئے تھے؟

## لندن میں منبر پہ وعظ

حضرت ماموڑ نے اپنے کشف میں جس سرزمین میں اپنے آپ کو منبر پہ کھڑے ہو کر اسلام پیش کرتے ہوئے دیکھا وہ یہی سرزمین انگلستان تھی۔ اور یہی وہ سرزمین ہے جس کے ایک ذمہ دار بشپ نے خدا تلاشی کی وہ تڑپ دکھائی ہے، جس کی نظیر ساری اسلامی دنیا میں نظر نہیں آتی۔

عید الاضحی کے خطبہ میں میں نے بشپ صاحب کی اس کتاب کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مسیحؑ کی جو تصویر بشپ صاحب نے پیش کی ہے وہ وہی ہے جو قرآن کریم میں ہے اور اس سے اسلامی اور مسیحی دنیا کی سب سے بڑی خلیج پاٹ جاتی ہے ہاں خدا کے تصور کو جو بشپ صاحب نے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس سے مسلمان محض غیر متاثر ہی نہیں رہا بلکہ اس کا ایمان ایک بصیر و سمیع اور قادر مطلق خدا پر اور مستحکم ہوا۔ اس لئے کہ بشپ صاحب کے دل نے خدا کے جس تصور سے بغاوت کی ہے وہ قرآنی تصور نہیں ہے۔ قرآنی تصور تو اس قدر معقول، دلکش ہے کہ اس کی طرف قلب انسانی مجبوراً کھچا جاتا ہے۔ یہاں کے اخبارات نے جلی عنوانات سے اسے شائع کیا۔

انگلستان کی سرزمین اس زندہ اسلام کے لئے پیاسی ہے جو ماموز زمانہ لے کر آیا جس میں وحی والہام ایک قصۂ پارینہ نہیں ہے، جس میں استجابت دعا ایک وہم نہیں ہے، بلکہ جس نے اس زمانہ میں انہی روحانی حقائق کی ایک بارش ہوتی ہوئی دکھا دی۔ بشپ صاحب کی خدا سے دیانتداری کا عہد و پیمان ہمارے لئے بھی دیانتداری سے عہد کو پورا کرنے کی یاددہانی ہونی چاہیئے جو ایک [illegible] اور جو بیقراری

کا اظہار کر رہی ہے ہم اسے اس روحانی سرچشمہ سے محروم رکھیں گے جو خدا کی مشیت نے اپنے ہاتھ سے اس زمانہ کی پیاس کو بجھانے کے لئے جاری کیا۔ یہ وہی سرچشمہ ہے جو قرآن کریم کے ہی دریا کا ایک قطرہ ہے۔

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز آب زلال محمدؐ است

قرآن خداشناسی اور خدانمائی کا ایک آئینہ ہے۔ اسے چھوٹے چھوٹے مسائل تک محدود کئے رکھنا اس کی بے انتہا ناقدر شناسی ہے۔ اس کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے، کہ وہ زندگی اور حیات و ممات کے ان بڑے بڑے مسائل کو حل کرے اور ان میں انسان کی رہنمائی کرے جو مغربی مفکرین اور سائنس دانوں کے لئے اس وقت سوہان روح بنے ہوئے ہیں ___ احمدیوں کو ماموز وقتؑ نے جو قرآن دیا وہ وہی خدا تک لے جانے والا، خدا کے زندہ نشانات اور کرامات کا زندہ جاوید سرچشمہ قرآن تھا۔ اگر ہم بشپ صاحب جتنی دیانتداری بھی رکھتے تو چلا چلا کر مفکرین انگلستان کو دعوت دیتے کہ آؤ دیکھو زندہ خدا کی تلاش ہے تو قرآن کریم میں اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ملے گا۔

## کامیابی

عزیزہ نجم الاسلام بنت چوہدری غضنفر علی صاحب بدوملہی نے امسال ۶۹۹ نمبر لیکر میٹرک میں کامیابی حاصل کی ہے اور اپنے سکول (مسلم ہائی سکول بدوملہی) میں لڑکوں اور لڑکیوں میں فسٹ آئی ہے۔ نیز ۶۷۵ نمبروں پر وظیفہ کا اعلان ہے اس طرح عزیزہ وظیفہ بھی حاصل کر چکی ہے۔ الحمد للہ۔ عزیزہ موصوفہ انجمن کے کارکن چوہدری غفور احمد صاحب کی چھوٹی ہمشیرہ ہے۔

—(۲)—

عزیز مسعود بشیر ولد چوہدری بشیر احمد نے امسال ۶۸۸ نمبر حاصل کر کے فسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کر لیا ہے اور اپنے سکول کے طلباء میں فسٹ آیا ہے۔ الحمد للہ۔ عزیز موصوف چوہدری غفور احمد صاحب کا بھائی ہے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے ان کو بیش از بیش ترقیات سے نوازے۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

# تین انقلاب آفرین مذہبی انکشافات

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

## (۱) سائنسی معیاروں پر امورِ ایمانیہ کی صداقت
## (۲) مغربی فلسفۂ حیات و کلیسائی معتقدات کا بطلان
## (۳) اسلامی نشاۃ ثانیہ اور اسکے مرکزی نکتہ کی نشاندہی۔

ذات باری تعالےٰ اور اس سے حقیقی تعلق یعنی کامل وحی والہام کا سلسلہ، اور دیگر ایمانی وعالم معادی کیفیات آج بھی اسی طرح زندہ حقائق ہیں جیسے پہلے تھے اور ان کا کامل ثبوت اس زمانہ کے سائنٹیفک معیاروں پر دیا جا سکتا ہے۔ مغربی نظریۂ حیات دجل ہے کیونکہ اس کے ذریعہ تو باطنی اطمینان میسر ہے نیز کلیسائی معتقدات جاہلانہ وکافرانہ تصورات ہیں کیونکہ تاریخی طور پر حضرت مسیحؑ کا صلیب پر سے زندہ اتارا جانا اور کشمیر میں دفن ہونا ثابت ہے۔ اسی طرح خدائی خوارق کے جو ادعا حضرت مسیحؑ کی طرف منسوب ہیں ان میں صرف اسی قدر اصلیت ہے جس قدر دیگر انبیاءؑ کے بارہ میں یہ امور مسلم ہیں۔

اسلامی نشاۃ ثانیہ کا دور اب شروع ہو چکا ہے، مگر یہ بات بحضورِ دل یاد رکھنے کے لائق ہے کہ احیاء اسلام کا اصل نکتہ ایک خالصتًا دینی جماعت کے غالب اتم نظام سے متعلق ہے جس کی مجاہدانہ مساعی کا محور فقط انفرادی واجتماعی اخلاقی نمونہ وکردار کی بلندی سے وابستہ ہے اور جس کی فتوحات سے متعلق ہو چکی ہے اور جسے ملکی سیاست وملی تنازعات سے قطعی علیحدگی حاصل ہے۔

بطور خلاصہ یہی وہ مقاصد ومطالب ہیں کہ جن کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت ہوئی، قبل اس کے کہ ہم یہ دیکھیں کہ ان مقاصد کی طرف دنیا نے آپ کی وفات کے بعد کیا کیا قدم اٹھائے ہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جب ان مقاصد کا بیڑا اٹھایا تو اس وقت یعنی انیسویں صدی کے آخر دنیا کی کیا حالت تھی۔ کن کن نظریات کی دنیا قائل اور کن مقاصد کی طالب تھی، نیز صداقت کے لئے کونسے معیار اس کے نزدیک مقرر تھے۔

### مادیت کا انتہائی عروج

سب سے پہلی بات انیسویں صدی کے آخر میں ہمیں یہ نظر آتی ہے کہ مادیت اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچ چکی تھی۔ حتّٰی کہ زندگی کو بھی مادی قوانین کے تابع مانا گیا تھا۔ مادہ کو ازلی ابدی حیثیت دے کر روحانیت کے ہم پلہ کر دیا گیا تھا۔ روحانی میں چونکہ مادی اور برخلاف حواس خمسہ سے ماوراء حقائق ہیں اس لئے ان کا حتمی انکار کر دیا گیا تھا، پھر انسانی زندگی کا معراج کلیتہً مادی اقدار سے وابستہ کر لیا گیا تھا، گویا بنی نوع انسان کی سچی خوشی وخوشحالی کا راز اس کے اخلاقی وروحانی کمال میں نہیں بلکہ حصول مادیت میں محصور سمجھ لیا گیا تھا۔

خود اسلامی دنیا میں حضرت مسیح ناصریؑ کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے اور دوبارہ نزول کی نسبت ایک زبردست یقین پایا جاتا ہے حضرت مسیحؑ کے معجزات کو دیگر انبیاءؑ سے الگ نوعیت کا تسلیم کئے جاتے ہیں احیاء اسلام کو مسلمانوں کے معاشرتی واخلاقی ارتقاء کی بجائے ان کے سیاسی ملکی عروج سے وابستہ سمجھا جا رہا ہے مختصراً یہ نظریات ومعتقدات اور مقاصد انیسویں صدی میں کارفرما تھے۔

### معجزانہ آسمانی نزول

اس عالمگیر ماحول میں اگر کوئی شخص ان تمام نظریات کے برخلاف بلند آواز اٹھائے جسے کوئی سننے کو تیار نہ ہو نہ ماننے کو، مگر نصف صدی بعد اسی ندا کی صداقت تسلیم ہوتی چلی جائے تو کیا ایسی صورت میں اس شخص کی آواز کو آسمانی ندا نہ کہا جائے گا، کیا اس کی بعثت کو آسمانی نزول سے تعبیر کیا جاتا کوئی مبالغہ کی بات ہوگی؟ ؎

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ جب تمام عالم کا اعتقاد وایمان دنیا اور مادیت پر ختم ہو چکا ہو اس وقت ایک شخص اٹھ کر یہ کہے کہ یہ دجل وبطلان ہے یہ تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ہے اس کے برخلاف اخلاق وروحانیت کا جو نظام قرآن واسلام نے دکھایا ہے وہی نجات دہندہ ہے۔ جب تمام اقوام مغربی تہذیب وتمدن سے مسحور ومرعوب ہو چکی ہوں اور اسی کی نقالی میں اپنی ترقی ونجات کا راستہ دیکھتی ہوں تو اس وقت ایک شخص اٹھ کر نہایت اولوالعزمی وہمت مردانہ سے یہ کہے ؎

از رہِ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بیابد ہم ازیں رہ بالیقین

چودھویں صدی جہاں ہزارہا مادی ایجادات وصناعات کا معجزہ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے وہاں یہ واحد ایمانی وروحانی معجزہ بھی ہمارے مشاہدہ کے لئے مہیا کرتی ہے کہ تمام دنیا کے مقابل ایک تن تنہا بے یار ومددگار، بے بس امّی انسان کھڑا اس کے مخالف ندا دیتا دکھلائی دے رہا ہے۔ پھر ہمارا تعجب اور بھی بڑھ جاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ شخص امور روحانیہ وایمانیہ کو مروجہ معیار صداقت کے مطابق ثابت کر دکھلاتا ہے۔ تعجب بر تعجب ہے جب اس شخص کی وفات کے صرف نصف صدی بعد کے واقعات ہمیں یہ بتلاتے ہیں کہ واقعی دنیا نے اسی کے بتلائے ہوئے نظریات ومقاصد کو صحیح تسلیم کرنے کی طرف قدم بڑھایا ہے۔

### مادی علوم کے معیار صداقت

سائنس نے جن اصولوں کے ماتحت موجودہ معجزنما وحیرت انگیز ترقی کی ہے ان کا خلاصہ یہ ہے:—

(۱) کائنات میں رونما واقعات کا مشاہدہ
(۲) ان واقعات سے استدلال کر کے قوانین فطرت کا استخراج
(۳) حاصل شدہ قوانین کا خود تجربہ اور عملی زندگی میں ان سے افادیت۔

ہم اپنے حواس خمسہ کے ذریعہ بعض واقعات کو ہوتا دیکھتے ہیں اور اپنی عقل وعلم کے ذریعہ ان سے بعض قوانین کا استدلال کرتے ہیں۔ پھر اس استدلال کی صداقت کو تجربہ کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ جب ہمارا استدلال ہمارے تجربہ پر صحیح ثابت ہوتا ہے تو پھر ہم اس قانون کو جو اس طرح دریافت

صحیح مشاہدہ، درست عقلی استدلال، اور عملی تجربہ بھی ہے۔

تحقیق سے کہ ان عظیم اصولوں کا ... جو اکسس تجربہ کی صورت میں نتیجہ ہو تا ہو ظاہر ہے کہ ... کس قدر حیرت ہے کہ ایک اُمّی انسان امور روحانیہ کو انہی اصولوں کے معیار پر سچا ثابت کرنے کا مدعی ہے اور اپنے دعوے کو تسلیم کرواتا ہے یہ شخص کہتا ہے کہ امور روحانی کا تعلق محض ماننے سے ہی نہیں بلکہ عقلی وعلمی طور پر ان کی صداقت ظاہر کی جا سکتی ہے اور قوانین فطرت کے مطابق انہیں ثابت کیا جا سکتا ہے یعنے علم الیقین حاصل کیا جا سکتا ہے۔ پھر یہ کہ تجربہ یعنے ان پر عمل پیرائی سے ان کی صحت پر حق الیقین پیدا ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ عملی زندگی میں اخلاقی و روحانی اصولوں کی پیروی کر کے انسان اُن سے اسی دنیا میں فائدہ حاصل کرتا ہے۔ پس سائنس کے تینوں اصولوں کا اطلاق مذہب کے نظریات پر صحیح اترتا ہے۔ مثلاً دین کے میدان میں ہم ایک عالمگیر امر کا مشاہدہ کرتے ہیں ہر قوم و زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو خدا کی ہمکلامی اور امور روحانیہ کی معرفت کا دعوےٰ تھا، جب ہم ان لوگوں کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ نہ صرف خود نفسانی اغراض سے پاک تھے بلکہ انہوں نے اپنے پیروؤں کی زندگیوں میں بھی کامل تزکیہ کا رنگ پیدا کر دیا لہٰذا ہم اپنے صحیح علم اور استدلال سے اس نتیجہ پر پہنچنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ لوگ مفتری نہیں ہو سکتے بلکہ راستباز تھے اس لئے خدا سے ہمکلامی ایک صداقت ہے۔

اب رہا سائنس کا تیسرا اصول یعنی تجربہ۔ تو اس شخص نے اس اصول کے مطابق اپنے تجربہ و عرفان کو پیش کر کے امور روحانیہ کی صداقت کو سائنس کے تینوں اصولوں کی کسوٹی پر سچا ثابت کر دکھایا۔

## خدائی کا ثبوت اسکے معجزانہ کلام سے

کیا یہ حیرت انگیز امر نہیں کہ خود سائنس کے معیار صداقت کی رُو سے سائنس کے نظریات یعنے روحانی امور کے انکار کا بطلان ثابت کر دیا جائے۔ مادیت کے کمال عروج کے وقت مادیت کی ... کا کھوکھلا پن بتلا دیا جائے!! خدا اور اس ... ہمکلامی کو محض توہمات کی بجائے حقیقت ... واقعات کا جامہ پہنا دیا جائے!! گویا ذہنوں میں ہستی باری تعالےٰ، وحی والہام اور عالم معاد کی کیفیات کی بابت جو خلا پیدا ہو چکا تھا اُسے دوبارہ بصیرت افروز ایمان اور یقین و عرفان میں تبدیل کر دیا جائے۔ اور کیا یہی اس حدیث شریف کا مطلب نہیں لو کان الایمان معلقاً

## ذریعہ روحانیت کا احیاء

مشاہدہ، تجربہ اور مادیت کے اصولوں کی بناء پر مادی نظریۂ حیات کا بطلان اور اخلاقی روحانی نظریۂ حیات کا بقا ثابت کر دکھلانا کوئی معمولی بات نہیں۔ مگر یہ ایسی آسمانی شخص کے حصہ میں آیا تھا کہ ... نہ صرف مردنی کے وقتوں میں زندگی پیدا کرے بلکہ یہ کہ زمانہ کے مطالبات کو پورا کر دکھلائے، بے شک نظر دوڑا ڈا آپ کو معلوم ہو گا کہ جہاں اس صدی میں تمام تحریکات کی بناء مادی تسخیر یا مادی علوم کی ترویج ہے وہاں صرف ایک احمدیہ تحریک ہی ایسی دکھلائی دیتی ہے کہ جس نے مادیت کے چیلنج کو صحیح معنوں میں قبول کر کے اس کا جواب دیا ہے یعنی علوم باطلہ کا ردّ علوم صحیحہ ذریعہ نقیضیہ سے کیا اور کوئی ایسا شخص ہے جس نے ایک جہان کو یہ چیلنج دیا ہو کہ وہ اپنی الہامی کتاب سے ہر اصول صداقت ثابت دکھلانے کو تیار ہے؟ کیا کسی اور کو یہ جرأت ہوئی کہ اس نے یہ للکار دی ہو کہ صرف جملہ اصولِ صداقت اس کے ہاں موجود ہیں بلکہ یہ کہ اُن کی تائید و ثبوت میں دلائل حقہ بھی اپنی کتاب سے ہی دکھلانے کی ذمہ داری قبول کی ہو؟ یہ صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے ہی نصیب میں آیا کہ اُس نے بلا خوف ہر اصول صداقت کا ثبوت بمعہ دلائل حقہ قرآن کریم سے نکال دکھلانے کا نہ صرف دعوےٰ کیا بلکہ ایک دنیا کو اس دعوے کی صداقت کا قائل کر کے دکھلا دیا

اس زمانہ میں سب سے اوّل اس شخص نے یہ کہا کہ اپنے اصولوں کے ثبوت میں صرف قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جو عقلی دلائل اور کائنات فطرت سے اس کی مطابقت ثابت کرتی ہے، نیز جب اُن اصول حقہ کو عملی زندگی میں آزمایا جائے تو معرفت و بصیرت عطا کرتی اور ایمانی امور کو مبدل بہ حقائق و ... کر دکھاتی ہے۔ صرف ایک ہی رسول صلعم ہیں جن کی محبت و کامل اتباع ... روحانی ... تک پہنچاتے ہیں۔

### ذاتی تجربہ کو ... سے پیش کرنے والی واحد مثال

صرف عقلی دلائل اور قوانین فطرت سے اصول اسلام کو ثابت کر دکھلانے کا ذمہ ہی اس شخص نے نہیں لیا تھا اور صرف یہی دعوے نہیں کیا تھا کہ جو شخص اپنی زندگی میں قرآنی اصولوں کی پیروی کرے اس پر ایمانی امور مشاہدے کے رنگ میں ظاہر ہو جائیں گے اور اس طرح استدلالی علم

لیا اور بہانہ ... سر والی ... اور آنحضرت صلعم کی سچی پیروی جن ثمرات کا وعدہ دیتی ہے وہ آج آپ کی زندگی میں دیکھے جا سکتے ہیں، وہ تمام نشانیاں جو کامل مومن کی بیان کی جاتی ہیں۔ ان کا جلوہ آپ کی زندگی میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ خدائی ذر تائید و نصرت کے نمونے اس کی قدرت و طاقت کے مظاہر ہیں اگر کسی کو دیکھنے کا اس زمانہ میں شوق ہو تو وہ آپ کے پاس آکر اپنی پوری تسلی کر سکتا ہے۔ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
جن نوروں کا ہر رنگ دیا ہم نے

یہ کس قدر حیرت انگیز انسان ہے کہ جہاں تمام دنیا مادی علوم سے مرعوب و مسحور ہو چکی ہے وہاں یہ کہتا ہے کہ یہ علوم جہاں کہیں فرقانی علم کے مخالف ہیں وہاں یہ غلطی خوردہ ہیں اور قرآن کریم صادق ہے۔

چنانچہ اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں نیچری فرقہ کا زبردست ردّ کرتے ہوئے آپ یوں تحریر فرماتے ہیں:-

## اسلام کے روحانی غلبہ کی حتمی پیشگوئی

اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بے دل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے۔ جیسے کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہو گا اور اسلام فتح پائے گا حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں سے چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار اُن کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملے سے اپنے آپ کو

بچا سکے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت کرے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی، تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دے۔

آپ کو یاد رہے کہ قرآن کا ایک نقطہ یا شعشہ بھی اولین آخرین کے فلسفہ کے مجموعی حملہ سے ذرہ بھر نقصان کا اندیشہ نہیں رکھتا۔ وہ ایسا پتھر ہے کہ جس پر گرے گا اس کو پاش پاش کر دے گا اور جو اس پر گرے گا وہ خود پاش پاش ہو جائے گا۔"

(آئینہ کمالات اسلام)

اس معرکۃ الآرا تحریر سے احمدیہ تحریک کے کئی پہلو نمایاں طور پر ظاہر ہوتے ہیں:۔

(۱)۔ اسلام کی فتح و اقبال کے دن نزدیک ہیں۔ انیسویں صدی کے آخر میں کسی اور انسان کو کبھی یہ ہمت نصیب ہوئی کہ وہ اس تحدی و یقین سے اسلام کی فتح و غلبہ کی ندا بلند کرتا؟ اگر کوئی اور آواز اس زمانہ میں کہیں سے اٹھی ہے تو اسے پیش کیا جائے۔

(۲)۔ یہ غلبہ و فتح روحانی و علمی ہے نہ کہ ظاہری۔ نشأۃ اولیٰ کی مانند اس مرتبہ نشأۃ ثانیہ میں ظاہری یعنی شان و شوکت اور رعب و جلال کا غلبہ مقدر نہیں بلکہ ظاہری تلوار کی بجائے اب روحانی و علمی تلوار کام کرے گی۔

ایسی شاندار وضاحت اور فتح کے طریق کار کی صراحت کسی اور نے کبھی کر دکھلائی؟ جہاں آپ کی اس ندا کے بعد اسلام کا غلبہ شروع ہو گیا وہاں کیا یہ واقعاتی صداقت نہیں کہ غلبہ کا باعث اسلام کی روحانی و علمی قوت ہی ہوئی؟

(۳) موجودہ سائنس و فلسفہ اور قرآنی تعلیم میں جہاں مخالفت ہو، وہاں صریح و واضح اصول قرآن کو سائنس کے تابع کرنے کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ یہ امر بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسی صورت میں قرآنی تعلیم صحیح و صادق اور اس کے مخالف فلسفہ و سائنس یقیناً غلط و باطل ہیں، نہ صرف یہی بلکہ عنقریب مخالف سائنس کا بطلان اور قرآنی تعلیم کی صداقت ظاہر ہونے والی ہے اور اس کا باعث تعلیم حقہ کی جلوہ نمائی اور باطل علم کے بطلان کا ظاہر ہوتا ہوگا۔

کیا اور کوئی شخص اس زمانہ کا پیش کیا جا سکتا ہے جس نے قرآنی تعلیم کی صداقت اور مروجہ مخالف علوم کے بطلان پر اس قسم کی حتمی یقینی شہادت ادا کی ہو؟ کیا اس میں کوئی کلام ہے کہ یہ اسی حق الیقین کی آواز بلند کرنے کا نتیجہ نہیں کہ مسلمانوں میں انتہائی مایوسی و ناامیدی کے وقت یقین و یاس کی لہر دوڑ گئی؟

(۴) قرآن کا [illegible] صداقت سچائی سے لبریز ہے۔ اس لئے اس خوف و ناکامی کو دل سے نکال دینا چاہیئے کہ موجودہ فلسفہ و علم کہیں کسی اصول قرآن کو غلط نہ ثابت کر دے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللّٰہ کے مطابق قرآنی تعلیم ہی اس کے مخالف علم کی طاقت کو ریزہ ریزہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

یہ ہے وہ اعلیٰ ترین صداقت کا حتمی یقین جس کی وجہ سے اصول قرآن کی افضلیت دل میں گھر کر جاتی ہے۔ پس اسلامک آئیڈیالوجی کی برتری اور مغربی فلسفہ حیات کے بطلان پر مسلمانوں کے دلوں میں جو یقین آج پیدا ہوتا نظر آتا ہے کیا یہ اسی شخص کی بیانگ دہل ندا کی ادنیٰ سی بازگشت نہیں؟

## مادیت کی تباہی اور انسانیت کی نجات

غور کرو! نصف صدی قبل کیا حالت تھی اور اب کیا بدلا ہوا نقشہ ہے۔ نصف صدی قبل مغربی فلسفہ سے ساری دنیا مرعوب ہو چکی تھی مگر اب خود مغرب سے یہ آوازیں سنائی دے رہی ہیں کہ ہماری تہذیب بربادی انگیز ہے اور اسے تباہی سے بچانے کے لئے کسی بین الاقوامی ضابطہ اخلاق کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اس وقت خود کلیسا کے پوپ کے پیرو حضرت مسیح کی وفات کو تاریخی واقعہ قرار دینے پر کیا مجبور نہیں ہو گئے؟ حضرت عیسیٰ کی خدائی اور خوارق کی تاویلات کرنے پر کیا وہ مجبور نہیں ہوا ہے اور ان کے لئے وہی زمرہ انبیاء کی پوزیشن تسلیم کرنے کو ہی نہیں کہہ رہے؟

کیا ذہنیتوں میں اس سے بڑا عالمگیر انقلاب اس قدر قلیل عرصہ میں کبھی رونما ہوا؟ یاجوج اور ماجوج کی باہمی چپقلش پر آج کسی کو اس میں کوئی شک شبہ باقی رہ گیا ہے؟

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

اسلام کے غلبہ و فتح کے آثار آج نمایاں نظر آ رہے ہیں مسلمانوں کے قلوب انیسویں صدی کی مایوسانہ موت کی بجائے زندگی و حرارت سے لبریز ہو گئے ہیں۔ کیا انہوں نے یہ نظارہ نہیں دیکھا کہ جب اور جہاں انہوں نے قرآنی اصول کو مقدم کیا وہاں ہی کامیابی نے ان کے قدموں کو چوما

مگر جب اور جہاں انہوں نے ذاتی یا گروہی مفادات کو ترجیح دی وہاں ہی انکو دائمی ذلت حاصل ہوئی؟ آخر نصف صدی کے مختلف تجربات نے انہیں اس اصول کے ماننے پر مجبور نہیں کر دیا کہ غلبہ و فتح اسلام کا اصل راستہ آج ایک الٰہی جماعت کے شروع سے وابستہ ہے جو ایمان باللہ اور عمل صالحہ کا نمونہ پیش کرتی ہو نہ کہ مادی اقتدار کے غلبہ سے؟

جس شخص نے اس زمانہ میں مسلمان قوم کی جملہ امراض کا راز اصول اسلام کی برتری پر یقین و ایمان پیدا کرنے میں تجویز کیا ہے، کیا اس انسان نے بجز صداقت اور کچھ توجہ دلانے کی کوشش کی تھی؟ آہ! پھر یہ کیا بدقسمتی ہے کہ محسن حقیقی کو بدترین بدخواہ سمجھا گیا۔ جس شخص کی تشخیص امراض زمانہ صحیح ثابت ہوئی اور جس کے تجویز کردہ نسخۂ شفا کو زمانہ نے کارگر بتلا دیئے اس کی ذات سے عام طور پر اب تک بغض و نفرت کا روا رہا ہے! کس قدر حیرت تعجب و عبرت کا مقام ہے۔

## مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور نے ٹرافی جیت لی

صاحب انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن نے ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء کی شام کو پی۔ ڈبلیو۔ آر۔ ہائی سکول میں ایک بین المدارس مباحثہ کا افتتاح فرمایا اس مباحثہ کا موضوع تھا۔

"صرف مشرقی تہذیب ہی فلاح انسانی کا باعث ہو سکتی ہے"

احباب جماعت کو یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوگی۔ کہ سکول ہذا نے بفضل ایزدی گذشتہ سال کی طرح امسال بھی ٹرافی جیت لی فالحمد للہ علیٰ ذالک

شعبۂ تقریر و مباحثہ کے انچارج مولوی برکت علی صاحب ہیں اور یہ مولوی صاحب ہی کی حسن تربیت کا نتیجہ ہے۔ کہ سال رواں میں اس سکول کو تیسری مرتبہ یہ فخر حاصل ہوا ہے۔ جس کے لئے سکول مولوی صاحب کی خدمات کا بہت ممنون ہے۔ خدا انکو جزائے خیر دے۔

عبدالمجید
ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

# حضرت مسیح موعودؑ کی ابتدائی زندگی ۔ آپ کا تبحر علمی اور

## اسلام کی مدافعت میں مذاہب عالم کا مقابلہ

## تبلیغ اسلام کے لئے عالم دین پیدا کرنے کی ضرورت ۔ آسٹریلیا میں تبلیغ دین کا موقعہ

تقریر از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقعہ جلسہ یوم وصال مسیح موعودؑ منعقدہ ۲ر جون ۱۹۶۳ء

### ایام جوانی میں حضرت مرزا صاحبؑ کی سیالکوٹ کی زندگی

حضرت مرزا صاحبؑ اپنی جوانی کے ایام میں سیالکوٹ میں مقیم تھے۔ ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں ملازم تھے۔ اس وقت مامور نہیں تھے۔ ان دنوں چار پانچ آدمی سیالکوٹ میں ایسے تھے۔ جو بہت بڑے عالم بھی تھے اور ان کو شہر بھر کی تعظیم و تکریم حاصل تھی ایک تو مولوی میر حسن صاحب تھے جو میرے بھی استاد تھے اور ڈاکٹر علامہ اقبال کے بھی استاد تھے۔ علامہ کے استاد ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ مشہور رہیں۔ دوسرے شیخ اللہ داد تھے۔ یہ کچہری میں ایک افسر تھے۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ وہاں کلرک تھے۔ باوجود افسری ماتحتی کے حضرت صاحب نے ان کو متاثر کر رکھا تھا ان کے دل میں ان کی بہت قدر تھی۔ مولوی میر حسن صاحب پر بھی اثر تھا۔ سیالکوٹ میں ایک ہندو بھیم سین نامی ڈپٹی تھے۔ وہ بھی حضرت صاحب سے متاثر تھے اور ان کی نیکی و تقویٰ اور تبحر علمی کے قائل تھے۔ ان کے ساتھ اکثر و بیشتر گفتگو ہوتی رہتی۔ ایک پادری صاحب جب ولایت جانے لگا تو جانے سے پیشتر حضرت صاحب کی ملاقات کے لئے کچہری گیا اور کہا کہ میں اب جا رہا ہوں۔ خدا جانے پھر ملاقات نصیب ہو یا نہ ہو۔ ایک یورپ کا عالم فاضل پادری اور حضرت صاحب سے ملنے کچہری جاتا ہے یہ بات اس اثر کو ظاہر کرتی ہے جو اس کے دل پر حضرت مرزا صاحب کا تھا۔ ایک موقعہ پر ایک جلسہ ہوا اور ایک عرب نے عربی میں تقریر کی کوئی اس کا ترجمہ سنانے والا نہ تھا۔ حضرت صاحب نے حرف بحرف زبانی اس تقریر کا ترجمہ سنا دیا۔ بعد کے زمانہ میں تو خدا تعالیٰ نے انہیں منتخب کر لیا۔ اور خدا نے ان کو بہت کچھ سکھایا لیکن ابتدائی ایام جوانی میں بھی ان کی نیکی اور علم کا چرچا شہر میں تھا۔

### حضرت مرزا صاحبؑ کی جبلی ذہانت اور علم

یہ سورج آپ نے دیکھا ہے۔ اس چٹائی اور فرش۔ دری اور لکڑیوں اور اینٹوں پر اس کی چمک کا رنگ علیحدہ علیحدہ ہے ذرہ ذرہ کی ہر چیز میں سورج کی روشنی جذب کرنے کی صلاحیت الگ الگ اور مختلف ہے۔ کوئی چیز اس کی حرارت اور روشنی کو زیادہ جذب کرتی ہے اور کوئی کم۔ سورج ایک ہی ہے لیکن اگر شیشہ میں دیکھا جائے تو سارا کا سارا سورج اور اس کی روشنی اور حرارت اس میں آجاتی ہے تو یہ قوت جاذب کی بات ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا العقل عقلان مسموع و مطبوع۔ عقل دو قسم کی ہوتی ہے مسموع و مطبوع۔ مسموع کچھ سن سنا کر حاصل ہوتی ہے۔ دوسری مطبوع۔ یعنی وہ جبلی اور فطری طور پر حاصل ہو۔ لا ینفع ضوء الشمس وضوء العین ممنوع اگر آنکھ کے اندر نور نہ ہو تو سورج کی روشنی آنکھ کی بینائی کو کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔ حضرت صاحب کو جبلی طور پر ذہانت، لیاقت اور علم عطا ہوا تھا۔ آپ کی جبلت نے خدا کے نور کو زیادہ اخذ کیا۔

### عیسائیوں اور دیگر مذاہب سے مقابلہ

آپ نے عیسائیوں کا مقابلہ کیا۔ یورپ کے بڑے بڑے صاحب علم و فضل پادری مقابلہ میں آئے ان کا مقابلہ معمولی پڑھا لکھا آدمی نہیں کر سکتا تھا لیکن حضرت صاحب نے بڑی کامیابی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ آریوں، سکھوں، برہموؤں، سناتنیوں اور خود مسلمانوں کے ساتھ بھی مقابلہ پیش آیا۔

### حضرت مرزا صاحبؑ کا تبحر علمی

مسلمانوں کے بڑے بڑے عالم موجود ہیں جب تک کسی کو علم پر تبحر حاصل نہ ہو اس وقت وہ صرف و نحو کی غلطیاں کرتا ہے جب قرآن شریف کی تفاسیر پر احاطہ نہ ہو احادیث پر عبور نہ ہو۔ ان کی شرحوں سے واقفیت نہ ہو، قرآن و حدیث کی باتیں نہیں کر سکتا۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی کسی تحریر میں احاطہ علیہ کا لفظ استعمال کیا اس پر مخالف مولویوں نے شور مچایا کہ احاطہ محیط کا صلہ ب آتا ہے جس طرح واللہ محیط بالکافرین آپ نادانی سے علیٰ کا صلہ لے آئے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے جواب دیا کہ ب کا صلہ جب آتا ہے تو جو عذاب کے معنے ہوتے ہیں۔ جیسے فرمایا واللہ محیط بالکافرین لیکن علیٰ کا صلہ حفاظت کے معنوں پر استعمال ہوتا ہے۔

ایک اور اعتراض ہوا کہ عجبت لامری مخالفوں نے کہا عجبت کے بعد من صلہ آتا ہے اس پر حضرت مرزا صاحب نے عربی دیوانوں کے حوالہ جات اپنے موقف کی تائید میں فرمائے ہیں غرض جس میدان میں آپ اترے تھے۔ اس کے لئے علم درکار تھا۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے علم سے وافر حصہ عطا کیا۔ اکیلے آدمی نے پانچ چھ محاذوں پر لڑائی لڑی اور کامیابی حاصل کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل کی بات ہے اور لیاقت اور ذہانت کی بات ہے۔

### تبلیغ دین کے لئے علم کی ضرورت

اس میں ہمارے لئے ایک سبق ہے کہ اگر ہم تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے مبلغ علم و فضل کے اعلیٰ ہتھیاروں سے مسلح ہوں۔ کیمرج اور آکسفورڈ کے سند یافتہ ہوں اور ازہر یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہوں۔ میٹرک پاس طالب علموں کو قرآن و حدیث کی معمولی تعلیم دے کر ان سے علاقائی طور پر تو تھوڑا بہت کام لیا جا سکتا ہے لیکن ہمارا دین ساری دنیا کے لئے ہے اور ہماری حد تبلیغ بھی ساری دنیا ہے اگر ہم اس وسعت کو مد نظر رکھیں۔ تو ہمارے مبلغ بڑے علم و فضل کے حامل ہونے چاہئیں۔ علم ایک روشنی ہے۔ جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ ہر جگہ کامیابی عطا کرتا ہے۔ آپ اس کی طرف توجہ دیں۔ اس جماعت کا زندہ دین ہے۔ اس کا مقصد دین کی دعوت و تحریک کو پھیلانا ہے۔ ان سے فائدہ حاصل کیا جائے۔

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۲)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

## فلپائن

ترجمہ خط ایلینہ محمد زمبوآنگا جنرل ہسپتال۔ فلپائن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خط کا شکریہ۔ اور نیز کتاب کی تلاش کی جو تکلیف دی ہے اس کی ممنون ہوں لیکن میں افسوس کرتی ہوں کہ میں نے کتاب کا مکمل ٹائیٹل نہ لکھا تھا (اسلام اِٹس مِیننگ فار ماڈرن مین مصنفہ ظفر اللہ خاں) یہ میں نے اخبار الفضل سے نقل کیا تھا۔ اور یہ اخبار اچانک جب میں ڈیوٹی پر تھی دیکھی اور میں نے پاکستان کا لفظ نوٹ کر لیا۔ اس لفظ سے مجھے آپ کا اور شمیم کا خیال آ گیا اور میرے دل میں آپکو دیکھنے کی خواہش پیدا ہو گئی۔ میں نے اخبار کو لیا اور جلدی جلدی مطالعہ کیا اور میں نے مصنف کا اور ٹائیٹل کا نام لکھ دیا۔ اور میں نے اس کے متعلق آپ کو لکھا اور بعد میں دوسرے لوگوں نے اخبار کو پھاڑ ڈالا اور اس کو رکھنا مناسب نہ سمجھا۔

میں نے مسز چوہدری سعید احمد کو لکھا تھا۔ اُمید ہے کہ وہ مجھے پسند کرتی ہیں اور مجھے اپنا تعارف کرائیں گی۔ جناب عالی! اگر کتاب نہیں ملتی تو اس کے لئے تکلیف نہ کریں۔ شاید آیندہ کسی وقت آپ کو بغیر تلاش میسر آ جائے۔ تو آپ مجھے ارسال کر دیں اور میں آپ کے پاکستان کو دیکھنے کی خواہشمند ہوں۔

اللہ تعالے آپ کی نصرت کرے اور آپکی حالت اور صحت برقرار رکھے

(انہیں جواب لکھا گیا)

(۲)

ترجمہ خط از اکبر بارا سیاسی سولو۔ فلپائن

جناب عالی

میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ مسٹر سندوگا بارا جو کہ کوتاکاپک سیاسی سولو میں رہتا ہے۔ احمدیت میں شامل ہو گیا ہے اور بطور اسسٹنٹ میری مدد کرتا ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ اگر آپ بہت سا وقت نکال کر میرے ساتھ کوتاکاپک جو کہ مسٹر سندوگا بارا کی رہائش گاہ ہے چلیں تاکہ آیندہ کا پروگرام مرتب کیا جائے۔

(یہ خط اکبر بارا نے مسٹر محمد علی اسے لم کو لکھا ہے جنہوں نے ہمیں ارسال کیا ہے)

## لاگوس نائیجیریا

ترجمہ خط موکیلا۔ ایس ڈوردو لویا لاگس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بہت خوش ہوا ہوں کہ Pledge form مجھے کتابوں کے ساتھ مل گیا ہے۔ میں آپ کا بہت مرہون منت ہوں کہ آپ نے میرے ساتھ ایسا فیاضانہ سلوک کیا ہے۔ میں نے فارم کو پُر کر لیا ہے اور تمام شرائط اس کی منظور ہیں۔

میں اب بہت خوشی محسوس کرتا ہوں جب میں اپنے آپ کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ممبر تصور کرتا ہوں جس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ہیں۔ میں اسلام کے پھیلانے کی اشد کوشش کروں گا اور حتی الامکان نائیجیریا کے شہر اور ارد گرد کے علاقہ میں بھی اسلام کو پھیلاؤں گا اور میں قرآن کی تعلیم پر عمل کروں گا اور رسول کریمؐ کی حدیث پر بھی چلنے کی کوشش کروں گا اور دنیا کی تمام خرافات سے اسلام کو ترجیح دوں گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالے میرے گناہ بخش دے اور اسلام پر چلنے کی توفیق دے۔

اب میں مشین لگاؤں گا اور اسلام کی ترقی کی خاطر کام کروں گا۔ میں مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے اور کتابیں اسلام کے متعلق ارسال کریں۔ اور جو اس وقت میرے پاس ہیں میں اُن سے کافی فائدہ اُٹھا رہا ہوں

امید ہے کہ جلدی جواب دیں گے

(خط لکھا جا رہا ہے)

(۲)

ترجمہ خط۔ ملام اُدلیسا اوری تولہ بالو وے سٹریٹ لاگس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط آپ کو لکھ کر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں۔ جب میں نے آپ کو یہ خط لکھا اور کتابوں کے ارسال کرنے کی گذارش کی تو میں سفر کو چلا گیا اور جب ماہ اگست کو واپس آیا تو آپ کا کوئی خط مجھے نہیں ملا۔ بلکہ میرے ایک بھائی نے مجھے ایک چٹھی دی اور چند کتابیں جو میری خاطر بھیجی تھیں مجھے دیں۔

میں بہت خوش ہوا اور لوگوں میں اسلام کی تعلیم کا پرچار شروع کر دیا۔ اور لوگوں کو اسی مذہب کو قبول کرنے کو کہا۔ میں نے پمفلٹس کا مطالعہ کیا۔ اور مجھے کافی روشنی ملی اور مجھے چند سوالات جو کہ پیچیدہ تھے اُن کے سمجھنے میں مدد ملی۔ اور میں نے یہ کتابیں لوگوں کو دیں۔

میں آپ کے مشن کے آدمی مسٹر بشیر احمد منٹو سے بھی آپ کے ارسال کردہ ایڈریس پر گیا۔ لیکن وہ مجھے نہ ملے۔

اگر ان کے علاوہ اور کتابیں بھی ہوں تو مجھے ارسال کریں۔

میرے ایک دوست نے مجھے ایک کتاب اسلام اینڈ کرسچینٹی کے متعلق کہا۔ اگر آپ کے پاس موجود ہو تو مجھے ارسال کریں۔

میں نے لٹریچر اپنے عیسائی دوستوں میں تقسیم کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم مطالعہ کریں گے اور سوالات بھیجیں گے (خدا ہماری مدد کرے) اگر کوئی اہم سوال پیش آ گیا تو میں مسٹر بشیر احمد منٹو صاحب سے رجوع کروں گا۔

میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ اور اسلام کی رسی کو مضبوط پکڑے رکھوں گا۔ اور کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ (جواب کا منتظر)

(اس کو خط لکھا گیا اور کتابیں بھیجی گئیں)

---

ترجمہ خط ٹی۔ عیسے ٹاکورادی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں مؤدبانہ آپ کو مندرجہ ذیل کتابوں کے لئے تحریر کرتا ہوں جو کہ غیر اقوام کے مشغول مسلمان ممبروں اور غیر مسلمان ممبروں میں اسلام کی ترقی کے لئے تقسیم کرتے ہیں۔

Teachings of Islam
Status of Woman in Islam
Christ is Come
Islam and Christianity
Call of Islam.

امید ہے کہ میری اس درخواست پر غور کر کے منظوری دیں گے تاکہ میری آیندہ زندگی شیطان دشمنی سے بچ سکے۔

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا)

---

## درخواست دعا

غلام حسن بھٹی صاحب گلبرگ لاہور کی والدہ محترمہ عرصہ سے بیمار ہیں۔ ہسپتال سے نا اُمید ہو کر گھر آ گئی ہیں۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی نیم شبی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

مولانا شیخ عبد الرحمان مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

## (۲)

### خدائی گرفت کا نمونہ اور حدیث اور الہامِ الٰہی کی صداقت

جناب برق صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۳۱ پر "الہامات غلط زبان میں" کا عنوان قائم کر کے حضرت مسیح موعودؑ کے چند الہامات کو جو حضورؑ کو انگریزی زبان میں ہوئے درج کر کے صفحہ ۲۳۲ پر لکھا ہے :-

"ہے کوئی فقرہ درست ان الہامات میں؟ یہ خدا کا کلام ہے اور کس قدر مقامِ حیرت ہے کہ خدا انگریزی نہیں جانتا یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ پانچویں جماعت کے کسی بچے کی انگریزی ہے"

خدا انگریزی جانتا ہے یا نہیں نیز ان الہامات کی انگریزی درست ہے یا نہیں، یہ انگریزی کسی پانچویں جماعت کے بچے کی ہے یا کسی فصیح اللسان کی؟ ان امور پر تو بعد میں روشنی ڈالی جاوے گی، اس جگہ میں صرف ایک عظیم الشان نشان اور نصرتِ الٰہی کی طرف جناب برق صاحب اور قارئین کرام کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ خدا کرے کہ جناب برق صاحب اس سے سبق حاصل کریں اور آئندہ کے لئے خدا کے ماموروں کے خلاف زبان درازی اور ان پر ہنسی اڑانے سے باز آجائیں، اور اپنی عاقبت کو خراب ہونے سے بچائیں۔

وہ امر جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں اور جو زبردست نشانِ الٰہی کا کام دے رہا ہے حسبِ ذیل ہے۔

جناب برق صاحب حضرت مرزا صاحب کے ایک الہام کے الفاظ کو زیرِ اعتراض لاتے ہوئے صفحہ ۲۳۳ پر یوں رقمطراز ہیں :-

"میرے سلام" کی بجائے "سلام میرے" کیوں؟ تقدیمِ مضاف الیہ کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے"

الفاظ "تقدیمِ مضاف الیہ کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے" صاف بتلا رہے ہیں کہ جناب برق صاحب "سلام" کو مضاف الیہ گردان رہے ہیں۔ حالانکہ ایک پانچویں جماعت کا بچہ بھی جانتا ہے کہ "میرے" مضاف الیہ اور "سلام" مضاف ہے صرف اسی پر بس نہیں کی بلکہ اس کے معاً بعد زیادہ وضاحت سے اسی غلطی کا اعادہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"تجھ پہ" کی جگہ "تیرے پہ" مہمل ہے "تیرا" ضمیر اضافت ہے اس کے ساتھ مضاف الیہ کا ہونا ضروری ہے مثلاً تیرا کمرہ - تیری کتاب - تیرے بھائی وغیرہ"

مندرجہ بالا الفاظ بتلا رہے ہیں کہ جناب برق صاحب کے نزدیک ان کی پیش کردہ مثالوں میں "کمرہ" "کتاب" "بھائی" سب مضاف الیہ ہیں اور "تیرا" "تیری" اور "تیرے" مضاف ہیں حالانکہ سکول کا معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

یہ تو تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ جناب برق صاحب اردو زبان سے اس قدر ناواقف ہوں کہ مضاف اور مضاف الیہ کے فرق کو بھی نہ سمجھ سکتے ہوں پھر یہ کیا بات ہے کہ اس قدر خطرناک اور فحش غلطی کا ارتکاب ان سے ہوا ہے۔ اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے تصرفِ الٰہی۔ چونکہ انہوں نے خدا کے مامور اور اس کے محبوب کے کلام پر ہنسی اڑاتے ہوئے نکتہ چینی محض انہیں دوسروں کی نظروں میں گرانے کے لئے کی ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کی عقل پر پردہ ڈالتے ہوئے ان کے ہاتھ اور ان کی قلم پر ایسا زبردست تصرف کیا کہ وھم لایشعرون کے ماتحت ان کو احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں۔

حدیث میں خدا کا یہ قانون بیان ہوا ہے

من عادی لی ولیًا فقد اذنتہ للحرب

یعنے خدا تعالےٰ فرماتا ہے جو شخص میرے ولی کے مقابل دشمنی کے لئے کھڑا ہوتا ہے میں اسے جنگ کا چیلنج دیتا ہوں، اسی طرح خدا کے اس مامور کو یعنے مسیح موعود و مہدی معہود کو جس کی اہانت کے لئے جناب برق صاحب نے قدم اٹھایا ہے خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے

انی مھین من اراد اھانتک یعنے یقیناً میں اس شخص کو ذلیل کر دوں گا جو تیری ذلت کے درپے ہوگا۔

جناب برق صاحب کہہ سکتے ہیں کہ یہ غلطی سہو کاتب کا نتیجہ ہے لیکن برق صاحب کو یاد رہے کہ انہوں نے بھی حضرت مرزا صاحب کے کلام میں سے بعض ایسی ہی غلطیوں پر گرفت کر کے جن کا باعث محض سہو کاتب ہی ہے جیسا کہ مثالوں سے ان کو واضح کیا جائے گا، حضورؑ کو ذلیل کرنے کی کوشش کی ہے سو خدا نے بھی آپ کو اسی راہ سے پکڑا ہے اور آپ سے ایسی غلطی کا ارتکاب کروایا ہے جو ایک پانچویں جماعت کا بچہ یا مڈل فیل بھی نہیں کر سکتا (بقول آپ کے)

جناب برق صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس قسم کی احادیث کو بھی کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے صرف تفسیری احادیث ہی کو وقعت دیتے ہیں۔ لیکن خود ان کے اپنے ہی قلم سے ایسی احادیث کی صداقت بھی اظہر من الشمس ہو رہی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب یقیناً خدا کے ولی تھے اور خدا کو جو غیرت اپنے خاص بندوں کے لئے ہوتی ہے اسے خدا نے حضرت مرزا صاحب کے لئے بھی دکھلا کر ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب بھی اس کے ان خاص بندوں میں سے تھے جن کے لئے وہ غیرت دکھلایا کرتا ہے۔

پھر آپ حضرت مرزا صاحب کے الہامات کی سچائی پر ہم احمدیوں سے دلیل کے طالب ہیں سو خدا نے آپ کو اپنے ہی ذریعہ ان کے الہام کی سچائی دکھلا دی ہے جس ہتھیار سے آپ نے ان کی علمی شہرت کو ذبح کرنا چاہا ہے اسی ہتھیار سے آپ کا اپنا علمی وقار خاک میں مل گیا ہے۔

### جناب برق صاحب کی دیانتداری کے نمونے

جناب برق صاحب نے اپنی کتاب میں بار بار اس بات کا دعوےٰ کیا ہے کہ انہوں نے حوالوں کے درج کرنے میں انتہائی دیانت سے کام لیا ہے اگرچہ ان کے الفاظ گذشتہ قسط میں بھی درج کئے جا چکے ہیں۔ لیکن غیر موزوں نہ ہوگا اگر یہاں بھی انہیں دوبارہ درج کر دیا جائے وہ لکھتے ہیں :-

"یہاں یہ عرض کر دینا بے جا نہ ہوگا کہ اس کتاب کے تمام حوالوں میں انتہائی دیانت سے کام لیا گیا ہے اقتباسات کو نہ تو مسخ کیا گیا ہے اور نہ قطع و برید سے بے منشاء بنایا گیا ہے۔ بلکہ ہر حوالے میں صاحبِ کتاب کی منشاء کو مدِ نظر رکھا گیا ہے ........

........

........ یہ اس لئے تا کہ مسئلہ کے تمام پہلو بہ ہمہ سامنے آجائیں اور

احمدی و غیر احمدی حضرات کو صحیح نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آسکے"

پھر صفحہ ۳۲ پر لکھتے ہیں :-

"ہمارا آغاز سے ارادہ تھا کہ ہم اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر منصفانہ و غیر جانبدارانہ نگاہ ڈالیں کہیں تحریف نہ کریں کسی عبارت کو مصنف کی منشاء کے خلاف مسخ نہ کریں"

جناب برق صاحب نے اپنے مندرجہ بالا ادعا کے باوجود حضرت مرزا صاحب کی کتب پر کہاں تک منصفانہ اور غیر جانبدارانہ نگاہ ڈالی ہے اور حضور کی طرف بعض امور منسوب کرنے میں کہاں تک دیانت سے کام لیا ہے اس کی دو مثالیں تو قسط اول میں درج کی جا چکی ہیں اب اس قسط میں مزید مثالیں قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں۔

## پہلی مثال

ص ۳۲۹ میں جناب برق صاحب رقمطراز ہیں :-

یہی رنگ ہے کہ یہی تمام اوصاف ان الہامات میں بھی پائے جاتے ہیں جو اردو فارسی یا انگریزی میں آپ پر نازل ہوئے ایک دو مثالیں ملاحظہ ہوں

"آسمان سے بہت دود اُترا ہے اسے محفوظ رکھ" (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱)

(حقیقۃ الوحی حضرت مرزا صاحب کی کتاب ہے جس سے مندرجہ بالا الہام نقل کیا گیا ہے از ناقل)

"دود بمعنی دھواں یہاں پر دود کس قدر عجیب معلوم ہوتا ہے اردو کے سادہ سے جملہ میں فارسی کا یہ بھاری بھرکم لفظ گویا صحن چمن میں بھینسا باندھ دیا گیا ہے اور زیادہ عجیب یہ کہ دھواں ہمیشہ آسمان کی طرف جاتا ہے اور یہاں آنے کی خبر دی گئی ہے "اسے محفوظ رکھ" کیا مطلب ؟"

## خیانت اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔

حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ سے جس کا حوالہ جناب برق صاحب نے دیا ہے الہام کے اصل الفاظ نقل کئے جاتے ہیں تا قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں کہ آیا جناب برق صاحب نے حوالہ نقل کرنے میں انتہائی دیانت داری سے کام لیا ہے یا انتہائی خیانت کو کام میں لایا گیا ہے۔ الہام کے اصل الفاظ یہ ہیں :-

"آسمان سے بہت دودھ اُترا ہے محفوظ رکھو"

اس کی تشریح میں حضور فرماتے ہیں :-

"یعنی معارف اور حقائق کا دودھ"

پھر کتاب "تذکرہ" میں بھی جو حضور کے کشوف والہامات کا مجموعہ ہے یہ الہام درج ہے اس میں بھی دُودھ ہی لکھا ہے۔

جناب برق صاحب بار بار فرماتے ہیں کہ انہوں نے کسی لفظ کو مسخ نہیں کیا۔ تحریف سے کام نہیں لیا، قطع و برید نہیں کی، ہر جگہ مصنف کے اصل منشاء کو ہی پیش کیا گیا ہے تا احمدی و غیر احمدی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

قارئین کرام آن کے مندرجہ بالا ادعاء کو مدنظر رکھتے ہوئے انصاف سے فیصلہ دیں کہ دودھ کو دُود (دھواں) بنانے میں کیا صریح تحریف سے کام لیا گیا ہے یا نہیں، کیا قطع و برید اور مسخ کی اس سے بدتر مثال ہو سکتی ہے۔ کیا مصنف کتاب حقیقۃ الوحی یعنی حضرت مرزا صاحب کی منشاء معارف اور حقائق کے دودھ کے الفاظ سے واضح نہیں ہو گئی تھی۔ کیا جناب برق صاحب نے حسب ادعاء خود حضور کے منشاء کو مدنظر رکھا ہے، یا اُسے بگاڑنے کی نہایت ہی گھناونی کوشش کی ہے، انصاف! انصاف! انصاف! کیا ان کی تحریف احمدی اور غیر احمدی احباب کو صحیح نتیجہ پر پہنچانے میں مدد دے سکتی ہے یا غلط نتیجہ کی طرف رہنمائی کر رہی ہے۔

## جماعت کو وصیت

الہام مندرجہ بالا میں "محفوظ رکھ" نہیں جیسا کہ برق صاحب نے لکھا ہے بلکہ "محفوظ رکھو" کے الفاظ ہیں گویا اس الہام میں خدا تعالےٰ کی طرف سے جماعت کو تاکیدی حکم دیا گیا ہے کہ قرآن کریم کے ان علوم حقہ اور معارف عالیہ کو جو حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا کئے گئے ہیں محفوظ رکھے یعنی اُن سے کام لے کر ہدایت قرآنی کو دنیا میں پھیلائے۔ چنانچہ جہاں جہاں ان علوم حقہ کو جماعت نے پہنچایا ہے وہیں وہیں ان کا نہایت ہی نیک اور گہرا اثر ہوا ہے ہزاروں لوگ ان سے متاثر ہو کر حق اور صداقت کا شکار ہوئے ہیں اور ان کی روحانی حالت میں عظیم الشان انقلاب پیدا ہوا ہے اور وہ حقیقی موحد اور عاشق قرآن بن گئے ہیں۔

## عالم روحانی میں دودھ سے مراد

عالم روحانی میں دودھ سے مراد علوم حقہ اور معارف الٰہیہ ہی ہوتے ہیں جیسا کہ معراج کی حدیث اور بعض دیگر احادیث سے واضح ہے معراج میں آنحضور صلعم کو دودھ کا پیالہ پلایا گیا تھا اور اس سے مراد معارف الٰہیہ ہی لئے گئے تھے۔

. . . . . . . . . . . . . . . .

## تمسخر کی بنیاد

جناب برق صاحب نے پہلے تو دودھ کو دُود میں بدلا پھر اس پر اپنے تمسخر کی بنیاد رکھی، لکھتے ہیں :-

"اور زیادہ عجیب یہ کہ دھواں ہمیشہ آسمان کی طرف جاتا ہے اور یہاں آنے کی خبر دی گئی ہے "اسے محفوظ رکھ" کیا مطلب ؟"

اگرچہ الہام کے اصل الفاظ نقل کر دینے سے جناب برق صاحب کے تمسخر کی عمارت دھڑام سے گر کر پیوست زمین ہو گئی ہے اور اس پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن دھواں کے متعلق جو نظریہ انہوں نے پیش کیا ہے اس کے متعلق قرآن کریم کی دو آیات کی طرف ان کو توجہ دلاتا ہوں تا اپنے نظریہ کی صحت یا عدم صحت کے متعلق وہ خود ہی فیصلہ کر لیں۔ سورۃ حٰم سجدہ ع ۲ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ثم استوٰی الی السمآء وھی دخان جب آسمان خود دھواں ہے تو وہ نیچے بھی آسکتا ہے پھر سورۃ دخان میں اس سے بھی واضح الفاظ میں فرمایا فارتقب یوم تاتی السمآء بدخان مبین یغشی الناس ھذا عذاب الیم آسمان دھواں لائے گا اور وہ لوگوں کو ڈھانک لے گا اگر دخان کی تاویل کرنے کے لئے آپ تیار ہوں تو بفرض محال اگر حضرت اقدس کے الہام میں آپ کو دھواں ہی نظر آیا تھا تو اس کی بھی آپ تاویل کر سکتے تھے تمسخرانہ لہجہ اختیار کرنے کا کیا مطلب۔

## صحیح لفظ کو چھوڑ کر غلط لفظ کو نقل کرنا

. . . . . . . . . . . . . . . .

ص ۳۳۱ پر انگریزی زبان میں ہوئے ہوئے بعض الہامات کو درج کرتے ہوئے ایک الہام کے بعض الفاظ یوں نقل کرتے ہیں :-

Words of God
not can exchange

آخری فقرے کا ترجمہ یوں کیا ہے

"خدا کے کام (Words of) بدل نہیں سکتے"

جناب برق صاحب نے حوالہ نہیں دیا یہ الہام حضور کی کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۴ پر درج ہے وہاں اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں . . . . "Cannot" نہیں بلکہ "Not Can" لکھا ہے برق صاحب کا جس غلطی کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے اس کی تصحیح تو اسی سے ہو جاتا ہے البتہ حضرت اقدسؑ کے بعض مکتوبات بشیخ یعقوب علی صاحب

مرحوم نے حضورؑ کی وفات کے بعد شائع کئے ہیں اس میں Cannot کی بجائے Can not لکھا گیا ہے جو صاف سہو کاتب معلوم ہوتا ہے۔ درست ہے کہ پرانے کاتب انگریزی نہ جانتے تھے اس لئے اس قسم کی غلطی کا سرزد ہو جانا بعید از قیاس نہیں جناب برق صاحب نے غالبًا اسی لئے حوالہ نہیں دیا کہ اگر براہین احمدیہ سے دکھلایا جائے گا کہ الفاظ درست نقل نہیں کئے تو مکتوبات کی جلد اول پیش کر کے وہ اپنا پیچھا چھڑا لیں گے۔ مگر اس قسم کی باتیں تقوٰے سے بعید ہیں۔ جو شخص تحقیق حق کا مدعی بن کر پبلک کے سامنے آتا ہے اس قسم کی حرکات اس کے شایان شان نہیں۔ برق صاحب اپنی غلطی کو تسلیم کریں یا نہ کریں بہرحال صحیح الفاظ Cannot ہی ہے۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ سے دکھلایا گیا ہے۔

## تحریف کی دوسری مثال

اس کے علاوہ جناب برق صاحب نے الفاظ مندرجہ بالا کا جو ترجمہ حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کیا ہے اس میں بھی صریح تحریف سے کام لیا گیا ہے۔ جناب برق صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے انگریزی لفظ Words کا ترجمہ اردو میں کام کیا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں کیا گیا۔

براہین احمدیہ میں جہاں یہ الہام درج ہے ترجمہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں :۔

"خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں"

اور مکتوبات جلد اول میں بھی جو ترجمہ شائع ہوا ہے وہاں بھی کام نہیں بلکہ کلام ہے اصل الفاظ یہ ہیں

"اللہ کے کلام بدل نہیں سکتے"

اب قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں کہ جس شخص کا یہ حال ہو وہ یہ دعوٰے کر سکتا ہے کہ اس نے تحریف سے کام نہیں لیا۔ عبارتوں میں مسخ کو راہ پانے کی اجازت نہیں دی غالبًا برق صاحب کے نزدیک کلام کو کام بنا دینا تحریف میں داخل نہیں۔

## تحریف کی تیسری مثال

صفحہ ۲۳۴ پر حضرت مرزا صاحب کی طرف مندرجہ ذیل عبارت منسوب کی گئی ہے

"۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو خواب میں ایک فرشتہ دیکھا جس نے اپنا نام ٹیچی ٹیچی بتلایا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۲)

حوالہ بھی غلط دیا ہے صفحہ ۳۳۲ ہے اور ٹیچی ٹیچی بھی غلط ہے صرف ٹیچی ہے دوسرا ٹیچی برق صاحب نے اپنے پاس سے زائد کر دیا ہے۔ ذیل میں حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۲ کی اصل عبارت درج کر دی جاتی ہے تاکہ قارئین کرام اصل پیشگوئی اور اس کے پورا ہونے کا علم حاصل کر کے لطف اندوز ہوں۔

"ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینہ میں بوقت قلت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم۔ اس لئے دعا کی گئی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ نام ہو گا اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا تب میری آنکھ کھل گئی بعد اس کے خدا تعالےٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آ گیا چنانچہ جو شخص اس کی تصدیق کے لئے صرف ڈاکخانہ کے رجسٹر ہی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء سے اخیر سال تک دیکھے اس کو معلوم ہو گا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا یاد رہے کہ خدا تعالےٰ کی مجھ سے عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے"

جناب برق صاحب نے "عجیب الہامات" کے عنوان کے ماتحت جو الہامات درج کئے ہیں انہی میں اس الہام کو بھی شامل کیا ہے لیکن قارئین کرام حضور کی مندرجہ بالا عبارت کو پڑھ کر خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ الہام کیا اس قابل ہے کہ اس پر ہنسی اڑائی جائے یا اس قابل ہے کہ اس کے ذریعہ اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ کر جس پر یہ الہام مشتمل ہے اپنے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کی جائے۔ ایسے ایمان افروز الہام سے استہزاء کرنا کیا کسی خدا ترس انسان کا کام ہو سکتا ہے اس قسم کے الہاموں سے استہزاء سعادت پر نہیں بلکہ شقاوت قلبی پر دلالت کرتا ہے خدا ہر ایک مومن کو اس سے بچائے آمین

حضرت مرزا صاحب کی مندرجہ بالا عبارت کو پڑھ کر ہر منصف مزاج انسان اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ جناب برق صاحب نے ٹیچی ٹیچی کہہ کر صریح تحریف سے کام لیا ہے فرشتہ نے صرف ایک دفعہ ٹیچی کہا ہے دوسرا ٹیچی جو حضور نے لکھا ہے وہ ٹیچی کا مفہوم بیان کرنے کے لئے لکھا ہے یہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی کسی سے پوچھے تمہاری ہستی میں کیا ہے وہ جواب دے GOLD اور GOLD اردو میں سونے کو کہتے ہیں تو جناب برق صاحب کی طرز کا آدمی کہے کہ دوسرے شخص نے جواب میں دو دفعہ GOLD GOLD کہا ہے۔

جناب برق صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ فرشتوں کے نام صفاتی ہی ہوتے ہیں قرآن کریم میں ہاروت اور ماروت بھی دو فرشتوں کے صفاتی نام ہی ہیں اندیشہ ہے کہ کل کو جناب برق صاحب ان ناموں کو بھی عجیب الہام کے ماتحت عجیب نام نہ قرار دینے لگ پڑیں جبکہ حضرت اقدس نے ٹیچی کے معنے بھی بتلا دیئے اور ان معنی کے لحاظ سے اس لفظ نے عملی صورت بھی اختیار کر لی یعنے ضرورت کے وقت اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے روپیہ بھی آ گیا تو پھر اس پر تمسخر کیا کسی متقی انسان کا کام ہو سکتا ہے۔

## تحریف کی چوتھی مثال

مہمل الہامات کے عنوان کے ماتحت صفحہ ۲۳۵ پر جناب برق صاحب ایک الہام درج کرتے ہیں :۔

"ربنا حاج ہمارا رب حاجی ہے"

یہ الفاظ حضرت مسیح موعودؑ کی کسی کتاب میں نہیں مجھے جناب برق صاحب کی اس جرأت پر حیرت ہے کہ اپنے پاس سے ہی الہام بنایا اور پھر اپنے پاس سے ہی اس کے معنی بھی گھڑ لئے اور منسوب الہام اور اس کے معنی دونوں کو حضرت مرزا صاحب کی طرف کر دیا یہ جناب برق صاحب کی ادعائے دیانتداری کا ثبوت ہے۔

الہام کے اصل الفاظ ربنا عاج ہیں جس کے متعلق حضور نے لکھا ہے :۔

"ابھی تک اس کے معنے معلوم نہیں ہوئے"

(دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶-۵۵۵)

اب جناب برق صاحب نے ع کو ح سے بدل کر حاج بنا دیا اور معنی بھی حاجی خود ہی کر لئے اور منسوب دونوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف کر دیا کیا یہ بدترین قسم کی تحریف نہیں کیا یہ تحریف ان لوگوں کی تحریف سے کم ہے جن کے حق میں قرآن کریم میں یحرفون الکلم عن مواضعہ وارد ہوا ہے۔

اب اس کے معنی بھی سن لیں یہ لفظ یا تو عجم

سے مشتق ہے جس کے معنی آواز بلند کرنے کے ہیں مطلب الہام کا یہ ہوا کہ ہمارے رب کی آواز دوسری آوازوں پر غالب ہے یعنی اے میرے بندے تیرے ذریعہ سے میری یہ صفت دنیا پر ثابت ہو جائے گی۔ اب خدا تعالےٰ کی اصل آواز تو قرآن شریف کی صورت میں دنیا میں ظاہر ہوئی ہے جو دنیا کی سب آوازوں پر غالب ہے اور اس حقیقت کا ثبوت اس زمانہ میں مسیح موعود کے ذریعہ ہی دنیا کو ملنا مقدر تھا جو جلسہ مذاہب اعظم کے وقت میں دنیا کو مل گیا۔ یہی مفہوم کلمۃ اللہ ھی العلیا کا ہے اور یہی مفہوم ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ میں بطور پیشگوئی واضح کی گئی ہے۔ دوسرے معنی اس کے تجلی تعجو کے اسم فاعل ہونے کے لحاظ سے ہیں جس کے معنے کسی سے رخ پھیر لینے کے ہیں اس معنی کی رو سے الہام کا یہ مطلب ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے دیگر تمام مذاہب سے اپنی توجہ ہٹالی ہے اس کی توجہ اب خالص اسلام کی طرف ہی ہے جس پر کہ مرتینا کا لفظ دلالت کر رہا ہے۔ اور یہ حقیقت بھی حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ ہی دنیا پر ثابت ہوئی۔

## تحریف کی پانچویں مثال

صفحہ ۲۳۲ پر جناب برق صاحب ان الہامات کے متعلق جو انگریزی میں حضور کو ہوئے لکھتے ہیں:—

"جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں" اس کے بعد حضور کی عبارت نقل کی ہے:—

"یہ بالکل لغو اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو"

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۰۹)

حضرت مرزا صاحب کی مندرجہ بالا عبارت نقل کرنے میں تحریف اور قطع و برید کے ذریعہ مصنف نے اصل منشاء کو جس قدر بگاڑا گیا ہے اس کی مثال کسی دوسری جگہ تلاش کرنا عبث ہے مندرجہ بالا عبارت حضور نے آریوں کے اس عقیدہ کے رد میں لکھی ہے کہ پرمیشر کو بندوں کی ہدایت کے لئے ایسی زبان میں اپنا کلام نازل کرنا چاہیئے جو دنیا میں کسی انسان کی زبان نہ ہوتا پرمیشور پر طرفداری کا الزام عائد نہ ہو سکے بلکہ وہ زبان خالص پرمیشور کی اپنی ہو حضور کے اصل الفاظ ذیل میں نقل کر دیئے جاتے ہیں تا قارئین کرام پر واضح ہو جائے کہ برق صاحب نے حضور کے مقصد کو بگاڑنے میں کس قدر جسارت سے کام لیا ہے۔

"مضمون پڑھنے والے نے (ایک عام جلسہ میں جس میں دوسرے مذاہب کے لوگ بھی مدعو تھے خاص کر مسلمان [illegible] مقرر [illegible] [illegible] پڑھی تھا اس جگہ [illegible] کیا گیا ہے از ناقل) ایک الہامی کتاب کی یہ شناخت پیش کی کہ وہ تمام [illegible] کی زبان [illegible]" قارئین کرام الہامی کتاب کے الفاظ یاد رکھیں حضرت مرزا صاحب کوئی الہامی کتاب نہیں مانتے ان کی الہامی کتاب قرآن مجید ہی تھی از ناقل) مصنف لائل سے آریہ مقرر کی اس دلیل کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:—

"اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے پس جبکہ بموجب اصول آریہ سماج کے وید کے رشیوں کی زبان ویدک سنسکرت نہیں تھی اور نہ وہ اس کے بولنے اور سمجھنے پر قادر تھے اور پھر خدا کا ایسی بیگانہ زبان میں ان کو الہام کرنا گویا دیدہ دانستہ ان کو اپنی تعلیم سے محروم رکھنا تھا۔ اور اگر کہو کہ خدا ان کو انکی زبان میں سمجھا دیتا تھا کہ ان عبارتوں کے یہ معنی ہیں تو اس صورت میں پرمیشر کا یہ حیلہ بحال نہیں رہے گا کہ انسانی زبان میں اسکو بولنا حرام ہے مجھے تعجب ہے کہ ان نہایت کچی اور خام باتوں کے پیش کرنے سے آریوں کو فائدہ کیا ہے کیا جو کچھ انسان ہے وہ سب کچھ پرمیشر کا نہیں ہے تو پھر کونسی پرمیشر کی ہتک عزت ہے کہ انسان کو دوسری کی زبان میں سمجھا دے کیا ہمارا خدا ہماری دعائیں ہماری زبان میں ہی نہیں سنتا۔ [illegible] ہماری دعا سننے سے [illegible] شان میں کچھ فرق نہیں آتا تو [illegible] ہماری زبان میں [illegible] کوئی راہ راست سمجھانے سے کیوں اس کی شان میں فرق آ جائے گا۔

[illegible] پس یاد رکھنا چاہیئے کہ [illegible] کے مطابق تو یہی عادت [illegible] کہ وہ ہر ایک قوم کے لئے ان کی زبان میں ہدایت کرتا ہے لیکن اگر کوئی زبان ایسی ہو کہ ملہم کو خوب یاد نہ ہو اور گویا اس کی زبان کے حکم میں ہو تو بطور خارق عادت الہام کی اس زبان میں الہام ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف کے بعض الفاظ سے یہ سند ملتی ہے کیونکہ اول قرآن شریف قریش کی زبان میں ہی نازل ہونا شروع ہوا تھا گو بکثرت اول مخاطب قریش ہی تھے مگر بعد اس کے قرآن شریف میں عربی کی اور زبانوں کے بھی الفاظ آ گئے ہیں اور ہم لوگ جو قرآن شریف کے پیرو ہیں اور ہماری شریعت کی کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن شریف ہے۔ اس لئے ہم خدا تعالےٰ سے اکثر عربی میں الہام پاتے ہیں تا وہ اس بات کا نشان ہو کہ جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتا ہے اور ہم ہر ایک امر میں اسی ذریعہ سے فیضیاب ہیں۔ اور چونکہ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے کہ تمام انسانوں کو ایک ہی قوم بنا دے اس لئے ہم کبھی دوسری زبانوں میں الہام پاتے ہیں مگر اکثر خدا تعالےٰ کا مکالمہ مخاطبہ عربی میں ہی ہوتا ہے بلکہ بہت حصہ خدا تعالےٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا قرآن [illegible] شریف کی آیتوں کے ساتھ ہوتا ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ قرآن شریف خدا کا کلام ہے اور اس طور پر ایک نئے طریق سے ملہم کو یقین دلایا جاتا ہے کہ جس رسول پر وہ ایمان رکھتا ہے وہ سچا رسول ہے اور جس کتاب کو وہ مانتا ہے یعنے قرآن شریف کو وہ خدا کی کتاب ہے۔ غرض جبکہ اب بھی مختلف زبانوں میں الہام ہوتا ہے اور صدہا پیشگوئیاں اس الہام کے ذریعہ سے پوری ہوتی ہیں تو کیا اب تک ثابت نہ ہوا کہ خدا ایک زبان میں الہام کرتا ہے۔ کیا سچی خوابیں خدا کی طرف سے نہیں ہوتیں کیا ان میں بھی ویدک سنسکرت لازمی امر ہے۔"

عبارت مندرجہ بالا میں الفاظ تکلیف مالایطاق — الفاظ دیدہ دانستہ ان کو اپنی تعلیم سے محروم رکھنا۔ الفاظ قدیم سنت اللہ کے موافق تو یہی عادت الہٰی ہے کہ وہ ہر ایک قوم کے لئے اسی زبان میں ہدایت کرتا ہے بتلا رہے ہیں کہ یہاں اس زبان کا ذکر ہے جس کا تعلق انسانوں کی ہدایت سے ہے عام الہام کی مفصل بحث اس کے بعد کی گئی ہے اور اس کے نزول کو دوسری زبانوں میں جائز قرار دیا ہے۔

(باقی — وارد)

(خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر)

# حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ

مجدد دوران حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کا وجود مسعود اس بڑا عظم بلکہ دنیا کی تاریخ میں ایسے دور میں ہوا جب ایک طرف سیاسی انقلابات کا آغاز ہی نہیں بلکہ ایک مسلسل سیلاب شروع ہو چکا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ آمریت بھی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ جرمنی میں قیصر اور روس میں زار۔ فرانس میں نپولین تھرڈ۔ آسٹریا میں شہنشاہ جوزف۔ عجیب نقشہ دنیا کا تھا۔ امریکہ میں ایک بہت بڑی سول وار نے اس ملک کی تاریخ کا رخ ہی بدل دیا تھا۔ اس زمانہ کا انگلستان۔ ملکہ وکٹوریہ۔ گلیڈسٹون ڈزرائیلی کے پورے طور پر زیر تسلط تھا۔ ڈارون۔ ہکسلے نے انگلستان میں۔ والٹیر اور روسو نے فرانس میں۔ اور کارل مارکس نے جرمنی میں مذہب کی جڑیں نہ صرف کھوکھلی کر دی تھیں۔ بلکہ عیسائی عقائد کے پرخچے اڑا دیئے تھے۔ عالم اسلام بھی ایک عجیب انحطاط سے دو چار ہو رہا تھا۔ اور عیسائیت کی یورش ان دنوں منظم طور پر اسلامی ممالک میں ہو رہی تھی کہ دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا تھا۔ اور نہ اسلام کی کشش باقی رہ گئی تھی۔ خود مسلمان اسلام سے بیزار تھے۔ اور قرآن کریم کی تعلیم پیش کرنا تو درکنار خود اسلام کو ننگ انسانیت سمجھ کر اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی شرماتے تھے۔ خود اس ملک میں سادات کے چشم و چراغ۔ گیلانی اور افغانی، چشتی و فاروقی و صدیقی اسلام سے بدظن ہو کر عیسائیت کی آغوش میں جا چکے تھے۔ اب اکثر عیسائیوں کے نام بنرجی۔ چٹرجی اور مکرجی سننے میں آتے ہیں۔ ان میں ہائیکورٹ کے جج بھی اور یونیورسٹی کے چانسلر بھی شامل تھے۔ یہ سب کے سب بنگال کے ممتاز ترین برہمنوں کے نمائندے تھے۔ عیسائیت کا یہ جادو اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ مہاراجہ کپورتھلہ راجہ سر ہرنام سنگھ جن کے صاحبزادے لاہور ہائی کورٹ کے چیف جج بھی رہ چکے ہیں اور جن کے نام کنور دلیپ سنگھ سے اکثر احباب واقف ہیں اور جو ابھی زندہ ہیں اور جن کی ہمشیرہ راجکماری امرت کور ہندوستان کے کابینہ وزارت میں عرصہ تک وزیر تعلیم و صحت رہ چکی ہیں تاج و تخت کو خیرباد کہکر عیسائیت کو بخوشی اور بطیب خاطر قبول کر چکے تھے۔

سراج الدین عیسائی جن کے چار سوالوں کے جوابات نے حضرت مجدد اعظم نے دیئے آج از سر نو تہلکہ مچا دیا ہے وہ انجمن حمایت اسلام کے پریذیڈنٹ سید محسن شاہ صاحب کے بھائی تھے۔ اور میرے استاد مکرم بھی۔ حضرت مرزا صاحب کے جوابات نے اور آپ کی تصانیف اور اخلاق نے ان پر اتنا گہرا اثر کیا تھا کہ میری ذاتی تجربہ پر رائے تھی کہ دل ہی دل میں عیسائیت سے تائب ہو کر اور اسلام میں شامل ہو کر ۱۹۲۳ء میں اس دنیا سے رحلت کر گئے۔ میں نے ان کو نہایت قریب سے مطالعہ کیا تھا۔ وہ مجھے اپنا بیٹا تصور کرتے تھے۔ اور چالیس سال کے عرصہ میں انہوں نے ایک مرتبہ بھی عیسائی ہونے کی کوشش نہیں کی۔ [illegible] قلب کھو چکے تھے۔ میں ان کی اس کشمکش سے خوب واقف ہوں۔ [illegible] کے لئے مجبور تھے۔ [illegible] مشن کا اندازہ لگائیں۔ [illegible] واللہ اعلم بالصواب۔ [illegible] فلسفہ نے جان سٹورٹ مل۔ ڈیوڈ ہیوم اور اسی قبیل کے لوگوں اور [illegible] دنیا کو نہ صرف دین سے [illegible] مذہب کے خلاف [illegible] تھا۔ مشہور وزیر اعظم انگلستان گلیڈسٹن نے تو برملا اعلان کر دیا تھا کہ جب تک دنیا میں (نعوذ باللہ) قرآن کریم جیسی کتاب موجود ہے کبھی دنیا میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔ [illegible] اسلام کے مخالفین کے خیالات اور منصوبے تھے۔ ترکی کا مرد بیمار اور مصر کا ناکارہ اور بیکار خدیو جیسے صاحب سطوت مسلمانوں کی جاہ و حشمت اور ہیبت و جلال کے صرف چند نمائندے باقی رہ گئے تھے اور باقی تمام کے تمام مسلمان کیا ہندوستان اور کیا ایران، چین اور ترکستان، روم اور شام، عراق و عرب، تمام عیسائیت کے زیر نگیں آ چکے تھے۔

خود اسلامی دنیا کی اندرونی حالت یہ تھی کہ ایک طرف تو جہالت و غربت نے انہیں عضو معطل بنا رکھا تھا اور دوسری طرف ان کے علما اور مفتی محض تقدیر کے قائل تھے اور مسلمانوں کی تکفیر میں ہمہ تن مشغول ہی موجود تھا۔ علم الا ماشاء اللہ۔ یہ کچھ معدوم ہیں۔ حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کی تشریف آوری کے وقت تھا

مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور

ایک صحیح اور بلا مبالغہ اسلام کی اور مسلمانان عالم کی مکمل تصویر تھی۔ ایران میں بابی اور بہائی فرقوں اور ان کی تعلیمات نے اسلام کا نقشہ ہی بگاڑ دیا تھا۔ اسی طرح ہندوستان میں شیعہ اور سنی، مقلد اور غیر مقلد۔ اہل حدیث اور اہل قرآن باہم دست و گریبان تھے غرضیکہ اسلام بھی پارہ پارہ ہو چکا تھا۔ اور قرآن کریم کا مغز و روح مفقود ہو چکی تھی۔

امین بالجہر اور رفع۔ اور ضالین کے تلفظ کے جھگڑوں میں علمائے وقت کا سارا زور اور علمی تحقیق و تدقیق کے کمالات صرف ہو رہے تھے اسی وجہ سے دو عظیم فتنے خود اس ملک میں کھڑے ہو گئے تھے۔ ایک طرف آریہ سماج نے شدھی کی تحریک شروع کی تھی۔ اور دوسری طرف عیسائیت نے اپنے تمام حربوں اور ساز و سامان کے بل بوتے پر اسلام اور مسلمانوں پر بے پناہ دھاوا بول رکھا تھا اور یہ صرف دھاوا اور ڈراما ہی نہیں تھا بلکہ لاکھوں کی تعداد میں فرزندان توحید رفتہ رفتہ دوش میں اسلام کی پاکیزہ اور اعلیٰ تعلیمات سے بیگانہ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن ایمان و ایقان سے محروم اور علیحدہ ہو کر تثلیث اور الحاد اور شرک و اصنام پرستی کی آغوش میں جا رہے تھے۔ کبھی کوئی حق کی آواز اٹھتی تھی تو ایک صدا بصحرا بن کر رہ جاتی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ اس وقت میں جناب سید مرحوم اور جسٹس امیر علی مرحوم نے اور بعد میں حالی اور شبلی مرحوم نے ایک بہت بڑی خدمت اسلام کی انجام دی تھی۔ لیکن ان کا دائرہ علم و عمل بہت محدود تھا۔ حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمۃ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں ایک بلند ترین مقام پر فائز کیا وہاں ساتھ ہی ایسے نازک ترین حالات میں ایک مشکل ترین کام بھی آپ کے سپرد کیا گیا ؎

ما کسے را بلا غلط نکنیم
تا کہ نامش یہ اولیا نہ کنیم

آپ کی ذات ستودہ صفات کے لئے حرف بحرف صادق آتا ہے۔

مرور زمانہ اور تعصب اور تنگدلی نے قرآن کریم کو ایک طرف اور رحمۃ للعالمین کو دوسری طرف دنیا کی نظروں سے مکمل طور پر اندھیرے میں رکھا ہوا تھا۔ اور ایک خول باقی رہ گیا تھا۔ جو دنیا کی نظروں میں محض اساطیر الاولین اور مذاق دین کر رہ گیا تھا

من ز قرآن مغز را برداشتم ٭ استخواں پیش سگاں انداختم

ملک ظفر اللہ خاں صاحب راولپنڈی

# رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثتِ ثانیہ

## مسیح موعودؑ کے وجود میں

## مسئلہ بروز کی حقیقت و ماہیّت

### وَاٰخرین منھم لمّا یلحقوبھمؕ

نکتہ ہا چوں تیغ پولاد است تیز
گر نمے فہمی ز پیشِ ما گریز

یہ آیت جو زیب عنوان ہے سورۃ جمعہ کی ہے اس کے معارف بیان کرنے کے لئے یسبّح للہ ما فی السمٰوات سے واٰخرین منھم لما یلحقوبھم وھو العزیز الحکیمo تک مدِّنظر رکھنا پڑے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خیر القرون قرنی اور پھر دوسری اور تیسری صدی کو خیر القرون کہا اس کے بعد فرمایا کہ ثُمّ یفشوا الکذب - اب ایک نادان اور خدا کی سنت سے ناواقف کہہ سکتا تھا کہ آپ کی قوتِ قدسی معاذ اللہ ایسی کمزور تھی کہ تین صدیوں سے آگے موثر نہ رہی اور اب تیرہ سو سال گذرنے کے بعد اسلام کی حالت پر اُمیّت غالب ہو گئی ہے اور اخلاقی اور ایمانی کمزوری اور عملی قوتیں کمزور اور مردہ ہو گئیں اور قرآن شریعت کی طرف بالکل توجہ نہ رہی بلکہ وہ وقت آ گیا ہے کہ

ربّ انّ قومی اتّخذوا ھٰذا القراٰن مھجورا

کا مصداق ہے اور قرآن آسمان پر اُٹھ گیا ہے اور ہر طرف سے قرآن اور اسلام پر حملے ہونے لگے ہیں اور

انّا نحن نزّلنا الذکر وانّا لہٗ لحٰفظون

کا وعدہ بھی پورا ہوتا نظر نہیں آتا اس لئے اللہ تعالےٰ نے ایسے کور باطن کے جواب کے لئے فرمایا۔

واٰخرین منھم لما یلحقوبھم

آپ کی قوتِ قدسی ایسی مؤثر اور نتیجہ خیز ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی ویسا ہی تزکیہ کر سکتی ہے یعنی ایک اور قوم آخری زمانہ میں آنے والی ہے جو بطور اسلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض اور برکات حاصل کرے گی اور ایک بار اور ہم اسی رسول کی بعثت بروزی کریں گے وہ بعثت بھی اسی کے ہم رنگ ہو گی جو فی الامیّین رسولا کے وقت تھی۔ اس نکتہ کو بیان کرنے کے لئے قدرے اور وضاحت چاہیئے - اس لئے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہر ایک نبی کا ایک بعث ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں - اس پر نص قطعی آیت کریمہ واٰخرین منھم لما یلحقوبھم ہے تمام اکابرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس اُمت کا آخری گروہ یعنے مسیح موعود کی جماعت صحابہؓ کے رنگ میں ہوں گی - اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح بغیر کسی فرق کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض اور ہدایت پائیں گے - چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاءؑ تھے اور آپؐ کی شریعت تمام دنیا کے لئے عام تھی اور آپؐ کی نسبت فرمایا گیا تھا ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیّین اور نیز آپؐ کو یہ خطاب ہوا تھا قل یا ایھا النّاس انی رسول اللہ الیکم جمیعا - سو اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد حیات میں وہ تمام متفرق ہدایتیں جو حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک تھیں قرآن شریعت میں جمع ہو گئیں لیکن مضمون آیت قل یا ایھا النّاس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عملی طور پر پورا نہیں ہو سکا کیونکہ اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیاء اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور دنیا کی انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتہ بھی نہ لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے بلکہ ۱۲۹۷ھ ہجری تک بھی اشاعت کے وسائل کاملہ گویا کالعدم تھے اور اس زمانہ تک امریکہ کل یورپ کا اکثر حصہ قرآنی تبلیغ اور اس کے دلائل سے بے نصیب رہا ہوا تھا بلکہ دور دور ملکوں کے گوشوں میں تو ایسی بے خبری تھی کہ گویا وہ لوگ اسلام کے نام سے بھی ناواقف تھے غرض آیت موصوفہ بالا میں جو فرمایا گیا تھا کہ اے زمین کے باشندوں میں تم سب کی طرف رسول ہوں عملی طور پر اس آیت کے مطابق تمام دنیا کو ان دنوں سے پہلے ہرگز تبلیغ نہیں ہو سکی تھی اور نہ اتمام حجت ہوا کیونکہ وسائل اشاعت موجود نہیں تھے اور نیز زبانوں کی اجنبیت سخت روک تھی اور نیز یہ کہ دلائل حقانیت اسلام کی واقفیت اس پر موقوف تھی کہ اسلامی ہدایتیں غیر زبانوں میں ترجمہ ہوں اور یا وہ لوگ خود اسلام کی زبان سے واقفیت پیدا کر لیں اور یہ دونوں امر اُس وقت غیر ممکن تھے لیکن قرآن شریعت کا یہ فرمانا کہ ومن بلغ یہ امید دلاتا تھا کہ ابھی اور بہت سے لوگ ہیں جو ابھی تبلیغ قرآنی ان تک نہیں پہنچی - ایسا ہی آیت واٰخرین منھم لما یلحقوبھم اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص اور اس آیت میں جو منھم کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہو گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہو گا اور اس کے دوست مخلص صحابہؓ کے رنگ میں ہوں گے غرض اس میں کسی کو متقدمین اور متاخرین میں سے کلام نہیں کہ اسلامی اقبال کے زمانہ کے دو حصے کئے گئے ہیں (۱) تکمیل اشاعت کا زمانہ جس کی طرف یہ آیت اشارہ فرماتی ہے کہ یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیّمۃ (۲) دوسرے تکمیل اشاعت کا زمانہ جس کی طرف آیت لیظھرہ علی الدین کلہ اشارہ فرما رہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسا کہ یہ فرض تھا کہ بوجہ ختم نبوت تکمیل ہدایت کریں ایسا ہی بوجہ عموم شریعت یہ بھی فرض تھا کہ تمام دنیا میں تکمیل اشاعت بھی کریں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگرچہ تکمیل ہدایت ہو گئی جیسا کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور نیز آیت یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ - اس پر گواہ ہے لیکن اس وقت تکمیل اشاعت ہدایت غیر ممکن تھی اور غیر زبانوں تک دین کو پہنچانے کے لئے اور پھر اس کے دلائل سمجھانے کے لئے اور پھر ان لوگوں کی ملاقات کے لئے کوئی احسن انتظام نہ تھا اور

تمام دیار بلاد کے تعلقات ایسے ایک دوسرے سے الگ تھے کہ گویا ہر ایک قوم یہی سمجھتی تھی کہ ان کے ملک کے بغیر اور کوئی ملک نہیں جیسا کہ ہند بھی یہی خیال کرتے تھے کہ کوہ ہمالیہ کے پار اور کوئی آبادی نہیں اور سفر کے ذریعے بھی سہل اور آسان نہیں تھے اور جہاز کا چلنا بھی باد شرطہ پر موقوف تھا اس لئے خدا تعالےٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھکر سہولت سواری کی ممکن نہیں اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک ایسی شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے سو اس وقت حسب منطوق آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ اور نیز حسب منطوق آیت قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ زبان ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اپنے اس فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتے ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آیا ہوں مگر میں ملک ہند میں آؤں گا کیونکہ جوش مذاہب اور اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے اور نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہوا تھا پس ختم دور زمانہ کے وقت بھی وہ جو آدم کے رنگ میں آتا ہے اسی ملک میں اس کو آنا چاہیئے تا آخر اور اول کا ایک ہی جگہ اجتماع ہو کر دائرہ پورا ہو جائے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمدؐ اور محمدؐ اس کو عطا کیا تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صد چہاردہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب اسی کا اظہار اپنے منظوم کلام میں یوں فرماتے ہیں:۔

محو روئے او شد است ایں روئے من
بوئے او آید ز بام و کوئے من
بسکہ من در عشق او ہستم نہاں
من ہمانم ۔ من ہمانم ۔ من ہماں
جان من از جان او یابد غذا
از گریبانم عیاں شد آن ذکا
احمدؐ اندر جانِ احمدؐ شد پدید
اسم من گردید آں اسم وحید

یہاں ایک اور بات کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال جن کے متعلق غلام احمد پرویز صاحب کا خیال ہے جیسا کہ وہ اپنی کتاب اقبال اور قرآن کے صفحہ ۱۲۳ مقام اقبال ۱۹۴۹ء کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

" اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں نے قرآن کریم کے الفاظ کو یاد رکھا اور اس طرح رکھا کہ اس کی نظیر دنیا کی کسی قوم میں نہیں مل سکتی لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ انہوں نے اس کے مفہوم و معانی کو جس طرح بھلایا ہے اس کی مثال بھی شاید ہی کہیں مل سکے صدر اول کے بعد جو قرآن نگاہوں سے اوجھل ہونا شروع ہوا ہے تو رفتہ رفتہ وہ غیر اسلامی تصورات کے غلافوں میں اس طرح چھپ گیا جیسے چاند گہن میں آ جائے صدیاں اسی طرح گذر گئیں اور پھر یہ حالت ہو گئی کہ یہی غیر اسلامی تخیلات عین اسلام بن گئے اب مسلمانوں سے ان معتقدات کو چھڑانا جو انہیں اسلاف سے وراثت میں ملے تھے ان کی نگاہ میں انہیں دین سے بیگانہ بنانا تھا۔ الخ"

پھر اسی عنوان کی سرخی حقیقی قرآن کے تحت فرماتے ہیں۔ کہ "ایسے میں مبداء فیض کی گرم گستری نے ان میں سے ایک ہی گراں مایہ ہستی کو پیدا کر دیا جس کی نگاہ دور رس نے انسانی تخیلات کے تو بہ تو پردوں کو قرآن کریم سے ہٹا کر عروس حقیقت کو بے نقاب دیکھ لیا اور وہ اسلام جو مدت ہائے دراز سے عجمی افسانوں کی چیستان بن چکا تھا پھر سے اپنی اصلی حالت میں پہچانا گیا خدائے ذوالمنن کی موہبت کبریٰ سے اس ہستی کو دماغ ایسا عطا ہوا جو علم و حکمت کے بلند ترین مقام تک پہنچ چکا تھا اور اس کے ساتھ ہی قرآن کی محبت نے اس کے سینے میں وہ قلب روشن رکھ دیا جسے صہبائے ایمان کا شفاف آبگینہ کہنا چاہیئے ان دونوں کے امتزاج سے وہ نگاہ پیدا ہوئی جو ہزار پردوں میں چھپی ہوئی حقیقت کو بھی بے نقاب دیکھ لے اس نگہ حقیقت شناس کا نام تھا۔ اقبال"

ڈاکٹر سر محمد اقبال کا اپنا بھی دانائے راز ہونے کے متعلق دعوےٰ ہے۔ فرماتے ہیں :۔

سر آمد روزگارے ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ ناید

پھر معارف قرآن بیان کرنے سے متعلق عرض کرتے ہیں۔

گوہر دریائے قرآں سفتہ ام
شرح رمز صبغۃ اللہ گفتہ ام

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

از تب و تابم نصیب خود بگیر
بعد ازیں ناید چو من مرد فقیر

بلکہ اس جگہ خاتم الفقراء کا دعوے بھی کیا ہے۔

لیکن جیسا کہ میں آغاز مضمون میں اس تیرہ سو سال کے عرصہ میں جو حالت اسلام اور قرآن کی ہوئی ہے اس کے متعلق یہ آیت درج کر آیا ہوں۔ رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا کا نقشہ نظر آنے لگا تو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کے مطابق اس زمانہ کی اصلاح کے لئے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی بروزی رنگ میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کی تصدیق میں فرمائی۔

سو ڈاکٹر اقبال صاحب نے بھی اس زمانہ کی اصلاح کا دارومدار محمدؐ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوبارہ آمد پر رکھا۔ اگرچہ وہ اس کے قائل نہیں تھے بہرحال علاج یہی سمجھا۔

ڈاکٹر صاحب اپنے ایک خط میں جو انہوں نے سراج الدین پال کو ۱۹ جولائی ۱۹۱۶ء کو لکھا تحریر فرماتے ہیں :۔

مکرمی! السلام علیکم

حافظ کے متعلق آپ کا مضمون نہایت عمدہ ہے اور میرے مذہب کے عین مطابق بلکہ آپ کے مضمون کا آخری فقرہ میں نے سب سے پہلے پڑھا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا آپ کو یہ حقیقت معلوم ہے کہ باب انفعال کا ایک خاصہ سلب ماخذ ہے، یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی کہ آپ اس حقیقت سے آگاہ ہیں۔ یطیقون میں تمام بوڑھے، فطری کمزور اور حائضہ عورتیں شامل ہیں۔ ہندی مسلمانوں کی بڑی بدبختی یہ ہے کہ اس ملک سے عربی زبان کا علم اٹھ گیا ہے اور قرآن کی تفسیر میں محاورہ عرب سے بالکل کام نہیں لیتے یہی وجہ ہے کہ اس ملک میں قناعت اور توکل کے وہ معنی لئے جاتے ہیں جو عربی زبان میں ہرگز نہیں ہیں۔ کل میں ایک صوفی مفسر قرآن کی ایک کتاب دیکھ رہا تھا یہ لکھتے ہیں "خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ" میں ایام سے مراد تنزلات ہیں یعنی فی ستۃ تنزلات ہیں کم بخت کو یہ معلوم نہیں کہ عربی زبان میں "یوم" کا یہ مفہوم

قطعی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ تخلیق بالتنزلات کا مفہوم ہی عربوں کے مذاق اور فطرت کے مخالف ہے۔ اس طرح ان لوگوں نے نہایت سیلے در زمی سے قرآن اور اسلام میں ہندی اور یونانی تخیلات داخل کر دیئے ہیں۔ کاش کہ مولانا نظامی کی دعا اس زمانے میں مقبول ہو اور رسول اللہ صلعم پھر تشریف لائیں اور ہندی مسلمانوں پر اپنا دین بے نقاب کریں۔

اب یہاں افسوس کے ساتھ لکھنا پڑا کہ مولانا نظامی کی دعا مقبول ہوئی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کے ماتحت بروزی رنگ میں اس تاریکی کے زمانہ کی اصلاح کے لئے تشریف لائے لیکن سر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے مسئلہ بروز کی ناواقفیت کی وجہ سے انکار کر دیا نہ صرف انکار کیا بلکہ مخالفت بھی کی کاش کہ جناب ڈاکٹر سر محمد اقبال کے معتقدین غلام احمد پرویز وغیرہ اب بھی اس نقطہ کو سمجھ جائیں۔

اسی مسئلہ بروز کی ناواقفیت کی وجہ سے علامہ اقبال صاحب کو غالب کے ایک شعر کا مفہوم سمجھنے کے لئے جناب سید سلیمان ندوی صاحب کی طرف بھی رجوع کرنا پڑا اپنے ایک خط بنام جناب سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"۲۰ر اپریل سنہ ۱۹۲۲ء

مخدومی السلام علیکم

ایک عرصہ سے آپ کو خط لکھنے کا قصد کر رہا تھا۔ دو باتیں دریافت طلب ہیں۔

(۱) متکلمین میں سے بعض نے علم مناظر و مرایا کے رو سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ خدا تعالےٰ کی رویت ممکن ہے یہ بحث کہاں ملے گی میں اس مضمون کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

(۲) مرزا غالب کے اس شعر کا مفہوم آپ کے نزدیک کیا ہے۔

ہر کجا ہنگامہ عالم بود
رحمۃ للعالمینے ہم بود

حال کے ہیئت دان کہتے ہیں کہ بعض سیاروں میں انسان یا انسانوں سے اعلےٰ تر مخلوق کی آبادی ممکن ہے اگر ایسا ہو تو رحمۃ للعالمین کا ظہور وہاں بھی ضروری ہے۔ اس صورت میں کم از کم محمدیت کے تناسخ یا بروز لازم آتا ہے شیخ اشراق تناسخ کے ایک شکل میں قائل تھے ان کے اس عقیدہ کی وجہ یہی تو نہ تھی؟ میں نقرس کی وجہ سے دو ماہ کے قریب صاحب فراش رہا اب کچھ افاقہ ہے۔ امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ والسلام

مخلص محمد اقبال لاہور

یہاں میں محمد رسول اللہ کی بعثت ثانی پر جو اس زمانے کے امام خلیفہ مجدد مسیح موعود و مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود باجود سے ثابت ہوتی ہے اور ثابت کی ہے اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں اور جناب پرویز صاحب سے غالب کے مذکورہ شعر کا مفہوم پوچھتا ہوں نیز مجھے علم نہیں کہ جناب سید سلیمان ندوی صاحب نے ڈاکٹر صاحب . . . . . . . . . . . . . کو کیا جواب دیا اگر جناب غلام احمد پرویز صاحب کو علم ہو تو اس سے بھی مجھے مطلع فرما دیں۔

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ زبحر زلال محمد است
ایں آتشم ز آتش مہر محمدی است
دیں آب من ز آب زلال محمد است
(مسیح موعودؑ)

ظفر اللہ خاں ملک
کوچہ حکیم شاہ نواز کالج چوک شہر راولپنڈی

---

## بیان القرآن حصہ دوئم اور فضل الباری حصہ دوئم کی ضرورت

مجھے بیان القرآن حصہ دوئم وسوئم، اور فضل الباری حصہ دوئم کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی صاحب فروخت کرنا چاہیں تو مجھ سے ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں۔

نذر حسین معرفت ایڈیٹر پیغام صلح لاہور

---

## مسلم ہائی سکول بدوملہی کا نتیجہ

پرانی روایات کے مطابق نہایت ہی شاندار نکلا ہے سکول کا مجموعی نتیجہ ۸۶٪ رہا اور ایک وظیفہ بھی آیا ہے۔ امسال مڈل کا نتیجہ بھی سو فیصد (۱۰۰٪) رہا اور ایک مڈل کے طالب علم نے بھی وظیفہ حاصل کیا۔ عبدالحفیظ ہیڈ ماسٹر

مولانا عبدالباقی صاحب کوہاٹ

# غیر احمدی علماء کی طرف سے امام وقت کی مخالفت تقوائے شہودی کے فقدان کا نتیجہ ہے

اللہ تعالے نے متقیوں کی تعریف میں ارشاد فرماتا ہے کہ:-

الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ویومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک الخ-

ان آیات کی روشنی میں امام وقت حضرت مسیح موعودؑ نے متقیوں کے تین مراتب قائم کئے ہیں۔ جن کا مفہوم مختصر الفاظ میں حسب ذیل ہے۔ فرماتے ہیں کہ تقوے کے تین مراتب ہیں۔ پہلا علمی دوسرا عملی اور تیسرا شہودی۔ آیت محولہ بالا کے پہلے حصہ میں متقی کے بارے میں اللہ پاک فرماتا ہے الذین یؤمنون بالغیب یعنے کہ پہلی قسم کا اتقیاء جو علمی رنگ رکھتا ہے۔ اس کی حالت ایمان کی صورت میں ہوتی ہے۔

دوسری قسم عملی رنگ رکھتی ہے۔ جیسا کہ یقیمون الصلوٰۃ سے ظاہر ہے۔ اس میں لوازم الصلوٰۃ معراج ہے۔ یہاں یقرؤن نہیں فرمایا بلکہ یقیمون فرمایا ہے۔ جس میں صلوٰۃ کے جملہ لوازم کا لحاظ رکھنا مقصود ہے۔ یہ اتقیاء کا علمی رنگ ہے رسالۃ ہی ہو ومما رزقنٰھم ینفقون۔ فرمایا۔ یہ بھی تقوے عملی کا ایک جزو ہے۔

تیسری قسم تقوے یؤمنون بما انزل الیک ہے۔ یعنی راستبازوں کی شہادتیں۔ جسے تقوے شہودی کہتے ہیں حضرت امام الزمانؑ فرماتے ہیں:-

"ہمارے ساتھ جو لوگوں نے مخالفت کی ہے۔ تو اسی وجہ سے کہ انہوں نے تقوے کی اس قسم کو چھوڑ دیا ہے"

ورنہ جہاں تک کہ وفات مسیحؑ کا تعلق ہے:-

(۱)۔ خدا تعالےٰ کا کلام تیس آیتوں میں ہمارا مؤید ہے۔

(۲)۔ رسول اللہ صلعم حضرت مسیحؑ کو حضرت یحییٰ کے ساتھ معراج میں دیکھتے ہیں۔ اور یہ یکی باعث ہے۔ کہ ان دونوں میں کوئی خاص فرق جو زندوں اور مردوں میں ہونا چاہیئے نہیں تھا

(۳) پھر آنے والے مسیح موعود اور اسرائیلی مسیح کا حلیہ جدا جدا بتا کر سمجھاتے ہیں۔ کہ مؤخر الذکر فوت ہو چکے ہیں۔

یہ شہادتیں تو قرآن اور حدیث کی ہیں۔ ان کے علاوہ:-

(۴) تمام صحابہؓ آنحضرت صلعم کی وفات کے موقعہ پر شہادت دی کہ سب نبی مر گئے۔ یہ ہے صحابہؓ کا اجماع۔ اگر یہ استدلال کامل نہ ہوتا (اور کامل تب ہو سکتا ہے۔ کہ کسی قسم کا استثناء نہ ہو کیونکہ اگر حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر چلے گئے تھے۔ اور انہوں نے پھر آنا تھا۔ تو پھر یہ استدلال کیا۔ یہ تو مسخری تھی) تو خود حضرت عمرؓ ہی تردید کر دیتے۔

(۵) یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اجماع کے خلاف ایک بات کہی۔ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اجماع ہرگز ان کے ساتھ نہیں۔ اوّل تو اجماع صحابہؓ تک ہے۔ جو کہ رسول اللہ کی وفات کے موقعہ پر مسیحؑ کی وفات کے متعلق ہو چکا ہے۔ امام احمد حنبل رحؒ فرماتے ہیں۔ کہ صحابہؓ کے بعد اجماع کا دعوے جھوٹا ہے۔

(۶)۔ معتزلہ مسیحؑ کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے قائل نہیں۔

(۷)۔ صوفیوں کا یہی مذہب ہے وہ کہتے ہیں کہ مسیح کی آمد بروزی ہے۔

(۸)۔ وقال مالک مات۔ امام مالک حضرت مسیحؑ کی موت ہی کے قائل ہیں۔

(۹) ابن حزم کے ماننے والے ہمارے ساتھ ہیں۔

(۱۰)۔ دیگر ائمہ خاموش ہیں۔ جو کہ اجماع سکوتی ہے لیکن پھر بھی علیٰ سبیل التنزل اگر ہم مان لیں۔ کہ کوئی بھی ہمارے ساتھ نہیں تو بھی ہم تو کہتے ہیں۔ کہ قرون ثلاثہ کے بعد کے زمانہ کا نام فیج اعوج رسول اللہ صلعم نے رکھا ہے۔ یعنے ایک ٹیڑھا گروہ اور ان کی نسبت فرمایا:-

لیسوا منی ولست منھم۔ اب اُن کے ہاتھ میں کیا رہا۔ باقی رہی یہ بات کہ لکھا ہے کہ مسیحؑ نازل ہوگا۔ پس یاد رہے کہ نزول کا لفظ بہت وسیع ہے۔ نزیل مسافر کو بھی کہتے ہیں۔ یعنی یہ ضروری نہیں۔ کہ ہر جگہ اور ہر وقت نزول کے معنی آسمان سے اُترنے کے ہوں۔

ان دس مضبوط دلائل کے ہوتے ہوئے قائلین حیات مسیحؑ کو جرأت نہیں ہے۔ کہ وہ ان کی تردید کر کے حیات مسیحؑ کے عقیدہ کو اب پبلک سٹیج پر پیش کر سکیں۔ امام وقتؑ کا مسلمانوں پر احسان ہے کہ آپ نے مسیحؑ کو وفات یافتہ ثابت کر کے عیسائیت کی تبلیغ کو بیخ و بن سے اکھیڑ پھینکا چنانچہ جہاں کہیں بھی عیسائیت کی ٹکر ان دلائل کے حاملین سے ہوئی۔ عیسائیت دُم دبا کر بھاگ گئی۔ اس کے باوجود اگر مسلمان بھائیوں کو دین اسلام کے حقیقی خیرخواہ کی تمیز نہیں۔ تو وہ جس قدر بھی اپنی قوت فیصلہ پر روئیں کم ہے۔

ماسوا اس کے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ امام وقتؑ نے عیسائیت کی تردید میں نہ صرف بڑے مضبوط دلائل ہمیں عطا کر کے قوم پر احسان کیا۔ بلکہ آپ نے وحی الہیٰ کی روشنی میں اس زمانے کے عظیم فتنوں کا پردہ چاک کر کے مسلمانان عالم کو اصل خطرہ سے آگاہ کیا۔ چنانچہ قرآن اور احادیث نبوی صلعم میں جن فتنوں کے رونما ہونے کا ذکر ہے۔ ان کی تشریح فرماتے ہوئے آپ نے اس زمانے کے عظیم فتنوں کو کچھ اس صفائی سے بے نقاب کیا کہ انسان ان حقائق کے مطالعہ کے بعد حیران رہ جاتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"اصل بات یہ ہے۔ جس کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آخری زمانہ کا علم دیا گیا ہے آپ نے اس علم کے موافق دو بروزوں کی خبر دی ہے۔ اہل اللہ اس بات کے قائل ہیں۔ کہ مراتب وجود دوری ہیں۔ میں اسکو مانتا ہوں۔ قرآن شریف سے یہ مستنبط ہوتا ہے اور صوفیائے کرام اس کو مانتے ہیں کہ کسی گذرے ہوئے انسان کی طبیعت، خو، بو، اخلاق دوسرے شخص میں آجاتے ہیں۔ ان کی اصطلاح میں یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص قدم آدم......... پر ہے اس کو بعض بروز کہتے ہیں۔ ان کا مذہب

ہے۔ کہ ہر زمانے کے لئے بروز ہے۔ جیسے بائبل کا بروز شیث ہے اور یہ پہلا بروز تھا۔ غرض بروز کا مذہب ایک متفق علیہ مسئلہ ظہورات کا ہے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری زمانہ کے واسطے خبر دی تھی کہ اس وقت دو رنگ کے فتنے ہوں گے۔

ایک اندرونی!

دوسرا بیرونی!

اندرونی فتنہ:۔ اندرونی فتنہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمان سچی ہدایت پر قائم نہیں رہیں گے ........ اور امر الٰہی کی بے حرمتی کی جائے گی۔ اور قرآنی احکام کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کیا جاوے گا۔

بیرونی فتنہ:۔ بیرونی فتنہ یہ ہوگا۔ کہ آنحضرت کی ذات پاک پر افتراء کئے جائیں گے اور ہر قسم کے دل آزار حملوں سے اسلام کی توہین اور تخریب کی کوشش کی جائے گی۔ مسیح کی خدائی کو منوانے کے لئے ہر قسم کے حیلے اور تدابیر عمل میں لائی جائیں گی۔ غرض، ان دونوں فتنوں کی اصلاح کے لئے آنحضرت صلعم کو یہ بشارت ملی تھی کہ ایک شخص آپ کی امت میں سے مبعوث کیا جاوے گا جو بیرونی فتنہ اور صلیبی مذہب کو توڑ دینے والا ہوگا۔ اور اسی لحاظ سے وہ مسیح ابن مریم ہوگا۔

اندرونی فتنہ:۔ اور اندرونی تفرقوں ...... کو دُور کر کے ہدایت کی سچی راہ پر قائم کرے گا اس لئے وہ مہدی کہلائے گا۔ اس بشارت کی طرف "و آخرین منہم" میں بھی اشارہ ہے"

## ان دو فرقوں کی تعیین اور دجال اور یاجوج ماجوج کی حقیقت

فرمایا:۔

"جبکہ یہ دونوں فتنے ہوں گے۔ ان فتنوں کی بنیاد دو خبیث چیزوں پر ہوگی۔ ایک فرقہ الدجال کہلائے گا اور ایک یاجوج ماجوج۔

الدجال۔ دجل یہ ہے۔ کہ اندر ناقص اور اُوپر کوئی صاف چیز ہو۔ مثلاً اُوپر سونے کا ملمع ہو۔ اور اندر تانبہ ہو۔ یہ دجل ابتدائی دُنیا سے چلا آتا ہے۔ مکر و فریب سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا جیسے زرگر سونے کا ملمع کیا کرتے ہیں۔ جس طرح دنیا کے کاموں میں دجل ہے۔ ویسے ہی روحانی کاموں میں بھی دجل ہے۔ "یحرفون الکلم عن مواضعہ" بھی دجل ہے۔ جو "یا عیسیٰ انی متوفیک" کو اُلٹاتے ہیں۔ یہ بھی دجل ہے۔

مگر آخری زمانے کا دجل عظیم الشان دجل ہوگا۔ گویا دجالیت کا ایک دریا بہہ نکلے گا۔ الدجال پر ال استغراق کا ہے۔ پس الدجال دجاجلہ مختلفہ کا بروز ہے یعنے پہلے مختلف اور متفرق کمبل چلے، ضلالت اور کفر کے سکھتے۔ کسی زمانہ میں نابکار لوگوں نے کچھ کہا۔ کسی نے کچھ کہا متفرق طور پر اعتراضات اسلام پر کئے گئے تھے۔ مگر وہ ایک حد تک تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو معلوم تھا۔ کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اُس وقت اعتراضات کا ایک ریلا بہہ نکلے گا۔ جیسے چھوٹی چھوٹی نہریں ندیاں مل کر ایک دریا بن جاتا ہے اسی طرح کل دجل مل کر ایک بڑا دجل ہوگا۔

چنانچہ اس زمانہ میں دیکھو کتنا بڑا دجل ہو رہا ہے۔ ہر طرف اسلام پر نکتہ چینیاں اور اعتراض کئے جاتے ہیں اور عیسائیوں نے تو حد کر دی۔

میں نے ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے۔ جو عیسائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں۔ ان کی تعداد تین ہزار تک پہنچی ہے۔ (استغفر اللہ۔ ناقل) اور جس قدر کتابیں اور رسالے اور اشتہار ہلتے دن ......... شائع ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد ....... (کروڑوں) تک پہنچ چکی ہے۔ گویا ...... مسلمانوں میں سے ہر ایک آدمی کے ہاتھوں میں یہ لوگ کتاب دے سکتے ہیں۔ پس سب سے بڑا فتنہ یہی نصاریٰ کا فتنہ ہے۔ اور یہ الدجال کا بروز ہے"

باقی ——— دارد



# خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ٦)

کرے۔ پس تم اللہ تعالےٰ کے کمالات اور احسانات پر غور کر کے اس کی معرفت دلوں میں پیدا کرو اور اپنے اعمال و کردار میں ایسا رنگ پیدا کرو، کہ اس سے یاد الٰہی اور اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کا رنگ جھلکتا ہو۔

## جرمن خاتون امینہ موسلر کا کردار اور انکا جنازہ غائبانہ

برلن میں امینہ موسلر نامی ایک خاتون تھیں۔ خبر آئی ہے کہ وہ فوت ہو گئی ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس خاتون کا کردار بہت بلند تھا جب دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو مرحوم ڈاکٹر عبداللہ تو بھاگ کر اپنے ملک چلے آئے اور اُن کی غیر حاضری میں یہ عورت برلن مسجد کی انچارج ہوئیں، یہ عورت درمیانہ طبقہ سے تعلق رکھتی تھیں مسجد اور مکان میں قالین تھے صوفے تھے اور متن کی دوسری چیزیں تھیں لیکن کیا امانت و دیانت ہے کہ جب جنگ کے بعد انجمن کی طرف سے ہمارا امام وہاں گیا تو تمام چیزیں صحیح و سالم ان کے سپرد کر دیں۔ بغیر تنخواہ کے کام کرتی تھیں۔ تبلیغ بھی کرتی تھیں وہ کچھ عرصہ سے بیمار چلی آ رہی تھیں۔ اب خدا کے پاس چلی گئی ہیں۔ آج نماز کے بعد اس خاتون کے لئے دعائے جنازہ کی جائے گی۔ کہ خدا تعالےٰ اس مرحومہ کے درجات بلند کرے۔

## نجاشی کا جنازہ اور ہمدردی اور وفا کا سبق

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نجاشی شاہِ حبشہ کی دفات کی خبر سنی تو جنازہ غائبانہ پڑھا بعض لوگوں نے کہا یصلی علی حبشیا ..... ولم یراہ قط۔ آپ نماز تو اس کی پڑھ رہے ہیں لیکن آپ نے کبھی اسکو دیکھا نہیں۔ کیا وفا ہے؟ آپ نے قوم کو وفا سکھائی ہے۔ نہ صرف زندگی میں لوگوں کے ساتھ وفا کرنا سکھایا ہے بلکہ موت کے بعد بھی وفا کا سبق دیا ہے اور جنازہ کی دعا میں نہ صرف مرنے والے کے لئے مغفرت اور بخشش طلب کی جاتی ہے بلکہ مسلمان قوم کے ہر بڑے اور چھوٹے۔ مرد و عورت، حاضر و غائب مردہ و زندہ کے لئے مغفرت و بخشش۔ رحم و کرم اور فضل و انعام کی دُعا کی جاتی ہے۔

حضورؐ نے ساری قوم کے اندر ہمدردی کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ ہم کو اس کی قدر کرنا چاہیئے اور دلوں میں اس قیمتی جذبہ کو جگہ دینا چاہیئے۔

محمد جمیل الرحمٰن صاحب پشاور

# زندہ اسلام اور احمدیت

تیرھویں صدی ہجری کے نصف آخر میں اسلام کی جو حالت تھی، اسکو بغور مطالعہ کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ اسلام اس وقت اگرچہ دنیا میں موجود تھا، لیکن اپنی حقیقی چمک دمک اور طاقت سے محروم ہو چکا تھا۔

سائنس اور فلسفہ نے ایک طرف اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والی قوموں نے دوسری طرف اسلام کو اپنی شکارگاہ بنا لیا تھا۔ اندرونی طور پر مسلمانوں کے دلوں میں ایک مایوسی کی حالت پیدا ہو گئی تھی، اور یہ ساری تگ و دو صرف حصول دنیا کے لئے تھی،

حضرت سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کے مسلمانوں کا نقشہ اس طرح . . . . . . . . . پیش کیا ہے۔

اس حدیث میں مسلمان قوم کی اُس وقت کی حالت بتائی گئی ہے کہ قومیں مسلمانوں کی طرف اس طرح دوڑیں گی جیسے بہت کھانے والے آدمی گوشت کے پیالہ کی طرف۔ اس کو سن کر صحابہؓ نے عرض کی کہ کیا اُس وقت مسلمان تھوڑے ہوں گے آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ بہت زیادہ ہوں گے مگر ان کی حالت ایسی ہو گی جیسے کوڑا کرکٹ پانی کے سیل پر بہا جاتا ہے ان کے دشمنوں کے دلوں سے ان کا رعب جاتا رہے گا اور ان کے دلوں میں وھن یا کام کرنے کی ناقابلیت پیدا ہو جائے گی صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ وھن کیا چیز ہے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے کراہت۔

اس حدیث کی روشنی میں جب ہم تیرھویں صدی ہجری کے نصف آخر کو دیکھتے ہیں تو یہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ اسلام پر مصائب کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے تھے الا ماشاءاللہ ان کی سیاسی برتری خاک میں مل چکی تھی اور روحانی عظمت جس کے کبھی وہ مالک تھے منت کردہ گئی، آنحضرت صلعم کی توہین میں مختلف کتابیں پمفلٹس اور اخبارات کروڑوں کی تعداد میں مخالفین اسلام کی طرف سے شائع ہوتے اور اسلام پر فلسفیانہ اور علمی رنگ میں وہ وہ اعتراضات کئے گئے جن سے لاکھوں مسلمانوں کے بیٹے اور بچیاں بھٹک گئے اور بڑے بڑے اسلامی گھرانوں کے نوجوان یا تو عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے یا سرے سے دہریہ بن گئے، اسلام کے خلاف آریہ سماج، برہمو سماج، نے اعتراضات اور گمراہ کن لٹریچر پیدا کرنے میں تو کوئی کمی نہ چھوڑی تھی۔ مگر عیسائیوں کے مقابلہ میں ان کی مخالفت کی کیا بلحاظ کمیت اور کیا بلحاظ کیفیت کوئی وقعت نہ تھی۔ اسلام نہایت کس مپرسی کی حالت میں پڑا تھا۔ عیسائیت کے حوصلے بوجہ سیاسی تفوق بہت بلند ہو چکے تھے اور تمام اسلامی دنیا کو اپنا شکار سمجھ رہے تھے اس سلسلہ میں ایک مشہور امریکن عیسائی پادری مسٹر جان ہنری بیروز کی ایک تقریر کے چند اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس سے عیسائی قوم کے عزائم آشکارا فرماتے ہیں۔

مسٹر ہنری فرماتے ہیں:-

"اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی ضوفشانی اگر ایک طرف لبنان پر ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کے نور سے منوّر ہے صورت حال اس آیندہ انقلاب کا پیش خیمہ ہے جب قاہرہ۔ دمشق اور طہران خداوند یسوع مسیح کے خدام سے معمور نظر آئیں گے حتیٰ کہ صلیب کی چمک صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کے ذریعے مکہ اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہو گی"

پھر عیسائیت کی مسلسل فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

"وہ تمام ترقی جو انیسویں صدی میں عیسائیت کو نصیب ہوئی وہ بہت سے عیسائیوں کے نزدیک ان فتوحات کی محض ایک خفیف سی جھلک ہے جو عیسائیت کو بیسویں صدی میں ملنے والی ہے"

ایک دوسرا پادری فرینک بیلفڈ FRANK BALLED اپنی کتاب WHY NOT ISLAM (واسٹے ناٹ اسلام) میں لکھتے ہیں:-

whilst all efforts at reforming it (Islam) to amount to the paradox that the only way in which it may hope to save its life is by committing suicide.

اسلام کے احیاء کی تمام تر لاحاصل کوششیں بالآخر اس پیچیدہ تضاد پر منتج ہوتی دکھائی دے رہی ہیں کہ وہ واحد طریق جس کی مدد سے یہ اپنے آپ کو تباہی سے بچا سکتا ہے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کر دے"

اُس وقت عیسائی اسلام کو ایک مردہ مذہب کی حیثیت سے زیادہ وقعت نہ دیتے تھے، اور اسلام کے احیاء کا کوئی نظریہ ان کے ذہن میں نہ تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نزدیک اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تھا۔ جب تک مسلمانوں کا سیاسی غلبہ اور اقتدار رہا اسلام پھیلتا رہا اور جب مسلمان اس سے محروم ہو گئے تو اسلام کی مزید ترقی بھی ممکن نہ رہی، اسلام کے متعلق یہ خیالات صرف غیر مسلموں تک ہی محدود نہ تھے۔ خود مسلمان بھی انہی غلط نظریات کا شکار تھے وہ اسلام کے مستقبل سے مایوس تھے اور یہی یقین رکھتے تھے کہ اسلام کا دوبارہ احیاء صرف سیاسی غلبہ کے ساتھ ہی ممکن ہے جیسا کہ آج کل جماعت اسلامی کے قائد مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا خیال ہے۔

اس وقت کے مفکر مولانا حالی جنہوں نے اپنے رنگ میں اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

پھر اسلام کو ایک باغ سے تشبیہہ دیتے ہوئے حالی مرحوم فرماتے ہیں ؎

پھر اک باغ دیکھے گا اُجڑا سراسر
جہاں خاک اڑتی ہے ہر سو برابر

پھر اسی مایوسی کی حالت میں ایک مناجات میں لکھتے ہیں:-

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے
اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
تھا دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے

اسی طرح مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی ایم اے فرماتے ہیں :۔

" اب حالت بالکل دگرگوں ہے زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں پہ ادبار و انحطاط کا تسلط ہے اور علم و عمل کے میدان میں وہ سب سے پیچھے نظر آتے ہیں، کہیں جہالت و نادانی کا دور دورہ ہے اور کسی جگہ دوسری اقوام کی تقلید کا سودا ہے اسلامی انفرادیت بہرحال اس قدر مضمحل ہو چکی ہے کہ آجکل کے مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی پہلے مسلمانوں کا جانشین یا ان کے منصب و عظمت کا وارث کہنا اپنے سر آپ اترانے کے مترادف ہے "

غرضیکہ عیسائیت کے غلبہ سے مسلمان اس قدر مرعوب ہو چکے تھے کہ ان کے سامنے اسلام کی نشأۃ ثانیہ ناممکن تھی جس کے متعلق یہ فتوے دیا جا رہا تھا

نہیں پھول پھل جس میں آنے کے قابل
ہوئے ڈوکھ جس کے جلانے کے قابل

جس کے ڈوکھ جلانے کے قابل ہو چکے تھے جس میں اب نہ بتی ہے اور نہ ہی دیا ہے۔ اگر دیا ہوتا تو بتی ڈالی جا سکتی اور تیل سے لیمپ روشن کیا جا سکتا۔ مگر یہاں تو یہ بھی نہیں۔

غرض دشمن بھی اور مسلمان مفکر بھی اسلام کو ایک مردہ مذہب سمجھ رہے تھے جس کے جواب میں اسے ایک زندہ مذہب پیش کرنے کی ضرورت تھی اور تمام دنیا کو اس زندگی سے روشناس کرانا ضروری تھا۔

میں نے اپنے مضمون کے ابتداء میں قرآن سے دو آیات اور ایک حدیث پیش کی خدا تعالےٰ فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

جس دین کا خدا خود محافظ ہو اس کے متعلق یہ فتوے لگانا کہ وہ اب زندہ نہیں ہو سکتا سخت غلطی یا مایوسی کا خیال ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ زندہ خدا پر ایمان کا فقدان ہے۔ خدا نے اس مایوسی کے عالم میں اپنے وعدہ کے مطابق عین اسی وقت اس شخص کو مبعوث کیا جو اسلام کا حقیقی خیر خواہ تھا اور جس کا دل اسلام کے لئے پریشان تھا مسلمانوں کے لئے بے قرار تھا۔ جس کا نقشہ اس کے اس دردناک شعر سے ظاہر ہے ؎

اے دوستو دینِ احمد مغز جہاں ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصار دین

اس کی تڑپتی روح نے آواز دی

دن چڑھا ہے دشمنانِ دین کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتئ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہو گیا زار و نزار
دیکھ سکتا نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر دے اے مرے سلطاں کامیاب و کامگار

وہ اسلام جو مردہ سمجھا جا رہا تھا جس کے متعلق کہا جا رہا تھا ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی

اب پھر یہ دین اس مرد مجاہد، اس تڑپتی روح رکھنے والے کے ذریعہ زندہ ہونے کا سامان اللہ تعالےٰ نے کیا۔ اس مایوسی کے عالم میں اس مامور من اللہ نے یہ بشارت دنیا کو دی :۔

" بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و
پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم
افتاد "

فرمایا خوشخبری ہے تمہارے لئے کہ اب وقت قریب تر ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا میں روشن ہو گا۔ اور محمد صلعم کے پیروکار بہت بلند مقامات حاصل کر لیں گے اور آنحضرت صلعم کا پاک اور مقدس ہونا اور نبیوں کا سردار ہونا دنیا پر ظاہر ہو گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے دو عظیم کام تھے ایک اسلام کے بیرونی دشمنوں کے اعتراضات کا جواب اور اسلام کی دوسرے ادیان پر فوقیت ثابت کرنا۔ دوسرا مسلمانوں کی اصلاح۔ آپ کس دلیری اور جرأت سے یہ اعلان فرماتے ہیں :۔

" یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ کبھی وقت وہ اپنی یہ تلوار دکھا چکا ہے یہ پیشین گوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہو گا اور اسلام فتح پائے گا حال کے علوم جدیدہ کیسا ہی زور آور حملہ کریں کیسے ہی نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آئیں گے مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ مگر شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھے علم دیا گیا ہے جس علم کی رُو سے میں کہتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کرے گا اس کشتی کا ناخدا خدا ہے وہ ہمیشہ اس کو طوفان اور بادِ مخالف سے بچاتا رہے گا جیسا کہ فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون "

آپؑ نے اسلام کے احیاء اور بقاء کے لئے سب سے اہم مسئلہ وفات مسیح اور حیات مسیح کا لیا۔ آپ نے عیسائیوں کے اس غلط عقیدہ کی تردید کی کہ حضرت مسیح صلیب پر جان دے کر اور پھر زندہ ہو کر اس جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چلے گئے ہیں، یہ وہ کاری ضرب ہے جس سے عیسائیت کی عمارت دھڑام سے زمین پر آ گری۔ یہی مسئلہ تھا جس کے ذریعے عیسائی اپنے مذہب کی برتری پیش کرتے تھے۔ آپ نے براہین قاطع سے ثابت کیا کہ عیسائیت کا بانی بشریت سے بالاتر نہ تھی وہ انسان تھا اور عام انسانوں کی طرح اس نے زندگی بسر کی اور عام انسانوں کی طرح اس نے وفات پائی، عیسائیوں کے پاس یہی ایک دلیل اپنی برتری اور فوقیت کی تھی جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے پاش پاش کر دیا۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر بھی عیسائی عقائد کے زیر اثر عقیدہ رواج پا گیا تھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اس مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور وہی دوبارہ نازل ہوں گے حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالےٰ سے خبر پا کر بڑے زور سے اس غلط عقیدہ کی تردید کی اور مسلمانوں کو واضح الفاظ میں مخاطب کر کے فرمایا :۔

" مسلمانوں یاد رکھو اللہ تعالےٰ نے میرے ذریعے تمہیں یہ خبر دی ہے اور میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسٰی وفات پا چکے ہیں اور میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو موعود آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں اور یہ بھی پکی بات ہے کہ اسلام کی زندگی حضرت عیسٰیؑ کے مرنے میں ہے "

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخلِ جنت ہوا وہ محترم

(دیکچر لدھیانہ)

پھر آپؑ نے صرف دعوے کی حد تک ہی نہیں بلکہ تواریخ اور دوسرے منقولی اور معقولی شواہد سے ثابت کیا کہ حضرت عیسٰیؑ صلیب سے زندہ اتارے گئے اور آپ نے کشمیر کا سفر اختیار کیا اور وہاں ملک کشمیر

برس کی عمر میں وفات پائی اور سرینگر محلہ خانیار میں آپ دفن کئے گئے۔ جس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا اعلان کیا عیسائیوں نے تو برہم ہونا ہی تھا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے بھی مخالفت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور آپ پر کفر کا فتوےٰ لگایا گیا مگر خدا تعالیٰ کے ماموروں کا تعلق خدا تعالےٰ سے ہوتا ہے ان پر فتووں کا کیا اثر؟!

ایک ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر کا بیان ہے کہ ضلع سیالکوٹ عیسائیت کا مرکز تھا ایک وقت تھا کہ عیسائی پادری پیچھے پیچھے ہوتے تھے اور مسلمان مولویوں کے غول کے غول آگے آگے ہوتے تھے۔ ان کے قدم کہیں نہیں جمتے تھے اور سینکڑوں کی تعداد میں معزز گھرانوں کے نوجوان مسلمان عیسائی ہو گئے۔ لیکن جب مرزا صاحبؑ کی آواز اُٹھی تو آواز اُٹھنے کے ساتھ ہی دیکھا گیا کہ احمدی مبلغین پیچھے پیچھے ہوتے اور عیسائی پادری آگے آگے، ان کے قدم کہیں نہیں جمتے تھے۔

مسلمانوں کی اس مایوسی کے عالم میں جس کا ذکر اُوپر آ چکا ہے، حضرت مسیح موعودؑ کی یہ خوشخبری اعجاز مسیحائی سے کم نہ تھی کہ:—

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے
پھر ایک تازگی اور روشنی کا دن آئے گا
جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے، اور وہ
آفتاب اپنے پورے کمال کے
ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا
ہے۔" (فتح اسلام صے)

پھر فرماتے ہیں:—

"آج کل تمام مذاہب جوش میں ہیں عیسائی
کہتے ہیں کہ اب ساری دنیا میں مذہب
عیسوی پھیل جائے گا برہمو کہتے ہیں کہ
ساری دنیا میں برہمو مذہب پھیل جائے
گا اور آریہ کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سب
پر غالب آئے گا مگر یہ سب جھوٹ
کہتے ہیں، خدا تعالےٰ ان میں سے کسی
کے ساتھ نہیں اب دنیا میں اسلام کا
مذہب پھیلے گا اور باقی سب مذاہب
اس کے آگے حقیر اور ذلیل ہو جائیں گے"

اس اعلان کے ساتھ ہی آپ ایک جری پہلوان کی طرح میدان میں خم ٹھونک کر نکل آئے اور تمام مذاہب کے رہنماؤں کو مقابلہ کی دعوت دی اور ہر میدان میں آپ نے فتح حاصل کی آپ نے ایسے بم تیار کئے جو تمام طاغوتی طاقتوں کو تباہ کرنے والے تھے۔

آپ نے اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرنے کے لئے چند اصول مقرر کئے:۔

(۱)۔ فرمایا کہ کسی دین کو سچا اور زندہ اور کامل اور عالمگیر اور منجانب اللہ ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ جس کتاب کو پیش کرے اسے سچا زندہ اور کامل کتاب اُس وقت مانا جائے گا کہ وہ جو دعوےٰ کرے خود اس کی دلیل بھی پیش کرے۔ یہ نہ ہو کہ دعوےٰ تو تو کرے اور اس کو ثابت کرنے کے لئے اس کو اپنے ماننے والوں کی طرف وکالت کی ضرورت ہو۔

(۲)۔ الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے کہ ایسی تعلیم پیش کرے جو مختص القوم اور مختص الزمان اور مختص المقام نہ ہو اور دوسری تعلیمات سے اعلیٰ ہو انسانی درخت کی تمام شاخوں کی تربیت کر سکتی ہو ہر طبقہ انسانی کی ہر وقت اور قیامت تک کے لئے نوع انسانی کے نہ بدلنے والا قانون ہو۔

(۳) ہر مذہب والے کا یہ فرض ہو گا کہ وہ ثابت کرے کہ اس کے مذہب میں روحانیت اور طاقت ویسی ہی موجود ہے جیسا کہ ابتدا میں دعوےٰ کیا گیا ہے، اور وہ علامتیں جو مومنوں کے لئے لکھی ہیں اس کے بعض افراد میں اب بھی پائی جاتی ہیں۔

(۴)۔ زندہ اور کامل نبی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ دنیا کے لئے کامل نمونہ اور وہ اپنے اقوال اعمال اور اخلاق وغیرہ میں ایسا بلند مقام رکھتا ہو کہ جہاں اور کوئی نبی نہ پہنچا ہو اور انسانیت کی تمام شاخوں کی تربیت کرنے والا ہو۔

(۵)۔ سچا اور زندہ مذہب کا معیار یہ ہے کہ ہمیشہ اس میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں جو اپنے پیشوا اور ہادی اور رسول کے نائب ہو کر یہ ثابت کریں کہ وہ نبی اپنی روحانی برکات کے لحاظ سے زندہ ہے اور اس کا مذہب بھی ہمیشہ کی زندگی اختیار کر چکا ہے۔

(۶) صرف وہی مذہب زندہ کہلائے گا جو ہر زمانہ میں تازہ آسمانی نشان دکھلائے اور صرف پرانے معجزات اور نشانیوں کو ہی بطور قصہ بیان کرنے والا نہ ہو۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زندہ مذہب کے چند اصول بیان کر کے اسلام کو ان کا مصداق ثابت کیا اور نہایت بہادری اور دلیری سے یہ اعلان کیا:—

منم مسیح بیانگ بلند مے گویم
منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد

فرمایا اس وقت میں دنیا کے لئے مسیح بن کر آیا ہوں تمام مفاسد اور بیماریوں کا علاج میرے وجود میں ہے اور میرا وجود محمد صلعم کے زندہ مذہب کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ جس نے زندہ اسلام دیکھنا ہو میرے پاس آ کر چند دن قیام کرے اگر میں اس کا اطمینان قلب نہ کر سکوں تو جو سزا بھی وہ تجویز کرے میں اس کے لئے تیار ہوں وہ تازہ آسمانی نشان ملاحظہ کریں۔

یہ عظیم الشان چیلنج ہوسوائے ایک عظیم الشان صاحب روحانیت اور معرفت کے کوئی نہیں دے سکتا بڑے بڑے فلسفی اور دہریہ لوگ آپ کی صحبت میں آ کر صاحب علم و معرفت بن گئے حضرت خواجہ کمال الدین کی زندہ مثال موجود ہے۔ جو عیسائیت کا شکار ہوتے ہوتے صرف آپ کے دم مسیحائی سے بچ گئے اور انگلستان کی مادی سرزمین اور صلیب پرستی کے ماحول میں اسلام کا جھنڈا گاڑنے کا موجب ہوئے۔

آپ نے اسلام کو زندہ اور پر معارف مذہب ثابت کرنے کے لئے ایک کتاب لکھی جس کا نام براہین احمدیہ ہے جس میں ۳۰۰ سے زائد دلائل و براہین اسلام کی صداقت کے ثبوت میں پیش کئے جس سے اسلامی دنیا عش عش کر اُٹھی۔ یہاں تک کہ مولوی محمد حسین بٹالوی جو آپ کے سخت ترین مخالف تھا یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا کہ تیرہ سو سال میں اس قسم کی کتاب نہ پہلے لکھی گئی اور نہ آئندہ امید کی جا سکتی ہے کہ اس قسم کی کتاب کوئی لکھ سکے اور واقعات نے ثابت کر دیا کہ مولوی محمد حسین کا یہ بیان صحیح تھا۔ کیونکہ آپ کے مقابلہ میں آج باوجود ہزارہا کوشش کے اس قسم کے دلائل سے لبریز کوئی کتاب لکھی نہیں گئی۔

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ حضرت صاحبؑ کے سامنے دو عظیم کام تھے ایک حفاظت اسلام دوسرا اشاعت اسلام۔ حفاظت اسلام کے سلسلہ میں آپ کے سامنے بیرونی دشمنوں کے حملوں سے اس کی حفاظت اور دوسرے اندرونی مفاسد سے اس کی حفاظت تھی۔ اس طرح اشاعت اسلام کے دو طریق تھے:۔

(۱)۔ اسلام کی تعلیم اصلی رنگ میں نہایت معقول طریق پر دنیا جس سے کسی عقلمند کے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہ رہے اور یہ تعلیم قرآن اور حدیث سے پیش کی جائے۔

(۲)۔ وہ وسائل اختیار کئے جائیں جن سے اسلام کی اشاعت ہو۔

اسلام کی حفاظت بیرونی دشمنوں سے آپ نے اس طرح کی کہ دشمنوں کے اعتراضات کا کافی اور شافی جواب دیا۔ عیسائی پادریوں کے متعلق میں عرض کر چکا ہوں کہ احمدی مبلغین کے سامنے ان کے کہیں قدم نہ جمتے تھے اسی طرح آپ نے آریہ سماج و برہمو سماج، سکھوں اور ہندوؤں وغیرہ وغیرہ ہر ایک مذہب کے اصولوں کی خامیوں کو واضح کرتے ہوئے اسلام کی پاک اور روشن تصویر پیش کی۔ آپ کا ہمیشہ یہ طریق رہا کہ ہر اعتراض کا جواب تحقیقی اور الزامی دونوں رنگ میں دیا کرتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ محض الزامی جواب دینا کوئی خوبی نہیں پہلے تحقیقی جواب دیا جائے یعنی یہ ثابت کیا جائے کہ وہ اعتراض سرے سے ہی غلط

ہے گویا کہ معترض پر یہ ثابت کر دیتے تھے کہ یہ اعتراض محض جہالت اور تعصب کا نتیجہ ہے ورنہ حقیقت سے بہت دور ہے اور اس کے بعد الزامی جواب دیتے تھے۔

آپ نے حقیقی معنوں میں ثابت کر دیا کہ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ (قرآن کریم) ہے یعنے وہ تمام زمانوں کے لوگوں کے لئے ہدایت کے عالمگیر قوانین اور اصولوں کو ہی بیان نہیں کرتا بلکہ جو ہدایت دی گئی ہے اس کو برہان اور دلائل سے مزین کیا گیا ہے۔

آپ نے ایک بہادر سپہ سالار کی طرح اعلان کیا کہ اسلام وہ مذہب ہے کہ لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ نہ آگے سے اس پر اعتراض ہو سکتا ہے نہ پیچھے سے۔ نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر نہ اب نہ آئندہ باطل کی زد اس پر پڑ سکتی ہے یہ وہ حق ہے جس پر باطل اگر گرے گا تو خود ہی پاش پاش ہو جائے گا اور جس پر یہ گرے گا اس کو پاش پاش کر دے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں دلائل اور براہین سے اسلام کی صداقت کا سکہ غیروں پر بٹھایا وہاں روحانی مقابلہ کے لئے بھی آپ نے ہر مخالف کو چیلنج دیا کہ اگر صادق ہو تو میرے مقابلہ پر آؤ اور اپنے عقائد کی صداقت اور زندگی ثابت کرو۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہرچند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

جہاں آپ نے اسلام کے بیرونی دشمنوں کا بڑی بہادری اور جرأت سے مقابلہ کیا وہاں اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے اندر جو غلط عقائد رواج پا چکے تھے ایک ایک کر کے ان کی تصحیح کی اور ایک جراح کی طرح تمام گندہ مواد باہر پھینک دیا اور اسلام کو اس کے اصلی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔

آپ نے جہاد کے اس غلط نظریہ کی تردید کی جو مسلمانوں میں رائج ہو چکا تھا اور فرمایا اسلام اپنی اشاعت کے لئے کبھی کسی تلوار کا محتاج نہیں رہا۔ لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ والا مذہب کسی پر زبردستی نہیں کر سکتا۔ وہ مکمل طور پر آزادی ضمیر کا حامی ہے اسی طرح آپ نے قتل مرتد کے غلط عقیدہ کی تردید کر کے اسلام کو ہر قسم کی تنگدلی سے مبرا ثابت کیا۔ غرضیکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کو زندہ مذہب کی حیثیت سے دنیا سے روشناس کرایا اور یہ اعلان فرمایا

"بالآخر میں پھر ایک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دین حق کا نشان اور اسلام کی سچائی کا آسمانی گواہ جس سے ہمارے نابینا علماء بے خبر ہیں۔ مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ مجھے بھیجا گیا ہے کہ میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذاہب اور ہمارے اندرونی مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر مخالف کو دکھا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کے لحاظ سے معجزہ ہے موسٰےؑ اور عیسٰےؑ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ ہیں میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریمؐ سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے اور اسی کامل انسان پر امور غیبیہ کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا ان روحانی برکات کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام کے تمام مذاہب کے خدا مردہ اور خود تمام پیرو مردہ ہیں اور خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بجز اسلام کے ممکن نہیں اور ہرگز نہیں۔"

اے نادانو! تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ آتا ہے اور مردار کھانے میں کیا لذت ہے؟ آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسٰےؑ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں کہ اس بات کو پرکھے اور پھر حق کو قبول کرے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے منجانب اللہ ہونے پر نشانات آسمانی کو بار بار پیش کیا کیونکہ جس مذہب کی صداقت اور زندگی کی تائید خدا کی طرف سے نشانات سماوی اور نصرت الٰہیہ کے ذریعہ نہیں ہوتی وہ ہرگز زندہ نہیں اور نہ ہی زندہ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ ہی اس زندہ مذہب کو دنیا میں پہنچانے کے لئے آپؑ نے ایک جماعت کی تشکیل خدا کے حکم کے ماتحت کی۔ اور تمام سعید روحیں آپ کے گرد جمع ہو گئیں اور آپ کے ارشاد کے تحت اپنی ہر قسم کی خدمات پیش کر دیں چنانچہ بڑے بڑے صاحب علم و عرفان آپ کے حلقہ میں نظر آتے ہیں حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ کمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب کے اسمائے گرامی ہمیں پہلی صف میں نظر آتے ہیں۔ حضرت مولانا نورالدینؒ نے اپنے علم قرآن اور نور عرفان سے جماعت کو مستفیض کیا۔ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کو قلم دیا گیا اور اپنے قلم کے زور سے انہوں نے دنیا کو اسلام کی روشنی سے منور کیا تو حضرت خواجہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے لاکھوں روپوں کی پریکٹس چھوڑ کر تثلیث کے گھر میں جا کر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور ہزاروں کی تعداد میں تثلیث کے پرستاروں کو توحید کی آغوش میں لانے کا باعث ہوئے ایسے ہی حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے انگلستان اور جرمنی میں متلاشیان حق کے دلوں کو نور ایمان سے منور کیا۔ ایسے ہی بہت سے دوسرے بزرگوں میں اسلام کی اشاعت کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ اور وہ لوگوں کو زندہ اسلام سے روشناس کرانے کے لئے دنیا میں پھیل گئے ایسا ہی قبلہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اپنے ضعف اور کمزوری کے باوجود دنیا کا چکر کاٹ کر کروڑوں انسانوں کو اسلام کی روشنی سے منور کر آئے ہیں اور مولانا یعقوب خان صاحب اس قدر ضعیفی کے باوجود آج بھی زندہ اسلام پھیلانے کے لئے کوشاں ہیں۔

احمدی مبلغین کی مساعی کے خوش آئند نتائج جو آئے دن دیکھنے میں آتے ہیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اسلام کو کسی ظاہری تلوار کی ضرورت نہیں آج عیسائی مفکرین اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ اسلام نے اپنی روحانی قوت کے زور سے دنیا کو مسخر کیا ہے۔ نہ تلوار سے چنانچہ رسالہ مسلم ورلڈ کے ایڈیٹر اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں:-

"مسلمان مجاہد کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن لیکر پیشقدمی کرنے کی تصویر بالکل جھوٹی ہے"

جارج برنارڈ شا لکھتے ہیں:-

"ازمنہ وسطیٰ کے علماء نے جہالت یا تعصب کی بناء پر اسلام کو نہایت بھیانک رنگ میں پیش کیا۔ دراصل ان کی تربیت ہی اس رنگ میں کی جاتی تھی کہ وہ محمدؐ اور ان کے مذہب سے نفرت کریں ان کے نزدیک محمدؐ مسیحؑ کے مخالف تھے میں نے محمد (صلعم) کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے وہ عجیب شان کا انسان ہے میری رائے میں وہ ہرگز مسیحؑ کے خلاف نہیں انہیں انسانیت کا نجات دہندہ کہنا چاہیئے۔ میرا ایمان ہے کہ اگر ایسا شخص موجودہ زمانے میں اقتدار سنبھال لے تو وہ موجودہ مسائل ایسے رنگ میں حل کر سکتا ہے کہ دنیا امن اور مسرت سے معمور ہو جائے گی اب یورپ اسلام کی تعلیمات کو سمجھنے لگ گیا ہے اور اگلی صدی میں یورپ اپنے مسائل حل کرنے میں اس دین کی افادیت کو اور بھی زیادہ تسلیم کرنے کا اہل ہوگا۔ یہی وہ نقطہ نگاہ ہے

جس کی روشنی میں میری پیشین گوئی کو سمجھنا چاہیئے آجکل بھی میرے ملک اور یورپ کے بہت سے باشندے اسلام کو قبول کر چکے ہیں۔ اور یورپ کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی مہم کا آغاز ہو چکا ہے"

اسی طرح یورپ کا ایک اخبار ۲۰ ستمبر ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"اسلام کسی خاص قوم یا علاقہ کا مذہب نہیں بلکہ یہ ایک عالمگیر مذہب ہے اور موجودہ عالمی مشکلات کا حل اسی میں مضمر ہے اس میں شک نہیں کہ گذشتہ گیارہ برس کے عرصہ میں یورپ میں کسی قابل ذکر تعداد نے اسلام کو عملاً قبول نہیں کیا مگر یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ اس عرصہ میں اس جماعت (احمدیہ) کی کوششوں سے ایک بھاری تعداد اسلام سے ہمدردی رکھنے والی ضرور پیدا ہو گئی ہے"

ایسا ہی یورپ کے مفکرین نے ایسی متعدد کتب لکھی ہیں جن سے صاف عیاں ہے کہ یورپ کے ابتدائی نظریات جو اسلام کے متعلق تھے ان میں اور موجودہ خیالات میں ایک خوش کن تبدیلی پیدا ہو چکی ہے خاص طور پر Kenneth Call کی کتاب of the Minarete کا مضمون ... Islam the misunderstood

جو ریڈرز ڈائجسٹ۔ میں شائع ہوا ہے یہ سب اسلام کے متعلق ایک خوش کن تبدیلی کا پتہ دیتے ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اب یورپ اور امریکہ اسلام کو ایک نئے زاویہ نگاہ سے دیکھنے لگ گئے ہیں یہ سب کس کی بدولت ہے۔ یہ اہل ندوہ کے ذریعہ نہیں ہوا۔ یہ اہلِ دیوبند کا مرہون منت نہیں۔ یہ اسلامی جماعت کی کوششوں کا نتیجہ نہیں۔ یہ غلام احمد پرویز کا اثر نہیں۔ یہ جمعیتہ العلماء کے ذریعہ نہیں ہوا بلکہ یہ اس مامور من اللہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ اور اس کے پیروؤں کی مساعی جمیلہ اور خدا تعالےٰ کے فضل کا نتیجہ ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ ہی اس زمانہ کے مجدد مسیح موعود اور مہدی مسعود تھے، اللہ تعالےٰ ان پر ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے:۔

# عرضِ حال

(از ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ)

حدیث شریف کی کتب میں لکھا ہے کہ مسیح موعود اپنے زمانے کا امام مہدی اور مجدد ہوگا۔ اور وہ حج کرے گا۔ ہر چند احمدی حضرات نے حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حج نہ کر سکنے کے بارے میں مخالفین اور معترضین سلسلہ احمدیہ کو جواب باصواب دینے کی کوشش کی ہے۔ مگر معترضین کے دلوں کو احمدیوں کے جوابات سے کوئی تسلی نہ ہو سکتی تھی آخرکار اس امر کے لئے جو وقت منجانب اللہ روزازل سے مقدر تھا وہ بھی ظہور میں آگیا۔

راقم ناچیز حقیر حسن علی فسٹ کلاس سینیئر سب اسسٹنٹ سرجن ۱۹۳۵ء کے ابتدائی حصہ میں بمقام امرتسر ایک سٹی برانچ ڈسپنسری کا انچارج تھا۔ کہ عالم رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام حج کے ایام میں مجھے میدان عرفات میں نظر آئے۔ حضورؑ نے فرمایا۔ اٹھو اور اپنے دوستوں کو کہو کہ وہ بھی دعا کریں کہ خدا تعالےٰ کفر، ضلالت اور عیسائیت کا ستیاناس کرے۔ چنانچہ میں نے اپنی رؤیا کے متعلق جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کو بذریعہ خط اطلاع دی تھی۔ اور اس رؤیا کی بناء پر چالیس روز کا مجاہدہ روحانی میں نے اختیار کیا تھا۔ جس کے آخری عشرہ میں راقم کو یہ بشارت دی گئی:۔

"مابہ اسے شما در رحمت بکشائم"

جس کی اطلاع بھی مولوی محمد علی صاحب کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مرزا جمال الدین صاحب مرحوم سکنہ سانده کلاں لاہور کی موجودگی میں دی گئی تھی جو ان دنوں میں میرے ہمراہ پیدل کر سانده کلاں سے فجر کی نماز کے لئے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں آتے رہے تھے۔

ملخص از اشتہار شائع کردہ منجانب ڈاکٹر حسن علی سب اسسٹنٹ سرجن۔

تاریخ ۱۵ / ۱۲ / ۱۹۵۰

# تقریر بر موقعہ جلسہ مسیح موعودؑ

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

## آسٹریلیا میں تبلیغ دین کا موقعہ اور مبلغ کی ضرورت

کل ایک خاتون میری ملاقات کے لئے آئیں وہ دس سال کے بعد آسٹریلیا سے آئی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں البانیہ کے مسلمان موجود ہیں۔ یہاں کے مسلمان بھی ہیں۔ اور مقامی مسلمان بھی ہیں ایک مسجد بھی وہاں ہے۔ لیکن وہاں کوئی عالم مسلمان نہیں جو ہمیں اور ہمارے بچوں کو قرآن حدیث اور نماز روزہ سکھا سکے۔ ہم وہاں پر ویران ہیں۔ اس خاتون کی باتوں سے میں بڑا متاثر ہوں۔ اگرچہ پہلے بھی اس خاتون کے خاندان نے ایک دفعہ ذکر کیا تھا مگر اس موقعہ پر زیادہ رغبت نہ ہوئی اب میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت کا کوئی شخص وہاں جائے، اور ان کی رہنمائی کرے۔ وہ تنخواہ کا کوئی حصہ دے سکتے ہیں باقی حصہ انجمن دے سکے گی۔ ہم انگلستان جرمنی، امریکہ۔ جاپان کی طرف ہی دیکھتے رہے ہیں۔ آسٹریلیا کی طرف کبھی خیال نہیں کیا تھا۔ یہ ایک موقعہ ہے اگر کوئی شخص تیار ہو جائے تو مسجد موجود ہے اور مسلمان بھی موجود ہیں۔ ہماری تحریک کے چمکنے کے روزن امکانات وسیع ہیں۔ بعض احباب نے مجھ سے کہا ہے کہ وہاں شیطان بھی موجود ہیں تو یہ کوئی ایسی تعجب انگیز بات نہیں جہاں انسان موجود ہے وہاں شیطان بھی موجود ہے۔ جہاں نیکی ہے بدی بھی موجود ہے۔ انسان اور نیکی اگر شیطان کے مقابلہ میں استقامت پیدا کرلیں تو شیطان ختم ہو جاتے ہیں۔

## حضرت مرزا صاحبؑ نے ایک صالح اور ایثار پیشہ قوم پیدا کی:۔

حضرت صاحب نے ایک اور کارنامہ انجام دیا وہ یہ کہ ایک قوم پیدا کی۔ وہ ایک صالح اور باعمل اور ایثار و قربانی کی پیکر قوم پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں نمازوں اور روزوں اور تہجد میں دوام اور باقاعدگی پیدا کریں۔ مخلوق کی خیرخواہی اور ہمدردی کا جذبہ پیدا کریں، اس امر کی طرف توجہ دیں۔ بہت زیادہ توجہ دیں ضرورت ہے ہم اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں۔ اپنے فعل و عمل پر نظر رکھیں۔ اٹھنے بیٹھنے میں محتاط ہوں۔ ہمارا وجود دوسروں کے لئے نمونہ ہو اور مفید ہو۔

**تصحیح** } پیغام صلح کے شمارہ یکم مئی کے صفحہ نمبر ۹ کالم نمبر ۱ کی سرخی انجیلی محاورہ کے تحت عبارت

"خداوند یسوع مسیح اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرماتے ہیں۔ (یوحنا ۸: ۵۲) ہے اس کے آگے یوں پڑھی جائے :—

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے گا تو ابد تک کبھی موت نہ دیکھے گا"

بائبل میں لکھا ہے کہ جب حضرت داؤد کا بیٹا جو آپ کی بیوی بت سبع سے پیدا ہوا تھا بیمار ہو کر مرگیا (II سموئیل ۱۲: ۲۰) تا ۲۳)

تب داؤد زمین پر سے اُٹھا اور غسل کر کے اس نے تیل لگایا اور پوشاک بدلی اور خداوند کے گھر جا کر سجدہ کیا پھر وہ اپنے گھر آیا اور اس کے حکم دینے پر انہوں نے اس کے آگے روٹی رکھی اور اس نے کھائی تب اسکے غلاموں نے اس سے کہا یہ کیا کام ہے جو

تو نے کیا؟ جب وہ لڑکا جیتا تھا تو تو نے اس کے لئے روزہ رکھا اور روتا بھی رہا۔ اور جب وہ لڑکا مر گیا۔ تو تو نے اُٹھ کر روٹی کھائی اس نے کہا کہ جب تک وہ لڑکا زندہ تھا میں نے روزہ رکھا اور میں روتا رہا کیونکہ میں نے سوچا کیا جانے خداوند کو مجھ پر رحم آجائے کہ وہ لڑکا جیتا رہے۔ پر اب تو وہ مرگیا۔ پس میں کس لئے روزہ رکھوں کیا میں اسے لوٹا سکتا ہوں میں تو اس کے پاس جاؤں گا پر وہ میرے پاس نہیں لوٹنے گا۔

چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ مبلغ گھانا (افریقہ) افریقی نومسلمین کے ساتھ

مرکزی ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے **اراکین کا ایک گروپ**

جلسہ سالانہ (۲۴ دسمبر ۱۹۶۲ء) کے **موقعہ پر احمدیہ ہال کے سنگ** بنیاد رکھنے کی تقریب

تعلیمی پریس لاہور میں باہتمام **دوست محمد پرنٹر پبلیشر** چھپ کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام **لاہور سے شائع ہوا۔**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور
فون نمبر: ۲۷۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۲ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ - مطابق ۱۲ جون ۱۹۶۳ء | نمبر ۲۴


# دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پس کس قدر ضرورت ہے کہ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو۔ اور اس کے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ میں اس لئے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کیلئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دُور پڑا ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا۔ اور رہبانیت اسلام کا منشا نہیں۔ اسلام تو انسان کو چست اور ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے اس لئے میں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جد و جہد سے کرو حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو اور وہ اس کا تردد نہ کرے تو اس سے مواخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے۔ وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں اصل بات یہ ہے کہ وہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو۔ اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو، اور اس کے ارادہ سے باہر نکل کر اپنی اغراض اور جذبات کو مقدم نہ کرو۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۲۸)

## بحرِ حکمت کے موتی

اذا دخلتم علی مریضٍ فنفّسوا له فی اجله فانّ ذالك بطیّب نفسهٗ (الترمذی بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیمار کے پاس (بیمار پرسی کے لئے) جاؤ تو اس کی درازیٔ عمر کے واسطے دعا کرو (اور قابل مدد ہے تو مدد کرو) اس طرح اس کے دل میں خوشی پیدا ہوتی ہے (خوشی صحت میں اضافہ کرتی ہے)

نوٹ:- بیمار شخص بھی مسکین کی مد میں ہیں کیونکہ بیماری کی وجہ سے کوئی کاروبار نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- ارءیت الذی یکذّب بالدّین۔ فذالك الّذی یدعّ الیتیم ولا یحضّ علی طعام المسکین۔ فویلٌ للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون الذین هم یرآءون ویمنعون الماعون۔ سورۃ نمبر ۱۰۷

جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی نہیں کرتا وہ اپنی نمازوں کو ضائع کرتا ہے ؎

سخن زفقر پیدا ہے تواں گفتن
دلے علامت مرداں رہ صفا باشد
مسیح موعود

(غلام قادر عفی عنہ)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## نائیجیریا

ترجمہ خط :- سکاری یاؤ - اے جیمو پی - ایم ۲۰۰۵ کادونا نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ خط موصول ہوا - اسے بغور مطالعہ کیا اور سمجھا - آپ کے ارسال کردہ پارسل کا بہت شکریہ - اللہ تعالےٰ آپ کا مددگار ہو اور عمر دراز کرے کیونکہ جو نیک کام آپ کر رہے ہیں اس سے تمام مسلمان مستفید ہو رہے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں تمہیں وہ لوگ ہو جو خدا کے دین کی اشاعت کر رہے ہو، اللہ تعالےٰ آپ کو اس کام میں ترقی دے اور آپ کے اہل و عیال کو صحت دے - آمین

میرا ایک دوست آپ کا ممبر بننا چاہتا ہے اس کا نام عبدالعزیز یوسف ہے اور وہ پکا مسلمان ہے -

میں نے بیعت فارم پُر کر کے بھیجدیا ہے اور وہ جلدی آپ کو مل جائے گا - مجھے جب بیعت نامہ ملا تو بہت خوش ہوا - اللہ تعالےٰ آپ کا مددگار ہو - اور حفاظت کرے - آمین

اپنے دوستوں اور دیگر رشتہ داروں کو میرا سلام ہو - اور اللہ تعالےٰ ہم کو شیطان سے محفوظ رکھے کیونکہ شیطان ہمارا کھلا دشمن ہے -

جو امداد آپ نے کی ہے اگر میں اس کے لئے برابر دعا کرتا رہوں تو کم ہے اور یہ میری دُعا آپ کے احسان کو پُورا نہیں کر سکتی چاہے میں دعا کروں یا نہ کروں -

خدا تعالےٰ کا قرآن میں ارشاد ہے کہ جو میری راہ میں کام کرتے ہیں میں ان کا مددگار ہوں اور ان کی حفاظت کرتا ہوں کیونکہ آپ خدا کے لئے کام کرتے ہیں - اس لئے خدا آپکی مدد اور حفاظت ضرور کرے گا - میری دعا ہے کہ خدا آپ کی عمر دراز کرے اور زیادہ روپیہ میسر ہو تا کہ اشاعت اسلام زیادہ سے زیادہ ہو سکے -

دعا ہے کہ خدا اور رسول اکرمؐ ہمیشہ آپ کے مددگار رہیں امید ہے کہ جواب جلدی دیں گے -

فقط - والسلام

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

## فلپائن

ترجمہ خط :- اکبرا بارا - تارا سیاسی سولو - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بنام خدا کے نام سے جو رحیم و کریم ہے -

آپ کو صدر جماعت احمدیہ مسٹر محمد علی اے لم کی معرفت اطلاع دیتا ہوں کہ امام ارال - چینڈال آف تارالمبعہ اپنے ۵۰ وفادار مریدوں کے اور مسٹر ین دیگا بارا جو کہ سیاسی سولو کا رہنے والا ہے اپنی رضا و رغبت سے احمدیت میں شامل ہو گئے ہیں - اور وہ اس جماعت کو میری وساطت سے منظم کر رہے ہیں -

امید ہے کہ آپ کا دفتر ہماری معاونت کرے گا تاکہ کام میں ترقی ہو - والسلام

(خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا -)

## جنوبی افریقہ

ترجمہ خط :- عبدالعزیز قادر لارنس روڈ کرافورڈ جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں احمدیت کا لٹریچر کافی مطالعہ کرتا رہا ہوں اور اب اس میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے - میں نے بیعت فارم کی شرائط کو بغور پڑھا ہے اور پھر فیصلہ کیا کہ اس میں شامل ہو جاؤں اور ممبر بن جاؤں، کیونکہ یہ جماعت اسلام کی تعلیم اور اشاعت بہت حد تک کر رہی ہے - اس لئے میری مؤدبانہ التماس ہے کہ مجھے بہت جلد ایک سرٹیفکیٹ فارم ارسال کیا جائے مطالعہ کے بعد میں مجبور ہو گیا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ کو مسیح موعود مانوں -

میں آپ کا مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے ۵۰ لٹریچر اسلام کے متعلق ارسال کریں جو کہ آپ کی جماعت تقسیم کرتی ہے -

آخر میں گذارش ہے کہ آپ میری بہتری کے متعلق مجھے مشورہ دیں - میں اسلامی سوسائٹی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ مجھے انہی کی معرفت روشنی ملی ہے -

(انہیں مزید لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

## بھارت

ترجمہ خط :- اے اے حمید کرالا سٹیٹ بھارت (انڈیا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تھوڑا عرصہ ہوا کہ مجھے آپ کے مشن کا پتہ چلا تھا - میں کرالا یونیورسٹی میں انجنیئرنگ کلاس کا طالب علم ہوں - ہم روپیہ کے لحاظ سے کمزور ہیں اور یہ میری طاقت سے بعید ہے کہ میں کتابیں خرید سکوں - ہم عربی میں کمزور ہیں - ہماری مادری زبان ملیالم ہے - انگریزی ترجمہ شدہ کتابیں بہت کم ملتی ہیں اور جو ملتی ہیں وہ بہت قیمت پاتی ہیں -

ہم جانتے ہیں کہ لوگوں میں کس طرح اشاعت کی جا سکتی ہے اس لئے ہمیں مذہبی کتابیں درکار ہیں خاصکر مترجم انگریزی قرآن شریف - اس لئے میری درخواست ہے کہ مجھے مترجم قرآن شریف ارسال کیا جائے اور اس کے ساتھ دوسری کتابیں بھی روانہ کریں -

والسلام

(انکو انگریزی لٹریچر بھیجا گیا)

## نائیجیریا

ترجمہ خط :- مصطفےٰ ابدے اوبینے یورویرے نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے مکتوب گرامی کا بہت شکریہ -

میں پمفلٹ پڑھنے کی کوشش میں ہوں - لیکن میں نے ابھی پڑھے نہیں - صرف ایک کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور اس کو بہت مفید پایا ہے -

میں نے اپنا پہلا گھر چھوڑ دیا ہے اور اب میں اس ایڈریس پر رہتا ہوں ..........

حضرت امیر قوم کو میرا شکریہ پیش کریں اور اللہ تعالےٰ ان کی کوششوں کو بار آور کرے میں کتابوں کا منتظر ہوں اور خاص کر ترجمہ قرآن انگریزی کا خواہشمند ہوں - اللہ تعالےٰ آپ کی مدد کرے -

(لٹریچر بھیجا گیا)

## مفت

— سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب نامی کتاب جو حال ہی میں حکومت پاکستان نے بحال کی ہے چار آنے کے ٹکٹ بھیجکر مفت حاصل کریں اور دیگر اسلامی لٹریچر اس پتہ سے حاصل کریں -

افسر انچارج مفت اشاعت احمدیہ بلڈنگس

لاہور ۷

# مشرقی پاکستان میں ہولناک اور قیامت خیز طوفان

مشرقی پاکستان کے ساحلی علاقہ میں کچھ عرصہ سے ہر سال طوفان باد و باراں اور سیلاب کی وجہ سے ہولناک تباہی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ہر سال اس کی شدت پہلے سے زیادہ ہوتی ہے جس سے بے پناہ جانی و مالی نقصان واقع ہوتا ہے۔ امسال ۲۸ مئی کو جو طوفان آیا اس کی ہلاکت خیزی اور تباہ کاری کا دائرہ اس قدر وسیع اور اتنا ہولناک ہے، کہ اس خطہ کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ اس قیامت خیز طوفان کی جو چشمدید داستان اخبارات میں بیان کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ چاٹگام کا پورا ساحلی علاقہ اور خود چاٹگام شہر سمندر کی تند و جولاں لہروں اور طوفانی ہواؤں کی شدید گرفت میں تھا ـــ اور جب مطلع صاف ہوا تو لوگوں نے اندازہ لگایا کہ تقریباً پچاس ہزار انسان لقمۂ اجل بن چکے ہیں (مشرقی پاکستان کے بعض اخبارات نے مرنے والوں کی تعداد ۹۰ ہزار بتائی ہے) سرکاری جائزہ کے مطابق ۱۵ ہزار سے زیادہ انسان موت کی آغوش میں پہنچے۔ طوفان کے تفصیلی حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ۲۸ مئی کی صبح کو چاٹگام کے آسمان پر طوفان کے آثار نظر آنے لگے۔ آسمان سیاہ ہو گیا ہوا بند ہو گئی۔ دوپہر تک کے شدید حبس کے بعد تیز ہوائیں چلنے لگیں۔ لوگوں نے اپنے گھروں کی راہ لی اور شام تک سارے شہر پر ویرانی چھا گئی۔ طوفان کی اس تمہید کا سلسلہ ساڑھے نو بجے رات تک جاری رہا ـــ ہوا تند سے تند تر ہوتی جا رہی تھی۔ عجیب و غریب اور مہیب آوازوں سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے ایک گھنٹہ گزرنے پر ہوا کی سرکشی اور بڑھ گئی۔ پورا شہر پہلے ہی گھپ اندھیرے کی چادر میں لپٹا ہوا تھا کہ برقی سپلائی کا نظام بھی درہم برہم ہو گیا۔ لوگ بڑی بے بسی کے عالم میں تھے اور ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ مکانوں کی چھتیں فضا میں کاغذ کے پرزوں کی طرح اُڑ رہی تھیں۔ درخت جڑیں چھوڑ چھوڑ زمین بوس ہو رہے تھے اور دھماکوں سے دل دہلے جا رہے تھے۔ یہ طوفان تقریباً چھ گھنٹے تک ایک رفتار سے چلتا رہا۔ فضا میں ہوائیں اپنی بے رحمی کا مظاہرہ کر رہی تھیں اور زمین سمندر کی پہاڑ جیسی موجوں کی زد میں تھی بندرگاہ سے لے کر آگرہ آباد کالونی تک پانی ہی پانی تھا۔ ہوائی مستقر پانچ پانچ فٹ پانی میں ڈوبا ہوا تھا اس کے کنٹرول ٹاور کا کہیں پتہ نہیں چلتا تھا ـــ اور صبح کے چار بجے تک سارا علاقہ موت کی وادی بن چکا تھا۔ آفتاب طلوع ہوا تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دشمن ساری رات چاٹگام شہر پر بموں کی بارش کرتا رہا ہے۔ کچے مکانات پیوند زمین ہو چکے تھے۔ ٹین کی چھتیں غائب تھیں۔ قدم قدم پر درخت اور بجلی کے کھمبے اوندھے پڑے تھے۔ ہوائی اڈہ ناقابل استعمال ہو چکا تھا۔ ریلوے لائن جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی تھی بندرگاہ کی کوئی چیز اپنی جگہ پر باقی نہیں رہ گئی تھی۔ تین جہازوں ـــ "کیسے لونگ" "اکس کلوزر" اور "راسٹے لوگ" کو سمندری لہروں نے ساحل سے بہت دور خشکی پر پھینک دیا تھا۔ واضح رہے کہ ۱۹۶۰ء کے طوفان میں ایک جہاز ساحل سے تین میل دور خشکی پر جا پڑا تھا۔ مواصلات کا سارا سلسلہ منقطع ہو جانے کے باعث چاٹگام باقی دنیا سے کٹ گیا تھا۔ محکمہ موسمیات کا کہنا ہے کہ طوفان کی رفتار ایک سو میل سے زیادہ تھی سو میل کی رفتار تک تو محکمہ کے آلات طوفان ریکارڈ کرتے رہے اور جب رفتار اس سے آگے بڑھ گئی تو اس کا نظام بھی معطل ہو گیا۔ غیر سرکاری اندازہ یہ ہے کہ طوفان ایک سو میل کے دائرہ میں ڈیڑھ سو میل کی رفتار سے تباہی مچاتا رہا۔ چاٹگام شہر میں سمندری لہریں تقریباً ۱۰ فٹ کی اونچائی تک بلند ہو رہی تھیں۔ کاکس بازار کے لوگوں کا کہنا ہے کہ شہر ۲۰ فٹ اونچی موجوں کی زد میں رہا۔ کاکس بازار سیاحت اور کاروبار کا مرکز ہے اور چاٹگام سے ۹۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں جو تباہی آئی وہ چاٹگام سے کم نہیں ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہاں سات ہزار کے لگ بھگ جانیں ضائع ہوئیں۔ ہزاروں کشتیاں ڈوب گئیں اور پورے سب ڈویژن میں چھ لاکھ انسان طوفان کی تباہیوں سے متاثر ہوئے ـــ چاٹگام سے چند میل کے فاصلہ پر چکتائی کھال ہے۔ یہ ساحل انسانوں اور جانوروں کی لاشوں سے بھرا پڑا ہے اور بدبو اس قدر زیادہ ہے کہ گزرنا محال ہے۔ لاشوں کو جالوں کے ذریعہ نکالا جا رہا ہے جو لاشیں ساحل پر پڑی ہیں انہیں بھی ٹھکانے لگانے کا کام جاری ہے۔

جہازوں کی تباہی کی مکمل تفصیلات ابھی تک مہیا نہیں ہوئیں البتہ پاکستان سٹیمر کمپنی کے سات جہاز اور کئی لانچیں لاپتہ ہیں۔

یہ حالات کس قدر ہولناک، کتنے لرزہ خیز اور قیامت کا نظارہ پیدا کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم میں قوم عاد و ثمود اور قوم لوط پر ایسے ہولناک طوفان بصورت عذاب اترنے کا ذکر ہے۔ جن کو ان قوموں کی بدکرداری، شر انگیزی اور خدا کے بندوں کی مخالفت کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے، غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ ہولناک آفات جو مشرقی پاکستان پر ہر سال زیادہ سے زیادہ شدت کے ساتھ وارد ہو رہی ہے۔ ہماری بدکرداریوں کا تو نتیجہ نہیں؟ معاصر تنظیم اہل حدیث نے اس سلسلہ میں ایک حدیث نقل کی ہے جس میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ :-

(۱) جب غنیمت کا مال خوشحال طبقہ میں چکر کھائے گا اور غریبوں کو حصہ نہ ملے گا۔
(۲)۔ امانت کو غنیمت کا مال سمجھا جائے گا۔
(۳)۔ دین کی بجائے صرف دنیا کا علم سیکھا جائیگا
(۴)۔ زکوٰۃ کو لوگ تاوان سمجھیں گے
(۵)۔ مرد اپنی بیویوں کے غلام بن جائیں گے
(۶) بیٹا اپنے دوستوں کی خوب آؤ بھگت کریگا لیکن باپ دادا کی پروا بھی نہیں ہو گی۔
(۷)۔ مسجدوں میں شور و غوغا ہو گا۔ ہنگامہ آرائیاں ہونگی ذرا ذرا سی بات پر تو تو میں میں ہو گی اور مسجد کا ادب و احترام دلوں سے اُٹھ جائے گا۔
(۸)۔ برادری اور قبیلہ کے سردار فاسق و فاجر بدکار اور بے شرع ہوں گے۔
(۹)۔ قوم کے لیڈر اور پیشوا ذلیل لوگ ہوں گے
(۱۰)۔ انسان کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے گی۔
(۱۱) فاحشہ گانے والی عورتوں اور باجوں گاجوں کی بھرمار ہو گی۔
(۱۲) شرابیں بر ملا پی جائیں گی
(۱۳) پچھلے اپنے پہلوں اور بزرگوں پر لعن طعن کریں گے۔

جب ایسے نظارے تمہارے سامنے آجائیں تو پھر سخت آندھیوں، زلزلوں، زمین دھنسنے کے حالات صورت بدلنے کے واقعات اور آسمان سے پتھر برسنے کے عذاب کا انتظار کرو، ہر طرف سے تباہیاں اور بربادیاں تمہیں اس طرح گھیر لیں گی کہ ان کا سلسلہ ختم ہونے ہی میں نہیں آئے گا۔

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عبرت انگیز کانوں سے سننے کے قابل ہیں، جو علامات اس حدیث میں بیان کی گئی ہیں، ان میں سے کونسی علامت ہے جو ہم میں پائی نہیں جاتی؟ کیا ان علامات کے ہوتے ہوئے ہم یہ امید کر سکتے ہیں کہ عذاب الٰہی سے ہم محفوظ رہیں گے؟ مشرقی پاکستان کے حالات اس قابل ہیں کہ ان سے عبرت حاصل کی جائے اور خدا تعالےٰ کی جناب میں سچے دل سے توبہ کی جائے اور نیک چلنی اور نیک کرداری کی راہ اختیار کی جائے۔

اس زمانہ کے امام نے بھی ایک ہولناک زلزلہ کی خبر دیتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

"ممکن ہے یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلاوے جس کی نظیر کبھی زمانہ نے

نہ دیکھی ہوا ور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے گی اور لوگ کھلے طور پر اپنی اصلاح بھی نہ کریں تو اس صورت میں کاذب ٹھیرونگا مگر میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ شدید آفت جس کو خدا تعالےٰ نے لفظ زلزلہ سے تعبیر کیا ہے صرف اختلاف مذہب پر کوئی اثر نہیں رکھتی، اور نہ ہندو یا عیسائی ہونے کی وجہ سے کسی پر عذاب آسکتا ہے اور نہ اس وجہ سے آسکتا ہے کہ کوئی میری بیعت میں داخل نہیں، یہ سب لوگ اس تشویش سے محفوظ ہیں ہاں جو شخص خواہ کسی مذہب کا پابند ہو جرائم پیشہ ہونا اپنی عادت رکھے اور فسق و فجور میں غرق ہو اور زانی خونی چور ظالم اور ناحق کے طور پر بداندیش بدزبان اور بد چلن ہو، اسکو اس سے ڈرنا چاہیئے اور اگر توبہ کرے تو اس کو بھی کچھ غم نہیں اور مخلوق کے نیک کردار اور نیک چلن ہونے سے یہ عذاب ٹل سکتا ہے قطعی نہیں ہے "

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

ضرورت ہے کہ ان الفاظ کو غور اور عبرت کی آنکھوں سے مطالعہ کیا جائے اور اپنی زندگیوں کا رخ نیکی اور حسن کردار کی طرف موڑ کر خدا تعالےٰ کی رضا مندی حاصل کی جائے، کہ یہی چیز عذاب الٰہی سے بچانے کا موجب ہو سکتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی مشرقی پاکستان کے مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے ہر صاحب ثروت کو امداد کا ہاتھ بڑھانا چاہیئے اور حکومت کی طرف سے امداد کے لئے جو فنڈ قائم کیا گیا ہے اس میں دل کھول کر حصہ لینا چاہیئے، صدر پاکستان نے اس بارہ میں پُر زور اپیل کی ہے اور غیر ممالک کی طرف سے امدادی فنڈ کھولے گئے ہیں، ضرورت ہے کہ ہر صاحب استطاعت پاکستانی اس میں دل کھول کر حصہ لے کہ مصیبت زدگان کی دستگیری سب سے بڑی نیکی ہے جو بہت سے مصائب اور بلاؤں سے بچا سکتی ہے۔

## جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا اعلان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قادیانی اور غیر احمدی احباب کی خاطر جناب میاں محمود احمد صاحب کا ایک بیان شائع کیا ہے جو ۱۹۵۲ء میں جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب اور خواجہ نذیر احمد صاحب کے استفسارات کے جواب میں انہوں نے دیا تھا۔ اس بیان میں انہوں نے اپنے سابقہ عقائد بخلاف حضرت مسیح موعود کو نبی، اور آپ کے نہ ماننے والوں کو کافر کہنا ترک کر دیا تھا۔ ملنے کا پتہ۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

# ضروری اعلانات

## ہندوستان کی جماعتوں کے لئے

شیخ محمد انعام الحق صاحب مرحوم انچارج ہندوستان کی وفات کے بعد ہندوستان کی جماعتوں سے ہمیں پیہم خطوط مل رہے تھے کہ آئندہ چندہ وغیرہ کس کو اور کہاں بھیجا جائے۔ یہ معاملہ انجمن کے زیر غور تھا۔ جس پر یہ فیصلہ ہوا ہے کہ سر دست بیگم صاحبہ شیخ محمد انعام الحق مرحوم مغفور کو انجمن کی طرف سے بھارت میں چندہ و دیگر ہر قسم کی رقوم برائے انجمن وصول کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔ لہذا جملہ احباب بھارت اپنا اپنا ماہوار چندہ۔ اخبارات کا چندہ وغیرہ بیگم صاحبہ شیخ صاحب مرحوم کے نام پر بھیجتے رہیں۔

پتہ:۔ بیگم صاحبہ شیخ محمد انعام الحق صاحب مرحوم مکان نمبر ۱۰/A اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ حیدر آباد دکن بھارت

سیکرٹری۔ احمد یار

## اجلاس مجلس منتظمہ کا التواء

مجلس منتظمہ اور ووکنگ مسلم مشن کی انتظامیہ کمیٹی کا اکٹھا اجلاس ۱۴، ۱۵ جون کو مری میں ہونا قرار پایا تھا۔ بوجوہ چند یہ اجلاس سر دست ملتوی کر دیا گیا ہے۔ آئندہ اس اجلاس کے لئے جو تاریخ مقرر ہوگی اس کی اطلاع قبل از وقت دیدی جائے گی۔

سیکرٹری — احمد یار

## چندہ برائے احمدیہ ہال

### از لائلپور

| | روپے |
|---|---|
| شیخ میاں مولا بخش صاحب مل اونر۔ | 2000,0 |
| میاں شریف احمد صاحب " "۔ | 1000,0 |
| میاں محمد احمد و ریاض احمد صاحبان ۔۔۔ | 1000,0 |
| شیخ میاں مسعود احمد صاحب ۔۔۔ | 50,00 |
| میاں محمد شریف صاحب ۔۔ | 10,00 |
| منشی محمد امین صاحب ۔ | 5,00 |
| محمد معین صاحب معرفت میاں مولا بخش صاحب۔ | 5,00 |

نوٹ:۔ ان رقوم کے علاوہ شیخ میاں مولا بخش صاحب نے دو ہزار روپیہ نیو مسلم کالج کے لئے اور ایک ہزار روپیہ مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کی زیر تصنیف کتاب کے لئے مرحمت فرمایا ہے۔

کراچی سے رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری شاہ دین صاحب نے ایک سو روپیہ مرحمت فرمایا ہے۔ اور شیخ رحمت اللہ صاحب مقیم ملتان نے پچاس روپے عطا فرمائے ہیں، فجزاہم اللہ احسن الجزاء

# درخواستہائے دعا

(۱)۔ چوہدری عمر دین صاحب آڈیٹر انجمن کی اہلیہ محترمہ دو فٹ اونچی دیوار سے پاؤں پھسلنے پر گر گئی ہیں ریڑھ کی ہڈی پر چوٹ آئی ہے۔ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس محترم خاتون کے لئے دعا فرماویں کہ خداوند تعالےٰ ان کو جلد از جلد صحت عطا فرمائے۔ آمین۔ نماز جمعہ میں احباب مل کر ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

(۲)۔ چوہدری محمد علی صاحب ساکنہ ڈسکہ اور ان کا لڑکا اور دو رشتہ دار قتل کے کیس میں ماخوذ ہیں، چوہدری صاحب مذکور نے پچھلے سال بیعت کی تھی نہایت مخلص احمدی ہیں۔ احباب کرام سے التماس ہے کہ اُن کی رہائی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

راولپنڈی سے سلیم اللہ عاجز صاحب لکھتے ہیں:۔

(۳)۔ قاضی فضل حق صاحب یکے از احباب جماعت ربوہ ساکنہ کمیٹی محلہ پر چند ماہ ہوئے فالج کا خطرناک حملہ ہوا مگر جان بچ گئی۔ اب فالج کا ٹانگ پر اثر ہے۔ وہ جماعت لاہور سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں اور جماعت لاہور کے بزرگوں سے دعا کی التجا کرتے ہیں۔

(۴) جمیلہ بیگم صاحبہ دختر مرحوم ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب عرصہ سے صاحب فراش ہیں ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

(۵) ماسٹر مولوی عبد المجید بھٹی صاحب جہلمی معرفت مصطفائی دواخانہ نیلی محلہ شدید مالی مشکلات میں مبتلا ہیں اور بال بچے جہلم شہر میں مالی تنگی میں ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ درد دل سے نمازوں میں اور بالخصوص نماز جمعہ میں دعا فرماویں۔

(۶) ملک عبد الغنی صاحب کارکن انجمن لمبے عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں اور ابھی تک صاحب فراش ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ آن کے لئے نمازوں اور خصوصاً نماز جمعہ میں اجتماعی طور پر درد دل سے دعا فرمائیں اللہ صحت کامل عطا فرمائے۔

(۷) غلام حسن بھٹی صاحب گلبرگ لاہور کی والدہ محترمہ عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ ہسپتال سے نا اُمید ہو کر گھر آگئی ہیں۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی نیم شبی دعاوں کی ضرورت ہے۔

—— جماعت کے کچھ احباب مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں بزرگان جماعت اور احباب سے درخواست کہ ان کے لئے درد دل سے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ مشکلات دور فرمائے۔

# اسلام احکام الٰہی کی تعظیم اور ہمدردی بنی نوع انسان کی تعلیم دیتا ہے

## عاشورہ کے دن جن شرمناک اخلاق کا مظاہرہ کیا گیا ہے وہ مسلمانان پاکستان کے لئے باعث ننگ ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۷ جون ۱۹۶۳ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علیٰ ھؤلاء شھیدا ؁ ——— النساء ———

### حضور اکرمؐ کا احساس ذمہ داری

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ابن مسعود رضؓ سے فرمایا یا ابن مسعود اقرأ علیّ القرآن۔ آپ مجھے قرآن پڑھ کر سنائیں۔ یہ بات سن کر وہ متعجب ہوئے اور عرض کیا علیک أقرأ و الیک انزل۔ حضورؐ کو سناؤں حالانکہ حضورؐ پر نازل ہوا ہے۔ فرمایا نعم ان۔ انی احب ان اسمعہ من غیری۔ مجھے پسند ہے کہ میں قرآن کریم کسی دوسرے سے سنوں۔ ابن مسعود رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے سورۃ نساء پڑھنی شروع کی۔ حتّیٰ انتھیت الیٰ ھذہ الآیۃ۔ حتّیٰ کہ میں اس آیت کریمہ پر پہنچا ——— فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علیٰ ھؤلاء شھیدا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسبک الآن حسبک الآن۔ بس کرو بس کرو فالتفت الیہ۔ میں آپ حضورؐ کی طرف متوجہ ہوا۔ فاذا عیناہ تذرفان کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ کی آنکھیں اشکبار ہیں۔ چہرہ مبارک پر آنسو رواں ہیں یہ کیفیت کیوں پیدا ہوئی۔ یہ حالت اس ذمہ داری کے احساس نے پیدا کی جو آیت مذکور میں آپؐ پر عائد کی گئی ہے اس میں فرمایا ہے کہ اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک ایک سردار کو اس میدان میں بطور گواہ بلائیں گے۔ اور آپؐ کو ان لوگوں پر بطور گواہ لائیں گے اور آپؐ سے پوچھا جائے گا کہ آپؐ نے کیسی قوم بنائی۔ اس ذمہ داری نے جو اس آیت کریمہ میں بیان ہوئی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رُلا دیا۔

### مسلمان قوم کا مقام

یہ ذمہ داری جہاں حضور اکرمؐ پر عائد ہوتی ہے وہاں حضورؐ کی قوم اور اُمت بھی پر بھی عائد ہوتی ہے مسلمان قوم کے لئے فرمایا وکذٰلک جعلنٰکم اُمۃ وسطًا لتکونوا شھدآء علی الناس وتکون الرسول علیکم شھیدا۔ ہم نے تم کو اعلیٰ درجہ کی قوم بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کے رہنما ہو اور ان کو راہ ہدایت دکھاؤ ویکون الرسول علیکم شھیدا اور اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارا رہنما بنایا ہے تاکہ آپؐ دنیا جہان کے لئے نمونہ بنیں۔ اور لوگوں کی رہبری کا کام کریں۔ چنانچہ آپؐ نے رہبری اور رہنمائی کا عظیم الشان کام اور بے نظیر نمونہ چھوڑا ہے۔ اور آپؐ کو بھی قوم کے متعلق یقین تھا کہ یہ دنیا کی رہنمائی اور رہبری کرے گی۔ فرمایا اگر میرے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے سراجًا منیرًا فرمایا ہے تو صحابی کالنجوم میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ میرے دوست ستاروں کا کام دیں گے۔ اور ستاروں کی طرح دنیا جہان کی رہبری اور نمایندگی کریں گے۔ بایھم اقتدیتم اھتدیتم ان میں سے جس کے پیچھے تم چلوگے ہدایت پاؤگے

### امت اسلامیہ میں اولیاء اللہؒ کا سلسلہ

ایسا ہی فرمایا والذی نفسی بیدی میں اس ذات پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ان من امتی رجالًا میری امت میں ایسے مرد ہوں گے الایمان اثبت فی قلوبھم من الجبال الرواسی اُن کے ایمان ایسے ہوں گے کہ پہاڑ بھی ایسے مضبوط نہیں ہوتے۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اس امت کے اندر اولیاء۔ محدثین اور مجددینؒ پیدا ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ یہ ایک ہی امت ہے جس کی تاریخ میں تذکرۃ الاولیاء پایا جاتا ہے۔

### مسلمانوں کا فریضہ

اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ یہ بھی ایک فریضہ ہے مسلمان قوم کے لئے کہ وہ لوگوں کی بھلائی کریں جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں جعلنٰکم اُمۃ وسطًا تمہیں اعلیٰ درجہ کی قوم بنایا ہے۔ تمہیں عادل بنایا ہے۔ عدل و انصاف تمہارا کام ہے۔ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرنا تمہارا کام ہے، تمہارے ذریعہ امن قائم ہونا چاہیئے۔

### مومن کی دو شانیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المؤمن من امنہ الناس۔ مومن کی ایک شان تو یہ ہے کہ وہ خدا اور رسولؐ کو مانتا ہو، ان کے احکام و ارشادات کو بہ دل و جان تسلیم کرتا اور ان پر عمل پیرا ہو، دوسری شان یہ ہے کہ وہ مخلوق خدا کے لئے مفید ہو۔ وہ اس سے امن میں رہیں وہ کسی کو دکھ نہ دیتا ہو۔ مومن وہ ہے جس کے وجود سے لوگ امن میں رہیں وہ لوگوں کے لئے امن و آرام اور صلح و آشتی کا موجب ہو اور مخلوق کے لئے خیر و برکت کا باعث ہو۔

### مسلمان کی تعریف

قرآن کریم میں ایک مسلمان کی تعریف یوں کی گئی ہے ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسن۔ اس شخص سے بہتر کون ہے جس نے اپنی تمام توجہ، تمام صلاحیتیں تمام استعدادیں اور تمام طاقتیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے سپرد کر رکھی ہوں، وہ پورا پورا خدا تعالیٰ کا بھی فرمانبردار ہو اور مخلوق خدا پر احسان کرنے والا بھی ہو۔ لوگوں کے ساتھ حسن احسان کا سلوک روا رکھتا ہو۔ حدیث شریف میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بھائیوں کو دکھ اور تکلیف نہ پہنچے۔ چنانچہ مسلمان کی دو شانیں ہیں۔

(۱) خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کا تعلق تسلیم و رضا اور فرمانبرداری کا ہو۔

(۲) اور مخلوق خدا کو اس کے ہاتھ یا زبان سے تکلیف نہ پہنچتی ہو۔ اور ہمدردی و خیر خواہی ہو۔

## اسلام کیا ہے؟

کسی نے حضور نبی کریم صلعم سے دریافت کیا ما الاسلام۔ اسلام کس کو کہتے ہیں۔ حضورؐ نے جواب دیا التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ۔ اسلام یہ ہے کہ ایک تو خدا کے احکام و ارشاد کی تعظیم دل و جان سے ہو دوسرے یہ کہ اس کی مخلوق کی خدمت کی جائے۔

## قوم بنانے کا مقصد۔

یہ صفات جو خدا تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے متعلق بیان فرمائی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوم بنانے کا کیا مقصد ہے۔ ایک قوم مسلمان کہلاتی ہو، لا الٰہ الا اللہ پر ایمان ہو، محمد رسول اللہ کی رسالت پر یقین ہو، نماز روزہ کی پابند ہو، لیکن دوسری قوم کے ساتھ اچھا تعلق نہ رکھتی ہو، تو اس کے مسلمان کہلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ مقصد تو یہ ہے کہ مسلمان اور مومن کا خدا اور رسولؐ پر ایمان و یقین رکھنے کے ساتھ ساتھ خدا کی مخلوق کے ساتھ بھی اعلیٰ درجہ کا سلوک ہو، اس سے ہمدردی کا برتاؤ کرے اور اس کی خیر خواہی چاہے

## غیر قوموں کے ساتھ سلوک

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں کہ انہوں نے نہ صرف اپنی قوم کے ساتھ اچھا سلوک اور نیکی کا برتاؤ کیا بلکہ غیر قوموں کے ساتھ بھی حسن و احسان اور مروت و خیر خواہی کا جذبہ انکے دلوں میں موجزن تھا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے جانشین کے متعلق وصیت کی اوصیہ بذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ ان یوفی لھم بعھدھم۔ غیر مسلم قومیں جو بطور رعایا اور ذمی مسلمان حکومت میں رہتی ہوں۔ خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا عہد ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ جو عہد ہے اسکو پورا کیا جائے۔ اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ غیر قوموں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ لیکن یہاں یہ تلقین ہے کہ ان سے خدا تعالیٰ اور رسولؐ کا عہد ہے اس عہد کے پیش نظر ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنا مسلمان حاکموں پر واجب ہے یعنے جان و مال کے علاوہ ان کی عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے گی۔ ان کے گرجے، مندر وغیرہ کی حفاظت کی جائے گی۔ یہ عہد ہے غیر قوموں کے ساتھ جو مسلمان سلطنت میں رہائش پذیر ہوں، اور فرمایا ان یقاتل من وراءھم۔ ضرورت پڑے تو ان ذمیوں کی حمایت و حفاظت کے لئے تلوار سے کام لیا جائے۔ ان کے دشمنوں سے انکی جان بچائی جائے۔ لا یکلفھم فوق طاقتھم ان کی طاقت سے بڑھ کر ان پر کسی قسم کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔ ان سے کسی قسم کی بیگار نہ لی جائے طرح طرح کے ٹیکس نہ لگائے جائیں یعنی غیروں کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا جائے کہ وہ یہ خیال کریں کہ ان کی سلطنت آسمانی بادشاہت ہے جو زمین پر قائم ہے۔

## حمص سے مسلمانوں کی دستبرداری

شام کے علاقہ حمص پر مسلمانوں کی حکومت تھی۔ ابو عبیدہ بن جراح وہاں کے والی تھے۔ یہ علاقہ عرب سے دور تھا۔ انہوں نے کہا کہ فوج رکھنا یہاں مشکل ہے۔ روپیہ پیسہ زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ اس علاقہ کو واگذار کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ذمیوں کو جو یہودی تھے کہا کہ ہم اس علاقہ سے دستبردار ہوتے ہیں اب تمہاری حفاظت کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی، وہ ٹیکس اور جزیہ جو تم سے اب تک وصول کیا جاتا رہا ہے وہ تمہارے حوالہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسلامی خزانہ کافروں کے سپرد کر دیا۔

## رعایا پر مسلمان حکمرانوں کا اثر

یہودیوں نے کہا کہ آج ہمارے لئے مصیبت کا دن ہے ہم عیسائی بادشاہوں سے تنگ آگئے تھے۔ ان کا ہر عتاب ہمارے لئے تھا لیکن اب ہم یقین کرتے ہیں کہ ہم عزت و آبرو کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہماری جان و مال محفوظ ہے۔ اگر آپ ہم سے جدا ہو گئے تو ہمارے لئے وہی تکلیفیں پھر عود کر آئیں گی۔ یہ اثر صحابہ کرامؓ نے غیر مسلموں پر چھوڑا ہے۔ یہی مقصد ہے مسلمانوں کا کہ خدا اور خدا کی مخلوق کے لئے انسان صادق اور خیر خواہ ہو، اس کا وجود بابرکت ہو اپنوں کے لئے بھی اور غیروں کے لئے بھی۔ مسلمان کو بدکاری نہیں کرتا۔ چوری نہیں کرتا۔ قتل مقاتلہ نہیں کرتا زنا نہیں کرتا۔ بد دیانتی نہیں کرتا، حق تلفی نہیں کرتا یہ تمام چیزیں قوم کو سکھائی ہیں۔

## شرمناک اخلاق کا مظاہرہ

اس سال عاشورہ کے دن ہم شرمندہ ہوئے کہ مسلمانوں نے باہم قتل مقاتلہ کیا، اس سے اسلام پر اسلام کے خدا تعالیٰ پر اور اسلام کے پیغمبرؐ پر حرف آتا ہے۔ اس دن ہم نے شرمناک اخلاق کا مظاہرہ کیا اور عملاً دکھا دیا کہ اسلام کوئی اچھا دین نہیں ہے دعویٰ تو ہمارا یہ ہے کہ اسلام اعلیٰ درجہ کا دین ہے ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعٰلمین ہے ہماری کتاب ذکر للعالمین ہے۔ یہ دین اعلیٰ درجہ کا نظریۂ حیات عطا کرتا ہے۔ جس میں امن ہے صلح ہے آشتی ہے سکون ہے خیر خواہی ہے ہمدردی ہے انصاف ہے محبت ہے۔ اس کے باوجود زندگی کا جو نمونہ ہم نے دکھایا ہے وہ بڑا شرمناک ہے بڑا افسوس ہے اس قوم پر جو مذہب کے رنگ میں تعصب کا سبق دیتی ہے مسلمان قوم سے توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ اس قسم کے مظاہرہ کی مثال پیش کرے ہمیں بہت صدمہ ہوا اور شرمندگی لاحق ہوئی کہ ہم نے دین کا نام لیکر لوگوں کو درندہ بنا دیا۔

## دیگر مذاہب میں تعصب و تنگ نظری

اکثر مذہب میں تعصب سکھایا جاتا ہے قرآن کریم میں ان کا ذکر ہے لکھا ہے اہل مذاہب کہتے ہیں نحن ابناء اللہ و احباءہ۔ ہم خدا کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے ہیں قرآن کریم فرماتا ہے فلا تزکوا انفسکم اپنے آپ کو بڑا اور پاک مت خیال کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہودیوں اور مسلمانوں میں لڑائی ہو گئی۔ یہودی کہتے تھے کہ ہماری کتاب اور پیغمبر تمہاری کتاب اور پیغمبر سے پہلے آئے اس لئے وہ اعلیٰ ہے مسلمان بھی کہتے تھے کہ ہماری کتاب اور ہمارا رسولؐ اعلیٰ ہے۔

## حضرت اکرمؐ کی تلقین

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تفضلونی علی الانبیاء تم مجھے انبیاء کرام پر فضیلت نہ دو۔ اگرچہ آپؐ تمام انبیاء سے بڑھکر ہیں۔ تمام فرشتوں سے بڑھکر ہیں لیکن فرمایا ایسا نہ کہو کہ یہ لڑائی کا راستہ ہے فضیلت کا بیان کرنا موجب فساد ہے۔ ہم نے اس کے برعکس عاشورہ کے دن کیا کر کے دکھایا ہے مسلمان قوم ہو کر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہوئے حضرت نبی اکرمؐ کو رحمۃ العالمین یقین کرتے ہوئے قرآن کریم کو ذکر للعالمین مانتے ہوئے خدا کو رب العالمین یقین کرتے ہوئے ہم آپس میں لڑتے ہیں یہ بڑی رسوائی و ندامت کا موجب ہے۔

## محاسبہ عمل

قرآن کریم کی تعلیم کو مدنظر رکھکر کوشش کریں کہ آپ کا وجود اپنوں اور غیروں کیلئے موجب برکت ہو۔ آپ اس قسم کا وطیرہ اختیار نہ کریں جو فساد کا باعث ہو اور لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث ہو۔ آپ اپنا محاسبہ کریں کہ ہمارا لین دین۔ ہمارا دکھ درد اور ہمارا اٹھنا بیٹھنا لوگوں کی نگاہوں میں اچھا ہے یا برا۔ یہ چیزیں آپ ملحوظ رکھیں کیونکہ ان کو مدنظر رکھنے سے اپنے اخلاق کو سنوارا جا سکتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں اخلاق فاضلہ کی تکمیل کے لئے مبعوث

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

مولانا شیخ عبدالرحمان مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

## برق صاحب کے مزعومہ ... کی حقیقت

### پیشکردہ مثالوں کا خلاصہ

گزشتہ دو قسطوں میں بتلایا جا چکا ہے کہ باوجود اس بات کا دعوٰے کرنے کے کہ کتاب مذکرہ بالا میں تحریف سے کام نہیں لیا گیا حضرت مرزا صاحب کی طرف کوئی غلط بات منسوب نہیں کی گئی ان کے منشاء کو بگاڑا نہیں گیا ان کے کلام میں قطع و برید کو راہ پانے کی اجازت نہیں دی گئی — مندرجہ ذیل سات مثالوں سے اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ جناب برق صاحب محترم نے مندرجہ بالا تمام امور کا ارتکاب کیا ہے :—

اوّل :- جناب برق صاحب نے سیدنا حضرت مرزا صاحب کی طرف غلط طور پر ایک قرآنی آیت کی وہ تفسیر منسوب کی ہے جو ان کی کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی۔

دوم - خاتم النبیین کے ایسے معنی حضور کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جس سے ان کا دامن پاک ہے۔

سوم - ان کے ایک الہام میں دودھ کا لفظ ہے جسے دُود یعنی دھواں میں تبدیل کر کے اس پر ہنسی اڑائی گئی ہے۔

چہارم - حضورؑ کی ایک عبارت میں لفظ کلام کو کام بنا کر حضور کے علم پر ناجائز حملہ کیا گیا ہے۔

پنجم - اپنی طرف سے ایک الہام ربنا حاجی گھڑ کر پھر اس کے معنے ہمارا ربّ حاجی ہے کر کے الہام اور اس کے معنی دونوں کے متعلق یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ الہام حضور کو ہوا تھا اور اس کے معنی بھی حضور نے ہی کئے ہیں حالانکہ نہ ایسا کوئی الہام حضور کے الہاموں میں موجود ہے اور نہ حضور نے اپنی کسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ ہمارا ربّ حاجی ہے۔

ششم - جناب برق صاحب نے اپنی کتاب میں ... حضور نے اپنی ... یہ لکھا ہے کہ ایک فرشتہ نے حضور کو اپنا نام ٹیچی ٹیچی بتلایا حالانکہ حضور نے کہیں بھی ایسا نہیں لکھا۔

ہفتم - حضور نے آریوں کے اس عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے کہ ایشور اپنے رشیوں پر انسانوں کی زبان میں الہام نہیں کرتا بلکہ اپنی بولی میں ان پر ہدایت نازل کرنے کا کیا فائدہ جس کو کوئی سمجھ ہی نہ سکے نہ خود ملہم اسے جانتا ہو، اور نہ ہی کوئی اور شخص جانتا ہو ایسی ہدایت جب انسانی سمجھ سے ہی باہر ہوگی تو اس پر عمل کس طرح ہو سکے گا الٰہی ہدایت تو اس لئے بھیجی جاتی ہے کہ لوگ اس پر عمل کر کے دین و دنیا کو سنواریں جب انسانوں میں سے کوئی اس کے مطلب اور مفہوم پر آگاہی حاصل نہ کر سکے گا تو اس ہدایت کا مقصد کس طرح پورا ہوگا۔

اس قسم کے الہام کے متعلق جو مشتمل بر شریعت ہو اور جس پر انسانوں کی عملی زندگی کو ڈھالنے کا دار و مدار ہو حضور نے فرمایا :-

"یہ بالکل لغو اور بیہودہ امر ہے کہ
انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور
الہام کسی اور زبان میں ہو"

سیدنا حضرت مرزا صاحب کی یہ تنقید جو حضور نے آریوں کے اس عقیدہ پر کی ہے کہ ایشور انسانوں کی زبان میں نہیں بلکہ اپنی زبان میں کلام کرتا ہے جس سے دنیا کی کوئی قوم آشنا نہیں ہوتی حضور کی کتاب چشمہ معرفت کے قریباً تین صفحوں پر پھیلی ہوئی ہے اس میں سے صرف ایک فقرہ اور اسے بھی اس کے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے نقل کر دینا مصنف کے اصل مقصد کو بگاڑنے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے مندرجہ بالا فقرہ کو نقل کرنے سے جناب برق صاحب اپنے قارئین پر یہ اثر ڈالنا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی زبان تو پنجابی

پنجابی ہے مگر الہامات نازل کرنا ... سے ملک ... دوسری زبانوں میں

کیئی لیکن آپ کو الہامات اُردو - عربی - فارسی - انگریزی اور عبرانی میں ، جو ہوتے ہیں وہ ان کے اپنے بیان کردہ اصل کے منافی ہیں حالانکہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے الہامات کو اول تو شریعت سے کوئی تعلق ہی نہیں ان کے الہامات تو اسلامی شریعت کی صداقت اور اس کے زندہ ہونے کو ثابت کرنے کے لئے ہیں دوسرے جن زبانوں میں حضور کو الہامات ہوئے ہیں ان میں سے اُردو - پنجابی - فارسی - عربی کو تو آپ خود الہام ... جانتے تھے اس لئے ان کے مفہوم پر اطلاع پا لینا کوئی مشکل امر نہ تھا کہاں وہ زبان جس کو دنیا میں کوئی بھی نہ سمجھ سکے اور کہاں وہ زبان جس کو ہزاروں سمجھ سکتے ہوں ان دونوں باتوں میں جس قدر فرق ہے اس کو جناب برق صاحب جیسا ذکی انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ ان زبانوں میں الہام ہونے کے فلسفہ پر جنہیں ملہم نہیں جانتا روشنی بعد میں ڈالی جائے گی سردست تو صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ باوجود ادعا کے کہ مصنف کے منشاء کو بگاڑا نہیں گیا اسے بگاڑنے کی کوشش موجود ہے۔ مصنف کا منشاء نقل کردہ جملہ سے اور ہے اور پیش اسے کسی اور مفہوم میں کیا جا رہا ہے اب اس قسط میں قطع و برید اور مصنف کے اصل مقصد کو بگاڑنے کی مزید مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

### قطع و برید کی مزید مثالیں

پہلی مثال :—

"عجیب الہامات" کے عنوان کے تحت جناب برق صاحب محترم اپنی کتاب کے ص ۲۳۵ پر سیدنا حضرت مرزا صاحب کا مندرجہ ذیل الہام نقل کرتے ہیں :—

"دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں"

پھر اسی صفحہ پر مہمل الہامات کے عنوان کے ماتحت ایک الہام "فی شائل مقیاس" درج کرتے ہیں۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جناب برق صاحب نے ان دونوں الہاموں کا شانِ نزول حذف کر کے ان کو مضحکہ خیز الہام ثابت کرنے اور اپنے قارئین کو اس کے متعلق غلط تاثر دینے کی غیر مولانا نہ کوشش کی ہے جس کی توقع ایسے شخص سے نہیں کی جا سکتی جو اپنی کتاب میں بار بار دعوٰے کرتا ہو کہ اس نے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں پر غیر جانبدارانہ اور منصفانہ نگاہ ڈالی ہے اور ان کے مقصد کو بگاڑنے کی قطعاً

کوشش نہیں کی اب ذیل میں ان الہامات کا شان نزول درج کیا جاتا ہے۔ جس سے ہر منصف مزاج بآسانی ان الہاموں کی عظمت کا قائل ہو جائے گا سیدنا حضرت مرزا صاحب اپنی کتاب براہین احمدیہ کے از صفحہ ۲۲۶ تا صفحہ ۲۲۷ کے بقیہ حاشیہ در حاشیہ ۳ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور نیز ان کشوف اور الہامات کے لکھنے کا یہ بھی ایک باعث ہے کہ تا اس سے مومنوں کی قوت ایمانی بڑھے اور ان کے دلوں کو تقویت اور تسلی حاصل ہو۔ اور اس حقیقت حقہ کو بہ یقین کامل سمجھ لیں کہ صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدا تعالیٰ ملتا ہے۔ اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں۔ اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں۔ اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پاکر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ اور ایک باعث ان کشوف اور الہامات کی تحریر کا اور پھر غیر مذاہب والوں کی شہادتوں سے اس کے ثابت کرنے پر یہ بھی ہے کہ تا ہمیشہ کے لئے ایک قوی حجت مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے جو سفلہ اور ناخدا ترس اور سیاہ دل آدمی ناحق کا مقابلہ اور مکابرہ مسلمانوں سے کرتے ہیں۔ ان کا مغلوب اور لاجواب ہونا ہمیشہ لوگوں پر ثابت اور آشکارا ہوتا رہے۔ اور جو ضلالت اور گمراہی کی ایک زہرناک ہوا آج کل چل رہی ہے اس کے زہر سے زمانہ حال کے طالب حق اور نیز آیندہ کی نسلیں محفوظ رہیں کیونکہ ان الہامات میں ایسی بہت سی باتیں پائی گئی۔ جن کا ظہور آیندہ زمانوں پر موقوف ہے۔ پس جب یہ زمانہ گذر جائے گا، اور ایک نئی دنیا نقاب پوشیدگی سے اپنا چہرہ دکھائے گی۔ اور ان باتوں کی صداقت کو جو اس کتاب میں درج ہے بچشم خود دیکھے گی۔ تو اُن کی تقویت ایمان کے لئے یہ پیشین گوئیاں بہت فائدہ دیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ سو اس وقت جو پیشگوئیاں خداوند کریم کی طرف سے ظاہر ہوئیں بعض اُن میں سے ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ ازاں جملہ ایک یہ ہے کہ کچھ عرصہ گذرا ہے کہ ایک دفعہ سخت ضرورت روپیہ کی پیش آئی جس ضرورت کا ہمارے اس جگہ کے آریہ ہمنشینوں کو بخوبی علم تھا۔ اور یہ بھی ان کو خوب معلوم تھا کہ بظاہر کوئی ایسی تقریب پیش نہیں ہے۔ کہ جو جائے امید ہو سکے۔ بلکہ اس معاملہ میں ان کو ذاتی طور پر واقفیت تھی جس کی وہ شہادت دے سکتے ہیں۔ پس جبکہ وہ ایسے مشکل اور فقدان اسباب حل مشکل سے کامل طور پر مطلع تھے۔ اس لئے بلا اختیار دل میں اس خواہش نے جوش مارا کہ مشکل کشائی کے لئے حضرت احدیت میں دعا کی جائے تا اس دعا کی قبولیت سے ایک تو اپنی مشکل حل ہو جائے اور دوسرے مخالفین کے لئے تائید الٰہی کا نشان پیدا ہو۔ ایسا نشان کہ اس کی سچائی پر وہ لوگ گواہ ہو جائیں۔ سو اسی دن دعا کی گئی۔ اور خدا تعالیٰ سے یہ مانگا گیا کہ وہ نشان کے طور پر مالی مدد سے اطلاع بخشے۔ تب یہ الہام ہوا "دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں" الا ان نصر اللّٰہ قریب۔ فی شائل مقیاس۔ دن ول یو گو ٹو امرتسر یعنے دس دن کے بعد روپیہ آئے گا۔ خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دم اٹھاتی ہے جب اس کا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے۔ ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے۔ اور پھر انگریزی فقرے میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم امرتسر بھی جاؤ گے۔ تو جیسا اس پیشگوئی میں فرمایا تھا۔ ایسا ہی ہندوؤں یعنے آریوں مذکورہ بالا کے روبرو وقوع میں آیا۔ یعنے حسب منشاء پیشگوئی دس دن تک ایک خرمہرہ نہ آیا۔ اور دس دن کے بعد یعنے گیارہویں روز محمد افضل خان صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سو دس روپے بھیجے اور بیس روپے ایک اور جگہ سے آئے اور پھر برابر روپیہ آنے کا سلسلہ ایسا جاری ہو گیا جس کی امید نہ تھی اور اسی روز کہ جب دس دن کے گذرنے کے بعد محمد افضل خان صاحب وغیرہ کا روپیہ آیا۔ امرتسر بھی جانا پڑا۔ کیونکہ عدالت خفیفہ امرتسر سے ایک شہادت کے ادا کرنے کے لئے اس عاجز کے نام اسی روز ایک سمن آگیا۔ سو یہ وہ عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جس کی مفصل حقیقت پر اس جگہ کے چند آریوں کو بخوبی اطلاع ہے اور وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اس پیشگوئی سے پہلے سخت ضرورت پیش آنے کی وجہ سے دعا کی گئی۔ اور پھر اس دعا کا قبول ہونا اور دس دن کے بعد ہی روپیہ آنے کی بشارت دیا جانا اور ساتھ ہی روپیہ آنے کے بعد امرتسر جانے کی اطلاع دیا جانا یہ سب واقعات حقہ اور صحیحہ ہیں اور پھر انہیں کے روبرو اس پیشگوئی کا پورا ہونا بھی انکو معلوم ہے۔ اور اگرچہ وہ لوگ بباعث ظلمت کفر کے خبث اور عناد سے خالی نہیں ہیں۔ اور اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح بغض اور کینہ اسلام پر کمر بستہ اور جیفہ دنیا پر گرے ہوئے ہیں اور حق اور راستی سے بکلی بیغرض ہیں۔ لیکن اگر شہادت کے وقت ان کو قسم دی جائے۔ تو بحالت قسم وہ سچ سچ بیان کرنے سے کسی طرف گریز نہیں کر سکتے۔ اور اگر خدا سے نہیں تو رسوائی اور وبال قسم سے ڈر کر ضرور سچی گواہی دیں گے۔"

عبارت مندرجہ بالا کو پڑھکر کیا یہ حقیقت واضح نہیں ہو جاتی کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کو ایک وقت روپیہ کی سخت ضرورت پیش آئی اور قادیان کے آریہ اس ضرورت سے پوری طرح واقف تھے اور ان کو اس بات کا بھی بخوبی علم تھا کہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے سامان معدوم ہیں سیدنا حضرت مرزا صاحب نے ان آریوں پر اسلام کے زندہ مذہب ہونے اور اس کی برکات کے دائمی طور پر جاری رہنے کے متعلق خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ بطور نشان کے ضرورت پیش آمدہ کو پورا کرنے کے سامان پیدا کر دے اور ان سامانوں سے پیش از وقت

اطلاع بھی دیدے تا ان اسلام کے دشمن آریوں کو پیش از وقت خدائی وعدہ سے آگاہ کر دیا جائے تا جس وقت وعدہ پورا ہو اُن پر اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے بارے میں حجت پوری ہو جائے۔ چنانچہ قرآن کریم کے اس وعدہ کے مطابق جو آیت اذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعانی فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون میں مذکور ہے۔ حضرت مرزا صاحب کو مندرجہ ذیل الہامات ہوئے

(۱) دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں یعنے دس دن کے بعد مشکل کشائی کے سامان پیدا ہونے شروع ہو جائیں گے گویا یہ الہام ایک زبردست پیشگوئی پر مشتمل تھا اور ایسا غیب اپنے اندر رکھتا تھا جس تک انسانی دماغ کی رسائی ہو ہی نہ سکتی تھی یعنے دس دن تک ایک پیسہ کی آمد بھی نہ ہو اور دس دن کے بعد روپیہ کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جائے۔ اب ہر منصف مزاج شخص اپنے دل میں خود ہی فیصلہ کر لے کہ ایسے زبردست غیب پر مشتمل الہام جو دعا کے نتیجہ میں ہوا ہو کیا اس قابل ہے کہ اس پر ہنسی اڑائی جائے یا اس قابل ہے کہ اس کے ذریعہ سے اپنے ایمانوں کو مضبوط کیا جائے اور اسے رسمی سے حقیقی اور بصیرت سے لبریز ایمان میں تبدیل کیا جائے اور دعاؤں کی قبولیت پر یقین حاصل کیا جائے کیا ایسے عظیم الشان الہام کے شان نزول کو حذف کر دینا اپنے قارئین کو اسلام کی ایک بلند مرتبہ سچائی سے محروم رکھنے کے مترادف نہیں کیا وہ مسلمان جو دعاؤں پر ایمان نہیں رکھتے الہام مندرجہ بالا اور اس کے شان نزول کو پڑھ کر قبولیت دعا کے قائل نہیں ہو سکتے پھر یہ الہام اکیلا نہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ الہام بھی موجود ہے الا ان نصر اللہ قریب جو مہم کے دل کو مزید اطمینان سے بھر دیتا ہے۔ پھر تیسرا الہام ہے فی شائل مقیاس جس کا ترجمہ بھی حضور نے ساتھ ہی لکھ دیا ہے جو یہ ہے:-

"اور جیسے جب جننے کے لئے
اونٹنی دم اٹھاتی ہے تب اس کا
بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی
مدد الٰہی بھی قریب ہے"

اس ترجمہ کی موجودگی میں جناب برق صاحب کا الہام "فی شائل مقیاس" کو مہمل الہامات میں شمار کرنا کیا انصاف کا خون کرنا نہیں اور پھر کیا جناب برق صاحب کا اس ترجمہ کو حذف کر دینا کیا حقیقت کو عمداً پوشیدہ رکھنے کے مترادف نہیں معلوم ہوتا ہے کہ جناب برق صاحب ان عربی الفاظ کے معانی سے واقف نہیں۔ اس کے بعد انگریزی میں الہام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس دن امرتسر جانا پڑے گا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا جیسا کہ حضور کی تحریر میں بالتفصیل مذکور ہے اب ہر منصف مزاج قاری دیکھ لے کہ ان الہامات میں چار زبردست غیب پائے جاتے ہیں:-

**اوّل** دس دن تک کوئی روپیہ نہیں آئے گا چنانچہ واقع میں ان دنوں میں کوئی روپیہ نہیں آیا۔

**دوم**۔ دس دن کے بعد روپیہ کا آنا شروع ہو جائے گا اور اس کا آنا ایسا ہی یقینی ہے جیسا کہ اونٹنی سے خاص علامت کے ظاہر ہونے پر اس کے بچہ کی پیدائش یقینی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

**سوم**۔ اتنا روپیہ آئے گا کہ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

**چہارم**۔ اس دن امرتسر بھی جانا پڑے گا اور یہ جانا اپنے ارادہ سے تعلق نہیں رکھتا ہوگا بلکہ ایسے حالات پیدا ہوں گے کہ جو جانے پر مجبور کر دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

اب یہ حقیقت ہے کہ اس قسم کے غیب کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے یہ الہامات ایک طرف تو خدا کی ہستی پر قوی دلیل کا کام دیتے ہیں دوسرے یہ ثابت کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں جو خدا تعالےٰ کی صفت عالم الغیب ہونے کی بیان کی گئی ہے وہ درست ہے تیسرے یہ ثابت کرتے ہیں کہ قرآن میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا دعاؤں کو سنتا انہیں قبول کرتا اور دعا کرنے والے کو جواب دیتا ہے یہ بھی بالکل درست ہے چوتھے یبسط الرزق لمن یشاء کے قرآنی وعدہ کا ثبوت بھی ان سے ملتا ہے پانچویں بات ان الہامات اور ان کے پورا ہونے سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب خدا کے مامور اور اس کے خاص الخاص بندوں میں سے تھے کیونکہ قرآنی تعلیم کی رُو سے اس قسم کے زبردست غیب خدا کے ماموروں اور اس کے خاص بندوں پر ہی ظاہر کئے جاتے ہیں۔

## دوسری مثال

"عجیب الہامات" کے ماتحت جناب برق صاحب نے حضور کا الہام "ڈگری ہو گئی ہے مسلمان ہے" درج کیا ہے۔ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کا شان نزول بھی حذف کر دیا ہے ذیل میں اس الہام کو مع اس کے شان نزول کے درج کیا جاتا ہے تا قارئین کرام اس الہام کی عظمت سے بھی آگاہ ہو جائیں:-

"ایک مقدمہ میں کہ اس عاجز کے والد مرحوم کی طرف سے اپنے زمینداری حقوق کے متعلق کسی رعیت پر دائر تھا اس خاکسار پر خواب میں یہ ظاہر کیا گیا کہ اس مقدمہ میں ڈگری ہو جائے گی چنانچہ اس عاجز نے وہ خواب ایک آریہ کو کہ جو قادیان میں موجود ہے بتلا دی (اس آریہ کا نام شرمپت تھا۔ از ناقل) پھر بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ اخیر تاریخ پر صرف مدعا علیہ مع اپنے چند گواہوں کے عدالت میں حاضر ہوا اور شام کو مدعا علیہ اور سب گواہوں نے واپس آکر بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہو گیا اس خبر کو سنتے ہی وہ آریہ تکذیب اور استہزاء سے پیش آیا اس وقت جس قدر قلق اور کرب گذرا بیان میں نہیں آ سکتا کیونکہ قریب قیاس معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ایک گروہ کثیر کا بیان جن میں بے تعلق آدمی بھی تھے خلاف واقعہ ہو اس سخت حزن اور غم کی حالت میں نہایت شدت سے الہام ہوا کہ جو آہنی میخ کی طرح دل کے اندر داخل ہو گیا اور وہ یہ تھا

"ڈگری ہو گئی ہے مسلمان ہے"! یعنی کیا تو باور نہیں کرتا اور باوجود مسلمان ہونے کے شک کو دخل دیتا ہے! آخر تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ فی الحقیقت ڈگری ہی ہوئی تھی اور فریق ثانی نے حکم کے سننے میں دھوکہ کھایا تھا"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم از صفحہ ۵۵۱ تا صفحہ ۵۵۳ حاشیہ در حاشیہ ۳)

اب اس تمام تفصیل کو پڑھنے کے بعد ہر شخص جس کا دل تعصب اور عناد سے پاک ہے باسانی سمجھ سکتا ہے کہ حضور کا یہ الہام کیا تمسخر کے قابل ہے یا ازدیاد ایمان کا موجب ہو سکتا ہے۔

خدا تعالےٰ کا مقدمہ کے شروع ہونے پر ہی بتلا دینا کہ اس میں ڈگری حضرت مرزا صاحب کے والد صاحب کے حق میں ہو گی کیا خدا تعالےٰ کے عالم الغیب ہونے پر کھلی کھلی دلیل نہیں یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحب کا مشن ہی یہ تھا کہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ کی جو صفات بیان ہوئی ہیں انہیں اپنے کشوف اور الہاموں کے ذریعہ ثابت کر دیں کہ وہ

فی الحقیقت موجود ہیں تا ایک طرف قرآن کریم کے بیان کی سچائی ثابت ہو اور دوسری طرف دہریوں اور مادہ پرستوں پر حجت تمام ہو جائے اور ایسے نشانوں کو دیکھ کر ان کے دلوں میں بھی خدا کی ہستی پر یقین پیدا ہو جائے اور تیسرے یہ بھی ثابت ہو جائے کہ قرآن کریم کی کامل پیروی کرنے والا قرب الٰہی کے ایسے بلند مقام پر پہنچ سکتا ہے کہ خدا اسے اپنی ہمکلامی کا شرف عطا کرے اور یہ بات صرف اسلام کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ دیگر تمام مذاہب اس خصوصیت سے عاری ہیں۔ اس زمانہ میں جس میں کہ مادہ پرستی اور دہریت پورے زوروں پر تھی ایسے ہی مجدد کی ضرورت تھی جس پر غیب کی خبروں کے دروازے اس کثرت سے کھولے جاتے کہ جس کی نظیر پہلے زمانوں کے مجددین میں نہ ملے کیونکہ انکے زمانہ میں اس کی ضرورت ہی پیش نہ آئی تھی اسی امر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے حدیث صحیح میں آنے والے مسیح کے لئے نبی کا لفظ استعمال کیا گیا تھا یعنے خدا سے کثرت سے غیب کی خبریں پانے والا حقیقی نبوت جو اسلام کی اصطلاح میں نبوت کہلاتی ہے جس کے ساتھ شریعت اور ہدایت وغیرہ کا لانا اور مستقل ہونا ضروری ہوتا ہے اس لفظ سے ہرگز مراد نہیں تھی اور مسیح کے لئے لفظ نبی کا یہ استعمال محض لغوی معنی میں تھا اسلامی اصطلاح سے اسے کوئی تعلق نہ تھا

بعض الفاظ شریعت میں محض لغوی معنی میں بھی استعمال ہوئے ہیں اور اسلامی اصطلاح میں بھی استعمال ہوئے ہیں جیسا کہ صلوٰۃ کا لفظ مجرد دعا کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے اور یہ اس کے محض لغوی معنی ہیں اور خاص طریق عبادت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے جو مسلمانوں میں مروج ہے اور یہ اس کی اسلامی اصطلاح ہے اسی طرح اور بھی الفاظ ہیں تفصیل اس کی مناسب موقعہ پر دی جائے گی۔

پس الہام مذکورہ بالا جو اپنے اندر ایک ایمان افروز حقیقت رکھتا ہے جس پر کہ اس کا شان نزول دلالت کر رہا ہے جناب برق صاحب نے اس کے شان نزول کو حذف کر کے اپنے قارئین کرام کو اس عظیم الشان فائدہ سے محروم کرنے کی کوشش کی ہے جو وہ اس سے حاصل کر سکتے تھے اگر ان کو اس کا علم دے دیا جاتا۔

## حضرت مرزا صاحب کا مسلمانوں پر احسان عظیم

یاد رہے کہ حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے وارد شدہ لفظ نبی کا جو مفہوم سیدنا حضرت مرزا صاحب نے بیان کیا ہے اس نے مسلمانوں کو مشکلات کی دلدل سے نکال دیا ہے جس میں وہ صدیوں سے پھنسے ہوئے تھے اس لفظ سے وہ حقیقی نبوت سمجھنے کی وجہ سے حضرت عیسےٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر زندہ سمجھ رہے تھے اور انہی کی دوبارہ آمد کے منتظر تھے حالانکہ قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں خاتم النبیین کا لفظ موجود پاتے تھے اور دوسری طرف حدیث میں لا نبی بعدی پڑھتے تھے گویا ایک طرف تو ان کا ایمان یہ تھا کہ حضرت نبی کریم صلعم آخری نبی ہیں آنحضور صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اور دوسری طرف حدیث انہیں یہ بتلا رہی تھی کہ آنے والا مسیح نبی ہوگا ان دونوں متضاد بیانات نے انہیں سخت الجھن میں ڈالا ہوا تھا معتزلہ نے احادیث کا انکار کر دیا جیسا کہ آجکل بھی بعض مسلمانوں نے معتزلہ کی پیروی میں احادیث کا انکار کر دیا ہے اور جمہور مسلمانوں نے ایسی تاویلوں سے کام لینا شروع کیا جن کے متحمل الفاظ قطعاً نہیں ہو سکتے تھے مثلاً یہ کہنا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نیا نبی تو کوئی پیدا نہ ہوگا کسی پرانے نبی کا دوبارہ دنیا میں آنا ختم نبوت کے منافی نہیں حالانکہ خواہ نیا نبی آئے یا پرانا حضرت نبی کریم صلعم کو آخری نبی نہیں رہنے دیتا آنے والا ہی آخری نبی ہوگا دوسرا اعتراض اس تاویل پر یہ پڑتا تھا کہ لوگ آنے والے نبی کے فیض سے ہی مستفیض ہوں گے حضرت نبی کریم صلعم کے فیض کو لامحالہ اس وقت بند تسلیم کرنا پڑے گا دونوں میں سے ایک کا فیض تو بند ماننا پڑے گا اگر حضرت عیسیٰؑ کا فیض جاری نہ ہوگا تو ان کا آنا عبث اور اگر حضرت نبی کریم صلعم کے فیض کو بند مانا جائے تو آنحضور صلعم نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں رہتے اور اگر دونوں نبیوں کے فیض کو جاری تسلیم کیا جائے تب بھی حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق خاتم النبیین کا دعوےٰ نعوذ باللہ غلط ہو جاتا ہے کیونکہ فیض رسانی میں آنحضور صلعم کا ایک شریک پیدا ہو گیا حالانکہ سورۃ الجمعہ میں صاف موجود ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم ہی قیامت تک آنے والی نسلوں کو اپنے فیض سے مستفیض کرتے رہیں گے۔ اور تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ خاتم النبیین کا یہی مفہوم ہے کہ آنحضور صلعم ہی اکیلے اب امت کے روحانی باپ ہونے کے فرائض کو سرانجام دیتے رہیں گے امت کا اور کوئی باپ اب نہیں ہو سکتا حضرت مسیح کا اگر دوبارہ آنا تسلیم کیا جائے تو وہ بھی بحیثیت نبی ہونے کے لازماً امت کے باپ ہوں گے اور یہ متفق علیہ عقیدہ کے خلاف ہے بہرحال یہ ایک مشکل تھی جس نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا اور اس سے نکلنے کی کوئی معقول راہ انہیں نظر نہ آتی تھی حضرت مرزا صاحب نے آکر اس مشکل سے مسلمانوں کو یہ کہکر نکال دیا کہ حدیث میں اگر آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی وارد ہوا ہے تو انہی احادیث میں اسے امتی بھی کہا گیا ہے اور امتی اور نبی میں تباین کی نسبت ہے کیونکہ امتی توفیض اپنے نبی سے حاصل کرتا ہے اور اسی کی قوت قدسیہ سے روحانی پرورش پاتا اور اسی کے نور اور اسی کے کمالات کا وارث ہوتا ہے اسی لئے امتی کو نبی کا روحانی بیٹا کہا جاتا ہے لیکن نبی تو مستقل حیثیت رکھتا ہے اسکو جو نور ملتا ہے وہ خدا سے براہ راست ملتا ہے اس لئے تمام انبیاء علیہم السلام جیسا کہ حدیث میں آیا ہے الانبیاء اخوۃ علات آپس میں ایک دوسرے کے بھائی کہلاتے ہیں کوئی نبی کسی نبی کا روحانی بیٹا نہیں ہوتا اس لئے حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے امتی اور نبی دونوں لفظوں کا استعمال اس امر پر صاف دلالت کرتا ہے کہ نبی کا لفظ اس کے لئے اپنے حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوا بلکہ مجاز کے طور پر محض لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ کثرت سے غیب کی خبریں پانے والے کو لغت میں نبی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور حدیث میں امتی کے لفظ نے یہ بھی بتلا دیا کہ غیب کی خبروں پر اطلاع پانے کا جو انعام اس کو ملے گا وہ بھی حضرت نبی کریم صلعم کے چشمہ فیض سے ملے گا اس لئے سہرا حضرت نبی کریم صلعم کے سر ہی ہوگا کیونکہ آنحضرت صلعم کا روحانی فیض ہی درحقیقت یہ سب کام اس سے کروا رہا ہوگا جیسا کہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں کسریٰ کے خزانوں کی چابیوں کا آنا حضرت نبی کریم صلعم کے ہی ہاتھوں میں آنا قرار دیا جاتا ہے۔ یہ وہ عظیم الشان احسان تھا جو حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں پر کیا کاش مسلمان اس احسان عظیم کی قدر کرتے اور اس محسن عظیم کو اپنے سر آنکھوں پر بٹھاتے ان کے گھروں میں تو گھی کے چراغ جلنے چاہیئے تھے اور ان کو تو خوشی کے مارے بلیوں اچھلنا چاہیئے تھا کہ حضرت نبی کریم صلعم کا ہی ایک امتی مسیح بن کر پیشگوئی کا مصداق ثابت ہوا اور حضرت نبی کریم صلعم کے فیض سے ہی اس نے مسیحائی کا کام کر دکھایا پیشگوئیوں کے مطابق براہین ساطعہ اور حجج قاطعہ سے کسر صلیب اس نے کر دی اس کے دم سے اسلام کے شدید ترین دشمن ہلاک ہوئے خنازیر صفت انسان دلائل کی تلوار سے ہلاک ہوئے دجال کی طاقت کو توڑ کر رکھ دیا گیا اور اسکو ایسی فاش شکست دی کہ اسکو اب سر اٹھانے کی ہمت نہیں رہی اس کے سرگروہوں پر حملہ کر کے اسکو پسپا کرتا چلا جاتا ہے اسلام کی برتری تمام ادیان پر ثابت کر دی کاش مسلمان اس کا ساتھ دیتے اگر وہ ایسا کرتے تو اس وقت اسلام کے جھنڈے تمام کفرستانوں میں بلند ہوتے افسوس کہ خود مسلمان ہی جو اسلام کی سربلندی کے ذمہ دار تھے خدا کے مسیح کے راستہ میں روک بن کر کھڑے ہو گئے صرف یہی نہیں بلکہ اپنے غلط عقائد کے ذریعہ دشمنان اسلام کی پیٹھ ٹھونکنے لگ پڑے اور انہیں تقویت پہنچانے میں ہمہ تن مشغول ہو گئے کاش انکو اب بھی سمجھ آجائے کہ وہ خدا کے مسیح کا ساتھ نہ دینے میں اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور اس کی مخالفت کے ذریعہ کفر کو اسلام پر غالب کرنے کا آلۂ کار بن رہے ہیں

قاضی عبد الرشید صاحب ایڈووکیٹ مبلغ انچارج نائیجیریا مشن

# مکتوبِ نائیجیریا

کانو - مؤرخہ ۲۶ مئی ۱۹۶۳ء

محترم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱)- میں قبل ازیں ایک تبلیغی رپورٹ اپنے خط مورخہ ۲۰-۲-۶۳ کے ہمراہ محترم میاں غلام حیدر صاحب افسر انچارج افریقہ مشنز کے مطالبہ پر بھیج چکا ہوں مگر وہ اخبار میں نہیں چھپی۔ بہرحال مندرجہ ذیل دوسری مختصر رپورٹ بھیج رہا ہوں۔

(۲)- کانو (شمالی نائیجیریا) کی آبادی قریباً تین یا ساڑھے تین ملین یعنی تیس پینتیس لاکھ ہے۔ جس میں قریباً ۴۰/۴۵ فیصدی عیسائی ہیں۔ نائیجیریا مسلم مشن کا مرکز میں نے یہیں قائم کیا ہے۔

(۳)- قیام مرکز کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ یہاں کی مسلم آبادی بہت پسماندہ اور تبلیغ اسلام کے فریضہ سے ناآشنا اور بے پرواہ ہے۔

(۴)- میں نے ملک کے بڑے بڑے مسلمانوں کے پتے دریافت کر کے انہیں ذاتی طور پر خطوط لکھنے شروع کئے اور اپنی جماعت کی سابقہ اور آئندہ زیرِ عمل سرگرمیوں سے آشنا کیا۔ اور ساتھ ساتھ لٹریچر بھیجا۔ نیز انجمن کے مرکز لاہور سے جو پتے لایا تھا۔ اُن لوگوں کو بھی خطوط لکھے۔ سوائے دو یا تین آدمیوں کے کسی اللہ کے بندے نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ جس پر میں نے ہمت نہ ہارتے ہوئے پے در پے کئی خطوط قریباً ہر شخص کو لکھے۔ اس سے کم از کم شہر کے اندر اور باہر ہماری انجمن اور اس کے تبلیغی پروگرام کی آواز پہنچ گئی - اور بعض بڑے بڑے آدمیوں نے میری سرگرمیوں کو بہ نظر استحسان دیکھ کر مجھے اپنی خوشنودی سے نوازا۔

(۵)- اس کے ساتھ ساتھ عیسائیوں میں میں نے تبلیغی پروگرام کی یوں ابتداء کی کہ عیسائیوں کے گرجاؤں میں یکے بعد دیگرے میں نے ہر شام کو جانا شروع کر دیا - یہاں گرجوں میں قریباً ہر شام کو عبادات ہوتی ہیں۔ برخلاف پاکستان کے جہاں عموماً اتوار کو ہوتی ہیں - چنانچہ پادریوں سے ملاقاتیں میں نے شروع کر دیں اور انہیں ایک ایک کر کے اپنے ہاں چائے پر مدعو کرنا شروع کیا عیسائی آبادی سے شناسائی پیدا کرنے کے لئے میں قریباً ہر دوسرے تیسرے دن عصر کے وقت گرجوں میں باری باری جا کر ان کی عبادت کے دوران میں ان کے مجمع میں بیٹھ جاتا - اور اس طرح آتے جاتے فرداً فرداً حسب موقعہ عیسائیوں سے اسلام پر گفتگو کر کے انہیں انجمن کے مرکز لاہور سے موصولہ لٹریچر دیتا - اور پھر اپنے ہاں (نائیجیریا مسلم مشن ہاؤس میں) آنے کی دعوت دیتا اور اس طرح جو عیسائی جس وقت بھی مشن ہاؤس میں آتا اس کی تواضع کافی یا چائے سے کرتا - اور اسلام کا پیغام سناتا اور لٹریچر دیتا رہا۔

(۶)- اس کے بعد جو قدم اٹھایا - وہ عیسائیوں کی مجالس میں تقاریر کا تھا۔ چنانچہ عیسائیوں کے فرقہ مبلغین یہوواہ (Jehovahs Witnesses) نے مجھے ایسے کئی مواقع وقتاً فوقتاً دیئے۔ میری تقاریر کے بعد سوالات وجوابات ہوتے تھے۔

(۷)- اب وقت آچکا تھا کہ میں دلچسپی رکھنے والے عیسائیوں کے پتے دریافت کر کے اُن کے ساتھ وقت مقرر کر کے اُن کے گھروں میں جانے لگا۔ اور اُن سے اسلام اور عیسائیت میں تقابل پر گفتگو شروع کی۔ ان عیسائیوں کو بھی اپنے ہاں مدعو کرنا شروع کیا۔

(۸)- ان مساعی کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اکا دُکا عیسائی مسلمان ہونا شروع ہو گیا۔

(۹)- مقامی تین روزنامے ہیں۔ جن میں سے دو روزنامے تو دو ورقہ ہیں اور تیسرا روزنامہ سہ ورقہ ہے۔ ان تینوں روزناموں کا ایک ایک حصہ انگریزی میں چھپتا ہے۔ اور باقی لوکل زبان ہاؤسہ میں۔ میں نے ان روزناموں کے ایڈیٹروں سے بھی روابط پیدا کرنے شروع کئے۔ نائیجیریا مسلم مشن کی اطلاعات چھپوانے کے لئے ایڈیٹروں سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی ضرورت پیدا ہو گئی۔ نیز ان اخبارات کے لوکل نمائندگان (نامہ نگاروں) سے بھی دوستانہ مراسم پیدا کرنے کی ضرورت پیدا ہوئی۔ لہٰذا جب مجھے اس پروگرام میں یعنی ان لوگوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی بخشی۔ تو قریباً قریباً ہفتہ وار میں نے اپنے مشن ہاؤس میں پریس کانفرنس منعقد کرنی شروع کی اور اس طرح بلا معاوضہ اپنے مشن کی آواز اور اس کی غرض و غایت نیز اپنی انجمن کی سابقہ کارگذاری اور آئندہ پروگرام کی اطلاعات مقامی اخبارات میں نشر کرانی شروع کر دیں۔ اس بارہ میں جو بیجا مضامین اور اطلاعات اخبارات میں چھپ گئیں۔ اُن میں سے کئی ایک کے اخباری تراشے میں نے اپنی مرکزی انجمن کے دفتر لاہور میں کئی موقعوں پر بھیجے ہیں۔

(۱۰)- علاوہ ازیں میں ایک مشترکہ مسلم اور کرسچن سوسائٹی کے قیام کا ایک گونہ باعث بنا۔ جس کے تحت جو جلسے ہوتے رہے ان کی مختصر اطلاع بھی میں انجمن میں بھجتا رہا۔ چنانچہ ایک پبلک جلسہ کا وہ فوٹو بھی بھیجا جو سوسائٹی مذکورہ کے ماتحت ہوا۔ اور جس میں میں تقریر کر رہا تھا۔ اس سوسائٹی کے ۵ ممبر منتخب ہوئے تھے۔ جن میں سے دو عیسائی اور تین مسلمان تھے۔ مسلمانوں میں ایک تو لوکل عربی مدرسہ School of Arabic Studies کا سپرنٹنڈنٹ دوسرا اسی سکول کی انتہائی کلاس کا طالب علم اور تیسرا ممبر میں مقرر ہوا۔

(۱۱)- پھر مقامی حکام اور بااثر لوگوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مجھے مقامی ٹاؤن کونسل کے ریڈنگ روم موسومہ وِچے ریڈنگ روم کے ہال کو ہر سنیچر کی شام کو اپنے تبلیغی عزائم کے لئے استعمال کرنے کی اجازت مل گئی۔ چنانچہ یہ ایک نادر موقعہ میرے ہاتھ آ گیا ہے۔ اور میں نے ہر سنیچر کو ۷½ بجے بعد از نماز مغرب سے لے کر قریباً ۹½ تک ہال مذکورہ میں اپنی تقریر اور پھر اس کے بعد موضوع زیرِ بحث کی بابت اور پھر عام مذہبی امور کی بابت سوالات وجوابات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ان جلسوں میں ہماری توقعات سے زیادہ عیسائی حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ ان جلسوں کے اعلانات مقامی اخبارات میں اور ریڈیو پر کئے جاتے ہیں۔ ان اخباری اطلاعات کے کئی تراشے میں مرکز لاہور میں بھیج چکا ہوں۔ جن موضوعات پر میری تقاریر ان جلسوں میں ہوئیں ان میں چند حسب ذیل ہیں:-

نمبر ۱ اقوامِ عالم کے موجودہ تنازعات کا حل اسلام میں ہے۔

نمبر ۲ بائبل میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے متعلق پیشگوئیاں۔

نمبر ۳ انسان کی نجات عمل میں ہے نہ کہ کفارہ میں

نمبر ۴ کیا اناجیل الہامی ہیں۔

(۱۲) علاوہ ازیں میں نے مقامی اخبارات میں مضامین کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جن میں سے بعض کے تراشے میں مرکز لاہور میں بھیج چکا ہوں۔ باوجودیکہ ان مضامین میں سے ہر ایک میں عیسائیت کی تردید ہوتی تھی تاہم انہیں مقامی اخبارات نے چھاپا حالانکہ دو اخبارات تو خالص عیسائی ہیں اور تیسرا مشترکہ۔

(۱۳) اس دوران میں مقامی چند مسلمانوں کی اعانت خدا تعالےٰ کے فضل سے سب کے سب تعلیمیافتہ ہیں۔ جن میں سے ایک کا اسلامی نام عبداللہ لبی، دوسرے کا نام عبدالوحید لارنس تیسرے کا نام احمد فرانڈسے۔ چوتھے کا نام مصطفےٰ اجیمر۔ پانچویں کا نام محمد جیمز۔ چھٹے کا نام عبدالعزیز ایانگ۔ ساتویں کا نام بلال اجیکو۔ آٹھویں کا نام عبدالمالک ادکیر۔ نویں کا نام ایم اوننگو سٹے پر۔ ان سب مسلمین میں سے ماسوائے آٹھویں اور نویں کے باقی سب کے متعلق مقامی مسجد میں نماز جمعہ کے موقعوں پر میرے ہاتھ پر مسلمان ہونے کی خبریں مقامی اخبارات میں چھپ چکی ہیں۔ نیز انہوں نے اپنے مسلمان ہونے کی وجوہات بھی اُن اخبارات میں چھپوائی ہیں، چنانچہ چہروں کے تراشے اور ان طبع شدہ وجوہات کے تراشے میں مرکزی دفتر لاہور میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی معرفت بھیج چکا ہوں البتہ بلال اجیکو کے مسلمان ہونے کی خبر اور اسلام لانے کی وجوہات کے تراشے آج بھیج رہا ہوں۔ جو اسی لفافہ میں ملفوف ہیں۔

(۱۵) یہ نو مسلمین اسلام قبول کرنے کے بعد نائیجیریا مسلم مشن ہاؤس میں باقاعدہ نمازیں پڑھ رہے ہیں ان میں سے بعض تو پانچوں وقت نماز بھی میرے ساتھ باجماعت پڑھتے ہیں۔ اور باقی ظہر۔ عصر اور مغرب کی نمازیں باجماعت پڑھتے ہیں اور سب تبلیغ اسلام میں اور تبلیغی جلسوں اور مناظروں میں میری بڑی امداد کرتے ہیں۔ جزاہم اللہ۔

(۱۶) جب وسیجے ریڈنگ روم کے ہال میں میری تقریروں میں عیسائی جوق در جوق شامل ہونے لگے۔ تو پھر ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ کھلے میدان میں پبلک جلسے کئے جاویں۔ مگر اس کے رستہ میں حکومت کی جانب سے پابندی بتائی جاتی تھی۔ تاہم خدا کا نام لے کر حکام سے ملاقاتیں شروع ہوگئیں۔ تا آنکہ مجھے مقامی حکومت Native Authority و منتظم اعلیٰ ٹاؤن کونسل اور مقامی پولیس کی جانب سے تین ماہ کا پرمٹ

کھلے میدان موسومہ Aggrey Square میں جلسے کرنے کا مل گیا۔ یہ میدان عیسائیوں کی کثیر حصہ آبادی کے عین مرکز میں ایک عظیم الشان گرجے کے متصل ہے۔ مگر ایسے کھلے میدان میں تقریر کرنے کے لئے مجھے لاؤڈ سپیکر کی ضرورت تھی۔ جو ۷۵ پونڈ سے کم میں نہیں ملتا تھا۔ بجلی بیٹریوں کی قیمت علاوہ تھی۔ کھلے (Aggrey Square) میدان مذکور) میں ہوا۔ جس میں سرکاری لاؤڈ سپیکر کا میں نے استعمال کیا۔ اس جلسہ میں اسلام کی لاثانی خوبیوں پر تقریر ہوئی جس کے باعث عیسائی سامعین میں سے بعض نے نہایت دلچسپی سے سوالات پوچھے۔ جن کا جواب دیا گیا۔

(۱۷) نائیجیریا مسلم مشن کے معاونین کی تعداد ساتھ ساتھ بڑھتی جا رہی ہے چنانچہ اُن کی حوصلہ افزائی پر اپنا مائکرو فون بعوض تیئس پونڈ پانچ شلنگ چھ پنس کا خریدا گیا۔ جس میں سے صرف دس پونڈ کے خرچ کی ذمہ داری میں نے لے لی۔ اور باقی ماندہ دو معاونین مشن نے ادا کی۔ اس کے علاوہ مشین اور لاؤڈ سپیکر ایک سوڈانی مسلم کمپنی موسومہ نکو (N.C.C.) سے مفت استعمال کرنے کے لئے لے لئے گئے ہیں۔ اب ہم خدا کے فضل سے یہ سب سامان جہر الصوت استعمال کر رہے ہیں۔

(۱۸) ان مساعی کے علاوہ مقامی عیسائی سوسائٹی موسومہ God's Kingdom Society کے بیرونی مبلغین سے مناظروں کا پبلک سلسلہ شروع ہے۔ چنانچہ عبدالمالک ادکے دوسرے مناظرہ کو سننے پر مسلمان ہوا ہے۔ تیسرا مناظرہ بھی اسی ہفتہ ہوگا

(۱۹) اب جو آئندہ قریب میں قدم اُٹھانے کا خیال ہے وہ نائیجیریا مسلم مشن کو رجسٹرڈ کرانے کا ہے۔ تاکہ ہم اس کے بعد صاحب ثروت مسلمانوں سے چندہ جمع کر سکیں کیونکہ نائیجیریا کے قانون پبلک کلکشن آرڈی نینس کے تحت بغیر اس کے ہم چندہ جمع نہیں کر سکتے۔ لہذا اس بارہ میں کل ہمارا ایک پرائیویٹ جلسہ مشن ہاؤس میں ہونے والا ہے۔ جس میں ہمارے مشن سے دلچسپی رکھنے والے مسلمانوں کو جو ممبر بننے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اور تجربہ سے مخلص ثابت ہو چکے ہیں اس مشن کا مقامی ممبر بنایا جاوے گا اور ان نو مسلموں کو بھی۔

(۲۰) ساتھ ہی پبلک جلسوں میں نو مسلموں کو اور بعض مخلص مسلمانوں کو اپنی سرپرستی میں تقریر کرانے کا پروگرام شروع کرنے والا ہوں۔ تاکہ نائیجیریا مسلم مشن ایک تحریک کی شکل میں قائم ہو کر اپنی رفتار جاری رکھ سکے۔ اور مقامی تربیتی مبلغین اسلام تیار ہوتے رہیں۔

(۲۱) انجمن سے جو پہلے دو قسم کے پمفلٹ برائے تقسیم آئے تھے یعنی The Prophet اور Freedom یعنی تقسیم ہوتے ہوتے اب قریب الاختتام ہے۔ پہلے دو پمفلٹوں کی بہت مانگ ہے۔ اگر انجمن فی پمفلٹ ایک ایک ہزار مزید نسخے بھیج سکے۔ تو بہت ہی مفید ہوگا۔

(۲۲) اس عرصہ میں مختلف مواقع پر چار پبلک جلسوں میں مجھے تقریر کرنے کی دعوت ملی جن میں سے ماسوائے ایک کے جو کہ خالص مسلمانوں کا تھا۔ باقی تینوں جلسوں میں مسلمان اور عیسائی مشترک تھے۔ ان جلسوں میں سے ہر ایک جلسہ میں کم از کم ۲/۳ ہزار سامعین تھے۔ اُن میں سے بعض جلسوں میں میرے گروپ فوٹو لئے گئے۔ جو میں نے ماہ فروری میں مرکزی دفتر لاہور کو بھیجے تھے۔ جو برائے وضاحت مجھے واپس بھیجے گئے ہیں۔ جو پھر اس خط کے ہمراہ ارسال ہیں۔

(۲۳) اب پچھلے ہفتہ سے میں نے وسیجے ریڈنگ روم کے ہال میں قرآن کلاس کا آغاز کر دیا ہے کل بروز سنیچر اس کا دوسرا جلسہ تھا۔ اس کلاس میں مسلم اور غیر مسلم شریک ہوتے ہیں۔ جن میں بعض صاحب ثروت لوگ بھی ہیں۔ چنانچہ ان قرآن کلاسز کے جو اعلانات اخبارات میں چھپنے شروع ہوئے ہیں۔ ان میں سے پچھلے ہفتہ کے اعلان کا تراشہ لف ہذا ہے۔ والسلام

خادم۔ قاضی عبدالرشید

## (خطبہ جمعہ بسلسلہ صفحہ ۶)

ہوا ہوں۔ حضورؐ کا نمونہ نہایت اعلےٰ درجہ کا تھا مجسم اخلاق فاضلہ تھے۔ اور چاہتے ہیں کہ قوم کے اخلاق بھی احسن و اعلیٰ ہوں، مبارک ہے وہ شخص جو اپنے رسول مقبول صلعم کے نمونہ پر چلنے کی کوشش کرے۔ مبارک ہے وہ شخص جس کا وجود خیر و برکت کا باعث ہو۔ مبارک ہے وہ شخص جو امن و آشتی کو قائم کرتا ہو۔ مبارک ہے وہ کہ جس کا وجود موجب فساد نہیں ہے

از قلم فضل الرحمٰن صاحب اکونٹنٹ فرانجمن

# دنیا کا منجی کون ہے؟
## مسیحی مناد برکت مسیح صاحب کے جواب میں
### (۲)

اگر خدانخواستہ مسیح مصلوب ہو جاتے تو بائبل کی پیشگوئی کے مطابق جھوٹے مدعی ہوتے (نعوذ باللہ)

"لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے
کہ کوئی بات میرے نام سے کہے
جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم
نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے
کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔"

(استثنا۔ باب ۱۸: ۲۰)

یعنے قتل تو وہ نبی کیا جاتا تھا جس نے خدا پر بہتان باندھ کر جھوٹی نبوت کی، یہی وجہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسٰی کو صلیب دے کر مارنے کی کوشش کی تا اُن کی نبوت کو جھوٹا ثابت کریں۔ مگر خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق کہ میں زبردست کے شکار کو اس سے چھڑاؤں گا حضرت مسیح کو صلیب کی موت سے صاف بچا لیا۔ چونکہ حضرت عیسٰی کا صلیب پر مرنا درست نہیں اس لئے کفارہ باطل ہوا نیز مسیح علیہ السلام دنیا کے نجات دہندہ بھی نہ ہوئے۔

اب ہم نجات دہندہ کے متعلق پیشگوئیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت محمد صلعم تک جا پہنچتے ہیں۔

"ملہ اور میں ان کے لئے ان کے بھائیوں
میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا
اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں
گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب
ان سے کہے گا"

(استثنا باب اٹھارہ آیت ۱۸)

حضرت عیسٰی میں موسوی صفات موجود نہ تھیں۔ نہ انہوں نے موسوی شریعت جیسی کوئی شریعت اپنی قوم کو بخشی نہ ہی حکومت کی اور ملک فتح کئے اور نہ حضرت موسےٰ کے مریدوں کی طرح ان کو ماننے والے مرید ملے۔ اس کے برعکس زندگی میں صرف بارہ حواری ہی ساتھی ہوئے۔ جو مشکل کے وقت ساتھ چھوڑ گئے ان حواریوں کی وفاداری کا یہ عالم تھا کہ ان میں سے ایک نے آپ کو گرفتار کرا دیا۔

دوسری بات "ان کے بھائیوں میں سے"

پیشگوئی کا یہ حصہ ظاہر کرتا ہے کہ بنی اسرائیل من حیث القوم مخاطب ہے اور اس کے بھائیوں سے مراد حضرت ابراہیم کے دوسرے بیٹوں کی اولاد یعنی حضرت اسمٰعیل اور تیسری بیوی قتورہ کی اولاد ہے۔ مدعی نبوت صرف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوا یعنی حضرت محمد صلعم

مکہ اور مدینہ میں یہود کے کئی قبیلے آباد تھے جن کے ساتھ ایک عمر حضور نے صلح و جنگ کی گذاری پس یہ پیشگوئی آپ پر صادق آتی ہے حضور کی ذات میں تمام موسوی صفات موجود تھیں آپ نے ایک اُمّی ویتیم اور بے کس ہوتے ہوئے ایک ایسی قوم کی جو ہر طرح سے گمراہ ہو چکی تھی کایا پلٹ دی دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں آپ کی زندگی میں اور بعد میں آپ کے جانشین نے فتح کیں۔ خدا کا کلام حضور نے بذریعہ وحی پا کر عوام تک پہنچایا جو قرآن کی شکل میں آج تک قائم ہے اور جس کا ایک شوشہ تک تبدیل نہیں ہوا۔

## دوسری پیشگوئی

"بلکہ وہ راستی سے مسکینوں کا انصاف
کرے گا اور انصاف سے زمین کے
خاکساروں کے انفصال کرے گا اور
اپنے منہ کی لاٹھی سے زمین کو مارے
گا اور اپنے لبوں کے دم سے
شریروں کو فنا کر ڈالے گا۔ اس کی
کمر کا پٹکا راستبازی ہوگی اور اس کے
پہلو وفاداری کے پٹکے سے کسے
ہوں گے"

(یسعیا ۱۱: ۴،۵)

حضرت عیسٰے نے اپنی زندگی میں نہ تو کوئی مقدمہ فیصل کیا اور نہ ہی شریروں کو سزا دی، بلکہ خود شریروں کا شکار ہو گئے اور نہ ہی اُن کے ساتھی وفادار ثابت ہوئے۔ البتہ حضرت محمد صلعم نے اپنی قیادت میں کئی ایک مقدموں کا فیصلہ کیا اس پر بس نہیں اپنی امت کو ایک مکمل و جامع ضابطہ حیات بخشا ایسے قوانین سکھائے کہ زمانہ بدل گیا مگر ان کی امانت دیانت آج تک مسلم ہے۔ انہوں نے اپنے دشمنوں کو تلوار کی بجائے اپنی حلیم طبع اور اعلیٰ کردار کی وجہ سے مطیع کیا آپ کی راستبازی کے آپ کے دوست و دشمن یکساں مداح تھے عرب قوم آپ کو بچپن سے "امین" کے نام سے پکارتی تھی عیسائی بادشاہوں کے درباروں میں آپ کے دشمنوں نے گواہی دی کہ آپ راستباز ہیں۔ آپ کی ساری زندگی ہر قسم کے بُرے فعل سے پاک ہے۔

آپ کے تمام ساتھی کمال درجہ کے وفاشعار تھے وقت آنے پر انہوں نے آپ پر اپنی جانیں نثار کر دیں۔

## پیشگوئی نمبر ۳

"پر اس کے آنے کے دن میں کون
ٹھہر سکے گا اور جب وہ نمودار ہوگا
کون ہے جو کھڑا رہے گا کیونکہ وہ
سنار کی آگ اور دھوبی کے صابن کی
مانند ہے اور روپے کی میل کاٹتا
ہوا اور اسے خالص کرتا ہوا بیٹھے
گا۔" (ملاکی ۳: ۲و۳)

نبی کریم صلعم کی بعثت کے وقت دنیا کی جو حالت تھی خاصکر بلاد عرب کی، ایسی قوم کا سدھارنا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ یہ کام وہی کر سکتا تھا جو اپنے اندر سنار کی آگ اور دھوبی کے صابن کی سی خاصیت رکھتا ہو۔ یہ امر واقع ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سالوں میں سارے عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی وہی وحشی درندے جن کے اندر بت پرستی کے علاوہ دنیا جہان کے عیوب جمع تھے، نمازی اور پرہیزگار بن گئے۔ دنیا اُن کے اخلاق کو دیکھ حیران ہوتی تھی خاص کر عیسائی دنیا اس قوم کو دیکھ کر پریشان ہوئی کہ اب ان کے خاتمہ کا وقت آ گیا۔ یہی محکوم قوم جسے کبھی ایران اور کبھی شامی لتاڑا کرتے تھے۔ ان دونوں حکومتوں پر چھا گئی۔ اسی جاہل قوم میں بڑے بڑے حکماء اور فلسفی پیدا ہوئے آج کی سائنسی ترقی انہی علماء و حکماء کی مرہون منت ہے۔

حضرت عیسٰی نے خود حضور کے بارے میں پیشگوئیاں کی تھیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

"بعد اس کے میں تم سے بہت
کلام نہ کروں گا اس لئے کہ اس جہان
کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی
کوئی چیز نہیں"

(یوحنا ۱۴: ۳۰)

میرے مسیحی دوست اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ وہ کیوں حضرت مسیح کے ارشادات پر عمل نہیں کرتے انہیں واجب ہے کہ خاتم المرسلین پر

ایمان لاکر اپنی عاقبت سنوار لیں۔ تاکہ خدا کے حضور شرمندگی سے بچیں۔

حضرت مسیح دوسری جگہ یوں فرماتے ہیں :۔
"لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے
لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے۔ نہ
کیونکہ اگر میں نہ گیا تو تسلی دینے والا
تم پاس نہ آوے گا"
(یوحنا ۱۶ : ۷)

پس حضرت مسیح بھی اپنے بعد ایک تسلی دینے والے کے منتظر تھے تسلی ہمیشہ ایسے حالات میں دی جاتی ہے جب انسان مضطرب ہو اور اپنی تباہی یقینی جانتا ہو۔ ایسے حالات میں کوئی یہ آکر کہے کہ فکر کرنے کی بات نہیں میرے کہے پر عمل کرو تو بچ جاؤ گے۔ تو یہی شخص نجات دہندہ ہوگا۔

پس حضور نبی کریم صلعم ایسے حالات میں مبعوث ہوئے جبکہ دنیا میں ہر طرف گمراہی پھیلی ہوئی تھی۔ آپؐ نے لوگوں کو گمراہی کے اتھاہ گڑھے سے نکال کر راہ راست پر چلا دیا۔ ایسا راستہ جو سراسر نجات کی طرف لے جاتا ہے۔ غرض کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہی ہے جسے دنیا کا نجات دہندہ کہا جاسکتا ہے۔

ہمارے عیسائی دوست مسیحؑ کی دوبارہ آمد کے بھی منتظر ہیں اپنی واپسی کے بارے میں حضرت مسیح ہی کا ارشاد نقل کرتا ہوں :۔
"لیکن تسلی دینے والا جو روح القدس ہے
جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا
وہی تمہیں سب چیزیں سکھلائے گا اور
سب باتیں جو کچھ کہ میں نے تمہیں کہی ہیں
تمہیں یاد دلائے گا"
(یوحنا ۱۴ : ۲۶)

سوائے حضرت عیسیٰؑ کی واپسی کے منتظر دوستو اس خیال خام کو ترک کر دو اور اسلام جو سلامتی اور تسلی بخشنے والا دین ہے اسے اپنالو۔ تا فلاح پاؤ۔



مولانا عبدالباقی صاحب کوہاٹ

# علماء کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت تقویٰ شہودی کے فقدان کا نتیجہ ہے

(۲)

گذشتہ قسط میں یہ بات بتائی گئی تھی۔ کہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا فتنہ یہی نصاریٰ کا فتنہ ہے۔ جو دجال کا بروز ہے اب امام وقتؑ کی کشفی نگاہ کی روشنی میں اس دوسرے فتنے کی کیفیت ملاحظہ ہو۔ کیسے لطیف اور دلنشین پیرایہ میں اس دوسرے فتنے یعنی یاجوج ماجوج کی حقیقت پر سے پردہ اٹھایا ہے۔ فرمایا:

"ایسا ہی یاجوج۔ یہ لفظ اجیج سے مشتق ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آتشی کاموں کے ساتھ ان کا بڑا تعلق ہوگا اور وہ لوگ آگ سے کام لینے میں بہت مہارت رکھیں گے گویا آگ ان کے قابو میں ہوگی اور دوسرے لوگ اس آتشی مقابلہ میں ان سے عاجز رہ جائیں گے اب یہ کیسی صاف بات ہے۔ دیکھ لو کہ آگ کے ساتھ اس قوم کو کس قدر تعلق ہے۔ کلیں کس قدر جاری ہیں۔ اور دن بدن آگ سے کام لینے میں ترقی کر رہے ہیں۔ یہ دونوں بروز ہیں۔ اور یہ دونوں کیفیتیں جو متفرق طور پر تھیں ایک وجود میں آئی ہیں ایسا ہی ماجوج ہیں۔ اور یہ پکی بات ہے کہ "الناس علیٰ دین ملوکھم"

اب یورپین مذہبوں کا مسلمانوں پر کیا اثر پڑ رہا ہے طرز لباس کو دیکھیے۔ کہ ہر ایک شخص انگریزی لباس کوٹ پتلون کو پہن کر فخر کرتا ہے۔ طبائع میں ایک شوق دن بدن بڑھتا چلا جاتا ہے۔ ایک دریا ہے۔ جو بہتا چلا جاتا ہے۔ اور رک نہیں سکتا۔ انگریزی تعلیم کے ساتھ انگریزی طرز لباس، حجامت بنوانے میں بھی انگریزی طرز اور فیشن مقدم سمجھا جاتا ہے۔ یہ کیوں۔ صرف اس لئے کہ "الناس علیٰ دین ملوکھم"۔

انگریزی لباس کے بعد انگریزی طرز کی مجلسوں کا مذاق ترقی کرتا جا رہا ہے عیسائیت نے خمر کو حرام نہیں کیا اس میں پردہ بھی ضروری نہیں۔ قمار بازی بھی ممنوع نہیں ہے۔ پھر کھانے پینے میں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں پس اس آزادی کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مذہب حقیقی جو انسان کو ایک حد بندی کے درمیان رکھنا چاہتا ہے۔ اس سے لوگوں نے تجاوز شروع کیا انگریزی مجلسی مذاق میں شراب کا پینا لازمی امر ہے۔ جس محفل میں شراب نہ ہو۔ وہ گویا مجلس ہی قابل نفرت ہے۔

اب میں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں۔ میں نے یہ بیان کیا ہے کہ دو بروز ہیں ایک الدجال دوسرا یاجوج ماجوج کا۔ الدجال کا بروز وہ ہے۔ کہ جو آدم علیہ السلام سے لے کر ایک سلسلہ چلا جاتا تھا۔ جس کی بدیاں اور شرارتیں مختلف طور پر مختلف وقتوں میں ظاہر ہوئیں۔ آج ان کو سب کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اور ایک عجیب نظارہ قدرت دکھایا ہے چونکہ انسانی عمروں کا خاتمہ ہے اس لئے خاتمہ پر ایک بدیوں کا اور ایک نیکیوں کا بروز بھی دکھایا۔ بدیوں کا بروز وہی ہے۔ جس کو میں نے الدجال کہا ہے۔ تمام مکائد اور شرارتوں کا وہ مجموعہ ہے۔ اس آخری زمانہ میں ایک گروہ کو سفلی عقلی اس قدر دی گئی ہے کہ تمام چھپی ہوئی چیزیں پیدا ہوگئی ہیں۔ اس نے دو قسم کا حملہ دکھایا۔ ایک قسم کا حملہ نبوت پر کیا اور ایک خدا پر۔

نبوت پر تو یہ حملہ کیا۔ کہ منشا

........ الٰہی کو بگاڑا - اور دماغی طاقتوں کو انتہائی مدارج پر پہنچا کر الوہیت پر تصرف کرنے کے لئے خدا پر حملہ کیا - امراض مزمنہ کے علاج کی طرف توجہ کرنا - ایک کا نطفہ لے کر رحم میں بذریعہ کل ڈالنا بارش برسانے کے آلات کا ایجاد کرنا وغیرہ وغیرہ - یہ سب امور ایسے ہیں جن سے پایا جاتا ہے - کہ یہ لوگ الوہیت پر تصرف کرنا چاہتے ہیں - یہ گروہ تو خدا بن رہا ہے اور دوسرا گروہ کسی اور انسان کو خدا بناتا ہے -

جو کچھ آجکل یورپ اور امریکہ میں ہو رہا ہے - اس کی غرض کیا ہے یہی کہ ایک آزادی اور حرص جو پیدا ہو گئی ہے - اس کو پورے طور پر کام میں لا کر ربوبیت کے بھیدوں کو معلوم کر کے خدا سے آزاد ہو جاویں غرض موجودہ زمانہ میں دجال کا بروز ایک معجون مرکب ہے - ایک حملہ خدا پر ہو رہا ہے ایک نبوت پر + ایک خدا کو انسان بناتا ہے - دوسرا آپ ہی خدا بنتا کر کس قدر فساد ہے - جو برپا ہو رہا ہے یاجوج ماجوج کے فساد کی نسبت میں نے بتا دیا ہے - کہ اس کا اثر دل پر پڑتا ہے ... ان کو شوکت ... ہے - خدا کی طرف رجوع کرنا، امانت دیانت کا اختیار کرنا - شراب - زنا - بدنظری بدکاری، قمار بازی سے بچنا مشکل ہو رہا ہے - بہت ہی تھوڑے ہیں - ستاندا ایک آدمی فی ہزار بچے ہوں گے -

نیکی کے دو بروز -

اس کے بالمقابل نیکی کے دو بروز ہیں اندرونی لحاظ سے مہدی اور بیرونی لحاظ سے مسیح ابن مریم - اب یہ بات کیسی صاف ہے - کہ جبکہ بدی کے دو بروز تھے تو ایسا ہی نیکی کے بھی دو بروز بدی کے مقابل ضروری تھے - چنانچہ دو بروز نیکی کے بھی رکھے در اصل وہ بھی ایک ہی چیز ہے جس کے دو نام ہیں - جیسے ایک ہی حالت میں مجسٹریٹ اور کلکٹر دو جداگانہ عہدے ہوتے ہیں -

دو نیکی کے بروز ہیں - کہ ایک تو اندرونی لحاظ سے ہے اور دوسرا بیرونی لحاظ سے - اندرونی لحاظ سے وہ مہدی ہے - اور بیرونی لحاظ سے مسیح ابن مریم -

مسیح ابن مریم کا کام دفع شر ہے اور مہدی کا کام کسب خیر - یعنے جو بدعادات اور فسق و فجور پھیلا ہوا ہو گا وہ اس کو ہدایت سے بدل دے گا عیسیٰ کا لفظ عوس سے لیا ہے - جو دفع شر کی طرف ایما ہے - ان ہر دو بروزوں میں سر یہ ہے - کہ مہدی کا بروز اکمل ہے - کیونکہ اس کا کام ہے افاضۂ خیر - اور افاضۂ خیر دفع شر کی نسبت اکمل بات ہے - ایک شخص جو کسی کی راہ سے صرف کانٹے اٹھا دیتا ہے - یہ بے شک بڑا کام ہے لیکن جو سواری دے - اور اپنے گھر لے جا کر روٹی کھلا دے - یہ اس سے بھی بڑھکر ہے - پس مہدی اکمل ہے "

ان حقائق سے یہ بات کھل کے سامنے آ جاتی ہے - کہ امام وقتؑ نے وہ علمی خزانے جو قدیم سے کتاب اللہ، کتب احادیث و آئمہ میں مدفون تھے - باہر نکال دیئے - اور ان پر سے ایسے دل نشین پیرائے میں پردہ اٹھا دیا - کہ کسی صحیح الدماغ انسان کو ان کی قبولیت سے انکار نہیں ہو سکتا -

علماء اسلام ایک طرف ان فتنوں کے سامنے جو واقعات کے رنگ میں اسلام اور مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں - بے بس نظر آتے ہیں - اور دوسری طرف ان شہادتوں کو جن کے اندر ان فتنوں اور اس کے تریاق کو نہایت خوبی کے ساتھ واضح کیا گیا تھا - ٹھکرا کر امام وقتؑ کی مخالفت کر رہے ہیں - جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ مسلمانوں کا ایمانی لحاظ سے کمزور طبقہ عیسائیت کی گود میں چلا گیا اور چلا جا رہا ہے - جسے یہ تماشائی کی طرح دیکھ رہے ہیں - کاش یہ حضرات خدا خوفی سے کام لیکر مسلمان قوم پر رحم کرتے ان شہادتوں کو اور حقائق کو قبول کر لیتے - جو مندرجہ بالا مضمون میں اختصار کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں - تو عامۃ المسلمین ان اندرونی اور بیرونی فتنوں سے جلد محفوظ ہو کر عیسائیت کے زوال اور اسلام کی ترقی کا باعث ہو جاتے - مگر افسوس کہ تعصب نے ان کے دلوں پر مہریں لگا دی ہیں اور وہ ایسے علمی حقائق اور شہادتوں کو چھپا کر عیسائیت کے لئے راستہ ہموار کر رہے ہیں - جس کی وجہ سے نہایت تھوڑی سی کوشش سے مسلمان عیسائیت کی آغوش میں چلے جا رہے ہیں - ہم ایک بار پھر ان سے مؤدبانہ گذارش کرتے ہیں - کہ وہ تعصب اور ہٹ دھرمی کو بالائے طاق رکھ کر تقوے شعوری کو کام میں لائیں - تاکہ وہ الٰہی پروگرام جو اسلام کی خدمت کے لئے اس زمانہ کے امامؑ نے پیش کیا ہے بروئے کار لایا جا سکے - اور اسلام اور مسلمان اس سے مستفید ہوں -

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

# بھدرواہ میں ایک کامیاب جلسہ

۱۲/۱۳ مئی ۱۹۶۳ء کو بھدرواہ میں ہماری مقامی جماعت اور قادیانیوں کے درمیان مسئلہ نبوت کے اختلافی امور پر بحث ہوئی - اس موقعہ پر دونوں جماعتوں کے علاوہ غیراز جماعت اصحاب بھی کثرت سے شامل تھے اس بحث کے دوران میں قادیانی جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی ایک کتاب کو بھی چھوا تک نہیں - بلکہ مسیح موعود علیہ السلام پر الزام دعوے نبوت کی تائید میں احمدیہ تبلیغی پاکٹ بک کو ہی پڑھتے رہے - برعکس اس کے ہماری جماعت کی طرف سے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچایا گیا کہ ہر قسم کی نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہے - اب نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا - مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں جو لفظ نبی اور رسول آیا ہے وہ صرف لغوی اور مجازی معنوں میں ہے - علاوہ اس کے ساتھ ساتھ حضرت خلیفہ صاحب کے بیانات اور ایک خاص اعلان جس میں انہوں نے اپنی جماعت کی بول چال اور تحریرات اور الفضل وغیرہ میں حضرت اقدس کے خاندان کو خاندان نبوت لکھنے سے منع کیا ہے بھی پیش کیا ہے اور پوچھا گیا کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فی الواقع نبوت کا دعویٰ ہے اور وہ نبی ہیں - تو کیا یہ ظلم اور خیانت نہیں کہ آیندہ ان کو اور ان کے خاندان کو خاندان نبوت کے نام سے نہ پکارا جائے - علاوہ ازیں حضرت خلیفہ صاحب کے بعض بیانات جو انہوں نے تحقیقاتی عدالت میں دیئے ہیں بھی دہرائے گئے جن سے صاف ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا نبوت کا دعویٰ نہیں -

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قادیانی احباب کو یہ بات ماننی پڑی کہ وہ بھی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو حقیقی معنوں میں نبی نہیں مانتے - بلکہ لغوی، مجازی، اور ظلی معنوں میں نبی مانتے ہیں - پس یہ خدا کا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ حق کو کامیاب کرتا ہے - اگرچہ ہمارے قادیانی دوست حضرت مسیح موعودؑ کی کتب نہ پڑھتے ہیں نہ گھروں میں رکھتے ہیں صرف میاں محمود احمد صاحب کی کتاب حقیقۃ النبوت اور اسی قسم کے دوسرے لٹریچر پر ان کا دارومدار ہے - حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو پڑھیں تو ان پر اصل حقیقت آشکارا ہو جائے -

(عبدالکریم احمدی بھدرواہ کشمیر سٹیٹ)

# رفتارِ عالم

—— صدارتی کابینہ کے اجلاس میں یوم عاشورہ کے موقعہ پر مغربی پاکستان میں ہونے والے فسادات کی پرزور مذمت کی گئی ہے۔ تمام وزراء نے فرقہ وارانہ کشیدگی پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ حکومت نے اس کی تحقیقات شروع کر دی ہے۔

—— مشرقی پاکستان کے ضلع سلہٹ میں پھر طوفان آیا ہے۔

—— حکومت پاکستان نے ایران میں پاکستانی سفیر جناب اختر حسین کو الجزائر میں پاکستانی سفیر مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— شہنشاہ ایران نے کہا ہے کہ ملک کے حالیہ خونریز فسادات میں غیر ملکی کمیونسٹوں کا ہاتھ ہے جنہوں نے بعض تخریب پسند علماء کو رشوتیں دے کر حکومت کا تختہ الٹانے کی کوشش کی ہے۔

—— اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر اور اقوام متحدہ میں پاکستان کے نمائندہ چودھری محمد ظفر اللہ خاں روس کے آٹھ روزہ دورہ پر ماسکو پہنچ گئے ہیں۔

—— نئے مرکزی بجٹ کا اعلان ہوتے ہی لاہور میں عام ضروریات کی تقریباً ساری ہی چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔ محصولات کی شرح میں اضافہ اور نئے ٹیکسوں کے نفاذ سے عملاً اہل ثروت طبقہ پر اتنا اثر نہیں پڑا جتنا کہ عام آدمی کے خرچ کے بوجھ میں اضافہ ہوا ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق ایک عام آدمی کو مزید ۲۰ فیصد بوجھ اٹھانا پڑے گا۔

—— مشرقی پاکستان کے وزیر خزانہ نے صوبائی اسمبلی میں نئے سال کا بجٹ پیش کر دیا ہے جس میں ۱۵ کروڑ ۷۹ لاکھ روپے کی بچت دکھائی گئی ہے۔ بچت کی یہ رقم ترقیاتی سکیموں پر خرچ کی جائے گی۔ بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ البتہ دو ٹیکسوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔

—— بھارت کی کمیونسٹ پارٹی کے صدر نے مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے مصالحت کنندہ مقرر کرنے کی تجویز کی مخالفت کی ہے اور حکومت بھارت پر زور دیا ہے کہ وہ اس تجویز کو قبول نہ کرے۔

—— سعودی عرب کی ایک بندرگاہ پر مصری طیاروں کی بمباری سے تیس افراد ہلاک اور انیس شدید زخمی ہو گئے ہیں۔

—— صدر آزاد کشمیر نے کہا ہے کہ مغربی ممالک بھارت کو اگر اس خیال سے بڑی مقدار میں فوجی امداد دے رہے ہیں کہ اس سے ایشیا میں امن قائم ہوگا۔ تو ان ملکوں کو اپنی خام خیالی کا بہت جلد احساس ہو جائے گا۔ آپ نے کہا کہ بھارت اور چین کی سرحدی جھڑپ نے مسئلہ کشمیر کی اہمیت کو واضح کر دیا ہے۔

—— امریکی وفاقی فوج نے الباما یونیورسٹی کو گھیرے میں لے لیا ہے تاکہ آئندہ منگل کو دو حبشی طلباء کو یونیورسٹی میں داخلہ دینے پر کوئی گڑبڑ ہو تو کارروائی کی جا سکے۔

—— روس کی درخواست پر سلامتی کونسل کا اجلاس طلب کر لیا گیا ہے۔ اس میں یمن میں اقوام متحدہ کے مبصرین بھیجنے کی تجویز پر غور ہو گا۔

—— ایک اطلاع کے مطابق امریکی حکام کو یہ توقع ہے کہ بھارت اور پاکستان جلد ہی مصالحت کنندہ کے تقرر کی تجویز کو اصولی طور پر منظور کرنے کا اعلان کر دیں گے اور اس کے بعد مصالحت کنندہ کا دائرہ کار اور اس کے انتخاب کا مسئلہ باہمی بات چیت کے ذریعہ فیصلہ کیا جا سکے گا۔

—— پرجا سوشلسٹ پارٹی نے پنڈت نہرو سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا ہے۔

—— مرکزی حکومت نے غیر ممالک میں پاکستانی نوجوانوں کی تربیت کی سکیم پر ساڑھے چار لاکھ روپے خرچ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— اگلے سال کے دوران تیل کا کھوج نکالنے کے لئے روس کے مزید فنی ماہروں کی خدمات حاصل کی جائیں گی۔

—— ایک سروے کے مطابق پاکستان میں ہر سال ½ ۱ لاکھ بچے ولادت کے دوران ہی مر جاتے ہیں اور بیس ہزار زچائیں موت کا شکار ہو جاتی ہیں۔

—— بھارت کے شمال مشرقی سرحدی علاقہ میں ناگاؤں اور فوج کے درمیان خونریز جھڑپوں کا سلسلہ جاری ہے۔

—— جنیوا میں تخفیف اسلحہ کے مذاکرات میں جو طویل عرصہ سے جاری ہے پہلی بار ایک سمجھوتہ کا امکان پیدا ہوا ہے۔

—— پاکستان نے اقوام متحدہ کے امن کے اخراجات وصول کرنے کے لئے چندہ نہ دینے والے ملکوں کے بائیکاٹ کی تجویز کی مخالفت کی ہے۔

—— صدر کینیڈی اور وزیر اعظم میکملن کی آئندہ ملاقات میں

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۶ر محرم الحرام ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۲ر جون ۱۹۶۳ء | نمبر ۲۵

# بیعت کا فائدہ اور اسکی ضرورت

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محمد نواب خان صاحب تحصیلدار نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی تو اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :-

"بیعت میں جاننا چاہیئے کہ کیا فائدہ ہے، اور کیوں اس کی ضرورت ہے۔ جب تک کسی شئے کا فائدہ اور قیمت معلوم نہ ہو تو اس کی قدر آنکھوں کے اندر نہیں سماتی، جیسے گھر میں انسان کے کئی قسم کا مال و اسباب ہوتا ہے۔ مثلاً روپیہ پیسہ کوڑی، لکڑی وغیرہ جو جس قسم کی شئے ہے اسی درجہ کی اس کی حفاظت کی جاوے گی۔ ایک کوڑی کی حفاظت کے لئے وہ سامان نہ کرے گا جو پیسہ اور روپیہ کے لئے اسے کرنا پڑے گا۔ اور لکڑی وغیرہ کو تو یونہی ایک کونہ میں ڈال دے گا علیٰ ہٰذا القیاس جس کے تلف ہونے سے اس کا زیادہ نقصان ہے اس کی زیادہ حفاظت کرے گا۔ اسی طرح بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے کہ اس کے معنے رجوع کے ہیں۔ اور یہ اس حالت کا نام ہے کہ انسان اپنے معاصی سے جن سے اسکے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اس نے انہیں اپنا وطن مقرر کر لیا ہوا ہے۔ گویا کہ گناہ میں اس نے بود و باش کرلی ہوئی ہے۔ اس وطن کو چھوڑنا اور رجوع یعنے پاکیزگی کو اختیار کرنا۔ اب وطن چھوڑنا بڑا گراں گذرتا ہے اور ہزاروں تکلیفیں ہوتی ہیں ایک گھر جب انسان چھوڑتا ہے تو کس قدر اسے تکلیف ہوتی ہے اور وطن کو چھوڑنے میں تو اس کی یاروں دوستوں سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے، اور سب چیزوں کو مثل چارپائی، فرش و ہمسائے وگلیاں و کوچے و بازار سب چھوڑ چھاڑ کر ایک ملک میں جانا پڑتا ہے۔ یعنی اس سابقہ وطن میں کبھی نہیں آتا۔ اس کا نام توبہ ہے معصیت کے دوست اور ہوتے ہیں اور تقویٰ کے دوست اور۔ اس تبدیلی کو صوفیاء نے موت کہا ہے۔ جو توبہ کرتا ہے اسے بڑا حرج اٹھانا پڑتا ہے۔ اور سچی توبہ کے وقت بڑے بڑے حرج اس کے سامنے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحیم کریم ہے وہ جب تک اس کل کا نعم البدل عطا نہ فرماوے نہیں مارتا ان اللہ یحب التوابین میں یہی اشارہ ہے کہ وہ توبہ کرکے غریب و بیکس ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس سے پیار کرتا ہے اور اسے نیکوں کی جماعت میں داخل کرتا ہے۔ دوسری قومیں خدا کو رحیم کریم خیال نہیں کرتیں۔ عیسائیوں نے خدا کو تو ظالم جانا اور بیٹے کو رحیم۔ کہ باپ تو گناہ نہ بخشے اور بیٹا جان دے کر بخشوائے۔ بڑی بیوقوفی ہے۔ کہ باپ بیٹے میں اتنا فرق۔ والد مولود میں مناسبت اخلاق و عادات کی ہوا کرتی ہے۔ اگر اللہ رحیم نہ ہوتا تو انسان کا ایک دم گذارہ نہ ہوتا۔ جس نے انسان کے عمل سے پیشتر ہزاروں اشیاء اس کے لئے مفید بنائیں تو کیا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ توبہ اور عمل کو قبول نہ کرے۔" (البدر جلد ۱ ص ۵-۶)

## بحرِ حکمت کے موتی

الا اخبرك بملاك ذالك كله
قلت بلى قال كف عليك هذا و
اشاره الى لسانه قلت يا رسول الله
وانا لمؤاخذون بما نتكلم
به فقال ثكلتك امك يا معاذ و
هل يكب الناس فى النار على
وجوههم او قال على مناخرهم
الا حصائد السنتهم -
(الترمذى)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بروایت معاذؓ) فرمایا کیا میں تمہیں ان سب کے (نیک اعمال کا ذکر ہو رہا تھا) محکم کرنے والی چیز سے نہ آگاہ کردوں؟ معاذؓ نے کہا فرمائیے۔ زبان کی طرف اشارہ کرکے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اسے قابو میں رکھو۔ معاذؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنی بات چیت کے بدلے بھی پکڑے جائیں گے؟ فرمایا اے معاذ رضؓ تیری ماں تجھے روئے۔ لوگوں کو دوزخ میں منہ کے بل یا کہا ناک کے بل ان کی زبان کے برے پھل ہی ان کو ڈلوائیں گے۔

نوٹ:- بات بہت سمجھ کر منہ سے نکالنی چاہیئے پختہ ہو۔ مختصر مگر جامع ہو۔ سہل الفہم ہو۔ پیچ دار نہ ہو۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم و

(باقی بر صفحہ ۱۹ اشتہار کے پیچھے)

# افریقہ میں تبلیغِ اسلام

## میاں بشیر احمد صاحب منٹو کا مکتوب لاگوس (نائیجیریا) سے

مشرقی نائیجیریا کے چند نو مسلم
میاں بشیر احمد صاحب منٹو کے ساتھ

بخدمت مشفقی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مئی کا مہینہ اس لحاظ سے میرے لئے ایک بے حد مبارک مہینہ ثابت ہوا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے میری ایک دلی خواہش پوری کر دی، کچھ عرصہ ہوا ایک طالب علم مشرف باسلام ہوئے تھے مگر ان کے والد اور خاندان کے دوسرے افراد اپنے آبائی مذہب ہی پر قائم تھے۔ اگرچہ وہ بتوں کی پوجا نہیں کرتے تھے اور نہ ہی مشرکانہ توہمات میں مبتلا تھے مگر رسمی طور پر بت پرستوں کا ساتھ دیتے تھے اور "پیگن" کے نام ہی سے لوگوں میں مشہور تھے، میں یہ چاہتا تھا کہ یہ سارا خاندان نورِ حق سے منور ہو جائے اور اس کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہا تھا، آخر چھبیس تاریخ کی صبح کو میری دعا قبول ہوئی اور بیٹا اور باپ دونوں میری قیام گاہ پر پہنچ گئے اور آتے ہی بیٹے نے یہ خوشخبری سنائی کہ ان کے والد کلمہ شہادت پڑھنا چاہتے ہیں دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کا نام ——عبدالفتاح رکھا گیا۔ بیٹے کا نام عبدالحکیم ہے عبدالفتاح صاحب کسی سرکاری دفتر میں کلرک ہیں۔ عمر چھیالیس سال ہے۔

اس واقعہ سے بارہ دن قبل ایک معزز خاتون مس ڈوپے جارج عمر ۳۵ برس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قبولیت حق کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ ان کے والدین کیتھولک ہیں، رحمت حق سے بعید نہیں کہ وہ بھی اپنی بیٹی کی طرح گمراہی کا راستہ ترک کر کے صراطِ مستقیم پر چلنا شروع کر دیں مس جارج کا نام سعیدہ رکھا گیا۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ نہیں رہتیں، وہ کسی اور شہر میں رہتے ہیں، ان کی سلے ہوئے کپڑوں کی لیگوس میں دوکان ہے۔ فرصت کے وقت بیان القرآن پڑھنے اور نماز سیکھنے کے لئے میرے پاس چلی آتی ہیں۔ ہماری دینی کتابوں کا بھی مطالعہ کرتی رہتی ہیں۔

ہر اتوار کو میری قیام گاہ پر جلسہ ہوتا ہے نو مسلم اور بعض مسلم دوست ہماری کتابیں پڑھنے کے بعد ان کے خلاصے اپنے اپنے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ ۲۶ رمئی کو دو مسیحی مشنری ہمارے ہاں چلے آئے۔ ان کے ساتھ بحث کا سلسلہ شروع ہو گیا، مجھے اس بات سے خاص خوشی ہوئی کہ ہمارے نو مسلم بھائیوں نے ان سے نہایت ہی مہذب، اور معقول طریقے سے بحث کی اور انہیں بالکل لاجواب کر دیا۔

مجاہدِ کبیر کے لئے ممتاز احمد فاروقی صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس کتاب کی یقیناً ضرورت تھی اور انہوں نے اس ضرورت کو احسن طور پر پورا کر دیا ہے۔ جن لوگوں کو حضرت امیر مرحوم و مغفور سے محبت اور عقیدت ہے انہیں تو بار بار اس کو پڑھنے سے بھی تسلی نہ ہوگی وہ اس کے پڑھنے سے کبھی نہ تھکیں گے کیونکہ ذکرِ حبیب دراصل وصلِ حبیب ہی ہے مگر نیک آدمیوں کی زندگی کا اثر سبھی پر پڑتا ہے اور ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں اس سے متاثر ہوتا ہے۔ میری قیام گاہ کے پیچھے پاکستان کے ایک تاجر ریاض حسین صاحب مقیم ہیں۔ میں نے انہیں بھی یہ کتاب پڑھنے کے لئے دی۔ بلکہ ہر شب خود ہی مجھ سے مانگ کر لے جاتے ہیں اور دن کو واپس کر دیتے ہیں، انہیں اس کتاب کے پڑھنے میں بہت لطف حاصل ہو رہا ہے اور وہ اکثر اسی کے متعلق گفتگو کرتے رہتے ہیں اور ہمیشہ تعریف کرتے رہتے ہیں، حضرت مولانا کی تعریف دوسروں کی زبانی سن کر میں بھی مسرور ہوتا ہوں اور دل چاہتا ہے کہ وہ ان کی باتیں کرتے ہی چلے جائیں۔ اب مجھے یہ خیال آتا ہے کہ اگر حضرت مولانا کی زندگی کے حالات مختصر طور پر انگریزی میں بھی لکھے جائیں تو نہایت اچھی بات ہوگی، تبلیغ کے لئے بھی ایسی کتاب موثر ثابت ہوگی۔

۲۵ رمئی کی شب کو حکومت اردن نے اپنا یومِ آزادی منانے کے لئے ایک کاک ٹیل پارٹی کا انتظام یہاں کے فیڈرل پیلس ہوٹل میں کیا تھا، میں بھی شریک ہوا، وہاں خوش قسمتی سے حافظ محمد حسن چیمہ صاحب کے صاحبزادہ صاحب سے ملاقات ہوگئی، ایک ڈیڑھ گھنٹہ تک ان سے باتیں ہوتی رہیں، جولائی تک غالباً ان کا قیام نائیجیریا میں رہے گا اور پھر وہ واپس وطن چلے جائیں گے، وہ بالکل خیریت سے تھے اور ہشاش بشاش تھے۔ "پیغام صلح" میں حافظ صاحب کے گرانقدر چندے کا جو انہوں نے مسجد موعود ہال کے لئے دیا ہے ذکر نظر سے گذرا تھا۔ اس کی میں نے انہیں مبارکباد دے دی۔

اکیس اور اٹھائیس مئی کو نائیجیریا میں براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کے ریڈیو سے میری دو تقریریں ہوئیں:—

Persecution of the Prophet and the Faithful.

میرا موضوع تھا۔ کچھ صاحب نے گھانا سے اطلاع دی تھی کہ ان کے بعض احباب میری تقریریں وہاں سنتے رہتے ہیں۔

بارشوں کا سلسلہ اب شروع ہو گیا ہے اور تقریباً ہر روز ہی بارش ہوتی ہے۔ مگر گرمی میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ پسینہ بدستور بغیر کسی حرکت کے ہی آتا رہتا ہے۔ میں اپنی بات کہتا ہوں دوسروں کا حال مجھے معلوم نہیں، فی الحال میری صحت اچھی ہے اللہ کرے کہ اچھی ہی رہے۔

والسلام

خاکسار۔ بشیر احمد منٹو

## "حرفِ محرمانہ" سلسلہ ص ۱۱

پھر بھی اس سورج کے سامنے سے ہٹ جائیں تو ہم تاریکی کا شکار ہو جائیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ جو آپ کو عشق تھا اور جو نسبت اپنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے بتلائی ہے اس کا اندازہ آپ حضور کے مندرجہ ذیل دو شعروں سے کر لیجئے۔

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

(باقی دارد)

ہفت روزہ پیغامِ صلح ——— (لاہور) ——— مؤرخہ ۱۹؍ جون ۱۹۶۳ء

# احمدیت اور اسلام

رنگون سے ہمارے محترم جدوگ این لے خانصاحب نے دو تین اخبارات کے تراشے ارسال کئے ہیں، جن میں احمدیت کے متعلق غلط بیانیوں سے کام لیا گیا ہے۔ افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ احمدیت کی مخالفت میں یہ لوگ اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ حق پرستی سے انہیں کوئی کام نہیں رہا۔ اور ادھر ادھر کی سُنی سنائی باتوں کی بناء پر اناپ شناپ جو جی میں آتے لکھ دیتے ہیں۔

ان میں سے ایک اخبار "دورِ جدید" ہے جس کو اس بات پر اصرار ہے، کہ ووکنگ میں جو انگریز مسلمان ہوتے ہیں انہیں قادیانی بنایا جاتا ہے اور جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیت کیا چیز ہے تو وہ اس سے ازبدا اختیار کر لیتے ہیں۔ اس بارہ میں ایک انگریز نومسلم ویبسٹر کی مثال دی گئی تھی، جس کے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ:۔

"کیا مسٹر ویبسٹر نے یہ لکھا ہے کہ میں نے ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ احمدی تحریک (قادیانیت) سے اپنے آپ کو وابستہ کیا تھا؟ اگر نہیں اور ہرگز کوئی ایسا ذکر ان کے اعلان میں موجود نہیں اور "دورِ جدید" کو یہ بھی معلوم ہے کہ ووکنگ مسلم مشن کا قادیانیت کے دعوے نبوت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں تو پھر مسٹر ویبسٹر کو مشارٌالیہ ووکنگ مسلم مشن کو قرار دینا کہاں کی دیانت اور کونسی حق پرستی ہے"؟

اس کے جواب میں "دورِ جدید" نے یہ اعتراف کرتے ہوئے کہ مسٹر ویبسٹر نے اپنے اعلان میں ووکنگ مسلم مشن کا نام نہیں لیا، یہ لکھا ہے کہ

"دورِ جدید سوچنا چاہتا ہے کہ برطانیہ یا کسی دوسرے مغربی ملک میں جب قادیانی صاحبان کسی انگریز یا یورپین کے دائرہ اسلام میں لانے کا اعلان کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے

دائرہ قادیانیت

میں اس کو لا رہے ہیں، چونکہ یہ لوگ براہِ راست قادیانیت کی دعوت نہیں دے سکتے اس لئے اسلام کا مغالطہ دیتے ہیں

کہ اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اسلام کا مطلب ہے قادیانیت کیونکہ اس صدی کے مجدد (مسیح موعود اور نبی مرسل) مرزا صاحب ہیں"

ہمیں افسوس ہے کہ "دورِ جدید" اس سلسلہ میں خواہ مخواہ غلط بیانیوں سے کام لیکر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ اوّل تو ووکنگ مسلم مشن کا یہ طریق ہی نہیں کہ وہ اسلام کی سیدھی سادی تعلیم کے بجائے کسی اور رنگ میں پیش کرے اگر ایسا ہوتا تو انگریز نومسلمین کے ان اعلانات میں جن میں انہوں نے اپنے قبولِ اسلام کی وجوہ بیان کی ہیں حضرت مرزا صاحب کی مجددیت یا نبوت کا بھی کوئی ذکر ہوتا۔ لیکن ان میں اشارتاً اور کنایتہً بھی ایسا کوئی ذکر موجود نہیں۔

لیکن اس کے علاوہ یہ بھی غور طلب بات ہے کہ کیا احمدیت اور اسلام کوئی دو جدا گانہ چیزیں ہیں؟ احمدیت عین اسلام ہے اور اسلام عین احمدیت۔ حضرت مرزا صاحب نے کوئی ایسی تعلیم نہیں دی جو اسلام کے خلاف یا اس سے متفاوت ہو۔ وہی نماز، وہی روزہ، وہی حج، اور وہی زکوٰۃ ہے، جو جمہور مسلمانوں میں پائی جاتی ہے، اسی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر احمدیت کا ایمان ہے جس کی تعلیم اسلام نے دی ہے۔ اسی قرآن کو احمدی جماعت مغرب میں پیش کرتی ہے، جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر نازل ہوا اور آج بھی بجنسہٖ بلاکم وکاست مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہے رہا حضرت مرزا صاحب کا مجدد ہونا۔ اوّل تو کسی مجدد کا ماننا ایمانیات میں سے نہیں، اور اسی وجہ سے ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغ میں حضرت مرزا صاحب کی مجددیت کا کوئی ذکر نہیں ہوتا۔ لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ مجددیت کے ذکر سے ہمارے مخالفین بھڑکتے کیوں ہیں، کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کے آنے کی خبر نہیں دی؟ کیا گذشتہ تیرہ صدیوں میں ایسے بزرگ اور آئمہ دین پیدا نہیں ہوئے جنہوں نے مجدد ہونے کے دعوے کئے؟ دور تر جانے کی ضرورت نہیں، قریب ہی کے زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت شیخ احمد سرہندی جیسے بزرگوں نے کھلے لفظوں میں مجددیت کے دعوے کئے اور انہیں آج تک مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔ اگر ان کو مجدد ماننا تعلیم

اسلام کے خلاف نہیں تو حضرت مرزا صاحب کو مجدد ماننا کیوں خلاف اسلام ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ نے اسلام کو غیر مذاہب کے حملوں اور سائنس و فلسفہ کے ناگوار اثرات سے بچا کر جس زور و شور سے یورپ اور دیگر ممالک میں پیش کیا ہے اور جو خوشگوار نتائج اس سے پیدا ہوئے ہیں اس کی نظیر تمام اسلامی دنیا میں نہیں پائی جاتی، آج یورپ کا نقطۂ نگاہ اسلام کے متعلق بدل چکا ہے، اور وہ اسکو ایک معقول ترین مذہب سمجھنے لگے ہیں، جو انسانوں کو باہم ملانے اور خدا سے تعلق پیدا کرنے کا موجب ہو گا۔ یہی حضرت مرزا صاحب کے مجدد ہونے کا ثبوت ہے اور اسی اسلام کو یورپ میں پیش کیا جاتا ہے، "دورِ جدید" اور اس کے ہم نواؤں کو اگر یہ ناگوار گذرتا ہے تو گذرا کرے ہمیں اس کی پروا نہیں، اگر وہ اس اسلام کو قادیانیت سمجھتے ہیں، تو وہ بتائیں کہ صحیح اسلام کونسا ہے؟ اور وہ کیوں اسے دنیا میں پیش نہیں کرتے؟ ووکنگ مسلم مشن جو کام کر رہا ہے اگر وہ تمہیں ناگوار ہے تو خود کچھ کر کے دکھاؤ ورنہ اعتراض کرتے رہنا، کہاں کی ایمانداری ہے، ووکنگ مسلم مشن کی قادیانیت تو غیر مسلموں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتی ہے، حیف ہے تم پر کہ اسے خلاف اسلام قرار دے کر لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنا چاہتے ہو، مزہ جب تھا کہ تم بھی وہاں جاتے یا کوئی ایسا مشن بھیجتے جو تمہارے نزدیک صحیح اسلام کو پیش کرتا۔ اور لوگوں کو مسلمان بناتا گھر بیٹھ کر کام کرنے والوں پر اعتراض کرتے رہنا پرلے درجہ کی اسلام دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟

## روس میں مسجدوں کی تعمیر

روس کمیونسٹ پارٹی کے اخبار "پراودا" نے اعتراف اور احتجاج کے مخلوط جذبات سے شکایت کی ہے کہ تاجکستان کی روسی جمہوریہ میں بکثرت مسجدیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ اور ان پر پبلک کا روپیہ صرف ہو رہا ہے۔ اخبار نے تاجکستان اور قزاکستان کی کمیونسٹ پارٹی پر سخت نکتہ چینی کی ہے کہ وہ اسلام کی ہمہ گیر طاقت اور اسلام کے خدا کی وابستگی کا مقابلہ کرنے میں ناکام رہی ہے۔ گذشتہ دو برسوں میں مسجدوں کی تعمیر پر جو روپیہ صرف ہوا ہے وہ اسکولوں پر ہونا چاہیئے تھا۔ اسکولوں کی مرمت کی تجویز ہمیشہ منظور ہوتی ہے۔ لیکن ان کے لئے سامان مہیا نہیں کیا جاتا اور ان کی مرمت کو ملتوی کرنا پڑتا ہے مسجدوں کی تعمیر سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کمیونزم پر غلبہ پا رہا ہے حالانکہ ریڈیو اور سینما جیسے مؤثر ذرائع سے اسلام کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس خبر میں اتنی باتیں ہی واضح ہیں۔ اوّل یہ کہ مسجدوں کی تعمیر پر پبلک کا روپیہ صرف ہو۔ لیکن کیا اس بات کا امکان ہے کہ روس میں مسجدوں کی تعمیر ہو اور اس پر پبلک کا روپیہ لگے؟ اگر تاجکستان کی کمیونسٹ پارٹی مسجدوں کی تعمیر پر روپیہ خرچ کرتی تو شاید اسے زندہ نہ چھوڑا ہو جاتا۔ ہمارے خیال میں مسجدوں کی تعمیر کا یہ افسانہ عالم اسلام کو روس کی اسلام دشمنی سے غافل کرنے کے لئے گھڑا گیا ہے۔ لیکن اگر واقعہ صحیح ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نعوذ [illegible]

## آہ! ڈاکٹر وزیر احمد قریشی

جماعت احمدیہ کے تمام حلقوں میں یہ اندوہناک خبر نہایت رنج و افسوس سے سُنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے ایک نہایت قابل اور مخلص انسان ڈاکٹر وزیر احمد قریشی ۱۶ اور ۱۷ جون ۱۹۶۳ء کی درمیانی شب کو حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم تبلیغ اسلام کا بے پناہ جذبہ اپنے دل میں رکھتے تھے اور اسی جذبہ کے ماتحت وزیرآباد میں اپنی چلتی طبی پریکٹس چھوڑ کر چند سال ہوئے برٹش گائنا (جنوبی امریکہ) تشریف لے گئے۔ جہاں کچھ عرصہ انہوں نے تبلیغ اسلام کا کام نہایت تندہی اور خوش اسلوبی سے کیا۔ لیکن وہیں دل کا عارضہ ہو جانے کی وجہ سے انہیں چار و ناچار گھر واپس لوٹنا پڑا۔ پاکستان آکر بھی وہ کسی نہ کسی رنگ میں دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ کچھ دن ہوئے انہیں ووکنگ مشن کے اعزازی سیکرٹری کے عہدہ پر متعین کیا گیا اور ابھی وہ اس کام کو پورے طور پر سنبھال بھی نہ سکے تھے، کہ داعی اجل کو لبیک کہنا پڑا۔

مرحوم ڈاکٹر وزیر احمد قریشی وادی کشمیر کے رہنے والے تھے۔ ابتداً لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی ملازمت اختیار کر کے میڈیکل کالج میں بھی داخلہ لے لیا۔ جہاں سے ایم بی بی ایس پاس کر کے اپنے وطن کشمیر میں چلے گئے اور وہاں محکمہ صحت میں ریاست کی طرف سے ایک اعلیٰ عہدہ پر متعین رہے۔ تقسیم ملک کے موقعہ پر وہاں سب کچھ چھوڑ کر پاکستان چلے آئے اور وزیرآباد میں سکونت اختیار کر لی اور بطور میڈیکل پریکٹیشنر کام شروع کر دیا اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس سانحہ کی خبر سن کر حضرت امیر ایدہ اللہ اور بعض دیگر احباب لاہور سے وزیرآباد تشریف لے گئے جہاں ۱۷ جون کو مرحوم کو سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے داماد تھے۔ ان کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادیوں اور صاحبزادے (جوان کا اکلوتا فرزند ہے) اور خاندان کے دیگر افراد سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو [illegible]

# حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے چند واقعات

## مسیح موعودؑ کے لئے حج بدل

(ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ)

راقم حسن علی نے ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی۔ اور دسمبر ۱۹۰۳ء کے شروع میں حضرت صاحب کے ہمراہ مخالف مولوی کرم دین بھیں والے کے مشہور مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کی پہلی پیشی پر بمقام جہلم بعدالت لالہ سنسار چند مجسٹریٹ درجہ اوّل تمقرر گیا تھا۔ یہ جمعہ کا روز تھا۔ اُس زمانے میں ملک غلام حیدر صاحب تحصیلدار جہلم تھے۔ جنہوں نے بحالی امن بہتر اور حفاظت مسیح موعودؑ کے لئے بڑی نمایاں خدمات کی تھیں۔ ریلوے اسٹیشن جہلم پر اس روز کم از کم دس ہزار شیدائی لوگ حضرت مرزا صاحب کا چہرہ مبارک دیکھنے کے منتظر تھے۔ اس روز جمعہ تھا۔ اسٹیشن سے بیگم قیامگاہ تک بڑا انتظام تھا۔ ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کی گئیں تھیں۔ حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی اور دیگر احباب نے مہمانوں کی رہائش اور خورد و نوش کا نہایت خاطر خواہ طور پر انتظام کیا تھا۔ بعض دوسرے روز حاضری عدالت سے قبل ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں حضرت مسیح موعودؑ نے تقریر فرمائی۔ حسن اتفاق سے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کابل اور مکرم سردار عجب خان صاحب تحصیلدار صاحب ضلع ہزارہ بھی اس روز جہلم کے مقام پر تشریف لائے تھے۔ یہ پہلا اور آخری موقعہ راقم کے واسطے تھا۔ کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کے چہرہ مبارک کو ان کی شہادت سے قبل دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے رحم سے بے حد درود و سلام ہو حضرت مسیح موعودؑ اور ان کے عالی تبار دوستوں پر جنہوں نے دین حضرت محمد صلعم خاتم النبیین فخر موجودات کی خاطر اپنی جانیں فدا کیں۔ اللھم اغفر ھم وارحمھم

حاکم عدالت لالہ سنسار چند نے مولوی کرم دین مدعی کے مقدمہ کو بمقام گورداسپور تبدیل کر دیا۔ کیونکہ مدعا علیہم گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ قریباً ۷۰۰ مردوں اور عورتوں نے جہلم کے مقام پر حضرت صاحب کی بیعت کی تھی۔ مولوی کرم دین کا مقدمہ جہلم سے گورداسپور منتقل کیا گیا۔ جہاں پر لالہ چندولال نے معاندین سلسلہ احمدیہ کی تحریک پر حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھیوں کو سزا دینے کی سخت کوشش کی۔ مگر وہ کمبخت مجسٹریٹ خود ہی ایک مصیبت میں مبتلا ہو گیا تھا اس کا تنزل کر دیا گیا تھا اور ملتان تبدیل کر دیا گیا یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسکو سزا ملی تھی اس کے بعد لالہ آتما رام نے بھی حضرت صاحب اور ان کے ساتھیوں کو تھوڑے وقفہ کی تاریخیں ڈال کر مقدمہ کو لمبا کر کے ایذا دہی میں کمی نہ کی۔ ہر چند اس کی گورنمنٹ نے آتما رام کو منع کیا تھا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقدمہ میں کوئی ناجائز حرکت نہ کرے۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ اس کے دو لڑکے مر گئے مگر اُس نے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔ آخر کار بفیصلہ کے روز اس شریر مجسٹریٹ نے بھی غیبوں کے اشارے پر حضرت مسیح موعودؑ اور اس کے ساتھیوں پر جرمانہ کی سزا دینے میں اپنا زور دکھایا۔ حضرت صاحب کے وکیل محترم خواجہ کمال الدین صاحب ابھی باہر کسی اور دوسرے شخص کے مقدمہ کی پیروی کے لئے چند صد روپیہ پیروی کے لئے پیشگی لے چکے تھے۔ تب ان کو پتہ لگا کہ حضرت صاحب اور ان کے دو ساتھیوں کو عدالت نے اندر اپنا حکم سنانے کے لئے بلایا ہے۔ تب وہ دوڑے اور چپڑاسی کو جس کو لوگوں کو اندر جانے سے روکنے کا حکم تھا۔ خواجہ صاحب اسکو پیچھے دھکیل اندر داخل ہو کر حضرت صاحب کے پاس آن پہنچے۔ مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا۔ جرمانہ فوراً ادا کیا گیا۔ جو مسٹر ہیری صاحب سیشن جج امرتسر سے واپس دلایا گیا۔ کیونکہ حضرت صاحب اور ان کے ساتھی بالکل بری ثابت ہوئے تھے۔ حضرت صاحب کا ادا کردہ جرمانہ واپس کیا گیا تھا۔ مگر آتما رام مجسٹریٹ کے دونوں بیٹے واپس نہ آسکے۔

راقم پر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کی برکت سے اور آنحضرت محمد صلعم سرور کائنات کی شفاعت اور حضرت مسیح موعودؑ اور ان کے بزرگ احباب حضرت مولوی نورالدین حضرت مولوی عبدالکریم اور دوسرے معتقد احباب مسیح موعود کی نظر عنایت تھی کیونکہ راقم نے اولاً ۱۹۰۳ء میں لاہور میں برائے تعلیم میڈیکل سکول میں داخل ہونے کے بعد احمدی طلباء کی مجلس بنائی تھی جس کے ذریعہ مختلف کالجوں کے بہت سے طلباء نے احمدیت قبول کی حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ہماری اس مجلس کے مربی تھے۔ ہماری ان سرگرمیوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے ہماری مجلس کی ممبری قبول کی۔ یہ حضرات بڑی خوبیوں کے ساتھ خدمات دین میں ہمیشہ ہی مصروف رہتے تھے۔ خدا تعالیٰ کے ہاں ان کے بڑے درجات ہیں اور قیامت کے روز بڑے سرخرو ہوں گے خدا تعالیٰ کا فضل ان کی اولاد پر بھی ہو آمین۔

میں نے ۱۹۰۷ء میں میڈیکل سکول لاہور کا چار سالہ امتحان پاس کیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب ع م کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت صاحب بہت خوش ہوئے افسوس ۱۹۰۸ء میں حضور کی وفات ہو گئی اللہ تعالیٰ نے میرے برادر گرامی نواب خان اور مجھے حضرت صاحب کا بٹالہ سے قادیان تک جنازہ اٹھانے اور حضور کے جنازے کی نماز پڑھنے کی سعادت نصیب کی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ مسلمان مسیح موعودؑ کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔ اپنی رویا میں مجھے عرفات پر حج کے ایام میں حضرت مسیح موعود کو دیکھنا اور حضور کا فرمان سننا میری قسمت میں لکھا ہوا تھا۔ اس رویا کے پورا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا راقم منتظر تھا آخر کار قدرت الٰہی نے مجھے ۱۹۵۲ء میں یہ مبارک منظر دیکھنے کی توفیق بخشی۔ حج کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے عرفات پر موجود ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر تکمیل حج ہو نہیں سکتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے حج نہ کرنے کے اعتراض کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ حضرت مسیح موعود کے بدل حج کرنے پر انشاء اللہ تعالیٰ [illegible]

# توحیدِ الٰہی کا مقصد ــــ وحدتِ نسلِ انسانی

## انبیاءؑ کی تعلیم ایک ہونے کے باوجود قوموں میں تفرقہ و عناد۔ مسلمانوں کی باہمی تفرقہ پردازی اسلام کے منافی ہے

## اسلامی تعلیمات کی کُربانی یورپ کی کشش کا موجب ہے۔ اپنے نمونہ سے اسلام کی سچائی ثابت کرو

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۴ جون ۱۹۶۳ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قالوا لن یدخل الجنة الا من کان ھودًا او نصٰرٰی۔ تلک امانیھم۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین ــــ وقالت الیھود لیست النصٰرٰی علیٰ شیئ وقالت النصٰرٰی لیست الیھود علیٰ شیئ وھم یتلون الکتٰب۔ کذٰلک قال الذین لا یعلمون مثل قولھم۔ فاللہ یحکم بینھم یوم القیٰمة فیما کانوا فیه یختلفون ــــ (البقرہ) ــــ

### توحیدِ الٰہی کا مقصد

حضور سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا۔ کہ اس کائنات کا خالق اور موجد ایک ہے۔ اور وہ ساری کی ساری انسانیت کا خالق اور محسن ہے۔ خدا تعالیٰ کی توحید کا بڑا مقصد یہ ہے کہ انسانوں میں وحدت پیدا ہو۔ ورنہ خدا کو کوئی بھی نہ مانے تو اس کا کوئی نقصان نہیں۔ اس سے علیحدہ ہو کر زندگی گزاری جائے تو اس کا کچھ بگڑتا نہیں۔ ایک چھوڑ دس ہزار خداؤں کی پرستش کی جائے اس کا کچھ نہیں بگڑتا وہ غنی عن العالمین ہے۔ وہ انسانیت کے لئے مفید ہے۔ کہ انسانیت میں وحدت اور یک رنگی پیدا کی جائے۔

### سب پیغمبروںؑ کا ایک ہی دین

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام پیغمبروںؑ کا ایک ہی دین تھا۔ وہ سرچشمہ جہاں سے وہ سیراب ہوئے ایک ہی ہے۔ اس لئے وہ جو پیغام، جو دین لائے وہ ایک ہی تھا سب نے یہی تعلیم دی کہ انه لا الٰه الا انا فاعبدون خدا ایک ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جیسا کہ فرمایا یا ایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحًا انی بما تعملون علیم ــــ اے پیغمبرو! تمہارے لئے حکم ہے کہ حلال طیّب کھانا کھاؤ۔ اچھے کام کرو۔ ہم تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں۔ وان ھٰذہ امتکم امة واحدة۔ تم سب انبیاء کا گروہ ایک ہی ہے۔ ان کے اعتقادات کے اندر تفریق کوئی نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الانبیاء اخوة من علّات۔ سارے انبیاء کرام بھائی بھائی ہیں امھاتھم شتّٰی۔ ان کی مائیں مختلف ہیں و دینھم واحد۔ اور ان کا دین ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ باوجود اس حقیقت کے کہ خدا واحد ہے اور خدا تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو جو تعلیم دی ہے وہ ایک ہی ہے۔

### دین کے ٹکڑے

فتقطعوا امرھم بینھم زبرًا ــــ انہوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں کل حزب بما لدیھم فرحون اور ہر گروہ اپنے عقائد پر فخر کرتا ہے سب فرقے اور مذاہب کے لوگ، دوسروں کی تحقیر کرتے ہیں۔ توحیدِ الٰہی کا مقصد اس طرح پورا نہیں ہوتا کہ لوگ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہیں۔ ایک دوسرے کی تحقیر کریں۔ ایک دوسرے سے دشمنی کا برتاؤ کریں۔ قالوا لن یدخل الجنة الا من کان ھودًا او نصٰرٰی۔ کہتے ہیں کہ یہ دوسرے لوگ جنت میں نہیں جانے پائیں گے، ہم ہی اکیلے جنت کے وارث ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحیدِ الٰہی اور وحدتِ انسانی کے نظریات بیان کرنے کے علاوہ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ مذہب والوں کے اندر جنون پیدا ہو جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی منشاء اور تعلیم کے خلاف کہتے ہیں کہ ہمارے سوا اور کوئی جنت میں نہیں جائیگا یہودی کہتا ہے کہ ہمارے سوا اور کوئی جنت کا حقدار نہیں۔ نصرانی بھی کہتا ہے کہ ہم ہی جنت کے مالک ہیں۔ ہندو بھی کہتا ہے کہ ہندو جاتی کے سوا اور کوئی سرگ میں نہیں جائے گا تلک امانیھم یہ ان کی بے بنیاد خواہشات ہیں۔ ان میں کوئی حقیقت نہیں۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔ اگر تم اپنے اس موقف اور دعوے میں سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔ مگر وہ کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔ پھر فرمایا وقالت الیھود لیست النصٰرٰی علٰے شیئ۔ یہودی کہتے ہیں کہ نصرانی کا کوئی دین نہیں۔ وقالت النصٰرٰی لیست الیھود علیٰ شیئ۔ نصرانی بھی کہتے ہیں کہ یہودی کا کوئی دین نہیں ہے۔ اس طرح ایک دوسرے کو حقیر خیال کیا جاتا ہے۔ ایک دوسرے کو باطل اور گمراہ یقین کیا جاتا ہے۔ وھم یتلون الکتٰب حالانکہ یہ دونوں ہی خدا کی کتاب پڑھتے ہیں، باوجود اس کے ایک دوسرے کے دشمن ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مودت و اخوت کی تعلیم دی۔ اتحاد و اتفاق کی دعوت دی۔ اسکو برباد کر کے ہر قوم اور مذہب والوں کو برا سمجھنا ان کی تحقیر کرنا اور صرف اپنے آپ کو ہی خدا کی برگزیدہ قوم یقین کرنا ہے یہ تفاخر و تحاسد انسانیت میں پھوٹ ڈالنے کا موجب ہے۔ ان خیالات نے انسان کو انسان کا دشمن بنا دیا ہے۔ مودت و اخوت کے بجائے دشمنی اور نفرت پیدا ہو گیا ہے یہودی عیسائی کا دشمن ہے اور عیسائی یہودی کا۔ پھر یہودی اور عیسائی مسلمان کے خطرناک دشمن ہیں۔ ہندو مسلمان کا خطرناک دشمن ہے۔

### جنت کا حصول نسل یا خاندان پر موقوف نہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تعصبات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ہر قوم اپنے پیغمبر اور مذہب کی فضیلت بیان کرتی ہے۔ ابراہیمؑ کے پیرو یقین کرتے ہیں کہ ان کی اولاد ہی جنت میں جائیگی فرمایا کسی نسل یا خاندان کی وجہ سے جنت کا حصول

ہمارا قانون نہیں۔ کسی وطن کی وجہ سے جنت کا ملنا ہمارا قانون نہیں۔ آج سفید اور کالے رنگ کا جھگڑا ہے نسل کا جھگڑا ہے۔ مشرق اور مغرب کا جھگڑا ہے۔ غرضیکہ ان اختلافات نے خدا تعالیٰ کے کنبہ کو تتر بتر کر رکھا ہے۔

## مسلمانوں میں تفرقہ

قرآن کریم میں ان باتوں کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ مسلمان اس سے بچیں۔ لیکن ہوا یہ کہ یہ تمام برائیاں خود مسلمانوں میں پیدا ہو گئیں۔ اگر یہودی عیسائی اور دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ نحن ابناء اللّٰہ واحباؤہ ہم خدا کے پیارے ہیں تو مسلمان بھی آج اپنی اپنی مسجد میں یہی یقین کرتے ہیں کہ صرف ہم ہی خدا کے پیارے ہیں۔ جنت صرف اسی مسجد کے نمازیوں کے لئے ہے اور صرف وہی خدا کے محبوب ہیں لا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم مسلمان فرقے بھی اکثر اسی قسم کی تلقین کرتے ہیں کہ جو شخص یا جو جماعت ہمارے خیالات کے موافق نہیں اس کی بات مت سنو، اس کا لٹریچر مت پڑھو۔ غرض جو نقائص غیروں کے اندر تھے وہ مسلمانوں کے اندر بھی آ گئے۔ وہ باتیں جو دوسرے لوگوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے بیان کی تھیں اور مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا تھا کہ وہ ان سے بچے رہیں، افسوس وہی مسلمانوں میں پیدا ہو گئیں۔ ہر فرقہ یہی کہتا ہے کہ حضور نبی کریمؐ کے فرمان کے مطابق فرقوں میں سے ناجیہ فرقہ ہمارا ہے حالانکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے فلا تزکوا انفسکم اپنے آپ کو پاک اور بڑا نہ سمجھو دوسروں کی تحقیر و تذلیل نہ کرو۔

## جزا و سزا عمل پر منحصر ہے

خدا کے ہاں تو قانون یہ ہے کہ جو کوئی بدی کرے گا سزا پا جائے گا۔ سید کا لڑکا زہر کھائے یا برہمن کا لڑکا زہر کھائے، سفید رنگ کا لڑکا زہر کھائے یا کالے رنگ کا لڑکا زہر کھائے سب ہی مر جاتے ہیں۔ کوئی سید یا برہمن یا سفید رنگ ہونے کی وجہ سے بچ نہیں جاتا۔ اسی طرح معصیت الٰہی ایک زہر ہے۔ جو کوئی اس کا مرتکب ہو گا نقصان اٹھائے گا۔ کالا ہو یا گورا۔ عورت ہو یا مرد۔ مشرق کا رہنے والا ہو یا مغرب کا، ہندو ہو یا مسلمان کوئی بھی ہو من یعمل سوءً یجز بہ جو کوئی برائی کرے گا سزا پا جائے گا فمن یعمل من الصالحات فلا کفران لسعیہ۔ جو کوئی اچھا کام کرے گا اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی۔ وانا لہ کاتبون۔ ہم ہر نیکی کرنے والے کی نیکی لکھ لیتے ہیں۔

اسلام کی عالمگیر تعلیم۔

یہ تعلیم صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ آپ نے تلقین فرمائی کہ تمام انبیاءؑ کا ایک ہی مذہب ہے۔ ان کی تعلیم کی برکت سے تمام قوموں میں صدیق و شہید و صالح مرد پیدا ہوئے۔ اب بھی تمام قوموں میں نیک لوگ موجود ہیں۔ تمام قوموں میں نالائق بھی ہیں۔ اسی طرح مسلمان قوم میں بھی نالائق لوگ بھی موجود ہیں اور نیک بھی، یہ تعلیم تمام انسانیت کے لئے ہے۔ اس تعلیم کے سوا کوئی اور ذریعہ ہے جو لوگوں کو ایک کر سکتا ہو؟ یہ وہ تعلیم ہے جسے ایک عقلمند انسان قبول کر سکتا ہے۔

## یورپ کو وحدت پیدا کرنے والی تعلیم کی تلاش۔

یورپ کے لوگ چاہتے ہیں کہ تمام انسانوں میں وحدت پیدا ہو جائے۔ ان کو تلاش ہے ایسے نظریات اور عقائد کی جو دنیا کو ایک کر سکتے ہوں۔ وہ نظریات اور عقائد اور اصول دین صرف اسلام ہی پیش کر سکتا ہے۔ اس لئے ہم تلقین کرتے ہیں کہ لوگ اگر خلوص نیت سے انسانوں میں وحدت اور اخوت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو وہ اسلام کو اپنائیں گے۔ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

## ہر قسم کے تفرقہ کو ختم کرنے کی تعلیم

جہاں قرآن کریم کی تعلیم پیش کی جاتی ہے وہاں مسلمانوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس تعلیم کا عملی نمونہ پیش کریں گے۔ آپ اس تعلیم کو سامنے رکھیں کوشش کریں کہ آپ کی وجہ سے تفرقہ پیدا نہ ہو۔ آپ ایک دوسرے کو حقیر نہ سمجھیں۔ لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم فرمایا ایک دوسری قوم کا تمسخر نہ اڑاؤ۔ ایک دوسری قوم کو ذلیل و حقیر خیال نہ کرو۔ خود اپنے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تفضلونی علی الانبیاء۔ مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت نہ دیا کرو، اس سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے ہر قسم کے تفرقہ کو ختم کرنے کی تعلیم دی ہے۔

## قدرتی اختلافات کو تفرقہ کا موجب نہ بناؤ۔

قدرتی اختلافات تو دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ رنگ کا اختلاف ہے۔ بولی کا اختلاف ہے نسل کا اختلاف ہے اور وطن کا اختلاف ہے ہندوستان میں ۷ کروڑ اچھوت ہیں۔ ہندو ان کے سایہ کو پلید سمجھتا ہے۔ امریکہ کو GOD'S LAND خدا کی زمین کہا جاتا ہے۔ مگر اس خدا کی دھرتی میں سیاہ فام حبشی کے لئے کوئی مقام نہیں۔ وہاں حبشی لوگ مقہور اور مظلوم ہیں۔ ان کو زندگی کی عظمت کا کوئی مقام حاصل نہیں۔ حبشی امریکہ کے گوروں کے نہ گرجا میں جا سکتا ہے، نہ ریسٹورینٹ میں نہ سکول میں قدم رکھ سکتا ہے نہ کلب کا دروازہ دیکھ سکتا ہے۔ مغرب کی اس وادی میں حبشی کو ذلیل و حقیر خیال کیا جاتا ہے۔ وہاں کوئی حبشی ڈاکٹر ہو جائے یا کمانڈر۔ یا انجنیئر یا سائنسدان۔ امریکہ کے گوروں کی نگاہ میں اس کی کوئی حیثیت اور عظمت نہیں ہے۔

## اسلام میں حبشی غلاموں کی قدر و منزلت

اس کے برعکس بلال رضؓ مسلمان ہوتے ہیں۔ وہ کالے کلوٹے ہیں۔ حبشی بھی ہیں اور غلام بھی۔ ہونٹ موٹے موٹے ہیں، خد و خال اچھے نہیں۔ مگر حضور اکرمؐ انہیں گلے سے لگا لیتے ہیں۔ تمام مسلمان انہیں سیدنا بلال رضؓ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مہجع رضؓ نامی حبشی حضرت عمر رضؓ کا غلام تھا۔ جنگ بدر میں وہ شہید ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا اول الشھید مھجع۔ پہلے شہید مہجع ہیں۔

## بڑائی نسل اور خاندان سے نہیں بلکہ تقویٰ سے ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا مکہ میں رہتے تھے لیکن ان کا وہ مقام نہیں جو دور دراز کے علاقہ کے ایک حبشی نجاشی کا مقام ہے۔ نسل اور خاندان کی بڑائی کے باوجود ابولہب کوئی مقام نہ پا سکا۔ حالانکہ اس کی رگوں میں وہی خون تھا جو حضور نبی کریم صلعم کے رگوں میں تھا۔ نجاشی کو حضورؐ نے دیکھا تک نہیں وہ غیر علاقہ اور خاندان میں سے تھا۔ مگر چونکہ اس کا تعلق دلی تھا اس لئے وہ حضور کا قریبی ہو گیا جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے ان اولی الناس بی المتقون من کانوا حیث کانوا۔ میرا قریبی وہ ہے جو سب سے بڑھ کر خدا خوف اور مخلوق خدا کا ہمدرد ہے۔ من کانوا۔ کوئی بھی ہو۔ کسی ذات پات کا یا کسی نسل میں سے ہو۔ حیث کانوا کسی وطن کا ہو۔

## اسلامی تعلیمات میں کشش اور دلربائی۔

ظاہر ہے یہ تعلیم ساری دنیا کے لئے ہے۔ فرمایا ان اللّٰہ مع الذین اتقوا۔ خدا اس کا ساتھی ہے جو خدا خوف ہے۔ والذین ھم محسنون اور جو خدا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی سے پیش آتا ہے یہ عالمگیر تعلیم ہے۔ اسلام کی تعلیمات میں کشش اور دلربائی ہے۔ اور یہ تعلیمات معقول اور مفید ہیں۔ اسے دوسری قوموں کے لوگ اپنائیں گے اور مشرف بہ اسلام ہوں گے۔

## مخلوق کی خیر خواہی اسلام کی روح ہے

ان آیات کو اپنے سامنے رکھیں اور کوشش

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۱)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

## جناب برق صاحب کے مزعومہ مہمل اور غلط زبان میں الہامات کی حقیقت

(۴)

### قطع و برید کی مزید مثالیں

جناب برق صاحب کے اس ادعا کے باوجود کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتب سے حوالے پیش کرتے وقت ان میں قطع و برید سے کام نہیں لیا اور نیز ان کے منشاء کو بگاڑنے کی کوشش نہیں کی کثرت سے اس کی مثالیں ان کی کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ قطع و برید اور حضور کے منشاء کو بگاڑنے کی دس مثالیں تو گذشتہ اقساط میں پیش کی جا چکی ہیں۔ مزید چند مثالیں موجودہ قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

### پہلی مثال

جناب برق صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۳۱ پر "الہامات غلط زبان میں" کے عنوان کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام حضور کی کتاب براہین احمدیہ سے نقل کرتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"آئی ایم کورلر"

حضرت اقدسؑ نے تو براہین احمدیہ میں اس انگریزی الہام کو اردو رسم الخط میں ہی لکھا ہے لیکن جناب برق صاحب نے اسے انگریزی رسم الخط میں یوں درج کیا ہے:۔

I am quarlar

انگریزی زبان کے لحاظ سے تو اس جملہ میں کوئی غلطی نہیں البتہ کورلر کے SPELL بالکل غلط ہیں اگر جناب برق صاحب کی مراد غلطی سے یہی غلطی ہے تو اس غلطی کے مرتکب تو خود جناب برق صاحب ہی ہیں اور یہ بھی الٰہی تصرف ہے کہ خدا کے مامور کی غلطیوں پر گرفت کرتے کرتے ایسی فاش غلطیاں خود ان کی قلم سے سرزد ہو رہی ہیں، کہیں مضاف مضاف الیہ کی تمیز سے ناواقفیت کا ثبوت بہم پہنچایا جا رہا ہے اور کہیں SPELLING کی غلطی سرزد ہو رہی ہے اور یہ سب کچھ اس لئے وقوع میں آ رہا ہے تا خدا کے مامور کے الہام انی مہین من اراد اہانتک کا عملی ثبوت دنیا کو مل جائے اور وہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لے کہ خدا کی غیرت اپنے پیاروں کے لئے کس طرح جوش میں آتی ہے۔

مندرجہ بالا بیان سے واضح ہے کہ نفس الہام میں قطعاً کوئی غلطی نہیں اگر غلطی ہے تو خود جناب برق صاحب کی ہے اور اگر جناب برق صاحب مندرجہ بالا الہام میں زبان کی کوئی غلطی بتلائیں گے تو اس کی حقیقت پر سے بھی پردہ اٹھا دیا جائے گا۔

### شانِ نزول کا حذف کرنا

سردست تو یہ بتلانا مقصود ہے کہ جناب برق صاحب نے مندرجہ بالا الہام کو نقل کرتے ہوئے دوسرے الہاموں کی طرح اس کا شان نزول بھی حذف کر دیا ہے جناب برق صاحب جیسے محقق انسان کے شایان شان نہ تھا کہ وہ شان نزول کو حذف کر کے قارئین کرام کو غلط تاثر دینے کی کوشش کرتے شان نزول کا علم حاصل کئے بغیر اس الہام سے کوئی کیا مفہوم اخذ کر سکتا ہے حالانکہ یہ الہام ایک زبردست پیشگوئی کو اپنے اندر لئے ہوئے تھا اس لئے قارئین کرام کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے ذیل میں شان نزول کے ساتھ مندرجہ بالا الہام کو پیش کیا جاتا ہے جو یہ ہے:۔

"از انجملہ ایک یہ ہے کہ مولوی ابو عبد اللہ غلام علی صاحب قصوری جن کا ذکر اخیر حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲ میں درج ہے۔ الہام اولیاء اللہ کی عظمت شان میں کچھ شک رکھتے تھے اور یہ شک ان کے بالمواجہ تقریر سے نہیں بلکہ ان کے رسالے کی بعض عبارتوں سے مترشح ہوتا تھا سو کچھ عرصہ ہوا کہ ان کے شاگردوں میں سے ایک صاحب نور احمد نامی جو حافظ اور حاجی بھی ہیں بلکہ شاید کچھ عربی دان بھی ہیں۔ اور واعظ قرآن ہیں اور خاص امرتسر میں رہتے ہیں۔ اتفاقاً اپنی درویشانہ حالت میں سیر کرتے کرتے یہاں بھی آ گئے۔ ان کا خیال الہام کے انکار میں مولوی صاحب کے انکار سے کچھ بڑھ کر معلوم ہوتا تھا۔ اور برہمو سماج والوں کی طرح صرف انسانی خیالات کا نام الہام رکھتے تھے۔ چونکہ وہ ہمارے ہی ہاں ٹھہرے۔ اور اس عاجز پر انہوں نے خود آپ ہی یہ غلط رائے جو الہام کے بارے میں ان کے دل میں تھی مدعیانہ طور پر ظاہر بھی کر دی۔ اس لئے دل میں بہت رنج گذرا۔ ہر چند معقولی طور پر سمجھایا گیا۔ کچھ اثر مترتب نہ ہوا۔ آخر توجہ الی اللہ تک نوبت پہنچی اور ان کو قبل از ظہور پیشگوئی بتلایا گیا کہ خداوند کریم کی حضرت میں دعا کی جائے گی کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعا بپایہ اجابت پہنچ کر ایسی پیشگوئی خداوند کریم ظاہر فرماوے جس کو تم بچشم خود دیکھ جاؤ سو اس رات اس مطلب کے لئے قادر مطلق کی جناب میں دعا کی گئی علی الصبح بنظر کشفی ایک خط دکھایا گیا جو ایک شخص نے ڈاک میں بھیجا ہے۔ اس خط پر انگریزی زبان میں لکھا ہوا ہے آئی ایم کورلر اور عربی میں یہ لکھا ہوا ہے ھٰذا شاھد نزاغ اور یہی الہام حکایتاً عن الکاتب القا کیا گیا اور پھر وہ حالت جاتی رہی۔ چونکہ یہ خاکسار انگریزی زبان سے کچھ واقفیت نہیں رکھتا۔ اس جہت سے پہلے علی الصبح میاں نور احمد صاحب کو اس کشف اور الہام کی اطلاع دے کر اور اس آنے والے خط سے مطلع کر کے پھر اسی وقت ایک انگریزی خواں سے اس انگریزی فقرہ کے معنے دریافت کئے گئے۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے یہ معنے ہیں کہ میں جھگڑنے والا ہوں۔ سو اس مختصر فقرے سے یقیناً یہ معلوم ہو گیا کہ کسی جھگڑے کے متعلق کوئی خط آنے والا ہے اور ھٰذا شاھد نزاغ جو کاتب کی طرف سے دوسرا فقرہ لکھا ہوا دیکھا تھا اس کے یہ معنے کھلے کہ کاتب خط نے کسی مقدمے کی شہادت کے بارے میں وہ خط لکھا ہے۔ اس دن حافظ نور احمد صاحب بباعث بارش باران امرتسر جانے سے رک گئے۔ اور درحقیقت ایک سماوی سبب سے ان کا رکا جانا بھی۔ قبولیت دعا کی ایک جز تھی تا وہ جیسا ان کے لئے خدائے تعالیٰ سے درخواست کی گئی تھی۔ پیشگوئی کے ظہور کو بچشم خود

دیکھ لیں۔ غرض اس تمام پیشگوئی کا مضمون ان کو سنا دیا گیا۔ پس تمام کو ان کے روبرو پادری رجب علی صاحب مہتمم و مالک مطبع سفیر ہند کا ایک خط رجسٹری شدہ امرتسر سے آیا جس سے معلوم ہوا کہ پادری صاحب نے اپنے کاتب پر جو اسی کتاب کا کاتب ہے عدالت خفیفہ میں نالش کی ہے۔ اور اس عاجز کو ایک واقعہ کا گواہ ٹھہرایا ہے اور ساتھ اس کے ایک سرکاری سمن بھی آیا اور اس خط کے آنے کے بعد وہ فقرہ الہامی یعنے هذا شاهد نزاغ جس کے یہ معنے ہیں کہ یہ گواہ تباہی ڈالنے والا ہے۔ ان معنوں پر محمول معلوم ہوا۔ کہ مہتمم مطبع سفیر ہند کے دل میں بہ یقین کامل مرکوز تھا کہ اس عاجز کی شہادت بالکل ٹھیک ٹھیک اور مطابق واقعہ ہوگی۔ بباعث وثاقت اور صداقت اور نیز باعتبار اور قابل قدر ہونے کی وجہ سے فریق ثانی پر تباہی ڈالے گی اور اسی نیت سے مہتمم مذکور نے اس عاجز کو ادائے شہادت کے لئے تکلیف بھی دی۔ اور سمن جاری کرا لیا اور اتفاق ایسا ہوا کہ جس دن یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور امرتسر جانے کا سفر پیش آیا۔ وہی دن پہلی پیشگوئی کے پورے ہونے کا دن تھا۔ سو وہ پہلی پیشگوئی بھی میاں نور احمد صاحب کے روبرو پوری ہوگئی۔ یعنے اسی دن جو دس دن کے بعد کا دن تھا۔ روپیہ آگیا اور امرتسر بھی جانا پڑا فالحمد لله على ذالك۔"

(براہین احمدیہ از صفحہ [illegible] تا صفحہ [illegible] بقیہ حاشیہ در حاشیہ [illegible])

حضرت مرزا صاحب کی اصل عبارت قارئین کرام کے سامنے ہے اس سے اصل حقیقت ان پر بآسانی واضح ہو سکتی ہے جو یہ ہے کہ ایک شخص حضرت مرزا صاحب کے پاس آتا ہے۔ الہام کے متعلق اس کے خیالات اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں کسی دلیل کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حضرت مرزا صاحب خدا سے دعا کرتے ہیں کہ کوئی ایسا نشان دکھلایا جائے جس کے ذریعہ اس کے غلط خیال کی اصلاح ہو جائے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اجیب دعوة الداع کے ماتحت حضرت مرزا صاحب کی دعا قبول کرتے ہوئے ان پر یہ انکشاف کرتا ہے کہ ایک شخص کا کسی سے جھگڑا ہے اس جھگڑے کا فیصلہ کرانے کے لئے وہ عدالت کی طرف رخ کرتا ہے اور حضرت مرزا صاحب کو بطور گواہ عدالت میں طلب کرتا ہے۔ اس تمام واقعہ کی اطلاع حضرت مرزا صاحب کو پیش از وقت خدا کی طرف سے مل جاتی ہے اور حضرت مرزا صاحب اس منکر الہام کو اس انکشاف پر قبل از وقت مطلع کر دیتے ہیں اس تمام واقعہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر منصف مزاج الہام "آئی ایم کورلر" کی حقیقت سے بخوبی واقف ہو سکتا ہے کہ یہ الفاظ مقدمہ دائر کرنے والے کی طرف سے بطور حکایت کہے گئے ہیں اور الہام کا دوسرا حصہ حکایتہً عن الکاتب کہا گیا ہے جس کے خلاف مقدمہ تھا اور حضرت مرزا صاحب کی گواہی چونکہ کاتب کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کے لئے ضرر رساں تھی اس لئے وہ اپنے حق میں حضور کو شاہد نزاغ قرار دے رہا ہے چنانچہ اس الہام کے مطابق عدالت سے سمن بھی آجاتا ہے اور مقدمہ دائر کرنے والے شخص کا خط بھی آجاتا ہے اور حضور کی گواہی سے کاتب کے خلاف ڈگری بھی ہو جاتی ہے جس الہام کے دونوں جملے پورے ہو جاتے ہیں، اس کے ساتھ ہی وہ الہام بھی پورا ہو جاتا ہے جس کا ذکر گذشتہ قسط میں کیا گیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ ضرورت پیش آمدہ کو پورا کرنے کے لئے دس دن کے بعد روپیہ آئے گا اور اسی دن امرتسر بھی جانا پڑے گا یعنے ادھر دس دن کے بعد روپیہ آیا اور اسی دن سمن کی تعمیل میں مندرجہ بالا مقدمہ میں شہادت دینے کے لئے امرتسر جانا پڑا۔

اب تمام طالبان حق پر یہ امر مخفی نہیں رہ سکتا کہ الہام "آئی ایم کورلر" کے ساتھ اس کے شان نزول کا ذکر کس قدر ضروری تھا اور کیا اس کا حذف کر دینا الہام کے اصل مقصد کو پردہ خفا میں رکھنے کے مترادف نہیں؟۔ اگر یہ قطع و برید نہیں تو اور کیا ہے اور اگر مصنف کے منشاء کو بگاڑنا اس کا نام نہیں تو منشاء کو بگاڑنا کسے کہتے ہیں؟

## دوسری مثال

جناب برق صاحب اپنی کتاب کے ص۲۲۵ و ۲۲۶ پر حضور کے ایک الہام پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عربی زبان میں مؤنث و مذکر کے لئے جدا جدا افعال ہیں اگر مخاطب مرد ہو کہیں گے قل (کہہ) مؤنث ہو تو قولی۔ افعل (تو مرد یہ کام کر) افعلی (تو عورت یہ کام کر) لیکن ایک الہام میں یہ تمیز قائم نہیں رکھی گئی۔ قرآن کی ایک آیت تھی یا آدم اسکن۔ آدم مرد تھا اس کے لئے اسکن ہی صحیح تھا لیکن جناب مرزا صاحب کے ایک الہام میں مخاطب عورت ہے اور فعل مذکر یا مریم اسکن مریم مؤنث ہے اس لئے اسکنی چاہیئے تھا اگر یہ دو نقرے
(۱) ماسی خدا بخش روٹی کھا رہی ہے
(۲) بہن زینت بیگم چلا گیا ہے
غلط ہیں تو پھر یا مریم اسکن کیونکر صحیح ہوا۔
میرے سامنے اس وقت اس طرح کی بے قاعدگیوں اور بوالعجبیوں کی ستر سے زیادہ مثالیں پڑی ہیں جنہیں بخوف طوالت سے نظر انداز کرتا ہوں۔"

جناب برق صاحب کی عبارت مندرجہ بالا میں بھی تصرف الٰہی کام کرتا ہوا نظر آتا ہے آپ کے پہلے فقرے میں تو فعل صحیح استعمال ہوا ہے کیونکہ ماسی مؤنث ہے لیکن جناب برق صاحب اسے غلط قرار دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی غلطیاں سہو کاتب کا ہی کرشمہ ہوتی ہیں ذکر میں نے محض اس لئے کیا ہے کہ جناب برق صاحب نے بھی حضرت اقدس کی کتابوں سے ایسی ہی غلطیوں کو انتخاب کیا ہے جن کا موجب محض سہو کاتب ہی ہے۔

## اصل اعتراض کا جواب

یہ تو ضمنی بات تھی اب میں اصل اعتراض کے جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ جناب برق صاحب کے اس اعتراض نے مجھے سخت حیرت میں ڈال دیا ہے۔ میں سمجھتا تھا جناب برق صاحب عربی زبان کے عالم ہیں لیکن اعتراض مندرجہ بالا نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں اپنے اس خیال پر نظر ثانی کروں۔ محترم برق صاحب! عربی زبان کا معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ ضمائر اور افعال کی مطابقت کبھی لفظاً اور کبھی معناً یعنے کبھی ضمائر اور افعال کو مطابق بنانے کے لئے لفظ کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور کبھی اس مراد کا لحاظ رکھا جاتا ہے جو اس لفظ سے ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اس کی متعدد مثالیں پائی جاتی ہیں۔ آپ کے غور کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ آیت فما منكم من احد عنه حاجزين لفظ حاجزين آیت میں محض احد کے مفہوم کو مد نظر رکھتے ہوئے جمع کے صیغہ میں استعمال کیا گیا ہے حالانکہ لفظ احد مفرد ہے لیکن مراد چونکہ اس سے جمع ہے اس لئے حاجزین لایا گیا ہے۔ پس اس مشہور قاعدہ کے تحت الہام "یا مریم اسکن" میں اسکن بالکل درست ہے کیونکہ مریم سے مراد جیسا کہ آپ نے لکھا ہے مؤنث نہیں بلکہ مذکر ہی مراد ہے اور وہ خود حضرت مرزا صاحب کا وجود ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ تحریم کی آیت وضرب الله مثلاً للذين آمنوا مريم ابنت عمران التي احصنت فرجها میں مومنوں کو مریم سے تشبیہ دیتے ہوئے مریم ٹھہرایا گیا ہے۔ اس کو بھی آپ مد نظر رکھیں۔

## افسوس کا مقام

جناب برق صاحب! افسوس کا مقام تو یہ ہے

کہ خود حضرت مرزا صاحب نے آپ کے اس اعتراض کا مفصل جواب دیا ہوا ہے لیکن آپ نے خدا جانے اپنے اعتراض کو نقل کرتے ہوئے حضورؑ کے جواب کو کیوں حذف کر دیا ہے کیا یہ طریق خلاف تقویٰ نہیں، یاد رکھیں کہ آپ کا یہ اعتراض نیا نہیں جس وقت کتاب براہین احمدیہ شائع ہوئی اسی وقت کسی مولوی صاحب نے یہ اعتراض کیا تھا۔ اعتراض اور اس کا جواب حضرت مرزا صاحب نے دیا ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

## اعتراض

حضورؑ کی کتاب براہین احمدیہ کا چوتھا حصہ جب شائع ہوا تو لدھیانہ سے میر عباس علی شاہ صاحب نے حضورؑ کی خدمت میں لکھا:۔

"چوتھے حصہ کے صفحہ ۴۹۶ پر مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ "یا مریم اسکن" میں نحوی غلطی معلوم ہوتی ہے اسکن کی جگہ اسکنی چاہیئے تھا۔"

## جواب

"جس شخص نے ایسا اعتراض کیا ہے اس نے خود غلطی کھائی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ نحو اور صرف سے آپ ہی بے خبر ہے۔ کیونکہ عبارت کا سیاق دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ مریم سے مریم اُم عیسےٰ مراد نہیں ہے۔ اور نہ آدم سے آدم ابو البشر مراد ہے۔ اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسےٰ اور عیسےٰ اور داؤدؑ وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں، بلکہ ہر یک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔ اب جبکہ اس جگہ مریم کے لفظ سے کوئی مؤنث مراد نہیں ہے۔ بلکہ مذکر مراد ہے۔ تو قاعدہ یہی ہے کہ اس کے لئے صیغہ مذکر ہی لایا جائے یعنی یا مریم اسکن کہا جائے نہ یہ کہ یا مریم اسکنی ہاں اگر مریم کے لفظ سے کوئی مؤنث مراد ہوتی۔ تو پھر اس جگہ اسکنی آتا، لیکن اس جگہ تو صریح مریم مذکر کا نام رکھا گیا۔ اس لئے برعایت مذکر مذکر کا صیغہ آیا اور یہی قاعدہ ہے کہ جو نحویوں اور صرفیوں میں مسلم ہے۔ اور کسی کو اس میں اختلاف نہیں۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۸۲ و ۸۳)

جناب برق صاحب! آپ یہ عذر نہیں کر سکتے کہ یہ کتاب آپ کی نظر سے نہیں گذری کیونکہ آپ نے اپنی کتاب میں اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں جو دلیل ہے اس حقیقت پر کہ کتاب مذکورہ بالا آپ کے مطالعہ میں رہی ہے۔ اعتراض کو نقل کر کے جواب کو نقل نہ کرنا یہ بھی قطع و برید ہی کی قسم سے اور مصنف کے اصل منشاء کو بگاڑنے ہی کے مترادف ہے۔

## تیسری مثال

جناب برق صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۸۹ پر زیر عنوان "الہامات" لکھتے ہیں:۔

"جس طرح اُردو میں بعض بے جان اشیاء مذکر ہیں اور بعض مونث، پہاڑ مذکر ہے اور ندی مؤنث یہی حال عربی زبان کا ہے۔ عربی میں ارض و سما مؤنث ہیں ظاہر ہے کہ اُن کے لئے ضمیر مؤنث استعمال ہوگی لیکن جناب مرزا صاحب کے ایک الہام میں ان دونوں کے لئے ضمیر مذکر استعمال ہوئی ہے جو سر بسر غلط ہے اسماء والارض معک کما ھو معی

اے احمد آسمان و زمین تیرے ساتھ ہیں جس طرح کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

دوسرا کمال یہ ہے کہ دو اشیاء کی طرف ضمیر مفرد راجع کر دی حسب قواعد ھما چاہیئے"

## مقامِ افسوس

مذکرہ بالا دونوں اعتراضوں میں جناب برق صاحب نے ایک تو وہی علمی غلطی کا مظاہرہ کیا ہے جس علمی غلطی کا ذکر دوسری مثال میں گذر چکا ہے۔ دوسرے یہاں بھی حضرت مرزا صاحب کی تشریح کو جو اس الہام کے ساتھ ہی موجود ہے اسے حذف کر دیا ہے اور اس طرح اپنے قارئین کرام کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے جو محقق انسان کی شان کے ہرگز شایاں نہیں۔ اب ذیل میں خود حضرت مرزا صاحب کی تشریح درج کی جاتی ہے۔ اس الہام کو درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"ضمیر ھو واحد بتاویل ما فی السماوات والارض ہے ان کلمات کا حاصل مطلب تلطفات اور برکات الٰہیہ ہیں جو حضرت خیر الرسل کی متابعت کی برکت سے ہر ایک کامل مومن کے شامل حال ہو جاتی ہیں اور حقیقی طور پر مصداق ان سب عنایات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے سب طفیلی ہیں اور اس بات کو ہر جگہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک مدح و ثنا جو کسی مومن کی الہامات میں کی جائے وہ حقیقی طور پر آنحضرت صلعم کی مدح ہوتی ہے اور وہ مومن بقدر اپنی متابعت کے اس مدح سے حصہ حاصل کرتا ہے اور وہ بھی محض خدا تعالےٰ کے لطف و احسان سے نہ کسی اپنی لیاقت و خوبی سے۔"

براہین احمدیہ صفحہ ۴۸۹ و ۴۸۸ و ۴۸۷

تشریح مندرجہ بالا سے واضح ہے کہ ضمیر ھو لفظوں کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ معنی کے لحاظ سے راجع کی گئی ہے اور یہ جیسا کہ پہلے واضح کیا جا چکا ہے عربی زبان میں کثیر الاستعمال ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ الہام میں درحقیقت کوئی غلطی نہیں۔ الہام کی طرف غلطی کو منسوب کرنا زبان سے اپنی ناواقفیت کا ثبوت دینا ہے۔

جناب برق صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے پاس ایسی غلطیوں کی ستر مثالیں ہیں اگر جناب برق صاحب عربی زبان کے مندرجہ بالا قاعدہ کو مدنظر رکھیں گے تو ان کی مزعومہ ستر غلطیاں خود ہی صاف ہو جائیں گی۔

## جناب برق صاحب کا مقصد

الہام "یا مریم اسکن" اور الہام "الارض والسماء معک کما ھو معی" کو مورد اعتراض بنانے سے جناب برق صاحب کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے قارئین پر یہ اثر ڈالیں کہ خدا تو غلطی نہیں کر سکتا اس لئے یہ دونوں الہام خدا کی طرف سے تو ہو نہیں سکتے نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب کے اپنے بنائے ہوئے ہیں اس لئے ان میں غلطی راہ پا گئی ہے اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے الہام کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کی تشریح درج نہیں کی اگر وہ درج کر دیتے تو ان کا مقصد ہی فوت ہو جاتا تھا کیونکہ حضورؑ کی تشریح تو اس بات کو واضح کر رہی تھی کہ جن قواعد کی طرف جناب برق صاحب نے اشارہ کیا ہے وہ حضرت مرزا صاحب کے علم میں تھے پس نعوذ باللہ اگر وہ خود الہام بناتے تو ان قواعد کے مطابق ہی بناتے انکو تاویل اور تشریح کی ضرورت ہی پیش نہ آتی پس معلوم ہوا کہ یہ الہامی الفاظ فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہی تھے اور بہت سے دعویداران علم کے علم کا امتحان بھی ان میں مقصود تھا۔

## واقعات کی شہادت

جیسا کہ واقعات اس پر شاہد ناطق ہیں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جناب برق صاحب حضرت مرزا صاحب کے پیش کردہ الہامات کو غلط زاویہ نگاہ سے دیکھتے ہیں اسی لئے حقیقت

تک ان کی رسائی نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ الہامات کے الفاظ میں غلطی نکالتے نکالتے وہ خود غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ اگر آپ اسی طریق کی پیروی پر مصر رہے تو کہیں قرآن کریم میں... قطعناهم اثنتي عشرة اسباطا امما اور الى صراط العزيز الحميد الله دیکھ کر اس کی بھی غلطیاں نکالنے نہ بیٹھ جائیں۔

کہتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے عربی زبان کے ایک بہت بڑے ماہر کو کہا کہ تم قرآن شریف کی مثل کیوں نہیں بناتے، قصہ تو طویل ہے مختصر یہ کہ اس ماہر زبان نے یہ کہکر مثل بنانے سے اپنے عجز کا اقرار کیا کہ قرآن کریم میں جو وعدے خدا نے محمد رسول اللہ صلعم سے ساتھ کئے ان کو پورا کرنے پر وہ قادر تھا اور اس نے باوجود مخالفت حالات کے انہیں پورا کرکے دکھلا بھی دیا میرے پاس کونسی طاقت ہے کہ میں وعدہ کرکے اسکو پورا کرکے دکھلا سکوں۔ سو میں بھی جناب برق صاحب اور دیگر تمام مخالفین کی توجہ اسی معیار کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کیسے تمام احباب اگر اس نقطۂ نگاہ سے حضرت مرزا صاحب کے الہامات پر نظر ڈالیں گے تو واقعات سے ان الہامات کی سچائی ان پر روشن ہو جائے گی۔

اب انہی دو الہاموں کو لیجئے جن پر جناب برق صاحب معترض ہیں اور دیکھئے کہ کس طرح واقعات ان کی سچائی پر شہادت دے رہے ہیں۔

## پہلا الہام واقعات کی روشنی میں

پہلے الہام کے الفاظ یہ ہیں یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة اس کا ترجمہ حضور نے یہ کیا ہے اے مریم (حضرت مرزا صاحب کو مریم سے تشبیہ دی گئی ہے مراد خود حضرت مرزا صاحب ہیں وضاحت اوپر گذر چکی ہے از ناقل) تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔"

اب پہلی بات جو اس الہام کے متعلق قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ الہام اس وقت کا ہے جبکہ آپ کا دعوے مسیح اور مہدی ہونے کا نہیں تھا اور نہ آپ اس وقت کسی سے بیعت لیتے تھے کہ لوگ آپ کے تابع بنیں ان حالات میں اس الہام کا ہونا بطور پیشگوئی اس امر پر صراحت دلالت کر رہا ہے کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ ایک جماعت آپ کے تابعین کی پیدا ہو جائے گی جو رفیق بن کر آپ کے کام میں ممد ثابت ہو گی۔ دوسری پیشگوئی ان الفاظ میں یہ نظر آ رہی ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب اور انکے تابعین اور رفقاء جنتی زندگی بسر کرنے والے ہونگے اب جب ہم واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ دونوں پیشگوئیاں صفائی سے پوری ہوئی ہیں اور یہ بیّن ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ الہام فی الحقیقت خدا کی طرف سے تھا انسانی دماغ کا اختراع نہ تھا۔ چنانچہ جو شخص بھی تعصب سے دل کو پاک کرکے حضور کی زندگی پر نظر غائر ڈالے گا اس کو صاف نظر آ جائے گا کہ جنتی زندگی کی تمام علامات حضور میں پائی جاتی تھیں۔

## پہلی علامت

سب سے پہلی علامت جنتی زندگی کی خدا تعالیٰ کی ہستی پر بصیرت اور یقین سے بھرا ہوا ایمان ہے جیسا کہ آیت قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني سے واضح ہے۔ اس آیت میں حضرت نبی کریم صلعم اپنے آپ کو ہی اور اپنے حقیقی متبع کو بھی بصیرۃ پر قرار دے رہے ہیں اور وہ لوگ جو اس بصیرت سے محروم ہیں انہیں قرآن کریم اعمی قرار دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے من كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى یعنے جو کوئی اس دنیا میں اندھا رہا اور اسے بصیرت نصیب نہ ہوئی وہ آخرت میں بھی اندھا ہی اٹھے گا معلوم ہوا کہ بصیرۃ والا ہی جنتی زندگی میں ہوتا ہے سورۃ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بصیرۃ سے محروم انسان کا قول درج فرمایا ہے جب وہ اپنے آپ کو اندھا دیکھے گا تو کہے گا" قال رب لم حشرتني اعمى وقد كنت بصيرا قال كذلك اتتك اياتنا فنسيتها وكذلك اليوم تنسى یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ خدا کی آیات کو ترک کرنے والا بصیرت سے محروم رہتا ہے وہ اپنے آپ کو بصیر خیال کرتا ہے لیکن ہوتا ہے وہ درحقیقت اعمیٰ۔ پس حضرت مرزا صاحب کو جو بصیرت خدا کی ہستی پر، اسلام کی سچائی اور اس کے زندہ مذہب ہونے پر اور رسول کریم صلعم کے خاتم النبیین اور زندہ رسول ہونے پر حاصل تھی اس زمانہ میں اس کی نظیر تلاش کرنا عبث ہے یہ بصیرۃ کاملہ ہی تھی جو ان سے تمام مذاہب کے لیڈروں کو چیلنج پر چیلنج دلواتی رہی کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ رسول کریم صلعم کی اطاعت سے باہر رہ کر اور اسلام کے دامن سے وابستہ ہوئے بغیر خدا کا مقرب بن سکتا ہے وہ میرے ساتھ روحانی مقابلہ کے لئے میدان میں اتر آئے جیسا کہ قرآن کریم کی آیت ومن احسن قولا ممن دعا الى الله وعمل صالحا وقال انني من المسلمين بالصراحت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ حقیقی مسلمان اگر ایک طرف خدا کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے تو دوسری طرف بڑے دھڑلے سے اعلان کرتا ہے کہ میں حقیقی مسلمان ہوں، سچے مسلمان کی تمام علامات جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں میرے وجود میں مشاہدہ کر لو۔ دعاؤں کی قبولیت میں مقابلہ کرکے دیکھ لو نشان نمائی میں مقابلہ کرکے دیکھ لو۔ مباہلہ کرکے دیکھ لو۔ حقائق اور معارف میں مقابلہ کرکے دیکھ لو۔ غرضیکہ جس رنگ میں بھی آزمانا چاہو آزما لو خدا تعالیٰ کی تائید ہر میدان میں میرے شامل حال ہو گی۔ چنانچہ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بیسیوں دفعہ دنیا نے حضور کے اس دعوے کی صداقت کو بچشم خود دیکھا ان کی تفصیل مناسب موقعہ پر کی جائے گی۔

## دوسری علامت

جنتی زندگی کی دوسری علامت خدا اور اس کے رسول سے ایسا زبردست اور قوی عشق ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں اس کے مقابل میں ہیچ نظر آتی ہیں چنانچہ یہ علامت بھی حضور میں نمایاں طور پر پائی جاتی تھی ساری عمر خدا کے نام کو بلند کرنے اور اس کے رسول پاک خاتم النبیین کی عزت کو قائم کرنے اور آنحضرت صلعم کے دین کو سب ادیان پر غالب کرنے میں صرف کر دی۔ نہ اپنے آرام کی پرواہ کی نہ اپنی صحت کی پرواہ کی اسی جہاد میں اپنے تمام اوقات کو لگا دیا۔

## تیسری علامت

تیسری علامت جنتی زندگی کی یہ ہوتی ہے کہ جنتی زندگی پانے والا انسان دوسروں کو بھی جنتی زندگی حاصل کرنے کا اہل بنا دیتا ہے چنانچہ الہام میں بھی یہی مذکور ہے کہ تیرے تابعین اور رفقاء بھی جنتی زندگی حاصل کریں گے اب ان واقعات کا کون انکار کر سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ جس نے بھی حقیقی روحانی تعلق پیدا کیا وہ کندن ہو گیا۔ ہزاروں کے دلوں کو آپ نے نور بصیرت سے منور کر دیا۔ قرآن کا عاشق بنا دیا۔ خدمت اسلام کا جوش ان کے دلوں میں پیدا کر دیا اور اسلام کا ایسا فدائی انہیں بنا دیا کہ وہ اپنی عزیز سے عزیز چیز اسلام کی سربلندی کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے اور اب تک رہتے ہیں۔ گویا وہ آیت لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون کی عملی تصویر بن گئے دیکھ لو یہ جماعت وجاهدهم به جهادا كبيرا کی تعمیل میں، لٹریچر میں قرآن لے کر دنیا میں نکلی ہوئی ہے اور کفار کو حلقہ بگوش اسلام کرنے میں دن رات مصروف ہے پس الہام الٰہی یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة کا ایک ایک لفظ حضرت مرزا صاحب کی اپنی شان میں بھی اور آپ کے تابعین کی شان میں بھی پورا ہوتا نظر آ رہا ہے بشرطیکہ آنکھوں پر تعصب اور عناد کی پٹی بینائی کو سلب نہ کر لے۔

## دوسرا الہام

دوسرا الہام الارض والسماء معک کما ھو معی بھی واقعات کی روشنی میں اپنی صداقت کو اظہر من الشمس کر رہا ہے کیا حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی کے مطابق آسمان نے آپ کے دعوے ماموریت کے بعد رمضان کے مہینہ میں مقررہ تاریخوں میں چاند اور سورج گرہن کے ذریعہ آپ کے دعوے کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت نہیں کر دی تھی جس وقت یہ الہام آپ کو ہوا ہے آپ کو کیا خبر تھی کہ خدا تعالے آپ سے مہدی معہود کا دعوے کرائے گا اور پھر آسمان اپنے گرہن کے ذریعہ آپ کی شہادت کے لئے کھڑا ہو جائے گا۔ اسی طرح آسمان نے کثرت سے اپنے ستاروں کو گرا کر اور دنبالہ دار ستارہ کو نکال کر آپ کی تائید کر دی اور یہ سب کچھ حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئیوں کے مطابق وقوع میں آیا۔

اسی طرح خود آپ کی اپنی پیشگوئیوں کے مطابق آسمان شاہد ناطق کی طرح آپ کی سچائی پر گواہی دیتا رہا، تفصیل اپنے وقت پر دی جائے گی، صرف آسمان نے ہی آپ کی تصدیق نہیں کی بلکہ زمین بھی آپکی تصدیق میں آسمان سے پیچھے نہیں رہی۔ طاعون۔ زلازل۔ سیلابوں۔ جنگوں، مختلف قسم کی وباؤں وغیرہ کے ذریعہ زمین بھی آپکی پیشگوئیوں کو سچا ثابت کر کے اپنی معیت کا ثبوت بہم پہنچاتی رہی ہے اور اب تک پہنچا رہی ہے۔ سچ کہا ہے حضرت مرزا صاحب نے ؎

آسماں بارد نشان الوقت مے گوید زمیں
باز لغض وکیں وانکار ایناں را بہ بیں
دعوے ما را فروغ از صد نشانہا دادہ اند
مہر و ماہ ہم از پے تصدیق ما استادہ اند

## حضرت نبی کریم صلعم سے عشق

جناب برق صاحب آپ کو شکایت ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں آپکی تعریف کی گئی ہے آپ نے پڑھ لیا ہوگا کہ یہ شخص کس قدر بے نفس ہے اپنی تعریف پر اتراتا نہیں فخر نہیں کرتا تکبر اور بڑائی کے خیال کو قریب تک پھٹکنے نہیں دیتا کس صفائی سے لکھتا ہے کہ مدح کے جو الفاظ میرے الہامات میں خدا تعالے کی طرف سے ہیں اُن کا حقیقی مصداق حضرت نبی کریم صلعم ہی ہیں ہمیں تو جو الطاف اور عنایات خدا تعالے کی طرف سے عطا ہوتی ہیں وہ محض محمد رسول اللہ صلعم کی طفیل ہیں پس ہم محض طفیلی ہیں، ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ہماری مثال تو دیوار کی ہے جب تک وہ سورج کے سامنے ہے روشن ہے یہی حال ہمارا ہے حضرت نبی کریم صلعم سورج ہیں اگر ہم ذرہ

(باقی برصفحہ کالم ۱۲)

## مسلم ہائی سکول لاہور کا شاندار نتیجہ

احباب جماعت کو یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوگی کہ امسال بھی بفضلہ تعالے اس سکول کا نتیجہ نہایت شاندار رہا۔ یعنی ۸۰ طلبا امتحان سیکنڈری سکول میں شامل ہوئے۔ جن میں سے ۷۵ کامیاب ہوئے۔ ۱۳ فسٹ ڈویژن میں ۵۲ سیکنڈ ڈویژن میں۔ اور ۱۰ تھرڈ ڈویژن میں۔ اور سکول کا مجموعی نتیجہ ۸۵ فیصد سے اوپر رہا۔ جبکہ بورڈ کی اپنی اوسط ۶۸ فیصد سے کچھ اوپر تھی۔ انجمن کے مرسہ سکولوں میں سے اول۔ دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طالب علم بھی اسی سکول کے تھے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس شاندار نتیجہ کے لئے یوں تو تمام اساتذہ ہی شکریہ اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ لیکن ماسٹر ریاض احمد صاحب کے متعلق یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ گذشتہ سال انہیں سائنس کی کلاسیں ماہ اکتوبر کے وسط میں ملیں۔ اور امسال باوجودیکہ کورس پہلے کی نسبت نہ صرف زیادہ طویل بلکہ بہت زیادہ مشکل بھی تھا تاہم اس نوجوان نے پانچ ماہ کے قلیل عرصہ میں شب و روز محنت کر کے اتنا اعلےٰ درجہ کا نتیجہ دکھایا ہے جو ایک اچھے اور تجربہ کار بی ایس سی۔ بی۔ ٹی کے لئے باعث فخر ہو سکتا ہے۔ یعنی کیمسٹری تھیوری ۱۰۰ فیصدی پریکٹیکل ۱۰۰ فیصد۔ فزکس تھیوری ۹۵ فیصد پریکٹیکل ۱۰۰ فیصد۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ریاض صاحب صرف ایف ایس سی بی اے۔ سی۔ ٹی ہیں اور یہ ان کا سائنس پڑھانے کا پہلا سال تھا۔ تاہم انہوں نے اپنی ان تھک محنت سے ثابت کر دیا ہے کہ ؎

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

ہمارے ہاں ایک اور نوجوان ہیں، مرزا عبداللطیف صاحب ڈرائنگ ماسٹر۔ جو نہ صرف بہت اونچی کوالیفیکیشن کے مالک ہیں، بلکہ صحیح قومی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہیں۔ مرزا صاحب نے گذشتہ سال جب ترمیم شدہ سلیبس دیکھا تو وہ فوراً بھانپ گئے کہ اس قدر لمبا اور مشکل کورس معمولی وقت میں کماحقہ ختم نہ ہو سکے گا لہذا انہوں نے شروع سال سے ہی بعد از سکول ہر روز زاید وقت دینا شروع کر دیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج جبکہ اس مضمون میں بورڈ کا اپنا اوسط نتیجہ ۶۹ فیصد ہے۔ مرزا صاحب کا خداوند تعالے کے فضل و کرم سے سو فیصد ہے۔

چوہدری عبدالحمید صاحب سیکنڈ ماسٹر کا نتیجہ تو عموماً سو فیصد ہوتا ہی ہے۔ اور اگرچہ اب کے سال اختیاری ریاضی کا کورس پہلے کی نسبت بہت لمبا اور بدرجہا مشکل تھا۔ پھر بھی خداوند تعالے کے فضل و کرم سے اُن کا نتیجہ سو فیصدی رہا لیکن چوہدری صاحب کی اصل اور قابل قدر خدمت یہ ہے کہ انہوں نے قابل رشک اور نیک نمونہ سے ایسی عمدہ اور سازگار فضا پیدا کر رکھی ہے۔ کہ جو نوجوان اساتذہ کے دل میں خلوص اور خدمت کا جذبہ پیدا کرنے میں بے حد ممد و معاون ثابت ہوئی ہے۔ خدا انہیں جزائے خیر دے۔ آمین

عبدالمجید
ہیڈ ماسٹر

## روئداد مجلس اطفال احمدیہ

۱۹ر مئی کو اطفال الاحمدیہ کا ۱۵ روزہ جلسہ منعقد ہوا۔ پروفیسر عبداللطیف ایم اے نے صدارت فرمائی تلاوت قرآن پاک سے جلسے کا آغاز ہوا۔ سیکرٹری صاحب نے رپورٹ پڑھی۔ مختار احمد اور طارق احمد نے سورۃ "طارق" کی تلاوت کی۔ عبدالملک اور منظور احمد کے درمیان الشمس سورۃ کا مقابلہ ہوا۔ دونوں لڑکوں نے عید کی مصروفیتوں کے باوجود اچھی خاصی تیاری کی تھی، احباب جماعت کی طرف سے بہت داد ملی۔

افتخار احمد اور مبارک احمد نے سورۃ القارعہ تلاوت کی مبارک احمد کی تیاری اچھی تھی۔ تلفظ اور قرائت دونوں مناسب تھے۔

محمد اشرف صابر نے حضرت صاحب کے ملفوظات پڑھ کر سنائے۔ جس میں حضرت صاحب نے جماعت کو تلقین کی کہ

جماعت کے باہمی اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اختلاف ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو۔...... میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں ہمدردی ظاہر کرو وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔"

بعد ازاں صدر صاحب نے کامیاب بچوں کا اعلان کیا جن میں عبدالملک، منظور احمد فسٹ اور فاروق احمد سیکنڈ قرار دیئے گئے ان انعامات کے بعد بچوں کی ترقی اور بقول حضرت مسیح موعودؑ جماعت کی باہمی اخوت کے لئے دعا کی گئی اور ایک قرارداد کے ذریعہ جلسہ ۱۵ روزہ کر لیا گیا اس کے بعد جلسہ آئندہ کے لئے ملتوی ہو گیا۔ والسلام

سیکرٹری۔ سعید احمد۔ اطفال الاحمدیہ شیخ محمدی پشاور

# مکتوب برلن

## مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن (جرمنی)

عید الاضحیٰ ۔ شادی کی تقریبات ۔ عیسائی حلقہ میں اسلام پر لیکچر ۔ زائرین مسجد ہفتہ وار اجتماعات ۔ یونیورسٹی طلباء سے ملاقات ۔ مسز ہوسلر کی وفات اور برلن میں اسلامی قبرستان

### عید الاضحیٰ

امسال عید الاضحیٰ کا مبارک تہوار ہم نے مسجد برلن میں ۴ رمئی بروز ہفتہ منایا ۔ خدا کے فضل سے دو سو سے زائد مردوں نے اس تقریب میں شمولیت کی ۔ ان میں مسلمان ممالک سے آئے ہوئے مسلمان احباب اور ہمارے عیسائی دوست شامل تھے ۔ پاکستان سے آئے ہوئے افسران کے ایک گروپ نے بھی جو جرمن حکومت کے مہمان تھے ۔ اس اجتماع میں شرکت کی ۔ ان افسروں میں مشرقی پاکستان کے اسسٹنٹ کمشنر، ڈپٹی انسپکٹر جنرل اور ایک شعبہ کے ڈائریکٹر شامل تھے ۔ پاکستانی افسر یہاں مسجد میں مسلمان ممالک سے آئے ہوئے احباب اور عیسائی دوستوں کے مجمع کثیر کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے ۔ جس کا اظہار انہوں نے خطبہ کے اختتام پر کیا ۔ اس مجمع میں ہی افغانستان کے جرمنی میں سابق سفیر اور مقامی افسران بھی شامل تھے ۔

خطبہ میں میں نے مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالی ۔

(۱) ۔ حج کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد اور وہ شرائط جن سے بیت اللہ کا حج مشروط ہے ۔

(۲) ۔ بیت اللہ کے متعلق پیشگوئی کہ یہ قیام الناس ہے ۔ اور یہ کہ لوگ دور دور سے یہاں حج کے لئے جمع ہوں گے ۔

(۳) ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس پیشگوئی کا پورا ہو جانا اور آج تک اس کی صداقت کا ظاہر ہونا ۔

(۴) ۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک لاکھ سے بڑھ کر توحید کے پرستار یہاں جمع ہوئے ۔ اور سب کا مل کر اللھم لبیک اللھم لبیک کے الفاظ کا دوہرانا آنحضرت کی بے مثال کامیابی پر بہت بڑی دلیل ہے ۔

(۵) ۔ آنحضرت نے مسلمانوں میں وحدت، اور عورتوں کے حقوق کی حفاظت کا جو ذکر خطبہ میں کیا اس کو دہرایا ۔

(۶) ۔ مسلمانوں میں وحدت کا پیدا کرنا، اور نسلی لونی، لسانی امتیازات کو مٹانا ۔ ایسے بلند نظریات کو حج کے ذریعہ ہر سال ذہن نشین کرا دیا جاتا ہے ۔ اور مسلمانوں میں وحدت کا جو مقصد ہے اسے قرآن کریم کی آیت سے واضح کرتے ہوئے بتایا کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حفاظت کرنے والا گروہ ہو گا ۔

(۷) ۔ قربانی کے فلسفہ پر بحث کرتے ہوئے واضح کیا کہ اس سے افراد اور قوموں میں قربانی کی روح کو پیدا کرنا مقصود ہے ۔

بعد میں حاضرین کی تواضع چائے ڈبل روٹی وغیرہ سے کی گئی ۔ احباب کافی دیر تک مسجد میں ایک دوسرے سے ملتے رہے ۔ اور باہم باتیں کرتے رہے الحمد للہ کہ یہ ایسا مبارک تہوار دل خوش کن ماحول میں سرانجام پایا ۔ احباب کی تواضع کرنے میں ام منصور کے ساتھ ایک جرمن اور ایک ایرانی خاتون نے اور سعید و منصور دو پاکستانی نوجوانوں نے امداد کی ۔ جزاہم اللہ ۔

### شادی کی تقریبات

عید الاضحیٰ سے پیشتر دو اجتماعات شادی کی تقریبات کے سلسلہ میں مسجد میں منعقد ہوئے ان میں سے نکاح کی ایک تقریب ۳ رمئی کو منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر محمد عصام حابو کا نکاح مس روز ماری گسیکے سے بعوض ایک لاکھ مارک اور ڈائمنڈ رنگ ہوا ۔ ڈاکٹر موصوف شام سے آئے ہیں ۔

دوسری تقریب ۳ رمئی کو منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر علی اکبر جمشیدی کا نکاح مس ڈاکٹر گے زیلہ لنڈنو سے بعوض پانچ ہزار مارک اور ڈائمنڈ رنگ ہوا ۔ ڈاکٹر موصوف ایرانی ہیں ۔

ہر دو اجتماعات میں تیس سے زائد مرد و زن جمع ہوئے ۔ جن میں ڈاکٹرز اور وکلاء اور اچھے فہیم لوگ شامل ہوئے ۔ میں نے اس موقعہ پر قدرے تفصیل کے ساتھ مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالی :۔

(۱) ۔ نکاح کا مفہوم اسلام میں ۔

(۲) ۔ نکاح کا معاہدہ کرتے وقت مرد و عورت کے حقوق برابر ہیں ۔ اسلامی ممالک میں والدین لڑکے لڑکی کو چناؤ میں مدد دیتے ہیں لیکن نکاح میں آخری فیصلہ لڑکے اور لڑکی کے ہاتھ میں ہوتا ہے نکاح نہیں ہو سکتا جب تک لڑکی آزادانہ طور پر لڑکے کو اپنا خاوند بنانے میں ہاں نہیں کرتی ۔

(۳) ۔ متاہل زندگی کے بسر کرنے پر اسلام نے زور دیا ہے ۔ یہ اس لئے کہ گھریلو زندگی معاشرہ کے لئے اکائی کی حیثیت رکھتی ہے ۔ یہاں افراد میں باہمی محبت، قربانی جیسے قابل قدر اخلاق ترقی پاتے ہیں ۔ مزید براں گھریلو زندگی مرد و عورت کو عفیفہ زندگی بسر کرنے کے لئے ایک مضبوط قلعہ کا کام دیتی ہے ۔ میں نے کہا کہ قرآن کریم نے حضرت مریم صدیقہ کا بہت بلند مقام بیان فرمایا ہے اور اس کی وجہ یہی بیان کی ہے کہ وہ عفیفہ تھیں ۔

(۴) ۔ خطبہ نکاح کے موقعہ پر جو عربی الفاظ پڑھے جاتے ہیں اس میں مرد اور عورت کو جو گھریلو زندگی بسر کرنے کا معاہدہ کر چکے ہیں ۔ کچھ ہدایات دی گئی ہیں اور انہیں اصولی طور پر ان کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں ۔

(۵) ۔ میں نے اس کے بعد آیات کا ترجمہ سنایا اور ان میں میاں بیوی کے حقوق اور ان کی ذمہ داریوں کو واضح کیا ۔ آخر پر مہر کی حقیقت کو واضح کیا ۔ حاضرین ان الفاظ کو سن کر محظوظ ہوئے ۔ اور دولہا دلہن کے والدین نے خصوصاً ان الفاظ پر مسرت کا اظہار کیا ۔

### عیسائی حلقہ میں اسلام پر لیکچر

۱۰ اپریل میں ایک عیسائی حلقہ میں اسلام پر لیکچر دینے کا موقعہ ملا ۔ اس کی دعوت ایک پادری صاحب نے دے رکھی تھی ۔ اس اجتماع میں ساٹھ سے زائد معززین شامل تھے ۔ میں نے اسلام کے بنیادی اصولوں اور اس میں حقوق انسانی پر روشنی ڈالی ۔ ایک گھنٹہ لیکچر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا ۔ ایک ڈاکٹر مرد اور خاتون نے سوالات میں بڑا حصہ لیا ۔ ان سوالات میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا مسیح کی آمد کا تصور اسلام میں ہے ؟ میں نے جواباً اسے واضح کرتے ہوئے بتایا کہ مسیح کی آمد ثانی کا ظہور ہو چکا ہے ۔ اور مسیح موعود کا نام حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہے جو ۱۹۰۸ء میں وفات پا گئے ۔ اس پیشگوئی کا ظہور اسی طرح ہوا ہے جس طرح عیسیٰ بن مریم کے زمانہ میں ایلیاس کی آمد کی پیشگوئی حضرت یحییٰ کے وجود میں پوری ہوئی ۔ حضرت مرزا صاحب کو عیسیٰ بن مریم کی روحانی حالت سے اتحاد مماثلت تھی ۔ وہ سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے غلام تھے۔ اور انہوں نے یہ مقام آنحضرت صلعم کی اتباع ہی میں حاصل کیا۔ میرے پاس حضرت مرزا صاحب کی تصویر بھی جسے میں نے حاضرین کو دکھائی۔

## زائرین مسجد

گزشتہ مہینوں میں کئی زائرین مسجد میں آئے۔ افراد کے چھوٹے چھوٹے گروپ۔ اور بڑے بڑے گروپ جن میں ساٹھ سے زائد لوگ شامل تھے۔ سب کو مسجد میں لے جا کر اسلام کے متعلق مختصراً واضح کیا گیا۔ اور ان کے سوالات پر اسلام کی تعلیمات پر مزید روشنی ڈالی گئی۔ بعض افراد اور چھوٹے گروپ ایک لمبے عرصہ تک ٹھہرے رہے اور سوالات کرتے رہے۔ ان میں سے بعض ہمارے ہاں جمعہ کے اجتماعات میں شامل ہوئے۔ حضرت عیسیٰؑ کے مرکر جی اٹھنے اور ان کے آسمان پر چلے جانے پر دلچسپ گفتگو ہوئی۔ میں نے اس ضمن میں اسلامی نقطۂ نگاہ کو پیش کیا اور پوچھا کیا حضرت عیسیٰؑ جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر گئے ہیں۔ اگر یوں ہے تو پھر جسد عنصری کی بقا کے لئے کھانے پینے کا کیسا سامان ہے۔ اگر کہا جائے کہ وہ کھانے پینے کے محتاج نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ جسم آسمان پر نہیں گیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جسم زمین پر تو کھانے پینے کا محتاج ہو لیکن آسمان پر چلے جانے سے اسے کھانے پینے کی احتیاج نہ رہے۔ دوسرے خدا کوئی مجسم نہیں کہ ایک جسم ان کے پاس بیٹھا ہوا مان لیں۔ میں نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ کی روح نے خدا کا قرب حاصل کیا ہے اور ان کی روح دیگر انبیاء علیہم السلام کی روح کی طرح زندہ اور خدا کے مقربین میں سے ہے۔ بعض اوقات حضرت عیسیٰؑ کے صلیب پر مرنے اور نسل انسانی کے گناہوں کا کفارہ ہونے کے نظریہ پر گفتگو ہوتی رہی۔ میں نے اس ضمن میں سوال کیا کہ اگر حضرت عیسیٰؑ صلیب پر مرنے اور نسل انسانی کو گناہوں سے نجات دینے کے لئے آئے تھے تو انہیں چاہیئے تھا کہ پہلے دن ہی اپنے آپ کو صلیب پر مرنے کے لئے پیش کر دیتے لیکن انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ خوشدلی سے صلیب پر نہیں چڑھے بلکہ وہ مجبور کئے گئے تھے مزید برآں میں نے کہا کہ عیسائی صاحبان کو یہودیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو مجبور کر کے صلیب پر چڑھایا اور یوں انہیں نجات کا ذریعہ بنایا۔ میں نے حاضرین سے پوچھا کہ آیا عیسائیوں کے نزدیک یہودیوں کا یہ فعل قابل تعریف ہے؟ حاضرین میں سے ایک نے اس سلسلہ میں کہا کہ حضرت عیسیٰؑ نے صلیب پر چڑھے ہوئے خدا باپ سے معافی کے لئے دعا کی۔ میں نے کہا حضرت عیسیٰؑ کا معافی کے لئے دعا کرنا بتاتا ہے کہ یہودیوں نے یہ فعل خدا باپ کی مرضی کے خلاف کیا۔ ورنہ معافی کے کیا معنے۔ اگر خدا کی مرضی کے مطابق فعل کیا ہوتا تو حضرت عیسیٰؑ یوں دعا کرتے کہ اے میرے باپ یہودیوں کو انعامات سے متمتع کر کہ انہوں نے تیری مرضی کو پورا کیا ہے اور مجھے صلیب پر چڑھایا ہے تا میں مر کر لوگوں کی نجات کا باعث بنوں۔

ان باتوں کا زائرین پر کافی اثر ہوا اور انہوں نے کہا کہ اس سے واقعی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا صلیب پر چڑھایا جانا خدا باپ کی مرضی کے خلاف تھا۔ اس کے بعد میں نے اس پر مزید روشنی ڈالی اور بتایا اس لعنتی موت سے خدا نے حضرت عیسیٰؑ کو بچایا۔ اور وہ بعد میں سری نگر کشمیر میں ہجرت کر گئے۔ ان کی قبر کی تصویر بتائی اور بعض نے کتاب Jesus in Heaven on Earth خرید لی اور اپنے ساتھ لے گئے۔

## ہفتہ وار اجتماعات

گزشتہ مہینوں ہمارے اجتماعات ہوتے رہے اور بعض عیسائی دوست شامل ہوتے رہے۔ ایک عیسائی نوجوان جو ہمارے جمعہ کے اجتماعات میں آتا رہا اسے مزید لٹریچر دیا گیا۔ اس نے سوالات کی ایک لسٹ تیار کی۔ جس پر میں نے ان کے جوابات دیئے۔

ایک دوسرے عیسائی نوجوان جس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا ہے۔ اسے ہفتہ کے دن اجتماع سے پیشتر عربی زبان میں نماز یاد کرائی گئی۔ اور اس کا مفہوم واضح کیا گیا۔ اس نوجوان کی موجودگی میں اسلامی ممالک سے آئے ہوئے افسران بھی بعض وقت آئے اور وہ اس نوجوان سے عربی زبان میں نماز کے الفاظ سن کر خوش ہوئے اور نوجوان کو دعوت دی کہ اگر وہ چاہے تو ہمارے ملک میں آکر مہمان رہ سکتا ہے۔ ہم نے اب سے پروگرام یوں بنایا ہے کہ مہینہ میں ایک بار بڑے پیمانے پر اجتماع کیا جائے اور عیسائی دوستوں کو دعوت نامے بھیجکر مدعو کیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ہفتہ وار میٹنگ بھی جاری رکھی جائے۔

## یونیورسٹی طلباء سے ملاقات

پاکستان سے آئے ہوئے چند ایک طلباء سے جو یہاں یونیورسٹی ہوسٹل میں رہتے ہیں ملاقات کی اور ان پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب امام زماں کے دعویٰ کو واضح کیا اور کوشش کی کہ آپ کے خلاف جو غلط طور پر پروپیگنڈا ہے اس کے اثر کو دور کیا جائے۔ ان میں سے بعض کو اپنے ہاں دعوت دی اور حضرت امام زمانؑ کی کتب سے آپ کے دعوے کے الفاظ کو سنایا۔ میں نے ان نوجوانوں سے کہا کہ وہ خود اپنی خداداد عقل کو کام میں لا کر حضرت امام زمانؑ کے دعوے اور ان کی خدمت کو دیکھیں۔ آپ کے قلب میں اسلام کی خدمت کا جذبہ تھا۔ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ کی ذات بابرکات کی عزت اور اسلام کی برتری کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ ویسے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے خلاف عیسائی دنیا میں غلط پروپیگنڈا ہے۔ پروپیگنڈا سے متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ اصل تحریرات کو پڑھنا اور ان پر غور کرنا چاہیئے۔ میں نے ظلی نبی وغیرہ الفاظ کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہاں نبی کا لفظ سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ظاہر کر رہا ہے۔ نہ کہ مرزا صاحب کی نبوت کو۔ الفاظ ہیں ظلی نبی اس کے معنی ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کو جو مقام آنحضرت صلعم کی اتباع میں ملا ہے وہ سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظل ہے۔ اسی مقام کو دوسرے الفاظ میں ولایت کہتے ہیں۔ اور یہی وہ امنگ ہے جو ہر مومن کے قلب میں ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی میں اس قدر فنا ہو جائے کہ آپ ہی کا ظل ہو جائے۔

گزشتہ دنوں ہمارے مسلمان بھائیوں سے اکثر ایسے سوالات اٹھائے گئے جس سے مسجد کی تبلیغی مساعی کے خلاف مسلمانوں کے اندر نفرت پھیلانے کی قابل مذمت کوشش کی گئی۔ میں نے ہر آن مسلمان بھائیوں کو اصل حقیقت سے مطلع کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ اس مسجد کے مسجد سے جو جو اعلانات ہوتے ہیں ان کو انہیں دیکھنا چاہیئے۔ نماز سے پیشتر بلند آواز میں اذان میں محمد رسول اللہ کا اعلان کیا جاتا ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ شاید ڈر کر مرزا صاحب کی رسالت کا اعلان نہیں کرتے لیکن نماز کے اندر ہماری دلی آواز کو سنیئے۔ التحیات میں بیٹھے ہم پھر محمد رسول اللہ کہتے اور دل کی گہرائیوں سے سیدنا حضرت نبی کریم صلعم پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ بلند آواز میں اعلان کرتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے الفاظ ایک ہی ہیں یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا وہ مسلمان ہے۔ اس لئے قبلہ کو مرکز بنایا اور نماز کے اندر محمد رسول اللہ کا تصور کرنا مسلمان ہونے کے مترادف ہے۔ ان حقائق کو سن کر ہمارے مسلمان بھائی خاموش ہو جاتے ہیں۔ خدا کرے کہ انہیں یہ حقیقت سمجھ آ جائے۔

## مسز موسلر کی وفات

۱۷ اپریل کو مسز موسلر مقامی ہسپتال میں وفات پا گئیں۔ ان کا جنازہ مسجد میں پڑھا گیا۔ اور انہیں ۲۴ اپریل کو دفن کر دیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قبرستان میں بعض مسلمانوں نے ان کا دوسرا جنازہ پڑھا۔

ایک عرصہ سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ مسلمانوں میں سے فوت ہونے والے احباب کے لئے کسی علیحدہ قبرستان کا انتظام کیا جائے۔ دو پچھلے سال ہندوستان سے آئی ہوئی ایک مسلمان خاتون کو مجبوراً عیسائی قبرستان میں دفنانا پڑا۔ چنانچہ گزشتہ سال سے ہی میں نے خاص حکام کو مل کر مسلمانوں کی اس ضرورت کو پیش کیا اور مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ قبرستان کے لئے جگہ متعین کرانے کے لئے کوشش کی۔

مقامی حکام نے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ قبرستان کی ضرورت کے پیش نظر عیسائی قبرستان کے اندر ایک قطعہ زمین مسلمانوں کے لئے منتقل کر دیا ہے - یہ قطعہ زمین بالکل علیحدہ ہے اور اونچی سطح پر ہے - چنانچہ مسز موسلا کو اسی قطعہ زمین میں دفنایا گیا ہے - مسز موسلا کو دفنانے سے پیشتر میں نے حاضرین کے سامنے جن میں مرحومہ کی عیسائی سہیلیاں بھی تھیں - ایک مختصر سی تقریر کی جس میں نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے - درود شریف پڑھنے اور مرحومہ کے لئے اور تمام مسلمان قوم کی مغفرت کے لئے دعا کرنے کی فلاسفی کو بیان کیا - اور بعد میں مرحومہ کے مسلمان ہونے کے واقعہ کو بیان کیا اور پھر جنگ کے بند ہو جانے کے بعد مسجد میں ان کی خدمات کا ذکر کیا - اور بتایا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے یہ خدمت مرحومہ کے سپرد ان کے اخلاص کو مدنظر رکھتے ہوئے کی - مرحومہ نے اپنے پیچھے ایک نوجوان لڑکا چھوڑا ہے جو مسلمان ہے - اور ان کی بیوی مسلمان ہے - ان کے دو بچے ہیں جن کے نام مسلمانوں کے ہیں - اللہ تعالیٰ اس فیملی کو اسلام کے نور سے منور کرے -

## خطبہ جمعہ - بسلسلہ صفحہ ۶

کریں کہ آپ کی وجہ سے تفرقہ بڑھے نہیں بلکہ کم ہو تعلی سے باز آئیں - اور دوسروں کو حقیر نہ سمجھیں اور اسلام کی تعلیم کے مطابق نماز اور روزہ کے ساتھ مخلوق خدا کی بھلائی اور خیر خواہی اور ہمدردی کے کام کریں کہ مذہب کی روح یہی ہے -

## احباب کے لئے دعا

کچھ لوگوں کے خطوط اور رقعہ جات آئے ہیں کچھ احباب نے زبانی کہا ہے کہ وہ مختلف عوارض مصائب مشکلات اور مقدمات میں مبتلا ہیں - بابو عمرالدین صاحب کی اہلیہ صاحبہ مخلص خاتون ہیں - وہ ۹ فٹ اونچی دیوار سے گر گئی ہیں ریڑھ کی ہڈی پہ چوٹ آئی ہے - وہ ریلوے ہسپتال میں داخل ہیں - ان کا اخلاص متقاضی ہے کہ ان کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے - غرض ہر اس شخص کے لئے جس کو ابتلا درپیش ہے احباب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے عوارض اور مصائب دور فرمائے

## عطیہ

چوہدری غفور احمد صاحب کارکن انجمن نے اپنے عزیزوں کی امتحان میں کامیابی پر دس روپے انجمن کو دیئے ہیں -

جزاہ اللہ - اللہ تعالیٰ بچوں کو بیش از بیش کامیابیاں عطا کرے -

## میرا قبولِ اسلام

"اسلام اور میری پوزیشن" نامی کتاب ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ ووکنگ انگلستان سے حال ہی میں شائع ہوئی ہے - یہ حقائق آفریں اور دلچسپ و دلنشین کتاب مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر سند قبولیت حاصل کر رہی ہے - اس کی اہمیت کے پیش نظر افادہ عام و خاص کے لئے اس کے دوسرے حصہ "اسلام اور پوزیشن" کا اردو ترجمہ "میرا قبول اسلام" کے نام سے شائع کیا گیا ہے جو :-

* نومسلم خواتین و حضرات کے قبول اسلام کی ایمان افروز داستان ہے -
* زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق نومسلموں کے جذبات خیالات کا مرقع ہے -
* مسلمانوں کے لئے باعث ازدیاد ایمان اور غیر مسلموں کے لئے خزینہ رشد و ہدایت ہے -
* آپ کی لائبریری کے لئے سرمایہ زینت اور دوستوں کے لئے قابل قدر تحفہ ہے -

کتابت طباعت عمدہ پر رونق دیدہ زیب -
صفحات :- ۲۵۰
سائز ۲۰×۲۷/۱۶ قیمت دو روپے پچاس پیسے -
ملنے کا پتہ :-
مسلم بک سوسائٹی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ
عزیز منزل برانڈرتھ روڈ - لاہور

## ضروری تصحیح

اخبار پیغام صلح کے ۱۲ جون کے شمارہ میں مندرجہ ذیل اغلاط کی تصحیح فرمالی جائے :-

(۱) صفحہ ۸ کالم نمبر ۳ کی آخری سطر سے اوپر پانچویں سطر میں غیر مولانا نہ کی بجائے غیر مومنانہ پڑھا جائے -
(۲) صفحہ ۹ کالم نمبر ۳ کی سطر ۳۸ میں سحر کے بجائے تمسخر پڑھا جائے -
(۳) صفحہ ۱۰ کالم نمبر ۳ سطر ۳۹ میں سرگرمیوں کی بجائے مرکزوں پڑھا جائے -
(۴) صفحہ ۱۰ کالم نمبر ۳ کے بائیں طرف کے حاشیہ میں اپنے خون کی تائید کی بجائے اپنے دین کی تائید پڑھا جائے -

# تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## جمہوریہ متحدہ عرب

ترجمہ خط - از - محمد یوسف حبیب - قاہرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں نے سیکنڈری سکول کا امتحان پاس کر لیا ہے - میں انگریزی بھی جانتا ہوں - نیز قرآن شریف بھی اور آپ کی بعض کتب میری نظر سے گذری ہیں جن کے مطالعہ سے آپ کے اور حضرت اقدس حضرت مرزا صاحب کے حالات سے مستفید ہوا ہوں، آپ کی تعلیم نے میرے دل میں تبلیغ و اشاعت اسلام کی ایک لگن پیدا کر دی ہے - یہ کام صرف آپ ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے، لہذا آپ کی جو تعلیمی درسگاہ ہے اس میں مجھے داخلہ عنایت کر کے ممنون فرماویں - میں مصر اور تجمیع ملک عرب میں حضرت اقدس کے صحیح عقائد پھیلانے کا عہد کرتا ہوں - بلکہ ساری دنیا میں اسلام کی صحیح تعلیم کو پہنچاؤں گا -

(انہیں خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

## لبنان

ترجمہ خط مسٹر ابراہیم گیتیگاری - لبنان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا مکتوب گرامی اور کتب کا پارسل بھی موصول ہوا - میں نے سنا ہے کہ اسلامی سنٹر میں آپ کا اسلامی لٹریچر پہنچ چکا ہے - جس کے لئے سراپا ممنون ہوں -

اس دوران میں میرے محترم خاوند نے مصر میں سائیکالوجی کا کورس ختم کر لیا ہے - اُمید واثق ہے کہ خدا کے فضل سے ان کو سائیکالوجسٹ کا سرٹیفکیٹ مل جائے گا - ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں - ہمیں نتائج سے آگاہی کا بڑا اشتیاق ہے - ہمیں امید ہے کہ عربی کورس کا کام طبع ہو جائے گا - تاکہ آپ اس کے مضامین کو جان سکیں اس کا نام سیکالوجی کل ایلیمینٹس آف دی مارل سینٹی منٹس ہے -

میں نے اپنے شوہر محترم کی لکھی ہوئی چند کاپیاں انشاء اللہ آپ کو روانہ کروں گی - میرا خیال ہے کہ آپ عربی اُردو دونوں زبانیں پڑھ لیتے ہوں گے اور ان کے پڑھنے میں آپ کو کوئی دشواری نہ ہوتی ہوگی -

ہمارا بچہ اب جوان ہو رہا ہے اس کی عمر چار سال ہے اور سکول میں جاتا ہے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ وقت گذار رہا ہے -

میرے خاوند محترم نے کئی امتحان پریکٹیکل دیئے ہیں - اور کافی جبارت لکھے ہیں - وہ ایک ہفتہ تک لٹریچر بھیج سکیں گے -

ہم لوگ بہت ہی محنت سے کام کرتے ہیں - میرے خاوند دیگر اشخاص کو بتانے رہتے ہیں کہ میں ان کی سیکرٹری ہوں - اس کام میں کچھ طلبا بھی حصہ لیتے ہیں - اور گورنمنٹ ملازموں اور دیگر پیشہ ور لوگوں کو تبلیغ کرتے رہتے ہیں -

میں اس سوسائٹی سے تعلق رکھتی ہوں جو جمال عبدالناصر نے عربی یونیورسٹی میرے گھر کے نزدیک بنائی ہے اور میں تقریباً سات زبانوں کی مترجم بھی ہوں میں اپنے خاوند کے متعلق اور بھی لکھنا چاہتی ہوں جو عنقریب تحریر کر دوں گی - سائیکالوجی کا عربوں اور انگریزوں کا نکتہ نگاہ بالکل مختلف ہے -

اب میں اس خط کو بند کرتی ہوں - اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو -

(جواب لکھا گیا)

## سیلون

ترجمہ خط از ریونڈ نیاں سارا جرمن بدھ - کولمبو
سیلون

جناب عالی

میں آپ کا خط پڑھ کر بہت متاثر ہوا - یہ کیسے عجیب و غریب اور عمدہ خیالات و تعلیمات پر مشتمل تھا -

مجھے بہت خوشی ہوئی کہ مجھے مقدس مذہب اسلام سے کچھ واقفیت حاصل ہو جائے گی - کسی مذہب کے اعتقادات دوسرے سے اگر تھوڑے سے مختلف ہیں تو کوئی بات نہیں -

تمام بانیان مذاہب بذات خود روشنی اور ہدایت کے مینار تھے - افسوس ان مقدس ہستیوں کے ماننے والے لاعلمی سے آپس میں لڑتے ہیں -

تمام لوگوں کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ پاکیزگی اختیار کریں اور ناپاک جذبات سے الگ رہیں -

وہ شخص جو ایسے جذبات سے توہم پرستی سے اور فریب کاری سے مبرا ہے وہی دنیا کی حرص آز سے، نفس پرستی سے بچ گیا - یہی وہ مقدس انسان بن گیا -

جب میں محمد (صلعم) یسوع مسیحؑ - موسٰیؑ اور بدھاؑ کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں تو میں اپنے آپ سے پوچھتا ہوں - ان میں کیا فرق ہے کہاں اختلاف ہے - مجھے اُن میں کوئی فرق نظر نہیں آتا - اکثر لوگ مذہب کے متعلق ایک دوسرے سے لڑتے ہیں اور ایک دوسرے کو غلطی پر اور بیوقوف سمجھتے ہیں -

(انہیں خط اور دیگر لٹریچر بھیجے گئے)

## نائیجیریا

ترجمہ از عبدالوہابی - الورن ٹریننگ کالج الورن -
(نائیجیریا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ چند سطور لکھنے سے خوشی محسوس کرتا ہوں - آپ یہ تصور نہیں کر سکتے کہ میں قرآن شریف لے کر کتنا خوش ہوا ہوں - بہت بہت شکریہ - اللہ تعالےٰ آپ کو اپنی بہترین نوازشات سے متمتع فرمائے -

خط میں تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ مجھے ایک گاؤں میں تبلیغ کے لئے بھیجا گیا اور جب میں واپس آیا تب مجھے قرآن شریف کا نسخہ ملا -

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ میں الورن کالج میں استاد لگ گیا ہوں - میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں - اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے - میں اپنی خوشی بیان نہیں کر سکتا جب میں نے قرآن وصول کیا -

دعا کے سوائے اور کچھ زبان سے نہیں نکلتا اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے -

(انہیں خط بھیجا گیا)

## لاگوس

ترجمہ خط از مسٹر جیمو اولوری لاگوس - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں چند سطور لکھتے ہوئے بہت خوش ہوا ہوں - میں ایک پارسل کتابوں کا وصول کر کے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں اس وقت کی انتظار میں ہوں کہ آپ مجھے اور بھی کتابیں ارسال کریں گے -

میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کار خیر میں مدد کرے جو کہ آپ اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں -

میں نے کتابوں کا تسلی سے مطالعہ کیا ہے اور بہت سی معلومات حاصل کی ہیں -

امید ہے کہ جواب دیں گے -

فقط

(لٹریچر اور خط ارسال کیا گیا)

## بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

یغفر لکم ذنوبکم (احزاب ۷۲) بات خوبصورت اور مفید نام ہو۔ وقولوا للناس حسنًا (بقرہ ۸۳) دل و دماغ اس کی تائید کریں۔ اور رضائے الٰہی کے ماتحت ہو پھر نیک کردار کی اس پر مہر تصدیق ہو — (من احسن)

---

قولاً ممن دعا الی اللہ ........ الآیہ (حم السجدہ ۳۳) نیک اور پاکیزہ بات شجرہ طیبہ ہے جو سدا بہار ہے (ابراہیم ۲۴) طیب باتیں مقبول بارگاہ الٰہی ہوتی ہیں۔ الیہ یصعد الکلم الطیب۔ (فاطر ۱۰)

(غلام ... رضی عنہ)



---

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلینؐ
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۲۷
ایڈیٹر:- دوست محمدؐ
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ سالانہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

| جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۴ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۶۳ء | نمبر ۲۶ |
|---|---|---|


## آنحضرت صلعم کا عشقِ الٰہی اور صحابہ کرامؓ پر اسکا اثر

### ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو کچھ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمانی صدق دکھلایا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنی آرزوؤں کو اسلام کی راہوں میں نہایت اخلاص سے قربان کیا اسکا نمونہ اور صدیوں میں تو کجا دوسری صدی کے لوگوں میں بھی نہیں پایا گیا۔ اسکی کیا وجہ تھی؟ یہی تو تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مردِ صادق کا منہ دیکھا جس کے عاشق اللہ ہونے کی گواہی کفار قریش کے منہ سے بھی بیساختہ نکل گئی اور روز کی مناجاتوں اور پیار کے سجدوں کو دیکھ کر اور فنا فی الاطاعت کی حالت اور کمال محبت اور دلدادگی کی منہ پر روشن نشانیاں اور اس پاک منہ پر نورِ الٰہی برستا مشاہدہ کرکے کہتے تھے عشق محمد علی ربہ کہ محمدؐ اپنے ربّ پر عاشق ہوگیا اور پھر صحابہؓ نے صرف وہ صدق اور محبت اور اخلاص ہی نہیں دیکھا بلکہ اس پیار کے مقابل پر جو ہمارے سیّد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے ایک دریا کی طرح جوش مارتا تھا۔ خدا تعالیٰ کے پیار کو بھی تائیدات خارق عادت کے رنگ میں مشاہدہ کیا تب ان کو پتہ لگ گیا کہ خدا ہے۔ اور ان کے دل بول اٹھے کہ وہ خدا اس مرد کے ساتھ ہے۔ انہوں نے اسقدر عجائبات الٰہیہ دیکھے اور اسقدر نشان آسمانی مشاہدہ کئے کہ ان کو کچھ بھی اس بات میں شک باقی نہ رہا کہ فی الحقیقت ایک اعلیٰ ذات موجود ہے جس کا نام خدا ہے اور جس کے قبضہ قدرت میں ہر ایک امر ہے اور جس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں" (شہادت القرآن صفحہ ۵۰)

## بحرِ حکمت کے موتی

واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعدآءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا۔
(۳:۱۰۲- قرآن)

حدیث:-
مثل المؤمنین فی توادّھم وتراحمھم وتعاطفھم مثل الجسد اذا اشتکی منہ عضوٌ تداعیٰ لہ سائر الجسد بالسّھر والحمّیٰ۔
(بخاری اور مسلم بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باہمی محبت۔ مہربانی اور شفقت میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ جب اس کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارے کا سارا جسم اس کے ساتھ بے خوابی اور حرارت کی تکلیف اٹھانے میں شریک ہوجاتا ہے

نوٹ:- قرآن و حدیث کے وعدے اب بھی اسی طرح حقیقت بن سکتے ہیں جیسے قرون اولیٰ میں بنے تھے آج اگر مسلم معاشرہ یہ صورت اختیار کرے تو دنیا میں غالب ترین قوم بن جائیں۔

انتم الاعلون ان کنتم مومنین (۳:۱۵۸)

سہ
تا نہ خونت چکد برائے کسے
تا نہ جانت شود فدائے کسے

چوں دہندت بکوئے جاناں راہ
خو کن از صدق و سوز نگاہ (مسیح موعودؑ)

"بہ کسے" ذاتِ باری تعالیٰ اور اسکی مخلوقات سے ہے۔
(غلام قادر ڈار)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈائریکٹر صاحب)

## بھارت

ترجمہ خط عبدالرحمٰن کریم ڈیسائی ڈسٹرکٹ دینا گڑھی بمبئی
(بھارت)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

خدا کے فضل و کرم سے میں بصحت ہوں اور آپ کی صحت کا خواہشمند ہوں۔ آپ کے مکتوب گرامی کا شکریہ - جواب میں تاخیر کی معافی چاہتا ہوں۔

میں ابھی تک قرآن شریف اور دیگر کتابوں کا منتظر ہوں۔ میرے بھتیجے نے جنوبی افریقہ سے لکھا ہے کہ وہ جلد ہی مجھے کتابیں ارسال کریں امید ہے کہ آپ مجھے یہ کتابیں بہت جلد روانہ کریں گے میں دسمبر کے مہینہ میں جنوبی افریقہ جا رہا ہوں فی الحال پاکستان میں آنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے جنوبی افریقہ جانے سے پہلے پاکستان آنے کی کوشش کروں گا -

امید ہے کہ آپ پارسل مجھے ارسال کریں گے

فقط والسلام

(کتب بھیجی جا رہی ہیں - خط لکھا گیا)

(۲)

ترجمہ خط ایس۔ رام ناتھ راؤ - کنارا

خدا تعالےٰ اس محرم کے مہینے میں ہم پر رحمتیں نازل فرمائے -

ایک سال اور دو ہفتے ہماری شادی کے گزر گئے ہیں۔ اور ہم نے وہ دن بڑے سادے اور خدا کی عبادت اور یاد میں گزارے گو ہم نے آپکو نہیں دیکھا مگر پھر بھی ہم لوگ آپ کو یاد کرتے ہیں۔

پچھلے بارہ مہینے سے میں اخبار لائٹ میں کافی ترقی دیکھتا ہوں خاصکر رسول کریمؐ کی سوانح حیات بعض اوقات میں اپنے عزیزوں کو گھر میں سناتا ہوں۔

میں بڑی دلچسپی سے قرآن شریف کا مطالعہ کرتا ہوں۔ بہت آدمی اس پاک کتاب کے مطالعہ کے خواہشمند ہیں باوجودیکہ میری بیوی انگریزی اتنی نہیں جانتی مگر میں جو پڑھتا ہوں اسکو سمجھاتا ہوں -

مجھے مہربانی کر کے ایک حدیث اور سوانح جنابؐ رسول کریمؐ ارسال فرمائیں -

دوسرے مسلمان بھائی بھی اس لٹریچر سے بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میرے ایک دوست نے جو کہ ہسپتال میں ہے اسلام اور چیلنج مانگی ہے میں نے اسکو دے دی اور مجھے یقین ہے کہ وہ میرا اصل علاوہ ثابت ہوگا۔

آپ اخبار لائٹ ہفتہ وار ارسال کرتے ہیں شکریہ اللہ تعالےٰ آپ کی دعائیں قبول کرے - جب موقعہ ملے جواب دیں - فقط

(انہیں خط لکھا گیا اور کتابیں بھیجی گئیں -

## نائیجیریا

ترجمہ خط - ٹی - اے - معرفت
سالمن آدی - آری بایو - الیشا - نائیجیریا -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں مؤدبانہ آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ آپ کا نام اور پتہ میرے ایک دوست نے مجھے دیا میں نے یہ پیغام اس لئے بھیجا ہے کہ میں اسلام اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے واقفیت حاصل کروں - میں پہلے عیسائی تھا لیکن حضرت محمد صلعم کی تعلیم کی وجہ سے میں نے اسلام قبول کرنا تجویز کیا ہے - میرا اسلامی نام عبداللہ ہے۔ اس وجہ سے میرے والدین نے مجھے رقم نہیں دی کہ میں قرآن شریف اور کتابیں خرید کر اپنے اردگرد دوستوں اور مسلمانوں میں تقسیم کروں -

امید ہے کہ آپ میرے لئے ٹریکٹ وغیرہ ارسال کریں گے -

آپ کے جواب کا منتظر
(لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط اسحاق اوی گوکے - اوی بابی الیشا - نائیجیریا

جناب عالی

گذارش ہے کہ میں پہلے عیسائی تھا لیکن اب مسلمان ہونا چاہتا ہوں اور اس کے لئے میرے پاس کوئی کتاب مطالعہ کے لئے نہیں جس سے میں مسلمان مذہب سمجھ سکوں - آپ میری مدد کریں مہربانی کر کے ایک نسخہ قرآن شریف اور چند پمفلٹ لٹریچر ارسال کریں - اور میں انشاء اللہ قرآن کی تعلیم کی اشاعت کروں گا۔ میں آپ کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرتا ہوں گا۔

والسلام
(ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

(۳)

ترجمہ خط :- اوسولا لے - آین لا - چیمو - اوبو
(نائیجیریا)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں یہ چند سطریں لکھ کر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں - امید ہے کہ آپ بھی خوش ہوں گے۔

میں نے یہ اس لئے لکھا ہے کہ میرے والدین بُت پرست تھے اور میں بھی بت پرست تھا۔ میں انصار الدین سکول میں داخل ہو گیا انہوں نے مجھے اسلامی تعلیم دی - میں نے اب ان دونوں مذہبوں کا مقابلہ کیا تو اسلام کو بہتر پایا -

میں اس وقت مسلمان ہوں اور بہت سے لوگ میرے پاس سوال و جواب کے لئے آتے ہیں - مگر میں ان کو تسلی بخش جواب نہیں دے سکتا۔ اس لئے مجھے ایسی کتابیں ارسال فرما دیں جس سے میں ان کا جواب دے سکوں اور میں رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حالات سے تفصیلی واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں -

والسلام
(ان کو لٹریچر بھیجا گیا)

(۴)

ترجمہ خط ایم - او - اجگ بے - ٹولی - الیشا -
(نائیجیریا)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میرے ایک دوست نے مجھے آپ کا پتہ دیا ہے اور میں نے یہ خط محبت بھرے لفظوں میں آپ کو ارسال کیا -

مجھے امید ہے کہ آپ مسلمان ہونے کی حیثیت سے روایتی محبت و الفت کا سلوک فرمائیں گے برائے کرم مجھے اور میرے دوستوں کو قرآن شریف ارسال فرما دیں -

ہماری مالی حالت خراب ہے۔ امید ہے کہ آپ میرے خط کا جواب تسلی بخش دیں گے۔

والسلام
(انہیں لٹریچر بھیجا گیا)

## ضروری اعلان

"سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" نامی کتاب کا سٹاک بالکل ختم ہے از سرِ نو زیرِ طبع ہے ہفتہ عشرہ تک کتاب مکمل ہو کر شائع ہو جائے گی - جن احباب نے اس کے حصول کے لئے ہمیں خطوط اور ڈاک ٹکٹ ارسال کئے ہیں وہ انتظار فرمائیں

سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

# احادیث نبوی صلعم کی ضرورت و اہمیت

## حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اور اسوہ حسنہ کی تفصیلات احادیث میں

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۲؍جون ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخرۃ وذکر اللہ کثیراً ——— الاحزاب ———

### حضور اکرمؐ کا اسوۂ حسنہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تبارک و تعالےٰ کی جانب سے یہ ایک گواہی ہے - یہ گواہی بھی ہے اور سرٹیفکیٹ بھی - فرمایا ہے حضورؐ کی ذات میں اُسوہ ہے - وہ اسوہ حسنہ اور خوبصورت ہے اکھا ہے لقد یعنی بڑی یقینی بات ہے جو ہم بیان کرتے ہیں کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں دلکش اور قابل تعریف نمونہ ہے ۔

### اسوۂ رسولؐ کن لوگوں کے لئے ہے

کس کے لئے ؟ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخرۃ - اس کے لئے جو خدا تعالےٰ کی ذات بابرکات اور علیم و حکیم ہستی پر ایمان رکھتا ہے کہ اعمال و افعال کی جزا سزا نہ صرف اس دنیا میں ملتی ہے بلکہ آخرت میں بھی ملتی ہے - نہ صرف وہ یہ ایمان رکھتا ہو بلکہ فرمایا وذکر اللہ کثیراً - وہ خدا تعالےٰ کو کثرت سے یاد کرتا رہتا ہو - ایسے ایماندار اور خدایاد شخص کے لئے حضورؐ ایک نہایت دلربا اور قابلِ تعریف نمونہ ہیں -

### اسوۂ رسولؐ کی تفصیلات احادیث میں

آپ غور کریں کہ وہ نمونہ کہاں پر ہے - قرآن کریم میں تو صرف اس قدر ذکر ہے کہ حضورؐ اچھا نمونہ ہیں اور بس - قرآن کریم میں آپکے نمونہ کی تفصیلات نہیں مثلاً یہ کہ جہاد کے وقت کیا نمونہ دکھایا - کیا ان کو جام شہادت پینے کی تمنا تھی - کیا انہوں نے شجاعت کا لاجواب نمونہ دکھایا - انہوں نے دشمن قیدیوں سے کیسے سلوک کیا - قرآن کریم میں ان باتوں کا ذکر نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل - سنو لوگو! میرا جذبہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے راستہ میں میری جان جائے پھر میں زندہ کیا جاؤں، پھر شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر خدا تعالےٰ کی راہ میں شہید ہو جاؤں - اس جذبہ کا احد کے میدان میں امتحان ہوا - آپؐ پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ساتھی بھاگ نکلے لیکن آپؐ اکیلے میدان میں ڈٹے رہے - اس وقت آپ نے باوازِ بلند فرمایا انا النبی لا کذب - میں نبی ہوں اور نبی جھوٹا نہیں ہوتا - انا ابن عبد المطلب - میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں میری رگوں میں ہاشمی خون دوڑتا ہے - اور اس کیفیت کو دیکھو کہ آپ حضورؐ جام شہادت پینے کے لئے کس عشق کے جذبہ سے سرشار تھے - قرآن میں یہ کہاں لکھا ہے ؟ کیا آپؐ کا میدان جنگ میں اس جذبہ کے ساتھ لڑنا قرآن میں لکھا ہے - قرآن میں تو اس کا ذکر نہیں لیکن تاریخ میں حضور اکرمؐ کا نمونہ ثبت ہے اگر وہ قائم نہ رکھا جاتا اور قرآن میں کہا جاتا کہ آپ نمونہ ہیں تو ہمیں اس نمونہ کا نہ علم ہوتا اور نہ ہم اس کی تقلید کرتے ۔

### حدیث شریف کی اہمیت

آج کہا جاتا ہے کہ حدیث کوئی چیز نہیں یہ خیال درست نہیں ہے اس لئے کہ دوست اور دشمن یقین کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یقیناً تاریخی شخصیت ہیں - یہ بہت بڑی غلطی ہے تاریخ اور کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی صرف ایک پیغمبر ہیں جن کا اُٹھنا، بیٹھنا، رفتار، گفتار، تجارت کرنا، جنگ کرنا - بادشاہ ہو کر عبادت، ریاضت کرنا، بادشاہ ہو کر احباب و اقارب کو کوئی جاگیر نہ دینا - اپنوں سے وفاداری - غیروں کے ساتھ حسن سلوک مخلوق خدا کے ساتھ خیرخواہی اور ہمدردی - غرض انسانیت کی تمام قدریں، آپؐ ہی کی ذات اقدس میں نظر آتی ہیں -

### حضرت عیسیٰؑ تاریخی شخصیت نہیں ہیں

حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کا کوئی تذکرہ تاریخ میں موجود نہیں ہے، اہلِ یورپ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کوئی تاریخی شخصیت نہیں ہیں - ان کے اقارب کا ذکر نہیں ہے انجیل میں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰؑ کے شب و روز کیسے گزرتے تھے - اسی طرح اُن کے بہن بھائیوں کی سرگذشت کا کوئی علم نہیں -

### حضور اکرمؐ کی شخصیت

اس کے برعکس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل کا تفصیلی ذکر موجود ہے - آپؐ کی ازواج مطہراتؓ، دوستوںؓ اور خادموںؓ میں سے ہر ایک کی زندگی اور موت کے پورے حالات موجود ہیں جرمنی میں "طبقات ابن سعد" شائع ہوئی ہے اس کی بارہ ضخیم جلدیں ہیں، ہر ایک جلد کے آغاز میں ایک جرمن عالم نے دیباچہ لکھا ہے - اس میں لکھا ہے کہ دنیا میں ایک مسلمان قوم ہی ہے جس نے تاریخ لکھنے کی طرف توجہ کی اور بے نظیر تاریخ لکھی ہے - جس طرح کوئی کسی کی زندگی کے حالات و کوائف لکھتا ہے اور وہ کتاب ... Who is Who کہلاتی ہے اسی طرح یہ کتاب طبقات ابن سعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی Who is Who ہے - اس میں ایک ایک مسلمان مرد و زن کا نام و نسب و کارنامے درج ہیں - اس کی بیوی بچوں کے نام لکھے ہیں - ان کے مرنے جینے کے تمام حالات لکھے ہیں، ان کی موت اور تکفین کے حالات لکھے ہیں وہ کہاں اور کب مرا - اس کی تکفین کیسے ہوئی - اور اس نے کی - کون کون اس کی قبر تک گئے - کون اس کی قبر میں اترا - اس قسم کی معتبر اور مستند کتابیں اور بھی لکھی گئیں - مثلاً اسد الغابہ اور دوسری اسماء الرجال کی کتابیں وغیرہ - ان میں ایک ایک شخص کے سوانح حیات اور تاریخ موجود ہے - کیا آپ لوگ حدیث کا انکار کرکے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی یہ اعتراض پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ آپؐ کی زندگی کی تفصیلات سے ہم بے خبر ہیں - نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا - آپؐ کی پوری زندگی کے حالات احادیث میں موجود ہیں اور

آپؐ کی زندگی کا ہر پہلو ہمیں تاریخ میں ملتا ہے۔

## اسلامی کتب تاریخ و سیر

اسلامی کتب تاریخ و کتب سیر متبحر علماء کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہیں ۔ وہ اہل علم اور اہل ہدایت لوگ ہیں۔ وہ باخدا ہیں۔ ان کی عزت و عظمت مسلم ہے۔ ان کے تبحر علمی اور تقدس کا ایک زمانہ معترف ہے۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جمع کیں اور سیرت پر کتب لکھیں۔ باوجود اس کے یہ کہنا کہ حدیث کچھ چیز نہیں، یہ تو سورج کے انکار کے مترادف ہے۔

## منکرین حدیث سے سوال

میں اہل قرآن حضرات سے جو حدیث کا انکار کرتے ہیں اس آیت کریمہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کا ترجمہ پوچھتا ہوں کہ وہ اچھا اور عمدہ نمونہ کہاں ہے۔ قرآن کریم میں تو اس کا ذکر موجود نہیں ہے۔ حضورؐ کا حضورؐ کے بیوی بچوں کا۔ حضورؐ کے خادموں اور دوستوں کا قرآن کریم میں کہاں ذکر ہے۔ آپؐ بادشاہ ہو گئے تو عبادت و ریاضت کا کیا حال تھا۔ اس وقت خواہشات وغیرہ نے آپؐ پر حملہ کیا یا نہیں کوئی محل سرا، باغ باغیچہ بنایا یا نہیں۔ کوئی باورچی رکھا یا نہیں۔ کوئی صوفے فرنیچر وغیرہ کی زیبائش ہوئی؟

## شاہ دوجہاںؐ کا طرز زندگی

ایک موقعہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالاخانہ پر تشریف لے گئے اور ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے دیکھا کہ آپؐ کی پیٹھ پر چٹائی کے نشان ہیں حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر رو پڑے اور کہا کہ ایران و شام کے بادشاہوں کے لئے آرام و راحت کے سامان میسر ہیں۔ آرام گاہیں اور خواب گاہیں ہیں، حکم ہو تو آپؐ کے لئے بھی کچھ آرام کا سامان مہیا کیا جائے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ دنیا کے بادشاہ ہیں۔ وہ دنیا کی زندگی کے لئے اپنا سب کچھ بناتے ہیں، اور دنیا میں ہی ان کا اجر ختم ہو جاتا ہے۔ انا کراحل استظل تحت الشجرۃ ثم راح۔ میں اس دنیا میں ایک مسافر کی طرح ہوں جو چلتے چلتے ایک درخت کے سایہ میں آرام کر لیتا ہے اور پھر چل پڑتا ہے۔ دنیوی ساز و سامان سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ آپؐ اپنے رشتہ داروں کے لئے کوئی جاگیر یا جائیداد نہیں چھوڑتے۔ نحن معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ہم انبیاء کا گروہ نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ ہمارا کوئی وارث ہے۔

## دولت و اقتدار کی ہوس

آپ دیکھتے ہیں کہ انسان دولت و اقتدار کے لئے کیا کیا کچھ کرتا ہے۔ جب یہ چیزیں میسر آجاتی ہیں تو ان کو کس رنگ میں استعمال کرتا ہے۔ اس کی خواہشات اور ضروریات دیا کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔ اقتدار حاصل کر کے اپنے عزیز و اقارب کو نوازتا ہے۔ ووٹ حاصل کرنے کے لئے انعامات کی بارش کرتا ہے۔

## حضور اکرمؐ بحیثیت حکمران

مگر حضورؐ کی کوئی نفسانی خواہش نہیں۔ آپؐ حکمرانوں کے لئے بے نظیر نمونہ ہیں۔ پبلک ٹریژری سے آپؐ کچھ نہیں لیتے۔ فرمایا من مات وترک مالاً جو کوئی مر جائے اور مال متاع اور جائیداد اور جاگیر چھوڑ جائے فلورثتہ وہ تمام مال اس کے وارثوں کے لئے ہے۔ حکومت کا اس میں کوئی اثر و دخل نہیں ومن مات وترک دیناً او ضیاعاً۔ اور جو کوئی مر جائے اور اپنے پیچھے قرضہ یا یتیم بچے چھوڑ جائے فالیّ وعلیّ اس کے لئے میں ذمہ دار ہوں، میں اس کا قرضہ چکاؤں گا اور اس کے یتیم بچوں کی پرورش کا ذمہ دار ہوں گا۔ پس حضورؐ تمام بادشاہوں اور حکمرانوں کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

## حضور اکرمؐ کی بے نفسی

عراق سے ایک لاکھ روپے کا مال آیا۔ حضورؐ کو اطلاع ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا کہ مسجد میں ڈال دو۔ مال کے دیکھنے کے لئے حضورؐ باہر نہیں آئے۔ اگر کوئی اور حاکم ہوتا تو اپنی پسند و منشاء کا مال چن لیتا اور اس کے ایک ہی اشارہ سے اس کے مکان میں تمام چیزیں چلی جاتیں۔ ظہر کے وقت مسجد میں حضورؐ تشریف لائے سیدھے محراب کی طرف چلے گئے۔ مال کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھی۔ نماز ظہر پڑھائی اور بعد میں آپؐ نے سارا مال ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور خود خالی ہاتھ واپس ہو گئے۔

## قوم سے مشاورت

یورپ کے ڈکٹیٹروں کی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ انہوں نے اپنے معتمد، باوفا اور بہترین ساتھیوں کو معمولی سی بدگمانی یا لغزش اور غلطی سے تختہ دار پر چڑھا دیا۔ حضورؐ بھی ایک طرح سے ڈکٹیٹر ہیں، وہ دو جہان کے بادشاہ ہیں روحانی بھی اور جسمانی بھی۔ لیکن قوم اور دوستوں سے صلاح و مشورہ کر کے امور سلطنت سرانجام دیتے ہیں۔ دوستوں کو بُرا نہیں کہتے۔

## غیر متبدل قانون

قانون کی تشکیل میں آپؐ بے نظیر نمونہ ہیں۔ ۲۳ سال میں جو قانون بن چکا اس میں کسی قسم کی ترمیم و تحریف نہیں ہوئی۔ بادشاہ وقت حالات کے ساتھ ساتھ قوانین بدلنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ بدلتے ہیں اور بدلتے رہتے ہیں۔ لیکن حضورؐ نے ایک دفعہ قانون بنایا اور قیامت تک کے لئے وہی قانون نافذ رہے گا۔ یہ اس لئے کہ علیم و حکیم خدا آپؐ کے ساتھ تھا۔ اور اسی نے یہ قانون حضورؐ کو دیا، فرمایا وما ینطق عن الھوٰی ان کی اپنی کوئی خواہش نہیں تھی۔ جس کی خواہش کوئی نہ ہو، اس کے کلمات صحیح ہوتے ہیں۔

## حضورؐ کی زندگی کی تاریخ

حضورؐ کی زندگی ایک تاریخ ہے اس سے حدیث اور سیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اگر حدیث کوئی نہیں اور کچھ نہیں تو قرآن بھی کچھ نہیں رہ جاتا۔ خدا سے پوچھئے جس نے فرمایا کہ حضورؐ اسوۂ حسنہ ہیں۔ وہ نمونہ کہاں ہے۔ قرآن میں تو کوئی تفصیل نہیں۔ احادیث میں ہی تفاصیل ملتی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عین حیات سے ہی احادیث کے تحفظ کا سلسلہ قائم ہے۔ آپؐ نے اپنی چالیس سالہ زندگی قوم کے سامنے پیش کی ہے فرمایا فقد لبثت فیکم عمراً افلا تعقلون میں نے چالیس سالہ زندگی تم میں بسر کی ہے۔ تم میرے شب و روز سے اچھی طرح واقف ہو میرے ماضی کو سامنے رکھو اس پر غور کرو۔ اور سوچو کہ میں صادق ہوں یا کاذب۔ میری یہ زندگی تمہیں بتلائے گی کہ میں کیا ہوں اور کیا نہیں ہوں تم اچھی طرح دیکھ لو گے کہ میں لالچی ہوں یا نہیں میں دھوکہ باز ہوں یا نہیں، میں باوفا ہوں یا نہیں میں محب وطن ہوں یا نہیں، میں قوم کا خادم ہوں یا نہیں۔ میرے سامنے خواہشات اور خود غرضیاں رہی ہیں یا نہیں۔ تم کہتے ہو کہ حدیث کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ نے تو نبوت سے پہلے زمانہ کو بھی حدیث بیان فرمایا ہے۔ فرمایا تم حدیث کا کیسے انکار کر سکتے ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اور کسی وقت جھوٹ نہیں بولا جس کا دنیا کو اعتراف ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کی ہے انھم لا یکذبونک ولکن الظالمون بآیات اللہ یجحدون۔ یہ لوگ آپؐ کو نہیں جھٹلاتے انہیں تو ہمارے

احکام سے جھگڑا ہے ۔ لیکن وہ تاریخی واقعات کہاں ہیں جو قرآن کریم کی اس آیت کی تصدیق کرتے ہوں ۔ تاریخ میں کئی ایک دشمنوں کے احوال لکھے ہیں جو قرآن کریم کی اس آیت کی تصدیق کرتے ہیں ۔ مثلاً ابوجہل نے کہا ما کذب محمد قط محمدؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا

## ورثہ کی دو چیزیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تركت فيكم ما ان تمسكتم بهما لن تضلوا ابدًا كتاب الله وسنتي ۔ میں تمہارے لئے اپنے بعد دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم ثابت قدمی سے ان پر عمل کرتے رہو گے تو تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے ۔ وہ دونوں چیزیں کیا ہیں ۔ ایک تو خدا تعالےٰ کی کتاب ۔ قرآن کریم ۔ اور دوسری میری سنت ۔ حضور نبی کریمؐ کو معلوم تھا ۔ کہ میری سنت ، اور حدیث محفوظ رہے گی ۔ اگر محفوظ نہ ہوتی تو آپؐ کیسے کہتے ۔ کہ میں اپنے بعد تمہارے لئے کتاب اللہ کے ساتھ اپنی سنت بھی چھوڑتا ہوں ۔

## احادیث کا تحفظ

سنت اور حدیث ۔ کیسے محفوظ رہی یہ آپؐ کی قوم کے عشق کے وجہ سے تھا آپؐ کے صحابہؓ آپؐ کے عمل کو دیکھتے سنتے اور اس پر عمل کرتے تھے ۔ اس تواتر اور تعامل نے سنت اور حدیث کو قائم اور محفوظ رکھا ۔ صحابہ حضورؐ پر عاشق تھے ۔ حضرت ابوبکرؓ ۔ حضرت عمرؓ ۔ زبیرؓ اور طلحہؓ ، آپؐ پر عاشق تھے ۔ عشق کے علاوہ ان کے حافظے زبردست اور قوی تھے ۔ دنیا کی کسی قوم کا حافظہ اتنا زبردست اور قوی نہیں تھا ۔

## قرآن و حدیث کی حقانیت کی شہادت

مصر نے اس بات کی گواہی دی کہ قرآن کریم درست اور برحق ہے ۔ حدیث صحیح اور درست ہے ۔ قرآن کریم میں مذکور ہے کہ فرعون جب غرق ہوا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا فاليوم ننجيك ببدنك لتكون لمن خلفك اٰية ۔ آج ہم تیری لاش کو بچاتے ہیں تاکہ بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت کا باعث ہو ۔ چنانچہ فرعون کی لاش مصر کی ممیوں میں محفوظ پڑی ہوئی ملی جو وہاں سے نکال کر کر مصر کے عجائب گھر میں رکھی گئی اور اب انگلستان کے عجائب گھر میں موجود ہے ۔ یہ فرعون کے تکبر و غرور کی لاش ہے جو رہتی دنیا تک درس عبرت دیتی رہے گی اور انسان کی کم مائگی اور خدا تعالےٰ کی قدرت

کو ظاہر کرتی رہے گی ۔ اور قرآن کریم کی حقانیت پر کبھی مہر تصدیق ثبت کرتی رہے گی ۔ حدیث کی حفاظت کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصر کے بادشاہ کو ایک خط لکھا جو آج تک وہاں محفوظ ہے ۔ حدیث میں اس خط کی نقل موجود ہے چنانچہ حدیث کے الفاظ اور اس خط کے الفاظ بالکل ملتے ہیں ۔ ان میں کوئی فرق نہیں اور جس طرح حدیث میں تحریر ہے کہ اس پر مہر اس قسم کی تھی تو خط کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ مہر حدیث کے بیان کے مطابق ہے ۔ اللہ اوپر ہے رسول اس کے نیچے اور محمدؐ اس کے نیچے مرقوم ہے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت حضورؐ سے اتنا عشق رکھتے تھے بلکہ خدا نے ان کو ذہن رسا اور پختہ حافظہ بھی عطا کر رکھا تھا کہ جو کچھ سنتے اور دیکھتے وہ ان کے ذہن و دماغ میں یاد رہتے ۔ اور صداقت اور حقیقت کے ساتھ محفوظ رہے ان دونوں باتوں کا ثبوت مصر نے دیا ہے کہ قرآن بھی برحق ہے اور حدیث بھی صداقت پر مبنی ہے ۔

## تحفظ حدیث کا انتظام

علاوہ ازیں خدا تعالےٰ نے انتظام کیا ہے کہ حدیث محفوظ رہے ۔ فرمایا ما كان المؤمنون لينفروا كافة ۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ عرب کی ساری کی ساری قوم ایک وقت حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو اور قرآن اور اخلاق سیکھے ۔ فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم ، چاہیئے یہ کہ قوم کے چند افراد یہاں آکر جمع ہوں ، اور یہاں سے قرآن اور حدیث سیکھیں اور اس پر عمل کریں ۔ اور پھر اپنے لوگوں میں جا کر انہیں دین سکھائیں ۔ خدا تعالےٰ کے اس انتظام کی برکت سے جو لوگ مصر ، طرابلس ، تیونس ، مراکو پہنچے انہوں نے جو حدیث اور دین اور اخلاق عرب میں دیکھا اور سنا اور اس پر عمل کیا تھا وہی وہاں بھی لوگوں کو سکھایا ۔ چنانچہ جو دین عرب میں ۱۴۰۰ سال پہلے تھا وہی اب انگلستان ، امریکہ ۔ افریقہ ایران ، چین ، ہندوستان ، اور پاکستان حتیٰ کہ ہمالیہ کی اونچی سے اونچی چوٹی پر بھی ہے ۔ اس واسطے یہ خیال کرنا کہ حدیث کوئی چیز نہیں یہ بات خلاف عقل بھی ہے اور بالکل غلط بھی ۔ اس قسم کے خیالات مسلمانوں کو اس موقف سے گرا دیں گے کہ حضورؐ اعلیٰ درجہ کی تاریخی شخصیت تھے ۔ اور ان لوگوں پر بہتان باندھنا ہے جنہوں نے احادیث کی جمع اور

ترتیب میں اپنی عزیز جانیں وقف کیں ۔ امام مالکؒ امام شافعیؒ ، امام حنبلؒ ، اور امام ابو حنیفہؒ علیہم الرحمۃ کی علمیت پہ انگلی دکھانا ہے ۔ صحیح بخاری ، صحیح مسلم ، اور ابن ماجہ ، ترمذی و مؤطا امام مالک وغیرہ مسلمہ کتب حدیث کا انکار کرنا ہے ، یہ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے ۔

## ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی کی وفات

آپ کو یہ افسوسناک خبر پہنچ چکی ہوگی کہ اتوار اور پیر کی درمیانی شب کو ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی وفات پا گئے سب مجھے ان کی وفات کا بہت صدمہ ہوا ہے انا لله وانا اليه راجعون ۔ وہ مخلص اور متعصد احمدی تھے ۔ وہ بااخلاق انسان تھے ۔ ان کی وفات ہمارا قومی نقصان ہے ۔ ان کے خاندان کو بھی بڑا نقصان اور صدمہ لاحق ہوا ہے ۔ مرحوم نے ایک بیوی اور دو چھوٹے بچے چھوڑے ہیں ۔ مجھے ان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالےٰ ان کا حامی و ناصر ہو ۔ ایسے افراد خدا کو آہستہ آہستہ پیارے ہو رہے ہیں ۔ لیکن ان کی جگہ لینے والا کوئی نہیں ۔ میں نے نماز جنازہ وزیر آباد میں ادا کی ہے ، مگر میں چاہتا ہوں کہ ہم سب پھر مرحوم کے لئے مغفرت و رحمت کی دعا کریں ۔

(اس کے بعد نماز جمعہ پڑھی گئی اور ڈاکٹر وزیر احمدؐ صاحب کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

## جوبلی افسر

انجمن کی جوبلی سے متعلق ایک اعلان اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے ۔ اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ :-

" جوبلی سے متعلق جملہ امور کی سرانجام دہی ، انتظام اور اہتمام کے لئے انجمن نے محترم ڈاکٹر اللہ [illegible] صاحب کو افسر مقرر فرمایا ہے ۔ احباب اس بارہ میں اُن سے خط و کتابت فرما سکتے ہیں ۔"

احمد یار سیکرٹری

## ہندوستانی احباب

اپنے چندے وغیرہ اہلیہ صاحبہ شیخ انعام الحق صاحب مرحوم کے نام بھیجا کریں ۔ پتہ حسب ذیل ہے :-

بیگم صاحبہ شیخ انعام الحق صاحب مرحوم
مکان نمبر ۱۰۰/۸ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن
(بھارت)

# ڈاکٹر وزیر احمد قریشی کی صدمہ خیز جدائی!

(از۔ ناصر احمد)

جماعت کے تمام احباب کے لئے ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی کی اچانک موت بڑی ہی صدمہ خیز ہے۔ ڈاکٹر صاحب حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم مغفور کے داماد تھے اور ایک نہایت قابل معالج ہونے کے علاوہ، تبلیغ اسلام کے لئے اپنے اندر ایک جوش رکھتے تھے۔

پنجاب سے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد آپ حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی زندگی میں انگلستان تشریف لے گئے وہاں آپ نے ڈاکٹری کے مختلف شعبوں میں مزید تجربہ حاصل کیا۔ اس دوران میں آپ ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی رضاکارانہ طور پر خدمت کرتے رہے۔ پھر واپس لاہور آ گئے۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مغفور کی چھوٹی صاحبزادی سے شادی ہو جانے کے بعد آپ نے سرینگر میں ملازمت اختیار کر لی اور ایک عرصہ تک سٹی ہیلتھ آفیسر رہے۔ اپنی مستعدی اور ایمانداری کی وجہ سے آپ کی بہت بڑی شہرت تھی۔ تقسیم ملک کے بعد آپ لاہور تشریف لے آئے اور کچھ عرصہ یہاں رہنے کے بعد وزیر آباد میں سکونت اختیار کر لی۔

وہاں بیگم صاحبہ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ کے بڑے بھائی کے مطب میں کافی عرصہ تک پریکٹس کرتے رہے اس کے بعد انہوں نے اپنے مکان پریم ولا میں کام شروع کیا۔ جو خدا کے فضل سے بہت ترقی کر گیا۔

سنہ ۱۹۶۰ء کے وسط میں ڈاکٹر صاحب مرحوم برٹش گیانا (جنوبی امریکہ) تشریف لے گئے مرحوم کا ارادہ تھا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گیانا کی تعمیری سرگرمیوں میں ان کی معاونت کریں۔ لیکن افسوس کہ ڈاکٹر صاحب کی صحت وہاں جا کر ٹھیک نہ رہی۔ تاہم انہوں نے برٹش گیانا کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔ ڈچ گیانا بھی تشریف لے گئے۔ واپسی پر کچھ ماہ ووکنگ میں قیام کیا اور فروری ۱۹۶۳ء میں واپس پاکستان تشریف لائے۔

یہاں آ کر اسلامک ریویو اور مشن کی موجودہ حالت نے ان کو فکرمند کر دیا۔ چنانچہ دل کی تکلیف کے باوجود انہوں نے ۱۹ مئی ۱۹۶۳ء کو رضاکارانہ طور پر مشن کی سیکرٹری شپ قبول فرمائی۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم ہر ہفتہ کو تشریف لاتے تھے۔ سارا دن ڈاکٹر صاحب کی قلم چلتی رہتی تھی۔ کئی دفعہ میں دل میں سوچتا کہ ڈاکٹر صاحب اب بس کیوں نہیں کرتے۔

غرضیکہ ڈاکٹر صاحب کا ہر لمحہ جب وہ لاہور آفس میں ہوتے تھے مشن کے لئے وقف ہوتا تھا۔ ۱۶ جون کو ڈاکٹر صاحب مشن کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے وزیر آباد سے صبح بذریعہ ریل روانہ ہوئے ۶ بجے کے قریب ان کو دل کا حملہ شروع ہوا۔ لاہور پہنچنے تک ان کو کافی تکلیف ہو گئی۔ یہاں وہ خواجہ نعیم احمد صاحب کے مکان میں لیٹ گئے۔ ڈاکٹر وحید احمد صاحب نے نیند آنے کے لئے ٹیکہ لگا دیا۔ اجلاس کو ملتوی کر دیا گیا۔ ٹیکہ کے بعد ڈاکٹر صاحب کو کچھ آرام محسوس ہوا۔ انہوں نے اصرار کیا کہ وہ گھر جانا چاہتے ہیں لیکن ڈاکٹر وحید احمد صاحب نے ان کو بڑی مشکل سے شام تک روکا۔ شام کو خواجہ نعیم احمد صاحب اپنی کار پر وزیر آباد لے گئے۔ راستہ میں گوجرانوالہ کے قریب پھر ان کو زیادہ تکلیف ہو گئی۔ گھر پہنچ کر انہوں نے مارفیا کا ٹیکہ لگوایا۔

لیکن اس کے بعد حالت زیادہ خراب ہو گئی مقامی ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق ان کو گوجرانوالہ ہسپتال پہنچایا جا رہا تھا کہ ہسپتال میں ۱۷ جون کو رات کے ۱۱ بجے انہوں نے دم دے دیا اور ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شام کو چھ بجے شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم کی کوٹھی پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد اسی کوٹھی کے عقب میں ان کو سپرد خاک کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کے چہرہ سے سکینت و اطمینان آشکارہ تھا۔

یہاں ایک بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو جماعت کے لئے ایک نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم کے صاحبزادوں نے اپنے ذاتی قبرستان میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کو دفن کرنے کی اجازت دے کر جماعت احمدیہ کی باہمی مودت اور ہمدردی کا ایک بے مثال نمونہ قائم کیا ہے اللہ تعالےٰ شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم کی اولاد کو اس کا زیادہ سے زیادہ اجر دے۔ تمام جماعتوں سے درخواست ہے گزشتہ جمعہ کو لاہور میں مقامی جماعت نے بعد نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔

- - - - - - - - - - - -

جو احباب تعزیتی خطوط لکھیں ان کے لئے ڈاکٹر صاحب مرحوم کا پتہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

بیگم صاحبہ وزیر احمد صاحب قریشی
پریم ولا وزیر آباد

---

# اخبار احمدیہ

## قبول اسلام

—— چوہدری محمد سعید صاحب کیفٹ گھانا سے اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۱ مئی ۶۳ کو ایک نوجوان:—

J. A-ADELE KAN

نے اسلام قبول کیا ہے۔ ان کا اسلامی نام یوسف رکھا گیا ہے۔

یہ بھی اطلاع آئی ہے کہ چوہدری صاحب کی صحت اچھی نہیں انہیں بخار آتا ہے۔ احباب کرام سے ان کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

غلام حیدر تمیم
انچارج افریقہ مشنز

## شمولیت سلسلہ

—— یاری پورہ بھارت سے محمد یوسف تاثیر صاحب کاشمیری تحریر فرماتے ہیں کہ:—

"یہ سن کر احباب خوش ہوں گے کہ تبلیغی کوششوں سے یاری پورہ کشمیر (بھارت) میں دس افراد نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے۔ مزید تبلیغ جاری ہے۔ انشاء اللہ مستقبل قریب میں یاری پورہ کے علاقہ میں ایک مضبوط جماعت قائم ہو جائے گی۔ اب مسجد کی تعمیر کا مسئلہ بھی زیر غور ہے اور اس کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے"

## درخواستہائے دعا

—— بدوملہی سے شیخ اللہ بخش صاحب سیکرٹری جماعت لکھتے ہیں:—

"میری لڑکی حمیدہ بی بی چار یا پانچ ماہ سے بیمار ہے۔ احباب کرام کی خصوصی دعاؤں کی ضرورت ہے۔"

—— راولپنڈی سے مرزا معصوم بیگ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:— کہ ہمارے محترم دوست ماسٹر فضل الٰہی صاحب کئی دنوں سے بیمار ہیں ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔

—— ملک عبدالغنی صاحب کارکن انجمن ایک عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں ان کے گلے کا اپریشن بھی ہوا ہے۔ بزرگان جماعت و احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکو صحت عطا فرمائے۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

## حضرت مسیح موعودؑ کی اُردو کے متعلق جناب برق صاحب کے مقابلہ میں اہلِ زبان اور دیگر بلند پایہ ادیبوں کی آراء

### جناب برق صاحب کی رائے

جناب برق صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۴ و صفحہ ۳۲۸ پر حضرت اقدسؑ کی اُردو زبان پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"مان لیا کہ مرزا صاحب اچھی اُردو نہیں جانتے تھے"

"جناب مرزا صاحب کا اُردو اسلوب تحریر مولویانہ تھا ان معنوں میں کہ روانی و سلاست کا خیال قطعاً نہیں رکھتے تھے"

جناب برق صاحب محترم! اگر آپ بُرا نہ منائیں تو گذارش کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ نہ آپ اہل زبان ہیں اور نہ بلند پایہ ادیبوں میں شمار ہوتے ہیں اور نہ خاکسار ہی اہلِ زبان ہے اس لئے ہم دونوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کسی شخص کی زبان پر رائے زنی کر سکیں یہ حق صرف انہی لوگوں کو پہنچتا ہے جو خود اہلِ زبان ہیں یا زباندانی میں خاص شہرت کے مالک ہیں۔ اُنہی کی رائے اس قضیہ میں فیصلہ کن ہو سکتی ہے جن کے فیصلہ کے آگے ہم سب کو سرِ تسلیم خم کر دینا چاہیئے جناب برق صاحب کو بھی ایسے اصحاب کی رائے کو تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے اس لئے جناب برق صاحب کی آگاہی کے لئے ذیل میں ایسے اصحاب کی آراء درج کی جاتی ہیں۔

### میرزا حیرت صاحب دہلوی کی رائے

میرزا حیرت صاحب دہلوی ایڈیٹر اخبار کرزن گزٹ کے نام نامی سے جناب برق صاحب غالباً ناواقف نہ ہوں گے اور اس بات کا بھی انہیں بخوبی علم ہوگا کہ جناب مرزا صاحب دہلی کے باشندہ ہونے کی وجہ سے اہل زبان بھی تھے صرف یہی نہیں بلکہ آپ بلند پایہ ادیبوں اور انشاء پردازوں میں شمار ہوتے تھے پھر اس پر طرہ یہ کہ مذہبی لحاظ سے وہ حضرت مرزا صاحب کے سخت مخالفین میں سے تھے اور کبھی کبھی مناظرہ کی طرح بھی ڈالتے رہتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب کی زباندانی کے متعلق ایسے شخص کی رائے یقیناً بے لوث ہوگی۔

حضرت مرزا صاحب کی وفات پر جو رائے جناب حیرت صاحب نے دی وہ جناب برق صاحب اور ان کے خیال سے اتفاق رکھنے والے اصحاب کے لئے مشعل راہ کا کام دے سکتی ہے۔ ذیل میں ان کی رائے انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائی جائے۔ یکم جون ۱۹۰۸ء کے کرزن گزٹ میں لکھتے ہیں :-

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں۔ وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی۔ کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذاہب کے رد میں لکھی گئی ہیں۔ اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے گئے آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا۔ سوائے اس کے کہ آریہ نہایت ہی بدتہذیبی سے اسلام یا پیشوایانِ اسلام یا اصول اسلام کو گالیاں دیں۔ کوئی معقول جواب نہ اب تک دیا نہ دے سکتے ہیں اگرچہ مرحوم پنجابی تھا۔ مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ سارے ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔ ایک پرجذبہ اور قوی الفاظ کا انبار اس کے دماغ میں بھرا رہتا تھا۔ اور جب وہ لکھنے بیٹھتا تو سچے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ مولوی نورالدین مرحوم خلیفہ اول سے جو لوگ ناواقف ہیں۔ وہ تو اپنی غلطی سے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کتابوں میں مولوی نورالدین نے بہت مدد دی ہے۔ مگر ہم اپنی ذاتی واقفیت سے کہتے ہیں۔ کہ حکیم نورالدین مرزا کے مقابلہ میں چند سطریں بھی نہ لکھ سکتا تھا۔ اگرچہ مرحوم کے اردو علم ادب میں بعض مقامات پر پنجابی رنگ اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے۔ تو بھی اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کوئی باقاعدہ تعلیم عربی علم ادب اور صرف نحو کی کہیں حاصل نہیں کی۔ تو بھی اپنی خداداد ذہانت اور طبیعت کی جودت سے اتنی قابلیت عربی میں پیدا کر لی کہ بے تکلف عربی لکھتا تھا۔ اس کے مریدوں میں خامی اور جاہل ہی لوگ نہیں ہیں۔ بلکہ قابل اور لائق گریجوایٹ یعنی بی اے۔ ایم اے اور بڑے بڑے فاضل مولوی بھی ہیں۔ موجودہ زمانہ کے ایک مذہبی پیشوا کے لئے یہ کچھ کم فخر کا باعث نہیں۔ کہ قدیم و جدید (دونوں قسم کے) تعلیم یافتہ اس کے مرید بن جائیں۔ اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا راستہ صاف کیا۔ اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔ اس کے ہر دعوے پر اس کے مریدوں کی طرف سے آمنا و صدقنا کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ اور ان آوازوں سے ہر شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ مرحوم کو اس کی زندگی میں کتنی کامیابی نصیب ہو گئی تھی۔"

مندرجہ بالا تحریر میں جناب مرزا حیرت صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی اسلامی خدمات اور دشمنانِ

اسلام کو شکست پر شکست دینے اور انہیں ہمیشہ کے لئے پسپا کرنے کا جو اعتراف کیا ہے اسے اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے تب بھی حضور کی زبان دانی کے متعلق جن پر شوکت الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے وہ تو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا چنانچہ جناب حیرت صاحب کے مندرجہ ذیل الفاظ اس قابل ہیں کہ جناب برق صاحب انہیں غور سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں، یقیناً یہ الفاظ انہیں ایک نئی روشنی عطا کریں گے جو حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کی عظمت تک رسائی حاصل کرنے میں ان کے لئے ممد ثابت ہوگی جناب حیرت صاحب کے وہ الفاظ حسب ذیل ہیں:-

(۱) "اس نے (یعنی حضرت مرزا صاحب نے
از ناقل) مناظرہ کا رنگ ہی بدل دیا
اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد
ہندوستان میں قائم کر دی"

جناب برق صاحب تو فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریر مولویانہ تھی لیکن جناب میرزا حیرت صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جدید لٹریچر کی بنیاد ڈالی۔

(۲)۔ اس کے بعد اس جدید لٹریچر کی جو وضاحت جناب مرزا حیرت صاحب نے کی ہے اسے بھی جناب برق صاحب ملاحظہ فرمائیں۔

"اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ سارے ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں ایک پرجذبہ اور قوی الفاظ کا انبار اس کے دماغ میں بھرا رہتا تھا اور جب وہ لکھنے بیٹھتا تو نپے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔

(۳) اگرچہ مرحوم کے اُردو علم ادب میں بعض مقامات پر پنجابی رنگ اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے تو بھی اس کا پُرزور لٹریچر اپنی شان میں نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے"

اب جناب برق صاحب جناب مرزا حیرت صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ کو سامنے رکھ کر اپنے الفاظ (کہ مرزا صاحب اچھی اُردو نہیں جانتے تھے) کی قدر و قیمت کا خود ہی اندازہ کر لیں۔ مجھے اس پر مزید تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

## تحریر میں روانی کا اعتراف

جناب برق صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ حضور اپنی تحریر میں روانی و سلاست کا خیال قطعاً نہیں رکھتے تھے۔ اس کے متعلق بھی اخبار میونسپل گزٹ لاہور کی رائے ملاحظہ فرمائی جائے اخبار مذکور لکھتا ہے:-

"مرزا صاحب علم و فضل کے لحاظ سے
خاص شہرت رکھتے تھے تحریر
میں بھی روانی تھی"

خدا جانے جناب برق صاحب کو وہ روانی کیوں نظر نہیں آئی جو ایڈیٹر صاحب میونسپل گزٹ لاہور کو اور مرزا حیرت صاحب کو نظر آئی اور حضور کی زبان میں وہ قوت اور شوکت جناب برق صاحب کی آنکھوں سے کیوں اوجھل ہو گئی جو میرزا حیرت صاحب کو روز روشن کی طرح نظر آ رہی تھی۔

## دیگر ادباء کی آراء

ایڈیٹر صاحب اخبار صادق الاخبار ریواڑی لکھتے ہیں:-

"مرزا صاحب نے اپنی پرزور
تقریروں اور شاندار تصانیف
سے مخالفین اسلام کے ان
لچر اعتراضات کے دندان شکن
جواب دے کر ہمیشہ کے لئے
ساکت کر دیا ہے اور ثابت کر دکھایا
ہے کہ حق حق ہی ہے"

جناب برق صاحب الفاظ "پرزور تقریروں اور شاندار تصانیف" پر غور کر کے اپنے بیان پر نظر ثانی فرمائیں۔

مولوی عبداللہ العمادی صاحب کو جو مقام ادبی دنیا میں حاصل تھا اس سے جناب برق صاحب بےخبر نہیں ہو سکتے۔ ان کے غور کے لئے جناب عمادی صاحب کے چند الفاظ بھی ذیل میں نقل کر دیتے جاتے ہیں:-

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم
سحر تھا اور زبان جادو"

جناب برق صاحب غور فرمائیں کہ جس شخص کا قلم سحر ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ اچھی اُردو نہیں جانتا تھا کہاں تک موزوں ہو سکتا ہے کیا آپ کے نزدیک بری اردو بھی سحر کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے مزید ملاحظہ فرمائیں۔

"مرزا صاحب کی اس رحلت نے
ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات
سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ
کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیمیافتہ
اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا
کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا
ہو گیا"

جناب برق صاحب! سوچیں کہ بُری اُردو لکھنے والے شخص کو مسلمانوں کا تعلیمیافتہ اور روشن خیال طبقہ اپنا بڑا شخص تسلیم کر سکتا ہے؟!

ایک اور اقتباس ملاحظہ فرمائیں:-

"اسلام اپنے گہرے رنگ کے ساتھ اس پر چھایا ہوا ہے کبھی وہ آریوں سے مباحثہ کرتا ہے کبھی حمایت اور حقیقت اسلام میں وہ بسیط کتابیں لکھتا ہے ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیارپور جو مباحثات انہوں نے کئے ان کا لطف اب تک دلوں سے محو نہیں ہوا، غیر مذاہب کی تردید میں اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی تھیں اُن کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب بھی نہیں اترا ہے ان کی کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جو مجاہیل کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے۔ غرضیکہ اس کتاب نے کم از کم ہندوستان کی حد میں دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جس کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں اب تک آ رہی ہے گو بعض بزرگان اسلام اب براہین احمدیہ کے بُرا ہونے کا فیصلہ دیدیں (جیسا کہ جناب برق صاحب آپ دے رہے ہیں۔ از ناقل) محض اس وجہ سے کہ اس میں مرزا صاحب نے اپنی نسبت بہت سی پیشگوئیاں کی تھیں اور بطور حفظ ماتقدم اپنے دعاوی کے متعلق بہت کچھ مصالحہ فراہم کر لیا تھا لیکن اس کے بہتر فیصلہ کا وقت ۱۸۸۰ء تھا جبکہ وہ کتاب شائع ہوئی مگر اس وقت مسلمان بالاتفاق مرزا صاحب کے حق میں فیصلہ دے چکے تھے"

## جناب برق صاحب کے لئے لمحہ فکریہ

جناب برق صاحب نے اپنی کتاب میں بار بار اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں وفات مسیح، اپنی تعریف بشارات شکستہ کی تاویلوں وغیرہ کے سوا اور کچھ نہیں سوائے شاذ و نادر کے لیکن مندرجہ بالا اقتباس ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی حقانیت پر مبسوط کتابیں تصنیف فرمائیں جن کو پڑھ کر وجد کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔۔۔ اور جنہوں نے اسلام کے چہرہ سے وہ تمام گرد و غبار دور کر دیا

جو مسلمانوں کی جہالت نے اُن پر ڈالا ہوا تھا اور جس نے اس کے روشن چہرہ کو چھپا دیا ہوا تھا لیکن حضرت مرزا صاحب کی گرانقدر تصانیف نے اسلام کے چہرہ کو دوبارہ روشن کر دیا اور یہی مجدد خصوصاً مجدد اعظم کا کام ہوتا ہے، خدا جانے یہ تصانیف جناب برق صاحب کے مطالعہ میں کیوں نہیں آئیں۔ فرماتے تو وہ یہ ہیں کہ انہوں نے چالیس کتابیں حرفاً حرفاً پڑھی ہیں اور باقی جزواً جزواً لیکن اسلام کی صداقت میں حقائق سے بھری ہوئی یہ مبسوط تصانیف جو دوسروں کو نظر آ گئیں جناب برق صاحب کو کیوں نظر نہیں آئیں کیا ایسا تو نہیں ہوتا تھا کہ جناب برق صاحب جب ان تصانیف کا مطالعہ کرتے تھے تو ان حقائق سے بھرے ہوئے صفحات کسی خاص تصرف کے ماتحت اُن کے سامنے سفید کاغذ بن کر آ جاتے تھے۔ بہر حال یہ ایک معمہ ہے جس کو جناب برق صاحب ہی حل کر سکتے ہیں۔

## براہین احمدیہ کی عظمت

جناب برق صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب براہین احمدیہ کی عظمت کو گرانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے لیکن اس کی عظمت نے دلوں پر ایسا تسلط جمایا ہوا ہے کہ ہزار برق بھی اسکو مٹانے کی کوشش کریں وہ مٹ نہیں سکتی۔ عبد اللہ العمادی صاحب نے سچ کہا کہ اس کے متعلق اصلی فیصلہ دینے کا وقت ۱۸۸۰ء تھا۔ جبکہ یہ کتاب شائع ہوئی تھی، اس وقت متفقہ فیصلہ مسلمانوں کا اس کے حق میں تھا، اس کتاب کی تاثیر کے متعلق جناب العمادی صاحب کا اعتراف ہے کہ اس نے مسلمانوں کے حوصلے بڑھا دیئے اور غیر مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اسلام کا علم بلند کر دیا اور غیر مذاہب کے اعلام کو پیوست زمین کر دیا۔ - اور یہی غرض تھی اس کتاب جلیل کی تصنیف کی۔

## دعاوی اور پیشگوئیوں کا ذکر

جن بزرگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب براہین احمدیہ کی ابتداء میں پُر زور تعریف کرنے کے بعد اس کے خلاف آواز اُٹھائی جناب العمادی صاحب نے اس کی دو وجوہ تحریر کی ہیں ایک تو یہ کہ حضرت اقدس نے اپنی اس کتاب میں اپنے دعاوی کے لئے مواد جمع کر دیا تھا لیکن یہ عذر ان بزرگوں کا کوئی معقولیت اپنے اندر نہیں رکھتا کیونکہ جہاں تک دعاوی کا تعلق ہے مجددیت کا دعویٰ تو خود کتاب کے اندر ہی موجود تھا اور وہ بھی اجتہاد کی بناء پر نہیں بلکہ الہام کی بناء پر کیا گیا تھا۔ اور اس دعوے کو سب نے تسلیم کر لیا تھا۔ باقی رہا مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعوے سو اس کی مخالفت بھی محض ایک پرانے رسمی عقیدہ کی بناء پر تھی اور وہ یہ کہ حضرت مسیح ناصریؑ اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے اور وہی دوبارہ آسمان سے اُتریں گے ورنہ اس دعوے میں بھی کوئی انوکھی بات نہ تھی مجددین اور حضرت نبی کریم صلعم کے خلفاء کے آنے کی پیشگوئی تو قرآن اور حدیث میں موجود تھی کسی حقیقی نبی کے آنے کی پیشگوئی نہ تو قرآن کریم میں موجود تھی اور نہ حدیث میں جس کے معنی صاف تھے کہ کسی مجدد کو ہی مسیح موعود بننے کا شرف حاصل ہونا تھا۔ سو اگر حضرت مرزا صاحب کو یہ شرف حاصل ہو گیا تو اس میں کونسی خلاف عقل اور خلاف شریعت بات تھی مجدد تسلیم کر لینے کے بعد دعویٰ مسیحیت کا انکار حیرت میں ڈالنے والا ہے۔ کیونکہ جس شخص کو خدا نے مجدد بنا دیا کیا اسکو جھوٹے الہام بھی ہو سکتے ہیں یا وہ خود خدا پر افتراء کر سکتا ہے یا وہ شیطانی تلعب کا شکار ہو سکتا ہے وہ لوگ جو اس بناء پر حملہ لعنت کر رہے ہیں وہ اس نکتہ پر غور کریں۔ پھر یہ بھی سوچیں کہ دیگر ادیان پر اسلام کو غالب کر کے دکھلانے کا جو کام مسیح کے سپرد تھا وہ بھی حضرت مرزا صاحب نے کر کے دکھلا دیا بلکہ براہین سے صلیب کو ایسا توڑا ہے کہ اہل صلیب اب قیامت تک بھی اسے جوڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے دیگر ادیان پر غلبہ کے متعلق بھی جناب میرزا حیرت صاحب دہلوی اور دیگر مفکرین کی شہادتیں گذر چکی ہیں۔

دعوے مسیحیت اس لئے بھی قابل تعجب نہ تھا اور نہ ہے کہ مدعی نے قرآن کریم کی نصوص اور احادیث صحیحہ سے ایک طرف حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات ثابت کر دی اور پھر یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچا دی کہ مرنے والے دوبارہ دنیا میں نہیں آیا کرتے۔ پھر معراج کی حدیث سے ان کی روح کا قیام دیگر انبیاءؑ کی ارواح کے ساتھ دکھلا دیا جن کا فوت ہو جانا سب کو مسلم ہے اس کے ساتھ ہی دلائل قاطعہ سے یہ بھی ثابت کر دیا کہ حضرت نبی کریم صلعم کا خاتم النبیین ہونا یقینی امر ہے اور اگر حضرت مسیح ناصریؑ دوبارہ دنیا میں آ جائیں تو حضرت نبی کریم صلعم خاتم النبیین نہیں رہ سکتے۔ آپ نے وضاحت سے لکھا کہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کی موجودگی میں نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی پرانا نبی آ سکتا ہے۔ باقی رہا پیشگوئیوں کا معاملہ سو ان کو بھی حضرت مرزا صاحب نے اپنی ذاتی بڑائی کے لئے پیش نہیں کیا بلکہ اسلام کے زندہ مذہب ہونے اور رسول کریم صلعم کے زندہ رسول ہونے کے ثبوت میں انہیں پیش کیا ہے اور یہ ایسی بات ہے جس پر مسلمانوں کو ناراض ہونے کی بجائے خوش ہونا چاہیئے تھا کہ ہمارے مذہب کو یہ طغرۂ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی کامل پیروی کرنے والا قرب الٰہی کے اس بلند ترین مقام کو حاصل کر سکتا ہے جس پر پہنچکر انسان خدا کی ہمکلامی کے شرف سے مشرف ہو جاتا ہے۔ دیگر تمام ادیان کے پیرو اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں۔ پس کتاب براہین احمدیہ کی مذمت کی بنیاد ان دو مندرجہ بالا عذروں پر رکھنا ریت پر محل کی بنیاد رکھنے کے مترادف ہے کاش لیسے تمام مسلمان غور سے کام لیں۔

## جناب برق صاحب کی خدمت میں ناصحانہ گذارش

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے لئے ناصح یعنی خیر خواہ ہو، سو اس ارشاد نبوی کی تعمیل میں خاکسار بھی جناب برق صاحب کی خدمت میں ناصحانہ گذارش کرتا ہے کہ وہ اپنے قلب کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کیا وجہ ہے کہ دوسرے مفکرین کے قلوب تو حضرت مرزا صاحب کی تصانیف کو پڑھکر وجد سے بھر جاتے ہیں ان کو ان کے قلم میں بے نظیر زور نظر آتا ہے۔ ان کی تصانیف سے وہ اس قدر لطف اندوز ہوتے ہیں کہ سالہا سال گذرنے کے بعد بھی وہ مزہ انکے دلوں سے محو نہیں ہوتا۔ ان کا کلام انہیں سحر نظر آتا ہے۔ ان کا زور بیان دشمنان اسلام کی صفوں کو پامال کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ حضورؑ کی کتابوں میں انہیں حقانیت اسلام پر دلائل و براہین کا انبار مل جاتا ہے لیکن جناب برق صاحب محترم! آپ کیوں اس سے محروم ہیں، حضورؑ کی کتب کو مطالعہ کرتے وقت کیا آپ کا قلب ایسے خیالات کا شکار تو نہیں ہو جاتا جو حق تک رسائی حاصل کرنے میں روک بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قلب سے ایسے تمام پردوں کو اٹھا دے آمین۔

## حقیقی غلطی کے متعلق حضرت اقدس کا اپنا مقرر کردہ معیار

جناب برق صاحب محترم! مندرجہ بالا آراء سے آپ کو یہ تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کی اُردو تحریرات کو کس قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی اور آپ کا زور قلم کس قدر مسلم تھا لیکن آپ نے چونکہ نکتہ چینی کی غرض سے ہی حضورؑ کی کتب کا مطالعہ کیا ہے اس لئے آپ کو چند ایسی غلطیاں نظر آئی ہیں جو محض سہو کاتب کا نتیجہ ہیں اس لئے بجائے اس کے کہ فرداً فرداً ایسی اغلاط پر بحث کی جائے ایک اصولی معیار آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو خود حضرت اقدس مرزا صاحب نے آپ جیسے

نکتہ چینیوں کے سامنے پیش کیا تھا اس معیار کو اگر آپ مدنظر رکھیں گے تو آپ کی نکتہ چینیوں کا تسلی بخش جواب آپکو مل جائیگا وہ معیار حسب ذیل ہے :-

"نکتہ چینیوں کے لئے ہدایت اور واقعی غلطی کی شناخت کے لئے ایک معیار

اکثر جلد باز نکتہ چین خاص کر شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی جو ہماری عربی کتابوں کو عیب گیری کی نیت سے دیکھتے ہیں لیکن درحقیقت ہماری صرفی یا نحوی غلطی صرف وہی ہوگی جس کے مخالف صحیح طور پر ہماری کتابوں کے کسی اور مقام میں نہ لکھا گیا ہو مگر جبکہ ایک مقام میں کسی اتفاق سے غلطی ہو اور وہی ترکیب بالفاظ دوسرے دس یا بیس یا پچاس مقام میں صحیح طور پر پایا جاتا ہو تو اگر انصاف اور ایمان ہے تو اسکو سہو کاتب سمجھنا چاہیئے نہ غلطی حالانکہ جس جلدی سے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں اگر اسکو ملحوظ رکھیں تو اپنے ظلم عظیم کے قائل ہوں اور ان تالیفات کو خوارق عادت سمجھیں قرآن شریف کے سوا کسی بشر کا کلام سہو اور غلطی سے خالی نہیں۔ بٹالوی صاحب خود قائل ہیں کہ لوگوں نے امرؤ القیس اور حریری کی بھی غلطیاں نکالیں مگر کیا ایسا شخص جس نے اتفاقاً ایک غلطی پکڑی حریری یا امرؤالقیس کے مرتبہ پر شمار ہو سکتا ہے ہرگز نہیں نکتہ آوری مشکل ہے اور نکتہ چینی ایک ادنےٰ استعداد کا آدمی بلکہ ایک غبی محض بھی کر سکتا ہے"

(دیباچہ سرالخلافہ)

## کرامات الصادقین کی عبارت

اسی طرح کرامات الصادقین میں فرماتے ہیں:-

"لیکن بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بجز انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعوےٰ ہے جو شخص عربی یا فارسی میں مبسوط کتابیں تالیف کرے گا ممکن ہے کہ حسب مقولہ مشہورہ قلما سلم مکثار کے کوئی صرفی یا نحوی غلطی اس سے ہو جائے اور بباعث خطاء نظر کے اس غلطی کی اصلاح نہ ہو سکے اور یہ بھی ممکن ہے کہ سہو کاتب سے کوئی غلطی چھپ جائے اور بباعث ذہول بشریت مؤلف کی اس پر نظر نہ پڑے"

(صفحہ ۵)

جناب برق صاحب یہی معیار اردو زبان کے لئے بھی ہے اسی معیار کو آپ اردو زبان میں تصنیف شدہ کتابوں کے متعلق بھی استعمال کریں جس لفظ پر آپ گرفت کرتے ہیں اگر وہ دوسری جگہ صحیح طور پر مستعمل ہوا ہے تو اس غلطی کو مصنف کی طرف منسوب کرنا بعید از انصاف ہوگا اس قسم کی متعدد غلطیاں میں آپ کی اسی زیر نظر کتاب سے نکال سکتا ہوں۔ مضاف، مضاف الیہ، مذکر مؤنث کی عدم تمیز کی مثالیں تو پیش کر بھی چکا ہوں لیجئے آپ کی ایک اور غلطی کی طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔ آپ نے حضرت اقدس مرزا صاحب کے الہام دودھ کو دود سے بدل کر اس پر تمسخر اڑایا ہے حالانکہ حضور کی کتب میں باقاعدہ دودھ یعنی ھ کے ساتھ لکھا ہوا ہے غلط فہمی کی وہاں کوئی گنجائش ہی نہیں تھی لیکن آپ نے پہلے اسے دُود بنایا اور پھر اسے فارسی لفظ قرار دے کر اس کے معنی دھواں کئے اور پھر جو کچھ کہنا چاہا کہا لیکن میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ آب حیات کی تصنیف کے زمانہ تک دود بغیر ھ کے ہی لکھا جاتا تھا ملاحظہ ہوں آب حیات کی ذیل کی عبارتیں :-

"اس کی مثال ایسی ہے گویا دود میں مٹھاس ملائی مگر وہ بھی اچھی طرح گلی نہیں ایک گھونٹ خاص میٹھا ایک بالکل پھیکا ہے پھر ایک میں مصری کی ڈلی دانت تلے آگئی ہاں اب گھل مل کر وہ مرتبہ حاصل ہوا جسے شیر و شکر کہتے ہیں"

(صفحہ ۳۴)

"مگر میں چند لفظ مثالاً لکھتا ہوں دیکھو سنسکرت الفاظ جب اردو میں آئے تو ان کی اصلیت نے انقلاب زمانہ کے ساتھ کیونکر صورت بدلی ہے (مثالوں میں ۱۲ نمبر پہ لکھتے ہیں) کشیر = دود"

(صفحہ ۳۵)

اب دیکھئے جگہ دود بغیر ھ کے ہی لکھا ہے اگر آپ کو حضرت اقدس مرزا صاحب کی تحریر میں ھ نظر بھی نہیں آئی تھی تب بھی آپ کو دودھ ہی سمجھنا چاہیئے تھا نہ کہ فارسی لفظ دود بمعنی دھواں سمجھنا چاہیئے تھا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس سے بھی ناواقف ہیں کہ اردو میں دودھ کو دود بھی لکھا جاتا ہے مصنف آب حیات مولوی محمد حسین صاحب آزاد مرحوم اردو میں سند ہیں اس لئے وہ غلط نہیں لکھ سکتے۔

## جہاد کبیر کا انگریزی ترجمہ

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے مؤقر جریدہ مؤرخہ ۱۲ جون میں جناب بشیر احمد منٹو صاحب کا مضمون افریقہ میں تبلیغ اسلام پڑھا۔ ان کو میری طرف سے اطلاع دے دیجئے کہ ان کی اور کئی دیگر احباب کی فرمائش پر حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری کا انگلش ترجمہ کرنے کا کام میرے بڑے لڑکے عزیزم محمد احمد ایم اے انشاء اللہ جلد شروع کر دیں گے۔ ان کی دلی خواہش ہے کہ وہ اس خدمت دین کو جلد سرانجام دیں۔

محمد احمد صاحب حال ہی میں پیرس سے لوٹے ہیں اور کچھ عرصہ کے لئے ووکنگ میں مقیم ہیں۔ قارئین کرام سے درخواست دعا ہے کہ مولا کریم جلد انہیں بعافیت وطن واپس لائے اور بیش از پیش خدمت دین کی توفیق دے۔ بیگم محمد علی لاہور

## ضرورت اساتذہ

مسلم ہائی سکول بدوملہی میں مندرجہ ذیل اساتذہ کی ضرورت ہے۔ احباب جماعت میں سے غرضمند اصحاب بنام ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی کے پاس درخواست دیں

(۱) ایک بی ایس سی بی ایڈ جو ہائی کلاسز کو سائنس پڑھا سکے۔

(۲) ایک بی اے بی ایڈ جو ہائی کلاسز کو انگلش اور سوشل سٹڈیز پڑھا سکے۔

عبدالحفیظ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ

## گولڈن جوبلی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تقریب اور انجمن کا فیصلہ

حال ہی میں انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ اس انجمن کی بنیاد اختلاف سلسلہ کے بعد لاہور میں مئی ۱۹۱۴ء میں رکھی گئی تھی جس پر پچاس سالہ قیام کے بعد کا جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۶۴ء میں ہوگا اس لئے دسمبر ۱۹۶۴ء کے سالانہ جلسہ پر اس انجمن کی گولڈن جوبلی کی تقریب منعقد جائے۔

اس موقعہ پر اس جماعت کے مشنہائے بیرونجات مثلاً انڈونیشیا، جاپان، برما، بغداد، مشرقی، مغربی و جنوبی افریقہ، برٹش و ڈچ گنی، ٹرینیڈاڈ، انگلینڈ وغیرہ سے بھی چیدہ چیدہ ... نیز اس موقعہ پر انجمن کی پچاس سالہ تاریخ مدون کر کے شائع کی جائے گی اور یاد رفتگان پر بھی ایک کتاب شائع ہوگی یہ ہر دو تصانیف مولوی دوست محمد صاحب مرتب کرینگے

بعض احباب کا خیال تھا کہ آیندہ جلسہ ۱۹۶۳ء پر اس تقریب کا انعقاد ہو اس لئے متذکرہ بالا تحریر احباب جماعت ...

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

# جناب مسیح علیہ السلام کے حقیقی دشمن

## بسلسلہ اشاعت مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۶۳ء

ہمارے حواس اور احساسات ہماری جسمانی اخلاقی اور روحانی زندگی کے دربان اور نگہبان ہیں ان میں سے جب کوئی حس مرجاتی ہے تو ہماری دنیا کا وہ حصہ برباد اور ویران ہو جاتا ہے جو اس حس سے تعلق رکھتا ہے اس کی ایک تازہ مثال عرض ہے۔

عنوان بالا پر ایک مضمون پیغام صلح مجریہ ۱۰-۳-۱۷ اپریل میں شائع ہوا تھا۔ میں نے مسیحی ماہنامہ اخوت کے چند پرچے پہلی مرتبہ پڑھنے کے بعد اس امر پر افسوس کیا کہ ہمارے ملک کی صحافت اور تہذیب اس قدر گر چکی ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مضامین کا استقبال گالیوں کے تیر و نشتر سے کرتے ہیں اس کے جواب میں نامہ نگار اخوت کو اصرار ہے کہ مسیحی لوگ اس آدم کی اولاد نہیں جنے اپنا گناہ چھپانے کے لئے محترمہ حوا پر الزام تھوپ دیا (تو نے جو مجھے بیوی دی ہے اسی نے مجھے شجر ممنوعہ کا پھل کھلا دیا) اور یوں ایک ذرا سی چوک سے دونوں کے دونوں ابدی مجرم ہو گئے ہم اس ترقی یافتہ آدم کی اولاد ہیں جو اپنے گناہ کا تا قیامت اقبال نہ کریں اور خداوند عالم کو یہی جواب دیں گے کہ مسیحی ہرگز ہرگز گناہ نہیں کر سکتا۔ امریکہ اور یورپ کے اخبارات کتنا ہی شور مچاتے رہیں کہ شراب زنا اور لواطت کی سوسائٹیاں اور ان کی باقاعدہ ممبر شپ سے ملک اور قوم تباہ ہو رہے ہیں گر بجویٹ کی ڈگری ملنے کے بعد جو رات آتی ہے چند ماد رپدر آزاد لڑکیاں اور لڑکے کامل آزادی شراب و زنا کی رات مناتے ہیں نامہ نگار اخوت کو کد ہے کہ نہیں مسیحی گناہ کر ہی نہیں سکتا۔

ہمارے ایک بزرگ کے پاس کسی نے شکایت کی کہ فلاں شخص گالیاں بہت دیتا ہے بزرگ نے گالیاں دینے والے شخص کو بلا کر نصیحت کی اور کہا کہ گالی دینا شریف آدمی کا شیوہ نہیں اس پر اس شخص نے چار پانچ لگاتار گالیاں دے کر کہا کہ کون کہتا ہے کہ میں گالیاں دیتا ہوں۔ بعینہ یہی حالت نامہ نگار اخوت کی ہے اس نے اپنے مضمون میں ایک دو نہیں درجنوں گالیاں دے کر لکھا ہے۔ کہ میں نے کوئی گالی نہیں دی مسیحی کبھی گالی نہیں دے سکتا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے کوئی گالی نقل نہیں کی۔ جن لوگوں کے اندر سے احساس گناہ مر چکا ہو ان سے شکایت بے فائدہ ہے نامہ نگار کو چھوڑ کر اور مدیر اخوت کو معذور اور مجبور سمجھ کر باقی قارئین اخبار سے التماس ہے کہ وہ ذیل میں درج فہرست ملاحظہ کر کے رائے دیں کہ یہ گالیاں ہیں یا نہیں؟ گالیاں مضمون کی ترتیب کے لحاظ سے نقل کی گئی ہیں:-

۱- مرزائی احمدی مبلغ
۲- کیا آپ مرزائیوں میں ایک بھی نام پیش کر سکتے ہیں جو یادری گولڈسیک کا ہم پلہ ہو۔ (گویا ہمیں ہی گالی نہیں ساری جماعت کو گالی دی گئی ہے)
۳. ذات دی کوڑھ کرلی شہتیریاں نال جپھے
۴- وہ تھوک تھوکنے والے کے منہ پر آتی ہے
۵- مولانا عبدالحق صاحب رو رہے ہیں۔
۶- مولانا صاحب کیا کہئے آپ کی بائبل دانی پر کہ آپ نے یہوداہ اسکریوتی کو مسیح سے شیطان کا خطاب ملنا لکھ دیا یسوع نے اسے شیطان کا خطاب نہیں دیا تھا بلکہ یوحنا ۶: ۷۰ و ۷۱ میں جو لکھا ہے " یسوع نے انہیں (اپنے حواریوں کو) جواب دیا کیا میں نے تم بارہ کو نہیں چنا اور ایک تم میں سے شیطان ہے اس نے شمعون کے بیٹے یہوداہ اسکریوتی کی بابت کہا کیونکہ وہ اسے پکڑوانا چاہتا تھا"۔ مدیر اخوت خدا کے لئے گواہی دیں کہ یہ ہمارا جھوٹ تھا یا نامہ نگار اخوت کا یا انجیل نویس یوحنا کا۔ آخر اخبار کی کاپیاں اور پروف تو آپ نے پڑھے ہوں گے۔ پھر آپ نے یہ جھوٹ کیوں چھپنے دیا۔ پھر اسی یہوداہ کے متعلق صاف لکھا ہے۔
۷- جب حواریوں میں یہ بحث چھڑی کہ وہ کون ہے جسے مسیح نے شیطان قرار دیا تو یسوع نے جواب دیا جسے میں نوالہ تر کر کے دیتا ہوں وہی ہے پھر اس نے نوالہ تر کر کے شمعون کے بیٹے یہوداہ کو دیا اور بعد اس نوالہ کے شیطان اس میں سما۔ (یوحنا ۱۳: ۲۰-۲۷) اتنا بڑا معجزہ جس کا ذکر مسیحی لوگ بہت کم کرتے ہیں کہ آپ کے نوالہ تر کر کے دینے سے یہوداہ اسکریوتی جو اچھا بھلا انسان ہی نہیں مقتدر اور منتخب حواری تھا۔ مسیحی جماعت کا خزانچی جس کے ساتھ مسیح پیار کرتا تھا نوالہ مسیح کی تری اور طراوت سے ایک دم شیطان ہو گیا مگر افسوس نامہ نگار اخوت اور مدیر اخوت دونوں یسوع کے اس معجزہ کے منکر ہیں اور یوحنا انجیل نویس کو جھوٹا سمجھتے ہیں یہ شیطان اگر جرأت کر کے فضل کا دروازہ (کفارہ مسیح) نہ کھولتا تو ساری کی ساری نسل انسانی جہنم کی وارث ہوتی۔ مگر وہ لوگ جو مسیحیوں کو عقل اور فضل کی بات بتاتے ہیں وہ ان مسیحیوں کو شیطان نظر آتے ہیں۔
۸- آپ مسیحیوں کی کامیابی کو دیکھ کر ہر وقت اپنے رفیقوں سے نالاں رہتے ہیں۔
۹- پاکستان کے تمام بدمعاش آپ سے لائسنس گناہ حاصل کریں
۱۰- اگر مرزائی ایمان
۱۱- لوگوں کا ایمان ہتھیا لینا مرزائیوں کا کام ہے۔
۱۲- آپ اپنے والد ماجد کی نسبت کیا ایسی گوہر فشانی کریں گے؟
۱۳- یہ فقط مرزائیوں کی شان کے شایان ہے۔
۱۴- گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ (کسی کو شپرہ چشم کہنا کیا گالی نہیں؟)
۱۵- یہ عقیدہ ہم مسیحیوں کا نہیں شاید مرزائیوں کا ہوگا۔
۱۶- چونکہ مرزائی صاحبان جہالت میں اوروں سے پیش پیش ہیں۔
۱۷- سیالکوٹ کی تحصیل کے ایک چپڑاسی کے حواری (یہ ہمارے جان سے پیارے مرشد کے متعلق ژاژ خائی ہے عقل کے اندھے انسان کو یہ گالی نظر نہیں آتی)
۱۸- بوکھلا کر آپ اتنے سیخ پا ہو گئے
۱۹- ایسا لچر مضمون حوالہ قلم کر کے
۲۰- آپ کا مرزائی عقیدہ
۲۱- مرزا غلام احمد قادیانی کو مثل مستورات ماہواری بھی آتی تھی۔
۲۲- پہلاں نال سال خاص ہو اسے پھر بن گئے سال درزی۔ اُلٹ پلٹ کر بن گئے سید۔ اگاں خدا دی مرضی (یہ کسی بھانڈ کا کلام ہے جو اخوت کو بہت پسند آیا ہے)

۲۳- معلوم ہوتا ہے مولانا عبدالحق بھی اُلٹ پلٹ کر مولانا سے بنے۔
۲۴- آپ بھی معجزہ دکھا کر جھوٹے نبی بن جائیں۔
۲۵- خواہ مخواہ مولانا بن کر مخلوق خدا کو گمراہ نہ کریں۔
۲۶- آپ کے اعتراضات لیسے بجر ہیں۔
۲۷- جس نجس خیال کا تذکرہ آپ نے فرمایا۔
۲۸- آپ کے پیر و مرشد کی طرف سے آپ کو ایسے ہی نجس خیالات ورثہ میں ملے ہیں (یہ ہمارے آقا اور مرشد پر کمینہ حملہ ہے)
۲۹- مرزائیوں کے اس طوفان بے تمیزی
۳۰- مرزائیوں کو ایسے لچر مضامین لکھنے سے روکنے (گورنمنٹ پاکستان)

یہ تیس جملے ہیں اور بعض جملوں میں فی الجملہ ۲-۳ گالیاں ہیں۔ براہ مہربانی مدیر اخوت یہ ساری گالیاں جو انکے نامہ نگار نے ہمیں دی ہیں اور ہماری پوری جماعت کو دی ہیں حالانکہ تکلیف صرف مجھ سے تھی ساری جماعت کا اس میں کوئی تعلق نہ تھا مگر آپ نے سب کو گالیاں دیں۔ ہمارے جان سے پیارے مرشد اور مقدس دین کو گالیاں دیں ان کو ترتیب وار نقل کر کے اپنے قارئین سے آراء منگوائیں کہ یہ گالیاں ہیں یا نہیں؟ اور اب ہمیں ان گالیوں کے جواب میں از روئے انصاف کس کس کو کیسی کیسی گالی دینے کا حق حاصل ہے۔ کیا ہم بھی پاکستان کی گورنمنٹ کو توجہ دلائیں اور اخوت کے منہ میں لگام دلوائیں یا جناب مسیح کی سنت پر عمل کر کے یہ معاملہ خدا کے سپرد کر دیں کہ جس کی لاٹھی میں گو آواز نہیں مگر دنیا و آخرت دونوں میں رونا اور دانت پیسنا ہو گا۔

## نامہ نگار پادری کی تازہ ملاحیاں

مئی کے تازہ پرچہ میں یہی پادری لکھتا ہے کہ "میں نے کوئی گالی نہیں دی ہاں آپ ضرور ا سے نقل کرتے اخوت خالص تبلیغی اور مذہبی اخبار ہے۔ اس کا کوئی نامہ نگار بھی کسی کو گالیاں نہیں دے سکتا اور نہ ہی یہ کسی اور مسیحی کو زیب دیتا ہے۔ یہ انعام دنیا کے سردار کی طرف سے مرزائیوں کے حصہ میں آیا ہے اور انہیں مبارک ہو"

مندرجہ بالا عبارت کے اجزا یہ ہیں:-
۱- اخوت تبلیغی اور مسیحی اخبار ہے۔
۲- اس کا کوئی نامہ نگار گالی نہیں دے سکتا (یعنی اخوت کے لئے مضمون لکھنے اور پڑھنے سے پہلے ہی گالی دینے کی طاقت سلب ہو جاتی ہے۔ گالی دینا چاہے تو گالی دے نہیں سکتا گھر کے لیٹر بکس میں ڈاکیے نے اخبار ڈالا کہ گھر پر دفعہ ۱۴۴ لگ گئی ہر چند کہ اہل خانہ گالی دینے کی کوشش کرتے ہیں مگر گالی دے نہیں سکتے آخر گالی نہ دے سکنے کا اور کیا مطلب ہے
۳- نامہ نگاران اخوت اور قارئین اخوت تو گالی دے نہیں سکتے مگر دوسرے مسیحی جو اخوت کے خریدار ہیں ان کا درجہ ذرا گھٹیا ہے یعنی ان کو گالی زیب نہیں دیتی۔
۴- گالیاں دینا انعام ہے جس سے مسیحی محروم ہیں۔
۵- اور یہ انعام مبارک ہے اور اس میں برکت ہے مدیر اخوت۔ نامہ نگاران اخوت اور اخوت پڑھنے والے سب بے برکت ہیں۔

ان عناصر خمسہ کا دم نقد ثبوت یہ ہے۔
(۱) یہ انعام مرزائیوں کو ملا ہے (دیکھو اس میں کوئی گالی نہیں)
(۲) اور یہ انعام ان کو دنیا کے سردار (شیطان) کی طرف سے ملا ہے (اس میں بھی کوئی گالی نہیں)
(۳)- مرزائیوں کو شیطان کا یہ انعام مبارک ہو (یہ بھی گالی نہیں)
(۴) یہ ماہنامہ اخوت کا تبلیغی اور مسیحی یعنی جناب مسیح کا عطا کردہ انعام ہے کہ وہ گالیاں دیتے جاتے ہیں پر نہیں سمجھتے یہ گالیاں ہیں اور اس لعنت کو وہ برکت سمجھتے ہیں۔

مگر عقلمندوں کے نزدیک گناہ ہے یا نہیں گالی ہے یا نہیں معلوم کرنے کا ایک آسان اصول ہے وہی فعل اور قول جو وہ دوسرے کے متعلق استعمال کرتا ہے وہ شکریہ کے ساتھ واپس کئے جائیں پھر اُس سے پوچھا جائے کہ یہ گالی ہے یا نہیں؟ مثلاً:-
(۱) گالی دینے کا انعام کرسچنوں کو ملا ہے
(۲) اور یہ انعام ان کو شیطان کی طرف سے ملا ہے۔
(۳)- یہ شیطانی انعام کرسچنوں کو ہی مبارک ہو۔
(۴) ہم تو گالی دے نہیں سکتے۔ ایڈیٹر اخوت اس کے نامہ نگاروں کو یہ شیطانی انعام سدا مبارک ہو۔

اب فیصلہ یہ ہے کہ اگر واقعی یہ گالیاں ہیں جو نامہ نگار اخوت نے دی ہیں تو نامہ نگاران اخوت۔ مدیر اخوت اور اپنے منہ سے اپنے آپ کو مسیحی کہنے والوں میں سے ایک بھی مسیحی نہیں کیونکہ نامہ نگار اخوت اور مدیر اخوت کا مذہب یہ ہے کہ مسیحی گالی دے نہیں سکتا اور امر واقع یہ ہے کہ ان سے بڑھ کر دنیا میں گالیاں دینے والا کوئی نہیں جو صد ہا گالیاں دے کر سمجھتے ہیں کہ ہم گالی دے نہیں سکتے۔

## پادری تو کیا جناب مسیح بھی گالی دے سکتے ہیں یا نہیں؟

یہ گالی نہ دے سکنے کا معاملہ بہت دور تک چلتا ہے کہ مسیحی تو ایک طرف از روئے اناجیل جناب مسیح بھی کسی کو گالی دے سکتے ہیں یا نہیں؟ از روئے اناجیل ہم نے اس لئے لکھا کہ قرآن مجید میں اُن کی گالیاں ریکارڈ نہیں کی گئیں لیکن اناجیل میں نہ صرف اپنے دشمنوں کو بلکہ اپنے ہم پیالہ و ہم نوالہ دوستوں - چوٹی کے معتقد اصحاب اور اپنے چہیتے ہوئے دوستوں اور ان لوگوں کو جن کو زمین و آسمان اور بہشت پر پورا پورا اختیار دیا گیا تھا گالیاں دینی ریکارڈ ہیں۔ پطرس اور یہودا اسکریوطی دو چوٹی کے حواری تھے اور مسیح اُن سے بے حد پیار کرتا تھا آپ نے دونوں کو شیطان کا خطاب دیا آپ نے سب حواریوں کو بے ایمان کہا۔ علماء یہود کو وہ خطاب دیئے کہ اگر کوئی دوسرا شخص کسی پادری کو وہی گالی دے تو مجرم قرار دیا جائے اپنی والدہ مریم کو "کتیئے" کے الفاظ سے خطاب کیا۔ سردست یہ فہرست ہمیں یہیں ختم کر دینی چاہیئے کیونکہ ہم جناب مسیح کی بے حد عزت کرتے ہیں اور اُن کے بارہ میں اناجیل کے ان الفاظ کو ناپسند کرتے ہیں اور انہیں ان گالیوں سے بری قرار دیتے ہیں مگر یہ احسان فراموش لوگ اس محسن اعظم کی قدر نہیں کرتے۔ (باقی آئندہ)

## چندہ برائے احمدیہ ہال

سرگودھا سے ڈاکٹر چوہدری عبدالمجید صاحب نے اپنا اور اپنے اقربا کا چندہ اور بعض دوسرے دوستوں کا چندہ اس سے قبل بھیجا تھا۔ اب انہوں نے ذیل کے دوستوں کی جانب سے مزید چندہ ارسال کیا ہے جزاہ اللہ

(۱)- چوہدری حمیداللہ صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا - 50.00
(۲)- بیگم چوہدری علی گوہر نمبردار چک ۹ جنوبی - 50.00
(۳) چوہدری خلیل الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ - 50.00

# پشاور میں جلسہ یوم وصال مسیح موعودؑ

مورخہ ۲۶ مئی بوقت ساڑھے چار بجے جماعت پشاور کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت محترم جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب صدر جماعت منعقد ہوا۔ جلسہ کا افتتاح صاحبزادہ فضل خالق صاحب نے تلاوت قرآن شریف سے کیا۔ اس کے بعد صاحبزادہ صفدر علی محبوب الرحمان اور عبد الرحمان نے باری باری حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار سنا کر سامعین کو محظوظ کیا۔ پھر بابو محمد صادق صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات سنائے۔

اس کے بعد عبد اللہ جان متعلم میڈیکل کالج نے "محبت الٰہی" کے موضوع پر ایک پر معارف تقریر فرمائی۔ حاضرین نے اس تقریر کو بہت پسند کیا۔ پھر عبد الغفور متعلم جماعت پنجم نے ایک مختصر مگر جامع تقریر کر کے سامعین سے داد تحسین حاصل کیا۔ اور انہیں ایک روپیہ انعام دیا گیا۔ اس کے بعد راقم الحروف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر اخبارات اور غیر از جماعت احباب کی آراء پر اظہار خیال کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کی بعثت کے پس منظر پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا کہ حضرت صاحب کی بعثت کے وقت اسلام نہایت بے کسی کی حالت میں تھا۔ مسلمان اپنا سیاسی تفوق اور روحانی برتری کھو چکے تھے۔ عیسائی مشنری غول کے غول اسلام پر ٹوٹ پڑے۔ اور مسلمان بہت بڑی تعداد میں عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے تھے۔ آریہ سماج اور برہمو سماج نے بھی اسلام پر جارحانہ حملے شروع کر دیئے ہزاروں کی تعداد میں کتب اور پمفلٹ اسلام کے خلاف لکھے جا چکے تھے۔ مسلمان متفکر پریشان اور نہایت اضطراب کی حالت میں تھے۔ بلکہ بعض اسلام کے احیا اور نشأۃ ثانیہ سے بھی مایوس ہو چکے تھے

؎ رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

ان حالات کے اندر اللہ تعالےٰ نے انّا نحن نزلنا الذکر و انّا لہ لحافظون ؀ کے مطابق حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا۔ آپ ایک جری پہلوان کی طرح میدان میں آئے۔ اور مخالفت کو مقابل پر بلایا۔ کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ مقابلہ پر آتا۔ اگر کوئی بھولے سے مقابل پر آیا بھی تو جلد ہی کیفر کردار کو پہنچا۔ اور آپ نے مسلمانوں کو یہ مژدہ سنایا:۔

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و
پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد"

خوش ہو اور خوشی سے اچھلو۔ کہ تیری ماموریت کا وقت آگیا۔ اور مسلمانوں کا قدم بلند تر منارہ پر مضبوطی سے قائم ہو جائے گا۔"

چنانچہ آپ کے وصال پر غیر از جماعت احباب نے خراج عقیدت پیش کیا۔ جن میں مولانا عمادی نے ایک مضمون اخبار وکیل امرتسر میں جو کہ اس وقت نہایت مقبول اخبار تھا "موت عالم" کے عنوان سے شائع کیا۔ مثلاً انہوں نے لکھا:۔

"ان کا (مسلمانوں کا) ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا۔ ......... وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے"

آگے جا کر لکھا ہے:۔

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلے پر ان سے ظہور میں آیا۔ قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے ........"

"غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی۔ کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔"

اس کے علاوہ ایڈیٹر اخبار وکیل لکھتے ہیں:۔

"کیرکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز جینا جیا۔ اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرض مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے کیا بلحاظ اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار اور کیا بلحاظ خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند میں ان کو ممتاز برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا۔"

اسی طرح ایڈیٹر اخبار صادق لکھتا ہے:۔

"مرزا صاحب نے اپنی پر زور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کے ان لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا۔ اور ثابت کر کے دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے۔ اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور انصاف متقاضی ہے۔ ایسے اولوالعزم حامی اسلام اور معین المسلمین فاضل اجل عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جاوے۔"

اخبار علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ لکھتا ہے:۔

"بے شک مرحوم اسلام کا ایک بہت بڑا پہلوان تھا۔"

اسی طرح اخبار کرزن گزٹ کی رائے ہے:۔

"ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی۔ کہ مرحوم کے مقابلے میں زبان کھول سکتا۔ ....... اگرچہ مرحوم پنجابی تھا۔ مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی۔ کہ آج سارے پنجاب بلکہ سارے ہند میں بھی اس قوت کا لکھنے والا کوئی نہیں"

آگے جا کر لکھتا ہے:۔

"اس کا (یعنے مرزا صاحب کا) پر زور لٹریچر اپنی شان میں نرالا ہے اور واقعی بعض بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے"

اسی طرح چوہدری افضل حق صاحب نے جو مجلس احرار کے صدر تھے اپنی کتاب "فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں" کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے:۔

"آریہ سماج کے وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی۔ سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چوکنا کر دیا۔ مگر حسب معمول خواب گراں طاری ہو گئی۔ مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا ......

اور اپنی جماعت میں اشاعتی تڑپ بیدار کی۔ جو نہ صرف مسلمانوں کے

مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ بلکہ دنیا کی تمام جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔"

پس آج مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس نمونہ کی جماعت میں شامل ہو کر اشاعت اسلام کا مقدس فریضہ ادا کریں۔ بجائے مخالفت کے حمایت کریں۔ تاکہ اسلام دنیا میں جلد سے جلد پھیل جائے۔

میری تقریر کے بعد محترم جناب شیخ شریف احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کی صداقت کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

مامور کی صداقت اور عام لوگوں کی صداقت کے جاننے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا مامور کی صداقت کو جاننے کے لئے اس کے پس منظر کو دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان ہر رنگ میں مغلوب ہو چکے تھے۔ عیسائیت نے مسلمانوں کی اس کمزوری سے پورا فائدہ اٹھایا۔ عیسائی ہر طرف سے اسلام پر حملہ آور ہوئے اور قلم کے زور سے حملہ کیا۔ مسلمانوں کے پاس ان کی تحریرات کا کوئی معقول جواب اس لئے نہ تھا۔ کہ مسلمان اکثر غلط عقائد کے رائج ہونے کی وجہ سے مغلوب ہو رہے تھے۔ اسی طرح آریہ سماج کا حملہ بھی عیسائیت سے کم نہ تھا اور پورے زور سے مسلمانوں کو شدھی کر رہے تھے۔ ان کے مقابل مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ زندہ خدا پر ایمان مفقود ہو چکا تھا۔ ایسی حالت میں حضرت مسیح موعود کی بعثت کا مقصد زندہ خدا پر ایمان پیدا کرنا اور عیسائیوں اور آریوں کے حملوں کا معقول اور مسکت جواب دے کر اسلام کی فوقیت ثابت کرنا تھا جو بوجہ احسن آپ نے پورا کیا۔

حضرت مسیح موعود نے اسلام کی مدافعت قلم سے کی۔ اور یہی اسلام کی فوقیت ثابت کرنے کا اس وقت ایک واحد ذریعہ تھا۔ آپ نے زندہ خدا پر ایمان پیدا کیا اور اپنے حلقہ میں بیٹھنے والوں کے اندر روشنی پیدا کی جس سے آج تک لوگ نور حاصل کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنی کتابوں میں حیات بخش نسخے لکھ دیئے۔ جو ان کو استعمال کریگا وہ ہمیشہ کی زندگی پا لے گا۔ مزید شیخ صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے کارہائے نمایاں کے متعلق آپ کی وفات پر مفکرین نے جو اظہار خیال کیا۔ وہ محمد الرحمان صاحب اپنی تقریر میں وضاحت سے بیان کر چکے ہیں۔ حضرت صاحب کا ایک ہی خیال تھا کہ خدا کی توحید اور اسلام کی عظمت کو دنیا پر ثابت کرائیں۔ اس عظیم مقصد کو آپ کی جماعت آج ساری دنیا میں پورے زور سے ادا کر رہی ہے۔ شیخ صاحب کی تقریر نہایت مدلل اور پر معارف تھی۔

آپ کے بعد مولانا عبداللہ جان خان نیازی صاحب نے ایک پُر معارف تقریر فرمائی۔ آپ کی سالم تقریر برائے اشاعت ارسال ہے وہ اس قابل ہے کہ جماعت کا ہر فرد اس سے مستفید ہو۔ (یہ تقریر آیندہ اشاعت میں درج ہو گی۔ ایڈیٹر)

آخر میں صدر جلسہ جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود کے مشن کو ایک رنگ میں پورا کر رہے ہیں۔ یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے جلسوں میں بچے نوجوان اور جماعت کے بزرگ پورا پورا حصہ لے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام کبھی تلوار کا مرہون منت نہیں رہا۔ لیکن اسلامی لٹریچر میں جہاد کے بارہ میں معاندین اسلام کے جو خیالات رائج ہو چکے تھے انکی اصلاح حضرت مسیح موعود نے کی چنانچہ فرمایا:۔

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

آپ نے فرمایا۔ اسلام اپنی روحانی فوقیت ہمیشہ سے ثابت کرتا رہا ہے اور حضرت صاحب کو اللہ تعالےٰ نے ایسا علم الکلام دیا۔ جس کے ذریعہ سے آپ نے ہمیشہ اسلام کی فوقیت ثابت کی۔ چنانچہ آپ کا لیکچر مذاہب عالم میں وہ قبولیت حاصل کر چکا ہے جس کی نظیر آج تک نہیں ملتی یہ لیکچر کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے اکثر قلوب کو نور اسلام سے منور کر چکا ہے اور دنیا میں کافی مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ آپ نے ایک اصول پیش کیا۔ کہ جو دلیل الہامی کتاب پیش کرے خود اس کا ثبوت بھی دے۔ یہ ایک ایسا اصول تھا جو دوسرے مذاہب اپنی الہامی کتابوں سے ثابت کرنے سے عاجز تھے اور اب تک عاجز ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت صاحب نے نہایت سادہ اور خوشگوار طریق سے ہر ایک اعتراض کا جواب نہایت معقول اور احسن الفاظ میں پیش کیا۔ اور علم کا ایک خزانہ کتب کی شکل میں ہمیں وراثت میں دے گئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اب بھی ہر معترض کا جواب نہایت خوبصورت رنگ میں آپ کی کتب میں موجود ہے۔ اور ہمیں جواب دینے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ اب ہمیں چاہیئے کہ آپ کی تعلیم کو عام کریں تاکہ دنیا زیادہ سے زیادہ اسلام کی خوبیوں سے واقف ہو سکے۔

آپ کی تقریر کے بعد جلسہ برخواست ہوا اور تمام احباب کی تواضع چائے سے کی گئی۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ جماعت بازید خیل گگر والا اور بڈبیر کے احباب نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔ خدا کے فضل سے جلسہ نہایت کامیاب رہا۔

خاکسار محمد الرحمان۔ سیکرٹری تنظیم جماعت پشاور

# جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دیدیں تاکہ اپکے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۴ر جولائی ۱۹۶۳ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۴ر جولائی ۱۹۶۳ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۸ر جولائی ۶۳ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔ (مینجر)

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۲۰ | 6.00 | ۶۳۶ | 6.00 |
| ۲۷ | 6.00 | ۷۲۶ | 6.00 |
| ۴۱ | 6.00 | ۷۵۱ | 6.00 |
| ۱۰۸ | 18.00 | ۱۰۱۸ | 6.00 |
| ۱۲۸ | 6.00 | ۱۰۵۳ / ۳۵۴ | 6.00 |
| ۱۴۲ | 6.00 | ۱۰۸۱ | 6.00 |
| ۲۰۱ | 6.00 | ۱۰۸۳ | 6.00 |
| ۲۴۳ | 6.00 | ۱۰۹۴ | 6.00 |
| ۲۵۳ | 6.00 | ۱۰۹۵ | 3.00 |
| ۲۹۴ | 12.00 | ۲۰۲۸ | 6.00 |
| ۳۶۴ | 6.00 | ۲۰۵۸ | 6.00 |
| ۴۱۵ | 6.00 | ۲۰۵۹ | 18.00 |
| ۴۱۹ | 12.00 | ۲۱۲۸ | 6.00 |
| ۴۲۶ | 12.00 | ۲۱۴۸ | 6.00 |
| ۴۴۴ | 6.00 | ۲۱۶۳ | 6.00 |
| ۴۶۱ | 6.00 | رعایتی ۱/R | 3.00 |
| ۴۸۴ | 6.00 | ۲۴/R | 8.00 |
| ۵۲۹ | 6.00 | ۳۶/R | 8.00 |
| ۵۷۱ | 6.00 | ۶۶ | 3.00 |
| ۵۷۸ | 6.00 | ۱۶۸ | 6.00 |
| ۶۱۹ | 18.00 | ۲۵۱ | 20.00 |
| ۶۳۳ | 12.00 | ۳۴۵ | 8.00 |
| | | ۳۹/R | 3.00 |

## جلسہ اطفال احمدیہ چک ۴/۶ با اسلام آباد اوکاڑہ

مورخہ ۲۶ رمئی بعد از نماز عشاء زیر صدارت جناب قاضی طارق محمود صاحب مبلغ اسلام اطفال الاحمدیہ کا جلسہ بتقریب یوم وصال مسیح موعود جامع احمدیہ ۴/۶ با میں منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی محمد اقبال صاحب اور قاضی طارق محمود صاحب نے تلاوت فرمائی۔

ان کے بعد سیکرٹری صاحب نے پچھلے جلسہ کی کارروائی پڑھ کر سنائی اور چند لڑکوں نے مل کر درثمین سے چند اشعار بڑی خوش الحانی سے پڑھے۔ اور بعدہ قومی ترانہ پڑھا گیا۔

محمد ابراہیم صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ عبدالخالق صاحب نے احمدیت کے خصوصی کام کے عنوان پر تقریر فرمائی جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے چند واقعات بیان فرمائے جن میں اشاعت اسلام کی تڑپ کے علاوہ اور کوئی چیز نہ تھی آپ نے مزید فرمایا کہ جب تک ہم لوگ بھی امام وقت کے ساتھ وابستہ ہو کر خدمت اسلام کا کام نہ کریں گے ہم کبھی بھی اسلامی دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ حاضرین پر اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔

ان کے بعد محمد رشید صاحب نے سیرت النبی پر مختصر مگر جامع تقریر فرمائی اور حضور (کی) زندگی کے چند ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

اس کے بعد صاحب صدر نے حضرت مسیح موعود کے حالات پر سیر کن تبصرہ کیا، حاضرین کافی تعداد میں موجود تھے اور جلسہ رات کے دس بجے بخیر و خوبی ختم ہوا۔ (نامہ نگار)

## بزم احمدیہ تبلیغ الاسلام کا قیام

مسلمانوں کو صحیح اسلامی تعلیمات کی طرف متوجہ کرنا۔ دشمنانِ اسلام کی غلط فہمیوں کو دُور کرنا یقیناً ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ بزم احمدیہ تبلیغ الاسلام اسی خدمت کو سر انجام دینے کے لئے معرض وجود میں آئی ہے۔

اغراض و مقاصد و عملی پروگرام :-

(۱) تبلیغ اسلام (۲) قیام لائبریری (۳) اسلام کے خلاف اُٹھنے والے فتنوں کا انسداد کرنا۔ (۴) اصلاح معاشرہ و تعمیر ملک و ملت کے لئے حتی المقدور جد و جہد کرنا (۵) تبلیغ اسلام کی خاطر تبلیغی لٹریچر اور پمفلٹ مفت تقسیم کرنا (۶) نوجوانان ملت کی اصلاح و اظہار مافی الضمیر کے لئے ہفتہ وار جلسہ کرنا۔

قواعد و ضوابط :-

ہر مسلمان جو اسلام کے بنیادی عقائد کو تسلیم کرتا ہو بزم تبلیغ الاسلام کا ممبر بن سکتا ہے۔ ہر ممبر کو کم از کم آٹھ آنے ماہوار چندہ دینا ہوگا۔ جس سے لائبریری قائم کی جائے گی اور دیگر ضروریات پوری کی جائیں گی۔ بزم تبلیغ الاسلام کے عہدہ دار مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) بانی و سرپرست جناب مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل (ایراکور کلم)
(۲) صدر :- جناب محمد جاوید اختر صاحب
(۳) نائب صدر :- جناب محمد پرویز احمد صاحب
(۴) جنرل سیکرٹری :- جناب محمد عبدالمنیر صاحب
(۵) سیکرٹری نشر و اشاعت۔ خاکسار محمد عبدالحمید شائق۔

نوٹ :- انتخابات ہر تین ماہ بعد ہوا کریں گے۔

خاکسار عبدالحمید۔ سیکرٹری نشر و اشاعت
میدان پاکستان محلہ قصاباں جامع احمدیہ جہلم

# رفتارِ عالم

—— مظفر آباد، جموں و کشمیر لبریشن لیگ نے حکومت آزاد کشمیر سے سفارش کی ہے کہ وہ اہل کشمیر کو راست اقدام کرنے کے لئے تیار کرے - کیونکہ حق خود ارادیت کے حصول کا صرف یہی راستہ باقی رہ گیا ہے -

—— ماسکو، روس کے وزیر اعظم نے مغربی ملکوں کو خبردار کیا ہے کہ اس کے پاس انتہائی طاقت ور راکٹ موجود ہیں -

—— پشاور، افغانستان اور پاکستان کے درمیان جولائی کے شروع میں سفیروں کا تبادلہ عمل میں لایا جائے گا اور ساتھ ہی افغانستان سے پاکستان اور پاکستان کے راستہ دیگر ممالک کو خشک پھلوں کی برآمد شروع ہو جائے گی -

—— لندن - وزیر اعظم برطانیہ نے کہا ہے کہ وہ پروفیومو سکینڈل کی بناء پر استعفےٰ نہیں دیں گے -

—— کولون - صدر کینیڈی نے کہا ہے کہ مغربی جرمنی پر حملہ امریکہ پر حملہ سمجھا جائے گا - اور امریکی افواج اس وقت تک یورپ میں مقیم رہیں گی جب تک کہ اس کی ضرورت ہوگی -

—— کراچی، صدر انڈونیشیا کے شاندار استقبال کے انتظامات کئے گئے ہیں - معزز مہمان پاکستان کے تین روزہ سرکاری دورہ پر آج کراچی پہنچ رہے ہیں

—— نئی دہلی - مقبوضہ کشمیر کی جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کی مجلس عاملہ نے تنازعہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے مصالحت کنندہ کے تقرر کی تجویز مسترد کر دی ہے

—— نئی دہلی - بھارت کے وزیر خزانہ مسٹر مرار جی ڈیسائی کا کلکتہ پہنچنے پر ڈم ڈم کے ہوائی اڈہ پر صرافوں نے سیاہ جھنڈیوں سے استقبال کیا -

—— ڈھاکہ - مشرقی پاکستان کے چھ بڑے دریاؤں میں پانی کی سطح اور بلند ہو گئی ہے - آسام میں سیلاب سے دو سو گاؤں بری طرح متاثر ہوئے ہیں -

—— پشاور، صوبائی وزیر تعلیم نے طالبات کو "ٹیڈی لباس" پہننے کی ممانعت کر دی ہے -

—— قاہرہ - صدر مصر نے شام اور عراق کی بعث پارٹی پر الزام لگایا ہے کہ وہ عرب ملکوں کے وفاق کے منصوبے کو ناکام بنانے میں کوشش کر رہی ہے -

—— بیروت - بغداد میں ۲۸ کمیونسٹوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے -

—— ڈھاکہ - مشرقی پاکستان اسمبلی میں کل کے سوال بجٹ پر بحث شروع ہو گئی ہے - اس میں تخفیف زر کی تمام تحریکات خلاف ضابطہ قرار دیدی گئیں -

—— لاہور، حکومت مغربی پاکستان نے خواتین کے لئے پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے کی منظوری دے دی ہے - اس پر ۲۹ لاکھ روپے صرف ہوں گے -

—— لاہور - پاکستان میں پہلا ہومیوپیتھک کالج آئندہ ماہ محمد نگر میں کھل جائے گا - جہاں طلباء کو ایم - بی - ایچ کا چار سالہ ڈگری کا کورس کرایا جائے گا -

—— کوئٹہ - ۱۴ اگست کو یوم آزادی کے موقع پر ریڈیو سٹیشن لاہور میں ایک سو کلو واٹ کا نیا میڈیم ویو ٹرانسمیٹر کام شروع کر دے گا - جو مغربی پاکستان میں سب سے زیادہ طاقتور ہوگا -

—— پیرس - فرانس کے صدر نے صدر کینیڈی کے ساتھ ملاقات کرنے سے انکار کر دیا ہے - صدر کینیڈی نے دورہ یورپ کے دوران پیرس میں بعض اہم مسائل پر بات چیت کرنے کی جو تجویز پیش کی ہے اس پر انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی -

—— لنڈن - وزیر اعظم سنگاپور اور سلطان برنی کے درمیان ملائیشیا کے وفاق پر مذاکرات ناکام ہو گئے ہیں -

—— اقوام متحدہ نے جنوبی رہوڈیشیا کی موجودہ حکومت کو اقلیتی حکومت قرار دیا ہے اور برطانیہ سے کہا ہے کہ وہ نئے آئین اور نئی حکومت کے قیام اور جنوبی رہوڈیشیا کی آزادی کے لئے جلد از جلد کارروائی عمل میں لائے -

—— بغداد، عرب ممالک اسرائیل کے پراپیگنڈے کے جواب میں یورپ اور دیگر مختلف ممالک میں عربوں کے آثار قدیمہ کی نمائشوں کا انتظام کریں گے -

—— کراچی - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ آئندہ برسات کے موسم میں سارے مغربی پاکستان میں معمول سے



نعیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پیغام صلح ۲۶ جون ۶۳ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ - شمارہ ۲۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

فی پرچہ ۱۲ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۴۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۱ر صفر المظفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۳ر جولائی ۱۹۶۳ء | نمبر ۲۷

## بحرِ حکمت کے موتی

عن ابن عمرؓ قال صعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المنبر فنادی بصوت رفیع - فقال یا معشر من اسلم بلسانہ ولم یفض الایمان الی قلبہ لا تؤذوا المسلمین ولا تعیّروا ھم ولا تتبعوا عوراتھم فانّہ من یتبع عورۃ اخیہ المسلم یتبع اللہ عورتہٗ ومن یتبع اللہ عورتہٗ یفضحہٗ ولو فی جوف رحلہ
(ترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ منبر پر تشریف لائے اور با آواز بلند فرمایا اے وہ جماعت جس کا اسلام ابھی زبانوں پر ہے دلوں کی گہرائیوں میں نہیں اترا (سنو) مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ ان کو عار نہ دلاؤ۔ اور ان کی عیب جوئی نہ کرو۔ یاد رکھو جو شخص اپنے بھائی کے عیب تلاش کرنے میں مصروف رہے گا، اللہ تعالےٰ خود اس کے عیب (ظاہر کرنیکے) درپے ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالےٰ جس شخص کی عیب جوئی کے درپے ہو جائے اس کو ذلیل کر کے چھوڑے گا۔ خواہ وہ اپنے مکان کے اندر گھسکر کیوں نہ بیٹھ جائے۔

**نوٹ:۔** یہ اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم ہے۔ یہ قرآن کی تعلیم کی جو لاثانی ضابطہ حیات ہے ایک جھلک ہے۔

(باقی بر صلا اشتہار کے نیچے)

## حضرت امیر ایدہ اللہ کا پیغام احبابِ جماعت کے نام

احباب کرام - السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -

میں بمع اہل وعیال ایبٹ آباد جانے کا قصد رکھتا ہوں۔ اب احمدیہ ہال کی تعمیر کا کام اس حد کو پہنچ چکا ہے کہ میں ہفتہ عشرہ کے لئے یہاں سے غیر حاضر ہو سکتا ہوں۔ خدا کے کرم وفضل سے احمدیہ ہال کی پہلی منزل استوار ہو گئی ہے۔ یہ منزل ½۲۳ فٹ اونچی ہے اور ۵۲×۴۷ فٹ چوڑی ہے۔ اس منزل کی چھت (۵۲×۴۷ فٹ) ہال کا فرش ہے۔ یہ چھت کنکریٹ کی ہے۔ جب یہ چھت پختہ ہو جائے گی تو اس پر ہال کی تعمیر شروع ہو جائے گی۔ جب تک یہ پختہ نہیں ہو جاتی اُس وقت تک کے لئے میرا غیر حاضر ہو جانا غیر مناسب نہ ہوگا۔

پہلی منزل کی تفصیلات یہ ہیں:۔ اس میں دس کمرے ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک کے ساتھ غسلخانہ وغیرہ ہے اور ہر پانچ کمروں کے سامنے برآمدہ ہے۔ ان کمروں کا رخ مسجد احمدیہ کی طرف ہے۔ دوسری طرف ان کے بالمقابل سڑک کی جانب پانچ دکانیں اور پانچ گودام ہیں۔ برانڈرتھ روڈ پر جو مجوزہ ہال اور مارکیٹ کے سامنے چلتی ہے یہ کمرے، دوکانیں اور گودام قیمتی جائداد ہیں، اس جائداد کی تعمیر دو ماہ کے قلیل عرصہ میں استوار ہوئی ہے فالحمد للّٰہ علےٰ ذالک - یہ جائداد مشتمل ہوگی تیس دکانوں پر تیس گداموں پر۔ علاوہ ازیں ایک بینک اور ایک ریسٹوران اور چند فلیٹ ہوں گے۔

اس تعمیر پر جن لوگوں کا مال صرف ہوا ہے ان کو میں دل سے مبارکباد دیتا ہوں، کہ اُن کا یہ مال صدقہ جاریہ کا حکم رکھتا ہے۔ اس کی آمدنی سے حضرت مسیح موعودؑ کے نظریات کی اشاعت ہوگی اور ان کے نظریات یہی ہیں کہ قرآن کریم کے احکام کی فرمانبرداری کرنے سے اور سنت نبویؐ کی اتباع سے خدا کی جناب سے برکات نازل ہوتی ہیں اور قوم کو مقامات عالیہ حاصل کرنے کی توفیق ملتی ہے۔

اس لئے جن احباب نے ابھی تک اس مبارک تعمیر کے کام میں حصہ نہیں لیا وہ اپنا عطیہ بھیجدیں۔ یاد رکھیں سوچ سوچ کر چندہ دینا ایمان کے تقاضا کے موافق نہیں ہوتا۔

والسّلام

صدر الدین - ۳ر جون ۱۹۶۳ء لاہور

مکتوب ہالینڈ

# شیخ میاں محمد ٹرسٹ انسٹی ٹیوٹ فار اسلامک سٹڈی کی تبلیغی سرگرمیاں

## عیدالاضحیٰ کی تقریب۔ مکرم الحاج میاں فضل احمد صاحب کی تشریف آوری

## مختلف سوسائٹیوں کے زیر اہتمام اسلام اور پاکستان پر لیکچر

(مولانا غلام محمد بشیر صاحب مبلغ ہالینڈ)

### تقریب عیدالاضحیٰ

۵ مئی بروز ہفتہ یہاں پر عیدالاضحیٰ کی تقریب منائی گئی۔ مختلف احباب ہالینڈ اور مسلمان ممالک کے باشندگان کو دعوت ناموں کے ذریعہ عید کی تقریب منانے کی خبر دی گئی۔ اس خبر کو مقامی اخبارات میں بھی شائع کیا گیا۔ اس وجہ سے عید کی نماز اور خطبہ میں کافی لوگ شریک ہوئے۔ خطبہ کے بعد ایک بجے سے دو بجے تک ٹی پارٹی کا انتظام تھا۔ اس موقعہ پر بہت سے اور احباب بھی تشریف لے آئے۔ ہمارے مکان کے نچلے کمرے مہمانوں سے بھر گئے گذرنا بھی مشکل ہو گیا۔

ہیگ کے باہر سے آنے والے مہمانوں کے لیے لنچ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ شام کے وقت ہم نے کھانے کا بھی بندوبست کیا ہوا تھا۔ ساڑھے چھ بجے سے قریبًا نو بجے تک احباب کو کھانا کھلایا گیا۔ اس موقعہ پر ایک سو دس افراد نے شرکت فرمائی۔ اگرچہ یہ تعداد اتنی بڑی نہیں تھی مگر جب ہم اپنے ذرائع پر غور کریں تو یہ کافی بڑی تعداد معلوم ہوتی ہے۔ یہاں پر نہ تو کھانا پکانے کے لئے باورچی ملتا ہے اور نہ ہی ہم باورچی سے پکوا سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا خرچ بہت زیادہ ہوتا ہے اس لئے کھانا وغیرہ پکانے کا سارا انتظام خاکسار کی اہلیہ کو ہی کرنا ہوتا ہے۔ تاہم یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ کھانے کا پروگرام حسب منشاء انجام پذیر ہوا۔ کھانا تو لوگ ہر روز کھاتے ہی ہیں مگر یہ موقعہ نہایت ہی خوش کن منظر پیش کر رہا تھا۔ بعض احباب اس تقریب کے موقعہ پر پہلی دفعہ ہی تشریف لائے تھے۔ وہ دیکھ کر بہت متعجب ہوئے اور اسلامی مہمان نوازی کا عملی ثبوت دیکھ کر اس کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ ایک دو دوستوں نے نہایت ہی تعریفی کلمات کہے جن کا لکھنا ضروری نہیں۔

ایک دوست نے بعد میں ایک خط لکھا اور اس میں انہوں نے نہایت ہی اچھے الفاظ میں ہماری تقریب عید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ وہ عیسائی خیالات رکھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے اندر انہیں جو خوشی محسوس ہوتی ہے وہ انہیں عیسائیوں کے پاس محسوس نہیں ہوتی۔

ایک اور دوست فرمانے لگے کہ ایسا مہمان نوازی کا عملی ثبوت ہم نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اگرچہ انہیں اسلامی مہمان نوازی کے متعلق بہت معلومات حاصل تھیں لیکن اب انہیں یقین ہو گیا ہے کہ اسلام واقعی مہمان نوازی کی ترغیب دیتا ہے۔ الحمد للہ کہ ہمیں اسلام کی اس تعلیم کا عملی پہلو نمایاں کرنے کی توفیق ملی۔

### ودمن کلب میں تقریر

۱۳ مارچ کو ہیگ کی لبرل پارٹی کی ایک حمایتی کلب کی طرف سے پاکستان کے موضوع پر تقریر کرنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ خاکسار نے اس موقعہ پر پاکستان کے وجود اور مشکلات پر روشنی ڈالتے ہوئے پاکستان کی ترقی کی رفتار پر تفصیلی تقریر کی۔ اس تقریر کو حاضرین نے توجہ سے سنا، اور پاکستان کے متعلق نہایت اچھا اثر حاصل کیا۔ جب انہیں پاکستان کی اقتصادی حالت کا نقشہ کھول کر بتلایا گیا کہ کس طرح پاکستان نے اپنی حالت کو سدھارا ہے تو وہ تعریف کرنے سے نہ رہ سکے۔

ان لوگوں کا خیال تھا کہ مسلمان ممالک ترقی کی طرف زیادہ توجہ نہیں کر سکتے کیونکہ اسلامی تعلیم انہیں ایسا کرنے سے روکتی ہے۔ لیکن جب انہیں تفصیلاً بتلایا گیا کہ پاکستان ہر ترقی کے ذریعہ کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے اور ہر ایک نیا آلہ جو کسی طرح بھی ملک کی حالت کو بہتر بنا سکتا ہے، خرید کر کام لیتا ہے تو وہ بالکل ہی حیران رہ گئے کیونکہ انہیں عام طور پر بتلایا جاتا ہے کہ مسلمان نئی نئی چیزوں کے استعمال کو ناپسند کرتے ہیں۔

اس کلب کی طرف سے آئندہ موسم سرما میں پھر تقریر کرنے کی دعوت ملی ہے۔

### تھیوسافیکل سوسائٹی میں تقریر

۲۰ مئی کو تھیوسافیکل سوسائٹی کی ریلائی جماعت کی طرف سے تقریر کے لئے بلایا گیا۔ خاکسار نے اس موقعہ پر اسلام پر ایک مختصر سی تقریر کی جس میں اسلام کے معنی اور مطلب بتلاتے ہوئے اسلام کی دوسرے مذاہب سے نسبت اور اسلام کی عملی اور اعتقادی تعلیم پر تفصیل سے بحث کی گئی۔

مختصراً انہیں بتلایا گیا کہ اسلام تمام مذاہب میں حق و حقانیت کو تسلیم کرتا ہے اس کا موقف یہ ہے کہ اگر خدا سب کا پیدا کرنے والا ہے تو اس نے سب کی ہدایت و رہنمائی کا بندوبست بھی یکساں طور پر ہی کیا ہوگا۔ قرآن کہتا ہے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کوئی قوم کبھی ایسی نہیں گذری جن کی طرف کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ تاہم اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ اب گذشتہ مذاہب کی تعلیمات محرف و مبدل ہو چکی ہیں اور ان مذاہب میں جو کمی رہ گئی تھی اسے پورا کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے اسلام نازل فرمایا ہے۔

گذشتہ مذاہب غیر مکمل تھے کیونکہ ان کا دائرہ بھی مخصوص تھا لیکن اسلام کامل مذہب ہے کیونکہ وہ تمام اقوام اور تمام زمانوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیحؑ نے فرمایا۔

"مجھے تم سے ابھی اور بھی کہنا ہے
لیکن اب تم اس کی برداشت نہیں
کر سکتے۔ ہاں جب سچائی کا روح آئیگا
تو وہ تمہیں تمام سچائیوں کی راہ دکھلائیگا۔
الخ"

حضرت مسیحؑ نے اپنی قوم کو اس حالت میں پایا جبکہ وہ کامل تعلیم کو قبول کرنے کے قابل نہ تھے جب انسان اپنی ترقی کے عروج کو پہنچ گیا تو کامل مذہب آنحضرتؐ کے ذریعہ دنیا کو دیا گیا اور قرآن کے ساتھ ہی اعلان کر دیا۔

الیوم اکملت لکم دینکم
و اتممت علیکم نعمتی و
رضیت لکم الاسلام دینا

(باقی بر صفحہ ۱۲)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۶۳ء

# غلط بیانیاں

اس وقت ہمارے سامنے ڈگون کے تین اخبارات (روزنامہ دورِ جدید، ہفت روزہ استقلال اور ہفت روزہ نگار) کے تراشے ہیں، جو جناب ڈاکٹر ایس اے خاں صاحب نے برائے جواب ارسال کئے ہیں۔ ہم حیران ہیں، کہ ان کا کیا جواب دیں۔ تینوں مضامین سے مقالہ نگاروں کی جہالت، غلط بیانی، اور حق دشمنی عیاں ہے ذیل میں ہم اُن میں سے چند غلط بیانیاں بطور مثال نقل کرتے ہیں:۔

## مسجد ووکنگ کے متعلق :۔

(۱) " یہ مسجد پہلے مسلمانوں کے قبضہ میں تھی پھر اس پر احمدی جماعت نے قبضہ کر لیا۔ کیا یہ بھی جھوٹ ہے کہ بھوپال کی بیگم مرزائی نہ تھی مسلمان تھی، اس نے مسجد بنوائی اور کیا ڈاکٹر لائٹنر بھی جو اورینٹل کالج لاہور میں پروفیسر رہ چکے تھے، مسلمان نہ تھے؟ جب وہ پروفیسر اور بیگم بھوپال دنیا سے رخصت ہو گئے تو پھر احمدی جماعت نے میدان خالی دیکھ کر اپنا جال بچھا لیا "

(روزنامہ دورِ جدید ۲ر مئی ۱۹۶۳ء)

مقالہ نگار کا یہ بیان دو حال سے خالی نہیں، یا تو اسکو مسجد ووکنگ کی تاریخ کا علم نہیں، اور یا غلط بیانی سے کام لے کر قارئین کی آنکھوں میں دھول ڈالنا چاہا ہے مقالہ نگار کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خواجہ کمال الدین صاحبؒ کے ووکنگ پہنچنے سے پہلے مسجد بالکل بے آباد پڑی ہوئی تھی، اور ڈاکٹر لائٹنر کے فرزند مسجد اور اس کی ملحقہ جائداد کو اونے پونے بیچ دینے کے درپے تھے۔ بیگم بھوپال اُس وقت زندہ تھیں اور ان کی رضامندی ہی سے خواجہ صاحب نے مسجد پر قبضہ کر کے ووکنگ مسلم مشن کا افتتاح کیا۔ اس غرض سے بیگم صاحبہ کی طرف سے ان کی جینِ حیات مشن کو امداد ملتی رہی، ان کی نظر میں مسلمان اور مرزائی کا کوئی امتیاز نہ تھا، نہ ہی خواجہ صاحب اور ان کے ساتھی مبلغین نے احمدیت کو کوئی فرقہ سمجھا یا کوئی فرقہ دارانہ تبلیغ وہاں کی۔ وہ جس چیز کی وہاں تبلیغ کرتے رہے اور اب تک کر رہے ہیں وہ وہی پرانا اسلام ہے جو حضرت نبی کریم صلعم نے تلقین فرمایا اور جو احمدیت کے عین مطابق ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کاش ان لوگوں میں سے بھی جنہیں مقالہ نگار "مسلمان" کے نام سے پکارتا ہے کسی کو وہاں تبلیغ اسلام کی توفیق میسر آتی تو ہم سمجھتے کہ انہیں اسلام کا حقیقی درد ہے۔ اس کا تو کبھی خیال بھی نہیں آیا، اور کام کرنے والوں پر اعتراض کرنا اور "مرزائی" "مرزائی" کہکر کفر کے فتوے دینا ہی ایک کام رہ گیا ہے بقول کسے ؎

کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

(۲) " مسجد میں کرسیاں ضرور رہیں، قالین ضرور ہے۔ مگر نماز پڑھنے کے وقت وہاں نماز نہیں پڑھی جاتی بلکہ عید کے موقعہ پر یا کسی اور پروگرام پر مسجد میں نماز کا بندوبست ہوتا ہے۔"

اس پر سوائے اس کے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے، راقم الحروف خود کئی سال تک مسجد ووکنگ میں پانچ وقت باجماعت نماز پڑھتا رہا لیکن مقالہ نگار کو خدا جانے کیوں حق کے ساتھ دشمنی ہے کہ خواہ مخواہ جھوٹ بول کر اپنی عاقبت خراب کرنے سے بھی اسے دریغ نہیں۔

(۳) " مراسلہ نگار جون ۱۹۶۰ء میں عید قربان کی نماز کے لئے مسجد میں گیا اور طفیل امام کے پیچھے نماز مع بارہ رکعت کے پڑھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بارہ رکعت صرف احمدی فرقہ میں ہی ادا کی جاتی ہیں"

کس قدر غلط بیانی ہے، عید کی نماز اور بارہ رکعت؟ ووکنگ میں ہر عید کے موقعہ پر ہزاروں مسلمان نماز عید میں شامل ہوتے ہیں، جن میں ترکی مصری، شامی، حجازی اور سب اسلامی ممالک کے پڑھے لکھے مسلمان اور علمائے دین بھی شامل ہیں کبھی کسی نے نہیں کہا کہ ووکنگ میں نماز عید بارہ رکعت ہوتی ہے، شاید بارہ رکعت سے مقالہ نگار کی مراد بارہ تکبیریں ہوں، تو یہ صحیح ہے کہ نماز عید کی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں اور یہ ووکنگ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں کئی مسلمان فرقوں میں بارہ تکبیریں ہی کہی جاتی ہیں جو حدیث نبویؐ پر مبنی ہے۔

## جماعت احمدیہ کے متعلق

(۱) " اگر حکومت برطانیہ ہندوستان میں اپنے خود ساختہ پودے کی پرورش نہ کرتی تو ختم نبوت کے سپہ سالار عطاء اللہ شاہ بخاری اور حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہم جیسے مرد مجاہد اس پودے کی جڑیں اُکھاڑ کر راکھ نہ کر دیتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ انگریز بہادر کی ہی مدد تھی کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو جیل کی کوٹھڑیوں میں رکھ کر بند کر دیا تاکہ انگریز کا خود ساختہ پودا پوری طرح پرورش پا سکے۔"

اس غلط بیانی کو کیا کہا جائے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے جیل میں رکھا گیا، احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے نہیں بلکہ انگریز کی مخالفت اور ہندو کانگریس کی حمایت کی وجہ سے انہیں جیل میں جانا پڑا۔ احمدیت کی مخالفت تو وہ ساری عمر بڑے دھڑلے سے کرتے اور ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے لیکن اسکا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے، اور آخرکار بڑی حسرت کے ساتھ ناکامی کی موت مر گئے اگر احمدیت کی ترقی انگریز کی حمایت کی وجہ سے تھی، تو اب تو انگریز موجود نہیں ہے۔ پاکستان کی اسلامی حکومت میں سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی طرز کے بہت سے مولوی ملاں موجود ہیں، جنہوں نے ۱۹۵۳ء میں مخالفت کی وہ آگ بھڑکائی کہ اس سے سارا پاکستان جل اُٹھا۔ خدا کا شکر ہے کہ مارشل لاء کے بروقت نفاذ سے ملک تباہی سے بچ گیا، لیکن آگ بھڑکانے والوں کو ایسی ہزیمت اُٹھانی پڑی کہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے، اس سے ظاہر ہے کہ احمدیت وہ چٹان ہے کہ جو اس پر گرے وہ بھی چکنا چور ہوگا اور جس پر وہ گرے وہ بھی چکنا چور ہو جائے گا۔

(۲) ۔ آگے چل کر لکھا ہے :۔

" کہتے ہیں انہوں نے اپنے اس غلط دعوے کو صحیح ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیتوں میں تاویلیں کر کے اور احادیث میں سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید بیان کر کے کتابیں لکھیں رسالے لکھے اور اشتہارات شائع کئے "

"کہتے ہیں" کی بھی ایک ہی کہی، گویا مقالہ نگار کو ذاتی علم کوئی نہیں، اِدھر اُدھر کی سنی سنائی لایعنی باتوں کی بنا پر غلط بیانیوں کا تو وہ طوفان کھڑا کیا جا رہا ہے اگر صداقت ہوتی تو قرآن کریم کی وہ آیات پیش کرتے جن کی تاویلیں کر کے حضرت مرزا صاحبؑ نے

کتابیں لکھیں، وہ حدیثیں پیش کی جاتیں، جن میں سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید بیان کیا گیا ہے۔ لیکن جہاں "کہتے ہیں" پر دار و مدار ہو وہاں ثبوت یا صداقت سے کیا کام؟

(۳) "جب علمائے کرام کی طرف سے ان کے غلط عقیدے کے خلاف اعتراض ہونا شروع ہوا اور ہر چار طرف سے اُن پر حق کہنے والوں کی انگلیاں اُٹھنے لگیں تو انہوں نے علمائے کرام کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر آپ حضرات کو میرے اس لفظ پر اعتراض ہے تو اسکو مت مانئے اور میری کتابوں میں جہاں جہاں نبی کا لفظ آیا ہے اسکو نکال دیجئے"

یہ ایک اور غلط بیانی ہے، حضرت مرزا صاحب نے شروع ہی سے لغوی معنوں میں نبی کا لفظ استعمال کیا جس کا دوسرا نام محدثیت ہے۔ اسی بات کو واضح کرنے کے لئے انہوں نے ۳ فروری ۱۸۹۲ء کو ایک مناظرہ کے دوران میں علماء اور عوام مسلمانوں کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے ایک اشتہار لکھا۔ جس میں یہ اعلان کیا کہ:-

"جس حالت میں ابتداء سے میری نیت میں جس کو اللہ جلشانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدثیت مراد ہے جس کے معنے آنحضرت صلعم نے مکلم مراد لئے ہیں ...... تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے، سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنے لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں"

غور کیجئے اس اعلان میں انہوں نے صفائی کے ساتھ یہ بتا دیا ہے کہ نبی کا لفظ انہوں نے ابتداء ہی سے محدث یا مکلم من اللہ کے معنوں میں استعمال کیا لیکن چونکہ مسلمانوں کو اس سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے اس لئے دوسرا پیرایہ اختیار کر کے نبی کے بجائے محدث کا لفظ استعمال کرنے کی اجازت دیدی یہ حضرت مرزا صاحب کی حق پرستی پر دال ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ آپ کا دعوے حقیقی نبی ہونے کا نہ تھا۔ صرف محدث کے معنوں میں آپ نے نبی کا لفظ استعمال کیا، اسکو دعوے نبوت قرار دینا اور ختم نبوت کے منافی ٹھہرانا انہیں لوگوں کا کام ہے جن کو حق و حقیقت سے کوئی کام نہیں اور صرف جہالت یا بغض و عداوت سے اعتراضات کرنا مقصود ہے۔

# گولڈن جوبلی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تقریب اور انجمن کا فیصلہ

حال ہی میں انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ اس انجمن کی بنیاد اختلاف سلسلہ کے بعد لاہور میں مئی ۱۹۱۴ء میں رکھی گئی تھی جس پر پچاس سالہ قیام کے بعد کا جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۶۴ء میں ہوگا۔ اس لئے دسمبر ۱۹۶۴ء کے سالانہ جلسہ پر اس انجمن کی گولڈن جوبلی کی تقریب منعقد کی جائے۔

اس موقعہ پر جماعت کے مشن ہائے بیرونجات مثلاً انڈونیشیا۔ فلپائن۔ برما۔ بغداد۔ مشرقی۔ مغربی و جنوبی افریقہ۔ برٹش و ڈچ گنی، ٹرینیڈاڈ، انگلینڈ وغیرہ سے بھی چیدہ چیدہ اصحاب جماعت کو شمولیت کی دعوت دی جائیگی۔ نیز اس موقعہ پر انجمن کی پچاس سالہ تاریخ مدون کر کے شائع کی جائے گی۔ اور یاد رفتگاں پر بھی ایک کتاب شائع ہوگی۔ یہ ہر دو تصانیف مولوی دوست محمد صاحب مرتب کریں گے۔

بعض احباب کا خیال تھا کہ آیندہ جلسہ ۱۹۶۳ء پر اس تقریب کا انعقاد ہو اس لئے متذکرہ بالا تحریر احباب جماعت کی اطلاع کے لئے شائع کی جاتی ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ:-

جوبلی سے متعلق جملہ امور کی سرانجام دہی، انتظام اور اہتمام کے لئے انجمن نے محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کو افسر مقرر فرمایا ہے۔ احباب اس بارہ میں ان سے خط و کتابت فرما سکتے ہیں۔

احمد یار۔ سیکرٹری
احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

# جماعت کراچی کا مقامی مرکز

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت مسرت سے سُنی جائے گی۔ کہ جماعت کراچی نے مقامی مرکز قائم کرنے کے لئے جو عمارت مشتمل بر ہال اور لائبریری تعمیر کی ہے وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام سرکاری طور پر رجسٹرڈ ہو گئی ہے۔ فالحمدللہ علے ذالک۔ اس کام کی تکمیل کے لئے اللہ تعالےٰ کا جس قدر شکرانہ ادا کیا جائے کم ہے۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ہے۔ کہ جس کام کا بیڑہ جماعت کراچی جیسی کم مایہ اور قلیل جماعت نے اُٹھایا تھا۔ وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ گو اس کے قیام اور فروغ کے لئے ابھی بہت کچھ ضروریات باقی ہیں لیکن مقامی جماعت کے استحکام کے لئے یہ ایک ضروری حاجت بفضلہ تعالےٰ پوری ہو گئی۔ تمام جماعتوں سے درخواست ہے کہ وہ تہ دل سے اور درد دل سے دعا کریں کہ یہ مرکز انجمن کے لئے استحکام کا باعث ہو اور دین اسلام کی اشاعت کے لئے مفید اور بابرکت ثابت ہو۔ جماعت کے تمام احباب اس مرکز کو کامیاب بنانے میں ہر طرح ممد و معاون ثابت ہوں۔

والسلام
خاکسار۔ رحیم بخش از کراچی

## درخواست دُعا

ملک عبدالغنی صاحب جو انجمن کے ایک پرانے اور مخلص کارکن ہیں کچھ عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں ان کی صحت یابی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

# حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عظیم الشان تاریخی شخصیت کے مالک ہیں

## مغربی مصنّفین اور مفکّرین یورپ کا حضور صلعم کو خراجِ عقیدت

### منکرین حدیث اسلام اور بانی اسلام کے موقف کو گرانے کا موجب ہیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۸ر جون ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نٓ والقلم وما یسطرون - ما انت بنعمۃ ربک بمجنون - وان لک لاجرا غیر ممنون
وانک لعلیٰ خلق عظیم - فستبصر و یبصرون - بایکم المفتون ——— (القلم)

### حضور تاریخی شخصیت ہیں

ان آیات کریمہ کا مطالعہ کرنے سے مسلمان کا ایمان مضبوط ہوتا ہے اور ان کے پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک تاریخی شخصیت کے مالک ہیں۔ اس لئے وہ لوگ جو اس خیال کو پھیلاتے ہیں کہ حدیث کوئی چیز نہیں وہ اس پر غور کریں۔ قرآن کریم حضور اقدس صلعم کو تاریخی شخصیت قرار دیتا ہے۔ اور بیان کرتا ہے کہ مستقبل اس دعوے کی تصدیق کرے گا۔ اور زمانہ آپ کے کمالات بیان کرتا رہے گا۔

### سیرت نبوی پر عظیم و ضخیم لٹریچر

آج سے چودہ سو سال پہلے کے تاریک دور میں ایک اُمّی شخص صلعم کا یہ کہنا کہ رہتی دنیا تک دوات اور قلم سے جس قدر علوم پیدا ہوں گے۔ اور اس سلسلہ میں جس قدر تحقیق و تدقیق ہوگی، اس سے ثابت ہوگا کہ حضور اکرم اوصاف محمودہ اور اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں اُن کا اجر کبھی منقطع نہیں ہوگا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار اور آپ کے اخلاق و عادات پر مسلمانوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ دفتر کے دفتر رقم کئے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ غیروں نے بھی بہت کچھ لکھا ہے۔

### اہل یورپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تاریخی شخصیت تسلیم نہیں کرتے

اہل یورپ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں، اس کے ساتھ ہی ان کو تسلیم ہے کہ انکی تعلیمات عمل میں نہیں آسکتیں۔ خود اُن کے متبعین کہتے ہیں کہ اُن کی تعلیم نا قابل عمل ہے۔ لوگوں نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے سماج اور معاشرت کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ اقتصادیات پر کچھ نہیں فرمایا حکومت کے بارے میں کچھ بیان نہیں کیا۔ اپنوں اور غیروں سے سلوک کا کہیں ذکر نہیں۔ کاروبار۔ لین دین پر کچھ خیال آرائی نہیں کی۔ غرض اہل یورپ نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے مطمئن ہیں اور نہ ہی ان کو تاریخی شخصیت قرار دیتے ہیں۔

### اہل یورپ کی نظر میں حضورؐ کی شخصیت

اس کے برخلاف اہل یورپ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو بھی سراہتے ہیں اور ان کو تاریخی شخصیت بھی قرار دیتے ہیں، چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں لکھا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ وہ شخصیت ہیں کہ ان کے برابر کوئی کامیاب شخصیت پیدا نہیں ہوئی۔ یہ کامیابی کس وجہ سے ہے۔ نرا وعظ کرنے سے کچھ نہیں بنتا۔ حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف وعظ ہی نہیں کیا بلکہ عمل بھی کرکے دکھایا ہے۔ حضور اکرمؐ نے مشکلات اور مصائب کا مقابلہ نہایت جرأت و استقلال اور پامردی سے کیا، آپ نے ساری کی ساری قوم کو اپنا دشمن بنا لیا اپنے غیر ہوگئے اور غیر جان کے دشمن بن گئے۔ کس لئے؟ صرف اس لئے کہ حضور اقدسؐ نے جس چیز کی دعوت دی وہ قوم کے عقائد کے خلاف تھی۔ آپ نے فرمایا کہ بت پرستی اچھی نہیں۔ خدا پرستی اور توحید پرستی اختیار کرو۔ وہ قوم جو شرک و بدعت اور توہم پرستی اور بت پرستی کی شیدائی تھی مخالف ہوگئی۔ اس مخالفت کے باوجود کہ آپ صلعم کو اور آپ صلعم کے ساتھیوں کو اذیت دی جارہی ہے قوم کے ناروا سلوک سے تنگ آکر وطن کو چھوڑا جا رہا ہے۔ مدینہ پر حملے جا رہے ہیں، پھر مدینہ پر بھرپور حملے جاری ہیں آپؐ نے اپنا مشن نہیں چھوڑا۔ ان واقعات کی بناء پر اہل یورپ نے حضرت سرور کائنات صلعم کے لاجواب استقلال اور بے نظیر صبر کی تعریف کی ہے اور وہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضورؐ نے عرب میں انقلاب پیدا کیا اور بکھری ہوئی قوم کو جو ہر وقت برسرپیکار رہتی تھی بے نظیر اخوت میں منسلک کر دیا اور ان کو جو چھوٹے بڑے میں بے حد تفریق کرتے تھے ان میں قابل تعریف مساوات قائم کر دی۔

### اخوت و مساوات کا لاجواب کرشمہ

چنانچہ جبلہ بادشاہ نے اسلام قبول کیا اور حج کے موقعہ پر وہ مکہ آیا۔ اُس کا جبہ پاؤں کے نیچے تک لمبا تھا۔ جیسے چوہدریوں کا کپڑا پیچھے گھسٹتا رہتا ہے۔ اتفاق سے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اس پر ایک بدّو مسلمان کا پاؤں آگیا۔ بادشاہ نے اس کو کسرِ شان سمجھا۔ اور اس نے غصہ میں آکر بدو کو ایک چپت دے ماری بدو نے بھی چپت کا جواب چپت سے دیا۔ امیر المومنین حضرت عمر رضؓ کے پاس اس نے شکایت کی انہوں نے فرمایا کہ ہمارا دین یہی ہے۔ مساوات ہمارا دین ہے۔ اور مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ غیر اعتراف کرتے ہیں کہ اخوت و مساوات، حضور نبی کریم صلعم کا لاجواب کرشمہ ہے یورپ کے لوگ ایران، ترکی اور افغانستان وغیرہ جاتے ہیں تو وہ دیکھتے ہیں کہ بڑے آدمیوں کے ساتھ اُن کے نوکر اور خادم ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں۔ معمولی معمولی انسان صرف قرآن دانی کی بناء پر امام بن کر نماز پڑھاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سالم رضؓ۔ ابی حذیفہ رضؓ کے غلام تھے۔ مدینہ میں ہجرت کرکے آگئے۔ حضرت عمر رضؓ اُن کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ حضرت زیدؓ کو افواج اسلامی کا کمانڈر انچیف بنا دیا گیا۔ حضرت بلال رضؓ کو مؤذن کا معزز عہدہ دیا گیا، حضرت فاروق رضؓ انہیں سیدنا بلال کہکر یاد فرماتے ہیں۔ غرض حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساوات اور اخوت کا عظیم نمونہ قائم کر کے دکھا دیا۔

## مفکرین عالم کی آراء

تمام دنیا کے مفکر اور مصنف اس بات کی تعریف کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عجیب اور لاجواب قوم پیدا کی۔ بے نظیر سلطنت قائم کی۔ دنیا کو ایک عالمگیر مذہب عطا کیا۔ دنیا جہان کے لئے عالمگیر اور ہمہ گیر تعلیم پیش کی اور کہا کہ تمام انبیاء کی ہم تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ وہ سچے اور برحق نبی تھے۔ ان کی تعلیمات ایک ہیں ہم ان کی کتب کی تعظیم کرتے ہیں۔ یہ بہت بڑا صلح کا پیغام ہے جو قوموں کو ایک کر سکتا ہے۔ دنیا نے حضور کو اخوت اور عالمگیر مساوات کا نظریہ پیش کرنے والا، بے نظیر مذہب عطا کرنے والا اور مثالی سلطنت قائم کرنے والا قرار دیا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں آپ کی عظیم شخصیت کا اعتراف نہایت شاندار اور کھلے لفظوں میں کیا گیا ہے۔ کارلائل، باسورتھ، مارگولیتھ، ولیم میور اور دیگر انگریز مصنفین نے بھی حضورؐ کی شخصیت پر بہت کچھ لکھا ہے، وہ کہتے ہیں کہ اُحد کی لڑائی میں زخمی ہونے سے بچانے کے لئے حضور کے ساتھیوں نے حضور کی حفاظت کے لئے گھیرا ڈال لیا اور ایک دیوار بن کر کھڑے ہو گئے تاکہ دشمن کی طرف سے تیروں کی جو بارش ہو رہی تھی، وہ حضور کو نہ لگیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کاش حضرت عیسٰیؑ کے ماننے والے بھی اسی طرح جاں نثاری کا ثبوت دیتے۔ جب حضرت عیسٰیؑ کو گرفتار کرنے آئے تھے تو وہ بھی ان کے گرد ایک دیوار بنا لیتے لیکن نہیں ایسا نہیں ہوا۔ اصحاب عیسٰی نے حضرت عیسٰی کو ان کے حال پر چھوڑ دیا اور اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ گئے۔ بلکہ بعض نے اپنے بچاؤ کے لئے دشمنوں کے سامنے اپنے آقا پر لعنت کی۔

## حضورؐ کے اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ن والقلم وما یسطرون دوات اور قلم سے جو علوم پیدا ہوئے یا آئندہ پیدا ہوتے رہیں گے اُن سے حضور نبی کریمؐ کے اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ پر مہر تصدیق ثبت ہوتی رہے گی۔ فتح مکہ کے دن دشمنوں پر تسلط پا لینے کے بعد حق تو یہ تھا کہ ایک ایک کا قیمہ کر دیا جاتا۔ ایک ایک کو اُس کی کرتوتوں کی سزا دی جاتی۔ ایک ایک کو تختۂ دار پر لٹکایا جاتا۔ برطانیہ اور امریکہ نے جاپانیوں کا جرم معاف نہ کیا۔ ان کے بڑے بڑے آدمیوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ بیسویں صدی کے مہذب عیسائیوں کا حال ہے کہ انہوں نے اپنے دشمنوں کو ایک ایک کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوتے ہیں ـــــ اس مکہ میں ـــــ جہاں تیرہ سال پہلے آپ کا جینا دشوار تھا۔ اس مکہ میں جہاں ان کے اور ان کے ساتھیوں کی قتل کی تدابیر کی جا رہی تھیں۔ اس مکہ میں جہاں اُن کے لئے ہر ایذا اور ہر تکلیف روا تھی۔ اس مکہ میں جہاں سے حضور اکرمؐ اور صحابہ رضؓ کو بھاگ نکلنا پڑا ـــــ اور اس مکہ میں جہاں سے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے یورش پر یورش کی جاتی رہی۔ اسی مکہ میں جب آپؐ ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہوتے ہیں تو اونٹنی پر ہی سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور دربار خداوندی میں اظہار تشکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے مولا! تو نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا تو نے اپنے شیدائیوں کو دشمنوں پر تسلط عطا کیا۔ اس میں ہماری طاقت، ہمت اور تدبیر کا کوئی حصہ نہیں۔ یہ صرف تیری ہی رحمت اور عطا کے طفیل ہے کہ تو نے اپنے بندوں کی عزت افزائی فرمائی ہے، اونٹنی پر ہی آپ بارگاہ خداوندی میں اظہار تشکر کے لئے سر جھکاتے ہیں کیا اس کی کوئی نظیر دنیا کے کسی بڑے سے بڑے فاتح کی زندگی میں ملتی ہے۔ آپؐ کے پیچھے ایک غلام زادہ اسامہ سوار ہیں۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ اسلام میں آقا و غلام۔ حاکم و محکوم اور شاہ و گدا ایک ہیں، حضرت بلال رضؓ کو حکم ہوا کہ بیت اللہ ..... کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دی جائے۔ حضرت بلال رضؓ اذان دیتے ہیں۔ بڑے بڑے امیر کبیر سردار اس شرف سے محروم ہیں وہ کہتے ہیں کاش کہ ہم اس دن سے پہلے مر گئے ہوتے۔ تاکہ ہم اس دن کو نہ دیکھ پاتے۔ ایک کالا کلوٹا حبشی اور غلام اذان دے رہا ہے۔ اس کا رتبہ کس قدر بڑھ گیا۔ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ اپنے باپ کی طرح خطرناک دشمن تھا۔ الولد سر لابیہ۔ بیٹا اپنے والد کی طرح ہوتا ہے۔ وہ اس دن ڈر کے مارے بھاگ کھڑا ہوا۔ اور گھر میں جا گھسا۔ اس کی بیوی اسکو کہتی ہے کہ حضرت بڑے رحیم و کریم انسان ہیں۔ وہ اسے حضورؐ کے سامنے لے گئی آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔

حبار نے حضرت صلعم کی صاحبزادی زینب رضؓ کو تکلیف دی۔ جب وہ مدینہ کی طرف اونٹنی پر سوار ہو کر آ رہی تھیں، تو اس نے اونٹ کو پتھر مارا جو اونٹ کی ٹانگ پر لگا۔ اونٹ گر گیا۔ صاحبزادی بھی گر گئیں۔ وہ حاملہ تھیں۔ بچہ بھی مر گیا۔ وہ خود تین ماہ بیمار رہ کر خدا کو پیاری ہو گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بہت دکھ تھا۔ وہی حبار فتح مکہ کے دن حضورؐ کے سامنے پیش ہوا اور آپؐ نے اس کو معاف کر دیا۔ صفوان بن امیہ بہت بڑا سردار تھا۔ انبار کے انبار دولت کے اس کے پاس تھے۔ باوجود مغلوب ہو جانے کے اس نے کہا کہ ہم آپؐ کا دین قبول نہیں کرتے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ آپ کو اختیار ہے اس پر احسان پہ احسان کئے گئے۔ اس بھرپور احسان اور اخلاق کی وجہ سے وہ مسلمان ہو گئے اور بڑے زبردست مسلمان اور حامی اسلام ثابت ہوئے۔ غرض فتح مکہ کے دن درگذر ہے، بخشش ہے، رحم ہے، مہربانی ہے، یورپ کے کسی بادشاہ کو فتح و نصرت کے وقت یہ انسانی کمالات نصیب نہیں ہوئے آج یورپ میں محکوم قوموں پر ظلم و جور ہے۔ ان کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ فتح مکہ کے متعلق لکھا ہے ..... Peaceful entry کہ مکہ میں پُرامن داخلہ تھا۔ انہی اخلاق فاضلہ کے متعلق فرمایا ن والقلم وما یسطرون۔ قلم اور دوات سے جو علوم بھی رقم ہوئے ہیں، اور جو علوم آئندہ تا قیامت ظاہر ہوں گے ان سے یہی ثابت ہوگا کہ انک لعلیٰ خلق عظیم آپ بہت بڑے اخلاق پر واقع ہوئے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی تاریخی شخصیت ہیں کہ دشمن اسکو مانتے ہیں۔

## تبلیغی خطوط

یورپ کے مصنفین نے لکھا ہے کہ آپؐ نے دعویٰ کیا کہ میں تمام دنیا کے لئے پیغام لایا ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے تبلیغی وسائل سے کام لیا اس وقت کے حکمرانوں اور بادشاہوں کو تبلیغی مراسلے لکھے۔ اور قاصدوں کے ہاتھ ان کو پہنچائے اور ان کے جوابات حاصل کئے۔ احادیث میں ان کا بھی ذکر ہے۔ مصنفین نے بھی اپنی کتب میں ان کو رقم کیا ہے۔ یہ خطوط لفظ بہ لفظ وہی ہیں جو حضور اکرمؐ نے لکھوائے۔ اب یہ اصل خطوط دو ایک جگہ سے برآمد ہوئے ہیں۔ ان کا اور حدیث میں مذکور خطوط کا متن بالکل ایک ہی ہے۔ یہ تاریخی خطوط ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے انکو تحریر کیا۔ ان کو دیکھا اور زبانی یاد کیا۔

## حدیث کا انکار اسلام دشمنی ہے

یورپ کے مصنفین مسلمانوں کی تاریخ سے، سیرت کی کتابوں سے اور احادیث سے مطالعہ کر کے حضورؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پیش کرتے ہیں اور آپ کو تاریخی شخصیت تسلیم کرتے ہیں، اور ہمارے ازدیاد ایمان کا باعث ہوتے ہیں۔ یہ تذکرہ بتاتا ہے کہ وہ لوگ جو حدیث کو نہیں مانتے۔ اور حدیث کا پایہ گراتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں، اور وہ ایسی ہستی کے بارے میں وسواس پیدا کرتے ہیں جو نہ صرف اپنوں میں بلکہ غیروں میں بھی ایک عظیم تاریخی شخصیت تصور کئے جاتے ہیں۔ یہ کوئی چھوٹا سا کارنامہ نہیں ہے جس کا احادیث میں ذکر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو عالمگیر مذہب عطا کیا

(باقی بر صفحہ ۱۲)

مولانا شیخ عبدالرحمان مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

# جناب برق صاحب کی عربی دانی کی حقیقت

## ایک الہام اور جناب برق صاحب کا دعویٰ عربی دانی

جناب برق صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر زیر عنوان "الہامات" دوسرا الہام "اِنَّا آتَیْنٰکَ الدُّنْیَا" درج کر کے لکھتے ہیں:-

"چونکہ یہاں ایک خدائی نعمت وعطا کا ذکر ہے اس لئے اعطیناک زیادہ مناسب تھا گو قواعد کے لحاظ سے آتیناک بھی صحیح ہے"

اپنے مندرجہ بالا ریمارک میں جناب برق صاحب نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ عربی زبان میں بظاہر ہم معنی الفاظ کے استعمال میں جو باریک فرق ملحوظ رکھا گیا ہے اس سے وہ بخوبی واقف ہیں گو دونوں لفظوں کے معنی ایک ہی ہوں لیکن ہر ایک کے استعمال کا محل اور موقعہ جدا جدا ہوتا ہے مثال کے طور پر "اٰتی" اور "اعطی" کو ہی لیجئے جناب برق صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ جہاں خدائی نعمت اور عطا کا ذکر کرنا مقصود ہو وہاں گو قواعد کے لحاظ سے "اٰتی" کا استعمال بھی درست ہے لیکن زیادہ مناسب یہی ہے کہ ایسے موقع پر "اٰتی" کی بجائے "اعطی" استعمال کیا جائے بالفاظ دیگر جناب برق صاحب کے نزدیک ایسے موقعہ پر فصاحت و بلاغت کا تقاضا یہی ہے کہ "اعطی" استعمال کیا جائے اور خدا کی زبان چونکہ فصاحت و بلاغت کے انتہائی مقام پر پہنچی ہوئی ہے اور اسے ہم معنی الفاظ کے باریک فرقوں کا سب سے بڑھ کر علم ہے اس لئے اگر حضرت مرزا صاحب کا الہام خدا کی طرف سے ہوتا تو اس الہام "اِنَّا آتَیْنٰکَ الدُّنْیَا" میں "آتیناک" کی بجائے "اعطیناک" ہونا چاہیئے تھا تا فصاحت و بلاغت کا تقاضہ پورا ہو جاتا اور یہ الہام خدائی کلام کہلانے کا مستحق بن جاتا لیکن موجودہ صورت میں "آتینا" گو قواعد کے لحاظ سے درست ہی ہو لیکن فصاحت و بلاغت کے اس درجہ سے گرا ہوا ہے جس فصاحت و بلاغت کے درجہ پر خدا کا کلام ہونا چاہیئے۔

## کیا جناب برق صاحب کے نزدیک قرآن کریم میں اس قسم کے فرق کو ملحوظ رکھا گیا ہے یا نہیں۔

"آتی" اور "اعطی" کے استعمال میں مندرجہ بالا فرق بیان کرتے ہوئے یا تو جناب برق صاحب نے قرآن کریم کو نظر انداز کر دیا ہے یا انہیں قرآن کریم پر بھی وہی اعتراض ہے جو سیدنا حضرت مرزا صاحب کے الہام پر ہے اگر ایسا ہے تو وہ پھر قرآن کریم کو بھی خدا کا کلام نہیں سمجھتے ہوں گے ایک طرف تو وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ کر سکتا ہے لیکن دوسری طرف سیدنا حضرت مرزا صاحب کے الہام پر ایسا اعتراض کرتے ہیں جس کا مورد خود قرآن شریف بنتا ہے اب میں ذیل میں وہ آیات درج کرتا ہوں جن میں خدائی نعمت اور عطا کا ذکر ہے لیکن لفظ "اٰتی" اسی طرح استعمال کیا گیا ہے جس طرح سیدنا حضرت مرزا صاحب کے الہام میں کیا گیا ہے۔

اگرچہ جناب برق صاحب کی غلطی کو ایک دو مثالوں سے ہی ثابت کیا جا سکتا تھا لیکن میں نے ۱۰-۱۲ آیات اس لئے نقل کی ہیں تا قارئین کرام پر یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے کہ جناب برق صاحب کو قرآن کریم پر قطعاً عبور حاصل نہیں، ایک دو آیتیں تو نظر سے رہ سکتی ہیں لیکن یہ تصور میں نہیں آ سکتا کہ قرآن کریم کو باقاعدگی سے تلاوت کرنے والے شخص کی نظر ان میں سے کسی ایک آیت پر بھی نہ پڑے۔ بہرحال وہ آیات یہ ہیں ان آیات کو پڑھ کر بھی اگر برق صاحب اپنے خیال پر مصر رہیں تو ماننا پڑے گا کہ برق صاحب خدا سے بھی بڑھ کر علم رکھنے کے مدعی ہیں جو فرق "اٰتی" اور "اعطی" میں برق صاحب نے بتلایا ہے نعوذ باللہ خدا کو بھی اس کا علم نہیں تھا کہ اس نے قریباً ۱۵۰ آیات میں "آتی" کا لفظ ان مقامات میں استعمال کیا جن مقامات میں بقول جناب برق صاحب "اعطی" استعمال کرنا چاہیئے تھا۔

(۱)- وَلَقَدْ آتَیْنَا اِبْرَاهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ کیا جناب برق صاحب کے نزدیک رشد خدائی نعمت اور عطا الٰہی نہیں۔

(۲)- وَآتَیْنٰهُ (ابراهیم) فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ (النحل ع ۱۶)۔ لفظ حسنة تمام دنیاوی نعمتوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو دنیاوی اور اخروی دونوں نعمتوں کا وارث قرار دیتے ہوئے "اعطینا" کی بجائے "اٰتینا" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

(۳)- فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ وَقَالَ (ابراهیم) اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَآتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ (العنکبوت ع ۳) جناب برق صاحب "اٰتینا" کا استعمال بغور ملاحظہ فرمائیں۔

(۴)- وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰهَآ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ (الانعام ع ۱۰) دشمن کو پامال کرنے کے لئے حجت عطا کرنا بھی خدا کی عظیم الشان نعمت ہے جس سے صاحب حجت کے درجات بلند ہوتے ہیں اور خدا کی صفت حکیم اور علیم کا اظہار ہوتا ہے اس نعمت خداوندی کے لئے بھی "اعطینا" کی بجائے آیت میں "اٰتینا" ہی استعمال ہوا ہے۔

(۵)- اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا (النساء ع ۸) چار عدد نعمائے الٰہی کا ذکر "اٰتینا" کے لفظ سے ہی کیا گیا ہے۔

(۶)- وقتل داود جالوت واٰتاہ الملك والحکمة وعلّمه ممّا یشاء (البقرہ ع ۳۳) ملک حکمت علم کو جناب برق صاحب غالباً خدائی نعمتوں میں ہی شمار کرتے ہوں گے ان سب نعمتوں کے لئے اٰتی ہی استعمال ہوا ہے

(۷)- وکلاً اٰتینا حکمًا وعلمًا -
(الانبیاء - ع ۶)
حکم اور علم بھی خدائی نعمت سے باہر نہیں ہو سکتے

- - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - -

(۸)- ولقد اٰتینا داؤد وسلیمان علمًا وقال الحمد للّٰه الذی فضلنا علٰی کثیر من عبادہ المؤمنین -
(النمل ع ۲)
دیکھ لو علم کو فضیلت کا ذریعہ قرار دیا ہے لیکن اس کے لئے لفظ اٰتینا ہی استعمال کیا ہے -

(۹)- ولقد اٰتینا داؤد منا فضلاً
(السبا ع ۱)
خدا کا فضل خدا کی بہت بڑی نعمت ہے اس کے لئے بھی "اٰتینا" ہی استعمال کیا ہے

(۱۰و۱۱) واٰتینا داؤد زبوراً - کیوں جناب برق صاحب زبور خدا کی نعمت ہے یا نہیں (النساء ع ۲۳) (بنی اسرائیل ع ۶)

(۱۱)- وشددنا ملکه واٰتینٰه الحکمة وفصل الخطاب ص ع ۲ الحکمة اور فصل الخطاب بھی یقیناً نعماء الٰہی میں سے ہیں -

(۱۳)- ولقد اٰتینا موسٰی تسع اٰیات بیّنات فسئل بنی اسرائیل اذ جاءھم فقال له فرعون انی لاظنك یا موسٰی مسحوراً قال لقد علمت ما انزل ھٰؤلاء الا ربّ السمٰوٰت والارض بصائر (بنی اسرائیل ع ۱۲)
اب جناب برق صاحب بتلائیں کہ خدا کی دی ہوئی آیات بیّنات خصوصاً جبکہ وہ بصیرت عطا کرنے والی ہوں خدائی نعمت اور عطاء الٰہی میں شمار ہو سکتی ہیں یا نہیں۔

(۱۴)- ولقد اٰتینا موسٰی وھارون الفرقان وضیاءً وذکراً للمتقین (الانبیاء ع ۴) کیا فرقان ضیاء اور ذکر بھی خدائی نعمت اور عطاء الٰہی میں شامل ہیں یا نہیں - جناب برق صاحب غور فرمائیں -

(۱۵) - ولقد اٰتینا موسی الکتاب لعلھم یھتدون -
(المؤمنون ع ۳)
وہ کتاب جو انسانوں کی ہدایت کے لئے نبی کو دی جاتی ہے کیا وہ خود نبی اور دیگر انسانوں کے لئے خدا کی طرف سے نعمت عظمیٰ اور عطاء جلیل نہیں؟

(۱۶)- پھر دوبارہ الفرقان ع ۴ میں فرمایا
ولقد اٰتینا موسی الکتاب -

(۱۷) - پھر القصص ع ۵ میں فرمایا —
ولقد اٰتینا موسی الکتاب من بعد ما اھلکنا القرون الاولٰی بصائر للناس وھدًی ورحمةً لعلھم یتذکرون
اس آیت میں کتاب کو صاف لفظوں میں بصیرت سے بھری ہوئی تعلیموں اور ھدی اور رحمة پر مشتمل قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ قوم کے لئے تذکرہ کا موجب ہوگی اس سے بڑھکر خدائی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے یہ اتنی بڑی عطاء ہے کہ انسانوں کے لئے اس کی مثل اور کوئی عطا نہیں ہو سکتی -

(۱۸) ولقد اٰتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریة من لقائه وجعلناہ ھدًی لبنی اسرائیل وجعلنا منھم ائمةً یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا باٰیٰتنا یوقنون - (السجدہ ع ۳)
وہ کتاب جو ہدایت کا ذریعہ اور آئمہ بنانے اور آیات پر یقین پیدا کرانے کا موجب بن سکتی ہے کیا جناب برق صاحب کے نزدیک خدا کی نعمتوں اور اس کی عطاؤں میں شامل ہے یا نہیں -

(۱۹) ولقد اٰتینا موسی الھدٰی واورثنا بنی اسرائیل الکتاب ھدًی وذکرٰی لاولی الالباب
(المؤمن ع ۶)
کیا برق صاحب کے نزدیک ہدایت بھی نعماء الٰہی میں سے ہے یا نہیں۔

(۲۰)- ولقد اٰتینا موسی الکتاب -
(حم سجدہ ع ۶)

(۲۱) ولقد اٰتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوة — واٰتینٰھم بیّنٰت من الامر (الجاثیہ ع ۲)
کیا کتاب حکم اور نبوت اور بیّنٰت خدا کی نعمتیں ہیں یا نہیں۔

(۲۲) - ولقد اٰتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل واٰتینا عیسی بن مریم البیّنٰت
(بقرہ ع ۱۱)
کتاب اور بیّنٰت نعمت عظمیٰ نہیں؟

(۲۳)- واٰتینا عیسی بن مریم البیّنٰت -
(البقرہ ع ۳۳)

(۲۴)- واٰتینا موسی الکتاب وجعلناہ ھدًی لبنی اسرائیل -
(بنی اسرائیل ع ۱)
کتاب اور پھر اس کا قوم کے لئے ہدایت ہونا بھی یقیناً بہت بڑی نعمت الٰہی ہے اور عطاء عظیم ہے۔

(۲۵)- واٰتانی الکتاب وجعلنی نبیًا
(مریم ع ۲)

(۲۶)- واذ قال موسٰی لقومه یا قوم اذکروا نعمة اللّٰه علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا واٰتاکم ما لم یؤت احداً من العالمین -
(المائدہ ع ۴)
جو کچھ موسٰی کی قوم کو خدا نے دیا اس کو وہ خود نعمت قرار دیتا ہے۔

(۲۷)- قال یا موسٰی انی اصطفیتك علی الناس برسالتی وبکلامی فخذ ما اٰتیتك وکن من الشاکرین -
(الاعراف ع ۱۷)
خدا اپنی نعمت پر حضرت موسٰیؑ کو شکر گزار ہونے کی تلقین فرماتا ہے -

(۲۸)- ولما بلغ اشدہ واستوٰی (موسٰیؑ) اٰتینٰه حکمًا وعلمًا وکذالك نجزی المحسنین
(القصص ع ۲)
کیا حکم اور علم پر خدائی نعمت کا اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں۔ جناب برق صاحب اپنا فیصلہ دیں -

(۲۹) واٰتینٰه الانجیل فیه ھدًی ونور ومصدقا لما بین یدیه من التوراة وھدًی وموعظة للمتقین -
(المائدہ ع ۷)
جناب برق صاحب خود فرمائیں کہ جس کتاب کو ہدایت اور نور اور موعظة قرار دیا

جائے وہ بھی خدائی نعمت شمار ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(۳۰)- واذا اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور خذوا ما اٰتیناکم بقوۃ واذکروا ما فیہ لعلکم تتقون -

(البقرہ ع۸)

اپنی نعمت کو دستور العمل بنانے کے لئے کس قدر پرزور الفاظ میں تاکید کی ہو اٰتینا پر غور کریں -

(۳۱)- ع۱۹ میں اسی مضمون کو اٰتینا کے لفظ کے ساتھ ہی دوہرایا ہے

(۳۲) - واٰتیناھما الکتاب المستبین (موسیٰؑ وھارون) کتاب مبین خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے اس کے لئے اٰتینا قابل غور ہے -

(صافات ع۴)

(۳۳)- بہت سے انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا اولٰئک الذین اٰتیناھم الکتاب والحکم والنبوۃ یہ تینوں چیزیں کتنی بڑی نعمتیں ہیں ان کے لئے لفظ اٰتینا ہی استعمال کیا ہے -

(الانعام - ع۱۰)

(۳۴) ولقد اخترناھم علی علم علی العالمین واٰتیناھم من الاٰیات ما فیہ بلاء مبین -

(الدخان ع۲)

(۳۵-۳۶) وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ والنبیون من ربھم

(البقرہ ع۱۶ آل عمران ع۹)

انبیاء علیہم السلام کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ خدائی نعمتیں ہی ہو سکتی ہیں -

(۳۷) قال قد اوتیت سؤلک یا موسیٰ - (طٰہٰ ع۲)

حضرت موسیٰؑ نے جو نعمتیں طلب کیں ان کا عطا کرنا اوتیت کے لفظ سے ہی ادا کیا گیا ہے -

(۳۸)- واذ اٰتینا موسی الکتاب والفرقان لعلکم تھتدون

غالباً جناب برق صاحب کو اس بات سے انکار نہیں ہوگا کہ کتاب اور فرقان بھی خدائی نعمتوں میں ہی شمار ہوتی ہیں -

(البقرہ ع۶)

(۳۹) سل بنی اسرائیل کم اٰتیناھم من اٰیۃ بینۃ ومن یبدل نعمۃ اللہ من بعد ما جاءتہ فان اللہ شدید العقاب ... اس

آیت میں آیات بینات کو نعمۃ اللہ قرار دیا گیا ہے اور لفظ ان کے لئے بھی اٰتینا ہی استعمال کیا گیا ہے -

(۴۰) واٰتیناہ الانجیل (حضرت عیسیٰؑ) کیا انجیل خود حضرت عیسیٰؑ اور ان کے متبعین کے لئے نعمت الٰہی تھی اگر نہیں تو پھر کیوں اٰتینا اس کے لئے استعمال کیا گیا -

(۴۱) ولقد اٰتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر للہ ومن یشکر فانما یشکر لنفسہ -

(لقمان - ع۲)

حکمت خدا کی ایسی نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے اور وہ انسان کے لئے نہایت ہی مفید ہے مگر لفظ اٰتینا ہی استعمال کیا گیا ہے -

(۴۲)- واٰتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ

(بنی اسرائیل - ع۶)

جو چیز بصیرت پیدا کرنے کا موجب ہو وہ کتنی بڑی خدائی نعمت ہو سکتی ہے جناب برق صاحب خود ہی فیصلہ کر لیں -

(۴۳) قال (نوحؑ) یا قوم ارأیتم ان کنت علیٰ بینۃ من ربی واٰتانی من عندہ

(ھود - ع۳)

خدا کی رحمت جس کے متعلق آیا ہے رحمتی وسعت کل شئی خدا کی کتنی بڑی عطا ہے غور کیجئے -

(۴۴) فلما اٰتانی اللہ خیر (سلیمانؑ)

(النمل - ع۳)

(۴۵) قال (صالحؑ) یقوم ارأیتم ان کنت علیٰ بینۃ من ربی واٰتانی رحمۃ - (ھود - ع۶)

رحمت کی تفصیل گذر چکی ہے -

(۴۶) ان اٰتاہ الملک (بقرہ - ع۳۵)

ملک کو خدا نے اپنی نعمت قرار دیا ہے اور لفظ اٰتی ہی استعمال کیا ہے -

(۴۷) واٰتوھم من مال اللہ الذی اٰتاکم - (النور - ع۴)

خدا نے اپنے عطا کردہ مال کو اپنا عطیہ قرار دیا ہے -

(۴۸) وما اٰتاکم الرسول فخذوہ -

(الحشر - ع۱)

اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو مسلمانوں کو دیں گے وہ نعماء الٰہی ہی ہوں گی اس کے لئے بھی اٰتی کا لفظ ہی استعمال کیا گیا ہے

(۴۹) واٰتاکم من کل ما سألتموہ -

(ابراھیم - ع۵)

اس آیت میں اس عظیم سے عظیم نعمت کا ذکر کر دیا گیا ہے جس کا انسانی فطرت تقاضا کرتی ہے لیکن لفظ دیکھ لو وہی اٰتی ہی استعمال کیا گیا ہے -

(۵۰) شہداء کے متعلق فرمایا فرحین بما اٰتاھم اللہ من فضلہ -

(آل عمران - ع۱۷)

جنت کی نعمتوں کے متعلق بھی اٰتی کا لفظ ہی استعمال کیا ہے -

(۵۱)- ولو انھم رضوا ما اٰتاھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ انا الی اللہ راغبون -

(التوبہ - ع۷)

خدا اور اس کے رسول اکرم صلعم نے جو کچھ دیا وہ نعمت عظمیٰ ہی ہو سکتا ہے لیکن لفظ اٰتی ہی استعمال کیا گیا ہے -

(۵۲) جنتیوں کے متعلق فرمایا ان المتقین فی جنّٰت وعیون اٰخذین ما اٰتاھم ربھم -

(ذاریٰت - ع۱)

(۵۳) اسی طرح الطور - ع۱ میں فرمایا فاکھین بما اٰتاھم ربھم -

(۵۴) نبیوں کے ساتھ ہو کر استقلال سے قتال کرنے والوں کے متعلق فرمایا فاٰتاھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاٰخرۃ واللہ یحب المحسنین -

(آل عمران - ع۱۵)

دنیا اور آخرت دونوں قسم کی نعمتیں عطا کرنے کے متعلق لفظ اٰتی ہی استعمال کیا ہے -

(۵۵) والذین اھتدوا زادھم ھدی واٰتاھم تقواھم -

(محمد - ع۲)

تقویٰ بھی خدا کی بہت بڑی نعمت ہے تمام نیکیوں کی جڑھ اور ان سب کا خلاصہ اسے کہنا چاہیئے لیکن لفظ اس کے لئے بھی اعطیٰ نہیں بلکہ اٰتی ہی استعمال کیا ہے -

(۵۶) حضرت یوسفؑ کہتے ہیں ربّ قد اٰتیتنی من الملک -

(یوسف - ع۱۱)

حکومت کو بھی خدا نے نبی کے لئے بڑی نعمت قرار دیا ہے - اور لفظ وہی اٰتی ہی استعمال کیا ہے -

(۵۷) ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ -

(۵۸)- واذ اخذ اللہ میثاق النبیین

کما اٰتیتکم من کتاب و حکمۃ۔
(اٰل عمران ۔ ع ۸)
کتاب ۔ حکم ۔ نبوۃ ۔ حکمت ۔ سب ہی عظیم الشان نعمتیں ہیں ۔ لیکن جناب برق صاحب بغور دیکھ لیں کہ نعوذ باللہ شان کا غیر مناسب لفظ ہی خدا نے استعمال کیا ہے ۔

(۵۹)۔ ولقد اٰتیناک سبعا من المثانی و القراٰن العظیم ۔
(الحجر ۔ ع ۶)
سورۃ فاتحہ جس کو آیۃ میں سبعًا من المثانی قرار دیا ہے اور باقی قرآن کو القراٰن العظیم کے لفظ سے پکارا گیا ہے یہ دونوں تو وہ نعمتیں ہیں جن کے برابر نہ دنیا میں کوئی پہلے نعمت گذری ہے اور نہ آیندہ قیامت تک اس سے بڑھ کر نعمت ہو سکتی ہے ۔ لیکن ایسی بے مثال نعمتوں کے عطا کرنے کو بھی لفظ اٰتیناک سے ہی ادا کیا ہے فتدبروا یا اخی حق التدبر ۔

(۶۰) وقد اٰتیناک من لدنا ذکرًا من اعرض عنہ فانہ یحمل یوم القیٰمۃ وزرًا ۔ (طٰہٰ ۔ ع ۵)
قرآن کریم کو بھی ذکر کہا گیا ہے اور قرآن کریم بے مثال نعمت ہے جناب برق صاحب کے قول کے مطابق ایسی عظیم الشان نعمت کے لئے (اعطی) کا لفظ استعمال ہونا چاہیئے تھا ۔ مگر خدا تعالےٰ جناب برق صاحب کی اتباع کرنے سے انکار کرتے ہوئے اٰتی ہی استعمال کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جناب برق صاحب خدا سے بھی بڑھ کر علم رکھنے کے مدعی ہیں ۔

(۶۱)۔ فوجدا عبدًا من عبادنا (خضر) اٰتیناہ رحمۃً من عندنا و علمناہ من لدنا علمًا
کے نعمت ہونے کے متعلق تشریح اوپر گذر چکی ہے یہاں علم کو بھی رحمت قرار دیا ہے ۔

(۶۲) ولوطا اٰتیناہ حکما و علمًا
(الانبیاء ۔ ع ۷)
حکم اور علم کا خدائی نعمت اور عطا الٰہی ہونا گذر چکا ہے ۔

(۶۳) ولما بلغ اشدہ (یوسف ع) اٰتیناہ حکما و علمًا وکذالک نجزی المحسنین ۔
(یوسف ۔ ع ۳)

(۶۴) انا مکنا لہ فی الارض و اٰتیناہ من کل شئی سببا (ذوالقرنین رع)
جناب برق صاحب لفظ کل شئی پر غور کریں ۔
(الکہف ۔ ع ۱۱)

(۶۵) یٰیحییٰ خذ الکتاب بقوۃ و اٰتیناہ الحکم صبیا ۔
(مریم ۔ ع ۱)
الحکم کا نعمت ہونا برق صاحب جانتے ہی ہیں ۔

(۶۶) و اٰتیناہ (ایوبؑ) اھلہ و مثلھم معھم رحمۃً من عندنا و ذکریٰ للعابدین ۔ (الانبیاء ۔ ع ۶)
اہل کو بھی خدا نے اپنی نعمت اور رحمت قرار دیا ہے اور ہر عبادت کرنے والے کو یاد دلایا ہے کہ وہ بھی خدا کی رحمتوں کا وارث ہو سکتا ہے ۔ اس نعمت کو بھی لفظ اٰتینا سے ادا کیا ہے ۔

(۶۷) الذین اٰتیناھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ
(البقرہ ۔ ع ۱۴)
کتاب کا علم بھی خدا کی بڑی نعمت ہے جس خوش نصیب کو مل جائے وہی اس کی تلاوت کا حق ادا کر سکتا ہے اور اسی کا ایمان حقیقی ایمان کہلا سکتا ہے ۔ جناب برق صاحب اپنے نفس کا جائزہ لے کر خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ اس آیت کے مصداق ہیں یا نہیں ۔

(۶۸) الذین اٰتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم ۔
(الانعام ۔ ع ۲)
علم کتاب متفقہ طور پر نعمت عظمیٰ ہے

(۶۹) والذین اٰتیناھم الکتاب یعلمون انہ منزل من ربک بالحق ۔
(الانعام ۔ ع ۱۴)
یہاں بھی علم کتاب کو نعمت قرار دیا ہے ۔

(۷۰) والذین اٰتیناھم الکتاب یفرحون بما انزل الیک (الرعد ۔ ع ۵)
وہی علم کتاب کو نعمت قرار دیا ہے ۔

(۷۱) الذین اٰتیناھم الکتاب من قبلہ ھم بہ یؤمنون ۔
(القصص ۔ ع ۱)
علم کتاب کا ہی ذکر ہے ۔

(۷۲) فالذین اٰتیناھم الکتاب یؤمنون بہ (العنکبوت ۔ ع ۵)
علم کتاب کو نعمت قرار دیا ہے

(۷۳) واذًا لاٰتیناھم من لدنا اجرًا عظیما ۔ (النساء ۔ ع ۹)
خدا کا اجر اور وہ بھی اجر عظیم کتنی بڑی نعمت ہو سکتا ہے ۔

(۷۴) یؤتی الحکمۃ من یشاء و من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرًا کثیرًا وما یذکر الا اولوا الالباب
(البقرہ ۔ ع ۳۷)
اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے حکمت کو خیر کثیر قرار دیا ہے اور جس خوش نصیب کو یہ نعمت عظمیٰ عطا ہوتی ہے وہ اولوالالباب میں شمار ہوتا ہے خدا کرے ہمارے محترم برق صاحب بھی اولوالالباب میں داخل ہو کر اس حکمت سے فائدہ اٹھائیں جس کا وارث اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں اپنے مسیح کو بنایا ہے ۔

(۷۵) وسوف یؤت اللہ المؤمنین اجرًا عظیما ۔
(النساء ۔ ع ۲۱)
اجر عظیم کے نعمت ہونے کا ذکر گذر چکا ہے ۔

(۷۶)۔ والذین اٰمنوا باللہ و رسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولئک سوف یؤتیھم اجورھم وکان اللہ غفورًا رحیما
(النساء ۔ ع ۲۱)
مومنوں کے ایمان اور عمل صالح پر جو ان کو اجر ملے گا اس کے نعمت الٰہی ہونے کا کون انکار کر سکتا ہے ۔

(۷۷) ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
(الجمعہ ۔ ع ۱)
خدا کے فضل کا نعمت الٰہی ہونا یقینی امر ہے ۔

(۷۸) ومن اوفیٰ بما عاھد علیہ اللہ فسوف یؤتیہ اجرًا عظیما
(الفتح ۔ ع ۱)
اجر عظیم کے نعمت الٰہی ہونے کا کون انکار کر سکتا ہے ۔

(۷۹) ومن یقنت منکن للہ و رسولہ وتعمل صالحًا نؤتھا اجرھا مرتین و اعتدنا لھا رزقًا کریما
(الاحزاب ۔ ع ۴)
دیکھ لو اجر جیسی نعمت الٰہی کے لئے فعل اٰتی ہی استعمال ہوا ہے ۔

(۸۰) ربنا واٰتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک ۔ (اٰل عمران ۔ ع ۲۰)
خدا تعالےٰ کے رسولوں کے ذریعے جو وعدے امتیوں کو دیئے گئے ہیں وہ سب نعماء الٰہی ہی ہیں اور اعطنا کی بجائے اٰتنا کا استعمال کرنا دلیل ہے اس بات پر کہ خدا تعالےٰ جناب برق صاحب کے نظریہ کے ساتھ متفق نہیں ۔

(۸۱) وان تک حسنة یضاعفها ویؤت من لدنه اجراً عظیما
(النساء - ع ۶)

(۸۲) ویؤت کل ذی فضل فضله
(ھود - ع ۱)

کیا خدا تعالیٰ کا فضل برق صاحب کے نزدیک نعمت الٰہی نہیں ہے۔

(۸۳) قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء ——— تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔
(ابراھیم - ع)

(۸۴) ذالک فضل اللہ یؤتیه من یشاء ... علیم -
(المائدہ - ع ۸)

(۸۵) ذالک فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم -
(الحدید - ع ۳)

(۸۶) وان الفضل بید اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
(الحدید - ع ۴)

(۸۷) ویؤتکم کفلین من رحمته
(الحدید - ع ۴)

(۸۸) ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل او یغلب فسوف یؤتیه اجراً عظیماً - (النساء - ع ۱۰)

(۸۹) ومن یفعل ذالک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نؤتیه اجراً عظیماً۔

(۹۰) - وان تؤمنوا وتتقوا یؤتکم اجورکم
(محمد (صلعم) - ع ۴)

(۹۱) فان تطیعوا یؤتکم اللہ اجراً حسناً - (الفتح - ع ۲)

(۹۲) واذا اوی الفتیة الی الکھف فقالوا ربنا اٰتنا من لدنک رحمة وھیئ لنا من امرنا رشداً -
(الکھف - ع ۱)

(۹۳) یوم ندعوا کل اناس بامامھم فمن اوتی کتابه بیمینه فاولئک یقرؤن کتابھم ولا یظلمون فتیلا - (بنی اسرائیل - ع ۸)

(۹۴) فاما من اوتی کتابه بیمینه فیقول ھاؤم اقرؤا کتابی
(الحاقة -)

(۹۵) فاما من اوتی کتابه بیمینه فسوف یحاسب حساباً یسیراً وینقلب الی اھله مسروراً
(الانشقاق -)

(۹۶) قال الذین اوتوا العلم ان الخزی الیوم والسوء علی الکٰفرین -
(النحل - ع ۴)

(۹۷) بنی اسرائیل - ع ۱۲)
(۹۸) (الحج - ع ۷)
(۹۹) - (القصص - ع ۸)
(۱۰۰) - (العنکبوت - ع ۵)
(۱۰۱) - (الروم - ع ۶)
(۱۰۲) - (السبا - ع ۱)
(۱۰۳) - (محمد (صلعم) - ع ۲)
(۱۰۴) - (المجادلہ - ع ۲)

ان سب آیات کے ساتھ اُوتُوا استعمال کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا ۱۰۴ - آیات قرآن کریم سے میں نے پیش کی ہیں - اور بہت سی چھوڑ بھی دی ہیں - جن میں اللہ تعالےٰ کی ہر قسم کی مادی روحانی دنیوی و اُخروی نعمتوں کا ذکر ہے اور ان سب کا ذکر لفظ اٰتی سے کیا گیا ہے۔ اگر جناب برق صاحب کا قول درست تسلیم کیا جائے تو خدا کو ان کی اتباع میں فعل اعطیٰ استعمال کرنا چاہیئے تھا - اب ہم جناب برق صاحب کے قول کو درست تسلیم کریں یا اس ہستی کے قول کو جس نے اپنے متعلق ومن اصدق من اللہ قیلا ومن اصدق من اللہ حدیثا فرمایا ہے اب ان تمام آیات کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب برق صاحب خود ہی فیصلہ کر لیں کہ جہالت کا الزام نعوذ باللہ کیا حضرت مرزا صاحب پر عائد ہوتا ہے یا ...

میں نے قرآن کریم سے اتنی تعداد آیات کی محض اس لئے پیش کی ہے تا قارئین کرام پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ جناب برق صاحب کا دعوے قرآن دانی اور عربی دانی کا کہاں تک واقعات کے مطابق ہے - جناب برق صاحب یاد رکھیں کہ خدا کے مامور کی عزت پر ہاتھ ڈالنا شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کے برابر ہے - خدا کے مامور کی ایک پیشگوئی تو میں جناب برق صاحب کو پہلے بتلا چکا ہوں جس کے الفاظ یہ ہیں :- انی مھین من اراد اھانتک آپ دیکھتے جائیں کہ کس طرح آپ علمی مقابلہ میں ذلت و رسوائی کا شکار ہوتے جائیں گے - ابھی تو ابتداء ہی ہے آگے آگے دیکھئے کہ کتنی رسوائیاں آپ کو اس مقابلہ میں اٹھانی پڑتی ہیں عنقریب آپ پر ثابت ہو جائے گا کہ ہر ایک اعتراض جو آپ نے خدا کے مامور پر کیا کس طرح وہ آپ کی علمی پردہ دری کا موجب بنتا ہے - یہ میں آپ کی تحقیر کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں اور نہ آپ کی تنقیص مقصود ہے صرف ہمدردی مجھے مجبور کر رہی ہے کہ آپ کو آپ کی غلط راہ سے آگاہ کر دوں تا آپ اسے چھوڑ کر صراط مستقیم پر آجائیں اور جو گستاخانہ رویہ آپ نے خدا کے اس عظیم الشان مامور کے مقابلہ میں اختیار کیا ہے اس سے توبہ کریں اور خدا سے معافی چاہیں اور خدا کے اس عظیم الشان مامور کے دامن سے وابستہ ہو کر سعادت دارین حاصل کریں - اللہ تعالےٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

اب حضور کی دوسری پیشگوئی بھی ملاحظہ فرمائیں جس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں :-

" میں امام الزمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے تیرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا " دیکھو میں نے وہ .....
..... حکم پہنچا دیا جو میرے ذمہ تھا " تذکرہ ص ۳۱۲

آپ یاد رکھیں کہ جس رنگ میں آپ نے امام الزمان پر حملہ کیا ہے اسی رنگ میں آپ کو ذلت اور شرمندگی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

آپ نے الہام انا اتینٰک الدنیا کے جو معنے کئے ہیں وہ بھی بالکل غلط اور خلاف منشاء الٰہی ہیں ان شاء اللہ آیندہ قسط میں اس کا صحیح مفہوم بھی بیان کیا جائے گا - مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں بھی آپ نے الہام کا ایک حصہ بیان کیا ہے اور دوسرا حصہ ترک کر دیا ہے - بہرحال اس پر روشنی آیندہ قسط میں ڈالی جائے گی -

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

## تعمیر احمدیہ ہال کا چندہ

| | |
|---|---|
| ۱ - خان بہادر غلام ربانی خانصاحب نہرو | 200/- |
| ۲ - شیخ عزیز احمد صاحب (وزیر آباد) - | 500/- |
| ۳ - صاحبزادہ عبدالمتان عمر و بیگم صاحبہ امت الرحمٰن عمر | 200/- |
| (۴) - صاحبزادہ عبدالوہاب عمر و بیگم صاحبہ طاہرہ عمر | 100/- |
| ۵ - بیگم صاحبہ مبشرہ و بچگان صاحبزادہ عبدالسلام | 150/- |
| (۶) - صاحبزادہ عبدالواسع عمر - | 50/- |
| (۷) میاں معیت احمد صاحب (ملتان) | 5000/- |

صدر الدین
۲۹ جون ۱۹۶۳ء
لاہور

(بسلسلہ صہ)

آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے
اپنی نعمت کا کمال بھی تمہیں دے دیا
ہے اور اب میں نے اسلام میں
تمہارے لئے مذہب پسند کیا ہے"

اسلام نے جو تعلیم دی ہے وہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے اور ہر امر کے متعلق مکمل تعلیم دی ہے اسلام نے انسان کو ایک جوان کی صورت میں دیکھا ہے اور اسی کے مطابق اس سے معاملہ بھی کیا ہے وہ انسان کو مذہب کے اصولوں کو یونہی بغیر سوچے سمجھے ماننے کی ترغیب نہیں دیتا بلکہ اس امر پہ زور دیتا ہے کہ ہم دین کے معاملہ میں بھی اپنی عقل کو استعمال میں لائیں۔

پھر اس نے انسانوں کو کسی خاص گروہ کے سپرد نہیں کر دیا۔ بلکہ ہر انسان کو اس کا اپنا ذمہ دار ٹھہرایا ہے جیسا کہ ایک والد اپنے جوان بچوں سے سلوک کرتا ہے۔

حاضرین نے اس تقریر کو بہت پسند کیا اور بعد میں کافی دیر تک تبادلۂ خیالات کا سلسلہ جاری رہا رات کے بارہ بجے کے بعد خاکسار واپس پہنچا۔

## ٹیچر ٹریننگ سکول میں لیکچر

دو دفعہ روٹرڈم ٹیچر ٹریننگ سکول میں لیکچر کرنے گیا۔ گذشتہ سال بھی اس سکول میں دو لیکچر کرنے کا موقعہ ملا تھا۔ ہر لیکچر کے بعد ایک گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ طلباء نے بڑی دلچسپی سے اسلام کے متعلق لیکچر سنے اور بڑی فراخدلی سے بحث میں حصہ لیا۔ انہیں نہایت وضاحت سے بتلایا گیا کہ اسلام ہی اس وقت کے انسان کی روحانی راہنمائی کر سکتا ہے۔ کیونکہ موجودہ زمانہ کا انسان ہر امر کے لئے عقلی ثبوت چاہتا ہے اور بغیر سمجھے کسی روحانی صداقت کو ماننا نہیں چاہتا ہے اور یہ بات صرف اسلام میں ہی پائی جاتی ہے کہ وہ انسانی عقل کو اپیل کرتا ہے اور ہر امر کے لئے ایک عقلی مشاہدہ پیش کرتا ہے اور انسان کو دینی سچائیوں کے قبول کرنے کی طرف بلاتا ہے۔ الحمدللہ کہ ان طلباء پر قرآنی حقائق کا بہت اچھا اثر رہا۔ یہ طلباء زمانہ قریب میں سکولوں میں معلم اور ہیڈ ماسٹرز لگنے والے ہیں۔ امید ہے کہ جب یہ معلمین کے فرائض سنبھالیں گے تو اپنے طلباء کو پہلے لوگوں کی طرح اسلام کے متعلق غلط باتیں سکھلائیں گے۔

## شیخ میاں فضل احمد صاحب کی تشریف آوری

مکرم محترم الحاج شیخ میاں فضل احمد صاحب آنریری سیکرٹری شیخ میاں محمد ٹرسٹ پاکستان چند دنوں کے لئے مشن کی دیکھ بھال کی خاطر ہیگ بھی تشریف لائے۔ ۲۵ مئی کو پہلے ان کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اس موقعہ پر بہت سے احباب آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ تین بجے سے پانچ بجے تک دوست [illegible] آتے جاتے رہے [illegible] اور انگلش [illegible]

ہم نے چھ سات احباب کو کھانے پر بھی مدعو کیا ہوا تھا۔ وہ بھی آپ سے مل کر بڑے خوش ہوئے۔

مکرم میاں فضل احمد صاحب کا دوستوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ آپ ہر ایک دوست کے ساتھ بلا تفریق نہایت ہی دوستانہ طریق پر گفتگو کرتے رہے۔ دوستوں نے کسی قسم کی اجنبیت بھی محسوس نہیں کی تھی۔ اور سب دوست آپ کو یاد کرتے تھے۔

## عربی کلاس

ہماری عربی کی کلاس باقاعدہ جاری رہی عربی سیکھنے والے بڑی دلچسپی سے اسباق کے لئے تشریف لاتے رہے۔

آخر میں قارئین کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ اپنی دعاؤں میں ہمیں ضرور یاد فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام
(غلام احمد بشیر - از ہالینڈ)

## میرا قبول اسلام

"اسلام آور ریوالس" نامی کتاب ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ ووکنگ انگلستان سے حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ یہ حقائق آفریں اور دلچسپ و دلنشین کتاب مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر سند قبولیت حاصل کر رہی ہے اس کی اہمیت کے پیش نظر افادہ عام و خاص کے لئے اس کے دوسرے حصہ "اسلام آور ریوالس" کا اردو ترجمہ "میرا قبول اسلام" کے نام سے شائع کیا گیا ہے جو:-

- ✱ نو مسلم خواتین و حضرات کے قبول اسلام کی ایمان افروز داستان ہے۔
- ✱ زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق نو مسلموں کے جذبات خیالات کا مرقع۔
- ✱ مسلمانوں کے لئے باعث ازدیاد ایمان اور غیر مسلموں کے لئے خزینۂ رشد و ہدایت۔
- ✱ آپ کی لائبریری کے لئے سرمایۂ زینت اور دوستوں کے لئے فخریہ تحفہ۔

کتابت طباعت عمدہ، سرورق دیدہ زیب
صفحات ۲۵۰ - قیمت دو روپے
سائز :- ۲۲×۱۷

ملنے کا پتہ:-
مسلم بک سوسائٹی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ
عزیز منزل برانڈرتھ روڈ - لاہور ۷

## خطبہ جمعہ
مورخہ ۲۸ جون ۱۹۶۳ء

(بقیہ صفحہ نمبر ۶)

عظیم الشان سلطنت قائم فرمائی۔ اعلیٰ درجہ کی مساوات اور اخوت قائم کی۔ یہ صرف وعظ نہیں بلکہ ایک انقلاب عظیم ہے جو حضور اقدس نے برپا کیا۔ ان واقعات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حدیث کی ضرورت نہیں اور نہ یہ کوئی قابل استناد چیز ہے، غیر معقول بات ہے۔ اسلام اور مسلمان سے دشمنی ہے۔ ابن ہشام ابتدائی تاریخ ہے۔ روح المعانی کی آٹھ ضخیم مجلد حضور انور کی سیرت پر مشتمل ہیں۔ اندلس کے قاضی نے الشفاء تالیف کی ہے یہ بے نظیر کتاب ہے۔ ان کتابوں کی دنیا میں قدر ہے۔

## فرمانبرداری اسلام کا مذہب ہے

ایک جرمن فلاسفر گوئٹے نے جو علم و فضل کا مالک ہے کہا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا عجیب تعلیم دی ہے کہ کائنات کا ایک ایک ذرہ خدا کا فرمانبردار ہے۔ اگر فرمانبرداری اسلام کا مذہب ہے تو ہم بھی مسلمان ہیں۔ بعض پادری کہتے ہیں:-

The word Islam
is the greatest
contribution to
religious thought

## منکرین حدیث سے سوال

غرض ن والقلم وما یسطرون۔
آپ کی صفات محمودہ اور اخلاق فاضلہ کا غیر لوگ تذکرہ کرتے رہیں گے۔ ایک شخص جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور حدیث کو نہیں مانتا وہ ان آیات کا کیا ترجمہ کرے گا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ حدیث کوئی چیز نہیں وہ قرآن کو نقصان پہنچاتے ہیں اسلام کو نقصان پہنچاتے ہیں، وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موقف کو گراتے ہیں کہ وہ تاریخی شخصیت ہیں۔ ایسے لوگ غور کریں کہ وہ اسلام کی کونسی خدمت ہے جسے انجام دے رہے ہیں۔

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی


# جناب مسیح علیہ السلام کے حقیقی دشمن

(بسلسلہ اشاعت گزشتہ)

## مسیحی دنیا پر ہمارا احسان

نامہ نگار ! عزت کو اسراء کے الفاظ واپس کرتے ہوئے ہم ان کے ساتھ انتہائی رعایت کی ہے ہم لفظ مرزائی کو گالی سمجھتے ہیں اس کے بالمقابل ہم نے مسیحی لوگوں کو صرف کرسچیئن لکھا ہے جو ان کا محبوب نام ہے۔ یہ ہماری شائستگی اور اسلامی تہذیب کا ثبوت ہے ورنہ ہمیں لفظ میرزائی اور میرزائیوں کے وزن پر ان کو ویسا ہی بُرا نام دینا چاہیئے تھا۔ اس رعایت کی وجوہات دو ہیں ایک تو یہ کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام دنیا کے تمام نبیوں، رسولوں، بزرگوں اور مذہب کے بانیوں کی نہ صرف عزت کرنی سکھاتا ہے بلکہ ان کی صداقت اور تقدس پر ایمان مسلمان کے ایمان کا جزو قرار دیتا ہے اس لئے ہم کسی بانیٔ مذہب کے پیرو کو بُرا نام دینا نہ صرف بُرا بلکہ قابل مواخذہ گناہ سمجھتے ہیں چونکہ مسیحی حضرات نے اپنے سارے گناہ مسیح کے کفارہ پر ایمان لاکر پیشگی بخشوا لئے ہیں اس لئے وہ بے کھٹکے گالیاں دے کر سمجھتے یہی ہیں کہ ہمارا گناہ گناہ نہیں اور ہماری گالی گالی نہیں اس لئے نامہ نگار مسیحی ہمیں بُرے ناموں سے یاد کرتا رہیں اور ہماری ساری قوم کو شیطان سے انعام یافتہ لکھتا ہے۔ ہمارے آقا اور پیرو مرشد کو گالیاں دیتا ہے۔ یہ تو گالیاں نہ دے سکنے پر گالیوں کا حال ہے۔ مگر ہمارا سوال ابھی تک تشنہ جواب ہے کہ جناب مسیح خود بھی کسی کو گالی دے سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر مسیحی گالی نہیں دے سکتا تو مسیح تو بدرجہ اولےٰ گالی نہ دے سکتے ہوں گے اس لئے ان اناجیل کو کیا کہو گے جو ہمارے پیارے مسیح کو معاذ اللہ زود رنج۔ اپنی ماں اپنے بھائیوں۔ اپنے گھر اپنے شہر کی بے عزتی کرنے والا۔ ماں کو "کتیا" کے نازیبا کلمات سے خطاب کرنے والا۔ اپنے مقتدر اصحاب کو شیطان کا خطاب دینے والا۔ کسی کو چور۔ زانی۔ بدمعاش کہنا اتنا خوفناک گناہ نہیں جس قدر کسی کو شیطان کہہ دینا کیونکہ شیطان خود ہی مجرم نہیں بلکہ وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتا اور بدی پر اکساتا ہے اور پھر کسی کو ایسا شیطان کہنا جو خود مسیح کے لئے بھی ٹھوکر کا پتھر ہو کسی معمولی آدمی کو گمراہ کرنا شاید اتنا بڑا جرم نہ ہوگا مگر جناب مسیح کے لئے ٹھوکر کا پتھر ہونا کتنا بڑا خوفناک اقدام ہے وہ شیطان جو چالیس دن تک سر پٹک کر مرگیا مگر جناب مسیح کو کھٹکا نہ سکا لیکن پطرس کے متعلق جناب مسیح کے ان الفاظ کی اناجیل ذمہ دار ہیں کہ دُور ہو شیطان تو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے (متی ۱۶: ۲۳ مرقس ۸: ۳۳) پھر ذرا سی بات پر جس میں بیچارے حواریوں کا کوئی قصور نہ تھا آپ نے ان کو بے ایمان کا خطاب دیا۔ پھر آپ کو اناجیل نویسوں نے بیت المقدس کی توہین کا مرتکب قرار دیا۔ علماء یہود کو حرام کار منافق۔ سفیدی پھری ہوئی قبریں جو گند سے بھری ہوں۔ مچھر چھاننے والے پر اونٹ نگل جانے والے نازیبا گالیاں دینے والا قرار دیا ہے ہم مسلمان ہرگز ہرگز جناب مسیح کی نسبت یہ ماننے کو تیار نہیں کہ انہوں نے اپنے حواریوں اور علماء یہود کو ایسی ایسی گالیاں دی ہوں گی جناب مسیح کی ہتک کرنے والی ان اناجیل کے خلاف نفرت کا ووٹ پاس کر کے عہد جدید کی ہر چند سال کے بعد ترمیم کرنے والی سوسائٹی کو بھیجا جائے اور ان سے استدعا کی جائے کہ آئندہ جناب مسیح کے متعلق یہ باتیں اناجیل میں درج نہ کی جائیں۔ یا سب پادری ایک آل ورلڈ کانفرنس بلا کر اس میں روح القدس سے دعا مانگیں کہ جس طرح پہلے ضرورت زمانہ کے مطابق اناجیل آپ نے عنایت کی تھیں اب پھر نئی ایک انجیل کسی کو القا کردیں اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو اور مسیحی دنیا اس کے لئے تیار نہ ہو تو ہم تمام علماء اسلام سے خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھنے اور دنیا کے کسی ملک کے باشندے ہوں اپیل کریں گے کہ وہ مؤتمر عالم اسلامی میں یہ ریزولیوشن پاس کر کے عیسائی حکومتوں کو بھیجیں کہ یہ اناجیل جو جناب مسیح ؑ کی توہین کرنے والی ہیں ان کا داخلہ اسلامی ممالک میں بند کیا جائے۔ ہم مسلمان اپنے ایمان کی بنا پر جناب مسیح ؑ ان کی والدہ مکرمہ مریم علیہا السلام ان کے حواریوں۔ بیت المقدس کے متعلق جو الفاظ اناجیل میں استعمال کئے گئے ہرگز ہرگز ماننے کو تیار نہیں، یہ اناجیل ہرگز الہامی اناجیل نہیں جو ہمارے واجب الاحترام سیدنا المسیح ؑ کے متعلق اس قسم کی ہتک آمیز دلآزار کہانیاں اور غلیظ گالیاں شائع کرتی ہیں۔

## اقوام عالم کی انٹرنیشنل کورٹ میں ایک مقدمہ

اگر چرچ آف انگلینڈ اور امریکہ صلح صفائی سے اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ ہو تو اقوام عالم کی انٹرنیشنل کورٹ میں مسلمانان عالم کی طرف سے ایک مقدمہ لڑا جائے کہ آیا موجودہ اناجیل جناب مسیح ؑ ان کی والدہ محترمہ اُن کے محترم باپ بھائیوں وغیرہ کی ہتک کرنے والی ہیں یا نہیں (۲) کل نسل انسانی کو جس میں نہایت مقدس انبیاء عالم اور مقربین الٰہی شامل ہیں ان کو یہ کتابیں نہایت گھنونے افعال کے مرتکب اور ساری نسل انسانی کو معاذ اللہ جرائم پیشہ قرار دیتے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم کے وارث قرار دیتے ہیں ان پر ساری نسل انسانی کی ہتک عزت کا دعوےٰ دائر کیا جائے کہ کل دنیا کے واجب التعظیم بزرگوں پر نہایت خوفناک جھوٹے الزام لگانے والوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ مثلاً حضرت آدمؑ سے شروع کر کے حضرت نوحؑ پر شراب پی کر ننگے ہو جانے۔ حضرت ابراہیمؑ پر بُت پرستی کا افتراء۔ حضرت لوطؑ پر شراب پینے اور اپنی بیٹیوں سے زنا کر کے دو حرامی قومیں پیدا کرنے۔ حضرت یعقوبؑ پر اپنے بھائی اپنے باپ اپنے سسر اپنے سالوں سے ٹھگ بازی کرنے کے الزامات۔ خدا کے بیٹوں کا انسان کی خوبصورت بیٹیوں سے زنا کر کے ساری آدم کی اولاد کو حرامی ثابت کرنا۔ حضرت موسٰےؑ کا مصریوں کے مال و زیور لوٹ لینے کا بہتان۔ حضرت ہارونؑ پر گوسالہ پرستی کی تہمت۔ حضرت داؤد علیہ السلام جن کی وجہ سے مسیح ابن داؤد کہلاتے ہیں ان پر اوریا کی جورو سے زنا کا جھوٹ۔ حضرت سلیمانؑ پر بت پرستی اور زنا کا بہتان۔ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے پر اپنے ماں سے زنا کرنے کا جھوٹ۔ یہودا کا اپنی بہو سے زنا کا جھوٹا قصہ۔ غرض دنیا کا ایک بھی بزرگ انسان نہیں جس پر بائبل نے گالیوں کی بوچھاڑ نہیں کی۔ یہاں تک کہ خدا کی اپنی دو بیویوں کو بھی پرلے درجہ کی فاحشہ گھوڑوں اور گدھوں سے زنا کرانے والی لکھا ہے۔ (حزقیل ۲۳) اور جناب مسیح ؑ کے نسب نامہ میں کتنی عورتیں ہیں جن کو زانیہ اور فاحشہ لکھا ہے۔ غرض یہ کتاب جو دنیا کے واجب التعظیم بزرگوں کو فحش گالیاں دیتی ہے دنیا کی انٹرنیشنل کورٹ میں مقدمہ چلا کر اس کی اشاعت کو ممنوع قرار دیا جائے۔ ایک مسلمان اس امر کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا کہ انبیاء کرامؑ کو ایسی گندی گالیوں سے یاد کیا جائے۔ ہم ان کے مسیح ؑ کو اپنا مسیح ؑ سمجھتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی سلب

ایمان کا موجب سمجھتے ہیں۔

## مسیحی نامہ نگار کے جواب میں گالی نہ دینے کی دوسری وجہ

دوسری وجہ مرزائی، اور مرزائیوں کے بالمقابل مسیحیوں کا کوئی برا نام نہ رکھنے کی یہ ہے کہ جناب مسیحؑ نے اپنی زندگی میں اپنے پیروؤں کا کوئی نام تجویز نہیں کیا۔ حواری لوگ آپس میں ایک دوسرے کو برادر۔ ایماندار، دوست وغیرہ ناموں سے یاد کرتے تھے۔ ان لوگوں کو کرسٹان نام مسیح کے ۳۴ سال بعد انطاکیہ میں بت پرستوں نے عطا کیا اور یہ نام بذاتِ خود ایک گالی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہر ملک میں اپنا ایک الگ نام رکھتے ہیں مسلم ساری دنیا میں مسلم کہلاتا ہے۔ ہندو ہر زبان میں ہندو لکھا جاتا ہے۔ سکھ پارسی اور بدھ ہر بولی میں سکھ پارسی اور بدھ بولا جاتا ہے لیکن مسیح کے کہلانے والے پیرو کسی ملک میں کرسٹان۔ کسی میں کرسچیئن، کسی جگہ نصاریٰ۔ کہیں مسیحی، کہیں یسوعی اور عیسائی کہلاتے ہیں، ان کا مذہبی نام ایک نہیں۔ چنانچہ اعمال ۱۱: ۲۶ میں لکھا ہے:-

"اور پہلے انطاکیہ میں شاگرد کرسٹان کہلائے۔"

اُردو، فارسی، عربی ترجموں وغیرہ میں لکھا ہے:-

"شاگرد پہلے انطاکیہ ہی میں مسیحی کہلائے"

اس پر سوال یہ ہوا کہ اس سے پہلے یہ لوگ کیا کہلاتے تھے؟ پھر یہ نام ۱۵۰ء تک اس گروہ کے لئے استعمال نہیں کیا گیا۔ قدیم مورخین کلیمنٹ، آف روم۔ برنباس اور ہرمس کی تحریرات میں نہیں ملتا۔ البتہ ۱۵۰ برس بعد جسٹس، مارٹر وغیرہ کی تحریرات میں یہ نام ملتا ہے۔ چونکہ یہ نام خدا کا یا مسیحؑ اور روح القدس کا عطا کردہ نہیں بلکہ بت پرستوں (Heathens) کا تجویز کردہ اور گالی ہے اس لئے ہم خود اس کے استعمال سے پرہیز کرتے ہیں اور اس کا دہرانا بھی اچھا نہیں سمجھتے مگر اپنے دوستوں کی خاطر جن کو یہ نام مرغوب ہے، مجبوراً استعمال کرتے ہیں۔

## دنیا کا سردار کون؟

دنیا کے سردار کی اصطلاح عام اَن پڑھ پادری شیطان کے لئے مخصوص سمجھتے ہیں اور انہی معنوں میں نہایت شوخی سے نامہ نگار اخوت نے ہمارے لئے استعمال کیا ہے۔ شیطان کو دنیا کا سردار سمجھنا اور پھر اس کا اس دنیا میں رہنا، زندگی بسر کرنا اور عیش اڑانا دو متضاد چیزیں ہیں۔ دراصل یہ مسئلہ کفارہ کی جڑ بنیاد ہے کہ انسان اس دنیا کی زندگی میں شیطان کا محتاج ہے۔ قرآن مجید اس عقیدہ اور خیال کی تردید کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِی لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ یعنی اے شیطان میرے بندوں پر تیری سرداری نہیں ہے۔ مگر مسیحی اعتقاد کے مطابق ہر انسان فطرتاً گنہگار ہے۔ ہذا شیطان اس کا سردار ہے۔ سردست ہم ان مسیحی تفاسیر اناجیل کے حوالوں کو محفوظ رکھتے ہیں جنہوں نے مسیحؑ کو دنیا کا سردار ٹھہرایا ہے۔ یہ مفسرین بائبل کی ٹامک ٹوئیاں ہیں کہ کچھ مفسر دنیا کا سردار مسیحؑ کو قرار دیتے ہیں اور کچھ شیطان کو۔

## کیا نامہ نگار اخوت ایمانداری سے کام لے رہا ہے؟

قارئین اخوت جو ہمارا اخبار پیغام صلح نہیں پڑھتے ان کو پادری صاحبان بوجھ کر دھوکہ دے رہا ہے آپ لکھتے ہیں پادری گولڈ سیک نے اگر آنحضرت صلعم کی نسبت لکھ دیا کہ آپ لکھے پڑھے نہ تھے تو اس میں کیا طعن ہے۔ کیا آنحضرت صلعم امّی نبی نہیں کہلاتے؟ پادری صاحب بے شک قارئین اخوت کو دھوکہ دے سکتے ہیں کیا اپنے ضمیر اور خدا کو بھی دھوکا دے سکتے ہیں؟ میں نے یہ ہرگز نہیں لکھا کہ آنحضرت صلعم امّی نہ تھے۔ میں نے یہ کہا کہ پادری گولڈ سیک کا یہ لکھنا کہ لکھے پڑھے یہود اور نصاریٰ نے آپ کو دھوکا دے دیا کہ آپ کے متعلق توراۃ میں پیشگوئی ہے۔ یہ پادری گولڈ سیک کا ہمارے سرکار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کو کسی انسان کے شاگرد نہ تھے البتہ وہ خدائے رحمان کے شاگرد تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکو وہ علم پڑھایا جو دنیا کے اور کسی انسان کو نصیب نہیں ہوا۔ پادری صاحب نے جو گالیاں ہمیں دی ہیں، سرسری طور پر ان کا جائزہ ہم نے لیا ہے اس کے تیس جملوں کے اندر بعض جملوں میں تین تین گالیاں ہیں اور پھر اس کا اس پر اصرار ہے کہ مسیحی گالی نہیں دے سکتا۔ مسیحی گناہ نہیں کر سکتا۔ ان گالیوں کے بالمقابل ایک بہت بڑا جھوٹ ہے کیا نامہ نگار اخوت اس کے لئے معافی مانگنے کو تیار ہے؟ اس کا یہ دعویٰ کتاب کے بھی خلاف ہے نامہ یوحنا اوّل باب ۱۔ آیت ایک میں لکھا ہے:-

"اگر کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو ہم اپنے تئیں فریب دیتے ہیں"

حقیقت یہی ہے کہ مسیحی لوگ اپنے گناہوں اور سیاہ کاریوں کا خون مسیحؑ سے دھویا جانا مانتے ہیں جو ایک دھوکا اور فریب نفس ہے۔

## آہ! ڈاکٹر وزیر احمد قریشی

محترمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے مؤقر جریدہ میں جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی کی اچانک وفاتِ حسرت آیات کی خبر پڑھکر دل کو دھچکا لگا۔ اور زبان ہاتھ کر کے رہ گئی۔

مرحوم جناب ڈاکٹر صاحب سے میرے تعلقات ۱۹۳۲ء سے تھے جب میں جہلم میں شیخ عزیز الدین خانصاحب مرحوم ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس کے صاحبزادے کا پرائیویٹ ٹیوٹر تھا جو شیخ نظام الدین خاں صاحب مرحوم ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ریٹائرڈ کے برادر خورد تھے۔ قریشی صاحب مرحوم و مغفور ہماری جماعت کے روحِ رواں تھے۔ اُن سے مل کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی و توسیع کے متعلق باتیں ہوتیں۔ جو ازدیادِ ایمان اور باہمی محبت و مودّت کا باعث ہوتیں۔

میں خود ۱۹۲۸ء میں حضرت امیر مرحوم کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوا تھا۔ جب سے خدا تعالیٰ کی توفیق سے ہر جلسہ سالانہ پر حاضر ہوتا رہا ہوں۔ اور بالعموم قریشی صاحب بھی معہ اہل و عیال لاہور جلسہ سالانہ پر حاضری کو نہایت ضروری خیال فرماتے تھے۔ جہاں مرحوم ایک اعلیٰ درجہ کے ڈاکٹر تھے وہاں اُن کی روحانی حالت بھی قابلِ رشک تھی۔

برٹش گیانا میں ان کا تشریف لے جانا اور وہاں جماعت کی تعمیر اور تبلیغی سرگرمیوں میں معاونت ان کی قلبی تبلیغی لگاؤ کی غمازی کرتی ہے۔ مجھ سے دورانِ گفتگو ایک دفعہ فرمایا۔ کہ جب میں ایم بی بی ایس کلاس میں پڑھتا تھا تو میں نے عہد کیا کہ کسی احمدی سے علاج معالجہ کی ذاتی فیس نہیں لوں گا۔ یہ بھی بہت بڑی قربانی اور جماعت کے احباب سے گہری محبت کا ثبوت ہے۔

مرحوم کی بیگم صاحبہ اور بچوں کا اللہ تعالیٰ خود حامی و ناصر ہو۔ اور مرحوم کی روح کو اعلیٰ علّیین میں جگہ عطا فرمائے۔ ع

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

والسلام

خاکسار: عبدالعزیز۔ گارڈ
خان پور

---

خط و کتابت کرتے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

# رفتارِ عالم

—— بھارت کی وزارت دفاع کے ایک ترجمان نے صدر کینیڈی اور مسٹر میکملن کے مشترک اعلان کو سراہا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ بھارت کے لئے اسلحہ فراہم کرنے کی پالیسی پر بدستور عمل کیا جائے گا۔ اس پر پاکستانی عوام نے شدید غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔

—— الیکشن کمیٹی کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ضمنی انتخابات جولائی کے آخر یا اگست کے شروع میں ہوں گے۔

—— عمان - شاہ سعود نے عرب کے موجودہ بجٹ میں سولہ کروڑ ریال کا اضافہ کرنے کا حکم دیا ہے یہ رقم مسلح افواج، نشریات، تعلیم اور ہنگامی اخراجات پر صرف کی جائے گی۔

—— ڈھاکہ - مشرقی پاکستان اسمبلی نے عصمت فروشی ممنوع قرار دینے کی قرارداد منظور کی ہے۔

—— راولپنڈی - صدر ایوب خاں نے فنانس بل، دولت ٹیکس بل اور تحفہ ٹیکس بل کی منظوری دے دی ہے۔

—— کراچی - عالمی بینک کا ایک وفد ایک ہفتہ کے اندر اندر واشنگٹن سے کراچی پہنچ رہا ہے تاکہ ملتان کے سوئی گیس پائپ لائن کی توسیع کے امکانات کا جائزہ لے سکے۔

—— نئی دہلی - صدر بھارت نے روس جانے سے متعلق صدر روس کی دعوت قبول کر لی ہے۔

—— زنجبار، زنجبار کے سلطان کل ۵۲ برس کی عمر میں انتقال کر گئے - لندن کے ہسپتال میں ایک اپریشن میں ان کی دونوں ٹانگیں کاٹ دی گئی تھیں۔

—— لاہور - محکمہ سیٹلمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسے منتقل الیہ اشخاص جنہوں نے منتقل شدہ املاک کی قیمتیں اور کرایہ کے بقایا جات ابھی تک ادا نہیں کئے ان کے نام جاری شدہ پی ٹی او منسوخ کئے جائیں گے اور ان کے نام منتقل شدہ املاک واپس لے لی جائیں گی۔

—— راولپنڈی نئی درآمدی پالیسی کے ماتحت لائسنس جاری کرنے کی بنیاد کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

—— کلکتہ - معلوم ہوا ہے کہ ناگا لینڈ کی انتظامیہ خفیہ تحریک سے وابستہ ناگاؤں کو دو ماہ کے لئے عام معافی کا اعلان کر دے گی۔

—— سیالکوٹ - شیخ عبداللہ نے پنڈت نہرو سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا ہے - پنڈت نہرو نے اپنے ایک ایلچی کے ذریعہ ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

—— چیف سیٹلمنٹ کمشنر نے ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنروں کو معاہدہ ہائے اشتراک بھیجنے کی آخری تاریخ میں ۳۱ر جولائی تک توسیع کر دی ہے۔

—— پشاور - پشاور کے قریب ایک ایسے غار کا پتہ چلایا گیا ہے جس میں سے ایک لاکھ سال قبل از مسیح کے زمانے کے پتھر کے اوزار برآمد ہوئے ہیں - جو برصغیر میں سب سے قدیم تہذیب کی نمائندگی کرتے ہیں - یہ غار ضلع مردان کی وادی شانگو میں دریافت ہوا ہے۔ اس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ انسان نے برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے یہیں قدم رکھا - اور یہیں اس نے بود و باش اختیار کی۔

—— شیعہ سنی فسادات کی تحقیقات کے سلسلہ میں تین گواہوں نے اپنے بیانات قلمبند کراتے ہوئے یہ تجاویز پیش کیں کہ امام باڑہ محکمہ اوقات کی تحویل میں دیدیا جائے - اور شیعہ حضرات کی جن کتابوں میں صحابہ کرام رضہ کے متعلق دلآزار باتیں موجود ہیں وہ ضبط کر لی جائیں۔

## مضمون نگار حضرات کی خدمت میں

درخواست ہے کہ :-

موجودہ مسائل پر قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں مضامین لکھیں سلسلہ عالیہ کی تاریخ اور افادیت اور حضرت بانئے سلسلہ کی صداقت بالکل جدید اور سائنٹیفک اسلوب میں مضامین لکھیں اور ہمیں بھجوائیں انکے مضامین نہایت شکریہ کے ساتھ درج کئے جائیں گے۔

ادارہ "روح اسلام"

## بحر حکمت کے موتی (سلسلہ اول)

یا ایھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منھم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیراً منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولٰئک

ھم الظٰلمون

یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً (الایہ) (۴۹: ۱۱ و ۱۲) ۵

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال ÷ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے
آفتاب ہر زمین و ہر زماں ÷ رہبر ہر اسود و ہر احمرے
(مسیح موعود)

— غلام قادر ڈار —

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے ...

پیغام صلح ۳ جولائی ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۲۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سونز

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ۔ مؤرخہ ۱۸ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۶۳ء | نمبر ۲۸


# پیدائش انسانی کی اصل غرض

## حضرت امام الزمان علیہ السلام کے ارشادات

سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے کفار اور مومنوں کی زندگی کے نمونے بتائے ہیں۔ کفار کی زندگی بالکل چوپایوں کی سی زندگی ہوتی ہے۔ جن کو کھانے پینے اور شہوانی جذبات کے سوا اور کوئی کام نہیں ہوتا یاکلون کما تاکل الانعام۔ مگر دیکھو ایک بیل چارہ تو کھا لے۔ لیکن ہل چلانے کے وقت بیٹھ جائے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی ہوگا کہ زمیندار اسے بوچڑخانہ میں جا کر بیچ دے گا۔ اسی طرح ان لوگوں کی نسبت (جو خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی یا پروا نہیں کرتے۔ اور اپنی زندگی فسق و فجور میں گذارتے ہیں) قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم۔ یعنی میرا رب تمہاری کیا پروا کرتا ہے۔ اگر تم اس کی عبادت نہ کرو۔ یہ امر بحضور دل یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے محبت کی ضرورت ہے۔ اور محبت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک محبت تو ذاتی ہوتی ہے۔ اور ایک اغراض سے وابستہ ہوتی ہے۔ یعنی اس کا باعث صرف چند عارضی باتیں ہوتی ہیں جن کے دور ہوتے ہی محبت سرد ہو کر رنج اور غم کا باعث ہو جاتی ہے۔ مگر ذاتی محبت سچی راحت پیدا کرتی ہے۔ چونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا جیسا کہ فرمایا۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے۔ اور مخفی در مخفی اسباب سے اسے اپنے لئے بنایا ہے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصل غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا بنا لیتے ہیں، وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں، اور خدا تعالیٰ کی ذمہ داری اُن کے لئے نہیں رہتی۔ وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے یہی ہے کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پر ایمان لا کر زندگی کا پہلو بدل لے موت کا اعتبار نہیں۔ سعدی کا شعر سچا ہے ؎

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار
مباش ایمن از بازیٔ روزگار

## بحر حکمت کے موتی

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی باب قوم لم یستقبل الباب من تلقاء وجہہ ولکن من رکنہ الایمن او الایسر ثم یقول السلام علیکم وذالک لان الدور یومئذ لم یکن علیہا ستور۔

(ابوداؤد بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ابوداؤد میں روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے گھر آتے تو دروازے کے سامنے سے نہ آتے بلکہ دائیں یا بائیں طرف سے آتے اور پھر کہتے السلام علیکم اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں دروازوں کے آگے پردے نہیں تھے۔

نوٹ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضور کی وساطت سے اللہ تعالیٰ نے اخلاق فاضلہ کو حاصل کر کے اُن کے عملی مظاہرہ اپنے کلمات طیبات اور اپنے پاکیزہ اعمال سے قوم کے لئے بلکہ کل انسانوں کے لئے قیامت تک کے لئے اعلیٰ نمونہ چھوڑا ہے اسی ایک مضمون کو لو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا ذالکم خیر لکم لعلکم تذکرون (۲۴:۲۷)

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۳)

# تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## آسام

ترجمہ خط از ایم اے رؤف بی اے - آسام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں بہت عرصہ سے آپ کے اسلامک مشن سے منسلک ہوں اور مجھے آپ کی ہفتہ وار "دی لائٹ" پہنچتی رہی ہے - مختلف اوقات پر آپ مختلف کتابیں بھیج کر بھی نوازشات فرماتے رہے ہیں - اور میں پرخلوص دل سے آپ کے اس عالمی ادارۂ تبلیغ کی تعریف کرتا ہوں، یقیناً آپ اپنے مقصد میں بہت زیادہ کامیابی حاصل کر رہے ہیں - یہ امر باعث مسرت ہے کہ یہاں ایک ضعیف برہمن حضرت مولانا محمد علی کی کتاب "نیو ورلڈ آرڈر" سے بہت زیادہ متاثر ہیں جنہوں نے یہ کتاب مہیا کی اور اب وہ اسلام کے بارے میں مزید معلومات اخذ کرنے کے متمنی ہیں -- اور اب میں نے محمد دی پرافٹ" پڑھنے کا مشورہ دیا ہے - جس آدمی کو سچائی اور حقیقت سے ذرہ بھر بھی لگاؤ ہو اُسے اسلام میں ان کی تلاش کرنی چاہیئے - اسلام انسانیت اور عالمی بھائی چارے کا دین ہے ایسے جس اس دنیا میں ابدی سکون اور دائمی مسرت حاصل کی جاسکتی ہے -

"دی لائٹ" سے نومسلم صاحبان کے بارے میں اطلاعات ملتی رہتی ہیں جو ہمارے لئے باعث دلچسپی ہیں کیونکہ جب بھی کبھی نوع انسانی کا کوئی فرد صحیح راستہ پالیتا ہے تو ہمیں اس سے مسرت حاصل ہوتی ہے - ازراہ نوازش اسلام کے دامن میں پناہ لینے والوں کی خدمت میں میرا اسلام عرض کریں اور گزشتہ سال کے دوران جو لوگ دامن اسلام میں حلقہ بگوش ہوئے ہیں، ان کے بارے میں ہمیں معلومات فراہم کریں -

اسلام کسی دور و دیار کا پابند و محدود نہیں ہے بلکہ تا ابد جاری رہے گا، کائنات کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک پھیلتا چلا جائے گا - عصر حاضر کی مضطرب کیفیات میں ذہنی سکون صرف اسلام ہی مل سکتا ہے - اور یہی وجہ ہے کہ ہر بے قرار روح کے لئے بلا تفریق رنگ و نسل یہ دعوت ہے کہ وہ ایک دفعہ اسلام کو پڑھے کہ یہ کیسا نظام حیات ہے -

والسلام

(ڈیپنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے گئے)

## جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از انیر ویلا - تورا اولارنتے سلبرسٹین کارکس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے تاحال اپنے گزشتہ خط کا جواب موصول نہیں ہوا - گزشتہ ہفتہ ایک مقامی اخبار میں یہ خبر نظر سے گزری کہ پاکستان میں زلزلہ آیا ہے - آپ اصل صورت حال سے آگاہ کریں - مجھے تشویش ہے - میں تبلیغ اسلام کے جذبات شدت سے محسوس کرتی ہوں چنانچہ میں نے ٹیچنگز آف اسلام کا ترجمہ ہسپانوی زبان میں ناشر وع کر دیا ہے تاکہ اپنے بچے اور اپنی ماں کو سمجھا سکوں کیونکہ وہ انگریزی نہیں سمجھ سکتے - آپ مجھے کتاب کی قیمت سے آگاہ کریں، مزید تعارف کے لئے میں اپنا ایک فوٹو بھی ارسال کر رہی ہوں - آپ ازراہ نوازش خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھیں - میں اس بات کو پسند کرتی ہوں کہ میں اپنے عزیزوں (مسلم) اور ہم مذہب بھائیوں سے تعلق استوار رکھوں -

علاوہ ازیں آپ نماز کا ایک نسخہ ارسال فرمائیں اور اگر انگریزی میں ہو تو بہتر ورنہ عربی زبان میں نماز پڑھنا میرے لئے زیادہ خوشی کا باعث ہو گا -

میرے بچے اور ماں کا آداب قبول فرمائیں -

(انہیں خط کا جواب اور پریڈیک وغیرہ بھیجے گئے)

## فلپائن

ترجمہ خط ابوبکر - ایچ دنیدل - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مجھے مل گیا ہے بہت بہت شکریہ -

میرے تمام سوالات کا تسلی بخش جواب مجھے مل گیا ہے - آپ جانتے ہیں کہ فلپائن کیتھولک ملک ہے - اور بڑے بڑے شہروں میں مسلمانوں کی تھوڑی بہت تعداد ہے - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح بھی ہو سکے میں اپنے عیسائی بھائیوں میں اسلام کی تبلیغ کردوں - اس سلسلے میں میں خود بھی خصوصاً آپ کے دفتر سے آئی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں، مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ بھی مجھے کتابیں بھیجتے رہیں گے اور بہت بہتر ہوگا اگر آپ مجھے قرآن کریم اور مینول آف حدیث کا انگریزی کا ترجمہ بھیجدیں - اللہ تعالےٰ تحریک احمدیہ کو ہمیشہ روز افزوں استحکام بخشے -

اگر آپ مفت ارسال نہیں کر سکتے تو مجھے ان کی قیمت تحریر کریں تاکہ میں انکو خرید سکوں -

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا)

## نائیجیریا

ترجمہ خط از محمد تیام لویسف - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے کچھ اسلامی لٹریچر اور فہرست کتب مفت ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ عنایت فرمائیں - مجھے اسلام سے متعلق لٹریچر اور کتب سے بڑی دلچسپی ہے - اسلام اور قرآن حکیم پر میرا اعتقاد ہے اور میں انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کا انتہائی مشکور ہوں کہ اس نے چند عربی کتابیں بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیا - امید ہے آپ مجھے مزید لٹریچر بھیجکر مشکور فرمائیں گے - آپکا مشکور ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عیسائی لوگ مذہبی معاملات میں ہمیشہ مجھے مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ کافی شافی مطالعہ سے اُن کے باطل عقائد کو دلائل و براہین سے توڑ سکوں - والسلام

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا -)

(۲)

ترجمہ خط از اے - ایلیولین - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

لٹریچر ملا - صد شکریہ

لٹریچر حاصل کر کے مجھے حقیقی خوشی نصیب ہوئی - پہلے بھی میں نے قرآن پاک کے بارے میں عرض کیا تھا براہِ کرم عربی متن قرآن کریم ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں -

میں بڑی بے تابی سے انتظار کروں گا - اللہ تعالےٰ خدمت اسلام کی سرگرمیوں کے سلسلے میں آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے - امید ہے کہ آپ آیندہ بھی یاد رکھیں گے -

والسلام

(حمائل شریف اور لٹریچر بھیجا گیا)

## اسلام اور دیگر

مذاہب سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے پیغام صلح - روح اسلام - لائٹ اور اسلامک ریویو کا مطالعہ کریں اور مفت لٹریچر پتہ ذیل سے حاصل کریں -

انسپکٹر انچارج مفت اشاعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۶۳ء

# ”ہمارا سب سے بڑا جرم اور ”ایمان بگاڑنے والی باتیں“

ان غلط بیانیوں کے علاوہ جو جماعت احمدیہ اور ووکنگ مسلم مشن کے متعلق رنگون کے ہفت روزہ اخبار ”نگار“ سے گذشتہ اشاعت میں نقل کی جا چکی ہیں، اسی اخبار نے اس بات کا رونا رویا ہے کہ

” ان کے (حضرت مرزا صاحب کے) نام کے ساتھ ایمان بگاڑنے والی باتیں بھی تو ہیں تو ان ایمان بگاڑنے والی باتوں پر کون اللہ کا بندہ ایمان لائے گا۔“

اور وہ ”ایمان بگاڑنے والی باتیں“ کیا ہیں؟ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جناب ڈاکٹر این اے خان صاحب نے قرآن کریم کا برمی ترجمہ اور تفسیر شائع کی ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

” افسوس کس بات کا ہے کہ ہمارے وہ حضرات جو کہ برما کے برمی مسلمانوں میں لیڈر اور رہنما کی حیثیت سے ہیں قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں تحقیق کئے بغیر قادیانیت کے چکر میں پھنس کر قرآن کریم کا غلط برمی ترجمہ کر رہے ہیں اور تفسیر لکھ رہے ہیں“

سن لیا آپ نے؟ یہ ہے ہمارا جرم یا یوں کہئے کہ یہ ان لوگوں کا جرم ہے جو جناب ڈاکٹر این اے خان صاحب کے زیر ہدایت قرآن کریم کا برمی ترجمہ و تفسیر کر رہے ہیں، کتنا بڑا جرم ہے اور کس قدر ایمان بگاڑنے والی بات ہے، قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر! اس سے بڑھ کر جرم اور کیا ہو سکتا ہے۔ ”غلط برمی ترجمہ“ کا لفظ لکھ کر اس ”جرم“ کی اہمیت بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس میں کونسی بات غلط ہے اور کس آیت کا ترجمہ غلط کیا گیا ہے، یا سارا ہی ترجمہ غلط ہے۔ آخر کچھ تو ترجمہ کی غلطی پر روشنی ڈالی جاتی تاکہ قرآن کریم کے ترجمہ کے ”جرم“ کی اہمیت زیادہ واضح ہو جاتی۔

بہرحال یہ سب سے بڑا جرم ہے جو جماعت احمدیہ سے سرزد ہوا ہے کہ وہ قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں کرا کر شائع کرتی ہے، اس سے بڑھ کر ”ایمان کو بگاڑنے والی“ بات اور کیا ہوگی۔

دوسری ”ایمان کو بگاڑنے والی بات“ جو حضرت مرزا صاحب سے سرزد ہوئی وہ یہ ہے:۔

” ان کا (حضرت مرزا صاحب کا) سب سے بڑا کمال یہ تھا کہ جھوٹ بول کر مسیحی پادریوں کا مقابلہ مسیح موعود بن کر کرتے تھے اور مسیحی پادریوں کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیتے تھے“

دیکھا آپ نے؟ مرزا صاحب کا یہ ”سب سے بڑا کمال“ کتنا بڑا جرم ہے کہ وہ مسیحی پادریوں کا مقابلہ کر کے انہیں راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیتے تھے، کون کہہ سکتا ہے کہ ”ایمان کو بگاڑنے والی بات“ نہیں ”سلامتی ایمان کی بات“ تو تب ہوتی کہ مسیحی پادریوں کا مقابلہ نہ کیا جاتا تاکہ وہ مسلمانوں کو دھڑا دھڑ عیسائی بنا کر اسلام کا خاتمہ کر دیتے۔ یہ کیا کہ انہیں راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا گیا، بھلا یہ بھی کوئی سلامتی ایمان کی بات ہو سکتی ہے۔

مرزا صاحب کے اس ”جرم“ کی اہمیت بھی مراسلہ نگار کے ان الفاظ سے واضح کی ہے کہ انہوں نے ”جھوٹ بول کر“ مسیحی پادریوں کا مقابلہ کیا اور انہیں راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا، فی الواقعہ اگر ایسا ہوا تو بہت بڑی بات ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا جھوٹ مرزا صاحب نے بولا؟ کیا یہ جھوٹ ہے کہ مسیح علیہ السلام ابن اللہ نہیں بلکہ خدا کے نبی اور پیغمبر تھے؟ کیا یہ جھوٹ ہے کہ انہوں نے انسانی گناہوں کے لئے کوئی کفارہ نہیں دیا؟ اور صلیب پر لعنتی موت نہیں مرے بلکہ بموجب آیہ قرآنی فلما توفیتنی اور بموجب حدیث نبوی ایک سو بیس برس کی عمر پا کر اسی دنیا میں فوت ہوئے؟ کیا یہ جھوٹ ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار نہیں اور نہ اسے اپنی نجات کے لئے کسی کے کفارہ کی ضرورت ہے؟ یہی وہ چیزیں ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے مسیحی پادریوں کے سامنے پیش کیں اور انہیں راہ فرار اختیار کئے بغیر چارہ نہ رہا۔ ان میں سے جو بھی بات جھوٹ ہے ”نگار“ کو چاہیئے کہ اس کی نشاندہی کرے تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ اس کا ایمان سلامتی کے کس درجہ پر ہے۔

بہرحال یہ دوسرا بڑا ”جرم“ ہے، جو حضرت مرزا صاحب سے سرزد ہوا کہ انہوں نے مسیحی پادریوں کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا، اب وہ لوگ جو پاکستان میں مسیحی پادریوں کی یلغار سے تنگ آ کر ان کے مقابلہ کی سوچ رہے ہیں، غور کریں، کہ کہیں وہ بھی اس ”جرم“ میں مرزا صاحب کے ساتھ کشتنی و گردن زدنی قرار نہ پا جائیں۔

تیسرا بڑا ”جرم“ وہ ہے جس کا ذکر اس سے قبل ان کالموں میں آ چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے غیر ممالک بالخصوص یورپ میں تبلیغ اسلام کی طرح ڈال کر اور بڑے بڑے پڑھے لکھے انگریزوں اور ان کے پادریوں کو مسلمان کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے جو اپنے عالمگیر اصولوں کے آگے مغرب کے روشن خیال لوگوں کی گردنیں جھکا سکتا ہے، یہ ایک بہت بڑا ”جرم“ مرزا صاحب نے کیا اور ان کی جماعت آج تک کر رہی ہے جس کی وجہ سے ”نگار“ ہی نہیں بڑے بڑے مولاناؤں کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے ہیں، شروع سے لے کر اب تک انہوں نے یورپ کے احمدی مشنوں بالخصوص ووکنگ مسلم مشن کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے اور اس کے لئے وہ زور مارا ہے جس کی حد نہیں، لیکن اسکو کیا جائے کہ ان کی کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی اور نہ کبھی ہوگی ان کی مخالفتوں کے باوجود یورپ کے احمدی مشنوں کے ذریعہ اسلام کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور چلا جا رہا ہے، اب رنگون کے ”نگار“ اور ”دور جدید“ وغیرہ اخبارات نے پھر ایک دفعہ منہ کی پھونکوں سے اس چراغ کو بجھانے کی کوشش شروع کی ہے اور ”دور جدید“ کو یہ بھی شکایت ہے کہ ایک تیسرے روزنامہ ”پرواز“ نے ان کی ہمنوائی نہیں کی، اور اب تک خاموشی کے ساتھ تماشا دیکھ رہا ہے۔

”دور جدید“ کو چاہیئے کہ اور بھی جس قدر اخبارات ہیں انہیں اپنے ساتھ شامل کر کے ”مرزائیوں“ کے مذکورہ بالا ”جرائم“ کو مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دے تاکہ دل کا کوئی ارمان باقی نہ رہ جائے اور مخالفین اسلام کی فہرست میں ان کا نام بھی روشن حروف سے لکھا جائے۔ لیکن ساتھ ہی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ وہ چراغ نہیں جو منہ کی پھونکوں سے بجھایا جا سکے۔ یہ دن بدن روشن ہوتا چلا جائے گا اور مخالفین کو آخر کار حسرت و یاس ہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

---

## مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

آج کل مری میں تشریف فرما ہیں۔ احباب کرام خط و کتابت کا پتہ نوٹ فرمالیں:۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب
معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب
ڈاک خانہ سنی بینک مری
PO. SUNNY BANK
MURREE

# ایک ربوی ہیڈ ماسٹر کا "مجاہد کبیر" پر تبصرہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے ایک دوست نے اخبار "الفضل" کا ایک پرچہ دکھایا جس میں کسی صاحب۔ محمد ابراہیم ہیڈ ماسٹر ہائی سکول ربوہ۔ نے کتاب "مجاہد کبیر" پر تبصرہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اُسے پڑھ کر مجھے علامہ شبلی نعمانی مرحوم کی ایک نظم یاد آگئی جس میں وہ خاندان مغلیہ کے جلال الدین اکبر بادشاہ کے ہندو راجپوت راجاؤں کے خاندانوں میں شادی بیاہ کے تعلقات پیدا کرنے اور اُن سے مساوات اور حسن سلوک کا ذکر کرتے ہیں مگر آخری شعر میں اہلِ ہنود کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ؎

تمہیں لے دے کے ساری داستاں میں یاد ہے اتنا
کہ عالمگیر ہندو کش تھا۔ ظالم تھا۔ ستمگر تھا

محمد ابراہیم جو کہ اگر مارچ ۱۹۱۴ء میں پیدا ہو چکے تھے تو اختلافات سلسلہ احمدیہ کو یقیناً بچپنے کی وجہ سے سمجھنے سے قاصر رہے ہوں گے۔ وہ بھلا اس کتاب پر کیا تبصرہ کریں گے۔ اور اگر ایا تا ایک اہل ادب کی حیثیت سے قلم اُٹھاتے بھی تو کتاب یا سوانح عمری کے ہر پہلو پر نظر ڈالنی چاہیئے تھی۔ مگر اہلِ ربوہ سے جو اپنی عقل و خرد اور ایمان دربارِ خلافت کی نذر کر چکے ہیں کسی قسم کے انصاف اور دیانت داری کی اُمید فضول ہے۔

محمد ابراہیم صاحب نے پہلے تو اشارتاً کتاب کی حیثیت یہ کہکر گرانے کی کوشش کی ہے کہ اسکو مولانا محمد علی صاحب مرحوم کے برادر نسبتی اور فرزند نے مل کر لکھا ہے۔ اس لئے قدم قدم پر عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کی ایک سوانح عمری "سیرت المہدی" کے نام سے جناب مرزا میاں صاحبزادہ بشیر احمد صاحب ایم اے (حضرت صاحب کے فرزند) نے بھی لکھی ہے۔ کیا اس وجہ سے وہ بھی ناقابل التفات ہو گی؟

پھر محمد ابراہیم صاحب نے بڑا زور اس بات پر مارا ہے کہ مولانا مرحوم نے خلیفہ اور اس کے احکام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک الگ مجلس شوریٰ یا جمہوری انجمن کی بنیاد ڈالی۔ اور یہ کہ بالآخر اس انجمن سے شاکی اور نالاں رہے۔ اور اسکو محمد ابراہیم صاحب نے اپنے خلیفہ صاحب کی پیشین گوئی لیمزقنھم کا نتیجہ بتلایا۔ نبی کریم صلعم نے اختلاف رائے تو اپنی امت کے لئے رحمت بتلایا ہے۔ بشرطیکہ وہ نیک نیتی پر مبنی ہو۔ جس کام اور راہ پر (خدمت دین اور اشاعت اسلام) مولانا مرحوم نے جماعت احمدیہ لاہور کو لگایا تھا۔ اسی راہ پر بفضلہ تعالےٰ وہ آج بھی گامزن ہے۔ اور بحکم الٰہی امرھم شوریٰ بینھم پر عامل ہیں۔ دوسری طرف اہل ربوہ میں بھی انتشار اور کئی ایک پارٹیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ خود خلیفہ صاحب اس وقت خدائی گرفت میں آئے ہوئے ہیں کہ مفلوج اور مخبوط الحواس ہو گئے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے:۔

ولا تخاطبنی فی الذین
ظلموا انھم مغرقون
یا ابراھیم اعرض عن
ھذا۔ انہ عمل غیر
صالح۔ جس کی دوسری
قرأت ہے انہ عمل غیر
صالح" (تذکرہ ص۸۵)

(یہاں حضرت نوحؑ کے بیٹے کی مثال ہے)
پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"فرمایا کہ میں اپنی جماعت کے لئے پھر قادیان کے لئے دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا۔ زندگی کے فیشن سے دُور جا پڑے ہیں فسحقھم تسحیقا"
(تذکرہ ص۴۸۲)

دیکھو جو قادیان اور اہل قادیان کا حشر ہوا وہ سبکو معلوم ہے۔

اس لئے اے اہل ربوہ۔ خدا سے ڈرو۔ یہ کتاب "مجاہد کبیر" بھی تمہارے لئے اتمام حجت ہے اگر اپنی اصلاح نہ کی تو خدا کی گرفت نہیں آن پکڑے گی اپنے اعمال کے تم آپ ذمہ دار ہو۔ سوچو اور سمجھو۔ حضرت مسیح موعود کی جماعت جو صحیح مسلک پر چلے گی وہ بچالی جائے گی۔ حضرت صاحب کا الہام بھی ہے سیصلح اللہ جماعتی انشاء اللہ۔

راقم خاکسار ممتاز احمد فاروقی
از لاہور

# اخبار و افکار

## سوڈان میں اسلام اور مسیحیت

اسلام نے جہاں دوسرے مذاہب کے متعلق رواداری کی تعلیم دی ہے جس کا عملی نقشہ اسلامی سلطنتوں میں ہمیشہ دیکھنے میں آیا ہے وہاں مسیحیت کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ جہاں اُس کا قدم گیا ہمیشہ جبر و تشدد کو ذریعہ تبلیغ بنایا گیا۔ اس کی ایک تازہ مثال جنوبی سوڈان کے اس واقعہ سے ملتی ہے کہ اس کی آزادی سے پہلے ۵۶ سال تک وہاں عملاً غیر ملکی مسیحی مشنریوں کا تسلط رہا اور یہ تمام علاقہ صرف مسیحیت کا حلقہ بگوش بنائے جانے کے لئے مخصوص تھا۔ اسلام یا کسی اور مذہب کو وہاں تبلیغ کی اجازت نہ تھی۔ مسیحی مشنری حکومت کے ایجنٹ سمجھے جاتے تھے اور ملک کا تمام تعلیمی نظام اُن کے ہاتھ میں تھا، اور ان نظام کو چلانے کے لئے انہیں ۹۵ فیصدی امداد سکولوں کے فنڈز سے ملتی تھی۔

اب جبکہ حصول آزادی کے بعد وہاں ملکی حکومت قائم ہوئی ہے۔ حکومت نے تعلیمی نظام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور تمام مذاہب کو تبلیغ کی اجازت حاصل ہو گئی ہے اس سلسلہ میں ۶۰۴ مسیحی مشنریوں میں سے ۳۴۴ کو تعلیمی فرائض سے الگ کر کے سوڈان سے چلے جانے کا حکم دیدیا گیا ہے کیونکہ ان اسامیوں پر وہ متعین تھے ان کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

اس معمولی واقعہ کو جو ملک کے اندرونی انتظام سے تعلق رکھتا ہے امریکی اخبار ٹائم نے جبر و تشدد کا نام دیکر حکومت سوڈان کو خواہ مخواہ بدنام کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ جو روپیہ وہاں کے تعلیمی نظام پر خرچ ہوتا ہے وہ ملک کے ٹیکس دہندگان کی جیبوں سے نکلتا ہے اس صورت میں حکومت کا حق ہے کہ اس نظام کو اپنے ہاتھ میں لے۔ جبر و تشدد کی بے بنیاد داستان کے ساتھ جو ٹائم نے سُنی سنائی باتوں کی بناء پر گھڑی ہے اس کا کوئی تعلق نہیں ۵۶ سال تک مسیحی مشنری حکومت کے بل بوتے پر جس جبر و تشدد سے کام لیتے رہے ہیں اسکو پیش نظر رکھتے ہوئے کون انصاف پسند موجودہ حکومت کے رویہ کو ناپسند کر سکتا ہے۔

بہتر ہوگا اگر حکومت پاکستان کو بھی مسیحی مشنریوں کے بارہ میں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے تاکہ پاکستان میں ان کے مخالف اسلام رویہ کی اصلاح اور تدارک ہو سکے۔

## چندہ برائے احمدیہ ہال

| | |
|---|---|
| مستری فضل دین صاحب سیالکوٹ | ۱۰۰۰/- |
| اہلیہ محترمہ ملک کرم الٰہی صاحب ریٹائرڈ محکمہ نہر | ۱۲۰/- |

ملک کرم الٰہی صاحب بہت دنوں سے بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

## حضرت امیر ایدہ اللہ

۹ جولائی کو معہ اہل و عیال ایبٹ آباد تشریف لے گئے ہیں، آپ کا پتہ یہ ہے:۔
معرفت پوسٹ ماسٹر ایبٹ آباد

# خدا تعالیٰ سے منت مان کر اُسے پورا نہ کرنا اور وعدہ خلافی سے کام لینا منافقت پیدا کرتا

## اور غضب الٰہی کا موجب ہوتا ہے

## حضرت مجدد وقت کی پیدا کردہ ایثار پیشہ قوم اور اس کی بے نظیر قربانیاں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۵ رجولائی ۱۹۶۳ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس ہو۔

ومنهم من عٰهد الله لئن اٰتٰنا من فضله لنصدّقنّ ولنكوننّ من الصّٰلحين ——
—— الم يعلموا انّ الله يعلم سرّهم ونجوٰهم وانّ الله علّام الغيوب —— التوبہ ——

### محاسبۂ نفس

ان آیات میں انسان کو اپنے نفس کا محاسبہ کرنا سکھایا گیا ہے۔ اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کی عادت مفید عادت ہے۔ ہم سب تقصیروار ہیں۔ ہم سے بلاارادہ ہی خطائیں ہوتی رہتی ہیں۔ اگر انسان اپنے دل کو ٹٹولتا رہے۔ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہے تو اس کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے۔ کبھی کبھی صادق دوست مل جاتے ہیں۔ وہ غلطیوں اور خطاؤں کی نشاندہی کر کے اصلاح کی طرف ہدایت دیتے رہتے ہیں۔ اس سے محاسبہ کرنے میں اعانت ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من حاسب نفسه لم يحاسبه الله جو شخص اپنے آپ کا محاسبہ کرنے کی عادت ڈال لے۔ اور اس کے مطابق نفس و اعمال کی اصلاح کرتا رہے تو خدا تعالیٰ اس کا محاسبہ نہیں کرے گا۔

### اللہ تعالیٰ کو علام الغیوب یقین کرتے ہوئے اپنا محاسبہ کرتے رہو۔

ان آیات میں محاسبہ کے متعلق چند باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جو آپ کے غور طلب ہیں۔ ان آیات کے آخر میں لکھا ہے الم يعلموا انّ الله يعلم سرّهم ونجوٰهم۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ ان کی پوشیدہ باتوں اور دل کی گہرائیوں سے اچھی طرح واقف ہے ان کی خفیہ باتوں سے بھی واقف ہے اور دوستوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ جو مشورے کرتے ہیں ان کو بھی خوب جانتا ہے۔ یہ کیوں اس لئے کہ ان الله علّام الغيوب۔ خدا تعالیٰ باریک سے باریک بات، خفیہ سے خفیہ خیالات اور غیبی امور کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ علم و ایمان رکھتے ہوئے کہ خدا کی نگاہ تو باریک ہے اور وہ ہماری حرکات و اعمال کو دیکھتا ہے ہم سے محاسبہ کرے گا۔ تو اس کی زندگی طہارت اور پاکیزگی کی زندگی ہوگی۔ اس کی نگاہ میں شرم و حیا ہوگی۔ اس کے عمل میں حسن و خوبی ہوگی۔

### خدا تعالیٰ سے عہد کر کے اسے پورا نہ کرنا موجب نقصان ہے۔

یہ آیات کس طرح شروع ہوتی ہیں۔ فرمایا ومنهم من عٰهد الله۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں۔ لئن اٰتٰنا من فضله کہ اگر اس نے اپنے فضل و کرم سے میری آرزوئیں پوری کر کے مجھے اپنے انعام و اکرام سے نوازا۔ لنصدّقنّ تو ہم ضرور خدا کا دیا ہوا مال خدا تعالیٰ کے راستہ میں صرف کریں گے۔ ولنكوننّ من الصّٰلحين اور ہم اس کے احکام و فرامین کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔ مال ہم کو اس کی فرمانبرداری سے غافل نہیں کرے گا۔ بلکہ ہمارے ایمان میں ترقی ہوگی۔ فلمّا اٰتٰهم من فضله جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی مرادیں پوری کر دیتا ہے۔ کبھی عہدہ بڑھ جاتا ہے کبھی تنخواہ میں اضافہ ہو جاتا ہے، کبھی دولت میسر آجاتی ہے، پوتے مل جاتے ہیں۔ اموال میں ترقی ہو جاتی ہے اور مختلف قسم کی آرزوئیں پوری ہو جاتی ہیں۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ اس کی دلی تمناؤں کو بارآور کر دیتا ہے بخلوا به تو اس کے دیئے ہوئے مال میں سے بخل کرنے لگ جاتے ہیں اور پھر اس روپیہ کو خدا کی راہ میں صرف کرنے سے کتراتے ہیں۔ وہ سب قول و قرار بھول جاتے ہیں جو اپنے علیم و قدیر خدا سے کر رکھے ہوتے ہیں۔

### ثعلبہ بن حاطب کی وعدہ خلافی

اس آیت کے نیچے تفسیروں میں لکھا ہے کہ اس میں ایک شخص ثعلبہ بن حاطب کی طرف اشارہ ہے وہ بڑا مفلس اور تنگ دست آدمی تھا۔ اس نے کہا یا رسول الله ادع الله ان يرزقني مالاً۔ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے مال عطا کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا کیا تو میں خدا تعالیٰ کے حقوق بھی پورا کر دوں گا۔ اور اس کی راہ میں ایثار و قربانی سے بھی کام لوں گا۔ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا ان قليلاً تؤدي شكره خير من كثير لا تطيقه کہ جو مال تھوڑا ہو اور اس پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے وہ بہتر ہے اس کثیر مال سے جو ذکر الٰہی سے غافل اور محروم کر دے۔ فراجعه وقال لئن رزقني الله مالاً لاعطين۔ كل ذي حق حقه اگر اللہ نے مجھے مال عطا کیا تو میں ہر شخص کا حق ادا کروں گا۔ اس پر حضورؐ نے دعا فرمائی —— اس شخص کی بکریاں تھیں۔ وہ بڑھ گئیں اور اس کے مال میں اضافہ ہو گیا۔ بکریوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ مدینہ کی جگہ اس کے لئے تنگ ہو گئی —— اس نے باہر جا کر ڈیرے لگا دیئے۔ بجائے اس کے کہ اس حالت میں وہ شکر الٰہی کرتا اسے مال پر فخر ہو گیا وكان يصلي ظهر وعصر۔ نمازیں چھوٹ گئیں صرف ظہر و عصر باقی رہ گئیں۔ دوسری نمازوں میں شرکت بوجہ مصروفیت کار اور دوری منزل نہ ہو سکتی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد ترك الجمعة نماز جمعہ بھی جاتی رہی۔ اور اس نے زکوٰۃ دینا بھی بند کر دیا۔ حضرت نبی کریم صلعم کے محصل زکوٰۃ کے مطالبے کے لئے گئے تو اس نے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگا واہ جی واہ! محنت اور مشقت ہم کریں اور کمائی آپ لے جائیں۔ یہ تو جزیہ ہے جو تم مانگتے ہو اور جزیہ مسلمانوں سے لینا منع ہے۔ جزیہ تو کافروں سے لیا جاتا ہے اب تم ہم سے بھی لینے لگے ہو۔ ایک تو یہ حالت تھی کہ وہ شخص تنگ دستی اور مفلسی کی حالت میں حضورؐ کے پاس آیا اور منت و زاری کی کہ میرے از دیاد مال و نعم کے

لئے جناب الٰہی میں دعا فرمائیں اور کہا ہے — انی لاعطین کل ذی حق حقہ۔ میں ہر حق دار کا حق ادا کرتا رہوں گا۔ مگر جب مال غنیمت کی کثرت ہوتی ہے تو وہ خدا اور بندوں کے حقوق سے غافل ہو گیا۔

## خدا کے ساتھ وعدہ خلافی سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاعقبھم نفاقاً فی قلوبھم کہ اس وعدہ خلافی سے نفاق کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ میرے بیٹے کی تعلیم پوری ہو جائے تو میں اتنا صدقہ دوں گا مال میں اضافہ ہو جائے تو اتنا حصہ خدا کی راہ میں خرچ کروں گا۔ اس وعدہ اور قول و قرار کو اگر پورا نہ کیا جائے تو نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی بخششیں، انعامات اور اکرام بے حد ہیں۔ خدا تعالیٰ کا عملی رنگ میں ذکر و شکر مال کا اس کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ مگر نفس اکثر اوقات انسانوں کو گمراہی میں ڈال دیتا ہے۔ اس صحابی (ثعلبہ بن حاطب) کی مذکورہ بالا مثال بطور عبرت و موعظت ہمارے سامنے ہے وہ منافق قرار پاگیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کو ندامت محسوس ہوئی اور کچھ مال لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو منع کر دیا ہے کہ تم سے مال لوں۔ استغفراللہ! استغفراللہ!! کتنا عذاب ہے اس شخص کے لئے اس دنیا میں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی قربانی و ایثار قبول کرنے سے منع کر دیا جاتا ہے۔

## ہماری ایثار پیشہ قوم

ہماری جماعت بڑی ایثار پیشہ اور قربانی کرنے والی جماعت ہے۔ اس کے چندوں سے بڑے بڑے امور اور خدمات اسلام انجام پا رہی ہیں یہ ایک مثالی قوم ہے۔ اس کے چندوں کی وجہ سے یورپ میں دعوت و تحریک اسلام کے اہم فریضے ادا ہو رہے ہیں اور اسلامی مشن جاری ہیں۔

## جو لوگ منت مان کر اسے پورا نہیں کرتے

اس قوم میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ میں اپنا بیٹا خدا کی راہ میں وقف کر دوں گا ------- اگر میرا مال بڑھے گا، میری تنخواہ میں اضافہ ہو گا۔ تو میں خدا تعالیٰ کی راہ میں اتنا روپیہ خرچ کر دوں گا۔ یا اگر میرے ہاں کوئی لڑکا ہو گا تو میں اس کو مبلغ بناؤں گا۔ لوگ کئی ایک منتیں خدا کے حضور مانتے ہیں۔ لیکن اگر منتیں پوری ہونے کے بعد اپنے قول و اقرار سے انحراف کا ارادہ کریں تو نفاق پیدا ہو جاتا ہے، جس کا نتیجہ اتنا خطرناک ہے کہ مثال اوپر درج ہے۔ اس سے ایمان ختم ہو جاتا ہے پھر صدقہ و خیرات قبول نہیں ہوتی۔

## ثعلبہ کی قربانی قبول نہ ہوئی

چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم نے ثعلبہ بن حاطب کی پیشکش کو رد کر دیا اور فرمایا کہ ایثار و قربانی کسی روحانی لذت اور دلی خلوص کے ساتھ نہ کی جائے تو خدا تعالیٰ اسے قبول نہیں کرتا۔ پھر اس شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں اپنا مال پیش کیا اور کہا کہ اسے قبول فرمائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ وہ مال جو میرے آقا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کر دیا وہ میں کیسے قبول کر سکتا ہوں۔ لے جاؤ اپنے مال کو۔ پھر اس نے حضرت عمرؓ کے وقت میں زکوٰۃ کا مال پیش کیا انہوں نے بھی رد کر دیا، پھر حضرت عثمانؓ کے وقت میں نہ معلوم اس نے اس صدقہ و زکوٰۃ کے لئے پیشکش کی یا نہ کی۔ لیکن اس دور میں اس کی وفات ہو گئی۔

## ایمان کی آبیاری اعمال کے بغیر نہیں ہوتی

اس واقعہ کو قرآن کریم میں اصولی رنگ میں درج کر دیا گیا ہے کہ خدا سے اقرار کر کے اس سے انحراف کرنے سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے اگر ایمان کی آبیاری اعمال سے نہ کی جائے تو وہ مرجھا جاتا ہے اور مر جاتا ہے جیسا کہ وہ درخت خشک اور مردہ ہو جاتا ہے جس کی آبیاری نہ ہو، ایمان کی تروتازگی عمل صالحہ سے ہے۔ اعمال صالحہ کے بغیر ایمان کی کوئی حقیقت نہیں۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں روپیہ صرف کرنے کا حکم قرآن کریم کے پہلے ہی صفحہ پر درج ہے فرمایا ومما رزقنٰھم ینفقون۔ جو کچھ مال و رزق ہم نے اپنی جناب سے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے اس میں سے خدا تعالیٰ کے راستہ میں صرف کرو۔ تم نے اپنی طرف سے کچھ صرف نہیں کرنا بلکہ ہمارے دیئے ہوئے میں سے صرف کرنا ہے اس کا بھی اجر ملے گا۔

## مال کی محبت بلند مقام سے گرا دیتی ہے

یاد رکھئے اگر مال کی محبت غالب آگئی تو نفس میں فتور پیدا ہو جاتا ہے وہ پھر اپنی بات منواتا ہے اور اس مقام سے گرا دیتا ہے جو خدا خوفی اور رضائے الٰہی کا مقام ہے۔ شیطان اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ اور انسان شیطان کا شکار ہو کر ان وعدوں سے منحرف ہو جاتا ہے جو اس نے خدا تعالیٰ سے کر رکھے ہیں۔ اس سے منافقت پیدا ہو جاتی ہے، ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہو، اسی لئے فرمایا الم یعلموا آ ہوش کرو کچھ سوچو سمجھو ان اللہ یعلم سرھم و نجوٰھم خدا تعالیٰ تمہارے اعمال و افعال سے اچھی طرح واقف ہے۔ وہ خفیہ بھیدوں اور سربستہ رازوں کی گہرائیوں سے بھی واقف ہے۔ یہ علم و واقفیت کیوں نہ ہو ان اللہ علام الغیوب کہ اللہ تعالیٰ غیب اور غیب کی باتوں سے خوب واقف ہے پس اپنے ارادوں کے اندر خدا تعالیٰ کو سامنے رکھو تمہارے اعمال سے ظاہر ہو کہ تم مومن ہو، خدا ترس ہو، اپنا محاسبہ کرو۔ محاسبہ نفس بڑی اچھی چیز ہے فلا تزکوا انفسکم۔ اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھو، پاک نفس خیال نہ کرو اور دوسروں کی تحقیر و تذلیل نہ کرو۔ اس سے پاک اور مطہر زندگی حاصل ہو گی اور رضائے الٰہی کا بلند مقام حاصل ہو گا۔

## خطبہ ثانی

کل ایک دوست سیالکوٹ سے آئے ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی لڑکی بھی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک ہزار روپیہ تھا انہوں نے یہ روپیہ مسیح موعودؑ ہال کی تعمیر میں بطور صدقہ پیش کیا۔ پھر ایک خاتون آئیں وہ چل بھی نہیں سکتی تھیں۔ میں بڑا حیران ہوا۔ وہ بڑے گھر کی خاتون تھیں۔ لیکن صحت نے جواب دے دیا ہے۔ وہ آئیں ان کے ساتھ دو تین بچیاں بھی تھیں اس بزرگ خاتون نے کہا کہ میں اپنے آویزے بیچ کر ایک سو تینتیس روپیہ لے کر آئی ہوں۔ اسے مسیح موعود ہال کی تعمیر میں صرف فرما دیجئے۔ ایثار و قربانی کا یہ جذبہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی قوم میں پیدا کیا ہے کہ ایک خاتون اپنے آویزے بیچ کر روپیہ دیتی ہے۔ اور ایک غریب آدمی سیالکوٹ سے چل کر آتا ہے ایک ہزار روپیہ دے جاتا ہے۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ امام وقتؑ نے کیسی قوم پیدا کی ہے۔

## ایک نوجوان سے گفتگو

ایک نوجوان میرے پاس آئے تھے۔ ان کا علم بہت وسیع ہے۔ وہ مختلف جماعتوں سے منسلک رہے ہیں۔ اس لئے ان سب کے حالات و کوائف کا اچھی طرح علم رکھتے ہیں۔ ان سے حضرت مرزا صاحبؑ کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ میں نے کہا کہ حضرت صاحبؑ مجدد تھے نبی نہ تھے۔ انہوں نے بڑے تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ میں تو کچھ اور ہی سنتا رہا ہوں میری اس معاملہ میں غلط رہنمائی کی گئی ہے۔ میں بہت سے اعتراض لے کر آیا تھا مگر اب میرے تمام اعتراض ختم ہو گئے ہیں میں نے کہا کہ حضرت صاحبؑ کا فرمان ہے کہ وہ حدیث جو قرآن سے باہر ہے وہ مردود ہے۔ اور حدیث اور قرآن ہی کا ترجمہ ہے اس نے کہا کہ یہ تو اعتقادات اصل اسلامی ہیں۔ اس نوجوان کی وسعت خیالی کا مجھ پر بڑا اثر ہوا۔

(باقی برصفحہ ۱۴ کالم ۳)

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

# پادری عبدالحق کے مضامین پر اظہار خیال

بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۸ مئی ۱۹۶۲ء

(۲)

حضرت مسیحؑ کا تعلق یہودی قانون (نام نہاد عہد عتیق) کے ساتھ کیا تھا؟ مسیحی صاحبان کے لئے یہ بہت ہی مشکل مگر اس کے ساتھ ہی اصولی سوال ہے کیونکہ از روئے کتاب خداوند عالم کا عہد نسل انسانی کے ساتھ عارضی اور وقتی نہ تھا بلکہ دائمی ابدی اور ہمیشگی کا عہد تھا اگر یہ عہد نامہ کے لحاظ سے محدود ہوتا تو اس کا ذکر اسی عہد نامہ میں ہوتا ضروری تھا حضرت نوحؑ سے اور ان کی اولاد سے دائمی اور ابدی عہد یہ تھا کہ لوگ خدا کے قانون کی پیروی کریں گے اور خداوند عالم بھی ان کے ساتھ رحم اور درگذر کا معاملہ کرے گا۔ (کتاب پیدائش ۶: ۱۸ اور ۹: ۱۶) ختنہ کا عہد حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد کے ساتھ دائمی اور ابدی عہد ہے (پیدائش ۱۷: ۱۲ و ۱۹) بنی اسرائیل کے ساتھ خدا کا عہد دائمی اور ہمیشگی کا ہے (۱) حبار ۲۴ تا ۸۔ سموئیل دوم ۲۳: ۵۔ تواریخ اول ۱۶: ۱۷۔ زبور ۱۰۵: ۱۰ یسعیاہ ۲۴: ۵ و ۵۵: ۳ و ۶۱: ۸ یرمیاہ ۳۲: ۴۰ حزقیل ۳۷: ۲۶ وغیرہ وغیرہ۔ وہ عہد نامہ جسے جدید یا نیا عہد نامہ کہا جاتا ہے اس کا کوئی ذکر مسیحؑ سے پہلے کی کسی کتاب میں نہیں تو جناب مسیحؑ کی زندگی ایک عبوری دور (A Period of Transition) تھا جب خداوند یہوواہ کا دائمی اور ابدی عہد نامہ کہتے ہیں کہ پرانا اور فرسودہ ہو چکا تھا مگر نیا ابھی ملا نہ تھا کیونکہ اس کا انحصار مسیحؑ کے کفارہ یا مصلوب ہونے پر تھا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ کی تبلیغ کے دو دور تھے یا زندگی بھر ایک ہی دور رہا ایک وہ جس میں آپ شریعت کے پابند تھے اور دوسرا وہ جس میں آپ اس دور سے گذر کر بقول مسیحی صاحبان فضل کے دروازہ کے دروازہ میں داخل ہو چکے تھے کیونکہ یہ دونو دور ایک دوسرے کے نقیض ہیں ایک دور یہ کہ شریعت پر عمل کرو خدا کے احکامات پر چلو اور نجات حاصل کرو دوسرا اور نیا عہد نامہ یہ کہ شریعت منسوخ ہو گئی (حالانکہ وہ دائمی اور ابدی عہد نامہ تھا جو منسوخ ہو نہیں سکتا) اب اس کے بعد فضل کے دروازے چوپٹ کھل گئے یعنی شریعت پر نہ چلو اور پھر تو بہ نجات پاؤ ظاہر ہے کہ مسیحؑ مجسم ہو چکا تھا گویا ابدی اور دائمی عہد نامہ پر کلہاڑا رکھ دیا گیا۔ کیونکہ ان کی آمد سے نئے عہد نامہ کی آمد کی نوید اور انجیل تھی مگر صرف نوید اور خوشخبری کیونکہ نیا عہد نامہ نافذ نہیں ہو سکتا تھا۔ جب تک مسیحؑ اپنی جان کا فدیہ اور قربانی ادا نہ کر دیں۔ اس لئے آپ کی زندگی ایک عبوری Transitional دور تھا اسے یوں سمجھو کہ گورنمنٹ اپنا ایک قانون منسوخ کر دے مگر اس کی جگہ لینے والا قانون ابھی زیر تشکیل ہو تو ظاہر ہے کہ اس عبوری دور میں خود مسیحؑ اور آپ کے حواریوں کی نجات آدھ میں معلق ہو گی اس دور میں جو لوگ مر گئے ان کا حساب کتاب کس قانون کی بنا پر ہوگا۔ جناب مسیحؑ اور آپ کے حواری اس عبوری دور میں سے گزر رہے تھے حواریوں کا جناب مسیحؑ کو مسیح مان لینا بھی کافی یا ان کی نجات کا ضامن نہ تھا مثلاً آج ایک شخص مسیحؑ کو مسیح مانتا ہے مگر ان کی صلیبی موت کا قائل نہیں کیا وہ نجات پا سکتا ہے؟ نیا نجات حاصل نہیں کر سکتی جب تک اس کے گناہوں کی پاداش میں مسیحؑ مصلوب نہ ہو جائیں۔ لیکن یہ قصہ یہیں ہی ختم نہیں ہو جاتا دنیا کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جناب مسیحؑ کی زندگی میں کس دن دائمی عہد منسوخ ہوا اور نیا عہد شروع ہوا۔ آپ کے والدین ماں جائے بھائی قریبی رشتہ دار اور یوحنا باوجود معجزات اور آئے دن کی کرامات دیکھنے کے زندگی بھر شریعت سے آزاد نہ ہوئے اور نہ ماں باپ نے اپنے بیٹے کو آزاد ہونے دیا۔ ختنہ کی اذیت۔ باوجود انتہائی غریب ہونے کا موروثی گناہ کا فدیہ یعنی عقیقہ۔ اپنے گناہوں سے توبہ کا بپتسمہ۔ ہر تیوہار پر پیادہ پا یروشلم کا سفر روزہ کو منہ کے بل گر کر سجدہ میں دعائیں کرنا۔ چالیس روزوں کی مشقت شیطان سے آزمایا جانا وغیرہ وغیرہ یہ سب شریعت کے تقاضے تھے جن سے آپ عمر بھر گزرتے چلے گئے۔ کل مسیحی دنیا اس عبوری دور کے جھروکوں سے جھانک رہی تھی اور بے صبری سے منتظر تھی کہ کب خدا کا برہ دنیا بھر کے گناہوں کے بدلہ مصلوب ہوتا ہے۔

(یوحنا ۱: ۲۹ و ۳۶)

کب خدا کا دائمی اور ابدی عہد ٹوٹتا اور فضل کے دروازے جو ابتداء دنیا سے بند اور زنگار خوردہ تھے) کھلتے خدا کا لیلا اس میں داخل ہوتا اور اس کے پیچھے حواری اور لوگوں کی بھیڑ گناہ سے آزادی کے جھنڈے لئے ہوشعنا کے نعرے لگاتے جاتے ہیں مگر آہ

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید
ناامیدی اس کی دیکھا چاہیئے

یہ فضل کا دروازہ یا نجات کی غیبی کھڑکی ایک ایسے شخص نے آگے بڑھ کر کھولی کہ جسے جناب مسیحؑ نے آخری دعوت طعام میں شیطان کا خطاب دیا اور اسی وجہ سے دیا کہ وہ جناب کو پکڑوانا چاہتا تھا یا خدا کے برہ پر ساری دنیا کے گناہوں کا بوجھ لاد کر دنیا کو سبکدوش اور سبک سر بنانا چاہتا تھا ہم ہرگز اس امر کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ جناب مسیحؑ کا وہ معتمد حواری جسے مسیحؑ پیار کرتا تھا اس کا ارادہ اپنے استاد کے متعلق اس قدر بُرا تھا۔ بہرحال جناب مسیحؑ کی زندگی میں کوئی دن ایسا نہیں آیا جس دن حواریوں یا مسیحؑ نے یہ سمجھ لیا ہو کہ آج سے ابدی اور دائمی عہد والی بات جھوٹ ثابت ہوئی اور خداوند عالم نے اپنے عہد کے خلاف ایک نیا عہد نامہ نافذ کر دیا اور یہ عہد پوری بنی اسرائیل کی قوم کے ساتھ نہیں بلکہ مسیحؑ اور ان کے چند کمزور ایمان حواریوں کے ساتھ باندھا گیا۔ مگر ہم یہ بتا چکے ہیں کہ مسیحؑ عمر بھر شریعت کے تابع رہے اب صرف ایک بات ہمارے دل میں کھٹکتی ہے اور وہ یہ کہ جناب مسیحؑ نے شریعت پر عمل کر کے دکھا دیا کہ شریعت واجب العمل ہی نہیں ممکن العمل بھی ہے اور ان کی یہ تعمیل شریعت بحیثیت ابن آدم تھی نہ بحیثیت ابن اللہ۔ کیونکہ بپتسمہ۔ ختنہ۔ روزہ۔ نماز۔ عقیقہ وغیرہ وغیرہ انسان کے لئے ہیں نہ خدا کے لئے۔ جب مسیحؑ نے شریعت پر عمل کر دکھا دیا اور پہلے انبیاءؑ بھی شریعت پر چلتے رہے، تو شریعت کا ممکن العمل ہونا ثابت ہو گیا غالباً کوئی مسیحی جناب مریمؑ کے شریعت سے خروج کا قائل نہیں جب مریمؑ زکریاؑ اور زکریاؑ کی بیوی حسب قول لوقا دونو بے عیب خدا کے حکموں پر چلنے والے تھے تو یہ کا یہ ٹوٹ گیا کہ انسان شریعت پر نہیں چل سکتا اس لئے شریعت کے عہد کی بجائے فضل کے عہد کی ضرورت ہے۔

## کیا جناب مسیحؑ کے کفارہ ہو جانے سے شریعت منسوخ ہو گئی

کہا جاتا ہے کہ جناب مسیحؑ نے شریعت پر عمل

کر کے ہمیں شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا اس فقرہ میں کس قدر عقلمندی کا اظہار ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ اگر شریعت لعنت ہے تو وہ سب کے لئے لعنت ہو گی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ مسیح کے لئے لعنت نہ ہو اور مسیحیوں کے لئے لعنت ہو۔ اور پھر یہی شریعت جناب موسٰیؑ، داؤدؑ اور دیگر انبیاء کرامؑ کے لئے تو رحمت اور حصول نجات کا ذریعہ ہو مگر مسیحیوں کے لئے وہی شریعت زحمت اور لعنت ہو۔

تاہم کہا یہی جاتا ہے کہ جناب مسیحؑ نے اپنی بھیڑوں کی خاطر جان دے دی اگر بھیڑوں نے یہ امر تسلیم کر لیا تو بھی کوئی بات ہے مگر بھیڑوں نے ہرگز اس اصول کو تسلیم نہیں کیا کہ ہم نے شریعت کا عہد عبور کر کے فضل کی کوٹھڑی میں قدم رکھ دیا ہے۔ کیونکہ آپؑ کے رخصت ہو جانے کے بعد جب یہ سوال پہلے ہی پہل کلیسا کی کونسل میں رکھا گیا کہ ہمیں شریعت پر عمل کرنا چاہیئے یا نہیں کرنا چاہیئے۔ اس پر کلیسا میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ بعض مقتدر حواری کہتے تھے کہ مسیحؑ نے خود شریعت کی پابندی کی اس کے ماں باپ شریعت کے پابند تھے (مسیحؑ نے ان کے گھر جنم لے کر کم از کم ماں باپ کو تو شریعت سے آزاد کر دیا ہوتا) ہم کون ہیں کہ شریعت کی پابندی نہ کریں لیکن بعض ایسے بھی تھے گو کمتر درجہ کے ہی ہی انہوں نے کہا نہیں مسیحؑ نے اپنی قربانی دیکر ہمیں شریعت سے آزاد کر دیا ہے۔ پہلے گروہ کا سردار پطرس تھا جس پر کلیسا کی بنیاد ہے اور اسے بہشت کی چابیاں عطا ہوئی ہیں اس میں اب نہ مسیحؑ کا کوئی اختیار ہے نہ خدا کا نہ روح القدس کا اور یہی وہ شخص ہے جسے جناب مسیحؑ نے شیطان رجیم کا خطاب دیا ہے۔ گویا خدا کے فضل کا دروازہ بھی ایک ایسے شخص نے کھولا جسے شیطان کا خطاب عطا ہوا تھا۔ اور فضل کی انتہاء بھی یعنی بہشت کی چابیاں بھی ایسے شخص کو دی گئیں کہ جسے وہ چاہے بہشت میں جانے دے اور جسے چاہے روک دے۔ بہرحال پطرس نے شریعت کی پابندی کو ضروری قرار دیا تاریخ کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

*On the other hand a party in the early Church insisted passionately on the permanent validity of the law and especially of circumcision as essential to salvation*

. . . . . . . . . .

اس پارٹی کا کہنا تھا:-

*Jesus himself was a strict observer of the law. Whatever his attitude towards it during his ministry, we may assume without question that till he was conscious of his messianic vocation his obedience to the law was scrupulously and heartily rendered.*

جناب مسیحؑ کے بعد بھی مقدس حواریوں کا ایک گروہ ابتدائی کلیسا میں نہایت سختی کے ساتھ قانون اور شریعت کے واجب العمل ہونے پر مصر رہا بالخصوص ختنہ (جو درحقیقت شریعت پر چلنے کا عہد اور اقرار تھا) نجات کے لئے نہایت ضروری سمجھا گیا۔ مسیحؑ خود شریعت کا سختی کے ساتھ پابند تھا اس کی تبلیغ کے زمانہ میں اس کا جو رویہ تھا ہمیں بغیر کسی عذر کے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ شریعت کی اتباع اور اطاعت نہایت ذوق و شوق سے ہوتی تھی۔"

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے:-

۱- مسیحی معتقدات کی رُو سے عہد نامے دو ہیں جو علماء یہود کو ہرگز مسلم نہیں۔
۲- عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید، یہ صرف مسیحیوں کی اصطلاح ہے۔
۳- جناب مسیحؑ کی زندگی میں عہد نامہ صرف ایک ہی رہا ہے۔
۴- وہ شریعت کے نہایت سختی سے پابند تھے۔
۵- کتاب مقدس میں عہد نامہ کو دائمی اور ابدی واجب العمل قرار دیا گیا تھا۔
۶- اگر اس امر کو تسلیم بھی کیا جائے کہ جناب مسیح شریعت کا عہد منسوخ کرنے کو آئے تھے
۷- تو ان کا پابند شریعت ہونا اس کی عملی تردید ہے۔
۸- دونوں عہد ناموں کا ایک دوسرے کے خلاف ہونا ایک مقررہ وقت کا اعلان چاہتا ہے۔
۹- مسیحؑ کی زندگی میں تو اعلان نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا تھا۔
۱۰- ان کے مصلوب ہو جانے کے بعد اگرچہ ان کی ملاقات اپنے حواریوں سے مختصر تھی تاہم اس میں بھی اس قسم کا اعلان نظر نہیں آتا کہ آج سے پرانا منسوخ اور نئے کا نفاذ ہوتا ہے۔
۱۱- حواریوں میں بالخصوص مقدس حواریوں میں یہ عقیدہ موجود رہا کہ شریعت کی پابندی ضروری ہے۔
۱۲- خدا کے دونوں عہد ناموں میں کوئی زمانہ عبوری دَور کا بھی تھا یا نہیں۔
۱۳- خدا کو پہلا عہد کرنے کے بعد کب محسوس ہوا کہ اس پر لوگ نہیں چل سکتے۔
۱۴- یہ بات خدا کو پہلے بھی معلوم تھی یا نہیں یا تجربہ کے بعد معلوم ہوئی۔
۱۵- دونوں عہد ناموں میں سے آسان عہد نامہ کونسا ہے اور مشکل کونسا یعنی شریعت پر حتی المقدور عمل کرنا اور اپنے عمل سے خدا کے فضل کو جذب کرنا یہ مشکل ہے؟ یا خداوند یسوع کے کفارہ پر محض ایمان لے آنا اور شریعت کی پابندی سے آزادی؟
۱۶- کیا خدا تعالٰے انسان کی محنت اور مشقت پر جزا دیتا ہے یا محض ایمان لانے اور کچھ نہ کرنے کو ترجیح دیتا ہے؟
۱۷- یہ ظاہر ہے کہ خدا کی عبادت نماز روزہ زکوٰۃ اور قربانی یہ جدوجہد اور جہاد کی زندگی ہے اس کے برخلاف نہ عبادت نہ روزہ نہ زکوٰۃ اور نہ قربانی بلکہ کفارہ اور فدیہ پر ایمان بس اسی قدر فلاح دنیوی اور اخروی کے لئے کافی ہے؟
۱۸- مسیحؑ کا ختنہ ہوا انہوں نے بپتسمہ لیا، انہوں نے روزے رکھے وہ یروشلم کی زیارت کرتے تھے۔ اس سے ان کی ذات کو کچھ فائدہ ہوا یا یہ سب کام فضول تھے
۱۹- جن دنوں شریعت کا عہد نافذ تھا ان دنوں کچھ لوگوں کو نجات حاصل ہوتی یا نہیں ہوتی۔
۲۰- انبیاء کرامؑ میں جو شریعت کے پابند تھے اور عوام مسیحی جو شریعت سے آزاد ہیں کیا کچھ فرق ہے یا نہیں دونوں میں سے کون افضل ہے۔
۲۱- یوحنا جو مسیحؑ کا پیشرو اور مبشر سمجھا جاتا ہے وہ شریعت کا پابند تھا اور عمر بھر پابند رہا وہ شریعت کو معاذ اللہ لعنت سمجھ کر فضل کے دروازے میں کیوں داخل نہ ہوا؟
۲۲- جناب مسیحؑ نے اس کے ہاتھ پر خود گناہوں

ہے۔ توبہ کا بپتسمہ پایا اس توبہ کے بعد ان پر روح القدس نازل ہوئی اگر اسے بعد میں یہ معلوم ہوگیا تھا کہ میں مسیح کا مبشر ہوں تو اس نے مسیحؑ کے ہاتھ پر کیوں بیعت نہ کی اس کا فرقہ الگ کیوں بنا اور شریعت کے جوئے تلے جتا رہا۔

۲۳۔ حضرت یوحنا کی شان میں مسیحؑ نے فرمایا:۔
"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ان میں سے جو عورتوں سے پیدا ہوئے یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا ظاہر نہیں ہوا۔" (متی ۱۱:۱۱)

مسیحؑ شریعت کو جو (انبیاءؑ کی معرفت نسل انسانی کو ہر طرح کی نعمت دینے والی اور ابدی رحمت بتائی گئی تھی) لعنت بنانے کے لئے آچکا۔ اس کی شاہانہ سواری کے لئے سڑک تیار کرنے والا اور اس کے آگے آگے خوشخبری لے کر دوڑنے والا یوحنا آچکا لیکن اس یوحنا کو ابھی اتنا بھی پتہ نہیں کہ شریعت لعنت قرار پاچکی ہے مسیحؑ کے مندرجہ بالا قول سے ظاہر ہے کہ اس مبشر کی فضیلت اور بزرگی تمام انبیاءؑ پر گوئے سبقت لے گئی ہے لیکن اس کی راہ عمل شریعت کی پابندی ہے یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ عہد جدید کا عملاً منکر ہے جو مسیحؑ لے کر آیا ہے۔

۲۴۔ فرض کیجئے ایک چیز عرصہ دراز سے نسل انسانی کے لئے رحمت ہے لیکن یکایک وہی چیز دوسرے دن لعنت ہو جاتی ہے یہ ظاہر ہے کہ وہ شئے فی نفسہٖ بری یا لعنت نہیں ہوسکتی ان لوگوں کی بیماری کا درجہ بڑھ جانے کی وجہ سے ایک مفید چیز بھی مضر ہوسکتی ہے مسیحؑ کے آجانے سے لوگوں کی عام ذہنیت میں کیا انقلاب آیا کہ اچھی چیز ان کے حق میں مضر ہوگئی۔

۲۵۔ پرانا عہدنامہ آہستہ آہستہ منسوخ ہوا یا یکایک منسوخ کر دیا گیا۔

۲۶۔ پرانا عہدنامہ جس کے اجزاء صرف احکام عشرہ (Decalogue) یا دس الفاظ میں محدود ہیں ان میں سے کون کون سا حکم معاذاللہ لعنت ہوگیا کہ اب اس کی ضرورت نہیں رہی اور اس کی تفصیل نئے عہد میں کہاں کہاں مذکور ہے یا اس کا ناسخ حکم کہاں کہاں موجود ہے۔

## یسوع کے معنی نجات دہندہ ہیں یا نجات یافتہ؟

بعض لوگوں کو الفاظ کے ساتھ کھیلنے کی دھت ہوتی ہے لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ رستم نام رکھ دینے سے واقعی رستم بن جانا ممکن نہیں پادری صاحبان کا خیال ہے چونکہ مسیحؑ کا نام یسوع ہے اور ان کے پیغام کا نام انجیل ہے لہٰذا مسیح نجات دہندہ اور انجیل نجات کی خوشخبری ہے اول تو ہمیں اس امر سے انکار نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاءؑ کی بعثت کی غرض اپنی اپنی قوم کی نجات تھی چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدی فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ میری طرف سے ضرور تمہارے پاس ہدایت آئے گی پھر جو اس ہدایت کی پیروی کرے گا ان کے لئے خوف ہوگا نہ حزن (یعنی انہیں نجات ملے گی) (۲:۳۸)

میرے خیال میں ہم مسلمان اور مسیحی صاحبان دونو اس پر متفق ہیں کہ خداوند عالم نے نسل انسانی کی نجات کے لئے انبیاءؑ کو مبعوث فرمایا۔ منشاء ایزدی انبیاءؑ کی بعثت سے یہی تھی کہ لوگ خدا کے حکموں پر عمل کریں اور نجات پائیں۔ آخر اس عہدنامہ کا جو خدا اور خدا کے بندوں میں طے ہوا اور کیا مقصد تھا؟ اور یہ عہد الٰہی اولاد آدم میں ہمارے نقطہ خیال سے ہر ملک اور قوم میں پورا ہوا۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر، کوئی قوم ایسی نہیں مگر اس میں بداعمال کے بدنتائج سے ڈرانے والا آیا ہے۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا۔ ضرور ضرور ہم نے ہر ایک قوم میں رسول مبعوث کیا ہے اس اصول کی موجودگی میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ صرف فلاں شخص نجات دہندہ ہے حضرت موسےٰؑ اور آپ کے بعد آنے والے انبیاءؑ کی بعثت کا مقصد اور کیا تھا؟ یہی کہ لوگوں کو نجات ملے۔

مگر اس وقت تک لفظ نجات جو ہم بار بار استعمال کر رہے ہیں اس کے مفہوم اور مراد میں ایک اُلجھن ہے، یہودی مذہب اور دیگر مذاہب کے عام نقطۂ خیال میں ایک بین اور واضح فرق ہے نام نہاد عہدنامہ جدید کو چھوڑ کر یہودی مذہب کی مسلمہ کتب میں نجات کا مفہوم وہ نہیں جو ہم سمجھتے ہیں ان کتب کی بناء پر بنی اسرائیل ایک برگزیدہ قوم ہے اور اس کی مانند دنیا میں اور کوئی قوم موجود نہیں ہے جیسے خدا کی توحید مسلم ہے یعنی خداوند عالم کی مانند اور مثل اور کوئی ہستی نہیں اسی طرح بنی اسرائیل کی تفرید بھی کتب مقدسہ میں مذکور ہے کہ اس جیسی دنیا میں اور کوئی قوم نہیں اور یہ فضیلت ان کو عمل کے لحاظ سے حاصل نہیں بلکہ جنم یا پیدائش کے لحاظ سے حاصل ہے کتنے صاف الفاظ میں فرمایا:۔

"سو تو اے خداوند خدا بزرگ ہے اس لئے کہ کوئی تیری مانند نہیں اور تیرے سوا جہاں تک کہ ہم نے اپنے کانوں سے سنا کوئی خدا نہیں اور دنیا میں تیری قوم اسرائیل کی مانند کوئی قوم نہیں جس کے بچانے کے لئے خدا آپ گیا تا اسے اپنی قوم بنائے اور اپنے لئے نام حاصل کرے۔"
(سموئیل دوم ۷: ۲۲ و ۲۳)

صرف یہی نہیں بلکہ اس سے بڑھکر فرمایا:۔
"خداوند تیرا خدا مبارک ہے جو تجھ سے راضی ہے اور جس نے تجھ کو اپنی کرسی پر بٹھایا کہ تو خداوند اپنے خدا کی جگہ بادشاہ ہو"
(تواریخ دوم ۹:۸)

"اور خداوند نے یعقوب کو اپنے واسطے چن لیا اور اسرائیل کو اپنے خاص خزانہ کے واسطے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند بزرگ ہے اور کہ ہمارا رب سارے معبودوں سے بڑا ہے۔"
(زبور ۱۳۵: ۴-۵)

"جب اسرائیل ابھی بچہ تھا میں اسے پیار کرتا تھا اور میں نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا"
(ہوسیع ۱۱:۱)

"لیکن صیحون کہتی ہے یہوواہ نے مجھے ترک کیا ہے اور خداوند مجھے بھول گیا ہے کیا ہوسکتا ہے کہ کوئی عورت اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے اور اپنے رحم کے فرزند پر ترس نہ کھائے ہاں وے شاید بھول جائیں پر میں تجھے نہ بھولوں گا۔ دیکھ میں نے تیری تصویر اپنی ہتھیلیوں پر کھودی ہے۔"
(یسعیا ۴۹: ۱۴ تا ۱۶)

پس بنی اسرائیل کی قوم از روئے کتاب مقدس خداوند یہوواہ سے یہ عہد لے چکی ہے کہ وہ خدا کی چاہتی نجات یافتہ قوم ہے اسرائیل کے ساتھ خدا کا عہد بحیثیت قوم ہے نہ بحیثیت فرد اس لئے اس کا کوئی فرد خواہ کتنے ہی گرے چلن کا ہو وہ خداوند کے عہد کی رو سے نجات یافتہ ہے

اسے کسی نجات دہندہ کی از روئے مسلمات یہود ضرورت نہیں جو آخرت میں ان کو نجات دلانے کا وعدہ کرے یا دعوے کرے ہاں ان کو جس نجات کی ضرورت ہے وہ اس دنیا میں دکھوں اور مصیبتوں سے نجات دلا کر داؤد کا تخت دوبارہ ان کو دلانا ہے۔ نجات اُخروی تو اُن کے نام روز ازل سے لکھی جا چکی ہوتی ہے کیا کوئی عورت اپنے رحم کے بچہ کو دوزخ میں ڈال سکتی ہے خواہ وہ کتنا ہی نالائق اور بدچلن ہو کیا بنی اسرائیل کی وہ تصویر جو خدا نے اپنی ہتھیلی پر کھود رکھی ہے مٹ سکتی ہے جب تک کہ وہ خود اپنی ہتھیلیوں کو زخمی اور خون آلودہ کر کے پاک نہ دے۔

پادری خیرالحق یا دوسرے پادریوں کو ناز اس بات پر ہے کہ یسوع کے معنی چونکہ نجات ہیں اس لئے نجات اُن کے گھر کی لونڈی ہے۔ وہ نیکی کریں یا نہ کریں یا پیٹ بھر کر گناہ کریں مسیحؑ کا خون اُن کے تمام گناہ دھو کر صاف کر دیتا ہے۔ ان کا گناہ Stainless گناہ ہے:-

"خداوند فرماتا ہے کہ میں اپنی شرعوں کو اُن کے دل میں ڈالوں گا اور ان کی عقلوں پر لکھوں گا اور ان کے گناہوں اور ان کی ناراستیوں کو پھر کبھی یاد نہ کروں گا"
(عبرانیوں ۱۰: ۱۶ و ۱۷)

"اور اس کے بیٹے یسوع کا لہو ہم کو سارے گناہوں سے پاک کرتا ہے اگر ہم کہیں کہ ہم بیگناہ ہیں تو ہم اپنے تئیں فریب دیتے ہیں اور سچائی ہم میں نہیں"
(نامۂ یوحنا اول ۱: ۷)

"فریب نہ کھاؤ کیونکہ حرامکار اور بت پرست اور زنا کرنے والے اور عیاش اور لونڈے باز اور چور اور لالچی اور شرابی اور گالی بکنے والے اور لٹیرے خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہوں گے اور بعضے تمہارے خدا کی روح سے غسل دلائے گئے اور پاک ہوئے"
(اقرنتیون ۶: ۱۱)

"ہم اس میں ہو کے اس کے خون کے وسیلے سے چھٹکارا یعنی گناہوں کی معافی اس کے فضل کی دولت کے مطابق پاتے ہیں"
(افسیون ۱: ۷)

ان سب حوالہ جات کا خلاصہ یہ ہے:-
۱۔ مسیحی لوگوں کے گناہ اور بے پایاں جھوٹ خدا یاد نہ کرے گا۔ (یعنی ان کی سزا ان کو نہ دے گا)

۲۔ یہ کہنا کہ مسیحؑ کا خون ہمیں گناہ کرنے نہیں دیتا یہ ایک دھوکا اور فریب نفس ہے ہم بیگناہ نہیں مگر مسیحؑ کا خون ہمارے سب گناہ ساتھ کے ساتھ دھوتا جاتا ہے۔

۳۔ خوفناک سے خوفناک گناہ فحش اور گھنونے اعمال یسوع مسیحؑ کے خون سے دھل کر صاف ہو گئے۔

۴۔ مسیحؑ کا خون مسیحی اقوام میں اس زور سے بہتا ہے کہ بڑے سے بڑے گناہوں کے پہاڑ بھی اس کے سامنے بہہ نکلتے ہیں اس کے فضل کی معافی کے سامنے گناہ کبیرہ کے سمندر خشک ہو جاتے ہیں۔ چونکہ فضل کی دولت بے پایاں ہے لہذا گناہ بھی اس نسبت سے بے حد و بے شمار ہونا چاہئے۔ اگر مسیحی دوست پیٹ بھر کر گناہ نہ کریں تو فضل کا ریلا بے سود اور بے معنی ہو گا۔

یہود اور بنی اسرائیل اپنی پیدائش اور قوم کے لحاظ سے نجات یافتہ ہیں ان کو قطعاً کسی منجی کی ضرورت نہیں اور مسیحی مسیحؑ کے خون سے دھوئے گئے ہیں ان کے گناہ جاذب فضل ہیں جتنے جتنے بڑے گناہ اتنا ہی موٹا جاذب (Blotting paper) یا سیاہی چوس۔ بہرحال ان عقائد اور ظنون کے زیر سایہ ان لوگوں کو آخرت کی کوئی فکر نہیں۔ پس ان کے اعمال اور کوششوں کا محور صرف یہ دنیا ہے۔ جناب مسیحؑ نہیں اگر بعض حواری اور اناجیل نویس انکو یہودیوں کا ہونے والا بادشاہ بنا کر پیش نہ کرتے تو ایک بھی یہودی ان کی بات سننے اور ماننے کو تیار نہ ہوتا۔ ان کی پیدائش کے وقت مجہول الاحوال دانایان مجوس کا آنا اور یہ کہنا کہ وہ یہودیوں کے بادشاہ کی زیارت کرنے اور سونا وغیرہ تحائف جو بادشاہوں کو پیش کئے جاتے ہیں پیش کرنے آئے ہیں۔ ہیروڈیس بادشاہ کا یہودیوں کے بادشاہ کی پیدائش کی خبر سے گھبر جانا یہ متی انجیل نویس کے خواب کی کہانی ہے کہ آنے والا موعود خیالی دنیا کا بادشاہ نہیں بلکہ اسی دنیا کا بادشاہ اور داؤدؑ کے کھوئے ہوئے تخت پر دوبارہ قبضہ کرنے کو آیا ہے ورنہ اس کا شجرہ نسب داؤدؑ تک تلاش کرنا بے فائدہ اور بیہود تھا۔ داؤدؑ تک ایک فرضی نسب نامہ بنا لینا اور ابن داؤد کہلا لینا آسان تھا مگر داؤد سا دل و گردہ اپنے اندر پیدا کر کے بادشاہت کی بنا ڈالنا آسان نہ تھا۔ مچھلی ماروں کا آدمیوں کے مچھوے بننا قریباً ناممکن تھا۔ بارہ حواریوں کو ۱۲ تخت حکومت دلانے کا سنہرا سراب کبھی شرمندہ حقیقت نہ ہو سکتا تھا غریب مچھلی ماروں کا تن کے کپڑے بیچ کر تلواریں خرید لینا آسمان پر تھوک دیں کا تلو لیتے بننا محال تھا۔ سرکاری فرد جرم کہ یہ یہود کا بادشاہ ہونے کا مدعی ہے، شاہی تاج کی بجائے کانٹوں کا تاج پہنا کر بادشاہت کے دعوے کا مذاق اُڑانا وغیرہ وغیرہ بیسیوں واقعات مندرجہ اناجیل یہ ثابت کرنے کو کافی ہیں کہ نہ صرف اناجیل نویسوں نے حکومت وقت نے اور خود حواریوں نے یہی سمجھا اور یقین کر لیا تھا کہ آپ بادشاہت کے مدعی ہیں۔ یہود کو ایک ابن (ابن مسیح اسرائیل) کا بادشاہ کی ضرورت سخت تھی۔ یہ ایک تاریخی بات ہے کہ ایرانی لوگ جو رومن ایمپائر کے ازلی دشمن تھے وہ رومن حکومت کا تختہ اُلٹنے کے لئے یہود کے ہونے والے بادشاہ کے لئے سونا وغیرہ قیمتی اشیاء کے جو تحائف لائے تھے۔ یہ کہاں صرف ہوئے کیونکہ جناب مسیحؑ کے ماں باپ تو اس کے بعد بھی غریب الغربا ہی نظر آتے ہیں۔ آخر وہ سونا جو یہودیوں کے بادشاہ کی نذر کے لئے لائے تھے تولہ دو تولہ تو نہ ہو گا۔ سیروں اور منوں سونا بادشاہوں کی نذر ہوتا ہے اگر جناب یسوع یہود کے ہونے والے بادشاہ نہ سمجھے جاتے بلکہ اگلی دنیا کی کسی خیالی بادشاہت کے بادشاہ ہوتے تو من بھر سونے کی بجائے چرنی میں پڑے ہوئے بچہ کے لئے دودھ کی ایک بوتل یا ایک دو میل بھیڑ کا تحفہ زیادہ قیمتی تھا۔ ایران کے مجوسیوں، ہیروڈیس کے کاہنوں، ستارہ شناسوں اور مقدس نوشتوں کے رازداروں کی رازداری کسی کام نہ آئی اور ان کا ایک بھی خواب بھی پورا نہ ہو بالآخر اناجیل نویسوں کو جناب مسیحؑ کا یہ قول باحسرت و یاس نقل کرنا پڑا کہ بیماروں، دکھ کے ماروں کو طبیب کی ضرورت ہے نہ تندرست کو (متی ۹: ۱۲) مرقس ۲: ۱۷۔ لوقا ۵: ۳۱) یعنے یہ بادشاہت لولوں، لنگڑوں، اپاہجوں اور کوڑھیوں کی بادشاہت ہے نہ تندرست اور راستباز یہود کی۔

جناب یسوعؑ کے مجسم نجات ہونے کی بات اور نجات کی خوشخبری یعنی انجیل ان معنوں میں ہرگز پوری نہ ہوئی جو یہود کا منتہائے مقصود تھا۔ یعنی یہود کو رومن امپائر کے جوئے سے آزادی ملے اور ان کی اپنی بادشاہت یا داؤد کا گم شدہ تخت دوبارہ اُن کے قبضہ میں آ جائے۔ مسیحی دنیا یسوع کے معنی نجات کر کے اس سے مراد وہ نجات لیتے ہیں جو یہود کو از روئے کتاب مقدس پیدائشی طور پر حاصل ہے۔ جناب مسیحؑ کن معنوں میں یسوع نام دیئے گئے یا کہلائے اس پر ہم ایک تحقیقی مقالہ اردو زبان میں پہلی مرتبہ حوالہ قلم کرتے ہیں۔

## یہ مبارک نام یشوع

جس کی کئی پرانی اور نئی یہوشوع۔ جوشوا (جوشوا فضل دین نہیں) جیشوع۔ ییشوع۔ یشوع وغیرہ وغیرہ

قرآنیں میں اصل فعل ہیں سے یہ نام اور بیسیوں اشتقاقات نکلے ہیں یشع سے جو عربی کے فعل وسع سے ماخوذ ہے وسع کے معنی وسعت دینا۔ پھیلانا۔ کھل جانا۔ بکثرت ہونا ہیں اور ایک محدود اور بندھی ہوئی چیز کا آزاد ہو جانا بھی ہے۔ ارامی زبان میں جو مسیحؑ کی مادری زبان تھی چونکہ شین کا حرف نہیں ہے لہذا اس میں اسے ثا سے لکھا جاتا ہے۔

۲۔ کتاب مقدس میں اس کی تانیث یشوعہ بھی وارد ہے (اس کی جمع یشوعوت سموئیل دوم ۲۲: ۵۱ میں مذکور ہے) چنانچہ اپنے زبور میں حضرت داؤدؑ گاتے ہیں:۔

"میری مصیبت پر نظر کر اور مجھے رہائی دے کہ میں نے تیری شریعت کو فراموش نہیں کیا میری طرف سے جوابدہی کر اور مجھے مخلصی دے اپنے قول کے مطابق زندگی بخش۔ نجات شریروں سے دور ہے"

(زبور ۱۱۹: ۱۵۳-۱۵۵)

(۳) ہیشیعنی: اس نے مجھے آزاد کیا (۱۸۸۱ کے ترمیمی نسخہ میں اس کی اصلاح یوں کی گئی ہے:۔
"وہاں ہی تو رہائی پائے گی۔ وہاں خداوند تجھ کو دشمنوں کے قبضہ سے چھڑائے گا"
(میکہ ۴: ۱۰)

(۴)۔ "نموع عم نوشع یہوہ": کون ہے تیرے جیسی قوم خدا سے بچائی ہوئی"
(استثناء ۳۳: ۲۹)

(۵)۔ نوشع: "بنی اسرائیل خداوند میں ہو کے ابدی نجات کے ساتھ رہائی پاوے گا"
(یسعیاہ ۴۵: ۱۷)

(۶)۔ نوشع تیم: "تم اپنے دشمنوں سے نجات پاؤ گے" (گنتی ۱۰: ۹)

(۷)۔ نوشع نو۔ ہم نے رہائی نہیں پائی جمع کا صیغہ ہے (یرمیاہ ۸: ۲۰)

(۸)۔ یوشع: اگر وہ رہائی پاوے گا۔
(یرمیاہ ۳۰: ۷)

(۹)۔ بنی اسرائیل خداوند میں ہو کے ابدی نجات کے ساتھ رہائی پاوے گا۔
(یسعیاہ ۴۵: ۱۷)

(۱۰)۔ وہ جو سیدھا چلا جاتا ہے بچ جائے گا۔
(امثال ۲۸: ۲)

(۱۱)۔ یونتن کی خلاصی کرائی کہ وہ مارا نہ جائے گا۔ (سموئیل اول ۱۴: ۴۷)

(۱۲)۔ اس کے دنوں میں یہوداہ نجات پائیگا۔
(یرمیاہ ۲۳: ۶)

(۱۳)۔ اس کے دنوں میں یہوداہ نجات پائیگا۔
(یرمیاہ ۳۳: ۱۶)

(۱۴)۔ مجھے بچا تب میں بچوں گا۔ (یرمیاہ ۱۷: ۱۴)

(۱۵)۔ موشیع (اسم فاعل) وہ منگیتر لڑکی چلائی وہاں اسے چھڑانے والا کوئی نہ تھا۔
(استثناء ۲۲: ۲۷)

(۱۶)۔ موشیعیم (اسم فاعل جمع کے صیغہ میں) رہائی دینے والے صیہون کے پہاڑ پر چڑھ کر آئیں گے۔ (عبادیہ ۲۱)

(۱۷)۔ انہیں چھڑانے والے دیئے۔
(نحمیا ۹: ۲۷)

(۱۸) یشوع بن یہوصدق اٹھے (حضرت یسوع ہی مسیح نہیں اور لوگ اس نام کے ہو چکے ہیں ہوشعیا یوشوآ۔ اوشیا۔ یہوشوا۔ جیشوا اور یوشوا ان تمام سب کے ایک ہی معنی ہیں یسوع کی کوئی خصوصیت نہیں۔

(۱۹) ایک عورت چلائی اسے بادشاہ رہائی دے۔ سموئیل دوم ۱۴: ۴)

(۲۰) ایک عورت چلائی اسے بادشاہ رہائی دے۔ (سلاطین دوم ۶: ۲۶)

(۲۱)۔ یہوہ میرا نور اور میری نجات ہے۔
(زبور ۲۷: ۱)

(۲۲) بیشع الوہیم: اسے جو اپنی چال درست رکھتا ہے میں خدا کی نجات دکھلاؤں گا
(زبور ۵۰: ۲۳)

۲۳۔ یشع یمینی: اب میں جانتا ہوں کہ خداوند اپنے مسیح کا چھڑانے والا ہے اور اپنے دہنے ہاتھ کے نجات دینے والے زور سے اپنے مقدس آسمان پر سے اس کی سنے گا۔ (زبور ۲۰: ۷)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ تمام کتب مقدسہ یہود میں یشع کے فعل سے جتنے صیغے اور اسماء مشتق ہیں ان میں سے کسی جگہ وہ معنی مراد نہیں جو مسیحی مشنری بتلاتے ہیں۔ ان تمام اقوال اور اسماء کا مفہوم دنیا کے معمولی دکھوں اور مصیبتوں سے رہائی اور چھٹکارا ہے یا غلامی سے نجات پا کر حصول بادشاہت اور حکومت اور وہ بھی یہود کے وطن مالوف فلسطین میں ہے۔ یہود کا منتہائے مقصود اور مطمح نظر بنی اسرائیل کبھی بھی ایسے مسیح کے منتظر نہ تھے جو انہیں نجات اخروی دلائے یہ مقصد تو وہ ازل سے طے شدہ سمجھتے ہیں کہ یہوہ ان کا خدا اور وہ اس کے پلو تھے بیٹے ہیں۔ نہ ان کا کوئی دوسرا خدا ہے اور نہ اس خدا کی دوسری کوئی قوم۔ خدا کے ملک میں اس کی واحد قوم کو حکومت کا حق ہے۔ اناجیل نویس ان باتوں کو خوب سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے مسیح کو یہودیوں کے بادشاہ کی حیثیت سے پیش کیا۔

فعل یشع سے اسم فاعل موشیع (نجات دینے والا) اگر خدا کے لئے بھی استعمال ہو تو وہ یہی دنیا کے دکھوں سے رہائی دینے والے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ وانجینا کم من آل فرعون۔ جب ہم نے نجات دی تمہیں فرعونیوں سے) نجات اخروی یہود کے لئے ایک ثانوی چیز ہے۔ وید نے اس قوم کا نقشہ ایک جملہ میں بیان کر دیا ہے[1]۔ آج کا نفع دیکھنے والے" ان کو فردا یا قیامت کی کوئی فکر نہیں۔ جب تک خداوند یہوہ اپنے ہاتھ کھلوا نہ دے اس کی ہتھیلیوں پر کھدی ہوئی اسرائیل کی تصویر مٹ نہیں سکتی۔

صحف مقدسہ اور عبری لغت کی بنا پر یسوع کے معنی نجات دہندہ نہیں، بلکہ صرف نجات، ہیں مگر کس کی نجات؟ یہ عقدہ ہم نے کتاب مقدس سے ہی حل کرنا ہے۔ حضرت داؤدؑ اپنے زبور میں فرماتے ہیں:۔

"اب میں جانتا ہوں کہ خداوند اپنے مسیح کا چھڑانے والا (دشمنوں کے ہاتھوں اور دوستوں کی ضلالت فہم سے بچانے والا) ہے اور اپنے دہنے ہاتھ کے زور سے اپنے مقدس آسمان پر اس کی سنے گا۔" (زبور ۲۰: ۷ اور ۲۲: ۱)

چنانچہ حضرت داؤدؑ کی پیش خبری کے عین مطابق جناب مسیحؑ:۔

"جانکنی میں پھنس کے بہت گڑگڑا کے دعا مانگتا تھا اور اس کا پسینہ لہو کی بوند کی مانند ہو کر زمین پر گرتا تھا"
(لوقا ۲۲: ۴۴)

"تب اس نے ان سے کہا میرا دل غمگین ہے بلکہ میری موت کی سی حالت ہے تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو اور کچھ آگے بڑھ کے منہ کے بل گرا اور دعا مانگتے ہوئے کہا اے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے"
(متی ۲۶: ۳۸-۳۹)

حضرت داؤدؑ کی پیش خبری اور جناب مسیحؑ کی اس کے مطابق گریہ وزاری اور دعا قبول ہوئی یا نہیں اس کا جواب نامہ عبرانیوں ۵: ۷ میں نہایت وضاحت سے مذکور ہے:۔

---

[1] وید وں میں بنی اسرائیل کو بنی کی بجائے پنی... (Panni) کہا گیا ہے۔ اس سے "بنئے" کا لفظ نکلا ہے اور اس کی تعریف یہی ہے کہ آج کا نفع دیکھنے والے، کتاب محمد ان ورلڈ سکرپچرز میں اس پر ایک تفصیلی نوٹ ہے۔

(باقی بر صفحہ ۱۵)

# قادیانی عقیدۂ نبوت کب بنایا گیا؟

## اکابر قادیان کا عقیدہ ۱۳-۱۹۱۴ء سے پہلے

### حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک تاریخی خط کا عکس

حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات — مجاہد کبیر میں جہاں اور بہت سی مفید معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں وہاں قادیانی عقیدہ نبوت کے متعلق بھی مختصر روشنی ڈالی گئی ہے اور خود حضرت مسیح موعودؑ اور قادیانی اکابر کے بیانات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آپ کا نبوت کا دعوے نہیں تھا نہ ہی اکابر قادیان ۱۹۱۳/۱۹۱۴ء سے قبل انہیں مدعی نبوت یقین کرتے تھے، اسی ضمن میں حضرت مولانا نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط بھی بنام عجب خان مرحوم درج کیا گیا ہے یہ سارا مضمون ایک قادیانی دوست کی فرمائش پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے :—

اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً بیان کر دیا جائے کہ قادیانی عقیدہ دربارہ نبوت مرزا غلام احمدؑ صاحب کب بنایا گیا۔ ان مسائل پر بہت مفصل بحث ہو چکی ہے اور اس مضمون پر سب سے جامع کتاب مولانا محمد علی صاحب کی النبوۃ فی الاسلام ہے جس کا کوئی جواب جماعت قادیان کی طرف سے نہیں نکلا لیکن چونکہ مولانا محمد علی صاحب کی زندگی میں جماعت قادیان کے ساتھ بحث و دعوت مقابلہ وغیرہ کا ذکر آئندہ آئے گا۔ اس لئے ان قارئین کی اطلاع کے لئے جو سب کتابوں کو نہیں پڑھ سکتے۔ مختصراً اتنا بیان کر دینا ضروری ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے جب سال ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا تو اس کے ساتھ ہی نبوت کے دعوے سے انکار بھی کیا اور یہاں تک لفظ اپنے قلم سے لکھ دیئے کہ "ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں"۔ آپ کی تحریروں میں بعض لفظ ایسے آئے ہیں۔ جن سے مخالف مولویوں نے مراد دعوے نبوت لیا اور اس وجہ سے آپ پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔ جن کے جوابات حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے نہایت صفائی سے اور بار بار واضح کر کے دیئے اور جو جوابات دیئے ہیں۔ ان میں سے چند مثالیں یہ ہیں۔

"نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" (ازالہ اوہام ص ۴۲۱)

"ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا دعوے کرتا ہے" (حمامۃ البشریٰ ص ۸)

"میرا نبوت کا کوئی دعوے نہیں یہ آپ کی غلطی ہے"

(جنگ مقدس ص ۶۷)

"اور اگر یہ اعتراض ہے کہ میں نے نبوت کا دعوے کیا ہے ... تو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین المفترین"

(نورالاسلام ص ۳۴)

"افترا کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعوے کیا ہے" (کتاب البریہ ص ۱۸۱)

دعوت نبوت کی غلطی بعض مخالفین کو کیوں لگی؟ اس کا جواب خود اکابر قادیان کی زبانی سن لیجئے:۔

جس سے یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ جب تک میاں محمود احمد صاحب نے تکفیر مسلمانان کا عقیدہ بعض مصلحتوں کی بنا پر ایجاد نہیں کیا تھا۔ تب تک جماعت احمدیہ کے کسی فرد کے دل میں حضرت مسیح موعود کے دعوے نبوت کے متعلق کوئی وہم تک بھی نہ تھا اور حضرت صاحب کی تحریرات میں جو لفظ نبی کبھی استعمال ہوا ہے وہ خود حضرت صاحب کی ہی بیان کردہ توجیہہ کے مطابق لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور حضرت صاحب خود فرما چکے ہیں کہ اس سے مراد محدثیت ہے۔ اکابر قادیان کی گواہیاں حسب ذیل ہیں:۔

(ا) مفتی محمد صادق صاحب۔ ایڈیٹر اخبار "بدر" قادیان، جو کہ بعد میں میاں محمود احمد صاحب کے خاص مریدوں میں سے ہوئے، اپنے اس دورہ کا ذکر کرتے ہوئے جو کہ انہوں نے ہندوستان کے مختلف شہروں کا کیا اور جس میں ان کے ساتھ مولوی سرور شاہ صاحب (میاں صاحب کے ایک اور خاص مرید) بھی تھے، اپنے اخبار بدر مورخہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء میں صفحہ ۹ پر مولانا شبلی کے ساتھ ملاقات کے ذکر میں لکھتے ہیں۔

"مولوی شبلی صاحب کی زیارت کے واسطے ان کے مکان پر پہنچے ...... دریافت فرمایا کہ کیا ہم لوگ مرزا صاحب مرحوم کو نبی مانتے ہیں؟ میں نے عرض کی کہ ہمارا عقیدہ اس بارے میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے۔ آنحضرت خاتم النبیینؐ ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں۔ نہ نیا نہ پرانا۔ ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ اور وہ بھی آنحضرت صلعم کے طفیل آپ سے فیض حاصل کر کے اس امت میں ایسے آدمی ہوتے رہے جن کو الہام الٰہی سے مشرف کیا گیا اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے چونکہ حضرت مرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے اور الہام کے سلسلہ میں آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے بہت سی آئندہ کی خبریں بھی بطور پیشگوئی کے بتائی جاتی تھیں جو پوری ہوتی رہیں۔ اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں اور احادیث میں بھی آنے والے مسیح موعود کا نام بھی نبی رکھا۔

اس پر شبلی صاحب نے فرمایا کہ لغوی معنی کے لحاظ سے یہ ہو سکتا ہے اور عربی لغت میں اس لفظ کے یہی معنی ہیں لیکن عوام اس مفہوم کو نہ پانے کے سبب گھبراتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ مرزا صاحب کی نبوت کا مسئلہ ہمارے ہاں ایسا نہیں کہ شرائط بیعت میں داخل ہو یا بیعت کے وقت اس کا اقرار لیا جاتا ہو یا اس کا ہم وعظ کرتے پھرتے ہوں ...

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح (یعنی مولانا نورالدین صاحب) کا ایک تازہ خط اخبار میں درج کر دوں جو حضور نے سردار محمد عجب خان صاحب کے جواب میں لکھا ہے اور اسے مؤکد بحلف کیا ہے۔ سردار صاحب موصوف کی گفتگو ایک شخص کے ساتھ اس معاملے میں ہوئی تھی۔ انہوں نے اس کو جو جواب دیا وہ حضرت کی خدمت میں لکھ کر دریافت کیا کہ آیا میرا جواب درست ہے یا نہیں۔ حضرت صاحب نے ان کے جواب کے ساتھ اتفاق کیا ہے اور اس کی زیادہ وضاحت سے اپنے قلم مبارک سے لکھا ہے جو درج ذیل ہے:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دل چیر کر دکھانا یا دکھانا انسانی طاقت سے باہر

[illegible]

میرے ایمان واعمال کے ہوگا۔ پس یہ معاملہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں پیش ہونے والا ہے واللہ العظیم واللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض ۔ میں مرزا صاحب کو مجدد اس صدی کا یقین کرتا ہوں۔ میں ان کو راستباز مانتا ہوں۔ حضرت محمد رسول اللہ النبی العربی المکی المدنی خاتم النبیین کا غلام اور اس کی شریعت کا بدل خادم مانتا ہوں۔ اور مرزا خود اپنے آپ کو جاں نثار غلام نبی عربی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن مناف کا مانتے تھے۔ نبی کے معنی لغوی پیش از وقت اللہ تعالےٰ سے اطلاع پاکر خبر دینے والا ہم لوگ یقین کرتے ہیں۔ نہ شریعت لانے والا۔ مرزا صاحب اور میں خود جو شخص ایک نقطہ بھی قرآن شریف کا اور شریعت محمد رسول اللہ کا نہ مانے میں اسے کافر اور لعنتی اعتقاد کرتا ہوں۔ یہی میرا اعتقاد ہے اور یہی میرے نزدیک مرزا غلام احمد کا تھا۔ کوئی رد کرے یا نہ مانے یا منافق کہے اس کا معاملہ حوالہ خدا

نورالدین بقلم خود

۲۲۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء"

نوٹ :۔ یہ خط مولانا محمد علی صاحب کے کاغذات میں محفوظ ہے اور اس کا عکس حسب ذیل ہے :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والعلم السلیم

امابعد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

دل کو چیر کر دکھایا یا دکھانا انسانی طاقت سے باہر

قسم پر اگر کوئی اعتبار کرے تو بخدا العظیم [illegible]

کوئی قسم [illegible] ۔ نہ آپ میرے ساتھ

میری موت کے بعد ہوسکیں گے نہ کوئی اور [illegible]

سوائے میرے ایمان و اعمال کے ہوگا

پس یہ معاملہ اللہ تعالےٰ کے حضور پیش ہونے والا ہے

واللہ العظیم ۔ واللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض

میں مرزا صاحب کو مجدد اس صدی کا یقین

کرتا ہوں ۔ میں انکو راستباز مانتا ہوں

[illegible] خاتم النبیین محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب

بن ہاشم بن عبد مناف ۔ کا مانتے تھے

نبی کے معنی لغوی پیش از وقت اللہ تعالےٰ سے

اطلاع پاکر خبر دینے والا ہم لوگ یقین

کرتے ہیں ۔ نہ شریعت لانے والا

مرزا صاحب اور میں خود جو شخص ایک نقطہ بھی

قرآن شریف کا اور شریعت محمد رسول اللہ کا نہ

مانے میں اسے کافر اور لعنتی اعتقاد کرتا ہوں

یہی میرا اعتقاد ہے اور یہی میرے نزدیک مرزا غلام احمد کا تھا

کوئی رد کرے یا نہ مانے یا منافق کہے اس کا معاملہ حوالہ بخدا ۔ نورالدین بقلم خود ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء

۲ ۔ میاں محمود احمد صاحب کے استاد سیّد سرور شاہ صاحب لکھتے ہیں :۔

"لفظ نبی کے معنی اوّل اپنے خدا سے اخبارِ غیب پانے والا ۔ دوئم عالی رتبہ شخص جس کو اللہ تعالےٰ بکثرت شرف مکالمہ سے سرفراز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گزرے ہیں"

(بدر ۱۶ر فروری ۱۹۱۱ء)

۳ ۔ خود میاں محمود صاحب فرماتے ہیں :۔

"اللہ تعالےٰ نے آپ کو (آنحضرت صلعم) خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کرکے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا ۔"

(الحکم ۱۱ر مارچ ۱۹۱۱ء)

آنحضرت صلعم کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعوے کرکے کامیابی حاصل نہیں کی"

(تشحیذ الاذہان ۔ اپریل ۱۹۱۰ء)

۴ ۔ میر محمد سعید صاحب ، امیر جماعت حیدرآباد دکن :۔

"حضرت مرزا صاحب نے صرف محدث ہونے کا دعوےٰ کیا ہے ۔ نہ حقیقی نبی ہونے کا جو خاتم النبیین کے منافی اور لانبی بعدی کے خلاف

ہے"

(نورُ اللہ صفحہ ۲۶۹ مطبوعہ ۱۹۱۴ء)

[illegible]

نبی جو آپ کے الہامات میں یا تحریرات میں کبھی آیا تو اسے واضح طور پر سب کے سب مجازی ظلی اور لغوی معنوں پر محمول سمجھتے رہے ۔

(مجاہد کبیر از صفحہ ۲۲۶ تا صفحہ ۲۲۳)

## پادری عبدالحق کے مضامین

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

اسی نے اپنے مجسم ہونے کے دنوں میں بہت رو رو اور آنسو بہا بہا کے اس سے جو اسکو موت سے بچا سکتا تھا دعائیں اور منتیں کیں اور تحمل کے سبب اس کی سنی گئی "

یہ ظاہر ہے کہ یسوع کا رونا آنسو بہانا منتیں کرنا اور دعا کرنا صلیبی موت سے بچنے کے لئے تھا اور یہ دعائیں اس سے تھیں جو اسے اس موت سے بچا سکتا تھا ۔

حضرت داؤدؑ فرماتے ہیں کہ یہ دعا آسمان پر خدا ضرور سنے گا اور نامہ عبرانیوں میں ہے کہ اس کی دعا اس نے جو اسے موت سے بچا سکتا تھا سن لی ۔

اس ساری بحث کتب مقدسہ کی شہادت عبرانی لغت کی تحقیق اور مسیحیوں کی مسلمہ کتب کی گواہی سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ لفظ یسوع کے معنی ہرگز ہرگز نجات دہندہ نہیں نجات دھندہ ازروئے کتب مقدسہ خداوند عالم بصیغۂ فاعل یو شیع ہے ۔ یشوع کے معنی صرف نجات ہیں ۔ نجات اخروی دلانے والا صرف خدا ہے اور وہ کبھی بھی اپنی اس صفت سے معطل ہو کر کسی دوسرے کو یہ عہدہ نہ دے گا ۔

سوال یہ ہے کہ یسوع کے معنی نجات مگر کس کی نجات ؟ یہوشوع خداوند یہوواہ کی نجات یسوع ہے خداوند نے اسے صلیبی موت سے بچایا اور نجات دی ۔ پس یسوع کا نام اشارہ کرتا ہے اس حقیقت کی طرف کہ دشمن اس کی جان لینے کی کوشش کریں گے مگر خداوند اسے اس مصیبت عظیمے سے یعنی لعنت کی موت سے بچالے گا یا نجات دے گا نہ یہ کہ یسوع نجات دھندہ ہے بلکہ وہ خود خدا کے بچانے کا معجزہ ہے کہ جس نے اسے بچا کر دکھا دیا ۔ (دیکھو زبور ۲۰ : ۷ ۔ اور عبرانیوں ۵ : ۷)

(باقی ــــ اقرار)

# آپ کے خطوط

## برادرم غلام محبوب خاں ایم ایس سی

مکرمی ایڈیٹر صاحب ایم ایس سی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -

احباب سلسلہ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ برادرم غلام محبوب خاں ایم - ایس - سی اسسٹنٹ ڈائرکٹر بنیادی جمہوریت کوہاٹ یہاں سے ترقی پاکر مغربی پاکستان اکیڈمی پشاور میں بطور کوآرڈی نیٹر تعینات ہو گئے ہیں - اللہ پاک مبارک کرے آمین -

آپ ایک خلیق، ملنسار، مہمان نواز اور دین دار انسان ہیں - ان خوبیوں کی وجہ سے جہاں بھی رہتے ہوں خاص وعام کے دلوں میں گھر لیتے ہیں - خدمت دین، خدمت قوم و ملک کے جذبے سے سرشار ہیں - باوجودیکہ مغربی تعلیم کی اعلےٰ ڈگری حاصل کی ہے - امریکہ ہو آئے ہیں، مگر اسلامی تعلیم کا آپ پر گہرا اثر ہے - بلکہ یوں کہنا مبالغہ نہیں ہوگا - کہ آپ اسلام کے ایک آنریری مبلغ ہیں - دراصل یہ حضرت امام وقتؑ کے ساتھ گہری وابستگی کا نتیجہ ہے - ورنہ ایسے بہتیرے ایم ایس سی اور اعلیٰ سرکاری عہدہ دار ہم نے دیکھے ہیں - جو چند پیسے کمانے کی قابلیت حاصل کرنے کے بعد دہریت پر فخر کرتے ہیں - اور مغربی تہذیب اُن کا اوڑھنا اور بچھونا ہوتا ہے - کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

نگار من کہ بمکتب نہ رفت وخط نہ نوشت
بہ غمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

یہ حضرت امام الزماںؑ کی صداقت اور فیضان کا نتیجہ ہے کہ اُس کی جماعت میں آکر بڑے بڑے انگریزی دان، فلاسفر، ڈاکٹر باخدا انسان بن گئے -

پاکستان پر خدا کا فضل ہے - کہ اسکو جماعت احمدیہ کے قابل قدر افراد نصیب ہوئے - خدا کے فضل سے قوم و ملک کے بے لوث خادم دیانت دار کارکن اور حقیقی خیر خواہ واقع ہوئے ہیں - احمدی جماعت کے افراد اندرون و بیرون پاکستان ملک کے آنریری مبلغ ہیں - جہاں پاکستان کا بے انتہا روپیہ اس کی پبلسٹی پر خرچ ہوتا ہے - وہاں احمدی افراد جن میں سے ہر ایک آنریری مبلغ ہوتا ہے) پاکستان کی خدمت اور پبلسٹی آنریری طور پر نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام دیتے ہیں -

خاں غلام محبوب خاں ان میں سے ایک ہیں جو کہ ہمہ وقت قوم و ملک اور اسلام کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں - سب سے بڑی خوبی اُن کی یہ ہے - کہ وہ کرپشن کی وبائی مرض سے جس کے آج کل اکثر چھوٹے بڑے پاکستانی آفیسر زشکار ہیں بچے ہوئے ہیں - الحمد للہ کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کی خصوصیات کو قائم رکھا ہے - ورنہ ہم دیکھتے ہیں کہ سرکاری عہدوں پر بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے اکثر عہدہ دار نہایت باریک طریق سے کرپشن کے مرتکب ہوتے ہیں جو نہایت افسوس اور رنج کی بات ہے - قوم اور ملک کے فرض شناس طبقہ کا فرض ہے - کہ وہ کرپشن کا قلع قمع کر دیں - ورنہ ہمارا ملک کبھی بھی فلاح کی راہ نہیں دیکھے گا -

بہرحال میں عرض کر رہا تھا - کہ جماعت احمدیہ کی خصوصیات یعنی قوم و ملک کی وفاداری، دیانتداری اور بے لوث خدمت کو خاں غلام محبوب خاں نے قائم رکھا ہے - جس پر ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں - اللہ تعالےٰ اُس نیک جذبہ کو قائم رکھے - اور جہاں رہیں - وہ خوش اور خرم رہیں بالآخر یہ بھی دعا ہے - کہ اللہ تعالےٰ ان کی دلی مرادوں کو بھی پوری کر دے - تاکہ وہ بہمہ وجوہ خوش اور خرم ہوں - آمین -　　والسلام

عبدالباقی از کوہاٹ

## کامیابی اور عطیہ

چوہدری بشیر احمد صاحب نے امسال بی ای (سول) انجنیئرنگ کا امتحان کراچی یونیورسٹی سے پاس کیا ہے - فرسٹ کلاس حاصل کی ہے - اس خوشی میں اُن کے والد چوہدری حیات محمد صاحب نے مبلغ پانچ روپے عطیہ اور بشیر احمد صاحب نے سترہ روپے احمدیہ ہال کی تعمیر کے لئے دیئے - عزیز نے منگلا ڈیم پر بطور اسسٹنٹ انجنیئر کام کرنا شروع کر دیا - جماعت کے بزرگوں سے استدعا ہے کہ وہ عزیز مذکور کی مزید ترقیات کے لئے انہیں اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہا کریں -

والسلام

عبدالغنی سیکنڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی

## جماعت احمدیہ ضلع جہلم کی قرارداد تعزیت

### ڈاکٹر وزیر احمد قریشی کی وفات پر

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی کی وفات کی اطلاع بذریعہ اخبار پیغام صلح معلوم ہوئی اب جماعت کو بروز جمعہ اس افسوسناک خبر سے مطلع کیا گیا - نماز جمعہ کے بعد غائبانہ جنازہ پڑھا گیا اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوا -

"جماعت احمدیہ ضلع جہلم ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے، ڈاکٹر صاحب مرحوم کی اچانک وفات جماعت احمدیہ کے لئے نقصان عظیم ہے جس کی تلافی ناممکن ہے ہم ڈاکٹر صاحب مرحوم کے حق میں دعاگو ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں غریق رحمت فرمائے (۱۴)

اور جنت الفردوس میں جگہ دے ہمیں ڈاکٹر صاحب مغفور کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کے لواحقین و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو مرحوم کا نعم البدل عطا کر کے اس عظیم قومی نقصان کی تلافی فرمائے آمین ثم آمین"　　والسلام

خاکسار - محمد شریف راجوروی جامع احمدیہ متصل میدان پاکستان جہلم

# خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

## دو نوجوانوں کی شمولیت سلسلہ

دو اور نوجوان میرے پاس آئے انہوں نے سلسلہ عالیہ میں شمولیت حاصل کرلی ہے وہ آج جمعہ کی نماز میں موجود ہیں - ایک کا نام شیخ عبداللہ ہے اور دوسرے خورشید صاحب ہیں، پیسہ اخبار سٹریٹ میں وہ کاروبار کرتے ہیں - انہوں نے میری باتیں سُن کر کہا کہ یہ باتیں اعتقادات اسلامی ہیں - ہم پیسہ اخبار سٹریٹ میں ایک مشن کھولیں گے - اور کہا کہ یہ وہ تعلیمات ہیں جن کو دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیئے ہم بھی انہیں پیش کریں گے -

# بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

فان لم تجدوا فیہا احدًا فلا تدخلوھا حتی یؤذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکیٰ لکم واللہ بما تعلمون علیم (۲۴ : ۲۷)

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو صحابہ کرامؓ نے فوراً ان پر عمل کرنے کی خواہش کی اور اُن پر عمل کر کے دکھا دیا ؎

فایقظھم ھذا النبی فاصبحوا
منیرین محسودین فی العلم والھدیٰ
(مسیح موعودؑ)

ترجمہ :- پس ان لوگوں کو اس عظیم الشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب غفلت سے بیدار کیا - پس وہ نور بخش اور علم و ہدایت میں لوگوں کے محسود بن گئے -

(غلام قادر عفی عنہ)

## مولانا محمد یعقوب خاں صاحب کی واپسی

مولانا محمد یعقوب خاں صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان ۱۳ رجولائی کو انگلستان سے بذریعہ جہاز CIRCASIA روانہ ہوئے ہیں وہ ۳۱ رجولائی کو کراچی پہنچ رہے ہیں ان کے کیبن کا نمبر B-24 ہے - احباب نوٹ فرمائیں -

عبداللہ جان متعلم میڈیکل کالج پشاور

# محبت الٰہی

# حضرت مسیح موعودؑ کے خُلقِ عظیم کا ایک پہلو

(یہ مقالہ جلسہ یوم وصال مسیح موعودؑ میں پڑھا گیا)

حضرت مسیح موعودؑ کے خلق کے تین پہلو ہیں۔ (۱) محبت الٰہی (۲) عشق رسولؐ اور (۳) شفقت علےٰ خلق اللہ۔

سب سے پہلے اور سب سے درخشاں محبت الٰہی کا امیتاز ہے کیونکہ یہ وہ چیز ہے جو خالق اور مخلوق کے باہمی رشتہ کا مضبوط ترین پیوند ہے اور فطرت انسانی کا جزو اعظم ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا جوانی کا عالم تھا۔ یہ وہ عمر ہوتی ہے جبکہ انسان کے دل میں دنیاوی ترقی اور مادی آرام و آسائش کی خواہش اپنے پورے کمال پر ہوتی ہے۔ حضورؑ کے بڑے بھائی صاحب ایک معزز عہدے پر فائز ہو چکے تھے۔ یہ بات بھی چھوٹے بھائی کے دل میں ایک گونہ رشک یا کم از کم رجحان پیدا کر دیتی ہے۔ ان دنوں حضرت مسیح موعودؑ کے والد صاحب قبلہ نے علاقہ کے ایک سکھ زمیندار کے ذریعہ جو ان کو ملنے کے لئے آیا کرتا تھا کہلا بھیجا کہ آج کل ایک ایسا بڑا افسر برسر اقتدار ہے جس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں اس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں اس سکھ زمیندار نے حضرت صاحبؑ کو وہ پیغام پہنچا دیا۔ تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ والد صاحب قبلہ سے عرض کر دیں کہ میری نوکری کی فکر نہ کریں میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں۔ آپؑ کے والد صاحب بڑے نکتہ شناس تھے۔ انہوں نے یہ جواب سن کر فرمایا۔ اللہ تعالےٰ اسے ضائع نہیں کرے گا اور اکثر باحسرت فرمایا کرتے کہ سچا رستہ تو یہی ہے جو (حضرت) غلام احمد (علیہ السلام) نے اختیار کیا ہے ہم تو دنیا میں الجھ کر اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں، اور پھر حضرت صاحب کے والد صاحب کی وفات پر آپ کو الہام ہوتا ہے أليس الله بكافٍ عبده تو ثابت ہوا کہ جو خدا کا ہو جائے خدا بھی اس کا ہو جاتا ہے۔ جس طرح فرمایا اذکرونی اذکرکم۔

ایک دفعہ ایک افسر نے آپؑ کے والد صاحب سے دریافت کیا کہ سنا ہے کہ آپ کا چھوٹا لڑکا بھی ہے میں نے اسے کبھی دیکھا نہیں۔ تو آپ کے والد صاحب نے جواب دیا اگر اسے دیکھنا ہو تو مسجد کے کسی گوشہ میں جا کر دیکھ لیں وہ تو مسیتڑ ہے، اکثر مسجد میں رہتا ہے۔

قرآن مجید سے حضرت مسیح موعودؑ کو اس کے بے نظیر معنوی اور ظاہری محاسن کی وجہ سے بے حد عشق تھا مگر باوجود اس کے قرآنی محبت کی اصل بنیاد بھی خدا ہی کی محبت پر قائم تھی۔ فرماتے ہیں:۔

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

محبت الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ ایسے رنگ میں گفتگو فرماتے ہیں کہ گویا آپ اس محبت کی شراب طہور میں مخمور ہو کر اپنے خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہو رہے ہیں فرماتے ہیں:۔

میں ان نشانوں کو شمار نہیں کر سکتا
جو مجھے معلوم ہیں مگر دنیا انہیں نہیں
دیکھتی لیکن اے میرے خدا میں تجھے
پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے اور
میری روح تیرے نام سے ایسے
اُچھلتی ہے جیسے کہ ایک شیر خوار
بچہ ماں کے دیکھنے سے اُچھلتا ہے
لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں
پہچانا اور نہ قبول کیا۔"

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"دیکھ! میری روح نہایت توکل کے ساتھ
تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا
کہ ایک پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف
آتا ہے سو میں تیری قدرت کے
نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے
لئے اور اپنی ذات کے لئے بلکہ
اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور
پاک راہوں کو اختیار کریں۔"

حضرت مسیح موعودؑ کی محبت الٰہی کا جذبہ آپ کی ذات تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ آپ کو اس بات کی بھی انتہائی تڑپ تھی کہ یہ عشق کی چنگاری دوسروں کے دلوں میں بھی پیدا ہو۔ چنانچہ کشتی نوح میں آپ لکھتے ہیں:۔

کیا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس کو یہ
پتہ نہیں کہ اس کا ایک ہی خدا تعالیٰ ہے
جو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا
خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے
خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اسکو دیکھا
اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی
یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ
جان دینے سے ملے اور یہ لعل
خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام
وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اسے
محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب
کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں
بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح
سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا
یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا
سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے
لوگوں کے کان کھلیں۔"

احباب ان الفاظ پر غور فرمائیں اور اس محبت اور اس تڑپ کی گہرائی کا اندازہ لگانے کی کوشش کریں آپ یقیناً اس کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر اندازہ بھی آپ اپنے ظرف کے مطابق کریں گے اس کے نتیجہ میں لازماً آپ کی روحانیت میں غیر معمولی بلندی اور غیر معمولی ترقی اور غیر معمولی روشنی پیدا ہوگی۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالےٰ کی اس محبت اور معیت پر ناز تھا۔ چنانچہ جب آپ کو مولوی کرم دین والے مقدمہ میں یہ اطلاع ملی کہ ہندو مجسٹریٹ کی نیت ٹھیک نہیں ہے اور وہ آپ کو قید کرنے کی تاریخ بیل ڈال رہا ہے تو آپ اس وقت ناسازی طبع کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے۔ یہ الفاظ سنتے ہی فرمایا:۔

"وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے"

چنانچہ ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

جو خدا کا ہے اسے للکارنا نہیں اچھا
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

احباب! میں نے خدا کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی بے نظیر محبت اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ خدا کی لازوال محبت کی ایک چھوٹی سی جھلک آپ کو دکھائی ہے۔ اب اس بیج کو اپنے دلوں میں پیدا کرنا اور پھر اس پودے کو خدائی محبت کے پانی سے پروان چڑھانا آپ لوگوں کا کام ہے۔ قرآن کریم کے اس زرین ارشاد کو کبھی نہ بھولیں:۔

ان الذین اٰمنوا
اشد حبا للہ۔

یعنی مومنوں کے دلوں میں خدا
کی محبت سب دوسری
محبتوں پر غالب ہونی چاہیئے۔

# رفتار عالم

—— مظفر آباد، صدر آزاد کشمیر کے ایچ خورشید نے کہا ہے کہ رائے شماری کے علاوہ مسئلہ کشمیر کا کوئی اور حل تلاش کیا گیا تو اس سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ریاست جموں وکشمیر کی سالمیت ختم کرنے کی ہر کوشش ناکام بنادی جائے گی کشمیری عوام صرف اس طرح مطمئن ہوسکتے ہیں کہ کشمیر کے متعلق اقوام متحدہ کی قرار دادوں پر عمل کیا جائے۔

—— راولپنڈی، اس ماہ صوبائی کابینہ میں دو وزراء کا اضافہ کیا جائے گا۔ جس کے بعد وزراء کی تعداد دس ہو جائے گی۔

—— دہلی، مشرقی پنجاب کی حزب اختلاف کی جماعتوں نے اپنے مشترکہ جلسہ میں ایک قرار داد میں پنڈت نہرو سے استعفیٰ دینے اور دوبارہ الیکشن لڑنے کا مطالبہ کیا ہے۔

—— راولپنڈی۔ صوبائی وزیر خزانہ نے صوبائی اور مرکزی مجالس قانون ساز کے انتخابات کے لئے بالغوں کے حق رائے دہی کی حمایت کی ہے۔ لیکن صدر کے مطالبے کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ صدر کا براہ راست انتخاب ناممکن ہے بلکہ یہ بنیادی جمہوریتوں یا محض مجالس قانون ساز کے ذریعہ سے ہی ہونا چاہئیے۔

—— ڈھاکہ، مشرقی پاکستان میں خواجہ ناظم الدین کو کونسل مسلم لیگ کی صدارت سے علیحدہ کرنے کی تحریک شروع کردی گئی ہے۔ کونسل کنونشن مسلم لیگ کے اراکین کی ایک مشترکہ کانفرنس میں اُن پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کے مختلف گروپوں میں سمجھوتہ نہیں چاہتے۔

—— واشنگٹن، امریکی کانگریس کی امور خارجہ کی کمیٹی میں امریکی جنرل نے اس کی تصدیق کی ہے کہ کانگو میں اقوام متحدہ کی افواج کے کئی افراد نے فوجی قوانین کی خلاف ورزی کی ہے اور بعض نے لوٹ مار کے واقعات میں بھی حصہ لیا ہے۔

—— انسداد سیم وتھور کا امریکی مشن جس نے صدر کینیڈی کی ہدایت پر پاکستان کا دورہ کیا تھا۔ اگلے سال ستمبر میں اپنی رپورٹ حکومت پاکستان کو پیش کردے گا۔

—— کراچی، وزیر اعظم ملایا تنکو عبدالرحمن نے اعلان کیا ہے کہ ملائیشیا کے وفاق کا قیام مقررہ وقت پر یعنی اس سال ۳۱ اگست کو عمل میں آجائے گا۔

—— نئی دہلی، بھارت کی وزارت دفاع کا ایک وفد ۱۶ رجولائی کو ماسکو جائے گا۔

—— لاہور میں ان دنوں والس ڈیوٹ کی کتاب "گولڈن ہسٹری آف ورلڈ" فروخت ہو رہی ہے۔ جس میں سرور کائنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون دیئے گئے ہیں۔ کتاب میں متعدد قابل اعتراض کارٹون ہیں، ان میں سے ایک میں رسول کریم صلعم کا کارٹون دیا گیا ہے جس کے گرد اگرد متعدد افراد ہیں تصویر کے نیچے لکھا ہے کہ محمد (صلعم) جنت کے متعلق بتا رہے ہیں اور اس کے اوپر نصف صفحہ پر مسلمانوں کے سامنے عورتوں کو رقص کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ یہ کتاب گولڈن پریس نیویارک نے شائع کی ہے۔

—— کراچی، فیڈریشن آف پاکستان چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری نے یورپ کے کمیونسٹ اور غیر کمیونسٹ ملکوں میں تجارتی وفد روانہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ وفد ان ملکوں کے ساتھ تجارت کو فروغ دینے کے لئے امکانات کا جائزہ لیں گے۔

—— کراچی، پاکستان نے امریکہ کانفرنس لائنز کی طرف سے مال برداری کے کرایہ میں اضافہ کے خلاف امریکی حکومت سے احتجاج کیا ہے۔

—— بیروت وزیر اعظم شام نے وزیر دفاع کرنل زید الحریری کو سبکدوش کر کے ان کو جلاوطن کردیا ہے شام میں ایک اور انقلاب کے خطرے کے پیش نظر ملک کے مختلف علاقوں میں ہنگامی صورت حال کا اعلان کردیا گیا ہے۔

—— لندن، برطانیہ کے سابق وزیر جنگ کو پریوی کونسل کی رکنیت سے محروم کردیا گیا ہے کہ اس نے نومبر ۱۹۶۰ء میں صدر ریم کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی تھی۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۲ سے شائع

پیغام صلح ۱۰ رجولائی ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۸

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۷ جولائی ۱۹۶۳ء | نمبر ۲۹

## بحرِ حکمت کے موتی

عن انس رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد اُخِفتُ فی اللہ و ما یخاف احدٌ ولقد اوذیت فی اللہ وما یوذی احدٌ ولقد اتت علیّ ثلٰثون من بین لیلۃٍ ویومٍ و مالی ولبلالٍ طعامٌ یاکلہ ذوکبدٍ الا شیٔ یواریہ ابطُ بلالٍ۔
(شمائلِ ترمذی)

ترجمہ:—

حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خشیۃ اللہ مجھ پر اتنا غالب آگیا کہ (نہ مجھ سے پہلے اور نہ پیچھے) خشیۃ اللہ کوئی اتنا مرعوب نہ تھا اور نہ ہوگا (اور دعوت الی اللہ میں مجھے اس قدر تکلیف دی گئی کہ کسی کو نہیں پہنچی اور نہ یقیناً ایک دفعہ مجھ پر تیس دن اور تیس رات ایسے گذرے کہ نہ تو میرے لئے اور نہ بلال رضؓ کے لئے کھانے کو کوئی چیز تھی جسے کوئی جاندار کھا کر اپنی ہستی قائم رکھ سکے سوائے اس مقدار کے کہ جو بلال کی بغل میں چھپ جاتی تھی (یعنے بہت تھوڑا)

نوٹ:۔ مبلغین اسلام کے لئے اس میں لمحۂ فکریہ ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یأتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم البأساء والضراء وزلزلوا حتیٰ یقول الرسول والذین

(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

# حدیث کی اہمیت

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ ہم پر افتراء کرتے ہیں کہ ہم حدیث کو نہیں مانتے۔ حالانکہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ضعیف سے ضعیف حدیث پر عمل کر لینا چاہیئے۔ اگر وہ قرآن کے معارض نہ ہو۔ مگر وہ باوجودیکہ قرآن پر حدیث کو مقدم کرتے ہیں اور قاضی ٹھہراتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اسکی اتنی بڑی عزت نہیں کرتے چنانچہ حنفی رفع یدین کی حدیثوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور ان پر عمل بُرا سمجھتے ہیں اور انہیں بیکار چھوڑتے ہیں۔ ایسا ہی دوسرے فرقوں کا حال ہے کہ وہ حدیث کی خود بھی عزت نہیں کرتے۔ پھر احادیث کو وہ خود ظنّی سمجھتے ہیں۔ اور ظن وہ ہے جس میں احتمال کذب ہو۔ پھر ظن یقین (کتاب اللہ) پر حکم اور قاضی کس طرح ہو سکتا ہے۔ قرآن شریف مقبول فریقین ہے اور حدیث مقبول فریقین نہیں۔ ہم یہ بھی پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر اہتمام قرآن شریف کے لکھانے کا کیا ہے احادیث کا کہاں کیا ہے؟ اور علاوہ ازیں کوئی حدیث ہی ہم کو دکھاؤ جس میں آپ نے پیشگوئی کی ہو کہ میرے بعد فلاں فلاں شخص آئے گا۔ اور وہ احادیث کو جمع کرے گا۔

### حدیث اور ہم

ہمارا مذہب اور اعتقاد حدیث کے متعلق یہ ہے کہ ہم ہر حدیث کو جو قرآن شریف سے معارض اور سنّت کے خلاف نہ ہو مانتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس پر عمل کریں۔ خواہ وہ محدثین کے نزدیک ضعیف سے ضعیف بھی ہو۔ اصل میں یہ تین چیزیں ہیں۔ جو میں نے کئی بار بیان کی ہیں۔

(الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱)

# ادارۂ تعلیم القرآن

## اے بے خبر بخدمتِ قرآں کمر ببند
## زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

(مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

تحریک احمدیت فی الجملہ احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کی ایک راہ ہے اسی بنا پر بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس تحریک کا نام **احمدیت** رکھا۔ اظہارِ عشق و محبت کی راہیں مختلف اور رسوم گوناگوں ہیں، ہر عاشق کے لئے ضروری نہیں کہ وہ دوسرے عشاق کی اظہارِ عشق کی راہوں کو اختیار کرے اور نہ یہ مناسب ہے کہ وہ دوسروں کی راہِ عشق کی تحقیر کرے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والہانہ محبت کے لئے یہ رسم اختیار کی ہے کہ حضورؐ کے ساتھ عشق قرآن مجید کے واسطہ سے کیا جائے اس لئے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن مجید کے ساتھ انتہائی شغف تھا۔ اسی کتاب مجید کی اشاعت و تبلیغ کی غرض سے ہی وہ سب جانکاہ مصائب اور دکھ اٹھائے جو مخالفین کی طرف سے پہنچائے گئے۔ قید اور مخالفت کی انتہا یہ تھی کہ فرقان حمید کی ہر نئی آیت کے نزول کے بالمقابل مخالفوں کی تلواروں کی دھار کند ہو جاتی تھی ۱۳ سال تک اس پھول کی پتی کا سنگدل ہیروں کے ساتھ مقابلہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن اپنی نرم و نازک اخلاقی پتیوں کے معجزانہ اثر سے کامیاب ہوا اور شمشیریں اپنی آہنی قوت کے باوجود کند ہو کر بیکار ہو گئیں۔

اس کے بعد قرآن مجید تلواروں کے سایہ میں نہیں بلکہ صوفیا اور ربانی علماء کی کوششوں سے دنیا کے تمام ممالک میں اپنا سکہ بٹھاتا چلا گیا۔ مگر انیسویں صدی بھی تمام مذاہب کے لئے بالعموم اور مسلمانوں کے لئے بالخصوص منحوس ثابت ہوئی۔ مادیت کے نئے نئے انکشافات کا یہ زہریلا اثر تھا جس نے تمام مذاہب کے علماء کو حیران و ششدر کر دیا۔ بعض چالاک اور زمانہ ساز مشنری انہی مادی انکشافات کو اپنے اپنے مذہب کے اصل اصول قرار دے کر دوسرے مذاہب پر پل پڑے ہندوؤں میں آریہ اس میدان میں پیش پیش تھے عیسائیوں نے سائنٹیفک علوم کو عیسائی مذہب کی صداقت کی دلیل ٹھہرا کر اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کر دی دونوں کے لئے میدانِ عمل مسلمانوں کی قوم تھی مسلمان تخت حکومت کھو چکے تھے تجارت پر ہندوؤں کا قبضہ تھا مولوی لوگ انگریزی تعلیم کو حرام قرار دے کر دین و دنیا دونوں قسم کی برکات سے محروم ہو چکے تھے اس لئے مسلمانوں کی روز کی روٹی کا مسئلہ نہایت نازک صورت اختیار کر گیا تھا مسیحی مشنریوں نے حکومت برطانیہ کی مدد سے روز کی روٹی ملنے کی دعا مسجد کی بجائے گرجے میں قبول ہونے کی خوشخبری سنائی اور پادری عماد الدین، سراج الدین، فضل دین احمد شاہ اور بے شمار یہ دین اور وہ دین یہ شاہ اور وہ خان ترک اسلام کر کے مسلمانوں کے خلاف گھر کے بھیدی بن کر مولویوں کو چیلنج دینے لگے اور ادھر آریہ پنڈت مسلمانوں کو بحث کے لئے للکارنے لگے اس زمانہ کے مسلمانوں کی بیکسی اور مخالفین کی یورش کا نقشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تیرہ سو سال پہلے کھینچا تھا کہ لوگ مسلمانوں پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گے جس طرح بھوکے گوشت کے ایک پیالہ پر اور حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کی اس بیکسی کا فوٹو یوں کھینچا ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین
بیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے درکارِ خود با دین احمد کار نیست

یہ وہ زمانہ تھا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو دین اسلام کی حفاظت کے لئے مسیح موعود کا خطاب دے کر کھڑا کیا حضرت صاحب کا قرآن مجید کے ساتھ عشق کس انتہاء کو پہنچا ہوا تھا کہ وہ نہ صرف ہر اسلامی اصول و عقیدہ کو قرآن مجید سے ثابت کرتے تھے بلکہ اس کے عقلی دلائل اور براہین بھی اسی کتاب پاک سے استنباط کرتے تھے اور ہر مخالف اسلام سے بھی یہی مطالبہ کرتے تھے کہ اپنے اصول مذہب اور عقائد اپنی الہامی کتاب سے پیش کرو اور یہ ہو نہیں سکتا مگر اس شخص سے جس کی ہر وقت کی روحانی غذا قرآن قرآن شریف نہ ہو۔

قرآن مجید کی اس معقول اور مدلل تعلیم کا ورثہ حضرت مولانا نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی معرفت ہماری جماعت کو ملا۔ حضرت امیر مرحوم کی ساری زندگی اسی ایک محور اور مرکز کے گرد گردش میں رہی مخالفین اسلام کے تمام اعتراضات کو اپنے سامنے رکھ کر انگریزی اور اردو میں ایک بے نظیر تفسیر لکھی جس کی تفصیل بیان اس وقت ہو نہیں سکتا آپ نے اس عظیم الشان کام کو صرف اپنے تک محدود نہیں رکھا بلکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ماتحت ایک "ادارۂ تعلیم القرآن" قائم کرنے کا ارادہ کیا اس کے لئے روپیہ اور سامان بھی فراہم فرمایا۔ افسوس ہے یہ کام آپ کی زندگی میں تکمیل کو نہ پہنچ سکا ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ انجمن نے اس سال اس کام کا بیڑا اٹھایا قریباً پچاس ہزار روپیہ کے خرچ سے اس عمارت کی پہلی منزل تیار ہو گئی۔ ابھی لائبریری اور دیگر ضروریات کے اخراجات باقی ہیں۔

اس کی تیاری میں محترم ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب نے غیر معمولی کوشش اور ہمت سے کام لیا۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ کرنل صاحب کا اس ادارہ کی تعمیر میں اس قدر دلچسپی لینے میں ان کے والد مرحوم حضرت شاہ صاحب کی روح ان کے اندر جوش پیدا کرتی رہی یہ الفاظ میں رسمی طور پر نہیں لکھ رہا، میں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ وہ اس کی جلد تعمیر کے لئے بے چین تھے اور آخر میں ان کے ہاتھ میں ایک بل تھا جس پر اس ادارہ کے اخراجات کی تفصیل تھی اور وہ میرے ہاتھ میں اسے دے کر خوشی خوشی رخصت ہو گئے۔ کرنل صاحب کے بعد میاں عبدالرحمٰن صاحب ریٹائرڈ ایس ڈی او جنکی زندگی کا ایک طویل حصہ جماعت کی خدمت میں گزرا ہے کی عمارت کی تعمیر اور تیاری میں بے حد دلچسپی بھی قابل شکر ہے اس قدر کم لاگت اور اس قدر قلیل مدت میں یہ عمارت بن کر تیار ہو گئی جس میں طلباء کی تعلیم و تدریس کے کمروں کے علاوہ ان کی اقامت کا بھی خاطر خواہ بندوبست ہے۔ ان کی علمی پیاس کے لئے لائبریری کا کمرہ ہے جو موجودہ زمانہ کے تقاضاؤں کے مطابق بجلی، فلش سسٹم، ڈائننگ روم اور پانی باسانی مہیا کرنے کے لئے مشین بھی لگا دی گئی ہے۔ طلباء کے لئے وظائف مقرر ہیں درس کی کتابیں مفت مہیا ہوں گی۔ اور ان کی تعلیم کے لئے قابل اساتذہ کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔

ان تمام باتوں کے علاوہ اپنے متعلق میں صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ میں ہمیشہ کسی عہدہ کی قبولیت سے منکر رہا ہوں مجھے حکومت کی بجائے خدمت زیادہ پسند ہے مگر دو تین معزز دوستوں نے اور اراکین انجمن نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں اس ادارہ تعلیمی کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لوں یہ بوجھ میری عمر اور طاقت سے بہت زیادہ ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اس بوجھ کے اٹھانے کی توفیق بخشے اور جو کچھ میں نے قرآن مجید سے سیکھا ہے غیر مذاہب کی کتب سے حاصل کیا ہے دنیا کی بڑی بڑی لائبریریوں میں بیٹھ کر خوشہ چینی کی ہے وہ میں اپنی قوم کے ہونہار طلباء کے سپرد کر سکوں تا آخری وقت میں مجھے یہ اطمینان ہو کہ مذہبی تحقیقات کی وہ امانت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے عطا کی وہ میں نے مستحق ورثا تک پہنچا دی۔ احمدی قوم کا وقار دنیا میں قائم رکھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو کسی دنیوی لالچ سے نہیں بلکہ محض

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۶۳ء

# "المنبر" مسیحیت کی حمایت میں

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی کے خلاف جس طرح حق پسند اخبارات اور منصف مزاج عوام نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے صدائے احتجاج بلند کی اور حکومت نے اصل حقیقت معلوم ہونے پر اپنا حکم واپس لے کر جس دانشمندی کا اظہار کیا، وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں جو مسیحی حضرات کے جذبہ کو ٹھیس لگانے والی اور دو قوموں کے مابین منافرت پیدا کرنے والی ہو، اور تو اور خود عیسائیوں کی طرف سے بھی کوئی ایسی آواز نہ ضبطی سے پہلے اٹھائی گئی اور نہ حکم کے واپس لئے جانے پر انہوں نے کسی ناراضگی کا اظہار کیا، جس سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کے مضامین تہذیب، شائستگی اور امن پسندی کے نقطہ نگاہ سے ہرگز قابل اعتراض نہیں۔

لیکن ان کھلے حقائق کے باوجود لائل پور کے ہفت روزہ "المنبر" کی یہ حرکت کس قدر افسوسناک ہے کہ اس نے اس کتاب کو تہذیب و امن پسندی کے منافی قرار دے کر اس کی ضبطی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے والوں کو مورد لعن وطعن ٹھہرایا۔ اور ضبطی کے حکم کی واپسی کو حکومت کی ذلت و رسوائی کا موجب قرار دیا ہے، یہ کیوں؟ اخبار مذکور کا یہ دعوے ہے کہ سراج الدین عیسائی کے سوالات تو نہایت سادہ اور ہر قسم کی اشتعال انگیزی سے پاک ہیں اور ان میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی قسم کی گستاخی نہیں کی گئی۔ لیکن مرزا صاحب نے ان کے جواب میں جو زبان استعمال کی ہے وہ نہایت اشتعال انگیز اور مسیح علیہ السلام کی توہین کا موجب ہے، اس کے ثبوت میں اخبار مذکور نے کتر بیونت کر کے بعض ایسے فقرات نقل کئے ہیں جن میں مسیح کی مزعومہ قربانی کو لعنتی قربانی کا نام دیتے ہوئے کفارہ کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس قربانی کا اثر نہ اس رنگ میں ظاہر ہوا کہ اس کے ماننے والے گناہوں سے پاک ہو گئے اور نہ اس رنگ میں اس کا کوئی فائدہ ظاہر ہوا کہ اس پر ایمان لانے والے گناہوں اور جرائم کی سزا سے بچ گئے — اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ نے مسیح کے حواریوں اور دادیوں اور نانیوں کے وہ اعمال پیش کئے ہیں جن کا ذکر انجیل میں پایا جاتا ہے تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ کفارہ مسیح کا کوئی اثر ان کے براہ راست ماننے والوں پر بھی نہ ہوا

اس قسم کے فقرات کو نقل کرتے ہوئے "المنبر" نے اس کو تہذیب و امن پسندی کے منافی اور مسیحؑ کی توہین کا موجب قرار دیا ہے اور ان عبارات کو نظر انداز کر دیا ہے جن میں مسیح علیہ السلام کی عظمت بیان کی گئی اور کفارہ کی لعنتی قربانی کے مقابلہ میں اسلام کی اعلیٰ تعلیمات کو پیش کیا گیا ہے، مثلاً کتاب مذکور میں لکھا ہے:-

"اس پلید اور ناپاک طریق سے اسلام کا دامن بالکل منزہ ہے وہ کوئی لعنتی قربانی پیش نہیں کرتا اور نہ لعنتی محبت پیش کرتا ہے بلکہ اس نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم سچی پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے اپنے وجود کی پاک قربانی پیش کریں جو اخلاص کے پانیوں سے دھوئی ہوئی اور صدق اور صبر کی آگ سے صاف کی ہوئی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے بلیٰ

من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون

یعنی جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کرے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو سو وہ سرچشمہ قرب الٰہی سے اپنا اجر پائے گا اور ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم یعنی جو شخص اپنے قویٰ کو خدا کی راہ میں لگا دے اور خالص خدا کے لئے اس کا قول اور فعل اور حرکت اور سکون ہو جائے اور حقیقی نیکی بجا لانے میں سرگرم رہے سو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دے گا اور خوف اور حزن سے نجات دے گا۔"

اسلام کی اس اعلیٰ تعلیم کو پیش کرتے ہوئے آگے چل کر حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں:-

"یہ راہ ہے جو قرآن نے ہمیں سکھائی ہے اور آسمانی گواہیاں بلند آواز سے پکار رہی ہیں کہ یہی راہ سیدھی ہے اور عقل بھی اسی پر گواہی دیتی ہے پس جو امر گواہوں کے ساتھ ثابت ہے اس کے ساتھ وہ امر مقابلہ نہیں کر سکتا جس پر کوئی گواہی نہیں، یسوع ناصری نے اپنا قدم قرآن کی تعلیم کے موافق رکھا اس لئے اس نے خدا سے انعام پایا ایسا ہی جو شخص اس پاک تعلیم کو اپنا رہبر بنائے گا وہ بھی یسوع کی مانند ہو جائے گا یہ پاک تعلیم ہزاروں کو عیسیٰ مسیح بنانے کے لئے تیار ہے اور لاکھوں کو بنا چکی ہے۔ ہم نہایت نرمی اور ادب سے حضرات پادری صاحبوں کی خدمت میں سوال کرتے ہیں کہ اس بیچارہ ضعیف انسان کو خدا ٹھہرا کر آپ کی روحانیت کو کونسی ترقی ہوئی۔ اگر وہ ترقی ثابت کرو تو ہم لینے کو تیار ہیں، ورنہ اے بدبخت مخلوق پرست لوگو! آؤ ہماری ترقیات دیکھو اور مسلمان ہو جاؤ۔"

فرمائیے اس تمام عبارت میں کونسی بات تہذیب و شائستگی اور امن پسندی کے منافی ہے؟ کیا یہ کہنا کہ قرآن نے نجات کی جو راہ بتائی ہے وہی سیدھی راہ ہے اور عقل اس پر گواہی دیتی ہے، تہذیب و شائستگی یا امن پسندی کے منافی ہے؟ کیا یہ کہنا کہ یسوع ناصری نے اپنا قدم قرآن کی تعلیم کے موافق رکھا اس لئے خدا سے انعام پایا" امن پسندی کے خلاف اور مسیح کی توہین کا موجب ہے؟ کیا اسلام کی روحانی ترقیات کا ذکر کرنا اور عیسائیوں کو مسلمان ہونے کی دعوت دینا امن پسندی اور تہذیب و شائستگی کے منافی ہے۔ افسوس ہے کہ المنبر نے ان اسلامی تعلیمات کی عظمت اور مسیح ناصری کی شان بیان کرنے والی ان عبارات کو چھوڑ کر اور صرف آخری فقرہ کو نقل کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ اس کتاب میں عیسائیوں کو برا بھلا کہا گیا اور مسیح کی توہین کی گئی ہے اگر حق پسندی اور تہذیب و شائستگی اسی کا نام ہے تو واے گر پس امروز بود فردائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کو حق پسندی یا تہذیب و شائستگی سے تو کوئی واسطہ نہیں نہیں تو صرف مرزا صاحب کو برا بھلا کہنا مقصود ہے خواہ اس سے اسلام کا کچھ باقی رہے یا نہ رہے اور اس کے بالمقابل عیسائیت کو بالواسطہ طور پر تقویت پہنچ جائے۔ ایسے لوگوں کا مسلک حافظ شیرازیؒ کے اس شعر کے عین مطابق ہے ؎

شادم کہ بالدقیباں دامن کشیدہ رفتم
گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

اور حضرت مرزا صاحب نے ایسے لوگوں کے متعلق سچ فرمایا ہے ؎

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ

# حج بیت اللہ مکہ معظمہ کے تاثرات

عزیزم محمد حسن خاں اور راقم حسن علی نے قریباً گیارہ بجے دن کے ۵/۵/۶۳ کو کراچی ہی سے احرام باندھا۔ راقم کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ ہوائی جہاز کراچی پورٹ سے بعد دوپہر ۳ بجے روانہ ہو کر بخیریت تمام ۷ بجے شام جدہ پہنچ گیا۔ جہاں پر محکمہ کسٹم اور پولیس کی پوچھ گیچھ کے بعد مقرر کردہ معلم صاحب نے جدہ سے مکہ معظمہ تک ہمارے لئے کار کا بندوبست کر دیا۔ نماز مغرب ہم نے جدہ میں ادا کی۔ مکہ شریف پہنچنے پر معلم صاحب نے اپنی جانب سے کھانا پیش کیا۔ چونکہ ہمارے پاس اپنا کھانا کراچی سے لایا ہوا موجود تھا۔ لہذا ہم نے وہی کھانا کھایا۔ معلم صاحب نے چائے پلائی اور اپنے نائب کو ہمارے ساتھ جا کر طواف اور سعی کرانے کا حکم دیا۔ طواف کعبہ اور سعی کرنے کے بعد راقم کی اہلیہ۔ راقم اور عزیزم محمد حسن خان نے خانہ کعبہ ہی میں نماز عشاء باجماعت ادا کی جس سے فارغ ہو کر آب زمزم پیا۔ حجامت کرائی۔ اور ۳۱ گھنٹوں کے اندر ہی کراچی سے باندھا ہوا احرام مکہ معظمہ میں رات کے ۱/۲ ۱ بجے کھولا۔ مکہ شریف میں اپنی رہائش کے لئے ضروری انتظام کر کے ہم خانہ کعبہ میں جا رہے تھے۔ کہ بازار میں شیخ اللہ بخش صاحب پشاوری ایڈووکیٹ سے ملاقات ہوئی۔ ہم لوگ تین دن تک پہلے مکہ معظمہ میں ٹھہرے اور جہاں تک ہو سکا تقریباً تمام نمازیں خانہ کعبہ میں ہی ادا کرتے رہے پورے تین دن کے قیام کے بعد مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ میں جا کر ہم نمازیں ادا کرنے کا خیال تھا کار کے ملنے پر رات کو آدھا سفر طے کیا اور قدرے قیام کیا پھر فجر کی نماز کے بعد روانہ ہو کر جمعہ کی نماز سے کوئی ایک گھنٹہ قبل معلم صاحب کے مکان پر پہنچ گئے۔ جنہوں نے فوراً غسل کے بعد جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد نبوی میں پہنچ جانے کے لئے رہنمائی کی۔

مسجد نبوی تمام نمازیوں سے بھر چکی تھی۔ باہر کی سیڑھیوں پر ہمیں نماز ادا کرنے کا اچھا موقعہ مل گیا۔ قیام مدینہ شریف میں اس احقر کو مسجد نبوی کے قرب میں اپنی رہائش کے لئے آسانی میسر آ گئی۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد آنحضرت محمد صلعم کے روزہ شریف حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے روضوں کی زیارت بذریعہ رہنما نصیب ہوئی دوسرے روز راقم نے خود زیارت کرنے کا پختہ ارادہ کیا اور مسجد میں داخل ہو کر ایک جگہ پر راقم نے اپنا عصا اور گرگابی رکھی ہی تھی اور آگے بڑھنے کی کوشش کی کہ ایک زبردست ریلا زائرین کا آ گیا جس نے راقم کو بڑی دور پھینک دیا۔ میں اپنی گرگابی اور عصا کا خیال چھوڑ کر ننگے پاؤں اپنے ڈیرے پہ آ گیا اور دوسری جوتی وغیرہ کا بندوبست کیا۔ دوسرے روز جب میں مسجد نبوی میں پہنچا تو وہاں کے محافظ صاحب نے دیکھ کر اپنے ایک ماتحت کو حکم دیا کہ اس بزرگ کو حضور کے روضے کی زیارت بخوبی کرا دے۔ چنانچہ دوبارہ مجھے زیارت نصیب ہوئی۔ تیسری دفعہ ایک پنجابی بزرگ مجھے مل گئے۔ جنہوں نے میرا بازو پکڑ لیا اور ہم دونوں نے اکٹھے حضور کے روضہ کی زیارت خوب کی۔ آخری مرتبہ جب مدینہ سے رخصت ہونا تھا۔ رخصتی طور پر زیارت کے لئے محافظوں نے بڑی تکریم اور محبت سے مجھے موقعہ دیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی میں حضور صلعم کے روضہ پر گنبد خضرا کی کیفیت کو میں نے خوب مطالعہ کیا جس کی طرف عام زائرین متوجہ نہیں ہوتے۔ جیسا اوپر لکھا ہے عصا اور گرگابی مسجد نبوی میں رہ گئی تھی ان کے ملنے کے لئے میں نے دعا کی جس پر مجھے اس بخل سے بچنے کے لئے اشارہ کیا گیا اور ساتھ ہی مجھے بتلایا گیا کہ تم کو ایک اور تکلیف پہنچنے والی ہے چنانچہ ایک شب جب میں نماز تہجد کے ادا کرنے کے لئے اٹھا میرا ہاتھ بجلی کے بلب کو پکڑنے سے رہ گیا اور میں دھڑام زمین پر گر پڑا۔ فقط میری دو انگلیوں اور کولھے پر ضرب آئی مگر میں بچ گیا۔ میں نے اپنی اہلیہ اور عزیزم محمد حسن خاں کو جگایا گرم چائے کے استعمال کے بعد میری طبیعت درست ہو گئی اور نماز تہجد کے بعد ہم لوگ نماز فجر کے لئے خانہ کعبہ میں آ گئے۔ ان دو خوفناک نظاروں کے بعد مجھے ہندی زبان میں یوں تسلی دی گئی:

اسے سادھو رام۔ تم پر تو رحم کا پرتاپ چند۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۹ تاریخ ذی الحجہ کو ہم عرفات میں داخل ہوئے معلم صاحب نے پلاؤ کی صورت میں قبل دوپہر کھانا پیش کیا۔ عرفات میں ۱۵ بار درود شریف پڑھ کر حضرت مسیح موعود کی پاک روح کو ثواب پہنچایا جن کے بدل میں اس راقم نے یہ حج ادا کیا ہے۔ عرفات۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ طیبہ۔ مزدلفہ اور منا میں رمی کرتے شیطان پر تین مقامات پر کنکریاں مارنے اور پھر احرام کھولنے۔ قربانی کرنے اور غسل کرنے کے بعد خانہ کعبہ میں آ کر طواف کیا اور پھر آخری دفعہ رخصتی طور پر دعا مانگتے پر خانہ کعبہ سے ہم رخصت ہوئے فالحمد للہ علیٰ ذالک ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

خاکسار ڈاکٹر حسن علی۔ گورنمنٹ پنشنر گوجرانوالہ ۲۴/۶/۶۳

نوٹ:۔ دو جمعہ کی نمازیں مدینہ میں ادا کی تھیں۔ ایک عرفات کے مقام پر۔ چوتھی خانہ کعبہ میں۔ محترم قاضی عبدالرشید صاحب مبلغ افریقہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں ملاقات ہوئی تھی۔ جیسا کہ اخبار پیغام صلح لاہور میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے۔

# جماعت احمدیہ کراچی کے تبلیغی عزائم

جماعت احمدیہ کراچی کا ایک غیر معمولی جلسہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے تعمیر کردہ تبلیغی مشن "مسلم ہال" میں مورخہ ۷ جولائی ۱۹۶۳ء بوقت ساڑھے آٹھ بجے صبح زیر صدارت عالی جناب کرنل سید بشیر حسین صاحب سابق ڈائرکٹر جنرل محکمہ حفظان صحت حکومت مغربی پاکستان منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں احباب جماعت کے علاوہ خواتین اسلام سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بھی کثرت کے ساتھ شرکت فرمائی۔

۲۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم الحاج شیخ نصیر الحق صاحب سے شروع ہوئی۔ بعد ازاں مولوی رحیم بخش صاحب خلف الرشید حضرت مولنا مولوی عزیز بخش صاحب مرحوم و مغفور نے "عرض حال" کے موضوع پر ایک پرخلوص اور پرجوش تقریر فرمائی۔ دوران تقریر میں مولوی صاحب ممدوح نے بعض مشکل ترین مرحلوں کا ذکر فرمایا جن سے ان کو تبلیغی مشن کی تعمیر کے سلسلہ میں وقتاً فوقتاً گزرنا پڑا۔ اور بہ تحدیث نعمت کے طور پر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا بھی ذکر فرمایا۔ جن کے ماتحت خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے کراچی میں ایک عظیم الشان تبلیغی مشن کی عمارت کو حد تکمیل تک پہنچا دیا۔ نیز برادران سلسلہ سے پرزور الفاظ میں درخواست کی کہ خدا تعالیٰ یقیناً یقیناً اپنے مزید انعامات اور اکرام جماعت کے ساتھ لاحق کر دے گا۔ اگر وہ اس مشن کو کامیاب بنانے کی خاطر اپنی حاضری دیں اور مزید اپنے دوست و رشتہ داروں کو ہفتہ واری جلسوں اور جمعۃ المبارک کی نمازوں میں باقاعدگی کے ساتھ لاتے رہیں۔ تقریر کو احباب نے بہت پسند کیا اور دعا کے ساتھ جلسے کا اختتام ہوا۔

۳۔ بندہ بالفعل پروگرام یہ ہے کہ جمعۃ المبارک کی نمازیں اور ہفتہ واری اجتماع تبلیغی مرکز میں ہوا کریں گے۔ درس قرآن کریم کا سلسلہ بھی شروع کر دیا جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ برادران اسلام کو جماعت کی تبلیغی جدوجہد نیز خدمت و حفاظت اسلام جیسے اہم امور سے واقفیت بہم پہنچانے کے لئے مدعو کیا جائے گا۔ حالانکہ یہ تعمیر کردہ تبلیغی مشن شہر سے بہت دور ہے پھر بھی مغرب کی نماز میں کبھی کبھی بارہ تیرہ اصحاب شامل ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی صبح کی نماز بھی باقاعدہ ہوتی ہے

۴۔ دور نزدیک والے اور مخلص احباب سے درخواست ہے کہ وہ جماعت کراچی کی ترقی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

شیخ عبدالحق دہلوی مناظر اسلام
مسلم مشنری جماعت احمدیہ لاہور
شاخ کراچی

# لبنانی الدارن کے تلخ نظریں [illegible]

## حقیقی احیاء دین کا انحصار علمبرداران مذہب کے نمونہ یا انکی عملی زندگی پر ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۶۳ء فرمودہ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامنر بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قد افلح المؤمنون، الذین ھم فی صلاتھم خاشعون......
....... فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ (سورۃ المؤمنون)

### کامیابی کے گر

سورۃ مؤمنون کے پہلے رکوع میں قرآن کریم نے کامیابی کے چند گر بتلائے ہیں، اس میں مومنوں کی ان خصوصیات وعلامات کا ذکر ہے جن کے باعث نہ صرف آخرت میں وہ فلاح پاتے ہیں بلکہ اسی زندگی میں بھی کامرانی حاصل کر لیتے ہیں

### مومنین کی نشانیاں

ایمانداروں کی نشانیاں یہ بیان کی ہیں - کہ وہ اپنے رب کے حضور خشوع وخضوع سے اس کی عبادت بجا لاتے ہیں اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو ترک کرنے کی تڑپ رکھتے ہیں - ہر قسم کی لغو باتوں اور شنیع افعال سے اجتناب کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں یعنی وہ تمام افعال بجا لاتے ہیں جن سے باطنی پاکیزگی اور اندرونی بلندی حاصل ہوتی ہے - چنانچہ اپنے شہوانی قوی پر ان کو اس قدر حکومت ہوتی ہے کہ بجز اپنی ازواج کے کسی غیر پر وہ انگیخت میں آنے نہیں پاتے - معاشرہ میں کامیابی کا ایک بڑا راز پھر قرآن کریم نے یہ بتلایا ہے کہ ہر قسم کے عہد وپیمان کو پورا کرتے ہیں۔ سب سے آخر پر یہ کہا کہ اپنی نمازوں کی پوری حفاظت کرتے ہیں یعنی اپنی باطنی رفعت اور اندرونی پاکیزگی کی جو وہ حاصل کر چکے ہیں حفاظت کر کے اسے قائم ودائم رکھتے ہیں -

جس طرح ان سورتوں میں مومنوں کی کامیابی کے گر بتلائے گئے ہیں، اسی کے مانند سورۃ فرقان کے آخری رکوع میں بھی عباد الرحمٰن کی ایسی ہی خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سورۃ میں یہ راز انکشاف کیا ہے کہ جب تک مومن لوگ ایمان کے باعث ان علامات وخصوصیات کو اختیار کر کے اس قدر بلند وممیز نہ ہو جائیں کہ منکرین کے گروہ کے افعال وکردار سے ان کی جماعت کا واضح فرق نظر آ جائے تب تک وہ فلاح میسر نہیں آئے گی جس کا وعدہ مومنوں کو دیا جاتا ہے - چنانچہ فرمایا یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً مومن اگر پورا پورا تقوےٰ اختیار کریں گے تو ان کے لئے منکرین کے مقابل ایک واضح تمیز کا رنگ پیدا کر دیا جائے گا جن سے انہیں بآسانی پہچان لیا جائے گا - پس قرآن کریم کے نزدیک اس کے پیروؤں کی کامیابی کا راز اس امر میں مضمر ہے کہ صفات عالیہ واوصاف حمیدہ کے پیدا کرنے میں انہوں نے منکرین ومخالفین دین سے کہاں تک نمایاں تمیز پیدا کر دکھلائی ہے اگر ان خصوصیات وعلامات کو انہوں نے اس درجہ بلند ونمایاں نہیں کیا کہ ایک سطحی نظر میں بھی ان کی جماعت منکرین کے گروہ سے الگ کھڑی نظر آئے تو اس ناقص حالت میں ایسے مومن لوگ کامرانی کی توقع نہ رکھیں -

### صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا نقشہ

مومنوں کی جن علامات وخصوصیات کا ذکر یہاں کیا ہے دراصل یہ تمام صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا نقشہ قرآن نے کھینچ کر رکھ دیا ہے - کس طرح صحابہ کرامؓ کے راسخ ایمان ومضبوط عقائد نے ان کی زندگیوں کے عمل کو بدل کر رکھ دیا تھا! صحابہ کرامؓ کی زندگیاں واقعی خارق عادت طور پر تبدیل ہو گئی تھیں، معاملات زندگی اور روزمرہ کے افعال میں واقعی وہ بالکل ایک نئی قوم بن گئے تھے - یہی وجہ ہے کہ انہوں نے دنیا میں انقلاب برپا کر دکھایا ورنہ اگر وہ صرف بعض عقائد کو مان کر چند رسومات کے ادا کرنے والے ہو گئے ہوتے تو کیا کبھی یہ ممکن تھا کہ وہ کوئی عالمگیر انقلاب پیدا کر دیتے؟ وہ نئی صفات کے حامل ہو گئے تھے - ان کی زمانہ جاہلیت کی تمام عادات یکسر تبدیل ہو کر ایک نئے اور نیا رنگ اختیار کر گئی تھیں، یہ صرف ان اوصاف اور خصوصیات کے باعث تھا کہ انہوں نے عالم کا نقشہ بدل ڈالا -

اور لاثانی کرشمہ ہے کہ اسلام کے مخالف ومعاند بھی اس کی گواہی دینے پر مجبور ہیں چنانچہ سر ولیم میور جیسا مخالف ومعاند

اپنی کتاب

دی لائف آف محمدؐ میں لکھتا ہے :-

"ازمنہ قدیم سے نہ صرف مکہ بلکہ سارا
جزیرہ نما عرب روحانی جمود میں غرق
رہا تھا۔ یہودیت، عیسائیت اور فلسفیانہ
تحقیق سبھی نے عربوں پر اثر انداز ہونے
کی کوشش کی، اس سے صرف اتنا
اثر ہوا جیسے کسی جھیل کی بالائی سطحوں پر
کچھ ہلکی سی لہریں اُٹھیں مگر پانی کی نچلی
تہوں پر قطعاً کوئی اثر حرکت کا نہ ہوا ہو
لوگ توہم پرستی، ظلم وجہالت اور بدکاری
میں سراسر غرقاب تھے یہ حالت
جمود ومردگی کی بدستور قائم رہتی اگر یہ
لوگ نبی عربی صلعم کی روح پرور
آواز نہ سنتے جس کی بدولت یہ قوم
اپنی خوابیدگی سے بیدار ہو گئی اور
یک لخت ایک نئی ومتین زندگی پا کر
کھڑی ہو گئی"

### حقیقی ایمان سے زندگی کے دھارے بدلے گئے

دنیا میں ایک ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ بڑے سے بڑا مخالف بھی یہ پکار اُٹھے کہ ایک بے حس وحرکت قوم میں نئی جان پڑ گئی ہے محض منہ کے بعض اقرار دل اور جسم کی بعض حرکات وسکنات سے وابستہ نہیں بلکہ یہ وہ حقیقی واندرونی تبدیلی انسانی کردار کی ہے جس کے بغیر تمام لاف وگزاف ہیچ ہے زندگی کے دھاروں کو بدلنے کے لئے باطنی نیات وخطرات قلب کی تبدیلی، زندگی کے معاملات میں تبدیلی، افعال وکردار میں انقلابی تبدیلی کی حاجت لازم پڑتی ہے - چنانچہ اسی عظیم تبدیلی کا ذکر حالی مرحوم نے بھی اپنے اشعار میں کیا ہے ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

اس نئی زندگی کو یہاں قرآن کریم نے ثم انشانه خلقاً آخر کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے - جسمانی نشو ونما اور تکمیل کے بعد نئی زندگی یا نئی روح پھونکی جاتی

ہے۔ حیوانی زندگی کے بعد انسان کے اندر ایک اور اخلاقی و روحانی زندگی کے ودیعت کئے جانے کا بیان ہے۔

## انسانی حیات پر تین قسم کے نظریئے

اگر غور کیا جائے تو زندگی کے بارہ میں کم و بیش تین نظریئے قائم کئے گئے ہیں، ایک نظریہ اس دنیا کو قابل نفرین قرار دیتا ہے اور اس سے فراریت کی تعلیم دیتا ہے، یہ رہبانیت کا منفی نظریۂ حیات ہے جس سے زندگی کی جملہ صلاحیتیں پنپنے کی بجائے مرجاتی ہیں، دوسرے دو نظریئے مثبت ہیں کہ ان میں حرکت و جان ہے۔ مگر ان میں ایک کا مقصد محض ادنےٰ صلاحیتوں کی تکمیل ہے کہ جس سے انسان کی اندرونی و اعلےٰ قوتیں مفلوج و مسلوب ہو کر رہ جاتی ہیں، یہ خودی یا ف[illegible] ادنیٰ خواہشات کی اتباع حرص و ہوس کا تصور حیات ہے۔ تیسرا تصور جملہ ادنےٰ و اعلےٰ صلاحیتوں کے صحیح نشو و نما کا ہے کہ جس کے ذریعہ مراتب سے اعلےٰ قوت پوری پوری نشو و نما پا کر صحیح معنوں میں انسانی تخلیق کی غرض کامل ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم نے کئی ایک مقامات پر ان دونوں قسم کے نظریوں کا مقابلہ کیا ہے، ایک مقام پر فرمایا

ولو شئنا لرفعناہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ہواہ۔

انسان کے اندر ہم نے اس کی بلندی کے لئے بہت سی صلاحیتیں مرکوز کر رکھی ہیں، مگر اکثر ہوتا یہ ہے کہ وہ ذہنی خواہشات پر ہی جھک جاتا ہے [illegible] اپنی ہوا و حرص کی پیروی میں اعلےٰ صفات کی نشوونما سے غافل ہو جاتا ہے یا عمداً ان کو اسی کے مطابق [illegible] دوسرے مقام پر اس مضمون کو اس طرح ادا فرمایا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددنٰہ اسفل سافلین۔ ہم نے انسانی فطرت کے ظرف کو احسن و اعلےٰ و اکمل پیدا کیا ہے مگر وہ اسفل ترین مقامات میں جا گرتا ہے جب اعلےٰ اوصاف کو ترقی دینے کی بجائے ادنےٰ خواہشات کا غلام بن کر رہ جاتا ہے۔

## مذہب کا حقیقی مقصد

مذہب کا اصل مدعا یہ ہے کہ انسان کی اعلےٰ صفات کے اجاگر کرنے میں اس کی دستگیری کرے مگر یہ مذہب کا ایک عظیم المیہ ہے کہ نہ صرف اصل مدعا کی طرف کوئی سچی کوشش نہیں کی جاتی بلکہ یہ کہ اسے بکلی نظر انداز کر کے وسائط کو ہی حقیقی مقصد سمجھ لیا جاتا ہے۔ مثلاً معتقدات و جملہ ارکان دین کا حقیقی مدعا تو یہی ہے کہ جب انسان کسی دوسرے سے معاملہ کرے تو اس وقت اپنی ادنےٰ سفلی خواہشات کی پیروی میں انصاف و عدل و احسان اور مروت کے اعلےٰ تقاضوں کو نظر انداز کر کے ظلم اور زیادتی کا مرتکب نہ ہو جائے کیونکہ اس سے معاشرہ کا امن تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ لیکن اکثر ہوتا یہی ہے کہ ایمان کے دعویدار اور ارکان کے پابند انہی ذرائع کو اصل مقصد سمجھ کر ان سے آگے قدم نہیں بڑھاتے ان کی عملی زندگی میں ان کا کچھ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اس طرح ایمان کے مدعیان اور منکرین کی عملی زندگیاں ایک جیسی ہو جاتی ہیں، جس طرح ایک منکر یا کافر اپنی سفلی خواہشات کی تکمیل میں دوسروں کے حقوق غصب کر لینے کو روا و جائز سمجھتا ہے اسی طرح بزعم خود ایک مومن بھی جب ایمانیات و ارکان کو حقیقی مدعا سمجھ لیتا ہے، تو وہ بھی اپنی ادنیٰ آرزوؤں کی خاطر بدعہدی کرتا، امانتوں میں خیانت کا مرتکب ہوتا، مکر و فریب کر کے دھوکے دیتا لیکن دل میں یہ سمجھتا ہے کہ اس نے منہ کے اقرار اور جسم کی حرکات سے فلاح پالی اور نجات یافتہ ہو گیا۔

## جنتی زندگی کا مدار کردار و سیرت پر

اس طرح لوگ مذہب کو اس دنیا کے معاملات سے بالکل الگ کر دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن نے حضور اکرمؐ کی عملی زندگی نے اور صحابہؓ کرام کی جدوجہد نے یہ بات بہ تمام و کمال واضح کر دی ہے کہ مؤمن کی جنت اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے جن لوگوں کی یہاں جنتی زندگی ہے آخرت میں بھی جنتی زندگی ہو گی۔ اور جو یہاں پر خائب و خاسر ہیں وہ وہاں بھی نامراد و ناکام رہیں گے۔ فرمایا من کان فی ھٰذہ اعمٰی وھو فی الاخرۃ اعمٰی۔ جو یہاں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہا..... یہ جنت نقد ہے جو ایمان کے بدلہ میں ملتی ہے۔ افراد کی انفرادی اور قوم کی قومی زندگی میں یہ نتیجہ ہوتی ہے عملی انقلاب کا۔ کوئی فرد یا قوم، مسلسل تگ و دو، متواتر جدوجہد کے بعد یہ زندگی حاصل کرتی ہے۔

## لادینی کا سب سے بڑا سبب

مذہب کا سب سے بڑا المیہ یہی ہے کہ اسے اس کے نہ ماننے والوں نے اس کو اتنا بدنام نہیں کیا جتنا اس کے ماننے والوں نے کیا ہے۔ اگر مذہب ایک شخص کی شکل میں ہو کر کھڑا ہو جائے تو زبانِ حال سے یہی پکار پکار کر کہے گا ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

دہریت، الحاد، مذہب سے روگردانی اور بیزاری اس وقت کیوں ترقی پذیر ہیں؟ اس کا اصل باعث مذہب کے علمبرداروں کی عملی زندگی میں ان خصوصیات و علامات کا فقدان ہے جو دین کی حقیقی غرض و غایت ہیں۔ مذہب جو نشانیاں اپنے پیروؤں میں پیدا کرنا چاہتا ہے وہ اس کے ماننے والوں میں نظر نہیں آتیں۔ مذہب جس انقلاب کا مؤید ہے، وہ انقلاب مذہبی لوگوں کی زندگیوں میں مفقود ہے، وہ روح نہیں وہ زندگی کا عمل نہیں۔ سب کچھ ہے مگر وہ اصل شئے نہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ چیز مفقود ہے۔ بلکہ ماتم تو اس بات کا ہے کہ اس کی طرف توجہ بھی نہیں۔ ع

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اس کی طرف مجرمانہ غفلت شعاری ہے۔

## حضرت مجددِ وقت کی خدمات اسلامیہ

ہمارے زمانہ میں احیاء دین کے لئے ایک شخص خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا۔ وہ عظیم الشان مامور تھا۔ اس نے چاہا کہ مذہب کی حقیقتوں کو زندگی میں جلوہ گر کر کے دکھائے چنانچہ اپنی زندگی سے ثابت کیا اور ایک جماعت بنائی جس کی زندگی میں بھی مذہب کی حقیقت آشکارا کر کے دکھا دی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مذہب کیا ہے جس کا زندگی کے معاملات میں کوئی دخل و اثر نہ ہو۔ مذہب وہ ہے جو زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہو، اور ہر قدم پر راہنمائی کرے۔ مذہب کا خلاصہ آپ ہمیشہ اس جملہ میں سنتے چلے آئے ہیں کہ التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ۔ خدا کی عظمت کا اقرار، اور خلق خدا پر شفقت۔ ہمدردی اور مروت و سلوک۔ تو یہ جو خدا کی عظمت کا اقرار ہے یہ انسان کی اپنی زندگی میں راحت کا موجب ہو۔ مگر ایک سوشل زندگی اور معاشرہ ہے۔ یہیں اس میں رہنا پڑتا ہے۔ خدا کی عظمت کے اقرار کا اثر اس سوشل اور معاشرتی زندگی میں بھی نظر آنا چاہیئے۔ اگر معاملات زندگی میں انسان فعل ہو گیا، قول و قرار میں پورا نہ اترا، جھوٹ بولتا رہا، اور جھوٹ بولنے سے دنیاوی فوائد حاصل کر لئے تو وہ غرض پوری نہ ہوئی جو عظمت الٰہی اور مخلوق خدا کی شفقت کا نتیجہ ہونا چاہیئے۔ اگر زندگی کا عمل معاشرہ میں ٹھیک نہیں تو محض عبادات و اعتقادات خدا تعالےٰ کے قرب کا ذریعہ نہیں ہو سکتے۔ وہ انقلابی روح اور معاشرہ کا چین و قرار اور امن و سکون کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

## انفرادی اور قومی ترقی کی جنتیں

قرآن کریم میں دو جنتوں کا ذکر ہے جیسا کہ فرمایا

ومن خاف مقام ربہ جنتان

[illegible] سے دو جنتیں پیدا ہوتی ہیں ایک تو انفرادی زندگی میں امن و سکون اور دوسری معاشرہ کے اندر امن صلح، آشتی جو انصاف و عدل کے ذریعہ قائم ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے، انہوں نے ہر دو جنتی زندگیوں سے نشأۃ ثانیہ اسلام کی بنیاد رکھی وہ نشأۃ ثانیہ کس طرح حاصل ہونا تھی۔ اسی طرح کہ ایک

(باقی بر صفحہ ۱۳)

مولانا شیخ عبدالرحمان مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

## حضرت مرزا صاحبؑ کا اصلی مقام اور الہام "اِنَّا آتَیْنَاکَ الدُّنْیَا" کا صحیح مفہوم

(۵)

### جناب برق صاحب کے دو اعتراضات

جناب برق صاحب محترم نے اپنی کتاب "حرف محرمانہ" میں سیدنا حضرت مرزا صاحب کے الہام "اِنَّا آتَیْنَاکَ الدُّنْیَا" کو دو اعتراضوں کا نشانہ بنایا ہے۔

### پہلا اعتراض

اوّل۔ "چونکہ یہاں ایک خدائی نعمت و عطا کا ذکر ہے اس لئے "اعطینا" زیادہ مناسب تھا"

اس کے جواب میں گذشتہ قسط میں قرآن کریم سے ۱۰۴ جگہیں ایسی پیش کی گئیں جن میں خدائی نعمتوں اور خدائی عطاؤں کا ہی ذکر ہے لیکن وہاں فعل "اعطینا" نہیں بلکہ "آتینا" ہی استعمال کیا گیا ہے اس حقیقت کا جناب برق صاحب بھی انکار نہیں کرسکتے کہ الفاظ کے صحیح استعمال کے بارے میں قرآن کریم سے بڑھکر کوئی کلام سند نہیں ہوسکتا اور نہ اس سے بڑھکر کسی کلام کو معیار ٹھہرایا جاسکتا ہے پس اس سے واضح ہوگیا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے الہام میں "آتینا" کا لفظ صحیح محل پر استعمال ہوا ہے اور جناب برق صاحب کا اعتراض درست نہیں ہے بلکہ ان کی زبان عربی اور محاورہ قرآن کریم سے عدم واقفیت پر دلالت کرتا ہے۔

### دوسرا اعتراض

"دیکھنا یہ ہے کہ الہام کا مطلب کیا ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ساری دنیا جناب مرزا صاحب کے حوالے کردی تھی؟ آپ کو علم ہے کہ جناب مرزا صاحب چند ایکڑ زمین کے مالک تھے وہیں جہاں تک روحانی تسخیر کا تعلق ہے گذشتہ اٹھاسی برس میں صرف چند ہزار افراد آپ پر ایمان لائے اگر یہ مطلب ہو کہ آگے چل کر تمام دنیا احمدیت قبول کرلے گی تو میرا اندازہ یہ ہے کہ اضافے کے امکانات بہت کم ہیں"

اضافہ کے امکانات بہت کم ہونے کی وجوہ قریباً چار صفحوں پر بیان کرتے ہوئے ان کا ماحصل مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں :۔

"ماحصل یہ کہ یہ الہام "اتیناک الدنیا" (ہم نے تمہیں دنیا دے دی) مادی لحاظ سے غلط ہے اور روحانی لحاظ سے ابھی پورا نہیں ہوا اور نہ آیندہ اس کی تکمیل کا کوئی امکان نظر آتا ہے۔"

خلاصہ اعتراض دوم یہ ہے کہ الہام متذکرہ بالا جناب برق صاحب کے نزدیک مادی لحاظ سے غلط ہے اور روحانی لحاظ سے بھی غلط ہے۔ مادی لحاظ سے تو ان کے نزدیک اس لئے غلط ہے کہ الہام کے الفاظ کی رُو سے سیدنا حضرت مرزا صاحب کو ساری دنیا ملنی چاہیئے تھی جو نہیں ملی اس کے برعکس آپ تو صرف چند ایکڑ زمین کے مالک تھے وبس اور روحانی لحاظ سے اُن کے نزدیک اس لئے غلط ہے کہ صرف چند ہزار آدمی آپ پر ایمان لائے اور اس تعداد میں اضافہ کے امکانات ان کے نزدیک معدوم ہیں۔

### الفاظ کے مفہوم کو متعین کرنے کے لئے ایک اصل

جناب برق صاحب نے الہام متذکرہ بالا میں الدنیا سے مراد ساری دنیا لی ہے جو دنیا کی کل زبانوں کے استعمال اور محاورہ کے لحاظ سے بالکل غلط ہے مثلاً اگر کسی بزاز کی دوکان پر جاکر کوئی شخص اس سے دریافت کرے کہ تمہارے پاس کیا کچھ ہے۔ بزاز جواب میں کہے "سب کچھ" ہے اور بزاز کے لفظ "سب کچھ" کی بناء پر وہ شخص کہے کہ دو سیر نمک مجھے دے دو یا چار سیر گھی دیدو تو ہر عقلمند شخص ایسے شخص کو احمق قرار دے گا اور اسے کہے گا اسے بے وقوف بزاز کی دوکان قرینہ ہے اس بات پر کہ بزاز کا "سب کچھ" کا لفظ استعمال کرنا صرف یہ معنی اپنے اندر رکھتا ہے کہ کپڑے کی تمام وہ انواع جو اس ملک میں عام طور پر استعمال ہوتی ہیں وہ سب اس کے پاس موجود ہیں اس سے ثابت ہوا کہ الفاظ کے معانی کرنے اور ان کے مفہوم کو متعین کرنے میں موقع اور محل اور قرائن اور شخص مخاطب کے حالات خصوصی کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے نہ کہ خالی ان کی عمومیت کو، اس اصل کی بناء پر الہام متذکرہ بالا میں دنیا سے مراد حضرت مرزا صاحب کی تمام ذاتی ضروریات اور تمام وہ نعمتیں ہوں گی جن کے دینے کا وعدہ قرآن کریم کے متبع کو اللہ تعالےٰ نے اپنی پاک کتاب میں کیا ہے اور آگے چل کر میں ثابت کردوں گا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کو ایسی تمام موعودہ نعمتیں مادی بھی اور روحانی بھی عطا کی گئیں اور کسی نعمت سے بھی حضور کو محروم نہیں رکھا گیا اپنی تمام شان میں یعنی مادی لحاظ سے بھی اور روحانی لحاظ سے حضور کے حق میں پورا ہوا ہے۔ اگر جناب برق صاحب میرے بیان کردہ اصل سے متفق نہیں اور انہیں اصرار ہے کہ الہام متذکرہ بالا میں "الدنیا" سے مراد ساری دنیا ہی ہے تو مہربانی فرما کر وہ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل پانچ آیات کا مفہوم اپنے بیان کردہ اصل یعنی صرف الفاظ کی عمومیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان فرما کر مشکور فرمائیں۔

### پہلی آیت

سورۃ الکہف ع۱۱ میں اللہ تعالےٰ ذوالقرنین کے متعلق فرماتا ہے "اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا"۔ جناب برق صاحب فرمائیں کہ کیا ذوالقرنین کو تمام روئے زمین پر طاقت عطا کردی گئی تھی اور کیا دنیا کی ہر چیز پر اسے اختیار مل گیا تھا لفظ "الارض" اور لفظ "کل شیءٍ" کی عمومیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیت مندرجہ بالا کی تفسیر فرمائیں۔

### دوسری آیت

سورۃ النمل ع۲ میں اللہ تعالےٰ حضرت سلیمانؑ کا قول نقل فرماتا ہے "وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ" "من کل شیءٍ" کی عمومیت کو سامنے رکھتے ہوئے بتلائیں کہ کیا حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو دنیا کی ہر چیز مل گئی تھی، کیا زمین کا کوئی قطعہ ان کی حکومت سے باہر نہیں رہا تھا۔

اور جناب برق صاحب "کل شیءٍ"

## تیسری آیت

سورۃ النمل ع۲ کی ہے ہے حضرت سلیمانؑ کے سامنے الہدہد نے ملکہ سبا کے متعلق ایک بیان دیا جسے قرآن کریم نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔ فقال احطت بما لم تحط بہ وجئتک من سبا بنبا یقین انی وجدت امراۃ تملکھم واوتیت من کل شیء ولھا عرش عظیم مجھے یقین ہے کہ اس آیت میں بھی جناب برق صاحب کل شیء کی عمومیت کو قرائن سے مقید کرنے پر مجبور ہوں گے اور قرائن کے متعلق جناب برق صاحب جانتے ہی ہیں کہ صرف لفظی ہی نہیں بلکہ حالیہ بھی ہوتے ہیں اور ان کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ فقرہ زیر بحث میں ہی پائے جاتے ہوں بلکہ بعض اوقات کسی دوسری جگہ ان کا وجود پایا جاتا ہے اور اسی دور افتادہ قرینہ سے ہی لفظ زیر بحث کی عمومیت کو مقید کرنا پڑتا ہے

## چوتھی آیت

جیسا کہ اللہ تعالےٰ سورۃ الانعام ع۱۹ میں حضرت موسےٰ کے متعلق فرماتا ہے ثم اتینا موسی الکتاب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیء۔ پھر سورۃ الاعراف ع۱۷ میں فرماتا ہے۔ قال یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما آتیتک وکن من الشاکرین وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیء موعظۃ وتفصیلا لکل شیء۔

اب دیکھ لیں کہ ان دونوں آیتوں میں حضرت موسےٰؑ کی کتاب کو بظاہر کامل کتاب بھی قرار دیا گیا ہے اور ہر شئے کی تفصیل بیان کرنے والی کتاب بھی قرار دیا گیا ہے اور ان کی الواح میں کل شیء کا ذکر بھی موجود ہے اور ان کا اصطفاء علی الناس بھی مذکور ہے اور یہی تمام اوصاف قرآن کریم کے متعلق بھی مذکور ہیں۔ بظاہر ان دونوں بیانوں میں تناقض نظر آتا ہے یہ قرینہ سورۃ بنی اسرائیل میں بالصراحت موجود ہے۔ چنانچہ سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واتینا موسی الکتاب وجعلناہ ھدی لبنی اسرائیل۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت موسےٰؑ کی کتاب صرف بنی اسرائیل کے لئے ہدایت تھی تمام دنیا اس کی مخاطب نہ تھی اس لئے صرف انہی امور کی تفصیل اس میں پائی جاتی تھی جن کا تعلق بنی اسرائیل کی ہدایت کے ساتھ تھا نہ کہ کل امور کی تفصیل اسی طرح ان کی الواح میں کل شیء سے مراد وہی امور ہو سکتے ہیں جن کا تعلق قوم بنی اسرائیل سے تھا اسی طرح الناس سے مراد قوم بنی اسرائیل کے ہی لوگ ہیں لیکن اس کے بالمقابل چونکہ حضرت نبی کریم صلعم کو تمام قوموں کی طرف رسولؐ بنا کر بھیجا گیا اور آنحضور صلعم کی کتاب قرآن مجید کو تمام قوموں کے لئے ہدایت نامہ قرار دیا گیا اس لئے اس کا تفصیلا لکل شیء ہونا اور کامل ہونا مختلف معنی لیا ہوگا۔ ان دونوں میں تمیز کرنے والا قرینہ ایک دوسری جگہ پر یعنی سورت بنی اسرائیل میں پایا جاتا ہے اگر اس قرینہ کو نظر انداز کر دیا جائے تو حضرت موسےٰؑ کی کتاب کے تماما اور کل شیء کے الفاظ اپنی عمومیت کے اعتبار سے صادق نہیں آ سکتے کیونکہ ایک طرف واقعات اس کے ہر لحاظ سے کامل ہونے اور ہر شئے کی تفصیل بیان کرنے والی ہونے کی تکذیب کر رہے ہیں تو دوسری طرف قرآن کریم کے ساتھ اس کی برابری تسلیم کرنی پڑتی ہے جسے کوئی بھی نہیں مان سکتا۔

## پانچویں آیت

سورۃ القصص ع۶ میں اللہ تعالےٰ اہل مکہ کے منکرین کا قول وقالوا ان نتبع الھدی معک نتخطف من ارضنا کے جواب میں فرماتا ہے اولم نمکن لھم حرما امنا یجبی الیہ ثمرات کل شیء رزقا من لدنا ولکن اکثرھم لا یعلمون جناب برق صاحب بتلائیں کہ کیا لفظ "کل شیء" اپنی عمومیت کے لحاظ سے یہاں صادق آ سکتا ہے یا اسے مقید کرنا پڑے گا اہل مکہ کی ضروریات کے ساتھ۔

پس جس طرح ملکہ سبا کے حق میں کل شیء سے مراد اس کی مخصوص ضروریات کو پورا کرنے والی اشیاء ہی ہو سکتی ہیں اور جس طرح حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کے حق میں کل شیء سے مراد انکی مخصوص ضروریات ہی ہو سکتی ہیں اور جس طرح ذوالقرنین کی شان میں کل شیء سے مراد اس کے مخصوص حالات کے ماتحت اس کی ضرورتوں کو پورا کرنے والے اسباب ہی ہو سکتے ہیں اور جس طرح تورات کے متعلق تفصیلا لکل شیء سے مراد صرف وہی امور ہو سکتے ہیں جن کا تعلق بنی اسرائیل کی ہدایت کے ساتھ ہو سکتا ہے اور جس طرح اہل مکہ کے لئے جو ثمرات کل شیء کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان سے مراد صرف وہی ثمرات ہو سکتے ہیں جن سے ان کی ضرورتیں پوری ہوتی تھیں بعینہ اسی طرح انا آتینٰک الدنیا کے الفاظ میں بھی سیدنا حضرت مرزا صاحب کی وہ مخصوص ضرورتیں ہی ہو سکتی ہیں جو ان کی دنیاوی زندگی کو مادی اور روحانی دونوں لحاظ سے خوشگوار بنانے کا موجب بن سکتی تھیں اور یہی ان الفاظ کے سیدھے سادے معنی ہیں نہ کہ کل دنیا کی حکومت جیسا کہ جناب برق صاحب نے تمام زبانوں کے محاورات کو نظر انداز کرتے ہوئے سمجھا ہے جناب برق صاحب اور ان کے ہمنوا دوستوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ امۃ میں ظاہر ہونے والے مسیح کے لئے ظاہری حکومت کا حصول ممکن ہی نہیں کیونکہ حدیث میں صاف الفاظ میں پیشگوئی ہے کہ مسیح کو اللہ تعالےٰ وحی کریگا کہ ہم نے ایسی قوم پیدا کی ہے جس کا ظاہری مقابلہ کسی سے بھی ممکن نہیں اس لئے میرے بندوں کو طور کی پناہ میں لے جاؤ جس کے صاف معنی ہیں کہ ان کی روحانی تربیت کرو اور دعاؤں کی طرف انہیں توجہ دلاؤ اور یاد رکھو کہ دعاؤں سے ہی اللہ تعالےٰ کی نصرت تمہارے شامل حال ہوگی اور دعائیں ہی غلبہ اسلام کا ذریعہ ثابت ہوں گی پس یہ زبردست قرینہ ہے اس بات پر کہ مسیح موعود کا دعوےٰ کرنے والے شخص کو ایسا کوئی الہام نہیں ہو سکتا جس میں اسے ظاہری حکومت عطا کرنے کا وعدہ دیا جائے اسی طرح سورۃ نور کی آیت استخلاف اور دیگر احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنے والے مسیح کو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے مشابہت تامہ ہے اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق کون نہیں جانتا کہ وہ ظاہری حکومت کے مالک نہ تھے بلکہ غیر قوم کی حکومت کے ماتحت ظاہر ہوئے اور اسی حکومت کے قوانین کے پابند تھے پس اس مشابہت سے ظاہر ہے کہ آنے والا مسیح بھی ظاہری حکومت سے تہیدست ہوگا پس جب اس کے لئے ابتداء ہی سے یہی مقدر چلا آتا تھا تو حکومت ملنے کا الہام اسے کس طرح ہو سکتا تھا گو میرے بیان کردہ نظریہ کو ثابت کرنے والی آیات تو بہت سی ہیں لیکن سردست انہی ۵ آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب امتی ہیں اور امتی کو کوئی الہام خلاف شریعت نہیں ہو سکتا۔

## دو اہم علمی نکتے

قبل اس کے کہ میں واقعات سے الہام متذکرہ بالا کی صداقت ثابت کروں میں جناب برق صاحب کی توجہ دو اہم علمی نکتوں کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو امید ہے الہام متذکرہ بالا کی حقیقت تک پہنچنے میں ان کی مدد کریں گے۔

## پہلا نکتہ

پہلا نکتہ تو یہ ہے کہ عربی زبان اور قرآن کریم کے محاورہ کی رُو سے مضاف اکثر حذف کر دیا جاتا ہے جس کی تعیین حالات اور قرائن سے ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آتا ہے فاتی اللہ بنیانھم من القواعد فخر علیھم السقف من فوقھم واتاھم العذاب من حیث لا یشعرون النحل ع۴۔ آیت میں اللہ کے آنے سے مراد اللہ کا عذاب ہے لفظ "عذاب" جو مضاف ہے آیت میں محذوف ہے اور آگے لفظ عذاب کا صراحت سے مذکور ہونا اس کے حذف ہونے پر صریح قرینہ

ہے۔ اسی طرح سورۃ البقرہ ع ۲۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هل ينظرون الا ان ياتيهم الله في ظلل من الغمام۔ اس آیت میں خدا کے آنے سے مراد خدا کا عذاب بھی ہے اور خدا کی نصرت بھی ہے کیونکہ بادل اگر کفار کے لئے موجب عذاب ہو سکتے ہیں تو مومنوں کے لئے وہ تائید الٰہی کا ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ بہرحال آیت میں عذاب اور نصرت دونوں بحیثیت مضاف ہوتے کے محذوف ہیں اسی طرح سورۃ یوسف ع ۱۰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وسئل القرية التي كنا فيها والعير التي اقبلنا فيها وانا لصادقون آیت میں القریۃ سے قبل اہل کا لفظ محذوف ہے جو قریۃ کی طرف مضاف ہے۔

مثالیں تو اس کی بے شمار ہیں لیکن مندرجہ بالا قاعدہ کو سمجھنے کے لئے یہ تین مثالیں ہی کافی ہیں۔ اب اس قاعدہ کی رو سے الہام متذکرہ بالا کے معنے ہوں گے انا آتيناك بركات الدنيا يا نعماء الدنيا يا حسنات الدنيا وغیرہ اس قسم کے الفاظ میں سے کوئی لفظ محذوف ہے جو افضال الٰہی پر دلالت کرنے والا ہے۔

## دوسرا نکتہ

دوسرا نکتہ جس کا ذہن نشین رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ عربی زبان میں فعل بعض اوقات وعدہ پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت اس پر واضح دلیل ہے وان اردتم ان تسترضعوا اولادكم فلا جناح عليكم اذا سلمتم ما آتيتم بالمعروف یعنے اگر تم اپنی اولاد کو کسی دوسرے سے دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی حرج نہیں جبکہ تم ادا کر دو عمدگی کے ساتھ اسکو وہ رقم جسکے ادا کرنیکا تم نے وعدہ کیا ہے البقرہ ع ۳۰ آیت میں ما آتيتم کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ جس کے ادا کرنے کا تم نے وعدہ کیا ہوا ہے یہاں فعل وعدہ کے مفہوم میں ہی استعمال ہوا ہے مثالیں تو اس کی بھی بہت ہیں لیکن ثبوت کے لئے ایک ہی کافی ہے۔ اب اس اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے الہام متذکرہ بالا کے معنی ہوں گے۔ یقیناً ہم نے تجھے دنیا دینے کا وعدہ کیا تھا اب دیکھنا ہم نے یہ ہے کہ کونسی دنیا دینے کا وعدہ آپ کے الہامات میں موجود ہے یا کونسی دنیا دینے کا وعدہ کامل امتی کو قرآن کریم میں دیا گیا ہے ساری کی ساری دنیا یا دنیا کی مخصوص اشیاء کا کیونکہ اصل حیثیت تو آپ کی امتی ہونے کی ہی ہے اور اسی حیثیت سے آپ انعامات الٰہی کے مورد بنے ہیں آپ کے اپنے الہامات میں بھی خدا تعالیٰ کے فضلوں کے جو وعدے آپ کو دیئے گئے ہیں وہ بھی کامل امتی اور کامل متبع قرآن و سنت ہونے کی حیثیت سے ہی دیئے گئے ہیں نہ کہ کسی مستقل حیثیت سے۔

## مسلمانوں کے لئے ایک دعا

اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران ع ۲۰ میں مسلمانوں کو ایک دعا سکھلائی جس کے الفاظ یہ ہیں:۔ ربنا وآتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيامة انك لا تخلف الميعاد فاستجاب لهم ربهم اني لا اضيع عمل عامل منكم من ذكر او انثى یعنے اے میرے رب عطا کر ہم کو تمام وہ نعمتیں جن کو تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ ہمیں دینے کا وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن ذلیل نہ کیجیو۔ یہ یقینی بات ہے کہ تو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتا۔ پس ان کے رب نے ان کی اس دعا کو یہ فرماتے ہوئے قبول فرما لیا کہ یقین رکھو کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا۔ خواہ وہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت ہو۔

اس خدا کی سکھلائی ہوئی دعا سے مندرجہ ذیل امور واضح طور پر ثابت ہوتے ہیں:۔

(۱)۔ رسولوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے امتیوں کے ساتھ کچھ وعدے کئے ہیں۔

(۲) ان کی قبولیتوں کا بھی امتیوں کو یقین دلایا ہے تبھی تو وہ اپنی دعا میں کہتے ہیں کہ تو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتا۔

(۳)۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ہر اس فرد کو جو شریعت کے قالب میں اپنی زندگی کو ڈھالے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت یقین دلایا ہے کہ اس کی یہ دعا عرش الٰہی تک پہنچ کر قبولیت کے شرف کے ساتھ لوٹے گی کوئی عمل بھی ان کا ضائع نہیں جائے گا۔

## رسولوں کے ذریعہ دیئے ہوئے وعدے

قرآن کریم سے بھی ثابت ہے اور تمام مسلمانوں کے نزدیک بھی یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم تمام رسولوں کے کمالات کے جامع ہیں اور جو وعدے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں کو دیئے گئے ہیں وہ وہی وعدے ہیں جو سب رسول اپنی اپنی امتوں کو دیتے چلے آئے ہیں۔

## پہلا وعدہ

ان میں سے پہلا وعدہ یہ ہے ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون نحن اولياؤكم في الحيوة الدنيا وفي الآخرة ولكم فيها ما تشتهي انفسكم ولكم فيها ما تدعون نزلا من غفور رحيم ومن احسن قولا ممن دعا الى الله وعمل صالحا وقال انني من المسلمين (حٰم سجدہ ع ۴) یقیناً وہ لوگ جو کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اپنے اس قول پر استقامت دکھلاتے ہیں ان پر فرشتے اترتے ہیں یعنی وہ وحی الٰہی کے مورد بن جاتے ہیں کیونکہ فرشتے وحی لے کر آتے ہیں اور جب کبھی ایسے لوگوں پر خوف کے اوقات آتے ہیں تو فرشتے ان کو خدا کی طرف سے تسلی دلاتے ہیں کہ تمہیں ڈرنا نہیں چاہیئے وجہ اس کی یہی ہے کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ خدا اپنے وعدہ کے خلاف تم پر آئے ہوئے مواقع خوف کو دور نہ کرے کہ تمہیں حزن کا شکار ہونا پڑے اور ہم تمہیں بشارت دیتے ہیں کہ تمہاری دنیوی زندگی بھی جنتی زندگی ہوگی اور آخروی زندگی بھی جنتی زندگی ہوگی اور یہ وعدہ الٰہی بھی تمہارے حق میں پورا ہو کر رہے گا کیونکہ دنیاوی زندگی میں بھی ہم تمہارے دوست رہیں گے اور آخروی زندگی میں بھی دنیاوی زندگی میں ہماری دوستی اور ہمیشہ ہمارا تمہارا ساتھ دینا اس دنیوی زندگی میں یقینی ثبوت ہوگا۔ اخروی زندگی میں ہماری دوستی کا اور ان دونوں زندگیوں میں تمہیں وہ کچھ ملتا رہے گا جو تمہارے نفس خواہش کریں گے اور جن کی تمہیں تمنا ہوگی یعنے تمہاری آرزوئیں پوری کی جائیں گی اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم تم سے کہہ رہے ہیں یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ تمہارے رب غفور رحیم کی طرف سے بطور عطا اور برکت کے ہے اس کے بعد اس مومن کی جو یہ کہہ کر ہمارا رب اللہ ہے اس پر استقامت اختیار کرتا ہے تین علامتیں بیان کی ہیں اوّل یہ کہ وہ داعی الی اللہ ہوتا ہے۔ دوم اس کے اعمال اپنے اس قول اور شریعت کے مطابق ہوتے ہیں۔ سوم یہ کہ وہ علی الاعلان یہ کہتا ہے کہ میں خدا کے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں سچے مسلمان کی جو علامات قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں انہیں میرے وجود میں مشاہدہ کر لو تا تمہیں یقین آجائے کہ قرآن کریم کے وعدے سچے اور حق ہیں۔

## سیدنا حضرت مرزا صاحبؒ کا مصداق ہونا اس آیت کا۔

گذشتہ صدیوں میں ہزاروں نمونے اس آیت کے ایک ایک لفظ کی صداقت کو ثابت کرنے والے گذر چکے ہیں لیکن اس زمانہ میں ایک ہی کامل نمونہ ہم کو نظر آتا ہے جو یقینی طور پر اس آیت میں بیان کردہ علامات کا حامل ہے اور وہ ہے سیدنا حضرت مرزا صاحب کا وجود باجود۔ دشمنوں نے آپ کو مختلف آزمائشوں کی بھٹی میں بار بار ڈالا مگر آپ ہمیشہ کندن ہو کر ہی نکلے کوئی ایک آزمائش بھی آپ کے ہاتھ سے دامن استقامت چھڑانے میں کامیاب نہ ہو سکی توحید آپ پر ایسی غالب تھی کہ خدا کے سوا کبھی مادی سبب پر آپ نے کبھی تکیہ نہ کیا ہمیشہ آپ کا بھروسہ اپنے

خدا پر ہی رہا اور آپ کے خدا نے بھی کبھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑا یہی قول ربنا اللہ پر استقامت ہی اس بات کا موجب بنا کہ آپ پر فرشتوں کا نزول ہونا شروع ہو گیا اور آپ تمام عمر مورد وحی رہے خوف کے مواقع کثرت سے پیش آتے رہے جس طرح حضرت موسیٰ کو خوف کے وقت یہ آواز آئی قلنا لا تخف انک انت الاعلیٰ اسی طرح سیدنا حضرت مرزا صاحب کو خدا کی طرف سے ایسے ہی الفاظ میں تسلی ملتی رہی کہ خدا تمہارے ساتھ ہے وہی تمہاری حفاظت کرے گا دشمن اپنے مقصد میں ناکام رہے گا تمہارے گرانے کے لئے اس کی تمام کوششیں خاک میں ملا دی جائیں گی اور تم ہی غالب رہو گے اور آپ کی ساری زندگی میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی جس میں آپ کے ساتھ خدا کے کئے ہوئے وعدوں میں سے کوئی ایک وعدہ بھی پورا نہ ہوا ہو کہ آپ کو حزن کا شکار بننا پڑا ہو گویا آپ حزن و خوف سے ہمیشہ آزاد رہے جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا فاطر السمٰوٰت والارض انت ولیّ فی الدنیا والاخرۃ سورۃ یوسف ع ۱۱۔ اسی طرح آپ کو بھی ہمیشہ خدا کی ولایت کا یقین دلایا جاتا رہا اور اس ولایت نے مواقع و مخالفت ہر حالت میں آپ کا ساتھ دیا اور کبھی بھی آپ سے جدا نہیں ہوئی اور آپ کو یہ بشارت ملتی رہی کہ تمہاری خواہشات اور تمہاری آرزوؤں کو پورا کیا جائے گا۔

## الہام الٰہی کے معنی

اور یہی معنے ہیں الہام انا آتیناک الدنیا کے یعنی اسی دنیوی زندگی میں تمہاری تمام خواہشات کو پورا کیا جائے گا۔ گویا یہ الہام بالکل آیت متذکرہ بالا میں وارد شدہ ان الفاظ کے بالکل مطابق ہے ولکم فیہا ما تشتھی انفسکم ولکم فیہا ما تدّعون اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کامل مومنوں کی شان میں بعض اوقات الہام الٰہی میں ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں جن سے قابل اعتراض مفہوم نکالا جا سکتا ہے لیکن درحقیقت وہ کبھی بھی محل اعتراض نہیں بنتے مثلاً بدری صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی شان میں اعملوا ما شئتم وارد ہوا۔ اب ان الفاظ سے کوئی خدائی الفاظ کی حقیقت کو نہ سمجھنے والا انسان کہہ سکتا ہے کہ ان لوگوں کو اعمال کے بارے میں کھلی چھٹی مل گئی خلاف شریعت کے افعال کا ارتکاب بھی ان کے لئے جائز ہو گیا اس قسم کے انسان کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ ان الفاظ کے مخاطب کون لوگ ہیں اس کے مخاطب وہ لوگ ہیں جن کی شان میں سورۃ الحجرات ع ۱ میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں ولکن اللہ حبّب الیکم الایمان وزیّنہ فی قلوبکم وکرّہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولٰئک هم الراشدون گویا مخاطب وہ لوگ ہیں جن کے دل اس قدر صاف اور خدا کی محبت میں محو ہو چکے ہیں کہ نافرمانی کے قریب بھی پھٹک نہیں سکتے اجتہادی غلطی ان کی خدا کے نزدیک قابل معافی ہوتی ہے اور وہ عصیان وغیرہ میں شمار نہیں کی جاتی اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعودؑ وہ انسان تھے جن کے دل سے دنیا کی محبت بالکل خارج ہو چکی تھی ان کے دل میں کوئی ایسی خواہش پیدا ہی نہ ہو سکتی تھی جس سے دنیا کی محبت کی بو آتی ہو حضور کی تمام خواہشات اور آرزوئیں پاکیزہ تھیں اور خدا کی رضا کے ماتحت ہی ہو سکتی تھیں اور یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ حضور کی دنیا ایسی ہی پاکیزہ خواہشات اور دین اسلام کی ترقی کے ارادوں پر مشتمل آرزوؤں کی آئینہ دار تھی، اس لئے جب اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہ کہا کہ ہم نے تجھ کو دنیا عطا کی تو دوسرے الفاظ میں اس کے صرف یہی معنے تھے کہ تمہاری ان پاکیزہ خواہشات اور آرزوؤں کو پورا کر دیا گیا ہے پس جب یہ اصل واقعات اور دلائل سے ثابت شدہ ہے کہ مخاطب کے حالات اور دلی کیفیات کو مدنظر رکھ کر بعض اوقات الفاظ کے معنے کئے جاتے ہیں تو حضرت اقدسؑ کے حالات اور حضور کی دلی کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے الہام متذکرہ بالا کے یہی معنی ہوں گے کہ حضور کی پاکیزہ آرزوؤں کو پورا کیا جائے گا اور یہ عظیم الشان عطا تھی جس کے شرف سے حضور اللہ تعالےٰ کے وعدہ نُزُلًا من غفور رحیم کے ماتحت ہمیشہ مشرف ہوتے رہے پھر وہ تینوں علامتیں بھی بدرجہ اتم حضور میں پائی جاتی تھیں جن کا ذکر آیت میں کیا گیا ہے یعنے اول آپ حقیقی معنے میں داعی الی اللہ تھے اور آیت قل هٰذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی کے ماتحت علیٰ بصیرۃ داعی الی اللہ تھے دوم آپ کے اعمال صالح اعمال تھے اور اس کی شہادت ہر شخص نے دی جس کا واسطہ آپ سے پڑا گو اسے آپ کی جماعت میں داخل ہونے کا شرف حاصل نہ ہوا ہو جیسا کہ ان شہادتوں سے ظاہر ہے جو آپ کی وفات کے بعد آپ کو نہ ماننے والوں کی طرف سے شائع ہوئیں اور آپ کا یہ کھلا چیلنج تھا کہ لقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون سوم آپ کا نہایت ہی واضح الفاظ میں یہ اعلان تھا کہ قرآن کریم میں جو علامات ایک سچے مسلمان کی بیان کی گئیں وہ سب مجھ میں مشاہدہ کر لو اور جو شخص بھی یہ دعوےٰ رکھتا ہو کہ قرآن اور سنت نبوی سے الگ ہو کر وہ قرب الٰہی کے کسی بلند مقام کو حاصل کر سکتا ہے وہ میرے ساتھ روحانی مقابلہ کے لئے میدان میں نکل آئے مگر بالعموم تو لوگوں نے اس چیلنج کو قبول نہیں کیا لیکن جو چند اشخاص مقابلہ میں آئے وہ سب پچھاڑے گئے۔

. . . . . . . . . . . . . . . . . . .

## وعدہ کے متعلق دوسری آیت۔

سورۃ یونس میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لهم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک هو الفوز العظیم۔ اس آیت میں بھی پہلی آیت کے مضمون کو ہی دہرایا گیا ہے۔

## تیسری آیت

ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا فاتقون۔ النحل ع۱

## چوتھی آیت

رفیع الدرجات ذو العرش یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق المؤمن ع ۲ آخری دونوں آیتیں اس امر پر باوضاحت دلالت کر رہی ہیں کہ مومنوں میں سے بعض مامور بھی ہوں گے اور ان پر روح القدس نازل ہو کر انہیں منذر ہونے کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہونے کی بشارت دے گا۔

## اُمّت میں ملہمین کا پیدا ہونا

چاروں متذکرہ بالا آیتوں سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں ملہمین پیدا ہوں گے پس اگر حضرت مرزا صاحبؒ پر الہامات کی بارش ہوئی تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے اور پھر دو آخری آیتیں امت میں بعض ملہمین کے متعلق مامور ہونے کی بھی بشارات دے رہی ہیں پس اگر حضرت مرزا صاحب ماموریت کے مقام پر کھڑے کر دیئے گئے تو حیرت کا اس میں کونسا مقام ہے اور کیوں اس کو بنظر استعجاب دیکھا جاتا ہے۔ دیکھنے والی بات صرف یہ ہے کہ کیا زمانہ مامور کی آمد کا تقاضا کر رہا تھا یا نہیں سو زمانہ کا مقتضی ہونا اظہر من الشمس ہے دوسری بات دیکھنے والی یہ ہے کہ اس عظیم الشان مامور یعنی مسیح موعود اور مہدی معہود کے لئے جو علامات مقرر تھیں کیا وہ حضرت مرزا صاحبؒ کے وجود میں پائی گئیں یا نہیں ان کا پایا جانا بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے تیسری بات قابل غور یہ ہے کہ آپ کے الہامات میں جو وعدے آپ کو دیئے وہ پورے ہوئے یا نہیں سو یہ بھی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ آپ کو عطا کردہ تمام الٰہی وعدے پورے ہو گئے انشاء اللہ آئندہ قسط میں تمام ان وعدوں کے پورا ہونے کا ثبوت پیش کیا جائے گا جن کا تعلق الہام انا آتیناک الدنیا سے ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

# پادری عبدالحق کے مضامین پر اظہار خیال

(۳)

پادری صاحب کی پہلی نظر عنایت کہ "دونو احمدی فرقوں کی طرف سے ایسے عامیانہ اور معقولیت سے عاری مضامین بکثرت شائع ہوتے رہتے ہیں جو ہمارے نزدیک باعتبار استدلال ہرگز قابل التفات نہیں ہو سکتے"

اس کا تجزیہ ہم اس سلسلہ مضمون کے نمبرا میں کر چکے ہیں کہ پادری عبدالحق صاحب دوسرے پادریوں کی نسبت اپنے آپ کو اس قدر بلندی پر پہنچے ہوئے سمجھتے ہیں کہ مدیرا خوت جس مضمون کے جواب کی سکت اپنے اور دوسرے پاکستانی پادریوں میں نہیں پاتے اس کے لئے بھارت نواسی عبدالحق سے بمنت درخواست کرتے ہیں یا وہ مضمون جو دوسرے پادریوں کو حواس باختہ کر رہا ہے ان کے نزدیک وہ ہرگز قابل التفات نہیں ہو سکتا۔ پادری صاحب کے اس ریمارک کا منشاء اور مقصد ہم اس سلسلہ کے گذشتہ نمبرا میں بتا چکے ہیں۔ اب انکی تراوش قلم نمبر۲ ملاحظہ ہو:۔

"احمدی صاحبان کے نزدیک "کسر صلیب" کے لئے واحد، آسان اور تیر بہدف مجاہدہ، کتاب مقدس کی باطل تاویلات پیش کرتے رہنا ہی ہے"

اس فقرہ کا تجزیہ یہ ہے:۔

(۱)۔ "احمدی صاحبان کے نزدیک" اس میں کسی احمدی کی استثناء نہیں یعنے احمدی سب ایسے ہی ہیں گویا پادری صاحب کے نزدیک یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جو روح القدس کی کبوتری ہی ان کے کان میں ڈال سکتی ہے۔

(۲)۔ "کسر صلیب" کے لئے واحد، آسان اور تیر بہدف مجاہدہ" پادری صاحب کا یہ فقرہ مجموعہ اضداد ہے۔ جو چیز آسان ہوگی وہ تیر بہدف نہ ہوگی۔ آسان اور مجاہدہ ایک دوسرے کی نقیض ہے۔ مجاہدہ شدت کو چاہتا ہے اور یہ آسان کی ضد ہے۔ دونو نقیض فقرے بیک وقت اسی قلم سے ٹپک سکتے ہیں جو پہلے غیض وغضب کے مرکب میں ڈبوئی گئی ہو۔

(۳)۔ "(تمام احمدیوں کا) مجاہدہ کتاب مقدس کی تاویلات پیش کرتے رہنا ہی ہے"

کسی مثال یا دلیل سے پیشتر اس قسم کا فیصلہ دے دینا اخوت پڑھنے والوں کے ذہن احمدیوں کے خلاف پہلے ہی مسموم کر دینے کا نفسیاتی دھوکا ہے۔ بغیر دلیل اور ثبوت اس قسم کی خوفناک رائے زنی جو کسی ایک فرد واحد کے خلاف نہیں بلکہ پوری ایک قوم کے علماء کے خلاف ہے۔ اگر اپنے کسی ایک بھائی کو راکا (واہی) کہنا گناہ ہے تو پوری ایک قوم کو گالی دینے کی جرأت وہی شخص کر سکتا ہے جس کے خیال میں اس کے سارے گناہ یسوع مسیح کے خون سے خون آلود نہیں بلکہ کفارہ کے سنلائٹ سوپ سے دھلے ہوئے سفید نظر آ رہے ہیں مگر متی ۵: ۲۰ تا ۲۶ کی بناء پر اسے ان تمام گناہوں کا حساب کوڑی کوڑی دینا پڑے گا اور شخص پادری کے لیبل سے ہرگز ہرگز چھٹکارا نہ ہو سکے گا۔

## کتاب مقدس کی باطل تاویلات کرنیوالے

کتاب مقدس کا تعلق تین مذاہب کے ساتھ ہے یہود، نصاریٰ اور اہل اسلام ان تینوں میں سے کتاب مقدس کی باطل تاویلات کا مجرم کون ہے اور اسے معلوم کرنے کا صحیح طریق کیا ہے اگر اصول مذاہب کو دیکھا جائے تو یہود اور مسلمان دونوں اصولاً متفق ہیں اور مسیحی منفرد۔ پس وہ دو مذاہب جو بظاہر ایک دوسرے کے خلاف اور دشمن ہیں بنیادی اصولوں میں دونوں کا اتحاد ہے اور دونوں کا استدلال کتاب مقدس کی بناء پر ہے تیسرا جوان دونوں کے خلاف تاویل کرتا ہے از روئے انصاف وہ تاویل باطل کرتا ہے۔ یہودی مذہب نہ تثلیث کا قائل نہ شریعت کے معاذ اللہ لعنت ہو جانے کا اقراری ورنہ کسی کی صلیبی موت سے دنیا کی نجات کا قائل۔ اور اصولوں کو چھوڑیئے۔ ان تین اصولی صداقتوں پر یہودی مذہب بلکہ تمام مذاہب عالم ایک طرف اور کلیساء مسیحی کی پولوسی پالیسی ان سب کے خلاف ہے کیا علماء یہود کتاب مقدس کو نہیں پڑھتے؟ کیا ان کی تفاسیر مسیحی تفاسیر سے متفق ہیں جو مسیحی لوا در کتاب مقدس کی کرتے ہیں۔ پس کلیساء مسیحی کا اعتراف جیسے پادری صاحب نے تو دہی نقل کیا ہے:۔

"شریعت تو موسیٰ کی معرفت دی گئی مگر فضل اور سچائی یسوع مسیح کی معرفت پہنچی"

کیا اس خوفناک فقرہ کے دور رس نتائج پر پادری صاحب نے کبھی غور کیا؟ بظاہر اس فقرہ کے صرف دو جز ہیں:۔

(الف):۔ شریعت تو موسےٰ کی معرفت دی گئی۔

(ب):۔ مگر فضل اور سچائی یسوع مسیح کی معرفت پہنچی۔

یعنی

(۱)۔ موسیٰ کا درجہ بمقابلہ مسیح ادنےٰ ہے

(۲)۔ نہیں بلکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔

(۳)۔ جو شریعت ہے وہ فضل اور سچائی نہیں۔

(۴)۔ جو فضل اور سچائی ہے وہ شریعت نہیں۔

(۵)۔ فضل اور سچائی اگر رحمت ہے تو معاذ اللہ شریعت لعنت ہے۔

(۶)۔ اگر نجات کا انحصار صرف فضل اور سچائی پر ہے تو شریعت اس کے بالکل برعکس نجات سے معرّا یعنی لعنت ہے۔

(۷)۔ گویا موسےٰ کو خداوند یہوواہ نے جھوٹ اور لعنت عطا کی۔

(۸)۔ مسیح کو فضل اور سچائی

(۹)۔ ظاہر ہے کہ اس میں قصور موسےٰ کا نہیں بلکہ خدا کا ہے جس نے موسےٰ کو جھوٹ اور لعنت دی (معاذ اللہ)

(۱۰)۔ نہ صرف موسےٰ بلکہ تمام انبیاء جو وحی الٰہی سے سرفراز کئے گئے خداوند نے ان سے معاذ اللہ جھوٹ بولا۔ اور اس جھوٹ کو اپنا دائمی اور ابدی عہد کہا مگر اپنے بیٹے سے ان سب کے خلاف سچائی کا عہد کرتا ہے۔

(۱۱)۔ جب خدا جھوٹ اور سچ دونوں بولتا ہے تو اس کے نہ سچ کا اعتبار رہا نہ جھوٹ کا۔

ان تمام شقوں پر غور کر کے مسیحی صاحبان بتائیں کہ کتاب مقدس کی تعبیر اور تاویل کس کی صحیح ہوگی ان کی جو کتاب مقدس کا جھوٹا عہد انبیاء سے کرنا مانتے ہیں اور صرف مسیح کو فضل اور سچائی ملنے کے قائل ہیں یا ان لوگوں کی تاویل صحیح ہوگی جو خداوند کو ہمیشہ ہمیشہ دائماً اور ابداً سچ بولنے والا مانتے ہیں۔

## پادری صاحبان کے جھوٹی تاویلات کرنے پر مسیح کی شہادت

جناب مسیح ؑ ایک تمثیل بیان فرماتے اور حواری اکثر اور بیشتر اس کی تاویل غلط سمجھتے۔ استاد اور شاگردوں کا یہ ناہموار وطیرہ اناجیل میں جگہ جگہ ریکارڈ ہے۔ وہ جو مسیح ؑ کے رفقاءِ خاص تھے اور روح القدس ان کے بازوں طرف پھڑپھڑاتی رہتی تھی وہ اپنے استاد کی باتوں کی غلط تاویل سمجھتے

بھلے تو یہ دو ہزار برس مسیح سے دور پادری لوگ مسیح اور کتاب مقدس کو غلط کیوں نہ سمجھیں گے مگر ہمارا یہ استدلال صرف منطقی قضیہ نہیں اس کا دم نقد ثبوت متی اور دوسرے اناجیل نویسوں کی وہ تاویلیں ہیں جو روح القدس کے باطل فیضان سے کتاب مقدس کی ان لوگوں نے کی ہیں متی کی انجیل میں کتاب مقدس کا سب سے پہلا حوالہ یسعیا ۷ : ۱۴ کا ہے :-

"دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے"

اس حوالہ میں تحریف لفظی تحریف معنوی تاویل باطل اور متکلم کے خلاف منشاء مفہوم لینا سب کچھ موجود ہے اور اس ایک جملہ میں متی کا شاہکار موجود ہے اصل کتاب کی عبارت معہ سیاق و سباق یوں ہے :-

"پھر خداوند نے آخز سے خطاب کرکے کہا کہ خداوند اپنے خدا سے کوئی نشان مانگ خواہ نیچے زمین میں خواہ اوپر بلندی (آسمان) میں، پر آخز نے کہا میں نہیں مانگنے کا اور میں خداوند کو نہیں آزماؤں گا تب تی نے کہا اے داؤد کے خاندان اب تم سنو انسان کو تھکانا تمہارے آگے نہایت چھوٹی بات ہے سو کیا تم میرے خدا کو بھی تھکاؤ گے باوجود اس کے خداوند آپ تم کو ایک نشان دے گا دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوایل رکھے گی"

اس عبارت کا حسب منطوق سیاق و سباق مطلب یہ ہے کہ :-

۱ - آخز جو یہوڈیہ کا بادشاہ تھا اسے اپنے ہمسایہ دو بادشاہوں سے خوفزدہ تھا اس نے اپنے خوف کا اظہار نبی سے کیا جس پر اسے یہ بشارت دی گئی کہ ایک جوان عورت حاملہ ہوگی اور بچہ جنے گی اور اس کا نام عمانوایل رکھے گی۔ اس کے ذریعہ سے تمہارا غم اور فکر دور ہوتا جائے گا۔ چنانچہ یہود کا ترجمہ اس آیت کا یہ ہے :-

Therefore the Lord Himself shall give you a sign, behold, the young woman (not virgin) shall conceive, and bear a son, and shall call his name Immanuel'
(یسعیا 7:14)

متی کا اسے مسیح کے لئے پیشگوئی بنانا متکلم کے ساتھ مذاق اور کلام مقدس کی تضحیک ہے کہ جوڈیہ کا بادشاہ آخاز جو اپنے ہمسایہ حکمرانوں سے خائف تھا اسے خوشخبری یہ دی جاتی ہے کہ جب تمہارا اور تمہارے خاندان کا نام و نشان تک دنیا سے مٹ جائے گا یعنی ۷۰۰ برس کے بعد ایک بڑھئی کی بیوی حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوئیل رکھے گی۔

۲ - اصل کتاب میں کوئی لفظ نہیں جس کا ترجمہ کنواری کیا گیا یہ تحریف لفظی ہے اور کلام میں اپنی مرضی اور دماغی اُپج کی ملاوٹ۔

۳ - کتاب مقدس میں علیمہ لفظ ہے جس کے معنے کنواری ہرگز نہیں۔ یہ عربی لفظ غلام کی تانیث ہے جس کے معنی بالغ شادی شدہ عورت ہیں یہ لفظ اور اس کے اشتقاقات عبرانی بائیبل میں کئی جگہ استعمال ہوئے ہیں۔

۴ - اصل آیت میں ھ علیمہ ایک معلوم اور مخصوص عورت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسے ایک عورت یعنی مجہول بنانا جان بوجھ کر دنیا کو دھوکا دینا ہے چنانچہ یہودی ترجمہ میں اسے ......

the young woman

سے ادا کیا ہے

۵ - اصل کتاب میں مضمون یسعیا ۷ : ۱۰ سے شروع ہوتا ہے مضمون کا سیاق و سباق چھوڑ کر معنی پیدا کرنا تحریف معنوی ہے۔

۶ - ۱۸۰۰ سال متواتر جھوٹ بولنے کے بعد اب علمائے مسیحی نے تسلیم کر لیا ہے علیمہ کا ترجمہ کنواری غلط ہے مگر صفائی سے ابھی تک یہ بھی نہیں لکھا کہ متی انجیل نویس نے جھوٹ لکھا ہے۔

۷ - کیا یہ متی کا خداوند عالم پر افتراء نہیں کہ اس میں مسیح کے متعلق کوئی پیشگوئی ہے؟

۸ - عوام پادریوں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ اناجیل روح القدس کی مدد سے لکھی گئی ہیں تو کیا روح القدس ایسے ہی بے سر و پا الہام کیا کرتا ہے؟

۹ - متی کا دوسرا حوالہ ہوسیع ۱۱ : ۱ کا ہے اس میں اس نے گزشتہ کے ایک قصہ کو پیشگوئی بنا دیا۔

۱۰ - "اس نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا" اصل کتاب میں ہے :-

"جب اسرائیل لڑکا تھا میں نے اسے عزیز رکھا اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا"

اس حوالہ میں متی انجیل نویس نے نہ صرف خدا کے کلام کی غلط تاویل کی اور نہ خدا پر جھوٹ بولا کہ خواب میں آکر یوسف کو کہا کہ تم مصر بھاگ جاؤ اور مریم ہیرودیس مر نہیں گیا یہ مصر میں لوگوں کی چارپائیاں مرمت کرکے پیٹ پالتے رہے۔ ایسے ایسے

عجیب و غریب طلسمات دیکھ کر بھی یسوع کے ماں باپ اپنے بیٹے کے خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان نہ لائے۔ خدا کبھی کبھی یوسف پر کبھی مریم پر کبھی مجہول الاحوال مجوسیوں پر کبھی جاہل چرواہوں پر ظاہر ہو کر اپنے بیٹے پر ایمان لانے کی تبلیغ کرتا رہا مگر نہ مجوسی نہ ماں نہ باپ نہ گڈریئے کوئی بھی اس پر ایمان نہ لایا کہ وہ مریم اور یوسف کا بیٹا نہیں بلکہ خدا کا بیٹا ہے اور کنواری کا بیٹا ہے نہ ماں نے نہ باپ نے اور نہ لوگوں نے اس پر کبھی یقین کیا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ اور نہ مسیح نے عمر بھر کبھی لوگوں سے اپنی معجزانہ پیدائش کا ذکر کیا کہ دیکھو میں بن باپ کا بیٹا ہوں بلکہ والدین ہمیشہ اسے اپنا بیٹا کہتے اور سمجھتے رہے جناب مریم کی اپنی گواہی ہے :-

"میں اور تیرا باپ تجھے ڈھونڈتے رہے"

لوگوں کی گواہی ہے :-

کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں

واقعات کی گواہی کے خلاف متی کا اسے خدا کا بیٹا گرداننا اور اس کے لئے کتاب مقدس پر افتراء کرتا گیا اس سے بڑھ کر بھی کتاب مقدس کی تاویل باطل کی کوئی مثال ہو سکتی ہے راہ خدا احمدیوں پر جھوٹا الزام "تاویل باطل کا نہ دیجئے"، ورنہ ان سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا یہ تو دانہ از خروارے اور شمہ از انبارے ہم نے پیش کیا ہے۔ مسیح کے متعلق ایک بھی پیشگوئی کتاب مقدس میں نہیں جو پادری صاحبان کی تاویل باطل کی مرہون منت نہیں۔ پس پطرس کا یہ فتویٰ پطرس سے دو ہزار برس بعد پیدا ہونے والے احمدیوں کے متعلق نہیں ہو سکتا :-

"بے قیام لوگ ان کے (کتاب مقدس کے) معنوں کو بھی اور صحیفوں کی طرح کھینچ تان کر اپنے لئے ہلاکت پیدا کرتے ہیں"

یہ فتویٰ اس کا اپنے ہی ہم عصر انجیل نویسوں کے متعلق ہے جن سے اسے پرخاش اور چشمک تھی اور جنہوں نے متی کی طرح کتاب مقدس پر کھلم کھلا بہتان باندھے۔

(دیکھو نامہ پطرس دوم ۳ : ۱۶)

متی صاحب کی کتنی دیدہ دلیری ہے کہ ہوسیع نبی تو بنی اسرائیل کو خدا کا بیٹا قرار دے کر مصر سے بلانے کا بصیغہ ماضی ذکر کرتا ہے اور متی صاحب بغیر کتاب مقدس کا مطالعہ کئے صرف اڑتی ہوئی افواہ کو پورا کرنے کے لئے مریم اور یوسف اور ان کی گود کی بہار مسیح کو پہلے فرضی طور پر مصر بھجواتے ہیں اور پھر وہاں سے واپس بلاتے ہیں۔

بنی اسرائیل کو مصر سے بلانے میں تو واقعی خدا کا ہاتھ کام کرتا نظر آتا ہے مگر خدا کے اس منہ بولے بیٹے کو خفیہ طور پر مصر بھجوانے اور واپس

# خطبہ جمعہ مورخہ ۱۲ جولائی

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۶)

جماعت ایسی ہو جو عمل کردار اور سیرت میں اور زندگی کے معاملات میں دوسرے لوگوں سے برتر فوقیت اور اعلیٰ امتیاز رکھتی ہو جیسا کہ فی الواقع آپ کی زندگی میں ہی ایسی جماعت پیدا ہو گئی۔ احباب جماعت کے واقعات سنتے چلے آتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آج ہم کس مقام پر ہیں ہمارا کیا کردار اور عمل کیسا ہے؟ ہماری زندگی کس نہج پر چل رہی ہے ہم یہ قصے سنتے ہیں کہ ایک شخص کے لڑکے نے قتل کیا، اور باپ نے اپنے لڑکے کے خلاف گواہی دی کہ میرے لڑکے نے قتل کیا ہے، اس بات کی پرواہ نہ کی کہ یہ شہادت میرے لڑکے کے حق میں نقصان دہ ثابت ہوگی۔ صدق۔ راستبازی۔ ایفائے عہد، امانت دیانت انصاف و عدل۔ مروت۔ خیر خواہی اور ہمدردی کی ایسی ہزاروں مثالیں ملتی ہیں کہ اگر ان تمام کو جمع کیا جائے تو ان کو پڑھ کر بڑا حظ حاصل ہوگا۔

اگلے سال انجمن کی گولڈن جوبلی منائی جا رہی ہے۔ اس موقعہ پر مولانا دوست محمد صاحب تاریخ انجمن اور یاد رفتگان پر دو تالیفات رقم کریں گے اس میں امید ہے کہ وہ اس پہلو پر خصوصی توجہ دیں گے اور دکھلائیں گے کہ جماعت احمدیہ کے افراد نے صدق و وفا، عدل و انصاف، راستبازی اور ایفائے عہد وغیرہ کی کیسی کیسی قابل رشک مثالیں پیش کی ہیں، اور زندگی کے ان اعلیٰ اوصاف کو کس قدر اپنی زندگیوں میں راسخ کیا ہے اور ادنےٰ خواہشات کو کس قدر مٹا دیا! اور راستبازی کا کیا اعلےٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ ہم کہاں ہیں؟ کیا ہم صرف یہی نعرہ بلند کر کے کہ ہم نشأۃ ثانیہ کے علمبردار ہیں حضرت مجدد کے دامن سے وابستہ ہیں سب کچھ حاصل کر لیں گے؟ حضرات اگر ان باتوں سے سب کچھ حاصل ہوتا ہوتا تو اسلام اور قرآن میں تو سب کچھ پہلے سے موجود ہے حضرت مسیح موعودؑ کی کیا ضرورت تھی۔ وہ تو ایک عمل پیدا کرنے آئے تھے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ بڑا زور قرآن کریم نے تقوےٰ پر دیا ہے۔ قرآن کریم میں بار بار اتقوا اللہ اتقوا اللہ آیا ہے۔ قانون کی بنیاد خواہ وہ بیاہ شادی کا ہو وراثت کا ہو، کسی چیز کا ہو اس کے بیان کرنے سے پہلے بھی، درمیان میں بھی اور بعد میں بھی بار بار اتقوا اللہ پر زور دیا گیا ہے۔ گویا کہ تقوےٰ کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ تقویٰ ہی سب کچھ ہے جو زندگی میں اعلےٰ قدروں کی نشوونما کرتا ہے۔ کردار تو معرفت سے بنتا ہے، جان و مال کے نقصان سے حاصل ہوتا ہے، یہ مذہب کی روح ہے جس کو قرآن کریم نے نعم انشانہ خلقاً اٰخر کے جملہ میں ادا کیا ہے

## خودی کی پیروی اور خدا تعالیٰ کی پرستش دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں

خدا تعالیٰ پر ایمان اور خودی کی پرورش ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی، جو شخص خودی کی خواہشات سے دستبرداری کرتا ہے۔ اس کا ایمان خدا پر ہوتا ہے۔ جس طرح قرآن کریم نے تقوےٰ پر زور دیا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ایک بات کے لئے بڑا تکرار کیا ہے کہ اپنی زندگیوں میں تبدیلی پیدا کر کے اپنے اندر نمایاں امتیاز پیدا کر دو۔ بڑے درد و سوز سے بعض تحریریں لکھی ہیں فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی جماعت کے وہ لوگ جو زندگی میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتے ان کو اپنی جماعت سے خارج کر دوں۔ اپنی انجمن کی طرف سے اکثر ایک ٹریکٹ "احمدی اور غیر احمدی میں فرق" طبع کر کے تقسیم ہوا ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ احمدی اور غیر احمدی میں صرف یہی فرق ہے کہ احمدی وفات مسیح کا قائل ہے اور غیر احمدی حیات مسیح کا۔ فرماتے ہیں کہ اس اعتقادی غلطی کو دور کرنا تو بے شک ہمارا کام ہے مگر کیا صرف اتنی سی بات کے لئے ایک عظیم الشان مجدد کی ضرورت تھی؟ اعتقادی غلطیوں کو دور کرنا ضروری ہے مگر میری بعثت کی اصل علت غائی زندگیوں میں عملی تبدیلی پیدا کرنا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ اس ٹریکٹ میں خود اپنا ایک واقعہ سناتے ہیں۔

## راستبازی کی اعلیٰ مثال

فرماتے ہیں کہ مجھ پر مقدمہ بن گیا۔ ڈاکخانہ کی طرف سے گورنمنٹ قانون دان مسلمان، آریہ۔ میرے خلاف تھے۔ ہم سے غلطی بھی ہوئی کہ پیکٹ کے اندر خط رکھ دیا۔ وکیل مقرر کیا جس نے مشورہ دیا کہ یہ تو مقدمہ بالکل سیدھا سادہ ہے۔ آپ عدالت میں کہہ دیں کہ یہ خط میں نے نہیں رکھا۔ آپ فرمانے لگے کہ یہ خط تو میں نے رکھا ہے۔ وکیل نے کہا کہ پھر آپ نے مجھے وکیل کس لئے مقرر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے وکیل اس لئے مقرر کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ اسباب ظاہری سے بھی کام لو۔ چنانچہ ہم نے رعایت اسباب سے کام لیا۔ مگر میں نے اس لئے آپ کو مقرر نہیں کیا کہ آپ ہمیں جھوٹ سکھلا دیں۔ جب مجسٹریٹ کے سامنے بیان ہوئے تو اس نے آپ سے پوچھا کیا یہ آپ کا خط ہے۔ آپ نے کہا ہاں یہ میرا خط ہے۔ کیا آپ نے اس پیکٹ میں اسے رکھا تھا۔ آپ نے جواب دیا کہ ہاں میں نے رکھا تھا۔ میں نے کسی بدنیتی سے ایسا نہیں کیا بلکہ اس خط کے مضمون کو پیکٹ میں بند کردہ مضمون سے الگ نہیں سمجھا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا اتنا کہنا تھا کہ مجسٹریٹ نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ مخالف وکیل ہزاروں ٹل لگاتے رہے۔ لیکن ہر بات پر مجسٹریٹ NO NO کہتا رہا اور مجھے بری کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ یہ صرف سچ بولنے کی برکت تھی کہ جس کے باعث میں بری ہو گیا مگر آج ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم سچ بولیں تو نقصان ہوتا ہے۔ آج ہمارا عمل زندگی کے تقریباً ہر پہلو میں حضرت مسیح موعود کے اقوال و اعمال کی ہر بات سے ٹکرا رہا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ کتاب اور سنت میں تو تعلیم اسلام موجود ہے مگر مسلمانوں کے دل خراب ہو گئے ہیں۔ خدا تعالےٰ کا منشاء یہ ہے کہ ایک نئی قوم پیدا کرے جس کے اعمال اس کے ایمان کے مطابق ہوں۔ میں نے جو بات عرض کی تھی کہ اگر اس دنیا کو جنت بنانا ہو تو وہ صفات پیدا کرو جو قرآن میں مذکور ہیں۔ اعمال۔ افعال اور معاملات زندگی کو اس نہج پر لائیے جس پر یہ کتاب لانا چاہتی ہے۔ اگر یہ بات نہیں تو ہمارا مسلمان احمدی لاہوری ہونا کوئی کام نہیں دے سکتا۔ اگر آپ قرآن کریم کا ایک صفحہ پڑھیں تو کتنے پیرایوں میں واضح کیا گیا ہے کہ عمل ہی سب کچھ ہے۔ بے داغ عمل، روشن سیرت ہی اصل حقیقت ہے۔ افسوس یہ نہیں کہ ہم اس مقام پر کھڑے نہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہماری نگاہ بھی اس طرف نہیں ہے۔ حقیقی مقصد اوجھل ہوتا جا رہا ہے، ہم مقصد کو دیکھنے سے گریز کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے

اگر یہ جڑ رہی تو سب کچھ رہا ہے

## جماعتی نظام کے سامنے حقیقی مقصد

اس میں تقوےٰ کا ذکر ہے تو میں اپنے احباب سے ذکر کرتا ہوں کہ کیا آپ کے سامنے یہ عالی مقصد ہے؟ اگر ہے تو آپ بابرکت ہیں، آپ اس دنیا میں جنت کو پیدا کرنے والے ہیں، اگر یہ مقصد نہیں ہے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ ہم نے اپنا وقت ضائع کیا ہے اور ہم توہم پرستی میں مبتلا ہیں۔ کہ مذہب آخروی زندگی میں کام آئے گا۔ مجھے کسی دوسری جماعت پر تنقید نہیں کرنا چاہیئے۔ ہماری اپنی قوت اپنے مثبت کردار سے پیدا ہوگی۔ قرآن یہی کہتا ہے کہ انجام کار نہ رشتہ دار۔ نہ مال و دولت کام آئیں گے بلکہ اعمال ہی کام آئیں گے تو یہ ایک بڑی پکی محکم بات ہے۔

۱۹۱۴ء میں یہ المیہ ہمارے سامنے جماعت میں تفریق کا پیدا ہوا۔ کیا ہم نے نہیں دیکھا کہ اس وقت ایک جماعت کا نظام کیسے درہم برہم ہو گیا اس لئے کہ اس کے سامنے تعمیر کردار کا مقصد نہیں رہا۔ نہ صرف یہ بلکہ ان کے برعکس ایسا مرکزی نکتہ بن گیا۔ خدا ہمیں محفوظ رکھے۔ ہمیں تو اپنی اس جماعت کے چند افراد کا فکر ہے کہ اس جماعت کا مرکزی نکتہ بھی قرآن کے مطابق مقصد رکھتا ہے مگر میں بدتا

ہوں کہ ہمارے مرکز میں بھی ایسی باتیں غالب نہ آ جائیں جو خلاف مقصد ہوں اور زندگی کی مثبت اقدار چھوڑ کر دوسرے بے فائدہ شغل میں پڑ جائیں اگر ایسا ہو گیا تو ہمارا حشر بھی بعض جماعتوں کی طرح اچھا نہیں ہوگا۔ اپنے کردار اور سیرت کی قدریں ختم ہو گئیں تو وہ پھل نہیں لگے گا جو مذہبی جماعت کو لگنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے خدا کی منشاء کے مطابق Magna Carta آزادی کا اصول عطا کیا کہ تمہارا استحکام جمہوریت پر ہونا چاہیئے ملوکیت اور شخصیت پر نہیں، اس لئے کہ ایک شخص نیک نیتی سے بھی غلطی کر سکتا ہے آپ کو معلوم ہے کہ ربوہ اور لاہوری جماعت کا اختلاف اسی بناء پر تھا۔ کہ انہوں نے ایک شخصی اور آمرانہ نظام رائج کر لیا اور یہاں در سو دہ خلیفہ خدا کے فرمان کے مطابق جمہوریت کے طریق پر اشاعت اسلام کا کام جاری ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جماعت لاہور جمہوریت نظام پر قائم رہے گی اسی میں اس کی نجات ہے اور اسلام کے کارنامے بجا لانے کا راز بھی اسی میں ہے۔

خدا تعالےٰ ہمیں اپنی زندگی میں ایسا انقلاب پیدا کرنے کی توفیق دے۔ اگر ہم ان مومنین کی صفات کے حامل ہو جائیں تو ہماری زندگی میں عظیم تغیر آ جائے۔ دنیا پکار اُٹھے کہ ان کا زبان اور دل ایک ہے، یہ راستباز ہیں۔ جھوٹ بولنے والے نہیں۔ دھوکہ دینے والے نہیں۔ یہ لالچی اور حریص نہیں ان کی زندگی پاکیزہ زندگی ہے، ان کا کردار مزکّی اور ان کی سیرت مطہر ہے اگر آپ کی زندگی مزکی و مطہر ہے تو یہ ایک خوشبو ہے جو ہمیشہ پھیل کر رہتی ہے۔ اگر زندگی داغدار ہے تو بھی یہ بدبو ہے۔ جو پھیلتی ہے۔

یہ مقصد آپ کے پیش رہنا چاہیئے اگر کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اس کو سامنے رکھیں۔ آؤ قرآنی صفات اپنے اندر پیدا کریں۔ سیرت و کردار کی بلندیاں اپنے اندر پیدا کریں۔ حقیقتوں کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ خواہ ہمارا کچھ ہی نقصان کیوں نہ ہو۔

## پادری عبدالحق کے مضامین پر اظہار خیال

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۲)

بلانے میں سوائے خدا کے ضعف حیلہ اور کچھ نظر نہیں آتا بلکہ اس حیلے اور آسنے میں نقصان عظیم معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لئے ہزاروں اور لاکھوں بیگناہ ماؤں کی گود خالی کرا دی اور ملک میں کوئی گھر نہ تھا جس میں نوحہ و بکا اور واویلا بلند نہ ہوا۔ آخر بنی اسرائیل کی ان ہزاروں ماؤں کا کیا قصور کہ وہ خدا کے بیٹے کی خاطر اپنے معصوم بچوں سے محروم کر دی گئیں۔ اس کا آسان طریقہ یہ تھا کہ ہیرودیس کے پاس خواب میں ایک فرشتہ بھیجدیا جاتا کہ تم مت ڈرو یہ آنے والا یہودیوں کا بادشاہ اس دنیا کا بادشاہ نہیں بلکہ آخرت میں بادشاہ ہوگا۔ خواہ مخواہ بچوں کو مروا کر فضول مگر خوفناک جرم کا ارتکاب مت کرو۔ اور پھر خدا کو حسب معمول اپنی سفاکی پر اور بے رحمی پر کچھ بھی پچھتاوا نہ ہوا جیسے خدا کو اپنا صرف منہ بولا بیٹا عزیز تھا اس سے بڑھ کر ان ماؤں کو اپنے اصلی بیٹے اور جگر گوشے عزیز تھے۔

باقی ــــ باقی



## اِنتقال پُرملال

مکرم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
قبلہ والد صاحب محمد زمان خان کے بڑے بھائی جو کہ جنگ عظیم اوّل کے فوجی ریٹائرڈ آفیسر تھے اور پنشن یافتہ تھے اپنے آبائی وطن زیدہ ضلع مردان میں وفات پا چکے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھ کر مرحوم کی روح کو ثواب پہنچائیں

فضل الرحمٰن احمد بہ خادم قاضی احمد

# تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ :- بابو شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## نائجیریا

ترجمہ خط از عثمان - اے - بیلو - وزارت تعلیم
شمالی نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسلام سے متعلق کافی لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے بعد جو آپ میرے دوستوں کو بھیجتے رہے ہیں، میں اب اس امر کی ضرورت محسوس کرتا ہوں کہ آپ کو میں اپنے مطالعہ کے لئے چند کتابوں کے لئے تحریری طور پر عرض کروں - میں ان کتابوں کا مطالعہ کرنے کا بہت زیادہ شائق ہوں اور چاہتا ہوں کہ جتنی کتابیں آپ کے دفتر سے میسر آ سکیں ان کا مطالعہ کروں -
میں شمالی نائجیریا میں ادکون میں اگاما کے مقام پر سنٹرل ٹیک لشڈیٹ کی ایک برانچ میں اُستاد ہوں۔

اگر یہ امر خود نمائی پر محمول نہ کیا جائے تو عرض کروں گا کہ میں نے اسلام کی ترقی کے لئے خدمت کی ہے - لیکن میں سوچتا ہوں کہ ان چھوٹی کتابوں کے ذریعہ میں اپنے بچوں کو اس طرف مائل کر سکوں گا جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ مجھے مختلف قسم کی کتابوں کی ضرورت ہے اور خصوصاً مجھے عربی و انگریزی میں قرآن مقدس درکار ہے - اگر یہ کتابیں مجھے قیمتاً مل سکیں تب بھی آپ اطلاع دینے سے گریز نہ فرمائیں - میں اس وقت وزارت تعلیم میں کام کر رہا ہوں اور کدونا کی مسلم یونین برانچ میں بھی تعمیل فرائض کر رہا ہوں۔

ہمارے پاس پہلے بھی آپ کی کچھ کتابیں موجود ہیں جن کا ہم نے بہت جلد مطالعہ کر لیا تھا۔

زیادہ والسلام

(ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر روانہ کیا گیا)

---

ترجمہ خط از عمر مرتلا -
شمالی نائجیریا

سلام مسنون

آپ کی خدمت میں یہ عریضہ لکھتے ہوئے مجھے از حد مسرت حاصل ہو رہی ہے اور یہ اطلاع دیتے وقت بھی خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ میں آپ کی تحریک کے بارے میں مدت سے سنتا چلا آ رہا ہوں -
میں آپ کی اس عظیم سوسائٹی کا ایک باوقار رکن بننے کا بہت زیادہ مشتاق ہوں - میں اس سے پہلے بھی آپ کی خدمت میں لکھنا چاہتا تھا - لیکن بدقسمتی سے میرے پاس آپ کا درست پتہ نہیں تھا -
میں آپ کا مشکور ہوں گا اگر آپ میرے خطوط کا جواب دیتے رہیں - اور میں بھی حسب ضرورت آپ کی خدمت میں لکھتا رہوں گا - اگر آپ مجھے اپنی جماعت میں شمولیت کا فخر بخشتے ہوئے اپنی فہرست کتب روانہ فرمائیں جس سے میں حوالہ دیگر ضروریہ کی کتابوں سے متعلق اطلاع کر سکوں، تو یہ بھی آپ کی نوازش ہوگی -
میں شمالی نائجیریا کا ایک مسلمان باشندہ ہوں اور آپ کی جماعت میں شامل ہونے کا انتہائی خواہشمند ہوں۔

جواب کا منتظر

(انہیں بیعت فارم لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

---

ترجمہ خط اولیمبو لوا احمد صاحب
نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو یہ خط لکھنا میرے لئے باعث مسرت ہے -
مجھے اپنے ایک دوست سکریو رابن کے توسط سے آپ کا تعارف حاصل ہوا -
ان کے کہنے کے مطابق آپ ہمدرد اور مہربان فطرت انسان ہیں -
براہ کرم آپ ایک عدد نسخہ کلام پاک کا مجھے ارسال فرمائیں - کیونکہ میں ہستی باری تعالیٰ کے بارے میں اور زیادہ کچھ جاننا چاہتا ہوں - میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں گا اور مجھے آپ کے ہمدردانہ جواب کا انتظار ہے -

نیاز کیش ...........

(انگریزی لٹریچر بھیجا گیا)

---

## بھارت

ترجمہ خط از اے آر ابراہیم (کرالا سٹیٹ)
(بھارت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خوش قسمتی سے مجھے آپ کا انگریزی لٹریچر پڑھنے کا موقع ملا - اگر مجھے انگریزی لٹریچر کا ایک نسخہ میسر آجائے تو یہ میرے لئے ایک سرمایہ کا کام دے گا۔
اس لئے میں آپ کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ اسلام سے متعلق مجھے مفت پرچے بھیجتے رہیں -
میں کرالا یونیورسٹی کا طالب علم ہوں - امید ہے جواب باثواب سے مطلع فرمائیں گے۔

زیادہ والسلام

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

---

## پاکستان

ترجمہ خط از ڈاکٹر ایم اے بھٹی - لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے بہت دلچسپی ہے - اور میں اس تبلیغی جماعت کا لٹریچر پڑھنے کا شوق رکھتا ہوں - اس لئے میری التماس ہے کہ مہربانی کر کے مجھے مفت لٹریچر ارسال کیا جائے - تاکہ میں اپنے خیالات میں پختگی پیدا کر سکوں اور لاہوری احمدیہ جماعت کے اصول اور دعوے کو سمجھ سکوں - بہت شکریہ۔

---



---

## ہندوستانی احباب

اپنے تمام چندے وغیرہ اہلیہ صاحبہ شیخ انعام الحق صاحب مرحوم کے نام بھیجا کریں -
پتہ حسب ذیل ہے :-

بیگم صاحبہ شیخ انعام الحق صاحب مرحوم
مکان نمبر $\frac{100}{A}$ ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ
حیدر آباد دکن
بھارت

## بحرِ حکمت کے موتی

(السلسلہ اوّل)

امنوا معہٗ متیٰ نصر اللہ الا انّ نصر اللہ قریب۔

(بقرہ آیت ۲۱۴)

مبلغین جو دعوت الی اللہ کے لئے نکل پڑے ہیں اللہ تعالےٰ ان کی حفاظت کا سامان اور وسعت بہم پہنچاتا ہے۔

ومن یہاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغمًا کثیرًا وسعۃ

(النساء آیت ۱۰۰)

صد ہزاراں فرشتے در کوئے یار
دشت پُر خار و بلایش صد ہزار

(مسیح موعودؑ)

—— غلام قادر عفی عنہ ——

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۷ر جولائی ۱۹۶۳ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ ۔ شمارہ نمبر ۲۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ فی پرچہ ۱۲ پیسے

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷۳
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۴ر جولائی ۱۹۶۳ء | نمبر ۳۰

# بحر حکمت کے موتی

انہ سیکون فی اٰخر ھٰذہ الامۃ قوم لھم مثل اجر اولھم یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقاتلون اھل الفتن۔

(بیہقی)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جس کو پہلی قوم (صحابہ کرام اور تابعین) کے مثل اجر ملے گا۔ وہ نیک کاموں کا حکم دیں گے اور بُرے کاموں سے لوگوں کو روکیں گے (یعنی تبلیغ و اشاعت اسلام ساری دنیا میں بذریعہ تحریر، لٹریچر اور مشنریز کریں گے) اور جو لوگ دین میں فتنہ پیدا کریں گے اُن سے لڑیں گے۔

نوٹ:- یہ جماعت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم (۶۲:۳) حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت ہے جو براہین و نشانات آسمانی سے فتنہ دجال کو مٹا کر اسلام کا بول بالا کر رہی ہے۔ مفسرین نے سورہ الصف کی آیات آٹھ اور نو کو مسیح موعود پر چسپاں کیا ہے۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون۔ آیت ۸

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ آیت ۹

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

(باقی بر صفحہ ۱۶ کالم ۳)

# ظاہر پرست واعظین کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل و قال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اسکو ہی پسند نہ کیا جائے اور ساری غرض و غایت آکر اسی پر نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسا جادو بھری تقریر کر رہا ہے الفاظ میں کیسا زور ہے۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی اقتضا ہے کہ جو کام ہو اللہ کیلئے ہو جو بات ہو خدا کیواسطے ہو۔ اگر اللہ کی رضا اور اسکے احکام کی تعمیل میرا مقصد نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے تقریریں کرنی اور وعظ سنانا تو ایک طرف ہیں تو ہمیشہ خلوت ہی کو پسند کرتا ہوں اور تنہائی میں وہ لذت پاتا ہوں جس کو بیان نہیں کر سکتا مگر کیا کروں دینی نوع کی ہمدردی کھینچ کھینچ کر باہر لے آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس نے مجھے تبلیغ پر مامور کیا ہے۔ مگر میں نے یہ بات کہ ظاہری قیل و قال ہی کو پسند نہ کیا جائے اس لئے بیان کی ہے کہ ہر خیر میں بھی شیطان کا حصہ رکھا ہوا ہوتا ہے۔ پس انسان جب وعظ کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بہت ہی عمدہ کام ہے۔ مگر اس منصب پر کھڑے ہونیوالے کو ڈرنا چاہیئے کہ اس میں مخفی طور پر شیطان کا بھی حصہ ہے کچھ تو واعظ کے بخرہ میں آتا ہے اور کچھ سننے والوں کے حصہ میں۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب واعظ وعظ کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو مقصد اور دلی تمنا صرف یہ ہوتی ہے کہ میں ایسی تقریر کروں کہ سامعین خوش ہو جائیں، ایسے الفاظ اور فقرات بولوں کہ ہر طرف سے واہ واہ کی آوازیں آئیں۔ میں اس قسم کی تقریر کرنیوالوں کے مقاصد کو اس سے بڑھکر نہیں سمجھتا۔ جیسے بھڑوے، نقال، قوال یہی کوشش کرتے ہیں کہ انکے سننے والے انکی تعریفیں کریں۔ (الحکم ۱۰ر مارچ ۱۹۰۱ء)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## نائیجیریا

ترجمہ خط از نویرالدین سکول اکوانبہ اکرن ڈسٹرکٹ نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

آپ کا ارسال کردہ نہایت ہی قابل تعریف اور گراں بہا پارسل احسان مندی کے ساتھ وصول کر لیا گیا ہے۔ خداوند کریم سے ملتمس ہوں کہ وہ اس نیکی کے بدلے آپ کو اپنے انعامات سے نوازے جس کا اس نے وعدہ کر رکھا ہے۔ کیونکہ ایک انسان کی حیثیت سے آپ کے قیمتی تحفے کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس اتنے الفاظ نہیں ہیں جتنے کہ آپ حقدار ہیں۔ لیکن رسول مقبولؐ کا قول ہے کہ جو اپنے بھائی کی نوازش کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی ناشکرگذار ہے۔ اس لئے قرآن مقدس کے تحفے کے لئے تہ دل سے آپ کا شکرگذار ہوں۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھے تاکہ آپ یہ روشنی اور زیادہ دیر تک پھیلا سکیں۔

یہاں میں ایک بحث کا کچھ حصہ درج کر رہا ہوں جو کہ میرے اور عیسائیوں کے درمیان ہوئی۔ علاوہ ازیں بہت سی زبانی بحثیں بھی ہوتی ہیں جن کا تذکرہ کرنے کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے ............ اگر میرے پاس ٹائپ مشین ہوتی تو میں آپ سے کچھ مزید بحث و تکرار کا تذکرہ کرتا۔

آپ کی کتابوں اور پمفلٹوں سے مجھے ان لوگوں کے سوالات کے صحیح جوابات مل جاتے ہیں۔ اور انہی کتابوں کی وجہ سے میں عیسائیوں اور مسلمانوں دونوں کے درمیان ہردلعزیز ہوں۔ جس قدر حقیقت میں میری معلومات ہوتی ہیں انہیں مجھ پر ان سے زیادہ معلومات کا حامل ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ اسی لئے میں آپ کا مشکور ہوں اور زندگی کے آخری دم تک ممنون احسان رہوں گا۔

مجھے امید ہے کہ مزید احسان مند ہونے کا موقعہ ملے گا۔ اگر آپ مجھے مزید کتابیں ارسال فرماتے رہیں گے خصوصاً حدیث، قرآن، اسلام اور عیسائیت کے متعلق۔

مجھے ٹائپ رائٹر حاصل کرنے کی بہت خواہش ہے کیونکہ اس سے بہتر میں آپ کو حالات سے آگاہ کر سکوں گا اور عیسائیوں اور اپنے مسلم بھائیوں سے بحث و تکرار کے متعلق بھی لکھتا رہوں گا۔ اگر آپ مجھے وہ خطوط اور پمفلٹ جو افریقن کونسلوں سے آئے تھے آئندہ حوالہ دینے کے لئے واپس بھیجدیں تو تادم حیات رہین منت رہوں گا۔

آداب

(انہیں ضروری لٹریچر۔ ان کے کاغذات اور خط بھیجے گئے)

(۲)

ترجمہ خط از محمد بیلو ابراھیم۔ شمالی نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میرے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ آپ کے ہمدردانہ غور کے لئے آپ کی خدمت میں عرضداشت پیش کروں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ مذہب اسلام سے متعلق تمام ضروری معلومات بہم پہنچاتے اور اس موضوع پر کتابیں بھی عنایت فرماتے ہیں۔

میں احمدی بننے کا خواہشمند ہوں اور انتہائی ممنون ہوں گا اگر اس سلسلے کی تکمیل کے لئے آپ مجھے بیعت فارم بھیجدیں۔

براہ کرم اسلام سے متعلق کچھ کتابیں روانہ فرمائیے۔ اور اگر ممکن ہو تو قرآن مقدس کے انگریزی ترجمہ کا ایک نسخہ بھی عنایت فرمائیے۔

میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں

آداب

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

(۳)

ترجمہ خط از معلم یحیٰی عبدالسلام۔ نائجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

مکتوب گرامی ملا۔ بہت بہت شکریہ۔ مجھے آپ کے خط سے بہت خوشی نصیب ہوئی جس سے آپکے اور میرے درمیان اسلامی قدر مشترک کی بناء پر محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

آپ کے گذشتہ خط میں تحریر تھا کہ آپ نے مجھے چند کتابیں بھیجی ہیں لیکن تاحال وہ کتابیں مجھے موصول نہیں ہوئیں۔ مجھے آپ کو اس امر سے مطلع کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ میں اس سال بھی حج بیت اللہ کے لئے جا رہا ہوں۔ اس لئے آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ ایسے امور کے لئے میرے حق میں دعاگو رہیں۔ آپ کے جواب کا بہت جلد انتظار رہے گا۔

(لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

## شمالی امریکہ

ترجمہ خط از آر تھر۔ ایف۔ گلاسر ہوم ڈائریکٹر شمالی امریکہ

پیارے رحمانی! اسلام و رحمت

جناب ڈاکٹر ریمانڈ صاحب سے آٹھ کتابوں کے متعلق معلومات ملی ہیں جو احمدیہ تحریک نے طالبان اسلام کے لئے شائع کی ہیں۔ ڈاکٹر ریمانڈ نے ان کتابوں کی بہت زیادہ تعریف کی ہے کہ اسلام کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے بہت وسیع معلومات مہیا کرتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ تعلیم اسلام سے واقفیت حاصل کرنے والوں کے لئے آپ کا دفتر یہ کتابیں امریکی لائبریریوں کو بڑی مہربانی سے مفت بھیج دیتے ہیں۔ تقریباً ایک سو سال تک ہم مشرق بعید کے مذہبی اطوار کا گہری نگاہ سے مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ یہاں فلاڈلفیا میں ایک لائبریری موجود ہے جس سے طلباء اور کام کرنے والے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر آپ یہ آٹھ کتابیں عنایت فرمائیں تو میں انتہائی مشکور رہوں گا۔

میں یقیناً کتابوں کی قیمت ادا کرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ آپ کی نظر التفات کے لئے پیشگی مشکور ہوں۔

(خط اور رسید بھیجا جا رہا ہے)

## نائیجیریا

ترجمہ خط معلم میمن جیمو عثمان۔ نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کو چند سطور تحریر کرنا میرے لئے باعث اعزاز ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس مفید اسلامی کتابیں ہیں۔ لہذا میں آپ کی خدمت میں یہ خط اسی لئے تحریر کر رہا ہوں کہ آپ مجھے اسلام سے متعلق لٹریچر مرحمت فرمائیں۔ مجھے اسلام سے بہت دلچسپی ہے۔

میں یہاں مائی جین سکول میں درس و تدریس کر رہا ہوں اور میں اپنے حلقے میں اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتا ہوں۔

سراپا مرہون

(لٹریچر بھیجا گیا)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۶۳ء

# مسلمان کی تعریف

اخبارات میں ایک خط و کتابت شائع ہوئی ہے جو عبدالستار نیازی اور خواجہ ناظم الدین صدر کونسل مسلم لیگ کے مابین کچھ ماہ ہوئے ہوئی تھی، اس خط و کتابت کی ابتداء عبدالستار نیازی کی طرف سے ہوئی جس میں اس نے اسلامی جمہوریت کے قیام کے لئے مسلمان کی آئینی اور فقہی تعریف معین کرنے کی غرض سے کچھ تجاویز کی ہیں، اور ان تجاویز کو مسلمانوں کی جماعتی سیاست کی بنیاد قرار دینے کی جدوجہد شروع کر رکھی ہے۔

واضح رہے کہ یہ وہی عبدالستار نیازی ہے جس نے ۱۹۵۳ء کے ہنگامہ میں لاہور کی مسجد وزیر خاں میں اپنی علیحدہ حکومت قائم کر لی تھی۔ اور پھر جب مارشل لا نافذ ہوا اور حکومت پاکستان کی طرف سے پکڑ دھکڑ شروع ہوئی، تو مسجد کی ایک گندی نالی کے ذریعہ گندگی گلی میں جا نکلا اور وہاں سے اس کے حامی چارپائی پر ڈال کر ایک جنازہ کی صورت میں شہر سے بہت دور چھوڑ آئے اور وہاں سے یہ مجلس بلکہ روپوش ہوگیا اور کچھ عرصہ بعد قصور میں بیٹھے شاہ کی خانقاہ سے ایک چرواہے کے لباس میں پکڑا گیا۔

آج وہی شخص پھر مسلمانوں کا رہنما بن کر اٹھا ہے اور ایسی تجاویز کو مسلمانوں کی جماعتی سیاست کی بنیاد قرار دینا چاہتا ہے جو ان میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کے بجائے بہت بڑے تفرقہ اور انتشار کا موجب ہوں گی۔

وہ تجاویز کیا ہیں؟ خواجہ ناظم الدین کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"آپ کو بخوبی یاد ہوگا کہ مسلم اور غیر مسلم کے مابین تمیز کا اصولی سوال قائد اعظم کی زندگی ہی میں ۱۹۴۶ء کے انتخاب سے قبل مسلم لیگ ٹکٹ دینے کی تقریب سے پیش ہوا تھا۔ قائد اعظم نے فرمایا تھا کہ میں عامی مسلمان ہوں۔ عالم دین نہیں لہذا خود فتوے نہیں دے سکتا، علماء کے اجماعی فیصلے کی اطاعت کروں گا۔ قیام پاکستان کے بعد حضرت پیر صاحب مانکی شریف مرحوم و مغفور اور میری مساعی کو اس ضمن میں جس طرح برسر اقتدار طبقہ نے مسلم لیگ کے اندر ناکام بنایا۔ آپ کو اس کا بخوبی علم ہے یہاں تفصیل کی حاجت نہیں۔ بالآخر آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے موقعہ پر ملت پاکستان کے تمام اہل الرائے کا اتفاق ہوگیا کہ مسلم و غیر مسلم کی تعریف آئین مملکت میں شامل ہونی چاہیئے اور اس کے تمام لاحقات پر عمل درآمد کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اسلام، پاکستان اور مسلم لیگ کے دشمنوں کی ریشہ دوانیوں سے یہ مطالبہ اس وقت پورا نہ ہو سکا۔ غالباً آپ مجھ سے متفق ہوں گے کہ ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے اندر جمہوریت کو قتل کرنے کی کوشش کامیاب نہ ہو سکتی۔ اگر تمام ملت پاکستان میں اسلام کو ختم کرنے کے خطرہ کے مقابلہ کے لئے ویسی ہی متحد ہوتی، جیسے کہ ہم سب حصول پاکستان کی تحریک میں متفق اور متحد تھے۔ اس وقت برسر اقتدار حضرات کو یہ کہہ کر ورغلایا گیا کہ پاکستان کے آئین میں مسلم و غیر مسلم کی تعریف کی گئی تو تمام مہذب دنیا پاکستان کا حقہ پانی بند کر دے گی یہ الفاظ منیر رپورٹ میں موجود ہیں۔

آج آپ نے سیاسی تصادم کے بجائے تعمیری جمہوری تنظیم سے پاکستان میں جمہوریت کی بحالی کی جو پسندیدہ مہم شروع کی ہے۔ اس کی کامیابی کی شرط اوّل یہی ہے کہ اہل پاکستان کو صدق دل سے یہ یقین ہو جائے کہ مسلم لیگ اسلام کے نام پر برسر اقتدار آکر پھر مسلم و غیر مسلم کی تفریق میں مداہنت نہ دکھائے گی۔ اگر یہ نہ ہوا تو جمہوریت اور اسلام سے مسلم لیگ کی وفاداری کے متعلق شکوک باقی رہیں گے، پاکستان اور مسلم لیگ کے قدیم اور مخلص خادم آپس میں لڑتے رہیں گے اور اہل غرض اسلام سے جمہوریت کو لڑا کر دونوں کو باری باری نقصان پہنچاتے رہیں گے۔

جہاں تک میں نے مسلم لیگ کے آئین کا مطالعہ کیا ہے اس میں یہ شرط روز اوّل سے موجود ہے کہ فقط مسلمان اس جماعت کے رکن بن سکتے ہیں۔ کسر صرف اتنی باقی ہے کہ آئین کے مفہوم اور منشاء پر عمل بھی کیا جائے۔ اس کی آسان صورت یہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی اپنی شاخوں کو رکنیت سازی کی مہم کی ہدایات کرتے ہوئے وضاحت کر دے کہ رکنیت سازی کے فارم پر آئین کی شرط اسلام سے متعلق اقرار نامہ بھی شامل ہوگا تاکہ جس طرح مسلم لیگ کی رقیب جماعتوں سے ہمدردی رکھنے والے مسلم لیگ کے ممبر نہیں بن سکتے اسی طرح اسلام کو مسخ اور غرق کرنے کی کوشش بھی مسلم کے اندر سے نہ ہو سکے۔

میں تجویز کرتا ہوں کہ قرطاس رکنیت پر عبارت یہ ہونی چاہیئے کہ:۔

"میں فلاں ابن فلاں سکنہ فلاں صدق دل سے اقرار اور اعلان کرتا ہوں کہ میں زندگی اور آخرت کے ہر پہلو اور ہر قسم کے مسائل میں حضور خاتم النبیین والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو حتمی، قطعی اور آخری حجت تسلیم کرتا ہوں۔ حضور کی تعلیمات کے متعلق ہر اختلاف میں سلف صالحین کے اعتقاد و مسلک کی بابت ہر مسئلہ میں اجماع امت اور فقہائے ملت کے اجماعی فیصلہ کی غیر مشروط اطاعت کرتا ہوں"

اگر میری یہ تجویز قبول کر لی جائے تو میرے لئے اور میری مانند پاکستان کے ان تمام خیر خواہوں کے لئے جو پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ پر عمل کرنا اور کروانا چاہتے ہیں، مسلم لیگ کی رضا کارانہ خدمت کا راستہ کھل جائے گا۔"

اس تمام بیان میں عبدالستار نیازی نے جن امور کا ذکر کیا ہے، ان پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کوشش خود مسلمانوں کے اندر تفرقہ پیدا کرنا اور ۱۹۵۳ء کے ہنگامہ ایک نئے رنگ میں دوبارہ کھڑا کرنا ہے تاکہ وہ لوگ جو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل اور اس پر ایمان رکھنے کے باوجود اس کی پیش کردہ رکنیت سے متفق نہ ہوں مسلم لیگ میں شامل نہ ہو سکیں یہ کوئی نئی کوشش نہیں، عبدالستار نیازی کو خود اعتراف ہے کہ قائد اعظم کی زندگی میں اس قسم کی کئی کوششیں ملک کے مولویوں اور پیروں کی طرف سے کی گئیں، لیکن حضرت قائد اعظم کی عقل و دانش نے انہیں کامیاب نہ ہونے دیا، جس آل مسلم پارٹیز کانفرنس کا حوالہ مندرجہ بالا خط میں دیا گیا ہے ہمیں خوب یاد ہے کہ حضرت قائد اعظم نے اس میں مولوی عبدالحامد بدایونی کو جس کی طرف سے احمدیوں کو مسلم لیگ سے خارج کرنے کی تجویز پیش ہوئی تھی نہایت سختی کے ساتھ ڈانٹ پلائی اور اسے اپنی تجویز واپس لینی پڑی۔ نہ صرف یہی بلکہ جہاں جہاں قائد اعظم سے یہ سوال کیا گیا کہ فلاں فلاں جماعت کو مسلم لیگ سے خارج کیا جائے، آپ نے صاف اور کھلے لفظوں میں بار بار یہ اعلان کیا کہ ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے، مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے۔

نیازی صاحب نے ۱۹۵۳ء کے ہنگامہ کی ناکامی کو جمہوریت کا قتل قرار دیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ وہ ہنگامہ صرف جماعت احمدیہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے اور نیست ونابود کرنے کے لئے کھڑا کیا گیا تھا کیا یہ جمہوریت تھی جس کے قتل ہونے کی شکایت نیازی صاحب کو ہے؟ اگر اس قسم کے فتنے جمہوریت کہلا سکتے ہیں تو ایسی جمہوریت کو دُور ہی سے سلام ہے، جو خود اپنے ہی اعضاء کو کاٹنے اور مسلمانوں کے ایک دوسرے فرقہ کو مٹانے کے درپے ہو، آج احمدیوں کو مٹانے کی کوشش جمہوریت ہے تو کل شیعوں کو اور پرسوں دیوبندیوں یا بریلویوں کو ختم کرنا جمہوریت کا کارنامہ قرار دیا جائے گا۔ اور یہ کوئی فرضی بات نہیں، شیعوں اور سنیوں کی حالیہ لڑائیاں اور دیوبندیوں اور بریلویوں کی گذشتہ سال کی جنگ اس پر شاہد ہے کہ اس قسم کی جمہوریت پاکستان میں ہر اسلامی فرقہ کے خلاف برسرپیکار ہوسکتی ہے جس کو قتل کرنا ہی مسلمانوں کی زندگی اور ان کے تحفظ کا موجب ہوسکتا ہے۔

رہی مسلمان کی تعریف، وہ تو خدا اور رسول صلعم نے صاف اور کھلے لفظوں میں ہمیں بتادی ہے لاتقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنًا جو شخص سلام علیکم کے ذریعہ اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کرے، اس کو کافر مت کہو، یہ تو خدا کا حکم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے لاالٰہ الااللہ کہنے والے کو کافر کہنا خود کفر مول لینا ہے یہی نہیں، احادیث میں ایسے واقعات مذکور ہیں جن میں برسرجنگ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کہنے والوں بلکہ محض صابی (یعنی تبدیل مذہب) کا اعلان کرنے والوں کو قتل کرنا سخت ترین جرم اور رسول خدا کی بیزاری کا موجب قرار دیا گیا، یہاں تک کہ خالد بن ولید نے جب اسی قسم کے ایک واقعہ کے جواز میں یہ عذر پیش کیا کہ وہ لوگ صرف جان بچانے کے لئے لاالٰہ الااللہ کہتے تھے، تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے ان کا سینہ چیر کر دیکھ لیا تھا؟ اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالےٰ سے التجا کی کہ میں خالد کے اس فعل سے بیزار ہوں۔ ان کھلے واقعات کے باوجود آج بڑے بڑے علماء کو مسلمان کی جامع ومانع تعریف کرنے میں مشکل پیش آرہی ہے اور ہر فرقہ کے علماء مسلمان کی ایسی تعریف کرنا چاہتے ہیں جس سے اس کا مخالف فرقہ اسلام سے باہر ہوجائے، اسی چیز نے جو الجھنیں پیدا کی ہیں۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے منیر رپورٹ میں اس بات کا افسوس کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی دو مولوی مسلمان کی جامع مانع تعریف پر متفق نہیں ہوسکے۔

اب عبدالستار نیازی نے مندرجہ بالا خط میں مسلمان کی جو تعریف کی ہے اور مسلم لیگ کے قرطاس رکنیت پر جو عبارت بطور اقرار نامہ درج کرنے کی تجویز کی ہے۔ اس میں جہاں زندگی اور آخرت کے ہر پہلو اور ہر قسم کے مسائل میں حضور خاتم النبیین والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو حتمی اور آخری حجت تسلیم کرنے کا اقرار ہے، وہاں حضور کی تعلیمات کے متعلق ہر اختلافات میں سلف صالحین سے اجماع کو قبول کرنے اور سلف صالحین کے اعتقاد ومسلک کی بابت ہر مسئلہ میں اجماع امت اور فقہائے ملت کے اجماعی فیصلہ کی غیر مشروط اطاعت کا بھی اقرار لینا تجویز کیا گیا ہے۔

ہم نہیں سمجھتے کہ اس آخری شرط سے کیا مراد ہے اور سلف صالحین کے اجماع اور اجماع امت اور فقہائے ملت کے اجماعی فیصلہ سے کیا مراد ہے اور کونسا اسلامی فرقہ کسی ایسے اجماع کو مانتا اور اس کی غیر مشروط اطاعت قبول کرتا ہو کیا شیعہ سنیوں کے مفروضہ اجماع کے قائل ہیں یا سنی شیعہ اماموں کے اجماع کی اطاعت کرنے کے لئے تیار ہیں؟ کیا دیوبندیوں، بریلویوں، اہل حدیث اور اہل قرآن وغیرہ اسلامی فرقوں میں جو فقہی اختلافات پائے جاتے ہیں اُن میں سے کوئی ایک بھی سلف صالحین کے کسی اجماع سے مطابقت رکھتا ہے؟ اور کلمہ طیبہ اور نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اور قرآن پر ایمان کے سوائے اور کونسی بات ہے جس میں کوئی اجماع پایا جاتا ہے اور جس پر تمام اسلامی فرقے متحد ہوسکتے ہیں؟ ایسی حالت میں مسلم لیگ کے قرطاس رکنیت میں جس اقرار نامہ کی تجویز عبدالستار نیازی نے کی ہے وہ کونسے اسلامی فرقہ کو رکنیت کا مستحق بنا سکتی ہے؟ کیا اس سے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنا اور ایک نئے فتنہ کی بنیاد رکھنا مقصود نہیں۔

بہرحال عبدالستار نیازی کی اس تجویز پر ان کے اور خواجہ ناظم الدین کے مابین جو طویل خط وکتابت ہوئی اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے اس تجویز کی غیر معقولیت اور فتنہ زا ہونے کو بھانپ لیا۔ اسی وجہ سے اپنے آخری خط میں انہوں نے صاف یہ لکھ دیا کہ:-

"آپ کی مذکورہ تجویز کے متعلق
آپ سے لاہور میں بالتفصیل
بات چیت ہوئی اس سے
مزید کوئی فیصلہ مجھ سے نہیں
ہوسکتا"

ہم نہیں جانتے کہ لاہور میں کیا بالتفصیل بات چیت ہوئی، لیکن خواجہ صاحب کے انداز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عبدالستار نیازی سے متفق نہیں ہوئے اسی لئے انہوں نے لکھ دیا کہ "اس سے مزید فیصلہ مجھ سے نہیں ہوسکتا"۔

اخبارات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ عبدالستار نیازی نے اسی قسم کی خط وکتابت مولوی مودودی صاحب سے بھی کی، تاکہ متحدہ جمہوری محاذ کے قرطاس رکنیت میں اسی اقرارنامہ کو شامل کیا جاسکے جو مسلم لیگ کی رکنیت ۶۴ء کے لئے پیش کیا گیا۔ اس کے جواب میں مودودی صاحب نے متحدہ جمہوری محاذ کی جو تشکیل پیش کی ہے۔ وہ نیازی صاحب کی تجویز سے بالکل مختلف ہے۔ اور یہاں بھی انہیں اپنی من مانی تجویز رکنیت اور مسلمان کی تعریف منوانے میں ناکامی ہی کا سامنا کرنا پڑا ہے کاش وہ اس سے عبرت حاصل کریں، اور ایسی فتنہ پیدا کرنے والی تجاویز سے مسلمانوں کو منتشر کرنے کی کوشش سے باز آجائیں ؂

# اخبار احمدیہ

— حضرت امیرایدہ اللہ ایبٹ آباد میں بخیروعافیت ہیں۔ آپ کا ڈاک پتہ حسب ذیل ہے:-

معرفت پوسٹ ماسٹر ایبٹ آباد۔ ضلع ہزارہ

کئی دوست آپکو لاہور کے پتہ پر خطوط لکھ دیتے ہیں۔ آئندہ تا اطلاع ثانی مندرجہ بالا پتہ پر خط وکتابت کی جائے۔

— حبیب الرحمٰن صادق صاحب لکھتے ہیں کہ ان کا فرزند محمد ارجمند صادق ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہوکر ڈاؤد سینی ٹوریم میں ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے زیر علاج ہے احباب کرام سے استدعا ہے کہ عزیز موصوف کی صحت یابی کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

(۲) کراچی میں خواجہ عبدالغنی صاحب کی آنکھوں کا اپریشن ہوا ہے، ان کی صحت کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

(۳) ملک عبدالغنی صاحب کارکن انجمن بہت دیر سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ وہ بھی احباب سے صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(۴) بغداد میں محترم سید تصدق حسین صاحب قادری کی صحت دن بدن مخدوش ہوتی جارہی ہے اس خادم دین مجاہد اسلام کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔

**شمولیت سلسلہ:-** کرم الٰہی صاحب ولد محمد زمان صاحب کمیٹی محلہ راولپنڈی نے بیعت کے ذریعہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے دعا ہے اللہ استقامت عطا فرمائے۔

## اظہار تشکر

میں ان سب بہن بھائیوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے میرے قابل قدر شوہر ڈاکٹر وزیر احمد قریشی کی اچانک وفات پر اظہار ہمدردی کے خطوط اور تار بھیجے ان خطوط نے انکی خوبیاں بیان کرکے جس جس طریقہ سے مجھے صبر کی تلقین کی اس نے مجھے یہ بے پایاں غم برداشت کرنے میں بہت مدد دی خطوط اور تار اس قدر زیادہ ہیں کہ فرداً فرداً جواب دینے کی قوت اپنے میں نہیں پاتی اس لئے یہ پیغام اس قابل قدر جریدہ پیغام صلح کے ذریعہ سب تک پہنچا رہی ہوں۔ میں اور میرے بچے آپ سب کے خلوص اور محبت کے مشکور ہیں۔ مرحوم ایک بہت ہی نیک اور شاکر انسان تھے۔ میری آپ سب سے استدعا ہے کہ مرحوم کے لئے مغفرت اور ہمارے لئے صبر اور شکر کی دعا کریں۔ آپکی عزیزہ بہن

بیگم ڈاکٹر وزیر احمد قریشی۔ وزیرآباد ۱۴ جولائی ۶۳ء

# توحید الٰہی مذہب کی بنیاد ہے

## اسلام میں توحید کی جامع تعلیم اور توحید پرستی کی برکات

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۹ جولائی ۱۹۶۳ء فرمودہ مکرم جناب مرزا مسعود بیگ صاحب بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

قُل ھو اللہ احد - اللہ الصمد - لم یلد - ولم یولد - ولم یکن لہٗ کفواً احد ——— سورۃ اخلاص ———

حضرت امیر ایدہ اللہ کے ایبٹ آباد تشریف لے جانے کے بعد گذشتہ جمعہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے خطبہ دیا اور نماز پڑھائی - اِس جمعہ ڈاکٹر صاحب ممدوح نے محترم مرزا مسعود بیگ صاحب سے خطبہ کے لئے کہا - ان کے اصرار پر مرزا صاحب نے خطبہ شروع کرتے فرمایا:—

میرے محترم بھائی ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اچانک یہ بوجھ مجھ پر ڈالا ہے - آج اتفاق سے میں وقت سے پہلے آگیا ہوں - بس کا سفر کچھ ایسا ہے کہ اس پر سوار ہونے والے یا تو بہت پہلے منزل پر پہنچ جاتے ہیں یا بہت دیر سے آج میں بہت پہلے پہنچ گیا ہوں اور ڈاکٹر صاحب کے حکم کی تعمیل میں کھڑا ہو گیا ہوں - اگرچہ اس مقام پر کھڑے ہوتے ہوئے میرا دل لرزتا ہے کہ اس مقام پر بہت سے بلند پایہ بزرگوں کو کھڑے ہوتے میں نے دیکھا ہے - میں اپنی ذات میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا - اگر نوبت بمار سید - تو یہ بڑے ڈرنے کا مقام ہے - اگر آج میری باری یہاں کھڑے ہونے کی آگئی ہے تو یہ ڈرنے کی بات ہے -

### سورہ الاخلاص میں تعلیم قرآن کا نچوڑ

بہرحال میں نے قرآن کریم کی ایک سورت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس سورۃ کو ہر چھوٹا بڑا بچہ بوڑھا اور مرد و زن جانتے ہیں اور اکثر و بیشتر سے پڑھتے پڑھاتے ہیں - بچوں کو شروع میں ہی یہ سورۃ یاد کرائی جاتی ہے اس سورۃ کا نام الاخلاص ہے حروف و الفاظ کے لحاظ سے اگرچہ یہ سورۃ قرآن کریم کی سورتوں میں سے سب سے چھوٹی سورت ہے لیکن اپنے معانی و مطالب اور معارف و حقائق کے لحاظ سے بڑی بلند پایہ سورۃ ہے - اگر اچھی طرح غور کیا جائے تو اس میں اسلام کی تعلیم کا نچوڑ ہے -

### قرآن کریم کے اعجازی کمالات

قرآن کریم کی ترتیب بھی اپنے اندر ایک حسن و خوبی اعجاز اور بے نظیر کیفیت رکھتی ہے - قرآن کریم کے کمالات کا انسان احاطہ نہیں کر سکتا - اس کے اندر اسقدر عجائبات ہیں کہ جوں جوں ان پر انسان غور و فکر کرتا ہے وہ اس کا متوالا ہو جاتا ہے - قرآن کریم اپنے حجم کے لحاظ سے دنیا کی مختصر ترین کتاب ہے مگر معنی و مطالب، حقائق و معارف اور کمالات و عجائبات کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بلند پایہ کتاب ہے - ویسے یہ عہد نامہ جدید سے بھی چھوٹی ہے - لیکن کمال یہ ہے کہ مختصر سے مختصر لفظوں، جملوں اور عبارتوں میں بلکہ بعض اوقات ایک ایک دو دو لفظوں میں اتنے بڑے معنی و مطالب اور حقائق و معارف جمع کر دیئے گئے ہیں کہ ان پر کتابیں اور تفسیریں لکھی جا سکتی ہیں -

### الاخلاص تعلیم کے لحاظ سے آخری سورۃ ہے

تعلیمات اور اصولوں کے لحاظ سے یہ سورۃ قرآن کریم کی آخری سورۃ ہے - اگرچہ ترتیب کے لحاظ سے اس کے بعد دو اور سورتیں بھی آتی ہیں جن کا نام الفلق اور الناس ہے - ان دونوں سورتوں کو المعوذتین کہا جاتا ہے - یہ دعائیہ قسم کی سورتیں ہیں - ان میں بندے کے اللہ تعالےٰ کی پناہ میں آنے کی دعا ہے - اور دوسرے ضرر رساں امور سے نجات کی دعا ہے - ان میں تعلیم و اصول کا رنگ نہیں ہے - تعلیم و اصول کے لحاظ سورۃ اخلاص آخری سورت ہے اور قرآنی تعلیمات کا نچوڑ ہے

### الاخلاص کے معنے

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس سورۃ کا نام الاخلاص ہے - اخلاص کے معنی کسی چیز کو خالص کر دینا ہے، چونکہ اس میں خدا تعالےٰ کی توحید کو خالص کر کے بیان کیا گیا ہے اور اس کے تمام پہلوؤں پر بحث کی ہے اور ایک جامع رنگ میں توحید کا ذکر کیا ہے اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس میں اسلامی تعلیم کا نچوڑ ہے - اب ہم اس کے معنی پر غور کرتے ہیں!-

### ھو کے لفظ میں عظمت الٰہی اور فطرت کی رہنمائی کا اشارہ

قل ھو اللہ احد - کہدو! کہ وہ اللہ ایک ہے یہ حکم ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وہ اس بات کا اعلان کریں اور مسلمانوں کو بھی ہدایت ہے کہ دنیا میں اس تعلیم کو پہنچائیں کہ ھو اللہ احد وہ خدا ایک ہے - اس میں لفظ ھو قابل غور ہے اس لفظ میں دو مفہوم پنہاں ہیں - اول عظمت کا - کسی چیز کی عظمت بیان کرنا ہو تو اس کو غائب کی طرف اشارہ کر کے بیان کرتے ہیں جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آنحضرتؐ کہا جاتا ہے - یہ آں کا لفظ حضور اقدسؐ کی عظمت و منزلت کے لئے ہے - اسی طرح ھو اللہ میں لفظ ھو خدا تعالےٰ کی عظمت کی طرف اشارہ کرتا ہے - علاوہ ازیں ھو میں یہ بھی مفہوم ہے کہ انسان کی فطرت کے اندر خدا کی طرف رہنمائی کا جذبہ ہے - وہ خدا جس کے ماننے کے لئے تمہاری فطرت رہنمائی کرتی ہے - ہر انسان فطرتاً اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے - زندگی میں ایسی گھڑیاں اکثر و بیشتر آجاتی ہیں - جب انسان اس کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے - کبھی مصائب کبھی مشکلات، کبھی خوف و حزن اور پریشانی اور گھبراہٹ کے لمحے انسان کو اس کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں - چنانچہ فرمایا کہ وہ خدا جس کی طرف تمہاری فطرت رہنمائی کرتی ہے اس کی شان یہ ہے کہ وہ احد ہے -

### توحید عددی بڑی خوبی کی بات نہیں

لفظ احد اپنے اندر بڑی خوبیاں اور وسیع مطالب رکھتا ہے - بظاہر خدا کو ایک کہہ دینا کوئی خوبی کی بات نہیں - مفسرین نے توحید کی کئی قسمیں بیان کی ہیں - ایک توحید عددی ہے - ایک دو تین چار وغیرہ میں ایک واحد عدد ہے - ایک توحید عینی ہے اور ایک توصیفی ہے وعلی ھذا - تو اگر ہم صرف یہ کہیں کہ خدا ایک ہے تو اس میں کوئی عظمت کا بیان نہیں - جبکہ لوگ ایک سے زیادہ خدا بھی مانتے ہیں جیسے عیسائی، ہندو، وغیرہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کو ایک کہنا بڑی خوبی نہیں - منطق والے بھی معترض ہیں کہ جو خدا ایک ہے وہ دو اور تین بھی ہو سکتے ہیں - اس لحاظ سے خدا کو ایک کہنا کوئی خوبی اور عظمت کی بات نہیں ہے مثلاً ہم کہتے ہیں کہ ابن سعود ایک بادشاہ ہے - یہ ابن سعود کی کوئی خاص خوبی نہیں ہے، کیونکہ دنیا میں اور بھی بادشاہ ہیں - اسی لحاظ سے اگر ہم کہیں کہ خدا ایک ہے تو یہ بڑی عظمت نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ اور بھی خدا ہوں - اس لئے لفظ ایک میں اعتراض کی گنجائش تھی -

## احد کے لفظ میں ہر قسم کے شرک کی نفی ہے

اس لئے قرآن کریم نے "ایک" کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اس نے یہاں اللہ کو واحد نہیں کہا بلکہ احد بیان کر کے تمام اعتراضات کو یکسر ختم کر دیا ہے۔ احد کے معنی ہیں یکتا و یگانہ لیس کمثلہ شیئی۔ جس کی مثال نہ ہو۔ جس کی برابری نہ ہو۔ خدا واحد ہے یا ایک ہے تو اس پر اعتراضات وارد ہو سکتے تھے۔ لیکن فرمایا قل ھو اللہ احد کہہ دو! وہ خدا جس کی طرف تمہارا ضمیر رہنمائی کرتا ہے وہ احد ہے۔ لیس کمثلہ شیئی کا مصداق ہے وہ یکتا و یگانہ ہے۔ لفظ احد میں ہر قسم کی شرکت شراکت سے خدا کی ذات کو بری قرار دیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات میں کوئی شرکت اور شراکت نہیں ہے۔ وہ اس سے پاک ہے۔

اگر ہم غور کریں کہ دنیا میں اور اس کے کاروبار میں یہ شراکت کیسے ہوتی ہے یا کتنی قسم کی ہوتی ہے تو اس کی مثالیں روزمرہ زندگی میں نظر آتی ہیں۔ ایک شرکت نسلی ہے۔ توالد و تناسل کے لحاظ سے باپ بیٹے کا شریک ہے۔ بیٹا اپنے باپ سے شرکت رکھتا ہے۔ رشتہ داروں اور احباب و اقربا میں ایک تعلق شراکت کا قائم ہے۔ یہ جنسی شراکت ہے۔ ایک شراکت اوصاف کے لحاظ سے ہے۔ یہ توصیفی شراکت ہے۔ اسکی مثال یوں سمجھئے کہ ایک بادشاہ ہے اس کا کوئی نائب گورنر اور وائسرائے بھی ہوتا ہے وہ بھی بادشاہ کی صفات رکھتا ہے وہ بادشاہ کا نائب اور وائسرائے ہونے کے لحاظ سے وہی امور سرانجام دیتا ہے جو ایک بادشاہ کے لئے خاص ہوتے ہیں۔ یہ نائب یا وائسرائے بادشاہ کا شریک ہے۔ ایک شراکت احتیاج کی ہے۔ انسان کو ایک دوسرے کی محتاجی لاحق ہے اسی احتیاج نے انسان کو سوشل بنایا ہے۔ دنیا کا نظام ہی احتیاج پر قائم ہے کچھ ضروریات کے پیش نظر بعض لوگ آپ کی طرف کھنچے آتے ہیں۔ اور بعض حوائج آپ کو دوسروں کی طرف کھینچ لے جاتی ہیں۔ آپ کو جہاں روٹی ملے گی آپ اسی طرف جھک جائیں گے۔ انسان محتاج محض ہے لیکن خدا تعالےٰ کی ذات ان تمام قسم کی شراکتوں سے پاک۔ بالاتر اور ارفع و اعلےٰ ہے۔ اس لئے کہ وہ احد ہے۔ اس لئے کہ وہ لیس کمثلہ شیئی کا مصداق ہے وہ بے نیاز ہے۔

## صمد میں حاجتمند ہونے کی نفی

پھر فرمایا اللہ الصمد یعنے وہ خدا جو ہمارا خدا ہے وہ بے نیاز ہے۔ اس کو کوئی حاجت لازم نہیں نہ وہ کسی کا محتاج ہے نہ جنس میں نہ صفات میں نہ کھانے پینے کی احتیاج ہیں۔ وہ غنی ہے سب سے بے نیاز ہے۔

## جنسی اور ہمسری کی شرکت کی نفی

وہ جنسی توالد و تناسل کی شرکت سے بھی مبرا ہے۔ لم یلد ولم یولد۔ اس نے کسی کو نہیں جنا اور نہ اسے کسی نے جنا ہے اس جگہ توالد و تناسل کی نفی کر دی گئی ہے صمد کے لفظ میں احتیاج کی نفی کر دی گئی ہے صفات میں شرکت کی نفی کر دی ہے اور اسی طرح شرک کی اور ممکن صورتیں جو میرے یا آپ کے ذہن و دماغ میں آسکتی ہیں ان تمام کو جمع کر کے یوں نفی کر دی ہے ولم یکن لہ کفوا احد۔ اس کا کوئی ہمسر ہی نہیں۔ اس کے برابر کوئی نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

## الاخلاص اور سورۃ فاتحہ

### نماز میں اکٹھا کرنے کی وجہ

جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ اس سورۃ کا نام الاخلاص ہے۔ اس کے اندر خدا تعالیٰ کی توحید کو خالص کر کے حسن و خوبی سے جمع کر دیا گیا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ قرآن کریم کی ترتیب و ترکیب میں بڑا اعجاز ہے۔ خوبی و حسن ہے اصول و تعلیمات کے لحاظ سے سب سے آخر میں یہ سورۃ ہے جس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورۃ قرآن کریم کا خلاصہ ہے اور سب سے بہترین دعا ہے۔ ان دونوں سورتوں کو جن میں ایک طرف قرآن پاک کا خلاصہ اور دوسری طرف توحید کی جامع تعلیم بیان کی گئی ہے نماز میں جمع کر دیا گیا ہے۔ کیا کمال ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا اعلےٰ درجہ کا نظریہ ہے ان کو نماز میں رکھنے کی غرض یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم آپ کے سامنے رہے۔ ان دونوں کے جمع کرنے میں بڑی حکمت ہے۔ ان کو ۳۲ رکعتوں میں ہر مسلمان روزانہ پڑھتا ہے۔ نماز کی کم از کم ۳۲ رکعتیں ہیں۔ جن کو نوافل کی توفیق ملتی ہے وہ زیادہ دفعہ بھی پڑھتے ہیں۔ اگر میرے جیسے نمازی طوطے کی طرح ان کو فرفر پڑھ ڈالیں اور انکے معنی اور مطالب پر غور نہ کریں تو وہ اس کی کیفیت سے خالی رہتے ہیں۔ لیکن اگر اس کے مطالب پر آپ غور کریں تو ہر شخص کے اندر ایک روحانی کیفیت وارد ہوتی ہے۔ انسان اُن سے حظ اُٹھاتا ہے۔

## توحید الٰہی کا مقصد

اسلام کا سب سے پہلا اصول جو بنیاد کے طور پر ہے اور بطور ایک چٹان کے ہے وہ توحید الٰہی ہے۔ توحید بنیاد ہے سارے مذہب کی۔ اور توحید کا مطلب محض یہ نہیں کہ خدا ایک ہے بلکہ توحید کو ماننے سے مراد یہ ہے کہ ہمارے دل سے ماسوا خدا کے سارے کے سارے بُت نکل جائیں۔ باقی تمام باطل معبود، خواہشات نفس، مال و دولت کی پوجا، حاکم وقت کی غلامی، اور پیر و مرشد کی بندگی سے قلب آزاد ہو جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراھیمؑ اور انبیاء بنی اسرائیل اور دنیا کے سب رسولوں اور پیغمبروں کا مذہب توحید تھا۔ سب کے سب خدا کی توحید کے پرستار تھے۔ لیکن اسلام نے جس رنگ میں توحید الٰہی کو پیش کیا ہے اور کسی نے پیش نہیں کیا۔

## سرمد شہیدؒ کا واقعہ

اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں ایک بہت بڑے صوفی بزرگ حضرت سرمد شہیدؒ تھے مولویوں نے اُن پر کفر کا فتوےٰ لگا دیا کہ وہ خدا کا قائل نہیں ہے۔ کلمہ پورا نہیں پڑھتا۔ اورنگ زیب کو اس امر کی خبر ہوئی کہ وہ صوفی منش آدمی ہے لوگ اس کے بڑے عقیدت مند ہیں۔ لیکن مولوی لوگ خلاف ہیں چنانچہ اورنگ زیب عالمگیر نے حکم دیا کہ انہیں دربار میں پیش کیا جائے۔ جب دربار میں انہیں پیش کیا گیا تو بادشاہ نے کہا کہ کلمہ پڑھو۔ سرمد شہید نے پڑھا لا الٰہ اور جب بادشاہ نے کہا کہ آگے کیوں نہیں پڑھتے تو سرمد نے کہا کہ ابھی میرے اندر لا الٰہ کی کیفیت پوری طرح پیدا نہیں ہوئی اور دوسرے معبود دل سے نہیں نکلے جب یہ ہو جائے گا تو اس کے بعد الا اللہ کا مقام آئے گا۔ اس وقت میں صرف تمام معبودان باطل کی نفی تو کرتا ہوں کہ وہ میرے دل سے نکلیں اور پھر اللہ داخل ہو، یہ رمز کی باتیں ہیں ہم ان کو شاید جلد نہ سمجھ سکیں۔ ہم بعض اوقات محبت کی وجہ سے خوش عقیدگی کی وجہ سے اپنے محب اور پیر مرشد کو بھی خدا سمجھ لیتے ہیں۔ خدا کا شریک بنا لیتے ہیں شرک کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں۔ اگر ہمارا شرک کا خیال نہ ہو، کفر کا ارادہ نہ ہو پھر بھی کبھی مال۔ اولاد۔ پیر محبوب عاشق معشوق کو ہم خدا کا شریک بنا لیتے ہیں۔

## "یاعلی مدد" کہنا ٹھیک نہیں

ایک عجیب لطیفہ یاد آیا۔ یہ بہت دنوں کی بات ہے میرے ایک دوست شیعہ تھے انہوں نے ایک دفعہ پوچھا کہ کیا "یاعلی مدد" کہنا درست ہے۔ مجھے ان کے اعتقاد کا علم تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ شیعہ ہیں۔ اگر میں یہ فوراً کہتا کہ غلط ہے تو وہ شاید میری بات کو نہ مانتے میں نے پہلے ان کو تیار کیا کہ میری بات پر توجہ دیں میں نے

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

## الہام اِنّا آتیناکَ الدُّنیا کی مزید تشریح

### خلاصہ سابقہ اقساط

حضرت مسیح موعودؑ کے الہام "اِنّا آتیناک الدنیا" پر جناب برق صاحب کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ "آتیناک" کی بجائے "اعطیناک" ہونا چاہیئے تھا کیونکہ وہ زیادہ فصیح تھا۔ اس کا جواب میں نے قرآن کریم ایسی ۱۰۴ آیات پیش کر کے دیا ہے جن میں برق صاحب کے پیش کردہ اصول کے مطابق "اعطینا" استعمال ہونا چاہیئے تھا لیکن دوسرا اعتراض ان کا یہ تھا کہ یہ الہام مادی اور روحانی دونوں لحاظ سے پورا نہیں ہوا اور اس کے متعلق جو وجوہ انہوں نے پیش کی ہیں ان کا غلط ہونا گزشتہ قسط میں ثابت کیا جا چکا ہے اور قرآن شریف سے ثابت کیا ہے کہ خدا رسیدہ لوگوں پر فرشتے اترتے ہیں اور ان کو بشارت دیتے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں جو ان کی خواہشات اور آرزوئیں ہونگی وہ پوری کی جائیں گی اور یہی دنیا ملنے کا مطلب ہوتا ہے۔

### حضرت مسیح موعودؑ کا دوسرا الہام

جس طرح قرآن کریم کی سورۃ حٰمٓ سجدہ ع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا رسیدہ انسانوں پر فرشتے نازل ہو کر ان کو ان الفاظ میں بشارت دیتے ہیں **ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون** بعینہٖ اسی طرح فرشتہ نے حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہو کر حضور کو اسی مضمون کی بشارت دی فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ مجھے ایک فرشتہ آٹھ یا دس سالہ لڑکے کی شکل پر نظر آیا اس نے بڑے فصیح اور بلیغ الفاظ میں کہا کہ خدا تمہاری ساری مرادیں پوری کرے گا"

دیکھ لو کہ حضور پر نازل ہونے والے فرشتہ کا یہ قول کہ "خدا تمہاری ساری مرادیں پوری کرے گا" کیا بالکل قرآن کریم میں مذکور فرشتہ کے قول **ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون** کا ہی اردو ترجمہ نہیں کیا ان دونوں بشارتوں میں سر مو بھی فرق ہے تعصب کی پٹی کو آنکھوں سے اتار کر جو شخص بھی فرشتہ کی اس بشارت پر غور کرے گا وہ اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ حضور کا الہام "خدا تمہاری ساری مرادیں پوری کرے گا" حضورؑ کے دوسرے الہام "انا آتیناک الدنیا" کی ہی تشریح ہے گویا بالفاظ دیگر اس الہام میں حضورؑ کو یہ بشارت دی جا رہی ہے کہ دنیا میں تمہاری ساری مرادیں تمہیں دی جائیں گی۔ اب قابل دیکھنے کے صرف یہ بات ہے کہ آیا حضورؑ کی مرادیں حضور کو مل گئی ہیں اگر مل گئی ہیں تو الہام بھی پورا ہو گیا اور حضورؑ قرآنی آیت کے مصداق بھی ثابت ہو گئے۔

### دنیا کی نعمتیں

خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مومنوں کو یہ دعا سکھائی ہے **ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار** اس دعا کے ذریعہ سے مومن اپنے مولیٰ سے دنیا میں بھی حسنۃ طلب کرتا ہے اور آخرۃ میں بھی حسنۃ کا طالب ہوتا ہے اور دوزخ سے بچنے کی التجا بھی کرتا ہے اور حسنہ ایک جامع لفظ ہے جو تمام ان نعمتوں پر دلالت کرتا ہے جو انسان کی زندگی کو خوشگوار اور معزز بنانے کا موجب ہوتی ہیں اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس دعا کے سکھلانے سے اللہ تعالیٰ کا منشا یہی ہے کہ اسے قبول کرے اور مانگنے والے کو دنیا میں بھی حسنۃ عطا کرے اور آخرت میں بھی حسنۃ عطا فرمائے اس دعا کے معاً بعد اس کی قبولیت کی بشارت ان الفاظ میں دی ہے **اولٰئک لھم نصیب مما کسبوا واللّٰہ سریع الحساب** یعنی ہر انسان کو اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں اس کے اعمال کے مطابق دنیا اور آخرت میں حسنۃ ملے گی اور اللہ کو اعمال کے حساب کرنے میں دیر نہیں لگتی بلکہ فوراً حساب ہو جاتا ہے جس کے معنی دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ مومنوں کے درجات ہیں ہم احمدیوں کے نزدیک سیدنا حضرت مرزا صاحب اوّل المؤمنین تھے انکو دنیاوی اور روحانی دونوں قسم کی حسنۃ مکمل طور پر عطا کی گئی ہے۔

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

### حسنہ کن کو دی جاتی ہے

سورۃ النحل ع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **للذین احسنوا فی ھٰذہ الدنیا حسنۃ ولدار الاخرۃ خیر ولنعم دار المتقین** یعنی ان لوگوں کے لئے جو خدا تعالیٰ کی اطاعت کا حق ایسا ادا کرتے ہیں جیسا کہ اس کے ادا کرنے کا حق ہے ان کو اسی دنیا میں حسنۃ عطا کی جاتی ہے اور آخرۃ کا گھر اس سے بھی بہتر ہے جو ان کو عطا کیا جائے گا اور یہ بہترین گھر ہے جو متقیوں کو ملے گا۔ پھر سورۃ زمر ع فرمایا **قل یا عباد الذین آمنوا اتقوا ربکم للذین احسنوا فی ھٰذہ الدنیا حسنۃ وارض اللّٰہ واسعۃ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب** یعنی کہدے اے میرے بندو جو ایمان والے ہو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں اسی دنیا میں حسنۃ ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے اور تکالیف پر صبر کرنے والوں اور استقلال سے اپنے کام میں لگے رہنے والوں کو انکا اجر بغیر حساب کے پورا دیا جاتا ہے۔

پھر سورۃ النحل ع میں فرمایا **والذین ھاجروا فی اللّٰہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون** اور وہ لوگ جو اللہ میں ہو کر ہجرت کرتے ہیں (یعنی خدا کی مناہی سے رکتے ہیں حدیث میں ہجرت کے یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں) بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا جاتا ہے ضرور ہم ان کے لئے اسی دنیا میں حسنہ تیار کریں گے اور اسی میں ہم انکو جگہ دیں گے اور آخرت کا اجر اس سے بھی بڑا ہے کاش یہ لوگ اس حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں۔

### حضرت مرزا صاحب ان تمام آیات کا مصداق ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ ان تینوں آیات کا پوری طرح مصداق ہیں آپ نے جس کامل اتقا کے ماتحت زندگی بسر کی ہے اس کی شہادت موافقین اور مخالفین سب نے دی ہے اور زمین آپ کے لئے وسیع ثابت ہوئی ہے باوجود شدید مخالفت کے تمام اکناف عالم میں آپ کی جماعت پھیل گئی ہے اور دن بدن پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ دشمنوں کی مختلف انواع کی ایذا رسانیوں پر جو صبر کا نمونہ آپ نے دکھلایا اور باوجود ان ایذا رسانیوں کے خدا کے پیغام کو پہنچانے میں جو استقلال آپ سے ظہور میں آیا وہ خدا کے برگزیدوں کا ہی حصہ ہوتا ہے اور پھر اس کے نتیجہ میں جو مکمل اجر آپ کو ملا وہ بھی ظاہر ہے حق اور صداقت کو پھیلانے میں آپ کی کوششیں آخر کامیاب ہوئیں اور لاکھوں نے آپ کے پیش کردہ حق کو قبول کیا اور یہی آپ کا مقصد تھا جو آخرکار پورا ہوا اور دن بدن اس میں اضافہ ہی

ہوتا چلا جا رہا ہے اور آپ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ اور آیت ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ کے مصداق ثابت ہو گئے۔ ایسا شخص جس کے وجود میں حسنۃ پانے والوں کی تمام علامات کے موجود ہوں وہ اگر دنیا میں حسنۃ کا وارث نہ بنے گا اور کون بن سکتا ہے اگر ایسے شخص کو حسنۃ فی الدنیا سے محروم کر دیا جائے تو قرآنی دعوے ہی باطل قرار پاتا ہے۔

## انبیاء علیہم السلام کو حسنۃ کی خواہش

حسنۃ جیسا کہ میں اوپر بتلا چکا ہوں تمام نعماء الٰہی کے لئے جامع لفظ ہے اور یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اس کو پانے کے لئے دعا کرتے رہے ہیں جیسا کہ حضرت موسٰے علیہ السلام کی یہ دعا سورۃ الاعراف ع ۱۹ میں مذکور ہے واکتب لنا فی ھٰذہ الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ انا ھدنا الیک یعنی اے خدا ہمارے لئے اس دنیا میں بھی "حسنۃ" لکھ اور آخرۃ میں بھی ہم تیری طرف جھک رہے ہیں، گویا حسنۃ کو حاصل کرنے کے لئے خدا کی طرف اپنے پورے وجود کے ساتھ جھکنا ہے حضرت مرزا صاحب کی ساری زندگی خدا کے دین کی تائید میں ہی گذری یہ ایسی حقیقت ہے جس کا دشمن بھی انکار نہیں کر سکتا اسلام کی برتری تمام ادیان پر آپ نے ثابت کر دی جو مسلمانوں میں جو غلطیاں پیدا ہو گئی تھیں ان کو دور کیا اور ان کو صحیح اسلام پر قائم کیا اور شروع شروع میں راسخ شدہ غلط عقیدوں کی بناء پر آپ کی مخالفت ہوئی لیکن اب یہ حالت ہے کہ حضور کے پیش کردہ نظریات قبول عام کی سند حاصل کر چکے ہیں اور چاروں طرف سے عملاً انہی کی تائید میں آوازیں آ رہی ہیں اور انہیں اپنایا جا رہا ہے۔

## حسنۃ ملنے کی مزید شرائط اور اس کا عظیم الشان نعمت ہونا۔

سورۃ النحل ع ۱۶ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان ابراھیم کان امۃ قانتاً للّٰہ حنیفا ولم یک من المشرکین شاکراً لانعمہ اجتباہ وھداہ الی صراط مستقیم واٰتینٰہ فی الدنیا حسنۃ وانہ فی الاٰخرۃ لمن الصالحین ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین یقیناً ابراھیمؑ ایک قابل اقتداء شخصیت تھی کیونکہ وہ خدا کا کامل فرمانبردار بندہ تھا تمام اسباب کو چھوڑ کر وہ صرف خدائے واحد کی طرف جھکا رہتا تھا اور وہ مشرکین میں سے بالکل نہ تھا اللہ کی نعمتوں کا شکر کرنے والا تھا خدا نے اسے برگزیدہ کیا اور صراط مستقیم کی طرف اس کی رہنمائی کی اور دنیا میں اس کو حسنۃ عطا کی اور آخرت میں بھی وہ یقیناً صالحین میں سے ہو گا یعنی جو درجہ صالحین کو ملتا ہے وہ اسے بھی ملے گا [illegible] یہ حال بیان کرنے کے بعد ہم تیری طرف یہ وحی کرتے ہیں کہ ابراھیمؑ کے طریق کی تم بھی اتباع کرو جو بالکل خدا کی طرف جھکا ہوا تھا اور مشرکین میں سے نہیں تھا اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہم سیدنا حضرت مرزا صاحب کے حالات پر غور کرتے ہیں تو ہم کو صاف نظر آ رہا ہے کہ ان کی پاک زندگی ان تمام اوصاف حمیدہ کی مرقع تھی جو اس آیت میں حضرت ابراھیمؑ کی بیان کی گئی ہیں اس لئے آپ کو دنیا میں حسنۃ کا ملنا لازمی امر تھا۔

مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ دنیا میں حسنۃ کا ملنا ہی بہت بڑی نعمت الٰہی ہے جس کی خواہش انبیاء علیہم السلام کرتے رہے ہیں اور یہی سب سے بڑی نعمت ہے جو انبیاء علیہم السلام کو ملتی رہی ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ یہی وہ نعمت ہے کہ جس کو مل جائے اسکو دنیا مل جاتی ہے اور جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے سیدنا حضرت مرزا صاحب کو اس کا وافر حصہ عطا کیا گیا اس لئے ماننا پڑے گا کہ آپ کا الہام اٰتینٰک الدنیا پورا ہو چکا ہے۔

## دونوں قسم کی نعمتیں دینے کا وعدہ

مزید تفصیل کے لئے جب ہم قرآن کریم پر غور کرتے ہیں تو اس میں مندرجہ ذیل نعمتوں کا ذکر ہمیں ملتا ہے جس کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے۔ اسی طرح روحانی نعمتوں کا ذکر بھی مفصل طور پر قرآن کریم میں موجود ہے۔ قرآن کریم اپنے خاص بندوں کو ان دونوں قسم کی نعمتیں دینے کا صریح الفاظ میں وعدہ کرتا ہے جیسا کہ سورۃ النساء ع ۱۹ میں فرماتا ہے من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللّٰہ ثواب الدنیا والاٰخرۃ وکان اللّٰہ سمیعاً بصیراً یعنے وہ لوگ جو محض دنیا کے ثواب کے خواہشمند ہیں وہ کان کھول کر سن لیں کہ اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب ہے پس ان کو چاہیئے کہ دونوں کے ثواب کو حاصل کرنے کی سعی کریں خدا تعالےٰ ان کی پکار کو سننے والا اور اس مقصد کے لئے ان کی کوششوں کو دیکھنے والا ہے پس جس کی پکار مخلصانہ ہو گی اور جس کی کوششیں خدا کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق ہوں گی اس کو دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب مل جائے گا۔

## دنیاوی نعمتیں

اب ہم نے صرف یہ دیکھنا ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحب ان دونوں قسم کی نعمتوں کے وارث بنے ہیں یا نہیں سو سب سے پہلے میں قرآن کریم میں مذکورہ دنیاوی نعمتوں کو لیتا ہوں اور بتلاتا ہوں کہ قرآن کریم کی بیان کردہ ہر نعمت کا وافر حصہ حضرت مرزا صاحب کو ملا ہے۔

## پہلی نعمت باعزت رزق

والذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللّٰہ والذین اٰووا ونصروا اولٰئک ھم المؤمنون حقاً لھم مغفرۃ ورزق کریم۔ الانفال ع ۱۰ - اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور خدا تعالےٰ نے جن باتوں سے روکا ہے ان سے رکتے ہیں (ہجرۃ کے یہ معنے بھی حدیث میں آئے ہیں۔ از ناقل) اور خدا تعالےٰ کی راہ میں یعنے اس کے دین کو پھیلانے اور اس پر حملوں کے دفاع میں کوشاں رہتے ہیں اور وہ لوگ جو پناہ دیتے اور نصرت کرتے ہیں وہی سچے اور پکے مومن ہیں ان کے لئے مغفرت اور باعزت رزق ہے اب دیکھو کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب مومن تھے خدا کی مناہی سے رکنے والے تھے ساری عمر دین کے دفاع اور اسکو پھیلانے میں مصروف جہاد رہے ہزاروں طالبین دین کو اپنی پناہ میں لیا اور ان کی نصرت کی ان اوصاف حمیدہ کی بدولت حسب وعدہ الٰہی خدا کی حفاظت بھی آپ کے شامل حال رہی اور باعزت رزق بھی آپ کو عطا کیا گیا۔ سورۃ القارعۃ میں فرمایا فھو فی عیشۃ راضیۃ یعنے وہ مومن جن کے اعمال کا پلڑا بھاری ہو گا ان کی زندگی ایسی خوشگوار ہو گی جس پر وہ خوش ہوں گے سورۃ القریش میں فرمایا الذی اطعمھم من جوع واٰمنھم من خوف یعنے بھوک کی حالت پیدا ہونے پر انکو طعام مہیا کرنے کے سامان خدا خود پیدا کر دے گا اور اس قسم کے خوف پیدا ہونے کی صورت میں انہیں امن عطا کرے گا۔ اس قسم کی بہت سی آیات ہیں جن میں مومنوں کو پاکیزہ اور باعزت رزق دینے کے وعدے کئے گئے ہیں۔

## سیدنا حضرت مرزا صاحبؒ کے الہامات میں رزق کریم کا وعدہ

اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت مرزا صاحب کو کامل مومن پا کر قرآن کریم کے اس وعدہ کا اعادہ حضور کے الہامات میں کیا ہے۔

<u>سنہ ۱۸۷۴ کا خواب اور دائمی رزق کی بشارت</u>

فرماتے ہیں:-

"میں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا کہ یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے اور نان سے میں نے یہ تعبیر کی تھی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہو گا اور رزق

کی پریشانگی ہم کو پراگندہ نہیں کرے گی "

**۱۸۷۶ء کا الہام**

آپ کے والد صاحب کی بیماری کے ایام میں ایک روز آپ کو الہام ہوا والسماء والطارق۔ اور تفہیم یہ ہوئی کہ آپ کے والد صاحب بعد غروب آفتاب فوت ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اس الہام کے ابتدا اپنی قلبی کیفیت کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

" جب مجھے حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کی نسبت اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا جو میں نے ابھی ذکر کیا ہے (الہام والسماء والطارق از ناقل) تو بشریت کی وجہ سے مجھے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں پھر نہ معلوم کیا کیا ابتلا ہمیں پیش آئے گا تب اسی وقت یہ دوسرا الہام ہوا الیس اللہ بکاف عبدہ یعنے کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں "

کیا یہ الہام قرآنی وعدہ اطعمھم من جوع وامنھم من خوف کو پورا کرنے والا اور اس کی سچائی کو ثابت کرنے والا نہیں کیا یہ عین اسی وقت سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ پر نازل نہیں ہوا جبکہ جوع کا خوف پیدا ہو گیا تھا اور کیا الہام کے مطابق جوع کا وہ خوف آپ سے اور آپ کے خاندان سے دور نہیں ہو گیا اور رزق کی کشائش کے سامان کیا اسی طرح مہیا نہیں کر دیئے گئے جس طرح مکہ والوں کے لئے کر دیئے گئے کیا اس الہام میں مندرجہ پیشگوئی اپنی پوری شان کے ساتھ پوری نہیں ہوئی، ہر اہل دل کے لئے اس میں زندگی اور ترقی ایمان کے سامان موجود ہیں کاش کوئی فائدہ اٹھائے اس الہام میں رزق کی فراوانی کی بشارت بالکل ویسی ہی ہے جیسی کہ حضرت نبی کریم صلعم کو الفاظ ووجدک عائلا فاغنیٰ کے ذریعہ دی گئی تھی جس طرح وہاں غربت اور تنگ دستی کے بعد غنیٰ کا ظہور ہوا اسی طرح یہاں بھی غنیٰ کے سامان پیدا ہوگئے اور ساری عمر وہ سامان ساتھ رہے بلکہ نسل میں بھی منتقل ہوگئے۔

## تیسرا خواب

فرماتے ہیں:۔

"والد صاحب کی وفات کے بعد دوسرے یا تیسرے روز ایک عورت نہایت خوبصورت خواب میں میں نے دیکھی جس کا حلیہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اور اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے اور مجھے اشارات سے کہا کہ میں اس گھر کی عزت و وجاہت ہوں اور کہا کہ میں چلنے کو تھی مگر تیرے لئے رہ گئی "

اب یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ خاندان کی دوسری شاخوں کی عزت و وجاہت ختم ہو گئی جس سے الفاظ "میں چلنے کو تھی" پورے ہو گئے۔۔ ان الفاظ کے مطابق عزت و وجاہت کی رانی ان گھروں کو چھوڑ گئی اور حضرت اقدس مرزا صاحب کے گھر میں عزت و وجاہت کی رانی نے مستقل طور پر ڈیرے ڈال دیئے اور باوجود مختلف قسم کی کمزوریوں کے جو خاندان کے افراد میں پائی جاتی ہیں آیت وکان ابوھما صالحاً کے ماتحت خاندان دنیا کی نظر میں عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور لاکھوں لوگ اس خاندان کے شیدائی ہیں اور رزق کی فراوانی بھی انہیں حاصل ہے اس پیشگوئی کی عظمت کا اسی امر سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ۱۸۷۶ء میں اس وقت کی گئی جبکہ اس قسم کی عزت ملنے کے کوئی سامان موجود نہ تھے اور جس ذریعہ سے یعنے دعوے مسیحیت سے عزت ملی وہ ایسا دعوےٰ تھا جس نے آن کی آن میں سارے ملک میں مخالفت اور دشمنی کی آگ بھڑکا دی اور چاروں طرف سے آپ کو گرانے اور مٹانے اور آپ کی سابقہ معمولی عزت کو بھی خاک میں ملانے کے لئے حملے شروع ہو گئے اور ایسا نظر آرہا تھا کہ مدعی چند دنوں میں طاق نسیان کی زینت بن کر رہ جائے گا لیکن یہ تمام مخالفتیں ھبآءً منثوراً ہو گئیں اور مدعی روز بروز عزت حاصل کرنے میں ترقی پر ترقی کرتا چلا گیا اور پہلے خواب کے مطابق آپ کے اردگرد ایسے مخلصین کا گروہ جمع ہوتا گیا جو آپ کے لئے اپنی ہر قیمتی سے قیمتی چیز کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گیا مخالفتوں نے آپ کی شہرت کے کھیت کے لئے کھاد کا ہی کام دیا جناب برق صاحب کہتے ہیں کہ آئندہ ترقی کی کوئی امید نہیں لیکن جس رفتار سے جماعت نے ترقی کی ہے اور تمام مخالفانہ کوششوں کو چیلنج کرتے ہوئے اس کی رفتار ترقی تیز سے تیز تر ہوتی جاتی ہے جو صداقت کا معیار کہلا سکتی ہے اور جن کا باوجود سامانوں کے فقدان کے نہیں نہیں بلکہ باوجود مخالفانہ سامانوں کے پورا ہونا ازدیاد ایمان کا موجب ہوتا ہے اور خدا کی ہستی اور اس کی صفات پر بصیرت سے بھرا ہوا یقین پیدا کر دیتا ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ مخالفین نے جن میں بڑے بڑے چوٹی کے علماء و مشائخ و گدی نشین شامل تھے۔ ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کوئی آپ کے دعوے کو تسلیم کرکے آپ کی بیعت میں داخل نہ ہو اور مقابل میں مدعی مذکور کسی دنیاوی وجاہت کا مالک بھی نہیں اثر و رسوخ سے بھی وہ تہیدست ہے مال و دولت اس کے پاس نہیں انبیاء علیہم السلام کی طرح وہ بھی یہی کہتا ہے کہ نہ مجھ پر کنوز اترتے ہیں اور نہ میں خزانوں کا مالک ہوں کہ ان خزانوں کے ذریعہ سے وہ اپنے اردگرد لوگوں کو جمع کر سکے بلکہ الٹا وہ ان سے مال کی قربانی کا مطالبہ کرتا ہے کہ جس سے وہ اشاعت دین کا کام لے سکے باوجود اس کے لوگ پروانوں کی طرح اس شمع کے گرد جمع ہوتے جاتے ہیں اور آپ کی عزت کو چار چاند لگانے کا موجب بنتے جاتے ہیں اور طاقتور دشمن حسرت کے ساتھ اس کی کامیابی کو دیکھتا اور دریائے حیرت میں ڈوبتا جاتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ ہر کوشش بجائے اس کو گرانے کے اسکو بلند سے بلند تر کرتی جاتی ہے جناب برق صاحب نے بھی اپنی کوشش کی ناکامی ملاحظہ کر لی ہے ان کا خیال تو یہ تھا کہ ان کی کتاب احمدیت کے شیدائیوں میں زلزلہ پیدا کر دے گی اور ہزاروں احمدیت سے تائب ہو جائیں گے لیکن انکی امید کے خلاف نتیجہ جو نکلا وہ ظاہر ہی ہے۔ پیشگوئی کے مطابق رزق کی فراوانی کا یہ عالم ہے کہ خدا کی یہ عطا صرف آپ کے اور آپ کے خاندان کے لئے کفیل ثابت نہیں ہوئی بلکہ قرآن کریم کے ایک اور حکم کی تعمیل میں بھی ممد ثابت ہوئی اور وہ حکم جیسا کہ سورۃ القلم اور سورۃ الفجر اور قرآن کریم کے دیگر متعدد مقامات سے واضح ہے یہ ہے کہ مساکین اور یتامیٰ کی پرورش کا خاص خیال رکھا جائے چنانچہ قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل میں آپ کے لنگر خانہ سے ہزاروں مساکین اور یتامیٰ پرورش پاتے رہے اور حضورؑ کے خزانہ سے وظائف حاصل کرکے اپنی تعلیمی اور دیگر ضروریات کو پورا کرتے رہے۔

## دوسری نعمت

باعزت رزق کے بعد قرآن کریم میں اولاد بھی ایک نعمت قرار دی گئی ہے جیسا کہ سورۃ نوح میں اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص بندوں کے حق میں فرمایا ویمددکم باموال وبنین اور جیسا کہ سورۃ النحل ع ۱۰ میں فرمایا واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجاً وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدۃ ورزقکم من الطیبٰت افبالباطل یؤمنون وبنعمۃ اللہ ھم یکفرون۔ اس آیت میں بیٹوں اور پوتوں کی اولاد کو نعمت الٰہی قرار دیا ہے اسی کے مطابق حضورؑ کو بھی الہام ہوا انی اری نسلاً بعید ایس کے مطابق آپ نے بیٹوں اور بیٹیوں کی اولاد کو بھی دیکھ لیا پھر ہر ایک بچے کی پیدائش سے قبل الہام الٰہی سے بشارت ملتی رہی لڑکے کی پیدائش پر لڑکے کی اور لڑکی کی پیدائش پر لڑکی کی اور اسی کے مطابق وقوع میں آتا رہا اور آپ کو شروع میں ہی بذریعہ الہام یہ بھی بتلا دیا گیا تھا کہ بعض کم عمری میں فوت بھی ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر آخری لڑکا پیدا ہونے پر آپ پر یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ اس کے بعد اب کوئی لڑکا نہیں ہوگا اور پوتے کی بشارت دی گئی اور وہ پوری ہوئی کیا یہ الہامات آپ کی صداقت کا بین ثبوت نہیں اور کیا خدا کے عالم الغیب ہونے اور

اس کی صفت یعلم ما فی الارحام کا زندہ ثبوت ہم نہیں پہنچاتے کاش کوئی غور کرے اور فائدہ اٹھائے

## تیسری نعمت

تیسری نعمت خانگی زندگی کی خوشی ہے جیسا کہ آیت وینقلب الیٰ اھلہ مسروراً سے ظاہر ہے اور اس خوشی سے حضور ساری عمر ہم کنار رہے اور ہر مخالف و موافق اچھی طرح جانتا ہے کہ آپ کی خانگی زندگی نہایت خوشگوار تھی۔

## چوتھی نعمت

دنیا میں قابل عزت اور قابل تعریف مقام کا حاصل ہونا اور لوگوں کی نظروں میں وجیہہ شمار ہونا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات ومقام کریم عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً اور حضرت موسیٰ کے متعلق الفاظ وجیھاً فی الدنیا والآخرۃ اور وکان عند اللہ وجیھا سے ظاہر ہے سو جو قابل عزت اور قابل تعریف مقام حضورؑ کو حاصل ہوا اور جس وجاہت کی نظر سے آپ دیکھے گئے اس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے اس کے متعلق آپ کے اپنے الہامات بھی موجود ہیں جن کا پورا ہونا آپ کے منجانب اللہ مامور ہونے پر یقینی شہادت ہے۔

## پانچویں نعمت

مشکلات سے رہائی اور ضروری امور میں سہولتوں کا پیدا ہونا ہے جیسا کہ سورۃ الطلاق کی مندرجہ ذیل آیت سے ظاہر ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شئی قدرا اب دیکھ لو کہ حضرت مرزا صاحب اس قرآنی معیار پر بھی پورے اترتے ہیں یا نہیں مخالفین نے آپ کے لئے مشکلات کے پہاڑ کھڑے کر دیئے آپ کو نہایت ہی سنگین مقدمات میں پھنسانے کی کوشش کی حتیٰ کہ قتل جیسے مقدمہ میں آپ کو پھنسا دیا لیکن خدائی وعدہ یجعل لہ مخرجاً کے ماتحت حضورؑ ہر مقدمہ میں عزت کے ساتھ بری ہوتے رہے اور اس امر میں عجیب بات یہ بھی ہے کہ حضور کو ہر مقدمہ میں اپنی کامیابی اور دشمن کے منصوبہ کی ناکامی کی بشارت ملتی رہی اور یہ بشارتیں اسی تفصیل سے پوری ہوتی رہیں جو تفصیل الہامات میں بتلائی جاتی تھی اور کامیابی کے سامان من حیث لا یحتسب ہی مہیا ہوتے رہے ان کامیابیوں سے جس طرح قرآنی الفاظ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ کی صداقت ثابت ہوتی ہے اسی طرح سیدنا حضرت مرزا صاحب کا متوکل علی اللہ ہونا بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے اور جس طرح قرآنی دعوے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً کی صداقت نمایاں طور پر سامنے آجاتی ہے اسی طرح حضرت مرزا صاحب کا ومن یتق اللہ کا مصداق ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے اور پھر قرآن کے اس دعویٰ کا ثبوت بھی مل جاتا ہے کہ وہ اپنے امر کو پورا کر کے چھوڑتا ہے چنانچہ حضرت مرزا صاحبؑ کو جو خدا نے کامیابیوں کی بشارت دی اس امر کو اس نے پورا کر کے چھوڑا خدا تعالےٰ نے متقیوں اور متوکلین علی اللہ کے لئے یہ قدر رکھی ہوئی ہے کہ فان حزب اللہ ھم الغالبون کے وعدہ کے مطابق انہیں کامیاب کرے اور ان کے دشمنوں کو ناکام بنائے سو حضرت مرزا صاحب کے حق میں اس قدر کو پورا کر کے حضورؑ کے متقی اور متوکل علی اللہ ہونے کی شہادت دے دی۔

## امور میں سہولت

امور میں سہولت پیدا کرنے کے متعلق فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسراً آپ جس امر کے لئے خدا کی طرف سے مبعوث کئے گئے اس کے لئے روپیہ اور مخلص مددگاروں کی ضرورت تھی سو خدا نے ان دونوں ذرائع کو نہایت آسانی سے پیدا کر دیا روپیہ بھی اس غرض کے لئے آنا شروع ہو گیا اور قابل مخلصین کی جماعت بھی حضورؑ کے ارد گرد جمع ہو گئی جنہوں نے اشاعت اسلام کے کام میں حضورؑ کی مدد کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

## چھٹی نعمت

کامل مؤمنوں کے لئے کائنات کو حقیقی معنی میں مسخر کیا ہے جیسا کہ سورۃ النحل ع۲ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ ان فی ذالک لآیات لقوم یعلمون یعنے سورج، چاند، ستارے تمام خدا کے حکم سے مسخر ہیں یقیناً اس میں نشان اور زبردست دلائل ہیں علم رکھنے والے لوگوں کے لئے ایک رنگ میں تو یہ عناصر سب انسانوں کی خدمت کر رہے ہیں لیکن جب ضرورت پیش آتی ہے تو خدا کے خاص بندوں کی تائید کے لئے یہ سب کے سب کمر بستہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ جنگ بدر میں آندھی اور بارش نے مسلمانوں کی کتنی زبردست تائید کی ان کی فتح اور دشمن کی شکست میں ان دونوں چیزوں کا جو دخل عظیم تھا وہ کسی تاریخ دان سے مخفی نہیں اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو سچا ثابت کرنے کے لئے سورج اور چاند نے ماہ رمضان کی مقررہ تاریخوں میں اپنے کسوف وخسوف کے ذریعہ کتنا بڑا کام کیا اور ستاروں نے کثرت سے گر کر ثابت کر دیا کہ روشنی پھیلانے والی شخصیت ظاہر ہونے والی ہے گویا سورج۔ چاند اور ستارے تینوں نے ہی حضرت مرزا صاحب کی خدمت کا حق ادا کر دیا ادھر آیت الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض کے ماتحت زمین نے بھی پیشگوئیوں کے ماتحت کبھی طاعون کے ذریعہ اور کبھی زلازل کے ذریعہ اور کبھی طوفانوں کے ذریعہ اور کبھی مختلف قسم کی وباؤں کے ذریعہ اور کبھی جنگوں کے ذریعہ اور کبھی سیلابوں اور کبھی قحط کے ذریعہ آپ کی صداقت پر مہر لگا دی کوئی ہے جو ان حقائق پر نظر غائر ڈالے اور خدا کے مامور کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر سعادت دارین حاصل کرے۔ دنیاوی نعمتیں تو اور بھی بہت سی ہیں سر دست ان چند مثالوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے کیا ان سے ثابت نہیں ہوتا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ کو دنیا مل گئی تھی۔ انشاء اللہ آئندہ قسط میں روحانی نعمتوں کے متعلق بتلایا جائے گا کہ وہ بھی کامل طور پر سیدنا حضرت مرزا صاحب کو عطا کی گئیں۔

---

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

# پادری عبدالحق کے مضامین پر اظہار خیال

(۴)

## تاویل باطل کی ایک نادر مثال

"دنیا کا سردار آئے گا آزمایا جائے گا
اور حق غالب ہوگا"

"دنیا کا سردار" یہ ترکیب تین جگہ پر استعمال ہوئی ہے یوحنا ۱۲:۳۱ و ۱۴:۳۰ - اور ۱۶:۱۱ - ان حوالجات میں گو شیطان کا نام نہیں مگر مفسرین سے زبردستی اس سے مراد شیطان لی ہے تعجب کی بات یہ ہے کہ انجیل کے آدھے مفسر "دنیا کے سردار" سے مراد شیطان لیتے ہیں اور آدھے مسیح مراد لیتے ہیں تاویل باطل کی یہ ایک نادر مثال ہے۔ دنیا کا سردار شیطان بتانا یا مسیح کو بتانا یہ مفسرین بائبل کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے مگر سوال یہ ہے کہ دو قسم کے مفسرین میں سے تاویل باطل کس کی ہے؟ اس قسم کی خوفناک جرأت کوئی احمدی مسلمان نہیں کر سکتا یہ ہلاکت پیدا کرنے والی تاویل صرف مسیحی علماء کے حصہ میں ہی آئی ہے

## یسوع کے معنی میں تاویل باطل

پادری صاحب نے یسوع کے معنی نجات دہندہ اور انجیل کے معنی نجات کی خوشخبری ہمیں سنائے ہیں۔ یسوع کے معنی نجات دہندہ از روئے گرامر، لغت اور محاورۂ زبان بالکل غلط ہیں اور انجیل کے معنی نجات کی خوشخبری غلط ہے یسوع کے معنے صرف نجات رہائی۔ وسعت اور کشادگی ہیں چنانچہ یہوشوع کے معنی Yehoush is salvation (خدا نجات دہندہ نہیں بلکہ خدا اس کی نجات ہے۔ چونکہ مسیحی تاریخ نے واقعات کو ایسا مشکوک اور مشتبہ کر دیا ہے کہ دوسروں کو نجات دینا تو درکنار خود جناب مسیح کی نجات صلیبی موت نے مشتبہ کر دی ہے وہ موت جس سے بچنے کے لئے وہ آہ و زاری کرتے اور گڑگڑا کر پیشانی کے بل زمین پر گر کر خداوند یہوہ سے دعا مانگتا تھا اگر یہ دعا قبول نہیں ہوئی تو آپ کی آہ و زاری اور گھبراہٹ فضول ثابت ہوئی۔ احمدی کا کہنا یہ ہے کہ جناب مسیح کی دعا ان کے تقویٰ کے باعث سنی گئی۔ اور صلیبی موت سے انہیں نجات مل گئی۔ مسیحی بھائی اس کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ مسیح کی دعا قبول نہیں ہوئی اور ان کی نجات مصلوب ہونے کی وجہ سے مشتبہ ٹھہری۔ پس قرآن مجید یہوشوع یا عیسیٰ کے معنی یوں بتاتا ہے۔

یٰعیسیٰ انی متوفیک
ورافعک الیّ ومطہرک
من الذین کفروا۔

اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا اور رفعت دینے والا ہوں اور کافروں کے (اس الزام سے کہ صلیبی موت کی وجہ سے ان کی نجات نہیں ہوئی) پاک کرنے والا ہوں۔

یسوع کا اصل نام یہوشوع ہے یعنی یہوہ خدا نجات ہے جس کی وہ یہوشوع ہے۔ خدا اسے دشمنوں کے ہاتھوں موت سے اور دشمنوں کے الزام سے کہ اگر وہ سچا نبی ہوتا تو خداوند اسے صلیبی موت سے جو لعنتی موت ہے چھڑا لیتا اور دوستوں کی اس غلط فہمی سے کہ وہ واقعی صلیب پر فوت ہو گئے (کیونکہ یہ بھی دشمنوں کے دعویٰ کی ایک گونہ تصدیق ہے) بچانے والا پاک کرنے والا ہے جب یسوع کے معنی نجات دہندہ نہیں بلکہ خداوند یہوہ نے جسے نجات دی دکھوں اور مصیبتوں سے وہ یہوشوع ہے اس سے انجیل کے معنی بھی وہ خوشخبری ہے کہ میرے بعد جو مجھ پر دوستوں اور دشمنوں دونوں کی طرف سے الزام لگائے گئے ہیں ان سے بچانے والا ایک رسول ہوگا۔ کیونکہ نجات اخروی جو قیامت کے بعد ملنے والی ہے اس کی خوشخبری بنی اسرائیل کو دینا یہ تحصیل حاصل تھا بنی اسرائیل کتاب مقدس کی رو سے ازلی اور ابدی طور پر اپنے آپ کو نجات یافتہ سمجھتے ہیں۔ اگر پادری صاحبان جان بوجھ کر عوام کو گمراہ نہ کریں تو جس طرح مسیح خدا کا بیٹا ہو کر باپ کی گود میں بیٹھا ہے (یوحنا ۱:۱۷ و ۱۸) اسی طرح کل کے کل بنی اسرائیل خدا کی گود میں بیٹھے ہیں خدا کی گود اتنی تنگ نہیں کہ اس میں مسیح سوائے دوسروں کے لئے جگہ نہ ہو۔ چنانچہ لکھا بھی ہے

دیکھو خداوند زبردستی کے ساتھ
آوے گا اور اس کا بازو اسکے لئے
سلطنت کرے گا دیکھو اس کا صلہ
اس کے ساتھ ہے اور اس کا اجر
اس کے آگے وہ چوپان کی مانند
اپنا گلہ چرائے گا اور برّوں کو اپنے
ہاتھ سے فراہم کرے گا اور اپنی
گود میں اٹھا کر لے چلے گا"

(یسعیا ۴۰: ۱۰ و ۱۱)

## پادری صاحب کو چڑ ہے اس بات سے کہ قرآن مجید میں بھی پیشن خبریاں ہیں۔

مرزا معصوم بیگ صاحب نے اپنی کتاب "وہ بیتی" میں کہیں یہ ذکر کر دیا کہ فرعون کے دریا میں غرق ہونے اس کی لاش کے محفوظ ہو جانے اور آئندہ کسی زمانہ میں اس کی دریافت اور یوں آنے والے فرعون اور آل فرعون کے لئے ایک عبرتناک نشان ظاہر ہونے کا ذکر قرآن مجید میں ہے پادری صاحب کو چونکہ قرآن مجید کی ہر صداقت سے دشمنی ہے کہ وہ یہ بھی آرام سے سننا نہیں چاہتے کہ ساری دنیا اور کل اقوام کا خدا ایک ہے وہ جب تک ایک کو تین نہ کر لیں انہیں چین نصیب نہیں ہوتا اس لئے وہ اس پیشگوئی پر بہت بگڑے ہیں یہ مضمون تو میں کسی قدر توقف کے بعد بیان کروں گا سردست میں قرآن مجید کی ایک اور عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتا ہوں یہ پیشگوئی مسیحی قوم کی پوری تاریخ کے اوپر حاوی ہے مسیحی علماء کو خواہ کتنا زور کا جادو وہ اپنے ہاتھوں اس پیشگوئی کو درجہ کمال تک پہنچائے بغیر رہ نہیں سکتے اور ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن مجید کی یہ پیشگوئی ہر زمانہ میں پادریوں کے ہاتھوں پوری ہوئی، ہو رہی ہے اور انشاء اللہ تا قیامت ہوتی رہے گی۔

قرآن مجید نے یہود کے متعلق بیان کیا کہ وہ اپنی کتب مقدسہ میں تحریف کرتے ہیں۔ اس کے بعد نصاریٰ کے متعلق فرمایا:-

ومن الذین قالوا انا
نصاریٰ اخذنا میثاقہم
فنسوا حظّا ممّا ذکروا
بہ .... الخ

اور ان میں سے لوگ جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں ان سے ہم نے اقرار لیا (کہ وہ شریعت پر چلیں گے) مگر انہوں نے اس اقرار کے ایک حصہ کو ترک کر دیا جو انہیں یاد کرایا گیا تھا سو ہم نے (اس نقض عہد) کی وجہ سے ان میں باہم دشمنی اور بغض قیامت تک کے لئے ڈال دیا جو کچھ وہ کرتے ہیں عنقریب اللہ انہیں اس سے خبردار کرے گا اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا

جو تمہارے لئے بہت کچھ کھول کھول کر بیان کرتا ہے جو تم چھپاتے تھے کتاب میں سے ۔ اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کرتا ہے یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور مدلل کتاب آچکی ہے"

(۵ : ۱۴-۱۵)

یہ ہے وہ صداقت عظمیٰ جسے بطور پیشگوئی قرآن مجید فرماتا ہے، پادری صاحب طعنہ زن ہیں کہ ہم احمدی لوگ "صحف الجدید" کو جعلی قرار دیتے ہیں (اور پھر ان سے استدلال بھی کرتے ہیں) صحف الجدید سے ان کی مراد اناجیل اربعہ اور خطوط حواریین ہیں، اول تو قرآن مجید میں صحف الجدید کی کوئی اصطلاح نہیں اور نہ علماء یہود کی یہ کوئی اصطلاح ہے نہ مسیح نے کبھی نیا عہد نامہ لانے کا دعوے کیا وہ خود عملاً ختنہ کی رسم سے لے کر آخر عمر میں عید فسح کی تیاری تک شریعت یا عہدنامہ کے پابند رہے اور نہ قرآن مجید کتب جدید کا مصداق ہے قرآن مجید کے بار بار مطالعہ سے ہمارا یہ ایمان پختہ ہے کہ انجیل ایک کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسیح پر نازل کی اور وہ ایسی ہی ایک کتاب ہوگی جیسی توراۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام کی مگر ہمارے ایک مسیحی دوست نے پہلے ہی پہل بائبل ہمیں پڑھنے کے لئے دی تو پرانا عہدنامہ اور نیا عہدنامہ کی اصطلاح اس میں پڑھ کر ہمارا ماتھا ٹھنکا۔ ہم نے سنا ہوا تھا کہ بھلے آدمی کا عہد ہمیشہ ایک ہوتا ہے وہ اس پر قائم رہتا جان دیتا اور پورا کرتا ہے۔ عہد پرانا ہو کر بوسیدہ نہیں ہوتا بلکہ پرانا ہو کر تو اسے اور بھی مضبوط ہو جانا چاہیئے یہ دو قسم کے عہد پرانا اور نیا کسی بھی بات کے پورا نہ کرنے کا عہد ہوگا کیونکہ جب پرانا ٹوٹ گیا تو نیا توڑنا کونسا مشکل ہے۔ یہ خدا کا عہد تو کیا ہوگا جو توڑ دیا گیا یہ کسی بھلے اور بااصول آدمی کا عہد بھی نہیں ہو سکتا بالخصوص جب ایک عہد کو ابدی اور دائمی عہد بار بار کہا گیا ہو، اول تو عہد کے مفہوم کے اندر ایک مضبوط اور ناقابل شکست قول کا اقرار ہے اور پھر اس کے دائمی اور ابدی ہونے کی تاکید موجود ہے جو پرانا اور بوسیدہ نہیں ہو سکتا اگر خدا کی بات اور عہد ہی پرانا اور بوسیدہ ہوگیا تو اسکی نئی بات یعنی "عہد الجدید" بھی ہزار برس گزرنے پر پرانی ہو جائے گی نیا بھی ایک دن پرانا کہلائے گا۔ اور توڑنا پڑے گا اگر شریعت کا عہد گناہ کو مٹا نہیں سکا تو فضل کا عہد تو اور بھی ڈھیلا ہے یعنی گناہوں کی سزا میں ڈھیل دیتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ چونکہ لوگ شریعت کی سزا سے نڈر ہو کر بکثرت زنا کرتے ہیں تو اس کا علاج زنا کی سزا نہیں بلکہ نکاح کی قید دنیا سے اٹھا دینا ہے کیونکہ نہ نکاح ہوگا نہ زنا گناہ کہلائے گا۔ قرآن مجید نے یہ فرمایا کہ ہم نے ان سے عہد لیا تھا شریعت پر چلنے کا مگر انہوں نے یہ عہد توڑ دیا اور ایک فرضی عہد الجدید گھڑ لیا کہ شریعت لعنت ہے اور عہد جدید فضل اور سچائی ہے یہ جڑ بنیاد ہے جو ادیان اور نصاریٰ میں باہمی فرقہ بندی اور دشمنی کی۔ کیونکہ پہلی کونسل میں ہی یہ سوال پیدا ہو گیا تھا کہ جب مسیح تو اور ان کے والدین آخر دم تک شریعت کے پابند رہے تو ہم کون ہیں کہ شریعت سے آزاد ہو جائیں، پولوس جو شریعت سے آزادی کا سب سے بڑا دعویدار تھا اس نے خود اپنے ساتھی کا ختنہ کیا (اس پر دیکھو ہمارا تفصیلی تبصرہ اسی سلسلہ مضامین میں۔ عبدالحق) یہ لئے عہد نامہ میں مستند اور غیر مستند کی کوئی اصطلاح نہیں لیکن عہد الجدید کی کتر بیونت ہمیشہ ہوتی رہی اور ہوتی رہے گی Authorised تبیرے کے بعد Revised Version ترمیم شدہ نسخہ کی بھی ایک اصطلاح ہے یعنے ان اناجیل کے جو بہت پرانے نسخے مکمل اور نامکمل ہیں، اس کا مقابلہ کرکے نئے نسخہ میں ہر چند سال کے بعد کچھ ابزادی اور کمی کر دی جاتی ہے یہ کمی بیشی کسی معقول وجہ پر نہیں ہوتی بلکہ محض لوگوں کے اعتراضات سے گھبرا کر اس جرم عظیم کا ارتکاب ایک منظم شکل میں ہوتا ہے۔ کئی سالوں کی بات ہے جب لاہور سے عیسائیوں کا اخبار نور افشاں نکلتا تھا۔ اس نئے عہد نامہ میں ترمیم و تنسیخ کرنے والی انگلینڈ کی سوسائٹی نے ایک خفیہ سرکلر بھیجا جو دنیا کے تمام ممالک کی مسیحی جماعتوں میں بھیجا جاتا ہے اس خفیہ سرکلر میں مشنریوں سے یہ رائے طلب کی جاتی ہے کہ تمہارے ملک میں نئے عہد نامہ کی کون کون سی آیات پر اعتراضات کئے جاتے ہیں اور تمہارے خیال میں ان آیات کے ترجمہ میں ترمیم ہونی چاہیئے کہ وہ اعتراضات رفع ہو جائیں۔ خفیہ سرکلر ایڈیٹر کی غلط فہمی سے اخبار میں شائع ہو گیا۔ جس سے سب لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ صحف الجدید کی حیثیت کیا ہے اور اس میں ترمیم کیسے منظم طریق پر ہوتی ہے صحف الجدید کو جعلی کتابیں سمجھنے کا ہمارے اوپر طعن عبث ہے یہ صرف ایک تبلیغی امر ہے صحف الجدید کی کتابیں کسی الہامی طریق پر مقرر نہیں ہوئی ہیں قسطنطین اعظم کے زمانہ میں پہلے ہی پہلے جب اصل انجیل کا سوال پیدا ہوا تو ۳۰۰ پادریوں کا اجتماع یہ فیصلہ کرنے کے لئے منعقد ہوا کہ اصل انجیل کونسی ہے اور نقلی کون کونسی کیونکہ اس وقت ہر فرقہ کے پادری کے پاس اپنی اپنی انجیل تھی اور وہ اسے مستند اور باقی کو جعلی سمجھتا تھا۔ چھ ماہ تک یہ بحث مباحثہ رہا اور کوئی فیصلہ پادری نہ کر سکے تو بادشاہ نے اپنا ڈنڈا دکھایا جس سے ڈر کر پادریوں نے باہمی مشورہ یہ تجویز منظور کی کہ کل اناجیل میز کے نیچے رکھ دی جائیں، اور تمام پادری مل کر روح القدس سے دعا کریں کہ اصلی انجیل نیچے سے اڑ کر میز کے اوپر آ جائے۔ میز کے گرد تمام پادری آنکھیں بند کئے ہوئے کھڑے دعا مانگ رہے تھے کہ چار ہوشیار پادریوں نے دوسروں کی آنکھ بچولی سے فائدہ اٹھا کر اپنی اپنی انجیل آہستہ سے میز کے اوپر سرکا دی۔ کچھ دیر کے بعد جب سب نے آنکھ کھول کر دیکھا تو روح القدس کا یہ عظیم الشان معجزہ تسلیم کر لیا گیا اور یوں اناجیل اربعہ دنیا کی چاروں سمتوں کی طرح ان لوگوں کا ایمان قرار پائیں۔ یعنی ایک انجیل مشرق کی کہانی سناتی ہو تو دوسری مغرب کی، ایک جنوب کا تو دوسری شمال کا قصہ کہتی ہے مگر چوتھی انجیل یعنی یوحنا ۹۲ عیسوی باقی اناجیل سے منفرد ہے۔ چونکہ دنیا کی سمتیں چار ہیں لہذا اناجیل بھی چار ہیں۔ شہنشاہ قسطنطین نے حکم دیا کہ ان اربعہ عناصر (کیونکہ اس زمانہ میں عناصر کی تعداد چار ہی سمجھی جاتی تھی) یا اناجیل کے علاوہ باقی تمام اناجیل جلا دی جائیں۔ بلکہ یہاں تک ظالمانہ حکم دیا کہ جو شخص ایسی تحریر چھپا کر رکھے گا اس طرح سینکڑوں اناجیل اور حواریوں کے نوشتے نذر آتش کر دیئے گئے۔

*Apocryphal New Testament printed for William Home. 1820. Preface to the second Edition Page XIV*

پادری عبدالحق صاحب کا یہ طعن کہ احمدی لوگ صحف الجدید کو جعلی قرار دیتے ہیں چاہے مسیحی تاریخ کی بنا پر یہ ایک امر واقع ہے کہ اناجیل کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی تھی اور اب بھی بہت سی اناجیل جعلی کہلاتی اور طبع شدہ ملتی ہیں سو ہم اگر جعلی کتابوں کو جعلی کہتے ہیں تو مسیحی دوست بھی ایک معقول تعداد کو جعلی قرار دیتے ہیں اور یہ سب اناجیل خود پادریوں کی لکھی ہوئی ہیں ہم میں اور آپ میں فرق یہ ہے کہ ہم جعلی کو جعلی کہتے ہیں مگر آپ نے اصل کو جعلی ٹھہرا کر جلا دیا ہم جعلی کی پھر بھی عزت کرتے ہیں کہ جو کلام الٰہی کے مطابق ہے اس کی تصدیق کرتے ہیں کیونکہ موجودہ اناجیل کی حیثیت علماء کے نزدیک تاریخی ہے جس میں سچ کے ساتھ جھوٹ مل گیا ہے جیسے سونے میں کھوٹ جو تاؤ دینے سے الگ ہو سکتا ہے۔ وہ امر جو اناجیل میں قرآن مجید کی تصدیق یا عقل سلیم کے مطابق ہے وہ ہمارے لئے قابل عزت اور احترام ہے کیونکہ کلام الٰہی کی تصدیق کے بغیر کوئی کلام صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ کلیسا ایک حجت نہیں اور نہ کلیسا کا اجماع حجت ہے کیونکہ اس میں ہمیشہ اختلاف

(باقی بر صہ ۱۴)

از غلام رسول صاحب

# میاں ابراہیم کے تبصرہ "مجاہد کبیر" پر تبصرہ

ابتداء سے جماعت احمدیہ ربوہ میں ایک طبقہ ہے جس کا یہ کام ہے کہ وہ خلیفہ کی بڑائی اور علو المرتبت کے متعلق مختلف قسم کی باتیں لوگوں میں پھیلاتے رہیں۔ مثلاً یہ کہ گاندھی جی نے خلیفہ صاحب سے بعض امور کے متعلق مشورہ طلب کیا ہے۔ نہرو نے حضور کی سیاسی سوجھ بوجھ کو بہت سراہا تھا۔ قائد اعظم نے خلیفہ صاحب کو کوئٹہ میں بعض مشوروں کے لئے بلایا تھا وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح بعض ایسے مضمون نگار اور شاعر ہیں جن کا کام صرف یہ ہے کہ وہ خلیفہ کی شان میں قصیدے اور مضامین لکھتے رہا کریں۔ بلکہ یوں کہیئے کہ اُن سے مضامین وغیرہ لکھوائے جاتے ہیں اور اکثر اُن میں سے وہ ہیں جو خلیفہ صاحب کے تمام رازوں سے واقف اور آشنا ہیں۔

شعراء میں سے عبدالسلام اختر ایم اے پرنسپل تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ۔ اختر گوبند پوری۔ ڈاکٹر ریاض احمد (جس کو بعض راز فاش کرنے کی وجہ سے الگ کر دیا گیا ہے) اور مضمون نگاروں میں سے جلال الدین شمس، مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا۔ میاں عطاء اللہ صاحب راولپنڈی اور مولوی ابوالعطاء جالندھری خاص مشہور ہیں۔

میں نے جو تحریر کیا ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کے متعلق مضامین لکھوائے جاتے ہیں۔ ایک واقعہ کی بناء پر لکھا ہے۔ جب ۱۹۵۶ء میں ربوہ جماعت میں ایک فتنہ پیدا ہوا اور اس کی لپیٹ میں مولانا عبدالمنان عمر بھی آ گئے تو وہ میاں بشیر احمد صاحب ایم اے کے پاس صفائی بیان کرنے کے لئے گئے۔ تو میاں بشیر احمد صاحب ایم اے نے کہا۔ کہ دیکھو خلیفہ صاحب مجھ سے بھی ناراض ہو گئے تھے۔ میں نے اُن کے متعلق پے در پے مضامین شائع کئے۔ ان کو راضی کرنے کے لئے آپ بھی قلم ہلائیں۔ وہ راضی ہو جائیں گے۔

اسی سلسلہ میں میاں ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول نے "مجاہد کبیر" پر مختصر سا تبصرہ کر کے اپنے آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ خوشنودی حاصل کر لی ہے۔

رہا ان کا تبصرہ اور تنقید۔ ابراہیم صاحب نہ تو فن تنقید سے واقف ہیں، نہ اُن کے بس کا روگ ہے۔ نہ یہ جانتے ہیں۔ کہ کسی کتاب پر کیسے تبصرہ کیا جاتا ہے۔ تنقید اور تبصرہ کے تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کتاب "مجاہد کبیر" پر انہوں نے تبصرہ کرنا شروع کر دیا۔ اور موضوع کتاب سے ہٹ کر ایک اور ہی امر پر بحث و تمحیص کی بنیاد ڈال دی ہے اور حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کے خلافت سے انکار کی بحث کو لے بیٹھے ہیں۔

میں حیران ہوں کہ ربوائی حضرات اعتراض کرتے ہوئے یہ نہیں سوچتے۔ کہ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے کس خلافت کا انکار کیا ہے۔ حضرت مولانا صاحب نے جس خلافت کا انکار کیا ہے، اس خلافت کا ہر ذی فہم اور ذی شعور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لٹریچر پر گہری نظر رکھتا ہے انکار ہی کرے گا۔

خلیفہ صاحب ربوہ نے حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ کی زندگی کے آخری ایام میں ہی نبوت اور کفر کا مسئلہ اٹھایا، جس کی تردید حضرت مولانا صاحب رح نے بھی کی۔ اور اس وقت کے علماء نے بھی کی۔ جب حضرت مولانا صاحب رح کا انتقال ہو گیا۔ تو مرزا محمود احمد صاحب نے مسند خلافت سنبھالتے ہی اپنے عقائد میں یہ بات شامل کر لی۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام ایسے ہی نبی ہیں جیسا کہ موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام۔ جس طرح ان کا ماننا جزو ایمان ہے، اور ان کے نہ ماننے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اور مسلمان نابالغ بچوں تک کے جنازے ناجائز ہیں۔ ان کو یہودیوں، عیسائیوں کے بچوں کی طرح سمجھ کر نماز جنازہ ادا نہیں کرنی چاہیئے۔

جب ان غیر اسلامی عقائد کا قادیان کی اسلامی فضاء میں اظہار ہونے لگا۔ تو وہ "مجاہد کبیر" جس نے مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولانا نور الدین صاحبؒ کی مجالس میں بیٹھ کر علمی پرورش پائی تھی۔ اور جو مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام سے بخوبی آشنا تھا چند دوستوں کو لے کر لاہور میں آ گیا۔ اور اشاعت اسلام کی بنیاد ڈال دی۔

یہ وہ وجوہات ہیں، جن کی بناء پر حضرت مولانا محمد علی رح اور ان کے رفقاء نے میاں محمود احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح ماننے سے انکار کیا اور تمام عمر خلیفہ صاحب ربوہ کے عقائد باطلہ کی تردید میں اپنا قلم دوڑاتے رہے اور یہ پیشگوئی کی کہ خلیفہ صاحب ربوہ اپنے عقائد کی وجہ سے یا تو بہائیوں کی طرح مسلمانوں سے الگ ہو جائیں گے اور یا انہیں اپنے عقائد سے رجوع کرنا پڑے گا۔

چنانچہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ۱۹۵۲ء میں خلیفہ صاحب نے انہی عقائد کا اعلان منیر کورٹ کے سامنے کیا جن کی طرف حضرت مولانا مرحوم و مغفور خلیفہ صاحب کو تمام عمر بلاتے رہے۔ میں میاں ابراہیم سے درخواست کروں گا۔ کہ ذرا خلیفہ صاحب کے ان بیانات کو زیر مطالعہ لائیں، جو ۱۹۵۲ء کے فسادات سے پہلے کہے تھے۔ اور پھر وہ بیان دیکھیں جو آپ کے اولوالعزم خلیفہ نے انکوائری کورٹ کے سامنے دیئے تھے۔ کیا ان دو متضاد بیانوں سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب اُن کی بیعت نہ کرنے میں حق بجانب تھے۔ میاں ابراہیم صاحب نے خلیفہ صاحب کے حق پر ہونے کی یہ دلیل دی ہے کہ احمدیوں کی اکثریت خلیفہ صاحب کے ساتھ ہے یہ خدا کی فعلی شہادت ہے۔ اول تو کسی کے ساتھ اکثریت کا ہونا صداقت کی دلیل نہیں ہے۔ حضرت امام حسینؓ کے ساتھ کتنے آدمی تھے۔ اور کیا یزید نے اپنے سچا ہونے کی یہی دلیل نہیں دی تھی؟

اگر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہاموں کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہوتا۔ تو یہ دلیل نہ دیتے۔ حضور کے الہامات میں یہ درج ہے کہ قلیل گروہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوج ہے۔ اور زمینی گروہ جو اکثریت میں ہے۔ اس کا آپ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

میاں ابراہیم صاحب نے اکثریت پر ناز کیا ہے۔ اب ذرا خلیفہ صاحب کا ساتھ دینے والی اکثریت کے متعلق بھی سُن لیجئے۔ جب حضرت مولانا محمد علی رح نے خلیفہ صاحب کو عقائد کے متعلق ایک نتیجہ پر پہنچنے کے لئے لکھا اور یہ تجویز پیش کی۔ کہ ہم جماعت احمدیہ قادیان کے علماء میں سے چند اصحاب کو اور خلیفہ صاحب میرے ماننے والوں میں سے کچھ اصحاب کو منتخب کر لیں۔ اور دونوں فریق اپنے اپنے عقائد لکھ کر اس جماعت کو دے دیں۔ وہ جو فیصلہ کر دیں۔ وہ جماعت کو قبول ہو جانا چاہیئے۔ تو خلیفہ صاحب نے جواب دیا۔ کہ میری جماعت میں بہت منافق ہیں۔ آپ منافقین کا انتخاب کر لیں گے۔ حضرت مولانا نے جواب دیا کہ جن کو آپ منافق کہیں گے میں ان کو چھوڑ دوں گا اور دوسروں کو منتخب کر لوں گا۔ لیکن آپ کے خلیفہ کو اس کی جرأت نہ ہوئی۔ پھر ایک بیان میں خلیفہ صاحب نے یہ بھی کہہ دیا کہ ان کی جماعت میں اکثریت منافقین کی ہے۔ میاں ابراہیم صاحب اکثریت کو خلیفہ صاحب کی صداقت کی دلیل ٹھہرا رہے ہیں اور خلیفہ صاحب خود ہی اکثریت کو منافق قرار دے رہے ہیں۔ کیا کسی جماعت میں منافقین کی اکثریت اس کی صداقت کا ثبوت ہو سکتی ہے۔

خلیفہ صاحب بھی اس بیان میں سچے ہیں۔ ان کو تمام عمر ان منافقوں نے امن کی زندگی بسر کرنے نہیں دی۔ یہ منافق ۱۹۲۴ء میں اُٹھے پھر ۱۹۳۵ء میں اُٹھے۔ پھر ۱۹۵۶ء میں اُٹھے۔ اور ۱۹۳۵ء میں جو منافق اُٹھے تھے۔ ان میں خلیفہ صاحب کے "رؤیا" کے مطابق میر محمد اسحاق مرحوم جیسے جید عالم بھی شامل تھے۔ ۱۹۵۶ء میں خلیفہ صاحب کے فرمان کے مطابق میاں بشیر احمد اور چوہدری ظفر اللہ اور

(باقی بر صہ ۱۴)

## خطبہ جمعہ از صفحہ ۱

کیا کہ حضرت علی رض بڑے بلند پایہ انسان ہیں ان کی ہم دل و جان سے عزت و تکریم کرتے ہیں صحابہ کرام رض میں ان کا بہت بلند مرتبہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا مدینۃ العلم وعلی بابھا

میں علم کا شہر ہوں اور علی رض اس کا دروازہ ہے۔ یہ ساری باتیں ہم جانتے ہیں۔ ہم حب علی میں آپ سے کم نہیں ہیں۔ لیکن میرے دوست جہاں تک مدد مانگنے کا سوال ہے قرآن کریم نے اس بارہ میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ قرآن کی تعلیم اور ہے۔ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ایاک نعبد وایاک نستعین اے خدا ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ اس میں پیر و مرشد سے عقیدت اور حاکم و بادشاہ کی بندگی سب کو دل سے نکال دیا گیا ہے۔ کیونکہ پیر سے مدد مانگنا خدا کی توحید پر ضرب کاری لگاتا ہے یہ ایاک نستعین کے خلاف ہے۔ آہستہ آہستہ اس نے سمجھا کہ یہ بات صحیح ہے اس کا دل نہیں چاہتا تھا اس بات کو ماننے کے لئے وہ یا علی مدد کا قائل ہے اور بظاہر اس سے مدد ملتی بھی ہے یا علی مدد کہنے سے کام بھی ہو جاتے ہیں لیکن جو مقام توحید الٰہی کا ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ ایاک نعبد وایاک نستعین کو پیش نظر رکھ کر صرف اور صرف خدا کے آگے جھکا جائے اور اسی سے مدد طلب کی جائے۔ ہمیشہ خدا پر ہی بھروسہ کیا جائے یہی اسلام کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ اسلام نے غیر اللہ کی تمام جڑیں کاٹ کر رکھ دی ہیں۔

### ایک باخدا بزرگ کا خدا پر توکل

اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ دارالسلطنت کے قریب ایک باخدا بزرگ تھے جن کے اوپر خدا تعالیٰ کے بھاری افضال تھے۔ خدا کی مخلوق ان کی خدمت بھاگی ہوئی اور کھنچی چلی جاتی تھی۔ بادشاہ تک ان کی شہرت پہنچی۔ اورنگ زیب انکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ملاقات ہوئی گفتگو سے بہت متاثر ہوئے۔ بادشاہ جب اٹھنے لگے تو اس بزرگ سے کہا کہ میں آپ کے نام اس علاقہ کی جاگیر مقرر کر کے بطور نذرانہ پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے انکار کر دیا بادشاہ نے پھر کہا کہ یہاں پر بہت سے درویش ہیں اور بے شمار مخلوق یہاں آتی ہے ان کے کھانے پینے اور لنگر کا انتظام ہو سکے گا۔ بزرگ موصوف نے پھر انکار کر دیا اور فرمایا ؎

شاہ مارا دہ دہد منت نہد
رازقِ ما رزق بے منت دہد

یعنی بادشاہ مجھے گاؤں دیتا ہے اور احسان کرتا ہے۔ لیکن میرا رازق بغیر احسان کے مجھے رزق دیتا ہے۔

### حضرت مسیح موعودؑ توحید کے بلند مقام پر

یہ توحید کا اصل مقام ہے جس پر ہم نے اس زمانہ میں بھی خدا کے بندوں کو عمل پیرا ہوتے دیکھا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ایسے بے شمار مواقع آئے کہ آپ کے کامل ایمان کی وجہ سے اور توحید الٰہی پر کامل بھروسہ کے مقابل پر دنیا کے تمام ظاہری مخالفت اور باطل کے ذرائع و وسائل نابود ہو کر رہ گئے۔ آپؑ ایک خطرناک مقدمہ میں ماخوذ ہو گئے۔ مخالفین کی تمام ریشہ دوانیاں اور حکومت کے خیال بھی آپ کے مخالف تھے حضرت خواجہ کمال الدین رح جو آپ کے نہ صرف اس مقدمہ میں وکیل تھے بلکہ آپ کے عاشق صادق بھی تھے۔ خواجہ صاحب کو آپ سے بڑا عشق تھا اور حضرت صاحب کو بھی ان سے بہت محبت تھی جب خواجہ صاحب قادیان چلے جاتے تو باورچی کو حکم ہوتا کہ فلاں فلاں کھانا تیار ہو۔ لوگ کہا کرتے کہ لاڈلے مرید آ گئے ہیں۔ تو اس مقدمہ میں خواجہ صاحب بہت گھبرائے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ حضرت! اب کوئی صورت بچنے کی نظر نہیں آتی۔ تمام حالات ہمارے مخالف ہیں۔ حضرت صاحبؑ مسکرائے۔ اور فرمانے لگے خواجہ صاحب! خدا کا خانہ تو خالی رہنے دیجئے۔ ٹھیک ہے آپ کوشش کرتے ہیں اس لئے کہ خدا نے اسباب سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ مگر اصل تکیہ اور بھروسہ خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات پر ہی کرنا چاہیئے۔ خواجہ صاحب! اگر انسان ہی سب کچھ کر سکے تو خدا کی طاقت کیونکر ظاہر ہو گی؟ وہی بات ہوئی کہ خدا پر سہارے اور تکیہ کی وجہ سے خدا نے آپ کی بریت کر دی۔ اسی طرح سے بے شمار واقعات ہیں جن کو آپ بھی بخوبی جانتے ہیں اس وقت ان کو دوہرانا تحصیل حاصل ہو گا۔

### مولانا نورالدینؒ کا مقام توحید

حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کی زندگی میں بھی توحید پرستی نظر آتی ہے۔ وہ ایسے موحد انسان تھے کہ ان کے حالات پڑھ اور سن کر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ ان کی تفصیل کی اب ضرورت نہیں۔

### توحید کے لیبل سے فائدہ نہیں

جب تک حقیقی رنگ پیدا نہ ہو۔

توحید الٰہی پر مضبوطی اور استقلال سے قائم ہو جانا مذہب کی اصل غرض ہے۔ اس کے بغیر مامور کو ماننا عبث ہے۔ اپنے اوپر لیبل لگا لینا اور اپنے اوپر چادر اوڑھ لینا درست نہیں۔ جب تک توحید کا حقیقی رنگ پیدا نہ ہو۔

### توحید پرست خدائی صفات کا مظہر ہوتا ہے

تو قرآن کریم کی اس چھوٹی سی سورۃ میں بڑے بڑے معنی اور مطالب بیان کئے گئے ہیں۔ اس لئے اس کا نام الاخلاص ہے۔ انسانوں کے لئے اس میں یہ سبق ہے کہ جو شخص توحید پرست ہوتا ہے اور صرف خدا کی ذات پر تکیہ کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز اور مستغنی کر دیتا ہے

. . . . . . . .

- - - - انسان بھی خدائی صفات کا مظہر ہے . . . . . . . . . اور انسان بھی خالق ہے لیکن خدا احسن الخالقین ہے۔ خدا بھی رازق ہے اور انسان بھی اپنے بال بچوں کی پرورش کرتا ہے لیکن خدا خیر الرازقین ہے۔ خدا سمیع و بصیر ہے۔ انسان بھی یہی صفتیں اپنے اندر رکھتا ہے خواہ محدود پیمانے پر ہی کیوں نہ ہوں۔ پس اگر کوئی خدا تعالیٰ کی ہستی کو صحیح معنوں میں سمجھتا ہے اور توحید پر مضبوطی سے قائم ہو جاتا ہے تو خدا کی طرح اس میں بھی یکتائی بے نیازی اور یگانگی پیدا ہو سکتی ہے خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو توفیق دے کہ ہم صرف اس خدا کے ہو جائیں۔ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔

---

## مجاہد کبیر پر تبصرہ - از صفحہ ۱۳

مفتی محمد صادق بھی منافقین میں شامل تھے۔ اور خلیفہ صاحب نے اپنے حقیقی برادران میاں عبدالمنان عمر ایم اے، میاں عبدالوہاب عمر اور میاں عبدالسلام مرحوم اور ان کے تمام خاندان کو بھی منافقین میں سے قرار دیدیا۔ یہ داستان ہے میاں ابراہیم صاحب کی "اکثریت" کی اس اکثریت پر ناز کرنا انہیں زیب دیتا ہے تو انہیں مبارک ہو ہم تو ایسی اکثریت کو دور سے سلام کرتے ہیں۔

مضمون اندازہ سے زیادہ طویل ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے اسی پر ختم کرتا ہوں، امید ہے میاں ابراہیم ان حقائق پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔

## پادری عبدالحق کے مضامین پر اظہار خیال از صفحہ ۱۲

ہوتا چلا آیا ہے اور چلا جائے گا کیونکہ جب بھی کوئی اور پرانی انجیل کسی غار میں سے نکل آئے گی تو ان نسخوں میں کمی بیشی کرنی پڑے گی۔

قرآن مجید نے اس بارہ میں ایک ایسی زبردست پیشگوئی کی ہے کہ جو خود پادریوں کے ہاتھوں پوری ہو رہی ہے اور پوری ہوتی رہے گی آپ اور ہم لاکھ کوشش کریں کہ آئندہ اناجیل میں کتر بیونت نہ ہو مگر ضرور ہو گی اس لئے کہ فرمان الٰہی یہ ہے ولا تزال تطلع علی خائنۃ منھم الا قلیلا منھم (۵. ۱۴) اے مخاطب تو ہمیشہ ہمیشہ ان کی خیانت (کتربیونت) کی خبر پاتا رہے گا" اناجیل میں کتربیونت کا سلسلہ قیامت تک بند نہ ہو گا۔ (تفصیل کے لئے دیکھو ہماری کتاب میثاق النبیین حصہ دوم میں عہدنامہ جدید پر بحث) (باقی دارد)

## جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کرکے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو بسہولت سے دے سکیں دے دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ راگست ۱۹۶۳ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ راگست ۱۹۶۳ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۸ راگست کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑیگا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔

آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔ (مینیجر)

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۲۰ | 6.00 | ۲۴۳ | 6.00 |
| ۲۷ | 6.00 | ۲۶۹ | 6.00 |
| ۳۰ | 6.00 | ۲۹۸ | 12.00 |
| ۳۴ | 6.00 | ۳۰۶ | 24.00 |
| ۴۱ | 6.00 | ۳۲۰ | 12.00 |
| ۴۷ | 24.00 | ۳۴۱ | 6.00 |
| ۵۱ | 12.00 | ۳۴۴ | 6.00 |
| ۵۶ | 6.00 | ۳۶۴ | 6.00 |
| ۸۲ | 18.00 | ۳۶۹ | 6.00 |
| ۸۹ | 6.00 | ۳۷۹ | 6.00 |
| ۹۶ | 6.00 | ۴۱۹ | 12.00 |
| ۱۱۳ | 6.00 | ۴۲۶ | 12.00 |
| ۱۲۸ | 6.00 | ۴۵۶ | 6.00 |
| ۱۵۰ | 6.00 | ۴۶۱ | 6.00 |
| ۱۷۱ | 12.00 | ۵۲۹ | 6.00 |
| ۱۷۲ | 6.00 | ۵۷۱ | 6.00 |
| ۲۰۱ | 6.00 | ۵۷۸ | 6.00 |
| ۲۲۰ | 6.00 | ۵۸۳ | 6.00 |
| ۲۴۲ | 6.00 | ۶۰۰ | 6.00 |

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۹۱۹ | 12.00 | ۲۱۵۹ | 6.00 |
| ۹۲۱ | 6.00 | ۲۱۲۸ | 6.00 |
| ۹۲۴ | 4.00 | ۲۱۶۳ | 6.00 |
| ۹۳۰ | 12.00 | | |
| ۹۳۳ | 12.00 | | |
| ۹۳۶ | 6.00 | | |
| ۹۴۵ | 6.00 | | |
| ۹۴۸ | 18.00 | | |
| ۷۱۰ | 12.00 | | |
| ۷۱۷ | 12.00 | | |
| ۷۲۶ | 12.00 | | |
| ۷۴۵ | 6.00 | | |
| ۷۵۱ | 6.00 | | |
| ۱۰۱۸ | 6.00 | | |
| ۲۰۵۳/۳۵۴ | 6.00 | | |
| ۱۰۸۱ | 6.00 | | |
| ۱۰۸۳ | 6.00 | | |
| ۱۰۹۴ | 6.00 | | |
| ۱۰۹۵ | 6.00 | | |
| ۲۰۲۸ | 6.00 | | |
| ۲۰۵۸ | 6.00 | | |

### رعایتی

| نمبر | رقم |
|---|---|
| ۱/R | 3.00 |
| ۲۴/R | 8.00 |
| ۳۶/R | 8.00 |
| ۳۹/R | 3.00 |
| ۲۶/R | 3.00 |
| ۱۶۸ | 6.00 |
| ۲۵۱ | 20.00 |
| ۳۴۵ | 8.00 |

## رفتار عالم

—— لندن - برطانوی اخبارات نے مغربی ممالک کو متنبہ کیا ہے کہ امریکی بلاک نے پاکستان سے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے اس کے نتائج خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ اگر پاکستان یہ محسوس کرتا رہا کہ اسے مسلسل نظر انداز اور فراموش کیا جا رہا ہے۔ تو اس سے ہمارے تعلقات اچھے نہیں رہیں گے۔

—— قاہرہ - اخبار الیوم نے بتایا ہے کہ مصر، شام اور عراق کا وفاق بنانے کا جو سمجھوتہ ہوا تھا اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

—— جکارتا، انڈونیشیا میں آئندہ بحر ہند کا نام بحیرہ انڈونیشیا لکھا اور پڑھا جائے گا۔

—— نئی دہلی - یہاں کے بیشتر مبصرین کا خیال ہے کہ ماسکو میں چین اور روس کی نظریاتی بات چیت ختم ہونے کے بعد بھارت کے خلاف چین کی کسی نئی فوجی کارروائی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

—— سفینہ حجاج مغربی پاکستان کے باقی ماندہ ۱۲۷۵ حاجیوں کو لے کر ۲۷ جولائی کو کراچی پہنچے گا۔

—— عمان ریڈیو نے بغداد ریڈیو کے حوالہ سے اطلاع دی ہے کہ کالعدم عراقی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے تین ارکان کو پھانسی دے دی گئی انہیں ایک فوجی عدالت نے سزائے موت کا حکم دیا تھا۔

—— چین اور روس کے وفود نے جو ماسکو میں نظریاتی امور پر بات چیت کر رہے ہیں موجودہ التوا کے بعد گفت و شنید جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— کراچی - مغربی پاکستان کے قومی جمہوری محاذ کے لیڈروں کے خلاف مقدمہ بغاوت کی سماعت ۲۶ جولائی کو شروع ہوگی۔

—— راولپنڈی - ممتاز کشمیری لیڈر چوہدری غلام عباس نے کہا ہے کہ "خود مختار کشمیر" کے نظریہ کی حمایت کرنے والے کشمیر اور پاکستان کے دوست نہیں۔ کشمیر کے باشندے پہلے پاکستانی اور پھر کشمیری ہیں۔

—— کراچی، امریکہ کے بین الاقوامی ترقیاتی ادارے نے مشرقی پاکستان کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے ضروری ساز و سامان کی فراہمی کے لئے پندرہ لاکھ ڈالر قرض دینے پر آمادگی کا اظہار کیا ہے

—— لاہور، مشرقی پنجاب اور کشمیر میں موسلا دھار بارش کی وجہ سے مغربی پنجاب کے دریاؤں میں طغیانی آگئی ہے۔

—— جکارتہ - انڈونیشیا کے صدر سوئیکارنو نے انتباہ کیا ہے کہ ملائیشیا کی مخالفت میں انڈونیشیا اکیلا نہیں۔ بلکہ کئی ملک انڈونیشیا کا ساتھ دیں گے۔

—— مال کی آمد و رفت کے لئے پاک افغانستان سرحد کھل گئی ہے۔

—— نئی دہلی - مغربی بنگال کی اسمبلی کے سپیکر نے

صوبائی حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تین تحریکیں بحث کے لئے منظور کر لی ہیں۔
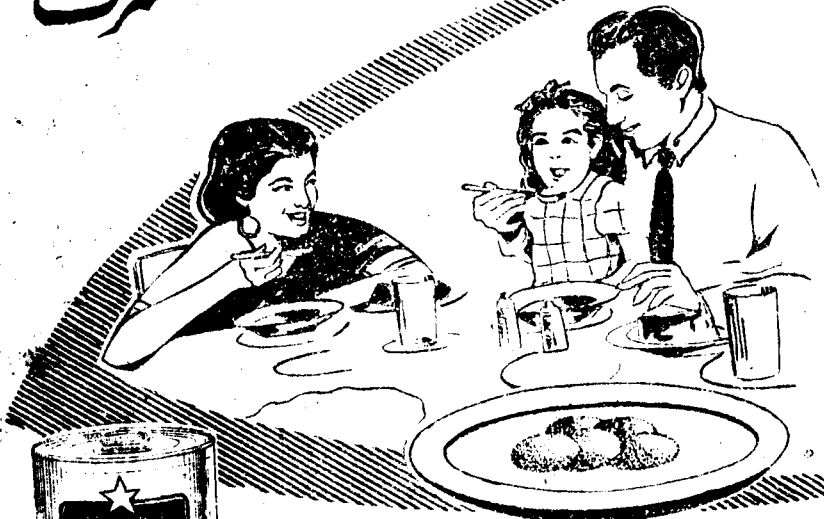
—— لندن - برطانوی پارلیمنٹ کے لبرل پارٹی کے ڈکن ہیری تھروپی نے کہا ہے کہ کرسٹین کیلر کے جھگڑے نے برطانیہ کو دنیا میں بدنام کر دیا ہے اور یہ معاملہ جان پروفومو کے استعفیٰ سے ختم نہیں ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ دو اور وزیروں کو بھی استعفیٰ دینا ہوگا اور سیاست کو خیرباد کہنا ہوگا۔

—— بیروت - شام کے ڈپٹی ملٹری گورنر میجر جنرل امین الحفیظ نے صدر ناصر کے ۵۰ رہنماؤں کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے ہیں۔ ان میں چار سابق وزیر بھی شامل ہیں جو شام کے انقلاب کے بعد وزیر مقرر ہوئے تھے اور

## بحر حکمت کے موتی از صفحہ اوّل

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے
مسیح موعودؑ

(غلام قادر عفی عنہ)

۴ وزیر اعظم صلاح الدین بیطار سے اختلافات کے باعث کابینہ سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ ان کے علاوہ کئی ممتاز سیاستدان، صحافی اور سابق فوجی افسر بھی ان میں شامل ہیں ◆

پیغام صلح ۲۴ جولائی ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸ شمارہ نمبر ۳۰

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیغامِ صلح لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان۔
ہفت روزہ

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہِ احمدِ مختار ہیں

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۷۳۷۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوند

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۹ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۶۳ء | نمبر ۳۱


## بحرِ حکمت کے موتی

تعدل اثنین صدقة وتعين الرجل في دابة فتحمله عليها او ترفع له عليها متاعه صدقة قال والكلمة الطيبة صدقة ولكل خطوة تمشيها الى الصلوٰة صدقة وتميط الاذى عن الطريق صدقة۔

(الشیخان بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخصوں کے درمیان صلح کرا دینا صدقہ ہے اور کسی کو سہارا دے کر اس کی سواری پر سوار کر دینا یا اس کا سامان لدوا دینا بھی صدقہ ہے۔ پاکیزہ بات بھی صدقہ ہے اور ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھایا جائے صدقہ ہے اور راستے سے اذیت دینے والی چیز کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔

نوٹ:۔ نماز میں اکثر اجتماعی دعائیں مانگی جاتی ہیں چنانچہ سورۃ فاتحہ پڑھنے والا تمحص دعاؤں میں دوسروں کو شامل رکھتا ہے۔ لہٰذا یہ بھی صدقہ ہے۔ اپنے اور تمام طاقتوں اور ذرائع کو دوسروں کے مفاد کے لئے خرچ کرنا بہترین صدقہ ہے۔ ومما رزقنٰهم ينفقون (۲ : ۳) مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون (۴۹ : ۱۰)

## ہماری جماعت کو کیسی خصوصیات اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں

### ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

**قانونِ قدرت** یہی ہے کہ خداتعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کزرع یعنی کھیتی کی طرح ہوگی۔ اور مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ لیکن وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو پہنچانا چاہتا ہے۔ ابھی بہت دور ہیں اور وہ حاصل نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ ہماری جماعت میں وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو سلسلہ کے قیام سے اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے۔ یعنے توحید کے اقرار میں خاص رنگ ہو تبتل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکر الٰہی میں خاص رنگ ہو اور حقوق اخوان بھی ایک خاص رنگ رکھتا ہو۔ تمام انبیاءؑ کی بعثت کی غرض مشترک یہی ہوتی ہے کہ خداتعالےٰ کی حقیقی اور سچی محبت لوگوں کے دلوں میں قائم کی جاتی ہے اور بنی نوع انسان اور اخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص امتیازی رنگ پیدا کیا جاتا ہے اور جب تک یہ امور کامل طور پر ایک انسان میں نہ ہوں وہ سب رسمی باتیں ہوں گی۔ اللہ تعالےٰ کی محبت کے بارے میں تو اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن بعض اشیاء کا علم ہمیں بعض دیگر اشیاء سے بھی حاصل ہوتا ہے ...... مثلاً ایک درخت کے نیچے اگر پھل گرے پڑے نظر آئیں تو کہہ سکتے ہیں کہ اس درخت پر بھی پھل لگے ہوئے ہوں گے لیکن اگر اس کے نیچے کوئی پھل نظر نہ آئے تو اوپر کے پھلوں کے بارے میں کوئی یقین نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پر بنی نوع انسان اور اپنے بھائیوں کے ساتھ جو یگانگت اور محبت کا رنگ ہو اور وہ اس اعتدال پر ہو جو خداتعالےٰ نے قائم کیا ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خداتعالےٰ کے ساتھ بھی ضرور محبت ہونی چاہیئے۔ پس بنی نوع انسان کے حقوق کی نگہداشت اور بھائیوں کے ساتھ اچھے تعلقات اس بات کی بشارت دیتے ہیں کہ خداتعالےٰ کی محبت کا رنگ بھی اس میں ضرور ہے۔

(۱۴ دسمبر ۱۹۰۱ء)

بہرحال اسلام ایثار اور قربانی پر زور دیتا ہے کیونکہ ایثار اور قربانی کا جذبہ امن عالم کا ضامن ہے سہ ایں آباد دست دل لے مرداں + حصن محکم موضع امن و اماں۔ (باقی صفحہ ۱۹)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ساری جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## مغربی پاکستان

ترجمہ خط بی ایم کھتابی - اے - سکھر - مغربی پاکستان -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی ارسال کردہ کتابیں موصول ہوئیں - ان میں سے ایک کتاب کے پڑھنے سے میرے شکوک متعلقہ احمدیت اور دیگر مسلمانوں کے رفع ہوگئے ہیں - اور یہ بھی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ جماعت اسلام کی خدمت کر رہی ہے اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ لوگ جو اپنے مذہب سے ناواقف ہیں ان کو اس طرف توجہ دلائی جائے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان کو زہد و تقویٰ اور قربانی بھی سکھائی جائے -

چند مسلمان جب مسلمانوں اور عیسائیت کی خدمت کا مقابلہ کرتے ہیں تو وہ مسلمانوں کو کمزور سمجھتے ہیں کہ ان میں جذبہ قربانی بالکل نہیں ہے - یہ غلطی پر ہیں یہ ایمان کی کمزوری نہیں - یہ مالی حالت کی وجہ ہے، وہ لوگ جو امیر طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں ان میں قربانی ہرگز نہیں بلکہ وہ روپیہ کو جمع کرنا جانتے ہیں اور غریب کی یہ حالت ہے کہ وہ اس قابل نہیں کہ مدد کر سکے -

مجھے امید ہے کہ صرف احمدی جماعت ہی اسلام کی خالص خدمت کرتی ہے - اور اشاعت کرتی ہے اور کتابیں بھیجتی ہے -

میں نے اپنے سابقہ خط میں چند کتابیں ارسال کرنے کے لئے لکھا تھا - جن کا مجھے ابھی تک انتظار ہے - جواب کا منتظر

والسلام

(جواب لکھا گیا اور کتابیں بھیجی گئیں)

---

## مشرقی پاکستان

ترجمہ خط کیپٹن سلام خاں صاحب - کھلنا مشرقی پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے پارسل بھیجنے کا شکریہ - ان کتابوں سے مجھے بہت فائدہ پہنچا ہے -

غیر احمدی احباب بھی ان کا مطالعہ کر رہے ہیں - بعدہٗ ان کو جہاز کی لائبریری میں تحفہ کے طور پر رکھ دوں گا -

مہربانی کر کے مجھے مندرجہ ذیل کتابیں ارسال کریں انگریزی ترجمۃ القرآن - ٹیچنگز آف اسلام - محمد و اعظم - انوار القرآن -

امید ہے یہ کتابیں بہت جلد ارسال کریں گے -

والسلام

(انکو کتابیں بھیجی گئیں)

---

## بھارت

ترجمہ خط محمد جنید سیکنڈ ماسٹر اردو ہائی سکول اکوٹ (بھارت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج گرامی بخیر!

آپ کا لٹریچر مطالعہ کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی فی الحقیقت آپ لوگ اسلام کی اصل تصویر لوگوں میں پیش کرتے ہیں - میں نے تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمدؐ کا دعوے المسیح موعود بالکل درست ہے بلکہ انہوں نے جو بھی دعوے کئے ہیں وہ بالکل درست ہیں اور اسلام کی اصل تصویر انہوں نے پیش کی ہے میرا بڑا بھائی عیسائی ہونے کو تیار تھا - اور وہ کوڑھ کی مرض کی وجہ سے عیسائی ہسپتال میں داخل تھا - اب خدا کے فضل سے اس کے خیالات کافی حد تک بدل گئے ہیں وہ ہفتہ وار پیغام صلح کا مطالعہ کرتا ہے اب وہ متاثر ہو گیا ہے -

اس کو وہ لٹریچر بھیجا جائے جس میں حضرت عیسٰیؑ کی وفات کا ذکر ہو تاکہ اس کے پڑھنے سے اس کے خیالات میں حقیقت پیدا ہو جائے

گذشتہ روز مجھے حیدرآباد سے ایک خط آیا ہے جس میں چند احباب کے نام درج ہیں جو اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں -

مجھے بیعت فارم ارسال کریں تاکہ میں جماعت کا ممبر بن جاؤں - قرآن شریف مجھے ارسال کریں - تاکہ اس کو پڑھ کر لوگوں میں اسلام کی تعلیم پیش کر سکوں -

ایڈریس - محمد عارف

معرفت A عارف نواب پورہ - اکولا

مہاراشٹر انڈیا

(خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا - ٹیچنگز آف اسلام بھی بھیجا گیا)

—— (۲) ——

ترجمہ خط حالی - پی کے پارید مولوی کبرالامیںٹ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - آپ کا ارسال کردہ کتب پارسل مل گیا ہے - شکریہ میں سے فی الحال انہیں سرسری طور پر دیکھا ہے - پرافٹ آف محمدؐ - ٹیچنگز آف اسلام - ریلیجن آف اسلام ہیومینیٹی - ترجمہ القرآن کو پڑھ کر بہت اثر ہوا اور میرے دوستوں کی بھی یہی رائے ہے -

میں اس مسجد کا مذہبی ہیڈ مولوی ہوں اور بہت سے دوستوں نے مجھ سے استفسار کیا ہے کہ مولانا محمد علی کا قرآن درست ہے یا غلط - میں نے اور انہوں نے اس قرآن کو نہیں دیکھا - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس قرآن شریف کا مطالعہ کروں تاکہ میرا اور میرے دوستوں کا شک رفع ہو جائے -

پہلا سوال - اگر آپ کا حدیث پر ایمان ہے تو وہ کونسی حدیث ہے اور اس کا ترجمہ مجھے ارسال کریں -

دوسرا - قرآن میں مرقوم ہے کہ آپ روزہ صبح کو رکھتے ہیں اور شام کو افطار کرتے ہیں - تو واضح کریں کہ جنوبی پول اور شمالی پول جہاں سورج چھ ماہ چڑھتا ہے اور ڈوبتا ہے کیسے روزہ رکھتے ہیں - اس کا جواب ارسال کریں -

التماس ہے کہ انگریزی ترجمہ القرآن ارسال کریں - مشکور ہوگا -

(انہیں خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

---

## نائجیریا

ترجمہ خط از عبدالرحمان بی رصادق نائجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے افسوس ہے کہ میں آپ ... کے تحریر کردہ خط کا جواب نہیں دے سکا - وجہ یہ ہوئی کہ میں اپنے ملک سے کہیں باہر چلا گیا تھا اور ابھی ابھی واپس آیا ہوں گذشتہ سال سے بھیجی ہوئی آپ کی کتابیں ملیں، شکریہ آپ جانتے ہیں کہ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے ہمارا ملک بہت پیچھے ہے یہاں لوگ بنائی گئی باتوں پر اعتماد نہیں کرتے - اس لئے میں آپ کا مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے قرآن مقدس کا ایک نسخہ عنایت فرمائیں خواہ وہ متن کے بغیر ہو یا با متن ہو - نائجیریا کے حالات کے مطابق دونوں قسم کا قرآن حکیم مفید ہے -

میری ایک عیسائی لڑکی سے شادی کرنی چاہتا ہوں لیکن اس کے کہنے کے مطابق مذہبی اختلافات کی بنا پر ہماری شادی ناممکن ہے ............ ہمارے علاقے میں مولوی صاحبان کے پگڑی بدلنے کی رسم بہت ضروری خیال کی جاتی ہے - کیا یہ امر ضروری ہے؟ کیا کسی عیسائی کے ہاتھوں کا ذبح کیا ہوا جانور کھا لینا جائز ہے؟

جواب سے جلد نواز دیجئے - خدا آپ کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے -

والسلام

(ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۶۳ء

# یہ جمہوریت!

پاکستان کی صوبائی اور قومی اسمبلیوں میں جمہوریت کا جو نقشہ پیش کیا جا رہا ہے اور جس طریق سے حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے مابین نوک جھونک، اور بات بات پر ایک دوسرے پر لعنت پھٹکار ہوتی ہے اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیا ان پڑھے لکھے لوگوں کے نزدیک جمہوریت اسی بات کا نام ہے کہ اسمبلیوں کے اندر اخلاق کو بالائے طاق رکھ دینا چاہیئے اور اختلافی امور میں سنجیدگی کے ساتھ بحث کرنے کے بجائے مخالفت برائے مخالفت کے اصول پر عمل پیرا ہو کر ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالنا اور ناشائستہ الفاظ سے [illegible] کرنا چاہیئے۔ اگر جمہوریت اسی بات کا نام ہے تو اس کو دور ہی سے سلام کہ ایسی جمہوریت کی اسلام اجازت نہیں دیتا، بلکہ اسلام میں جمہوریت کی وہ شکل ہی موجود نہیں جو آجکل کے جمہوری اداروں میں پائی جاتی ہے، امور سلطنت میں مشورہ کا حکم بے شک اسلام نے دیا ہے اور وامرھم شوریٰ بینھم مسلمانوں کا طغرائے امتیاز قرار دیا گیا ہے لیکن ارکان شوریٰ کا انتخاب بالغ رائے دہی کے ذریعہ سے کرنا اور اسمبلیوں میں دو گروہوں کو باہم لڑانا اس کی اسلام نے نہ اجازت دی ہے اور نہ اس کی کوئی مثال قرون اولیٰ میں پائی جاتی ہے کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں کسی حدیث میں ارکان شوریٰ کے انتخاب کا کوئی حکم دیا ہے؟ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں کوئی ایسی مثال نظر آتی ہے کہ بالغ حق رائے دہی کے ذریعہ ارکان شوریٰ کا انتخاب عمل میں آیا ہو، اور حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے دو گروہ بنا کر امور سلطنت میں بحث بمنافرہ کی شکل اختیار کی گئی ہو، کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جبکہ اسلامی مملکت کی حدود عراق، ایران اور مغرب بعید تک پہنچ گئی تھیں، اس قسم کی اسمبلیوں کا کوئی وجود نظر آتا ہے جیسی آجکل پائی جاتی ہیں؟ امرھم شوریٰ بینھم پر وہ بھی عمل پیرا ہوتے تھے لیکن اس قسم کے انتخاب کا کوئی طریق رائج نہ تھا جیسے آجکل پایا جاتا ہے۔ اور نہ کبھی کسی نے ارکان شوریٰ کے انتخاب کا کوئی مطالبہ کیا۔ خلیفہ یا امیر المومنین جن کو اہل الرائے سمجھتے تھے بوقت ضرورت مشورہ کے لئے طلب کر لیتے تھے۔ اور وہ حزب اختلاف بن کر نہیں بلکہ خلوص دل کے ساتھ سلطنت کے بازو بن کر مشورہ دیتے۔ اور اگر خلیفہ کی رائے کو صائب پاتے تو اسی کی تائید کرتے تھے ورنہ خلیفہ ان کی کثرت رائے کو عمل میں لانے ....... پر مجبور ہوتا تھا۔ بعض وقت عام لوگوں کو بھی خاص خاص پیش آمدہ امور میں مشورہ کے لئے طلب کیا جاتا تھا اور بعض وقت دوسرے ممالک عراق اور مصر وغیرہ سے بھی وہاں کے رؤسا کو اپنے اپنے ملک کے انتظامی امور میں مشورہ دینے کے لئے بلایا جاتا تھا۔ لیکن یہ سب کچھ خلیفہ کی صوابدید پر منحصر تھا اور ایسے مشورہ [illegible] خلیفہ کثرت رائے پر ہی عمل ہوتا تھا۔ [illegible] نمائندے بھیجنا اور حزب اختلاف بن کر مجالس میں بیٹھنا تاریخ اسلام میں پایا نہیں جاتا، اسلام جمہوریت کو اس حد تک نہیں لے جاتا کہ پہلے عوام اپنے نمائندے منتخب کریں جن میں پہلے ہی مخالفانہ جذبات پیدا ہو کر بغض و عناد کے بیج بو دیئے جاتے ہیں اور پھر حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی صورت اختیار کر کے ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالی جائیں اور اخلاقی باختگی کے وہ مناظر پیش کئے جائیں..... جن میں بازاری غنڈوں کا ایک تربیت یافتہ رنگ نظر آتا ہے۔ یہ وہ مغربی جمہوریت ہے جس کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ عام اخلاق دن بدن بگڑتے جا رہے ہیں اور پاکستان میں پاکیزگی اور حسن اخلاق کے بجائے ناپاکی اور بد اخلاقی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ مسلمان کو حکم تھا قولوا للناس حسناً لوگوں سے نہایت خوبی اور حسن اخلاق سے بات کرو، لیکن ہماری اسمبلیوں میں جو جمہوریت رائج ہے اس میں اس قرآنی حکم کا کوئی اثر پایا نہیں جاتا اور جن اخلاق کا وہاں اظہار ہوتا ہے عوام بھی بمقول الناس علیٰ دین ملوکھم ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے، کاش اس صورت حال پر سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے اور ہمارے واجب الاحترام صدر مغربی جمہوریت کی لعنت کو پاکستان سے اٹھا کر اس سچی اور حقیقی اسلامی جمہوریت کو رائج کرنے کا بندوبست کریں جو قرون اولیٰ میں قرآن کریم کے حکم کے مطابق قائم کی گئی تھی اور جس سے متاثر ہو کر غیر اقوام بھی اسلامی مملکت کی رعایا بننا اپنے لئے موجب فخر سمجھتی تھیں۔

# متفرقات

## کرنل سعید احمد صاحب کے اعزاز میں جماعت ملتان کی طرف سے عصرانہ

کرنل سعید احمد خلف الرشید ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم کے کھاد فیکٹری ملتان سے سبکدوش ........ ہونے پر جماعت ملتان کی طرف سے ۲۱ جولائی کو بروز اتوار بوقت پانچ بجے شام ان کے اعزاز میں عزیز ہوٹل میں عصرانہ دیا گیا جس میں بعد تلاوت قرآن کریم خاکسار عبدالعزیز خاں نے کرنل صاحب موصوف کی دینی خدمات پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ ملتان میں ایک سال کے دوران میں ان کی وجہ سے جماعت میں بڑی تقویت پیدا ہو گئی ان کے خطبات جمعہ سے جملہ احباب مستفیض ہوتے رہے اور کچھ عرصہ درس قرآن کا سلسلہ بھی عزیز ہوٹل میں جاری رہا - وہ اپنی ملازمت کی مصروفیتوں کے باوجود ہر جمعہ تقریباً سات میل کا سفر طے کر کے باقاعدہ جمعہ پر آتے رہے اور اعلیٰ عہدہ پر تعینات ہوتے ہوئے دینی کاموں میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیتے رہے اور اپنے والد صاحب مرحوم کے نقش قدم پر برابر چلتے رہے -

بعد ازاں حاجی عبدالرشید صاحب و مولانا محمد علی صاحب مبلغ جماعت ملتان نے باری باری ان کی خدمات پر روشنی ڈالی جس کے بعد ان کی ترقی درجات کے لئے احباب نے مل کر دعا کی -

کرنل صاحب موصوف نے اپنی جوابی تقریر میں فرمایا کہ مجھے جماعت ملتان کے احباب سے جدائی کا سخت افسوس ہے اُن کی یاد میرے دل میں ہمیشہ رہے گی -

آخر میں چائے و مشروبات کے بعد یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا -

خاکسار
عبدالعزیز خاں مالک عزیز ہوٹل
صدر جماعت احمدیہ ملتان

---

## احمدیہ فارم اور اس کا استحکام

احمدیہ فارم چک $\frac{6}{4L}$ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ملکیت ہے - اور یہ فارم ۶۰ مربع اراضی پر مشتمل ہے - ماہ مئی میں انجمن نے فارم کی ترقی اور استحکام کے لئے جناب چودھری فضل داد صاحب کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کر کے فارم میں تعینات کیا - جنہوں نے آتے ہی بڑی ہمت و محنت سے اپنا کام شروع کیا، چودھری صاحب نے فارم میں فی الحال حسب ذیل ترقیاتی کام شروع کر رکھے ہیں -

### سٹور

احمدیہ فارم کے اجناس کے اسٹور کا گیٹ لگوایا گیا - اور ہر گودام پر نمبر اور اس کی لمبائی اور چوڑائی گوداموں کے دروازوں پر لکھی گئی - ہر جنس کو علیحدہ علیحدہ رکھا گیا - اور ان پر چٹیں لگوائی گئیں تاکہ کسی سے پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہو -

### ۲- مسجد

احمدیہ فارم میں انجمن کی مسجد ہے - جس کے دو حصے ہیں ایک زنانہ دوسرا مردانہ - زنانہ حصہ کی حالت نہایت ہی خستہ تھی اس کو از سر نو تعمیر کیا گیا -

مسجد کی تعمیر کا کام ۲۳ جون ۱۹۶۳ء کو شروع اور ۶ جولائی کو ختم ہوا - اس سلسلہ میں اہل دیہہ نے بڑی مدد دی - بیگار دینے کے علاوہ 275/- روپے مسجد کو عطیہ بھی دیا - اور مسجد کا زنانہ حصہ خدا کے فضل و کرم سے ۲۲×۱۴×۱۲ فٹ کے رقبہ میں تیار ہوا - جس میں ۷ فٹ کا ایک دروازہ اور دو کھڑکیاں لگوائی گئیں اس کے علاوہ چھت کو خوبصورت رنگ کروا دیا گیا - اور اس کے بیرون و اندرون معہ فرش لیپ کرائی گئی - غرضیکہ یہ خانہ خدا ہر لحاظ سے عمدہ اور خوبصورت بن گیا -

اس تمام کام کی سرانجام دہی میں مکرم جناب چودھری فضل داد صاحب نے باوجود پیرانہ سالی کے نہایت مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض کو احسن طریق سے ادا کیا - اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے - آمین -

اب مستورات کو مسجد میں للہ قرآن کی تحریک شروع کر دی گئی ہے -

### عطیہ جات برائے مسجد

اس ضمن میں جناب حضرت شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر لائلپور نے مبلغ -/1400 روپے کی رقم بطور عطیہ عنایت فرمائی - ہم میاں صاحب ممدوح کے نہایت ہی ممنون ہیں - اللہ تعالیٰ ان کو لمبی زندگی عطا فرمائے -

اہالیانِ فارم نے بھی مبلغ -/275 روپے مسجد کو عطیہ دیا -

### لاگت

مسجد کی تعمیر پر مبلغ -/800 سے زائد لاگت آئی ہے - اور بقایا رقم بھی عطیہ جات سے ہی پوری ہوئی - اس ضمن میں آفیسر اراضیات کی طرف سے جو ہدایات موصول ہوتی رہیں ان کو ہر لحاظ سے پورا کیا گیا - امید ہے کہ آئندہ بھی وہ ہماری راہنمائی کرتے رہیں گے -

مسجد کا مردانہ حصہ بھی قابل مرمت ہے جس کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے - نمازوں کے اوقات کی پابندی ہر لحاظ سے کی جاتی ہے ہر نماز میں نمازیوں کی خاصی تعداد ہوتی ہے - مسجد کے آگے ایک بہت بڑا گڑھا تھا اسے بھی بھروایا جا رہا ہے -

### ۳- اسکول

احمدیہ فارم میں انجمن کا ایک پرائمری سکول ہے - جس کی حالت نہایت ہی خراب تھی - سکول میں صرف ایک ہی استاد تھا - اور طالب علموں کی تعداد ۲۰-۲۵ کے لگ بھگ تھی - اس کے بالمقابل اومن کیتھولک عیسائیوں کا بھی ایک سکول ہے جس میں قریباً ۲۰۰ طالب علم تھے - اور ان کا سکول ہر لحاظ سے بہتر تھا - اور ہے - خاکسار نے آتے ہی اپنے سکول کی طرف توجہ کی - ا- ڈپٹی کمشنر صاحب منٹگمری اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز کی خدمت میں لکھا گیا - جس کا نتیجہ بہت اچھا نکلا - اور ایک ماہ کے اندر ہی ہمارے سکول میں طلباء کی تعداد ۹۰ تک پہنچ گئی - تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے خاکسار کو بھی اسکول میں لگا دیا گیا - کیونکہ ایک استاد بھی اتنے لڑکوں کو نہیں سنبھال سکتے ایک اور استاد کی اشد ضرورت ہے جسے عنقریب پورا کر دیا جائے گا -

اس کے ساتھ ہی جگہ کی تنگی کی وجہ سے خطرہ ہے کہ طلباء کی تعداد پھر کم نہ ہو جائے - امید ہے کہ اس ضمن میں انجمن پوری توجہ دے گی -

### ۴- ڈاک خانہ

احمدیہ فارم میں ڈاکخانہ کھلوانے کی طرف محترم چوہدری فضل داد صاحب خاص توجہ دے رہے ہیں - اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں یقینی کامیابی عطا فرمائے گا -

### ۵- ڈسپنسری اور لائبریری

احمدیہ فارم میں ڈسپنسری اور لائبریری کے قیام کی طرف بھی انہماک سے توجہ دی جا رہی ہے امید ہے کہ اللہ کریم اس کام کو بھی پایہ تکمیل کو پہنچا دیگا -

احباب جماعت سے التجا ہے - کہ وہ فارم کی ترقی اور استحکام کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں -

مخلص - قاضی طارق محمود
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ - چک $\frac{6}{4L}$
اسلام آباد اوکاڑہ

---

**درخواست دعا** حبیب الرحمٰن صادق صاحب لکھتے ہیں کہ ان کا فرزند محمد ارشد صادق ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہو کر ڈاڈر سینی ٹوریم میں خانہ بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے زیر علاج ہے احباب کرام سے استدعا ہے کہ عزیز موصوف کی صحت یابی کے لئے دردِ دل سے دعا کریں -

# عیسائیت اور فتنہ دجّال کا علاج سورۃ کہف کی پہلی اور آخری آیات میں

## مغربی اقوام کی صنعتیں اور دنیوی انہماک دجّالیت کا خصوصی نشان ہے

## حضرت مسیح موعودؑ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد میں دجّالیت کا تریاق تجویز کیا

### اس عہد پر عمل پیرا ہونے میں جماعت احمدیہ کی خصوصیات

خطبہ جمعہ - مؤرخہ ۲۶ جولائی ۱۹۶۳ء - فرمودہ مکرّم جناب مرزا مسعود بیگ صاحب - بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء - انا اعتدنا جھنم للکٰفرین نزلا

فمن کان یرجوا لقاء ربہٖ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہٖ احدا

(الکھف)

### سورۃ کہف میں عیسائی قوم کی تاریخ

یہ آیات کریمہ جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں سورۃ کہف کے آخری رکوع کی دس آیات ہیں اس سورت میں دو تین باتوں کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اوّل تو یہ سورۃ ایک قوم کی تاریخ بیان کرتی ہے - ایسی قوم جس کی ابتدائی زندگی غاروں میں گذری - وہ غاروں میں چھپ چھپ کر خدا کا نام لیتی تھی اور عبادت و ریاضت کرتی تھی۔ کہف کے معنی غار کے ہیں اس سورۃ میں ایک تو اس قوم کا ذکر ہے اور مفسرین کی رائے اور تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذکر عیسائی قوم کا ہے۔ جس کی ابتداء غاروں میں چھپ چھپ گذری - ان کو دشمنوں سے خوف طاری رہتا تھا - حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ صلیب کے بعد عیسائی قوم کی حالت اور بھی مخدوش ہو گئی - کوئی شخص اپنے آپ کو علی الاعلان عیسائی نہیں کہہ سکتا تھا تین سو سال تک اس قوم نے دکھ درد کی زندگی غاروں میں بسر کی - پھر قسطنطین بادشاہ عیسائی ہوا جس کے نام پر قسطنطنیہ کا شہر آباد ہوا - اس بادشاہ کے عیسائی مذہب اختیار کرنے کے بعد عیسائی مذہب کو بہت فروغ حاصل ہوا - اس بادشاہ نے تبلیغ عیسائیت میں بڑے جوش و خروش سے کام لیا اور ان میں اتنی ہمت و طاقت پیدا ہو گئی کہ وہ غاروں سے نکل کر علی الاعلان اپنے مذہب کا پرچار کرنے لگے - اسلئے یہ صحیح تفسیر ہے کہ اس سورۃ میں عیسائی قوم کا ذکر ہے -

### حضرت موسےٰؑ خضرؑ اور ذوالقرنین کا ذکر

دوسرا بڑا ذکر حضرت موسیٰ اور حضرت خضرؑ کی ملاقات کا ہے۔ تیسرا ذکر ذوالقرنین کا ہے یہ تین اذکار ہمیں سورۃ الکہف میں یکے بعد دیگرے نظر آتے ہیں - ذوالقرنین کے متعلق مفسرین نے کہا ہے کہ یہ سکندر اعظم ہے - حضرت امیر مرحوم و مغفور کی تحقیق یہ تھی کہ ذوالقرنین سے مراد ایران کا بادشاہ دارائے اوّل ہے - ایک تو دارا وہ ہے جس نے سکندر اعظم سے لڑائی لڑی - دوسرا وہ جس نے ایک عظیم دیوار بنائی تاکہ اپنے ملک کی حفاظت کر سکے - بظاہر یہ تین باتیں غیر متعلق نظر آتی ہیں لیکن اگر غور و فکر کیا جائے تو ان میں ایک گہرا ربط اور تعلق ہے -

### آخری دس آیات میں فتنہ دجّال کا علاج

اس وقت جو آیات میں نے پڑھی ہیں، ان میں بھی ایک قوم کا ذکر ہے جس کے بارہ میں میں کچھ عرض کرتا ہوں - میرا مقصد یہ ..... ہے کہ کچھ امور اس کے متعلق آپ کی خدمت میں واضح کئے جائیں - ایک حدیث شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ الکہف کی آخری دس آیات میں فتنہ دجّال کا علاج ہے - ہمارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ عیسائی اقوام ہی دجّال ہیں -

### مولویوں کی لفظ پرستی

عام مسلمانوں کو یہ تاویل ماننے میں دشواری لاحق ہوتی ہے - وہ الفاظ پرست ہیں - وہ ایک ایسی شکل کے منتظر ہیں جس کی ایک آنکھ کانی ہوگی، اور ماتھے پر "ک ف ر" یعنے کفر کے الفاظ لکھے ہوں گے - حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ دجّال سے مراد عیسائی اقوام ہیں جن کا اس زمانہ میں چاروں طرف غلبہ اور تسلّط ہے - چنانچہ اوّل آیات میں اس قوم کا مفصّل ذکر ہے اور آخری رکوع میں ان کے فتنے کا علاج ہے یا اس زہر کا تریاق تجویز کیا گیا ہے - اس حدیث شریف کو تمام مسلمان مانتے ہیں کہ یہ آیات دجّال کے حملہ سے بچانے کے لئے بہترین علاج ہیں -

### ایک لطیفہ

مجھے ایک لطیفہ یاد آ گیا - حضرت مسیح موعودؑ سفر فرما رہے تھے - امرتسر کے اسٹیشن پر گاڑی کی انتظار تھی - وہاں ایک غزنوی مولوی صاحب بھی موجود تھے - وہ حضرت صاحب کو گالیاں دیا کرتے تھے - کسی نے حضور کی توجہ ان مولوی صاحب کی طرف مبذول کرائی - آپ نے اس خیال سے کہ یہ مسلمان عالم ہیں طریق مسلمانی کے مطابق انہیں السلام علیکم کہا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا - لیکن مولوی صاحب نے جواب میں کچھ نہیں کہا - خاموش کھڑے رہے - البتہ ان کے لب ہل رہے تھے - گویا کچھ پڑھ رہے ہیں - حضرت صاحب نے خیر و عافیت پوچھی مگر مولوی صاحب بولے نہیں، اور لب پر لب ہلاتے رہے - حضرت صاحب سلام و عافیت کے فرض سے فارغ ہو کر رخصت ہوئے تو کسی نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ مرزا صاحب نے آپ سے السلام علیکم کہا مگر آپ بولے نہیں اور خاموش کھڑے رہے البتہ آپ کے لب ہل رہے تھے - کہا کہ میں سورۃ الکہف کی آخری دس آیات تلاوت کر رہا تھا تاکہ دجّال کے اثر سے محفوظ رہوں - اس کی نگاہ میں حضرت مسیح موعود نعوذ باللہ

دجال تھے۔ اس لئے اس حدیث کے مطابق مولوی صاحبان کا خیال تھا کہ یہ آیات دجال سے بچنے کے لئے موثر علاج ہیں۔ گویا یہ آیات منتر جنتر تھیں۔ جیسے طلسم سے منتر پڑھکر پھونک مارتے ہیں اسی طرح ان آیات کو سمجھا گیا ہے۔ یہ اس زمانہ کے علماء کی ذہنی کیفیت تھی

## ہم رُوح اور مغز کے قائل ہیں لفظ پرست نہیں

حضرت مسیح موعود اور ان کی جماعت بھی اس حدیث کے قائل ہیں۔ لیکن حضرت صاحب کی جماعت اور دوسری جماعتوں میں صرف یہی فرق ہے کہ دوسری جماعتیں تو محض لفظ پرست ہیں اور جماعت احمدیہ ہر چیز کی رُوح یا مغز کو اخذ کرکے اسکو اپناتی ہے اور اس پر عمل کرتی ہے۔

## دجّال کی صنعتیں اور دنیوی انہماک

اب ہم ان آیات کے مطالب پر غور کرتے ہیں۔ یہاں پر ایک فتنہ گر قوم کا ذکر ہے۔ پھر اس قوم کے فتنہ کا علاج تجویز کیا گیا ہے۔ اس قوم کی کچھ علامتیں یہاں پر مذکور ہیں۔ لکھا ہے قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً کہو کیا ہم تم کو وہ لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ گھاٹے میں ہیں۔ الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا۔ جن کی تمام بھاگ دوڑ اور تمام ترجدوجہد اور کوششیں صرف اور صرف دنیا کے لئے ہیں۔ جن کا مالہٗ وما علیہ دنیا ہی دنیا ہے جو دین سے بے بہرہ اور بے پرواہ ہیں۔ وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا۔ کمال یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام بنا رہے ہیں۔ ہم بڑے لائق فائق ہیں۔ ان کو اپنی کاریگری پر ناز ہے۔ خدا تعالےٰ ان کے بارے میں فرماتا ہے کہ ہماری نگاہ میں یہ لوگ گھاٹے میں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجّال کی بائیں آنکھ روشن ہوگی۔ اور دائیں آنکھ اندھی ہوگی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی دنیوی آنکھ خوب روشن ہوگی اور وہ دنیوی ترقیات میں بہت بڑھ جائیں گے اور دین اور روحانیت کی آنکھ اندھی ہوگی۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ ان آیات میں اصل فتنہ دجّال کا ذکر ہے اس زمانہ کا سب سے بڑا دجّال کی لائی ہوئی تہذیب ہے۔ دجّال کی تمام تر مساعی کا منتہا یہ ہے کہ حصول دنیا میں یہ قوم دن رات کوشاں و غلطاں ہے۔ اس زمانہ میں اس قوم نے بڑی ترقی کی ہے۔ بلکہ مختلف اقوام میں مسابقت کا زبردست مقابلہ جاری ہے۔ یہ اقوام طلب زر میں، ممالک کی فتوحات میں اور فروغ تجارت میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھکر قدم اٹھا رہی ہیں۔

## فتنہ دجال کا قلع قمع حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ سے

بقول حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دجالی فتنہ کا قلع قمع کرنے والا مسیح موعودؑ ہوگا۔ [illegible] حضرت مسیح موعودؑ کے کلام پر غور فرمایئے۔ سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے بیعت کے جو الفاظ آپ نے تجویز فرمائے ہیں ان کو شروع سے آخر تک پڑھ جائیں، وہ تمام کے تمام اسلامی تعلیمات کا جوہر اور اسلام کا نچوڑ ہیں۔ ان میں ایک جملہ اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔ اگرچہ وہ بھی اسی تعلیم کے باہر نہیں، وہ جملہ ہے "میں دین کو دنیا پر مقدّم کروں گا"۔ یہ علاج ہے دجّال کے فتنہ کا۔ دجّال نے دنیا کو دین پر مقدم کر رکھا ہے۔

## فتنہ دجال کا علاج ــــ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے

حضرت مسیح موعودؑ نے اعلان فرمایا کہ دجالیت کا علاج اور تریاق یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے باقی کوئی نئی بات حضور نے نہیں فرمائی۔ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔ آپ کوئی پیغمبر اور نبی نہیں ہیں۔ آپ اسلام کے مجدد تھے خادم دین اسلام تھے۔ اور اس دجالی فتنہ کے معالج اور مسیح موعود تھے۔ آپ نے وقت کی رفتار کو پہچانا اور زمانہ کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ اس وقت کے روگ کو ختم کرنے کے لئے اپنی جماعت کو جو تلقین فرمائی وہ یہ تھی کہ:-

## "دین کو دنیا پر مقدّم کرو"

## حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کا عملی نمونہ

اس پر خود آپ نے عمل فرمایا۔ اور آپ کے متبعین نے اس پر عمل کیا اور ایسی ایسی قربانیاں کیں کہ اُن کی نظیر نہیں ملتی۔ جو سعادت اور نعمت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملی وہ کسی اور کو نہیں مل سکتی۔ لیکن اُن کی منزلوں کے نشان اور نقش قدم موجود تھے ان پر لوگوں نے قدم مارا اور ان کا راستہ ڈھونڈ لیا ہماری جماعت کے احباب کے بے شمار نام لئے جا سکتے ہیں جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمتہ ہزاروں روپیہ ماہوار کی آمدنی پر لات مار کر اور سب کچھ تیاگ کر ایک درویش اور فقیر کی طرح دیار مسیح میں آ بیٹھے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے سامنے بہترین دنیاوی مستقبل تھا۔ عزت، دولت اور دنیاوی ترقی کے دروازے کھلے تھے مگر وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر حضرت صاحب کا معمولی سا اشارہ پا کر ان کے قدموں میں جا بیٹھے۔ حضرت خواجہ کمال الدین علیہ الرحمتہ بڑے کامیاب وکیل تھے، جن کی اعلےٰ درجہ کی پریکٹس تھی، وہ بھی سب کچھ چھوڑ کر دین کے لئے وقف ہو گئے۔ اور بھی بہت لوگ ہیں جن کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا۔ ان کی قربانیاں بھی بے نظیر ہیں، حضرت مرزا صاحب اپنی جماعت کے سب لوگوں کو درویش بنانے نہیں آئے تھے بلکہ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ سب کچھ کریں۔ دنیا کے کاروبار میں بیشک بڑھ چڑھکر حصہ لیں مگر انجام کار دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔

## جماعت احمدیہ کے وکلاء

ہماری جماعت کے وکیلوں اور دوسرے وکیلوں میں بڑا فرق ہے، ایک عام وکیل کا مطمح نظر یہی ہوتا ہے کہ اپنے موکل سے کتنے پیسے وصول کئے جا سکتے ہیں اور بس۔ خواہ مقدمہ موکل کی حمایت میں ہو یا نہ ہو، اگر موکل کوئی پھنس جائے تو اس کی جیب خالی کرا لی جاتی ہے۔ مگر ہمارے وکیل یہ سوچتے ہیں کہ مقدمہ کس نوعیت کا ہے۔ موکل کے حق میں فیصلہ ممکن ہے یا نہیں اگر حق میں ہو تو اس کو مناسب مشورہ دیتے ہیں، بصورت دیگر اسکو کہہ دیتے ہیں کہ مقدمہ تمہارا کمزور ہے تم جیت نہیں سکتے لہذا تم اپنا وقت اور روپیہ اس پر خرچ نہ کرو۔ اور فریق ثانی سے مصالحت کر لو۔

## جماعت احمدیہ کے ڈاکٹر

اسی طرح ہمارے ڈاکٹروں اور دوسرے ڈاکٹروں میں ایک امتیازی فرق ہے۔ عام ڈاکٹر یہی سوچتا ہے کہ مریض سے کتنے پیسے لوں اور کتنے عرصہ تک اس سے علاج کے بہانے روپیہ وصول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ہمارے ڈاکٹر یہ سوچتے ہیں کہ وہ کس طرح مریض کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اکثر بیمار ہمارے ڈاکٹروں کی طبی لیاقت کے علاوہ ان کی دعاؤں کے بھی قائل تھے۔ ان سے کہا کرتے تھے کہ آپ ہمارے لئے دوا بھی تجویز کریں اور دعا بھی فرما دیں۔ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم ۱۹۱۴ء میں انجمن کے سب سے پہلے آنریری جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔ وہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں پروفیسر بھی تھے۔ ۱۹۱۷ء میں بطور سول سرجن ان کا تبادلہ لاہور سے جہلم ہو گیا۔ آپ نے اس خیال سے کہ ان کے تبادلہ سے انجمن کے امور کو صدمہ پہنچے گا۔ تبادلہ منسوخ کروانے کی کوشش کی لیکن منسوخ نہ ہونے پر استعفیٰ دے دیا۔ اللہ تعالےٰ نے ان پر بڑے افضال و برکات نازل فرمائے۔ ان کا وجود جماعت کے لئے بڑی قوت کا موجب تھا۔ وہ ایک ممتاز دینی نوعیت اور بڑے رحیم و کریم انسان تھے۔

اسی طرح ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم، ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم، ڈاکٹر طفیل حسین شاہ صاحب مرحوم تھے۔ ان کی کیفیت یہ تھی کہ وہ مریضوں سے ان کی مرض کا حال پوچھتے ان کو تسلی دیتے۔ دوا تجویز فرماتے۔ دعائیں ان کے لئے کرتے اور دین کی تبلیغ بھی کرتے۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم دس منٹ مریض کے مرض

کے بارے میں بات چیت کرتے تھے۔ ارمنٹ تبلیغ فرماتے۔ کتابیں پڑھنے کے لئے دیتے اور کہا کرتے کہ کیا آپ نے یہ کتاب پڑھی ہے یہ کتاب لے جائیے اور پڑھیئے۔ ان حضرات کو جنون تھا۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا، یہی وجہ تھی کہ لوگ اُن کی دَوا سے شفایاب ہوتے اور ان اور دعاؤں سے بھی فائدہ حاصل کرتے تھے۔

## علامہ اقبال اور جماعت احمدیہ

علامہ اقبال مرحوم اپنی زندگی کے آخری ایام میں سلسلہ کے مخالف ہو گئے تھے۔ اپریل ۱۹۳۸ء میں انہوں نے انتقال فرمایا۔ مرزا یعقوب بیگ مرحوم ۱۹۳۶ء میں فوت ہوئے۔ علامہ اقبال پر بیماری کا ایک دفعہ ایسا حملہ ہوا۔ کہ وہ بول نہیں سکتے تھے گلے کی رگیں جیسے خشک ہو گئی ہوں۔ ان کی آواز نہیں نکلتی تھی۔ انہی دنوں میرے عم مرحوم حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ان کا معائنہ کیا علامہ اقبال کے ساتھ اُن کے بڑے پرانے مہرووفا اور محبت و اُلفت کے تعلقات تھے۔ جب ڈاکٹر صاحب علامہ کو اچھی طرح دیکھ چکے تو علامہ نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ میرے لئے دعا بھی فرما دیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مذاقاً جواب دیا کہ علامہ صاحب ہماری دعائیں اب کیا اثر کریں گی ہم تو اب آپ کی نظروں میں مردود ٹھہرے۔ علامہ اقبال نے کہا حاشا و کلا، مرزا صاحب میرا روئے سخن کسی اور طرف ہے۔ آپ کی جماعت کا میں مخالف نہیں ہوں۔

علامہ اقبال حضرت مولانا محمد علی رح کی خدمات دینیہ کے بڑے معترف تھے اور ڈاکٹر صاحب سے بڑے دوستانہ مراسم رکھتے تھے آخری ایام میں انہوں نے احمدیہ تحریک کو بُرا بھلا کہا لیکن حقیقت یہی ہے کہ علامہ نے اسی سلسلہ کی گود میں پرورش پائی تھی اور اُن کے ذہن پر ابتدائی نقوش اسی جماعت کے تھے۔ ان کے افکار و نظریات بھی احمدیہ تحریک سے متاثر ہوئے۔ اقبال کے خیالات پر احمدیت کی چھاپ ثبت ہے۔ اقبال نے اعتراف کیا کہ اگر ٹھیٹھ اسلامی نمونہ دیکھنا ہو تو قادیان میں ملے گا۔ وہ فتوے مانگتے ہیں تو مولانا نورالدین علیہ الرحمت سے یعنے لاہور میں بیٹھے ہوئے قادیان سے فتوے طلب کرتے حالانکہ شہر میں بڑے بڑے علماء موجود تھے۔ وہ ہمارے سالانہ جلسہ میں اور ینگ مینز کے اجلاس میں اکثر و بیشتر آتے اور جلسہ کی صدارت کرتے۔ میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا سیکرٹری ہوا کرتا تھا۔ موچی دروازہ کے باہر میدان میں ہم جلسے منعقد کیا کرتے اور علامہ صاحب صدارت فرمایا کرتے تھے۔

. . . . . . . . . . . .

## فتنۂ دجّال کا تریاق

بہرحال میں آپ سے یہ عرض کر رہا تھا کہ قرآن کریم کی اس سورۃ کی آخری آیات میں دجالی اقوام کے فتنہ کا تریاق ہے۔ دجالی اقوام وہ ہیں جن کی تمام مساعی طلب دنیا کے لئے ہیں۔ ان میں سابقت کی دوڑ جاری ہے۔ امریکہ برطانیہ، روس اور فرانس ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی فکر میں ہیں۔ ان کو دنیا کی ہر چیز کی فکر ہے۔ اگر کسی چیز کی فکر نہیں تو رُوح کی عاقبت کی فکر نہیں۔ انکو اطمینان قلب اور قرب الٰہی کے حصول کی تڑپ نہیں۔ کیونکہ وہ لقاء اللہ کے قائل نہیں ہیں، ان میں سے بیشتر وہ لوگ ہیں جو خدا کا انکار کرتے ہیں۔ روس نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ ہم نے خدا کو اپنی زمین سے باہر نکال دیا ہے کیونکہ خدا کے نام کی وجہ سے ہم پر ساری مصیبتیں نازل ہوئیں۔ روس نے مذہب کو ایک افیون قرار دیا۔ یہ لوگ ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا کے مصداق ہیں۔ اس وقت یہی ایک طاقت ہے جو آگے آگے بڑھ رہی ہے۔ جس سے سارے ملک ہراساں و پریشان نظر آتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ جب یہ ملحد و دہریہ قومیں لقاء اللہ پر ایمان لے آئیں گی۔ اس فتنۂ دجال کا تریاق یہ ہے کہ اسلام کو مضبوطی سے قائم کیا جائے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنایا جائے۔ اور حضرت مسیح موعود کے اس خصوصی فرمودہ دین کو دنیا پر مقدم کرو پر عمل کیا جائے۔

## احمدی اور غیر احمدی میں امتیازی خصوصیات

یہی ہماری جماعت کو مدنظر رکھنا چاہیئے آپ بے شک دنیا کے کاروبار میں حصہ لیں، ملازمت کریں تجارت کریں زراعت کریں، ایجادات میں ترقی کریں، سب کچھ کریں مگر ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کریں، آپ میں اور دوسروں میں بیّن امتیاز ہونا چاہیئے۔ میں نے احمدی ڈاکٹر اور وکیل کی مثال آپ کے سامنے رکھی ہے آجکل اخباروں میں وکیل کے اخلاق پر بحث ہو رہی ہے۔ لوگوں کو یہ خیال گذر رہا ہے کہ وکیل کا سارا کاروبار جھوٹ پر مبنی ہے، یہ ہر ایک انسان کو سبز باغ دکھاتے ہیں اور فریقین سے روپیہ بٹورتے ہیں۔ احمدی وکیل ایسے نہیں ہونے چاہئیں اور نہ ہیں۔

## ایک درزی کو حضرت مسیح موعود کی نصائح اور اسکا اثر

ایک صاحب حضرت صاحب کی بیعت کے لئے آئے۔ میں ان کا نام نہیں جانتا۔ جب رخصت ہونے لگے تو کہا کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں اور مجھے ضروری نصائح بھی ارشاد فرمائیں۔ آپ نے پُوچھا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں درزی کی دوکان کرتا ہوں۔ حضرت صاحب نے اسکو دو نصیحتیں تلقین فرمائیں۔

(۱)۔ آپ یہ وعدہ کریں اس وعدہ پر آپ گاہک کا کپڑا ضرور تیار کر کے دے دیں۔

(۲)۔ جتنا کپڑا باقی بچے خواہ چند گرہیں ہی ہوں وہ گاہک کو واپس کر دیا کریں۔

اس شخص نے ان دونوں باتوں کو اپنے پلّے باندھ لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کی بہت شہرت ہو گئی۔ اور اس کا کاروبار خوب چمک اُٹھا۔ گاہک کثرت سے آنے لگے۔ اس کے ایفائے عہد اور ایمانداری کا چرچا ہو گیا۔ لوگ اسی سے کپڑے سلوانے لگے۔ وہ شخص ہفتہ کی بجائے مہینہ اور دو دو مہینہ کی تاریخ دیتا مگر گاہک خوشی سے اسی سے کپڑے سلواتے۔ خدا نے بہت برکت اس کے کام میں ڈالی۔

## ہر محکمہ میں احمدی کی خصوصیت

یہی احمدیت کی خصوصیت ہے۔ احمدی اسٹیشن ماسٹر۔ احمدی ریلوائی، احمدی دوکاندار۔ احمدی پولیس والا سب ایک سے ایک بڑھ کر تھے۔ پولیس کے محکمہ میں ولی احمدی دیکھنے میں آئے ہیں۔ میاں غلام رسول صاحب مرحوم جس زمانہ میں فیروزپور میں انسپکٹر تھے اُن کے اثر سے ایک دنیا کی دنیا احمدی ہو گئی۔ سید احمد علی صاحب نہایت نیک نام آدمی مشہور رہیں، میاں محمد صادق صاحب کو آپ جانتے ہیں، ان کی نیک نامی عام ہے۔

## احمدیت کی نیک شہرت کی ایک اور مثال

احمدیت کی نیک شہرت کی ایک مثال اور سنیئے۔ سن ۱۹۳۰ء میں صوبہ سرحد میں بہت فساد برپا ہوا۔ سرخپوش جو تحریک آزادی کے علمبردار تھے ان پر انگریزوں نے بہت سختی کی۔ بعد میں کشت و خون کی تحقیقات کے لئے کمیشن مقرر ہوا۔ جس طرح آجکل شیعہ سنی فسادات کے بعد کمیشن مقرر ہوا ہے۔ اس انکوائری کمیٹی کے سربراہ جسٹس نعمت اللہ تھے۔ اس کو نعمت اللہ کمیشن کہتے ہیں۔ اس کے اجلاس پشاور اور ایبٹ آباد میں ہوئے۔ عدالت میں جو لوگ پیش ہوئے، ان میں ہمارے بزرگ مولانا غلام حسن خان صاحب مرحوم بھی تھے۔ وہ جب گواہی دے رہے تھے تو جج نے سوال کیا کہ آپ احمدی ہیں؟ مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ کا یہ سوال غیر متعلق ہے۔ جج نے کہا ہاں یہ بات درست ہے۔ لیکن میں اپنی اطلاع کے لئے اس کا جواب چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں میں احمدی ہوں لیکن آپ نے

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ
# الہام اِنّا اٰتیناکَ الدُّنیا اور
# جناب برق صاحب کے باطل نظریات

## جناب برق صاحب کا تیسرا اعتراض

حضرت مسیح موعود کے الہام "اِنَّا اٰتَیْنٰکَ الدُّنیا" پر جناب برق صاحب کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ الہام میں لفظ "اٰتینا" کا استعمال غیر فصیح ہے اس کا ایسے ہی محل پر استعمال ہوتا جس محل پر الہام میں استعمال ہوا ہے جیسے قرآن شریف کی ۱۴ آیات سے دکھلا کر اعتراض کا غلط ہونا ثابت کر دیا ہے دوسرا اعتراض اُن کا یہ تھا کہ مادی لحاظ سے یہ الہام اس لئے غلط ہے کہ ساری دنیا حضورؑ کو نہیں ملی اس اعتراض کے متعلق بھی یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جناب برق صاحب نے الہام مذکورہ بالا سے اپنا یہ مزعومہ مطلب قرآن کریم اور تمام زبانوں کے عام محاورہ کے خلاف نکالا ہے اس الہام میں قرآن کریم اور حضور نے اپنے الہامات کی رو سے جن بنیادی نعمتوں کے دیئے جانے کا حضور کو وعدہ دیا گیا ہے ان سب نعمتوں کا وافر حصہ حضور کو عطا کیا گیا تیسرا اعتراض اس الہام پر ان کا یہ ہے کہ روحانی لحاظ سے یہ الہام پورا نہیں ہوا اور اس کی مندرجہ ذیل وجوہ انہوں نے بیان کی ہیں:۔

## پہلی وجہ

روحانی لحاظ سے الہام مذکورہ بالا کے پورا ہونے کی پہلی وجہ انہوں نے ان الفاظ میں بیان کی ہے صفحہ ۳۹ پر وہ لکھتے ہیں:۔

جہاں تک روحانی تسخیر کا تعلق ہے گزشتہ ۸۸ برس میں صرف چند ہزار افراد آپ پر ایمان لائے اگر یہ مطلب ہو کہ آگے چل کر تمام دنیا احمدیت قبول کر لے گی تو میرا اندازہ یہ ہے کہ اضافہ کے امکانات بہت کم ہیں وجہ یہ کہ عصر حاضر میں اقدار حیات بدل گئی ہیں آج وہی

پیغام اور وہی فلسفہ کامیاب ہو سکتا ہے جو آدم جدید کو تازہ الجھنوں مثلاً سرمایہ، مزدور، آمریت، جمہوریت اشتراکیت، ملوکیت، روابط بین الملی جمعیت اقوام یا جمعیت آدم قیام امن ورلڈ فیڈریشن وغیرہ سے نکال کر ہر مشکل کا ایک قابل قبول حل پیش کر سکے لیکن جناب مرزا صاحب کی تحریرات میں نہ کوئی فلسفہ ہے اور نہ انسان جدید کے لئے کوئی پیغام"

حضورؑ کی کتب کو اپنی بے جا اور ناروا تنقید کا ہدف بناتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"آپ پر تیس اجزاء الہامات بھی نازل ہوئے تھے لیکن ان میں کوئی پیغام موجود نہیں صرف مسیح موعود کے مناقب ہیں اور بس۔ اس کائنات میں لبنی نوع کے اسٹیج کا آئین نہایت باقاعدگی سے کارفرما ہے یہاں وہی فلسفہ زندہ رہ سکتا ہے جو دوسرے فلسفوں سے زیادہ طاقتور اور ابن آدم کے لئے زیادہ مفید ہو"

اس کے بعد گزشتہ صدیوں کے فلاسفروں کے فلسفوں کو موجودہ زمانہ کے لئے مردہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"آج اگر کوئی شخص ان لاشوں میں پھر جان ڈالنا چاہے تو کامیاب نہیں ہوگا۔ جناب مرزا صاحب کا تمام زور قلم یا تو اثبات نبوت پر صرف ہوا یا دیگر مذاہب کی تردید پر اور یا ایک ایسے اسلام کی ترویج پر صرف ہوا جس پر تعویذ وخانقاہیت کا رنگ غالب تھا ظاہر ہے کہ اس متاع کے خریدار آج تقریباً نایاب ہو چکے ہیں میری ذاتی رائے یہ ہے کہ احمدیت میں نہ وہ جاذبیت موجود ہے جو دل و دماغ پر تالیف ہو سکے نہ وہ توانائی جو غیر اسلامی افکار کو شکست دے سکے نہ وہ حرارت جو عروق مردہ میں خون حیات دوڑا سکے نہ وہ قوت جو حمام و کبوتر کو شاہین بنا سکے اور نہ وہ ہمت جو دارا و قیصر کو دعوت مبارزہ دے سکے۔"

## مدت اور تعداد جماعت کے متعلق مغالطہ دہی

جناب برق صاحب نے اپنی کتاب "حرف محرمانہ" ۱۹۵۳ء کے ابتدائی مہینوں میں تصنیف کی، اس وقت تک سلسلہ بیعت شروع کئے ہوئے ۶۲ سال کے قریب ہوتے ہیں لیکن جناب برق صاحب اپنی مندرجہ بالا تحریر میں ۸۸ سال بتلاتے ہیں گویا ۲۶ سال کا اضافہ فرما رہے ہیں۔ ۸۸ سال تو موجودہ سال تک بھی نہیں بنتے ۱۹۶۲ء تک بھی ۷۲ سال تک ہوتے ہیں ادھر مدت میں اس قدر مبالغہ اور ادھر جماعت کی تعداد کو چند ہزار کے لفظ سے ظاہر کرنا قارئین کرام کو محض یہ تاثر دینے کی نازیبا کوشش ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے اندر کوئی نمایاں جاذبیت نہ تھی جو عام طور پر لوگوں کو اپنی طرف کھینچ سکتی حالانکہ یہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں نہ مدت ۱۹۵۳ء تک ۸۸ سال تھی اور نہ جماعت کی تعداد ہی اس وقت محض چند ہزار تھی، خدا کے فضل سے جماعت کی تعداد اس وقت بھی لاکھ سے زائد ہی تھی خود پنجاب اور ہندوستان میں ہی چند ہزار نہیں بلکہ کئی ہزار تھی اور ہندوستان سے باہر بھی ہزاروں کی تعداد میں پھیلی ہوئی تھی اور خدا کے فضل سے اب بھی روز افزوں اس کی تعداد میں ترقی ہو رہی ہے۔ جناب برق صاحب کے خیال میں تو اضافہ کے امکانات بہت کم ہیں لیکن ان کے خیال اور اندازہ کے خلاف ان کی کتاب کی تصنیف کے بعد بھی جماعت کی تعداد میں معتد بہ اضافہ ہو چکا ہے اور ان شاء اللہ وہ دن آنے والے ہیں جبکہ دنیا کا غالب مذہب احمدیت ہی ہوگا کیونکہ احمدیت ہی حقیقی اور خالص اسلام ہے جو ہر قسم کی ملونی سے پاک ہے وہی اسلام دنیا کو اپیل کر رہا ہے جس کو احمدیت پیش کر رہی ہے اور یہی کرتا چلا جائے گا یہاں تک کہ تمام غلط عقائد کو مٹا کر خود دلوں پر اپنا تسلط جما لے گا۔

## ۱۸۸۲ء کے الہامات

جناب برق صاحب اور ان کے ہم خیال دوستوں کے غور کے لئے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے چند الہامات پیش کرتا ہوں یہ الہامات اس وقت کے ہیں جبکہ آپ کا دعوئے مسیحیت نہ تھا اور نہ آپ نے سلسلہ بیعت شروع کیا تھا۔ پہلا الہام رَبِّ اَرِنِی کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی اے میرے رب مجھے

دکھلائے گا کہ کس طرح مُردوں کو زندہ کرے گا۔ یہ الہام صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ مسلمانوں پر روحانی موت طاری ہے اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے ذریعہ ان کو روحانی زندگی عطا ہوگی اس کے بعد دوسرا الہام ان الفاظ میں آپ پر نازل ہوتا ہے رب اغفر وارحم من السماء یعنی اے میرے رب مغفرت کر اور رحم فرما آسمان سے۔ اس کے معنی صاف ہیں کہ پہلے الہام میں جو مسلمانوں کو روحانی زندگی عطا کرنے کا وعدہ دیا گیا ہے اس الہام میں اس کے متعلق بتلا دیا گیا ہے کہ وہ پورا اس طرح ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر آسمانی نشان ظاہر ہوں گے جو لوگوں کو خدا کی طرف جھکانے کا موجب ہوں گے جس کے نتیجہ میں مغفرت الٰہی ان کو ڈھانپ لے گی اور رحمت الٰہی ان کے شامل حال ہو جائے گی پھر تیسرے الہام کے الفاظ یہ ہیں رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین یعنی اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو بہترین وارث ہے۔ خدا تعالیٰ کے وارث ہونے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس کا کامل قبضہ اور کامل تصرف اس چیز پر ہوتا ہے جس کا وہ وارث ہوتا ہے مطلب الہام کا یہ ہوا کہ دلوں پر تیرا ہی کامل قبضہ اور کامل تصرف ہے پس تو لوگوں کے دلوں کو میری طرف مائل کر دے کہ وہ میری آواز پر لبیک کہتے ہوئے میری طرف دوڑے آئیں تا وہ اس حیات روحانی کے وارث بن جائیں جس کا وعدہ تو نے پہلے الہام میں کیا ہے اور چوتھا الہام اس کے بعد یہ ہے رب اصلح امۃ محمد (صلعم) گویا پہلے تینوں الہاموں کا خلاصہ مضمون اس چوتھے الہام میں بتلا دیا گیا ہے کہ امت کی اصلاح حضور کے ہاتھ پر مقدر ہے۔ اس کے بعد پانچواں الہام ان الفاظ میں نازل ہوتا ہے ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین وقل اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے یعنی ایسے حالات پیدا کر دے جن سے لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ فریقین میں سے حق کس کی طرف ہے تو ہی بہترین فیصلہ دینے والا ہے اور ان کو کہہ دے کہ اپنی اپنی طاقت کے مطابق جو کچھ تم کر سکتے ہو کرتے چلے جاؤ میں اپنے کام یعنی دعوت حق دینے میں مشغول رہوں گا پس تم ضرور جان لو گے کہ کس کی کوششیں کامیاب ہوتی ہیں یہ الہام صاف بتلا رہا ہے کہ جس وقت حضور امت کی اصلاح کے کام پر مامور کئے جائیں گے تو علماء مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں گے جس پر کہ الہام کے الفاظ اعملوا علی مکانتکم دلالت کر رہے ہیں لیکن یہ لوگ اپنی ان کوششوں میں ناکام رہیں گے اور فتح و نصرت حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے ہی شامل حال ہوگی اس کے بعد کے الہامات میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ یہ مخالفت پر کمربستہ ہونے والے علماء خدا کے سوا انسانوں سے ڈرائیں گے جیسا کہ ہندوستان کے تمام علماء نے متفق ہو کر کفر کے فتوے جاری کر کے آپ کو ڈرایا بائیکاٹ کی دھمکیاں دیں اور عملاً بائیکاٹ کیا آپ کو ملحد اور بے دین قرار دے کر عوام کو آپ سے متنفر کرتے اور آپ سے دور رکھنے کی کوشش کی لیکن حضور ان دھمکیوں سے نہ ڈرے اور نہ مرعوب ہوئے بلکہ اپنے خدا کی مدد پر پورا بھروسہ کیا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت کا وعدہ دیتے ہوئے فرمایا سمیتک المتوکل اور پھر فرمایا یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یعنی یہ لوگ اس نور کو اپنے مونہوں سے مٹانے کی کوشش کریں گے لیکن خدا اپنے نور کو تکمیل تک پہنچا کر چھوڑے گا۔ گو منکر اسے ناپسند ہی کریں اس کے بعد فرمایا سنلقی فی قلوبھم الرعب یعنی ان کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے پھر فرمایا اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتھی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق ھذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلھا ربی حقا یعنی جب اللہ کی نصرت تیرے شامل حال ہو جائے گی اور تیری فتح بھی نمایاں ہو جائے گی اور زمانہ کا امر ہماری طرف منتہی ہوگا یعنی زمانہ پر ہم ثابت کر دیں گے کہ وہی امر راست ہے جس کی طرف تو لوگوں کو بلا رہا ہے تو اس وقت مخالفت کرنے والوں سے دریافت کیا جائے گا کہ بتلاؤ کیا یہ حق ہے یا نہیں یہ میری اس خواب کی حقیقت ہے جو اس سے قبل میں نے دیکھا تھا جس کو میرے رب نے سچا کر کے دکھلا دیا ہے اس کا اشارہ اس خواب کی طرف ہے جو ۱۸۶۴ء میں دیکھا تھا جس کی تعبیر بھی یہی تھی کہ حضور کے ذریعہ مسلمانوں کو روحانی زندگی ملے گی اور اسلام ترقی کرے گا اور حضرت نبی کریم صلعم کی شان بلند ہوگی ان الہامات کا سلسلہ تو طویل ہے مگر سر دست انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اب جناب برق صاحب اور دیگر مخالفین خود فرمائیں کہ کیا ان الہامات کا ایک ایک لفظ پورا نہیں ہوا کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان الہامات میں مندرجہ پیشگوئیاں اس وقت نہیں کی گئیں جبکہ آپ گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے آپ کا کوئی ایسا شغل نہ تھا کہ لوگوں کو آپ کی طرف توجہ ہوتی۔ ظاہری علوم سے آپ تہی دست تھے کہ علماء میں شمار ہوتے دولت آپ کے پاس نہ تھی کہ وہ ذریعہ کشش بنتی غرضیکہ دنیاوی اور مادی تمام اسباب مفقود تھے ان حالات میں خدا آپ کو بشارت دیتا ہے کہ تیرے ذریعہ مردہ دلوں میں زندگی کی روح پھونکی جائے گی تو تنہا نہیں رہے گا تجھے جماعت دی جائے گی جو تیرے کام میں تیری معاون ثابت ہوگی تیری اور تیری جماعت کی سخت مخالفت ہوگی بڑے بارسوخ و بااثر لوگ تجھے گرانے اور تیری جماعت کو منتشر کرنے میں مشغول رہیں گے لیکن اپنے اس ارادہ میں ناکام رہیں گے وہ نور جو تجھے دیا گیا ہے وہ دلوں کو منور کرتا چلا جائے گا۔ اسکو بجھانے کی کوشش کرنے والے اپنے مقصد میں نامراد رہیں گے فتح اور نصرت انجام کار تیرے ہی شامل حال ہوگی اور تیرے ان الہاموں کی سچائی آخر ظاہر ہو کر ہی رہے گی اور ان کے حق ہونے کا اقرار آخر دلوں کو کرنا ہی پڑے گا۔

جناب برق صاحب محترم! اگر ہم اس امر کو تسلیم بھی کر لیں کہ بقول آپ کے چند ہزار آدمی ہی آپ کی جماعت میں داخل ہوئے تو کیا اس قدر شدید مخالفت کی موجودگی میں چند ہزار کا بھی آپ کی دعوت کو قبول کرنا اور آپ کی آواز پر لبیک کہنا اور باوجود مختلف انواع کی ایذا رسانیوں کے اس پر ثبات دکھلانا کیا مندرجہ بالا الہامات کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں؟

جناب برق صاحب! آپ سے یہ امر مخفی نہیں کہ احمدی بن جانے والے اصحاب کو کس قدر مصائب کا نشانہ بنایا گیا اور جو احمدیت میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تھے ان کی راہ میں مشکلات کے کتنے بلند پہاڑ کھڑے کر دیئے جاتے تھے لیکن باوجود اس کے لوگ فوج در فوج سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو کر خدا کی بشارتوں کو پورا کرنے کا موجب بنتے چلے گئے اور بنتے چلے جا رہے ہیں کیا آپ لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے تائید الٰہی کے یہ نظارے کافی نہیں؟

## ۱۸۹۱ء کے الہامات

مندرجہ بالا الہاموں کے علاوہ ذیل کے الہامات بھی قابل غور ہیں فرماتے ہیں:-

جن پیشگوئیوں کی سچائی پر میری سچائی کا حصر ہے وہ یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو مغلوب ہو کر یعنی بظاہر مغلوبوں کی طرح حقیر ہو کر پھر آخر غالب آ جائے گا اور انجام تیرے لئے ہوگا اور ہم وہ تمام بوجھ تجھ سے اتار لیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تیری توحید۔ تیری عظمت تیری کمالیت پھیلا دے خدا تعالیٰ تیرے چہرہ کو ظاہر کرے گا اور تیرے سایہ کو لمبا کر دے گا میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا جعلناک

المسیح ابن مریم۔ (ہم نے تجھکو مسیح ابن مریم بنایا) انکو کہدے کہ میں عیسٰی کے قدم پر آیا ہوں" میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ جناب برق صاحب محترم! ان واقعات کو جھٹلانا کسی عقلمند اور منصف مزاج آدمی کا کام نہیں کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابتداء میں آپ دنیا کی نظروں میں خالی مغلوب ہی نہیں بلکہ حقیر مغلوب کی طرح نظر آتے رہتے تھے لیکن الہام الٰہی کے مطابق آخرکار غالب آپ ہی رہے دشمنوں کے حملوں کے بوجھ سے جو آپ کی کمر ٹوٹی جارہی تھی کیا اس بوجھ کو قرآن کریم کی آیت و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک کی طرح جو حضور کے آقا حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں نازل ہوئی تھی حضورؑ کی کمر سے اتار نہیں لیا گیا تھا کیا آپ کے فرائض کی انجام دہی میں دن بدن سہولتیں نہیں پیدا ہوتی گئی تھیں اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضورؑ کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی ہے اور اسلام کا نورانی چہرہ ہر قسم کے غبار سے پاک و صاف ہو کر آپ ہی کی تبلیغی کوششوں سے دنیا کو نظر نہیں آنے لگ پڑا پھر کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ کی عظمت ساری دنیا میں قائم ہو چکی ہے اور آپ کی شہرت کو چار چاند لگ چکے ہیں اور آپ کی کمالیت مسلمہ ہو چکی ہے جناب برق صاحب واقعات کی اس شہادت کے سامنے اپنی گردن جھکا دیں اور بجائے مخالفت کے امام وقت کے دامن کے ساتھ وابستگی اختیار کر لیں اللہ تعالٰی آپکو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین حضرت اقدسؑ نے اپنی ابتدائی حالت اور بعد کی حالت کا نقشہ مندرجہ ذیل شعر میں کیا صحیح کھینچا ہے۔

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا

کیا ایشیا اور کیا افریقہ کیا عرب اور کیا یورپ اور کیا امریکہ اور کیا آسٹریلیا اور کیا جاپان اور کیا چین اور کیا مصر اور کیا شام اور کیا عراق، کیا عرب اور کیا افغانستان غرضیکہ دنیا کا کونسا حصہ ہے جس میں احمدی نہیں پائے جاتے کیا یہ قبولیت کوئی معمولی قبولیت ہے۔ جس لٹریچر کو آپ جاذبیت سے خالی قرار دے رہے ہیں وہ تو دنیا کے ہر گوشہ سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا چلا جاتا ہے سنہ ۱۹۵۳ء میں آپ نے لکھا کہ جماعت کی تعداد میں اضافہ کے امکانات کم ہیں وجہ یہ کہ اس میں جاذبیت نہیں آپ کی اس تحریر پر دس سال گذرے ہیں اس عرصہ میں دیکھ لیں کہ جماعت میں ہزاروں کی تعداد کا اضافہ ہوا ہے یا نہیں کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ کے تمام اندازے غلط ثابت ہوئے ہیں اور خدا کے وعدے ہی سچے ثابت ہو رہے ہیں اور خدا کے فضل سے دشمنوں کی تمام مخالفانہ کوششوں کے باوجود رفتار ترقی ان شاء اللہ جاری رہے گی یہاں تک کہ دنیا کے بیشتر حصہ کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔

. . . . . . . . . .

## جناب برق صاحب نے حضرت اقدس کے مقام کو قطعاً نہیں سمجھا

جناب برق صاحب نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ عصر حاضر میں اقدار حیات بدل چکی ہیں ان تبدیل شدہ اقدار کے لئے نہ تو حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں کوئی پیغام ہے اور نہ ہی آپ کے الہامات میں کوئی پیغام ہے۔ جناب برق صاحب کا دعوٰی ہے کہ انہوں نے سیدنا حضرت مرزا صاحب کی تحریروں اور الہامات دونوں کو پڑھا ہے لیکن ان کی مندرجہ بالا تحریر زبردست دلیل ہے اس بات پر کہ یا تو ان کا یہ دعوٰی غلط ہے اور یا وہ عمداً کتمان حق کے مرتکب ہیں اور ارادۃً عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کی سعی کر رہے ہیں اور یہ دونوں باتیں ہی مذموم ہیں جن سے جناب برق صاحب جیسے انسان کو اجتناب کرنا چاہیئے تھا۔ اگر جناب برق صاحب نے حضورؑ کی کتب کا سرسری نظر سے ہی مطالعہ کیا ہوتا اور پھر دیانتداری سے حضورؑ کے منشاء کو پیش کرنے کی سعی کی ہوتی تو یہ کبھی نہ لکھتے کہ حضورؑ کی تحریروں اور الہامات میں عصر حاضر کے لئے کوئی پیغام نہیں یا ان میں کوئی فلسفہ نہیں جو موجودہ دور کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہو، کیونکہ حضرت مرزا صاحب کا جو اصل مقام ہے وہ حضورؑ کی تحریروں اور حضورؑ کے الہامات میں اس وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ غبی سے غبی انسان بھی اسکو سمجھنے سے قاصر نہیں رہ سکتا چہ جائیکہ جناب برق صاحب جیسے مدعی علم پر مخفی رہ سکے۔

## حضرت اقدسؑ مرزا صاحب کا اصل مقام

سیدنا حضرت مرزا صاحب کا مقام جیسا کہ آپ کی تحریروں اور آپ کے الہامات سے واضح ہے ایسے مامور من اللہ کا مقام نہیں جو کوئی نیا پیغام لے کر آتے ہیں اور دنیا کو کسی نئے فلسفہ سے روشناس کرانے کے لئے مبعوث کئے جاتے ہیں وہ قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کے خادم ہونے کی حیثیت سے مامور ہوئے ہیں قرآن کریم کی طرف دعوت دینا ان کا کام تھا اور حضرت نبی کریم صلعم کی غلامی میں لوگوں کو داخل کرنا آپ کا فرض اولین تھا خود اُن کی اپنی گردن بھی قرآن کریم کے جوئے کے نیچے تھی آپ اس کی چھوٹی سی چھوٹی ہدایت کو بھی نظرانداز نہیں کر سکتے تھے کسی ادنٰے سے ادنٰے حکم کی نافرمانی بھی انہیں ضلالت کے گڑھے میں دھکیلنے کے لئے کافی تھی جبکہ آپ کے آقا و نامدار حضرت نبی کریم صلعم کو ارشاد الٰہی ہوتا ہے قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم الزمر ع ۲ تو غلام اور خادم کی کیا حیثیت ہے کہ قرآن کریم کے کسی حکم کی نافرمانی کرے۔ اسی طرح آپ قرآن کریم کے بعد سنت نبوی کے بھی پابند تھے اس سے ایک اینچ بھی ادھر اُدھر ہونا آپ اپنے لئے موجب ہلاکت گردانتے تھے آپ ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ آپ نے روحانی طور پر جو فیوض الٰہی بھی پائے ہیں وہ قرآن کریم کی پیروی اور حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت اور آنحضور صلعم کی محبت میں فنا ہو کر ہی پائے ہیں اور اسی بات کا بار بار آپ اعلان فرماتے رہے کہ اے لوگو تم بھی اس نسخہ کو آزما کے دیکھ لو کہ کس طرح انعامات الٰہی کی بارش تم پر ہوتی ہے میرا وجود تو قرآن کریم کے اس دعوے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کی صداقت پر دلیل ہے جس طرح میں حضرت نبی کریم صلعم کی کامل اتباع کے نتیجہ میں محبوب الٰہی بن گیا ہوں تم بھی بن سکتے ہو اور ہزاروں آپ کی اس نصیحت پر عمل کرنے کے نتیجہ میں محبوب الٰہی بن گئے جب آپ کا اصلی مقام یہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے تو آپ کا پیغام دنیا کے لئے وہی ہو سکتا ہے جو قرآن کریم کا پیغام ہے اور قرآن کریم کا پیغام ہی حضرت نبی کریم صلعم کا پیغام تھا بحیثیت مجدد ہونے کے اسی پیغام کی تجدید آپ کا فرض منصبی تھا پس اس حقیقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جناب برق صاحب فرمائیں کہ کیا قرآن کریم میں عصر حاضر میں بدلی ہوئی اقدار حیات کا چیلنج قبول کرنے کے لئے کوئی سامان ہے یا نہیں اور کیا قرآن کریم میں ایسا فلسفہ پایا جاتا ہے یا نہیں جو عروق مردہ میں جان ڈال سکے اور یا زمانہ حال کے باطل فلسفہ کی دھجیاں اڑا سکے اگر ہے تو پھر حضرت مرزا صاحب کا پیغام وہی پیغام ہے جو قرآن کریم کا پیغام ہے اور حضورؑ کا فلسفہ وہی فلسفہ ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہے۔ اسی پیغام اور اسی فلسفہ کی صداقت ثابت کرنے کے لئے آپ کی بعثت وجود میں آئی ہے نیا پیغام اور نیا فلسفہ اس وقت ظاہر ہوگا جب قرآن کریم کو منسوخ کیا جائے اور محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کو ختم کیا جائے۔ لیکن نہ تو قرآن کریم منسوخ ہو سکتا ہے کیونکہ کامل کتاب ہونے کی وجہ سے وہ تاقیامت دستور کا کام دے گی اور انسانیت کو پیش آنے والی تمام ضرورتوں کو پورا کرتی رہے گی اور نہ حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کو ختم کیا جا سکتا ہے کیونکہ بحیثیت خاتم النبیین ہونے کے آنحضور صلعم کی رسالت کا سکہ تاقیامت جاری رہے گا اور آنحضور صلعم کے فیض کی نہریں ہمیشہ دلوں کی کھیتی کو سیراب کرتی رہیں گی جیسا کہ اس زمانہ میں انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے دل کی کھیتی کو سیراب کیا اور آنحضور صلعم کا نور ہمیشہ طالبین حق کے دلوں کو منور کرتا رہے گا جیسا کہ اس نے

حضرت مرزا صاحب کے دل کو منور کیا۔

## حضرت مرزا صاحب کا پیغام

پس ایک عظیم الشان مجدد ہونے کی حیثیت سے انہوں نے دنیا کو یہی پیغام دیا کہ قرآن کریم ایک زندہ کتاب ہے اور اس کو لانے والا رسول زندہ رسول ہے جو تا قیامت مردہ دلوں کو زندگی بخشتے رہیں گے اور جو نئی سے نئی ضرورتیں دنیا کو پیش آتی رہیں گی ان کو پورا کرنے کے سامان قرآن کریم سے نکلتے رہیں گے۔ اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا جو کچھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر ہمارے زمانہ تک قرآن کریم کے علوم پر روشنی ڈالی گئی ہے وہ گذشتہ زمانوں میں پیش آمدہ ضرورتوں کے لحاظ سے تھی اب نئی ضرورتیں پیش آگئی ہیں اس لئے پھر سے قرآن کریم پر غور کرنے کی ضرورت ہے گذشتہ علوم سے جتنا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اٹھایا جائے اور جہاں وہ ہمارا ساتھ چھوڑ دیں وہاں قرآن کریم ہمارا ساتھ دے گا اس لئے نئے اجتہاد سے کام لیا جائے۔ قرآن کریم ان لوگوں پر ضرور اپنے نئے سے نئے علوم کا دروازہ کھولتا چلا جائے گا جو اس میں تدبر سے کام لیں گے یہ ہے خلاصہ آپ کی تمام تحریروں کا۔

## حضور کے الہامات میں پیغام

تحریروں کے بعد جب ہم حضور کے الہامات پر نظر ڈالتے ہیں تو انہیں بھی ہمیں یہی پیغام ملتا ہے میں پیچھے حضور کے ایک خواب کا ذکر کر چکا ہوں جو حضور نے ۱۸۶۴ء میں دیکھا تھا وہ ایک لمبا خواب ہے طوالت کے خوف سے میں اسکو درج تو نہیں کر سکتا لیکن اس کا خلاصہ جو حضور نے کیا اسے درج کر دیتا ہوں جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ حضور کس کام کے لئے مامور ہونے والے تھے فرماتے ہیں:-

"پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلعم نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے امن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی اور اس نے وہیں کھالی پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں ایسا ہی آنحضرت صلعم کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی"

اب اس خواب سے یہ حقیقت بالکل عیاں ہو رہی ہے کہ حضور کی بعثت کی غرض صرف یہی تھی کہ حضرت نبی کریم صلعم کی حقیقی اور اصلی شان کو دنیا پر ظاہر کریں اور تمام انبیاء علیہم السلام پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری ثابت کر دیں اور اسلام کی ترقی کے لئے کوشاں رہیں اور دنیا پر یہ واضح کر دیں کہ اسلام کا شجر ایک ایسا شجر ہے جو ہر زمانہ میں اپنا تازہ پھل پیش کرتا رہتا ہے۔ اس کے بعد جب آپ مامور ہوتے ہیں تو اس وقت کے الہامات میں جو پیغام ہے وہ ذیل کے الہامات سے واضح ہے۔

الرحمان علم القرآن لتنذر
قوما ما انذر اباؤھم ولتستبین
سبیل المجرمین قل انی
امرت وانا اول المؤمنین
قل جاء الحق وزھق الباطل
ان الباطل کان زھوقا کل
برکۃ من محمد صلی اللہ
علیہ وسلم فتبارک من علم
وتعلم قل ان افتریتہ
فعلی اجرامی ھو الذی
ارسل رسولہ بالھدی ودین
الحق لیظھرہ علی الدین
کلہ لا مبدل لکلمات
اللہ ظلموا وان اللہ علی
نصرھم لقدیر"

یعنے رحمان نے قرآن سکھلایا تا کہ تو ان قرآنی علوم کے ذریعہ اس قوم کو انذار کرے جن کے آباد کو انذار نہیں کیا گیا (اس انذار سے فائدہ نہ اٹھانے کے نتیجہ میں قوم کو جن عذابوں کا نشانہ بننا پڑا وہ کسی سے مخفی نہیں اور اس سے اس الہام کی صداقت واضح ہوتی ہے از ناقل) اور تا مجرموں کی راہ بھی واضح ہو جائے۔ اعلان کر دو کہ مجھے مامور کیا گیا ہے کہ میں قرآن کے ذریعہ انذار کروں اور مجرموں کی راہ بھی لوگوں پر واضح کر دوں اور میں مامور اس لئے بنایا گیا ہوں کہ موجودہ زمانہ کے تمام مومنوں میں سے میں اول نمبر پر ہوں (اس الہام سے ظاہر ہے کہ خدا کے افضال اسی شخص پر نازل ہوتے ہیں جو خدا اور اس کے رسول صلعم پر دل سے ایمان لاتا ہے اور ان کی اطاعت اور محبت میں فنا ہو جاتا ہے از ناقل) کہہ دے کہ اب حق آ گیا یعنی صداقت اسلام ثابت ہو جائے گی اور اس کے مقابلہ میں جس قدر خیالات فاسدہ اور عقائد باطلہ نظر آ رہے ہیں۔ ان کا باطل ہونا ثابت ہو جائے گا خواہ وہ خیالات مذاہب باطلہ کی پیداوار ہوں اور خواہ مختلف فلسفوں کی پیداوار ہوں سب کا باطل ہونا ثابت ہو جائے گا۔ قرآن کریم کے حقائق کے سامنے وہ ہرگز نہیں ٹھہر سکیں گے اور یہ سب محمد صلعم کی برکت کا نتیجہ ہے، آنحضور صلعم کی طفیل ہی مجھے یہ علم دیا گیا ہے اور آنحضور صلعم کی طفیل ہی مجھے یہ توفیق عطا ہوئی ہے کہ میں تمام باطل خیالات کا قلع قمع کر سکوں بابرکت ہے وہ ہستی جس نے سکھلایا یعنی حضرت نبی کریم صلعم جن کی شان میں قرآن کریم میں وارد ہوا ہے:-

یعلمھم الکتاب والحکمۃ واخرین منھم لما یلحقوا بھم اور بابرکت ہے وہ شخص یعنی یہ عاجز جس نے سیکھا کہہ دے کہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو اس جرم کی سزا مجھے بھگتنی پڑے گی وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ وہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر کے دکھلا دے بالعموم تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں بیان کردہ غلبۂ اسلام مسیح موعود کے ذریعہ ہی ظہور میں آئے گا چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ ہی یہ غلبہ نمایاں طور پر جلسہ مذاہب اعظم کے موقعہ پر جو لاہور میں ۱۸۹۶ء میں منعقد ہوا ظہور میں آ گیا جس کو دوست و دشمن سب نے تسلیم کیا حدیث کے الفاظ تھلک الملل کلھا الا الاسلام بھی اس دن پورے ہو گئے دلائل کی رو سے تمام باطل مذاہب اسلام کے مقابلہ میں ہلاک ہو گئے خدا کے ان کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا ضرور پورا ہو کر رہیں گے چنانچہ واقعات کی شہادت یہی ہے کہ پورے ہوئے مسلمان مظلوم تھے ان کے مذہب اور ان کے رسول کو گندے سے گندے اعتراضات کے تیروں کا نشانہ بنایا جا رہا تھا اور وہ مذہب کی حقیقی روح سے ناواقفیت کی وجہ سے جواب دینے سے عاجز تھے لیکن خدا نے جو ان کی مدد پر قادر تھا اپنے ایک بندہ کو مبعوث کر کے اور اسے قرآنی علوم پر مطلع کر کے وقت پر ان کی اعانت کی اور اس نے ایک طرف تو اعتراضات کے غبار کو دور کر کے اسلام کا درخشندہ چہرہ دنیا کو دکھلا دیا اور دوسری طرف باطل عقائد پر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ ان کے قائلین کو میدان چھوڑ کر بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا اس سے ایک دوسرا الہام سیھزم الجمع ویولون الدبر کی صداقت بھی ظاہر ہو گئی۔

## دوسرا الہام

صل علی محمد وال محمد الصلوٰۃ ھو المربی یعنی حضرت محمد صلعم پر درود بھیجتے رہو یہ درود ہی تمہاری تربیت کرے گا پس جیسے آپ نبی کریم صلعم کی تربیت کے محتاج ہیں اسی طرح دوسرے لوگ بھی محتاج ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے مریدوں کو درود کی سخت تاکید کرتے رہے کیونکہ روحانی ترقی کا یہ بہترین ۔۔۔۔۔۔ ذریعہ ہے۔

## تیسرا الہام

محمد رسول اللہ والذین امنوا اشداء علی الکفار رحماء بینھم یعنے محمد صلعم کو ہی رسول اللہ ثابت کرنا آپ کا کام ہے اور جو آنحضور صلعم کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں وہ کفار کے مقابلہ میں شدت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کے متعلق رحیم ہوتے ہیں چنانچہ جس شدت سے حضرت مرزا صاحب نے کفار کا مقابلہ کیا وہ کسی سے مخفی نہیں اور مسلمانوں کے ساتھ جس رحم سے پیش آئے وہ بھی نمایاں ہے آپ ساری عمر اس پر زور دیتے رہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو کافر کہنا چھوڑ دو اور اپنی توجہ خدمت اسلام کی طرف پھیر رکھو۔

## چوتھا الہام

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وھو فی الاخرۃ من الخاسرین پیغام واضح ہے وضاحت کی ضرورت نہیں۔

## پانچواں الہام

رفع اللہ حجۃ الاسلام یہ الہام بھی صاف بتلا رہا ہے کہ اسلام کی حجت کو بلند کرنا ہی آپ کا کام تھا۔

## چھٹا الہام

الخیر کلہ فی القرآن کتاب اللہ الرحمان یعنے تمام خیر وہ دنیا کے متعلق ہو خواہ آخرت کے متعلق ہو وہ سب کی سب قرآن میں ہی ہے جو اللہ رحمان کی کتاب ہے دیگر تمام فلسفے خیر سے خالی ہیں اس سے بڑھکر اور اس سے قوی تر اور کیا پیغام ہو سکتا ہے۔

## ساتواں الہام

یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولی لے وہ شخص جس کو زندگی عطا کی گئی ہے مضبوطی سے خدا کی اس کتاب کو پکڑے رکھو اس کی ہدایات کی پوری پابندی کرو مخالفین سے مت ڈرو ہم اس کے علوم اور اس کی ہدایات کی صداقت کو اسی طرح ثابت کر دیں گے جس طرح حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں ثابت ہوئی تھیں۔

## ایک کشف

"طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو آفتاب کا مغرب کی طرف سے چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے"

یہ کشف کھلی کھلی دلیل ہے اس بات پر کہ صداقت اسلام کو ثابت کرنا ہی آپ کا کام ہے اور لوگوں کو اسلام کی طرف ہی دعوت دینا ہی اور اسی میں انہیں داخل کرنا آپ کا فریضہ ہے آپ نہ کوئی نیا دین لائے اور نہ کوئی نیا پیغام لائے وہی پیغام آپ نے دنیا کو پہنچایا جو اسلام نے دنیا کو دیا۔ اسی کی آپ نے تجدید کی ہے۔ غور کرو کہ اس کشف کا ایک ایک لفظ کس صفائی سے پورا ہوا کیا حضور کی تحریروں سے سینکڑوں انگریز حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئے

## آٹھواں الہام

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد"

(کیا حضورؑ کی آمد کے بعد مسلمانوں کی ترقی کے سامان نہیں ہوئے کیا مسلمان آہستہ آہستہ آزاد حکومتوں کے مالک نہیں بنے اگر حقیقی تعلق اخلاص کا آپ سے پیدا کریں تو روحانی ترقیات حاصل کرنے کے علاوہ دنیاوی بھی مزید ترقیاں حاصل کر لیں۔ از ناقل)

"پاک محمد مصطفٰے نبیوں کا سردار"

(آپ کی آمد سے سب سے بلند منار مسلمانوں کو یہ حاصل ہوا کہ ان کے نبی محمد مصطفٰے صلعم حقیقی معنی میں نبیوں کے سردار ثابت ہو گئے ان کے لئے یہ کوئی کم فخر کا مقام نہیں۔ از ناقل)

خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔

(دنیا ملنے کا یہی مطلب ہے۔ از ناقل)۔

رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے (یعنی خدا کے از ناقل) منہ کی باتیں ہیں"

اب دیکھ لو کہ اپنے نشانوں کی غرض قرآن کریم کو خدا کی کتاب اور محمد مصطفٰے صلعم کو تمام نبیوں کا سردار ثابت کرنا ہی بتلائی ہے۔

## نواں الہام

انك تربی فی حجر النبی یعنی نبی کریم کی گود میں تو پرورش پا رہا ہے آیت واخفض جناحك للمؤمنین۔ کا ہی ترجمہ ہے

## دسواں الہام

حضور کو دیئے ہوئے نشانات کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

"تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفٰے کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ کھل جائے"

الہامات تو بہت ہیں لیکن سردست مندرجہ بالا الہامات کے ذکر پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے اگر جناب برق صاحب نے حضورؑ کے الہامات کو جیسا کہ وہ دعوےٰ کرتے ہیں پڑھا ہوتا تو کیا وہ یہ لکھنے کی جرأت کر سکتے تھے کہ حضور کے الہامات میں کوئی پیغام نہیں کیا ان الہامات میں صراحت سے اس پیغام کا ذکر نہیں کیا گیا جو ان میں دنیا کو دیا گیا ہے اور اگر جناب برق صاحب نے فی الحقیقت حضورؑ کے الہامات کو پڑھا ہے تو کیا پھر حق کو چھپانے کی صریح کوشش ان کی طرف سے نظر نہیں آتی منصف مزاج لوگ خود ہی فیصلہ کر لیں۔

(باقی آئندہ)

---

## درخواست دعا

بعض دوست بیمار ہیں بعض مختلف قسم کی مشکلات میں مبتلا ہیں، بعض امتحانات کے مرحلہ سے گذر رہے ہیں۔ ان سب کے لئے احباب کرام کی دلی امدادی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

(سلسلہ اشاعت ۲۴ رجولائی ۶۳ء)

# پادری عبدالحق کے مضامین پر اظہار خیال

## (۵)

### کیا پادری عبدالحق سچ مچ اناجیل کی صحت کا قائل ہے؟

دوسرے پر زبان طعن دراز کرنا آسان ہے لیکن اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنے والا حقیقت کے قریب پہنچ جاتا ہے کئی سالوں کی بات ہے مسلمانوں میں ایک مولوی صاحب جھنڈے والے مشہور تھے اُن کی پادری عبدالحق سے اسی موضوع پر بحث ہو گئی۔ مولوی صاحب نے اناجیل کے پرانے اور نئے نسخوں کا مقابلہ کر کے دکھایا کہ ۳۰۔ ۳۱ آیات نئے عہدنامہ میں سے نکال دی گئی ہیں۔ پادری صاحب نے یونانی کی انجیل اُٹھا کر اُن کے سامنے رکھ دی کہ اس میں سے دکھاؤ ہم نے کون کونسی آیت نکال دی ہے وہاں اناجیل کے اُردو ترجمہ میں اختلافات۔ یہ تو کسی کتاب کا دو ترجمہ کرنے والوں میں بھی ہو سکتا ہے یہ واقعہ جہاں مولوی صاحب کی ناواقفیت کو ظاہر کرتا ہے وہاں پادری صاحب کے دین وایمان اور دیانت کا بھی مرثیہ پڑتا ہے کیونکہ اناجیل کے یونانی نسخے بے شمار ہیں۔ ان میں سے چند ایک مکمل نامکمل اور ترمیم وتنسیخ کا شکار ہیں، ان کے حاشیہ میں + مثبت کا نشان جگہ جگہ یہ اعلان کر رہا ہے کہ یہاں کچھ جمع کیا گیا ہے اور منفی — کی علامت بتاتی ہے کہ کچھ نکال دیا گیا ہے اور یہ مثبت ومنفی کے نشان ہمیشہ اڈے نیچے دیتے رہتے اور بعض مر بھی جاتے ہیں۔ جب یہ حقیقت یونانی نسخہ کی ہم نے ظاہر کی تو وہی پادری عبدالحق بولے کہ ہم اناجیل میں تحریف نہیں کرتے بلکہ اس کی تصحیح کرتے ہیں اس پر ہم نے پوچھا آپ غلط کی تصحیح کرتے ہیں یا صحیح کی تصحیح کرتے ہیں کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ صحیح کی تو تصحیح ہو نہیں سکتی اب سوال یہ ہے کہ غلطی کب واقع ہوئی کہ اس کی تصحیح کی ضرورت پڑی اور اس کا معیار کیا ہے کہ پہلے غلط تھا اور اب صحیح کیا گیا ہے۔ کیوں نہ سمجھا جائے کہ پہلے صحیح تھا مگر اب غلط کر دیا گیا ہے

پادری عبدالحق تو دیسی یا کالا پادری ہے۔ یورپین عیسائی ان کو اچھا نہیں سمجھتے مگر یوروپین مہذب لوگ جو عام معاملات میں جھوٹ کم بولتے ہیں اس کے بالکل برعکس دین کے معاملات میں جھوٹ بولنے کو وہ بڑے ثواب کا کام سمجھتے ہیں خود تو سفید فام ہیں مگر جھوٹ نہایت سیاہ بولتے ہیں۔

### سفید چگادھری پادریوں کا سیاہ جھوٹ

خداوند عالم کی توحید تمام مذاہب کا مسلم اور متفقہ عقیدہ ہے۔ جناب مسیحؑ کے کچھ عرصہ بعد عیسائیوں میں اختلافات کا ایک طوفان اُٹھا اس میں توحید کے پرستاروں کو شکست ہوئی اور تثلیث پرستوں کا غلبہ ہوا کہتے ہیں ضرورت ایجاد کی ماں ہے کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایک حاشیہ تجویز ہوتا ہے پھر وہ حاشیہ خطوط وحدانی سے گھرا ہوا متن میں پہنچتا ہے کچھ عرصہ کے بعد متن میں ملا لیا جاتا ہے۔ تثلیث کا عقیدہ کتب مقدسہ کے یکسر خلاف ہے (یہود گو بچھڑے کو پوجنے لگے تھے مگر باپ بیٹا اور روح القدس تین خداؤں کے کبھی قائل نہیں ہوئے تھے۔ مگر مسیحی عقیدہ میں کتب مقدسہ پرانا عہدنامہ ہے یوں سمجھ لو کہ وہ پرانا خدا تھا اس کا عہدنامہ بھی پرانا ہو گیا اب صحف الجدید کے نئے نئے خدا نئے عہدنامہ کے متقاضی ہوئے۔ اناجیل اور بہت سی کبھی تثلیث کا کہیں ذکر نہیں البتہ ایک آیت نامہ یوحنا اول میں ۵ : ۷ کا ترجمہ کیا گیا ہے:۔

"For there are three that bear record in Heavens the Father, the Word, and the Holy Ghost, and these three are one."

"یعنی تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں، باپ۔ کلام۔ اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں"

پادری صاحبان کے قول کے مطابق کون کہتا ہے کہ نئے عہدنامہ میں تثلیث کا ذکر نہیں دیکھو یہ آیت بالکل صاف تین خدا بتاتی ہے۔

مگر اس ایک آیت کے متعلق ہمیں اناجیل کے یونانی نسخوں کی جانچ پڑتال کرنا ہے صحف الجدید کا یونانی نسخہ جس پر برٹش اور فارین بائیل کے مستند نسخہ کی بناء ہے جسے پہلی مرتبہ ورٹمبرگ کی سوسائٹی نے ..... (Wurtemberg at Stuttgart) Eberhard Nestle ایبرہارڈ نیسل ڈی ڈی کے مرتبہ نسخہ کو ۱۸۹۸ء میں پہلی مرتبہ شائع کیا۔ ایبرہارڈ نے اس کے بعد کئی مرتبہ اس کے ترمیم شدہ نسخے شائع کئے۔ سوسائٹی مذکورہ کی اجازت سے برطانیہ کی سوسائٹی نے ۱۹۰۴ء میں اسے شائع کیا ہمانے نسخوں ٹشنڈارف، ولسٹکاٹ، اور ہارٹ اور ہرٹ ہارڈویس کے نسخوں کا مقابلہ کر کے تابعہ کیا گیا۔ مقابلہ کی صورت یہ ہے کہ دو پرانے نسخے جس عبارت پر متفق ہیں اسے اختیار کیا گیا مگر اس اصول انتخاب میں بعض آیات کا استثناء ہے۔

(مرقس ۱:۱ و یوحنا ۵ : ۴-۳ و ۷ : ۵۳ و ۱۱:۸) یعنی مرقس کی پہلی آیت خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی انجیل کا شروع۔" اس آیت میں اوّل تو خدا کے بیٹے، کا جملہ ایزاد کیا گیا ہے اور آیت بھی متفقہ نہیں۔ مگر مؤلفین کو چونکہ آیت پسند آئی اس لئے انجیل میں چھاپ دی گئی۔ اس پر باقی محولہ بالا آیات کو قیاس کر لیں۔

مگر ہم نامہ یوحنا اول ۵ : ۷ پر بحث کر رہے تھے جو تثلیث کی بناء ہے یہ آیت کسی مستند پرانے نسخہ میں نہیں مگر تثلیث کا عقیدہ اپنانے کے لئے اس کی ضرورت شدید تھی۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

This spurious passage of the New Testament printed by the Universities of Oxford and Cambridge and the King's printers, and appointed to be read in the Churches. This verse Mr. Casy says, is now generally given up, being in no greek MSS. save one at Berlin, which is discovered to have been transcribed from the printed Biblia Complutensia, and another modern one in Dublin, probably translated or corrected from the Latin Vulgate. It is conjectured that it may have been inserted by the mistake of a

Latin copyist, for the owners of MSS, often wrote glosses or paraphrases of particular passages between the lines, and ignorant transcribers sometimes mistook these notes, for interlined omissions by the original scribes and accordingly in re-copying the MSS. incorporated these glosses or paraphrases into the body of the text. For instance Jerome, in one of his letters says:- That an explanatory note which he himself had made in the margin of his psalter had been incorporated by some transcriber into the text.

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ نیا عہد نامہ جو انگلینڈ کی یونیورسٹیوں نے گرجوں میں پڑھنے کے لئے شائع کیا ہے اس میں یہ آیت الحاقی (نامہ یوحنا اول ۵: ۷) چھپی ہے۔ مسٹر کیزی (Casey) کہتے ہیں کہ یہ کسی پرانے نسخہ میں نہیں ہے۔ نقل نویس نے غالباً لاطینی کے نسخہ سے نقل کیا ہے۔ اور یہ کسی کتاب کے حاشیہ کا نوٹ تھا جو متن کے اندر درج ہو گیا۔ جیروم خود کہتا ہے کہ اس طرح ایک نسخہ میں میرا تشریحی نوٹ نقل نویس کی غلطی سے اصل کتاب کا جزو بنا لیا گیا ہے۔ تفصیل دیکھو پوکٹ نیو ٹسٹمنٹ کا دیباچہ ص۔

پس قرآن مجید کی یہ پیشگوئی اس قدر زبردست پیشگوئی ہے کہ یہ لوگ اپنی کتابوں میں خیانت کرتے رہیں گے اور اے مخاطب تو ہمیشہ اس کی اطلاع پاتا رہے گا۔ کتنا ان لوگوں کی روز روز کی خیانتیں پکڑ کر ان کو شرمندہ کرو گے یہ اس خیانت کی بیماری سے کبھی عہدہ برآ نہ ہو سکیں گے اور اپنے ہاتھوں سے قرآن مجید کی یہ پیشگوئی پوری کرتے رہیں گے۔ یہ ہے عالم الغیب خدا کی پیشگوئی جو دوسری پیشگوئیوں کی طرح کسی ایک خاص وقت سے مخصوص نہیں، بلکہ جب سے کلیسا کی جڑ بنیاد قائم ہوئی۔ جعلی انجیل نویسی کی یہ بیماری دن بدن زیادہ سے زیادہ ترقی کرتی گئی چنانچہ پولوس اس صحف الجدید میں کہتا ہے:-

"میں تعجب کرتا ہوں کہ تم اتنی جلدی اس سے جس نے تمہیں مسیح کے فضل میں بلایا پھر کے دوسری انجیل کی طرف مائل ہونے سو وہ دوسری تو نہیں مگر بعض ہیں جو تم کو گھبراتے ہیں اور مسیح کی انجیل اُلٹ دینا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ سوائے اس انجیل کے جو ہم نے تمہیں سنائی دوسری انجیل تمہیں سنائے سو ملعون (قتل) کیا جائے۔"

(نامہ گلاتیون ۱: ۶-۹)

سُن لیا آپ نے پولوس صاحب کا ارشاد کہ ان کی انجیل کے سوا آسمان کا فرشتہ بھی کوئی دوسری انجیل سنائے تو اسے بھی قتل کر دینا۔ یہاں ہمیں دوسری اور تیسری اور چوتھی انجیل سنائی جاتی ہے جن کے مؤلف خواہ روح القدس سے فیض یافتہ کیوں نہ ہوں واجب القتل ہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں انجیل سے مراد کتاب نہیں بلکہ صرف خوشخبری ہے۔ مگر اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ اور دوسری خوشخبری اگر کوئی دے اور وہ فرشتہ ہو تو واجب القتل کیوں ہوا۔ پولوس اپنی انجیل کو فرشتہ کی انجیل پر ترجیح کیوں دیتا ہے کیونکہ فرشتہ تو اپنی بات نہیں کہتا بلکہ خدا کا پیغام پہنچاتا ہے۔

قرآن مجید کی یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوتی رہی ہے اور پوری ہوتی رہے گی۔ پادری خیر الحق اور دنیا کے دوسرے پادری بھلے ہی شور مچائیں کہ صحف الجدید کو اپنے ہاتھوں تو دیکے و تحریف کرنے سے بچاؤ۔ مگر اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوتی رہے گی اور اس میں کتربیونت کبھی بند نہ ہو گی۔ اس کا علاج صرف ایک ہے کہ دنیا کے پادری معہ پوپ صاحب ایک آل پادری کانفرنس طلب کریں اور روح القدس سے گڑگڑا کر ایک نئی انجیل القا کرنے کی درخواست کریں یا کسی پہاڑ کی غار میں یا کوڑے کرکٹ کے نیچے کچھ سالوں تک انجیل لکھ کر دبا دیں اور پھر دنیا کے اخباروں میں پراپیگنڈا کریں کہ اصل انجیل مل گئی ہے کہ یہ روز روز کا کمی بیشی کا قصہ ختم ہو مگر قرآن مجید فرماتا ہے ایسا ہرگز ہرگز نہ ہو گا۔ یہ ضرور صحف الجدید میں خیانت کرتے رہیں گے اور ان کا کسی ایک انجیل پر کبھی اتفاق نہ ہو گا اور خیانت کی خبر چھپی نہ رہے گی بلکہ اے مخاطب تو ہمیشہ اس کی خبر سنتا رہے گا۔ اس کے بعد الا قلیلا منھم کا جملہ نہایت لطیف جملہ ہے اس میں اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جو بائبل سوسائٹی کی ان خفیہ کارروائیوں کو بھی سناتے رہتے ہیں اور اپنی آواز اس کے خلاف بلند کرتے رہتے ہیں مگر ان کی تعداد چونکہ قلیل ہے اس لئے ان کی کوئی نہیں سنتا۔ چنانچہ ان نام نہاد مستند (authorised version) نسخہ کے خلاف دوسرے نسخے چھپے ہوئے ملتے ہیں۔ جو مستند نسخہ کو غیر مستند ثابت کرتے ہیں۔

باقی ——— باقی

# اخبارِ احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ ہنوز ایبٹ آباد میں ہیں۔ آپ کا خط و کتابت کا پتہ:-

معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب ایبٹ آباد ہے۔

## حج سے واپسی

——— تمام احباب جماعت کو یہ سن کر مسرت ہو گی کہ جناب شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ پشاور فریضہ حج ادا کرنے کے بعد مؤرخہ ۱۳ر جولائی کو واپس پشاور تشریف لے آئے ہیں۔ شیخ صاحب کے استقبال کے لئے جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب بمعہ اپنے دو پوتوں کے اور ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب، ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب، صاحبزادہ فضل غالی صاحب، محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت کے علاوہ اور بہت سے احباب بھی موجود تھے۔ شیخ صاحب گاڑی ٹھہرنے کے ساتھ ہی فسٹ کلاس بوگی سے مسکراتے ہوئے باہر آئے اور سب احباب سے بغلگیر ہوئے۔ عزیز عبدالسمیع (ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کے پوتے) نے سب سے پہلے آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے پھر دوسرے احباب نے عزیز کی تقلید کی۔ شیخ صاحب کا تقوےٰ اور علمی قابلیت اپنی مثال آپ ہے آپ کا وجود جماعت کے لئے باعث رحمت ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین۔

(محمد الرحمٰن سیکرٹری برائے تنظیم جماعت)

## انتقال پُر ملال

——— احباب جماعت کو یہ خبر پڑھ کر افسوس ہو گا کہ جناب ماسٹر فضل الٰہی صاحب جو حضرت مسیح موعود کے پرانے مریدوں میں سے تھے قریباً ۸۲ برس کی عمر میں ۲۸ر جولائی ۱۹۶۳ء کو چھ بجے شام انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب سلسلہ سے مرحوم کی مغفرت کے لئے ... جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

ملک ظفر اللہ خان۔ سیکرٹری جماعت راولپنڈی

## خطبہ جمعہ (بسلسلہ صفحہ ۳)

یہ سوال کس غرض سے کیا ہے؟ جج نے کہا یہ اس لئے کہ میری نظر میں ایک احمدی کی گواہی بڑی اونچی ہے۔ احمدی ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ یہ چیز ہے جو مسیح موعودؑ کے طفیل آپ کو ملی ہے۔ یہ دینداری اور نیکی ہی احمدیت کا امتیازی نشان ہے جو فتنۂ دجال کا تریاق ہے۔

### میلاد النبیؐ کے موقعہ پر مسلمانوں کا اظہارِ عقیدت

اب میں چند منٹ کے لئے اس مبارک مہینہ کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں۔ آج ربیع الاول کی چار تاریخ ہے۔ بارہ تاریخ کو ہمارے ہادی پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک ہوئی اس دن کے لئے بڑا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے دروازے بننا شروع ہو گئے ہیں۔ بہت بڑے جلوس نکلیں گے جلسے ہوں گے۔ رات کو چراغاں ہوگا۔ نعت خوانی ہوگی، مولود ہوں گے، بازاروں کو سجایا جائے گا۔ قطعات آویزاں ہوں گے، یہ سب کچھ اپنی جگہ درست ہے، یہ اظہار عقیدت کے طریقے ہیں۔

### مسلمانوں کی عملی حالت اس عقیدت کے خلاف ہے

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس عقیدت سے ہم کیا مراد لیتے ہیں، کیا وہی کچھ جو ہم ڈیڑھ ماہ قبل اپنے عمل سے دکھا چکے ہیں (مراد شیعہ سنی فساد ہے) کیا حضورؐ کی عقیدت اور تعلیم یہی کہتی ہے کہ ایک دوسرے کا گلا کاٹو۔ بریلوی دیوبندی کو برا کہتا ہے اور اس کو اپنی مسجد میں جانے نہیں دیتا۔ حالانکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کو مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دی تھی، جب نجران کا عیسائی وفد آیا تو ان کو اتوار کے دن مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دی گئی یہ وسعت قلبی حضرت نبی کریمؐ نے مسلمانوں کو سکھائی ہے لیکن آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنی مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر وہ داخل ہو جاتا ہے تو مسجد ناپاک ہو جاتی ہے ایک دوسرے کا گلا کاٹا جاتا ہے اپنے اخلاق و عمل کو ایک طرف اور حضور اکرمؐ کی تعلیمات کو دوسری طرف رکھیں تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ جلسے جلوس اور یہ اظہار عقیدت کے ذرائع سب کے سب دکھاوے ہیں۔

### ہر چیز کی ظاہری اور باطنی کیفیت

اسلام نے ظاہری دکھاوے کو بالکل ختم نہیں کیا کسی چیز کی ایک ظاہری حیثیت ہوتی ہے اور ایک اس کی روح یا مغز ہوتا ہے۔ نماز کی ایک ظاہری حالت قیام رکوع اور سجدہ وغیرہ ہے، اور ایک اس کی روح ہے کہ قرب الٰہی کا احساس اور خضوع و خشوع پیدا ہو۔ اگر یہ روح حاصل نہیں تو ظاہری نماز صرف جسمانی ورزش ہے۔ اسی طرح روزہ کی دو حیثیتیں ہیں۔ اگر روزہ دار کو اعمال صالحہ کی طرف کوئی رجحان نہیں اور بدی سے پرہیز حاصل نہیں ہوا تو روزہ محض فاقہ ہے اور بھوک کشی ہے۔

### ہم حُبِّ رسولؐ میں روح اور مغز کے قائل ہیں

ہماری جماعت حُبِّ رسولؐ میں کسی سے کم نہیں۔ مگر ہم نمود و نمائش کے قائل نہیں۔ ہم روح اور مغز کے طلبگار ہیں۔ صحیح معنوں میں آپ کی قوم ہی حُبِّ رسولؐ اور عشقِ الٰہی کا نمونہ ہے۔ اس نے خدا اور رسولؐ کے نام کو دنیا میں بلند کرنے کا کام اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ یہ محض نعرے باز قوم نہیں۔ اس میں عمل ہے۔ کردار ہے۔ جب غازی علم الدین شہید کا مقدمہ پیش تھا آہستہ آہستہ سب مسلمان علماء اور انجمنیں پیچھے ہٹتی گئیں۔ مولوی عصمت اللہ صاحب مرحوم اکیلے جایا کرتے تھے اور مقدمہ کی پیروی کیا کرتے تھے۔

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

### حضرت نبی کریم صلعم پر درود و سلام

اس بابرکت مہینہ میں حضرت مسیح موعودؑ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بالخصوص درود و سلام بھیجا کرتے تھے۔ آپ درود کے بڑے قائل تھے۔ کثرت سے درود و سلام کا ورد کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کے مسلک میں نمود و نمائش نہیں ہے۔ لیکن سب سے بڑھ کر ہے۔ مگر دکھاوا اور نمائش احمدیت کا شعار نہیں۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ سے کسی نے اعتراضاً کہا کہ آپ کی جماعت تسبیح نہیں پھیرتی۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ مگر تسبیح کا فائدہ بھی تو بتائیں اس شخص نے کہا کہ تسبیح میں ۹۹ دانے ہوتے ہیں اور اس پر ۹۹ اسمائے الٰہی شمار کر کے ہم خدا کی یاد کرتے ہیں۔ حضرت صاحب فرمانے لگے کہ آپ گنتی کر کے خدا کا ذکر کرتے ہیں۔ خدا کا معاملہ تو آپ کے ساتھ کسی گنتی اور شمار کا نہیں بلکہ بے حد و بے حساب ہے۔ کیسی عمدہ بات ہے۔ تو حضرت صاحب کا درود پر بہت زور تھا۔ آپ نبی کریم صلعم پر درود پر درود بھیجتے اور جس قدر فرصت کے لمحات میسر آتے آپ سلام و درود میں مصروف رہتے کیونکہ اس ذات گرامی یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے احسانات ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ خدا کی نعمتوں کا شکر کرنا چاہیئے۔ خدا کی بڑی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت حضور اکرمؐ کی بعثت ہے۔

### عیسائیت اور فتنہ دجال کی تردید

ان آیات میں عیسائیت اور فتنہ دجال کی تردید کی گئی ہے۔ فرمایا قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ میں تم جیسا انسان ہوں۔ یعنے خدائی کا مدعی انسان کے لئے نمونہ نہیں بن سکتا۔ بشر رسول ہی انسان کے لئے نمونہ ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ خدا ایک ہے یعنے تثلیث کی تردید کر دی گئی۔ آخر میں فرمایا:- فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا۔ جو خدا تعالیٰ سے ملاقات کا خواہاں ہے۔ اس کے لئے یہی طریقہ ہے کہ عمل صالح کرے۔ اپنے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے توحید پر قائم رہے۔

### ان آیات کو عمل میں لائیں

آج میں نے بہت سی باتیں ادھر ادھر کی کہہ دی ہیں۔ اصل بات یہ کہنا چاہتا تھا کہ سورۃ کہف کی ان آیات کو عمل میں لاؤ۔ اس میں خدا سے استغفار کی تلقین کی گئی ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر ہے۔ خدا ہمیں اور آپ کو اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

---

## اخبارِ احمدیہ (بسلسلہ صفحہ ۱۴)

### عید میلاد النبیؐ

مورخہ ۴ راگست زیر نگرانی احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن چک ۶/۴ اسلام آباد اوکاڑہ میں عید میلاد النبیؐ کے موقعہ پر ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں مستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہے۔ اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام ہے۔

قاضی طارق محمود۔ صدر و سیکرٹری نشر و اشاعت
احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن چک ۶/۴ اسلام آباد اوکاڑہ۔

### انتخاب عہدیداران جماعت ملتان

آج بعد نماز جمعہ جماعت ملتان کے عہدہ داران کا کثرت رائے سے حسب ذیل چناؤ ہوا۔

صدر:- عبدالعزیز صاحب مالک عزیز ہوٹل۔
نائب صدر:- شیخ میاں مختار احمد صاحب خلف الرشید شیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب مینجنگ ڈائرکٹر لیاقت ٹیکسٹائل ملز فضل آباد ملتان۔
سیکرٹری:- شیخ میاں نثار احمد صاحب پروپرائٹر پبلک ملز سٹور۔ ملتان
خزانچی:- شیخ رحمت اللہ صاحب سلیم۔ مالک ویسٹرن جنرل سٹور صدر بازار ملتان

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

## ماہنامہ روحِ اسلام لاہور

ماہنامہ "روح اسلام" میں مستقل عنوانات کے علاوہ اہلِ قلم حضرات کے مضامین درج ہوتے ہیں۔ خود پڑھیے اور دوسروں کو پڑھایئے۔ یہ ماہنامہ آپ کا قومی جریدہ ہے۔

آپ کا

قلمی اور مالی تعاون اس کے استحکام کا موجب ہے۔

ادارہ "روح اسلام" لاہور

## بحرِ حکمت کے موتی (از صفحہ اول)

گلشن خرم بکام دوستاں
چشمہ ہا وگلستاں در گلستاں
(رومی رح)

ترجمہ:- اے لوگو دل ایں آباد ایک مضبوط قلعہ ہے دل دوستوں کی کامرانی کے لئے ایک شگفتہ باغ ہے جس میں چشمے اور گلشن در گلشن ہیں۔

(غلام قادر عفی عنہ)


تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۳۱ جولائی ۶۳ء رجسٹرڈ ایل ۱۳۸ شمارہ ۳۱

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۶ ربیع الاوّل ۱۳۸۳ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۶۳ء | نمبر ۳۲


# تم لوگ متقی بن جاؤ اور تقوےٰ کی راہوں پر چلو

## حضرت امامِ زمان کی جماعت کو نصیحت

۲۳ جون ۱۸۹۹ء - حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ کل یعنی ۲۲ جون ۱۸۹۹ء کو بہت دفعہ خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ تم لوگ متقی بن جاؤ اور تقوےٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تعالےٰ تمہارے ساتھ ہوگا۔ اس سے میرے دل میں درد پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا کروں۔ کہ ہماری جماعت سچا تقوےٰ و طہارت اختیار کرلے۔ میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جب تک کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے شامل حال نہیں ہو سکتی۔ تقوےٰ خلاصہ ہے تمام صحف مقدسہ اور تورات و انجیل کی تعلیمات کا۔ قرآن کریم نے ایک ہی لفظ میں خدا تعالےٰ کی عظیم الشان مرضی اور پوری رضا کا اظہار کر دیا ہے۔ میں اس فکر میں بھی ہوں۔ کہ اپنی جماعت میں سے سچے متقیوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں اور منقطعین الی اللہ کو الگ کروں۔ اور بعض دینی کام انہیں سپرد کردوں اور پھر میں دنیا کے ہم و غم میں مبتلا رہنے والوں اور رات دن مردار دنیا ہی کی طلب میں جان کھپانے والوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کروں گا۔

## بحرِ حکمت کے موتی

من استعاذ باللہ فاعیذوہ ومن سال باللہ فاعطوہ ومن دعاکم فاجیبوہ و من صنع الیکم معروفا فکافئوہ فان لم تجدوا ما تکافئوہ فادعوا اللہ حتیٰ تروا انکم قد کافأتموہ (ابوداؤد ونسائی بحوالہ انتخاب صحاح)

ترجمہ:

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالےٰ کا واسطہ دے کر تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دو۔ اور کچھ مانگے تو اسے دے دو۔ اور جو تمہاری دعوت کرے اسے قبول کرلو۔ اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اس کا بدلہ دو۔ اگر بدلہ دینے کی توفیق نہ رکھو۔ تو اس کے حق میں نیک دعا کرو یہاں تک کہ اس کا بدلہ اتار دو۔

نوٹ:

ایسے مشرکین کے متعلق بھی یہی پناہ دینے کا حکم ہے جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کئے ہوئے معاہدات توڑ دیئے۔

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتیٰ یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانہم قوم لا یعلمون (۹:۶)

نیکی کا بدلہ نیکی سے دو۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔

زندہ آں شخصے کہ نوشد جرعہ از چشمہ است ۔ نیک آں مردے کہ کرد است اتباعت اختیار - (مسیح موعودؑ) غلام قادر فقی عنہ

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## نائجیریا

ترجمہ خط ابراہیم یور دیجیے ۔ نائجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں یہ خط آپ کو بڑی عظمت اور توقیر کے ساتھ لکھ رہا ہوں جونہی آپکا خط مجھے ملا میں نے جواب دینا اشد ضروری سمجھا ۔

آپ کا اسلامی لٹریچر نائجیریا میں بہت مقبول ہو رہا ہے ۔ ابھی تک کوئی ایسا مسلمان پیدا نہیں ہوا جس نے ایسا شاندار انگریزی لٹریچر پیدا کیا ہو ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ خلوص کے ساتھ کام کر رہے ہیں ۔ اور یقیناً یہ اسلامی مشن زیادہ ترقی کرے گا ۔

میں ٹیچر ہائی ٹریننگ کالج میں استاد ہوں اور احمدیہ موومنٹ سے بخوبی واقف ہوں ۔ میں نے انگریزی ترجمۃ القرآن کا مطالعہ ابھی تک نہیں کیا ۔

یہاں اس کا ملنا بہت مشکل ہے ۔ اس لئے آپ مجھے ایک نسخہ ارسال کریں ۔

اگر سیکنڈ ہینڈ بھی مل جائے تو کوئی مضائقہ نہیں مجھے اس کی اشد ضرورت ہے ۔ اگر یہ قیمتاً مل سکے تو مجھے اس کی قیمت لکھیں میں اس کی قیمت پیشگی ارسال کر دوں گا ۔ اور جو کام آپ نے کیا ہے اس کی فہرست بھی مجھے بھیجدیں ۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے مشن کو ترقی دے ۔ اور آپ لوگوں کو توفیق دے کہ زیادہ سے زیادہ کام کریں ۔　　والسلام

(انہیں خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

## افریقہ

عبدولاسس ۔ اے ۔ ایڈیلکی ۔ افریقہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہ خط اس امر کی اطلاع ہے کہ آپ کی کتابیں مجھے مل چکی ہیں ۔ میں شکرگذار ہوں ۔ کتابیں بہت دلچسپ ہیں اور میں نے ان کی مدد سے اسلام کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کی ہیں ۔

میں نے یہاں کے عیسائیوں کو بھی متاثر کیا ہے حتیٰ کہ یہاں کے دو آدمی اسلام کی طرف مائل ہو گئے ہیں جبکہ میں نے انہیں آپ کی بھیجی ہوئی کتابوں میں سے چند کتابیں پیش کیں ۔ یہاں پاکستان سے جو آپ کے نمائندے موجود ہیں ان سے میری ملاقات ہوئی ہے ۔

آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ انگریزی میں لکھی ہوئی کتابوں کی فہرست اور ان کی قیمتوں سے آگاہ کریں ۔ میں آپ کا مشکور ہوں گا ۔ اگر آپ مجھے اسلام سے متعلق دلچسپ کتابیں بھیجتے رہیں اور مذہبی امور میں میری رہنمائی کرتے رہیں ۔

والسلام

(انہیں فہرست کتب خط اور لٹریچر بھیجا گیا)

## پاکاٹا (نائجیریا)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ہم پورے احترام کے ساتھ آپ کی خدمت میں یہ عریضہ لکھ رہے ہیں ۔ امید ہے کہ آپ اس پر غور کریں گے ۔

ہم نے ابھی ابھی ینگ مسلم سوسائٹی کے نام سے ایک جماعت قائم کی ہے ۔ اگر آپ اس سلسلے میں ہمارے ممد و معاون رہیں تو ہماری سوسائٹی زیادہ مضبوط ہو سکتی ہے ۔ اور ہم آپ کے مشکور ہوں گے ۔

اسلامی اصول اور قرآن و صلوٰۃ کے بارے میں پمفلٹ بھیجکر جماعت کو پھیلانے میں امید ہے آپ مدد دیں گے ۔

ہمیں کتابوں کی قیمت ادا کرنا بھی منظور ہوگا ۔ اگر آپ ہماری سوسائٹی کے متعلق کچھ مزید جاننا چاہیں گے تو آپ کے جواب کے فوراً بعد آپ کو تمام حالات سے آگاہ کریں گے ۔

والسلام

(انکو لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

## لاگوس (نائجیریا)

ترجمہ خط مسٹر ایم ۔ بی ۔ آبولانڈا لاگوس ۔ (نائجیریا)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

آپ کا نام اور ایڈریس میرے ایک مذہبی دوست کی معرفت معلوم ہوا اور آپ کا لٹریچر بھی دیکھا جس کا مجھ پر جادو کا سا اثر ہوا ۔

میں ایک سچا مسلمان اور احمدیہ موومنٹ کا ریحانہ برانچ ویسٹ (افریقہ کا ممبر ہوں ۔ میں مذہبی کتابیں اور لٹریچر پڑھکر بہت خوش ہوتا ہوں ۔

اس لئے میں التماس کرتا ہوں کہ آپ مجھے کافی مذہبی لٹریچر ارسال کریں ۔ خاصکر انگریزی ترجمۃ القرآن ۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ میں احمدیہ یوتھ ایسوسی ایشن ایوٹ متیا برانچ نائجیریا کا سیکرٹری ہوں اور ہماری ایسوسی ایشن کی خواہش ہے ۔ کہ ایک لائبریری بنائی جائے ۔

نیز نائجیریا کے چند علاقوں میں ہوسٹل بنائے جائیں ۔ سکول کھولے جائیں ۔ مسلمان نوجوان لڑکوں کو وظیفے دیئے جائیں ۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسوسی ایشن کس قدر جانفشانی سے کام کر رہی ہے اور اسلام کا پرچار کر رہی ہے ۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے لٹریچر ارسال کریں تاکہ تمام ممبر اس سے مستفید و مستفیض ہو سکیں ۔　　والسلام

(خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

## اکوٹ (انڈیا)

ترجمہ خط از مسٹر محمد جنید صاحب بی ۔ اے اکوٹ ۔ انڈیا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اچانک میں نے ایک دوست کے ہاں سے انگریزی ترجمۃ القرآن کو سرسری نظر سے دیکھا ۔ مجھ پر اس کا بہت اچھا اثر ہوا ہے ۔

یہ ایک اپنی قسم کا پہلا قرآن شریف ہے جس میں ہر قسم کے بیانات احسن طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں ۔

میں آپ کا بہت مشکور ہونگا اگر آپ مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن کی ایک کتاب ارسال فرمادیں ۔　　والسلام

(لٹریچر بھیجا گیا)

## اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ ایبٹ آباد میں تشریف فرما ہیں ۔ انکا ڈاک کا پتہ یہ ہے :—

معرفت پوسٹ ماسٹر ایبٹ آباد

—— محترم شیخ غلام قادر ڈار صاحب کچھ دنوں سے بعارضہ بخار بیمار ہیں ، ان کی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے ۔

—— ملک عبدالغنی صاحب کارکن انجمن اور دیگر دوستوں کے لئے جو بیماری یا مشکلات میں مبتلا ہیں ، احباب کی دعاؤں کی ضرورت ہے ❊

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۷ر اگست ۱۹۶۳ء

# امراء اور صاحب اقتدار لوگوں کا اخلاقی انحطاط
## قومی زوال کا موجب ہے

یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے، کہ جس قوم کے امراء اور صاحب اقتدار لوگ اخلاقی طور پر گر جائیں اور فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں اُس کے عوام بھی اس سے متاثر ہو کر بدیوں اور برائیوں کا رستہ اختیار کر لیتے ہیں جو قومی زوال کا موجب ہوتا ہے۔ النّاس علیٰ دین ملوکھم مشہور مقولہ ہے۔ جو واقعات کی کسوٹی پر ہمیشہ پورا اُترتا ہے۔ قرآن کریم نے بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:- واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فدمرناها تدميرا۔ جب کسی قوم کی ہلاکت کا وقت آتا ہے تو اس کے امراء احکام الٰہی سے روگردانی اختیار کر کے فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اور ان کا یہ رویہ ساری قوم کی ہلاکت کا موجب ہو جاتا ہے فی الحقیقت قوم کے امراء علماء اور صاحب اقتدار لوگ قوم کی نبض اور اس کا تعویذ ہوتے ہیں اور جس رستہ پر وہ چلتے ہیں ساری قوم اسی ڈگر پر ہو لیتی ہے۔ کہتے ہیں، امام ابو حنیفہ رح نے کسی لڑکے کو کسی پھسلنے والی جگہ پر چلتے دیکھا، تو انہوں نے اسے آواز دی کہ بیٹے! دیکھنا کہیں پھسل نہ جانا اس کے جواب میں بچے نے انہیں فوراً جواب دیا، جناب میری تو خیر ہے، آپ اپنی فکر کیجئے، جن کے پھسلنے سے ساری قوم کے پھسل جانے کا اندیشہ ہے۔

یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف ایک برطانوی اخبار نویس پیٹر ہاورڈ نے وہاں کے مقتدر لوگوں اور بالخصوص شاہی خاندان کو توجہ دلائی ہے، انہوں نے حال ہی میں مارل ری آرمامنٹ کے افتتاحی اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ برطانیہ کے اعلیٰ منصب رکھنے والے لوگ قوم میں اخلاقی انحطاط پیدا کرنے کے ملزم ہیں۔ انہوں نے شاہی خاندان کے افراد کو متنبہ کیا کہ وہ کسی ایسے شخص کے ساتھ تعلق پیدا کرنے اور میل جول رکھنے سے انکار کر دیں جس کے متعلق انہیں علم ہو.... کہ وہ بری عادات رکھتا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے برطانیہ کے ایک بدنام ڈاکٹر سٹیفن وارڈ کا (جو حال ہی میں اپنے برے کردار اور ناپاک حرکات کی وجہ سے عدالت کے کٹہرے میں گھسیٹا گیا اور وہاں ملزم ٹھہرایا جانے کے بعد خودکشی کر کے مر گیا) ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس نے شاہی خاندان کے افراد کے جن میں پرنس فلپ، شہزادی مارگریٹ اور اس کا شوہر اور شہزادی الیگزینڈرا شامل ہیں، خاکے آتار رکھے تھے، اور خود ملکہ معظمہ برطانیہ........ سابق وزیر جنگ مسٹر جان پروفیومو کے ساتھ عین اس وقت ریس میں گئیں جبکہ اس نے ایک بدنام اور جاسوس فاحشہ عورت کرسٹین کیلر کے ساتھ تعلق رکھنے سے انکار کر کے جھوٹ بولا۔

ان دو مثالوں کو پیش کر کے مسٹر پیٹر ہاورڈ نے بیان کیا کہ "شاہی خاندان کے متعلق ہماری قوم کے دلوں میں ایک خاص عقیدت، محبت اور اطاعت و فرمانبرداری کے جذبات پائے جاتے ہیں"، انہوں نے بتایا کہ اس خاندان کے افراد کی مثال کروڑوں نصائح سے بڑھ کر اثر رکھتی ہے انہوں نے کہا کہ صاحب اختیار لوگوں کو اپنی عزت و وقار کی بہترین مثال قائم کرنی چاہیئے۔ بجائے اس کے وہ بیڈ روموں، فاحشہ عورتوں کے گھروں شراب خانوں، کلبوں اور تھیٹروں، اور طلاق دینے والی عدالتوں میں جا کر رذالت اور انحطاط کا رستہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قوم کو گمراہی کی طرف لے جا رہے ہیں، اور ایسی چیزوں کی برداشت کا جذبہ پیدا کر رہے ہیں جو صدہا سال بجا طور پر ناقابل برداشت سمجھی جاتی تھیں۔ مسٹر وارڈ نے اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ:-

"یہ بدیوں اور برائیوں کی اہمیت کو کم کرنے والا گروہ برطانیہ کے لئے اس سے بہت بڑھ کر خطرناک ہے جس قدر ہٹلر کی برائی کو کم کر کے دکھانے والے اپنے وقت میں خطرناک سمجھے جاتے تھے"۔

مسٹر ہاورڈ نے بی بی سی کے ڈائرکٹروں سے اپیل کی ہے کہ:-

"اگر بی بی سی اس گندے مواد کو جو قوم کی گندی نالیوں سے بہہ رہا ہے اپنے پروگراموں میں جاری رکھے تو وہ اس سے مستعفی ہو جائیں"

یہ ایک برطانوی صحیفہ نگار کے بیانات ہیں، اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان میں نہایت خوبی کے ساتھ بڑے آدمیوں کو صحیح رستہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے فی الحقیقت بڑے آدمیوں کی گمراہی جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، تمام قوم کے لئے ہلاکت کا پیغام لے کر آتی ہے۔ کیونکہ انکی اخلاقی گراوٹ، تمام قوم میں اخلاقی انحطاط پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے۔

مسلمان کو حکم ہے کہ سچی بات جہاں سے بھی ملے لے لے۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
ور نوشت است پند بر دیوار

کیا مسٹر ہاورڈ کی یہ آواز پاکستانی امراء اور صاحب اقتدار لوگوں کے کانوں تک پہنچی ہے؟ کیا ہمارے اسمبلیوں کے ممبر، ہمارے وزراء، اور حکومت کے ممتاز اراکین اس نصیحت کو سُن رہے ہیں جو مسٹر ہاورڈ نے اپنی قوم کے بڑے لوگوں کو کی ہے؟ ہم نہیں کہتے کہ وہ سب کے سب اخلاقی گراوٹ میں مبتلا ہیں۔ ان میں ایسے بھی ہیں، جو نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں اور وہ بھی ہیں جو نفس امارہ کا شکار ہو کر شراب نوشی اور رقص و سرود میں منہمک رہتے ہیں، ابھی اگلے ہی دن قومی اسمبلی کے ایک ممتاز رکن کی تصویر شائع ہوئی تھی جس میں وہ کسی غیر محرم عورت کے ساتھ بھری مجلس میں رقص کرتے ہوئے دیکھے گئے، یہ چیزیں بقول مسٹر ہاورڈ قوم میں بد اخلاقی اور فسق و فجور پیدا کرنے کا موجب ہیں، بڑے آدمیوں کی مثال سے چھوٹے ہمیشہ اثر پذیر ہوتے ہیں، اگر اچھی مثال اور عمدہ نمونہ اُن کے سامنے رکھا جائے تو یقیناً اس سے قوم میں اعلیٰ اخلاق پیدا ہو سکتے ہیں، اور قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ اچھا نمونہ قائم کرنے والے کو دوہرا ثواب حاصل ہوگا، ایک اپنی نیک عملی کا اور دوسرا ان لوگوں کا جو اس کی پیروی میں نیک اعمال بجا لائیں۔ ضرورت ہے کہ ہماری قوم کے امراء حکومت کے اعلیٰ اراکین اسمبلیوں کے ممبر اور صاحب اقتدار لوگ اپنے حسن عمل سے نیک نمونہ قائم کریں تا کہ قوم اُن کی پیروی میں... صحیح رستہ پر گامزن ہو اور بدیوں اور برائیوں کے ہلاکت خیز سمندر میں غرق ہونے سے بچ جائے

# جلسہ میلاد النبی صلعم

۵ راگست ۱۹۶۳ء کو صبح ساڑھے آٹھ بجے مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں میلاد النبی صلعم کی تقریب سعید منانے کے لئے جماعت احمدیہ لاہور کا ایک جلسہ زیر صدارت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی منعقد ہوا، جس میں حضرت رسول کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے کمالات پر مختلف اصحاب نے بصیرت افروز تقاریر فرمائیں۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد جو قاری حافظ محمد بوستان صاحب نے کی، مظفر حسن صاحب خادم نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غیر مسلم مستشرقین کی تحریرات سے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے لیئے اقتباسات سنائے گئے جن میں آپ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی پر روشنی ڈالی ہے۔

بعد ازاں مولانا احمد یار صاحب نے سیرت نبوی پر تقریر فرمائی اور آیہ کریمہ یایها النبی انا ارسلناك شاهداً ومبشراً ونذيراً وداعياً الى الله باذنه وسراجاً منيراً سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کے مرتبہ عالی پر پہنچے ہوئے تھے اور بنی نوع انسان کے لئے بشیر اور نذیر ہو کر آئے اور آپ نے اللہ تعالےٰ کی طرف دعوت دی اور دنیا جہان کے لئے آپ ایک نہایت روشن سورج ہیں۔ جس طرح ظاہری سورج کی روشنی تمام جہان کے لئے ہمیشہ کے لئے ہے۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے جو تعلیمات دی ہیں، ان کی روشنی انسان کو گمراہی کی ظلمتوں سے نکال کر نور ہدایت سے منور کر دیتی ہے، یہ روحانی سورج ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قلب انسانی کو منور کرتا رہے گا۔

اس مضمون کی تائید میں مولانا نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے متعدد واقعات سنائے اور موجودہ زمانہ میں آپ کے نور سے یورپ اور دیگر ممالک کو جو روشنی ملی ہے اس کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا۔

اس کے بعد ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے مسئلہ ارتقاء اور ختم نبوت پر تقریر فرمائی آپ نے سب سے پہلے ارتقاء کے نظریہ پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان کیا کہ ڈارون کا بیان کردہ ارتقاء انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ آپ نے بتایا کہ نبوت ایک منصب تھا، جو ہر زمانہ اور ہر قوم کی ضروریات کے مطابق احکام الٰہی لوگوں کو بتانے کے لئے مختلف لوگوں کو تفویض ہوتا رہا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے تکمیل ہدایت ہو گئی اور تمام پہلی کتابوں کی وہ تعلیمات جو ہمیشہ کام آنیوالی تھیں، قرآن کریم میں جمع کر دی گئیں۔ اس کے بعد کوئی ایسی ضرورت باقی نہیں رہ گئی جس کے لئے کسی پیغمبر یا نبی کا آنا ضروری ہو۔

- - - - - - - تکمیل ہدایت کے بعد اشاعت ہدایت کا کام ہی باقی رہ جاتا ہے جس کے لئے اسلام میں مجددین کا سلسلہ قائم کیا گیا، اس طرح وحی نبوت ختم ہو گئی اور صرف وحی ولایت یا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا سلسلہ امتِ محمدیہ میں جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا، یہی ختم نبوت کا منشاء ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان تا قیامت جاری رہے نہ آپ کے بعد کوئی نبی آئے گا نہ آپ کا فیض منقطع ہو گا۔

ڈاکٹر صاحب کی یہ تقریر اپنے موضوع کے لحاظ سے بہت اہم تھی اور آپ نے نہایت قابلیت کے ساتھ اسکو نبھایا۔

بعد ازاں مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کی کتب مقدسہ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں پر روشنی ڈالی، اور اس ضمن میں مختلف پیشگوئیوں کے الفاظ پر نہایت عالمانہ روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ آپ نے اس مضمون کی تکمیل کے لئے بہت بڑی محنت شاقہ سے کام لیا ہے آپ نے ..

...... بتایا کہ بدھ مت کی ایک کتاب کا حوالہ تلاش کرنے کے لئے برٹش میوزیم لائبریری کی (جو دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہے) ایک ایک کتاب جہاں ساری انگلستان میں بدھوں کے کتب خانہ کو دیکھا، اور اس میں بدھ مت کی کتابوں کا مطالعہ کیا، پھر لنکا (سیلون) میں جا کر وہاں کی لائبریریاں دیکھیں اور مطلوبہ حوالہ وہاں سے آپ کو ملا۔

مولانا اس موضوع پر ایک مفصل کتاب تصنیف فرما چکے ہیں، جو عنقریب چھپ کر شائع ہونیوالی ہے مولانا کی تقریر کے ضروری حصص آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے۔

اس تقریر کے بعد مولانا عبدالحق صاحب نے دعا فرمائی اور بعد ازاں حاضرین کو کوکا کولا پلایا گیا، اور جلسہ برخاست ہوا۔



# کھلا کافر اور پوشیدہ ولی ہے

ضلع پٹنہ سے ایک صدق نواز کا خط:-

" سر آغا خاں مرحوم کی خود نوشت سوانح عمری " (Memoirs of Agha Khan) کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ آپ کی نظر سے ضرور گزری ہوگی۔ بچپن سے ان کے متعلق کیا کچھ نہ سننے اور پڑھنے میں آیا تھا۔ میرا تخیل ان کے متعلق ایک ایسے انسان کا تھا۔ جس کا مقصد حیات صرف "کھاؤ، پیو اور خوش رہو" ہوتا ہے۔ آج لندن میں ہیں، تو کل پیرس میں کبھی اس ناچ گھر میں کبھی اس قمار خانہ میں، اسماعیلیوں کے مذہبی پیشوا۔ لیکن مذہب سے کوسوں دور۔ لیکن اس کتاب کو پڑھ کر میری آنکھیں کھل گئیں۔ آغا خاں کی زندگی تو ظاہر ہے کہ مومنانہ نہ تھی۔ لیکن ان کا دل شاید مومن ضرور رکھتا، اسلام اور رسول پاک سے متعلق اپنے جن والہانہ جذبات کا اظہار کیا ہے وہ پڑھنے کی چیز ہے۔ رہا اپنے متعلق تو کس کو معلوم ہے کہ ان کی صبح کی نماز کبھی قضا نہیں ہوئی تھی۔ ایک جگہ لکھتے ہیں (آگے اصل انگریزی عبارت کی کئی سطریں ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ) میں صبح ۴ بجے تڑکے اٹھ بیٹھنے کا عادی اپنے اوائل عمر سے ہوں۔ خود بخود میں ۴ بجے اٹھ بیٹھتا ہوں۔ اور ۴ سے ۵ تک کا ایک گھنٹے کا وقت وقف عبادت رہتا ہوں۔ میرے خواب گاہ میں کوئی مجھے نہیں دیتے۔ اس وقت کام مجھے جانماز اور تسبیح سے رہتا ہے "۔ ظاہر اور باطن میں کتنا فرق ہو سکتا ہے، اس کا احساس مجھ کو اب ہوا

سر آغا خاں کی دینداری اور عبادت گذاری کا ذکر کئی سال ہوئے ان صفحات میں آچکا ہے۔ بلکہ ٹھیک یہی اقتباس بھی پیش کیا جا چکا ہے۔ جب اسلام و رسول اسلام پر ان کی ایک نہیں متعدد تحریریں گواہ ہیں۔ اور اس تحریر میں تو انہوں نے اپنی پابندی نماز سحر کا بیان اس طرح کیا ہے۔ کہ اس پر اب تک رشک آ رہا ہے۔

حشر میں خدا معلوم کتنے ہی ایسے اخیار بلکہ ابرار پیش ہوں گے جنہیں دنیا اشرار میں شمار کرتی رہی۔

(صدق جدید ۲۶ ر جولائی ۱۹۶۳ء)

## مولانا یعقوب خانصاحب کی واپسی

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی اطلاع ملی ہے کہ مولانا محمد یعقوب خانصاحب کراچی پہنچ گئے ہیں۔ عنقریب لاہور تشریف لائیں گے۔

احمد یار ۶-۸-۶۳

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

## جناب برق صاحب کا عجیب و غریب استدلال

### قرآنی فلسفہ سب فلسفوں پر غالب ہے

جناب برق صاحب نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ عصر حاضر میں اقدار حیات بدل گئی ہیں۔ اس کائنات میں بقائے اصلح کا آئین نہایت باقاعدگی سے کارفرما ہے یہاں وہی فلسفہ زندہ رہ سکتا ہے جو دوسرے فلسفوں سے زیادہ طاقتور اور ابن آدم کے لئے زیادہ مفید ہو۔

جناب برق صاحب محترم! حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کی آیت "واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض" (الرعد ع ۱) سے یہ استدلال کیا ہے کہ قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم نافع للناس ہیں دنیا میں ان دونوں سے بڑھ کر نفع دینے والی اور کوئی چیز نہیں اس لئے ان کا تا قیامت رہنا آیت مندرجہ بالا کی رُو سے نہایت ضروری ہے۔ پس یہ آیت نص ہے اس بات پر کہ ایک طرف قرآن کریم کی زندگی بخش تاثیرات ہمیشہ اپنا اثر دکھلاتی رہیں گی۔ اور دوسری طرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ نبوت بھی ہمیشہ دلوں کو منور کرتا رہے گا۔ پس جناب برق صاحب اگر قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق آپ کا ایمان بھی ویسا ہی ہے تو آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن کریم کا فلسفہ ہی سب فلسفوں سے زیادہ طاقتور اور ابن آدم کے لئے سب سے زیادہ مفید ہے اسی لئے اس کا فلسفہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہ سکتا ہے اور حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت ہی زندہ نبوت ہے جو رہتی دنیا تک اپنا کام کرتی رہے گی اور یہی وجہ ہے کہ خدا کے مامور اور مجدد اعظم سیدنا حضرت مرزا صاحب قرآن کریم کے فلسفہ کو ہی تمام فلسفوں پر غالب ثابت کرتے رہے اور اسی کو سب فلسفوں سے زیادہ طاقتور اور بنی آدم کے لئے سب سے زیادہ مفید بتلاتے رہے اور اگر آپ نے حضور کی کتب کا جیسا کہ آپ کو دعوے ہے گہری نظر سے مطالعہ کیا ہو تو آپ کے زیر مطالعہ حضور کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" بھی ضرور آئی ہوگی۔ یہ کتاب حضور کا وہ مضمون ہے جو لاہور میں جلسہ اعظم مذاہب کے موقعہ پر پڑھا گیا تھا اس جلسہ میں تمام مذاہب کے نمایندوں نے چند خاص سوالوں کے جواب میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ان نمایندوں میں الہامی مذاہب کے نمایندے بھی تھے، اور غیر الہامی مذاہب کے نمایندے بھی تھے۔ ہر ایک قسم کا فلسفہ پیش ہوا لیکن اسلام کا جو فلسفہ سیدنا حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا وہ سب دیگر فلسفوں پر غالب آیا جس کا اعتراف مخالف و موافق سب نے کیا اس دن اسلام کا غلبہ سب مذاہب پر نمایاں ہوگیا اور آیت "هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله" کے ماتحت یہی آپ کا کام تھا۔ دیگر علماء جنہوں نے اسلام کی نمایندگی اس جلسہ میں کی ان کے مضامین کو کسی نے بھی وقعت کی نظر سے نہیں دیکھا وہ اسلام کی برتری ثابت کرنے میں بری طرح ناکام رہے۔

### قرآن کریم کا دعوےٰ

قرآن کریم نے سورہ حٰم سجدہ ع ۵ میں اپنے متعلق بدیں الفاظ دعوےٰ کیا ہے "وانه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید" اور پھر سورۃ الفرقان ع ۳ میں اپنی شان ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے "ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا" یعنے یقیناً یہ ایسی کتاب ہے جو سب پر غالب آنے والی ہے باطل نہ آگے سے نہ پیچھے سے یعنی کسی طرف سے بھی اس کے قریب نہیں پھٹک سکتا اس لئے کہ یہ کتاب اس خدا کی طرف سے اتاری گئی ہے جو حکمتوں کا سرچشمہ ہے اور اس کی ہر بات نہایت پختہ اور ناقابل شکست بلکہ قابل تعریف ہوتی ہے کیونکہ وہ اس ہستی کے منہ سے نکلی ہے جو تمام تعریفوں کی جامع ہے دیگر انسان جو بھلے سے اعلےٰ فلسفہ پیش کریں گے ان میں ہم ایک تو وہ سب کا سب حق ہی ہوگا اور دوسرے صحیح فلسفوں کے مقابلہ میں بھی بہترین تفسیر کا حامل ہوگا۔

### حضرت مرزا صاحب کا کردار

جن لوگوں نے سیدنا حضرت مرزا صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ کبھی بھی زمانہ حال کے فلسفوں سے مرعوب نہیں ہوئے ان کی کتب اس نظریہ سے بھری ہوئی ہیں کہ اسلام موجودہ فلسفہ کے سامنے کبھی مغلوب نہیں ہوگا بلکہ ان تمام باطل فلسفوں کو مغلوب کرکے دکھلائے گا اور ہر میدان میں ان کے قائلین کو پچھاڑے گا۔ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے مقابل مسلمانوں میں جسقدر متکلم ہم کو ملتے ہیں وہ سب کے سب بغیر استثنا علوم جدیدہ سے مرعوب نظر آتے ہیں اور ان کی ساری کوشش اس بات میں صرف ہوتی ہے کہ کسی طرح یورپ کے خیالات کے ماتحت اسلام کو کردیں اور آیات قرآنیہ کو توڑ مروڑ کر فلسفہ یورپ کے ساتھ ہم آہنگ کرکے دکھلادیں، سیدنا حضرت مرزا صاحب ہی اس زمانہ میں ایسے شخص پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے علی الاعلان زمانہ حال کے فلاسفہ کو للکارا ہے۔ اور ان کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کی بجائے انہیں اسلام کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا ہے۔

### برق صاحب کا نظریہ نقل ہے حضرت مرزا صاحب کی۔

اب جناب، برق صاحب بتلائیں کہ انہوں نے اپنا یہ نظریہ پیش کرکے کہ بقائے اصلح کا آئین اس کائنات میں نہایت باقاعدگی سے کارفرما ہے کونسی نئی اور انوکھی بات پیش کی ہے آپ سے کئی سال قبل حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب قرآن کریم کی آیت سے استدلال کرکے اس نظریہ کو پیش کرچکے ہیں صرف پیش ہی نہیں فرماچکے بلکہ قرآن اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو اس اصول کے ماتحت اصلح ثابت کرکے ان کے بقاء کو بھی لازمی ثابت کرچکے ہیں، پس اس امر میں بھی اولیت کا تاج سیدنا حضرت مرزا صاحب کے سر ہی ہے اور جیسا کہ حضور کا یہ معمول تھا کہ ہر دعوے اور اس دعوےٰ کی دلیل بھی قرآن کریم سے ہی پیش فرماتے تھے، اس دعوےٰ کو بھی اور اس کی دلیل کو بھی قرآن کریم سے ہی..... پیش کیا۔ جناب برق صاحب کی طرح خودساختہ دعوےٰ پر ہی اور وہ بھی بے دلیل اکتفا نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر جناب برق صاحب اور ان کے ہمنوا میرے بیان کو مدنظر رکھ کر اور جذبات تعصب سے دل کو پاک کرکے حضرت اقدس کی کتب کا مطالعہ کریں گے تو ان کو ان میں دنیا کے لئے پیغام بھی مل جائے گا اور

مضبوط ترین فلسفہ بھی نظر آجائے گا مشکل یہ ہے کہ ان دوستوں نے اپنے زعم میں از راہ عناد سیدنا حضرت مرزا صاحب) کو مدعی نبوت قرار دے دیا ہے اس لئے یہ لوگ حضور سے نئے پیغام اور نئے فلسفہ کی توقع رکھتے ہیں حالانکہ ان کا اصل مقام امت میں محض مجددؑ کا مقام ہے جس کا کام صرف دین میں داخل شدہ غلطیوں کو نکال کر جنہوں نے اس کے چہرہ کو بدنما کر دیا ہوتا ہے اس کے صاف اور اصلی درخشاں چہرہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوتا ہے اور اس کی خوبیوں کو جو مرور زمانہ کی وجہ سے پوشیدہ ہو گئی تھیں ان کو نمایاں کرنا ہوتا ہے اسی کا نام تجدید ہے۔ پس یہ پیغام لاتا اور نیا فلسفہ پیش کرنا تو کجا وہ تو ایک شعشہ بھی قرآن کریم اور سنت نبویہ کا تبدیل نہیں کر سکتا یہ درست ہے کہ مجدد دین میں آپ بحیثیت مسیح اور مہدی ہونے کے سر فہرست ہیں اسی لئے آپ مجدد اعظم کہلانے کے مستحق ہیں۔

## خوشگوار زندگی بنانے والے اصول

حضور کے اس مقام کو جو آپ کا اصلی مقام ہے اگر آپ لوگ مدنظر رکھیں گے تو آپ کی سب غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ اس میں شک نہیں کہ انسانی زندگی کو خوشگوار بنانے اور کامیاب بنانے کے لئے جو زریں اصول قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں اور جو حضرت نبی کریم صلعم کی مبارک زندگی میں ہمیں نظر آتے ہیں وہی انسانی زندگی کو خوشحال بنانے کے ضامن ہیں ان کے اپنائے بغیر اور ان کے قالب میں زندگیوں کو ڈھالے بغیر انسان کبھی بھی جنتی زندگی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف کی سورۃ طٰہٰ میں فرماتا ہے ومن اعرض عن ذكري فان له معيشة ضنكا ونحشره يوم القيامة اعمى یعنے جو میرے ذکر سے یعنی قرآن کریم میں بتلائی ہوئی ہدایات سے منہ پھیر لے گا یقیناً اس کی زندگی تلخ ہوگی یہ تو دنیوی زندگی کی حالت کا نقشہ ہے اخروی زندگی کی حالت یہ ہوگی کہ وہ نابینا اٹھایا جائے گا۔ چنانچہ وہ خدا سے سوال کرے گا قال رب لم حشرتني اعمى وقد كنت بصيرا قال كذلك اتتك اياتنا فنسيتها وكذلك اليوم تنسى وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا ہے میں تو دنیا میں بصیر تھا یعنے زندگی گزارنے کے لئے جو طریق میں نے اختیار کیا تھا اسے میں درست ہی سمجھتا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا بات اسی طرح ہی ہے لیکن جو کچھ تو سمجھتا تھا وہ چونکہ فی الحقیقت درست نہیں تھا درست وہی تھا جس کی طرف میری آیات رہنمائی کرتی تھیں اصل میں تو اندھے پن میں ہی زندگی بسر کرتا رہا۔ لیکن میری آیات تیرے پاس آئیں جو بینائی بخشنے والی تھیں لیکن تو نے ان سے بینائی حاصل کرنے کی بجائے انہیں چھوڑ دیا اور نتیجہ یہ ہے کہ آج تو چھوڑا جاتا ہے۔

اس سے پتہ لگا کہ خدا کی آیات کو چھوڑنے کا نتیجہ نہ دنیوی زندگی میں اچھا نکلتا ہے اور نہ اخروی زندگی میں، اخروی زندگی کا حال تو مرنے کے بعد ہی معلوم ہوگا لیکن دنیوی زندگی کے متعلق قرآنی آیت کی صداقت اظہر من الشمس ہے۔ یورپ کے خزانے مال و دولت سے لبریز ہیں ہر قسم کا سامان آسائش اہل یورپ کے لئے میسر ہے باوجود اس کے زندگی ان کی تلخ ہے قلوب میں اطمینان مفقود، سکون عنقا، جنگ کے بادل ہر وقت سروں پر منڈلاتے رہتے ہیں جنہوں نے ان کا چین چھینا ہوا ہے اخلاقی گراوٹ نے انہیں پریشان کیا ہوا ہے۔ آپس کی رقابتیں انہیں آرام کی نیند سونے نہیں دیتیں۔ یورپ کی یہ ابتر حالت ہمارے سامنے ہے جو من اعرض عن ذكري فان له معيشة ضنكا کا صحیح نقشہ دن رات ہماری نظروں کے سامنے پیش کر رہی ہے اسلامی تاریخ کا اگر ہم گہری نظر سے مطالعہ کریں تو وہاں بھی ہمیں یہی نقشہ نظر آتا ہے جب تک مسلمانوں نے اصول اسلام اور ہدایات ربانی کو اپنائے رکھا تو ان کی زندگی خوشگوار زندگی تھی خوشیاں ان کے قدم چوم رہی تھیں لیکن جونہی انہوں نے قرآنی ہدایات کو خیرباد کہا ادبار کے بادل ان پر چھانے لگ گئے حکومتیں ہاتھ سے نکل گئیں حاکم سے محکوم ہو گئے غنی افلاس میں تبدیل ہو گئی، امیری نے فاقہ کشی کی شکل اختیار کر لی۔ خلاصہ کلام یہ کہ ہر طرف سے مصائب کا شکار بن گئے۔

## مسلمانوں کی موجودہ حالت میں یقین کی صورت کس طرح پیدا ہو

اب سوال یہ ہے کہ اس بات پر یقین کس طرح آئے کہ جو کچھ قرآن میں لکھا ہے وہ خدا کا ہی کلام ہے اور وہی انسان کے دین و دنیا کو سنوارنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس وقت دنیا میں ایک بھی اسلامی ملک ایسا نہیں جس کا معاشرہ اسلامی معاشرہ کہلا سکے۔ خود اسلامی ممالک اندھا دھند یورپ کی تقلید کر رہے ہیں اور اسی کے نقش قدم پر چلنے میں اپنی فلاح و بہبود یقین کرتے ہیں، اگر کسی ایک بھی اسلامی ملک کے معاشرہ کی بنیاد اسلامی اصولوں پر ہوتی اور اس کے خوشگوار اثرات دنیا کو نظر آ رہے ہوتے تو ساری دنیا اس کی پیروی کرنے پر آمادہ ہو جاتی لیکن جب تو مسلمانوں کو ان اصولوں کے نافع ہونے پر ایمان نہیں تو دوسروں کے دلوں میں کس طرح یہ ایمان پیدا ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم کے بیان کردہ اصول انسانی زندگی کو جنتی بنانے کے ضامن ہو سکتے ہیں۔

## اصل طریق آسمانی وسائل ہی ہیں

پس اصل طریق لوگوں کو قرآن کریم میں بیان کردہ اصولوں کی طرف لانے کا یہ نہیں کہ محض زبان سے اس بات کو بار بار دوہرایا جائے کہ قرآن کریم کے اصولوں پر عمل کرنے سے انسانی معاشرہ صحیح خطوط پر قائم ہو سکتا ہے۔ بلکہ اصل طریق یہ ہے کہ دلوں میں اس بات پر بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا کر دیا جائے کہ قرآن کریم کسی انسان کا نہیں بلکہ خدا کا ہی کلام ہے اور اسی میں انسان کی دینی و دنیوی زندگی کو خوشحال بنانے کے پورے سامان موجود ہیں اور اسی وجہ سے اسے آخری اور کامل کتاب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اسی ایمان کا فقدان ہی باعث ہے ان بدیوں اور بد اخلاقیوں کے پیدا کرنے کا جو سارے عالم میں بالعموم پھیلی ہوئی ہیں نہ حکومتوں کے قوانین ان کو روکنے میں کامیاب ہو سکے ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ظاہری علماء کے مواعظ ان کو دور کرنے میں موثر ثابت ہوئے ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ بدیوں کا سیلاب اگر اس قدر تند ہو جیسا کہ آجکل ہے تو اس کی روانی کو روکنے کے لئے نہ پہلے کبھی زمینی وسائل کامیاب ہوئے ہیں اور نہ اب کامیاب ہو سکتے ہیں اس کو روکنے کے لئے ہمیشہ آسمانی وسائل سے ہی کام لیا جاتا رہا ہے اور اب بھی انہی سے کام لیا گیا ہے۔

## دائمی سنت اللہ

یہی سنت اللہ ہمیشہ سے ہی چلی آ رہی ہے کہ جب دنیا میں بدی نیکی پر غالب آ جاتی ہے تو خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی مامور کھڑا کیا جاتا ہے جو خدا سے وحی پا کر اس مرض کا علاج کرتا ہے اس کے کلام میں شفا ہوتی ہے اس کے انفاس قدسیہ میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ جو شخص بھی مخلصانہ اور دلی تعلق اس سے پیدا کرتا ہے اس کا دل ایمان باللہ سے بھر جاتا ہے اور بدیوں سے طبعی طور پر اس کے دل میں نفرت اور نیکیوں سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا دل خدا کی نافرمانی سے بیزاری اور اس کی اطاعت میں لذت محسوس کرنے لگتا ہے پس جب سے دنیا کی بناء پڑی ہے دنیا میں بدیوں کو دور کرنے اور نیکیوں کو قائم کرنے کے لئے یہی طریق مفید ثابت ہوا ہے اور یہی طریق خدا کے ماموروں نے ہمیشہ اختیار کیا ہے تمام انبیاء علیہم السلام کے نمونے ہمارے سامنے ہیں، یہ پاک ہستیاں سب سے پہلے ہمیشہ اللہ تعالےٰ اور جزا سزا پر ایمان پیدا

کرتے ہیں۔ اور دلوں میں اسے پختہ طور پر قائم کرتے ہیں۔ اس میں جب کامیاب ہو جاتے ہیں تب وہ خدا کا حکم پا کر جس کام سے بھی قوم کو منع کرتے ہیں قوم کا ہر فرد دل کی خوشی سے اسکو چھوڑنے کے لئے اور جس کام کو کرنے کے لئے وہ کہتے ہیں اسے کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

## حضرت موسٰے کی ایک مثال

حضرت موسٰے قوم کو مخاطب کر کے ایک خاص گائے کے متعلق فرماتے ہیں کہ خدا کا حکم ہے کہ اسکو ذبح کر ڈالو قوم اس گائے کو ذبح کرنا نہیں چاہتی اس لئے پہلے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ کیا آپ ہم سے تمسخر کرتے ہیں۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت موسٰے اس معاملہ میں سنجیدہ ہیں تو انہوں نے اس بات کا یقین کرنے کے لئے کہ فی الحقیقت یہ حکم خدا کی طرف سے ہی ہے نہایت ہی باریک قسم کے مختلف سوالات کئے جن کے متعلق انکو یقین تھا کہ حضرت موسٰے اتنی باریک تفاصیل سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے اپنی طرف سے صحیح جواب نہیں دے سکتے۔ صحیح جواب ان سوالوں کا وہ اسی وقت دے سکیں گے جب خدا تعالےٰ بذریعہ وحی انہیں اس پر مطلع کرے گا چنانچہ جب ان کو ہر سوال کا صحیح جواب مل گیا تو اُن کی زبان سے فوراً یہ الفاظ نکلے قالوا الآن جئت بالحق فذبحوھا وما کادوا یفعلون۔ انہوں نے کہا اب تو حق لے آیا ہے پس انہوں نے گائے کو ذبح کر دیا اور اس کے بغیر وہ ذبح کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اب دیکھ لو کہ جب قوم موسٰے کے دل میں یقین پیدا ہو گیا کہ جو کچھ حضرت موسٰی انہیں حکم دے رہے ہیں وہ خدا کا ہی حکم ہے تو کس طرح وہ اس کی تعمیل کے لئے تیار ہو گئے جس کی تعمیل وہ اس کے بغیر کرنے کے لئے تیار نہ تھے ان کا یہ قول وانا ان شاء اللہ لمھتدون صاف بتلا رہا ہے کہ گائے کو ذبح کرنے کا حکم ہدایت پانے کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔

## صحابہ کرامؓ میں انقلاب کی وجہ

اسی طرح اگر ہم اس انقلاب پر نظر ڈالیں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صحابہؓ کے قلوب میں پیدا ہوا تو صاف دکھلائی دیتا ہے کہ یہ پاک ہستیاں جو خدا تعالےٰ کے ہر حکم کے سامنے فوراً سر جھکا دیتی تھیں اور ہر ارشاد کی تعمیل میں ہر وقت مستعد نظر آتی تھیں تو اس کی وجہ بھی صرف یہی تھی کہ ان کے دلوں میں خدا تعالےٰ کی ہستی پر کامل ایمان پیدا ہو گیا تھا اور ساتھ ہی اس بات پر بھی کامل یقین سے ان کے دل لبریز ہو گئے تھے کہ جو وحی حضرت نبی کریم صلعم پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہی ہے۔ ایک شراب کا ہی واقعہ لے لو۔ کس طرح شراب کی حرمت کا اعلان ہوتے ہی مٹکے کے مٹکے شراب کے انڈھیل دیئے گئے۔ یہاں تک مدینہ کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہتی ہوئی دکھلائی دینے لگی اور پھر اس قوم نے شراب کی طرف رُخ بھی نہ کیا حالانکہ شراب اُن کی گھٹی میں رچی ہوئی تھی اور دن رات شراب میں مخمور رہنا ان کا معمولی شغل تھا۔ ایسا ہی حال تمام بدیوں کا ہوا جس بدی کے چھوڑنے کا حکم نازل ہوا فوراً اس سے دستبردار ہو گئے۔ اس کے مقابلہ میں امریکہ کی حالت پر بھی نظر ڈالو حکومت امریکہ شراب کی ممانعت کا حکم جاری کرتی ہے اس قوم کے لئے جس کو ٹریننگ ہی حکومت کے احکام کی تعمیل کی ملی ہوئی ہے۔ حکومت ان کے اپنے نمائندوں پر مشتمل ہے۔ وہ اس قانون کو پاس کرتے ہیں۔ قانون کا احترام اس قوم کا طرۂ امتیاز ہے۔ لیکن شراب کی عادت ان کی طبیعت میں اس قدر راسخ ہو چکی تھی کہ حکومت اپنے اس قانون کو جاری نہ رکھ کر آخر اسے اپنے حکم کو واپس لینا پڑا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ عربوں کی طبیعت میں جس قدر شراب کی عادت راسخ تھی اس قدر امریکہ کے باشندوں کی طبائع میں راسخ نہ تھی۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ قانون بدی کو چھڑانے میں اسقدر مؤثر نہیں ہو سکتا جس قدر خدا پر ایمان مؤثر ہو سکتا ہے۔

## حضرت مرزا صاحب کی بعثت کی غرض اور اس کا پورا ہونا

پس اسی سنت انبیاء پر عمل کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب خدا کی طرف سے بحیثیت مامور من اللہ مبعوث ہوئے ان کا کام بھی یہی تھا کہ اس بات پر بصیرت افروز ایمان دلوں میں پیدا کریں کہ قرآن کریم خدا کا مکمل اور آخری ہدایت نامہ ہے جس کے بعد کوئی نئی ہدایت نازل نہیں ہو سکتی، یہ ایمان دنیا سے اُٹھ کر ثریا پر جا چکا تھا پھر وہاں سے لا کر زمین پر قائم کرنا احادیث میں مسیح کا کام بتلایا گیا ہے جو انہوں نے آ کر کر دیا اس قسم کا ایمان بغیر حضرت مرزا صاحب کے ساتھ حقیقی مخلصانہ تعلق پیدا کئے ہو ہی نہیں سکتا اور جب تک ایسا ایمان پیدا نہ ہو مسلمان حقیقی ترقی کر ہی نہیں سکتے نہ دین ہی ان کا درست ہو سکتا ہے اور نہ دنیا ہی صلاحیت کا منہ دیکھ سکتی ہے کیونکہ اس ایمان کے بغیر مسلمانوں کو قرآنی اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق ہی نہیں مل سکتی یہ بصیرت افروز ایمان ایک طرف ان پیشگوئیوں کے ذریعہ حضور کے ماننے والوں کے دلوں میں پیدا ہوا جو خدا کی طرف سے حضور کو ملیں اور پوری ہوئیں اور دوسری طرف ان انفاس طیبہ کے ذریعہ پیدا ہوا جن کے ساتھ مسلح کر کے خدا نے آپ کو بھیجا تھا۔ جناب برق صاحب کو نظر آئے یا نہ آئے لیکن دنیا دیکھ رہی ہے کہ حضور کے ذریعہ جو جماعت تیار ہوئی وہ کس قدر ایمان کی دولت سے مالا مال ہے اور اسلام کی اشاعت میں کس قدر قربانیاں دے رہی ہے کیا دنیا کے تمام مسلمانوں میں اس کی نظیر پائی جاتی ہے عملی حالت میں بھی مجموعی حیثیت سے جو نمونے اس جماعت نے دکھلائے ہیں ان کی مثال تلاش کرنا عبث ہے۔

## اصلاح کا مرکزی نقطہ

سو جناب برق صاحب اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں کہ اصلاحی کام سرانجام دینے کے لئے یہ مرکزی نقطہ ہے جس پر قوم کو مجتمع کئے بغیر کوئی حقیقی اصلاح کا کام سرانجام پا ہی نہیں سکتا خدا کے مامور ہمیشہ اس مرکزی نقطہ کی طرف توجہ دیتے ہیں اور اسی پر قوم کو اکٹھا کرنے کی سعی کرتے ہیں اس کے بعد ہر اصلاحی کام آسان ہو جاتا ہے وہ جزئیات میں نہیں پڑتے وہ اصل کو پکڑتے ہیں اور اس کے ماتحت جزئیات کو لاتے ہیں۔ پس دنیا میں اقدار حیات میں جتنی تبدیلیاں بھی آئیں وہ خدا کے مامور کو پریشان و پراگندہ نہیں کر سکتیں کیونکہ ان سب کا شافی علاج قرآن شریعت میں موجود ہے پس جب اس پاک کتاب کے متعلق یہ ایمان پیدا کر دیا جائے کہ اس پر عمل ہر مرض سے شفا دے سکتا ہے تو ان سب الجھنوں کا معقول جواب مل جاتا ہے جن کا آپ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے ان سب الجھنوں کا باعث ایک ہی ہے اور وہ ہے دنیا کی شدید محبت اور اس کا دین پر مقدم کرنے کا رجحان۔ حضرت مرزا صاحب نے آ کر اپنے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کے دلوں میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی روح پیدا کر دی یہی وجہ ہے کہ آپ کے ماننے والوں کے عمل میں ہمیں دین کی خاطر دنیا کی عزیز سے عزیز چیز قربان کرنے کی روح نظر آتی ہے، یہاں تک کہ یہ لوگ قرآن کریم کی آیت لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون کی عملی تصویر بنے ہوئے ہیں اور دنیا حیرت سے انکے کاموں کو دیکھ رہی ہے۔

## دنیا کی حیرانگی اور مسلمانوں کو نصیحت

یورپ کے لوگ حیران ہیں کہ یہ چھوٹی سے جماعت کس طرح اتنے عظیم الشان کام کئے جا رہی ہے

کو برداشت کر رہی ہے جن کو برداشت کرنے سے اسلامی حکومتیں بھی عاجز ہیں۔ پس اگر مسلمان دل سے چاہتے ہیں کہ تبدیل شدہ اقدار حیات کا کامیابی سے مقابلہ کر سکیں تو قرآن کریم پر اپنے دلوں میں وہ ایمان پیدا کریں جو حضرت مرزا صاحب نے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں پیدا کیا۔ اور وہ ایمان حضور سے وابستہ ہوئے بغیر پیدا بھی نہیں ہو سکتا۔ کاش مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ دیکھیں کہ وقت کسی مامور کی بعثت کا تقاضا کر رہا ہے یا نہیں، اگر کر رہا ہے اور یقیناً کر رہا ہے تو اسکو ماننے بغیر مسلمانوں کی امراض کا مداوا ہو ہی نہیں سکتا اس مامور کو چھوڑ کر دیکھ ہی لیا ہے کہ باوجود ہزار کوشش کے بدیوں سے کنارہ کشی نہیں کرائی جا سکی اصلاح کی تمام مساعی ناکام ہوئی ہیں اس لئے اب علماء کو چاہیئے کہ قوم کو امام وقت کے دامن کے ساتھ وابستہ کرا کر بھی دیکھ لیں کہ کامیابی ہوتی ہے یا نہیں۔

## نقل اور اصل میں فرق

بے شک بعض لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کی نقل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن نقل نقل ہی ہے بھلا اصل کا مقابلہ اس سے کس طرح ہو سکتا ہے ان کے دماغوں میں دنیا کی محبت کا بھوت سمایا ہوا ہے اس بصیرت سے وہ خود محروم ہیں جو مامور من اللہ اپنے ساتھ لے کر آتا ہے۔ وہ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی تبع ہونے کی حیثیت سے آیت قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی کا مصداق ہوتا ہے اس لئے یہ لوگ لاکھ زور لگائیں اپنے ہمنواؤں میں یہ بصیرت پیدا کر سکتے ہی نہیں کیونکہ جو متاع خود ان کے پاس نہیں وہ اسے دوسروں کی طرف کس طرح منتقل کر سکتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

## ایک غلط الزام

جناب برق صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۹۲ پر لکھا ہے کہ:-

> "حضرت مرزا صاحب کا تمام زور قلم ایک ایسے اسلام کی ترویج میں صرف ہوا ہے جس پر تصوف وخانقاہیت کا رنگ غالب تھا"

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف ایسی بات وہی شخص منسوب کر سکتا ہے جس نے حقائق سے آنکھ بند کر لی ہوں، ورنہ جناب برق صاحب بتلائیں کہ کیا حضرت مرزا صاحب کو امام ماننے والے لوگ خانقاہوں میں بیٹھے ہوئے ہیں یا اس تصوف کے گرویدہ ہیں جس کے گرویدہ نکمے ہو کر بیٹھ جاتے ہیں (غالباً تصوف سے جناب برق صاحب نے یہی مراد لی ہے) یا وہ اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے دن رات متواتر جہاد میں مصروف ہیں، اس تحریک کے بانی کے لٹریچر کو جھوٹے تصوف اور خانقاہیت کی روح پیدا کرنے والا قرار دینا جس کی غرض ہی مجاہد جماعت پیدا کرنا ہے اور سوئے ہوئے مسلمانوں کو بیدار کر کے اسلام کی اشاعت کے کام میں لگانا ہے کیا حد درجہ کی جسارت نہیں اور واقعات سے آنکھیں بند کر لینے کے مترادف نہیں؟ دنیا میں واقعات کی شہادت سے بڑھکر اور کوئی سچی شہادت نہیں ہو سکتی۔ لیکن حیرت ہے کہ جناب برق صاحب ایسی پختہ اور ناقابل تردید شہادت کو بھی جھٹلانے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ کیا واقعات جناب برق صاحب کے اس الزام کو برملا نہیں جھٹلا رہے۔ کیا برق صاحب خیال کرتے ہیں کہ لوگ اس قدر بے وقوف ہیں کہ ان کی خلاف واقعہ باتوں پر بھی اندھا دھند ایمان لے آئیں گے۔

(باقی دارد)

## کارروائی جلسہ اطفال احمدیہ چک ۶/۴ ایل

### اسلام آباد اوکاڑہ

آج مورخہ ۱۴ر جولائی کو زیر صدارت جناب چوہدری فضل داد صاحب ایڈمنسٹریٹر چک ۶/۴ ایل اسلام آباد اوکاڑہ جلسہ اطفال احمدیہ بعد از نماز عشاء جامع احمدیہ میں منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ خالد سلیم صاحب نے تلاوت کے فرائض سر انجام دیئے۔ عبدالخالق صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم درثمین سے جمال وحسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے پڑھ کر لوگوں کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد ایک لڑکی صغراں بیگم نے ایک نظم پڑھی۔ جو کہ بہت ہی موثر تھی۔ بعد ازاں سیکرٹری صاحب نے پچھلے جلسہ کی کارروائی پڑھ کر سنائی جلسہ میں عبدالخالق صاحب نے پڑوسی کے حقوق پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن مجید نے اور حدیث شریف نے پڑوسی کے حقوق کی حفاظت کے لئے بہت تاکید فرمائی ہے۔ اور ایک حدیث بیان کی جس میں بتایا گیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیلؑ حضرت رسول کریم صلعم کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے پڑوسی کے بارے میں سخت تاکید فرمائی حضور نے فرمایا کہ مجھے شک ہوا کہ کہیں پڑوسی کو وراثت میں حصہ دار نہ بنا دیا جائے۔ اسی ضمن میں انہوں نے بیان کیا کہ حضور نے فرمایا "وہ مسلمان نہیں" صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ یا رسول اللہ کون مسلمان نہیں۔ حضور نے فرمایا جو اپنے پڑوسی کو تنگ کرتا ہے۔ غرضیکہ یہ تقریر بہت ہی موثر اور پُر از معلومات تھی۔ جاوید اقبال صاحب نے نماز اور اس کے فوائد پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ نماز کا اصل مقصد یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حفاظت کی جائے۔ جو آدمی نماز بھی پڑھے اور بے حیائی بھی کرے تو اسے اسکی نماز کوئی بھی فائدہ نہیں دے سکتی۔ اکرم صاحب نے مسجد کے آداب پر نہایت مختصر مگر جامع تقریر کی۔ بعد ازاں صغراں بیگم نے حضرت بلالؓ کے حالات زندگی بیان کئے۔ آخر میں خاکسار نے بچوں کو چند نصیحتیں کیں اور جلسہ ۹ بجے ختم ہوا۔ والسلام

(قاضی طارق محمود۔ سرپرست اطفال احمدیہ)

## ایک محنتی کارکن کی روانگی

سید انیس احمد صاحب جو اب تک نائب مدیر لائٹ کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں ۲۰ر جولائی کو بذریعہ خیبر میل کراچی روانہ ہو گئے۔ انیس احمد صاحب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب مرحوم ومغفور کے بھتیجے ہیں۔ ان کے والد مرحوم سید سبحان احمد صاحب ۱۹۲۰ء میں بردوان (مغربی بنگال) سے لاہور تشریف لائے تھے۔ اور حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم ومغفور کے ہاتھ پر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ سبحان احمد صاحب مرحوم نہایت خوش خلق اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔

انیس احمد صاحب ۱۹۵۶ء کے اوائل میں ڈھاکہ سے لاہور تشریف لائے۔ بی۔ ایس سی اسلامیہ کالج لاہور سے پاس کیا۔ اس کے بعد آپ نے لاء میں داخلہ لیا۔ چونکہ آپ کو انگریزی زبان سے اچھا خاصہ شغف تھا اس لئے آپ المیزان کے انگریزی حصہ کے ایڈیٹر بنا دیئے گئے۔ آپ نے اس رسالہ کی ترتیب، تدوین میں بڑی محنت کی۔ اس کے بعد آپ نے ایم اے پولیٹیکل سائنس کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۶ء سے اب تک مختلف اوقات میں آپ کے مضامین لائٹ اور ماہنامہ اسلامک ریویو میں چھپتے رہے ہیں۔ ویسے تو گاہے بگاہے آپ "لائٹ" اور انجمن کے دیگر کاموں میں ہاتھ بٹاتے رہے۔ لیکن عرصہ ایک سال سے آپ باقاعدہ طور پر لائٹ سے منسلک ہو گئے تھے۔ لائٹ کی تدوین اور دیگر انتظامات کے سلسلہ میں انیس احمد صاحب نے جس محنت، مستعدی اور باقاعدگی کا ثبوت دیا وہ قابل تحسین ہے۔

انیس احمد صاحب نے لائٹ کے معیار کو نہ صرف بلند کیا، بلکہ اس میں دو مستقل عنوانات کا مفید اضافہ کیا۔ ایک بیرونی مشنوں کی تبلیغی کارگذاریاں، اور دوسرے تبلیغ بلا معاوضہ کی خط وکتابت کی اشاعت۔ ان دو مستقل عنوانات کو قارئین نے بے حد پسند کیا۔

اس کے علاوہ سیتا کے قلمی نام سے لائٹ میں اشاریئے بھی لکھتے رہے ہیں۔

ان علمی سرگرمیوں کے علاوہ انیس احمد صاحب ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ انیس احمد صاحب اپنی نئی ملازمت میں جلد ترقی کی منازل طے کریں۔ اور دین و دنیا دونوں کے لئے ایک مفید اور نفع رساں فرد ثابت ہوں۔ - ادارہ

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

# پادری عبدالحق کے مضامین پر اظہار خیال

(۶)

پادری صاحب کو گلہ ہے کہ اس نے قرآن مجید کی کسی صداقت اور خوبی کو قبول نہیں کرنا۔ اگر یہ کتاب حکیم دوسرے تمام مذاہب اعظم کی ہمنوا ہو کر یہ کہے کہ خدا ایک ہی ہے تو اس نے سر پلا کر تین خدا ہونے کی ضرورت لگانا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید کے معجزات وہ شعبدات نہیں جو تنقید بائبل کے علمبرداروں کے نزدیک نانی اماں کی کہانیاں بن کر رہ گئے۔ وہ مُردے جن کی نسبت کہانی سنائی جاتی ہے کہ جناب مسیح نے انہیں زندہ کیا کیا اچھا ہوتا کہ ان میں سے ایک آدھ مردہ موجود رکھا جاتا تا دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھتی اور اپنے ہاتھوں سے چھوتی اور یقین لاتی کہ جناب مسیح اپنے باپ کے مارے ہوئے لوگوں یا مُردوں کو واقعی زندہ کرنے کی قدرت رکھتا تھا۔

آخر قبرستانوں کے مُردوں کی وہ برہنہ نمائش اسی زمانہ کے لوگوں کی حیرت اور دلچسپی کی چیز نہ تھی مگر وہ لوگ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے ننگوں کے یہ جلوس دیکھے جیسا کہ کہا جاتا ہے پر ایمان نہ لائے اس کے خلاف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بکتے ۔ اچھے ہیں اس سائنٹیفک دور کے مسیحی کہ دادی اماں کی ان کہانیوں پر صرف کان سے سن کر سر دھنتے ۔ جھوستے اور یقین دلاتے ہیں۔ ایک طرف مُردوں کی یہ مردہ شہادت اور دوسری طرف اللہ تعالےٰ کی قدرت کا یہ زندہ معجزہ کہ وہ شخص جو آج سے ۳۲۰۰ برس پیشتر انا ربکم الاعلےٰ (یعنی فرعون) ہونے کا مدعی تھا۔ وہ اپنے لشکروں اور انجنیئروں کے ساتھ موسےٰ اور بنی اسرائیل کے کمزور و نہتہ اور جنگ کا کوئی سامان نہ رکھنے والے لوگوں پر حملہ آور ہوا۔ فرعون اور اس کے لشکر معہ ساز و سامان اور گھوڑوں کے دریا میں غرق ہوئے۔ کمزوری طاقت اور قوت پر غالب آئی، بنی اسرائیل صحیح سلامت دریا سے پار ہو گئے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے فرعون اور اس کے لشکروں کو دریا میں ڈوبتے ہوئے دیکھا۔

اللہ تعالےٰ کی قدرت کا یہ زندہ معجزہ قرآن مجید میں مذکور ہے اور دوسری طرف قاہرہ کے عجائب گھر میں قرآن مجید کی صداقت پر کہ وہ عالم الغیب خدا کی تازہ اور محفوظ وحی ہے۔ بائبل یا دوسری کتابوں کی نقل نہیں فرعون کو اپنے دعوےٰ انا ربکم الاعلیٰ کی تکذیب اور موسےٰ اور مثیل موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کے لئے پانی کی موجوں نے باہر پھینک دیا اور اس کے اخلاف نے اس کی لاش کو ممی کر کے مقبروں کے اندر محفوظ کر دیا اور پھر اللہ تعالےٰ قریباً ۲۵۰۰ برس کے بعد اس کی لاش قرآن مجید کے بیان کی صداقت پر گواہی دینے کے لئے قبر سے نکال کر دنیا کے سامنے لے آیا۔ پادری عبدالحق کی بائبل دانی کی رو سے فرعون کے دریا میں غرق ہونے پھر دریا سے باہر پھینک دیئے جانے اس کے ممی کئے جانے اور اس کے محفوظ رکھے جانے اور دنیا کی عبرت کے لئے اس کی لاش ظاہر ہو جانے کا کوئی ذکر بائبل میں نہیں مگر قرآن مجید میں اس کی لاش کے ظاہر ہونے سے ۱۲۰۰ برس پہلے اس نشان کے پورا ہونے کا ذکر موجود ہے۔ دنیا کے عجائبات میں سب سے اعلےٰ عجوبہ اہرام مصر کے تہ خانوں کا راز صدیوں تک کسی کو معلوم نہ تھا۔ لیکن علماء آثار قدیمہ نے اس راز کو افشا کر کے قرآن مجید کی صداقت اور بائبل کے بیان کی کمی پر مہر لگا دی۔

قرآن مجید کے الفاظ اس کے بارہ میں نہایت واضح اور بلیغ ہیں۔ فرمایا:-

فالیوم ننجیك ببدنك لتكون
لمن خلفك آیة وان
كثیرا من الناس عن آیاتنا
لغافلون (۱۰: ۹۲)

**فالیوم:**- اسی دن جس دن غرق ہوا ہو سکتا تھا کہ کچھ دن گذر جانے کے بعد لاش سمندری جانور کھا جاتے یا ضائع ہو جاتی۔ مگر خداوند عالم کی حکمت کاملہ نے لاش کو پہلی امداد اسی دن بہم پہنچا دی۔

**ننجیك:**- ہم نے پانی سے باہر تجھے پھینک دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت اور نشان کو ظاہر کرنے کے لئے فرعون کی لاش پانی سے باہر نکال دینے کا فعل اپنی طرف منسوب کرتا ہے لیکن یہ کام اتفاقی طبعی اور معمولی امر نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ قدرت اور بہت بڑی مصلحت پر مشتمل تھا جو ایک دن دنیا کے لئے عبرت و موعظت کے گوناگون سبق دینے والا تھا۔

**ببدنك:**- عربی زبان میں بدن، جسد وغیرہ وغیرہ الفاظ میں لطیف فرق یہ ہے کہ بدن کے معنے ایسے جسم کے ہیں جو طولی و فربہی یا شان و شوکت و طاقت اپنے اندر رکھتا ہو، یہ ظاہر ہے کہ فرعون یعنے رعمسیس ثانی کی لاش جو ممی کی ہوئی قاہرہ کے عجائب گھر میں میں نے دیکھی ہے ایسی ہی ہے اس کا اپنے لشکروں کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر حملہ کرنا ہی اس کی طاقت اور قوت کو ظاہر کرتا ہے۔

**لتكون:**- تا کہ وہ ہو یعنی بادشاہ کی اس لاش کے پانی سے باہر پھینک دینا اور ۔ ۔ ۔ اسی دن پھینک دینے کا مقصد صرف اتنا ہی نہ تھا کہ اسے بحری اور بری درندے نہ کھا جائیں بلکہ اسے :-

**آیة:**- ایک عظیم الشان نشان اللہ تعالےٰ کی ہستی۔ اس کے پیغمبر کی صداقت اور بنی اسرائیل کی خوشی کا نظارہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بنا دیا جائے اور وہ مثیل موسےٰ کی حقانیت پر گواہ ہو۔

**لمن خلفك:**- فرعون کی اولاد جسمانی اور روحانی از روئے محاورہ بائبل اسی کی مثیل دوسری آنے والی قوموں کے لئے ایک نشان۔ عبرت اور دلیل ہو کہ خدائی دعوےٰ کرنے والوں کا انجام یہ ہوتا ہے یا ایسا ہوتا ہے مگر یہ مثیل فرعون دوسری قومیں کونسی ہیں جن کا اعتقاد یہ ہے کہ خدا ایک جگہ آسمان پر بیٹھا ہے۔ اور اس کا جسم اور وجود ایسا ہی ہے جیسا انسان کا ہے کیونکہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس کا بیٹا مع جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ کر خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھ گیا ایسا ہونا عقلاً ناممکن ہے جب تک بیٹے کی طرح باپ کا بھی جسم اور وجود نہ ہو۔ اگر خدا خود روح ہے اور وہ لامحدود ہے تو اس کے دائیں بائیں کسی مادی وجود کا بیٹھنا ناممکن اور وہمی خیال ہے۔ فرعون کا عقیدہ بالکل وہی تھا جو موجودہ مسیحیت کا ہے کہ وہ آسمان پر انسان کی طرح بیٹھا ہے چنانچہ لکھا ہے:-

وقال فرعون یا هامان ابن
لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب
اسباب السموات فاطلع الی

الی الہ موسیٰ وانی لاظنہ کاذبا۔ فرعون نے کہا اے ہامان (انجنیئر صاحب) میرے لئے ایک بلند مینار تعمیر کرتا کہ میں اُوپر چڑھنے کے سامان حاصل کروں یعنی آسمان پر جانے کے سامان پھر میں موسےٰ کے خدا کو دیکھوں میرا یقین تو یہ ہے کہ وہ جھوٹا ہے"۔
(۴۰: ۳۶-۳۷)

یہ ایک پرانے زمانہ کی geocentric تھیوری کا خیال تھا کہ ہماری یہ زمین کل کائنات کے مرکز میں ہے یہ زمین مربع شکل کی اس کے چار کونوں پر چار پہرہ دار فرشتے اور اس کے مثلث کی شکل میں آسمان ہے جس میں وسط میں ہوا اس (خدا) ہے۔ جناب مسیحؑ اس زمین پر سے اُڑ کر آسمان کے اس مقام پر پہنچے جہاں آسمانوں کی بلندی ختم ہوتی ہے اور وہ آخری نقطہ خدا کا دربار اور تخت ہے۔ لیکن موجودہ زمانہ میں جب سے زمین کے دوسری طرف بھی آبادی کا وجود ظاہر ہے تو زمین کے اُوپر نیچے کا تصور ایک نسبتی امر ہو کر رہ گیا ہے ہم ایشیائی لوگوں کا اوپر امریکن لوگوں کا نیچے ہے اس لئے امریکہ میں بیٹھ کر اگر انجیل لکھی جاتی تو اس کی صحیح عبارت یہ ہوگی کہ مسیح آسمان پر نہیں چڑھا بلکہ نیچے سے اترتا اترتا (تحت الثریٰ) باپ کی گود میں جا بیٹھا اور خدا اُوپر آسمان پر نہیں بلکہ نیچے تحت الثریٰ میں بیٹھا تھا یہ geocentric تھیوری مدت ہوئی ایسے ہی مر چکی ہے جیسے عقلاء کے نزدیک مسیح فوت ہو چکا ہے اور وہ ہرگز ہرگز اپنے جسم عنصری کے ساتھ باپ کی گود میں نہیں بیٹھ سکتا، جب تک کہ باپ کو روح نہیں بلکہ مادی وجود رکھنے والا انسان یا بائبل کے تصور کے مطابق یعقوب کے قد و قامت کا پہلوان نہ سمجھا جائے جو یعقوب سے پچھاڑ کھا کر بھاگ گیا[1] یا فرعون کے عقیدہ کے مطابق بلند مینار بنا کر اس تک رسائی ممکن ہے۔ چنانچہ بائبل کے خدا پر اس لئے لرزہ طاری ہوا کہ تمام زمین پر ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی اور جب (نوح کی اولاد کے لوگ) پورب سے روانہ ہوئے تو ایسا ہوا کہ انہوں نے صنعار کے ملک میں ایک میدان پایا اور وہاں رہنے لگے اور آپس میں کہا آؤ ہم اینٹ بناویں اور آگ میں پکاویں سو ان کو پتھر کی جگہ اینٹ اور گچ کی جگہ گارا تھا اور انہوں نے کہا کہ آؤ ہم اپنے واسطے ایک شہر بناویں اور ایک برج جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے اور یہاں اپنا نام کریں۔ ایسا نہ ہو کہ تمام روئے زمین پر پریشان ہو جائیں اور خداوند اس شہر اور برج کو جسے بنی آدم بناتے تھے دیکھنے اترا اور خداوند نے (لوگوں کے ارادہ سے کانپتے ہوئے) کہا لوگوں کی ایک زبان ہے سو وے جس کام کا ارادہ رکھیں گے اس سے نہ رُک سکیں گے (یعنی مزور بجھ تک آسمان میں پہنچ جائیں گے) آؤ ہم اتریں اور ان کی بولی میں اختلاف ڈال دیں تاکہ وے ایک دوسرے کی بات نہ سمجھیں تب خداوند وہاں سے تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا سو وے اس شہر بنانے سے باز رہے اس لئے اس کا نام بابل ہوا کیونکہ خداوند نے وہاں سے ساری زمین کی زبانوں میں اختلاف ڈالا اور وہاں سے خداوند نے ان کو تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا"۔ (پیدائش ۱۱: ۱-۹)

[1] پیدائش باب ۳۲: ۲۴ تا ۳۲

یہ ہے نانی اماں کا گپوڑہ جو بائبل نویس نے کہیں سے سن کر نقل کر لیا۔ امریکہ میں اب ۱۰۰ منزل کا ہم نے مکان دیکھا ہے اور ہوائی جہاز جو فضاء میں ہزاروں اور لاکھوں میل اُڑنے لگے معلوم نہیں بائبل کا خدا کہاں دُبک کر بیٹھ گیا اور ان ہوائی جہازوں کی کہیں تک نہیں نکال دیتا اور نہ بولی میں اختلاف ڈالتا ہے۔ بائبل کے یہ بیانات جو geocentric تھیوری کی حمایت میں ہیں صرف جہلا کا عقیدہ بن کر رہ گئے ہیں اور امریکہ میں Table talks یعنی کھانے کے وقت کھانا ہضم کرنے کا قہقہہ کہلاتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں تو ہمارا موجودہ علم اس فضاءِ آسمانی کے متعلق اتنا وسیع ہے کہ بعض ستاروں کی روشنی لاکھوں برس میں اس زمین پر پہنچتی ہے اور روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی ثانیہ ہے۔ مسیح اگر بجلی کی رفتار سے اُوپر چڑھے ہوں تو بجلی کی رفتار سے مادی جسم کا حرکت کرنا ایک محال عقلی اور خدا کے قانون کے خلاف ہے بفرض محال اس رفتار پر مادہ اگر قائم رہا تو بھی مسیح ابھی راستے میں ہی ہوں گے براہ خدا امریکہ اور برطانیہ کے فضاءِ آسمانی کے سیاح کسی طرح ان تک یہ پیغام پہنچا دیں کہ آپ غلط راستہ پر جا رہے ہیں۔ خدا اتنی دُور آسمانوں میں ہی نہیں ہوتا تھے اسے چھونے سے پہاڑ طور پر ایک جھاڑی کے پاس کہیں بیٹھا دیکھا تھا۔

اول تو عیسائیوں کی کتاب میں فرعون
کے ڈوبنے کا ذکر ہی نہیں"

ایڈیٹر دی لائٹ نے کہیں یہ لکھ دیا کہ تورات عیسائیوں کی کتاب ہے اس پر پادری صاحب کو مذاق سوجھ ہے۔ عیسائیوں کی کتاب کا محاورہ اس لئے استعمال ہوا کہ پادری صاحبان اسے تاریخی کتاب نہیں بلکہ عزرا کی لکھی ہوئی کتاب کو خدا کی انگلی سے لکھی ہوئی کتاب مانتے ہیں اور مسلمانوں کے بالمقابل اسے غیر محرف کتاب مانتے ہیں حالانکہ بائبل کے تمام مفسرین اس میں تحریف کے قائل ہیں۔ اور یہ امر ایک اور ایک دو کی طرح ثابت شدہ ہے کہ حضرت موسےٰ نے احکام عشرہ کے علاوہ کوئی کتاب لکھ کر یا یاد کرا کر اپنے پیچھے نہیں چھوڑی۔ حضرت موسےٰ نے فرعون کے گھر میں عبرانی نہیں پڑھی تھی اس وقت کا خط ...... Cuniform خط کہلاتا تھا۔ عبرانی کا موجودہ نسخہ تورات عزرا اور نحمیاہ کی کوششوں سے تیار ہوا۔ بہرحال پادری صاحب کو یہ امر مسلم ہے کہ بائبل میں فرعون کے ڈوبنے کا ذکر ہی نہیں۔ جی تو نہیں چاہتا کہ پادری صاحب کی بائبل دانی کے خلاف کچھ لکھا جائے۔ مگر

مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات

اس لئے مختصراً گذارش ہے کہ پادری صاحب نے بائبل میں سے جو فرعون کے متعلق لکھا ہے "وہ سب ہم نے نقل کر دیا" نہیں بائبل میں اس کے علاوہ بھی بہت کچھ لکھا ہے جو آپ کو معلوم نہیں یا آپ نے دیدہ دانستہ اسے چھوڑ دیا ہے ایک فرستادہ خدا کے بالمقابل فرعون کا اپنے لشکروں سمیت غرق ہو جانا اپنے سحر اور ساحری کے تمام حیلوں اور خدائی دعاوی کے ساتھ آغوش سمندر میں ہمیشہ کے لئے سو جانا ایک منطقی قسم کی شہادت ہے کہ موسےٰؑ خدا کے سچے رسول تھے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس وقت جبکہ وہ اپنی پوری شان و شوکت اور دعوے خدائی کے نصف النہار پر تھا اسے دریا کی تہ میں ڈبو دیا۔ مگر دریا کا اس کے متکبرانہ وجود کو قبول نہ کرنا اور باہر پھینک دینا اس کی اولاد کا اس عبرتناک انجام سے متاثر ہونا اور اس کی لاش کو ممی کر کے اس کی آنے والی مثیلی اولاد اور فراعنہ کے لئے نشان بنا دینا یہ سب کچھ قرآن مجید کے معجزہ الٰہی اور مثیل موسےٰ یعنی "وہ نبی" کی صداقت کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔

حضرت موسیٰ کے زمانہ میں فرعون
رعمسیس دوم بادشاہ تھا

حضرت موسےٰؑ کے زمانہ میں جو فرعون تھا بائبل میں اس کا نام رعمسیس ثانی ہے (خروج ۱: ۱۱) اس نے بنی اسرائیل کو بیگار میں پکڑ کر اپنے نام پر ایک شہر آباد کیا (دیکھو اینڈ انگلش لیکسیکن مؤلفہ براؤن وغیرہ۔ ایس ایس ٹیچرز بائبل مطبوعہ امریکہ) اس بادشاہ نے مصر کی دائی جنائیوں کو حکم دیا کہ عبرانی عورت کو بچہ جنانے وقت بیٹوں کو مار دیا کیا کرو اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا کرو۔ (خروج ۱: ۱۵) تمام ان احکامات جو بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کرنے کے لئے دیئے وہ اسی فرعون کے تھے اس لئے حضرت موسےٰ یا آپ کی قوم کے بالمقابل تمام مظالم کا ذمہ دار اور مجرم یہی فرعون تھا اگر وہ بائبل کے بیان کے مطابق غرق نہیں ہوا اور اس کے لشکر غرق ہو جائیں تو عقل سلیم اسے تسلیم نہیں کرتی اور جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ ممی کی ہوئی لاش رعمسیس دوم کی ہے بائبل میں اس کا ذکر نہ ہونا اور قرآن مجید میں نہایت صفائی سے بیان کیا جانا اور پھر ۳۲۰۰ سو سال گزر جانے کے بعد فرعون کی لاش کا ظاہر ہو کر بائبل کے بیان کی نہیں بلکہ قرآن مجید کی تصدیق کرنا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس نشان کا تاریخی نشان بن جانا ان خیالی مردوں کی نسبتی گواہی ہے جن کی نسبت انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح نے زندہ کئے تھے۔ محمد رسول اللہ صلعم کا یہ معجزہ حسی معجزہ ہے جاؤ قاہرہ کے عجائب گھر میں اپنی آنکھوں سے دیکھو اور اپنے ہاتھوں سے چھو کر یقین کرو اور ایمان لاؤ۔

پادری صاحب کا یہ کہنا کہ فرعون کے غرق ہونے کا ذکر بائبل میں نہیں۔ یہ اگر پادری صاحب کا سہو قلم نہیں تو سہو دماغ ضرور ہے کیونکہ خروج ۱۴ : ۱۰) میں ہے:

"جب فرعون نزدیک ہوا اور بنی اسرائیل نے اپنی آنکھیں اوپر کیں اور مصریوں کو اپنے پیچھے آتے دیکھا اور وے شدت سے ڈرے تب بنی اسرائیل نے خداوند سے فریاد کی
(۱۴ : ۱۰)

پھر خداوند نے کہا:-

"میں مصریوں کے دلوں کو سخت کروں گا اور وے ان کا پیچھا کریں گے اور میں فرعون اور اس کی سپاہ اس کی گاڑیوں اور اس کے سواروں پہ اپنا جلال کو ظاہر کروں گا۔
(۱۴ : ۱۷)

"اور خداوند نے مصریوں کو دریا میں ہلاک کیا ...... اور ایک بھی ان میں سے باقی نہ چھوٹا"
(۱۴ : ۲۸)

"اور پانیوں نے ان کے بیریوں کو چھپا لیا اور ان میں سے ایک بھی نہ بچا
(زبور ۱۰۶ : ۱۱)

خلعت فرعون کے متعلق ایک نئی تحقیق

فرعون یا رعمیسیس ثانی جس نے خدا ہونے کا دعوےٰ کیا اس کی اولاد مجازاً اور بحقیقت دونوں رنگوں میں ایک تو وہ ہوگی جو مصری باقی بچے یعنی شہری آبادی جو فوج میں شامل نہ ہوئی کیونکہ فرعون اور اس کے لشکر دونو کا غرق ہونا امر واقعہ ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے آل فرعون کے غرق ہونے کا نظارہ دیکھا اور اپنے کانوں سنا ان کے لئے اس کی لاش ایک عبرتناک نظارہ تھا کہ یہ وہ شخص ہے جو خدا ہونے کا دعوےٰ کرتا تھا۔ دوسری فرعون کی خلعت وہ لوگ ہیں جو کسی زمانہ میں مصر سے ہجرت کر کے انگلینڈ میں جا آباد ہوئے تھے اور ان کو (Normans) کہا جاتا ہے۔ چونکہ فرعون کی ممی کی ہوئی لاش کی دریافت اس زمانہ میں ہوئی جب انگریز مصر پر حکمران تھے یہ خلعت فرعون گو جسمانی رنگ میں تھے مگر روحانی رنگ میں بھی اپنے عقیدہ کے لحاظ سے ربنا المسیح کہنے والے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید نے نہ صرف ان لوگوں کے لئے جو فرعون کے غرق ہونے کے بعد موجود تھے اس کی لاش کو عبرۃ کا نشان ٹھہرا دیا بلکہ جن کے زمانہ میں یہ نشان از سر نو ظاہر ہوا ان کے لئے بھی اسے نشان عبرت قرار دیا۔ مصر کی تہذیب و تمدن اس وقت بالکل موجودہ یورپ اور امریکہ کے تمدن سے مماثلت رکھتا ہے کہ دیکھو فرعون جو اپنے آپ کو خدا کہتا تھا خدا کے ایک سچے نبی کے بالمقابل آکر اس کا بیڑا غرق ہو گیا اور تم لوگ جو فرعون کی اولاد یا خلعت فرعون ہو اس واقعہ سے عبرت پکڑو اور مثیل موسےٰ کی مخالفت سے باز آؤ جیسے تم مثیل فرعون ہو اسی طرح محمد رسول اللہ صلعم جن نے یہ غیب کی خبر آج سے ۱۲۰۰ برس پیشتر دنیا کو دی وہ مثیل موسےٰ ہیں۔ جو انجام اس فرعون کا ہوا وہی حشر تمہارا ہونے والا ہے دوسرا نشان اس لاش میں یہ ہے کہ اگر مسیح نے بھی فرعون کی طرح خدا ہونے کا دعوےٰ کیا ہوتا تو اس کا انجام بھی یہی ہوتا جو فرعون کا ہوا۔ تیسرا امر جو عیسائیوں کو خلعت فرعون ثابت کرتا ہے یہ ہے کہ عشاء ربانی کی رسم میں جسے Holy Communion کہا جاتا ہے۔ مسیح کا گوشت کھا کر اور اس کا خون پی کر یعنی بطور مجاز ڈبل روٹی کے ٹکڑے اور شراب کے گھونٹ کو مسیح کا گوشت اور خون سمجھ کر کھاتے پیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم مسیح یعنی خدا سے متحد ہو گئے اور خدا بن گئے ہیں۔ پس اسے خدا اور خدا کے بیٹے بننے والو فرعون کی لاش سے عبرت پکڑو یہ لاش اسی لئے خدا کے زبردست ہاتھ نے پانی سے باہر پھینکی پھر ممی کرائی اور محفوظ کر دی کہ وہ تمہارے لئے عبرت کا نشان ہو اور قبل از وقت اس کی خبر دینے کے مثیل موسےٰ کی صداقت کی دلیل ہو کہ بائبل کی تعبیر اور پیشگوئی قرآن مجید نے کامل اور پوری کر دی اور وان کثیرا من الناس عن آیاتنا لغٰفلون میں ایک اور تنبیہ ہے ان لوگوں کے لئے جو اس نشان پر غور نہیں کرتے انہیں یاد کرنا چاہیئے اور اس انتہائی عبرتناک نظارہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے لا کر کانپ اٹھنا چاہیئے کہ فرعون جب غرق ہونے لگا اور خدا کے غضب کا پانی اس کے منہ اور گلے اور ناک تک پہنچا اور اسے یقین ہو گیا کہ اب خدا کا ہاتھ میرے گلے پر ہے اس عالم بے چارگی اور بے بسی میں اس کے سارے خدائی دعاوی نسیاً منسیاً ہو گئے اور حقیقت اس پر عیاں ہو گئی۔

حتّٰی اذا ادرکہ الغرق قال اٰمنت انہ لا الٰہ الا اللہ الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین

فرعون جب غرق ہونے کے قریب ہوا تو بے اختیار پکار اٹھا میں ایمان لایا کہ اس ایک کے سوا کوئی خدا نہیں اور خدا بھی وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے (اور یہ دوسرا فرعون کہے گا میں محمد رسول اللہ صلعم جس پر اللہ پہ ایمان لائے) میں اسی کا فرمانبردار مسلمان ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اٰلئٰن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین۔ کیا اب ایمان لاتا ہے؟ اس سے قبل تو تو نے نافرمانی کی تھی اور تو فساد کرنے والوں میں سے تھا۔

پادری عبدالحق اور تمام دنیا کے پادری اور پوپ ربنا المسیح کا نعرہ بھول جائیں گے ان کی زبان پہ اس وقت تین خدا نہیں بلکہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ گو ہو گا۔ مگر اس کلمہ کے پڑھتے وقت دل و دماغ پر کامل مایوسی اور ناامیدی ہوگی کہ یہ کلمہ ہم نے اس سے پیشتر کیوں نہ پڑھا۔

(باقی ــــ باقی)

## جماعتی زندگی ــ بسلسلہ صفحہ ۱۲

ان معاملات میں اپنے نفس کو ذرا مارنا پڑتا ہے اور تھوڑا کسر نفسی اور تواضع سے کام لینا پڑتا ہے مگر یاد رہے برکت اور حرکت جماعت میں یکجہتی سے ہی پیدا ہوتی ہے۔

(۴)۔ مقامی جماعتیں اپنے نمائندے وہ انتخاب کریں جو کہ حضرت مسیح موعود کے حکم کے مطابق باقاعدہ چندہ دینے والے متقی، پرہیزگار دنیا کی ملونی سے پاک۔ اور صائب الرائے ہوں۔ اور بعد میں جو فیصلے مجلس معتمدین کثرت رائے سے کرے۔ اس کو قبول کریں۔ کہ یہ مسیح موعودؑ کا حکم ہے۔

(۵)۔ جو نیک نیتی سے اختلاف رائے ہو اس کا کوئی مضائقہ نہیں۔ اس سے تعلقات میں فرق نہیں آنا چاہیئے۔ اور نہ اپنی رائے کو دوسروں پر ٹھونسنا چاہیئے۔ سورۃ التوبہ میں آتا ہے کہ:-

"جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک دکھ کی خبر دو"۔

اب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں یہاں تک مبالغہ کیا کہ ان کے نزدیک سونے اور چاندی کا گھر میں رکھنا ہی منع تھا۔ اور اس بارہ میں دیگر صحابہ سے اس قدر سخت اختلاف تھا کہ ایک دفعہ کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے ڈنڈا لے کر دوڑے۔ اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پناہ لی۔ اور بالآخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو ربذہ میں رہنے کا حکم دیا کہ فساد نہ کریں۔ مگر ظاہر ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا خیال غلط تھا اس لئے کہ پھر زکوٰۃ کس چیز پر ہے اور وراثت کی تقسیم کا کیا مطلب ہے

(۶)۔ سلسلہ کا لٹریچر نہ صرف خود ہی پڑھیں بلکہ غیر از جماعت سمجھدار لوگوں تک پہنچائیں۔ اور ان کو اپنے اغراض و مقاصد سے آگاہ کریں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تنظیم اور تبلیغ سے جو آپ کی

ممتاز احمد فاروقی صاحب۔ لاہور

# جماعتی زندگی اور تنظیم جماعت

## یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ الْجَمَاعَۃِ

(اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت کے اوپر ہوتا ہے۔)

انسان تو اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے مگر اس کی کی ہوئی یا کہی ہوئی نیک باتیں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور نے اپنے ملک۔ اپنی قوم اور اپنی جماعت کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو ایک خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا۔ جس میں سے چند اقتباسات میں درج ذیل کرتا ہوں کہ ہماری احمدیہ جماعت ان سے نصیحت اور سبق سیکھے فرمایا۔

" یا یہا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم۔ اے ایمان والو۔ تم اپنی اصلاح کی فکر کرو۔ یعنی تمہارے اندر سستی ہے۔ غفلت ہے۔ اس کی طرف توجہ کرو اور سوچو کہ کس طرح تم اس غفلت اور سستی کو چھوڑ کر اپنے اندر ایک صحیح زندگی کی روح پیدا کر سکتے ہو۔ کس طرح آگے قدم بڑھا سکتے ہو۔ لیکن اگر اور زیادہ غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ فی الحقیقت یہ الفاظ علیکم انفسکم۔ قوم کی تعمیر کا بنیادی پتھر ہے۔ یہ صرف اس طرف توجہ دلانے کے لئے ہے کہ کوئی انسان دوسرے کو نیچا دکھا کر یا دوسرے کو گرا کر نہیں بنتا۔ نہ کوئی قوم یا جماعت دوسری قوم یا جماعت کو گرانے سے بنتی ہے۔ بلکہ قوم کے ہر فرد کو سب سے پہلی فکر اپنی اصلاح کی یا تعمیر کی ہونی چاہیئے۔ کسی کی بربادی اور ویرانی بہت آسان ہے اور اپنے آپ کو بنانا بہت مشکل ہے۔ دوسرے مذہب والے ایک دوسرے کو برا بھلا یا جھوٹے پڑے کہیں۔ مگر مذہب اسلام ہمیں ہر مذہب کے بانی کی عزت کرنا سکھاتا ہے۔ قرآن شریف کی اصل غرض لوگوں کی اخلاقی اور روحانی حالت کو سدھارنا ہے۔ وہ شفاء لما فی الصدور ہے۔ وہ انسان کے دل کی بیماریوں کو دور کرنے کے لئے ہے اور اسی نگاہ سے اُسے پڑھنا چاہیئے۔

اگر غور سے دیکھیں تو سب سے زیادہ بربادی کا کام جنگ ہے۔ مگر اسلام نے جنگ کے لئے بھی ایسے احکام دیئے ہیں جو اپنی تعمیر کا موجب ہوں۔ دوسروں کی تخریب کا موجب نہ ہوں۔ اس نے حکم دیا کہ جنگ کے لئے کبھی پہل نہیں کرنی چاہیئے ہاں اپنی حفاظت اور دفاع کے لئے جنگ کر سکتے ہو۔ فقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا۔ اللہ کے رستہ میں انہیں لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ دوسری طرف صلح میں بھی اسی پہلو کو مدنظر رکھا۔ وان جنحوا للسلم فاجنح لہا۔ اور اگر دشمن صلح کرنا چاہے تو تم بھی صلح کی طرف جھک جاؤ۔

اس سے بھی بڑھ کر میں اپنی جماعت احمدیہ سے کہتا ہوں۔ وعلیکم انفسکم۔ ایک مصلح تمہارے اندر کھڑا ہوا۔ اس نے تمہیں اپنے نفسوں کو سدھارنے کی تلقین کی۔ آج اس کی جگہ آپ کھڑے ہیں۔ آپ نے دنیا میں خدا کے نام کو پھیلانے کا ذمہ لیا ہے کیا ہم نے اپنے آپ کو اس مقام پر پہنچایا ہے کہ جہاں دوسروں پر نکتہ چینی اور عیب شماری ترک کر کے ساری توجہ کو اپنے نفس کی اصلاح پر اپنے آپ کو مفید تر بنانے پر لگا دی ہو؟ ۔ پھر جب کبھی چندہ کی تحریک ہوتی ہے تو جواب ملتا ہے کیا کریں تمہارے ہاں تو جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ فرض کیجئے اگر بعض معاملات میں اختلاف رائے اور جھگڑا بھی ہوتا ہے۔ تو کیا اس سے یہ جواز نکل سکتا ہے کہ ہم خدمت دین کے کام کو ترک دیں۔ ہرگز نہیں۔ یا یہ کہ مسیح موعود کے حکم کے مطابق "میرے بعد تم سب مل کر کام کرو" پر عمل کرنا ترک کر دیں۔؟ آخر اللہ تعالیٰ کے آگے کیا جواب دیں گے؟ اگر جماعتی نظام میں نقائص ہوں تو اُن کو امرھم شوریٰ بینہم کے حکم قرآنی کے ماتحت مشورے سے مل کر دور کرنے کی کوشش کرو۔

دوسرے کی قانون شکنی تمہاری قانون شکنی کے لئے عذر نہیں بن سکتی۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن وہ لوگ جنہوں نے اپنے بڑوں کے بُرے نمونے سے ٹھوکر کھائی ہے۔ عرض کریں گے۔ کہ اے خدا انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ تو ان کو دو چند سزا دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ لکل ضعف۔ تم بھی تو دو چند سزا کے مستحق ہو۔ کیا خدا نے تمہیں یہ عقل نہ دی تھی کہ تمہیں اپنی کمزوری نظر آجاتی"۔ حضرت مولانا مرحوم کی نصائح کو میں یہاں ختم کرتا ہوں۔

جماعتی زندگی اور نظام اور یکجہتی قائم رکھنے کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعود کے احکامات کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔

(۱) ایک تو اپنی روزمرہ کی زندگی کو ایسے اسلامی رنگ میں رنگین کر کے رکھنا چاہیئے کہ ہم دوسروں کے لئے نمونہ ہوں کہ ایک سچا مسلمان کیسے زندگی بسر کرتا ہے۔

(۲)۔ آپس میں صلح و آشتی۔ اتفاق اور یگانگت سے رہیں۔ جو ہم میں سے غصیلی طبیعت کے لوگ ہیں انکو حکم قرآنی کا خیال رکھنا چاہیئے۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین اور وہ غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ اور اللہ محسن لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ یاد رہے کہ ایک جماعت کے دوست سے کسی جھگڑے پر ناراض ہونا اور چیز ہے۔ اور خیر سگالی ایک دوسری چیز ہے۔ حضرت مسیح موعود کو دشمن بُرا بھلا اور گالیاں بھی دیتے تھے۔ مگر حضور فرماتے ہیں:۔ گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اس کا تعلق تو آپ کی ذات تک تھا۔ مگر جب لیکھرام آریہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا۔ تو حضور کی غیرت ایمانی جوش میں آئی۔ ایک دفعہ ریلوے اسٹیشن پر آپ ٹہل رہے تھے کہ لیکھرام آن نکلا اور ہاتھ اُٹھا کر سلام کیا۔ مگر آپ نے منہ پھیر لیا۔ بعد میں فرمایا کہ یہ پلید آدمی میرے پیارے نبی کو گالیاں دیتا ہے۔ میں اس کا سلام کیوں قبول کروں۔ مگر یہ اور چیز ہے اور ہمارے آپس کے تنظیمی جھگڑے جدا امر ہے۔ اس میں اگر تو تو میں میں تک بھی نوبت پہنچ جائے۔ تو انما المؤمنون اخوۃ۔ فاصلحوا بین اخویکم کے حکم کے ماتحت۔ دوستوں میں صلح کروا دینی چاہیئے۔ اور دل میں بات اور کدورت نہیں رکھنی چاہیئے۔

(۳)۔ حتی المقدور ایک شہر میں تمام جماعت کے احباب نماز جمعہ ایک ہی جگہ مل کر پڑھیں۔ اور چندہ ماہوار بھی باقاعدہ ایک ہی جگہ جمع کر کے بھیجے جائیں۔

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

غلام رسول صاحب ایم اے

# میاں ابراہیم صاحب کے تبصرہ مجاہد کبیر پر تبصرہ

## مقامِ مسیح موعود علیہ السلام

(۲)

### الزام استخفاف کی حقیقت

میاں ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر ربوہ نے مجاہد کبیر پر تنقید کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درجہ گھٹایا ہے۔ صرف اتنا کہہ کر لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالدیا اور آگے چل پڑے۔ جیسا کہ میں نے اپنی پہلی قسط میں لکھا تھا کہ میاں صاحب اصول تنقید سے ناواقف ہیں۔ اسی وجہ سے اُدھر اُدھر کی ہانک گئے۔ ان کا یہ فرض تھا کہ جب حضرت مولانا محمد علی صاحب پر استخفاف کا الزام لگایا تھا۔ تو پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام متعین کرتے۔ اس کے بعد حضور کی اپنی کتب سے یہ ثابت کرتے۔ کہ خدا تعالےٰ نے جو مقام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا تھا۔ اس سے حضور کو مولانا مرحوم نے گرایا ہے اور لوگوں کے سامنے پیش نہیں کیا۔ میاں صاحب یہ کہہ کر پیچھا چھڑا گئے۔ کہ اس پر بہت کچھ بحث و تمحیص ہو چکی ہے۔ جب اس مسئلہ پر بحث و تمحیص ہو چکی ہے۔ تو میاں صاحب کو اپنے مضمون میں یہ الزام عائد نہیں کرنا چاہیئے تھا یہ علمی بددیانتی ہے کہ الزام عائد کیا جائے۔ لیکن دلائل نہ دیئے جائیں۔

اب میں مختصر طور پر یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رح نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا استخفاف نہیں کیا۔ بلکہ خلیفہ صاحب ربوہ نے کیا ہے۔

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں ایک نبوت سے انکار کیا ہے۔ اور ایک نبوت کا اقرار کیا ہے۔ اب زیر غور مسئلہ یہ ہے کہ جس نبوت کا اقرار کیا گیا ہے۔ اس کی وضاحت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا کی ہے۔ جو وضاحت آپ نے کی ہے وہ دونوں جماعتوں کو قبول کرنی چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس نبوت کا اقرار کیا ہے۔ اس سے ان کی مراد صرف مکالمہ الٰہیہ ہے۔ اور نبوت کا لفظ مجازی اور لغوی معنوں میں استعمال کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام انجام آتھم صفحہ ۲۷ حاشیہ پر فرماتے ہیں:۔

"صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اسکو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت بکثرت آیا ہے۔ ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ وہ اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل نہیں ہے ........ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں، وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں کہ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہیں مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیا کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے، ورنہ خاتم النبیین کے بعد نبی کیسا؟"

اس حوالہ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لفظ نبی کو مجازی معنوں میں استعمال کیا ہے۔

پھر ایک اور مقام پر مجازی نبوت کی تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور انکے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں ..........

ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ جلشانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے ........ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر جگہ سمجھ لیں اس کو (یعنے لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں"

(اشتہار ۳ فروری ۱۸۹۲ء مجموعہ اشتہارات حصہ اوّل)

اس حوالہ سے واضح ہوگیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لفظ نبی سے مراد محدث ہے، جو بالقوۃ نبی ہوتا ہے۔

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خود بھی یہی دعوےٰ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نبی نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے محدث ہوں اور اللہ تعالےٰ کا کلیم ہوں تا کہ دین مصطفےٰ کی تجدید کروں اور اس نے مجھے صدی کے سر پر بھیجا"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۸۳)

یہ ایک ایسا واضح حوالہ ہے جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام ماموریت متعین ہو جاتا ہے کہ آپ خدا کی طرف سے مجدد اور محدث ہو کر آئے ہیں۔ جب مسیح موعود علیہ السلام کا مقام ان ہی کی کتب سے واضح ہوگیا تو اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا حضرت مولانا محمد علی رح صاحب نے انکار نبوت سے حضور کا استخفاف کیا ہے۔ یا خلیفہ صاحب نے دعوےٰ نبوت منسوب کر کے استخفاف کیا ہے۔

حضرت مولانا صاحب رح کی ساری عمر اسی مسئلہ کو جماعت ربوہ کو سمجھانے میں گذری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام محدثیت اور مجددیت کا ہے۔

اس کے برعکس خلیفہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف دعوےٰ نبوت پیش کرتے رہے حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مدعی نبوت کو ملحد و بے دین قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی نبوت کا دعوے کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کرے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہے تو وہ ملحد و بے دین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا۔ اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دے گا۔ پس بلا شبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے"

(انجام آتھم ص۲۷ حاشیہ)

اگر خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔ اس قسم کا نبی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ تو اس قسم کا نبی ماننے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا حوالہ سے لازمی طور پر استخفاف ہوتا ہے۔ میں میاں ابراہیم صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا۔ کہ خلیفہ صاحب کے ایک نہیں کئی حوالہ جات ہیں۔ جن میں خلیفہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سابقین زمرۂ انبیاء میں شامل کر چکے ہیں۔ اسی وجہ سے خلیفہ صاحب نے یہ فتوےٰ دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا جزو ایمان ہے۔ اور نہ ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص۳۵)

"کس کا دل گردہ ہے جو یہ کہے کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں۔"

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۱۴ء)

(۲)۔ جب آپ نبی ثابت ہوئے تو آپ کا ماننا جزو ایمان ہوا"

(الفضل ۷ مئی ۱۹۱۴ء)

اب میاں ابراہیم صاحب ہی خود فیصلہ کر لیں کہ آیا حضرت مولانا محمد علی رح صاحب نے انکار نبوت کر کے استخفاف کیا ہے یا کہ خلیفہ صاحب ربوہ نے دعوےٰ نبوت کا الزام عائد کر کے۔ اگر

میاں ابراہیم صاحب یا جماعت ربوہ کا کوئی آدمی یہ سمجھے کہ وہ حضرت صاحب کو ظلی بروزی اور مجازی نبی مانتے ہیں تو میں عرض کروں گا کہ اوّل تو خلیفہ صاحب نے ظلی یا جزوی کے لفظ کو مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے ساتھ استعمال کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو الفضل ۲۷ نومبر ۱۹۱۴ء۔

دوم۔ اگر پھر بھی ہٹ دھرمی سے یہی کہیں کہ وہ ظلی نبی مانتے ہیں۔ تو انہیں سمجھنا چاہیئے کہ حضرت صاحب ظلی نبوت کو خود محدثیت قرار دے چکے ہیں۔ اگر اہل ربوہ حضرت صاحب کو ظلی نبی کہیں گے۔ تو دوسرے معنوں میں وہ آپ کو محدث قرار دے رہے ہیں۔ جو آپ کا حقیقی مقام ہے اور یہی حضرت مولانا محمد علی رح جماعت ربوہ سے منوانا چاہتے تھے۔ پس حضرت مسیح موعود کا استخفاف خلیفہ صاحب نے کیا ہے کیونکہ نصف صدی تک مخالفین کی طرف سے جو سب وشتم حضرت صاحب کو دی گئیں۔ ان کی تمام ذمہ داری خلیفہ صاحب پر ہے

باقی ـــ باقی

(بقیہ از کالم ۳)

گئے۔ اور ایک دفعہ حضرت عمر رض کے خلاف ابی کعب رض نے زید بن ثابت رض کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ حضرت عمر رض مدعا علیہ کی حیثیت سے حاضر ہوئے۔ زید نے تعظیم کی۔ حضرت عمر رض نے فرمایا:۔

"یہ تمہارا پہلا ظلم ہے"۔

کہہ کر ابی کے برابر بیٹھ گئے۔

جب زید رض نے ابی سے درخواست کی کہ:۔

"امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو"

تو آپ رض نے زید رض کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:۔

"جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور عمر دونوں برابر نہ ہوں تم منصب قضا کے قابل نہیں سمجھے جا سکتے"

# ہندوستانی احباب

اپنے تمام چندے وغیرہ اہلیہ صاحبہ شیخ محمد انعام الحق صاحب مرحوم و مغفور کے نام بھیجا کریں۔

پتہ حسب ذیل ہے:۔

بیگم صاحبہ شیخ انعام الحق صاحب مرحوم
مکان نمبر ۱ـــ۱۰۰ ـ ملک بیٹھ محلہ اعظم پورہ
حیدر آباد دکن

(اشتہار)

# عمالِ سلطنت پر گرفت کا فاروقی طریق

امیر المؤمنین حضرت عمر رض کا طرز زندگی ثابت کرتا ہے کہ کسی صورت میں بھی آپ نے اپنے آپ کو عامۃ المسلمین سے ممتاز خیال نہیں فرمایا۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظم رض نے اپنے اختیارات اور اپنی حیثیت کو ایک تقریر میں خود واضح فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"مجھ کو تمہارے مال (یعنے بیت المال) میں اس قدر حق ہے جتنا یتیم کے مربی کو یتیم کے مال میں۔ اگر میں دولت مند ہوں تو کچھ نہ لوں گا۔ اور اگر ضرورت پڑے گی تو دستور کے مطابق اپنے کھانے کے لئے لے لوں گا۔ صاحبو! میرے اوپر تم لوگوں کے حقوق ہیں جس کا تم کو مجھ سے مواخذہ کرنا چاہیئے"

"ایک یہ کہ ملک کا خراج اور مال غنیمت بے طور سے جمع نہ کیا جائے ایک یہ کہ جب میرے ہاتھ میں خراج اور غنیمت آئے تو بے طور پر صرف ہونے نہ پائے ایک یہ کہ میں تمہارے روزینے بڑھاؤں۔ اور سرحدوں کو محفوظ رکھوں اور ایک یہ کہ تم کو خطروں میں نہ ڈالوں"

یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ کی یہ خطابت آج کل کے زعما کی ولولہ انگیز تقریروں کی طرح نہیں تھی بلکہ عملی طور پر آپ اپنی خطابت کے پیکر تھے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر ایک شخص نے آپ رض سے مخاطب ہو کر کئی بار کہا:۔

"اتق اللہ یا عمر"

اے عمر رض خدا سے ڈر

حاضرین میں سے ایک شخص نے ان کو روکا اور کہا:۔

"بس بہت ہوا"

حضرت عمر رض نے فرمایا:۔

"نہیں کہنے دو۔ اگر یہ لوگ نہ کہیں تو بے معرفت ہیں۔ اور اگر ہم لوگ نہ مانیں تو ہم"

اور اس قسم کے واقعات ہیں کہ جن سے واضح ہوتا ہے کہ سربراہ مملکت اور ایک عام آدمی میں کوئی فرق نہیں تھا۔ عدل و انصاف کا ایک بڑا لازمہ عام مساوات کا لحاظ ہے امیر المومنین کو اس کا اس قدر اہتمام تھا کہ اس کے تجربہ اور امتحان کے لئے متعدد دفعہ خود عدالت میں فریق مقدمہ بن کر

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ

# چودھویں صدی ہجری میں حج بیت اللہ شریف کیلئے آسانیاں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی صداقت پر دو زبردست نشان

## اوّل ملک عرب میں اونٹنی کی سواری کا مفقود اور بے کار ہونا اور دوم جدّہ سے مدینہ منوّرہ تک ہوائی جہاز کا سفر

قرآن مجید میں سورت التکویر کے اندر کئی باتوں کے بارے میں مختلف پیشگوئیاں لکھی ہیں ان میں سے اس جگہ صرف دو باتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے یعنے عرب میں اونٹنی کی سواری کا رواج جاتے رہنا اور ملک کے اندر جدّہ سے لے کر مدینہ طیبہ تک بذریعہ ہوائی جہاز سفر کرنے میں آسانیاں یہ دونوں باتیں ہم نے اپنے حج کے سفر میں جدہ سے مدینہ تک مشاہدہ کی ہیں۔ جدّہ سے مکّہ اور پھر مکہ سے کار اور لاری کے ذریعہ سے بھی سفر کیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل عرب میں حج کے سفر کے لیے اونٹنی کا رواج تھا۔ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی سوانحعمری میں بدّو اونٹ چلانے والوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اس زمانہ میں جب تک بدّوؤں کو سواری کے کرایہ کے ساتھ پانی اور خورد و نوش کا طمع یا اقرار نہ کیا جاتا تھا وہ حج کے ایام میں حج کے مسافروں کے ساتھ بُرا سلوک کرتے تھے۔ بعض حج کرنے والوں کو لوٹ لیتے تھے۔ یا جان سے مار بھی ڈالتے تھے۔ جس بدرسم کی بیخکنی ترکوں کے راج میں نہ ہو سکی تھی۔ سعودی عرب کے حکمرانوں نے نہ صرف ان بدّوؤں کی قتل و غارتگری کو اپنی حکومت سے ختم کر دیا ہے۔ بلکہ بدّو لوگ اب نہایت شریفانہ لباس میں نظر آتے ہیں۔ اونٹوں کی بجائے تمام سعودی عرب میں لاریاں اور کاریں آمد و رفت سفر اور سامان کے لادنے کے لئے کام کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

جدّہ سے مکّہ معظمہ تک ½ ۱ گھنٹہ میں سفر طے ہو جاتا ہے۔ جدّہ سے مدینہ منوّرہ تک ہوائی جہاز کے ذریعہ سے یہ فاصلہ قریباً ایک گھنٹہ میں طے ہو جاتا ہے۔ مکہ معظمہ میں ہوائی جہاز کا کوئی انتظام موجود نہیں ہے۔ بوجہ مذہبی یا پولیٹیکل وجوہات کے یہاں سے مدینہ تک کا سفر بذریعہ کار یا لاری ہوتا ہے۔ عربانہ گاڑیاں بھی استعمال ہوتی ہیں۔ جن کو گدھے کھینچتے ہیں۔ امسال اپنے سارے سفر میں مکہ شریف سے مزدلفہ تک کے لئے یوم الحج سے قبل راقم الحروف نے فقط تین اونٹ دیکھے تھے۔ جو کہ حاجیوں کا اسباب لادے لئے جا رہے تھے۔

غرضیکہ واذا العشار عطلت اور واذا النفوس زوجت یہ دو بڑے نشان ہیں۔ جو عرب میں اس چودھویں صدی ہجری میں نظر آ رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اونٹ کا بیکار ہونا اپنی بعثت کا بڑا نشان لکھا ہے۔ جن مخالفین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حج نہ کر سکنے کے بارے میں اعتراضات کئے تھے یا کرتے ہیں۔ وہ پہلے زمانے کا مقابلہ حال کے زمانہ سے کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ قرآن کریم کی پیشگوئی کس شان سے پوری ہوئی اور حضرت مسیح موعود کی صداقت پر زبردست نشان ثابت ہوئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کثرت پیشاب کی مرض کے علاوہ درد گردہ کی بھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ مخالفت مذہبی کے علاوہ وہ ان امراض میں اکثر مبتلا ہونے کے باعث حج بیت اللہ شریف کا سفر اختیار کرنے کے بالکل ناقابل تھے۔ لیکن آج دنوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔ کراچی سے جدہ تک ہوائی جہاز کے ذریعہ ۳-۴ ساعت میں یہ سفر آسانی سے طے ہو جاتا ہے۔ راستہ میں جہاز کمپنی اپنے مسافروں کی خاطر تواضع برابر کرتی ہے سارا سفر کراچی سے جدہ تک صرف تین چار گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔

رُوئے زمین کے مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور خیالات کے لوگ حج کا فریضہ ادا کرنے کے لئے وہاں پہنچتے ہیں اور من دخلہ کان آمنا کا خوبصورت نظارہ آنکھوں میں آنسو پیدا کر دیتا ہے۔ ایام حج میں کسی مذہبی مباحثہ یا تقریر کی اجازت نہیں ہوتی اور فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج پر سب لوگ جو حج کی نیت سے مکہ شریف پہنچتے ہیں۔ عمل پیرا ہوتے ہیں۔

جدہ سے مکہ معظمہ تک دو رویہ پختہ سڑک ہے۔ مسافروں کے آرام کے لئے سرد و گرم مشروبات کا انتظام ہر چند میلوں کے فاصلہ پر موجود ہے۔ رات کے وقت مکہ سے مدینہ کے سفر کے دوران میں نصف سفر طے کرنے کے بعد ہالٹ ہوتا ہے اور پھر مسافر فجر کی نماز سے فارغ ہو کر مدینہ کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ مدینہ پہنچکر ہر ایک حج بیت اللہ شریف کرنے والے کو چالیس نمازیں مسجد نبوی میں پڑھنی لازمی ہوتی ہیں۔ مسجد نبوی میں تمام اشیا اور مقامات کی زیارت کرنے میں معلمین کے وکیل لوگ مدد کرتے ہیں۔ خانہ کعبہ اور مدینہ شریف میں لوگ اکثر اپنا وقت زیارت اور عبادات میں گذارتے ہیں اور وہ روحانی نظارہ رات دن آن کے سامنے رہتا ہے۔ گویا وہ اپنے مولا کریم کے دربار میں حاضر ہیں اور حضور نبی کریم محمد صلعم کے روضہ کی زیارت کے لئے روئے زمین کے مختلف ممالک سے لوگ آتے ہیں اور پھر عرفات کے میدان میں حاضر ہو کر تمام مسلمان اپنے حج کے فریضہ کی ادائیگی کے ساتھ ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اور مغرب کے اندھیرے میں کوچ کر کے مزدلفہ پہنچکر مغرب اور عشا کی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد منا پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں حجامت کرانے اور قربانی کا فریضہ ادا کرنے کے بعد اپنا احرام کھول دیتے ہیں۔ گویا حج ختم ہو گیا۔ اور پھر مکہ شریف جا کر طواف کرنے کے بعد منا میں آ کر قیام کرنے کے بعد رمی کرتے ہیں اور پھر مکہ معظمہ واپس پہنچ جاتے ہیں۔

مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھر کی موجودہ عمارت اور اس مسجد کی زیارت کرتے ہیں۔ جہاں آنحضرت اپنے دوستوں کو درس قرآن مجید دیا کرتے تھے۔ مدینہ کے باہر جنت البقیع مسجد قبا۔ جنگ احد کے شہداء کے لئے تمام صحابہؓ کے لئے اور اہل بیت کے لئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے۔ حضرت خدری کے لئے۔ حضرت مائی حلیمہ کے پاک ارواح کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور مکہ شریف سے رخصت ہوتے آخری زیارت کعبہ شریف کرنے کے لئے دعائے عمیرہ پڑھتے ہیں۔ اور آب زمزم لے کر حاجی لوگ رخصت ہوتے ہیں۔ والسلام

ڈاکٹر حسن علی گوجرانوالہ ۲۴/۷

# رفتارِ عالم

—— پشاور ۴ راگست - مرکزی وزیر داخلہ خان حبیب اللہ خان نے اعلان کیا ہے کہ اگر بھارت نے پاکستان پر حملہ کرنے کی غلطی کی تو اسے ایسا منہ توڑ جواب دیا جائے گا کہ وہ ساری عمر یاد رکھے گا۔ وزیر داخلہ مشرقی اور مغربی پاکستان کی سرحدوں پر بھارتی فوج کے اجتماع کی خبروں پر تبصرہ کر رہے تھے۔ انہوں نے گورنمنٹ ہاؤس میں اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ہم ساری دنیا کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ پاکستان امن چاہتا ہے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ امن سے رہنا چاہتا ہے۔ لیکن اگر ہمارے ہمسایوں میں سے کسی نے پاکستان پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو اسے منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ خدا نہ کرے کہ کوئی ملک مشرقی پاکستان پر حملہ آور ہو، لیکن اگر ایسا ہوا تو اس کا مطلب مکمل جنگ ہوگا اور مغربی پاکستان کے عوام اپنے مشرقی پاکستانی بھائیوں کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے۔

—— لندن ۴ راگست - منیلا میں ملایا اور انڈونیشیا اور فلپائن کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں ملائیشیا کے قیام کے سوال پر سمجھوتہ ہو گیا۔ اور مشرق بعید کے ملکوں کا یہ نیا وفاق ۳۱ اگست کو معرض وجود میں آجائے گا۔ وفاق کے قائم ہونے کے بعد بورنیو کے دونوں حصوں میں اس سوال پر رائے شماری کرائی جائے گی کہ وہاں کے عوام نئے وفاق میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ تینوں ملکوں کے وزرائے خارجہ نے سمجھوتے کا فارمولا تیار کر لیا ہے۔ اور اب وہ اس کی اپنے اپنے ملکوں کے سربراہوں سے توثیق کرانے کے بعد اس کی مزید تفصیلات طے کریں گے۔

—— ماسکو ۴ راگست - امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈین رسک نے آج یہاں برطانوی وزیر خارجہ لارڈ ہیوم سے ملاقات کی۔ یہ دونوں وزرائے خارجہ ایٹمی تجربات پر جزوی پابندی کے معاہدہ پر دستخط کرنے یہاں آئے ہیں۔ معاہدہ پر کل دستخط ہوں گے۔

—— نئی دہلی ۴ راگست - کل شام لکھنؤ میں عید میلاد النبی کے جلوس پر پولیس کے لاٹھی چارج سے دو افراد شدید زخمی ہو گئے۔ واقعات یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ علاقہ چوک سے عید میلاد النبی کا ایک جلوس نکلا تھا۔ جب یہ جلوس بازار صرافہ میں پہنچا تو پولیس کے مسلح دستوں نے اسے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ نہ کھلے جلوس منتشر ہو کر مختلف راستوں سے امین آباد پہنچے تو پولیس نے انہیں گھیرے میں لے کر لاٹھی چارج شروع کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں دو افراد شدید زخمی ہوئے جن میں ایک بچہ بھی شامل ہے۔ بعد ازاں صوبائی وزیر اعلیٰ مسٹر سی بی گپتا نے موقعہ کا معائنہ کیا۔ اس واقعہ کے بعد ایک سرکاری اعلان جاری ہوا جس میں بتایا گیا ہے کہ جلوس کی خشت باری سے ایک پولیس انسپکٹر اور نو کانسٹیبل زخمی ہوئے۔

پولیس نے کل کے ہنگامہ کے سلسلہ میں شہر کے ۷۲۵ ممتاز مسلمانوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ دریں اثنا معلوم ہوا ہے کہ انجمن فردوس ادب نے عید میلاد النبی منانے کا شاندار پروگرام تیار کیا تھا۔ کل کے لاٹھی چارج اور گرفتاریوں کے خلاف احتجاج کے طور پر تمام تقاریب منسوخ کر دیں۔ انجمن نے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں ایک غیر سیاسی اور خالصتاً مذہبی تقریب کے اجتماع پر دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کی مذمت کی گئی ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ ضلعی حکام کا یہ اقدام مسلمانوں کی مذہبی آزادی سلب کرنے کے مترادف ہے۔ انجمن نے صوبائی وزیر اعلیٰ کو بھی ایک احتجاجی مراسلہ ارسال کیا ہے۔ بھارتی کمیونسٹ پارٹی کی لکھنؤ شاخ اور انجمن اسلام نے بھی علیحدہ علیحدہ قراردادوں میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ اور گرفتاریوں کی مذمت کی ہے۔

—— لاہور ۴ راگست - خاکسار تحریک کے بانی علامہ عنایت اللہ مشرقی کی حالت خراب ہو گئی ہے وہ اس قدر کمزور ہو گئے ہیں کہ انہیں تین روز سے مسلسل خون دیا جا رہا ہے۔ علامہ صاحب ایک عرصہ سے سرطان کے مرض میں مبتلا ہیں اور اب ان کے مرض نے انتہائی تشویشناک صورت اختیار کر لی ہے۔ علامہ صاحب کو یورپ یا امریکہ جا کر علاج کرانے کے لئے حال ہی میں بین الاقوامی پاسپورٹ دیا گیا تھا لیکن اب ان کی حالت اس قدر خراب ہو گئی ہے کہ وہ سفر کرنے کے قابل نہیں۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے اگر ڈیڑھ دو سال قبل کسی مغربی ملک میں جا کر علاج [illegible]
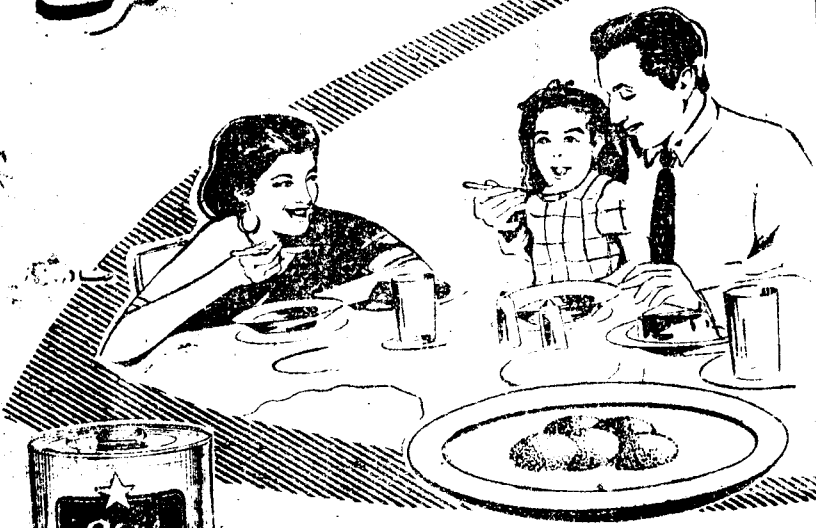
پیغام صلح ۷ راگست ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸ - نمبر ۳۱

تعلیمی پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۲ سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور
لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
نذرِ عقیدت
بحضور پرنور شفیع المذنبین رحمت للعالمین خاتم النبیین محمد مصطفی
احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کا وجود باجود تمام عالمین کیلئے رحمت بنکر
آیا اور کروڑوں انسانوں کو حیوانیت کی زندگی سے نکال کر باخد
انسان بنانے کا موجب ہوا
اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارک وسلم علیہ
مدیر: دوست محمد
نائب مدیر: بشیر احمد سوز

# فِي مَدْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنْ مجدّدِ زمان حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

---

يَا قَلْبِيَ اذْكُرْ أَحْمَدَا * عَيْنَ الْهُدَىٰ مُفْنِي الْعِدَا
اے میرے دل احمدؐ کا ذکر کر — وہ چشمۂ ہدایت اور دشمنوں کو فنا کرنے والا ہے

بَرًّا كَرِيمًا مُحْسِنًا * بَحْرَ الْعَطَايَا وَالْجَدَا
وہ بڑا مہربان کرم فرما اور محسن ہے — وہ بخشش اور سخاوت کا سمندر ہے

بَدْرٌ مُنِيرٌ زَاهِرٌ * فِي كُلِّ وَصْفٍ حُمِّدَا
چودھویں رات کا چاند نہایت نورانی اور روشن — ہر وصف میں وہ قابل تعریف ہے

إِحْسَانُهُ يُصْبِي الْقُلُو * بَ وَحُسْنُهُ يُرْوِي الصَّدَا
اس کا احسان عظیم قلوب انسانی کو مائل کرتا ہے — اور اس کا حسن پیاس کو بجھاتا ہے

اَلظَّالِمُونَ بِظُلْمِهِمْ * قَدْ كَذَّبُوهُ تَمَرُّدَا
ظالموں نے اپنے ظلم و ستم سے — اس کو جھٹلایا اور سرکشی اختیار کی۔

وَالْحَقُّ لَا يَسَعُ الْوَرَىٰ * إِنْكَارُهُ لَمَّا بَدَا
اور حق ایسی زبردست طاقت ہے کہ کوئی اس کے — انکار کی طاقت نہیں رکھتا جب وہ ظاہر ہوتا ہے

اُطْلُبْ نَظِيرَ كَمَالِهِ * فَسَتَنْدَمَنَّ مُلَدَّدَا
اس کے کمالات کی نظیر طلب کر کے دیکھ لے — تو حیران سرگرداں ہو کر نادم ہوگا

مَا إِنْ رَأَيْنَا مِثْلَهُ * لِلنَّائِمِينَ مُسَهِّدَا
ہم نے ایسا انسان جو سوتوں کو — جگا دے اس جیسا کوئی نہیں دیکھا

نُورٌ مِنَ اللّٰهِ الَّذِي * أَحْيَى الْعُلُومَ تَجَدُّدَا
وہ اللہ کی طرف سے ایک نور ہے — اس نے علوم کو نئے پیرایہ میں زندہ کیا

اَلْمُصْطَفَىٰ وَالْمُجْتَبَىٰ * وَالْمُقْتَدَىٰ وَالْمُجْتَدَىٰ
وہ مصطفےٰ اور مجتبےٰ ہے — وہ مقتدا ہے اور اس سے عطا طلب کی جاتی ہے

جُمِعَتْ مَرَابِيعُ الْهُدَىٰ
ہدایت کی بارشیں اس کی بارش میں اس کی

فِي وَبْلِهِ حِينَ النَّدَىٰ
سخاوت کے وقت اکٹھی کی گئی ہیں

---

پیغام صلح ہفت روزہ لاہور مؤرخہ ۱۴ اگست ۱۹۶۳ء

# میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریبِ سعید

## اور موجودہ مسلمان

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب سعید پر مسلمانوں کی طرف سے جن جذبات خلوص و عقیدت کا اظہار کیا جاتا ہے اور امسال لاہور میں جس تزک و احتشام کے ساتھ یہ مبارک دن منایا گیا وہ ہر طرح قابلِ تحسین اور لائق مبارکباد ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عوام مسلمانوں کے دلوں میں اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت کے بے پناہ جذبات جاگزین ہیں، اور کیوں نہ ہوں یہ وہ بزرگ ترین ہستی ہے جس کی بلندی شان کی کوئی انتہا نہیں، اس کے کارنامے، اس کے نظریات و تعلیمات۔ مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی و شفقت اور ایک گناہوں سے لتھڑی ہوئی دنیا کو ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں سے پاک کر کے اور شرک و بت پرستی سے چھڑا کر خدائے واحد کے آستانہ پر جھکا دینا اور مخلوق پرستی سے نکال کر خدا پرست بنا دینا اور خدا کے ساتھ ایسا تعلق لگا دینا کہ خدائی صفات انسانوں کے اعمال و کردار سے جلوہ گر ہوں، نسلی اور وطنی اختلافات کو مٹا کر تمام انسانوں کو ایک قوم اور ایک برادری قرار دینا، غلاموں اور عورتوں کو وہ حقوق دینا جو دنیا کے کسی مذہب اور قوم میں نہیں پائے جاتے۔ یہ وہ چیزیں ہیں، جو اس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی دوسرے مذہبی پیشوا، کسی بڑے سے بڑے لیڈر اور رہنما سے ظہور پذیر نہیں ہوئے، خدا کی مخلوق افتراق و انتشار اور بدکاریوں اور بدراہیوں کی وجہ سے ذلت و ادبار کے اتھاہ گڑھے میں گری ہوئی تھی۔ اس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اٹھا کر اوج کمال پر پہنچا دیا اور صرف تیئیس ۲۳ سال کے عرصہ میں عرب کی ذلیل ترین دنیا کو قیصر و کسریٰ کے تخت کا وارث بنا دیا جس پر فردوسی شاعر حیرت زدہ ہو کر لکھتا ہے

> زشیر شتر خوردن و سوسمار ❖ عرب را بجائے رسید است کار
>
> کہ تخت کیاں را کنند آرزو ❖ تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

فردوسی ہی نہیں دنیا کے دوسرے بڑے بڑے مدبرین اور مورخ و فلسفی بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کارنامہ پر حیرت زدہ ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ دنیا کے تمام رہنماؤں میں سے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کامیاب ترین انسان ہیں۔

ایک طرف انسانوں کے ساتھ یہ تعلق اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ سے قربِ الٰہی کا وہ مقام کہ فکان قاب قوسین او ادنیٰ کے بلند ترین مرتبہ کو پا لیا، اس شان اور اس مرتبہ کا انسان جس قوم کا رہنما ہو، وہ جس قدر فخر کرے کم ہے اور اس کے یوم پیدائش پر جس قدر خوشیاں منائے تھوڑی ہیں۔

لیکن ہر چیز کا یہاں ظاہر ہے وہاں باطن بھی ہے، اور جو قوم صرف ظاہر پر انحصار رکھے اور باطن کی طرف توجہ نہ کرے، اس کے ظاہری اعمال کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض دنیا کے باطن کو درست کرنا تھا، آپؐ نے تزکیہ نفوس کا جو کام کیا، اس پر تاریخ شاہد ہے، آپؐ نے بار بار نیک چلنی اور حسنِ اعمال کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی، خود اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نصیحت کی کہ یہ نہ سمجھنا کہ میں رسول کی بیٹی ہوں اس لئے چھوٹ جاؤں گی، اعملی اعملی، عمل کرو عمل کرو کہ اس کے بغیر نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہی نصیحت آپؐ نے اپنی پھوپھی کو کی اور آپؐ کی ازواج مطہرات کو حکم ہوتا ہے، کہ اگر تم سے کوئی بری حرکت سرزد ہوئی تو تمہارے لئے دوگنی سزا ہے۔ جب اپنے عزیز ترین رشتہ داروں کا یہ حال ہے تو دوسرے کسی کا کیا کہنا، وہ پیر اور مشائخ جو اپنے پیروؤں کو یہ سکھاتے ہیں کہ ہمارا دامن پکڑ کر تم نجات پا جاؤ گے اور وہ نعت خواں اور یوم میلاد کی ظاہری شان و شوکت میں حصہ لینے والے مسلمان جو یہ خیال کر بیٹھتے ہیں کہ محض آپ کی نعت خوانی اور ظاہری عقیدتمندی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو خوش کرنے کا موجب ہو گی۔ انہیں خیال کرنا چاہیئے کہ جب آپؐ کی اولاد و ازواج نیک عملی کے بغیر نجات نہیں پا سکتیں، تو دوسرے کسی کا کیا حال، یہی وجہ ہے کہ قرونِ اولیٰ میں یوم میلاد کی تقریب منانے کا کوئی نشان نظر نہیں آتا۔ ان لوگوں کے نزدیک اتباع رسولؐ ہی سب سے بڑا فرض تھا، جس کو انہوں نے اپنے پاکیزہ اعمال سے پوری طرح نبھایا اور اپنے حسن عمل سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو خوش کیا، قرآن کریم کا ارشاد ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ ان کا وظیفہ عمل تھا اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کی آیہ کریمہ ہمیشہ ان کے پیش نظر رہتی تھی، افسوس ہے کہ آج ان کے طریق عمل کو چھوڑ کر ہم نے صرف ظاہری نمائش اور رنگا رنگ پروگراموں سے اظہار عقیدت کو ہی سب کچھ سمجھ لیا اور باطنی طہارت اور نیک عملی سے ایسے کنارہ کش ہو چکے ہیں کہ گویا اس کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی، یہی وجہ ہے کہ اس تمام نمائش کے باوجود اور ایسے عظیم الشان رسول کی امت ہونے کے باوصف آج ہم دنیا کی نظروں سے گر چکے ہیں، اور وہ عزت و وقار جو ہمارے قرونِ اولیٰ کے بزرگوں کو اقوام عالم میں حاصل تھا ہمارے نصیبوں میں نہیں۔ بلکہ ہم اپنے اعمال سے اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کر رہے ہیں اور انہیں یہ کہنے کا موقعہ دیتے ہیں کہ جس مذہب نے یہ قوم پیدا کی ہے وہ اس قابل نہیں ہو سکتا کہ کوئی مہذب اور شائستہ قوم اسے قبول کرے، یہ کوئی فرضی بات نہیں، کئی ایک یورپین مردوں اور عورتوں نے ہماری دعوت اسلام کا جواب انہی الفاظ میں دیا۔ اس سے بڑھ کر افسوسناک بات اور کیا ہو سکتی ہے ضرورت ہے کہ یوم میلاد کی تقریبات کے ساتھ ساتھ مسلمان اپنے اعمال کو بھی سنوارنے کی کوشش کریں اور اپنے کردار سے ثابت کریں کہ ہماری ظاہری نمود و نمائش اس پاک باطنی کا نتیجہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے ہم نے حاصل کی ہے۔ ہمارے نیک اعمال اور تزکیہ نفوس غیروں کو متوجہ کرنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت دنیا میں پھیلانے کا موجب ہوں، یہ وہ سچی عقیدتمندی ہے جو یوم میلاد کو زیادہ پرکشش بنانے اور ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو خوش کرنے کا موجب ہو سکتی ہے۔ کاش مسلمان ظاہری نمود و نمائش سے بڑھ کر اس طرف توجہ کریں کہ اس کے بغیر ان کی کوئی عقیدتمندی کسی کام نہیں آ سکتی۔

## اخبار احمدیہ

**کامیابی اور عطیہ** محمد اشرف صاحب آف بدوملہی خلف ماسٹر عبد الغنی صاحب سیکنڈ ماسٹر بدوملہی سکول نے امسال بی اے کا امتحان پاس کیا ہے اور بطور شکریہ انجمن کو مبلغ پندرہ روپے عطا فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ۔

**درخواست دعا۔** انیس احمد کارکن دفتر انجمن کی اہلیہ بیمار ہیں، اسے داؤد سینی ٹوریم میں برائے علاج بھیجا گیا ہے احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

(باقی پر صفحہ ۳۱)

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن

# برلن (جرمنی) میں میلاد النبی صلعم کا جلسہ

سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہم نے ۳۰ اگست بروز ہفتہ شام سات بجے مسجد برلن میں منایا۔ خدا کے فضل سے اس دن رونق خاصی رہی، ڈیڑھ سو سے زائد مرد و زن نے اس اجتماع میں شرکت کی تھی۔ بعض دوست مسجد میں جگہ کی کمی اور گرمی کی شدت کے پیش نظر اس میں شریک نہ ہو سکے۔ اس دن ۳۵ درجے سنٹی گریڈ گرمی تھی۔

## پروگرام

اس مبارک تقریب کا پروگرام طبع کرا کر احباب کو روانہ کیا۔ اور دعوت نامہ کے سرورق پر مندرجہ ذیل آیت مندرج تھی۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○

اس کا ترجمہ جرمن زبان میں بھی ساتھ ہی لکھ دیا گیا تھا۔ پروگرام کی تفصیل یہ تھی:—

صدارت:— گراف ہنتس شاق فان وبیٹے تو

تلاوت قرآن کریم، درود شریف، نعت بزبان عربی

تقاریر:— خاکسار

(۲) ایمبیسڈر ڈاکٹر عباس الامیر سربراہ ایرانی ڈیلیگیٹ۔

(۳) کیساڈی سوایرا یٹو انڈونیشین کونسل

(۴) صاحب صدر کی تقریر

## تلاوت قرآن کریم اور درود شریف

حسب اعلان یہ پروگرام سات بجے شام شروع ہوا۔ صاحب صدر نے جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے حاضرین کا شکریہ ادا کیا کہ وہ آج حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے "یوم ولادت" کی تقریب پر مسجد خانہ خدا میں جمع ہوئے ہیں۔ بعد میں مسٹر احمد نے جو مصر سے انجینئرنگ میں مزید مہارت حاصل کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کی اور ان آیات کا ترجمہ جرمن زبان میں سنایا۔ بعد ازاں ایک جرمن نومسلم نے: جو چند ماہ سے مسلمان عالمی برادری میں شامل ہوئے ہیں۔ درود شریف پڑھا۔ تین بار انہوں نے عربی کے وہ الفاظ دہرائے جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں۔ اور آخر میں ان الفاظ کا ترجمہ جرمن زبان میں کیا۔ مسٹر صابری ایک اور انجینئر نے جو مصر سے یہاں ٹریننگ کے سلسلہ میں مقیم ہیں ایک نعت عربی زبان میں پڑھی۔ یہ نعت حضرت امام الزمان مسیح موعود کی کتاب سے لی گئی تھی۔

## میری تقریر۔ آنحضرت صلعم کا پیدا کردہ انقلاب

ازاں بعد صاحب صدر نے مجھے تقریر کے لئے کہا۔ میری تقریر قریباً ۴۵ منٹ تک جاری رہی۔ میں نے اپنی تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردہ انقلاب کا ذکر کیا۔ میں نے کہا آج اس دور میں بہت سے انقلابات مختلف ممالک میں رونما ہوئے ہیں لیکن ہر بار قوم کے ایک حصہ کو قوم کے دوسرے حصہ کے خلاف بھڑکایا گیا۔ اور ایک طبقہ کے ہاتھ سے دوسرے طبقہ کو ذلیل کر کے قوم میں انقلاب پیدا کیا گیا۔ یا ایک قوم میں رنگ و نسل وغیرہ کی برتری کا خیال پیدا کر کے صرف اپنی قوم میں وحدت پیدا کی گئی۔ یہ انقلابات اس دور میں پیدا ہوئے ہیں جب عقل و دانش اور سائنٹیفک ترقیات میں اپنے عروج کو پہنچی ہیں۔ لیکن آج سے چودہ سو سال پیشتر جو انقلاب سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم میں پیدا کیا اس کی بنیاد عالمی اصولوں پر رکھی گئی۔ اس سلسلہ میں میں نے ان ہمہ گیر نظریات کو بیان کیا جو قومی، لسانی اور لونی نظریات سے بلند ہیں، اور بتایا کہ ان تمام انقلابات کو برپا کرنے کا بنیادی پتھر خدائے واحد پر زندہ ایمان تھا۔ اور آپ کی زندگی ایک شیشہ کی مانند ہے جس سے ہم خدائے واحد کی ذات و صفات کو دیکھ سکتے ہیں۔ آپ خدا نہ تھے لیکن خدا نما تھے۔ اس رستہ میں جو مشکلات آپ کو پیش آئیں اور ان کا جو علاج قرآن کریم میں آپ کو بتایا گیا۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے میں نے بتایا کہ آپ نے جہاں دن بھر مخلوق خدا کی ہمدردی میں خدا کے پیغام کو پہنچانے کے لئے بے شمار مصائب کا مقابلہ کیا وہاں دن بھر میں پانچ وقت خدا کے حضور کھڑے ہو کر نمازیں اور رات کی تاریکی میں بھی خدا کے حضور کھڑے ہو کر رات کے لمبے حصہ کو دعا کرنے میں صرف کیا۔ نسل انسانی کی ہمدردی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہے کہ وہی قوم جس کے ہاتھوں صبح کے وقت تکالیف اور مشکلات برداشت کرتے ہیں رات کے وقت انہیں لوگوں کی بہتری کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ ان مشکلات کے سلسلہ میں جنگوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ یہ اپنی حفاظت میں اور مذہبی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے لڑی گئیں۔ بالآخر مشکلات کے ۲۱ سال کے لمبے عرصہ کے بعد جب آپ کو فتح نصیب ہوئی تو آپ نے تمام قوم کو معاف کر دیا۔ آپ نے قوم کی اخلاقی و روحانی اور معاشرتی و اقتصادی اور سیاسی زندگی کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ اور ہر شعبہ کے لئے ایک کامل لائحہ عمل عطا کیا۔ اور اپنی زندگی میں قابل تقلید نمونہ بھی عطا کیا۔

## دیگر تقاریر

میری تقریر کے بعد ڈاکٹر عباس الامیر صاحب کی تقریر تھی۔ لیکن ڈاکٹر صاحب موصوف بوجہ علالت اجتماع میں شریک نہ ہو سکے جس کے لئے انہوں نے بذریعہ خط اپنی معذرت کا اظہار کیا۔ صاحب صدر نے خط کا مضمون حاضرین کو سنایا۔ انڈونیشین کونسل نے اسلام کی رواداری کی تعلیم کو دہرایا اور سراہا۔ ازاں بعد گراف ہنتس نے تقریر کی اور قرآن کریم کی اس تعلیم کو خوب پیرایہ میں واضح کیا کہ کسی عامل کی نیکی خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو ضائع نہیں جائیگی۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عظیم نبی اور آخری پیغمبر کے الفاظ کو استعمال کیا۔

## ایک جرمن خاتون کا قبول اسلام

اس تقریب کے اختتام پر ایک جرمن خاتون نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور ان کا اسلامی نام منیرہ رکھا گیا۔ اس خاتون نے میرے ساتھ کلمہ شہادت کو دوہرایا اور اپنے مسلمان ہونے کی وجوہات بھی بیان کیں۔ اسلام میں داخل ہونے کی یہ مختصر سی تقریب ہمارے عیسائی مہمانوں کے لئے بالکل نئی تھی۔

## حاضرین کی تواضع

بعد میں احباب کی تواضع مشروبات، ٹھنڈے اور بسکٹ اور لڈو سے کی گئی۔ لڈو کے تیار کرنے میں ام منصور نے بڑی محنت سے کام لیا اور احباب کو اس کا خاصہ مزہ آیا۔

## اجتماع کی تصاویر

اس تقریب کے موقعہ پر جو تصاویر لی گئیں ان میں سے دو تصاویر آپ کو بھیجتا ہوں۔ اس اجتماع میں مقامی افسران اور ڈاکٹر اور پاکستانی کونسل جو جرمن میں اور برلن یونیورسٹی کے طلباء اور دیگر معززین شامل تھے۔

## شہزادی ایران کا عطیہ

ایران کی ایک شہزادی بھی اس اجتماع میں شامل تھیں انہوں نے جلسہ کے اختتام پر 200/- دو صد مارک مسجد کے لئے پیش کئے جزاھا اللہ احسن الجزاء

ریڈیو پر تقریر:— اس تقریب سعید کے موقعہ پر مقامی ریڈیو پر ایک تقریر

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

# حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کس قسم کے مسلمان تیار کرنے کی تڑپ تھی

## نبی کریم صلعم کے ظہور سے قبل عرب کی حالت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے ارد گرد بدکاریوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دیکھا۔ چاروں طرف گندگی کا گند پھیلا ہوا تھا۔ اگرچہ ساری دنیا ہی مختلف قسم کی بدیوں میں مبتلا تھی لیکن عرب میں تمام برائیاں نہ صرف ایک جگہ جمع ہو گئی تھیں بلکہ اتنے بڑے پیمانے پر ارتکاب ہو رہا تھا کہ اس کی نظیر کہیں بھی نہ ملتی تھی

## حضرت نبی کریم صلعم کی پاکیزہ زندگی اور قوم کا اعتراف

ایسے ماحول میں ہر ایک قسم کی بدی سے اپنے دامن کو بچاتے ہوئے پاکیزہ زندگی بسر کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا مگر حضرت نبی کریم صلعم نے اس کو کر کے دکھا دیا، یہاں تک کہ قوم نے آپ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا اور دعوے نبوت کے بعد بھی جب آپ نے قوم کو یہ کہہ کر چیلنج کیا فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون تو قوم کے کسی فرد کو بھی اس چیلنج کے قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوئی ایک معمولی سے معمولی لغزش بھی آنحضور صلعم کی طرف منسوب نہیں کی جا سکی۔

## دعوے کے بعد کی شہادت

اگر دعوے سے قبل آنجناب صلعم قوم میں صادق اور امین کے نام سے مشہور تھے تو دعوے کے بعد بھی قوم کے اس اعتقاد میں کوئی فرق نہیں آیا چنانچہ باوجود دشمن ہو جانے کے پھر بھی آنحضور صلعم کے کیرکٹر کے پاکیزہ ہونے کی ہی شہادت دیتے رہے جیسا کہ ابوسفیان رئیس مکہ کی اس شہادت سے ظاہر ہے جو اس نے ہرقل قیصر روم کے سامنے دی حالانکہ ابوسفیان آنحضور کا اس وقت جانی دشمن تھا، آنحضور کے قلب مطہر پر خدا کی یاد اس قدر غالب تھی کہ دشمنوں کی زبان سے بھی بےساختہ یہ نکل جاتا تھا عشق محمد ربہ یعنی محمد (صلعم) اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔

## حضرت خدیجہ رضہ کے پیغام نکاح کی وجہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیرکٹر کی پاکیزگی ہی تھی جس نے حضرت خدیجہ رضہ جیسی مالدار اور قوم میں معزز عورت کی توجہ آپ کے عقد میں آنے کی طرف منعطف کرائی، حالانکہ عرب کے بڑے بڑے مالدار اور دنیاوی لحاظ سے عزتوں کے مالکوں نے انہیں نکاح کا پیغام دیا لیکن اس پاکباز عورت نے ان سب پیغاموں کو رد کر دیا اور حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ شادی کرنے کی خود خواہش کی حالانکہ حضرت نبی کریم صلعم کے پاس ان رؤسا کے مقابلہ میں نہ مال تھا اور نہ ہی آپ دنیاوی لحاظ سے ان جیسی عزت کے مالک تھے لیکن جو دولت آنجناب صلعم کے پاس تھی وہ کیرکٹر کی پاکیزگی کی دولت تھی اور حضرت خدیجہ رضہ نے اسی دولت کو مادی دولت پر ترجیح دیتے ہوئے آنحضور صلعم کو شادی کا پیغام دیا اس سے حضرت خدیجہ رضہ کے دل کی پاکیزگی اور کیرکٹر کی بلندی کا نمایاں ثبوت ملتا ہے۔

## دونوں کا باہمی صدق ووفا

پھر دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ صدق ووفا کا جو نمونہ دکھلایا وہ بھی اپنی ذات میں بےنظیر ہے دعوے نبوت ہوتے ہی حضرت خدیجہ رضہ نے فوراً آپ کی تصدیق کی ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کو اس دعوے کے قبول کرنے میں تردد نہیں ہوا اور آخر عمر تک آپ نے آنحضورؐ کا ساتھ دیا اور اس راہ میں جو تکالیف اور مصائب بھی آپ کو برداشت کرنے پڑے خندہ پیشانی سے انہیں برداشت کیا اور آنحضور کی وفا کا یہ عالم تھا کہ ان کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ انہیں ایسے جذبۂ محبت کے رنگ میں یاد کرتے رہتے تھے کہ حضرت عائشہ رضہ جیسی بیوی کو بھی رشک آ جاتا تھا۔ آنحضور صلعم ہمیشہ تحائف بھیجتے وقت حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو یاد رکھتے تھے اور انہیں تحفے بھجواتے رہتے تھے۔

## حضرت نبی کریم صلعم کا تعبد اور حضورؐ پر وحی کا نزول

جو گند سوسائٹی میں پھیلا ہوا تھا اس کی بو کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ قلب کس طرح برداشت کر سکتا تھا۔ آپ ہمیشہ ان لوگوں کی صحبتوں سے کنارہ کش رہتے تھے اور آخر شادی کے بعد آنحضور صلعم نے اس بدبو سے مخلصی حاصل کرنے کے لئے تنہائی کی پناہ لی، آپ لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر غار حرا میں جا کر عبادت الٰہی میں مشغول ہونے لگ پڑے، اور وہیں وحی الٰہی سے نوازے گئے اور نبوت کے عہدۂ جلیلہ پر سرفراز کئے گئے اور وہیں اصلاح خلق کا ذریعہ آنجناب صلعم کے سپرد کیا گیا جس سے عہدہ برآ ہونا کوئی آسان کام نہ تھا خود اپنی قوم کو ہی بدیوں کو الوداع کہنے پر آمادہ کر کے اس کو نیکیوں پر گامزن کرا دینا ہی اتنا بڑا کام تھا کہ اس کا پورا کرنا پہاڑوں کو زمین سے اکھاڑ کر پھینکنے سے بھی مشکل تھا چہ جائیکہ ان کے اندر نیکی اور تقوے کی ایسی روح پھونک دی جائے کہ وہ صرف اپنے نفوس کی ہی اصلاح پر اکتفا نہ کریں بلکہ دنیا کی اصلاح کا بھی بیڑا اٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں اور قرآن شریف کے ارشاد وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا چنانچہ رسول اکرم صلعم کی تربیت سے تربیت یافتہ ہونے کے بعد وہ دنیا میں پھیل گئے اور قوموں کی قوموں کو تقوی کے رنگ میں رنگین کر دیا یہ وہ قوم تھی جس کو حضرت نبی کریم صلعم نے تیار کیا تھا اور اسی قسم کی قوم تیار کرنے کی تڑپ آنحضور صلعم کے دل میں تھی۔

## حضرت نبی کریم صلعم کے خوف کی حقیقت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد اصلاح خلق کا کام جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا گیا تو آپ فرماتے ہیں خشیت علیٰ نفسی یعنے میں نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا (علیٰ المعنی فی بھی عربی زبان میں آتا ہے) خوف کس بات کا تھا اور کیوں دامنگیر ہوا خوف اسی بات کا تھا کہ یہ بارگراں جو آپ کے کندھوں پر ڈالا گیا تھا آپ سے اٹھایا بھی جائے گا یا نہیں دل میں اس خیال کے پیدا ہونے کی وجہ یہی تھی کہ قوم کی حالت کو دیکھ رہے تھے کہ بالعموم اس کی اخلاقی گراوٹ اس انتہا کو پہنچ چکی تھی کہ اسی میں پڑے رہنے پر ان کے دل مطمئن تھے اس پستی سے اسے بلندی کی طرف کھینچ کر لانا کوئی

آسان کام نہ تھا۔

## آنحضور صلعم کو خدا کی طرف سے شرح صدر عطا ہونا

اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلعم کی اس قلبی کیفیت کو ملاحظہ فرما کر آنحضور صلعم کو شرح صدر عطا فرمایا اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس کام کے لئے انسان کے دل میں شرح صدر پیدا ہو جائے وہ کام خواہ کتنا ہی مشکل ہو اسکو سرانجام دینے کے لئے زبردست ہمت پیدا ہو جاتی ہے انشراح صدر خدا کی بہت بڑی نعمت ہے جو انسان کے ارادوں اور اس کے عزم میں پختگی پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہے اور اس کے قدم کو آگے ہی آگے بڑھاتی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نعمت کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک کیا ہم نے تیرے سینہ میں انشراح نہیں پیدا کر دیا جس کے ذریعہ تیرے کندھوں سے اس بوجھ کو اتار لیا گیا جو تیری کمر کو توڑ رہا تھا یہ آیت صاف اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ قوم کی اصلاح کے کام میں جو مشکلات آپ کو نظر آ رہی تھیں وہ آپ کی کمر کو توڑ رہی تھیں اور یہی خوف آپ کو دامنگیر ہوا تھا کہ ان مشکلات پر کس طرح قابو پایا جائے گا اور خدا کے اس ارشاد کی تعمیل میں کامیابی سے کس طرح ہمکنار ہونے کی سعادت حاصل کی جائے گی، سو خدا نے آپ کو تسلی دی ہے کہ اس مہم کو سر کرنے کے لئے مستعد کر دیا اور یہ تسلی آپ کو وقتاً فوقتاً ملتی رہی، چنانچہ سورۃ طٰہٰ کے شروع میں ہی ان الفاظ میں تسلی دی ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ یعنے یہ قرآن ہم نے اس لئے تو نہیں اتارا کہ تو ناکامی کی شقاوت کا شکار بنے مطلب آیت کا صاف ہے کہ قرآن کریم تیرے کام کو آسان کر دے گا کیونکہ اس کے اندر اس قدر زبردست قوت اور کشش ہے کہ یہ خود بخود ان اکھڑ لوگوں کو بھی اپنی طرف کھینچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

## قوم کے بدیوں میں مبتلا ہونے کی اصل علت

چنانچہ الٰہی ارشاد کے ماتحت جب اپنے تبلیغی فریضہ کو انجام دینے کے لئے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو آپ نے سب سے پہلے اس علت کو معلوم کرنا چاہا جو قوم کو بدیوں میں مبتلا کرنے کا موجب بنی ہوئی تھی، پس آپ کو صاف نظر آ گیا کہ تمام خرابی کی جڑ اللہ تعالیٰ سے دوری اور اس سے قطع تعلق ہے۔ حقیقی خالق کی معرفت سے محرومی اور باطل معبودوں سے محبت ہی ان کو کشاں کشاں ہر قسم کی برائیوں کی طرف لئے جا رہی ہے سو آپ کو یقین ہو گیا کہ تمام خرابیوں کا علاج ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ ان کے دلوں میں حقیقی خدا کی ہستی پر کامل ایمان پیدا کیا جائے اور بتوں کی محبت دلوں سے نکال دی جائے اور اپنی رسالت پر یقین دلا دیا جائے۔

## قرآن کریم کا اشارہ حقیقی علاج کی طرف

چنانچہ خود قرآن کریم نے اسی علاج کی طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کی فرمایا یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر والرجز فاہجر ولا تمنن تستکثر ولربک فاصبر یعنے اے وہ شخص جس نے حق و حکمت کا مال کثرت سے حاصل کر لیا ہے (ادثر کے معنے مال کثیر حاصل کرنا بھی ہے) کھڑا ہو جا اور قوم کو انذار کر یعنے ان کی بدیوں کے برے انجام پر انہیں متنبہ کر اور اس کا طریق یہی ہے کہ اپنے رب کی بڑائی بیان کر یعنے ان کے دلوں میں خدا کی عظمت اور بڑائی پیدا کر، اور جب ان کے دلوں میں خدا کی عظمت اور بڑائی پیدا ہو جائے گی تو بدیاں خود بخود ان کو چھوڑتی چلی جائیں گی اور اپنے دامن کو بھی ہر بدی سے پاک رکھو (مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نیک نمونہ سے دوسروں کو متاثر کرے) اور ہر قسم کی پلیدگی سے کنارہ کش رہو اور تبلیغی کوششوں کو اس خیال سے منقطع نہ کرو کہ ہم نے بہت تبلیغ کر لی ہے اور اس راہ میں جو تکالیف پیش آئیں انہیں محض اپنے رب کے لئے صبر سے برداشت کرو یہ وہ تبلیغ کے اصول ہیں جو حضرت نبی کریم صلعم کو شروع میں سکھلائے گئے اور انہی اصولوں پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری عمر کاربند رہے۔

## حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی تڑپ کا نقشہ قرآن کریم میں

آنحضور صلعم کے دل میں قوم کی اصلاح کے لئے جو تڑپ موجزن تھی اور حقیقی خدا کے ساتھ اس کے ٹوٹے ہوئے تعلق کو جوڑنے کے لئے جو جوش آپ کے دل میں پایا جاتا تھا اس کا نقشہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں کھینچا ہے فرمایا لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین۔ الشعراء آ رع کیا تو اس غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پھر سورۃ الکہف میں فرمایا لعلک باخع نفسک علیٰ آثارہم ان لم یؤمنوا بہٰذا الحدیث اسفاً یعنے اگر یہ لوگ قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے تو کیا تو ان آثار کی وجہ سے جو یہ لوگ اپنے پیچھے چھوڑنا چاہتے ہیں غمزدہ ہو کر اپنی جان کو ہلاک کر دے گا۔ پھر الانعام ع ۴ میں اس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قلبی کیفیت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے فرمایا وان کان کبر علیک اعراضہم فان استطعت ان تبتغی نفقاً فی الارض او سلماً فی السماء فتاتیہم بآیۃ ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدیٰ فلا تکونن من الجاہلین، انما یستجیب الذین یسمعون والموتیٰ یبعثہم اللہ ثم الیہ یرجعون یعنے اگر تجھ پر ان لوگوں کا حق و صداقت سے منہ پھیر لینا گراں گذرتا ہے (قرآن کریم کے یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ قوم کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک کس قدر تکلیف محسوس کر رہا تھا اور ان کے ہدایت یافتہ ہونے کے بارے میں کتنی زبردست خواہش آنحضور صلعم کے دل میں پائی جاتی تھی) اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر یہ بات آپ کے دل پر ایسی ہی گراں گذرتی ہے تو پھر اگر طاقت رکھتے ہو تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کر لو یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈھ نکالو اور وہاں سے کوئی ایسا نشان لے آؤ جو ان کی گردنیں اس حق کے سامنے جھکا دے لیکن یاد رکھو کہ یہ جبر ہے اور جبر خدا کی سنت میں داخل نہیں اگر جبر سے ہی کام لینا خدا کی سنت میں داخل ہوتا تو خدا بغیر رسول بھیجنے کے ہی ان لوگوں کو ہدایت پر جمع کر دیتا پس آپ اس سنت اللہ سے بے خبر نہ رہیں ورنہ خواہ نخواہ غم میں گھلتے رہو گے یاد رکھو اس ہدایت کو وہی لوگ قبول کریں گے جو غور سے اسکو سنیں گے اور مردوں کو خدا اٹھائے گا پھر یہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اسی مضمون کو سورۃ یوسف ع ۱۲ میں بایں الفاظ دہرایا وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین یعنے تو کتنی بھی حرص کرے اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس حرص کا غلبہ تھا کہ سب لوگ حقیقی مؤمن بن جائیں۔ پھر فاطر ع ۲ میں برائیوں کے مرتکبین کے برائیوں پر قائم رہنے کی وجہ سے جو صدمہ آنحضور صلعم کے دل کو پہنچتا تھا اسکے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے۔ افمن زین لہ سوء عملہ فراٰہ حسناً فان اللہ یضل من یشاء ویہدی من یشاء فلا تذہب نفسک علیہم حسرات ان اللہ علیم بما یصنعون یعنی تو ان لوگوں کو انکی بداعمالیوں پر اصرار کی وجہ سے حسرتوں کا شکار مت بن اللہ تعالیٰ ان کی کرتوتوں سے ............ اچھی طرح واقف ہے۔

# آنحضور صلعم کی زندگی کے واقعات سے قرآن کی تصدیق

یہ قرآن شریف کی شہادت ہے اس درد پر جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں قوم کی اصلاح کے لئے تھا اب ہم آپ کی عملی زندگی پر جب گہری نظر ڈالتے ہیں تو واقعات بھی اس قرآنی شہادت کی تصدیق کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ہر وہ شخص جس نے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے ان مشکلات سے واقف ہیں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تبلیغی فریضہ کی سرانجام دہی میں پیش آئیں یونہی آنحضور صلعم نے قوم کو خالص توحید کی طرف دعوت دی اور اپنی رسالت کے اقرار کی طرف بلایا اور بتوں کے متعلق واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ یہ نہ کسی نفع کے مالک ہیں اور نہ ضرر کے یہ محض پتھر ہیں نہ اس دنیا میں تمہارے کسی کام آئیں گے اور نہ آخرت میں تمہارا دعویٰ ہے کہ تم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہو کہ یہ تمہیں خدا کا قرب حاصل کرا دیں جیسا کہ فرمایا ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی سے ظاہر ہے بھلا ایک آدمی تو ایسا پیش کرو جس نے ان کی عبادت کے نتیجہ میں قرب الٰہی حاصل کیا ہو قرآن کریم کا ان کو یہ کھلا چیلنج تھا قل لو کان معہ الھۃ کما یقولون اذاً لابتغوا الی ذی العرش سبیلا (بنی اسرائیل ع ۵)

اس اعلان کا کرنا تھا کہ مخالفت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ بتوں کی محبت جو نسلاً بعد نسلاً ان کے رگ و ریشہ میں سمائی چلی آ رہی تھی دیکلخت کس طرح ان کے دلوں سے نکل سکتی تھی، اگرچہ دلائل کے سامنے وہ عاجز تھے لیکن صدیوں کے راسخ شدہ عقیدہ کو چھوڑنے کے لئے بھی تیار نہ تھے چھوڑنا تو درکنار تمام کے تمام قبائل اپنے بتوں کی حمایت اور دفاع میں ایک قوم بن کر کھڑے ہو گئے اور حضرت نبی کریم صلعم کو نیست و نابود کرنے کے منصوبے تیار کرنے میں مصروف ہو گئے۔ دلائل کا مقابلہ دلائل سے تو وہ کر نہیں سکتے تھے اس لئے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے طاقت کو ہی کامیابی کا ذریعہ سمجھا۔ سو انہوں نے اسے استعمال کرنا شروع کیا ادھر اگر حضرت نبی کریم صلعم کو اپنی ایذا رسانیوں کا ہدف بنانے میں کوئی کسر اٹھا رکھی تو ادھر آنجناب صلعم پر ایمان لانے والوں پر وہ سختیاں روا رکھیں کہ ان کے تصور سے بھی جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

## کفار مکہ کے تین حربے

مگر جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے یہ سب حیلے بیکار جا رہے ہیں ایمان لانے والوں میں سے کسی ایک شخص کو بھی حق سے پھیرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے بلکہ ان کا جور و ستم دوسروں کو بھی اسلام میں داخل ہونے سے نہیں روک سکا اور دن بدن مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

## پہلا حربہ

تو بعد مشورہ انہوں نے سختی کی یہ صورت نکالی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی حامی قوم بنو ہاشم اور تمام مسلمانوں کا مکمل بائیکاٹ کر کے انہیں شعب ابی طالب میں محصور کر دیا اور اس قدر شدید نگرانی کی کہ ایک دانہ بھی نہ اندر جانے دیتے تھے

## دوسرا حربہ

جب یہ حربہ بھی ان کا ناکام ہوا اور اس سے بھی کسی ایک مسلمان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی تو انہوں نے سختی کی بجائے لالچ سے کام لینے کا منصوبہ بنایا ان کا ایک وفد حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین باتیں پیش کیں کہنے لگے اگر آپ کو عورت کی خواہش ہے تو عرب کی سب سے خوبصورت لڑکی آپ کے نکاح میں دے دیتے ہیں اگر آپ کو دولت کی خواہش ہے تو مال و زر کے ڈھیر آپ کے سامنے لگا دیتے ہیں اور اگر حکومت کی خواہش ہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں لیکن آپ ہمارے بتوں کی مذمت چھوڑ دیں۔

ان میں سے ہر ایک پیشکش ایسا جال تھا جس میں مضبوط سے مضبوط عزم کا مالک بھی آسانی سے پھنس سکتا تھا خصوصاً جبکہ وہ ان خطرناک مشکلات اور مصائب میں گھرا ہوا ہو جن میں حضرت نبی کریم صلعم گھرے ہوئے تھے مگر چونکہ حضرت نبی کریم صلعم کا قلب مطہر ہر ایک قسم کی دنیوی خواہش سے مبرا تھا اور جو کام آپ کر رہے تھے وہ محض خدا کے لئے تھا اور اس کی تہ میں ایک ہی جذبہ کارفرما تھا اور وہ قوم کی خالص ہمدردی کا جذبہ تھا جس کے ماتحت آپ اسے شرک توہم پرستی اور جہالت کی دلدل سے نکال کر توحید۔ حقیقت پسندی اور معرفت الٰہی کے صاف و شفاف چشمہ پر لا کھڑا کرنے کا عزم رکھتے تھے اس لئے آپ نے قوم کی ان تینوں پیشکشوں کو ٹھکرا دیا اور ہر قسم کی تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے اپنے کام میں مصروف رہے۔

## تیسرا حربہ

قوم نے جب دیکھا کہ ان کا لالچ والا حیلہ بھی بیکار گیا تو انہوں نے دھمکی کے حربہ سے کام لینا چاہا چنانچہ ان کا ایک وفد آنحضور صلعم کے چچا ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ آپ کے بھتیجے کے کاموں سے ہم تنگ آ گئے ہیں۔ ہم اپنے بتوں کی مذمت مزید سننے کی تاب نہیں رکھتے یا تو اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ تمام قبائل متحد ہو کر آپ کے خلاف اعلان جنگ کر دیں گے۔ ابو طالب اس دھمکی سے خوفزدہ ہو گئے۔ ان کا خوفزدہ ہونا ایک طبعی امر تھا کیونکہ اکیلے بنو ہاشم تمام قبائل کا کس طرح مقابلہ کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کو بلایا اور کہا اے میرے بھتیجے مجھ پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کا اٹھانا میری طاقت سے باہر ہے۔ بتوں کے خلاف وعظ کرنا چھوڑ دو قوم اسے اب مزید برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں حضرت نبی کریم صلعم نے جب اپنے چچا کو اس قدر خوفزدہ پایا تو آپ نے صاف لفظوں میں کہا اے چچا اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں طرف رکھ دیں اور چاند کو بائیں طرف تو میں اس کام کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا یہی تو کام ہے جس کے لئے میں مامور کیا گیا ہوں میری جان بھی اس میں چلی جائے تو میں اس کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا

اگر آپ قوم کے مقابلہ سے عاجز ہیں تو اپنی پناہ کو واپس لے لیں میرا خدا میرے لئے کافی ہے آنحضرت صلعم کی یہ تقریر اس قدر اثر اپنے اندر رکھتی تھی کہ ابو طالب کا دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا چنانچہ وہ بے ساختہ بول اٹھے کہ میرے بھتیجے جو چاہو کرو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ چنانچہ قوم کو انہوں نے صاف جواب دے دیا کہ میں نہ اپنے بھتیجے کو حوالہ کروں گا اور نہ اس کی امداد سے دستکش ہوں گا۔

## ان حربوں کا ٹھکرانا کس بات پر دلالت کرتا ہے

حضرت نبی کریم صلعم کا کفار کے متذکرہ بالا تینوں حربوں کو اس بری طرح ٹھکرا کر ناکام بنا دینا صاف دلیل ہے اس بات پر کہ آنحضور صلعم کی دعوت الی الحق ہر قسم کے دنیوی مفاد کے خیال سے مبرا تھی جو کچھ آپ کر رہے تھے وہ اگرچہ محض خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کر رہے تھے لیکن اس کے ساتھ قوم کی سچی خیر خواہی کا جذبہ ملا ہوا تھا پس جیسا کہ قرآن کریم نے شہادت دی ہے کہ قوم کو ہدایت کی طرف لانے کے غم میں آپ گھلے جاتے تھے واقعات بتلاتے ہیں کہ وہ بالکل سچی شہادت ہے۔

## مدینہ کی طرف ہجرت

کفار مکہ نے جب بار بار اپنی تدابیر کو ناکام ہوتے دیکھا تو ان کے غیظ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی جس سے مشتعل ہو کر اسلام کی ترقی کے سیلاب کو روکنے کے لئے انہوں نے بالآخر حضرت نبی کریم صلعم کے قتل کا منصوبہ بنایا اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلعم کو ان کے اس منصوبہ سے بذریعہ وحی اطلاع دی اور حکم دیا کہ وہ

مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جائیں چنانچہ خدا کے اس حکم کی تعمیل میں آنحضور صلعم دشمنوں کے سخت پہرہ کے باوجود جنہوں نے آنحضور صلعم کے گھر کا محاصرہ کر کیا ہوا تھا صحیح سلامت گھر سے نکل گئے اور باوجود اس کے کہ کفار نے یکصد اونٹ دینے کا انعام کا اعلان کر دیا تھا اس شخص کے لئے جو آپ کو زندہ پکڑ لائے یا آپ کا سر لائے۔ علاوہ ازیں کے سرداران قریش نے خود بھی آپ کو گرفتار کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن خدا کا جلیل القدر رسول دشمنوں کی تمام مساعی کو ناکام بناتے ہوئے محض خدا کی حفاظت میں اپنے جاں نثار رفیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ پہنچ گئے جہاں آنحضور صلعم کی آمد سے قبل ہی اسلام پھیل چکا تھا وہاں دو مغرب قبیلے اوس اور خزرج آباد تھے جن میں اسلام جڑ پکڑ چکا تھا اور آنحضور صلعم کے جانے کے بعد آنجناب کی پاک تاثیروں سے بہت جلد ان دونوں قبیلوں کے اکثر آدمی اسلام میں داخل ہو گئے لیکن ایک شخص عبداللہ بن ابی نامی جو بادشاہ بننے کا خواب دیکھ رہا تھا اور لوگ بھی اس کے اثر و رسوخ کی بنا پر اسے اپنا بادشاہ بنانے کی تیاری میں مشغول تھے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی آمد نے اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیا اور لوگوں کی توجہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منعطف ہو گئی، اس کے ساتھ بھی قوم کا ایک طبقہ تھا جو طویل عرصہ تک اس کے ساتھ رہا تھا، اپنی آرزوؤں کے محل کو منہدم ہوتے دیکھ کر گو بظاہر وہ قوم کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو گیا لیکن دل میں وہ نبی کریم صلعم اور مسلمانوں کا دشمن ہی رہا اور انتقام کی آگ اس کے سینہ میں سلگتی رہی اور وہ حضرت نبی کریم صلعم کو گرانے اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے موقعہ کی تلاش میں رہا کبھی وہ مدینہ کے یہود کو نبی کریم صلعم کے خلاف اکساتا کبھی کفار مکہ کے ساتھ ساز باز کرتا کبھی دوسری قوموں کو بھڑکاتا کبھی مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کرنے کی کوشش میں مصروف رہتا غرضیکہ اسلام کو ختم کرنے کا کوئی دقیقہ بھی فروگذاشت نہ کرتا لیکن یہ خدا کا دین تھا جس کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہوا تھا اور رسول اکرم صلعم خدا کے محض رسول ہی نہ تھے بلکہ خاتم النبیین تھے جن کی نبوت نے قیامت تک اپنا کام کرنا تھا اس لئے خدا کی دائمی تائید اور نصرت الٰہی آنحضور صلعم کے شامل حال تھی ایسے دین کو بھلا کون مٹا سکے اور ایسے رسول کو کوئی کس طرح ناکام بنا سکے اس لئے جس طرح کفار مکہ کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں اسی طرح عبداللہ بن ابی اور اس کے دوسرے ساتھیوں کی مساعی سب خاک میں مل گئیں۔

## تین خطرناک دشمن

مدینہ پہنچنے کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اضافہ ہو گیا پہلے تو صرف کفار مکہ ہی دشمن تھے جو ہجرت کے مکہ سے چلے آنے کے بعد بھی حضرت نبی کریم صلعم کو چین سے بیٹھنے نہ دیا اور اپنی ایذا رسانیوں کا سلسلہ بند نہ کیا وقتاً فوقتاً آنحضور صلعم کے مویشیوں پر چھاپے مارتے رہے اور مالی و جانی نقصان پہنچاتے رہے اور دوسرے عرب قبائل کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے رہے آخر بدر، احد اور جنگ احزاب کی مہموں میں پے در پے شکستیں کھا کر ان کی ریشہ دوانیوں کا خاتمہ ہوا اور بالآخر فتح مکہ کے بعد کلیتہً ان کی ریشہ دوانیوں اور مخالفتوں کا خاتمہ ہو گیا اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

## دوسرے دشمن

مدینہ کے یہود تھے جنہوں نے بظاہر صلح کا معاہدہ کر لیا لیکن در پردہ وہ بھی کفار مکہ کے ساتھ ساز باز کر کے اسلام کو مٹانے کی کوشش میں مصروف تھے آخر ان کو بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور نہایت ذلت کے ساتھ مدینہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے الوداع کہنا پڑا۔

## تیسرے دشمن

عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی تھے گویا اس کے وجود میں دشمنوں کا ایک نیا گروہ مدینہ میں پیدا ہو گیا جو منافقین کے نام سے موسوم ہوا۔ اور یہ سب سے زیادہ خطرناک دشمن تھے کیونکہ بظاہر یہ مسلمانوں میں ملے جلے تھے اور مسلمان کہلاتے تھے لیکن در پردہ اسلام کی بیخ کنی کے درپے رہتے تھے حتیٰ کہ بعض مسلمان بھی بعض اوقات ان کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ مگر بالآخر خدا نے ان کے شر سے بھی اسلام اور مسلمانوں کو محفوظ رکھا۔

## مسلمانوں کی بے بسی اور کفار کے غرور کا نقشہ

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں پھنسے ہوئے تھے مدینہ کے اندر بھی دشمن اور باہر بھی دشمن، اندر یہود اور منافقین ریشہ دوانیاں کر رہے تھے اور باہر کفار مکہ ایک طرف اور دیگر تمام قبائل دوسری طرف جن کو کفار مکہ نے آپ کے خلاف مشتعل کیا ہوا تھا آپ کی بیخ کنی کے درپے تھے۔ اتنے کثیر التعداد دشمنوں کے مقابلہ میں آپ کے پاس مٹھی بھر جماعت مسلمانوں کی تھی جب دشمنوں کی چیرہ دستیاں حد سے تجاوز کر جاتی ہیں، صلح اور امن سے زندگی بسر کرنے کی تمام تدابیر ناکام ہو جاتی ہیں، دشمن اپنی کثرت تعداد کے گھمنڈ میں سمجھتا ہے کہ وہ اس چھوٹی سی جماعت کو آسانی سے کچل سکتا ہے تو وہ اس جماعت کو میدان جنگ میں لانے کے لئے چھیڑ چھاڑ شروع کر دیتا ہے جو بالآخر مدینہ کے میدان میں فریقین کو بالمقابل لانے پر منتج ہوتی ہے۔ دشمن ایک ہزار کی تعداد میں سامان حرب کی بہت بڑی مقدار کے ساتھ اور ہر قسم کے ہتھیاروں سے پوری طرح مسلح ہو کر میدان میں آتا ہے اور ادھر مسلمان تعداد میں صرف ۳۱۳ ہیں سامان حرب نہ ہونے کے برابر۔ ہتھیار بھی سب کے پاس نہیں۔ دشمن کی فوج ماہرین حرب پر مشتمل اور سوائے چند افراد کے باقی جنگ کے طریقوں سے بھی ناواقف غرضیکہ جہاں تک ظاہری اسباب کا تعلق ہے مسلمانوں کی شکست یقینی تھی دشمن بھی اس حقیقت سے پوری طرح واقف تھا اس لئے وہ سمجھتا تھا کہ آج اسلام کو ختم کر دینے کا موقعہ میسر آ گیا ہے۔ اس سے پوری طرح فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اپنے دیرینہ مقصد کو حاصل کر کے رہنا چاہیئے۔

## خدا کی نصرت کا وعدہ

لیکن مسلمانوں کی اس بے بسی کے عالم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں نصرت اور فتح کا یقین دلایا جاتا ہے۔ آنحضور صلعم پر وحی نازل ہوتی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

> "یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں کی طرف سے دفاع کرے گا کیونکہ مومنوں کے مقابل میں جو لوگ ہیں وہ انتہا درجہ کے خائن اور کفر میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا ایسے لوگوں سے محبت نہیں کرتا ان کے مقابل مسلمان مظلوم ہیں ان کو جنگ میں زبردستی گھسیٹا گیا ہے یعنی بار بار چھیڑ چھاڑ کر کے ان پر جنگ ٹھونس دی گئی ہے اب یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہے ان کو ان کے گھروں سے بغیر کسی وجہ کے نکالا گیا ہے اُن کا جرم اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ یہ کہتے تھے کہ ان کا اللہ رب ہے۔"

جنگ بدر کے موقعہ پر خدا کی طرف سے یہ پرتسلی الفاظ کس قدر مسلمانوں کے دلوں میں سکینت نازل کرنے کا موجب ہو سکتے تھے اس کا تصور ہر وہ شخص خود ہی کر سکتا ہے جس کو اس وحی کے خدا کی طرف سے ہونے کا یقین ہے اور اس وقت کے سچے مسلمان تو قرآن کریم کے ہر لفظ کو خدا کی وحی یقین کرتے تھے اس بارے میں شک وشبہ اُن کے قریب بھی نہ پھٹک سکتا تھا۔

## مکی سورۃ کا وعدہ

اس سے قبل مکہ میں بھی آپ کو بشارت مل چکی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے:-

کیا کفار کہتے ہیں کہ ان کا لشکر بڑا لشکر ہے جو غالب ہو کر رہے گا یہ یاد رکھیں کہ ان کا یہ لشکر جس پر انکو ناز ہے شکست کھا جائے گا اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

## اس مڈبھیڑ کی وجہ

پھر سورۃ انفال میں فرمایا کہ۔

"ہم نے بے سروسامان و قلیل التعداد مسلمانوں کی مڈبھیڑ کثیر التعداد اور ہر قسم کے سامان سے لیس کفار سے اس لئے کرائی تا یہ ثابت ہو جائے کہ حق حق ہی ہے اور باطل باطل ہی ہے"

یعنے حق اور باطل میں پوری طرح تمیز ہو جائے اور کسی پر یہ امر مشتبہ نہ رہے نتیجہ اس جنگ کا جو نکلا وہ ظاہر ہی ہے۔

## پیشگوئیوں کا پورا ہونا اور خدا کی ہستی پر زبردست دلیل۔

دشمن کا عظیم الشان اور طاقتور لشکر کمزور مسلمانوں کے ہاتھ سے ہزیمت اٹھاتا ہے کچھ مارے جاتے ہیں اور باقی پیشگوئی ویولون الدبر کو پورا کرتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں خدا کی نصرت کی جو پیشگوئی تھی وہ بھی پوری ہو جاتی ہے بالکل خلاف توقع مسلمانوں کو یہ فتح نصیب ہوتی ہے جس نے ثابت کر دیا کہ خدا فی الحقیقت موجود ہے اور تمام طاقتوں کا وہی مالک ہے زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ اس کے حکم کے ماتحت ہے اسی کے تصرف کے ماتحت وہ کام کرتے ہیں جس کی مدد میں کھڑے ہونے کے لئے انہیں حکم ہوتا ہے اس کی مدد کے لئے وہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور جس کے خلاف کھڑے ہونے کا انہیں حکم ہوتا ہے اس کے خلاف وہ کھڑے ہو جاتے ہیں بہرحال بدر کی جنگ نے ہر آنکھیں رکھنے والے کے لئے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام ہی حق ہے اور اس کے سوا باقی سب باطل ہے۔

## آج بھی مسلمان ایسی فتح کا نظارہ دیکھ سکتے ہیں

اگر آج مسلمان بھی ویسا ہی ایمان اپنے اندر پیدا کر لیں اور کلیتہً خدا کے ہو جائیں تو اس کے دشمنوں کے تمام سامان حرب خدا تعالےٰ ایک آن میں تباہ کر سکتا ہے ایک زلزلہ ان کے ایٹم بم بنانے والے کارخانوں کو تباہ کر سکتا ہے۔ فضا میں ذرہ سا تغیر ان کے ہوائی سامان حرب کو صفحۂ ہستی سے مٹا سکتا ہے۔ خدا کے لشکروں کا کون احاطہ کر سکتا ہے اصحاب الفیل کا واقعہ خدا نے قرآن کریم میں اسی لئے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کو یقین آ جائے کہ جس لشکر کو وہ شکست نہیں دے سکتے خدا تعالےٰ اسکو تباہ کرنے کے لئے آسمانی اسباب پیدا کر سکتا ہے۔ افسوس تو یہی ہے کہ مسلمان اس ایمان کو کھو بیٹھے ہیں جو نصرت الٰہی کے جذب کرنے کا واحد ذریعہ ہے بہرحال یہ تو جملہ معترضہ تھا جس نے میرے درد دل کو سپرد قلم کرنے پر مجبور کیا ہے۔

## جنگ بدر کا ایک عجیب واقعہ

جنگ بدر میں ایک عجیب واقعہ پیش آتا ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نصرت الٰہی کے وعدوں پر یقین کو ثابت کرتا ہے کون نہیں جانتا کہ جنگ میں فوج کی کثرت و قلت کتنی اہمیت رکھتی ہے مسلمانوں کی تعداد پہلے ہی قلیل ہے لیکن اس قلیل کو مزید قلیل بنانے کے لئے بھی آپ آنحضور صلعم تیار نظر آتے ہیں وہ اس طرح کہ انصار کے ساتھ مکہ میں ایک معاہدہ ہوا تھا کہ اگر دشمن مدینہ میں آپ پر حملہ آور ہوگا تو انصار آپ کی مدد کریں گے لیکن جنگ بدر مدینہ سے باہر تھی اس لئے آنحضور صلعم نہیں چاہتے تھے کہ انصار کو اس جنگ میں شریک ہونے پر مجبور کریں اس لئے انصار سے ایسے رنگ میں دریافت کیا گیا جس کے نتیجہ میں اگر وہ چاہیں تو الگ ہو جائیں لیکن انصار نے یک زبان ہو کر کہا کہ وہ وقت اور تھا جب یہ معاہدہ ہوا تھا اب تو آپ اگر ہمیں حکم دیں کہ سمندر میں اپنے گھوڑے ڈالدیں تو ہم بخوشی ڈال دیں گے یا رسول اللہ ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے یا رسول اللہ دشمن آپ تک ہماری لاشوں پر سے ہی گذر کر پہنچ سکتا ہے، یہ بھی یاد رہے کہ اس لشکر میں تعداد انصار کی ہی زیادہ تھی باوجود اس کے آنحضور صلعم نے معاہدہ کا احترام کرتے ہوئے ان کو جنگ کی آگ میں دھکیلنا پسند نہیں کیا اس سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضور صلعم کو کامیابی کے متعلق تعداد پر نہیں بلکہ محض خدا کی مدد پر کامل یقین تھا کہ وہ کسی نہ کسی شکل میں ضرور ظاہر ہوگی چنانچہ خدا تعالےٰ نے آندھی اور بارش کو بھیجکر جنگ کا پانسہ پلٹ دیا اور یہ دونوں آسمانی لشکر مسلمانوں کی فتح اور دشمن کی شکست کا موجب بن گئے۔

## اہل یورپ اور انکے ہمنوا دشمنان اسلام کی آنکھیں کھولنے والے جاں نثاری کے نمونے

اگر اہل یورپ اور ان کے ہمنوا دشمنان اسلام اس جواب پر جو انصار نے بدر کے میدان میں آنحضور صلعم کو دیا تعصب کی پٹی کو آنکھوں سے اتار کر غور کریں تو ان پر ان کے اس اعتراض کا بودا پن کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے واضح ہو جائے کیا ایسی جاں نثاری کا نمونہ وہ لوگ دکھلا سکتے ہیں جو زبردستی اسلام میں داخل کئے گئے ہوں جو انصار نے پیش کیا۔ اس کے برخلاف اسلام میں داخل ہونے پر مجبور کئے جانے والے لوگوں کے لئے تو یہ سنہری موقع تھا۔ کہ وہ دشمن کے ساتھ مل کر زبردستی کرنے والے شخص کا قلع قمع کرنے میں اس کی مدد کرتے نہ یہ کہ اپنی جانیں ایسے شخص پر نثار کرنے کے لئے تیار ہو جاتے، کیا یہ مقام حیرت نہیں کہ وہ شخص ان کو الگ ہو جانے کا خود اختیار دیتا ہے لیکن وہ اس اختیار کو بھی قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتے ظاہری حالات ایسے ہیں کہ موت سامنے نظر آ رہی ہے صرف ایک ہی چیز فتح کا یقین دلانے والی ہے اور وہ ہے خدا کا وعدہ ورنہ مادی اسباب تو سب کے سب مایوسی پیدا کرنے والے ہی تھے۔ کہتے ہیں کہ انگریزی فوج کے ۳۰۰ سپاہی ایک لڑائی میں اپنے کمانڈر کے حکم کی تعمیل میں دشمن پر حملہ آور ہوئے لیکن حالات کے مخالف ہونے کی وجہ سے وہ سب کے سب موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے لیکن جنگ بدر میں اس کے برعکس نظارہ ہم کو نظر آتا ہے یہ تین صد مسلمان دشمن کے ایک ہزار لشکر کو شکست دے کر کامیاب و کامران واپس آتے ہیں۔ اس قلیل التعداد لشکر کے بچے بھی بہادری کے وہ جوہر دکھاتے ہیں کہ جس کی نظیر تلاش کرنا عبث ہے دشمن کے لشکر کے کمانڈر ان چیف ابوجہل کو مسلمانوں کے دو کمسن سپاہیوں نے ہی موت کے گھاٹ اتارا جبکہ وہ زبردست فوجی پہرہ میں محفوظ مقام پر کھڑا تھا یہ دونوں کمسن سپاہی اس کی فوج کو چیرتے ہوئے اس تک پہنچے اور اس کو قتل کر کے ہی واپس آئے یہ تھا اس قوت کا کرشمہ جو مسلمانوں کے دلوں میں خدا نے پیدا کر دی تھی۔

اسی طرح زبردستی اسلام میں داخل کرنے کا الزام لگانے والوں کو ان لوگوں کے حالات پر بھی نظر ڈالنی چاہیئے جو مکہ میں مسلمان ہوئے حضرت ابوبکر رضؓ کو کسی تلوار سے ڈر کر مسلمان ہوئے تھے حضرت عمر رضؓ جو حضرت نبی کریم صلعم کو قتل کرنے کے ارادہ سے گھر سے نکلے تھے۔ ان کو کس تلوار نے گھائل کیا تھا وہ قرآن کریم کی تاثیر نہیں تھی جس نے انہیں حلقہ بگوش اسلام ہونے پر مجبور کر دیا اسی طرح حضرت عثمان رضؓ حضرت بلال رضؓ اور دیگر مسلمان کس تلوار کے خوف سے مسلمان ہوئے، تلوار سے خوفزدہ تو ان ابتدائی مسلمان ہونے والوں کو کفار کی طرف سے کیا گیا دل کو ہلا دینے والی ایذا رسانیوں پر بھی اسلام کے شیدائیوں کے منہ سے کلمۂ توحید ہی نکلتا تھا کسی بت پرست کو کوئی شخص بھی ان کے دلوں سے نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکا جو اسلام کے متعلق ان کے دلوں میں داخل ہو چکی تھی نہ اس نور کو کوئی بجھا سکا جس نے ان کے دلوں کو منور کر دیا تھا اسلام

کو چھوڑنے پر وہ موت کو ترجیح دینے پر تیار نظر آتے تھے۔ کیا جبر کے ذریعہ کسی مذہب میں داخل کئے جانے والوں کی اس مذہب سے محبت کا یہ حال ہوا کرتا ہے اگر موت کے ڈر سے انہیں اسلام میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا تھا تو کیا موت کا ڈر انہیں اسلام کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں کر سکتا تھا کیا وجہ تھی کہ وہ اس مذہب کے ساتھ چمٹے رہے جسے ان کے ضمیر نے قبول نہیں کیا تھا جبکہ موت کے منہ میں دھکیلنے والے عذاب ان پر وارد کئے جا رہے تھے۔ کوئی دولت کی طمع نہ تھی جس کے ملنے کی امید انہیں اسلام میں داخل ہونے کے بعد ہو سکتی تھی کوئی دنیاوی عزت پانے کی امید نہ تھی غرضیکہ کوئی دنیاوی مفاد اسلام کی طرف جانے اور اس پر قائم رہنے کے لئے باعث کشش نہیں ہو سکتا تھا۔

پھر انصار اور مہاجرین نے جو قربانیاں اسلام کے لئے دیں کیا وہ بیّن ثبوت نہیں اس بات کا کہ اسلام کی محبت ان کے دلوں میں رچ گئی تھی، رسول اکرم صلعم سے جو دلی محبت مسلمانوں کو تھی اس کا نمونہ جنگ احد میں نظر آتا ہے۔ دشمن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وار کر رہا ہے۔ صحابہؓ ایک ایک کر کے آپ کے سامنے ڈھال کی طرح کھڑے ہو کر شہید ہو جاتے ہیں لیکن نبی کریم صلعم کو شہید ہونے سے بچا رہے ہیں، جب یہ افواہ پھیلتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم شہید ہو گئے تو ایک صحابی یہ کہکر مسلمانوں کو جنگ جاری رکھنے پر آمادہ کرتا ہے کہ تم بھی اسلام پر جان دے دو جس پر نبی کریم صلعم نے جان دی کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اسلام کی سچائی ان کے دلوں میں گھر کر چکی تھی اور اس کے لئے جان دینے کو وہ سعادت یقین کرتے تھے۔ پھر اس عورت کی محبت کو دیکھو جو لوگوں سے نبی کریم صلعم کے متعلق دریافت کرتی ہے اور لوگ اسے جواب دیتے ہیں کہ تیرا خاوند مارا گیا وہ کہتی ہے مجھے نبی کریم صلعم کے متعلق بتلاؤ کہ ان کا کیا حال ہے پھر وہ کہتے کہ تیرا بیٹا شہید ہو گیا مگر پھر وہ کہتی ہے کہ مجھے نبی کریم صلعم کے متعلق بتلاؤ جب وہ کہتے ہیں کہ آنحضور صلعم زندہ ہیں تو اس کی زبان سے بے ساختہ یہ کلمہ نکلتا ہے کہ الحمد للہ اگر آپ زندہ ہیں تو تمام مصیبتیں اس کے مقابل ہیچ ہیں، غور کرو کہ کیا یہ محبت جبر سے پیدا کی جا سکتی ہے۔ جبر سے مسلمان ہونے والوں کا دل تو نعوذ باللہ نبی کریم صلعم کی موت کی خبر سن کر خوشی سے اچھلنا چاہیئے تھا۔ کہ شکر ہے کہ جبر کے ڈنڈے سے تو ہمیں نجات ملی اب ہم ضمیر کی آزادی کی نعمت سے مالا مال ہو گئے ہیں۔

## دو مزید نمونے

مسلمانوں کی محبت اور جاں نثاری کے نمونے تو بیشمار ہیں، لیکن خوف طوالت کی وجہ سے صرف دو مزید نمونوں کے بیان پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ ایک تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جو صدمہ مسلمانوں کو پہنچا وہ سچے محب کو اپنے محبوب کی جدائی سے ہی پہنچ سکتا ہے۔ حضرت حسانؓ کا یہ شعر بار بار پڑھنا ؎

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

ان جذبات محبت کی ترجمانی کر رہا ہے جو مسلمانوں کے دلوں میں اس وقت موجزن تھے۔

دوسرا واقعہ جنگ تبوک کا ہے اس وقت مسلمانوں کو ایک ایسی قوم کے مقابلہ میں نکلنے کا حکم ہوتا ہے جو باقاعدہ اور تربیت یافتہ فوج رکھتی ہے جس کے نام سے عرب کانپتے تھے۔ ان کے ساتھ جنگ کرنے کا خیال ان کو خواب میں بھی کبھی نہ آتا تھا پھر گرمی بھی شدت کی پڑ رہی ہے۔ پھل پکے ہوئے ہیں، فصلیں تیار ہیں، ان کو کاٹنے کا وقت ہے سفر بھی لمبا ہے لیکن حکم ملتے ہی سب مسلمان تعمیل کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مسلمان چند دن میں تیاری کر کے روانہ ہو جاتے ہیں، صرف تین مسلمان پیچھے رہ جاتے ہیں باقی سب روانہ ہو جاتے ہیں اسلام کے لئے یہ قربانی بھی ان کی اس والہانہ محبت اور جذبۂ جاں نثاری پر دلالت کرتی ہے جو انکو اسلام اور نبی کریم صلعم کے ساتھ تھی اور جس کے لئے وہ اپنی ہر عزیز سے عزیز چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ کیا یہ ولولہ جبر سے پیدا ہو سکتا ہے خدا کے لئے غور سے کام لو۔

## کیا فتوحات کے بعد جبر سے کام لیا گیا۔

معترضین کہہ سکتے ہیں کہ ابتداء میں تو نہیں لیکن فتوحات کے بعد تلوار سے کام لیا گیا۔ لیکن واقعات ان کے اس خیال کی بھی تردید کر رہے ہیں۔ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ حقیقت مخفی نہیں رہ سکتی کہ مسلمانوں نے جس ملک کو بھی فتح کیا اس ملک کے باشندوں کو مکمل آزادی دی، کبھی کسی کو اسلام میں داخل ہونے کے لئے مجبور نہیں کیا۔ ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی انکے علماء کی تعظیم و تکریم کی جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے وہ اسلام کی خوبیوں کے باعث اور مسلمانوں کے نیک نمونے کو دیکھ کر مسلمان ہوئے اس لئے معترضین کا یہ اعتراض بھی واقعات کی روشنی میں کوئی وزن نہیں رکھتا بلکہ محض ان کے تعصب دلی پر دلالت کرتا ہے

## اس اعتراض کا بودا پن ایک اور نقطہ نگاہ سے۔

معترضین کے اس اعتراض پر ہم ایک اور نقطہ نگاہ سے بھی غور کرتے ہیں، یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اوّل تو جبر کے ذریعہ دوسروں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے والا شخص کبھی یہ اعلان نہیں کر سکتا کہ دین کے بارے میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ لیکن قرآن کریم صریح الفاظ میں یہ اعلان کرتا ہے لا اکراہ فی الدین۔ دوسرے یہ کہ ایسا شخص کبھی دوسروں سے ان کے عقائد کے صحیح ہونے پر دلائل کا مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ لوگ اسے کہہ سکتے ہیں کہ تم اپنے مذہب کی سچائی پر کونسے دلائل دے رہے ہو تم بھی تو ہمیں جبر سے ہی اپنے مذہب میں داخل ہونے پر مجبور کر رہے ہو تیسرے جبر سے اپنے مذہب میں داخل کرنے والا شخص تو داخل ہونے والوں کی ہمت افزائی کریگا نہ کہ ان کے حق میں حوصلہ شکن الفاظ استعمال کریگا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں ایسے لوگوں کے متعلق جو دل سے اسلام کو قبول نہیں کرتے بڑے ہی حوصلہ شکن الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جبر سے مسلمان ہونے والا شخص دل سے تو اسلام کو ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ چنانچہ ایسے لوگوں کا نام منافق رکھا گیا ہے، ان کو مومن کا لقب دینے سے انکار کیا گیا ہے۔ ان کو جھوٹا اور کذاب کہا گیا ہے، ان کو جہنمی کہہ کر پکارا گیا ہے ملاحظہ ہوں ذیل کی آیات:۔

ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین

یعنی بعض لوگ ایسے ہیں جو زبان سے تو کہتے ہیں ہم اللہ اور یوم آخر پر ایمان لائے لیکن وہ خدا کے نزدیک مومنوں میں شامل نہیں کیوں شامل نہیں اس کی وجہ یہ بتلائی کہ یہ لوگ خدا اور مومنوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ یہ خود دھوکہ خوردہ ہیں، ان کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ بیماری ان کے نفاق کی وجہ سے بڑھتی ہی جائے گی ان کے لئے دردناک عذاب ہے اس جھوٹ کی وجہ سے جو یہ بولتے ہیں۔ یعنی دل تو اسلام قبول نہیں کر رہا لیکن زبان سے یہ اسلام کا اقرار کر رہے ہیں اب یہ ظاہر ہے کہ جبر کے ذریعہ مسلمان ہونے والے اپنے متعلق یہ الفاظ سن کر کیا یہ کہہ نہیں سکتے کہ اس جھوٹ پر مجبور کرنے والے تم خود ہی تو ہو پھر ہم پر جھوٹ بولنے کا الزام کیوں لگا رہے ہو، ہمارے دلوں میں یہ بیماری خود ہی تو پیدا کر رہے ہو، پھر ہمارے دلوں کو مریض کیوں قرار دیتے ہو، ہم تو کسی کو دھوکہ دینا نہیں چاہتے لیکن ہمیں خود ہی تم دھوکہ دہی پر مجبور کر رہے ہو، باوجود اس کے ہم کو دھوکہ باز قرار دیتے ہو، اگر اسلام جبر کو جائز قرار دیتا ہے تو دل سے مسلمان نہ ہونے والوں کے متعلق کبھی ایسے الفاظ استعمال نہ کرتا۔ پھر سورۃ منافقون میں فرمایا جب تیرے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو یقیناً اللہ کا رسول ہے اللہ تو جانتا ہی ہے کہ تو اللہ کا رسول ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جو کچھ کہہ رہے

[illegible] اور دوسری طرف ہم پر جھوٹ کا الزام لگا کر ہم کو بدنام کرتے ہو۔

پھر قرآن کریم ایسے منافقوں کے متعلق صریح الفاظ میں فرماتا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ کہ منافق جہنم کی سب سے نچلی سطح میں ہوں گے۔ اور تو ہرگز ان کے لئے کوئی مددگار نہیں پائے گا۔

**جبر کے ذریعہ مسلمان ہونے والے لوگ**

کیا یہ نہیں کہہ سکتے کہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو اسلام میں داخل ہونے پر ہمیں جنت کی بشارت دی جاتی ہے اور ساتھ ہی یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ دل سے اسلام کو قبول نہ کرنے والے جہنم کا ایندھن بنیں گے پھر دنیا میں بھی ہم کو بے یار و مددگار چھوڑا جاتا ہے گویا نہ ہم ادھر کے رہے نہ ادھر کے کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی ظلم ہو سکتا ہے۔ پھر قرآن کریم ایسے لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ان کی مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتا ہے مرنے کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی منع کرتا ہے یہاں تک کہ بالآخر ایک ایک منافق کو چن چن کر سوسائٹی سے باہر نکال دیا جاتا ہے اور نام لے لے کر ہر ایک کے متعلق پبلک میں اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ منافق ہے کیا جبر کے ذریعہ اسلام میں داخل کرنے والوں کے ساتھ یہ ذلت آمیز سلوک انصاف کی رو سے روا ہو سکتا ہے۔ کیا ان آیات سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ اسلام جبر سے کسی کو مسلمان بنانے کو ہرگز جائز قرار نہیں دیتا اور نہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کے اسلام لانے پر خوش ہو سکتے تھے بلکہ اس فعل کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ایسے لوگوں کی قطعاً کوئی عزت آپ کے دل میں نہ تھی آپ محض تعداد پر خوش نہیں ہوتے تھے بلکہ مخلص لوگوں کی جماعت آپ بنانا چاہتے تھے اور واعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین کا ارشاد فرماتے تھے اور مخلصین کی جماعت ہی تھی جنہوں نے آخر وقت تک آپ کا ساتھ دیا اور مخلصین کی ہی جماعت تھی جنہوں نے دین کے لئے بے نظیر قربانیاں کیں۔ اور انہی پر آپ کو بھی اور اسلام کو بھی ناز تھا اور انہیں کو رضی اللہ عنہم و رضوعنہ کی بشارت ملی اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی پیروی کا حکم مسلمانوں کو دیا گیا اور جن کے کارناموں پر مسلمان آج تک فخر کر رہے ہیں اور فی الحقیقت یہ پاک ہستیاں قابل فخر ہیں کیونکہ یہی وہ مخلص ہیں جنہوں نے اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ہر قسم کی صعوبتیں اٹھائیں اسلام کی جو نعمت ہم کو ملی ہے وہ انہی کی انتھک کوششوں کی مرہون منت ہے۔

---

:: مرتضیٰ خان حسن مرحوم ::

محمدؐ فخرِ بزمِ کُن فکاں ہے　٭　محمدؐ نازشِ ہر دو جہاں ہے
محمدؐ تاجدارِ ہفت کشور　٭　محمدؐ بادشاہِ انس و جاں ہے
محمدؐ باعثِ تخلیقِ عالم　٭　محمدؐ خلق کی رُوحِ رواں ہے
محمدؐ دارُوئے دردِ نہانی　٭　محمدؐ مرہمِ آزارِ جاں ہے
محمدؐ رہبرِ راہِ ہدایت　٭　محمدؐ رہنمائے گمرہاں ہے
محمدؐ شافعِ روزِ قیامت　٭　محمدؐ پردہ پوشِ عاصیاں ہے
محمدؐ صاحبِ تسنیم و کوثر　٭　محمدؐ مالکِ باغِ جناں ہے
محمدؐ روشنئ قلبِ مؤمن　٭　محمدؐ نورِ چشمِ قدسیاں ہے
اُسی سے ہیں منوّر دو نو عالم　٭　محمدؐ آبروئے دو جہاں ہے
اُسی کا نور ہے شمس و قمر میں　٭　اُسی سے آب و تابِ فرقداں ہے
تعالی اللہ شبِ اسریٰ کا منظر　٭　خُدا کے ہاں محمدؐ میہماں ہے
شبِ معراج کا عالم نہ پُوچھو　٭　خدا کے عشق کی داستاں ہے
پیمبر بے شمار آئے جہاں میں　٭　محمدؐ کا کوئی ثانی کہاں ہے
خدا نے اس کو جو عظمت عطا کی　٭　بیاں ہو مجھ سے یہ طاقت کہاں ہے
غریبوں سے محبت کرنے والا　٭　محمدؐ غمگسارِ عاجزاں ہے
یتیموں کا وہی ملجا و ماویٰ　٭　وہی تو تکیہ گاہِ بیکساں ہے
محافظ اور معاون بیوگاں کا　٭　وہی تو حامی ہر خستہ جاں ہے
بیاں میں کیا کروں جُود و عطا کا　٭　سخاوت میں وہ بحرِ بیکراں ہے
دل و جاں سے ہوں مداحِ محمدؐ　٭　قلم میں اس لئے زورِ بیاں ہے

حسنؔ میں نے پروئے ہیں جو موتی
خجل ان کے مقابل کہکشاں ہے

غلام رسول صاحب ایم۔اے لیکچرار

# حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِصلاح کا بے مثل کام

نبی کی بعثت کی سب سے بڑی غرض تزکیہ نفوس ہوتی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تزکیہ کا وہ بے نظیر کام سرانجام دیا جس کی مثل پہلے انبیاء علیہ السلام کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس راتوں کے لئے قوم سے الگ ہوتے ہیں تو وہ قوم بچھڑے کی پرستش کرنا شروع کر دیتی ہے۔ اگر ان کو جہاد کے لئے حکم دیتے ہیں، تو قوم نے صاف انکار کردیا۔ (دیکھو گنتی ۱۳ باب ۲۳ وگنتی ۱۴ باب ۱۔ ۴)

قرآن میں بھی اس کا اشارہ ہے:۔ قالوا یٰموسیٰ ان فیھا قوما جبارین وانا لن ندخلھا حتی یخرجوا منھا۔ اے موسےٰ وہاں ایک زبردست قوم ہے اب ہم ہرگز وہاں نہ جائیں گے جب تک وہ نکل نہ جائیں۔

قالوا یٰموسیٰ انا لن ندخلھا ابداً مادامو فیھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔ اے موسےٰ ہم ہرگز وہاں نہ جائیں گے جب تک وہ اس میں رہیں گے اور تو جا اور تیرا رب اور دونوں لڑو۔ ہم یہاں بیٹھیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کل بارہ حواری ہیں، وہ بھی مصیبت کے وقت ساتھ چھوڑ جاتے ہیں اور ان میں سے ایک بہشت کی کنجیوں کا وارث ملعون کہہ کر اپنے مخلص رب سے انکار کر دیتا ہے اور ایک تیس روپے پر اپنے راست باز استاد کو پکڑوا دیتا ہے۔

لیکن جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت کیا تو اہل عرب مذہب کی رو سے نہایت ہی گرے ہوئے تھے۔ بتوں، پتھروں، درختوں ریت کے ڈھیروں غرض ہر چیز کی پوجا کرتے تھے اعمال کی جزا اور سزا کا خیال تک بھی ان کو نہ تھا۔ آخرت کی زندگی پر کوئی یقین نہ تھا۔ اخلاقی حالت نہایت پست تھی۔ قتل وغارت، چوری ڈاکہ، زنا شراب خوری۔ قمار بازی دن رات کا شغل تھا۔ غرباء بے کسوں۔ یتامیٰ، بیواؤں کا کوئی حامی و ناصر نہ تھا۔

اس وقت عرب میں کیا تمدن ہو سکتا تھا جہاں حکومت ہی نہ تھی۔ اور نہ کوئی نظام، نہ ان میں اتفاق و اتحاد تھا۔ اور نہ اُن کے تعلقات بیرونی دنیا سے تھے۔ اسی طرح معاشرت کے اصول صحیح سے کلی طور پر ناواقف تھے۔ توہمات اور بری رسوم کے جنگل میں پھنسے ہوئے تھے۔ ان لوگوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے یہودیوں نے کوشش کی۔ پھر عیسائیوں نے کئی سو سال لگاتار کوششیں کیں۔ لیکن اہل عرب کی اصلاح نہ کر سکے۔ بلکہ خود بھی انہی رزائل اور افعال قبیحہ میں مبتلا ہو گئے۔

عیسائیوں کی حکومت کا بھی اہل عرب پر اثر تھا مگر حکومت کا رعب بھی ان کو افعال شنیعہ کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال نہ سکا۔ پھر عرب میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے جو حنفاء کہلاتے تھے۔ جو بت پرستی سے بیزار تھے۔ انہوں نے بتوں کی محبت سے اہل عرب کو نجات دلانے کی جدوجہد کی۔ لیکن ان کا اثر چند افراد تک محدود رہا ان کوششوں کے بعد ایک اکیلا شخص ذلت و رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرے ہوئے اہل عرب کی اصلاح کا بیڑا اٹھاتا ہے تمام عرب اس کا دشمن بن گیا۔ اپنوں نے چھوڑ دیا۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے عداوت کی آگ کو بھڑکا دیا۔ آس پاس کی حکومتیں نیست ونابود کرنے پر تل گئیں۔ شہر والوں نے قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا۔ رات کی تاریکی میں خدا کی نصرت کے سایہ کے نیچے شہر کو چھوڑ کر مدینہ آگیا۔ یہاں بھی مخالفین نے امن کے ساتھ نہ بیٹھنے دیا۔ بلکہ لڑائی کی آگ بھڑکا کر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا ارادہ کیا۔

ان مخالفتوں اور عداوتوں کی تاریک رات میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ وہ شخص اصلاح کے عظیم کام کو جاری رکھتا ہے۔ آہستہ آہستہ بت پرستی کی جگہ توحید۔ قتل وغارت، ڈاکہ چوری کی جگہ ہمدردی بنی نوع انسان زنا و بدکاری کی جگہ عفت و پاکدامنی۔ دولت و ثروت کے فخر کی جگہ محبت اور کدورت۔ توہمات کی جگہ عقل جہالت کی جگہ علم و شراب خوری اور قمار بازی کی جگہ راتوں کی نماز اور دعا اور اختلاف اور انتشار کی جگہ ائتلاف اور اتحاد، بیکسوں، یتامیٰ پر ظلم و ستم کی جگہ ان کے حقوق کی حفاظت و صیانت۔ سفاکی کی جگہ رحم اور شفقت لے لیتی ہے۔

دنیا میں بڑے بڑے مصلح آئے ہیں۔ لیکن تاریخی واقعات ہمیشہ کے لئے یہ گواہی دیتے رہیں گے کہ اصلاح اور روحانی بیداری کا انقلاب عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئس سالوں میں پیدا کیا کسی ہادی کے ہاتھ پر یہ انقلاب نہیں پیدا ہو سکا۔

چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں لفظ قرآن کی بحث کے نیچے اعتراف کیا ہے۔

"دنیا کی تمام مذہبی شخصیتوں میں سے زیادہ کامیاب حضرت محمد (صلعم) ہیں۔"

اس انقلاب عظیم کے متعلق چند غیر مسلم تاریخ نویسوں کی شہادت نقل کرتا ہوں:۔

"حضرت محمدؐ سے پہلے عرب کی فضا مذہبی اصلاح کے لئے ویسی ہی ناموافق تھی جیسی کہ وہ کسی سیاسی اتحاد یا قومی احیاء کے مخالف تھی۔ عرب کے مذہب کی بنیاد گہری بت پرستی پر تھی جس میں زوال پذیر ہونے کا شائبہ تک نہ تھا۔ اور جو صدیوں سے مصر و شام کے مذہبی حملوں کا مقابلہ کر رہی تھی"

(میور)

"حضرت محمدؐ کے عہد جوانی میں اس جزیرہ نما کا میلان بے حد قدامت پسندی کی طرف تھا۔ اور اس سے پہلے شاید ہی کوئی ایسا وقت آیا۔ جب اصلاح اس قدر غیر ممکن ہو"

(میور)

"بسا اوقات جب ایک ایسے شخص کے ہاتھوں چند نتائج رونما ہوں جو بظاہر اس کی اپنی طاقت سے بالاتر دکھائی دیں تو ان کے ظہور کی وجہ بعض کے نزدیک یہ ہوتی ہے کہ جبکہ گردوپیش کے اسباب ایسے پیدا ہو گئے۔ جن کا لازمی نتیجہ وہ نتائج تھے۔ حضرت محمد پیدا ہوئے اور سارا عرب ایک جدید اور روحانی مذہب کے رنگ میں رنگا جاتا ہے ایسے لوگ اس سے قیاس کرتے

(باقی پر صفحہ ۲۲)

# حضرت امام الزمانؑ کے کلمات عقیدت
# حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں

کرتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ممدوح عشق نبوی میں کس قدر گداز ؔتھے اور آپ کی شان اقدس کے متعلق کسقدر بلند خیالات رکھتے تھے

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے ہزار ہزار درود اور سلام اس پر یہ کس عالی مرتبہ کا نبیؐ ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا، اس نے خدا سے انتہائی درجہ محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اسکو دیں وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعوے کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے۔ بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری کیا حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعے سے پائی۔ اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبیؐ کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے۔ اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے۔ اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔ (حقیقت الوحی ص $\frac{115}{114}$)

یہ تو ہم بیان کر چکے کہ وہ امر جس کا نام توحید ہے اور جو مدار نجات ہے اور جو شیطانی توحید سے ایک علیحدہ امر ہے۔ وہ بجز اس کے کہ وقت کے نبیؐ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے اور انکی اطاعت کی جائے میسّر نہیں آسکتا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۲۳)

" الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر ہے ...... کہ تو نے ہم کو اپنی پہچان کا آپ راہ بتایا اور اپنی پاک کتابوں کو نازل کر کے فکر اور عقل کی غلطیوں اور خطاؤں سے بچایا اور درود اور سلام حضرت سیدالرسل محمد مصطفٰے اور انکی آل اور اصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا۔ اور وہ مربی اور نفع رساں کہ جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہِ راست پر لایا۔ وہ محسن اور صاحب احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے چھڑایا۔ وہ نور اور نور افشاں کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا۔ وہ حکیم اور معالج زماں کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا۔ وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مُردوں کو زندگی کا پانی پلایا۔ وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے امت کے لئے غم کھایا اور درد اُٹھایا۔ وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال لایا۔ وہ حلیم اور بے نفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک میں ملایا وہ کامل موحّد اور بحر عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا۔ اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا۔ وہ معجزہ قدرت رحمان کہ جو اُمی ہو کر سب پر علوم حقانی میں غالب آیا۔ اور ہر ایک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کا ملزم ٹھہرایا"۔

(براہین احمدیہ حصہ اوّل صفحہ ۷ و ۸)

# الدُّرُّ الثَّمِیْن

انشدہ شمس الزمان المعروف بانور البیابانی فی حفلۃ میلاد النبی التی انعقدت فی جامع الاحمدیۃ بلاھور

(یہ وہ قصیدہ ہے جس کو مولنا شمس الزمان صاحب نے مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں عید میلاد النبیؐ کی ایک تقریب مبارک پر پڑھ کر سنایا)

---

یَا مَهْبَطَ الرُّوحِ الْاَمِیْن * یَا مَظْهَرَ النُّورِ الْمُبِیْن

اے جبریل امین کے اُترنے کی جگہ — اور اے نورِ مبین کے مظہر!!

مَا مِثْلُكُمْ دُرٌّ ثَمِیْن * فِی بَحْرِ عِلْمِ الْمُقْتَدِر

خدائے مقتدر کے علم کے سمندر میں یقیناً — آپ کی مانند اور کوئی موتی نہیں ہے

یَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن * یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِلْحَزِیْن

اے رحمتِ عالم! — قیامت کے دن کسی اداس اور غمگین کے لئے

مِنْ غَیْرِ وَجْهِكُمُ الْحَسِیْن * اَیْنَ النَّجَاحُ مِنَ السَّقَر

آپ کے حسین چہرہ کے سوائے — جہنم سے نجات کا اور کوئی ذریعہ نہیں

اِنَّ الْمَحَاسِنَ وَالْعُلَا * لِیْ وَالْمُنَی مِنْ كُلِّهَا

بے شک یہ خوبیاں یہ بلندیاں — اور تمام برکتیں

بِوُجُوْدِكُمْ حُسْنُ الْمُنَی * وَرَنَتْ بِهٰذَا الْمُسْتَقَر

اور حسین تمنائیں آپ ہی کے وجود کے — باعث اس قرارگاہ (دنیا) میں پیدا ہوئیں

نَارَ الدُّجٰی بِجَمَالِكُمْ * تَمَّ الْهُدٰی بِكَمَالِكُمْ

آپ کے جمال سے ہر قسم کا اندھیرا چھٹ گیا اور — اور آپ کے کمال سے ہدایت پوری ہو گئی

بَلَغَ النُّهٰی بِرَشَادِكُمْ * خَرَّتْ صَنَادِیْدُ الْعَصَر

اور آپ کی رہنمائی سے عقل بالغ ہو گئی جس کا نتیجہ — یہ نکلا کہ صنادید عرب گر کر ذلیل ہو گئے

یَا سَیِّدِیْ یَا غُنْیَتِیْ * یَا مَلْجَئِیْ یَا مُنْیَتِیْ

اے میرے سردار اور مطلوب — اور اے ملجا و ماوٰی اور آرزو

فَارْحَمْ بِهٰذَا الْاَحْمَدِیْ

آپ للہ اس احمدی پر مہربانی کیجئے

تُبْكِیْهِ اَطْوَارُ الْقَدَر

جس کو قضا و قدر کی نیرنگیاں رلاتی رہتی ہیں

---

# مذہب کی غایت ومقصود حصول حکومت نہیں بلکہ خدا سے ذاتی تعلق پیدا کرنا ہے

## موجودہ مسیحیت ہستی باری تعالیٰ کے متعلق بے یقینی پیدا کرنے کا موجب ہے ــ ایک بشپ کا اعلان

## خدا سے ہمکلامی روح مغرب کی سب سے بڑی پکار ہے

## مامور زمانہؑ نے اپنے ذاتی تجربہ سے اس پکار کا تسلی بخش جواب دیا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۹ راگست ۱۹۶۳ء ـ فرمودہ مولنٰا محمد یعقوب خان صاحب ـ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدّعون نزلاً من غفور رحیم ــ (القرآن سورہ حٰم)

### استقامت ایمان پر انعامات الٰہی

جو لوگ خدا تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں اور اس ایمان کے مطابق زندگی کی تمام مشکلات میں ثابت قدمی دکھلاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تبارک وتعالےٰ نے یہ بشارت دی ہے کہ وہ تاریکی میں نہیں رہیں گے۔ ان کے حوصلے پست نہیں ہونے دیئے جائیں گے ـ وہ ذلت وادبار کی حالت میں نہیں رہیں گے ـ پختگی ایمان اور مصائب ومشکلات میں استقامت دکھانے کے بعد ان کا قدم دنیاوی ترقیوں میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ روحانی نعمت ان کو ملے گی۔ وہ نعمت کیا ہوگی وہ یہ کہ تتنزل علیھم الملٰئکۃ ایسے لوگوں کے اوپر ملائکہ کا نزول ہوگا۔ وہ ملائکہ انہیں بشارت دیتے رہیں گے۔ مصائب ومشکلات کے اوقات میں اُن کی ہمت بڑھاتے رہیں گے تاریکیوں میں ان کو روشنی دکھاتے رہیں گے ـ وہ تسلی دیتے رہیں گے کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں بلکہ خوش ہونے کی بات ہے ـ خدا تعالیٰ نے جو اجر وثواب تمہارے لئے تیار کر رکھا ہے۔ اس پر تمہیں خوش ہونا چاہیئے۔

### اسلام کی غایت ومقصود جہانبانی اور حصول سلطنت نہیں ـ

اسلام ایک بشارت ہے ایک خوشخبری ہے لیکن مسلمانوں کی حالت جیسا کہ آپ کو نظر آ رہی ہے۔ اس کے برعکس ہے۔ کہ قدم قدم پر بے یقینی ہے۔ اندھیرا ہے، تاریکی ہے منزل مقصود کا پتہ نہیں نئے حالات میں گھبرا جاتے ہیں۔ ہم کہتے تو یہ ہیں کہ اسلام زندگی کے ہر شعبہ میں راہنمائی کرتا ہے ـ یہ سب کچھ درست ہے ہر شعبہ زندگی کی تعمیر وتکمیل کے لئے اسلام نے بڑی بڑی راہیں استوار کی ہیں۔ اس میں زندگی کی ہر روشنی موجود ہے ـ لیکن اسلام کے پیغام کا مغز اور اصلیت اور خلاصہ یہ نہیں ہے کہ مسلمان دنیا کی ترقیوں، کامرانیوں اور تمدنوں میں مصروف ومشغول ہو جائے ـ جہانبانی اور جہانگیری کرے ـ حکومتوں اور سلطنتوں کا مالک بن بیٹھے ـ یہ سب اسلام کی تعلیم کا پھل تو ضرور ہوتا ہے لیکن یہ اس کی غایت ومنشاء اور مقصود ومطلوب نہیں ہے ـ ایسے لوگ دنیا کے پرستار ہیں ـ خدائے واحد کی بجائے ان کا معبود ومقصود ومطلوب اسی دنیا میں کامیابیاں اور کامرانیاں بن جاتی ہیں ـــــ مذہب کے معاملہ میں عموماً غلطی یہ لگ جاتی ہے کہ راستے کو منزل مقصود سمجھ لیا جاتا ہے۔ اور اس طرح خدا پرستی کی بجائے جو مذہب کی جان ہے نئے انواع کے متبادل مذاہب ایجاد کر لئے جاتے ہیں ـ

### مذہب کا مغز اور نچوڑ خدا سے ذاتی تعلق پیدا کرنا ہے

مذہب کا مغز اور نچوڑ یہ ہے کہ اس کائنات کے خالق ومالک کے ساتھ انسان کا براہ راست ذاتی تعلق پیدا ہو۔ اس مقام پر پہنچنے کے بعد ایسے خوش بخت انسانوں پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے ـ وہ زندگی کی جد وجہد میں نیکی کے راستہ پر گامزن رہتے ہیں۔ ان پر اگرچہ مشکلات ومصائب کے پریشان کن دور بھی آتے ہیں مگر استقامت ایمان کی وجہ سے خدا تعالےٰ کی طرف سے ان کو بشارتیں ملتی ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جس کی آج مغربی دنیا کو تلاش ہے ـ

### حقیقت مذہب خدا تک پہنچنا ہے نماز وغیرہ اس کے وسائل ہیں ـ

آپ کو علم ہے کہ حقیقت مذہب محض اس قدر نہیں کہ انسان نماز کے ظاہری ارکان کی پابندی کرے۔ پابندی سے روزے رکھے اور دیگر ظاہری ارکان وآداب کو پورا کرے بلکہ یہ تو محض وسائل وذرائع ہیں۔ ایک راستہ ہیں جو ایک سالک کو خدا تک پہنچاتا ہے ـ ہو سکتا ہے کہ ایک نمازی اپنی پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کے باوجود بھی خدا سے دور رہے۔ بدقسمتی سے ہم میں سے اکثر نمازیوں کی حالت یہی ہے ـ جو نماز خدا اور انسان کے درمیان حائل ہو اس کی حیثیت بھی ایک نئے متبادل مذہب کی بن کر رہ جاتی ہے۔ اور نماز پڑھنے کے باوجود ہم مذہب کی حقیقت سے دور ومہجور رہتے ہیں ـ

### مغرب میں حقیقت مذہب کی جستجو

مغرب کو اس وقت جس چیز کی تلاش ہے وہ یہی حقیقت مذہب ہے ـ وہاں کے مفکر اسی

جستجو میں ہیں کہ آیا اس کارخانہ عالم کے پیچھے کوئی ذی شعور، قادر مطلق ہستی بھی ہے۔ اور اس بنیادی سوال کے متعلق بے یقینی زوروں پر ہے۔ عام میلان یہ ہے کہ ہستی باری تعالےٰ کا تصور ایک فرسودہ تصور ہے ایک قصۂ پارینہ ہے۔ ماضی کے بے عقل انسان کے تخیل کی پیداوار ہے۔ پرانے قصے اور کہانیاں ہیں۔ مغربی دنیا ایک علم و حکمت اور فلسفہ و سائنس کی دنیا ہے۔ ہم سے کہیں بڑھ کر وہ مذہبی تفکر اور جستجو میں پیش پیش ہیں۔ ہم یہی دنیا کو مذہبی میدان میں بہت کم درجہ پر سمجھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ مسیحیت اسلام سے پہلے آئی۔ زمانہ کے لحاظ سے بھی وہ ہم سے پہلے ہے۔ اور مذہبی فکر و نظر کے میدان میں بھی مغربی مفکرین نے بہت تگ و دو کی ہے۔ بہت بڑا لٹریچر پیدا کیا ہے۔ علامہ اقبال جن جرمن مفکرین کے عقیدتمند تھے۔ انہوں نے مذہب پر بہت کچھ لکھا ہے۔ بلکہ مذہب پر غور و فکر کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ اس وقت بھی مذہب کی حقیقت تک پہنچنے کے لئے مغربی مفکرین میں ایک تڑپ اور جستجو پائی جاتی ہے جو مشرق میں مقابلۃً نادر ہے۔ مذہب سے اہل مغرب کے لگاؤ کا اندازہ ان کے خوبصورت گرجاؤں سے ہوتا ہے ان کی عبادت گاہیں بڑی جاذب توجہ ہیں۔ بڑی حسین و جمیل ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ غلط راستہ پر بھٹک گئے ہوں۔ لیکن مذہب سے ان کو دلچسپی ضرور ہے۔ سب سے بڑی مشکل آج کل یہ ہے کہ مسیحیت جس شکل و صورت میں انہیں پہنچی ہے، وہ اس سائنس کے دور میں ان کے دلوں کو تسلی و تشفی نہیں دے سکتی۔ نتیجۃً ان کے دلوں میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ خدا تعالےٰ کی ہستی کے بارہ میں کھلے طور پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔

## ایک بشپ کی کتاب

خدا کی ہستی کے بارے میں عام بے یقینی ہے جہاں بھی دنوں میں ایک کتاب کی شکل میں نمودار ہوئی ہے جو ایک بشپ نے لکھی ہے۔ اس کا نام "HONEST TO GOD" ہے اس نام کے اندر ہی یہ مفہوم ہے کہ ہستی باری تعالےٰ کے متعلق جستجو اور تحقیق و تدقیق میں ہمیں دیانتداری سے سوچنا چاہیئے۔ فکر و نظر میں دیانتداری مغربی لوگوں کا ایک قابل تعریف خاصہ ہے۔ ہمارے ہاں جہاں کاروباری زندگی میں، دفتروں میں، کارخانوں میں اور تجارتوں میں دیانت داری عموماً مفقود ہے۔ وہاں فکر و نظر میں بھی ہم دیانتداری سے کام لینے کی اہلیت عموماً کھو چکے ہیں۔ آج کے مغرب کا دماغ اسی قسم کا واقع ہوا ہے کہ جو بات سچ ہو اسے کم از کم سچ کہنے کی اخلاقی جرأت رکھتا ہے، بشپ صاحب موصوف نے اس کتاب کے نام ہی سے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ خدا تعالےٰ کی تحقیق و جستجو میں ہمیں دیانت داری سے قدم اٹھانا چاہیئے۔ اس کے دیباچہ میں اس نے لکھا ہے کہ ہمیں اس خیال سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی سچی جستجو ہمیں کہاں لے جائے گی اور اس کا انجام کیا ہوگا۔ ہمیں کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے کہ اس راہ میں ہمارے عقائد پر زد لگے گی۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ دیانتداری سے سوچنے کی بہت کم لوگوں میں ہمت ہوتی ہے۔ بشپ صاحب اپنی قوم کو بڑی سختی سے متنبہ کرتے ہیں کہ آج جو مسیحیت سے لوگ بیزار نظر آتے ہیں اس کی وجہ وہ غلط تصورات مذہب ہیں جو ہمیں ورثہ میں ملے ہیں۔

## جدید سائنسی انکشافات پرانی مذہبی اصطلاحات کے منافی ہیں۔

وہ لکھتے ہیں کہ اگر مسیحیت کو اس زوال و انحطاط سے بچانا ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالےٰ کے تصور کو جو زمانہ پارینہ سے ہمیں ملا ہے۔ یک قلم موقوف کر دینا ہوگا۔ اور حضرت مسیح کے متعلق غلط معتقدات کو خیرباد کہنا ہوگا۔ خدا کا یہ تصور کہ وہ آسمان پر بیٹھا ہے اور مسیح اس کے دائیں ہاتھ پر بیٹھا ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب کچھ دو ہزار سال پہلے کی باتیں اور غلط مذہبی اصطلاحات ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں جب سائنس کے انکشافات نے آسمان کے تصور کو ہی بے بنیاد ثابت کر دیا ہے، ایسی اصطلاحات میں سوچنا مسیحیت سے قلوب کو بیزار کرتا ہے۔ خدا کے متعلق آسمانی باپ کی اصطلاح موجودہ تعلیم یافتہ انسان کے لئے ایک مضحکہ خیز چیز ہے۔

## مغربی مفکرین کی اخلاقی جرأت

اس قسم کے تمام اعتراضات جو مسیحیت کے عقائد کو بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالنے والے ہیں مصنف مذکور نے پیش کئے ہیں، باوجود اس بات کے کہ وہ عیسائیت کا پرچار کرتا ہے، وہ مذہب کا رہنما ہے بشپ ہے، تنخواہ دار ملازم ہے مگر اس نے اخلاقی جرأت اور فکر و نظر کی دیانت داری سے کام لیتے ہوئے موجودہ مسیحیت کے تصورات کو مذہب کے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا ہے۔ مشرقی ممالک میں خصوصاً مذہب کے معاملہ میں دیانت داری بہت کم برتی جاتی ہے۔ اس لئے کہ اس سے اپنے بھی ناراض ہو جاتے اور بیگانے بھی ناخوش رہتے ہیں۔ لیکن یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ مغربی لوگوں نے سیاسی آزادی کے حصول، جمہوریت کے قیام اور فیوڈل ازم جیسے بوسیدہ نظام کے خلاف جد و جہد کرتے وقت بڑی بڑی قربانیاں دیں اور زیادہ سے زیادہ ایثار سے کام لیا ہے۔ وہاں فکری آزادی کے لئے بھی انہوں نے بہت کچھ کیا ہے۔ کلیسا کے زور کو توڑنے کے لئے قربانیاں کی ہیں۔ آج پھر اس بیسویں صدی میں ہمیں نظر آ رہا ہے کہ خود کلیسا کے ایک بشپ صاحب کہتے ہیں کہ گو میں بشپ ہوں، میرا کام کلیسا کے عقاید کی تقویت اور اشاعت کرنا ہے۔ لیکن میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ خود مسیحیت کے مروجہ عقائد ہی لوگوں کو مسیحیت اور مذہب سے بیزار کرنے کا موجب بن رہے ہیں۔

## الوہیت و ابنیت مسیح کی تردید اناجیل سے

بشپ صاحب موصوف نے حضرت مسیحؑ کے متعلق بھی اپنے خیالات کا اظہار نہایت بے باکی سے کیا ہے وہ کہتا ہے کہ ہم نے انجیلوں میں کہیں نہیں پڑھا کہ مسیح نے اپنے آپ کو کبھی بھی خدا کا بیٹا کہا ہو۔ اس نے حضرت مسیح کی جو پوزیشن پیش کی ہے وہ بالکل وہی ہے جو قرآن کریم نے چودہ صد سال قبل پیش کی تھی — بشپ صاحب خود مسیح کے اقوال سے الوہیت یا ابنیت مسیح کی تردید پیش کرتے ہیں۔ وہ انجیل کے اس حوالہ سے استدلال کرتے ہیں کہ جب کسی نے حضرت مسیح کو مخاطب کر کے کہا کہ اے اچھے استاد تو آپ نے فوراً ٹوک دیا کہ مجھے کیوں اچھا کہتے ہو اچھا صرف ایک خدا ہے — اس قسم کے متعدد حوالے دے کر بشپ صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا بتلانے میں دیانتداری سے کام نہیں لیا۔ ہم محض پرانے فرسودہ خیالات و تصورات کو دہراتے جاتے ہیں۔

## حقیقت مذہب کے متعلق ایک اور بڑے مفکر کا خیال

ایک اور بڑے مفکر نے جو ایک یونیورسٹی میں دینیات کا پروفیسر بھی ہے حقیقت مذہب پر ایک معرکۃ الآرا کتاب لکھی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ انحطاط مذہب کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کے پیرو حقیقت مذہب سے دور ہٹ جاتے ہیں اور اس کی بجائے متبادل ([illegible]) مذاہب تراش لیتے ہیں۔ ان کی تحقیقات کا لب لباب یہ ہے کہ مذہب کی حقیقت اس کا مغز، اس کا گودا صرف اس قدر ہے کہ انسان اور اس کے خالق کے مابین ایک ذاتی رشتہ قائم اور استوار ہو جائے۔ اگر یہ نہیں تو جو کچھ بھی مذہب کے نام سے ہوتا ہے وہ متبادل مذہب ہوتا ہے حقیقت مذہب نہیں ہوتا

## اسلام کی حقیقت خدا شناسی اور اس سے ذاتی تعلق ہے

مذہب کی یہ تعریف قرآن کریم کی اس آیت کی ترجمانی کرتی ہے کہ خدا تعالےٰ ایسے بندوں پر جو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس میں استقامت دکھاتے ہیں اپنے فرشتے نازل کرتا ہے اور بشارتیں دیتا ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمان اپنی زندگی کے اس مرکزہ

نقل سے بہت دُور ہٹ گیا ہے۔ ہمارے مفکرین بار بار یہ سوال اُٹھاتے ہیں کہ جب اسلام فی نفسہٖ بہترین دستور زندگی ہے تو ہماری زندگی میں اس کا ردّ عمل کیوں اچھا نہیں ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ ہم نے اسلام کی بجائے کئی ایک متبادل اسلام وضع کر لئے ہیں کیونکہ ہم میں سے کوئی اسلام کو حصول حکومت کا بہترین آلہ سمجھتا ہے، کوئی اسے بہترین معاشی نظام بتاتا ہے۔ کوئی اسے اتحاد و مساوات کا علمبردار قرار دیتا ہے۔ یہ سب خوبیاں اپنی جگہ پر درست ہیں، مگر یہ اسلام کی حقیقت نہیں ہیں، حقیقت اسلام خداشناسی کا نام ہے۔ خدا سے ذاتی تعلق کا نام ہے۔ اور چونکہ ہم نے اس کی جڑ کو نہیں پکڑا، باقی خوبیاں بھی ہم میں پیدا نہ ہو سکیں۔

## اسلامی دنیا کا اخلاقی انحطاط

میں آپ کو مشاہدہ کی بات سناتا ہوں کہ پورٹ سعید جو اسلامی دنیا کا دروازہ ہے۔ جونہی جہاز اس دروازہ میں داخل ہونے کو ہوتا ہے، وہاں ہدایات جاری ہو جاتی ہیں کہ اپنے کیبنوں پر تالے لگا لو۔ بچوں کو بے احتیاطی سے اوپر نہ جانے دو۔ ساحل پر جاتے وقت روپیہ پیسہ اپنے ساتھ لے جانے کی بجائے اپنی عقل و ہوش کو ساتھ لیکر جاؤ۔ اسلامی دنیا میں قدم رکھتے ہی انسان اس اخلاقی انحطاط سے دوچار ہوتا ہے جب میں پاکستان پہنچا تو وہی قصہ یہاں بھی نظر آیا۔ کہنے کو تو یہ پاک سرزمین ہے مگر قدم قدم پر ناپاکی نظر آتی ہے اسلام کی سب سے بڑی بدقسمتی ، خود مسلمان ہیں۔

## اگر اہلِ مغرب کے ہاتھ میں قرآن ہوتا

اگر قرآن اہل مغرب کے ہاتھ میں ہوتا تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ اس کے اندر زندگی کی کس قدر قوت موجود ہے اس میں کس قدر اخلاقی اور سماجی انقلابات کی طاقت موجود ہے۔ تعجب ہے کہ مسلمانوں نے مغرب پر کم و بیش ایک ہزار سال تک حکومت کی مگر کسی کو یہ خیال تک نہیں آیا کہ قرآن کریم کا ترجمہ کسی ایک مغربی زبان میں ان لوگوں کے پیش کرتے تاکہ انہیں اسلام کے سرچشمہ تک رسائی ہوتی۔

## سپین کی اسلامی حکومت کی تبلیغ اسلام سے غفلت

تاریخ اسلام کا یہ بہت بڑا المیہ ہے۔ ہم اس تاریخ کو کس طرح فخر سے کر سکتے ہیں جس میں قرآن کریم کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے کی طرف کسی کی توجہ ہی نہیں ہوئی۔ ۷۱۱ء میں مسلمان فاتح بن کر سپین میں گئے اس سے صرف پچاس ساٹھ سال قبل ایک مسیحی مشنری انگلستان میں پہنچتا ہے۔ اس نے بڑی استقامت سے اپنی مذہب کا پرچار شروع کیا۔ اس کی مساعی سے یہ مذہب انگلستان کے ہر حصہ میں پھیل گیا۔ اور بعد ازاں یہاں سے فرانس اور جرمنی میں اثر پذیر ہوا۔ یہ ایک فرد واحد کے جذبۂ پیہم اور صبر و استقامت کا پھل تھا۔ مگر اس وقت کے بندگان خدا کو جو اسپین میں حکمران تھے اتنی بھی توفیق نہیں ملی کہ پڑوس کے مغربی ممالک میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ایک بھی مشن قائم کرتے۔

## صحیح خدمت اسلام جو مامورِ زمانہؑ نے سرانجام دی

صحیح خدمتِ اسلام مامور زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کے لئے مقدر تھی جو اسلامی تاریخ میں قطعاً نظر نہیں آتی، وہ یہ کہ قرآن کریم کا منشاء کوئی اقتدار اور سلطنت قائم کرنا نہیں بلکہ خدا کی توحید قائم کرنا ہے انسانی بادشاہت نہیں خدائی حکومت قائم کرنا ہے۔ یہ قرآنی منشاء تاریخ اسلام میں سب سے پہلے حضرت مامور زمانہ نے پورا کرنے کا بیڑا اُٹھایا۔ آپ بیشک تاریخ اسلام کا ورق ورق دیکھ جائیے۔ اس قسم کی تحریک جو حضرت مامور وقت نے شروع کی کہیں بھی نظر نہیں آئے گی۔ آپ نے سب سے پہلے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ اسلام اپنے غلبہ کے لئے کسی تلوار یا حکومت، کا محتاج نہیں وہ اپنی تعلیمات اور خوبصورتی اور دلکشی سے قلوب کو مسخر کر سکتا ہے۔

دوسرا بڑا کارنامہ جو میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ اسلام میں قطعاً کہیں نظر نہیں آتا وہ یہ ہے کہ اگرچہ ملتِ اسلامیہ میں شاعر بھی ہوئے محقق بھی ہوئے اور مدبر بھی ہوئے لیکن خدا کی طرف بلانے والا صرف اور صرف حضرت مرزا صاحب ہی تھے۔ دورِ جدید کا انسان اس عالمگیر وبا کا شکار ہو جاتا ہے کہ خدا کی ہستی انسانی تخیل کا ہی ایک شاہکار ہے۔ خارج میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے موجودہ علم نفسیات کا کہنا ہے کہ خدا کا تصور انسان کے تحت الشعور کی کرشمہ سازی ہے۔ یہ انسان کے اپنے باطن کی آواز، انسان کے اختراع کا نتیجہ ہے۔ فرائڈ کا یہ نظریہ تمام مذاہب عالم خصوصاً اسلام پر کلہاڑی ہے، خود بشپ صاحب بھی اپنی کتاب میں اس اعتراض سے پریشان نظر آتے ہیں، ان تمام شکوک و شبہات کا جواب مامور زمانہ کا یہ بانگ دہل یہ اعلان ہے کہ خدا نہ صرف خارج میں ایک وراء الوراء ہستی ہے بلکہ مجھ سے وہ ہمکلام بھی ہوتا ہے اور اسی ہمکلامی سے مجھے یہ ذاتی تجربہ ہوا ہے کہ خدا خارج میں ایک قادر مطلق ہستی ہے اور وحی والہام اور رؤیا و کشوف انسانی تحت الشعور کی فریب کاریاں نہیں ہیں بلکہ خارج سے خدا کی طرف سے قلب انسانی پر واردات کا نام ہیں۔

آپ نے اعلان کیا کہ خدا ہے۔ وہ بولتا اور دیکھتا ہے۔ اس کی قدرت اور حکمت لازوال و بیمثال ہے۔ آپ نے بڑے بڑے دلائل و براہین سے وجود باری تعالےٰ کو ثابت کیا اور علم و حکمت کے تمام طریقے بروئے کار لائے۔ آپ نے عرفان کی حد تک یہ بات کہی کہ خدا کا تصور دل کی آواز نہیں بلکہ خارج سے آئی ہوئی حقیقت ہے۔ اس سائنس کے زمانہ میں سائنس کے طریقوں سے ثابت کیا کہ مجھے ذاتی تجربہ ہے کہ خدا ہے۔ کسی ذہنی فکر یا تخیل کی کرشمہ سازی نہیں ہے۔ سب سے بڑی خدمت جو حضرت مسیح موعودؑ نے کی نہ صرف اسلام کی بلکہ تمام مذاہب کی وہ یہ ہے کہ آپ نے خدا تعالیٰ کی خارجی ہستی کو ثابت کیا۔

## خدا کے بغیر اہل مغرب کو سکون میسر نہیں

آپؑ نے جب یہ فرمایا کہ مغرب میں تبلیغ اسلام میرا کام ہے یا اس کا جو مجھ سے ہے"۔ اس کا مطلب صرف یہ نہیں تھا کہ آپ نے مسیح کو وفات یافتہ ثابت کر دیا بلکہ آپ نے خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کو ایک حقیقت اور ذاتی تجربہ کے طور پر پیش کیا۔ مذہب اور کفر میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ یہی ہے کہ آیا خدا اور انسان کے درمیان کوئی تعلق ہو سکتا ہے۔ اگر نہیں ہو سکتا تو انسانی زندگی تاریک ہے اور یہی وہ بیماری ہے جو مغرب کو لگی ہوئی ہے۔ مغرب میں آسانی ہے، فارغ البالی ہے دولت ہے زندگی کی ہر آسائش میسر ہے کسی چیز کا احتیاج نہیں۔ لیکن ان کے دل بیقرار ہیں۔ ان کی روح بے چین ہے۔ اس لئے کہ جس زندگی میں خدا کی ہستی پر پورا ایمان نہ ہو وہ ایک سراب ہے جو ریگستان میں پانی بن کر دکھائی دیتا ہے مگر پیاس کو نہیں بجھا سکتا۔ یہی حال مغرب کی موجودہ ترقی، تہذیب فراوانی سامان زیست کی ہے۔ انہیں سب آسائشیں میسر ہیں۔ مگر پھر بھی وہ حقیقی راحت و سکون قلب سے ناآشنا ہیں۔ یہ وہ جنس ہے جو صرف ایمان باللہ سے ہاتھ آسکتی ہے اور یہی وہ دولت ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے اس دورِ جدید کے لئے خدا کی طرف سے انسان کو دی۔

## وحی الٰہی کا ذاتی تجربہ تاریخ اسلام کا سنہری باب ہے

اسلام کی کہانی نامکمل رہ جاتی ہے جب تک اس میں اس باب کا اضافہ بحروف جلی نہیں ہوتا جو اس زمانہ کے مامور نے آسمان سے روشنی پا کر اس عالمگیر دہریت کے دور میں خدا کی ہستی پر اور وحی والہام پر اپنے ذاتی تجربہ سے ایک حسی شہادت پیش کر دی ہے۔ مغرب کو اگر کسی تصور اسلام کی تڑپ ہے تو وہ یہی ہے کہ اسلام کا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ہم نے مغربی دنیا کو اسلام کا یہ رخ دکھانے کا حق ادا نہیں کیا جس کی اسے ضرورت اور تڑپ ہے۔

## اشاعت اسلام کے تقاضے بہت بڑی قربانی چاہتے ہیں۔

ہم پر یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ ہمیں اس نے حقیقت اسلام کی اشاعت کے لئے چن لیا یہ اس جماعت کی ایثار و قربانی کا اثر ہے کہ آج مغرب میں

ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ

# آنحضرت محمد مصطفےٰ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک میں مسیح موعود کے دفن ہونے کی حدیث پر ایک محققانہ نظر

کتاب ازالہ اوہام جو حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک لاجواب تصنیف ہے۔ اس میں حضور نے اس حدیث نبوی کو لکھا ہے۔ کہ مسیح موعود آنحضرتؐ کی قبر میں دفن ہوگا ظاہری طور پر تو کسی ایک شخص کی قبر میں دوسرے کسی شخص کی میت کا دفن ہونا بالکل محال اور قابل تعریف اور قابل ستائش امر ہرگز نہیں ہوسکتا۔

پس ظاہری لحاظ سے ایسا باطل خیال دل میں لانا بھی خدا اور اس کے رسول محمد صلعم، قرآن مجید اور اسلام کی ہتک کا موجب ہوگا۔ ہاں روحانیت کے لحاظ سے یہ امر بالکل درست ثابت ہوسکتا ہے جیسا کہ مذہب اسلام میں صوفیاء لوگوں نے فنا فی الشیخ فنا فی الرسول، فنا فی اللہ کے درجات کو مانا ہوا ہے۔ اور یہ فضیلت کسی روحانی امام کی بلند مرتبت کا ایک روشن نشان ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ہے:۔

جانم فدا شود برہ دین مصطفےٰ
این است کام دل اگر آید میسّرم

پس حضرت مسیح موعود کی یہ دلی تمنا اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ وہ فنا فی الرسول کے مرتبہ پر پہنچنے پر فنا فی اللہ ہوگئے۔

خدا ئیکہ جاں بر او فدا
نیابی رہش جز پئے مصطفےٰ
ابوالقاسم آں آفتاب جہاں
کہ روشن شد از وے زمین و زماں
بشر کے بدے از ملک نیک تر
نہ بودے اگر چوں محمد بشر
ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے
شد عیاں از وے علیٰ وجہ الاتم
جوہر انساں کہ بودآں مضمرے

راقم جب امسال حج کے فریضہ کے لئے تیاری کر رہا تھا۔ تو میرے ایک دوست ڈاکٹر نے جو حج کر چکے ہوئے ہیں، حج کے سفر کے بارے میں بہت سی باتوں کا ذکر کیا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا تھا۔ کہ مسجد نبویؐ میں مدینہ طیبہ کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے پاس ہی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہم کی قبریں ہیں۔ باب جبرئیل ہے اور ایک مقام پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چند اشیاء بطور یادگار محفوظ ہیں، اور ان کے نزدیک ایک جگہ خالی چھوڑی ہوئی ہے۔ جس میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی کسی خاص زمانہ میں دفن ہوں گے۔ حالانکہ قرآن مجید کی تیس آیات سے تو حضرت عیسےٰ ابن مریم کی وفات ثابت ہو چکی ہے اور ملک کشمیر میں حضرت عیسےٰ کی قبر محلہ خانیار میں موجود ہے۔

حال ہی میں کچھ تھوڑا عرصہ گذرتا ہے۔ کہ جامع ازہر مصر کے مشہور پروفیسر جناب شلتوت صاحب نے بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں اپنا بیان شائع کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے بمقام لاہور احمدیہ بلڈنگس میں۔۔۔ حضرت سیّد ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے مکان پر ایک خاص کمرہ (بہشتی کمرہ) میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وفات پائی تھی۔ اور ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضور کی میت کو قادیان لے جاکر مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ راقم اور اس کے مرحوم بھائی نواب خاں بھی حضرت کے جنازہ میں شامل ہوگئے۔

اب دو طرح کے خیال ہیں کہ حدیث نبویؐ جس میں لکھا ہوا موجود ہے یدفن معی فی قبری یعنی مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا۔ ظاہری طور پر یہ بات ہرگز ہرگز پوری نہ ہوسکتی تھی۔ پس روحانی درجات کے لحاظ سے مسیح موعود کا مقام بعد وفات آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے قرب میں ہوگا۔

حدیث نبویؐ کی سچائی میں کوئی عذر نہیں ہوسکتا اور نہ ہوگا۔ کیونکہ فرمودہ آنحضرت صلعم ضرور صحیح ہے۔

تخمیناً اسی سال گذرے ہیں کہ عیسائیت کا فتنہ پورے زوروں پر تھا اور عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کے عقیدہ پر جمے ہوئے تھے کہ دفعتاً حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے مبعوث ہوکر بڑی تحدی سے یہ دعویٰ کیا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مسیح ناصری بروئے قرآن مجید فوت ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی تھی۔ بعد ازاں ان کے کشمیر میں دفن ہونے کے متعلق لاجواب ثبوت پیش کیا تھا۔ اور خود دعویٰ کیا تھا کہ آنے والا میں ہی مہدی اور عیسیٰ ہوں۔

کسی آنے والے زمانہ میں ایک آخری عالمگیر جنگ کا خطرہ نظر آرہا ہے۔ گو ظاہری طور پر روس، امریکہ۔ انگریزوں نے ایٹم بم کے آزمائش پر بندش یا پابندی کا عہد کیا ہے۔ ہو سکتا ہے جلدی یا بدیر جملہ اقوام عالم میں پھوٹ اور بربادی کے سامان نظر آنے لگیں۔ لہٰذا تمام دنیا کو خطرناک مصائب اور مشکلات اور عذابوں کا زمانہ دیکھنا ان کے نصیبوں میں روز ازل سے لکھا ہوا ہے۔ یہ عذاب الٰہی جنگ جدل۔ زلازل۔ مختلف امراض اور وباؤں۔ قحط کی صورتوں میں نازل ہوگا۔

خدا تعالےٰ جو حکیم و علیم ہے اور چشمہ ہدایت اور اصلاح ہے وہ اپنا عذاب نازل کرنے سے قبل اپنے کسی خاص بندہ کو مخلوق خدا کی رہنمائی کے لئے کھڑا کرتا ہے تاکہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور فسق و فجور سے پرہیز کریں اور دنیا میں فتنہ و فساد برپا کرنے سے بچیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ وما کنا معذبین حتےٰ نبعث رسولا۔ خدا نے اس زمانہ میں حضرت محمد صلعم خاتم النبیین کی امت میں سے حضرت مسیح موعود کو دنیا کی اصلاح کے لئے چنا اور مبعوث کیا۔ اور ان کو ایک روحانی پسر موعود کی خوشخبری عطا کی۔ جو مظہر اوّل والآخر ہوگا اور حضرت نعمت اللہ ولی رحمت اللہ علیہ کی پیشگوئی کے مطابق پسرش یادگار سے بینم کا مصداق ہوگا اور وہ اپنے وقت پر ظاہر ہوگا۔ اور اتمام حجت اقوام عالم پر کرنے کے بعد آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے قریب کی خالی جگہ پر دفن ہوگا اور اس طرح یہ حدیث نبوی اپنے وقت پر اہل دنیا کو صحیح صورت میں نظر آئے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

از قلم چوہدری محمد حسن چیمہ

# انسانیت کا واحد راہنما

مختلف اقوام نے تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف قائدین کی رہنمائی میں زندگی کے منازل طے کیں۔ اب بھی دنیا کی قومیں اپنے اپنے رہنماؤں کی زیر نگرانی زندگی کا سفر طے کر رہی ہیں۔ یہ رہنما اپنی قوم کے سارے طبقوں کا درد بھی اپنے دل میں نہیں رکھتے۔ چہ جائیکہ ساری انسانیت سے ان کا کچھ سروکار ہو۔ ان کی مخصوص پابندیاں ہیں، جو اپنے اپنے محدود نقطہ ہائے نگاہ رکھتی ہیں اور اس کے مطابق اپنے پروگرام مرتب کرتی ہیں۔ ان سے بڑی بڑی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں جس کا نتیجہ بعض اوقات بہت بڑے پیمانہ پر انسانی خونریزی اور ہلاکت میں ظاہر ہوتا ہے۔ دنیا کی بڑی بڑی جنگیں ایسی ہی غلطیوں کی وجہ سے معرض وجود میں آئیں انسانی دماغ کی سوچ بچار کبھی غلطیوں سے پاک نہ رہ سکی۔ اس لئے پروردگار عالم نے انسانوں پر رحم کرتے ہوئے ان کی رہنمائی کے لئے انبیاء بھیجے اور انہیں وحی الٰہی سے نوازا اور رشد و ہدایت کا ایک پروگرام قوموں کے سامنے رکھا۔ جب تک لوگ اس الٰہی پروگرام پر عمل کرتے رہے۔ ان کی زندگیاں خوشگواریوں اور آسودگیوں سے لبریز رہیں مگر جونہی وہ تعلیمات الٰہی سے روگرداں ہوئے ان پر عذاب الٰہی نازل ہونا شروع ہوا۔ یوں ہی وقت گذرتا گیا اور کاروان انسان کبھی اطاعت اور کبھی نافرمانی کی کیفیات اپنے پر طاری کرتا ہوا تاریخ کے ایسے مقام پر پہنچ گیا کہ اس کی آبادی تمام کرۂ ارض پر پھیل گئی اور آپس میں بھی میل جول بڑھنے لگا۔ اور ادھر مسائل رسل و رسائل بھی وسیع ہو گئے۔ تاآنکہ تمام نسل انسانی ایک کنبہ کی شکل اختیار کرنے لگ گئی۔ ایسے حالات میں دنیا کی سب سے گری ہوئی قوم میں ایک انسان مبعوث ہوا جس نے ایک قلیل مدت میں انسانوں کو اسفل السافلین سے اٹھا کر اعلیٰ العالیین تک پہنچا دیا۔ وہ تمام نسل انسانی کا قائد تھا اور آئندہ آنے والی تمام قوموں کا بھی تمام زمانوں کے لئے رہنما تھا۔ اس نے نسل انسانی کی ترقی کے لئے عالمگیر اصول بیان کئے اور ان پر عمل پیرا ہو کر دکھا دیا کہ کس طرح ایک وحشی انسان اس کے بیان کئے ہوئے اصولوں پر چل کر مہذب اور متمدن انسان بن سکتا ہے۔ اور اس کی جبلی ذہانت کو ایسی جلا مل سکتی ہے کہ وہ روحانیت کے تمام منازل طے کر کے ایسا باخدا انسان بن سکتا ہے کہ اس کے اور اس کے پیدا کرنے والے کے درمیان تمام پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں اور اسے ہمکلامی کا شرف بخش دیا جاتا ہے۔ ایک مسلمان جب مصاف زندگی میں داخل ہوتا ہے تو وہ دوگونہ ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ناموافق طاقتوں کے مقابلہ پر صف آرا ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک ہتھیار تو قرآن حکیم ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہوا ہے اور جس کی محفوظیت کے دوست، دشمن سب قائل ہیں۔ اس کے بالمقابل کوئی ایسی الہامی کتاب نہیں جو اس قسم کی محفوظیت کا دعویٰ کر سکے۔ دوسرا ہتھیار خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا نمونہ ہے جنہوں نے وحی الٰہی پر عمل کر کے دکھا دیا۔ حضور کی زندگی کی تمام تفصیلات کو تاریخ نے اپنے اوراق میں محفوظ کر لیا ہے۔ یہ ہتھیار کسی اور قوم کو نصیب نہیں۔ دیگر بانیان مذاہب کی زندگیاں افسانوں میں گھر کر رہ گئی ہیں۔ پس ان دو ہتھیاروں سے مسلح ہو کر نہ کوئی قوم ناکام رہ سکتی ہے اور نہ کوئی فرد۔

## تاریخ کا ایک واقعہ

ہم اس مختصر سے مضمون میں اس رہبر اکملؐ کی زندگی کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہتے ہیں جسے پڑھ کر انسانوں کے لئے ہدایت کی کئی راہیں کھل جاتی ہیں۔ اور سینکڑوں اسباق اور عبرتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ حضورؐ کی زندگی کا یہ وہ دور ہے جبکہ مکہ فتح ہو چکا ہے۔ اور بغیر کسی خونریزی کے فتح ہوا ہے۔ انسانوں کا یہ قائد دس ہزار قدوسیوں کو لے اپنے خطرناک اور ظالم ترین دشمنوں کے شہر میں داخل ہو چکا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس قدر مظالم اور سفاکیاں کی ہوئی ہیں کہ وہ کسی قسم کی نرمی اور رحم کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ وہ حضور کے عزیزوں، رشتہ داروں، دوستوں اور ساتھیوں کے خون میں اپنے ہاتھ رنگین کر چکے ہیں۔ انہی لوگوں نے حضورؐ کی ایک صاحبزادی کو نہایت وحشتناک اور لرزہ خیز طریق پر شہید کیا تھا۔ انہی لوگوں نے حضورؐ کے چچا حمزہؓ کا کلیجہ دانتوں میں چبالیا تھا۔

آج یہ سب لوگ حضور کے سامنے ملزموں کی حیثیت سے کھڑے تھے۔ مگر اس رحمت العالمینؐ نے سب کو لا تثریب علیکم الیوم کا اعلان کر کے معاف کر دیا۔ اس کے بعد قریش کی تمام قوم مفتوح اور مغلوب ہو گئی۔ حرم پاک بتوں سے خالی کر دیا گیا۔ اور توحید الٰہی کا جھنڈا عرب کے مرکز میں نصب کر دیا گیا۔

## ایک اور امتحان

اس کے بعد تمام عرب پر مسلمانوں کا رعب اور اقتدار چھا گیا۔ اب مسلمانوں کی طاقت بڑھ چکی تھی اور ان کے پاس سامان حرب بھی کافی جمع ہو چکا تھا۔ ایسے حالات میں مسلمانوں اور ان کے قائد پر ایک اور امتحان کا وقت آ گیا۔ مکہ کے مشرق کی طرف ایک قوم ہوازن سکونت پذیر تھی یہ لوگ بڑے جنگجو اور تیر انداز تھے۔ اسلام سے انہیں سخت وحشت تھی۔ ان کے خطیبوں نے تمام قبائل عرب میں دورہ کر کے اسلام کے خلاف سخت اشتعال پیدا کر دیا۔ اور ایک زبردست لشکر وادی حنین میں جمع ہونا شروع ہوا تاکہ محمد رسول اللہؐ کی فوج پر حملہ کر کے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ حضور کے ہمراہ دس ہزار نفوس تو مدینہ سے آئے ہوئے تھے مزید دو ہزار افراد مکہ سے شامل ہو گئے۔ مسلمانوں کے پاس جنگ کا سامان بھی کافی تھا۔ حضور بارہ ہزار کی اس فوج کو ہمراہ لے کر وادی حنین میں جا اترے۔ آپ کے جاں نثار اس سے قبل اپنے سے تگنی چارگنی بلکہ دس گنی تعداد کو شکست دے چکے تھے اور ایسے حالات میں دے چکے تھے کہ مخالفین پوری طرح سامان حرب سے لیس تھے اور آپؐ کے فدائی بعض اوقات بالکل نہتے اور بے ساز و سامان ہوتے تھے۔ اب حالات بدل چکے تھے آپ کی فوج تعداد میں بھی زیادہ اور سامان جنگ بھی کثرت سے رکھتی تھی۔ لوگوں کو کچھ اپنی فوقیت پر ناز ہوا۔ اور ہوازن قوم کو شکست دینا انہیں نظر آیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو اب یہ دکھانا مقصود تھا کہ بلند مقصد کے لئے لڑائیاں تعداد اور ساز و سامان کی محتاج نہیں ہوتیں۔ ان لڑائیوں کے پیچھے لڑنے والوں کا عزم اور حسن کے ساتھ خدائی ہاتھ کی معاونت کام کرتی دکھائی دیتی ہے فیصلہ کن طاقت ثابت ہوتا ہے۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آ گئیں اور جنگ شروع ہوئی تو مسلمانوں پر تیر چاروں طرف سے برسنے لگے۔ فوج کا وہ حصہ جہاں اہل مکہ کے بہادر لڑائی کے لئے صف آرا تھے اور جس کی کمان خود حضرت خالد بن ولیدؓ کر رہے تھے۔ سب سے پہلے دشمن کی زد میں

آیا۔ فوج کا یہی حصہ سب سے مضبوط اور پیکر شجاعت تھا۔ مگر وہی سب سے پہلے لڑکھڑا گیا۔ اس کا اثر دوسری فوج پر پڑا اور تمام لشکر میں گڑبڑ مچ گئی اور کفار کی فوجوں کو تہس نہس کرنے والے غازی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے اور میدان میں صرف نبی کریم صلعم اور ان کے ساتھ حضرت عباس رضؓ رہ گئے۔ محمد رسول اللہؐ وہ انسان ہے جو ایک اقلیت میں ہو کر تمام نوع انسان کے بالمقابل حق کا علمبردار ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اور آہستہ آہستہ تمام طاقتوں کو مغلوب کر کے فاتح ملک کی حیثیت اختیار کر چکا تھا آج وہ پھر اکیلا اور تنہا نظر آتا ہے کیا اس وقت اس کے چہرے پر کچھ خوف ہراس کے آثار ہیں۔ کیا وہ بھی میدان جنگ کو چھوڑ کر بھاگنے کی فکر میں ہے؟ نہیں ہرگز ہرگز نہیں بلکہ وہ یلغار بولنے والے اور جوش و غضب میں آکر زور دار حملہ کرنے والے لاتعداد دشمنوں کے سامنے نہ صرف کھڑا ہے بلکہ ان کی طرف قدم بڑھاتا ہے اور یہ کہتا چلا جا رہا ہے

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

حضورؐ کی یہ آواز سن کر انصار و مہاجرین کے گروہ لبیک لبیک کہتے ہوئے پھر حضورؐ کے گرد جمع ہو گئے اور اس زور سے دشمنوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں کہ میدان کارزار انسانی لہو سے رنگین ہو گیا اور بالآخر لشکر کفار میدان چھوڑ کر راہ فرار اختیار کر گیا۔

## ایک اور نظارہ

دشمن اس جنگ میں شکست کھا کر چوبیس ہزار اونٹ۔ چالیس ہزار بھیڑ بکری۔ چار ہزار اوقیہ چاندی اور ۶ ہزار قیدی بطور غنیمت مسلمانوں کے لئے چھوڑ گیا۔ اور طائف میں جا کر پناہ گزین ہو کر محصور ہو گیا۔ حضورؐ کے پاس اس وقت جدید آلات حرب بھی تھے۔ اگر وہ چاہتے تو محصورین کو شکست دے کر تباہ کر سکتے تھے۔ مگر حضورؐ کا منشا نہ کسی سے انتقام لینے کا تھا اور نہ بلا ضرورت اذیت پہنچانا۔ حضورؐ نے محاصرہ اٹھا لیا اور اہل طائف کے حق میں جنہوں نے پہلے بھی حضور کو کلمۂ حق پہنچانے کی وجہ سے لہولہان کر کے شہر سے نکال دیا گیا۔ یہ دعا کی :-

اللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا وَأْتِ بِهِمْ

خدا تو ثقیف کو ہدایت فرما اور ان کو میرے پاس لے آ۔ یعنی ان کو توفیق دے کہ وہ مسلمان ہو جائیں یہ دعا قبول ہوئی اور تھوڑے عرصہ کے بعد اہل طائف کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ قلب محمد میں نسل انسانی کے لئے دردمندانہ جذبات تھے۔

## "تیسرا نظارہ"

اس جنگ کے معاً بعد قوم ثقیف کا ایک وفد قیدیوں کی آزادی کے لئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا یہ لوگ حضورؐ کی طبیعت کو خوب جانتے تھے کہ ان کا قلب محبت و رحمت سے لبریز ہے اور ہر ممکن رعایت و شفقت کی ان سے توقع کی جا سکتی ہے۔ اس قوم نے مسلمانوں کی عظمت کو داغدار کرنے کی کوشش کی تھی اور ایسی سخت تیر اندازی کی تھی کہ اس سے ان کے پاؤں اکھڑ گئے تھے اور وہ بھاگ نکلے تھے۔ اس فرار سے ان کی بڑی سبکی ہوئی تھی۔

بایں ہمہ یہ لوگ جب آزادی کا مطالبہ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے اس وقت اپنے اور اپنے خاندان کے حصے کے قیدیوں کو آزاد کر دیا مگر اہل وفد کو کہا کہ میں دوسرے مسلمانوں کو مجبور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسلام میں آزادی اور مساوات ہے۔ ہاں جب نماز کے وقت لوگ اکٹھے ہوں گے تو میں آپ کی سفارش کر دوں گا۔ چنانچہ ظہر کے وقت جب اکٹھے ہوئے تو حضورؐ نے تمام مجمع کے سامنے اہل وفد کی استدعا پیش کی اور ساتھ ہی ان کی سفارش بھی کر دی مسلمانوں نے بطیب خاطر سب قیدیوں کو آزاد کر دیا محمد رسول اللہؐ کی یہ ہی ادائیں تھیں جن سے قلوب مسخر ہوتے تھے اور اسلام سرعت سے لوگوں میں پھیل گیا۔

## "ایک اور عبرتناک نظارہ"

اس جنگ سے حاصل کیا ہوا مال غنیمت جب فوج میں تقسیم ہو گیا تو کچھ رقم بیت المال سے نکال کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے بعض سرداروں اور بعض بدوؤں کے قبائل میں تالیف کے لئے بطور انعامات تقسیم کر دی انصار کے بعض لوگوں کو یہ بات ناگوار گذری اور انہوں نے آپس میں چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ حضورؐ ایک بیدار قائد کی طرح لوگوں کے جذبات، احساسات اور نفسیات سے واقف رہتے تھے۔ حضورؐ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ اس بات سے حضور کو ذرا ملال تو ہوا اور انصار کو بلا کر حقیقت حال دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ ہاں بعض لوگوں نے اس قسم کی باتیں کی ہیں حضورؐ نے تمام پبلک کے سامنے انصار کو مخاطب کر کے حسب ذیل تقریر کی جو فن خطابت کا ایک شاہکار ہے :-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

" اے انصار! میں تمہارے پاس اس وقت آیا جب تم گمراہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی۔ تم نے شرک چھوڑا اور موحد ہو گئے۔ تم کئی چوکھٹوں پر سر رکھ کر پوجا کرتے تھے۔ میں نے تمہیں صرف ایک چوکھٹ پر جھکایا۔ تم ذلیل تھے۔ قرآن کی تعلیم سے معزز ہو گئے۔ تم مفلوک اور افلاس زدہ تھے۔ اللہ نے تمہیں غنی کر دیا۔ ایک دوسرے کا گلا کاٹتے تھے۔ فیضان الٰہی سے ایک دوسرے کے جاں نثار ہو گئے۔ گمنام و بے یار و مددگار تھے۔ مشہور فاتح ہو گئے"

انصار سنتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے صدقت یا رسول اللہ۔ صدقت یا رسول اللہ۔ جوں جوں حضورؐ کی آواز میں بلندی آ رہی تھی۔ انصار کے سر نگوں ہو رہے تھے۔ اچانک حضورؐ کی آواز میں نرمی پیدا ہوئی اور آپ نے تلطف آمیز لہجے میں فرمایا:-

" اے میرے پیارے انصار! تم بھی مجھے یہ کہہ سکتے ہو اور سچائی سے کہہ سکتے ہو کہ آپ اپنے گھر سے نکالے گئے۔ ہم نے آپ کو پناہ دی۔ آپ کے عزیز آپ کے جان لیوا تھے۔ ہم آپ کے جان نثار بن گئے۔ قدم قدم پر ہم نے اسلام کی لڑائیاں لڑیں اور دشمنوں کو پسپا کیا۔ مگر اے انصار تمہارے دل میں یہ کیوں وسوسہ پیدا ہوا کہ میں نے کیوں مال دنیا تالیف قلب کے لئے دوسروں کو دیا اے گروہ انصار! کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ لوگ گھروں میں بکریاں اونٹ اور زر نقد لے کر جائیں اور تم اپنے ہمراہ اللہ کا رسولؐ لے جاؤ خدا کی قسم اے انصار اگر لوگ مختلف راہوں پر چلیں اور انصار ایک الگ راستہ پر چلیں تو میں اس راستہ پر چلوں گا جس پر انصار چل رہے ہوں گے"۔

آپ تقریر فرما رہے تھے اور انصار کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں گر گر کر زمین کو تر کر رہی تھیں، اور آخری الفاظ پر ان کی چیخیں نکل گئیں۔ اس وقت حضورؐ کی آنکھیں بھی پرنم تھیں۔

اس شان کا انسان چشم فلک نے اس کرۂ ارض پر صرف ایک ہی زمانہ میں دیکھا۔ اور یہ عظیم المرتبت شخصیت اس سے پہلے کبھی پیدا ہوئی اور نہ آئندہ پیدا ہوگی۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ

میرزا مسعود بیگ صاحب

# حضرت نبی کریم صلعم کی نرالی شان

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم ۔ آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محوِ دلبر کز کمالِ اتحاد ۔ پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال ۔ چوں دلِ احمد نمی بینم دگر عرشِ عظیم

(مسیح موعودؑ)

دنیا میں ہزاروں لاکھوں انبیاءؑ، ہادیانِ قوم اور رہنمایانِ دین مبعوث ہو چکے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق انبیاءؑ کی گنتی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے ہمارے نبیٔ پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخر میں تشریف لائے اور خاتم النبیین ٹھہرے۔ آپ کی بعثت کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے ہدایت کی تکمیل کر دی اور اپنی تمام نعمتیں حضور کی ذات پر تمام کر دیں اور اسلام کی شکل میں ایک کامل و مکمل ضابطۂ حیات بنی نوع انسان کے لئے تجویز کر دیا گیا۔

یوں تو ہمارے سید و مولاؐ بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار میں سے ایک ہیں اور از روئے قرآن ما کنت بدعا من الرسل۔ آپ کوئی پہلے مدعی رسالت نہ تھے اور آپ سے قبل بے شمار مدعیانِ رسالت گذر چکے تھے اور جیسے پہلے رسول آتے رہے اسی طرح آپ نے بھی نبوت و رسالت کا دعوے کیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایسی شان عطا فرمائی ہے کہ آپ تمام انبیاء کے سرتاج اور تمام رسولوں کے سردار اور سید ولد آدم اور افضل البشر ٹھہرے آپ کی شان نرالی ہے اور آپ کو حق تعالےٰ نے ایسی امتیازی حیثیت عطا فرمائی ہے کہ وہ کسی اور پیغمبر کو نہیں دی گئی۔

آیت مندرجہ بالا میں تکمیل دین اور اتمام نعمت کی جو بشارت ہے یہ ایک بہت بڑا امتیاز ہے۔ احادیث میں لکھا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد علمائے یہود نے یہ کہا کہ اگر یہ آیت ان پر نازل ہوتی تو اس کے نزول کے دن وہ عید مناتے۔ تو یہ مسلمانوں کے لئے بڑے فخر و ابتہاج کا مقام ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی موہبت ہے اور خاص انعام ہے کہ ہمیں کامل دین اور کامل کتاب اور کامل و اکمل پیغمبر کی حلقہ بگوشی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت نبی کریم صلعم کی ذات اقدس کی بلندی اور اسلام کی عظمت کی تفاصیل ایک بہت لمبا مضمون ہے جسے چند صفحات میں قلمبند نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقت ہم صرف چند پہلوؤں کا مختصر طور پر ذکر کریں گے۔

## (۱) بعثت :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں یہ کمال ہے کہ جہاں پہلے انبیاء صرف محدود گروہ یا قوم کی طرف ہدایت لے کر آتے اور ایک محدود زمانہ کے لئے مبعوث ہوتے ہمارے سید و مولےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وما ارسلناک الا کافۃ للناس کے مصداق تھے۔ آپ تمام انسانیت کے لئے مبعوث ہوئے اور رحمۃ للعلمین بن کر جلوہ گر ہوئے۔ آپ کا زمانہ محدود نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے ہے اور جب تک یہ دنیا قائم ہے اس وقت تک کے لئے آپؐ کی تعلیم باقی رہے گی۔

آپؐ کی ایک اور نرالی شان یہ ہے کہ اگرچہ آپؐ سب سے آخر مبعوث ہوئے لیکن پیدائش میں آپؐ سب سے پہلے بھی تھے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کنت اول النبیین فی الخلق و اخرھم فی البعث یعنے میں پیدائش میں سب نبیوں سے اول ہوں اور بعثت میں سب سے آخر۔ آپ کا سب سے اول ہونا اس طرح سے ہے کہ تمام انبیاء سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عہد لیا گیا تھا۔ تمام پیغمبر آپؐ کے مصدق تھے اور آپؐ کے ظہور کی بشارت دے کر آتے تھے۔ اور آپؐ کے ظہور سے ہی گویا سلسلۂ نبوت کی اصل غرض پوری ہوئی۔ اس طرح آپؐ اول النبیین ٹھہرے۔ پھر آپؐ نے تمام انبیائے سابقہ کی تصدیق فرمائی اور ان کی وحی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا اور اس طرح سلسلۂ نبوت کی دونوں کڑیاں اول و آخر مکمل کر دیں۔ یہ نرالی شان صرف آپ ہی کو حاصل ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

## (۲) کتاب و شریعت :-

محمد رسول اللہ صلعم کی شان آپؐ کی لائی ہوئی شریعت اور اس عظیم کتاب سے بھی ظاہر ہوتی ہے جس کا نام قرآن مجید ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی حفاظت کا خود اللہ تعالےٰ نے ذمہ لیا ہے اور اس کی کوئی آیت یا لفظ تو کیا ایک شوشہ تک چودہ صدیوں میں تبدیل نہیں ہوا۔ پہلی کتابیں کچھ تو دنیا سے نابود ہو گئیں اور باقی محرف و مبدل ہو کر اپنی عظمت اور تاثیر کھو بیٹھیں لیکن اللہ تعالےٰ نے تمام وہ صداقتیں جن کا دنیا میں باقی رہنا ضروری تھا وہ قرآن پاک کے اندر جمع کر دیں۔ فرمایا فیھا کتب قیمۃ یعنے مضبوط کتابیں اس کے اندر ہیں۔ قرآن مجید بھی ہمیشہ کے لئے آفتاب عالم تاب کی طرح چمکتا رہے گا اور آئندہ زمانوں میں کوئی ایسی صداقت ظاہر نہ ہوگی جو قرآن کے اندر موجود نہ ہو۔ ولا یاتونک بمثل الا جئنک بالحق۔

قرآن مجید میں سب مذاہب پر بحث موجود ہے اور ہر ایک عقیدۂ حقہ کی تائید اور عقیدۂ باطلہ کی تردید موجود ہے حتیٰ کہ ان عقائد کی بھی جو اس وقت اہل عرب کے علم میں بھی نہ تھے۔ اس صحیفۂ آسمانی میں ایسی تعلیم دی گئی ہے جو سب ملکوں سب قوموں اور سب زمانوں کی ضرورت کے لئے کافی ہے۔ وہ تعلیم جس کا ایک وحشی سے وحشی انسان اور ادنےٰ درجہ کی تہذیب کے لوگ طلبگار ہوں اور وہ تعلیم بھی جس کا ایک بڑے سے بڑا فلسفی اور سائنسدان اور تہذیب کے اعلےٰ ترین مقام پر پہنچی ہوئی اقوام متلاشی ہوں۔ بقائے نسل انسانی اور اس کے عروج و ترقی کے لئے ہر قسم کی ہدایت اور لائحہ عمل اس کتاب میں موجود ہے۔ جس طرح ہمارے پیغمبرؐ نے تمام انبیاءؑ کی تصدیق فرمائی اسی طرح قرآن مجید نے بھی تمام مذاہب کو خدا کی طرف سے مان کر ان کے اختلافات میں فیصلہ کی ایک نہایت ہی لطیف راہ بتائی ہے۔ قرآن پاک نے ہر ایک دعوے بھی خود ہی پیش کیا ہے اور دلائل بھی خود دیئے ہیں اور باطل کا کوئی حملہ اس پر نہیں ہو سکتا نہ آگے سے نہ پیچھے سے اور اس کے کسی اصول کو غلط نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

یہ اس کتاب کی نرالی شان ہے جس سے صاحب کتاب یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دوبالا ہو جاتی ہے۔

### (۳) کامل نمونہ :۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور شان یہ ہے کہ آپ کی ذات میں ایک کامل اور مکمل نمونہ انسانیت کی ہدایت کے لئے ملتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں اور ہر منزل اور ہر مقام پر راہنمائی کے لئے آپ کا اسوۂ حسنہ اور طریقہ موجود ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ یعنی رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ ملے گا۔ آپ کی زندگی اس ارشاد خداوندی کی مصداق اور مظہر اتم تھی سابقہ انبیاء کرام کی زندگیاں اس طرح سے تمام پہلوؤں پر حاوی نہ تھیں جیسے ہمارے رسول پاکؐ کی تھی۔ جناب مسیح علیہ السلام کی زندگی کی جو تصویر اناجیل میں نظر آتی ہے اس کی بناء پر انہیں کامل نمونہ قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ ان کی سیرت کے بہت سے پہلو تشنہ رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح دیگر انبیاءؑ کے حالات میں کوئی تفصیل نہیں ملتی نہ سیرت کی کتابوں میں اور نہ تاریخ میں۔ بلکہ بعض کے وجود سے بھی موجودہ زمانہ کے لوگوں نے انکار کر دیا ہے۔ اور ان کی تاریخی حیثیت و شخصیت کو تسلیم نہیں کیا جاتا، کیونکہ اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔

لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک زندہ نبی ہیں اور آپ کی زندگی کی اس قدر تفاصیل موجود ہیں کہ ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ حضورؐ کا اٹھنا بیٹھنا، کھانا، پینا، عبادت و ریاضت، گھریلو زندگی، سماجی اور معاشرتی زندگی، تجارت، حکمرانی، فوج کی کمان، فیصلہ اور عدالت، ازواج سے حسن سلوک رشتہ داروں سے صلہ رحمی، دشمنوں سے عفو کا برتاؤ، دیگر اقوام کے ساتھ رواداری، الغرض زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کا پاکیزہ نمونہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ وہ بحیثیت ایک بچہ کے، ایک نوجوان کے، خاوند، باپ، دوست، ہمسایہ، آقا، حاکم، جرنیل، سپاہی، مزدور، مقیم، مسافر، مذہبی رہنما، خلوت گزین عابد، معاہدہ کرنے والا، علم دوست اور علم پرور استاد، غرضیکہ ہر حیثیت سے ایک مکمل اسوہ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ بھی آپ کی نرالی شان ہے اور پھر اس پر مزید یہ کہ جس طرح حضورؐ کے متبعین نے آپ سے عشق کیا اور آپ کی زندگی کی تمام جزئیات کو محفوظ کر لیا یہ بھی کسی اور نبی اور ہادی قوم کو نصیب نہیں ہوا۔ محمد رسول اللہ صلعم کے صحابہؓ جہاں جاں نثاری میں بے نظیر تھے، اور آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہو کر لڑتے اور اپنی جانیں قربان کرتے تھے، وہاں حضورؐ کے متبع اور پیروی میں بھی ایسا کمال کیا کہ اپنی اپنی زندگیاں حضورؐ کے نمونہ پر ڈھال لیں اور عشق کا ایسا نمونہ دکھایا کہ تاریخ اس کی دوسری مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور ایمان و ایقان اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بڑی شان تھی ہمارے آقا کی اور نرالی شان تھی ہمارے پیغمبر کی جن پر ذات باری نے بھی درود بھیجا ہے۔

اللھم صل وسلم وبارک علی نبینا محمد۔

---

# حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ

| | |
|---|---|
| طُوبیٰ لِمَنْ شَغَلَهُ عَیْبُهُ | مبارک باد ہے اس شخص کے لئے جو اپنے |
| عَنْ عُیُوبِ النَّاسِ طُوبیٰ | عیوب پر نظر کر کے دوسروں کی عیب جوئی سے بچا رہا |
| لِمَنْ اَنْفَقَ مَالاً اکْتَسَبَهُ | |
| مِنْ غَیْرِ مَعْصِیَةٍ وَجَالَسَ | مبارکباد ہے اس کے لئے جس نے حلال کی کمائی |
| اَهْلَ الْفِقْهِ وَالْحِکْمَةِ وَخَالَطَ | خدا کی راہ میں خرچ کی۔ علماء اور عقلمندوں کی |
| اَهْلَ الذُّلِّ وَالْمَسْکَنَةِ طُوبیٰ | ہم نشینی اختیار کی اور غریبوں اور مسکینوں کے |
| لِمَنْ زَکَتْ وَحَسُنَتْ خَلِیْقَتُهُ وَ | ساتھ ملتا جلتا رہا۔ مبارک ہے وہ شخص جس |
| طَابَتْ سَرِیْرَتُهُ۔ وَعَزَلَ عَنِ | کے اخلاق اچھے ہوں۔ دل پاکیزہ ہو۔ |
| النَّاسِ شَرَّهُ۔ طُوبیٰ لِمَنْ اَنْفَقَ | اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔ مبارک |
| مِنْ مَالِهِ وَاَمْسَکَ الْفَضْلَ | ہے وہ شخص جو ضرورت سے بچا ہوا مال خدا کی راہ |
| مِنْ قَوْلِهِ وَوَسِعَتْهُ | میں خرچ کیا کرے اور فضول گفتگو سے پرہیز |
| السُّنَّةُ وَلَمْ تَسْتَهْوِهِ | رکھے۔ راہ شریعت پر عمل کرنا اسکے لئے آسان |
| الْبِدْعَةُ۔ | ہو اور بدعت اسے اپنی طرف راغب نہ کر سکے |

فخرالدین احمد صاحب راولپنڈی

# رحمۃ للعلمین

دینِ اسلام نے معبودِ برحق کا جو تصور پیش کیا ہے اور عبد اور معبود میں جس تعلق کی نشاندہی کی ہے وہ دنیا کے کسی دوسرے مذہب کی تعلیمات میں نظر نہیں آتی۔ اسلام کا خدا اپنے بندوں پر مہربان اور بار بار رحم کرنے والا۔ ان کے قصوروں اور لغزشوں سے درگذر کرنے والا۔ جسمانی ربوبیت کرنے کے علاوہ ان کی اخلاقی اور روحانی تربیت اور نشوونما کے سامان کرنے والا ہے۔ چنانچہ ہبوطِ آدمؑ کے ذکر میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ آدم سے لغزش ہوئی تو رؤف اور رحمان خدا نے خود انہیں کلمات سکھائے اور گناہ سے بچنے اور خدا کی حفاظت میں آنے کا طریقہ بتلایا۔ اور نسلِ آدم کے لئے وعدہ کیا کہ جب بھی میری مخلوق میں کفر و ضلالت پھیل جائے گی تو میں اپنے بندوں پر رحمت سے توجہ کروں گا اور ان کی ہدایت کا سامان کروں گا۔ پس جو کوئی اس ہدایت کو قبول کرے گا وہ بے خوف و خطر نجات پانے والوں میں سے ہوگا۔

ہدایت کا یہ سامان روزِ ازل سے جاری ہے اور دنیا کا کوئی خطہ اور کرۂ ارضی کا کوئی قطعہ ایسا نہیں جس میں خدائے مہربان نے اپنے بندوں کو اس نعمت سے محروم رکھا ہو۔ اس نعمت کا اتمام و اکمال آج سے چودہ سو سال پہلے ہوا جب جزیرۂ عرب میں جس کے برکت دیئے جانے کی دُعا ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی رسالت و نبوت کا عالمتاب سراجِ منیر جلوہ گر ہوا۔ آپؐ کی بعثت سے قبل اس وادیٔ بطحاء میں جاہلیت کا دور دورہ تھا۔ خشکی کے وسیع اور عریض خطوں کے علاوہ سمندری جزائر کی آبادیوں میں بد امنی۔ فساد، کفر و الحاد اور لادینی پھیلی ہوئی تھی۔ انسان کا انسان دشمن تھا۔ نسلِ انسانی آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھی حصولِ اقتدار کی کشمکش۔ ہوا و ہوس کی لہریں اس آگ کے شعلوں کو بھڑکا رہی تھیں ... آسمانی کتابوں میں انبیاء کی اس موعود اور مبشر سرزمین سے نغمہ ہائے توحید کے بلند ہونے کی بشارات ضرور موجود تھیں۔ صحرائے عرب سے رشد و ہدایت کی نہریں جاری ہونے کی پیشگوئیاں بھی پائی جاتی تھیں فاران کی چوٹیوں سے ان انوار کا طلوع ہونا جو دنیا کے ظلمت کدوں کو روشن اور منور کرنے والی تھیں بیان کیا گیا تھا۔ مگر ہر طرف یاس اور ناامیدی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ یہودیت اور نصرانیت اہلِ عرب سے بت پرستی، شراب خوری۔ قمار بازی جور و جفا۔ اور بد اخلاقی دُور کرنے میں ناکام ہیں باوجودیکہ ان کی پشت پر سلطنتِ روما موجود تھی۔ اور وہ کئی سو سال سے اس قوم کی اصلاح کی کوششیں کرتے رہے تھے۔ مشہور متعصب غیر مسلم مؤرخ سر ولیم میور نے لکھا ہے :-

" ایسے زمانے میں جس سے آگے انسان کی یاد نہیں جاتی مکہ اور جزیرہ نما عرب روحانی موت کی حالت میں تھا۔ یہودیت، نصرانیت اور فلسفیانہ ریسرچ کا اہلِ عرب کے دلوں پر ہلکا اور عارضی سا اثر ایسا ہی تھا جیسا ایک ساکن جھیل کی سطحِ آب پر ہلکی سی جنبش تو نمودار ہو مگر اس کے عمق میں کامل سکون، بے حسی اور بے حرکتی ہو۔ لوگ توہمات۔ ظلم اور بدی میں غرق تھے ........ ہجرت سے تیرہ سال قبل مکہ اس ذلیل حالت میں مردہ پڑا تھا۔ مگر ان تیرہ سالوں نے کیا انقلابِ عظیم پیدا کر دیا؟ یہودی صداقت مدت سے مدینہ کے لوگوں کے کانوں میں گونجتی رہی تھی مگر جب تک انہوں نے نبی عربی کی رُوح کو ہلا دینے والی آواز نہیں سُنی اس وقت تک وہ بھی خواب سے بیدار نہیں ہوئے"

یہ رُوح ہلا دینے والی صوت ہادی جو صحرائے عرب میں بجلی کے کڑکے کی طرح گونج اُٹھی تھی رؤف بالعباد اور خدائے رحیم کی طرف سے رحمت خداوندی کی یہ خوشخبری دے رہی تھی :-

"کہہ - اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ وہ جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امّی پر جو اللہ اور اس کے کلموں پر ایمان لاتا ہے اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ "
(الاعراف)

تیرہ سال کی قلیل مدت میں یہ فقید المثال انقلاب برپا کرنا ایک ایسی خصوصیت ہے جو آپؐ کو دوسرے مصلحین عالم سے ممتاز کرتی ہے۔ اس دوران میں آپؐ کے ساتھیوں کی تعداد کوئی بہت بڑی نہ تھی وہ بڑے بڑے سرمایہ دار اور بااثر لوگ نہ تھے۔ آپؐ کسی حکومت۔ فوج اور ریاست کے والی نہ تھے۔ بلکہ مکی زندگی کے یہ تیرہ سال آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں نے انتہائی مظلومیت میں بسر کئے۔ وہ ہر طرح سے اذیت دیئے گئے ستائے گئے۔ مارے گئے ان پر نت نئے مظالم توڑے گئے۔ آپؐ کو تقریر اور تبلیغ کی آزادی حاصل نہ تھی۔ مگر باوجود ان سب مشکلات کے اس ہدایت یافتہ گروہ کے عزمِ راسخ اور ایمانِ محکم میں سر مو فرق نہ آیا۔

اب مقام غور ہے کہ وہ کیا جذبہ تھا جو کلمۂ توحید و رسالت کے معتقدین میں کس درجے کا ایمان محکم اور عزمِ راسخ پیدا کر دیتا تھا۔ یہ جذبہ آپؐ کی نیم شبانہ دعاؤں کا اثر تھا جو اپنے وطن کی بے راہ روی۔ اخلاقی گراوٹ، زبوں حالی اور صراطِ مستقیم سے روگردانی کو دیکھ کر آپؐ غارِ حرا میں جا کر کیا کرتے تھے۔ قوم کے رؤسا تو راتوں کو لہو و لعب، شاہد و شراب کی نذر کر دیتے تھے۔ مگر آپؐ راتوں کو غارِ حرا میں جا کر یادِ خدا اور نالہ و بکا میں مشغول رہتے اور قوم کی اصلاح کے لئے رو رو کر دعائیں کرتے تھے۔ چنانچہ ان دعاؤں نے اپنا اثر دکھلایا اور اُفقِ عرب پر موعود نبی آخرالزمان رحمۃ للعلمینؐ بن کر طلوع ہوا۔ جس کی تعلیم اور تزکیہ نفوس کی بدولت برسرپیکار قبائل اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے عرب بھائی بھائی بن گئے۔ منتشر اور پراگندہ عرب متحد اور مربوط ہو کر ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے جن سے نافرمانی۔ عصیان اور امن سوز تحریکیں ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتی رہیں۔ نبی آخرالزمان نے انسان کو عبد اور معبود، خالق اور مخلوق کے صحیح تعلق۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد سے روشناس کرایا۔ بنی نوع انسان کو بھائیوں کی طرح مل جل کر رہنے اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونے، مذہبی آزادی اور رواداری۔ کمزوروں، زیردستوں اور محتاجوں سے حسنِ سلوک کا سبق دیا۔ عورتوں کی ذلیل و درگور کی ہوئی مخلوق کو سوسائٹی میں صحیح اور باعزت مقام دیا۔ آنحضرت صلعم کی قوتِ قدسی سے فیض یاب ہونے والے عربوں کے بارے میں قرآن کریم کی یہ شہادت کافی ہے :

" اللہ نے مؤمنوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں (اس کے) بدلہ میں کہ اُن کے لئے جنت ہے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں سو مارتے ہیں اور مرتے ہیں ۔ یہ وعدہ اُس کے ذمے سچا ہے توریت اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے بڑھ کر اپنے وعدے کو کون پورا کرنے والا ہے ۔ سو اپنے سودے پر جو تم نے اُس سے کیا ہے خوش ہو جاؤ اور یہی بڑی کامیابی ہے ۔ توبہ کرنے والے ۔ عبادت کرنے والے ۔ حمد کرنے والے ۔ خدا کی راہ میں سفر کرنے والے ۔ رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے ۔ بھلائی کا حکم دینے والے اور بُرائی روکنے والے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے اور مومنوں کو خوشخبری دے "

(التوبہ)

شمع رسالت کے یہ پروانے جس ملک اور قوم میں گئے ۔ انہیں پاک بازی ۔ رفق ۔ ملائمت اور بنی نوع انسان سے ہمدردی کی تعلیم دی ۔ دنیا کی دلفریبیاں انہیں جادۂ مستقیم سے ہٹا نہ سکیں ۔ انہوں نے دنیوی لذتوں سے ہٹا کر لوگوں کو اس دائمی سرور اور مسرت سے آگاہ کیا جو تخلیق کائنات کا اصل مقصد ہے ۔ ان کی دیانت امانت اور سلامتی، راستبازی اور خدمت خلق نے غیروں سے خراج تحسین وصول کیا ۔ صلح اور امن کے یہ شہزادے دنیا میں امن اور سلامتی پھیلانے والے تھے ۔ چونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رہتی دنیا اور ابد الآباد تک کے لئے ایک کامل اکمل اور اتم نمونہ ہیں اس لئے آپ کی اتباع اور پیروی آج بھی ہماری دنیا سے بے چینی ۔ نفاق ۔ بداعتمادی ۔ بغض و عناد دُور کرنے میں کارگر ہو سکتی ہے ۔ آپ نذیر بھی ہیں اور بشیر بھی ۔ جس طرح احکم الحاکمین رب العالمین ہے ، اسی طرح آنحضرت صلعم رحمۃ للعالمین ہیں ۔ صحرائے عرب میں رشد و ہدایت کی جو نہریں قریباً ڈیڑھ ہزار سال بھی تھیں ان سے اب تک کہیں نہ کہیں نہ زمین سے اُس آب زلال کے چشمے پھوٹتے رہے اور اس سنت کے مطابق ایک چشمہ **قادیان** سے پھوٹا ۔ اور یہ آپ کے رحمت اللعالمین ہونے پر ہماری چشم دید شہادت ہے ۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے ۔ جنہوں نے اُولٰئک السابقون کی طرح مظلومیت کی زندگی بسر کی وہ طرح طرح سے ستائے گئے ، مگر اُن کے پائے استقلال متزلزل نہ ہوئے ۔ ان کے پاس حکومت نہ تھی ۔ فوج نہ تھی ۔ سلطنت نہ تھی ۔ مگر قرآن اور اس کی پاکیزہ تعلیم کی اشاعت اور نبی آخر الزمانؐ کی سنت کا احیاء ان کی زندگی کا مقصد تھا ۔ ان کے نزدیک قرآن کریم کا پھیلانا اور پاک محمد مصطفٰےؐ نبیوں کے سردار کی سیرت طیبہ کی نشر و اشاعت جہاد کبیر کا حکم رکھتے تھے ۔ اس مٹھی بھر جماعت کے ایمان محکم ۔ عزم راسخ ۔ ایثار ایقان ۔ عمل اور مساعی جمیلہ کے طفیل امت مرحومہ پر نشاۃ ثانیہ وارد ہوئی ۔ دنیا کے مختلف خطوں پر محکوم مسلمانوں کی آزاد و خودمختار حکومتیں ابھرتی چلی گئیں اور امت مسلمہ کو پھر یہ موقعہ ملا کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے سنت رسول اللہ کے مقدس کام کو سرانجام دیں کیونکہ اس کے بغیر دنیا میں صحیح امن ، سلامتی اور بھائی چارہ قائم نہیں ہو سکتا ۔ زندہ خدا کے زندہ کلام اور زندہ نبی کی تعلیم سے دنیا کو روشناس کرانے سے بہتر عید میلاد النبی صلعم منانے کی کوئی دوسری صورت نہیں ۔

اللھم صل علے محمد و علے آل محمد و بارک وسلم

خاکسار ۔ فخر الدین احمد
راولپنڈی

---

(بقیہ کالم نمبر ۳)

جس نے اپنی شخصیت اور دعوئے نبوت سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا ۔ ! یعنی پُشتوں کے دشمنوں کو گلے سے ملا دیا " ۔ (از اینڈ اوٹس آف سیاسٹ)

مختصراً عربوں کی تمدنی اور مذہبی حالت یہ تھی اب بقول دالبٹر عرب کی باری آئی ۔ ایک ایسے مکمل فوری اور خلاف معمول انقلاب کا ڈنکا بجا جو دنیا کے کسی تختہ پر کسی قوم میں وقوع میں نہیں آیا ۔ " (باسورتھ سمتھ)

" اہل عرب ایک جاہل اور مفلس قوم تھے ۔ جو صحرا نوردی کیا کرتے تھے ان میں ایک نبی مبعوث ہوتا ہے کس قدر حیرانی ہے کہ وہی قوم جسے کوئی جانتا بھی نہ تھا ۔ کل دنیا میں مشہور ہو گئی اور جو لوگ سب سے چھوٹے تھے وہ یک دم سب سے بڑے بن گئے ایک صدی کے بعد اگر مغرب میں غرناطہ تک عربوں کا سکہ رواں ہو گیا تو مشرق میں دہلی تک انہی کے نام کا سکہ چلنے لگا ۔ اور جرأت اولو العزمی سے متصف ہو کر ملک عرب کے لوگ صدیوں تک دنیا کے ایک بڑے حصہ پر چمکتے رہے " (کارلائل)

# حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اصلاح کا بے مثل کام

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

ہیں کہ عرب حضرت محمد کی آمد کے وقت اصلاح کے لئے بیقرار تھا اور اسے قبول کرنے پر ہمہ تن آمادہ لیکن جب ہم عرب کے عہد ماضی پر غور سے نظر ڈالتے ہیں تو اسلام سے پہلے عرب کی تاریخ اس قیاس کی تردید کرتی ہے "

(میور)

" اوائل زمانہ سے جس کے متعلق کسی کا حافظہ کام نہیں کر سکتا عرب پر روحانی جمود طاری تھا ۔ یہودی اور مسیحی مذہب نے ہرچند کوشش کی ۔ لیکن ان کا اثر بس ایسا ہی عارضی تھا ۔ جیسے ہوا کا جھونکا سطح آب پر حباب کو پیدا کر دیتا ہے لیکن سطح کے نیچے کوئی جنبش پیدا نہیں ہوتی یہ لوگ توہمات ظلم اور بدکاری کے گہرے غار میں پڑے ہوئے تھے ۔ شدید درجہ کی بت پرستی ان کا مذہب تھا اور ان دیکھی چیزوں سے ڈرتے رہنا ان کا ایمان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہجرت سے ۱۲ سال پہلے مکہ ایک تن بے جان کی طرح بے حس و حرکت پڑا تھا ۔ ان تیرہ سالوں میں جو تغیر آ گیا وہ کیسا ہوشربا ہے ۔ اہل مدینہ ایک مدت سے یہودی صداقت کا غلغلہ سنتے چلے آتے تھے ۔ مگر وہ بھی خواب غفلت سے اس وقت بیدار ہوئے جب پیغمبر عربی کی روح افزا صدا ان کے کانوں میں گونجی جس سے یکایک ان میں ایک نئی روح اور سرگرم زندگی پیدا ہو گئی ۔

(میور)

" اور پھر بھی ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ کوئی تاریخ ایسے حیرت انگیز و ولولہ خیز واقعات پیش نہیں کر سکتی جو عہد اوّل کے مسلمانوں میں ملتے ہیں ۔ "

(حیات محمد مصنفہ کونسٹ ایلین ڈیسبری)

" دنیا میں ایسی پراگندہ اور منتشر قوم کوئی نہ تھی کہ یکایک ایک معجزہ ظاہر ہوا ۔ ان میں ایک ایسا انسان پیدا ہوا ۔

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

مولانا عبداللہ جان صاحب پشاوری

# درود شریف کی حقیقت اور اسکی برکات

## ختم نبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض روحانی کے تاقیامت جاری ہونے کا ثبوت ہے

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔
(سورۃ الاحزاب ۲۲:۵)

میرے ایک دوست نے جو دوست محمد بھی ہیں، مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں میلاد النبی نمبر کے لئے کوئی مقالہ لکھ کر بھیجوں۔ میں اپنی بے بضاعتی اور کم مائگی کے پیش نظر ورطہ حیرت میں پڑ گیا کہ یہ کام تو علماء کا ہے نہ کہ میرے یا میرے جیسے عامی کا۔ میں نے کہا کہ خدایا تجھے تو میرے حال کا علم ہے۔ اسی سوچ بچار میں تھا کہ میرے دل میں یہ آیت آئی جو عنوان مضمون میں لکھی گئی ہے۔

اس آیت مندرجہ صدر کا ترجمہ یہ ہے:۔
"خدا اور اس کے ملائک نبی کریم (محمد رسول اللہ صلعم) پر درود بھیجتے ہیں مومنو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔"

بعض درود کی جگہ صلوٰۃ کا لفظ ترجمہ میں دیتے ہیں اور اسی سورۃ الاحزاب رکوع ۶ میں خدا تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے:۔
ھو الذی یصلی علیکم و ملٰئکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور۔

ترجمہ:۔
وہی خدا ہے جو تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تمہیں اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالے

صَلّو قرآن کریم میں دو جگہ آیا ہے ایک آیت مندرجہ عنوان بالا میں (پارہ ۲۲/۴) اور دوسری جگہ (پارہ ۲۹/۵) میں۔ خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ۔

لغت میں صلو کے معنے آگ دینا یا آگ میں ڈالنا ہے۔ اصلاہ النار کے معنے ادخلہ فیہا اسکو آگ میں ڈالا۔ قرآن کریم میں بھی اسی معنی میں ایک جگہ استعمال ہوا ہے (پارہ ۲۹/۵ میں) صلو لغت میں گرمانے اور آگ دینے کے ہیں۔ اسی سے صلاۃ اور صلوٰۃ مشتق ہے جن کے معنی دعا اور نماز کے ہیں کیونکہ دعا اور نماز روح کے گرمانے کا ذریعہ ہے۔

(۱) دعا کے معنے میں یہ آیت ہے:۔ ویتخذ ما ینفق قربات عند اللہ و صلوٰۃ الرسول (۱۱/۲) جو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور رسولؐ کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ سے قرب کا ذریعہ جانتے ہیں۔

(۲) وصل علیہم ان صلوٰتک سکن لہم واللہ سمیع علیم (۱۱/۲) ان لوگوں کے لئے دعا کیا کریں کہ آپ کی دعاؤں کے لئے موجب تسکین ہے کیونکہ خدا دعاؤں کو سننے والا اور ان کے حال کا علم رکھنے والا ہے۔

(۳) صلوٰۃ عبادت خانے۔ لھدمت صوامع و بیع و صلوٰت (۱۷/۳)

اب دیکھنا یہ ہے کہ:۔
(۱) ان اللہ یصلی اور (۲) والملٰئکۃ یصلون علی النبی اور (۳) صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ سے مراد کیا ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خود صحابہؓ کو بھی خیال پیدا ہوا کہ یہ "درود" کس طرح بھیجا جاوے اس کا کیا طریقہ ہے:۔

(۱) ۔ چنانچہ عبدالرحمان ابن ابی لیلی (تابعی) سے روایت ہے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ کعب بن عجرہ رض (صحابی) ملے اور کہنے لگے میں آنحضرت سے سنی ہوئی ایک بات بطور ہدیہ تمہیں پہنچاؤں۔ میں نے کہا ضرور۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم درود کس طرح بھیجا کریں سلام بھیجنے کا طریق تو خدا تعالیٰ نے ہم کو بتا دیا آپ نے فرمایا یوں کہا کرو:۔

اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ال ابراھیم انک حمید مجید۔

(۲) ۔ یہی روایت جو بطور حکایت عبدالرحمان تابعی نے بیان کی ہے براہ راست حضرت کعب بن عجرہ رض سے بھی حدیث میں درج ہے۔

(۳) ۔ یہی الفاظ بطور سنت نماز میں آج تک پڑھے جاتے ہیں۔

درود شریف کے الفاظ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:۔

"درود شریف وہی بہتر ہے جو آنحضرتؐ کے زبان مبارک سے نکلا اور وہ یہ ہے اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد ........ انک حمید مجید۔"

اور فرمایا کہ:۔
جو الفاظ پرہیزگاروں کے سردار اور نبیوں کے سپہ سالار کے منہ سے نکلے ہیں وہ کس قدر بابرکت ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس درود شریف کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں:۔
"اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول کریمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف اور اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہیں کئے یعنی آپ کے اعمال صالح کی تعریف تحدید سے بیرون تھی اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان

میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق اور صفا تھا کہ آپ کے اعمال اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ ان کی ہمت اور صدق وہ تھا کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔"

## درود شریف کے متعلق دیگر احادیث

راوی حضرت ابو ھریرہؓ :۔

(۱)۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود ایک بار بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا۔

(۲)۔ راوی ابوطلحہ انصاریؓ روایت کرتے ہیں :۔ ایک روز صبح حضور صلعم جب تشریف لائے تو حضورؐ کے چہرہ پر خاص طور پر بشاشت تھی صحابہؓ کے دریافت پر فرمایا :۔

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ نے آکر مجھے کہا کہ تمہاری اُمت میں سے جو شخص ایک بار عمدگی سے درود بھیجے گا اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کی دس نیکیاں لکھے گا۔ اور اس کی دس برائیاں معاف فرماتے گا اور اسے دس درجہ بلند کرے گا اور ویسی ہی رحمت اس پر نازل کرے گا جیسے اس نے تمہارے لئے مانگی۔"

(۳)۔ راوی ابو ہریرہؓ :۔
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ پر درود بھیجا کرو تمہارا مجھ پر درود بھیجنا خود تمہارے لئے پاکیزگی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔

(۴)۔ راوی حضرت عبداللہ بن عباسؓ :۔
آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے مجھ پر درود بھیجنا چھوڑ دیا اس نے جنت کی راہ کو چھوڑ دیا۔

(۵)۔ راوی حضرت انسؓ :۔
آنحضرتؐ نے فرمایا قیامت کے دن ان کے خطرات سے اور ہولناک مواقع سے تم میں سے سب سے زیادہ محفوظ اور نجات یافتہ وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا (میرے لئے تو اللہ تعالیٰ کا اور فرشتوں کا درود ہی کافی تھا یہ تو اللہ تعالیٰ مومنوں کو ثواب پانے کا ایک موقع بخشتا ہے۔

(۶)۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ :۔
آنحضرت صلعم نے فرمایا قیامت کے روز میرے ساتھ تعلق اور قرب رکھنے والا وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔

(۷)۔ راوی حضرت ابوبکرؓ :۔
آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجے گا قیامت کے روز میں اس کی شفاعت کروں گا۔

(۸)۔ راوی ابی بن کعبؓ :۔
آنحضرتؐ رات کا دو تہائی حصہ گذر سکنے کے وقت اُٹھکر اپنے گھر والوں اور ارد گرد کے لوگوں کو نماز کے لئے جگا کر انہیں فرمایا کرتے تھے اٹھو اللہ کو یاد کرلو۔ اللہ کو یاد کرلو۔ ............

میں نے ایک رات حضورؐ کے جاگنے پر عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنی دعا کا ایک بہت بڑا حصہ حضور کے لئے مخصوص کر دیا کرتا ہوں۔ اگر بہتر ہو کہ آپ ارشاد فرمائیں، میں اپنی دعا کا کتنا حصہ حضور کے لئے مخصوص کروں۔ فرمایا جتنا چاہو ............ میں نے عرض کیا آئندہ اپنی تمام دعائیں حضور کے لئے مخصوص رکھا کروں گا فرمایا اس میں تمہاری ضرورتیں اور حاجتیں آجائیں گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے سارے کام کر دے گا اور تمہاری ساری مرادیں پوری کر دے گا اور کوتاہیاں معاف کر دے گا۔

(۹)۔ راوی عبداللہ بن مسعودؓ :۔
میں ایک دفعہ مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آنحضرتؐ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ حاضر تھے جب میں (آخری تشہد کے لئے) بیٹھا تو میں نے اپنے لئے دعا شروع کرنے سے پہلے حمد وثنا بیان کی۔ پھر آنحضرتؐ پر درود بھیجا اور اس کے بعد اپنے لئے دعا کرنے لگا۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا (اب خدا تعالیٰ سے جو مانگنا ہو) مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ یعنے درود شریف کے بعد دعا شرف قبولیت پاتی ہے۔

(۱۰) راوی حضرت جابر بن سمرہؓ :۔
آنحضرتؐ نے فرمایا کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور مجھ پر درود بھیجنا تنگی دور ہونے کا ذریعہ ہے۔

درود شریف بھیجنے کی اہمیت اور اس کی برکات کا ذکر تو اوپر آگیا۔ ہم نے اپنے زمانہ میں درود شریف کے برکات سے متمتع شخصیت (حضرت مسیح موعودؑ) کو دیکھا جن کا قول ہے کہ :۔

(۱) "اگرچہ آنحضرتؐ کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے کہ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کا ایک جزو ہو جاتا ہے پس جو فیضان شخص مدعو لہ پر ہوتا ہے وہی فیضان اس پر بھی ہوتا ہے اور چونکہ آنحضرتؐ پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والے کو جو ذاتی محبت آنحضرتؐ کے لئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے۔"

(۲) :۔ پھر لکھا ہے :۔
"ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے اُن سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجے تھے، هٰذا ما صلیت علی محمد۔"

حضرت مسیح موعودؑ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت تھی، چنانچہ حضرتؑ کو درود کا ورد کرنے کے لئے کئی بار ارشاد الٰہی ہوا۔ چند الہامات یہ ہیں :۔

(۱)۔ "امر بالمعروف وانہ عن المنکر وصل علی محمد وال محمد الصلوٰۃ ھو المربی۔ محمدؐ اور آل محمد پر درود بھیج۔ درود ہی تربیت کا ذریعہ ہے"

(۲)۔ کل برکۃ من محمد فتبارک من علم وتعلم۔

(۳) ۔ صل علی محمد وال محمد سید ولد آدم وخاتم النبیین۔ حضور فرماتے ہیں یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کی طفیل سے ہے اور اسی سے محبت کرنے کا صلہ ہے سبحان اللہ۔ اس سرورِ کائنات

کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محب خدا تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ:

"میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرتؐ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جاکر آنحضرتؐ کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہا نالیاں ہوتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرتؐ دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔

درود شریف کیا ہے رسول کریمؐ کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ کے فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اسکو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو"

احسن ما قال۔ کہ سالک بے خبر نہ بود ز رسم و راہ منزلہا۔ میں نے بھی رؤیا میں دیکھا کہ آپ نے سفید کپڑوں پر سبز مخمل کی ایک قمیص پہنی ہے میرے ایک دوست مرحوم نے بیان کیا کہ ایک دفعہ وہ بڑی کثرت سے رسول کریمؐ پر درود بھیجتا رہا تو ایک رات رسول کریمؐ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے فرمایا اسی طرح کبھی کبھی آیا کرو۔

آیت مندرجہ عنوان مضمون پر توجہ کرنے سے مجھے تفہیم ہوئی کہ خدا تعالیٰ کا درود بھیجنے کا حکم دینے اور رسول کریمؐ کے اسکو جزو نماز ٹھہرانے میں کوئی بڑا ہی اعلیٰ مقصد اور غایت ہے۔ جو اب میں آگے بیان کروں گا۔

یہ تو ظاہر ہی ہے کہ ملائکہ اور مومنین جب درود بھیجتے ہیں تو یہی کہیں گے کہ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد ...... الخ۔ لیکن ان اللہ یصلی کی صورت اور ہے۔ ایک ہی لفظ ہیں جب ہمارے لئے آوے تو اس کے اور معنی ہوتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے لئے آوے تو اور معنی ہوتے ہیں۔ مثلاً:۔

لیعلم اللہ الذین صدقوا و لیعلم الکاذبین۔ خدا تعالیٰ کو ہر شخص کی ساری زندگی کا علم تو پہلے ہی ہوتا ہے جیسے خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ھو اعلم بکم اذ انشاکم من الارض واذ انتم اجنۃ فی بطون امھاتکم

وہ تمہیں خوب جانتا ہے اس وقت سے کہ تم کو زمین سے پیدا کرنے والا تھا اور جبکہ تم پھر اس دنیا میں پہلے پہل ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے یعنی جنین کی حالت میں یعنی جبکہ سب کی آنکھوں سے پوشیدہ حالت میں تھے۔ تو یہاں لیعلم الصادقین الخ کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ صادقین اور کاذبین کو شناخت کرائے۔ یعنی ہم پر ان کی صداقت اور کذب ظاہر کر دے۔

جیسے دوسری جگہ اس مضمون کو واضح الفاظ میں یوں ادا فرمایا:۔

عفا اللہ عنک لم اذنت لھم حتی یتبین لک الذین صدقوا و تعلم الکاذبین۔

ترجمہ:۔

آپ نے ان کو کیوں اجازت دی انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ پر سچے ظاہر ہو جاتے اور جھوٹوں کا بھی آپ کو علم ہو جاتا۔

اس قاعدہ کی رو سے اللہ یصلی کے معنے ہوں گے کہ خدا تعالیٰ رسول اکرمؐ پر برکات بھیجتا رہتا ہے چاہیئے کہ ملائکہ اور مومنین بھی درود اور سلام بھیجیں۔ جو خدا کے حضور رسول اکرمؐ پر نزول برکات کے لئے دعا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی برکتیں ہیں۔ چنانچہ درود شریف ہی میں خدا تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا فرمایا۔

کما صلیت علی ابراھیم و کما بارکت علی ابراھیم۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسی برکات ہیں جو حضرت ابراہیمؑ کے لئے مخصوص تھیں اور ان کے مقابلہ میں کوئی دوسری شخصیت تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی۔

سورہ احزاب پارہ (۲۱) کے رکوع ۱ و ۲ کی آیات کو پڑھئے جس میں جنگ احزاب کا ذکر ہے۔ یہ وہ جنگ ہے جو ایک طرف صحابہؓ کی روز افزوں طاقت کا اور دوسری طرف کفار مکہ کے زوال کے لئے نشان بن گیا۔ اس جنگ میں قریش مکہ نے قبائل عرب کو ملا کر ۱۵۰۰۰ کے لشکر سے مدینہ پر حملہ کیا اور مسلمان محصور ہو کر رہ گئے اور مدینہ کے گرد ایک خندق کھود دی مسلمان ۳۰۰۰ ہزار تھے اور کفار نے اپنا لشکر پانچ پانچ ہزار کے تین حصص میں تقسیم کیا کہ باری باری آٹھ گھنٹہ تک مسلمانوں کو مشغول رکھیں اور ان کو دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں آرام لینے کا وقت نہ ملے۔ لیکن چند دن کے بعد ایک سخت طوفان آیا اور کفار کی آگ مسرات کو ان کے خیمے گل اُٹھے اور کفار بھاگ گئے۔ اور اس کے بعد پھر ان کو توفیق نہ ملی کہ مدینہ پر چڑھ کر آویں، حضرت ابراہیمؑ کے پاس اگر مال مویشی کی کثرت تھی تو اور قوموں کے پاس کیا کمی تھی۔ اگر مال و دولت تھا تو اوروں کے پاس اس سے بھی زیادہ تھا، سورۃ احزاب میں ایک خاص امر کا ذکر ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام کا ذکر ہے جو کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ جیسے فرمایا۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔

یہ وہ نبی ہے جس کی نبوت قیامت تک ممتد ہے اور یہ وہ یکتا رسولؐ ہے جس کی رسالت ساری دنیا کے لئے۔ اور اس کا فیض قیامت تک ممتد رہے گا اور اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا کیونکہ ایک نبی آنے سے سابق نبی کا دور اور نبوت ختم ہو جاتی ہے۔

یہ آیت سورۃ کوثر کی تفصیل ہے۔ رسول اکرمؐ کے قیامت تک جاری فیضان آپؐ کو معراج میں تمثیلی شکل میں ایک نہر کی صورت میں دکھایا گیا ہے۔ جس کا ذکر یوں فرمایا:۔

(۱)۔ اتیت علی نھر حافتاہ قباب اللؤلؤ مجوف فقلت ما ھذا یا جبریل قال ھذا الکوثر۔ (بخاری)

یہ رسول اکرمؐ نے معراج کے ذکر میں فرمایا۔

ترجمہ:۔

"میں ترقی کرتے کرتے جنت میں ایک مقام پر پہنچا جہاں مجھے ایک نہر نظر آئی جس کے کنارے کھوکھلے موتیوں کے بنے ہوئے گنبدوں کی مانند تھے میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کیا چیز ہے جبرائیل نے کہا یہ کوثر ہے"

یہ تمثیلی رنگ میں موتی کے قبے ان اولیاء امت کے سلسلے تھے جو حضورؐ کے فیض سے مستفیض ہو کر ولایت کے اعلیٰ مقامات پر پہنچے دوسری جگہ روایت ہے کہ اس نہر سے ہر طرف اور نہریں نکلتی تھیں، کیونکہ سورۃ کوثر نے رسول اکرمؐ کے مخالفین کو ابتر فرمایا جو رسول کریمؐ کی نرینہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ان کو ابتر سمجھتے تھے۔ سورۃ احزاب کی آیت میں رسول کریمؐ کے روحانی بیٹوں کا قیامت تک پیدا ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور بتایا مخالفین کے ابتر ہونے سے مراد ہے کہ ان کی کوئی روحانی اولاد نہ ہوگی بلکہ جسمانی اولاد بھی ان کی رسول اللہؐ کی ابنیت میں آگئی اور ان سے آگے نسل چلی۔ کوئی نہیں جو کہے کہ میں ابوجہل کا لڑکا ہوں

ہاں یہ کہیں گے ہم عکرمہ کی اولاد ہیں۔ کوئی نہیں کہے گا ولید کی اولاد ہوں یہ کہیں گے ہم خالد کی اولاد ہیں۔

دوسری طرف رسول اکرمؐ کے روحانی اولاد کے متعلق یوں ذکر ہے:۔

" قال رسول اللہؐ۔ قال اللہ تعالےٰ
قال انی اخلق علیک اناسًا
قلوبھم کقلوب الانبیاء
منھم الاقطاب ومنھم
الابدال ومنھم الغوث
ومنھم دون ذالک کلّ من
المکلمین الملھمین
ومنھم من یکون قلبه
کقلب نوح وابراھیم
وموسٰی ومنھم الذی
کان قلبه کقلب عیسٰی
ویجیئون علےٰ اقدام
الانبیاء "

ان اولیاء امت سے ہی مجددین کا سلسلہ ہے جن کے متعلق رسول کریمؐ نے فرمایا ہے:۔

" ہر صدی کے سر پہ میری امت میں
ایک شخص کو خدا تعالیٰ کھڑا کریگا
جو تجدید دین کے کام پہ مامور ہوگا۔"

یہ مجددین کی بعثت ایسی ہوگی جیسے انبیاءؑ کی یعنے مجدد کا انتخاب خدا تعالےٰ فرمائیگا اور اپنے زمانہ کے جملہ اولیاء کے سردار ہوا کریں گے۔

اسی لئے حضرت سید عبد القادرؒ کا قول ہے :۔

"میرا قدم سب اولیاء کی گردنوں پر ہے"

مراد ان کے اپنے زمانہ کے اولیاء سے ہے اور انہیں کا قول ہے "نحن انبیاء الاولیاء" یعنے اولیاء میں سے ہماری پوزیشن ایسی ہے جیسے انبیاء کی یعنے دوسرے اولیاء اور مجددین میں فرق یہ ہے کہ مجددین کو خدا تعالےٰ انبیاء کی طرح مبعوث فرماتا ہے۔ اور ان ہی بزرگ ہستیوں کے متعلق رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ :۔

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

حضرت ابراہیمؑ کو کیا چیز ملی جس میں دنیا کی اور قومیں شامل نہیں۔ دولت۔ بادشاہی اور نبوت سے دوسری قوموں کو بھی خدا تعالےٰ نے نوازا ہے وان من امة الا خلا فیھا نذیر لیکن حضرت ابراھیم کے متعلق فرمان الٰہی ہے کہ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکًا واٰتٰکم مالم یؤت احدًا من العالمین وہ چیز جو ابراہیمؑ کی نسل کو ملی اور قوموں کو نہیں ملی وہ سلسلہ موسویہ میں متواتر انبیاء کا آنا تھا۔ یہ وہ امتیاز ہے جو صرف اولاد ابراہیمؑ کو حاصل تھا، اور کسی قوم کو حاصل نہ ہوا۔ تاریخ عالم نہیں بتا سکتی ہے کہ کسی قوم میں ایسی کثرت سے انبیاء متواتر ایک دوسرے کے بعد آئے ہوں جیسے سلسلہ موسویہ سے اور اور یہ وہ انعام ہے جس کے عطا کرنے کے لئے ہمیں دعا سکھائی گئی ہے اور یہ فیضان الٰہی رسول اکرمؐ کو نہ صرف بوجہ اتم عطا ہوا بلکہ سلسلہ ابراہیم وموسٰی سے بڑھ چڑھ کر ایک امتیاز رسول اکرم صلعم کو عطا ہوا اور وہ یہ ہے کہ ان کے فیض سے انبیاء بنی اسرائیل کے مثیل قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور ہونا بھی چاہیئے تھا کیونکہ قیامت تک کسی نبی نے نہیں آنا تھا جیسا کہ ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی آیت بتاتی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی جسمانی اولاد نہیں لیکن آپ کے روحانی بیٹے قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور اگر کوئی آوے جو بغیر فیض رسول اللہ صلعم نبی ہو یا ولی تو وہ تو رسول اللہ کی ابنیت سے نکل گیا لیکن خدا کا وعدہ ہے کہ آپ کے فیض کے بغیر کوئی کسی رتبہ پہ فائز نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ کی رسالت اور نبوت قیامت تک ممتد ہے اور کوئی جو آپؐ کا بیٹا نہیں وہ آپؐ کے فیض سے مستفیض ہوئے بغیر مقام ماموریت کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ مبعوث ہو سکتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جسکو مقام محمود کہا گیا ہے اور جس کے لئے امت کو درود شریف کا حدیث میں نہیں بلکہ قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے۔ اللھم صلّ وسلّم وبارک علےٰ محمد کما صلیت وبارکت علےٰ ابراھیم وعلےٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔

قرآن کریم میں آیت استخلاف میں خلفاء کے آنے کا وعدہ ہے انبیاء کے آنے کا وعدہ نہیں۔ مقام حیرت ہے کہ جو لوگ قولاً ختم نبوت کے قائل ہیں۔ فعلًا اور عقیدۃً رسول اکرمؐ کو خاتم النبیین نہیں مانتے کیونکہ ایک تو وہ ایک نبی (حضرت عیسٰیؑ) کی آمد کے منتظر ہیں، حالانکہ وہ ایسے نبی نہیں جو کہ رسول اکرمؐ کا بیٹا ہو بلکہ ایک مستقل نبی ہونے کی حیثیت سے رسول کریمؐ کے بھائی ہیں۔ مقام حیرت ہے کہ عوام تو حقائق سے دور ہوتے ہیں۔ لیکن ایک مفسر نے خاتم النبیین پہ ایک کتابچہ لکھا ہے جس میں لکھتے ہیں کہ اگر حضرت عیسٰیؑ فوت بھی ہو چکے ہوں تو خدا ان کو دوبارہ زندہ کرکے مبعوث فرمائے گا۔

سورۃ واقعہ میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے:۔

نحن قدرنا بینکم الموت و
ما نحن بمسبوقین علیٰ ان
نبدّل امثالکم وننشئکم
فی ما لا تعلمون۔ ہم نے تمہارے
لئے موت مقدر کر دی ہے۔ اور ہم
عاجز نہیں ہے تمہارے مثل بدل کر

لاویں اور تم کو ایسی صورت میں پیدا کریں جو تم نہیں جانتے۔ ضرور تم پہلی پیدائش تو جان چکے ہو تم کیوں ان واقعات سے سبق نہیں لیتے۔ $\frac{۲۷}{۱۵}$ "

(۱)۔ انسان مر کر جب دوبارہ زندہ کیا جائیگا اس صورت کو تم نہیں جانتے۔

(۲)۔ پہلی پیدائش کو تو تم دیکھ چکے ہو (من بعد الموت پیدائش کو نہیں جان سکتے) پہلی سے تم سبق لے سکتے تھے۔

مطلب یہ ہوا کہ (۱) دوسری پیدائش پہلی کی طرح نہیں جو تم سمجھ سکو (۲) پہلی پیدائش سے تم اتنا سبق لے سکتے ہو کہ قانون الٰہی میں واپسی نہیں۔ بلکہ آگے آگے جانا ہے۔

انسان مٹی تھا۔ نطفہ کی صورت میں متشکل ہوا پھر ماں کے پیٹ میں کئی صورتیں بدلتے بدلتے بچہ کی صورت اختیار کی۔ پھر اس تربیت گاہ سے باہر انسان کی شکل وصورت میں آیا۔ اب اسے آگے جانا ہے اور چوتھی صورت میں جس کا تم کو علم حاصل نہیں ہو سکتا جیسے تم نطفہ سے تھے تم کو علم نہ تھا کہ کیا بنو گے اور جیسا انسانی بچہ تھے تو پیٹ میں تم کو علم نہ تھا کہ آگے کیا منزل ہے۔ اسی طرح چوتھی صورت موعودہ کا بھی تم کو علم حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔

یہ تین منازل تمہارے اعمال کا نتیجہ نہ تھیں لیکن چوتھا بدن یا صورت تم کو جو دی جائے گی وہ تمہارے عمل کے نتیجہ کے طور پر ہوگا۔ دیکھو سورۃ ملک:۔

تبارک الذی بیدہ الملک وھو علےٰ کل شیئ قدیر الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملًا۔

یہ قانون ارتقاء انسانوں کے لئے ادکامات کے تمام مخلوقات پر حاوی ہے جو خالق واحد کے لئے شاہد ہے۔ ایک ننھا بیج سبزہ کے رنگ میں سطح زمین پر نمودار ہوتا ہے۔ پھر درخت بنتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جوان ہوتا ہے۔ اور پھر پھل دیتا ہے۔ پھر خشک ہو جاتا ہے۔ یہ اس کی موت ہے۔ جیسے کوئی خشک درخت اگر زمین میں دوبارہ لگایا جاوے سرسبز نہیں ہو سکتا اسی طرح انسان مر کر دوبارہ جسم خاکی میں نہیں آ سکتا ہے۔ ذالک تقدیر العزیز العلیم۔ اور رسول کریمؐ کا یوم وفات ہم کو ہر سال یاد دلاتا ہے کہ اگر کوئی دوبارہ زندہ ہو کر آنے کا مستحق ہے یا ہو سکتا ہے تو وہ وہ یکتا و یگانہ نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو دنیا سے ایسے کامیاب گئے جس کی نظیر تاریخ دنیا کے دوسرے انبیاءؑ میں نہیں مل سکتی۔

والسلام علےٰ من
اتبع الھدیٰ

عبد اللہ جان عفی عنہ
$\frac{۷}{۳}$ ۲۴

ملک ظفر اللہ صاحب آف راولپنڈی

# محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور درود شریف و نماز

لاہور سے محترم بشیر احمد سوز صاحب کا کارڈ آیا کہ میں بھی پیغام صلح کے "میلاد النبیؐ" نمبر کے لئے اپنی نگارشات پہلی فرصت میں ارسال کر دوں۔ یہ ارشاد انہوں نے اس لئے کیا کہ میں بھی کبھی کبھی کچھ مضمون (نگارشات) برائے اشاعت بھیجتا رہتا ہوں ان نگارشات یا مضامین کی کیا حقیقت ہوتی ہے اس کا واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ اُم الکعس مال (خزانہ) میں سے جس کے متعلق محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنے والا مسیح یعطی المال حتّٰی لایقبل - یعنے مال دیا کرے گا مگر قبول نہ کیا جائے گا (مال سے مراد خدا کی شناخت کے معارف و حقائق ہیں) اپنی استعداد کے مطابق چند جواہرات لے کرکے جو مجھے پیارے قیمتی اور پسند کے نظر آتے ہیں ترتیب دے کر ایک ہار کی صورت میں بطور نگارشات پیش کر دیا کرتا ہوں کہ شاید کسی حق طلب دوست کو پسند آئے اور وہ اسے دل کی تزئین کے کام میں لا سکے۔

چونکہ میں ہیچمدان ہوں اور اپنی ہیچمدانی کا مجھے دل سے اعتراف ہے اور میں اپنے اندر ذاتی قابلیت اور استعداد بھی نہ پاتا تھا کہ ایسا بھی کر سکوں لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل سے یہ توفیق دی کہ میں ایسا کر سکوں ابتدائے

ہر چہ دادی خرج کن در راہ او

کے مدنظر ایسا کر لیتا ہوں آج بھی چند سطور اسی کے مدنظر لکھ رہا ہوں۔ اور اصل مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کرامت نامہ ہے جس میں عشق خدا اور رسولؐ کے حاصل کرنے اور درود شریف اور نماز پڑھنے کا طریقہ ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تمام انسان نمونہ کے محتاج ہوتے ہیں اور وہ نمونہ انبیاء علیہم السلام کا وجود ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر تھا کہ درختوں پر کلام الٰہی لکھا جاتا مگر اس نے جو پیغمبروں کو بھیجا اور ان کی معرفت کلام الٰہی نازل فرمایا اس میں سرّ یہ تھا کہ تا انسان جلوہ اُلوہیت کو دیکھے جو پیغمبروں میں ہو کر ظاہر ہوتا ہے۔ پیغمبر مظہر اُلوہیت اور خدا نما ہوتے ہیں پھر سچا مسلمان اور مومن وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر ہے۔ نبی اس وقت آتا ہے جب مخلوق پر اخلاقی ذہنی اور روحانی موت طاری ہو جاتی ہے اور اس کا یہ کام ہوتا ہے کہ اُس مخلوق کو از سر نو زندہ کرے پس وہ اپنے ساتھ اعلےٰ اصول لاتا ہے ان پر خود عمل پیرا ہوتا ہے اور دوسروں کو عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس طرح پر وہ اپنے ماحول اور حلقۂ اثر میں زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے مختصر یہ کہ نبی کا کام انسانیت کو ارتقائی منازل طے کرانا ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں اس نوعیت کی ہیں کہ جن کی نظیر کسی دوسرے نبی کی زندگی میں نہیں مل سکتی۔ ہم مسلمان آپ صلعم کو اس وجہ سے افضل الرسل تسلیم کرتے ہیں کہ آپؐ کی ذات جامع جمیع کمالات انبیاء ہے۔ ہر نبی قوم کے لئے بمنزلہ ایک نصب العین کے تھا اور اسوۂ حسنہ بنا کر بھیجا گیا تھا تاکہ افراد قوم اس کو سامنے رکھیں تو آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ایسے رسول ہیں جن کو ہم اپنی زندگی کی اصلاح کے لئے اُسوہ بنا سکتے ہیں جمیع صفات نبوت آپؐ کی ذات میں جمع ہیں اور ہر کمال جو کسی نبی کی ذات میں تھا آپؐ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود ہے یعنی ع

آنچہ ہمہ خوباں دارند تو تنہا داری

غرض رسول اللہ صلعم کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ملے کہ اُس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپؐ نے آکر کیا کیا تو انسان وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اُٹھتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں یہ خیالی اور وقتی بات نہیں ہے۔ قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر پر پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریمؐ نے کیا کیا ورنہ وہ کیا بات تھی جو آپؐ کے لئے خصوصاً فرمایا گیا:—

ان اللّٰہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

کسی دوسرے نبیؐ کے لئے یہ صدا نہیں آئی — پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمدؐ کہلایا صلی اللہ علیہ وسلم۔

اب میں کرامت نامہ درج کرتا ہوں جس کا میں اُوپر ذکر کر آیا ہوں یہ حضرت اقدسؑ کا ایک پرانا خط ہے جو کہ آپ نے ۱۸۸۳ء میں میر عباس علی کے نام لکھا اسکو فائدہ عام کے لئے درج کر رہا ہوں۔ اور ان چند سطور کو لکھنے کا میرا مطلب یہی تھا کہ شاید اس سے کسی صاحب دل کو فائدہ پہنچے۔

[کرامت نامہ حضرت اقدسؑ جس میں عشق خدا اور رسولؐ کے حاصل کرنے اور درود شریف اور نماز پڑھنے کا طریقہ ہے]:—

"جو کچھ بطور رسم وعادت کے ہے وہ کچھ چیز نہیں اور نہ اس سے کچھ مرحلہ طے ہو سکتا ہے سچا طریق اختیار کرنے سے کو طالب صادق آگ میں ڈالا جائے مگر جب اپنے مطلب کو پائے گا سچائی سے پائے گا استغنا آدمی نہ عزت سے کام رکھتا ہے نہ نام سے نہ ننگ سے نہ خلقت سے نہ ان کے لعن سے نہ اُن کے طعن سے نہ ان کی مدح سے نہ اُن کی ذم سے جب سچی طلب دامنگیر ہو جاتی ہے تو اس کی یہ علامت ہے کہ غیر کا بیم اور اُمید بکلی دل سے اُٹھ جاتا ہے اور توحید کی کامل نشانی یہ ہے کہ محب صادق کی نظر میں غیر کا وجود باقی نہ رہے — ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء - آپ اتباع طریقہ مسنونہ میں بہ لحاظ بدرجہ غایت رکھیں کہ ہر ایک عمل رسم اور عادت کی آلودگی سے بکلی پاک ہو جائے اور دلی محبت کے پاک فوارہ سے جوش مارے - مثلاً درود شریف اس طور سے نہ پڑھیں کہ جیسا عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں نہ ان کو جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضور تام سے اپنے رسول مقبولؐ کے لئے برکات الٰہی مانگتے ہیں بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہیئے کہ رابطہ محبت آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل یہ تجویز نہ کر سکے کہ ابتدائے زمانہ سے انتہا تک

مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ جو کچھ محبان صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں شدائد اور مصائب اُٹھاتے رہتے ہیں یا آئندہ اُٹھا سکیں یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے وہ سب کچھ اُٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوت واہمہ پیش نہ کر سکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو اور کوئی ایسی مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو اور جب یہ مذہب قائم ہو گیا تو درود شریف جیسا کہ میں نے زبانی بھی سمجھایا تھا اس غرض سے پڑھنا چاہیئے کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریمؐ پر نازل کرے اور اسکو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بنا دے اور اس کی شان و شوکت اس عالم اور اس عالم میں ظاہر کر دے یہ دعا حضور تام سے ہونی چاہیئے جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضور تام سے دعا کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا چاہیئے اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہیئے کہ اس سے مجھ کو یہ ثواب حاصل ہو گا یا درجہ ملے گا بلکہ خالص یہی مقصود چاہیئے کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبولؐ پر نازل ہوں اور اس کا جلال دنیا و آخرت میں چمکے اور اسی مطلب پر انعقاد ہمت چاہیئے اور دن رات دوام چاہیئے یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دل میں اس سے زیادہ نہ ہو پس جب اس طور پر یہ **درود شریف** پڑھا گیا تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے اور حضور تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو اور یہاں تک یہ

توجہ رگ و ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جائے **علیٰ ہذا القیاس** نماز جس کے لئے

رسم اور عادت کے پیرایہ میں کچھ چیز نہیں ہے اس میں بھی ایسی صورت پیدا ہونی چاہیئے کہ مصلی اپنی صلوٰۃ کی حالت میں ایک سچا دعا کنندہ ہو بالخصوص دعا اھدنا الصراط المستقیم دلی آہوں سے دلی تضرعات سے دلی خضوع سے دلی جوش سے حضرت احدیت کا فیض طلب کرنا چاہیئے اور اپنے تئیں ایک مصیبت زدہ اور عاجز اور لاچار سمجھ کر اور حضرت احدیت کو قادر مطلق اور رحیم کریم یقین کر کے رابطہ محبت اور قرب کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ اس جناب میں خشک ہونٹوں کی دعا قابل پذیرائی نہیں فیضان سماوی کے لئے سخت بیقراری اور جوش گریہ وزاری شرط ہے اور نیز استعداد قریبہ پیدا کرنے کے لئے اپنے دل کو ماسوا اللہ کے شغل اور فکر سے بکلی خالی اور پاک کر لینا چاہیئے کسی کا حسد اور بغض دل میں نہ رہے بیداری بھی پاک دامنی کے ساتھ ہو اور خواب بھی۔ بے مغز باتیں سب فضول ہیں اور اور جو عمل روح کی روشنی سے نہیں وہ تاریکی اور ظلمت ہے۔ خذ والتوحید والتفرید والتمجید وموتوا قبل ان تموتوا۔ فقط

در دلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشق یار ازل
آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے
آں رحیم و رحم حق را آیتے
آں کریم وجود حق را مظہرے
احمدؐ آخر زماں کز نورِ او
شد دلِ مردم ز خور تاباں ترے
عاشق صدق و سداد و راستی
دشمنِ کذب و فساد و ہر شرے
روشنی از وے بہر قومے رسید
نورِ او رخشید بر ہر کشورے

ہر کہ بے او زد قدم در بحرِ دیں
کرد در اوّل قدم گم معبرے
اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
شد عیاں از وے علی لوجہ الاتم
جوہرِ انساں کو بود آں مضمرے
ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم بر ہر پیغمبرے
ہے پیام سوئے کوئے او مدام
من اگر می داشتم بال و پرے

(مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

# نعت

از قیصر عبدالوحید حلوی بنت مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم

شہنشاہِ علم و عمل وہ نرالا
کہلوایا اُمّی لقب پانے والا
محمدؐ کے دَر کی گدائی ہی شاہی
گدا اس کا، شاہوں کو شرمانے والا
وہ انسانِ اعظم، وہ رشکِ مسیحا
محمدؐ ہمارا بڑی شان والا
مِلا اُس کو علمِ لدنی خدا سے
ہمیں بُت پرستی سے اُس نے نکالا
ہمیں حشر تک سیدھا رستہ دکھا کر
پہن لی ہے ختمِ نبوّت کی مالا
ہمیں اُس نے قرآں کی نعمت دلائی
مرادیں ہماری وہ بر لانے والا
محمدؐ کا رُتبہ بیاں کیا کروں میں
خدا اُسکی تعریف ہی کرنے والا

## اخبارِ احمدیہ

### مولانا محمد یعقوب خان صاحب کی مراجعت

—— مولانا محمد یعقوب خانصاحب انگلستان سے واپس تشریف لے آئے ہیں ۹ اگست کا خطبہ جمعہ انہوں نے دیا جو دوسری جگہ درج ہے۔

**درخواست دعا۔** (۱) میاں عبدالرحمٰن بٹ مدت سے بیمار چلے آرہے ہیں۔

(۲) ملک عبدالغنی صاحب کارکن دفتر انجمن بھی دیر سے بیمار ہیں۔ ان دونوں کے لئے اور دوسرے احباب جو بیمار یا مالی مشکلات میں مبتلا ہوں ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

### وفات

—— گلاب علی صاحب کارکن انجمن کی والدہ صاحبہ ہندوستان میں وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جس کا ان کو صدمہ ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحومہ جنت نصیب کرے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

## برلن (جرمنی) میں جلسہ میلادالنبی

—:o:—

مولانا محمد یحیی بٹ امام برلن مسجد ”حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وصلم کے پیدا کردہ انقلاب“ کے موضوع پر تقریر فرما رہے ہیں۔ حاضرین میں بڑے بڑے معززین مشغول سماعت ہیں مفصل کیفیت صفحہ ۴ پر ملاحظہ فرماویں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

زر مبادلہ
پاک ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — فی پرچہ ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سونہ


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب


جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ یکم ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۶۳ء | نمبر ۳۴


# جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائینگے

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر ان پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا۔ اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھکر ہے اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے انکو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا۔ نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کیساتھ رکھو اور اسکے غیر کو اسپر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو نجات وہ چیز نہیں جو مرنیکے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات یافتہ کون ہے وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اسکے ہم مرتبہ کوئی رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اسکے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اسکے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعودؑ کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا۔ جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا۔

(کشتی نوح)

## بحر حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ من احق بحسن صحابتی قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال ثم ابوک

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا یا رسول اللہ کون سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ میں نیکی سے اس کا ساتھ دوں، فرمایا تیری ماں، عرض کیا پھر کون، فرمایا تیری ماں، عرض کیا پھر کون فرمایا تیری ماں۔ عرض کیا پھر کون فرمایا پھر تیرا باپ۔

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اکبر الکبائر ان یلعن الرجل والدیہ قیل یا رسول اللہ وکیف یلعن الرجل والدیہ قال یسب الرجل ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو لعنت کرے کہا گیا یا رسول اللہ انسان اپنے ماں باپ کو کس طرح لعنت کر سکتا ہے فرمایا ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔

(صحیح بخاری)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
"مسیح موعودؑ"

(مرتبہ شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

## شمالی امریکہ

ترجمہ خط :- آرتھر ایف گلبسر۔ فلیڈلفیا۔ شمالی امریکہ

جناب عالی۔ آپ کا خط موصول ہوا اور مجھے ازحد خوشی حاصل ہوئی ہے کہ آپ مجھے ایک سیٹ کتابوں کا مفت میری لائبریری کے لئے ارسال کر رہے ہیں۔

ہم اس کی قیمت ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر آپ کی مہربانی کا بہت بہت شکریہ۔ ہم ان کتابوں کا بڑی خواہش سے انتظار کر رہے تھے۔ بالخصوص جو آیات آپ نے قرآن سے لکھی ہیں انہوں نے کافی روشنی دی۔ ان کی وجہ سے مجھے ان کتابوں کے پڑھنے کا بہت شوق پیدا ہوگیا ہے جو آپ بھیج رہے ہیں۔

آپ نے نماز کے متعلق تحریر کیا ہے کہ نماز پڑھنے سے انسان کے دل کی پاکیزگی ہوتی ہے اور دوسرے انسان کا فرض ہے کہ وہ مخلوق خدا کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ یہ دونوں باتیں خدا کی عبادت اور انسانی جذبات کو تقویت دیتی ہیں، یہ خدا کی وحدانیت اور انسانی کمزوری کو ظاہر کرتی ہیں۔ (۱) گناہ کیسے معاف ہو سکتا ہے (۲) انسان خدا کی عبادت اور انسانی خدمت حاصل کرنے کی طاقت کہاں سے لے سکتا ہے،

یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کی رو سے انسان کا دل کبھی صاف نہیں ہو سکتا۔ صرف خدا گناہ معاف کر سکتا ہے۔ اور دعتیہ منا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی کتاب میں درج ہے۔ کہ بغیر خون گرائے گناہ کی معافی نہیں ہے (عبرانیوں ۹۔ ۲۲)

اس کے متعلق اور بھی حوالے ہیں جس کے متعلق یسوع مسیح ........ فرماتے ہیں۔ اس وجہ سے یسوع نے تمام لوگوں کے گناہ برداشت کئے۔ اور جو اس کی آمد کے منتظر ہیں، کیا وہ دوسری دفعہ نازل ہوگا۔ اور بغیر گناہ کے ان کی مکتی ہو جائے گی (عبرانیوں ۹۔ ۲۸-۱۰)

میرے خیال میں مسلمان یسوع مسیح کی آمد کے منتظر نہیں، میں خاص طور پر ایسے مسئلہ کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں اگر قرآن میں موجود ہو۔

میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کا جواب جس پر دنیا کی نظر ہے صریحاً بیان کریں۔ امید ہے کہ آئندہ خط و کتابت جاری رکھیں گے۔

(انہیں خط لکھا گیا اور موزوں لٹریچر بھیجا گیا)

## نائیجیریا

ترجمہ خط :- عبدالوہابی الحاج محمد لاگوس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ میں آپ کی جماعت کا بہت پرانا ممبر ہوں جبکہ میں اوروگرمر سکول میں تھا۔ میں نے ۱۹۶۰ء میں اوروگرمر سکول کو چھوڑا۔ اور صرف تین سال تک تعلیم حاصل کی۔ اس وقت سے میں لاگوس نائیجیریا میں ٹائپسٹ کا کام کرتا ہوں۔ میں ابھی تک یہ سوچ رہا ہوں کہ کس طرح نائیجیریا اور قرب و جوار میں اسلام کی اشاعت کی جائے لیکن افسوس ہے کہ میرے پاس عربی کتب بہت کم ہیں میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے عربی کتب ارسال کی ہیں۔ میں ان کو مطالعہ کروں گا اور اسلام کا پراپیگنڈا کروں گا۔

مجھے امید ہے کہ آپ مندرجہ ۱۲ عدد کتابیں ضرور ارسال کریں گے اگر ایک بھی ان میں سے کم بھیجی گئی تو مجھے افسوس ہوگا۔ یہ عربی کتابیں بغیر حیل و حجت کے مجھے ارسال کریں۔ میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ بغیر چندہ بھیجنے کے میں مذہبی کتابیں لوں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے حق میں دعا کریں کہ خدا مجھے کافی روپیہ دے اور میں خدا کی راہ میں خرچ کر دوں۔ میرے پاس روپیہ ہے اور میرا ارادہ لاہور میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنے کا ہے۔ میں اپنی زندگی مذہبی کام کے لئے وقف کر دوں گا۔ اطلاعاً عرض ہے کہ میں ۲۴ دسمبر ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوا اور شادی کی۔

مجھے امید ہے کہ آپ یہ تمام قیمتی کتابیں ارسال کر دیں گے۔

ان کے علاوہ اگر اور بھی عربی کتابیں ہوں تو مجھے ارسال فرما دیں۔ اگر یہ کتابیں میرے پاس ہوں گی تو میں بلا خوف و خطر نائیجیریا میں تبلیغ کر سکوں گا۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے اور صحت کامل عطا فرمائے۔

—— ۲ ——

ترجمہ خط میجر انصار الدین سیکنڈری ماڈرن سکول۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں انصار الدین سوسائٹی کی ایما سے آپ کی خدمت میں تحریری طور پر باخشش زحمت ہوں۔ ہو سوسائٹی ایک لائبریری ایلون و ون میں سکول کے طالب علموں کے لئے کھولی جا رہی ہے۔ اس لئے میں اپیل کرتا ہوں کہ اسکو اسلامی کتابیں ارسال کریں۔

ہم انسانی ترقی کے لئے اور مسلمانوں کا تعلیمی معیار بلند کرنے کے لئے اور اسلام کی ترقی کے لئے ہر طرح کوشش کر رہے ہیں۔ اس لئے سوسائٹی نے لائبریری کے کھولنے کا بندوبست کیا ہے۔ آپ کی امداد اس وقت ضروری ہے۔

قرآن کریم کے پارہ ۲۔ اور آیت ۲۶۱ میں درج ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی راہ میں اپنی جائداد خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص ایک دانہ بوتا ہے۔ اور اس کے عوض ایک سو دانہ لیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ جو حی و قیوم ہے۔ ہر ایک کو دیتا ہے۔ لائبریری انشاء اللہ جولائی کے درمیان کھول جائیگی۔

(خط لکھا گیا اور لٹریچر ارسال کیا گیا)

—— (۳) ——

ترجمہ خط اے ایچ۔ او۔ سالاڈجی انوار الدین سکول

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب گرامی ملا۔ بہت بہت شکریہ۔

کتابوں کی رسید فوراً ارسال کروں گا۔ خط سے مجھے کافی تسلی ہوئی ہے۔ میں اس کا بہت مشکور ہوں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسلام کی خاطر ذہنی و جسمانی لڑائی جتنی مجھ میں طاقت ہوگی لڑوں گا۔

میں بہت خوش ہوا ہوں کہ آپ مجھے مفید کتابیں ارسال کر رہے ہیں، اللہ تعالےٰ آپ پر بیشمار رحمتیں نازل کرے۔

کیا آپ کا مشن مجھے وظیفہ اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے لئے دے سکتا ہے، میری دیرینہ خواہش ہے کہ میں اسلام کی خدمت کروں، لیکن میرا تعلیم کا معیار بہت کم ہے۔ دوسرے میں غریب خاندان سے ہوں زیادہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتا۔ میرا نفسہ ڈگرہ ..... کا استاد ہوں اور عربی بہت کم جانتا ہوں۔

جس وقت کوئی قابل آدمی مشن کو مل گیا تو مجھے علیحدہ ہونا پڑے گا۔

مجھے بہت زیادہ کام کرنا ہے۔ جو کہ میری لیاقت سے باہر ہے میں مشن کی خاطر سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہوں میں نے تعلیم حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔

میں آپ کا ہمیشہ مشکور ہوں گا اور کبھی فراموش نہیں کروں گا اگر مجھے وظیفہ دیا جائے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی دعاؤں اور کوششوں کو بار آور کرے

میں امید کرتا ہوں کہ بہت تھوڑے عرصہ میں میری گذارش پر غور فرما کر مجھے اثبات میں جواب عنایت فرمایا جاوے گا۔ ایک دفعہ پھر میں آپ کی عنایات کا جو آپ نے مجھ پر کی ہیں یا کریں گے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

والسلام

(لٹریچر بھیجا گیا۔ کاپی سیکرٹری صاحب کو برائے غور دی گئی)

# آسمانی سلسلوں کے استحکام کا اٹل قانونِ الٰہی

## خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو کون اکھاڑ سکتا ہے

### دنیا کی فلاح و بہبود اور نجاتِ الٰہی سلسلہ کے قیام سے وابستہ ہے

### نظامِ سلسلہ کی بنیاد راستی، حق پرستی، صاف گوئی اور انصاف کے قیام سے وابستہ ہے

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر ٭ از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۶۳ء فرمودہ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل ایگزامینر بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلها ثابت و فرعها فی السماء ............ جهنم یصلونها - و بئس القرار ــــــ (ابراہیم - رکوع ۴)

#### خدا تعالیٰ کے تمام کام اس کے قوانین کے ماتحت سرانجام پاتے ہیں۔

یہ چند آیات میں نے آپ کے سامنے سورۃ ابراہیم سے تلاوت کی ہیں۔ فرمایا کہ کیا تم لوگ یہ نظارہ کائنات میں نہیں دیکھتے کہ کس طرح ایک درخت جو عمدہ قسم کا ہو اس کی جڑیں زمین میں مضبوط چلی جاتی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیل جاتی ہیں۔ کلمہ طیبہ یا اچھے عمل و قول کی مثال بھی اسی درخت کی مانند ہے۔ یہ درخت ہمیشہ اچھے پھل لائے گا اور لاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے۔ کیونکہ اس کا یہی قانون ہے۔ اس مثال سے ہم لوگوں کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ جس طرح ایک عمدہ بیج درخت کی صورت اختیار کرتا ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیل جاتی ہیں اور اس کی جڑھ زمین میں دور دور تک چلی جاتی ہے، اسی طرح نیک کام بھی مضبوط و مستحکم اور ثمر آور ہوتے ہیں مگر جو خراب درخت ہوتا ہے نہ تو اس کی جڑیں ہی زمین میں دور دور تک پھیلتی ہیں اور نہ اس کی شاخیں آسمان میں اونچی جاتی ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ درخت پھولتا پھلتا نہیں۔ پائیداری اور استحکام اس کو حاصل نہیں ہوتا۔ ناپاک عمل و قول کی مثال خراب درخت کی مثل ہے، جو اچھے اثر مترتب نہیں کرتا نہ ہی اسے دوام اور استحکام حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ۔ دیکھو اسی طرح سے ہم مومنوں کو بھی ثابت قدمی عطا کیا کرتے ہیں، اس دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔ و یضل اللہ الظالمین ظالم لوگ راندہ درگاہ ہوتے ہیں انہیں کبھی ہدایت نہیں ملا کرتی۔

#### یفعل اللہ ما یشاء سے مراد

ویفعل اللہ ما یشاء یعنی خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ان آیات پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں قانونِ قدرت کا بیان کیا ہے وہاں اس کے مطابق اخلاق و ایمان کی مناسبت میں کلمہ طیبہ اور کلمہ خبیثہ کا ذکر کیا ہے اور کلمہ طیبہ کی مثال مومنوں کی زندگی سے دی ہے یفعل اللہ ما یشاء جو خدا چاہتا ہے کرتا ہے خدا تعالیٰ نے یہ قانون بیان کیا ہے کہ تمام دنیا میں یہ ایک قانون ہی قائم و دائم ہے۔ یہ ہماری بڑی غلط فہمی ہے کہ یشاء کے معنے ہم نے یہ سمجھ لئے ہیں کہ خدا تعالیٰ بغیر سوچے سمجھے اندھا دھند کوئی کام کر دے۔ بغیر کسی قانون۔ بغیر کسی ضابطہ کے اور بغیر کسی ترکیب و ترتیب اور نظم و نسق کے جو چاہے کر دے۔

یہ قرآن کریم کا غلط ترجمہ ہے۔ قرآن کریم نے کہیں اور کسی جگہ بھی ایسا موقف اختیار نہیں کیا۔ اور قرآن کریم کی متعدد آیات آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں کہ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قانون اٹل۔ باضابطہ اور غیر متبدل و متغیر ہے۔ فرمایا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور فرمایا ولن تجد لسنۃ تحویلا اور سورۃ الملک کی ابتداء ہی میں فرمایا ما تری فی خلق الرحمٰن من تفوت فارجع البصر هل تری من فطور۔ ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا و هو حسیر۔ آپ کو اس کائنات میں کوئی اختلاف اور تضاد نظر نہیں آئے گا۔ اس پر غور و فکر کر کے دیکھ لو۔ پھر فرمایا کہ اس کائنات میں ہر کہیں نظر دوڑاؤ۔ دیکھو۔ مطالعہ کرو اور مشاہدہ کرو۔ کیا تم کو اس میں کوئی فساد و فتور نظر آتا ہے پھر ایک بار اور غور کرو۔ کہیں تم کو اختلاف اور تضاد نظر آتا ہے۔ کہیں نہیں۔ تو کس قدر تاکید ہے۔ اس تاکید سے قرآن کریم نے ایک بات بتلانا چاہی ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کام کو اندھا دھند بغیر کسی قاعدہ کلیہ کے انجام نہیں دیتا۔ وہ ہمیشہ تدبیر اور قانون کے ماتحت ہر کوئی کام کرتا ہے اور اس حالت میں بھی اگر کوئی چیز ہماری سمجھ میں نہیں آتی تو وہ بھی کسی قانون اور کلیہ کے ماتحت ہوتی ہے بعض باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں یہ درست ہے۔ لیکن یہ بھی کسی قانون کے ماتحت ہوتی ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے تو اپنے کلام میں یہاں تک تحریر فرمایا ہے کہ جس چیز کو معجزہ کہتے ہیں درحقیقت وہ بھی ایک خاص قانون کے تحت معرض وجود میں آتا ہے۔ بہرحال یہ تو ایک ضمنی بات تھی جو میں نے اس لئے بیان کی کہ آپ اس غلط فہمی کو چھوڑ دیں کہ یشاء کے معنے بے نظمی، بے ترتیبی، بے ضابطگی اور اندھا دھند پن کے ہیں۔ نہیں بلکہ یشاء میں بھی خدا تعالیٰ کا ایک غیر متبدل قانون کام کرتا ہے۔

ان آیات میں فرمایا ہے کہ ہمارا ایک محکم اور اٹل قانون ہے کہ ایک عمدہ بیج کو قانونِ قدرت کے تقاضوں کے پیش نظر رکھ کر بویا جائے تو وہ ضرور درخت کی صورت اختیار کرے گا نہ صرف یہ بلکہ اس کی جڑیں زمین میں مضبوطی سے پیوست ہو جائیں گی اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیل جائیں گی۔ وہ درخت وقت پر پھل دے گا اور سوکھے گا نہیں۔ وہ بڑا پائیدار اور مستحکم ہوگا۔ نیک اور اچھے کام کی مثال بھی یہی ہے اور جو ناپاک عمل یا قول ہے وہ ایک ایسے درخت کی مانند ہے جو محض زمین سے اوپر کھڑا تو ہوتا ہے مگر اس کی جڑیں مضبوط نہیں ہوتیں۔ نہ اس کی شاخیں پھولتی پھلتی ہیں۔ بلکہ جونہی کوئی ہوا کا جھونکا آیا وہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے مومنوں اور ظالموں کی زندگی کی تمثیل اس قول احسن اور قول بد سے دی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ مومنوں کی زندگی بڑی پائیدار ہوتی ہے۔ ہم اس کو مضبوطی اور استحکام عطا کرتے ہیں اور جو ظالم و جابر قسم کے لوگ ہوتے ہیں ان کو ہم استحکام اور پائیداری نہیں دیتے۔ ان آیات میں جو دینی سلسلے ہیں جو ...

انسان کی خیرخواہی - ہمدردی اور خدمت کے لئے قائم ہوتے ہیں ان کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

## دینی سلسلوں کی مثال شجرِ طیّبہ سے

جب ہم کوئی سلسلہ دینی، روحانی اور اخلاقی قائم کرتے ہیں۔ تو یقین رکھتے ہیں کہ وہ قائم ہو کر رہے گا اور قائم ہو جاتا ہے۔ کوئی اس امر کا انکار نہیں کر سکتا۔ جب کسی چیز کی جڑیں مضبوط ہوں، اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوں وہ پھل لاتی ہے وہ چیز ضائع نہیں ہو سکتی۔ فرمایا۔ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض جو کوئی چیز لوگوں کے لئے نفع بخش ہوگی۔ وہ ضرور قائم ہو کر رہے گی۔ تو یہاں ذکر ان سلسلوں کا ہے جو الٰہی سلسلے ہوتے ہیں اور جو بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے دنیا میں قائم کئے جاتے ہیں۔ سنت اللہ یہی ہے کہ یہ سلسلے قائم ہو کر رہتے ہیں۔ شیطان اور اس کی ذریت جو کوئی کسی قسم کی اس سلسلہ کو ختم کرنے کی کوشش کریں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس دہریت اور الحاد کے زمانہ میں انسان کے تخیل نے اس قدر بے راہ روی اختیار کر لی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ خدا۔ خدا کا الہام خدا کے رسول اور خدا کی کتاب یہ سب انسان کے اپنے ہی تخیلات کی کرشمہ سازیاں ہیں، نہ خدا ہے، نہ الہام نہ خدا کا رسول اور نہ خدا کی کوئی کتاب، بلکہ یہ سب ڈھکوسلے ہیں۔ اس لئے کہ انسان کے اندر جو اس کے بشر ہونے کی کمزوری ہے۔ کہ وہ ڈرتا ہے۔ خوف کھاتا ہے۔

پہلے تو جب لوگ غیر مہذب تھے انسان پتھروں، درختوں، چاند اور سورج، ستاروں سے استمداد حاصل کرتے تھے۔ بادل۔ مینہ اور بارش وغیرہ کو اپنا معبود سمجھتے تھے۔ آہستہ آہستہ جب انسان کے عقل و شعور نے کچھ ترقی کی تو اسے خیال ہوا کہ یہ نیچر اور عناصرِ کائنات تو انسان کے تابع ہیں اور کمتر ہیں۔ یہ معبود نہیں ہو سکتے بلکہ معبود کوئی اور شئے ہے۔ چنانچہ اس نے ایک فرضی طاقت کو خدا ماننا تسلیم کر لیا جو اس کے نزدیک تمام طاقتوں اور قدرتوں کی مالک ہے جو تمام کائنات اور مافیہا پر حکومت کرتی ہے۔ اور تمام کائنات کی باگ ڈور اس کے دستِ تسلط میں ہے جیسا کہ اخبار دں میں آپ نے پڑھا ہو گا کہ خروشچف جو روس کا وزیر اعظم ہے اور دہریوں کا امام ہے جب وہ اپنے خلا نوردوں کو چاند پر راکٹ کے ذریعہ جاتے وقت الوداع کہنے لگا تو اس نے کہا کہ تم چاند پر جا رہے ہو اگر تمہیں وہاں کوئی خدا نظر آئے تو ہمیں بتا دینا۔ یہ ایک پھبتی تھی جو اس نے خدا پر لگائی تھی، ایک تمسخر اور استہزاء تھا جو ذاتِ باری تعالےٰ سے کیا گیا تھا ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حقیقت تو یہ ہے کہ خدا ہے اس نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے، مگر آج اُلٹی سمجھ آ گئی کہ انسان نے خدا کو پیدا یعنی دریافت کیا ہے۔ معاذ اللہ یہ انسان کے ذہن کی غلط ترقیاں اور غلط سوچ بچار کا نتیجہ ہے۔

## خدا تعالےٰ نے انسان کو خلق کیا ہے۔
## انسان نے خدا کو دریافت نہیں کیا۔

ان آیات میں ذکر ہے کہ خدا کے سلسلے اور الٰہی نظام اپنے یقین محکم اور صدق و صفا کی وجہ سے دنیا میں قائم رہتے ہیں اور پھل لاتے ہیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے انکار اور اس کے نظام سے انکار کرتے ہیں وہ تاریخ انسانی میں سے کوئی ایک مثال پیش کر دیں جس سے ہمیں پتہ چلے کہ کسی دہریہ ملحد بڑے جرنیل سائنسدان نے یا کسی بڑے سے بڑے فاتح اور بادشاہ نے کوئی ایسا سلسلہ اخلاق کا قائم کیا ہو جس سے بنی نوع انسان کی ہمدردی وابستہ ہو۔ آخر یہ کیا بات ہے کہ جس قدر سلسلے عدل و انصاف، مروت و احسان قربانی و ایثار اور خیر خواہی و ہمدردی کے دنیا میں قائم کئے ہیں وہ سب کے سب ایسے ہیں جن کے بانی خدا کی ہستی کو مانتے ہیں، اور اس سے تعلق پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ اس بات کے ببانگ دہل مدعی ہیں کہ خدا کا کلام اور الہام اُن پر نازل ہوتا ہے اور اس بات کو منوانا چاہتے ہیں کہ خدا نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور یہ ضرور قائم ہو کر رہے گا۔ اس کی اچھائیاں پھلیں اور پھولیں گی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ کسی ملک اور کسی وقت کی تاریخ کا مطالعہ فرمائیں، وہاں آپ کو ایسے خدا اور الٰہی سلسلے ضرور ملیں گے۔ چین میں حضرت کنفیوشش ایران میں حضرت زرتشت۔ حضرت لقمان افریقہ میں۔ بانی اسرائیلی نبی شام مصر اور عراق میں ہوئے ہیں۔ ان تمام سلسلوں میں جو مشترکہ بات پائی جاتی ہے اور جو مرکزی بات ہے وہ یہ ہے کہ ان سلسلوں کے بانی یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ جو کچھ کہتے ہیں خدا کی طرف سے کہتے ہیں۔ خدا نے ہمیں کھڑا کیا ہے اور ہمیں خدا ہی کامیاب کرنے والا ہے۔ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ایسے مزاج کے آدمی مل جانا کوئی مشکل بات نہیں ایسے سر پھرے ہوا کرتے ہیں۔ یہ کوئی بڑی دلیل نہیں۔ چلو یونہی سہی۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ان سب کے حالات پر بھی غور کریں۔ جب ایسے داعیوں نے اعلان کیا تھا کہ ہم کامیاب ہو کر رہیں گے اور ہمارے مخالف ناکام اور محروم رہیں گے۔ ہماری مخالفت میں جو کوئی تحریک اُٹھے گی وہ خائب و خاسر رہے گی۔ ہمارا لگایا ہوا بوٹا قائم رہے گا۔ یہ دعوےٰ ان حالات میں کیا گیا کہ ان کے پاس نہ سامان تھے۔ نہ جتھے تھے۔ وہ کسی بادشاہت کے مالک بھی نہ تھے۔ اور نہ وہ کسی لشکرِ جرار کے جرنیل و سردار تھے اور نہ قوم اور ملک میں ان کو کوئی اثر و رسوخ حاصل تھا۔ بلکہ اس کے برعکس وہ نہایت بے کسی اور بے بسی کی حالت میں تھے کسی قسم کی ظاہری تقویت اور استحکام ان کو حاصل نہیں ہوتا۔ ان حالات میں وہ اپنی کامیابی اور کامرانی کے خواب کیونکر دیکھ سکتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ کیا یہ بات انسان کے بس کی ہے کہ بے کسی اور بے بسی کے زمانہ میں ایسا دعوےٰ کر دے جبکہ کسی بشر کو اتنا بھی علم نہیں کہ وہ کل تک زندہ بھی رہے گا یا نہیں تو وہ ایسے دعاوی کو سچ کر دکھلانا تو درکنار ہوں ایسا دعوےٰ کبھی کیونکر کر سکتا ہے؟ مگر دینی سلسلوں کے تمام بانی بڑے زور اور تحدی سے کہتے ہیں کہ ہمارا لگایا ہوا پودا مستحکم اور پائیدار ہوگا۔ اور کوئی نہیں جو اسے اُکھاڑ سکے۔ جو کوئی اسے اُکھاڑنے کی بے سود کوشش کرے گا اسے خود اُکھاڑ دیا جائے گا۔ یہ دعوےٰ کیسے کیا جا سکتا ہے؟ اگر کوئی کر بھی دے تو اس کو پورا کیسے کر سکتے ہیں؟ جبکہ اُن کے پاس کوئی وسائل نہیں ہوتے۔ اور کوئی سامان نہیں ہوتا تھا کہ نظر آئے کہ کامیابی یقینی ہے۔ کامیابی اور کامرانی کا پورا یقین تو ان کو بھی نہیں ہوا کرتا تھا اور نہ وہ دعوےٰ کر سکتے ہیں جن کے پاس عقل ہے، سائنس ہے، علم ہے ذرائع و وسائل ہیں، جو کامیابی کے مسبالہ ہیں۔ وہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم ضرور بالضرور کامیاب ہوں گے۔

## دینی سلسلوں کے بانی اور ان کے حالات

تو میرا یہ چیلنج ہے کہ خدائی سلسلوں کے مخالف لوگ کوئی ایسی تحریک کی تاریخی مثال پیش کریں جو بنی نوع انسان کی اخلاقی فلاح و بہبود کے لئے قائم ہوئی ہو اور جس کا یہ دعوےٰ ہو کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے اور پھر بنی نوع انسان کی اخلاقی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے قائم ہو کر رہی ہو۔ اور اس سے انسانیت نے نفع حاصل کیا ہو۔ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ، دینی سلسلے طاقت کے زور پر قائم کئے جاتے ہیں جیسے یہ افتراء کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نعوذ باللہ طاقت۔ اور تلوار سے کام لیا تھا۔ اور ان کی فتحمندی کا راز بھی یہی ہے۔ مگر انگریزی مصنف کارلائل نے ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے تمہاری یہ توضیح مان لیں، مگر ہم پوچھتے ہیں کہ بالآخر آنحضرت صلعم نے تلوار اپنے ہاتھوں میں لی کیسے؟ تلوار کے ذریعہ آپ کامیاب تو ہوئے مگر تلوار کے مالک کیسے بنے؟ اس کا کوئی طریقہ تو ہونا چاہیئے

ایک انسان ہے اس کے پاس ایک وقت نہ دولت ہے نہ لشکر۔ نہ طاقت ہے نہ قوم کا دھتکارا ہوا انسان ہے۔ اس کے ہاتھ میں کونسا جادو ہے کہ اس کے قبضہ میں تلوار آ گئی۔ یہ تلوار اخلاق کی تلوار تھی۔ روحانیت کی تلوار تھی جس سے غیروں اور دشمنوں کی گردنیں خم کر دیں۔ آج کل کے مادہ پرست اور دہریہ لوگوں کا نظریہ یہ ہے کہ یہ سب اقتصادیات کے گرد گھومتا ہے۔ جب کہیں انقلاب آیا تو اس کی حرکت کی وجہ اقتصادیات ہی تھی۔ بات دراصل یہ ہے کہ اقتصادیات کے مسئلہ کو انقلاب کی بنیاد ہونے کی وجہ اس وقت قائم کی گئی جب اقتصادی و مادی فضاء اپنے انتہاء کو یورپ میں پھیل گئی تھی۔ اور انقلاب اُمڈ آیا تھا ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھائی دیتا ہے کے مصداق مارکس نے یہ نظریہ قائم کر دیا کہ ہر انقلاب کی وجہ ہی اقتصادی مسئلہ ہوتی ہے۔ اسی عینک کو لگا کر اس نے ہر انقلاب کا مطالعہ کیا ہے۔ اور نتیجہ یہ پیدا کیا ہے کہ اقتصادیات کے پیچھے دنیا گھومتی ہے، حالانکہ اگر کوئی اقتصادی انقلاب بھی برپا کہیں ہوا ہے تو تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوگا کہ اس کے پیچھے بھی اخلاق کردار ہی کارفرما رہا ہے۔ فرانس اور روس کے انقلاب کو پڑھ لیجئے، معلوم ہوگا کہ انقلابیوں نے ان کا آغاز ہمیشہ اخلاق اور کردار کے ذریعہ کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ یہ انقلاب، روٹی کے لئے آیا۔ مگر خود ان انقلابیوں کے سامنے روٹی نہ تھی۔ کیونکہ ان کا دراصل اخلاق اور کردار تھا۔ جس کے ذریعہ انہیں کامیابی حاصل ہوئی۔ تو یہ جو خدائی سلسلے ہوتے ہیں، ان کا محوری نقطہ اخلاقیات اور روحانیات ہی ہوتا ہے۔ خدا سے تعلق اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی و خیر خواہی ان کا کام ہوتا ہے۔ بعض لوگ جو نیم دہریہ قسم کے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مخلوق خدا کی ہمدردی کی بات تو ہماری سمجھ میں آتی ہے مگر خدا اور خدا سے تعلق کی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔

میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے کہ اگر خدا سے کوئی تعلق نہ ہو تو کیا کوئی شخص بلند اخلاق و کردار دکھا سکتا ہے؟ اخلاق کی بلندیاں تو وہاں نظر آتی ہیں جہاں بشر عاجز ہے عقل و شعور ساتھ نہیں دیتے۔ بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا کو تسلیم نہ کرے اور تیرہ (۱۳) سال قوم سے مار کھاتا رہے، جسم سے لہو بہہ رہا ہو، دشمنوں کی ہر سختی برداشت کر رہا ہو، اور انسان اس امید اور یقین پر قائم ہو کہ میں ضرور کامیاب ہو کر رہوں گا۔ یہ صرف خدا پر ایمان اور اخلاق کی بلند شان تھی، کیا کوئی دہریہ اور منکر خدا اخلاق کی یہ بلندی دکھا سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ آخر بغیر کسی ایمان و یقینی بنیاد کے کیونکر اخلاقی بلندیاں ظاہر ہو سکتی ہیں؟

## اخلاق عالیہ بغیر ایمان باللہ ممکن نہیں

اگر میں خوش خلقی سے کام لیتا ہوں یا میں چوری نہیں کرتا۔ اس خیال کے پیش نظر کہ میں معزز مکرم کہلاؤں اور قانون کی زد سے بچا رہوں تو یہ باتیں معمولی اخلاق ہیں۔ مگر اس سے یہ نہیں ہو سکتا کہ دوسرے انسانوں کے لئے اپنی جان کو دکھوں میں ڈال دوں اور اپنی ہر چیز قربان کر دوں، آخر کسی عمل کی کوئی بنیاد تو ہونی چاہیئے۔ یہ جانی قربانی اور ایثار اسی وقت ہو سکتا ہے جب خدا پر یقین اور ایمان ہو، کہ وہ اس ایثار اور قربانی کا بہترین قدردان اور آجر ہے۔ ایسے ایماندار میں ایمان اور استقامت کی بے نظیر بلندیاں ہوتی ہیں۔

طائف کے مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لہولہان ہو گئے۔ مکہ سے مایوس ہو کر نکلے تھے۔ یہاں بھی قوم نے ساتھ نہ دیا۔ تھک کر چُور ہو گئے اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ آپ فرمایئے تو میں اس نالائق قوم کو ختم کر دوں، آپ نے فرمایا کہ یہی تو میری کھیتیاں ہیں۔ یہی اُجڑ گئیں تو پھر کیا ہوگا۔ کیا کوئی دہریہ اور منکرِ خدا ایسا ایمان یہ امید اور یہ استقلال و استقامت دکھانے پر قادر ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں!

اخلاق کی بلندی کی بنیاد دو طرح ہو سکتی ہے ایک تو یہ کہ عزت، اقتدار کا فائدہ ہو اور معزز کہلائے۔ دوسرے یہ کہ کسی بالاتر ہستی پر ایمان ہو، اخلاق کی بلندی اور استقلال کی مضبوطی بغیر کسی بالاتر ہستی پر ایمان و عرفان کے حاصل نہیں ہو سکتی، اگر اس میں کوئی شک ہے تو ہمارا چیلنج ہے کہ کوئی مثال ایسے انسان کی پیش کی جاوے جو منکرِ خدا ہو اور اس نے استقامت عالیہ اور ایمان و یقین کا بلند کارنامہ دکھایا ہو، نہ صرف یہ بلکہ ان کی کسی تحریک کو دوام اور استحکام حاصل ہوا ہو۔ ربانی لوگ نہ صرف اپنی زندگی میں خلق و خدمت کا عظیم نمونہ دکھاتے ہیں، بلکہ خدمت خلق کے سلسلے قائم کرتے رہے ہیں اور وہ سلسلے اُن کی وفات کے بعد بھی چلتے رہتے ہیں۔ آپ اپنے سامنے حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کا واقعہ دیکھئے۔ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ خلاصہ زندگی یہ ہے کہ مخالفوں نے پکڑ کر صلیب پہ لٹکا دیا۔ جو ایماندار تھے بھاگ نکلے اور منتشر ہو گئے۔ تو اس وقت اس سلسلہ کا کیا حال تھا اُس وقت کہا گیا کہ یہ شخص نعوذ باللہ ملعون ہے ناکام ہے۔ نامراد ہے۔ یہودیوں نے اس وقت بطور استہزاء کہا کہ دیکھ لو! یہودیوں کے بادشاہ کا حال۔ ایک تو یہ حالت تھی اور ایک وقت یہ آیا کہ اس تحریک نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ دنیا کا اس قدر رجوع اس کی طرف ہے کہ آج عیسائی لوگ تمام مذاہب سے کثرت میں بڑھ کر ہیں۔ غالباً ۶۰ کروڑ کی تعداد ہے اگرچہ وہ گمراہ ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی اصل تعلیم ان میں مفقود ہے۔ لیکن ان کے دل ٹٹول کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اُن کے دل حضرت عیسیٰؑ سے عشق و محبت سے کس قدر لبریز ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام وہ شخص ہیں جن کو تختہ دار پہ لٹکایا گیا تھا۔ جن کے منہ پہ تھوکا گیا، لعنتی بنایا گیا، کانٹوں کا تاج پہنایا گیا۔ اور آج یہ وقت ہے کہ اُن کے نام سے عشق کی زندگی قائم ہے اور ایک عالم میں ان کے نام کی دھوم دھام ہے۔ فرمایا الم تر کیف ضرب اللّٰہ کلمۃ طیبۃ۔

## حضرت عیسیٰؑ کا مشن ان کی زندگی میں اور ان کے بعد

آخر کار اس مشن کی کیسی مضبوط جڑیں زمین میں گئیں اور اس کی شاخیں آسمان میں کس قدر پھیل گئیں!! اس وقت دنیا کو نظر نہیں آتا تھا کہ مسیحی مشن کامیاب و کامران ہوگا۔ مگر خدا کی نظر آتا تھا۔ خدا کا قانون تھا ہو کر رہتا تھا۔ یہودیوں نے زور لگایا مگر ربانی سلسلہ پھولا پھلا اور ایک وقت دنیا پر غالب آ گیا۔ تو قانون بڑا اٹل ہے۔ حضرت مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ خدا نے انہیں کہا ہے کہ اسلام کی نو دیج ہوگی، اور آج اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دَور ہے۔ بظاہر حالات بالکل اس کے مخالف ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بڑے لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھایا کرتا ہے۔ پہلی قدرت خود مامور وقت میں خدا تعالیٰ دکھلاتا ہے یعنے ایک بے کس عاجز اور تن تنہا بے سر و سامان انسان کو دنیا کے مقابل غلبہ دیتا ہے جس طرح حضرت موسےٰؑ کو فرعون کے مقابل پہ کامیاب کیا اور حضرت عیسےٰؑ کو یہودیوں کے مقابلہ میں کامیابی عطا کی اور اُن کے ہر منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ دوسری قدرت یہ ہے کہ سلسلہ کے بانی کی وفات کے بعد جب اُس کے سلسلہ کی قوت کمزور اور منتشر نظر آنے لگتی ہے اُس کی حالت میں ضعف ہوتا ہے تو خدا اس جماعت کی کمزوری و بے بسی کے وقت اس کی حمایت و نصرت اور غلبہ کے سامان عطا کرتا ہے۔

الوصیت میں لکھتے ہیں کہ دنیا جب سمجھ لے کہ یہ سلسلہ نیست و نابود ہو جائے گا اس وقت خدا دوبارہ اس سلسلہ کو استحکام اور استقامت

عطا کریگا۔ تو دوسری خدا کی قدرت اپنے مامور اور اس کے مشن کو کامیاب کرنے کی ظاہر ہو کر رہیگی اور خدا خارق عادت اور معجزہ کے طور پر اسے اپنی تائید اور نصرت سے نوازے گا۔ یہ اس کا قانون ہے اور یہ بھی یقین رکھیئے کہ اس کی وفات کے بعد یہ سلسلہ کمزور اور ناکام نظر آئے تو یہ قانونِ قدرت کے مطابق پھر عروج حاصل کرے گا۔ کیونکہ یہ بھی اس کا قانون ہے، یہ بھی اس کی مشیت ہے۔ میں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ کچھ Set backs یا ردّعمل ہوتے ہیں ان کی بھی وجوہات ہوتی ہیں بلاوجہ نہیں ہوتیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ یہ مقصد اور یہ مشن نادرست یا غلط ہوتا ہے بلکہ یہ کہ بعد میں آنے والے اس کے حقیقی مشن اور مقصد کو بھول جاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

ما ارسلنا من رسول ولا
نبی الا اذا تمنیٰ القی
الشیطان فی امنیتہ ثم
یحکم اللہ آیاتہ

## الٰہی سلسلوں سے متعلق خدا تعالیٰ کی دو قدرتیں

یہ وہ آیت ہے جس میں دوسرے قانون کو بیان کیا گیا ہے کہ ہم جب کوئی سلسلہ قائم کرتے ہیں تو شیطانی وساوس آجمع ہوتے ہیں تو یہ سلسلہ ناکام ہوتا نظر آتا ہے۔ مگر پھر ہم دوبارہ اس میں زندگی اور حرارت پیدا کر دیتے ہیں، اور ان رکاوٹوں کو دُور کر دیتے ہیں۔ دینی سلسلے ہمیشہ صداقت اور روحانیت اور انصاف عدل پر قائم ہوتے ہیں۔ جب اُن کے نظام میں سے یہ چیزیں ختم ہو جاتی ہیں تو اُن میں کمزوری اور ضعف پیدا ہونے لگتا ہے۔ صداقت، اخلاق اور کردار ان سلسلوں کی جان اور زندگی ہوا کرتے ہیں۔

اس ضمن میں میں آپ کے سامنے تاریخی مثالیں پیش کرتا ہوں، حضرت عمر رضؓ کی خلافت کے زمانہ میں ایک کافر قوم کا سردار جبلہ بن ایہم مسلمان ہوتا ہے۔ وہ جنگجو قوم غسان کا سردار ہے وہ طاقت اور سطوت والا ہے۔ حج کرتے ہوئے ایک غریب مسلمان کا پاؤں اُس کی چادر پر آگیا۔ اس سردار نے غصہ میں آکر اپنے جھوٹے وقار کی خاطر اس غریب مسلمان کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ یہ معاملہ حضرت عمر رضؓ کے دربار میں انصاف کے لئے پیش ہوا۔ اب دیکھو غور کرو کیسا نازک وقت ہے۔ ایک کافر قوم کا سردار مسلمان ہو گیا ہے۔ وہ قوم بڑی جنگجو ہے اگر وہ مسلمان رہتا ہے تو اس سے اسلام کی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر وہ اسلام کو چھوڑ دے تو نظامِ اسلام میں بڑی بھاری کمزوری واقع ہو سکتی ہے۔ حضرت عمر رضؓ کے دربار میں مقدمہ فیصلہ کے لئے پیش ہے۔ فرماتے ہیں

کہ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ تمہارے منہ پر بھی ایسا ہی طمانچہ رسید کیا جائے۔ اور یہ طمانچہ وہی غریب مسلمان رسید کرے۔ یہ فیصلہ کیا کوئی آج کی سیاست اور مصلحت کر سکتی ہے۔ دیکھو حالات کا جائزہ لو۔ غور کرو۔ آج کے زمانہ کی کوئی مصلحت، کوئی سیاست اس انصاف کی مؤید ہو نہیں ہو سکتی۔ یہ کونسی دانائی ہے کہ ایک طاقتور اور مفید شخص کو ناراض کر کے اس سے دشمنی مول لی جائے۔ مگر سچی اسلامی سیاست صدق و انصاف کی تائید کا نام ہے۔ چنانچہ وہ شخص مرتد ہو گیا، اور اسلام کو چھوڑ گیا کہ اگر یہ اسلام ہے تو میں اس اسلام کو چھوڑتا ہوں۔ اور وہ نظام جو اسلام نے قائم کیا جس کے علمبردار حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے انہوں نے گوارا نہیں کیا کہ قرآنی اقتدار کا سودا کیا جائے۔ وہ مصلحت زمانے کہ اس سردار کے آنے سے اسلام کو حمایت حاصل ہوتی ہے اور ہماری طاقت میں اضافہ ہوتا ہے مگر نہیں آپ نے فرمایا کہ انصاف قائم ہو کر رہے گا۔

یہ وہ چیز تھی جس نے دلوں پر فتح پائی۔ اس سے ایک جبلہ چلا گیا مگر سینکڑوں جبلے آگئے انصاف کے تقاضوں کو قائم رکھنے سے اسلام کی ترقی ہوئی، خواہ وہ انصاف اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہی کیوں نہ نظر آتا ہو۔

**اسلامی نظامِ سلسلہ کا مرکزی نکتہ صداقت و انصاف کے تقاضوں کو تمام دیگر مصالح اور حکمتوں پر مقدم کرنا ہے**

حضرت ابوعبیدہ رضؓ کی ایک اور مثال اپنے سامنے رکھیئے۔ آپ مسلمانوں کے لشکر کے سردار ہیں۔ شام کے علاقہ حمص کو فتح کرتے ہیں، لوگ ماتحت ہو جاتے ہیں خراج دینے لگتے ہیں۔ بعد میں جنگ نے ایسا پلٹا کھایا کہ مسلمانوں کو وہ شہر چھوڑنا پڑا۔ اگر وہ اس شہر پر قبضہ جمائے رہتے تو جنگ کے حالات ان کے مخالف تھے۔ شہریوں کو بلایا اور جو جزیہ کے طور پر اُن سے رقم لی تھی ان کو واپس کرتے ہوئے کہا کہ لوگو اب ہم تمہاری حفاظت کے فرض سے دستبردار ہوتے ہیں۔ ہم پیچھے ہٹتے ہیں۔ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ رقم تمہیں لوٹا دی جائے۔ لہٰذا ہم تمہیں یہ رقم واپس دے رہے ہیں۔ اگر وہ یہ رقم لوگوں کو نہ دیتے تو اسلام کی ترویج و ترقی میں صرف ہوتی، مسلمانوں کی فلاح پر خرچ کی جاتی۔ مگر نہیں ان لوگوں نے اسلام کی رُوح کو حقیقی معنوں میں سمجھا تھا۔ چنانچہ

حضرت ابوعبیدہؓ کے اس فعل کی وجہ سے اور حسن معاملات کی وجہ سے وہ لوگ اسی طرح سے مطیع و فرمانبردار رہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ اخلاق اور انصاف کا تقاضا ہے کہ الحق لاہ میں نہ زور کو نہ زر کو خاطر میں لایا جائے۔

میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جمہوری نظام قائم کیا ہے۔ اس کی کامیابی بھی جمہوری نظام کے استحکام پر مبنی ہے اس کی کامیابی اور استحکام کی خاطر خدا کے لئے سیاستوں کو روند دو۔ اور مصلحتوں کو پامال کر دو۔ اگر تم نے اپنے نظام میں انصاف کو پس پشت ڈال دیا اور حق پرستی کو چھوڑ دیا یا اس سے انحراف کر کے مصلحتوں کو پیش نظر رکھا تو یاد رکھو کہ تم ختم ہو جاؤ گے۔ مگر یہ نظام چونکہ الٰہی نظام ہے تمہارے ہاتھوں سے دوسرے کے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ھلک من کان من قبلکم کہ قوم ہلاک ہو جاتی ہے جو بڑے آدمی کی غلطی پر کوئی باز پرس نہیں کرتی۔ اگر کوئی کمزور غلطی کر بیٹھے تو اس کو پکڑ کر جیل بھیج دیتی ہے۔ یہ وعظ ہم ہمیشہ ممبروں سے سنتے ہیں۔ اور خوبصورتی کے الفاظ میں سنتے سناتے ہیں تو کیا کریں، خدا تعالےٰ قولوں کی پرواہ نہیں کرتا اس کی نظر عملوں پر ہے۔ اس لئے میں نہیں سمجھ سکتا کہ جو نظام حق پرستی کو مدنظر نہیں رکھتا، اور مصلحتوں اور سیاستوں کو ترجیح دیتا ہے اور بڑا شخص غلطی کرتا نظر آئے تو اس کے خلاف کوئی چوں چراں کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ ایسا نظام اسلام کا نظام کیونکر کہلا سکتا ہے۔ ایسا نظام وہ نظام نہیں ہو سکتا جو الوصیت کا نظام ہے مامور خدا کی نیابت کا دعوےٰ کرنے والو! اگر آپ کے نظام میں حق و صداقت کی حمایت ختم ہو گئی اور انصاف کے تقاضوں میں مصلحتیں اور سیاستیں بروئے کار آنے لگیں تو یاد رکھیئے یہ نظام شجرِ خبیثہ کی مثل ہوگا۔ اور بڑا ناپائیدار ہوگا اور اگر تم نے حق و صداقت کا ساتھ دیا۔ تو آپ کامیاب ہوں گے اور ایسی صورت میں کامیاب ہوں گے کہ

کشجرۃ طیبۃ
اصلھا ثابت و
فرعھا فی السماء
تؤتی اکلھا کل
حین باذن
ربھا۔

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
(منیجر)

مولانا شیخ عبد الرحمن مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

## کیا حضرت اقدس مرزا صاحب کا مقام نبوت کا مقام تھا

### جناب برق صاحب کا بے بنیاد الزام

جناب برق صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹ ملا ۳۹ پر لکھتے ہیں :-

"آپ کی (یعنی حضرت مرزا صاحب کی - از ناقل) بہتر تصانیف میں

۱- وفات مسیح پر بحث ہے

۲- اپنی نبوت پہ دلائل ہیں

۳- الہامات کا ذکر ہے

۴- آتھم اور محمدی بیگم کا جھگڑا ہے

۵- نشانات کا تذکرہ ہے

اور اپنی مضامین کا بار بار اعادہ ہے"

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یا تو جناب برق صاحب کا یہ دعوے کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی تمام کتب کو پڑھا ہے غلط ہے یا وہ عمداً کتمان حق کے مرتکب ہو رہے ہیں اور یہ دونوں باتیں ہی معیوب ہیں۔ حضرت اقدس مرزا صاحب کی کتب جن اعلےٰ علمی مضامین سے لبریز ہیں ان کا ذکر نہ معلوم کس مصلحت سے جناب برق صاحب نے ترک کر دیا ہے میں انشاء اللہ ایک مستقل مضمون میں ان علوم کا ذکر کروں گا سر دست میں برق صاحب کے پیش کردہ موضوعوں میں سے صرف دوسرے موضوع پر کچھ کہنا چاہتا ہوں، جناب برق صاحب کا یہ بالکل بے بنیاد الزام ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنی کتب میں اپنی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے دلائل دیتے رہے ہیں جبکہ آپ کا دعوے نبوت کا تھا ہی نہیں تو اس کی تائید میں دلائل دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جیسا کہ ان حوالوں سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے جو میں آگے چل کر پیش کروں گا آپ کی ساری کتابیں حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کے ثبوت میں دلائل سے بھری ہوئی ہیں۔

### حضرت مرزا صاحب کی خصوصیت

چنانچہ منجملہ دیگر زبردست دلائل کے اپنے وجود کو بھی حضور نے آنحضرت صلعم کی نبوت کو زندہ ثبوت اور آنحضور صلعم کو خاتم النبیین ثابت کرنے کے لئے بطور دلیل کے پیش کیا ہے اور صحیح بات یہی ہے کہ اس زمانہ میں آپ کا وجود ہی سب سے زبردست دلیل ہے آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے پر کیونکہ صرف آپ کا وجود ہی اس زمانہ میں حضرت نبی کریم صلعم کے دائمی فیض کو ثابت کرتا ہے ساری اسلامی دنیا میں آپ ہی ایک شخص ہیں جس نے ساری دنیا کو للکارا ہے کہ اگر کوئی شخص خواہ وہ کسی مذہب کا پیرو ہو یہ سمجھتا ہے کہ اس نے قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے الگ ہو کر قرب الٰہی کو حاصل کر لیا ہے تو وہ میرے ساتھ روحانی مقابلہ کے لئے میدان میں نکل آئے۔ چنانچہ جو بھی مقابلہ میں آیا پچھاڑا گیا۔ آپ ہی ایک ایسے شخص ہیں جس نے علی الاعلان یہ دعوے کیا کہ تمام دیگر انبیاء علیہم السلام کی فیض رسانی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے صرف نبی کریم صلعم کے فیض کا دریا جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا ۱۴۰۰ برس سے اس کی مثالیں مل رہی ہیں اور اس زمانہ میں میں اپنے وجود کو اس کی مثال کے طور پر پیش کرتا ہوں چنانچہ اس کی تائید میں چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں :-

اس بات کو بیان کرنے کے بعد کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو انسانی فطرت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور خدا تک پہنچاتا اور خدا کی صفات کا کامل علم عطا کرتا ہے باقی مذاہب اس سے عاری ہیں حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲ پہ حضور فرماتے ہیں :-

"سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی (نعمت سے مراد حضور کی مکالمہ مخاطبہ اور خوارق و نشانات اور قبولیت دعا کی نعمتیں ہیں۔ از ناقل) اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولا فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلعم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے"

پھر اس عظیم الشان انقلاب روحانی کا ذکر کرنے کے بعد جو صحابہ کرام کے وجودوں میں رونما ہوا صفحہ ۱۱۵ و صفحہ ۱۱۶ پر فرماتے ہیں :-

"یہ تاثیر کسی اور نبی سے اپنی امت کی نسبت ظہور میں نہ آئی کیونکہ انکے صحبت یافتہ ناقص رہے پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے

---

+ "یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبی کے فیضان کی شعاعیں ابھی تک ختم نہیں ہوئیں اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا تو فقط یہی نبی تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اب تک مع جسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے کیونکہ اس کی زندگی کے آثار پاتے ہیں اس کا دین زندہ ہے اس کی پیروی کرنیوالا زندہ ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے زندہ خدا مل جاتا ہے ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اس سے اور اس کے دین سے اور اس کے محب سے محبت کرتا ہے اور یاد رہے کہ درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اس کا مقام برتر ہے لیکن یہ جسم عنصری جو فانی ہے یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور نورانی جسم کے ساتھ جو لازوال ہے اپنے خدائے مقتدر کے پاس آسمان پر ہے"

جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اسکو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں ہی اسکو دیں وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریّت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اسکو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں" آپ کا الہام بھی ہے کل برکۃ من محمد صلعم۔

## اصل مقصد حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت قائم کرنا ہے۔

الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۲ء ص۳ کالم ۲ میں فرمایا:-

"ہم جو کچھ کر رہے ہیں آنحضرت صلعم کی عزت کے لئے کر رہے ہیں ہم تو اسلام کے مزدور ہیں۔"

(۱۰ مئی ص۳ کالم ۲)۔

"ہمارا اصل منشاء اور مدعا آنحضرت صلعم کا جلال ظاہر کرنا ہے اور آپ کی عظمت کو قائم کرنا ہے۔ ہمارا ذکر تو ضمنی ہے اس لئے کہ آنحضرت صلعم میں جذب اور افاضہ کی قوت ہے اور اسی افاضہ میں ہمارا ذکر ہے"

۲۴ جون ص۳ کالم ۲۔

"آخر خدا نے سب نبیوں اور خصوصاً ہمارے نبی صلعم کی عزت و عظمت قائم کرنے کے لئے یہ سلسلہ قائم کیا۔"

کیوں برق صاحب کیا حضرت مرزا صاحب اپنی نبوت کے دلائل دے رہے ہیں یا حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کے۔

## حضرت مرزا صاحب کا اصل مقام

جناب برق صاحب اور ان کے ہم نواؤں کی مزید تسلی کے لئے ان حوالوں کو بھی پیش کرتا ہوں جس کے پیش کرنے کا اوپر وعدہ کر آیا ہوں لیکن اس سے پیشتر مختصر الفاظ میں سیدنا حضرت مرزا صاحب کا اصل مقام پیش کر دینا بھی ضروری ہے جو آپ کو امت میں حاصل ہے۔

یاد رہے کہ حضور حضرت نبی کریم صلعم کے محض امتی ہیں حضور کی مستقل حیثیت کوئی نہیں بلکہ آپ کی حیثیت آنحضرت صلعم کے غلام اور خادم ہونے کی ہے۔ ایک امتی اور غلام ہونے کی حیثیت سے آپ نے قرآن کریم اور سنت نبویہ کی کامل اتباع کے نتیجہ میں قرآنی وعدوں کے مطابق خداتعالیٰ کے اس بلند ترین مقام قرب کو حاصل کیا کہ خداتعالیٰ نے آپ کو اپنے شرف مکالمہ مخاطبہ سے نوازا اور آپ کو زمانہ کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کل اسلامی دنیا کے لئے امام اور مجدد مقرر فرمایا اور جیسا کہ چودھویں صدی کے لئے ضروری تھا کہ وہ مسیح اور مہدی کے لقب سے ملقب کیا جائے اس لئے آپ کو مسیح موعود اور مہدی معہود کا لقب بھی عطا کیا گیا۔ چنانچہ حضور نے ان تمام کاموں کو جن کا سر انجام دینا شریعت اسلامی میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے سپرد کیا گیا تھا تمام خیر و خوبی سرانجام دے کر اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا صحیح مصداق ثابت کر دیا اسی طرح وہ تمام علامات بھی حضور کے وجود میں پوری ہو گئیں جو شریعت اسلامی میں مسیح اور مہدی کے ظہور کے لئے مقرر کی گئی تھیں، ان میں ایک علامت یہ بھی تھی کہ اس کثرت سے اسکو پیشگوئیاں عطا کی جائیں گی کہ اس کی نظیر نہ اس کے اپنے زمانہ میں اور نہ اس سے قبل کسی زمانہ میں امت میں کہیں نظر آئے گی اور یہ محض اس لئے کہ وہ خدا کے وجود اور محمد صلعم کے خاتم النبیین اور زندہ رسول ہونے اور قرآن کریم کے زندہ کتاب ہونے کو ثابت کریں گی، جس شدت سے اس زمانہ میں ضرورت پیش آئی کسی اور زمانہ میں اتنی شدید ضرورت کبھی پیش نہیں آئی تھی۔ کیونکہ مادیت اور دہریت نے جس قدر غلبہ قلوب پر اس زمانہ میں حاصل کیا ہے کسی پہلے زمانہ میں اسے یہ غلبہ کبھی حاصل نہیں ہوا تھا۔ پیشگوئیوں کی اسی کثرت کی وجہ سے حدیث صحیح مسلم میں آنے والے مسیح کو نبی کے لفظ سے پکارا گیا ہے جس کے لغوی معنے کثرت سے پیشگوئیاں کرنے والے کے ہیں۔ یعنے خدا سے غیب کی خبریں بکثرت پا کر لوگوں کو بتلانے والے کے لئے عربی زبان میں ایک ہی لفظ ہے اور وہ لفظ "نبی" ہے اور جس طرح شریعت نے بعض الفاظ کے لغوی معانی کے ساتھ بعض قیود زائد لگا کر انہیں شرعی اصطلاح میں استعمال کر لیا ہے جیسے صلوٰۃ زکوٰۃ وغیرہ اسی طرح لفظ "نبی" کو بھی لغوی معنی کے ساتھ قیود زائد لگا کر اسے بھی شرعی اصطلاح میں استعمال کر لیا ہے۔ اور جس طرح صلوٰۃ وغیرہ الفاظ کے استعمال کو بعض مواقع پر ان کے محض لغوی معنی تک ہی محدود رکھا ہے اسی طرح لفظ "نبی" کو بھی بعض مواقع پر اس کے محض لغوی معنی تک ہی محدود رکھا ہے۔ یعنے اتنی کثرت سے پیشگوئیاں کرنے والا کہ اس کی نظیر اس کے ہم عصروں میں مفقود ہو ایسا شخص جس کو صرف کثرت سے پیشگوئیاں ہی عطا کی جائیں محض لغوی طور پر تو اس پر لفظ "نبی" کا اطلاق کیا جا سکتا ہے لیکن شرعی اصطلاح میں اُسے "نبی" کے لقب سے نہیں پکارا جا سکتا اور حقیقتاً نبی وہی ہوگا جو شرعی اصطلاح میں نبی ہوگا محض لغوی معنے میں نبی کہلانے والا درحقیقت جماعت اولیاء کا فرد ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے شخص کا منکر کافر نہیں ہو سکتا اور حضرت مرزا صاحب نے بھی صریح الفاظ میں اپنے دعوے کے منکر کو کافر کہنے سے انکار کیا ہے وجہ اس کی یہی ہے کہ اولیاء اللہ کے منکر پر کافر کا لفظ اطلاق نہیں پا سکتا۔ کافر صرف اسی نبی کا منکر کہلا سکتا ہے جو شرعی اصطلاح میں نبی کہلائے اور وہی شخص زمرۂ انبیاء کا فرد کہلا سکتا ہے جو شرعی اصطلاح میں نبی ہو۔

جناب برق صاحب کا دعوٰی ہے کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی قریباً تمام کتابیں مطالعہ کی ہیں اگر ان کا یہ دعوٰی صحیح ہے تو مجھے حیرت ہے کہ باوجود حضور کی کتب مطالعہ کرنے کے انہوں نے حضور کی طرف دعوٰی نبوت کس طرح منسوب کر دیا ہے۔ بہرحال ذیل میں ان کی توجہ حضرت مرزا صاحب کی بعض تحریرات کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۳۲۹ پر حضور فرماتے ہیں:-

## حضرت مرزا صاحب کی پہلی تحریر

" ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ

پر ایمان لاتا ہے اس کی انبیاء کی طرح آزمائش کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کراویں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لاویں لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعوےٰ نہیں ہے وہی اسلام ہے جو پہلے تھا وہی نمازیں جو پہلے تھیں وہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی اصل دین میں سے کوئی ایسی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو مسیح موعود کا دعوےٰ اس حالت میں گراں اور قابل احتیاط ہوتا کہ جبکہ اس دعوے کے ساتھ نعوذ باللہ کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں صرف مابہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے اور مسیح موعود کا دعوےٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے اور اس دعویٰ سے مراد کوئی عملی انقلاب نہیں اور نہ اسلامی اعتقادات پر اس کا کچھ مخالفانہ اثر ہے تو کیا اس دعویٰ کو تسلیم کرنے کے لئے کسی بڑے معجزہ یا کرامت کی حاجت ہے جس کا مانگنا رسالت کے دعوے میں عوام کا قدیم سے شیوہ ہے ایک مسلمان جسے تائید اسلام کے لئے خدا تعالےٰ نے بھیجا جس کے مقاصد یہ ہیں کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے اور آج کل کے فلسفی وغیرہ کے الزاموں سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے اور مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی طرف رجوع دلادے کیا اس کا قبول کرنا ایک منصف مزاج اور خدا ترس آدمی پر کوئی مشکل امر ہے۔"

جناب برق صاحب اور ان کے ہمنوا غور فرمائیں کہ جو کام حضور نے اپنے بتلائے ہیں کیا وہ نبی کے کام ہیں یا مجدد کے۔ کیا شرعی اصطلاح میں نبی کی حقیقت تحریر مندرجہ بالا سے واضح نہیں ہو جاتی اور کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہو جاتا کہ آپ شرعی اصطلاح میں نبوت کے ہرگز مدعی نہ تھے اور ایسی نبوت کا دعوےٰ شریعت میں ممنوع اور موجب کفر ہے نہ کہ محض لغوی یعنی پیشگوئیاں کرنے والے کے معنی میں اس لفظ کا استعمال ناجائز اور موجب کفر ہے۔

## حضورؑ کی دوسری تحریر

مندرجہ بالا تحریر کے علاوہ ایک اور تحریر بھی آپ کے غور کے لئے پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے :-

" جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلعم پر ختم کر دیا ہے اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بنادیں ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے اور اسلام سے محبت سچی رکھنی چاہیئے ...... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بھلانا نہیں چاہیئے ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنی کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوےٰ بالمقابل نہیں اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افتراء کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم صلعم کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ ہمیں فیض معارف ملتا ہے سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے ورنہ وہی خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا (احباب ربوہ بطور خاص الفاظ پر غور کریں ازناقل) اگر ہم اسلام کے خادم نہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے"

(کیا احباب ربوہ اس وعید سے ڈریں گے)

پھر فرماتے ہیں :-

" لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالےٰ سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہیئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے"

(حضور کا ایک خط مندرجہ اخبار الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

(کیا احباب ربوہ حضورؑ کے ارشاد پر عمل کرتے

ہوئے لفظ نبی اور رسول کو اپنی بول چال اور نام محاورات میں ترک کرنے کے لئے تیار ہیں۔ (از ناقل)

## تیسری تحریر

حضورؑ کی ایک اور تحریر بھی پیش کرتا ہوں جو اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالنے کا موجب ہے فرماتے ہیں۔

"تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلامؑ توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے انکے لغوی معنوں کی رُو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعوےٰ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے ص۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور اُن کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے جس حالت میں ابتداء سے میری نیت میں جس کو اللہ تعالےٰ تعالےٰ جلشانہٗ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منھم احد فعمر۔ صحیح بخاری باب مناقب عمرؓ (مجموعہ اشتہارات حصہ اول ص۹۷")

اب جناب برق صاحب اور ان کے ہم نوا دوست غور فرمائیں کہ کیا عبارت مندرجہ بالا سے واضح نہیں ہو جاتا کہ نبی اور رسول کا لفظ جو حضور کے الہامات اور حضور کی کتابوں میں حضور کے حق میں استعمال ہوا ہے وہ محض محدثیت کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے اور سب مسلمانوں کے ہاں یہ مسلّم امر ہے کہ محدثیت ولایت کا ہی دوسرا نام ہے اور محدثیت زمرۂ اولیاء کا ہی فرد ہونا ہے حضرت عمرؓ جنہیں بطور مثال پیش کیا گیا ہے کوئی مسلمان بھی انہیں زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں سمجھتا پس میں نے اوپر جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب زمرہ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں حضور کی مندرجہ بالا تحریر سے بکمال پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے ایسی کھلی کھلی تحریروں کے بعد حضور کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا کیا یہ تحکم نہیں اور مصنف کے منشاء کو بگاڑ کر پیش کرنے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے۔

## ۱۹۰۲ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک بعض تحریریں

چونکہ جناب برق صاحب نے اپنی کتاب کے ص۲۹۳ پر لکھا ہے :-

"آپ ۱۹۰۲ء تک اپنی نبوت کا انکار کرتے رہے اور پھر ختم نبوت کا انکار" [۲]

اتمام حجت تمام کرنے کے لئے ذیل میں چند حوالے ان کتابوں سے بھی درج کئے جاتے ہیں جو ۱۹۰۲ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک تصنیف کی گئیں اور جن میں صریح الفاظ میں ختم نبوت کا اقرار موجود ہے۔

### ۱۔ کشتی نوح ص۱۵

"عقیدہ کی رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء اور سب سے بڑھ کر ہے"

جناب برق صاحب دیکھیں کہ ختم نبوت ہے یا اقرار۔

### (۲)۔ ریویو بر مباحثہ مابین محمد حسین بٹالوی و عبداللہ چکڑالوی۔ صفحہ ۶-۷ :-

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہے مگر رسول اللہ ہے اور خاتم الانبیاء ہے"

کیوں جناب برق صاحب کیا اس عبارت میں آپ کو ختم نبوت کا اقرار نظر آ رہا ہے یا انکار۔

### (۳) الہدیٰ ص۱ :-

"والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الرسل الذی اقتضی ختم نبوتہ ان تبعث مثل الانبیاء من امتہ۔ اور صلوٰۃ اور سلام خاتم رسل پر جس کی نبوت کے ختم نے چاہا کہ آپ کی امت سے نبیوں کی مانند لوگ پیدا ہوں"

(۴) پھر ص۳۲ پر فرماتے ہیں :-

"سنو خدا کی لعنت ان پر جو دعوےٰ کریں کہ وہ قرآن کی مثل لا سکتے ہیں قرآن شریف معجزہ ہے جس کی مثال کوئی انس و جن نہیں لا سکتا ...... بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی وحی بھی نہیں اگرچہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد کوئی اور وحی بھی ہو اس لئے کہ وحی رسانی میں خدا کی تجلیات ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالےٰ کی تجلی جیسی کہ خاتم الانبیاء پر ہوئی (خاتم الانبیاء کے لفظ پر غور کیجئے از ناقل) ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ کبھی پیچھے ہوگی اور جو شان قرآن کی وحی کی ہے وہ اولیاء کی وحی کی شان نہیں (اولیاء کے لفظ پر بھی غور کریں اور دیکھیں کہ کس صفائی سے اپنے آپ کو زمرہ اولیاء میں شامل کیا ہے از ناقل) اگرچہ قرآن کے کلمات کی مانند کوئی کلمہ انہیں وحی کیا جائے"

### (۵) دافع البلاء ص۱۲

"گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی شریعتیں اور رسول بھی ان کے نیچے ہوتے تھے جیسا کہ حضرت موسےٰ کے ساتھ ہارون لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہیں"

جناب برق صاحب دیکھ لیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم الانبیاء اور اپنے آپ کو خاتم الاولیاء قرار دیا ہے کیا ان الفاظ میں حضرت نبی کریم صلعم کی ختم نبوت

[۲] اس لئے ممکن ہے آپ کہدیں کہ پیشکردہ حوالے ۱۹۰۲ء سے قبل کے ہیں اس لئے قابل حجت نہیں اس لئے ضروری ہے کہ آپ پر

کا صریح اقرار اور اپنی ولایت کا صریح اعتراف موجود نہیں۔ از ناقل)

## (۶) مواہب الرحمان ص ۶۶

" ہم ایمان لاتے ہیں کہ سیدنا محمد مصطفےٰ صلعم خاتم الانبیاء ہیں"

## (۷) تذکرۃ الشہادتین ص ۱۱

" باہر سے ایک نبی کے آنے سے مہر نبوت ٹوٹتی ہے اور قرآن شریف صریح طور پر آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء ٹھہراتا ہے"

## (۸) ص ۱۹

" حدیثوں میں کہاں اور کس جگہ لکھا ہے کہ وہی اسرائیلی نبی جس کا عیسیٰ نام تھا جس پر انجیل نازل ہوئی تھی باوجود آنحضرت صلعم کے خاتم الانبیاء ہونے کے پھر دنیا میں آجائے گا"

کیوں جناب برق صاحب! ختم نبوت کے اقرار کے لئے اس سے زیادہ وضاحت کی آپ کو ضرورت ہے؟

## (۹) الوصیت ص ۱۰

" تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔"

جناب برق صاحب الفاظ "اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے" پر ذرا غور کریں۔

## (۱۰) حقیقۃ الوحی ص ۲۹

" کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دے گا اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لے گا"

جناب برق صاحب غور فرمائیں سیدنا حضرت مرزا صاحب تو آنحضرت صلعم کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونا بتلا رہے ہیں اور اسی فضیلت کو چھین لینے کا کسی کو اختیار تک دیتے ہوں لیکن آپ یہ فرما رہے ہیں کہ حضور نے آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا انکار کر دیا کیا کتاب حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء کی تصنیف ہے یا ۱۹۰۲ء سے قبل کی۔

## (۱۱) حقیقۃ الوحی ص ۱۱۱

" اور اگر خدا تعالےٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ تمام نبی یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالےٰ کو وحدہ لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام امت کو سکھلایا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

## (۱۲) حقیقۃ الوحی ص ۱۲۴

" یہ تو ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ امر جس کا نام توحید ہے اور جو مدار نجات ہے اور جو حقیقی توحید ہے ایک علیحدہ امر ہے وہ بجز اس کے کہ وقت کے نبی یعنی آنحضرت صلعم پر ایمان لایا جائے اور ان کی اطاعت کی جائے میسر نہیں آسکتا"

برق صاحب بتلائیں کہ وقت کا نبی تو حضرت مرزا صاحب نبی کریم صلعم کو قرار دیں اور کلمہ طیبہ میں بھی آنحضور صلعم کا ہی نام داخل کریں اور آپ یہ کہتے چلے جائیں کہ آپ اپنے آپ کو وقت کا نبی قرار دے رہے ہیں اور آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا انکار کر رہے ہیں اگر آپ کا قول درست تسلیم کر لیا جائے تو وقت کا نبی اپنے آپ کو کہتے اور کلمہ میں محمد رسول اللہ کی بجائے غلام احمد رسول اللہ داخل کرتے۔

## (۱۳) حقیقۃ الوحی ص ۳۹۰

" اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔"

کیا ۱۹۰۷ء میں بھی دعوےٰ نبوت سے انکار موجود ہے یا نہیں۔ تعجب ہے ایسی صریح عبارتوں کے موجود ہوتے ہوئے برق صاحب نے یہ کس طرح لکھ دیا کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک طرف ۱۹۰۲ء کے بعد اپنے نبوت کا دعوےٰ کر دیا اور دوسری طرف ختم نبوت کا انکار کر دیا۔

## (۱۴) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸

" اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے"

کیا یہاں بھی دعوےٰ نبوت سے انکار ہے یا نہیں۔

## (۱۵) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۴۴

" صرف اس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلعم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے"

جناب برق صاحب الفاظ "سب نبیوں کے آخر میں بھیجا" پر غور کریں۔

## (۱۶) الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۲

" ان نبینا خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ"

## (۱۷) ص ۴۴

" والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم"

" وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفےٰ علی الطریقۃ المستقلۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ فهو بشرط الاتباع لا بغیر المتابعۃ خیر البریۃ وواللہ ما حصل لی هذا المقام الا من انوار اتباع الاشعۃ المصطفویۃ وسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔"

برق صاحب غور فرمائیں کہ ختم نبوت کے اقرار کے لئے ان سے زیادہ واضح الفاظ کون ہو سکتے ہیں صاف لکھا ہے کہ سلسلہ مرسلین آنحضرت صلعم کی ذات مبارک پر ختم ہو گیا اور آپ خاتم النبیین ہیں کیا آپ کو اس سے زیادہ وضاحت کی ضرورت ہے۔ اس عبارت میں اپنے لئے جو لفظ نبی استعمال کرتے ہیں اس کا مفہوم بھی واضح کر دیا کہ اس سے مراد صرف کثرت مکالمہ ہے جو نبی کریم صلعم کی اتباع سے ملتا ہے ایسا شخص مجازاً نبی کہلا سکتا ہے حقیقتاً نہیں اور یہی مطلب ہے اس لفظ نبی کا جو حدیث میں مسیح موعود کیلئے وارد ہوا ہے

### (۱۸) براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۹

" یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جیسا آنحضرت صلعم خاتم نبوت ہیں ویسے ہی یہ عاجز خاتم ولایت ہے "

دیکھ لیجئے کہ کس وضاحت سے اپنے آپ کو ولی اور حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم نبوت لکھا ہے۔

### (۱۹) چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴

" ۱. جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں (یعنی نبی کریم صلعم پر۔ از ناقل) اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔"

### (۲۰) حاشیہ صفحہ ۳۲۴

" ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعوے کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔"

برق صاحب الفاظ حقیقی اور واقعی طور پر غور کریں۔

## جناب برق صاحب کا حیران کن رویہ

حوالے تو اس کثرت سے ہیں کہ اگر بالاستیعاب ان کو لکھا جائے تو ایک طویل کتاب بن جائے اس جگہ میں نے صرف ۲۰ حوالے درج کئے ہیں جو ۱۹۰۲ء سے لے کر آخری کتاب چشمہ معرفت تک پھیلے ہوئے ہیں۔ چشمہ معرفت حضور کی آخری مستقل کتاب ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور آخر عمر تک حضرت نبی کریم صلعم کی ختم نبوت کے اقراری رہے ہیں اور آنحضور صلعم کی ختم نبوت پر ہی ایمان لے کر اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔

میں حیران ہوں کہ جناب برق صاحب جن کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہے اکثر لفظاً لفظاً اور چند ایک سرسری نظر سے انہوں نے کس طرح یہ لکھ دیا کہ حضرت مرزا صاحب نے ۱۹۰۲ء کے بعد نبی کریم صلعم کی ختم نبوت کا انکار کر دیا تھا اور اپنے آپ کو آخوند زمرۂ اولیاء کا ہی فرد لکھا ہے نبوت کا دعویٰ کبھی بھی نہیں کیا۔ البتہ احادیث میں آنے والے مسیح کے لئے جو لفظ نبی آیا ہے اسی کی تشریح ہمیشہ فرماتے رہے ہیں اور یہ تشریح شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی رہی ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بکثرت مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا گیا ہوں اور اس مکالمہ الٰہی میں سے کثرت سے پیشگوئیاں ہیں اور شرف بھی صرف نبی کریم صلعم کی پیروی سے مجھے ملا ہے میں امتی ہوں اور امتی پر حقیقی اور واقعی طور پر نبی کے لفظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا حقیقتاً وہ ولی ہی ہوتا ہے لیکن مشہور حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کی رو سے ایک جزو نبوت یعنے مبشرات ملنے کی وجہ سے اور وہ بھی حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع کامل کے نتیجہ میں مجازاً اس کو نبی کے لفظ سے پکارا جاسکتا ہے جیسا کہ مجاز مرسل میں مجازی معنی اور حقیقی معنے کے درمیان علاقہ کلیتہً کا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اس کی مثال یہ آیت ہے و یجعلون اصابعھم فی اذانھم۔ اب اصبع کے حقیقی معنی تو پوری انگلی کے ہیں لیکن مراد اس سے انملہ یعنی ساری انگلی کا محض اگلا حصہ یعنے پوٹا ہے گویا کل بول کر مراد جزو لی گئی ہے اسی طرح حدیث میں لفظ نبی بول کر جو مشتمل ہے شریعت ہدایت پانے والے اور وہ مستقل طور پر مراد صرف مبشرات پانے والا لیا گیا ہے۔ اور وہ بھی حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع کے نتیجہ میں نہ کہ مستقل طور پر اور تبدیل کے ساتھ بعض مشابہتوں کی کی وجہ سے استعارۃً اس کے لئے نبی کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے۔ کیونکہ استعارۃ میں مجازی معنی اور حقیقی معنے کے درمیان علاقہ مشابہت کا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایسے مدعی کے منکر کو کافر نہیں کہا جاسکتا اور نہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی اپنے منکر کو محض اپنے دعوے کے انکار کی وجہ سے کافر کہا۔

## ذاتی تحقیق سے سچائی کھلتی ہے

معترضین کی آنکھیں کھولنے کے لئے اور حقیقت حال سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے مندرجہ بالا حوالے کافی ہیں کیا ان سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضور کا دعوےٰ نبوت کا نہیں بلکہ ولایت ظلی کا تھا اور حضور کو یہ مقام محض حضرت نبی کریم صلعم کے فیض سے حاصل ہوا اور آنحضور صلعم ہی سرچشمہ ہیں تمام انبیاء علیہم السلام کے فیوض کے چشمے خشک ہو گئے ہیں صرف آنحضور صلعم کا چشمہ فیض ہی جاری ہے اور یہی ختم نبوت کی حقیقت ہے کاش معترضین ضد اور تعصب سے الگ ہو کر حضرت مرزا صاحب کی کتب کا مطالعہ کریں تا اُن پر اصل حقیقت واضح ہو جائے دشمنوں کی باتوں پر اعتماد نہ کریں خود تحقیق کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو سچائی ان پر کھل جائے گی اور وہ خدا کے مامورں سے دلی اور مخلصانہ تعلق پیدا کرنے سے خدا کی طرف سے نازل ہونے ہیں۔

---

۱۴ ان فضلوں سے محروم ہونے سے بچ رہیں گے جو خدا کے

## اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ بخیروعافیت ہیں۔ خط و کتابت کے لئے پتہ مندرجہ ذیل ہے:۔

معرفت پوسٹماسٹر صاحب
ایبٹ آباد

### ترقی

—— عزیزم بشیر احمد صاحب انسپکٹر پولیس اینٹی کرپشن لاہور کو ان کی خدمات حسنہ کے عوض حکومت پاکستان نے پولیس میڈل عطا کیا ہے۔ عزیزم میرے بھانجے اور پروفیسر محمد احمد صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج جھنگ کے برادر کبیر ہیں۔ عزیزم موصوف نے حضرت ڈاکٹر بشارت احمد رحمہ اور حضرت مولانا محمد علی رحمہ صاحب کی بہت خدمات سرانجام دی ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انکو بیش از بیش ترقیات سے نوازے۔

راقم ڈاکٹر حسن علی گورنمنٹ پنشنر۔ گوجرانوالہ

### دعائے صحت

—— مکرم جناب بابو غلام قادر ڈار صاحب افیسر انچارج فارن منسٹرز پچھلے دنوں صاحب فراش رہے ہیں۔ الحمد للہ ان کی صحت اب روبہ ترقی ہے۔ احباب کرام سے ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

—— ملک عبد الغنی صاحب کارکن دفتر انجمن بہت عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ان کی صحت و تندرستی کے لئے بھی احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔

—— حبیب الرحمن صادق صاحب کے فرزند رشید محمد ارجمند صادق بعارضہ ٹی بی ڈاڈر سینی ٹوریم میں زیر علاج ہیں۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے۔ دعاؤں کی درخواست ہے۔

### ہندوستانی احباب

—— اپنے تمام چندے وغیرہ محترمہ اہلیہ صاحبہ شیخ محمد انعام الحق صاحب مرحوم و مغفور کے نام بھیجا کریں۔

بیگم صاحبہ شیخ محمد انعام الحق صاحب مرحوم
مکان نمبر ۸/۱ ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ
حیدرآباد دکن (بھارت)

غلام رسول صاحب ایم اے

# میاں ابراہیم صاحب کے تبصرۂ مجاہد کبیر پر تبصرہ

## قسط سوم

### اختلاف اور انتشار میں فرق

میاں ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ نے "مجاہد کبیر" پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ سوال اٹھایا ہے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب رح کی زندگی میں جماعت کے اندر انتشار رہا ہے اور وہ انتشار ان کی موت کا سبب ہوا۔ دراصل میاں ابراہیم صاحب انتشار اور اختلاف کے مفہوم کو نہیں سمجھ سکتے۔ اگر ان ہر دو الفاظ کے معانی میں فرق کر سکتے تو کبھی جماعت لاہور پر انتشار کا الزام عائد نہ کرتے۔

جماعت لاہور میں اگر بعض تنظیمی امور میں اختلاف اٹھتا ہے تو وہ اختلاف حدیث نبوی "اختلاف امتی رحمۃ" کے تحت ہوتا ہے۔ جبکہ انجمن کے ممبر ایک دوسرے کے احترام اور وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ اور کثرت رائے سے فیصلہ ہوتا ہے۔ اور یہی اسلامی جمہوریت ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کاربند تھے۔

ہر مصنف کو اپنی تصنیف بہت عزیز ہوتی ہے کیونکہ ہزاروں کتب کے مطالعہ کے بعد ایک مصنف دنیا کے سامنے اپنی کتاب پیش کرتا ہے ممکن ہے کہ حضرت مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ کو یہ خیال ہو کہ ان کی وفات کے بعد ان کی تصنیفات کی اشاعت کی رفتار رک جائے گی اس وجہ سے انہوں نے صرف اشاعت کے خیال سے ایک قرآن ٹرسٹ قائم کرنا چاہا۔ ادھر ممبران انجمن بھی اشاعت قرآن کرنا چاہتے تھے۔ اس وجہ سے انہوں نے مولانا صاحب کے نظریہ کی مخالفت کی۔ اور کہا کہ قرآن کی اشاعت کا اعزاز انجمن سے نہیں لینا چاہیئے۔

حضرت مولانا محمد علی رح کا بھی خیال اشاعت قرآن ہے۔ کہ وہ کسی طرح نہ رکے صرف ذریعہ اشاعت میں اختلاف تھا جو اللہ تعالے کے فضل سے دور ہو گیا اور حضرت مولانا نے جماعت کی مؤدبانہ درخواست پر اپنی تجویز واپس لے لی۔ حضرت مولانا کی عزت و احترام کبھی جماعت کے کسی فرد کی نظروں میں کم نہیں ہوا۔ اب بھی مولانا محمد علی رح کا ذکر احترام سے کیا جاتا ہے اور جماعت لاہور میں ان کی ذات گرامی اور خدمات اسلام کو نہایت قدر و منزلت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے

یہ وہ اختلاف ہے جس کو میاں ابراہیم صاحب کی نظر انتشار قرار دیتی ہے۔ اس قسم کے اختلافات عہد رسالت سے لے کر خلفائے راشدینؓ کے عہد تک نظر آتے ہیں۔ حضرت علی رض کا زمانہ خلافت تو اس قسم کے اختلافات کو بالکل واضح کر دیتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہ رض کا اختلاف حضرت علی رض سے حضرت عثمانؓ کے خون کے قصاص کے متعلق ہے دونوں گروہ حضرت عثمانؓ کے خون کا قصاص لینا چاہتے ہیں۔ صرف طریقہ میں اختلاف ہے۔ یہ اختلاف یہاں تک بڑھ گیا تھا کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض فوج لے کر کوفہ اور بصرہ کی طرف بڑھے تاکہ قاتلین سے قصاص لیں۔ اور حضرت علی رض بھی کوفہ اور بصرہ کی طرف بڑھے۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ تو چونکہ دونوں بزرگوں کی نیت لڑائی کرنا نہیں تھی۔ اس لئے افہام و تفہیم کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جب طلحہ رض اور حضرت زبیر رض عنہما کو حضرت علی رض نے اپنے نظریہ کا قائل کر لیا تو وہ میدان جنگ کو چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

کیا میاں ابراہیم صاحب ان دو گروہوں کے اس اختلاف کو انتشار کہیں گے۔ اور صحابہ کرام رض پہ انتشار پسندی کا الزام لگائیں گے۔

میاں محمد ابراہیم صاحب نے انتشار کی واضح مثالیں ڈھونڈنی ہوں۔ اور انتشار کا صحیح مفہوم سمجھنا ہو۔ تو وہ جماعت ربوہ کی تاریخ پر نظر دوڑائیں۔ سب سے پہلے حضرت مولانا نورالدین رح کی وفات کے بعد خلیفہ صاحب نے جماعت احمدیہ میں انتشار پیدا کیا۔ حضرت مولانا محمد علی رح نے ہزار کوشش کی کہ جماعت میں انتشار پیدا نہ ہو۔ لیکن خلیفہ صاحب نے حضرت مولانا محمد علی رح کی کوششوں کو رائیگاں کر دیا۔ جب دونوں جماعتیں الگ الگ ہو گئیں تو بھی حضرت مولانا محمد علی صاحب نے ہر بار کوشش کی کہ یہ انتشار ختم ہو۔ لیکن خلیفہ صاحب نہ مانے اور عقائد پر کسی طرح بھی بحث کرنے پر راضی نہ ہوئے

اس کے بعد جب خلیفہ صاحب مسند خلافت پر متمکن ہو چکے تو ان کی تمام عمر جماعت کے انتشار کی نذر ہو گئی۔ سب سے پہلے انتشار کے دیو نے ۱۹۱۵ء میں سر نکالا۔ اور اس انتشار کی تاب نہ لا کر خلیفہ صاحب کو یہ کہنا پڑا۔

"مجھ پر حملے کرتے ہیں میں کہتا ہوں میں نے کب اپنے آپ کو پاک کہا ہے"

(الفضل ۲۵ر فروری ۱۹۱۵ء)

میاں ابراہیم صاحب خلیفہ صاحب کے اپنے فرمان کو سامنے رکھ کر سمجھ لیں کہ وہ انتشار کس قسم کا تھا اور کون خلیفہ صاحب پر حملے کرتا تھا۔ پھر وہ انتشار دعوت مباہلہ کے رنگ میں ۱۹۲۴ء و ۱۹۲۵ء میں نمودار ہوا جو مستریوں کا فتنہ کہلاتا ہے۔ پھر ۱۹۳۵ء میں نمودار ہوا جو مصری کا فتنہ کہلاتا ہے۔ پھر ۱۹۵۶ء میں ظاہر ہوا جو حقیقت پسندوں کا فتنہ کہلاتا ہے۔ یہ مثالیں انتشار کے مفہوم پر چسپاں ہوتی ہیں۔ یہی وہ انتشار ہیں جنہوں نے خلیفہ صاحب کو مفلوج کی حالت میں صاحب فراش کر دیا ہے اور جیلنے پھرنے اور بولنے سے عاری ہیں، فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خلیفہ صاحب نے جو نظام قائم کیا ہے وہ خود بھی جماعت میں انتشار ہونے پر واضح دلیل ہے۔ میاں صاحب کو معلوم ہے کہ ربوہ کے دفاتر میں ایک "دفتر امور عامہ" کا دفتر ہے جس کو حکومتی اصطلاح میں وزارت داخلہ کہا جاتا ہے۔ جس کا کام ہی یہ ہے کہ جماعت کے اندرونی اور بیرونی معاملات کا پتہ رکھے۔

### مجاہد کبیر پر تبصرہ

انتشار کے الزام کا جواب دینے کے بعد اب دوسرے سوال کو لیتا ہوں۔ میاں صاحب نے کتاب مجاہد کبیر اور حضرت مولانا محمد علی رح کے مقام کو گرانے کے لئے یہ سوال اٹھایا ہے کہ یہ کتاب مولوی محمد علی رح کے رادر نسبتی ممتاز احمد فاروقی اور ان کے بیٹے محمد احمد صاحب نے لکھی ہے اور لکھا ہے آخر انہوں نے اپنی عقیدت کا اظہار کرنا ہی ہے۔ میاں صاحب کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آخر ایک رشتے دار اپنے رشتے دار کی توصیف کرتا ہی ہے خواہ وہ اس تعریف اور توصیف کا مستحق نہ بھی ہو، مجھے کتاب مجاہد کبیر پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں میں صرف میاں صاحب کے جواب دینے کی حد تک کتاب پر تبصرہ کروں گا۔ تاکہ یہ ظاہر کروں کہ جو مقام حضرت مولانا محمد علی رح کا اسلامی دنیا میں ہے۔ اس مقام ارفع کو کتاب ظاہر نہیں کرتی۔

"مجاہد کبیر" حضرت مولانا محمد علی رح کی زندگی پر پہلی کتاب ہے جو بہت مفید معلومات کی حامل ہے آئندہ جب کبھی بھی حضرت مولانا کی زندگی پر مؤرخین قلم اٹھائیں گے تو اس کتاب کو نظر انداز نہیں کر سکیں گے

(باقی بر صفحہ ۱۵ کالم ۲)

# حجتِ صادق اور عذرِ نامعقول

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۶۳ء)

## انکشاف کا اڑنگہ

لیکن علمائے ربوہ کو حضرت اقدس کے الفاظ کے یہ صاف سیدھے اور صحیح معنے موافق نہیں۔ کیونکہ ان معنوں کی رُو سے یہ بات اُن کو ماننی پڑے گی کہ آپ سنہ ۱۹۰۱ء کے پہلے سے نبی کے خطاب کو صریح طور پر سمجھتے آ رہے تھے۔ اور جس کا نتیجہ پھر یہ ہوگا کہ حضرت مامور خدا کے علم و عرفان کا دامن لاعلمی، غلطی اور تبدیلی دھبوں سے

داغدار نہیں ہو سکے گا

جو بات کہ علمائے ربوہ مر جائیں گے مگر قبول نہیں کریں گے۔ اس لئے وہ حضرت اقدس کے علم و عرفان کو متذکرہ بالا داغوں سے داغدار کرنے کے لئے آپ کی صاف و صریح تحریر میں ایک

انکشافی اڑنگہ

اپنے پاس سے داخل کرتے ہیں۔ جیسا کہ قاضی صاحب لکھتے ہیں:-

"اُمتِ محمدیہ میں مسیح موعودؑ کے ظاہر ہو جانے اور اُس پر اپنے صریح طور پر نبی کے خطاب کے پانے کے انکشاف ہو جانے کے بعد نبی کا ایسا فرد پایا گیا" (صـ۵۶)

یہ ملفوظ فقرہ تین باتوں پر مشتمل ہے یعنے

(۱) نبی کا خطاب

(۲) اُس خطاب کا صریح طور پر ہونا

(۳) اُس کے صریح طور پر ہونے کا انکشاف ہو جانا۔

اور بتلاتے ہیں قاضی صاحب کہ نبی کا یہ فرد اُس وقت نہیں پایا گیا تھا جب

(۱) نبی کا خطاب اُس کو دیا گیا

اور نہ اُس وقت پایا گیا جب

(۲) یہ خطاب اُس کو صریح طور پر دیا گیا

بلکہ صرف اُس وقت پایا گیا جب

(۳) اُس خطاب کے صریح طور پر ہونے کا اُس فرد پر انکشاف ہوا۔ اور

یہ انکشاف اُس پر بقول علمائے ربوہ ۱۹۵۹ء میں یا ۱۹۰۱ء کے بعد ہوا تھا۔ لہٰذا اصل اہمیت نہ نبی کے خطاب کو ہے اور نہ اُس خطاب کے صریح طور پر ہونے کو ہے بلکہ اہمیت ساری کی ساری انکشاف کے ہوائی اڑنگے کو ہے۔ انکشاف کی بات کا اڑنگہ ہونا اور وہ بھی ہوائی ہونا اس لئے ہے کہ حضرت اقدس کی تحریر میں اس کا کوئی ذکر نہیں اور نہ کوئی نام و نشان ہے۔ علمائے ربوہ اس کو حضرت کی واضح تحریر کے اندر خوشی سے نہیں مجبوری سے داخل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ بغیر اس کے اُن کی بات نہیں بنتی ؎

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

لہٰذا یہ اڑنگہ داخل کر کے اپنی بات بناتے ہیں۔ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود نبی کے خطاب کو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے غیر صریح سمجھتے تھے مگر سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد صریح سمجھنے لگ گئے تھے۔ اور غیر صریح کا مطلب "ناقابلِ تاویل" بتا کر کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی کے خطاب کو

ا۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے قابلِ تاویل سمجھتے تھے مگر سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد اس کو ناقابلِ تاویل سمجھنے لگ گئے تھے

اور یہ کہ

ب۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے اپنے دعویٰ کو "نبی و رسول بمعنی محدث" بتاتے تھے مگر سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد اس کو "نبی و رسول بمعنی واقعی و رسول" بتانے لگ گئے تھے۔

مگر اس پر یہ سوال پیدا ہوگا کہ یہ "انکشاف" آپ کے اوپر کس طرح اور کیونکر ہوا؟ کیا اس انکشاف پر مشتمل آپ کو کوئی کشف، کوئی الہام یا کوئی وحی ہوئی؟ مکرم جناب میاں صاحب کی کتابیں، قاضی صاحب کی قولِ بلیغ، علمائے ربوہ کی سب تحریریں گواہ ہیں کہ ایسا نہیں ہوا۔ پھر یہ انکشاف اگر ہوا تو کس طرح ہوا؟ قاضی صاحب بمتابعت اپنے خلیفہ ثانی بتلاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے الہامات میں بار بار نبی کے خطاب کو دیکھکر

خود ہی سمجھ لیا

کہ یہ ناقابلِ تاویل ہے۔ اور کہ مراد اس سے واقعی نبی ہوتا ہے۔ لیکن سوال دوسرا اس جگہ پھر یہ درپیش ہوگا کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے ۲۳ سال جو آپ اس خطاب کو (۱) بار بار دیکھتے جیسا کہ آپ کی کتب تحریرات ازالہ اوہام، سراج منیر، انجام آتھم مکتوب اخبار الحکم اور اربعین وغیرہ میں درج ہے۔

(۲) اور اس کو قابلِ تاویل سمجھکر مراد اس سے محدث ہونا لیتے تھے۔

تو کیا یہ باتیں اُس وقت آپ کو کوئی اور شخص سمجھاتا تھا؟ ظاہر ہے کہ اُس زمانہ میں بھی آپ اس خطاب کو بار بار دیکھکر

خود ہی سمجھتے تھے

کہ یہ خطاب قابلِ تاویل ہے اور مراد اس سے محدث ہونا ہے۔ لہٰذا واقعہ اصلی یہ ماننا پڑا کہ نبی کے خطاب کو آپ نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے ۲۳ سالہ زمانہ میں خود ہی قابلِ تاویل سمجھا اور پھر سنہ ۱۹۰۱ء سے بعد کے ۶½ سالہ زمانہ میں بھی آپ خود ہی اس کو ناقابلِ تاویل سمجھنے لگ گئے۔ اس کا نام علمائے ربوہ نے انکشاف رکھا ہوا ہے۔

## ہولناک نتائج

اگر انکشاف یہی ہے تو اس اڑنگہ کے نتائج بڑے ہولناک نکلتے ہیں جن کی غالباً علمائے ربوہ کو ہرگز پرواہ نہیں کیونکہ ان کا کام عقل سے کام لینا نہیں بس تبلیغ کرنا ہے۔ حتےٰ کہ اُن کے اس رویہ سے اُن کے خلیفہ ثانی بھی بے حد تنگ اور بیزار ہو گئے جس کا اظہار اُن کے الفاظ میں ہم ذرا آگے چلکر لکھیں گے۔

اسجگہ ہم اُن ہولناک نتائج کو مختصراً لکھ دیتے ہیں۔ جس کسی کو عبرت حاصل کرنا ہو کر لے۔

## پہلا نتیجہ

علمائے ربوہ کے انکشافی اڑنگے کے مطابق حضرت اقدس کا عرصہ ماموریت دو زمانوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ یعنے

ا۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے ۲۳ سالہ زمانہ اور

ب۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے بعد کا ۶½ سالہ زمانہ

اور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی کے صریح خطاب کو جس طرح بعد کے ۶½ سالہ زمانہ میں خود ہی ناقابلِ تاویل سمجھتے رہے تھے۔ دریں صورت اس بات پر کوئی دلیل قائم نہیں ہو سکے گی کہ آپ کا

پہلا سمجھنا غلط تھا اور دوسرا سمجھنا صحیح تھا۔

کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا دوسرا سمجھنا غلط ہو اور پہلا سمجھنا صحیح ہو۔ کیونکہ جب کسی شخص کے متعلق ثابت ہو گیا کہ وہ صرف صحیح ہی نہیں سمجھتا بلکہ غلط بھی سمجھتا ہے حتیٰ کہ ۲۳-۲۴ سال تک غلط ہی غلط سمجھتا چلا جاتا ہے تو پھر ازروئے علم و عقل اُس کا پہلا اور بعد کا سب سمجھنا یکساں ہے۔ اور کوئی شخص بروئے انصاف و دیانت داری یہ فتوےٰ نہیں دے سکتا کہ کسی

کا فلاں سمجھنا غلط اور فلاں سمجھنا درست ہے۔ بالخصوص جبکہ اس شخص نے بار بار یہ بھی بتلایا ہو کہ

"میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں۔ میں انسان ہوں ممکن ہے اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو"

(حجۃ اللہ ص)

"ہم اپنی اجتہادی باتوں کو غلطی سے معصوم نہیں سمجھتے ہمیں ملزم کرنے کے لئے ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیئے"

(تریاق القلوب ص)

یہی سوال ہم نے "قول سدید" میں علمائے ربوہ سے کیا تھا۔ جس کا جواب قاضی صاحب نے حسب ذیل لکھا ہے:۔

"یہ ہے مصنف قولِ سدید کی نئی منطق جس پر اسے ناز ہے ہم تو سمجھتے تھے مدعی کے آخری اقوال حجت ہوتے ہیں" (قول بلیغ ص)

مصنف قول سدید کو اس منطق پر بجا طور پر ناز ہے جیسا کہ ہر صاحب علم گواہ ہے مگر مصنف قول بلیغ نے بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ تمام منطقوں کا سر توڑ کے رکھ دیا ہے۔ دلیل ان کی یہ ہے کہ علمائے ربوہ سمجھتے تھے کہ مدعی کے آخری اقوال حجت ہوتے ہیں "علمائے ربوہ کا سمجھنا" یہی تو سارے فساد کی جڑ ہے۔ کیونکہ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ مدعی نے ۱۰ سال جو کچھ سمجھا غلط سمجھا جس مدعی کا یہ حال ہو اس کے کوئی بھی اقوال ابتدائی یا آخری اہل علم کے نزدیک قابل حجت نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔

"ہم اپنی اجتہادی باتوں کو غلطی سے معصوم نہیں سمجھتے ہمیں ملزم کرنے کے لئے ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیئے"

(تریاق القلوب ص)

پس نتیجہ علمائے ربوہ کے انکشافی اڑنگے کا یہ نکلا کہ علاوہ الہام کے بابت مسیح موعود کا نہ پہلا سمجھنا صحیح رہا اور نہ دوسرا۔ بلکہ سب اگلا اور پچھلا مشکوک اور مشتبہ ہو کر رہ گیا۔ نہ ماموریت رہی اور نہ اس کی کوئی شان اگر کچھ رہ گیا تو اٹکل پچو رہ گیا اور علمائے ربوہ یا ان کے عوام جو ششدر اور مبہوت بصورت سوال کھڑے بزبان حال کہہ رہے ہوں گے ؎

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما

کیونکہ "سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام" ایک "ناقابل اعتبار مصنف" بن گیا۔ مگر

"وہ شخص جو کل دنیا کی ہدایت کے لئے آیا تھا اس کی طرف ایسی لغویات کا منسوب کرنا کیسا ظلم ہے۔ وہ جو دنیا کو عقل سکھانے کے لئے آیا۔ وہ جو علوم روحانی کے خزانے لٹانے آیا۔ وہ جو دانائی کی کان تھا۔ اور جاہلوں کو دانا بنانے والا تھا کیا اس کی نسبت یہ خیال کیا جا سکتا ہے"

(حقیقۃ النبوۃ ص)

پس اے علمائے ربوہ! ذرا تھم کر ٹھنڈے دل یا گرم دل سے اس پر سوچو؟ اور سوچ کر خدا کے خوف یا بے خوفی سے اپنے "سمجھنے" کا جائزہ کچھ قدرے لو؟

## دوسرا نتیجہ

علمائے ربوہ کو مسلّم بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت اقدس نبی کے خطاب کو قابل تاویل سمجھتے تھے تو اس وقت آپ اپنے دعوے کو

(ا) دعوئے محدثیت کہتے تھے

(ب) اور دعوئے نبوت سے انکار کرتے تھے۔

لیکن ۱۹۰۱ء سے بعد جب اس خطاب کو ناقابلِ تاویل سمجھنے لگ گئے تھے تو اس وقت آپ نے اپنے دعوے کو

(ا) دعوئ نبوت کہنا شروع کر دیا اور

(ب) دعوئے محدثیت سے انکار کر دیا

اب واقعات یہ ہیں کہ اپنے دعوے کو "دعویٰ محدثیت" کہنے پر جہاں تیئیس سال گذر گئے وہاں اس دعوے کو "دعویٰ نبوت" کہنے پر ابھی ۶½ سال ہی گذرے تھے کہ آپ اس دنیا سے اٹھا لئے گئے۔ اس واقعہ سے یہ لازمی نتیجہ نکلے گا کہ مسیح موعودؑ کا اپنے دعوے کو دعوئے نبوت کہنا غلط تھا

ورنہ اس پر ۲۳ سال کا معیاری عرصہ ضرور گذرتا۔ پس علمائے ربوہ کے اس انکشافی اڑنگے کا یہ نتیجہ ہے کہ خدا کا ایک سچا "مامور" کاذب مدعی نبوت بن جاتا۔ استغفراللہ۔

"دوستو! ان بحثوں میں اپنے منشاء اور مدعا کو پورا کرنے کے لئے ایسے حد سے نہ نکل جاؤ کہ خود حضرت مسیح موعود کو نشانہ اعتراضات بنا لو۔ آخر وہ شخص جس طرح ہمارا سردار ہے تمہارا بھی سردار ہے اس کے کلام کی وہ تفسیر کیوں کرتے جس سے اس پر اعتراضوں کی بوچھاڑ شروع ہو جائے اور اس کے دعوے اور اس کے تقوے میں شبہات پیدا ہو جائیں"

(حقیقۃ النبوۃ ص)

کیا علمائے ربوہ اپنے خلیفہ صاحب کے الفاظ منقولہ بالا پر غور کریں گے؟ اگر کہو کہ "دعوے" نہیں بدلا صرف "عقیدہ" بدل لیا تھا تو یہ بہانہ بے شک اپنے عوام کو سنانے جاؤ جو مست خواب ہیں اور جنہوں نے آپ کی ہر بات سر آنکھوں پر رکھنے اور جس سے

مس نہ ہونے کی قسم کھا رکھی ہے ورنہ صاف ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک صرف عقیدہ نہیں بلکہ دعوے بدلا اور بڑے زور شور سے بدلا کیونکہ یہ دعوے

"دعوئے محدثیت" سے

"دعوئے نبوت" بن گیا

---

# "مجاہد کبیر" پر تبصرہ

(سلسلہ ص ۱۴)

خدا مصنفین کو ان کی محنت پر جزائے خیر دے۔ اسلامی لٹریچر پر تھوڑی بہت واقفیت ہونے کی بناء پر میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ حضرت مولانا محمد علی رح کی زندگی کے بعض علمی پہلوؤں پر بہت کچھ لکھا جا سکتا تھا۔ لیکن بہت کم لکھا گیا جو نہ لکھنے کے برابر ہے۔ مثلاً حضرت مولانا محمد علی رح کا فن تفسیر نگاری۔ مصنفین نے تفسیر کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن حضرت مولانا مرحوم کے فن کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا۔ اور موجودہ مفسروں میں … ان کی تفسیر کا جو مقام ہے اسے متعین کیا ہے۔ مولوی صاحب کی زندگی کا علمی پہلو ہی ہزاروں صفحات چاہتا ہے۔ اگر مصنفین اس پہلو پر مکمل روشنی ڈالتے تو بچارے میاں ابراہیم صاحب کو معلوم ہو جاتا کہ مسیح موعود اور حضرت مولانا نورالدین رح کا تیار کیا ہوا شاگرد رشید مفسرین میں کیا مقام رکھتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ مصنفین مولوی صاحب کی زندگی پر لکھتے ہوئے ان کے علمی مقام کو واضح نہیں کر سکے۔ اسی طرح مولوی صاحب کی علمی زندگی کے اور بھی بیشمار پہلو ہیں۔ ان پر بھی مصنفین نے روشنی نہیں ڈالی مثلاً مولوی صاحب کو بحیثیت ایک محدّث۔ مورخ۔ شارح اسلام اور واعظ ہونے کے بہت بڑا مقام حاصل ہے۔ ان عنوانات پر کوئی بحث نہیں کی گئی۔

آخر میں میں میاں ابراہیم صاحب کی خدمت میں التماس کروں گا کہ حضرت مولوی محمد علی رح کے برادر نسبتی جناب احمد قادرونی نے مجاہد کبیر لکھ کر نذر عقیدت پیش کر دی۔ لیکن خلیفہ صاحب کے برادر نسبتی میاں عبدالوہاب عمر۔ اور میاں عبدالمنان عمر کس قسم کی "نذر عقیدت" انہیں پیش کرنے لیے ہیں نذر کر رہے ہیں۔ خلیفہ صاحب کے بیوں کے مطابق ان کے برادر نسبتی میاں عبدالوہاب کا تعلق منافقوں کے فتنہ کے ساتھ اور ۱۹۵۶ء کا فتنہ تو مکمل طور پر ان کے ارد گرد گھوم رہا ہے … … خلیفہ صاحب کے قول کے مطابق ان کے برادران نسبتی نے ان کو قتل کرنے کے منصوبے کئے۔

کتنا فرق ہے کہ حضرت مولوی محمد علی رح کے برادر نسبتی نے انکی توصیف میں ایک کتاب لکھ دی لیکن خلیفہ صاحب کے برادر نسبتی نے بقول خلیفہ صاحب ان کے خلاف فتنہ و فساد کی آگ کو روشن کر دیا اس امر سے ہی حضرت مولوی محمد علی رح اور خلیفہ صاحب کے درمیان موازنہ کر لیجئے۔ اور سمجھ لیجئے کہ حضرت مولوی محمد علی رح کے رشتہ داران کے…

# رفتار عالم

—— پاکستان اور سومالیہ میں تجارتی معاہدہ پر کل کراچی میں دستخط ہوں گے۔ ۱۸ اگست سومالیہ کے وزیر اعظم ڈاکٹر عبدالرشید شیر مارکے آج کل پاکستان تشریف لائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میرا ملک باہمی تنازعات کے لئے حق خود ارادیت کے اصول کا حامی ہے۔ مسئلہ کشمیر اور سومالیہ کا ایتھوپیا اور کینیا سے سرحدی تنازعہ انہی بنیادوں پر حل کیا جانا چاہیئے۔ وزیر اعظم راولپنڈی سے پشاور پہنچے پر اخبار نویسوں سے بات چیت کر رہے تھے۔

—— نئی دہلی ۱۸ اگست۔ کل احمد آباد کے عوام کے دو گروہوں میں سخت تصادم ہوا، فریقین نے ایک دوسرے پر سوڈا واٹر کی بوتلیں اور پتھر پھینکے جن سے پندرہ افراد مجروح ہو گئے۔ پولیس نے ۷۴ افراد گرفتار کر لئے۔

—— ہانگ کانگ ۱۸ اگست چین میں پاکستان کے سفیر جنرل این اے ایم رضا آج کنٹن سے یہاں پہنچ گئے۔ آپ آج رات کراچی روانہ ہو جائیں گے۔ اور وہاں حکومت پاکستان سے بعض امور کے بارے میں مشورہ لیں گے۔

—— ہانگ کانگ ۱۸ اگست۔ آئندہ مہینے کے وسط میں ایک برقی مشین (الیکٹرانک کمپیوٹر) پہنچ جائے گی، جو شطرنج کھیل سکتی ہے۔ موسیقی کی دھنیں تیار کر سکتی ہے شعر کہہ سکتی ہے اور خلائی مسافروں کا سراغ لگا سکتی ہے یہ مشین مقامی بجلی گھر میں ہر مہینے بجلی کے ڈھائی لاکھ بل تیار کیا کرے گی۔

—— ٹوکیو ۱۸ اگست۔ اوکی ناوا نامی جزیرے سے چار میل شمال کی طرف دو سو سے زیادہ مسافروں سے بھری ہوئی کشتی ڈوب گئی اطلاع ملی ہے کہ ایک سو سولہ افراد بچا لئے گئے۔ پندرہ ہلاک ہو گئے۔ باقی ماندہ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کا کیا حشر ہوا۔ اسی اثنا میں جاپان کے جزیرہ کیوشو میں سخت سیلاب آ رہے ہیں جن کی وجہ سے ہزاروں افراد بے گھر ہو گئے ہیں۔ ریلوے لائنیں ٹوٹ گئی ہیں۔ اور مواصلات کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔

—— کراچی ۱۸ اگست۔ ڈاکٹر عبدالرشید شیر مارکے وزیر اعظم سومالیہ راولپنڈی سے کراچی پہنچ گئے۔ وہ دو دن تک کراچی میں قیام کرنے کے بعد عازم سومالیہ ہو جائیں گے۔

—— لاہور ۱۸ اگست۔ سکرود کے مقام پر دریائے سندھ کے پانی کی سطح ساڑھے سولہ فٹ ہے اور اس میں درمیانے درجے کی طغیانی ہے مٹھن کوٹ کے مقام پر بھی درمیانے درجے کی طغیانی ہے۔ اسوم کے مقام پر دریائے ستلج میں پانی کا اخراج ایک لاکھ کیوسک ہے اور یہ اخراج معمول کے مطابق ہے۔

—— کراچی ۱۸ اگست مسٹر محمد شعیب وزیر خزانہ نے آج سیفی فونڈیشن میں تعلیم کی سیفی سکیم کا افتتاح کرتے ہوئے ملک کے متمول طبقے سے اپیل کی کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعلیمی ادارے کھول کر حکومت کی امداد کریں۔ اس تقریب میں سفارتی نمایندوں، تاجروں، صنعت کاروں اور معزز شہریوں نے شرکت کی۔ آپ نے کہا عوام کو فیاضی کے ساتھ تعلیم دینی چاہیئے۔ اگرچہ حکومت تعلیم کے بارے میں اپنے فرائض ادا کر رہی ہے لیکن حکومت اتنی استعداد نہیں رکھتی کہ وقت کے سارے تقاضے پورے کرے۔ آپ نے متمول لوگوں پر زور دیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعلیمی ٹرسٹ قائم کریں۔

—— کراچی ۱۸ اگست۔ پاکستان نے اپنے تجارتی بیڑے کی توسیع کے لئے آئندہ دو برس میں دس نئے جہاز اور پچیس پرانے جہاز خریدنے کا فیصلہ کر لیا ہے نئے جہاز آنے پر کراچی اور ٹوکیو کے درمیان بھی سروس شروع کی جائے گی۔

... کے اختیار میں ہے۔

—— تہران۔ ایران کی ایک فوجی عدالت نے گذشتہ رات پانچ افراد کو بغاوت کی قیادت کرنے کے الزام میں سزائے موت دی۔ ان پر گذشتہ ۵ اور ۶ جون کو حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کا الزام تھا۔ اس بغاوت میں قریباً ایک سو افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ فوجی عدالت نے ان کے علاوہ ایک شخص کو عمر قید دی ہے۔ ایک شخص کو بری کر دیا گیا ہے۔ یاد رہے ایران میں فسادات کے دوران قریباً آٹھ سو افراد زخمی ہوئے تھے اور پولیس نے قریباً پانچسو افراد کو گرفتار کر لیا تھا۔
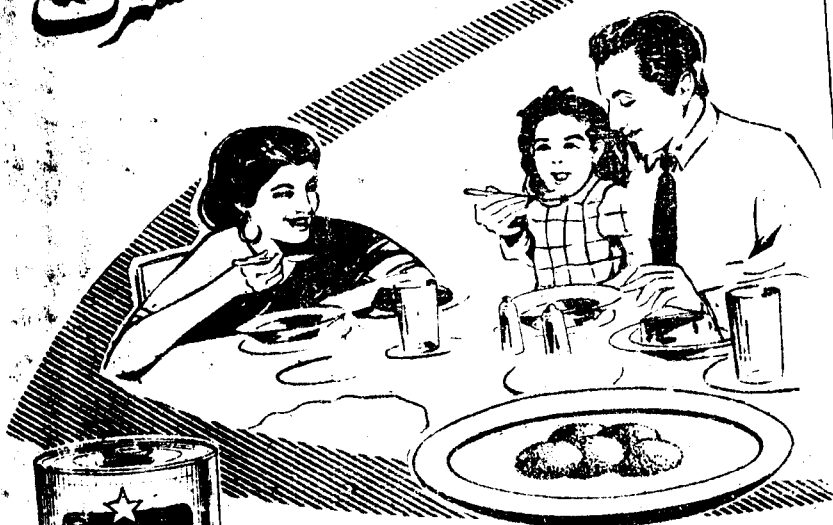
—— کلکتہ ۱۸ اگست مغربی بنگال کے اتیس کانگریسی وزیروں نے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے فیصلے کے مطابق اپنے استعفے مسٹر سین وزیر اعلیٰ کو پیش کر دیئے۔ وزیر اعلیٰ نے انہیں بتایا کہ استعفے منظور کرنا یا نہ کرنا پنڈت نہرو ...

VG.2.FP. U
پیغام صلح ۲۱ اگست ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸۔ شمارہ ۳۴

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر نے چھپوا کر دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغام صلح

لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

زرمبادلہ
پاک ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷۳
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سونی


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیںؐ
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب


جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ۔ مؤرخہ ۸ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۶۳ء | نمبر ۳۵


## ختم نبوت کی شان حضرت امام وقتؑ کی نظر میں

### ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یقیناً یاد رکھو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں ہو سکتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیینؐ یقین نہ کرے۔ جب تک ان محدثات سے الگ نہیں ہوتا اور اپنے قول اور فعل سے آپؐ کو خاتم النبیینؐ نہیں مانتا۔ سعدیؒ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ... ولیکن میفزائے بر مصطفٰےؐ

ہمارا مدعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے۔ یہی ہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جائے جو ابدالاباد کے لئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے۔ اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے۔ جو ان لوگوں نے اپنی بدعتوں کے ذریعہ قائم کی ہیں۔ ان ساری گدیوں کو دیکھ لو۔ اور عملی طور پر مشاہدہ کرو۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ہم ایمان لائے ہیں یا یہ لوگ۔ یہ ظلم اور شرارت کی بات ہے کہ ختم نبوت سے خدا تعالیٰ کا اتنا ہی منشاء قرار دیا جائے کہ منہ سے ہی خاتم النبیین مانو۔ اور کرتوتیں وہی کرو جو تم خود پسند کرو۔ اور اپنی ایک الگ شریعت بنا لو۔ بغدادی نماز معکوس نماز وغیرہ ایجاد کی ہوئی ہیں۔ کیا قرآن شریف یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں بھی اس کا کہیں پتہ لگتا ہے۔ اور ایسا ہی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ اس کا ثبوت بھی کہیں قرآن شریف سے ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تو شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود بھی نہ تھا۔ پھر یہ کس نے بتایا تھا۔ شرم کرو۔ کیا شریعت اسلام کی پابندی اور التزام اسی کا نام ہے۔ اب خود ہی فیصلہ کرو۔ کیا ان باتوں کو مان کر اور ایسے عمل رکھ کر تم اس قابل ہو کہ مجھے الزام دو۔ کہ میں نے خاتم النبیینؐ کی مہر کو توڑا ہے۔ اگر تم اپنی مساجد میں بدعات کو دخل نہ دیتے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نبوت پر ایمان لا کر آپؐ کے طرز عمل اور نقش قدم کو اپنا امام بنا کر چلتے تو پھر میرے آنے ہی کی کیا ضرورت ہوتی۔ تمہاری ان بدعتوں اور نئی نبوتوں نے ہی خدا تعالیٰ کی غیرت کو تحریک دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں ایک شخص کو مبعوث کرے، جو ان جھوٹی نبوتوں کے بت کو توڑ کر نیست و نابود کر دے۔ پس اسی کام کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ وارث علی پانی پتی کے ہاں شاکت مت کا ایک منتر لکھا ہوا ہے۔ جس کا وظیفہ کیا جاتا ہے۔

ان گدی نشینوں کو سجدہ کرنا یا ان کے مکانات کا طواف کرنا یہ بالکل ان بدعتوں کی معمولی اور عام باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری اس جماعت کو اس لئے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں۔ ایک

(باقی بر صفحہ ۱۶)

## بحر حکمت کے موتی

عن عبد الرحمٰن بن غنم واسماءؓ بنت یزید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیار عباد اللہ الذین اذا رأوا ذکر اللہ وشرار عباد اللہ المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الاحبۃ الباغون البراء العنت۔ مشکوٰۃ

عبدالرحمٰن بن غنمؓ اور اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا خدا کے بندوں میں بہترین بندے وہ ہیں کہ جب ان کے چہروں کو دیکھا جائے تو خدا یاد آ جائے۔ اور خدا کے بندوں میں بدترین بندے وہ ہیں جو ادھر ادھر کی چغلیاں لگاتے پھرتے ہیں دوستوں میں جدائی ڈلواتے پاک اور بے لوث لوگوں کو تہمت لگاتے ہیں۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر۔ صحیحین

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالیاں دینا فاسق (بدکار) کا کام ہے اور اس کو جان سے مارنا کافر کا۔

عن عبد اللہ بن عمرو ان رجلاً سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای المسلمین خیراً قال من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (مسلم)

حضرت عمروؓ کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی کریم صلعم سے پوچھا کہ مسلمانوں میں سے کونسا مسلمان بہتر ہے فرمایا وہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

(غلام قادر ڈار)

# تبلیغی خط وکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## بھارت

ترجمہ خط - دی - ٹی - کنجو کھمن کیلاسیٹ - بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بڑے عرصہ تک میں آپ کو زحمت دیتا رہا۔ کہ مجھے کچھ لٹریچر ارسال کیا جاوے - جو لٹریچر آپ نے مجھے ارسال کیا ہے وہ بڑا قیمتی ہے - اور اس نے مجھے کافی روشنی دی ہے - حرک اللہ

مجھے ہفت روزہ لائٹ باقاعدہ مل رہا ہے آپ کی عنایت کا بہت بہت شکریہ -

کیا آپ مجھے ۲۴ر جولائی کا پرچہ لائٹ جس میں Spirit of Islam کا مضمون ہے ارسال کریں گے -

اگر کوئی اور نیا لٹریچر طبع ہوا ہو تو وہ بھی ارسال کریں ۔ پرانا لٹریچر میرے پاس کافی ہے - اس کے بھیجنے کی ضرورت نہیں -

(ان کو جواب روانہ کیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط ایم - رحمان چشتی - اپھال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر ملا - بہت شکریہ - میں نے اور میرے دوسرے دوستوں نے اس کا مطالعہ کیا اور انہوں نے اس کی خوب تعریف کی - میں عام مولویوں کے نقش قدم پر نہیں چلتا ان کے خیال کے مطابق تمام مذاہب والے دوزخ میں جائیں گے - اور وہ یہ بھی نہیں مانتے کہ اسلام ساری دنیا کے لئے ہے - میرے پاس اُن کے مقابلہ کے لئے کافی طاقت ہے میں فتح پاؤں گا اور وہ شکست کھائیں گے - بعضوں نے یہ عقیدہ ترک کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہیں اور بعض میرے دوست یہ کہتے ہیں :-

کہ جگت گورو بھگوت پران کے مطابق دنیا کا پیغمبر تھا اور وہ حضرت محمد رسول اللہ ہیں -

جناب عالی ! میں نے اسلام کے متعلق بہت کچھ کہنا ہے، آپ کو یہ بخوبی علم ہے کہ بغیر علم کے اسلام کی اشاعت نہیں ہوسکتی اس لئے مجھے چند کتابیں ایسی ارسال کریں جن کو پڑھ کر مجھے اسلام کا علم حاصل ہو -

میں اسلام کے متعلق کافی کچھ پڑھ رہا ہوں تاکہ اسلام کا پراپیگنڈا کرسکوں - جو پارسل آپ نے ارسال کیا تھا ابھی تک نہیں ملا -

## مشرقی پاکستان

ترجمہ خط - حافظ علی اکبر - مشرقی پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسلام کی توفیر کی وجہ سے اور خدا کے فضل کی وجہ سے مجھے امید ہے کہ آپ بڑی کامیابی سے اسلام کا کام سرانجام دے رہے ہیں -

اسلام ہی افضل و اعلیٰ دین ہے -

دنیا میں بہت سی مشنریاں ہیں جو کام کرتی نظر آتی ہیں لیکن جو کام احمدیہ مشن کر رہا ہے اس سے بہتر کوئی نہیں کرسکتا -

میں اسلام کے متعلق تحقیقات کرنا چاہتا ہوں - اس سلسلہ میں مجھے انگریزی اور اُردو مذہبی کتابیں درکار ہیں یہ کتابیں احمدیت کے متعلق ہوں - یہ میرے لئے بہت اہم ہیں - کیونکہ میں احمدیہ جماعت کے خیالات کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں -

مندرجہ پتہ پر کتابیں ارسال کریں

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط ماسٹر ابراہیم حسین - پی کام - کھلنا - مشرقی پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے ارسال کردہ پمفلٹس موصول ہوئے اس میں کوئی شک نہیں کہ پمفلٹس نے اس پیغامبر کے متعلق کافی روشنی ڈالی ہے -

میں حضرت ابوہریرہ رض کی زندگی کے متعلق جاننا چاہتا ہوں جس نے حدیث کو جمع کیا - کیا آپ مجھے تفصیل سے واضح کریں گے

(۱) پیدائش کی تاریخ
(۲) وفات کی تاریخ
(۳) رسول کریمؐ کے ساتھ کتنی مدت گذاری
(۴) حدیثوں کی تعداد جو انہوں نے جمع کیں
(۵) کس سال آپ نے اسلام قبول کیا -

امید ہے کہ آپ میری اس تحریر کو ناگوار نہ سمجھیں گے

(ان کو جواب دیا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا) -

## نائیجیریا

ترجمہ خط انصار الدین کالج نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالےٰ کی نصرت آپ کے شامل حال ہو -

مجھے کسی نے آپ کے کام کے متعلق بتایا جس کو میں سراہتا ہوں میں نے جن کتابوں کو دیکھا ہے اور مطالعہ کیا ہے مجھ پر ان کا بہت اثر ہوا ہے - اور یہ سیدھا راستہ بتاتی ہیں - میں نے اپنے آپ کو وقف کر لیا ہے اور انشاءاللہ اسی دین پر چلوں گا -

مجھے مہربانی کر کے ایسی کتابیں ارسال کریں جو خالصتاً اسلامی ہوں اور دوسرے ممبر بھی پڑھ کر فائدہ اٹھائیں -

میں یہ خط آپ کو ارسال کر رہا ہوں اور مجھے یہ بھی بتائیں کہ میں کس طرح بہتر مسلمان ہوسکتا ہوں اور خدا کا قرب حاصل کرسکتا ہوں - والسلام

(لٹریچر انگریزی بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

## نائیجیریا

ترجمہ خط - سلیمان اویا ماکنڈے - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کا بہت مشکور رہوں گا - اگر آپ مجھے ایک نسخہ قرآن شریف انگریزی ارسال فرما دیں - یہ مجھے حوالہ دیکھنے کے لئے نہایت ضروری ہے - جب کبھی غیر مسلم مجھ سے کسی کے متعلق حوالہ پوچھتے تو میں لاجواب ہو جاتا ہوں -

اس لئے میرے پاس قرآن شریف کا ہونا نہایت ضروری ہے - یہ میرے لئے بہت فائدہ مند اور مددگار ثابت ہوگا -

آپ کا بہت بہت شکریہ

(لٹریچر بھیجا گیا)

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــــ لاہور ـــــــ ۲۸ راگست ۱۹۶۳ء

# ادارۂ تعلیم القرآن

چند برسوں کی بات ہے، کہ حضرت امیر مرحوم مولنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک ادارہ تعلیم القرآن قائم کرنے کی سکیم قوم کے سامنے رکھی اور اس کے لئے فنڈ مہیا کرنے کی تحریک کی، قوم نے نہایت دریادلی کے ساتھ اس تحریک کو لبیک کہا اور بیش قرار رقوم سے اس ادارہ کے لئے فنڈ مہیا کرنے کا انتظام کر دیا۔ لیکن بعد میں ایسے حالات پیش آ گئے کہ یہ تحریک پروان نہ چڑھ سکی اور ادارہ کا قیام مدتوں معرض التواء میں پڑا رہا۔ تاہم جس شاندار سکیم کو حضرت مولنا مرحوم نے قوم کے سامنے رکھا تھا، اس کا خیال دلوں سے محو نہیں ہوا حتیٰ کہ وہ خوشگوار دن آ پہنچا جب اس خواب کی تعبیر عملاً سامنے آنی شروع ہو گئی۔ اور محترم کرنل بشیر حسین صاحب کی مساعی جمیلہ سے آج ہم مسلم ٹاؤن میں "ادارہ تعلیم القرآن" کے نام سے ایک شاندار عمارت کھڑی دیکھتے ہیں۔ اس عمارت میں اعلیٰ درجہ کی دینی تعلیم کے لئے کم از کم تین لیکچر روم، اور طلباء کی رہائش کے لئے کمرے اور باورچی خانہ اور دیگر ضروریات کے تمام سامان بہم پہنچائے جا چکے ہیں۔ فی الحال یہ عمارت ایک منزل ہے۔ جس پر کم و بیش ساٹھ ستر ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہے دوسری منزل بھی زیر تجویز ہے تاکہ جوں جوں طلباء کی تعداد بڑھتی جائے ان کی رہائش اور ادارہ کی تعلیمی ضروریات کی بہم رسانی میں کسی قسم کی تنگی واقعہ نہ ہو۔ ادارہ کے ساتھ ایک لائبریری بھی قائم کرنے کی تجویز ہے جس میں مختلف زبانوں میں سب مذاہب کا مذہبی لٹریچر بہم پہنچایا جائے گا تاکہ مذاہب کے متقابلہ مطالعہ میں طلباء کو آسانی رہے۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اس عمارت کی تعمیر میں کرنل بشیر حسین صاحب کی خاص نگرانی کے علاوہ میاں عبدالرحمٰن صاحب ریٹائرڈ ایس ڈی او نے بھی جس محنت اور تندہی سے کام کیا ہے وہ ہر طرح لائق تحسین اور قابل شکریہ ہے۔

اس وقت تک چند طلباء اس ادارہ میں داخلہ لے چکے ہیں، اور آئندہ ستمبر میں مولنا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے زیر نگرانی جو اس کے پرنسپل مقرر ہوئے ہیں تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ تعلیمی نصاب قرآن کریم، حدیث، کتب سلسلہ احمدیہ اور عربی لٹریچر جو مولوی فاضل کے کورس کے ہم پلہ ہوگا پر مشتمل ہوگا۔ ابتداءً طلباء کی قابلیتوں کے مطابق سلسلہ تعلیم شروع ہوگا، جو بتدریج ترقی کرتا چلا جائے گا۔ اور یہ امید کرنا بے جا نہیں کہ اس ادارہ سے انشاء اللہ ایسے مبلغ پیدا ہوں گے جو سلسلہ کی تبلیغی ضروریات کو باحسن وجوہ پورا کرنے اور اسلام کا نام دنیا میں سربلند کرنے کا موجب ہوں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ قوم کے ہونہار نوجوان جو مروجہ دنیوی تعلیم کے اعلیٰ امتحانات پاس کر کے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اس طرف متوجہ ہوں۔ اور دینی تعلیم سے بہرہ ور ہونے کے لئے اس ادارہ کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ انجمن ایسے نوجوانوں کو معقول وظائف دینے کے لئے تیار ہے اور یہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد دینی خدمات کے لئے معقول تنخواہیں بھی انہیں دی جائیں گی بشرطیکہ وہ اپنے آپ کو اس کے اہل ثابت کریں۔ اس ادارہ میں مڈل پاس طلباء سے شروع کر کے میٹرک اور گریجوایٹ نوجوانوں کو حسب قابلیت مختلف درجوں میں لیا جا سکتا ہے۔

یہ ایک موقعہ ہے کہ قوم کے ہونہار نوجوانوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیئے، اس میں بمصداق ہم خرما و ہم ثواب، دین بھی ہے اور دنیا بھی، وہ قوم جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر رکھا ہے، وہ قوم جس کو ماموراللہ نے صرف تبلیغ دین کے لئے کھڑا کیا اور لیظھرہ علی الدین کلہ کی قرآنی پیشگوئی کے مطابق اسلام کو جملہ ادیان پر غالب کرنے کا کام ان کے ذمہ لگایا گیا، وہ قوم جس کے تبلیغی مشن یورپ، امریکہ اور افریقہ میں اسلام کی روشنی سے دلوں کو منور کرنے میں سرگرم عمل ہیں اور دوسرے کئی ممالک تبلیغی خط و کتابت کے ذریعہ سے اسلام کے قریب آ رہے ہیں، اسکو غور کرنا چاہیئے کہ اس عظیم الشان کام کو جاری رکھنے اور اس ذمہ داری کو سنبھالنے کے لئے جوان کے اوپر ڈالی گئی ہے اعلیٰ پایہ کے مبلغین تیار کرنے کی کس قدر اشد ضرورت ہے، جو لوگ اس وقت اس مقدس کام میں مصروف ہیں وہ عمر نوح لکھوا کر نہیں آئے اور نہ اس دنیا میں کسی کو حیات دوام کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ قوم میں ان کی جگہ لینے والے اور دن بدن بڑھتی ہوئی تبلیغی ضروریات کو پورا کرنے والے لوگ پیدا ہوں۔ ادارہ تعلیم القرآن اسی غرض سے قائم کیا گیا ہے۔ اور مولنا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا وجود جن کو اللہ تعالےٰ نے علوم دینیہ اور مذاہب عالم کے مطالعہ اور سنسکرت اور عبرانی زبانوں میں مہارت عطا کی ہے اس ادارہ کے لئے بمنزلہ جان ہے۔

مولانا کا یہ بھی ارادہ ہے کہ طلباء میں سے اگر کوئی سنسکرت وغیرہ زبانیں سیکھنے کی اہلیت اور رغبت رکھتے ہوں تو وہ بھی انہیں سکھائی جائیں، اور جہاں تک ممکن ہو دینی علوم میں اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیت طلباء میں پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اب قوم کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ہونہار بچوں کو اس طرف راغب کرنے کی سعی کریں اور اس ادارہ کی خدمات سے پورے طور پر فائدہ اٹھا کر اپنی ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا سامان کریں جن کے لئے انہیں کھڑا کیا گیا ہے۔

## درخواست دعا

محترم جناب مرزا معصوم بیگ صاحب راولپنڈی سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے صاحبزادہ مرزا محمد شفیع صاحب انجنیئر متعینہ ہیڈ بخند ورکس کے بچوں کو حادثہ پیش آیا ہے جس میں وہ زخمی ہوئے ہیں اور ملٹری ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ جلد از جلد تندرستی عطا فرمائے۔

# آپ کے خطوط

## پیغام صلح — سلسلہ احمدیہ کا بہترین ترجمان

اخبار پیغام صلح سلسلہ احمدیہ کا ایک ایسا بہترین ترجمان ہے کہ اگر یہ ہر ایک پڑھے لکھے احمدی کے گھر میں مسلسل پہنچتا رہے تو بیحد مفید ثابت ہوگا۔ اگر ہم تھوڑا سا غور کر کے اس طور پر دھیان دیں کہ یہ اخبار قوم کو کس قدر عظیم فائدہ پہنچا رہا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ قوم کی قوم اخبار پیغام صلح کی خریدار بن جاوے۔ دیکھئے اور غور فرمایئے کہ ہر ہفتہ میں اُن احباب کے گھر میں جن کے نام اخبار جاری ہے ایک بہترین مبلغ سلسلہ کی طرف سے پہنچ جاتا ہے جسکے مضامین اور مواعظِ حسنہ سے وہ گھر ہفتہ بھر متاثر اور مسرور رہتا ہے۔ گویا اس حساب سے سال بھر میں ایسے احباب کے گھر از تالیش بہترین مبلغ اور واعظ پہنچ جاتے ہیں اور خریدار پر اُس کا خرچ کیا پڑتا ہے صرف اور صرف مبلغ چھ روپیہ باوجود اس کے اگر کسی احمدی کا گھر اس ارزاں سودے سے محروم رہتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ تعالےٰ کے احسان و کرم کی ایک قسم کی ناشکری میں داخل ہوگا۔ اخبار پیغام صلح میں ہمارے بزرگان اور ہمارے علمائے کرام کے جن کو اللہ تعالےٰ نے علم و فضل سے نوازا ہے مضامین شائع ہوتے ہیں جو ایک علم کا خزانہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبات ہمیشہ قوم کو ایک روحانی غذا پہنچاتے رہتے ہیں اور جس بات پر موصوف زیادہ زور دیتے ہیں وہ صرف تقوےٰ ہے جو حقیقی عزت و عظمت کا باعث ہے جس کی اس وقت جماعت کو اشد ضرورت ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اپنی دلی خواہش اور آرزو کو واضح طور پر معزز احباب جماعت کی خدمت میں عرض کر دیا ہے اب اس کو قبول کرنا یا رد کر دینا میرے عزیز بھائیوں کے اختیار میں ہے۔ ایک اور بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میری یہ عرض داشت شرفِ قبولیت حاصل کر لیوے اور احباب جماعت جن کے نام اس وقت تک اخبار پیغام صلح جاری ہوا نہیں ہے۔ وہ اب اخبار کو اپنے نام جاری کروا لیں گے تو میں نہایت ادب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اخبار کا چندہ سالانہ بقایاجات میں داخل نہ ہونا چاہیئے پیشگی یا اقساط میں سال کے اندر اندر ادا ہو جانا چاہیئے تاکہ اخبار کو کسی خسارہ یا نقصان کو برداشت نہ کرنا پڑے۔

والسلام

خاکسار: محمد عبداللہ۔ آزاد علاقہ۔ پونچھ

---

## کارروائی عید میلاد النبیؐ

آج مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۶۳ء کو بر موقعہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جامع احمدیہ احمدیہ فارم اوکاڑہ میں بعد از نماز عشاء زیر صدارت جناب ماسٹر عبدالحمید صاحب ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک اور اخلاق عالیہ پر مختلف احباب نے تقاریر فرمائیں۔

جلسہ پہلے مستورات کا ہوا۔ تلاوت کے فرائض بیگم قاضی طارق محمود نے ادا کیئے۔ ناصرہ پروین نے ایک نظم حضرت رسول کریم صلعم کے اسوہ حسنہ پر پڑھی۔ حاضرین خاصے لطف اندوز ہوئے۔ اس کے بعد خالدہ پروین نے ایک نعت پڑھنے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھ کر لوگوں کو محظوظ کیا۔

ان کے بعد بیگم قاضی طارق محمود نے "قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ علیکم جمیعًا" کے موضوع پر تقریر فرمائی جس میں بتایا کہ حضرت نبی کریم ایک تاریخی شخصیت کے مالک ہیں۔ جو تمام دنیا کی اصلاح کا فرض لے کر میدان عمل میں تشریف لائے اور ایسی قوم کی اصلاح کی جو معصیت میں حد سے زیادہ ملوث ہو چکی تھی۔ جو سوسائٹی کے قابل نہ تھی معاشرت سے بالکل الگ تھلگ تھی۔ مقررہ مذکورہ نے مزید بتایا۔ کہ حضورؐ نے ہر شعبہ زندگی پر بحث کی ہے جبکہ اسکے برعکس حضرت مسیحؑ نے حکومت کے بارہ میں کچھ نہیں بتایا معاشرت کے بارہ میں کچھ بیان نہیں فرمایا۔ اپنوں اور بیگانوں کے ساتھ سلوک کا کہیں ذکر نہیں۔ کاروبار اور لین دین پر کچھ خیال آرائی نہیں فرمائی خود اہل یورپ حضرت مسیحؑ کی تعلیمات سے مطمئن نہیں ہیں۔ بلکہ انہیں تاریخی شخصیت بھی قرار نہیں دیتے۔ اس کے علاوہ اہل یورپ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سراہا ہے۔ اور انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں حضورؐ کی شخصیت کا اعتراف بھی کیا ہے چنانچہ لکھا ہے۔ کہ آپ کے برابر دنیا میں کوئی شخصیت پیدا نہیں ہوئی۔

خداتعالیٰ کے احکام لوگوں کو پہنچانے میں زبردست مشکلات کا حضورؐ کو مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن حضورؐ کے پائے ثبات میں ذرا بھی جنبش نہ آئی۔ اور حضورؐ نے اپنے اخلاق۔ اپنے کردار اپنے اعمال اپنے مواعظ سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ غرضیکہ یہ تقریر بہت ہی موثر ثابت ہوئی۔ جس پر مکرم جناب چوہدری فضل داد صاحب ایڈمنسٹریٹر نے مبلغ پانچ روپے انعام دیا۔ اور مستورات کا پروگرام بخیرو خوبی ختم ہوا۔

اس کے بعد مردانہ جلسہ کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے تلاوت قرآن پاک کی گئی۔ خاکسار، عابد سلیم صاحب اور عبدالستار صاحب نے تلاوت میں حصہ لیا۔

محمد شریف صاحب نے ایک نعت حضور اکرم صلعم کی تعریف میں پڑھی، درود شریف سے فضا گونج اٹھی۔ ان کے بعد ایک نعت محمد صدیق صاحب نے پڑھی جس سے لوگ کافی محظوظ ہوئے۔

پروگرام کے مطابق ماسٹر عبدالمجید صاحب نے انک لعلیٰ خلق عظیم پر ایک موثر و مفید لیکچر دیا جو بہت عالمانہ رنگ اپنے اندر رکھتا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ جب تک ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب پر عمل نہ کریں گے ہم کبھی بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ اور حضورؐ کے اسوۂ حسنہ کو کبھی بھی نہیں اپنا سکتے۔

اس کے علاوہ مکرم مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے بھی بیان فرمایا کہ حضورؐ ہی ایک ایسی شخصیت ہیں جن سے ابدی زندگی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور جو شخص حضورؐ کی زندگی کو اپنا اسوۂ حسنہ نہیں بناتا وہ دنیا میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ غرضیکہ مکرم محترم کی تقریر نے سامعین حضرات کو بہت متاثر کیا۔ ان کے بعد خاکسار نے ایک نعت

"خدا جانتا ہے مقامِ محمد"

کے عنوان پر پڑھی۔

محمد رشید احمد صاحب طالب علم جماعت سوم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ پر ایک چھوٹی سی تقریر کی جو نہایت ہی شاندار اور پر لطف تھی۔ اللہ تعالےٰ اسے نیک کام والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور اشاعت اسلام کے لئے دل میں درد پیدا کرے۔

بعد ازاں:۔ عبدالستار صاحب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی مختصر مگر جامع الفاظ میں بیان کئے۔ جن میں اشاعت اسلام کے راستے میں تکالیف اور آپ کے اخلاق حسنہ کا ذکر تھا۔ مقرر کے طرز بیان سے لوگ کافی مطمئن نظر آ رہے تھے۔

اللہ تعالےٰ انہیں مزید توفیق اشاعت اسلام عطا فرمائے۔

ان کے بعد خاکسار کی باری آئی۔ خاکسار نے (اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا) کے موضوع پر تقریر کی اور بڑے سادہ اور موٹے الفاظ میں بتایا۔ کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا۔ بلکہ اخلاق سے پھیلا ہے اس ضمن میں فتح مکہ کے حالات بیان کئے۔

غرضیکہ یہ جلسہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت کامیاب رہا۔ رات کے بارہ بجے بخیر و خوبی جلسہ ختم ہوا۔

بعد ازاں مجموعی طور پر اشاعت اسلام کے لئے دعا کی گئی۔

والسلام

قاضی طارق محمود صدر و سیکرٹری نشر و اشاعت
ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن چک نمبر ۱۴۷
احمدیہ فارم اوکاڑہ

(باقی بر صفحہ ۱۴)

# زکوٰۃ ــــ اور ــــ انکم ٹیکس

جناب ممتاز احمد فاروقی صاحب لاہور

مذہب اسلام نے خیرات، صدقات، اور انفاق فی سبیل اللہ پر بہت زور دیا ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ کے شروع میں بھی جہاں متقیوں کی نشانیاں بتائی ہیں وہاں ان کے ایمان بالغیب اور نمازوں کے قائم کرنے کے ساتھ ومما رزقنٰھم ینفقون کہا ہے۔ کہ جو ہم رزق ان کو دیتے ہیں اس میں سے خیرات کرتے ہیں۔ خیرات اور صدقات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جو شریعت نے مقرر کر دیئے اور جن کا ایک مسلمان پابند ہے جیسے زکوٰۃ۔ اور دوسرے وہ صدقات ہیں جو کہ وہ اپنی مرضی سے حسب توفیق اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیئے دیتا ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی پانچ ارکان اسلام میں سے ایک ہے۔ چنانچہ حکم ہوتا ہے۔ واقیموا الصلٰوۃ واٰتوا الزکوٰۃ ط وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ۔ ان اللہ بما تعملون بصیر۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور جو کوئی بھلائی اپنے لیئے آگے بھیجو گے اُسے اللہ کے پاس پاؤ گے۔ بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔

لفظ زکوٰۃ۔ زکا سے مشتق ہے اور کھیتی میں نشوونما یا اس کے بڑھنے پر یہ لفظ بولا جاتا ہے اور اسی سے زکوٰۃ ہے۔ اور یہ وہ مال ہے جو فقراء کو دیا جاتا ہے۔ اور اسے زکوٰۃ اس لئے کہا گیا ہے کہ حقیقۃً اس سے برکت ہوتی ہے یعنی مال بڑھتا ہے یا اس وجہ سے کہ نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔

## زکوٰۃ کا مصرف

انما الصدقٰت للفقرآء والمسٰکین والعٰملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل۔ فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم۔

"صدقات (زکوٰۃ) صرف ناداروں کے لئے ہیں اور مسکینوں (کے لئے) اور کارکنوں (کے لئے) جو ان (صدقات) پر مقرر ہیں اور اُن کے لئے جن کی تالیف قلوب ضروری ہے اور غلاموں کے آزاد کرنے اور قرضداروں (کے لئے) اور اللہ کی راہ میں (خرچ کرنے کے لئے) اور مسافر (کے لئے) یہ اللہ کی طرف سے ضروری ٹھہرایا گیا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے"

آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصول قائم کیا تھا کہ زکوٰۃ جو واجب الادا ہے اس کا کم از کم دو تہائی۔ بیت المال میں جمع کروایا جاتا تھا۔ البتہ ⅓ حصہ دینے والے کے پاس چھوڑا جا سکتا ہے، تاکہ وہ اپنی مرضی سے اپنے پڑوس میں مناسب طریق سے خرچ کر سکے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب خلافت سنبھالی تو عرب کے بعض قبائل نے بیت المال میں زکوٰۃ کا حصہ بھیجنے سے انکار کر دیا اگرچہ انہوں نے زکوٰۃ کو اپنی مرضی سے صرف کرنے سے انحراف نہ کیا تھا۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نبی کریم صلعم کے تعمّل کے ماتحت وہ مال وصول کرنے کے لئے جنگ کی اور ان قبائل کو مطیع و فرمانبردار بنایا۔ دوسرے لفظوں میں ہر کس و ناکس کو زکوٰۃ کا مال اپنی مرضی سے جہاں چاہے خرچ کر دینا صحیح نہیں۔ بلکہ ⅔ حصہ قومی بیت المال میں بھیجنا ضروری ہے۔ اور ہماری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اس کو وصول کر کے زکوٰۃ کے جائز آٹھ مصرفوں پر خرچ کر سکتی ہے۔

زکوٰۃ کا مصرف نادار، محتاج اور مساکین، قیدیوں اور غلاموں کے آزاد کروانے یا نادار قرضداروں کے قرض اتارنے۔ اور غریب مسافروں کی امداد و آرام۔ اور ان نومسلموں کی تالیف قلب کے لئے جو کہ مسلمان ہو جانے کی وجہ سے گھر سے بے گھر اور بے روزگار ہو گئے ہوں۔ اور سب سے بڑھ کر فی سبیل اللہ یعنے اللہ تعالےٰ کی راہ میں یعنے تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لئے خرچ کرے۔

. . . . . . . . . . . . . . . . . .

## زکوٰۃ کی غرض

اللہ تعالےٰ نے ایک مسلمان کو اپنی روزی کمانے اور دولت اکٹھا کرنے سے منع نہیں کیا۔ جب اس جمع شدہ دولت پر ۱۲ مہینے یا ایک سال گذر جائے۔ دوسرے لفظوں میں یہ روپیہ تجارت میں نہیں لگا ہوا۔ بلکہ خزانے کے رنگ میں بنک میں جمع ہے اس لئے اس میں سے غرباء کا حق نکالنا ضروری ہے بشرطیکہ چاندی (یا چاندی کے زیورات چاہے وہ استعمال میں آتے ہوں) ½ ۵۲ (یا قریباً ۲۱-اونس) + اور سونا (یا سونے کے زیورات چاہے وہ استعمال میں آتے ہوں) ½ ۷ تولہ (یا قریباً تین اونس) وزنی ہوں۔ اگر بنک میں روپوں یا نوٹوں کی شکل میں ہوں اور اس مالیت کے ہوں۔ تب اُن میں سے ½ ۲ فیصدی یا چالیسواں حصہ نکال کر زکوٰۃ دیا جانا ضروری ہے۔

تجارت کا جو مال ہے اُس سے جو نفع سالانہ وصول ہو اُس نفع پر حساب سے زکوٰۃ دینی ہوگی۔

اسی طرح جائداد کا جو سالانہ کرایہ آتا ہے اُس میں سے ضروری مرمت وغیرہ کے اخراجات اور جو نوکروں کی تنخواہیں دینی ہوں۔ وہ نکال کر باقی خالص نفع یا آمد پر زکوٰۃ لگانی ہوگی۔ ہیرے اور جواہرات پر زکوٰۃ نہیں لگتی۔

## انکم ٹیکس

ایک مقررہ سالانہ ٹیکس ہوتا ہے جو کہ ہر گورنمنٹ یا فنانس منسٹر اپنی مرضی سے یا مزدوبات اور حالات کے تحت کم و بیش ایک خود ساختہ شرح کے مطابق لگاتا ہے۔ یہ سالانہ آمدنی پر ہوتا ہے جو کہ تنخواہ، مکان کے کرائے، زمین کی آمد، بنک کے سود اور تجارت کے نفع غرضیکہ کسی طریق سے بھی حاصل کی گئی ہو۔ پھر اس رقم کو لے کر گورنمنٹ جو چاہے کرے۔ چاہے وہ کشمیر جیسے ملک پر غاصبانہ قبضہ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ ضمانت کوئی نہیں کہ اس کا جائز اور رفاہ عام کے کاموں پر اور غرباء کی امداد پر صرف ہوگا۔

اس کے بالمقابل زکوٰۃ سالانہ آمدنی پر نہیں لگائی جاتی۔ بلکہ تمام اخراجات نکال کر جو فالتو روپیہ بچ جائے اور اس پر بھی پورا سال گذر جائے۔ تب اس پر ایک خالص مقرر کردہ شرح سے زکوٰۃ لگے گی۔ اور پھر اس میں سے صرف ¼ حصہ تم بیت المال میں جائے گا یا زیادہ سے زیادہ ¾ حصہ۔ اور وہ بھی صرف اللہ تعالےٰ کی

مقررہ مدہ آٹھ مدات پر لگ سکتا ہے - اور حکومت کے اخراجات چلانے کو دیگر ٹیکس لگائے جا سکتے ہیں - جیسا کہ ہر گورنمنٹ کرتی ہے - سو بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ چونکہ گورنمنٹ انکم ٹیکس لیتی ہے اس لئے زکوٰۃ دینے یا نکالنے کی ضرورت نہیں - ایک سخت غلط فہمی ہے - ع

کجا رام رام اور کجا ٹیں ٹیں

دونوں چیزوں کے طور طریقے - اغراض اور مقاصد بالکل جدا جدا ہیں -

انکم ٹیکس کی آمدنی گورنمنٹ مسلموں اور غیر مسلموں دونوں پر لگاتی ہے - زکوٰۃ ایک خالص مذہبی اور اسلامی پہلو لئے ہوئے ہے -

یہ یاد رکھیں کہ زکوٰۃ کی ریسا ریسی دیگر غیر اسلامی ملکوں میں کمیونٹی چیسٹ ........ (Community Chest) اولڈ ایج پنشن - یعنے غرباء کی مدد کے لئے چیزیں اکٹھی کرنے اور بڑھاپے کی پنشن وغیرہ رائج کی گئی ہیں - مگر وہ زکوٰۃ کی خوبیوں کو نہیں پہنچتیں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ امراء اور دولت مند لوگوں کے پاس فالتو دولت میں سے ایک حصہ برابر نکال کر غرباء کی مدد کے لئے ہر سال (ماہ رجب میں) دیا جاتا ہے - اس سے بڑھ کر اشتراکیت اور کمیونزم کا کیا توڑ ہو سکتا ہے -

بعض مسلمان چالاکیوں سے اور اپنے نفس کو دھوکہ دے کر زکوٰۃ سے بچنا چاہتے ہیں - مگر ایک دن اللہ تعالےٰ کے حضور پیش ہونا ہے - اور اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہوگی - اس لئے انہیں خوف خدا سے کام لینا چاہیئے ٭



# اخبار احمدیہ

## حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ایبٹ آباد سے اپنے تازہ خط میں رقمطراز ہیں :-

"حالات ایسے ہیں جن کی وجہ سے میں شروع ستمبر میں واپس نہ آسکوں گا - ستمبر کے ہفتہ دو ہفتہ کے گذر جانے کے بعد امید ہے لاہور آنا میسر آئیگا بتوفیقہ تعالےٰ"

## ایک غلطی کی تصحیح

—— ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں :-

"محترم ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انگریزی اخبار پاکستان ٹائمز لاہور کے ۱۹ اگست ۱۹۶۳ء کے پرچہ میں یہ خبر شائع ہوئی تھی : "مسٹر بشیر احمد قائم مقام انسپکٹر پولیس اینٹی کرپشن کو نمایاں جذبات کے صلہ میں "پولیس میڈل ملا ہے" جس سے میں سمجھا کہ میرے بھانجے بشیر احمد خان کو جو کہ انسپکٹر پولیس محکمہ اینٹی کرپشن لاہور میں ہیں، یہ پولیس میڈل ملا ہے - لیکن اب لاہور سے بذریعہ خط اطلاع ملی ہے - اس بارہ میں غلط فہمی ہوئی - میڈل ایک اور صاحب چوہدری بشیر احمد صاحب انسپکٹر اینٹی کرپشن کو ملا ہے - اس لئے پیغام صلح مؤرخہ ۲۱ اگست ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۲ کالم ۳ "ترقی" کے عنوان سے جو خبر میری طرف سے شائع ہوئی ہے اس کی تصحیح کر دیں -

والسلام

ڈاکٹر حسن علی گورنمنٹ پنشنر گوجرانوالہ

## انتقال پُر ملال

—— جلگاؤں ضلع بلدانہ (بھارت) سے قاضی ظفریاب الدین صاحب لکھتے ہیں :-

"میں نہایت افسوس کے ساتھ آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرے والد ماجد قاضی منہاج الدین صاحب ۱۸ اگست ۱۹۶۳ء کو شکارپور میں انتقال فرما گئے ہیں - وہ وہاں جائداد کے مقدمہ کے سلسلہ میں مقیم تھے - مرحوم عمر بھر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے منسلک رہے وہ ہمیشہ انجمن کے شائع کردہ لٹریچر کا مطالعہ کرتے رہے اور علم قرآن سے خوب واقف تھے، وہ انجمن کے خیالات و معتقدات کی سختی کے ساتھ پابندی کرتے تھے، اور "پیغام صلح" اور "لائٹ" ہمیشہ اُن کے نام آتا رہا - ان کی وفات کی سب سے پہلے آپ کو اطلاع دے رہا ہوں، مہربانی فرما کر "پیغام صلح" میں اس کا اعلان کر دیجئے اور تمام افراد جماعت سے اُن کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کیجئے جس کے لئے میں آپ کا ممنون ہوں گا"

یہ افسوسناک خبر بہت ہی رنجدہ ہے، ہم راقم خط قاضی ظفریاب الدین صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی افسوس کا اظہار کرتے ہیں - دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے ٭

## چندہ برائے احمدیہ ہال

——(۱) محترم محمد یحییٰ بٹ صاحب امام برلن مسجد نے احمدیہ ہال کے لئے ۱۱۵ مارک دیئے ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

| | |
|---|---|
| ام منصور ..... | ۱۵ مارک |
| منصورہ و مسعود | ۱۰ مارک |
| یحییٰ بٹ صاحب | ۹۰ مارک |

——(۲) ہبلی (کرناٹک - بھارت) سے جناب محمد حسین گھوڑے سوار صاحب نے مبلغ پچیس روپے اہلیہ صاحبہ شیخ محمد انعام الحق صاحب مرحوم کی معرفت دئے ہیں - فجزاھما اللہ خیراً

## سکول ہٰذا نے دو وظائف حاصل کئے

احباب جماعت کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی - کہ بفضلہ تعالےٰ گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی اس سکول کے دو طالب علموں "محمد سلیم اختر اور جلیل احمد" نے سیکنڈری سکول امتحان میں وظائف حاصل کئے ہیں - جن کی اطلاع بورڈ کی طرف سے حال ہی میں موصول ہوئی ہے -

یاد رہے کہ امسال سکول ہٰذا سے ۸۸ طالب علم امتحان میں شامل ہوئے تھے جن میں سے ۱۳ فسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے، ۵۲ سیکنڈ ڈویژن میں - اور ۱۰ تھرڈ ڈویژن میں سکول کا مجموعی نتیجہ ۸۵ فیصد سے اوپر رہا - جبکہ بورڈ کا نتیجہ ۶۲٫۸ فیصد تھا -

فالحمد للہ علیٰ ذالک

برکت علی - انچارج ہیلتھ

مسلم ہائی سکول ہٰذا لاہور

ممتاز احمد فاروقی صاحب

# بحیرۂ مُردار کے نوشتے

اذ قالت الملٰئکۃ یٰمریم ان اللہ یبشرك بکلمۃٍ منہ اسمہ المسیح عیسے ابن مریم وجیھا فی الدنیا والاٰخرۃ ومن المقربین — ویکلم النّاس فی المھد وکھلًا ومن الصّٰلحین ۔ قالت رب انّٰی یکون لی ولدٌ ولم یمسسنی بشرٌ قال کذٰلك اللہ یخلق مایشآء — اذا قضٰی امرًا فانما یقول لہٗ کن فیکون ۝ ویعلمہُ الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل ۔ ورسولًا الٰی بنی اسرائیل ۔

(آخری آیت کے معنے ہیں :- اور وہ اسے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائے گا اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول بنایا گیا)

## قابل غور باتیں

**۱** - اس جگہ کتاب سے مراد علم کتابت ہے۔ کتابت یعنی لکھنے کا کام اور علم تو معمولی طور پر حاصل کیا جا سکتا ہے اور تورات کا علم بذریعہ اُستاد کے حضرت مسیحؑ نے حاصل کیا ۔ البتہ انجیل کے احکامات اور بشارات اور فہم اور حکمت بذریعہ وحی دیا گیا ہوگا۔

**۲** - دوسری بات جو ان آیات سے معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ عیسٰے ابن مریمؑ کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا نہ کہ تمام دنیا کے لوگوں کی طرف چنانچہ خود انجیل میں جو کہ متی کے نام سے معنون ہے ایک کنعانی عورت کا واقعہ لکھا ہے :-

"اور دیکھو ایک کنعانی عورت ان سرحدوں سے نکلی اور پکار کر کہا ۔ اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر ...........
اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا ۔ مگر اس نے آکر اُسے سجدہ کیا اور کہا اے خداوند میری مدد کر ۔ اس نے جواب میں کہا کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں ۔ اس نے کہا ہاں خداوند ۔ کیونکہ کتے بھی ان ٹکڑوں میں سے کھاتے ہیں جو ان کے مالکوں کی میز سے گرتے ہیں ۔ اس پر یسوع نے جواب میں اسے کہا ۔ اے عورت تیرا ایمان بڑا ہی ایمان ہے جیسا چاہتی ہے تیرے لئے ویسا ہی ہو"

(متی - ۱۵ - ۲۲ سے ۲۸)

**۳** - پھر عیسٰی ابن مریمؑ کہتے ہیں :-

ان اللہ ربّی وربکم فاعبدوہ ھٰذا صراط مستقیم ۔ فلمّا احسّ عیسٰے منھُمُ الکفر قال من انصاری الی اللہ ۔ قال الحواریون نحن انصار اللہ ۔ اٰمنّا باللہ واشھد بانّا مسلمون ربّنا اٰمنّا بمآ انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشّٰھدین ۔ ومکروا ومکر اللہ ۔ واللہ خیر الماکرین —

یہاں پر حضرت عیسٰےؑ نے صرف ایک ہی خدا کی عبادت کا حکم دیا ہے ۔ اور متی کی انجیل میں بھی لکھا ہے :-

"تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر"

(متی ۴ : ۱۰)

**۴** - مگر جب حضرت عیسٰےؑ نے یہودیوں میں کفر کی باتیں دیکھیں تو آپ نے خدا کے دین کی طرف لوگوں کو پر زور دعوت دی ۔ اور بارہ حواری یا اپنے مصاحب چنے جنہوں نے دین کی حمایت کی حامی بھری ۔ یہاں بارہ کا عدد قابل غور ہے جس کی بعد میں وضاحت کی جائیگی ان بارہ حواریوں کو اشاعت دین کے لئے یہ حکم دیا گیا :-

"عیسٰے نے انہیں حکم دے کر کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے"

ان کو حکم تھا کہ اپنے پاس کچھ نہ رکھیں

"نہ سونا اپنے کمربند میں رکھنا ۔ نہ چاندی نہ پیسے راستے کے لئے نہ جھولی لینا ۔ نہ دو دو کرتے نہ جوتیاں نہ لاٹھی"

(متی ۱۰ : ۵ — ۱۰)

ان ہدایات کو یاد رکھیں کیونکہ ان کی طرف میں پھر رجوع کروں گا ۔ ان بارہ حواریوں کے لئے یہ وعدہ تھا :-

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو ۔ بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے"

(متی ۱۹ : ۲۸)

**۵** - مگر بنی اسرائیل نے حواریوں کی باتوں پر کان نہ دھرا ۔ اور ان کو کامیابی نہ ہوئی ۔ حضرت مسیح نے خود تو کوئی اپنا چرچ قائم نہ کیا ۔ یہودیوں نے انکو صلیب پر لٹکایا ۔ مگر وہ صلیب پر سے زندہ اتار لئے گئے ۔ اور اس کے بعد وہ فلسطین کا ملک چھوڑ کر ۔ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں افغانستان اور کشمیر کی طرف سفر کر کے آگئے جہاں بنی اسرائیل آباد تھے ۔ اور بالآخر ایک سو بیس برس کی عمر میں فوت ہو گئے اور ان کی قبر محلہ خانیار سری نگر کشمیر میں موجود ہے ۔ یہ الگ قصہ ہے ۔ اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ جو موجودہ عیسائی چرچ ہے آیا یہ حضرت عیسٰےؑ کی تعلیم پر قائم ہے یا کچھ اور ہے ۔

**۶** - تاریخ بتلاتی ہے کہ ایک یہودی ساؤل (SAUL) جو طرسوس شہر کا رہنے والا تھا ۔ اس نے حضرت عیسٰےؑ کی شروع شروع میں بڑی مخالفت کی اور ان کے حواریوں کو بہت دُکھ پہنچائے ۔ بعد میں یہ حضرت عیسٰےؑ کی تعلیم سے متاثر ہوا ۔ مگر چونکہ یہودیوں نے اسے دھتکار دیا تھا اس لئے اب یہ پال کے نام سے غیر یہودیوں میں جو کہ بحیرہ روم کے آس پاس کے ملکوں اور جزیروں میں آباد تھے ۔ تبلیغی وعظ کرنے نکلا ۔ وہاں بُت پرستی رائج تھی ۔ اور کئی قسم کے دیوتا پوجے جاتے تھے ۔ جن میں سورج دیوتا بھی تھے ۔ یونان ، مصر ، ایشیا اور اٹلی کے علاقوں میں اس سورج دیوتا کو مختلف ناموں سے پوجا جاتا تھا ۔ ان کے متعلق یہ خیال رائج تھا کہ :-

(۱) - ۲۳ دسمبر کے بعد یعنی ۲۵ دسمبر کے قریب پیدا ہوتے تھے ۔
(۲) - اور کنواری ماں سے پیدا ہوئے تھے ۔
(۳) اور کسی غار یا زمین دوز کمرے میں جنم لیا تھا

(۴)- انہوں نے انسانوں کے لئے بہت محنت کی اور ان کے کام کئے۔

(۵)- ان کو روشنی دینے والا بخشش دلوانے والا شفاعت کرنے والا۔ شفا بخشنے والا۔ اور نجات دلوانے والا سمجھا جاتا تھا۔

(۶)- مگر بالآخر اندھیرے کی طاقتوں نے اور ظلمت کے شیطانوں نے انکو مغلوب کر دیا۔ اور یہ جہنم میں یا زمین میں چلے گئے۔

(۷)- مگر یہ پھر مردوں سے زندہ ہو گئے، اور انسانوں کو عالم بالا کا رستہ بتلانے والے ثابت ہوئے۔

یہ دیوتا۔ Appollo or Dionysus یونان میں۔ اور Hercules روم میں۔ متھرا ایران میں۔ Adonis or Athis ملک شام میں۔ Isis and Horus ملک مصر میں کہلاتے تھے۔

سینٹ پال نے سوچا کہ کیوں نہ حضرت عیسٰےؑ کو اسی دیوتا کی صفات سے متصف کر دیا جائے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس طرح ان بت پرست قوموں کو حضرت عیسٰےؑ کو خدا ماننے میں کوئی پس و پیش نہ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسٰیؑ اگرچہ یہودی تھے اور سبت کا دن سنیچر کو مناتے تھے۔ مگر سینٹ پال کے نئے فرقے اور مذہب کی رو سے اتوار یعنی Sunday کو چرچ میں جانے کا دن مقرر ہو گیا۔ اور ۲۵ دسمبر مسیح کی پیدائش کا دن حالانکہ خود بائیبل میں لکھا ہے کہ مسیح کی پیدائش کے دن گڈریئے اپنے ریوڑوں کے ساتھ میدانوں میں رات بسر کرتے تھے۔ اگر ۲۵ دسمبر کا دن یوم پیدائش لیا جائے تو اس دن نہ صرف سخت سردی ہی ہوتی ہے بلکہ جوڈیا میں موسم سرما میں بہت بارشیں بھی ہوتی ہیں۔ بکریوں اور بھیڑوں کے ریوڑ میدانوں میں رات نہیں بسر کر سکتے۔ ہاں قرآن کریم نے سورۃ مریم میں یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ جولائی یا اگست کا مہینہ تھا جبکہ کھجوریں پکتی ہیں اسی لئے حضرت مریم کو ارشاد ہوتا ہے۔ وهزّي اليك بجذع النخلة تساقط عليك رطبا جنيا

۸- آج کل کی بائیبل یعنی پرانا عہد نامہ بسن نویں اور آٹھویں صدی عیسوی میں مکمل کی گئی۔ یہ کئی ایک دستی لکھے ہوئے مذہبی نوشتوں اور ان کے ترجموں سے حاصل کر کے لکھی گئی تھی۔ اور اس میں اصلی توریت کے مقابل میں بہت کچھ تغیر و تبدیلی اور تحریف ہو چکی تھی۔

اور نیا عہد نامہ کی کتابیں پہلی صدی عیسوی کے آخری نصف سے لے کر دوسری صدی عیسوی تک لکھی جا چکی تھیں۔ اگرچہ ان میں تغیر و تبدل اور تحریف چوتھی صدی عیسوی تک ہوتی رہی۔ مثلاً مرقس یا ST MARK کی انجیل کے سولھویں باب کی آخری گیارہ آیتیں جن میں حضرت عیسٰےؑ کے مرکر زندہ ہو جانے کا ذکر ہے اور ساتھ ہی اپنے پیروؤں کو ہدایت کی ہے کہ دنیا میں پھیل جاؤ اور انجیل کی منادی کرو۔ یہ سب کی سب آیات بعد میں بڑھائی گئی ہیں اور جعلی ہیں۔ کیونکہ جب Council of Trent نے جو کہ ۱۵۴۵ء میں بیٹھی اور ۱۸۶۳ء تک کام کرتی رہی اور جس میں رومن کیتھولک عیسائی فرقہ کی تعلیم، عقائد اور کتابوں کا تجزیہ اور فیصلہ کیا گیا تھا۔ اس نے جو لاطینی زبان میں انجیلیں لکھی ہیں ان میں مرقس کی انجیل میں یہ آخری گیارہ آیات نہیں ہیں۔ اور نہ ہی یہ پرانی یونانی دستاویزوں اور انجیل کے نوشتوں میں موجود ہیں اور جب انگلستان کے بادشاہ جیمس اول کے ماتحت انگریزی میں بائبل کا پہلی دفعہ ترجمہ کیا گیا۔ تو ان گیارہ آیات کے بالمقابل حاشیہ میں اس بات کو تسلیم کیا گیا تھا کہ یہ زائد کی گئی ہیں اور پہلے نوشتوں میں موجود نہیں ہیں۔ عیسائی پادری انہی گیارہ آیات کو عیسائی مذہب کی عالمگیر تبلیغ اور اشاعت کے جواز میں پیش کرتے ہیں۔

۹- ایک بات اور ان چار انجیلوں یعنی متی۔ لوقا۔ مرقس اور یوحنا کے متعلق دیکھنے میں آتی ہے۔ پہلی تینوں انجیلیں یعنی متی۔ لوقا اور مرقس ایک دوسرے سے مضمون کے لحاظ سے ملتی جلتی ہیں اور قریب قریب ایک ہی نظریئے کو سامنے رکھ کر لکھی گئی تھیں اگرچہ ان میں سے مرقس کا نسخہ سب سے پرانا ہے۔ اور باقی دو بعد میں لکھی گئی ہیں۔ مگر یوحنا زبان، نظریہ اور بعض جگہ حالات کے لحاظ سے بھی ان پہلی تینوں سے مختلف ہے۔ یوحنا نے حضرت عیسٰےؑ کی تعلیم کو ایک خاص رنگ میں پیش کیا ہے۔ اور حضرت عیسٰےؑ کی پبلک زندگی پر زیادہ لمبی بحث کی ہے۔ اور جہاں حضرت عیسٰےؑ زیادہ عرصہ کام کرتے رہے اس علاقے کو جوڈیا بتلایا ہے۔ باقی تین انجیلیں گلیلی کا ذکر کرتی ہیں پھر یوحنا کی انجیل نے حضرت عیسٰےؑ کو مسیح کے رنگ میں ایک ربانی تعلیم کا پیغامبر بتلایا ہے۔ پھر صرف اسی انجیل نے ....... Lazarus کو مرنے کے بعد زندہ کرنے کا ذکر کیا ہے۔ جو کہ باقی تینوں انجیلوں میں نہیں ہے یوحنا کی انجیل کس نے لکھی اور اس کا طرز بیان اور اس کے استعارے کہاں سے مستعار لئے گئے اس کے متعلق میں آگے چل کر ذکر کروں گا۔

۱۰- قرآن کریم کی سورۃ الکہف کے پہلے رکوع میں عیسائی مذہب اور عیسائیوں کے متعلق ذکر ہے اور قرآن کریم کے متعلق کہا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جو جہاں نیک کام کرنے والے مومنین کو خوشخبری دیتی ہے وہاں خدا کا بیٹا بنانے والوں کو ڈراتی ہے۔ وينذر الذين قالوا اتخذ الله ولدا۔ ما لهم به من علم ولا لآبائهم۔ كبرت كلمة تخرج من افواههم۔ ان يقولون الا كذبا۔ گویا جو عیسوی تعلیم سینٹ پال نے مشہور کی وہ سراسر جھوٹ تھی۔ پھر فرماتا ہے ام حسبت ان اصحٰب الكهف والرقيم كانوا من اٰيٰتنا عجبا۔ اذ اوى الفتية الى الكهف فقالوا ربنا اٰتنا من لدنك رحمة وهيئ لنا من امرنا رشدا۔ اس جگہ قرآن کریم نے اصحٰب الکہف والرقیم کہا۔ یعنی غار اور کتبہ یا نوشتہ والے۔ اس کی تفسیر ہماری احمدی جماعت نے یہ کی ہے کہ عیسائی قوموں کی تاریخ اس میں آجاتی ہے کہ شروع شروع اس مذہب کا غاروں میں پناہ لینے سے ہوا۔ اور وہیں عبادت کرتے تھے۔ اور بالآخر دنیاداری اور تجارت میں اتنا بڑھے کہ ہر جگہ ان کا اشتہار ہے، اور ہر اشتہار پر اس کی ساخت کا نام ہے۔ مگر پچھلے چند سالوں میں کچھ ایسے انکشافات ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کی ابتداء نہ صرف غاروں بلکہ نوشتوں سے بھی ہوئی۔

۱۱- ۱۹۴۷ء کے موسم گرما میں قبیلہ تامیرہ کا ایک بدوی نوجوان محمد ادیب نامی اس پہاڑی خطے میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جو کہ بیت اللحم ... (Bethlehem) اور بحیرہ مردار کے درمیان واقع ہے۔ بحیرہ مردار۔ سطح بحیرہ روم سے ۱۳۰۰ فٹ نیچے نشیب میں ہے اور ساحل سمندر سے پچاس میل جانب غرب واقع ہے۔ اس بڑی جھیل کا پانی اس قدر نمکین اور کھاری ہے کہ کوئی جاندار مچھلی وغیرہ اس میں زندہ نہیں رہ سکتی اس جگہ حضرت لوطؑ کی قوم آباد تھی۔ جب ان بستیوں Sodom and Gomorrah پر عذاب آیا تو ایک نشیب کی جگہ بن گئی۔ جس میں دریائے یردن آکر گرتا ہے اس بدوی نوجوان کی ایک بکری اوپر پہاڑی پر چڑھ گئی یہ نوجوان اس کے پیچھے پیچھے گیا۔ وہاں اتفاقاً اسکو ایک غار کا منہ نظر آیا جس سے مشکل سے ایک آدمی گزر سکے۔ اس نے جب اوپر ہو کر اس کے اندر دیکھا تو اس کی حیرانی کی انتہا نہ رہی۔ جب اسکو اس کے اندر پختہ پکی ہوئی مٹی کے برتن یا جام جن کے منہ ڈھکے ہوئے تھے نظر آئے۔ اس وقت تو یہ واپس آگیا۔ مگر بعد میں اپنے قبیلے کے آدمیوں کے ساتھ انہوں نے ان میں سے چند جاموں کو کھولا۔ تو بجائے چاندی سونے جن کی ان کو امید تھی۔ اس میں ٹاٹ میں لپٹے ہوئے بنڈل نظر آئے جن کے اوپر کولتار ملا ہوا تھا تا کہ ان کو کیڑا نہ لگ سکے۔ انہوں نے ان کو جب کھولا تو اس میں پرانے اور بوسیدہ چمڑے کے ٹکڑوں پر کسی زبان میں

عبارتیں لکھی ہوئی نظر آئیں۔ وہ چند ایک بنڈلوں کو ساتھ لے آئے۔ اور جب بعد میں بیت اللحم میں دو چھوٹے اور پنیر بیچنے کو گئے۔ تو وہاں انہوں نے ایک شامی عیسائی کے ہاتھ اُن میں سے تین نوشتوں کو معمولی سی قیمت پر بیچ دیا۔ یہ شخص جس کو کاندو کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ بعد میں ان نوشتوں کو یروشلم میں سینٹ مارک کے راہب خانہ کے پادری کے پاس لے گیا۔ بعد میں ایک نوشتہ ہیبرو یونیورسٹی کے پروفیسر Sakenik کے ہاتھ پڑا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ عبرانی زبان میں پرانے نوشتے ہیں۔ بعد میں امریکن سکول آف اورینٹل ریسرچ کے ڈائرکٹر جان۔ سی۔ ٹریور (TREYER) نے دیگر پرانی کتابوں اور کتبوں سے مقابلہ کرنے کے بعد بتلایا کہ یہ نوشتہ بائبل کی کتاب یسعیاہ کا ایک حصہ ہے۔ اور قبل مسیح زمانہ کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد اُردن کی گورنمنٹ نے بھی اس کام میں حصہ لیا مگر اس وقت جبکہ بہت سے نوشتے خفیہ طور پر ملک سے باہر جا چکے تھے۔ اور امریکن پروفیسر اور سائنسدان پروفیسر Heleight نے اس کے کاربن کے Test لئے اور ثابت ہوا کہ یہ پہلی یا دوسری صدی قبل مسیح کے لکھے ہوئے ہیں۔ ادھر تلاش اور کھوج جاری رہی اور ۱۹۵۱ء میں چار غار اور دریافت ہوئے۔ اور کئی مٹی کے برتن ملے۔ اور اُن میں سے کئی ایک نوشتے نکلے اور سائنسدانوں اور عبرانی زبان کے ماہروں نے بڑی محنت سے اُن کی تحقیق کی اور ان عبارتوں کو پڑھنا اور ان کا ترجمہ کرنا شروع کر دیا۔

یہ نوشتے بکری اور بھیڑ کے چمڑوں پر لکھے گئے تھے۔ اور سیاہی سیاہ رنگ کے کاربن سے مرکب ہے اور ابھی تک خوب روشن ہے۔ اور حروف کانے یا کلک کی تراشیدہ قلم سے لکھے گئے ہیں۔ اور ان نوشتوں میں بائبل کے مختلف حصوں کی عبارت اور ایک کتاب دی مینول آف دی ڈسپلن لکھی ہوئی ملی جس میں ایک یہودی فرقہ کے جو قمران کی وادی میں رہتا تھا۔ عقائد، مذہبی خیالات اور طرز عبادت وغیرہ کے متعلق لکھا ہے۔ ادھر ۱۹۴۹ء کے موسم بہار میں ایک عمارت کے کھنڈرات کا نشان ملا۔ جو پہاڑیوں اور بحیرہ مردار کے درمیان تھے۔ یہ خربت قمران کہلاتی تھی۔ ان کھنڈرات میں عبادت کے ہال اور راہبوں کے رہائش کے کمرے نکلے جو ہال کے ساتھ دیوار کے نیچے بنے ہوئے ہیں۔ عمارت کے باہر ایک بڑا پانی کا تالاب سنگ کا پڑا تھا۔ یہاں ویسے ہی مٹی کے برتن دیکھے گئے جیسا کہ غاروں میں نوشتوں کے لئے بنے ہوئے تھے۔ اور پھر ایک لائبریری یا کتاب گھر ملا۔ جہاں دواتیں اور قلمیں اور پرانے چمڑے کے ٹکڑے اور نوشتے بھی پڑے ہوئے تھے۔ یہاں باقاعدہ یہ لوگ مذہبی نوشتے لکھا کرتے تھے۔ مابعد میں لوہے کے تیروں کے پھل بھی پڑے پائے گئے۔ اور راکھ اور کوئلوں سے معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کے مکینوں کو قتل کر کے اس راہب گھر کو آگ لگا دی گئی تھی۔

مزید تحقیقات سے معلوم ہوتا تھا خربت قمران پر تین زمانے گذرے ہیں پہلے اسے یہودی راہبوں نے دوسری صدی قبل مسیح میں قائم کیا۔ اور جو دھات کے سکے ملبے میں سے نکلے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ John Hyrcanus (135 — 104BC) کے زمانے میں جو کہ یہودی غالب بادشاہ ہوا ہے اور جس کے وقت میں مذہبی خیال کے اور معبد کے پجاریوں پر بہت سختی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اس وقت یہ لوگ آن کر بیابان میں غاروں میں رہنے لگ پڑے اور Herod the great (4BC — 37BC) کے زمانے تک رہے کہ 31BC میں ایک سخت زلزلے نے جہاں اور شہروں کو تباہ کیا وہاں اس قمران کی خانقاہ کو بھی تباہ کر دیا۔ زلزلے کے بعد کوئی تیس سال گذر گئے تب پھر یہ یہودی راہب یہاں آن کر آباد ہوئے اور مکانوں کی مرمت وغیرہ کی۔ اس کے بعد کے سکے بتلاتے ہیں کہ دوسرا دور Herod Archelaus (4BC - AD 6) کے زمانے سے شروع ہوا۔ اور یہودی قوم کی پہلی بغاوت سن ۶۸ء تک رہی۔ اور اس وقت آگ سے تباہی ہوئی ——— اس کے بعد کے سکے بتلاتے ہیں کہ Roman 10th Legion کا یہاں قبضہ رہا۔ اس کے بعد یہودیوں کی بغاوت (AD132 - 135) تک کے سکے ہیں۔ جوزیفس یہودی مؤرخ نے لکھا ہے کہ ۶۸ء میں Emperor Vespasian نے اپنی 10th Legion دریائے اردن سے ..... Jericho لایا۔ اور اس سے اگلے سال Titus نے آن کر بیت المقدس کو جلا کر ہموار کر دیا۔ ان دنوں قمران کے راہبوں نے اپنے نوشتے سنبھال کر غاروں میں رکھ دیئے اور خود ادھر ادھر چھپ گئے۔ جب فاتح چلے گئے تو پھر یہ راہب آن کر رہنے لگ پڑے۔ مگر کچھ مدت بعد یہ خالی کر گئے۔ پھر دوسری بغاوت میں یہودی لڑاکا فوج نے قمران کو اپنا مرکز بنایا۔ اور ان کے جانے کے بعد یہ جگہ ویران رہی اور بالآخر ریت کے تودوں میں چھپ گئی۔

Carbon کے سائنٹیفک ٹسٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو نوشتے دریافت ہوئے ہیں۔ وہ مختلف وقتوں میں لکھے گئے ہیں اور یہ زمانہ ۱۶۸ء قبل مسیح سے شروع ہو کر ۲۳۳ء تک ہو سکتا ہے۔ خربت قمران میں کوئی ایک ہزار قبریں بھی ہیں جو کہ شمالاً جنوباً ہیں۔ بعض قبروں کو کھودا تو ہڈیوں کے ڈھانچوں کا سر جنوب کی طرف تھا اور پاؤں شمال کی طرف۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ یہودیوں کی قبریں ہیں۔ کیونکہ مکہ معظمہ اس جگہ سے جانب جنوب ہے سو اگر مسلمانوں کی قبریں ہوتیں تو شرقاً غرباً ہوتیں۔

جس زمانے میں یہ خانقاہ قمران کی آباد تھی اور اس میں یہودی راہب اور پادری لوگ آن کر رہتے تھے۔ تو وہ بھی اپنا مال وغیرہ ایک جگہ جمع کر کے اکٹھا خرچ کرتے تھے۔ شادی عام طور پر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ نوجوان لوگوں کو جو مذہب سے اُنس رکھتے تھے ٹریننگ دیتے تھے۔ اور مذہب کی منادی کرتے پھرتے تھے۔ اور غریبوں، محتاجوں مسافروں اور بیماروں کی مدد کرنے کے لیے رہتے تھے۔ اب اسی زمانے میں حضرت عیسٰیؑ بھی ہوئے ہیں

## ESSENES کون تھے

بیت المقدس پر کئی دفعہ تباہی آئی تھی۔ سن ۵۸۶ ق م میں بخت نصر بابل کے بادشاہ نے بیت المقدس کو فتح کیا۔ اور بہت سے یہودیوں کو قید کر کے لے گیا۔ انہی میں سے کچھ قومیں افغانستان اور کشمیر جا کر آباد ہو گئیں۔ یہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں کہلائیں۔ جب بابل کی حکومت کو ایرانیوں نے تباہ کیا۔ تو یہودیوں کو پھر بیت المقدس جانے کی اجازت مل گئی۔ پھر یونانیوں کا دور دورہ ہوا اور اسکندر نے ۳۳۲ قبل مسیح میں یروشلم کو فتح کیا۔ اور یونانی بادشاہوں کا جو کہ ملک مصر میں حکمران تھے فلسطین پر قبضہ رہا۔ اس اثنا میں ۱۷۰ء قبل مسیح میں بادشاہ Antiochus نے یہودیوں کا قتل عام کروایا اور اُن کے معبد پر قبضہ کر کے اسکو خراب کیا۔ اس وقت تین یہودی بھائیوں نے جو Maccabees (hammers) کہلاتے تھے۔ بچے کھچے یہودیوں کو جمع کر کے حکومت کے برخلاف بغاوت کی اور سن ۱۵۳ء قبل مسیح میں ... Jonathan نے اپنے آپ کو لاٹ پادری مقرر کیا اور اس طرح اس صدی کے زیادہ حصہ تک یروشلم پر حکومت کرتا رہا۔ گو پھر مذہبی حکومت خاندان میں چل پڑی اور John Hyrcanus اس کے بیٹے نے سن ۱۰۵ قبل مسیح تک نہ صرف گرجا پر قبضہ رکھا بلکہ دنیا داری بھی بہت تنگ آ گئی۔ چونکہ عبادت کا کام حضرت ہارونؑ کی اولاد کے ہاتھوں میں تھا۔ مگر اب دوسروں نے اس پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ اس لئے مذہبی یہودی پر بہت ظلم ہوتے تھے۔ جب یہودیوں نے مخالفت بڑھائی تو ....... Aristobulus نے روحانی حکومت کو دنیوی

دی کہ ملک پر قبضہ کریں - چنانچہ ۶۳ قبل مسیح میں Pompey یروشلم میں داخل ہوا - اس وقت جو مذہبی رنگ میں رنگین یہودی تھے اور ان میں پادری فرقہ کے لوگ زیادہ تھے - وہ شہروں سے نکل کر باہر دیہاتوں میں چلے گئے - اور انہوں نے جنگلوں اور غاروں میں رہنا شروع کیا - پرانی تاریخوں میں بھی ان لوگوں کا ذکر آتا ہے - Philo of Alexandria اور Pliny The Elder اور Josephus جو کہ (37-100ء) میں ایک یہودی مؤرخ ہوا ہے اور اس نے کتاب History of the Jewish War and Antiquities of the Jews (69-94 AD) لکھی ہے - وہ کہتا ہے کہ دوسری صدی قبل مسیح سے نصف عرصہ میں مذہبی یہودیوں کی مذہبی سوسائٹی جن کو ESSENES (یعنی دنیا کی آلائشوں سے پاک لوگ) کہتے تھے - بنی تھی - اور ان کی ایک بستی بحیرہ مردار (Dead Sea) کے مغربی کنارے پر Engedia قصبہ کے شمال میں واقع تھی - یہ جگہ قمران سے ملتی جلتی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی فرقہ تھا - یہ راہبانہ زندگی بسر کرتے تھے - اکثر ان میں سے شادی نہیں کرتے تھے بلکہ دوسروں کے لڑکوں کو متبنیٰ بنا لیتے تھے - اور ان کو مذہبی تعلیم دیتے تھے - یہ اپنی ذاتی جائداد کوئی نہیں رکھتے تھے - بلکہ اپنا مال ایک جگہ قومی بیت المال میں رکھتے تھے - جہاں سے ان کو معمولی پوشاک اور معمولی کھانا ملتا تھا - یہ لوگ نہ صرف خود مذہبی فرائض بجا لاتے تھے - بلکہ غریبوں اور محتاجوں اور بیمار لوگوں کی مدد کو جاتے تھے - نیا ممبر ایک سال تک تعلیم اور ٹریننگ لیتا تھا - اس کے بعد اگر وہ ٹھیک اوصاف پر اترتا تو اس کو بپتسمہ دے کر اپنا ممبر بنا لیتے - حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں بھی یہ لوگ وعظ اور نصیحت کرتے پھرتے تھے - اور حضرت یحییٰؑ کا بھی ان لوگوں سے تعلق تھا - یہ امر ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی جوانی کا زیادہ حصہ ناصرہ میں گزارا - پھر انہوں نے سنا کہ حضرت یحییٰؑ یہودیہ کے علاقے میں وعظ کرتے پھرتے ہیں - چنانچہ حضرت عیسیٰؑ بھی وہاں گئے - اور حضرت یحییٰؑ سے بپتسمہ لیا - اس کے بعد چالیس دن کے روزہ اور عبادت کے لئے کسی غار میں رہے - اور اس بیابان میں ہی شیطان سے ان کا مقابلہ ہوا جس کا ذکر بائبل میں ہے - اور جہاں اپنی ماں اور سگے بھائیوں سے منکر یا ان کو نہ پہچاننے کا ذکر ہے - وہاں وہ انہی ESSENES کے فرقہ کے لوگوں کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں :-

Behold my mother and my Church Brethren

اس کے بعد وہ اپنے مشن کے لئے تیار ہوتے ہیں - اور ان کے وعظ کا حصہ تھا :-

وقت پورا ہو گیا اور خدا کی بادشاہت آنے والی ہے -

The time is fulfilled and the Kingdom of God is at hand

چونکہ ESSENES فرقہ کے لوگ اس وقت کے غاصب پادریوں پر جو دنیادار تھے بہت ناراض تھے اور ان کو برا بھلا کہتے تھے - اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی ان فریسیوں اور معبد کے پادریوں سے بحثیں کرتے اور ان کو برا بھلا کہتے ہیں -

باقی آئندہ

---

# جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے - بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے - اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے - ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دیدیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے - بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے - اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ ستمبر ۱۹۶۳ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے - اگر ۵ ستمبر ۱۹۶۳ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۹ ستمبر ۱۹۶۳ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جائے گا - جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا - ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا - آسانی کے لئے ہر خریدار کی رقم کا نمبر نیچے دیا ہے - چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے - (مینیجر)

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۱۹ | 6.00 | ۴۷ | 24.00 |
| ۳۰ | 6.00 | ۵۱ | 12.00 |
| ۳۴ | 6.00 | ۵۶ | 6.00 |
| ۶۲ | 6.00 | ۹۳۰ | 12.00 |
| ۷۲ | 6.00 | ۹۴۵ | 6.00 |
| ۷۳ | 6.00 | ۹۴۸ | 18.00 |
| ۸۲ | 12.00 | ۷۱۰ | 12.00 |
| ۸۸ | 6.00 | ۷۱۷ | 12.00 |
| ۸۹ | 6.00 | ۷۴۵ | 6.00 |
| ۹۰ | 6.00 | ۹۸۷ / ۳۲۹ | 6.00 |
| ۹۶ | 6.00 | ۱۰۸۱ | 6.00 |
| ۱۰۶ | 24.00 | ۱۰۹۴ | 6.00 |
| ۱۵۰ | 6.00 | ۱۰۹۵ | 6.00 |
| ۱۷۱ | 12.00 | ۲۰۲۸ | 6.00 |
| ۲۲۰ | 6.00 | ۲۰۲۹ | 6.00 |
| ۲۴۲ | 6.00 | ۲۰۵۸ | 6.00 |
| ۲۶۹ | 6.00 | ۲۱۵۹ | 6.00 |
| ۲۷۸ | 6.00 | ۲۱۲۸ | 6.00 |
| ۲۹۲ | 6.00 | ۲۰۰۵ | 6.00 |
| ۳۰۶ | 24.00 | ۲۰۲۲ | 4.00 |
| ۳۲۰ | 12.00 | ۲۰۴۷ | 6.00 |
| ۳۳۷ | 24.00 | ۲۰۵۹ | 18.00 |
| ۳۴۱ | 6.00 | ۲۰۸۵ | 6.00 |
| ۳۴۴ | 6.00 | ۲۱۱۵ | 6.00 |
| ۳۶۹ | 6.00 | ۲۱۱۹ | 6.00 |
| ۴۴۰ | 18.00 | ۲۱۴۲ | 6.00 |
| ۴۵۶ | 6.00 | ۲۱۵۸ | 6.00 |
| ۴۸۴ | 6.00 | ۲۱۷۲ | 6.00 |
| ۵۲۹ | 6.00 | ۲۱۷۳ | 6.00 |
| ۵۵۵ | 12.00 | ۲۱۷۶ / ۲۷۱ | 6.00 |
| ۵۸۳ | 6.00 | | |
| ۶۰۰ | 6.00 | ۱۰۸۳ | 6.00 |
| ۶۲۱ | 6.00 | ۲۱۶۳ | 6.00 |
| **سابق** | | | |
| ۲۴/R | 8.00 | ۱۶۸ | 6.00 |
| ۳۶/R | 8.00 | ۲۵۱ | 20.00 |
| ۲۶/R | 3.00 | ۳۴۵ | 8.00 |
| ۳۹/R | 3.00 | | |

---

# افریقہ میں قبول اسلام

میاں بشیر احمد صاحب منٹو لاگوس نائجیریا سے اطلاع دیتے ہیں :-

(۱) ۲۲ جون ۱۹۶۳ء کو ایک نوجوان طالب علم جن کا نام Tundu Adalakun ہے مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں اسلامی نام عبد الرشید رکھا گیا ہے ان کی عمر ۱۶ سال ہے -

(۲) ۷ جولائی کو Samual Ajayi جن کی عمر ۲۷ سال ہے مسلمان ہوئے ہیں اسلامی نام محمد آہد رکھا گیا ہے پہلے یہ اینگلیکن چرچ سے تعلق رکھتے تھے -

احمد یار - سیکرٹری

سبط نور

# "مجاہد کبیر" پر میاں محمد ابراہیم صاحب کی تبصرہ نگاری

## ربوی کردار کے آئینے میں

شوق ہر رنگ رقیب سروساماں نکلا ٭ قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا

منیر ٹریبونل کی رپورٹ کے بعد یہ حقیقت الم نشرح ہو چکی ہے کہ قادیانی "خلافت" کے نام لیوا احمدیت کے جان لیوا ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اس پر نازاں ہیں اور محمودیت کو احمدیت کے طور پر پیش کر رہے ہیں اور اس طرح قرآنی حکم هم یحسبون انهم یحسنون صنعا کے مصداق بن رہے ہیں اب جبکہ ان کی "امامی خلافت" ضعیفی مرض کا شکار ہو کر سراپا عبرت بنی ہوتی ہے ان کو یہ زیب نہیں دیتا تھا کہ ان کے تعلیمی ادارے کا حدیث العہد ہیڈ ماسٹر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برگزیدہ مرید پر اس کی وفات کے بعد زبان طعن دراز کرے اور اس کتاب پر حرف گیری کرے جس کے صفحات حضرت امام الزمانؑ کی ایمان افروز تحریروں سے منور ہیں اور جن میں حضرت مولوی محمد علی علیہ الرحمۃ کے ساتھ گہرے تعلق کی نشاندہی ہوتی ہے لیکن جس القسل میراث ختم مسیح کی وفات پر ماتم سرائی کی گئی اور ........ اسکی موت کو ادب و ثقافت کے لئے سانحہ الیمہ کہا گیا۔ اس میں حضرت مولوی محمد علی مرحوم پر مطاعن کی بارش ہی ہو سکتی تھی۔ میاں ابراہیم صاحب نے مولوی صاحب موصوف کے افکار و اعمال کا جائزہ لیتے ہوئے غیر جانبداری کا لبادہ اوڑھنے کی سعی کی ہے لیکن چونکہ وہ اہل قلم نہ تھے بلکہ مرفوع القلم تھے ان کی تحریر میں وہ ساری پستی آگئی ہے جو ان کو آستانہ خلافت سے ارزاں ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے نام کی لاج بھی نہیں رکھی۔ یہ ان کے بس کی بات نہ تھی۔

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

ربوی قلمکاروں کا یہ وطیرہ بن چکا ہے کہ وہ مذاکرہ کو مجادلہ۔ مجادلہ کو مناقشہ۔ اور مناقشہ کو مشاتمت تک لے جاکر ہی اطمینان قلب حاصل کرتے ہیں۔ وہ اپنی دشنام کو دلیل اور حریف ثانی کی دلیل کو دشنام سمجھتے ہیں۔ یہ تمام خصوصیات میاں ابراہیم کے تبصرہ میں جلوہ گر ہیں۔ ان کو یہ شکایت ہے کہ "مجاہد کبیر" کے مصنف حضرت مولوی صاحب کے عزیز ہیں۔ گویا ان کے نزدیک سوانح عمریاں ان کو لکھنی چاہئیں جنہوں نے مشاہیر کو دور سے بھی نہ دیکھا ہو اور جن کے متعلق یہ گمان بھی نہ ہو کہ ان کے پاس صحیح حقائق ہو سکتے ہیں۔ اگر تبصرہ نگار کو علم حدیث سے ذرا بھی مس ہوتا تو انہیں معلوم ہوتا کہ واقعات کا اسی شخص کو ادراک ہو سکتا ہے جس نے قریب سے ان کو دیکھا ہو اور وہ سلسلہ میں کسی نہ کسی رنگ میں منسلک ہو۔ یہی وصف جو "مجاہد کبیر" کے مستند ہونے کا ضامن تھا۔ وہ میاں ابراہیم کو ناگوار گذرا ہے۔

تبصرہ نگار نے حضرت مولوی محمد علی علیہ الرحمۃ کو تین وجوہ سے ہدف ملامت بنایا ہے ایک یہ کہ وہ محض قبولیت کے حصول کے لئے جمہوریت کے علمبردار رہے اور خلافت کا انکار کر کے قادیان سے رخصت ہو گئے۔ دوسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کو گرا کر وہ استخفاف کا موجب ہوئے۔ تیسرے یہ کہ انہوں نے احمدیت کو چھپائے رکھا۔ اب ان تینوں اعتراضات کا جواب ملاحظہ ہو:

اولاً جمہوریت کا دم بھرنے میں قبولیت کا کونسا پہلو نکلتا ہے۔ اس کا صحیح مفہوم تو یہ ہے کہ انہوں نے جماعت کے افراد کو نقد و نظر کا حق دیا۔ اور اپنے آپ کو ان کے سامنے مسئول قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں نے ان پر اذیت ناک اعتراض کئے اور گوناگوں طریق سے ان کو صدمے پہنچائے گویا مسئول مظلوم اور محسود ہوتا بھی میاں ابراہیم صاحب کے نزدیک قابل اعتراض ہے۔ حالانکہ خلیفہ صاحب نے جماعت کو آمریت کے شکنجے میں کس کر ..... ان کے فکر و نظر کو مفلوج کر دیا ہے۔ اور ہر دور میں حسب منشاء عقائد میں تصرف کرتے رہے ہیں۔ کبھی خطبے میں کہہ دیا کہ رسول اللہﷺ سے بڑا نبی آ سکتا ہے۔ کبھی حضور کی معصومیت کے متعلق تردد کا اظہار کیا۔ اگر غیر مسئولیت "خلافت" کی یہ برکت ہے اور اور آمریت مقبولیت کی علامت ہے تو یہ خلافتیوں کو مبارک ہو۔ یہ غیر مسئولیت ہی تھی جس کی کوکھ سے استبداد نے سر نکالا۔ خلیفہ صاحب نے جماعت کو ابلیس کی ذریت اور شیطان کی اولاد کہا۔ اور جماعت کو بار بار اپنے احتجاج تہ ہوا۔ جب قادیان سے سادھو کے لباس میں فرار کیا تو یہ اعلان فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے گا کہ میں بھاگ گیا ہوں تو وہ منافق شمار ہوگا۔ ارباب ربوہ کو شکوہ ہے کہ ارباب پیغام صلح حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کو ذریت طیبہ نہیں مانتے حالانکہ ان کے اپنے مصلح موعودؓ نے اس ذریت مبشرہؓ کی وہ گت بنائی ہے کہ توبہ ہی بھلی ہے۔ ایک بھائی کی بیٹی کو طلاق دلوائی اس کی اولاد کو نامحرم جانشین کی اولاد کہا۔ ان کی شادیوں کے مقاطعے کئے اور ان کو نکاح پڑھانے والے نہیں ملتے تھے۔ یہ وہ فیوض و برکات تھیں جن سے تحاشی کر کے حضرت مولوی صاحب مرحوم قادیان سے رخصت ہوئے۔ یہ برکات "آمریت" کے آسمان سے ہی نازل ہو سکتی ہیں۔ اور ان برکات پر فخر اہل ربوہ ہی کر سکتے ہیں!

ثانیاً حضرت مسیح موعودؑ کے صحیح مقام کی تعیین میں حزم و احتیاط سے کام لینا مبادا التحریک مجروح نہ ہو جائے اس میں کونسا استخفاف مضمر ہے۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم آخری دم تک مسیحیت اور مہدویت کا دم بھرتے رہے اور اپنے تصنیفی کارناموں کو جمال یار کا ہلکا سا پرتو تصور کرتے رہے۔ لیکن خلیفہ صاحب نے منیر ٹریبونل کے سامنے جو بیان دیا اس کا ہر لفظ استخفاف اور استحقار کا مرقع ہے۔ انہوں نے اس اعلان میں بھی عار نہ سمجھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں۔ حالانکہ اس سے معمولی سے معمولی لغزش پر اپنے مریدوں کو جماعت سے خارج کر دیتے تھے جب ابتلاء اور امتحان کا وقت آیا تو ارتداد میں پناہ لی۔

تو سے فروختند چہ ارزاں فروختند۔ یہ "قادیانی خلافت" کی "برکت" تھی کہ جماعت نہ صرف کو بھی ہر بلب رہی حالانکہ یہ وقت تھا کہ یہ لوگ جرأت ایمانی سے کام لیتے اور اس بزدلانہ انحراف کا سدباب کرتے۔

یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

حضرت مولوی محمد علی علیہ الرحمۃ پر یہ الزام لگانا کہ انہوں نے اپنی احمدیت کو چھپائے رکھا حد درجے کی بددیانتی ہے۔ حالانکہ "مجاہد کبیر" میں یہ واقعہ درج ہے کہ انہوں نے اپنے چھوٹے صاحبزادے کو ولایت جاتے پر جو نصائح کیں ان میں مرکزی بات یہ تھی کہ اسکو نصیحت فرمائی کہ اپنی احمدیت کو ناموس سمجھنا اور اس کے اظہار میں ذرا باک محسوس نہ کرنا۔ کیا تبصرہ نگار کہہ سکتے ہیں کہ لوگ ان کو اور ان کی جماعت کو احمدیت کا پرستار نہیں سمجھتے؟ کیا وہ محض احمدی ہونے کی وجہ سے مظالم کا شکار نہیں بنے؟ اس کے برعکس ربوہ میں انقلاب آگیا ہے۔ "خاندان نبوت" کی اصطلاح یکسر تبدیل ہو کر خاندان مسیح موعودؑ بن گئی ہے "دعوت و تبلیغ" کی جگہ "تشدد و اصلاح" نے لے لی ہے۔ منیر ٹریبونل کے بعد تو مسلمانوں کا جنازہ بھی حرام نہ رہا۔ حالانکہ قائد اعظم کی نماز پر حرمت قائم تھی۔ کیونکہ اس وقت کسی ابتلاء کا اندیشہ نہ تھا

سکے ہمنگامے سنے خلافت کی چولیں ہلادیں۔ اور اوہر عقیدہ ترمیم کا شکار ہوگیا۔ جب عقابوں کے نشیمن زاغوں کے تصرف میں آجائیں تو ایسے ہی کارنامے منصۂ شہود پر آتے ہیں۔ ٹربیونل کے سامنے ہر عقیدے سے منحرف ہوگئے اور بیس عدالت کے کٹہرے سے نکلے تو فرمایا:۔

"اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی"

اب جبکہ خلافت مآب کی طویل علالت سے قادیانیوں کی عزیمت اور ہزیمت قرار اور فرار میں کوئی فرق نہیں رہا۔ اور ان کو خلیفہ کی حین حیات میں نگران مجلس بنا کر کام چلانے پر اور باب قضاء قدر سے تجدید کر دیا ہے۔ تو چاہیئے تھا کہ وہ اپنے نقصوں کا محاسبہ کرتے اور مغلوطات عقائد کی اصلاح کرکے تلافی مافات کرتے۔ اور نصف صدی جو وہ حضرت مسیح موعود کے اولین اصحاب کو گالیاں دیتے رہے ہیں اس پر نادم اور منفعل ہوتے۔ لیکن الفضل نے ایک ایسے شخص کو ہرزہ سرائی کا موقع دیا جس کو تنہا بتدائی نہ سے "منتہاء معلوم" اور اس طرح ثابت کردیا کہ جماعت ربوہ عبرت کے مقام سے بہت دور ہے۔

"مجاہد کبیر" عرفاً حضرت مولوی صاحب کی سوانح حیات ہے۔ لیکن حقیقتاً یہ احمدیت کی تاریخ ہے کیونکہ حضرت مولوی صاحبؒ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ وہ حضرت امام الزمانؑ کی گود میں پروان چڑھے وہ صحیح رنگ میں حضورؑ کی تربیت کی پیداوار ہیں اس واسطے اُن کی داستان حیات تحریک احمدیت کی کہانی ہے۔ "مجاہد کبیر" کے مصنف نے اختصاراً اختلافات کا ذکر کیا ہے اور تصویر کا دوسرا رُخ آج پیش کیا تاکہ خلافتی پروپیگنڈے سے جو الائشیں اور آلودگیاں تحریک احمدیت سے لگ گئی ہیں اُن کا تصفیہ ہو جائے لیکن یہ تنزیہی عمل آوردگان اور پروردگان "خلافت" پر گراں گذرا ہے۔ کیونکہ ان کو "مجاہد کبیر" کے آئینے میں اپنا "رخ زیبا" نظر آگیا ہے۔ مبادا اس ایمان افروز کتاب سے کشف غطا ہو جائے۔ الفضل نے اپنی عادت مستمرہ کے مطابق حضرت مولوی صاحبؒ اور اُن کے رفقائے عظام پر افترا پردازیوں کا ملبہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ جماعت لاہور کو تاریخ ربوہ سے کوئی گلہ نہیں۔ اگر اُن کو کسی بات میں کلام ہے تو وہ یہ ہے کہ خلیفہ صاحب نے اشکبار سے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف وہ مقام منسوب کیا ہے جس سے اُن کے مشن کی نفی ہوتی ہے اور ہوا بھی ایسا ہی ربوی جارحانہ تبلیغ نے گلزار کو خارزار بنا دیا۔ خلیفہ صاحب نے اپنی خلوتی اور جلوتی زندگی سے جو تحریک کو نقصان پہنچایا اس کا جماعت لاہور کو بھی قلق ہے۔ اس واسطے خلیفہ صاحب کی ذات ہی دونوں جماعتوں کے درمیان سد سکندری ہوتی ہے۔ جب بھی کوئی حالات کا جائزہ لے گا وہ خلیفہ صاحب کے "کارناموں" سے اغماض نہیں کرسکتا۔ "مجاہد کبیر" کی افادیت اسی میں مضمر تھی کہ اُس کے مصنف دستاویزی ثبوت سے خلیفہ صاحب کے بہتانات کا جواب دیں۔ ہر چند کہ وہ مروت کا دامن تھامے ہوئے تھے۔ ان کو تحریک کی حرمت و عصمت ہر چیز سے زیادہ عزیز تھی۔ اسی وجہ سے انہوں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا بلکہ متعلقہ دور کی تحریروں کے اقتباس دیئے ہیں۔ لیکن جو جماعت راست گوئی سے مضطرب ہو جائے اور حق کو اپنی توہین سمجھے اُس سے مروت کیسے ہو سکتی ہے۔

میاں ابراہیم صاحب نے جماعت لاہور کے باطنی انتشار کی طرف طنز آمیز اشارے کئے ہیں حالانکہ اُن کی اپنی جماعت کی داخلی حالت وہی ہے جو خلافت مآب کی علالت کی ہے۔ جماعت میں نمود اور جمود تو خلافت کی "برکت" سے پہلے ہی آ گیا تھا۔ اب خلافت مآب کی حالت زار نے جماعت کو "قنوط منتظم" بنا کر رکھ دیا ہے۔ اس لئے میاں ابراہیم کے طعن کا جواب بقول شاعر یہ ہے:۔

> اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
> دامن کو ذرا دیکھ۔ ذرا بند قبا دیکھ

# قاضی اکمل صاحب قادیانی کی ہرزہ سرائی

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

تعالےٰ کے آگے جواب دہ ضرور ہوں گے۔ پہلے تو جناب جوش میں آکر قاضی اکمل صاحب اس بات کو بھول گئے۔ بہ کعبہ یردم وبازش برہمن آوردم۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا تھا ؎

> مومنوں پر کفر کا کرنا گمان
> کیا یہ ہے ایمانداری کا نشان

باقی رہا نبوت مسیح موعودؑ کا سوال، افسوس ہے قاضی اکمل صاحب کا حضرت مسیح موعودؑ کی ان بیسیوں تحریرات کے ہوتے ہوئے جن میں آپ نے دعوئے نبوت سے انکار کیا ہے۔ اس حدیث کو پیش کرنا جس کو خود حضرت مسیح موعودؑ نے ضعیف قرار دیا ہے کس قدر جسارت سے کام لینا ہے، کم از کم جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کے اس بیان کی موجودگی میں جو انہوں نے منیر ٹریبونل میں دیا تھا قاضی صاحب کو ایسی جسارت سے کام نہیں لینا چاہیئے تھا کیا وہ خلیفہ صاحب کے اس بیان کو صحیح نہیں سمجھتے؟ پھر نبوت کی رٹ لگانے کے کیا معنے ہیں؟

خدا تعالےٰ قاضی صاحب کو اس بڑھاپے میں عقل سلیم سے کام لینے کی توفیق دیوے اور وہ غلامی کے گڑھے سے نکل کر راست روی کے طریق پر اپنا قدم رکھنے والے ہوں۔ تا ان کا انجام بخیر ہو۔ خواہ مخواہ دوسروں کو برا کہنا کیا کسی متقی شریف انسان کا طریق ہے۔

ڈاکٹر حسن علی گوجرانوالہ — ۱۸/۸/۶۴



## ضروری اطلاع

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دار القرآن کی خوبصورت عمارت مکمل ہو چکی ہے اور تعلیمی سلسلہ کے ابتدائی انتظامات بھی ہو رہے ہیں۔ چند طلباء تبلیغی کلاسوں میں داخل ہو چکے ہیں، مزید امیدواروں کی درخواستیں مطلوب ہیں۔ شائق اور دیندار احمدی نوجوان جو میٹرک پاس ہوں پتہ ذیل پر درخواستیں بھجوائیں۔ -/75 روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔ رہائش اور تعلیمی سہولتیں مفت میسر ہوں گی۔

المشتہر:۔ احمد یار۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ

# اکمل صاحب قادیانی کی ہرزہ سرائی

راقم ڈاکٹر حسن علی نے امسال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک نام کے بدلے میں حج کا فریضہ ادا کرنے کا شرف حاصل تھا۔ گوجرانوالہ سے اپنے سفر کے لئے روانگی سے قبل میرے پاس اپنے عزیز رشتہ دار، شہر گوجرانوالہ کے بعض احمدی اور غیر احمدی اصحاب تشریف لائے۔ جنکی درخواست پر مقامات مقدسہ مکہ معظمہ۔ مدینہ طیبہ میں اُن کے لئے دعا کرنے کا وعدہ کیا۔ ان احباب میں ایک غیر احمدی ٹکٹ کلکٹر بھی تھے۔ جو کسی بے جا دباؤ کی وجہ سے ایک خاص جج کی رپورٹ پر معطل کئے گئے تھے۔ ان کی باعزت بریت کے لئے دعا کرنے کی میرے عزیزوں نے مجھے سخت تاکید کی تھی۔ خدا تعالےٰ کا شکر ہے۔ جس نے راقم کو معطل شدہ ٹکٹ کلکٹر کی بریت کے لئے خانہ کعبہ اور مدینہ طیبہ۔ عرفات، مزدلفہ اور منا کے مقامات پر دعا کرنے کی توفیق عنایت کی۔ لاہور سے بھی ایک محکمہ کے سپرنٹنڈنٹ صاحب معہ اپنے دو معززرساتھیوں کے میری واپسی حج گوجرانوالہ تشریف لائے تھے گوجرانوالہ میں کئی غیر احمدی دوست خود بخود تشریف لائے۔ کہ راقم نے اُن کے لئے بھی دعا کی تھی ایک کیپٹن صاحب ہیں۔ دوسرے ایک مقامی ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب ہیں، تیسرے دو ینگ سول سرجن صاحبان ہیں۔ ربوہ سے بھی چند احباب نے دُعا کرنے کے لئے لکھا تھا، جن میں جناب محترم مرزا بشیر احمد صاحب خلف الرشید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں۔

قاضی ظہور الدین صاحب اکمل جو اپنی شاعری کی فضیلت خود بخود جتانے لگتے ہیں ان کا ایک شعر اخبارات میں کافی مذمت کا موجب ہو چکا ہے جس میں انہوں نے لکھا تھا ؎

محمدؐ پھر اُتر آئے ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھکر اپنی شاں میں
محمدؐ جس نے دیکھنے ہوں اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

اسماراقم کی کسی قسم کی خط وکتابت جناب قاضی اکمل سے کبھی نہیں ہوئی۔ یہ ٹھیک ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں وہ قادیان تشریف لائے تھے۔ حضرت مولنا نورالدین رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور ان کی وفات کے بعد جو ان کے دلی خیالات تھے۔ وہ قاضی صاحب موصوف کو خود یاد ہوں گے کیونکہ خلافت گرگروہ میں ان کا بڑا پروپیگنڈا اور نام تھا۔ لیکن بعد میں خلیفہ محمود احمد صاحب کا معتوب ہوکر انہیں خانہ نشین ہونا پڑا۔

اب انہی قاضی صاحب نے ایک کارڈ میرے نام لکھا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں :۔

"مکرم محترم جناب ڈاکٹر صاحب

سلامت باشی" (یہ نیا سلام قاضی صاحب نے ایجاد کیا ہے) آپ سے کئی نسبتیں ہیں" (اس کا مطلب راقم نہیں سمجھ سکا۔ قاضی صاحب ہمارے رشتہ داروں میں سے ہرگز ہرگز نہیں ہیں)۔" آپ کو حج خانہ کعبہ قبلہ اسلام اور زیارت مدینہ منورہ مبارک ہو۔

رحمت للعالمینؐ کے دربار پُرانوار میں جوتے کا گم ہونا سایہ رحمت سے محرومی اور نعلین کا نہ ملنا غالباً تصویری زبان میں یہ تلقین تھی۔ کہ دنیا اور دنیاداری اور خیالات و معتقدات پست سے کنارہ کشی ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ جس کی نظر جذر قلب تک پہنچتی ہے۔ اور سب زبانوں کو جانتا ہے۔ (اور آپ بھی ہندی زبان نہیں بولتے آپ کو سادھو رام اور روپ چند کے ناموں سے خطاب مسلم کشی کے بارے میں کیا خبر دیتے ہیں مقام فکر مرادے ست بکفر آشنا کہ چندی بار۔

بکعبہ بُردم و بازش برہمن آوردم

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد الف آخر مسیح موعود مہدی معہود تھے صحیح مسلم میں ان ہی کو نبی اللہ کہا گیا۔ اُس وقت لغوی ظلّی کا کوئی قصہ نہ تھا۔ اور جمہور اسلام کا مذہب رہا کہ آخری زمانہ میں یحیٰی نبی اللہ کا نزول ہوگا۔ حضور انور نے اس کی جو تعبیر قرآن مجید اور وحی خفی سے فرمائی اس پر ہمارا ایمان ہے۔

دستخط بحروف انگریزی
ایم ۔ زیڈ ۔ اکمل قاضی
ربوہ ۔ ضلع جھنگ

15-8-63

اب ناظرین اخبار پیغام صلح اور حق کے طالبین خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ قاضی اکمل صاحب نے اپنے مخصوص لہجہ میں کن قالبانہ اور ناپاک خیالات کا اظہار اس راقم کے بارے میں کیا ہے۔ راقم نے مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے اندر کثرت اژدحام کی وجہ سے کسی ایک مقام پر اپنے عصا اور گرگابی کو رکھا ہوا تھا کہ ایسا ریلا آیا کہ میں اس جگہ جہاں اپنی اشیاء چھوڑ آیا تھا پہنچ نہ سکتا تھا۔ لہذا میں ننگے پاؤں واپس قیامگاہ پر آگیا اور نیا عصا اور بوٹ خرید لیا۔

حاجی لوگ خانہ کعبہ کے اندر اور باہر، مدینہ طیبہ کے اندر اور باہر لاکھوں کی تعداد میں نماز اور زیارت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

مقامات مقدسہ پر پہنچنے کے لئے خواہش اور نظر لگانے کی سعادت کے حصول کے لئے زائرین سخت کوشش کرتے ہیں۔ بدکلامی سے بکلی پرہیز ہوتا ہے۔ بعض زائرین اس کشمکش میں اپنا روپیہ بھی کھو بیٹھتے ہیں۔ مگر خاموشی اختیار کرتے اور صبر کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ اُن کا متکفل ہو جاتا ہے اور ان کے نقصان کو پورا کر دیا جاتا ہے۔ بعض کی گھڑیاں بازوؤں سے اُتر جاتی ہیں یا گر جاتی ہیں۔ ان کو اُٹھایا نہیں جا سکتا کیونکہ اجتماع کی وجہ سے زائرین کے پاؤں کے نیچے دب جانے کا اندیشہ ہے۔ خانہ کعبہ میں میری عینک بھی ٹوٹ گئی۔ اور عزیزم محمد حسن خاں کی گھڑی بھی گر گئی تھی۔ جس کو وہ اُٹھا نہ سکے کیونکہ سخت بھیڑ میں کچلے جانے کا اندیشہ تھا پس ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ قاضی اکمل صاحب کی ہرزہ سرائی کہاں تک حق بجانب ہے انہوں نے بالکل غلط لکھا ہے کہ میرا جوتا گم ہوا۔

میرا کوئی جوتا گم نہیں ہوا البتہ عصا ضرور مسجد نبوی میں رہ گیا تھا اور اُس کے ساتھ گرگابی بھی۔

مکہ معظمہ میں اور مدینہ طیبہ میں لاکھوں زائرین کی وجہ سے ایسے بعض نقصانات کا ہونا معمولی بات ہوتی ہے۔ یہ قاضی صاحب کی اپنی ضمیر کی کمزوری اور بغض و تعصب کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے میری اشیاء کے گم ہونے کی ایسی لغو تعبیر کی ہے۔

خدا تعالےٰ سب زبانوں کو جانتا ہے۔ اسی خداوند عالم نے اس زمانے میں مسیح موعودؑ اور مجدد کو ہندی زبان میں فرمایا تھا :۔

اے کرشن رودر گوپال تیری
مہما گیتا میں لکھی ہے۔

پھر برہمن اوتار کہا۔ پھر ایک الہام میں فرمایا:۔
جے تو میرا ہو رہے سب جگ تیرا ہو۔

اے میرے خدا کے بندے قاضی اکمل توبہ کر۔ میں تو ہردم بارگاہ الٰہی میں دُعا کرتا رہتا ہوں۔ اے میرے خدا میں تیرا حقیر فقیر۔ نالائق گنہگار بندہ ہوں۔ مجھ پر رحم کر۔ کرم بخشی کر اگر جواب میں خداوند کریم نے مجھے سادھو رام کے نام سے یاد کیا یا پرتاب چند کہا۔ تو اس پر قاضی صاحب کے دل میں کیوں حسد پیدا ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ کذابی صبر الصادقین میں شامل ہونے سے دیدہ دانستہ پرہیز کئے ہوئے ہیں۔ جنہیں

(باقی بر صلا کالم ۳)

آپ کے خطوط

## راولپنڈی میں جلسہ میلاد النبیؐ

(از صفحہ ۴)

راولپنڈی - ۱۰ اگست ۱۹۶۳ء

جماعت راولپنڈی نے ۹ اگست بعد نماز جمعہ میلاد النبیؐ صلعم کا جلسہ منعقد کیا - جلسہ کی صدارت کے فرائض شیخ اقبال احمد صاحب انجنیئر مقامی پریزیڈنٹ نے انجام دیئے۔ محترم شیخ عبدالعزیز صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا آغاز کیا - مولانا محبوب عالم زبیر صاحب - مولانا علی محمد صاحب اجمیری اور کیپٹن حنیف اختر صاحب نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے متنوع پہلوؤں پر روشنی ڈالی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راستبازی امانت - دیانت اور شفقت علی خلق اللہ کے مختلف سبق آموز واقعات سنائے اور آپؐ کے بلند کردار اور مشن میں کامیابی پر مخالف اور معاند مؤرخوں کی آراء سنائیں صاحب صدر نے فرمایا کہ آپؐ کے خصائل شریفہ اور فضائل حمیدہ کے بارے میں خود خداوند کریم کے غیر مبدل کلام میں بار بار شہادت ملتی ہے - اور احادیث اور سیر کی کتابیں آپؐ کے اسوہ حسنہ کا مرقع ہیں - عید میلاد النبی صلعم نہ صرف مسلمانوں بلکہ سارے بنی نوع انسان کے لئے سب سے بڑا خوشی کا دن ہے کیونکہ اس روز رحمتہ للعالمین اور مخلوق خدا کا محسن اعظم پیدا ہوا - اس روز سعید کو بہتر طور پر منانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہم آپؐ کے فرمودات اور ارشادات پر عمل کریں جیسا کہ قرآن کریم نے ہمیں ہدایت کی ہے کہ جو کوئی آنحضرت صلعم سے سچی محبت اور وفاداری کا دم بھرتا ہے اسے لازم ہے کہ وہ آپؐ کی اتباع اور فرمانبرداری اختیار کرے۔

جلسہ ختم ہونے سے قبل محترم شیخ عبدالعزیز صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے نعتیہ اشعار سنائے - اور بلند آواز سے سامعین کے ساتھ درود شریف پڑھا۔

محمد عبداللہ - راولپنڈی ۱۰ - ۸ - ۶۳

## تا زیست ماہوار عطیہ

"محترمی قبلہ ماموں جان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے - میں حسب معمول آپ کو پھر تکلیف دینا چاہتا ہوں - امید ہے آپ معاف فرمائیں گے۔

حضرت امیر مولانا محمد علی مرحوم کی سوانح حیات جو آپ نے تحفۃً عطا کی تھی میں نے پڑھی ہے - بیگم نے بھی آدھی سے زیادہ پڑھ لی ہے - کتاب بہت اچھی لکھی گئی ہے - بہت سبق آموز ہے - خداوند کریم ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت امیر مرحوم کے ارشادات پر عمل کریں - اس سے میرے دل میں قرآن کی خدمت کا ایک ولولہ موجزن ہوا ہے - اسی سلسلے میں آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہر مہینے پچیس روپے (Rs 25.00) کی لاگت کی حضرت امیر کی کتابیں جن میں ایک قرآن کریم کا انگریزی نسخہ ضرور ہو - تبلیغ اور اشاعت اسلام کے سلسلے میں پاکستان سے باہر بھیجیں، اور اس کا بل مجھ سے وصول کریں - قرآن کریم کی خدمت کا یہ کام میں انشاء اللہ تادم زیست کروں گا - اور آئندہ توفیق کے مطابق اس رقم میں اضافہ کرتا رہوں گا - انشاء اللہ - یہ سلسلہ آپ یکم جون سے شروع کر دیں"

خط میجر عبداللہ سعید صاحب از کوئٹہ

بنام :- حبیب الرحمٰن صادق صاحب

احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور۔

**وفات** - محترم ڈاکٹر محمود احمد خاں صاحب داؤد زئی ماہر فلکیات بھکر کی والدہ صاحبہ محترمہ کا گذشتہ ہفتہ انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون - دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے - سید ذاکر حسین۔

## رفتار عالم

ـــــــ ڈھاکہ معلوم ہوا ہے کہ حکومت مشرقی پاکستان نے مشرقی پاکستان کی سرحد پر بھارتی فوجوں کے اجتماع اور جنگی تیاریوں کے خلاف حکومت بھارت سے شدید احتجاج کیا ہے۔ بھارت نے جنگی تیاریوں کے سلسلہ میں مشرقی پاکستان کی سرحد پر دو نئے فوجی کیمپ قائم کر دیئے ہیں جن میں بھارتی فوجوں کا زبردست اجتماع ہے۔

ـــــــ کراچی، وزیر تجارت جناب وحید الزمان نے بتایا ہے کہ محصول کم کرنے کے سوال پر پاکستان اور یورپی مشترکہ منڈی کے ملکوں کے درمیان عنقریب ایک جامع سمجھوتہ ہو جائے گا۔ اور کہا کہ کمیونسٹ ممالک اور پاکستان کے درمیان تجارت بڑھانے کی راہ میں حائل شدہ مشکلات دُور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ـــــــ لاہور۔ صدر مملکت۔ آیندہ اکتوبر میں برطانیہ کا تین ہفتے کا دورہ کریں گے۔

ـــــــ لاہور۔ چینی وفد کے قائد مسٹر شن تو نے کہا ہے کہ پاکستان اور چین کے فضائی معاہدہ کے درمیان حائل تمام رکاوٹیں دُور ہو گئیں ہیں اور چند دنوں میں معاہدہ پر دستخط ہو جائیں گے۔

ـــــــ کراچی۔ بھارتی تجارتی وفد کے ارکان پاکستان اور بھارت کے درمیان نئے تجارتی معاہدہ کے سوال پر پاکستان کی وزارت تجارت سے بات چیت کر رہے ہیں

ـــــــ نئی دہلی۔ بھارت کے چند مرکزی اور کچھ صوبائی وزراء اعلےٰ کو اُن کے عہدوں سے الگ کر دینے کے فیصلہ سے زبردست سیاسی بحران پیدا ہو گیا ہے برسر اقتدار پارٹی کی صدارت کے سوال پر کانگرسی لیڈروں میں سخت رسہ کشی شروع ہو گئی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں بخشی غلام محمد کی جگہ جی ایم صادق وزیر اعظم مقرر کئے جائیں گے۔

ـــــــ قاہرہ، عرب وفاق کے سوال پر، عراق کے صدر جمال عبدالسلام عارف اور صدر جمال عبدالناصر کے اختلافات ختم ہو گئے ہیں۔ عرب وفاق نے سرے سے قائم ہوگا۔

ـــــــ بیت المقدس۔ بیت المقدس میں اسرائیل اور اُردن کی فوجوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ زبردست فائرنگ اور گولہ باری جاری ہے۔

ـــــــ پشاور، توقع کی جاتی ہے کہ موجودہ سال سے پشاور یونیورسٹی میں چینی، اور روسی اور ترکی زبانوں کی تدریس شروع کر دی جائے گی۔

ـــــــ کوالالمپور۔ برطانیہ کے وزیر نوآبادیات نے ملایا کے وزیر اعظم تنکو عبدالرحمٰن سے ملائیشیا کے منصوبے کو ناکامی سے بچانے کے سوال پر بات چیت کی۔ اب اقوام متحدہ کی نگرانی میں استصواب رائے کرایا جائے گا۔

ـــــــ الجزیرہ، الجزائری وزیر اعظم بن بابیلا نے آئین

کا نیا مسودہ قومی اسمبلی میں پیش کر دیا ہے۔ جس پر بحث کی جا رہی ہے۔

ـــــــ راولاکوٹ۔ صدر آزاد کشمیر جناب خورشید نے کہا ہے کہ چند ماہ کے واقعات نے کشمیر کو امن اور جنگ کا مسئلہ بنا دیا ہے۔ اس لئے مغربی طاقتوں کو اس تنازعہ کا پرامن حل تلاش کرنے کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں سے پہلوتہی نہیں کرنی چاہیئے انہوں نے کشمیری عوام سے اپیل کی کہ اس نازک مرحلہ پر باہمی اختلافات کو بھلا کر متحد اور متفق ہو جائیں گے۔

ـــــــ ملتان۔ حکومت مغربی پاکستان نے تمام سرکاری ملازمین کو غیر ملکیوں سے شادی کرنے یا شادی کے وعدے کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔

ـــــــ لندن، برطانیہ ایک فوجی مشن سعودی عرب بھیجنے پر رضامند ہو گیا ہے، جو سعودی عرب کی فوجوں کو تربیت دے گا۔

ـــــــ سیالکوٹ۔ حدِ متارکہ جنگ کے اس پار سے موصول ہونے والی اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ بھارتی حکومت لداخ کو مقبوضہ کشمیر سے الگ

کر کے نیفا کی طرز پر ایڈمنسٹریشن قائم کرنے کے سلسلے میں غور کر رہی ہے۔

ـــــــ اقوام متحدہ، اقوام کی حفاظتی کونسل کے خاص اجلاس میں، شام اور اسرائیل کے سفیروں میں زبردست جھڑپیں ہوئیں اور انہوں نے ایک دوسرے پر مشرق وسطیٰ میں جنگ کا خطرہ پیدا کرنے، جارحیت کی پالیسی اختیار کرنے اور شام و اسرائیل کی سرحدوں کی خلاف ورزی کرنے کے الزامات لگائے۔

ـــــــ وی آنا، روس نے ایک منصوبہ بنایا ہے جس کے تحت روس کی مشرقی مسلم جمہوریتوں کے لوگوں کو بڑے پیمانے پر نقل مکانی پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اور وہاں اصل روسیوں کو لا کر آباد کیا جا رہا ہے۔ تاکہ اُن علاقوں میں روسیوں کی تعداد زیادہ ہو جائے۔

ـــــــ روم۔ افریقہ کے پندرہ ممالک نے سیاحوں کی عالمی کانفرنس سے کہا ہے کہ وہ اپنے اجلاس میں پرتگال اور جنوبی افریقہ کو شمولیت کی اجازت نہ دے کیونکہ وہ نوآبادی نظام کے حامی ہیں اور نسلی امتیاز اور جارحیت کی پالیسی پر گامزن ہیں ●

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

شخص جو کسی کا عاشق کہلاتا ہے۔ اگر اس جیسے ہزار دل بھی ہوں تو اس کے عشق و محبت کی خصوصیت کیا رہی۔ تو پھر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں فنا ہیں۔ جیسا کہ یہ دعوے کرتے ہیں تو کیا بات ہے کہ ہزاروں قبروں اور مزاروں کی پرستش کرتے ہیں۔"

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۹)

تعلیمی پریس میکلوڈ روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۶۲ء۔ شمارہ ۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب


ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" - لاہور
فون نمبر:- ۳۷۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ - مطابق ۴ ستمبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۳۶


## بحرِ حکمت کے موتی

الا ان لکم علٰی نساءکم حقًا و نساءکم علیکم حقًا خیرکم خیرکم لاھلہ -

(ابن ماجہ و ترمذی)

خبردار تمہارے حقوق ہیں عورتوں پر اور تمہاری عورتوں کے حقوق ہیں تمہارے پر اور تم میں سے بہترین وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرتے ہیں

---*---

ان من اکمل المؤمنین ایمانًا احسنھم خلقًا و الطفھم باھلہ

(ترمذی)

وہ شخص کامل مسلمان ہے جو خلق میں سب سے اچھا اور اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔

---*---

استوصوا بالنساء خیرًا (ابو داؤد)

عورتوں کو مہربانی سے نصیحت کرو۔

---*---

ابغض الحلال الی اللہ الطلاق

(ابو داؤد)

حلال چیزوں میں سے سب سے بُری چیز خدا کے ہاں طلاق ہے۔

ایما امراۃ ماتت و زوجھا عنھا راضٍ دخل الجنۃ (ابن ماجہ)

جو عورت مر جائے اور اس کا شوہر اس سے خوش ہو وہ بہشت میں داخل ہوگی۔

## وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کامل یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا

## ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر فضیلت کلّی ثابت ہے

### از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنے کامل انسان کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہ تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنے انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنے ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔ اور امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قوے اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں، جو خدا تعالےٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے۔ اور پھر انسان کامل بر طبق آیت ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا۔ اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے۔ یعنے اس میں فانی ہو کر اس کے راہ میں وقف کر دیتا ہے جیسا کہ ہم مضمون حقیقت اسلام میں بیان کر چکے ہیں اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید و مولیٰ ہمارے ہادی امی صادق مصدوق محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔ جیسا کہ خود خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ و بذالک امرت و انا اول المسلمین وان ھذا صراطی مستقیمًا فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم فقل اسلمت وجھی للہ و امرت ان اسلم لرب العالمین۔ یعنے ان کو کہدے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جد و جہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے وہی خدا جو تمام عالموں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اول المسلمین ہوں یعنی دنیا کی ابتداء سے اس کے اخیر تک میرے جیسا

(باقی برصفحہ ۲ کالم ۳)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## چٹاگانگ (مشرق پاکستان)

نثار احمد صاحب چٹاگانگ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مل گیا ہے شکریہ۔

آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ یہاں جماعت کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور ہم نے نماز جمعہ کا اپنے ایک دوست مرغوب عالم صاحب کے مکان پر انتظام کیا ہے۔ مہربانی فرما کر مجھے مزید لٹریچر بھجوائیں جو بھی آپ مناسب خیال فرمائیں وہ اس میں شامل کر لیں۔ شکریہ

آپ شب و روز بہت بڑا کام کر رہے ہیں اور مرکز میں بیٹھ کر ساری دنیا کو اپنی سعی سے فائدہ پہنچا رہے ہیں اور اسلام کے متعلق اور تحریک احمدیت کے متعلق لوگوں کے دلوں میں جو غلط فہمیاں ہیں ان کا قلع قمع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین

سب کی خدمت میں السلام علیکم۔ اور دعاؤں میں خاص طور پر یاد رکھیں۔

## نائیجیریا

ترجمہ خط
نیلنجی۔ الورن۔ نائیجیریا۔ انتھونی

سلام و نیاز

میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ مجھے مسلمان ہونے کی حیثیت سے اسلام کی سچائی پر بہ نسبت عیسائی اور دیگر مذاہب سے کافی روشنی ڈالیں گے۔ اور میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں کہ مجھے ٹھوس ثبوت مہیا کریں کیونکہ میرے چند مسلمان دوست مجھے اس کے متعلق بتاتے ہیں۔ میں مسلمان پیدا ہوا تھا لیکن عرصہ تیس سال سے میں نے گھر چھوڑا ہوا ہے اور میں نے عیسائی مذہب قبول کیا ہوا ہے مگر مجھے اس مذہب سے خاص لگاؤ نہیں۔ اور جب میں گھر واپس آیا تو مجھے واضح کیا گیا کہ تم نے اندھادھند اور اپنی ذمہ داری پر مذہب قبول کیا تھا۔ اور جب سے میں واپس آیا ہوں میں مسلمان مذہب میں شامل ہو گیا ہوں۔ اور باقاعدہ نماز ادا کرتا ہوں مگر میں اس کے متعلق دیگر معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

مجھے بتلایا گیا ہے کہ چند ایسی باتیں ہیں جو نماز کے لئے ضروری ہیں۔ ایک مولوی صاحب نے مجھے کہا ہے کہ رسالہ کتاب ۱۰۱۲ کو پڑھو۔ اور دوسرے نے مجھے کہا ہے ......... MOHU TASHA Book کا مطالعہ کرو۔

میں نے بازار میں ان کتابوں کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عربی میں ہیں جو کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اور میرے پاس اتنا وقت بھی نہیں کہ میں ان کا ترجمہ کرا لوں۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کی جماعت مجھے چند مفید کتابوں کے متعلق مطلع کریگی۔ میں خاص طور پر اللہ تعالےٰ کی ہستی کے متعلق جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے جاننا چاہتا ہوں۔

میں ان کتابوں کو جو آپ مجھے لکھیں گے خریدنے سے کبھی گریز نہیں کروں گا۔ چاہے کتنی قیمت ہو۔ اور میں اس غالب مذہب کو فروغ دینا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اور آپ کی جماعت کو ترقی عطا فرمائے۔ والسلام

(۲)

ترجمہ خط وائی۔ ایم۔ فاکن سے گرامر سکول۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں ادو گرامر سکول میں ٹیچر ہوں۔ اور صرف ایک ہی مسلم ٹیچر سکول میں ہے اس سکول میں ۱۵۰ میں سے صرف ۱۰ مسلمان طالب علم ہیں۔ عیسائیوں کا بہت زیادہ اثر ہے اور چند مسلمان اسلام کو خیرباد کہنے کو تیار ہیں۔ یہ صرف لٹریچر کی کمی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے میری التماس ہے کہ مجھے تھوڑا سا اسلامی لٹریچر ارسال فرمائیں۔

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے مندرجہ ذیل لٹریچر ارسال کریں جو کہ موزوں ثابت ہوگا۔

(۱) قرآن شریف انگریزی
(۲) کال آف اسلام
(۳) اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی
(۴) اسلام اینڈ کرسچینٹی
(۵) پرانفٹ آف اسلام
(۶) کرائسٹ از کم

وغیرہ وغیرہ اور دیگر لٹریچر جو اسلام کی بہتری کے متعلق ہو اور جس سے یہ ثابت ہو کہ اسلام عیسائیت سے بہتر مذہب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر پیغمبر ہیں۔

انہیں لٹریچر بھیجا گیا۔

۴۴

## (ملفوظات — سلسلہ ماقبل)

اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلےٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو جو خدا تعالےٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو۔ اس آیت میں ان نادان موحدوں کا رد ہے جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر فضیلت کلی ثابت نہیں اور ضعیف حدیثوں کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مجھ کو یونس بن متےٰ سے بھی زیادہ فضیلت دی جائے۔ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تب بھی وہ بطور انکسار اور تذلل ہے جو ہمیشہ ہمارے سید و مولےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی۔ ہر ایک بات کا ایک موقعہ اور محل ہوتا ہے۔ اگر کوئی صالح اپنے خط میں احقر عباد اللہ لکھے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ شخص درحقیقت تمام دنیا یہاں تک کہ بت پرستوں اور تمام ناقصوں سے بدتر ہے۔ اور خود اقرار کرتا ہے کہ وہ احقر عباد اللہ ہے کس قدر ناداقی اور شرارت نفس ہے۔

غور سے دیکھنا چاہیئے کہ جس حالت میں اللہ جلشانہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اول المسلمین رکھتا ہے اور تمام مطیعوں اور فرمانبرداروں کا سردار ٹھہراتا ہے اور سب سے پہلے امانت کو واپس دینے والا آنحضرت صلعم کو قرار دیتا ہے تو پھر کیا بعد اس کے کسی قرآن کریم کے ماننے والے کو گنجائش ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ کی شان اعلیٰ میں کسی طرح کا جرح کر سکے۔ خدا تعالےٰ نے آیت موصوفہ بالا میں اسلام کے لئے کئی مراتب ذکر کر کے سب مدارج سے اعلےٰ درجہ وہی ٹھہرایا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت کو عنایت فرمایا۔ سبحان اللہ ما اعظم شانک یا رسول اللہ —

موسیٰ و عیسیٰ ہمہ خیل تو اند
جملہ دریں راہ طفیل تو اند

## سیلون

۴۵

ترجمہ خط از ایم ستتاد کیپٹا

بسلام مسنون : آپ کے اسلامی لٹریچر بھیجنے کا بہت شکریہ۔ میں مطالعہ کروں گا ۱۰ اکتوبر کو میرا بیٹا مغربی جرمنی (برلن) کو روانہ ہونے والا ہے۔

میں وہاں مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب سے ملاقات کروں گا اور برلن سے میں آپ کو اپنے نئے پتہ کے متعلق لکھوں گا۔

خدا کرے آپ خوش و خرم ہوں

# ہمارا جُرم

رنگون (برما) کا ہفت روزہ "نگار" کچھ عرصہ سے جس بے باکی کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق افترا پردازی سے کام لے رہا ہے اس کی چند مثالیں ہم قبل از یں ۳ر جولائی کے "پیغام صلح" میں پیش کر چکے ہیں، بجائے اس کے کہ معاصر ممدوح کو اپنی کوتاہ نظری اور غلط بیانی کا کچھ احساس ہوتا، ۲۹ر جولائی کے شمارہ میں پھر اسی قسم کی افترا پردازیوں سے کام لیتے ہوئے ہمارا جرم یہ بتایا ہے کہ:-

"اس معمورہ میں جہاں کہیں نظر ڈالئے تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کے کام کرنے والے احمدی ہی نظر آئیں گے۔ مقصد اسلام کی بے لوث خدمت کرنا نہیں ہے، بلکہ اسلام کی آڑ میں ایک نئے دین کی اشاعت کرنا ہے۔

ساری مجلسی سرگرمیاں اسلام کے نام پر، تقریریں اسلام کے کسی اہم موضوع پر اسلام کی روایتی جہان نوازی کی شان پیش کرتے ہوئے، اس قسم کی اسلامی باتوں اور کاموں سے جہاں کوئی غیر مسلم متاثر ہوا، بس آہستہ سے اُن کے کانوں میں حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام پڑھ کر پھونک دیئے، اگر کسی نے خدا اور اس کے رسولؐ کے بعد اس نئے نام پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے سوال کیا کہ آپ کون ہیں؟ تو جواب بڑی معصومیت سے یہ دے دیتے ہیں کہ آپ "مجدد" وقت ہیں اور آپ ہی کی برکت سے ہم اپنے وطن سے ہزاروں میل دُور آپ حضرت کے پاس اسلام کا نام لے کر آئے ہیں۔ اور جب تک ہم میں کا کوئی عالم اس پر سے پردہ نہیں اُٹھاتا یہ بے چارے نومسلم حقیقت کے قریب پہنچنے کے باوجود اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتے رہتے ہیں، اور جس دن حقیقت آشکار ہوگی قادیانی اور غیر قادیانی، احمدی اور غیر احمدی کے جھگڑے اُٹھے۔"

معاصر ممدوح کے اس اعتراف کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ:-

"اس معمورہ میں جہاں کہیں نظر ڈالئے تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کے کام کرنے والے احمدی ہی نظر آئیں گے"

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ کہنا کہ:-

"مقصد اسلام کی بے لوث خدمت کرنا نہیں ہے بلکہ اسلام کی آڑ میں ایک نئے دین کی اشاعت کرنا ہے"

ایک کذب صریح ہے۔ جس کی بنیاد بغض و عناد کے سوائے اور کچھ نہیں، جس حالت میں بقول معاصر ممدوح ہماری ساری مجلسی سرگرمیاں اسلام کے نام پر، تقریریں اسلام کے کسی اہم موضوع پر، دعوتیں اسلام کی روایتی جہان نوازی کی شان پیش کرتے ہوئے ہیں" تو یہ کس نے آپ کو بتا دیا کہ:-

"اس قسم کی اسلامی باتوں اور کاموں سے جہاں کوئی غیر مسلم متاثر ہوا، بس آہستہ سے اس کے کانوں میں حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام پڑھ کر پھونک دیئے"

یہ کانوں میں پھونکنے کی بات معاصر موصوف نے کہاں سے سُنی اور اس کی کیا بنیاد ہے؟ کاش اس کی کوئی ایک مثال ہی پیش کی ہوتی، معاصر ممدوح کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے نزدیک "حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام" اسلام سے کوئی الگ شخصیت نہیں، ان کا مذہب، ان کا دین، اسلام کے سوائے اور کوئی نہیں، وہ محض اسلام کی خدمت اور حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے پیدا ہوئے۔ ان کا ذکر کسی کے کان میں کرنا ہم پہلے درجہ کی منافقت سمجھتے ہیں، ہماری ساری مجلسی سرگرمیاں جو اسلام کے نام پر جاری ہیں، تمام وہ تقریریں جو اسلام کے کسی اہم موضوع پر کی جاتی ہیں اور وہ دعوتیں جو اسلام کی روایتی جہان نوازی کی شان پیش کرتے ہوئے کی جاتی ہیں، انہی تعلیمات کا نتیجہ ہیں جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے آقا و مطاع حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض اور قرآن کریم کی متابعت سے حاصل کرکے ہمیں دیں۔ انہی تعلیمات سے متاثر ہو کر آج یورپ اور دیگر ممالک کے سنجیدہ اور فہمیدہ لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہونے چلے جا رہے ہیں۔ اگر آپ ہماری تبلیغی سرگرمیوں کو بے لوث نہیں سمجھتے تو اعتراض کرنے کے بجائے کیوں خود تبلیغ اسلام کی بے لوث خدمت سرانجام نہیں دے دیتے، یاد رکھئے یہ خدمت آپ سوائے اس لٹریچر کے کسی طرح سرانجام نہیں دے سکتے جو حضرت مرزا غلام احمد اور ان کے پیرؤوں نے پیدا کیا ہے، ذرا اُٹھئے اور آزمائیے تو سہی کہ آپ کے مولویوں کا اسلام جو دو ہزار برس سے ایک نبی اسرائیلی نبی کو آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ پر بٹھائے ہوئے ہے اور جس کا اعتقاد ہے کہ وہ آخری زمانہ میں اصلاح خلق کے لئے نازل ہو کر ختم نبوت کو عملاً باطل کر دے گا کہاں تک دنیا میں کامیاب اور کامران ہو سکتا ہے اور اگر یہ کامیاب نہیں ہو سکتا اور آپ خود معترف ہیں کہ:-

"اس معمورہ میں جہاں کہیں نظر ڈالئے
تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام
کرنے والے احمدی ہی نظر آئیں گے"

تو کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ احمدی بھی آپ لوگوں کی طرح اسلام کی اس مقدس خدمت کو سرانجام دینا چھوڑ دیں۔ اور اس کا نام لینے والا اور اسکو غیر مسلموں کے سامنے پیش کرنے والا کوئی بھی نہ رہے؟

غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ ہمارا جرم ہے کہ ہم دنیا میں اسلام کا جھنڈا بلند کرتے اور تبلیغ اسلام کی مقدس خدمت سرانجام دیتے ہیں؟ کیا ہماری تبلیغی سرگرمیوں سے یورپ کے بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور روشن خیال لوگ حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئے؟ ان سے جا کر پوچھئے کہ کب ہم نے اُن کے کانوں میں "حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام" کہا؟ کب ہم نے حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو منصب نبوت پر کھڑا کیا، وہ تو خود فرماتے ہیں کہ:-

ہم خادم دین اسلام ہیں اگر ہم اسلام
سے ایک ذرہ بھی ادھر ادھر ہوں تو ہمارا
سارا کاروبار عبث اور مردود اور
قابل مواخذہ ہے۔

اس کے باوجود جو شخص حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اسلام سے الگ شخصیت ٹھہراتا اور ہماری تبلیغی سرگرمیوں کے بے لوث ہونے پر شبہ رکھتا ہے اس کے متعلق ہم سوائے اس کے کیا کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس کی عقل اور فہم کو وہ روشنی اور نور عطا کرے اور شناخت حق کا موجب ہو۔

## درخواست دُعا

مولانا عبدالمنان صاحب عمر خلف الرشید حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ ایک ہفتہ سے گردے کی تکلیف کی وجہ سے ملت ہسپتال میکلوڈ روڈ لاہور میں داخل ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ مولانا موصوف کیلئے درد دل سے دعا فرماویں۔

# فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم

## حضرت مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کی عربی نعت کا اردو ترجمہ

(کیپٹن تبسم مجاز)

محترمی - سلام مسنون - پیغام صلح کے عید میلاد نمبر میں حضرت مرزا صاحب کی نعت عربی پڑھی اور اسی وقت اس کا اردو ترجمہ زبان قلم سے ٹپک پڑا - اگر پسند آئے تو پیغام صلح میں شائع فرما کر مجھے بھی اس سعادت میں شریک کر لیں - والسلام - احقر تبسم

---

اے مرے دل! ذکر احمد کر زباں سے بار بار ٭ وہ ہدایت کا ہے چشمہ دشمن اسکے سوگوار

وہ سراپا مہرباں محسن کرم گستر ہے دیکھ! ٭ جود و بخشش کا وہی ہے بحر ناپیدا کنار

چودھویں کا چاند ہے معمور ہے انوار سے ٭ ذات سے اسکی ہے ہر وصف معلّٰی آشکار

اسکے احساں کی طرف مائل ہیں انسانی قلوب ٭ حسن اس کا تشنگی کے واسطے جام بہار

ظالموں نے ظلم ڈھائے اسکو جھٹلاتے رہے ٭ اسکے ہر حسن عمل پر سرکشی کی اختیار

حق ہو جب ظاہر تو پھر کوئی چھپا سکتا نہیں ٭ اسکی دل افروزیوں کی جو شگفتہ سی بہار

ڈھونڈھ دیکھو تم نہ پاؤ گے کہیں اسکی نظیر ٭ اپنی سرگردانیوں پر ہوگے آخر شرمسار

ایسا انساں ہم نے تو ہرگز کہیں دیکھا نہیں ٭ یوں جو سوتوں کو جگائے خواب سے مردانہ وار

وہ سراسر نور ہے اللہ کا بھیجا ہوا ٭ اس نے ہر اک علم کو بخشا لباس نو بہار

برگزیدہ مصطفٰی ہے برگزیدہ مجتبٰے ٭ پیشرو جسکی عطا کا ہر جہاں ہے ریزہ خوار

ہے یہی ہادی کہ جس کی بارش اخلاق میں
ہیں ہدایت اور سخا آپس میں ہر دم ہم کنار

---

## مرزا بشیر احمد صاحب کا انتقال

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند ثانی جناب مرزا بشیر احمد صاحب کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۲ ستمبر ۱۹۶۳ء کو میو ہسپتال لاہور میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، ان کا جنازہ ربوہ لے جایا گیا جہاں دوسرے دن سپرد خاک کیا گیا،

مرزا بشیر احمد صاحب (اختلاف عقائد سے قطع نظر) بہت سی خوبیوں کے انسان تھے۔ وہ ایم اے ہونے کے علاوہ علوم دینیہ سے گہری واقفیت رکھتے تھے اور سیرت نبوی اور دیگر مسائل پر متعدد کتابیں انہوں نے تصنیف کی ہیں۔ اس کے علاوہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کی موجودہ بیماری میں جماعت کو سنبھالنے اور نظام جماعت کو برقرار رکھنے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔ چند سال پیشتر صدر انجمن احمدیہ کے اوپر ایک نگران بورڈ بنایا گیا تھا جس کے صدر میاں بشیر احمد صاحب مقرر کئے گئے۔

غرض جماعت ربوہ میں ان کی حیثیت ایک طرح نائب خلیفہ کی تھی، اور اس جماعت کو ان کی وفات سے بہت بڑا نقصان پہنچا ہے، جس کی تلافی بظاہر حالات ناممکن نظر آتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ ہمیں ان کے فرزند اور ان کی بیگم صاحبہ اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

---

## تعزیت کا تار

مرزا بشیر احمد صاحب کی وفات کی خبر موصول ہونے پر سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ کے نام حسب ذیل تعزیتی تار بھیجا گیا۔

"ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند ثانی مرزا بشیر احمد صاحب کی وفات پر جو ایک اعلیٰ درجہ کے مصنف اور مشہور سکالر تھے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی روح کو امن و اطمینان عطا فرمائے"

اس تار کی نقول بیگم مرزا بشیر احمد صاحب کو (جو مولنا غلام حسن صاحب پشاوری کی صاحبزادی ہیں) اور مرحوم کے فرزند میاں مظفر احمد صاحب کو بھیجی گئیں۔

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔
منیجر

# تاریخِ مذاہب میں ایمانی و علمی قویٰ کو ارتقاء دینے والا واحد اور پہلا مذہب

## قرآن کریم کی تعلیم امراضِ رُوحانی و اخلاقی کیلئے نسخۂ شفا ہے

## رُوح اور جسم کا گہرا تعلق۔ رُوحانی امراض سے جسمانی عوارض پیدا ہوتے ہیں

## قرآن کریم کی تعلیم کو علم و سائنس اور افادیت کے رنگ میں پھیلانے کی ضرورت

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۳۰ اگست ۱۹۶۳ء۔ فرمودہ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ومن اٰیٰتہ الیل والنہار والشمس والقمر لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ——— اولٰئک ینادون من مکان بعید ——— حٰمٓ السجدہ —

### خدا تعالیٰ کی عظیم نشانیاں

میں نے آپ کے سامنے سورۂ حٰمٓ السجدہ سے یہ آیات کریمہ تلاوت کی ہیں۔ ان میں ارشاد ہوا ہے کہ تم کارخانہ قدرت پر غور کرو۔ رات ہے۔ دن ہے۔ چاند اور سورج ہیں۔ یہ سب خدا تعالےٰ کی عظیم الشان نشانیاں ہیں۔ مگر باوجود اس کے یہ انسان کے معبود ہونے کے لائق نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اس ذات کی فرمانبرداری کر رہی ہیں، جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور جو ان پر حکمران ہے۔ اس بات کو جو لوگ اگر تکبّر اختیار کریں تو کوئی ایسی فکر کی بات نہیں ہے کیونکہ ایسے بھی لوگ ہیں جو دن رات خدا تعالےٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کے مقرب ہیں اور وہ تسبیح و تحمید سے اکتاتے نہیں ہیں۔ پھر کارخانہ قدرت کا اور نشان بیان فرمایا ہے۔ کہ کس طرح یہ زمین خشک اور مردہ تھی۔ آسمان سے پانی اتارا جاتا ہے اسکے بعد کھیتیاں پھلتی پھولتی ہیں، اسی طرح ہم مردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ہم انسانوں کے مردہ دلوں کو زندگی بخشتے ہیں۔ اور ان کی تاریکی کو دور کرکے انہیں منور کر دیتے ہیں۔

### خدا تعالیٰ کی قدرت و حکمت

یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ انہ علٰی کل شیءٍ قدیر۔ وہ خداوند تعالےٰ ہر شئے پر قادر ہے، آپ انسانوں کے مردہ دلوں کو دیکھ کر مایوس نہیں ہوں ہر چیز پر خدا قدرت رکھتا ہے۔ اور جو لوگ ہماری آیات کو بگاڑتے ہیں، ان کے اعمال و افعال بھی ہم سے مخفی نہیں ہیں، غور کرو کہ جو لوگ آگ میں جانے والے ہیں، اور جو امن میں رہنے والے ہیں، کیا یہ دو قسم کے لوگ برابر ہوتے ہیں

تم جیسے چاہو عمل کرو۔ لیکن خدا تمہارے اعمال کو دیکھتا اور جانتا ہے۔ وہ اعمال کے اجر و ثواب اور عذاب و عقاب کے بغیر کسی کو نہیں چھوڑتا۔

### بلند پایہ کتاب

جو لوگ قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ یہ کتاب بڑی ہی بلند ہے اور بڑے ہی پایہ کی ہے انہ لکتاب عزیز۔ اسکو کوئی چیز ختم نہیں کرسکتی۔ باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔ کیونکہ یہ کتاب اس خدا کی طرف سے اتاری گئی ہے جو حکمت والا ہے اور حمد و ثناء کے لائق ہے۔ اس کتاب میں جو کچھ ہے وہ پہلے نہیں تھا اور نہ بعد میں اس کے سوا اور کوئی تعلیم آئیگی یہ تعلیم اس عظیم و علیم و خبیر ہستی کی طرف سے ہے جو حکیم اور حمید ہے۔ تم سے وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تم سے پہلے پیغمبروں سے کہی گئیں تھیں۔ خدا تعالےٰ گناہوں کا بخشنے والا ہے اور وہ دردناک عذاب دینے والا ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر ہم قرآن کو عربی میں نازل نہ کرتے اور کسی عجمی زبان میں نازل کر دیتے تو اعتراض ہو سکتا تھا کہ یہ مبہم ہے۔ اس لئے کہ عربی ایک فصیح و بلیغ زبان ہے۔ اور کوئی ایسی زبان نہیں کہدو کہ اس تعلیم میں قوموں کے لئے ہدایت ہے اور شفاء ہے۔ جو لوگ اس پر ایمان لانے سے انکار کرتے ہیں۔ ان کے کانوں میں بوجھ ہے، اور وہ اندھے ہیں وہ بہت دور سے پکارے جاتے ہیں۔

### ایمان و عقل کو بیک وقت ترقی دینے والی پہلی تعلیم

قرآن کریم کی تعلیم مذہبی تاریخ میں پہلی تعلیم ہے جس نے ایمانیات اور انسانی علم و عقل کو ایک ہی وقت ترقی دی۔ اور ان کی برابر برابر ترقی ہوئی۔ خدا پر ایمان خدا کے فرامین اور تعلیمات پر ایمان۔ اس کی قدرت و حکمت پر ایمان اور عالم معاد کی کیفیات پر ایمان جیسا کہ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے ظاہر ہے کہ کوئی چیز، کوئی واقعہ، کوئی حادثہ، کسی وقت بھی ان کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکا۔ عقل خلاف قیاس چیز کو نہیں مانتی۔ لیکن ان کا ایمان تھا کہ ایسا ہی ہو کر رہے گا۔ ایمان کی پختگی اور مضبوطی کا یہ عالم تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ علم اور عقل میں ترقی ایسی ہوئی کہ اسلام کی تعلیم نے ازمنہ وسطےٰ میں بہت ترقی کی، اتنی ترقی کی کہ اگر یہ ترقی نہ ہوتی تو آج دنیا علم و عقل کے لحاظ سے اندھیرے میں غرق ہوتی کیونکہ عربوں کے علم و حکمت کی وجہ سے ہی مغربیوں نے ترقی کی ہے

### حضرت ابوبکرؓ کا ایمان

حضرت ابوبکرؓ کے ایمان کی مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جاتے ہیں۔ بانیٔ دین اور قائد سلسلہ پر وفات طاری ہو گئی۔ صحابہ کرامؓ گھبرا گئے۔ حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچ لی کہ جو کوئی کہے گا کہ حضور انتقال فرما گئے ہیں اس کی گردن مار دوں گا۔ ان کے جذبات یہ ہیں کہ پیغمبر مر بھی سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ بہت بڑا ابتلاء و صدمہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ آئے اور حجرے میں تشریف لے گئے۔ حضور کو دیکھا اور یقین کیا کہ واقعی وفات وارد ہو چکی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ پر رقت طاری ہو گئی اور کہا کہ خدا تعالےٰ رحم کرے۔ خدا تعالےٰ آپ پر دو موتیں وارد نہیں کرے گا مطلب یہ کہ حضورؐ پر واقعی وفات طاری ہو چکی ہے۔

واقعات کو تسلیم کرنے کی یہ حالت ہے

کہ صحابہ رض ہوش کھو بیٹھے۔ ان کے جذبات ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ حضور اکرم صلعم وفات پا جائیں لیکن حضرت ابوبکر رض فرماتے ہیں کہ وہ اپنے خدا سے جا ملے ہیں۔ واقعات سے انکار نہ کرنا اور عقل و ہوش کو قائم رکھنے کی یہ کس قدر زبردست مثال ہے جو حضرت ابوبکر رض نے ایسے نازک وقت میں پیش کی۔ لیکن ایمان کا پہلو اس سے بھی زیادہ قوی تھا۔ کہ جب لوگوں نے کہا کہ حضرت! مدینہ کے اندر اور باہر ارتداد کا عالم طاری ہے۔ اپنے بیگانے ہوتے جاتے ہیں۔ جو لشکر آپ باہر روانہ کر رہے ہیں اس کو روک لو۔ گھر میں فساد ہے فتنہ ہے، سخت ابتلاء ہے۔ مگر یہاں ایمان کا پہلو کس قدر غالب ہے، حضرت ابوبکر رض نے فرمایا کہ حضور جو فرما گئے ہیں وہی ہوگا۔ آپ کی حکم عدولی نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ اور رسول کی بات کو ماننے کے لئے حالات کو نظرانداز کر دیا۔ بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ حضرت ابوبکر رض کا فیصلہ بڑا صائب تھا۔ کیونکہ لشکر باہر بھیجنے سے لوگوں پر یہ اثر اور رعب پڑ گیا کہ گھر میں پوزیشن بہت مضبوط ہے تب ہی لشکر دوں کو شام میں بھیجا جا رہا ہے۔ جس امر میں کمزوری خیال کی گئی تھی اُسی سے ہمت و طاقت پیدا ہو گئی اور فتنۂ ارتداد رُک گیا۔ ایمان اور عقل، یقین اور علم یہ بعض اوقات متضاد چیزیں ہو جاتی ہیں، خدا تعالےٰ نے ایمان اور عقل اور یقین اور علم کو قرآن کریم میں جمع کر دیا ہے مگر ایمانی پہلو کو غالب رکھا ہے۔

## قوانین قدرت

یہ مثال اس لئے دی ہے کہ قدرت کے کارخانہ میں جو قوانین ہیں ان آیات میں پیش کئے ہیں اور عقل انسانی سے اپیل کی ہے اور انسان کی ضمیر سے پوچھا ہے کہ کیا یہ بات درست نہیں ہے۔ اپنی توحید کو پیش کیا ہے غرضیکہ جتنی شہادتیں ہو سکتی ہیں، سب کو پیش کیا ہے۔ پہلے کسی مذہب نے ایسا نہیں کیا۔ دوسرے مذاہب صرف ایمان پر ہی زور دیتے رہے ہیں اور عقل کو پیچھے چھوڑتے رہے ہیں۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ ایک میں تین اور تین میں ایک، اور یہ کہ حضرت عیسیٰ گناہ انسانی کا کفارہ ہو گئے ہیں۔ گناہ خلق انسانی کرے اور صلیب پر خدا کا بیٹا چڑھایا جائے ..... اگر پوچھا جائے کہ یہ کیسے؟ تو کہتے ہیں کہ یہ سمجھنے کی بات نہیں ماننے کی بات ہے۔

## عزت و عظمت الدین

اسلام انسان کو بے عقلی سے کھینچ کر کس طرح علم و دانش کی دنیا میں لے آیا ہے اور اس کی عزت کتنی بلند کی ہے۔ تاریخ دان تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام نے تاریخ کو رائج ..... کیا ہے۔ پہلے کوئی تاریخ نہ تھی۔ یوں اٹکل پچو والی باتیں تھیں۔ علم و حکمت میں جو خارق عادت ترقی اسلام نے کر دکھائی وہ بے مثال ہے۔ یورپی علم و فن کے ارتقاء کا راز صرف اور صرف اسلامی علم و فن کا مرہون منت ہے محققین اور منصف مزاج یورپین مصنفین نے لکھا ہے کہ مغرب کی ترقی مشرق کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میں نے تو کیمسٹری کی کتب کے دیباچہ میں پڑھا ہے کہ سب سے پہلے کیمسٹری کی ابتداء مسلمان سائنسدانوں نے کی۔

## ایمانیات اور علم و عقل

قرآن کریم نے جہاں ایمانیات پر زور دیا ہے وہاں عقل و علم کو بھی پیش کیا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ انسان کے دل و دماغ میں زبردستی سے کوئی بات ڈال دی جائے کیونکہ اسلام کا بنیادی اصول لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا ہے۔ اسلام نے ایسی ہی تعلیم پیش کی ہے جس پر ایمان کے ساتھ ساتھ علم و عقل کی رہنمائی کے لئے کائنات کو پیش کیا ہے، اور تاریخ انسانی کو پیش کیا ہے، فرمایا وانہ لکتاب عزیز یہ کتاب بڑی بلند تعلیم کی حامل ہے جس کا مقابلہ کسی سے اور کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ نہ باطل آگے سے حملہ کر کے اس پر غالب آ سکتا ہے اور نہ پیچھے سے دھوکہ دے کر اسے ناکام کر سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تنزیل من حکیم حمید۔ یہ کتاب اس ہستی کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو تمام عقل و علم۔ حکمت و فراست اور حمد و ثنا کا مالک ہے۔ اس کی طرف سے جو تعلیم آئے کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی اس کی تردید و تغلیط کر دے۔ فرمایا قل ھو للذین امنوا ھدی و شفاء۔ یہ تعلیم مومنوں کے لئے ہدایت کا باعث ہے اور بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔ دوسری جگہ فرمایا شفاء لما فی الصدور۔ یہ امراض سینہ اور امراض قلب کے لئے شفا بخش ہے۔

## روحانی و اخلاقی امراض کی شفاء قرآن میں

اس آیت کریمہ سے یہی مراد لی جاتی ہے اور یہ بھی درست ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم میں روحانی اور اخلاقی امراض کی دوائیں موجود ہیں۔ اور آج میں آپ کے سامنے اس حقیقت کو واضح کرنے کی کوشش کروں گا کہ قرآن کریم میں نہ صرف روحانی اور اخلاقی بیماریوں کا علاج ہے بلکہ یہ کتاب جسمانی بیماریوں کے علاج کے لئے بھی نازل ہوئی ہے۔ مگر اس طرح نہیں جس طرح ہم نے سمجھ رکھا ہے کہ کوئی بیمار ہو جائے تو گنڈے تعویذ کر لئے۔ دم درود کر لیا۔ بلکہ ایسا جیسا کہ قرآن کریم نے خود کہا ہے پہلے معلوم ہو کہ سینے کی بیماری کیا ہے۔ پھر سینے کی بیماری کا جسم کے ساتھ کیا تعلق ہے جسمانی بیماریاں کیسے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر اس علم کے ماتحت اس بیماری کو دور کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ جسمانی بیماری جو روح کی بیماری کے باعث پیدا ہوئی ہے وہ بھی دور ہو جاتی ہے اور شفاء حاصل ہوتی ہے۔ یہ جو مغرب کی طب ہے اس کے نزدیک آج نہیں بلکہ آج سے بہت سال پہلے، مرض جسم تک محدود ہوتی تھی اور علاج کے طریقے مقرر تھے۔ مریض سے ملنے نہیں دیا جاتا تھا۔ عام جگہوں سے الگ تھلگ رکھا جاتا تھا۔ لیکن آج یہ نظر آخر بدل گیا ہے۔ اب کہتے ہیں کہ مریض کا تن تنہا اکیلے پڑے رہنا مریض کے لئے تکلیف اور اذیت کا باعث ہے۔ روح کے لئے بے چینی اور بیقراری کا موجب ہے۔ اس نظریئے کے خلاف اب مریض کو کسی حد تک عزیز و اقارب اور دوستوں سے ملنے جلنے دیا جاتا ہے تاکہ روح کے لئے چین اور خوشی ہو اور امید و توقع پیدا ہو، اور اسکو فرحت اور خوشی حاصل ہو جائے۔ دوستوں سے ملنے جلنے سے کچھ امید کی لہر پیدا ہو جاتی ہے اس لئے امید۔ خوشی اور سکون بیماری کو دور کرنے کے لئے بڑے ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ علاج امراض کے بارہ میں مغربی طب نے ابتداء میں جو صرف مادی نظریہ پیدا کیا تھا، اب اُسی طب نے تجربہ کے بعد اُسے بدل ڈالا ہے اس طرح حضرت مسیح موعود کے فرمودہ کی صداقت ثابت ہو گئی جہاں آپ نے یہ فرمایا تھا کہ موجودہ فلسفہ اور قرآن میں جہاں تضاد نظر آئے وہاں تم یاد رکھو کہ سائنس اور فلسفہ کو شکست ہوگی اور عنقریب اہل علم کی یہ غلطیاں ثابت ہوں گی۔

## مخالف علوم و سائنس کی جہالتیں ثابت ہو چکی ہیں

ایک بات اور عرض کرتا ہوں جس میں قرآن کریم کے مقابلہ میں سائنس کو شکست فاش ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ سائنس کا اصول تھا کہ مادہ ازلی ابدی ہے۔ آریہ سماج نے بھی یہی کہا کہ مادہ کبھی فنا نہیں ہوتا۔ خدا نے اسے پیدا نہیں کیا۔ مادہ خدا سے پہلے کا ہے۔ دلیل کیا ہے یہی کہ سائنس کہتی ہے۔ اس لئے تمہاری تعلیم اسلام سائنس سے ٹکرانے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔ لیکن آج سائنس نے اعتراف کر لیا ہے کہ یہ نظریہ بالکل باطل ہے اور مادہ فانی ہے۔ یہ طاقت یعنی بجلی کے ذرات کے جوڑ سے بنا ہے اگر بجلی کے نظام کو ایٹم کے اندر درہم برہم کر دیا جائے تو مادہ فنا ہو کر باقی صرف طاقت یا بجلی کے ذرات رہ جاتے ہیں۔

## عصر حاضر میں امراض کی کثرت

غرض روح کی بیماریوں اور ان سے پیدا شدہ جسمانی بیماریوں کے لئے قرآن کریم میں شفاء موجود ہے۔ آج کل ہائی بلڈ پریشر یا خون کے دباؤ میں زیادتی کا ہو جانا، دل کا فیل ہو جانا، دماغ کا ماؤف ہو جانا وغیرہ بیماریاں عام ہو گئی ہیں۔ ذیابیطس کی بھی عام بیماری ہے۔ ان کی یہ کثرت آج کیوں ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ

(باقی بر صفحہ ۱۲)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

# حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کو کس کردار کا مالک دیکھنا چاہتے ہیں۔

## گزشتہ مقالہ کا خلاصہ۔ اعمال ہی دعویٰ اسلام کو پرکھنے کی اصل کسوٹی ہیں

"پیغام صلح" کے خاص نمبر میں جو مضمون میرا شائع ہوا ہے اس میں مضمون کے طویل ہو جانے کے باعث مسلمان کے کردار کے بعض پہلو بیان کرنے سے رہ گئے تھے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ موجودہ مقالہ میں انہیں بیان کر دیا جائے۔

میرے گزشتہ مقالہ میں یہ تو قارئین کرام نے دیکھ ہی لیا ہوگا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے دل میں لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کی تڑپ شدت کے ساتھ کس قدر انتہائی درجہ پر پہنچی ہوئی تھی کہ خدا تعالےٰ کو بھی کہنا پڑا کہ کیا آپ اس غم میں اپنی جان کو ہلاکت کا شکار بنا دو گے کہ یہ لوگ مؤمن نہیں بنتے۔ لیکن تڑپ کی اس شدت کے ساتھ ہی قارئین کرام نے یہ بھی دیکھ لیا ہوگا کہ آنحضور صلعم نام کے مسلمان نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ بلکہ ایسے مسلمان دیکھنے کے خواہشمند تھے جن کا کردار بلند ہو اور جن کے رگ و ریشہ میں اسلام کی حقیقت رچ گئی ہو، اور جن کے قلوب کی گہرائیوں میں بشاشت ایمان اس حد تک سرایت کر گئی ہو کہ سخت سے سخت عذاب بھی ان کے ہاتھ سے دامن اسلام چھڑا نہ سکے (چنانچہ مخلص صحابہ رضنے ایسا ہی نمونہ دکھلایا) اور جن کے اعمال میں اسلام کی روح نمایاں طور پر جھلکتی ہوئی نظر آ رہی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ سارے قرآن میں امنوا کے ساتھ عملوا الصالحات کی قید بھی لگائی گئی ہے اور یہ بھی قارئین کرام نے ملاحظہ فرما لیا ہوگا کہ جو لوگ مسلمانوں میں داخل تو ہوئے لیکن اُن کے دل اُن کی زبانوں کے ساتھ متفق نہیں تھے ایسے لوگوں کی کس قدر حوصلہ شکن الفاظ کے ساتھ مذمت کی گئی ہے۔ کہیں ان کو منافق کا خطاب دیا گیا ہے اور کہیں ان کو کذاب اور دھوکہ باز ٹھہرایا گیا ہے۔ غرضیکہ ایسے لوگوں کے ساتھ حضرت نبی کریم صلعم نے کوئی سروکار نہیں رکھا اور نہ ان کو مومنین کی جماعت کا فرد سمجھا اور مخلص مؤمنوں کو بھی یہی سمجھایا کہ اُن کے محض اظہار اسلام سے دھوکہ نہ کھائیں بلکہ اُن کے اعمال کو ان کے دعوےٰ اسلام کو جانچنے کا ذریعہ بنائیں۔ اگر اُن کے اعمال تعلیم اسلام کے مطابق ہیں تو ان کا دعوےٰ اسلام ٹھیک ہے۔ اعمال صالحہ ہی اصلی کسوٹی ہیں جن پر اُن کے دعوئے اسلام کو پرکھا جا سکتا ہے۔ اگر اس کسوٹی پر ان کا دعوےٰ صحیح اترتا ہے تو قابل قبول ورنہ قابل رد ہے

## نماز مؤمن کا معراج ہے

مثلاً نماز کو ہی دیکھ لو اگر یہ لوگ نماز کے دل سے پابند ہیں اور اسکو سوز و گداز اور خضوع خشوع سے ادا کرتے ہیں اور اسکو قرب الٰہی کے حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں تو ان کا دعوےٰ ایمان درست ورنہ باطل کیونکہ جس شخص کو یقین ہے کہ نماز مؤمن کا معراج ہے جس کے ذریعہ وہ قرب الٰہی کی بلند سے بلند چوٹیوں پر پرواز کر سکتا ہے بھلا وہ کس طرح اس کے ادا کرنے میں سستی سے کام لے سکتا ہے۔ اسی طرح دین کی راہ میں اس کی اشاعت کے لئے اموال کے خرچ کرنے کا سوال ہے اگر ایک شخص دل سے یقین رکھتا ہے کہ ان کے خرچ کرنے سے وہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کے ماتحت حقیقی بِرّ کو حاصل کر لے گا۔ اور تطھرھم وتزکیھم بھا کے ماتحت حقیقی طہارت اور تزکیہ نفس کی نعمت سے متمتع ہو جائے گا وہ کس طرح اُن کے خرچ کرنے میں بخل سے کام لیگا اور اسکے ساتھ ہی اگر اسکے دل میں یہ بات راسخ ہو چکی ہوئی ہے کہ اسلام ہی دنیا کی نجات کا واحد ذریعہ ہے اور قوموں کی مشکلات کا حل صرف اسی میں ہے اور اس کا دل انسانی ہمدردی کے جذبہ سے بھرا ہوا ہے تو اشاعت اسلام کے لئے اپنے اموال کو صرف کرنے میں اُسے کس طرح تامل ہو سکتا ہے۔

## منافقوں کے متعلق قرآن کی شہادت

لیکن دل سے مسلمان نہ ہونے والوں کے متعلق قرآن شریف ان الفاظ میں شہادت دیتا ہے۔ واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ یراءون الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا (النساء ع ۲۱) یعنے ایسے لوگ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی اور کسل سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں محض دکھلاوے اور اللہ کو نہیں یاد کرتے مگر بہت ہی کم (اس زمانہ کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے دلوں کو ٹٹولیں کہ کیا ان کی نماز میں یہی رنگ تو نہیں پایا جاتا کیا وہ اپنی نمازوں میں ولا یذکرون اللہ الا قلیلا کے مصداق تو نہیں) پھر تو یہ بھی ایسے لوگوں کے متعلق فرماتا ہے۔ قل انفقوا طوعاً او کرھاً لن یتقبل منکم انکم کنتم قوماً فاسقین وما منعھم ان تقبل منھم نفقاتھم الا انھم کفروا باللہ وبرسولہ ولا یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالیٰ ولا ینفقون الا وھم کارھون ان کو کہدو کہ تم خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے، تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا کیونکہ تم بدعہد لوگ ہو یعنی بظاہر اسلام کا اظہار کرتے ہو اور دل سے اس کی خدمت سے دل چراتے ہو اور ان کے اموال جو قبول نہیں کئے جاتے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ گو بظاہر مسلمانوں میں داخل ہیں لیکن دل سے اللہ اور اس کے رسولؐ کے منکر ہیں جس پر کہ ان کے اعمال دلالت کر رہے ہیں کیونکہ نماز میں یہ لوگ حاضر نہیں ہوتے۔ مگر اس حالت میں کہ سستی اور کسل ان پر غالب ہوتی ہے اور اپنے اموال خرچ نہیں کرتے مگر کراہت کے ساتھ یعنی ان کے دلوں میں اس خرچ پر انشراح نہیں ہوتا۔

## مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ

میں اس جگہ اس امر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ موجودہ مسلمان اپنی حالت پر غور کریں کہ کیا اُن کے دل میں غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرنے کی ویسی ہی تڑپ ہے جیسی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھی یا اس تڑپ کا کچھ حصہ ہی وہ اپنے قلوب میں محسوس کرتے ہیں اگر کرتے ہیں تو اس کا کوئی عملی ثبوت ہونا چاہیئے۔ قرآن شریف نے عملی ثبوت ہی معیار ٹھہرایا ہے جیساکہ وہ ان لوگوں کے متعلق جنہوں نے فوری مشکلات پیش آ جانے کا جھوٹا بہانہ کر کے شریک ہونے سے معذوری کا اظہار کر دیا تھا فرماتا ہے۔ ولو ارادوا الخروج لاعدوا له عدۃ یعنے اگر ان لوگوں کا ارادہ اس مہم میں شریک ہونے کا ہوتا اور اس سفر کو اختیار کرنے کی نیت ہوتی تو یہ لوگ اس سفر کے لئے کچھ تیاری تو کرتے ان کا تیاری نہ کرنا صاف بتلاتا ہے کہ شروع سے ہی ان کی نیت اس مہم میں شریک ہونے کی نہ تھی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی نیت کے مطابق اُن سے معاملہ کیا اور ان کو اس کار خیر میں شرکت کے ثواب

سے محروم کر دیا اور اُن سے اس عظیم الشان دینی کام میں حصہ لینے کی توفیق چھین لی۔

سو اس آیت کو مدنظر رکھتے ہوئے سوچنے کا مقام ہے کہ اگر مسلمانوں کے دلوں میں ایسی تڑپ ہوتی اور اشاعت اسلام کے کام کو کچھ اہمیت دے رہے ہوتے تو اس کے لئے ان کی طرف سے تیاری ضرور دیکھنے میں آتی۔ تیاری کا فقدان اس بات پر دلیل ہے کہ اُن کے دلوں میں نہ اس کے لئے تڑپ موجود تھی اور نہ ہی اس کام کو یہ کوئی اہمیت دیتے تھے۔

تیرھویں صدی مسلمانوں کے لئے نہایت ہی نازک صدی تھی اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے کہیں عیسائیوں کی طرف سے یلغار تھی کہیں آریوں کی طرف سے ھل من مبارز کی پکار تھی کہیں برہمو سماجیوں کی طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ تھی، کہیں مادہ پرستوں، دہریوں اور فلاسفہ یورپ نے ناک میں دم کر رکھا تھا۔ لیکن مسلمانوں کی طرف سے دفاع کی کوئی منظم کارروائی عمل میں نہیں آ رہی تھی۔ مسلمانوں کی اس بے حسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہزاروں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے اور جو بچ رہے اُن میں سے بھی اکثر اپنے مذہب کے متعلق شکوک میں مبتلا ہو گئے۔ اس وسوسہ اندازی کے نتیجہ میں ان کے ایمانوں کے ایوانوں میں سخت زلزلہ آ گیا اور وہ صرف نام کے مسلمان رہ گئے اس فتنہ کے مقابلہ کے لئے صرف ایک شخص کھڑا ہوا جس کا دل اسلام کی سربلندی کے لئے بے تاب تھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اُس کے دل میں بھی یہی تڑپ تھی کہ مسلمان حقیقی ایمان کے نور سے منور ہو جائیں اور غیر مسلموں کو اسلام کی نعمت سے روشناس کرنے کا جذبہ از سر نو ان کے اندر پیدا ہو جائے اللہ تعالےٰ نے اس کی اس بے تابی کو دیکھ کر اسے مسیح اور مہدی کا لقب دے کر اس صدی کے سر پر حسب پیشگوئی بطور مجدد اعظم کے مامور فرمایا اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کام اس کے سپرد کیا چنانچہ اس نے اس دجالی فتنہ کو فرو کرنے کے لئے خدا کی توفیق سے منظم کارروائی شروع کر دی اپنے اردگرد مخلص مسلمانوں کی ایک جماعت جمع کی اُن کے اندر اسلام کی سچی رُوح پھونکی اور ان کو وہ علم عطا کیا جس سے وہ تمام مذاہب کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر سکیں نہ صرف ان کے حملوں کو پسپا کر دیا بلکہ اُن پر حملہ آور ہو کر ان کو ایسا نیچا دکھلایا کہ وہ پھر کبھی سر نہ اُٹھا سکیں چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اس شخص نے اپنی زندگی میں بھی نہ صرف دشمنان اسلام کو میدان سے بھگا دیا بلکہ اسلام کا درخشاں چہرہ دنیا کو دکھلا دیا۔ یہاں تک کہ ہزاروں دل اس کے عاشق بن گئے اور اس کی تیار کردہ جماعت آج تک ...... منظم طریقہ سے اس کام کو سرانجام دے رہی ہے اور دن بدن حلقہ بگوش اسلام ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ کر رہی ہے ان کے مقابلہ میں نہ عیسائی ٹھہر سکتے ہیں نہ آریہ سماجی نہ برہمو سماج کے پیرو اور نہ دہریہ اور نہ فلاسفہ سب پر خدا انہیں غلبہ عطا کر رہا ہے۔ اس جماعت نے یورپ میں اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں جس شخص کی طفیل اتنا بڑا انقلاب وقوع میں آیا کہ مسلمانوں کا احساس کمتری احساس برتری میں بدل گیا اس کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ افسوس مسلمانوں نے اس کی قدر کرنے کی بجائے اس پر کفر کا فتوے لگا دیئے اس شخص کا عمل اس کی سچی دلی تڑپ کی غمازی کر رہا ہے۔ کاش مسلمان اب بھی آنکھیں کھولیں اور اس کا ساتھ دے کر خدمت اسلام میں مصروف ہو جائیں، یاد رکھیں کہ اب اسلام کی سربلندی اسی کے ہاتھ پر مقدر ہے حدیث الامام جنۃ یقاتل من ورائہ کو مدنظر رکھیں۔

کاش مسلمان گزشتہ واسلحۃ آیندہ را احتیاط پر ہی عمل کرتے لیکن ہو یہ رہا ہے کہ عیسائی تو پاکستان میں دھڑا دھڑ مسلمانوں کو عیسائی بنا رہے ہیں اور مسلمان سوائے اس چیخ و پکار کے کہ حکومت "قانوناً" عیسائیوں کی سرگرمیوں کو روکے اور کیا کر رہے ہیں کسی منظم کارروائی کا خیال اب بھی انکے ذہنوں میں نہیں آتا۔ انکا یہ احتجاج کھلا اعتراف ہے اس امر کا کہ اسلام دلائل کا مقابلہ دلائل سے کرنے سے عاجز ہے اسلام کے ابتدائی دور میں جس طرح تمام قومیں مع وقت کی زبردست حکومتوں کے اسلام کو مٹانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ اسی طرح تیرھویں صدی میں بھی تمام قومیں اسلام کو ختم کرنے کے لئے اپنے سارے دلائل سے کام لیتے ہوئے نظر آتی ہیں حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں اگر دشمنان اسلام نے اپنی اس منحوس غرض کو حاصل کرنے کے لئے تلوار کو ذریعہ بنایا تھا تو اس زمانہ میں دشمنانِ اسلام نے وسوسہ اندازی کو ذریعہ بنایا وسوسہ اندازی کو نہ تلوار سے روکا جا سکتا ہے اور نہ ہی حکومت کا قانون اس بارے میں مسلمانوں کی مدد کے لئے کوئی مفید ثابت ہو سکتا ہے بلکہ ان حربوں کا اُلٹا اثر پڑے گا مسلمان جن کا ایمان متزلزل ہو چکا ہے اُن کا شک یقین میں بدل جائے گا اور وہ سمجھ لیں گے کہ اسلام فی الحقیقت کمزور مذہب ہے کہ اس پر جو اعتراضات وارد ہو رہے ہیں ان کو دلائل سے رفع کرنے سے عاجز ہے۔

## عیسائیوں کی کامیابی کی وجہ

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحبان نے جو عقائد اسلام کی طرف منسوب کئے ہوئے ہیں وہی تو اسلام پر اعتراضات کرنے کا موجب بن رہے ہیں، اب اُن کی موجودگی میں یہ اعتراضات کو کس طرح دُور کر سکتے ہیں اب بھی اگر یہ لوگ حضرت مرزا صاحب کے علم کلام سے فائدہ اُٹھائیں تو عیسائی میدان چھوڑ کر فوراً بھاگ جائیں اگر یہ لوگ اعلان کر دیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام دیگر انبیاء کی طرح طبعی موت سے فوت ہو گئے ہیں، نہ وہ آسمان پر اُٹھائے گئے نہ وہ صلیبی موت کا شکار ہوئے اور نہ وہ دوبارہ دنیا میں آ کر مسلمانوں کی اصلاح کریں گے۔ بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کا ایک امتی ہی اس مقدس کام کو سرانجام دے گا تو دیکھ لیں کہ عیسائی کس طرح اُن کے سامنے راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔

## مسلمان کا کردار کیسا ہونا چاہیئے

یہ تو جملہ معترضہ تھا اب میں اصل موضوع کی طرف لوٹتا ہوں اور بتلاتا ہوں کہ قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم مسلمان کو کس قسم کے کردار کا مالک دیکھنا چاہتے ہیں۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا کہ میں پہلے بتلا چکا ہوں کہ محض مسلمانوں کی خالی تعداد کو بڑھانا اُن کے مدنظر نہیں اور نہ اُن کے نزدیک خالی تعداد کی کوئی قدر و قیمت ہے اگر ایسا ہوتا تو وہ اعراب کے اظہار اسلام پر مندرجہ ذیل بیان نہ دیتے۔ قرآن شریف سورۃ الحجرات رکوع میں فرماتا ہے۔ قالت الاعراب

امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللہ غفور رحیم

اعراب کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ان کو کہہ دو کہ تم مومن نہیں بنے ہاں تم یہ کہو کہ ہم اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہاں اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اختیار کرو گے تو اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا بلکہ ہر عمل کی پوری جزا دے گا یقیناً اللہ تعالےٰ اصلاح کرنے والا اور بدیوں اور کمزوریوں کو دُور کرنے والا اور نیک اعمال کی نیک جزا دینے والا ہے اس آیت سے مندرجہ ذیل تین امور ثابت ہوتے ہیں :-

(۱)- محض زبان سے اسلام کا اظہار اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے نزدیک کافی نہیں جب تک اُس کے ساتھ خدا اور اس کے رسول کے احکام کی فرمانبرداری بھی شامل نہ ہو۔

(۲)- جب تک ایمان کی شمع دل میں روشن نہ ہو اس وقت تک خدا اور اس کے رسول کے نزدیک مسلمان حقیقی مسلمان نہیں کہلا سکتا خواہ وہ ظاہری طور پر مسلمان ہی ہو۔

(۳)- خدا اور اس کا رسول ہر اس شخص سے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے کامل فرمانبرداری کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اس کے بعد ایمان کے نتائج مترتب ہو سکتے ہیں یعنے بدیاں اس سے دور ہوتی جائیں گی اور اس کے نفس کی اصلاح بھی ہوتی جائے گی اور نیکیاں بجا لانے کی توفیق میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا۔

## مومن حقیقی کے اوصاف

اس پر اعراب کے دل میں طبعًا یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ ظاہری اسلام اگر ہمارا قبول نہیں تو پھر ہمیں بتلایا جائے۔ کہ ہم مومن کس طرح بن سکتے ہیں اس لئے اس کے معًا بعد حقیقی مومنوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں گویا ان کو بتلایا گیا ہے۔ کہ اگر تم حقیقی مومن بننا چاہتے ہو تو ان اوصاف کو - - - - - - - اپنے اندر پیدا کرو فرمایا۔ انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا یعنے مومن پکے وہی ہوتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد اس بارے میں کبھی شک میں مبتلا نہیں ہوتے یعنی ان کا دل خدا کی ہستی اور اس کے رسول کی صداقت پر ہمیشہ کامل یقین سے بھرا رہتا ہے اسی حقیقت کو دوسری جگہ بصیرۃ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

دوسرا وصف ایسے مومنوں کا یہ بیان کیا:-- وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ یعنے ایسے مومن جن کے ایمان کی بنا دلبصیرت پر ہوتی ہے وہ خدا کے دین کی اشاعت میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ذریعہ کوشش کرتے ہیں آگے فرمایا اولٓئک ھم الصادقون۔ یہی سچے اور پکے مومن ہیں (قارئین کرام از روئے انصاف خود ہی فیصلہ کر لیں کہ اس زمانہ میں احمدیوں کے سوا کیا مسلمانوں کی کسی اور جماعت میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں احمدیوں کے سوا کونسی جماعت ہے جس نے اشاعت اسلام کے لئے سب کچھ اپنا قربان کر دیا ہے یورپ میں اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے جو کام اس چھوٹی سی جماعت نے کیا ہے عام جماعتیں تو الگ رہیں کیا کسی اسلامی حکومت کو بھی اس کی توفیق ملی ہے اس مٹھی بھر جماعت نے کس قدر مالی وجانی قربانیاں اس راہ میں کی ہیں اس کا اندازہ یورپ کے حالات اور وہاں کی گرانی سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص بآسانی لگا سکتا ہے) سورۃ توبہ ع ۱۲ میں اعراب کے متعلق فرماتا ہے:۔ الاعراب اشد کفراً ونفاقاً واجدر الا یعلموا حدود ما انزل اللہ علی رسولہ واللہ علیم حکیم ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما ویتربص بکم الدوائر علیھم دائرۃ السوء واللہ سمیع علیم یعنی وہ اعراب جو ابھی تک کافر ہیں وہ اپنے کفر میں بھی زیادہ سخت ہیں اور جو منافقانہ طور پر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں وہ اپنے نفاق میں بھی زیادہ سخت ہیں اور ایسے اعراب اس قابل نہیں کہ اللہ تعالے کی حدود اور اس کے عائد کردہ فرائض کو جان سکیں جو اس نے اپنے رسول پر نازل کئے ہیں اور اللہ ہی علم والا اور حکمت والا ہے اس قسم کے اعراب میں سے بعض خرچ تو کرتے ہیں لیکن چٹی سمجھ کر اور تمہارے خلاف گردش زمانہ کے حملہ کے منتظر رہتے ہیں تم پر تو گردش زمانہ نے کیا اثر کرنا ہے خود یہ آپ زمانہ کی بری گردش کا شکار ہو جائیں گے اور یاد رکھو کہ اللہ تعالے سننے والا بھی اور جاننے والا بھی ہے۔

کیا اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ اسلام بہترین کردار کے مسلمان چاہتا ہے۔ محض نام کے مسلمان پیدا کرنا اسکو مطلوب نہیں۔

## مسلمان کے کردار کے اجزائے ترکیبی

مسلمان کے کردار کے اجزاء ترکیبی میں سے ایک جزو حضرت نبی کریم صلعم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:۔

### پہلا جزو

المسلم من سلم الناس من لسانہ ویدہ یعنے مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور جس کی زبان سے تمام لوگ محفوظ رہیں یہ ظاہر ہے کہ تکلیف ہاتھ اور زبان سے پہنچائی جاتی ہے اور جب ہاتھ اور زبان ایذا رسانی سے رکے رہیں تو دنیا میں امن قائم ہو گیا۔ یہ ارشاد نبوی صرف افراد کے لئے ہی نہیں بلکہ جماعتیں اور حکومتیں سب ہی اس کی مخاطب ہیں اور یہ ہدایت سب کے لئے عام ہے خود قرآن نے بھی ایک تو لفظ اسلام میں ہی اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے دوسرے متعدد آیات میں فساد وغیرہ سے روکا ہے اور اس کی سخت مذمت کی ہے اور ہر ایک کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرنے کی تاکید کی ہے یہاں تک کہ دشمن کے ساتھ بھی عدل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

### دوسرا جزو

سورۃ مجادلہ ع ۳ میں اللہ تعالے فرماتا ہے تمہیں پائے گا تو ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ ان لوگوں سے محبت کریں جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں (معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول سے دشمنی رکھنے والوں کے ساتھ محبت کرنا سچے مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔ اس زمانہ کے مسلمان اس بارے میں بھی اپنے نفسوں اور اپنے ایمانوں کا جائزہ لیں از ناقل) اگرچہ یہ دشمنی رکھنے والے ان کے باپ ہی ہوں یا ان کے بیٹے ہی ہوں یا ان کے بھائی ہوں - یا ان کے قریبی ہوں یہی مومن ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان رکھ دیا ہے اور ان کو اپنی جناب سے مؤید بالروح کیا ہے اور ان کو داخل کرے گا جنتوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، اللہ ان پر راضی اور وہ خدا سے راضی۔ یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں اور کان کھول کر سن لو کہ یقینًا یقینًا اللہ کی جماعت کو ہی فلاح حاصل ہوتی ہے۔

### تیسرا جزو

سورۃ توبہ ع ۳ میں اللہ تعالے فرماتا ہے:۔ اے مومنو! اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو اولیاء مت بناؤ اگر وہ ایمان کو کفر پر ترجیح دیں، اور جو کوئی بھی تم میں سے انہیں ولی بنائے گا پس ایسے دعوے ایمان کرنے والے ظالم ہیں ان کو کہہ دو اگر تمہارے آباء - ابناء - اخوان، ازواج اور تمہارے قبیلہ کے لوگ اور اموال جن کو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے نقصان کا تم کو خوف ہے اور مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو یہ تمام چیزیں مجموعی طور پر یا ان میں سے ہر ایک چیز الگ الگ تمہیں زیادہ عزیز ہے خدا اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلہ میں پھر انتظار کرتے رہو یہاں تک کہ خدا تعالے اپنے امر کو لے آئے یعنے اپنے دین کو غالب کرنے کے لئے دوسری قوم پیدا کر دے جو اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کو اپنی ہر عزیز سے عزیز چیز پر ترجیح دینے والی ہو اور اس سے غلبہ دین کا کام لے لے اور تم اپنی ان چیزوں کے ساتھ چمٹے رہو یاد رکھو کہ اللہ تعالے ایسے بد عہدوں کو کبھی کامیابی کی راہ نہیں دکھاتا اب دیکھ لو کہ اسلام سچے مسلمان سے کس قسم کی قربانی چاہتا ہے اور ایسی قربانی نہ کرنے والوں کو کس قدر سخت الفاظ میں دھتکارا ہے۔

### اس آیت میں اشارہ

اس آیت میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کر دیا ہے کہ اموال وہی تمہیں فائدہ دیں گے جو جائز اور حلال ذرائع سے کمائے جائیں گے اور تجارت بھی وہی تمہارے لئے نفع مند ہو گی جس میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام اور ہدایات کو مدنظر رکھا جائیگا مکان بھی وہی تمہارے لئے مبارک ہوں گے جو حلال کمائی سے تیار کئے جائیں گے ورنہ یہ سب چیزیں خدا کی ناراضگی کو دعوت دینے والی ہوں گی اور عذاب الہی کو کھینچ کر لانے کا موجب ہوں گی اسی لئے دوسری جگہ فرمایا والذین امنوا اشد حبا للہ یعنے مومنوں کو خدا سب سے پیارا ہوتا ہے اس لئے وہ کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جو خدا تعالے کی ناراضگی کا موجب ہو کیونکہ حقیقی اور سچا محب اپنے محبوب کو ناراض دیکھ ہی نہیں سکتا۔

### چوتھا جزو

تجارت وغیرہ کے متعلق سورۃ نور ع ۵ میں فرمایا

مومن وہ مرد ہیں جن کو نہ تجارت نہ بیع (بیع میں تمام قسم کے معاہدات آجاتے ہیں۔ ملازم اور آقا، مزدور اور کام لینے والے، ڈاکٹر اور مریض، وکیل اور موکل کے درمیان غرضیکہ ہر قسم کے کاروبار سے تعلق رکھنے والے تمام معاہدے اسی لفظ بیع میں آجاتے ہیں) [illegible] کے وقتوں میں نماز ادا کرنے سے بھی غافل نہیں ہوتا اور تجارت اور بیع کے ذریعہ سے مال کماتے ہیں اس مال میں اگر زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے تو اس کے ادا کرنے میں بھی تساہل سے کام نہیں لیتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بازار سے گذر رہے تھے گذرتے ہوئے آنحضرت صلعم کی نظر ایک گندم کے ڈھیر پر پڑی گندم بڑی خوشنما تھی آپ کو پسند آئی آپ نے اس کو ہاتھ میں لینے کے لئے جب ہاتھ مارا تو اس کی نچلی تہ نمناک نکلی۔ آپ نے فرمایا یہ کیا؟ اس شخص نے کہا کہ بارش سے کچھ گندم بھیگ گئی تھی اس کو میں نے نیچے کر دیا تا گاہک کو اس کا علم نہ ہو آنحضور صلعم نے اسی وقت فرمایا لیس منا من غشنا یعنے جو شخص ہم کو دھوکہ دیتا ہے اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

## مسلمانوں کی موجودہ حالت

اس زمانہ کے مسلمان اپنی حالت پر غور کریں کہ تجارتوں اور بیع میں کس قدر خیانت اور دھوکہ سے کام لیا جارہا ہے۔ حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ کسی پیشہ ور پر بھی کو اعتماد نہیں رہا۔ آپس میں ایک دوسرے پر اعتماد کی روح ہی غائب ہوگئی ہے عام طور پر لوگوں کی زبانوں سے یہی سنا جاتا ہے کہ ہر شخص اپنے پیشہ کا چور ہے۔ اور ملازمتوں میں رشوت خوری اور بد دیانتی اس حد تک ترقی کر گئی ہے کہ اگر کسی ملازم سے اس کی تنخواہ کے متعلق سوال کیا جائے یا کسی ملازم کی آمدنی بتلانے کی ضرورت پیش آجائے تو عام طور پر اس کا ذکر اس طرح کیا جاتا ہے کہ تنخواہ تو اتنی ہے لیکن اوپر سے خدا کا فضل ہے یعنی تنخواہ تو معمولی ہے لیکن رشوت کے ذریعہ جو رقم حاصل ہوتی ہے وہ بہت کثیر ہے۔ حالانکہ اللہ تعالے نے یہ کہکر لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل اس قسم کے تمام ناجائز ذرائع کا قلع قمع کر دیا ہے۔

## حضرت نبی کریم صلعم کی تربیت کا نمونہ

حضرت نبی کریم صلعم نے صرف قرآن کریم کے احکام سنانے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ قوم کی ایسی تربیت کی کہ قوم ہر حکم کی تعمیل میں ہی اپنی سعادت سمجھنے لگ پڑی اور اس کے خلاف کو اپنی تباہی کا موجب یقین کرنے لگ پڑی۔

ایک دفعہ آنحضرت صلعم کے سامنے ایک مقدمہ آتا ہے جس میں ایک فریق یہودی تھا اور ایک [illegible] کو سزا نہ دی جائے قوم کی بدنامی ہوگی مدینہ کے حالات بھی ایسے تھے کہ انصار کو ناراض کرنا خطرناک نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوسکتا تھا۔ انصار نے حضرت نبی کریم صلعم کے پاس سفارش بھی ایسے آدمی کی کرائی جو حضور کو بہت عزیز تھا۔ اگر کسی معمولی کیریکٹر کا آدمی ہوتا تو انصار کے بگڑ جانے کے خوف سے ان کی بات مان لیتا مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا مضبوط کیریکٹر کا آدمی تھا جس کو خدا سب پر مقدم تھا اور جو قوم میں بھی ایسی روح پیدا کرنا چاہتا تھا اس نے اپنے عزیز کی سفارش کو رد کر دیا اور فیصلہ وہی دیا جس کا تقاضا انصاف کر رہا تھا نہ انصار کے بگڑنے کی پرواہ کی اور نہ اس عزیز کی دل شکنی کا کوئی خیال کیا یہ وہ اسوہ تھا جس نے قوم کے اندر سچائی دیانت اور انصاف کی روح پھونک دی جو مدت تک اسلامی حکومتوں میں اپنا کام کرتی رہی۔

## غزوہ خیبر کا واقعہ

خیبر کی جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد جب آنحضور صلعم واپس لوٹ رہے تھے تو ایک فوجی کو ایک تیر لگا جس سے اس کی موت واقعہ ہوگئی صحابہؓ نے کہا اس کے لئے شہادت مبارک ہو، حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا نہیں اس شخص نے خیبر سے حاصل کردہ مال غنیمت سے قبل تقسیم ایک چادر اٹھالی تھی وہ آگ بن کر اسکو جلا رہی ہے یہ سننا تھا کہ ہر ایک نے جو چیز لی تھی فوراً واپس کر دی۔

## انقلاب کی وجہ

اس قوم کے قلوب کے اندر جس کا دن رات کا مشغلہ لوٹ مار اور غارت گری تھا یہ پاکیزہ انقلاب کس کرشمہ کا مرہون منت تھا اس انقلاب کو پیدا کرنے والا ایک ہی امر تھا اور وہ تھا اللہ اور یوم آخر پر وہ ایمان جس کو سب سے پہلے حضرت نبی کریم صلعم نے پختہ طور پر ان کے دلوں میں پیدا کر دیا تھا اور وہ یقین بھی اسی کے باعث تھا جو ان کے دلوں میں جنت کی تمنا اور جہنم کے عذاب پر راسخ ہوچکا تھا۔ خدا کے خوف سے ان کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ اگر ان سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تھی تو بغیر اس کے کہ اس کا کسی کو علم ہو خود حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی غلطی کا اقرار کرتے اور عرض کرتے کہ ہمیں دنیا میں سزا دے لو تا آخرت کی سزا سے بچ جائیں۔ حالانکہ بعض غلطیاں ایسی ہوتی تھی جن کی سزا موت تھی۔

دیانت اور امانت کا جذبہ ان کے قلوب [illegible] کا جو تھوڑی چادروں سے بن سکتا ہے اور تقسیم میں ہر ایک کے حصہ ایک ایک چادر آئی تھی آپ نے دو چادریں کیوں لیں حضرت نے اپنے لڑکے کو جواب دینے کے لئے کہا اس نے بیان دیا کہ جو چادر میرے حصہ میں آئی تھی وہ میں نے اپنے باپ کو دے دی تھی اس پر اس شخص کو تسلی ہوگئی اور اس نے کہا الآن سمعًا و طاعتًا اسی طرح ایک شخص نے حضرت عمرؓ کو کہا اتق اللہ اور اس اتق اللہ کو اتنی دفعہ دہرایا کہ ایک دوسرے شخص نے اسے کہا اب بس بھی کرو تو حضرت عمرؓ نے روکنے والے کو یہ کہکر روکا کہ اس کو کہنے دو جب تک قوم میں ایسے آدمی رہیں گے جو خلیفہ وقت کو اتق اللہ کہہ سکیں تو قوم زندہ رہے گی ورنہ تباہی سے دوچار ہوگی۔

حضرت نبی کریم صلعم کی تربیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم میں بدیاں عنقا ہوگئیں اور ہر شخص میں نیکیوں میں سبقت لے جانے کا جذبہ پیدا ہوگیا آنحضور صلعم کے دربار میں ہمیں ہر شخص یہی سوال کرتا نظر آتا ہے کہ یا رسول اللہ (صلعم) مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جس کے بجالانے سے میں اللہ تعالے کی خوشنودی کو حاصل کر لوں اور میری زندگی پاکیزہ اور مطہر ہو جائے اس کے جواب میں جو عمل بھی بتلایا جاتا اس پر وہ اپنی زندگی کے آخر تک کاربند رہتا۔

آج بھی مسلمان اگر اپنے اعمال کو قرآن کریم کی ہدایات اور رسول اکرم صلعم کے ارشادات کے قالب میں ڈھال لیں تو کامیابیاں اور کامرانیاں ان کے قدم چومیں اور آئے دن کے عذاب جو پیچھا نہیں چھوڑتے وہ ختم ہو جائیں گے۔

## مامور زمانہ

اللہ تعالے نے اس زمانہ کے مسلمانوں کے دلوں میں ویسا ہی بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا کرنے کے لئے اپنے مسیح کو مبعوث کیا لیکن مسلمانوں نے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی بجائے اسے ٹھکرا دیا نتیجہ جو نکلنا تھا نکلا مسلمان یاد رکھیں کہ خدا کے مامور کے ساتھ مخلصانہ تعلق پیدا کئے بغیر قوم کا قدم حقیقی اصلاح کی طرف کبھی اٹھ نہیں سکتا چاروں طرف سے آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ پاکستان ہم نے اس لئے حاصل کیا تھا کہ ہم اپنی زندگیوں کو اسلام کے سانچہ میں ڈھالیں گے

(باقی بر صفحہ ۱۵ کالم ۳)

جناب بشیر احمد صاحب منٹو۔ لیگوس نائجیریا

# مکتوب نائجیریا

## دو نوجوان مسیحیوں کا قبولِ اسلام۔ سیکنڈری سکول سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن سے ملاقات۔ تقریب میلاد النبی صلعم میں شرکت

### دو مسیحی نوجوانوں کا قبول اسلام

مجی و مشفقی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ لاہور۔ پاکستان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جون اور جولائی میں دو نوجوان مشرف باسلام ہوئے ان میں سے پہلے جنہیں دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا وہ یہاں کے ایک ہائی سکول کے طالب علم ہیں۔ ان کا مسیحی نام ٹنڈے........ Idalakum تھا۔ اب عبدالرشید ہے مسٹر نذیر کے دوست ہیں اور ان کی وجہ سے وہ اکثر ہمارے ہاں آیا جایا کرتے تھے۔ ۲۴ جون کو نذیر خوشخبری لائے کہ ان کے دوست مسلمان ہونے پر آمادہ ہیں اور کلمہ شہادت پڑھنا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کے چند مسلمان اور مسیحی دوستوں کو چائے پر مدعو کیا اور ان سب کی موجودگی میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی برکتیں نازل فرمائے مسلم پریئر بک اور چند دوسری کتابیں میں نے ان کی نذر کیں۔ مجھ سے انہوں نے نماز سیکھ لی ہے۔ اب وہ اکثر اپنے مسیحی دوستوں سے مذہبی بحث کرتے رہتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ان بحثوں سے ان کے مسیحی دوست بھی مسلمان ہو جائیں مگر ان بحثوں کا یہ لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے اپنے ایمان میں صرف پختگی ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ وہ مسلمان نوجوان بھی جو تذبذب کی حالت میں ہوتے ہیں اور جن کے متعلق اکثر دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں مسیحیت کی گود میں نہ جا بیٹھیں شک و شبہ کی حدود سے نکل جاتے ہیں اور اسلام کی حقانیت پر ان کا یقین پکا ہو جاتا ہے۔ اتنا بھی غنیمت ہے۔

دوسرے نوجوان بڑھئی ہیں۔ ہمارے مکان کے کچھ دروازے اور بعض دوسرے حصے مرمت طلب تھے۔ ان کی مرمت پر اس نوجوان کو لگایا گیا۔ دوپہر کے وقت جب انہوں نے ایک گھنٹہ کے لئے کام بند کیا تو میں نے انہیں دعوت دی کہ وہ کھانا میرے ساتھ مل کر کھائیں۔ میری دعوت انہوں نے قبول کر لی۔ طعام کے دوران میں نے ان سے مذہبی گفتگو شروع کی تو معلوم ہوا کہ وہ اینگلیکن چرچ سے وابستہ ہیں، ہر اتوار کو گرجا عبادت کے لئے جاتے ہیں اور بائبل کا بھی اکثر مطالعہ کرتے رہتے ہیں مگر اسلام کے متعلق ان کی معلومات . . . . . . . کا دائرہ بہت تنگ ہے اور جو باتیں بھی انہوں نے اسلام کے بارے میں سنی ہیں اس کے حق میں نہیں بلکہ خلاف ہی ہیں۔ میں نے انہیں اسلام کے متعلق چند باتیں بتائیں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کے کچھ واقعات سنائے۔ انہوں نے دلچسپی کا اظہار کیا۔ تین دن وہ ہمارے مکان پر کام کرتے آتے رہے اور تینوں ہی دن دوپہر کا وقت انہوں نے میرے ساتھ گذارا اور میرے لئے یہ خوشی کی بات تھی کہ ان کی ہمارے مذہب میں دلچسپی دن بدن بڑھتی ہی گئی۔ کام ختم ہونے کے بعد بھی وہ میرے پاس آتے رہے اور اب بھی آتے رہتے ہیں۔ ۲۰ جولائی کو عصر کے وقت وہ میرے پاس آئے اور آتے ہی پہلی بات جو کہی وہ یہ تھی کہ وہ اب اچھی طرح سے سمجھ گئے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے بندے اور نبی تھے مسیحیوں کا عقیدہ کہ وہ خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں سراسر غلط ہے۔ اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت مسیح کی طرح اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور نبی تھے اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور ہمارے لئے سوائے اس کے اور کوئی ہدایت کی کتاب نہیں ان کے اس اچانک اعلان سے مجھے بے حد مسرت ہوئی۔ یہ اعلان سنتے ہی میں نے اللہ اکبر کہا اور جو مسلمان حضرات اس وقت یہاں موجود تھے ان سب نے بھی میرے ساتھ نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور ان کا وجود مسلمانوں کے لئے خصوصیت سے مفید ثابت ہو۔ ان کا نام محمد فاضل رکھا گیا۔ پہلے Samuel Ajayi تھا۔

قبلہ مکرم شیخ غلام قادر دار صاحب کی تبلیغی خط و کتابت میں V.M.S. Durotoye کا پورا پتہ درج تھا کیونکہ وہ لیگوس ہی میں رہتے ہیں۔ اس لئے خیال ہوا کہ انہیں جا کر مل آؤں۔ ریاض حسین صاحب جو میرے مکان کے نچلے حصہ میں رہتے ہیں میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ یہ بات ۲۷ جولائی کی ہے۔ صبح کے آٹھ بجے تھے اور بارش زور سے ہو رہی تھی اور ہم بھیگتے بھاگتے ہوئے ۱۰، Oluwu سٹریٹ پہنچے۔ دروازے پر دستک دی تو ایک صاحب باہر نکلے۔ میں نے ان سے Durotoye صاحب کے متعلق پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس نام کا کوئی آدمی وہاں نہیں رہتا لائیٹ، کا وہ پرچہ جس میں پتہ درج تھا میرے پاس موجود تھا وہ کھول کر غور سے میں نے دیکھا تو وہاں Oluwa لکھا تھا، a کو u پڑھنے کی وجہ سے ہم غلط پتہ پر آ گئے تھے۔ بہرحال دوسرے دن Oluwa سٹریٹ پہنچے۔ یہ ایک چھوٹی سی گلی ہے جس تک پہنچنے کے لئے بڑی اور چھوٹی گلیوں میں سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک شریف مسلمان ہماری رہنمائی نہ کرتا ... تو ہمارے لئے وہاں پہنچنا ناممکن تھا۔ ان کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ ابادان گئے ہوئے ہیں بارش چونکہ آج بھی کل کی طرح زور سے ہو رہی تھی اس لئے ہم تھوڑی دیر وہیں ٹھہرے رہے۔ بعد میں اسی محلے کے بعض لوگوں سے ملاقاتیں کیں، ان میں سے کچھ جان پہچان کے آدمی بھی تھے۔ بعض نئے آدمیوں سے بھی تعارف ہو گیا۔ چند ایک کو اپنی کتابیں پڑھنے کے لئے دیں۔ دوسرے دن ۲۹ کی شب کو Durotoye صاحب خود مجھے ملنے کے لئے میرے مکان پر آ گئے۔ وہ زمرۃ الاسلامیہ گرامر سکول سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یابا کے سیکرٹری ہیں۔ ان کی دعوت پر ۹ اگست کو میں نے ان کے سکول میں تقریر کی۔

### تقریب میلاد النبی میں شرکت

۳ اگست کو آل نائجیریا مسلم کونسل نے مولود النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کے لئے بین لینڈ ہوٹل میں اعلیٰ پیمانہ پر ایک ڈنر کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اس میں تمام اسلامی ممالک کی سفارتوں کے نمایندے مدعو تھے صدر، سیکرٹری اور بعض دوسرے ممبروں کا اصرار تھا کہ میں اس ڈنر میں ضرور شامل ہوں مگر اسی شب کو اسلامک پریچنگ سوسائٹی نے امریکن آڈیٹوریم میں ایک جلسہ کا انتظام کیا ہوا تھا اور ان کا بھی اصرار تھا کہ میں ان کے جلسہ میں تقریر کروں۔ میں نے جلسہ میں شامل ہو کر تقریر کرنے کو ترجیح دی۔ جلسہ میں صرف میری تقریر ہوئی۔ ترجمہ ان کے مبلغ محمد حسین صاحب نے کیا۔ حاضرین سے تعارف بھی ان ہی نے کرایا اور تعارف کے دوران میں تحریک احمدیت کی بہت تعریف کی۔ یہ بھی غنیمت ہے کہ دنیا کے اس حصہ میں ہمارا ذکر خیر کرنے والے موجود ہیں ورنہ اپنی اسلامی دی پبلک میں تو ہم اپنی مذمت ہی سنتے رہتے ہیں۔

اور دنیوی آلائشوں سے اس قدر محبت اور لو لگا لی ہے کہ اس کے لئے اپنی تمام تر جد و جہد وقف کی جا رہی ہے دل و دماغ کی تمام قوتیں نہایت سرعت سے صرف کی جا رہی ہیں۔ دن رات محنت و مشقت کی گرم بازاری ہے اپنی جان کو دکھ درد میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور اپنی صحت کو اس وجہ سے تباہ و برباد کر دینے کو بھی کوئی بڑی بات نہیں سمجھا جاتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس تگ و دو میں کبھی اختلاج قلب اور کبھی ماؤفیت دماغ کی امراض پیدا ہو جاتی ہیں۔ کبھی بے خوابی میں مبتلا ہے تو کبھی اعصابی کمزوری کا شکار ہیں۔

## موجودہ طبّ کی تحقیق

موجودہ طبّ کا کہنا ہے کہ ہمارے جذبات یعنی غصّہ، لالچ، حرص، نفرت، ظلم وغیرہ یہ تمام ایسے امور ہیں کہ ان کو ہماری صحت و تندرستی سے بڑا تعلق ہے اگر یہ چیزیں ہم میں ہیں تو پھر ہمارا جسم ہزار بیماریوں کی پرورش گاہ ہے۔ اور اگر نہیں تو بیماری بھی نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب "اصول اسلام کی فلاسفی" میں تحریر فرمایا ہے کہ میں ایک راز کی بات بیان کرتا ہوں کہ روح اور جسم وہ الگ الگ چیزیں تو ہیں مگر ان کا ایک دوسرے سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اگر روح بیمار ہو جائے تو اس کے ساتھ ساتھ جسم بھی بیمار پڑ جاتا ہے یہی وہ بات ہے جس کو آج سائنس نے دریافت کیا ہے۔

## مغرب کی ایک مرض — تعجیل و شتابکاری

ایک اور مرض مغرب میں پیدا ہو رہا ہے وہ ہے۔ جلد بازی یا شتاب کاری اور تعجیل کی مرض! ان کا خیال ہے کہ زندگی بہت تھوڑی ہے۔ جو کچھ کرنا ہے جلدی جلدی کر لو۔ امریکہ میں وقت کا تجزیہ گھنٹوں اور منٹوں سے نہیں بلکہ سیکنڈوں سے کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک مزدور اپنی محنت کا اجر ۱ گھنٹے چالیس منٹ اور ۲۳ سیکنڈ کے حساب سے طلب کرے گا۔ ان کے اعصاب میں ہر وقت تناؤ رہتا ہے اور نتیجہ اس اعصابی تناؤ کا یہ نکلا ہے کہ ان سے اعصابی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً معدہ کی اکثر بیماریاں اور معدہ کے زخم وغیرہ کو جلدی جلدی کھانا کھاؤ اور جلدی جلدی منزل پر پہنچو۔

مغربی اور مشرقی تہذیب نے اگر زندگی کے دو متضاد پہلوؤں کو انتہا پر لے جا کر دکھایا ہے کہ مغربی تہذیب امن و اطمینان کے جوہروں سے خالی ہے تو مشرقی تہذیب نے دوسری انتہا اختیار کر کے وقت کی قدر و قیمت کو نہیں پہچانا اور حرکت کی بجائے

دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ میں مصر اور شام میں گیا۔ وہاں عجیب کیفیت نظر آئی۔ وہاں مغرب کی تعجیل پسندی اور شتاب کاری کہیں نہ تھی۔ تناؤ وغیرہ کچھ نہیں تھا۔ وہاں سکون اور اطمینان تھا اس بات نے مجھے بہت اپیل کیا، اور ایک وجہ اسلام سے رجوع کی یہ بھی ہوئی۔

شتاب کاری اور تعجیل پسندی نے لوگوں کو پاگل بنا رکھا ہے۔ اس زمانہ میں جو طبقہ ابھر رہا ہے اور ترقی کے میدان میں پہنچنا چاہتا ہے اس کا بھی یہی حال ہے۔ نہ موت کی فکر نہ زندگی کی، نہ صحت کی نہ تندرستی کی۔ وہ یہی خیال کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح حرص اور شتاب دنیا میں آگے بڑھ جائے

## توازن اور اعتدال

اگر یہی لوگ توازن اور اعتدال کے ساتھ کام کریں۔ عقل اور انسانیت کو مدنظر رکھ کر کریں۔ اور قرآن کریم کی تعلیمات کو سامنے رکھیں اس کے مطابق عمل کریں تو اس تعلیم میں لوگوں کے لئے یقیناً شفا ہے روحانی اور اخلاقی بیماریاں جب دور ہو جائیں گی تو ان کی وجہ سے پیدا شدہ بیماریاں بھی دور ہو جائیں گی۔

## علم طبّ کی ایک مثال

اس سلسلہ میں میں ایک طبیب کی مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ طب نے کہا ہے کہ مادہ اور روح کے درمیان ایک چیز ہے۔ اس کو Harmons کہتے ہیں۔ یہ بہت قلیل مقدار کی رطوبتیں ہوتی ہیں جو خون میں داخل ہوتی رہتی ہیں۔ مگر ان کی زیادتی یا کمی کے باعث سے جسمانی بیماریاں لاحق ہوتی رہتی ہیں۔ مثلاً انسان کو غصّہ آئے تو وہ رطوبتیں خون میں ضرورت سے زیادہ تحلیل ہو جاتی ہیں، اور اس میں دوڑنے لگتی ہیں۔

## روحانی و اخلاقی امراض کا تعلق جسمانی بیماریوں سے

تو آج سائنس نے بتا دیا ہے۔ اور واضح طور پر کہا ہے کہ چونکہ جسم کا تعلق روح سے ہے۔ ان ہارمونوں کی تحقیق کی وجہ سے جسم و روح متاثر ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن کی تعلیم میں شفا ہے تو آپ یقین رکھیئے کہ اس میں روحانی اور جسمانی دونوں امراض کے لئے شفا ہے۔ طب کہتی ہے کہ دمہ اور خارش جلدی بیماریاں بھی اعصاب کے تناؤ کی وجہ سے ہیں۔ کہ یہ بے سکون ہو جاتے

پر عمل کرنے سے بہت سے امراض دور ہو سکتے ہیں مغرب کے لوگ جب زندگی کی مصروفیات سے تھک کر چور چور ہو جاتے ہیں۔ تو ذہنی سکون کے لئے کلبوں کی راہ لیتے ہیں شراب پیتے ہیں گاتے بجاتے ہیں۔ ناجائز جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں یہ سب کچھ اس لئے کہ دل و دماغ میں کچھ سکون و اطمینان پیدا ہو جائے۔ مغربی ممالک میں یہ شکایت عام ہے کہ معمولی زندگی بھی بے لطف و بے مزہ ہے۔ جس چیز کو وہ چین و سکون کہتے ہیں وہ یہاں بھی میسّر نہیں اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ تعیّشات دنیاوی ہموم و غموم وقتی طور پر تو دفع ہو جاتے ہیں مگر حقیقی طور پر دور نہیں ہوتے اس لئے سونے سے وہ تسکین حاصل نہیں ہوتی جو تھکن کو دور کرنے کے لئے درکار ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روح و قلب حقیقی سکون و آرام حاصل نہیں کر پاتے۔

قرآن شریف نے اس کے لئے ایک نسخۂ شفا عطا فرمایا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ روح کا چین و قرار ڈھونڈتے ہو تو خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرو۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ دنیا کے کاروبار کو بند کر دو بلکہ کوشش کرو مگر ان سے وابستگی اتنی نہ پیدا کرو کہ تمہاری آرزوئیں اور امنگیں دل دماغ اور اعصاب پر سوار ہو کر رہ جائیں، تمہارا دماغ سوتے میں بھی جاگتا رہے۔ نیچر میں کوئی خلا نہیں۔ سیکالوجی کی سائنس نے کہا ہے کہ انسان کے تخیّل میں بھی کوئی خلا نہیں ہے۔ جو لوگ تھکن کو دور کرتے ہیں وہ کسی نئے اور خوش کن خیال یا کام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس سے ان کا ذہن ایک وقت کے لئے تبدیل ہو جاتا ہے لیکن جو چیز اندر رہ گئی ہے اس کا ازالہ کیسے ہو؟ وہ خدا تعالےٰ کے ذکر اذکار سے۔ اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے سے۔ چنانچہ فرمایا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ہم زندگی کے راز کی ایک بات تمہیں بتاتے ہیں۔ وہ یہ کہ تم اطمینان حاصل کرنا چاہتے ہو تو ذکر اللہ کرو۔ تو یہ ضروری باتیں ہیں صرف باتیں ہی نہیں بلکہ تجربات اور حقائق کی باتیں ہیں

## قرآن کریم کی تعلیم کو کامیابی سے سلسلہ احمدیہ نے کیسے پیش کر دکھلایا ہے۔

اس وقت قرآن کریم کی تعلیم کو احمدیت نے نہایت کامیابی سے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ مگر اس طریق پر نہیں کہ تم یہ بات مان لو بلکہ اس کی صداقت پر دلائل دیئے اور یہ بتلایا کہ یہ بات

کیونکہ صحیح درست ہے اور اس کے ماننے سے زندگی میں کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

اگر ان خطوط پر اسلام کو پیش کیا جائے تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم کو کوئی ہوشمند قبول نہیں کرے گا؟ جس چیز میں سوسائٹی اور معاشرہ کا فائدہ ہو اس کو کیوں کوئی قبول نہیں کرے گا۔

ایک بات بحضور دل یاد رکھنی چاہیئے کہ جہاں آپکو قرآن اور سائنس کا ٹکراؤ نظر آئے وہاں قرآن کو مقدم کریں۔ کہ یہی غیر مبدل تعلیم ہے۔ باقی سب علم متغیر و مبدل ہے۔

ایک وقت کہا جاتا تھا کہ بچوں کی تعلیم میں ڈر کا پہلو بالکل نہیں لانا چاہیئے۔ جب میں کراچی میں تھا، ایک انجنیئر صاحب کا بچہ بڑا صحت مند تھا۔ وہ ہمارے مکان پر آتا اور بڑی خوشی سے اور آزادی سے گھر میں ادھر ادھر حرکتیں کرنے لگتا۔ یہ چیز توڑ وہ چیز پھاڑ۔ میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ آپ بچہ کو پیار اور آرام سے کیوں نہیں سمجھاتی اور منع ... کرتیں۔ مجھے جواب ملا کہ اس بچہ کی والدہ سیکالوجی کی پروفیسر ہیں کہ بچہ کو کسی کام سے منع نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے اس کی طبیعت کی نشو و نما میں خلل پڑتا ہے۔ لیکن اب یہ اصول بھی تبدیل ہو گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ کسی قدر تادیب اور ڈر کا پہلو ضرور ہونا چاہیئے، کہ اس سے تعمیری صلاحیتیں ابھرتی ہیں اور تخریبی جذبے ختم ہوتے ہیں۔

میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ اگر آپ لمبی عمر چاہتے ہیں تو آپ کو محتاط زندگی بسر کرنا ضروری ہے۔ ہمیں واقعات نے بتایا ہے کہ جو لوگ محتاط رہتے اور قوانین قدرت کو توڑنے سے خوف کھاتے ہیں ان کی عمریں لمبی ہوتی ہیں۔ یہ پڑھ کر مجھے قرآن کریم کے یہ لفظ یاد آ گئے اتقوا اللہ۔ خدا کا خوف اختیار کرو۔ خدا غفور و رحیم بھی ہے اور عذاب و عقاب بھی دیتا ہے۔

ایک اعتراض ہوتا تھا کہ عیسائی تعلیم میں محبت ہی محبت ہے۔ ڈر کا کہیں نشان نہیں۔ اور اسلام نے غیظ و غضب کا سبق دیا ہے۔ آج اس کا سیکالوجی نے خود جواب دیا ہے کہ بالکل نڈر ہو جانا حتیٰ کہ قوانین صحت کو بے دھڑک توڑتے جانا خطرناک ہے انسان کی اپنی صحت کے لئے اور معاشرہ کے لئے خطرناک ہے۔

الغرض قرآن کریم کی تعلیم کو اگر اس رنگ میں پیش کیا جائے کہ اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے کیونکر انسان کی اپنی بہبود و فلاح وابستہ ہے۔ انفرادی اور اجتماعی دونوں زندگیوں میں تو کوئی وجہ نہیں کہ دنیا اسے قبول نہ کرے۔

# اخبارِ احمدیہ

## مری میں مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا لیکچر

— مؤرخہ ۲۵ اگست کو مسجد احمدیہ مری میں سیرت النبی صلعم کے موضوع پر جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا لیکچر ہوا۔ حاضرین کی تعداد ڈیڑھ پونے دو سو کے درمیان تھی۔ راولپنڈی سے بھی احباب نے شمولیت فرمائی۔

سامعین میں اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ بھی تھا۔ تلاوت قرآن مجید خاکسار نے کی اور صدارت جناب خانبہادر قاضی نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ راولپنڈی نے فرمائی۔

لیکچر بہت ہی عالمانہ اور پر معارف تھا۔ حاضرین بہت ہی محظوظ ہوئے۔ بڑی تعریف کی اور بہت ہی متاثر ہوئے۔ تقریباً ایک گھنٹہ لیکچر جاری رہا۔ بعد ازاں حاضرین کی تواضع پر تکلف چائے سے کی گئی۔

جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ خاکسار۔ عبدالرحمٰن احمدی

امام مسجد احمدیہ مری ۲۶/۸/۶۳

## چٹاگانگ میں جماعت کا قیام

— چٹاگانگ (مشرقی پاکستان) سے آئے ہوئے ایک خط سے یہ معلوم کرنا موجب مسرت ہے کہ وہاں شیخ نثار احمد صاحب وزیر آبادی کے تشریف لے جانے سے جماعت کے باقاعدہ قیام کی صورت پیدا ہو گئی ہے اور شیخ صاحب ممدوح نے جمعہ کی نماز وہاں پڑھانی شروع کر دی ہے۔

نماز میں چند ایک کالج کے طالب علم بھی آ جاتے ہیں جو اسلام کے متعلق اچھے خیالات رکھتے ہیں۔ فالحمد للہ۔

## شمولیت سلسلہ۔ نیک فال

— چوہدری فضل داد صاحب چک 6/4-L سے لکھتے ہیں:

اس چک میں انجمن کو زمین کا قبضہ ملے ہوئے ۳۴ سال کا عرصہ ہو رہا ہے۔ لیکن آج تک جہاں تک میری تحقیق کا تعلق ہے اس گاؤں کا کوئی آدمی جماعت میں داخل نہیں ہوا آج میں ایک متعلم بی اے سال دوئم گورنمنٹ کالج منٹگمری مسمی سجوار علی ولد خوشی محمد ساکن چک 6/4-L کا بیعت فارم پر کر کے دفتر میں بھیج رہا ہوں اگر آپ اس کا اخبار میں اعلان کر دیں تو ممنون ہوں گا۔ مجھے امید واثق ہے کہ اس طالب علم کی شمولیت بابرکت ثابت ہو گی۔

یہ نوجوان گرمیوں کی تعطیلات میں چک 6/4-L میں اپنے گاؤں میں رہا ہے۔ اور عموماً میری اس سے گفتگو ہوتی رہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں اس کا بیعت فارم پر کر کے بھجوا رہا ہوں۔ خاکسار فضل داد ایڈمنسٹریٹر

احمدیہ فارم چک نمبر 6/4-L

اسلام آباد، اوکاڑہ

## حج سے واپسی

— میاں محمد الدین صاحب مانک ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں:

"صد ہزار شکر ذات اعلیٰ رب العالمین کا ہے کہ میری بیوی فریضہ حج سے بخیریت تمام پہنچ گئی ہیں۔"

## عطیہ

— سیالکوٹ سے محمد حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

"شیخ بشارت علی صاحب ساکن حاجی پورہ شہر سیالکوٹ نے اپنی دختر مسماۃ زاہدہ کی تقریب نکاح کے موقعہ پر پانچ روپیہ انجمن کو عطیہ دیا ہے جزاہ اللہ"

## درخواست دعا

— محترم شیخ غلام قادر صاحب ڈار پہلے سے روبصحت ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب کرام سے دلی دعاؤں کی درخواست ہے۔

محمد اللہ جان۔ سٹوڈنٹ سیکنڈ ایئر میڈیکل
خلف الرشید ڈاکٹر کرم الٰہی پشاور

# مسیحِ محمدی و مسیحِ ناصری

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک ہے اِنّ اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ اس ارشاد نبوی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجددین کا ایک سلسلہ جاری ہوا جو وقت کے مطابق خدا کے دین کی تجدید کرنے کے لئے ہر صدی کے سر پر آتے رہے۔ سو اللہ تعالےٰ نے اس صدی یعنی چودھویں صدی کے سر پر بھی ایک مرد صالح کو تجدید دین کے لئے پیدا کیا۔ جس کا اسم مبارک مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ اس مجاہد اعظم نے ۱۸۸۲ء میں مجددیت کا دعویٰ کیا اور تمام دنیا کے مذاہب کو چیلنج کیا کہ اسلام کی صداقت پرکھنے کے لئے میرے مقابل پر آؤ تا تمہیں معلوم ہو کہ کونسا مذہب برحق ہے اور دلائل بینہ اور روشن نشانوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس پر چل کر انسان فلاح کے تمام مدارج طے کر سکتا ہے اور مولیٰ کا حقیقی قرب حاصل کر سکتا ہے۔ سو حضرت نبی کریم صلعم کے بعد مجددین کا ایک سلسلہ شروع ہوا جس طرح حضرت موسےٰ کے بعد انبیاء کا ایک سلسلہ شروع ہوا اور جس طرح حضرت عیسیٰؑ موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ تھے، اسی طرح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بھی سلسلہ محمدیہ کے آخری خلیفہ تھے۔ دوسری بات بھی ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰؑ سے ایک مشابہت ہے جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ سو جس طرح سلسلہ محمدیہ کے اول کو سلسلہ موسویہ کے اول سے مشابہت ہے ضروری تھا کہ آخر کو آخر سے مشابہت ہوتی مشابہت تکمیل کو پہنچتی۔ پس مسیح محمدی و مسیح ناصری کی آپس میں ایک خاص مشابہت ہے۔ جس کے چند پہلو درج ذیل ہیں:۔

(۱)۔ اوّل نمبر مشابہت کا یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ حضرت موسےٰ کے پورے ۱۴۰۰ سال بعد مبعوث ہوئے (یہ عقیدہ تمام عیسائیوں کا ہے اگرچہ پروٹسٹنٹ لوگوں کا کہنا ہے کہ ۱۵۰۰ سال یا کچھ مدت زیادہ تھی کہ حضرت عیسےٰ مبعوث ہوئے لیکن ہمارا استدلال کثرت پر ہے۔ اور اگر آخرالذکر قول قبول بھی کر لیا جائے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ مشابہت معمولی فرق کو چاہتی ہے)۔ ٹھیک اسی طرح مسیح محمدی بھی حضرت نبی کریم صلعم کے ۱۴۰۰ سال بعد امت محمدیہ میں مبعوث ہوئے۔

(۲)۔ دوسری مشابہت یہ ہے کہ مسیح ناصری رومی سلطنت کے عہد اقتدار میں مبعوث ہوئے[۱] اور ان دونوں سلطنتوں میں ایک خاص مشابہت ہے۔

[۱] اسی طرح مسیح محمدی انگریزی سلطنت کے عہد میں مبعوث ہوئے۔

(۳) تیسری مشابہت یہ ہے کہ مسیح ناصری کے وقت یہود کی مذہبی حالت ابتر ہو چکی تھی۔ ان کے علماء میں ریاکاری کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ان کی نماز۔ ان کا روزہ۔ انکی زکوٰۃ سب ریاکاری پر مبنی تھی۔ حکام وقت کو خوش کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ اور بعض ان میں سے اعلےٰ سرکاری عہدوں پر فائز تھے اور بعض کو سرکار عزت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ دنیاداری ان میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ اور سلطنت روم کی خوشنودی کے لئے ہر جائز و ناجائز کام کرتے تھے ایسی حالت مسلمانوں کی مسیح محمدی کے وقت میں تھی۔ ان کی مذہبی اور اخلاقی حالت ابتر ہو چکی تھی اور ان کے علماء یہودی علماء سے پوری مشابہت رکھتے تھے، بقول حضرت نبی کریم صلعم کہ آخری زمانہ کے علماء یہود و نصاریٰ سے کے بالکل مشابہ ہوں گے۔

(۴)۔ چوتھی مشابہت یہ ہے کہ مسیح ناصری کے وقت میں یہود سیاسی اقتدار کے لحاظ سے نہایت پست درجہ کی حالت میں تھے۔ ان کی سلطنت، ان کی جاہ و حشمت سب کچھ چھن چکا تھا، وہ رومی سلطنت کے زیر اثر زندگی بسر کر رہے تھے۔ اسی طرح مسیح محمدی کے وقت میں مسلمانوں کا سیاسی اقتدار ہندوستان میں بالکل ختم ہو گیا تھا۔ وہ انگریزوں کے زیر سایہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ بہادر شاہ ظفر کی سلطنت کا خاتمہ ۱۸۵۷ء کے غدر نے کر دیا جس سے مسلمانوں کی رہی سہی امیدوں پر بھی پانی پھر گیا۔

(۵)۔ پانچویں مشابہت یہ ہے کہ مسیح ناصری کے زمانہ میں عوام نہایت سکون و آرام کی زندگی زیر سایہ سلطنت روم بسر کر رہے تھے۔ ہر ایک قسم کی سہولت ان کو میسر تھی۔ سو اسی طرح مسیح محمدی کے زمانہ میں بھی عوام اپنی زندگی زیر سایہ سلطنت برطانیہ بسر کر رہے تھے۔ ہر ممکن سہولت کا سامان ان کے لئے موجود تھا۔ ریل نئی نئی ایجاد ہوئی تھی۔ اور طرح طرح کی سائنسی ایجادوں نے زندگی سہل اور آسان بنا دی تھی۔ سالوں اور مہینوں کے سفر دنوں اور گھنٹوں میں طے ہوتے عوام کو ہر طرح کی خوشحالی نصیب تھی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسیح کے زمانہ کی سہولتوں کو دیکھ کر لوگ تمنا کریں گے کہ کاش ان کے باپ دادا بھی اس زمانہ میں ہوتے۔

(۶)۔ چھٹی مشابہت یہ ہے کہ جس طرح مسیح ناصری کے زمانہ میں ایک ستارہ ذوالسنین آسمان پر نکلا تھا اور یہ اس کے مسیح ہونے پر ایک آسمانی دلیل تھا اسی طرح مسیح محمدی کے زمانہ میں بھی وہی ستارہ نکلا جو اس کے مسیح محمدی ہونے پر آسمانی دلیل تھا۔ اور اس کی گواہی بیشتر انگریزی اخبارات نے دی۔

(۷)۔ ساتویں مشابہت یہ ہے کہ جس طرح مسیح ناصری کے قتل کی کوشش کی گئی اور اسے صلیب پر لٹکایا گیا لیکن خدا تعالےٰ نے بخیر و عافیت اسے بچا لیا اور عین وقت پر اس کی دعا ایلی ایلی لما سبقتنی سن لی اسی طرح مسیح محمدی کے قتل کی سازش کی گئی اور پادری ہنری مارٹن کلارک نے قتل عمد کا مقدمہ آپ کے خلاف کھڑا کیا جو کپتان ڈگلس کی عدالت میں چلتا رہا لیکن خدا تعالےٰ کی مدد وہاں پہنچی اور آپ کو قتل کے الزام سے بری کیا گیا۔

(۸)۔ آٹھویں مشابہت یہ ہے کہ جس طرح مسیح ناصری کے قتل کے وقت پلاطوس نے ہاتھ دھوئے اور کہا کہ میں اس کے قتل سے بری ہوں۔ اسی طرح کپتان ڈگلس نے بھی مسیح محمدی کو قتل کے الزام سے بچایا۔

(۹)۔ نویں مشابہت یہ ہے کہ جس طرح مسیح ناصری کو صلیب دینے کے بعد ایک وبائی طاعون پھیلی اسی طرح مسیح محمدی کے وقت میں بھی ایک وبائی طاعون پھیلی اور پنجاب کے گاؤں کے گاؤں صاف ہو گئے اور بعض بعض خاندانوں میں ایک شخص بھی زندہ نہ بچا اور بعض میں سے شیر خوار بچے زندہ رہے اور اس قدر ہلاکت ہوئی کہ لوگوں کے لئے عبرت کا نمونہ تھی اور اسی وجہ سے اس نشان کے کئی ہزار افراد مسیح محمدی کی بیعت میں داخل ہو گئے، یہ آپ کی صداقت پر زندہ کی شہادت تھی۔

(۱۰) - دسویں مشابہت یہ ہے کہ جس طرح مسیح ناصریؑ کو صلیب دیتے وقت سورج کو گرہن لگا (یا اس پر اندھیرا چھا گیا) سو اسی طرح مسیح محمدیؑ کے وقت میں بھی کسوف و خسوف دیکھنے میں آیا اور مشرق میں رمضان کے مہینے میں ٹھیک انہیں تاریخوں میں کسوف و خسوف دیکھنے میں آیا جن تاریخوں میں مغرب میں ہوا۔ یہ آسمانی شہادت تھی جس نے آپ کی صداقت پر مہر لگائی۔

(ایک قابل غور امر جو اس کسوف و خسوف میں پوشیدہ ہے یہ ہے کہ سورج بمنزلہ مذہب اسلام کے ہے اور چاند بمنزلہ دوسرے مذاہب باطلہ کے۔ اس طرح سورج اور چاند گرہن سے یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اسلام اور دوسرے تمام مذاہب باطلہ پر اندھیرا چھا گیا تھا۔ اور مسیح محمدیؑ کی بعثت کا مقصد اس اندھیرے کو دور کر کے۔ اسلام کے روشن چہرہ کو دنیا پر ظاہر کرنا اور دوسرے مذاہب پر اس کی فوقیت ثابت کرنا تھا۔

(۱۱) گیارہویں مشابہت یہ ہے کہ جس طرح مسیح ناصریؑ بن باپ پیدا ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا اسی طرح مسیح محمدیؑ بھی بنو قریش میں سے نہیں تھا۔

(۱۲) - بارہویں مشابہت یہ ہے کہ جس طرح مسیح ناصریؑ کے متعلق وحی الٰہی نازل ہوئی کہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا۔ بعینہٖ وہی الفاظ مسیح محمدیؑ پر نازل ہوئے یعنی یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا (الہام براہین احمدیہ) اس الہام کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اوّل مسیح ناصریؑ کو عیسائیوں اور یہودیوں کے اس الزام سے بری کیا کہ وہ صلیب پر مر کر لعنتی ہوئے۔ اسی طرح مسیح محمدیؑ کو بھی کئی الزاموں سے پاک کیا مثلاً قتل کے مقدمہ میں آپ صاف طور پر بری کئے گئے۔

(۱۳) - تیرھویں مشابہت یہ ہے کہ مسیح ناصریؑ کے متعلق لکھا تھا کہ اس کے آنے سے پہلے ایلیا نبی دوبارہ آئے گا جس کی تاویل حضرت مسیحؑ نے یہ کی کہ ایلیا کے دوبارہ آنے سے مراد یہ تھی کہ کوئی دوسرا شخص ایلیا کی خو بو میں آئے گا چنانچہ حضرت یحییٰؑ ایلیا کی خو بو میں آئے۔ اسی طرح مسیحؑ کے دوبارہ نزول سے کسی دوسرے شخص کا مسیح ناصریؑ کی خو بو میں آنا مراد ہے اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔

(۱۴) - چودھویں مشابہت یہ ہے کہ مسیح ناصریؑ ایک موعود مسیح تھا اور تمام اسرائیلی صحیفوں میں اس کے آنے کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ سو مسیح محمدیؑ بھی ایک مسیح موعود تھا جس کا ذکر احادیث میں اور قرآن کریم میں آیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ فاتحہ سے اور آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم سے ثابت ہے۔

(۱۵) - پندرھویں مشابہت یہ ہے کہ مسیح ناصریؑ نے "بیماروں کو بھلا چنگا کیا" اس طرح مسیح محمدیؑ نے بھی روحانی بیماریوں کو زندہ کیا۔

(۱۶) - سولھویں مشابہت یہ ہے کہ مسیح ناصریؑ کے وقت میں یہودیوں کے کئی فرقے ہو گئے تھے اور مسیح ان کے لئے بطور حکم کے آیا تھا۔ سو ضرور تھا کہ وہ ہر ایک فرقے کی جو اس وقت موجود ہے، غلطیوں کو دور کرتا سو ایسا کرنے سے علماء اس کے مخالف ہو گئے کہ امت میں تفرقہ ڈالتا ہے۔ اسی طرح مسیح محمدیؑ کی بعثت کے وقت میں مسلمانوں کے ۷۲ فرقے ہو گئے تھے۔ اور مسیح محمدیؑ ان میں بطور حکم کے آیا تھا سو مسلمان علماء نے اس کی مخالفت کی کہ اجماعی عقائد کے خلاف جاتا ہے۔

(۱۷) - سترھویں مشابہت یہ ہے کہ مسیح ناصریؑ کے ساتھ دو چور بھی مصلوب ہوئے اور آخر قتل کئے گئے۔ اسی طرح جب مسیح محمدیؑ کے خلاف کپتان ڈگلس کی عدالت میں قتل کا مقدمہ پیش ہوا اور اس کا فیصلہ ہوا تو اسی دن ایک چور کو بھی سزا ہوئی۔ لیکن وہ سزا موت نہ تھی بلکہ صرف چند ماہ کی قید کی سزا تھی۔

(۱۸) - اٹھارہویں مشابہت یہ ہے کہ یہودیوں نے مسیح ناصریؑ کا سرے سے انکار ہی کر دیا۔ اور اس کے ماننے والوں کے دو گروہ ہو گئے ایک وہ عیسائی جو اسے خدا کا بیٹا اور خدا سمجھنے لگے سو انہوں نے غلو کیا اور تعداد ان کی اس وقت تک کروڑوں تک ہے۔ اور ایک دوسرا گروہ جس کا نام یونی ٹیرین ہے مسیح کو خدا کا سچا نبی اور فوت شدہ تسلیم کرنے لگے اور اب تک موجود ہیں اور ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ بعینہٖ یہی معاملہ مسیح محمدیؑ کے ساتھ ہوا اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا مشابہت تکمیل کو پہنچتی۔ سو مسلمانوں نے اس کا سرے سے انکار ہی کر دیا۔ اور اس کے ماننے والوں کے دو گروہ ہو گئے ایک وہ جنہوں نے غلو کیا اور ان کی تعداد لاکھوں تک ہے اور ایک وہ جو چند ہزار ہیں اور جنہوں نے صحیح مقام کو پہچانا۔

(۱۹) - انیسویں مشابہت یہ ہے کہ مسیح ناصریؑ نے مجازی طور پر ابن اللہ اپنے آپ کو کہا تھا۔ مگر عیسائیوں کے ایک کثیر گروہ نے اسے حقیقت پر محمول کیا۔ سو ایسا ہی یہاں ہوا۔ کہ مسیح محمدیؑ نے اپنے آپ کو مجازی طور پر نبی کہا تھا۔ سو ایک کثیر گروہ نے اس کے ماننے والوں میں سے اسے حقیقت پر محمول کیا۔ ۴۴ :

## حضرت نبی کریم صلعم مسلمان کو کس کردار کا مالک دیکھنا چاہتے ہیں

(بسلسلہ صفحہ ۱)

لیکن نتیجہ الٹا نکلا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان بننے کے بعد بدیوں کا سیلاب اُمڈ آیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ قوم میں نیک آدمی بھی ہیں دیانتدار بھی ہیں۔ لیکن یہ النادر کالمعدوم کا مصداق ہیں بالعموم قوم کی حالت جانتے مخر نہیں۔

باوجود اس طرف توجہ دینے کے کہ اپنی زندگیاں ہدایات اسلامی کے مطابق بسر کرو حالت سدھرنے میں نہیں آتی، اور یہ تمام آوازیں صدا بصحرا ثابت ہو رہی ہیں وجہ یہی ہے کہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان نہیں رہا، اگر ہے تو محض رسمی ہے اور لبوں پر ہے دلوں کی گہرائیوں تک اترا ہوا نہیں کہ جو اعمال پر اثر انداز ہو سکے اس کا طریقہ ہمیشہ سے یہی چلا آیا ہے کہ خدا کے ماموروں کے ذریعہ ہی ایسا ایمان پیدا ہوتا ہے سو خدا کے مامور کے دامن کے ساتھ وابستہ ہوئے بغیر اب بھی یہ نعمت میسر نہیں آسکتی، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے تا وہ اپنے گم شدہ متاع کو پائیں

آمین

اللھم صلِّ علیٰ محمد و بارک وسلم

۴۴ ——

(۲۰) - بیسویں مشابہت یہ ہے کہ مسیح ناصریؑ کو بن باپ پیدا ہونے کی وجہ سے آدم سے ایک خاص مشابہت تھی۔ سو مسیح محمدیؑ کو بھی بوجہ توام پیدا ہونے کے آدم سے مشابہت ہے۔

(۲۱) - اکیسویں مشابہت یہ ہے کہ مسیح ناصریؑ چونکہ یہودیوں کے زمانہ تنزل میں آیا تھا سو اسے جہاد بالسیف کا حکم نہ تھا۔ اسی طرح مسیح محمدیؑ کو بھی جہاد بالسیف کا حکم نہ تھا۔

سو یہ وہ مشابہات ہیں جو مسیح محمدیؑ کی مسیح ناصریؑ سے ہیں۔ اور ایک بیّن ثبوت ہے مسیح محمدیؑ کی سچائی کا۔

فتدبروا یا اولی الالباب

(از محمد عبداللہ جان۔ سٹوڈنٹ سیکنڈ ایئر میڈیکل خلف الرشید ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پشاور)

### درخواستِ دُعا

ملک محمد انور صاحب فرزند ملک عبدالغنی صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ عبدالغنی صاحب ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے اب خدا کے فضل سے رو بصحت ہیں۔ احباب کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

عبدالوہاب

# رفتارِ عالم

— کراچی، پاکستان اور بھارت کے درمیان دوسالہ نئے تجارتی معاہدہ پر دستخط ہوگئے ہیں۔

— لاہور۔ قومی اسمبلی میں مغربی پاکستان کی خالی نشستوں کے ضمنی انتخابات میں پیر بخش بھٹو اور رانا خداداد قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوگئے ہیں۔

— کراچی۔ دو ستمبر سے ملک میں پچیس اور پچاس پیسے کے دو نئے سکے چلنا شروع ہوگئے۔

— راولپنڈی۔ مسٹر جارج بال کی آمد کے بعد جو اہم مسئلہ یہاں زیر بحث آئے گا وہ یہ اصول ہوگا جس کے تحت آئندہ پاکستان امریکہ سے اقتصادی امداد لے گا۔

— نیویارک، امریکہ میں پاکستان اور چین کے درمیان حالیہ فضائی سمجھوتہ پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا جارہا ہے

— مری۔ صدر ایوب خاں نے مشرقی پاکستان کے پارلیمانی امور اور قانون کے وزیر مسٹر اے۔ٹی۔ ایم مصطفیٰ اور مرکزی اسمبلی کے رکن مسٹر عبداللہ المحمود کو صدارتی کابینہ میں وزیر مقرر کر دیا ہے۔

— جکارتہ۔ وزیر خارجہ انڈونیشیا نے کہا ہے کہ اگر بھارت نے چین پر جارحانہ حملہ کیا تو وہ اس معاملہ کو کولمبو کانفرنس میں شریک ممالک کے سامنے پیش کرے گا۔

— لندن، پاکستان کو عنقریب لندن کے انڈیا ہال میں واقع عجائب گھر کی موجودہ نوادرات میں سے ایک بہت بڑا حصہ ملنے والا ہے۔ یہ عجائب گھر عنقریب ختم کر دیا جائے گا۔

— قاہرہ۔ عراق اور شام کی برسر اقتدار حزب البعث مصر کے ساتھ وفاق میں شامل نہیں ہوگی۔ سیاسی حلقوں کی رائے ہے کہ صدر کرنل عبدالسلام عارف کا دورۂ قاہرہ ایک سیاسی چال تھی۔ صدر ناصر نے سربراہوں کا اجلاس بلانے کی تجویز مسترد کر دی ہے معلوم ہوا ہے کہ عراق اور شام اپنا علیحدہ وفاق قائم کرنا چاہتے ہیں۔

— روم، حال ہی میں اٹلی کے تمام شہروں میں ایک رات کے لئے "خاموشی" کا کرفیو لگا دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اٹلی کے شہر اور اٹلی کے باشندے رات کے اندھیرے میں شور کرنے کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

— واشنگٹن، کوریا کی سپریم کونسل کے صدر جنرل پارک فوج سے مستعفی ہوگئے ہیں۔

— پیکن، چین کی کمیونسٹ پارٹی کے صدر نے کہا ہے کہ امریکی سامراج کو جنوبی ویٹ نام سے نکلنا پڑے گا۔

— نیویارک، اقوام متحدہ کے منشور پر نظر ثانی کرنے والی کمیٹی کے روسی نمائندے نے مطالبہ کیا ہے کہ حفاظتی کونسل میں دولت مشترکہ کی نشست ختم کر دی جائے۔

— کراچی، پاکستان اور روس نے تبادلۂ اشیاء کی بنیاد پر ایک تجارتی معاہدہ پر دستخط کر دیئے ہیں جس کے مطابق دونوں ملکوں کے درمیان ایک کروڑ روپے کی اشیاء کا تبادلہ کیا جائے گا۔

— واشنگٹن۔ امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ ڈھاکہ ایئر پورٹ پر تعمیری کام کے لئے پاکستان کو قرضہ دینے کے معاہدہ پر دستخط کرنے کی کارروائی غیر معین عرصہ تک ملتوی کر دی گئی ہے امریکہ نے یہ فیصلہ پاک معاہدہ پر دستخط ہوجانے کے بعد کیا ہے۔

— ہلسنکی، فن لینڈ کی مخلوط وزارت نے اپنا استعفیٰ صدر مملکت کو پیش کر دیا ہے۔

— الجزائر۔ الجزائر کی دستور ساز اسمبلی نے کل رات ملک کے آئین کی منظوری دے دی ہے۔

— کوالالمپور، ایک اعلان کے مطابق ملائیشیا کے قیام کی نئی تاریخ ۱۶ ستمبر مقرر کی گئی ہے۔

— ڈھاکہ گورنر مشرقی پاکستان نے بتایا ہے کہ آسام اور تری پورہ سے بھارتی مسلمانوں کے مسلسل اخراج کے خلاف بھارتی حکومت سے شدید احتجاج کیا جائے گا۔ اگر بیدخلی کا یہ سلسلہ بند نہ ہوا تو یہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔

— نئی دہلی۔ حکومت بھارت نے اس بات کی سرکاری طور پر تصدیق کر دی ہے کہ وہ مقبوضہ کشمیر کو بھارت میں ضم کرنے کی بعض تجاویز پر غور کر رہا ہے۔



تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
رجسٹرڈ ایل ۸۳۶

پیغام صلح ۱۸ ستمبر ۱۹۶۳ء - رجسٹرڈ ایل ۸۳۶ شمارہ ۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ترجمان خصوصی

ہفت روزہ

# پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۲ پیسے

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب


ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ : تبلیغ لاہور
فون نمبر : ۳۷۲۳۷
مدیر : دوست محمد
مدیر معاون : بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۳۷


## بحرِ حکمت کے موتی

عن جریر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس ۔

(صحیحین)

عبداللہ کے بیٹے جریر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جو لوگوں کے ساتھ مہربانی کے ساتھ پیش نہیں آتا خدا اس پر مہربانی نہیں کرتا ۔

---

عن نعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تری المؤمنین فی تراحمھم وتوادھم وتواطفھم کمثل الجسد اذا اشتکی عضو تداعی لہ سائر الجسد بالسھر والحمی ۔

(صحیحین)

نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مخاطب تو مسلمانوں کو دیکھتا ہے کہ باہم ایک دوسرے پر مہربانی کرنے اور ایک دوسرے کو دوست رکھنے اور باہم شفقت کرنے میں تن واحد کی مانند ہیں کہ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو جسم کے باقی اعضاء بیداری اور تپ میں اس کی موافقت کرتے ہیں ۔

(صحیحین)

---

غلام قادر ڈار
عفی عنہ

## مسلمان کون ہے

### ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ خیال مت کرو کہ ہم مسلمان ہیں اور بس ۔ اسلام بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اس کے اندر فلاسفی ہے جو زبان سے کہہ دینے سے حاصل نہیں ہوتی ۔ اسلام اللہ تعالیٰ کے تمام تصرفات کے نیچے آجانے کا نام ہے ۔ اور اس کا خلاصہ خدا کی سچی اور کامل اطاعت ہے مسلمان وہ ہے جو اپنا سارا وجود خدا تعالیٰ کے حضور رکھ دیتا ہے بدوں کسی امید پاداش کے من اسلم وجھہ للہ وھو محسن ۔ یعنے مسلمان وہ ہے جو اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے وقف کر دے ۔ اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کرے اور اعتقادی اور عملی طور پر اس کا مقصود اور غرض اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو اور تمام نیکیاں اور اعمال حسنہ جو اس سے صادر ہوں وہ مشقت اور مشکل کی راہ سے نہ ہوں ۔ بلکہ ان میں ایک لذت اور حلاوت کی کشش ہو جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت سے تبدیل کر دے حقیقی مسلمان اللہ تعالیٰ سے پیار کرتا ہے ۔ یہ سمجھ کر اور مان کر کہ وہ میرا محبوب اور مولا اور پیدا کرنے والا محسن ہے اس لئے اس کے آستانہ پر سر رکھ دیتا ہے ۔

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ :- بابو شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## مغربی پاکستان

از شیخ مبارک علی صاحب ۔ شور کوٹ ضلع جھنگ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف ۔ تحفہ ٹیچنگز آف اسلام اور نجم الہدیٰ ملے ۔ بے حد شکریہ ۔ یہ دونوں کتب بے نظیر اور نہایت مفید ہیں جو ہر مسلمان کو مطالعہ کرنی چاہئیں امید ہے کہ ایسی منتخب کتب مفت لٹریچر کے سلسلہ میں مجھے گاہے بگاہے ارسال فرماتے رہا کریں گے ۔ میرا نام اس سلسلہ میں نوٹ فرمالیں ۔

یہ امر ناقابل انکار ہے کہ آپ کی جماعت نے اسلام کی بیش بہا خدمت کی ہے ۔ جزاک اللہ

(لٹریچر بھیجا گیا)

## کولمبو (سیلون)

ترجمہ خط ۔ یو۔ ایل ۔ ایم ۔ ایم محی الدین ۔
کولمبو (سیلون)

آپ کا ارسال کردہ کتابوں کا پارسل ملا بہت شکریہ ۔ اُردو کی کتابیں نہیں پڑھ سکتا کیونکہ میں یہ زبان نہیں جانتا ۔ اس لئے میں نے ان کو ٹریننگ ہوم میں دے دیا جہاں کہ پاکستانی لوگ جہازی بیماری کی حالت میں داخل ہوتے ہیں اور ان کو پڑھتے ہیں اور جتنا عرصہ وہ ہسپتال میں رہتے ہیں وہ ان کتابوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں ۔

مجھے افسوس کے ساتھ چند ایک باتیں گوش گذار کرنی پڑی ہیں ۔ میں نے ۱۹ اپریل کو تاج کمپنی لمیٹڈ منگو پیر کراچی کو قرآن شریف جلد دوئم مصنفہ مولانا عبدالماجد دریا بادی کے متعلق لکھا ۔ اور مبلغ -/18 روپے کا ڈرافٹ کراچی روانہ کیا جیسا کہ انہوں نے ۱۵ اپریل کے خط میں لکھا تھا ۔ میں نے انکو کتابیں بذریعہ رجسٹری بھیجنے کو لکھا مگر اب تک نہ ہی روپوں کی رسید ملی اور نہ ہی قرآن موصول ہوا ۔ میں نے ان کو کئی خط ہوائی ڈاک سے ارسال کئے ۔ لیکن انہوں نے جواب کی تکلیف نہ کی ۔ مجھے مایوسی ہوئی ۔ پھر میں نے سوچا کہ یہ ڈرافٹ راستہ میں کھو گیا ہوگا ۔ پھر میں نے کولمبو بنک والوں کو لکھا کہ یہ ڈرافٹ کس طرح آپ نے کراچی روانہ کیا تھا ۔ میرے خزانچی نے مجھے لکھا کہ وہ ۱۶ جولائی ۱۹۶۲ کو نیشنل بنک اور گرنڈلے بنک کی معرفت دیا گیا ۔ مجھے توقع نہ تھی کہ تاج کمپنی ایسا سلوک کریگی

پہلے میری اس کمپنی سے کوئی خط و کتابت نہ تھی ۔

میں حیران ہوں کہ یہ کمپنی ایک معتبر کمپنی ہے میرے بھائی آپ بمہربانی ان کو لکھیں کہ میری رقم کا کیا ہوا اور میرے اتنے خطوں کا کیوں جواب نہ دیا ۔ دوسرے اگر رقم ان کو مل گئی ہے ۔ تو ان سے گذارش کریں کہ وہ قرآن شریف مجھے ارسال کریں میں آپ کا تہ دل سے مشکور رہوں گا ۔ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ میں قرآن شریف کی کاپی یہاں سے مارکیٹ سے خرید لی ہے ۔ میں نے ان کو خط بھی لکھ دیا تھا ۔

میرے بھائی میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری اس تکلیف کو معاف فرمائیں گے ۔ میں آپ کے خط کا منتظر رہوں گا ۔

(ان کو جواب دیا گیا اور تاج کمپنی کو بھی لکھا گیا)

## نائیجیریا

ترجمہ خط الیس ۔ سلاجو الورن ، نائیجیریا ۔
الورن ۔ نائیجیریا)

السلام علیکم ۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وہ خدا جو کہ بہت رحیم وکریم ہے ، اس کے واسطہ سے میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ مجھے اسلام کے متعلق چند باتیں واضح کریں ۔ اگرچہ میری خواہش ہے کہ میں عربی قرآن کا مطالعہ کروں ۔ لیکن میں ان خوش قسمت لڑکوں میں سے نہیں ہوں کیونکہ میری مالی حالت بہت کمزور ہے ۔ اسی وجہ سے میں عربی سکول میں حاضر نہیں ہوتا اور نہ ہی میرے پاس ایسی کتابیں ہیں جو مجھے مذہب کی طرف راغب کریں ۔

چونکہ میں مسلمان ہوں اور چاہتا ہوں کہ مذہب اسلام کے متعلق کافی علم حاصل کروں ۔ اس لئے مجھے اس کے سیکھنے کا ذریعہ بتائیں ۔ اسی لئے جناب عالی آپ میری حالت پر رحم کریں اور مجھے قرآن شریف انگریزی ارسال فرمائیں اور اس کے ساتھ دوسری مذہبی کتابیں بھی ارسال فرمائیں ۔

(ان کو خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط بہاری کھا ور بدارنا ئے جیریا

جناب عالی

میں نے بڑے اشتیاق سے آپ کی کتاب ٹیچنگز آف اسلام ایک مسلمان دوست سے پڑھی اور اس میں سے بہت سی مفید باتیں حاصل کیں ۔ اور میں نے آپ کے متعلق یہ بھی پڑھا ۔ کہ آپ دین اسلام کی اشاعت میں بہت کوشش کرتے ہیں اور دنیا کے کونوں تک پہنچا رہے ہیں میں بہت خوش ہوں گا ۔ اگر آپ مجھے لٹریچر بھیجیں ۔

خصوصاً ٹیچنگز آف اسلام

والسلام

(خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

## بھارت

شعبہ صنعت و حرفت ۔ یو۔ پی ۔ سیکرٹریٹ لکھنؤ

برادر محترم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب کا نوازش نامہ منظر نواز ہوا تھا ۔ ذاتی مصروفیات اور چند دیگر مشکلات کے باعث فوراً جواب نہ دے سکی ۔ امید ہے معاف فرمائیں گے چار کتابیں موصول ہو گئی ہیں صد شکریہ ادا کرتی ہوں ابھی مکمل نہیں ہو سکا ۔ کیونکہ میری زندگی بڑی مصروف ہے مکمل ہونے پر اپنے تاثرات سے مطلع کر سکوں گی بہر حال اب تک جو کچھ نظر سے گذرا ہے اس کی میں داد دیئے بغیر نہ رہ سکی آپ کے تبلیغی کام کی بابت جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے اس سے میں بہت متاثر ہوں ۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مصداق آپ کی جماعت ہے اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں آئندہ اسلام کے بارے میں کچھ جاننے کی کوشش کروں گی ۔ اگر آپ نے مزید اجازت دی تو مرزا صاحب کے مقام کے بارے میں معلومات حاصل کروں گی ۔

سیرت خیر البشر کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہے آپ کا لاہور سے اُردو رسالہ کونسا شائع ہوتا ہے ایک کاپی عنایت فرمائیں ۔ خط و کتابت کا سلسلہ اگر جاری رہا ۔ تو مفصل بات ہو سکے گی ۔ امید ہے کہ مزاج عالی بخیر ہوگا ۔ جواب سے محروم نہ رکھیں ۔ والسلام

ناچیز صابرہ

(۲)

ترجمہ خط ۔ وی ۔ ٹی ۔ کنجا کمن کرالا ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ میرا کارڈ مل گیا ہوگا ۔ میں نے آپ کو عرض کیا تھا کہ مجھے اسلام کے متعلق کچھ لٹریچر ارسال کریں ۔

مجھے نجم الہدیٰ کے متعلق معلوم ہوا ہے جس کو آپ لٹریچر میں شامل کر کے مجھے ارسال فرمائیں گے ۔ جس کا بہت بہت شکریہ

(لٹریچر اور کتاب نجم الہدیٰ بھیجی گئی)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۶۳ء

# افریقہ میں تبلیغِ اسلام

جماعت اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک اجلاس لاہور میں ۸ جولائی سے ۱۲ جولائی ۱۹۶۳ء تک منعقد ہوا جس کی مفصل رپورٹ ماہ اگست ۱۹۶۳ء کے ترجمان القرآن میں شائع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ کے شروع ہی میں یہ بتایا گیا ہے کہ :-

"شوریٰ کی اس کارروائی میں چوہدری غلام محمد صاحب امیر جماعت اسلامی حلقہ کراچی کی وہ رپورٹ بھی سامنے آئی ہے جو انہوں نے افریقہ میں اسلام کی رفتارِ ترقی کے بارے میں اپنے ذاتی مشاہدات کی بنیاد پر پیش کی ہے چوہدری صاحب حالات کا جائزہ لینے کے لئے خود افریقہ کے اہم مقامات پر تشریف لے گئے اور صورت حال کا اپنی آنکھوں سے مطالعہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ افریقہ میں اسلام کی ترقی کی رفتار اس سے بہت مختلف ہے جو مغربی ممالک اور مصر کے اخبارات بیان کر رہے ہیں۔ "وہاں مسلمانوں کی طرف سے اب تک کوئی قابلِ ذکر منظم کام نہیں ہوا ہے اور نہ ہی ایسے ادارے ہی موجود ہیں جنہیں منظم کر کے اس کام میں لگایا جا سکے، البتہ فہمیدہ اور دور اندیش مسلمانوں میں اس کی ضرورت کا احساس اُبھر رہا ہے۔"

اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لئے جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ نے اس امر کا فیصلہ کیا ہے کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی دسمبر ۱۹۶۳ء میں بالکل اپنی ذاتی حیثیت میں مشرقی افریقہ کا دورہ کریں تاکہ کوئی جماعتی تعصبات تبلیغِ دین کی راہ میں حائل نہ ہونے پائیں۔ پھر اس دورہ کے اختتام پر وہیں اُن حضرات کی ایک کنونشن بلائی جائے جو سینوں میں اسلام کا درد رکھتے ہیں اور اس بات کے آرزومند ہیں کہ اللہ کا یہ دین دوسرے ادیان پر غالب ہو۔ انہی دردمند اصحاب کے اشتراک تعاون سے وہاں ایک مضبوط تبلیغی ادارے کی بنا ڈالی جائے جو ایک نظم کے تحت اس کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کرے۔

اس ادارے کو مضبوط بنانے اور اُسے ہر قسم کی امداد بہم پہنچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دنیا کے سارے مسلمانوں کے ضمیر کو بیدار کیا جائے اور انہیں اس کام کی اہمیت کا اچھی طرح احساس دلایا جائے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے جماعت نے یہ طے کیا ہے کہ مولانا کی مراجعت پر پاکستان میں تمام دینی جماعتوں کے اشتراک سے ایک کانفرنس منعقد کی جائے اور اس میں ایک خالص دینی اور غیر جماعتی تبلیغی ادارے کی تشکیل کی جائے جو اس غرض کو اس قسم کے تعصبات اور امتیازات سے بالاتر ہو کر بطریق احسن سرانجام دے۔"

جہاں تک افریقہ میں تبلیغ اسلام کا تعلق ہے جماعت اسلامی یا جو کوئی بھی اسلامی ادارہ اس کام کو کرنا چاہے، وہ قابل مبارکباد ہے۔ تبلیغ اسلام ہر مسلمان فرض ہے، کسی خاص جماعت کا اجارہ نہیں۔ جو کوئی بھی اس کام کو کرے اپنا فرض ادا کرے گا۔ لیکن جس رنگ میں چوہدری غلام محمد امیر جماعت اسلامی حلقہ کراچی نے افریقہ میں اسلام کی رفتارِ ترقی کے بارہ میں رپورٹ پیش کی ہے، وہ افسوسناک ہے اُن کا یہ کہنا کہ :-

"وہاں مسلمانوں کی طرف سے اب تک کوئی قابلِ ذکر منظم کام نہیں ہوا ہے اور نہ ہی ایسے ادارے موجود ہیں، جنہیں منظم کر کے اس کام میں لگایا جا سکے۔"

کس قدر خلاف حقیقت ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مشرقی افریقہ میں جہاں جماعت اسلامی اس کام کو شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جماعت ربوہ نہایت وسیع پیمانے پر تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دے رہی ہے، جس کی رپورٹیں آئے دن اخبار "الفضل" میں شائع ہوتی رہتی ہیں، تعجب ہے چوہدری غلام محمد صاحب کے "ذاتی مشاہدات" اس اہم تشریح حقیقت کے مشاہدہ سے خالی کیوں رہ گئے، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ جماعت ربوہ کی تنظیم تبلیغ کو مسلمانوں کی تنظیم نہ سمجھتے ہوں، تاہم انہیں اپنی رپورٹ میں کم از کم ایک "غیر اسلامی" تنظیم ہی کی حیثیت سے اس کا ذکر تو کر دینا چاہیئے تھا۔ اور یہ بتانا چاہیئے تھا کہ وہ ان کے زعم میں مسلمان نہ ہونے کے باوجود تبلیغ اسلام کا کام نہایت سرگرمی سے سرانجام دے رہے ہیں۔

نہ صرف مشرقی افریقہ میں بلکہ مغربی افریقہ میں بھی جماعت ربوہ اور جماعت احمدیہ لاہور جو تبلیغی خدمات سرانجام دے رہی ہیں، اور پھر افریقہ کے دور دراز علاقوں میں خط و کتابت، اور جماعت احمدیہ لاہور کے پیدا کردہ لٹریچر کے ذریعہ اسلام کی رفتار ترقی میں جو اضافہ ہو رہا ہے اس سے کون دانا و بینا انسان انکار کر سکتا ہے۔ لیکن جماعت اسلامی اس کا اعتراف کرنے سے بھی قاصر ہے۔

رہا جماعت اسلامی کا عزم تبلیغ جس کا مذکورہ بالا رپورٹ میں ذکر ہے، ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ اگر وہ اس عزم کو خالص اسلامی بنیادوں پر عملی جامہ پہنائے تو چشم ما روشن دلِ ما شاد، لیکن ہمیں شبہ ہے کہ وہ افریقہ میں بھی اسلام کے نام پر اسی قسم کی دھاندلی مچائے گی جیسے پاکستان میں مچائی جا رہی ہے۔ اور مولانا مودودی خواہ ذاتی حیثیت سے مشرقی افریقہ کا دورہ کریں یا جماعتی رنگ میں سیاست کا لبادہ جو پاکستان میں انہوں نے زیب تن کر رکھا ہے، مشکل ہے کہ وہ افریقہ جاتے ہوئے اسے یہاں اتار کر رکھ جائیں، ان کا عقیدہ ہے کہ اسلام سیاست کے بغیر پنپ ہی نہیں سکتا، یہی عقیدہ لے کر افریقہ جائیں گے اور وہاں کے سادہ دل لوگوں کو جو اسلام کی سادہ تعلیم سے متاثر ہو کر دین حنیف میں شامل ہوتے جا رہے ہیں، سیاسی جوڑ توڑ کا شکار بنا کر سراسیمہ و پراگندہ کر دیں گے، مولانا مودودی کا اپنا میدان ہے جس میں وہ اپنے عقیدتمندوں کے ساتھ دوڑیں لگاتے اور اراکین پاکستان کی پگڑیاں اچھالتے ہیں۔ افریقہ کی سرزمین ان کے لئے سازگار نہیں اور نہ ان کا وہاں جانا جماعت اسلامی کے لئے مفید ثابت ہوگا، ہمارا یہ مخلصانہ مشورہ ہے کاش وہ اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تبلیغ کا میدان فی الحقیقت اس جماعت ہی کے لئے سازگار ہے، جو حضرت مجدد وقت سے تربیت حاصل کر کے میدان عمل میں آئی، یورپ، افریقہ، امریکہ، انڈونیشیا، فلپائن، جہاں بھی جائیں، جماعت احمدیہ ہی کے مبلغ آپ کو خالص اسلامی بنیادوں پر اسلام کی اشاعت کرتے ہوئے ملیں گے، دوسری کسی جماعت یا ادارہ کو یہ توفیق ہی میسر نہیں کہ وہ اس طرف توجہ کر سکیں، یہ مشیت الٰہی ہے، جس کو بدلنا جماعت اسلامی یا کسی اور ادارہ کا کام نہیں۔

## خالقِ کائنات کی صنّاعی کا ایک نمونہ

(امریکہ کے چھپے ہوئے ایک نئے اور مستند نقشۂ عالم (ورلڈ اٹلس) سے اقتباس کیا گیا ہے)

زمین، مریخ، زحل، چاند وغیرہ کی گردش کو چھوڑیئے جتنے بھی اجرامِ فلکی ہیں، سورج سے لے کر کہکشانوں تک، سب کے سب مسلسل حرکت میں ہیں اور ہم سے دور خلاؤں میں اور گھستے ہی چلے جاتے ہیں! منفرد کہکشانوں سے لے کر، پانچ پانچ سو کہکشانوں کے مجموعوں تک! یہ ہماری نظر میں آنے والی کہکشاں نسبتاً بہت چھوٹی ہے۔ لیکن اس کے ستاروں کو جن کی تعداد ۱۰ لاکھ × ایک لاکھ ہے۔ کوئی فی سیکنڈ ایک ستارہ کے حساب سے گننا چاہے تو انہیں کے گننے میں ۲½ سال لگ جائیں گے!

یہ اربوں بلکہ کھربوں کہکشائیں جو ہماری چھوٹی سی کہکشاں کے علاوہ خلا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں سے جو ہم سے نزدیک ترین ہے اور ہماری کہکشاں سے مشابہ بھی۔ اس کا فاصلہ ہم سے ۲۰ لاکھ "سال نوری" کا ہے! یعنی اتنے فاصلہ پر کہ روشنی جس کی رفتار ایک لاکھ ۸۶ ہزار میل فی سکنڈ ہے۔ وہ وہاں سے یہاں تک پہنچنے میں ۲۰ لاکھ سال لے گی!

جس کہکشاں کو ہم آپ دیکھتے ہیں خود اس کی وسعت بے پایاں کا اندازہ اس سے کیجئے کہ کوئی راکٹ (ہوائی) اگر اس کے ایک کنارے سے ایک لاکھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چھوڑی جائے تو اس کے دوسرے کنارے تک پہنچنے میں اسے ۶۰۰ × ۱۰۶۰۰۰۰۰۰ سال لگ جائیں گے! اور کہکشانوں کی تعداد بھی شاید اسی رفتار سے بڑھتی جاتی ہے جتنی انسان کی سراغ رسانی اور کاوش و تحقیق۔

یہ ٹھوس علمی اور سائنسی حقائق، فرمایئے کہ اپنی افسانویت، انوکھی، اور رومانیت میں ہر افسانہ اور رومان کو بھی مات دے دینے والے ہیں یا نہیں؟

—— اور فرمایئے کہ سائنس کا جو علم ان حقائق کو ذہن کے سامنے لاتا ہے، وہ الحاد و بے دینی پھیلانے والا ہے یا ایمان کو تازہ کرنے اور فاطرِ کائنات کی حکمت اور صناعی اور قدرت پر یقین میں اضافہ کرنے والا؟

(صدق جدید)

---

## ضرورت ہے

کوئی ادھیڑ عمر پختہ خیال مخلص۔ دیندار کمپونڈر کو الیفائڈ ملازمت کا خواہشمند ہو تو حسب ذیل پتہ پر درخواست بھیجدیں تنخواہ گورنمنٹ سکیل پر دی جائے گی:۔

ڈاکٹر فیاض حسین میڈیکل پریکٹیشنر۔ جوہر آباد۔

## اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیرایدہ اللہ ایبٹ آباد میں بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں اور عنقریب لاہور تشریف لانے والے ہیں۔

### ڈاکٹر این اے خان کا اپریشن

—— رنگون (برما) سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہمارے محترم بزرگ اور مجاہد فی سبیل اللہ ڈاکٹر این اے خان صاحب چند دن پیشتر درد گردہ کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہوئے۔ جہاں اُن کا اپریشن کیا گیا اور مرغی کے انڈا کے برابر پتھری نکالی گئی۔ انکی صاحبزادی صاحبہ لکھتی ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی عمر اس وقت ۷۴ سال ہے اور وہ اپریشن کے بعد پیدا ہونے والی تکالیف کو بڑے صبر سے برداشت کر رہے ہیں۔ تمام جماعت سے التماس ہے کہ اُن کی صحت کے لئے درد دل سے دُعا کی جائے۔

### ایک نہایت افسوسناک حادثہ

—— جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و افسوس سے سُنی جائے گی کہ مورخہ ۱۳ ۸/۶۱ کو اپنی جماعت کے بزرگ چوہدری علی محمد صاحب آف سیسے والا بدوملہی کا لڑکا نذیر احمد گاڑی پر سوار ہوتے ہوئے گر کر شدید زخمی ہو گیا۔ میو ہسپتال میں لا کر داخل کروایا گیا لیکن مہلک زخموں کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکا اور ہسپتال میں ہی اسی دن وفات پا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ چوہدری صاحب موصوف کو پیرانہ سالی میں یہ شدید صدمہ پہنچا ہے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے دو چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں۔ مرحوم نہایت دیندار نوجوان تھا۔

اس صدمہ میں ہم چوہدری علی محمد صاحب سے دلی ہمدردی اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالے انہیں اور دیگر تمام لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

### مولوی امیر علی صاحب کا عزم پاکستان

—— ٹرینیڈاڈ سے مولوی امیر علی صاحب (جو عرصہ ہوا دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہاں آئے اور فارغ التحصیل ہو کر واپس اپنے وطن چلے گئے جہاں سیاسی و مذہبی حلقوں میں انکو بڑا اثر و رسوخ حاصل ہے) حضرت امیرایدہ اللہ کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ وہ آیندہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے پاکستان آنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اپنے سفر کا جو پروگرام انہوں نے بنایا ہے اس کے مطابق امید ہے کہ نومبر کے آخر ہفتہ میں وہ لاہور پہنچ جائیں گے انشاءاللہ تعالےٰ۔

### گرانقدر عطیہ

—— پشاور سے محمد الرحمن صاحب سیکرٹری جماعت پشاور لکھتے ہیں:۔

"محترم جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب صدر جماعت پشاور کی خدمات اور مساعی جمیلہ کا نتیجہ پشاور کی عظیم الشان مسجد اور مہمان خانہ کی صورت میں ہمارے سامنے آچکا ہے اس کی تکمیل کے لئے دیگر دوستوں کے علاوہ حضرت قبلہ شیخ میاں محمد صاحب نے ۱۰۰۰۰ روپیہ کا گرانقدر عطیہ دیکر ہماری امداد فرما۔ نیز اس کے علاوہ ہمیں اپنی قیمتی نصائح سے بھی نوازا۔ اس مسجد میں عورتوں کی گیلری تک آواز بآسانی پہنچانے کے لئے لاؤڈ سپیکر کی ضرورت تھی۔ خدا کے فضل سے اس مشکل کو حضرت قبلہ شیخ میاں ظہور احمد صاحب نے اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دور فرما دیا۔ اور نہایت فیاضی کا ثبوت دیتے ہوئے لاؤڈ سپیکر لگا کر دے دیا اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔ میں جماعت پشاور کی طرف سے حضرت قبلہ جناب میاں صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یقیناً ہماری اس اہم ضرورت کو پورا کر کے وہ عنداللہ ماجور ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اس مسجد کی تعمیر اور اس کی ضروریات کا پورا ہونا محض خدا تعالےٰ کا فضل اور محترم ڈاکٹر عبد العزیز صاحب کی بے لوث خدمت اور بزرگان جماعت کے تعاون اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام

محمد الرحمن سیکرٹری جماعت پشاور

### احمدیہ ہال کے لئے عطیہ

—— ملک عبد الحی خاں صاحب ساکن سفید ڈھیری نے مبلغ پانچ صد روپے کی رقم بذریعہ محمد الرحمن صاحب سیکرٹری جماعت پشاور احمدیہ ہال کی تعمیر کے سلسلہ میں عنایت کی ہے۔ آپ ایک سو روپے پہلے بھی بذریعہ سیکرٹری مذکور برائے تعمیر ہال دے چکے ہیں۔ اس طرح -/۶۰۰ روپیہ کی رقم آپ نے برائے تعمیر ہال عطا کی ہے۔

ملک صاحب مذکور کا پچھلے دنوں گردے کا اپریشن ہوا تھا جس کی وجہ سے آپ کافی کمزور ہیں ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر)

# حیوانی زندگی اور انسانی زندگی میں فرقِ مقاصد

## روزی روٹی کے لئے دعا اور تگاپو - یا اعلیٰ انسانی قابلیتوں کی تکمیل کیلئے جہادِ کبیر

## ہم مرد ہوں یا عورت - بوڑھے ہوں یا جوان - کسی نسل اور ذات سے تعلق رکھتے ہوں

## سب زندگی کی دولت سے مالا مال ہیں

### اس زندگی سے اطمینان ...... اور دلی تسلی حاصل کرنے کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۳ راگست ۱۹۶۳ء - فرمودہ جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

والضحی - واللیل اذا سجی - ما ودعک ربک وما قلی

واما بنعمۃ ربک فحدث ــــ (سورۃ الضحی)

### سورۃ اخلاص کا مضمون

قرآن کریم کی جو سورت میں نے تلاوت کی ہے اس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کیفیت کا نقشہ کھینچا گیا ہے - جن دکھوں کے اندر آپ اپنے زندگی کے شب و روز گذار رہے تھے اس سورۃ میں ان کا اور پھر آپ کے دل کو تسلی دینے کا ذکر ہے - آیندہ چل کر جو حضور کو کامیابی اور کامرانی حاصل ہونے والی تھی - اس کا بھی اس سورت شریف میں ذکر ہے - نہ صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ہر وہ شخص جو اس طریق کار کو اختیار کرے گا وہ بہر صورت کامیاب و کامران ہوگا -

### سوالات کے جوابات کے دو طریق

بعض سوال بڑے مشکل ہوتے ہیں - ایسے سوالوں کے جواب دینے کے دو طریق ہوا کرتے ہیں - ایک جواب ایسے ہوتے ہیں کہ وہ صحیح نہ ہوں مگر سائل کو چپ ضرور کرا دیتے ہیں - دوسرے جواب ایسے ہوتے ہیں جو صحیح ہوتے ہیں اور دل کو تسلی دینے والے ہوتے ہیں - ایک آدمی نے ایک بڑے شہر میں اشتہار لگا دیئے کہ جو کوئی مجھ پر بڑے سے بڑا مشکل سوال کرے گا - میں اس کا ایک منٹ میں جواب دوں گا - لوگ اس کو یونیورسٹی کے ریکٹر (RECTOR) کے پاس لے گئے - اور صورت حال سے آگاہ کیا - پروفیسر نے سوال کیا کہ کیا تم بتا سکتے ہو کہ سمندر کتنا گہرا ہے ؟ اس پر اس شخص نے جواب دیا کہ تم سمندر کی لہریں بند کر دو میں ایک منٹ میں ماپ دوں گا کہ سمندر اتنا گہرا ہے - پروفیسر نے دوسرا سوال کیا کہ زمین کا مرکز اور سنٹر کہاں ہے ؟ وہ شخص فوراً بول اٹھا کہ صاحب جہاں میں کھڑا ہوں وہی زمین کا مرکز ہے آپ میری دونوں طرف کی زمین ناپ کر دیکھ لیں -

پروفیسر نے تیسرا سوال یہ کیا کہ زمین و آسمان کا فاصلہ کتنا ہے، اس شخص نے کہا کہ کچھ بھی نہیں - جب آپ دل میں دعا مانگتے ہیں - وہ فوراً آسمان پر سُنی جاتی ہے - پروفیسر کو خاموشی کے سوائے چارہ نہ تھا - تو بعض اوقات - تو بعض سوال بڑے مشکل ہوتے ہیں - لیکن ان کے جواب ایسے ہوتے ہیں جو تسلی بخش تو نہیں ہوتے مگر سائل کو خاموش ضرور کرا دیتے ہیں - لیکن سوال کا تسلی بخش جواب دینا اور ایسا جواب دینا جو حقائق و شواہد کے مطابق ہو، تجربات کے مطابق ہو، اور آیندہ حالات اس کی صداقت کے گواہ بن جائیں، درحقیقت وہی جواب درست ہوتا ہے -

### انسان اور حیوان میں فرق

حیوان اور انسان کے اندر بڑا فرق ہے - ان دونوں کی زندگی کا مقصد الگ الگ ہے - حیوان اپنے Present یا حال سے تعلق رکھتا ہے - اس کی زندگی حالیہ زندگی ہے - اسے جو کچھ کرنا ہے آج کرنا ہے کل کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتا اسے آج کی فکر ہے - کل کی اسے کوئی پرواہ نہیں -

حضرت عیسیٰؑ بھی یہی فرماتے ہیں کہ کل کی فکر نہ کرو - انہوں نے مثال بھی ایسی ہی دی ہے کہ سیاہ زاغ کچھ بھی نہیں کرتے - نہ محنت کرتے ہیں - نہ کوشش اور جد و جہد - نہ ہل چلاتے ہیں - پھر بھی خدا انہیں کھانے پینے کو دیتا ہے - اس کے برعکس انسان کی زندگی ہے، یہ صرف حال Present سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی زیادہ تر زندگی کا حصہ استقبال Future سے وابستہ ہے - حال کی فکر کم اور مستقبل کی فکر زیادہ ہوتی ہے - وہ اپنے بچوں کے لئے جو کچھ سوچتا ہے آئندہ کے لئے سوچتا ہے - ان کے لئے جو کچھ کرتا ہے مستقبل کی خاطر کرتا ہے - انسان کی زندگی مستقبل سے وابستہ ہے - وہ بہرحال یہ سوچنے کے لئے مجبور ہے کہ کل کیا ہوگا - کیا کرنا ہے - کس طرح ہوگا -

### عام اور خاص انسانوں کی زندگیوں میں فرق

جس طرح حیوان اور انسان کی زندگی میں فرق ہے - اسی طرح سے عام اور خاص انسانوں کی زندگی میں فرق ہوتا ہے - عام آدمی معمولی باتوں کی فکر کرتا ہے، اور خاص آدمی خاص باتوں کی فکر کرتا ہے - ایک سب سے بڑا انسان جو بڑی باتوں کا فکر کرتا تھا، اس کا ذکر اس سورۃ شریف میں کیا گیا ہے -

## دن کی تقسیم

فرمایا والضحیٰ۔ ضحیٰ۔ دن کے اس حصہ کا نام ہے جبکہ سورج اچھی طرح روشن ہوگیا ہو۔ تاریکی نہ ہو۔ ہر طرف روشنی ہی روشنی ہو۔ عرب کے لوگ زبان کے لحاظ سے بھی بڑے کامل لوگ تھے۔ انہوں نے دن کو بارہ حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ (چینیوں نے بھی دن کی تقسیم کر رکھی ہے۔ پہلے حصہ کا نام چوما، دوسرے کا ملا، تیسرے کا چینا۔ اسی طرح آخری حصہ شب کا شُور۔ یعنی سونے کے وقت کا نام شُور ہے۔ اگر آپ اس وقت پوچھیں کہ کتنے بجے ہیں؟ تو چینی کہتے ہیں شُور بجا ہے تو شاید آپ یہ خیال کریں گے کہ گالی دے دی ہے۔ مگر نہیں یہ اُن کے دن کے ایک حصہ کا نام ہے بہرحال قوموں نے اوقات کو کسی نہ کسی طرح تقسیم کر رکھا ہے۔ اور وقت کے تعین اور تفہیم کے لئے کوئی نہ کوئی نام دیا گیا ہے۔

عربوں نے بھی ایک مہذب اور متمدن قوم کی طرح دن کو بارہ حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ پہلے کو الشروق کہا جاتا ہے جس وقت تاریکی روشنی سے الگ ہوتی ہے۔ اس کے بعد البکور جب روشنی نمودار ہوتی ہے۔ تیسرا درجہ الغداۃ چوتھا الضحیٰ پھر الھاجرہ۔ الظہیرہ الرواح۔ العصر۔ القصر۔ الاصیل العشی۔ الغروب۔ غرض کل بارہ حصے ہیں۔

## الضحیٰ

الضحیٰ دن کا وہ حصہ ہے جب چار گھنٹے کے قریب دن چڑھ چکا ہوتا ہے اور سورج اتنی بلندی پر آ جاتا ہے کہ اس کی گرمی اور حرارت محسوس ہونے لگتی ہے۔ خدا تعالے نے اس حصہ دن کو بطور گواہ آپ کے سامنے رکھا ہے۔ یا ان لوگوں کے سامنے رکھا ہے جو کچھ سبق حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

## واللیل اذا سجیٰ

پھر فرمایا واللیل اذا سجیٰ۔ سجیٰ رات کا وہ حصہ ہے جب تاریکی ہی تاریکی اور اندھیرا ہی اندھیرا ہو۔ نہایت تاریکی کا عالم جب رات اور اس کی تاریکی گزرتی ہوئی معلوم نہ ہوتی ہو۔ ساکن اور ٹھہری ہوئی رات۔ اس وقت کی گواہی خدا تعالے نے دی ہے۔

## انسانی زندگی کی دو مثالیں

گویا دو چیزیں جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ان دونوں کو گواہی کے طور پر پیش کیا ہے۔ دو متضاد چیزوں کی گواہی ایک ہی ہو یہ بہت مشکل بات ہے۔ دن آخر دن ہے اور رات رات ہی ہے۔ مگر یہ انسان کی زندگی کی دو مثالیں ہیں۔ انسانی زندگی میں کامیابی و ناکامی خوشحالی و مسرت کے لمحے بھی آ جاتے ہیں اور دکھ درد سے بھی سابقہ پڑتا ہے۔ خوشی دن ہے۔ دن چڑھتا ہے تو ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مصروف ہو جاتا ہے۔ روشنی اتنی ہے کہ لکھنے پڑھنے والا اچھی طرح کام کر سکتا ہے لیکن زندگی میں ہمیشہ روشنی ہی روشنی نہیں ہوتی۔ کامیابی ہی کامیابی نہیں ہوتی۔ ناکامی و نامرادی سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ اور یہ یوں سایہ کی طرح ساتھ ہو لیتی ہیں کہ اُس سے پیچھا بھی چھوٹتا نظر نہیں آتا۔ اس مایوسی، بے چینی، بے قراری کے وقت اگر انسان کے دل کے اندر تسلی ہو جائے کہ دن نکل آئے گا۔ نامرادیوں کے بادل چھٹ جائیں گے۔ تو اس شخص کے دل کے اندر طاقت آ جاتی ہے۔

## مصائب کے وقت نہ گھبرانا اور کوشش کو زیادہ تیز کر دینا

جب یہ سورۃ شریفت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ وہ زمانہ نہ صرف وہ تھا جو تاریک اور رات کی طرح سیاہ تھا۔ بلکہ ہر طرح کے دکھ درد اور مصیبتیں اور مشکلیں آنحضور کو درپیش تھیں ہر چہار طرف مصیبت اور گمراہی کا عالم تھا۔ قوم کی قوم جہل و ضلالت میں گھر چکی تھی۔ ایسے پریشان کن اور مایوس کن دور میں اگر کسی کے دل میں جوش اور تڑپ تھی کہ قوم کی اصلاح ہو جائے اور انسانیت اپنے حقیقی مقام کو پہچان لے۔ تو وہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تن تنہا ذات تھی۔ نہ کوئی اس وقت ساتھی تھا نہ یار، صرف حضور اکرمؐ خدا اور اس کی ہستی پر پورا یقین و ایمان رکھے ہوئے تھے۔ وہ اس دنیا میں ایک ہی تھے باقی ساری کی ساری دنیا کے لئے تاریک رات تھی والضحیٰ کو پہلے اس لئے رکھا ہے کہ لیل اذا سجیٰ کا دکھ درد کم ہو جائے۔ آگے فرمایا ما ودّعک ربک وما قلیٰ جب رات کی تاریکی لمبی ہو جائے۔ مصیبتوں میں اضافہ ہوتا جائے۔ مشکلیں پاؤں پھیلاتی جائیں۔ ایسے وقت میں انسان دعائیں مانگے اور کامیابی کی کوئی صورت بظاہر معلوم نہ ہوتی ہو اس وقت انسان یہی سوچتا ہے کہ خدا تعالے نے اسے چھوڑ دیا ہو اور دشمن بھی یہی طعن دیتا ہے کہ خدا نے اس کی مدد چھوڑ دی ہے۔

## دوسروں کی فلاح و بہبود کیلئے نہ اپنی ذاتی بھلائی کے لئے تڑپ

ایسے وقت میں خدا تعالے فرماتا ہے اور تسلی دیتا ہے کہ خدا تمہیں چھوڑنے والا نہیں ہے۔ وہ تم سے بیزار نہیں ہے اور نہ وہ ناراض ہے۔ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ وہ آپ کو وہ کچھ عطا کرنے والا ہے کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ ایسی حالت کے اندر جب وعظ کرنے کھڑے ہوتے ہیں اور لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہیں تو اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ذاتی غرض سامنے نہیں ہوتی۔ بلکہ قوم اور انسانیت کی اصلاح و فلاح اُن کے مدنظر تھی۔

## دشمنوں سے پیار کا عملی سبق

طائف کے بدمعاش آپ سے کہتے ہیں، کہ ہم آپؐ کی بات سنیں گے۔ اور آپ کی ہر طرح خدمت و مدد کریں گے۔ آپ ان کے ساتھ چلے جاتے ہیں۔ وہ لوگ آپؐ کو مارتے ہیں اور اس قدر مارتے ہیں کہ جب آپؐ چلنے لگتے ہیں۔ تو آپؐ کے پاؤں سے خون نکلتا ہے بارہ کوس تک آپؐ مار کھاتے ہوئے چلتے چلے جاتے ہیں۔ دکھ درد کی انتہاء ہو گئی۔ وہاں ایک باغ میں کھجور کے درخت کے نیچے ستانے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں۔ جبرئیل کا نزول ہوتا ہے وہ افسوس کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر چاہیں تو اس نابہنجار قوم کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا جائے حضورؐ نے فرمایا کہ اے اللہ مجھے اس قوم کی سختی کی پرواہ نہیں۔ اگر تو راضی ہے تو یہ دکھ درد مجھے آسان معلوم ہوتے ہیں۔ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ اللہ تعالے آپ کو اس قدر نعمتیں عطا کریگے۔ کہ جن کی کوئی انتہا نہیں، فرمایا کہ اب تو اے میرے رسولؐ تم وہ کام کرتے ہو جس سے ہم راضی ہیں اور پھر ہم وہ کام کریں گے جس سے تو راضی ہوگا۔ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ تیری آنے والی زندگی اس سے بہتر زندگی ہوگی، گھبراؤ نہیں کامیابیاں نزدیک آ رہی ہیں۔ وہ وقت قریب ہے کہ تیرا قدم آگے آگے چلتا جائے گا۔ اس کے بعد تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں الم یجدک یتیمًا فاویٰ کیا ہم نے تمہیں یتیم نہیں پایا تھا؟

## بچپن اور جوانی میں اللہ تعالیٰ کی دستگیری

یہاں پر اللہ تبارک و تعالے نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے

(باقی بر صلا)

مولانا شیخ عبد الرحمان مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

## جناب برق صاحب کے دعویٰ قرآن دانی اور عربی دانی کی حقیقت

(بسلسلۂ اشاعت مؤرخہ )

### جناب برق صاحب کا قرآن کریم پر حملہ

جناب برق صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات پر اعتراضات کرتے ہوئے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹۷ پر لکھتے ہیں:-

" وهذا تذكرة - تذکرة مونث ہے اس لئے هذا کی جگہ هذه چاہیئے "

جناب برق صاحب کو دعوے تو قرآن دانی کا بڑا ہے یہاں تک کہ دوسرے علماء کو جو مسلمانوں میں مسلّم علماء ہیں خاطر تک میں نہیں لاتے لیکن حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراض کرتے وقت شدّتِ عناد کی وجہ سے یا تو قرآن شریف کو بالکل بھول جاتے ہیں اور یا حضرت مسیح موعودؑ کے پردہ میں درحقیقت قرآن کریم پر حملہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔

### قرآن کریم میں لفظ تذکرۃ کا استعمال

آیئے ہم دیکھیں کہ قرآن کریم میں لفظ "تذکرۃ" کس طرح استعمال ہوا ہے۔

سورۃ المدثر ع۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فما لهم عن التذكرة معرضين كانهم حمر مستنفرة فرت من قسورة بل يريد كل امرئ منهم ان يؤتى صحفا منشرة كلا بل لا يخافون الاخرة كلا انه تذكرة فمن شاء ذكره اب دیکھ لیجئے کہ پہلے قرآن کریم کو تذکرہ کہا ہے پھر انه میں ضمیر اس کی طرف مذکر کی پھیری ہے پھر دوبارہ ذکرہ میں بھی اس کے لئے ضمیر مذکر ہی استعمال کی ہے جناب برق صاحب کے بیان کردہ قاعدہ کے مطابق انها تذکرۃ ہونا چاہیئے تھا اور ذکرہ کی بجائے ذکرها ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے علاوہ سورۃ الحاقۃ ع۲ میں بھی ضمیر مذکر کی ہی استعمال کی ہے۔ فرمایا وانه لتذكرة للمتقين۔

دیکھ لیجئے وانها نہیں فرمایا بلکہ انه ہی فرمایا ہے۔ اب ہر منصف مزاج آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یا تو جناب برق صاحب قرآن کریم سے بالکل ناواقف ہیں یا دیدہ دانستہ حضرت مرزا صاحب پر نہیں بلکہ ان کو آڑ بنا کر قرآن کریم پر حملہ کر رہے ہیں۔

### عربی زبان کے قواعد سے ناواقفیّت

جناب برق صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہام پر اعتراض کرنے میں عربی زبان کے قواعد سے بھی اپنی لاعلمی کا ثبوت دیا ہے۔ یاد رہے کہ تذکرۃ مصدر ہے اور مصدر مذکر اور مؤنث کے لئے یکساں بولا جاتا ہے جیسا کہ هو کے ساتھ بھی عدل ہی آئے گا یہ نہیں کہ هو عدل اور هي کے ساتھ بھی عدل ہی آئے گا۔ کہیں گے هي عدل۔ یہی حال تذکرۃ کا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں دونوں طریق پر اس کا استعمال آیا ہے۔ مذکر کے ساتھ بھی تذکرۃ آیا ہے اور مونث کے ساتھ بھی تذکرۃ ہی آیا ہے اس لئے هذا تذكرة بھی درست ہے اور هذه تذكرة بھی درست ہے۔ جناب برق صاحب کو حضرت مسیح موعود پر کم از کم ایسا اعتراض تو نہیں کرنا چاہیئے تھا جس کی زد میں قرآن کریم بھی آتا ہو۔ اگر ان کے اپنے دل میں قرآن کریم کی کوئی قدر و منزلت نہیں تو کم از کم مسلمانوں کے احساسات کا ہی احترام مدِنظر رکھتے جو قرآن کریم کو ہر قسم کی غلطی سے مبرا یقین کرتے ہیں۔

### عربی زبان سے ناواقفیّت کا ایک اور نمونہ

جناب برق صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹۸ پر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام "ترى فخذا اليما" درج کر کے لکھتے ہیں:-

" عربی میں الیم اس چیز کو کہتے ہیں جو دوسرے کو دُکھ دے۔ مثلاً عذاب الیم ایسا عذاب جو دوسروں کے لئے تکلیف دہ ہو المنجد میں درج ہے الالیم والموجع

الموجع اسم فاعل ہے اوجع یوجع سے اور متعدی ہے فعل متعدی کا اثر ہمیشہ فاعل سے مفعول تک جاتا ہے زید نے عمر کو مارا۔ مار عمر پر واقع ہوئی ہے۔ خالد نے مسافر کو پانی پلایا پینے سے فائدہ مسافر نے اُٹھایا تو الیم کے معنے ہوں گے "درد رساں" "دوسرے کو دکھ دینے والی" اس تحقیق کی رُو سے اس الہام کے معنی یوں ہوں گے "تو ایک درد رساں ران دیکھے گا" یعنے ایسی ران دیکھے گا جو کسی اور کو تکلیف دے رہی ہوگی۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ یورک ایسڈ یا باد کی وجہ سے خود ران میں تکلیف ہو رہی تھی نہ یہ کہ ران نے یورک ایسڈ کو کسی دکھ میں مبتلا کر رکھا تھا۔ بہر حال الیم کا یہ استعمال صحیح نہیں"

### مقام حیرت

میں حیران ہوں کہ دوسرے کو دکھ دینے سے جناب برق صاحب کا کیا مطلب ہے۔ کیا عذاب الیم اسی شخص کے لئے موجب تکلیف نہیں ہوتا جو موردِ عذاب ہوتا ہے یا وہ عذاب اس کی بجائے کسی دوسرے شخص کے لئے موجب تکلیف بن رہا ہوتا ہے۔ ہر شخص جس کو ادنیٰ سا شعور بھی ہے بخوبی جانتا ہے کہ عذاب الیم موردِ عذاب کے لئے ہی باعث تکلیف ہوتا ہے نہ کہ عذاب صرف اپنے آپ کو تکلیف پہنچا رہا ہوتا ہے اسی طرح فخذ الیم میں فخذ یعنے ران صرف اپنے لئے ہی درد رساں نہیں ہوتی بلکہ صاحب ران کے سارے جسم کے لئے درد رساں ہوتی ہے آج تک تو ہم یہی سنتے چلے آ رہے تھے کہ انسان کے کسی ایک عضو میں تکلیف ہو تو انسان کے دیگر تمام اعضاء اس درد میں اس کے شریک ہوتے ہیں۔ لیکن آج پہلی دفعہ جناب برق صاحب سے یہ سن رہے ہیں کہ درد سے صرف وہی عضو متاثر ہوتا ہے جو درد کا شکار ہوتا ہے باقی اعضاء کو اس درد سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ وہ محض تماشا دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ کیا برق صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ جس شخص کی ران میں درد تھا اس کی درد والی ران باقی اعضاء کو درد میں مبتلا نہیں کر رہی تھی اگر کر رہی تھی اور یقیناً کر رہی تھی تو کیا وہ فخذ الیم متعدی فعل کا پارٹ ادا نہیں کر رہی تھی، کیا صاحب ران

اپنی ران کی درد کی وجہ سے تڑپ نہیں رہا تھا کیا اس کی ران اس کے لئے موجب تکلیف نہیں بنی ہوئی تھی اگر بنی ہوئی تھی تو پھر آپکا اعتراض کیا معنی رکھتا ہے محترمی برق صاحب! معاف فرمائیں اگر میں یہ کہوں کہ آپ کا یہ اعتراض تو محض طفلانہ اعتراض ہے۔

## ایسے الہامات ایمان افروز ہوتے ہیں

جناب برق صاحب اگر آپ کی نیت کا رجحان محض اعتراض کرنے کی طرف نہ ہوتا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات پر محققانہ نظر ڈالنا مد نظر ہوتا تو آپ کو ہر ایک الہام میں اپنے ایمان میں ترقی کے سامان مل جاتے اور آپ کو یقین ہو جاتا کہ قرآن کریم فی الحقیقت خدا کی ہی کتاب ہے کیونکہ اس نے جو وعدے اپنے کامل متبعین سے کئے ہیں ان کو وہ پورا کرتی ہے۔ مثلاً اس نے اپنے کامل متبعین سے یہ وعدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو غیب کی ایسی باتوں پر مطلع کرتا ہے جن تک انسانی علم کی رسائی ناممکن ہے۔ اگر یہ وعدہ الٰہی کسی ایسے مومن کے وجود میں پورا ہوتا ہمیں نظر آ جائے تو یہ دونوں باتوں کو ثابت کر دے گا، ایک تو یہ کہ وہ مومن فی الحقیقت خدا کی کتاب اور خدا کے رسول کا کامل متبع ہے اور دوسرے یہ کہ قرآن کریم بھی فی الحقیقت خدا کی ہی کتاب ہے، حضرت اقدس مرزا صاحب اسی حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے بطور مامور من اللہ مبعوث ہوئے اور حضورؑ کے الہامات اسی غرض کو ثابت کر کے دیگر مسلمانوں کے ایمانوں میں بصیرت پیدا کرنے کا موجب بنتے اور بن رہے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب کے متبعین پر بھی اتمام حجت کر رہے ہیں کہ ان کے مذاہب اس قسم کے تفضل الٰہی کا وارث بننے سے قاصر ہیں۔

جناب برق صاحب! آپ اسی الہام پر غور کریں جس کو آپ زیر اعتراض لائے ہیں میں اس الہام کا پس منظر حضرت اقدسؑ کے اپنے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔

## الہام کا پس منظر

حضورؑ فرماتے ہیں:-

" ایک دفعہ میں اپنے اس چوبارہ میں بیٹھا ہوا تھا جو چھوٹی مسجد سے ملحق ہے جس کا نام خدا تعالیٰ نے بیت الفکر رکھا ہے اور میرے پاس میرا ایک خدمتگار حامد علی پیر دبا رہا تھا، اتنے میں مجھے الہام ہوا، ترىٰ فخذاً الیما یعنے تو ایک دردناک ران دیکھے گا۔ میں نے حامد علی کو کہا کہ اس وقت مجھے یہ الہام ہوا ہے اس نے مجھے یہ جواب دیا کہ آپ کے ہاتھ پر ایک پھنسی ہے شاید اسی کی طرف اشارہ ہو۔ میں نے اسکو کہا کہ کجا ہاتھ اور کجا ران یہ خیال بے ہودہ اور غیر معقول ہے اور پھنسی تو درد بھی نہیں کرتی، اور نیز الہام کے یہ معنے ہیں کہ تو دیکھے گا نہ کہ اب دیکھ رہا ہے بعد اس کے ہم دونوں چوبارہ پر سے اترے تا بڑی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں اور نیچے اتر کر میں نے دیکھا کہ دو شخص گھوڑوں پر سوار میری طرف آ رہے ہیں دونوں بغیر کاٹھی کے دو گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور دونوں کی عمر بیس برس سے کم تھی وہ مجھے دیکھ کر وہیں ٹھہر گئے اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ میرا بھائی جو دوسرے گھوڑے پر سوار ہے درد ران سے سخت بیمار ہے اور سخت لاچار ہے (دیکھ لیں کہ ران کی درد نے صاحب ران کو سخت لاچار کیا ہوا ہے۔ از ناقل) اس لئے ہم آئے ہیں کہ آپ ان کے لئے کوئی دوا تجویز کریں تب میں نے حامد علی کو کہا کہ الحمد للہ کہ میرا الہام اس قدر جلد پورا ہوا کہ صرف اس قدر دیر لگی کہ جس قدر زینہ پر سے اترنے میں دیر لگ سکتی ہے۔"

## برق صاحب اور انکے دیگر ہمنواؤں کیلئے لمحہ فکریہ

جناب برق صاحب اور ان کے ہمنوا دوست غور فرمائیں کہ کس قدر عظیم الشان غیب پر یہ الہام مشتمل ہے دیکھیں کہ کسی گاؤں میں ایک شخص ران کی درد میں مبتلا ہوتا ہے۔ ایک دوسرا شخص اس گاؤں سے دور اپنے مکان کے چوبارہ میں بیٹھا ہوا ہے اسکو کیا معلوم کہ کسی گاؤں میں کسی شخص کی ران میں درد ہو رہا ہے اور پھر یہ کہ اس درد میں مبتلا ہونے والے شخص کے دل میں خدا تعالیٰ یہ ڈالے گا کہ وہ اپنے درد کے علاج کے لئے اس شخص کے پاس جائے جو ان تمام واقعات سے بے خبر دور اپنے مکان کے چوبارہ میں بیٹھا ہوا ہے یہ شخص کس طرح اس غیب سے مطلع ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کی ران میں درد اٹھے گا۔ اور وہ علاج کے لئے اسی کے پاس آئے گا۔ قرآن حکیم ہمیں یہی بتلاتا ہے کہ ایسے غیب کو خدا کے سوا کوئی نہیں جان سکتا ہاں اس کے ساتھ ہی وہ یہ بتلاتا ہے کہ اس قسم کے عظیم الشان غیب پر وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو ہی مطلع کرتا ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ حضرت مرزا صاحب کو ان کے چوبارہ میں خدا ایسے غیب پر اطلاع دیتا ہے جس تک انسانی علم کی رسائی ناممکن ہے، فرماتا ہے ترىٰ فخذاً الیما اور چند ہی منٹوں میں وہ ران ان کے سامنے آ جاتی ہے جس نے صاحب ران کو لاچار بنایا ہوا ہے اور الہام کا لفظ الیما اس پر صادق آ رہا ہے کیا اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ جاتی کہ قرآن کریم نے جو خدا کی صفت عالم الغیب والشہادۃ بیان کی وہ بالکل صحیح ہے اور پھر قرآن کریم نے جو یہ فرمایا ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (الانعام ع) ۔ کیا یہ عین واقع کے مطابق نہیں اور پھر یہ جو قرآن کریم میں آیا ہے عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اس بات کا ثبوت کہ اس میں یہ صفت پائی جاتی ہے یہ ہے کہ جن انسانوں کو وہ اپنا فرستادہ بنا کر بھیجتا ہے ان میں سے بعض کو اپنے اظہار علی الغیب کے لئے چن کر ان پر اظہار علی الغیب کر کے اپنی ہستی اور اپنے عالم الغیب ہونے کا ثبوت بہم پہنچا دیتا ہے۔ پس جناب برق صاحب اب غور فرمائیں کہ کیا حضرت مرزا صاحب خدا کے ایسے ہی فرستادہ ثابت نہیں ہوتے کیا امت کے تمام مجددین میں سے جو وہ بھی خدا کے ہی فرستادہ تھے خدا نے اظہار علی الغیب کے لئے انہیں انتخاب نہیں کیا جس قدر غیب کا اظہار حضرت مرزا صاحب پر ہوا ہے کیا اس کی نظیر کسی اور مجدد میں پائی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ امت میں آنے والے مسیح کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کی زبان مبارک پر لفظ نبی جاری ہوا ہے یعنی کثرت سے پیشگوئیاں کرنے والا نہ کہ شرعی اصطلاح میں نبی اور حضرت مرزا صاحب جنہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کثرت سے پیشگوئیاں پوری کرائیں کہ اس کی نظیر ۱۳۰۰ برس میں نہیں ملتی۔ اس سے اگر ایک طرف حضرت مرزا صاحب کے صادق ہونے کا ثبوت ملتا ہے تو دوسری طرف حدیث نبوی کی صداقت بھی ثابت ہوتی ہے تیسرے قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی بیان کردہ صفات بھی درست ثابت ہوتی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر بین ثبوت ہیں۔ ان پیشگوئیوں میں سے ایک یہ مندرجہ بالا پیشگوئی بھی ہے جس کی حقیقت پر غور کرنے کی

بجائے آپ نے اس کے الفاظ پر اعتراض کرنے کی جرأت کی ہے اور وہ بھی غلط اور بیجا طور پر کاش آپ اس بات کو دیکھتے کہ اس الہام میں کتنا بڑا غیب ہے اور وہ کس صفائی سے پورا ہوا ہے اگر آپ اس نقطہ نظر سے اس الہام کو دیکھتے تو یقیناً الایمان یزداد کے ماتحت آپ کے ایمان میں زیادتی ہوتی۔

یاد رکھیں کہ خدا ان مادی آنکھوں سے تو دیکھا نہیں جا سکتا لاتدرکہ الابصار صریح ارشاد الٰہی ہے وہ اپنا وجود ایک ہی طریق سے دکھلاتا ہے اور وہ طریق یہ ہے کہ وہ اپنی صفات کو اپنے کامل مامورین کے ذریعہ دنیا کے سامنے نمایاں کر دیتا ہے جس سے اس کی ہستی پر کامل یقین پیدا ہو جاتا ہے قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے جس قدر اپنی صفات بیان کی ہیں حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں ان سب کا عملی ثبوت موجود ہے کاش مخالفت کرنے والے دوست حضور کے الہامات پر اس نقطہ نظر سے نگاہ ڈالیں تو ان کے دل نور سے بھر جائیں اور اللہ تعالےٰ ان کو سامنے کھڑا ہوا نظر آ جائے یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے مامورین عظام مظہر الٰہی کہلاتے ہیں جس کے معنے یہ ہیں کہ خدا ان کے ذریعہ سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اگر مجھے توفیق دی تو میں حضرت اقدسؑ مرزا صاحب کے الہامات سے اللہ تعالےٰ کی تمام ان صفات کا ثبوت پیش کروں گا۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ بہر حال زیر بحث الہام بھی ایک عظیم الشان غیب پر مشتمل ہے جس کا پورا ہونا دل کو روشنی سے بھر رہا ہے کاش اس پر اعتراض کرنے کی بجائے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جاتی۔

## ایک اور الہام اور اس پر چار لایعنی اعتراضات

جناب برق صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹۹، ۴۰۰ و ۴۰۱ پر حضرت اقدسؑ کے ایک اور الہام پر مندرجہ ذیل جرح کرتے ہیں جو چار اعتراضات پر مشتمل ہے :-

" ایک مرتبہ جناب مرزا صاحب درد قولنج سے شفایاب ہوئے تو فوراً یہ الہام ہوا ان کنتم فی ریب مما نزلنا علےٰ عبدنا فاتوا بشفاء من مثلہ
(۲ اوراق صفحہ ۲۳۵)
(اگر تمہیں اس وحی کے متعلق کچھ شک ہے جو ہم اپنے بندے پر نازل کر چکے ہیں تو ذرا ایسی شفا تو دکھلاؤ)
لفظ شفاء کے بغیر باقی سالم آیت قرآن سے لی گئی ہے حضرت مرزا صاحب نے نہیں لی بلکہ ان کا ایک ایک لفظ وحی الٰہی ہے افسوس آپ نے اس وحی الٰہی کے معنے بھی غلط کئے ہیں اور ساتھ ہی کتمان حقیقت کے بھی مرتکب ہوئے ہیں جیسا کہ ابھی ثابت ہو جائے گا

(از ناقل) اللہ نے عرب کے فصحا اور بلغاء کو چیلنج دیا تھا کہ اگر تمہیں قرآن کے الہامی ہونے میں کوئی شک ہے تو ذرا چند ایسی آیات تو بنا لاؤ ڈیڑھ سو برس کے بعد اللہ نے وہی چیلنج ان الفاظ میں دہرایا۔ "اگر جناب مرزا صاحب کی وحی میں شک ہے تو ایسی شفاء لے آؤ" وحی سے شفا کا تعلق اچھا تعلق ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا آج تک کسی غیر رسول کو قولنج سے شفا نہیں ہوئی اگر ہوئی ہے اور بیسیوں ایسے مریض آپ نے بھی دیکھے ہوں گے تو پھر اس چیلنج کا مطلب؟ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے حضور علیہ السلام نے تمام دنیا کو چیلنج دیا تھا کہ قرآن جیسی ایک آیت ہی بنا لاؤ تیرہ سو بہتر برس گذر گئے اور کوئی ماں کا لال مقابلے نہ اترا لیکن دوسری طرف دنیا میں ہر روز قولنج کے سینکڑوں مریض شفایاب ہوتے ہیں یہ عجیب چیلنج ہے جس کی دھجیاں دن میں بیس مرتبہ اڑائی جاتی ہیں۔

فاتوا (لاؤ)

اس فعل اتی اتیانا کا تعلق محسوسات ومشہودات سے ہوتا ہے اور شفاء کا تعلق محسوسات سے نہیں شفاء اعتدال مزاج کا نام ہے اور اعتدال کو محسوس نہیں کیا جا سکتا جسم کا گرم و سرد ہونا علامات مرض و شفا ہیں خود مرض و شفا نہیں اس لئے اس فعل کا استعمال اس الہام میں صحیح نہیں"

میں نے اس اعتراض کے متعلق جناب برق صاحب کی ساری عبارت من و عن نقل کر دی ہے اس میں مندرجہ ذیل چار اعتراضات ہیں۔

(۱) - وحی سے شفا کا کیا تعلق ہے
(۲) - قولنج سے تو غیر رسول بھی شفا حاصل کرتے رہتے ہیں پھر اس چیلنج کا کیا فائدہ ہے
(۳) - قرآن کریم جیسی تو ایک آیت بھی آج تک کوئی نہیں بنا سکا لیکن اس چیلنج کی دھجیاں تو بیس دفعہ دن میں اڑائی جاتی ہیں -
(۴) - الہام میں لفظ آتی کا استعمال غلط ہے

پہلے اعتراض کا جواب تو بہت سیدھا سادا ہے۔ الہام کے معنے یہ ہیں کہ اب ہم نے اپنے اس بندہ پر جو علاج اس کی مہلک مرض کا بذریعہ وحی نازل کیا ہے اور اس کے نتیجہ میں جو بے نظیر شفا اسے حاصل ہوئی ہے اس جیسا علاج اور اس جیسی شفا لا کر دکھاؤ الہام الٰہی میں مطلق وحی کے نزول کا ذکر نہیں بلکہ اس خاص وحی کا ذکر ہے جس میں ایک خاص مہلک مرض کا علاج بتلایا گیا ہے اور جو اس مرض کے دور کرنے کا ذریعہ ثابت ہوا۔ پس اس خاص وحی کو جو اس خاص شفاء سے گہرا تعلق ہے وہ بالکل ظاہر ہے

افسوس ہے آپ نے ترجمہ میں مطلق وحی کا لفظ رکھ کر الہام الٰہی کو قابل ہنسی بنانے کی جو مذموم کوشش کی ہے وہ آپ جیسے محقق ہونے کے مدعی کے شایان شان نہ تھی۔

## کتمان حقیقت

باقی رہا دوسرا اور تیسرا سوال سو اس کے متعلق میری اتنی گذارش ہے کہ جس طرح ۱۴۰۰ برس سے کوئی ماں کا لال قرآن جیسی آیت نہیں بنا سکا اسی طرح اس جیسی شفاء کی نظیر بھی کوئی پیش نہیں کر سکا اور نہ کوئی کر سکے گا جس قسم کی شفاء حضرت اقدس مرزا صاحب کو حاصل ہوئی۔ یہ چیلنج قائم ہے اگر برق صاحب کو ہمت ہے تو اسے توڑ کر دکھلائیں۔

جناب برقی صاحب! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ آپ نے اس بارے میں لکھا ہے اس میں تقوےٰ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آپ نے عمداً حق کو چھپانے کی نہایت گھناؤنی حرکت کا ارتکاب کیا ہے چیلنج وہ نہیں جسے آپ نے ظاہر کیا ہے بلکہ چیلنج وہ ہے جو خود حضرت اقدس مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

## حضرت اقدسؑ کے الفاظ

" ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے انہیں دنوں میں شیخ رحیم بخش صاحب مرحوم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے والد ماجد بٹالہ سے میری عیادت کے لئے آئے اور میری نازک حالت انہوں نے دیکھی اور میں نے سنا کہ وہ بعض لوگوں کو کہہ رہے ہیں کہ آج کل یہ مرض وبا کی طرح پھیل رہی ہے بٹالہ میں ابھی میں ایک جنازہ پڑھ کر آیا ہوں جو اسی مرض سے فوت ہوا ہے اتفاقاً اتفاق ہوا کہ محمد بخش نام ایک حجام قادیان کا رہنے والا اسی دن اسی مرض

سخت بیمار ہوا اور آٹھویں دن مر گیا اور جب ۱۶ دن میری مرض پر گزر گئے تو آثار ناامیدی کے ظاہر ہو گئے اور میں نے دیکھا کہ بعض عزیز میرے دیوار کے پیچھے رو رہے تھے اور مسنون طور پر تین مرتبہ سورۃ یٰسین سنائی گئی جب میری مرض اس نوبت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القا کیا کہ اور علاج چھوڑ دو اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو تب بہت جلدی دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی اور میں نے اس کلمہ کے ساتھ کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور درود شریف کے ساتھ اس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا ہر ایک دفعہ جو جسم پر وہ ریت پہنچتی تھی تو گویا آگ سے نجات پاتا تھا صبح تک وہ مرض دور ہو گئی اور صبح کے وقت یہ الہام ہوا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بشفاء من مثلہ" ۔

## چیلنج کی اصل حقیقت

جناب برق صاحب! آپ خود ہی انصاف سے بتلائیں کہ کیا آپ نے عمداً کتمانِ حق سے کام نہیں لیا کیا حضورؑ کے الہام میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ کسی قولنج کے مریض کا شفایاب ہونا ثابت کرو کہ آپ نے یہ لکھ دیا کہ بیسیوں مریض قولنج شفایاب ہو جاتے ہیں چیلنج تو اس بات کا ہے کہ قولنج زحیری کا ایک ایسا مریض ہے کہ اس کی مرض کو دور کرنے میں کوئی دوائی کامیاب ثابت نہیں ہوئی ہر علاج بے کار ہو اجا رہا ہے، علاج سے بالکل مایوسی ہے تمام رشتہ داروں پر یاس کا عالم طاری ہے اور وہ شفاء سے بالکل مایوس ہو چکے ہیں اور اپنے عزیز کی موت کا یقین کئے بیٹھے ہیں اور بجائے علاج کرنے کے سورۃ یٰسین پڑھ کر اسے آخری سفر کے لئے تیار کر رہے ہیں اور رونے پر زور دے رہے ہیں ایسی حالت میں جبکہ تمام رشتہ دار ملک الموت کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک علاج مریض کے دل میں القا کیا جاتا ہے اور وہ علاج بھی ایسا علاج ہے جس کا بظاہر مرض سے کوئی مادی تعلق نہیں نہ دریا کی ریت اور اس کا پانی مرض کی علت کو دور کرنے کا ذریعہ ہے اور نہ ہی تسبیح اور درود مادی دواؤں میں شامل ہیں، اور اس مریض کو خدا کے کلام کی سچائی پر اس قدر یقین کامل ہے کہ وہ ایک آن بھی اسکو عملی جامہ پہنانے میں تاخیر سے کام نہیں لیتا اور ادھر خدا کا یہ بتلایا ہوا علاج بھی اس قدر زود اثر ثابت ہوتا ہے اور ایسا تیر بہدف بیٹھتا ہے کہ اس کے استعمال سے فوراً شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ ایسے علاج کے متعلق اللہ تعالیٰ چیلنج کرتا ہے کہ ہم نے اپنے اس بندہ کو بذریعہ وحی جس طریقہ علاج سے آگاہ کیا ہے اور جس کے نتیجہ میں اسے ایسی خطرناک مہلک مرض سے شفا حاصل ہوئی ہے تمہیں اگر اس علاج کے خدا کی طرف سے ہونے کے بارے میں شک ہے تو تم اس کی مثل پیش کر دو، کسی زحیری قولنج کے مریض کا علاج اس طریقہ سے کر کے اس کا شفایاب ہونا ثابت کر دو تو ثابت ہو جائے گا کہ ریت اور دریا کے پانی میں یہ تاثیر ہے اور یہ دونوں چیزیں اس کا حقیقی علاج ہیں اگر ایسا ثابت نہ کر سکو تو پھر یقین کر لو کہ یہ سب کچھ خدائی تصرف کے وقت وقوع میں آیا ہے اور یہی وجہ یہ ایک خارق عادت نشان ہے جو خدا اپنے برگزیدہ بندوں کے ہاتھ پر ہی ظاہر کرتا ہے غور کریں کیا یہ نشان ایک مردہ کو زندہ کرنے سے کم ہے کیونکہ دنیا تو اسے مردہ ہی سمجھ چکی تھی۔ مریض علاج کی حدود سے تو باہر نکل چکا تھا۔ کیا یہ وحی الٰہی ثابت نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ دعویٰ کہ اسے ہر چیز پر تصرف تام حاصل ہے اور ہر چیز پر اسے کامل حکومت حاصل ہے کس قدر سچا دعویٰ ہے۔

## حقیقت کو بگاڑنا

اب پھر قارئین کرام خود ہی از روئے انصاف فیصلہ کر لیں کہ کیا جناب برق صاحب نے اصل حقیقت کو بگاڑ کر پیش نہیں کیا دعوےٰ تو ان کا یہ ہے کہ انہوں نے مصنف یعنے حضرت مرزا صاحب کے منشاء کو بالکل نہیں بگاڑا لیکن عمل ان کا یہ ہے جو قارئین کرام کے سامنے ہے میں اس بات کو پھر دوہراتا ہوں کہ برق صاحب یا کوئی اور مخالف اگر اس چیلنج کو قبول کر سکتا ہے تو وہ کر کے دکھلائیں برق صاحب تو بیسیوں مریضوں کے شفایاب ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں وہ ایک ہی مثال پیش کر کے اس چیلنج کو توڑ کر دکھلا دیں ورنہ خدا سے ڈریں اگر خدا کے مامور کو قبول کرنے کی سعادت حاصل نہ ہوئی تو اس کے متعلق لوگوں کو دیدہ دانستہ مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش سے اجتناب کریں۔

## اعتراض چہارم کا جواب

اعتراض چہارم جناب برق صاحب کا یہ ہے کہ فعل الٰہی کا تعلق محسوسات و مشہودات سے ہوتا ہے اور شفا کا تعلق محسوسات سے نہیں، میں اس وقت محسوسات و مشہودات کی بحث میں جانا نہیں چاہتا صرف قرآن کریم کی چند مثالوں سے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جناب برق صاحب خدا کے مامور کی عداوت میں جو عربی زبان کے متعلق نئے سے نئے قواعد مرتب کرنے میں مشغول ہیں وہ کس قدر خدا تعالیٰ کی کتاب کے مخالف ہیں میں پھر حضرت اقدس مرزا صاحب کے الہام انی مھین من اراد اھانتک کی طرف جناب برق صاحب کی توجہ منعطف کراتا ہوں کہ وہ دیکھیں کہ کس طرح ان کو ہر دفعہ ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

اب ذیل میں چند مثالیں قرآن کریم سے پیش کر کے جناب برق صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ ان پر غور کر کے بتلائیں کہ ان کا یہ دعوےٰ کہ فعل الٰہی صرف محسوسات اور مشہودات سے ہی تعلق رکھتا ہے کہاں تک خدا کی کتاب قرآن شریف سے تصدیق حاصل کرتا ہے۔

## پہلی مثال

یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا وما یذکر الا اولوا الالباب۔

(البقرہ ع ۳۷)

## دوسری مثال

فوجدا عبدا من عبادنا اتینٰہ رحمۃ من عندنا وعلمنٰہ من لدنا علما۔

(الکہف ع ۹)

## تیسری مثال

ربنا اٰتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا۔

(الکہف ع ۱)

## چوتھی مثال

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

(آل عمران ع ۸)

## پانچویں مثال

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین

(الحجر ع ۶)

(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

مکتوب ہالینڈ ——— غلام احمد بشیر مبلغ ہالینڈ مشن

# احمدی مبلغ کی بروقت مداخلت سے نام بدل دیا گیا

دی ہیگ ۲۳۔۰۸۔۶۳

مکرم محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مورخہ ۲۱ راگست کی شام کو ٹیلی ویژن پر جو خبریں نشر ہوئیں۔ ان میں ایک خبر یہ بھی تھی کہ ایمسٹرڈم کے چڑیا گھر میں ایک زرافہ پیدا ہوا ہے جس کا نام انہوں نے محمد رکھا ہے۔ جونہی یہ خبر میرے کانوں میں پڑی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اسی وقت خاکسار نے ایک خط تحریر کیا جس میں لکھا کہ محمد حضرت نبی اکرم صلعم نام ہے اس لئے ایسا نام کسی جانور کو دینا مسلمانوں کی دلشکنی کا موجب ہے اس لئے بہتر ہے کہ اس نام کی جگہ کوئی اور نام رکھ لیا جائے مثلاً فرحت یا فاتح۔

شام کو یہ خط لکھکر چڑیا گھر کے ڈائرکٹر کے نام بھیجدیا اور ساتھ ہی اس کی ایک کاپی نیدرلینڈ کی نیوز ایجنسی کو بطور اطلاع بھیجدی۔ صبح کو پاکستان اور مصر کے سفیروں کی خدمت میں بھی خطوط بھیجدیئے اور ساتھ ہی فون پر عرض کردی کہ اگر وہ اس معاملہ میں کچھ کارروائی فرما سکیں تو بہتر بات ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے ڈچ فارن آفس کو فون کیا اور سارا معاملہ تفصیل سے پیش کر دیا۔

اسی طرح فارن آفس کی طرف سے بھی اور نیوز ایجنسی کی طرف سے بھی چڑیا گھر کے ڈائرکٹر سے بات چیت کی گئی۔ پاکستان ایجنسی کے قائم مقام سفیر محترم جمیل الدین حسن صاحب نے فون پر ڈائرکٹر صاحب سے بات بھی کی۔ چنانچہ انہوں نے معذرت پیش کرتے ہوئے زرافہ کا نام بدل کر فرحت رکھ دیا۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

ایک بجے یہ خبر ریڈیو پر بھی نشر ہوئی اور شام کو اخبارات میں بھی تفصیل سے یہ خبر شائع ہوئی۔

اس معاملہ میں ہمارے ایک دوست پروفیسر براؤن اور مسٹر میلمہ بھی جو ایمسٹرڈم میں رہتے ہیں چڑیا گھر کے ڈائرکٹر سے ملے اور انہیں اس امر کی طرف توجہ دلائی ہم اپنے تمام احباب اور سفراء پاکستان اور مصر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے اس معاملہ میں فوراً کارروائی فرما کر ہماری مدد فرمائی۔ نیز اہم اردو [illegible] اخبارات کے بیانات

ہاسے کرانت لکھتا ہے کہ ایمسٹرڈم کے چڑیا گھر میں پیدا ہونے والے زرافہ کا جو نام محمد رکھا گیا تھا اس کے متعلق اسلامک انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے ڈائریکٹر کو لکھا گیا کہ ایسا کرنے سے کروڑوں مسلمانوں کی دل شکنی ہوتی ہے اس لئے بہتر ہے کہ اس نام کو بدل دیا جائے۔ چنانچہ اس نام کو بدل کر اس کی جگہ فرحت رکھا ہے۔ اسی طرح ہیگ سے نکلنے والا اخبار ہیٹ فادر لانڈ (Het Vaderland) لکھتا ہے کہ جونہی یہ خبر نشر ہوئی کہ زرافہ کا نام محمد رکھا گیا ہے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈی کے ڈائریکٹر نے ڈاکٹر اجعفوری چڑیا گھر کے ناظم کے نام خط لکھا کہ اس نام کے رکھنے سے سب مسلمانوں کی دل شکنی ہوئی اس لئے اس نام کو بدل دیا جائے چنانچہ انہوں نے اس نام کو بدل دیا۔

یہ نام دراصل چڑیا گھر کے ایک کارکن کی بیوی نے دیا تھا۔ انہوں نے بعد میں بتلایا ہے کہ انہیں یہ نام بہت پسند اور خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے انہوں نے ایسا کیا۔ اس میں کسی کی دل شکنی یا ہتک مراد نہیں تھی خواہ ان کی مراد کچھ بھی ہو اس طرح جانور کو نام دینا ہمارے نزدیک کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہم نے پروٹسٹ بھی کیا اور اللہ کے فضل سے اس کا اثر بھی ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔



عبدالکریم ضلع بھمبر (واہ)

## بھمبر (واہ) مقبوضہ کشمیر

جمعہ اور عید، عشا میں ۵۷٪ فیصدی احباب شامل ہوتے ہیں تنظیمی کاموں اور چندوں کی ادائیگی اور ذمہ داری کو ہر ایک فرد پوری ذمہ داری سے انجام دے رہا ہے۔ تبلیغ اور اشاعت لٹریچر میں بھی احباب مصروف ہیں۔ الحمد للہ

(۲) کتب مسیح موعود علیہ السلام اور اخبار لائٹ ''پیغام صلح'' اور تعلیمات سلسلہ کے لئے ٹریکٹ جو مرکز سے موصول ہوتے ہیں، ان سب کو باقاعدہ لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۳) ماہ جون ۱۹۶۳ء میں خدا کے فضل سے نوجوانوں کے ۵۔ اجتماعات ہوئے جن میں صداقت اسلام و احمدیت۔ فلسفہ جمعہ۔ فلسفہ زکوٰۃ و حج پر تقاریر ہوئیں اس کا اپنی جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں اور احباب پر اچھا اثر رہا ہے۔

(۴) مدرسہ احمدیہ میں ماہ زیر رپورٹ میں ۴۸ بچے درج رجسٹر تھے۔ جن میں سے اوسط حاضری روزانہ ۳۸ سے زیادہ رہی۔ ان طلباء میں اپنی جماعت کے علاوہ قادیانی۔ غیر احمدی بچے بھی شامل ہیں۔ معلم صاحب طلباء کو قاعدہ یسرنا القرآن۔ سیپارہ سے ناظرہ پڑھاتے ہیں علاوہ ترجمہ نماز۔ جنازہ۔ دعا وغیرہ بھی یاد کراتے ہیں۔ ان چیزوں کی عملی مشق کا باقاعدہ اہتمام ہے۔ طلباء قرآن مجید کی آیات۔ درثمین سے نعتیہ کلام مسیح موعود پرانے اخبارات سے مرحوم حسن صاحب کے کلام منظوم اور نثر مکالمے یاد کرتے ہیں۔ مدرسہ کے بچے نماز کی پابندی کر رہے ہیں۔ اور یہاں کے معاشرہ پر ان کا عمدہ اثر ہے۔

(۵) ماہ زیر رپورٹ میں ۱۴ افراد نے بیعت کی ہے۔ بیعت فارم علاحدہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں بھیجے جا رہے ہیں۔ اور اس وقت خصوصی طور پر ۲۲۔ احباب جن میں مدرسین۔ پروفیسر اور کالج کے طلباء ہیں۔ زیر تبلیغ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں حق کی قبولیت کی توفیق بخشے۔

یہ سن کر آپ خوش ہوں گے کہ ہماری جماعت کے ایک مخلص بزرگ چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو ریٹائر ہونے کے بعد کشمیر میں اوقاف کمیٹی کے عہدہ پر مقرر کئے گئے ہیں۔ دعا ہے... چوہدری صاحب اپنے جماعتی مشن کے لئے بھی وہاں گنجائش پیدا کر کے اپنی مسجد اور جائداد انجمن جموں کے حصول کی بھی کوشش فرماویں۔ خدا تعالیٰ انکو کامیاب کرے۔ اپنی نیک شہرت کی وجہ سے چوہدری صاحب موصوف مشہور ہیں۔ اور ذی اثر ہیں۔ والسلام

عبدالکریم۔ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھمبر واہ کشمیر مقبوضہ

## (خطبہ جمعہ از صفحہ)

کہ آپ ماں کے پیٹ میں تھے کہ باپ دنیا سے اُٹھ گیا اور چند سال کے بچے تھے کہ والدہ داغِ مفارقت دے گئیں۔ ایک یتیم اور بے سہارا بچے کی زندگی بڑی آسانی سے بگڑ جاتی ہے۔ عام طور پر یتیموں کا یہی حال ہوتا ہے۔ نہ اُن کے اخلاق درست ہوتے ہیں اور نہ عادات اچھی ہوتی ہیں۔ ان کی تہذیب و تربیت کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ جس حالت میں آپ یتیم ہو گئے تھے ہم نے اپنی نظر کرم آپ پر رکھی۔ ہم نے تمہاری حفاظت کی، اور تعلیم و تربیت سے نوازا۔ پھر فرمایا ووجدک ضالاً فھدیٰ بچپن کے بعد جوانی کا زمانہ ہوتا ہے۔ یہ شتر بے مہار کی سی زندگی ہوتی ہے۔ یہ زمانہ بڑا خطرناک ہوتا ہے بالخصوص ایسے ملک میں جہاں بدکاریاں کھلم کھلا ہوتی ہوں۔ نیکی اور بدی کا دور رائج ہوتا ہے لیکن آپ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس عالمِ شباب میں بھی ہم نے تجھے خدا تعالیٰ کی محبت میں گم ہونے والا پایا ہے، ہم نے تمہیں سرحق و حکمت اور ہدایت اور رشد کی راہیں سکھائی ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا کہ ما ضلّ صاحبکم وما غویٰ تمہارا ساتھی کبھی گمراہ نہ ہوا اور نہ راہ سے بھٹکے گا۔ بچپن اور جوانی اس طرح گذری۔

### مفلسی میں شانِ استغنا اور غنا

پھر فرمایا ووجدک عائلاً فاغنیٰ ایک اور چیز ہے کہ اگر انسان مفلس اور غریب ہو تو اس کا دل و دماغ مضطرب اور پریشان رہتا ہے۔ کھانا کھاتا ہے تو اپنی غربت کا احساس اسکو رُلاتا ہے اور جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو تو تب اس کی غریبی سسکتی، اس کے خیالات پراگندہ کئے رکھتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے تجھے مفلس پایا تو غنی کر دیا اور وہ دو طرح سے کیا۔ ایک تو آپ کو صبر و استقامت کی بے پناہ نعمت عطا کی۔ کہ مشکلات و مصائب کے وقت بھی آپ نے زبردست صبر کا نمونہ دکھایا۔ دوسرے آپ کی شادی ایک امیر اور دولتمند عورت سے ہو گئی۔ آپ کو روپیہ مل جانا آپ کی گمراہی کا موجب نہ ہوا۔ آپ اپنی جان پر اس کو خرچ نہ کرتے تھے بلکہ غریب غرباء اور محتاج و مساکین پر خرچ کر دیتے تھے۔ یہ حضور کی زندگی کا نقشہ ہے۔ آپ کے سامنے کتنا بلند مقصد تھا۔ نہ صرف ایک شہر یا قوم کی اصلاح و ہدایت کا بلکہ سارے ممالک اور اقوام کی اصلاح و ہدایت کا کام آپ کے ذمہ تھا۔

اتنے ارفع و اعلیٰ اور عظیم مقصد میں اتنی مصیبتوں مشکلوں کا آنا بہر صورت ضروری تھا۔

### انسانی زندگی کا مقصد صرف روزی روٹی نہیں۔

آپ کے مشن کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ ساری دنیا میں انسانیت کو تہذیب و تمدن اور اخلاق سے آراستہ کیا جائے۔ اور آیندہ کے لئے بھی ان کے لئے ثمراتِ افضال و برکات کا اندوختہ تیار ہو۔ اسی لئے فرمایا وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ نہ صرف ان کو اس دنیا میں ہر نعمت سے وافر حصہ ملے بلکہ آیندہ کی زندگی میں بھی ہزار نعمتوں سے متمتع ہوں۔

وہ شخص جو کہتا ہے کہ کل کی فکر نہ کرو تو وہ جانوروں کی حیات کا مقصد اپنے پیش نظر رکھتا ہے وہ آیندہ کامیابی کے بلند مقاصد کیا پیش کر سکتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ نہ صرف اس دنیا میں بلکہ آخرت کے لئے ان کے لئے عظیم اور اعلیٰ مقصد پیش فرماتے ہیں۔

### بلند مقاصد کے حصول کے لئے قومی تعمیر کے ستون۔

آگے فرمایا فاما الیتیم فلا تقھر۔ کوئی یتیم تمہارے سامنے آ جائے تو اُن پر سختی نہ کرو۔ اپنی توجہ کے یتیموں کی تعلیم تربیت اور تعلیم و پرورش کا بطور خاص خیال رکھو۔ یتیم کے معنی ایک اور بھی ہیں دُرِّ یتیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک منفرد ہستی اور دُرِّ یتیم ہیں۔ یتیم تمہارے پاس آ جائے۔ اس کی پرورش کرو۔ پھر فرمایا واما السائل فلا تنھر کوئی سوالی آ جائے۔ کوئی محروم آ جائے۔ کوئی ہدایت طلب کرنے والا آ جائے تو انکے ساتھ مروت حسن سلوک اور اخلاق سے پیش آؤ۔ سائل وہ بھی ہے جس کے پاس کچھ بھی نہیں اور سائل وہ بھی ہے جو ہدایت کا راستہ چاہتا ہے اسے ڈانٹ ڈپٹ کر نہیں جیسے مولویوں کی عادت ہے بلکہ دلائل اور نرمی کے ساتھ اُن کی تسلی کرو۔ اما بنعمۃ ربک فحدث خدا تعالیٰ نے جو تجھے نعمت عطا کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا کہ آپ جیسا دنیا میں کوئی دوسرا انسان نظر نہیں آتا۔

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا تو ضرور بنا لیا ہے مگر انکی حالت کیا تھی کہ ان کے آخری دنوں میں دکھ درد کی یہ نوبت آئی کہ حضرت عیسیٰ پکار پکار کر رو رہے تھے:۔

### ایلی ایلی لما سبقتنی

اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا

اس کے برعکس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھیں، ان کے بارہ میں فرمایا ما ودعک ربک وما قلیٰ۔ تیرا پروردگار تجھے چھوڑنے والا نہیں۔ دونوں کا مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ایک کی زندگی Tragedy کی زندگی اور نہایت الم انگیز الجام زندگی ہے، دوسری طرف حضور کی کامیاب و کامران زندگی ہے نہ صرف یہ کہ آپ بادشاہ ہو گئے۔ اس قوم کے جس نے کبھی کسی کو اپنا بادشاہ تسلیم نہیں کیا تھا بلکہ آپ کے ماننے والوں نے بھی بادشاہت کی۔ جنہوں نے اپنے عمل و کردار سے اس عظیم مشن و مقصد کو دنیا میں پھیلایا۔ جس کی وجہ سے یہ کامیابی و کامرانی ہوئی اور دنیا میں رشد و ہدایت کی روشنی پھیلی۔ اس کے خلاف حسب بیان انجیل مسیح کو نہ یہاں حضرت داؤد کا تخت ملا نہ ۱۲ حواریوں کو ۱۲ تخت نصیب ہوئے۔

### قرآن مجید ہی وہ سب سے بڑی نعمت ہے جو آپ کو ملی باہمی غیب جوئی اور خوردہ گیری چھوڑ کر جہاد کبیر میں منہمک ہو جاؤ

قرآن مجید نے ہر مذہب کے باطل عقائد کی تردید کی اور اسلام کی تعلیم پر روشنی ڈالی ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو بڑی نعمت دی ہے وہ قرآن کریم ہے یہ ہدایت نامہ ہے اور تحدیث نعمت یہ ہے کہ اس نعمت کو دنیا میں چہار طرف پھیلائیں اور اقوام عالم میں پہنچائیں۔

اگر خدا تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑا تو اسلام کو بھی خدا چھوڑنے والا نہیں۔ اس لئے نہ کوئی نیا نبی اور نہ نیا دین آپ کے بعد آئے گا، وہ ہر دور اور ہر دیار میں ہمیشہ تازہ رہے گا۔ اور کبھی اس پر غبار آ گیا تو ہم نئے سرے سے اس امت میں ایک آدمی بھیجیں گے جو اس گرد و غبار کو صاف کرے گا۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے اسلام کو یونہی تن تنہا نہیں چھوڑا، اس نے ایک مامور بھیجا جس نے احیاء دین کیا

یہ تیم ہے جنہوں نے نئے سرے سے مجدد کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور وعدہ کیا ہے کہ نئے سرے سے ہم اسلام کو دنیا کے اندر پھیلائیں گے، اگر ہم تحدیث نعمت کے طور پر بڑی تندہی اور گرم جوشی سے قدم بڑھائیں گے تو کامیابی بہت جلد آپ کے قدم چومے گی اور اگر آپ کمزور پڑ گئے تو خدا کا کام تو ہو کر رہے گا ہوتا رہے

محمد علی نور، لائل پور

# جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کے ساتھ ایک شام

۲۸ راگست کو مکرم محترم جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی تنظیم جماعت کے سلسلہ میں لائل پور تشریف لائے۔ آپ کی آمد پر محترم میاں فضل احمد صاحب نے مقامی جماعت کو ۲۹ راگست کی شام چائے پر مدعو کیا اور ایک سادہ مگر نہایت پروقار تقریب عمل میں آئی۔

تلاوت کلام پاک کے بعد راقم الحروف نے معزز مہمان خصوصی کی خدمت میں جماعت کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا جس کا متن درج ذیل ہے:۔

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم و محترم جناب فاروقی صاحب!

"اھلاً وسھلاً و مرحبًا"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کی تشریف آوری ہمارے لئے باعث صد افتخار ہے۔ جس نیک مقصد کے لئے آپ نے یہاں ورود فرمایا ہے وہ ایک عظیم اور مبارک قدم ہے۔ خدا کرے کہ آپکا یہاں آنا جماعت کے احیاء اور تنظیم کا باعث ہو اور آپ کی مساعی ثمر آور ثابت ہوں۔

— محترم فاروقی صاحب! جماعت بندی گو ایک مشکل امر ہے مگر الٰہی جماعتیں اپنے ساتھ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید لئے ہوئے ہوتی ہیں اور پھر اگر آپ جیسے دردمند دل رکھنے والے احباب اپنی مساعی جمیلہ کو جاری رکھیں تو کوئی وجہ نہیں کہ خوابیدہ روحوں کو بیداری اور بھٹکے ہوؤں کو منزل نصیب نہ ہو۔ خدا کرے ہمیں اپنے فرض اور ذمہ داری کا احساس ہو اور جس پیغام حقانی کو مخلوق خدا تک پہنچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں مقرر فرمایا ہے اُسے ہم تمام عالم میں نشر کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں اور اس فرض کی ادائیگی میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کریں۔

— محترم فاروقی صاحب! آپ نے حضرت مولانا محمد علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ کو قلم و قرطاس کے رنگ میں جو حفاظت عطا کی ہے اس سے آپ نے جہاں جماعت احمدیہ پر ایک احسان عظیم کیا ہے وہاں بہت سی بھٹکی ہوئی روحوں کے لئے روشنی اور نور کا ایک مینار قائم کر دیا ہے۔ آپ کی اس نیک اور کامیاب کوشش کو ہر حلقۂ خیال میں نہایت احسن پیرایہ میں سراہا گیا ہے اور آپ نے بہت سے پوشیدہ امور کی نقاب کشائی کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا مرحوم کی نفسِ زندگی کو جس انداز میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے اور یہ یقینًا ہمارے لئے مشعل راہ ہے اگر ہم اس سے سبق حاصل کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو اس سانچے میں ڈھال سکیں تو دنیاو آخرت میں نجات کا موجب بن سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ اگر حامی و ناصر ہوا اور اس کا فضل شامل حال ہو تو حضرت مولانا مرحوم کی مشعل کے نور سے بہت سے قلوب منیر ہو سکتے ہیں اور جماعت میں ایک نئی زندگی بلکہ ایک نیا انقلاب رونما ہو سکتا ہے۔ بہت مناسب ہوگا کہ آپ ملکی اور غیر ملکی لائبریریوں کی زینت بنانے کے لئے اپنی مساعی جمیلہ کو جاری رکھیں

محترم فاروقی صاحب! نہایت ادب سے گذارش ہے کہ جماعت کی تعلیم و تربیت۔ اصلاح و ارشاد اور تنظیم و تجدید کے لئے جہاں چند دردمند دلوں کی ضرورت ہے جو محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر میدان میں آئیں اور اپنی زندگیاں اصلاح احوال اور اشاعت اسلام کے لئے وقف کر دیں وہاں ہم کو ایک مضبوط مرکز کی بھی ضرورت ہے۔ اگر جماعت کا مرکز مضبوط ہو اور آپ جیسے بزرگ نظام جماعت کو اپنے مضبوط دست تعاون سے تھامے رکھیں تو یقینًا جماعت روز افزوں ترقی کر سکتی ہے اور بطیب خاطر تبلیغ و اشاعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے قابل ہو سکتی ہے۔

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نیک مقاصد اور مساعی میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت کو حضور کی نیک خواہشات پر پورا اُترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔"

بعد ازاں مکرم مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے ایک مختصر سی تقریر کی جس میں جماعت کے سامنے خدا کی راہ میں بیان فرماتے ہوئے احباب کو تنظیم اور خدمت کے جذبات کے ساتھ آپس میں مل جل کر اشاعت اسلام کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے فاروقی صاحب کا تعارف کراتے ہوئے بتلایا کہ جہاں آپ کو حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم کی فرزندی کا شرف حاصل ہے وہاں آپ نے حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو بھی بہت قریب سے دیکھ کر ان بزرگوں کی صحبت سے بہت کچھ حاصل کیا ہے اور حضرت مولانا مرحوم اور اپنے والد بزرگوار کی طرح آپ کے دل میں بھی اشاعت اسلام اور خدمت دین کا جذبہ ہمیشہ سے کارفرما رہا ہے اور بالآخر آپ تمام مصروفیتوں سے فارغ ہو کر آپ نے اشاعت اسلام کے لئے عملی طور پر اپنی خدمات پیش کر دی ہیں۔ فی الحال آپ جماعت کی تنظیم کے سلسلہ میں دورہ پر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہاں تشریف لائے ہیں اور بعد میں آپکا ارادہ براعظم افریقہ میں مضبوط بنیادوں پر تبلیغ کا کام کرنے کا ہے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ پہلے مبلغین کی طرح ہر مقام پر کامیابی و کامرانی آپ کے قدم چومے گی۔

مرزا صاحب کے بعد محترم فاروقی صاحب نے اپنے بہت پیارے، اچھوتے اور دلکش انداز میں احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ آپ نے　　امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ، وصال، اور حضرت مولانا نورالدین کے زمانہ سے لے کر آج تک کے مختلف ادوار کے حالات کو کچھ اس اچھوتے انداز میں بیان فرمایا کہ یوں معلوم دیتا تھا کہ تمام واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے سے گذر رہے ہیں۔ آپ نے اجمالاً ۱۹۱۴ء میں جماعتی اختلافات کے چشم دید واقعات کو بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرزند اور ان کے حواریوں کی ناعاقبت اندیشی اور غاصبانہ عقائد کے باعث جماعت احمدیہ کی ترقی میں یکدم رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ ہندوستان کے تمام مشاہیر کی نظریں قادیان پر جمی ہوئی تھیں اور ادھر ہی تمام رجوع کرتے تھے اور ہم تمام ہندوستان اور اس کے ساتھ ہی مغرب میں احمدیت کے نفوذ کے خواب دیکھ رہے تھے مگر ناگفتہ بہ حالات نے ہمارے یہ خواب

فرسنودہ تجبیر نہ ہوتے دیئے اور جماعت قادیان احمدیت کی ترقی کی راہ میں سدّ سکندری بن کر کھڑی ہوگئی اور ہمارا بہت سا وقت آپس کے بحث مباحثہ میں ضائع ہونے لگ گیا - غالبًا خدا کو یوں ہی منظور تھا -

آپ نے بتلایا کہ والد بزرگوار نے کس محنت اور جانفشانی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح حیات کو سینکڑوں کتب کے مطالعہ اور حضور کی تحریرات سے استفادہ کرکے نہایت عرقریزی کے ساتھ تصنیف فرمایا تھا چنانچہ آج حضرت مرزا صاحب کو روشناس کرانے کے لئے "مجدّد اعظم" کے سوا کوئی ایسی کتاب موجود نہیں ہے جو کہیں بھی پیش کی جاسکے۔ اس کے بعد حضرت مولٰنا محمد علی صاحب مرحوم کے حالات زندگی کو یکجا کرنے کی بہت دیر سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی - میں نے محض خدا تعالےٰ کے فضل وکرم پر امید رکھتے ہوئے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور بہت، محنت اور مطالعہ اور خطوط اخبارات کی فائلوں کو دیکھنے کے بعد بعض احباب کے تعاون سے "مجاہد کبیر" میں ان حالات کو یکجا کردیا ہے - اس کتاب میں جہاں مولٰنا مرحوم کی زندگی کے حالات کو بالاستیعاب جمع کر دیا گیا ہے وہاں بہت سے دستاویزی ثبوت دے کر اختلاف کے اصل اسباب وعلل بیان کئے گئے ہیں -

ہماری کوشش ہے کہ جماعت دلوہ کے ان فہمیدہ احباب کے ہاتھوں تک اس کتاب کو تحفۃً بھجوایا جائے جو اپنی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر اس کا مطالعہ کرسکیں - غیراز جماعت لوگوں کو بھی سلسلہ سے واقفیت کے لئے یہ کتاب بھجوائی جارہی ہے - اور نہایت دُور رس نتائج برآمد ہونے کی توقع ہے -

آپ نے جماعت کی تنظیم پر بہت زور دیا اور آپ نے یہ یقین دلایا کہ اگر آپ اپنے آپ کو شجر سے وابستہ رکھیں گے تو ایک نہ ایک دن بہار ضرور آجائے گی - وابستگی کے لئے آپ نے تنظیمی مجالس قائم کرنے اور چندہ کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف خاص ارشاد فرمایا :-

محترم فاروقی صاحب کا یہ روح پرور خطاب ایسے دلنشین انداز میں جاری تھا کہ وقت گذرتا ... معلوم ہی نہ ہوا - آپ کے خطاب کے بعد احباب نے نماز مغرب ادا کی جس کے بعد میاں فضل احمد صاحب کی طرف سے احباب کو پُرتکلف چائے پیش کی گئی اور یہ مبارک اجتماع اختتام پذیر ہوا ؎

پیغام صلح میں اشتہار دے کر کاروبار کو فروغ دیں (منیجر)

# شورش کاشمیری کا حلیہ

ہفت روزہ اقدام لاہور میں جناب شورش کاشمیری ایڈیٹر چٹان کا حلیہ مبارک جناب انور ہاشمی وکیل صادق آباد کے قلم سے شائع ہوا ہے جو حسب ذیل ہے :-

"بحث مباحثے کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جذبات اور ذاتیات سے بلند ہوکر ٹھوس دلائل پیش کئے جائیں اگر عام قارئین یا سامعین کو الفاظ کی چاشنی میں جذب و محو کرلیا جائے اور مؤثر دلائل کا شائبہ نہ ہو تو اس سے سنجیدہ طبقہ تو متاثر نہیں ہوسکتا - البتہ وقتی واہ واہ ضرور حاصل ہو سکتی ہے - آغا شورش صاحب کے متعلق میرا عرصے سے یہ خیال ہے کہ یہ ذات شریف بڑی صلاحیتوں کی مالک ہے لیکن ان کی صلاحیتوں کا بہاؤ ابتدا ہی سے غلط رُخ کی طرف رہا ہے - یہ بہترین ورکر ہوسکتے ہیں لیڈر مطلق نہیں - جو بھی انہیں استعمال کرنا چاہے انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا حسین شہید سہروردی عوامی لیگ کے جلسوں میں تقریر کروانا چاہے تو انہیں انکار نہیں ڈاکٹر خان صاحب کے حق میں بلوانا چاہو - تو یہ تیار - مسلم لیگ کے جلسہ میں تقریر کروانا چاہو تو حاضر - مسلم لیگ کے جلسہ کو تتر بتر کروانا مقصود ہو تو اس "کار خیر" کے لئے ان کی خدمات حاضر ہیں - یہ ہر قسم کے جلسہ میں لچھے دار تقاریر کرسکتے ہیں اور عوام سے ہاتھ کھڑے کروا سکتے ہیں مجھے یہ دیکھ کر اکثر دکھ ہوتا ہے کہ آغا صاحب اتنی صلاحیتوں کے حامل ہونے کے باوصف غلط ہاتھوں میں کیوں کھلے جاتے ہیں - خدا نے ان کی زبان و قلم میں بلا کی سلاست و اثر دیا ہے مگر کسی کام کا نہیں - کیونکہ کبھی تعمیر وطن کے لئے ان کی صلاحیتوں کا استعمال نہیں ہوا - بلکہ ان کی صلاحیتیں ہنگاموں کا باعث بنتی رہی ہیں - انہوں نے کبھی بریلوی دیوبندی اختلافات کو ہوا دے کر اپنی دکان چمکائی - اور ایک فرقے کے ہیرو بن بیٹھے -

حالانکہ مذہبی اذکار و ارکان سے دور کا بھی واسطہ نہیں - میں نے چار سال ۱۹۵۲ء تا ۱۹۵۶ء لاہور میں رہ کر انہیں قریب سے دیکھا ہے مجھے یاد نہیں پڑتا کہ آغا صاحب نے میرے سامنے کبھی کوئی نماز ادا کی ہو - بلکہ سارا سارا دن علی رطب گالیاں دیتے ضرور رہتا ہے - آج کل شاید ان کی طبیعت میں کوئی انقلاب آگیا ہو اس وقت تو یہ عالم تھا کہ ایک بار آغا صاحب اور میرے مشترکہ دوست "رازی پاکستانی" ہانگ کانگ سے لاہور آگئے آغا صاحب کے ہاں مقیم ہوئے مجھے بلوایا گیا - ان دنوں میں اپنے برادر محترم حفیظ سرور آرٹسٹ کے یہاں ریلوے روڈ پر رہائش پذیر تھا اطلاع ہونے پر رازی صاحب کو ملنے گیا - شام کو آغا صاحب کار میں بٹھا کر ہمیں شاہی مسجد لے گئے وہاں علامہ اقبال مرحوم کے مزار پر انوار پر فاتحہ کہی - اسی وقت مؤذن نے نماز مغرب کے لئے اذان دی - آغا صاحب بناوٹی عقیدت کا مجسمہ بنے ہمیں متاثر کرنے کی کوشش کرتے رہے - مگر کیا مجال جو اذان پر کان بھی دھرا ہو - میں دل میں حیران تھا کہ یہ شخص اسلام کی حقانیت اور سیرت النبی پر گھنٹوں بولنے والا اور خود بے عمل ہے - اتفاق سے وہ دن یوم جمہوریہ تھا ہم سب لوگ کار سے براستہ ٹکسالی دروازہ واپس ہوئے - مال روڈ پر پہنچے تو دن غروب ہوچکا تھا - قریبًا ہر بلڈنگ پر چراغاں حسین منظر پیش کر رہا تھا - عوام والہانہ جوش و خروش سے ادھر ادھر پھر رہے تھے - ہم کار میں یہ نظارہ کرتے ہوئے "لیڈر قوم" آغا صاحب کے مکان واقعہ مل روڈ پر پہنچے - تو چشم حیران نے یہ دیکھا - کہ وہاں معمولی مٹی کا دیا بھی روشن نہ تھا شہر خموشاں کا سا عالم تھا - دل کو سخت کوفت ہوئی کہ یہ اس شخص کا گھر ہے جو موچی دروازہ کے جلوس میں یوں ظاہر کیا کرتا ہے جیسے سب سے بڑا یہی محب قوم و وطن ہے - اور ان کے گھر پہ وحشت ٹپکتی ہے - دل میں معًا خیال گزرا کہ شاید یہ سردمہری دانستہ ہو - کیونکہ ان حضرات کو وجودِ پاکستان پر کب خوشی ہوئی تھی - جو اب ایسے یوم پر مسرت کا اظہار کریں -"

اس حلیہ اور کیریکٹر کا مالک جماعت احمدیہ کے خلاف شورش برپا کرے تو کوئی تعجب کی بات نہیں، ہم آیندہ اشاعت میں اس کے بعض شورش انگیز خیالات پر تبصرہ کریں گے - انشاءاللہ -

# ڈاکٹر این - اے - خان کی وفات

اسی شمارے میں دوسری جگہ مجاہد برما ڈاکٹر این اے خان کی بیماری اور اپریشن کی خبر دی گئی ہے - اخبار کی آخری کاپی پریس جا رہی تھی کہ آنکی صاحبزادی کی طرف سے حسب ذیل تار موصول ہوا :-

"والد محترم ڈاکٹر این اے خان اتوار کی رات کو گیارہ بجکر پینتیس منٹ پر وفات پا گئے -

مسز رشید"

انا للہ وانا الیہ راجعون - ڈاکٹر صاحب مرحوم کا وجود برما میں جماعت احمدیہ کیلئے ایک ستون کی حیثیت رکھتا تھا، وہ بذات خود ایک مشن تھے جنکے ذریعہ برما میں بہت بڑے پیمانہ پر تبلیغ اسلام کا کام سرانجام پا رہا تھا ان کی وفات ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے جس کی تلافی بظاہر ناممکن نظر آتی ہے آیندہ اشاعت میں ان کے حالات اور خدمات اسلام پر مفصل روشنی ڈالی جائے گی انشاءاللہ ہمیں انکی صاحبزادی اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے - احباب کرام سے جنازہ غائب کی التماس ہے ؎

# رفتارِ عالم

—— لاہور ۸ ستمبر۔ مغربی پاکستان کے اخبار پریس اینڈ پبلی کیشنز ترمیمی آرڈی ننس کے خلاف بطور احتجاج کل صحافتی اور صنعت اخبارات سے متعلق تمام کارکن ملک گیر ہڑتال کر رہے۔ چنانچہ بدھ ملک میں کوئی اخبار شائع نہیں ہوگا لاہور میں کل صبح دس بجے تمام کارکن وائی ایم سی اے ایک احتجاجی جلسہ کر رہے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ اخبار کارکنوں کی پہلی ملک گیر ہڑتال ہوگی۔ ملک کے تمام جمہوریت پسند حلقوں نے اخبارات پر عائد کی گئی پابندیوں پر احتجاج کیا ہے اور مختلف سیاسی جماعتوں اور سماجی انجمنوں نے صحافیوں کو اپنی حمایت کا یقین دلایا ہے۔ صحافیوں نے پریس اینڈ پبلی کیشنز (ترمیمی آرڈی ننس) کو آزادی صحافت کے منافی اور عوام کو صوبائی اور قومی اسمبلیوں کی صحیح رپورٹ سے محروم کرنے کی کوشش قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں اس آرڈی ننس کے ذریعہ صوبائی حکومت کو معمولی سے معمولی بہانہ پر اخبارات کو بند کرنے کا اختیار دے دیا گیا ہے۔ مختلف الخیال سیاسی اور سماجی تنظیموں نے بھی اس آرڈی ننس کو آزادی فکر کے منافی قرار دیا ہے۔

—— لندن ۸ ستمبر (ڈاکٹر) مسٹر جسٹس اے۔ آر کارنیلیس۔ چیف جسٹس پاکستان نے کہا ہے کہ آپ وطن واپس پہنچکر پریس اینڈ پبلی کیشنز (ترمیمی) آرڈی ننس کے متعلق مشرقی اور مغربی پاکستان کے چیف جسٹسوں سے مشورہ کریں گے۔

—— کراچی ۸ ستمبر۔ اے پی۔ حکومت پاکستان نے پاکستان میں بھارتی ہائی کمیشن کے فضائی مشیر گروپ کیپٹن پی بی پوار اور ہائی کمیشن کے تین دوسرے ارکان کی فوری واپسی کا مطالبہ کیا ہے۔ آج شام یہاں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ ان کے خلاف وسیع پیمانے پر جاسوسی کرنے کا الزام ہے۔

حکومت پاکستان کی طرف سے بھارتی عملہ کی واپسی کی درخواست افسر مہمان نوازی جناب آر ایس چھتاری نے آج شام پانچ بجے بھارتی ہائی کمیشن کو پیش کی۔

—— سری نگر ۸ ستمبر۔ مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعظم بخشی غلام محمد کا جانشین منتخب کرنے کے سوال پر نیشنل کانفرنس میں زبردست پھوٹ پڑ گئی ہے۔ نیشنل کانفرنس کے اب تک کئی اجلاس منعقد ہو چکے ہیں لیکن وہ ابھی تک بخشی کا جانشین منتخب کرنے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکی۔ معلوم ہوا ہے کہ نیشنل کانفرنس کا ایک گروپ جی ایم صادق کو اور دوسرا بخشی عبدالرشید کو جو بخشی غلام محمد کے بھائی ہیں وزیر اعظم بنانا چاہتا ہے

—— لاہور ۸ ستمبر۔ ریلوے پولیس نے چوری کرنے کے الزام میں ایک عادی چور سوہنی کو گرفتار کر کے اس کے قبضہ سے ہزاروں روپے مالیت کے پارچے برآمد کر لئے ہیں۔

—— دودنیال۔ صدر آزاد کشمیر کے ایچ خورشید نے مقبوضہ کشمیر سے بھارتی افواج کے فوری انخلا کا مطالبہ کرتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ اگر مقبوضہ کشمیر سے بھارتی فوجیں نہ ہٹائی گئیں تو اس علاقہ میں امن و امان زیادہ دیر تک برقرار نہیں رہ سکے گا۔ صدر خورشید یہاں ایک جلسۂ عام سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اہل کشمیر کو منصفانہ اور آزادانہ استصواب رائے کے ذریعہ اپنے مستقبل کے فیصلہ کا حق دیا جائے اور اگر اس میں مزید تاخیر کی گئی تو اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔

—— کراچی ۸ ستمبر۔ مشرقی پاکستان میں پی۔ آئی۔ اے کی ہیلی کوپٹر سروس توسیع کے دوسرے ہفتے میں شروع ہو جائے گی۔ پی۔ آئی۔ اے کا ہیلی کوپٹر طیارہ ۲۹ر اکتوبر کو کراچی پہنچے گا۔

—— پیکنگ ۸ ستمبر۔ نیو چائنا نیوز ایجنسی نے دہلی سے اطلاع دی ہے کہ بھارت کے ایک ہزار کے قریب زرگروں نے پارلیمنٹ کے باہر مظاہرہ کیا۔ ان کا مطالبہ ہے کہ سونے پر سے کنٹرول ختم کیا جائے۔

—— خیرپور۔ صوبائی وزیر قانون جناب غلام نبی میمن نے کہا ہے کہ بنیادی جمہوریتوں کو مزید اختیارات تفویض کئے جائیں گے تاکہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے زیادہ دلچسپی سے کام کر سکیں۔

—— لاہور ۸ ستمبر۔ مرکزی پبلک سروس کمیشن نے اعلان کیا ہے کہ وزارتی سروس (لوئر ڈویژن کلرکس) امتحان منعقدہ ۱۹۵۹ء میں جو امیدوار کامیاب ہوئے تھے اور جنہوں نے ابھی تک اپنے میٹرکولیشن امتحان کے اصل سرٹیفکیٹ مرکزی پبلک سروس کمیشن کو برائے تصدیق نہیں بھیجے وہ ۳۰ ستمبر تک اصل سرٹیفکیٹ بھیج دیں ورنہ اُن کی امیدواری منسوخ کی جائے گی۔

—— لاہور ۸ ستمبر۔ محکمہ بحالیات کے انفورسمنٹ سٹاف نے متروکہ جائداد پر ناجائز قابضین کے خلاف اپنی مہم تیز کر دی ہے۔

—— مظفر آباد۔ ۸ ستمبر۔ صدر آزاد کشمیر جناب کے ایچ خورشید نے کہا ہے کہ تنازعہ کشمیر نازک دور سے گذر رہا ہے اس لئے عوام کو ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے وہ سارد۔ (یعنی وادی نیلم) میں لبریشن لیگ کے کارکنوں

## کتاب حرفِ محرمانہ پر تبصرہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

### چھٹی مثال

فاتی اللّٰہ بنیانھم من القواعد۔ (النحل۔ ع ۴)

مثالیں تو بہت ہیں لیکن سردست یہی چھ مثالیں کافی ہیں۔ جناب برق صاحب کے خود تراشیدہ قاعدہ کو باطل ثابت کرنے کے لئے۔ جناب برق صاحب بتلائیں کہ کیا حکمۃ۔ خیر۔ رحمۃ۔ فضل۔ یقین یہ پانچوں چیزیں محسوسات میں سے ہیں۔ پھر ان سب سے بڑھ کر کیا اللّٰہ بھی محسوسات اور مشہودات میں سے ہے اگر نہیں تو پھر ان کے ساتھ فعل اتی کیوں استعمال ہوا ہے۔ (باقی دارد)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی مسعود احمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۱ ستمبر ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغام صلح لاہور

زر مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۷۲۷۳
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد تنویر

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۳۸


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

## میں آنحضرت صلعم کی توہین ایک لحظہ کیلئے بھی برداشت نہیں کرسکتا

### مجھے کافر قرار دینے کی وجوہ کیا ہیں؟

### ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک تو وہ زمانہ تھا یہی مولوی شور مچاتے تھے کہ اگر ۹۹ وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو تب بھی کفر کا فتوے نہ دینا چاہیئے۔ اس کو مسلمان ہی کہو۔ مگر اب کیا ہو گیا۔ کہ میں اس سے بھی گیا گذرا ہو گیا؟ کیا میں اور میری جماعت اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ نہیں پڑھتی۔ کیا میں نمازیں نہیں پڑھتا۔ یا میرے مرید نہیں پڑھتے۔ کیا ہم رمضان کے روزے نہیں رکھتے۔ اور کیا ہم ان تمام عقائد کے پابند نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی صورت میں تلقین کئے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیئے۔ میں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے۔ آپ کے سوا کوئی راہ نیکی کی نہیں۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ مسیح علیہ السلام اس جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر گئے ہوں۔ اور اب تک زندہ قائم ہوں۔ اس لئے کہ اس کو مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین اور بے حرمتی ہوتی ہے۔ میں ایک لحظہ کے لئے بھی اس ہجو کو گوارہ نہیں کر سکتا۔

لیکچر لدھیانہ مندرجہ الحکم اکتوبر ۱۹۰۶ء

## بحر حکمت کے موتی

عن انسؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یٰبنی اذا دخلت علٰی اھلک فسلم یکون برکۃ علیک و علٰی اھل بیتک۔
(مشکوٰۃ)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹا جب تم اپنے گھر میں جایا کرو تو گھر والوں کو السلام علیکم کہا کرو۔ یہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لئے برکت کا موجب ہوگا۔ مشکوٰۃ

عن عطا بن یسار ان رجلا سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال استاذن علٰی امی فقال نعم فقال الرجل انی معھا فی البیت فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم استاذن علیھا تحب ان تراھا عریانۃ قال لا۔ قال فاستاذن علیھا (موطا)

عطا ابن یسار کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت رسول کریم صلعم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاتے ہوئے بھی اجازت لیکر جاؤں۔ حضور صلعم نے فرمایا بیشک۔ اس شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں اپنی ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں (پھر اجازت مانگنے کی کیا ضرورت ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ......

ص ۲ نے فرمایا۔ پھر بھی ماں کی اجازت لینی چاہیئے کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ماں کو ننگا دیکھے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا تو بس اس کے پاس بھی اجازت لے کر جا۔

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## کادونا (نائیجیریا)

ترجمہ خط الیسیو محمد انگوا منسٹری آف فنانس کادونا۔
نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں یہ خط آپ کو اس غرض کے لئے لکھ رہا ہوں کہ آپ مجھے انگلش قرآن شریف حضرت مولانا محمد علی اور ریلیجن آف اسلام انگریزی کی قیمت تحریر کریں کیونکہ یہ ہر آرزومند مسلمان کے لئے ضروری ہیں۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے میری غرض کا جلدی جواب دیں گے کیونکہ میں اپنا قرآن شریف حاصل کرنا چاہتا ہوں اور آپ ڈاک کا خرچ بھی اس میں شامل کریں۔

اس کو ضروری تصور کریں اور جواب جلدی دیں

والسلام

ان کو خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا۔

## انڈونیشیا

ترجمہ خط ہیری میلچ ٹریننگ پرسپیئر انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جب آپ کا ایڈریس ملا تو میں بہت خوش ہوا میں نے آپ کی شائع کردہ چند کتابیں پڑھیں۔ میں خاص طور پر اسلامی کتابوں سے زیادہ انس رکھتا ہوں کیونکہ اس میں ہر مسلم کے لئے تعلیم ہوتی ہے۔ جو مسلمان طالب علموں کے لئے خاص کر بہت ضروری ہے۔

میں آپ کو اپنے سکول کی تعلیم کے متعلق بتاتا ہوں۔ یہاں کی تعلیم موجودہ زمانہ کے لحاظ سے سوشل چال چلن کی ہے۔ تمام بچے اس میں ماہر ہیں اور سوچتے ہیں کہ آئندہ سوسائٹیاں کس طرح کام کریں گی۔

تمام طالب علموں میں قربانی کا مادہ ہے اور وہ سوسائٹی کی خاطر ہر طرح قربانی دینے کے لئے تیار ہیں خاصکر مسلم سوسائٹی کے لئے اسی کی کمی کی وجہ سے مسلمان آج دنیا میں بہت پیچھے ہیں۔

ان کو سادہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے اور انکو ہر قسم کی آزادی بھی دی جاتی ہے اور یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔ یہ تعلیم وہ تمام استادوں اور پرنسپلوں کے زیر سایہ حاصل کرتے ہیں ہیں اس کو فائدہ مند نہیں پاتا اس لئے میں آپ کو یہ خط تحریر کرتا ہوں۔ میں بہت ممنون ہوں گا اگر آپ میری گذارش کو کہ نسخہ قرآن شریف انگریزی جس کا ملنا میرے ملک میں مشکل ہے میرے لئے ارسال فرمائیں۔ مہربانی کا شکریہ

(ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا)

## سووا (فجی)

ترجمہ خط۔ جی۔ این۔ ڈین۔ سوا فجی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مرسلہ خط مورخہ ۹ اپریل ۱۹۶۳ء ۱۰ ستمبر ۱۹۶۳ء موصول ہوا مگر افسوس کہ میں جواب نہ دے سکا۔

میں مارچ میں برنٹرز کانفرنس کے لئے نیوزی لینڈ چلا گیا اور وہاں سے آسٹریلیا میں گیا۔ جب میں واپس آیا تو میں نے ایک پارسل پمفلٹس کا وصول کیا۔ جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ہمیں قادیانیوں نے چند ایک سوال کرکے بہت حیران کیا ہوا ہے اس لئے آپ ان پر روشنی ڈالیں۔ مندرجہ ذیل سوال ہیں:۔

(۱) ۔ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۵ پر مرزا صاحب کو خدا سے خوشخبری دی گئی کہ تمہیں ایک بیٹا ملے گا جو سچائی کے ساتھ آئے گا اور ایسا معلوم ہوگا کہ خدا آسمان سے اترا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ وہ مرزا بشیر الدین محمود ہیں کیا یہ سچ ہے

(۲) ۔ "تفرقہ کی بناء" صفحہ ۶۹ موجودہ خلیفہ صاحب نے یکم مارچ ۱۹۰۶ء کے رسالہ تشحیذ الاذہان میں مسیح موعود کو نبی مانا اور اس وقت تمام ممبران نے انکو نبی مانا اور حضرت مولانا محمد علی صاحب نے ریویو آف ریلیجنز میں بحث کی اور تسلیم کیا کہ مرزا صاحب نبی ہیں۔

(۳) ۔ صفحہ ۸۳ میں مرقوم ہے کہ حضرت مولانا صدر الدین اور مفتی محمد صادق نے ۱۹۱۰ء میں جب بطور مبلغ حضرت مولوی شبلی سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ موجودہ حضرت مسیح موعود نبی ہے اور مستقل نبی ہیں۔

مولانا محمد علی صاحب نہیں ہیں۔ مگر حضرت مولانا صدر الدین صاحب جو اس وقت موجود ہیں۔ کیا اس پر مفصل روشنی ڈالیں گے۔ ان کے جوابات جلد درکار ہیں۔

کیا تفرقہ کی بناء کے متعلق کوئی ایسی انگریزی کتاب ہے۔ اگر ہو تو وہ مجھ کو ارسال کریں۔

آئندہ خط میں کچھ ڈاک خرچ ارسال کروں گا اور مجھے چند کاپیاں لٹریچر اردو اور انگریزی ارسال کریں اور چند ایک پمفلٹ انگریزی قادیانیوں کے برخلاف ارسال کریں۔ والسلام

ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب چند دنوں تک ارسال کیا جائے گا۔

## مغربی پاکستان

شیخ مبارک علی صاحب۔ شورکوٹ۔ ضلع جھنگ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج شریف۔ تحفہ ٹیچنگز آف اسلام اور نجم الہدیٰ ملے۔ بے حد شکریہ۔ یہ دونوں کتب بے نظیر ہیں اور نہایت مفید جو ہر مسلمان کو مطالعہ کرنی چاہئیں امید کہ ایسی منتخب کتب مفت لٹریچر کے سلسلہ میں مجھے گاہے بگاہے ارسال فرماتے رہا کریں گے۔ میرا نام اس سلسلہ میں نوٹ فرمائیں۔

یہ امر ناقابل انکار ہے کہ آپ کی جماعت نے اسلام کی بیش بہا خدمت کی ہے۔ جزاک اللہ

(لٹریچر بھیجا گیا)

## نائیجیریا

ترجمہ از دائی لے رزاق۔ پوسٹ آفس بکس نمبر ۲ الورن نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا تعالےٰ کی رحمتیں اور آسائشیں آپ پر نازل ہوں۔

جو رجسٹری کتابوں کی آپ نے ارسال کی تھی وہ مجھے مل گئی ہے۔ میں اس نایاب تحفہ کا بہت مشکور ہوں۔ میری ناقص رائے میں کتاب جس کا نام لونگ تھاٹس رکھا گیا ہے اس کا نام دی لائٹ آف ٹرتھ ہونا چاہیئے۔ گو میں نے ابھی کتاب ختم نہیں کی۔ مگر یقینی میں نے پڑھی ہے میں نے اس سے کافی روشنی لی ہے جس طرح ہم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے متعلق بتایا گیا تھا وہ بہت بیرحمانہ اور دہشت رساں تھا.... یعنے اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تھا۔ لیکن جب میں نے کتاب کو پڑھا تو میں نے سچائی کو پا لیا۔

آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ اس کام کو بہت خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس نیک کام کے لئے چن لیا ہے

خدا تعالےٰ آپ پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے اور زیادہ سے زیادہ کامیابی دے۔

والسلام

(انہیں کچھ مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

خط و کتابت کرتے وقت چیٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ مہتمم

# آہ! ڈاکٹر این اسے خاں

ڈاکٹر این اکبر خاں کی وفات کی خبر قارئین کرام گذشتہ اشاعت میں پڑھ چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے جذبۂ تبلیغ اور مجاہدانہ سرگرمیوں پر تبصرہ کرنا کوئی چھوٹا سا کام نہیں۔ وہ ایک اکیلا انسان بذات خود ایک مشن تھا، جو مختلف رنگوں میں دن رات تبلیغ میں مصروف رہتا تھا اور جہاں اسلام یا احمدیت کے کسی پہلو پر کوئی اعتراض ہوتا وہ اس کی مدافعت کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ..... اور جب تک تسلی بخش جواب نہ دے لیتا اسے چین نہ آتا تھا۔ اپنی گرہ سے ہزارہا روپیہ خرچ کر کے اسلامی لٹریچر بہم پہنچاتا اور اسے ان لوگوں تک پہنچاتا جو اس سے دلچسپی رکھتے اور فائدہ اٹھا سکتے ہوں، پھر اپنے خرچ سے قرآن کریم کا ترجمہ برمی زبان میں کراتا اور اسے خود ہی چھپوا کر شائع کرتا یہ اس مرد عظیم کا ایسا کارنامہ ہے جس کی مثال ملنی مشکل ہے، نہ صرف کتابوں، پمفلٹوں اور ترجمہ قرآن پر ہزارہا روپیہ کے اخراجات اس بطل جلیل نے برداشت کئے بلکہ ہزاروں روپیہ ووکنگ مسلم مشن اور مرکزی انجمن کو بھی ہر سال بھجواتے رہے۔

وہ ایک ایسا باغیرت اور بہادر انسان تھا، جو رنگون جیسے شہر میں جہاں احمدیت کی مخالفت بہت بڑا محاذ قائم ہے۔ اور روزانہ اور ہفتہ وار اخبارات آئے دن کسی نہ کسی رنگ میں زہر چکانی کرتے رہتے ہیں، مخالفین کے مقابلہ میں یکہ و تنہا سینہ سپر رہتا تھا، اور جہاں کوئی اعتراض سامنے آتا فوراً اس کا جواب لکھ کر شائع کر دیتا یا پیغام صلح کو شائع کرنے کے لئے بھیج دیتے۔ پیغام صلح کے صفحات اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ لے دن مخالف اخبارات کے تراشے ارسال کرتے تھے جن پر ان کی فرمائش کے مطابق تبصرہ کیا جاتا رہا۔ یہیں تک بعض "پیغام صلح" کے وہ پرچے جن میں احمدیت کے کسی پہلو پر روشنی ڈالی جاتی یا کسی مخالف کو جواب دیا جاتا تھا مرحوم ڈاکٹر صاحب پچیس پچاس کی تعداد میں قیمتاً منگوا کر لوگوں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ اور وہ خاص نمبر جو مسیح موعود یا میلاد النبی کے نام سے ہر سال شائع ہوتے ہیں ان کے متعلق ان کا سٹینڈنگ آرڈر تھا کہ پچاس یا اس سے زیادہ تعداد میں انہیں ہمیشہ بھیجا جایا کرے۔

اسی سلسلہ میں اس کتاب کا تذکرہ بھی ضروری ہے جو چار پانچ سال ہوئے شیخ الجامعہ رنگون کی طرف سے "دوبیتی" کے نام سے شائع ہوئی تھی، ڈاکٹر صاحب نے وہ کتاب مولانا مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم کو جواب دینے کے لئے بھیجی اور مولانا مرحوم کی طرف سے اس کا جواب پیغام صلح میں بالاقساط شائع ہوتا رہا۔ اور بعد ازاں ڈاکٹر صاحب کی فرمائش پر ان اقساط کو اکٹھا کر کے "مجدد زماں" کے نام سے انہی کے خرچ پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا، اس کتاب کی بہت سی کاپیاں ڈاکٹر صاحب نے رنگون کے تمام مخالف مفتیوں اور علم دوست اصحاب کو بھیجیں۔ غرض ڈاکٹر صاحب کی ذات ایک جماعت کی حیثیت رکھتی تھی جو تبلیغ کے کام میں دن رات مستغرق تھی۔ اور نہ صرف وہ خود بلکہ اپنے بیٹوں، پوتوں اور نواسوں کو بھی اس مقدس کام میں شامل کر کے دینی روح ان میں پھونکتے اور اس حلقہ کو وسیع کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے تھے جس کی کسی قدر تفصیل ان کے اپنے بیان میں ملتی ہے جو اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے۔

اپنی آخری عمر میں ڈاکٹر صاحب ممدوح بڑھاپے کے دیگر عوارض کے علاوہ بینائی سے بھی محروم ہو گئے تھے، تاہم انہوں نے ہمت نہ ہاری اور ایک سٹینو اور ایک اردو کلرک ملازم رکھ کر چٹھیاں اور خطوط لکھواتے رہے ان کی عمر ۸۴ - ۸۵ سال تھی اور آخری دم تک ایک پر جوش اور جوان ہمت مبلغ کی طرح خدمت دین میں مصروف رہے گویا لا تموتن الا و انتم مسلمون کے وہ صحیح اور سچے مصداق ثابت ہوئے وہ سلسلہ احمدیہ میں بہت دیر کے بعد آئے لیکن ہم میں سے کئی پہلے آنیوالوں سے بہت آگے نکل گئے ان کا وجود قوم کے نونہالوں، بزرگوں اور متمول لوگوں کے لئے ایک سبق آموز نمونہ کا کام دے سکتا ہے۔

## ڈاکٹر این اے خاں کی میت کے ساتھ مخالفین کا شرمناک سلوک

رنگون کے اخبارات سے یہ معلوم کر کے بہت ہی دکھ اور افسوس ہوا ہے کہ ڈاکٹر این اسے خاں مرحوم کی میت کے ساتھ مخالف مسلمانوں نے ایسا شرمناک سلوک کیا ہے جو اسلامی نقطہ نگاہ سے کسی طرح بھی روا نہیں رکھا جا سکتا، رنگون کے دو اخبارات روزنامہ "دور جدید" اور روزنامہ "پرواز" اس وقت ہمارے سامنے ہیں، ان دونوں اخبارات کی سرخیاں ملاحظہ ہوں:-

"سابق وزیر صحت او۔ رشید کے خسر این اسے خاں قادیانی کی لاش دفنانے کی اجازت مسلم قبرستانوں میں نہیں دی گئی"

"بنگالی قبرستان میں کھودی ہوئی قبر بند کر دی گئی"

"این اسے خاں کی لاش کو دفنانے کے سلسلہ میں عارضی طور پر ایک مؤذن کو کام سے معطل کر دیا گیا"

"جس تختہ پر آنجہانی کو نہلایا گیا اسے جلا دیا گیا"

(روزنامہ پرواز ۱۰-۱۱ ستمبر ۱۹۶۳ء)

"ڈاکٹر این اے خان کو مسلم قبرستان میں دفن نہ کرنے پر اظہار اطمینان"

"رنگون اور قرب و جوار کے کسی مسلمان قبرستان میں تدفین کی اجازت نہیں دی گئی"

"میت کے غسل دینے کے تختے کو گلی ۲۵ اور ۲۶ کے درمیان جلا دیا گیا"

("دور جدید" ۱۱ ستمبر ۱۹۶۳ء)

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ ان مسلمانوں کی حالت ہے جو اپنے آپ کو اسلام کے فدائی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع قرار دیتے ہیں، کیا ان کے اس رویہ کی کوئی نظیر کسی اسلامی روایت میں ملتی ہے؟ کیا تاریخ اسلام میں کوئی ایسا واقعہ دکھایا جا سکتا ہے کہ کسی شخص کو اختلاف مذہب کی بناء پر اسلامی قبرستان میں دفن کرنے سے روکا گیا ہو۔ اور یہاں تو مذہب کا اختلاف بھی کوئی نہیں، وہی کلمہ، وہی پنج ارکان اسلام پر ایمان، وہی قرآن اور اسی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ڈاکٹر این اے خاں صاحب کا مذہب تھا جو جملہ مسلمانوں کا مذہب ہے۔ سوائے چند فروعی باتوں کے اور ایسی فروعات تمام اسلامی فرقوں میں ہمیشہ سے مابہ النزاع چلی آ رہی ہیں مذکورہ بالا اخبارات نے لکھا ہے کہ حکام نے تھانے میں مفتیوں اور مولویوں کو بلایا۔

"اس موقعہ پر مسٹر دانیا صاحب الحاج او۔ رشید کے صاحبزادے، اور ڈاکٹر این اے خان قادیانی آنجہانی کے صاحبزادے موجود تھے علماء نے اس موقعہ پر صاف گوئی سے بتایا کہ شریعت مطہرہ اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ مسلم قبرستان میں دفنانے کی اجازت دی جائے"

ہم پوچھتے ہیں کہ وہ کونسی شریعت مطہرہ ہے جس

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳)

محمد شفیع بھٹی صاحب پرنسپل
نیو مسلم کالج سول لائنز لاہور

# نیو مسلم کالج لاہور کے سال گذشتہ اور سال رواں کے نتائج امتحانات

## اور اساتذہ اور طلباء کی اخلاقی اور علمی زندگی پر ایک نظر

(جون ۱۹۶۱ء تا بابت ستمبر ۱۹۶۳ء)

نیو مسلم کالج سول لائنز لاہور
۵ ستمبر ۱۹۶۳ء

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے لاہور کے علمی اداروں میں ایک انٹرمیڈیٹ کالج کا اضافہ کر کے صحیح معنوں میں قوم اور ملک کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ دو سال کے قلیل عرصہ میں تقریباً دو صد طلباء اس کالج میں دینی اور مروجہ تعلیم سے بہرہ ور ہوئے تعداد میں کمی کا باعث ابھی سائنس کے مضامین کے اجراء کا نہ ہونا..... ہے۔ ورنہ یہ تعداد یقیناً پانچصد سے بڑھ جاتی۔ ابھی کمروں کی کمی اور رہائش گاہوں کا فقدان جو کالج کے لئے ایک رکاوٹ بنتے ہوتے ہیں محکمہ تعلیم اور محکمہ تعمیرات کی خاص توجہ کے مستحق ہیں۔ ان تمام رکاوٹوں کے باوجود بفضل خدا کالج اب یقیناً منصۂ شہود پر آچکا ہے۔ اور اپنی خاموش اور منظم کوشش کے باعث لاہور کے کامیاب علمی اداروں میں شمار ہو رہا ہے۔ ان میں اس کا ایک قابل عزت مقام ہے۔ حکومت مغربی پاکستان نے بھی اس کے لئے ...... پچاس ہزار روپیہ بطور بلڈنگ گرانٹ اور دس ہزار روپیہ سالانہ گرانٹ منظور فرما کر اسے پورے طور پر ایک منظور شدہ اور قابل سرپرستی ادارہ تسلیم کیا ہے جس کے لئے ادارہ بھی اور انجمن بھی محکمۂ تعلیم کے تہ دل سے شکر گذار ہیں۔ ابھی یہ نوزائیدہ ادارہ خاص توجہ کا مستحق ہے۔ انشاء اللہ ہمیں کامل امید ہے کہ ہمارے کرم فرماؤں کی توجہ سے یہ ادارہ مضبوط اور مستقل بننے کی استعداد کو بروئے کار لا کر ایک صحیح اسلامی اقدار کا مرکز بن جائے گا جو اس کا واحد نصب العین ہے۔

ایک ادارے کی زندگی میں صرف دو سال کا عرصہ اس کے متعلق کوئی حتمی اور آخری فیصلہ کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ پہلے سال میں ۲۷ طلباء سیکنڈ ایئر میں جو تمام کے تمام دوسرے کالجوں کے فیل شدہ طالب علم تھے داخل ہوئے۔ اور بالآخر تمام کے تمام کامیاب بھی ہو گئے۔ فرسٹ ایئر میں ۴۵ کے قریب طلباء داخل ہوئے۔ اُن میں سے ۳۰ پہلے امتحان بورڈ میں کامیاب ہوئے اور باقی پندرہ بھی دو ماہ بعد سیکنڈ ایئر میں پروموٹ کر دیئے گئے۔ سال کے اخیر میں گیارہویں جماعت میں ۲۷ طلباء بورڈ کے امتحان میں شامل ہوئے ان میں سے ۲۰ کامیاب رہے۔ سیکنڈ ایئر میں اولڈ سکیم کے دس طلباء میں سے چھ کامیاب رہے اور نئی سکیم کے تیس طلباء میں سے پانچ نے تمام مضامین میں اور تیرہ نے چار مضامین میں کامیابی حاصل کی۔ سب کے سب طلباء کو ایک دفعہ اکتوبر میں امتحان دینے کا موقعہ مل رہا ہے۔ اور ایک دفعہ اپریل میں امید ہے۔ کہ اکتوبر کے امتحان میں اکثر ایک مضمون والے طالب علم اور چند باقی بھی پورے مضمون مکمل کر لیں گے۔ جب بورڈ نے امتحان سال میں دو دفعہ بلکہ تین دفعہ کر دیئے ہیں تو تمام طلباء کو بی اے میں داخل ہونے کی اجازت ملنی ضروری ہے۔ کم از کم جن طالب علموں کا فقط ایک مضمون پاس کرنا باقی رہ گیا ہے اور وہ اکتوبر کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں۔ ان کو بی اے میں داخل ہونے کی اجازت دینا بورڈ اور یونیورسٹی کا اخلاقی فرض ہے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو جہاں تک بی اے آرٹس کی تعلیم کے مستقبل کا سوال ہے۔ آرٹس میں طلباء کی تعداد اتنی کم ہو جائے گی۔ کہ اکثر کالج شاید بی اے میں آرٹس کو جاری ہی نہ رکھ سکیں۔ اس ضروری پہلو کو بورڈ اور یونیورسٹی دونوں نے نظر انداز کر دیا ہے لیکن یہ حقیقت چند روز تک ارباب بورڈ اور یونیورسٹی کے سامنے روز روشن کی طرح واضح طور پر آجائے گی کہ ایک مضمون میں امتحان دینے والے طلباء کو بی اے میں فوراً داخلہ کی اجازت مل جانی چاہیئے تاکہ وہ آرام سے امتحان بھی دے سکیں اور بی اے میں اپنی تعلیم کو جاری بھی رکھ سکیں۔

نیو مسلم کالج کے فرسٹ ایئر کے نتائج تو بہترین ہیں اور ۷۹ فیصدی سے زائد ہیں۔ پارٹ II بارہویں جماعت میں ہم بھی اکثریت کی فہرست میں شامل ہیں۔ جن کالجوں سے سینکڑوں کی تعداد میں طالب علم شامل ہوئے۔ وہاں پر بھی صرف چند طلباء کامیاب رہتے ہیں۔ کم از کم ساٹھ کالج ایسے ہیں۔ جن کی حالت آرٹس میں ایسی ہی ہے۔ بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ خراب۔ بورڈ کے ایف اے فائنل کے نتائج اب ایک بڑا اہم موضوع اور مسئلہ بن چکا ہے۔ جس طریقہ پر اور جن حالات میں اس سال امتحان ہوا ہے وہ اس حد تک صحیح معیار کے ہر لحاظ سے ناتسلی بخش ہے کہ عوام میں اور خصوصاً طلباء میں ایک غیض و غضب کی لہر دوڑی ہوئی ہے۔ اس کا اعادہ نہایت مضر ہوگا۔ ہماری کمیشن کی رپورٹ کے باعث ہماری ثانوی تعلیم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اور ایف اے اور ایف ایس سی کا الحاق اور امتحانات ہماری یونیورسٹی کی زیر نگرانی ہونا نہایت لازمی ہے۔ ورنہ مستقبل میں الجھن بڑھ جائے گی۔ ایف اے کا معیار رفتہ رفتہ نیچے کی طرف جا رہا ہے اور بی اے میں پہنچ کر معیار کو بلند کرنا فوری طور پر ناممکن ہے۔

نیو مسلم کالج اس سال ۱۶ ستمبر کو شروع ہو چکا ہے طلباء کی تعداد سابقہ سال سے انشاء اللہ بڑھ جائے گی۔ اکتوبر کے وسط تک داخلے مکمل ہو جائیں گے اور نتائج کے بعد سابقہ طلباء جن کو داخلے نہیں ملیں گے وہ واپس آئیں گے۔ اس قسم کا مسئلہ پہلی دفعہ ہماری تاریخ میں ہمارے سامنے آرہا ہے۔ کہ جو طلباء اکتوبر کے امتحانات میں ہزاروں کی تعداد میں کامیاب ہوں گے وہ باقی سال کس طرح گذاریں گے۔ اور جن کو دو موقعے مل رہے ہیں وہ بھی کامیابی کے بعد مکمل ایک سال اپنی تعلیم کو جاری رکھ سکیں گے یا نہیں؟ اس سے تو بہتر یہی ہے۔ کہ سال میں ایک ہی دفعہ امتحان ہو۔ اور پاس اور فیل کا فیصلہ بھی ایک ہی دفعہ ہو۔ امتحان تو چار ہو گئے ہیں۔ اور چاروں دفعہ کثیر رقم بطور داخلہ ادا کرنی پڑتی ہے۔ لیکن پاس اور فیل کا فیصلہ کرنے اور آئندہ بی اے میں داخل ہونے کے لئے صرف ایک ہی امتحان فیصلہ کن ہوگا۔ اور باقی دو امتحانات محض بدامنی اور تضیع اوقات کا موجب ہوں گے۔ یہ معاملہ بورڈ اور یونیورسٹی بلکہ حکومت کے غور کے لئے نہایت اہم ہے اور اس کے نتائج نہایت ..... افسوسناک بلکہ خطرناک ہوں گے۔ نیو مسلم کالج بھی باقی اداروں کی طرح اسی کشمکش سے گذر رہا ہے۔ لیکن ہماری کوشش اور خلوص دل سے کام کرنے کی سعی میں انشاء اللہ کمی واقع نہیں ہوگی۔ آخر میں اس کالج کا معیار بھی اور نتائج بھی ایسے ہی اعلیٰ رہیں گے جیسا کہ گیارہویں کے امتحان میں رہے ہیں۔

### نیو مسلم کالج کے سرپرست اور دلی معاونین کی خدمت میں پُرزور اپیل

ہر نئے ادارے کو ابتدائی اور ضروری منازل طے کرنی ہوتی ہیں۔ اساتذہ اور طلباء آتے جاتے رہتے ہیں۔ جماعت کا اور اس کے مخلص معاونین کا وجود مستقل ہوتا ہے۔ کالج کی ابتداء بلکہ بنیاد جن مبارک ہاتھوں اور شفیق اور ہمدرد قوم دلوں نے رکھی وہ بفضل خدا اس کی بقا اور ترقی کے جذبات سے معمور ہیں۔ خداوند کریم نے اس ادارے اور یہاں کے فارغ التحصیل نوجوانوں سے اسلام کی خدمت اور اشاعت اور ملک و ملت کی تعمیر و تشکیل کے سلسلے میں بہت بڑا کام لینا ہے۔ ہماری حیثیت تو محض مزدوروں کی ہے، جو بنیادیں کھود کر تعمیر کے کام کو تکمیل کے لئے آئندہ آنے والی نسلوں کو یہ فریضہ سپرد کر دینے والے ہیں۔ خداوند کریم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ اور جناب قبلہ شیخ میاں محمد صاحب و جناب شیخ میاں فاروق احمد صاحب و الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب اور دیگر حضرات کو اس ادارے کی کامرانی کے لئے سلامت رکھے اور ان کے جوش ایمان اور عمر اور کاروبار میں بیش از بیش ترقی عطا فرمائے۔

محمد شفیع بھٹی، پرنسپل

مرزا مسعود بیگ صاحب

# ڈاکٹر این اکبر خاں صاحب مرحوم

## ایک بطلِ جلیل اور مخلص بزرگ کی دائمی جدائی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ یعنے ایسے ایسے لوگ اس سلسلہ کی تائید کے لئے کھڑے ہوں گے جنہیں گویا آسمان سے روشنی ملے گی اور خدائی تحریک کے ماتحت ان کے قلوب جوش اور ولولہ سے لبریز کئے جائیں گے۔ ایسے لوگوں میں خصوصیت سے وہ دوست شامل ہیں جو دور دراز مقامات پر رہتے ہیں اور کبھی مرکز میں آئے بھی نہیں، انہیں بزرگان سلسلہ کی صحبت حاصل نہیں ہوئی اور جماعتی تنظیم اور بھائی چارہ کے فوائد سے بھی انہیں کوئی حصہ نہیں ملا۔ لیکن ان میں سے ایک ایک شخص جہاں بیٹھا ہے ان ابراھیم کان امۃ کا مصداق ہے اور ایک فرد گویا جماعت کا قائم مقام ہے اور اپنے سارے علاقہ کے لئے روشنی کے مینار کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ ایسے بزرگوں میں سے دو بزرگان کے نام خصوصیت سے لئے جا سکتے ہیں۔ ایک بغداد کے سید تصدق حسین قادری اور دوسرے برما کے ڈاکٹر این اکبر خاں ہیں۔ افسوس ڈاکٹر این اکبر خاں ہمیں داغ مفارقت دے گئے اور ہم احمدیت کے ایک بطل جلیل، سلسلہ کے ایک مخلص، شیدائی اور جماعت کے ایک انتھک کارکن کی رفاقت اور معیت سے محروم ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

### ڈاکٹر صاحب مرحوم سے ملاقات

مجھے سید تصدق حسین صاحب قادری اطال اللہ عمرہٗ اور ڈاکٹر این اکبر خاں صاحب مرحوم کی ملاقات کا عرصہ دراز سے اشتیاق تھا۔ اور دل میں ایک تڑپ تھی کہ کسی طرح ان دونوں کی زیارت کر سکوں۔ خدا تعالےٰ نے ایسے سامان کر دیئے کہ میں ڈاکٹر اکبر خاں صاحب کی ملاقات کر آیا۔ اب خدا سے دعا ہے کہ وہ مجھے قادری صاحب کی زیارت کا بھی موقعہ دے دے۔ آمین۔

مارچ سنہ ۱۹۶۱ء میں سفرِ امریکہ سے واپسی پر جاپان ہانگ کانگ، اور بنکاک ہوتے ہوئے میں دو دن کے لئے رنگون بھی ٹھہرا۔ رنگون دراصل ہمارے پروگرام میں شامل نہیں تھا اور ہوائی پرواز کی کمپنی نے رنگون کی بجائے منیلا میں ہمارا قیام تجویز کیا تھا۔ لیکن میرے اصرار پر ہمارا سفر رنگون کے رستہ کر دیا گیا۔ اس کے محرکات محض یہ تھے کہ ایک تو اپنے بزرگ ڈاکٹر اکبر خاں صاحب کی زیارت ہو جائے گی اور دوسرے اپنے مرحوم بزرگ[۲] بہادر شاہ ظفر کے مزار پر فاتحہ خوانی اور چند آنسو بہانے کا موقع ملے گا۔

۲۷ مارچ کی صبح کو میں ڈاکٹر صاحب کے مکان پر پہنچا۔ ایک کشادہ اور شاندار بنگلہ میں جو ان کے داماد مسٹر رشید کی قیام گاہ تھی ڈاکٹر صاحب رہائش پذیر تھے مسٹر رشید برما کی برمی حکومت میں وزارت کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ ڈاکٹر اکبر خاں مرحوم بیانہ قد اور اکہرے جسم کے بزرگ تھے۔ ان کی عمر اسّی سال سے متجاوز تھی لیکن جسمانی صحت اچھی تھی۔ البتہ آنکھوں کی بینائی عرصہ سے زائل ہو چکی تھی۔ بڑے تپاک سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ تمہارے نام سے میں واقف ہوں اور آج ملاقات سے بڑی خوشی ہوئی۔ مجھے اپنے قریب بٹھایا اور بڑے پیار کا اظہار فرماتے رہے۔ میں دیر تک ان کے پاس بیٹھا رہا اور جی بھر کر ان سے باتیں کیں اور ان کی زندگی کے حالات معلوم کرتا رہا۔ ان حالات کا خلاصہ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کے ارشاد کی تعمیل میں کر رہا ہوں۔

[۲] خاندانِ مغلیہ کے آخری بادشاہ۔

### مختصر حالاتِ زندگی

ڈاکٹر این اکبر خاں صاحب دراصل احاطہ مدراس کے رہنے والے تھے اور سب اسسٹنٹ سرجن تھے پہلی جنگ عظیم میں اپنی فوجی ڈیوٹی پر برما بھیجے گئے اور کئی سال برما میں رہے۔ آپ نے ایک برمی خاتون سے شادی کر لی اور بقیہ زندگی اسی ملک میں بسر کرنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ فوجی ڈیوٹی کے بعد آپ سول کے محکمہ میں مختلف ہسپتالوں میں کام کرتے رہے اور پنشن کے بعد رنگون میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ڈاکٹر صاحب ........ کی ایک صاحبزادی یورپ میں بیاہی گئی تھیں۔ بیگم رشید کے میاں برمی نژاد ہیں ڈاکٹر صاحب کے گھر میں اُردو بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے اور وہ خود اچھی طرح اُردو بولتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے پوتے اور نواسے بھی جوان ہو چکے ہیں اور بعض اُن میں سے انگلستان میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

### جماعت سے وابستگی

ہمارے سلسلہ کی طرف آپ کی راہنمائی کیسے ہوئی؟ اس سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ حضرت امیر مرحوم و مغفور کے انگریزی ترجمۃ القرآن سے وہ بہت متاثر ہوئے تھے اور اس ترجمہ کے بعد انہوں نے سلسلہ کی دیگر کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تصانیف میں سے پہلے ٹیچنگز آف اسلام ان کے مطالعہ میں آئی جس سے اُن پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ اسی طرح وہ آہستہ آہستہ سلسلہ کے قریب آتے گئے اور بعض اور تصانیف کے مطالعہ اور خط و کتابت کے بعد حضرت امیر مرحوم کے ہاتھ پر بیعت کر کے انہوں نے سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی۔ لیکن یہ ساری باتیں خط و کتابت ہی سے طے ہوتی رہیں اور ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ........ ........ حضرت امیر مرحوم سے بالمشافہ ملاقات کا کبھی موقع نہیں ملا۔

میں نے ڈاکٹر صاحب سے عرض کیا کہ جماعت لاہور ان کی خدمات اور ایثار و خلوص کی بہت قدردان ہے اور جماعت کے بہت سے دوست ان کی زیارت کے مشتاق ہیں۔ کیا وہ ہوائی جہاز کے ذریعہ پاکستان کا سفر کر سکتے ہیں اور ہمارے سالانہ جلسہ میں شریک ہو سکتے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ خدا کو ایسا منظور نہ تھا کہ وہ جماعت کے سالانہ اجتماع میں شریک ہوتے۔ اب تو وہ بینائی سے محروم اور معذور ہیں اور دلی خواہش کے باوجود لاہور جانے کے قابل نہیں۔ لیکن کئی سال قبل حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی دعوت پر انہوں نے لاہور کے لئے رختِ سفر باندھا اور روانگی کے لئے بالکل تیار تھے کہ اچانک کوئی ایسی رکاوٹ پیش آ گئی جس کے سبب یہ سفر ملتوی ہو گیا اور حضرت امیر مرحوم اور احباب جماعت سے ملنے کی حسرت دل کی دل میں ہی رہ گئی۔

ڈاکٹر صاحب سے مختلف امور پر باتیں ہوتی رہیں اور انہوں نے حضرت امیر قوم اور بعض احباب لاہور کے نام لے لے کر اُن کی خیریت دریافت کی۔ مولوی مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم کے متعلق دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ اسی طرح مولانا عزیز بخش صاحب مرحوم جن سے ڈاکٹر صاحب کی خط و کتابت رہتی تھی کا ذکر ہوتا رہا۔ مولوی دوست محمد صاحب اور شیخ غلام قادر صاحب کا بھی ذکر رہا۔ چند سال قبل کرنل سید بشیر حسین صاحب رنگون گئے تھے اور ڈاکٹر صاحب سے ملے تھے تو ان کے بارہ میں بھی پوچھتے رہے وغیرہ وغیرہ۔ اخبار پیغام صلح کے ذریعہ لاہور کے کچھ حالات ڈاکٹر صاحب تک پہنچ جایا کرتے تھے۔ یہ اخبار وہ باقاعدگی سے سنا کرتے تھے کیونکہ یہ مرکز لاہور اور ڈاکٹر صاحب مرحوم کے درمیان رابطہ کا سب سے بڑا ذریعہ تھا۔

## تبلیغی جوش

ڈاکٹر صاحب مرحوم اس پیرانہ سالی میں بھی تبلیغی جدوجہد اور اشاعت دین کے لئے ایسا جوش رکھتے تھے جو کئی جوانوں کو شرمانے والا ہے۔ خود آنکھوں کی بینائی سے محروم تھے لیکن آپ نے ایک سٹینوگرافر انگریزی میں خط و کتابت کے لئے اور اردو خوان منشی اردو خط و کتابت کے لئے رکھے ہوئے تھے، جو باقاعدگی سے مقررہ وقت پر ڈاکٹر صاحب کی ہدایات کے مطابق خط و کتابت کرتے تھے۔ اردو خوان منشی ڈاکٹر صاحب کو پیغام صلح اور دیگر اردو اخبارات پڑھ کر سناتا تھا۔ رنگون کے بعض اردو اخبارات میں سلسلہ کے خلاف جو مضامین شائع ہوتے تھے ان کا جواب لکھوایا جاتا اور بعض تراشے مدیر پیغام صلح کو لاہور بھجوائے جاتے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی زمانش پر مولوی مرتضیٰ احسان صاحب مرحوم نے ایک سلسلۂ مضامین لکھا تھا جسے کتابی شکل میں شائع کرنے کی تجویز زیر عمل تھی۔

ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے نواسوں اور پوتے پوتیوں کی دینی تعلیم کا خاص طور پر اہتمام کر رہے تھے سب بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کے لئے ایک مولوی صاحب مقرر تھے اور ڈاکٹر صاحب خود بھی ان کی تعلیم اور درس قرآن کے وقت موجود رہتے تھے۔

مرحوم کی صاحبزادی بیگم رشید ان کی خاطر داری اور دیکھ بھال میں خاص دلچسپی لیتی تھیں۔ ان کے شوہر تو ایک بڑے مصروف انسان تھے مگر موصوفہ کافی وقت اپنے والد گرامی قدر سے ان کے مذاق کے مطابق گفتگو کرتے ہیں اور جماعت کی باتوں اور مذہبی امور میں دلچسپی کا اظہار کر کے ان کی خوش وقتی کا سامان مہیا کرتی تھیں۔

## دوسرے روز آخری ملاقات

طویل ملاقات کے بعد میں ڈاکٹر صاحب موصوف سے رخصت ہو کر واپس اپنے ہوٹل میں آگیا۔ اگلے روز ڈاکٹر صاحب نے مجھے اور میرے تمام ساتھیوں کو جو محکمہ تعلیم کے افسران تھے ناشتہ پر مدعو کیا۔ اس وقت مولانا عبدالمجید صاحب ایڈیٹر اسلامک ریویو لندن اور ان کے ساتھی مسٹر جان اور ہمارے عزیز دوست شیخ غلام ربانی صاحب سی ایس پی جو فارن سروس میں ہیں اور ان دنوں رنگون میں متعینات تھے سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہ سب اس دعوت میں مدعو تھے۔ ڈھائی گھنٹے کے قریب یہ صحبت رہی اور مختلف امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے ہمارے ساتھ فوٹو بھی کھچوایا اور یہ فوٹو ایک سلائیڈ کی صورت میں میرے پاس ہے۔ مسٹر رشید سے بھی مختصر سی ملاقات ہوئی۔ اسی دن بارہ بجے دوپہر کے قریب ہم نے رنگون سے چٹا گانگ کے لئے پرواز کی۔

. . . . . . . . . . . .

## ڈاکٹر صاحب مرحوم کا اخلاص اور قربانیاں

ڈاکٹر ابن اکبر خان صاحب نے حضرت مسیح موعود کا زمانہ نہیں پایا اور نہ ہی آپ نے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم اور سلسلہ کے دیگر اکابرین سے ملاقات کی مگر اس کے باوجود آپ کا اخلاص اور دینی جوش ایسا تھا جیسا کہ پرانے احمدیوں میں پایا جاتا ہے۔ مرکز سے دلی وابستگی اور ہر ایک تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا، اور پورے جوش انہماک سے سلسلہ کی تبلیغ کرنا یہ ڈاکٹر صاحب کی خصوصیات تھیں۔ حضرت امیر مرحوم و مغفور نے جب تراجم قرآن فنڈ کے لئے تحریک فرمائی تو ڈاکٹر اکبر خاں صاحب نے اس میں خاص مستعدی اور جوش کا اظہار کیا اور باقاعدگی سے اس فنڈ میں گرانقدر عطیہ جات بھیجتے رہے۔ آپ نے ہزار ہا روپیہ مختلف مدات میں انجمن کو چندہ کے طور پر ارسال کیا ہوگا۔

اس کے علاوہ ووکنگ مشن کی مالی امداد بھی وہ نہایت فراخ دلی سے کرتے رہے۔ برما سے انگلستان روپیہ بھجوانے میں کسی قدر آسانی تھی جس کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب مشن کی بہت اعانت فرماتے رہے اور اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب سے بھی عطیہ جات وصول کرتے رہے۔ آپ کا کردار ہر لحاظ سے ایک مخلص احمدی اور سلسلہ کے شیدائی کا تھا۔ دین کے لئے بڑی غیرت رکھتے تھے۔ وسیع القلب، خوش اخلاق اور بڑے دیندار بزرگ تھے اور یقیناً یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں آسمان سے نور ملا تھا اور جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کی طرف موڑا تھا اور وہ رجال نوحی الیھم من السماء کے مصداق تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور اعلیٰ علیین میں انہیں جگہ دے اور ان کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

---

## اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ ۱۷ ستمبر ۶۳ء کو بروز منگل ایبٹ آباد سے واپس لاہور تشریف لے آئے آپ کی صحت بفضل خدا پہلے سے بہتر ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک

**شکریہ احباب**

مولانا عبدالمنان عمر صاحب لکھتے ہیں:-

"میں پچھلے دنوں بہت بیمار رہا۔ اس عرصے میں بہت سے دوست بیمار پرسی کے لئے تشریف لا کر مجھے نوازتے رہے۔ متعدد دوستوں نے بذریعہ خطوط اس عاجز کا حال دریافت کیا۔ میں ان سب کا ممنون احسان ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو اور ہر قسم کی تکالیف و آفات سے محفوظ رکھے۔ بفضلہ تعالیٰ اب مجھے آرام ہے۔

خاکسار عبدالمنان عمر

## آہ! ڈاکٹر ابن اے خاں

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳)

کی رو سے علماء نے یہ فتوےٰ صادر کیا۔ کیا رنگون کے مفتی اور ملا اس کا کوئی حوالہ پیش کرنے کی جرأت کریں گے؟

یہیں تک نہیں، ان ظالموں نے ایک غریب مؤذن کو جس نے لاش کو غسل دیا، اپنی ملازمت سے معطل کرا دیا ہے، اور اب اس سے جواب طلب کیا جا رہا ہے، پھر اس تختہ کو جس پر غسل دیا گیا یہ مہر بار بار جلا دیا گیا اور ان معزز مسلمانوں کے متعلق جنہوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی توبہ طلب کیا جا رہا ہے۔

یہ تو مسلمان کہلانے والوں کا سلوک ہے اور دوسری طرف غیر مسلموں کے رویے کو دیکھئے۔ کہا جاتا ہے کہ آخر کار جناب ڈاکٹر ابن اے خاں مرحوم کو بدھ مذہب کے قبرستان اور ایک روایت کے مطابق میونسپل قبرستان میں دفن کیا گیا۔ واضح ہو کہ برما میں آج کل بدھ مذہب کی حکومت ہے، اگر وہ بھی اجازت نہ دیتے تو کیا ہو سکتا تھا، لیکن ان کا اپنے قبرستان میں یا میونسپل قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت دے دینا ان کی فراخدلی پر دال ہے، اور مسلمان مولویوں اور مفتیوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے جو لمبی لمبی ڈاڑھیاں رکھ کر اسلامی رواداری اور حسن اخلاق سے عاری ہو چکے ہیں اور ایک مردہ کے ساتھ بھی وہ سلوک کرتے ہیں، جو شریعت اسلام تو ایک طرف عام اخلاق و شرافت سے بھی بہت بعید ہے۔ ڈاکٹر ابن اے خاں تو ایک بخشی ہوئی روح تھی، وہ تو ایک مجاہد فی سبیل اللہ تھا، جو جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا، ان کو اگر غسل بھی نہ دیا جاتا اور انہی کپڑوں میں جن میں وہ فوت ہوئے کہیں بھی دفن کر دیا جاتا تو وہ بہر حال رحمت الٰہی کے سایہ میں ہی رہتے اور اب بھی ہیں، بدھوں کا قبرستان اس رحمت الٰہی میں روک نہیں ہو سکتا اور نہ مسلمانوں کا قبرستان ان کی بخشش کا موجب ہو سکتا تھا۔ دکھ اور افسوس اس بات کا ہے کہ مولویوں اور مفتیوں کی ننگ اسلام حرکات غیر مسلموں کی نظروں میں اسلام کی بدنامی اور رسوائی کا موجب ہوئیں۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

---

**وفات** بھکر ضلع میانوالی سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ محترم ڈاکٹر محمود احمد خاں داؤد زئی کی والدہ صاحبہ بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں ڈاکٹر صاحب سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے

# ڈاکٹر ایس اکبر خان کی قبولِ احمدیت

## مجاہدانہ سرگرمیوں کے خود نوشت حالات

ڈاکٹر ایس۔ اے۔ خان صاحب مرحوم کی قبول احمدیت اور ان کی مجاہدانہ تبلیغی سرگرمیاں جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک امتیازی شان رکھتی ہیں۔ چند سال ہوئے انہوں نے ہماری درخواست پر اپنے کچھ حالات بھیجے جو ۱۷ اپریل ۱۹۵۶ء کے پیغام صلح میں درج کئے گئے۔ ذیل میں انکو دوبارہ نقل کیا جاتا ہے۔

انتہائی مکرم و معظم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے کئی بار مجھے لکھا تھا کہ میرا تعلق کب سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ ہے اور میں نے احمدیت کے لئے ... کیا کیا اور اس کی بابت تفصیل سے لکھوں، مگر میں کئی وجوہات سے اب تک نہیں لکھ سکا۔ سب سے پہلا سبب یہ ہے کہ مجھے فرصت بالکل کم ہے۔ اور دوسرا سبب یہ ہے کہ میں اردو اور انگریزی بہت کم جانتا ہوں تیسرا سبب یہ ہے کہ ریا سے ڈرتا ہوں احمدیت کی بابت جو کچھ میں نے کیا اسکو ظاہر کرنا ریا سمجھتا رہا۔ مگر اب آپ کے اصرار پر خدا سے معافی مانگ کر کچھ لکھ رہا ہوں کہ شاید میرے دوسرے بھائیوں کو کچھ فائدہ پہنچے۔

### احمدیت سے میرا تعلق

میرا تعلق احمدیت سے براہ راست ۱۹۲۱ء سے ہے اور دوسری جنگِ عظیم سے دو چار مہینے پہلے میں نے بیعت نامہ شہر میتیکینا (MYITKYINA) سے روانہ کر دیا مگر بالواسطہ میرا تعلق احمدیت سے ۱۹۰۴ء سے ہے جس کی تشریح یوں ہے کہ ۱۹۰۴ء کے ماہ اپریل میں ڈاکٹری امتحان پاس کرنے کے بعد میری تعیناتی صوبہ مدراس (یہ مدراس کا رہنے والا ہوں) کے شہر بلاری میں ۲۷ پنجابی پلٹن میں ہوئی یہاں ایک بزرگ میڈیکل اسسٹنٹ سرجن کام کر رہے تھے (ان دنوں سب اسسٹنٹ سرجن کو ہاسپٹل اسسٹنٹ کہا کرتے تھے) اس بزرگ نے میرے ہاتھ میں ریویو آف ریلیجنز کا ایک رسالہ پکڑا دیا۔

### مخالفانہ لٹریچر

میں نے اس رسالہ کے ایک دو پرچے پڑھے تھے۔ کہ کسی شیطان لعین نے مجھے کرزن گزٹ دہلی کا ہفتہ وار اُردو پرچہ) پڑھنے کے لئے دیا۔ میرزا حیرت کو تو آپ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے سخت خلاف تھے۔ بڑے زوروں سے احمدیت کے خلاف لکھتے تھے۔ جب میں نے اتنی سخت مخالفت دیکھی تو ریویو آف ریلیجنز کو دیکھنا بھی چھوڑ دیا۔ اور شاید اسی شیطان کے ذریعہ میں نے مرزا حیرت کی شہرۂ آفاق کتاب مقدمہ تفسیر القرآن خریدی وہ کتاب مجھے اتنی دلچسپ معلوم ہوئی کہ جب ہماری پلٹن چاند ماری کو جاتی تو میں اس کتاب کو بغل میں دبائے ہوئے لے جاتا اور پڑھتا تھا۔ اس کے بعد مرزا حیرت کی بہت سی تصانیف میں نے خریدیں جن میں سے چند جو مجھے یاد ہیں وہ یہ ہیں:—

صحیح بخاری کا اُردو ترجمہ۔ اسماء الرجال کا اردو ترجمہ۔ چودھویں صدی کے علماؤں کا کچا چٹھا۔ مقدمہ تفسیر الفرقان۔ ان میں سے چودھویں صدی کے علماؤں کا کچا چٹھا بہت دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا تھا۔ ۱۹۰۴ء میں جب میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے لگا تو مجھے معلوم ہوا کہ جناب مرزا حیرت صاحب اپنے اخبار اور کتابوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے مضامین ہی سے بھرتے تھے اور حضرت مسیح موعود ہی پر حملہ کرتے تھے۔ ۱۹۱۱ء یا ۱۹۱۲ء تک میں کرزن گزٹ خریدتا رہا۔ ۱۹۰۵ء میں میرا تبادلہ مدراس کی فوجی ملازمت سے ملک برما کی پولیس ڈیوٹی پر ہو گیا اس کے بعد ۱۹۱۶ء میں یا ۱۹۱۷ء تک میرا تعلق احمدیت سے کٹا رہا۔

### احمدی لٹریچر کا مطالعہ

شاید ۱۹۱۶ء میں اسلامک ریویو کا خریدار بنا اور اس کے ایک یا دو سال بعد حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی انگریزی تفسیر (یعنی انگریزی ترجمۃ القرآن معہ عربی متن) ایک مالاباری مسلمان سے خریدی۔ اس کے چھ سال بعد جب میں تھازی شہر (برما) میں تھا تو ۱۹۲۴ء یا ۱۹۲۵ء میں خدا کی رحمت مجھ پر برسنے لگی۔ یعنی میرے ہی مکان پر ایک لاہوری احمدی کتب فروش (جو سنگاپور) جا رہے تھے ایک دو دن مقیم رہے۔ ان کے ذریعہ میں اخبار لائٹ کا خریدار بنا اور حضرت امیر مرحوم کی ایک دو کتب خریدیں جن میں سے ایک سیرت خیر البشر بھی تھی۔ اور وہ مجھے اتنی دلچسپ معلوم ہوئی کہ میں نے ایک رات ریل کے سفر تھازی سے رنگون جاتے ہوئے موم بتی جلا کر پڑھتے پڑھتے وہ کتاب ختم کر دی۔ جب تک میں تھازی میں تھا ایک قادیانی بزرگ جو پیاپوے شہر میں رہتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے ملنے کے لئے آتے تھے۔ اور قادیانی عقائد کے رسالے بھی مجھے دیا کرتے تھے۔ چونکہ ان دنوں میں لائٹ پڑھا کرتا تھا اس لئے قادیانی عقائد سے میری تسلی نہیں ہوتی تھی

### برما کی قادیانی جماعت

یہاں برما ملک کی قادیانی جماعت کا کچھ ذکر کرنا بے موقعہ نہ ہوگا۔ یہاں ایک سو کے قریب قادیانی بھائیوں کی جماعت ہے۔ یہ جماعت حضرت مسیح موعودؑ کے وقت ہی سے قائم ہے۔ ان کے مبلغ بھی نوجوان پنجابی ہیں اور میرے بڑے دوست ہیں میں نے کئی دفعہ اپنی جماعت لاہور کے عقائد کے پمفلٹس انہیں دیئے۔ انہوں نے بھی اپنی جماعت کے چھوٹے چھوٹے رسائل دوبار مجھے روانہ کئے اور ان رسائل کے جواب میں میں نے انہیں لکھا تھا کہ آپ کے رسائل کے مضامین تو بہت اچھے ہیں لیکن اس ملک میں آپ کے خلیفہ صاحب کی کتابوں کا خاص کر "انوار خلافت" اور "آئینہ صداقت" کا مطالعہ کرنے والے بھی ہیں اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ میں آپ کے خلیفہ صاحب لکھتے ہیں کہ:—

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

اس لئے آپ خلیفہ صاحب کو لکھیں کہ ان الفاظ کو کاٹ دیں۔ مگر افسوس کہ مبلغ صاحب نے کچھ جواب نہ دیا۔ فسادات پنجاب کے بعد ان کے صدر صاحب نے جو رسالہ موسومہ تبصرہ شائع کیا ہے اس میں انہوں نے صاف اقرار کیا ہے کہ:—

*حضرت بانی جماعت احمدیہ کا دعویٰ امتی نبی ہونے کا ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اس امتی نبی کے انکار سے کوئی مسلمان امت محمدیہ سے خارج نہیں ہو سکتا۔

## چندہ اور اشاعت لٹریچر

۱۹۲۶ء میں میرا تبادلہ ٹنگڈ سے شہر میں ہوا "لائٹ" کے پڑھنے سے چونکہ مجدد صد چہارم کو پہچاننے لگا تھا۔ ہر مہینہ کچھ چندہ لاہور کو روانہ کرتا رہا۔ اور اپنے دوستوں سے بھی بھجواتا رہا اور یہاں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی انگریزی اور اردو کتب میں نے بھی منگوائیں اور اپنے دو دوستوں کو بھی منگوا کر دیں۔ اور ان دونوں دوستوں کو لائٹ کے خریدار بھی بنا دیا اور ایک دوست کو بیان القرآن کی تین جلدوں کا سٹ منگوا کر دیا۔ ۱۹۳۰ء کے آخر میں جب اس دوست سے ملاقات ہوئی تو اسکو میں نے پکا احمدی پایا۔ یہ میرے خیال میں اس ملک میں پہلا لاہوری احمدی تھا۔

## شمولیت سلسلہ

۱۹۳۵ء میں میرا تبادلہ ٹانڈو نجی شہر میں ہوا۔ یہاں میں نے کوئی خاص کام نہیں کیا۔ ہاں اپنے لئے ایک سٹ بیان القرآن (تین جلدوں کا) خریدا۔ اس کے بعد میرا تبادلہ شہر مچینیا میں ہوا۔ ۱۹۳۸ء میں میں نے اسی شہر میں پنشن لے لی۔ مچینا آنے کے بعد حضرت امیر مرحوم کی دو کتابیں سلسلہ احمدیہ کی بابت یعنے النبوۃ فی الاسلام اور مسیح موعود اور ایک اور کتاب اسلام کی بابت یعنے ریلیجن آف اسلام خریدی۔ غالباً کتاب مسیح موعود دیکھنے ہی کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۴۱ء کے آخر میں سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گیا۔ سلسلہ میں داخل ہوتے ہی میں نے بہتوں کو اخبار "لائٹ" کے خریدار بنا دیا۔

## جاپانی قبضہ اور ابر رحمت

اس کے چار پانچ مہینے بعد۔ دوسری جنگ عظیم مشرقی ممالک میں پھیل گئی۔ اور اس ملک پر جاپانیوں کا قبضہ ہو گیا۔ یہ قبضہ ماہ مئی ۱۹۴۲ء سے ماہ جولائی ۱۹۴۵ء تک شہر مچینا میں رہا۔ یہ قبضہ میرے اور میرے ایک ولی صفت لڑکے محمد علی کے لئے (جو برما سول سروس پاس کرکے ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر فائز رہے اور جس کا پورا حال حضرت امیر مرحوم کو میں نے لکھ دیا تھا اور مختصر حال اس سرگذشت میں بھی آئے گا۔ ایک ابر رحمت اور ....

Blessing in disguise ہو گیا۔ یہ اس لئے کہ چونکہ جاپانی قبضہ کے وقت برما ملک تمام بیرونی ممالک سے منقطع ہو گیا تھا اور اخبارات بند ہو گئے تھے۔ اس لئے مجبوراً ہم دونوں کو حضرت امیر مرحوم کے ترجمۃ القرآن کا مطالعہ کرنا پڑا۔ میرا بچہ انگریزی ترجمۃ القرآن معہ عربی متن پڑھتا تھا۔ اور میں بیان القرآن پڑھتا تھا۔ یہ خدا کا خاص فضل تھا کہ ہر روز صبح کے سات بجے سے شام کے سات بجے تک سوائے کھانے اور نمازیں ادا کرنے قرآن کریم ہاتھ سے نہیں چھوٹتا تھا۔ میرا لڑکا قرآن شریف کے علاوہ قادیانی جماعت کی انگریزی کتاب "احمدیہ مومنٹ" یا ایسا ہی کچھ نام تھا جس میں علاوہ اور مضامین کے ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۲ء سے ۱۹۱۱ یا ۱۹۱۲ یا ۱۹۱۴ء تک کے اقتباسات تھے۔ بھی پڑھتا تھا۔ یہ کتاب پڑھتے پڑھتے جب میں نے اسکو احمدیت کا شوقین پایا تو اپنے ایک دوست کے ذریعہ اس کو اردو سکھایا اور حضرت امیر مرحوم کی کتب مسیح موعود اور النبوۃ فی الاسلام پڑھوائیں۔ ان تین کتابوں کے مطالعہ سے خدا نے اسے ایسی ہدایت دی کہ وہ پانچ نمازوں کے علاوہ تہجد بھی پڑھنے لگا۔ اور دو سال کے جاپانی قبضہ میں کھانے پینے کی تکلیف کے باوجود دونوں رمضان کے روزے بھی رکھے ۱۹۴۴ء کے آخر جب ضلع مچینا سے جاپانی فوج پسپا ہو رہی تھی اور اتحادیوں کا قبضہ ہو رہا تھا اور Civil Affairs service یعنے نیم فوجی حکومت قائم ہو کر میرے لڑکے کو .... Civil Affairs officer کا کام معہ Lieutenant کے درجہ کے ملا۔ تو یہ بچہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گیا اور ماہوار پچاس روپے یعنے تنخواہ کا دسواں حصہ مرتے دم تک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو روانہ کرتا رہا۔ ۲۸ سال کی عمر میں ڈاکوؤں نے اس بچہ ۲۲ جنوری ۱۹۴۶ء کو مار ڈالا جس کا حال میں نے حضرت امیر مرحوم کو لکھا تھا اور میرا خط پیغام صلح میں شائع ہو گیا تھا۔ ۱۹۴۵ء میں جب وہ لڑکا لاہور کو چندہ روانہ کرتا تھا تو حضرت مولانا عزیز بخش صاحب مرحوم سے خط و کتابت کرتا تھا۔ اس کے ایک خط کا اقتباس حضرت مولانا عزیز بخش صاحب نے مجھے روانہ کیا تھا اور اسی جملہ کو میں نے اپنے دل پر نقش بنا رکھا ہے اور وہ جملہ یہ ہے:۔

fortunately my father was my guide

یعنے خوش قسمتی سے میرے باپ نے میری رہنمائی کی۔

## وقف زندگی اور مالی ایثار

اب میرا حال بھی سنیئے جو لڑکا سے بھرا ہوا ہے۔ اور آپ کے اصرار پر میں یہ بیان دے رہا ہوں۔ وہ بیان یہ ہے کہ جیسا کہ خدا نے میرے لڑکے محمد علی کو جاپانی قبضہ کے وقت نیک ہدایت دی اسی طرح مجھے بھی نیک ہدایت دی۔ ۱۹۴۵ء میں میری مالی حالت یہ تھی کہ میرے جو دو مکان تھے وہ جاپانی قبضہ کے وقت جلا دیئے گئے تھے۔ اور میرے پانچ لڑکے تھے پہلا موسومہ ابوبکر سب اسسٹنٹ سرجن۔ ایل ایم پی دوسرا لڑکا موسومہ محمد علی ڈپٹی کلکٹر۔ اور تیسرا لڑکا موسومہ عمر اسسٹنٹ سرجن ایم بی بی ایس (لکھنؤ) چوتھا لڑکا عثمان اور پانچواں لڑکا علی کالج اور سکول میں پڑھ رہے تھے۔ میرے پاس اور کوئی ملکیت نہ تھی اور میں نے اس امید پر کہ میرے بڑے تین لڑکے چھوٹے تین لڑکوں کی تعلیم کا خرچ چلا سکیں گے۔ اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا۔ اور بالکل ہی ضروری خرچ کے علاوہ اپنی پنشن، اور Civil Affairs service میں جس میں میں بھی کام کر رہا تھا کی کمیشن کی تنخواہ اور اپنی ڈسپنسری برما فارمیسی کی آمد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بذریعہ منی آرڈر ہر مہینہ دو سو روپے سے پانچسو روپے تک روانہ کرتا رہا۔ حضرت امیر مرحوم اپنے خطبات میں اس کا ذکر کرتے تھے۔ ماہ جنوری ۱۹۴۶ء میں اپنے پیارے لڑکے محمد علی کے مارے جانے کے بعد بھی خدا نے مجھے استقامت دی اور اپنے وقف کے ارادوں کو قائم رکھا اور اب بھی اس پر قائم ہوں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

## پونے دس ہزار یکمشت

۱۹۴۶ء میں جاپانی قبضہ کے وقت کی بقایا پنشن اور میری کمیشن کی بقایا تنخواہ اکونٹنٹ جنرل اور کنٹرولر آف ملٹری اکونٹ سے لینے کے لئے مچینا شہر سے رنگون شہر کو گیا۔ اور ۹۷۱۰/- روپے جو مجھے ملے تھے۔ اس رقم کو چار قسطوں میں جولائی یا اگست ۱۹۴۷ء میں بذریعہ بنک ڈرافٹ فنانشل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو روانہ کر دیا۔

## برما قرآن فنڈ

اسی دوران میں حضرت امیر مرحوم کا حکم ملا کہ میں انگریزی ترجمۃ القرآن جو بلا عربی متن ہے اس کا برمی ترجمہ کروں اور شائع کرنے کے لئے حضرت امیر مرحوم نے لکھا تھا کہ انجمن سے خرچ دیں گے۔ مگر میں خرچ لینا نہیں چاہتا تھا یہ اس لئے کہ میری ڈسپنسری اور پنشن کی پوری آمد اس کام کے لئے کافی سے زیادہ تھی ۱۹۴۹ء ماہ جنوری میں میں نے مچینا شہر میں ڈسپنسری کھول دی میری وہی ڈسپنسری یعنے برما فارمیسی تھی جو میں نے پنشن لینے کے بعد مچینا شہر میں کھولی تھی) برما قرآن فنڈ

قائم کرنے کے بعد میں نے لاہور کو روپے روانہ کرنا بند کر دیا۔

## چندہ ماہوار

روپے بند کرنے کے بعد مولانا مرتضیٰ خاں صاحب کا خط ملا کہ کچھ تو روانہ کرو۔ اور ساتھ ہی یہاں ایک انجمن بھی لاہوری احمدیہ انجمن کے نام سے قائم ہو گئی ۱۹۴۸ء میں برما کی آزادی ہونے کے بعد روپے روانہ کرنے کے لئے بہت دقت ہو گئی۔ اور پرمٹ کا تو صرف نام تھا، پرمٹ ملنا مشکل تھا۔ اس لئے سنہ ۱۹۴۹ء یا ۱۹۵۰ء سے ماہوار بذریعہ منی آرڈر کے عوض سالانہ بذریعہ بنک ڈرافٹ لاہور کو روانہ کرتا ہوں، کبھی ماہوار پرمٹ مل جانے سے ماہوار سو سو روپے روانہ کئے اور کبھی سالانہ ہزار ڈیڑھ ہزار روپے بھیجے (فنانشل سیکرٹری) کے دفتر میں ان رقوم کی تفصیلات میں نے کئی نقشہ جات حسابات کی صورت میں روانہ کرتا رہا ہوں۔

## برمی ترجمہ قرآن

برمی قرآن کی بابت مجھے بہت افسوس ہے یہ لکھتا ہے کہ میں خود برمی زبان نہیں جانتا ہوں۔ اس لئے ماہوار پچاس روپے دے کر ایک مترجم سے ترجمہ کرا رہا ہوں چونکہ وہ مترجم احمدی تھا اور ترجمہ بھی قرآن کریم کا تھا اس لئے میں نے کئی سال بالکل بے پرواہی سے گذار دیئے۔ کوئی چار سال کے بعد میری بڑی لڑکی جو گریجوایٹ ہے ........ پتہ چلا کہ ترجمہ بالکل غلط ہے اور انگریزی تفسیر کے کئی فٹ نوٹس۔ وفات مسیح۔ کثرت ازدواج۔ جہاد، ناسخ و منسوخ وغیرہ وغیرہ نوٹوں کے بہت سے جملے ترجمے میں چھوٹے ہوئے تھے۔

Many sentences of paragraphs were omitted.

بعض مختلف پیروں کے کئی فقرات حذف کر دیئے گئے۔ اس کے بعد اور چار شخصوں سے جن میں دو گریجویٹ بھی تھے میں نے مدد مانگی مگر کسی نے بھی اس کام کو پورا نہ کیا پہلا شخص جو مجھ سے قریب ساڑھے چار سال تک ماہوار پچاس روپے لیتا رہا۔ ایک ہی سال کے بعد اس کی دونوں آنکھوں کی بصارت چلی گئی، وہ پچاس سال کا جوان ہے مگر دونوں آنکھوں سے اندھا ہے خدا رحم کرے اور ہدایت دے۔

## محمد سلیمان رشید — میرا سعید نواسہ

جب مترجموں سے مایوس ہو کر میں تڑپ رہا تھا تو خدا نے میری مدد کی اور میرے ورثہ میں میرے مرحوم بیٹے محمد علی حبیب ایک نواسہ مجھے دے دیا جس کا نام محمد سلیمان رشید ہے سنہ ۱۹۵۳ء کے آخر یہاں ایک اخبار کا تراشہ جس میں احمدیت کے خلاف لکھا گیا تھا اس کے جواب میں روزانہ اخبار دورجدید اور اس کے ہمنواؤں اور میرے درمیان ایک انگریزی روزانہ اخبار میں احمدیت کی بابت خط و کتابت ہوتی رہی اس خط و کتابت میں اس لڑکے (یعنی میرے مذکورہ نواسہ) نے بہت دلچسپی لی میں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر اس بچے کے ہاتھ میں کئی انگریزی رسالے دے دیئے۔ ان رسالوں کو پڑھتے پڑھتے وہ پکا احمدی بن گیا۔ اور ۱۹۵۵ء کے لائٹ کے مجدد نمبر میں اس نے ایک مضمون بعنوان

Mujaddid of the 14th Century.

لکھا شاید یہ مضمون آپ کی نظروں سے گذرا ہوگا۔

## برمی ترجمہ قرآن کی نئی کوشش

اس سعید بچے نے بغیر میری تحریک کے برمی قرآن کی بابت میرے تڑپتے ہوئے دل کی حالت کا اندازہ کر کے مجھے لکھا کہ وہ ماہ اکتوبر ۱۹۵۶ء میں جو کیمبرج یونیورسٹی میں ایم۔ بی اور دوسری ڈگریاں حاصل کرنے جا رہا ہے واپس آ کر برمی قرآن کا کام شروع کرے گا۔ چھاپنے کے لئے روپیہ کا انتظام بھی کر رہا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ خدا مجھے اس کام میں مدد دے گا مجھے معلوم ہے کہ یہ کام میرے بعد ہی ہوگا۔ مگر انشاء اللہ تعالےٰ ضرور ہوگا یہ ہونہار بچہ آج کل کیمبرج یونیورسٹی میں داخل ہے اور پوری ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے کم از کم چھ سات سال کا عرصہ لگے گا اور میری عمر ۷۷ سال ہے۔ اس لڑکے کے ساتھ اور دو بلکہ تین برمی مسلم لڑکوں نے جو اس کالج میں پڑھتے ہیں مدد دینے کا اقرار کیا ہے اس لئے ان لڑکوں کو بھی جیسے میں نے اپنے نواسہ کو احمدیت کی تعلیم دی تھی ایسا ہی احمدیت کی تعلیم دے رہا ہوں۔ ان لڑکوں کو ذیل کی کتابوں کے سیٹ دیئے۔

(۱) انگریزی ترجمۃ القرآن بلا متن (اس مقدس انگریزی تفسیر کے اہم مضامین۔ (وفات مسیح۔ کثرت ازدواج۔ جہاد۔ ناسخ و منسوخ وغیرہ) کے فٹ نوٹس کے نمبر میں نے اپنے ہاتھ سے دیئے ہیں۔ اور ہر روز تہجد میں اور جس روز تہجد نہ ملے تو صبح کی نماز میں ان لڑکوں کا نام لے کر دعا کر رہا ہوں کہ خدا ان کو سچے احمدی بنائے اور مذکورہ قرآن کے برمی ترجمے کا علم اور ہدایت دے اور برما ملک میں تبلیغ اسلام و احمدیت کرنے کی طاقت دے۔ انگریزی ترجمہ قرآن بلا متن کے علاوہ دوسری جو کتابیں ان لڑکوں کو دے رہا ہوں وہ ہیں

(۲)۔ انگریزی تفسیر۔

(۳)۔ پاکٹ بُک انگریزی سے برمی ڈکشنری۔

(۴)۔ انجیل انگریزی

(۵)۔ انجیل برمی زبان۔

## اشاعت لٹریچر

۱۹۴۸ء میں YENANG YAUNG میں ڈسپنسری کھولنے اور برما قرآن فنڈ قائم کرنے کے بعد سے ۱۹۵۲ء تک مرکز کے ذیل کے انگریزی پمفلٹس کا برمی زبان میں ترجمہ کروا کر ایک ایک ہزار کی تعداد میں شائع کر کے مرکز کے دوسرے انگریزی اور اردو پمفلٹس کے ساتھ اس ملک کے بڑے بڑے شہروں میں بذریعہ ڈاک روانہ کئے اور اب بھی کر رہا ہوں۔

(۱) اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی

(۲) پرافٹ آف اسلام

(۳) کال آف اسلام

(۴) ٹو سیکشنز آف دی احمدیہ موومنٹ

(۵) سورۃ فاتحہ

(۶) وفات مسیح کے متعلق علماء کے معرکہ فتوے۔

نوٹ:۔ پہلے پانچ پمفلٹس ایک ایک ہزار شائع کئے۔ اور چھٹا صرف پانچسو شائع کیا۔

مذکورہ بالا برمی پمفلٹس کے علاوہ ذیل کے دو پمفلٹس انگریزی میں ایک ایک ہزار شائع کئے۔

1. The Ahmadiyya movement

2. Reply to the Syaid literature — series No 2

برما ملک میں لاہوری احمدی پندرہ یا سولہ ہیں۔ جن کی تفصیل جنرل سیکرٹری صاحب کو معہ گروپ فوٹو روانہ کر دی تھی دگروپ فوٹو میں صرف وہی پانچ ممبر ہیں جو ہر مہینہ میٹنگ میں حاضر ہوتے ہیں)

## صداقت احمدیت کا ایک نشان

جب سے میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوا ہوں خدا نے مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر بہت سے افضال نازل کئے ہیں، ایک نشان جس سے صداقت احمدیت پورے طور سے ظاہر ہو رہی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ماہ اگست ۱۹۴۲ء میں جب میں Civil Affairs سروس میں نیم فوجی حکومت کی ملازمت میں داخل ہوا تو میرے افسر نے میرے لئے کمیشن کے لئے سفارش کی اور پندرہ مہینے اس کی بابت خط و کتابت ہوتی رہی مگر ناکامی ہی ناکامی نظر آ رہی تھی یہ اس لئے کہ جس کی عمر ۵۵ سال سے اوپر ہو اسکو کمیشن کسی طرح نہیں مل سکتی۔ میری عمر اس وقت ۶۲ سال تھی۔ گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ آف برما دونوں گورنمنٹوں کا یہی قانون تھا۔ اور جب میں نے

(باقی بر صفحہ ۱۵)

# میں کیوں مسلمان ہوا؟

## امریکی نومسلم عبدالملیکی (رچ اوکولو) کا بیان

### جو کانو (نائیجیریا) کے اخبار ڈیلی میل مؤرخہ ۲۷ جون ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا

"میں بہت عرصہ تک مسیحی کلیسا (C.M.S) کا رکن رہا ہوں اور ان کے طریق عبادت کا مجھے بہت تجربہ حاصل ہے باوجود اسکے میری یہ دلی خواہش تھی کہ بائبل کے اس فرمان کے مطابق کہ "تم میرے سوائے کوئی اور معبود نہ بناؤ گے" صرف ایک ہی خدا کی عبادت کی جائے لیکن میرے لئے یہ بہت بڑی حیرانی کی بات تھی، کہ یہ فرقہ دو اور خداؤں کا اضافہ کر کے تین خدا بناتا ہے، اور پھر اسی وقت ان تینوں کو ایک خدا ٹھہراتا اور اسے ایک ناقابل فہم راز کی بات قرار دیتا ہے۔

اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ میری محبت صرف ایک خدا کے لئے مخصوص ہوتی جو زندگی دینے والا اور تمام انسانیت کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ میں نے تین خداؤں کو خوش کرنے کے لئے اپنی محبت کو تین جگہ میں تقسیم کرنا شروع کر دیا اگرچہ میری عقل سلیم ہمیشہ مجھے متنبہ کرتی کہ اس قسم کی محبت قطعاً کوئی محبت نہیں۔

مزید براں، یہ مسیحی عقیدہ کہ ہر انسان پیدائشی گنہگار ہے یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ انسان موروثی گناہ لے کر معرض وجود میں آیا ہے۔ اس نے مجھے بہت زیادہ تذبذب میں ڈال دیا۔ کیونکہ وہی بائبل جس پر یہ دونوں عقیدہ کی بنیاد رکھتے ہیں یہ تعلیم دیتی ہے کہ ہر شخص کو اپنا بوجھ خود اٹھانا ہے اور اس لئے عقلاً اور منطقی طور پر باپ کا بوجھ بیٹے پر نہیں ڈالا جا سکتا اور نہ بیٹے کا باپ پر۔

جبکہ میں اس قسم کے شکوک و شبہات میں سرگرداں تھا۔ خوش قسمتی سے مجھے کانو کے نائیجیریا مسلم مشن کا علم ہوا اور اس کے ڈائریکٹر قاضی عبدالرشید صاحب سے میری ملاقات ہوئی اور میں نے ان کے پبلک لیکچر سنے اور میری دلچسپی بتدریج بڑھتی گئی۔ کیونکہ قاضی صاحب نے میرے دل میں جو ایک وقت تاریکیوں کے اندر گھرا ہوا تھا حقیقی طور پر روشنی پیدا کر دی۔

میں نے بہت کچھ مذہبی لٹریچر پڑھا اور کبھی ایک مرتبہ بھی کوئی ناقابل فہم عقیدہ یا کوئی راز کی بات میرے علم میں نہیں آئی۔ میں نے قاضی صاحب سے ایک سلسلہ سوالات دریافت کیا اور الحمد للہ کہ تمام سوالات کا تسلی بخش جواب دیا گیا۔ مجھے جلد ہی معلوم ہو گیا کہ اسلام کے معنی یہ ہیں کہ ایک خدا (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کی جائے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک نبی انسان ہی ہونا چاہیئے اور اس لئے وہ اوتار یا خدا کی تجسیم کا عقیدہ نہیں تسلیم کرتا۔

میں نے اس تعلیم کو قبول کر لیا ہے کیونکہ یہ حقیقت پر مبنی ہے اور انسان کی عقل سلیم کے مطابق ہے۔

قرآن کریم نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ انسانوں کی اصلاح کا کام ہمیشہ کسی انسان کے ہی سپرد کیا جاتا ہے جس پر خدا تعالیٰ اپنی رضا کی راہیں ظاہر کرتا ہے کیونکہ صرف انسان ہی انسان کے لئے نمونہ ہو سکتا ہے۔ ایک فرشتہ بھی اس مقصد کو پورا نہیں کر سکتا۔ تو پھر خدا مجسم ہو کر گمراہ انسانوں کے لئے جنہیں سینکڑوں قسم کی ترغیبات سے واسطہ پڑتا ہے کس طرح نمونہ بن کر ان کی اصلاح کر سکتا ہے جبکہ خدا کے لئے کسی بھی ترغیب کا شکار ہونا ممکن نہیں۔

موروثی گناہ کے خلاف میں یہ دلیل پیش کر سکتا ہوں کہ اگر آدم کے گناہ کو موروثی گناہ تصور کیا جائے تو وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی مٹ گیا جو اس ورثہ پا کر طوفان نوح کی نذر ہو گئے۔ کیونکہ بائبل کے بیان کے مطابق صرف نوح اور اس کے خاندان کے لوگ ہی تھے جو راستباز ہونے کی وجہ سے بچا لئے گئے۔ اس لئے آدم کے گناہ کا نسل انسانی میں منتقل ہونا ختم ہو گیا۔

پس کفارہ کا مسیحی عقیدہ جو موروثی گناہ کے عقیدہ پر مبنی ہے بالکل بے بنیاد اور لایعنی ہے۔"

## فدائے احمدیت ڈاکٹر ایس اکبر خان صاحب مرحوم

مرحوم ڈاکٹر صاحب کی جاں نثاریوں اور ولولہ خدمت دین کا ذکر پیغام صلح میں اکثر آیا کرتا تھا اور مجھے ان کی ان خوبیوں کی وجہ سے ان سے ایک غائبانہ انس تھا۔ جون ۱۹۵۸ء میں جب میں دنیا کے گرد ایک تبلیغی دورہ پر روانہ ہوا تو میں نے ڈاکٹر صاحب موصوف کو کراچی سے اپنی آمد کی اطلاع دی جو اتفاقاً بروقت ان کو نہ مل سکی، ہوائی جہاز جب رنگون کے ہوائی اڈہ پر نازل ہوا تو میں نے ٹیکسی والے کو ان کا پتہ بتایا تو معلوم ہوا کہ اتنے بڑے شہر میں وہ ایک معروف ہستی ہیں۔ مکان پر پہنچ کر ان سے ملاقات ہوئی وہ اور ان کی صاحبزادی نہایت تپاک سے ملے۔ رنگون ملک برما کا دارالسلطنت اور بہت بڑا شہر ہے۔ کراچی سے روانہ ہو کر یہ پہلا مقام تھا جہاں میں نے چند روز قیام کیا۔ چونکہ مجھے عید الاضحیٰ سے پیشتر جزائر فیجی پہنچنا تھا اس لئے میں زیادہ وہاں نہ ٹھہر سکتا تھا۔ اس قلیل وقفہ میں تقریر کا اشتہار اور انتظام مشکل تھا۔ مگر یہ ڈاکٹر صاحب کا ہی شوق اور ہمت تھی کہ راماکرشنا سوسائٹی کے زیر اہتمام ان کے ہال میں میری تقریر کا اعلان اور اشتہار شائع ہو گیا۔ رنگون ہائی کورٹ کے جج جو بدھ مذہب رکھتے تھے ان کی صدارت میں یہ پہلی انگریزی تقریر "کتب مقدسہ مذاہب میں محمد صلعم کی بشارت" کے موضوع پر ہوئی سامعین کی حاضری بکثرت تھی۔ میں نے زیادہ تر ہندوؤں اور بدھوں کی کتب مقدسہ سے پیشگوئیوں کو سنسکرت اور ماگدھی کتب سے پیش کیا۔ جس کے بعد سیکرٹری راماکرشنا سوسائٹی نے اور صاحب صدر جج صاحب نے تقریر کی تعریف کی اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ رنگون جیسے بڑے شہر میں تین چار دن کے اندر اس قدر انتظام کا ہو جانا ڈاکٹر صاحب کے بلند عزم اور شوق تبلیغ کو ظاہر کرتا تھا۔ میرا قیام ڈاکٹر صاحب کے ہاں بالکل مختصر تھا مگر ان کی محبت، خلوص اور شوق تبلیغ کا اثر میرے دل پر ہمیشہ ہمیشہ مستولی رہا۔ سال گذشتہ انہوں نے برمی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ مع تفسیری نوٹوں کے شائع کر کے بے بہا زاد راہ اپنے سفر آخرت کے لئے مہیا کر لیا ہے۔

اب جبکہ ڈاکٹر صاحب موصوف ہمیں داغ مفارقت دے کر اللہ میاں کو پیارے ہو گئے ہیں ہم ان کی صاحبزادی، انکے محترم داماد اور ان کے بیٹوں کے ساتھ بادل حزیں اپنے رنج والم کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی مغفرت اور درگاہ باری تعالیٰ میں درجات عالیہ عطا کئے جانے کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل مرحمت فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبدالحق ودیارتھی

مولانا شیخ عبدالرحمان مصری صاحب

# کتاب حرفِ محرمانہ پر تبصرہ

## جناب برق صاحب کی قرآن دانی اور عربی دانی کے مزید نمونے

### قرآن کریم اور قواعد زبان عربی سے جناب برق صاحب کی ناواقفیت کے مزید ثبوت تین خطرناک غلطیاں۔

حضرت مسیح موعود کے ایک الہام پر اعتراض کرتے ہوئے جناب برق صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹۴ و ۹۵ پر لکھتے ہیں :-

"طاعون کے زمانے میں قادیان کے متعلق یہ الہام نازل ہوا تھا لولا الاکرام لھلک المقام (اگر تیری عزت منظور نہ ہوتی تو یہ مقام قادیان تباہ ہو جاتا) اکرام کے معنی ہیں عزت کرنا۔ تیری عزت قطعاً نہیں "تیری" کے لئے عربی میں "لک" ہے اگر ہم یہاں لک محذوف تصور کر لیں تو پھر عبارت ہو گی لولا الاکرامک جو صریحاً غلط ہے، اس لئے کہ اکرام مضاف ہے اور مضاف پر ال داخل نہیں ہو سکتا اگر ہم ال کو بھی حذف کر دیں تو فقرہ بنے گا لولا اکرامک جس کے معنی ہونگے اگر تیرا عزت کرنا نہ ہوتا ظاہر ہے کہ اس فقرہ میں بھی کوئی مفہوم موجود نہیں"

### پہلی غلطی

جناب برق صاحب لکھتے ہیں اکرام کے معنی عزت نہیں بلکہ صرف عزت کرنا ہوتے ہیں ایسا لکھنا ان کا قرآنی محاورہ سے ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالےٰ سورۃ رحمان میں دو جگہ لفظ اکرام کو عزت کے معنی میں ہی استعمال فرماتا ہے (۱) ویبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام (۲) تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام

اصل بات یہ ہے کہ جناب برق صاحب عربی زبان کے اس قاعدہ سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں کہ مصدر عربی زبان میں کبھی اسم فاعل اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں استعمال ہوتا ہے مندرجہ بالا دونوں آیتوں میں مصدر "اکرام" اسم مفعول کے معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی اللہ تعالےٰ جو جلال والا ہے اور ایسی ہستی ہے جو عزت کئے جانے کے قابل ہے اردو محاورہ میں عام طور پر اس حقیقت کا اظہار جلال والا اور عزت والا کے الفاظ سے ہی کیا جائے گا۔

### دوسری غلطی

جناب برق صاحب نے دوسری غلطی یہ کی کہ اردو لفظ "تیری" کے لئے عربی لفظ ک بتلا کر اور پھر ک کو بطور احسان حذف تصور فرما کر لکھتے ہیں کہ عبارت یوں بن جائے گی لولا الاکرامک عبارت کو یہ شکل دے کر فرماتے ہیں کہ یہ صریح غلط ہے کیونکہ مضاف پر ال داخل نہیں ہو سکتا لیکن یہاں الاکرام پر جو مضاف ہے ال داخل ہوا ہوا ہے اس ساری تنقید نے تو بالصراحت ثابت کر دیا کہ جناب برق صاحب کو عربی زبان سے ذرہ بھر بھی مس نہیں۔

جناب برق صاحب غور سے سنیں کہ عربی زبان میں بعض اوقات ال قائم مقام ضمیر کے ہوا کرتا ہے اگر آپ الاکرام کے ساتھ ضمیر ک لگائیں تو پھر ال اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکتا کیونکہ اصل اور اس کا قائم مقام دونوں اکٹھے نہیں رہ سکتے جب اصل یعنی ضمیر ظاہر ہو جائے گی تو اس کا قائم مقام ال خود بخود حذف ہو جائے گا۔ اس لئے آپ کا یہ کہنا کہ فقرہ لولا الاکرامک بن جائے گا بالکل غلط اور آپ کی زبان عربی سے ناواقفیت پر کھلی کھلی دلیل ہے فقرہ لولا الاکرامک کا نہیں بنے گا بلکہ لولا اکرامک ہی بنے گا اگر ضمیر کو ظاہر کیا جائے گا تو پھر ال کو اڑانا پڑے گا ہمارا خدا قواعد سے واقف ہے وہ اپنے الہام میں صحیح الفاظ ہی استعمال کرتا ہے وہ آپ جیسے کسی ناواقف کے احسان کا مرہون منت نہیں ہو اکرتا آپ غور فرمائیں کہ کیا کہیں اس تنقید میں آپ اس مشہور مقولہ کے مصداق تو نہیں بن گئے الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

### تیسری غلطی

تیسری غلطی کا ارتکاب جناب برق صاحب نے اپنی مندرجہ ذیل عبارت میں کیا ہے :-

"اگر ہم ال کو بھی حذف کر دیں تو فقرہ بنے گا لولا اکرامک جس کے معنی ہوں گے اگر تیرا عزت کرنا نہ ہوتا ظاہر ہے کہ اس فقرہ میں بھی کوئی مفہوم موجود نہیں"

جناب برق صاحب اگر ک کی کوئی ضرورت نہیں ال تو جیسا کہ میں نے اوپر بتلایا ہے خود بخود ہی حذف ہونے میں وہ آپ کے اگر کے احسان کا محتاج نہیں عربی زبان کا اپنا قاعدہ ہی اسکو حذف کر رہا ہے اب آگے چلیئے یہاں آپ نے عربی زبان سے ناواقفیت کا ایک اور ثبوت بہم پہنچا دیا ہے آپ فرماتے ہیں لولا اکرامک بے معنی فقرہ ہے کیونکہ اس کے معنے ہوں گے تیرا عزت کرنا اور یہ کوئی مفہوم اپنے اندر نہیں رکھتا۔

### مصدر کا فاعل اور مفعول بہ کی طرف مضاف ہونا۔

جناب برق صاحب! آپ کی یہ تنقید بتلا رہی ہے کہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ مصدر ہمیشہ فاعل کی طرف ہی مضاف ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے آپکو اتنا بھی علم نہیں کہ مصدر کبھی فاعل کی طرف اور کبھی مفعول بہ کی طرف مضاف ہوتا ہے آپ اپنے بیان کردہ قاعدہ کی رو سے تو آیت قرآنی وللہ علی الناس حج البیت میں بیت کو فاعل بنانے پر مجبور ہوں گے جس کے معنی یہ ہونگے کہ لوگ بیت اللہ کا حج کرنے والے نہیں ہوں گے بلکہ بیت اللہ خود حج کرنے والا ہوگا دیکھئے کہ آیت میں حج جو مصدر ہے وہ مفعول بہ کی طرف مضاف کیا گیا ہے نہ کہ فاعل کی طرف۔

اسی طرح سورۃ الفتح کی آیت انا فتحنا لک فتحاً مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم

من ذنبك وما تاخر میں لفظ ذنب جو ك کی طرف مضاف ہے وہ بھی فاعل کی طرف نہیں بلکہ مفعول بہ کی طرف مضاف ہے اگر آپ کے بیان کردہ قاعدہ کو مدنظر رکھ کر ضمیر ك کو فاعل مان کر آنحضور صلعم کو گنہگار تسلیم کرنا پڑے گا اور عیسائی اور آریہ آیت کے یہی معنی کر کے حضرت نبی کریم صلعم کو نعوذ باللہ گنہگار ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں اب تو آپ کے بیان کردہ قاعدہ سے ان کو خوب مدد مل جائے گی۔ لیکن اگر ضمیر ك کو مفعول بہ قرار دیں تو معنی آیت کے یہ ہوں گے کہ لوگوں نے جو اندھی مخالفت کے نتیجہ میں آپ کے گناہ کئے ہوئے ہیں وہ اللہ تعالے معاف کر دے گا۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد جو آنحضور صلعم نے مکہ والوں کے تمام گناہوں کو معاف کرنے کا اعلان کیا وہ اسی معنی کی تائید کرتا ہے قرآن کریم کی اس آیت سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ مصدر کے مضاف الیہ کے لئے ضروری نہیں کہ وہ فاعل ہی ہو بلکہ فاعل بعض اوقات محذوف رہتا ہے اور اس کا مضاف الیہ مفعول بہ ظاہر کیا جاتا ہے۔

## حضرت اقدس کے الہام میں اللہ تعالے کا فاعل ہونا۔

اسی طرح حضرت اقدس سیدنا حضرت مرزا صاحب کے الہام میں بھی فاعل محذوف ہے جو اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ دوسرے الہام میں صراحت سے مذکور ہے وہ الہام یہ ہے:۔ سَاُکْرِمُكَ اکْرَامًا عَجَبًا وَسَاُکْرِمُكَ اِکْرَامًا حَسَنًا (تذکرہ ص ۴۲۱)

اب دیکھ لو ان دونوں الہاموں میں اکرام کو اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے جو صریحہ قرینہ ہے اس بات پر کہ الہام لولا الاکرام میں بھی اللہ ہی فاعل ہے اور ك ضمیر جو مضاف الیہ ہے وہ مفعول بہ ہے عبارت اس طرح ہوگی لولا اکرام اللہ ایاك یعنی اگر اللہ تعالےٰ کا منشا تیری عزت کا اظہار نہ ہوتا تو قادیان تباہ ہو جاتا (تباہ ہو جانے کا کیا مفہوم ہے یہ آگے چل بتلایا جائے گا) اب اگر اس مفہوم کو مختصر الفاظ میں یوں بیان کر دیا جائے اگر تیری عزت منظور نہ ہوتی تو کیا فرق پڑتا اگر الہام کا ترجمہ یوں کر دیا جائے کہ اگر تیری عزت کرنا مقصود نہ ہوتا یا یوں کر دیا جائے کہ اگر تیری عزت مقصود نہ ہوتی تو ان دونوں فقروں کے مفہوموں میں کسی عقلمند کو بھی کوئی فرق نظر نہیں آئے گا۔ جناب برق صاحب! آپ کو جو فرق نظر آ رہا ہے اس کی وجہ آپ کی وہی غلطی ہے کہ آپ نے اپنے ذہن میں ضمیر ك کو فاعل قرار دیا ہوا ہے اگر آپ عربی زبان کے قواعد سے واقف ہوتے تو فوراً سمجھ لیتے کہ الہام میں ضمیر ك فاعل نہیں مفعول بہ ہے۔

امید ہے اب آپ سمجھ جائیں گے کہ لولا

اکرامك میں کیسا زبردست مفہوم موجود ہے جو زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے آپ کی نظروں سے اوجھل رہا اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قادیان اس خطرناک تباہی سے محفوظ رہا جس خطرناک تباہی سے اسے محفوظ رکھنے کی پیشگوئی کی گئی تھی جس کی تفصیل آگے چل کر آئے گی۔ اور یہ مقام محض اس لئے محفوظ رکھا گیا کہ خدا کا مامور اس میں موجود تھا اور اللہ تعالے کے دربار میں وہ قابل عزت تھا اور خدا کو یہ بھی منظور تھا کہ سب دنیا کے سامنے اس کی عزت کو ظاہر کیا جائے جو خدا کے ہاں اس کو حاصل تھی کیونکہ وہ مامور قرآن کریم کی سورۃ یونس ع کی آیت وبشر الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم اور سورۃ القمر کی آیت ان المتقین فی جنت ونھر فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر کا کامل طور پر مصداق تھا۔

## جناب برق صاحب کا الہام مندرجہ بالا پر دوسرا اعتراض۔

حضرت مسیح موعودؑ کے الہام "لولا الاکرام لھلك المقام" میں لفظ الاکرام پر جو اعتراضات جناب برق صاحب نے کئے ہیں ان کے بودا پن کو واضح کرنے کے بعد اب میں اس اعتراض کا بودا پن بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں جو لفظ مقام پر انہوں نے کیا ہے اور بتلاتا ہوں کہ اس اعتراض میں بھی انہوں نے عربی زبان کے محاورہ سے ناواقفیت کا ہی ثبوت دیا ہے لکھتے ہیں

> "علاوہ ازیں مقام کے لفظی معنی ہیں وہ جگہ جو دو پاؤں کے نیچے ہو یا وہ جگہ جہاں آپ دوران سفر میں قیام کریں مستقل جائے قیام کو بیت یا دار کہتے ہیں لغت کے لحاظ سے ہر جگہ مقام کہلاتی ہے لیکن اصطلاحاً عرب کسی بستی کو مقام نہیں کہتے اس کے لئے قریۃ کا لفظ ہے"

## مَقام اور مُقام میں فرق اور برق صاحب کا صحیح کو پوشیدہ رکھ کر غلط مسئلے سے استدلال کرنا۔ ...

جناب برق صاحب نے اپنے اس بیان میں اول تو مَقام اور مُقام میں فرق نہیں کیا مُقام کے معنی اقامۃ کی جگہ کے ہیں جس کو انسان اپنا وطن بنا لیتا ہے جو معنی برق صاحب لکھتے ہیں وہ مَقام کے ہیں مُقام کے نہیں لیکن برق صاحب نے مَقام کے بھی مکمل معنی نہیں دیئے صرف ایک ہی معنی کے بیان پر اکتفا کیا ہے حالانکہ مَقام بھی مستقل جائے قیام

کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ آگے چل کر ثابت کیا جائے گا اس سے انکی کم علمی کا ثبوت دیتا ہے اگرچہ الہام میں مُقام ہے مَقام نہیں دیکھو تذکرہ ص۶۵۵ اگر کسی جگہ مَقام چھپ گیا ہے تو یہ کتابت کی غلطی ہے لیکن اگر ہم مَقام ہی تسلیم کر لیں تب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ بھی مستقل جائے قیام کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ برق صاحب کا دعوٰے تو یہ ہے کہ انہوں نے تمام تذکرہ پڑھا ہے جس میں حضور کے تمام الہامات درج ہیں اس میں انہوں نے ص۶۵۵ و ص۶۵۹ پر المُقام بپیش م کی پیش کے ساتھ بھی بہرحال دیکھا ہوگا اسکو پوشیدہ رکھنا کیا کسی دیانتدار آدمی کا فعل ہو سکتا ہے۔

## عربی زبان سے ناواقفیت کا مزید ثبوت

برق صاحب لکھتے ہیں کہ مُقام مستقل جائے قیام کو نہیں کہتے بلکہ مستقل جائے قیام کو بیت یا دار کہتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی محاورہ سے آپ بالکل ناواقف ہیں غالباً حضرت لبید رضؓ کے نام سے تو آپ ناواقف نہیں ہوں گے آپ زمانہ جاہلیت کے ان مشہور شعراء میں سے تھے جن کا کلام سند اور حجت قرار دیا جاتا ہے آپ کا مشہور قصیدہ سبع معلقات میں بھی شامل ہے اور سبع معلقات کی فصاحت و بلاغت کے آپ بھی قائل ہیں اسلام کے ظہور کے بعد حضرت لبید رضؓ مسلمان ہو گئے آپ کا ایک مشہور شعر ہے اور آپ نے خود اپنی اسی کتاب میں اس کا ذکر بھی کیا ہے جو یہ ہے عفت الدیار محلھا و مقامھا۔ اس شعر میں محل کے معنی عارضی رہائش کی جگہ اور مقام کے معنی مستقل رہائش کی جگہ ہی لئے گئے ہیں۔

اس شعر کی موجودگی میں آپ کا یہ لکھنا کہ مستقل جائے قیام کو مقام نہیں کہتے کیا آپ کے دامن علم پر سیاہ دھبہ کا کام نہیں دیتا۔

پھر لغت میں اقام بالمکان کے معنی لکھے ہیں دام فیہ واتخذہ وطناً اور مقام اسی کا ظرف مکان ہے۔ علاوہ ازیں دیار بھی دار کی ہی جمع ہے اور دار صرف گھر کو ہی نہیں کہتے بلکہ بلدۃ پر بھی دار کا اطلاق ہوتا ہے دیکھو اپنی معتبر کتاب منجد۔

## مَقام اور مُقام کا استعمال قرآن کریم میں

اب قرآن شریف پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ دونوں لفظ مستقل جائے قیام کے معنوں میں استعمال شدہ ملتے ہیں سورۃ آل عمران ع اور سورۃ البقرہ ع۱۵ میں بیت اللہ کو مَقام کہا گیا ہے تو کیا بیت اللہ وہاں کے باشندوں کے لئے مستقل سکونت کی جگہ ہے یا عارضی سکونت کی جگہ خود فرمائیں۔

جنگ احزاب میں جب بظاہر یہ نظر آرہا تھا کہ مسلمان اب پس جائیں گے اور ان کے بچاؤ کا اب کوئی ذریعہ نہیں تو منافقوں کی ایک جماعت نے مسلمانوں کو ان الفاظ میں مخاطب کیا۔

واذقالت طائفۃ منھم یا اھل یثرب لامقام لکم فارجعوا یعنی اے یثرب میں آکر ٹھہرے ہوئے مسلمانو اب یثرب میں تمہارے لئے مستقل طور پر ٹھہرنے کی جگہ نہیں، اب اسلام کو چھوڑ کر مکہ ہی واپس چلے جاؤ اب دیکھو اس آیت میں بھی مقام کا لفظ مستقل رہائش گاہ کے مفہوم میں ہی استعمال ہوا ہے۔ پھر الدخان ع والشعراء ع میں فرعونیوں کے متعلق فرمایا کم ترکوا من جنت وعیون و زروع ومقام کریم فاخرجنا ھم من جنت وعیون وکنوز ومقام کریم۔ کیا مصر فرعونیوں کے لئے مستقل جائے مقام تھی یا عارضی۔ غور فرمائیں۔ علاوہ ازیں جنت کے لئے بھی مقام کا لفظ استعمال ہوا ہے اور یہ تمام مسلمانوں کے ہاں مسلم ہے کہ مومنوں کے لئے وہ مستقل رہنے کی جگہ ہے۔ جیسا کہ سورۃ الدخان ع۳ میں فرمایا ان المتقین فی مقام امین فی جنت وعیون اس آیت میں مقام امین کو جنت قرار دیا ہے اور جنت مسلمہ طور پر مستقل رہنے کی جگہ ہے جس کے متعلق مذکور ہے وما ھم منھا بمخرجین۔

## مُقام کا استعمال

آیات مذکورہ بالا میں تو مَقام کا استعمال دکھلایا گیا ہے۔ اب مُقام کا استعمال بھی ملاحظہ فرمائیں۔ سورۃ الفرقان ع اور سورہ فاطر ع میں اللہ تعالیٰ جنت کے متعلق فرماتا ہے خالدین فیھا حسنت مستقراً ومقاماً الذی احلنا دارالمقامۃ من فضلہ۔

پھر سورۃ بنی اسرائیل ع میں حضرت نبی کریم صلعم کو بشارت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً کیا وہ جگہ جو آنحضور صلعم کو عطا کی جائے گی وہ عارضی ہوگی یا مستقل۔

## الہام مسیح موعود میں لفظ مقام کیا محل اعتراض بن سکتا ہے

مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں حضرت مسیح موعود کے الہام میں جو لفظ مقام وارد ہوا ہے کیا اس پر کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے ہر منصف مزاج خود ہی غور کرلے کیا قادیان وہاں کے باشندوں کے لئے مستقل رہائش گاہ نہیں تھی اور کیا وہ ان کا مستقل ............ وطن نہ تھا۔

اگر تھا اور یقیناً تھا تو پھر اسکو مَقام یا مُقام کے لفظ سے پکارنا کس طرح محل اعتراض بن سکتا ہے بلکہ اس کے برخلاف خود معترض کی اپنی علمی پردہ دری کا موجب بن جاتا ہے۔

## جناب برق صاحب کا اضطراب

معلوم ہوتا ہے جناب برق صاحب لکھنے کو تو ...... لکھ بیٹھے کہ عربی میں مقام مستقل جائے قیام کو نہیں کہتے لیکن بعد میں ان کے دل نے خود ہی کھٹکا محسوس کیا اس لئے ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا:۔

"لغت کے لحاظ سے ہر جگہ مقام
کہلاتی ہے لیکن اصطلاحاً عرب
کسی بستی کو مقام نہیں کہتے اس
کے لئے قریتہ کا لفظ ہے"

جناب برق صاحب غور فرمائیں آپ نے یہ کیا لکھدیا ہے کہ لغت تو ہر جگہ کے لئے خواہ وہ مستقل جائے قیام ہو یا عارضی لفظ مقام استعمال کرتی ہے لیکن عربوں کی اصطلاح میں اسے مقام نہیں کہتے سوال یہ ہے کہ اگر عرب مستقل جائے قیام کے لئے مقام کا لفظ استعمال نہیں کرتے تو کتب لغت کے مصنفین نے کہاں سے یہ استعمال لے لیا کیا لغت والوں نے عربوں کو چھوڑ کر اہل ہند سے اس لفظ کا استعمال لیا ہے۔ (آپ نے لکھا ہے کہ مقام کا یہ استعمال عربی نہیں بلکہ ہندی ہے از ناقل) کیا اس میں ذرہ بھر بھی معقولیت ہے۔ آخر عربوں میں مقام کا لفظ اس مفہوم میں استعمال ہوتا ہی ہوگا تو لغت والوں نے اس کا استعمال اس مفہوم میں درج کیا ہے ورنہ وہ کیوں درج کرتے۔

دوسری غور طلب بات یہ ہے کہ کیا قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے یا کسی اور زبان میں اگر عربوں کی اصطلاح میں مقام کا لفظ مستقل جائے قیام کے لئے استعمال ہی نہ ہوتا تھا تو خدا نے کیوں اسے مستقل جائے قیام کے لئے استعمال کیا عرب نہیں کہہ سکتے تھے کہ یہ استعمال غیر فصیح ہے۔ ان کی طرف سے تو ایسا اعتراض ثابت نہیں آپ خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کریم کی فصاحت عربوں کو بھی مسلم تھی تو کیا یہ بات ثابت نہیں کرتی کہ مقام کا یہ استعمال عربوں کے نزدیک بھی غیر فصیح نہیں پھر آپ کا یہ لکھنا کہ اصطلاحاً عرب اس لفظ کو اس مفہوم میں استعمال نہیں کرتے کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس بات پر بھی غور کریں کہ جب لغت کے لحاظ سے لفظ مقام کا استعمال مستقل جائے قیام کے لئے جائز ہے تو کیا خدا کو اس بات کا پابند کیا جا سکتا ہے کہ لغت کی رُو سے جو استعمال صحیح ہے اسکو وہ ضرور ترک کردے سب زبانوں اور سب استعمالوں کا وہی مالک ہے

بنی کے وقت جس لفظ اور جس استعمال کو چاہے وہ اختیار کرے اسے کون روک سکتا ہے کیا خدا نے صلوٰۃ کے لفظ کو اس کے لغوی معنی میں استعمال کرنا ترک کر دیا ہے باوجود اس کے کہ اسلامی اصطلاح اور لغوی اصطلاح میں فرق ہے اور اسلامی اصطلاح اب زیادہ مقبول ہے۔

## جناب برق صاحب کے لفظ ہلاکت کے متعلق متضاد خیالات

حضرت مسیح موعودؑ کے الہام لولا الاکرام لھلک المقام میں جو لفظ ھلک وارد ہوا ہے اسکو بھی جناب برق صاحب نے نشانہ اعتراض بنایا ہے لکھتے ہیں:۔

"پھر اہل عرب کی لغت میں ہلاکت کا
لفظ جاندار اشیاء کے لئے مخصوص
ہے انسان، جانور اور پرندے ہلاک
ہوتے ہیں نہ کہ پتھر دریا صحرا اور
درخت"

قارئین کرام برق صاحب کے اس نظریہ کو مدنظر رکھیں کہ ہلاک صرف جاندار اشیاء ہی ہوتی ہیں مثلاً انسان، پرندے۔ دیگر پتھر وغیرہ پر ہلاک ہونے کا اطلاق نہیں ہوتا لیکن اس کے معاً بعد جو کچھ آپ نے لکھا اس پر... بھی قارئین کرام غور فرمائیں اور دیکھیں کہ کیسی متضاد بات آگے لکھتے ہیں:۔

جب عرب یہ کہتے ہیں کہ فلاں بستی
ہلاک ہوگئی تو ان کا مطلب یہ نہیں ہوتا
کہ اس گاؤں کی اینٹیں اور مکان فوت
ہوگئے ہیں بلکہ یہ کہ بسنے والے تباہ
ہوگئے ہیں"

جناب برق صاحب غور تو فرمائیں یہ آپ نے کیا لکھدیا ایک طرف تو آپ لکھتے ہیں کہ ہلاکت کا لفظ صرف جاندار اشیاء کے لئے مخصوص ہے اور اینٹوں اور مکانوں کے لئے ہلاکت کا لفظ استعمال نہیں ہوتا" اور دوسری طرف یہ لکھتے ہیں کہ عرب لوگ بستیوں کے لئے بھی ہلاکت کا لفظ استعمال کرتے ہیں کیا بستیوں کی اینٹیں وغیرہ بھی جاندار اشیاء ہیں کیا یہ دونوں بیان متضاد نہیں پھر اس تضاد کے دور کرنے کے لئے آپ بستیوں کی ہلاکت کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے مراد ان میں بسنے والے ہوتے ہیں اگر آپ کی یہ تاویل درست ہے اور یقیناً درست ہے تو پھر حضور کے الہام پر جو اعتراض آپ نے کیا ہے اس کی کیا کوئی حقیقت باقی رہتی ہے۔ کیا آپ اسی تاویل سے الہام کے معنی کرنے میں کام نہیں لے سکتے تھے کس نے آپ کو کہا ہے کہ لھلک المقام میں قادیان کی اینٹیں وغیرہ مراد ہیں وہاں بھی لھلک المقام کے معنی بھی لھلک اھل المقام ...... کر لیں تو اس میں آپ کو کیا استبعاد

عقلی یا نقلی نظر آتا ہے نقل ہو یا اتی ولا تکن من المستعجلین ۔

## ایک اور اعتراض

برق صاحب نے ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے کہ "عربی ادب میں ھلك القری تو ملے گا لیکن ھلك المقام کہیں نظر نہیں آئے گا" ۔ عربی زبان کے متعلق جو علمی گہرائی آپ کے اندر پائی جاتی ہے اُس کی حقیقت سے تو قارئین کرام بخوبی واقف ہو چکے ہیں ۔ آپ کا یہ دعوے اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا نہ آپ کو عربی زبان پر عبور ہے اور نہ الفاظ کے صحیح استعمال کا آپ کو علم ہے اس لئے ایسا دعوے محض بے جا تعلّی کے مترادف ہے ۔ میں اس وقت مری میں ہوں جہاں کوئی علمی کتاب میسر نہیں آسکتی، لاہور پہنچکر انشاء اللہ آپ کا یہ مطالبہ بھی پورا کر دیا جائے گا ۔ سردست اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے کہ جب عفت کا لفظ مقام کے لئے استعمال ہوسکتا ہے جیسا کہ حضرت لبید رضہ کے شعر میں دکھلایا جا چکا ہے تو ھلکت کے لفظ کے استعمال میں کونسا امر مانع ہے مراد تو انسانوں کی ہی ہلاکت ہوتی ہے خواہ ھلك کا لفظ قریہ کے لئے استعمال ہو یا مقام کے لئے استعمال ۔ جبکہ مقام کے متعلق بھی یہ ثابت ہو گیا ہے کہ وہ بھی اسی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے جس مفہوم میں قریہ کا لفظ ہوتا ہے تو دونوں کے لئے ہلاکت کا لفظ بھی استعمال کرنا کیوں جائز نہیں ۔

## برق صاحب کے خلاصہ پر نظر

آخر میں جناب برق صاحب نے اپنی تمام تحریر کا خلاصہ ان الفاظ میں نکالا ہے :-

"تو گویا اس الہام میں مندرجہ ذیل خامیاں پائی جاتی ہیں

(۱) الاکرام کا استعمال غلط اور بے معنی ہے (ثابت کر دیا گیا ہے کہ الاکرام کا استعمال بالکل صحیح اور بامعنی ہے (از ناقل)

(۲) ۔ مقام کا استعمال ہندی ہے (عربی زبان اور قرآن کریم کی مثالوں سے دلائل سے یہ ثابت کرکے دکھلا دیا گیا ہے کہ مقام کا استعمال ہندی نہیں بلکہ خالص عربی ہے ۔ از ناقل)

(۳) ۔ ہلاکت کی نسبت مقام کی طرف عربی محاورہ کے خلاف ہے ۔" (جب قریہ اور مقام ایک ہی مفہوم کے حامل ہیں تو ہلاکت کا لفظ دونوں کے لئے استعمال ہوسکتا ہے انشاء اللہ محاورہ بھی دکھلا دیا جائے گا ۔ از ناقل) انشاء اللہ آئندہ قسط میں اصل پیشگوئی پر مفصل روشنی ڈالی جائے گی ؂

# بزمِ عشق

از :- "ملائکی"

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغامِ صلح ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' ۔

علی حزین، ایرانی شاعر، جو مغلیہ عہد کے آخری دور میں ہندوستان آیا تھا اور بنارس میں مقیم رہ کر وہیں فوت ہوا، اُس نے ایک کیف آور غزل لکھی ہے جس کا مطلع ہے ؎

از بنارس نہ روم معبدِ عام است ایں جا ✻ ہر برہمن بچۂ لچھمن و رام است ایں جا

اس انداز پر "ملائکی" نے ایک غزل لکھی ہے ۔ اخبار کی قریبی اشاعت میں درج فرما کر ممنون فرمائیں ۔ خاکسار عبد الناصر

بزمِ عشق است و نہ ننگ است و نہ نام است ۔ ایں جا
شاہدِ ناز نہ نقل و مے و جام است ایں جا

چشمِ عاشق ہمہ شوق است چو چشمِ نرگس
مہرِ کنعان، مگر امشب لبِ بام است ایں جا

تابشِ مہرِ رخش جان و دلم را افروخت
جلوۂ طور بخواہی؟ سرِ بام است ایں جا

پرتوِ ذات و صفات است دریں حجلۂ راز
وہ چہ پرسی کہ چہ حال است و مقام است ایں جا

اندریں عالمِ حیرت کہ کنوں افتادہ ام
از وجودم نہ نشان است و نہ نام است ایں جا

یار فارغ ز رقیب است و فلک ہم یاور
طالعِ بختِ من امروز بکام است ایں جا

مدعی اے کہ بہ توانی گذری از کوشش
صدق می ورز کہ منزل دو سہ گام است ایں جا

گبر و ترسا بود و یا کہ مسلمان و یہود
درگہِ پیرِ مغاں معبدِ عام است ایں جا

پاک کن کعبۂ دل را ز بتاں اے سالک
تا بہ بینی کہ نہ لچھمن و نہ رام است ایں جا

## ڈاکٹر ابن اکبر خان صاحب کی قبول احمدیت

(بسلسلہ صفحہ ۹)

اپیل کی تو لارڈ مونٹ بیٹن نے گورنر برما سے سفارش کی کہ ڈاکٹر ابن اکبر خان صاحب کو کمیشن دی جائے۔ اس سفارش کے بعد مجھے کپتان تک کی کمیشن کا درجہ دے کر گورنمنٹ آف برما گزٹ میں میرا نام شائع کر دیا گیا۔ ...... میں اپنے نواسے محمد سلیمان رشید سے (جس کا ذکر میں اس سے پہلے کر چکا ہوں) اس لئے خوش ہوں اور خدا کا کروڑ ہا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ لاہوری احمدی بھی بہتر ہیں اور ان کا کام ساری دنیا میں مشن قائم کر کے تبلیغ اسلام کرنا ہے۔ تبلیغ اسلام کا کام کرنے والی اور کوئی جماعت دنیا میں نہیں ہے۔ مٹھی بھر جماعت کو ساری دنیا میں تبلیغ کا کام کرنے کے لئے کروڑوں روپوں کی ضرورت ہے۔ میرے نواسے سلیمان کے باپ لکھ پتی ہیں اور بڑے سوداگر ہیں اور برمی گورنمنٹ میں وزیر تجارت بھی ہیں اور ان کے صرف دو بچے ہیں اور جب دولت تقسیم ہوگی تو میرے مذکورہ نواسے کو آدھی دولت ملے گی۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اس مال سے ایک حصہ قرآن کریم کے برمی ترجمے کے لئے اور برما ملک میں تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت کے لئے بہت کام دے گا۔ اسی لئے حال ہی سے میں بہت خوش ہوں خدا نے جو میرے ہاتھ سے برما ملک میں لاہوری احمدی بیٹے سچے اسلام کی بیج ڈلوایا۔ جس کی میں کچھ کچھ آبیاری کر رہا ہوں۔ وہ درخت سلیمان کے ہاتھوں سے پھلے گا اور اس کے پھلوں سے برمی لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔

خاکسار

اکبر خان



### ضروری اطلاع

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دار القرآن کی خوبصورت عمارت مکمل ہو چکی ہے اور تعلیمی سلسلہ کے ابتدائی انتظامات بھی ہو رہے ہیں۔ چند طلباء تبلیغی کلاسوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ مزید امیدواروں کی درخواستیں مطلوب ہیں۔ شائق اور دیندار احمدی نوجوان جو میٹرک پاس ہوں پتہ ذیل پر درخواستیں بھجوائیں۔

-/75 روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔

رہائش اور تعلیمی سہولتیں مفت میسر ہوں گی۔

المشتہر

احمد یار

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

# رفتار عالم

—— راولپنڈی ۱۵ ستمبر۔ صدر محمد ایوب خان نے کہا ہے کہ ملک میں حقیقی انقلاب اس وقت تک مکمل نہ ہوگا جب تک پاکستان مستحکم اور خوشحال نہیں ہو جاتا۔ صدر ایوب آج اسلام آباد میں جامع الخضر کا سنگ بنیاد رکھنے کے وقت پیر صاحب پاول شریف کی طرف سے پیش کردہ سپاسنامہ کا جواب دے رہے تھے۔ صدر نے اعلان کیا کہ میری حکومت کا نصب العین قوم کو متحد کرنا اور اسلامی اور روحانی ورثے سے پوری طرح تعلق رکھ کر مادی ترقی کے قابل بنانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں ملک میں جو انقلاب آیا تھا وہ آئین کے نفاذ کے بعد ختم نہیں ہوا۔ یہ انقلاب اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ہم اپنا نصب العین حاصل نہیں کر لیتے اور قوم کی مکمل طور پر اصلاح نہیں ہو جاتی صدر نے کہا کہ قوم کو انقلاب کے مقاصد کے حصول کی خاطر انتھک محنت سے کام کرنا پڑے گا۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے اور اس کے لئے وقت درکار ہے انہوں نے کہا کہ اس کام کے لئے قوم کو متحد کر کے ترقی کی راہ پر گامزن کرنا پڑے گا۔ موجودہ نظام حکومت کا حوالہ دیتے ہوئے صدر مملکت نے کہا تاریخ میں پہلی بار مسلمانوں کو اپنے منتخب کردہ طریقہ پر حکومت چلانے کا موقعہ ملا ہے۔ انہوں نے کہا دوسرے مسلمانوں کی طرح میرے بھی اسلامی نظریات ہیں اور جہاں تک میری سوجھ بوجھ کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ نظام حکومت قرآن حکیم فلسفہ کے عین مطابق ہے۔

—— کوالالمپور ۱۵ ستمبر۔ آج آدھی رات کے ایک منٹ بعد ملایا کے وزیر اعظم تنکو عبدالرحمٰن نے ملایا۔ سنگاپور۔ سراوک اور شمالی بورنیو کے علاقوں پر مشتمل ملائشیا کے وفاق کے قیام کا اعلان کیا۔ اس کے ساتھ ہی ادھر انڈونیشیا میں ملائشیا کی مخالفت میں ہنگامے شروع ہو گئے ہیں۔ انڈونیشیا کے وزیر خارجہ ڈاکٹر سوباندریو نے کہا ہے کہ انڈونیشیا اس وقت تک ملائشیا کو تسلیم نہیں کر سکتا جب تک معاہدہ منیلا سے کئے گئے انحرافات کو اقوام متحدہ میں درست نہ کیا جائے۔

—— لاہور۔ ۱۵ ستمبر۔ ملک کے ایک ممتاز سیاسی و سماجی کارکن اور نامور ایڈووکیٹ مولانا غلام محی الدین قصوری آج صبح ساڑھے دس بجے ایک حادثے کے سبب انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم آج صبح باغ جناح میں سیر کر رہے تھے کہ ایک تیز رفتار موٹر سائیکل ان سے ٹکرا گیا جس سے ان کے چہرے اور سینے پر چوٹیں آئیں۔ انہیں فوری طور پر گھر پہنچا کر طبی امداد بہم پہنچائی گئی۔ مولوی صاحب مرحوم تھوڑی دیر ہوش میں رہنے کے بعد بے ہوش ہو گئے اور اسی دوران ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

—— کراچی ۱۵ ستمبر۔ پاکستان کے ساتھ ثقافتی سمجھوتے کی بات چیت کے لئے روس کا ایک وفد آج کراچی پہنچ گیا۔

—— کراچی ۱۵ ستمبر۔ جناب ذوالفقار علی بخاری کی زیر قیادت ۱۳۰ افراد پر مشتمل ثقافتی وفد ۱۹ ستمبر کو براستہ دہلی تاشقند روانہ ہوگا۔ یہ ثقافتی وفد روس میں تین ہفتے قیام کرے گا۔ اس وفد میں نزاکت علی سلامت علی۔ فردوسی بیگم۔ لیلیٰ ارجمند بانو۔ فریدہ خانم۔ سائیں اختر حسین۔ عمیسہ خان اور منیر سرحدی وغیرہ شامل ہیں۔

—— روم ۱۴ ستمبر۔ پاکستان کے وزیر خارجہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ہے کہ پاکستان بھارت کے ساتھ تنازعہ کشمیر کا تصفیہ حق خود ارادیت کی بنیاد پر چاہتا ہے۔ پاکستانی وزیر خارجہ جنیوا کے راستے نیویارک جاتے ہوئے کل یہاں پہنچے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ بہت سے ایسے مسائل ہیں جو پاکستان جنرل اسمبلی میں پیش کرنا چاہتا ہے۔

—— لائل پور۔ ۱۴ ستمبر۔ سابق پنجاب کے چالیس ہزار پرائمری اساتذہ ۶ اکتوبر کو اپنے اضلاعی ہیڈ کوارٹروں میں اپنے مطالبات کی حمایت میں مظاہرے کریں گے یہ انکشاف پنجاب بورڈ ٹیچرز یونین کے صدر جناب عبدالغفار غفاری نے آج بیان کیا۔ وہ اخباری نمائندوں کی کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

—— باریسال ۱۴ ستمبر۔ مشرقی پاکستان کی سرحد سے ملحقہ بھارتی ریاستوں اور خاص طور پر آسام اور تریپورہ سے مسلمانوں کا جبری انخلا بدستور جاری ہے۔ تریپورہ سے ایک سو مسلمان مرد عورتیں اور بچے جنہیں ان کے آبائی گھروں سے نکال دیا گیا ہے منگل کے روز یہاں پہنچے۔ ان پر زبردست تشدد کر کے انہیں بھارت سے نکالا گیا۔ اور تشدد کے نشان ان کے جسموں پر واضح ہیں۔ ان کو اس قدر بری حالت میں پاکستان دھکیلا گیا ہے کہ بہت سی عورتیں نیم برہنہ حالت میں یہاں آئی ہیں۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

زر مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ - لاہور
فون نمبر:- ۳۷۴۷۳
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۶ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۳۹


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

## بحر حکمت کے موتی

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حشر المتکبرون امثال الذر یوم القیامۃ فی صور الرجال یغشھم الذل من کل مکان

(خیر من الحدیث ترمذی)

عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا قیامت کے دن متکبر میدانِ حشر کی طرف چلائے جائیں گے جیسے چھوٹی چھوٹی چیونٹیاں ہوتی ہیں۔ آدمیوں کی صورت میں ہر طرف سے اُن پر ذلت چھا رہی ہوگی۔

عن عیاض ابن حمارۃ المجاشعی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ اوحی الی ان تواضعوا حتی لا یفتخر احد علی احد ولا یبغی احد علی احد۔ (مسلم)

حمار مجاشعی کے بیٹے عیاضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- لوگو! خدا تعالےٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ تم تواضع اور فروتنی اختیار کرو۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے پر فخر نہ کرے۔ اور ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔ (مسلم)

رغم انفہ رغم انفہ رغم انفہ قیل من یا رسول اللہ قال من ادرک

(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

# درستیٔ اخلاق کے لئے ایمان کی ضرورت

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آج کل دیکھنا چاہیئے کہ لوگ کس طرح عقائد حقہ سے پھر گئے ہیں، ۲۰ کروڑ کتاب اسلام کے خلاف شائع ہوئی اور کئی لاکھ آدمی عیسائی ہو گئے ہیں، ہر ایک بات کیلئے ایک حد ہوتی ہے اور خشک سالی کے بعد جنگل کے حیوان بھی بارش کی اُمیدیں آسمان کی طرف منہ اُٹھاتے ہیں۔ آج ۱۲۰۰ برس کی دھوپ اور امساک باراں کے بعد آسمان سے بارش اُتری ہے۔ اب اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔ برسات کا جب وقت آگیا ہے تو کون ہے جو اسکو بند کرے یہ ایسا وقت ہے کہ لوگوں کے دل حق سے بہت ہی دور جا پڑے ہیں ایسا کہ خود خدا پر بھی شک ہو گیا ہے حالانکہ تمام اعمال کی طرف حرکت صرف ایمان سے ہوتی ہی۔ مثلاً سم الفار کو اگر کوئی شخص طباشیر سمجھ لے تو بلا خوف و خطر کئی ماشوں تک کھا جاویگا۔ لیکن اگر یقین رکھتا ہو کہ یہ زہر قاتل ہے۔ تو ہرگز اسکو منہ کے قریب نہ لاویگا حقیقی نیکی کے واسطے ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو۔ کیونکہ مجازی حکام کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے اور پس پردہ کسی کا کیا فعل ہی اور اگرچہ زبان سے کوئی نیکی کا اقرار کر لے۔ مگر اپنے دل کے اندر وہ جو کچھ رکھتا ہے اس کے لئے اسکو ہمارے مواخذہ کا خوف نہیں اور دنیا کی حکومتوں میں سے کوئی ایسی نہیں جس کا خوف انسان کو رات میں اور دن میں اور اندھیرے میں اور اجالے میں خلوت میں اور جلوت میں ویرانے میں اور آبادی میں گھر میں اور بازار میں ہر حالت میں یکساں ہو پس درستی اخلاق کے واسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت میں اسکی نگران اور اس کے اعمال اور افعال اور اسکے سینہ کے بھیدوں کی شاہد ہے کیونکہ دراصل نیک وہی ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو اور جس کا دل اور باہر ایک ہی وہ زمین پر فرشتہ کی طرح چلتا ہے

# تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا تعالیٰ نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:۔ شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## پاکستان

ترجمہ خط شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ۔ پشاور
پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مجھے پچھلے ہفتے تین پارسل کتابوں کے موصول ہوئے ہیں۔ میں ان بیش بہا تحفوں کو وصول کر کے بہت خوش ہوا ہوں۔

میں آپ کا بہت مشکور ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کتابوں کا بغور مطالعہ کروں گا۔ اور آپ خوش ہوں گے کہ میں لیڈیز یونیورسٹی میں اسلامک سوسائٹی کا سیکرٹری ہوں۔ اور ہم نے غیر ملکوں کے مسلمانوں کے لئے جمعہ کی نماز کا بندوبست کیا ہے اور ہم میں سے ہر ایک آدمی باری باری سے خطبہ جمعہ دیتا ہے۔

میرا مطالعہ جاری ہے ....... میں ماہ جون میں ووکنگ مسجد میں گیا اور وہاں نماز ادا کی۔ دوسری دفعہ جب میں لندن آؤں گا تو پھر ووکنگ میں جانے کا موقعہ ملے گا۔ ایک دفعہ پھر میں اس تحفہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

کار لائق سے یاد فرماویں۔

(انکو لٹریچر بھیجا)

(۲)

خط از بشیر احمد صاحب۔ بیگو والا ضلع سیالکوٹ
پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

کافی دنوں سے بلکہ ایک سال سے میرے دل میں خواہش تھی کہ آپ کا پسندیدہ اخبار پیغام صلح پڑھوں جس کی صداقت میرے کانوں میں جرس کارواں کی طرح گونج رہی تھی۔ آہستہ آہستہ مجھے پتہ چلا کہ ہمارے گاؤں کے ڈاکٹر عبدالکریم صاحب علوی یہ اخبار منگواتے ہیں۔ کشاں کشاں پہنچا جس میں میں نے کئی حیرت انگیز اور عبرت انگیز باتیں پڑھیں علوی صاحب سے آپ کی خدمات ظاہر ہوئیں میں نے کال آف اسلام اور دیگر لٹریچر پڑھا ہے جس نے میرے دل پر گہرا اثر کر دیا ہے میں اس چیز کا شائق ہوں کہ مجھ سے کم از کم کسی کو فائدہ ہو، نقصان نہ ہو۔

اس لئے گذارش ہے کہ آپ مجھے خط پہنچتے ہی انگریزی کا قرآن، کال آف اسلام، اور دیگر لٹریچر بھیجیں جو دنیا کو راہ راست پر لانے کے لئے مناسب ہوں میں دین کو دنیا پر مقدم کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے انگریزی قرآن اور مذہبی کتابیں روانہ کریں تا کہ میں اپنے گلستان حقیقت عظیم کو آب حیات سے سیراب کروں۔

امید ہے آپ نظر عنایت فرمائیں گے۔

والسلام

## نائیجیریا

ترجمہ خط از غلام یوسف A بکارے۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بہت خوش ہوا ہوں کہ آپ مسلمان بھائی کی امداد کرتے ہیں۔ میں مسلمان ہوں۔ مذہب سے بہت دلچسپی ہے اور مذہب اسلام سے متعلق زیادہ واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں تاکہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤں۔ اس لئے مہربانی کر کے مجھے قرآن شریف کا ایک نسخہ ارسال فرمائیں۔ والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا)

۲

ترجمہ خط از غلام ادلیسا اور یتولا۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مکتوب گرامی ملا۔ میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔ میں جواب جلدی دیتا مگر میں آپکے ارسال کردہ پارسل کا انتظار کرتا رہا۔ اطلاعاً عرض ہے کہ مجھے تا حال پارسل نہیں ملا۔

اگر ہم خدا پر بھروسہ رکھ کر کام کریں تو اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد کرے گا۔ اسلام ایک زندہ حقیقت ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

میرا ایک دوست جو کہ ابھی دنوں اسلام میں داخل ہوا ہے مجھے ملا اور اس نے کہا کہ مجھے اسلامی لٹریچر کی ضرورت ہے تا کہ میں پڑھ کر علم حاصل کروں۔ وہ ۲۵۔ اجریٹن لین لاگس میں رہتے ہیں اور ان کا نام عبدالغنی آتسو بیا تون ہے۔ یہ نام اس نے خود چنا تھا۔ اس کے باپ کا نام آسو بیاتو ہے۔

جو قرآن شریف میرے زیر مطالعہ ہے وہ پھٹ گیا ہے اور چند اوراق بھی کھو گئے ہیں۔ اس لئے مجھے قرآن شریف ارسال کریں کہ اس کے نہ ہونے سے تبلیغ میں رکاوٹ ہو گئی ہے۔

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

## جنوبی افریقہ

ترجمہ خط احمت عیلے علی۔ کیپ ٹاؤن۔
جنوبی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو بخوبی علم ہے کہ کیپ ٹاؤن میں احمدیوں کے خلاف ایک بڑی جماعت کھڑی کی گئی ہے۔ جس کی وجہ یہ باتیں ہیں:۔

یہاں سے ایک دو روزہ مسلم اخبار "مسلم نیوز" نکلتا ہے جس کا ایک پرچہ ارسال خدمت ہے یہ احمدیوں کے خلاف پراپیگنڈا ہے۔

آپ اس اخبار کا صفحہ ۲ مطالعہ کریں۔ ایک مسیح نے کتاب میں سے حوالہ دیا ہے۔ کیا اس پر ایمان واجب ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو لکھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ان کی اپنی تحریر ہے۔

میرے خیال میں حضرت مرزا صاحب نے جو بائبل اور قرآن شریف میں تحریر ہے اس کا نقشہ کھینچا ہے۔ انہوں نے بائبل سے ثابت کیا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں جو غلط فہمی تھی اور جو "مسلم نیوز" میں لکھا ہے وہ یہودیوں کی غلط فہمی تھی۔ میرے خیال میں اخبار نویس نے جن کا نام محی الدین داؤد ہے اور جونسبرگ میں رہتا ہے جان بوجھ کر یہ ورق پھاڑ کر ظاہر کرنے کے لئے مسیحا یہودیوں پر ایمان رکھتا تھا۔ میں اور دیگر لوکل احمدی آپ سے اپیل کرتے ہیں کہ یہ معاملہ صاف کیا جائے اور مکمل جواب بھیجیں کہ حضرت مسیح نے اصل کیا لکھا ہے۔ اور اخبار مسلم نیوز کو حق پرستی کی طرف توجہ دلائیں۔ والسلام

## سیلون

ترجمہ خط ایم۔ آئی۔ امیر دین۔ کانڈی سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ارسال کردہ پارسل کتابوں کا مل گیا ہے جس کا بہت شکریہ۔ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جن سے کہ میں آپکا شکریہ ادا کروں۔ جو لٹریچر آپنے ارسال کیا ہے وہ نہایت ہی قیمتی ہے اور جو شکوک حضرت صاحب کے متعلق میرے دل میں تھے وہ سب رفع ہو گئے ہیں۔ میں ان کو اس صدی کا مسیح موعودؑ اور مجدد مانتا ہوں کیا آپ مجھے کچھ اور کتابیں ارسال کریں گے اگر ہو سکے تو قرآن شریف انگریزی ارسال فرماویں میں اسکی نصف قیمت ادا کر سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپکی نصرت فرمائے۔ والسلام۔

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۶۳ء

# "نیک اعمال اور نجات"

اس عنوان سے مسیحی مبلغ ماسٹر برکت اے خان کا ایک پمفلٹ سیالکوٹ سے موصول ہوا ہے جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ :-

" کوئی بشر گناہ سے پاک نہیں، کوئی شخص بے خطا نہیں، کوئی نیک نہیں تو وہ نیک اعمال کس طرح کرے گا!"

" جب انسان نیک ہی نہیں تو وہ نیک اعمال کس طرح کرے گا؟"

" نیک اعمال نجات کا سامان ہرگز نہیں ہیں"

اور پھر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ :-

" خدا نے ہم کو نیک اعمال کا حکم ضرور دیا ہے ...... لیکن سوال تو یہ ہے کہ جب انسان نیک نہیں ہے تو وہ نیک اعمال کس طرح کرے گا کیونکہ گناہ آلودہ طبیعت سے نیکی صادر نہیں ہو سکتی "

ان فقرات کو پڑھ کر کون عقلمند ہے جو مسٹر برکت اے خان کی عقل کا ماتم نہ کرے، اگر انسان نیک نہیں اور "گناہ آلود طبیعت" رکھنے کی وجہ سے نیک اعمال بجا نہیں لا سکتا تو خدا نے اسے نیک اعمال کا حکم کیوں دیدیا، کیا خدا کو معلوم نہ تھا کہ انسان "گناہ آلود طبیعت" رکھتا ہے اور اس سے نیک اعمال صادر نہیں ہو سکتے؟ مسٹر برکت اے خان کا دعوے ہے کہ :-

" خدا نے گنہگاروں کے چال چلن اور اعمال کی درستگی کے لئے نجات کی ایک حقیقی اور زندہ راہ تیار کر دی ہے، نجات کی وہ حقیقی اور زندہ راہ خداوند یسوع مسیح ہے"

" کیونکہ انسان گنہگاروں کی نجات کا کام انسان کے اپنے ہاتھ میں ہرگز نہیں ہے چنانچہ وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا۔"

سوال یہ ہے کہ جب انسان نیک اعمال بجا نہیں لا سکتا اور اس کی نجات کا راستہ خدا نے یہ تجویز کیا کہ یسوع مسیح ہمارے گناہوں کو بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا تو کیا اس کے بعد انسان کو نیک اعمال کی طاقت حاصل ہو گئی۔ یا نیک اعمال کے بغیر ہی وہ گناہوں سے پاک ہو گیا؟ اور اس کی "گناہ آلود طبیعت" محض مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے بدل گئی اور وہ نیکوکار بن گیا؟ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی بھی بات کفارہ مسیح پر ایمان لانے سے پیدا نہیں ہوتی وہ لوگ جو مسیح کے کفارہ میں ایمان لا چکے ہیں، ان میں سے کتنے ہیں جو گناہوں سے پاک ہیں؟ کتنے ہیں جو محض کفارہ پر ایمان لانے سے نیکوکار بن گئے ہیں؟ ماسٹر برکت اے خان خود شہادت دیں گے کہ محض کفارہ انسان کو نیک بنانے یا اسے گناہوں سے چھٹکارا دلانے کا موجب نہیں ہوا، کیونکہ اب تک مسیحی دنیا میں کروڑہا انسان قسما قسم کے گناہوں میں مبتلا ہیں اور ان کی گناہ آلود زندگیوں کو دیکھکر یہ کہنا پڑتا ہے کہ کفارہ مسیح نے انہیں گناہوں سے نجات دلانے کے بجائے گناہ پر دلیر کر دیا ہے اور جہاں تک نیک اعمال کا سوال ہے وہ کفارہ مسیح کے بعد "گناہ آلود طبیعت" رکھنے کی وجہ سے نیک اعمال بجا لانے سے قاصر ہیں۔

ان حالات میں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کفارہ مسیح کا نتیجہ کیا ہے اگر یسوع مسیح بقول ماسٹر برکت اے خان :-

" ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا "

تو پھر دنیا اور بالخصوص مسیحی دنیا اب تک گناہوں میں کیوں لتھڑی ہوئی ہے، کیوں اسکی "گناہ آلود طبیعت" کفارہ مسیح کے بعد بھی بدل نہیں سکی، کیوں وہ اب تک نیک اعمال بجا لانے پر قادر نہیں؟

یہ سوالات ہیں جن پر برکت اے خان یا ان کے ہم نوا مسیحی حضرات کو غور کرنا چاہئیے، اور ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیئے کہ کفارہ مسیح نے کیا اثر انسانی طبائع پر چھوڑا ہے اور کہاں تک وہ انسانی نجات کا موجب ہوا ہے، اگر کفارہ گناہوں سے بچا نہیں سکا تو کم از کم گناہوں کی سزا ہی سے بچانے کا موجب ہوتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مسیحی چور اور ڈاکو اور قاتل وغیرہ بھی اسی طرح اپنے جرائم کی سزا پاتے ہیں جیسے غیر مسیحی چور اور ڈاکو وغیرہ، ایک مسیحی زناکار بھی ویسے ہی آتشک وغیرہ بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے جیسے کوئی غیر مسیحی، پھر اس کفارہ کو کیا کریں جو گناہوں سے انسان کو بچا سکا نہ "گناہ آلود فطرت" کو بدل سکا اور نہ گناہوں کی سزا سے انسان کو چھڑا سکا؟

حقیقت یہ ہے کہ کفارہ کا ڈھونگ رچا کر مسیحی دنیا نے انسان کو ایک ایسے غلط رستے پر ڈالا ہے جو کسی طرح اس کی نجات کا موجب نہیں ہو سکتا۔ نجات کا موجب ایک ہی چیز ہے جس کی اسلام نے تلقین کی ہے اور وہ ہیں نیک اعمال، یہ کہنا کہ انسان "گناہ آلود طبیعت" لیکر آیا ہے جس کی وجہ سے وہ نیک اعمال پر قادر نہیں ہو سکتا، ایک ایسا مفروضہ ہے جس کا کوئی ثبوت نہ بائبل سے ملتا ہے نہ اناجیل اور جناب مسیح کے اقوال سے اور عقل سلیم بھی اسکو دھکے دیتی ہے ہم اس پر آئندہ اشاعت میں مفصل روشنی ڈالیں گے انشاءاللہ

# اخبارِ احمدیہ

## سٹاف کالج میں داخلہ پر عطیہ

——— راولپنڈی سے خواجہ محمد عبداللہ صاحب لکھتے ہیں :-

" محترم کیپٹن چوھدری حنیف اختر صاحب سٹاف کالج کوئٹہ میں داخلہ کے لئے منتخب ہوئے ہیں انہوں نے اس خوشی میں شکرانہ کے طور پر مبلغ پانچ روپے برائے اشاعت اسلام دیتے ہیں۔

چوھدری صاحب موصوف اس جوانی کے عالم میں جس قدر جذبہ اپنے اندر رکھتے ہیں وہ بہت سے نوجوانوں کے لئے قابل رشک ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں مزید دنیاوی و دینی ترقیات عطا فرمائے۔ آمین۔

## شادی

——— مانسہرہ سے محمد انور صاحب لکھتے ہیں :-

" پروفیسر عزیز احمد صاحب خلف الرشید ڈاکٹر منیر احمد صاحب عزیز فارمیسی مانسہرہ کی شادی کی تقریب یکم ستمبر کو دختر قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد کے ساتھ طے پائی۔

اس تقریب میں معززین شہر و علاقہ کے علاوہ حکام والیان ریاست نے بھی شرکت فرمائی۔

عزیز احمد صاحب ایم ایس سی میں اول پوزیشن حاصل کرنے کے بعد پشاور یونیورسٹی کی طرف سے اعلےٰ تعلیم کے لئے امریکہ تشریف لے گئے وہاں سے واپس آ کر اسی یونیورسٹی میں سینئر لیکچرار کی اسامی پر فائز ہیں۔

## شادی

بشیر احمد سوز صاحب نائب مدیر پیغام صلح کی شادی ۸ ستمبر کو بروز اتوار صغریٰ المیرہ بنت اللہ بخش صاحب سکنہ راجہ جنگ تحصیل قصور ضلع لاہور سے دو ہزار روپیہ حق مہر پر ہوئی، دعا ہے اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

## ولادت فرزند نرینہ

——— پشاور سے محمد الرحمٰن صاحب اطلاع دیتے ہیں :-

" ہمارے معزز دوست اور جماعت کے مخلص کارکن جناب صوبیدار میجر عبدالحکیم خان ڈاکٹر لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص عنایت کے تحت ایک لڑکا چودہ سال کے بعد عطا کیا ہے۔ صوبیدار میجر صاحب کی پہلے نرینہ کوئی اولاد نہیں چھوٹی لڑکی چودہ سال کی ہے۔ اس کے بعد اس بچہ کا پیدا ہونا ایک معجزہ ہے۔ تمام بزرگان جماعت سے خاص کر حضرت امیر قوم سے نومولود کی درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالےٰ نومولود کو ماں باپ کی خوشنودی کا باعث بنائے۔ صوبیدار میجر صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ ہر دو نے اس خوشی میں علی الترتیب -/15 - اور -/10 روپے اشاعت اسلام کے لئے عنایت کئے ہیں۔

ہم ان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

## ولادت اور عطیہ

مسلم ٹاؤن لاہور سے میاں عبدالرحمٰن صاحب لکھتے ہیں :- پسرم میاں محمد عبدالقدوس خان بی اے بی ایس سی میکینیکل انجنیئر کے ہاں اللہ تعالیٰ نے پہلا لڑکا عطا کیا ہے۔ الحمدللہ ۔ ۴۴ عزیز نومولود ...... عزیز بھائی ایس ایم اسماعیل صاحب چیف اکونٹنٹ ملتان کا نواسہ ہے۔ احباب سے بارگاہ الہٰی میں دعا کے لئے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ

غلام احمد بشیر صاحب مبلغ ہالینڈ

# ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

دی ہیگ - ۵ ستمبر ۱۹۶۳ء

گذشتہ دو ماہ کے دوران میں بوجہ گرمیوں کی چھٹیوں کے عام جلسے منعقد نہیں کئے جا سکے - عام طور پر ان مہینوں میں لوگ جلسوں وغیرہ میں بہت کم شریک ہوتے ہیں -

## پادری صاحبان کو دعوت اتحاد

اس دوران میں ہم نے ہیگ، ایمسٹرڈم اور روٹرڈم کے پادری صاحبان کی خدمت میں ایک چٹھی مندرجہ ذیل مضمون کی لکھ کر تین صد کی تعداد میں بھیجی - وہ چٹھی اس طرح شروع ہوئی :-

"معزز پادری صاحبان - ہمیں پورا پورا یقین ہے کہ آپ بھی ہماری طرح اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہم سب ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں اور اس کی طرف ہم سب نے آخر جانا ہے - تو پھر اس دنیا میں ہم ایک دوسرے سے الگ کیوں ہیں - کیا ہم مل کر ایک خاندان کے افراد کی طرح اپنے اختلافات کے متعلق بات چیت نہیں کر سکتے؟ یقیناً ہم ایسا کر سکتے ہیں - قرآن شریف نے آج سے کئی سو سال قبل مندرجہ ذیل الفاظ میں اتحاد کی طرف بلایا ہے :-

"اے اہل کتاب آؤ ہم ایک بات پر اتحاد کر لیں جس میں ہم سب ایک دوسرے سے متفق ہیں اور وہ بات یہ ہے کہ ہم خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی کسی کو اس کا شریک بنائیں اور نہ ہی ایک دوسرے کو خدا کے سوا اپنا معبود بنائے"

(سورۃ النساء آیت ۶۵)

قرآن مجید کی یہ دعوت آج بھی قائم ہے اس لئے اسلامی دنیا عیسائیوں کی طرف دوستی کا ہاتھ پھیلا سکتی ہے اس خط کے ذریعہ ہم آپ کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھاتے ہیں -

ہمیں یہ یقین ہے کہ درحقیقت اسلام اور عیسائیت کی تعلیم میں کوئی فرق نہیں ہے کم از کم مسیح کی تعلیم سے تو کوئی اختلاف ہی نہیں، اگر ہم قرآن اور بائبل کو آمنے سامنے رکھ کر ان کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ان میں بہت حد تک اتحاد پایا جاتا ہے - اس لئے کیا یہ صحیح نہ ہوگا کہ ہم دوسرے مذاہب کو ایک دوسرے کے نزدیک لانے کی کوشش کریں - یہ ہم کر سکتے ہیں اگر ہم بڑے بڑے شہروں میں قرآن - بائبل سٹڈی گروپ قائم کریں اور ان کتب کو پڑھنے اور سمجھنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں - ہم آپ کے ساتھ ملک ہالینڈ کے بڑے بڑے شہروں میں اس قسم کے درس و تدریس کے حلقے قائم کرنے کے لئے تیار ہیں - ہمیں امید ہے کہ آپ بھی ہماری طرح فراخدلی دکھائیں گے کیونکہ اس فراخدلی کی ہماری دنیا کو بہت ضرورت ہے - کیا ہم آپ کی طرف سے جواب کی امید رکھیں ؟ دی ہیگ میں ہم نے عربی سیکھنے کا موقعہ بھی پیدا کیا ہوا ہے -"

اس چٹھی کی چند کاپیاں اخبارات کو بھی ارسال کر دی گئی تھیں - چنانچہ دو اخباروں میں اس کا ذکر اچھے الفاظ میں شائع ہوا ہے - ابھی تک صرف دو پادریوں کی طرف سے ہی جواب آیا ہے - انہوں نے اس خیال کی بہت تعریف کی ہے - لیکن بوجہ مصروفیات کثیرہ عملی قدم سے معذرت کا اظہار کرتے ہیں - اگر پادری صاحبان ہماری چٹھی کے مطابق قدم اُٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں تو ہمیں خدا تعالے کے فضل سے قرآن کریم کی تعلیم کو واضح کرنے کا اچھا موقعہ مل جائے گا اور پھر پادری صاحبان کے غلط نظریات کی جو وہ قرآن اور اسلام کے متعلق رکھتے ہیں، تردید بھی ہو جائے گی - انشاء اللہ

## پوسٹ آفس ٹریننگ سکول میں تقریر

ایک سنٹرل پوسٹ آفس ہالینڈ کے ٹریننگ سکول کی طرف سے اسلام کے متعلق تقریر کرنے کی دعوت ملی چنانچہ یہ تقریر کی گئی اور اللہ کے فضل سے اس کا اچھا اثر رہا - پہلے خاکسار نے آدھ گھنٹہ تقریر کی جس میں اسلام کی تعلیم کو مختصر طور پر پیش کیا - بعد میں قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا، اس سکول کے ڈائریکٹر انڈونیشیا میں رہ چکے ہیں انہوں نے بعد میں فرمایا کہ اسلام جو ہم انڈونیشیا میں سنتے تھے وہ بالکل اور قسم کا تھا - لیکن آپ کی تقریر سے ہمیں جس اسلام کا علم ہوا ہے وہ ترقی یافتہ اسلام ہے - اس میں انحطاط کا شائبہ بھی نہیں -

## ایک فوجی اکیڈمی میں تقریر

اسی طرح ایک فوجی اکیڈمی کی طرف سے بھی تقریر کی دعوت ملی، اس جگہ تمام آفیسر بننے والے نوجوان تعلیم حاصل کرتے ہیں - تقریر کے وقت ہال بھرا ہوا تھا اور اس میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک دونوں قسم کے نوجوان موجود تھے - ان کے کیپٹن بھی تشریف فرما تھے - صدر جلسہ نے مختصر الفاظ میں خاکسار کا تعارف کرایا اور پھر خاکسار کو تقریر کرنے کو کہا - میں نے ایک گھنٹہ تقریر کی اور اس میں اسلام کی تعلیم کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرنے کی کوشش کی - اسلام کا عیسائی اصولوں کے ساتھ مقابلہ بھی کیا - لیکچر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہا حاضرین نے اس تقریر میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا -

اس موقعہ پر حضرت مسیح کی تعلیم پر بھی کافی بحث ہوئی اور پھر عیسائی تعلیم کفارہ اور مسیح کی الوہیت پر تفصیل سے باتیں کرنے کا موقعہ ملا - جلسہ کے اختتام پر صاحب صدر نے بہت اچھے الفاظ میں میری تقریر کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا صاحب صدر اور کیپٹن صاحب مجھے سٹیشن پر چھوڑنے کے لئے ساتھ تشریف لائے - ایک دفعہ سائیمنٹ کے مقام پر پارک میں اسلام کے متعلق تقریر کرنے کا موقعہ ملا اور بہت سے دوستوں کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا گیا -

## پاکستان کے یوم آزادی کا جلسہ

۱۴ اگست کو ہم نے اپنی انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے پاکستان کے یوم آزادی کی نسبت سے ایک پبلک جلسہ کا انتظام کیا مکرم و محترم جمیل الدین حسن صاحب قائم مقام سفیر پاکستان کی خدمت میں ہم نے اس موقعہ پر تقریر کے لئے درخواست کی چنانچہ انہوں نے ہماری اس درخواست کو قبول فرماتے ہوئے پاکستان کے متعلق چند مووی فلمیں دکھلانے کا بھی وعدہ فرمایا - اس جلسہ کا اعلان اخبارات میں خبر کے طور پر بھی کیا گیا اور پھر ہم نے اخبار میں بھی اعلان کروایا اور اڑھائی صد احباب کے نام دعوت نامے بھجوائے گئے - اس جلسہ کے موقعہ پر حاضری بہت تھی - یہاں تک کہ جو ہال ہم نے کرایہ پر لیا ہوا تھا وہ بھی چھوٹا ثابت ہوا - اس لئے اس کے ساتھ ایک اور چھوٹا ہال بھی ملا لیا - خوش قسمتی سے وہ ہال اس روز خالی تھا ورنہ بہت سے دوستوں کو واپس جانا پڑتا - مختلف سفارت خانوں کے نمائندگان بھی اس موقعہ پر تشریف لائے - ان میں برطانیہ - جاپان - لبنان - ترکی - مصری ایمبیسی کے نمائندگان شامل تھے - خاکسار نے پہلے انسٹی ٹیوٹ

(باقی بر صفحہ ۱۵)

# صبغۃ اللہ — مسلمان کی ترقی کی انتہائی منزل

## صدقِ مقال اور اکلِ حلال سے صبغۃ اللہ پیدا ہوتا ہے

## اسلام کے عالمگیر نظریات جو تمام اقوام کو ایک کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں

### احمدیہ ہال۔ احمدیہ مارکیٹ، ادارہ تعلیم القرآن اور احمدیہ بستی کے اہم منصوبے قومی ترقی کے نشان ہیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۶۳ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ
بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃً ونحن لہ عٰبدون۔ قل اتحاجوننا فی اللہ وھو ربنا وربکم ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم ونحن لہ مخلصون —— (البقرۃ) ——

### صبغۃ اللہ یعنی خدائی رنگ میں رنگین ہونا

ان دو آیات میں دو اصول بیان کئے گئے ہیں اور یہ دونوں اصول ساری کی ساری انسانیت کے لئے مفید ہیں۔ پہلا اصول وہ ہے جس پر عمل درآمد کرنے سے انسان انتہائی ترقی پر پہنچ سکتا ہے۔ اس ترقی سے بڑھکر اور کوئی ترقی نہیں ہے۔ وہ اصل ہے صبغۃ اللہ۔ یعنی خدا تعالےٰ کی صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھانا۔ اس سے زیادہ ترقی کیا ہو سکتی ہے۔ اور اس سے زیادہ مشکل اور جامع تعلیم اور کیا ہو سکتی ہے۔ وہ فرد یا وہ قوم جو خدا تعالےٰ کی صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھا لیتی ہے، اس کا دنیا میں کوئی فرد یا قوم مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ قوم یا ایسے لوگ دنیا کے لئے برکت اور رحمت کا موجب بنتے ہیں۔ خدا تعالےٰ رحیم وکریم ہے لہذا تم بھی اپنے اندر جذبۂ رحمت، محبت اور مؤدت پیدا کرو اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اور خیر خواہی اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ دن رات نمازوں کے اندر بار بار الرحمٰن الرحیم دہرایا جاتا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کے اپنے دل بھی رحمٰن اور رحیم کی صفات سے متصف ہو جائیں اور ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات بیدار ہو جائیں۔ یہاں فرمایا صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ اس سے زیادہ خوبصورت رنگ اور کیا ہو سکتا ہے کہ کوئی انسان خدا تعالےٰ کے رنگ میں رنگین ہو جائے۔

### صبغۃ اللہ صدقِ مقال اور اکلِ حلال سے پیدا ہوتا ہے

یہ صبغۃ اللہ کس طرح سے پیدا ہوتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ صدق مقال ہو یعنی بات میں سچائی اور پختگی ہو۔ اور اکل حلال ہو پیٹ میں حلال طیب روزی جاتی ہو۔ جس کسی نے ارادہ کر لیا کہ میرے قول میں صداقت ہوگی اور میرے پیٹ کے اندر حلال طیب روزی جائے گی وہ پاک ہو گیا۔ اور جس قوم نے یہ وطیرہ اختیار کیا وہ قوم پاک ہو گئی۔ آج اگر پاکستان کا ہر ایک آدمی قسم کھا لے کہ صدق مقال اور اکل حلال کو اپنا شعار بناؤں گا تو گناہ کا رستہ بند ہو جائے گا، اور وہ خطرناک رپورٹیں جو ہم اخباروں میں آئے دن پڑھتے ہیں ختم ہو جائیں گی۔ رشوت بلیک میل۔ سمگلنگ۔ اغوا۔ چوری۔ ڈاکہ۔ زنا۔ بدکاری۔ بے حیائی اور قتل کے تمام جرائم محض راست گفتاری اور اکل حلال سے ختم ہو جائیں گے۔

### ناروا طریق اختیار کرنے کا نتیجہ

ایک شخص نے خیال کیا کہ ایک ہزار روپیہ میری تنخواہ ہے۔ میرے بچے گورنمنٹ اسکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں ان کے لئے موٹر کار چاہیئے میں دفتر آتا جاتا ہوں میرے اپنے لئے اور بیوی کے سیر سپاٹے کے لئے موٹر چاہیئے۔ اس نے رشوت لینا شروع کر دی۔ موٹر خریدی، دعوتیں ہوئیں، پارٹیاں کی گئیں، عیش و عشرت کے تمام سامان مہیا کئے۔ مگر آہستہ آہستہ ضمیر ملامت کرنے لگا۔ دل و دماغ کا چین اُڑ گیا اور خطرہ پیدا ہو گیا کہ اس کے نتائج بہت بُرے ہوں گے۔ آخر ایک دن سوچنے لگا کہ میرے بیوی بچے ہیں۔ پیارے بچے ناز و نعمت میں پرورش پا رہے تھے۔ اگر میں مر گیا تو میرے بعد ان کی ذلت ہوگی بیوی کو کہا کہ تم ذلت و رسوائی کی زندگی بسر کرو گی۔ فیصلہ کیا کہ سب ہی زہر کھا کر مر جائیں اور یوں قصہ ختم کر دیں۔ چنانچہ میاں بیوی نے زہر کھا لی اور بچوں کو بھی زہر دے دی۔ اور ایک رات میں خاندان کا خاندان موت کا شکار ہو گیا۔

### معصیت زہر ہے

جرم دل کو کھاتا ہے روح کو بے چین کر دیتا ہے کسی کو پتہ لگے یا نہ لگے لیکن جرم ضمیر کو کھاتا رہتا ہے۔ یہ جرم ایک گھن ہے۔ جس سے صحت باقی نہیں رہتی۔ یہ ایک زہر ہے جو ہلاک کر دیتا ہے۔ شہرت ختم ہو جاتی ہے، دولت برباد ہو جاتی ہے۔ اسی لئے حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا معصیت الٰہی ایک زہر ہے اس سے بچو اور طہارت و تزکیہ کی زندگی بسر کرو یہ صدق مقال اور اکل حلال سے میسّر آتی ہے۔

### حضرت نبی کریم صلعم کی تعلیم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مبلغ ہیں جنہوں نے دنیا جہان کے بادشاہوں کو تعلیم و تبلیغ کے خوبصورت پیغامات بھجوائے۔ مصر، شام اور ایران کے بادشاہوں کو خطوط رقم فرمائے جب شام کے بادشاہ کے پاس آپ کا مراسلہ پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ اگر عرب قوم کے کوئی لوگ یہاں موجود ہوں تو ان کو جمع کرو۔ دربار لگا اور عرب کے لوگ وہاں جمع ہوئے۔ پوچھا گیا کہ تم میں سے بڑا کون ہے وہ آگے آئے۔ ابو سفیان آگے بڑھا۔ یہ حضور نبی کریم صلعم کا خطرناک دشمن تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ میں کچھ سوال کروں گا، ان کے جواب دیتے ہوئے جہاں وہ غلطی کرے دوسرے لوگ جو پیچھے کھڑے ہیں ٹوک دیں۔ یہ بڑی لمبی چوڑی گفتگو ہے مگر یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ بادشاہ نے پوچھا کہ محمد (صلعم) کی تعلیم کیا ہے۔ ابو سفیان نے جواب دیا کہ اس کی تعلیم یہ ہے اعبدوا اللہ وحدہ ولا تشرکوا بہ شیئًا کہ ایک خدا کی پرستش کرو۔ شرک مت کرو، اور قوم کی بھلائی کے لئے اس نے حکم دیا ہے کہ خدائے واحد کی عبادت کیساتھ ساتھ صدق مقال اختیار کرو۔ پیٹ کو عفیف رکھو۔ حلال طیب کھاؤ۔ محنت اختیار کرو و یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف

والصلۃ - تمہاری زندگی بیگار کی زندگی نہ ہو۔ بلکہ امن و آرام سکون اور اطمینان کی زندگی ہو - یہی بات حضرت جعفرؓ نے بادشاہ کے سامنے بیان ہوئی ہے ھو یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف والصلۃ - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر جن لوگوں نے عمل کیا ان کے دل منور ہو گئے حضورؐ نے فرمایا اطب مطعمک و کن مستجاب الدعوۃ حلال طیب روٹی کھاؤ تو خدا تعالےٰ تمہاری دعائیں قبول کرے گا۔ یہ بڑی ہمہ گیر اور عالمگیر تعلیم ہے اور جو ساری کی ساری انسانیت کے لئے بلند پایہ تعلیم ہے جو انسانیت کو معزز و مشرف بناتی ہے۔ اسی کو قرآن کریم نے اس رنگ میں بیان کیا ہے کہ خدا تعالےٰ کی صفات کا رنگ اپنے اوپر وارد کر لو۔

## دوسری اقوام کی تنگ نظری

ایک تلقین تو یہ ہے اور دوسرا سبق یہ ہے قل اتحاجوننا فی اللہ - لوگو تم خدا تعالےٰ کی ذات کے متعلق جھگڑا کرتے ہو؟ یہودی کہتے ہیں کہ ہم ہی خدا کی پیاری مخلوق ہیں۔ نحن ابناء اللہ واحباءہ - ہم خدا تعالےٰ کے پیارے بیٹے ہیں اور اس کے محبوب ہیں دوسری قوموں کے لوگ راندۂ درگاہ الٰہی ہیں۔ ہندوستان میں بھی یہی تنگ نظری ہے۔ ہندو کہتا ہے کہ اس چار دیواری کے اندر رہنے والی قوم ہی پوتر ہے اور اس سمندر کے جو ہندوستان کی سرحدوں کو چھوتا ہے باہر کی ساری قومیں ملیچھ اور ناپاک ہیں۔ اسی طرح مختلف قوموں نے خدا تعالےٰ کی ذات کے متعلق مختلف نظریات قائم کر رکھے ہیں ۔

## حضرت نبی کریم صلعم کا عالمگیر نظریہ

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا نظریہ پیش کیا ہے جو تمام اقوام و ملل کے لئے قابل قبول ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ تم خدا تعالےٰ کی ذات بابرکات کے بارہ میں لڑائی جھگڑے سے کام نہ لو ھو ربنا و ربکم وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ ہمارا خدا سب کا خدا ہے - یہ زمین و آسمان سب کے لئے ہے سورج سب کے لئے ہے۔ چاند سب کے لئے ہے - یہ فضا اور ہوا سب کے لئے ہے وبالنجوم ھم یھتدون ستاروں کی راہنمائی سب کے لئے ہے - تمام دنیا کے لئے روشنی ایک ہی ہے

## تمام اقوام کی روحانی تربیت

جہاں خدا تعالےٰ نے انسان کے جسم و جان کے رشتہ کو برقرار رکھنے کے لئے یہ سب سامان کئے ہیں کیا وہ روح کے لئے کوئی سامان نہ کرتا - روح کی پرورش اور تربیت کے سامان بھی اس خدا نے کئے ہیں - وہ اس طرح کہ تمام انسانوں کے لئے رسول بھیجے ہیں - ولکل قوم ھاد - ہر قوم میں ایک نہ ایک ہادی بھیجا گیا ہے وھو ربنا و ربکم اللہ تعالےٰ ہم سب کی تربیت کرتا ہے ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے ۔

## انجام کا مدار اعمال پر

باقی رہا اعمال کا معاملہ - ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم - اصول ایک ہی ہے - وہ یہ کہ اگر کسی کے اعمال اچھے ہوں گے تو انکو اچھا پھل لگے گا۔ اور اگر قرآن اور حدیث کے ماننے کے باوجود بھی اعمال اچھے نہ ہوئے تو ان کی سزا ملے گی لہذا تم ہو یا ہم ہوں انجام کا مدار اعمال پر ہے اگر ہمارے اعمال اچھے ہوئے تو ان کی جزاء پائیں گے ورنہ سزا کے مستوجب ٹھہریں گے - اور اسی طرح اگر تمہارے اعمال اچھے ہوئے تو تمہیں اجر ملے گا اور اگر خراب ہوئے تو تمہیں عذاب و عقاب میں مبتلا ہونا پڑے گا یہ قاعدہ کلیہ ہے ۔

## اہل کتاب میں نیک لوگ

ایک جگہ فرمایا لیسوا سواء من اھل الکتٰب امۃ قائمۃ یتلون اٰیٰت اللہ اناء الیل وھم یسجدون، یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصلحین - سب لوگ برابر نہیں اہل کتاب میں بعض ایسے بھی ہیں جو عبادت و ریاضت میں لگے رہتے ہیں - نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں - اور ان میں وہ بھی ہیں جو خیرات و صدقات دیتے ہیں یہ لوگ ہیں جو نیکی اور صلاحیت رکھتے ہیں ۔

## ساری دنیا کو ایک کرنے والی تعلیم

یہ وہ سبق ہے جس پر عمل کرنے سے ساری کی ساری دنیا ایک ہو سکتی ہے اور ساری دنیا کی بہتری کے لئے یہ بھی فرمایا کہ خدا تعالےٰ کی صفات کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگین کر لو - یہ دونوں اصول اس قدر اعلےٰ درجے کے ہیں کہ جہاں تک دنیا نے ان کا مطالعہ کیا ہے نہایت مفید و معقول پائے ہیں

## انجیل کی تعلیم صرف بنی اسرائیل کے لئے

یہاں ایک کمشنر ڈارلنگ ہوا کرتے تھے - وہ لٹریری آدمی تھے - انہوں نے مجھے ڈنر پر دعوت دی - انگریز قوم جب ڈنر پر بیٹھتی ہے تو مذہب کا نام تک نہیں لیتی - لیکن ہم مسلمان مجبور ہیں کہ ہم ان کے پیچھے نہ چلیں اور ان کو اپنے پیچھے چلائیں - میں نے ان کے طریق کے خلاف ان سے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ نے وسعت قلب کا سبق نہیں سکھایا - ایک کنعانی عورت آپ کے پاس برکت لینے آئی تو ساتھیوں نے کہا کہ یہ کمتی ہے اسے دفع کرو - آپ بھی اپنے ساتھیوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں بچوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں پھینک سکتا دیکھئے حضرت عیسیٰؑ اس عورت کو کتی کہتے ہیں صرف اس لئے کہ وہ بنی اسرائیل سے نہیں ہے - اس کے جواب میں اس عورت کا حوصلہ دیکھئے، اس نے کہا کہ حضور! بچوں کے دسترخوان سے گرے پڑے ٹکڑے کتے کھا ہی لیا کرتے ہیں - مقابلہ کرو خدا کے کلام کا (کیونکہ مسیحی حضرت عیسیٰؑ کو خدا تصور کرتے ہیں) اور اس عورت کے کلام کا جو ایک عام کنعانی عورت ہے - کمشنر ڈارلنگ بول اٹھے کہ یہ نہیں ہو سکتا - میں نے کہا کہ یہ انجیل میں درج ہے اس کا بیٹا کالج میں پڑھتا تھا - اس نے کہا کہ ہاں ڈیڈی یہ انجیل میں درج ہے - یہ سن کر اس کی جان جاتی رہی -

## ہندو کی تنگ نظری

یہی حال ہندو کا ہے - اگر ایک دری کے ایک گوشہ پر کوئی مسلمان بیٹھا ہو، اور دوسرے گوشہ پر ہندو ہو تو وہ ہندو اس سے بھرشٹ (ناپاک) ہو جائے گا اور کبھی وہاں بیٹھ کر روٹی نہیں کھائے گا - کیا یہ لوگ دنیا کے سامنے اپنے نظریات پیش کر سکتے ہیں ۔

## تمام دنیا کیلئے مفید اور معقول تعلیم

جو تعلیم ساری دنیا کے لئے مفید اور معقول ہے وہ وہی ہے جس کی تلقین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی جو رحمۃ للعٰلمین ہیں - وہ دنیا کے سامنے اپنے نظریات پیش کر سکتے ہیں اس تعلیم کا کون انکار کرے گا کہ خدا تعالیٰ کی صفات کا رنگ اختیار کرو - ساری قومیں خدا تعالےٰ کا کنبہ ہیں - ساری قوموں کا خدا ایک خدا ہے جزا و سزا کا انحصار اعمال پر ہے یہ عالمگیر اور بلند پایہ تعلیم ہے جو حضور اکرم صلعم نے دنیا کے سامنے پیش کی ۔

## احمدیہ ہال

دو چار باتیں اور بھی بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہیں کہ قوم جب مل کر تعاون سے کام کرتی ہے تو خدا تعالےٰ اس میں برکت ڈالتا ہے اور جب قوم مل کر دعائیں کرتی ہے تو خدا انہیں شرف قبولیت عطا فرماتا ہے - یہ احمدیہ ہال اور متعلقہ مارکیٹ کی عمارت جو آپ کے سامنے تعمیر ہو رہی ہے یہ قوم کی قربانی - ایثار اور تعاون - عشق اور ہمدردی کا نتیجہ ہے - تمام مردوں اور عورتوں نے اس کے

(باقی ص ۱۴)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

# اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایک عظیم الشان نشانِ الٰہی

## کاش برق صاحب اور ان کے ہمنوا الہام کے اصلی مغز پر غور کریں۔

جناب برق صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہام لولا الاکرام لھلک المقام پر جو اپنے زعم میں علمی اعتراض کئے تھے گذشتہ قسط میں ان کا بودہ پن شافی جواب کے ذریعہ نمایاں کیا جا چکا ہے موجودہ قسط میں بتوفیقہ تعالےٰ اس امر پر روشنی ڈالی جائے گی کہ مندرجہ بالا الہام اور طاعون کے متعلق دیگر الہام کس شان سے پورے ہوئے ہیں۔ جناب برق صاحب اور اسی قسم کے دوسرے معترضین بجائے لفظی بحثوں میں اُلجھنے کے اگر الہام کی اصل غرض و غایت پر غور کریں اور اس عظیم الشان غیب پر نظر ڈالیں جس پر الہام مشتمل ہے اور جس کو دقوع میں لانا یقیناً انسانی طاقت کی حدود سے باہر ہے تو اُن کے دلوں میں خدا تعالےٰ کی ہستی پر تازہ اور بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا ہو جائے اور ان کو یقین آجائے گا کہ قرآن کریم نے جیسا کہ بیان کیا ہے فی الحقیقت اللہ تعالےٰ کو ہر چیز پر تصرف تام حاصل ہے اور ہر چیز اسی کے حکم کے ماتحت کام کرتی ہے۔

## قادیان کے متعلق اصلی پیشگوئی

قادیان کے متعلق الہام انہ آوی القریۃ۔ پاکر جو درحقیقت الہام لولا الاکرام لھلک المقام کی تشریح ہے، حضرت مرزا صاحب نے فرمایا:۔

"آوی عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں تباہی اور انتشار سے بچا نا اور اپنی پناہ میں لے لینا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہو جس کا نام طاعون جارف ہے یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جابجا بھاگتے ہیں اور کتوں کی طرح مرتے ہیں یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے پس اس کلام الٰہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی۔"

(دافع البلاء صفحہ ۵ حاشیہ)

اسی کے متعلق کشتی نوح صفحہ ۲ پر فرمایا:۔

"خدا تعالےٰ نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئے گی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں"

یہاں تک بھی فرمایا کہ

اگر طاعون ستر برس تک بھی رہے تب بھی قادیان ایسی بربادی افگن طاعون سے محفوظ رہے گا۔"

جناب برق صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۹۵ ۲۹۶ پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ قادیان کے متعلق مطلق طاعون سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی کی گئی تھی۔

## جناب برق صاحب کا تصرف بے جا۔

حضرت اقدس مرزا صاحب کی مندرجہ بالا عبارتوں کو پڑھنے کے بعد ہر منصف مزاج خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ جناب برق صاحب نے حقائق کو بگاڑنے کی کس قدر شرمناک کوشش کی ہے باوجود اس دعوےٰ کے کہ حضرت مرزا صاحب کے منشاء کو بالکل نہیں بگاڑا گیا جناب برق صاحب ہر موقع پر حضور کے منشاء کو . . . . . . . . . . . . . . . بگاڑ کر پیش کرنے کی کوشش کرتے چلے جاتے ہیں، اس قسم کی مطلق پیشگوئی کرنا خدا تعالےٰ کی سنت ہی کے خلاف ہے۔ چنانچہ خود حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

انہ آوی القریۃ ہیں انتشار اور ہل چل شدید سے بچنے کا وعدہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالےٰ ایسا امر نہیں کرتا جس سے لوگوں کو جرأت پیدا ہو جائے اور گناہ کی طرف جھکنے لگیں۔

اب دنیا جانتی ہے کہ پنجاب میں طاعون کی یلغار کئی سال تک رہی اور اس کا خاتمہ بھی حضور کے ایک الہام کے ماتحت ہی ہوا جس کا ذکر میں آگے چل کر کروں گا۔ لیکن اس تمام عرصہ میں قادیان طاعون جارف کے حملہ سے محفوظ رہا۔

## ہر ذی شعور کے لئے لمحہ فکریہ

ہر ذی شعور آدمی کو غور کرنا چاہئے کہ کیا حضرت مرزا صاحب کے اختیار میں تھا کہ آپ قادیان کو طاعون جارف سے بچائے رکھتے اگر حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ مفتری علی اللہ ہوتے اور یہ الہام انہوں نے بطور افتراء شائع کیا تھا تو کیا خدا تعالےٰ کو یہ قدرت حاصل نہ تھی کہ ایک مفتری کے افتراء کا پردہ چاک کرنے کے لئے قادیان کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیتا اور طاعون کا ایسا زبردست وار کرتا کہ اہل قادیان کتوں کی طرح مرنے لگ پڑتے اور لوگوں میں اس قدر سراسیمگی پھیلتی کہ لوگ قادیان چھوڑ کر بھاگ جاتے اور کوا اور خود حضرت مرزا صاحب کے خاندان میں ہی تباہی مچ جاتی اور یکے بعد دیگرے وہ سارا خاندان موت کا شکار ہو جاتا۔

## خاندان کی حفاظت کا وعدہ

لیکن وہاں تو قادیان کے بربادی افگن طاعون سے محفوظ رہنے کے ساتھ ہی یہ بھی پیشگوئی تھی کہ حضرت مرزا صاحب کے گھر کا کوئی بھی فرد طاعون سے ہلاک نہیں ہوگا اور ایسا ہی وقوع میں آیا۔ یہ پیشگوئی بھی کیسی زبردست پیشگوئی ہے کہ سالہا سال تک طاعون [illegible] کا حملہ جاری رہتا ہے لیکن ایک فرد بھی حضور کے گھر اس کا شکار نہیں ہوتا۔ حضور کی صداقت پر اس سے بڑھ کر بھی کیا کوئی نشان ہو سکتا ہے غور کرو کیا مفتریوں کے ساتھ خدا کا ایسا ہی سلوک ہوا کرتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں کو جو وہ بطور افتراء علی اللہ دنیا کے سامنے پیش کریں سچا کر کے دکھلاتا چلا جائے گا کیا خدا تعالےٰ کا یہ فعل عمداً اپنی مخلوق کو گمراہی میں ڈالنے کے مترادف نہیں۔ کیا کوئی بھی اہل دل ہے جو اس ایک نشان پر تعصب اور عناد سے علیحدہ ہو کر ٹھنڈے دل سے غور کرے اور اس سے فائدہ اُٹھائے۔

## پیشگوئی کی عظمت ایک اور نقطۂ نگاہ سے

قادیان کے متعلق طاعون جارف سے محفوظ رہنے کی جو پیشگوئی کی گئی ہے اس کی عظمت اس

امر سے بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے دیگر تمام قوموں کو بھی چیلنج کیا کہ وہ بھی اپنے اپنے مقدس مقامات کے متعلق اعلان کردیں کہ خدا ان کو بھی طاعون جارف سے محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ آپ نے امروہہ۔ لاہور۔ امرتسر بنارس کلکتہ وغیرہ کا نام بھی لکھ دیا۔ اور فرمایا کہ اگر اعلان کے بعد یہ شہر طاعون جارف سے محفوظ رہیں تو میرا دعوے جھوٹا ہے یہ شرف صرف قادیان کو ہی بطور نشان بخشا گیا ہے کیونکہ اس میں خدا کا فرستادہ موجود ہے اگر کسی اور شہر کے متعلق ایسا دعوے کیا جائے گا تو وہ طاعون جارف کا نشانہ بن کر رہے گا۔ لیکن اگر کسی اور شہر کے متعلق ایسا دعوے کیا جائے گا تو وہ ضرور طاعون جارف کا نشانہ بن کر رہے گا لیکن کسی کو بھی اس چیلنج کے قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوئی کاش کوئی ہندو یا مسلمان یا عیسائی اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے کسی ایک شہر کے متعلق ہی ایسا اعلان کر دیتا تو دنیا خدا کی دوسری قدرت کا نظارہ بھی دیکھ لیتی یعنی اگر خدا کی حفاظت کرنے والی قدرت کو دنیا نے دیکھ لیا تھا تو ہلاک کرنے والی قدرت کا بھی مشاہدہ کر لیتی۔

## نذیر ہونیکا الہام اور رعام عذابوں کی پیشگوئی

پیشتر اس کے کہ میں خاص طاعون کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر کروں اس الہام کا ذکر کر دینا ضروری ہے جس میں حضور کے اصل مقام اور حضور کے مبعوث ہونے کی وجہ بتلائی گئی ہے وہ الہام یہ ہے:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے
قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اس
کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

## عذاب سے قبل مامور کا آنا ضروری ہے

جب کسی قوم پر ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے خدا تعالےٰ کے ہاں عذاب بھیجنے کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ عذاب نازل کرنے سے قبل اپنے کسی بندے کو مامور کرتا ہے کہ وہ قوم کو عذاب آنے سے قبل آگاہ کر دے کہ تمہاری بد اعمالیوں نے تمہیں خدا کے نزدیک مستحق عذاب بنا دیا ہے اگر تم ان بد اعمالیوں سے کنارہ کش ہو جاؤ اور اپنی زندگی کو تقوے کے قالب میں ڈھال لو تو یہ عذاب ٹل جائے گا ورنہ تم کو عذاب کا ہدف بننا پڑے گا جیسا کہ حضرت نوح کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

انا ارسلنا نوحًا الی قومہ ان انذر قومک من قبل ان یاتیھم عذاب الیم قال یقوم انی لکم نذیر مبین ان اعبدوا اللہ واتقوہ واطیعون یغفر لکم ذنوبکم ویؤخرکم الی اجل مسمی ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر لو کنتم تعلمون

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قوم نوح گناہوں میں اس حد تک غرق ہو ئی ہوئی تھی کہ وہ عذاب الٰہی کو دعوت دے رہی تھی خدا تعالےٰ نے عذاب بھیجنے سے قبل حضرت نوح کو حکم دیا کہ وہ قوم کو انذار کر دے کہ وہ بدیوں کو ترک کر دیں۔ اور نیکی اور تقویٰ کو اختیار کریں قوم نے ان کی بات پر کان نہ دھرا بلکہ اُلٹا انہیں ایذا دینی شروع کر دی جس کے نتیجہ میں وہ الٰہی عذاب کا نشانہ بن گئی۔

اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم نے بھی مامور ہو کر تمام قبائل عرب کو جمع کر کے یہی کہا کہ عذاب کا لشکر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے توبہ کرو اور زندگیوں کو پاک بناؤ قوم نے اس تنبیہہ کو ہنسی میں اڑا دیا آخر عذاب میں مبتلا ہوئی۔

## حضرت مرزا صاحب کی بعثت کے وقت لوگوں کی حالت

حضرت مرزا صاحب کی بعثت کے وقت بھی لوگوں کی بد اعمالیاں حد سے تجاوز کر چکی تھیں جو تقاضا کر رہی تھیں کہ خدا کا غضب عذاب کی شکل میں ان پر نازل ہو لیکن سنت اللہ کے ماتحت عذاب نازل کرنے سے قبل کسی بندہ کو نذیر بنا کر بھیجنا چونکہ ضروری ہوتا ہے اس لئے خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کو اس غرض کے لئے مبعوث فرمایا لیکن جیسا کہ الہام کے الفاظ "دنیا نے اسے قبول نہ کیا" بتلا رہے ہیں کہ یہاں بھی اس نذیر کی آواز پر کان نہیں دھرا جائے گا بلکہ اُلٹا دنیا اس کی ایذا رسانی پر آمادہ ہو جائے گی اور اپنی بدیوں میں اضافہ کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ الہام میں خدا تعالےٰ نے یہ بھی صاف بتلا دیا تھا کہ جب نوبت یہاں تک پہنچے گی تو خدا کا غضب بھڑک اُٹھے گا اور عذاب بھیجنے کے متعلق اس کا فیصلہ عملی صورت اختیار کرے گا اور یہ عذاب مختلف شکلیں اختیار کرتی تھیں اور عذاب کے یہ حملے اس قدر زور آور ہوں گے کہ لوگوں کے دلوں کو ہلا دینے کا موجب ہوں گے اور بالآخر بہت سی سعید روحوں کو اس مامور کے قائم کردہ سلسلہ حقہ میں داخل کرانے کا ذریعہ بن جائیں گے ان عذابوں نے اس مامور کی پیشگوئیوں کے ماتحت دنیا کا ابھی تک پیچھا نہیں چھوڑا اور نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ دنیا کی آنکھیں نہیں کھلتیں اور وہ خدا کے اس مامور کو شناخت کر کے اس حلقہ اطاعت میں داخل نہیں ہو جاتی۔

میں اس وقت دیگر عذابوں کا ذکر تو نہیں کروں گا صرف طاعون کے عذاب پر ہی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کیونکہ اسی پر اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے

## طاعون کے متعلق پیشگوئی

جب حضرت اقدس کے دعوے کی تصدیق کے لئے احادیث کی پیشگوئی کے مطابق مقررہ تاریخوں پر آسمان پر سورج اور چاند گرہن ہوا اور یہ ایسا نشان تھا جس کے سامنے لوگوں کی گردنیں جھک جانی چاہیئے تھیں لیکن اس امن کے نشان کی بھی لوگوں نے تکذیب کر دی اور اپنے اس عمل سے انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ عذاب کے ڈنڈے سے ہی مانیں گے تب خدا تعالےٰ نے اپنے مامور سے یہ کہلوایا:۔

"جان کہ خدا تعالےٰ نے میرے
دل میں پھونکا کہ یہ خسوف اور کسوف
جو رمضان میں ہوا ہے وہ خوفناک
نشان ہیں جو اُن کے ڈرانے کے
لئے ظاہر ہوئے ہیں جو شیطان
کی پیروی کرتے ہیں جنہوں نے
ظلم اور بے اعتدالی کو اختیار
کر لیا اور اگر نافرمانی کی تو یاد رکھیں
کہ عذاب کا وقت آ گیا ہے"

اس تنبیہہ کو بھی لوگوں نے ٹھکرا دیا اور مامور الٰہی کو دکھ دیئے اور ایذا رسانی میں حد سے بڑھ گئے تب خدا تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق عذاب طاعون بھیجنے کی اپنے مامور کو ایک خواب کے ذریعہ اطلاع دی وہ خواب یہ ہے:۔

## طاعون پھیلنے کے متعلق سچا خواب

"آج جو ۶ر فروری ۱۸۹۸ء روز
یک شنبہ ہے میں نے خواب میں
دیکھا کہ خدا تعالےٰ کے ملائک
پنجاب کے مختلف مقامات میں
سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے
ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل
اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور
چھوٹے قد کے ہیں میں نے بعض
لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے
درخت ہیں تو انہوں نے جواب
دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں
جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے"

اب یا تو یہ خواب اضغاث احلام میں داخل کی جاسکتی ہے یا خود ہی بنائی گئی ہے یا حدیث النفس ہے یا شیطانی القا اسکو قرار دیا جا سکتا ہے لیکن ان سب صورتوں میں اس کے پورا ہونے کا کوئی امکان نہیں ہو سکتا تھا لیکن اس خواب کے دیکھنے کے جلد ہی بعد طاعون کا ملک میں پھیل جانا بتلاتا ہے کہ یہ خواب خدا کی طرف سے ہی تھی اور خدا کی رحمت سے پر نشانوں کی تکذیب ہی خواب میں

بیان کردہ طاعون کو کھینچ کر لائی تھی۔

اب جناب برق صاحب اور اُن کے ہمنوا دوست جو اس عظیم الشان نشان الٰہی پر ہنسی اُڑانے کی جرأت کرتے ہیں از راہ انصاف بتلائیں کہ کیا طاعون کی وبا کو مہلک شکل میں سارے پنجاب میں پھیلا دینا حضرت مرزا صاحب کے اختیار میں تھا یا اس کا پھیلانا خالص خدا کے قبضہ میں تھا کیا اس خواب کا اسی طرح پورا ہونا جس طرح دیکھا گیا تھا حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر کھلا کھلا نشان نہیں ہے؟

## طاعون کے متعلق دوسری پیشگوئی

ابتدائی الہام میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے عذابوں کے جو زور آور حملے ہوں گے وہ حضرت مرزا صاحب کی سچائی کو ظاہر کرنے کا موجب ہوں گے چنانچہ ہم اس معیار پر طاعون کے حملہ کو پرکھتے ہیں۔

## طاعونی حملہ کا اثر اور اس کے متعلق پیشگوئی

تو واقعات ہمیں بتلاتے ہیں کہ اس حملہ نے لوگوں کے دلوں کو ہلا دیا اور ہزاروں کے دلوں کو حضور کی بیعت میں داخل ہونے کی طرف مائل کر دیا چنانچہ یہ واقع ہے کہ طاعون کے زمانہ میں جماعت کی تعداد میں معتد بہ اضافہ ہوا اب اس کے متعلق اس پیشگوئی کو دیکھیں جو قبل از وقت کی گئی تھی الہام ہوتا ہے یا مسیح الخلق عدوانا لن تر من بعد موادنا وفسادنا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ کشف میں زمین میرے سامنے کی گئی اور وہ کہتی ہے یا ولی اللہ کنت لا اعرفک زمین سے مراد اہل زمین ہی ہیں گویا لوگ کہہ رہے ہیں اے اللہ کے ولی ہم تجھے نہیں پہچانتے تھے اب اس الہام اور کشف کا مطلب صاف ہے کہ لوگ احمدیوں کو بالعموم طاعون سے محفوظ دیکھ کر حضرت اقدس کو مسیح تسلیم کر لیں گے اور یہ کہتے ہوئے حضور کے ہاتھ پر توبہ کریں گے کہ اب آپ ہمارا گندہ مادہ ہرگز نہیں دیکھیں گے اور جو فساد ہم نے آپ کے خلاف برپا کر رکھا تھا اسکو بھی آپ اب مشاہدہ نہیں کریں گے یعنے ہم کلیتہً اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے اور حضور کو سچا مسیح یقین کرتے ہوئے آپ کی بیعت میں داخل ہوتے ہیں۔ افسوس ہم نے آپ کو پہلے شناخت نہ کیا چنانچہ اس کے متعلق حضور کی مندرجہ ذیل تحریر میں مزید وضاحت پائی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

## حضور کی تحریر میں وضاحت

" اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے
گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت
طاعون سے محفوظ رہیں گے"
(کشتی نوح صلا)

پھر فرماتے ہیں:۔

" میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کریگا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے بلکہ بطور نشان الٰہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور ان کی ترقی تعجب سے دیکھی جائے گی"
کشتی نوح صہ

## مردم شماری کی کتاب کا اقتباس واقعات کے خلاف ہے

جناب برق صاحب نے اپنی کتاب کے ص۳۲ پر مردم شماری کی کتاب سے ایک عبارت نقل کرکے قارئین کرام کے دلوں میں یہ غلط تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ جب احمدی بھی طاعون کی شکار ہونے لگے تو لوگوں کا اعتقاد حضرت اقدس کے اعلان کے متعلق متزلزل ہونا شروع ہو گیا برق صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مردم شماری کے ریکارڈ کو مرتب کرنے والے بھی احمدیوں کے دشمن اور حضور کے خلاف تعصب رکھنے والے لوگ ہوتے تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ احمدیت اور اس کے بانی کے خلاف تعصب کی آندھیاں چل رہی تھیں اور ان کے خلاف غلط بیانی کرنے اور لوگوں کو بہکانے کا جوش اپنے انتہا کو پہنچا ہوا تھا ان حالات کی موجودگی میں اگر کسی نے ایسا لکھ دیا تو واقعات کے مقابلہ میں اس قسم کے بیان کو سند قرار دے دینا کسی منصف مزاج آدمی کا کام نہیں ہو سکتا واقعات کی شہادت کے مقابلہ میں کس کی شہادت سچی ہو سکتی ہے؟ واقعات جب یہ بتلا رہے ہیں کہ ہر جگہ مقابلتہً احمدی بہت ہی کم فوت ہوئے تو لوگوں کے اعتقاد میں کس طرح تزلزل واقع ہو سکتا تھا اور تزلزل واقع نہ ہونے کا ثبوت یہی ہے کہ لوگ اس زمانہ میں جماعت در جماعت احمدیت میں داخل ہوئے جنہوں نے داخل ہو کر خدا کے الہام اور حضور کے بیان کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

## طاعون کے متعلق تیسری پیشگوئی

قادیان کا طاعون جارف سے محفوظ رہنا ہے اس کی تفصیل اُوپر گزر چکی ہے اس نشانی کو بھی مشتبہ بنانے کے لئے جناب برق صاحب نے اپنی کتاب کے ص۲۹۷ پر اخبار اہل حدیث امرتسر سے قادیان میں طاعون سے مرنے والوں کی مبالغہ آمیز تعداد درج کی ہے جو بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے کون نہیں جانتا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو اخبار اہل حدیث کے مالک اور ایڈیٹر تھے حضرت مرزا صاحب کے کس قدر شدید دشمن تھے ان کے بیان کو حضرت مرزا صاحب کی تکذیب کے لئے سند قرار دینا صداقت کا خون کرنا ہے۔

## طاعون کے متعلق چوتھی اور پانچویں پیشگوئی

الہام الٰہی انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا من استکبار و احافظک خاصۃ سلام قولا من رب رحیم۔ اس پیشگوئی کے دو حصے ہیں ایک گھر والوں کی حفاظت کے متعلق اور دوسرا حضرت اقدس کی اپنی ذات کے متعلق پہلے حصہ کے متعلق جناب برق صاحب نے ص۲۹۵ پر جو عبارت حضرت کی نقل کی ہے وہی میں نقل کر دیتا ہوں:۔

" آج سے ایک مدت پہلے وہ خدا
...... جس کے علم اور تصرف
سے کوئی چیز باہر نہیں اس نے مجھ
پر وحی نازل کی کہ میں ہر ایسے شخص کو
طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو
اس گھر کی چار دیواری میں ہوگا بشرطیکہ
...... سلسلہ بیعت میں داخل ہو"
کشتی نوح ص۲

جناب برق صاحب کی اپنی نقل کردہ عبارت سے واضح ہے کہ گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والوں کے متعلق یہ پیشگوئی ہے کہ وہ طاعون کی موت سے بچائے جائیں گے لیکن باوجود اس عبارت کے خود ہی نقل کرنے کے جناب برق صاحب ایک تو ایک عورت کا نام لکھ کر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ حضور کے گھر کے اندر رہتی تھی لیکن باوجود اس کے اس کو طاعون ہو گئی اوّل تو اسی عبارت میں جسے برق صاحب نے نقل کیا ہے اس عورت کے متعلق طاعون کی نفی موجود ہے کیا یہ صریح دھوکہ دہی نہیں پھر یہ بھی اس عبارت سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ عورت حضرت اقدس کے گھر میں رہتی تھی اس میں صرف گھر سے باہر نکال دینے کا ذکر ہے ممکن ہے اسکو اس کے اپنے گھر سے باہر میدان میں بھیجا گیا ہو کیونکہ ان دنوں میں جس کے متعلق ذرا بھی شبہ ہوتا تھا اسے کھلے میدان میں خیمہ میں بھیج دیا جاتا تھا لیکن سوال تو یہ ہے کہ پیشگوئی تو موت سے بچانے کے متعلق تھی جیسا کہ آپ نے خود نقل کیا ہے کیا وہ عورت طاعون سے مر گئی تھی پیشگوئی کو جھٹلانے کے لئے تو آپ کو اس کی موت ثابت کرنا چاہیئے تھی۔ دوسرا نام آپ نے ایک مرد کا لیا ہے جس کے متعلق ہر احمدی جانتا ہے کہ وہ کبھی بھی حضرت اقدس کے گھر میں نہیں رہا لیکن خدا تعالےٰ نے اسکو بھی طاعون کی موت سے بچا لیا اور وہ اب تک زندہ ہے

جناب برق صاحب! اس قسم کی مغالطہ دہیاں آپ کی شان کے لائق نہیں۔ اب سنیں اور کان کھول کر سنیں کہ یہ پیشگوئی جیسا کہ ایک دوسرے الہام میں اس کی وضاحت موجود ہے زبردست نشان ہے اور وہ الہام یہ ہے:۔

## دوسرا الہام

انی احافظ کل من فی الدار ولنجعله ایۃ للناس ورحمۃ منا و کان امراً مقضیا عندی معالجات " یقیناً میں ہر اس شخص کو جو اس گھر میں ہے طاعون کی موت سے بچاؤں گا اور لوگوں کے لئے اسے نشان بناؤں گا یہ ہماری طرف سے بطور رحمت کے ہے اور یہ ہماری طرف سے فیصلہ شدہ امر ہے یاد رکھو کہ تمام علاج میرے ہی قبضہ میں ہیں۔

برق صاحب اوران کے ہمنوا سب غور فرمائیں کہ کیا حضرت مرزا صاحب کے گھر کی اینٹیں اس کا چونا اس کا لوہا اس کی لکڑی وغیرہ سب طاعون پروف تھیں کیا اس گھر کے چوہے بھی جو اس بیماری کو پھیلانے کا موجب ہوتے ہیں طاعون پروف تھے اس گھر میں کیا چیز تھی جو اس گھر کے رہنے والوں کو طاعون سے محفوظ رکھنے کا موجب بن رہی تھی اور سالہا سال تک محفوظ رکھتی رہی کیا خدا کی حفاظت کے سوا کوئی اور بھی حتمی اور یقینی حفاظت کا ذریعہ آپ کو نظر آتا ہے کتنا زبردست وعدہ الٰہی ہے اور کس شان سے پورا ہوا ہے

## حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق وعدہ الٰہی

پھر اس سے بڑھکر خدا کے اس وعدہ پر نظر ڈالیں واحافظک خاصۃ سلام قولا من رب رحیم یعنے تیری حفاظت خاص طور پر کی جائے گی تیرے لئے یقینی طور پر سلامتی ہے یہ قول رب رحیم کی طرف سے ہے جسے کوئی جھوٹا ثابت نہیں کر سکتا اب آپ ہی برق صاحب! ازراہ انصاف بتلائیں کہ کیا حضرت مرزا صاحب کا جسم طاعون پروف تھا کیا یہ نشان خدا تعالےٰ کی ہستی پر زبردست ثبوت نہیں کیا یہ نشان اس امر پر کھلی دلیل نہیں کہ ہر چیز پر تصرف الٰہی ہی کام کر رہا ہے طاعون کے کیڑے کی کیا مجال ہے کہ وہ بغیر اذن الٰہی حضرت مرزا صاحب کے جسم میں داخل ہو سکے اسکو اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ تم نے حضرت مرزا صاحب کے جسم میں داخل نہیں ہونا سو وہ سالہا سال تک داخل نہیں ہوتا طاعون ہر سال آتی ہے اور ہزاروں جانوں کو شکار بنا لیتی ہے۔ ہزاروں گھروں کو ویران کر جاتی ہے ہزاروں بچوں کو یتیم اور ہزاروں عورتوں کو بیوہ بنا جاتی ہے لیکن وہ اگر داخل نہیں ہوتی تو حضرت مرزا صاحب کے گھر میں داخل نہیں ہوتی وہاں کسی ایک فرد کو بھی گزند نہیں پہنچا سکتی۔ مخالفت کرنے والے احباب خدارا ذرا غور سے تو کام لیں کہ آخر یہ کیا راز ہے۔

## وعدہ الٰہی پر حضرت مرزا صاحب کا یقین

گورنمنٹ لوگوں کو طاعون سے بچانے کے لئے ٹیکا تجویز کرتی ہے لیکن یہ شخص اپنے خدا کے وعدہ پر اس قدر مستحکم یقین رکھتا ہے کہ ٹیکا لگوانے سے یہ کہکر انکار کر دیتا ہے کہ خدا نے چونکہ ہمیں اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اس لئے میں اس نشان کو ٹیکا لگوا کر مشتبہ نہیں بنانا چاہتا نہ خود ٹیکہ لگواتا ہے اور نہ اپنے گھر کے کسی فرد کو لگواتا ہے۔

اے لوگو خدا کے لئے سوچو تم اسے نعوذ باللہ جھوٹا مفتری، کذاب کے نام سے پکارتے ہو لیکن خدا اسے سچا مسلمان کر کے دکھلا رہا ہے طاعون کی آگ لوگوں کو بھسم کرتی جاتی ہے کئی لاکھ لقمۂ اجل بن جاتے ہیں۔ ملک میں اس قدر افراتفری پڑی ہوئی ہے کہ مردوں کو اٹھانے والے نہیں ملتے صبح اگر زندہ ہے تو شام اس کی لاش ملتی ہے شام اگر زندہ ہونے کی حالت میں سویا ہے تو صبح مردہ پایا جاتا ہے۔

## حضرت مرزا صاحب کی انوکھی حالت اور ایک زبردست چیلنج

لیکن حضرت مرزا صاحب ہر سال اپنا الہام سناتے ہیں کہ خدا نے میری اور میرے گھر کی چار دیواری میں رہنے والوں کے لئے حفاظت کا وعدہ کیا ہے اور ہر سال وہ وعدہ پورا ہوتا ہے طاعون کی گرفت سے ہر سال وہ محفوظ رہتے ہیں اب بتلاؤ کہ یہ اگر خدا کی تائید اس شخص کے ساتھ نہیں تو اور کیا ہے کیا اللہ تعالےٰ اس شخص کو مع اس کے خاندان کے طاعون کا شکار بنانے پر قادر نہ تھا کیوں اس نے اسے یہ کہنے کا موقعہ دیا کہ اگر میں مفتری ہوتا تو خدا مجھے ہلاک نہ کر دیتا پھر طرہ یہ کہ یہ شخص ساری دنیا کو چیلنج دیتا ہے کہ کوئی مخالف یہ اعلان کر کے دیکھ لے کہ خدا نے اس کے ساتھ بھی اسے طاعون سے بچانے کا وعدہ کیا ہے اگر وہ بچ جائے تب بھی میں جھوٹا ہوں کسی شخص کو ایسا اعلان کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اگر یہ لوگ فی الحقیقت یہ یقین رکھتے تھے کہ نعوذ باللہ مرزا صاحب خود ہی الہام بنا لیتے ہیں تو لامحالہ ان کو یہ بھی یقین ہوگا کہ اس قسم کے الہام بنانے کی وجہ سے انسان خدائی گرفت میں نہیں آتا تو پھر ان کو ایسا اعلان کرنے میں کیا روک ہو سکتی تھی وہ حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ایسا اعلان کر دیتے لیکن نہیں ان کے دل حضرت مرزا صاحب کی سچائی کے متعلق یقینی سے بھرے ہوئے تھے وہ جانتے تھے کہ ایسا اعلان ہم نے کیا تو ہم مارے جائیں گے وہ درحقیقت آیت وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم کے مصداق تھے۔

## طاعون کے متعلق چھٹی پیشگوئی

چھٹی پیشگوئی حضور کے الفاظ میں مندرجہ ذیل ہے فرماتے ہیں:۔

"اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکا کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ......

................

........ ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھا دے سو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلا دے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو۔ یہ حکم الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں ٹیکا کی کوئی ضرورت نہیں"

(کشتی نوح صٓ)

پھر کشتی نوح صٓ پر فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالےٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنے ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے میں اسکو بچاؤں گا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بودوباش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں"

گویا چھٹی پیشگوئی یہ ہوئی ہے کہ کامل طور پر پیروی کرنے والے سب کے سب طاعون سے محفوظ رہیں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا جس قدر جماعت میں مشہور مخلص تھے ان میں سے کوئی بھی طاعونی موت سے نہیں مرا۔ حضور کا الہام لایموت احد من رجالکم بھی غالباً ................ اسی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ (باقی بر صٓ ۱۲)

عبد اللہ جان صاحب متعلم خیبر میڈیکل کالج پشاور

# مسیح موعودؑ کے زمانہ سے متعلق آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں

یہ مقالہ جماعت پشاور کے تربیتی اجلاس منعقدہ ۱۲ ستمبر ۱۹۶۳ء میں پڑھا گیا ۔۔۔

آج کے مضمون میں میں آپ کے سامنے آنحضرت صلعم کی ان پیشگوئیوں کا ذکر کروں گا جو مسیح موعودؑ کے زمانہ کے متعلق تھیں اور آخر وہ اس زمانہ میں پوری ہوئیں ۔ ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا اقرار ہمارے علماء اس وجہ سے نہیں کرتے کہ انہی پیشگوئیوں سے وابستہ مسیح موعود کی پیشگوئیاں بھی ہیں جن کا حل سوائے حضرت مرزا صاحب کو مجدد ۔ اور مسیح موعود ماننے کے اور کوئی دوسرا نظر نہیں آتا ۔ کیونکہ جب علامات سب پوری ہو چکیں تو وہ موعود کہاں ہے اور جن بزرگوں نے ان پیشگوئیوں کے پورے ہونے کا اقرار کیا ہے افسوس ہے کہ وہ اس موعود امامؑ کا ذکر کرنے کی جرأت نہیں کرتے

(۱) اوّل پیشگوئی یہ ہے کہ اذا الشّمس کوّرت واذا النجوم انکدرت (التکویر)

جب سورج جو سرچشمہ نور آسمانی ہے لپیٹ لیا جائے گا اور ستارے جو آسمانی نور سے منور ہیں جھڑ جائیں گے ۔ یہ اس زمانہ کی بے دینی کا نقشہ نہایت عمدہ استعارہ میں کھینچا گیا ہے ۔ قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلعم کو سراجاً منیراً کہا گیا ہے ۔ سو آپؐ سورج کی مانند تھے اور آپؐ کے صحابہؓ اور دوسرے اولیاءؒ و صلحاءؒ جو اس امت میں ہوتے آئے ہیں وہ ستاروں کی مانند ہیں کیونکہ انہوں نے آپؐ سے نور حاصل کیا ہے سو ان پیشگوئیوں میں یہ اشارہ ہے کہ امّت کے علماء پر اندھیرا چھا جائے گا اور ہر طرف بے دینی پھیل جائے گی ۔ مسلمان یہود و نصاریٰ کی اتباع کریں گے اور ایمان ثریا پر اُٹھ جائے گا سو یہیں اس زمانہ کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے

(۲) واذا النفوس زوّجت (التکویر) اور جب لوگ باہم ملا دیئے ۔ یہ پیشگوئی بھی اس زمانہ میں پوری ہوئی کیونکہ دنیا کے مختلف خطے آپس میں ہوائی اور زمینی راستوں کے ذریعہ ملا دیئے گئے ہیں اور وسائل کے سفر دنوں میں طے ہونے لگے ہیں ۔ ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک کے لوگوں سے باہم آسانی کے ساتھ میل جول رکھ سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ ۔

(۳) ۔ واذا الموءدۃ سئلت ۔ بایّ ذنب قتلت ۔ (التکویر) اور جب زندہ درگور کی ہوئی سے پوچھا جائے گا کہ کس گناہ پر قتل کی گئی ۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس باہمی میل جول اور تہذیب و تمدن کا نتیجہ یہ ہوگی کہ عقل انسانی اس قدر ترقی کر جائے گی ۔ کہ عورت کی عزت اور حقوق کا احساس پیدا ہو جائے گا ۔ اسلام سے قبل دنیا میں عورت کی کوئی عزت نہ تھی ۔ لیکن اسلام نے عورت کو مرد کے برابر لاکر کھڑا کر دیا اور اس کی عزت اور اس کے حقوق قائم کر دیئے ۔ لیکن بایں ہمہ اس وقت قوموں کے باہمی تعلقات قائم نہ ہوئے تھے اور ان تمام غیر مہذب اقوام اور ممالک میں جہاں اسلام کا اثر نہ پہنچا تھا عورت اس طرح زندہ درگور چلی آتی تھی ۔ اسی لئے قرآن شریف نے پیشگوئی فرمائی کہ جب قوموں میں آپس میں میل جول بڑھے گا اور تمدن و تہذیب ترقی کرے گا تو پھر اسلام کے اثر سے یورپ کی مسیحی اقوام اور ہندوستان کے ہندوؤں اور دیگر غیر مسلم اقوام میں عام طور پر عورت کی عزت اور حقوق کا احساس پیدا ہوگا اور ان قوموں میں جو مسلم نہیں ہیں دختر کشی قانوناً بند ہو جائے گی ۔

(۴) ۔ واذا الصّحف نشرت (التکویر) ۔ اور جب صحیفے پھیلا دیئے جائیں گے ۔ یعنے زمانہ میں علم و حکمت کا دنیا میں بڑا چرچا ہوگا اور اخبارات اور ٹریکٹ رسالے اور کتابیں بڑی کثرت سے دنیا میں شائع کی جائیں گی تا ایک قوم کی خبریں دوسری قوم کو پہنچائی جائیں ۔

(۵) ۔ واذا السماء کشطت ۔ اور جب آسمان کا پردہ اتار لیا جائے گا ۔ آسمان کا پردہ اتارنے سے یہ مراد ہے کہ آسمانی علوم اور اسرار پر سے پردہ اُٹھایا جائے گا ۔ اور قاعدہ ہے کہ ہمیشہ کسی مرد باخدا کے قلب صافی پر یہ انکشاف ہوا کرتا ہے اس کے ذریعہ سے اس علمی خزانہ سے اہل دنیا کو مالا مال کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ یہی وہ زمانہ مقدر تھا جس کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ اگر جب ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو ایک شخص ابنائے فارس میں سے اسے واپس لے آئے گا ۔ اور یہ پیشگوئی مجدد وقتؑ کے وجود میں پوری ہوئی کہ جب سرچشمہ نور آسمانی ۔۔۔۔ لپیٹ لیا گیا اور علم قرآن دنیا سے اُٹھ گیا تو اللہ تعالےٰ نے ایک بندہ کو جو حضرت محمد رسول اللہؐ کا خادم اور غلام تھا کھڑا کیا جس کے ذریعہ آسمانی علوم سے پردہ اُٹھایا گیا ۔

(۶) ۔ واذا الجحیم سعّرت ۔ اور جب جہنم بھڑکایا جائے گا ۔ یعنی باوجود اس قدر مادی تہذیب و تمدن کے عروج کے انسان خواہشات نفسانی اور جذبات حیوانی کی غلامی سے آزاد نہ ہوگا ۔ پس دیکھ لو کہ دنیوی علوم کی ترقیاں اور مادی کمالاتؔ و ترقیات انسان کو نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد نہ کر سکے اور نہ صرف زر پرستی اور شہوت پرستی نے عیاشی اور شراب خوری ۔ زنا کاری ۔ قمار بازی اور سود خوری کے نظاہروں سے جہنم کو بڑھکا دیا بلکہ غضب اور حسد نے بھی جنگوں کی خطرناک صورت سے اس جہنم کو نمایاں کر دیا ۔

(۷) واذا الجنّۃ اُزلفت ۔ اور جب جنت نزدیک کر دی جائے گی ۔ یعنی یہی وقت ہوگا کہ جب نیکی اور خدمت دین بہت قابل قدر چیز ہوگی اور تھوڑے سے عمل سے بہت ثواب ملے گا ۔ کیونکہ جب دنیا میں فسق و فجور بہت بڑھ جاتا ہے تو اس وقت جس قدر خدا تعالےٰ کی اطاعت ثواب رکھتی ہے اور کسی وقت میں نہیں رکھتی ۔ اسی لئے خود آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اس وقت ایک سجدہ خدا تعالےٰ کے حضور دنیا و ما فیہا سے بڑھکر ہوگا ۔

(۸) ۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں اس آخری زمانہ کی نسبت ارشاد ہوتا ہے واذا البحار فجّرت ۔ اور جب دریاؤں کو کاٹ کر نہریں نکال لی جائیں گی ۔ واذا القبور بعثرت اور جب قبروں کو کھولا جائے گا ۔ یہ اس زمانہ میں دو رنگ میں ظہور میں آیا ۔ ایک تو زمین کے دفینے نکالے گئے اور طرح طرح کی دھاتیں اور خام پیداوار ۔ مثلاً سونا چاندی ۔ لوہا اور ایلومونیم اور پٹرول وغیرہ جو زمین میں دفن تھے باہر نکالے گئے اور دوسرے پرانی قبروں کو کھولا گیا اور اُن میں سے لاشیں اور طرح طرح کے عجائبات برآمد ہوئے ۔ مثلاً ملک مصر میں مختلف فراعنۂ مصر کے مقابر کھولے گئے اور ان میں سے ممیاں برآمد ہوئیں ۔ جن میں سے اس فرعون مصر کی بھی لاش تھی جو حضرت موسےٰؑ کی مخالفت کرکے سمندر میں غرق ہوا ۔ اور یہ بطور ایک نشان کے تھا ۔ کیونکہ آج سے ۱۴۰۰ برس

پہلے ایک اُمّی کے منہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ بات کہلوائی کہ فرعون کی لاش محفوظ کی جائے گی اور وہ لوگوں کے لئے عبرت کا نمونہ ہوگی۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔

(۹)۔ اس آخری زمانہ کے متعلق ایک اور امر بطور نشان کے ہے۔ جیسا کہ فرمایا ربّ المشرقین وربّ المغربین ۔ فبایّ اٰلاء ربکما تکذبان ۔ مرج البحرین یلتقیٰن بینھما برزخٌ لا یبغیٰن ۔ دو مشرقوں کا ربّ اور دو مغربوں کا ربّ۔ پس اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دو سمندر آپس میں مل کر بہیں گے اُن کے درمیان بھی ایک پردہ ہے جس سے آگے نہیں گذر سکتے۔ موجودہ زمانے میں بھی دو مشرق اور دو مغرب ہو گئے ہیں یعنی مشرق قریب اور مشرق بعید اور مغرب قریب اور مغرب بعید۔ مشرق قریب یعنے مغربی ایشیا اور مغرب قریب یعنی یورپ کے سمندروں میں جو پردہ حائل تھا وہ خاکنائے سویز کا تھا جب اس کو کاٹ کر نہر سویز بنائی گئی تو دونوں طرف کے سمندر مل کر بہنے لگے۔ اسی طرح مشرق بعید میں یعنی جاپان اور بحرالکاہل اور مغرب بعید میں یعنی امریکہ اور بحر ظلمات کے سمندروں کے درمیان جو پردہ حائل تھا وہ خاکنائے پانامہ کا تھا جب اسے کاٹ کر نہر پانامہ نکالی گئی دونوں طرف کے سمندر مل کر بہنے لگے۔ اس زمانہ کے لئے یہ پیشگوئی بھی بطور ایک نشان کے ہے۔

(۱۰)۔ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں طاعون کے پھیلنے کی بھی پیشگوئی ہے، ایک تو آیت دابۃ من الارض سے ظاہر ہے اور دوسرے صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے کہ فیرسل اللہ علیھم النغف فی رقابھم فیصبحون فرسیٰ کموت نفس واحد۔ یعنی خدا تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک پھوڑا نکالے گا پس ایک چیر سے پھاڑے ہوئے شخص کی موت کی طرح ہو جائیں گے یعنے اس سے موت بہت جلد واقع ہو جائے گی پھر طاعون جس طرح حضرت اقدس کے زمانہ میں پھیلی اور آپ کے مخالفین پر جو تباہی آئی وہ اظہر الشمس ہے۔

(۱۱)۔ حج سے روکا جانا بھی اس زمانہ کے متعلق ایک پیشگوئی تھی۔ سو اوّل تو حجاز گورنمنٹ نے بوجہ طاعون کے پھیلنے کے ہندوستان کے حاجیوں کو حج سے روکا اور پھر جنگ عظیم کے درمیان میں حج سے روکا گیا۔

(۱۲)۔ ستارہ ذوالسنین کا نکلنا۔ اقتربت الساعۃ میں نعیم بن حماد سے مروی ہے کہ مہدی موعود کے زمانہ میں ستارہ ذوالسنین طلوع نہ ہوگا۔ کتاب آثار محشر نے بھی اس ستارہ کے متعلق پیشگوئی موجود ہے۔ حجج الکرامہ میں نعیم بن کعب سے روایت ہے کہ مہدی کے خروج سے قبل ستارہ ذوالسنین نکلے گا۔ چنانچہ یہ ستارہ ۱۸۸۲ء میں طلوع ہوا۔

(۱۳) حدیث میں رمضان میں کسوف و خسوف کا جمع ہونا مہدی کے زمانہ کا نشان بتلایا گیا ہے چنانچہ حضرت امام باقرؒ سے روایت ہے کہ بے شک ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جو کبھی کسی دوسرے کے لئے نہیں ہوئے جب سے کہ آسمان و زمین پیدا کیا گیا اور وہ یہ ہے کہ رمضان میں چاند گرہن اس کی پہلی رات میں ہوگا اور اسی مہینہ میں سورج گرہن اس کے درمیان ہوگا۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا کہ چاند گرہن اپنی تاریخوں یعنی ۱۳-۱۴-۱۵ میں سے ۱۳ تاریخ کو ہوا اور سورج گرہن ۲۷-۲۸-۲۹ تاریخوں میں سے ۲۸ تاریخ کو ہوا۔

(۱۴)۔ دجّال اور یاجوج ماجوج کا خروج۔ دجّال اور یاجوج کی پیشگوئی مسلمانوں میں نہایت مشہور اور اس قدر تواتر سے مروی ہے کہ اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں تھیں۔ حدیثوں میں جس قدر یاجوج ماجوج کے متعلق پیشگوئیاں ہیں وہ آنحضرتؐ کے رؤیا یا کشوف ہیں اور ظاہر ہے کہ کشوف اور رؤیا ہمیشہ تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کشوف کی بھی تعبیر کرنی پڑے گی۔ حضرت نبی کریمؐ اور آپؐ کے صحابہ بھی دجال کی پیشگوئی کو ظاہرا الفاظ میں پورا ہوتے دیکھنے کے منتظر نہ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب بعض صحابہؓ نے ابن صیاد کو دجّال سمجھ لیا اور آنحضرتؐ کے سامنے حضرت عمرؓ نے قسم کھائی تو حضرت نبی کریمؐ نے منع نہیں کیا۔ حالانکہ ابن صیاد میں دجّال کی علامات میں سے کوئی بھی علامت ظاہرا الفاظ میں پوری نہیں اترتی تھی۔

چنانچہ اس زمانہ میں حضرت اقدسؑ نے یہ ثابت کر دیا کہ دجّال اور یاجوج ماجوج ایک ہی قوم ہیں۔ اور مراد ان سے یورپین اقوام ہیں۔

سو یہ ان بے شمار پیشگوئیوں میں سے چند پیشگوئیاں ہیں جو کہ اس زمانہ یعنی مسیح موعودؑ کے زمانہ سے متعلق تھیں۔ اور اس زمانہ میں حرف بحرف پوری ہوئیں۔ مسیح موعودؑ کی سچائی پر یہ بھی ایک نشان عظیم ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

(حرف محرمانہ ——— بسلسلہ صفحہ)

## حضرت مولوی محمد علی مرحوم و مغفور کا واقعہ

اس پیشگوئی کی صداقت کا ایک ناقابل تردید ثبوت ذیل کا واقعہ ہے۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کو طاعون کے ایام میں بخار آگیا بخار تیز تھا چونکہ طاعون کے ایام تھے اس لئے آپ کو شبہ ہوا کہ طاعون نہ ہو گئی ہو، آپ نے مفتی محمد صادق کو بلا کر دفتر کا کام سمجھا دیا۔ مفتی صاحب نے حضرت اقدس کو فوراً اطلاع دی، حضور فوراً تشریف لائے اور حضرت مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میرا سارا کاروبار ہی عبث ہے یہ آپ نے اسی لئے فرمایا کہ حضور کو مولوی صاحب مرحوم مغفور کے اخلاص اور تقویٰ کے کمال پر پورا یقین تھا۔ چنانچہ یہ فرما کر حضرت مولوی صاحب مرحوم کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ ہاتھ رکھتے ہی فرمایا کہ آپ کو تو بخار بھی نہیں مفتی صاحب کہتے ہیں کہ میں دیکھ کر گیا تھا کہ بخار کافی تیز تھا لیکن حضور کے ہاتھ رکھنے کے بعد فوراً کافور ہو گیا۔

## ساتویں پیشگوئی

جماعت کے بالعموم طاعون سے بچے رہنے کے متعلق تھی جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ چنانچہ یہ بھی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

## آٹھویں پیشگوئی

مخالفت کرنے والوں کا کثرت سے سلسلہ کی طرف رجوع کرنے کے متعلق تھی یہ بھی نمایاں طور پر پوری ہوئی اس کا ذکر بھی اوپر گذر چکا ہے۔

## نویں پیشگوئی

اس بارے میں یہ تھی کہ بالآخر طاعون کا خاتمہ ہو جائے گا الہام کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں: یاتی علیٰ جھنم زمان لیس فیھا احد چنانچہ ایک مدت کے بعد طاعون کا خاتمہ ہو گیا اس جگہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خاتمہ اسی وقت ہوا جب قوم میں سے کافی لوگ حضور پر ایمان لے آئے اور یہی منشاء تھا حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ کا جنہیں برق صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۹۲ پر نقل کیا ہے

"طاعون دنیا میں اس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح موعود سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ دُکھ دیا گیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی جب لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے"

(دافع البلاء صفحہ ۹)

جناب برق صاحب نے ان الفاظ سے یہ مراد لی ہے کہ تمام لوگوں کو قبول کر لینا چاہیئے تھا حالانکہ یہ معنے قرآن کریم کے صریح خلاف ہیں منکرین کا گروہ تو قیامت

تک رہے گا تو حضرت مرزا صاحب کا اپنا الہام بھی ہے جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ چونکہ اس پیشگوئی کے اعلان کے وقت مخالفت کا زور تھا اور لوگ سچا ماننے کے گالیاں دیتے تھے اور مولویوں کے اثر کے ماتحت ماننے کو تیار نہ ہوتے تھے اس لئے خدا نے طاعون کو بھیجکر اور جماعت کی معجزانہ طور پر حفاظت کر کے لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ مولوی صاحبان مخالفت کرنے میں حق بجانب نہیں اس لئے ہزاروں کی تعداد میں لوگ بیعت میں داخل ہو گئے پس الہام الٰہی کا مطلب پورا ہو گیا اسی لئے اس کے پورا ہونے کے بعد عذاب کو اٹھا لیا گیا۔ اور اس کے متعلق پہلے سے ہی الہام موجود تھا۔

## دسویں پیشگوئی

اس بارے یہ تھی کہ طاعون کے عذاب کو کچھ عرصہ کے لئے اٹھا بھی لیا جائے گا۔ سنت اللہ جاری ہے کہ لوگوں کو اصلاح کا موقعہ دینے کے لئے عذاب اٹھا لوگ شرارت کی طرف لوٹتے ہیں تو پھر عذاب بھیجدیا جاتا ہے اللہ تعالےٰ طاعون کو روک کر بھیج دیتا رہا ہے اور یہ سب کچھ پیشگو مطابق ہوتا رہا ہے۔

## خلاصہ

جناب برق صاحب نے پیشگوئی کو پانچ مندرجہ ذیل اجزاء میں تقسیم کیا ہے:۔

(۱) قادیان طاعون کی تباہی سے محفوظ رہا۔ افسوس ہے یہ برق صاحب کی غلط بیانی ہے صرف طاعون جارف سے محفوظ رکھنے کا وعدہ تھا جو پورا ہوا جیسا کہ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے۔

(۲) آپ کے گھر کی چار دیواری میں طاعون داخل نہیں ہوگا۔ پیشگوئی موت سے بچانے کے لئے تھی لیکن واقعہ یہی ہے کہ طاعون آپ کے گھر میں داخل نہیں ہوئی، جس آدمی کا نام آپ نے لیا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ وہ آپ کے گھر میں رہتا تھا وہ تو حضور کے گھر میں کبھی رہا ہی نہیں افسوس آپ نے اس میں بھی غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

(۳) آپ کے پیرو محفوظ رہیں گے افسوس یہ بھی آپ نے غلط کہا ہے مطلق پیروؤں کے محفوظ رہنے کا کوئی وعدہ نہیں تھا بالعموم جماعت کے مقابلۃً محفوظ رہنے کی پیشگوئی کی گئی تھی جیسا کہ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے اور یہ پیشگوئی نمایاں طور پر پوری ہوئی اگر ایک احمدی بھی کہلانے والا نہ مرتا تو پردہ غیب ہی اٹھ جاتا اور یہ سنت اللہ کے خلاف ہے۔

(۴)۔ آپ کو نہ ماننے والے طاعون کا شکار ہو جائیں گے ایسی کوئی پیشگوئی قطعاً نہیں کی گئی کہ نہ ماننے والے سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے نہ ہی آپ ایسے الفاظ دکھا سکے ہیں یہ بھی قرآنی تعلیم کے صریح خلاف ہے جیسا کہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں۔

(۵)۔ طاعون دور نہ ہوگی جب تک لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول نہ کرلیں آپ کا اس سے سب لوگوں کو مراد لینا شرعی اصولوں اور سنت اللہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے اس سے حقیقی مراد میں نے اوپر بتلا دی ہے اللہ تعالےٰ آپ کو صحیح فہم و فراست عطا کرے تا آپ سچائی کو شناخت کر کے اسے قبول کر سکیں۔



## ڈاکٹر ابن اے خان صاحب کی وفات پر تعزیتی پیغامات

(۱)

مکرمی ایڈیٹر صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اخبار پیغام صلح کے ذریعہ یہ اندوہناک خبر سن کر دل بے حد رنجیدہ ہوا کہ مجاہد برما ڈاکٹر ابن اے خان صاحب اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس مرد خدا کی جدائی سے فی الواقعہ جماعت کے اندر ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کا پُر کرنا ناممکن ہے بذریعہ خط ہذا ہم مرحوم کے لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنا قرب عطا کرے اور جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

امید ہے کہ یہ چند سطور اخبار پیغام صلح کے قیمتی صفحات میں شائع فرما کر مرحوم کے لواحقین تک ہماری دلی ہمدردی پہنچانے کا موقع دیں گے۔ والسلام

عبد الباقی۔ ہیڈ کلرک۔ تعلیم بنوں

(باقی ۔۔۔ آئندہ)

# بقیہ خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

اندر چندہ دیا ہے۔ بعض خواتین نے اپنے زیور بیچ کر اس کار خیر میں رقم لگائی ہے۔ سمندر پار سے بھی لوگوں نے چندہ بھجوایا ہے۔ مولینا محمد یعقوب خان صاحب نے لنڈن سے رقم بھجوائی۔ مولینا یحییٰ بٹ صاحب جو برلن مسجد کے امام ہیں انہوں نے اپنی طرف سے اپنی اہلیہ کی طرف سے اپنے بیٹے اور بیٹی کی طرف سے چندہ روانہ کیا ہے۔ بصرہ سے ابراہیم سجوانی صاحب نے پانچ ہزار روپے بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس قوم کے دل میں ایثار و قربانی کا بے پناہ جذبہ پیدا کیا ہے۔ اسی ایثار اور قربانی نے یہ شکل اختیار کی ہے جو زیر تعمیر عمارت کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ احمدیہ ہال اور متعلقہ مارکیٹ کے چندہ میں شمولیت کے علاوہ میاں فاروق احمد صاحب نے بلا معاوضہ اپنا ایک انجنیئر لگا رکھا ہے ایک مستری جو...... انجنیئر بھی یہاں کام کر رہے ہیں ان کی تعلیم و تجربہ اور رہنمائی اور نگرانی سے بڑا فائدہ پہنچ رہا ہے ایک شخص حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے پیدا ہوا۔ اس کے ماں باپ حضرت صاحبؑ کو نہیں مانتے تھے بیوی نے کہا کہ مرزا صاحب سے دعا کرائیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی دعا سے ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ ان کا نام عبدالحئی ہے وہ پاکستان میں چوٹی کے انجنیئر ہیں اور تعمیرات کے کام میں بہت ماہر ہیں وہ یہاں سے گذر رہے تھے میرے کمرے میں آ گئے باتیں ہوئیں انہوں نے اعتراف کیا کہ یہ اعلیٰ درجہ کی عمارت بن رہی ہے۔ اس تجربہ کار انسان کا مشورہ بھی ہمیں حاصل ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے احسان کی بات ہے کہ لائق قابل اور اچھے آدمیوں کی نگرانی اور مشورہ سے یہ کام سرانجام پا رہا ہے۔

## ہال کی تعمیر دوبارہ شروع کر دی گئی

میں نے مئی جون کے گرم مہینے اس عمارت کی چھت پر کھڑے ہو کر کام کرایا تھا بعد ازاں کچھ عرصہ کے لئے میں باہر چلا گیا۔ منگل کے دن واپس آیا ہوں بدھ کے دن ۷ ½ بجے سے ۱۱ بجے تک ہال کی منزل پر کھڑا ہوا کام کراتا رہا۔ میں پسند نہیں کرتا تھا کہ میری غیر حاضری میں ہال کی تعمیر ہو۔ میں نے اس دن اپنے دل کا نقشہ متعلقہ اصحاب کو کھول کر پیش کیا اور ایک دن میں سارا معاملہ طے کر لیا۔ چنانچہ بدھ سے ہال کی تعمیر کا کام شروع ہے یہ آپ کے تعاون اور سرپرستی کا صلہ آپ کو مل رہا ہے۔ کام جاری ہے اور خدا کی برکت نازل ہو رہی ہے

## اخراجات میں کفایت

میرے اوپر بڑی زبردست ذمہ داری ہے میں اس کے احساس کے نیچے دبا ہوا ہوں۔ ایک ایک پائی کا جائزہ لیتا ہوں۔ ملک امیر بخش صاحب جو جماعت کے مخلص فرد ہیں اور ٹھیکیدار ہیں، ان کو ریٹ لکھے منزل جب ختم ہوئی انہوں نے زبانی بھی کہا اور لکھ بھی کہ میں ٹھیکیدار ہوں ایک سال سے میری کوٹھی کی تعمیر جاری ہے ابھی تک مکمل نہیں ہوئی لیکن یہ دو ماہ میں جو منزل تعمیر ہوئی ہے شاندار بھی ہے اور خوبصورت بھی اور مضبوط بھی ہے انہوں نے حساب کتاب دیکھا اور کہا کہ لاجواب کفایت شعاری سے کام لیا گیا ہے۔

میں اپنی قوم کو چند باتیں سناتا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو قسم کے آدمی ہیں ایک تو دنیا کے عقلمند اور دوسرے وہ جو اشارہ پر جان دینے کے لئے تیار تھے ان کا ذکر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء وجہ اللہ

## دو قسم کے لوگ ـــــ ایثار کرنے والے اور اعتراض کرنے والے

ایسے لوگ بھی ہیں جو رضائے الٰہی کو مقدم سمجھتے ہیں اور اس کے حصول کے لئے سب کچھ جان و مال قربان کر دیتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم خود احد کی جنگ میں شریک ہوئے زخمی ہوئے۔ حضورؐ کا چہرہ زخمی ہوا۔ دانت شہید ہوئے اور آپؐ بے ہوش ہو گئے۔ بعض لوگوں نے بڑی خطرناک باتیں کیں۔ ایک مدینہ کا بڑا آدمی تھا عبداللہ بن ابی اس نے حضورؐ کے بارے میں کہا عصانی و تبع الولدان یعنی میرے جیسے عقلمند تجربہ کار شخص کی بات انہوں نے نہ مانی اور نوجوانوں کی بات پر عمل کیا۔ اگر یہ ہماری بات کو مان لیتے تو اچھے رہتے۔ تو دونوں قسم کے لوگ موجود تھے پھر لکھا ہے کہ ضعفاء پر کچھ حرج نہیں۔ لیکن جان بازوں کے متعلق جن میں جہاد کا جذبہ تھا فرمایا ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ۔ اور بعض ناداروں کے اخلاص کا بھی ذکر ہے اور لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلعم کے پاس سواریاں اتنی نہیں تھیں کہ ان کو شریک کیا جاتا۔ چنانچہ وہ واپس کر دیئے گئے ان کے دل جہاد کے لئے تڑپ رہے تھے اور آنکھیں اشکبار تھیں۔ ان لوگوں کے آنسوؤں کو خدا تعالیٰ نے قرآن میں ریکارڈ کیا ہے۔ فرمایا اذا ما اتوک لتحملھم قلت لا اجد ما احملکم علیہ تولوا و اعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون

انس بن نضرؓ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں بدر کی لڑائی میں تو شریک نہ ہو سکا۔ احد کی طرف سے مجھے جنت

کی خوشبو آ رہی ہے وہ تلوار لے کر دشمنوں کی صفوں میں جا گھسے اور شہید ہو گئے۔ ستر اسی زخم ان کے بدن پر تھے۔ کہیں تلوار کی ضربیں تھیں، کہیں نیزے کے کہیں تیر و تفنگ کے زخم تھے۔ اس کے بعد کافروں نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے۔

حضور نبی کریم صلعم کے وقت دنیا کے عقلمند لوگ بھی تھے۔ اور دنیا کے متوالے بھی اور جانباز اور جاں نثار بھی۔ اور اس قسم کے لوگ بھی موجود تھے جو دلوں میں وسوسہ ڈالتے تھے۔ قرآن کریم نے ایسے تمام لوگوں کی سائیکالوجی بیان کی ہے ذلکم الشیطان یخوف اولیاء۔

## امامؑ کے انفاس طیبہ کی برکات

یہ باتیں ہماری قوم کے غور کرنے کے لئے بیان کی گئی ہیں۔ جان و مال کا خدا کی راہ میں خرچ کر دینا آسان نہیں ہے۔ یہ معاملہ بڑا مشکل ہے۔ جب تک امام کے انفاس طیبہ کی برکت شامل حال نہ ہو اس قسم کی قربانی کا جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ آج پچاس سال کا عرصہ ختم ہونے کو ہے۔ اس قوم نے کتنا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔

## ادارہ تعلیم القرآن اور احمدیہ بستی

آجکل ادارہ تعلیم القرآن کے لئے پینتالیس پچاس ہزار روپیہ سے ایک بلڈنگ تعمیر ہو گئی ہے اور طلباء بھی آنے شروع ہو گئے ہیں اگر جگہ نہ ہو تو طالب علم کہاں سے آئیں۔ یہ قوم کے لئے مبارک باد کی چیز ہے کہ ہمارا قدم خدا کے فضل سے آگے ہی آگے ہے اور ہمارے سامنے ایک بستی کا بھی نقشہ ہے جو مسلم ٹاؤن کے قریب بنانے کی تجویز ہے اس بستی میں آپکی اجتماعی زندگی پیدا ہو جائے گی۔ اسکی تکمیل کے لئے پختہ ارادہ کر لینا چاہئے۔ یقیناً یہ نہایت مفید کارنامہ ہوگا۔

## زیر تعمیر مارکیٹ کے فوائد

زیر تعمیر احمدیہ مارکیٹ میں ایک گودام تیار ہو چکا ہے براندرتھ روڈ کا ایک امیر آدمی ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار پر لینا چاہتا ہے لیکن فی الحال یہ معاملہ زیر غور ہے خدا نے چاہا تو اس مارکیٹ کے ذریعہ اور ہال کی برکت سے ہمارے راستے کھل جائیں گے اور امام وقت مسیح موعودؑ کے نظریات کو مشرق اور مغرب تک پھیلایا جائیگا۔

## امام وقتؑ کے نظریات وہی ہیں جو رسول کریم صلعم کے ہیں

امام وقتؑ کے نظریات مفید اور معقول ہیں، ان کے نظریات یہ ہیں کہ قرآن اور حدیث پر عمل کرو جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ترکت فیکم ان تمسکتم بہ لن تضلوا ابدا کتاب اللہ و سنتی۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے چلا ہوں۔ اگر تم ان پر مضبوطی سے پنجہ مارو گے تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ دو چیزیں قرآن کریم اور میری سنت ہے۔ حضرت امام زمان مسیح موعودؑ یہی تعلیم پیش کرتے ہیں ان کی تعلیمات کی اشاعت کرنے میں برکت ہوگی۔ اگر آپ کراچی سے پشاور تک ان عقائد کی تبلیغ کریں تو میں یقین کرتا ہوں کہ مسلمان اس کو قبول کریں گے۔

# چند قابلِ توجہ باتیں

دیوبندی فرقہ کے بزرگ رہنما حضرت شیخ الہند دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کا مرثیہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں :-

زباں پر اہلِ اہوا کی ہے کیوں اُعلُ ھُبَل شاید
اُٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی

اس شعر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کو حضور خاتم النبیین سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ثانی قرار دیا گیا ہے۔

اسی پر بس نہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

پھریں تھے کعبہ میں پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوقِ عرفانی

گویا کعبہ شریعت میں جو بیت اللہ ہے وہاں عرفانِ الٰہی لوگوں کو حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے ذوق و شوقِ عرفانی رکھنے والے لوگ کعبہ میں ضلع سہارنپور کے قصبہ گنگوہ کا رستہ پوچھ رہے تھے۔

اور سنیئے فرماتے ہیں ؎

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار اَرِنی مری دیکھی بھی نادانی

اس شعر میں مولوی گنگوہی صاحب کی قبر کو طور سے تشبیہ دی ہے۔ جس پر خود اللہ تعالیٰ نے تجلی فرمائی تھی۔

نیز فرماتے ہیں ؎

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریمؑ

یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے تو صرف مُردوں کو زندہ کیا تھا۔ لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا۔

"اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم" کے الفاظ خصوصاً قابلِ غور ہیں کہ حضرت ابن مریم: آپ بھی تو مسیح ہیں، ذرا ہمارے مولوی رشید احمد گنگوہی کی مسیحائی کو دیکھیں۔

دنیا جانتی ہے کہ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ لولاک لما خلقت الافلاک کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک پیدا نہ کرتا۔ لیکن مفکرِ ملت حکیم امت علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے
(بال جبریل ص۵۳)

یعنی مومن وہی شخص ہے جو اس مقام پر فائز ہو کہ اسے اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے کہا ہے۔ کہ اگر تو نہ ہوتا تو خلاق کی تخلیق نہ ہوتی؟ حالانکہ صاحب لولاک کا جلیل القدر مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا کسی شخص کو حاصل نہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دم بدم روح القدس اندر معینے می دمد
من نمی گویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

اور حکیم الامت علامہ اقبال التجائے مسافر بہ درگاہِ محبوب الٰہی میں فرماتے ہیں ؎

تری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا

گویا حضرت حکیم الامت علامہ اقبال کے نزدیک حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا مقام حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ کی شان رکھنے والے خدا کے نبی اور رسول سے بھی بڑھ کر ہے۔

کیا وہ لوگ جو حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ پر الزام دیتے ہیں کہ انہوں نے مسیح موعود کا دعویٰ کر کے اور مجازی اور ظلی نبی کے الفاظ استعمال کر کے حضرت مسیح علیہ السلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے اپنے بزرگوں کے ان اشعار پر غور کریں گے؟

---

(بقیہ از کالم ۳)

۴۴ اور خاکسار سے اسلام کے متعلق مختلف سوالات کئے جن کے ہم نے مختصر جوابات دیئے۔ چنانچہ یہ مکالمہ ۲۴ اگست کو ہالینڈ ریڈیو سے نشر کیا گیا۔ ریڈیو کے نمائندے نے ہمارے خیالات سن کر اسلام کے متعلق بڑے اچھے الفاظ میں ذکر فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

## احباب سے دعا کی درخواست

آخر میں احباب کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ ہماری کامیابی کے لئے مہربانی فرما کر دعا فرمائیں کہ تا اللہ تعالیٰ ہمارے ذریعہ بہتوں کو ہدایت دے اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

غلام احمد بشیر
مبلغ ہالینڈ۔ شیخ میاں محمد ٹرسٹ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈی

---

# ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

آف اسلامک سٹڈیز کا تعارف کرایا۔ اور پھر اس کا پروگرام بھی بتلایا کہ ہم اس عرصہ میں اسلام کے علاوہ عربی اور اردو کورس شروع کر رہے ہیں پھر مقرر صاحب کا تعارف کراتے ہوئے ان سے تقریر شروع کرنے کی درخواست کی۔ مسٹر حسنی نے بیس منٹ کے عرصہ کے دوران میں پاکستان کا تعارف کروایا۔ اور بتلایا کہ پاکستان کیوں اور کیسے بنا اور پھر گذشتہ سولہ سال کے عرصہ میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ آپ کی تقریر انگریزی میں تھی۔ اور چونکہ قریباً سارے احباب ہی انگریزی جانتے تھے اس لئے ترجمہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔ تقریر کے بعد سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ جس سے بہت سے افراد نے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بعض امور کی تفصیلات کے لئے سوالات کئے۔ پھر وقفہ کے بعد فلمیں دکھلائی گئیں۔ احباب نے اس جلسہ کو بہت پسند کیا اور آئندہ بھی اسی قسم کے اجتماعات کے لئے دعوت نامے بھجوانے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ ہم نے سنئے لوگوں کو انسٹی ٹیوٹ سے متعارف کرانے کی خاطر کتب و رسالہ جات پیش کئے۔

## ایک زرافہ کا نام

گذشتہ ماہ ایمسٹرڈم میں ایک زرافہ کا نام (محمدؐ) رکھا گیا۔ ہمیں جونہی اس کا علم ہوا ہم نے مینیجر صاحب چڑیا گھر کو خط لکھا اور اس میں عرض کی کہ ہمیں یہ خبر سُن کر بہت افسوس ہوا ہے۔ اس لئے اگر آپ اس نام کو بدل دیں تو بہت اچھا ہو۔ اس چٹھی کی نقل ہم نے نیوز ایجنسی کو بھی بھیجدی۔ اگلے دن زرافہ کا نام بدل کر (فرحت) رکھ دیا گیا۔ لیکن یہ خبر ہالینڈ کے تمام اخبارات میں چھپ گئی۔ اس وقت تک ۵۵ اخباروں میں اس کا ذکر ہوا ہے۔

مصر اور پاکستان ایمبیسی نے بھی فارن آفس کے ذریعہ مینیجر صاحب چڑیا گھر کو نام بدلنے کے لئے لکھا۔ اسی طرح ایمسٹرڈم میں رہنے والے ہمارے مشن کے ایک دوست پروفیسر براؤن نے اس معاملہ میں بہت کوشش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس امر میں ہماری مدد فرمائی۔ ہم سب کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

## نمائندہ ریڈیو سے انٹرویو

اسی ماہ ریڈیو کے نمائندہ سے انٹرویو بھی ہوا۔ انہوں نے مسٹر عبداللہ خان اونک ۴۴

لباس شخصیت کا آئینہ دار ہے
اور
پریمیئر کلاتھ ملز لمیٹڈ لائلپور
سفید لٹھا
EX — 4
سفید لٹھا
7000
زرین
J — 151
کورا لٹھا
EX — 4
کریپ
P — 9
دوسوتی چادریں
999
پاپلین
4040
پیش کرتی ہے
ملیشیا
M — 48
جو کہ اپنی مضبوطی اور نفاست کے لحاظ سے بے مثال ہے
پریمیئر کلاتھ ملز لمیٹڈ لائل پور
فون نمبر ۲۱۰۲
بحر حکمت کے موتی۔ از صفحہ اول
والدیہ عند الکبر احدھما او کلاھما
ثم لم یدخل الجنۃ (مسلم و ترمذی)
تین دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تف ہے
اس شخص پر تف ہے اس شخص پر تف ہے اس شخص پر۔ صحابہؓ
نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کس پر تف ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس
شخص پر جس نے ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو
پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے اپنے لئے جنت کا دروازہ نہ کھلوایا
ہندوستان میں خریداران پیغام صلح، لائٹ اور ریویو
اسلام کا چندہ حسب ذیل پتہ پر بھیجدیا کریں۔
...عیہ۔ زوجہ شیخ محمد انعام الحق صاحب
محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔
حیدر آباد دکن
انڈیا
2 PAISA
POSTAGE
تعلیمی پریس میکلوڈ روڈ لاہور میں باہتمام ... طبع ہوا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سود

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

| جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۲ اکتوبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۴۰ |
|---|---|---|


## راستی، غربت اور نیکی اختیار کرو

### حضرت امام الزمانؑ کے ارشادات

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائیگا کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہ رہ سکے گا۔

ابھی میں نے چند ایسے آدمیوں کی شکایت سنی تھی کہ وہ پنج وقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔ اور بعض ایسے تھے کہ ان کی مجلسوں میں ٹھٹھے اور ہنسی اور حقہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا۔ اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ پرہیزگاری کے پاک اصول پر قائم نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے بلا توقف ان سب کو یہاں سے نکال دیا ہے تاکہ دوسروں کے ٹھوکر کھانے کا موجب نہ ہوں۔ اگر شرعی طور پر ان پر کچھ ثابت نہ ہو لیکن اس کارروائی کے لئے اسی قدر کافی تھا کہ تقویٰ طور پر ان کی نسبت شکایت ہوئی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ راستبازی میں ایک روشن نمونہ دکھاتے تو ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص ان کے حق میں بول سکتا۔ میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ درحقیقت ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے راستبازی کی تلاش میں ہماری ہمسائیگی اختیار کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے تیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے اس کے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانونِ قدرت سے چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں ان کے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی میں بہت اچھا نمونہ دنیا پر ظاہر کریں گے۔"

(اخبار الحکم جلد ۲ نمبر ۱۴ و ۱۵)

## بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاخیر فی جلوسٍ فی الطرقات الا لمن ھدی السبیل وردّ التحیۃ وغض البصر واعان علی الحمولۃ۔

(مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنا بھلائی کی بات نہیں ہاں ایسے شخصوں کا راستے پر بیٹھنے کا مضائقہ نہیں جو بھولوں کو راستہ بتائیں اور سلام کا جواب دیں اور اجنبی عورتوں کو دیکھنے سے آنکھیں بند کریں۔ اور بوجھ اٹھانے والے کا بوجھ اٹھوا کر اس کی امداد کرے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینما رجلٌ یمشی بطریق وجد غصن شوک علی الطریق فاخرہ فشکر اللہ تعالیٰ لہ فغفر لہ

(صحیحین)

ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک موقعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص رستے میں چلا جا رہا تھا۔ اتفاقاً اس نے رستہ میں کانٹوں کی ایک ٹہنی پا کر اسے پرے ہٹا دیا تو خدا نے اس کی سعی کو شکور فرمایا اور اسے بخش دیا۔

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## نائیجیریا

ترجمہ خط :- الوقا و دلی مسلم کمیونٹی سکول الورن - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط آپ کو لکھ کر بہت خوش ہوا ہوں -

میں آپ کی معاونت کا خواہشمند ہوں - میں اور میرے ہم مذہب ساتھی تکلیف میں ہیں -

میرے کالج میں اور قرب و نواح میں بہت سے لوگ آباد ہیں - جو غیر مسلم ہیں - میں نے ان میں بہت سی تقریریں کیں - لیکن اتنی بڑی آبادی میں سے چند ایک مسلمان ہوئے ہیں - میرے دوست بھی ان میں تقریریں کرتے ہیں - لیکن وہ اس بات پر مصر ہیں کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ ہمیں قرآن سے دکھائیں - مجھے دکھ پہنچتا ہے جب میں نہیں دکھا سکتا - اس طرح میری تمام محنت اور کوشش رائیگاں جاتی ہے -

میں خوش قسمت ہوں کہ میرے ایک دوست نے مجھے آپ کا پتہ دیا ہے - اور اس نے مجھے کہا کہ جو کتب درکار ہوں - اُن کے لئے مطالبہ کریں اس لئے آپ اس سلسلہ میں میری معاونت کریں - یہاں غیر مسلم انگریزی بخوبی پڑھ سکتے ہیں - اور ترجمہ بھی بخوبی کر سکتے ہیں -

اس لئے جناب عالی اگر آپ قرآن شریف انگریزی ارسال فرماویں تو میں بہت خوش ہوں گا -

میں اس سکول میں عربی استاد ہوں ہم صرف دو مسلمان ہیں اور باقی عیسائی ہیں -

جواب کا منتظر

(انکو ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط - ڈیرالدین لاڈ سے سکن - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط آپ کو اپنے ایک مخلص دوست کی وساطت سے لکھ رہا ہوں - جنہوں نے آپ کا مجھے غائبانہ تعارف کروایا -

جناب عالی میں خدا کے لئے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے قرآن شریف اور کچھ لٹریچر ارسال کریں -

میں انصار الدین سکول میں استاد ہوں اور میرے پاس قرآن شریف پڑھانے کے لئے نہیں ہے - مجھے قرآن شریف اپنے لئے اور بچوں کے لئے چاہیئے - اللہ تعالےٰ آپ کو اور کام کرنے والے ساتھیوں کی مدد کرے - میں غریب ہوں - (اور قرآن میں مرقوم ہے کہ "غریبوں کی مدد کرو") اس لئے میری امداد فرماکر عنداللہ ماجور ہوں -

امید ہے کہ آپ مجھے جواب سے محروم نہ فرمائیں گے - آپ کو اور دیگر اراکین کو السلام علیکم - میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے کام میں برکت دے - والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور جواب بھی دیا گیا)

(۳)

ترجمہ خط - آر - اے اقولابان اکیو - اے آدسے نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر اور قرآن مجید کا شکریہ - میں ان کو وصول پاکر بہت خوش ہوا ہوں - خدا آپ کو پُرامن زندگی عطا کرے -

آپ کا اسلامی بھائی

(انکو لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

(۴)

ترجمہ خط از محمد تیامیو یوسف بکس ۱۶۵ ادفا - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جو پمفلٹس آپ نے ارسال کئے تھے وہ مجھے مل گئے ہیں - جن کا میں بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں - جو کتابیں آپ نے ارسال کی ہیں ان سے میں نے اسلام کے متعلق بہت کچھ سیکھا ہے میری عیسائیوں سے گفتگو ہوتی جن کو میں نے مذہبی رنگ میں شکست دی - میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے اپنی فہرست کتب ارسال کریں -

میں ایک گاؤں میں مقیم ہوں - لیکن میرے والدین بہت غریب ہیں - وہ مجھے ہائی سکول میں تعلیم دلوانے کی استطاعت نہیں رکھتے - اس لئے میں نے ادفا میں ایک چھوٹی سی نوکری کر لی ہے - جس کی تنخواہ مجھے ایک پونڈ ۱۰ شلنگ ماہوار ملتی ہے - یہی وجہ ہے کہ میں بہت غریب ہوں - ہمارے گاؤں میں کوئی مسلمان استاد نہیں - اس لئے میں اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں -

(انکو لٹریچر بھیجا گیا)

(۵)

ترجمہ خط - سلاحو عبدالملک معرفت ملام سولے گارا نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں نے آپ کا ایک انگریزی پمفلٹ "احمدیت اور اس کی ضرورت" کے موضوع پر پڑھا - مضامین بڑے پُرلطف تھے - اور مجھے احمدیت کے سمجھنے میں بڑی مدد ملی ہے -

میں آپ کا بڑا ممنون ہوں گا اگر مجھے آپ مزید لٹریچر ارسال کریں - ان سے مجھے مزید احمدیت کے متعلق سمجھنے میں مدد ملے گی - اور اسلام کی بھی واقفیت ہوگی - والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا)

(۶)

ترجمہ خط اولو موویو آلا - نائیجیریا

سلام و نیاز

میں یہ خط لکھ کر بہت خوش ہوا ہوں - اور میں نے آپ کا لٹریچر بڑی خوشی سے وصول کیا میں نے تقریباً تمام کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور میں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ صرف خدا کی ذات ہی حاضر و ناظر ہے -

میں نے کچھ ٹریکٹ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں بانٹ دیئے ہیں - مجھے اور زیادہ خوشی ہوگی اگر مجھے ایک نسخہ قرآن شریف انگریزی ارسال فرمائیں تاکہ اس کے مطالعہ سے مجھے خدا تعالےٰ کی وحدانیت پر زیادہ معلومات حاصل ہوں - میں نے اپنے چند دوستوں کو آپ کا پتہ دیا ہے -

امید ہے وہ بھی آپ کو خط تحریر کریں گے

والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا)

## ضروری تصحیح

گذشتہ اشاعت میں شیخ اللہ بخش صاحب پشاور کے نام سے ایک خط شائع ہوا ہے، جس میں بعض کتابوں کی وصولی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ساتھ یہ بھی ذکر ہے کہ "میں لیڈز یونیورسٹی کی اسلامک سوسائٹی کا آنریری سیکرٹری ہوں" وغیرہ وغیرہ، یہ خط دراصل کسی صاحب اسلام الحق میاں پڑیدری کا ہے جو انہوں نے لیڈز یونیورسٹی سے شیخ اللہ بخش صاحب کو لکھا - اور شیخ صاحب نے انچارج فارن مشن کو برائے اطلاع بھیجدیا - مترجم نے غلطی سے شیخ اللہ بخش صاحب کے نام سے منسوب کر دیا - قارئین کرام تصحیح فرمائیں ‎•

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۳ء

# گُناہ اور فطرتِ انسانی

مسیحی عقیدۂ کفارہ کی بنیاد اس مفروضہ پر رکھی گئی ہے، کہ انسان فطرتاً گناہگار پیدا ہوا ہے اور اسی وجہ سے سب سے پہلے آدم سے گناہ سرزد ہوا اور اس سے نسلاً بعد نسلٍ بنی آدم کے ورثہ میں چلا آیا۔ اور کوئی ایک انسان بھی اس سے بچ نہ سکا یہاں تک کہ تمام انبیاء بھی مخلوق خدا کی اصلاح کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے پیغام ہدایت لیکر آئے (معاذ اللہ) گناہوں سے بچے ہوئے نہ تھے۔ اور چونکہ نسل آدم میں کوئی معصوم پیدا نہ ہوسکتا تھا اس لئے خدا نے اپنے بیٹے یسوع کو بھیجا جو صلیب پر جان دے کر اور تین دن دوزخ میں رہ کر بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ ہوگیا۔

اس سارے نظریہ کے کئی ایک پہلو ایسے ہیں جن پر اگر تبصرہ کیا جائے تو بہت بڑی کتاب بن سکتی ہے اور ہم اس سے پیشتر کفارہ کی حقیقت کو اس کے اثرات و نتائج پیش کر کے باطل ثابت کر چکے ہیں۔ یہاں ہمیں صرف اس مفروضہ پر غور کرنا ہے جو انسان کے فطرتاً گنہگار ہونے اور گناہوں کے بنی آدم میں متوارث ہونے سے تعلق رکھتا ہے۔

اس مفروضہ کے دو پہلو ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہے:۔

(۱)۔ کیا یہ صحیح ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار پیدا ہوا ہے اور وہ کبھی اس سے بچ نہیں سکتا؟

(۲)۔ کیا گناہ نسلِ آدم میں بطور ورثہ چلا آیا ہے اور کوئی انسان کبھی اس سے بچ نہیں سکا؟

شق اول کا جہاں تک تعلق ہے، یہ امر قابلِ غور ہے کہ جو بات انسانی فطرت میں ودیعت کی گئی ہو، اس کو کوئی شخص بُرا نہیں کہہ سکتا اور نہ اس سے نفرت کی جاتی یا اس پر سزا دی جاتی ہے۔ لیکن گناہ ایسی چیز ہے جس کو سب بُرا کہتے ہیں، چوری۔ زنا، ڈاکہ اور تمام قسم کے گناہ خواہ کتنے بھی کثرت سے ہوں اور تمام دُنیا اُن سے ملوث ہو، ان کو ہمیشہ بُرا سمجھا جاتا اور اُن پر سزائیں دی جاتیں اور انسانی فطرت اُن سے نفرت کرتی اور اُن سے بچنے کی خواہش رکھتی ہے، کسی بدکردار آدمی کو کبھی اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا اور راستباز اور نیکوکار کو ہمیشہ پسند کیا جاتا اور عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، یہ ہے انسانی فطرت، اگر فطرتاً انسان گنہگار پیدا ہوتا تو کوئی نیکوکار پیدا ہوسکتا تھا اور نہ کسی گنہگار کو بُرا سمجھا جاتا یا اسے مستوجب سزا ٹھہرایا جاتا، جو بات فطرت میں مرکوز ہو، وہ نیکی ہی نیکی ہے اسے بدی کیسے کہا جاسکتا ہے اور اس سے نفرت کس طرح ہوسکتی ہے؟ کیا کوئی بھی انسان یہ برداشت کرسکتا ہے کہ اسے ناپاک فطرت اور بدکردار قرار دیا جائے؟ کیا کوئی مسیحی بدکردار اور بدمعاش کہلانا پسند کرے گا؟ ہرگز نہیں، یہ فطرت کی آواز ہی جو آرہی ہے کہ وہ ناپاک اور گناہ سے آلودہ نہیں ہے۔ اسی بات کو قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا اللہ تعالےٰ نے سب انسانوں کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے اور خدا کی فطرت تو نیکی ہی نیکی ہے، وہاں بدی کہاں؟ اور حدیث میں بھی یہ صراحت کی گئی ہے:۔ کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ و ینصرانہ و یمجسانہ۔ یعنے ہر بچہ فطرت صحیحہ (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے آگے اُس کے ماں باپ اسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں، پس معلوم ہوا کہ انسان پیدائشاً اور فطرتاً گنہگار نہیں، اس کی فطرت نیک ہے لیکن دنیا کے حالات یا ناپاک ماحول سے متاثر ہوکر وہ بدی کی طرف راغب ہوجاتا ہے جس کو اس کی فطرت اور ضمیر کبھی اچھا نہیں سمجھتا، اس کا بدی کو اچھا نہ سمجھنا ہی فطرت کی نیکی پر دال ہے۔

دوسری شق کہ کیا گناہ نسل آدم میں بطور ورثہ چلا آیا ہے اور کوئی انسان کبھی اس سے بچ نہیں سکا؟ سکو اگر ہم بائیبل کی روشنی میں مطالعہ کریں تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک ایسا مفروضہ ہے جس کو بائیبل اور اناجیل کے بیانات کھلے طور پر باطل ثابت کرتے ہیں، ملاحظہ ہو ذیل کی عبارات:۔

(۱)۔ "خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا" (پیدائش باب ۱ آیت ۲۶ - ۲۷)

یہ وہی بات ہے جس کو قرآن کریم نے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا میں واضح کیا ہے اور اس سے ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام فطرتاً گنہگار نہ تھے۔

(۲)۔ "آدم خدا کا بیٹا تھا" (لوقا باب ۳۔ آیت ۳۸)

فرمائیے اس سے آدم کی معصومیت ثابت نہیں ہوتی؟ اگر یسوع مسیح خدا کا بیٹا کہلانے کی وجہ سے معصوم ہے تو آدم خدا کا بیٹا ہوکر معصوم کیوں نہیں؟

(۳)۔ آدم کے دو بیٹوں ہابیل اور قائیل میں سے ایک (یعنے ہابیل) کو اس کی نیکوکاری اور راستبازی کے سبب پہلا شہید قرار دیا گیا۔ (ملاحظہ ہو پیدائش باب ۴۔ آیات ۳ تا ۵۔ متی باب ۲۳ آیت ۳۵۔ لوقا باب ۱۱ آیت ۵۱۔ یوحنا باب ۳ آیت ۱۲۔ عبرانیوں باب ۱۱ آیت ۴)

اگر گناہ اولاد آدم میں متوارث چلا آیا ہے تو ہابیل اس سے کیسے بچ گیا اور نیکوکار اور راستباز کس طرح بن گیا؟

(۴)۔ زکریا اور اس کی بیوی الیشبع کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"وہ دونوں خدا کے حضور نیکوکار، راستباز اور خداوند کے سب احکام و قوانین پر چلنے والے تھے۔"

(لوقا باب ۱ آیات ۵ - ۶)

(۵)۔ زکریا کے بیٹے یوحنا کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"وہ خداوند کے حضور میں بزرگ ہوگا اور اپنی ماں کے بطن ہی سے روح القدس سے بھر جائے گا اور وہ لوگوں کو خدا کی طرف پھیرے گا۔"

(لوقا باب ۱ آیات ۱۳ تا ۱۵)

(۶)۔ ایسا ہی مریم کے خاوند یوسف اور ایک اور یوسف آرمتیاہ کو نیک اور راستباز کہا گیا ہے۔ (متی باب ۱۔ آیت ۱۹) (لوقا باب ۲۳ آیت ۵۰)

(۷)۔ "دیکھو یروشلم میں ایک آدمی شمعون نامی تھا اور وہ آدمی راستباز اور خدا ترس اور اسرائیل کی تسلی کا منتظر تھا اور روح القدس اس پر تھا۔"

(لوقا باب ۲ آیت ۲۵)

(۸)۔ "ملک صدق کو خدا تعالےٰ کا کاہن" "راستبازی کا بادشاہ" اور خدا کے بیٹے کے مشابہ" قرار دیا گیا ہے ملاحظہ ہو عبرانیوں باب ۷ آیات ۱ - ۳)

اس قسم کے بیشمار حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں۔ جن میں کئی لوگوں کو جو اولاد آدم میں سے تھے راستباز نیکوکار، خدا کے مقرب اور پسندیدہ، روح القدس سے بھرے ہوئے اور خدا کے بیٹے کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ اگر گناہ نسل آدم میں بطور ورثہ چلا آیا ہے اور اس ورثہ سے کوئی بنی آدم بچ نہیں سکتا تو یہ لوگ کس طرح راستباز اور نیکوکار بن گئے؟ یہ وہ سوال ہے جس پر مسیحی حضرات کو غور کرکے گناہ کے توریث آدم ہونے کے مسئلہ پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔

# آپ کے خطوط

## بزرگانِ سلسلہ سے درخواست

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یوں تو جماعت کے چند بزرگ متواتر پانچ سال سے جماعت اور مبلغوں اور اسلام کی ترقی کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ لیکن اب خاکسار نے تحریک کی تھی کہ تمام جماعت کو تہجد شروع کر کے جماعت کے مبلغوں اور اسلام کی ترقی کے لئے دعا کرنی چاہیئے تو الحمد للہ بیس بائیس احباب نے شروع کی ہوئی ہے۔ دو ہفتے گذر گئے ہیں ہر ایک کی زبان سے تہجد کے وقت درود شریف آگے پیچھے پڑھ کر بدوملہی اور اس کے مضافات سے ایک ہی دعا نکل رہی ہے کہ اے خداوند کریم اسلام کا سورج مغرب کی طرف سے چڑھا دے۔ ہمارے مبلغوں کی مدد فرما۔ ہماری جماعت کو پاک کر دے اب میری جماعت سے اپیل ہے کہ وہ اس دعا میں شامل ہو جائیں تاکہ ایک ہی وقت ایک ہی دعا تمام جماعت کی زبان سے نکل کر خداوند کریم کی درگاہ میں قبولیت کا موجب ہو۔

علاوہ ازیں بزرگان جماعت کی اولاد اور جماعت کے اہل علم سے میری گذارش ہے کہ امریکہ مشن خالی پڑا ہوا ہے مہربانی کر کے اُسے کھولنے کی کوشش کریں۔ خاصکر ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، میاں غلام حیدر صاحب میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب سے (جو اب ریٹائر ہوتے ہیں) خدا کے لئے میری درخواست ہے کہ آگے آئیں اور امریکہ اور فرانس میں مشن کھول دیں۔ یاد رکھیں ان کے نام ہی زندہ رہیں گے جو اسلام کی تبلیغ کریں گے۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ آفتاب اسلام کا مغرب کی طرف سے چڑھنا بہت قریب ہے۔ لیکن یہ میں نہیں کہتا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کلکتہ کے ظفر نواب کو دو مرتبہ مل کر فرمایا۔ کہ ہمیں امریکہ اور فرانس میں مبلغ کی ضرورت ہے۔ اور صاحب ثروت احباب سے بھی درخواست ہے کہ جن دو اصحاب نے مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع سے پچھلے سال بلا دغیر میں بھی مشن کھولنے کا وعدہ کیا تھا وہ پورا کریں کیونکہ وعدے کی پوچھ گچھ ہوگی۔ ایک تو شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری اور دوسرے صاحب کا نام مرزا صاحب کی تقریر جلسہ سالانہ میں دیکھ لیں۔

ان حضرات کے نام جو اسلام اور جماعت کے لئے دعا مانگ رہے ہیں درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ جماعت بھی اُن کے لئے دعا کرے۔ کوٹ دیراں چوہدری سعید اکبر صاحب (۲) چوہدری محمد طیب صاحب (۳) چوہدری محمد سلطان صاحب (۴) غلام رسول صاحب چوہدری (۵) میاں اللہ رکھا صاحب (۶) چوہدری محمود احمد صاحب (۷) چوہدری ثناء اللہ صاحب (۸) ماسٹر محمد علی صاحب (۹) بہشتی اللہ دتہ صاحب بٹ (۱۰) ماسٹر عبد الغنی صاحب (۱۱) چوہدری حیات محمد صاحب (۱۲) چوہدری کھیڑا صاحب (۱۳) مولوی محمد رزاق صاحب (۱۴) بہشتی اللہ دتہ بٹ (۱۵) ماسٹر اللہ دتہ صاحب (۱۶) چوہدری محمد شفیع صاحب (۱۷) میاں قاسم صاحب (۱۸) ملک محمد صدیق صاحب (۱۹) محمد اسلم علوی صاحب۔ (۲۰) چوہدری سرور خان صاحب (۲) خاکسار (شیخ اللہ بخش)۔

میری مجاہدوں اور مبلغوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ اپنی ماہوار رپورٹ اخبار پیغام صلح کو بھیج دیا کریں اور خان صاحب حضرت یعقوب خان صاحب سے میری درخواست ہے کہ اپنے تین سال کا تجربہ اور کوائف تبلیغ انگلستان اخبار پیغام صلح میں شائع فرمائیں تاکہ اور مبلغوں کے لئے بھی نشان راہ ہو۔ اور جماعت کے لئے موجب زیادتی ایمان ہو۔ اور مولنا عبد الحق صاحب سے بھی گذارش ہے کہ اپنی کتاب میثاق النبیین کی طباعت کی بابت تمام جماعت کو اطلاع دیں اور مبلغین کے لئے اپنے تجربات بیان فرمائیں۔ والسلام

خاکسار۔ شیخ اللہ بخش
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بدوملہی
تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ

## حج کے موقعہ پر تبلیغ

مکرم مولوی دوست محمد صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اخبار الفضل میں حاجی مبارک علی صاحب کے جو جماعت ربوہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ حج بیت اللہ کے متعلق دو مضمون راقم نے پڑھے ہیں یہ بزرگ اور ان کے ساتھ جن کی تعداد ۱۴ لکھی ہے ہماری اُن سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی۔ محترم قاضی عبد الرشید صاحب وکیل۔ راقم اور عزیزہ محمد حسن تبلیغ کے سلسلہ میں ایک مشہور عالم دین کو مکہ معظمہ میں ملے تھے محترم قاضی صاحب نے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین عربی کتابیں دیں اور راقم کی طرف سے تحفہ بغداد بڑی خوشی سے انہوں نے لیا تھا۔ تبادلہ خیالات بھی ہوا مگر مختصر۔ کیونکہ حج کے ایام میں بحث مباحثہ

نہیں ہوتا۔ فقط۔ اللہ۔ رسول۔ قرآن۔ اسلام کی عظمت کا خیال ہر دم رہتا ہے۔ اس کے علاوہ اُس ملک کے لوگ اپنی پولیٹیکل حالت کے لئے زیادہ غور و فکر رکھتے ہیں۔ باہمی مسلمانوں کے ملاپ کو پسند کرتے ہیں۔ موسم کے لحاظ سے ... معزز میزبان نے ہماری تواضع بھی کی جس کے لئے اُن کا شکریہ ادا کیا گیا۔ والسلام

ڈاکٹر حسن علی گورنمنٹ پنشنر گوجرانوالہ

## اختلافاتِ سلسلہ اور جماعتِ ربوہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نصف صدی کے قریب عرصہ گذر چکا ہے کہ جماعت احمدیہ کے مابین مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام زیر بحث چلا آتا ہے۔ اس پر فریقین نے سیر حاصل بحث کی اور اپنے اپنے دلائل سے کام لیا۔ لیکن باوجود اس کے جماعت ربوہ کے احباب اب بھی اس مسئلہ پر کبھی کبھی چھیڑ خانی کر ہی دیتے ہیں جس پر جماعت احمدیہ لاہور کو بھی مجبور ہو کر جواب دینا ہی پڑتا ہے۔ ورنہ یہ مسئلہ تو اس وقت ہی ختم ہو چکا تھا کہ جب مکرم میاں محمود احمد صاحب نے تحقیقاتی عدالت میں جسٹس منیر احمد صاحب کے ایک سوال کے جواب میں یہ فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے۔ پس جس شخص کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے اس کا محض انکار ایک کلمہ گو کو دائرہ اسلام سے کیسے خارج کر سکتا ہے؟ کیا اس کی کوئی مثال جماعت ربوہ کے احباب دے سکتے ہیں۔ اب رہ گیا مسئلہ مصلح موعود سو یہ بھی کب کا ختم ہو چکا ہے۔ اس پر بھی جماعت ربوہ اور جماعت احمدیہ لاہور کے مابین کافی سے زیادہ بحث ہو چکی ہے۔ آخر جب میاں صاحب مکرم نے تاویلات رکیکہ کو چھوڑ کر حلف اٹھا کر یہ فرمایا کہ مجھ کو خدا تعالےٰ نے بتا دیا ہے کہ تو ہی مصلح موعود ہے اگر میں نے یہ جھوٹ کہا ہے تو خدا تعالےٰ مجھ پر عذاب نازل فرمائے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سب کے سامنے ہے اس کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں ہے عیاں را چہ بیان۔ پس یہ مسئلہ بھی حل ہو چکا ہے۔ اب محض یہ ایک پراپیگنڈا ہے جو کارپردازان ربوہ نے جاری رکھا ہوا ہے تاکہ جماعت ربوہ کے عوام بد دل نہ ہونے پائیں۔ کیونکہ خود تو جناب میاں صاحب مکرم بوجہ علالت ان عوام کو کوئی تسلی دینے کے قابل نہیں ہیں۔ افسوس ہے کہ ان مسائل نے جن کی بنیاد نہایت کمزور اور بوسیدہ دلائل پر رکھی گئی جماعت احمدیہ کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس ظلم عظیم کے ذمہ دار جناب میاں صاحب مکرم اور ان کے ہمنوا ہوں گے جو ان کے اس ظلم میں ہاتھ بٹاتے رہے ہیں۔ اگر وہ بر وقت میاں صاحب موصوف کو بیجا شہ دینے کے لوگ دیتے تو ممکن تھا کہ میاں صاحب

(باقی بر صـ۱۴ کالم ۳)

# نظامِ کائنات اور انسانی تخلیق میں ہستی باری تعالےٰ کا ثبوت

## انسانی اعمال محفوظ رہتے ہیں اور ان پر جزا و سزا مترتب ہو گی

### احمدیہ ہال کیلئے چندہ دینے والوں کے نام ہال کی دیوار پر کندہ کرانے کی تجویز

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وجعلنا الیل والنھار ایتین فمحونا ایۃ الیل وجعلنا ایۃ النھار مبصرۃ لتبتغوا فضلا من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب وکل شئ فصلنہ تفصیلا۔ وکل انسان الزمنہ طائرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیامۃ کتابا یلقہ منشورا ۔۔۔ (بنی اسرائیل)

### نظامِ قدرت کے مطالعہ کی طرف توجہ

ان آیات میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے نظامِ قدرت کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کیونکہ اس کے اندر خدا تعالےٰ کی ہستی نظر آتی ہے۔ اور پھر انسان کی حاجات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ انسان اپنی حاجات کا مطالعہ کرے اور خود اپنی ذات کو دیکھے تو اس میں بھی خدا نظر آئے گا۔ فرمایا ہے سنریھم ایتنا فی الافاق وفی انفسھم اس کائنات کے اندر اور انسان کی اپنی تخلیق کے اندر خدا تعالےٰ کا وجود نظر آتا ہے۔ کائنات اور انسان دونوں کا قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے انسان اپنی ضروریات اور احتیاجات پر دھیان دے کہ خدا تعالےٰ نے انسان کے لئے کیا کیا سامان فراہم کر رکھے ہیں!۔

### دن اور رات کے فوائد

فرمایا:- وجعلنا الیل والنھار ایتین۔ دن رات کا ایک دوسرے کے بعد آنا ہمارے ساتھ ساتھ ہے۔ ہم ان سے اور وہ ہم سے جدا نہیں ہو سکتے۔ دن کی محنت و مشقت کے بعد ہم تھک کر چور ہو جاتے ہیں شام کو وہ قوت باقی نہیں رہتی جو دن کے پہلے حصہ میں موجود ہوتی ہے ہمارا دماغ زیادہ کام کرتے کرتے جواب دے دیتا ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر خدا تعالےٰ آسمان سے تاریکی کے پردے لٹکا دیتا ہے۔ اس سے ہمیں سکون و اطمینان میسر آتا ہے۔ ہمارے اعصاب، ہمارے دل و دماغ اور ہمارے جسم کو آرام میسر آتے۔ اور وہ تمام قسم کی تحریکیں ختم ہو جائیں جو ہمارے نروس سسٹم، ہمارے دماغ اور جسم کو کام میں لگائے رکھتی ہیں۔ پھر رات بھر میں دوبارہ بیٹریاں چارج ہو جاتی ہیں۔ جو دن بھر کام کرتے کرتے خرچ ہو گئی تھیں۔ اور صبح کے وقت خود بخود انسان اٹھ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اپنی معیشت کے حصول کے لئے مصروف کار ہو جاتا ہے۔ کائنات کی ایک ایک چیز انسان کے لئے مناسب حال ہے۔

### ہوا اور پانی کے فوائد

صرف دن اور رات کا ہی قصہ نہیں۔ انسان کو دن کی روشنی اور رات کی تاریکی کی بھی حاجت ہے اور اس کے ساتھ ہوا کی بھی حاجت ہے۔ جب تک ہوا انسان کے پھیپھڑے میں نہ جائے وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ نہ صرف انسان کے اندر تازہ اور صاف ہوا جاتی ہے بلکہ وہ اندر سے نقصان دہ چیزیں بھی نکالنے کا باعث ہے۔ ہوا کے اندر آکسیجن اور نائٹروجن گیسیں ہیں۔ آکسیجن بڑی تیز گیس ہے اس کے اندر نائٹروجن کو ملا دیا گیا ہے تاکہ اس کی تیزی اعتدال پر آ جائے سو سوائے خدا کے کون ہے جو ایسا کر سکے؟! پھر انسان پانی کے بغیر بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ وجعلنا من الماء کل شئ حی۔ ہر بوٹی، ہر چیونٹی، ہر کیڑے مکوڑے اور پرند و چرند، انسان اور حیوان پانی سے پیدا ہوتے ہیں اور صرف پانی پی کر ہی زندہ رہ سکتے ہیں۔ جس طرح درخت زمین سے اُگتا ہے و انبتکم من الارض نباتا ہم نے تمہیں زمین سے اُگایا ہے۔ درخت اور انسان میں فرق یہی ہے کہ درخت کے پاؤں زمین میں جکڑے ہوئے ہیں۔ وہ ادھر اُدھر حرکت نہیں کر سکتے۔ اور انسان کو آزاد چھوڑا گیا ہے۔ یہ ادھر اُدھر چل پھر سکتا ہے جس طرح درخت پانی کے بغیر مرجھا کر سوکھ جاتا ہے اسی طرح انسان بھی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

### انسانی ضرورت کی ہر چیز پہلے سے پیدا کی گئی ہے

پانی انسان کے مناسب حال ہے۔ ہوا انسان کے مناسب حال ہے۔ روشنی انسان کے مناسب حال ہے۔ تاریکی انسان کے مناسب حال ہے۔ کونسی چیز ہے جو انسان چاہے اور خدا تعالےٰ نے اسکو پیدا نہیں کیا ہو۔ واتیکم من کل ما سالتموہ۔ ہم نے تمہاری حسب طلب ہر چیز پیدا کی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ یہی کہ تمہاری طبیعت جن چیزوں کی حاجت مند تھی ہم نے ان کو تمہاری پیدائش سے پہلے پیدا کر دیا۔ انسان کو سورج، چاند، ہوا اور پانی کی ہی ضرورت نہیں بلکہ اسکو گھر بسانے کے لئے، شہر آباد کرنے کے لئے اور ریلیں چلانے کے لئے لوہے کی ضرورت ہے۔ انسان عرصہ سے لوہے کو استعمال کر رہا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے خزانے کم ہونے میں نہیں آتے وانزلنا لکم الحدید یہ لوہا جناب الٰہی کی طرف سے انعام ہے۔ کوئلہ پتھر اور بجری کے خزانے بھی کم ہونے میں نہیں آتے۔ تمام دنیا میں سڑکیں بن رہی ہیں مکان، کارخانے اور فیکٹریاں بن رہی ہیں۔ اینٹ، بجری جو پتھر کی قسم ہیں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ ان کے ڈپو ختم نہیں ہوتے۔ پھر پھلوں میں لیموں اور تربوز جگر کے لئے اور انگور دل کی طاقت کے لئے پیدا کر دیا ہے۔ جو دو دوش کی کیا کیا چیزیں پیدا کر دی گئیں۔ یہ سب چیزیں انسان کی فطرت اور طبیعت کے مناسب حال پیدا کی گئی ہیں۔ ان چیزوں کے اندر عجائبات رکھے ہیں اور ان میں عمومیت کا رنگ پیدا کیا ہے۔

### انسانی حاجت کی اشیاء سب دنیا کے لئے یکساں پیدا کی گئی ہیں

سورج ہوا اور پانی ساری دنیا کے لئے ایک ہی ہے کیونکہ فطرت انسانی ایک ہے۔ اس کی حاجتیں ایک ہی ہیں۔ ساری انسانیت

کے تو سے ایک جیسے ہیں ۔ ساری انسانیت کے لئے یہ برکات اور فیوض کے سرچشمے جاری ہیں۔

## سال کے بارہ مہینے اور آسمانی گھڑیاں

ایک اور آیت قابل غور ہے ۔ ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھراً فی کتٰب اللہ یوم خلق السمٰوات والارض ۔ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں ہم نے سال کے بارہ مہینے بنائے ہیں کیا کوئی ملک ہے جس میں سال کے بارہ مہینے شمار نہ کئے جاتے ہوں ؟ کوئی ایک بھی ملک ایسا نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے آسمان پر گھڑیاں رکھ دی ہیں ۔ چاند اور سورج کی نقل و حرکت دن رات کی گھڑیاں ہیں ۔ پہلی رات کا چاند جب نظر آتا ہے تو بہت کمزور ہوتا ہے ۔ اگر کوئی پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکے اور دوسری رات کا دیکھے تو فوراً پہچان لیتا ہے کہ یہ دوسری کا چاند ہے پھر آہستہ آہستہ ہر شب یہ چاند موٹا ہوتا جاتا ہے ۔ سات دن میں سر پر آ جاتا ہے اس وقت کہتے ہیں ایک ہفتہ ہو گیا ۔ یہ ہفتہ کس نے بنایا اور سکھایا ہے ؟ پھر چاند منزلیں طے کرتا کرتا بالکل کامل ہو جاتا ہے ۔ چودھویں کا چاند ہفتے کی نشاندہی کرتا ہے ۔ پھر روشنی کم ہوتی جاتی ہے اور وہ ہفتے بعد ایک شام نہیں چڑھتا اور دوسرے دن چڑھتا ہے مہینہ پورا ہو جاتا ہے ۔ یہ دن ، ہفتہ اور مہینہ آسمان کی گھڑیاں بتاتی ہیں ساری دنیا کے لئے ہے ، سورج کے اونچے جانے اور ڈھلنے سے موسم بدلتے ہیں ، دن رات برابر ہوتے ہیں تو گرمی کم ہو جاتی ہے خزاں شروع ہو جاتی ہے ۔ پھر کچھ ماہ کے بعد زندگی پیدا ہوتی ہے بہار آ گئی اس کے بعد گرمی شروع ہو گئی ۔ تاریخوں اور موسموں کا یہ انتظام خدا تعالےٰ نے آسمان پر کر رکھا ہے ؛

## تمام دنیا کا ایک بادشاہ اور ایک روحانی اور جسمانی نظام ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کارخانہ قدرت کا بادشاہ ایک ہے ۔ مخلوق ایک ہے ۔ انسانی فطرت ایک ہے ۔ اگر جسمانی نظام تمام دنیا کے لئے ہے تو روحانی نظام بھی سب کے لئے کیا گیا ہے وبالنجم ھم یھتدون تاروں کی مدد سے انسان رستہ پاتے اور رہنمائی حاصل کرتے ہیں ۔ آگے لکھا ہے ولتعلموا عدد السنین والحساب ۔ دن رات کا آنا جانا اس لئے بھی ہے کہ تم سالوں کی گنتی اور حساب کر سکو

## انسانی اعمال چھپے نہیں رہ سکتے ۔

اتنی تفصیلات اور اپنے رحم و کرم کو بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ اتنے بڑے محسن اور رحیم کریم کی فرمانبرداری کرو ۔ اس میں ہمارا نہیں تمہارا فائدہ ہے ۔ نافرمانی کرو گے تمہارا اپنا نقصان ہے ہمارا کچھ نقصان نہیں ۔ باریک طریقوں اور چالاکیوں سے نافرمانی کرو گے پکڑے جاؤ گے ۔ تمہاری عیاریاں چالاکیاں ، اور راز کی باتیں اس کے حضور کبھی چھپی نہیں رہ سکتیں ۔ وکل انسان الزمنٰہ طٰئرہٗ فی عنقہ ۔ ہم نے ہر انسان کے گلے میں اس کے اپنے اعمال کی کتاب لٹکا رکھی ہے ونخرج لہٗ یوم القیٰمۃ کتٰبا یلقٰہ منشوراً ۔ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ جو کچھ تم باریک طور پر کرتے تھے ہم اس کو نکال باہر کریں گے خدا تعالےٰ کا قانون ہے کہ جو نالائق حرکتیں تم کرو گے وہ ان کو تمہارے سامنے رکھ دے گا ۔ تجد کل نفس ما عملت محضرا وجدوا ما عملوا حاضراً ۔ جب گرفتار ہوتا ہے تو تمام اعمال سامنے آ جاتے ہیں ۔ اس کو ڈر لگتا ہے ویقولون ما لھٰذا الکتاب وہ سوچتا ہے کہ کیا غضب ہو گیا ۔ جب کتاب سامنے آئے گی ۔ تو وہ پریشان ہو گا ۔ کہ اس میں ہر چھوٹی موٹی چیز لکھی ہوئی ہے ۔ جو کچھ اس نے کرتوتیں کی تھیں وہ سامنے آ جائیں گی ۔ اس دنیا میں کتنے آدمی ہیں جو اپنے اعمال کے سبب پکڑے جاتے اور گرفتار ہوتے ہیں ۔ اس وقت اپنے کئے پر نادم ہوتے ہیں ، اس وقت خدا تعالیٰ فرمائے گا اقرأ کتٰبک اے انسان آ اور اپنا اعمال نامہ دیکھ اور پڑھ ۔ یہ دل و دماغ ۔ یہ ناخن اور یہ چہرہ ان سب پر تمہارے اعمال اور حرکات لکھی جاتی ہیں ۔ ڈاکٹر آنکھ کو دیکھ کر پتہ دے دیتا ہے کہ مریض کو یہ مرض لاحق ہے ۔ ایک نالائق آدمی کو ہمت نہیں ہوتی کہ ہاتھ دیکھنے والے کے سامنے اپنا ہاتھ رکھ سکے ۔ فرمایا ومن اھتدیٰ فانما یھتدی لنفسہٖ ۔ جو کوئی ہماری فرمانبرداری اور اطاعت کرتا ہے اس کا اپنا فائدہ ہے ومن ضل فانما یضل علیھا ۔ اور جو کوئی خدا تعالےٰ کی نافرمانی کرتا ہے خدا تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا انسان کا اپنا بگڑتا ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا ۔

## رسول کریمؐ کی اپنی جگر گوشہ کو نصیحت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جگر گوشہ حضرت فاطمہ رضؓ کو مخاطب کر کے فرمایا یا فاطمۃ لا املک من اللہ شیئاً ۔ میرا اختیار کچھ نہیں ۔ ولا اغنی عنک من اللہ شیئا میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آ سکتا ۔ صرف تمہارے اعمال تمہارے کام آئیں گے یہ قانون قدرت ہے فرمایا وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا ہم سزا نہیں دیتے جب تک ہم لوگوں کی رہنمائی کے لئے رسول کو مبعوث نہ کر دیں ۔

## احمدیہ ہال کے لئے چندہ دینے والوں کے نام کندہ کرنے کی تجویز ۔

احمدیہ ہال کے بارہ میں میں ایک بات قوم کے سامنے رکھتا ہوں ۔ ایک صاحب نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ قوم کے جن احباب اور خواتین نے اس تعمیر کے لئے چندہ عنایت کیا ہے ان کے اسماء گرامی ایک پتھر پر کندہ کروا کر ہال کی دیوار کے ساتھ لگائے جائیں ۔ ہماری جماعت سالہا سال سے ایثار و قربانی سے کام لے رہی ہے ۔ ان کی خواہش نہیں کہ ان کے نام کی تشہیر ہو ، لیکن ہال میں عطیہ جات دینے والے مردوں اور خواتین کے نام کندہ کرنا چاہئیں ۔ آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے یہ تجویز بڑی مستحسن ہے کہ ان کو معلوم ہو کہ ہماری قوم نے کس ایثار اور قربانی سے کام لیا ہے ۔ میرے اس بیان سے یہ مطلب نہیں ہے کہ میں چندہ کی فراہمی کے لئے کوئی نئی تجویز یا تحریک پیش کر رہا ہوں ۔ ہال کی تعمیر کے لئے میرے پاس کافی روپیہ ہے اس لئے مزید چندوں کی تحریک نہیں کی جا رہی ہے ، اگر کسی مرد یا خاتون نے ابھی اس اہم کام میں کسی وجہ سے شرکت نہ کی ہو تو ان کو اس تحریک کا علم ہو جانا چاہئے کہ ہال میں عطیہ دینے والوں کے نام کندہ ہوں گے ۔ یہ امر تو سب کے علم میں ہے کہ اس اہم کام میں جو روپیہ صرف ہو گا وہ صدقہ جاریہ کا حکم رکھتا ہے ۔

---

ایک ضعیف العمر صاحب پشاور سے تشریف لائے ہیں ۔ ان کے ساتھ ایک عزیز آدمی ہے ۔ ان کا اپریشن ہوتا ہے وہ چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت مل کر دعا کرے کہ ان کا اپریشن کامیاب ہو اور ان کو صحت عطا ہو ۔

---

## ضروری اطلاع

ہندوستان میں خریداران "پیغام صلح" ـ "لائٹ" اور "ٹروتھ اسلام" کا چندہ حسب ذیل پتہ پر بھیجا کریں ۔

بسم اللہ بیگم صاحبہ ۔ زوجہ شیخ محمد انعام الحق صاحب مرحوم مکان نمبر ۱ محلہ منظم پورہ

ملک پیٹھ حیدرآباد دکن

(انڈیا)

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ
## کتمانِ حقیقت کے مزید نمونے

### برق صاحب کا اپنے قارئین کو غلط تاثر دینا اور فشل سے ہونے کی حقیقت

جناب برق صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۹۷ پر حضورؑ کا ایک الہام نقل کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں :-

"انت من ماءنا وھم من فشل۔

فشل کے معنی ہیں بزدلی۔ ترجمہ یہ ہے :-

"(اے احمد) تم ہمارے پانی سے ہو اور باقی لوگ بزدلی سے ہیں کیا سمجھے"؟

الفاظ کیا سمجھے؟ میں جناب برق صاحب اپنے قارئین کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ الہام مذکورہ بالا بے معنی جملہ ہے "فشل" سے ہونا اپنے اندر کوئی مفہوم نہیں رکھتا جناب برق صاحب اگر آپ نے قرآن شریف کا مطالعہ کبھی غور سے کیا ہوتا تو الہام مذکورہ بالا کے متعلق ایسے الفاظ کبھی سپرد قلم نہ کرتے۔ سنیئے میں آپ کو سمجھاتا ہوں۔ اللہ تعالے سورۃ الانبیاء رع ۳ میں فرماتے ہیں۔ خلق الانسان من عجل۔ یعنی انسان جلد بازی سے پیدا کیا گیا ہے اب بتلائیں کہ کیا عجل یعنے جلد بازی کوئی مادہ ہے جس سے انسانی فطرت کو خمیر کیا گیا ہے یا نعوذ باللہ انسان کو پیدا کرتے وقت خدا سے جلد بازی کا ارتکاب ہوا ہے۔ آیت قرآنی ان دونوں باتوں سے پاک ہے۔ بلکہ اس کا سیدھا سادا مفہوم یہ ہے کہ انسان میں جلد بازی کی عادت پائی جاتی ہے خصوصاً خدا کے ماموروں کے دعاوی کو سن کر فوراً نعوذ باللہ ان کے مفتری ہونے کا فیصلہ دے دیتا ہے اس قسم کی جلد بازی سے کام لینے کو عربی زبان میں یا قرآنی محاورہ میں اسی طرح ادا کیا جاتا ہے کہ انسان جلد بازی سے ہے اسی طرح جملہ "ھم من فشل" بھی اپنے اندر یہی مفہوم رکھتا ہے کہ منکرین ومخالفین کے دلوں میں فشل پایا جاتا ہے اور یہ خدا کے مامور کے مقابلہ میں "فشل" سے کام لے رہے ہیں۔ کس طرح یہ مخالفین "فشل" سے کام لے رہے ہیں؟ اس کی تفصیل سے عنقریب میں قارئین کرام کو آگاہ کردوں گا۔

### الہام کی تشریح

اس سے قبل میں قارئین کرام کے سامنے اس الہام کی وہ تشریح رکھتا ہوں جو سیدنا حضرت مرزا صاحب نے خود فرمائی ہے تا انہیں پتہ لگ جائے کہ جناب برق صاحب حقیقت کو چھپانے میں کتنے ماہر ہیں لیکن یہ کہتے جاتے ہیں کہ انہوں نے حضور کے منشاء کو بگاڑنے کی قطعاً کوشش نہیں کی اور جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اسے من وعن پیش کر دیا گیا ہے لیکن ساتھ ساتھ ان کی تحریروں کو ادھورا پیش کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش بھی کرتے جاتے ہیں۔

حضور الہام مندرجہ بالا کی تشریح مندرجہ ذیل الفاظ میں فرماتے ہیں :-

"یہ جو فرمایا کہ تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ فشل سے اس جگہ پانی سے مراد ایمان کا پانی استقامت کا پانی تقوے کا پانی وفا کا پانی صدق کا پانی حب اللہ کا پانی ہے جو خدا سے ملتا ہے اور "فشل" بزدلی کو کہتے ہیں جو شیطان سے آتی ہے اور ہر ایک بے ایمانی اور بدکاری کی جڑ بزدلی اور نامردی ہے جب قوت استقامت باقی نہیں رہتی تو انسان گناہ کی طرف جھک جاتا ہے غرض فشل شیطان کی طرف سے ہے اور عقائد صالح اور اعمال طیبہ کا پانی خدا تعالے کی طرف سے جب بچہ پیٹ میں پڑتا ہے تو اس وقت اگر بچہ سعید ہے اور نیک ہونے والا ہے تو اس نطفہ پر روح القدس کا سایہ ہوتا ہے اور اگر بچہ شقی ہے اور بد ہونے والا ہے تو اس نطفہ پر شیطان کا سایہ ہوتا ہے اور شیطان اس میں شراکت رکھتا ہے اور بطور استعارہ وہ شیطان کی ذریت کہلاتی ہے اور جو خدا کے ہیں وہ خدا کے کہلاتے ہیں جن کو پہلی کتابوں میں بطور استعارہ ابناء اللہ کہا گیا ہے"

اب ہر منصف مزاج شخص خود ہی فیصلہ فرما لے کہ کیا حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا تشریح الہام مذکورہ بالا کا مفہوم واضح کرنے کے لئے کافی نہ تھی کہ جناب برق صاحب کو ان الفاظ کے لکھنے کی ضرورت پیش آئی "کیا سمجھے"؟

جناب برق صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۱۵ پر حضرت اقدس کے مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنی مطلب براری کے لئے بڑے زور سے پیش کیا ہے :-

"ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اس کے مخالف کہے"

اس بارے میں حضرت اقدسؑ کا جو ذہب برق صاحب نے پیش کیا ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ بھی ادھورا پیش کیا ہے جس کی حقیقت پر مناسب موقعہ پر روشنی ڈالی جائے گی سردست تو اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ جناب برق صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ ملہم جو معنی اپنے الہام کے بیان کرے وہی حجت ہوتے ہیں۔ تو حضور کی مندرجہ بالا تشریح کو لازماً انہیں حجت تسلیم کرنا پڑے گا اور جب یہ حجت ہے تو پھر اسے چھپانے کی جو کوشش انہوں نے کی ہے کیا اسے کوئی منصف مزاج تقوے اور دیانتداری پر مبنی قرار دے سکتا ہے؟ اجتہاد و استدلال میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اصل تشریح کو ہی قارئین کی نظر سے عمداً پوشیدہ رکھنا کسی طرح بھی مستحسن فعل نہیں کہلا سکتا اور عقلاء اور حقیقی علماء کی نظر میں اس قسم کا فعل کبھی بھی قابل تعریف نہیں قرار دیا جا سکتا۔

### الہام کی صداقت کو پرکھنے کیلئے ایک اصل

میں اس سے قبل بھی بار بار برق صاحب اور ان جیسے خیالات رکھنے والے احباب کی توجہ اس طرف مبذول کرا چکا ہوں اور اب پھر کراتا ہوں کہ الہام کی صداقت کو پرکھنے کے لئے واقعات سے بڑھکر اور کوئی کسوٹی نہیں ہو سکتی ایسے تمام دوستوں کو لفظوں کی بحث میں الجھنے کے بجائے دیکھنا یہ چاہیئے کہ الہام میں جس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے یا آئندہ کے متعلق جو خبر دی گئی ہے وہ قرآنی اصولوں کے مطابق وقوع میں آئی ہے یا نہیں؟ اگر وہ وقوع میں

دی گئی ہے تو وہ یقیناً خدا کی طرف سے ہے کیونکہ غیب تو اس کو [illegible] وقوع میں لانا اس کے اختیار سے باہر ہے جب وہ وقوع میں نہیں آئے گا تو اس کا باطل ہونا خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ خدا کے فضل سے حضرت مرزا صاحب کا ایک الہام بھی ایسا نہیں جو قرآن شریف کے اصولوں کے مطابق پورا نہ ہوا ہو میں تمام مخالفین کو چیلنج کرتا ہوں کہ شریعت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کے کسی ایک الہام کو بھی جھوٹا ثابت کر کے دکھلائیں یا کسی ایک پیشگوئی کے متعلق ہی ثابت کر دیں کہ وہ الہام کے الفاظ کی رُو سے پوری نہیں ہوئی!

## الہام مذکورہ بالا پر واقعات کی شہادت

مندرجہ بالا اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ہم اتفاقات پر نظر ڈالیں تو الہام مذکورہ بالا کی صداقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ اس الہام میں دو حقیقتوں کا اظہار کیا گیا ہے۔ ایک حقیقت کا تعلق حضرت مرزا صاحب کی ذات سے ہے اور دوسری کا تعلق حضورؑ کے مخالفین سے ہے جس حقیقت کا تعلق حضرت مرزا صاحب کی ذات سے ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کو ایمان۔ استقامت تقویٰ۔ وفا۔ صدق۔ حب اللہ۔ عقائد صالحہ اور اعمال طیبہ کے پانیوں سے سیراب کیا گیا ہے یہ بات مسلّمہ ہے کہ پانی کو آیت وجعلنا من الماء کل شیء حی کے ماتحت مادی زندگی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اسی طرح وحی الٰہی جسے قرآن کریم میں بار بار بارش کے پانی سے تشبیہ دی گئی ہے اسے روحانی زندگی کا ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے۔ گویا بالفاظ دیگر پانی کو ہی دونوں زندگیوں کو پیدا کرنے اور انہیں قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا گیا ہے اور روحانی زندگی کے اجزاء جن سے وہ مرکب ہوتی ہے وہ امور ہیں جنہیں حضرت مرزا صاحب نے اپنے الہام کی تشریح میں بیان فرمایا ہے اب دیکھنے اور غور کرنے کے قابل بات یہ ہے کہ روحانی زندگی کے جو اجزاء حضرت مرزا صاحب نے بیان فرمائے ہیں کیا حقیقت میں وہ ان کے وجود میں پائے بھی جاتے تھے یا نہیں؟ اگر یہ اجزاء ان کے وجود میں مفقود تھے تو الہام میں جو تعریف ان کی پائی جاتی ہے اسے ان کی خود تراشیدہ تعریف تسلیم کرنا پڑے گا لیکن اگر واقعات نے ان کا ان کی ذات میں موجود ہونا ثابت کر دیا ہے تو ماننا پڑیگا کہ یہ تعریف ان کی فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہی تھی اور وہ واقعی اس تعریف کے مستحق تھے۔

## ابتلاؤں کی غرض و غایت

یہ بات بھی تمام عقلاء کے نزدیک مسلّم ہے کیونکہ انسان کی جانچ نہیں کی جاسکتی۔ پس ہم ایک ایک جزو کو لے کر دیکھتے ہیں کہ کیا ان ابتلاؤں کے وقت جو حضرت مرزا صاحب پر مختلف اوقات میں وارد ہوتی رہیں۔ اس جزو کا ثبوت ان کے وجود میں ملتا رہا یا نہیں۔

## عقائدِ صالحہ کا ثبوت

سب سے پہلے ہم ان عقائد کو لیتے ہیں جو دعوےٰ کے بعد انہوں نے دنیا کے سامنے پیش کئے اور جن کو علماء کی طرف سے شروع میں خلاف شریعت حقہ قرار دیا گیا اور جن کی بناء پر ان پر فتوےٰ کفر لگا کر ان کا بائیکاٹ کیا گیا انکو اسلامی معاشرہ سے خارج بتلایا گیا ان کو واجب القتل ٹھہرایا گیا۔ ان کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں ان کے نکاح فسخ اور انکو محروم الارث قرار دیا گیا غرضیکہ تمام کوششیں اس راہ میں صرف کی گئیں کہ حضرت مرزا صاحب اور ان کے ساتھی ان عقائد حقہ کو چھوڑ دیں جن کی طرف رہنمائی انہیں ان کے خدا نے کی تھی اور جنہیں وہ خدا کی طرف منسوب کرتے ہوئے لیکر کھڑے ہوئے تھے لیکن ان ایذاؤں اور دکھوں نے جن کا سامنا انہیں کرنا پڑ رہا تھا۔ ان سے ان عقائد حقہ میں سے کسی عقیدہ کو بھی چھڑانے میں کامیابی حاصل نہ کی اگر یہ عقائد خدا کی طرف سے القاء کئے ہوئے نہ ہوتے بلکہ اپنے ذاتی اجتہاد کا نتیجہ ہوتے تو ان مصائب کے سامنے وہ فوراً ہتھیار ڈال دیتے اور علماء زمانہ کے ہم نوا ہو کر ان عقائد کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیتے لیکن چونکہ ان کا دعوےٰ تھا کہ ان عقائد حقہ پر خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے اور یہی صحیح اسلامی عقائد ہیں اس لئے ان کے ترک کرنے پر وہ کس طرح آمادہ ہو سکتے تھے وہ تو قوم کی دھمکیوں پر وہی بات کہتے رہے جو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے مخالفین کو کہی تھی حضرت شعیب کے مخالفین نے جب انہیں دھمکی تھی جن کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے:-

قال الملاُ الذین استکبروا من قومہ لنخرجنک یا شعیب والذین اٰمنوا معک من قریتنا او لتعودن فی ملتنا قال اولو کنا کارھین قد افترینا علی اللہ کذبا ان عدنا فی ملتکم بعد اذ نجّٰنا اللہ منھا (الاعراف ع ۱۱)

اسی سے ملتا جلتا جواب حضرت اقدس اپنے مخالفین کو دیتے رہے کہ میں خدا کی عطا کردہ روشنی کو چھوڑ کر کس طرح پھر تاریکی میں آسکتا ہوں۔

عشق کے سبب مجھے اصلاحِ احوال محمدؐ کے لئے بھیجا ہے کیا کرنا ہے۔

بہرحال آپ مخالفین کی مخالفت کے باوجود آخر تک الٰہی عقائد صحیحہ پر قائم رہے جن کا اعلان آپ نے بالکل شروع دعوےٰ کے وقت کیا تھا نتیجہ اس کا یہی نکلا کہ مخالفین نے حضرت اقدس مرزا صاحب یا ان کے ساتھیوں سے ان عقائد کو کیا چھڑانا تھا آہستہ آہستہ ان میں سے بہت سے لوگ ان عقائد کی صحت کے قائل ہو کر باقاعدہ حضرت مرزا صاحب کی جماعت میں داخل ہو گئے اور جو جماعت میں باقاعدہ داخل نہیں ہوئے انہوں نے بھی دل سے ان عقائد کی صحت کو تسلیم کر لیا۔

تعلیم یافتہ طبقہ میں سے اب کون ہے جو حضرت مسیح ناصریؑ کو آسمان پر زندہ تسلیم کرتا ہے نئی روشنی کے آدمی تو الگ رہے علماء میں سے اب کوئی اس کا قائل نہیں رہا حضرت مسیح ناصری کی حیات پر بحث کرتے ہوئے علماء بھی گھبراتے ہیں علامہ [illegible] نے تو باقاعدہ ان کی وفات کا اعلان بھی کر دیا ہے اسی طرح دیگر مسائل کا حال ہے یہ حضرت مرزا صاحب کا ہی علم کلام ہے جس نے اکثر علماء کے لئے غور و فکر کا نیا دروازہ کھول دیا ہے اس محسن اعظم کے احسان کا زبان سے اقرار کریں یا نہ کریں مگر دل ان کے اس احسان عظیم کی قدر ضرور کر رہے ہیں مخالفت کے ڈر سے اور ہر دلعزیزی کے کھوئے جانے کے خوف سے زبانوں پر اس کا ذکر لانا ان کے لئے مشکل ہے مگر بہرحال حق حق ہی ہوتا ہے وہ دلوں کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا اس لئے بالآخر اس کا پھیلنا لازمی امر ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا یہی حال ان عقائد صحیحہ کا ہوا جنہیں حضرت مرزا صاحب نے خدا سے علم پا کر دنیا کے سامنے پیش کیا اور جو اب قبولیت عام کی سند حاصل کر چکے ہیں۔

## اعمال طیبہ اور تقوی اللہ کا ثبوت

حضرت مرزا صاحب کے اعمال طیبہ اور تقوےٰ اللہ کے ماتحت زندگی بسر کرنے کا ثبوت اس سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہے کہ مخالفین نے بھی ان کی پاکیزہ زندگی کی شہادت دی ہے مخالفین میں سے بعض ایسے بھی تھے جن کو ان کی زندگی [illegible] سے واسطہ پڑتا رہا ہے اور انہوں نے ان کو عالم شباب میں بھی دیکھا ہے ان سب کا متفقہ بیان ہے کہ جوانی میں بھی آپ کی زندگی طہارت اور پاکیزگی کا بہترین نمونہ تھی دنیا کی محبت ان کے قریب بھی نہ پھٹکی تھی ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے

ان کے والد صاحب محترم نے بڑی کوشش کی کہ ان کو کسی ایسے دنیاوی کام میں لگا دیں جس سے وہ باعزت روزی کما سکیں مگر وہ ان کے دل کو خدا کی یاد سے ہٹانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

## صدق کا ثبوت

اس بات کا ثبوت کہ صدق ان کی گھٹی میں رچا ہوا تھا ان مقدمات سے ملتا ہے جن میں جھوٹ کو استعمال کئے بغیر رہائی حاصل کرنا بظاہر ناممکن نظر آتا تھا لیکن ان حالات میں بھی آپ نے صدق کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور اللہ تعالےٰ نے انہیں ہمیشہ صدق کی بدولت کامیابی و کامرانی سے ہی ہمکنار کیا۔

## وفا اور حب اللہ کا ثبوت

خدا تعالےٰ کی محبت جس قدر آپ کے قلب مطہر پر مسلط تھی اس کا ثبوت اس قدر نمایاں ہے کہ اس کے انکار کی کسی کو گنجائش ہی نہیں ہو سکتی، محبت کی یہ گہرائی ہی تھی جو آپ کو ہر دم اور ہر گھڑی اس کے دین کی اشاعت کی طرف کشاں کشاں لے جاتی تھی ہر وقت ایسی ہی تدابیر پر غور کرتے رہتے تھے۔ کہ اس کا دین کس طرح دنیا میں پھیلے اور اس پر کئے ہوئے اعتراضات کس طرح دور ہوں اور کس طرح لوگوں کے دل ان سے صاف ہو جائیں دین پر اعتراض سامنے آیا نہیں کہ اس کے دفاع کے لئے فوراً تیار ہو گئے اور دم نہیں لیا جب تک اس کا جواب لکھکر پریس کے حوالہ نہیں کر دیا اس کام میں نہ کبھی آپ نے اپنی صحت کا خیال رکھا اور نہ آرام کی طرف توجہ کی خدا اور اس کی کتاب اور اس کے رسولؐ کے لئے ایسی غیرت رکھتے تھے جس کی نظیر دنیا کے کسی مسلمان میں ہمیں نظر نہیں آتی اسی طرح خدا اور اس کے دین اور اس کے رسولؐ کے ساتھ جیسی وفا کا ثبوت آپ نے دیا وہ بھی بے نظیر ہے۔ مرتے دم تک اسی دین کے وقار کو قائم کرنے کی کوششوں میں مصروف رہے رسول اکرم صلعم کی عزت کو دلوں میں بٹھانے کے لئے اور آنحضور صلعم کے دامن کو دشمنوں کے لگائے ہوئے ہر دھبہ سے پاک کرنے کے لئے آپ کی مساعی جمیلہ دن رات جاری رہیں چنانچہ آخری پیغام جو آپ نے اپنے ہم وطن ہندو بھائیوں کو دیا جس کو لکھتے لکھتے آپ اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے اور جس کا نام پیغام صلح تھا وہ یہی تھا کہ آپ لوگ بیان سے رسول اکرم صلعم کو خدا کا رسول تسلیم کریں تو ہم اس کے بدلہ میں گائے کا گوشت چھوڑ دیں گے۔

## استقامت کا ثبوت

استقامت کا ثبوت تو بالکل واضح ہی ہے ہندوؤں مسلمانوں عیسائیوں غرضیکہ سب قوموں نے آپ کی استقامت کو آزمانے کے لئے مختلف قسم کی آزمائشوں سے آپ کا امتحان لیا مگر سب میں آپ کامیاب نکلے قتل جیسا خطرناک مقدمہ آپ پر قائم کیا گیا مگر اس میں بھی نہ تو آپ کے توکل علی اللہ میں ذرہ بھر فرق آیا اور نہ ہی استقامت کا دامن ہاتھ سے چھوٹا۔ تینوں قومیں آپ کو اس مقدمہ میں سزا دلوانے پر متحد ہو گئیں جھوٹی شہادتیں بنائی گئیں مقدمہ بظاہر خطرناک صورت اختیار کر گیا تھا ایک شخص جو بظاہر مرید بنا ہوا تھا اور قادیان میں رہائش رکھتا تھا وہ عدالت میں بیان دیتا ہے کہ اسے مرزا صاحب نے ایک پادری کو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے حضرت مرزا صاحب نہ تو اس کے مرید ہونے سے انکار کرتے ہیں اور نہ اس کی رہائش قادیان کے منکر ہیں یہ کیسی خطرناک صورت ہے لیکن اس شخص کا توکل علی اللہ اس قدر زبردست ہے کہ اس کے چہرہ سے خوف کے آثار قطعاً نظر نہیں آتے اس کو یقین کامل ہے کہ جس خدا نے اسے بھیجا ہے اور جس نے اسکو ہر ایک شر سے بچانے کا وعدہ کیا ہوا ہے وہ ضرور اس کی حفاظت کرے گا اور اس کی بریت کے سامان وہ خود پیدا کر دے گا کوئی گھبراہٹ اس کے دل میں نہیں بلکہ دوسروں کو ڈھارس بندھاتا ہے آخر یہی ہوتا ہے کہ تمام دشمن ناکام و نامراد لوٹتے ہیں اور وہ عزت کے ساتھ بری کیا جاتا ہے۔

## مواقع ابتلاء کیا ثابت کرتے ہیں

ایسے ہی مواقع ہوتے ہیں جن میں خدا کے بندوں کا تقویٰ۔ ان کی **استقامت**۔ ان کی وفا ان کی اللہ سے محبت اور ان کے قلوب کی پاکیزگی اور طہارت آزمائی جاتی ہے اور جب وہ ان عظیم الشان ابتلاؤں کی بھٹی سے کندن بن کر نکلتے ہیں تو دنیا کو پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ فی الحقیقت ان اوصاف حقہ کے مالک ہیں جن سے ان کو متصف کیا گیا ہے پس حضرت مرزا صاحب کو جو یہ الہام ہوا کہ انت من ماءنا وہ فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہی تھا اور مختلف قسم کے ابتلاؤں نے اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیا کہ وہ ان اوصاف کے حقیقی مالک تھے جن کا ذکر خدا تعالےٰ کے الہام میں کیا گیا ہے۔

یہ وہ پہلو ہے جس کی طرف مخالفین کو الہام کی سچائی پرکھنے کے لئے غور کرنا چاہیئے جب واقعات نے اس الہام کی سچائی ثابت کر دی ہے تو اسکو تسلیم نہ کرنا عمداً حق سے انحراف کرنے کے مترادف ہے اور بے ضد کا مظاہرہ ہے اللہ تعالےٰ ہر مومن کو اس سے بچائے۔ آمین۔

## الہام کی دوسری شق

دوسری شق الہام مذکورہ بالا کی مخالفین کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ان کے متعلق الہام کے الفاظ یہ ہیں "وھم من فشل" فشل کے معنی مقابلہ میں کمزوری اور بزدلی اور نامردی دکھلانے کے ہیں اب ہم نے دیکھنا ہے کہ الہام کا یہ جزو کیا مخالفین کے حق میں پورا ہوا یا نہیں کیا حضرت اقدسؑ کے مقابلہ میں ان کی طرف سے ہمیشہ کمزوری اور بزدلی کا ہی مظاہرہ ہوتا رہا ہے یا نہیں یہ تو ظاہر ہی ہے کہ فریقین کے درمیان مقابلہ صرف روحانی امور میں ہی تھا ظاہری جنگ کا تو کوئی سوال ہی نہ تھا۔

روحانی مقابلہ انہی امور میں ہو سکتا ہے جن میں حدیث العلماء ورثة الانبیاء کے ماتحت علماء حقیقی انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ پہلا امر جو علماء حقیقی کو دوسروں سے ممتاز کر دیتا ہے وہ خدا کی کتاب کے علم اور اس کی حکمتوں پر آگاہی حاصل کرنا ہے حضرت نبی کریم صلعم کا بھی یہی کام بتلایا ہے یعلمھم الکتاب والحکمۃ کہ آنحضرت صلعم اپنے کامل متبعین کو کتاب اور حکمت سکھلا رہے ہیں اور سکھلاتے رہیں گے جیسا کہ قرآن کریم کے الفاظ لا یمسہ الا المطھرون بتلا رہے ہیں کہ امت کے مطہر لوگوں پر ہی قرآن شریف کے حقائق و معارف کا انکشاف ہوگا اور پھر دوسری جگہ قرآن شریف نے فرمایا ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً۔

اب ہم انبیاءؑ کے اس ورثہ کو سامنے رکھکر دیکھتے ہیں کہ کیا حضرت مرزا صاحب کو اس ورثہ کا حصہ وافر عطا ہوا ہے یا حضور کے مخالفین کو؟ اور ان دونوں میں سے کون اس معیار پر صحیح اترتا ہے

## بزدلی کے اظہار کا پہلا مظاہرہ

حضرت مرزا صاحب نے بار بار مخالف علماء کو یہ کہکر للکارا کہ تم دعوے کرتے ہو کہ تم حضرت نبی کریم صلعم کے علوم کے وارث ہو اور آنحضور صلعم کی گدی پر بیٹھے ہوئے ہو اور اِدھر میرا دعویٰ بھی یہی ہے کہ میں آنحضور صلعم کے علوم کا حقیقی وارث ہوں۔ میرے خدا نے مجھے الہام کے ذریعہ بتلا دیا ہے الرحمان علم القرآن کل برکۃ من محمد صلعم تبارک من علم و تعلم یعنے رحمان خدا نے مجھے قرآن کا علم عطا کیا ہے اور یہ سب برکت محمد صلعم کی ہے بابرکت ہے یہ رسولؐ جس نے مجھے سکھلایا اور بابرکت ہے وہ شاگرد جس نے اس رسول پاک صلعم سے سیکھا فرماتے ہیں:۔

دیگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

اے میری مخالفت کرنے والے عالمو۔ گدی نشینو مشائخ اور صوفی کہلانے والو میرے ساتھ قرآن شریف

کے حقائق و معارف بیان کرنے میں مقابلہ کر لو لیکن کسی عالم کسی گدی نشین کسی صوفی اور شیخ کو اس مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی مقابلہ میں "فشل" بھی بزدلی کا یہ پہلا مظاہرہ تھا جو ان لوگوں کی طرف سے وقوع میں آیا یہ لوگ باوجود میدان مقابلہ میں نہ نکلنے کے شور بھی مچاتے رہے کہ مرزا صاحب قرآنی علوم سے ناواقف ہیں۔ ایسی صورت میں ایک طرف تو ان مخالف علماء کا عجز ظاہر کرنا ضروری تھا اور دوسری طرف اُن پر حجت تمام کرنی بھی ضروری تھی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے ان دونوں غرضوں کو پورا کرنے کے لئے خود ہی ایسا انتظام کر دیا جس سے یہ دونوں غرضیں نمایاں طور پر پوری ہو گئیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے لاہور کے بعض لیڈروں کے دل میں یہ ڈال دیا کہ وہ ایک بہت بڑے مذہبی جلسہ کا انتظام کریں جس میں تمام مذاہب کے مشہور علماء گویا پانچ اہم سوالوں پر اپنے خیالات کے اظہار کی دعوت دیں اور قید انہوں نے یہ لگا دی کہ ہر عالم اپنی اپنی مذہبی کتاب سے ان سوالوں پر روشنی ڈالے اس جلسہ میں شرکت کے لئے اسلام کے مشہور علماء کو بھی دعوت دی گئی جن میں حضرت مرزا صاحب بھی شامل تھے اور دوسری طرف مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی مدعو تھے اور دو عالم اور بھی مدعو تھے مگر وہ خود ہی پیچھے ہٹ گئے۔ اسلام کی طرف سے مندرجہ بالا تین عالم ہی اسلام کی نمائندگی کے لئے پیش ہوئے علماء کے لئے بڑی مشکل پیش آ گئی۔ اس دعوت کو قبول کرتے ہیں تو مرزا صاحب سے مقابلہ ہو جاتا ہے اور اگر اس دعوت کو رد کرتے ہیں تو مسلمانوں کی نظر سے گر جاتے ہیں اللہ تعالےٰ درحقیقت خود ان کو گھیر کر حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں لے آیا اس کا یہ قانون ہے جو اس نے سورۃ القلم میں بدیں الفاظ بیان فرمایا ہے۔ فذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث سنستدرجھم من حیث لا یعلمون واملی لھم ان کیدی متین یعنے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں حق کے مخالفین کو ایک وقت تک تو مہلت دیتا ہوں لیکن پھر ان کو ایسا پکڑتا ہوں کہ وہ اس گرفت سے نکل ہی نہیں سکتے مجھے اور ان مکذبین کو چھوڑ دے میں خود ان کا انتظام کر لوں گا اور ان کو مقابلہ میں لا کر ان کے عجز کو ظاہر کرنے کے سامان خود ہی پیدا کر دوں گا چنانچہ اسی قانون الٰہی کے ماتحت چوٹی کے مخالف علماء کو حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں آنا پڑ گیا اور یہ مقابلہ بھی قرآنی حقائق و معارف کو بیان کرنے میں تھا کیونکہ مقررہ سوالوں کے جواب اپنی اپنی الہامی کتابوں سے دینے کی قید اسلام کے تینوں عالموں کو مجبور کر رہی تھی کہ قرآن کریم سے ان سوالوں کے جواب دیں چنانچہ اس مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب کی کامیابی اور ان کا غلبہ تین طریقوں سے ثابت ہو گیا۔

اوّل تیرہ سو برس سے جو پیشگوئی قرآن کریم کی آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ میں بیان کی گئی تھی۔ جس کے متعلق تمام مفسرین متفق تھے۔ اس بات پر کہ یہ غلبہ اسلام کا دیگر ادیان پر مسیح موعودؑ کے ذریعہ ظہور میں آئیگا اور ادھر حدیث یہ بتلا رہی تھی۔ کہ لتھلک الملل کلھا فی زمنہ الا الاسلام یعنے مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب دلائل سے ہلاک ہوں گے چنانچہ دونوں پیشگوئیاں اس جلسہ مذاہب اعظم میں حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ پوری ہوئیں کیونکہ حضورؑ کا مضمون سب مضمونوں پر غالب رہا۔ جس کا اقرار مخالف موافق سب نے کیا اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ علماء جو بڑی ڈینگیں مارتے تھے ہم ہی حقیقی عالم ہیں ان کے علم کی بھی قلعی کھل گئی اور ثابت ہو گیا کہ وہ قرآنی علوم سے بالکل تہیدست ہیں۔ کیونکہ ان دونوں عالموں کے مضامین کو کسی وقعت کی نظر سے نہ دیکھا گیا۔

(۲) حضرت مرزا صاحب نے پہلے سے ہی اپنے مضمون کے غالب رہنے کے متعلق اپنے الہامات شائع کر دیئے تھے جنہوں نے پورے ہو کر ان کی صداقت کو ثابت کر دیا۔

(۳) وہ شروع سے ہی یہ الہام شائع کر رہے تھے کہ الرحمٰن علم القرآن اور اس بناء پر دوسرے علماء کو چیلنج کر رہے تھے۔ کہ قرآن کریم کے حقائق بیان کرنے میں میرا مقابلہ کر لو اس جلسہ میں یہ مقابلہ ہو گیا اور دیگر علماء کا عجز نمایاں ہو کر ساری دنیا کے سامنے آ گیا۔

## بزدلی کا دوسرا مظاہرہ

روحانی امور میں سے ایک قبولیت دعا ہے جو اس عالم میں بڑا مقام رکھتی ہے۔ قبولیت دعا کے مقابلہ میں بھی بار بار مخالف علماء کو مقابلہ کے لئے بلایا گیا مگر کسی کو بھی مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی اور اس مقابلہ میں بھی فشل سے ہی کام لیا گیا۔

## بزدلی کا تیسرا مظاہرہ

تیسرا روحانی امر مباہلہ ہے جب تک خدا کی طرف سے حضرت مرزا صاحب کو مباہلہ کی اجازت نہیں ہوئی اس وقت تک مخالف علماء شور مچاتے رہے لیکن جب حضور کو اجازت مل گئی تو حضور نے باقاعدہ مباہلہ کے لئے مخالف علماء کو دعوت دی اور یہاں تک لکھ دیا کہ مباہلہ میں جتنی زیادہ تعداد میں علماء شریک ہوں گے میرے لئے اتنی ہی خوشی کا موجب ہے اگر ایک بھی اُن میں سے مباہلہ کے اثر سے بچ گیا تو میرا دعوے جھوٹا ثابت ہو جائے گا مگر اس میدان مباہلہ میں آنے کی بھی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔

## بزدلی کا چوتھا مظاہرہ

حضرت اقدسؑ نے مخالف علماء کو اس طرف بھی توجہ دلائی کہ اگر تم میرے الہاموں کو افتراء یقین کرتے ہو تو طاعون کے متعلق میں نے خدا کا الہام مدت سے شائع کیا ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے گا اور تم یہ دیکھ رہے ہو کہ باوجود اس کے کہ تمہارے نزدیک یہ افتراء ہے مگر پھر بھی خدا مجھے نہیں پکڑتا معلوم ہوا کہ خدا پر افتراء کرنے والا کسی گرفت کے نیچے نہیں آتا تو تم بھی اپنے متعلق ایسی پیشگوئی خدا کی طرف منسوب کر کے شائع کر کے دیکھ لو اگر تم بھی بچ جاؤ تو سمجھ لینا کہ میرا دعوے الہام بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

لیکن مخالف علماء میں سے کسی کو بھی اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

اسی طرح جس روحانی مقابلہ میں مخالف علماء کو بلایا گیا اس مقابلہ کے لئے میدان میں آنے کی کسی کو بھی جرأت نہ ہوئی اور یہی فشل کے معنی تھے کہ مقابلہ میں آنے سے بزدلی کا مظاہرہ کرنا پس مخالف علماء کا ہر موقعہ پر مقابلہ سے گریز کرنا الہام کے اس حصہ "وھم من فشل" کی صداقت کو بھی ثابت کر رہا ہے۔

(باقی دارد)

ان کے والد صاحب محترم نے بڑی کوشش کی کہ ان کو کسی ایسے دنیاوی کام میں لگا دیں جس سے وہ باعزت روزی کما سکیں مگر وہ ان کے دل کو خدا کی یاد سے ہٹانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

## صدق کا ثبوت

اس بات کا ثبوت کہ صدق ان کی گھٹی میں رچا ہوا تھا ان مقدمات سے ملتا ہے جن میں جھوٹ کو استعمال کئے بغیر رہائی حاصل کرنا بظاہر ناممکن نظر آتا تھا لیکن ان حالات میں بھی آپ نے صدق کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور اللہ تعالےٰ نے انہیں ہمیشہ صدق کی بدولت کامیابی و کامرانی سے ہی ہمکنار کیا۔

## وفا اور حبّ اللہ کا ثبوت

خدا تعالےٰ کی محبت جس قدر آپ کے قلب مطہر پر مسلط تھی اس کا ثبوت اس قدر نمایاں ہے کہ اس کے انکار کی کسی کو گنجائش ہی نہیں ہو سکتی، محبت کی یہ گہرائی ہی تھی جو آپ کو ہر دم اور ہر گھڑی اس کے دین کی اشاعت کی طرف کشاں کشاں لے جاتی تھی ہر وقت ایسی ہی تدابیر پر غور کرتے رہتے تھے۔ کہ اس کا دین کس طرح دنیا میں پھیلے اور اس پر کئے ہوئے اعتراضات کس طرح دور ہوں اور کس طرح لوگوں کے دل ان سے صاف ہو جائیں دین پر اعتراض سامنے آیا نہیں کہ اس کے دفاع کے لئے فوراً تیار ہو گئے اور دم نہیں لیا جب تک اس کا جواب لکھ کر پریس کے حوالہ نہیں کر دیا اس کام میں نہ کبھی آپ نے اپنی صحت کا خیال رکھا اور نہ آرام کی طرف توجہ کی خدا اور اس کی کتاب اور اس کے رسولؐ کے لئے ایسی غیرت رکھتے تھے جس کی نظیر دنیا کے کسی مسلمان میں ہمیں نظر نہیں آتی اسی طرح خدا اور اس کے دین اور اس کے رسولؐ کے ساتھ جس وفا کا ثبوت آپ نے دیا وہ بھی بے نظیر ہے۔ مرتے دم تک اسی دین کے وقار کو قائم کرنے کی کوششوں میں مصروف رہے رسول اکرم صلعم کی عزت کو دلوں میں بٹھانے کے لئے اور آنحضور صلعم کے دامن کو دشمنوں کے لگائے ہوئے ہر دھبہ سے پاک کرنے کے لئے آپ کی مساعی جمیلہ دن رات جاری رہیں چنانچہ آخری پیغام جو آپ نے اپنے ہم وطن ہندو بھائیوں کو دیا جس کو لکھتے لکھتے آپ اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے اور جس کا نام پیغام صلح تھا وہ یہی تھا کہ آپ لوگ ہمارے رسول اکرم صلعم کو خدا کا رسول تسلیم کریں تو ہم اسکے بدلے میں گائے کا گوشت چھوڑ دیں گے۔

## استقامت کا ثبوت

استقامت کا ثبوت تو بالکل واضح ہی ہے ہندوؤں مسلمانوں عیسائیوں غرضیکہ سب قوموں نے آپ کی استقامت کو آزمانے کے لئے مختلف قسم کی آزمائشوں سے آپ کا امتحان لیا مگر سب میں آپ کامیاب نکلے قتل جیسا خطرناک مقدمہ آپ پر قائم کیا گیا مگر اس میں بھی نہ تو آپ کے توکل علے اللہ میں ذرہ بھر فرق آیا اور نہ ہی استقامت کا دامن ہاتھ سے چھوٹا۔ تینوں قومیں آپ کو اس مقدمہ میں سزا دلوانے پر متحد ہو گئیں جھوٹی شہادتیں بنائی گئیں مقدمہ بظاہر خطرناک صورت اختیار کر گیا تھا ایک شخص جو بظاہر مرید بنا ہوا تھا اور قادیان میں رہائش رکھتا تھا وہ عدالت میں بیان دیتا ہے کہ اسے مرزا صاحب نے ایک پادری کو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے حضرت مرزا صاحب نہ تو اس کے مرید ہونے سے انکار کرتے ہیں اور نہ اس کی رہائش قادیان کے منکر ہیں یہ کیسی خطرناک صورت ہے لیکن اس شخص کا توکل علی اللہ اس قدر زبردست ہے کہ اس کے چہرہ سے خوف کے آثار قطعاً نظر نہیں آتے اس کو یقین کامل ہے کہ جس خدا نے اسے بھیجا ہے اور جس نے اسکو ہر ایک شر سے بچانے کا وعدہ کیا ہوا ہے وہ ضرور اس کی حفاظت کرے گا اور اس کی بریت کے سامان وہ خود پیدا کر دے گا کوئی گھبراہٹ اس کے دل میں نہیں بلکہ دوسرے دل کو ڈھارس بندھ رہا ہے۔ آخر یہی ہوتا ہے کہ تمام دشمن ناکام و نامراد لوٹتے ہیں اور وہ عزت کے ساتھ بری کیا جاتا ہے۔

## مواقع ابتلاء کیا ثابت کرتے ہیں

ایسے ہی مواقع ہوتے ہیں جن میں خدا کے بندوں کا تقوےٰ۔ ان کی **استقامت**۔ ان کی وفا ان کی اللہ سے محبت اور ان کے قلوب کی پاکیزگی اور طہارت آزمائی جاتی ہے اور جب وہ ان عظیم الشان ابتلاؤں کی بھٹی سے کندن ہو کر نکلتے ہیں تو دنیا کو پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ فی الحقیقت ان اوصاف حقہ کے مالک ہیں جن سے ان کو متصف کیا گیا ہے پس حضرت مرزا صاحب کو جو یہ الہام ہوا کہ انت من ماءنا وہ فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہی تھا اور مختلف قسم کے ابتلاؤں نے اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیا کہ وہ ان اوصاف کے حقیقی مالک تھے جن کا ذکر خدا تعالےٰ کے الہام میں کیا گیا ہے۔

یہ وہ پہلو ہے جس کی طرف مخالفین کو الہام کی سچائی پرکھنے کے لئے غور کرنا چاہیئے جب واقعات نے اس الہام کی سچائی ثابت کر دی ہے تو اسکو تسلیم نہ کرنا عمداً حق سے انحراف کرنے کے مترادف ہے اور بے ضد کا مظاہرہ ہے اللہ تعالےٰ ہر مومن کو اس سے بچائے۔ آمین۔

## الہام کی دوسری شق

دوسری شق الہام مذکورہ بالا کی مخالفین کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ان کے متعلق الہام کے الفاظ یہ ہیں "وھم من فشل" فشل کے معنی مقابلہ میں کمزوری اور بزدلی اور نامردی دکھلانے کے ہیں اب ہم نے دیکھنا ہے کہ الہام کا یہ حصہ کیا مخالفین کے حق میں پورا ہوا یا نہیں؟ کیا حضرت اقدسؑ کے مقابلہ میں ان کی طرف سے ہمیشہ کمزوری اور بزدلی کا ہی مظاہرہ ہوتا رہا ہے یا نہیں یہ تو ظاہر ہی ہے کہ فریقین کے درمیان مقابلہ صرف روحانی امور میں ہی تھا ظاہری جنگ کا تو کوئی سوال ہی نہ تھا۔

روحانی مقابلہ انہی امور میں ہو سکتا ہے جن میں حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء کے ماتحت علماء حقیقی انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ پہلا امر جو علماء حقیقی کو دوسروں سے ممتاز کر دیتا ہے وہ خدا کی کتاب کے علم اور اس کی حکمتوں پر آگاہی حاصل کرنا ہے حضرت نبی کریم صلعم کا بھی یہی کام بتلایا ہے یعلمھم الکتاب والحکمۃ کہ آنحضرت صلعم اپنے کامل متبعین کو کتاب اور حکمت سکھلا رہے ہیں اور سکھلاتے رہیں گے جس پر کہ قرآن کریم کے الفاظ لا یمسہ الا المطھرون بتلا رہے ہیں کہ امت کے مطہر لوگوں پر ہی قرآن شریف کے حقائق و معارف کا انکشاف ہو گا اور پھر دوسری جگہ قرآن شریف نے فرمایا ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیرا

اب ہم انبیاءؑ کے اس ورثہ کو سامنے رکھ کر دیکھتے ہیں کہ کیا حضرت مرزا صاحب کو اس ورثہ کا حصہ وافر عطا ہوا ہے یا حضور کے مخالفین کو؟ اور ان دونوں میں سے کون اس معیار پر صحیح اترتا ہے۔

## بزدلی کے اظہار کا پہلا مظاہرہ

حضرت مرزا صاحب نے بار بار مخالف علماء کو یہ کہہ کر للکارا کہ تم دعوےٰ کرتے ہو کہ تم حضرت نبی کریم صلعم کے علوم کے وارث ہو اور آنحضور صلعم کی گدی پر بیٹھے ہوئے ہو اور ادھر میرا دعویٰ بھی یہی ہے کہ میں آنحضور صلعم کے علوم کا حقیقی وارث ہوں۔ میرے خدا نے مجھے الہام کے ذریعہ بتلا دیا ہے الرحمان علم القرآن کل برکۃ من محمد صلعم تبارک من علم و تعلم یعنے رحمان خدا نے مجھے قرآن کا علم عطا کیا ہے اور یہ سب برکت محمد صلعم کی ہے بابرکت ہے یہ رسولؐ جس نے مجھے سکھلایا اور بابرکت ہے وہ شاگرد جس نے اس رسول پاک صلعم سے سیکھا فرماتے ہیں۔

دیگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

اے میری مخالفت کرنے والے عالمو۔ گدی نشینو۔ مشائخ اور صوفی کہلانے والو میرے ساتھ قرآن شریف

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

# پادری عبدالحق کے مضامین پر اظہار خیال

(بسلسلہ اشاعت پیغام صلح ۳۲ مورخہ ۷ اگست ۱۹۶۳ء)

فرعون کے دریا میں غرق ہونے اس کی لاش ممی کئے جانے اور اس مدعی رب، اعلےٰ کی لاش کا خلعتِ فرعون یعنی موجودہ زمانہ کے خدائی دعوے کرنے والی آل فرعون کے لئے نشان عبرت ہونے کی عظیم الشان پیشگوئی جو قرآن مجید میں ہے۔ اس کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ گذشتہ قسطوں میں کر چکے ہیں اور یہ بھی بتا چکے ہیں کہ مصر کی قوم ڈروڈ جو انگلینڈ میں جاکر آباد ہوئی اور امریکہ میں بھی اپنے آثار چھوڑ گئی یہ لوگ اس قوم کی اولاد ہیں یعنی نسلی طور پر بھی خلعتِ فرعون ہیں ممی کی دریافت کے وقت یہ لوگ مصر پر حکمران تھے۔ فرعون کی لاش پر بحث کرنے کے بعد پادری صاحب نے قبر مسیح کی دُمن چھیڑی ہے جسے پڑھکر ہمیں یہ خیال آرہا ہے کہ وہ حسب معمول ہمیں اور ہمارے پیر و مرشد حضرت مسیحؑ کو گالیاں دینا چاہتے تھے البتہ براہِ راست گالیاں دینے کی بجائے انہوں نے بعض کشمیری ملانوں کی جھوٹی زبان عاریتاً اپنے منہ میں لے لی ہے ہم اس موضوع پر تُو تُو میں میں کے بجائے اصولی بحث کرنا چاہتے ہیں اور اس بحث میں پادریوں کے لئے کوئی راہ فرار انشاء اللہ باقی نہ چھوڑیں گے۔ اصولی سوال یہ ہے کہ جناب مسیحؑ کس مقصد اور مشن کو لے کر مامور ہوئے تھے آیا وہ اپنے اس مقصد اور مشن میں کامیاب ہوئے یا نہیں ہوئے؟ انجیل میں نہایت صفائی کے ساتھ لکھا ہے:-

> "میں بنی اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا"
> (متی ۱۵:۲۴)
>
> "کیونکہ ابن آدم آیا ہے کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھ کے بچا دے"۔
> (متی ۱۸:۱۱)

پھر آپ نے اپنے شاگردوں کو تاکیداً کہا:-

> "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا کیونکہ پہلے اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جاؤ"۔ (متی ۱۰:۵ و ۶)

اناجیل میں جناب مسیح کے نسبنامہ کی تلاش اور اس پر زور کہ وہ ابن ابراہام اور ابن داؤد ہے۔ وہ اپنے باپ داؤد کے تخت کا وارث ہونے آیا ہے وہ یہودیوں کا بادشاہ بننے آیا ہے وہ نہ صرف خود یہودیوں کا بادشاہ بننے آیا ہے بلکہ اس کے بارہ شاگرد بنی اسرائیل کے ۱۲ قبائل پر حکمران ہوں گے اور ان کے فیصلے کریں گے ان کے حکم سے کپڑے بیچکر تلواریں خرید کی گئیں لیکن تقدیر کا لکھا کون مٹا سکتا ہے جناب مسیح کے شاگرد کا پہلا وار ہی ایسا اوچھا پڑا تھا کہ سرکاری سپاہی کا سر اڑانے کی بجائے صرف کان اڑا دیا۔ یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ سرکاری سپاہی پر قتل عمد کے ارتکاب کا مقدمہ حواری پر کیوں نہ چلایا گیا؟ کیونکہ حواری نے تلوار صرف کان اڑانے کے لئے چلائی تھی بلکہ ۱۲ حواریوں کا ارادہ حسب وعدہ استاد جلد سے جلد ۱۲ تخت حاصل کرنے کا تھا کیا کسی عقلمند انسان کے دماغ میں یہ بات آسکتی ہے کہ ستارہ پرست داناتِ مشرق کا اتنی طویل مسافت طے کرکے یہودیوں کے ہونے والے بادشاہ کو سونا وغیرہ تحائف پیش کرنے آنا اور سجدہ کرنا اس لئے تھا کہ جناب مسیح کو قیامت کے بعد یہودیوں پر بادشاہت ملے گی۔ یہ تمام واقعات جن کا ذکر ابھی ہم نے کیا ہے ثابت کرتے ہیں کہ جناب مسیح کا ایک خاص مشن تھا یہ کہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کو تلاش کرنا ان کو غیروں کی حکومت سے آزاد کرنا اور ان کو اُن کے باپ دادا کے مذہب پر تا قیامت قائم کرنا۔ اس حقیقت کو پورے طور پر سمجھنے کے لئے اس کا تجزیہ یوں ہو سکتا ہے کہ

ا - بنی اسرائیل کون ہیں؟

ب - ان کی بھیڑیں دو قسم پر ہیں گم شدہ اور غیر گم شدہ یہ دونوں کہاں کہاں آباد تھیں۔

ج - از روئے واقعات مندرجہ اناجیل جناب مسیح اپنے اس مشن میں کامیاب ہوئے یا نہیں ہوئے؟

د - اگر کامیاب نہیں ہوئے تو ان کا خدا کا بیٹا اور خدا ہونا تو درکنار ان کا نبی اور رسول ہونا بھی نعوذ باللہ مشتبہ ہو جائے گا۔

## اسرائیلی اور غیر اسرائیلی اقوام

یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ بائبل کی رو سے اوّل ہی اوّل حضرت یعقوبؑ کو اسرائیل کا خطاب ملا (پیدائش ۳۲ : ۲۴—۲۸) آپ کے ۱۲ بیٹوں کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے یہ لوگ اپنی مذہبی اصطلاح کی رو سے دنیا کی تمام دوسری قوموں کو جو ان کے علاوہ ہیں گوئی یا گوئیم (واحد اور جمع) یعنی نامذہب اور بے دین نام دیتے تھے ان غیر اسرائیلی اقوام کو یہود مذہبی سیاسی اور نسلی اعتبار سے الگ سمجھتے اور ان کے ساتھ رشتہ ناطہ حرام قرار دیتے تھے انگریزی بائبل میں اس "گوئی" اور "گوئم" کا ترجمہ GENTILE کیا گیا ہے۔ یہودی مذہب غیر تبلیغی ——— (NON MISSIONARY) مذہب ہے اور صرف مختون لوگوں کا مذہب ہے۔

بائبل کا سب سے پہلا حوالہ انہیں یونانی قرار دیتا ہے عام طور پر یہود یونانیوں اور رومیوں وغیرہ مشرک قوموں کو اس خطاب سے نوازتے تھے (پیدائش ۱۰-۵)

اس میں شک نہیں کہ غیر قوموں کا ایک موعود پر جمع ہونے کا ذکر ہے خواہ وہ "شیلا" ہے یا کسی دوسرے نام سے موسوم ہے ان کے مصداق مسیحؑ ہرگز نہیں جنہوں نے انہیں کُتے اور سؤر قرار دیتے ہیں متی اور لوقا نے خواہ مخواہ ان حوالجات کو مسیح پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے اور انہیں تبلیغ کرنا بچوں کی روٹی کتوں کے آگے اور اپنے موتی سوروں کے آگے پھینکنے "سے تشبیہ دی ہے اور اس سے بڑی تاکید کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ آپ کے بعد آپ کے حواریوں نے بھی بنی اسرائیل اور غیر اسرائیل میں فرق کو قائم رکھا۔

## بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑیں

بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑیں جن کے تلاش کرنے کے لئے جناب مسیح مامور ہوئے اگر ان سے مراد وہ یہودی ہوں جو فلسطین میں آباد تھے جن میں آپ پیدا ہوئے انہیں تلاش کرنے کی ضرورت نہ تھی یہ صرف دو قبائل بن یمینی اور یہودا کے قبائل تھے اور اپنے آبائی مذہب پر قائم تھے بہرحال تین چار سال تک آپ ان میں وعظ کہتے رہے تو ان لوگوں میں آپکی ناکامی خود اناجیل سے ظاہر ہے کہ آپ نے اپنے وطن میں نہایت مایوسی کے عالم میں فرمایا:-

> "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ کوئی نبی اپنے وطن میں مقبول نہیں ہوا"
> (لوقا ۴:۲۵)

دوسرا انجیل نویس اس ناکامی کا نقشہ زیادہ وضاحت سے کرتا ہے:-

> "یسوع نے ان سے کہا نبی اپنے وطن اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا اور اس نے ان کی بے اعتقادی کے سبب وہاں بہت سے معجزے نہ دکھائے"
> (متی ۱۳:۵۷)

تیسری انجیل کی رپورٹ ملاحظہ ہو :-

"یسوع نے ان سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور اپنے رشتہ داروں اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا اور وہ کوئی معجزہ وہاں دکھا نہ سکا"

(مرقس ۶: ۴، ۵)

چوتھی انجیل کا تبصرہ بھی سُن لیں :-

"یسوع نے خود گواہی دی کہ نبی اپنے وطن میں عزت نہیں پاتا"

(یوحنا ۴: ۴۴)

پس ان چاروں انجیلوں کی گواہی یہ ہے کہ جناب مسیح کو اپنے رشتہ داروں میں کوئی قبولیت حاصل نہ ہوئی بلکہ اس کے ہموطنوں اس کے رشتہ داروں اور اسکے گھر والوں نے اس کی بے عزتی کی اور وہ وہاں کوئی معجزہ نہ دکھا سکا۔ یہ ہے چاروں اناجیل کی مجموعی گواہی جس میں اصولاً شک اور شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اناجیل کے یہ چاروں اربعہ عناصر بہت کم کسی امر پر متفق ہوتے ہیں یوحنا صرف ۸ فیصدی اتفاق باقی اناجیل سے کرتا ہے اور ۹۲ فی صدی کرتا ہے اور ۹۲ فیصدی اس کی سُر دوسرے انجیل نویسوں سے نرالی ہے۔ مگر اس ایک امر پر چاروں انجیل نویس متفق ہیں کہ یسوع مسیح کو اپنے گھر اپنے کنبہ اپنے شہر اور وطن میں یعنے بھائیوں بہنوں۔ ماں باپ اور دوسرے کنبہ والوں نے نہ صرف اسے قبول نہیں کیا بلکہ اس کی بے عزتی کی اور اسے بے خود قرار دیا اور جناب مسیح نے یہ اعتراف خود اپنی زبان سے کیا ہے کسی راوی کی روایت نہیں اس کی سو فیصدی تصدیق اس امر سے ظاہر ہے کہ وہ وہاں کوئی معجزہ دکھا نہیں سکا معجزہ دکھانہ سکنا بہ اختیاری امر نہیں بلکہ مجبوری اور معذوری کا اظہار ہے۔

انجیل نویسوں کا آخری جملہ یا سارے کلام کا خلاصہ اور مقطع "وہ وہاں کوئی معجزہ دکھا نہ سکا" ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ قبولیت پہلے ہوتی ہے اور معجزہ کا ظہور بعد میں یا معجزہ پہلے ہوتا ہے اور معجزہ دکھانے والے کی قبولیت اس کا نتیجہ۔ کیا معجزہ کی ضرورت ان لوگوں کو ہوتی ہے جو پہلے نبی کو قبول کرلیں ؟ ہمارے خیال میں معجزہ کی غایت اور غرض اتمام حجت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو نہیں مانتے اور مومنین کے لئے محض وہ ایک تائید ہوتی ہے۔ جناب مسیح کا وہاں معجزہ نہ دکھا سکنا معجزہ ہے ان لوگوں کا جو آپ کے حالات زندگی سے زیادہ واقف تھے یعنے جناب مسیح کا معجزہ نہ دکھا سکنا ایک سلبی اور منفی کیفیت ہے اس کے بالمقابل اس کے گھر والوں رشتہ داروں اور ہم وطنوں کا معجزہ ثبوتی اور اثباتی ہے کہ آپ میں سے معجزہ دکھانے کی طاقت سلب ہوگئی یا جاتی رہی ( جیسے ایک پہلوان معمولی لوگوں سے خائف ہو کر کانپنے لگے تو معجزہ پہلوان کا ہوا یا عام لوگوں کا ؟) پس جناب مسیح کا اپنے واقف لوگوں میں معجزہ نہ دکھا سکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ نے ان لوگوں پر اپنی سچائی اور صداقت کی اتمام حجت نہیں کی بلکہ نہیں کر سکے۔ ماننے والوں کو معجزہ دکھانے کی نسبت نہ ماننے والوں کو معجزہ دکھا کر ایماندار بنانا زیادہ ضروری ہے۔ جناب مسیح کو ان کے گھر والوں بھائی بہنوں، والدین رشتہ داروں ہم وطنوں، بچپن اور جوانی میں ساتھ کھیلنے والوں نے قبول نہ کیا یہ ایک بہت بڑا معجزہ ہے مگر ہے منفی معجزہ کیونکہ ہمارے دوست ہمارے ہموطن، ہمارے گھر والے ہمارے زندگی کا آئینہ ہوتے ہیں۔ کسی شخص کے متعلق آپ نے کوئی رائے قائم کرنی ہو اس کے دوستوں اور ہم جولیوں کو دیکھو۔

اگر جناب مسیح اس منفی معجزہ کی بجائے کوئی اثباتی معجزہ دکھا دیتے تو کتنا اچھا ہوتا اگر لوگ نہ بھی مانتے ان پر اتمام حجت تو ہو جاتا۔

ویسے سوشل فلاسفی کی رُو سے جناب مسیح کو اپنوں کے ساتھ زیادہ ہمدردی اور محبت ہونی چاہیئے تھی کیا یہ امر جناب مسیح کے لئے خوشی کا باعث ہو سکتا ہے کہ اُن کے اپنے اعزا اور اقربا اس دنیا میں بے ایمانی کی سزا پائیں اور اُن کے ماں جائے بھائی بہنیں اور رشتہ دار آخرت میں دائمی جہنم کے حقدار سمجھے جائیں۔ وہ جو دشمنوں سے پیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے کیا وہ اپنوں کا دشمن ہو سکتا ہے؟ آخر جناب مسیح کے رشتہ دار خود مسیح کے واسطہ سے خدا تعالےٰ کے رشتہ دار تھے تو خدا محبت۔ خدا محبت ہے کا ورد کرنے والوں کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ یہ مانیں کہ خدا کے بیٹے کی بہنیں اور بھائی یعنی جو یہ خدا کے نسبتی بیٹے اور بیٹیاں جہنم میں جھونک دی جائیں۔

## کیا انجیل نویسوں نے جناب مسیحؑ کی کما حقہٗ عزت کی ہے؟

ایک انصاف پسند انسان کے خیال میں اناجیل نویسوں نے یہاں خود جناب مسیح کی جیسی عزت کرنی چاہیئے تھی اس کا حق ادا کیا ہے ؟ کہ یہ فقرہ آپ پر چست کر دیا کہ وہ وہاں کوئی معجزہ نہ دکھا سکا حالانکہ وہاں معجزات دکھانے کی زیادہ ضرورت تھی۔ ہمارے دوست ٹھنڈے دل سے یہ بھی تو سوچیں کہ جناب مسیح کو وہاں نر سوٹے کا سانپ بنا کر دکھاتا۔ نہ مچھر ٹڈیاں۔ جوئوں۔ کھٹملوں اور خون کی بارش برسانا تھا نہایت ہلکے پھلکے تو شنا ، دیدہ زیب معجزات کی نمائش ہو جاتی تو سو فیصدی فائدہ ہوتا مثلاً کسی لنگڑے کو دوسری ٹانگ عنایت ہو جاتی، اس سے بڑھکر کوئی لُولا دونوں ٹانگوں کی دولت سے مالا مال ہو جاتا کوئی اندھا جناب کے محض آنکھ پر تھوک دینے سے بینا ہو جاتا۔ کوئی گونگا منہ میں تھوک دینے سے گویا ہو جاتا (البتہ آج کل آنکھوں پر یا منہ پر تھوک دینے کا مسئلہ بہت ہی مکروہ ہوگیا ہے پرانے زمانہ میں تو البتہ اپنا پیشاب پلا کر بھی خوفناک بیماریوں کا علاج کر دیتے تھے گائے کا پیشاب اور گوبر تو اب بھی اکسیر ہی سمجھ کر کھایا پیا جاتا ہے) کسی بیوہ کو اس کا مُردہ خاوند زندہ ہو کر مل جاتا۔ کسی دکھیا ماں کا مرا بچہ زندہ ہو کر ماں کی گود ہری بھری کر دیتا اس کی دعائیں لے لیتے ہمارے خیال میں پانی پر چلنے یا معجزہ لطیفہ دکھانے اور ہوا میں بے پر کی چڑیاں اُڑانے کی نسبت معجزات مذکورہ بالا نہایت مفید تھے۔ جو دوسرے لوگوں پر بالعموم اور عاجزوں اور بے کسوں کے لئے بالخصوص محبت برستی تھی پہلے درجہ کا کوئی ناشکرا ہی ہوتا جو لولا لنگڑا اندھا بہرا گونگا اور مردہ ہو کر نئے سرے سے نعماء زندگی سے بہرہ ور ہوتا اور ایمان نہ لاتا۔ ہمیں بار بار تعجب اس امر پر آتا ہے کہ وہ اپنوں میں کیوں کوئی معجزہ نہ دکھا سکا۔ یعنی اُن کے ساتھ عملی ہمدردی کر کے انکو مشکور نہ بنا سکا۔ وہ لولوں لنگڑوں، اندھوں اور کوڑھیوں کی بھیڑ جو آپ کے پیچھے بھاگتی اور آپ کے تھوک سے فیضیاب ہوتی اور شفا پاتی تھی اُن میں سے کتنے تھے جو آپ پر ایمان لائے تاریخ سے ان کا پتہ کہیں نہیں لتا دہی گنتی کے ۱۲ حواری جو آخری وقت آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اور پطرس جیسے زمین آسمان کی چابیاں ملیں اس نے جو نمونہ اپنے ایمان کا پیش کیا اور خداوند کا پیارا یہودا جس نے چند گنتی کے سکوں پر استاد کو فروخت کر دیا ان کے علاوہ کوئی بھیڑ جو ہر جگہ آپ پر ٹوٹی پڑتی تھی اور شفایاب ہوتی تھی کسی کو نظر نہیں آتی تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں اور قریبیوں میں کوئی معجزہ وہ دکھا نہ سکے یعنی دشمنوں سے پیار کی تعلیم دینے والے اپنے ماں جائی بہنوں اور بھائیوں اور کنبہ والوں کے ساتھ کوئی ہمدردانہ سلوک نہ کر سکے۔ یہ عذر کہ چونکہ انہوں نے قبول نہیں کیا لہٰذا ان میں جناب مسیح کے اندر معجزہ دکھانے کی طاقت نہ رہی یہ بالکل بودا اور غلط خیال ہے۔ وہ بھیڑ جو آپ کے تھوک سے فیضیاب ہوتی تھی ان میں سے کتنے تھے جو آپ پر ایمان لائے اور آخر تک ثابت قدم رہے ان کا کوئی ثبوت تاریخ میں نہیں ملتا !

اناجیل نویسوں کا یہ فیصلہ یا امر واقعہ کا اظہار کہ وہ وہاں کوئی معجزہ نہ دکھا سکا لوگوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے کہ جناب والا کو اپنے اقربا۔ دوستوں یاروں اور رشتہ داروں کے ساتھ کوئی ہمدردی اور محبت نہ تھی اور وہ ان کی دنیا اور آخرت دونوں قسم کی بھلائی کے خواہاں نہ تھے۔ وہ جو چند روٹیوں سے ہزاروں کا پیٹ بھر دیتا تھا۔ اپنے ماں باپ کی غربت عمر بھر دُور نہ کر سکا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ کو اپنے بھائیوں اور بنی اسرائیل میں اپنے مشن کی کامیابی میں ناکامی ہی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور آپ کے وطن کے یہود نے آپ کو قبول نہ کیا بلکہ دونوں میں دشمنی اس قدر بڑھی کہ یہود نے آپ کو صلیب تک پہنچا دیا۔

(باقی آیندہ)

محمد صالح نور (فاضل عربی) (اٹلیشور)

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفقاء کرام پر جماعت ربوہ کا ناپاک حملہ

جماعت ربوہ چند سالوں سے نہایت درجہ دگرگوں حالات سے دوچار ہے۔ عام خیال ہے کہ منیر انکوائری کورٹ میں خلیفہ صاحب ربوہ کے حلفیہ بیان کے بعد ہی جماعت انتشار کا شکار ہو چکی تھی اور سوائے ان چند کاسہ لیسان سرمدی کے جو اپنی عقل و دانش اور ہوش وخرد بھی اپنے مطاع کے دامن میں ڈال چکے ہیں۔ باقی تمام جماعت نے خلیفہ صاحب کے "ارتداد" کو بری طرح محسوس کیا۔ کیونکہ وہی خلیفہ صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبوت کے مقام پر سمجھتے تھے اور آپ کے ریوت کو (نعوذ باللہ) آپ کی ناسمجھی پر محمول کرتے تھے۔ اور ہر اس شخص کو جو جماعت میں شامل نہیں ہوا۔ خواہ اس نے حضرت مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے انہی خلیفہ صاحب نے بقائمی ہوش وحواس حسبہ منیر ٹربیونل کے سامنے یہ اقرار کیا کہ مرزا صاحب کو ماننا جزو ایمان نہیں ہے اور مرزا صاحب پر ایمان نہ لانے والا بھی دائرہ اسلام میں ہی رہتا ہے اس ضمن میں بہت سے حوالہ جات دیئے جاتے رہے ہیں یہاں اُن کی گنجائش اور ضرورت نہیں ہے۔ خلیفہ صاحب کے اس واضح اور غیر مبہم "ارتداد" کے بعد سے ہی جماعت عقائد کے لحاظ سے کئی ٹکڑوں میں بٹ چکی تھی اور بہت سے لوگ تو بر ملا اظہار کے باعث ظلم وستم کا نشانہ بھی بنائے گئے۔

جماعت کے اس انتشار کو محسوس کرتے ہوئے خلیفہ صاحب اور ان کے تنخواہ دار مُلّاں جماعت میں کئی فتنے پیدا ہو جانے کے خطرہ کا اظہار کر کے جماعت کو منظم ومتحد رہنے کی تلقین کرتے رہے اور لوگ خطرہ کے اس قسم کے الارم پر محض اس لئے کہ ہم بھی فتنہ میں ملوث نہ کر دیئے جائیں خاموش ہو جاتے رہے الّا ماشاء اللہ۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے حرارت ایمانی اور صحیح عقل وخرد کی دولت عطا فرمائی تھی۔ تمام جماعت ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کی مصداق مرکز کی ہدایات پر عمل کرنے پر مجبور رہی۔

"کھسیانی بلی کھمبا نوچے" جب کبھی جماعت ربوہ میں کوئی فتنہ پیدا ہوا یا انکو اپنا کوئی عضو کمزور محسوس ہوا جھٹ سے جماعت لاہور پر برس پڑے اور یہ واویلا شروع کر دیا کہ سب کچھ انہیں کا کیا ہے۔ "فتنے" تو اس جماعت میں آئے دن پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں مگر جن فتنوں کو خاص اہمیت حاصل ہے وہ چند ہی ہیں۔

مباہلہ والوں نے جب خلیفہ صاحب کو چیلنج دیا اور آنجناب کی زندگی کو گوناگوں آلودگیوں میں ملوث بتلایا تو کہا گیا کہ یہ سب کچھ جماعت لاہور کروا رہی ہے۔ پھر جب جماعت کے ایک سابق نائب امیر اور فاضل اجل جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری اور ان کے چند ساتھیوں نے گذشتہ سے پیوستہ کچھ مطالبات خلیفہ صاحب اور جماعت کے سامنے رکھے اور اصلاح احوال کی طرف توجہ دلائی تو فوراً جماعت کو کہدیا گیا کہ یہ سب کچھ پیغامیوں کی شرارت ہے لہذا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اور ۱۹۵۶ء میں جب خلیفہ صاحب نے اپنے فرزند اکبر کو خلافت کی گدی پر بٹھانے کے لئے میدان صاف کرنا شروع کیا اور اپنے ایک برادر نسبتی کو اس راہ کا کانٹا سمجھ کر جماعت سے بمع ایک کھیپ کے نکال باہر کیا۔ تو جماعت کا فہمیدہ طبقہ سوالیہ نشان بن کر رہ گیا اور احمدیہ حقیقت پسند پارٹی وجود میں آئی تو فوراً یہ دُور کی کوڑی لائے کہ ان کی پشت پر اہل پیغام ہیں جو کہ شروع سے ہی میرے قتل کے درپے تھے اور اب بھی قادیان کے ایک درویش کے ذریعہ میرے خلاف تمام جماعت میں پراپیگنڈا کروا رہے ہیں۔

الغرض جب بھی انہیں محسوس ہوا کہ جماعت میں کمزوری یا انتشار کا خدشہ ہے جھٹ جماعت لاہور اور اس کے اکابر کا حوالہ دے کر جماعت کا منہ بند کر دیا۔ کہ یہ میرے حاسدان ازلی ہیں لہذا جماعت باخبر اور ہوشیار رہے اور کسی قسم کے پراپیگنڈے پر کان نہ دھرے۔

سنہ ۱۹۵۶ء کے بعد سے جماعت ربوہ پر خدائی گرفت جو پہلے ذرا نرم تھی سخت ہوتی چلی گئی اور خلیفہ صاحب کے تمام "نورتن" جن کی مصاحبت پر انہیں بڑا ناز تھا ایک ایک کر کے اُن کا ساتھ چھوڑ کر خدا کو پیارے ہوتے چلے گئے اور دوسری طرف خلیفہ صاحب نے جس قدر مبلغین اور مبشرین امریکہ اور یورپ میں بھیج رکھے تھے ان کی غالب اکثریت مشنوں سے علیحدہ ہو کر مرکز کو جواب دے بیٹھی۔ انکی فہرست بہت طویل ہے۔ اُن میں سے بعض تو ایسے ہیں جن پر خلیفہ صاحب کو بڑا ناز تھا۔ اور جن کی تعریف میں الفضل کے خطبوں میں بڑے بڑے پُل باندھے جاتے رہے مگر ہونا وہی تھا جو خدا کو منظور تھا۔

کسی کی وفات پر خوش ہونا فہم وفراست والوں کا کام نہیں ہے مگر جس جگہ خدا تعالےٰ کی خاص تقدیر کام کر رہی ہو اور وہاں پر ایک پہلو خدا تعالےٰ کی قدرت اور اس کے جلال کا نمایاں ہوتا ہو اس کا ذکر بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھرام کی جوانا مرگ پر افسوس کیا مگر چونکہ خدا تعالےٰ کا ایک نوشتہ پورا ہوا تھا اس لئے ایک گونہ اظہار حقیقت بھی کیا گیا۔

خدا تعالےٰ کی تقدیر مبرم کے تحت ہر کسی کو موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے اس سے کون بچا ہے جو آئندہ کوئی بچ سکے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاحبزادے مرزا شریف احمد صاحب کی وفات پر جماعت لاہور نے جماعت ربوہ سے انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی اظہار تعزیت کیا اور نماز جنازہ بھی ادا کی ایسے ہی اب بھی صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے انتقال پر جماعت لاہور کے کئی سرکردہ افراد نے ربوہ جا کر نماز جنازہ میں شرکت کی اور کئی مقامات پر نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی اور انجمن کی طرف سے خلیفہ صاحب کو تعزیت کا تار بھجوایا گیا۔

یہ امر کس قدر افسوسناک اور رنجیدہ ہے کہ جماعت ربوہ نے اس موقعہ پر جب خدا کی تقدیر کو محسوس کیا اور انہیں جماعت کے لئے یہ صدمہ عظیم ناقابل برداشت معلوم ہوا۔ تو جماعت کے ایک طبقہ نے اس نازک موقعہ کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور اپنی عقربی صفت کو بروئے کار لاتے ہوئے جماعت لاہور پر ناپاک حملے کئے ہیں اور جماعت لاہور کے اکابر اور حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کو نہایت برے الفاظ سے یاد کیا ہے حالانکہ یہ موقعہ اس قسم کے خیالات کے اظہار کا نہ تھا جبکہ یہ صدمہ ایک رنگ میں دونوں جماعتوں کا مشترکہ تھا۔

اس نوٹ کو طوالت سے بچاتے ہوئے میں یہاں پر "الفضل" کے چند حوالہ جات نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں تا کہ قارئین یہ اندازہ لگا سکیں کہ جن بزرگوں کی صحبت پر خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کو ناز تھا اُن کے متعلق جماعت ربوہ ایک نازک اور رنجیدہ موقعہ پر کن گھناؤنے خیالات کا اظہار کرتی ہے الاسف ثم الاسف۔

(۱) الفضل مؤرخہ ۷ ستمبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۸ پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اپنے تعزیتی ریزولیوشن میں لکھتی ہے:—

"پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے موقعہ پر جبکہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی عمر صرف ۲۱ سال تھی آپ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ الودود کے دست راست ثابت ہوئے اور اہلِ پیغام کے فتنۂ ارتداد کے مقابلہ میں آپ نے بڑی گرانقدر خدمات سر انجام دیں"

(۲)۔ الفضل کے اسی شمارہ میں صفحہ ۵ پر ایک مضمون "نبیوں کا چاند" جو میر محمد اسحٰق صاحب مرحوم کے صاحبزادے سید داؤد احمد نے رقم کیا ہے وہ لکھتے ہیں:—

"حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتنہ پسند عناصر کے مقابل میں آپ نے خاص جد و جہد کی اور پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ گویا حضور کے ساتھ دمِ آخرین تک ایک مضبوط بازو کی طرح خدمت میں حاضر رہے ............ ذرا اس انتہائی نازک زمانہ کا تصور کیجئے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض جیسا بزرگ فوت ہو جاتا ہے اور جماعت کے اکابر سمجھے جانے والے خود ہی اس کی بنیادوں پر تبر رکھنے کے لئے کوشاں ہیں۔ اس نازک وقت میں ایک نوجوان اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے ڈٹ جاتا ہے۔ یہ نوجوان بظاہر کم علم، ناتجربہ کار اور کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے ان نوجوانوں نے دشمنوں کے کیا اندرونی اور کیا بیرونی سب کے چھکے چھڑا دیئے اور ہر ایک میدان میں ان کو وہ زک پہنچائی ہے کہ رہتی دنیا تک ان کو سر اُٹھانے کا موقعہ نہیں ملے گا"

اُوپر کے دونوں حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ اس موقعہ پر بھی کس طرح جماعت لاہور اور اس کے اکابرین کے خلاف ربوہ سے آواز بلند کی گئی ہے اور اپنی عقربی صفت کا اظہار کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود بہت کچھ دیکھ چکنے کے اب بھی جماعت ربوہ عبرت کے مقام سے کوسوں دُور ہے اور خدا تعالیٰ سے کسی اور واضح اور بیّن نشان کا مطالبہ کر رہی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ خدا تعالیٰ اُن کو کبھی مایوس نہیں کرے گا اور ایسا عبرتناک نشان دکھلائے گا کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس اور پاک ساتھیوں اور آپ کے مخلص رفقاء کے خلاف ناپاک اور گندے الفاظ استعمال کرنے کے ناقابل کر کے رکھ دے گا۔ وھو علیٰ کلّ شیءٍ قدیر۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا تھا انّی مھینٌ من اراد اھانتک کہ جو بھی تیری اہانت کا ارادہ کرے گا میں اسے سخت ذلیل اور رسوا کر دوں گا۔

یہ الہام بڑی شان سے پورا ہوتا رہا ہے۔ اس الہام میں یہ بھی اشارہ موجود ہے کہ:—

جو تیرے ساتھ بیٹھنے والوں اور تیرے پاکیزہ ساتھیوں کی اہانت کا مرتکب ہوگا خدا تعالیٰ اسے بھی ذلیل و خوار کئے بغیر نہ چھوڑے گا۔ یہ خدا تعالیٰ کے منہ کی باتیں ہیں جو یقیناً پورا ہو کر رہیں گی۔

اے میرے خدا اہلِ ربوہ کو بصیرت کی آنکھ عطا فرما تا وہ عبرت پکڑیں۔ آمین

## اخبار احمدیہ

**حضرت امیر** ایدہ اللہ کی صحت چند دن سے اچھی نہیں رہ کا ہلکا بخار رہتا ہے باوجود اس کے آپ انجمن کے اہم کاموں اور احمدیہ ہال کی تعمیر کی نگرانی میں مصروف رہتے ہیں۔

**شادی**۔ ماسٹر محمد حفیظ بٹ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول [illegible] کی صاحبزادی ڈاکٹر خالدہ بٹ صاحبہ ایم بی بی ایس کی شادی کی تقریب ۲۲ ستمبر ۱۹۶۳ء کو ڈاکٹر محمد نذیر صاحب ایم بی بی ایس کے ساتھ عمل میں آئی حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبہ نکاح پڑھا اور دس ہزار روپیہ حق مہر پر فریقین سے ایجاب قبول کرایا۔ اس موقعہ پر ماسٹر محمد حفیظ صاحب کی طرف سے احباب کو پرتکلف دعوت طعام دی گئی اور مبلغ بیس روپے اس خوشی میں انجمن کو نذر کئے گئے دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے موجب خیر و برکت بنائے آمین۔

## آپ کے خطوط

(بسلسلہ صفحہ ۲)

موصوف اس قدر جسارت نہ کرتے۔ جیسا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور اور ان کے مخلص ساتھیوں نے جناب میاں صاحب کو بروقت انتباہ کر دیا تھا۔ مگر وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود و مثیل مسیح ہیں ایسا ہونا تھا سو ہو گیا، مگر سب سے زیادہ افسوس یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کا فرزند ہی اس ظلم کا بانی بنا کوئی اور ہوتا تو چنداں افسوس نہ ہوتا۔ اب بھی اگر جماعت ربوہ غور و فکر اور خدا خوفی سے کام لیوے تو سب بگڑی بن سکتی ہے لیکن بہت مشکل ہے اپنی غلطی کو مان لینا یہ صرف ان لوگوں کا کام ہے جن کو محض رضائے الٰہی مطلوب اور کسی کی حمایت یا مخالفت سے کوئی غرض نہ ہو۔ والسلام

خاکسار محمد عبداللہ۔ مہاجر۔ پونچھ شہر۔ حال مقیم بجیرہ آزاد علاقہ۔ پونچھ۔

## این اکبر خان صاحب کی تعزیت

بخدمت مکرم معظم جناب جنرل سیکرٹری صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

کل اخبار پیغام صلح میں قبلہ محترم جناب ڈاکٹر این اے خاں صاحب کی وفات حسرت آیات کا پڑھ کر از حد صدمہ ہوا۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون

مرحوم و مغفور اسلام اور احمدیت کے ایک درخشاں ستون تھے۔ ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کو پُر کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

ان کی اسلامی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ اور اُن کا مقام جنت ہے۔ اگر وہاں کے علماء نے اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے تو وہ اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ خدا کے نیک بندوں کو یہ لوگ ہمیشہ دُکھ دیتے چلے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو نیک ہدایت دے۔

آج بعد نماز جمعہ تمام جماعت وزیرآباد نے جامع احمدیہ میں نماز جنازہ غائبانہ ادا کی اور مرحوم و مغفور کی مغفرت کے لئے دعا کی۔

سب احباب جماعت اس صدمہ میں برابر کے شریک ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہم سب کو اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ہماری جماعت کی طرف سے مرحوم و مغفور کے پسماندگان کو پیغام تعزیت پہنچا دیں۔ والسلام

خاکسار۔ ایس عبیداللہ عفی عنہ سیکرٹری جماعت وزیرآباد

**مصری نسائی و ایسی**۔ محترم شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب مری سے لکھتے ہیں کہ

# جماعت پشاور کا تربیتی اجلاس

۱۳ ستمبر ۱۹۶۳ء کو جماعت پشاور کا اجلاس زیر صدارت جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت پشاور منعقد ہوا۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن شریف سے صاحبزادہ فضل عالی صاحب نے کیا۔ اور پھر عزیز عبدالباسط خلف الرشید عبدالودود صاحب نے بھی تلاوت کی۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن حسان صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے چند اشعار نہایت خوش الحانی سے سنائے۔ پھر راقم الحروف نے ایفائے عہد پر تقریر آیت ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون سے شروع کی۔ اور بتایا کہ اس آیت کے ماتحت مامورِ وقتؑ نے ایک جماعت کی تشکیل کی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ ہر ایک بیعت کنندہ سے لیا اور اس کے پورا کرنے کی تاکید کی اور اس پر زور دیا کہ کمیت کے ساتھ کیفیت پر بھی زور دیا جائے۔ یعنی جہاں اس جماعت میں دوسرے احباب کو شامل کیا جائے اس کے ساتھ ہی ان کی تربیت بھی کی جائے۔ ان ہر دو امور کی تکمیل کے لئے ایک اعلےٰ تنظیم اور قیادت کی ضرورت ہے۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ ہماری جماعت کے اندر فی الحال ان دو چیزوں کا فقدان تو نہیں لیکن اس کی طرف توجہ بھی نہیں دی جا رہی۔ ضرورت ہے کہ ان ہر دو چیزوں کی طرف زیادہ توجہ دی جائے پھر تربیت کا پہلو بھی کافی کمزور ہے۔ خصوصاً ہم یہ تو چاہتے ہیں کہ ہمارا بچہ دنیاوی امور میں ترقی کرے۔ بڑے عہدے پر پہنچ جائے لیکن اس کے بالمقابل ہم نے اس طرف توجہ کبھی نہیں دی کہ ہمارا بچہ روحانی امور میں بھی بڑا رتبہ حاصل کرے۔ وعدہ تو ہم نے کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے لیکن اس کے ایفا کی طرف بھی ہم نے کبھی توجہ کی ہے؟ کتنے بڑے بڑے بزرگ ہیں جن کی اولادیں دنیاوی امور میں تو ترقی کر گئی ہیں۔ لیکن جماعت سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ کتنی جماعتیں ہیں جو مضبوط تنظیم نہ ہونے کی وجہ سے آج ان کا نام و نشان نہیں رہا۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک احمدی ممبر اس کا جواب دہ ہے خصوصاً وہ لوگ جو تنظیمی امور پر مقرر ہیں۔ ہماری جماعت پشاور کی قیادت ۱۹۵۸ء میں ایک باعمل بزرگ کے ہاتھوں میں آئی اور انہوں نے دیکھتے دیکھتے جماعت کے ساٹھ سالہ خواب کی تعبیر کو پورا کرتے ہوئے عملی رنگ میں ایک عظیم مسجد اور ایک خوبصورت مہمان خانہ تعمیر کر کے جماعت کے وقار کو بہت بلند کر دیا۔ غرضیکہ باعمل اور متقی ہونا ہر احمدی ممبر کا پہلا فرض ہے یقیناً وہ لوگ جو اپنے وعدہ کا ایفا نہیں کرتے اور اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہیں کرتے خدا کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔

میری تقریر کے بعد عبدالوحید متعلم جماعت ہفتم نے "دھوکا مسلمان کا کام نہیں" کے موضوع پر مختصر سی تقریر کی اور ساتھ ہی چند اشعار بھی سنائے۔

عزیزم محبوب الرحمٰن متعلم جماعت دہم نے وفات مسیح پر ایک برجستہ تقریر کی، آپ نے قرآن شریف۔ حدیث اور آئمہؒ کے اقوال سے وفات مسیح کو ثابت کیا اور کہا کہ یہ ایک فرسودہ مسئلہ ہے۔ مگر کیا کریں ہمارا مولوی آج عیسائیت کی تقویت کے لئے ہے۔ مسیح موعود کے چند اشعار سنا کر سامعین سے داد تحسین حاصل کی پھر عزیزم عبداللہ جان متعلم میڈیکل سٹوڈنٹ نے "آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں زمانہ مسیح موعود کے متعلق" پر ایک مدلل تقریر کی جو برائے اشاعت پیغام صلح علیحدہ بھیجی جا رہی ہے پھر عزیزم عبدالرحمٰن نے "حضرت مسیح موعود کا عشق رسولؐ" پر ایک مقالہ پڑھ کر سنایا جو کافی پسند کیا گیا وہ بھی برائے اشاعت ارسال خدمت ہے۔

ان کے بعد عزیزم محمد جمیل الرحمٰن متعلم جماعت ہشتم نے "نبیوں کا سردارؐ" کے موضوع پر ایک جامع اور پُر معارف تقریر کی آپ نے دلائل سے ثابت کیا کہ نبی اکرمؐ ہی نبیوں کے سردار ہیں۔ یہ مضمون کسی دوسرے وقت برائے اشاعت بھیجا جائے گا۔

آخر میں صدر جلسہ نے فرمایا کہ یہ جلسہ نہایت حوصلہ افزا ہے ہمارے سیکرٹری صاحب ایک محنتی کارکن ہیں وہ بچوں اور نوجوانوں کو اعلیٰ طریق پر ٹریننگ دے رہے ہیں ان کی کوشش جماعت کی تقویت کا باعث ہے۔

پھر آپ نے سب سامعین کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے بچوں کی تقاریر سن کر ان کی حوصلہ افزائی کی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ راقم صدر جلسہ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ باوجود کمزوری صحت کے دو گھنٹہ تک متواتر جلسہ کی صدارت فرما کر نوجوانوں کی صحیح رہنمائی اور حوصلہ افزائی کا ثبوت دیا۔

والسلام

محمد الرحمٰن سکرٹری جماعت پشاور

# ایک مبارک تقریب

ہمارے محترم بزرگ ملک خدا بخش صاحب لودھیانوی نے لاہور میں ایک رہائشی مکان خریدنے کی خوشی میں ۲۹ ستمبر ۶۳ء کو جماعت کے بزرگوں اور دوستوں کو دعوت چائے پر مدعو کیا، اس موقعہ پر ملک صاحب نے کافی سامان خورد و نوش سے احباب کی تواضع کی جس کے بعد سب دوستوں نے وہیں نماز مغرب باجماعت ادا کی نماز کے بعد ملک صاحب کی طرف سے مبلغ پچاس روپیہ انجمن کی نذر کئے گئے اور ذیل کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا:—

"میرے بزرگو اور بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ سب صاحبان کا تہ دل سے شکر گذار ہوں کہ آپ نے میری دعوت کو قبول فرما کر میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایا۔ جزاکم اللہ فی الدارین خیرا۔ ۱۹۴۷ء سے پاکستان بننے پر مسلمانوں نے مشرقی پنجاب میں اپنے گھر بار چھوڑ کر اپنے پیارے وطن پاکستان میں پناہ لی الحمد للہ کہ ۱۶ سال کے عرصہ میں اگرچہ ہم کو بہت سی مصائب اٹھانی پڑیں لیکن پاکستان جو اللہ تعالےٰ کی بخشی ہوئی رحمت ہے اس میں ہر طرح امن میں بسر کر رہے ہیں ۱۶ سال تک میرے پاس اپنا کوئی رہائشی مکان نہ تھا جبکہ ہم کرایہ کے مکانوں میں رہتے رہے ۳۰۔ اپریل ۱۹۶۳ء کو اللہ تعالےٰ نے اپنی مہربانی سے موجودہ مکان عطا فرمایا جس کو میں نے مبلغ پچیس ہزار روپیہ میں خرید لیا اس مکان میں صرف تین کمرے رہائشی تھے۔ علاوہ باورچی خانہ اور غسل خانہ وغیرہ کے اب میں نے اس میں ایک نئے کمرہ کی جو ۱۵×۱۵ فٹ ہے تعمیر کر دی ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کی شکر گذاری میں میں نے آپ سب صاحبان کو تکلیف دی کہ آپ تشریف لا کر ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس گھر کو ہمارے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہمیں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کرنے والے بنائے آمین۔ مبلغ پچاس روپیہ کی حقیر رقم حضرت امیر کی خدمت میں بطور عطیہ پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اسکو قبول فرمائیں گے۔ — ملک خدا بخش

نوٹ:- حضرت امیر ایدہ اللہ بوجہ ناسازی طبع اس تقریب میں شامل نہ ہو سکے اس لئے پچاس روپیہ کی رقم سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے حوالہ کر دی گئی۔ یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ حضرت امیر جمعہ کی نماز سے بوجہ بخار مسجد میں بھی نہیں لا سکتے تاہم اگر کوئی اہم کام آ پڑے تو اپنے آپ پر جبر کر کے اور بہت تکلیف اٹھا کر بھی کام کر گزرتے

# رفتارِ عالم

—— نئی دہلی۔ پنڈت نہرو کے نام ایک مراسلہ میں بھارتی پارلیمنٹ کے پچاس غیر کانگرسی اراکین نے شیخ عبداللہ اور ان کے ساتھیوں کی غیر مشروط رہائی اور ان کے خلاف مقدمات واپس لینے کا پر زور مطالبہ کیا ہے۔

—— واشنگٹن، روس نے بادل نخواستہ امریکہ کو قطب جنوبی میں اپنے سائنسی اداروں کے معائنہ کی اجازت دے دی ہے۔

—— اقوام متحدہ۔ نیپال کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ روس اور امریکہ نے جو مثال قائم کی ہے اس کی تقلید کرتے ہوئے چین اور بھارت کو چاہئے کہ وہ اپنی مشترکہ سرحد پر کشیدگی کم کرنے کی کوشش کریں۔

—— الجزائر۔ الجزائر سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تیزی اوزو نامی شہر میں احمد بن باللہ کی حکومت کے خلاف بغاوت برپا ہو گئی ہے

—— بیروت۔ عراق کی بعث پارٹی کے دو گروہوں میں شدید تنازعہ پیدا ہو گیا ہے اور ان میں اقتدار کے لئے زبردست رسہ کشی ہو رہی ہے۔

—— منیلا۔ اس امر کا امکان پیدا ہو گیا ہے کہ فلپائن مستقبل قریب میں وفاق ملائیشیا کو تسلیم کر لے گا۔

—— جکارتا۔ جنوبی سماٹرا کے دس ہزار رضا کار شمالی بورنیو کی جدوجہد آزادی میں مدد دینے کے لئے وہاں جانے کو تیار بیٹھے ہیں۔

—— کینبرا، بھارت کا پانچ رکنی فوجی وفد سڈنی پہنچ گیا ہے یہ وفد آسٹریلیا سے چھوٹے ہتھیار اور دفاعی ساز و سامان کے لوازم حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

—— نئی دہلی، بھارتی حکومت نے مقبوضہ کشمیر پر سخت قسم کا مالی کنٹرول قائم رکھنے کا فیصلہ کیا ہے کہ ریاست کی اپنی قائم کردہ کمپنیوں کے حسابات کی پڑتال کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل آف انڈیا سے کرائی جائے۔

—— دمشق۔ شام کی حکمران پارٹی نے اعلان کیا ہے کہ شام اور عراق مل کر ایک نئی اسلامی سوشلسٹ مملکت بنائی جائے گی۔

—— ڈھاکہ، حکومت مشرقی پاکستان نے لاٹھی ٹلہ کے علاقہ میں بھارتی فوجوں کے زبردست اجتماع اور نقل و حرکت کے خلاف حکومت بھارت سے سخت احتجاج کیا ہے۔

—— راولپنڈی، روسی حکومت نے پاکستان کو ایک ہزار بھاری ٹریکٹر انتہائی موافق شرائط پر دینے کی پیشکش کی ہے۔

—— کراچی، پاکستان نے مال کے بدلے مال کے اصول کی بنیاد پر روس اور پولینڈ کے ساتھ دو اور تجارتی معاہدوں پر دستخط کر دیئے ہیں۔ پاکستان نے امریکہ کے ساتھ سات کروڑ پانچ لاکھ ڈالر کے قرضہ کے معاہدہ پر دستخط کر دیئے ہیں اس قرضہ کے ذریعہ دوسرے پانچ سالہ منصوبہ کی کامیاب تکمیل کے لئے لوہا، فولاد اور دیگر ضروری اشیاء درآمد کی جائیں گی۔

—— معلوم ہوا ہے کہ پاکستان اور روس کے درمیان فضائی سمجھوتہ کی دفعات تیار کی جا رہی ہیں جن کی منظوری کے بارہ میں مزید بات چیت ہوگی، اور ان کی منظوری کے بارہ میں سمجھوتہ پر دستخط ہو جائیں گے۔

—— راولپنڈی۔ حکومت آسام نے مسلمانوں کو یہاں سے نکل جانے کا الٹی میٹم دے دیا۔

—— لاہور۔ پنجاب یونیورسٹی اکیڈمک کونسل اپنے آیندہ اجلاس میں اردو کو یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم بنانے کی تجویز منظور کرے گی۔

میں شرکت کے لئے پاکستانی وفد پیکنگ روانہ ہو گیا ہے۔

—— سٹاک ہوم۔ الجزائر کے صدر احمد بن باللہ نے کہا ہے کہ اگر فرانس نے صحرا میں کوئی اور ایٹمی تجربہ کیا تو الجزائر میں فرانسیسیوں کے تمام حقوق ختم کر دیئے جائیں گے۔

—— قاہرہ بلغراد کی انٹر پارلیمنٹری یونین کانفرنس میں پاکستانی وفد کے لیڈر مسٹر افضل چیمہ نے قاہرہ میں کہا ہے کہ پاکستان اسرائیل کو کبھی تسلیم نہیں کرے گا۔

—— ماسکو۔ روسی پارلیمان سپریم سوویٹ نے ایٹمی تجربات پر بندش کے معاہدہ کی توثیق کر دی ہے۔ یہ معاہدہ گذشتہ ماہ ماسکو میں ہوا تھا اور اس پر روس کے علاوہ برطانیہ اور امریکہ



پیغام

—— لاہور۔ مغربی پاکستان اسمبلی کا سرمائی اجلاس اس سال نومبر میں ہوگا۔

—— کراچی۔ عراق کے صدر مسٹر عبدالسلام عارف نے پاکستان کا دورہ کرنے کی دعوت قبول کر لی ہے

—— کراچی۔ چین کے یوم جمہوریہ کی ...

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد ... دفتر اخبار پیغام

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۰ ر جمادی الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۹ ر اکتوبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۴۱

# بحرِ حکمت کے موتی

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حشر المتکبرون امثال الذر یوم القیامۃ فی صور الرجال یغشھم الذل من کل مکان۔

(خبرٌ من الحدیث ترمذی)

عمرو بن شعیبؒ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا قیامت کے دن متکبر میدانِ حشر کی طرف اس طرح چلائے جائیں گے جیسے چھوٹی چھوٹی چیونٹیاں ہوتی ہیں۔ آدمیوں کی صورت میں ہر طرف سے ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔

عن عیاض ابن حمارۃ المجاشعی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ اوحی الی ان تواضعوا حتی لا یفتخر احدٌ علی احدٍ و لا یبغی احدٌ علی احدٍ۔ (مسلم)

حمار مجاشعی کے بیٹے عیاضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا لوگو! خدا تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ تم تواضع اور فروتنی اختیار کرو حتی کہ ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔

(مسلم)

(شیخ غلام قادر لاہور)

# رہبانیت اسلام کا منشا نہیں

## حضرت امام الزمانؑ کے ارشادات

پس کس قدر ضرورت ہے کہ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو۔ اور اس کے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ میں اس لئے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دُور پڑا ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا۔ اور رہبانیت اس کا منشا نہیں۔ اسلام تو انسان کو چست اور ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے میں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدوجہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو، اور وہ اس کا تردد نہ کرے تو اس سے مواخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے ...... کاروبار سے الگ ہو جائے وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں اصل بات یہ ہے کہ وہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو۔ اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو، اور اس کے ارادے سے ..... باہر نکل کر اغراض اور جذبات کو مقدم نہ کرو۔

(الحکم جلد ۲۸)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## پاکستان

خط از :- محمد اشرف ایم ای ایس - کالونی - لاہور چھاؤنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مجھے کافی عرصہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ میں احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کروں اور اس کے بعد اس جماعت میں شریک ہو سکوں - اور اپنے آپ کو اجنبی نہ سمجھوں لیکن یہ خواہش پوری ہوتی نظر نہیں آتی - کیونکہ ایسا لٹریچر میرے پاس نہیں -

بازار میں جو کتابیں ہیں وہ تو بہت قیمتی ہیں یا سمجھ میں نہیں آتیں - ایک غیر احمدی کے لئے مشکل ہے - جو پمفلٹ آپ اکثر مفت تقسیم کرتے ہیں اسی لٹریچر میں کام کی باتیں ہوتی ہیں - یہی پمفلٹ دلچسپ کا نچوڑ ہیں - اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ مفت لٹریچر مجھے مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کریں -

دوسری بات یہ ہے کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ ایک سکول بھی ہے جہاں ایسی تربیت دی جاتی ہے بلکہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے -

کیا اس قسم کی تبلیغی کلاس میں مجھے داخلہ مل سکتا ہے - اس کی کیا شرائط ہیں -

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور جواب بھی دیا گیا)

## جنوبی افریقہ

ترجمہ خط سید دا ایم - او دی گس رسار و دارمی -

جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جو کتابیں اسلام کے متعلق آپ نے ارسال کی تھیں وہ مل گئی ہیں - قرآن شریف مترجم کی ضرورت کی یہ وجہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ بچوں کو کس طرح قرآن پڑھایا جاتا ہے - مجھے لوگوں میں تقریر کے وقت اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے -

بہت سے دوست سوال کرتے ہیں خاصکر عیسائی صاحبان تو میں ان کو حوالہ نہیں بتا سکتا - کیونکہ میرے پاس قرآن نہیں - امید ہے کہ آپ ضرور ارسال کریں گے - اور خاصکر عیسائی لوگوں کے اعتراضات کے لئے قرآن کا ہونا ضروری ہے -

آپ جیسے لوگ جو اشاعت اسلام کے متمنی ہیں اور قرآن کے خواہشمند ہیں اور اسلام کا چرچا چاہتے ہیں ضرور مجھے قرآن شریف ارسال کریں گے - میں آپ کا مستقل ممبر بننا چاہتا ہوں -

امید ہے جواب دیں گے -

(انکو کتابیں بھیجی گئیں اور خط لکھا گیا)

## ویسٹ انڈیز

ترجمہ خط - حیدر علی صاحب - ۹ - الزبتھ سٹریٹ ٹرینی ڈاڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ایڈریس ایک دوست نے مجھے دیا اور اس نے مجھے بتلایا کہ آپ انگریزی اور اردو اسلامی لٹریچر کی اشاعت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ آپ عرصہ پچاس سال سے کر رہے ہیں

مجھے چونکہ قرآن سے اُنس ہے - اس لئے ایک کاپی قرآن حضرت مولانا محمد علی صاحب مجھے ارسال کریں یا حافظ غلام سرور کی دونوں میں سے جو بھی مناسب سمجھیں ارسال کریں - مجھے حدیث سے بھی اُنس ہے - مجھے بہت جلد کتب کی فہرست ارسال فرما دیں -

مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ کی جماعت کوئی اخبارات و رسائل شائع کرتی ہے - کیا وہ ہفتہ وار ہیں یا ماہوار -

مجھے عربی سے بھی اُنس ہے - میں بغیر استاد کے کیسے سیکھ سکتا ہوں - مجھے امید ہے کہ آپ کے پاس ایسی کتاب ہوگی اور آپ کے پاس انگریزی عربی ڈکشنری بھی ہوگی -

اگر آپ کے پاس اسلامی پمفلٹس بانٹنے کے لئے ہوں تو فی الحال مجھے ارسال کریں - میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

(انکو لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا)

## نائیجیریا

ترجمہ خط ایم اے عبد السلامی - پراونشل ہیڈ کوارٹر - موس - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ خط لکھکر بہت خوش ہوں - میری اور دنیا کے دیگر مسلمانوں کی آپ جو خدمت کر رہے ہیں اس کا شکریہ - اللہ تعالے آپ کو کامیاب کرے میں خاصکر اس وجہ سے خوش ہوں کہ آپ نے میرے طالب علمی کے زمانہ میں مجھے پمفلٹس ارسال کئے جبکہ میں مدرسہ میں ٹریننگ لے رہا تھا پمفلٹس مجھے بہت مفید ثابت ہوئے - اور بہت سارے شکوک جو مذہب کے متعلق تھے وہ دفع ہو گئے

بہت سے لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں اور میں انہیں پمفلٹس سے ان کا جواب دیتا ہوں - لیکن پھر بھی مشکل میں ہوں -

جب آپ نے مجھے کتب ارسال کئے تو قرآن انگریزی ارسال نہیں کیا امید ہے کہ راستہ میں ہوگا میں بہت سے سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا جب تک قرآن شریف نہ ہو -

میں مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے کاپی قرآن شریف ارسال کریں - اور جب آپ قرآن شریف ارسال کریں ان میں پمفلٹس بھی ارسال کریں -

میرے ارد گرد عیسائیوں کے درمیان بحث میں مجھے بار بار قرآن شریف کا پوچھا جاتا ہے - میں اپنے ایک بھائی کی مدد سے جس کے پاس یہ قرآن ہے جواب دیتا ہوں -

میں ایک مسلمان بھائی کی آپ سے ملاقات کرانا چاہتا ہوں جس کو کہ قرآن شریف کی ضرورت ہے اور میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ ایک قرآن شریف آپ کو بھیجوں گا - والسلام

جواب کا منتظر

(انکو خط لکھا گیا)

(۲)

ترجمہ خط از احمد الابی اونیکی چھپیا لورن نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا تعالےٰ کی ہزار رحمتیں ہوں - میں آپ کو یہ چند سطور لکھ رہا ہوں -

ایک دن میں انصار الاسلام اسکول میں تھا میں نے ایک دوست سے آپ کا خط دیکھا اور وہاں سے میں نے آپ کا یہ پتہ نوٹ کیا -

چونکہ مجھے عربی سے رغبت ہے - مجھے آپ احمدیہ موومنٹ کا لٹریچر ارسال کریں میں اس کا بغور مطالعہ کرنا چاہتا ہوں - اسی غرض سے میں یہ خط لکھ رہا ہوں -

چونکہ میں اسلام کے متعلق کافی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں اس لئے مجھے خصوصاً قرآن شریف ارسال کریں - میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ میری امداد کریں -

اللہ تعالےٰ آپ کا حامی و ناصر ہو -

والسلام

(انکو لٹریچر بھیجا گیا)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں - منیجر

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۹ ر اکتوبر ۱۹۶۳ء

# فروعی اختلافات پر جدال و قتال اور قرآن کریم سے لاتعلقی مسلمانوں کی تباہی کا موجب ہیں

مسلمانوں کے ایک ممتاز عالم دین مفتی محمد شفیع صاحب کا ایک مقالہ اخبارات میں شائع ہوا ہے، جو انہوں نے گذشتہ جمعرات کو چند ممتاز سرکاری وغیر سرکاری اصحاب کی ایک مجلس میں پڑھا۔ اس مقالہ میں مفتی صاحب نے مسلمانوں کے باہمی فروعی اختلافات پر جدال و قتال کو ان کی موجودہ تباہی و بربادی کا سب سے بڑا سبب قرار دیتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب قرآن کریم سے لاتعلقی کا نتیجہ ہے چنانچہ لکھا ہے کہ :-

"آج بھی مسلمان جن بلاؤں میں مبتلا اور جن حوادث و آفات --- دوچار ہیں اگر بصیرت سے کام لیا جائے تو ان کے سب سے بڑے سبب بھی دو چار باتیں ہونگی، قرآن کریم کو چھوڑنا اور آپس میں لڑنا اور غور کیا جائے تو یہ آپس کی لڑائی بھی قرآن کو چھوڑنے ہی کا لازمی نتیجہ ہے قرآن پر کسی درجہ سے بھی عمل ہوتا تو یہ خانہ جنگی یہاں تک نہ پہنچتی۔"

اور آگے چل کر ان برائیوں کا ذکر کرتے ہوئے جو اس وقت مسلمانوں میں عام طور پر پائی جاتی ہیں، وہ ارشاد فرماتے ہیں :-

"شیطانی اور شیطانی تعلیم، کفر و الحاد، خدا اور رسول سے بغاوت اور فحاشی و عیاشی سے طبیعتیں مانوس ہو رہی ہیں، ان کی نفرت دلوں سے نکل چکی ہے۔ اس پر کسی کو غصہ نہیں آتا۔ انسانی رواداری، اخلاق مروّت، کا سارا زور کفر و الحاد کے مقابلے میں صرف ہوتا ہے۔ نفرت، بغض و عداوت کا میدان خود اپنے اعضاء و جوارح کی طرف ہے۔ آپس میں ذرا ذرا سی بات پر لڑائی جھگڑا ہے۔ چھوٹا سا نقطۂ اختلاف ہو تو اسکو بڑھا کر پہاڑ بنا دیا جاتا ہے۔ اخبارات و رسائل کی غذا یہی بن کر رہ گئی ہے۔ دونوں طرف سے اپنی پوری توانائی صرف کی جاتی ہے کہ گویا جہاد ہو رہا ہے۔ دو متحارب طاقتیں لڑ رہی ہیں۔ اور کوئی خدا کا بندہ ذرا اپنی طرف نظر کر کے نہیں دیکھتا کہ ؎

ظالم جو بہہ رہا ہو وہ تیرا ہی گھر نہ ہو

سیاست ممالک سے لے کر خانسامی اور گھریلو معاملات تک سب میں اسی کا مظاہرہ ہے جہاں دیکھو انما المؤمنون اخوۃ کا سبق پڑھنے والے آپس میں گتھم گتھا ہیں۔ قرآن کریم میں جہاں عفو و درگذر، حلم و بردباری کی تعلیم دی گئی تھی وہاں جنگ ہو رہی ہے اور جس محاذ پر دعوت دی تھی وہ محاذ دشمنوں کی تاخت و تاراج کے لئے خالی پڑا ہے۔ اسمبلیوں میونسپل بورڈوں کی نشست، حکومت کے عہدوں اور ملازموں کی دوڑ صنعت و تجارت میں مقابلہ، جائیدادوں اور زمینداروں کی کشمکش جہاں خالص اپنے حقوق کی جنگ ہے جس کو چھوڑ بیٹھنا سب کے نزدیک ایثار اور اعلیٰ اخلاق کا ثبوت ہے وہاں کوئی ایک انچ اپنی جگہ سے سرکنے کو تیار نہیں۔ دین و مذہب کے نام پر کام کرنے والوں کی اول تو تعداد ہی کم ہے اور جو ہے وہ عموماً قرآن اور سنت کی بنیادی تعلیمات سے اغماض کر کے جزوی اور فروعی مسائل میں الجھ کر رہ گئی ہے چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ معرکہ جدال بنا ہوا ہے جس کے پیچھے غیبت، جھوٹ، ایذا رسانی، افتراء و بہتان، تمسخر و استہزاء جیسے متفق علیہ کبیرہ گناہوں کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اس پر دین کے نام پر خدا کے گھروں میں جدال و قتال اور لڑائیاں ہیں نوبت پولیس اور عدالتوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ ان دینداروں کو خدا اور رسول پر استہزاء کرنے والوں شراب پینے والوں، سود اور رشوت کھانے والوں سے وہ نفرت نہیں جو ان مسائل میں اختلاف رکھنے والوں سے ہے۔

کوئی خدا کا بندہ اسکو پسند نہیں کرتا اس کے مثبت و منفی دونوں پہلوؤں میں سے کوئی بھی کسی کے نزدیک ایسا نہیں جس کے لئے مسلمانوں سے جنگ کرنا جائز ہو اور جسکے لئے دوستوں کی غیبت و بہتان تذلیل و تحقیر روا ہو۔"

مسلمانوں کے ان عیوب اور لڑائی جھگڑوں کا ذکر کرنے کے بعد مفتی صاحب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ :-

"اہل عقل و بصیرت پر مخفی نہیں کہ دینی اور دنیاوی دونوں قسم کے معاملات میں بہت سے مسائل ایسے آتے ہیں جن میں رائیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ ان میں اختلاف کرنا عقل و دیانت کا عین مقتضیٰ ہوتا ہے۔ ان میں اتفاق صرف دو صورتوں سے ہو سکتا ہے یا تو مجمع میں کوئی اہل بصیرت اور کوئی اہل رائے نہ ہو۔ ایک نے کچھ کہہ دیا۔ سب نے مان لیا اور پھر جان بوجھ کر کسی کی رعایت مروّت سے اپنے ضمیر اور اپنی رائے کے خلاف دوسرے کی بات پر صاد کر دیا ورنہ اگر عقل و دیانت دونوں موجود ہوں تو رائے کا اختلاف ضروری ہے۔ اور یہ اختلاف کبھی کسی حال مضر بھی نہیں ہوتا بلکہ دوستوں کے لئے بصیرت کا سامان مہیا کرتا ہے اسمبلیوں میں حزب اختلاف کو اسی بنیاد پر ضروری سمجھا جاتا ہے۔ قرآن و سنت کے مجملات اور مبہمات کی تشریح و تعبیر میں اسی طرح کے اختلافات کو رحمت کہا گیا ہے"

یہ بالکل صحیح ہے اور ہم مفتی صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کی بربادی کا اصل معلوم کر لیا اور اس کا علاج بھی بتا دیا کہ قرآن کریم سے تعلق پیدا کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو یہ خانہ جنگیاں اور باہمی جدال و قتال ختم ہو سکتا ہے۔ اسی بات کی طرف حضرت مجدد وقت نے آج سے ستر بہتر سال پہلے توجہ دلائی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ :-

"آجکل یہ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کو جہاں تک ممکن ہے کم کر دیا جائے اور بد سرشت مولویوں کے حکم اور فتوے سے دین اسلام سے خارج کر دیئے جائیں اور اگر ہزار وجہ اسلام کی پائی جائے تو اس سے چشم پوشی کر کے ایک بے ہودہ اور بے اصل وجہ کفر کی نکال کر ان کو ایسا ٹھہرا دیا جائے کہ وہ ہندوؤں اور عیسائیوں سے بدتر ہیں، اور نہ صرف شرع کی بد استعمالی سے یہ جدوجہد شروع ہے بلکہ ایسے مادہ کے لوگوں کو الہام بھی ہو رہے ہیں کہ فلاں مسلم کافر ہے اور فلاں ایسے کفر میں غرق ہے کہ ہرگز ہدایت پذیر نہیں ہوگا اور دو زندگی کے

# جماعت احمدیہ ربوہ سے علیحدگی کا اعلان

## "میں نہیں چاہتا کہ تکفیرِ اہلِ قبلہ کرنے والوں کے ساتھ میں اور تعلق رکھوں یا اُن کے ساتھ میرا حشر ہو"

### میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی۔ کا خط صدر صاحب نگران بورڈ ربوہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محترم جناب صدر صاحب نگران بورڈ جماعت احمدیہ ربوہ زاد لطفہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

سمع خراشی کے لئے معذرت خواہ ہوں ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ۔ اور اکثر احباب جماعت کو معلوم ہے کہ میں نے جماعت احمدیہ ربوہ میں مسئلہ نبوت حضرت مسیح الموعودؑ کے متعلق اختلاف رکھتے ہوئے شمولیت اختیار کی تھی ۔ اس بارہ میں مجھے اس مسئلہ کے متعلق کبھی شرح صدر حاصل نہیں ہوئی ۔ بلکہ منیر کمیشن کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اس حلفی بیان سے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں میرے خیال کو اور تقویت پہنچی ۔ اور میں نے اتمام حجت کے خیال سے مولانا جلال الدین شمس صاحب حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب (مرحوم) سے اور بالآخر قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری سے (جنہوں نے اس مسئلہ کو جلسہ سالانہ ربوہ میں از سرِ نو اٹھایا اور حسبِ پر مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب نے ازراہِ مہربانی مفید قلم اٹھایا اور سیر کن اور مدلل بحث کی) خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا ۔ قاضی صاحب کو میں نے دو کھلی چٹھیاں لکھیں ۔ انہوں نے پہلی چٹھی کا نہایت بودا اور لچر جواب دیا ۔ دوسری چٹھی کے جواب کا تا ہنوز میں منتظر ہوں ۔ افسوس کہ اس قدر کوشش کے باوصف میرا اطمینان نہ ہوسکا ۔ کہ حضرت مسیح الموعودؑ زمرہ انبیاء میں داخل ہیں اور ان کے نہ ماننے والے (اہل قبلہ) کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں ۔ جملہ خطوط میرے پاس موجود ہیں ۔ بشرط ضرورت انکو شائع کر دیا جاوے گا ۔ میں تکفیر اہل قبلہ کو احمدیت کے لئے زہر ہلاہل کے مترادف سمجھتا ہوں ۔ اور اس کے نتائج پاکستان میں ہمارے سامنے آچکے ہیں ۔ میں جماعت احمدیہ کے نظام کا ہمیشہ معترف اور مداح رہا ہوں ۔ لیکن اُس جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ربوہ کے موقعہ پر جبکہ مولانا عبدالمنان صاحب خلف الرشید حضرت خلیفہ اول اور مسمیٰ اللہ رکھا کا معاملہ زیر بحث تھا ۔ اور ساتھ ہی آیندہ انتخاب خلافت کا مسئلہ طے ہوا ۔ میں نے جو کچھ دیکھا اور سنا اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ جماعت احمدیہ ربوہ کا آیندہ نظام خاندانی شخصی اور انفرادی ہوگا ۔ چنانچہ اس وقت اس کے آثار نمایاں ہوتے جارہے ہیں ۔ بدقسمتی سے میرے لئے یہ بھی ابتلاء کا باعث ہو رہا ہے ۔ میں Cult of Personality کا کبھی قائل نہیں ہوا ۔ چنانچہ اس جلسہ سالانہ کے بعد میں پھر کبھی کسی جلسہ سالانہ ربوہ پر حاضر نہیں ہوسکا ۔ صرف حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مرحوم سے ارادت رہی سو وہ بھی ان کی وفات کے ساتھ ختم ہوچکی ہے ۔ احمدیت سے مجھے شغف رہا ہے اور رہے گا ۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تکفیر اہلِ قبلہ کرنے والوں کے ساتھ میں اور تعلق رکھوں یا ان کے ساتھ میرا حشر ہو ۔ اس لئے علیحدگی کا اعلان کر رہا ہوں ۔ اس کی نقل اخبار پیغام صلح کو دے رہا ہوں ۔ والسلام

محمد صادق ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ۔ لاہور ۔ ۹ ، اکتوبر ۱۹۶۳ء

نوٹ :- ہونے والے خلیفہ مرزا ناصر احمدؒ کے متعلق میں بابو شریف احمد صاحب مرحوم کا معاملہ میں اس سے پہلے بورڈ کے سامنے لا چکا ہوں ۔ ان کی قیادت کا قبول کرنا میرے لئے ناممکن ہے ۔

---

جوشوں کی وجہ سے لعنتوں پر بڑا زور دیا جاتا ہے اور لعنت بازی کے لئے باہم مسلمانوں کے مباہلہ کے فتوے دیئے جاتے ہیں اور یہ ملّا اور یا یوں کہو کہ ایک دوسرے کو کھانے والے کیڑے اس بات کی تہ تک نہیں پہنچ سکتے کہ مسلمانوں کے تمام مذاہب میں عام طور پر اختلافات جزئیہ جاری و ساری ہیں اور کسی بات میں کوئی خطا پر ہے اور کسی بات میں کوئی ، اب کیا یہ انسانیت ہے یا ہمدردی اور ترحم میں داخل ہے کہ طریق تصفیہ یہ ٹھہرایا جائے کہ تمام مسلمانوں کیا آئمہ اربعہ کے پیرو اور کیا متصوفین ان ادنیٰ ادنیٰ اختلافات کی وجہ سے مباہلہ کے میدان میں آکر ایک دوسرے پر لعنت کرنا شروع کر دیں تو اب عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اگر مباہلہ اور ملاعنہ کے بعد صاعقہ قہر الٰہی فرقہ مخطیہ پر ضروری الوقوع ہے تو کیا اس کا بجز اس کے کوئی اور نتیجہ ہوگا کہ یکدفعہ خدا تعالےٰ تمام مسلمانوں کو ہلاک کر دے گا اور اپنی اپنی اجتہادی خطا کی وجہ سے سب ہلاک کئے جائیں گے "۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۹۵ - ۵۹۶)

مسلمانوں کی اس باہمی تکفیر اور فتنہ سامانی کا علاج بھی حضرت مجدّد وقت نے یہی تجویز کیا تھا کہ مسلمان قرآن کو مقدم کریں ، اس پر عمل پیرا ہوں ، جزئی اختلافات پر جدال و قتال کی بجائے اپنے اپنے مشرب اور مسلک کے مطابق قرآن کریم کی اشاعت کو اپنا نصب العین بنالیں ، اور باہم لڑنے جھگڑنے اور مسلمانوں کو کافر بنانے کی بجائے کافروں کو اسلام میں لانے کی کوشش کریں ۔

یہی بات مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنے مقالہ میں دہرائی ہے ، چنانچہ لکھا ہے :-

" میں اس وقت کسی کو یہ نہیں کہتا کہ وہ اپنے خیالات یا موقف [illegible] کو بدلے گذارش صرف اتنی ہے کہ اپنی توانائی صرف کرنے کا صحیح حل تلاش کرے اور اس پر لگادے باہمی اختلافات کو حلقہ درس یا فتوے یا تحقیق رسائل تک محدود کر دے اور ان میں بھی لب و لہجہ قرآنی اصول دعوت کے مطابق مقدم رکھیں نفرت سے کسنے یا دوسرے کی توہین کرنے کو زہر سمجھیں ، ہمارے ۴۵

۴۴ پبلک جلسے ، اخبار ، اشتہار بجائے باہمی آویزش کو ہوا دینے کے اسلام کی بنیاد اور متفق علیہ مسائل پر لگ *

* جائیں ، تو پھر ہماری جنگ جو فساد کی صورت اختیار کرچکی ہے دوبارہ جہاد کی صورت میں تبدیل ہوجائے

# تعلیماتِ اسلام کا خلاصہ اور نچوڑ

## عبادتِ الٰہی اور مخلوقِ خدا کے ساتھ شفقت و ہمدردی

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۶ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

(۱) واعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہٖ شیئًا و بالوالدین احسانًا و بذی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین والجار ذی القربٰی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم۔ ان اللّٰہ لا یحب من کان مختالًا فخورا الذین یبخلون و یامرون الناس بالبخل و یکتمون ما اٰتٰھم اللّٰہ من فضلہٖ واعتدنا للکٰفرین عذابًا مھینًا ۔۔۔ النساء

(۲) وقال اللّٰہ تعالٰے:۔۔۔

لا تعبدون الا اللّٰہ۔ و بالوالدین احسانًا و ذی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین و قولوا للناس حسنًا و اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ ثم تولیتم الا قلیلًا منکم و انتم معرضون ۔۔۔۔۔ البقرۃ

### اسلامی تعلیمات کے دو حصے

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں اسلامی تعلیمات تلقین فرمائیں اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایک دین لایا ہوں جس کا نام اسلام ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے سوال کیا ما الاسلام یا رسول اللّٰہ؟ اے اللہ کے رسولؐ! اسلام سے ہمیں روشناس کیجئے گا۔ اسلام سے آپؐ کا کیا مطلب و مقصد ہے؟ حضورؐ نے فرمایا التعظیم لامر اللّٰہ والشفقۃ علٰی خلق اللّٰہ۔ اسلام کا نچوڑ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے احکام و فرائض کی عظمت اپنے دلوں میں پیدا کرو اور اس کے احکامات کی پابندی کرو اور خدا تعالےٰ کی عبادت کے بعد خدا تعالےٰ کی مخلوق کی خدمت کرو۔ یہ دو حصے ہیں اسلام کے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دونوں حصے قرآن کریم کی تعلیمات سے بیان فرمائے ہیں جنہیں میں نے قرآن کریم کے دو مقامات سے پڑھکر سنایا ہے۔ پہلی آیات میں مذکور ہے۔

### عبادتِ الٰہی اور شرک سے بچنے کا سبق

واعبدوا اللّٰہ۔ پہلی بات جو کسی قوم کو بلند کرتی ہے اور کردار اور سیرت پیدا کرتی ہے وہ خدا تعالےٰ سے تعلق ہے اس لئے واعبدوا اللّٰہ کا حکم فرمایا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا ولا تشرکوا بہٖ شیئًا۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ جب مصیبت آتی ہے تو اکثر لوگ خدا تعالےٰ کو چھوڑ دیتے ہیں اور پیر فقیر اور قبروں پر جا کر حل مشکلات کے لئے عرض معروض کرتے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم میں جہاں کہیں یہ حکم ہے کہ خدا کی عبادت کرو وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ موحد مسلمان کا امتحان اس وقت ہو جاتا ہے جبکہ وہ یا اس کا قریبی رشتہ دار کسی سنگین مقدمہ میں ماخوذ ہو یا کسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو جائے ایسے وقت میں اس کا استقلال جواب دے دیتا ہے اور ادھر ادھر سے مشورہ سن سنا کر پیر فقیر سے رابطہ پیدا کرتا ہے اور قبروں پر چلا جاتا ہے کبھی اپنی تقدیر پوچھتا اور کبھی اپنا ہاتھ دکھاتا ہے حالانکہ اسکو یہ سبق سکھایا گیا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین اے خدا ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور کسی کی تیرے سوا عبادت نہیں کرتے اور دکھ درد کے وقت تیرے ہی در پر فریاد کرتے ہیں اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں۔ مگر اکثر لوگ مصیبت کے وقت توحید کے مقام کو چھوڑ دیتے ہیں اور شرک کرنے کی طرف جھک جاتے ہیں مصیبت اور دکھ درد کے وقت خدا تعالےٰ کو چھوڑ کر ادھر ادھر جانا یہ اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے

### مخلوقِ خدا کے ساتھ شفقت و ہمدردی کا سلوک

پھر خدا تعالےٰ کی عبادت کا حکم دینے کے بعد فرمایا و بالوالدین احسانًا ماں باپ کی تعظیم و تکریم کرنا اسلام ہے۔ ان کی خدمت کرنا اسلام ہے و بذی القربٰی رشتہ داری پالنا اسلام ہے والیتٰمٰی قوم کے یتیموں کی خبرگیری کرنا اسلام ہے والمسٰکین اور جو اپنے کام سے رہ جاتے ہیں ان کو کام پر لگا دینا اسلام ہے ان کو دوکان کا سامان مہیا کر دینا اسلام ہے والجار ذی القربٰی والجار الجنب۔ کوئی ہمسایہ ہو قریب کا ہو یا دور کا اس کا خیال رکھنا اسلام ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہمسایہ کی تعظیم نہیں کرتا اس پر افسوس ہے۔ اس کی عزت کرو اس کی تعظیم کرو اس کی تکریم کرو۔ اس کے رنج و راحت میں حصہ لو۔ والصاحب بالجنب اور جو کوئی ساتھی بن گیا ہو اس کا خیال رکھنا اسلام ہے۔ اس کے کچھ حقوق ہیں ان کا خیال رکھو۔ اس کا دل نہ دکھاؤ۔ کوئی اسکول، کالج، دفتر اور مسجد میں ساتھ بیٹھ گیا ہے۔ ہمسفر ہو اسکا لحاظ کرو۔ اسکو رنج نہ پہنچاؤ۔ وابن السبیل۔ مسافر کا بھی لحاظ رکھو۔ وما ملکت ایمانکم اپنے ملازمین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اکثر لوگ مرد ہوں یا عورت اس معاملہ میں ناکام رہتے ہیں وہ اپنے ملازمین کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتے۔

### فخر و تکبر خدا کو پسند نہیں

اس کے بعد فرمایا ان اللّٰہ لا یحب من کان مختالًا فخورا۔ تمہیں فخر اور تکبر نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اس سے دوسرے کی تذلیل اور تحقیر ہوتی ہے اللہ تعالےٰ ایسے آدمی کو پسند نہیں کرتا۔ معاشرہ میں امن و آرام سے رہو خدا پرست بنے رہو۔ اور یہاں ایک دوسرے کی تعظیم و تکریم کرو۔ فرمایا ولقد کرمنا بنی اٰدم۔ انسان کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اس کی تعظیم و تکریم کی جائے۔ اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ انسان کی قدر و منزلت ہو، اس کی تعظیم و تکریم ہو۔ قوم پر روپیہ خرچ کرنے کا حکم دینے کے بعد ان لوگوں کا ذکر بھی کیا ہے جو روپیہ صرف کرنے سے دریغ کرتے ہیں۔ مومن بخیل نہیں ہوتا

### بخل سے رسوا کن عذاب الٰہی آتا ہے

والذین یبخلون و یامرون الناس بالبخل۔ ایسے لوگ جو بخل سے کام لیتے ہیں۔ روپیہ پیسہ نہ صرف خود ہی خرچ نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو بھی کہتے ہیں کہ روپیہ پیسہ خرچ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں و یکتمون ما اٰتٰھم اللّٰہ من فضلہٖ اور خدا تعالےٰ

نے جو ان کو مال و دولت دی ہے اس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اعتدنا للکٰفرین عذابًا مھینًا۔ ایسے ناشکرے اور نافرمان لوگوں کے لئے سزا مقرر کر رکھی ہے۔

## حسنِ کلام کا حکم

دوسری جگہ فرمایا کہ خدا کے سوا عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان و مروت سے پیش آؤ اور رشتہ داروں، یتیموں اور مساکین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ اور فرمایا قولوا للناس حسنًا۔ تمہارے کلام کے اندر حسن ہو، دلربائی ہو۔ اپنی زبان سے کسی کو دکھ نہ پہنچاؤ۔ واقیموا الصلوٰۃ۔ عبادت کرو واٰتوا الزکوٰۃ خیرات زکوٰۃ ادا کرو۔

## چوہدری علی گوہر صاحب کی وفات

ایک تکلیف دہ خبر آپ کو سناتا ہوں۔ سرگودھا میں ہمارے نہایت عزیز دوست ہیں ڈاکٹر عبدالمجید صاحب۔ وہ بڑے قابل ڈاکٹر ہیں اور نیکی، شہرت اور کردار کے لحاظ سے فرشتہ ہیں ان کا نکاح میں نے چوہدری علی گوہر صاحب کی صاحبزادی سے پڑھا تھا۔

چوہدری علی گوہر صاحب کی جوانی کا عالم میں نے بھی دیکھا ہے اور بعد کے زمانہ میں بھی ان کی گفتگو اخلاص اور معرفت سے لبریز ہوا کرتی تھی۔ وہ لکھے پڑھے شخص نہ تھے لیکن کلام سے علم اور معرفت عیاں ہوتی تھی۔ وہ نیکی اور کردار میں لوگوں کے لئے قابل قدر نمونہ تھے۔ آج ان کا انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ خبر سن کر بہت رنج ہوا۔ نماز جمعہ کے بعد ان کے لئے نماز جنازہ غائبانہ میں دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(نماز کے بعد جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

## بقیہ مقالہ از صفحہ ۲

گی اور اس کے نتیجہ میں عوام کا رخ باہمی جنگ و جدال سے پھر کر دین کی صحیح خدمت کی طرف ہو جائے گا۔"

یہ بالکل صحیح ہے، ہمیں خوشی ہے کہ مفتی صاحب نے ایک صحیح راہ عمل کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی یہی وہ راہ ہے جس پر جماعت احمدیہ لاہور حضرت مجددِ وقت کے زیر ہدایت گامزن ہے، اور مسلمانوں کی تکفیر و تفسیق سے کنارہ کش ہو کر صرف اشاعت اسلام اور خدمت قرآن کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہے، ہمارا یہ ایمان ہے کہ یہی ایک راہ ہے جو

# تبصرہ

## دُرِّ ثمین منظوم (اُردو کلام مسیح موعود علیہ السلام)

مرتبہ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی

حضرت مسیح موعودؑ کی اردو اور فارسی نظموں کے کئی مجموعے جماعت احمدیہ کے دونوں فریق کی طرف سے کئی مرتبہ شائع ہو چکے ہیں، زیر نظر مجموعہ صرف اُردو نظموں پر مشتمل ہے، یہ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے شیخ بشیر احمد صاحب ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ لاہور کی فرمائش سے نہایت خوبصورت بلاک بنوا کر اعلیٰ کاغذ پر طبع کرایا ہے۔ یہ مجموعہ ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت فی جلد دو روپے ہے جو اس اعلیٰ کلام کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو اس کتاب میں درج ہے اور خوبصورت لکھائی اور چھپائی کے لحاظ سے چنداں گراں نہیں معلوم ہوتی، تاہم افادہ عام کے لئے اس میں مناسب رعایت کا ہونا ضروری ہے۔ ملنے کا پتہ:-

شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی رام گلی ۳ لاہور

## ہماری تعلیم

"مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کا خلاصہ خود آپ کے الفاظ میں۔ ماخوذ از کتاب "کشتی نوح"۔

یہ کتابچہ جو ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے چالیس صفحات پر نہایت خوبصورت لکھائی چھپائی اور اعلیٰ کاغذ پر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے زیر انتظام مجلس اخوان الاحمدیہ ۱۳۔ ٹمپل روڈ لاہور نے شائع کیا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی اس تعلیم پر مشتمل ہے جو آپؑ نے کشتی نوح میں اپنی جماعت کو دی، ہر احمدی کے لئے بالخصوص اور غیر از جماعت اصحاب کے لئے بھی اس تعلیم کا پڑھنا اصلاح نفس اور روحانی پاکیزگی کے لئے ضروری ہے۔

قیمت درج نہیں۔ مندرجہ بالا پتہ سے حاصل کیجئے۔

## "اُفقِ نو"

نو مسلم کالج سول لائنز لاہور کا ششماہی میگزین۔ جو اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں ۲۰×۳۰/۸ سائز کے قریباً ۷۲ صفحات پر شائع ہوا ہے۔ نہایت

مسلمانوں کو فلاح و کامرانی کی اعلیٰ منازل پر پہنچا سکتی ہے جیسا کہ ہمارے اسلاف کو اسی رستہ سے کامرانی و فلاح حاصل ہوئی ؎

اندرہ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
بازچوں آید بیاید ہم از یں رہ بالیقین

علمی اخلاقی، ادبی اور پاکیزہ طنزیہ و مزاحی مضامین اور غزلوں پر مشتمل ہے۔ اس رسالہ کی تدوین و اشاعت میں اساتذہ اور طلباء میں سے جن اصحاب نے حصہ لیا ہے، ان کے مضامین ان کی اعلیٰ علمی قابلیتوں کی غمازی کر رہے ہیں، بالخصوص پرنسپل محمد شفیع صاحب بھٹی اور نصیر احمد صاحب ناظم شعبہ اُردو کے مضامین نہایت اعلیٰ معلومات سے پُر ہیں، انگریزی حصہ میں مرزا حبیب الرحمٰن صاحب کا ایڈیٹوریل خاص توجہ کے قابل ہے۔ ایسا ہی شیخ محمد ادریس طالب علم سال دوئم اور شوکت تسلیم طالب علم سال دوئم کے مضامین بھی ہر لحاظ سے قابل ستائش ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو کالج کے لئے باعث برکت بنائے اور جلد ہی اسے ششماہی سے سہ ماہی اور پھر ماہنامہ بنا دے۔

# اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر کی طبیعت ابھی پورے طور پر صحت مند نہیں۔ احباب سے آپ کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

**جلسۂ وعظ** لائل پور سے ڈاکٹر شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:-

"گذشتہ جمعرات کو سلطان نگر میں میں نے کلمہ شریف نماز۔ اور اتحاد بین المسلمین پر ایک گھنٹہ لیکچر دیا۔ دیہاتی بھائیوں پر گہرا اثر ہوا۔ ایک مولوی بریلوی خیالات کے اسد احمد صاحب نے رسول کریمؐ کی شان اور مختلف امور پر لیکچر دیا جلسہ نہایت کامیابی اور امن کے ساتھ ختم ہوا یہ جلسہ چوہدری سلیم صاحب نے کرایا جو بہت بڑے رئیس ہیں۔ اور میرے زیر علاج رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔ آمین۔"

**تبدیلی پتہ** جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب مستقل طور پر ایبٹ آباد میں آ گئے ہیں۔ ان سے خط و کتابت کا پتہ آئندہ حسب ذیل ہوگا:-

دار السعید۔ ملک پورہ۔ جیل روڈ
ایبٹ آباد

**تعزیت** کماسی (نائیجیریا) سے چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ لکھتے ہیں:-

"بخدمت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
آج ڈاکٹر این لے خاں صاحب کی وفات کا حال سنکر سخت صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیزم نذیر احمد ولد چوہدری علی محمد صاحب جاہ نیکے والا ہر دلعزیز

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مولینا عبد الحق صاحب ودیارتھی

# پادری عبد الحق کے مضامین پر اظہار خیال

(بسلسلۂ اشاعت گذشتہ)

## کیا آپؑ کے بعد حواریوں کو اس مشن میں کامیابی نصیب ہوئی؟

جناب مسیحؑ کے اپنے الفاظ اپنے گھر۔ اپنے کنبہ رشتہ داروں اور ہم وطنوں کے متعلق کہ انہوں نے اسے قبول نہ کیا ہنگامی اور وقتی الفاظ نہ تھے اگر وہ کبھی آیندہ زمانہ میں قبول کرلیں تو ان الفاظ کی قیمت گر جاتی ہے یہ ایک دائمی اور ابدی فتوے تھا جسے قرآن مجید نے ان الفاظ میں فرمایا لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد وعیسیٰ ابن مریم ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ بنی اسرائیل جنہوں نے نافرمانی کی اُن پر لعنت ہوئی داؤدؑ اور عیسیٰؑ کی زبان سے کیونکہ وہ نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے تھے۔ (۵:۷۸) نہ انہیں داؤدؑ کا تخت ملا اور نہ مسیحؑ پر ایمان نصیب ہوا۔ جناب مسیحؑ کو اپنے ہم وطنوں۔ قریبیوں، رشتہ داروں اور اپنے بھائیوں کی ناسمجھی کا شکوہ رہا اور وہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کو اپنے گلہ میں جمع نہ کر سکے۔ اگر آپ کے بعد آپ کے حواری اور شاگرد مسیح کے اس مشن میں کامیاب ہو جاتے اور یہود کو مسیحی گلہ میں شامل کر پاتے تو ہم اسے ایک ادھوری سی کامیابی سمجھ لیتے۔ چلو جناب مسیحؑ جو کام اپنے وقت میں نہ کر سکے ان کے شاگردوں نے مسیحؑ کا یہ فرض ادا کر دیا۔ مگر سنو آپ کے بعد کیا ہوا؟

رسولوں کے اعمال میں لکھا ہے:۔

"ضرور تھا کہ خدا کا کلام پہلے تمہیں (بنی اسرائیل کو) سنایا جائے لیکن جس حال کہ تم نے اسے رد کیا اور آپ کو ہمیشہ کی زندگی کے لائق نہ سمجھا تو دیکھو ہم غیر قوموں کی طرف متوجہ ہوئے (یعنی بقول مسیح بچوں کی روٹی کتوں کو کھلانے لگے حالانکہ کتے کبھی انسان نہ بنیں گے اور بچے بھی بھوکوں مریں گے) (اعمال ۱۳:۴۶)

"پولوس جی میں مجبور ہوا اور یہودیوں کے آگے گواہی دی کہ یسوع وہی مسیح ہے جب وہ مقابلہ کرنے اور کفر بکنے لگے اس نے اپنے کپڑے جھاڑ کے ان سے کہا تمہارا خون تمہاری گردن پر میں پاک ہوں اب میں غیر قوموں کی طرف جاؤں گا"

(اعمال ۱۸:۶)

یسعیا نبی کی پیشگوئی کی طرف توجہ دلا کر کہا گیا:۔

"اس قوم کے پاس جا اور کہ تم کانوں سے سنو گے پر نہ سمجھو گے اور آنکھوں سے دیکھو گے پر دریافت نہ کرو گے کیونکہ اس قوم کا دل موٹا ہوا اور وے اپنے کانوں سے اونچا سنتے ہیں اور انہوں نے اپنی آنکھیں موند لیں۔ ایسا نہ ہو کہ آنکھوں سے دیکھیں اور کانوں سے سنیں اور دل سے سمجھیں اور نہ دل سے رجوع لائیں اور میں انہیں چنگا کر دوں۔ پس تم کو معلوم ہووے کہ خدا کی نجات غیر قوموں کے پاس بھیجی گئی اور وے اسے سن بھی لیں گی"

(اعمال ۲۸:۲۸)

پولوس صاحب کا یہ خیال کتاب مقدس کے بالکل خلاف ہے کیونکہ خداوند یہوواہ صرف بنی اسرائیل کا خدا ہے دوسری قوموں کے خدا اپنے اپنے ہیں غیر قوموں کی نجات کی فکر ان کے اپنے اپنے خداؤں کو ہوگی اس کی ذمہ داری خداوند یہوواہ پر ہرگز نہیں۔ خداوند کی ہتھیلیوں پر صرف بنی اسرائیل کی تصویر بنی ہے نہیں بلکہ کھدی ہے:۔

"دیکھ میں (خدا) نے تیری (بنی اسرائیل کی) تصویر اپنی ہتھیلیوں پر کھودی ہے اور تیری شہرپناہ ہمیشہ تک میرے سامنے ہے" (یسعیا ۴۹:۱۶)

کتاب اعمال کے مذکورہ حوالوں سے ظاہر ہے کہ مسیحؑ کا مشن "بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو تلاش کرنا" جس کے لئے مسیحؑ خاص طور پر مامور تھے ہرگز پورا نہیں ہوا نہ ان کی زندگی میں اور نہ ان کے بعد حواریوں کے زمانہ میں۔ پولوس اسے یسعیا کے حوالہ سے پیشگوئی بتاتا ہے یا تقدیر مبرم جو پہلے سے مقرر تھی کہ اس قوم کو نجات نہ ملے گی بلکہ نجات کی وارث غیر قومیں ہوں گی۔ اس کے علاوہ جاتا ہے غیر قوموں کی نجات کا سوال اس کے لئے مسیحؑ ہرگز مامور نہ تھے۔ غیر قومیں جو حضرت نوحؑ کے زمانہ سے چلی آتی تھیں حضرت مسیحؑ تک ہزاروں سال کی مدت میں ان کی نجات کی خداوند یہوواہ نے کبھی فکر نہ کی آج تک اُن میں کوئی نبی رسول ہدایت نامہ لے کر نہ آیا تھا حضرت نوحؑ سے لے کر دیگر بائبل کے خیال اور تحقیقات میں حضرت نوحؑ سے پہلے بھی یہ قومیں موجود تھیں جن کو زبردستی بائبل نویسوں نے ذریت نوح میں شامل کر دیا غیر قوموں کے ساتھ نہ براہ راست خداوند یہوواہ کا کوئی وعدہ ہوا اور نہ ہی بائبل کے فتوے کے مطابق ان کا کوئی دین مذہب اور پیغمبر تھا۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت یعقوب حضرت موسےٰ علیہم السلام کے ساتھ نجات کا وعدہ صرف مختون قوموں کے ساتھ تھا کتاب مقدس کے جن حوالوں میں غیر اقوام کے کسی موعود شخص وغیرہ کے ہاتھ پر جمع ہونے کا ذکر ہے وہ محمد صلعم اور صرف محمد صلعم ہیں کیونکہ محمد صلعم ہی وہ عظیم الشان پیغمبر ہے جس نے کسی غیر قوم کو ذات پات حسب اور نسب کی وجہ سے کبھی کتا اور سؤر نہیں کہا بلکہ ہر قوم کو خدا احد کی قوم اور اس کے اندر کسی نہ کسی ہادی کا مبعوث ہونا نہایت تاکید کے ساتھ بیان کیا ہے غیر اقوام کے یہود اپنے دشمن اور ان کا خداوند یہوواہ ان قوموں کا دشمن تھا البتہ یہ سوال نہایت اہم ہے کہ مشنریوں نے اور عیسائی بادشاہوں نے جو یونانی اور رومن لوگوں کو مسیحی بنایا انہوں نے غیر قوموں کو مسیحؑ کے پیرو بنایا یا ان قوموں سے کفر کا بپتسمہ خود لے لیا۔ اس سوال پر الگ ایک مضمون لکھنے کی ضرورت ہے سردست پولوس کے دو حوالے اور پیش کئے دیتا ہوں:۔

"پس اس وقت کتنے ہی فضل سے برگزیدہ ہو کے باقی رہے ہیں پھر اگر فضل سے ہے تو اعمال سے نہیں نہیں تو فضل فضل نہ رہے گا۔ اور اگر اعمال سے ہے تو پھر فضل کچھ نہیں۔ نہیں تو عمل عمل نہ رہے گا۔ پس کیا ہوا یہ کہ اسرائیل جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اسکو نہ ملی۔ پر وہ چنے ہوؤں کو ملی اور باقی اندھے کئے گئے...... ان کے گرانے کے باعث نجات غیر قوم کو ملی تاکہ انہیں ان سے غیرت آوے" (رومیوں ۱۱:۵ سے ۱۲)

"موسےٰ نے تو پہلے کہا کہ میں ان سے جو قوم نہیں (غیر قوموں سے) تم کو غیرت دلاؤں گا" (رومیوں ۱۰:۱۹)

یہ ہے مسیحی مشن کا اعتراف شکست کہ جس غرض اور مقصد کے لئے مسیحؑ آیا تھا وہ نہ مسیحؑ کے ہاتھوں پورا ہوا اور نہ حواریوں کے ہاتھوں [illegible] پاک اور مقدس مشن رومیوں اور یونانیوں [illegible] اور کفریات سے رنگین ہو گیا۔ اپنے [illegible] کو طویل بحث سے بچانے کی غرض سے [illegible] لکھ دیتا ہوں کہ میرے جواب میں انجیل مرقس [illegible]

پیش نہ کرتا ۔ ۹۔ آیات مسلمہ طور پر الحاقی اور بعد کی ایجاد ہیں۔ مرقس کے پرانے مستند نسخوں میں ہرگز ان کا نام و نشان نہیں ملتا اور وہ مسیح ؑ کے ان اقوال کے خلاف ہیں جو ہم پیشتر نقل کر چکے ہیں۔ یعنی یہ کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا کیونکہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو تلاش کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

شاید کسی کے دل میں نامہ پطرس اوّل کی یہ آیت اس کے خلاف کھٹکتی ہو:۔

"کیونکہ تم بھٹکتی ہوئی بھیڑوں کی مانند تھے پر اب اپنی جانوں کے گڈریے اور نگہبان کے پاس پھر آ گئے ہو"

(نامۂ پطرس اوّل ۲: ۲۵)

اوّل تو اس نامۂ پطرس کے نامہ پطرس ہونے میں شبہ ہے بلکہ اس کے جعلی ہونے کے دلائل قوی ہیں محققین کے نزدیک یہ کسی پولوس کے مرید کا جعلی خط ہے جسے معتبر بنانے کے لئے پطرس کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے حواریوں کا متفقہ فیصلہ ہے اور اس کی مؤید تاریخ ہے کہ حواری بنی اسرائیل میں تبلیغ مسیحیت میں ناکام ہوئے۔ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب مسیح ؑ کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو تلاش کرنے میں ناکام رہے۔

## احمدیت کا احسانِ عظیم مسیحیت پر

مسیحی دوست یا ان کے کوٹی اور سادہ دل دوست جناب مسیح ؑ کو صرف تین چار سال تک تبلیغ کرنے کے بعد اپنے مشن میں ناکام بنا کر بھلے ہی انکو آسمان پر بٹھا دیں مگر اللہ تعالےٰ کے سچے رسول کو اس کے مشن میں ناکام قرار دینا اور اس کے دشمنوں کو اس پر غالب ثابت کرنا صرف اس رسول کی ہی ہتک اور بے عزتی نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی بھی قدر و شان پر بٹا لگانا ہے جس نے بڑے دعوے کے ساتھ فرمایا ہے کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی۔ ان اللّٰہ قوی عزیز (۲۱:۵۸) اللہ نے لکھ دیا ہے کہ یقیناً میں غالب ہونگا اور میرے رسول ۔ یقیناً اللہ قوی اور غالب ہے ناممکن امر ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی رسول کو کسی خاص مشن کے لئے مامور فرمائے۔ اور پھر لوگوں کے غلبہ کی وجہ سے ناکامی کی حالت میں سے آسمان پر اٹھا لے انبیاء کے متعلق جو سنت اللہ تعالیٰ کی معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر نبی کی زندگی میں دو دور ہوتے ہیں ایک حصہ دشمنوں کے غلبہ اور مومنوں کے ابتلاء کا ہوتا ہے دوسرا دور جو ہجرت کے بعد شروع ہوتا ہے وہ فتح اور حق کے غلبہ کا ہوتا ہے۔ حضرت ابراھیم۔ حضرت یونس حضرت لوط۔ حضرت یوسف۔ حضرت موسےٰ ہارون حضرت داؤد علیہم السلام اور سب کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مخالف ان کی جان کے درپے ہوئے اللہ تعالےٰ نے ہجرت کا حکم دیا اور بعد ہجرت ان کو غالب کر دکھایا۔

ہم نے جناب مسیح ؑ کے اپنے اعتراف سے یہ ثابت کر دکھایا کہ وہ رسولاً الیٰ بنی اسرائیل تھے۔ انہیں بنی اسرائیل میں ہی کامیاب ہونا چاہیئے غیر قوموں میں ان کی کامیابی اصل مشن میں ناکامی کی دلیل ہے اور یہ کامیابی بھی درحقیقت کامیابی نہ تھی بلکہ مسیحیوں کا یونانیوں اور رومیوں کے عقائد تثلیث اور کفارہ پر ایمان لا کر دین مسیح کو مسخ کر دینا تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسیح ؑ کی پیدائش کے وقت فلسطین میں بنی اسرائیل کے صرف دو قبائل آباد تھے اور بن یمین باقی کے دس قبائل حضرت سلیمان ؑ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد دشمنوں کے حملوں سے تتر بتر ہو کر کسی دور کے ملک میں جا آباد ہوئے تھے۔ حضرت سلیمان ؑ کے زمانہ میں ۱۲ قبائل ان کے ماتحت تھے آپ کے وصال کے بعد رحبعام کے زمانہ میں دس قبائل باغی ہو گئے اور انہوں نے بیت المقدس کی بجائے اپنا مرکز سماریہ بنا لیا اور الگ حکومت قائم کر لی دوبارہ بچھڑا پرستی شروع کر دی اس سلطنت کو شاہ اسیریا نے حملہ کر کے برباد کر دیا۔ اور یہ دس قبائل تتر بتر ہو کر کسی دور دیس میں جا آباد ہوئے سماریہ میں ان کا قیام صرف ۲۰۰ برس رہا ۷۲۲ قبل مسیح سیریا کے بادشاہ نے اسے شکست دی یہ دس قبائل جن کی جمعیت ۲۷۰۰۰ تھی تاریخ نویسوں کے نزدیک ایک معمہ ہے کہ یہ کہاں چلی گئی اس کے متعلق متعدد قیاسات ہیں سائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ چیمبرس سائیکلو پیڈیا سائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس سائیکلو پیڈیا آف امریکہ جو کہ ایک مستند ضخیم تالیف ہے اس میں اس پر جو کچھ لکھا ہے اس کا کچھ حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے (اس پر ایک تفصیلی مقالہ میری کتاب "محمدان ورلڈ سکرپچرز" میں انشاء اللہ تعالےٰ شائع ہوگا) :۔

"It was formerly one of the puzzles of history to know what finally became of the ten tribes. There were several theories. Because of the fact that some Jewish monuments were found in China, some writers traced them to that land. Others found their descendants in India. The general consensus of scientific opinion however, is that the tribes became absorbed or subsequently vanished

races have in neighbouring nations and thus were not lost in the real significance of the term. Dr Giles Tartars with the lost ten tribes, (consult his "The Tartars" printed in Israel Redeem edited by S. Lee (1669) Dr. Francois Bernier (1620–1688) French physician for 12 years to the Great Mogul of India, in Les voyages de Bernier Contenant la description des etats du Grand Mogul de Hindoustan (1699) speculates on the Kashmiries as descendants of the lost ten tribes from certain customs and the prevailing type of facial features, as also of the neighbouring Afghans and the Tajik of Badakhshan, being distinctly Hebraic."

Encyclopedia of America (Lost ten tribes)

یہ تاریخ کا ایک بہت بڑا معمہ تھا کہ گم شدہ دس قبائل اسرائیل کے متعلق معلوم کیا جائے کہ ان کا کیا حشر ہوا ان کے متعلق بہت سی قیاس آرائیاں ہیں۔ چونکہ کچھ یہودی آثار چین میں پائے گئے ہیں اس لئے بعض مؤرخین نے ان کی نشاندہی چین میں کی ہے۔ بعض نے ان کی اولاد کو ہندوستان میں پایا ہے عام متفقہ معقول رائے یہ ہے کہ یہ قبائل دوسری ہمسایہ قوموں

میں قدیم گمنام نسلوں کی طرح جذب ہو گئے سو وہ حقیقی طور پر گم نہیں ہوئے۔ ڈاکٹر گب فلبٹر نے تاتاریوں کو دس گم شدہ قبائل قرار دیا ہے (دیکھو کتاب تاتار جو یہود نے شائع کی ہے) ڈاکٹر فرانسس ترنیر جو ۱۲ برس تک مغل شاہنشاہ اعظم کے دربار میں رہا اس نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ وہ کشمیریوں کے متعلق یقین کرتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کی اولاد ہیں اور اس کی یہ رائے ان کے رسوم، عادات اور چہرے کے خدوخال بالخصوص عبرانی لوگوں جیسے ہیں (انسائیکلو پیڈیا اوف امریکہ "دس گمشدہ قبائل")

پس ڈاکٹر برنیر کی تحقیقات اور سینٹیفک متفقہ رائے کہ کشمیریوں اور افغانوں کے رسم و رواج اور چہرہ کے خدوخال بنی اسرائیل سے اشد مشابہت رکھتے ہیں۔

(۲) کشمیر کی آبادی دو حصوں پر مشتمل ہے کشیپی کشمیری جو ہندو کشیپ نام رشی کی اولاد ہیں اور بن ماش جو باہر سے جا کر اس میں آباد ہوئے اور یہ بنی اسرائیلی ہیں۔

(۳) پیشگوئیوں میں پیشتر سے ان کی ہجرت کا ذکر ہے چنانچہ زکریا نبی کی کتاب میں لکھا ہے :-

"خداوند خدا فرماتا ہے میں نے تمہیں دور ممالک میں آسمانی چار ہواؤں کی طرح پھیلا دیا ہے (۲ : ۶)

پھر فرماتا ہے :-

"وہ جو دور چلے گئے ہیں وہ واپس آئیں گے اور بیت اللہ کی تعمیر کریں گے اور تم جانو گے کہ قوموں کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اگر تم خدا کی آواز سنو اور مانو تو یہ وقت گذر جائے گا۔"

مگر اس واپس آنے سے مراد فلسطین میں واپس آنا نہیں کیونکہ حزقیل ۲۰ : ۳۸ میں لکھا ہے :-

"میں انہیں اس ملک سے جس میں وہ سفر کر کے گئے نکال دوں گا پر وے اسرائیل کے ملک میں نہ آنے پاویں گے"

(۲۰ : ۳۸)

جارج مور نے اپنی کتاب "کوہ ہندوکش کے کافر" میں لکھا ہے کہ ۱۲ قبائل اسرائیل نے جن صوبوں میں بود و باش اختیار کی سیتھین نے ان پر قبضہ کر کے ان کو دور مشرق کی طرف ہجرت پر مجبور کیا (ص ۲۳۷)

انسائیکلو پیڈیا اوف امریکہ کے نامہ نگار کا بیان کہ کشمیری اور افغانی بنی اسرائیلی ہیں اس کی تائید بیسیوں تواریخ نویسوں اور علماء کے بیانات سے ہوتی ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ جنوبی ہندوستان کے یہودی اپنے آپ کو اسرائیلی کہتے ہیں اور یہودی نام سے چڑتے ہیں۔ میں جب میسور کی طرف تبلیغ کے سلسلہ میں گیا تو بنگلور میں ایک دکاندار سے میں نے پوچھا آپ یہودی ہیں تو اس نے غصہ سے کہا نہیں اسرائیلی!

جوزف وولف نے اپنے مشن بخارا کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ :-

"خراسان اور بخارا کے یہودی دس گمشدہ قبائل اسرائیل کا بقایا ہیں اور وہ کبھی پھر فلسطین کی طرف واپس نہیں گئے

(Joseph Wolff Narrative of a mission to Bokhara in the year 1843-1845

ناقابل انکار کثرت ہے ان علماء کی جنہوں نے گذشتہ ۱۵۰ برس میں اقرار کیا ہے کہ کشمیری اور افغانی دونوں بنی اسرائیلی ہیں۔

(۴) افغانستان کے قدیم کتبوں۔ کابل، ہرات وغیرہ شہروں اور قبائل کے نام زبان کا لب و لہجہ اور صدہا الفاظ۔ کشمیری قبائل ذاتیں۔ گلگت۔ پونچھ۔ چاہ بابل۔ تخت سلیمان وغیرہ نام عبرانی ہیں۔ قوموں کا لباس رسوم اور عادات سب اسرائیلی ہیں۔

ان تمام امور کی تفصیل جو ایک بہت بڑی کتاب کا مضمون ہے۔ مگر خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر جناب مسیح بنی اسرائیل کی طرف رسول تھے تو وہ صرف ½ ۱ دو قبائل اسرائیل کی طرف ہی رسول نہ تھے بلکہ وہ رسول تھے بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کی طرف جن کی کثرت افغانستان اور کشمیر میں آباد تھی اور قبائل اصلی معنوں میں گمشدہ قبائل تھے اور ہر ایک مؤرخ نے ان کو گمشدہ قبائل کا نام دیا تھا جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا کے عنوان سے ہی ظاہر ہے کہ آج تک یہی بحث ہوتی رہی کہ وہ کہاں گئے؟ دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ گم ہیں۔ احمدیت کا یہ دوگونہ احسان ہے کہ انہوں نے دنیا بھر کی تاریخوں مصنفین اور محققین کے حوالجات اور دلائل کے ذریعہ اس امر کو ثابت کر دیا کہ وہ گمشدہ قبائل ہندوستان، کشمیر اور افغانستان میں آباد ہوئے

اب اس کے بعد ہر انصاف پسند شخص سے التماس ہے کہ وہ سوچے کہ جناب مسیح ؑ جن کو ان قبائل کی طرف مامور اور رسول بنا کر بھیجا گیا تھا اور آپ ہی کے اپنے اعتراف سے جو اناجیل اربعہ سے پیش کیا گیا کہ ان لوگوں نے آپ کو قبول نہ کیا اور آپ کے بعد حواریوں کے اعمال سے دکھایا گیا کہ وہ بھی بنی اسرائیل میں تبلیغ کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے غیر قوموں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ سوال یہ ہے کہ خداوند عالم جس نے جناب مسیح کو گمشدہ قبائل کی طرف بھیجا تھا اس نے بھی اپنی شکست تسلیم کر کے مسیح ؑ کو آسمان پر اٹھا لیا؟ یا جناب مسیح ؑ کو باقی سنت انبیاء کے مطابق ہجرت کرنے کا حکم دے کر اصلی گم شدہ قبائل اسرائیل میں انہیں پہنچا دیا اور اپنے نبی کو کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز کی نص صریح کے ماتحت غالب کر دیا جس سے اللہ تعالےٰ کا قوی اور غالب ہونا ظاہر ہے اور وہ در اصل انہی کی طرف مامور تھے مگر فلسطین کے اسرائیل پر بھی ان کی تبلیغ سے اتمام حجت ضرور ہو گیا۔ وہ اگرچہ بقول خود اپنے وطن میں مقبول نہ ہوئے۔ مگر احمدی مسیحیوں کے خلاف یہ کہتا ہے کہ وہ یقیناً مقبول ہوئے۔ اپنے اصل مشن یعنی بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل میں۔ اب آپ کو اختیار ہے کہ آپ مسیح کو ناکام بنا کر آسمان پر چڑھا دیں یا کامیابی کے آسمان پر پہنچا ہوا کشمیر میں مدفون سمجھیں۔

باقی — باقی

## سکول نے ٹریفک ویک ٹرافی جیت لی

بزرگان و احباب سلسلہ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہو گی کہ سکول ہذا کے سکاؤٹ طلبہ نے ملک محمد رفیق صاحب پی۔ٹی۔آئی۔ کی زیر قیادت ٹریفک ویک کے سلسلہ میں اپنے مفوضہ کام کو اس قدر سلیقہ مندی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ کہ وہ اپنے زون میں بہترین سکاؤٹ قرار پائے۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور نے انہیں بہترین کارکردگی پر ہر ایک کو فرداً فرداً سرٹیفکیٹ مرحمت فرمائے اور سکول کو ایک ٹرافی پیش کی۔

فالحمد للہ علےٰ ذالک

برکت علی۔ انچارج پبلسٹی

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

## اظہارِ خوشنودی

مسلم ہائی سکول بدوملہی نے اپنی پرانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے امسال بھی شاندار نتیجہ دکھایا ہے سکول کا میٹرک کا مجموعی نتیجہ ۸۶ فیصد رہا۔ ہمارا مڈل کا نتیجہ بھی ۱۰۰ فیصدی رہا ہے۔ سال گذشتہ کی طرح اس سال بھی ایک وظیفہ میٹرک اور ایک وظیفہ مڈل میں حاصل کیا ہے۔ اس شاندار نتیجہ کے پیش نظر انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن کی طرف سے سکول کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے اور ہیڈ ماسٹر صاحب اور اساتذہ کرام کی کارکردگی کو خوب سراہا ہے۔ انسپکٹر صاحب نے جن الفاظ میں مبارکباد دی کا خط لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے :-

"مجھے آپ کے سکول کے ۱۹۶۲-۶۳ء کے شاندار نتائج دیکھ کر از حد مسرت ہوئی ہے میں ہیڈ ماسٹر صاحب اور متعلقہ اساتذہ جنہوں نے ایک اعلےٰ معیار قائم کیا ہے ان کی کوششوں کو سراہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ اس معیار کو برقرار رکھیں گے"

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی بڑا احسان ہے کہ سکول کی تعداد میں پچھلے سال کی نسبت کافی اضافہ ہوا ہے۔ آٹھویں اور نویں جماعت کے دو دو سیکشن بنا دیئے گئے۔ طلباء کی تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کی خاطر ماسٹر محمد اشرف صاحب سائنس ٹیچر و سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس اور سید سیف علی شاہ بورڈ رکو باقاعدہ پڑھائی کے لئے وقت دیتے ہیں۔ نیز ہیڈ ماسٹر صاحب گھر سے آ کر باقاعدہ شام کو نماز با جماعت پڑھاتے ہیں۔ بشیر احمد بی اے بی ایڈ

# احباب کے خطوط

## اُفق احمدیت کے ایک روشن ستارہ کا غروب ہو جانا

### یعنے ڈاکٹر این اے خاں کی وفات

بچپن کی بات ہے کہ ہمارے ملک میں مسلمان مائیں اور بزرگ شام کے وقت آفتاب غروب ہونے کے بعد شمال کی طرف ایک روشن ستارے کی نسبت کہا کرتے تھے۔ دیکھو۔ وہ تارہ چڑھا ہے۔ بچے قطب تارہ کا نام سُن کر بڑے خوش ہوتے تھے۔ چونکہ وہ ستارہ بہت وقت تک اپنی روشنی سے شمالی جانب کو روشن کرتا تھا۔ اس واسطے عام لوگ کہا کرتے تھے۔ یہ ستارہ گیارھویں پیر سید عبد القادر جیلانی رحمت اللہ کی یاد دلاتا ہے جو اپنے حسن احسان میں اہل اسلام عیسائیوں اور یہودیوں میں بڑی عزت و محبت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

اس چودھویں صدی میں بھی مسلمانوں کے اندر حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے مبعوث ہو کر مہدی مسعود مسیح موعود۔ مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ حضور کو بھی خداوند تعالےٰ کے الہامات میں ... عبد القادر کا خطاب عطا فرمایا گیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اپنے حسن و احسان کو بھی سید عبد القادر رضی سے تشبیہہ دی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں ایک قطبی ستارہ کا ذکر ضرور موجود ہے۔ دنیا میں دو ہی قطب مشہور ہیں۔ ایک قطب شمالی، اور دوسرا قطب جنوبی۔ یہ تو زمین کی تقسیم کے لحاظ سے قطب مشہور ہیں۔ روحانی دین و دنیا میں بھی قطب، ہر زمانے میں مبشرات پاکر ظاہر ہوتے ہیں اور اس کا تعلق زمانے کے امامؑ کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ ہر قطب خدا تعالےٰ کی مصلحت کے ماتحت امام الوقت کے فرائض کو بجا لانے میں مصروف رہتے ہیں اور دنیا پرستوں سے ہرگز خوف نہیں کھاتے۔ دنیاوی زندگی میں حقانیت کی وجہ سے ان کو ذلیل و خوار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور ان کے مرنے کے بعد ان کی میتوں کو اہل اسلام کے قبرستانوں میں دفن نہیں ہونے دیا جاتا۔ ہر زمانے میں ایسے قطب ظاہراً پوشیدہ ہوتے ہیں مگر مرنے کے بعد خدا تعالےٰ اہل دنیا پر ان کی بزرگی و عظمت اور عزت کو ظاہر کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں کابل کی سرزمین پر حضرت عبد اللطیف رضی اللہ عنہ کو افغانستان کے ایک حکمران کے حکم سے غلطی خوردہ متعصب اور شریر مولویوں کے شور و پکار کی وجہ سے زمین میں گاڑ کر پتھروں کی بوچھاڑ سے ہلاک کیا گیا۔ جس کے بعد ظالم حکمران اپنے کئے کی سزا پاکر دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اور ان کے خاندان کا ہمیشہ کے لئے نام و نشان مٹ گیا۔

ایسے ہی شریر اور جھوٹے پیروں اور مولویوں نے ناحق ڈاکٹر این اے خاں مرحوم جیسی پاک ہستی کو جو جماعت احمدیہ میں قطب کی ہستی رکھتے تھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا۔ وہ اپنے ان بد اعمال کے واسطے اس دنیا میں خائب و خوار ہوں گے۔ اے خدا ہم تیری بارگاہ میں عاجزانہ دعا کرتے ہیں۔ تو مالک ہے داتا ہے بخشنہار ہے۔ ہمارا مولیٰ ہے۔ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیینؐ کے صدقے اور حضرت مسیح موعودؑ کے اس روحانی فرزند مرحوم و مغفور ڈاکٹر این اے خاں کو جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام پر جگہ عطا فرما۔ ہم گنہگار نالائق۔ کمزور احمدیوں کی کمزوریوں کو معاف کر۔ آمین ثم آمین۔

ڈاکٹر حسن علی۔ گورنمنٹ پنشنر
گوجرانوالہ

---

## حضرت قائدِ اعظم کی یاد میں عقیدت کے چند پھول

مکرمی و معظمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

براہ کرم مندرجہ ذیل چند سطور اخبار پیغام صلح میں شائع فرما کر مشکور فرمادیں۔

مؤرخہ ۱۱ ستمبر کو گورنمنٹ پرائمری سکول کچھی میں بتقریب یوم وفات حضرت قائد اعظم علیہ الرحمۃ۔ زیر اہتمام جناب استاذیم قاضی عبد السمیع صاحب صدر مدرس جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت بزرگوارم خان شیر خان صاحب نے کی۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو اخویم جان عالم صاحب متعلم جماعت چہارم نے کی۔ نظم ترانہ قومی۔ دو طلباء نے پڑھا۔ برادرم سعید اختر متعلم جماعت چہارم نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی سیرت پر مختصر مقالہ پڑھا۔ اور بدر الزمان صاحب نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سیرت بیان کی۔

خاکسار راقم الحروف نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ایک پہلو مخلوقِ خدا پر رحم کو مختصر طور پر بیان کیا۔

عزیزہ امۃ القدیر جماعت سوم نے حضرت قائد اعظمؒ کو چند سطروں میں خراج عقیدت پیش کیا۔

اس کے بعد جلسہ کی باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی اور والد بزرگوارم مولوی عبد الرحمان صاحب نے ایک طویل تقریر میں حضرت بابائے ملت مرحوم کی شخصیت آپ کے مشن، اس مشن کی مشکلات اور آپ کی جرأت اور ہندو اور انگریز کے گٹھ جوڑ اور قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی بے مثال اور بے لوث قیادت میں مسلمان قوم کا بے نظیر ایثار، اتحاد اور قربانی کے صلہ میں عظیم الشان کامیابی اور مملکت خداداد پاکستان کا قیام اور پھر قیام پاکستان کے بعد ابتدائی پُر آشوب دور سے حضرت قائد اعظم کس طرح عہدہ برآ ہوئے ان تمام گوشوں پر سیر حاصل تقریر کی۔

فرمایا کہ جب کسی قوم یا جماعت کا مقصد طاقت کی نمائش یا تخریب یا ہوس مال و منصب ہو تو ناکامی اور رسوائی اس کے مقدر میں لکھی جا چکی ہوتی ہے اسکو آپ نے قرآن مجید کی آیات پڑھ کر سامعین کے ذہن نشین کرایا۔

اس کے بعد حضرت استاذیم قاضی عبد السمیع صاحب نے حضرت قائد اعظم مرحوم کے چند ارشادات اور کچھ فن خودی اور بے خودی کے رموز بیان فرمائے اس دوران جب آپ بے خودی کے عالم میں آسمان کی طرف گھور رہے تھے تو ان کے ہاتھ میں خودی کے عصا کو دیکھ کر راقم کے جسم میں کپکپی پیدا ہو جاتی تھی۔ آپ نے بڑے جذبہ سے قائد اعظم کے فرمودات ذہن نشین کرائے۔ جزاہ اللہ

آخر پر جناب ڈاکٹر علی مردان صاحب ہومیو پیتھ (جو کہ سٹیج سیکرٹری بھی تھے) نے طلباء سے خطاب کیا آپ کی تقریر اس جلسہ کی جان تھی۔ آپ نے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی زندگی کے مختلف گوشے بھی اجاگر کئے اور ہم طلباء کو بھی نہایت قیمتی نصائح سے مستفید فرمایا۔

اس کے ساتھ ہی اہالیان کچھی بالخصوص طلباء کے والدین کی بے حسی پر اظہار افسوس بھی کیا۔ کاش کہ اس جلسہ میں طلباء کے والدین بھی شامل ہوتے۔

آپ کی تقریر کے اختتام پر طلباء کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی اور حضرت قائد اعظم کی بلندی درجات کے لئے دُعا کی گئی۔ قائد اعظم کی روح کو ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی بھی کی گئی۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ استاذیم قاضی عبد السمیع صاحب اور ڈاکٹر صاحب موصوف کی ان خدمات کو جو وہ اس سکول کے لئے انجام دے رہے ہیں قبول فرمائے اور ان کی سرگرمیوں کو بار آور فرمائے۔ آمین۔ والسلام

ناچیز: مبشر احمد۔ احمدی متعلم جماعت چہارم۔ کچھی ضلع ہزارہ

صالح نوجوانوں کے قلم سے

# جماعت احمدیہ لائل پور کی تنظیمی سرگرمیاں

گذشتہ سے پیوستہ جمعۃ المبارک کے روز نماز جمعہ کے بعد جماعت لائل پور کا ایک ہنگامی اجلاس مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا تھا۔ اس اجلاس میں مقامی طور پر درس و تدریس اور تنظیم و تربیت کے ضمن میں اجلاس منعقد کرنے اور احباب جماعت کے آپس میں مل بیٹھنے کے پروگراموں کی تیاری پر خیال آرائیاں ہوئیں اور طے پایا کہ ہر جمعہ کو شام کے وقت میاں محمد سٹریٹ میٹرنٹی ہسپتال میں قرآن پاک کا درس ہوا کرے گا جس میں جماعت کے احباب بالخصوص شامل ہوں اور باقی دوستوں کو دعوت عام دی جائے۔ نیز ایک ماہانہ اجلاس کا انعقاد لازمی قرار دیا گیا جو باری باری احباب جماعت کی قیام گاہوں پر ہوا کرے گا۔ علاوہ ازیں جماعت کو تنظیم کی سلک میں منسلک کرنے کے لئے بعض امور بھی زیر غور آئے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلا اجلاس جناب میاں شریف احمد صاحب کی خواہش پر ان کے مکان پر مؤرخہ ۲۳ ستمبر پیر کی شام کو منعقد ہوا جس کی صدارت الحاج شیخ میاں محمد صاحب نے فرمائی۔ اور قریباً تمام جماعت نے اس میں شرکت کی۔ بلکہ مولوی محمد علی صاحب مبلغ ملتان سے اور جناب عبدالغنی بٹ صاحب، لاہور سے بھی شریک ہوئے۔

ابتداء میں مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے بالتفصیل جماعت کے سامنے باہمی اتحاد، اخوت و یگانگت اور تنظیم کی اہمیت آشکارا کی اور مختلف پہلوؤں سے یہ امر واضح کیا ہے کہ جماعتوں کو زندہ رہنے کے لئے آپس میں میل جول، مہر و محبت، نظم و نسق، اور صلح و آشتی کی فضا پیدا کرنا کس قدر ضروری ہوتا ہے۔

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے وجود سے جو برکات حاصل ہوتی ہیں ان کا بھی بالتفصیل تذکرہ فرمایا اور جماعت پر زور دیا کہ وہ ہر صورت میں اپنا ہرج کر کے بھی تنظیمی اجلاسوں میں شریک ہوں اور فاصبحتم بنعمته اخوانا کے ماتحت بھائی بھائی بن کر رہیں اور رحماء بینهم کے مصداق بنتے ہوئے آپس میں برادرانہ تعلقات کا وہ رنگ پیدا کریں کہ جماعت پر ایک خاندان کے ماحول کا سا گمان گذرے۔

مرزا صاحب نے مزید کہا کہ ناموافق حالات یا مخالفت کی وجہ سے اپنے کام کی رفتار میں کمی نہیں آنے دینا چاہیئے کام کرتے جانا چاہیئے خواہ حالات کس قدر تیز اور کتنی ہی مخالفت کیوں نہ ہوں۔ حضرت مسیح موعود کی کس قدر مخالفت ہوئی مگر آپ کے پائے ثبات میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔ اور نہ ہی اپنے کام کی رفتار میں کمی کی اور آج اس کے ثمرات حسنہ ہمارے آنکھوں کے سامنے ہیں۔ یہ خوش کن نتائج مخالفت کی آندھی میں صداقت کی شمع روشن کرنے کے بعد ہی برآمد ہوئے ہیں۔

محترم مرزا صاحب کی تقریر کے بعد صاحب صدر نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے مخصوص، دھیمے مگر دلنشین انداز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک زمانہ کے بعض ایمان افروز واقعات سنائے کہ حضور کی آمد سے جو معاشرہ میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی ہے اس کی نشاندہی کی۔ اور جماعت کے احباب کے درمیان ابتدائی زمانہ میں جو بے پناہ انس اور محبت کا جذبہ کارفرما تھا اس کا ذکر بھی فرمایا۔

آپ نے تبلیغ کے سلسلہ میں فرمایا کہ حضور کے وقت میں جماعت کا ہر فرد مبلغ ہوا کرتا تھا۔ خواہ وہ پڑھا لکھا ہوتا خواہ ان پڑھ کوئی مخالف خواہ عیسائی ہو، آریہ ہو، دہریہ ہو، بہائی ہو یا کسی اور مذہب سے تعلق رکھتا ہو کسی احمدی سے بات کرتے ہوئے گھبراتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ احمدی کی بات کا کوئی جواب نہیں۔ آپ نے کہا کہ بے شک تنخواہ لیکر تبلیغ کرنا بھی کوئی برا کام نہیں ہے مگر ملازم اور پیشہ ور احمدی بھی اپنی اپنی جگہ تبلیغ کا کام کر سکتے ہیں۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی شیخ محمد اسماعیل صاحب مرحوم کا ذکر فرمایا کہ آپ چنیوٹ میں کاروبار بھی کرتے تھے اور تبلیغ بھی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہمارے ایک بزرگ جو احمدی نہ ہوتے تھے بھائی صاحب سے بات کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب کو لے آئے ان دنوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات زیادہ تر زیر بحث رہتی تھی۔ بحث کے دوران جب بھائی صاحب نے حدیث شریف سے متوفیك کے معنی مولوی صاحب کے سامنے نکال کر رکھ دیئے تو مولوی صاحب لاجواب ہو کر رہ گئے اور کھسیانے سے ہو کر کہنے لگے کہ چلو عیسیٰ علیہ السلام تو بے شک فوت ہو گئے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرزا صاحب سچے ہیں۔ ہمارے جس بزرگ نے یہ بحث کا امر مرزا صاحب کی صداقت نہیں ہے اس وقت تو یہ بحث ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو گئے اس کا مولوی صاحب کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

احمدیوں کو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کا اس قدر شوق تھا کہ ہمارے بھائی صاحب پیڑھی پر بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے میز کرسی تو بعد کی ایجاد ہے ایک پیڑھی پر خود بیٹھے ہیں دوسری پر حضور کی کوئی کتاب کھلی پڑی ہے۔ کھانا کھاتے جا رہے ہیں اور کتاب پڑھتے جا رہے ہیں۔ اور درحقیقت ابتدائی لوگوں نے جو کچھ بھی سیکھا وہ حضور کی محبت اور آپ کی کتب کے مطالعہ سے ہی سیکھا تھا۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے اور نشانات میں سے ایک بڑا نشان "وفات مسیح" کا مسئلہ بھی ہے۔ حضور کی بعثت کے وقت عام رجحان حضرت عیسیٰ کی حیات کی طرف تھا۔ اور حضور نے بھی سب سے زیادہ زور وفات مسیح پر دیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے بہت سے مسائل کی عقدہ کشائی ہوتی تھی۔ آج یہ حالت ہے کہ کیا عیسائی دنیا اور کیا مسلمان دنیا کثرت اور تواتر کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ ماننے پر مجبور ہو گئی ہے اور اپنی کتب میں بھی بارہا اس کا تذکرہ کر چکی ہے۔ یہ حضور کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت بھی ہے اور ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔

محترم میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے اصحاب سے محبت و خلوص سے برتاؤ کرنا، باہر سے آنے والوں کے ساتھ عزت و تکریم سے پیش آنا اور بے تکلف محبت اور پیار کے سلوک کو ہی آپ کا گرویدہ بنانے کے لئے کافی بتایا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا اخلاق اس قدر بلند تھا کہ پہلی مرتبہ ملنے والا بھی آپ کا دل و جان سے فدائی ہو جاتا تھا۔

ان واقعات کی روشنی میں آپ نے احباب جماعت کو تلقین کی کہ وہ جماعتی زندگی اپنے اندر پیدا کریں اور ہر احمدی دوسرے احمدی کے ساتھ بھائیوں کا سا سلوک کرنے اور باہم محبت و یگانگت، اخلاص و اُلفت کی ایسی مثال قائم کریں جو کسی اور رشتہ میں نہ ملتی ہو۔

آخر میں آپ نے جماعت کی طرف سے اپنے میزبان کا شکریہ ادا کیا اور بعدہٗ تمام احباب نے نماز مغرب ادا کی جس کے بعد میاں شریف احمد صاحب کی طرف سے احباب کو پرتکلف چائے پیش کی گئی۔ چائے سے فارغ ہونے کے بعد بھی احباب جماعت آپس میں گھل مل کر بہت دیر تک جماعتی امور پر تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ اس یادگار تقریب کو تصاویر کے ذریعہ محفوظ کرنے کے لئے احباب جماعت کے فوٹو بھی لئے گئے۔

الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب کی خواہش پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ ماہ کا اجلاس انکے ہاں کیا جاوے۔

اس پرلطف اور مفید اجلاس کی کامیابی کا سہرا جناب میاں شریف احمد صاحب اور ان کے صاحبزادگان

# جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد و خصوصیات

جماعت احمدیہ کراچی نے حسب ذیل عقائد ایک اشتہار کی صورت میں چھپوا کر شائع کئے ہیں تاکہ عام طور پر لوگوں میں تقسیم کئے جائیں۔ ان کی خواہش ہے کہ دوسری جماعتیں بھی اسے اپنے ہاں چھپوا کر عام مسلمانوں میں تقسیم کریں تاکہ ملّانوں کی پیدا کردہ غلط فہمیاں دُور ہوں :—

۱۔ اس جماعت کے عقائد اور ارکانِ دین وہی ہیں جو صحابہ کرامؓ اکابر اہلِ سنت والجماعت، محدثین اور اولیائے اُمت کے ہیں۔

۲۔ یہ جماعت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو ختم جانتی ہے اور ہر اس شخص کو جو نبی کریمؐ کے بعد دعویٰ نبوت کرے حضرت میرزا غلام احمدؒ قادیانی علیہ الرحمۃ کے ارشادات گرامی کے ماتحت جن کی تعداد تین صد سے زائد ہے "کذاب۔ دجال۔ بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج" سمجھتی ہے۔

۳۔ اس جماعت کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ قرآن کریم کی چالیس آیات اور متعدد احادیث سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات یقینی طور پر ثابت ہے۔ اور حدیث نبویؐ میں جس "مسیح" کے نزول کا وعدہ ہے۔ اسی اُمت میں سے کسی مجدد کا "مثیل مسیح" ہو کر آنا مراد ہے۔ اس لئے اس حدیث کا مصداق حضرت میرزا غلام احمدؒ قادیانی علیہ الرحمۃ ہیں جنہوں نے موجودہ زمانہ میں عیسائیوں کے دجل اور فریب کو ظاہر کرکے تجدید دین اور کسرِ صلیب کے فرائض کو ادا کر دیا ہے۔

۴۔ اس جماعت کی تبلیغی جدوجہد کے نتائج میں ہزارہا مغربی اقوام کے عیسائی حضرات اسلام قبول کر چکے ہیں جن میں بڑے بڑے صاحب علم مفکر، فلاسفر، فوجی افسر، بیرن اور لارڈ شامل ہیں۔ مثلاً مولانا مولوی محمد مارمیڈیوک پکتھال مفسر قرآن۔ سر آرچیبالٹ ہملٹن اور لارڈ ہیڈلے وغیرہ وغیرہ۔

۵۔ اس جماعت کی سرکردگی میں قرآن کریم، سیرت رسولؐ، احادیث نبویؐ اور تعلیم اسلام پر پچیس ہزار سے زائد مغربی زبانوں میں تراجم، تفاسیر اور اسلامی لٹریچر شائع کیا جا چکا ہے۔ بلاد غیر میں مساجد کی تعمیر اور اسلامی مشن قائم کئے جا چکے ہیں جن کے ذریعے کفرستان کے گڑھ میں روزانہ پانچ وقت صدائے اللہ اکبر بلند ہو رہی ہے۔ تیز عیسائیوں کے قبول اسلام سے عیسائیت کے خاتمہ کے دن بہت قریب نظر آ رہے ہیں۔

۶۔ اس جماعت کے نزدیک ہر کلمہ گو ہمارا اپنا دینی مسلمان بھائی ہے۔ اسلئے تحریک اشاعت اسلام کو کامیاب اور مضبوط بنانے کیلئے جملہ برادران اور بہی خواہان اسلام کو دعوت ہے کہ ان مبارک مقاصد کو کامیاب بنانے کیلئے اس جماعت کے معاونین بن کر اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کی خوشنودی حاصل کریں۔

نوٹ:۔ (۱) عیسائیت کی تردید میں اسلامی لٹریچر جماعت کے تبلیغی مرکز سے حاصل کریں۔

(۲) مسلم بچے اور بچیوں کیلئے قرآن پڑھانے کا بھی انتظام ہے۔

المشتہر:۔ شیخ عبدالحق مناظر اسلام۔ مبلغ جماعت احمدیہ لاہور

از دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام B/۵ 2 "کراچی۔

# احمدی ہمارے مسلمان بھائی ہیں
# شیخ الازہر کا تازہ بیان

حال ہی میں ممباسہ (مشرقی افریقہ) کے تہذیب مسلم سکول کے پرنسپل اور ڈائرکٹر آف اسلامک مشن شیخ علوی نے دورۂ مصر سے واپس آکر مشرقی افریقہ کے اخبارات میں ایک بیان دیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں :—

"کینیا افریقن مسلم یونین کے زیر قیادت میں نے مسلم ریاستوں اور اسلامی ممالک کا اس مقصد کے پیش نظر دورہ کیا کہ وہاں تعلیمی بہتری اور سماجی ترقی کا مشاہدہ کیا جائے اور اس کے بعد اپنے علاقہ کی بہتری اور تعلیمی ترقی کے لئے کوئی سکیم تیار کی جا سکے۔ چنانچہ اس دورہ میں سات ماہ کے قریب مجھے مصر کی ازہر یونیورسٹی میں ٹھہرنے کا موقعہ ملا۔ بڑے بڑے نامور اور اسلامی علوم کے ماہر پروفیسروں سے ملاقات ہوئی۔ اُن سے تبادلۂ خیالات کیا اور باہمی تعارف اور واقفیت ان عظیم ہستیوں سے پیدا کی لیکن جس عظیم شخصیت نے ان اساتذہ میں سے مجھے خاص طور پر متاثر کیا وہ ازہر یونیورسٹی کے ریکٹر الاستاذ محمود شلتوت کی ذات گرامی ہے۔ خدائے ذوالجلال کی طرف سے انہیں علم کی دولت کا بھرپور عطیہ نصیب ہوا ہے۔ وہ اسلامی فقہ اور مسلم لاء پر مسلمہ اور زبردست اتھارٹی ہیں۔ اپنے خیالات اور نظریات کے اظہار میں نڈر ہیں، اور بلا خوف لومۃ لائم اپنے معتقدات کو ظاہر فرماتے ہیں بلاشبہ وہ ایک مجدد اور جمہوری عالم ہیں۔

دوران گفتگو میں اُن سے میں نے دریافت کیا کہ آپ کا احمدیوں کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ الاستاذ شلتوت نے پرزور طریق اور بڑے جذبے سے کہا کہ "احمدی ہمارے مسلمان بھائی ہیں وہ اسی کلمۂ طیبہ پر ایمان و اعتقاد رکھتے ہیں جس پر ہمارا اعتقاد و ایمان ہے" یہ کہکر علامہ شلتوت نے استفہامیہ طریق پر فرمایا "کیا یہی واقع نہیں ہے"؟ گفتگو کے تسلسل میں شیخ علوی صاحب بیان کرتے ہیں۔ میں نے علامہ موصوف سے کہ "احمدی حضرت مسیح کو وفات یافتہ سمجھتے ہیں" آپ اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں؟ ازہر یونیورسٹی کے ریکٹر الاستاذ شلتوت نے فرمایا کہ

"ہاں کلی طور پر اس عقیدہ میں ان کے ساتھ متفق ہوں۔ مسیح علیہ السلام اسی طرح فوت ہو چکے ہیں جس طرح خدا تعالیٰ کے سارے مامور و مرسل اور نبی فوت ہو چکے ہیں"

جب استاذ شلتوت یہ بات کہہ چکے تو فرمانے لگے۔

"میرا یہ دلی ایمان اور عقیدہ ہے اور میں اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا کہ اس سے احمدیوں کو یا کسی اور کو ان کے معتقدات میں امداد ملتی ہے"

جناب شیخ علوی صاحب سے جو کینیا افریقن مسلم یونین کی مقتدر شخصیت ہیں اور اسلامک مشن کے ڈائرکٹر اور وہاں کے مسلم سکول کے پرنسپل ہیں مصر کے دورہ کے بعد اخبارات کے لئے مندرجہ بالا بیان جاری کرتے ہوئے آخر میں تمام فرقہائے اسلام سے دردمندانہ اپیل کی ہے کہ وہ اندرونی اختلافات کو اسلام کے مفاد کی حفاظت اور اسلام کی ترقی میں روک نہ بننے دیں"۔

ایسٹ افریقن ٹائمز یکم ستمبر ۱۹۶۳ء

(بشکریہ الفضل ۱۴ ستمبر ۱۹۶۳ء)

---

**ھفت روزہ پیغام صلح**

خود پڑھیں اور دوسرے احباب تک پہنچانے کی کوشش فرمائیں۔

# گذارشِ احوال واقعی

## "اُفقِ نو" ـــــ نیو مسلم کالج میگزین کا اداریہ

اسی اشاعت میں دوسری جگہ نیو مسلم کالج لاہور کے میگزین اُفقِ نو پر ہم اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ ذیل میں اس کا اداریہ نقل کیا جاتا ہے جس سے قارئین کرام اس کی علمی افادیت اور کالج کی اعلیٰ کارکردگی کا کچھ اندازہ کر سکیں گے ـــــ ادارہ

نیو مسلم کالج لاہور کے میگزین "اُفقِ نو" کا پہلا شمارہ حاضرِ خدمت ہے۔ نیو مسلم کالج آج سے دو سال قبل ۱۹۶۱ء میں معرضِ وجود میں آیا لیکن اس نہایت ہی قلیل مدت میں یہ کالج ملک کے تعلیمی نقشے پر آ چکا ہے۔ ہر تعلیمی ادارہ جب جنم لیتا ہے تو اپنے ساتھ کچھ روائتیں لے کر آتا ہے جو دوسرے تعلیمی اداروں سے کم و بیش مختلف ہوتی ہیں۔ روایت اچھی بھی ہوتی ہے بری بھی۔ اس کے اچھے یا برے ہونے کا اصل امتحان عوام کی وہ رائیں ہوتی ہیں جن کا اظہار وہ گاہے گاہے کرتے رہتے ہیں۔ ہم بھی بلا تبصرہ اپنے کالج کے متعلق خود اپنی زبان سے میاں مٹھو نہیں بننا چاہتے البتہ اتنا کہنے کی ضرور جسارت کریں گے کہ ہم نے گذشتہ دو سال کے دوران میں اس کالج میں اجتماعی طور پر اعلیٰ تعلیمی ماحول اور نظم و ضبط کے ساتھ ٹھیٹھ اسلامی فضا پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے جس کی ضرورت ہمارے موجودہ معاشرے میں جس شدت سے آج محسوس کی جا رہی ہے شاید اس سے قبل نہ کی گئی ہو۔

بیسویں صدی کی خلائی تہذیب کے اس موجودہ سائنسی دَور میں اجتماعی طور پر ہمارا سب سے اہم معاشرتی اور سماجی مسئلہ تہذیبی خلا کا مسئلہ ہے ایک غیر جانبدار مبصر کی حیثیت سے کھوکھلے جذبات سے بالا ہو کر اگر ہم ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد کے ہندوستانی مسلمانوں اور تقسیم کے بعد کے پاکستانی مسلمانوں کی عمرانی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر دوڑائیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہمارا موجودہ معاشرہ اجتماعی حیثیت سے آج بھی فکری اور ذہنی طور پر اسی ثقافتی دوراہے پر کھڑا ہے جہاں پہلے تھا۔ موجودہ دَور ایک برق رفتاری کا دَور ہے سائنس اور ٹیکنالوجی نے زمان و مکان کی حدود کو اردو شاعری کے روائتی محبوب کی کمر کی طرح سکیڑ دیا ہے اور آج کل کی دنیا کے کسی ملک کا کوئی قومی نظریہ یا ایجاد شاید آفاقی نظریہ اور ایجاد بن جاتے ہیں۔ برق رفتاری سے بدلتے ہوئے موجودہ حالات اور جدید مشینی تہذیب کے مختلف عوامل اور لوازمات کی دستبرد سے بچنا ہمارے لئے عملی طور پر ناممکن ہو چکا ہے۔ جس میں شاید کوئی تہذیبی قباحت نہیں پائی جاتی لیکن مغربی تہذیب کی یورش اور یلغار نے ہمیں اپنی ثقافتی اور معاشرتی تہذیبی اور تمدنی روایات سے اس قدر بے بہرہ کر دیا ہے کہ ہم نہ تو پوری طرح نئی تہذیب کو اپنا سکے ہیں اور نہ ہی پوری طرح اپنی مشرقی روایات اور وضعداری سے انصاف کر سکے ہیں۔ یہ تہذیبی خلا اور اس کا احساس دن بدن تیز تر ہوتا جا رہا ہے اور تحت الشعور میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ موجودہ تہذیبی تصادم میں شاید مستقل طور پر ہمیں اجتماعی لحاظ سے تہذیبی دوئی کا شکار بنا دیگا۔ اس تہذیبی خلا اور فکری انتشار کا سب سے زیادہ شکار ہونے والا طبقہ بالخصوص ہمارے طلباء کا طبقہ ہے اور یہی طبقہ تقسیم کے بعد زمانے کے گہرے ہوتے ہوئے ثقافتی انتشار کا مجسم نمونہ ہے اور اس نئی تہذیب کا سب سے بڑا دلدادہ۔ چنانچہ ہمارے معاشرے میں آج روائتی کھنگروں کی نسبت امریکی فلم ایکٹر ELVIS PRESLEY ایلوس پریسلے کے راک این رول ROCK N' ROLL رقص میں زیادہ کشش پائی جاتی ہے اور نائیلوتی تہذیب نے حوا کی بیٹیوں میں آڈرے ہیپ برن (AUDREY HEPBURN) کے سر کے بالوں کی تراش خراش کو روائتی طرز کی نسبت مقبول تر بنا دیا ہے۔ اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ اپنے گھر کی لسی میں شاید وہ ٹھنڈک اور شیرینی باقی نہیں رہی۔ جو کوکا کولا میں پائی جاتی ہے۔ اور ہماری پالکی کی روایتی چوں چوں چرں کی آواز تو آج کے جیٹ ہوائی جہاز کے شور و غل میں دب کر رہ گئی ہے موجودہ زمانہ میں جو مختلف نظریات کے ٹکراؤ کا زمانہ ہے ہم اجتماعی طور پر مغربی دنیا سے کٹ کر ایک الگ تھلگ ثقافتی جزیرے میں چھپکے سے نہیں بیٹھ سکتے اور آج کل کے مشینی تمدن کے اثرات سے چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ لیکن اس کے باوجود ہم ایک الگ امتیازی ثقافت اور تمدن کے علمبردار ہیں اور یہی وہ نظریہ ہے جس کے بل بوتے پر وطن عزیز حاصل کیا گیا۔ خلاف قیاس طور پر طلباء کا طبقہ جنہوں نے قیام پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا آزادی کے بعد ان میں وہ قومی جذبہ باقی نہ رہا اور وہ ذہنی انتشار کا شکار ہو کر رہ گئے وہ طلباء جنہوں نے نظریۂ پاکستان کے استحکام اور اس کی اشاعت و ترقی میں ممد و معاون ثابت ہوتا تھا وہ اس نظریئے کی اصل روح سے کوسوں دور جا پڑے اور جدید کوکا کولائی تہذیب کی خیرہ کن روشنی اور ظاہری چمک دمک کے سامنے اُن کی آنکھیں چندھیا گئیں تنگ پتلون پہننا معیوب نہ تھا۔ کیونکہ لباس کا انسان کے افکار و تصورات اور اس کی سیرت سے کوئی زیادہ تعلق نہیں ہوتا لیکن ہوا اس کے برعکس۔ ہوا یہ کہ جوں جوں ہمارے عزیز طالبعلموں کی پتلونیں (TIGHT) ہوتی گئیں۔ ان کے اخلاق (LOOSE) ہوتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ اپنی مشرقی تہذیب پر فخر کرنے والے کچھ بزرگوں کو بھی کبھی کبھار دل ہی دل میں اپنے روایتی لباس میں تنگیٔ داماں کا فقدان کچھ کھٹکنے سا لگا۔ دراصل ہمارے طلباء کا طبقہ اسی ہمہ گیر ذہنی بے راہ روی اور اخلاقی انتشار کا شکار ہے جس کا اگر بروقت مداوا نہ کیا گیا تو یہ ہماری قومی تاریخ کا ایک بہت بڑا المیہ ہوگا۔ یہ کام حکومتوں کے کرنے کا نہیں۔ یہ ایک تہذیبی مسئلہ ہے۔ جس کے حل کے لئے والدین، اساتذہ تعلیمی نفسیات کے ماہرین، سماجی بہبود کے کارکنان، اور خود طلباء کی اکثریت کو حرکت میں آنا چاہیئے طلباء قوم کا بہترین سرمایہ ہیں ان کی اخلاقی صحت اور جذباتی توازن کو برقرار رکھنا اور ان کی مخفی صلاحیتوں کو تعمیری منصوبوں کے لئے استعمال میں لانا قوم کا مشترک فرض ہے۔ ہمارے تعلیمی نصاب میں اسلامیات کی تدریس نہ ہونے کے برابر ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ثانوی اور اعلیٰ سطحوں پر اسلامیات کو بطور لازمی مضمون کے نصاب میں داخل کیا جائے تاکہ ہمارے طلباء جدید علوم و فنون کی تحصیل کے ساتھ ساتھ اسلامی روح سے بھی آشنا ہو سکیں۔

نئے تعلیمی نظام کے تحت اردو کو ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطح تک لازمی مضمون کا درجہ حاصل ہو چکا ہے ثانوی تعلیمی بورڈ لاہور نے ایف ایس سی کے لئے اردو ذریعہ امتحان کی اجازت دے دی ہے۔ اور کراچی یونیورسٹی نے بی اے تک اردو کو ذریعہ تعلیم بنا دیا ہے۔ حکومت کا یہ اقدام نہایت قابل ستائش ہے۔ اردو ایک ترقی پذیر زبان ہے اور اس میں جدید علوم و فنون اور جدید سائنسی اور فلسفیانہ خیالات کو ادا کرنے کی بے انتہا لچک پائی جاتی ہے۔ آج کی اردو گذشتہ دو سو سال کی اردو سے کچھ مختلف ہے۔ ہر زبان انسانوں کی طرح بڑھتی اور پھولتی ہے۔ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات اور تقاضوں کی روشنی میں اپنے اندر وسعت پیدا کرتی چلی جاتی ہے اور غیر ترقی پذیر اور بے لچک زبان خود بخود مرورِ زمانہ کے ہاتھوں اپنی طبعی موت مر جاتی ہے۔

گذشتہ تین چار سو سال سے اردو نے زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کا ساتھ دیا ہے اور دے رہی ہے۔ جس طرح آج کا انسان ثقافتی اعتبار سے جدید مشینی تہذیب کے اثرات کی دستبرد سے محفوظ

نہیں رہ سکتا بالکل اسی طرح اُردو بھی بطور زبان کے ایک الگ لسانی جزیرے میں نہیں بیٹھ سکتی۔ اور نت نئے آنے والے انقلابات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کسی قوم کی تہذیبی رفتار کا اثر اس کی زبان میں بھی رونما ہوتا ہے اُردو بھی اس کلیئے سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتی اور یہی اُردو کے زندہ زبان ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ بعض لوگ اکثر اوقات اُردو کی لسانی اور علمی بے مائیگی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ یہ وہ طبقہ ہے جو اپنی ہر چیز کو مغرب کی عینک سے دیکھنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر اس شئے کو مستند سمجھتا ہے جس پر مغرب کی چھاپ لگی ہو۔ یہ نقطۂ نظر احساس کمتری کی دلیل ہے اُردو کے خلاف بے مائگی کی شکایت اُردو کی بے مائگی کو دُور نہیں کر سکتی۔ دنیا کی تمام ترقی یافتہ زبانیں مثلاً انگریزی فرانسیسی اور جرمن وغیرہ کسی زمانے میں انہی حالات سے دوچار رہی ہیں جن حالات سے آج اُردو گذر رہی ہے۔ ان زبانوں کو بھی موجودہ ترقی یافتہ شکل تک پہنچنے کے لئے اپنے قومی تمدن کے مختلف دوروں اور طویل عرصے پر پھیلے ہوئے ثقافتی اور معاشرتی انقلابات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ لیکن بایں ہمہ اُردو کے لئے یہ کیا کم فخر ہے کہ اپنی کم عمری کے باوجود یورپ کے ممتاز ماہر السنہ اور مستشرقین مثلاً ایبگز بینڈر ریلی ڈاکٹر اینی میری شمل، گارساں دی تاسی، ڈاکٹر گلکرائسٹ اور فیلن اور سپرنگر وغیرہ نے اپنی کاوشوں سے نہ صرف اُردو کو وسعت دی بلکہ اس کے ادب کو مغربی دنیا سے متعارف کرایا اور کیا یہ کم ہے کہ اس "لاوارث بچے" نے میر، غالب، حالی، اور اقبال جیسے عظیم شاعروں اور نثر نگاروں کو جنم دیا۔ ہر زبان کا ایک مزاج ہوتا ہے جو ایک مخصوص قومی مزاج کی عکاسی کرتا ہے اردو اردو ہے اور انگریزی انگریزی ایسے ہی جیسے مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب۔ ہم شعوری طور پر انگریزی زبان کے مزاج کو اُردو زبان کے مزاج میں داخل نہیں کر سکتے امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ جہاں افراد اور قوموں کے مزاج میں تغیر رونما ہوتا رہتا ہے زبانیں بھی بدلتے ہوئے حالات کے تحت بے معلوم طور پر اپنا مزاج بدلتی رہتی ہیں، اردو زبان کے مزاج میں کافی لچک (فراخدلی) پائی جاتی ہے۔ اور اُردو دنیا کی دوسری ترقی یافتہ زبانوں سے جتنا کسب فیض کرے اتنا ہی کم ہے لیکن اگر انگریزی کے بہی خواہ زبان کے مسئلے کو اپنے ذاتی وقار کا مسئلہ بنا کر اور اپنی تنگ مزاجی کے ہاتھوں مجبور ہو کر اُردو کی بے مائگی کے خلاف گلہ و شکایات کرنے لگتے ہیں تو اس میں اُردو بے چاری کا کیا قصور ہے۔ اُردو میں جدید سائنسی، تکنیکی، اور فلسفیانہ خیالات کو کما حقہٗ ادا کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں جناب ڈاکٹر سید عبداللہ پرنسپل اورینٹل کالج لاہور کی زیر قیادت مغربی پاکستان اُردو اکاڈمی کے

تحت جدید علوم و فنون کے ماہرین نے اُردو میں جو لیکچر دیئے ہیں وہ اُردو کی ہمہ گیری کا بیّن ثبوت ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت یونیورسٹی سطح پر بھی اُردو کو ذریعہ تعلیم قرار دے۔ اس سلسلہ میں حیدرآباد دکن میں اُردو کی ترویج و اشاعت کے لئے جو تجربات کئے گئے ہیں ہم اُن سے بصیرت حاصل کر سکتے ہیں۔ زیر نظر شمارہ میں ہمارے پرنسپل پروفیسر محمد شفیع بھٹی کا ایک مضمون ——— "ہماری قومی زبان" ——— اس کا ماضی اور مستقبل" شامل ہے جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے دلچسپ بھی ہے اور خیال افروز بھی۔

نیو مسلم کالج ایک نیا کالج ہے۔ اس کی بنیاد آج سے دو سال قبل حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے رکھی۔ مولانا صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ نہ صرف یورپ میں اسلام کے مبلغ رہے ہیں بلکہ اپنی زندگی میں بہ حیثیت ایک مثالی استاد کے بھی ان کی خدمات بے مثال ہیں وہ برلن مسلم مشن کے بانی، جرمن زبان میں قرآن کریم کے مترجم اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے صدر ہیں۔ ابتدا میں تقریباً ہر ادارے کو آزمائشی دَور سے گذرنا پڑتا ہے۔ ہمارا کالج بھی کامیابی کے ساتھ اس دَور سے گذر چکا ہے۔ حکومت مغربی پاکستان کی طرف سے کالج کو دس ہزار روپے سالانہ گرانٹ مل رہی ہے۔ امسال حکومت کی طرف سے بلڈنگ گرانٹ کے لئے پچاس ہزار روپے کی گرانقدر رقم وصول ہو چکی ہے اور سالانہ گرانٹ میں اضافے کا بھی امکان ہے۔ اس ادارے کی اعلےٰ کارکردگی کے پیش نظر حکومت ہمیں ہر ممکن مالی امداد دینے کے لئے تیار ہے۔ علاوہ اس کے ملک کے بعض مخیر احباب اور دین و ملت کا درد رکھنے والے بزرگوں کی طرف سے ہمیں گرانقدر عطیہ جات بھی موصول ہوئے ہیں۔ ان بزرگوں میں جناب شیخ میاں محمد صاحب (پریمیئر کلاتھ ملز لائل پور) اور جناب شیخ میاں فاروق احمد صاحب (کالونی ٹیکسٹائل ملز ملتان) بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ جناب شیخ میاں محمد صاحب نے کالج کے انتظامی اور تعلیمی نظم و نسق کو مزید بہتر بنانے کے لئے جو عملی تجاویز فرمائیں وہ ہمارے لئے مشعل راہ ثابت ہوئی ہیں۔ ہم بالخصوص جناب میاں محمد صاحب اور جناب شیخ میاں فاروق احمد صاحب کے اس مشفقانہ تعاون اور مشوروں کے تہ دل سے ممنون ہیں۔

"افق نو" نیو مسلم کالج کے طلباء کا اپنا رسالہ ہے اس رسالے کی اشاعت کا مقصد طلباء کے علمی و ادبی ذوق کی تربیت کرنا ہے تاکہ وہ اپنی مخفی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں اور بغیر کسی رکاوٹ کے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کر سکیں۔ اس رسالے کے لئے طلباء سے کافی مضامین موصول ہوئے۔ کچھ معیاری اور کچھ غیر معیاری۔ بہرحال انہوں نے ادارہ سے پوری طرح تعاون کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ طلباء کے تمام فن پارے اس مختصر سے شمارے میں نہ سما سکتے تھے۔ جائے تنگ مردمان بسیار۔ کوشش کی جائے گی کہ باوجود تنگی داماں کے معیاری مضامین کو اگلے شمارے میں جگہ دی جائے گی۔ آخر میں ہمیں اوّل تو اپنے وائس پرنسپل مرزا حبیب الرحمان صاحب کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ جن کی انتھک کوششوں نے اس رسالے کی اشاعت کو سہل تر اور زود تر بنا دیا اور پھر ہمیں بالخصوص اپنے محبوب پرنسپل پروفیسر محمد شفیع بھٹی کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ جن کی انتھک کوششوں نے اس رسالے کی تدوین و اشاعت کے مختلف مرحلوں کے دوران میں ان کا ہمدردانہ اور شفقت آمیز اشتراک شامل نہ ہوتا تو شاید اُفق نو کا یہ شمارہ آپ کے ہاتھوں میں اس شکل میں نہ ہوتا۔

نصیر احمد

---

# اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

کے حادثہ کا پڑھ کر بھی سخت صدمہ ہوا۔ یہ بہت نیک نوجوان اور نیک باپ کا بیٹا تھا۔ ان کا اور جناب میاں بشیر احمد صاحب کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔ والسلام

محمد سعید بھٹہ ۲۳ ۹/۶۳

**جماعت کراچی کا مرکز** کراچی سے مولوی رحیم بخش صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ جماعت کراچی نے اپنے اجتماع اور نمازوں وغیرہ کے لئے جو مرکز بنایا ہے احباب کی اطلاع کے لئے اس کا پتہ درج ذیل ہے:-

۲۴۰ ب بلاک ۲ شاہراہ قائدین

پی۔ای۔سی۔ایچ۔ایس۔کراچی

240 B/BLOCK 2
SHAH RAHI QAIDAIN
P.E.C.H.S
KARACHI

اس مرکز میں باقاعدہ نماز باجماعت کا انتظام ہے اور نماز جمعہ بھی یہیں ادا ہوتی ہے۔ مستورات کے لئے موزوں انتظام ہے۔ علاوہ ازیں ہر اتوار کی شام کو چھ بجے درس قرآن کریم بھی ہوتا ہے۔ جو اصحاب باہر سے کراچی تشریف لائیں وہ ان باتوں کا خیال رکھیں۔ اور جہاں تک ہو سکے نماز و جمعہ اور درس میں شمولیت کی کوشش کریں۔ اور آنے سے پہلے اگر چاہیں تو اپنے کراچی آنے کی اطلاع شیخ عبدالحق صاحب کو مندرجہ بالا پتہ پر بھیج سکتے ہیں۔

# رفتارِ عالم

—— راولپنڈی - صدر مملکت محمد ایوب خاں نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان اپنے اور کشمیری عوام کے مفادات کے تحفظ کی خاطر کوئی بھی مناسب کارروائی کرنے میں حق بجانب ہوگا
آپ نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر کو بھارت میں ادغم کرنے کی تازہ ترین بھارتی چال غیر قانونی اور سلامتی کونسل کی قرار داد کے منافی ہے اور امریکہ و برطانیہ نے بھارت کو وسیع پیمانے پر فوجی امداد دے کر تصفیہ کشمیر مشکل بنا دیا ہے مسلسل امداد ملنے کے نتیجہ پر بھارت نے اپنا رویہ سخت کر دیا ہے۔

—— واشنگٹن - وزیر خارجہ پاکستان نے کہا ہے کہ پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کے بارے میں اگلے ماہ راولپنڈی میں اعلےٰ سطح پر بات چیت جاری رہے گی۔ موثر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ صدر کنیڈی، امریکی چیفس آف سٹاف کے چیئرمین جنرل ٹیلر کو پاک امریکی تعلقات بہتر بنانے کی کوشش کے سلسلہ میں نومبر میں پاکستان بھیجیں گے۔

—— جکارتہ - صدر سوئیکارنو نے حکم دیا ہے کہ ملائشیا کے خلاف مہم کے سلسلہ میں رقص کی تمام محفلیں، فیشن شو اور خوبصورتی کے مقابلے موقوف کر دیئے جائیں گے۔

—— الجزائر کے باغی رہنماؤں نے پُرامن تصفیہ کے لئے مذاکرات کی پیشکش مسترد کر دی ہے۔

—— لاہور - چیف سیٹلمنٹ کمشنر نے سرکاری اور نیم سرکاری محکموں کو متروکہ املاک کے مستقل حقوق ملکیت منتقل کرنے کے متعلق قواعد و ضوابط کا اعلان کر دیا ہے۔

—— بھوپال - ۵۰ء۵۶ قیراط کا ہیرا جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ دنیا کا چھٹا بہترین ہیرا ہے کل پنا کے مقام پر چار لاکھ بارہ ہزار روپیہ میں فروخت کر دیا گیا ہے۔

—— حیدرآباد - حکومت مغربی پاکستان نے لاہور میں لڑکیوں کے لئے پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ صوبائی وزیر تعلیم بیگم محمودہ سلیم نے کہا ہے کہ حکومت نے صوبے کے تمام سکولوں اور کالجوں میں خصوصی فوجی تربیت کا بندوبست کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— الزبتھ ویلز، دریا سے لوالولا کنٹنگا کے باغیوں کے قبضے میں جو جزیرہ تھا کانگو اور اقوام متحدہ کی فوجوں نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔

—— کراچی روس کے محکمہ شہری ہوا بازی کے سربراہ جنرل لاگینوف پاکستان کے ساتھ فضائی سمجھوتہ پر دستخط کرنے کے لئے پہنچ گئے ہیں۔

—— سائیگان - جنوبی ویٹ نام میں صورت حال پھر کشیدہ ہو گئی ہے۔ سائیگان میں پولیس اور فوج کے دستے شہر میں گشت کر رہے ہیں۔

—— راولپنڈی۔ کشمیری مہاجرین نے مقبوضہ کشمیر کو مکمل طور پر بھارت میں مدغم کرنے کی بھارتی چال کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کرنے کے لئے اقوام متحدہ کے مبصرین کے ہیڈ کوارٹر کے سامنے زبردست مظاہرہ کیا ہے۔

—— حیدرآباد - مغربی پاکستان میں بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات اگلے سال اکتوبر میں شروع ہوں گے اور سال ختم ہونے سے پہلے مکمل کر لئے جائیں گے۔

—— ماسکو - روس نے آج بحرۂ خضر میں ایک ایسا بحری جہاز اتارا ہے جسے ساحل پر سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ جہاز میں عملہ سوار نہیں ہے۔

—— اوجدہ - صدر بن بیلا اور شاہ مراکش باہمی مسائل پر غور کرنے کے لئے گئے۔ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۶۲ء کو ملاقات کریں گے۔

—— لندن - برطانیہ نے جزیرہ بھاما میں کیوبا کی فوج کے قیام کے خلاف زبردست احتجاج کیا ہے۔

—— برازیل - سابق فرانسیسی کانگو نے قوم پرست چین کے ساتھ سفارتی تعلقات بحال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— لندن - سفیر انڈونیشیا نے کہا ہے کہ برطانوی سفارتخانے کا عملہ بہت جلد واپس جکارتہ چلا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ انڈونیشیا میں ہنگاموں اور مظاہروں پر قابو پا لیا گیا ہے اور اب ملک میں امن و امان ہے۔

—— بیروت - یمن کی خانہ جنگی ختم ہونے کے امکانات روشن ہو گئے ہیں - سفارتی حلقوں کا کہنا ہے کہ اگر عبداللہ السلال صدارت سے الگ ہو جائیں تو پھر امام بدر بھی وارث تخت ہونے کے دعوے سے دستبردار ہو جائیں گے اور اگر سعودی عرب یمن کی جمہوریہ کو تسلیم کر لے تو مصر یمن سے اپنی تمام فوج واپس بلا لے گا۔

—— عدن - یمن کے صدر نے اعلان کیا ہے کہ عرب ممالک میں آزادی سوشلزم اور اتحاد کو طاقت کے ذریعے فروغ دیا جائے گا۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد

اسلام اور دیگر مذاہب سے واقفیت کے لئے "پیغام صلح" - "ردح اسلام" - "لائٹ" اور "اسلامک ریویو" کا باقاعدہ مطالعہ فرمایئے - اور اسلامی لٹریچر کے لئے پتہ ذیل پر راسلہ کیجئے :-
افسر انچارج صیغہ اشاعت احمدیہ بلڈنگس لاہور -

## ضروری اطلاع

ہندوستان میں خریداران "پیغام صلح" - "لائٹ" - اور "روح اسلام" کا چندہ حسب ذیل پتہ پر بھیجدیا کریں :-
بسم اللہ بیگم صاحبہ زوجہ شیخ محمد انعام الحق صاحب مرحوم مکان نمبر 1/8 محلہ اعظم پورہ - ملک پیٹھ حیدر آباد دکن (انڈیا)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں - منیجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغام صلح

لاہور

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے خدام ختم المرسلین
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷۰
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

| جلد ۵۱ | یوم چہار شنبہ - مورخہ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ - مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۴۲ |
|---|---|---|


## بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلثة لا یکلمهم الله یوم القیامة ولا یزکیهم ولا ینظر الیهم ولهم عذاب الیم - شیخ زانٍ وملك کذاب وعامل مستکبر۔

(مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے خدا قیامت کے دن نہ تو بات ہی کرے گا نہ انہیں گناہوں سے پاک وصاف ہی کرے گا اور نہ انہیں نظرِ رحمت سے دیکھے گا۔

(۱) بوڑھا زانی
(۲) جھوٹا بادشاہ
(۳) متکبّر درویش

عن اسماء بنت عمیس قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول بئس العبد عبدٌ تخیل واختال ونسی الکبیر المتعال بئس العبد عبدٌ تجبر واعتدی ونسی الجبار الاعلی - عمیس کی بیٹی اسماء کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلعم کو فرماتے سنا کہ وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جس نے اپنے آپ کو نیک خیال کیا اور تکبر کیا اور خدائے بزرگ کو بھول گیا۔ وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جس نے لوگوں پر جبر کیا اور ظلم کیا اور ظلم وفساد میں حد سے گزر گیا۔۔۔

# پیدائش انسانی کی اصل غرض

## حضرت امام الزمان کے ارشادات

سورۃ العصر میں اللہ تعالےٰ نے کفار اور مومنوں کی زندگی کے نمونے بتلائے ہیں۔ کفار کی زندگی بالکل چوپایوں کی سی زندگی ہوتی ہے جن کو کھانے اور پینے اور شہوانی جذبات کے سوا اور کوئی کام نہیں ہوتا یاکلون کما تاکل الانعام۔ مگر دیکھو ایک بیل چارہ تو کھالے۔ لیکن ہل چلانے کے وقت بیٹھ جائے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی ہوگا کہ زمیندار اُسے بوچڑخانے میں جاکر بیچ دے گا۔ اسی طرح اُن لوگوں کی نسبت (جو خدا تعالےٰ کے احکام کی پیروی یا پرواہ نہیں کرتے اور اپنی زندگی بے قیدی میں گذارتے ہیں) قل ما یعبأ بکم ربّی لولا دعاءکم۔ یعنی میرا رب تمہاری کیا پرواہ کرتا ہے۔ اگر تم اس کی عبادت نہ کرو۔ یہ امر بحضورِ دل یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی عبادت کے لئے محبت کی ضرورت ہے۔ اور محبت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک محبت تو ذاتی ہوتی ہے۔ اور ایک اغراض سے وابستہ ہوتی ہے یعنی اس کا باعث صرف چند عارضی باتیں ہوتی ہیں جن کے دور ہوتے ہی یہ محبت سرد ہو کر رنج اور غم کا باعث ہو جاتی ہے۔ مگر ذاتی محبت سچی راحت پیدا کرتی ہے۔ چونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا جیسا کہ فرمایا ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے۔ اور مخفی در مخفی اسباب سے اسے اپنے لئے بنایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے تمہاری پیدائش کی اصل غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا بنا لیتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی ذمہ داری ان کے لئے نہیں رہی۔ وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے یہی ہے کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پر ایمان لا کر زندگی کا پہلو بدلے موت کا اعتبار نہیں۔ سعدیؒ کا شعر سچا ہے ؎

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار
مباش ایمن از بازی روزگار

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعود)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## لکھنؤ (بھارت)

صابرہ نگہت نگینوی ۔ لکھنؤ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قرآن اور سنت سے ناواقفیت گمراہی کا سبب ہے ۔ نبیؐ کی سیرت مبارک خدا کے احکام کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوتی ہے۔ خاتم النبیین رحمۃ للعالمینؐ کا اسوۂ حسنہ مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہے ان کی روشنی میں انسان صراط مستقیم سے کبھی بھٹک نہیں سکتا۔

سیرت رسول خداؐ پر بہت بے نظیر کتابیں تصنیف ہوتی رہی ہیں۔ اس موضوع پر ہر لکھنے والے نے خامہ فرسائی کے جوہر دکھائے ہیں لیکن ایسی کتابیں نہایت ضخیم اور قیمتی ہوتی ہیں ۔ نادار اصحاب کے لئے قیمت زائد ہونے کی وجہ سے ان کو خریدنا مشکل ہے اور جن کے پاس وقت کم ہے وہ ضخیم ہونے کی وجہ سے استفادہ کرنے سے مجبور رہتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ زیادہ تر مسلمان سیرت پاک سے ناواقف ہیں ۔

مولینا محمد علی صاحب مرحوم (خدا انہیں جوار رحمت میں جگہ دے) نے "سیرت خیر البشر" ایک معقول مختصر لیکن مکمل کتاب تصنیف کی، اس کتاب میں پیغمبر خداؐ کے حالات زندگی بڑی حسن و خوبی سے پیش کئے ہیں ۔ نیز رحمت عالم پر متعصب حضرت کے اعتراضات اور بے جا الزامات کے جوابات معقول پیرایہ میں دیئے گئے ہیں ۔ جیسے غزوات اور کثرت ازدواج وغیرہ

مسلمانوں کو اس بے نظیر اور معقول کتاب سے ضرور استفادہ کرنا چاہیئے ۔ سیرت رسول سے واقف ہونے کے لئے اس کتاب کا ہر مسلمان کے گھر میں ہونا ضروری ہے۔

—— (۲) ——

ترجمہ خط ۔ ایچ رشید ۔ سنٹرا کسائز آفس ۔ گوہاٹی آسام ۔ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کے اسلامک ریویو اور لائٹ کا خریدار ہوں ۔ میں آپ کے پرچوں سے بہت فائدہ اٹھاتا ہوں ۔ اور اسلام کی تعلیم کے متعلق کافی معلومات حاصل ہوتی ہیں ۔ میرے دل میں قرآن کے سیکھنے کا بہت شوق ہے ۔ لیکن افسوس ہے کہ میں عربی نہیں پڑھ سکتا اس لئے مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن حضرت مولانا محمد علی صاحب جو کہ امید ہے کہ آپ کے پاس موجود ہوگا ارسال فرمائیں گے ۔ اس وقت میری مالی حالت کمزور ہے ۔ قیمت ادا نہیں کر سکتا اس لئے ایک کاپی قرآن شریف اور دوسرے لٹریچر مجھے ارسال کریں ۔ اور ایک کتاب عیسائی معتقدات انگریزی ضرور ارسال کریں ۔ میں قرآن کی قیمت دو تین قسطوں میں ادا کر سکتا ہوں ۔ والسلام

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا)

## نائیجیریا

ترجمہ خط :۔ موسے اد موسیڈی اینڈو کادونہ ۔ (نائیجیریا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

آپ کے مکتوب گرامی کا بہت بہت شکریہ آپ کا پارسل ۔ ار ستمبر کو کتابوں کا موصول ہوا ۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ آپ اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں خاصکر نائیجیریا کے مسلمانوں کی ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی صحت اور لمبی عمر عطا کرے ۔ آمین

آپ مجھے مطلع کریں کہ قرآن شریف انگریزی مترجم حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ اگر بذریعہ ہوائی ڈاک آپ سے منگوایا جائے تو اس پر کیا لاگت آئے گی ۔ کیونکہ ہمیں ایک نسخہ درکار ہے ۔

آپ نے جو پمفلٹس ارسال کئے تھے ۔ ان کا خوب مطالعہ کرتے ہیں ۔ دیگر ماہِ رمضان میں نفل اور نمازیں کتنی ادا کی جاتی ہیں انکی فہرست بھیجیں ۔ والسلام

جواب کا منتظر

(ان کو خط لکھا گیا)

ترجمہ خط :۔ موری مال آبنڈے لاوال ۔ الورن ۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے اشاعت اسلام کے متعلق کچھ لٹریچر ارسال کریں ۔ ہمارے بہت سے لوگ ابھی تک اندھیرے میں ہیں ۔ میں ان کو ہر طرح سے روشنی کی طرف لانا چاہتا ہوں، اس لئے آپ مجھے کچھ لٹریچر ضرور ارسال فرمادیں ۔ میں آپ کا ضرور مشکور ہوں گا آپ کے جواب کا منتظر!

(ان کو لٹریچر روانہ کیا گیا)

ترجمہ خط حضرت کولا اولا ڈیپو ۔ الورن ۔ نائیجیریا ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ۱۹۶۱ء میں چند پمفلٹس ملے تھے ۔ جن کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ میں نے ان کا بغور مطالعہ کیا ہے ۔ ان کی مدد سے میں نے ۔۔۔۔ تبلیغ کرنے کی بہت کوشش کی اور تمام پمفلٹس میں نے ان میں تقسیم کر دیئے جن کو اسلام سے رغبت تھی میں پھر شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مجھے اب صرف انگریزی ترجمہ قرآن کریم کی ضرورت ہے ۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ حسب سابق ٹریکٹوں کی طرح اس کا بھی بغور مطالعہ کروں گا ۔ اور میں چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسلام کی طرف مائل ۔۔۔۔ ۔۔ ہوں ۔ میں عربی بخوبی پڑھ سکتا ہوں ۔ لیکن انگریزی ترجمہ نہیں کر سکتا ۔

جن لوگوں کو میں تبلیغ کرنا چاہتا ہوں وہ انگریزی جانتے ہیں اور ان کو قرآن شریف میں سے حوالہ بتایا جا سکتا ہے ۔ اور مجھے اور کتابیں بھی ارسال کریں جن کی مدد سے میں لوگوں میں زیادہ سے زیادہ اشاعت کر سکوں ۔

مجھے ایک ایسے آدمی کا نام بتائیں جو میری عمر کا ہو تا کہ میں اسکو قلمی دوست ۔۔۔۔۔۔۔ بناؤں ۔ میری عمر ۱۲ سال ہے ۔ مجھے اس کی اس لئے ضرورت ہے کہ ہم آپس میں خط وکتابت کے ذریعہ اسلام پہ تبادلۂ خیالات کر سکیں اور دوسری قسم کی باتیں بھی جو مفید ہوں آپس میں کر سکیں ۔

میں بڑی بے صبری سے قرآن کریم کا منتظر ہوں جس میں انگریزی اور عربی ہو ۔ اور دوست کا نام بھی تحریر کریں اور اس کا پورا ایڈریس ارسال کریں ۔ والسلام ۔

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

ترجمہ خط :۔ عبدالاساسنی ۔ اے ۔ آر ی لیکے نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مکتوب گرامی ملا ۔ بہت بہت شکریہ آپ کا ارسال کردہ رجسٹرڈ پارسل کتب ابھی تک نہیں ملا ۔ اور توقع تھی کہ مل جائے گا ۔ آپ مہربانی فرماکر مجھے رجسٹرڈ پارسل کا نمبر ارسال کریں تاکہ میں ڈاک خانہ سے پتہ کروں ۔

نیز مہربانی کر کے مجھے دو کتابیں اسلامی اصول کی فلاسفی کی ارسال کریں ۔ امید ہے کہ جلد جواب دیں گے ۔ والسلام

(مطلوبہ کتاب اور لٹریچر بھیجے گئے)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۳ء

# اسلام ——— نئے نظریات کی روشنی میں

آج سے ساٹھ ستر سال پہلے اسلام ایک ایسے دور میں سے گزر رہا تھا، جب ایک طرف مذاہب عالم طرح طرح کے اعتراضات سے مسلمانوں کو بدظن کرنے میں کوشاں تھے اور دوسری طرف فلسفہ و سائنس یا نئے نظریات بڑے بڑے تعلیمیافتہ مسلمانوں کو ہراساں کر رہے تھے اور انہیں یہ خطرہ پیدا ہوگیا تھا کہ اسلام ان نظریات کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا اور وہ ان سے مغلوب ہو کر صفحۂ ہستی سے نعوذ باللہ مٹ جائے گا اس لئے اس وقت قوم کے بعض درد دل رکھنے والے رہنماؤں نے یہ مناسب سمجھا کہ اسلامی اصولوں کو ایسا رنگ دے دیا جائے یا ایسے طریقہ سے انہیں ڈھالا جائے کہ وہ جدید نظریات اور فلسفہ و سائنس سے مطابق ہو جائیں اور اس طرح اسلام کا نام دنیا میں باقی رہ جائے، انہیں یہ سمجھ نہ آئی کہ اس طریق سے مذہب کا جو ہیولیٰ وہ بنائیں گے وہ صرف نام کا اسلام ہوگا جو اسی فلسفہ و سائنس کی دوسری شکل ہوگی جو ہر زمانہ میں نئے نئے حالات و انکشافات کے زیر اثر بدلتا رہتا ہے اور ایسے حالات میں اسلام کی صداقت پر ایمان کہاں باقی رہ جاتا۔

اس نازک وقت میں امام العصر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے زور سے اعلان کیا کہ :-

"میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کے رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دیگا اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۵)

یہ اعلان بظاہر ایک انہونی سی بات نظر آتی تھی، اور جدید تعلیم یافتہ مسلمان اگرچہ برملا کہیں نہیں لیکن ان کے دل اس وقت ایمان سے خالی ہو چکے تھے، الا ماشاء اللہ، لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، اسلامی اصولوں کی صداقت دن بدن روشن ہوتی چلی گئی اور حضرت مجدد زمانؑ کے اثر و نفوذ سے ایمان دلوں میں دوبارہ پیدا ہوتا چلا گیا حتیٰ کہ آج ہم وہی آواز پاکستان کے واجب الاحترام صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے منہ سے سنتے ہیں، صدر ممدوح نے ۹ اکتوبر کو بہاولپور میں ایک اسلامی یونیورسٹی کی بنیاد رکھتے ہوئے جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ :-

"اسلام اللہ تعالیٰ کا سچا مذہب ہے اس کے اصول سچے اور ہر زمانے کے لئے ہیں اس لئے اسے جدید تعلیم یافتہ نظریات سے قطعاً کوئی خطرہ نہیں، سچائی یا جو لوگ سچائی پر ہیں انہیں جدید سائنس یا نظریات سے قطعاً کوئی خوف نہیں ہونا چاہیئے"

صدر نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا :-

"قرآن اور سنت میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جسے جدید علوم اور نظریات سے خطرہ لاحق ہو"

کیا یہ الفاظ اسی اعلان کی صدائے بازگشت نہیں جو حضرت مجدد زمان کے الفاظ میں اوپر نقل کیا ہے بات کا کھلا ثبوت نہیں، کہ ایمان جو آج سے ساٹھ ستر سال پہلے دلوں سے اٹھ کر ثریا پر پہنچ گیا تھا حضرت مجدد زمان کے انفاس طیبہ کی برکت سے آج پھر دلوں میں جاگزین ہو چکا ہے اور نہ صرف ایک جماعت اس نور ایمان سے منور ہو کر حضرت مجدد وقت کے زیر فرمان اسلام کو دنیا میں پھیلانے میں سرگرم عمل ہے بلکہ دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی اسلام کی صداقت اور عظمت کا یقین پیدا ہو چکا ہے

یہ کس چیز کا نتیجہ ہے؟ کیا حضرت مجدد زمان کوئی بہت بڑے فلسفی یا سائنس اور علوم جدیدہ کے بہت بڑے ماہر تھے کہ انہیں ان علوم کی خامیاں پہلے سے نظر آ گئیں، اور انہوں نے حالات کو دیکھتے ہوئے یہ پیشگوئی کر دی کہ وہ علوم و نظریات اسلام کے سامنے ٹھہر نہ سکیں گے؟ ہرگز نہیں، ایک گاؤں کا باشندہ جو انگریزی بھی نہیں جانتا، چہ جائیکہ جدید فلسفہ و سائنس سے کوئی ذرا سی بھی واقفیت رکھتا ہو، جس تحدی کے ساتھ نہایت مایوس کن حالات میں ایسی پیشگوئی کرتا ہے اور بعد کے واقعات جس طرح حالت یاس کو ایمان و ایقان سے بدل کر اس پیشگوئی کو سچا ثابت کرتے ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ وہ ایک خدا رسیدہ انسان تھا اور اس نے جو کچھ کہا خدا سے علم حاصل کر کے کہا اسلام کی فتح کے نشان جو آج سے ستر اسی سال پہلے آپ نے آسمان پر دیکھے آج زمین پر نظر آ رہے ہیں اور اسلام کی معقولیت کا اعتراف انہی فلسفیوں اور سائنسدانوں کی طرف سے علی الاعلان ہو رہا ہے جن کے خیالات و نظریات سے ڈر کر اس وقت اسلام کی ترمیم کی جا رہی تھی، یہ ایک بہت بڑا نشان ہے جس سے نہ صرف اسلام کی بلکہ حضرت مجدد وقت کی صداقت بھی روز روشن کی طرح ثابت ہے، کاش ہمارے مخالف اس پر غور کریں

یہیں تک بس نہیں، صدر ایوب نے اسی خطبہ میں اسلام کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے علماء کی ایک خامی کی طرف بھی اشارہ کیا ہے انہوں نے فرمایا :-

"اگر موجودہ وقت کے ہمارے علماء کوئی ایسا فتویٰ دے دیتے ہیں جو بدلے ہوئے حالات میں ہمیں

صحیح معلوم نہیں ہوتا تو ہمیں وہ راستہ اختیار کرنے میں کوئی ڈر نہیں ہونا چاہیئے جسے ہم صحیح سمجھتے ہوں، قرآن حکیم میں بار بار کہا گیا ہے کہ ہم اپنی عقل اور دانش سے کام لیں۔ علاوہ ازیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اجتہاد کے دروازے کھولے ہیں اگر ہم نے تنگ نظری کا ثبوت دیا اور فرسودہ طریقے چلائے رکھے تو ہماری مستقبل کی نسلیں اسلام سے اسی طرح دور ہو جائیں گی جس طرح مغربی اقوام اپنے مذہب سے دور ہو گئیں۔"

یہ بالکل صحیح ہے، اسلام عقل و دانش کا مذہب ہے اور اس نے جو اصول دنیا کو دیئے ہیں وہ ہر زمانہ کے حالات کے مطابق ہدایت و رہبری کا موجب ہو سکتے ہیں، بشرطیکہ ان اصولوں کی روشنی میں اجتہاد سے کام لے کر صحیح راستہ اختیار کیا جائے وہ علماء جو قرآنی اصولوں کو نظر انداز کر کے پرانی فقہی باتوں پر زور دیتے اور ذرا ذرا سے اختلافی امور اور فروعی مسائل کو جدال و قتال کا ذریعہ بنا لیتے یا اختلاف عقائد کو ارتداد قرار دے کر قتل مرتد کے فتوے صادر کرتے ہیں، انہیں غور کرنا چاہیئے کہ انکا یہ طریق اسلام اور قرآن کے کہاں تک مطابق ہے اور کیا ان کا یہ طریق نئی نسلوں کو بددل اور اسلام سے برگشتہ کرنے والا نہیں؟ اسی قسم کے بیسیوں مسائل ہیں جن میں علماء نے اجتہاد کا دروازہ بند کر کے پرانے فقہی خیالات کی اندھا دھند پیروی کو ہی دین و ایمان سمجھ رکھا ہے، اگر وہ قرآن اور سنت نبوی کو اپنا رہبر اور مقتدا بنا کر پیش آمدہ مسائل میں استنباط و استدلال سے کام لیں تو وہ آنے والی نسلوں کو بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں، لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مجدد وقت سے اکتساب فیض نہ کیا جائے جیسا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"مجدد وہ ہے کہ جو فیوض اس کے زمانہ میں اقوام کو پہنچتے ہیں اسی کے توسط سے پہنچتے ہیں اگرچہ ان میں اپنے وقت کے قطب اور اوتاد اور ابدال وغیرہ بھی ہوں"

(مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب چہارم)

## اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ کو بخار سے آرام ہے لیکن ابھی تک کمزوری باقی ہے۔ احباب آپ کی صحت کاملہ کے لئے دعا کرتے رہیں۔

**ولادت** — دفتر انجمن کے کارکن سید تاج نظامی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کا نام سید عکرمہ نظامی رکھا گیا ہے بچے کے والد نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپیہ دار الشفاء احمدیہ کو عطا کئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو عمر طویل عطا کرے اور خادم دین بنائے۔

**درخواست دعائے صحت** — محترم کرنل بشیر حسین صاحب کے صاحبزادہ میجر اکرم حسین صاحب بیمار ہیں احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

# آپ کے خطوط

## ایک عالمِ دین کی شمولیتِ سلسلہ

بخدمت امیر جماعت و مدیر لائٹ و پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں ۲۰ سال سے لائٹ کا خریدار ہوں۔ عمر ۶۵ سال۔ بار بار مبتلائے مرض رہتا ہوں۔ ضعف کی شدید شکایت ہے۔ دعا کا خواستگار ہوں۔ حضرت مرزا صاحبؑ کی عربی اردو کتب اور رسائل کا مطالعہ کر چکا ہوں ..... عربی عبارات بلیغہ پڑھکر میں آپ کا گرویدہ اور مخلص دلدادہ ہو گیا۔ اعتقاد کے بعد آج احمدیت میں داخل ہونے کا اعلان کر رہا ہوں۔ اپنے احباب علماء کو اس تبلیغی تحریک میں داخل کرنے کی حتی الامکان کوشش کر رہا ہوں بیشک حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود ہیں علماء آپ کی بیجا تکفیر کرتے ہیں۔ تفکیر اور تحقیق سے کام نہیں لیتے۔ میں نے احباب علماء سے کہا کہ "فلما توفیتنی" قطعی دلیل ہے مسیح کی وفات پر ..... تقریر سنکر سب دم بخود ہو گئے۔ میں صدر انجمن کو مشورہ دیتا ہوں کہ حضرت صاحب کے عربی اردو رسالے بطور انتخاب شائع کئے جائیں۔ انشاء اللہ آپ کی تحریرات بلیغہ پڑھکر علماء و طلباء احمدیت میں داخل ہو جائیں گے اکثر لوگ اس قدر جانتے ہیں کہ مرزا صاحب نے صرف نبوت کا دعویٰ کیا اور اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو گیا اگر منتخب تحریرات سے واقف ہوتے تو کبھی ان کو اسقدر برا نہ جانتے۔

اس وقت میں عربی میں مسیح کی وفات پر رسالہ لکھ رہا ہوں۔ مسیح ناصری و مسیح موعودؑ کی مدحت میں میں نے کچھ اشعار لکھے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:-

لو کانت الدنیا تدوم لواحد
لبقی رسول اللہ حیا مخلدا
عیسی ابن مریم قد توفاہ الالہ
و جاءنا عبد من امۃ احمدا
عیسی بن مریم لن یعود بجسمہ
وغلام احمد قد اتانا مرشدا
کسر التثلیث النصاریٰ والصلیب
وقتل دجالا وکن اب عدا
لا تکفرن مجددا و محدثا
قد کان للدین الحنیف مھتدا
لسنا نکفر من یکن مسلما
ثم السلام علی من اتبع الھدیٰ

پیغام صلح میں اعلان کر دینگے ممنون ہوں گا۔

جواب ملنے پر مراسلت جاری رکھوں گا۔ پہنچ نے پر لاہور اڈ کر جانا۔ عبدالحنان عبقری عفرلہٗ

کلکتہ ۱۳ مغربی بنگال۔ ہند

## علماء کا شغلِ تکفیر

مرسلہ محمد یوسف ندوی۔ مورخہ ۲ ؍اکتوبر ۱۹۶۳ء

مکرمی و محترمی جناب مولنا دوست محمد صاحب

مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مؤدبانہ گذارش ہے کہ مجھے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغی سرگرمیوں سے بڑی دلچسپی ہے اور ہمیشہ رہی ہے۔ درحقیقت صحیح معنوں میں آپ کی جماعت اقصائے عالم میں جس عظیم الشان پیمانہ پر اشاعت اسلام کا فریضہ انجام دے رہی ہے وہ ہر طرح لائق ستائش ہے اور دیگر اسلامی جماعتوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔ میرے پاس پیغام صلح اور لائٹ دونوں ہفتہ وار پرچے برابر آتے ہیں۔ سابق امیر جماعت حضرت مولنا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور نے میرے نام جاری کروائے تھے۔ نیز اپنی گرانقدر تصنیفات بھی میرے پاس بھیجیں۔ مورخہ ۱۸ ستمبر کا پیغام صلح پڑھکر نہایت افسوس ہوا کہ ڈاکٹر ایم اکبر خان مرحوم (رنگون) کی میت کو وہاں کے مقامی مولویوں نے مسلم قبرستان میں دفن ہونے سے روک دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولویان علمائے دین (الا ماشاء اللہ) کی کن کن گندی ذہنیتوں اور حرکات شنیعہ کا ماتم کیا جائے۔ محض فروعی اختلافات کی بنا پر ایک جماعت دوسروں کی تکفیر پر آمادہ ہے ہمارے اطراف میں بریلوی اور دیوبندی جماعت کے علماء ایک دوسرے کے خلاف سرعام سے نبرد آزما ہیں۔ مساجد و مقابر کا باہم بٹوارہ ہو رہا ہے۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا حرام سمجھتا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ ہمارے علماء اپنی ان سیہ کاریوں اور ہنگامہ آرائیوں پر نازاں بھی ہے

نازم بکفر خود کہ بہ ایماں برابر است

جب صورت حال یہ ہے تو پھر یہ ہمارے علماء اور مفتیان شرع ممالک غیر میں جا کر دعوت اسلام کا فریضہ کیا خاک انجام دے سکتے ہیں، اور دوسروں کو دائرہ اسلام میں کیا داخل کر سکتے ہیں، جبکہ یہ خود مسلمانوں کی کسی نہ کسی جماعت کو محض چند فروعی اختلافات کی بنا پر دین اسلام سے خارج کر رہے ہیں۔ بہرکیف یہ بھی ان کا ایک مایۂ ناز کارنامہ ہے۔

کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

علاوہ بریں بریلوی جماعت کے نزدیک احمد رضا خاں صاحب مرحوم مجدد مائۃ حاضرہ ہیں اور دیوبندی مولینا قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کو مجدد مانتے ہیں۔ چنانچہ اس بنا پر میں نے ہر دو جماعتوں کے مولویوں سے پوچھا کہ یہ ہم

کو تو بتلایئے کہ اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادیانی کو مجدد مانتی ہے تو اس پر آپ کو کیوں اعتراض ہے۔ وہ بولے نہیں وہ کافر ہیں۔ مجدد صرف ہمارا امام ہی ہو سکتا ہے، نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ ہیں ہمارے علماء۔ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیجئے اپنا کام کیجئے۔ ان سے خدا سمجھے۔

والسلام

محمد یوسف ندوی۔ سلطانپور
ضلع اعظم گڑھ۔ یو۔پی۔
انڈیا

## آہ! چوہدری علی گوہر مرحوم

سرگودھا سے ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کا خط حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام:-

"حضرت قبلہ مولانا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گذشتہ رات چوہدری علی گوہر نمبردار چک ۹ شمالی بھلوال وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خادموں میں سے ایک اور ہم سے جدا ہو گیا۔ مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے سچے دیندار تھے۔ کبھی کسی معاملہ میں شریعت سے انحراف نہیں کیا۔ راست گوئی کے بڑے دلدادہ تھے نمبردار تھے اور عموماً نمبردار پولیس کے زیر اثر جھوٹی شہادتیں پیش کرنے میں دریغ نہیں کرتے لیکن آپ نے ہمیشہ سچی گواہی دی اور اسی وجہ سے بعض دفعہ پولیس نے آپ کے خلاف حکام بالا کو رپورٹیں بھی کیں لیکن آپ ہمیشہ راستی پر قائم رہے۔ سلسلہ کی تبلیغ خاموش اور احسن طریقہ پر کرتے رہتے تھے۔ غیر احمدی اور قادیانی احمدی دونوں آپ سے مستفید ہوتے رہتے تھے۔ تمام گاؤں والوں کو آپ کی صداقت کا اعتراف تھا۔ خیرات و صدقہ کرتے تھے۔ وبائی امراض کے دنوں میں دودھ اور چاول کی مفت تقسیم کا انتظام ریفیوں کے لئے اپنی گرہ سے کرتے تھے۔ لوگ آپ کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے نیک سیرت بن گئے تھے۔ المختصر بہت خوبیوں کے مالک تھے اللہ تعالےٰ جنت فردوس میں جگہ دے۔ آمین دعا فرمادیں اور جنازہ غائبانہ پڑھیں۔ والسلام

پیغام صلح:- جنازہ غائبانہ گذشتہ سے گذشتہ جمعہ لاہور میں پڑھا گیا بیرونی جماعتیں بھی جنازہ غائبانہ پڑھکر چوہدری صاحب مرحوم کی روح

مقصد روزہ "پیغام صلح" - "لائٹ" - "روح اسلام" - خود پڑھیں اور دوستوں احباب کے مطالعہ میں لائیں۔

# حضرت نبی کریم صلعم کے مشن کا مقصد عالم انسانیت کی فلاح وبہبود ہے

## وحی والہام کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل لآ اسئلکم علیہ اجراً۔ ان ھو الا ذکری للعلمین - وما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شیئ۔ ان اللہ فالق الحب والنوی۔ ھو الذی انزل من السماء ماء...... الخ ان فی ذالک لآیت لقوم یؤمنون -

(سورۃ الانعام)

### آنحضور صلعم کے مشن کی مخالفت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ کے مقابل پر ایک دنیا کھڑی ہو گئی اور جہاں مشرکین عرب نے بڑا زور دکھایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو ناکام بنادیں وہاں یہودیوں نے بھی حضور کی مخالفت میں اپنا اثر ورسوخ استعمال کیا۔ یہودی اس وقت کی بہت بڑی قوم تھی۔ انہوں نے حضور صلعم پر طرح طرح کے اعتراضات کئے۔ ایک اعتراض جو اس وقت کیا گیا وہ قرآن کریم میں بھی درج ہے اور وہ اس لئے درج ہے کہ وہ اعتراض دنیا بار بار کرتی چلی جائے گی۔ حضور صلعم نے فرمایا میں جو رہنمائی کا کام کرتا ہوں۔ اور تم کو حق پرستی کی باتیں سناتا ہوں اور تمہیں کہتا ہوں کہ فسق وفجور کی زندگی چھوڑ دو۔ نیکی کو اپناؤ۔ شراب، جوا اور ڈاکہ زنی سے منع کرتا ہوں۔ اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتا ہوں۔ لا اسئلکم علیہ اجراً۔ میرے سامنے ذاتی کوئی غرض نہیں ہے۔ بس اتنی غرض ہے کہ تم اچھے ہو جاؤ۔

### بعثت نبوی کی غرض وغایت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ ہو کر دنیا کی کسی چیز کی طرف توجہ نہیں دی۔ دنیا کے بادشاہوں اور زمانہ کے حاکموں کی تاریخ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ جب انہیں موقعہ ملا تو انہوں نے اپنے اقربا کو نوازا اور دوستوں پر نوازشات کیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں کو جو پیارے اور لاڈلے تھے بادشاہ بننے کے بعد کوئی جاگیر نہیں دی فاطمۃ الزھرا رض جو آپ کی جگر گوشہ تھیں کوئی جاگیر مرحمت نہیں فرمائی۔ حضرت علی رض کے لئے جو آپ کے بہت پیارے تھے کوئی جاگیر نہیں چھوڑی نہ اپنے لئے کچھ جاگیر نہیں چھوڑی نہ اپنے لئے کچھ بنایا اور نہ اپنے کسی رشتہ دار کے لئے لا اسئلکم علیہ اجراً۔ میرے سامنے اپنا کوئی مفاد نہیں ہے آپ کی تمام کوشش عالم انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے تھی۔ ان ھو الا ذکری لعالمین۔ مجھے خدا تعالے نے حکم دیا ہے کہ دنیا کو صحیح رستہ کی طرف ڈالوں اسکی طرف میں برابر رہنمائی کرتا رہوں گا۔

### یہودیوں کا اعتراض

اس پر یہودیوں نے کہا ما انزل اللہ علی بشر من شیئ خدا کی جانب سے وحی کوئی نہیں اتر سکتی وحی تو ملک شام کے پیغمبروں پر ختم ہو چکی تھی، اب صحرائے عرب میں نہ کوئی پیغمبر پیدا ہو سکتا ہے اور نہ اس پر وحی نازل ہو سکتی ہے۔ وما قدروا اللہ حق قدرہ انہوں نے ایسا کہنے میں اللہ تعالے کی صفات کا غلط اندازہ لگایا ہے۔ اللہ تعالے کی جیسی قدر کرنی چاہیئے تھی ویسی قدر نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ ما انزل اللہ علی بشر من شیئ۔ چھوڑ دو اس بات کو کہ خدا اب کسی سے ہمکلام ہوتا ہے یہ بات اہل کتاب نے کہی جو تورات کے ماننے والے ہیں ان میں بڑے بڑے حبر اور بزرگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ شام میں پیغمبر آتے رہے ہیں، وہاں روحانی بارش ہوتی ہے، اب پیغمبر کوئی نہیں آسکتا۔ اور نہ کوئی روحانی بارش ہوگی۔ عرب کے صحرا میں نہ جسمانی بارش ہو سکتی ہے نہ روحانی بارش ہو سکتی ہے یہ خطہ ہی اس قابل نہیں یہ محض کہانی اور قصہ ہے، کہ کوئی نیا پیغام اللہ تعالے کی طرف سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ یہی بات آج ہم سن رہے ہیں آج بھی بڑے بڑے عالم فاضل اور فلسفی کہتے ہیں کہ وحی والہام کوئی چیز نہیں، مہدی و مسیح وغیرہ کی حکایتیں تمام کی تمام اسرائیلیات ہیں اور مجدد کی حدیث بالکل غلط ہے۔

اصل بات یہ تھی کہ یہودیوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت دشمنی تھی۔ اس لئے انہوں نے وحی والہام کا انکار کر دیا۔

### اعتراض کا جواب قرآن کریم میں

خدا تعالے نے اس کا جو جواب قرآن کریم میں دیا ہے وہ جہاں یہودیوں کے لئے ہے وہ مسلمانوں کے لئے بھی ہے، فرمایا۔

قدروا اللہ حق قدرہ - ان کو خدا تعالے کی صفات کا اندازہ نہیں۔ وہ جس طرح اپنے بندوں کی حیات جسمانی کے لئے پانی نازل کرتا ہے اسی طرح سے حیات روحانی کے لئے وحی کا زندگی بخش پانی نازل فرماتا ہے۔ ان اللہ فالق الحب والنوی۔ دنیاوی زندگی کے لئے خدا تعالے نے بے شمار انعامات عطا فرمائے ہیں۔ غلہ جات، پھل پھول، سبزی، ترکاری، جڑی بوٹیاں، کائنات میں کی ہر شئے انسان کے لئے پیدا کی ہے۔ ایک بیج زمین میں ڈالتے ہیں، تو زمین معہ تمام قوتوں کے اور پانی، سورج کی گرمی اور روشنی وغیرہ کے ساتھ دانے کی نشوونما اور پرورش کے لئے مصروف کار ہو جاتی ہے ما قدروا اللہ حق قدرہ۔ اللہ تعالے جسم کی ربوبیت کے لئے بہت بڑے پیمانے پر سامان فراہم فرماتا ہے تو روح کے لئے جس کی وجہ سے انسان انسان کہلاتا ہے کیوں نہ تربیت کے سامان بہم پہنچائے ھو الذی انزل من السماء ماء اس خدا نے آسمان سے پانی برسایا ہے وجعلنا من الماء کل شیئ حی۔ ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندہ کیا ہے۔ پانی میں ہی ہر چیز کی زندگی ہے نباتات کے علاوہ کیڑے مکوڑے، چرند پرند حیوان اور انسان کی زندگی کا مدار بھی پانی پر ہی ہے پانی آسمان سے برستا ہے، پھر طرح طرح کے غلہ جات نباتات، پھل پھول اور جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تمہارے جگر کے لئے لیموں، مالٹا اور سنگترے دل کی تقویت کے لئے انگور ہیں۔ تمہیں بنفشہ گلاب، بنفشہ، گاؤزبان جڑی بوٹیاں تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں - ما قدروا اللہ حق قدرہ انہوں نے خدا تعالے کے انعامات و برکات کا صحیح اندازہ نہیں لگایا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے صرف انسان کے جسم کے لئے تو بے شمار سامان پیدا

گئے ہوں اور روح کے لئے کچھ نہ کرے ایسا خیال باطل ہے۔ خدا تعالےٰ نے یہودیوں کو جواب دیا ہے اور ان کی تاریخ یاد دلائی ہے۔ یہ جواب ان مسلمانوں کے لئے بھی ہے جو وحی و الہام کا انکار کرتے ہیں فرمایا من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسیٰ نوراً وھدی للناس ان کو پوچھو کہ جو کتاب حضرت موسےٰ لائے تھے اور جو لوگوں کے لئے نور اور ہدایت ہے کس نے اتاری تھی۔ یہ کہنا کہ وحی نازل نہیں ہوتی تم تاریخ کے برخلاف باتیں کرتے ہو، تورات کے وارث ہو کر اور انبیاء کے وارث ہو کر یہ کہنا کہ وحی و الہام کچھ نہیں تم حقائق اور واقعات کا انکار کرتے ہو۔

## سلسلہ وحی و الہام

اب مسلمان بھی کہتے ہیں کہ وحی و الہام کا سلسلہ اب بند ہے ہمارے سامنے تذکرۃ الاولیاء ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی دنیا کا کوئی خطہ نہیں جہاں کوئی ولی نہ پیدا ہوا ہو، جہاں مجدد، خدا تعالےٰ سے ہمکلام نہ ہوا ہو اور جہاں دنیا کے مقربین الٰہی کے معجزات اور کرامات نہ دیکھی گئی ہوں اس پنجاب میں بھی مجددین اور اولیاء کرام آئے ہیں۔ یہاں پر بڑے بڑے اولیاء کرام لیٹے ہوئے ہیں۔ ایک دنیا حضرت عبدالقادر جیلانی رح کی قائل ہے خدا اس کے ساتھ ہمکلام ہوا خدا کے کلام میں خیالی طور پر درج ہے کہ خدا سے ہمکلامی کا شرف اولیاء اللہ کو قیامت تک حاصل ہوتا رہے گا چنانچہ فرمایا رفیع الدرجات۔ خدا تعالےٰ بہت بڑے علو کا مالک ہے۔ وہ انسان کے بھی درجات بلند کرتا ہے۔

## روح ـــــ زندگی بخش روحانی پانی

ذوالعرش۔ اس کائنات پر اس کی حکومت ہے یلقی الروح علےٰ من یشاء من عبادہٖ۔ کائنات پر اسی کی حکومت ہے اور کائنات اسی کی رہنمائی کی وجہ سے کامیابی سے اپنا نظام چلاتی ہے۔ اسی طرح سے روحانیات کے حصہ کی رہنمائی بھی خدا تعالےٰ برابر کرتا رہے گا اپنے حکم سے جس انسان پر چاہے اس پر اپنی روح نازل کرتا ہے۔ روح کے معنی ہیں زندگی بخش روحانی پانی، یا خدا تعالےٰ کا وحی و الہام۔ قرآن کریم کو الروح کہا گیا ہے۔ قل الروح من امرہٖ۔ اور وہ وحی جو مقربین الٰہی پر نازل ہوتی ہے اسکو بھی الروح کہتے ہیں فرمایا یلقی الروح علےٰ من یشاء من عبادہٖ۔ زندگی بخش کلام ہم اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں نازل کرتے ہیں۔ روح المعانی کے مفسر بہت بڑے آدمی ہیں انہوں نے اس زمان الٰہی کی کہ ہم روح نازل کرتے ہیں تفسیر

کی ہے اور ایک مشہور حدیث کو نقل کیا ہے یلقی ماضی کا صیغہ ہے لیکن یہاں یلقی استعمال ہوا ہے جو حال اور مستقبل دونوں زمانوں پر حاوی ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم برابر اپنے بندوں پر الہام اور ہمکلامی کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ لکھا ہے القاء روح کا سلسلہ حضرت آدمؑ کے وقت سے جاری ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک رہا ہے اور یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا وہ اس طرح کہ ہم کسی مامور کو کھڑا کر دینگے جو دعوت الی اللہ کا کام کرے۔ پھر اس مفسر نے ایک مشہور حدیث کا حوالہ دیا ہے۔ اس حدیث کو بڑے بڑے حفاظ نے لکھا ہے۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

## مجدد کی شان

ہمارے زمانے کے ایک بہت بڑے عالم مولینا ابوالکلام آزاد نے بھی اپنے تذکرے میں رقم کیا ہے کہ مجدد ایک عظیم الشان انسان ہوتا ہے جس طرح سورج کے گرد سیارے گردش کرتے ہیں اور اس سے فیض حاصل کرتے ہیں اسی طرح سے اس مجدد کے گرد بڑے بڑے لوگ جمع ہوتے اکتساب فیض کرتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔

## مجدد کا کام

روح المعانی کے مفسر کے الفاظ یہ ہیں:۔

فان القاء الروح لم یزل
من لدن آدم علیہ السلام
الیٰ آخر زمان نبینا صلی
اللہ علیہ وسلم وھو فی
حکم المتصل الیٰ قیام
الساعۃ باقامۃ من یقوم
بالدعوۃ کما روی ابوداؤد
عن ابی ھریرۃ عن النبی
صلعم۔ ان اللہ یبعث لھذہ
الامۃ علیٰ راس کل مائۃ
سنۃ من یجدد لھا دینھا
ای باحیاء ما اندرس من
العمل بالکتاب والسنۃ "

تجدید دین کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے باحیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنۃ۔ قرآن اور حدیث پر عمل کمزور پڑ جائے یا عمل نہ رہے تو اسکو زندہ کرنے کے لئے مجدد آیا کرتا ہے اس کا کام ہے کہ وہ قرآن و حدیث کی طرف لوگوں کو بلائے۔

- - - - - - - - - - - - - - - -

## ارشادات نبی صلعم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو چلا جاتا ہوں لیکن ترکت فیکم ان تمسکتم بہ لن تضلوا ابدا کتاب اللہ وسنتی میں تم میں دو چیزیں چھوڑے چلا ہوں اگر تم نے اس پر مضبوطی سے پنجہ مارا اور اس پر عمل کیا تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ دو چیزیں ہیں کتاب اللہ اور میری سنت۔ ان دو چیزوں کی طرف بلانا مجدد کا فریضہ ہے۔ الروح کے معنی ہیں زندگی بخش کلام۔ خدا کی پیشگوئیاں جب پوری ہوتی ہیں تو اس سے ایمان کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

## کسرےٰ کے کنگن بدو کے ہاتھ میں

ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سراقہ بن جعشم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں کسرےٰ کے کنگن تیرے ہاتھوں میں دیکھتا ہوں۔ وہ حیران ہوا، کہاں کسرےٰ کے کنگن اور کہاں ایک عرب بدو اس کے خیال میں بھی نہ آ سکتا تھا۔ اس کے بعد جب ایران فتح ہوا تو مال غنیمت میں کسرےٰ کے کنگن بھی آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دربار لگایا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے سراقہ بن جعشم کو بلا کر اس کے ہاتھوں میں کنگن پہنائے اور نعرہ تکبیر بلند کیا۔ فاروق اعظمؓ کے الفاظ یہ ہیں:۔ الحمد للہ الذی سلبھما کسریٰ بن ھرمز و البسھما سراقۃ بن جعشم۔ الفاظ میں علم ادب کی چاشنی کے علاوہ عرفان و معرفت بھی موجود ہے۔

## مضمون بالا رہا

کیا آپ نے اس لاہور میں نہیں دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون جلسہ اعظم مذاہب میں پڑھا گیا اور آپ نے اس سے پہلے ہی اللہ تعالےٰ سے الہام پا کر یہ اعلان کر دیا کہ ہمارا مضمون غالب رہے گا آپ گاؤں میں بیٹھے ہیں۔ بڑے بڑے عیسائی، یہودی، آریہ عالم جمع ہیں سناتن دھرمی جمع ہیں ایک گاؤں میں بیٹھ کر آپ اشتہار لکھتے ہیں اور شہر کے در و دیوار اور گلی کوچوں میں لگا دیتے ہیں لکھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا مضمون بالا رہا۔ لوگ وہ اشتہار پھاڑ دیتے ہیں، دوبارہ اشتہار لگا دیئے جاتے ہیں۔ جلسہ اعظم مذاہب کی کمیٹی کے صدر سر پرتول چندر چیٹرجی ہائیکورٹ کے جج تھے۔ جلسہ کی انتظامی کمیٹی کے اراکین میں مختلف مذاہب کے لوگ شامل تھے۔ اختتام جلسہ کے بعد فیصلہ کے مطابق صدر نے کہا کہ مرزا صاحب کا مضمون بالا رہا۔ حضرت مرزا صاحب کو خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کا کس قدر یقین تام ہے اور کس قدر یقین تام کے ساتھ پہلے سے آپ نے

باقی بر صفحہ ۱۳ کالم نمبر ۳

مولانا شیخ عبد الرحمان مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

# اور جناب برق صاحب کا تمسخرانہ لہجہ

## اور کتمانِ حقیقت کا ایک اور نمونہ

بسلسلہ اشاعت پیغام صلح مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۶۳ء پرچہ نمبر ۴۰

### برق صاحب کا تمسخرانہ لہجہ اور حقیقت کو غلط طور پر پیش کرنا۔

جناب برق صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے ایک الہام کو زیر اعتراض لاتے اور اس کو بے معنی قرار دینے کے لئے اپنی کتاب کے صفحہ پر قارئین کو چند جملے پڑھنے کی ہدایت کرتے ہیں، لکھتے ہیں :-

"پہلے ان جملوں کو پڑھیئے

۱ - میں نے مغلوں کے زمانہ کا ارادہ کیا۔

۲ - میں نے زمانہ ہجری کا ارادہ کیا

۳ - میں نے شام کے وقت کا ارادہ کیا۔

۴ - میں نے افغانی حملوں کے زمانے کا ارادہ کیا۔

۵ - میں نے زلزلوں کے زمانہ کا ارادہ کیا۔

کوئی مطلب سمجھ میں آیا؟ اگر آیا ہے تو سمجھایئے اگر نہیں آیا اور یقیناً نہیں آیا ہوگا تو مت بھولئے کہ آخری فقرہ ایک الہام کا لفظی ترجمہ ہے جو جناب مرزا صاحب پر نازل ہوا تھا۔

اردت زمان الزلزلۃ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۸ (میں نے زلزلوں کے زمانہ کا ارادہ کیا)

"زلزلوں کے زمانہ کا ارادہ کیا"

کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ آپ "زلزلوں کے زمانہ میں جانا چاہتے ہیں یا اس زمانہ کو کچھ لمبا کرنا چاہتے ہیں یا اسکو سزا دینا چاہتے ہیں۔ آخر جو کچھ کرنا تھا اس کا ذکر تو اس الہام میں آنا چاہیئے تھا تاکہ الہام نہ پیلا ہوتا"

برق صاحب کے تمسخرانہ لہجہ کو نظر انداز کرتے ہوئے میں قارئین کرام پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس ساری تحریر میں برق صاحب نے ایک دفعہ پھر حقیقت کو عمداً چھپانے کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ برق صاحب نے کئی پہلے زلزلے کے زمانہ کا ارادہ کرنے کے اپنی طرف سے فرض کئے ہیں اور ان کا ذکر کرکے الہام کو بے معنی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہیں تو یہ فرض کیا ہے کہ کیا اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ آپ زلزلوں کے زمانہ میں جانا چاہتے ہیں یا اسے لمبا کرنا چاہتے ہیں یا اس کو سزا دینا چاہتے ہیں۔ پھر آخر میں لکھتے ہیں جو کچھ آپ نے کرنا تھا اس کا ذکر تو ہونا چاہیئے تھا اس آخری فقرہ کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے اس الہام کا کوئی مطلب بیان ہی نہیں کیا اس کو بالکل مبہم ہی رکھا ہے اور یہی وہ تاثر ہے جو برق صاحب اپنے ناظرین کے دلوں میں بٹھلانا چاہتے ہیں حالانکہ حقیقت اس کے بالکل خلاف ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے اس الہام کا مفہوم بڑی وضاحت سے بیان کیا ہوا ہے جسے برق صاحب نے عمداً چھپایا ہے۔ تعجب ہے برق صاحب نے اپنے ذہن سے معانی اختراع کرکے وہ تو بیان کر دیئے ہیں لیکن اگر بیان نہیں کئے تو وہ معنی بیان نہیں کئے جو خود حضرت مرزا صاحب نے بیان فرمائے ہیں۔ حالانکہ خود برق صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۱۸ پر لکھ چکے ہیں :-

"ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنے نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اس کے خلاف کہے"

پھر نہ معلوم برق صاحب کے لئے حضرت مرزا صاحب کے بیان کردہ معنی کے مخالف کہنے کا حق کس طرح پیدا ہو گیا اور اس معنی کی موجودگی میں نئے نئے معانی تراشنے کی انہیں کیوں ضرورت پیش آئی۔

### حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ تشریح

اب میں تمام منصف مزاج قارئین کرام کے سامنے حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ تشریح رکھتا ہوں تا وہ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ جناب برق صاحب نے اپنے تمسخر اور اعتراض میں کہاں تک دیانتداری سے کام لیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تشریح حسب ذیل ہے :-

"۱۳ اپریل ۱۹۰۷ء سے چند روز پہلے مجھے یہ الہام ہوا کہ اردت زمان الزلزلۃ چنانچہ یہ الہام بدر اور الحکم دونوں اخباروں میں قبل از وقت شائع کر دیا گیا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ اب میں پھر زلزلہ کا زمانہ لاؤں گا (کیوں برق صاحب! الہام کے معنی صاف بتلائے ہوئے ہیں یا نہیں یا کیا اسکو الہام کی حالت میں چھوڑا ہوا ہے اس صاف اور واضح معنی کی موجودگی میں آپ کو نئے معانی اختراع کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی بجز اپنے قارئین کو مغالطہ میں ڈالنے کے کوئی اور ضرورت بھی آپ پیش کر سکتے ہیں، کیا دیانتداری اسی کا نام ہے جس کا آپ نے اپنی کتاب میں بار بار اعلان کیا ہے اس کے بعد یہ پیشگوئی جس صفائی سے پوری ہوئی اور الہام کے الفاظ جس شان و عظمت کے ساتھ وقوع میں آئے اس کا ذکر آگے کیا ہے کاش آپ اسی سے فائدہ اٹھاتے سنئے اور غور سے سنئے آگے کیا لکھا ہے۔ ناقل) سو اس کے بعد ایک زلزلہ تو پنجاب میں آیا جس کی نسبت خیر آباد ضلع پشاور سے مجھے خبر ملی کہ وہ سخت زلزلہ اور قیامت کا نمونہ تھا ایسا ہی لارنس پور اور بہت سے مقامات سے اس زلزلہ کی خبر ملی اور بہت سے دوستوں نے خط لکھے اور اخبار سول اینڈ ملٹری میں بھی اس کی خبر شائع کی گئی، پھر انگریزی اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ایسا ہی اس الہام کے بعد امریکہ اور بعض حصہ یورپ میں سخت زلزلے آئے اور بعض

شہر تباہ ہو گئے لیکن چونکہ پیشگوئی میں عموم ہے۔ اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ اسی پر بس نہیں ہو گا بلکہ اور زلزلے بھی آئیں گے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ وہ زمانہ آ گیا ہے کہ پھر بھی زلزلوں کو زمین پر ظاہر کر دیا گا سو ان زلزلوں کا منتظر رہنا چاہیئے خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں"

کیوں جناب برقی صاحب! کیا آپ نے دیکھا یا نہیں کہ کس طرح دوبارہ الہام کے مطلب کو واضح کیا گیا ہے میں حیران ہوں کہ جس کتاب کے صفحہ پر آپ کو الہام أرِيكَ زَمَانَ الزَّلْزَلَةِ نظر آ گیا وہیں پر جو اس کا مفہوم ایک دفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ واضح الفاظ میں بیان کیا گیا تھا وہ آپ کی نظر سے کیوں پوشیدہ رہا اس پر آپ کی نظر کیوں نہیں پڑی پھر ان واقعات سے آپ نے اپنی آنکھیں کیوں بند کر لیں جو واقعات کہ ایک اور ایک دو کی طرح اس بات کا یقینی ثبوت بہم پہنچا رہے تھے کہ الہام کے الفاظ فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہی تھے کیونکہ یہ کہدینا تو ہر انسان کی طاقت میں ہے کہ زلزلہ آ جائے گا لیکن یہ کسی انسان کی طاقت میں نہیں کہ وہ اپنے الفاظ کو عملی جامہ بھی پہنا سکے یہ صرف خدا کی ہی قدرت ہے کہ وہ جو کہے اُسے کر کے بھی دکھلا دے وہی فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ہستی ہے اور اسی کی یہ شان ہے کہ اپنے قول کو اپنے عمل سے سچا کر دکھلاوے چنانچہ اس نے اپنے مسیح کو کہا کہ میں زلزلہ لاؤں گا تو اس نے لا کر دکھلا دیا اور دنیا پر اس بات کو ثابت کر دیا کہ اس کا یہ بندہ جو مقرب الٰہی ہونے کا مدعی ہے وہ اپنے دعوے میں سچا ہے وہ جو یہ کہتا ہے کہ خدا نے اسے اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا کیا ہے وہ اپنے اس کہنے میں راستباز ہے۔ کیا لوگ دیکھتے نہیں کہ کیسے کیسے اسرار ارضی وسماوی پر اس کا خدا اُسے پیش از وقت مطلع کرتا ہے اور وہ اپنے وقت پر صحیح نکلتے ہیں حالانکہ وہ اسرار ایسے مخفی امور پر مشتمل ہوتے ہیں جن تک انسانی علم کی رسائی نہیں ہو سکتی ایک مثال تو اس کی مندرجہ بالا الہام ہی ہے ماہرین طبقات الارض کے علم کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکی اور زمین کے اندر کے اس راز پر سے پردہ وہ نہ اُٹھا سکے جس راز پر سے پردہ ایک دور افتادہ گاؤں کے رہنے والے نے اُٹھا دیا اس کے پاس کونسا علم تھا جس سے وہ بتلا سکتا تھا کہ نہ صرف پنجاب کی زمین کے اندر زلزلہ کی تیاری ہو رہی ہے بلکہ یورپ اور امریکہ کی زمینیں بھی اس کے لئے تیاری کر رہی ہیں یہ خدائے علیم وخبیر ہی تھا جس کا علم دنیا کے ذرہ ذرہ پر محیط ہے اور جس میں غلطی کا قطعاً امکان نہیں وہی ایسی خبر پیش از وقت دے سکتا تھا ایسی پیش از وقت خبریں وقوع میں آکر ایک طرف تو خدا کی ہستی پر یقین پیدا کرا دیتی ہیں اور دوسری طرف خود ملہم کے متعلق یقین دلا دیتی ہیں کہ خدا سے اس کا گہرا تعلق ہے اور تجربہ سے یہ ثابت کر دیتی ہیں کہ تمام مذاہب میں سے اس وقت اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کا سچا اور کامل پیرو خدا کے اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ خدا اس کو اپنی ہمکلامی کے شرف سے مشرف کرتا رہتا ہے۔

## دوسری مثال

دوسری مثال اس کی وہ ہیبت ناک زلزلہ ہے جو ۴ راپریل ۱۹۰۵ء کو پنجاب میں آیا۔ زلزلوں کے علم کے کسی ماہر کو اس بات کا وہم وگمان بھی نہ تھا کہ اس شدت کا زلزلہ پنجاب میں آ سکے گا جس شدت کا زلزلہ ۴ راپریل ۱۹۰۵ء کو آیا لیکن خدائے علیم وخبیر نے اپنے اسی بندے یعنی حضرت مرزا صاحب کو اس سے پیش از وقت خبر دی اور ایسے الفاظ میں دی جو اس کی ہولناکی اور شدت کا صحیح نقشہ کھینچ رہے تھے۔

## پہلا الہام

اس بارے میں سب سے پہلا الہام حضورؑ کو ۱۹ر دسمبر ۱۹۰۳ء کو ہوتا ہے جس کے الفاظ یہ تھے:— "زلزلہ کا ایک دھکہ"

پھر ۱۲ راپریل ۱۹۰۴ء کو الہام ہوتا ہے:۔

"اے بسا خانہ دشمن کہ تو ویران کردی"

یہ الفاظ صاف اشارہ کر رہے تھے کہ زلزلہ سے دشمنوں کے بہت سے گھر ویران ہو جائیں گے یاد رہے کہ آپ کے دشمن ہندو۔ عیسائی۔ مسلمان سب ہی تھے

پھر یکم جون ۱۹۰۴ء کو الہام ہوتا ہے:۔

عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّهَا وَمُقَامُهَا۔

یعنی دیار میں عارضی رہائش کی جگہیں بھی مٹ جائیں گی اور مستقل رہائش کی جگہیں بھی مٹ جائیں گی۔ انہی الفاظ یعنی عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّهَا وَمُقَامُهَا میں ۸ر جون ۱۹۰۴ء کو دوبارہ الہام ہوتا ہے الہام کے یہ الفاظ "زلزلہ کا ایک دھکہ" والے الہام کی تشریح کر رہے ہیں اور بتلا رہے ہیں کہ زلزلہ کا یہ دھکہ معمولی نہیں ہو گا بلکہ ایسا تباہ کن ہو گا کہ کثیر التعداد مکانوں کو مٹا کر رکھ دے گا اور یہ لازمی بات ہے کہ مکانوں کے گرنے سے مکین بھی لقمہ اجل بنیں گے۔

پھر جب ۴ راپریل ۱۹۰۵ء کو مندرجہ بالا پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آتا ہے تو ۳ راپریل ۱۹۰۵ء کو الہام ہوتا ہے:۔

"موت دروازے پر کھڑی ہے"

اس الہام کے دوسرے دن یعنی ۴ راپریل ۱۹۰۵ء کو وہ زلزلہ آ جاتا ہے اور الہامی الفاظ کے مطابق ہزاروں مکانوں کو مسمار اور ہزاروں جانوں کو موت کے گھاٹ اتار جاتا ہے۔

جن لوگوں نے اس زلزلہ اور اس تباہی کے آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ تو اب بھی اس کے تصور سے کانپ جاتے ہیں۔ میں خود اس کی تباہی کا چشم دید شاہد ہوں۔ سارے شہر میں کہرام مچا ہوا تھا چاروں طرف سے رونے اور پیٹنے کی آوازیں آ رہی تھیں اور یہی شور تھا کہ فلاں مکان گر گیا اور فلاں کے نیچے اتنے آدمی دب گئے اور فلاں مکان کے نیچے اتنے آدمی دب گئے۔ بڑی بڑی حویلیاں اور پختہ مکان زمین سے پیوست ہو گئے ۔سب لوگ سراسیمگی کی حالت میں پھر رہے تھے جو بچ رہے تھے وہ رات کو گھروں میں داخل ہونے سے ڈرتے تھے یہ ایسا ہولناک اور تباہ کن زلزلہ تھا جس کے متعلق کہا گیا تھا کہ صدی دو صدی پہلے تک ایسے شدید زلزلہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔

اس کے بعد ماہرین طبقات الارض نے یہ اعلان کیا کہ ۱۰۰ برس تک اب پنجاب میں زلزلہ نہیں آ سکتا لیکن الہام الٰہی کی بناء پر خدا کا مامور اعلان کرتا ہے کہ ایک اور زلزلہ آنے والا ہے الہام کے الفاظ یہ تھے

"تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

یہ الہام یکم فروری ۱۹۰۶ء کا ہے جس کا مطلب یہی تھا کہ پہلے زلزلہ کے بعد ایک اور زلزلہ آئے گا چنانچہ ۲۸ر فروری ۱۹۰۶ء کو ہوا سے ایک ماہ کے اندر اندر وہ زلزلہ آ گیا اور پیشگوئی کے مطابق بہار کے موسم میں ہی آیا چنانچہ اس زلزلہ سے بھی کوہستانی علاقوں میں جانوں اور مالوں کا کافی نقصان ہوا۔

## ایک علمی نکتہ

جناب برقی صاحب کو الہام "أرِيكَ زَمَانَ الزَّلْزَلَةِ" میں جو ابہام نظر آیا ہے اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ وہ عربی زبان کے قاعدہ فصاحت وبلاغت سے ناواقف ہیں عربی زبان کے جملہ میں جس لفظ کا علم جملہ کے باقی الفاظ سے حاصل ہو جائے فصاحت کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے حذف کر دیا جائے اب اس الہام میں زلزلہ کے زمانہ کو لانا خود بخود سمجھ آ رہا ہے اس لئے "لانا" کا لفظ حذف کر دینا فصاحت کے تقاضا کے ماتحت ہے چنانچہ اسی بناء پر حضرت مرزا صاحب نے خود اس کو تشریح میں ظاہر فرما دیا ہے ابہام تب ہوتا اگر لفظ "لانا" کی طرف ذہن منتقل نہ ہو سکتا لیکن ملہم کا ذہن تو فوراً اس طرف منتقل ہو گیا جس سے ثابت ہو گیا کہ ابہام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

برقی صاحب نے بالکل ایسی ہی غلطی کا ارتکاب حضورؑ کے دو اور الہاموں پر اعتراض کرتے وقت بھی کیا ہے جس کی تشریح انشاء اللہ ان الہاموں پر بحث کرتے وقت کی جائے گی۔

## عالمی جنگ کے متعلق پیشگوئی

حضورؑ نے ایک خطرناک زلزلہ کے متعلق پیشگوئی فرمائی جس کے متعلق ایک تو یہ خبر دی کہ وہ حضور کی وفات

کے بعد ظہور میں آئے گا اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا کہ ضروری نہیں کہ وہ ظاہری زلزلہ ہی ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی اور آفت ہو جو اپنی تباہی کے لحاظ سے بڑی ہولناک ثابت ہو بلکہ اس بارے میں ایک الہام تو صریح جنگ کی طرف اشارہ کر رہا تھا جس کے الفاظ یہ تھے :-

"کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں"

اسی طرح جو نظم اس بارے میں حضور نے شائع کی اس میں بھی جو علامات بیان کی ہیں وہ بھی سب کی سب جنگ کی طرف ہی اشارہ کر رہی ہیں۔

## ایک اہم علامت اور سویٹ گورنمنٹ پر اتمام حجت

ان علامتوں میں سے ایک علامت حضور نے ان الفاظ میں بیان کی :-

"زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار"

یعنے شہنشاہ روس جو زار کے لقب سے ملقب ہوتا تھا جو عالمی جنگ اوّل سے قبل سب سے زیادہ اقتدار کا مالک تھا اس کے متعلق حضور نے پیشگوئی فرمائی کہ اس عظیم الشان آفت کے آنے پر زار کا اقتدار بھی خاک میں مل جائے گا اور اس پر اور اس کے خاندان پر جو بُرا اثر پڑے گا وہ دوسروں کے لئے موجب عبرت ہوگا۔ اب دنیا جانتی ہے کہ یہ آفت عالمی جنگ اوّل کی شکل میں دنیا پر آئی اور حضور کی وفات کے بعد ہی آئی اور اس جنگ میں سمندری جہازوں سے بھی کام لیا گیا اور ہر حکومت دوسری حکومت کے جہازوں کو ڈبونے میں مصروف نظر آ رہی تھی جنگ صرف خشکی پر ہی نہ لڑی گئی بلکہ سمندری بیڑے بھی برسرپیکار رہے اور آخر زار اور اس کے خاندان کا جو بُرا حال ہوا اس سے کون بے خبر ہے۔

روس جو آج خلا میں ہزاروں میل کا سفر طے کر کے خدا کا پتہ لگانے کی کوشش کر رہا ہے اس نے تو خدا کی ہستی کا زبردست ثبوت زمین پر ہی اپنے ہاتھوں سے نصف صدی قبل قائم کر دیا تھا خدا کی اس خبر کو کہ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار" خود کمیونسٹوں نے جو آج خدا کی ہستی کا انکار کر رہے ہیں سچا ثابت کر کے دکھلا دیا۔ حالانکہ یہ خبر ایسے وقت میں خدا کے ایک بندے پر بذریعہ الہام نازل ہوئی تھی جس کے سچا نکلنے کی اس وقت کے حالات کے ماتحت کوئی توقع نہ تھی جس ڈرامٹک انداز میں زار کا سقوط وقوع میں آیا ہے اور جس ذلت اور رسوائی کے ساتھ اس کے خاندان کا نام و نشان حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ گیا کیا کسی کو اس کی توقع تھی۔ اتنی زبردست غیب کی خبر کا اس صفائی سے پورا ہونا کیا خدا کی ہستی اور اس کے عالم الغیب ہونے پر زبردست ثبوت نہیں اہل روس کو غور کرنا چاہیئے کہ خدا کی ہستی کا اس سے واضح ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔ اس نشان سے مجبور ہو

اس کی ہستی ہی ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے نیک اور مخلص اور وفادار بندوں سے ہمکلام بھی ہوتا ہے اور ساتھ ہی اس بات کا ثبوت بھی مل جاتا ہے کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے جس کی مکمل طور پر پیروی کرنے والا خدا کی ہمکلامی کے شرف سے مشرف ہوتا ہے اس غلبۂ مادیت کے زمانہ میں مادہ پرست قوموں پر حجت قائم کرنے کے لئے خدا نے اپنے بندہ کو بھیجا اور اس پر اپنے الہامات کی بارش کی اور ہزاروں نشانوں کے ذریعہ ایک طرف مادہ پرستی کی روح کو کچل کر رکھ دیا اور دوسری طرف روحانیت کے علم کو بلند کر دیا اور دہریوں کے مقابلہ میں اہل مذاہب کا سر بلند کر کے دکھلا دیا۔ اور روس کی سرزمین میں مندرجہ بالا زبردست نشان دکھلا کر اہل روس پر بھی خاص طور پر حجت تمام کر دی۔ اسی طرح کے نشان انگلینڈ۔ امریکہ اور دیگر تمام ممالک میں بھی ظاہر ہوئے جنہوں نے ان ملکوں پر زندہ خدا کی ہستی کا ثبوت بہم پہنچا کر اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے بارے میں اتمام حجت کیا ہوا ہے۔ کاش ان ملکوں کے باشندے آنکھیں کھولیں اور اسلام کی صداقت پر زندہ نشان دیکھ کر اسلام کی سچائی کو دل سے قبول کر کے اس کے حلقہ بگوش ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں قبول کرنے کی توفیق دے اور ہمیں ان کے سامنے ان نشانوں کو اصلی شکل میں پیش کرنے کی ہمت عطا کرے آمین

## ایک مستقل پیشگوئی جو متواتر پوری ہوتی چلی جا رہی ہے

مندرجہ بالا پیشگوئیوں کے علاوہ دنیا پر عذابوں کے مستقل طور پر وارد ہونے کی پیشگوئی بھی حضور اپنی وفات سے قبل کر گئے ہوئے ہیں جو اس وقت تک مختلف شکلوں میں دنیا کے مختلف حصوں میں تباہی مچا رہے ہیں۔ اس پیشگوئی کے الفاظ حسب ذیل ہیں :-

"کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ زمین زیر و زبر ہو جائے گی پس وہ زلزلے جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے تو سب کو معلوم ہیں لیکن حال میں ۱۶ ؍ اگست ۱۹۰۶ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنے چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزار ہا جانیں تلف ہوئیں اور دس لاکھ آدمی اب تک بے خانماں ہیں۔ شاید نادان لوگ کہیں گے کہ یہ کیونکر نشان ہو سکتا ہے یہ زلزلے تو پنجاب میں نہیں آئے مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے نہ صرف پنجاب کا اور اس نے تمام دنیا کے لئے یہ خبریں دی ہیں نہ صرف پنجاب کے لئے یہ بدقسمتی ہے کہ خدا تعالےٰ کی پیشگوئیوں کو ناحق ٹال دینا اور خدا کے کلام کو غور سے نہ پڑھنا اور کوشش کرتے رہنا کہ کسی طرح حق چھپ جائے مگر ایسی تکذیب سے سچائی نہیں چھپ سکتی۔

یاد رہے کہ خدا تعالےٰ نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کے نمونے ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر تباہی ہوگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر

ہی گر گئے ہیں اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت تک مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ فرمایا وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد یگانہ مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ خدا کے نوشتے پورے ہوتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ"

## اس پیشگوئی کا صفائی سے پورا ہونا

ہر شخص جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہیں بندھی ہوئی آسانی سے دیکھ سکتا ہے کہ اس پیشگوئی کا ایک حصہ تو دوسری عالمگیر جنگ کی صورت میں پورا ہوا اور اس کے بعد دنیا میں اس قدر انقلابات آئے کہ منکرین فی الحقیقت اضطراب کا شکار ہو گئے اور اس وقت تک اضطراب کا عالم ان پر طاری ہے اور موجودہ تہذیب پرست ان کا ایمان متزلزل ہو چکا ہے اور وہ دل

(باقی بر صفحہ ۱۵)

# "عشقِ رسولؐ"

## مسیح موعودؑ کے خُلقِ عظیم کا ایک پہلو

(ذیل کا مضمون عبدالرحمٰن متعلم جماعت سنے پشاور جماعت کے تربیتی اجلاس میں پڑھا)

حضرات:۔ پچھلے جلسہ میں برادرم عبداللہ جان نے "محبت الٰہی" مسیح موعودؑ کے خلق عظیم کا ایک پہلو" کے موضوع پر تقریر کی تھی۔ اس دفعہ میری تقریر کا عنوان ہے "عشق رسولؐ" جو حضرت اقدسؑ کے خلق عظیم کا دوسرا پہلو ہے۔ حضرت اقدسؑ کا ایک شعر ہے:۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یہ شعر ایک حقیقت ہے اللہ تعالیٰ کے عشق کے بعد حضرت محمدؐ کا عشق آپؑ کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا تھا۔ آپؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین تھے آپؑ کا ہر ایک قول و فعل عین قرآن و سنت کے مطابق تھا۔ عبادات ہوں یا معاملات ہر امر میں قرآن و سنت کی پیروی مدنظر تھی۔ آنحضرت صلعم کا ذکر اور آپؐ کے محامد و محاسن کا تذکرہ اکثر اوقات آپؑ کا شغل تھا۔ کسی مذہب اور اس کے پیشوا کا ذکر ہو وہاں بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور کمال کا ذکر ضرور لے آتے۔

دعوے مسیحیت سے قبل آپؑ لدھیانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ان دنوں ٹمپرنس سوسائٹی کا نیا نیا چرچا تھا۔ ان کے لیکچر اور ڈرامے مختلف شہروں میں ہوا کرتے تھے ایک دفعہ لدھیانہ میں ان کا جلسہ تھا۔ لدھیانہ کی ٹمپرنس سوسائٹی کے سیکرٹری نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ آپ بھی مسکرات اور منشیات کے استعمال کے خلاف کوئی کچھ تقریر فرماویں لیکن اس میں مذہبی خصوصیات کا تذکرہ نہ ہو۔ صرف منشیات کے خلاف ایک اخلاقی لیکچر ہو۔ آپ نے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا:۔

"یہ کس طرح ممکن ہے کہ منشیات کے استعمال کے خلاف اور ٹمپرنس کی تائید میں لیکچر ہو اور دنیا کے اس سب سے بڑے انسان یعنی آنحضرتؐ کا ذکر نہ آوے جس نے ایک اشارہ میں ایک ملک کے ہاتھ سے شراب کے جام پھینکوا دیئے اور مٹکے تڑوا دیئے اور ہر ایک قسم کی نشہ آور چیزوں اور مسکرات کو مذہباً حرام قرار دے کر دنیا پر احسان عظیم کیا ٹمپرنس پر تقریر کرتے ہوئے اتنے بڑے محسن کا ذکر نہ کرنا میرے لئے تو ناقابل برداشت ہے۔"

نثر ہو یا نظم آپؑ کی کوشش ہمیشہ یہ ہوا کرتی تھی کہ اظہار واقعات سے آنحضرتؐ کی عظمت اور شان کو دنیا کے سامنے نمایاں کیا جائے اور حضور کے اخلاق و عادات۔ تعلیم اور کتاب۔ اقوال اور افعال کو اہل عالم کے سامنے ایسے صحیح طریق پر اور تمام زوائد کو حواشی سے پاک کر کے اس طرح اپنی اصلی خوبصورتی کو پیش کیا جائے کہ ان کی پوری پوری چمک اور حسن پر ہر ایک دانا و سلیم الطبع انسان کی نظروں میں آشکار ہو جائے۔

نظم تو خیر دل کے جوش اور محبت کا ابال ہوتا ہے جس کا وقتاً فوقتاً اظہار ہوتا رہتا ہے لیکن اصل ٹھوس کام وہ لٹریچر تھا جو عشق محمدیؐ نے آپ سے پیدا کروایا۔ اور جس میں آنحضرتؐ کی صداقت پر ایسے دلائل و براہین جمع ہیں کہ جن کا جواب نہیں۔ غرضیکہ تمام عمر مختلف تصنیفات تالیفات، اشتہارات اور تقاریر کے ذریعہ یہی شغل جاری رہا اور دن رات انہی باتوں کے چرچے تھے۔ یہی عشق تھا کہ کسی طرح آنحضرتؐ کی عزت و شوکت اور عظمت شان کا اظہار دنیا پر ہو۔

آپ سچے دل سے آنحضرتؐ کو تمام اخلاق فاضلہ کا جامع مانتے تھے اور آپ کی راستبازی کو غیروں کی تصدیق سے بے نیاز سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ کسی شخص نے لکھا کہ آنحضرتؐ کی پیشگوئی تو ویدوں میں درج ہے آپ نے جواب دیا آنحضرتؐ تو صداقت کے آفتاب ہیں آپ کی صداقت کے نشان تو اس قدر ہیں کہ آپ کی ذات ویدوں کی تصدیق سے بے نیاز ہے۔ البتہ اگر ویدوں میں یہ پیشگوئی موجود ہے تو ماننا پڑے گا کہ ویدوں کا اتنا حصہ ضرور منجانب اللہ ہے۔ پس اس سے فائدہ ویدوں کو پہنچا نہ کہ آنحضرتؐ کو۔ آنحضرتؐ کی تو اپنی زندگی ہی صداقت کی دلیل ہے۔ وہ کسی غیر کی صداقت کو دلیل نہیں۔ یہ آپ ہی کا شعر ہے:۔

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

ایک مرتبہ حضرت اقدسؑ لاہور سے واپس قادیان جا رہے تھے۔ لاہور کے اسٹیشن پر منو فرما رہے تھے کہ لیکھرام ملنے کے لئے آیا۔ اس نے سلام کیا آپ نے اس کی طرف توجہ نہ کی کسی نے عرض کیا کہ لیکھرام آیا ہے اور سلام عرض کرتا ہے۔ فرمانے لگے میرے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور مجھے آکر سلام کرتا ہے اس کے کیا معنے۔ میں ایسے گستاخ آدمی کی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔ آنحضرتؐ کی تعریف کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ کیا خوب فرماتے ہیں سے

مولٰینا عبد الحق ودیارتھی صاحب

# یونس علیہ السلام کا معجزہ

(نوٹ۔ ماسٹر انعام اللہ خانصاحب ثمین بلوچستان سے استفسار فرماتے ہیں ''۔ ایک عقیدہ ہے کہ حضرت یونسؑ تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہے اور بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسٰےؑ نے اس کا حوالہ دے کر کہا کہ یونس نبی کے سوا کوئی نشان معجزنما تم کو نہ دیا جائے گا'

لیکن اگر کوئی یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو کہ حضرت یونسؑ تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہے تو اس کی تطبیق حضرت عیسٰےؑ کے قول اور بعد کے واقعات سے کیسے ہوگی براہ راست یا بذریعہ پیغام صلح جیسا مناسب سمجھیں مطلع فرمائیں ........ بینواد توجروا ——— عبدالحق

## فاما الجواب

اس موضوع پر میں نے جو کچھ اپنی زیر طبع کتاب ''محمدان ورلڈ سکرپچرز'' میں لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے :۔

یونس نبی کی کتاب ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے :۔

> '' اب خدا کا کلام یونس بن امتیؑ پر آیا اٹھ اور نینوا کو جا جو بڑا شہر ہے اور اس کے خلاف آواز دے کیونکہ ان کی بدکاری میرے حضور نمایاں ہوگئی ہے '' (یونہ ۱ : ۱)

یہ شخص ۸۰۰ برس قبل مسیح ہوا ہے اور یسعیا نبی کا ہمعصر تھا۔ کتاب سلاطین دوم ۱۴ : ۲۵ میں اس کا ذکر ہے مگر اس کی کتاب اس سے ۴۰۰ سال بعد تحریر میں آئی اس کی سند یا مستند ہونے نہ ہونے کا ذکر بعد میں مناسب جگہ پر آئے گا۔ بہرحال اللہ تعالے نے اسے اہل نینوہ کے خلاف پیشگوئی کرنے کو کہا کیونکہ وہ بدکاری میں حد سے بڑھ گئے تھے (وہاں ایک دیوی استار نام کی پرستش ہوتی تھی جس کی شکل مچھلی کی تھی) یونس بائبل کے بیان کے مطابق نینوہ کی بجائے ترشیش کی طرف بھاگ گئے، اور راستہ میں ایک کشتی پر سوار ہوئے حکم خداوندی کی خلاف ورزی کی وجہ سے کشتی کو طوفان نے آگھیرا یہاں تک کہ کشتی کے ٹوٹ جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا تمام لوگ اپنی اپنی جان کی خیر خدا سے مانگنے لگے۔ مگر یونسؑ ایک گوشہ میں جا کر سو گیا۔ ملاح اس پر خفا ہوا کہ ہر ایک کی جان پر بنی ہے اور تو سو رہا ہے اس کے بعد لوگوں نے مشورہ کیا کہ ہر شخص کے نام پر قرعہ ڈال کر دیکھو کہ کس کی وجہ سے یہ طوفان آیا ہے کیونکہ کوئی شخص ہے جو اپنے مالک سے نافرمان ہو کر بھاگا ہے۔ طوفان کی وجہ یہی ہے بدقسمتی سے قرعہ یونسؑ کے نام پر نکلا اس پر لوگوں نے یونسؑ سے سوال و جواب کئے تو معلوم ہوا کہ اسی کی وجہ سے طوفان آیا ہے۔ یونسؑ نے مجبور ہو کر کہا ڈال دو مجھے دریا میں۔ چنانچہ ان کے سمندر میں ڈال دینے سے طوفان تھم گیا۔ ملاحوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اب خدا نے دوسری طرف ایک مچھلی کو حکم دیا کہ وہ یونس کا لقمہ کرلے چنانچہ مچھلی نے انہیں نگل لیا یونس مچھلی کے پیٹ میں تین دن رات رہے (یونہ ۱ : ۱۷) یونس نے مچھلی کے پیٹ میں ہی دعا کی اپنے قصور کا اعتراف کیا اور معافی مانگی تو مچھلی نے کنارہ پر لا کر ان کو اگل دیا۔ یونس نے مچھلی کے پیٹ میں جو خدا کی تسبیح کی وہ زبور داؤد کے باب ۳ سے ملتی ہے (اس کا مضمون بعد میں آئے گا انشاء اللہ) اب خدا کا حکم پھر یونس کو آیا ''جاؤ نینوہ کی طرف'' یونسؑ گیا اور نینوہ والوں کو خدا کے عذاب سے ڈرایا جو ۴۰ دن کے بعد آنے والا تھا۔ خود شہر سے باہر نکل کر انتظار کرنے لگے۔ ادھر شہر والے ڈر گئے توبہ پر توبہ کرنے لگے خود شاہ نینوہ بوریہ بالٹاٹ پہن کر رو دیا اور خدا سے فریاد کی خدا تعالے نے ان پر رجوع برحمت ہوا۔ ان کے گناہ معاف کر دیئے اور عذاب ٹل گیا۔ مقررہ وقت پر عذاب نہ آنے کی خبر سن کر یونسؑ پھر بگڑے کہ اسی لئے تو میں نینوہ والوں کو ڈراتا نہ تھا، کہ تو غفور الرحیم ہے میں شہر والوں کو کیسے منہ دکھاؤں اب بہتر یہی ہے کہ تو میری جان نکال لے میں زندہ رہ کر ان کے پاس کیسے جاؤں وہ مجھے جھوٹا سمجھیں گے۔ شہر کے باہر چھپنے اور پناہ کی جگہ بھی کوئی نہ تھی۔ ایک کدو کی بیل جو خدا نے اگا دی تھی اس کے پیچھے پناہ لی مگر رات کو خدا نے ایک کیڑے کو حکم دیا کہ بیل کو کھالو دوسرے دن چلچلاتی دھوپ اور کھلی جگہ میں کوئی پناہ کی جگہ نہ پا کر یونسؑ اور بھی جز بز ہوئے تو کہا اس جینے سے مرنا بہتر ہے جس پر خدا تعالے نے یونس کو کہا اور کیا خوب کہا تجھے کدو کی بیل کے لئے اتنا غم ہوا ہے تو نے نہیں اگایا اور نہ اسے تو نے بڑھایا جو ایک رات اگی اور دوسری رات مرجھا گئی۔ کیا مجھے نینوہ تباہ کر کے غم نہ ہوتا کہ جس میں ایک لاکھ بیس ہزار انسان تھے جن کو اپنے دائیں بائیں یعنی نیکی بدی کی تمیز نہ تھی اور شہر میں ناکردہ گناہ جانور بھی تھے۔ تجھے ایک کدو کی بیل کا غم ہوا کیا مجھے ان توبہ کر لینے والوں کو برباد کر کے غم نہ ہوتا؟

یہ ہے یونسؑ کی کہانی جو ہم نے اپنے لفظوں میں بائبل کی بیناد پر بیان کی ہے اس پر بائبل کے مفسرین کی کہانی یعنی جو کچھ اس پر لکھا ہے اس سے عجیب تر ہے سائیکلو پیڈیا بائبلیکا مؤلفہ چینی سائیکلو پیڈیا برٹانیکا ۔ سائیکلو پیڈیا اوف امریکہ ہیسٹنگز بائبل ڈکشنری۔ سب نے یہی لکھا ہے کہ یہ کتاب تاریخ کی بجائے فسانہ عجائب کہلانے کی زیادہ مستحق ہے (BOOK OF WONDERS.) اور یہ پرانے افسانوں کی نقل ہے۔ ترجمہ کرنے والوں نے بھی اس میں عجیب و غریب مضحک ٹوٹیاں ماری ہیں۔ جب لوگوں کو ویل مچھلی کے جثہ عظیم کا پتہ چلا تو مچھلی کی بجائے وھیل ترجمہ کر دیا پھر معلوم ہوا کہ اس کا حلق نہایت ہی تنگ ہوتا ہے کہ اس میں سے ایک انسان گذر نہیں سکتا تو پھر مچھلی ترجمہ کر دیا۔ ہمیں اس سے کچھ زیادہ بحث نہیں کتاب ان کی اپنی ہے جو جی چاہے کہیں مگر مسیح یا اناجیل نے اس امر کی تصدیق کر دی ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں تین دن رہے لوقا ۱۱ : ۲۹ متی ۱۲ : ۳۸و۳۹ ۔ اور ۱۶ : ۴۔

## یونسؑ کی پیشگوئی مسیحؑ کے بارہ میں پوری نہیں ہوئی

یونس نام جو عبرانی میں یونہ اور انگریزی میں جونہ ہے اس کے معنی فاختہ بتاتے گئے ہیں مگر فاختہ کا کوئی تعلق اس قصہ سے نہیں کیونکہ بائبل میں انبیاء کے نام اپنے اندر کوئی کوئی معنوی خصوصیت رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کا کمال یہ ہے کہ بائبل جہاں قصہ بیان کرنے میں تفصیل سے کام لیتی ہے وہاں قرآن مجید اس تذکرہ کی روح اور سبق کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے یونہ کا لفظ 'یانہ' سے ہے مادہ یانہ (YANA) جس کے معنی غم سے نجات، یونس وہ جو غم سے نجات پاگیا۔ نجیناہ من الغم (۲۱ : ۸۸) (غالباً فاختہ اسی لئے معصومیت کی تصویر یا علامت ہے)

علمائے یہود نے اب اس سارے قصہ کو ایک پیشگوئی قرار دیا ہے اور اس مچھلی سے مراد یہ لیا ہے کہ بخت نصر شاہ بابل وہ بڑا مچھ تھا جس نے بنی اسرائیل کو نگل لیا۔ مگر خداوند بنی اسرائیل کو کچھ دنوں کی سزا کے بعد نجات دے گا چنانچہ پرانے افسانوں میں بائبل کو ایک بہت بڑا مچھ کہا گیا ہے۔

اناجیل نویسوں کے کان میں جب اس پیشگوئی کی بھنک پڑی تو اسے جھٹ مسیحؑ پر چسپاں کر دیا۔ چنانچہ مرقس کی انجیل جو باقی اناجیل کی ماں کہلاتی ہے اس میں لکھا ہے :۔

> '' فریسی اس کے (مسیح کے) پاس آئے اور اس سے سوال کرنے لگے اور اس سے آسمانی نشان طلب کیا مگر مسیح نے ایک گہری آہ ماری اور کہا یہ نسل کیوں نشان طلب کرتی ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس نسل کو کوئی نشان نہ دیا جائے گا۔ اور وہ کشتی پر سوار ہو کر پار چلا گیا''
>
> (مرقس ۸ : ۱۱و۱۲)

مگر اسی واقعہ کو متی کا انجیل نویس یوں بیان کرتا ہے :۔

> '' جب فریسیوں نے بمنت اس سے کہا ہم تجھ سے نشان دیکھنا چاہتے ہیں تو اس نے جواب دیا اور کہا ایک بدکار

زناکار قوم نشان طلب کرتی ہے مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان نہ دکھایا جائے گا۔ متی ۱۲: ۳۸، ۳۹ اور ۱۶: ۴۔ لوقا ۱۱: ۲۸۔ اس سے نہایت صفائی کے ساتھ یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیحؑ نے ان کو کوئی نشان نہ دکھایا حالانکہ موقعہ ایسا اچھا تھا کہ نشان دکھا کر ان پر حجت تمام کی جاتی اگر ان کو نہیں تو آنے والی نسلوں کو فائدہ ہوتا کہ دیکھو فریسیوں نے نشان طلب کیا اور مسیحؑ نے فوراً ان کو آسمان پر اڑ کر دکھا دیا۔ اگر مسیحیوں کا خدا چوری چھپے اسے آسمان پر لے جا سکتا تھا تو سب کے سامنے لے جانے میں کیا عذر تھا اس میں کوئی زر اور زور خرچ نہ ہوتا تھا۔

مگر دونوں قسم کی اناجیل میں اختلاف ہے مرقس تو صفائی سے کہتا ہے کہ مسیحؑ نے کہا کہ ان کو ہرگز کوئی نشان نہ دکھلایا جائے گا۔ مگر متی اور لوقا کہتے ہیں کہ صرف ایک نشان یونس کا دکھایا جائے گا۔ اگر غور کرو تو دونوں کا مطلب ایک ہے کہ کوئی نشان نہ دکھایا جائے گا۔ کیونکہ یونسؑ کا نشان بھی خفیہ تھا جو کسی نے نہیں دیکھا تھا نہ اسے مچھلی کے پیٹ میں کسی نے جاتے دیکھا نہ نکلتے دیکھا۔ اسی طرح مسیحؑ کو بھی کسی نے نہ زمین کے پیٹ میں جاتے دیکھا نہ فریسیوں نے نکلتے دیکھا کہ جنہیں یہ نشان دکھانے کا وعدہ تھا۔

امر واقعہ یہی ہے کہ جناب مسیحؑ تین دن اور تین رات ہرگز زمین کے پیٹ میں نہیں رہے اناجیل کے بیان کے مطابق جمعہ کے روز ان کو صلیب پر لٹکایا گیا اگلا دن سبت کا تھا اس لئے اس دن اتار لئے گئے اور اتوار کی صبح کو منہ اندھیرے دیکھا گیا تو غائب تھے یعنی صرف ایک دن کا کچھ حصہ وہ پوشیدہ رہے (متی ۲۸: ۱-۱۷) یوحنا ۲۰: ۱ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ صرف ایک دن غار میں رہے۔

البتہ یہ پیشگوئی محمد رسول اللہ صلعم کے حق میں ضرور پوری ہوئی کہ آپ مکہ معظمہ کے دس ہزار دشمنوں سے جان بچا کر غار کے اندر پناہ گزین ہوئے دوسرے دن آپؐ کے دشمن برہنہ تلواریں لئے تھے آپؐ کے نقش قدم کا کھوج لگاتے ہوئے غار کے اوپر پہنچ گئے۔ غار کے پیٹ میں رسول اللہؐ موجود مگر وہ دشمنوں کو نظر نہیں آئے کیونکہ غار کے منہ پر جالا تن دیا تھا خونخوار دشمنوں کی نظر اسی دلیل سے اندھی ہو گئی کہ اس کے اندر کوئی گیا ہوتا تو غار کے منہ پر جالا نہ ہوتا

(۲) دنیا کے دہریہ فلاسفر شاید اسے ایک اندھا اتفاق سمجھیں لیکن دشمنوں کے غار کے منہ پر پہنچنے پر آپؐ کے یکہ و تنہا ساتھی حضرت ابوبکرؓ نے جس وقت غار کے اندر ان کے قدموں کی آہٹ سنی تو گھبرا کر کہا یا رسول اللہ اگر غار کے منہ سے جھانک کر کوئی نیچے دیکھے تو ہمیں اپنے قدموں کے نیچے پائے گا تو آنحضرت صلعم نے کس اطمینان سے فرمایا ابوبکر ایسا خیال نہ کرو کہ ہم دو ہیں ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے

کیا یہ الفاظ ایسے نازک وقت میں کسی معمولی آدمی کے منہ سے نکل سکتے ہیں؟

۳ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خوفناک جگہ میں جہاں ہر آن پکڑے جانے اور جان جانے کا خطرہ تھا تین دن تین رات مقیم رہے جیسا کہ یونس کے تذکرہ میں مذکور ہے پس یہ کوئی اندھا اتفاق نہ تھا انبیاء کی کتب میں پہلے سے اس کی خبر دی گئی تھی اور مسیحؑ نے اس خبر کی صرف تصدیق کر دی کہ آنے والے ایک نشان عظیم کو دوہرا دیا۔

۴ - قرآن مجید نے خود اس یونسؑ کے تذکرہ کو رسول اللہ صلعم کی زندگی میں دوہرائے جانے کا ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا:-

فاصبر لحکم ربک فلا تکن
کصاحب الحوت اذ نادیٰ و
ھو مکظوم۔ "پس اپنے رب کے
حکم کا انتظار کر اور صاحب حوت
(یونسؑ) کی طرح نہ ہو جب اس نے دعا کی
تو انتہائی رنج سے رنجور تھا"

(۶۸: ۴۸)

قرآن مجید کے ان الفاظ میں حضرت یونسؑ کی تنقیص نہیں بلکہ ان کی انتہائی مجبوری کو ظاہر کیا ہے جہاں انسان بے بس ہو جاتا ہے مگر رسول اللہ صلعم کو صبر میں بھی کمال کی تعلیم ملی ہے اس سے بڑھ کر صبر تو کیا ہوتا ہے کوئی انسان اس درجہ صبر کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ غور کیجئے جناب مسیحؑ فریسیوں سے کس درجہ خفا تھے کہ ان کے معمولی مطالبۂ نشان پر فرمایا:-

"بدکار اور زناکار قوم نشان طلب
کرتی ہے ان کو کوئی نشان نہ دکھایا
جائے گا (مرقس اور متی)

انسان کے صبر کی بھی انتہا ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلعم کی یونسؑ سے مشابہت اس امر میں ہے کہ دشمنوں نے ان کو اور ان کے ماننے والوں کو دکھ اور عذاب دینے میں حد سے تجاوز کیا۔ تو یونسؑ نے حضرت نوحؑ کی طرح ان کو بد دعا دی اور عذاب طلب کیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے آپؐ کے جان نثار صحابہؓ مردوں اور عورتوں کو عذاب دے دے کر شہید کیا اس کے بعد ان کے ناک اور کان کاٹ کر گلے کے ہار بنائے اور کلیجہ نکال کر دانتوں سے چبایا مگر اس کے بدلہ میں رسول اللہ صلعم کو حکم ہوتا ہے صبر کرو ان کو بد دعا مت دو تمہارا درجہ صبر بھی تمام انبیاءؑ سے بلند اور ارفع ہے تم اپنے اشد ترین دشمنوں کے حق میں بد دعا بھی نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید کی یہ وحی مکی اور ہجرت سے پہلے کی ہے جب دکھوں کی انتہا ہو چکی تھی یہ آیات غار میں پناہ لینے کے واقعہ سے بھی پہلی وحی ہے یونسؑ کے واقعہ اور آنحضرت صلعم کے واقعہ میں فرق یہ ہے کہ یونسؑ ہجرت کا حکم ملنے سے پہلے دشمنوں کے مظالم سے تنگ آ کر ہجرت کر گئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے خواہ کچھ بھی ہو جب تک ہم ہجرت کا حکم نہ دیں اس وقت تک صبر سے ڈٹے رہو اور مخالفوں کو انتہائی مظالم کی وجہ سے بھی بد دعا نہ دو۔ کیونکہ آپؐ کا درجہ تمام انبیاءؑ عالم سے ہر خلق میں اعلیٰ ہے۔ بردباری اتنا کمال پیدا کرو کہ اپنے خون کے پیاسوں کو نہ گالی دو نہ بد دعا دو۔

۵ - مسیحؑ نے یونسؑ کی پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں نہیں کیا اس لئے وہ پیشگوئی ان کے حق میں ہرگز نہیں تھی اور نہ ان کے حق میں پوری ہوئی۔ اگر خدا اور خدا کا بیٹا یہ کہے کہ میں یونس سے بڑا ہوں (۱۲: ۴۱) تو اس میں خدا اور خدا کے بیٹے دونوں کی ہتک ہے۔ یہ ایسا ہی فخر ہے کہ ایک شخص انسان ہو کر یہ کہے کہ میں چڑیا سے بڑا ہوں۔ یہ امر معقول صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ مسیحی لوگ مسیحؑ کو پہلے انسان سمجھیں اور پھر مسیحؑ کی فضیلت یونس پر ثابت کریں اور "دیکھو یہاں ایک یونسؑ سے بڑا ہے" (متی ۱۲: ۴۱) کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ مسیحؑ اپنی فضیلت یونسؑ پر ثابت کر رہے ہیں۔ یونسؑ گو نبی تھے پر انسان تھے انہوں نے بحیثیت انسان دکھ اٹھائے اور مصائب برداشت کئے۔ تو یہ ایک قابل قدر بات ہے۔ اس کے بالمقابل مسیحؑ کو جو دکھ اور مصیبت پیش آئی اگر مسیحؑ کو انسان سمجھا جائے تو ہمیں ان کی قدر معلوم ہوتی ہے پر اگر یہ کہا جائے کہ تین خداؤں میں سے ایک خدا کو لوگوں نے دکھ دیا اور مارا پیٹا تو ہمیں ہمدردی کی بجائے ہنسی آتی ہے۔ یعنے جب تینوں خدا ایک جیسے اور برابر ہیں تو ایک خدا کی طرح باقی دو کی بھی خیر نہیں بلکہ خدا باپ تو ایک مرتبہ پہلے ہی یعقوبؑ سے پچھاڑ کھا چکا ہے۔ ہمارے مسیحی دوست ہمیں معاف کریں جب ہم انجیل میں یہ پڑھتے ہیں کہ خداوند کو بھوک لگی۔ اور وہ بھوک کی شدت سے ایسا بے صبر ہوا کہ اس نے انجیر پر پھل نہ دیکھ کر اسے گالی اور بد دعا دی اور وہ درخت جڑ سے سوکھ گیا تو ہم اپنی ہنسی ضبط نہیں کر سکتے۔ خدا کی یہ شان نہیں کہ وہ بھوک سے بے صبر ہو۔ اور درخت کو گالی دے۔ یہ معجزہ منفی معجزہ ہے کیونکہ درخت کے سوکھ جانے سے مسیحؑ کا پیٹ نہیں بھر گیا۔ اس کے بالمقابل یونسؑ صبر کا ایک نمونہ ہے اس سے بڑا وہ ہو سکتا ہے جو صبر میں اس سے بڑا ہو۔ اپنے یار غار اور چنے ہوئے حواریوں کو شیطان اور مردود کہنے والا ان لوگوں کو جو محض اس سے اس کی صداقت کا نشان طلب کرتے تھے نہ صرف انہیں گالی دیتا ہے بلکہ ان کی ساری قوم کو بدکار اور زناکار ٹھہراتا ہے یہ امر ہرگز قابل تسلیم نہیں ہو سکتا کہ ایک قوم ساری کی ساری زناکار اور بدکار ہو پھر تعجب کی بات تو یہ ہے کہ وہ بقول خود ایسے ہی بدکار لوگوں کو نجات دلانے کا مدعی تھا

کہ اس نے کہا تندرست کے لئے حکیم کی ضرورت نہیں۔ جب تندرستوں کے لئے ایسے مسیح کی ضرورت نہیں۔ اور بیماروں کو حکیم صاحب گالیاں دیتے ہیں تو یہ مسیحائی کے دعاوی؟

۶۔ دیکھو یہاں ایک یونس سے بڑا ہے، تشریح طلب ہے۔ کس بات میں بڑا ہے یونسؑ کا نمونہ ایک اعلےٰ درجہ کے صبر کا نمونہ ہے۔ یہ اسی کے متعلق کہا جا سکتا ہے جو صبر میں اس سے بڑا ہو۔ مکہ معظمہ کے دس ہزار دشمنوں کے نمائندے ہر قبیلہ کے ایک ایک دو دو آدمی قصی بن کلاب کے گھر میں جمع ہوتے ہیں اور وہ سب کے سب رسول اللہ صلعم کے خلاف ایک آخری فیصلہ پر متفق ہو جاتے ہیں کہ تمام قبیلوں کے سردار مل کر اس پر حملہ کریں اور ان کو معاذ اللہ قتل کر دیں تاکہ کسی ایک قبیلہ یا شخص پر الزام نہ آئے اس کے بعد آپؐ کے گھر پر پہرہ لگا دیتے ہیں کہ صبح جب گھر سے نکلیں تو حملہ کر دیا جائے ایسی حالت میں جبکہ دس ہزار میں سے ایک ایک قاتل ہے۔ اللہ تعالےٰ رسول صلعم کو ہجرت کا حکم دیتے ہیں آپؐ اپنے گھر سے نکل کر ان کی برہنہ تلواروں سے محفوظ رہتے ہیں۔ یہ ایک نشان ہے کہ دنیا نے دیکھ لیا دس ہزار دشمن ناکام ہوئے اور حضورؐ صحیح سلامت مدینے پہنچ گئے۔ غار کے اندر جبکہ اس کے منہ کے سامنے لوہے اور پتھر کی دیوار نہ تھی صرف کمزور سا مکڑی کا جالا تھا جس کے متعلق کہا گیا ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت تمام گھروں میں سب سے بودا گھر مکڑی کا گھر ہے۔ اس جالا سے محمد رسول اللہ صلعم کو اللہ تعالےٰ نے بچا کر دکھا دیا۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت اس سے ظاہر ہے کہ کسی کو خفیہ آسمان پر اٹھا کر نہیں بلکہ دشمن سامنے موجود مگر وہ اللہ کے رسول کو دیکھ نہ سکیں۔ یونسؑ سے بڑائی اس امر میں مضمر ہے کہ وہ اپنے ان خونخوار دشمنوں کے حق میں بددعا نہ کرے۔ بلکہ ان کی ہدایت اور اسلام کے حصن حصین میں آجانے کی دعا کرے پھر دنیا دیکھ لے کہ اس نے سب پر قدرت پا کر انکو معاف بھی کر دیا۔ کمزوری کی حالت میں معافی کوئی معافی نہیں مگر ان پر غالب آکر اور فتح پا کر معاف کر دینا یونسؑ کے صبر سے بڑھکر اور اس سے بڑے ہونے کی ناقابل شکست دلیل ہے اور یہ ایک عظیم الشان معجزہ تھا کہ تین دن رات غار کے اندر دشمنوں کے نرغے میں رہ کر صحیح سلامت باہر نکل آئے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے کہ دس ہزار دشمنوں نے اس کے دین کو قبول بھی کر لیا اس کے بالمقابل اناجیل کے بیان کی رو سے نہ صرف جناب مسیحؑ کے چنے ہوئے شاگرد دشمنوں کے نرغہ میں استاد کو چھوڑ کر بھاگ گئے بلکہ خدا بھی بھاگ گیا جیسا کہ مسیحؑ کا اپنا اقرار ہے ایلی ایلی لما سبقتانی اے میرے خدا اے میرے خدا تو مجھے کیوں چھوڑ کر چلا گیا (یعنی بھاگ گیا)

۷۔ مچھلی کے پیٹ میں چلے جانے کا قصہ کیا ہے؟ نینوہ جہاں یونسؑ مبعوث ہوئے اس میں دونوں میں یونسؑ کو ذوالنون کہا گیا ہے اس علاقہ کی شکل مچھلی کی ہے اور نون کے معنی بھی مچھلی ہیں اور اس جگہ استار نامی دیوی کی جس کی شکل مچھلی کی تھی پوجا بھی ہوتی ہے لیکن یہ دیوی آسمان پر ایک برج کی شکل ہے جسے برج ماہی کہا جاتا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

قرص خورشید در سیاہی شد
یونسؑ اندر دہانِ ماہی شد

آفتاب انتہائی تاریکی میں چھپ گیا۔ گویا یونسؑ مچھلی کے منہ میں چلا گیا۔ جب سورج گردش کرتا ہوا برج حوت میں داخل ہوتا ہے تو ستارہ شناس اسے انتہائی دکھاور نزول آفات کا وقت سمجھتے ہیں۔

یونسؑ نے لوگوں کی بدکاری اور مچھلی دیوی (جو دیدوں میں متسیہ دیوی کہلاتی ہے) کی پوجا سے منع کیا تو لوگوں نے ان کی بات کو نہ سنا اور وہ ان کے درپے آزار ہو گئے۔ تو اللہ تعالےٰ سے خبر پا کر ۴۰ دن کے اندر ان پر عذاب آنے کی پیشگوئی کر دی اور خود شہر کے باہر چلے گئے اور اللہ تعالےٰ کا وعید پورا ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ عذاب مقررہ وقت کے اندر نہیں آیا کیونکہ لوگوں نے توبہ کر لی تھی۔ اس پر یونسؑ اللہ تعالےٰ کا حکم ہجرت آنے کے بغیر تین دن تین رات اسی علاقہ نینوہ میں جس کی شکل مچھلی کی تھی نہایت آہ و زاری کر کے نینوہ کی تباہی مانگتے رہے اور پھر غصہ سے کہ عذاب کیوں نہیں آتا ترشیش کی طرف بھاگے۔ یہاں ان کو کشتی کے ملاح اور طوفان سے دوچار ہونا پڑا دریا میں ایک مچھلی نے ان کو ڈوبنے سے بچایا اور کنارے پر لا کر ڈال دیا اور یہ جگہ وہی نینوہ تھی۔ اس کے بعد یونس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ کیونکہ عذاب کی خبر سے مقصد لوگوں کو ڈرانا اور توبہ کی طرف لانا تھا۔ انہوں نے توبہ کر لی اور یونسؑ کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی۔

(باقی آئندہ)

## احمدیہ ہال کے لئے عطیہ

پشاور سے ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب نے احمدیہ ہال کے لئے مبلغ دوسو روپیہ مرحمت فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ڈاکٹر صاحب پہلے بھی سلسلہ کی اہم ضروریات میں بڑھ چڑھکر حصہ لیتے رہے ہیں، ان کا تمام خاندان احمدیت کا نمونہ اور خدمت دین کے جذبہ سے سرشار ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور خدمت دین کی بیش از بیش توفیق مرحمت فرمائے۔

# خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

اعلان کر دیا جو بعد میں پورا ہوا اور لوگوں کی ازدیاد ایمان کا موجب ہوا۔

## حضرت مرزا صاحبؑ کی مخالفت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات ہوئے اور اللہ تعالےٰ نے جواب دیا اسی طرح حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں مسلمانوں نے حدیثوں کو چھوڑ دیا۔ اور ارشادات نبویؐ کو اسرائیلیات کہکر مسترد کر دیا۔ خدا تعالےٰ کا کلام حضرت مرزا صاحب پر اترتا تھا بے شمار لوگوں نے اسکو پورا ہوتے دیکھا۔

## جسمانی اور روحانی سامان

خدا تعالےٰ نے وحی و الہام کے سلسلہ کے قیام کے اثبات میں اہل کتاب کو جن میں مسلمان بھی شامل ہیں پہلی کتابوں خصوصاً توراۃ کی تاریخ بیان کی اور باقی عام لوگوں کے لئے یہ دلیل پیش فرمائی۔ ھو الذی انزل من السماء ماء ہم آسمان سے پانی اتارتے ہیں جو سب کے لئے ضروری ہے۔ ان اللہ فالق الحب والنوی۔ خدا تعالےٰ دانہ اور بیج کو پھاڑنے والا ہے۔ یہ ساری کائنات اس نے انسانی جسم کی پرورش اور نشوونما کے کام میں لگا رکھی ہے۔ اور ساری کائنات اس کی خدمت میں مصروف ہے وہ خدا جس نے انسان کو انسان بنایا اور اس کو تمام مخلوق میں معزز و مشرف بنایا اور نہ صرف حیوانوں سے ممتاز کیا بلکہ ایسی صلاحیتیں اس کے اندر رکھیں کہ وہ فرشتوں سے بھی بڑھ گیا اس کے لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ جسمانی نشوونما کے لئے تو کائنات کی کائنات کو اس کی خدمت میں لگا دے اور اس جوہر کی تربیت کے لئے کچھ نہ کرے جس کی وجہ سے انسان انسان ہے۔

## سرورِ کائناتؐ پر درود و سلام

حضور سرور کائناتؐ کے احسانات ہم پر بہت ہیں، ان پر خدا اور فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں۔ ان احسانات کو سامنے رکھ کر جناب الٰہی میں ان کے لئے درود و سلام پڑھیں۔

## احباب کے لئے دعا

بعض احباب کو عوارضات لاحق ہیں اور بعض پریشانیوں میں مبتلا ہیں ان کی درخواست ہے کہ قوم مل کر دعا کرے کہ ان کی بیماریاں دور ہوں اور تکلیف اور پریشانیوں سے نجات ملے۔ ۔۔۔

محمد صالح نور لائلپوری

# شورش کاشمیری ہوشیار باش!

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

(حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام)

جناب شورش کاشمیری! تسلیمات

آپ نے چٹان کے ذریعہ بہت سے معرکے لڑے ہیں اور بزعم خود شاید آپ اپنے کو فاتح ہی تصور کرتے ہوں گے۔ کبھی مولٰنا اختر علی مرحوم کے خلاف جب آپ نے ان کو "عالی نسب کمہار کا بچہ" کہکر اپنے لئے اطمینان قلب کا سامان فراہم کیا۔ کبھی ایڈیٹر لاہور ثاقب زیروی کے خلاف جب آپ نے اس کو "قادیانی العقیدہ" کہکر ایک گونہ مسرت حاصل کی اور کبھی میرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کے خلاف جب آپ نے انہیں پاکستان کا "کرنل لارنس" اور "راسپوٹین" کہہ کر اپنے لئے اطمینان و سکون حاصل کیا اور حال ہی میں اقدام کے مدیر م۔ش کے خلاف جب آپ انہیں ادبی اور غیر ادبی مغلظات سے نوازتے ہوئے نہ جانے کیا کیا کچھ کہہ گئے اور آپکے بریلوی مکتب فکر کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کرکے امت مرحومہ میں تفرقہ کو ہوا دینے کے جذبۂ پیہم کو تو غالباً ہر کسی نے ہی بنظر استحقار دیکھا ہوگا۔

"بازی بازی بارِیش بابا ہم بازی" حال ہی میں آپ نے دو چار مواقع پر ایک مرتبہ کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی کے متعلق اور ایک دفعہ قدرت اللہ شہاب کی روانگی پر صدر ایوب کی ٹیم بیق دیا یون کی کھیپ کا ذکر کرتے وقت اور ایسے ہی دو ایک مرتبہ اور اپنے قلم کو حضرت غلام احمد صاحب مرحوم کی شان میں گستاخی کے لئے استعمال کیا ہے۔ جہاں تک آپ کے اعتبارات کا تعلق ہے آپکا قلم اپنا ہے دماغ اپنا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ ماحول سازگار ہے آپ کو کون روک سکتا ہے آپ جو چاہیں لکھ سکتے ہیں اور جسے چاہیں رگید سکتے ہیں اور جس فرقہ کی چاہیں قلبی اور روحانی اذیت کا باعث بن سکتے ہیں!

مگر میں اس مختصر سے مکتوب میں آپ سے صرف اتنی گذارش کر دوں گا کہ اول تو آپ کو ان لاکھوں سیاہ و سپید لوگوں کے نازک مذہبی احساسات و جذبات کا پاس ہونا چاہیئے تھا جو حضرت مرزا صاحب کی ذات میں عقیدت رکھتے ہیں۔ اور چار دانگ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کو ایک واجب التعظیم اور قابل احترام وجود یقین کرتے ہیں۔ ثانیاً جب آپ کا اپنا یہ عقیدہ اور مسلک ہے کہ فرقہ بندی کو ہوا دینا ایک ملکی اور قومی جرم ہے تو آپ خود کیوں اس جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں اور "لم تقولون مالا تفعلون" کے مصداق کیوں بن رہے ہیں۔

اب میں آپ کی توجہ ایک خدائی اصول کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں:-

ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالےٰ کا یہ اصول ہے جو کبھی بدلا ہے نہ کبھی بدلے گا کہ وہ اپنے پیاروں کے لئے بہت غیرت رکھتا ہے اور خدا تعالےٰ سے تعلق رکھنے والی ہستیوں کے خلاف ان کے مقابل آنے والوں کو وہ قادر و توانا کبھی معاف نہیں کرتا۔ تاریخ عالم اس قسم کے صدہا واقعات سے بھری پڑی ہے جو سنت اللہ پر شاہد ناطق ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے اپنے پیارے بندوں کے لئے بڑے بڑے جابر اور فرعون بادشاہوں تک کی پرواہ نہیں کی اور ان واحد میں ان کو تاخت و تاراج کرکے رکھ دیا فرد واحد کا تو معاملہ ہی دیگر ہے۔ بڑی سے بڑی طاقت بھی خدا تعالےٰ کے مامور کے مقابل میں اگر آجاوے تو خدا تعالےٰ کے جلال کا پاؤں ان کیڑے مکوڑوں کو آنکھ جھپکنے میں کچل کر رکھ دیتا ہے۔

اگر آپ نے حضرت مرزا صاحب کی پاکیزہ زندگی کے حالات اُن کے تقوےٰ اور تبتل الی اللہ کے حالات پڑھے یا سنے ہوتے تو آپ کا قلم ان کے خلاف چلتے ہوئے یقیناً کانپتا۔ آپ کی زبان اس قسم کی ہرزہ سرائی کرنے سے باز رہتی مگر شومئی قسمت معلوم ہوتا ہے کہ آپ محض سنی سنائی باتوں کے پیچھے پڑ کر اور بغیر حقیقت معلوم کئے ایک مامور من اللہ کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں اور آپ کو یہ تو معلوم ہی ہوگا کہ جو لوگ خدا کے نیک بندوں خصوصاً اس کے ماموریں سے اُلجھتے یا ان کی توہین تضحیک کے مرتکب ہوتے ہیں خدا تعالےٰ اُن سے کبھی اچھا سلوک نہیں کیا کرتا۔

حضرت مرزا صاحب کی توہین اور آپؑ سے تمسخر کرنے والوں کے بُرے اور ذلیل انجام آپ کی آنکھ سے کبھی اوجھل نہیں ہونے چاہئیں۔ اگر میں ذرا دیرینہ واقعات کو دہراؤں اور آپ کے سامنے ابھی کے انگریزی زمانہ کے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی پنڈت لیکھرام اور اسی قسم کے بیسیوں دوسرے مخالفین حق کے انجام کا نقشہ پیش کروں تو شاید آپ کوفت محسوس کریں اور آپ اسے قصۂ ہائے پارینہ کہکر مجھے قدامت پسند ہونے کا طعنہ دیں اس لئے دور جانے کی ضرورت نہیں کہ دور کے زمانہ کی بات عوام کے کمزور حافظہ کے نہاں خانوں میں دب کر رہ جاتی ہے یا ایسی کتابوں میں محفوظ ہوتی ہے جن کے صفحات بوسیدہ ہو چکے ہیں۔ آپ ذرا اپنے حافظہ پر زور ڈال کر بابائے صحافت مولانا ظفر علی خاں اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے انجام پر نظر ڈالیں کیا آپ کے رونگٹے کھڑے نہیں ہوجاتے اور آپ پر کپکپی طاری نہیں ہوجاتی؟ اور کیا چٹان کے صفحات ان واقعات پر شاہد نہیں ہیں آپ کو تو ان دونوں حضرات سے نسبت تلمذ بھی رہی ہے اور غالباً آپ ان دونوں صاحبان کے حالات زندگی پر مشتمل "سوانح حیات" بھی لکھ چکے ہیں۔ انہوں نے ایک مامور من اللہ کے حق میں سب و شتم، توہین تضحیک اور تمسخر و استہزا کے لئے اپنی زندگیاں کیا تحریراً اور تقریراً وقف کر رکھی تھیں ذرا اندازہ کیجئے کہ کس قدر ذلت و رسوائی، کس مپرسی اور حسرت و یاس کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوئے کیا آپ نے ان کی سوانح میں تصویر کا یہ رُخ بھی پیش کیا ہے جبکہ آپ نے ان دونوں کا انجام بچشم خود دیکھا ہے اور آپ کو مولٰنا ظفر علی خاں کی مری والی کوٹھی میں انکی ناقابل فراموش حالت اور شاہ صاحب کی ملتان میں (نمائندہ کوہستان کا آنکھوں دیکھا حال) عبرت انگیز اور لرزہ خیز حالت کبھی بھولنی نہیں چاہیئے۔

حضرت مرزا صاحب جب تمسخر و استہزا کرنے والوں اور فتوے کفر لگانے والوں کی چیرہ دستیوں سے تنگ آ گئے تو آپ نے اُن کے حق میں حضرت احدیت کی بارگاہ میں بد دُعا کی تھی جس میں فالج کا خاص اور نمایاں طور پر ذکر موجود ہے اور واقعات نے بتلا دیا ہے کہ مرزا صاحب کی توہین اور تضحیک کرنے والوں میں سے اکثر کو "فالج" کی جیتی مرض کا شکار ہونا پڑا جو یقیناً خدا تعالےٰ کا ایک عذاب جیسا کہ بموجب الہام حضرت مرزا صاحب "انی مھین من اراد اھانتک" کے خدائی وعدہ کا مکمل ایفاء۔

ذرا ادھر آئیں ایک بات آپ کو اور بتلاؤں جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کے مخالف کیمپ میں بیٹھ کر مخالفت کی ان کا تو انجام بُرا ہونا ہی تھا مگر

جو شخص مرزا صاحب کے مخالف کیمپ میں بیٹھ کر مرزا صاحب کی توہین و تضحیک کا باعث بنا وہ بھی الٰہی گرفت سے محفوظ نہ رہ سکا اس کی واضح مثال آپ کے سامنے خلیفہ صاحب ربوہ مرزا محمود احمد صاحب ہیں حالانکہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کے فرزند ہیں مگر خدا تعالیٰ جب انصاف کرتا ہے تو اپنے اصول کو کسی قرابت رشتہ داری اور تعلق وغیرہ پر قربان نہیں کیا کرتا خلیفہ صاحب کئی برسوں سے فالج کا شکار ہیں اور نہایت عبرتناک اور حیرتناک حالات سے دوچار ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کے مسلک سے ہٹ کر آپ کے اسلامی عقائد سے کھلم کھلا بغاوت کی اور ایک غلط قسم کا دعوےٰ مصلحیت کر کے آپ کی توہین و تضحیک کا موجب بنے۔

اس مختصر سے مکتوب میں میں نے حقیقت حال اجمالاً اور اشارۃً آپ کے سامنے رکھدی ہے کیونکہ "عقلمند را اشارہ کافی است" مشورہ کو قبول کرنے یا رد کرنے کا پورا پورا اختیار ہے بہت مناسب ہے کہ آپ اپنے کام میں لگے رہیں اور سیاست، صحافت شاعری اور اخبار نویسی کا جو دھندا آپ نے اختیار کر رکھا ہے اسے جاری رکھیں اور قوم کو اپنے مفید وجود سے استفادہ کا موقعہ دیں۔ اور خدا کے برگزیدوں کی اہانت سے اپنے آپ کو باز رکھیں اور ہر دم خدا تعالےٰ کا خوف پیش نظر رکھیں میں آخر میں پھر اپنے الفاظ دوہراؤں گا کہ خدا کے پیاروں کی تذلیل اور اہانت کر کے خدا تعالےٰ کی غیرت کو جوش میں نہ لائیں کیونکہ وہ قادر مطلق خدا اپنے نام اور مشن کے لئے غیرت دکھلانے والوں کے لئے بہت غیرت رکھتا ہے اور ان کے مخالفین کو بہت کم معاف کیا کرتا ہے میں نے ایک صداقت آپ کو پیش کی ہے اس میں اگر کسی قسم کا ناصحانہ انداز بار خاطر ہو تو معذرت خواہ ہوں اور بالآخر حضرت مرزا صاحب کے الفاظ میں آپ سے یہی کہوں گا کہ ؎

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

خیر اندیش
محمد صالح نور (فاضل عربی)
پوسٹ بکس ۲۳ ۔ لائل پور

---

**خط و کتابت کرتے وقت**
چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

(بسلسلہ صفحہ)

راست اس جستجو میں ہیں کہ دل کی راحت اور تسکین قلب کے سامان ان کے ہاتھ آئیں جو روحانیت ان کے اندر داخل کر کے مادیت کی محبت کو ان کے دلوں سے باہر نکال پھینکیں نوح کا زمانہ ان طوفانوں کی شکل میں دیکھنے آتا رہتا ہے جو ہر سال ملک کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیتے ہیں۔ آبادیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ کیا شہروں کا گرنا ہماری آنکھوں نے نہیں دیکھا کیا بستیوں کی تباہی ہمارے مشاہدہ میں نہیں آتی رہتی خدارا غور کرو اس تباہی کی وجہ پر جو اس وقت تک دنیا کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی دنیا کا کونسا ملک ہے جو اس کے خطرناک حملہ سے محفوظ ہے ہلاکت خیز آفتیں کبھی دنیا کے اس حصہ پر اور کبھی اس حصہ پر یلغار کرتی نظر آتی ہیں ان سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ خدا کے مامور پر ایمان لا کر اپنے اعمال کی اصلاح کی جائے اور بدی کو نیکی میں تبدیل کیا جائے لیکن حالت یہ ہے کہ قومیں قوموں پر ظلم کر رہی ہیں اور افراد افراد کو اپنی تعدیوں کا شکار بنا رہے ہیں۔ ان آفتوں سے بچاؤ کا ایک ہی شافی علاج ہے اور وہ ہے سچی اور اخلاص سے بھری ہوئی توبہ اللہ تعالےٰ سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

# رفتارِ عالم

—— پشاور، صدر محمد ایوب خان نے کنونشن مسلم لیگیوں پر زور دیا ہے کہ وہ عوام کا اعتماد حاصل کریں۔ اور مختلف قومی مسائل کے بارے میں حکومت کا نقطۂ نظر ان پر واضح کریں۔

—— پشاور، گورنر مغربی پاکستان نے کہا ہے کہ صوبائی حکومت بچوں کو اغوا کرنے والوں کو سخت سزائیں دینے کے متعلق اسمبلی میں ایک بل پیش کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔

—— سری نگر، مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعظم خواجہ شمس الدین نے کہا ہے کہ میری حکومت اس تجویز پر عملدرآمد کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرے گی جس کے ماتحت صدر ریاست کو گورنر اور وزیر اعظم کو وزیر اعلےٰ کہا جائے گا۔ اور کہا کہ میری حکومت بخشی حکومت کی پالیسیوں پر عمل کرتی رہے گی۔

—— آغادیر، مراکش کے شاہ حسن ثانی نے الجزائر کو متنبہ کیا ہے کہ ہمارا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے، لہٰذا آئندہ سرحد کی چھیڑ چھاڑ کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔

—— لاہور، صوبائی وزیر معاشرتی بہبود نے ... طلباء کو معاشرتی بہبود کی تعلیم دینے پر زور دیا ہے۔

—— راولپنڈی، چین کے نائب وزیر اعظم جو وزیر خارجہ بھی ہیں، آیندہ موسم ... میں پاکستان آئیں گے۔

—— الجزیرہ، تیونس کے صدر نے الجزائر کے صدر اور شاہ حسن دونوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش شروع کر دی ہے۔

—— ٹوکیو، وزیر اعظم جاپان نے اعلان کیا ہے کہ وہ موسم سرما میں پارلیمنٹ کو توڑ کر ملک میں نئے انتخابات کرائیں گے۔

—— پیرس، اسرائیل کے وزیر دفاع نے اعلان کیا ہے کہ عرب ممالک کے اچانک حملہ کی روک تھام کے لئے مزید اسلحہ حاصل کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ عرب ممالک اور فرانس کے درمیان تعلقات بہتر ہونے سے فرانس اور اسرائیل کے ساتھ تعلقات باہمی ختم نہیں ہوں گے۔

—— لندن، برطانوی وزیر برائے امور نو آبادیات نے کینیا کی آئینی کانفرنس اور افریقی ممالک کے سربراہوں کے ساتھ بات چیت کا پروگرام ملتوی کر دیا ہے۔ یہ وزیر اعظم برطانیہ کی طرف سے وزارت عظمیٰ اور کنزرویٹو پارٹی کی قیادت سے دستبردار ہونے کے فیصلہ پر کیا ہے۔

—— دمشق، وزیر خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ شام اور عراق نے حال ہی میں فوجی اشتراک کا معاہدہ کیا ہے اس میں مصر بھی شامل ہو سکتا ہے۔

—— ماسکو، روس کے وزیر اعظم نے صدر امریکہ اور وزیر اعظم برطانیہ سے کہا ہے کہ عالمی مسائل حل کرنے کے لئے مزید اقدامات کئے جائیں۔

—— اقوام متحدہ، جنوبی افریقہ اپنی نسلی امتیاز کی پالیسی پر نظرثانی کرنے یا اقوام متحدہ سے نکل جانے پر مجبور ہو جائے گا۔

—— لائلپور، پی ڈبلیو آر کے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نے انکشاف کیا ہے کہ مغربی پاکستان میں بہت جلد بجلی کے ذریعہ ریل گاڑیاں چلنی شروع ہو جائیں گی۔

—— پیکنگ، عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ میں سرحدی تنازعہ کے بارے میں بھارتی وزیر اعظم سے بات چیت کرنے کے لئے نئی دہلی جانے کو تیار ہوں۔

پشاور، مرکزی وزیر داخلہ و امور کشمیر نے کہا ہے مقبوضہ کشمیر کو بھارت میں مدغم کرنے کی کوشش پاکستان اور ۵۴ لاکھ کشمیریوں کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے، پاکستان خاموش تماشائی نہیں بنا رہے گا بلکہ بھارت کے منصوبے کو ناکام بنانے کے لئے ہر ممکن قدم اٹھائے گا۔

—— لاہور، بچوں کی فلاح و بہبود کی مغربی پاکستان

کونسل نے ملک میں معذور گداگر بچوں کے سروے کے بعد سفارش کی کہ گداگری کو قابلِ سزا جرم اور گداگری کو فروغ دینے والوں کو سخت سزا دینے کے لئے قانون بنایا جائے۔

—— نیویارک، وزیر خارجہ پاکستان نے کہا ہے کہ بھارت کوہ ہندوکش سے لے کر دریائے میکانگ تک اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے بھارت کے خلاف پاکستان اور چین کے گٹھ جوڑ کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہ الزام درست ہوتا تو ۱۹۶۲ء میں چین اور بھارت کے درمیان جنگ چھڑی تھی پاکستان اس سنہری موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھاتا۔ انہوں نے اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا ... کی تحقیق کے لئے ثالث مقرر کیا جائے ... اقوام

پیغام صلح ۱۶ اکتوبر

پیغام صلح
بخدمت جناب
میاں عبد الرحمٰن صاحب ...
۱۳ دکن منزل مسلم ٹاؤن
ڈاک خانہ اچھرہ لاہور
Muslim Town
Lahore

تعلیمی پریس ... صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور
زرِ سالانہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے
ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷۳
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب


جلد ۵۱ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲ر جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۴۳


# استقامت

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

استقامت ایک ایسی چیز ہے کہ کہتے ہیں الاستقامۃ فوق الکرامۃ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں استقامت ہی تو تھی کہ خواب میں حکم ہوا کہ تو بیٹا ذبح کر حالانکہ خواب کی تعبیر اور بنا دیل بھی ہو سکتی تھی مگر خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان اور دل میں ایسی قوت اور ایسی استقامت ہے کہ یہ حکم پاتے ہی معاً تعمیل کے واسطے تیار ہو گئے۔ اور اپنے ہاتھ سے نوجوان بیٹے کو ذبح کرنے لگے۔ آجکل اگر کسی کا بچہ مرض میں مبتلا رہ کر مر جاوے۔ تو خدا تعالیٰ کی نسبت ہزار شکوک پیدا ہو جاتے ہیں اور شکوہ و شکایت کیلئے زبان کھولتے ہیں۔ لیکن ایک ابراہیمؑ ہے کہ بیٹے کی محبت کو بھلا دیا اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کو تیار ہو گیا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ایسے آدمیوں کے کلمات طیبات قرار دیئے جاتے ہیں اور ان کو ذریعہ دعا اور ان کے کپڑوں کو متبرک قرار دیا جاتا ہے۔

یاد رکھو کہ مومنوں کا ایلام بہ تمک انعام ہو جاتا ہے اور اس سے عوام کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۳ سالہ زندگی جو مکہ میں گذری اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں ہم تو ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اٹھتا ہے جب ان کا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی، فراخ دلی، استقلال اور عزم و استقامت کا پتہ ملتا ہے۔ کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں مگر اس کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لمحہ سست اور غمگین نہیں ہوا۔ وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکیں۔

# بحرِ حکمت کے موتی

عن انس قال قلما خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا قال لا ایمان لمن لا امانۃ لہٗ ولا دین لمن لا عہد لہٗ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بہت کم ایسا خطبہ سنایا جس میں نہ فرمایا ہو کہ جو امانت دار نہیں اس کا کچھ ایمان نہیں۔ اور جسکے پاس عہد نہیں اس کا کچھ دین نہیں۔

---

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن ولا یسرق السارق وحین یسرق وھو مؤمن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مؤمن ولا ینتھب نھبۃ یرفع النّاس الیہ ابصارھم حین ینتھبھا وھو مؤمن ولا یغل احدکم حین یغل وھو مؤمن فایاکم ایاکم۔ (صحیحین)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زانی جس وقت زنا کرتا ہے اس وقت مومن نہیں رہتا، اور چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا، اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا، اور اچکا جس وقت کوئی چیز اچک لیتا ہے اور لوگ اسے دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے جاتے مومن نہیں رہتا۔ اور لوگوں کی


(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## پاکستان

ترجمہ خط محمد عارف صاحب میر پور۔ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر ملا۔ بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں بہت خوش ہوں کہ آپ کی انجمن بہت بڑے ایثار اور قربانی سے خدمت دین کا کام کر رہی ہے اور یہاں ایک صاحب جن کا نام عارف کمال ہے انہوں نے آپ کے متعلق ذکر فرمایا۔ اور کچھ لٹریچر بھی دیا اور مجھے انہوں نے لکھنے کے بارے میں کہا۔ اور تب میں آپ کو لکھ رہا ہوں۔

میں آپ کو ٹکٹیں بھیج رہا ہوں۔ مہربانی سے مطلوبہ کتب ارسال فرمائیں۔

مجھے امید ہے کہ آپ مجھے جلد از جلد یہ کتب روانہ کر دیں گے۔ شکریہ

(انہیں مطلوبہ رسالے بھیجے گئے)

## فلپائن

ترجمہ از ابوبکر میڈل۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دوسری دفعہ لٹریچر بھیجنے کا بہت بہت شکریہ۔

آپ ..... نے اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا تھا کہ مینول آف حدیث ہمراہ لٹریچر ارسال ہے مگر افسوس کہ وہ نہیں ملی دوسرا لٹریچر مل گیا ہے۔ وہ غالباً آپ بھیجنا بھول گئے ہیں۔

آپ نے جو آیات قرآن شریف سے نقل فرمائی ہیں اور جو روحانی رہنمائی آپ نے بھیجی ہے وہ میرے لئے بہت اہم ثابت ہوئی ہے اور اس کا میں تہ دل سے مشکور ہوں۔

میں آپ کی جماعت کا ممبر کس طرح بن سکتا ہوں تحریر فرمایئے اور مجھے آپ کی خدمات دین کے کام نے حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اسلام اور بانی اسلام کی خاطر میں چاہتا ہوں کہ مشن کا کام خوش اسلوبی سے کروں

اگر قرآن شریف کی کاپی آپ کے پاس موجود ہو تو مجھے ارسال کریں۔ اور امید ہے کہ اسلامی لٹریچر بھی ارسال کریں گے۔ والسلام

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا)

## جنوبی افریقہ

ترجمہ خط سید و۔ ایم۔ اونرگس شمارو۔ جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جو کتابیں آپ نے ارسال کی تھیں ان کا شکریہ

قرآن شریف کی التجا کا سبب یہ ہے کہ میں قرآن پڑھ سکتا ہوں۔ اور بچوں کو پڑھا سکتا ہوں۔

مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے جب میں عوام میں تقریر کرتا ہوں اور لوگ مجھ سے حوالے مانگتے ہیں۔ بہت دفعہ عیسائی صاحبان مجھ سے سوال کرتے ہیں اور میں ان کو حوالہ نہیں بتا سکتا کیونکہ میرے پاس قرآن شریف نہیں ہے۔

اگر مجھے قرآن شریف مل جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت عیسائی اسلام میں آجائیں۔

میں آپ کا مستقل ممبر بننا چاہتا ہوں۔ والسلام

جواب کا منتظر

(لٹریچر بھیجا گیا)

## نائیجیریا

ترجمہ خط یوسف امود امیدکا سوا۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ خط آپ کو لکھ کر خوشی محسوس کرتا ہوں۔

میں نے سنا ہے کہ آپ دنیا میں تبلیغ اور اشاعت کا کام بڑے جوش و خروش سے کرتے ہیں۔

مجھے آپ کا تعاون درکار ہے۔ میں نے کتاب مسیح موعود کا مطالعہ کیا ہے۔ میں خدا تعالیٰ اور رسول کریمؐ کے نام سے التجا کرتا ہوں۔

اور میں آپ کو خدا تعالیٰ کے ارشاد کے الفاظ کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو پارہ ۲۶ آیت ۴۹ میں درج ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور ان کے درمیان اخوت پیدا کریں اور خدا سے ڈریں تاکہ وہ تم پر رحمت نازل کرے۔

میں نے ایک کتاب "ہماری تحریک" کا مطالعہ کیا ہے۔ میں نے اس میں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور اس کے مشن کے متعلق پڑھا ہے۔

مجھے ایسی کتابیں ارسال کریں جس میں حضرت رسول کریمؐ اور اسلام کے پانچ بنائے اسلام کا تذکرہ ہو۔ دوسری قسم کی کتابیں بھی بھیجیں۔ مشکور ہوں گا۔

(لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط ا۔ مصطفیٰ آدے۔ ے سووڈو۔ اگس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرصہ تین دن ہوا کہ مجھے آپ کا لٹریچر ملا۔ اور مطالعہ کیا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ نیز جو کوشش آپ اسلام کی اشاعت اور ترقی کے لئے تمام دنیا میں کر رہے ہیں ان کی قدر کرتا ہوں۔

میں نے چار کتابوں اور پمفلٹوں کا مطالعہ کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ ان کے مطالعہ سے احمدیہ تحریک کے متعلق میرے خیالات وسیع ہو گئے ہیں۔ اور چند نقاط مطالعہ کے دوران میرے دماغ میں آئے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ سوالات اگلی خط و کتابت میں صاف ہو جائیں۔

مجھے ایسے پمفلٹ ارسال کریں جن میں ان کے جوابات ہوں۔

(۱) ۔ مسیح کی آمد ثانی میں سے مندرجہ ذیل سوالات اخذ کئے ہیں:۔

(۱) یہودیوں اور عیسائیوں میں کیا فرق ہے۔ کیا ان کا ایک ایمان نہیں؟

(۲) کیا حضرت ایلیاس اسی طرح رسول تھے جیسے جون اور تمام پمفلٹ میں یسوع کی مثال دی گئی ہے اور اسکو ہمیشہ مریم کا لڑکا کہا گیا ہے۔ لیکن عیسائی اسکو نہیں مانتے مہربانی کر کے مجھے اس کے متعلق واضح طور پر سمجھائیں۔ آپ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ کسی اور شکل میں واپس آئیں گے اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں جو کہ حضرت مسیحؑ کی شکل میں آئے ہیں۔ کیا یہ انکو فرشتہ نے کہا تھا۔ ان کو کس طرح معلوم ہوا کہ میں حضرت مسیح کا قائم مقام ہوں؟

(۳) کچھ آیات میتھیو ۲۴ : ۱۳ – ۱۴ : ۱۳ – پمفلٹ میں دکھائی گئی ہیں اور وہ واضح نہیں ہیں۔ کیونکہ میرے پاس بائبل نہیں ہے۔

(۴) کیا حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔ کیا اس کے متعلق قرآن شریف میں بیان موجود ہے۔ وہ صفحہ جہاں ان سوالوں کا جواب تحریر تھا میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو وجوہات صفحہ ۱ سے صفحہ ۳ تک ہیں وہ اسی کیلئے کافی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے بغیر کسی وجوہ اور اعلان کے۔

(۵) کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ان وجوہات کی بناء پر ایک عیسائی اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتا ہے۔

مجھے اس پر ابھی بہت سے اعتراضات ہیں۔ میں اس مذہب کے متعلق کافی واقفیت چاہتا ہوں۔ اس لئے مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن ارسال کریں تاکہ میں سنت الٰہی سے واقف ہو جاؤں

(باقی پر صفحہ ۱۳ کالم نمبر ۱)

ہفت روزہ پیغام صلح — لاہور — مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۳ء

# ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیئے!

۹ اکتوبر ۱۹۶۳ء کے "پیغام صلح" میں میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کا نگران بورڈ ربوہ کے نام خط کیا شائع ہوا کہ ربوائی کیمپ میں کھلبلی مچ گئی اور ربوہ کا سرکاری گزٹ "الفضل" ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے لگا ہے جو کسی عقل و ہوش رکھنے والے انسان سے بعید ہیں۔ اس بارہ میں ہم اپنے پاس سے کچھ نہیں کہیں گے، خود "الفضل" ہی کے الفاظ میں اس کی خلاف عقل ہرزہ سرائی قارئین کرام کے گوش گذار کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس بات کا اندازہ ہو سکے کہ یہ لوگ ضد و تعصب میں حق و صداقت سے کس قدر دور جا پڑے ہیں۔

"الفضل" نے سب سے پہلے میاں محمد صادق صاحب کے خط میں سے وہ الفاظ نقل کئے ہیں جن میں انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"میں نے جماعت احمدیہ ربوہ میں مسئلہ نبوت حضرت مسیح الموعود کے متعلق اختلاف رکھتے ہوئے شمولیت اختیار کی تھی۔ اس بارہ میں مجھے اس مسئلہ کے متعلق کبھی شرح صدر حاصل نہیں ہوئی بلکہ منیر کمیشن کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اس حلفی بیان سے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں میرے خیال کو اور تقویت پہنچی"۔

میاں محمد صادق صاحب کے اس بیان کو نقل کرنے کے بعد "الفضل" لکھتا ہے:۔

"عقیدہ بدلنے کا الزام کتنا جھوٹا ہے خود میاں صاحب کے خط کے مندرجہ بالا بیان سے ہی واضح ہو جاتا ہے کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ ہم نے میاں صاحب سے ایک دفعہ بذریعہ خط عرض کیا تھا کہ آپ ان جھگڑوں میں نہ پڑیں اور "یاد اللہ" میں مصروف رہیں مگر اب معلوم ہوا ہے کہ آپ کا یہ شغف بیکار نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس طرف اس لئے ڈالا تھا کہ آپ اس بات کی کھلی کھلی اور بیّن بیّن شہادت قائم کریں کہ پیغامی حضرات[1] جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ پر تبدیلی عقیدہ اور ان کے عقیدہ کی ہمنوائی کا شور لعلین بجا بجا کر کرتے رہتے تھے، وہ اس الزام تراشی میں جھوٹے ہیں"۔

پھر آگے چل کر لکھا ہے:۔

"ہمارا قیاس ہے کہ میاں صاحب نے ۱۹۴۰ء میں خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب پشاوری، ماسٹر فقیر اللہ صاحب اور سید امجد علی صاحب ریٹائرڈ سیالکوٹی کے ساتھ اس شرط کے ساتھ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جس شرط کا تذکرہ میاں صاحب نے اپنے خط کی محولہ بالا عبارت میں کیا ہے"۔

قارئین کرام یاد رکھیں کہ "الفضل" نے اس عبارت میں یہ تسلیم کر لیا ہے کہ میاں محمد صادق صاحب نے نبوت مسیح موعود اور تکفیر المسلمین کے عقیدہ میں اختلاف کی شرط کے ساتھ جماعت ربوہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ لیکن اس کے بعد اگلے ہی پیرا میں وہ رقمطراز ہے:۔

"اب اس کا منطقی نتیجہ صاف ہے کہ اگر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نزدیک ۱۹۴۰ء میں مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لانا جزو ایمان تھا تو آپ ایسے کافروں[2] کی جو اس شرط کے ساتھ بیعت کر رہے تھے کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی نہیں مانیں گے اور جس کی کبھی خاص کر میاں صاحب کو شرح صدر نہیں ہوئی، اور نہ وہ اہل قبلہ کی تکفیر کریں گے کس طرح بیعت منظور کر سکتے تھے"۔

کیا مطلب؟ جب خود اوپر اعتراف کر چکے ہو کہ مسئلہ نبوت اور تکفیر میں اختلاف کی شرط کے ساتھ خلیفہ صاحب نے میاں محمد صادق صاحب اور مولینا غلام حسن صاحب اور سید امجد علی صاحب کی بیعت منظور کی تھی، تو اس کا یہ "منطقی نتیجہ" کیسے نکل آیا کہ اگر خلیفہ صاحب نبوت مسیح موعود پر ایمان لانا جزو ایمان سمجھتے تھے تو ایسے کافروں کی کس طرح بیعت منظور کر سکتے تھے۔

شاید یہ "منطقی نتیجہ" اس خیال سے نکالا گیا ہو گا کہ خود خلیفہ صاحب بھی حضرت مسیح موعودؑ کو نبی نہیں مانتے تھے اور نہ ہی مسلمانوں کی تکفیر کرتے تھے، اگر ایسا ہے، تو کیا خلیفہ صاحب ان ہر سہ اصحاب کو یہ کہہ نہیں سکتے تھے کہ میرا بھی تو وہی عقیدہ ہے جو تمہارا ہے پھر اختلاف عقیدہ کی شرط کیسی؟ غور کیجئے ایک طرف الفضل کو یہ اعتراف ہے کہ ان ہر سہ اصحاب نے اختلاف عقیدہ کی شرط کے ساتھ بیعت کی تھی اور دوسری طرف اس کا "منطقی نتیجہ" اسے یہ بتا رہا ہے کہ اگر خلیفہ صاحب کو بیعت کنندگان کے عقیدہ سے اختلاف ہوتا تو وہ بیعت کس طرح منظور کر لیتے۔ کیا یہ منطق ہے یا عقل کی مار کہ بیعت کرنے والا اختلاف عقیدہ کی شرط لگاتا ہے جس کا خود "الفضل" کو اعتراف ہے اور خلیفہ صاحب اس شرط کے ساتھ بیعت منظور کرتے ہیں، اور "الفضل" کی منطق بتا رہی ہے کہ خلیفہ صاحب اختلاف عقیدہ کی شرط والی بیعت منظور ہی نہیں کر سکتے تھے۔ ع

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

یہیں تک نہیں "الفضل" نے اسی موضوع پر زور دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے:۔

"اب ایک پانچ سال کا بچہ بھی اتنی بات سمجھ سکتا ہے، کہ جس شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا جزو ایمان ہے وہ شخص اپنی جماعت میں ایسے لوگوں کو کس طرح قبول کر سکتا ہے، جن کا یہ عقیدہ ہو کہ مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا جزو ایمان نہیں اور جو شخص آپ کو نہ ماننے والوں کی تکفیر کرنا ضروری سمجھتا ہو وہ کس طرح ان لوگوں کو اپنے حلقے میں شامل کر سکتا ہے جو ایسا نہ سمجھتے ہوں"

ہم کہتے ہیں "الفضل" سیدھے منہ سے کیوں نہیں کہہ دیتا کہ خلیفہ صاحب بھی بیعت کنندگان کی طرح مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا جزو ایمان نہیں سمجھتے تھے اور آپ کو نہ ماننے والوں کی تکفیر نہیں کرتے تھے۔

---

[1] افسوس ہے کہ دوسروں کو لاتنابزوا بالالقاب؟

[1] ۴۴ کی تلقین کرنے والا "الفضل" جماعت احمدیہ لاہور کو "پیغامی" کا خطاب دیئے بغیر نہیں رہ سکتا اور قرآن کریم کے ارشاد کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون سے بھی خائف نہیں (مدیر پ ص)

[2] "کافروں" کا لفظ قابل غور ہے گویا "الفضل" کے نزدیک میاں محمد صادق صاحب، مولینا غلام حسن صاحب اور سید امجد علی صاحب اختلاف عقیدہ رکھنے کی وجہ سے کافر تھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (مدیر پ ص)

یہ ہم بعد میں بتائیں گے کہ "الفضل" کا یہ بیان کہاں تک صحیح ہے لیکن جس حالت میں خلیفہ صاحب نے اختلاف عقیدہ کی شرط کے ساتھ بیعت منظور کرلی، تو پانچ سال چھوڑ تین سال کا بچہ بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ خلیفہ صاحب کا عقیدہ وہ نہ تھا، جو بیعت کنندگان کا عقیدہ تھا ورنہ وہ کہدیتے کہ بھئی میرا ابھی تو وہی عقیدہ ہے جو تمہارا ہے۔ پھر اختلاف عقیدہ کی شرط کیسی؟ اس کھلی ہوئی حقیقت کے باوجود "الفضل" کو اصرار ہے کہ :-

"ایک معمولی عقل کا انسان بھی اتنا سمجھ سکتا ہے کہ کوئی امیر جماعت اپنی جماعت میں ایسے لوگوں کو شامل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا جو اس جماعت کے بنیادی عقیدہ کی نفی کرتے ہوں،

یہاں ایسی منکو رحبل رستیل کا بھی سوال نہیں کیا ایک ڈاکو بھی ایسے لوگوں کو اپنے گروہ میں شامل کرسکتا ہے جن کا عقیدہ ہو کہ ڈاکہ ڈالنا گناہ ہے اور کہ ڈاکہ نہیں ڈالنا چاہیئے۔ پھر کیا یہ عجیب بات نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ۱۹۱۴ء میں عقیدہ یہ رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا جزو ایمان ہے اور اس بناء پر جو آپ پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے، مگر جیسن ان لوگوں کو جو کھلے کھلے طور پر اس عقیدہ کی نفی کرتے ہوں، ان کو گلے لگا لیں اور اپنی جماعت میں شامل کرلیں"

ہم حیران ہیں جس بات کو بقول "الفضل" "ایک معمولی عقل کا انسان" سمجھ سکتا ہے وہ خلیفہ صاحب کے کیوں سمجھ نہ آئی، اور کیوں نہ انہوں نے اختلاف عقیدہ کی شرط کے ساتھ بیعت کرنے والوں کو یہ "معمولی عقل" کی بات سمجھا دی کہ جب میرا اور تمہارا عقیدہ کا اختلاف ہے تو میں تمہیں اپنی جماعت میں کیسے شامل کرسکتا ہوں۔ اور کس طرح تمہیں گلے لگا سکتا ہوں۔ اور اگر خلیفہ صاحب اختلاف عقیدہ نہیں رکھتے تھے تو یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ میرا تمہارا عقیدہ کا کوئی اختلاف نہیں اس لئے مشروط بیعت کی ضرورت نہیں۔ کیا خلیفہ صاحب (معاذ اللہ) ایک ڈاکو سے بھی گئے گذرے تھے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کو اپنے گروہ میں شامل کر لیا جو ان کی جماعت کے بنیادی عقیدہ کی نفی کرنے والے تھے؟ ہمیں حیرت ہے کہ "پانچ سال" کے بچہ اور "معمولی عقل کے انسان" اور "ڈاکو" کی مثالوں سے "الفضل" کا کیا مطلب ہے، بازی بازی با ریش بابا ہم بازی، کیا وہ خلیفہ صاحب کو ایک ڈاکو اور پانچ سال کے بچے سے بھی کم عقل سمجھتا ہے کہ ایسی مثالیں ان پر چسپاں کر رہا ہے؟

آگے چلئے اس سارے طولانی قصہ کے بعد آپ فرماتے ہیں :-

"پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میاں صاحب (میاں محمد صادق صاحب) کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے عقیدہ ایمان و تکفیر کو جانتے ہوئے ایسی شرط کے ساتھ بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا دیا کیا اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تمام پیغامی اکابرین کو کھلی کھلی دعوت شروع ہی سے دے رکھی ہے کہ ہر شخص اختلافی مسائل میں اختلاف عقیدہ کے باوجود . . . . جماعت احمدیہ ربوہ میں شمولیت کرسکتا ہے"

لیجئے جناب! پہلے آپ فرما رہے تھے کہ ایک معمولی عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ کوئی امیر جماعت اپنی جماعت کے بنیادی عقیدہ کی نفی کرنے والے کو اپنی جماعت میں شمولیت کی اجازت نہیں دے سکتا، یہاں تک کہ ایک ڈاکو بھی ڈاکہ میں اختلاف رکھنے والے کو اپنے ساتھ شامل نہیں کرسکتا اور اب یہ بھی فرمانے لگ گئے کہ خلیفہ صاحب نے شروع ہی سے ہر شخص کو اختلاف عقیدہ کے باوجود جماعت احمدیہ ربوہ میں شمولیت کی دعوت دے رکھی ہے کیا کوئی ہوشمند انسان ایسی انمل بے جوڑ باتیں کرسکتا ہے؟ کیا الفضل کا منشاء یہ ہے کہ خلیفہ صاحب کو ایک معمولی عقل کے انسان اور ایک ڈاکو سے بھی بدتر ثابت کرے؟ اس کو کہتے ہیں گود میں بیٹھ کر داڑھی نوچنا۔

اور پھر خلیفہ صاحب کی طرف سے ہر شخص کو اختلاف عقیدہ کے باوجود شمولیت جماعت کی دعوت کا ذکر کرنے کے ساتھ ہی آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ :-

"کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا شروع ہی سے یہ عقیدہ نہیں تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا جزو ایمان ہے ورنہ ایسی کھلی کھلی اجازت کیوں دی جاتی، پھر کیا اسی کا نام تبدیلی عقیدہ ہے ذرا غور تو کیجئے"

ہاں صاحب آپ بھی غور کیجئے کہ اگر خلیفہ صاحب کا شروع ہی سے یہ عقیدہ نہیں تھا کہ حضرت مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان ہے تو انہوں نے ہر شخص کو اختلافی مسائل میں اختلاف عقیدہ کے باوجود جماعت احمدیہ ربوہ میں شمولیت کی دعوت کیوں دے رکھی تھی۔ آخر وہ کونسے اختلافی مسائل تھے، جن میں اختلاف عقیدہ کے باوجود خلیفہ صاحب نے ایسی دعوت دے رکھی تھی، کیا یہ نبوت مسیح موعود اور تکفیر المسلمین کے مسائل نہ تھے؟ آپ کو اگر یاد نہیں تو ذرا خلیفہ صاحب کی کتاب "آئینہ صداقت" کا صفحہ ۳۵ نکال کر پڑھ لیجئے جہاں خلیفہ صاحب نے صفائی کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ :-

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں"

اور اگر اس بات پہ اصرار ہو کہ خلیفہ صاحب نے منیر کمیشن کے سامنے بیان دیتے ہوئے جو مسیح موعودؑ کو ماننا جزو ایمان قرار نہیں دیا تو یہ شروع ہی سے ان کا عقیدہ تھا تو آپ اپنے ہی اخبار "الفضل" کا ۶ مئی ۱۹۱۴ء کا پرچہ نکال کر دیکھ لیں جہاں خلیفہ صاحب کا یہ ارشاد نقل ہوا ہے :-

"جب آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نبی ثابت ہوئے تو آپ کا ماننا جزو ایمان ہوا"

اور ۲۰ مئی ۱۹۱۴ء کے "الفضل" میں یوں ارشاد فرمایا گیا ہے :-

"احمق ہے جو یہ کہتا ہے کہ مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں، کس کا دل گردہ ہے جو یہ کہے کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں"

فرمایئے صاحب! آپ جو کہہ رہے ہیں کہ

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا شروع ہی سے یہ عقیدہ نہیں تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو ماننا جزو ایمان ہے"

تو کیا آپ خلیفہ صاحب کو معاذ اللہ "احمق" بنا رہے ہیں اور انہیں دل گردہ سے عاری سمجھتے ہیں؟ کچھ سوچیئے اور غور کیجئے کہ شروع ہی سے ایسے عقائد ان کی طرف منسوب کرکے جنہیں وہ ناپسندیدہ اور احمق پن قرار دے چکے ہیں، کس ذیل میں آپ انہیں لا رہے ہیں؟

ہم حیران ہیں کہ میاں محمد صادق صاحب کے خط نے آپ کے ہوش و حواس کو کیوں معطل کردیا ہے کہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے لگ گئے جو نہ صرف عقل و دانش کے صریح خلاف ہیں، نہ صرف خلیفہ صاحب کے کھلے کھلے سابقہ بیانات کے منافی ہیں بلکہ خود آپ کے بیانات میں بھی تضاد پیدا کرنے والی ہیں۔ خدا ہمارے اس مقالہ کی روشنی میں اپنے مضمون کو ایک دفعہ پھر غور سے پڑھیئے اور ضد اور تعصب کی عینک اتار کر پڑھیئے پھر آپ کو سمجھ آجائے گا کہ (بقول آپ کے) سوا اس کے کہ انسان کو شرم و حیا بالکل جواب دیدے" کوئی شخص یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ ایسی متضاد، ایسی خلاف عقل اور واقعات و حقائق کے صریح خلاف باتیں لکھکر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرے بات سیدھی ہے، خلیفہ صاحب نے منیر کمیشن کے سامنے یہ بیان دے کر کہ مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں اپنے سابقہ عقائد سے رجوع کرلیا، یہ اچھی بات بات تھی، صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہیں

# انسان کی جسمانی ربوبیت کے لئے زمین و آسمان کی کائنات کا باہمی ربط

## روحانی ربوبیت کے لئے بھی اللہ تعالےٰ نے صفتِ رحمانیت کے تقاضا سے قرآن کریم نازل فرمایا

## رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے وحی و لایت امت محمدیہ میں جاری ہے اور قیامت تک جاری رہیگی

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۱۸ راکتوبر ۱۹۶۳ء۔ فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الرحمٰن۔ علم القرآن۔ خلق الانسان۔ علمہ البیان۔ الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان ——— (سورۃ الرحمان)۔

### زمین و آسمان کی مخلوق کا باہمی ربط

ان آیات میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے انسان کو اس کائنات کے نظام کی طرف توجہ دلائی ہے کہ زمین و آسمان کی مخلوقات کے مختلف حصوں کے اندر باہمی ربط ہے۔ سورج اور قمر اور باقی تمام ستارے اور سیارے ان سب کا تعلق اس زمین کے ساتھ ہے لیکن سورج کو قطعاً یہ علم نہیں کہ اہل زمین کو میری گرمی اور روشنی کی حاجت ہے۔ مگر اس گرمی اور روشنی کی وجہ سے ہی یہ دنیا آباد ہے اس کی گرمی کی وجہ سے نہ صرف ہوائیں چلتی ہیں اور بارش ہوتی ہے بلکہ بارش اور سورج کی گرمی کی وجہ سے اس زمین اور اس میں کی تمام مخلوق کی زندگی کا قیام ہے۔ وجعلنا من الماء کل شیئ حی۔ ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے۔ پانی کے بغیر زندگی محال ہے۔ سورج ہوائیں چلاتا ہے۔ سورج کی حرارت اس پانی کو نہایت باریک اور پتلا کرکے ہواؤں کے پروں پر لاد دیتی ہے۔ یہ ہوائیں ہم تک پہنچتی ہیں۔ پھر سورج کی گرمی اور پانی مل کر زمین کی زندگی اور رونق کا باعث ہوتے ہیں۔ فرمایا الشمس والقمر بحسبان۔ سورج اور چاند ایک حساب اور نظام کے ماتحت گردش کر رہے ہیں۔ ان کا تعلق زمین کی نباتات کے ساتھ ہے یعنے سورج و قمر زمین کی نباتات کے ظہور کا باعث ہیں۔ والنجم والشجر یسجدان ستارے اور درخت بھی ایک قانون کے ماتحت مصروف عمل ہیں زمین میں نہ ارادہ ہے نہ فہم۔ سورج کے ساتھ یہ خود بخود ربط پیدا نہیں کرسکتی۔ لیکن خدا تعالےٰ نے آسمان کے اجرام کا تعلق زمین سے جوڑ دیا ہے سورج اور چاند اور دوسرے ستارے اور سیارے زمین سے کس قدر دور ہیں مگر ان کا تعلق زمین کی چیزوں انسانوں، حیوانوں درختوں، غلہ جات، پھل پھول اور جڑی بوٹیوں کے ساتھ ہے۔ ان کا یہ باہمی ربط ان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ بے جان ہیں۔ ان میں کوئی ارادہ نہیں ہے کہ آسمان کے ساتھ رشتہ جوڑیں یہ سب خدا تعالےٰ کے علم و حکمت کا نتیجہ ہے۔

### زمین و آسمان کے ربط سے ہستی باری تعالےٰ کا ثبوت

چنانچہ فرمایا کہ اس کائنات کو دیکھو۔ ان کا انتظام و انصرام اور تنظیم کسی خدائے علیم و حکیم کی ہستی کا پتہ دیتی ہے۔ اسی طرح کا ربط انسان کے پھیپھڑوں اور ہوا کا ہے۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کو جس چیز کی ضرورت لاحق ہوتی ہے وہ ہوا ہے۔ یہ ہوا انسان کے پھیپھڑوں کے اندر جاتی ہے خون کو صاف کرتی ہے اور انسان کے اندر سے جو کاربن ڈائی اکسائڈ نکلتا ہے وہ درختوں تک پہنچتا ہے جو اس کو ہضم کرکے تازہ ہوا انسان کے لئے تیار کرتے ہیں کیا یہ ربط خود بخود ہوا ہے؟ تو خود بخود ہو سکتا ہے؟ نہیں اس ربط کا قائم کرنے والا خدا ہے

### بارش کا انتظام علیم و حکیم ہستی کا پتہ دیتا ہے

پانی کے بادل آتے ہیں جہاں یہ سیری تری کو پیدا کرتے ہیں وہاں یہ تمام زمین کا چہرہ دھوتے ہیں۔ درخت، شہر اور میدان سب کے سب دھل جاتے ہیں۔ کبھی آندھی اور کبھی بارش۔ صفائی کا کام کرتی ہے۔ سورج کی گرمی مضر صحت جراثیم کا صفایا کرتی رہتی ہے۔ یہ اتنا بڑا میونسپل کارپوریشن کا انتظام خدا تعالےٰ نے آسمان پر کر رکھا ہے۔ لاہور کی کارپوریشن ایک شہر کا انتظام نہیں کر سکتی۔ لوگ روتے ہیں اخبارین شکایتیں کرتی ہیں۔ لیکن تمام دنیا کی صفائی کا انتظام آسمان سے ہو رہا ہے۔ اس طرح سے تمام گندگی کی چیزیں دریاؤں اور سمندروں میں چلی جاتی ہیں۔ یہ انتظام جو کامل مکمل ہے ایک علیم حکیم ہستی کا پتہ دیتا ہے۔

### ہواؤں اور پانی کا نظام اور اللہ تعالیٰ کا علم و حکمت

یہ ہوائیں پانی کو اڑا لے جاتی ہیں اور دور دور پہاڑوں پر برف بنا کر رکھ دیتی ہیں۔ پہاڑوں پر اگر ہم ریزروائر بنانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے۔ خداوند قدیر نے پانی کے اندر یہ خاصیت رکھی ہے کہ پہاڑوں پر پہنچکر یہ برف بن جاتا ہے جو ریزروائر کا کام دیتی ہے۔ پھر یہی ریزروائر ندی نالوں۔ نہروں، چشموں اور دریاؤں کی صورت خشک اور پیاسی زمین کا سینہ تر کرتے ہیں۔ یہ انتظام خداوند علیم و حکیم نے کر رکھا ہے پانی جب جمتا ہے تو اس کا حجم پھیلتا ہے۔ اس لئے برف پانی کی نسبت ہلکی ہوتی ہے اور پانی کی سطح پر تیرتی ہے۔ ایک سائنسدان کہتا ہے کہ یہ کتنی بڑی قدرت ہے کہ پانی جمتے وقت اپنا حجم بڑھا لیتا ہے اور ہلکا ہو جاتا ہے اگر یہ بوجھل ہو جاتا تو دریاؤں اور جھیلوں کی تہ میں جا بیٹھتا جس سے مچھلیاں اور دوسرے جانداروں کی زندگی ختم ہو جاتی۔ یہ نظام بڑے ارادے سے ہے۔ بڑی حکمت سے ہے اور بڑے علم سے کیا گیا ہے اور ایک اور وجہ سے ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ کی رحمانیت ہے فرمایا الرحمٰن وہ خدا رحمان ہے اس کی صفت رحمانیت کا یہ تقاضا ہے کہ انسان کی خاطر اس کائنات کو پیدا کیا۔ جو اس کی خدمت میں مصروف ہے۔

### روحانی بارش سے انکار رحمانیت کی ناقدری ہے

خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کی ان قدرتوں، حکمتوں اور برکات کو دیکھتے ہیں۔ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ما انزل اللہ علے بشر من شیئ کہ اب خدا تعالےٰ کی طرف سے روحانی بارش نہیں ہوسکتی ما قدروا اللہ حق

فی الحقیقت وہ خداتعالیٰ کی صفات کا غلط اندازہ لگاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کی ناقدری کرتے ہیں ۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے :۔ الرحمٰن. خدا رحمان ہے اپنی مخلوق کی تمام ضروریات مہیا کرنے والا ہے تم دیکھتے ہو کہ جس خدا نے تمہاری جان کو برقرار رکھنے کے لیے تمہاری جسمانی زندگی کی نشوونما اور تربیت اور پرورش کے لئے تمام کائنات کی طاقتیں اور صلاحیتیں وقف کر دی ہیں اسی خدا نے انسان کی روح کی آبیاری کے لئے اور کامیابی تک پہنچانے کے لئے علم القرآن قرآن کریم نازل فرمایا ہے ۔

## رسول کریم صلعم کی امت میں اولیاء اللہ کا وجود

اللہ تعالیٰ کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ ولقد ارسلنا من قبلک رسلاً الیٰ قومھم آپ سے پہلے ہم نے ہر قوم میں ہر وطن میں پیغامبر اور رسول مبعوث کئے جنہوں نے اپنی اپنی قوم کو رشد و ہدایت کی تعلیم و تلقین کی۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کان النبی یبعث الیٰ قومہ خاصۃ پہلی قوموں میں خاص انہی کے لئے کوئی نبی یا رسول مبعوث ہوتا تھا آپ سے پہلے یہی قانون خداوندی رائج تھا وبعثت الی الناس عامۃ، مگر میں ساری دنیا کے لئے پیغام لایا ہوں۔ اس لئے آپ قیامت تک کے لئے ساری انسانیت کی طرف رسول ہو کر آئے اور آپ کے فیض سے امت محمدیہ میں سینکڑوں پیدا ہوئے جو خداتعالیٰ سے ہمکلام ہوتے رہے تو تاریخ کو جو شخص جھٹلاتا ہے اور کہتا ہے کہ اب خداوند تعالیٰ کسی سے ہمکلام نہیں ہوتا وہ خداتعالیٰ کی صفات کا غلط طور پر اندازہ لگاتا ہے بلکہ ناقدری کرتا ہے ۔

## مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ قیامت تک جاری رہے گا

اصل حقیقت یہی ہے کہ خداوند تعالیٰ کا کلام حضرت آدم سے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک وحی نبوت کی صورت میں برابر اترتا رہا اور آپ کے بعد اولیاء کرام پر وحی ولایت برابر نازل ہوتی رہی اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔ اس کی رحمانیت کا تقاضا تھا کہ اگر اس نے جسم کی نشوونما کے لئے کائنات کو انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے تو اسی طرح روح کے لئے بھی اس نے وحی و الہام کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے ۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فضل و کرم اور برکات و انعامات کے خزانے اس قدر ہیں کہ اگر تم ان سب کا اندازہ لگانا چاہو تو یہ تمہارے لئے ناممکن امر ہوگا۔ باوجود اس کے ان الانسان لظلوم کفار ۔ انسان بڑا ناشکرا ہے اور بڑا ظالم طبع ہے کہ اپنے محسن خدا کی قدر نہیں کرتا ۔ اس کی نعمتوں اور برکات سے دن رات متمتع ہوتا ہے لیکن اس کا شکر ادا نہیں کرتا ۔ کس قدر فضل و کرم ہے خدا کا کہ اپنی صفت رحمانیت کی وجہ سے وحی نازل فرمائی اور وحی جیسی نعمت کو خداتعالیٰ قیامت تک نازل فرماتا رہے گا ۔ چنانچہ فرمایا یلقی الروح علیٰ من یشاء من عبادہ خداتعالیٰ قیامت تک اپنے بندوں سے ہمکلام ہوتا رہے گا ۔ قرآن کریم کی اس نص صریح کو مسلمان ضد و حسد کی وجہ سے جھٹلاتا ہے اور خدا کے رسول کے ارشاد کو بھی جھٹلاتا ہے یہ نہایت افسوسناک ذہنیت ہے ۔

---

# بقیہ مقالہ

(سلسلہ صفحہ ۴)

کہنا چاہیئے . . . . . . . . . . لیکن آپ جیسے غالی اور متعصب لوگوں کی جماعت نے اس کو پیغامیوں کی ہمنوائی سمجھتے ہوئے ماننے سے انکار کر دیا اور وہی نبوت مسیح اور تکفیر المسلمین کی رٹ لگاتے چلے گئے۔ جس سے تنگ آکر میاں محمد صادق صاحب کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ

"میں نہیں چاہتا کہ تکفیر اہل قبلہ کرنے والوں کے ساتھ میں اور تعلق رکھوں یا اُن کے ساتھ میرا حشر ہو اس لئے علیحدگی کا اعلان کر رہا ہوں"

اب آپ کہتے ہیں کہ خلیفہ صاحب کا شروع سے ہی ایسا کوئی عقیدہ نہیں تھا، کیا یہ دن دہاڑے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا نہیں ؟

ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہئے

---

# "پیغام صلح کا معیار بلند ہے"

پیغام صلح کے بارے میں ایک خط :۔

مکرمی محترمی ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی

آپ کی کرم نوازی اور شفقت سے پانچ چھ ماہ سے پیغام صلح کا مطالعہ کر رہا ہوں ۔ بہت سے ایسے مسائل تھے ۔ جن کے متعلق میں کشمکش میں تھا ۔ الحمدللہ کہ وہ صاف ہو چکے ہیں ۔ اور ذہن صاف و شفاف ہو رہا ہے ۔ اس پورے علاقہ میں آپ کا کوئی اخبار رسالہ ۔ پمفلٹ یا لٹریچر میسر نہیں آتا "پیغام صلح" اکثر میرے احباب مطالعہ کے لئے لے جاتے ہیں، اور مستفید ہو رہے ہیں ۔ پیغام صلح کا معیار بلند ہے اور آپ حقیقتاً قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح ۴۲

---

# اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ کی صحت پہلے سے بہتر ہے ، احباب آپ کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں کرتے رہیں ۔

## ایک اور بزرگ چل بسے

— جاسکے (ضلع سیالکوٹ) سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے :۔

محترم ایڈیٹر صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نہایت رنج سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہماری جماعت کے بہت پرانے بزرگ مرزا احمد دین صاحب ساکنہ جاسکے ضلع سیالکوٹ مورخہ ۱۱ راکتوبر ۱۹۷۳ء بروز جمعۃ المبارک بوقت ½ ۲ بجے دوپہر اس دار فانی سے رحلت فرما کر اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچ گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

مرحوم بہت مخلص اور درد دل رکھنے والے احمدی تھے ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۵۳ء میں جب قصبہ کے بزرگ ان کے پاس آئے تھے کہ باہر گلی میں لوگ اپنے مذموم ارادے لے کر اکٹھے ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کا حقہ پانی بند کر دیا جائے تو انہوں نے کمال جرأت کے ساتھ جواب دیا کہ حقہ تو میں پیتا نہیں اور پانی کے لئے نلکہ میرے مکان میں موجود ہے ۔ میرے ایمان پر آپ کا بائیکاٹ کوئی اثر پذیر نہیں ہو سکتا بلکہ مجھے خوشی ہوگی اگر آپ کے نوجوان اپنے دل کے ارمان پورے کر لیں تا کہ مجھے شہادت کا رتبہ نصیب ہو ۔ ابھی اتنی باتیں ہو رہی تھیں کہ گاؤں میں شور پڑ گیا کہ بابا مرزا کی حفاظت کے لئے ملٹری آگئی ہے ۔ یہ بات سنتے ہی سب گاؤں والے تتر بتر ہو گئے ۔ مرحوم ملت اسلامیہ کی حمایت کرتے رہے اور پاکستان بننے سے پیشتر مسلمانوں کے مفاد کی خاطر ڈٹ کر ہندوؤں سے مقابلہ کرتے رہے ۔

مرحوم کی عمر اس وقت ۸۰ برس کی تھی ۔ آپ ساری عمر سختی کے ساتھ صوم و صلوٰۃ کے پابند رہے ہر وقت زبان پر حضرت مسیح موعود کی دعائیں جاری رہتی تھیں ۔

سب جماعتوں سے التماس ہے کہ مرحوم کا غائبانہ جنازہ ادا کریں اور درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تبارک تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ بخشے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

راقم ۔ ایس ۔ ایم ۔ عبداللہ
سٹیشن ماسٹر ۔ جھنگ صدر ۔ از جاسکے

---

۴۴ خدمت اسلام سرانجام دے رہے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ میری عاقبت بخیر ہو ۔ انشاءاللہ تعالیٰ جلد حاضر ہو کر زبانی مکمل اور مفصل کوائف سے آگاہ کر سکوں گا

مولینا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ اور بعض الہامات کی اصل حقیقت

## صلی و اصوم کے معنی

جناب برقی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۲۳ پر "عجیب الہامات" کے عنوان کے ماتحت ایک الہام ان الفاظ میں درج کرتے ہیں:

"میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا"

الہام اُردو زبان میں نہیں ہوا بلکہ الہام کے الفاظ عربی زبان میں ہیں یعنی اُصلی و اصوم اور عربی زبان کے لحاظ سے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کے معنی میں ہی یہ الفاظ استعمال نہیں ہوتے بلکہ ان کے اور بھی معنی ہیں صلّی کے معنی لغت میں برکت دینے اور ثنا کرنے کے بھی ہیں اور صوم کے معنی رکنے کے ہیں پس الہام کے معنی ہوئے کہ میں اس شخص پر اپنی برکتیں نازل کرتا ہوں جو برکتوں کے لینے کا مستحق ہے یعنی خود حضرت مرزا صاحب اور ان لوگوں کو اپنی برکتوں کا مورد بنانے سے رک جاتا ہوں جو ان برکتوں کے مستحق نہیں یعنی حضرت مرزا صاحب کے دشمن۔

## خدا تعالیٰ کی سنت

اور یہی خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنے ماموروں پر اپنی برکتیں نازل کرتا ہے اور اپنے افضال کا انہیں مورد بناتا ہے اور اسکے دشمنوں کے مقابلہ میں اُسے اپنی تائیدات اور نصرتوں سے انہیں نوازتا ہے اور اُن کے مقابلہ میں ان کے دشمنوں کو اپنے فضلوں اور اپنی برکتوں اور اپنی تائیدات اور اپنی نصرتوں سے محروم رکھتا ہے۔

## دیگر الہامات

چنانچہ اس الہام کے ساتھ جس قدر اور الہامات ہیں وہ سب اسی معنی کے مؤید ہیں یاد رہے کہ الہام "اُصلی و اصوم" اکیلا نہیں بلکہ اس سے قبل بہت سے الہامات ہیں جو ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں اور یہ الہام "اُصلی و اصوم" اسی سلسلہ الہامات میں بطور ایک جزو کے واقع ہوا ہے اور وہی معنی اس کے درست ہونگے جو اس تمام سلسلہ کے ساتھ مطابقت اور مناسبت رکھتے ہوں گے۔

## دشمنوں کی خطرناک سازش

ان تمام الہامات کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے ان کا پس منظر جاننا ضروری ہے جو یہ ہے کہ حضور کے دشمنوں نے ایک خطرناک سازش کو کام میں لاکر حضور کو عدالت کے ذریعہ سزا دلوانے کا منصوبہ بنایا تھا۔ پس یہ تمام الہامات ایک طرف تو حضور کو اُن کے اس منصوبہ کے بداثر سے محفوظ رکھنے کی بشارت دے رہے ہیں اور دوسری طرف دشمنوں کے متعلق یہ خبر دے رہے ہیں کہ وہ اپنے اس منصوبہ میں ناکامی اور نامرادی سے دوچار ہوں گے۔

## دس الہامات

بہرحال وہ الہامات حسب ذیل ہیں جو تعداد میں دس ہیں۔

(۱) سننجیک (یعنی ہم تمہیں ضرور ان کے شر سے نجات دیں گے چنانچہ پیشگوئی کرم الدین کے مقدمہ کے متعلق تھی جو پوری شان سے وقوع میں آئی)

(۲)۔ سنعلیک (یعنی ہم تیری شان کو بلند کریں گے یہ الہام دو طرح پورا ہوا۔ ایک تو اس مقدمہ کے دوران سینکڑوں آدمی بیعت میں داخل ہوئے۔ دوسرے جب اس مقدمہ کا آخری فیصلہ ہوا۔ اور اس بارے میں جس قدر الہامات حضور کو پہلے ہو چکے تھے وہ سب کے سب پورے ہوئے تو دنیا نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضرت مرزا صاحب کی کتنی بڑی عزت اور شان ہے)

(۳)۔ انی معک و مع اھلک (یعنی میری معیت تیرے بھی شامل حال ہے اور تیرے رفیقوں کے بھی شامل حال ہے رفیقوں کا ذکر اس لئے کیا کہ حضور کے چند رفیقوں کو بھی دشمنوں نے اس مقدمہ میں ملوث کر لیا تھا۔ چنانچہ واقعات نے اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت بہم پہنچا دیا کہ دشمن اپنے مقصد میں ناکام رہا اور حضور مع اپنے رفیقوں کے کامیاب ہوئے

(۴)۔ ساکرمک اکراماً عجباً (یعنی میں تیرا ایسا اکرام کروں گا اور ایسی عزت دوں گا جو لوگوں کو تعجب میں ڈالنے والی ہوگی اس مقدمہ میں صرف عام دشمن ہی حضور کو قید کروانے میں شریک نہ تھے بلکہ وہ مجسٹریٹ جن کی عدالت میں مقدمہ پیش تھا وہ بھی بوجہ آریہ ہونے کے ایسا ہی ارادہ رکھتے تھے لیکن خدائی تصرف کے ماتحت وہ اپنے ارادہ میں بری طرح ناکام ہوئے، اور پیشگوئی کے مطابق وہ ذلت کا شکار ہو گئے اور ایک کو تو دو لڑکوں کی موت کا صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا اور یہ تصرف الٰہی ایسا نمایاں تھا کہ اس نے فی الحقیقت لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا اور ادھر اللہ تعالیٰ نے بڑی عزت کے ساتھ حضور کو بری کروایا۔ اور یہ امر بھی لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا تھا۔

(۵)۔ سمع اللہ دعاءک (یعنے تیری دُعا قبول کر لی گئی قبولیت دعا کا یہ نشان بھی حضور کے مقرب الٰہی ہونے کی واضح دلیل تھا۔

(٦)۔ انی مع الافواج اٰتیک بغتۃً (یہ ایسا ہی وعدہ تھا جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم کو بدر۔ احد وغیرہ جنگوں میں فرشتوں کے ساتھ آنے کا وعدہ دیا گیا تھا جس طرح وہاں دشمنانِ اسلام اپنے منصوبوں میں ناکام ہوئے اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم کے غلام کے ساتھ بھی خدا کا وعدہ پورا ہوا اور فرشتوں کی فوج نے ایسی مدد کی کہ دشمنوں کے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے اور حضور کامیابی کے ساتھ بری ہو کر باعزت طور پر اس مقدمہ سے نکلے اور آنکھیں رکھنے والوں نے فرشتوں کی مدد کا مشاہدہ کر لیا۔)

(۷)۔ دعاءک مستجاب (قبولیت دعا کے ذکر کو دوہرایا ہے اوّل یہ بتانے کے لئے کہ خدا کی مدد کا نزول دعاؤں کے نتیجہ میں ہوا کرتا ہے دوسرے یہ بتانے کے لئے کہ خدا کس طرح اپنے مقبول بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ تیسرے ان الفاظ میں یہ بشارت بھی ہے کہ ایسے مواقع پر ہمیشہ تیری دعائیں قبول ہوا کریں گی اور دشمن ہمیشہ تیرے مقابلہ میں ذلیل و خوار ہوا کریں گے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ

(۸)۔ انی مع الرسول اقوم (یعنے میں اپنے فرستادہ کے ساتھ کھڑا ہوں۔ اب یہ بات ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص کے ساتھ یعنے جس کی حمایت میں خدا کھڑا ہو اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے اور کس طرح کوئی شخص خواہ وہ کتنی ہی بڑی طاقت کا مالک کیوں نہ ہو کس طرح اس پر غالب آسکتا ہے کیونکہ خدا کی طاقت سے بڑھ کر تو کسی کی طاقت نہیں ہے۔

سکتی چنانچہ واقعات نے ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت خدا حضرت مرزا صاحب کے ساتھ کھڑا تھا جس نے آپ کو دشمن کے تمام حملوں سے محفوظ رکھا اور ان سب کو ناکامی کے ساتھ پسپا کر دیا۔

## الہام اُصلی و اَصوم کی پہلے الہاموں سے مناسبت

(۹)۔ مندرجہ بالا آٹھ الہاموں کے بعد نواں الہام اُصلی و اَصوم ہے اب ہر منصف مزاج خود ہی غور کر لے کہ مندرجہ بالا الہاموں کے ساتھ نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کو کیا مناسبت ہے سابق الہاموں کے ساتھ مناسبت انہی معنوں کی ہو سکتی ہے جو میں نے اوپر بیان کئے ہیں یعنی اللہ تعالےٰ اے میرے بندے تجھے اپنی برکتوں اور اپنے افضال سے اسی طرح نوازتا رہے گا جس طرح اب تک نوازا ہے اور تمہارے دشمنوں کو تمہارے مقابلہ میں اسی طرح ناکام بناتا رہے گا جس طرح اب تک بنایا ہے اور تمہارے خلاف ان کی سازشوں کو اسی طرح خاک میں ملاتا رہے گا جس طرح اب ملایا ہے۔

## آخری الہام میں بشارت

(۱۰)۔ وَاُعْطِیْکَ مَا یَدُوْمُ۔ (یعنی دنیا جان لے کہ میری برکتوں اور تائیدات کا تجھ پر یہ نزول صرف وقتی ہی نہیں بلکہ علی الدوام تجھ پر میری ایسی برکتوں کا نزول ہوتا رہے گا۔ چنانچہ دشمنوں کی ان کوششوں کے بعد جس قدر بھی کوششیں حضور کو گرانے اور ذلیل کرنے کے لئے عمل میں لائی گئیں ان سب کا وہی حشر ہوا جو اس وقت تک پہلی کوششوں کا ہو چکا تھا یعنے سب مخالفین کو ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑا اور حضرت مرزا صاحب کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہوتی چلی گئی اور آپ عزت کے آسمان پر سورج بن کر چمکتے چلے گئے اور اس کی کرنوں سے ہزاروں دل منور ہوتے رہے اور دن بدن ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے)

## طالب حق کے لئے لمحہ فکریہ

اب ہر وہ شخص جس کے دل میں خشیۃ اللہ ہے اور جس کا دل حق کا طالب ہے دیکھ لے کہ یہ دس کے دس الہامات کتنی عظیم الشان پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں جن میں حضور کے اکرام اور حضور کی کامیابی کی بشارتیں بھری ہوئی ہیں اور جن میں دشمنوں کی ناکامی اور ذلت و رسوائی کی خبر دی گئی ہے اور پھر کس طرح اُن کے ایک ایک لفظ نے واقعات کی شکل اختیار کی ہے سوچو اور خدارا غور کرو کہ کیا ایسا تائیدات الٰہیہ پر مشتمل ........ کلام کوئی انسان خود بنا سکتا ہے اور پھر اگر بنا بھی لے تو کیا اس کو عملی جامہ پہنا سکتا ہے دشمن انتہائی طاقت کا مالک ہے مجسٹریٹ جس کے ہاتھ میں سزا دینے کا اختیار ہے وہ سزا دینے پر تُلا ہوا ہے کیونکہ وہ آریہ ہے اور لیکھرام کے متعلق پیشگوئی کے پورا ہونے کی وجہ سے اس کے دل میں انتقامی جذبہ موجزن ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں ایک سنہری موقعہ آیا ہے جس سے فائدہ اُٹھا کر وہ انتقام کی آگ کو بجھا سکتا ہے لیکن باوجود ان مخالف حالات کے خدا کی پیشگوئیوں کا ایک ایک لفظ پورا ہوتا ہے اور حیرت انگیز طور پر پورا ہوتا ہے اپنے اس مصرعہ کے مطابق

کوئی پا جائیگا عزت اور کوئی رسوا ہوگا

حضور عزت کے ساتھ بری ہوتے ہیں اور دشمن ذلیل و رسوا ہونے کے علاوہ ناکامی کی سیاہی اپنے چہرہ پر ملتے ہوئے گھر واپس جاتا ہے اور اس کی سزا ابھی قائم رہتی ہے اور عدالت عالیہ نے جو سخت الفاظ اس کے لئے استعمال کئے وہ ہمیشہ کے لئے اس کے ماتھے پر کلنک کے ٹیکہ کا کام دیتے رہیں گے

## جناب برق صاحب کی دیانتداری کا نمونہ

قارئین کرام جناب برق صاحب کی دیانتداری ملاحظہ فرمائیں کہ تمام الہامات کو چھوڑ کر صرف آخری سے پہلے الہام کو پیش کرتے ہیں اور اس کا بھی صرف اردو ترجمہ کر دیا ہے عربی الفاظ نہیں لکھے کہ شاید کہیں کسی عربی دان کا ذہن صحیح مفہوم کی طرف منتقل نہ ہو جائے برق صاحب پر یہ بھی واضح ہو جانا چاہیئے کہ قرآن کریم کی آیۃ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ کا یہی مطلب ہے کہ جو اپنے اعمال کے لحاظ سے گمراہ ہونے کا مستحق ہوتا ہے اُسے خدا گمراہی کے راستہ پر لگا دیتا ہے اور جو اپنے اعمال کے لحاظ سے ہدایت پانے کا مستحق ہوتا ہے اسے خدا ہدایت کے راستہ پر لگا دیتا ہے یہی مفہوم اُصلی و اَصوم کا ہے یعنی جو برکتوں کا مستحق ہے اسے برکتوں سے نواز رہا ہے اور جو برکتوں سے محروم رہنے کا مستحق ہے اسے اپنی برکتوں سے محروم رکھ رہا ہے جیسا کہ اس نے حضرت مرزا صاحب اور حضور کے دشمنوں کے معاملہ میں اپنی اس سنت کو عملی جامہ پہنا کر اپنے اس قانون کی صداقت کو ثابت کر دیا۔

## ایک دوسرے الہام کے پیش کرنے میں برق صاحب کی دیانتداری کا نمونہ

قارئین کرام خود ہی غور فرمائیں کہ الہام "اُصلی و اَصوم" کو تمسخر کے طور پر عجیب الہام کا لقب دینا کیا خود لقب دینے والے کی عجیب و غریب ذہنیت پر دلالت نہیں کر رہا۔ عجیب الہامات میں سے ایک الہام برق صاحب نے یہ بھی پیش کیا ہے:۔

"بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے"

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳)

برق صاحب کا پیش کردہ یہ الہام بھی اردو میں نہیں بلکہ عربی میں ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ الہام مذکورہ بالا کو پیش کرتے وقت جناب برق صاحب نے دیانتداری کے تمام ضابطوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور اپنے اس پیش کردہ اصول کو بھی نظرانداز کر دیا ہے جسے وہ حرف اپنی کتاب کے صفحہ ۳۱۸ پر بیان کر چکے ہیں:۔

"ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی
نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو
اس کے مخالف کہے"

لیکن برق صاحب کے پیش کردہ الہام کے جو معنی خود ملہم نے (یعنی حضرت مرزا صاحب نے) بیان کئے ہیں اور جو تشریح اس الہام کی خود انہوں نے فرمائی ہے اسے جناب برق صاحب نے قارئین کرام سے چھپا رکھا ہے دیانتداری کا تقاضا تو یہ تھا کہ الہام کے ساتھ برق صاحب[۲] تشریح بھی درج کرتے تا الہام کے صحیح مفہوم سے قارئین آگاہ ہو جاتے۔

[۲] حضور کی بیان کردہ

## بابو الٰہی بخش کون تھے

اب میں ذیل میں اصل الہام اور حضور کی بیان کردہ تشریح درج کرتا ہوں۔ تا قارئین کرام کو اصل حقیقت سے آگاہی ہو جائے۔ لیکن اس سے قبل یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ بابو الٰہی بخش کون تھا تا الہام کا پس منظر سامنے آ جائے۔

بابو الٰہی بخش لاہور میں اکونٹنٹ تھا مسیح موعود کے دعوے سے قبل اس شخص کو حضور سے عقیدت تھی لیکن دعوے مسیح موعود کے اعلان پر حضور سے برگشتہ ہو گیا اور حضور کی شان میں نعوذ باللہ بڑے گستاخانہ الفاظ استعمال کئے نعوذ باللہ کذاب دجال اور مفتری تک کے الفاظ لکھے اور اپنے ملہم ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور اپنے الہامات کی بناء پر خود کو موسےٰ کہنا شروع کر دیا۔ اور ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام عصائے موسےٰ رکھا اور اس میں اپنی ترقی اور کامیابی اور حضور کی نعوذ باللہ ہلاکت کے متعلق الہامات شائع کئے علاوہ ازیں حضور پر بڑے ناروا حملے بھی کئے۔ اس شخص کے متعلق حضرت مرزا صاحب کو بھی الہاماً بتلایا گیا کہ یہ شخص طاعون سے ہلاک ہوگا چنانچہ پیشگوئی کے مطابق یہ شخص طاعون سے ہی ہلاک ہوا اس شخص کے متعلق گو پیشگوئیاں بہت ہیں لیکن اس وقت صرف اسی پیشگوئی کا ذکر کیا جائے گا جس کا ذکر جناب برق صاحب کے پیش کردہ الہام میں ہے۔

## اصل الہام اور اس کی تشریح

بابو الٰہی بخش کے مختصر حالات بیان کرنے کے بعد میں اب اصل الہام اور اس کی وہ تشریح درج کرتا ہوں جو حضرت مرزا صاحب نے خود اس الہام کی فرمائی ہے حضور فرماتے ہیں:۔

"بابو الٰہی بخش صاحب نے جب کتاب عصائے موسیٰ تالیف کی تو اس تالیف کا باعث یہی تھا کہ انہوں نے مجھے فرعون قرار دیا اور اپنے تئیں موسیٰ ٹھہرایا اور بار بار لکھا کہ مجھے خدا سے الہام ہوتے ہیں کہ یہ شخص کذاب اور دجال اور مفتری ہے تب میں نے انکی کتاب پڑھ کر اپنے رسالہ اربعین نمبر ۴ کے حاشیہ پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی جس میں ایک پیشگوئی اور دعا ہے اور وہ یہ ہے "افسوس کہ انہوں نے (یعنی بابو الٰہی بخش صاحب نے) آیت ویل لکل ھمزۃ لمزۃ کے ذیل کے وعید سے کچھ بھی اندیشہ نہیں کیا اور نہ انہوں نے آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم کی کچھ بھی پرواہ کی وہ بار بار میری نسبت لکھتے ہیں کہ میں نے ان کو تسلی دے دی کہ میں آپ کے افترا کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کروں گا سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش نہیں کروں گا بلکہ میں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دکھ دیا ہے اس لئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری کر کے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱ دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا

بر مقام فلک شدہ یارب
گر امید کے وہم دار عجب - بعد ۱۱ -

انشاء اللہ تعالیٰ - مگر بہرحال ایک نشان میری براءت کے لئے اس مدت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کرے گا - خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو پہاڑ ٹل جاتے ہیں - دریا خشک ہو سکتے ہیں موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پورا نہ ہو لے -

اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے یریدون ان یروا طمثک واللہ یرید ان یریک انعامہ - الانعامات المتواترۃ - انت منی بمنزلۃ اولادی - واللہ ولیک وربک فقلنا یا نار کونی بردا یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی یا ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے - یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو حیض قدرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے یہی طمث انسانی ترقیات کا موجب ہے - اسی بناء پر صوفیہ کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کر سکتا آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا اسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کر کے استغفار میں مشغول رہا ہے اور وہی خوف ترقیات کا موجب ہوتا رہا ہے خدا فرماتا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین پس ہر ایک ابن آدم اپنے اندر ایک حیض کی ناپاکی رکھتا ہے مگر وہ جو سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے وہی حیض اس کا ایک پاک لڑکے کا جسم تیار کر دیتا ہے اسی بناء پر خدا میں فانی ہونے والے اطفال اللہ کہلاتے ہیں لیکن یہ نہیں کہ وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہیں - کیونکہ یہ تو کلمہ کفر ہے اور خدا بیٹوں سے پاک ہے بلکہ اس لئے استعارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں اسی مرتبہ کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کر کے فرمایا گیا ہے فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا یعنی خدا کو ایسی محبت اور دلی جوش سے یاد کرو جیسا کہ بچہ اپنے باپ کو یاد کرتا ہے - اسی بناء پر ہر ایک قوم کی کتابوں میں اَب یا پِتا کے نام سے خدا کو پکارا گیا ہے اور خدا تعالیٰ کو استعارہ کے رنگ میں ماں سے بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یہ کہ جیسے ماں اپنے پیٹ میں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ کے پیارے بندے خدا کی محبت کی گود میں پرورش پاتے ہیں اور ایک گندی فطرت سے ایک پاک جسم انہیں ملتا ہے سو اولیاء کو جو اطفال حق کہتے ہیں یہ صرف ایک استعارہ ہے ورنہ خدا اطفال سے پاک اور لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے -

اور پھر مذکورہ بالا الہامات میں فقرہ ہے فقلنا یا نار کونی بردا

اس فقرہ سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ بابو الٰہی بخش نے اپنی کتاب سے لوگوں میں فتنہ کی آگ بھڑکا دی ہے ہم اس آگ کو ٹھنڈی کر دیں گے سو بابو الٰہی بخش کی موت نے ان تمام پیشگوئیوں کو پورا کر دیا - الحمد للہ علیٰ ذلک -

دوسری پیشگوئی بابو الٰہی بخش صاحب کی موت کے بارے میں وہ ہے جو ماہ مارچ ۱۹۰۷ء میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو کر بدر اور الحکم میں شائع ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے -

ایک موسیٰ ہے میں اس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اس کو عزت دوں گا پر جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اس کو گھسیٹوں گا اور اس کو دوزخ دکھلاؤں گا میرے نشان روشن ہو جائیں گے - میرا دشمن ہلاک ہو گیا یعنی ہلاک ہو جائے گا ہن اس دا لیکھا خدا نال جا پیا ہے -

خدا نے اس جگہ میرا نام موسیٰ رکھا جیسا کہ آج سے پچیس برس پہلے براہین احمدیہ کے کئی مقامات میں میرا نام موسیٰ رکھا گیا - خلاصہ الہام یہ ہے کہ اس زمانہ میں موسیٰ ایک ہی ہے دو نہیں ہیں اور وہ جو دوسرا موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ کاذب ہے اور پھر فرمایا کہ وہ جو میری طرف سے موسیٰ ہے وقت آگیا ہے کہ میں اس کو ظاہر کروں اور لوگوں میں اس کو عزت دوں پر جس نے میرا گناہ کیا ہے یعنی محض دروغگوئی کے طور پر موسیٰ بنا ہے میں اس کو گھسیٹوں گا یعنی ذلت دکھلاؤں گا اور ذلت کی موت دوں گا اور اس کو دوزخ دکھلاؤں گا یعنے وہ طاعون میں مبتلا ہو کر مرے گا -

یہ پیشگوئی پوری تصریح کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی کیونکہ اس زمانہ میں میرے مقابل پر موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرنے والا صرف بابو

الٰہی بخش تھا جس کو خدا نے طاعون سے ہلاک کیا اور ان کی بیماری اور موت سے پہلے عام طور پر اخبار بدر اور الحکم کے ذریعہ ہزاروں انسانوں میں یہ الہام الٰہی شائع کیا گیا۔ آخر ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یاد رہے کہ میرے تمام الہامات میں جہنم سے مراد طاعون ہے۔ پس یہ عظیم الشان پیشگوئی تھی جس میں پیش از وقت بتلایا گیا تھا کہ بابو الٰہی بخش صاحب طاعون سے فوت ہوں گے"

## قابلِ غور جملہ

جناب برق صاحب اور ان کے ہمنوا مندرجہ بالا عبارت میں سب سے پہلے اس جملہ پر غور کریں ؛۔

" لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابلِ شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دکھ دیا ہے اس لئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مر دوں جب تک کہ میرا صادق اور خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری کر کے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے الا ان لعنۃ اللہ علی الکاذبین"

اس کے متعلق حضور کو الہام ہوا :۔

" بر مقام فلک شدہ یا رب۔ گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱۔ انشاء اللہ تعالیٰ "

اب کیا یہ واقعہ نہیں کہ بابو الٰہی بخش صاحب اپنی تمام پیشگوئیوں کے باطل ہونے کو حسرت کے ساتھ دیکھتا ہوا حضور کی پیشگوئی کے مطابق طاعون کا شکار ہو کر اس دارِ فانی سے ہمیشہ کے لئے اپنے سینہ میں ناکامیوں کی تلخیوں کو لئے ہوئے رخصت ہو گیا۔

## ایک حدیث کی صداقت

حدیث میں آتا ہے کہ مظلوم کی آہ آسمان پر پہنچکر خدا کے عرش کو ہلا دیتی ہے حضرت اقدس سخت مظلوم تھے آپ کی دلی آہ جیسا کہ الہام سے واضح ہوتا ہے آسمان پر پہنچی اور اس نے خدا کے عرش کو ہلا دیا اور خدا کی طرف سے قبولیت کی بشارت مل گئی اور طاعون کی شکل میں خدا کے عذاب نے جھوٹے الزام لگانے والے کو پکڑ کر ہلاکت کے گڑھے میں ایسا دھکیل دیا کہ دوسروں کے لئے عبرت بن گیا اور دنیا پر ہمیشہ کے لئے اس امر کو ثابت کر دیا کہ حضور کا دامن ایسے تمام الزامات سے پاک تھا جو بابو الٰہی بخش جیسے قماش کے لوگ حضور پر لگاتے رہتے تھے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حدیث بھی بالکل سچی ہے احادیث کے منکرین بھی اس پر غور کریں۔

الہام میں بعد ۱۱ کے الفاظ بھی قابلِ غور ہیں الہام کے وقت حضور کو اس کا مفہوم سمجھ نہیں آیا لیکن بعد میں ایک اور الہام ہوا جس کے معنی یہ تھے کہ میں چودہ چارپایو

کو ہلاک کروں گا ان میں چھ[۱۱] خاص دشمن پیشگوئیوں کے مطابق ہلاک ہو گئے تو بارھویں نمبر پر بابو الٰہی بخش صاحب ہلاک ہوئے اور دو ان کے بعد ہلاک ہوئے اس سے "بعد ۱۱" کے معنی بھی کھل گئے اور ساتھ ہی اس حقیقت پر سے بھی پردہ اٹھ گیا کہ یہ الہامات نہ تو حضرت مرزا صاحب کے دماغ کا اختراع[م] جس نے اپنے وقت پر پورا ہو کر اپنے مفہوم پر سے پردہ اٹھا دیا چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۱ پر اس دوسرے الہام اور الٰہی بخش کے بارھویں نمبر[۱۲] پر ہلاک ہونے کا ذکر موجود ہے۔

[م] صفحہ ۱۳ اور ۱۴ کو حضرت اقدس (الغرض) صفحہ ۱۵ اور ۱۶ کی خیالات کا مجموعہ صفحہ ۱۷ بلکہ محض خدا کی وحی تھی

## طمث کی حقیقت

اسی سلسلہ میں حضور کا وہ الہام ہے جو برق صاحب نے ادھورا پیش کیا ہے اصل الہام یہ ہے :۔

" یریدون ان یروا طمثک واللہ یرید ان یریک انعامہ الانعامات المتواترۃ انت منی بمنزلۃ اولادی واللہ ولیک وربک فقلنا یا نار کونی بردا"

طمث کے معنی صرف خونِ حیض ہی نہیں ہیں بلکہ ہر قسم کی پلیدی اور ناپاکی اور فساد پر اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ خود حضرت اقدس کے ترجمہ سے بھی واضح ہے حضور فرماتے ہیں :۔

" بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے "

برق صاحب الفاظ" یا کسی پلیدی اور ناپاکی" کو عمداً حذف کر گئے ہیں جو نہایت ہی قابلِ افسوس امر ہے حضرت اقدس نے جو طمث کی تشریح فرمائی ہے وہ کیسی ایمان افروز ہے اور عظیم الشان روحانی نکتہ پر مشتمل ہے برق صاحب غور فرمائیں کہ کیا تشبیہ اور استعارہ کا باب اب مسدود ہو چکا ہے اگر نہیں تو پھر آپ نے الہام کے الفاظ پر تعجب کا اظہار کیوں کیا؟ اگر کوئی عورت اپنے بیٹے کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہے کہ چاند آگیا ہے تو کیا برق صاحب یہ سمجھیں گے کہ چاند آسمان سے علیحدہ ہو کر زمین پر آگیا ہے اگر نہیں تو پھر کیوں انہوں نے اس فطرتی کمزوریوں کو جن کو دور کرنے سے ہی انسان روحانی ترقیات کے منازل طے کرتا ہے طمث قرار دینے کو قابلِ تمسخر سمجھا ہے۔ برق صاحب کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ صرف حضرت مرزا صاحب کا ہی معاملہ نہیں بلکہ خدا کے تمام مامورین کے ساتھ ان کے مخالفین کی یہی روش رہی ہے کہ وہ ان کے عیوب کی تلاش میں لگے رہتے تھے تا ان پر حرف گیری کر سکیں اور لوگوں کی نظر میں انہیں گرائیں اسی طرح پر چل کر حضرت مرزا صاحب کے مخالفین بھی اسی ٹوہ میں ہمیشہ لگے رہے کہ کسی طرح حضرت مرزا صاحب کے کوئی

---- نقائص نظر آئیں تو ان کو مشتہر کر کے انہیں بدنام کریں جیسا کہ برق صاحب بھی اس بارے میں ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ حقیقی نقائص تو ان کو نہ مل سکے اس لئے انہیں جھوٹے الزامات ہی تراشنے پڑے جس کا جواب خدا نے ان کے ایڈووکیٹ الٰہی بخش کو عذابِ طاعون میں گرفتار کر کے دے دیا اور ثابت کر دیا کہ یہ سب الزامات جھوٹے ہیں اور حضرت مرزا صاحب خدا کے مقرب بندے ہیں جو کچھ ان کے خلاف کہا جاتا ہے وہ سب ان پر افتراء ہے۔

## دیگر الہامات اور ان کا پورا ہونا

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ برق صاحب نے اس کے بعد کے الہامات کو کیوں نظرانداز کر دیا ہے جن میں حضرت مرزا صاحب پر متواتر انعامات الٰہی کی بارش ہونے کا ذکر ہے اور جن میں وعدہ موجود ہے کہ خدا ان کا ہمیشہ ولی اور مربی رہے گا اور جن میں یہ وعدہ بھی موجود ہے کہ الٰہی بخش اور اس کے ہم نواؤں کی بھڑکائی ہوئی آگ کو خدا بجھا دے گا۔ ان کے علاوہ یہ صریح پیشگوئی بھی موجود ہے کہ حقیقی طور پر موسیٰ ہونے کا مصداق حضرت مرزا صاحب ہی ہیں اور بابو الٰہی بخش جو موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور اس کے دعوے کا جھوٹا ہونا طاعون کے عذاب میں اسے مبتلا کر کے ثابت کر دیا جاوے گا چنانچہ طاعونی موت کا اسے شکار بنا کر اس کے جھوٹ کو ثابت بھی کر دیا گیا۔ اس کے مقابلہ میں الہام کے مطابق حضرت مرزا صاحب پر خدا تعالیٰ کے انعامات کی متواتر بارشیں ہوتی رہیں جس سے پیشگوئی دونوں پہلوؤں کے اعتبار سے سچی ثابت ہو گئی ۔۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اب برق صاحب بتلائیں کہ ان الہامات میں کونسی بات قابلِ تمسخر تھی جس نے انہیں ان پر "عجیب الہامات" کی سرخی جمانے پر مجبور کیا۔



## ہندوستانی احباب

اپنے تمام چندے وغیرہ اہلیہ صاحبہ شیخ محمد انعام الحق صاحب مرحوم و مغفور کے نام بھیجا کریں۔ پتہ حسب ذیل ہے :۔

بیگم صاحبہ شیخ انعام الحق صاحب مرحوم
مکان ۱۶۰ A ملک پیٹھ۔ محلہ اعظم پورہ
حیدرآباد دکن۔ بھارت

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

# یونس علیہ السلام کا معجزہ

## یونسؑ کی پیشگوئی آنحضرت صلعم کے حق میں پوری ہوئی

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

شاید کسی کے دل میں یہ وسوسہ گزرے کہ آنحضرت صلعم اپنے وطن میں ناکام ہو کر مدینہ کی طرف بھاگے۔ اس ہجرت میں سِر یہ ہے کہ آپؐ کا رشتہ مکہ معظمہ کے ساتھ آباؤ اجداد کا وطن ہونے کے لحاظ سے ہے لیکن مدینہ کے ساتھ تعلق ماں کے واسطہ سے یا ننھیال کا شہر ہونے کے اعتبار سے تھا۔ مکہ معظمہ میں آپؐ نے ۱۳ سال تک دشمنوں سے انتہائی دکھ اٹھائے اور ہر قسم کے مصائب برداشت کئے اس طویل مدت کا مقابلہ یونسؑ اور مسیحؑ کے مختصر سے وقت سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ۱۳ سال کا طویل عرصہ دکھ اور اذیتوں کا ایک پیہم سلسلہ اپنی مدت کے اعتبار سے اور دکھوں کی نوعیت کے لحاظ سے بے مثال تھا تو دوسری طرف صبر کی کیفیت کی رُو سے بھی بے نظیر تھا۔ نہ یونسؑ کا اور نہ مسیحؑ کا زمانۂ دکھ اس طوالت کو پہنچا اور نہ دکھ کی نوعیت اس شدت کو پہنچی۔ مسیحؑ کی زندگی میں ان کے حواریوں کی کوئی آزمائش نہیں ہوئی، کیونکہ دولہا برات کے ساتھ تھا (متی ۹ : ۱۴) اور پھر خدا باپ اپنے بیٹے کو گود میں اٹھائے پھرتا تھا جہاں خطرہ ہوتا تھا وہ پہلے سے اطلاع دیتا خبردار وہاں چلے جاؤ اور وہاں نہ جاؤ۔ مگر رسول اللہ صلعم نے زخم کھائے اور جان جانے کے خطرے پیدا ہوئے آپؐ کے صحابہؓ کے ایمان کی وجہ سے کڑی آزمائشیں ہوئیں اور وہ اپنے عزیز وطن گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ یہ آبائی شہر میں آزمائش کا حال تھا۔ مگر آپؐ نے مکہ نہ چھوڑا۔ جب ان لوگوں نے آپؐ کی جان لینے کا ہی منصوبہ پختہ کر لیا گویا ان لوگوں پر اتمام حجت ہو گئی اور وہ چھوٹے سے لے کر بڑے تک قاتل قرار پا گئے تو آپؐ کو حکم ہوا کہ اپنے ننھیال میں بھی تبلیغ کرو۔ قصہ مختصر آپ نے اپنے آبائی وطن اور ماں کے شہر دونوں میں حق تبلیغ ادا کیا اور آپؐ دونوں مقامات پر کامیاب اور مقبول ہوئے اور اسی طرح یونسؑ نے ہجرت کے بعد نینوہ واپس آ کر کامیابی حاصل کی اور نینوہ کو اللہ تعالیٰ نے تباہی سے بچا لیا۔ مگر مسیحؑ کے حق میں یہ پیشگوئی نہ تھی انہیں نہ ماں کے وطن میں نہ باپ کے وطن میں نہ اپنے ملک میں کوئی کامیابی نصیب ہوئی وابستہ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل میں انہیں ضرور کامیابی حاصل ہوئی جو کشمیر اور افغانستان میں آباد تھے) اور انہیں مجبور ہو کر یہ کہنا پڑا کہ کوئی نبی اپنے وطن میں مقبول نہیں ہوا (لوقا ۴ : ۲۴) اور یہ فقرہ اس حد تک ٹھیک ہے کہ کم از کم مسیحؑ اپنے وطن میں مقبول نہیں ہوئے۔ کیونکہ یونسؑ تو پھر بھی نینوہ میں مقبول ہوا اور وہ شہر تباہی سے بچ گیا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جگہ کامیاب ہوئے نہ صرف مکہ اور مدینہ بلکہ کل عرب آپؐ پر ایمان لے آیا جو باعتبار منصب رسالت انتہائی کامیابی ہے یعنی آفتاب رسالت جو برج حوت میں چھپا ہوا تھا بالآخر افق عالم پر جلوہ گر ہوا یہی معنی ہیں کہ "دیکھو یہاں ایک یونسؑ سے بڑا ہے" (متی ۱۲ : ۴۱) کیونکہ رسول اللہ صلعم نے اپنی قوم کی انتہائی دشمنی اور سفاکی کے بالمقابل بد دعا نہیں کی آپؐ صرف مومنوں کے لئے ہی رحمت نہ تھے دشمنوں کے لئے بھی رحمت تھے۔ بخلاف اس کے جناب مسیحؑ نے یروشلم اور یہودی قوم کی تباہی کی بد دعا دی اور یسوع ہیکل سے نکل کے چلا گیا اور اس کے شاگرد اس کے پاس آئے کہ اسے ہیکل کی عمارتیں دکھائیں (یعنی آپ نے اپنی عمر کے آخری سال تک خدا کے گھر کی عمارتیں بھی نہ دیکھی تھیں) یسوع نے ان سے کہا تم یہ سب چیزیں دیکھتے ہو میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہاں ایک پتھر پتھر پر نہ چھوٹے گا جو گرایا نہ جائے گا" (متی ۲۴ : ۱ - مرقس ۱۳ : ۱)

لوقا میں ہے :-

> اور جب نزدیک آ کر شہر کو دیکھا اس پر رویا۔۔۔۔۔ اور کہا وے دن تجھ پر آئیں گے کہ تیرے دشمن تجھ پر مورچہ باندھ کے اور چاروں طرف گھیر کے تجھے سب طرف سے تنگ کریں گے اور تجھ کو اور تیرے لڑکوں کو جو تجھ میں ہیں خاک میں ملا دیں گے اور تجھ میں پتھر پر پتھر نہ چھوڑیں گے اس لئے کہ تو نے اس وقت کو کہ تجھ پر نگاہ تھی نہ پہچانا"
>
> (لوقا ۱۹ : ۴۳ و ۴۴)

یہ ہے وہ سلامتی کا شہزادہ جو بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش کرنے گود میں اٹھانے اور بچانے کے لئے آئے تھے۔ وہی آپ اپنی بھیڑوں کی ہلاکت اور تباہی کی بد دعا کر رہے ہیں۔

پس ایک ہی رحمۃ للعالمین تھا جس نے اپنے دشمنوں کی بربادی کی دعا نہ کی باوجود اس کے کہ آپ کی قوم نے آپ کو انتہائی دکھ دیئے اس کے ساتھیوں کو طرح طرح کے عذاب دیئے مسلمان عورتوں کو وحشیانہ طریق پر چیر کر دو ٹکڑے کر دیا وہ جان بچا کر مدینہ پہنچا تو ننگی تلواروں سے اس کا تعاقب کیا مگر اس کا نتیجہ یہ نہ ہوا کہ قریش تباہ ہو جاتے اگر آپ بھی نوحؑ، یونسؑ اور مسیحؑ کی طرح بد دعا کرتے تو قریش یقیناً تباہ ہو جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیشتر سے خبردار کر دیا تھا لاتکن کصاحب الحوت دکھوں سے تنگ آ کر قوم کو بد دعا نہ دینا اور یہ حکم آپ کی فطرت کے عین موافق تھا اور اس کا نتیجہ وہ بے نظیر کامیابی ہے کہ آپ اپنے مادری وطن مدینہ جا کر کامیاب ہوئے، تو باپ کے وطن مکہ معظمہ میں بھی بے نظیر فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے بے نظیر فاتح جس نے شہر فتح کر لیا مگر دشمن کے خون کا قطرہ نہ گرایا (سر ولیم میور کی لائف اوف محمدؐ) اور آپ کے خون کے پیاسے سب کے سب شرمندہ ہو کر سامنے حاضر ہوئے تو آپ نے نہ صرف سب خون معاف کر دیئے بلکہ فرمایا لاتثریب علیکم الیوم، رحمت کی انتہا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی میں آج کے دن جو میری فتح اور کامرانی کا دن ہے تمہیں ملامت بھی نہیں کرتا مسیحؑ نے اس کے متعلق فرمایا اور کتنا درست اور سچا فرمایا:

> "نینوہ کے لوگ انصاف کے دن اس پشت کے ساتھ کھڑے ہوں گے اور اسے ملامت کریں گے کیونکہ انہوں نے توبہ کی یونس کی تبلیغ پر اور دیکھو یہاں ایک یونس سے بڑا ہے"
>
> متی ۱۲ : ۴۱ لوقا ۱۱ : ۳۲)

یونسؑ سے بڑا وہ نہیں جسے اپنوں اور بیگانوں دونوں نے قبول نہیں کیا اور اس نے ان کی ہلاکت اور بربادی کی پیشگوئی کی بلکہ وہ جس نے سب سے بڑھ کر صبر کا نمونہ دکھایا اور اس کی قوم نے بالآخر اسے قبول کر لیا۔ کامیابی نام ہی اس کا ہے کہ کسی کے دشمن ہلاک نہ ہوں بلکہ اس کے جاں نثار دوست بن جائیں۔

### یونسؑ اور مسیحؑ کی یہ پیشگوئی آنحضرتؐ کے حق میں پوری ہوئی اسپر داؤدؑ کی تصدیق

حضرت یونسؑ کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ یعنی شہر نینوہ میں انتہائی دکھ اور درد کی حالت میں کی وہ داؤدؑ کے زبور باب ۳ میں مذکور ہے۔

> "اے خداوند میرے لئے سپر ہے تو میری شوکت اور میرا سر فراز کرنے

(باقی بر صـ۱۳ کالم ۳)

# نائیجیریا — مغربی افریقہ میں تبلیغِ اسلام

## میاں بشیر احمد صاحب منٹو کا مکتوب

### تبلیغ اسلام کی اہمیت

محبی مشفقی ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

یہ بات ہمارے لئے بے حد خوشی کی موجب ہے کہ مسلمانوں کی مختلف جماعتیں اشاعت اسلام کی اہمیت کو اب محسوس کرنے لگی ہیں۔ حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آنے کی یہی غرض بیان کی تھی اور اسی طرف لوگوں کو پکارا تھا۔ اس وقت ان کی آواز پر لبیک کہنے والوں کی تعداد بہت مختصر تھی۔ عام طور پر صدا بصحرا ثابت ہوئی مگر جن خوش قسمت افراد نے ان کی متابعت کی اور دنیا کے مختلف حصوں میں توحید کا نعرہ بلند کرنے کے لئے پھیل گئے انہوں نے اپنے عمل سے تھوڑے ہی عرصہ میں ایسے خوشگوار نتائج پیدا کئے کہ اشد درجے کے مخالف بھی اللہ تعالےٰ کے مامور کی صداقت کا انکار نہ کر سکے اور اب کون شخص ہے جو یہ تسلیم نہیں کرتا کہ دین الٰہی کی تبلیغ ہی ایک ایسی سیڑھی ہے جس کے ذریعے مسلمان بام عروج پر چڑھ سکتا ہے اور یہی ایک ایسا طریق ہے جس سے قرآن مجید کا یہ وعدہ کہ عزت اللہ کے لئے ہے اور رسولؐ کے لئے اور مومنوں کے لئے پورا ہو سکتا ہے۔

### نائیجیریا میں عیسائیت کے مقابلہ میں مسلمانوں کی حالت اور ایک مبلغ کی مشکلات

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اشاعت اسلام ایک انقلاب آور چیز ہے مگر اس انقلاب کو لانے کے لئے صبر، ہمت اور استقلال کی ضرورت ہے۔ اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ یہ کام بہت مشکل ہے خصوصیت سے اس زمانہ میں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے مدمقابل وہ لوگ ہیں جو ہم پر سیاسی مالی اور تعلیمی ہر لحاظ سے فضیلت رکھتے ہیں۔ پھر ان کے کام کرنے والوں کی تعداد ہم سے بہت زیادہ ہے اور وہ ہمیں شکست دینے کے لئے کسی حربہ سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ نائیجیریا میں مثال کے طور پر لیگوس یونیورسٹی میں پچھتر میں سے صرف تین مسلمان طالب علم ہیں۔ کنگز کالج کے اساتذہ کی تعداد پینتالیس ہے مگر ان میں ایک استاد بھی مسلمان نہیں۔ مسلمانوں کے اپنے جو چند ایک ہائی سکول ہیں اُن میں بھی بہت سے استاد مسیحی ہیں بعضوں کے تو ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل تک کرسچئین ہیں۔ سیاسی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ وزیر اعظم اور چند دوسرے وزراء مسلمان ہیں مگر اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ مسلمانوں کو ملک کی سیاست میں اقتدار حاصل ہے، ان ہی وزراء کی موجودگی میں پبلک سکولوں کے کرسچئین پرنسپل مسلمان طلباء کو اتوار کے دن گرجا میں لے جاتے ہیں اور کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ اس پر احتجاج کر سکے۔ پبلک سکولوں کی جب یہ حالت ہے تو کرسچئین سکولوں میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ گورنمنٹ ہسپتالوں میں مریض کو ایک فارم پُر کرنی پڑتی ہے۔ اس میں ذاتی نام کی جگہ "کرسچئین نیم" (Christian Name) کے الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔ لیگوس میں مسلمانوں کی آبادی عیسائیوں سے زیادہ ہے مگر اقتدار چونکہ عیسائیوں کا ہے اس لئے وہ ہر بات اپنی منشاء کے مطابق کرتے ہیں۔ بہت سی مسلمان عورتیں عیسائیوں کے ساتھ بیاہی ہوئی ہیں یا لونڈیوں کے طور پر ان کے ساتھ رہتی ہیں ان کی اولادیں ہمیشہ اپنے باپوں کا مذہب اختیار کرتی ہیں، ان حالات میں ایک مسلمان مبلغ کو کام کرنا ہے۔ اگرچہ کام مشکل ہے مگر اللہ تعالےٰ پر توکل کرنے والے کے لئے مایوس کُن نہیں بلکہ وہ اس یقین کے ساتھ کام کرتا ہے کہ مشکلات کے یہ پہاڑ ضرور ریزہ ریزہ ہو کر رہیں گے۔

### تبلیغی میدان میں اتحاد کی ضرورت

مسلمانوں کی جو جماعتیں تبلیغ کے میدان میں قدم رکھنا چاہتی ہیں ان کے لئے لازمی ہے کہ وہ حسن ظن سے کام لیں اور آپس کے اختلافات کو برداشت کریں پوپ نے حال ہی میں جو اعلان کیا ہے اس سے وہ بخوبی واقف ہوں گی۔ اس نے ان تمام لوگوں کو دعوت اتحاد دی ہے جو اپنے آپ کو کرسچئین کے نام سے موسوم کرتے ہیں، وہ ان تمام ناانصافیوں اور ظلموں کو بھولنے اور معاف کرنے کے لئے تیار ہے جو رومن کیتھولک کے خلاف روا رکھی گئیں اور وہ چاہتا ہے کہ پروٹسٹنٹس بھی اسی طرح ان ناانصافیوں اور ظلموں کو بھول جائیں اور معاف کر دیں جو ان کے خلاف کیتھولکس نے کئے۔ تبلیغ کا شوق رکھنے والی جماعتوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

### مسلم مشن کمیونٹی میں میری تقریر

مسلم مشن کمیونٹی نے ہر دوسری اتوار کو اپنے ہال میں مجھے تقریر کرنے کی دعوت دی ہے۔ ۲۹ ستمبر کی صبح کو مجھے وہاں بولنا تھا اور اسی دن "اپر کنگ سٹریٹ" UPPER KING STREET کے نوجوانوں کو خطاب کرنے کا بھی پروگرام تھا۔ بارش اس زور سے ہو رہی تھی کہ باہر نکلتے ہوئے ڈر لگتا تھا، جہاں مجھے تقریریں کرنی تھیں، وہ جگہیں بھی ایسی گلیوں میں واقع تھیں کہ وہاں تک ٹیکسی نہیں جا سکتی تھی۔ بہرحال میں اپنے وعدے کے مطابق دونوں جگہ وقت معیّنہ پر پہنچ گیا۔ اپر کنگ سٹریٹ کے نوجوان مجھے دیکھ کر بہت تعجب کرنے لگے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ایسی حالت میں جب کہ بارش موسلا دھار ہو رہی ہے اور ان کی گلیوں میں پانی ایک فٹ کی بلندی پر پہنچ گیا ہے میرا ان کے ہاں جانا نہ ہو سکے گا۔ زمرۃ الاسلامیہ ہائی سکول، یابا کے طالب علموں کی بزم کے سیکرٹری سلیمان ڈیوڈ بھی اسی محلہ میں رہتے تھے وہ کہنے لگے مجھے تو یقین تھا کہ مسٹر منٹو اپنے وعدہ کے مطابق ضرور آئیں گے موسم کی خرابی اُن کے راستے میں حائل نہیں ہو سکے گی۔ مجھے ان کے متعلق ذاتی تجربہ ہے، ہمارے سکول میں بھی ایک دفعہ ہماری دعوت پر وہ تقریر کرنے کے لئے آئے تھے۔ اس دن بھی بارش ہو رہی تھی اور ہمارے سکول کے ارد گرد پانی ہی پانی تھا مگر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ اپنے جوتوں کو ہاتھوں میں اُٹھائے اطمینان کے ساتھ ہماری طرف چلے آ رہے ہیں۔

اسی مجلس میں ایک عیسائی سنار نے جب یہ بات سُنی تو پکار اُٹھا کہ مجھے یقین ہے کہ ان کا مشن کامیاب ہو کر رہے گا۔ ہم سب نے مل کر دعا کی کہ اے رب العالمین ہم تیرے عاجز بندے ہیں۔ تیری نصرت پر ہمیں بھروسہ ہے۔ ہم بے حد کمزور ہیں۔ ہمیں اپنی طاقت عطا کر اور ہماری کمزوریوں کو دُور فرما۔ مایوسیوں نے ہمیں گھیر رکھا ہے اور مشکلات کے پہاڑ راستہ روکے کھڑے ہیں۔ تیری روشنی ہمیں درکار ہے کہ ہم سیدھے راستہ پر چلتے رہیں۔ ہماری ہمتوں کو پست نہ ہونے دے اور حوصلہ دے کہ ہم تیرے دین کے پرچم کو بلند رکھیں۔ تیری رحمت سے بعید نہیں کہ نائیجیریا کے لوگوں کے سینے تیرے نور سے منوّر ہوں اور سوائے تیرے اور کسی کی عبادت نہ کریں۔

### مسیحیّت پر ایک کتاب

الحاج ایل۔ بی۔ آگسٹو، بیرسٹر ایٹ لاء، لیگوس نے ایک کتاب Jesus on the advent of Muhammad پر لکھی ہے۔ ان کا اصرار تھا کہ اس کا دیباچہ میں لکھوں میں نے بہت کچھ معذرت کی۔ مگر انہوں نے میرے عذروں کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا۔ مجبوراً مجھے سرِ تسلیم

ختم کرنا پڑا۔ وہ کتاب چھپنے کے لئے ایک مطبع کے حوالے کر دی گئی ہے۔ اس مہینہ کے اندر انشاء اللہ تعالےٰ تیار ہو جائے گی۔

## ریڈیو پر تقریریں نشر کی گئیں

ستمبر کے مہینہ میں این۔بی۔سی نے میری دو تقریریں نشر کیں۔ پہلی غزوہ احد پر تھی اور دوسری غزوۂ احزاب پر۔ یہ سلسلہ انشاء اللہ اسی طرح جاری رہے گا۔

## پیغام صلح کا انتظار

"پیغام صلح" کا ہمیشہ مجھے انتظار رہتا ہے۔ اگر دیر سے آئے تو طبیعت بے چین ہو جاتی ہے اسی کے ذریعہ فاصلہ کی دوری کے باوجود جماعت کا قرب حاصل ہوتا ہے اور اس کی خوشی اور غم میں شریک ہونے کا موقع ملتا ہے۔

## ڈاکٹر این اے خان کی وفات کا صدمہ

گیارہ ستمبر کے "پیغام صلح" میں ڈاکٹر این اے خان صاحب کی وفات کی خبر پڑھ کر حد سے زیادہ رنج ہوا۔ انتہائی خواہش کے باوجود میں اُن سے کبھی نہ مل سکا۔ البتہ ایک مدت سے ان سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری تھا۔ میرے امریکہ کے قیام کے دوران میں، پھر پاکستان واپس آنے کے بعد اور اب نائیجیریا میں اُن کے باقاعدہ خطوط آتے رہے ان کا آخری خط مجھے بارہ اگست کو ملا تھا۔ انہوں نے اپنے کسی ایک خط میں بھی اپنی بیماری کا کوئی ذکر نہیں کیا غالباً وہ اپنے محبوں کو کوئی ایسی خبر نہیں دینا چاہتے تھے جس سے ان کو رنج ہو۔ ایسا مخلص اور بے لوث محبت والا آدمی شاذ ہی ہوتا ہے، جس محنت اور ایثار سے وہ دین کی خدمت بجا لاتے رہے ہیں اس کی مثال اس زمانہ میں کم ہی دیکھنے میں آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار

بشیر احمد منٹو۔

## تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ از صفحہ ۲)

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اور دیگر دنیا کے مسلمانوں کو ترقی دے اور آپ کی کوششیں بار آور ہوں۔ آپ کا شکریہ

اور جو چیزیں میں نے اوپر لکھی ہے امید ہے آپ مجھے ارسال کریں گے۔ والسلام

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا جا رہا ہے)

## جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے بجو وہ سہولت سے دے سکیں دے دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ر نومبر ۱۹۶۳ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ر نومبر ۶۳ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۹ر نومبر ۱۹۶۳ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی۔پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے۔ چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(منیجر)

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۱۹ | 6.00 ° | ۲۹۲ | 6.00 |
| ۳۰ | 6.00 | ۳۰۶ | 24.00 |
| ۴۷ | 24.00 | ۳۲۰ | 12.00 |
| ۵۱ | 12.00 | ۳۲۷ | 24.00 |
| ۵۶ | 6.00 | ۳۳۱ | 6.00 |
| ۶۲ | 6.00 | ۳۴۴ | 6.00 |
| ۷۲ | 6.00 | ۳۶۹ | 6.00 |
| ۷۳ | 6.00 | ۴۴۰ | 18.00 |
| ۸۲ | 12.00 | ۴۵۶ | 6.00 |
| ۸۸ | 6.00 | ۴۸۴ | 6.00 |
| ۹۰ | 6.00 | ۵۲۹ | 6.00 |
| ۹۶ | 6.00 | ۵۵۵ | 12.00 |
| ۱۰۶ | 24.00 | ۵۸۳ | 6.00 |
| ۱۵۰ | 6.00 | ۶۰۰ | 6.00 |
| ۱۶۱ | 6.00 | ۶۳۰ | 12.00 |
| ۱۷۲ | 6.00 | ۶۴۵ | 6.00 |
| ۲۲۰ | 6.00 | ۶۴۸ | 18.00 |
| ۲۴۴ | 6.00 | ۷۱۰ | 12.00 |
| ۲۶۹ | 6.00 | ۷۱۷ | 12.00 |
| ۲۷۸ | 6.00 | ۷۴۵ | 6.00 |
| ۱۰۸۱ | 6.00 | ۲۱۱۹ | 6.00 |
| ۱۰۸۳ | 6.00 | ۸۲۱۲۹ | 6.00 |
| ۱۰۹۴ | 6.00 | ۲۱۴۴ | 6.00 |
| ۱۰۹۵ | 6.00 | ۲۱۵۸ | 6.00 |
| ۲۰۷۹ | 6.00 | ۲۱۶۳ | 6.00 |
| ۲۰۵۸ | 6.00 | ۲۱۶۶ | 6.00 |
| ۲۰۵۹ | 18.00 | ۲۱۶۳ | 6.00 |
| ۲۰۸۵ | 6.00 | ۲۱۶۹ | 6.00 |
| ۲۱۱۵ | 6.00 | ۲۰۳۸ | 6.00 |
| ۲۱۲۰ | 6.00 | | |
| ۲۱۲۸ | 6.00 | ۲۰۳۲ | 6.00 |

### رعایتی

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۲۴/R | 8.00 | ۳۱/R | 3.00 |
| ۲۹/R | 8.00 | ۱۹۸/R | 6.00 |
| ۳۹/R | 3.00 | ۲۰۱/R | 20.00 |

## یونس علیہ السلام کا معجزہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

والا ہے میں خداوند کی طرف اپنی آواز بلند کرتا ہوں وہ میری دعا اپنے کوہ مقدس پر سے سن لیتا ہے۔ سلاہ۔ میں لیٹ گیا اور سو رہا میں جاگ اُٹھا کیونکہ خداوند میرا نگہبان ہے دس ہزار آدمیوں نے مجھے گھیر لیا ہے پر میں ان سے نہیں ڈرنے کا۔ اُٹھ اے خداوند میرے خدا مجھے بچا کر تو نے میرے سارے دشمنوں کے گال پر طمانچے مارے تو نے شریروں کے دانت توڑے۔ نجات خداوند ہی سے ہے تیری برکت تیرے لوگوں پر ہے۔ سلاہ۔ (زبور ۳: ۳۔۸)

اس دعا کا ایک ایک لفظ ثابت کرتا ہے کہ اس میں آنحضرت صلعم کے دس ہزار دشمنوں کا ذکر ہے جن کے نمائندوں نے قصی بن کلاب کے گھر میں جمع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان لینے کا فیصلہ کیا مگر دوسری طرف اللہ تعالےٰ جو آپؐ کا اکیلا نگہبان تھا اس نے آپؐ کو سوتے سے جگا کر اس مشورہ کی اطلاع دے دی یہ بھی اس میں مذکور ہے آپؐ کا دشمنوں سے بے خوف ہونا بھی بتا دیا ہے اور آخر پر دشمنوں کا انجام صفائی سے بیان کیا۔ پس یہ پیشگوئی ایک Quadrilateral چار قلعوں سے مضبوط دلیل ہے یونسؑ کی پیشگوئی مسیحؑ کی تائید۔ حضرت داؤدؑ کی تصدیق اور آنحضرت صلعم کے واقعات کا اس کے ہر حرف کے مطابق وقوع پذیر ہونا فالحمد للہ علیٰ ذالک کہ اللہ تعالےٰ نے یہ مخفیہ حقائق اپنے ایک حقیر بندے پر ظاہر فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ

# ایک خط کے جواب میں

برادرم مولوی محمود حسن صاحب دریاپور - ڈاکخانہ کوڈ، کٹک - بھارت سے تحریر فرماتے ہیں :-

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

" گذارش آنکہ میں صوبہ اڑیسہ انڈیا کا باشندہ ہوں - پیغام صلح اور دوسری کتابیں اپنے غالی قادیانی رشتہ داروں کو دیتا رہتا ہوں - پیغام صلح ۲ اکتوبر ۱۹۶۳ میں محمد صالح نور (عربی فاضل) لائل پور کا مضمون " حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد پر جماعت ربوہ کا ناپاک حملہ پڑھنے کیلئے غالی عقائد والوں کو دیا اکثر تعلیمیافتہ طبقہ اور اکثر میرے رشتہ دار پڑھ کر ان الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ یہ جو ص ۱۳ کالم تین میں لکھا ہے " دوسری طرف خلیفہ صاحب نے جس قدر مبلغین اور مبشرین امریکہ اور یورپ میں بھیج رکھے تھے ان کی غالب اکثریت مشنوں سے علیحدہ ہو کر مرکز کو جواب دے بیٹھی ان کی فہرست بہت طویل ہے "

الیٰ آخرہ وہ قادیانی غالی یہ کہتے ہیں اگر اس بات کا کہ مبلغین علیحدہ ہو گئے ہیں جن مبلغین پر خلیفہ کو ناز تھا وہ کون کون علیحدہ ہوئے اس کا بیّن ثبوت دیں تو ہم سب لاہوری جماعت سے تعلق کر لیں گے . ان ۱۸ - آدمیوں نے تحریری مجھ کو لکھ کر دے دیا ہے . لہٰذا جلد از جلد ان کے اخبار یا کوئی معتبر آدمی کے قول سے ثبوت دیں تاکہ یہ لوگ صحیح راستہ پالیں، تاکید جانیں "

یہ خط مراسلہ نگار محمد صالح نور صاحب کو جواب کے لئے بھیجا گیا، جنہوں نے حسب ذیل جواب لکھ کر بھیجا ہے :-

گذارش ہے کہ میرے مضمون میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ یورپ اور امریکہ کے بہت سے مبلغین مرکز کو جواب دے بیٹھے ہیں اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ جماعت ربوہ سے الگ ہو گئے ہیں - سوائے چند ایک کے باقی تمام جماعت ربوہ میں ہی شامل ہیں - اتنا ضرور ہوا ہے کہ انہوں نے مشنوں سے علیحدگی اختیار کر کے اپنا اپنا کاروبار یا ملازمتیں کر لی ہیں یا وطن واپس آ گئے ہیں - اور باقاعدہ تبلیغ کا کام ترک کر دیا ہے اور میرا مطلب بھی مضمون میں اسی قدر تھا کہ خلیفہ صاحب جن مبلغین کا ذکر بڑے زور و شور سے خطبات میں کیا کرتے تھے وہ ان کے نظام تبلیغ سے الگ ہو گئے ہیں -

چونکہ آپ کے ۱۸ - قادیانی دوستوں نے آپ سے یہ مطالبہ کیا ہے - لہٰذا میں ۱۸ مبلغین کے نام ہی ذیل میں درج کئے دیتا ہوں - باقی رہا اس کا ثبوت تو یہ میرے بس کی بات نہیں ہے - یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے اور اس کے لئے وکالت تبشیر تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ کا ریکارڈ دیکھا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ مرکز کے بھاری اخراجات پر غیر ممالک میں بھجوائے گئے - ان کی تعلیم پر ہزاروں روپے خرچ ہوئے - غیر ممالک میں انکی ضروریات پر ہزارہا روپیہ لگا - اور کچھ عرصہ انہوں نے بطور تبلیغ کام بھی کیا اور اس کے بعد انہوں نے مرکز سے قطع تعلق کر کے تبلیغ کا کام ترک کر دیا - زیادہ کیا لکھوں جب آپ کے قادیانی دوست اپنے طور پر تحقیق فرمائیں گے تو انہیں اصل حالات خود بخود معلوم ہو جائیں گے -

(۱) - چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر ایم اے پی - ایچ - ڈی (واشنگٹن امریکہ)

(۲) - مولینا غلام احمد صاحب بشیر - فاضل (ہالینڈ) یہ جماعت لاہور میں شامل ہو چکے ہیں -

(۳) - ملک عطاء الرحمان صاحب بی - اے - (پیرس - فرانس)

(۴) - شیخ ناصر احمد صاحب بی - اے - سوئٹزرلینڈ

(۵) - مولوی عطاء اللہ صاحب فاضل - (پیرس - فرانس)

(۶) - مولینا عبد القادر صاحب ضیغم - فاضل - (نیویارک - امریکہ)

(۷) - چوہدری شکر الٰہی خاں صاحب (شکاگو امریکہ)

(۸) - چوہدری غلام یٰسین صاحب - (نیویارک امریکہ)

(۹) - مسٹر رشید احمد صاحب امریکی (امریکہ)

(۱۰) مسٹر عبدالشکور صاحب کنزے جرمن - فرینکفرٹ جرمنی) ان کا نام خلیفہ صاحب نے ایک رؤیا کی بناء پر رکھا تھا -

(۱۱) - مولینا مولود احمد صاحب بی - اے - امام مسجد لنڈن (انگلستان)

(۱۲) - مولوی غلام رسول صاحب - فاضل - (انگلستان)

(۱۳) - ڈاکٹر سید سفیر الدین احمد صاحب ایم اے پی - ایچ ڈی - (مغربی افریقہ)

(۱۴) ملک عزیز احمد صاحب فاضل (جاوا)

(۱۵) - مولوی محمد اسحاق صاحب خلیل - بی - اے فاضل (مغربی افریقہ)

(۱۶) - مولانا عبد الکریم صاحب - فاضل (مغربی افریقہ)

(۱۷) مولوی محمد صادق صاحب لاہوری - (مغربی افریقہ)

(۱۸) - عبدالشکور صاحب ریش امریکن (امریکہ)

بالآخر اتنا عرض کر دوں گا کہ میرے قادیانی بھائیوں کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ خلیفہ صاحب کے بھجوائے ہوئے مبلغین کا - کام چھوڑ کر علیحدہ ہو جانا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی اس قسم کی باتوں سے کسی کو پرکھا جا سکتا ہے ممکن ہے کہ خلیفہ صاحب کا انتخاب صحیح نہ ہو، یا جن لوگوں کو انہوں نے تبلیغ پر مامور کیا ان کا "اخلاص و ایمان" کسی وجہ سے سلب ہو گیا ہو - اصل بات تو زیر بحث یہ ہے کہ خلیفہ صاحب اور اُن کی جماعت کے عقائد حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے عقائد کے سراسر خلاف ہیں - باقی رہا خلیفہ صاحب یا ان کے نظام کی ناکامی تو یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے ؎

پاک دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

والسلام

آپ کا بھائی - محمد صالح نور لائلپور

# رفتارِ عالم

——— راولپنڈی، وزیر داخلہ و امور کشمیر نے اعلان کیا ہے کہ آزاد کشمیر کے عوام اور سول انتظامیہ کشمیر میں جنگ بندی کے معاہدہ کے پابند نہیں ہیں۔ جنگ بندی کا لائن بین الاقوامی سرحد نہیں۔ اس لئے اس کی کوئی سیاسی اور انتظامی اہمیت بھی نہیں ہے آپ نے کہا کہ بھارت نے آزاد کشمیر پر حملہ کیا تو پاکستان دندان شکن جواب دے گا۔ اور یہ کہ بھارت کی وسیع پیمانہ فوجی امداد کشمیری عوام اور پاکستان کے خلاف بالواسطہ یا بلاواسطہ جارحانہ حملہ کے مترادف ہے۔

——— راولپنڈی، صدر آزاد کشمیر نے کہا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ نے بھارت کے جارحانہ عزائم کے سلسلہ میں شترمرغ کا رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ بھارت کی بے تحاشہ فوجی امداد سے پاکستان اور کشمیر کی سلامتی کو جو خطرہ لاحق ہو گیا ہے اسے یہ دونوں بڑی طاقتیں قصداً نظر انداز کر رہی ہیں۔

——— کھٹمنڈو۔ پاکستان کے ساتھ تجارت کے سلسلہ میں نیپال کو راہداری کی سہولتیں دینے کے لئے بھارت اور نیپالی حکام کے درمیان بات چیت آخری مرحلہ طے کر چکی ہے۔

——— لندن۔ برطانیہ کے نئے وزیر اعظم لارڈ ہیوم نے اپنی ۲۳ رکنی کابینہ کا اعلان کر دیا ہے۔

——— بغداد۔ عراق کے فوجی گورنر جنرل بریگیڈیر رشید مصلح نے بتایا ہے کہ حکومت کے خلاف ایک سازش پکڑی گئی ہے اور بہت سے سازشی پکڑ لئے گئے ہیں۔

——— راولپنڈی۔ مرکزی وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان بنیادی اختلاف پائے جاتے ہیں۔ جب تک ان کے نظریات میں شدید اختلاف موجود ہے اس وقت تک مصالحت کی کوئی امید نہیں رکھی جا سکتی۔

——— نئی دہلی۔ پنڈت نہرو نے غیر جانبدار ملکوں کی کانفرنس میں شرکت پر آمادگی کا اظہار کر دیا ہے۔

——— لاہور۔ گورنر مغربی پاکستان نے اقوام متحدہ کی اٹھارویں سالگرہ کے موقعہ پر ایک پیغام میں کہا ہے کہ پاکستان سرد اور گرم جنگ کے خوف کو دور کرنے کے لئے اقوام متحدہ کو ہر قسم کی مدد دینے کو تیار ہے۔

——— لندن۔ وزیر خارجہ پاکستان نے کہا ہے کہ مغربی ممالک بھارت کو وسیع پیمانے پر جو فوجی امداد دے رہے ہیں اس کی وجہ سے اب پاکستان کو یہ خدشہ ہے کہ بھارت کشمیر پر جارحانہ کارروائی کرے گا۔

——— پیرس، فرانس کی مسلح افواج کی وزارت نے اعلان کیا ہے کہ فرانس نے آج خلا میں کامیابی کے ساتھ راکٹ میں ایک بلی بھیجکر اسے زمین پر زندہ واپس اتار لیا ہے۔

——— کیپ کینا ورل، بیرونی خلا میں تخفیہ ایٹمی تجربوں کا پتہ چلانے کے لئے امریکہ کے دو مصنوعی سیارے فضا میں چھوڑے گئے ہیں۔ سیاروں کے سگنل بڑے صاف سنائی دے رہے ہیں۔

——— نئی دہلی۔ بھارت روس کی مدد سے حیدرآباد دکن میں گائیڈڈ میزائل تیار کرنے کا کارخانہ قائم کرے گا۔ یہ میزائل، روس کے ایم۔آئی۔جی طیاروں میں استعمال کئے جائیں گے۔ بھارت روس کے تعاون سے یہ طیارے بھی تیار کرے گا۔

——— واشنگٹن، سینٹ کی تعلقات خارجہ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ جن ممالک میں فوجی حکومتیں قائم ہیں ان کی فوجی یا اقتصادی امداد پر پابندی عاید کر دی جائے۔

——— اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل۔ مراکش اور الجزائر کے درمیان جنگ بند کرانے کی کوشش کر رہے آج انہوں نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنے کی پیشکش کی ہے جسے مراکش نے منظور کر لیا ہے۔

——— بیروت، شام اور لبنان کی سرحد پر جھڑپ میں چار لبنانی فوجی ہلاک ہو گئے۔

——— تیپائی۔ فارموسا کے صدر نے اعلان کیا ہے کہ وہ بہت جلد چین پر حملہ کر دیں گے۔

——— لاہور۔ پچیس جلد پر مشتمل پاکستان کا ثقافتی انسائیکلو پیڈیا اردو زبان میں شائع کیا جائے گا۔ جس میں پاکستان کی ثقافت اور تہذیب و تمدن کا ہر پہلو درج ہوگا۔

——— واشنگٹن۔ امریکی کانگریس کے خفیہ اجلاس میں مشرق بعید۔ جنوب مشرقی ایشیا کے امور کے وزیر نے کہا ہے کہ بھارت کو امریکی اسلحہ کی فراہمی کے باوجود پاکستان اتحادیوں کا دوست ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کی طرف سے پاکستان کو کوئی خطرہ نہیں اور اگر اس نے حملہ کیا تو امریکہ اسکے ساتھ اپنے تمام تعلقات منقطع کر لیگا۔

——— پیرس۔ فرانس نے مراکش اور الجزائر کی جنگ میں غیر جانبدار رہنے کا اعلان کیا ہے۔

——— نیویارک، اقوام متحدہ میں روس کے نمائندے نے عوامی جمہوریہ چین کو اقوام متحدہ میں شامل کرنے کی حمایت کی ہے۔

——— نئی دہلی بھارت میں مشترکہ دفاعی مشقیں اگلے ماہ ہوں گی۔

## بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

امانتوں میں خیانت کرنے والا خیانت کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔ لوگو اپنے تئیں ان گناہوں سے دُور رکھو — اپنے تئیں دُور رکھو۔

---

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ادّ الامانۃ الیٰ من ائتمنک ولا تخن من خانک۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے تجھے امانت دی ہے اُسے اُس کی امانت ادا کر اور جس نے تیری خیانت کی ہے تو اس کی خیانت نہ کر۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۳ء نمبر ڈی ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۴۳

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۴۴

# قرآن شریف کے دو بڑے حکم

## حضرت امام الزمان علیہ السلام کے ارشادات

قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزاسمہ، دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی اور ان حکموں کو اس نے تین درجہ پر منقسم کیا ہے جیسا کہ استعدادیں بھی تین ہی قسم کی ہیں اور وہ آیت کریمہ ہے اِنَّ اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ پہلے طور پر اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ تم اپنے خالق کے ساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا طریق مرعی رکھو ظالم نہ بنو پس جیسا کہ درحقیقت بجز اس کے کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیومیت اور ربوبیت خاصہ کے ہر ایک حق اسی کا ہے۔ اسی طرح تم بھی اس کے ساتھ کسی کو اس کی پرستش میں اور اس کی محبت میں شریک مت کرو۔ اگر تم نے اس قدر کر لیا تو یہ عدل ہے جس کی رعایت تم پر فرض تھی۔

(ازالہ اوہام)

# بحرِ حکمت کے موتی

حُبِّبَ اِلَیَّ الطِّیبُ وَالنِّسَاءُ وَ جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (النسائی بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے دل میں خوشبو اور عورت کی محبت پیدا کی گئی ہے اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے۔

نوٹ:- خوشبو سے دل کو راحت پہنچتی ہے۔ عورت کی محبت پر نظام کا انحصار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ومن ایٰتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجًا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودّۃ ورحمۃ۔ ان فی ذالک لایٰت لقوم یتفکرون (سورہ روم آیت ۲۱)

چیست دنیا از خدا غافل شدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن (مثنوی)

یعنے خدا تعالیٰ سے غفلت کا نام دنیا ہے ورنہ سازو سامان۔ زر، بال بچوں اور بیوی کا نام دنیا نہیں اگر خدا تعالیٰ سے غافل نہ کریں۔

نماز سے تزکیہ نفس اور اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور نیکی کی توفیق ملتی ہے اور بدیوں سے مخلصی۔ اِنَّ الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر (۴۵:۲۹)

(علیم قادر عفی عنہ)

# مَیں نے اِسلام کیوں قبُول کیا

ذیل کا مضمون ایک افریقی نومسلم محمد ابراہیم (فلکو دسابق بینی ڈکٹ نوانکونے) قاضی عبدالرشید صاحب ڈائرکٹر نائجیریا مسلم مشن کانو (نائجیریا) کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کے بعد وہاں کے انگریزی اخبار نادرن سٹار میں لکھا ہے :-

میں افریقہ کے تاریک خیال ماں باپ کے ہاں پیدا ہوا بچپن میں ایک مسیحی سکول میں مجھے بھیجا گیا، جس کے نتیجہ میں مجھے لازمًا مسیحی مذہب اختیار کرنا پڑا، ناتجربہ کار اور ناسمجھ ہونے کی وجہ سے میں نے اس کی کوئی مخالفت نہ کی۔

سکول چھوڑنے کے بعد بھی میں نے مسیحیت ہی کو ذریعہ معاش بنایا۔ ایک مسیحی استاد کو کچھ سال کیتھولک سکولوں میں گذارنے پڑتے ہیں، ان تمام سالوں میں میرا پختہ یقین ہو گیا کہ مسیحیت بہترین مذہب ہے۔

مگر جب مجھے ذہنی ترقی حاصل ہوئی تو مسیحیت کے بعض بنیادی معتقدات کو میں نے وزن کرنا اور سمجھنا چاہا پہلی بات یہ ہے کہ مسیحیوں کا یہ ایمان ہے کہ گناہ انسانی فطرت میں مرکوز ہے اور ہر انسان کو وراثتًا ملتا ہے یہاں تک کہ ایک نوزائیدہ بچہ بھی گنہگار پیدا ہوتا ہے۔

یہی وہ غیر معقولیت ہے جو اس اعتقاد میں پائی جاتی ہے اور اس اعتقاد کا نتیجہ یہ ہے کہ چونکہ انسان صرف اس گناہ کی وجہ سے جو زمانہ جاہلیت میں اس کے آباؤ اجداد سے منسوب کیا گیا فطرتًا گنہگار ہو گیا، اس لئے خدا کے نزدیک جو اس کا خالق و مالک ہے اس کیلئے نیکی اور راستبازی کی کوئی گنجائش نہیں اور وہ اتنی بھی طاقت نہیں رکھتا کہ اس کے ناپاک گناہ کو بخش دے ایسی حالت میں یسوع مسیح ابتداءً ایک راستبازی کا معلم بن کر آیا اور جونہی وہ بعض یہودیوں کے ہاتھوں مصلوب ہوا۔ خدا کو مسیحیوں کے موروثی گناہ کو بخشنے کی طاقت حاصل ہو گئی۔

مسیحیت کے پیرو مقدس تثلیث دیعنے تین میں ایک خدا) پر بھی یقین رکھتے ہیں، ہر وقت میں نے اس کی وضاحت چاہی، جس کا جواب مجھے یہ ملا کہ یہ ایک راز کی بات ہے میرے نزدیک یہ ایک خیالی اور وہمی بات ہے اور بہت ہی غیر معقول اور ناقابل قبول ہے کیونکہ خدا تو صرف ایک ہے جس کو اسلام میں اللہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ایک اور مسیحی عقیدہ جس نے میرے تخیلات کو پریشان کر دیا، یہ ہے کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے، اس عقیدہ میں ذرا سی بھی صداقت نہیں پائی جاتی۔ خدا تعالےٰ ہمیشہ ایک غیر مرئی اور غیب در غیب ہستی رہا ہے اور ہمیشہ ایسا رہے گا، یسوع مسیح ایک انسان تھا۔ خدا انسان کو کس طرح جن سکتا ہے، خدا تعالےٰ خود کسی کا جنا ہوا نہیں، اور اس لئے وہ بھی کسی کو جن نہیں سکتا۔

یسوع مسیح نے موت سے پہلے اپنے شاگردوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ انہوں نے بطور رسمی تقریب کے یہ کام کیا جیسے آج کسی کو رخصت کرتے وقت اسے دعوت دی جاتی ہے مسیحی لوگ اب تک عشائے ربّانی اس دعوت کی تقریب مناتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس سے انہیں روحانی نجات حاصل ہو گئی یہ بالکل غلط خیال ہے۔ کیونکہ معمولی غذا تو صرف ہماری زندگیوں کو قائم رکھ سکتی ہے اور صرف نیکی اور راستبازی ہی ایسی چیز ہے جس سے دائمی روحانی نجات حاصل ہو گی۔ بہت سی مسیحی تعلیمات ایسی ہیں، جو پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتیں۔

اگرچہ میں نے کئی مسیحی کلیساؤں میں حاضری دی اور اس کے نتیجہ میں مذہب اسلام سے شدید نفرت کا اظہار کرتا رہا۔ لیکن اب پاکستان کی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا نائجیریا مشن اور اس کے ڈائرکٹر میرے ان تاریک نظریات کی تبدیلی موجب ہوئے ہیں۔

مجھے اب یہ معلوم ہوا ہے کہ مذہب اسلام میں توحید الٰہی کے اسی نظریہ کو زندہ کیا گیا ہے، جس کی تعلیم ابراہیمؑ۔ موسےٰؑ اور زمانہ قدیم کے دیگر پیغمبروں نے دی تھی اور مسیحیت نے اسکو کچھ کا کچھ بنا دیا۔ اور یہ مذہب موجودہ زمانہ کی طبقاتی اور لونی منافرت کو دور کرنے کے لئے ایک تریاق ہے۔

نائجیرین مسیحیوں کی اکثریت جن کے حالات و واقعات سے میں یقینی طور پر واقف ہوں، اسی ذہنی انتشار میں مبتلا ہوتے ہیں، جس میں میں مبتلا رہ چکا ہوں، انہیں چاہیئے کہ اس خدا کے بھیجے ہوئے انعام سے جو پاکستان سے آیا ہے فائدہ حاصل کریں۔

اسلام مساوات انسانی کا قائل ہے دنیا اسلام میں کوئی نسلی، لسانی اور لونی تفاوت نہیں پایا جاتا اور صرف باہمی افہام و تفہیم اور برادرانہ محبت کا دور دورہ ہے۔

یہ تمام سماجی تعلقات جو اسلامی دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ محض اتفاقی نہیں ہیں، بلکہ اسلام کے عقیدہ توحید کا لازمی نتیجہ ہیں۔

مسلمان اللہ تعالےٰ سے براہ راست اور عملی تعلیم کے قائل ہیں جو ہمیشہ بے گناہی اور نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ کے آگے جھکاتی اور ان مقامات سے بچاتی ہے۔ جہاں گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہو۔ لیکن عیسائی مذہب میں گناہوں کی معافی کے لئے دعا کی جاتی ہے مگر اس کے ساتھ کفارۂ مسیح کے اعتقاد کی وجہ سے انہیں ارتکاب گناہ کی ترغیب بھی ملتی ہے۔

مزید برآں اسلام بنیادی طور پر تمام پیغمبران عالم پر ایمان کی تعلیم دیتا ہے۔ جس سے مسلمانوں میں دوسرے مذاہب کے لئے رواداری کا شعور پیدا ہوتا ہے جس کی آج اشد ضرورت ہے۔"

## ایک افریقی مسیحی کا اعلانِ اسلام

ایک مؤثر تقریب میں جو کل ۱۳ ستمبر ۱۹۶۳ء کو نمبر ۴۴ - ۴۵ - آبادی سٹریٹ سابون گری کانو میں منعقد ہوئی اور مسلمانوں کے ایک بہت بڑے اجتماع میں جو نماز جمعہ کے لئے منعقد ہوا تھا، ایک نوجوان نے جو رومن کیتھولک چرچ سے تعلق رکھتا تھا اور جس کا نام جوزف ریز ہے اور انڈیا انشورنس کمپنی میں کلرک ہے قاضی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی ڈائرکٹر نائجیریا مسلم مشن کانو کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

اس نے اسلامی نام عبدالسلام اختیار کیا
(نادرن سٹار)

## مسٹر فرائیڈے (ایک اور افریقی مسیحی) کا قبولِ اسلام

مسٹر فرائیڈے نے جو مشرقی نائجیریا کے شہر [illegible] سے آیا ہے اور اب کانو میں سکونت پذیر ہے کل سابون گری مسجد میں قاضی عبدالرشید ایک پاکستانی مشنری کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

مسٹر فرائیڈے نے جو مسیحی تھا اپنا اسلامی نام احمد اختیار کیا۔ مسجد کے تمام اجتماع نے اسے مبارکباد دی۔ (نادرن سٹار کانو ۵ ستمبر ۱۹۶۳ء)

ہفت روزہ پیغام صلح ____ لاہور ____ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء

# جماعتِ اسلامی کا مطالبہ

۲۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو لاہور میں جماعت اسلامی کا کل پاکستان اجتماع منعقد ہوا، جس کے پہلے ہی اجلاس میں جماعت کے امیر مولنا مودودی نے اپنی افتتاحی تقریر میں یہ اعلان کیا ہے کہ :-

"ہمارا مطالبہ ہمیشہ سے یہ رہا اور آج بھی صرف یہی ہے کہ یہ ملک جب اسلام کے نام پر بنا ہے تو یہاں پوری طرح اسلامی نظام زندگی نافذ ہونا چاہیئے - ہم نے بار ہا پورے خلوص کے ساتھ کہا کہ یہ خدمت جو بھی راستبازی کے ساتھ سرانجام دے ہم دل و جان سے اس کی حمایت کریں گے اور اس کے ساتھ اقتدار میں شرکت تو درکنار اس سے کسی اجر کے بھی طالب نہ ہونگے مگر یہاں برسر اقتدار آنے والوں کا رویہ یہی رہا کہ ایک طرف وہ اسلام کے نعرے لگا لگا کر اس ملک کو اسلام سے اور زیادہ دور لے جانے کی کوشش کرتے رہے اور دوسری طرف ہم کو اپنے اقتدار کے لئے خطرہ سمجھ کر دبانے اور مٹانے کے لئے ہر اوچھے سے اوچھا ہتھیار استعمال کرتے رہے"

مودودی صاحب کے اس اعلان کو پڑھ کر ہمیں رہ رہ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ کونسا "اسلامی نظام زندگی" ہے جس کے نفاذ کا وہ ہمیشہ سے مطالبہ کرتے رہے ہیں، اور وہ کونسا اسلام ہے جس سے اس ملک کو "برسر اقتدار آنے والے" لوگ اور زیادہ دور لے جانے کی کوشش کرتے رہے ہیں ؟ مودودی صاحب کی مراد اگر اس اسلام سے ہے، جس کی "تلقین" وہ اپنی کتاب "مرتد کی سزا" میں کر چکے ہیں اور ان کا یہ منشاء ہے کہ اس ملک میں ایسا قانون نافذ ہونا چاہیئے جس کی بناء پر ان سے اختلاف رکھنے والے مسلمانوں کو مرتد قرار دے کر انہیں سزائے موت دی جا سکے، یا ایسا قانون نافذ کیا جائے جس کی رو سے مودودی اعتقاد کے مطابق ایک طرف زنا کی سزا خلاف قرآن سنگساری ہو اور دوسری طرف بحالت اضطرار متعہ کو جائز قرار دے کر زناکاری کے لئے چور دروازہ کھول دیا جائے - اگر اسی قسم کا اسلام وہ پاکستان میں رائج کرنا چاہتے ہیں تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے مطالبات جو صریح طور پر اسلام کی روح کو کچلنے والے ہیں پاکستان کی اسلامی مملکت میں قطعی نا قابل قبول ہیں خدا وہ دن نہ لائے جب اس قسم کا نام نہاد "اسلامی نظام" پاکستان میں کبھی رائج ہو، ورنہ اس ملک کا تو بیڑا ہی غرق ہو کر رہ جائے گا، اور یہی فی الحقیقت مودودی صاحب کا منشا ہے چنانچہ، پاکستان بننے سے پہلے بھی وہ اس آزاد اسلامی مملکت کے مخالف تھے اور اسے "جنت الحمقا" اور "قافستان" اور "لنگڑا پاکستان" وغیرہ ناموں سے پکارتے تھے، چنانچہ "ترجمان القرآن" فروری ۱۹۴۲ء میں بڑے طمطراق کے ساتھ انہوں نے ارشاد فرمایا :-

"جنت الحمقا میں رہنے والے لوگ اپنے خوابوں میں خواہ کتنے ہی سبز باغ دیکھ رہے ہوں لیکن آزاد پاکستان اگر وہ بنا بھی تو) لازماً جمہوری لادینی اسٹیٹ کے نظریہ پر بنے گا جس میں غیر مسلم اسی طرح برابر کے شریک ہوں گے جس طرح مسلمان، اور پاکستان میں ان کی تعداد اتنی کم اور ان کی نمائندگی کی طاقت اتنی کمزور نہ ہوگی کہ شریعت اسلامی کو حکومت کا قانون اور قرآن کو اس جمہوری نظام کا دستور بنایا جا سکے -"

مودودی صاحب کے یہ ارشادات کہاں تک صحیح ثابت ہوئے - کیا دنیا نے نہیں دیکھا کہ مودودی صاحب کی نام نہاد "جنت الحمقا" اسلامی فرزانوں اور دانشوروں کی آزاد اسلامی مملکت کی صورت میں جلوہ گر ہوئی، اور خود مودودی صاحب اور ان کی اسلامی جماعت کو اسی جگہ آ کر پناہ لینی پڑی - کیا دنیا نے نہیں دیکھا کہ غیر مسلموں کی برابر کی شرکت کا سبز باغ جو مودودی صاحب دیکھ رہے تھے، وہ مودودی صاحب کی سب سے بڑی حماقت ثابت ہوا اور پاکستان "لادینی اسٹیٹ" کی بجائے خالص "اسلامی اسٹیٹ" بن گیا، جو نہ "لنگڑا" ہے نہ "قافستان" بلکہ ہر طرح خوشحال تندرست اور کھاتا پیتا ملک ہے -

لیکن باوجود ان کھلے حقائق کے مودودی صاحب کا نظریہ ابھی تک نہیں بدلا، (گو آج تک پاکستان میں بیٹھے ہوئے بھی وہ انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتا) اور طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے وہ اسے بدنام کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، کبھی بقول مولانا عبدالماجد دریابادی "خوارج کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان الحکم الا للہ کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے اور کبھی "اسلامی نظام زندگی" کے مرغوب الفاظ میں عوام کو فریب اسلام پرستی اور حکومت کی اسلام سے دوری کا نقش بٹھایا جاتا ہے -

کوئی ان بھلے لوگوں سے پوچھے کہ "اسلامی نظام زندگی" کس چیز کا نام ہے، جو پاکستان میں رائج نہیں، کیا یہاں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ پر کوئی ایسی پابندی ہے، جو اسلامی نظام زندگی کے منافی ہے ؟ کیا پاکستان کے آئین میں کوئی ایسی دفعہ موجود ہے جو "اسلامی نظام زندگی" کے خلاف ہو - بلکہ موجودہ آئین میں تو ایک اسلامی مشاورتی کونسل کا قیام ضروری قرار دے کر (جس کی تشکیل بھی ہو چکی ہے) "اسلامی نظام زندگی" کے سب پہلوؤں کو بھی مکمل کرنے کا بند و بست کر دیا گیا ہے، اور اس کونسل نے ایک سوالنامہ بھی جاری کر دیا ہے، جس میں بعض اہم اسلامی مسائل کے متعلق لوگوں کی رائے طلب کی گئی ہے -

باوجود ان سب حقائق کے حکومت کو کوستے چلے جانا اور یہ بہتان باندھنا کہ

"برسر اقتدار آنے والوں کا رویہ یہی رہا کہ ایک طرف وہ اسلام کے نعرے لگا لگا کر اس ملک کو اسلام سے اور زیادہ دور لے جانے کی کوشش کرتے رہے اور دوسری طرف ہم کو اپنے اقتدار کے لئے خطرہ سمجھ کر دبانے اور مٹانے کے لئے ہر اوچھے سے اوچھا ہتھیار استعمال کرتے رہے -"

کس قدر ناحق بیانی اور حکومت پاکستان کو خواہ مخواہ بدنام کرنے کی کوشش ہے، کیا یہ اوچھا ہتھیار ہے جو وزیر داخلہ خان حبیب اللہ خان نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ جماعت اسلامی کے کل پاکستان اجتماع کا اعلان جن پوسٹروں میں کیا گیا اُن میں یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی کہ ملک میں خوفناک خلا موجود ہے ان میں بلا تخصیص پاکستان کی تمام حکومتوں کی مذمت کی گئی حتٰی کہ قائد اعظم اور قائد ملت کو بھی معاف نہیں کیا گیا، کیا یہ اوچھا ہتھیار ہے کہ بقول وزیر داخلہ جماعت اسلامی نے عین اس وقت اپنا اجلاس منعقد کیا جب "بھارت کی روز افزوں فوجی قوت ملکی استحکام کے لئے خطرے کی صورت اختیار کر گئی ہے، اور اجلاس منعقد کرنا چنداں بُرا نہ ہوتا، اگر اس میں صدر ایوب کی اپیل کے مطابق اپنے اختلافات کو بر سر طاق رکھ حکومت کے ساتھ پورے تعاون کا اعلان کیا جاتا، لیکن بجائے اس کے حکومت پر ناجائز نکتہ چینی کرتے ہوئے اس کی خارجہ پالیسی کو بھی ملکی وقار کو صدمہ پہنچانے کا موجب قرار دے دیا گیا -

غرض کہاں تک گنتے چلے جائیں، مودودی صاحب نہ شروع میں پاکستان بننے کے حامی تھے نہ پاکستان بننے کے بعد انہیں اس سے کوئی لگاؤ ہے۔ وہ کہنے کو تو اقتدار کی کرسی کے خواہاں نہیں، لیکن اُس وقت سے جب متحدہ ہندوستان میں بعض سیاسی مقاصد کے تحت انہوں نے ایک "ادارہ دار الاسلام" بنانے کی کوشش کی تو کھلے طور پر انہوں نے اعلان کیا کہ :-

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۳)

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (درثمین)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## مشرقی پاکستان

ترجمہ خط محمد اوسلم روشن۔ کھلنا مشرقی پاکستان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مجھے اسلام کے ساتھ خاص لگاؤ ہے۔ اس لئے میں اس کی تعلیم کے متعلق جاننا چاہتا ہوں اور یہ میں احمدیہ تحریک کی وساطت سے سیکھنا چاہتا ہوں اس لئے میری التجا ہے۔ کہ مجھے مہربانی کر کے اسلامی لٹریچر ارسال فرمائیں۔ تاکہ میں اس کا مطالعہ کروں نیز اپنی کتابوں کی فہرست بھی کتابوں کے ساتھ ارسال کریں۔ والسلام

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا)

---

## انڈونیشیا

ترجمہ خط ڈی۔ ٹنو جو سید قادر جاوا۔ انڈونیشیا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مجھے آپ کی ارسال کردہ کتب موصول ہوئیں آپ کی اس مہربانی کا شکریہ۔ یہ بہت مفید کتب ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ میں کچھ وقت میں انگریزی زبان میں اسلامی تعلیم پھیلانے کے قابل ہو جاؤں گا۔

جناب عالی! ہمارے ملک میں انگریزی زبان میں اسلامی کتابوں کا ملنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ تمام مسلمان پبلشرز اسلامی کتابیں انڈونیشین زبان میں پیش کرتے ہیں۔

ہم تمام خوش ہیں کہ اسلام تمام دنیا میں پھیل رہا ہے اور یہ سب ہمت احمدیہ تحریک کی ہے۔ جو اسلام کا حقیقی پرچار کر رہی ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ مزید کتب ارسال کریں گے۔ اگر آپ کے پاس قرآن شریف ہو تو بھی مجھے ارسال کریں۔ والسلام

(لٹریچر بھیجا گیا)

---

## نائیجیریا

ترجمہ خط اسے۔ ٹی۔ ندامن۔ الورن

السلام علیکم ... اللہ و برکاتہٗ

میں آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کا بغور مطالعہ کر رہا ہوں اور آپ کی کوششوں کی اسلام کے پھیلانے کے متعلق بہت قدر کرتا ہوں۔ میری خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو دوسرے جہان میں اس کا بدلہ دے۔

میں نے کچھ کتابیں مطالعہ کی ہیں اور ان کو پرلطف پایا۔ اور میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے کچھ اور کتابیں مثلاً ٹیچنگز آف اسلام جو کہ بہت ہی مفید کتاب ہے اور میرے دوستوں کے لئے بھی نفع بخش ہے مجھے امید ہے کہ یہ کتاب میرے لئے ہی فائدہ مند نہیں بلکہ ان نوجوانوں کو بھی فائدہ دے گی جو اس کا لطف اٹھائیں گے۔ امید ہے کہ یہ کتاب آپ مجھے ارسال کریں گے۔ والسلام

(ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا)

---

ترجمہ خط:- یکی ساندا۔ الورن۔ نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں یہ محبت بھرا عریضہ بعد ادب تحریر کر رہا ہوں۔

میں پہلے عیسائی تھا اور اب مسلمان ہوں اور سچا اور حقیقی مسلمان بننا چاہتا ہوں۔ مہربانی کر کے وہ تمام کتابیں جو آپ مناسب سمجھیں مجھے ارسال کریں۔ جن سے میں حقیقی اور سچا مسلمان بن سکوں اور مرتے دم تک مسلمان رہوں گا۔ اور میری خدا سے بھی التجا ہے۔ کہ مجھے ایسا راستہ نہ دکھائے جس سے کہ میں مسلمانی سے انحراف ہو جاؤں۔

میں بہت مشکور رہوں گا اگر آپ میری مدد کریں۔ خدا ہم سب کا حامی ناصر ہو۔ آمین۔

والسلام

(لٹریچر اور ٹیچنگز آف اسلام بھیجے گئے)

---

ترجمہ خط:- محمد و۔ ایل۔ لاتیا کی سانگا پرائمری سکول۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں نے اپنے ایک دوست سے آپ کا لٹریچر بڑے شوق سے پڑھا۔ اور آپ جو کوشش اسلام پھیلانے کی کر رہے ہیں میں اس کی بڑی قدر کرتا ہوں اور میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے مزید کتب ارسال کریں۔ یہ ہم جیسے نوجوان بچوں کے لئے بڑی مدد ہے جنہوں نے ابھی پڑھنا ہے۔ اور وہ اسکو جوان ہونے تک کبھی ضائع نہیں کریں گے۔ اور یہ ایک قسم کا نقش ان کے دل پر بیٹھ جائے گا۔ میری دوبارہ التماس ہے کہ مجھے بہت جلد اپنا لٹریچر ارسال کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی کوششوں کو بار آور کرے۔

والسلام

(لٹریچر بھیجا گیا)

---

ترجمہ خط:- الحاج ابوبکر بی۔ شورگا سولگا پرائمری سکول۔ ناشے جیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں ... بڑے شوق سے آپ کے اشاعت اسلام کے کام کو پھیلتا ہوا دیکھتا ہوں۔ میں آپ کی کوششوں کی قدر کرتا ہوں۔ وہ قادر مطلق اور رزاق خدا آپ کی کوششوں کو بار آور کرے۔

میں نے ایک کتاب ٹیچنگز آف اسلام ایک دوست سے لے کر مطالعہ کی ہے۔ جو کام اس کتاب کے مصنف نے کیا ہے بہت اچھا ہے۔ یہ ایک مجمل اور مشرح ہے۔

میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے یہ کتاب اور لٹریچر ارسال کریں۔ اور یہ نوجوانوں کے لئے بہت مفید ہے۔ میں ان کتابوں کا بڑی بے صبری سے انتظار کروں گا۔

خدا آپ کا مددگار ہو۔

(انکو ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا)

---

## مقالہ — (بسلسلہ صفحہ ۳)

"یہ پارٹی اسلام کے اصولوں پر ایک نئے اجتماعی نظام اور ایک نئی تہذیب کی تعمیر کا پروگرام لیکر اٹھے اور عامہ خلائق کے سامنے اپنے پروگرام کو پیش کر کے زیادہ سے زیادہ سیاسی طاقت فراہم کرے اور بالآخر حکومت کی مشین پر قابض ہو جائے" (ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۳۷ء)

دیکھا آپ نے یہ ہیں مودودی عزائم، انہی عزائم کو لیکر وہ پاکستان کی ہر حکومت پر نکتہ چینی کرتے رہے ہیں اور اسی بناء پر موجودہ حکومت کو بدنام کرنے کے درپے ہیں۔ اگر نیک نیتی ہوتی تو بخر خیب سے بجملہ بگفتی ہنرش نیز بگو کے مطابق حکومت کی خوبیوں اور اچھے کاموں کا بھی ذکر کرتے، وہ شاندار اصلاحات جو موجودہ حکومت سے ظہور میں آئیں، وہ شاندار انقلاب جو سابقہ حکومتوں کی لوٹ مار سے پاکستان کو نجات دلانے کے لئے صدر ایوب کی بروقت حکمت عملی سے (خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر) عمل میں آیا اور انقلاب کے بعد بڑے بڑے جاگیرداروں سے فالتو زمین لیکر غریب مزدوروں میں تقسیم کرنے اور خانقاہوں اور مساجد کو متولیوں کی دستبرد سے بچانے کے لئے محکمہ اوقاف کے سپرد کرنے اور از قبیل بہت سی منصوبہ بندیوں سے ملک کو خوشحال بنانے میں صدر ایوب نے جو شاندار کارنامے سرانجام دیئے، مودودی صاحب کی زبان ان کے اعتراف سے ہمیشہ گنگ رہی، اگر کبھی زبان کھلتی ہے اور عموماً کھلتی ہی رہتی ہے تو حکومت کی خامیاں گننا اور اسے بُرا بھلا کہنا ہی ان کا محبوب مشغلہ رہا کیا

# کائنات کی تخلیق میں خالق حقیقی کے کمالات و احسانات

## انسان کی جسمانی ربوبیت کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت کیلئے وحی الٰہی کا اجراء

### رسول کریم صلعم اور حضرت مجدد وقت کا انکار تاریخی واقعات و مشاہدات کا انکار ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

---

الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وجعل الظلمٰت والنور ــــــ یعلم سرّکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون ــــــ (الانعام) ــــــ

---

### کمال کی تعریف اور احسانمندی فطرت انسانی میں ۔

اللہ تبارک وتعالےٰ نے انسان کو ایک فطرت عطا فرمائی ہے ۔ اور اس فطرت کے مطابق قرآن کریم کی تعلیمات ہیں ۔ انسان کی فطرت کا ایک حصہ یہ ہے کہ انسان کمال کی تعریف کرتا ہے اور احسان کے سامنے گردن خم کرتا ہے اپنے محسن سے پیار کرتا اور اس کی فرمانبرداری کرتا ہے ۔

### خالق حقیقی کے کمالات اور احسانات

انسان کی اس فطرت کے پیش نظر خدا تعالےٰ نے جو زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے ، انسان کے سامنے کائنات کے کمالات اور عجائبات رکھے ہیں جنکو دیکھکر انسان کے منہ سے بے ساختہ نکل جاتا ہے الحمد للہ خلق السمٰوٰت والارض ۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے کائنات کی تمام چیزیں پیدا کی ہیں اس کے علاوہ خود انسان کی اپنی تخلیق بھی اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا انعام ہے ۔ انسان کی اس فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنے انہی کمالات اور احسانات کا ذکر فرمایا ہے ۔ قرآن کریم میں اکثر مقام پر مذکور ہے کہ الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ۔ الحمد للہ لہ ملک السمٰوٰت والارض ۔ الحمد للہ ربّ العلمین ان آیات میں کبھی حکومت کا ذکر فرمایا ہے کبھی خالقیت کا ذکر ہے اور کبھی اپنی قدرت اور احسانات کا ذکر ہے ۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ــــ لہ الملک ولہ الحمد ۔ یہ سب انسان کے غور وفکر . . . . . . . . . . . . . . . کے لئے ہے ۔

### مسلمان بادشاہوں کے کمالات و احسانات

اس دنیا میں مسلمان بادشاہوں کے بھی زمانہ پر بہت سے احسانات ہیں اور ان کی کچھ کچھ نشانیاں بھی دنیا میں باقی رہ گئی ہیں ۔ تاریخ کہتی ہے کہ ان بادشاہوں نے ملکوں کو سیراب کیا ۔ نہریں جاری کیں ، زمینداروں کو دولتمند کر دیا ۔ لیکن یہ چیزیں ایسی ہیں جن کا ذکر تاریخ کی کتابوں ہی میں ملتا ہے ۔ لیکن ان کے کمالات کے کچھ ظاہری نشانات بھی ہیں جو ہر شخص کو دکھائی دیتے ہیں ۔ دہلی کا لال قلعہ اور شاہی قلعہ اور مسجد شالامار کے باغات قابل دید عمارات ہیں ۔ ان کو دیکھ کر انسان ان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ ایک انگریز عورت نے تاج محل کو دیکھ کر کہا کہ اگر میرا خاوند میرے لئے ایسا ہی مقبرہ بنا دے تو میں آج ابھی مرنے کے لئے تیار ہوں ۔ سپین کا الحمراء بہت بڑی یادگار ہے جس کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے یورپ کا کوئی ملک نہیں کہ جس نے ایسی عمارت اپنے ملک میں تعمیر کی ہو ۔

### زمین و آسمان کی لاانتہا وسعتیں

غور کیا جائے تو ان عمارتوں کا رقبہ زمین و آسمان کی وسعت کے مقابلہ پر نہایت ہی قلیل ہے ۔ کائنات میں تو کمالات در کمالات ہیں آسمانوں کی اور فضاؤں کی وسعت اور پہنائیوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے ۔ اس زمین کے پیچھے پیچھے کو آج تک کس نے دیکھا ہے ؟! خدا تعالےٰ کی یہ صنعت کاری بڑی وسیع اور بے نظیر ہے ۔ اس واسطے خدا تعالےٰ نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں جو اس کے کمالات و احسانات کو دیکھ کر انسان کے منہ سے خود بخود نکل پڑتے ہیں کہ الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ۔

. . . . . . . . . . . . . .

### انسان کی روحانی تربیت کا سامان

یہ برکات انسان کے جسم کے لئے ہیں ۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے اس کی روح کے لئے بھی سامان فراہم کیا ہے ۔ اگر خدا تعالےٰ انسان کے لئے روحانی بارش یعنی وحی نازل نہ فرماتا تو انسان کی تخلیق کی غرض پوری نہ ہوتی روح انسانی کی تربیت کے لئے فرمایا الحمد للہ الذی انزل الکتاب یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان کے جسم کے لئے کائنات کو پیدا کرے اور انسان کی روح کے لئے جس کی وجہ سے انسان انسان کہلاتا ہے اور اس کی قدر و قیمت ہے روحانی بارش یعنی وحی نازل نہ کرے ۔ چنانچہ تاریخ گواہی دیتی ہے کہ ہر ملک اور ہر قوم میں نبی اور رسول مبعوث ہوتے رہے جن پر اللہ تعالےٰ کی وحی اترتی رہی اس لئے لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں کہ ما انزل اللہ علی بشر من شئی ۔ یعنی وحی الٰہی کا نازل ہونا غیر ممکن ہے لیکن یہ کس قدر افسوسناک امر ہے کہ تورات کے بعد اور حضرت موسےٰ کی بعثت کے بعد اور اس امر واقعہ کے بعد کہ بنی اسرائیل پر اللہ تعالےٰ نے روحانی انعامات کی بارش کی اور اسے برگزیدہ قوم قرار دیا ، انہی بنی اسرائیل نے یہ کہدیا کہ یدُ اللہ مغلولۃ خدا تعالےٰ نے اب اپنا کلام نازل کرنا بند کر دیا ہے ۔ اب کسی شخص پر اور کسی جگہ وحی نازل نہیں ہو سکتی ۔ خدا تعالےٰ کسی سے ہمکلام نہیں ہو سکتا کوئی پیغمبر اور کتاب اب نازل نہیں ہو سکتی ۔ نحن ابناء اللہ و احباءہ کہ ہم خدا کے بیٹے ہیں ہماری قوم خدا تعالےٰ کی محبوب ترین قوم ہے ۔ ارض شام کے بعد اب عرب کے صحرا اور بے آب و گیاہ علاقہ میں جہاں جسمانی بارش نہیں ہوتی ، روحانی بارش بھی نہیں ہو سکتی ۔ بنی اسماعیل میں کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا ۔ نزول

توراۃ اور حضرت موسیٰ کی بعثت کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے روحانی انعامات کی بارش بند کر دی انہوں نے کہا ید اللہ مغلولۃ۔ لغت میں لکھا ہے الغل مختص بما یقیل بہ غل کے معنی ہیں زنجیر یا رسی جس سے انسان کو جکڑ دیا جاتا ہے وقیل للبخیل ھو مغلول الید بخیل کو مغلوم الید کہتے ہیں یعنی اس کے ہاتھ بند سے ہوئے ہوتے ہیں۔ جس طرح سے یہودیوں نے اعتراض کیا تھا کہ ما انزل اللہ علی بشر من شیئٍ اسی طرح سے ہے ید اللہ مغلولۃ یعنے اب خدا تعالیٰ وحی نازل نہیں کرتا رسالت موسیٰ پر ختم ہو گئی اور برکات کا نزول بنی اسرائیل پر ختم ہو چکا ہے۔ بنی اسماعیل میں نہ رسول مبعوث ہوگا نہ ان پر خدا تعالیٰ کے افضال کی بارش ہوگی۔

## وحی قیامت تک جاری رہے گی

فرمایا یہ نظریات غیر معقول ہیں۔ انسان کی روحانی تربیت کے لئے حضرت آدم سے لے کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک برابر قوموں اور ملکوں میں نبی اور رسول مبعوث ہوتے رہے اور قیامت تک اولیاء اللہ پر وحی ولایت نازل ہوتی رہے گی چنانچہ فرمایا یلقی الروح علی من یشاء من عبادہ۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے مکالمہ مخاطبہ کا سلسلہ جاری رکھتا ہے، یلقی مضارع کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ وحی نازل فرماتا رہے گا۔ لیکن ضد اور حسد کی وجہ سے مخالفین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کیا اور آج اس زمانہ میں بھی مسلمانوں نے ضد اور حسد کی وجہ سے ایک مقدس انسان کی مجددیت اور مکلم من اللہ ہونے سے انکار کر دیا۔ اور کہا وحی کا نازل ہونا بند ہو چکا ہے!

## امت محمدیہؐ میں اولیاء اللہؒ پر وحی نازل ہوتی رہی

کیا مسلمان قرآن کریم میں یلقی الروح علی من یشاء من عبادہ نہیں پڑھتے۔ کیا مسلمانوں کے سامنے سید عبد القادر جیلانی رحؒ، مجدد سرہندی رحؒ، سید احمد بریلوی رحؒ، معین الدین چشتی رحؒ اور داتا گنج بخش رحؒ کی تاریخ نہیں ہے کیا وہ نہیں جانتے کہ ان لوگوں کے ساتھ خدا تعالیٰ باتیں کرتا تھا۔

## حضرت مجدد وقتؑ کا انکار تاریخی واقعات و مشاہدات کا انکار ہے۔

اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے ایک مقدس انسان کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کیا لوگوں نے اس کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھا مگر ضد اور حسد کی وجہ سے انکار اور مخالفت کے درپے رہے۔ اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے جہاں مشاہدات اور واقعات کا انکار کیا وہاں فرمان الٰہیؑ اور رسول کریمؐ کے ارشاد کا بھی انکار کر دیا، جس میں اولیاء محدثین اور مجددین کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا تذکرہ موجود ہے۔

## حضرت مسیح موعودؑ نے قوم کے اندر اسلام کی رُوح پھونک دی

آج مسلمانوں نے اس شخص کا انکار محض ضد اور حسد کی وجہ سے کیا ہے حالانکہ یہ وہ شخص ہے جس نے قوم کے اندر اسلام کی روح پھونک دی اس نے ایک قوم پیدا کی جس نے مغرب میں اشاعت اسلام کے علم بلند کئے جس نے عیسائیت کو شکست دی جس نے آریہ قوم کو شکست دی سکھوں کے منہ بند کر دیئے اور ثابت کر دیا کہ ان کے بزرگ بابا نانک مسلمان تھے۔ اس قوم اور اس مجددؒ کی خدمات دینیہ بڑی روشن ہیں مگر افسوس ہے کہ لوگوں نے ضد اور تعصب سے کام لے کر اسکو جھٹلایا اور تاریخی واقعات اور فرمان نبویؐ کا بھی انکار کر دیا۔

## دو افسوسناک خبریں

آج ایک خبر سناتا ہوں جو تکلیف دہ ہے۔ وہ یہ کہ ہماری جماعت کے ایک پرانے بزرگ جو نہایت ہی مخلص اور اعمال صالحہ میں بڑے پختہ تھے۔ ان کا انتقال ہو گیا ہے وہ موضع جسکے تحصیل ڈسکہ کے رہنے والے تھے۔ مرزا احمد دین صاحب ان کا نام تھا۔ وہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ مجھے ان کی وفات کی خبر سن کر صدمہ ہوا۔ اسی قسم کی خبر اور ایک شخص غلام محمد جو چانگڑیاں ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے کے متعلق ہے۔ ان کا بھی انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان دونوں کے لئے ہم سب مل کر نماز جنازہ کی صورت میں مغفرت کی دعا کریں گے۔

## بیماروں اور مصیبت زدوں کے لئے دُعا

اس کے علاوہ کچھ لوگ بیمار ہیں۔ آجکل انفلوئنزا کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ نزلہ زکام کھانسی اور بخار عام ہے سارے پنجاب میں یہ وبا پھیلی ہوئی ہے۔ تین ہفتے سے مجھے خود شکایت رہی ہے۔ کرنل سید بشیر حسین صاحب کے صاحبزادے میجر اکرام حسین صاحب بیمار رہے ہیں، اگرچہ ان کو اب کسی قدر آرام ہے تاہم ان کے لئے اور باقی لوگوں کے لئے جو بیمار یا مشکلات میں مبتلا ہیں مل کر دعا کریں۔

---



# اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ کی صحت بفضلہ تعالیٰ پہلے سے بہتر ہے۔ فالحمد للہ

## انتقال پُر ملال

— میاں محمد زمان خان صاحب رئیس قاضی خیل (چارسدہ) اطلاع دیتے ہیں کہ :-

"میری ہمشیرہ بعمر ستر سال ۲۴ اکتوبر ۶۳ء کو فوت ہو گئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جماعت سے التماس ہے کہ وہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔ مرحومہ بہت نیک اور پارسا تھیں"

ہمیں اس صدمہ میں میاں محمد زمان خان صاحب سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت نصیب کرے احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

(۲) موضع چانگڑیاں ضلع سیالکوٹ میں میاں غلام محمد صاحب احمدی وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔ ان کے جنازہ غائبانہ کی بھی احباب سے درخواست ہے۔

## شمولیت سلسلہ

— ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو بعد نماز جمعہ محمد اسلم صاحب بھٹی ایم اے
Lecturer Statistics
Institute of
Hygien & Preventive
Medicine.
6, Birdwood Road,
Lahore.
حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں شامل ہوئے۔

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

# کتاب "حرف محرمانہ" پر تبصرہ

## جناب برق صاحب کے پیش کردہ الہامات

## کیا عجیب اور مہمل کہلانے کے مستحق ہیں یا ایمان افروز اور بصیرت عطا کرنے والے ہیں

### مقربان الٰہی کی سنت اور خدا تعالیٰ کا اُن کے ساتھ سلوک

"عجیب الہامات" کے عنوان کے ماتحت جناب برق صاحب نے ایک الہام حضور کا یہ بھی درج کیا ہے:۔

"اے ازلی ابدی خدا، بیڑیوں کو پکڑ کے آ"

برق صاحب نے صرف اس الہام کے الفاظ نقل کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے حالانکہ اس کے بعد اس کا ترجمہ بھی حضور نے لکھا ہوا ہے جو یہ ہے:۔

ترجمہ:۔ "اے ازلی ابدی خدا میری مدد کے لئے آ"

اب ہر منصف مزاج شخص خود ہی غور فرما لے کہ اس الہام میں کونسی عجیب بات ہے۔ جس نے برق صاحب کو متمسخرانہ لہجہ اختیار کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ کیا یہ تمام راستبازوں کی قدیم سے ہی سنت نہیں چلی آرہی کہ وہ اپنے دشمنوں کی ان سازشوں کے بد اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے جو ان کو گرانے اور ذلیل کرنے کے لئے عمل میں لائی جاتی رہی ہیں خدا سے مدد کے طلبگار رہتے رہے ہیں اور کیا خدا ان مخالف حالات میں اپنے پیاروں کی طرف مدد کا ہاتھ نہیں بڑھاتا رہا اور ان کے دشمنوں کو ان کی سازشوں میں ناکام و نامراد نہیں کرتا رہا اور کیا اللہ تعالیٰ اپنے ان پیاروں کی زبانوں پر ایسی دعائیں خود جاری نہیں کرواتا رہا۔

### تعجب کرنا دینی ناواقفیت کا ثبوت دیتا ہے

اگر اللہ تعالیٰ کی یہ سنت قدیم سے اپنے مامورین کے ساتھ جاری چلی آرہی ہے اور حضرت مرزا صاحبؑ کے ساتھ بھی اس نے اسی قدیم سنت کا ہی اعادہ کیا ہے تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے اس پر اظہار تعجب یا اس کے متعلق متمسخرانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے ایسے الہام کو عجیب الہام کا لقب دینے والا بجز اس کے کہ دینی علوم سے اپنی ناواقفیت کا ثبوت دے اور کوئی قابل قدر کارنامہ سرانجام نہیں دے رہا اور اس کا یہ فعل علماء حقانی کی نظر میں کسی صورت میں بھی قابل استحسان قرار نہیں پا سکتا۔

### تعجب خود محل تعجب ہے

برق صاحب کا اس الہام پر اظہار تعجب خود محل تعجب ہے کیونکہ وہ خود اپنی کتاب کے صفحہ ۳۱۸ پر لکھتے ہیں:۔

"ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اس کے مخالف کہے"

ظاہر ہے کہ جو معنی اپنے الہام کے خود ملہم نے کئے ہیں اس پر اعتراض کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں کیونکہ جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے مشکلات کے وقت خدا سے مدد طلب کرنا ہمیشہ سے مامورین الٰہی کا طریق چلا آرہا ہے غالباً برق صاحب کے حافظہ سے حضرت نوحؑ کے الفاظ انی مغلوب فانتصر (القمر) نکل نہیں گئے ہوں گے۔ اور غالباً یہ آیت قرآنی بھی آپ کے حافظہ سے محو نہیں ہو گئی ہو گی:۔

وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین اٰمنوا معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب (البقرہ ع ۲۶)

### ایک یقینی معیار

آیت کے الفاظ "الا ان نصر اللہ قریب" بتلا رہے ہیں کہ ایسے الہامات کے بارے میں دیکھنے والی یہ بات ہوتی ہے کہ خدا کی مدد مدعی نبوت یا ماموریت کے شامل حال ہوتی ہے یا نہیں، سو اس کسوٹی پر اگر الہام الٰہی پورا اترتا ہے تو ماننا پڑے گا کہ الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے، اور مدعی ماموریت اپنے دعوے میں سچا ہے پس ہم اس معیار کے مطابق حضرت مرزا صاحبؑ کے الہام پر غور کرتے ہیں تو وہ اس پر پورا اترتا ہوا نظر آرہا ہے۔

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

### پورا اترنے کی تفصیل

تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے دعوے ماموریت کے بعد دشمنوں نے آپؑ کو گرانے کی ہر رنگ میں کوشش کی علمی میدان میں جب پچھاڑے گئے تو بائیکاٹ وغیرہ کے حربوں کو آزمایا ان میں بھی جب کامیابی نہ ہوئی تو قتل کے منصوبے کئے گئے وہ بھی جب ناکام ہو گئے تو ماننے والوں کو سخت سے سخت اذیتیں پہنچانی شروع کیں یہ حربہ بھی جب ماننے والوں کے قدموں کو نہ ڈگمگا سکا تو پھر عدالتوں کے ذریعہ سزا دلوانے کی مہم شروع کی گئی۔

### پہلا مقدمہ

چنانچہ پہلا مقدمہ پادری ہنری مارٹن کلارک سے اقدام قتل کا کروایا گیا اور ایک مسلمان کو بھی لالچ دے کر گواہ بنایا گیا۔ سب سے پہلے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر سے وارنٹ بلاضمانت جاری کروائے گئے تاکہ حضورؑ کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا عدالت میں کھڑا دیکھ کر دل کو خوش کریں لیکن تصرف الٰہی کے ماتحت ایک طرف وہ وارنٹ راستہ میں ہی غائب ہو گیا اور دوسری طرف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو سمجھ آگئی کہ ایسا وارنٹ جاری کرنا اس کے اختیار سے باہر تھا چنانچہ اس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کو تار دے دی کہ اس وارنٹ کی تعمیل نہ کی جائے اور مقدمہ اس کی عدالت میں منتقل کر دیا جس نے عام سمن کے ذریعہ حضورؑ کو طلب کیا اس مقدمہ میں بھی خدا نے ان بیڑیوں کو اپنے زبردست ہاتھ سے پکڑ لیا اور حضورؑ کے ہاتھوں اور پاؤں کو ان کے پہننے سے محفوظ کر لیا اور حضورؑ کی بریت کے لئے سامان پیدا کر کے آیت الا ان نصر اللہ قریب کے مضمون کو اپنے مامور کی مدد کے ذریعہ درست ثابت کر دیا چنانچہ حضورؑ باعزت طور پر اس خطرناک مقدمہ میں بری قرار دیئے گئے نہ صرف بری قرار دیئے گئے بلکہ حضورؑ کو اجازت دی گئی کہ اپنے دشمنوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں حضور نے ازراہ ترحم ان سب کو معاف کر دیا اس مقدمہ میں ہندو، مسلمان، عیسائی سب حضورؑ کے خلاف اکٹھے ہو گئے تھے اور سب نے مل کر کوشش کی تھی کہ حضور کے خلاف ان کی سازش کامیاب ہو جائے اور حضورؑ اقدام قتل کے جرم میں سزا پا جائیں مگر جس کی حمایت میں خدا کھڑا ہو جس پر کہ الہام انی مع الرسول اقوم وانی مع الرسول اجیب دلالت کر رہا ہے ہوں اسے کون گزند پہنچا سکتا ہے۔ اُلٹی ذلت کی سیاہی ان سب کے چہروں پر مَلی گئی اور حضورؑ کے تمام ان الہامات نے جو اس مقدمہ میں بری ہونے کے متعلق تھے پورا ہو کر حضورؑ کی صداقت کو چار چاند لگا دیئے۔

## دوسرا مقدمہ

دوسرا فوجداری مقدمہ جو حضورؑ کے خلاف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے دائر کیا۔ استغاثہ یہ تھا کہ مجھے مرزا صاحبؑ سے جان کا خطرہ ہے ان سے یا تو حفظ امن کی ضمانت لی جائے یا قید میں ڈال دیا جائے اس وقت بٹالہ میں ایک شخص محمد بخش نامی تھانیدار تھا جو حضرت مرزا صاحبؑ کا سخت مخالف اور دشمن تھا اس کے الفاظ تھے کہ مرزا میرے ہاتھ سے بچ نہیں سکے گا چنانچہ اس نے رپورٹ کر دی کہ فریقین سے نقض امن کا اندیشہ ہے دونوں کی ضمانتیں لی جائیں۔

## ایک زبردست نشان

حضورؑ نے اس کے الفاظ سن کر فرمایا کہ یہ مجھ پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہے اس کا اپنا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا اس مقدمہ میں بھی حضورؑ بری کر دیئے گئے ناکامی کا یہ صدمہ بھی اس کے لئے معمولی نہ تھا لیکن عملاً بھی اس کے ہاتھ پر ایسا پھوڑا نکلا جس نے اسکو سخت تکلیف میں مبتلا رکھا حتیٰ کہ اس کی جان لے کر ہی اس کا پیچھا چھوڑا اس کا ایک ہی بیٹا تھا جو احمدی ہوگیا اور اس طرح اس کے خاندان سے ہمیشہ کے لئے احمدیت کی مخالفت کا پودا اکھڑ گیا۔ کتنا زبردست یہ نشان ہے کاش کوئی سعید روح اس سے فائدہ اٹھاتے خلاصہ کلام یہ کہ یہ فوجداری مقدمہ بھی دشمنوں کی ناکامی اور ذلت پر ہی منتج ہوا اور حضرت مرزا صاحبؑ کے حق میں نصرت الٰہی کا ایک مزید ثبوت دنیا کے ہاتھ آگیا۔

## تیسرا مقدمہ

تیسرا مقدمہ بھی فوجداری مقدمہ تھا۔ یہ مقدمہ مولوی کرم دین ساکن بھین ضلع جہلم کی طرف سے دائر کیا گیا تھا جو پہلے جہلم میں چلا پھر گورداسپور کی عدالت میں منتقل ہوگیا اس مقدمہ میں بھی مسلمان علماء مل کر مولوی کرم دین کی مدد کرتے رہے تھے۔ اور ان کی تمنا یہی تھی کہ کسی طرح حضورؑ سزا پا جائیں اور ہتھکڑیاں پہنا کر جیل میں بھیجے جائیں ادھر جیسا کہ میں گزشتہ قسط میں واضح کر چکا ہوں، جن دو مجسٹریٹوں کی عدالت میں یکے بعد دیگرے مقدمہ کی سماعت ہوتی رہی۔ وہ بھی دونوں آریہ تھے اور لیکھرام کے قتل کا انتقام لینا چاہتے تھے ان کی نیت جیل میں بھیجنے کی ہی تھی مقدمہ نہایت ہی معمولی نوعیت کا تھا لیکن انہوں نے دو سال اس کی سماعت میں لگا دیئے۔ جیل میں بھیجنے سے تو وہ خدائی تصرف کے ماتحت روک دیئے گئے لیکن ۵۰۰ روپیہ جرمانہ کی سزا دی اور مولوی کرم دین پر ۵۰ روپیہ جرمانہ کیا اور یہ بالکل حضورؑ کے الہامات کے مطابق تھا جن میں یہی بتلایا گیا تھا کہ پہلی عدالت میں جرمانہ کی سزا ہوگی لیکن اپیل میں بری ہو جائیں گے چنانچہ سشن جج کے پاس اپیل کی گئی جس نے حضورؑ کو پہلی ہی پیشی میں بری کر کے جرمانہ واپس دلا دیا اور کرم دین کی سزا قائم رکھی اور فیصلہ میں لکھا کہ جو الفاظ اس کے حق میں استعمال کئے گئے ہیں وہ فی الحقیقت انہی کا مستحق تھا اور مجسٹریٹوں کے خلاف بھی ریمارکس دیئے۔

گزشتہ قسط میں الہام "اصلی و اصوم" کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے جس قدر الہامات میں نے درج کئے ہیں وہ سب اسی مقدمہ کے متعلق تھے اور یہ الہام "اے ازلی و ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

## بیڑیوں کو پکڑنے کا مفہوم

غالباً الہام میں "بیڑیوں کو پکڑنے" کے الفاظ نے برق صاحب کو اس الہام کو عجیب الہامات کی فہرست میں داخل کرنے پر جرأت دی ہے لیکن اس میں الہام کا کوئی قصور نہیں بلکہ آپ کی اپنی ناسمجھی یا تعصب اور عناد اندرونی اس جسارت کا باعث بنا ہے۔

میں نے اوپر بتلایا ہے کہ اس قسم کے تمام مقدمات میں دشمنوں کی ایک ہی غرض ہوتی تھی کہ حضورؑ کو نعوذ باللہ ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا دیکھیں الہامی دعا چونکہ درحقیقت پیشگوئی ہوتی ہے اس لئے ان الفاظ کا سیدھا سادا مفہوم یہی تھا کہ خدا ان کی مزعومہ ہتھکڑیوں کو پکڑے رکھے گا اور ان کو عملی صورت اختیار کرنے سے روکے رکھے گا اور اپنے مامور کو ہتھکڑیوں میں جکڑے جانے سے محفوظ رکھے گا اور دشمنوں کی اس خواہش کو بھی حسرت میں تبدیل کر دے گا اور اپنے بندے کی خاص مدد فرما کر اپنی تائید اور نصرت سے اسے نوازے گا۔

## اس کے ساتھ کا الہام

چنانچہ اس کے ساتھ کا الہام پہلے الہام میں جو وعدہ مدد کے آنے کا مذکور ہے اس کی تفصیل بیان کر رہا ہے فرمایا یوم الاثنین وفتح الحنین چنانچہ اس مقدمہ کا دوشنبہ کے روز سے گہرا تعلق رہا ہے جس کی تفصیل میں اپنے ایک مضمون میں بیان کر چکا ہوں اور فتح الحنین کے الفاظ تو صاف دلالت کر رہے ہیں کہ جس طرح حنین کے مقام پر بظاہر شکست کی صورت پیدا ہوگئی تھی لیکن شکست کے بعد دوسرے حملہ میں یہ شکست فتح میں تبدیل ہوگئی اور دشمن کی عارضی خوشی نے غم کی صورت اختیار کر لی اسی طرح یہاں بھی ہوگا۔ الہام "بلیۃ مالیۃ" کے ماتحت پہلی عدالت میں جرمانہ کی سزا ہوگئی جو دشمنوں کے لئے ایک گونہ خوشی کا موجب تھی لیکن دوسرے حملہ یعنی اپیل میں ان کی یہ خوشی خاک میں مل گئی کیونکہ حضورؑ کو بڑی عزت کے ساتھ بری کر دیا گیا اور جرمانہ بھی واپس دلوا دیا گیا اور مد مقابل کی سزا نہ صرف قائم رہی بلکہ اسکو اس فیصلہ نے ذلیل سے ذلیل تر بنا دیا۔

## برق صاحب کے لئے لمحۂ فکریہ

برق صاحب اور ان کے ہمنوا دوست خدا را غور کریں کہ الہام کے الفاظ "فتح الحنین" کتنا عظیم الشان غیب اپنے اندر لئے ہوئے تھے اور کس شان کے ساتھ یہ الفاظ پورے ہوئے کیا حضرت مرزا صاحبؑ کے اختیار میں تھا کہ وہ اپنے اس مقدمہ کا فیصلہ جنگ حنین کی شکل میں کرواتے کیا یہ ممکن نہ تھا کہ اپیل بھی خارج ہو جاتی اور سشن جج پہلی عدالت کے فیصلہ کو ہی بحال رکھتا لیکن حنین کی طرز پر فتح کی بشارت کا ملنا اور پھر اس کا اسی طرح وقوع میں آنا کیا کھلی کھلی دلیل نہیں اس بات پر کہ الہام کے الفاظ خدا تعالیٰ کے ہی الفاظ تھے اور یہ کہ حضرت مرزا صاحبؑ خدا تعالیٰ کے فی الحقیقت مقرب بندے تھے جن سے خدا ہم کلام ہوتا تھا اور جو کچھ انہیں کہتا تھا اسے پورا کر کے بھی دکھلا دیتا تھا کیا کوئی ہے جو اس عظیم الشان نشان پر تعصب سے خالی ہو کر غور کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے اور خدا کے مامور کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر سعادت دارین حاصل کرے خدا تعالیٰ سب کو ہی ایسی توفیق عطا کرے آمین۔

## ایک کشف کی حقیقت

برق صاحب نے عجیب الہامات کے ضمن میں اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲۴ پر حضورؑ کا ذیل کا کشف بھی درج کیا ہے:-

> "۲۴ رفروری ۱۹۰۵ء کو حالت کشفی میں جبکہ حضور کی طبیعت ناساز تھی ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا تھا خاکسار "پیپرمنٹ"

معلوم نہیں اس کشف میں برق صاحب کو کونسی عجیب بات نظر آئی ہے کیا سخر لکم ما فی السموٰت ما فی الارض کے ماتحت کائنات کی ہر ایک چیز انسان کی خدمت کے لئے ہی پیدا نہیں کی گئی۔ کیا تمام جڑی بوٹیاں اور ان سے بنی ہوئی دوائیں انسان کی بیماری کو دور کرنے کے لئے ہی نہیں بنائی گئیں کیا یہ حقیقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کو بذریعہ الہام یا کشف بعض علاجوں پر مطلع کر دیتا ہے کیا سورہ ص ع ۴ کی مندرجہ ذیل آیت برق صاحب کو بھول گئی ہے۔

واذکر عبدنا ایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الشیطان بنصب وعذاب

اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جو علاج حضرت ایوبؑ کو بتلایا اس کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں ہے:-

ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد و شراب کیا اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے خاص بندوں کو ان کی بیماری کا علاج بھی بتلا دیا کرتا ہے اگر حضرت مرزا صاحبؑ کو ان

کی تکلیف دُور کرنے کے لئے پیپرمنٹ کا استعمال بتلا دیا تو اس میں کونسی تعجب کی بات ہے۔

حضرت ابراہیم کا قول اذا مرضت فھو یشفین بھی مدنظر رکھیں اسی طرح اصلحنا لہ زوجہ کو بھی نظر انداز نہ کریں اسی طرح حضرت زکریا کو جو نشان بتلایا گیا تھا اسکو بھی نہ بھولیں یہ امور اگر آپ کے مدنظر رہیں گے تو حضرت مرزا صاحب کے کشف پر جو ہنسی اڑاتے کی آپ نے کوشش کی ہے اس پر آپ خود ہی نادم ہوں گے۔ اگر حضرت نبی کریم صلعم کی جدائی کے صدمہ کا اظہار درخت اپنی آواز سے کر سکتا ہے تو پیپرمنٹ کیوں اپنی خدمات کو پیش نہیں کر سکتا وہ بولا تو نہیں صرف لکھا ہوا ہی دکھلایا گیا ہے۔ خاکسار کا لفظ اس کے ساتھ محل تعجب اس لئے نہیں ہو سکتا کہ اس کی حیثیت آخر ایک خدمتگار کی ہی ہے خدمتگار اگر اپنے آقا کے سامنے خاکساری کا اظہار نہ کرے تو اور کیا کرے علاوہ ازیں ہر چیز کے بولنے کا طریق بھی الگ الگ ہوتا ہے زمین کے متعلق قرآن شریف میں آتا ہے یومئذ تحدث اخبارھا۔ زمین اور آسمان کے متعلق آتا ہے اتینا طائعین یہاں تو پیپرمنٹ بولا نہیں بلکہ خدا تعالے نے علاج لکھا ہوا دکھلا دیا ہے جب انسان تعصب کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے تو اس کی عقل کی آنکھ ایسی اندھی ہو جاتی ہے کہ واضح حقائق بھی اسکو نظر نہیں آتے۔

## ایک اور کشف اور اُسے ادھورا پیش کرنا

جناب برق صاحب اپنی کتاب کے اسی صفحہ پر حضور کے ایک کشف میں سے صرف ایک فقرہ نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہوئے اسے عجیب الہامات کی فہرست میں داخل کرتے ہیں وہ فقرہ یہ ہے:-

"استنے میں تین فرشتے آسمان سے آئے
ایک کا نام خیراتی تھا"
(سیرت النبی ج اول ص ۹۵)

## فرشتوں کے نزول کا وعدہ

نہ معلوم کہ برق صاحب کو تین فرشتوں کا آسمان سے آنا عجیب نظر آیا یا ایک فرشتہ کا نام خیراتی ان کے لئے موجب حیرت ہوا ہے اگر فرشتوں کا نزول ان کے لئے محل تعجب ہے تو ان کو اور ان کے دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مومنوں پر فرشتوں کے نزول کا وعدہ تو قرآن شریف میں صریح الفاظ میں موجود ہے تتنزل علیھم الملائکۃ یاد کریں پھر حضرت انبیاء علیہم السلام اور غیر انبیاء پر بھی فرشتوں کے نزول کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی والدہ حضرت موسےٰ علیہ السلام ذوالقرنین وغیرہ اسی طرح جنگ بدر جنگ احد اور جنگ خندق میں فرشتوں کا نزول ثابت ہے اتنے نظائر کے ہوتے ہوئے حضرت مرزا صاحب پر فرشتوں کا نزول برق صاحب کے لئے کیوں موجب تعجب ہوا۔

## کیا نام خیراتی محل تعجب ہے

اگر برق صاحب کو یہ کشف اس لئے عجیب نظر آیا ہے کہ اس میں ایک فرشتہ کا نام "خیراتی" بتایا گیا ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ فرشتوں کے نام صفاتی بھی ہوتے ہیں جس کام کے لئے کوئی فرشتہ دنیا میں بھیجا جاتا ہے اس کام کے لحاظ سے ہی اس کا نام رکھ دیا جاتا ہے برق صاحب اگر میرے بیان سے متفق نہیں تو قرآن شریف میں جو دو فرشتوں کا نام ہاروت و ماروت آیا ہے ان کی وجہ تسمیہ پر روشنی ڈالیں "خیراتی" نام اگر ان کو عجیب نظر آیا ہے تو ہاروت و ماروت نام ان کو کیوں عجیب نظر نہیں آتے کیا آپ ان کو بھی عجیب الہامات کی فہرست میں داخل کرنے کے لئے تیار ہیں یا اگر کوئی غیر مسلم ان ناموں کو عجیب الہامات میں داخل کر دے تو برق صاحب اس کو کیا جواب دیں گے اور کس طرح اس کی تسلی کرائیں گے اصل بات یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے خلاف ان کا عناد ان کے قلب پر اس قدر تسلط جما چکا ہے کہ اچھی سے اچھی بات بھی ان کو بُری نظر آتی ہے انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کو پڑھا ہی اس نیت سے ہے کہ ان میں اعتراض کی گنجائش نکالیں جب انہیں حقیقی اعتراضات نہ مل سکے تو فرضی اعتراضات سے ہی کتاب کو پُر کر دیا۔

## مکمل کشف اور خیراتی کے معنی

مناسب یہی ہے کہ قارئین کرام کے سامنے مکمل کشف رکھ دیا جائے تا ان کے علم میں آجائے کہ کس صفائی سے یہ کشف پورا ہوا ہے اور خیراتی فرشتہ نے کس خوبی سے اپنا تفویض کام سرانجام دیا ہے:-

"منجملہ نشانات کے ایک نشان یہ ہے کہ تخمیناً پچیس برس کے قریب عرصہ گذر گیا ہے کہ میں گورداسپور میں تھا کہ مجھے یہ خواب آئی کہ میں ایک جگہ چارپائی پر بیٹھا ہوں اور اسی چارپائی پر بائیں طرف میرے مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی بیٹھے ہیں جن کی اولاد اب امرتسر میں رہتی ہے استنے میں میرے دل میں محض خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تحریک پیدا ہوئی کہ مولوی صاحب موصوف کو چارپائی سے نیچے اتار دوں چنانچہ میں نے اپنی جگہ چھوڑ کر مولوی صاحب کی جگہ کی طرف رجوع کیا یعنی جس حصہ چارپائی پر وہ بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اس حصے میں میں نے بیٹھنا چاہا تب انہوں نے وہ جگہ چھوڑ دی اور وہاں سے کھسک کر پائینتی کی طرف چند انگل کے فاصلے پر ہو بیٹھے۔ تب پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس جگہ سے بھی میں ان کو اٹھا دوں پھر میں اُن کی طرف جھکا تو وہ اس جگہ کو بھی چھوڑ کر پھر چند انگل کے مقدار پر پیچھے ہٹ گئے۔ پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس جگہ سے بھی ان کو اور زیادہ پائینتی کی طرف کیا جائے۔ تب پھر وہ چند انگل پائینتی کی طرف کھسک کر ہو بیٹھے القصہ میں ایسا ہی ان کی طرف کھسکتا گیا اور وہ پائینتی کی طرف کھسکتے گئے یہاں تک کہ ان کو آخر کار چارپائی سے اترنا پڑا اور وہ زمین پر جو محض خاک تھی اور اس پر چٹائی وغیرہ کچھ بھی نہ تھی اتر کر بیٹھ گئے۔ استنے میں تین فرشتے آسمان سے آئے۔ ایک کا نام اُن میں سے خیراتی تھا وہ بھی اُن کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئے اور میں چارپائی پر بیٹھا رہا۔ تب میں نے اُن فرشتوں اور مولوی عبداللہ صاحب کو کہا کہ آؤ میں دُعا کرتا ہوں تم آمین کرو۔ تب میں نے یہ دُعا کی کہ رب اذھب عنی الرجس وطھرنی تطھیرا۔ اس کے بعد وہ تینوں فرشتے آسمان کی طرف اٹھ گئے اور مولوی عبداللہ صاحب بھی آسمان کی طرف اٹھ گئے اور میری آنکھ کھل گئی۔ اور آنکھ کھلتے ہی میں نے دیکھا کہ ایک طاقت بالا مجھ کو ارضی زندگی سے بلند تر کھینچ کر لے گئی اور وہ ایک ہی رات تھی جس میں خدا نے بتمام و کمال میری اصلاح کر دی اور مجھ میں وہ تبدیلی واقع ہوئی کہ جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادے سے نہیں ہو سکتی۔ اور جیسا کہ میں نے مولوی عبداللہ صاحب کے خاک پر بیٹھنے اور آسمان پر جانے کی تعبیر کی تھی اسی طرح وقوع میں آگیا کیونکہ وہ بعد اس کے جلد تر فوت ہو گئے اور ان کا جسم خاک میں اور ان کی رُوح آسمان پر گئی۔

اور انہی دنوں میں شاید اسی رات سے اول یا اس رات کے بعد میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے اس نے مجھے ایک جگہ لٹا کر میری آنکھیں نکالی ہیں اور صاف کی ہیں اور میل اور کدورت ان میں سے پھینک دی اور ہر ایک بیماری اور کوتہ بینی کا مادہ

نکال دیا ہے اور ایک مصفّا نور جو آنکھوں میں پہلے سے موجود تھا۔ مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اسکو ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح بنا دیا ہے اور یہ عمل کرکے پھر وہ شخص غائب ہوگیا اور میں اُس کشفی حالت سے بیداری کی طرف منتقل ہوگیا۔ میں نے اس خواب کی بہت سے لوگوں کو اطلاع دی تھی، چنانچہ اُن میں سے صاحبزادہ سراج الحق سرساوی اور میر ناصر نواب صاحب دہلوی ہیں۔"

اس کشف سے مندرجہ ذیل چار باتیں بالکل واضح ہیں :-

اوّل :- یہ کہ عام اولیاء کا دور اب ختم ہوگیا ہے کیونکہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی پنجاب میں اولیاء اللہ اور صاحب حال لوگوں میں سے آخری ولی اور آخری صاحب حال انسان تھے ان کے بعد اب صرف پنجاب میں ہی نہیں بلکہ ساری اسلامی دنیا میں کسی ولی کی پیدائش مقدر نہ تھی کیونکہ اب مسیح موعود کا دور شروع ہونے والا تھا۔

دوم - یہ کہ جس طرح حضرت نبی کریم صلعم کے قلب مطہر کو فرشتوں کے ذریعہ پاک و صاف کر دیا گیا تھا اور اسے معرفت سے بھر دیا گیا تھا اسی طرح غلام کو بھی ہر قسم کے رجز سے پاک و صاف کرکے اسے مطہر بنا دیا گیا اور آنکھوں کو صاف کرکے اس میں نور بھر دیا گیا جس سے قرآن کریم کے معارف اور حقائق صاف صاف نظر آنے لگ پڑے۔

سوم :- مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی جلد وفات کی طرف اس کشف میں صریح اشارہ موجود تھا چنانچہ اس کے بعد وہ جلد فوت ہوگئے۔

چہارم :- "خیراتی" کا لفظ اس بات پر دلالت کر رہا تھا کہ نیکیوں اور بھلائیوں اور نیک اعمال کا آپ سرچشمہ ثابت ہوں گے اور آپ کے ذریعہ نیکی بھلائی اور نیک اعمال پھیلیں گے۔ اور قرآن حکیم کے حقائق کھلیں گے اور ان کی اشاعت ہوگی۔

یہی خیرات کے معانی ہیں اور خیراتی منسوب الی الخیرات ہے دیکھو فیروز اللغات یعنے فرشتہ جو نیکیوں۔ بھلائیوں اور نیک اعمال کی تحریک کرنے اور انہیں پھیلانے پر مامور ہے اس فرشتہ کے آنے کے یہ معنی تھے کہ وہ حضور کے دل میں نیکیوں کی تحریک کرتا رہے گا اور ان کے دل کو نیکیوں کی اشاعت کرنے کے جذبہ سے بھرپور رکھیگا اور باقی دو فرشتے وہ ہیں جو مسیح موعود کی مدد پر ازل سے مامور تھے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ آنے والا مسیح دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نزول فرمائیگا۔

ایک فرشتہ کا نام اس کشف میں شیر علی بتلایا گیا ہے جس کے معنی بھی صاف ہیں کہ حضور کے اندر بہادری کا جوہر بھی اپنے کمال پر ہوگا۔

## واقعات کی شہادت

اب واقعات پر نظر ڈالیں تو اس کشف کے ایک ایک لفظ کی صداقت صاف صاف دکھلائی دے رہی ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے ظہور کے بعد مسلمانوں میں اولیاء پیدا ہونے بند ہوگئے چنانچہ جامعہ مذاہب اعظم میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے مضمون میں کھلے لفظوں میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ جس قدر امت میں اولیاء تھے وہ سب اب زیر زمین ہیں اب ہمارے پاس کوئی ولی نہیں جسے ہم پیش کر سکیں لیکن حضرت مرزا صاحب نے اپنے مضمون میں ساری دنیا کے سامنے دھڑلے سے اپنے آپ کو بطور ولی کے پیش کیا اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ جن لوگوں نے حضور سے تعلق پیدا کیا ان کی نیکی اور تقوے نے ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر لی تھا۔

اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ قرآن کریم کے حقائق کا دریا حضور نے بہا دیا اور اس کے دامن کو ان تمام اعتراضات کے دھبّہ سے صاف کر دیا جو دشمنان اسلام کی طرف سے اس پر کئے جا رہے تھے۔

اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ کی زندگی نہایت ہی پاکیزہ اور ہر قسم کے رجس سے پاک تھی جس کی شہادت دشمنوں تک نے دی۔

اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضور نے ایسی جماعت تیار کی جو قرآنی علوم کو دنیا میں پھیلانے میں سرگرم عمل ہے۔

اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ شدید سے شدید آزمائش کا مقابلہ حضور نے بے نظیر بہادری سے کیا ہے اور کسی موقعہ پر بھی آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔

پس ایسے کشف پر جس کا لفظ لفظ صحیح ثابت ہوا ہے ہنسی اڑانا کسی خدا ترس انسان کا کام نہیں ہو سکتا خدا ترس تو بڑی بات ہے کوئی معمولی سے معمولی انصاف پسند آدمی بھی اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔

# سرگودھا میں تنظیمی دورہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں جماعتی تنظیمی دورے پر ۳ اکتوبر کو سرگودھا گیا وہاں اپنے پرانے احمدی دوست ڈاکٹر چوہدری عبدالمجید صاحب ایم بی بی ایس کے مکان پر قیام کیا۔ وہاں اتفاقاً حافظ محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات بھی تشریف لائے ہوئے تھے اُن سے بھی ملاقات ہوئی اور جماعتی تنظیم کے بارے میں تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ اسی شام کو چوہدری محمد اکبر چیمہ صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا کے مکان پر ان سے ملنے کے لئے گئے۔ وہ بڑے تپاک سے ملے اور دیر تک جماعتی کاموں کے متعلق بات چیت ہوتی رہی۔ مگر جس چیز کی سب سے بڑی ضرورت محسوس ہوئی وہ یہ ہے کہ سرگودھا میں ہماری جماعت کی کوئی مسجد نہیں جس وجہ سے کہیں ایک جگہ نماز جمعہ وغیرہ نہیں پڑھی جاتی۔ اگر کوئی مسجد ہو اور اس کے ساتھ ایک کمرہ لائبریری کا بھی ہو اور خادم مسجد کا کمرہ بھی ہو اور ایک کمرہ مسافر مبلغ کے لئے رکھا جائے تو ہماری جماعت کی تنظیم اور جلسوں میں بہت مدد مل سکتی ہے اور دیگر لوگ بھی ہمارے لٹریچر سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

میاں محمد انور صاحب مل اونر (خلف الرشید میاں مولا بخش صاحب آف لائل پور) سرگودھا سے باہر گئے ہوئے تھے اُن سے ملاقات ۴ اکتوبر کی شام کو ہوئی۔ اُن سے معلوم ہوا کہ ان کا ارادہ ہے کہ اپنے کارخانہ کے احاطہ میں ہی ایک مسجد تعمیر کریں جس کا نقشہ بن چکا ہے اور کچھ سامان اور لوہا وغیرہ بھی آچکا ہے۔ صرف سیمنٹ کا انتظام کرنا باقی ہے اور نقشہ منظور کروا کے کام شروع ہو سکے گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ میاں صاحب موصوف کو جلد اس مبارک قومی کام کی توفیق عطا فرمائے۔ میاں محمد انور صاحب نے یہ بھی خیال ظاہر کیا تھا کہ اگر مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی وقتاً فوقتاً اُن اطراف کا دورہ کرتے رہیں تو اُن کے لیکچر تعلیمیافتہ طبقہ میں مقبول ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

جمعہ ۴ اکتوبر کو میں بمعیت ڈاکٹر چوہدری عبدالمجید صاحب موٹر بس سے چک ۸۱ جنوبی گیا۔ وہاں کے احباب بڑی محبت اور تپاک سے ملے، ہماری بہت خاطر تواضع کی۔ یہاں سب ملا کر کوئی تیس کے قریب مرد ہماری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم و مغفور اور چوہدری احمد دین صاحب مرحوم و مغفور کے بعد۔ کوئی ان گاؤں کے سادہ لوگوں کو دینی تعلیم اور قومی کاموں کی طرف پورے طور پر راغب نہیں کر رکا۔ جس کی وجہ سے باوجود یہاں اپنی مسجد ہونے کے کوئی نماز جمعہ کا انتظام نہیں۔ اور پانچ وقتی نمازیں بھی نہیں ہوتیں۔ مسجد کا ایک خادم موجود ہے۔ اور انجمن کا ایک محصّل بھی چک میں رہتا ہے اور وہیں سے دیہاتی اطراف میں دورے پر جاتا ہے۔ میں نے مسجد کو دیکھا تو وہ شکستہ ہو رہی تھی جس کی مرمت کے لئے اللہ بھلا کرے ہماری مقامی احمدی خواتین نے پانچسو روپے اسکے لئے اکٹھے کر رکھے ہیں۔ مگر تخمینہ دو ہزار روپے کا ہے اور ایک کمرہ مستورات کی نماز کے لئے بھی ضروری ہے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ اپنی سکیم کو انجمن میں پیش کریں تاکہ مسجد فنڈ ۲۴

۲۴ سے ان کی مناسب امداد کی جا سکے۔ میں نے نماز جمعہ کے خطبہ میں وہاں کی جماعت کے لوگوں کو (جن میں مستورات بھی شامل تھیں) اُن کی بیعت، اور "دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد" اور دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جہاد کی طرف راغب کیا۔ اور نماز جمعہ کو ضرور باقاعدگی سے پڑھیں۔ انہوں نے شکایت کی کہ "مرکز" نے ان کو بھلا دیا ہے اس لئے ان پر کوئی مقامی اور جوشیلا اور تعلیمیافتہ احمدی موجود نہ ہونے کی وجہ سے ایک جمود

(باقی بر صفحہ نمبر ۱۴ کالم نمبر ۳)

# جرمنی میں اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں

## مولانا محمد یحییٰ بٹ امام برلن مسجد کا مکتوب

مکرم مولانا دوست محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ ذیل میں مسلم مشن کی تبلیغی مساعی کی مختصر رپورٹ لکھتا ہوں۔ امید ہے آپ اپنے مؤقر جریدہ میں شائع فرمادیں گے ۔ شکریہ ۔ محمد یحییٰ بٹ

### تھیوسوفی سوسائٹی میں لیکچر

برلن میں ایک تھیوسوفی سوسائٹی میں مجھے لیکچر دینے کا موقعہ ملا ۔ لیکچر کا موضوع تھا "تعلق باللہ اسلام میں" اس لیکچر کو سننے کے لئے داخلہ کا ٹکٹ ایک مارک تھا ۔ طلباء سے نصف مارک ۔ حاضرین کی تعداد اسّی کے قریب تھی ۔ میں نے اس موضوع پر ایک گھنٹہ لیکچر دیا اور اپنے لیکچر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ۔

(۱) ۔ اسلام میں تعلق باللہ کی بنیاد

(۲) ۔ یورپین لٹریچر میں اس موضوع پر کیا لکھا گیا ہے ۔

(۳) ۔ قرآن کریم نے اس موضوع پر کیا روشنی ڈالی ہے اور اس کے حصول کے لئے کیا راہیں سکھائی ہیں ۔

یورپین مستشرقین کے خیالات پیش کرتے ہوئے میں نے ان پر تنقید بھی کی اور باقی دو سوالات پر بحث کرتے ہوئے میں نے بتایا کہ انسانی ترقی کا کمال خدا بننے میں نہیں بلکہ خدا کا عبد بننے میں ہے ۔ لیکچر کے ختم پر حاضرین نے اپنے احساسات کا اظہار تالیاں بجانے سے اور سوسائٹی کی پریذیڈنٹ نے چند الفاظ میں کیا ۔ واپسی پر ایک انجینئر مجھے اپنی کار میں بٹھا کر گھر چھوڑ گئے اور راستہ میں انہوں نے کہا کہ ہم نے اسلام کے متعلق چند ایک اوپری باتیں سنی ہوئی تھیں ۔ آج اسلام کی تعلیم کی گہرائی کا ہمیں علم ہوا ہے ۔

### سوسائٹی کی پریذیڈنٹ کا تعریفی خط

سوسائٹی کی پریذیڈنٹ نے جو ایک عالمہ خاتون ہیں مجھے دوسرے دن ایک خط لکھا اور شکریہ ادا کیا ۔ وہ لکھتی ہیں :۔

Dear Mr. Butt.

May I thank you once more from all my heart for your great kindness. You come to us like an affectionate brother and related as of your wonderful, devotional religion in a so beautiful way.

And really - you have found a very warm echo, for surely all of the hearers were highly touched.

With warm regards

Yours

Beatrice Flemming

President.

ترجمہ ۔

ڈیئر مسٹر بٹ

میں ایک دفعہ پھر اپنے دل کی گہرائیوں سے آپ کی مہربانی کا شکریہ ادا کرتی ہوں، آپ ایک شفیق بھائی کی طرح ہمارے ہاں آئے اور اپنے پُرستائش، اور خدا پرست پاکیزہ مذہب کو نہایت خوبصورت طریق سے بیان کیا ۔

اور فی الحقیقت آپ کے لئے گرمجوشی کا اظہار کیا گیا ۔ کیونکہ تمام سامعین آپ کے لیکچر سے بہت ہی متاثر ہوئے ۔

دلی آداب کے ساتھ

آپ کی بیٹرائس فلیمنگ

پریذیڈنٹ

### حضرت مسیح موعودؑ کا روحانی تجربہ

اس لیکچر میں میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک روحانی تجربہ کا اقتباس حاضرین کو سنایا تھا حضرت صاحب کے اپنے الفاظ یہ ہیں :۔

"علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سُرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے ۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے ۔ جن میں سے بعض چمکدار سفید بعض سبز اور بعض سرخ تھے ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا ۔ اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور رُوح کو لذت ہوتی تھی میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت ہوگئی"

### انٹرنیشنل سٹوڈنٹ کلب میں لیکچر

برلن میں انٹرنیشنل سٹوڈنٹ کلب کی طرف سے اسلام پر لیکچر دینے کی دعوت آئی ۔ اس کلب کا عہدیدار میرے ہاں آیا اور بعد میں بذریعہ خط استدعا کی کہ میں ان کے گروپ میں **Word Religion** کے عنوان سے اسلام پر لیکچر دوں ۔ مجھے بتایا گیا کہ اس سے پیشتر عیسائی اور یہودی مذاہب پر لیکچر ہو چکے ہیں ۔ اس لیکچر کا اعلان پہلے ہی سے ہو چکا ہوا تھا ۔ میں نے اس دعوت کو قبول کر لیا ۔ اور ان کے گروپ میں اسلام پر لیکچر دیا ۔ میں نے اپنے اس لیکچر کو یوں تقسیم کیا ؛۔

(۱) اسلام میں مذہب کا تصور کیا ہے ؟

(۲) ۔ مذہب کی بنیاد کس امر پر ہے ؟

(۳) ۔ اسلام کے بنیادی اصول کیا ہیں ؟

میں نے اپنے لیکچر میں یہ واضح کیا کہ مذہب کی بنیاد وحی الٰہی پر رکھی گئی ہے ۔ اور وحی الٰہی ایک واحد ذریعہ خدا تک پہنچنے کا ہے ۔ میں نے مزید کہا کہ وحی الٰہی اگر کوئی کتاب من وعن بغیر کسی تحریف کے موجود ہے تو وہ قرآن کریم ہے ۔ لہٰذا اسلام ہی ایک راستہ خدا تک پہنچنے کا ہے باقی راستے خدا کی طرف وحی ذکے گئے اور وہ دین اپنی اصلی حالت میں درست تھے لیکن مرور زمانہ سے خدا کے الفاظ محفوظ نہیں رہ سکے بلکہ ان میں ردو بدل ہو چکا ہے ۔ اور اس ردو بدل سے صحیح راستہ بھی محفوظ نہیں رہ سکا ۔ بعد میں کافی دیر تک سوال

ہوتے رہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ حاضرین کی تعداد کچھ زیادہ نہ تھی۔

## ریڈیو پر انٹرویو

۱۰ اگست میں ریڈیو پر میرا انٹرویو نشر کیا گیا۔ یہ پروگرام بارہ منٹ کے قریب تھا۔ مسجد کی تاریخ اور اس کی مساعی وغیرہ پر سوالات کے جوابات میں نے دیئے تھے۔ آخر پر یہ بھی سوال کیا گیا کہ میری کوئی خاص خواہش جو میں برلن کے لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ اس ضمن میں میں نے جواباً کہا کہ میری یہ خواہش ہے کہ خدا پر ایمان رکھنے والے تمام لوگ باہم اکٹھے ہو جائیں اور یہ کہ وہ دوسرے مذاہب کی صداقت کو پہچانیں۔ اور اس صداقت کو صحیح پیرایہ میں بیان کرنے کی کوشش کریں۔ اور نیز یہ کہ وہ دوسرے مذاہب کے مذہبی رہنماؤں کی عزت و تکریم کریں۔ ہر مذہب میں بعض تعلیمات ایسی ہیں جو دیگر مذاہب میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ان تعلیمات پر زور دیں تا مختلف مذاہب کے پیرو کار ایک دوسرے کے قریب آسکیں۔ اس پروگرام میں میرے بیٹے منصور میاں نے اذان دی اور اس کی اذان سے ہی اس پروگرام کو ریڈیو پر نشر کرتے وقت ابتدا کی گئی۔

## جمعہ کا اجتماع

جمعہ کا اجتماع باقاعدہ ہوتا رہا۔ بعض دفعہ نماز کے موقع پر مصر، شام وغیرہ اسلامی ممالک سے آئے ہوئے افسران کے گروپ نے بھی شمولیت کی جس سے مسجد بارونق ہو گئی۔ کئی بار پچاس اور ساٹھ کے قریب احباب نے نماز میں شمولیت کی۔

## زائرین سے گفتگو

زائرین کی آمد کا ایک سلسلہ بندھا رہا۔ اکثر دفعہ کافی تعداد پر مشتمل گروپ ہمارے ہاں آتے، انفرادی طور پر بھی اور دو دو تین تین کی تعداد میں بھی اور پھر بڑے گروپ کی صورت میں اس مسجد کو دیکھنے کے لئے مرد و زن، اساتذہ اور طلباء بھی آتے۔ میں نے ان دوستوں کو اسلام کے بنیادی اصولوں سے آگاہ کیا اور انہیں بتایا کہ مسیح ناصریؑ جس کی آمد کی عیسائی دنیا کو انتظار ہے۔ اس کا دوبارہ ظہور ہو چکا ہے۔ بعض احباب گھنٹہ سے زاید ہمارے ہاں ٹھہرے اور بڑے بڑے گروپ ۴۰، ۵۰ منٹ تک باتوں کو سنتے اور سوالات کرتے رہے طلباء کے ایک گروہ سے جس کے ساتھ ان کے اساتذہ بھی تھے کافی سوال و جواب ہوئے۔ استاد صاحب نے اسلام میں گناہ کے تصور۔ نجات کے ذرائع کے متعلق سوالات کئے۔ میرے جوابات سننے کے بعد استاد صاحب نے کہا کہ ایسی رواداری اور خوبصورت تعلیم کے مقابلہ پر عیسائی مذہب کامیاب نہیں ہو سکتا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

## مصری اخبارات میں برلن مسجد و مشن کا ذکر

گذشتہ مہینوں میں ہماری مسجد اور ہمارے اسلامی مشن کی رپورٹ مع تصاویر مصر کے اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ اس کے ساتھ ایک لمبی رپورٹ بھی شائع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ میں مسجد کی تاریخ۔ اور اس کی تبلیغی مساعی اور میرے الفاظ جو آج سے بہت عرصہ پیشتر مقامی اخبار کے ایک نمایندہ نے ایک انٹرویو لیتے وقت ریکارڈ کئے تھے، درج کئے گئے ہیں۔

یہ مقالہ مع تصاویر جرمن حکومت کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ اس مقالہ میں یہ ذکر ہے کہ یہ مسجد جماعت احمدیہ لاہور کے نائب صدر مولانا صدرالدین صاحب نے ۱۹۲۴ء میں بنائی۔ نیز یہ کہ اس احمدیہ تحریک کی بنیاد مرزا غلام احمد صاحب نے رکھی جنہوں نے مجدد اور مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ مصر سے مجھے ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ اس اسلامی مشن کی رپورٹ پڑھ کر ہمیں بڑی مسرت ہوئی۔ ہمیں مزید اس کا تعارف کرایا جائے میں نے اس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر ان کی تحریرات سے روشنی ڈالی ہے اور احمدیہ نام رکھے جانے کی وجہ تسمیہ پر بھی چند ایک الفاظ تحریر کئے ہیں مسجد کی مساعی میں بھی تحریر کیا ہے۔ اور حضرت مولانا صدرالدین صاحب کا دیباچہ قرآن جرمن زبان میں بھی بھیجا ہے۔ یہ نوجوان گریجوایٹ ہے اور گورنمنٹ ملازم ہے۔

## شادیوں کی تقریبات

گذشتہ تین مہینوں میں شادی کی چار تقریبات منعقد ہوئیں۔

۲ رجولائی :- مابین محمد اسلم صافی۔ کابل۔
الگرڈ ڈورس فلیمنگ
مہر :- پانچ ہزار مارک

۲۶ جولائی :- مابین طلال شاکر بردن
کینر یلا بارٹک
مہر ایک سو مارک

۲۹ راگست :- مابین خلیل دالال شام
ریتا بار ٹردوسکی
مہر ایک سو مارک

۱۷ رستمبر :- مابین :- سلامہ بغداد
رتی جی سوبولوسکی
مہر :- سونے کی ایک انگوٹھی

## بعض پارٹیوں میں شمولیت

یہاں برلن میں منعقد ہونے والی بعض پارٹیوں میں شمولیت کا موقعہ ملا۔ بعض ذمہ دار افسران سے ملاقات ہوئی۔ ایک موقعہ پر ایک امریکن خاتون سے اسلام پر گفتگو ہوئی وہ اسلام کے نظریات کو سن کر وجد میں آگئیں۔ انگریزی زبان میں مفت تقسیم کا لٹریچر اگر یہاں مسجد میں بھجوا دیا جائے تو فائدہ مند ہو گا۔

باقی آیندہ انشاء اللہ

---

# اراضی اوکاڑہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۵)

کے لئے گذارش کی گئی ہے۔

انجمن کے پاس یہ ایک بہت بڑی جائداد ہے۔ اگر اس کی نگہداشت پوری طرح کی جائے۔ تو اسی ذریعہ سے کئی مشن چل سکتے ہیں۔

چودھری عبدالمجید صاحب منیجر اور خاکسار (فضل داد ایڈمنسٹریٹر) نے کئی ایک تجاویز مرکزی انجمن میں بھیجی ہیں۔ اگر وہ منظور ہو گئیں اور پروان چڑھ گئیں تو قوی امید ہے کہ انجمن کی آمدنی میں بہت اضافہ ہو جائے گا۔

خان بہادر صاحب! اپنی پوری توجہ اس طرف دے رہے ہیں۔ میری یہ دل کی گہرائی سے خواہش ہے، کہ مجلس منتظمہ کے ممبران باری باری ہر دو ماہ کے بعد اس چک میں تشریف لایا کریں۔ اور یہاں کے حالات اپنی آنکھوں سے خود دیکھیں۔ تاکہ وہ یہاں اپنی توجہ زیادہ دے سکیں۔

یہاں کئی تعمیرات ضروری ہیں۔ اور ان کی عدم موجودگی میں بجائے فائدہ کے نقصان ہو رہا ہے۔ مثلاً گودام۔ دفتر۔ بیل داران کے لئے کوئی مکان نہیں ہے۔ یہاں سکول کی کوئی عمارت نہیں۔ کئی ایک ملازمین بے گھر ہیں۔

یہاں ایک ڈسپنسری کا ہونا بے حد ضروری ہے یہ منصوبے خط و کتابت سے پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتے تاوقتیکہ مجلس منتظمہ کے ممبران خود آکر نہ دیکھیں۔

نیز مزارعان اور کارکنان کے درمیان کئی ایک ایسی باتیں ہیں۔ جن کا تدارک بے حد ضروری ہے اور یہ کام بھی موقع پر ہی بطریق احسن ہو سکتا ہے۔

نماز باجماعت کا باقاعدہ انتظام ہے۔ اور صبح درس بلاناغہ ہوتا ہے۔ نماز جمعہ میں کم و بیش ۸/۷ مرد عورتیں ہوتی ہیں۔

انشاء اللہ ایک سال کے اندر اندر یہاں جماعت بن جائے گی

اس وقت ایک نوجوان متعلم مقرر ڈاہر نے بیعت کرلی ہے۔ اور تین آدمی بفضل ایزدی عنقریب جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔

مرد باید کہ ہراساں نہ شود
مشکلے نیست کہ آساں نہ شود

---

ہر انکہ سر زنے و مشکلے نہ گردد حل
چو پیش او بروی کار یک دعا باشد
(مسیح موعودؑ)

خاکسار۔ فضل داد (چودھری)
ایڈمنسٹریٹر۔ چک $\frac{6}{4-L}$
اوکاڑہ۔ ضلع منٹگمری

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

محمد عبدالرحمٰن [illegible]

# ربوائی عقیدہ میں یقیناً تبدیلی ہوئی ہے

## ادھر آئیں دیکھیں یہ تصویر ہے

جب سے خلیفہ صاحب ربوہ صاحب فراش ہیں مولوی روشن دین صاحب تنویر ایڈیٹر الفضل ان کی غیر موجودگی سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس قسم کے خیالات وافکار کا اظہار پے در پے کرتے چلے آ رہے ہیں جو جماعت ربوہ کے بنیادی اور روایتی عقائد کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پیدا کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں۔

حال ہی میں میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی نے جماعت ربوہ سے علیحدگی کا اعلان کیا ہے جس میں انہوں نے علیحدگی کی ایک وجہ خلیفہ صاحب کا منیر انکوائری کورٹ میں اپنے عقیدہ سے انحراف بھی بتلایا ہے اس پر مدیر "الفضل" نے مؤرخہ ۱۰ اکتوبر کے شمارے میں ایک اداریہ بعنوان "کیا عقیدہ میں تبدیلی ہوئی؟" رقم فرمایا ہے جس میں واقعات اور حقائق سے روگردانی کرتے ہوئے نہایت بودے انداز میں اس بات کا نامکمل دفاع پیش کیا ہے اور یہ بات ثابت کرنے کی انتہائی ناکام کوشش کی ہے کہ عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی — جو پہلے ......... تھا وہ اب بھی ہے"

ایڈیٹر صاحب الفضل سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ ہمیشہ اختلافی مسائل پر بحث کرتے ہوئے حقیقت اور واقعات کو پیش نظر رکھنا از بس ضروری ہوتا ہے اگر محض منطقی نتیجہ ہی نکالنے پر زور دیتے چلے جائیں اور حقائق سے آنکھیں موند لیں خواہ واقعات اس کے کتنے ہی خلاف کیوں نہ ہوں تو کسی قاری کی بھی تسلی نہیں ہو سکتی اور بڑے سے بڑے عقیدتمند کو "ٹھوکر" لگ جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ بار بار یہ کہنے سے کہ ایک پانچ سال کا بچہ بھی سمجھ سکتا ہے اور "معمولی عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے"۔ کوئی مفید نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ مگر چونکہ آپ وکالت بھی پاس ہیں لہذا یہ آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔ بہرحال ہر ذی فہم کا فرض ہے کہ کسی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے واقعات اور حقائق کو نظر انداز نہ کرے۔ یہ نہ ہو کہ آفتاب نصف النہار پر چمک رہا ہو اور ہم کسی منطقی نتیجہ کے سہارے اس بات پر مصر ہوں کہ اس وقت نصف شب کا وقت ہونا چاہیئے۔

میرے خیال میں اس موضوع پر کہ خلیفہ صاحب نے عدالت میں اپنا بنیادی عقیدہ تبدیل کر لیا تھا "پیغام صلح" میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ صداقت کو پیش کرنے کے لئے لمبے چوڑے مضامین اور طویل طویل بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں ہوا کرتی "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کے مطابق صداقت از خود اپنے وجود کی گواہی دیتی ہے لہذا یہاں خلیفہ صاحب ربوہ کے دو قسم کے عقائد کا تقابل قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے ایک وہ عقائد جو ۱۹۵۳ء میں منیر انکوائری کمیشن کے قائم ہونے سے پیشتر اور دوسرے وہ عقائد جن کا اظہار عدالت کے روبرو کیا گیا۔ قارئین درج ذیل تقابل کو ملاحظہ فرمانے کے بعد از خود فیصلہ کر سکیں گے کہ اصل حقیقت کیا ہے باقی رہا پھر بھی اس امر سے انکار کہ تبدیلی عقیدہ نہیں ہوئی تو اس کو سوائے ہٹ دھرمی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب الفضل کی خدمت میں مندرجہ ذیل حوالہ جات نذر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے یہی کہنے کی جرأت کروں گا ؎

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ ہدیٰ یہی ہے

انکوائری کورٹ سے پہلے کا عقیدہ		عدالت میں اظہار رائے

### (۱) کلمہ گو کے کفر کے متعلق

**انکوائری کورٹ سے پہلے کا عقیدہ:**

(۱) "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔
(آئینہ صداقت ص۳۵)

(۲) "ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں"
(انوار خلافت ص۹۰)

(۳) "پس نہ صرف وہ جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے"
(تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۴ ص۱۴۱ اپریل ۱۹۱۱ء)

(۴) "مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے اور جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے"
(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے ص۱۲۵)

(۵) "ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"
(کلمۃ الفصل ص۱۱۰)

**عدالت میں اظہار رائے:**

سوال از عدالت:- اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی پر اچھی غور کرنے کے بعد دیانتداری سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ آپ کا دعوے غلط تھا تو کیا پھر بھی وہ مسلمان رہے گا؟

جواب:- جی ہاں عام اصطلاح میں وہ پھر بھی مسلمان سمجھا جائے گا۔

سوال از عدالت:- کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب کو ان مامورین میں شمار کرتے ہیں جن کا ماننا مسلمان کہلانے کے لئے ضروری ہے؟

جواب:- "میں اس سوال کا جواب دے چکا ہوں کہ کوئی شخص جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں لاتا وہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا"

سوال از عدالت:- کیا آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سزا دے گا جو غلط مذہبی خیالات یا عقائد رکھتے ہوں لیکن دیانتداری سے ایسا کرتے ہوں؟

جواب:- میرے نزدیک سزا جزا کا اصول دیانتداری اور نیک نیتی پر مبنی ہے نہ کہ عقیدہ کی صداقت پر۔

سوال از عدالت:- آپ نے اب اپنی شہادت میں کہا ہے کہ جو شخص نیک نیتی کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کو نہیں مانتا وہ پھر بھی مسلمان رہتا ہے کیا شروع سے آپ کا یہی نظریہ رہا ہے؟

جواب:- ہاں

### (۲) حضرت میرزا صاحب پر ایمان کے متعلق

**انکوائری کورٹ سے پہلے کا عقیدہ:**

(۱) "جب آپ نبی ثابت ہوئے تو آپ کا ماننا جزو ایمان ہوا ..... ..... الہاماً فرمایا جو تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے"
(الفضل ۶ مئی ۱۹۱۴ء)

(۲) "احمق ہے جو یہ کہتا ہے کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں، کس کا دل گردہ ہے جو یہ کہے کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں"
الفضل ۲۰ مئی ۱۹۱۴ء

**عدالت میں اظہار رائے:**

سوال از عدالت:- کیا ایسا شخص جو ایسے نبی کو نہیں مانتا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آیا ہو اگلے جہاں میں سزا کا مستوجب ہوگا۔

جواب:- ہم ایسے شخص کو گنہگار تو سمجھتے ہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسکو سزا دے گا یا نہیں اس کا فیصلہ کرنا خدا کا کام ہے"

سوال از عدالت:- تو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لانا جزو ایمان ہے؟

جواب:- جی نہیں!

## (۳) ختم نبوت یا اجرائے نبوت کے متعلق

" ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی ہوں گے۔"

(انوار خلافت صـ ۶۲)

سوال از عدالت:۔ کیا مرزا غلام احمد صاحب کے روحانی درجہ کا کوئی شخص آئندہ آ سکتا ہے؟

جواب:۔ اس کا امکان ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا اللہ تعالیٰ ایسے اشخاص کو مبعوث کرے گا یا نہیں۔

---

خلیفہ صاحب ایک وقت میں دو عقیدوں کا اظہار کرتے رہے ہیں مگر دونوں سے انحراف کیا گیا ہے۔ مثلاً ۱۹۱۱ء میں فرمایا:۔

" اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خاتم النبیّین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپؐ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا"

(بدر ۲۳ مارچ ۱۹۱۱ء)

سوال از عدالت:۔ مرزا صاحب نے پہلی مرتبہ کب کہا کہ وہ نبی ہیں۔

جواب از خلیفہ صاحب: "جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے ۱۸۹۱ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا"

---

## (۴) اسمہ احمد کی پیشگوئی کے متعلق

"پس اس آیت میں ضمنی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی خبر دی گئی ہے اور اس کے اصل مصداق حضرت مسیح موعود ہیں"

"پس اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتے"

(انوار خلافت صـ ۲۳ و صـ ۲۴)

"ہمارے نزدیک اس کا اطلاق اصلی طور پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے لیکن ظلی طور پر مرزا غلام احمد صاحب پر بھی ہوتا ہے۔"

عدالت کا بیان صـ ۱۰۱

---

## (۵) رشتہ ناطہ کے متعلق

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دیدے ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے"

(ملائکۃ اللہ صـ ۴۶)

سوال از عدالت:۔ کیا احمدی اور غیر احمدی میں شادی جائز ہے؟ کیا احمدی عقیدہ میں ایسی شادی کے خلاف مخالفت کا کوئی حکم موجود ہے؟

جواب:۔ کسی احمدی مرد کی غیر احمدی لڑکی سے شادی کی کوئی مخالفت نہیں البتہ احمدی لڑکی کے غیر احمدی مرد سے نکاح کو ضرور روکا جاتا ہے لیکن باوجود اس کے اگر کسی احمدی لڑکی اور غیر احمدی مرد کا نکاح ہو جائے تو اسے کالعدم قرار نہیں دیا جاتا اور اولاد کو جائز سمجھا جاتا ہے"

---

## (۶) نماز جنازہ کے متعلق

" اب ایک سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے میں یہ سوال کرنیوالوں سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیونکر نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہے اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے"

(انوار خلافت صـ ۹۳)

سوال از عدالت:۔ کیا احمدیہ عقیدہ میں یہ شامل ہے کہ ایسے اشخاص کا جنازہ جو مرزا صاحب پر یقین نہیں رکھتے ...... INFUCTUOUS ہے

(ب) کیا احمدیہ عقائد میں ایسی نماز جنازہ کے خلاف کوئی حکم موجود ہے؟

جواب:۔ احمدیہ کریڈ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو نہیں مانتا اس کے حق میں نماز جنازہ ...... INFUCTUOUS (نا جائز) ہے ...... اب ایک صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ان کے والد مرحوم کے کاغذات میں اصل خط مل گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مکفر یا مکذب نہ ہو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں حرج نہیں کیونکہ جنازہ صرف دعا ہے"

---

## (۷) عامۃ المسلمین سے اختلاف کے متعلق

" ورنہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ ان کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور، اور اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے"

(اخبار الفضل ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء صـ ۸)

سوال از عدالت:۔ کیا احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان اختلافات بنیادی ہیں؟

جواب:۔ اگر بنیادی کا وہی مفہوم ہے جو ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کا لیا ہے۔ تب یہ اختلافات بنیادی نہیں ہیں۔

سوال از عدالت:۔ اگر لفظ بنیادی عام معنوں میں لیا جائے تو پھر؟

جواب:۔ عام معنوں میں اس کا مطلب اہم ہے لیکن اس مفہوم کے لحاظ سے بھی اختلافات بنیادی نہیں بلکہ فروعی ہیں۔"

---

مندرجہ بالا دونوں عقائد مع حوالہ جات قارئین پیغام صلح کی خدمت میں پیش ہیں۔ ان کو پیش کرنے کے بعد ایڈیٹر صاحب الفضل کی خدمت میں عرض ہے کہ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ حکم خداوندی لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کے مطابق اگلے جہان میں بھی انسان اپنے اعمال کے لئے خود جوابدہ ہے اور کوئی کسی کے کام نہیں آسکے گا۔ اگر آپ کسی مصلحت کے پیش نظر عمداً جماعت کو غلط فہمی میں مبتلا رکھنا چاہتے ہیں تو یہ یقیناً خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا باعث ہوگا۔ اور خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت پکار پکار کر یہ کہہ رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام پر دھوکا اور فریب کا محل تعمیر کرنے والوں کی مہلت ختم ہو چکی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی "بطش شدید" اس امر پر شاہد ناطق ہے کس لئے مبارک ہیں وہ جو ان حالات سے عبرت حاصل کریں۔

"ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں"

---

# تنظیمی دورہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱ کالم نمبر ۲)

کی حالت آگئی ہے۔ انہوں نے درخواست کی کہ ماہ مارچ ۱۹۶۴ء سے پہلے پہلے وہ ایک عام جلسہ بھی اپنے گاؤں میں کروا سکتے ہیں جس میں اچھے احمدی عالم مقررین زیادہ تر پنجابی زبان میں آن کر لیکچر دیں۔ اس سے وہاں کے غیر احمدیوں اور مبائعین پر بھی اچھا اثر پڑے گا۔ میری درخواست ہے کہ انجمن کے افسر تبلیغ اور حضرت امیر قوم اس امر کی طرف توجہ فرمائیں۔ یہی حالت دیگر دیہات کی بھی ہے جہاں ہماری جماعتیں ہیں۔ میں نے چک کے احباب کو باقاعدہ شرح چندہ (جا ہے فصلانہ پر ہی دیں) مقرر کرنے اور اخبار پیغام صلح منگوانے پر بھی زور دیا۔ اخبار ایک قومی زندگی کا آئینہ ہے۔ جس سے ہمیں جماعتی حالات کا پتہ لگتا رہتا ہے۔ دفتر انجمن کو چاہیئے کہ مقامی سیکرٹری صاحب سے رابطہ رکھیں اور وہاں کے حالات اور جماعتی ضروریات سے آگاہ رہیں۔ باہر کی جماعتوں کی التماس ہے کہ انجمن ہماری طرف زیادہ توجہ کرے اور ہمارے لئے کوئی مبلغ مقرر کرے۔ والسلام

خاکسار ممتاز احمد فاروقی

---

# قابلِ توجہ

# چک نمبر 6/4-L (اراضیات انجمن) کے حالات

## چوہدری فضل داد صاحب ایڈمنسٹریٹر

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
حسب ارشادِ گرامی خان بہادر غلام ربانی خان صاحب افسر اراضیات انجمن اراضی اوکاڑہ چک نمبر 6/4-L کے حالات لکھ رہا ہوں - جو حسب ذیل ہیں :-

**محل وقوع** } چک نمبر 6/4-L اسلام آباد - جس میں انجمن کی زمین ہے - بلدیہ اوکاڑہ سے جنوب مغرب کی طرف تین میل کے فاصلہ پر شاہراہ پاک پتن پر واقع ہے جہاں سے یہ رقبہ شروع ہوتا ہے - وہاں ایک بورڈ ہے جس پر لکھا ہوا ہے :- "احمدیہ زراعتی فارم چک 6/4-L" - دوسرا بورڈ اسی شاہرہ پر ہے جس پر لکھا ہوا ہے "ہیڈ کوارٹرز احمدیہ فارمز چک 6/4-L" -

**رقبہ اراضی** } کل رقبہ اراضی جو اس وقت موجود ہے ، بتفصیل ذیل ہے :-

| | ایکڑ | کنال | مرلہ | | روپے | آنے | پائی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| (۱) خرید کردہ انجمن مورخہ ۲۱ رجون ۱۹۳۰ء بمطابق گورنمنٹ نوٹیفکیشن 583/C/57 مورخہ ۲۱-۶-۳۰ | ۱۴۱۹ | ۶ | ۳ | قیمت | ۲۳۶۰۱۷ | - | - |
| (۲) خرید کردہ ۱۴ رمئی ۱۹۶۳ء بذریعہ نیلام | ۶۹ | ۶ | ۱۲ | | ۱۵۵۴۴۲ | - | - |
| (۳) خرید کردہ ۲۴ رستمبر ۱۹۶۳ء - بذریعہ نیلام | ۱۲ | - | - | | ۶۱۲۰ | - | - |
| میزان | ۱۵۰۰ | ۱۳ | - | | ۳۹۷۶۰۱ | - | - |

رقبہ زیر کاشت خود .. .. .. ۳۰۷ - ایکڑ
رقبہ زیر کاشت مزارعان .. .. .. ۱۱۹۳ - ایکڑ ۱۳ مرلے

### مفید معلومات

(۱) کل تعداد مزارعان = ۷۲ - ۱۳ عیسائی - ۵۹ مسلمان
(۲) سالم مربع والے = ۱۱ - ۲ " = ۹ "
(۳) نصف مربع والے = ۵۶ - ۱۱ " = ۴۵ "
(۴) ڈیڑھ مربع والے = ۵ - × × = ۵ "
(۵) کل تعداد بیلداران = ۱۶ - ۲ " = ۱۴ "
(۶) کل تعداد ملازمین = ۱۵ - ۹ احمدی ۶ غیر احمدی

### مالکانہ حقوق

یہ زمین انجمن نے ۱۹۳۰ء میں گورنمنٹ انگریزی سے آسان شرح پر خریدی جس کی آخری قسط جون ۱۹۶۲ء میں ادا کر دی گئی - اور کاغذات ۱۲/۶۳ کو لیا رنگ دد سے مکمل ہوئے اور اس سلسلہ میں انجمن کو خاصہ خرچ کرنا پڑا -

کاغذات مال میں اس کی رجسٹری ہونی لازمی ولابدی تھی جس کے لئے ایک بھاری رقم کا مطالبہ کیا گیا تھا (جس کا خان بہادر صاحب کو علم ہے) - لیکن محض فضل ربی اور خاکسار (فضل داد ایڈمنسٹریٹر) کی پیہم کوشش اور صمیم قلب سے نکلی ہوئی دعائیں بارگاہ رب العزت میں قبول ہوئیں اور ایک پیسہ خرچ کئے بغیر مورخہ ۱/۶۳ کو ۱۱ بجے دن رجسٹری ہو گئی -

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

. . . . . . . . . . . . . . . .

### اراضیات کی بہتری کیلئے تجاویز

سال مختتمہ ۳۱ راکتوبر ۱۹۶۲ء کے عین بعد خاں بہادر غلام ربّانی خاں صاحب اعزازی افسر اراضیات نے اراضی اوکاڑہ و اراضی سندھ کا دورہ کیا - اور آپ نے حالات و واقعات کا نہایت گہری نظر سے مطالعہ کیا - اور آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اراضیات سندھ کو ٹھیکہ پر دیا جانا ضروری ہے - کیونکہ اراضی مذکور سے بجائے فائدہ کے تقریباً -/855 روپیہ کا نقصان پہنچا ہے -

اور اراضی اوکاڑہ میں ایک آسامی "ویلفیئر افسر اینڈ ایڈمنسٹریٹر" کی ایزادی کی انجمن میں سفارش کی - جو کہ منظور ہوئی - اس اسامی پر بندہ کو لگایا گیا - اور میں نے اپنی ڈیوٹی کا چارج ۲۷ اپریل ۱۹۶۳ء کو قبل از دوپہر لیا -

### نئی آسامی کے ترقیاتی کام

اس آسامی کی ایزادی سے مندرجہ ذیل امور کا اضافہ ہوا :-

(۱) مسجد برائے مستورات بڑی خستہ حالت میں تھی اس کو شہید کر کے اس کی جگہ نئی مسجد برائے مستورات بنوائی گئی - اس پر ایک ہزار روپے سے زائد خرچ آیا - انجمن نے ایک پائی اس میں خرچ نہیں کی - قبلہ شیخ میاں محمد صاحب ہز اونر لائلپور نے میری استدعا پر -/397 روپے دیئے اور باقی رقم مقامی طور پر میں نے جمع کی اور یوں یہ کار خیر سرانجام پایا -

(۲) - گاؤں کے عین وسط میں ایک ٹکڑا زمین جس کا طول ۶۶ فٹ اور عرض ۵۰ فٹ تھا جوہڑ کی شکل اختیار کئے ہوئے تھا اور یہ ٹکڑا مسجد کے بالکل سامنے تھا اس سے تعفن اٹھتا تھا - گاؤں کو بالعموم اور نمازیوں کو بالخصوص تنگ کرتا تھا - اسکو میں نے بغیر ایک پائی خرچ کئے نمائشی پلاٹ میں تبدیل کیا - اب اس کی لمبائی ۱۰۲ فٹ اور چوڑائی ۶۶ فٹ ہے - اس میں مالٹا اور آم کے پودے لگائے گئے ہیں اور اس کے گرداگرد چار فٹ اونچی دیوار بنائی گئی ہے - امسال اس میں ٹماٹر شلغم مولی کی کاشت کی گئی - اور دیوار کے اندر خوبصورت پودے اور پھول لگوائے گئے -

(۳) - اس کے علاوہ چک میں ڈاک خانہ بھی ایک ماہ تک کھل جائے گا - ابتدائی رپورٹ ہو چکی ہے

(۴) - علاوہ ازیں مقامی پرائمری سکول کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے - اور تعداد طلباء میں ۴۴ کی ایزادی ہوئی ہے - انشاءاللہ جب سکول کی عمارت بن گئی ، اس وقت یہ سکول دوسرے مقامی سکول سے ہر حال میں ترقی کرے گا -

یہ سب کام خان بہادر صاحب افسر اراضیات کی راہنمائی میں ہوا ہے اور امید واثق ہے کہ ان کی ہدایات کے ماتحت چک مذکور کے ہر شعبہ میں ایک نمایاں تبدیلی ہو گی اور انجمن کی آمدنی میں اضافہ ہو جائے گا -

انجمن نے حال ہی میں ایک نیا ٹریکٹر ولایت سے منگوا لیا ہے اور پرانے کی مرمت کی منظوری کے لئے لکھا گیا ہے -

آپ حضرات یہ سن کر حیران ہونگے کہ اراضیات انجمن کا رقبہ اونچا ہے - اور جو نہری پانی ہے ماسکو لفٹ کر کے کاشت کی جا رہی ہے - اس لفٹ کا سالانہ خرچ پندرہ ہزار روپے سے بیس ہزار تک ہے -

اور اس سے زیادہ حیرانگی یہ ہے کہ یہاں ہم مالک ۴۰ فیصدی لیتے ہیں اور مزارعان حضرات ۶۰ فیصدی لے کر بھی مطمئن نہیں - وہ آئے دن انجمن کو طرح طرح سے تنگ کرنے کے منصوبے باندھتے ہیں اور انجمن کے لئے مشکلات پیدا کرتے ہیں -

پنجابی میں مثل مشہور ہے کہ
" توں میری گڑوی کھڈا - میں تیری کھیر کھاواں "
نہ پائے رتن نہ جائے ماندن والا معاملہ ہے -

انجمن کے لئے پانی لفٹ کر کے کاشت کرنا ایک ایسا بوجھ ہے جس کو جتنی جلدی ہلکا کیا جائے بہتر ہو گا - اس سلسلہ میں مرکزی انجمن میں ضروری کارروائی

(باقی بر صفحہ ۱۳ کالم ۳)

# پارلیمانی نظام کا مطالبہ کرنیوالے ملک میں پھر بدامنی پھیلانا چاہتے ہیں

## صدارتی نظام اسلامی روایات سے قریب ترین ہے

راولپنڈی ۲۶ اکتوبر - انقلاب کی پانچویں سالگرہ کی تقریب پر صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب تک پاکستان کو کلی استحکام اور خوشحالی نصیب نہیں ہوتی تب تک وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ ماضی کے اسباق کو فراموش نہ کریں اور انتشار پسند عناصر سے ہوشیار رہیں۔ صدر محمد ایوب خان نے آج شام ریڈیو پاکستان سے قوم کے نام پیغام نشر کرتے ہوئے کہا ہمیں چاہیئے کہ ماضی میں جو سبق سیکھا ہے اس پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کریں اور ان غلطیوں کا اعادہ نہ کریں جو ملک کو غلط تباہی کے دہانے تک لے آئی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے عوام بہت اچھے اور قابل اعتماد ہیں۔ بعض اوقات غلط کار اُن کے جذبات سے کھیل جاتے ہیں، لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں اور حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کریں۔ میں اپنے ملک کے عوام کو غلط استعمال ہونے اور راہ سے بے راہ ہوتے نہیں دیکھ سکتا صدر ایوب نے انقلاب کی مختصر سی عمر میں جو اصلاحات رائج کی ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ وہ جڑ پکڑ چکی ہیں مگر ابھی انہیں پھل لانا ہے۔ اقوام کی زندگی اور ترقی میں پانچ دس سال کی مدت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ صدر نے کہا کہ انہوں نے عوام اور ملک کی خدمت کے خیال سے اور نہایت دیانتداری اور خلوص کے ساتھ یہ اصلاحات رائج کی تھیں اس لئے خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ انہیں بارآور بنائے گا۔ صدر نے مزید کہا کہ ان اصلاحات کی ثمر آوری ملک میں سیاسی اور معاشی استحکام پر منحصر ہے اور یہ استحکام صرف مضبوط صدارتی نظام حکومت ہی عطا کر سکتا ہے۔ انہوں نے عوام کو گمراہ کرنے والے سابق سیاستدانوں کی سرگرمیوں سے باخبر رہنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ وہ عوام کے ذہنوں میں زہر بھرنے میں مصروف اور پردے کے پیچھے بیٹھ کر جذباتی نعروں سے اپنے کارکنوں کی وساطت سے عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ صدر ایوب نے کہا کہ یہ غلط کار سیاستدان پارلیمانی طرز حکومت کی بحالی کا مطالبہ اس لئے نہیں کر رہے کہ یہ ملک یا عوام کے لئے مفید ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ وہ اسے اپنی ذات کے لئے مفید سمجھتے ہیں۔ وہ لوگوں کو بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ عوامی حافظہ کمزور ہوتا ہے اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ بددلی اور مایوسی پھیلا کر انتظامیہ کے ہاتھ کمزور کر دیں۔ صدر ایوب نے یقین ظاہر کیا ہے کہ تاریخ اور نیک دل عوام ان کی مذمت کریں گے۔ اس لئے میں انہیں ان کے حال پر چھوڑتا ہوں۔ ایسے سابق سیاستدانوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ عام انقلابات کی طرح ہمارے ملک میں نہ تو گولی چلی ہے نہ کسی کو تختہ دار پر لٹکایا گیا ہے اور نہ ہی کسی کو قید و بند کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ہمارے انقلاب کا ہنگامی عرصہ تاریخ انقلابات میں مختصر ترین تھا اور صرف ساڑھے تین سال کے عرصہ میں نمائندہ طرز حکومت بحال کر دی گئی۔ حالانکہ لوگ کہتے تھے کہ میں جلد بازی سے کام لے رہا ہوں۔ مگر مجھے اپنے عوام پر مکمل اعتماد ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ عوام بھی مجھ پر اعتماد کرتے ہیں، انشاءاللہ میں ا[illegible] پورا اتروں گا۔

صدر محمد ایوب خان نے صدارتی طرز حکومت کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ اس میں کوئی غیر جمہوری بات نہیں ہے۔ دنیا کی بعض انتہائی جمہوری مملکتوں میں یہی نظام حکومت رائج ہے اور پھر یہ اسلامی روایات کے قریب ترین ہے۔ انہوں نے کہا صدارتی طرز حکومت کی سب سے بڑی خوبی تو یہ ہے کہ ایک مرتبہ جو شخص سربراہ مملکت اور جو لوگ مقننہ کے رکن منتخب ہو جاتے ہیں وہ وزارتی بحرانوں اور سیاسی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رہ کر ایک مقررہ مدت تک دلجمعی کے ساتھ عوام کی خدمت کر سکتے ہیں مگر جہاں تک حکومت کا تعلق ہے وہ عوامی تنقید سے بالا نہیں ہو جاتی بلکہ مقننہ کے ذریعہ اس کے اعمال و افعال کا محاسبہ کیا جا سکتا ہے۔



تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر [illegible] مطبع احمدیہ بلڈنگس لا[ہور]

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؎

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغام صلح لاہور

زر مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۲ پیسے


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب


ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۲۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۴۵


## خدا تعالیٰ کو کیونکر راضی کیا جائے

### مسیحِ وقت کا پیغام برادرانِ سلسلہ کو

یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ چیز نہیں۔ اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا۔ ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔ اس کا اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔

ازالہ اوہام حصہ دوم

## بحرِ حکمت کے موتی

لاینبغی للمؤمن ان یذل نفسہ قالوا وکیف یذل نفسہ قال یتعرض للبلاء لما لا یطیق۔
(الترمذی بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:—

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو شایاں نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے لوگوں نے پوچھا وہ کس طرح اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے؟ فرمایا کہ اس بلا (یا کام) میں ہاتھ ڈالے جس کے مقابلہ کی (یا جس کام کے کرنے کی) اسے طاقت نہ ہو (یا اسے ذرائع مہیا نہ ہوں)

نوٹ:—

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:—

ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ
(۲:۱۹۵)

بلکہ ہمیں یہ دعا سکھلائی گئی ہے:—

ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ۔
(۲:۲۸۶)

(غلام قادر ڈار۔ عفی عنہ)

# تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## پاکستان

ترجمہ خط جناب برکت علی خان۔ چکوال۔ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ آپ کا ارسال کردہ لٹریچر آج سے پندرہ دن پہلے مجھے ملا۔ میں نے تمام کتابوں کا بغور مطالعہ کیا اور میں بہت متاثر ہوا۔ خاصکر ٹیچنگز آف اسلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب جس کا ترجمہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے کیا نہایت ہی عمدہ کتاب ہے۔ خدا معلوم کتاب لکھنے والا کتنی بڑی شخصیت کا مالک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس پر ہزاروں رحمتیں نازل کرے۔ اور اسلام کی اشاعت میں جو آپ کوششیں کر رہے ہیں۔ میں ان کی قدر کرتا ہوں۔

آخر میں میری التجا ہے کہ مجھے گاہ لگاہ اسلامی لٹریچر ارسال کیا کریں۔ میں بہت مشکور رہوں گا۔ مہربانی کر کے میرا ایڈریس بھی لکھ لیں جس پر کہ مجھے لٹریچر بھیجا جایا کرے۔

میری التماس ہے کہ مندرجہ ذیل کتب مجھے ارسال کریں:۔

محمد دی پرافٹ۔ مینول آف حدیث۔ علماء مصر۔۔۔ کے فتوے۔ پرافٹ یا مجدد۔ پرامسڈ مسیحا۔ کال آف اسلام اسلام اینڈ کرسچینٹی وغیرہ۔

(محمد دی پرافٹ اور دیگر دی اسلام پمفلٹس بھیجے گئے)

## انڈونیشیا

ترجمہ خط محمد ارشاد صاحب۔ انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ چار ماہ قبل میں نے ایک چٹھی آپ کو لکھی تھی۔ اس کا جواب تاحال نہیں ملا۔ غالباً وہ چٹھی آپ کو موصول نہ ہوئی ہوگی۔ خدا کا شکر ہے کہ اسلام کی اشاعت کا کام خوب تیزی سے ہو رہا ہے۔ اس وقت Mohammad The Prophet Class اور ......... Sunday Morning class ... بڑی خوبی سے چل رہی ہیں۔ حاضری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ نوجوانوں کی جماعت وجود میں آگئی ہے۔ یہ ویسی ہی ہے جیسی لاہور میں احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن ہے۔ اس جماعت کا مقصد نوجوانوں کو اسلام کی تعلیم کی طرف راغب کرنا ہے۔ اسلامی تقریبات ..... کے موقعہ پر یہ ایسوسی ایشن دوسری جماعتوں کو بھی مدعو کرتی ہے کہ وہ لیکچر دیں۔ اللہ ان لوگوں کو توفیق دے کہ وہ اسلام کی اشاعت دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیں۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ اصل اسلام وہی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کیا ہے۔ انہوں نے مردہ اسلام میں جان ڈال دی ہے۔ فی زمانہ جو مولوی اسلام پیش کرتے ہیں وہ مردہ ہو چکا ہے۔

اس وقت تک مجھے کتابوں کے تین سیٹ مل چکے ہیں۔ ان بھائیوں کا تہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے بڑی فیاضی سے انڈونیشیا کے نوجوانوں کے لئے لٹریچر ارسال کیا ہے لیکن ابھی اور زیادہ لٹریچر کی ضرورت ہے۔

مہربانی کر کے ہمیں اسلام اور جوائنس کی ایک کاپی اور دیگر لٹریچر مفت تقسیم کے لئے ارسال کیا جائے۔

خداوند کریم ہمیں اس نیک کام کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے

مفصلہ ذیل کتب کے پانچ پانچ سیٹ انہیں اور درکار ہیں:۔

| | | |
|---|---|---|
| 1 | The Holy Quran English | 20/-/- |
| 2 | The Religion of Islam | 15/-/- |
| 3 | Mohammad The Prophet. | 6/50 |
| 4 | The Early Caliphate | 6/50 |
| 5 | Manual of Hadith | 10/- |
| 6 | Mohammad and Christ | 1/50 |
| 7 | Anti-Christ Gog Magog. | 3/- |
| 8 | The teachings of Islam | 1.00 |
| 9 | Sources of Christianity | 4.00 |

میزان 67-50

(Jesus in Heaven on Earth is out of Stock)

امید ہے ہمارے عزیز بزرگ اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ کل قیمت 67.50 ہے۔ ان پر 25% رعایت دی جائے گی۔ (غلام قادر ڈار)

## ایبادان (نائیجیریا)

ترجمہ خط مسٹر ایس۔ اے الایا N.W 3/899 ایبادان نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ چند سطور آپ کو لکھ کر فرحت محسوس کرتا ہوں کیونکہ میں نے آپ کے متعلق سنا ہے کہ آپ اسلام کی ترقی کے لئے بہت کوشاں ہیں۔ اس لئے ہم لوگ ایسی کتابیں چاہتے ہیں جس سے اسلام کی اشاعت ہو سکے۔ اگر ایسی کتابیں موجود ہوں تو ہم ان کا آرڈر آپ کو ارسال کریں گے اور ہمیں ان کی قیمت بتا دی جائے۔ ہمیں ان کتابوں کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ کتابیں ہمارے سکول کی ترقی کا موجب بنیں گی:۔

(۱)۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی
(۲)۔ پرافٹ آف اسلام
(۳)۔ گوسپٹ آف گاڈ
(۴)۔ علماء آف ایجپٹ
(۵)۔ کال آف اسلام۔
(۶)۔ کرائسٹ از کم۔
(۷)۔ پرامسڈ مسیحا اینڈ مہدی۔
(۸)۔ چارج آف ہرسی۔
(۹)۔ اسلام اینڈ کرسچینٹی۔

ہم ایبادان میں کافی مسلمان ہیں۔ اور عیسائی بھی ہیں۔ عیسائیوں کو ہر طرف سے امداد ملتی ہے اور بعض طلباء لالچ کی وجہ سے عیسائیت قبول کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے جہاں تک جلد ہو سکے یہ کتابیں ارسال کریں تاکہ انکو مطالعہ کے لئے دوں اور وہ عیسائیت سے متاثر نہ ہو سکیں۔

مجھے اس خط کا جواب جلدی دیں۔

(ان کو مطلوبہ کتابیں ارسال کی گئیں اور خط لکھا گیا)

ترجمہ خط:۔ عبدالحی۔ ہے یارو رکانو۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں آپ کو یہ اطلاع دیتے ہوئے بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کی پوسٹ کی ہوئی کتابیں حاصل کر لیں۔ میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری مدد کی۔ اور خاص طور پر اسلامی ہمدردی دکھلائی۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اور آپکی کوششیں بارآور ہوں۔ الحمد للہ میں نے پانچ آدمیوں کو مسلمان کیا۔ جن میں سے تین عیسائی اور دو غیر عیسائی تھے میں نے کچھ کتابیں ان میں سے جو آپ نے بھیجی تھیں

(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مؤرخہ ۱۶ نومبر ۱۹۶۳ء

# مذہب کے نام پر سیاسی اقتدار کی کوشش

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے اپنی ماہانہ تقریر میں جہاں اور بہت سی اہم باتوں کی طرف قوم کو توجہ دلائی ہے وہاں نہایت افسوس کے ساتھ اس حقیقت الامر کا بھی ذکر کیا ہے کہ :-

"بعض مذہبی رہنماؤں کا یہ کہنا ہے کہ اسلامی اقتدار ضروری ہے، سیاسی اقتدار کی ہوس نے انہیں اتنا اندھا کر دیا ہے کہ یہ لوگ یہ بھی نہیں دیکھ پاتے کہ وہ اپنی اس نادانی کے سبب اسلام کے ان مخالفوں اور دشمنوں کی تائید کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اس مذہب کے ساتھ اس سے زیادہ ظلم نہیں ہو سکتا، جو دنیا کے لئے پیغام امن و راحت بن کر آیا اور کسی جبر و اکراہ سے نہیں بلکہ ترغیب کے ذریعے دنیا میں پھیلا اور جس نے انسانیت کے لئے بھلائیاں فراہم کیں، اسلام ہی واحد مذہب ہے جو یہ کہتا ہے لا اکراہ فی الدین۔ یعنی دین میں کسی جبر کی گنجائش نہیں وہ لوگ جو دین پھیلانے کے لئے سیاسی اقتدار کے خواہشمند ہیں وہ اسلام کی کوئی خدمت انجام نہیں دے رہے ہیں اور عام لوگ جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ مذہب کے نام پر سیاسی اقتدار کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ان کی چالوں میں آجاتے ہیں وہ حیرتناک حد تک بھولے ہیں۔

میں اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اندرونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ رکھے" آمین

صدر صاحب نے اس بیان میں جن حقائق کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ ان لوگوں کے غور کے قابل ہیں، جو بعض مذہبی رہنماؤں کے پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر انہیں اپنا حقیقی رہبر سمجھ بیٹھے ہیں یہ ایک بدیہی بات ہے کہ اسلامی اصولوں کی اشاعت کسی سیاسی اقتدار کی محتاج نہیں" تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اسلام صرف اپنے محاسن اور معقولیت کی وجہ سے دنیا میں پھیلا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں کونسا اقتدار آپ کو حاصل تھا کہ کفار کی ایذا رسانیوں اور سخت ترین مظالم کے باوجود اسلام دلوں میں گھر کرتا چلا گیا، اور کئی مرد اور عورتیں، آزاد اور غلام اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے اور وہ کونسا اقتدار تھا، جس نے مدینہ والوں کو اسلام کا گرویدہ بنایا اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مظلوم مسلمانوں کو اپنی پناہ میں لے لیا، پھر چین افغانستان اور مشرق بعید کے کئی ممالک میں اسلام بغیر کسی سیاسی اقتدار کے دلوں میں گھر کر گیا اور ملکوں کے ملک محض اسلام کی خوبیوں اور محاسن کی وجہ سے مسلمان ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ آج بھی یورپ اور افریقہ میں کسی سیاسی اقتدار کے بغیر اسلام دلوں پر فتوحات حاصل کرتا جا رہا ہے۔

ان کھلے حقائق کے باوجود یہ کہنا کہ اسلامی اقدار رائج کرنے کے لئے سیاسی اقتدار ضروری ہے، اسلام کے ساتھ کھلی دشمنی اور ان لوگوں کی ہمنوائی ہے جو اسلام پر بزور شمشیر پھیلنے کا الزام لگاتے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس ملک میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو محض سیاسی اقتدار کی ہوس میں اسلام کا نعرہ لگاتے اور مذہبی لبادہ اوڑھ کر اپنی سیاسی اغراض کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، ایسے حالات میں صدر ایوب کا یہ بیان بالکل صحیح ہے کہ :-

"اس مذہب کے ساتھ اس سے زیادہ ظلم نہیں ہو سکتا"

صرف اس ملک میں ہی نہیں، ان لوگوں کی سیاسی سرگرمیاں تبلیغ مذہب کی آڑ میں دوسرے ممالک میں بھی پھیلتی جا رہی ہیں، اس اجمال کی تفصیل ذیل کے بیان میں پڑھیئے جو مودودی صاحب کی طرف سے ایک سوال کے جواب میں شائع ہوا ہے۔

"س - مکہ کی رابطہ عالم اسلامی کا قیام کیوں عمل میں آیا ہے اور کیا آپ نے اس میں شرکت کسی خاص مقصد کے لئے کی ہے؟

مولانا:- درحقیقت رابطہ کا قیام ناصر کی ضد میں ہے لیکن میں اس میں دو باتوں کی وجہ سے شریک ہوا (۱) ناصریت کی مخالفت خواہ وہ کسی صورت میں ہو اس لئے کہ جتنا نقصان اسلام اور عالم عرب کو ناصر سے پہنچا ہے وہ مصطفے کمال پاشا سے بھی نہیں پہنچا اور اگر ناصریت کے پاؤں یہاں جمتے ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہاں کے ہیر وپھر ابوجہل اور ابولہب ہوں گے۔ اور یہاں کے لوگوں کو پھر لات وعزے کی تلاش ہوگی (۲) دوسری وجہ میری شرکت کی یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی موجودہ صورت حال کے پیش نظر مادی وسائل کے استعمال سے گریز نہ کریں گے (جس کی ان کے پاس فراوانی ہے) تو میں نے سوچا کہ اگر اسکو خرچ ہونا ہی ہے تو کچھ اس سے نتیجہ بہتر حاصل ہو چنانچہ اس مرتبہ میں نے مختلف تجویزیں پیش کی ہیں۔ جنوبی افریقہ میں اشاعت اسلام کے لئے لٹریچر تیار کرنا ان میں سب سے اہم ہے"

(نوائے وقت ۶/۶۳ - ۱۰ صہ)

سُن لیا آپ نے؟ یہ ہے جماعت اسلامی کا وہ مذہبی رہنما جو "اسلام" "اسلام" پکارتے ہوئے نہیں تھکتا اور پاکستان میں "اسلامی نظام زندگی" قائم کرنے کا مطالبہ اپنی زندگی کا واحد مقصد قرار دیتا ہے، کیا اسلام اسی بات کا نام ہے، کہ ایک غیر ملک کے مسلمان حکمران کی مخالفت اور "ضد" میں قائم ہونیوالے ادارہ سے رشتہ جوڑ کر اسلامی ممالک کے اندر پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی جائے یہ کہنا کہ :-

"اگر ناصریت کے پاؤں یہاں جمتے ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہاں کے ہیرو پھر ابوجہل اور ابولہب ہونگے اور یہاں کے لوگوں کو پھر لات وعزے کی تلاش ہوگی"

صدر ناصر تو ایک طرف عالم عرب پر کتنا بڑا حملہ ہے۔ اور یہیں تک نہیں۔ پچھلے دنوں افریقہ میں تبلیغ اسلام کا جو پروگرام جماعت اسلامی کی طرف سے بنایا گیا تھا اس کی تہ میں بھی وہی ناصریت کے ساتھ "ضد" اور سیاسی اقتدار کی خواہش پنہاں ہے جیسا کہ مندرجہ بالا بیان میں ... ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہے :-

"میں نے سوچا کہ اگر اس کو خرچ ہونا ہی ہے تو کچھ اس سے بہتر نتیجہ حاصل ہو چنانچہ اس مرتبہ میں نے مختلف تجویزیں پیش کی ہیں۔ جنوبی افریقہ میں اشاعت اسلام کے لئے لٹریچر تیار کرنا ان میں سب سے اہم ہے"

دیکھا آپ نے؟ یہ ہے جماعت اسلامی کا رہنما، جس کی سیاسی اقتدار کی خواہشات تیندوے کے تاروں کی طرح دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور وہ مذہبی لبادہ اوڑھ کر ایک طرف پاکستان میں سیاسی اقتدار حاصل کرنا چاہتا ہے اور دوسری طرف

# آپ کے خطوط

## میاں محمود احمد صاحب کی تبدیلیٔ عقیدہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پیغام صلح کی پچھلی اشاعت میں میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کا ایک خط چھپا تھا۔ اس کے جواب میں "الفضل" میں ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے ان دونوں مضمونوں پر تحقیقی نظر ڈالنے سے جو نتیجہ میں نے اخذ کیا ہے وہ ارسال خدمت ہے پیغام صلح میں شائع کرکے مشکور فرماویں۔

### حضرت مرزا محمود احمد کا سابقہ مذہب

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل ...... نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہ سنا ہو۔ وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں"
(آئینہ صداقت صہ ۳۵)

"ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔"
(انوارِ خلافت صہ ۹)

اس کے خلاف منیر انکوائری کمیٹی میں حکومت پاکستان کے پنجاب کے ججوں کے سامنے میاں محمود احمد صاحب نے یہ بیان دیا:-

"حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزوِ ایمان نہیں"

پیغام صلح ۹ راکتوبر ۱۹۶۳ء کے پرچہ میں میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کا خط بنام صدر صاحب نگران بورڈ چھپا جس میں انہوں نے اعلان کیا ہے کہ:-

"میں نہیں چاہتا کہ تکفیر اہل قبلہ کرنے والوں کے ساتھ اور تعلق رکھوں یا اُن کے ساتھ میرا حشر ہو"

اس کے جواب میں الفضل مؤرخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۳ء میں جو مضمون شائع ہوا ہے ...... اس ......
خلاصہ اس کے آخری پیراگراف (فقرہ) میں ان الفاظ میں یہ ہے:-

"باقی رہی یہ بات کہ سیدنا حضرت مسیح موعود کی نبوت کبھی تھی اور آپ کو نہ ماننے والا کس قسم کے کفر کا مرتکب ہوتا ہے اس امر پر ہم الفضل میں بارہا بحث کر چکے ہیں۔ یہاں صرف اتنا اشارہ کافی ہے کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا نہیں بلکہ امتی نبوت کا ہے۔ اس لئے آپ کا نہ ماننے والا امت محمدیہ کے اندر ہی رہتا ہے"

میاں صاحب کا سابقہ مذہب یہی تھا کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں اور ان کا منکر کافر دائرۂ اسلام سے خارج ہے (ملاحظہ ہو آئینہ صداقت صہ ۳۵) اب انہوں نے اپنا موقف چھوڑ دیا ہے اور اپنے عقیدہ میں تبدیلی کر لی ہے وہ تبدیلی یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب امتی نبی (محدّث) تھے اور امتی نبی کا نہ ماننے والا (منکر) کافر نہیں اور نہ ہی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اوّل ان پر الزام لگایا اور اب آخر میں نبوت سے معزول کرکے امتی نبی کہکر ان کے درجہ کو گھٹایا۔ اس بات کا طعنہ وہ جماعت لاہور کو دیتے تھے کہ انہوں نے حضرت صاحب کا درجہ گھٹایا ہے امتی نبی تو وہ پہلے ہی تھے۔ اس وقت ان کے منکروں کو کافر کیوں قرار دیتے تھے؟

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی اطلاع دی تھی کہ جو الزامات تم پر لگائے گئے یا لگائے جائیں گے وہ باقی نہیں چھوڑے جائیں گے۔ اس وعدہ الٰہی کے تحت نبوت کا الزام خارجی علماء نے لگایا۔ اور جناب میاں صاحب نے بھی لیکن خدا تعالےٰ نے غیر معمولی واقعات کے تحت دونوں ملزم کرنے والوں کے الزاموں سے حضور کو عدالت عالیہ کے روبرو بری فرما دیا۔ اور جو الزام جناب میاں صاحب نے مسیح موعود پر لگایا تھا کہ ۱۹۰۱ء میں انہوں نے تبدیلی عقیدہ کر لی تھی یعنی دعوے سے ۱۱ سال بعد حسنِ اتفاق سے میاں محمود احمد صاحب نے بھی قادیان سے پاکستان ہجرت کرنے کے ۱۱ سال بعد اپنے عقیدہ سابقہ سے رجوع کیا۔ اور جو الزام حضرت مسیح موعودؑ پر لگایا تھا۔ اور حضرت صاحب کی اہانت کی تھی خود اسی امر کے مرتکب ہوئے جس کا وہ حضرت مسیح موعود کو الزام دیتے تھے۔

ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الالباب
(از طرف محمد عبداللہ جان متعلم خیبر میڈیکل کالج پشاور)

## محمودیوں کے متعلق ہمارا رویّہ

بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
ہم برابر یہ دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ باوجود اس کے کہ ہمارا مسلک صلح کل ہے۔ اور ہمارا رویہ محمودیوں کے ساتھ محبت کا رہتا آیا ہے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ ان کی حمایت بھی کرتے ہیں ان کے مُردوں کا جنازہ بھی پڑھتے ہیں بلکہ اگر اُن کے اکابرین میں سے کوئی مر جائے تو ان کے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی باقاعدہ تحریک ہمارے اخبار میں چھپتی ہے۔ لیکن محمودی حضرات ہمارے ساتھ ہمدردی تو کجا ہمیں ذلیل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ وہ ہم کو احمدی کہنے سے گریز کرتے ہیں۔ ہمیں "پیغامی" کے نام سے پکارتے ہیں۔ ان کے امام صاحب نے تو ہم لوگوں کو گوبھی کے چھلکے سے تشبیہ دے رکھی ہے جو کوڑے پر پڑا رہتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ امر واقعہ ہے کہ برادران ربوہ اپنے امام و خلیفہ صاحب کے احکام کو مسیح موعودؑ کے احکام سے زیادہ وقعت دیتے ہیں۔ جس زمانہ میں ہم بھاگلپور میں تھے (جہاں خلیفہ صاحب کے ماننے والوں کی ایک بڑی جماعت ہے) ہمارے ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال کو پیش کرنے پر بڑی بے تکلفی سے فرمایا کہ

"ہم تو اپنے موجودہ امام کو جانتے ہیں اس لئے مسیح موعود کا قول ماننے کی پابندی ہم پر نہیں ہے"

ایسی حالت میں اگر ہم برادران ربوہ کو "محمودی" کہیں اور "احمدی" کا لفظ صرف اپنے لئے مخصوص رکھیں تو نہ صرف جائز ہے بلکہ مناسب بھی ہوگا۔ ہمارا خیال ہے کہ برادران ربوہ کو "محمودی" یا "الفضلی" کہلانا زیادہ پسند ہونا چاہیئے۔
(ایم اے صمد ریٹائرڈ سب جج گیا (بہار))

پیغام صلح:- اس میں شک نہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق اہل ربوہ کا رویّہ اچھا نہیں، اور یا توں کے علاوہ صاحب مراسلہ کے بیان کے مطابق وہ لاتنابزوا بالالقاب کے ارشاد قرآنی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہمیں ہمیشہ "پیغامی" اور "غیر مبائعین" کے ناموں سے پکارتے ہیں اور جماعت احمدیہ لاہور یا کم از کم لاہوری احمدی بھی کہنے سے گریز کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم بھی وہی طریق اختیار کریں۔ اور انہیں "محمودی" یا "الفضلی" کے ناموں سے پکاریں، یہ بھی لاتنابزوا بالالقاب کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی۔

## ایک بزرگ قوم کی وفات

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و الم سے سنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے محترم بزرگ جناب مستری یعقوب علی جونی اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے ہیں فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

مستری صاحب جماعت کے سرکردہ اصحاب میں سے تھے جن کی رائے قومی معاملات میں نہایت صائب سمجھی جاتی تھی اور اختلافی معاملات کو سلجھانے اور پیش آمدہ مشکلات میں صحیح مشورہ سے قوم کو مستفید کرنے کا انہیں سلیقہ آتا تھا۔ بڑے نیک بڑے مخلص زاہد اور پارسا انسان تھے، افسوس انکی وفات سے قوم ایک مخلص انسان کی برکات سے محروم ہوگئی، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ان کے صاحبزادگان شیخ عبدالحی صاحب اور شیخ اقبال احمد صاحب کے پتے حسب ذیل ہیں۔ ہما

صالح نور الٰہی

# جماعت لائل پور کا ماہانہ اجتماع

## شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعلِ بے بدل
## کیا ہوا گر قوم کا دل سنگِ خارا ہو گیا

مؤرخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۳ء جماعت احمدیہ لائلپور کا ماہانہ اجتماع الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب کے ہاں سہ پہر کے وقت ہوا جس میں مقامی جماعت کے احباب کے علاوہ بعض غیر از جماعت دوست بھی شامل ہوئے۔

تلاوتِ کلام پاک کے بعد مبلغ اسلام مرزا مظفر بیگ صاحب ساٹھی نے نہایت پر جوش اور ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت جب اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے اور مسلمان اپنے آپ کو بے یار و مددگار محسوس کر رہے تھے۔ خدا تعالےٰ نے قادیان جیسی گمنام بستی میں ایک مرد درویش کو پیدا کیا اور اسکو ایسے ہتھیاروں سے لیس کیا کہ اس نے دشمنوں کے منہ بند کر دیئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کا مکمل دفاع کیا اور جس دشمن نے بھی اسلام پر حملہ کیا دلائل و براہین کے زور سے آپ نے اس کا منہ پھیر کر رکھ دیا۔ آپ نے اپنی قوت قدسی اور علم و عرفان کے ذریعہ ایسے لوگ پیدا کئے جن کے دلوں میں اسلام کے لئے درد اور تڑپ کی چنگاری روشن کر دی گئی۔ اور پھر ان لوگوں نے آپ کی شمع سے روشنی حاصل کر کے ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ آج دنیا یہ ماننے پر مجبور ہو گئی ہے کہ اگر اسلام کی صحیح خدمت کوئی جماعت بجا لا رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے خدا تعالےٰ نے صرف مامور وقت اور اس کی جماعت کو ہی یہ توفیق ودیعت کی ہے اور کسی سے یہ بوجھ نہ اٹھایا جانا تھا اور نہ ہی اٹھایا گیا۔

آپ نے کہا کہ احمدیت اسلام سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ یہ دراصل مامور وقت کی تیار کردہ فوج کا نام ہے جو اسلام کے مکمل دفاع کے لئے تیار کی گئی ہے گذشتہ نصف صدی اس امر پر گواہ ہے کہ عیسائیوں، بہائیوں، آریہ سماجیوں، سناتن دھرمیوں، اور دوسرے تمام مذاہب کے بالمقابل جب بھی اسلام کا دفاع پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اسی فوج نے کیا اور ایسے ایسے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ پیش کئے کہ دشمن کا منہ اسلام اور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے ہمیشہ ہمیش کے لئے بند کر دیا گیا۔

آپ نے مذہب اسلام کی فوقیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ و ارفع شان پر کافی سیر حاصل بحث کی۔ اور بتلایا کہ مذہب اسلام کی فوقیت کے دشمن بھی اب قائل ہو چکے ہیں، مشہور مستشرق کارلائل کے حوالہ سے آپ نے بتلایا کہ باوجود عیسائی ہونے کے وہ لکھتا ہے کہ:—

> "نبوت کیا چیز ہے اور نبی کون ہوتا ہے اگر ان دونوں سوالوں کا جواب ڈھونڈنا ہو تو صرف محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لینا ہی کافی ہے۔"

آپ نے فرمایا کہ اسلام پر جو بھی اعتراضات کئے جاتے ہیں ان سب کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں موجود ہے یہ ایک خزانہ ہے جو خدا نے حضور کے ذریعہ ہم کو دیا ہے ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

بعد ازاں حضرت شیخ میاں محمدؐ صاحب نے اپنی تقریر کی ابتداء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس رباعی سے کی

> جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا
> آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا
> شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل
> کیا ہوا گر قوم کا دل سنگِ خارا ہو گیا

آپ نے فرمایا کہ لوگ ہمیں بُرا بھلا کہیں، گالیاں دیں، پتھر ماریں مگر جو لعل بے بدل ہم کو مل گیا ہے اس کے بدلہ میں تو ہماری جانوں کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ بلکہ مسرت ہوتی ہے کہ کوئی مامور ایسا نہیں گذرا کہ لوگوں نے اس پر ایمان لا کر سکھ اور آرام پایا ہو یہ ہماری صداقت کی ایک دلیل ہے۔ یہ تو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔ مگر بالآخر زمانہ صداقت کو ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے اور پھر تکلیفیں دینے اور دکھ پہنچانے والوں کی نسلیں افسوس کرتی ہیں کہ ہم نے خدا کے مامور اور ان کے ماننے والوں کی قدر نہ پہچانی۔

آپ نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک گوشۂ گمنامی میں دور دراز کی ایک چھوٹی سی بستی میں بیٹھ کر اسلام کی صداقت اور حقانیت ثابت کرنے کے لئے ایسا لٹریچر پیدا کیا کہ آج کی دنیا اسکو دیکھکر حیران و ششدر رہ جاتی ہے اور اسی لٹریچر اور دلائل و براہین کے ذریعہ ترقی یافتہ قومیں اسلام قبول کرنے پر مجبور ہیں۔ آپ نے کہا کہ یورپ میں میں نے حضرت صاحب کی صداقت میں حضور کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں کو اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھا ہے۔ آپ نے حضور علیہ السلام کی صداقت کو نہایت حسین اور دلکش انداز میں اپنے حالیہ سفر یورپ کے واقعات کے ذریعہ بیان فرمایا اور کہا کہ حضور نے آج سے نصف صدی قبل ایک گمنام گوشے میں بیٹھ کر رؤیا میں اپنے آپ کو انگلستان میں تقریر کرتے ہوئے اور سفید پرندے پکڑتے دیکھا آج وہ رؤیا حرف بحرف پورا ہو رہا ہے یہ ایک معجزہ سے کم نہیں ہے۔ ابتداء میں مخالفت ضرور ہوتی ہے مگر بالآخر حق و صداقت کا بول بالا ہوتا ہے اور جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ حضرت صاحب کے لٹریچر کی برکت سے آج خصوصاً جرمنی اور ہالینڈ میں، اور عموماً تمام مغرب میں ۵۰ فیصدی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی اور ابن اللہ ہونے سے انکار کر چکے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو محض نبی اللہ مانتے ہیں۔ حضرت میاں صاحب نے اپنے حالیہ دورۂ یورپ کے متعدد واقعات بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ قدم قدم پر حضرت صاحب کی صداقت کے نشانات ظاہر ہو رہے ہیں، لوگ اسلام کی عظمت کے قائل ہو چکے ہیں اور یقین جانیں کہ مغرب کے مستقبل کا مذہب اسلام ہوگا۔ آپ نے ہالینڈ میں بعض نوجوانوں کے قبول اسلام کے ایمان افروز واقعات بیان کئے اور ہالینڈ کا مشن جو کارہائے نمایاں سرانجام دے رہا ہے اس کا بالتفصیل ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ جب ہم نے دنیا میں اسلام کو سربلند کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم دنیا کی ضروریات اور مطالبات کے مطابق لٹریچر اور مبلغ فراہم کریں آپ نے یہ لطیف بات بیان کی کہ بعض ڈچ نوجوان کہتے ہیں کہ ہم اگر مسلمان ہو گئے تو نماز پڑھنی پڑیگی روزے رکھنے پڑیں گے حج کرنا پڑے گا یعنی مسلمان ہونیکے لئے وہ ان باتوں کو ضروری سمجھتے ہیں یہ احساس کس قدر مبارک ہے مگر ہمارے ہاں کے نوجوان مسلمان ہونیکے باوجود ان باتوں کو ضروری خیال نہیں کرتے۔

حضرت میاں صاحب کے خطاب کے بعد مندرجہ ذیل دو دوست میاں صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

(۱) شیخ محمد طیب صاحب ولد میاں محمد شفیع صاحب (یہ میاں مولا بخش صاحب کے داماد ہیں۔)

(۲) میاں مسعود احمد صاحب ابن شیخ فاروق احمد صاحب سپیشل جج ملتان

ازاں بعد ڈاکٹر شمس الدین صاحب نے تقریر کرتے ہوئے بعض تجاویز پیش کیں جو درج ذیل ہیں:—

(۱) مقامی طور پر محکمہ تبلیغ قائم کیا جائے جو لوگوں کو اپنا ہم خیال بنائے اور اپنوں کی تنظیم و تربیت کرے۔ فرداً فرداً بھی لوگ تبلیغ کریں۔ اس کے لئے ایک سیکرٹری تربیت مقرر کیا جائے جو ارکان اسلام پر مشتمل لٹریچر شائع کرنے کے علاوہ اتحاد بین المسلمین کے سلسلہ میں اجلاس منعقد کرائے۔

(۲) سیکرٹری رشتہ ناطہ مقرر کیا جائے جو جماعت کے آپس میں رشتوں ناطوں کے متعلق تفاصیل تیار کرے، اور آپس میں رشتہ داریوں کے متعلق تمام قسم کی کارروائی کرے۔

(۳) چندہ کا نظام صحیح طور پر رائج کیا جائے۔

(۴) امداد باہمی کیلئے ایک سکیم بنائی جائے جس میں دس ہزار روپیہ امانت فنڈ میں جمع ہو تاکہ ضرورت پڑنے پر ہر حاجتمند احمدی کی قرضہ حسنہ کی صورت میں امداد ہو سکے

(باقی ص ۲ پر)

# تربیتی اجلاس جماعت پشاور

جماعت پشاور کا تربیتی اجلاس ۱۱ر اکتوبر ۱۹۶۳ء کو بعد از نماز جمعہ زیر صدارت محترم جناب خانصاحب محمد یعقوب خان صاحب سابق امام ووکنگ مشن منعقد ہوا۔ جناب خانصاحب اچانک ہی تشریف لے آئے آپ نے خطبہ جمعہ بھی ہماری درخواست پر دے کر احباب کو علمی اور روحانی لذات سے مسرور کیا آپ کے خطبہ کا ایک ایک لفظ دل کی گہرائیوں میں اُترتا جاتا تھا کاش کہ میں اُن کا خطبہ نوٹ کر سکتا تاکہ تمام جماعت اس سے بہرہ ور ہوتی۔

نماز کے بعد خانصاحب نے میری استدعا پر جماعت کے تربیتی جلسہ کی صدارت قبول فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ جلسہ کا آغاز محترم سید رو ئیداد شاہ متعلم فورتھ ایر خیبر میڈیکل کالج نے تلاوت قرآن کریم سے کیا آپ کو اللہ تعالے نے آواز میں نہایت شیرینی عطا کی ہے۔

یہ نوجوان جماعت کا باقاعدہ ممبر نہیں لیکن اس کی سعادت اس کا ثبوت ہے کہ وہ کسی وقت اسلام کا جانباز سپاہی ہوگا۔ ان کے بعد عزیزم عبدالرحمٰن نے حضرت مسیح موعود کے اشعار نہایت خوش الحانی سے سنا کر سامعین کو محظوظ کیا۔ پھر عزیزم عبدالباسط نے پشتو اشعار میں بزرگان اور نوجوانوں کو خوش آمدید کہا۔ معصوم بچہ ہے مگر اس کی جرأت قابل داد ہے اسکو ایک روپیہ انعام دیا گیا۔

اس کے بعد اس کے برادر اکبر عبدالوحید نے جماعت احمدیہ کی برکات پر پشتو اشعار سنائے بہت خوبصورت اشعار تھے نہایت عمدگی سے پیش کئے گئے۔

اس کے بعد بندہ نے ایک مختصر سی تقریر میں جلسہ کی غرض وغایت بیان کرنے کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک الہام :-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اس میں چند پیشگوئیاں ہیں۔ چونکہ یہ الہام آپ کے دعوے سے بہت پہلے کا ہے اس لئے اس میں پہلی پیشگوئی یہ ہے کہ آپ زندہ رہیں گے اور ماموریت کا دعوے کریں گے۔

دوئم :- آپ جب دعوے کریں گے تو آپ کو رد کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سوئم:- آپ کی سخت مخالفت ہوگی اور آپ پر قسم قسم کے حملے کئے جائیں گے۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا تمام قومیں آپ کی مخالفت میں کھڑی ہوگئیں۔ آریہ سماج اور عیسائی تو اسلام کے دشمن تھے ہی انہوں نے تو مخالفت کرنی ہی تھی مگر مسلمانوں کے مولوی، گدّی نشین اور پیروں نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین جو کسی وقت آپ کی پاکبازی اور خدمات کا اعتراف کر چکا تھا مخالفین کی صف اوّل میں نظر آتا ہے آپ پر جھوٹے مقدمے بنائے گئے۔ غرضیکہ دنیا کی کوئی ایسی اذیت نہ تھی جو آپ کو نہ پہنچائی گئی ہو۔ سنہ ۵۷-۵۸ء کا فساد اسی کی کڑیاں ہیں۔ مگر ہوا کیا خدا نے اپنے زور آور حملوں کے ذریعہ آپ کی امداد کی دشمن ہمیشہ ناکام اور نامراد رہا۔ قوموں پر کہیں طاعون کی شکل میں عذاب نازل ہوا، تو کہیں مارشل لاء کی صورت میں خداوند قوموں کے ساتھ آیا

پانچویں پیشگوئی یہ ہے کہ آپ کی صداقت آخرکار ظاہر ہوگی چنانچہ دنیا آپ سے روشناس ہو چکی ہے اور میرا ایمان ہے کہ آخرکار یہی جماعت کامیاب ہوگی چنانچہ آپ کا پیش کردہ مسئلہ کہ عیسٰی علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں آج ازہر یونیورسٹی کے علماء تسلیم کر چکے ہیں یہ بڑی کامیابی ہے۔

میری تقریر کے بعد عزیز عبدالحلیم متعلم جماعت نہم خلف الرشید صاحبزادہ فضل علی صاحب نے ایک علمی اور پُرمعارف تقریر کی اور آپ نے جماعت کے استحکام اور تبلیغ کے ذریعہ پر روشنی ڈالی۔ یہ تقریر بہت پسند کی گئی۔

پھر عزیز بھائی عبدالکریم سعید پاشا متعلم فسٹ ایر میڈیکل کالج پشاور نے حضرت نبی کریم صلعم کے معجزات پر ایک مقالہ پڑھا۔ آپ نے نہایت خوبصورتی سے نبی کریم صلعم کے معجزات کو بیان کیا اور بتایا کہ حضرت نبی کریم صلعم کا ایک دائمی ناقابلِ فنا ہونے والا ایک معجزہ قرآن کریم ہے۔ یہ وہ معجزہ ہے جس سے دنیا ہمیشہ سیراب ہوتی رہے گی۔ یہ ہر زمانہ میں اعجازی کام کرتا رہے گا اور انبیاء کے معجزے تو اس وقت کے لوگوں تک محدود تھے بعد میں ان کی تاریخی حیثیت بھی نہیں رہی مگر یہ ایک زندہ جاوید معجزہ ہے جس کی سائنس ہمیشہ تفسیر کرتی رہے گی اور ہر زمانہ اور ہر خیال کے لوگوں کے لئے اس میں ضروریات زمانہ کے مطابق تعلیم موجود ہے۔ یہ مضمون علیحدہ برائے اشاعت ارسال ہے۔ عزیز موصوف ہمارے قابل احترام بزرگ ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب کا فرزند ارجمند ہے۔

آپ کے بعد عزیزم نذیر احمد متعلم فورتھ ایر میڈیکل کالج پشاور نے حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق سابقہ کتب میں پیشگوئیاں اور حضرت موسٰے سے تمثیلات پر ایک علمی اور پُرمعارف مقالہ پڑھ کر سنایا یہ علمی مضمون ہے اسکو بھی برائے اشاعت علیحدہ بھیجا جا رہا ہے۔

اس کے بعد صدر جلسہ خانصاحب محمد یعقوب خان صاحب نے اپنے زرّیں خیالات کا اظہار فرمایا۔

خانصاحب نے فرمایا:- بچوں اور نوجوانوں کی تربیت ایک ٹھوس کام ہے اور جماعت کی صحیح تعمیر ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ نے ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر کی ہے۔ یہ بھی آپ کا عظیم کارنامہ ہے مگر یہ جو آپ نے قوم کی تعمیر کا کام شروع کیا ہے یہ عظیم تر کام ہے آپ نے فرمایا جماعت پشاور ساری جماعتوں میں منفرد ہے جو بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کر رہی ہے۔ آج ان بچوں اور نوجوانوں کی وہ حیثیت نظر نہیں آتی جو آج سے دس سال بعد ہوگی اور بچے اور نوجوان اسلام اور احمدیت کے ستون ہوں گے۔ آپ نے فرمایا بچے قوم کا سرمایہ ہیں ان کی صحیح تربیت نہایت لازمی بلکہ قوم کا اخلاقی فرض ہے آپ نے فرمایا میں نے انگلستان میں دیکھا ہے کہ بچوں کی تربیت پر بڑا زور دیا جاتا ہے ان کے لئے لائبریریاں قائم ہیں کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان بچوں کے دماغ وسیع ہوں۔ مجھے ان کے سکولوں میں جانے کے مواقع ملتے رہے ہیں یہ بچے دوسرے مذاہب کے متعلق بھی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے اندر مذہبی سوسائٹیاں ہیں اور وہ ہر مذہب کے عالموں کو دعوت دیتے ہیں۔

آپ نے آگے چل کر فرمایا آج ضرورت ہے کہ ہمارے نوجوان دوسرے مشاغل سے بچکر جماعت احمدیہ کے ساتھ وابستگی کریں، یہ اُن کی خوش قسمتی ہوگی اور روحانی مدارج میں ترقی کا ذریعہ ہوگی اس سے ساری زندگی سدھر جاتی ہے۔ ہم نوجوانی کی عمر سے اس جماعت سے وابستہ ہوئے اور آج ہم اطمینان قلب کے مالک ہیں یہی انسانیت کا معراج ہے ہم ہر مجلس میں خود اعتمادی کے ساتھ اظہار کر سکتے ہیں یہ صرف اس لئے کہ ہم نے مامور کے ساتھ وابستگی کی اور سلسلہ کے حقائق کو سمجھا اور بڑی خوبصورتی سے ان حقائق کو ہر مجلس میں پیش کرنے سے ہم ایک لذّت محسوس کرتے ہیں اور اپنے خیالات کو معقول دلائل سے منواتے ہیں۔ ہم نے ایک ایسی دولت حاصل کی ہے جو لازوال ہے، میں نوجوانوں کو نصیحت کروں گا کہ وہ اپنی دلچسپی کو بڑھائیں خود اعتمادی کے ساتھ ساتھ علم کی ہر شاخ میں اپنے آپ کو نمایاں کریں اور اپنے مطالعہ کو وسیع کریں۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ میں خدا کا شکر بجا لاتا ہوں کہ آج مجھے ایک زندہ جماعت کو دیکھنے کا موقع ملا یہ جماعت حقیقی ترقی کی طرف قدم اُٹھا رہی ہے میں

(باقی برصفحہ ۱۲ کالم ۳)

مولانا شیخ عبد الرحمان مصری صاحب

# کتاب ”حرفِ محرمانہ“ پر تبصرہ
# ایک الہام اور اس کا صحیح مفہوم

## الہام کو غلط طور پر پیش کرنا برق صاحب کی طبع ثانی بن چکا ہے۔

جناب برق صاحب نے ”عجیب الہامات“ کے عنوان کے ماتحت مندرجہ ذیل الہام بھی درج کیا ہے:۔

”خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے . . . . . (برق صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے الفاظ حذف کر کے چند نقطے ڈال دیئے ہیں حالانکہ ان الفاظ کا درج کرنا نہایت ضروری تھا ناقل) ایک آدمی میرے پاؤں چوم رہا تھا اور میں کہہ رہا تھا کہ میں حجرِ اسود ہوں“

(اربعین ۴ حاشیہ ص۱۹)

جو طریق برق صاحب نے دیگر الہامات کے پیش کرنے میں اختیار کیا ہے وہی طریق اس الہام کے پیش کرنے میں بھی اختیار کیا ہے یعنی الہام کو اس کے سیاق و سباق سے الگ کر کے پیش کرنا، دوسرے حضرت اقدس مرزا صاحب کی تشریح کو نظر انداز کر دینے کا طریق۔ ہر الہام کو پیش کرتے وقت آپ ان دونوں طریقوں کو اختیار کرتے ہیں اور غرض ان کی یہی ہوتی ہے کہ اپنے قارئین کو الہام کے متعلق غلط تاثر دیں اور انکو مغالطہ میں مبتلا کر دیں اور عقلمند کے نزدیک مغالطہ دہی دیانتداری کے منافی ہے کوئی دیانتدار مصنف دوسرے کے خیالات کو غلط طور پر پیش کرنے کے جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ لیکن برق صاحب مجھے معاف رکھیں اگر میں یہ کہوں کہ اس جرم کا ارتکاب ان سے اتنی دفعہ سرزد ہوا ہے کہ مجبوراً یہی خیال کرنا پڑتا ہے کہ اس جرم کا ارتکاب ان کی عادت میں داخل ہو کر ان کے لئے بطور طبع ثانی کے بن گیا ہے لیکن برق صاحب کو یہ بات بھولنی نہیں چاہیئے کہ لوگوں کو عمداً حق اور صداقت سے دور رکھنے کی کوشش بہت بڑا گناہ ہے جس کی پرسش جزا و سزا کے دن ضرور ہوگی اور یہ مؤاخذہ اتنا شدید ہوگا کہ جس کا اس وقت تصور کرنا بھی مشکل ہے کاش برق صاحب اس دن کی ہولناک سزا سے بچنے کے سامان توبۃ النصوح کے ذریعہ ابھی سے کر لیں اور ابھی کتاب کے متعلق اعلان کر دیں کہ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب غلط اور بے بنیاد ہے لوگ اس پر اعتبار نہ کریں اور اپنی مخالفت کی عمارت ان بنیادوں پر استوار نہ کریں یہی ایک طریق ہے جو اس دن کی سزا سے انہیں بچا سکتا ہے۔

## الہام کا سیاق و سباق

اب میں قارئین کرام کے سامنے حضرت اقدس مرزا صاحب کی مکمل عبارت پیش کر دیتا ہوں تا انہیں معلوم ہو جائے کہ باوجود دیانتداری کے ادعا کے برق صاحب نے کہاں تک اس الہام کے پیش کرنے میں دیانتداری سے کام لیا ہے۔ نصائح کے دوران حضرت اقدس مرزا صاحب اپنی بیعت میں داخل ہونے والوں کو اللہ تعالے کی رضا کی راہوں پر چلنے اور اپنے قلوب کو پاکیزگی اور طہارت سے بھرنے اور مخلوق کا پورا ہمدرد ہونے اور حقیقی معنی میں مسلمان بن جانے کی تلقین کرتے ہوئے اور جماعت کو یہ بتاتے ہوئے کہ تم حضرت نبی کریم صلعم کے اسم احمد کے مظہر ہو اس لئے جمالی رنگ میں یعنی علوم حقہ اور نیک نمونہ کے ذریعہ تم نے اشاعت اسلام کے فریضہ کو سرانجام دینا ہے فرماتے ہیں:۔

”علوم اور معارف بھی جمالی طرز میں داخل ہیں اور قرآن شریف کی آیت لیظھرہ علے الدین کلہ میں وعدہ تھا کہ یہ علوم اور معارف مسیح موعود کو اکمل اور اتم طور پر دیئے جائیں گے کیونکہ تمام دینوں پر غالب ہونے کا ذریعہ علوم حقہ اور معارف صادقہ اور دلائل بینہ اور آیات قاہرہ ہیں اور غلبہ دین کا انہیں پر موقوف ہے اسی کی طرف اشارہ ہے کہ جو کہا گیا کہ ان دنوں میں بیت اللہ کے نیچے سے ایک بڑا خزانہ نکلے گا یعنے بیت اللہ کے لئے جو خدا کو غیرت ہے وہ تقاضا کرے گی جو بیت اللہ سے روحانی معارف اور آسمانی خزائن ظاہر ہوں یعنے جب مخالفوں کے ظالمانہ حملے بیت اللہ کی عزت کا انہدام چاہیں گے تو اس انہدام کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے نیچے سے ایک بھاری خزانہ نکل آئے گا جو معارف کا خزانہ ہوگا اور یہ بیت اللہ پر موقوف نہیں بلکہ قرآن کے ہر یک ایسے فقرہ کے نیچے ایک خزانہ ہے جس کو کافروں کے ظالمانہ مخالفانہ حربے منہدم کر کے جھوٹ کے رنگ میں دکھلانا چاہتے ہیں۔ مسلمان نہ بیت اللہ کو گرائے گا اور نہ قرآنی عمارت کو گرانا چاہے گا۔ بلکہ حدیث کے مضمون کے موافق کافر لوگ اس عمارت کو گرا رہے ہیں اور اس کے نیچے سے خزانے نکل رہے ہیں میں کافر کو بھی اس وجہ سے دوست رکھتا ہوں کہ ان کے ذریعہ سے بیت اللہ اور کتاب اللہ کے پوشیدہ خزانے ہمیں مل رہے ہیں اور ان معنوں کو قائم رکھ کر ایک اور معنے بھی اس جگہ ہیں اور وہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس قدر یہ بیت اللہ کو مخالف گرانا چاہیں گے اس میں سے معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک ایذا کے وقت ضرور ایک خزانہ نکلتا ہے اور اس بارے میں الہام یہ ہے یکے پائے من بوسید و من میگفتم کہ حجرِ اسود منم منہ“

## عبارت ہذا میں بیان کردہ امور

عبارت مندرجہ بالا میں مندرجہ ذیل حقائق بیان کئے گئے ہیں:۔

(۱)۔ قرآن کریم میں بیان کردہ علوم و معارف جمالی طرز میں داخل ہیں یعنے لوگوں کے دلوں میں عظمت اسلام قائم کرنے کا یہ علوم ہی ذریعہ ہیں۔

(۲)۔ قرآن کریم کے یہ علوم و معارف مسیح موعودؑ کو اکمل اور اتم طور پر دیئے جائیں گے کیونکہ اس کے متعلق یہ پیشگوئی ہے کہ اسلام کی برتری کو تمام ادیان پر اسی نے ثابت کرنا ہے۔

(۳)۔ غلبۂ دین انہی علوم حقہ اور معارف صادقہ اور دلائل بینہ اور آیات قاہرہ پر موقوف ہے۔

(۴)۔ احادیث میں جو بیت اللہ کے نیچے سے ایک بڑے خزانہ کے نکلنے کا ذکر ہے اس سے مراد علوم حقہ اور معارف الٰہیہ کا ہی خزانہ ہے

(۵) ان علوم حقہ کا انکشاف اسی شخص پر ہوگا جو کامل طور پر دلی اور حقیقی اور مخلصانہ تعلق بیت اللہ سے رکھتا ہوگا یعنے مسیح موعودؑ۔

(۶)۔ مخالفین جب ازراہ ظلم بیت اللہ کے انہدام کی کوشش کریں گے یعنے مسلمانوں کے دلوں سے

اس کی عظمت مٹانے کے درپے ہونگے تو مسیح موعود کے ذریعہ رسمی طور پر نہیں بلکہ حقیقی طور پر مسلمانوں کے دلوں میں اس کی عظمت قائم کر دی جائے گی۔

(۷)۔ مخالفین کی کوشش انہدام چونکہ قرآن کریم پر اعتراضات کے ذریعہ ہوگی اس لئے قرآن کریم کی جس آیت کو بھی وہ اپنے اعتراض کا نشانہ بنائیں گے اسی آیت کے نیچے سے مسیح موعود کے ذریعہ علوم حقہ کا خزانہ نکال کر دکھلا دیا جائے گا۔

(۸)۔ قرآن کریم کے علمی خزانوں کو ہی بیت اللہ کے خزانے قرار دیا گیا ہے۔

اس کے بعد حضرت اقدس مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

"اور ان معنوں کو (یعنے مندرجہ بالا معنوں کو) قائم رکھ کر ایک اور معنی بھی اس جگہ ہیں اور وہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس قدر اس بیت اللہ کو گرانا چاہیں گے اس میں سے معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک ایذا کے وقت ضرور ایک خزانہ نکلتا ہے"

## بیت اللہ سے محض تشبیہ اور وجہ شبہ کی حقیقت

ظاہر ہے کہ حضور نے تشبیہاً اپنے آپ کو بیت اللہ قرار دیا ہے اور خط کشیدہ عبارت میں جسے برق صاحب نے بالکل حذف کر دیا ہے وجہ شبہ بیان کی ہے غالباً برق صاحب اس بات سے واقف نہیں ہوں گے کہ تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ کے علاوہ وجہ شبہ بھی ہوتی ہے جیسے زید شیر ہے میں زید مشبہ اور شیر مشبہ بہ ہے اور وجہ شبہ یعنے وہ چیز جس میں دونوں کا اشتراک ہے بہادری ہے۔ اسی طرح ہر اس شخص کو جو بیت اللہ کی صفات کی مانند اپنے اندر صفات رکھتا ہوگا بیت اللہ سے تشبیہ دی جاسکتی ہے اور وہ صفات ہی دونوں کے درمیان وجہ شبہ کہلائیں گی، مثلاً بیت اللہ کی ایک صفت قرآن کریم میں اٰمنًا مذکور ہے جیسا کہ فرمایا ومن دخلہ کان اٰمنًا اسی طرح دوسری جگہ واٰمنھم من خوف مذکور ہے اسی طرح تیسری جگہ اٰمنًا کے لفظ سے اسی صفت کا اظہار کیا گیا ہے۔

## بیت اللہ کی صفت میں دوسرے گھروں کی شرکت

اب ہم دیکھتے ہیں کہ بیت اللہ کی اس صفت میں حضرت نبی کریم صلعم نے ابوسفیان کے گھر کو ہی نہیں بلکہ مکہ کے ہر گھر کو شریک کیا ہے چنانچہ مکہ پر حملہ کے وقت آنحضرت صلعم کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ جو بیت اللہ میں داخل ہو جائے گا وہ بھی امن میں ہے* اور جو اپنے گھر کے دروازے بند کرلے گا وہ بھی امن میں ہے کیا اس اعلان سے ابوسفیان کا گھر اور مکہ کا ہر گھر من دخلہ کان اٰمنا کا مصداق نہیں بن گیا تھا اور کیا اس کے ہر گھر پر آیت واٰمنھم من خوف صادق نہیں آرہی تھی کیا ہر اپنے مکین کو خوف جان وغیرہ سے امن کی ضمانت نہیں دے رہا تھا کیا بیت اللہ کی طرح مکہ کے تمام بیوت امن کے گہوارے نہیں بنے ہوئے تھے جہاں ہر شخص ہر قسم کے خطرے سے محفوظ تھا جہاں ان کی جان ان کے مال ان کی عزت و آبرو ہر ایک چیز کی حفاظت بغیر کسی پہرہ دار کے خود بخود ہو رہی تھی۔

*اور جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بھی امن میں ہے

## حضرت اقدسؑ کا دس صفات میں شریک ہونا

یہ تو صرف ایک صفت میں شرکت کا حال ہے آؤ ہم دیکھیں کہ حضرت سیدنا مرزا صاحب کی شرکت بیت اللہ کے ساتھ کن کن صفات میں ہے۔ سورۃ البقرہ ع۱۵ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

واذ جعلنا البیت مثابۃً للناس واٰمنا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی وعھدنا الی ابراھیم واسمٰعیل ان طھّرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکّع السجود واذ قال ابراھیم ربّ اجعل ھذا بلدًا اٰمنًا وارزق اھلہ من الثمرات من اٰمن منھم باللہ والیوم الاٰخر قال ومن کفر فامتعہ قلیلًا ثم اضطرہ الی عذاب النار وبئس المصیر۔

سورۃ القریش میں فرمایا:-

فلیعبدوا ربّ ھذا البیت الذی اطعمھم من جوع واٰمنھم من خوف

سورۃ الحج ع۴ میں فرمایا:-

واذّن فی الناس بالحج یاتوک رجالًا وعلیٰ کل ضامر یاتین من کلّ فج عمیق

سورۃ ابراھیم ع۶ میں فرمایا:-

واذ قال ابراھیم ربّ اجعل ھذا البلد اٰمنا واجنبنی وبنیّ ان نعبد الاصنام ربّ انھنّ اضللن کثیرًا من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون۔

المائدہ رکوع ۱۳ میں فرمایا:-

جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیامًا للناس۔

آل عمران ع۱۰ میں فرمایا:-

انّ اوّل بیت وُضع للناس للذی ببکۃ مبارکًا وھدی للعالمین فیہ اٰیات بیّنات مقام ابراھیم وللہ علی الناس حجّ البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنیّ عن العالمین۔

آیات متذکرہ بالا میں بیت اللہ کی مندرجہ ذیل اوصاف بیان کی گئیں ہیں:-

(۱)۔ اس کا غیر ذی زرع ہونا
(۲)۔ مثابۃ للناس ہونا
(۳)۔ لوگوں کے دلوں میں اس کا اس قدر احترام ہونا کہ دور دور سے ان کا وہاں حج کے لئے پیادہ اور سواریوں پر آنا۔
(۴)۔ خوف کو دور کرنے والا اور امن دینے والا ہونا
(۵)۔ بھوکوں کو کھانا کھلانے والا ہونا۔
(۶)۔ اس کے لئے رزق کا باہر سے آنا
(۷)۔ اس کا لوگوں کے لئے قیام کا ذریعہ ہونا۔
(۸)۔ اس کا عالمین کے لئے برکتوں والا ہونا۔
(۹)۔ اس کا ذریعہ ہدایت ہونا۔
(۱۰)۔ اس میں آیات بیّنات کا ظاہر ہونا

## مشبہ بہ میں وجہ شبہ کا اقوی واشہر ہونا

بیشتر اس کے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کی مندرجہ بالا اوصاف میں مشارکت ثابت کی جائے یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں جس وصف کا اشتراک ہوتا ہے وہ وصف مشبہ بہ میں زیادہ قوی اور زیادہ مشہور ہوتی ہے یہاں تک کہ اسے ضرب المثل کا مقام حاصل ہوتا ہے جیسا کہ شیر میں بہادری۔ حاتم میں جود و سخا چاند میں ملاحت اور جمال کی دلکشی وغیرہ اس لئے جب یہ کہا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب بیت اللہ کی صفات میں شریک ہیں تو اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ صفات سیدنا حضرت مرزا صاحب میں اسی شان اور اسی قوت اور اسی کیفیت اور اسی کمیت کے لحاظ سے پائی جاتی ہیں جس قوت اور شان اور جس کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بیت اللہ میں پائی جاتی ہیں بلکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں جو فرق ہوتا ہے اسے یہاں بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اس سے میرا منشا واضح ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بیت اللہ کی ہر صفت محض چھوٹے پیمانہ پر حضرت مرزا صاحب میں پائی جاتی ہے اور مشابہت ثابت کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

## پہلی وصف

سب سے پہلی صفت بیت اللہ کے متعلق اس کا وادی غیر ذی زرع میں واقع ہونا بیان کی گئی ہے

قادیان جو سیدنا حضرت مرزا صاحب کا مسکن تھا اُس کی بھی تقریباً ایسی ہی حیثیت تھی۔ دنیاوی اور مادی لحاظ سے بھی یہ گاؤں کسی شہرت کا مالک نہ تھا آبادی نہایت ہی قلیل تھی اور وہ بھی زیادہ تر غریب اور نادار لوگوں پر مشتمل تھی اور علمی اور روحانی حالت کا یہ عالم تھا کہ کسی عالم کا وہاں نام و نشان بھی نہ پایا جاتا تھا۔ کیونکہ کوئی علمی درسگاہ یہاں نہ تھی کہ کسی عالم کے پیدا ہونے کی توقع ہوسکتی بالفاظ دیگر محض جاہلوں کی بستی تھی، ایسی حالت میں کسی روحانی انسان کا یہاں پیدا ہونا کیسے ممکن ہو سکتا تھا جبکہ دینی علوم کو جاننے والا ہی کوئی نہیں تھا پس اس لحاظ سے اس بستی پر بھی واد غیر ذی زرع کے الفاظ صادق آسکتے ہیں کیونکہ کوئی قابل انسان یہ پیدا کرسکتی ہی نہ تھی۔

## بیت اللہ کی دوسری وصف اور حضرت مرزا صاحب کی اس میں مشارکت۔

دوسری صفت بیت اللہ کی یہ بیان کی گئی ہے کہ باوجود واد غیر ذی زرع میں واقع ہونے کے مرجع خلائق بن جائے گا مثابۃً للنّاس ہوگا۔ مثابۃ کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ لوگ بار بار اُس کی طرف آئیں گے رجالاً وعلیٰ کل ضامر یعنی پیادہ بھی آئیں گے اور سواریوں پر بھی آئیں گے اور دوسرے معنی اس کے یہ ہیں کہ تفرقہ کے بعد مجتمع ہونا اب ان دونوں معنوں کے لحاظ سے سیدنا حضرت مرزا صاحب کی مشابہت بیت اللہ سے ثابت ہے اس حقیقت کا شدید سے شدید دشمن بھی انکار نہیں کرسکتا کہ حضرت اقدسؑ بالکل گوشہ نشین انسان تھے کسی لحاظ سے بھی ان کو دنیا میں شہرت حاصل نہ تھی نہ علمی لحاظ سے نہ سیاسی لحاظ سے نہ کسی اور دنیاوی و دینی لحاظ سے۔ ایسی بستی میں رہتے تھے جو اسٹیشن سے بھی بارہ میل کے فاصلہ پر واقع تھی، ادھر جانے والی سڑک بھی کچی تھی۔ اس بستی کو بھی کوئی اہمیت حاصل نہ تھی نہ اُنہیں کسی قسم کی کشش کے سامان موجود تھے کہ کسی کے دل میں اسے دیکھنے کی ہی رغبت پیدا ہوسکتی لیکن باوجود ان سب سامانوں کے نقدان کے آپ مرجع خلائق بن گئے۔ لوگ کثرت کے ساتھ آپ کی زیارت کی غرض سے آپ کے پاس آنے لگ پڑے اور بار بار آنے لگ پڑے پیدل بھی اور سواریوں پر بھی۔ پس اس مفہوم کے لحاظ سے بھی حضور کی ایک خاص رنگ میں بیت اللہ کی صفت مثابۃ للناس میں شرکت واضح طور پر ثابت ہے دوسرے معنی اس لفظ کے لوگوں کا تفرقہ کے بعد مجتمع ہونا ہیں۔ اب یہ بھی حقیقت ہے کہ حضور کے دعویٰ سے قبل مسلمانوں میں اس قدر شدید تفرقہ موجود تھا کہ ہر فرقہ کے آدمی دوسرے فرقہ کے آدمیوں سے سخت نفرت کرتے تھے بلکہ ایک دوسرے کے سخت دشمن تھے ان کا اجتماع ناممکن نظر آرہا تھا۔ مگر حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں، جب ان مختلف فرقوں کے افراد داخل ہوئے تو سب آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ غل اور حسد دلوں سے نکل گئے اور یک رنگ ہوکر خدمت دین میں مصروف ہوگئے اور فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا کا منظر پیش کرنے لگ پڑے۔ پس اس دوسرے معنی کے لحاظ سے بھی حضور کی مشابہت بیت اللہ سے ثابت ہے۔

## تیسری وصف

مثابۃً کے علاوہ اس کے متعلق حضرت ابراہیم کی یہ بھی دعا تھی کہ لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف مائل کردے۔ چنانچہ لوگوں کے قلوب حضرت اقدسؑ اور قادیان کی طرف مائل ہوگئے جس کی وجہ سے انہوں نے قادیان میں حضور کے پاس بار بار آنا شروع کر دیا ورنہ بغیر میلان قلبی کے کون اس اخلاص کے ساتھ کسی کے پاس آتا ہے جس اخلاص سے لوگ حضور کے پاس آتے تھے۔

## حضورؑ کے الہامات

بے محل نہ ہوگا اگر اس موقعہ پر حضورؑ کے چند الہامات بھی پیش کردیئے جائیں، جس کس مپرسی کی حالت میں یہ الہامات ہوئے وہ سب پر عیاں ہے۔ ۱۸۸۲ء میں جبکہ آپ کا کوئی دعویٰ نہ تھا آپ نے خواب میں قادیان کی بعض جگہوں پر بڑی کثرت سے بجلی کو چمکتے ہوئے دیکھا جس کی تعبیر حضور نے یہ فرمائی ہے کہ وہاں آبادی ہوگی۔ آبادی تو قادیان میں کچھ نہ کچھ پہلے ہی تھی خواب کا مفہوم یہی ہوسکتا تھا کہ نئی آبادی کے سامان پیدا ہوجائیں گے۔ ظاہر ہے کہ آبادی اسی صورت میں ہوسکتی تھی کہ لوگ باہر سے آکر وہاں آباد ہوں اور لوگوں کے آباد ہونے کے ساتھ وہاں مکانات کا تعمیر ہونا بھی لازمی امر تھا سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔

## دوسرا الہام

۱۸۸۲ء کا ایک الہام کشف مذکورہ بالا کی مزید تشریح اور وضاحت کر رہا ہے اور وہ الہام یہ ہے:۔

"اصحاب الصفۃ وما ادراک
ما اصحاب الصفۃ تریٰ
اعینھم تفیض من الدمع
یصلون علیک ربنا اننا
سمعنا منادیا ینادی للایمان
وداعیًا الی اللہ وسراجًا
منیرًا املو"

اس الہام سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ حضور کے پاس آکر قادیان میں آباد ہوں گے وہ محض دین سیکھنے اور اپنی روحانی اصلاح کے لئے ہی آئیں گے کوئی دنیاوی غرض ان کو حضور کے پاس نہیں لائے گی کیونکہ اصحاب الصفہ وہی لوگ تھے جو حضرت نبی کریم صلعم کے پاس دینی تعلیم اور روحانی تربیت حاصل کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے اس کے بعد اُن کی قلبی کیفیت کا نقشہ کھینچا ہے جو روحانی تربیت کے نتیجہ میں ان کے اندر پیدا ہوئی، ان کی حالت یہ ہوگئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے تھے اور حضور سے فیض یاب ہونے کی وجہ سے حضورؑ کے ثنا خواں رہتے تھے اور اللہ کے حضور اقرار کرتے تھے کہ ہم نے ایمان اور اللہ کی طرف دعوت دینے والے کی پکار کو سنا اور ہم اس کے حضور حاضر ہوگئے اور ہم نے اسے فی الحقیقت ایسا روشن چراغ پایا جو دوسروں کو بھی روشن کر رہا ہے۔ ان الہامات کے بعد یہ الہام ہوتا ہے کہ ان کو لکھ لو مطلب یہ کہ ضرور اپنے وقت پر پورے ہوں گے چنانچہ دوست و دشمن سب نے مشاہدہ کر لیا کہ کس صفائی سے ان کا ایک ایک لفظ پورا ہوا ہے۔

## تیسرا الہام

اسی سال یہ الہام بھی ہوتا ہے:۔ وسّع مکانک جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ قادیان کی آبادی میں وسعت ہوگی اور دور دور تک آبادی پھیل جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

## چوتھا الہام

یہ الہام بھی ۱۸۸۲ء کا ہی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

الا ان نصر اللہ قریب یاتیک
من کل فج عمیق یاتون
من کل فج عمیق ینصرک
اللہ من عندہ ینصرک
رجال نوحی الیھم من السماء
لا مبدل لکلمات اللہ"

یعنی خدا تعالیٰ کی مدد دور دراز سے آئے گی اب دیکھ لو کہ دنیا کے ہر کونے سے حضورؑ کے کاز کو تقویت دینے کے لئے یعنی حقیقی اسلام کو پھیلانے کے لئے حضورؑ کی زندگی میں بھی نصرت کے سامان پیدا ہوتے رہے اور اب تک ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اسی طرح دنیا کی تمام اطراف سے لوگ حضور کے پاس جمع ہوتے رہے جس طرح بیت اللہ میں جمع ہوتے ہیں اور اب تک حضور کے مرکزوں میں ان کی آمد کا سلسلہ جاری ہے اور غرض محض اشاعت اسلام کے کام کو تقویت پہنچانا ہے۔ کس قدر زوردار الفاظ میں کہا ہے کہ خدا کے ان کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا یہ ضرور پورے ہوکر رہیں گے۔ اس حقیقت کا بھی انکار کون کرسکتا ہے کہ بڑے بڑے اہل علم حضورؑ کے ارد گرد جمع ہوگئے جو دین اسلام کی حقیقت کو واضح کرنے اور اس کی برتری کو دیگر ادیان پر ثابت کرنے میں حضور کا ہاتھ بٹانے۔ اب دنیا دیکھ لے کہ کیا یہ الہامات پورے ہوئے ہیں یا نہیں۔

## پانچواں الہام

پانچویں الہام کے الفاظ یہ ہیں ولا تسئم

من النّاس یعنی لوگوں کی کثرت سے گھبرانا اور ملول نہیں ہونا اور نہ کسی سے بدخلقی سے پیش آنا یہ الہام بھی آنے والوں کی کثرت پر دلالت کر رہا ہے۔

یہ سب الہامات وہ ہیں جن کے متعلق املو کا ارشاد الٰہی ہوا ہے۔

یہ تمام الہامات کیا صاف دلالت نہیں کرتے کہ حضور مرجع خلائق بن جائیں گے اور ایسے وقت میں یہ بشارتیں حضور کو ملیں جبکہ ان کے وقوع میں آنے کے ظاہری کوئی سامان نہ تھے اور نہ کسی کے وہم میں آسکتا تھا کہ موجودہ گمنامی اور کس مپرسی کے مقابلہ میں حضور کو اس قدر بلند مقام حاصل ہو جائے گا کہ دنیا حضور کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے گی اور حضور سے فیض روحانی حاصل کرنے کے لئے بیتاب ہو کر حضور کے در پہ جوق در جوق لوگ آکر دھونی رما کر بیٹھ جائیں گے۔ اس جگہ حضور کے چند اشعار کا نقل کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا جو یہ ہیں ؎

مجھ کو ہلاک کرنے کو سب ایک ہو گئے
سمجھا گیا میں بد پہ وہ سب نیک ہو گئے
آخر کو وہ خدا جو کریم و قدیر ہے
جو عالم القلوب و علیم و خبیر ہے
اترا میری مدد کے لئے کر کے عہد یاد
پس رہ گئے وہ سارے سیاہ روئی و نامراد
کچھ ایسا فضل رب الوریٰ ہوا
سب دشمنوں کے دیکھ کے اوسان ہوئے خطا
ایک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا
میں تھا غریب و بےکس و گمنام و بےہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کو اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
ایک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

پھر دوسرے موقعہ پر فرماتے ہیں ؎

خدا کا ہم پہ بس لطف و کرم ہے
وہ نعمت کونسی باقی جو کم ہے
زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
ظہور عون و نصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے
سنو اب وقت توحید اتم ہے
ستم اب مائل ملک عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ارض حرم کے لفظ میں وجہ مشبہ اور مشبہ بہ کا فرق مدنظر رکھنا چاہیئے جس کا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں۔ اس ارض پر جو انقلاب آیا اس کا ذکر میں ایک دوسرے الہام کی تشریح میں کروں گا یہ انقلاب تو اپنی ذات میں ایک عظیم الشان نشان ہے۔

## چوتھی وصف

چوتھی وصف بیت اللہ کی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ خوف کو دور کرنے والا اور امن دینے والا ہے اس وصف میں بھی حضور کی مشارکت واضح ہے آیت استخلاف میں خلفاء کی یہی علامت بتلائی گئی ہے۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا حضور کے ظہور سے قبل مسلمانوں کو اپنے دین کے متعلق سخت خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ یہ دشمنوں کے حملہ کی تاب لانے کے قابل نہیں رہا اس لئے اس کی ہستی خطرہ میں ہے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جنہوں نے اسے منسوخ قرار دیا علماء مدافعت سے عاجز آ چکے تھے عین ایسی مایوسی کے وقت حضور کا ظہور ہوتا ہے اور اس ظہور کے ساتھ ہی دین میں قوت پیدا ہو جاتی ہے دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو جاتے ہیں ان کا سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے اور ان کا خوف امن سے بدل جاتا ہے۔ پس اس وصف میں بھی حضور کی بیت اللہ سے مشابہت ثابت ہے۔

## پانچویں وصف

بیت اللہ کی بھوکوں کو کھانا کھلانے کی وصف ہے اس میں بھی حضور کی مشارکت ثابت ہے قادیان میں سینکڑوں غربا حضور کے لنگر خانہ سے اپنی بھوک کو سیری میں تبدیل کرتے رہتے تھے گویا اطعمھم من جوع کا نظارہ روزانہ دیکھنے میں آتا رہتا تھا اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

## چھٹی وصف

بیت اللہ کی یہ ہے کہ وہاں کے رہنے والوں کے لئے رزق باہر سے آتا تھا اور آتا ہے یہی معاملہ حضور اور حضور کے ساتھ رہنے والوں کے ساتھ رہا ہے باہر سے ہی تمام چندے آتے تھے وہ وہاں کے لوگوں کی معاش کا ذریعہ بنتے رہے اور ابھی تک بنتے چلے جاتے ہیں اس کے متعلق بھی حضور کے کشف اور الہام موجود ہیں۔ چنانچہ سنہ ۱۸۶۴ء میں حضور نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا وہ نان اس نے حضور کو یہ کہکر دیا۔

"یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے"

یہ اس وقت کی خواب ہے جبکہ نہ حضور کی کوئی شہرت تھی اور نہ کوئی حضور کا دعوے تھا اور نہ حضور کے ساتھ درویشوں کی جماعت تھی۔ جماعت بھی اس پیشگوئی کے مطابق پیدا ہو گئی اور ساتھ ہی قادیان میں سب... رہنے والوں کے لئے رزق کے سامان بھی پیدا ہو گئے پھر حضور کو اس وقت جب ذرائع معاش بند ہوتے نظر آئے تو الہام ہوتا ہے الیس اللہ بکاف عبدہ کا اب ہر طالب حق دیکھ لے کہ کن حالات میں یہ الہامات شائع کئے گئے اور پھر کن مخالفانہ حالات میں پورے ہوئے۔

## ساتویں وصف

بیت اللہ کی قیامًا للنّاس بیان کی گئی ہے چنانچہ حضور نے اسلام کی جو خوبیاں بیان کی ہیں ان سے دلوں میں تقویت پیدا ہوئی اور مسلمان دنیا کے سامنے سربلند کر کے کھڑا ہونے کے قابل ہو گئے اور آج تک ان کا سر بلند ہی چلا جاتا ہے۔

## آٹھویں وصف

بیت اللہ کی مبارکًا ہونا ہے۔ چنانچہ حضور کا وجود بھی مسلمانوں کے لئے بہت بابرکت ثابت ہوا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

## نویں وصف

بیت اللہ کی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ھدًی للعالمین ہے چنانچہ حضرت اقدس کا وجود بھی سارے جہان کے لئے ہدایت ثابت ہوا پہلے مجدد خاص خاص علاقوں کے لئے مبعوث ہوتے تھے لیکن حضور ساری دنیا کے لئے مبعوث ہوئے اور دنیا کے جس ملک اور جس قوم سے بھی لوگ حضور کے دامن کے ساتھ وابستہ ہوئے وہ آپ کی ہدایت سے سیراب ہوئے اور اس وقت تک سیراب ہو رہے ہیں۔

## دسویں وصف

بیت اللہ کی یہ بتلائی گئی ہے کہ اس میں آیات بیّنات ہیں۔ سیدنا حضرت مرزا صاحب میں جس صفائی اور جس قدر نمایاں طور پر یہ وصف پائی جاتی ہے اس کی نظیر تیرہ سو برس میں مسلمانوں میں کہیں نہیں پائی گئی آپ نے اس قدر کثیر التعداد نشانات کے ذریعہ اسلام کی صداقت کو مبرہن کیا ہے کہ کسی منصف مزاج کو اسلام کو زندہ مذہب تسلیم کرنے کے بغیر چارہ ہی نہیں رہ سکتا۔ ایک اور خاص مشابہت ہے جو انشاء اللہ آیندہ قسط میں بیان کی جائے گی۔ (باقی دارد)

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر۔

مولانا عبد الحق ودیارتھی صاحب

# پادری عبد الحق صاحب کے مضامین پر اظہار خیال

## (۹)

ارغوانی شراب کی طرح اس دنیا کی جھوٹی منطق کچھ دیر کے لئے انسان کو سرور ضرور بخش دیتی ہے، لیکن نشہ اتر جانے کے بعد دیانت اور معقولیت کی سفید اور بے عیب روشنی میں اگر انسان سوچے اور غور کرے تو سچائی کا ابدی سرور حاصل کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہمارے پرانے دوست پادری صاحب نے بعض ملّانوں کی لاکار جھوٹی دلیل کو اپنے منہ میں ڈال کے کہ مرزا صاحب نے جناب مسیحؑ کی وفات پر اس لئے زور دیا ہے کہ وہ اپنے دعوے مسیح موعود کے لئے راستہ ہموار کریں یہ حضرت مرزا صاحب کی نیت پر حملہ ہے۔ کسی کی نیت کو جاننا (سوائے اس کے کہ وہ شخص اپنی نیت واضح طور پر خود نہ بتائے) عالم الغیب خدا کا کام ہے اور جو شخص کسی کی خفیہ نیت جاننے کا دعوے کرتا ہے وہ اپنے آپ کو ایک گناہ عظیم کا مرتکب کرتا ہے۔

ہم جناب مسیحؑ کو اللہ تعالےٰ کا سچا نبی اور مقربین الٰہی میں سے سمجھتے ہیں، اگر بدظنی ہمارے لئے جائز ہوتی تو حضرت مرزا صاحب کی نسبت ہم مسیحؑ کے متعلق زیادہ باتیں کہہ سکتے۔ تاہم خداوند عالم سے ڈرتے ہوئے اور اس سے معافی کے طلبگار ہوتے ہوئے محض اپنے دوست کو راہ راست پر لانے کے لئے نقلِ کفر کفر نہ باشد کا سہارا ڈھونڈتے ہوئے کانپتے ہوئے اور لرزتے ہوئے یہ عرض کرنے پر مجبور ہیں کہ پادری صاحب ، کا یہ الزام حضرت مرزا صاحب پر جائز ہے تو حضرت مرزا صاحب اور مسیحؑ میں بڑی زبردست مماثلت موجود ہے یعنے مسیحؑ اور مثیل مسیح دونوں ایک ہی کشتی پر سوار معلوم ہوتے ہیں۔ اس قضیہ کو ذرا وضاحت سے سنئے ایلیا کا زندہ آسمان پر جانا اور موجود ہونا یہود و نصاریٰ دونوں کو مسلم ہے بلکہ توراۃ موسوی اور انجیل مسیحی دونوں کی نص صریح سے ثابت ہے (ایسا ہی جیسا عوام مسلمانوں کو مسیح کا زندہ آسمان پر جانا اور موجود ہونا مسلم ہے) یہود کا یہ اعتراض کتنا وزنی ہے کہ ایلیا آسمان پر زندہ اور سلامت موجود ہے اور مسیحی بھی اس کے منکر نہیں کہ اس کا مسیح کے آنے سے پہلے آنا ضروری ہے ایلیا تو ابھی آسمان سے اترا نہیں آپ مسیح بن کر کیسے آ گئے؟ مدعی زمین پر اور اس کا ایک اکیلا گواہ اور وہ بھی آسمان پر؟ کونسی دنیا کی عدالت ہے جو اس مقدمہ کو قابل سماعت سمجھے گی، مقدمہ معہ ترجیہ خارج دخل دفتر۔ اس مقدمہ میں مدعی (مسیح) کی پوزیشن قابل غور ہے جب وہ تسلیم کرتا ہے کہ ایلیا آسمان پر زندہ ہے اور اس نے مسیح سے پہلے آنا ضرور ہے۔ ایلیا کے کسی مثیل کا آنا یہودیوں کو مسلم نہیں اور مسیحی کتاب مقدس سے مثیل مسیح کا آنا ثابت کر سکتے ہیں۔ اصل گواہ زندہ موجود ہو تو اس کی جگہ اسی کے نام سے دوسرے کسی شخص کو گواہ بھگتنا قانوناً جرم ہے۔ نہیں نہیں اس مکالمہ میں اتنی گستاخی نہیں کرنی چاہیئے اور مدعی کو زیادہ سے زیادہ رعایت دینی چاہیئے۔ اس سے پوچھا جائے کہ اصل گواہ ایلیا کے بھگتنے میں آپ کو کیا عذر ہے۔ اگر وہ یہ کہے کہ وہ دُور آسمان پر ہے اس کا زمین پر آنا مشکل اور ناممکن ہے تو سوال ہوگا کہ اس کا آسمان پر چڑھنا اور ہزاروں برس سے وہاں جیتا جاگتا ہونا اس غرض سے تھا کہ وہ خدا کے بیٹے کی پیشوائی کرے راستہ ہموار کرے اس کی منادی کرے اور رومن گورنمنٹ کو بتائے کہ یہ سچا مسیح ہے اور اگر وہ اپنا یہ فرض ادا نہیں کرتا تو اس کا آسمان پر جانا فضول ہزاروں برس زندہ رہنا بے معنی اور جس خدا نے یہ سارا تانا بانا پر سول تک بُنا سب فضول اور بے کار۔ یہ عذر کتنا لغو اور بے ہودہ ہے کہ اس کا آسمان سے اترنا مشکل اور محال ہے۔ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ چڑھنا مشکل اور محال ہے مگر لڑھکا دینا یا اللہ مدد کہہ کر لڑھکا ہی دینا تھا خود بخود یہاں پہنچ جاتا۔ پس اس سارے قصہ میں جناب مسیح نے ایلیا کے آسمان پر زندہ چڑھنے زندہ ہی آسمان پر موجود ہونے کا انکار نہیں کیا بلکہ اقرار کیا مگر اس کے اترنے کا انکار کیا اگر اسے ایک کہانی نہ سمجھا جائے تو جناب مسیح نے اس میں دنیا کو ایک سنہری سبق دیا ہے کہ کوئی یہاں سے مر کر گیا یا بفرض محال زندہ آسمان پر چلا گیا تو بھی لوٹ کے گا ہرگز نہیں یہاں تک کہ میں بھی دوبارہ نہیں آؤں گا فضول انتظار میں وقت ضائع نہ کرنا۔

دن پر دن بیتے جائیں
جانیوالے پھر نہ آئیں۔

ایلیا جیسا کہ کہا جاتا ہے زندہ آسمان پر موجود ہے پر خدا تعالےٰ اسے حسب وعدہ اپنے لاڈلے بیٹے کے حق میں گواہی دینے کے لئے نہیں بھیجتا اور اپنے بیٹے کے منہ سے کہلوا دیتا ہے نہیں حضرت مرزا صاحب کے حق میں گواہی دلوا دیتا ہے دیکھو ہوشیار رہو اور خوب یاد رکھو کہ میرا دوبارہ آنا بھی اسی طرح ہوگا کہ میری خو بو پر کوئی دوسرا آئے گا جو مثیل ایلیا یوحنا کی طرح مثیل مسیح ہوگا۔ صرف ایلیا کے آسمان سے اترنے کا انکار نہیں بلکہ دوبارہ آنے کا انکار ہے حالانکہ کتاب مقدس کا ارشاد واضح تھا کہ ایلیا آسمان سے ضرور نازل ہوگا، یہ قانون صرف ایلیا اور مسیح سے ہی خاص نہیں یہ ایک عالمگیر حقیقت ہے اور کل دنیا کی قوموں کی گواہی اور اس کا تواتر کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی تواتر ہے نہیں اور نہ ہو نہیں سکتا کہ

دن پر دن بیتے جائیں
جانیوالے پھر نہ آئیں

دنیا کی بہت سی قوموں کے بزرگ جیسا کہ کہا جاتا ہے جیتے جی آسمان پر چلے گئے مگر ان میں سے ایک بھی آسمان سے نہیں لوٹا۔ ویدوں کا ایک رشی حسب روایت اتھرو وید کانڈ ۱۲ سوکت ۱۲ منتر ۲ جیتے جی آسمان پر اُڑ گیا۔ پارسیوں کا کیخسرو اور خضر یہودیوں کا حنوک اور ایلیا۔ عیسائیوں کا مسیح، ہندوؤں کا کرشن، سکھوں کا گرو نانک اور گو بند سنگھ، یونانیوں اور مصریوں کے کتنے بزرگ آسمان پر چلے گئے۔ کیسے اچھے اچھے نبی اور رسول اور بزرگ تھے جن کو اللہ میاں نے جیتے جی اپنے پاس بلا لیا۔ جناب مسیح ننگے پاؤں اور ننگے سر بھاگ کر جانے پر مجبور رہے مگر دوسرے بزرگ بڑے اطمینان سے اپنی اپنی جوتیوں بلکہ گھوڑوں اور رتھوں سمیت آسمان پر چڑھ گئے کیونکہ انکی حالت گھبراہٹ کی اور دشمنوں سے خوفناکی نہ تھی۔ مسیح کے علاوہ سب ہی بزرگ موت کو شکست دے کر آسمان پر زندہ چڑھ گئے ہاں ایک وہ بھی آسمان پر گیا زندہ سمجھا جاتا ہے جس نے موت کو شکست نہیں دی بلکہ موت نے اسے شکست دے کر جان سے مار ڈالا اور افسوس یہ ہے کہ عین عنفوان شباب کی عمر میں موت نے اس پر فتح پائی۔ وہ جو کہا جاتا ہے کہ لوگوں کو موت کے پنجہ سے چھڑاتا تھا، موت نے خود اسی کو اپنا پیالہ پلا کر چھوڑا۔ اور رہتی دنیا تک اس نے اپنی حکومت منوالی کہ خدا اور خدا کا بیٹا ہو کر بھی موت سے بچ نہ سکا اس کے بعد یہ کہاوت بھی صحیح ہے "سانپ کا ڈسا رسّی سے ڈرتا ہے" موت کا مزہ چکھ کر وہ کچھ ایسے خائف ہوئے کہ آپ نے خیر اسی میں دیکھی کہ زمین کی نسبت آسمان پر چلا جائے کیونکہ یہاں ہر آن جان جانے کا خطرہ تھا۔ اور موت کا حوصلہ ایک دفعہ خدا اور خدا کے بیٹے کو شکست دیکر

بہت بڑھ گیا تھا۔ اس شکست فاش کے باوجود کہا یہ جاتا ہے کہ ایک دفعہ بیٹھ لگ گئی تو کیا دوبارہ جو اٹھ کھڑے ہوئے۔ لہذا فتح ہماری ہے مگر کیا دنیا جہان کی اصطلاح میں فاتح اسی کو کہتے ہیں جو زرہ پوش ہو کر فوراً میدان سے بھاگ جائے یا اسے میدان میں کھڑے رہ کر موت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دینا چاہیئے تھا تاکہ آئندہ وہ دنیا میں کسی کو موت کا شکار نہ ہونے دیتا یا کم از کم اپنے حواریوں اور پرستاروں کو موت کے پھندے سے چھڑا جاتا۔ اور موت ناکام و نامراد ہو کر دنیا سے بھاگ جاتی۔ اگر ایک آدمی کی وجہ سے یعنے آدم کے معاذ اللہ گناہ کرنے سے موت دنیا میں آئی تھی تو دوسرے آدمی کے ذریعہ موت دنیا سے بھاگ جاتی اور خدا وند یہوواہ کی گود کے سوا اسے کہیں پناہ نہ ملتی۔ سبحان اللہ فاتح تو جان بچا کر بھاگ گیا، اور موت جسے اس نے شکست دی تھی میدان میں اب بھی دن دنا رہی ہے۔ آدم کے معاذ اللہ گناہ سے موت دنیا میں آ گئی مگر ابن اللہ کے آنے اور جانے سے موت دنیا سے چلی نہیں گئی پس موت کی فتح اور دوسرے آدم کی شکست ظاہر اور اظہر ہے۔ موت نے اس کے ساتھیوں کو چن چن کر بری طرح مارا اور سب کو اپنے گھاٹ لا اتارا ابھی فاتح موت سے ڈر کر خود تو بھاگ گیا اور اپنے ساتھیوں کو موت کے حوالہ کر گیا کہ اب جبرا بدلہ ان سے لے لینا اگر کسی ایک حواری کے کان میں بھی موت سے بچنے کا گر بتا جاتے تو دنیا اس سے کتنی فیضیاب ہو کر خدا کا کلمہ چھوڑ کر مسیح کا کلمہ رات دن پڑھتی۔

## اس جہان سے رخصت ہونے کے بعد

دنیا اب بھی دکھی ہے جیسی اس کے آنے سے پہلے دکھی تھی اس نے چندے موت سے مہلت لے کر سہتے ہیں بہتوں کو زندہ کیا۔ بہروں کو کان دیئے۔ اندھوں کو آنکھیں دیں۔ لولوں لنگڑوں کو ٹانگیں عطا کیں کوڑھیوں کا کوڑھ دور کیا۔ اگر یہ سب استعارے نہیں جیسا کہ آجکل بتایا جاتا ہے تو اگر وہ کچھ دن اور یہاں رہتا جیسا نوح ۹۰۰ برس رہے اور کون کون کتنا عرصہ جیا مگر سب سے کم مہلت انبیاء میں مسیح ہی کو ملی ۳۳ سال کی کل عمر، پھر ۳۳ سال کی زندگی میں بھی، لومڑیوں کے لئے بھٹ ہیں اور ہوائی پرندوں کے لئے بسیرے۔ پر ابن آدم (یا ابن اللہ!) کے لئے سر چھپانے کی جگہ نہیں، آخر قربانی کے بکرے کو قربانی سے پہلے ہی اتنے دکھ دینے سے مطلب؟ اگر وہ کچھ دن اور جیتا رہتا لوگ اس سے شفایاب ہوتے۔ یروشلم کی تنگ بستی سے نکل کر ایران، افغانستان۔ چین اور ہندوستان کے مُردوں، کوڑھیوں۔ لولوں لنگڑوں، بہروں اور گونگوں، بدروحوں۔ جنوں۔ بھوتوں اور چڑیلوں کو لوگوں کے اندر سے نکالتے تاکہ دنیا کو پتہ چلتا کہ وہ صرف فلسطین کی بھیڑوں کے لئے ہی نہیں آیا بلکہ ساری دنیا کی بھیڑوں کے لئے آیا تھا اور وہ فائدہ اور تو اب جو دنیا کو پہنچتا اس کا اندازہ کون کر سکتا؟ یہ سر پھرے احمدی خواہ مخواہ مسیح کے بعض موت سے بچ رہنے کی خوشخبری دنیا کو دیتے ہیں، ان کے لمبی عمر پانے کی بشارت بھی سناتے ہیں، اور انہیں افغانستان، تاجکستان، تبت۔ ہندوستان اور کشمیر میں بھی دین کا ڈنکا بجانے اور اپنے مشن میں سرخرو اور کامیاب ہو کر خدا کے حضور حاضر ہونے کی نوید عظیم اور مبارک انجیل کی اشاعت دنیا میں کرتے پھرتے ہیں۔ اس کے خلاف مسیح کے نادان دوست زیادہ دیر تک باپ کی گود اپنے لاڈلے بیٹے سے خالی دیکھنا نہیں چاہتے۔ اگر باپ کی گود ۳۳ سال بیٹے سے خالی رہ سکتی ہے تو اس دنیا کے آخر تک بھی کوئی اتنا بڑا نقصان نہ ہوتا پھر دنیا کا اس میں سراسر فائدہ تھا مگر کتب مسیحی میں بیان کچھ معنی خیز اختلاف ہے۔ بعض جگہ لکھا ہے کہ وہ خدا باپ کے دہنے ہاتھ جا بیٹھا ہے (مرقس ۸ : ۱۹) اور بعض جگہ باپ کی گود میں جا بیٹھا لکھا ہے (یوحنا ۱ : ۱۷ و ۱۸) دونوں میں تضاد لفظی اور معنوی ہے لفظی یہ کہ مسیح داہنے ہاتھ بیٹھا ہے تو خدا اس کے بائیں ہاتھ ہو گا۔ معنوی یہ کہ باپ پنشن پا کر کل اختیارات بیٹے کو سونپ دیتے ہیں اور خود بائیں ہاتھ بیٹھا دیکھ رہا ہے۔ اب کائنات کی باگ ڈور، موت و حیات کے جھگڑے بکھیڑے سب بیٹے کے سپرد ہیں۔ اور باپ کی گود میں بیٹے کے جا بیٹھنے کے معنی یہ ہیں کہ باپ نے اختیار اپنے ہاتھ میں تھام رکھا ہے اور بیٹا گود میں بیٹھا ہے۔

## بارِ ریش بابا بازی میکند

بزرگ باپ کی دراز اور سفید ڈاڑھی سے دل بہلا رہا ہے۔ یہ دوسری بات زیادہ ثقہ اور موزوں معلوم ہوتی ہے۔ باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھنا اور زمین و آسمان کے سارے بکھیڑے موت و حیات کے سنبھالنا کوئی آسان کام نہیں اگر ان کو زمین و آسمان کا اختیار مل گیا تھا تو جاتے جاتے کم از کم ایک ڈبہ اپنے تھوک کا کسی حواری کو دے جاتے کہ اس تھوک کو اپنے منہ میں بھر کر گونگوں۔ اندھوں اور مردوں کے منہ میں تھوک دیا کرنا یا دریائے یردن کے پانی میں ملا کر مردہ کو غسل دینے سے موت کو ہمیشہ کے لئے شکست ہو جائے گی۔ گونگے بولنے لگیں گے اور اندھے بینائی سے مالا مال ہو جائیں گے۔ اب بھی اگر وہ خدائی کے سارے اختیارات اپنی بغل میں دبائے بیٹھے ہیں تو روح القدس کے ہاتھ تازہ بتازہ [illegible] اپنا تھوک دنیا کے دکھوں کا مداوا اور موت کا تریاق سمجھ کر بھیجے تاکہ دکھی دنیا روگ اور مصائب کے بوجھ سے ہلکی پھلکی ہو جاتی۔ (باقی دارد)

# تربیتی اجلاس جماعت پشاور

(بسلسلہ صفحہ ۶)

جماعت صدر، سیکرٹری اور دوسرے کارکنوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے نمونہ کی ایک مثالی جماعت بنائی ہے دوسروں کو اس کی تقلید کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد راقم الحروف نے حضرت قبلہ خانصاحب کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ہماری بہت زیادہ حوصلہ افزائی فرمائی ہے یہ سب کچھ آپ بزرگوں کی دعاؤں اور اس جماعت کی باعمل قیادت کا نتیجہ ہے۔ جماعت کا ہر ممبر اس میں دلچسپی لے رہا ہے۔ اس کے بعد دعا کی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔ بعد میں سب کی تواضع چائے سے کی گئی۔ چائے کے دوران جناب خان صاحب نے بہت سی علمی اور قیمتی باتیں بیان فرمائیں۔ بعض نوجوانوں نے سوالات بھی کئے جن کا جواب خانصاحب نے نہایت خوبصورتی سے دے کر ان کی پوری پوری تسلی اور تشفی کر دی۔

## میری ایک درخواست

ہے کہ خانصاحب ممدوح اگر ان کی صحت اجازت دے تو تمام جماعتوں میں ایک تنظیمی دورہ کریں یہ یقیناً مفید ہو گا۔ اس سلسلہ میں اس بندہ کی خدمت ان کے لئے وقف ہو گی۔ والسلام

خاکسار۔ محمد الرحمن
سیکرٹری جماعت پشاور

میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی

# "کیا عقیدہ میں تبدیلی ہوئی؟"

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت الفضل مؤرخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۳ء میں ایک ایڈیٹوریل شائع ہوا ہے جس کی بنیاد جماعت ربوہ سے میری علیحدگی کا اعلان ہے جو پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے اور نگران بورڈ میں بھی پہنچ چکا ہے۔ اس عنوان کے جواب میں میرا یہ اعلان ہے کہ صرف ایک دفعہ ہی نہیں بلکہ کئی دفعہ خلیفہ صاحب ربوہ کے عقیدہ میں تبدیلی ہوئی۔

**(۱) ۱۹۱۰ء تک میاں صاحب کا یہ اعتقاد تھا کہ آنحضرت کے بعد سلسلہ نبوت بند ہے اور آج تک کوئی نبی نہیں آیا اور نہ آیندہ ہوگا۔**

چنانچہ تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۰ء میں میاں محمود احمد صاحب لکھتے ہیں :-

" سو اصل بات یہ ہے کہ یہاں آپ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت سے پہلے سینکڑوں نبی گذرے ہیں جنکو ہم جانتے ہیں اور جنہوں نے بڑی بڑی کامیابیاں بھی حاصل کیں بلکہ کوئی صدی نہیں معلوم ہوتی کہ اس میں ایک نہ ایک جگہ مدعی نبوت نظر نہ آتا ہو، چنانچہ کرشن۔ رام چندر۔ کنفیوشش زرتشت۔ موسٰی۔ عیسٰی ایسے ہیں کہ جن کے پیرو اب تک دنیا میں موجود ہیں اور بڑے زور سے اپنا کام کر رہے ہیں اور ہر ایک اپنی ہی سچائی کا دعوٰی پیش کرتا ہے۔ مگر آنحضرت کے دعوٰی کے بعد تیرہ سو سال گذر گئے کسی نے آج تک نبوت کا دعوٰی کر کے کامیابی حاصل نہیں کی آخر آپ سے پہلے بھی تو لوگ نبوت کا دعوٰی کرتے تھے اور ان میں سے بہت سے کامیاب ہوئے (جن کو ہم تو سچا کہتے ہیں) مگر آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا اب کیوں کوئی کامیاب نہیں ہوتا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہی پیشگوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اب ہم اسلام کے مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ اس سے بڑھکر کیا نشان ہو سکتا ہے کہ آپ کے دعوٰی کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا ہو کامیاب نہیں ہوا۔ پس اس کی طرف اشارہ تھا کہ کان اللہ بکل شیٔ علیما۔ یعنے آپکو ہم نے خاتم النبیین بنایا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعوٰی نہ کرے گا کہ ہم اسکو ہلاک نہ کر دیں۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی پیشگوئی ہے کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں"

(تشحیذ الاذہان بابت اپریل ۱۹۱۰ء)

**(۲) ۱۹۱۱ء تک میاں صاحب کا یہ اعتقاد تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا گیا۔ آپکی تابعداری اور مہر سے صرف مثیل انبیاء پیدا ہوئے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔**

چنانچہ اخبار بدر ۲۲ مارچ ۱۹۱۱ء میں میاں صاحب لکھتے ہیں :-

" غرضیکہ آپ نے (آنحضرت) اپنے آپکو خدا کے منشاء کے آگے اس طرح ڈال دیا تھا کہ آپ کی ساری زندگی میں ایک نمونہ بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ آپ نے اپنی بڑائی بھی چاہی ہو، چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالے نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے **آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا** ........ آپ کے کمالات اس حد تک پہنچے کہ آپ کے بعد کوئی مامور من اللہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ آپ کی اس پر اتباعت کی مہر نہ ہو لیکن ہمارا ایمان ہے کہ آپ کے کمالات اعلےٰ سے اعلےٰ ترقیات کہاں منازل تک پہنچ گئے کہ آپ کی اتباع کی برکت سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں کہ بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ رکھتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ فرماتے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور آپ کا فیض قیامت تک جاری رہے گا (اخبار بدر جلد نمبر ۱۰ نمبر ۲۱ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۳ کالم نمبر ۱ زیر عنوان خاتم النبیین)

**(۳) اپریل ۱۹۱۱ء میں میاں صاحب نے تشحیذ الاذہان" میں ایک مضمون لکھا جس کا عنوان ہے "مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے"**

اس مضمون میں میاں صاحب لکھتے ہیں :-

پس نہ صرف اس کو جو آپ (مسیح موعود) کو کافر تو نہیں کہتا مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے"

یہ پہلی تبدیلی ہے جو میاں صاحب نے اپنے عقیدہ میں کی۔

**(۴) میاں صاحب کا اعلان کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی ہیں۔**

مسلمانوں کی تکفیر کے اعلان پر میاں صاحب سے یہ سوال ہوا کہ صرف نبی کا منکر کافر ہوتا ہے کیا آپ حضرت مسیح موعود کو نبی سمجھتے ہیں تو اس پر میاں صاحب نے اپنے سابقہ مذکورہ بالا مضامین کے خلاف یہ اعلان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی ہیں۔

یہ دوسری تبدیلی ہے جو میاں صاحب نے اپنے عقیدہ میں کی۔

**(۵) ۱۹۱۴ء میں میاں صاحب نے ظاہر فرمایا کہ نبی کا لفظ مصلحتاً اور بطور علاج چند روز کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔**

خط بنام محمد عثمان صاحب لکھنوی میں میاں صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

" نبوت کے متعلق میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سب احمدی حضرت مسیح موعودؑ کو ظلی نبی ہی مانتے ہیں لیکن چونکہ حضرت صاحب کے درجہ کو اس وقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے **اس لئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپ کے** اصل درجہ سے جماعت کو آگاہ کیا جائے ورنہ اس طرح **لفظ نبی**

کے استعمال کو میں خود بھی پسند نہیں کرتا اس لئے نہیں کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ مدت بعد بعض لوگ اس سے نبوتِ مستقلہ کا مفہوم نکال لیں مگر یہ صرف چند روزہ بات ہے اور بطور علاج ہے۔"

(میاں صاحب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے خط کا عکس اخبار پیغام صلح جلد ۲ نمبر ۱۶ مؤرخہ ۱۶ راگست ۱۹۱۴ء صفحہ ۳ پر شائع ہو چکا ہے) لیکن یہ مصلحت بعد میں حقیقت بن گئی جیسا کہ ذیل کے حوالجات سے ظاہر ہے یہ تمام حوالجات "تحقیقاتی عدالت میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا مطبوعہ بیان" سے دیئے گئے ہیں :-

**(۱)** - کتاب آئینہ صداقت کے پہلے باب میں صفحہ ۳۵ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ

"تمام وہ مسلمان جنہوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی بیعت نہیں کی خواہ انہوں نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر ہیں - دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔

**(۲)** - انوارِ خلافت کے صفحہ ۹۰ پر یہ عبارت درج ہے :-

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ ایک نبی کے منکر ہیں - یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اختیار نہیں"

**(۳) سوال** - کیا جب کفر کے لفظ کے استعمال سے غلط فہمی اور تلخی پیدا ہونے کا امکان ہے - یہ بہتر ہو گا کہ یا تو اس کے استعمال ...... قطعی طور پر بند کر دیا جائے یا اس کے استعمال میں بہت احتیاط برتی جائے -

**جواب** :- "ہم ۱۹۲۲ء سے اس سے اجتناب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں"۔

(عدالتی بیان صفحہ ۳۲)

**(۴) سوال** :- کیا ۱۸۹۱ء سے پہلے مرزا غلام احمد صاحب نے بار بار نہیں کہا تھا کہ وہ نبی نہیں ہیں اور یہ کہ ان کی وحی وحیِ نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے -

**جواب** :- "انہوں نے ۱۹۰۱ء میں لکھا تھا کہ اس وقت تک ان کا یہ خیال تھا کہ ایک شخص صرف اسی صورت میں ہی نبی ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے لیکن اللہ تعالےٰ نے وحی کے ذریعہ انہیں بتایا کہ نبی ہونے کے لئے شریعت کا لانا ضروری شرط نہیں ہے اور یہ کہ ایک شخص نئی شریعت لانے کے بغیر بھی نبی ہو سکتا ہے"

(عدالتی بیان مطبوعہ صفحہ ۵)

**سوال** :- مرزا صاحب نے پہلی مرتبہ کب کہا کہا ہے کہ وہ نبی ہیں - مہربانی فرما کر اس کی تاریخ بتلایئے

**جواب** :- "جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے ۱۸۹۱ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا" (مطبوعہ بیان صفحہ ۶)

**نوٹ** :- ۱۸۹۱ء سے ۱۹۰۱ء تک نو سال کا عرصہ ہوتا ہے - جس میں بقول میاں صاحب حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی نبوت سمجھ نہیں آئی حالانکہ بقول ان کے حضرت مرزا صاحب کو خود خدا تعالےٰ نے نبی کہا تھا - پھر بھی وہ اس عرصہ میں اس کی مختلف تشریحیں کرتے رہے - کیا ایسا شخص جو خود اپنی نبوۃ نہیں سمجھ سکتا دوسروں کو اپنی نبوۃ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے کافر کہہ سکتا ہے ؟ - کیا نبی اسی قسم کے ہوا کرتے ہیں جو خود اپنی نبوۃ نہ سمجھ سکیں -

**(۵) - سوال** :- کیا ایک سچے نبی کا انکار کفر نہیں

**جواب** :- "ہاں یہ کفر ہے لیکن کفر دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جس سے کوئی شخص ملت سے خارج ہو جاتا ہے دوسرا وہ جس سے وہ ملت سے خارج نہیں ہوتا - کلمہ طیبہ کا انکار پہلی قسم کا کفر ہے دوسری قسم کا کفر اس سے کم درجہ کی بدعقیدگیوں سے پیدا ہوتا ہے"

(عدالتی بیان صفحہ ۱۱)

**(۶)** غیر احمدیوں کی نماز جنازہ کے متعلق سوال پر حضرت خلیفۃ المسیح نے جواب دیا :-

"غیر احمدی علماء نے فتوےٰ دیا تھا کہ احمدیوں کے بچوں کو بھی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے واقعہ یہ ہے کہ احمدی عورتوں اور بچوں کی نعشیں قبروں سے اکھیڑ کر باہر پھینکی گئیں کیونکہ ان کا فتوےٰ اب تک قائم ہے اس لئے میرا فتوےٰ بھی قائم ہے البتہ اب ہمیں بانئے سلسلہ کا ایک فتوےٰ ملا ہے جس کے مطابق ممکن ہے کہ غور و خوض کے بعد پہلے فتوےٰ میں ترمیم کر دی جائے -" (عدالتی بیان صفحہ ۱۷)

**نوٹ** :- بانئے سلسلہ احمدیہ کا فتوےٰ ۱۹۱۵ء سے زیر بحث چلا آتا ہے اور بار بار مطالبے پر بھی اس کے متعلق اب تک جو کہ ۱۹۶۳ء ہے - کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے -

**(۷)** - بیان مطبوعہ صفحہ ۲۸ :-

**سوال** :- کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب کو ان ماموریں میں شمار کرتے ہیں جن کا ماننا مسلمان کہلانے کے لئے ضروری ہے -

**جواب** :- "میں اس کا جواب پہلے دے چکا ہوں کوئی شخص جو مرزا غلام احمد پر ایمان نہیں لاتا دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا -"

**نوٹ** :- احباب اس جگہ پھر ایک دفعہ صفحہ ۳۵ آئینہ صداقت پر نظر ڈال کر دیکھیں جہاں لکھا گیا ہے :-

"یعنی یہ کہ تمام وہ مسلمان جنہوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی بیعت نہیں کی خواہ انہوں نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو وہ **کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں**" (یہ تیسری تبدیلی ہے)

کیا اب بھی کہا جا سکتا ہے کہ عقیدہ میں تبدیلی نہیں ہوئی - **فاعتبروا یا اولی الابصار** -

میرے خیال میں مولانا روشن دین تنویر صاحب ایڈیٹر "الفضل" نے عالم بے خودی میں مضمون رقم فرمایا ہے -

اخبار "الفضل" مؤرخہ ۱۳ راکتوبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۲ پر تنویر صاحب لکھتے ہیں :-

"ایک معمولی عقل کا انسان بھی اتنا سمجھ سکتا ہے کہ کوئی امیر جماعت اپنی جماعت میں ایسے لوگوں کو شامل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا جو اس جماعت کے بنیادی عقیدے کی نفی کرتے ہوں - یہاں **الیس منکم رجل رشید** کا بھی سوال نہیں ہے - کیا ایک ڈاکو ایسے لوگوں کو اپنے گروہ میں شامل کر سکتا ہے جن کا عقیدہ ہو کہ ڈاکہ ڈالنا گناہ ہے اور کہ ڈاکہ نہیں ڈالنا چاہیئے - پھر کیا یہ عجیب بات نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۹۲۰ء میں عقیدہ یہ رکھیں کہ حضرت مسیح موعود کا ماننا جزوِ ایمان ہے اور اس بناء پر جو آپ پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے مگر میں ان لوگوں کو جو کھلے کھلے طور پر اس عقیدے کی نفی کرتے ہوں ان کو گلے لگالے اور اپنی جماعت میں شامل کر لے -"

**نوٹ** :- اس جگہ حضرت تنویر نے ڈاکو کی مثال لاکر جو اپنے خلیفہ کی عزت کی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے -

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں :-

"پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میاں صاحب (یعنے راقم الحروف) کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ سیدنا

حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے عقیدہ ایمان و تکفیر کو جانتے ہوئے ایسی شرط کے ساتھ بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ کیا اس کی وجہ نہیں ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تمام پیغامی اکابرین کو یہ کھلی کھلی دعوت شروع ہی سے دے رکھی ہے کہ ہر شخص اختلافی مسائل میں ------ اختلاف عقیدہ کے باوجود جماعت احمدیہ ربوہ میں شمولیت کر سکتا ہے"

اپنے اداریہ کے آخر پر تنویر صاحب رقم فرماتے ہیں:۔

"باقی رہی یہ بات کہ سیدنا حضرت مسیح موعود کی نبوت کیسی تھی اور آپ کو نہ ماننے والا کس قسم کے کفر کا مرتکب ہوتا ہے ہم اس امر پہ بار بار بحث کر چکے ہیں۔ یہاں صرف اتنا اشارہ کافی ہے کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا نہیں (تشریعی ہو یا غیر تشریعی) بلکہ اُمتی نبوت کا ہے اس لئے آپ کو نہ ماننے والا امت کے اندر ہی رہتا ہے۔"

نوٹ:۔ تنویر صاحب دائرۂ اسلام اور امت محمدیہ کے درمیان فرق پر بھی روشنی ڈالتے تو بہتر ہوتا۔ کبھی تو بقول قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری حضرت مسیح موعودؑ کو زمرۂ انبیاء میں داخل کر کے کافر و دائرۂ اسلام سے خارج کیا جاتا ہے اور کبھی جب جرح کا شکنجہ سخت ہوتا ہے تو اسی کفر کو کفر دون کفر کی تعریف میں لایا جاتا ہے جو ہر ایک "تارک نماز یا تارک زکوٰۃ" پر بھی لگایا جا سکتا ہے۔ حالانکہ جو شخص یہ فتوے صادر کرتا ہے وہ نبی نہیں ہوتا۔ سوال تو نبوت حضرت مسیح موعودؑ کا ہے اور جواب تارک صلوٰۃ و زکوٰۃ کی مثالوں سے دیا جاتا ہے۔

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا

محمد صادق ۲۱ $\frac{۱۰}{۶۲}$

# صدر محمد ایوب خان کی ماہانہ تقریر

راولپنڈی یکم نومبر:۔ صدر ایوب نے آج رات اپنی ماہانہ تقریر میں قوم سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ پاکستان کشمیری عوام کو حق خود ارادیت دلانے کا مصمم ارادہ کر چکا ہے اور بھارت کی ان چالوں سے جن سے وہ ریاست کو انڈین یونین میں ضم کرنا چاہتا ہے ہمارے اس عزم صمیم میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں پڑے گا کہ ہم ریاست کے عوام کو بہر صورت یہ حق دلائیں کہ وہ جس ملک کے ساتھ الحاق کرنا چاہیں اس کا آزادی کے ساتھ خود انتخاب کریں۔ انہوں نے کہا کہ بھارت ریاست کے انضمام کے لئے جو کوششیں کر رہا ہے ان سے بین الاقوامی وعدوں، عالمی رائے عامہ، حق یا طمل اور کشمیر کے مظلوم عوام کے جذبات پر قطعًا کوئی اثر نہیں پڑیگا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کی حکومت اور عوام اچھی طرح جانتے ہیں کہ ریاست جموں و کشمیر پر ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ ساری دنیا اس حقیقت سے واقف ہے اس لئے ضم کرنے کی یہ کارروائی بھارت کے جرم کو اور سنگین بنا دے گی، اور اس کے مقابلہ میں ہمارا عزم اپنے بھائیوں کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے قوی تر ہو جائے گا۔ صدر ایوب نے کہا کہ بھارت کو دھڑا دھڑ جو فوجی امداد مل رہی ہے اس نے حکمرانوں کو من مانی کرنے کے لئے اُن کے حوصلے بڑھا دیئے ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ امداد چین کے خلاف استعمال ہوگی۔ اس کی حقیقت تو وقت آنے پر کھلے گی لیکن ہمارے خیال میں ہندوستان کو غلط طور پر سنگین ہتھیاروں سے لیس کیا جا رہا ہے ہم بھارت کو اس طرح مسلح کرنے کی تدبیر کو کسی حالت میں بھی درست سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ بھارت چین سے کبھی جنگ نہیں کرے گا، بلکہ اس کے ساتھ معاملہ طے کر کے ہمارے اور دوسرے چھوٹے ملکوں کے لئے زبردست خطرہ بن کر سامنے آئے گا، صدر نے قوم سے اپیل کی کہ وہ اس خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی صفوں کو پوری طرح مستحکم کریں۔

چین کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے صدر نے کہا کہ امریکہ سمیت مختلف ممالک یہ کوشش کر رہے ہیں کہ چین کے ساتھ ان کے تعلقات خوشگوار ہو جائیں۔ اور وہ چین کے ساتھ تعلقات ہموار کرنے کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔ ہم بھی یہی کچھ کر رہے ہیں۔ معلوم نہیں پھر ہماری نیت پر کیوں شبہ کیا جا رہا ہے۔ صدر ایوب نے اخبارات سے اپیل کی کہ وہ عوام کو متحد کرنے اور ان میں تعمیری کاموں کا جذبہ پیدا کرنے میں ان کی مدد کریں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں

(باقی کالم اول کے نیچے)

کالم ۳ سے آگے:۔

نے غیر ملکی معیشت کی جڑوں کو مضبوط اور توانا بنانے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ انہوں نے کہا ہمیں اس وقت اتحاد عمل اور ہمت کی ضرورت ہے۔ سیاست ضرور ہونی چاہیئے مگر ایسی سیاست جو صحتمند ہو مستحکم اور تعمیری ہو۔ صدر نے مخالف پارٹیوں کو مشورہ دیا۔ کہ وہ اب مخالفت برائے مخالفت کا نظریہ ترک کر دیں اور اسے اپنا فرض سمجھیں حقیقت پسندی کا ساتھ دیں اور اخلاقی مسائل کو جذباتیت کی سطح پر نہ لائیں کیونکہ اس طرح عوام گمراہ ہوں گے۔ اور یہ کوئی خدمت نہ ہوگی صدر ایوب نے کہا اس وقت میرے کاموں کی جو مخالفت ہو رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ چند افراد عوام کو بہکا کر انہیں غلط راستے پر ڈالتے

## تبلیغی خط و کتابت (بسلسلہ صفحہ ۲)

ان کو دیں۔ یہ آپ ہی کی کتابوں کا نتیجہ ہے کہ میں بڑی کامیابی سے ان کو تبلیغ کرتا رہا۔ اب وہ اور کتابیں اسلام کے متعلق چاہتے ہیں۔ اور میں نے اُن سے وعدہ کیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے گا میں ان کی ضرورت پوری کروں گا۔ جب آپ کو یہ خط ملے جلد از جلد مجھے کتابیں بھیج دینا جن سے مجھے اسلام کے متعلق زیادہ واقفیت حاصل ہو۔ جنہوں نے مذہب تبدیل کیا ہے ان کے نام حسب ذیل ہیں:۔

(۱) احمد با لوجی عمر ۲۱ (۲) ناصر اولاوا یو عمر ۱۶ (۳) سراج الدین اے عمر ۲۲ (۴) آزاد الا پے عمر ۱۶ (۵) لطیفت او عمر ۱۴۔

سوالات:۔ (۱) اگر ایک مسلمان کی چار بیویاں ہوں تو وہ ایک کو طلاق دیدے

(۲) کیا خاوند دوسری بیوی کر سکتا ہے جبکہ دوسری بیوی کی عدت پوری نہ ہو

(جواب:۔ نہیں۔ غلام قادر)

(۳)۔ رسول کریم کو خدا نے کب بلایا۔ کیا وہ بمعہ جسم آسمان پر گئے یا صرف روحانی طور پر (یہ ایک عظیم الشان کشف تھا)

(۴) اگر میاں بیوی دونوں عیسائی ... ہو جائے

۴ تو کوئی ایسی وجہ ہے کہ وہ بیوی کو طلاق دیدے (وہ عیسائی بیوی رکھ سکتا ہے) (انہیں لٹریچر انشاء اللہ ... قرآن شریف د

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۵ رجمادی الثانی ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۴۶

# احسان ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ

## حضرت مجدد وقت کے نزدیک عبادت الٰہی کا رنگ کیا ہونا چاہیئے

### ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اس کی عظمتوں کے ایسے قائل ہو جاؤ اور اس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متأدب بن جاؤ اور اس کی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اس کی عظمت اور جلال اور اس کے حسنِ لازوال کو دیکھ لیا ہے۔

بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلف اور تصنع دور ہو جائے اور تم اس کو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہو جائے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت رکھتا ہے۔

(ازالۂ اوہام)

## بحرِ حکمت کے موتی

جعلت لی الارض مسجداً و طهوراً اینما ادرک رجل من امتی الصلوٰۃ

(النسائی بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:—

"حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے واسطے (ساری) زمین مسجد اور پاک قرار دی گئی ہے۔ جہاں کہیں میری امت کے کسی آدمی کو نماز کا وقت آجائے وہیں پڑھ لے

شد وجودش رحمۃ للعلمین
مسجد او شد ہمہ روئے زمیں (عطار)

نوٹ:— ان الفاظ کے اندر بہت بڑا درس حکمت ہے اور مسلمانوں کو اس بات کے ذریعے تبلیغ و اشاعت اسلام سے متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ جس بات کے لئے کھڑے کئے گئے ہیں اس کو عملاً پورا کریں اور سارے جہان کے لوگوں کو خدا تعالےٰ کی مقدس امانت سمجھیں یہی وہ فرض ہے جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے مسلمان قوم کو خیر امت قرار دیا ہے۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ (۳: ۱۱۰)

اس فریضہ کو ادا کرنے کیلئے اگر گھر دل سے نکل پڑو تو اللہ تمہارے لئے رزق اور کشائش کے سامان پیدا کر دیگا ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغماً کثیراً و سعۃ (۴: ۱۰۰)

(غلام قادر عفی عنہ)

# احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کراچی کے تبلیغی مرکز کا افتتاح

## حضرت امیر ایدہ اللہ کا کراچی میں ورود مسعود

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ مورخہ ۳ نومبر ۱۹۶۳ء بروز اتوار بتقریب سعید تبلیغی مرکز کا افتتاح جس عمارت کو حال ہی میں "مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" نے کراچی میں تعمیر کرایا ہے۔ جماعت احمدیہ کراچی کا اس میں ایک غیر معمولی افتتاحی جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ لاہور سے تشریف فرما ہوئے۔ گو اس جلسہ کے انعقاد کے لئے کوئی خاص اشتہار شائع نہیں کیا گیا تھا۔ پھر بھی غیر از جماعت احباب کثرت سے اس میں شامل ہوئے۔ خواتین اسلام کی تعداد ایک صد سے اوپر ہو گی۔

۲۔ جلسے کا آغاز الحاج شیخ نصیر الحق صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ خواجہ محمد اصغر صاحب بٹ نے بھی حضرت مجدد الوقتؑ کا نعتیہ کلام "در مدح قرآن کریم" پڑھا۔ نعتیہ کلام کے بعد مولوی رحیم بخش صاحب سیکرٹری جماعت نے ایک سپاسنامہ میں اس عمارت کی تعمیر کے متعلق مختلف مراحل کا ذکر کیا۔ اور تبلایا۔ کہ اس عمارت کی تکمیل تک قریباً اسی ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ مولوی صاحب نے جس خلوص اور محنت سے اس کام کی نگرانی فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

۳۔ اس ابتدائی کارروائی کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اس تقریر میں قریباً سوا گھنٹہ تک قرآن و حدیث کے معارف (۱) خدا تعالےٰ کی ذات و صفات (۳) قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کے ٹھوس دلائل (۴) حضرت مجدد الوقت کے دعوئے مسیح موعود کی تشریح و توضیح (۵) سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پچاس سالہ خدمات اسلام اور کامیابی (۶) جماعت کے پیدا کردہ اسلامی لٹریچر کی فوقیت اور (۷) اسلام میں کوئی فرقہ نہیں وغیرہ وغیرہ امور کو وضاحت سے عام فہم طریق پر پیش کیا۔ تقریر کیا تھی۔ معرفت کا دریا تھی جو سامعین کے دلوں پر اثر کر رہی تھی۔

۴۔ تقریر کے خاتمہ پر بہت سے غیر از جماعت احباب کمال تپاک اور تعظیم کے ساتھ حضرت امیر سے ملاقی ہوئے۔ آپ کی تبحر علمی اور جذبہ اسلامی کی کھلے الفاظ میں تعریف ہو رہی تھی۔ بہت لوگوں نے برملا اور صاف صاف کہا۔ کہ قادیانی یا ربوائی تحریک کی غلط بیانی کے باعث یہ لوگ تحریک احمدیہ کے اس روشن پہلو سے ناواقف محض رہے۔

مغرب کی نماز جو حضرت امیر کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ قریباً سب غیر احمدی حضرات اس نماز میں شامل ہوئے۔

۵۔ الغرض یہ جلسہ نہایت کامیاب ثابت ہوا۔ اور دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ تحریک احمدیت کے متعلق ملاؤں نے جو غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں۔ اُن کو دُور کرنے کے لئے خدا تعالےٰ اپنی تائید نصرت اور رحمت ہمارے شامل حال کر دے۔

آمین ثم آمین

شیخ عبد الحق مناظر اسلام مبلغ جماعت احمدیہ لاہور

از دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کراچی 24/B

شاہراہ قائدین پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی۔ کراچی نمبر ۲۹

# سپاسنامہ بخدمت حضرت امیر ایدہ اللہ

## جو احمدیہ ہال کراچی کی افتتاحی تقریب کے موقعہ پر مولوی رحیم بخش صاحب ریٹائرڈ کلکٹر ورلڈ ایکسائز اینڈ سالٹ نے پیش کیا

محترم صدر۔ معزز خواتین و حضرات!

سب سے پہلے ہم مقامی جماعت کے ممبران اپنے مہمان خصوصی کا جو اس وقت صدارت فرما رہے ہیں۔ خیر مقدم کرتے ہیں اور آپ کے شکر گذار ہیں کہ آپ نے اس افتتاحیہ تقریب کی خاطر لاہور سے کراچی تشریف آوری کی تکلیف گوارا فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

اس کے بعد میں اس مرکز کے بارہ میں مختصر رپورٹ پیش کرتا ہوں معزز حاضرین! آج کا دن ہماری جماعت کے لئے بڑا مبارک اور اہم ہے آج سے گویا اس جماعت کے لئے ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ عمارت جس میں اس وقت آپ تشریف فرما ہیں۔ حال ہی میں تعمیر کی گئی ہے۔ اور ایک کثیر المقاصد ادارہ کی طرز پر بنائی گئی ہے اور جماعت کی مختلف ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ اس میں نمازیں خاص کر جمعہ و عیدین کے ادا کرنے کا انتظام ہے۔ جس میں خواتین بھی شامل ہو سکتی ہیں۔ اس میں درس و تعلیم قرآن کا بند و بست ہو گا۔ اس کا استعمال لیکچروں اور جلسوں کے لئے بھی کیا جائے گا جس میں اسلام کی حقانیت اور صداقت پر مدلل بحث ہو گی۔ سیرت النبی کی مجالس اس میں منعقد ہوں گی۔ غیر مذاہب خصوصاً عیسائیت کے باطل عقائد کی تردید میں تقاریر ہوں گی۔ مزید برآں تومی اور ملی کی تقریبات میں اسکو استعمال کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ لائبریری اور ریڈنگ روم کی ضروریات اس میں پوری کی جائیں گی۔ اس میں انجمن کا آفس اور کارکنوں کی رہائش کا بھی انتظام ہے۔

اس جماعت کو مدت سے ایک ایسے مرکز کی ضرورت تھی جس کے لئے شروع سے موزوں جگہ کی تلاش رہی مگر خاطر خواہ مکان حاصل نہ ہو سکا۔ اس تحریک نے ۱۹۵۸ء میں زیادہ زور پکڑا اور ایک قطعہ زمین حاصل کرنے کے لئے کوشش کی گئی مگر جماعت کے محدود وسائل کے پیش نظر رعائتی قیمت پر کوئی قطعہ حاصل کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر سوسائٹی میں پلاٹ حاصل کر کے اس پر موجودہ عمارت تعمیر کی گئی۔ اس کام کی ابتدا نومبر ۱۹۶۱ء میں ہوئی اور قریباً ڈیڑھ برس کے عرصہ میں یہ عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس عرصہ میں سب سے زیادہ ضرورت روپیہ کی تھی جس کے بغیر کوئی قدم اٹھانا مشکل تھا۔ اس لئے جماعت سے اور مرکزی انجمن سے چندہ کی بار بار اپیل کی گئی اور یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ یہ اپیلیں بااثر ثابت ہوئیں اور حسب ضرورت روپیہ فراہم ہوتا گیا۔ مختصراً یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس تعمیر پر کل رقم اسی ہزار روپے خرچ ہو چکی ہے۔ جس میں چالیس ہزار کی رقم مرکزی انجمن کا حصہ ہے اور باقی رقم مقامی اور بیرونی جماعتوں کے احباب کے عطیہ جات سے جمع ہوئی ان گراں قدر عطیہ جات میں بڑی بڑی ہزاروں کی رقمیں بھی شامل ہیں اور چھوٹی رقمیں بھی مگر میں سمجھتا ہوں کہ للّٰہی کام میں اللہ تعالےٰ کی نظر میں چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہیں اس لئے میں اس بات کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ کسی معطی کے نام کا اعلان اس موقعہ پر کیا جائے۔ بہر صورت اتنی بڑی رقم کا مہیا ہو جانا اس قلیل جماعت کی قربانی اور ہمت پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ کارنامہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ظہور پذیر ہوا ہے۔

اس ادارے کے قیام کا بنیادی مقصد مرکزی انجمن لاہور کا استحکام ہے جس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے کام کو تقویت دینا ہے۔ کیونکہ اس جماعت کے تمام اغراض و مقاصد اشاعت اسلام سے وابستہ ہیں۔ جیسا کہ انجمن کے نام سے ظاہر ہے۔ اس بات کو واضح کرنا ضروری ہے کہ یہ

(باقی بر صفحہ ۱۵)

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۱۳ر نومبر ۱۹۶۳ء

# الفضل کے جواب میں

پیغام صلح کی ایک گذشتہ اشاعت میں ہم نے "الفضل" کے اس اداریہ پر جو میاں محمد صادق صاحب کے اعلان کے جواب میں اس نے لکھا تھا، تبصرہ کرتے ہوئے ضمناً اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی، کہ "الفضل" دوسروں کو تو لاتنابزوا بالالقاب کی تلقین کرتا رہتا ہے لیکن جماعت احمدیہ لاہور کو ہمیشہ "پیغامی" یا "غیر مبائعین" کے غیر پسندیدہ القاب سے پکارتا ہے کیا یہ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون کی خلاف ورزی نہیں؟

بجائے اس کے کہ "الفضل" اس ارشادِ الٰہی کو سن کر اپنے رویّہ کو بدلنے کی کوشش کرتا، اس کا جواب سن لیجئے:—

"کچھ دوست جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ مگر خلافت ثانیہ سے وابستہ نہیں جن کی ترجمانی اکثر ہفت روزہ "پیغام صلح" کا ادعا ہے کہ وہ اپنے آپ کو "لاہوری جماعت" یا جماعت احمدیہ لاہور کہلانا پسند کرتے ہیں حالانکہ ان ناموں سے اُن کی ہرگز تخصیص نہیں ہوتی کیونکہ اگر ہم لکھیں کہ لاہوری جماعت یا جماعت احمدیہ لاہور کے امیر جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "امتی نبی" مانتے ہیں تو ہمارے یہ دوست صاف کہدیں گے کہ چوہدری اسد اللہ خاں صاحب ان کے امیر نہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ نہ وہ "پیغامی" اور نہ "غیر مبائعین" کہلانا چاہتے ہیں۔ ہم نے الفضل میں لکھا تھا کہ جو بھی وہ اپنا نام تجویز کریں جس سے تخصیص ہو سکے ہم وہی لکھا کریں گے۔ افسوس ہے کہ پیغام صلح نے اب تک ایسا نہیں کیا۔"

اے صاحب! "پیغام صلح" کیا جواب دے جب آپ بات کو خلط ملط کر کے ٹالنا چاہتے ہیں تو آپ سے کیا کہا جا سکتا ہے۔ "لاہوری جماعت" یا "جماعت احمدیہ لاہور" عرف عام میں اس وقت وہی جماعت ہے، جو جماعت ربوہ سے الگ ہو کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے وابستگی رکھتی ہے۔ آپ ربوہ کی جماعت احمدیہ کی لاہوری شاخ کا وہی نام رکھ کر بات کو خلط ملط کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ہمارے پاس کیا علاج ہے، شوق سے تنابز بالالقاب پر عمل کرتے رہئے اور بئس الاسم الفسوق بعد الایمان کو اپنا شیوہ بنائیے آپ کو کون روک سکتا ہے۔ پچاس سال کا عرصہ آپ سے ہمیں گالیاں سنتے ہوئے ہو گیا ہے اب اس دیرینہ عادت کو آپ کیسے بدل سکتے ہیں۔ یہیں تک بس نہیں، آگے چل کر آپ فرماتے ہیں:—

"خیر بات جو ہم کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہر سال خاص کر جلسہ سالانہ کے دن قریب آتے ہیں تو پیغام صلح جماعت احمدیہ سے چھیڑ خانی شروع کر دیتا ہے اور ہر بار جلسہ سالانہ کی بڑھتی ہوئی حاضری دیکھ کر بھی اس نے کبھی عبرت حاصل نہیں کی اور وہ اپنی اس عادت کو ترک نہیں کرنا چاہتا چنانچہ اس دفعہ پھر جب جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے پیغام صلح نے میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ...... کا خط شائع کر کے اپنی عادت مستمرہ کو پورا کرنے کا آغاز کیا ہے!"

ہم اس پر سوائے اس کے کیا کہیں کہ "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کیا کوئی ہوشمند انسان یہ خیال کر سکتا ہے کہ میاں محمد صادق صاحب کا خط ہم نے اس لئے شائع کیا تھا کہ ربوہ کا جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے اس میں گڑبڑ پیدا کی جائے یہ الگ امر ہے کہ اس خط کی اشاعت پر اہل ربوہ کو جلسہ میں گڑبڑ پیدا ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ لیکن یہ ہمارا قصور نہیں نہ ہم نے میاں محمد صادق صاحب سے یہ درخواست کی کہ ربوہ کا جلسہ آ رہا ہے، آپ ایسا اعلان لکھ دیں، بغیر کسی ایسے خیال کے انہوں نے ربوہ سے اپنی علیحدگی کا اعلان لکھ کر بھیجا جو ہم نے شائع کر دیا۔ "الفضل" نے اس پر جو تنقید کی اس پر تبصرہ کرنا ہمارا فرض تھا۔ یہ ہمیں کیا معلوم تھا، کہ اس سے آپ کو جلسہ میں گڑبڑ پیدا ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا اور آپ ہمارے تبصرہ پر اس قدر سٹپٹا جائیں گے کہ کھسیانی بلی کی طرح یہ کھمبا نوچنے لگیں گے کہ "پیغام صلح" نے جلسہ سالانہ کے قریب کی وجہ سے ایسی بحث چھیڑ دی ہے۔ بحث تو آپ نے چھیڑی کہ میاں صاحب کے اعلان پر تنقید شروع کر دی آپ تنقید نہ کرتے تو ہمیں جواب نہ دینا پڑتا اور آپ کو جلسہ سالانہ میں کسی گڑبڑ کا خطرہ پیدا نہ ہوتا۔ ہم نہیں جانتے کہ "الفضل" کو یہ خطرہ کیوں پیدا ہو گیا، کہ جلسہ سالانہ کے قریب ایسا اعلان شائع ہونا ٹھیک نہ تھا۔ اس میں کوئی راز کی بات ہے، جس کو "الفضل" ہی سمجھ سکتا ہے، اس لئے ہم اس بات کو لمبا کرنا نہیں چاہتے نہ ہم نے کبھی ان کے جلسہ سالانہ کے قریب ہونے کی وجہ سے کوئی ایسی بحث چھیڑی ہاں میاں محمد صادق صاحب کے اعلان کی اشاعت اور "الفضل" کے اداریہ پر ہمارا تبصرہ ربوہ کے جلسہ سالانہ کے لئے اگر خطرہ کا موجب ہے تو ہم معذرت خواہ ہیں۔

افسوس ہے کہ اس بحث کو "الفضل" خود ہی لمبا کرتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی زیر نظر مقالہ میں میاں محمد صادق صاحب کے اس نوٹ پر کہ:—

"حضرت تحریر نے ڈاکوؤں کی مثال لا کر جو اپنے خلیفہ کی عزت کی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے"

آپ یہ تلقین فرماتے ہیں کہ:—

"ہم ان بزرگ سے پھر عرض کرتے ہیں کہ یہ وقت آپ کے لئے "یاد اللہ" میں مصروفیت کا ہے ایسی چھچھوری باتوں کا سایہ اپنے اعمال نامہ پر نہ ڈالیں تو اچھا ہے"۔

اب اس پر کیا کہا جائے، تو دہی تو خلیفہ صاحب کے اس رویہ پر کہ وہ اختلاف عقیدہ رکھنے والوں کی بیعت لیتے ہیں، اس نے ڈاکوؤں کی مثال دی کہ ایک ڈاکو بھی ایسے شخص کو اپنے گروہ میں شامل نہیں کر سکتا جس کا یہ اعتقاد ہو کہ ڈاکہ ڈالنا گناہ ہے۔ اور ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ گویا الفضل کے نزدیک خلیفہ صاحب کا رویہ ڈاکوؤں سے بھی بدتر تھا لیکن میاں محمد صادق صاحب نے اگر یہ کہدیا کہ ڈاکوؤں کی مثال لا کر اپنے خلیفہ صاحب کی جو عزت آپ نے کی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے تو اس میں چھچھورپن کہاں سے پیدا ہو گیا، شاید اس وجہ سے کہ الفضل کو اس کا جواب بن نہیں آتا، خیر کوئی بات نہیں آپ فکر نہ کریں خلیفہ صاحب اس حالت میں نہیں کہ ان کے گوش ہوش قابل شنوائی ہوں۔ اور وہ اس پر کوئی تعزیر قائم کر سکیں۔ چھوڑئیے اس بات کو جو آپ کے دل میں تھا وہ قلم سے نکل گیا اب اس پر زیادہ اصرار کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر میاں محمد صادق صاحب کا وقت "یاد اللہ" میں مصروفیت کا ہے تو کیا آپ کا وقت طعنے بازی، الزام تراشی اور ناحق گوئی کا ہے؟ کیا آپ کو "یاد اللہ" کی ضرورت نہیں، کیا یاد اللہ کا کوئی خاص وقت ہوا کرتا ہے، مہربانی کر کے اس کو واضح کر دیجئے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ آپ "یاد اللہ" کی ضرورت سے فارغ ہیں۔

اسی مقالہ میں ہمارے محترم معاصر نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۷۹ کی وہ عبارت نقل کی ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے کفر کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں، الفضل کی اپیل ہے کہ کم از کم سات دن رات اس عبارت پر ہم غور کریں، اگرچہ ہم حضرت صاحب کی مجولہ عبارت پر بارہا غور کر چکے ہیں اور اس بات کی وضاحت بھی کئی بار کر چکے ہیں کہ اہل ربوہ کے عقیدۂ تکفیر کی اس سے تائید نہیں بلکہ تردید ہوتی ہے۔

# متفرقات

## آہ! مستری یعقوب علی صاحب

ذیل کا مکتوب مستری یعقوب علی صاحب مرحوم مغفور کے صاحبزادہ اقبال احمد صاحب نے حضرت امیرایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا ہے :-

محترمی قبلہ مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - قبلہ باباجی تین نومبر بروز اتوار شام پونے چار بجے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے انا للہ و انا الیہ راجعون - کل بذریعہ تار بھی آپ کو اطلاع دی تھی - امید ہے تار مل گیا ہوگا - نماز جنازہ کل شام ساڑھے چار بجے ہوئی - اور کل شام ان کو یہاں مظفرآباد میں سپرد خاک کیا گیا -

۴/۵ روز سے وہ بیمار تھے - بیماری کی خبر سُن کر میں ہفتہ کی شام یہاں پہنچ گیا تھا - اُس وقت کافی کمزور ہو چکے تھے - اس دم میں نے دیکھا کہ اُن کے سرہانے جو چند اشیاء پڑی تھیں اُن میں ایک مرزا صاحب کی تصویر تھی - ایک اُن کے ملفوظات کی کتاب تھی - ایک کتاب مجاہد کبیر تھی - ایک پچھلے ہفتہ کی پیغام صلح تھی - اور ایک آپ کا خط تھا - جو غالباً حال ہی میں اُن کو موصول ہوا تھا - اور جس میں ان کو لاہور آنے کی دعوت دی تھی -

ہم نے اتوار کے روز آپ کو اس لئے تار نہ دیا کہ آپ جنازہ پر آنا ضرور پسند کریں گے اور اس طرح طویل مسافت کی وجہ سے آپ کو تکلیف ہوگی - مرحوم کو بھی آپ سے بے حد عقیدت تھی -

آپ سے گذارش ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت دستخط فرماویں - تمام جماعت سے بھی دعا کے لئے درخواست ہے -

انا للہ و انا الیہ راجعون

خاکسار اقبال اے شیخ -

معرفت شیخ عبدالحئی ایڈووکیٹ ڈسٹرکٹ مظفرآباد

---

## جماعت راولپنڈی کی تعزیتی قرارداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا ایک غیرمعمولی اجلاس مورخہ ۱۱/۶ کو زیر صدارت ملک الٰہی بخش صاحب منعقد ہوا - جس میں حسب ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی :-

(۱) جماعت راولپنڈی کا یہ اجلاس محترم شیخ یعقوب علی صاحب کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور اسے ایک عظیم الشان قومی نقصان تصور کرتا ہے - مرحوم حضرت امام الزمانؑ کے جلیل القدر اصحاب میں سے تھے ان کی وفات سے قوم ایک صائب رائے اور قومی معاملات کو احسن طور پر سلجھانے والے بزرگ سے محروم ہو گئی ہے - جماعت کا یہ اجلاس دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے - ان کی روح پر اپنی برکات نازل فرمائے اور اُن کے خاندان کے اراکین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے -

(۲) قرار پایا کہ اس کی نقل اخبار پیغام صلح کو بھجوائی جاوے - نیز جناب شیخ عبدالحئی اور شیخ اقبال احمد صاحب انجنیئر کی خدمت میں بذریعہ تار تعزیت کا پیغام بھجوایا جائے -

نوٹ :- مورخہ ۱۱/۸ ۶۳ کو بعد نماز جمعہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا -

خاکسار - محمد عبداللہ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی -

---

## ڈاکٹر اے خان کو علی اسلامی قبرستان میں دفن کیا گیا

رنگون سے ڈاکٹر این اے خان صاحب مرحوم کی صاحبزادی مسز فاطمہ رشید کا خط :-

ڈیر ایڈیٹر دوست محمد صاحب - السلام علیکم

ہم ان مضامین کے لئے جو پیغام صلح میں والد مرحوم کے متعلق شائع ہوئے اور اس خراج تحسین کے لئے جو ان کی وفات پر ادا کیا گیا - آپ کے اور دوسرے تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں کاش میں اردو مضامین آپ پڑھ سکتی - تاہم بعض نیک دل دوستوں نے وہ مضامین ہمیں پڑھ کر سنائے جن سے ہم سب بہت متاثر اور شکر گزار ہوئے -

آپ اور دوسرے تمام دوست یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ والد مرحوم پرنسپل مسلم قبرستان میں دفن ہوئے تھے یہ قبرستان بہ نسبت دوسرے دو قبرستانوں کے جو ہمارے نام نہاد علمائے رنگون کے زیر نگرانی ہیں زیادہ پرامن اور پاکیزہ ہے - یہ فی الواقعہ اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا فضل ہوا ہے - مجھے حیرت ہے کہ آپکو بھی نگار جیسا فرسودہ ہفت روزہ اخبار پہنچ گیا، اس نے ایک نہایت ناپاک اور گمراہ کن مضمون لکھا - اور یہ بناوٹی کہانی بیان کی کہ والد مرحوم ہسپتال میں تڑپتے رہے یہ بالکل غلط ہے - والد مرحوم دو ہفتہ سے آہستہ آہستہ رو بصحت ہو رہے تھے پھر گردہ میں زہریلا مادہ پیدا ہو گیا جس سے وہ دو دن میں کمزور ہو گئے اور آرام سے سوتے ہوئے گذر گئے کیونکہ وہ آخری بیس گھنٹوں میں بے ہوش رہے اگرچہ دفن ہونے سے پہلے دس گھنٹے تک انکی لاش پڑی رہی تاہم وہ بالکل صحیح سلامت اور تازہ رہی اور والد مرحوم ہمیشہ کی طرح پرسکون نظر آتے تھے مہربانی کر کے تمام دوستوں کو اس کی اطلاع کر دیجئے ÷ آپ کی مخلص فاطمہ رشید ÷

## سکول کی ایک اور نمایاں فتح

مورخہ ۱۰/۲۶ ۶۳ کی شام کو ریلوے کالونی ویلفیئر سوسائٹی نے پی ڈبلیو آر ہائی سکول کی گراؤنڈ میں ایک کیمپ فائر منعقد کرائی جس میں لاہور کے بیشتر کالجوں اور سکولوں کے علاوہ اوپن گردیس نے بھی حصہ لیا - مقابلہ بہت سخت تھا - لیکن خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے سکاؤٹوں نے نہ صرف چیلنج ٹرافی ۱۹۶۲ء بلکہ دوسرے درجے کا کپ بھی جیت لیا، فالحمد للہ علیٰ ذالک - اس ضمن میں ملک محمد رفیق صاحب پی - ٹی - آئی کی مساعی قابل قدر ہیں خدا انہیں جزائے خیر دے -

برکت علی شاد سیکرٹری مسلم ہائی سکول لاہور

## ممبران مجلس معتمدین سے گذارش

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی مجلس معتمدین کا اجلاس ۲۴ر نومبر ۶۳ء کو بروز اتوار بوقت نو بجے صبح احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا - ممبر صاحبان کی خدمت میں ایجنڈا بھیجا جا چکا ہے اگر کسی صاحب کے پاس ایجنڈا نہ پہنچا ہو تو وہ مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں تا کہ انہیں دوبارہ بھیجد یا جائے، سب ممبر صاحبان سے التماس ہے کہ مہربانی فرما کر تاریخ مذکورہ کو مقررہ وقت پر ضرور شامل اجلاس ہوں ÷ احمد یار سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

## جلسہ سالانہ کے متعلق ضروری اعلان

جیسا کہ قبل ازیں اعلان ہو چکا ہے جلسہ سالانہ حسب دستور آئندہ دسمبر ۶۳ء کے آخری عشرہ میں منعقد ہوگا (تاریخوں کا اعلان آئندہ اشاعت میں کیا جائیگا) اس کے لئے ڈاکٹر اللہ بخش صاحب افسر جلسہ مقرر ہوئے ہیں، قارئین کرام نوٹ فرمائیں اور آئندہ جلسہ کے بارہ میں جملہ خط و کتابت ڈاکٹر صاحب موصوف سے کی جائے - احمد یار

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

---

# اعلان

## برائے دستکاری

سلسلہ احمدیہ کی معزز خواتین جلسہ سالانہ پر جو دستکاری بنا کر پیش کرتی ہیں اس سے نہ صرف انجمن کی مالی امداد ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑھکر یہ کہ دین کی اشاعت کے لئے خواتین کی اپنی ہاتھ کی کی ہوئی محنت کام آتی ہے اور اس سے ان کی دین سے محبت ظاہر ہوتی ہے - نیز جلسہ میں بھی خاص دلچسپی کا باعث بنتی ہے -

میں اپنی معزز بہنوں کی خدمت میں التماس کرتی ہوں کہ ایک ڈیڑھ ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے ابھی سے اپنا تحفہ تیار کرنے کی فکر کریں - یہ خیال رہے کہ چھوٹی کم قیمت اشیاء تیار کرنا زیادہ مفید رہتا ہے - بعض بہنیں باہم مل کر بہت قیمتی اشیاء بنا کر لاتی ہیں، اس کی بجائے فرداً فرداً تھوڑی قیمت کی چیزیں جلد فروخت ہو جاتی ہیں -

بیگم کرنل سید بشیر حسین

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں - مینیجر

# کائنات کبریٰ کے سورج کی طرح نفس انسانی کو بھی نیکی اور بدی کی تمیز کے لئے عقل و فہم کی روشنی دی گئی ہے

## جماعت احمدیہ میں تقوےٰ اور ایثار و قربانی کے جذبات

### مرکزی مسجد اور ہال کی گیلری کے لئے خواتین کا ایثار

### کراچی کا احمدیہ ہال اور دیگر قومی عمارات

خطبہ جمعہ مورخہ ۸ نومبر ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

والشمس وضحٰها والقمر اذا تلٰها ...... ولا يخاف عقبٰها ۔ (سورۃ الشمس)

## کائنات میں سورج کی روشنی کے فوائد

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا ایک نقشہ کھینچا ہے اور اس میں خصوصیت سے اس بات پر زور دیا ہے کہ اس کائنات کو ہم نے روشن کیا ہے اور تاریکی بھی پیدا کی ہے۔ وجعل الظلمات والنور ۔ تاریکی کا بھی علم انسان کو دیا ہے اور روشنی کا بھی علم دیا ہے۔ تاریکی میں چلنا کوئی شخص پسند نہیں کرتا، ایک ایسی سڑک جو بجلی کے قمقموں سے روشن ہو، اس پر چلنا ہر شخص پسند کرتا ہے اور جہاں تاریکی ہو وہاں چلنے سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے فرمایا ہم نے اس کائنات کے اندر سورج پیدا کیا تاکہ دن کے وقت صحیح راستہ پر لوگ چل سکیں، گرنے کی جگہوں سے بچ سکیں۔ اور اپنا کاروبار صحیح طریق سے سرانجام دے سکیں۔

## قطب ستارہ ـــ رات کو رستہ معلوم کرنے کا ایک اور ذریعہ

ایک اور بھی ذریعہ رات کے وقت صحیح راستہ پانے کا بتایا ہے فرمایا وبالنجم هم يهتدون رات کو ستاروں کے ذریعہ بھی لوگ روشنی پاتے ہیں بالخصوص قطب ستارہ کے ذریعہ سمندر کے جہازوں والے اور ہوا کے جہازوں والے اپنا صحیح رستہ معلوم کر لیتے ہیں۔ سمندر کے جہاز والوں اور ہوا کے جہاز والوں کے پاس ایک آلہ ہوتا ہے جس کو قطب نما کہا جاتا ہے۔ جس طرح گھڑی کے اندر وقت بتانے کے نشانات لگے ہوتے ہیں اسی طرح قطب نما میں ایسے نشانات ہیں جن سے قطب ستارہ کا رُخ معلوم ہوتا رہتا ہے، ایک وقت تھا کہ آلہ قطب نما بھی نہیں ہوتا تھا۔ لیکن آسمان پر قطب ستارہ کو دیکھ کر لوگ رستہ معلوم کر لیتے تھے۔

## سمع و بصر اور دل کے ذریعہ کائنات سے انسان کا تعلق

جس طرح اس کائنات کو اللہ تعالیٰ نے روشنی بخشی ہے اسی طرح انسان کو بھی روشنی بخشی ہے جس سے وہ نیکی اور بدی کو پہچان سکے چنانچہ انسانی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ـــ واللہ اخرجكم من بطون امهٰتكم لا تعلمون شيئًا ۔ جب تم ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تم کچھ نہیں جانتے تھے۔ وجعل لكم السمع والابصار والافئدة ۔ پھر تمہیں کان، آنکھیں اور دل دیا۔ ان اعضاء کی برکت سے انسان کا تعلق کائنات سے قائم کیا جاتا ہے تاکہ وہ کائنات سے علم حاصل کر سکے۔ مفید اور غیر مفید امور کا علم حاصل کر سکے۔

## نیکی اور بدی کی دو پہاڑیاں

دوسری جگہ فرمایا وهدينٰه النجدين رستہ چلتے چلتے ایک پہاڑی جب سامنے آجاتی ہے تو انسان جان لیتا ہے کہ یہ پہاڑی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے کہ ہم نے دو پہاڑیاں انسان کو دکھا دی ہیں، ایک نیکی کی پہاڑی ہے اور دوسری بدی کی، یہ دونوں چیزیں اس قدر ظاہر و باہر ہیں جیسے دو پہاڑ اپنی بلندی کی وجہ سے دُور سے نظر آجاتے ہیں۔ کوئی انسان دنیا میں نہیں جو بدی کو نہ جانتا ہو۔ ظلم و ستم کو بُرا نہ سمجھتا ہو، چالاکیوں، بدمعاشیوں، دھوکا اور فریب کو ناپاک نہ سمجھتا ہو، اور کوئی انسان نہیں جو نیکی، حسن کردار، احسان و مروت اور خدا ترسی کو اچھا نہ سمجھتا ہو، جس طرح رستہ چلتے ہوئے پہاڑ دُور سے نظر آجاتا ہے اسی طرح نیکی اور بدی ایک پہاڑ کی طرح کھلے کھلے نظر آتے ہیں۔

## عقل کا سورج اور نفس لوامہ

انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے عقل کا چراغ جلا رکھا ہے، جس سے وہ اچھے اور بُرے کی تمیز کر لیتا ہے اور فرمایا فلا اقسم بالنفس اللوامة ۔ ہم نے ایک پولیس کنسٹیبل بھی اس کے اندر پیدا کر رکھا ہے، جو اسکو بُرے رستہ پر جانے سے روکتا اور ملامت کرتا ہے، ایک طرف عقل کا چراغ جلایا اور اس کے ساتھ ہی ملامت کرنے والا نفس بھی اس کے اندر رکھ دیا جو برائی کے رستہ پر جاتے سے روکتا اور ٹوکتا رہتا ہے۔ جس طرح اس کائنات کبریٰ میں ایک مادی سورج پیدا کیا جس کی روشنی میں انسان اونچ نیچ اور صاف اور گندے رستہ کو دیکھ کر چلتا ہے اسی طرح انسان کی کائنات صغریٰ میں عقل کی صورت میں ایک اخلاقی سورج پیدا کر دیا۔ جس کے ذریعہ وہ نیکی اور بدی کو پہچانتا ہے اور نفس لوامہ پیدا کیا جو اسے بدی کے ارتکاب پر ملامت کرتا ہے۔

## نیکی اور بدی کی تعلیم کے لئے قرآن کریم کا نزول

اسی لئے فرمایا ونفس وما سوّٰها ۔ فالهمها فجورها وتقوٰها ۔ ہم نے انسان کو کامل طور پر بنایا ہے اور اس کی جبلت میں نیکی اور بدی کی تمیز رکھدی ہے۔ اس جبلّی نیکی و بدی کی تعلیم د

تربیت کے لئے قرآن کریم نازل فرمایا ہے۔

## نیکی کے ذریعہ اطمینان قلب

میں نے کئی مرتبہ آپ کو سنایا کہ انگریزوں کے ابتدائی زمانہ میں ایک بڑے خاندانی آدمی کو جو محض انٹرنس پاس تھا اس کے خاندانی ہونے کی وجہ سے سپرنٹنڈنٹ پولیس بنا دیا گیا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک قتل کے مقدمہ میں مجھے دس ہزار روپیہ ملزم کی طرف سے بطور رشوت ملا۔ اس کو لے کر جب میں گھر آیا تو تمام رات نیند نہیں آئی۔ دل ملامت کرتا رہا کہ خاندانی ہو کر تو نے رشوت لے لی۔ صبح ہوتے ہی میں نے جا کر وہ روپیہ لوٹایا تب کہیں دل کو اطمینان ہوا۔

حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے البر ما اطمئنت الیہ نفسك، نیکی سے دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے کسی مولوی یا رہبر سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ نیک کام کرنے سے انسان کے دل کو سرور حاصل ہوتا ہے۔ کسی گرے ہوئے آدمی کو آپ اٹھائیں اور موٹر میں ڈال کر ہسپتال لے جائیں، اس کے خون سے آپ کی موٹر بھی خراب ہو جائے، اور کپڑے بھی لیکن جو خوشی آپ کو اس نیک کام سے ہوگی، اس کے مقابلہ میں جو تکلیف آپ نے اٹھائی وہ ہیچ ہے، یا ایک ٹھٹھرتے ہوئے انسان کو اپنا کوٹ اتار کر دے دیا یا اپنی چادر اس پر ڈال دی، تو دل ایک ٹھنڈک اور راحت محسوس کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکی کیا چیز ہے نیکی وہ ہے جس سے انسان کو اطمینان قلب اور راحت و سرور حاصل ہو، اور اگر ایک غریب آدمی کے منہ پر ایک تھپڑ مار دیں تو آپ کا دل محسوس کرے گا کہ یہ اچھا کام نہیں ہوا اس سے آپ کو دکھ ہوگا یہ بدی کی علامت ہے اور انسان جان لیتا ہے کہ اس نے برا کام کیا ہے۔

## کائنات کبرے کی طرح احکام الٰہی کی فرمانبرداری کرو

تو کائنات کبرے اور کائنات صغری میں موافقت پیدا کی گئی ہے، جس طرح کائنات کبرے کی ہر چیز اللہ تعالےٰ کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل پیرا ہے اور اس کے حکم پر چل رہی ہے وللہ یسجد ما فی السمٰوات والارض اسی طرح انسان کی کائنات صغرے میں ایک فطرت رکھی ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا، اس فطرت کے مطابق اگر عمل کیا جائے۔ اگر تم بھی کائنات کبرے کی طرح احکام الٰہی کی فرمانبرداری کرو تو اس سے فائدہ حاصل ہوگا، فرمایا ادخلوا فی السلم کافۃ پورے فرمانبردار بن جاؤ۔ اگر تمام جماعت کی جماعت نیکی کا راستہ اختیار کر لے تو یہ جماعت چمکے گی۔ دنیا میں بھی وہ معزز سمجھی جائے گی اور خدا کے نزدیک بھی معزز ہوگی۔

## جماعت کا اتحاد اور ایثار و قربانی

ان تعلیمات کو زندہ کرنے کے لئے ایک امام ہم میں آیا۔ اس نے کہا کہ میرے مناظرے کامیاب اور میری کتابیں پسندیدہ ثابت ہوئیں لیکن اگر جماعت کے اندر میں نیکی اور تقوےٰ پیدا نہ کر سکا تو سب ہیچ ہے، اس امام نے ایک متقی جماعت پیدا کی ہے جس کے اندر قربانی ہے ایثار ہے، تقوےٰ اور خدا ترسی ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جذبہ پایا جاتا ہے، اس جماعت کے مردوں اور خواتین میں دین کے لئے قربانی کا جذبہ ہے۔

## مسجد کی خوبصورتی اور گیلری بنانے کے لئے خواتین کا ایثار

ایک خاتون نے مجھے روپیہ دیا ہے کہ اس مسجد کے وضو خانے کی جو دیوار ہے اس کے ساتھ ایک خوبصورت گیلری بنوائی جائے تاکہ عورتیں وہاں بیٹھ کر جلسہ سن سکیں۔ اس نیک دل خاتون نے کہا کہ میں جلسہ پر معزز خواتین کو لانا چاہتی ہوں۔ لیکن ان کے بیٹھنے کو کوئی اچھی جگہ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں لا سکتی۔ اس لئے ایسی گیلری بنوائی جائے جس میں معزز خواتین بیٹھ سکیں۔

اسی طرح وہ گیلری جو احمدیہ ہال کے اندر تعمیر ہوتی ہے اس کے لئے بھی ایک خاتون نے روپیہ دیا ہے۔ اور ایک خاتون نے اس مسجد کے چبوترے کو خوبصورت بنانے کے لئے رقم دی ہے معلوم ہوا اس جماعت کے مردوں اور عورتوں میں خدا نے ایک نیکی اور ایثار کی تحریک پیدا کر رکھی ہے۔

## کراچی کا احمدیہ ہال اور مولوی رحیم بخش صاحب کی محنت و اخلاص

ابھی ابھی میں کراچی گیا وہاں کی جماعت نے ایک اعلےٰ درجہ کا ہال بنایا ہے جو نہایت فراخ خوبصورت اور روشن ہے، اس ہال کی تعمیر میں تمام جماعت کا تعاون ہے لیکن ایک شخص (مولوی رحیم بخش صاحب) کی جد و جہد کا اس میں بڑا حصہ ہے۔ انہوں نے بڑے اخلاص سے رات دن کی محنت سے اس ہال کو بنوایا ہے۔ ان کے لئے دعا کرنی چاہیئے ان کے دل میں جوش ہے۔ نیکی اور تقوےٰ ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

## دیگر مساجد اور قومی عمارات

اسی طرح ایک مسجد پشاور میں تعمیر ہوئی ہے جس کے لئے ڈاکٹر عبد العزیز صاحب نے جد و جہد سے کام لیا ہے اور ایک ایبٹ آباد میں دیدنی ہے جو ڈاکٹر سعید احمد صاحب تیار کرا رہے ہیں۔ ایک عمارت مسلم ٹاؤن میں ادارۂ تعلیم القرآن کے لئے بنائی گئی ہے اور ایک بستی بھی بننے والی ہے، یہ جماعت کی زندگی کی علامت ہے۔

## لاہور میں حضرت مسیح موعود کی یادگار میں احمدیہ ہال کی تکمیل

ان سب کے علاوہ یہ احمدیہ ہال ہے جو اس مسجد کے سامنے تعمیر ہوا ہے یہ ۵۲ × ۷۴ فٹ ہے۔ کل رات نو بجے اس کی چھت مکمل ہوئی ہے۔ میں پرسوں سات بجے شام کراچی سے آیا تو چھت پر کام ہو رہا تھا۔ آتے ہی میں نے جا کر اسکو دیکھا، پھر گیارہ بجے رات وہاں گیا۔ پھر صبح چار بجے گیا، یہ بہت شاندار ہال تعمیر ہوا ہے۔ دعا کریں اللہ تعالےٰ اس میں برکات نازل کرے، یہ ایک عظیم الشان انسان کی یادگار ہے جس کے لئے چودہ سو سال میں جس قدر مجدد اور محدث پیدا ہوتے رہے۔ اس کی آمد کے منتظر رہے، اور وہ دجال ۔۔۔۔۔۔ جس نے مشرق و مغرب میں فتنہ صلیب کی ترویج و اشاعت سے ایک فساد عظیم پیدا کر دیا۔ اس امام نے اس کا قلع قمع کر کے رکھ دیا۔

ہمیں خوشی ہے کہ اس امام کی یادگار میں ہال تعمیر ہوا ہے۔ اس کی چھت اب مکمل ہو گئی ہے۔ لیکن پندرہ بیس دنوں میں یہ پختہ ہو گی اور پھر ہال کا باقی کام بھی دن رات لگ کر مکمل ہو جائے گا تاکہ جلسہ پر قوم اسکو دیکھ کر خوش ہو۔ خدا کرے اس سے قوم میں ایک نئی روح پیدا ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ قوم میں ایک جوش اور تحریک ہے، ایثار و قربانی کا ایک جذبہ ہے اللہ تعالےٰ اس پر برکات نازل کرے اور اس کے ایثار کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

## مستری یعقوب علی صاحب کی وفات

ایک افسوسناک خبر آئی ہے، حضرت صاحب کے پاس بیٹھنے والے، ان کے فیض سے مستفیض ہونے والے لوگوں میں سے ایک مشہور اور بلند مرتبت انسان مستری یعقوب علی صاحب فوت ہو گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے عاشق تھے، اخلاص سے بھرے ہوئے تھے۔ جموں اور کشمیر میں بڑی بڑی مخالفتوں میں انہوں سینہ سپر ہو کر کام کیا، وہ بڑے دانشمند اور زیرک اور معاملہ فہم آدمی تھے۔ ان کی وفات قوم کا نقصان ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی روح پر برکات نازل فرمائے، نماز کے بعد ان کا جنازہ غائبانہ پڑھا جائے گا۔

نوٹ:۔ نماز کے بعد سب جماعت نے جنازہ غائبانہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی قیادت میں پڑھا)

## شمولیت سلسلہ

محمد صالح نور صاحب لائلپور سے اطلاع دیتے ہیں کہ:- مقامی جماعت کے ماہانہ تربیتی اجلاس کے موقعہ پر مندرجہ ذیل دو احباب حضرت شیخ میاں محمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

(۱) - شیخ محمد طیب صاحب ولد میاں محمد شفیع صاحب۔ (آپ الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب کے داماد ہیں)

(۲) - میاں مسعود احمد صاحب ولد شیخ فاروق احمد صاحب۔ سپیشل جج ملتان

مولانا شیخ عبد الرحمن مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

## حجرِ اسود ہونے کا مطلب

گذشتہ قسط میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیت اللہ سے دس مشابہتیں بیان کی گئی تھیں اور ایک مزید کے بیان کا وعدہ کیا گیا تھا سو وہ حاضرِ خدمت ہے:-

### گیارھویں مماثلت

بیت اللہ کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی گیارھویں مماثلت پر حسبِ ذیل آیت دلالت کر رہی ہے سورۃ العنکبوت ع۷ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اولم یروا انا جعلنا حرمًا اٰمنا ویتخطف الناس من حولھم افبالباطل یؤمنون وبنعمۃ اللہ یکفرون ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا اوکذب بالحق لما جاءہ الیس فی جھنم مثوی للکفرین والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین۔

اس آیت میں بیت اللہ کو حرمِ امن قرار دیتے ہوئے اس کی وصف یہ بیان کی گئی ہے کہ حرمِ امن کے اردگرد جو لوگ رہتے ہیں وہ اُچک لئے جاتے ہیں۔ ان کو دوسرے لوگ اپنی طرف کھینچ کر لے جاتے ہیں وہ امن کی دولت سے بےنصیب ہیں۔ لیکن حرم میں رہنے والے امن میں ہیں ان پر کوئی نگاہ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

قارئین کرام واقعات پر نگاہ خود ڈالیں اور دیکھیں کہ کیا بعینہٖ یہی حالت حضرت مرزا صاحب کی نہیں تھی کیا یہ واقع نہیں کہ جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحب سے روحانی تعلق پیدا کیا وہ عیسائی وغیرہ قوموں کے حملہ سے محفوظ ہوگئے ان کو اسلام سے مرتد کرنے سے تمام مخالفین اسلام عمومًا اور عیسائی صاحبان خصوصًا بالکل مایوس ہوگئے۔

سیدنا حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعوے ماموریت کے ساتھ ہی اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا یہاں درج کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا ممکن ہے کئی سعید روحیں اس سے فائدہ اُٹھائیں حضور اپنی کتاب فتح اسلام کے صفحہ ۵۷ و ۵۸ پر جو دعوے کے ساتھ ہی شائع ہوئی فرماتے ہیں:-

"مگر جس کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔

میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جاوے گا اس زمانہ کا حصنِ حصین میں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اسکو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔"

یہ وہ الفاظ ہیں جو اس مدعی ماموریت نے بالکل اپنے دعوے کے ساتھ ہی کہے جس کو نعوذ باللہ بدقسمت لوگوں کی طرف سے مفتری علی اللہ قرار دیا جاتا ہے لیکن ایسے تمام لوگ غور کریں کہ مفتری علی اللہ کی کیا یہی علامت ہوتی ہے کہ خدا اس کے ادعا کا ایک ایک لفظ سچا کر کے دکھا دے خدا تعالےٰ کو تو اپنے قانون قد خاب من افتری کے ماتحت اس کو ناکام بنا دینا چاہیئے تھا مگر ہوتا اس کے بالکل اُلٹ ہے یعنے اس کے بالکل ابتدائی بیان کے ایک ایک لفظ کو خدا نے سچا کر کے دکھلا دیا اور دکھلاتا چلا جا رہا ہے۔ کیا یہ ناقابلِ انکار حقیقت نہیں کہ جن لوگوں نے اس شخص کے ساتھ پیوند کیا اُن کا پیوند جیسا کہ اس نے کہا تھا خدا سے ہو گیا۔ اُن کے دل خدائی نور سے منور ہو گئے اسلام کی محبت ان کے رگ رگ میں سما گئی اور وہ دیوانہ وار اس کی اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ اس راہ میں بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے بھی وہ ہر وقت تیار نظر آتے ہیں اسلام سے ان کو ایسا عشق ہے کہ وہ آیت والذین اٰمنوا اشد حبًا للہ کی عملی اور مجسم تصویر بنے ہوئے ہیں۔ اس کے بالمقابل جو کچھ اس نے اپنے ساتھ تعلق پیدا نہ کرنے والوں کے متعلق کہا اس کا بھی کیا ایک ایک لفظ پورا نہیں ہوا کیا اس حقیقت کا کوئی انکار کر سکتا ہے کہ جو مسلمان آپ سے دور رہے وہ خصوصیت کے ساتھ عیسائی مشنریوں کے حملوں کا شکار بنتے رہے اور اب تک بنتے ہوئے ہیں یہ لوگ کبھی اس مسلمان گھرانے سے بعض افراد کو اچک کر لے جاتے تھے اور کبھی اس گھرانے سے یہاں تک کہ ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں نے اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کی آغوش میں جا پناہ لی اور حضرت نبی کریم صلعم پر درود بھیجنے والے آنحضور صلعم کو نعوذ باللہ گالیاں دینے والے بن گئے اور نورِ توحید کو چھوڑ کر انسان پرستی کی ظلمت میں داخل ہونے پر راضی ہو گئے اور حضور کے ان الفاظ کو سچا کر کے دکھلا دیا کہ جو مجھ سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا اور اس کے بالمقابل احمدیوں پر حملہ کرنا تو کجا یہ عیسائی مشنری خود ان سے دور بھاگنے لگے اور ان کے لیڈروں نے سلامتی اسی میں سمجھی کہ اپنے مشنریوں کو احمدیوں سے گفتگو کرنے سے ہی منع کر دیں۔ دیکھیں کس صفائی سے حضور کے یہ الفاظ بھی سچے نکلے کہ اس زمانہ کا حصنِ حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا لیکن دوسروں کے لئے موت درپیش ہے۔ جس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ مسلمان باطل عقائد کی گرفت میں تھے اور ان باطل عقائد سے مخلصی دلانے کے لئے جس شخص کو خدا نے بطور نعمت مامور بنا کر بھیجا تھا اس نعمت کو قبول کرنے سے انہوں نے انکار کر دیا قبول کرنے کی بجائے اسے مفتری قرار دیا اللہ تعالےٰ کہتا ہے کیا یہ دیکھتے نہیں کہ خدا تعالیٰ صحیح عقائد کی طرف ان کی رہنمائی کر رہا ہے جس کے نتیجہ میں وہ کفار کے حملوں سے محفوظ ہو گئے ہیں اور خدا ہمیشہ اُن ہی کی رہنمائی کرتا ہے جو اسی میں ہو کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کے شاملِ حال اللہ تعالےٰ کی معیت ہو جاتی ہے یعنی وہ ہر حال میں ان کا حامی اور مددگار ہو جاتا ہے پس جن لوگوں کے ساتھ اس طرح کی تائید الٰہی مشاہدہ کرو سمجھ لو کہ وہ لوگ حق پر ہیں اور خدا کی خوشنودی ان کو حاصل ہے اس لئے ان لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ اگر آج مسلمان احمدیہ عقائد کو اپنا لیں تو ارتداد کی رَو رُک جائے خدا مسلمانوں کی آنکھیں کھولے۔

### حضرت اقدس کے الفاظ میں چار پیشگوئیاں

حضرت اقدسؑ کی جو عبارت شروع میں نقل کی گئی ہے اس کے آخر میں حضورؑ فرماتے ہیں:-

"اور ان معنوں کو جس کی تشریح مماثلت ثابت کرنے کے سلسلہ میں اوپر گذر چکی ہے۔ (ناقل) قائم رکھکر ایک اور معنی بھی اس جگہ ہیں اور وہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس قدر اس بیت اللہ کو مخالف گرانا چاہیں گے اس میں سے معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے چنانچہ میں لکھتا ہوں کہ ہر ایک ایذا کے وقت ضرور ایک خزانہ نکلتا ہے اور اس بارے میں الہام یہ ہے کہ پائے من بوسید و من میگفتم کہ حجر اسود منم۔"

جناب برق صاحب نے عبارت "یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے" سے لے کر "اور اس بارے میں الہام یہ ہے" تک حذف کر دی ہے اور بعد میں الہام کا اردو ترجمہ لکھدیا ہے حالانکہ حذف کردہ عبارت ہی بیت اللہ کے ساتھ تشبیہہ پر دال ہے اور نیز بتلا رہی ہے کہ جس طرح مخالفین اسلام بیت اللہ کو گرانے کی کوشش کریں گے اسی طرح حضور کے مخالفین بھی حضور کو ایذا دینے اور گرانے کی کوشش کریں گے اور جس طرح قرآن کریم سے علوم کے خزانے نکلیں گے اسی طرح حضورؑ سے بھی معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے

اور حضور کا حجر اسود کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے کی طرف بھی یہ عبارت اشارہ کر رہی ہے۔ گویا حذف کردہ عبارت میں چار عظیم الشان پیشگوئیوں کی نشاندہی کی گئی ہے اوّل مخالفین کا حضور کو گرانے کی کوشش کرنا، دوم حضور کے ذریعہ معارف کا ظاہر ہونا سوم حضور کے ذریعہ آسمانی نشانوں کا ظہور چہارم حضور کا حجر اسود کی حقیقت کا مصداق ہونا۔

اب ہر منصف مزاج عقلمند اس بات کو تسلیم کرے گا کہ اگر یہ چاروں پیشگوئیاں پوری ہو جاتی ہیں اور واقعات حضرت مرزا صاحب کو ان کا مصداق ثابت کر دیتے ہیں تو ان کے بیان میں تمسخرانہ لہجہ اختیار کرنے کی بجائے ہر سلیم الفطرت انسان کا فرض ہے کہ اُن کی صداقت کے سامنے سر جھکاتے ہوئے اُن کو خدا کا مامور تسلیم کرلے

## حضور کے الہامات میں مخالفین کے پیدا ہونے اور حضورؑ کی حفاظت کی عظیم الشان پیشگوئی

پیشتر اس کے کہ میں ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا ثبوت پیش کروں یہ بتلا دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ ان مخالفتوں اور ایذا رسانیوں اور حضور پر علوم حقہ سے تہیدست ہونے کے الزامات لگائے جانے کے متعلق حضور کو اس وقت الہامات ہوئے جبکہ بظاہر ان مخالفتوں اور ایذا رسانیوں کے کوئی محرکات موجود نہ تھے نہ حضور کا کوئی ایسا دعویٰ تھا جو حضور کے خلاف لوگوں کے دلوں میں دشمنی کی آگ کو بھڑکانے کا موجب ہوسکتا اور نہ کوئی عملی طور پر مخالف تھا۔ بلکہ اس کے برعکس حضور کی کتاب براہین احمدیہ شائع ہونے پر حضور کے علم کا سکہ دلوں پر بیٹھ چکا تھا اور مسلمانوں میں حضور قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگ پڑے تھے اور حضور کو دین کا زبردست حامی یقین کیا جا رہا تھا۔ غرضیکہ ہر مسلمان کے دل میں حضور کے متعلق عزت و احترام کے جذبات موجزن تھے ایسے موافق اور سازگار حالات میں حضور کو مندرجہ ذیل الہامات ہوتے ہیں۔

## پہلا الہام

انا کفیناک المستھزئین یعنے ہم ان تمام لوگوں کے لئے کافی ہیں جو تیرے ساتھ استہزا سے پیش آئیں گے اب یہ الہام صاف دلالت کر رہا ہے کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ آج جو عزت کر رہے ہیں وہ استہزاء کرنے والوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ لیکن آپ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ تم کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہم تیری حمایت میں کھڑے ہیں اور قانون اللہ یستھزئ بھم کے ماتحت ہم ان استہزا کرنے والوں کو خود قابل استہزا بنا دیں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

## دوسرا الہام

یخوفونک من دونہ انک باعیننا یعنی تجھے یہ لوگ خدا کے بغیر سے یعنے حکومتوں کی سزا اور لوگوں کے بائیکاٹ وغیرہ سے ڈرائیں گے مگر تجھے ان کی تخویف سے ڈرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تم ہماری آنکھوں کے سامنے ہو یعنے ہماری مکمل حفاظت میں ہے اس لئے تجھے ضرر پہنچانے پر یہ لوگ قادر نہیں ہوسکتے چنانچہ یہ پیشگوئی بھی لفظاً لفظاً پوری ہوئی۔

## تیسرا الہام

بلکہ انہیں یہ الہام ستادہ و قل اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون یعنے جتنا زور تم میری بیخکنی کے لئے لگا سکتے ہو لگا لو میں تو اپنا کام کرتا چلا جاؤں گا انجام تم خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلو گے اس الہام کا صاف مطلب یہی ہے کہ حضور کے سپرد اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی ایسا کام کیا جائے گا جو ذہنی لوگوں کو ناگوار گذرے گا اور اس کام کی سرانجام دہی میں علماء اور تمام بااثر انسان روڑے اٹکانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے اور مختلف قسم کی دھمکیوں کے ذریعہ حضور کو مرعوب کرنے کی کوشش کریں گے لیکن اپنے ارادوں اور منصوبوں میں ناکام رہیں گے اور حضرت مرزا صاحب خدا کی طرف سے مفوضہ کام کی سرانجام دہی میں علیٰ رغم الاعداء کامیاب ہوں گے۔

## چوتھا الہام

اسی لئے آگے فرمایا یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآنی وعدہ ویجعل لکم نوراً تمشون بہ کے ماتحت خدا تعالےٰ کی طرف سے حضرت مرزا صاحب کو قرآنی ہدایت کے موافق تقوی اللہ اختیار کرنے اور آنحضرت صلعم پر دلی ایمان لانے کے نتیجہ میں ایک نور عطا کیا جائے گا اور اس نور کی روشنی میں ہی حضور خود بھی صحیح راستہ پر گامزن رہیں گے اور اپنے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کو بھی صراط مستقیم پر ہی چلائیں گے آپ کے مخالفین خدا کی طرف سے اس نور کو بجھانے کی سعی میں دن رات مصروف رہیں گے لیکن یہ نور بجھنے کی بجائے اپنی روشنی میں تیز سے تیز تر ہوتا جائے گا خواہ یہ منکر کتنا ہی اسے ناپسند کریں اس الہام سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ لوگوں کو ظلمات سے نکالنے کے لئے حضور کو نور عطا کیا جائے گا لیکن لوگ جیسا کہ عام طور پر مامورین الٰہی کی لائی ہوئی روشنی کو ناپسند کرتے ہیں اس نور کو بھی ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور کوشش کریں گے کہ یہ نور مٹ جائے لیکن ان کی یہ کوشش بھی ناکامی سے ہمکنار ہوگی کیا واقعات اس الہام کی سچائی کی تصدیق نہیں کرتے۔

اس الہام میں مخالفین اسلام کی ان کوششوں کی ناکامی کی بھی پیشگوئی ہے جو وہ اسلام کے نور کو بجھانے کے لئے کر رہے ہوں گے۔ چنانچہ یہ دونوں کوششیں یعنے مخالفین اسلام کی کوششیں بھی اور حضور کے مخالفین کی کوششیں بھی حضور کے ذریعہ ناکام بنا دی گئیں اور یہ ایسی واضح حقیقت ہے جس کا کوئی شخص بھی انکار نہیں کرسکتا یہ الہامات ۱۸۸۲ء کے ہیں جبکہ حضور کی شہرت اپنے عروج پر پہنچی ہوئی تھی اور مخالفت کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

## پانچواں الہام

پھر ۱۸۸۳ء میں الہام ہوتا ہے۔ ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع ویولون الدبر اس الہام سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وقت آنے والا ہے کہ ادھر مسلمانوں کے علماء بھی اکٹھے ہو کر اور ادھر تمام قومیں بھی اکٹھی ہو کر حضرت مرزا صاحب کو گرانے کی کوشش کریں گے۔ لیکن سب کو شکست فاش ہوگی اور ناکامی اور نامرادی کے ساتھ ان سب کو پسپا ہونا پڑے گا

اب دیکھ لو کہ کس طرح مسلمان علماء نے اکٹھے ہو کر کفر کا فتوےٰ آپ پر دیا اور آپکو واجب القتل قرار دیا۔ اسی طرح تمام قوموں نے مل کر آپ کے خلاف مقدمہ اقدام قتل کروا کر سزا دلوانی چاہی مگر کیسی منہ کی کھائی اور کس بُری طرح ان سب کو ناکامی سے دوچار ہونا پڑا۔

## چھٹا الہام

پھر اسی سال الہام ہوتا ہے اِنِّی نَاصِرُکَ اِنِّی حَافِظُکَ اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا وَ کَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ عَجِیْبٌ یَجْتَبِی مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ پھر الہام ہوتا ہے یُظِلُّ رَبُّکَ عَلَیْکَ وَ یُغِیْثُکَ وَیَرْحَمُکَ وَاِنْ لَّمْ یَعْصِمْکَ النَّاسُ فَیَعْصِمُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔

پھر الہام ہوتا ہے یَا عِیْسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ" یہ الہامات صاف دلالت کر رہے ہیں کہ حضور کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے امام بنایا جائے گا لوگوں کے لئے یہ امر موجب حیرت ہوگا۔ لوگ حیرت زدہ ہو کر کہیں گے وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ یعنے پنجاب کے رہنے والے کو کیوں امام بنایا گیا اگر بنانا ہی تھا تو مکہ معظمہ یا مدینہ کے کسی رہنے والے کو امام بنایا جاتا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یہ خدا کا کام ہے جس بندہ کو وہ چاہے امامت کے لئے منتخب کرے اسکو کون پوچھ سکتا ہے کہ تم نے ایسا کیوں کیا اس قسم کا سوال تو انسانوں سے ہو سکتا ہے۔ اے لوگو تم ناحق اس کو گرانے اور اسے ناکام بنانے کی کوشش کر رہے ہو۔ خدا کا سایہ اس پر ہے وہ اس کی مدد کے لئے کھڑا ہے اس کی رحمت، اس کے شامل حال ہے لوگ اس کو بچائیں یا نہ بچائیں خدا اسکو ضرور بچائے گا۔

یہ الہام بھی کیا صاف اس امر پر دلالت نہیں کر رہا کہ ایسا وقت آئے گا کہ لوگ مخالفت میں اس قدر بڑھ جائیں گے اور ان کی ایذا رسانیاں اس حد تک تجاوز کر جائیں گی کہ حضور کی جان کو خطرہ لاحق ہو جائے گا اور بجز خدا کی حفاظت کے حضور کی جان کو سلامتی حاصل نہیں ہو سکے گی چنانچہ قتل کی کوششیں کی گئیں لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی حفاظت کے وعدہ کو پورا کرتے ہوئے تمام ایسی کوششوں کو ناکام بنا دیا

اور آخر اپنے وعدہ کے مطابق حضور کو کامیابی اور کامرانی اور عزت کے ساتھ طبعی موت کے ذریعہ اس دنیا سے اُٹھایا

اور دشمنوں کے تمام اعتراضات کو ملیا میٹ کر دیا اور اس وقت تک حضور کے متبعین علمی لحاظ سے مخالفین پر غالب چلے آتے ہیں۔

## ساتواں الہام

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا وَاللّٰہُ مُوْھِنُ کَیْدِ الْکَافِرِیْنَ یہ الہام بتلا رہا ہے کہ حضور پر ایسے الزامات لگائے جائیں گے جو آپ کو مقام عزت سے گرانے والے ہوں گے لیکن خدا ان سے آپ کی بریت ثابت کر دے گا اور آپ کی وجاہت کو برقرار رکھے گا چنانچہ اور الزاموں کے علاوہ سب قوموں نے اکٹھے ہو کر آپ پر اقدام قتل کا الزام لگایا لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ کی بریت ثابت کروا دی حالانکہ بظاہر بری ہونے کے سامان بالکل موجود نہ تھے۔

## آٹھواں الہام

لَا یُکَادُ یَبِیْنُ جَاھِلٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ وَاَعَانَہٗ عَلَیْہِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ یعنی کہیں گے کہ یہ شخص تو جاہل ہے جو کچھ یہ لکھتا ہے اس میں دوسرے لوگ اس کی مدد کرتے ہیں یہ سب الہامات ۱۸۸۲ء اور ۱۸۸۳ء کے ہیں اور یہ وہ زمانہ ہے جبکہ آپ کی مخالفت کا نام و نشان بھی نہ تھا نہ آپ کے خلاف عداوت کی آگ بھڑکی ہوئی تھی لیکن ۱۸۹۱ء میں اللہ تعالےٰ کے حکم سے حضور نے اعلان کیا کہ مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور امت کو جس مسیح کا وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہی ہوں

## مخالفت کا طوفان

اس اعلان کا کرنا تھا کہ چاروں طرف مخالفت کے طوفان اُٹھ کھڑے ہوئے اور عداوت کی آگ دلوں میں مشتعل ہو گئی اور ۹ سال قبل کی پیشگوئیوں کے مطابق ایذا رسانیوں کے لئے نئے نئے حربے ایجاد کئے گئے دوست دشمن بن گئے کہاں تو یہ کہا جاتا تھا کہ یہ شخص اسلام کا زبردست حامی ہے اور کہاں انہی لوگوں کی زبان اور قلم سے یہ نکلنے لگا کہ نعوذ باللہ یہ شخص کافر و دجال ملحد بے دین ہے اور کہاں تو اس کی کتاب براہین احمدیہ کے متعلق یہ الفاظ استعمال ہوتے تھے کہ ۱۳۰۰ برس میں اسلام کی تائید میں اس کی مثل کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اور کہاں یہ آوازے کسے جانے لگے کہ یہ شخص جاہل ہے عربی زبان سے ناواقف قرآن اور حدیث سے ناآشنا محض ہے۔

لیکن جیسا کہ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے کہ ایذا رسانیوں کے نتیجہ میں معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے ویسا ہی ظہور میں آیا اور حضور کی مشابہت بیت اللہ سے اس لحاظ سے بھی ثابت ہو گئی جس سے ثابت ہو گیا کہ خدا تعالےٰ نے جو بیت اللہ سے حضور کو مشابہت دی تھی وہ خدا کی طرف سے ہی تھی حضور نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا تھا۔

## جہالت کے طعن کا جواب

جہالت کے طعن کا جواب تو ایسا دیا کہ علماء کو بجز خاموشی اختیار کرنے کے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا عربی زبان سے ناواقفیت کا طعنہ تھا تو خدا تعالےٰ نے عربی زبان میں ایسی کتابیں حضور سے لکھوائیں کہ باوجود چیلنج پہ چیلنج دینے کے کسی عالم کو مقابل میں فصیح و بلیغ عربی زبان میں کتاب لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ قرآنی علوم سے ناواقفیت کے طعن کا جواب خدا نے جلسہ مذاہب اعظم کے ذریعہ دلوا دیا اس جلسہ میں حضور کی پیشگوئی کے مطابق حضور کا مضمون سب مضمونوں پر غالب رہا اور اسلام کا بول بالا حضور کے مضمون سے ہی ہوا ورنہ دوسرے نمبر پر جس مضمون کی زیادہ تعریف ہوئی وہ ایک سناتنی پنڈت کا مضمون تھا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جنہوں نے اس جلسہ میں اسلام کی نمائندگی کی تھی ان کے مضامین کو تو درخور اعتنا ہی نہ سمجھا گیا اور ایک لفظ بھی کسی کی زبان سے اُن کی تعریف میں نہ نکلا اگر حضرت اقدس کا مضمون اس جلسہ میں قرآن کریم کی خوبیوں پر نہ پڑھا جاتا تو بت پرستی توحید پر اس دن غالب آئی ہوئی تھی خدا نے حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام کی لاج رکھ لی اور یہ پیشگوئی جو ۱۳۰۰ برس سے چلی آرہی تھی کہ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ میں جو اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کرنے کی پیشگوئی بیان کی گئی ہے وہ مسیح موعودؑ کے ذریعہ پوری ہوگی اس دن حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ پوری ہو گئی جس سے حضور کا دعوےٰ مسیح موعود ہونے کا بھی سچا ثابت ہو گیا۔

معارف کے ظہور کی جو علامت حضور نے بیت اللہ سے مماثلت کے ضمن میں بیان کی ہے ایک تو وہ اس جلسہ کے ذریعہ ظہور میں آگئی پھر مسیح کی وفات پر جو قرآنی دلائل حضور نے دیئے اس کا جواب آج تک کوئی نہیں دے سکا بلکہ اب تو علماء بھی اس کے قائل ہو گئے ہیں اسی طرح قرآن کریم کی تقدیم پر حدیث پر جو کچھ لکھا ہے وہ بھی لاجواب پڑا ہے جہاد کی جو حقیقت حضور نے بیان کی وہ بھی اب قریبًا سب کو مسلم ہو چکی ہے قرآن میں ناسخ و منسوخ کے جھگڑے کو حضور نے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا حضور ... گوئیوں پر جب اعتراضات ہوئے تو حضور نے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ان کے متعلق جو اصول بیان کئے وہ گویا بالفاظ دیگر معارف کا دریا تھا جو حضور کی قلم نے بہا دیا علماء ان

اصولوں سے بالکل بے خبر تھے خاتم النبیین کی جو حقیقت بیان کی اُس سے حضرت نبی کریم صلعم کی حقیقی عزت دلوں میں قائم کر دی اسی طرح آنے والے مسیح کے لئے احادیث میں جو لفظ نبی آیا ہے اس کے متعلق یہ بتلا کر کہ یہ محض غیب کی خبریں پانے والے کے معنی میں مستعمل ہوا ہے خاتم النبیین اور اس لفظ میں جو تضاد چلا آتا تھا اسکو دُور کر دیا غرضیکہ ہر مسئلہ پر اس قدر روشنی ڈالی کہ دل اسلام کی صداقت کے متعلق مطمئن ہو گئے۔ آسمانی نشانوں کا تو یہ عالم ہے کہ ہزاروں نشان حضور کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ظہور میں آئے جن سے اسلام کا زندہ اور آخری مذہب ہونا یا یہ ثبوت کو پہنچ گیا۔ ان نشانوں کو ہی دیکھو جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح نو سال قبل بتلائی ہوئی باتیں پوری ہوئی ہیں جبکہ ان کے پورا ہونے کا کوئی وہم بھی نہ کر سکتا تھا۔ اصل میں کسی مامور من اللہ کی صداقت کو پرکھنے کے لئے ایسی ہی پیشگوئیاں کسوٹی کا کام دیتی ہیں کیونکہ یہ تائید اور نصرت الٰہی کی بشارتوں سے لبریز ہوتی ہیں جن کا خلاف ممکن ہی نہیں وعید کی بعض پیشگوئیاں تو اصلاح حال سے ٹل بھی جاتی ہیں کیونکہ ان کی غرض ہی تخویف ہوتی ہے۔ ان نشانوں پر جو حضور کے ذریعہ ظہور میں آئے میرا ارادہ ایک مستقل کتاب لکھنے کا ہے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

## استلام الحجر الاسود کی حقیقت

اب صرف اس امر کی تشریح باقی رہ گئی ہے جس میں حضور کو الحجر الاسود سے تشبیہ دی گئی ہے سو یاد رہے کہ تعبیر ناموں میں الحجر الاسود کو بوسہ دینے کی تعبیر یہ لکھی ہے استلام الحجر الاسود دلیل علی التوبہ علی ید امام عالم یعنے حجر اسود کو بوسہ دینے کے معنی یہ ہیں کہ کسی عالم امام کے ہاتھ پر توبہ کرنا گویا حجر اسود سے مراد ایسا امام ہے جو عالم ہو۔ اب یہ واقعہ ہے کہ حضور کے ہاتھ پر ہزاروں لوگوں نے توبہ کر کے اپنی اصلاح کی اور حضور کا امام ہونا اور پھر عالم ہونا تو واضح ہی ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ پس الہام میں جو آپ کو یہ لفظ ردد کھلایا گیا ہے کہ حضور کو لوگ بوسہ دے رہے ہیں اور حضور اسی حالت میں یہ فرما رہے ہیں کہ میں حجر اسود ہوں اس سے حضور کی امامت اور حضور کے علم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

وبس۔

## کونے کا پتھر

حضرت نبی کریم صلعم کو تمثیلی زبان میں کونے کا پتھر قرار دیا گیا ہے جیسا کہ انجیل متی ۲۱/۴۲ میں لکھا ہے

" یسوع نے انہیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راج گیروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔ یہ

خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کے میوے لائے دی جائے گی جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائے گا پر جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالے گا"

ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نبوت کی عمارت کا آخری پتھر تھے جیسا کہ آنحضور صلعم نے فرمایا انا تلك اللبنة دوسرے کونے کے پتھر ہونے سے مراد یہی ہوئی کہ نبوت کی عمارت اس پر مکمل ہو گئی ہے پس بالکل انہی معنی میں حضرت مرزا صاحب کو الحجر الاسود کہا گیا یعنی ولایت کی عمارت کے آپ آخری پتھر ہیں جس پر ولایت کی عمارت کھڑی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آنے والے مسیح کو خاتم الاولیاء پکارا گیا ہے جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا ہے وانی علےٰ مقام الختم من الولایۃ کما کان سیدی المصطفےٰ علےٰ مقام الختم من النبوۃ وانه خاتم الانبیاء وانا خاتم الاولیاء (الخطبة الالهامیه ص۳۵)

پس جس طرح نبوت کے کمالات آنحضور صلعم پر ختم ہوئے اسی طرح حضرت مرزا صاحب پر ولایت کے کمالات ختم ہوئے پس جس شخص پر کسی چیز کے کمالات ختم ہوں اُسے اس چیز کے لئے کونے کا پتھر کہا جاتا ہے پس حضرت مرزا صاحب کو الحجر الاسود کہا جائے تعجب نہیں ان پر فی الحقیقت ولایت کے کمالات ختم ہو گئے ہیں اب کوئی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی حاصل کر کے مقام ولایت کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے واسطے سے آنحضورؐ کے دربار تک نہ پہنچے کیونکہ ولی کا کام اپنے متبوع نبی سے تعلق پیدا کرانا ہے اور نبی کا کام پھر خدا سے تعلق پیدا کراتا ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

ماہنامہ

"روح اسلام" (لاہور)

کے مستقل خریدار بن کر اس کے مالی استحکام اور تبلیغ و اشاعت اسلام میں مدد فرمائیں۔

(ادارہ)

## ضرورت ہے

(۱) - انجمن کو اپنے ہفتہ وار انگریزی اخبار لائٹ کے لئے اسسٹنٹ ایڈیٹر کی ضرورت ہے - درخواست کنندہ کم از کم گریجوایٹ ہونا چاہیئے۔ علمی ادبی اور دینی معلومات سے بہرہ ور ہو۔ اور خدمت اسلام کے جذبات دل میں رکھتا ہو۔ نیز کم از کم تنخواہ جو قابل قبول ہو وہ بھی درخواست میں تحریر کریں۔

تجربہ کار انڈر گریجوایٹ بھی درخواستیں دے سکتے ہیں۔

(۲) - مہمانخانہ انجمن کے لئے بھی ایک ایسے دیندار اور خوش اخلاق شخص کی بطور منتظم مہمان خانہ ضرورت ہے جو اپنے حسن عمل سے مہمانوں اور دیگر افراد کو متاثر کر سکے۔ نیز حساب کتاب سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔

تنخواہ کم از کم جو قابل قبول ہو تحریر کی جائے۔ درخواستوں میں اپنے کوائف اور جماعت سے وابستگی کی پوری تفصیل دی جائے۔

جملہ درخواستیں ذیل کے پتہ پر ارسال کی جائیں۔

سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

## ایک قابل فروخت مکان

احمدیہ بلڈنگس کے قرب و جوار میں ایک وسیع اڑھائی منزلہ مکان قابل فروخت ہے۔ جن احباب کو مرکز کے قریب رہائش اختیار کرنے یا جائیداد بنانے کی خواہش ہو، ان کے لئے اچھا موقعہ ہے مکان مذکور لاہور کے ایک بڑے کاروباری علاقہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اور بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں خواہشمند اصحاب ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں یا خود مل کر ضروری امور کا فیصلہ کر لیں۔

پتہ: ـــــ
اکاؤنٹس سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور ۷

## ہندوستانی احباب

اپنے تمام چندے وغیرہ اہلیہ صاحبہ شیخ محمد انعام الحق صاحب مرحوم و مغفور کے نام بھیجا کریں۔ پتہ حسب ذیل ہے:۔ بیگم صاحبہ شیخ انعام الحق صاحب مرحوم
مکان ۱۰/A ملک پیٹھ۔ محلہ اعظم پورہ
حیدرآباد دکن - بھارت

شمعون طاہر

# احمدیت اور اشتراکیت کی دعوت

ماہ جولائی کے روح اسلام میں کسی دوست نے تین سوال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت اور اشتراکی مبارزت کے بارے میں کئے ہیں۔ گو مختصراً مدیر ماہنامہ نے ان سوالات کے جواب شمارہ میں دے دیئے ہیں۔ لیکن مجھے خیال گذرا کہ ان سوالات نے جو مبحث اٹھایا ہے وہ نہ صرف دلچسپ ہی ہے بلکہ بے حد اہم بھی۔ اس لئے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کا تفصیلی جائزہ لیا جائے۔ اور اب جبکہ ہم انسانی تاریخ کے ایک نہایت نازک، اہم اور فیصلہ کن دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ ہمیں ان مسائل کا نہایت ذمہ داری سے مطالعہ کرنا ہی ہوگا۔

سائل نے پہلا سوال یہ کیا ہے کہ:۔

"ہم یہ سنتے آئے ہیں کہ مرزا صاحبؒ عیسائیت کے خلاف اسلام کو غالب کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ مگر دنیا کے ہر گوشہ سے اشتراکیت کو انسانیت اور مذاہب کا دشمن گردانا جا رہا ہے۔ اشتراکی منشور یعنی کمیونسٹ مینی فسٹو ۱۸۴۸ء میں شائع ہوا اور مرزا صاحب اس کے بہت بعد ۱۸۸۹ء میں مبعوث ہوئے اور آپ کی مجددیت کا دور اب بھی چل رہا ہے پیشگوئی کی کوئی ضرورت نہیں مگر حالات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اشتراکیت کے سامنے اسلام سمیت ساری دنیا ہارتی جا رہی ہے۔ اس قدر غلبہ شاید کبھی عیسائیت کو بھی حاصل نہیں ہوا (معاذ اللہ تعالےٰ) تو کیا کر سکتے ہیں یا کریں گے اس بحث کو اٹھا رکھیئے۔ یا کسی عظیم الشان معجزہ کے امکان کو بھی رہنے دیجئے ان سے قطع نظر خود مرزا صاحبؒ کے فیض سے ہمارے لئے اس بلا کے خلاف کونسا ملجا و ماویٰ ہے؟"

اس سوال کے دو پہلو ہیں۔ پہلا تو یہ کہ کیا واقعی یہ درست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عیسائیت کے خلاف اسلام کے غلبہ کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ کیونکہ اگر بعثت کی غرض صرف اسی حد تک تھی تو اس کے علاوہ کسی اور چیز کی توقع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے سوال کا پہلا جزو تو اس بات کا تعین کرنا ہے کہ مدعی کی غرض بعثت کیا تھی؟ اگر تو یہ غرض فی نفسہٖ کوئی مثبت دعوت ہے تو پھر اس دعوت کے اصل اور اجزاء کا کسی دوسری دعوت سے موازنہ یا مقابلہ اسی اصل کی نسبت سے ہو سکتا ہے۔ نہ کہ صرف فروعی اور جزوی امور کے اعتبار سے۔

جہاں تک میری معلومات کی رسائی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منصب کا تعلق انتہائی بنیادی مسئلہ سے ہے۔ اور وہ مسئلہ ہے اس زندگی کا مقصد و مطلوب متعین کرنا۔ جب تک ہم اس کرّہ زمین پر اپنا مقام اور اس سے نافذ ہونے والے فرائض کا تعین نہ کریں تب تک ہماری کسی تحریک کو سمجھنے کی کوشش ہمیں غلط نتائج کی طرف لے جا سکتی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد عام انسانوں کی طرح ایک انسان تھے اور وہ عمومی اصطلاح میں صرف انسان ہی رہتے اگر خدا تعالےٰ نے انہیں خود مقام ماموریت پر کھڑا نہ کیا ہوتا۔ مامور ہو جانے کے بعد وہ مرزا غلام احمد نہ تھے بلکہ خدا تعالےٰ کا فرستادہ مرسل اور مامور تھے۔ یہاں ہم خود بخود اس سوال سے دوچار ہو جاتے ہیں کہ یہ مرسل اور مامور کیا چیز ہے۔ دینی اصطلاحات سے قطع نظر جب ہم عمومی طور پر اس حقیقت کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کہتا ہے کہ خدا نہ صرف ہے بلکہ اس شخص کو اس بات کا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ ہے اور اس نے اسے ایک مشن سپرد کیا ہے۔ اب تمام بحث صرف اسی بات کے گرد گھومتی ہے کہ کیا واقعی خدا ہے؟ اگر ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے؟ اور اگر ثبوت سے یہ واقعی مبرہن ہو جائے کہ وہ ہے تو زندگی کا بنیادی نظریہ ایسی حالت میں مختلف ہوگا جس میں کہ مثبت طور پر یہ ثابت ہو کہ خدا نہیں ہے۔ میں فی الحال اس بحث میں نہیں جاؤں گا کہ خدا ہے یا نہیں ہے کیونکہ یہاں سوال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منصب اور ان کی دعوت کا ہے۔ مرزا غلام احمد بحیثیت ایک انسان اس تجربہ سے دوچار ہوتا ہے۔ جسے ہم مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کہتے ہیں، تو وہ اثباتی طور پر خود اس بات کا گواہ ہو جاتا ہے کہ حق تعالےٰ کی ذات نہ صرف موجود ہے بلکہ ہماری اس زندگی میں دخیل بھی لیکن یہ ذاتی تجربہ یہاں تک محدود نہیں رہتا اللہ تعالےٰ اس شخص کو اس بات پر مامور کرتے ہیں کہ وہ لوگوں سے یہ کہے کہ حقیقت واقعی حق تعالےٰ کا وجود ہے۔ اور حق تعالیٰ (THE GREAT REALITY) ہی کی نسبت سے ہماری اس زندگی کے مطلوب و مقصود متعین ہونا ضروری ہیں۔ یہاں مرزا غلام احمد کا ذاتی وجود قائم نہیں رہتا بلکہ اس سے خدا تعالےٰ کا مامور اور مرسل نمایاں ہوتا ہے جو خدا تعالےٰ کے وجود کا نہ صرف گواہ ہے بلکہ نقیب بھی۔ اس کا جو بھی نام رکھا جائے اسے سزاوار ہے۔

اگر ہم اس حقیقت کو سمجھ لیں تو ہمارے باقی مسائل بہت حد تک حل ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کا مطالعہ کرنے میں جو غلطی بعض احباب سے سرزد ہو جاتی ہے وہ یہی ہے کہ وہ اس دعوت میں مرزا غلام احمدؒ کو دیکھتے ہیں اور اس کے اس منصب کو بھول جاتے ہیں۔ حالانکہ مرزا غلام احمدؒ صاحب اس منصب کو بھلا دینے کے بعد، اس سنجیدہ توجہ، کا شاید اس حد تک متقاضی ہی نہیں ہو سکتا جس حد تک کہ وہ اس منصب کی حیثیت میں ہے۔

جب ہم صرف مرزا غلام احمد تک اپنی نظر محدود کر لیتے ہیں، تو ہم اسے ایک علم الکلامی متکلم سے زیادہ اور کیا حیثیت دے سکتے ہیں؟ ایک ایسا شخص اسلام یا کسی بھی مذہب کا ایک عالم، دانشور، یا بہت بڑا دفاع کرنے والا ہی ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک عالم اور دانشور کی دانش، حجت قطعی نہیں ہو سکتی۔ اُن میں ذاتی عصبیت اور مخصوص سماجی ماحول کا دخل ہو سکتا ہے۔ مزید یہاں وہ زندگی کے بنیادی نظریئے کو عقلی اور آفادی حدود تک ہی متاثر کر سکتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو خدا تعالےٰ کا مرسل اور فرستادہ ہو اُس کی وحی کا مرتبہ کسی دانشور کی دانش کے مقام پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جہاں دانشور اور عالم صرف عقلی۔ قیاسی اور آفادی حدود تک ہی اپنے علم پر بھروسہ کر سکتا ہے ایک مامور اور مرسل، حقیقت، تجربہ اور بے لاگ سچائی پر انحصار رکھتا ہے یہاں قیاس اور افادہ کا سوال ہی نہیں۔ ہم لوگ مرزا غلام احمد کو قبول نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالےٰ کے مرسل اور مامور کو قبول کرتے ہیں۔ جسے حق تعالےٰ نے خود مسیح موعود کہا ہے۔ اسے مسیح موعود قرار دینے کی مصلحت کیا تھی، یہ تو میں آیندہ سطور میں بیان کروں گا۔ یہاں میں جو بات ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں وہ ایسے شخص کا مقام ہے۔ کیونکہ اس پر بہت کچھ ہماری آیندہ گفتگو کا انحصار ہے۔

ظاہر ہے کہ جب ہم حضرت مسیح موعود کو خدا تعالےٰ کا مرسل یقین کرتے ہیں تو ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ حق ہیں اور ہماری پیدائش کی غرض بھی انہیں کے بتانے ہماری سمجھ میں آ سکتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ سائل میرے اس بیان سے اس حد تک تو آگاہ ہو چکے ہوں گے کہ ایک ایسا مقام منفی دعوت نہیں بلکہ ایک حقیقت واقعی کی شہادت اور اثباتی دعوت کا مقام ہے۔ اب اگر یہ درست ہے کہ واقعی

اللہ جلشانہٗ کا وجود ہے، اور بہ حیثیت احمدی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گواہی پر انحصار رکھ کر اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ہے، تو اس حقیقت کو صرف اس حقیقت تک قبول کر لینا بھی بذات خود ایک نہایت اہم قدم ہے۔ کیونکہ جو کوئی بھی اس حقیقت کا انکاری ہے وہ اس حقیقت کے ماننے والوں کی نظر میں ایک بہت بڑی کم علمی کا شکار ہے۔ اس سے قطع نظر کہ ہمارے دنیاوی معاملات کی تنظیم و تربیت کا کونسا نظام زیادہ نفع بخش سود مند یا صحت مند ہے، کیا محض نظام کی سودمندی یا صحت کسی سائنسی حقیقت کے عدم یا وجود کی کوئی دلیل ہو سکتی ہے؟ ظاہر ہے کہ کسی ایک سے دوسرے پر اس قسم کا قیاس ایک غلطی ہوگا۔ ہمارے دنیاوی معاملات کا نظم (فی الحال اس بحث سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے اس پر کیا اثر پڑے گا) چاہے اچھا ہو یا برا، بہرحال ہماری معاشرتی اور انتظامی حس اور قابلیت پر انحصار رکھتا ہے اور سائنسی حقیقتوں کا وجود، ہماری انتظامی حسیات کا رہین منت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا مرسل اور مامور ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بہ حیثیت حقیقت عالیہ قبول کرواتا ہے، اور یہ قبولیت کسی افادی یا منطقی مفروضہ کے طور پر نہیں ہوتی، بلکہ اتنی محسوس، جاندار اور حقیقی ہوتی ہے کہ اس کے ماننے والا کہتا ہے کہ

کل من علیها فان و یبقیٰ وجه ربك ذوالجلال والاکرام۔ فنا ہیں افادیت کا سوال ہی سوال نہیں اور باقی رہی صرف رب ذوالجلال والاکرام ہے۔ اب آپ غور تو کیجئے کہ کیا ایک ایسی حقیقت دائمی کو صرف دنیاوی افادہ یا تنظیم کی بناء پر جھٹلانا، کسی کی عالی نظری کی دلیل ہو سکتی ہے؟ آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ نعوذ باللہ ایک عظیم دھوکا ہے۔ یا خدا تعالیٰ کا مرسل و مامور کوئی نہیں ہوتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کوئی نہیں ہے۔ لیکن اس شخص کے ذاتی تجربہ کو تمام عقلی، فکری اور تجرباتی مناہج سے پرکھنے کے بعد قبول کر کے خدا تعالیٰ کے وجود کو مان کر آپ اسے دنیاوی نظم (و ترتیب کی اچھائی یا برائی کے ترازو میں نہیں ڈال سکتے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے مرسل اور مامور کی دعوت اللہ تعالیٰ اور انسان کے ذاتی تعلق کی آگاہی ہے۔

یہ وہ رشتہ ہے جو حق تعالیٰ، اپنے رسول کی وساطت سے انسانوں کو یاد دلاتے ہیں — الست بربکم؟ اور جب یاد دہانی سے کسی انسان کو وہ عہد الست یاد آ گیا۔ تو وہ عہد بذات خود تمام جہانوں سے زیادہ قیمتی اور قابلِ اطاعت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں کہا کہ اللہ جل جلالہٗ ہیں اور اس لئے ہم لوگوں کو صرف اسی کی عبادت کرنا لازم ہے۔ ہم سے جو بیعت لی گئی ہے اس میں پہلی شرط شرک سے اجتناب ہے۔ آپ کہیں گے یہ کونسی نئی بات ہے۔ میں مؤدبانہ عرض کروں گا۔ کہ بات تو نئی نہیں لیکن اس کا گواہ یقیناً نیا ہے۔ یہ بات تو خدا تعالیٰ کا ہر ایک مرسل کہتا چلا آیا ہے

کہ خدا تعالیٰ ہیں

اور ہمیں اُن ہی کی عبادت کرنی چاہیئے اور یہ بات سچ بھی ہے۔ لیکن اس بات کا گواہ کہ واقعی خدا تعالیٰ ہیں اس لئے وہی عبادت سزاوار ہیں اس دور میں کہاں ہے؟ اس سے بڑا شرک، اور کیا ہوگا کہ ہم خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کو خدا قرار دے دیں اور خدا تعالیٰ سے انکار کر دیں۔ اس سے بڑا انکار اور کیا ہوگا کہ ہم زمین پر اپنی پیدائش کو ایک حادثہ گردان کر خود کو ایک بے مقصد اور بے معنی جد و جہد میں دن رات مصروف کر لیں اور اس تعمیر اور تخلیق کو بجائے خود مقصد سمجھ کر اسی کو حسن کارانہ کوشش سمجھیں؟ کیا یہ انکار ہمیں وہم اور مادے کا اسیر نہیں کر دیتا؟ کیا ہم اس کے بعد غلامی کی اُس انتہا دینے والی گھٹن میں نہیں پھنس جاتے جو ہمیں انسانوں، آفاقی قوتوں اور سماجی نظاموں، کے طوق پہنا دیتی ہے؟ کیا ایک ایسا انکار، اس ہمہ گیر ریاستی …………… (Totalitarian) دور میں فرد کو ایک جبر یہ اجتماع کی قربانگاہ پر اپنی شخصیت ہلاک کر دینے پر مجبور نہیں کر دے گا؟ فرد اگر زمین پر انسان پیدا ہوا ہے تو اُس کا اتنا ہی حق اپنے آپ کو آزاد اور ذمہ دار محسوس کرنے کا ہے جتنا کہ کسی کا ہو سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی بات کا اعلان کیا تھا جب کہا تھا کہ تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنانا سیکھا ہے جنہیں اُن کی ماؤں نے آزاد جنا ہے؟ یہ آزادی اور ذمہ داری کا احساس ہی شرفِ انسانیت ہے۔ لیکن جہاں شرک حکمران ہو وہاں آزادی بعض مصلحتوں، مفادوں، اور طبقہ داری شرائط سے بندھی ہوتی ہے۔ انسانوں کو انسانوں کا خوف ہوتا ہے۔ اور کسی انسان کے لئے اس سے بڑی ذلت اور کوئی نہیں کہ اسے خوف دلا کر، اُس سے اُس کی آزادی چھین کر منافقت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا جائے شرک کی یہ حکمرانی کبھی فرد کی داخلی زندگی میں نمودار ہوتی ہے تو اسے بزدل بناتی اور ماحول کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ وہ سچ بات زبان پر لاتے ہوئے ڈرتا ہے۔ اور جب اس کی خارجی زندگی میں ظاہر ہوتی ہے تو وہ اپنے مفاد کو ہر بات پر مقدم کرنے بنی نوع انسان کو اپنے حکموں کا تابع بنانے اور انہیں بالفعل اپنی عبادت میں جھکانے کی تدبیریں سوچتا اور انہیں عملی جامہ پہنانا ہے۔

اس پس منظر کو سامنے رکھ کر اب اپنے گرد نظر دوڑایئے۔ سائنسی ترقیات نے انسانوں کے عظیم گروہوں کو کس طرح مجبور محض بنا دیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تباہ کن طاقتیں، جو آج تک پردۂ راز میں تھیں، وہ کس طرح چند انسانوں کے قبضۂ اختیار میں آ سکتی ہیں اس کا اندازہ تو کریں اب ایک ایسی صورت حال میں چاہے کوئی یا کسی طرز کی حکومت کیوں نہ ہو، اگر اس کا حکمران طبقہ انسانوں کی بڑی بڑی جماعتوں کو اپنی مرضی بالجبر منوانا چاہے تو کیا وہ جماعتیں اس قابل ہو سکیں گی کہ اس سے انکار کر دیں اگر وہ طبقہ فی الواقعہ اُن ہلاکت خیز ہتھیاروں پر قابض بھی ہو اور انہیں استعمال کرنے کی راہ میں کوئی اخلاقی یا دوسری داخلی پابندی اُس کے مانع نہ آئے۔ نہ صرف یہ بلکہ انسانوں کے نظریات بدلنے اور انہیں ایک مخصوص چلن میں اتارنے کے لئے جو نفسیاتی اور خارجی وسائل آج ہمیں حاصل ہیں، ان کے ہوتے ہوئے کیا ریاست پر حکمران طبقہ اسے معزا اندازمیں استعمال نہیں کر سکتا؟ آپ کہیں گے ایسا ممکن ہی نہیں۔ جمہور یا عوام ایسا ہرگز ہونے نہ دیں گے کیونکہ یہ اکثریت کے لئے مضر ہے۔ میں پھر بصد ادب عرض کروں گا کہ ایسا ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ مثلاً نازی جرمنی میں جو ہزاروں یہودی ہلاکت آور کیمپوں میں برباد ہوئے اُن کا قصور بجز سامی ہونے کے اور کیا تھا؟ کیا انہیں انسانوں نے ہی برباد نہیں کیا؟ آپ کہہ سکتے ہیں وہ چند وحشی انسان تھے۔ لیکن آخر اُن وحشی انسانوں کو پہلے اس بربریت کے جواز کا کسی طرح یقین آیا ہوگا تبھی انہوں نے اس بربریت پر ہاتھ اُٹھایا۔ اسی نازی جرمنی نے بہت دانشور سائنسدان بھی پیدا کئے۔ اُسی نازی جرمنی نے یہ قانون بھی پاس کیا اور اس پر باقاعدہ عمل کیا گیا کہ سامی نسل کے مردوں کو ایسے ٹیکے لگا دیئے جائیں کہ وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ رہیں۔ پھر اسی زمانے میں آسٹریلیا جیسا بڑا عظیم جو ابھی ڈیڑھ سو سال نہیں ہوئے کہ خالی پڑا تھا، اس پر سفید فام لوگوں نے اپنی بستیاں بسا کر اسے رنگدار لوگوں کے لئے علاقہ ممنوعہ قرار دے دیا یہاں بھی تو آخر انہیں اس حکمت عملی کا کوئی جواز دکھائی دیتا ہے کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔

آپ کہیں گے یہ سب سرمایہ دارانہ یا فسطائیانہ طرز معاشرت کی کارفرمائی ہے۔ میں پوچھتا ہوں آج سوویٹ سرکار اور اشتمالی چین کے اختلافات کسی سے چھپے ہوئے نہیں۔ ایک زمانہ ہوا کہ یوگوسلاویہ اور استالینی سوویٹ سرکار کے درمیان اس سے بھی کہیں شدید اختلافات رہ چکا ہے۔ البانیہ اور سوویٹ سرکار کا باہمی اختلاف بھی کوئی راز نہیں۔ یہ سب تو اشتراکی ریاستیں ہیں۔ اشتراکی خیالات کی نظریاتی کتابوں میں یہ عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ انسانوں کی تاریخ معاشی کشمکش کی تاریخ ہے۔

(باقی بر صفحہ ۱۵ کالم ۳)

مولانا عبدالحق ودیارتھی صاحب

# پادری عبدالحق صاحب کے مضامین پر اظہار خیال

(۱۰)

## موت کا ایک بے مثال معجزہ

وہ ہستی جسے موت نے شکست دی اور جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر مار دیا۔ پادری صاحب نے ہمیں بتایا وہ خدائے قادر اور ابدیت کا باپ جس کی قدرت اور ابدیت تین جگہ سے ٹوٹی ہوئی اور کھوکھلی ہے۔ تو کھوکھلی اس لئے کہ اس کی قدرت مر گئی اور ابدیت میں تین دن تین رات کا خلا ہے۔ اگر بیٹا ابدیت کا باپ ہے تو اس کا باپ ابدیت کا مرحوم دادا ہوگا۔ کیونکہ ہم نے ابھی سنا کہ بیٹا تین دن رات مرا رہا اور وہ جوان تینتیس برس کا تھا اور باپ تو تھا ہی بوڑھا۔ اگر خدائے قادر اور ابدیت کا باپ (قربان ہو اس پر منطق کا سارا علم کہ ایک ابدیت ہے یعنی اس کا کوئی کنارہ اور حدبندی نہیں مگر اس کا باپ یعنی جو ہے) ۳ دن رات کے لئے مر سکتا ہے (گویا اس کی قدرت مر گئی اور ختم ہو گئی) تو زیادہ دیر مرے رہنے میں کونسا اندھیر دنیا پر آجاتا مگر سنو اور غور سے سنو منطق اور فلسفہ کی تمام کتب پادری صاحب کی اس منطق پر رو رہی ہیں کہ ہم نے خدائے قادر اور ابدیت کا باپ مر گیا، گو باقی دو خدا جو اپنی مسلّم صفات میں اس جوانمرگ کے برابر کے حصہ دار اور مساوی ہیں انہیں مر کر داخل جہنم ہونے سے کون بچا سکتا ہے؟ موت کے اس بے مثال معجزہ کا کہ اس نے خدائے قادر اور ابدیت کے باپ کو مار کر دکھا دیا ایک لطیفہ سنو! آج سے تین سال پہلے میں ڈربن گاٹنا جنوبی امریکہ میں تھا ایک روز حسب معمول صبح سویرے سیر کے لئے نکلا تو سر راہ ایک گرجا کو مقفل دیکھا دل میں سوچا خدا کی خیر ہو یہاں بچاسوں لوگ مرد و عورت روز گرجا کی رونق بڑھاتے تھے آج خدا کا یہ گھر مقفل اور سنسان کیوں؟ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ خدائے قادر اور ابدیت کا باپ آج مر گیا اس کا ایسٹر منایا جا رہا ہے اور وہ ہر سال تین دن کے لئے مر جاتا ہے۔ جب خدا ہی مر گیا۔ عبادت کریں تو کس کی؟ گرجا کھلے تو کیوں؟ آج مر گیا ہے یعنی ایسٹر منایا جا رہا ہے اس لئے آج گرجا مقفل ہے۔ یہ تو تھی کیتھولک گرجا کی بات۔ اب سنئے پروٹسٹنٹ گرجا کی داستان۔ ایک پادری صاحب شراب کے نشہ میں چند گھر جاتے ہوئے ایک گہرے گڑھے میں گر گئے۔ اس کے اندر وہ چیخ چلا رہے تھے کہ کوئی ان کی مدد کو پہنچے، مگر کوئی ان کی چیخ و پکار نہ سنتا تھا یہ امریکن تہذیب ہے کہ پولیس مین کے سوائے کوئی شخص گرے ہوئے کو ہاتھ نہیں لگا سکتا کچھ دیر کے بعد ایک مزدور جو خود بھی مخمور تھا چیخ و پکار سن کر گڑھے کے کنارے پر آیا اور بلند آواز سے پادری صاحب کی خیریت پوچھنے لگا گویا پادری صاحب بڑے آرام سے کنوئیں میں تشریف فرما ہیں وہ ان سے مذاق کرنے لگا۔ پادری صاحب نے جب دیکھا کہ اس پر میری چیخ و پکار کا اثر نہیں ہو رہا تو انہوں نے اپنا آخری حربہ استعمال کیا کہ میں اس بڑے گرجا کا پادری ہوں، اس کے جواب میں مزدور نے زور سے کہا "اچھا آپ پادری ہیں۔ آپ پادری ہیں۔ O you are not wanted till sunday, it is only wednesday night.

"اتوار تک تو آپ کی کوئی ضرورت نہیں ابھی تو صرف بدھ کی رات ہے"۔ یہ کہا اور مزدور وہاں سے چلا دیا۔ یہ ہے سبت کے دن کی فلاسفی کہ خداوند نے چھ دن کام کیا ساتویں دن تھک کر آرام کیا۔ خداوند کے آرام کا دن مسیحی لوگوں نے اپنی دعاؤں سے اسے تنگ کرنے کا دن مقرر کر لیا۔ بات اپنے مرکز سے کس قدر دور چلی گئی۔ آمدم بر سر مطلب! بات یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ اگر حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ مسیحیت کا راستہ صاف کرنے کے لئے معاذ اللہ وفات مسیح کا ڈھونگ رچایا تو جناب مسیح نے ایلیا کے آسمان سے اترنے کا انکار کر کے یوحنا کو ایلیا کا مثیل کیا اس لئے تو نہیں بتایا کہ ان کا دعوئے مسیحیت ہموار ہو جائے اور ان کو یہودیوں کا بادشاہ تسلیم کر لیا جائے؟ کیونکہ یہودی ہرگز ہرگز کسی مثیل ایلیا کے آنے کے قائل نہیں جیسے عام مسلمان بقول آپ کے کسی مثیل مسیح کے آنے کے قائل نہیں۔ جناب مسیح ایلیاء کو آسمان پر زندہ بیٹھا ہوا مان کر بھی یوحنا کو اس کا مثیل ٹھہراتے ہیں اور اسے زمین پر واپس بلا کر یہودیوں کا عذر دور نہیں کرتے البتہ مرزا صاحب وفات مسیح ثابت کر کے مسیح کو لعنت کی موت سے بچا کر مسیحیت پر احسان کرتے ہیں مگر پادریوں کو ضد ہے کہ نہیں مسیح ضرور ملعون ہے پولوس گلاتیوں کے خط میں لکھتا ہے :-

"مسیح نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلہ میں لعنتی ہوا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہوا۔

دلیفرنس بائبل میں اس پر حوالہ استثنا ۲۱ : ۲۳ کا دیا گیا ہے۔ دیکھئے استثناء ۲۱ : ۲۳ میں جس مصلوب کے ملعون ہونے کا ذکر ہے پولوس کے نزدیک وہ مسیح ہے "یہودی اور عیسائی یہاں ترازو کے ایک ہی پلڑے میں بیٹھے ہیں۔ کتاب مقدس کے متعدد حوالوں سے ظاہر ہے کہ لعنت (Curse) برکت کی ضد ہے عبری میں برکہ اور قلل ایک دوسرے کے بالمقابل استعمال ہوتے ہیں۔ ملعون کے معنی خدا سے دور چنانچہ بدکاروں کے بارہ میں فرمایا گیا ہے :-

"دور ہو مجھ سے اے ملعونو ہمیشہ کی آگ میں (متی ۲۵ : ۴۱) اور جناب مسیح کے اپنے الفاظ

"ایلی ایلی لما سبقتانی اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"

اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ خدا سے دور ہو گئے۔ ہمیں انجیل کے ان الفاظ پر غصہ آتا ہے کہ ایک نیک انسان کے متعلق یہ الفاظ کیوں لکھے گئے لیکن مسیحی لوگ بڑے شوق سے ان الفاظ کی تشہیر کرتے ہیں جس سے جناب مسیح کی ہتک تنقیص اور بے عزتی ہوتی ہے۔ اناجیل میں ہر چند سال کے بعد تصحیح اور تحریف ہوتی ہے مگر ان الفاظ کو جس میں جناب مسیح کی انتہائی بے عزتی ہے اس کی تصحیح نہیں کی جاتی میرے خیال میں مسلمان علماء کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کر کے ایک ریزولیوشن پاس کرنا چاہیئے کہ بائبل میں جو گندے مکروہ اور نبیوں کی بے عزتی کے جملے شائع کئے جاتے ہیں ان کو بائبل سے خارج کیا جائے یا کم از کم اسلامی ممالک میں اس کتاب کی اشاعت جرم قرار دی جائے اور جب تک جناب نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسےٰؑ اور سلیمانؑ حضرت مسیحؑ کے متعلق کہ معاذ اللہ وہ شرابی۔ زانی۔ بت پرست۔ مکار۔ اپنی بیٹیوں تک سے زنا کرنے والے، جھوٹے چور اور ملعون تھے یہ الفاظ بائبل سے خارج نہ کئے جائیں یہ کتاب ضبط قرار دی جائے اور اسکی اشاعت کرنے والوں کو عمر قید کی سزا دی جائے۔ کیونکہ ایک سچا مسلمان اپنے انبیاءؑ کی نسبت یہ الفاظ برداشت نہیں کر سکتا۔ مسلمان حکومتوں کی طرف سے ایک مقدمہ اقوام عالم کی عدالت میں چلایا جائے جس میں ہم یہ ثابت کر دیں گے کہ انبیاءؑ پاک اور معصوم تھے اور یہ کتابیں انبیاءؑ کی زندگی میں نہیں بلکہ سینکڑوں برس بعد لکھی گئیں اور ایک خاص مقصد سے ........ لکھی گئیں ہیں۔

## مسیحیوں اور احمدیوں میں فرق

پادری صاحب کے ہم مشکور ہیں کہ انہوں نے یہ لکھا کہ مسیحیوں اور احمدیوں میں وفات مسیح کے متعلق کوئی بڑا فرق نہیں۔ ان کو یاد ہونا چاہیئے کہ سرگودھا میں جب آپ لوگوں کا جلسہ تھا، مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس وقت کھڑے جلسے میں کہا کہ ہم میں اور آپ میں یعنے مسیحیوں اور مسلمانوں میں بہت تھوڑا یا ذرا سا فرق ہے کہ آپ لوگ مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں باقی مسیح کی بے باپ پیدائش، اس کا مردے زندہ کرنا، پرندے بنانا آسمان پر چلے جانا اور اب تک زندہ ہونا اور آسمان سے اترنا اس میں ہمارا اور آپ کا بالکل اتفاق ہے۔ مگر احمدیوں کے ساتھ ہمارا اور آپ کا بہت اختلاف ہے پہلے ہم ان سے (یعنی محمد عبدالحق کی طرف اشارہ کر کے کہا) دونو مل کر بحث کریں اور بعد میں اپنا باہمی ذرا سا اختلاف نکال لیں گے مگر آپ چونکہ میرے ساتھ بحث کرنے سے انکار کر چکے تھے آپ نے مولوی صاحب کی اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہا نہیں ذرا سا اختلاف پہلے کیوں نہ نکال لیں اور پھر دونوں متفق ہو کر ان کا مقابلہ کریں۔

مگر آپ نے لکھا ہے کہ مسیحیوں اور احمدیوں میں ذرا سا اختلاف ہے یعنی مسیحی مانتے ہیں کہ مسیح (یعنی خدا، قادر اور ابدیت کا باپ) صلیب پر مر گیا صرف مر ہی نہیں گیا بلکہ نعوذ باللہ لعنتی ہو گیا اور تین دن اسی حالت میں رہا۔ احمدی کا کہنا یہ ہے کہ کسی خدا کے نیک بندہ کو لعنتی اور ملعون کہنا کفر ہے اور نبی و رسول کو لعنتی کہنا تو کفر عظیم ہے۔ پس خدا تعالےٰ قادر نے اپنے سچے نبی اور رسول یعنے مسیح کو لعنتی موت سے بچا لیا وہ ہرگز ہرگز خدانخواستہ معاذ اللہ لعنتی نہیں ہوا۔ ہاں وہ مردہ سا ہو گیا مگر لوگوں نے اسے فی الحقیقت مردہ سمجھا کیونکہ خدا، قادر کے نبی اور رسول کو کوئی مار نہیں سکتا۔ مزید برآں نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے اس کی دُعا اللہ تعالےٰ کبھی رد نہیں کرتا کیونکہ وہ نبی کو دعا خود سکھاتا ہے اس لئے اس دعا کا قبول کرنا اس پر واجب ہوتا ہے اس کے خلاف مسیحی کہتے ہیں کہ خدا بیٹے کی مرضی پوری نہیں ہوئی اور خدا باپ نے اس کے خلاف اپنی مرضی منوائی جیسا کہ جرمن زبان میں ایک مثل ہے جس کا ترجمہ یہ ہے

As long the oldman lives young has nothin to say.

باپ جب تک جیتا ہے بیٹے کو اس کے سامنے دم مارنے کی اجازت نہیں۔ مگر ایسی صورت ہو تو باپ بیٹے کو مساوی اور برابر کے خدا نہ کہو۔ ایک مشنری لیڈی ہماری ایک مسلمہ بہن کو تبلیغ کرتے ہوئے کہنے لگی خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ مسلمہ بہن جو شاہی خاندان سے تھی اس نے تعجب سے پوچھا کیا خدا کا بھی بیٹا ہے؟ مشنری لیڈی نے کہا ہاں۔ اس پر مسلمہ بہن نے سوال کیا کہ باپ کب مرے گا؟ مسیحی لیڈی نے ذرا جھینپ کر کہا کہ وہ تو نہیں مرے گا۔ مسلمہ بہن نے جواب دیا آہ بدبخت بیٹا جو کبھی بھی خود مختار نہ ہو سکے گا۔

خدا باپ نے بیٹے کی رات بھر کی آہ و زاری اور حواریوں کی گڑگڑاہٹ، اور دُعا کو قبول نہ کر کے رد کر دیا پس پادری کی منطق اسے یہ بتاتی ہے کہ خدا جو قادر اور ابدیت کا باپ مر سکتا ہے بلکہ امر واقعہ کے طور پر تین دن تک مرا رہتا ہے مگر احمدی کا کہنا کہ مسیح سچا نبی اور رسول تھا وہ دوسرے مقدس نبیوں اور رسولوں کی طرح دشمنوں کے مارنے سے نہیں مرا بلکہ اپنے مشن میں کامیاب ہو کر نہ کہ ناکام ہو کر فوت ہو گیا اس میں کوئی استبعاد عقلی نہیں مگر پادری کے لئے قدم قدم پر اُلجھنیں اور معمے ہیں مثلاً:۔

(۱) ۔ جو خدا ہو کر مر گیا اس کی قدرت اور ابدیت شکستہ اور ختم ہو گئی۔

(۲) ۔ خدا بیٹا ہو کر مر گیا۔ خدا باپ کے لئے بھی موت کا دروازہ کھول دیا جب ایک خدا مر گیا تو دوسرا بھی مر سکتا ہے کیونکہ قدرت میں دونوں خدا یکساں اور مساوی ہیں۔

(۳) جو مر گیا وہ اپنی مرضی سے نہیں مرا اس لئے اس کی قدرت اور ابدیت اس کے ساتھ دفن ہو گئی اب وہ خود بخود زندہ نہیں ہو سکتا اسے زندہ کرنے کے لئے دوسرے زندہ خدا کی ضرورت ہے چنانچہ پادری صاحب نے بھی لکھا ہے کہ باپ نے اسے زندہ کیا۔

(۴) سوال یہ ہے کہ باپ نے مارا یا باپ نے زندہ کیا نہ موت نے مارا نہ اپنے پنجہ سے چھوڑا۔ دونو صورتوں میں خدا باپ کا کام ہے مگر پادری لوگ کہتے ہیں موت نے مارا اور خدا نے موت کے پنجہ سے چھڑایا۔ کتنی عجیب بات ہے جو کہی جاتی ہے کہ مسیح نے موت پر فتح پائی موت پر فتح نہیں پائی خدا باپ پر فتح پائی۔ کیونکہ خدا مارتا ہے اور خدا زندہ کرتا ہے موت کچھ نہیں مگر خدا کا ایک حکم، اور زندگی کچھ نہیں مگر اس کا ایک امر

(۵) مرنے والا محتاج مارنے والا اور زندہ کرنے والا مختار نتیجہ ایک خدا محتاج دوسرا خدا مختار۔ کتنی خوبصورت منطق ہے؟

(۶) مردہ کی زندگی مختار کے ارادہ پر منحصر ہے نہ مردہ کی مرضی اور ارادہ پر۔ اگر صاحب ارادہ اور مختار اس کے زندہ کرنے کا ارادہ نہ کرے تو ایک خدا، قادر نے دوسرے خدا کو ہمیشہ کی موت مار دیا۔

(۷) جو خدا دوسرے خدا کو ۳ دن کے لئے مار سکتا ہے وہ ۳ سال اور ۳۰۰ سال کے لئے بھی مار سکتا ہے۔ مرنے والا اور مارنے والا دونوں خدا سبحان اللہ کتنی معقول منطق ہے؟

(۸) ۔ تمام مذاہب کا متفقہ مذہب یہ ہے کہ مرنے والا خدا نہیں ہو سکتا پس مسیح خدا نہیں۔

(۹) ۔ احتیاج کی صورتیں متعدد، بکثرت اور مختلف ہیں۔ مُردہ بغیر ہلائے ہل نہیں سکتا۔ اسے کسی بات کا علم نہیں ہو سکتا۔ ہر صورت میں مردہ بدست زندہ ہو گا۔ اسے جہاں جی چاہے پھینک دے۔ آگ میں جلا دے۔ قبر میں زیر زمین دفن کر دے۔ پانی میں بہا دے۔ جانوروں کو کھلا دے۔ اس کا ایک ایک عضو اور ہڈیاں پیس دے مگر کس کی؟ مُردہ خدا کی اسے کچھ پتہ بھی نہ چلے گا اور وہ عدم آباد پہنچ جائے گا دوسرے دو خداؤں کو اس کا جنازہ پڑھنے کی بھی ضرورت نہ ہو گی۔

(۱۰) ۔ موت ایک ایسی کامل بے چارگی کی حالت کہ اس کے خوف سے وہ ذات بھر جاتا اور منہ کے بل سجدہ میں گر کر دوہ کہ اس پیالہ کو ٹالنے کی بے حد کوشش اور دُعا کرتا رہا پھر اپنی دعا کو کافی نہ سمجھ کر شاگردوں سے اپنے لئے دُعا کی درخواست کی دُعا کے لئے ان کو بار بار جگایا گویا نہ مرنے سے مر کر بیچارہ اور محتاج ہوا بلکہ موت سے پہلے ہی اس کی قدرت اسے تنہا چھوڑ گئی۔

(۱۱) ۔ اس کی صفت علم بھی اسے دغا دے گئی اگر اسے یہ علم ہوتا کہ موت کا پیالہ ٹلنے والا نہیں اور میں یہی پیالہ پینے آیا ہوں اسے ٹالنے کی دُعا بے سود ہے تو جیسے کوئی مریض ڈاکٹر کو کہہ دیتا ہے آپ تشریف لے جایئے اور مجھے آرام کرنے دیجئے اسی طرح مسیح کو بھی بصد شکر و صبر (گو مدعی خدا وندی کے لئے یہ الفاظ بے معنی ہیں) یہ پیالہ موت طلب کر لینا چاہیئے تھا کیونکہ اس میں ساری دنیا کی بھلائی اور نجات مضمر تھی۔ (باقی آئندہ)

## ضروری تصحیح

گذشتہ شمارہ میں صفحہ ۱۳ پر محمد صالح نور صاحب کے مضمون "ربوائی عقیدہ میں یقیناً تبدیلی ہوئی ہے" کے کالم نمبر ۲ میں خلیفہ صاحب ربوہ کے انکوائری کورٹ سے قبل کے عقیدوں کی ذیل میں ایک حوالہ سہو کتابت سے غلط شائع ہو گیا ہے اصل حوالہ درج ذیل ہے احباب تصحیح فرمائیں:۔

"ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالےٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے"

(انوار خلافت صفحہ ۹)

## بقیہ سپاسنامہ

(سلسلہ صفحہ ۲)

جماعت کوئی الگ فرقہ کے طور پر قائم نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ ایک مجاہد جماعت ہے جس کے مقاصد میں سیاسیات یا ذاتی اغراض و اقتدار کو قطعاً کوئی دخل نہیں۔ اور جس کے مدِّ نظر محض اشاعت اسلام کا کام ہے۔ اس غرض سے اس جماعت نے اسلام پر اعلیٰ قسم کا لٹریچر پیدا کیا۔ جس میں قرآن کریم کے تراجم شامل ہیں جو کئی مختلف زبانوں میں کئے گئے ہیں۔ مغربی ممالک میں اسلامی مشن قائم کئے جن میں ووکنگ مشن اور برلن مشن ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ اس جگہ یہ بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ عقائد کے لحاظ سے یہ جماعت جب سے قائم ہوئی ہے جس کو قریباً پچاس برس ہو گئے ہیں علی الاعلان اقرار کرتی رہی ہے کہ ہم ان تمام بنیادی اصولوں اور ارکان دین پر ایمان رکھتے ہیں جو اہل سنت والجماعت کے مسلمہ عقائد ہیں۔ ایک ہی کلمہ ہے۔ ایک ہی رسولؐ ہے ایک کتاب اور ایک ہی کعبہ ہے ارکان صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ سب ایک ہیں۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں جس کی تشریح بانی سلسلہ مجدد وقت و امام زمانؑ کے الفاظ میں یہ ہے کہ:-

" وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں "

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص کلمہ گو ہے وہ دائرہ اسلام میں داخل ہے۔ اس عقیدہ کی بناء پر تمام فرقہ بندی ختم ہو جاتی ہے۔ البتہ اس جماعت کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اسلام کو بذریعہ تبلیغ تمام دنیا میں پھیلایا جائے۔ خدمتِ دین اس کا شعار ہے۔ جس کے لئے اس جماعت نے بانی سلسلہؑ کے ہاتھ پر یہ عہد کیا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔

ان اغراض و مقاصد سے کس مسلمان کو اختلاف ہوگا؟ اس لئے ہم سب مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے مقاصد کی تکمیل میں ہمارے معاون ہوں اور خدمت دین میں ہمارا ہاتھ بٹا کر سعادت دارین حاصل کریں۔ زمانہ حاضرہ میں لوگوں کو دین سے بہت کم دلچسپی ہے۔ ادب کی خدمت کرنے والے بہت ہیں۔ تعلیمی ادارے کثرت سے ہیں۔ آرٹ اور رقص کی مجالس میں بہت رونق ہے۔ تجارتی و اقتصادی اداروں کی کمی نہیں۔ سیاسی میدان عمل میں خوب سرگرمی ہے۔ اگر کمی ہے تو خدمت دین یا اشاعت اسلام کے کام میں کوئی توجہ نہیں دینا چاہتا۔ صرف یہی ایک قلیل جماعت اس میدان میں سرگرم عمل ہے۔ اور اس نے تہیہ کیا ہے کہ اسلام کا جھنڈا تمام دنیا میں بلند ہو۔

تبلیغ و اشاعت کے مذکورہ مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی برانچ کراچی ایک بین الاقوامی شہر ہے۔ جہاں پر ہر طبقہ ہر مذاق اور ہر قابلیت کے لوگ آباد ہیں۔ یہاں سے تبلیغ اسلام کی غرض سے غیر ممالک سے رابطہ قائم ہو سکتا ہے۔ الغرض اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے یہاں بہت کثرت سے مواقع حاصل ہو سکتے ہیں۔ لہذا یہ اشد ضروری ہے کہ اس مرکز کو نہایت اعلےٰ پیمانہ پر قائم کیا جائے۔ اس کی توسیع و تنظیم کے لئے بہت کچھ لوازمات باقی ہیں۔ لائبریری ابھی برائے نام ہے اس کے لئے سامان اور عمدہ کتب کی فراہمی کا کام باقی ہے۔ اس میں اخبارات و رسائل کا اجراء اور اسلامی لٹریچر کی۔ اشاعت تاحال محض تجاویز کی صورت میں ہے۔ ان سب ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مزید فنڈز کی ضرورت ظاہر ہے۔

ان حالات کے پیش نظر میں اصحاب جماعت و دیگر مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کارِ خیر میں دل کھول کر حصہ لیں۔ ہر مسلمان ہمارے مقاصد سے ہمدردی رکھتا ہے۔ اور اشاعت اسلام کے کام میں دلچسپی رکھتا ہے۔ جس کے دل میں دین اسلام کی محبت ہے۔ جو اپنے اندر ایک تڑپ رکھتا ہے کہ اسلام دنیا میں سر بلند ہو۔ جس کے دل میں اسلام کے لئے ایک ولولہ اور ایک جوش ہے۔ اس کے لئے اس جماعت کا لائحہ عمل زرّیں مواقع مہیا کرتا ہے۔ ایسے اصحاب سے یہ اپیل ہے۔ کہ اس مرکز کو ہر طریقہ سے فروغ دینے کی کوشش کریں اور حتی الوسع اپنے وقت۔ مالی، علمی اور عملی تعاون سے اس کو ترقی دیں۔ اور اسے بارونق بنائیں۔

بالآخر ہماری مرکزی انجمن سے ہماری اپیل ہے کہ اس شاخ کو جس قدر تقویت اور توسیع دی جائے گی۔ انجمن کے اغراض و مقاصد میں اسی قدر زیادہ کامیابی ہوگی۔ یہ مکان مع اس کے سامان کے مرکزی انجمن لاہور کے نام رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ اور اس کی پوری ملکیت میں آچکا ہے۔ اس لحاظ سے اس مرکز کو اعلےٰ پیمانہ پر قائم رکھنے اور احسن طریقہ پر چلانے کی پوری ذمہ داری مرکزی انجمن پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے ہماری درخواست ہے کہ مرکزی انجمن اس مرکز کو خاطر خواہ مالی امداد بہم پہنچائے۔ زیادہ نہیں تو کم از کم پچاس ہزار کی رقم اس مرکز کی تمام ضروریات کے لئے فوری طور پر مہیا ہونی چاہیئے۔

میں اس اپیل پر اپنی رپورٹ ختم کرتا ہوں۔ اور حضرت امیر اور آپ کے درمیان زیادہ حائل نہیں ہونا چاہتا کیونکہ ان کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں۔ لہذا میں ان کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ اب وہ اپنی افتتاحیہ تقریر اور خطبہ صدارت سے مستفیض فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مقام کو دین اسلام کے لئے بابرکت بنائے اور اسے ایسا فروغ حاصل ہو کہ نورِ اسلام کی ضیا پاریاں یہاں سے چاردانگ عالم میں پھیل جائیں ÷

## احمدیت اور اشتراکیت

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

کتابوں میں انسانوں کو ایک ایسے خوبصورت مستقبل کا بھی یقین دلایا جاتا ہے۔ جب نوعِ انسان اشتراکی طرز بود و باش کے سبب باہم وطنی ریاستوں کی شکل میں دست و گریباں نہ ہوگی کیونکہ تمام جنگوں اور جھگڑوں کی بنیاد، معاشی طبقہ داری نزاع اور اس کا فرزند سامراج دونوں ختم ہو جائیں گے۔ اب اشتراکی سماج کی یہ داخلی نزاع جو چین اور سوویٹ روس کی شکل میں پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا جواب ہمارے اشتراکی دوستوں کے پاس سوائے اس کے کوئی نہیں کہ یہ اشتراکی برادری کا داخلی معاملہ ہے۔ اس میں بیرونی لوگوں کا انگلی اٹھانا ہرگز بجا نہیں ؎

ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہئے

ہم کب انگلی اٹھاتے ہیں۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ وہ جو انسانی باہمی نزاع کا عمومی مخرج آپ نے معاشی طبقاتی نزاع قرار دیا ہے اسے تاریخی واقعات نے جھٹلا دیا ہے اور اس نزاع کی اصل کہیں اور ہے۔

ایلڈوس [ALDOUS HUXLEY] ہکسلے نے سائنس اور سماج کے اس عجیب و غریب اتحاد کا جو بھیانک اثر انسانی فرد پر ہو سکتا ہے اس کا ایک تمثیلی ہولناک خاکہ اپنے ایک ناولسٹ .... THE BRAVE NEW WORLD میں کمال چابکدستی سے کھینچا ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ بورپ ایک ناول نگار کی تخلیقی دنیا ہے۔ مگر کیا آپ انکار کر سکتے ہیں کہ ..........
ایسا ہونا ممکن ہے؟ اور اگر ممکن نہیں تو آپ کے پاس اس کے عدم امکان کے کیا دلائل ہیں۔

میرا مطلب اس تمام گفتگو سے یہ ہے کہ کہ شرک چاہے کسی بھی رنگ میں کیوں نہ ہو، انسان کو بہ حیثیت فرد اور سماج بہت متاثر کرتا ہے۔ اور ایک ایسا معاشرہ جس میں خدا تعالےٰ کی وحدانیت کا اقرار نہیں اور وہ اللہ تعالےٰ کے وجود کا قائل نہیں۔ معاشرہ کبھی بھی شرک سے پاک نہیں ہو سکتا۔ لیکن حق تعالےٰ کے وجود کا احساس منطقی اور وجوبی (IMPERATIVE) کے انداز میں اتنا موثر نہیں ہوتا جتنا کہ انبیاءؑ اور رسولوںؑ کی ذاتی شہادت اور ان کی پاکیزہ مطہر زندگی سے اور یہ احساس زندگی کی کشمکش میں فرد کے لئے بہت اہم ہے۔

(باقی ــــ باقی)

# رفتارِ عالم

—— پشاور۔ وزیر امور داخلہ و امور کشمیر نے بھارت کو خبردار کیا ہے کہ اگر اس نے کشمیر میں کوئی جارحانہ کارروائی کی تو اس سے عالمی جنگ چھڑ جائے گی۔ آپ نے متنبہ کیا کہ کشمیر کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے اگر ہم پر جنگ ٹھونس دی گئی تو ہم ہر قسم کی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ تحریک آزادی کے چیئرمین نے دھیرکوٹ میں کہا ہے کہ کشمیری حریت پسندوں کا بھارتی حملہ آوروں سے تصادم ناگزیر ہو گیا ہے اس لئے مجاہدین تیار رہیں اور تحریک کے اعلان جہاد کا انتظار کریں۔

—— سکھر۔ صوبائی وزیر مالیات نے بتایا کہ اگر جماعت اسلامی نے قانون کی حدود سے تجاوز کیا اور اس کی سرگرمیاں قومی مفاد کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئیں تو حکومت اس کے خلاف کوئی قدم اٹھانے پر مجبور ہو جائے گی۔ آپ نے کہا کہ میرے پاس اس امر کا سرکاری اور غیر سرکاری ثبوت موجود ہے کہ لاہور اور سابق پنجاب میں طلبہ کے حالیہ ہنگاموں میں جماعت اسلامی کا ہاتھ تھا۔ مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن اور پارلیمانی سیکرٹری میاں محمد شریف نے جماعت اسلامی کے سربراہ مودودی صاحب سے اپیل کی ہے کہ وہ اسلام کو حصول اقتدار کے لئے استعمال کرنے کی بجائے اپنی سرگرمیاں اسلام کی تبلیغ و اشاعت تک محدود رکھیں آپ نے کہا کہ:۔

"یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ملک
کے مختلف حالات پر فوری ردِ عمل کرنے
والے مودودی صاحب طلبہ کے ہنگاموں
پر خاموش رہے اور اس طرح ——
نیرو کی طرح روم کے جلنے پر خوشی کی
بنسری بجاتے رہے۔"

وزیر خوراک و زراعت ملک قادر بخش نے مودودی صاحب پر کڑی تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ مودودی صاحب ایسے وقت میں جبکہ ملک خطرات سے گھرا ہوا ہے قوم کو انتشار سے دوچار کر رہے ہیں۔

—— ٹوکیو۔ چین کی وزارت خارجہ کے اعلان کے مطابق چین کے وزیر خارجہ۔ چین اور افغانستان کے ہونے والے سرحدی معاہدہ پر دستخط کریں گے۔

—— کراچی۔ امریکی فوج کے کمانڈر انچیف صدر محمد ایوب خان سے ملاقات کرنے کے بعد دہلی روانہ ہو گئے ہیں۔ آپ پاکستان کے فوجی مسائل کا اندازہ کرنے کی غرض سے یہاں آئے تھے۔

—— چیف سیٹلمنٹ و ری ہیبلی ٹیشن کمشنر نے ڈپٹی کمشنروں کے پاس شراکت نامے داخل کرنے کی آخری تاریخ میں ۱۲؍ اکتوبر سے ۳۰؍ نومبر تک توسیع کر دی ہے۔

—— ماسکو۔ لینن گراڈ یونیورسٹی کے ایک معلم کے پاس عربی کے تقریباً ... ہزار مسودات موجود ہیں جن میں قرآن مجید کا ایک ... سا قلمی نسخہ بھی شامل ہے جو ایک ترک کاتب نے ۹۰۲ھ میں حضرت ابوالمقبول نے روضۃ القدس میں بیٹھ کر لکھا تھا۔ یہ نادر قلمی نسخہ ۲۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان پر سنہرے رنگ سے مینا کاری کی گئی ہے۔

—— ٹوکیو۔ جاپان میں ریل گاڑیوں اور کان کے دو المناک حادثوں میں مرنے والوں کی تعداد ڈیڑھ سو تک پہنچ گئی ہے۔

—— ... مقررہ آخری تاریخ ۱۰ نومبر تھی۔ ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ طلباء متعلقہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز سے فارم داخلہ حاصل کر سکتے ہیں۔

—— ڈھاکہ۔ مشرقی پاکستان کنونشن مسلم لیگ کی سہ روزہ کانفرنس ۱۳۴ کونسلروں اور پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ارکان کے انتخاب کے بعد ختم ہو گئی۔

—— کراچی۔ پاکستان کے تیسرے پانچ سالہ منصوبے پر پاکستانی حکام سے بات چیت کرنے کے لئے تعمیر و ترقی کے عالمی بنک کے نائب صدر مسٹر ... آج صبح سنگاپور سے یہاں پہنچے



—— الجزیرہ۔ الجزائر کے صدر مسٹر احمد بن بیلا سے گذشتہ روز عرب جمہوریہ کے چیف آف جنرل سٹاف لفٹننٹ جنرل علی عامر نے ملاقات کی اور نصف گھنٹہ تک باہمی دلچسپی کے باہمی امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ مصری فوجی مشن اور الجزائر میں عرب جمہوریہ کے سفیر مسٹر علی شاشا بھی اس موقعہ پر حاضر تھے۔

—— لائل پور ... امتحان کے سلسلہ میں فارم داخلہ ... ۔ توسیع کر دی

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح ... سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغام صلح لاہور

زر مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۲

فی پرچہ :- ۱۳ پیسے


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب


ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر :- ۳۷۳۷
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۲ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۴۷


## اغراض جلسہ سالانہ

### ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کی معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی

> **جلسہ سالانہ کی تاریخیں**
> جلسہ سالانہ امسال ۲۴-۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز منگل - بدھ - جمعرات - جمعہ منعقد ہوگا۔
> ۲۴ دسمبر جلسہ خواتین کے لئے مخصوص ہے۔ جلسہ کے متعلق جملہ خط و کتابت افسر جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کے پتہ پر کی جائے۔

جماعت تیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آ ملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا نہ نیچر کے تفریق پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ انکا جو بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے اور خداوند تعالیٰ اس امت وسطہ کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دیگا وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ (اشتہار دسمبر ۱۸۹۲ء)

## بحر حکمت کے موتی

من حُسنِ اسلام المرءِ ترکہٗ
مالا یعنیہ (مالک.
والترمذی بحوالہ انتخاب
صحاح ستہ)

ترجمہ :- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی (ایک) خوبی یہ ہے کہ جو لاحاصل بات ہو اسے چھوڑ دے۔

نوٹ :- اللہ تعالیٰ نے مومن کی تعریف میں یہ بھی فرماتا ہے :-

والذین ھم عن اللغو
معرضون (۲:۲۳)

اور اپنے آپ کو خدمت خلق کے لئے تیار رکھتا ہے اور نافع الناس اور قوم کے لئے باعث امن بن جاتا ہے۔

والذین ھم للزکوٰۃ
فاعلون والذین ھم
لفروجھم حٰفظون
(المومنون آیات ۳ و ۴ و ۵)

ترجمہ :-

اور وہ جو زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

# [illegible]

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## آزاد کشمیر

ترجمہ خط ینگ مسلم پریچرز آزاد کشمیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"اسلام کے متعلق میں کیا کر سکتا ہوں"

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے متعلق ہر مسلمان کو اس پر غور کرنا چاہیئے۔ آج جبکہ یورپ کے لوگ مذہب اسلام کے متعلق جاننا چاہتے ہیں اور اسلام کی تعلیم سے بھی واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اسلام کا پیغام ان تک پہنچائے۔

یہ خیالات سے کہ میرپور کالج آزاد کشمیر اور کچھ دوسرے سکولوں کے طلباء ایک جگہ اکٹھے ہوتے اور یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ اسلام کی تعلیم منگلا ڈیم میں رہنے والے غیر ممالک کے لوگوں تک اپنے باقیماندہ وقت میں ضرور پہنچانی ہے اس کے لئے ایک مشترکہ پروگرام مرتب کیا تاکہ اس تعلیم کو بہترین طریقہ سے پہنچایا جائے۔

اس کی چند اغراض یہ ہیں:-

اس کا نام ینگ مسلم پریچرز میرپور آزاد ہے۔

### اغراض ومقاصد:-

(۱)- اسلام کے متعلق غلط فہمی کو دور کرنا

(۲)- ہر قسم کی دنیاوی اور دینی باتیں اسلام کے متعلق بتانا۔

(۳)- مختلف مسلمان جماعتوں کے لٹریچر کو تقسیم کرنا۔

(۴)- اشتہارات کا چھاپنا۔

یہ ایک محدود سرکل ہوگا اور جو مسلم طلباء اس کام میں شامل ہونا چاہیں ان کے لئے مبارک ہے۔

## انڈونیشیا

ترجمہ خط- ایس- ڈبلیو- آرفین - انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم خوشی سے اطلاع کرتے ہیں کہ ہماری موومنٹ بڑی ترقی کر رہی ہے- اب ہم تمام ممبر ۲۴ ہیں- اللہ کا شکر ہے- ہم نے اسلام کی ترقی اور اشاعت کے لئے چند ممبروں کی ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے جو اپنی جماعت کا کام کریں گے- میں اپنے حصّہ کا کام ہر ہفتہ کیا کروں گا- ہمیں کافی تعداد میں پمفلٹس ارسال کریں اور اخبار لائٹ بھی جو کہ مدت سے ہم نے نہیں دیکھا۔

عیسائیوں نے اپنا پراپیگنڈا شروع کر دیا ہے- اور انہوں نے دس ہزار روپیہ بطور انعام رکھا ہے جو یہ بائبل میں سے ثابت کرے کہ اتوار اور جمعہ متبرک دن ہیں یا قرآن میں سے کہ جمعہ اللہ کا دن ہے- ہمارے ممبر اور متعلم ان کی بائبل سوسائٹی کو یا نئے اوسان کی تعلیم سے مستفید ہوتے ہیں- ہمارے متعلم وبائبل کی بائبل کی تعلیم سے بڑے ہوشیار اور مستعد ہو گئے ہیں- اور جو پمفلٹس آپ نے ارسال کئے ہیں ان کا بھی مطالعہ کیا ہے۔

چند دنوں کے بعد ان کے پادری دوسرا دور پراپیگنڈا کا شروع کریں گے یعنے تین ہفتے بائبل اور قرآن کا مقابلہ کریں گے۔

ہم نے اپنے لڑکوں کو ان کے واسطے تیار کرنا ہے تاکہ ان کا مقابلہ کر سکیں- ہمیں ضرورت ہے ہماری محترم حضرت مولانا آفتاب الدین احمد کی ضرورت ہے، ہم آپ لوگوں کے لئے ہر ساعت میں ترقی کے لئے دعا کیا کریں گے- والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور مینول آف حدیث اور مزید لٹریچر روانہ کیا گیا)

ترجمہ خط- ایس- ڈبلیو- آرفین - انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے خط مورخہ ۱/۴۲ ۶۴ کا جواب دیتے ہوئے میں بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں۔

ہماری جماعت کے سب لوگ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں- کہ آپ نے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

میں التماس کرتا ہوں کہ آپ ہم لوگوں کو نمازوں میں اور دعاؤں میں یاد فرمایا کریں گے۔

والسلام

(ان کو خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

## نائیجیریا

ترجمہ خط سلیمان اے- علیو- نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری مؤدبانہ گذارش ہے کہ مہربانی کر کے ایک عدد قرآن شریف انگریزی بغیر شرط کے مجھے ارسال کر دیں۔

میں قرآن کی قیمت جانتا ہوں مگر میری مالی حالت اتنی کمزور ہے کہ میں قیمت نہیں دے سکتا اس لئے [illegible] قرآن شریف پڑھا ہوا ہے- اور اس کے بعد حدیث پڑھی کچھ مجبوریوں ضروریات زندگی کی وجہ سے میں اپنی تعلیم کو جاری نہ رکھ سکا- یہی ایک وجہ ہے کہ میں نے اپنی خواہش بغیر شرط کے آپ کو قرآن شریف انگریزی بھیجنے کے لئے لکھا ہے۔

امید ہے آپ میری خواہش کو پورا کریں گے اور جلدی جواب دیں گے۔

والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر لٹریچر روانہ کیا گیا)

## نابھہ (انڈیا)

ترجمہ خط پنڈت ترلوک ناتھ - نابھہ (انڈیا)

مجھے خوش قسمتی سے میرے ایک دوست مسٹر جلال دین نے آپ کی جماعت کے متعلق بتایا کہ یہ ایک اسلامی ادارہ ہے- اور میں آپ کے خیالات کی قدر کرتا ہوں اور آپ سے مجھے وہ لٹریچر ارسال کریں جو آپ کی جماعت نے طبع کرایا ہے

میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر مندرجہ ذیل لٹریچر ارسال کریں اور یہ کتابیں ہمیں سکول لائبریری کے لئے درکار ہیں:

(۱) ریلیجن آف اسلام ۲- اسلام اینڈ مسلم پریئر (۳) پرائمر آف اسلام (۴) ہولی قرآن- (۵) ہولی پریر-

امید ہے کہ میری گذارش کو جلد ہی عملی جامہ پہنائیں گے- والسلام

(مطلوبہ لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط ایم- رحمان- منی پور (انڈیا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

چند ہفتے گذرے میں نے ایک خط آپکی خدمت میں ارسال کیا تھا- جس میں تحریر کیا تھا کہ میں اسلام کے متعلق کچھ سیکھنا چاہتا ہوں- اور یہ میں آپ کی وساطت سے ہی سیکھ سکتا ہوں- اس لئے آپ میری مدد کریں- میں نے آپ کے چند رسالے ایک مولوی صاحب سے پڑھے تھے اور انہوں نے مجھے آپ کے متعلق بتایا کہ ان کو خط لکھو اور لٹریچر وغیرہ منگالو۔

میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں دین اسلام کی خدمت کروں- اس لئے مؤدبانہ عرض ہے کہ آپ مجھے چند کتب مفت ارسال کریں- اور میں آپ کی رہنمائی کو ہر طرح ترجیح دوں گا۔

والسلام

(ان کو خط لکھا گیا)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— ۲۰ نومبر ۱۹۶۳ء

# ہمارا سالانہ قومی اجتماع

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے سالانہ جلسہ میں جو جماعت احمدیہ کے سالانہ قومی اجتماع کی حیثیت رکھتا ہے اور جو ہر سال قوم میں ایک نئی روح پھونکنے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے، صرف ایک ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے، امید ہے کہ احباب کرام اس عرصہ میں پورے عزم کے ساتھ شرکت جلسہ کا انتظام کر لیں گے۔

جلسہ کی اہمیت اور افادیت کے متعلق ہمیں اپنے پاس سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ :-

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۃ اللہ پر بنیاد ہے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی"

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ارشاد احباب کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ اس سے واضح ہے کہ آپ کے نزدیک یہ قومی اجتماع بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام حضرتؑ کے اسی ارشاد کے پیش نظر محل آپؑ کی جائے وصال (دیدنۃ المسیح لاہور) میں جلسہ منعقد کرتی ہے اور احباب جماعت تمام اطراف ملک سے جوق در جوق اس میں شامل ہو کر ان فوائد و برکات کو حاصل کرتے ہیں، جو اس قومی اجتماع میں مضمر ہیں۔

امسال کا جلسہ اس لحاظ سے بھی خاص اہمیت رکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی ایک عظیم الشان یادگار اسی سال لاہور میں قائم کی گئی ہے، جو قوم میں ایک نئی زندگی اور استحکام پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔ اس جلسہ میں آنے والے احباب یہ دیکھ کر حیران ہوں گے، کہ احمدیہ بلڈنگس کا وہ مکان جہاں حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ہوا تھا اب ایک عظیم الشان عمارت کی صورت اختیار کر چکا ہے جس کی پہلی دو منزلوں میں معزز مہمانوں کے لئے دس کمرے تیار کئے گئے ہیں، (۱) اور ہر ایک کمرہ کے پچھلے حصہ میں ایک ایک غسل خانہ اور فلش سسٹم کے مطابق پاخانے بنائے گئے ہیں ان کمروں کے عقب میں پانچ دوکانیں ہیں اور ہر دوکان کے نیچے ایک ایک گودام ہے۔ اور ان سب کے اوپر ایک وسیع و عریض احمدیہ ہال ہے جس میں عورتوں کی نشست کے لئے دو طرفہ گیلری بھی بنائی گئی ہے۔

ان عمارات کے ساتھ مسجد احمدیہ کو بھی اسی پیمانہ پر شاندار بنانے کا اہتمام کیا گیا ہے اس مسجد کے بلند و بالا مینارے اور شاندار چہرہ اور اس کے سامنے مستورات کی گیلری کو دیکھ کر احباب کی مسرت دوبالا ہو جائیگی۔

یہ تمام چیزیں (جو اس شخص کے عزم و ہمت اور محنتِ شاقہ کا نتیجہ ہیں جس نے ہمیشہ ہر قومی و دینی کام کو اپنی ذات پر مقدم کرتے ہوئے قوم کی زندگی اور استحکام کے وہ سامان پیدا کئے جو احمدیت کی تاریخ میں ایک لازوال یادگار کی حیثیت رکھتے ہیں) دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں، حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار وہ علمی و روحانی کمالات ہیں۔ جو دنیا کی توجہ اسلام کی طرف کھینچنے کا موجب ہوئے، اور ہمارے موجودہ امیر حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے برلن مسجد کی تعمیر (جس کو حکومت جرمنی اپنے ملک کا زیور خیال کرتے ہوئے دنیا میں اس کا پروپیگنڈا کرتے ہوئے نہیں تھکتی) اور لاہور کا احمدیہ ہال اور اس کی ملحقہ عمارات اسلام کی اشاعت اور جماعت کے استحکام اور ترقی کا موجب ہوں گی، اور بھی کئی چیزیں ہیں، جن کا یہاں تذکرہ کرنا ضروری نہیں۔ ہم احباب کو صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ امسال کے جلسہ میں جو مناظر ان کے دیکھنے میں آئیں گے، وہ ان کے ایمان کو بڑھانے اور ایک خاص روحانی زندگی پیدا کرنے کا موجب ہوں گے، امید ہے کہ تمام احباب مرد و زن اس جلسہ میں ضرور شمولیت اختیار کر کے ان فوائد و برکات سے حصہ لیں گے جو مامور الٰہی کے فرمان کے مطابق اس میں مضمر ہیں۔

## ممبرانِ مجلس معتمدین سے گذارش

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس معتمدین کا اجلاس ۲۴ نومبر ۱۹۶۳ء کو بروز اتوار بوقت ۹ بجے صبح احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔ ممبر صاحبان کی خدمت میں ایجنڈا بھیجا جا چکا ہے اگر کسی صاحب کے پاس ایجنڈا نہ پہنچا ہو تو مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں تاکہ انہیں دوبارہ بھیجدیا جائے سب ممبر صاحبان سے التماس ہے کہ مہربانی فرما کر تاریخ ۲۴ مذکورہ کو مقررہ وقت پر ضرور شامل اجلاس ہوں۔

احمد یار ۔ سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

## مقررین حضرات کے لئے قابل توجہ

جلسہ سالانہ کے لئے ۲۴ ۔ ۲۵ ۔ ۲۶ ۔ ۲۷ دسمبر کی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں ۲۴ کو مستورات کا جلسہ اور دستکاری کی نمائش ہوگی ۔ ۲۵ ۔ ۲۶ ۔ ۲۷ دسمبر کو مردوں کا جلسہ ہوگا۔

جو احباب کرام تقریر کرنا پسند فرماویں وہ اپنے موضوع اور کم از کم وقت جو درکار ہو اس سے متعلق قبل از ۳۰ نومبر مطلع فرمادیں۔ موضوع کے انتخاب کے وقت حالاتِ حاضرہ اور پیش آمدہ مسائل خصوصاً جماعتی ترقی و توسیع کے عنوان کو ضرور پیش نظر رکھیں۔

غفور احمد عفی عنہ

برائے افسر جلسہ سالانہ

## جلسہ سالانہ کیلئے رضاکاروں کی ضرورت

جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء کے لئے بیرونی جماعتوں سے چند ایسے احباب اور نوجوانوں کی خدمات درکار ہیں جو رضاکارانہ طور پر مہمانوں کو طعام و رہائش کی سہولتیں بہم پہنچانے میں میرے ممد و معاون ہو سکیں۔

ایسے رضاکاروں کو جلسہ سالانہ سے قبل مرکز میں پہنچنا ہوگا تاکہ طریق کار اور متعلقہ معلومات سے آگاہی حاصل کر سکیں۔ مجھے امید ہے کہ ہر جماعت کے سیکرٹری صاحبان جمعہ کے اجتماع میں اس امر کی طرف احباب کو توجہ دلائیں گے اور جو دوست اپنا نام بطور رضاکار جلسہ سالانہ پیش کریں مجھے لکھ بھیجیں گے۔ اس تعلق میں مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی ہے کہ گذشتہ جلسہ پر خواجہ نصیر اللہ صاحب از راولپنڈی نے بہت قابل قدر خدمات انجام دی تھیں جن کے لئے ہم انکے مشکور ہیں۔

ڈاکٹر اللہ بخش ۔ افسر جلسہ سالانہ

## اعلان برائے دستکاری

سلسلہ احمدیہ کی معزز خواتین جلسہ سالانہ پر جو دستکاری بنا کر پیش کرتی ہیں اس سے نہ صرف انجمن کی مالی امداد ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑھکر یہ کہ دین کی اشاعت کیلئے خواتین کی اپنی ہاتھ کی کی ہوئی محنت کام آتی ہے اور اس سے انکی دین سے محبت ظاہر ہوتی ہے۔ نیز جلسہ میں بھی خاص دلچسپی کا باعث بنتی ہے۔

میں اپنی معزز بہنوں کی خدمت میں التماس کرتی ہوں کہ ایک ڈیڑھ ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے ابھی سے اپنا اپنا تحفہ تیار کرنے کی فکر کریں کہ چھوٹی کم قیمت اشیاء تیار کرنا زیادہ مفید رہتا ہے۔ بعض بہنیں باہم مل کر بہت قیمتی اشیاء بنا کر لاتی ہیں اس کی بجائے فرداً فرداً تھوڑی قیمت کی چیزیں جلد فروخت ہو جاتی ہیں۔

بیگم کرنل سید بشیر حسین ۔ لاہور

غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل مبلغ ہالینڈ

# ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

## زیر اہتمام شیخ میاں محمد ٹرسٹ - انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز

ستمبر کے مہینہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے مشن کی کارروائی گرمیوں کے گذر جانے کے بعد نئے پروگرام کے ساتھ شروع کی گئی۔ ہم نے اسلام کے متعلق پانچ تقاریر پر مشتمل ایک نصاب کے جاری کرنے کا اعلان کر دیا۔ اسی طرح عربی کلاس کے کورس کا بھی اعلان کر دیا گیا۔ اللہ کے فضل سے پبلک کی طرف سے کافی دلچسپی کا اظہار ہوا اور بہت سے احباب نے اسلام اور عربی کے کورس کے لئے اپنے اپنے نام لکھوا دیئے۔ چنانچہ اب دو عربی کلاسیں اور ایک اسلام کی کلاس جاری ہے۔

ستمبر میں سب سے پہلا لیکچر حضرت نبی کریمؐ کی سیرت کے متعلق رکھا گیا تھا کیونکہ حضورؐ کی زندگی کے سنہری واقعات لوگوں کی توجہ کو کھینچنے کا سب سے زیادہ موجب ہیں۔

خاکسار کے علاوہ مسٹر ہوبک جو بہت بڑے عالم دینیات اور ماہر فلسفہ ہیں انہوں نے بھی تقریر فرمائی خاکسار نے آنحضرتؐ کی زندگی کے ابتدائی زمانہ کے حالات مختصر طور پر عرض کئے۔ جن میں آنحضرتؐ کی پاک اور بے عیب زندگی کے پہلوؤں کو نمایاں طور پر پیش کیا۔ اور اس سلسلہ میں حضورؐ کے مخالفین کے اقرار کو بھی پیش کیا کہ وہ باوجود آپؐ کے جانی دشمن ہونے کے آپ کی سچائی اور امانت کا انکار نہیں کر سکتے تھے پھر حضورؐ کا توکل علی اللہ اور خدا تعالےٰ کے سوا کسی سے خوف نہ کھانے کے واقعات پیش کئے۔

اس کے بعد مسٹر ہوبک نے آنحضرت صلعم کی دی ہوئی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ آپؐ نے جو تعلیم دی تھی وہ ایسی محققانہ تعلیم ہے کہ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس اثنا میں آپ نے آنحضرت صلعم کا حضرت مسیحؑ کے ساتھ بھی مقابلہ کیا اور فرمایا کہ اسلام حضرت مسیحؑ کی صداقت کو مانتا ہے۔ مگر جب ہم بائبل کے مسیح کا حضرت نبی کریمؐ سے مقابلہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح تعلیم دیتے وقت انسانی نفس کی حقیقت کو مدنظر نہیں رکھتے تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو خاص طور پر مدنظر رکھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تعلیم قابل عمل ہے اور بائبل .... کی تعلیم پر عمل کرنا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

تقاریر کے بعد حاضرین کو سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ بہت سے احباب نے اس موقعہ پر سوالات کئے۔ جن کے حسب موقعہ وضاحت کے ساتھ جوابات دیئے گئے۔

اس مہینہ ایک انجمن کی طرف سے شمالی ہالینڈ کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں تقریر کی دعوت ملی۔ یہ جگہ ہیگ سے قریباً اڑھائی گھنٹہ سفر کے فاصلہ پر واقع ہے اس انجمن میں ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ جو مختلف فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ہر ماہ اکٹھے ہو کر مختلف مسائل پر تبادلۂ خیالات کرتے رہتے ہیں۔

خاکسار نے اس جگہ مختصر طور پر اسلام کی تعلیم کا تعارف کرایا اور اس میں بتلایا کہ اسلام سب مذاہب میں اصولی طور پر صداقت کو مانتا ہے اور ہر انسان کو آزادی رائے سے مذہب کو قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے یہ صحیح نہیں کہ اسلام جبر سے لوگوں کو مسلمان بنانے کی تعلیم دیتا ہے۔ جیسا کہ عام طور پر اہل مغرب کا خیال ہے اسلام واضح طور پر کہتا ہے لا اکراہ فی الدین دین کے معاملہ میں جبر کی اجازت نہیں۔ پھر بتلایا کہ اسلام دین کے معاملہ میں عقل و فکر سے کام لینے کی دعوت و ترغیب دیتا ہے۔ اندھا دھند کسی عقیدہ پر ایمان رکھنا نجات کا موجب نہیں ہو سکتا۔

لیکچر کے بعد سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ حاضرین میں ایک پادری دوست بھی تھے۔ وہ کہنے لگے کہ اگر اسلام ایسا ہی ہے جو آپ نے بتلایا ہے تو پھر اسے ماننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن جیسا کہ آپ کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہے اسلام اور عیسائیت کے درمیان اصولی فرق بھی ہے۔ اسلام خدا کی توحید کی تعلیم دیتا ہے۔ مگر عیسائیت تثلیث کی۔ اسلام ورثہ کے گناہ کو رد کرتا ہے اور عیسائیت اس کی تبلیغ کرتی ہے۔

میں نے بتلایا کہ یہ فرق واضح ہے لیکن جب ہم حضرت مسیحؑ کی تعلیم پر غور کریں تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فرق محض اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ حضرت مسیحؑ کو ماننے کا دم بھرنے والے آپ کی کلام کو ٹھیک طرح سمجھ نہیں سکے۔ ورنہ انجیل سے بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح نے اس قسم کی تعلیم دی ہو جیسا کہ عیسائی مانتے ہیں۔ حاضرین پر اسلامی تعلیم کا اچھا اثر معلوم ہوتا تھا۔ صاحب صدر فرمانے لگے کہ اب ہم ان باتوں پر کافی عرصہ تک تبادلۂ خیالات کرتے رہیں گے — وہاں سے فارغ ہو کر ایک بجے شب کے گھر واپس پہنچا۔

ایک عیسائی انجمن کی طرف سے اسلام کی عملی تعلیم اور اس کی تاثیر کے متعلق لیکچر کرنے کی دعوت بھی ستمبر کے مہینہ میں ملی۔ چنانچہ خاکسار نے اس موضوع پر آدھ گھنٹہ کے قریب تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حضرت مسیح کے اقوال جو اناجیل میں درج ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک آسمانی بادشاہت کا اعلان فرماتا چاہتے تھے "توبہ کرو کیونکہ خدا کی بادشاہت قریب آچکی ہے"۔ اس بادشاہت سے ان کی اپنی آمد مراد معلوم نہیں ہوتی کیونکہ اگر اس سے انکی اپنی آمد مراد ہوتی تو پھر وہ یہ نہ فرماتے کہ آسمانی بادشاہت قریب آچکی ہے بلکہ فرماتے کہ آسمانی بادشاہت آچکی ہے۔

اس بادشاہت سے مراد دراصل حضرت نبی کریمؐ کی بعثت اور اسلام کا نزول تھا یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں خدا کی بادشاہت کے کسی آیندہ زمانہ میں نازل ہونے کا ذکر نہیں بلکہ مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہی آسمانوں اور زمینوں پر ہے۔ ہر ایک چیز اسی کی تسبیح و تحمید بیان کرتی ہے اور اسی کے آگے سر جھکاتی ہے۔ لہذا اس آسمانی بادشاہت سے مراد اسلامی اصولوں کا قیام ہی ہے۔ اسلام نے آتے ہی دنیاوی بنائے ہوئے اصولوں کی جگہ نئے اصول حیات پیش کر دیئے اور انہی پر اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اسلام چند ایک روحانی قوانین کے مجموعہ کا ہی نام نہیں بلکہ وہ زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی اصولوں کا نام ہے۔ اسلام سوسائٹی کی نئے طور پر تشکیل کرتا ہے اور پرانے معاشرتی اصولوں کی کمزوری ظاہر کرنے کے بعد نئے اصول پیش کرتا ہے، وہ جہاں سیاسی قوانین دیتا ہے وہاں اقتصادی اور اخلاقی اصولوں کو بھی واضح طور پر پیش کرتا ہے۔

میری مختصر سی تقریر کے بعد قریباً دو گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات جاری رہا

ایمسٹرڈم سے ایک انجنیئرنگ کالج سے بھی اسلام کے متعلق لیکچر کرنے کی دعوت ملی۔ چنانچہ اس جگہ بھی لیکچر دیا گیا۔ طلباء نے تقریر کے بعد قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات کیا۔

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس تقریر کا بہت اچھا اثر رہا۔ اس کالج کے ڈائرکٹر صاحب نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا اور آیندہ سال پھر تقریر کے لئے آنے کی دعوت دی۔

---

# خدا تعالیٰ کی دو عظیم الشان نعمتوں ـ نبوت اور حکومت ـ کا ذکر قرآن کریم میں

## حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ پہلی اور آخری جمہوری حکومت

### قرآن کریم اور اسوۂ رسول کریمؐ پر عمل ہی ملک و ملت کی فلاح و بہبود کا موجب ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۵ نومبر ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الیٰ اھلھا ـ واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ـ ان اللہ نعمّا یعظکم بہ ـ ان اللہ کان سمیعًا بصیرا ــــ ذالک خیرا و احسن تاویلاً ــــ (سورۃ النساء)

## خدا تعالیٰ کی دو بڑی نعمتیں ـ نبوت اور حکومت

قرآن کریم میں دو بڑی نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے ـ سب سے بڑی نعمت نبوت ہے ـ جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اپنی منشاء اور مرضی اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہے اور جس کے ذریعہ وہ اپنے احکامات و ارشادات جاری کرتا ہے جن پر چل کر انسان اس دنیا میں کامیاب و کامران ہوتا ہے اور آخرت میں بھی سرخروئی حاصل ہوتی ہے نبوت کے ذریعہ ہی اخلاق فاضلہ سکھائے جاتے ہیں، علم و حکمت کا درس دیا جاتا ہے نبوت کا لانے والی شخصیت انسانوں کے لئے نمونہ ہوتی ہے اور وہ ان احکام الٰہی پر سب سے پہلے عمل درآمد کرتا ہے جن کی وہ تلقین کرتا ہے اس لئے نبوت خدا تعالیٰ کی طرف سے نہایت ہی عظیم الشان نعمت ہے ـ جو لوگوں کو عنایت کی جاتی ہے ـ چنانچہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو کہ اذ جعل فیکم الانبیاء کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی خوشنودی اور رضا کی راہ سکھانے کے لئے ہر قوم میں پیغمبر اور رسول مبعوث فرمائے ہیں ـ دوسری نعمت یہ ہے کہ جعلکم ملوکا تمہیں بادشاہت حکومت اور ملک گیری عطا کی ہے جس کے بغیر قومیں معزز و محترم نہیں ہو سکتیں ـ پہلی نعمت ــ نبوت ــ خدا تعالیٰ کی خود اپنی جناب سے عطا ہوتی ہے اور دوسری نعمت سلطنت اور آزادی ہے ـ محکوم قوموں کی پستی کا کون اندازہ کرے ـ ان کے خیالات پست ہو جاتے ہیں ـ عزائم کمزور پڑ جاتے ہیں ـ حکومت کے ملنے سے دل و دماغ میں بلند خیالی اور ہمت پیدا ہو جاتی ہے اور سب مل کر اس راستہ پر چلنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں جن پر چل کر ملک کا استحکام ہو سکتا ہے جس طرح سے نبوت بنی نوع انسان کے لئے عظیم الشان نعمت ہے اسی طرح حکومت بھی عظیم الشان نعمت ہے ـ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جعل فیکم الانبیاء ـ ہم تمہیں نبوت عطا کرتے ہیں و جعلکم ملوکا اور بادشاہت تم سب کی ہے یعنے حکومت قوم کی ہوتی ہے ـ

## جمہوری سلطنت کی بنیاد

اسی لئے یہ بھی ارشاد ہوا کہ شاورھم فی الامر جب حکومت کی مالک قوم ہے تو امور سلطنت کے سرانجام دینے کے لئے قوم سے مشورہ لینا چاہیئے ـ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت و عظمت سامنے آجاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف ایران کا بادشاہ ہے اس کی عظمت و شان کتنی بڑی ہے ـ اس کے محلات ہیں ـ حشم و خدم ہیں ـ دولت بے انداز ہے ـ وزراء بادشاہوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے ـ یہی عظمت و شان والیٔ شام کی تھی اور ان سب سے بڑھ کر فرعون مصر کا حال تھا ـ ان تمام بادشاہوں کی تمام نے جو فضا پیدا کر رکھی تھی اس فضا اور اس ماحول میں حضورؐ نے جمہوری سلطنت کی بنیاد ڈالی اور اسکو جمہوری رنگ میں چلا کر دکھایا ـ جہاں اس میں حضورؐ کی عظمت منعکس ہے وہاں حضورؐ کی بے نفسی بھی ابھری ہوئی نظر آتی ہے کہ حضورؐ کے اشارے پر لوگ جان و مال قربان کرتے ہیں ـ اس شان کے ہوتے ہوئے امور سلطنت کو سرانجام دینے کے لئے پارلیمنٹری حکومت قائم کر دکھائی ــ سبحان یا مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـ فرمایا سلطنت قوم کی ہے تو حکومت بھی قوم کی ہوگی یہ فرمانا بہت بڑے دل گردے کا کام ہے

ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ اہم امور میں قوم کی رائے طلب کی جاتی ـ لیکن تفصیلات میں مشورہ کی ضرورت نہ ہوتی حضور اکرمؐ کے خلفاء بھی قوم سے مشورہ طلب کرتے ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ہے ـ لیکن تفصیلات میں قوم سے مشورہ لینا ضروری نہیں سمجھا گیا اسلئے کہ اس سے ذاتی [illegible] مرجاتی ہے

## حضورؐ کی پارلیمنٹ اور دوسری پارلیمنٹوں میں فرق ـ

ـ ـ ـ ـ آج کے زمانہ کی حکومتوں کی پارلیمنٹ اور حضور سرور کائناتؐ کی قائم کردہ پارلیمنٹ میں بڑا فرق ہے ـ موجودہ دنیا کی سلطنتوں کا اصول یہ ہے کہ قوم کی ایک پارٹی حکومت کرے اور دوسری اپوزیشن میں ہو، اور برسر اقتدار پارٹی کی ہر امر میں مخالفت کرے ـ اس کے خلاف حضور اکرمؐ کو جہاں شاورھم فی الامر کا حکم دیا گیا وہاں یہ بھی تلقین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی کہ تعاونوا علی البر والتقوٰی ـ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں معاونت کی جائے ـ اچھی بات کوئی کہے ـ خلیفہ کہے یا خادم ـ حاکم کہے یا محکوم سب اس پر عمل کریں ـ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ـ اور اگر کوئی ناجائز بات حاکم یا بڑا آدمی کہے تو اس پر عمل نہ کرو اور اس سے تعاون نہ کرو اس کو چھوڑ دو ـ ساری قوم حزب موافق بھی ہے اور ساری قوم حزب مخالف بھی ـ یورپ کی پارلیمنٹ کا ایک ہی وطیرہ ہے وہ یہ ہے کہ آج کوئی وزیر یا وزیر اعلیٰ مقرر ہوتا ہے تو مخالف پارٹی اسی دن سے یہ ارادہ کر لیتی ہے کہ چار دن کے اندر اندر اس کے قدم اکھاڑ دیئے جائیں، اسکو کامیاب نہیں ہونے دینا ـ اسکو ہر ممکن شکست دیتی ہے یہی طریق آج پاکستان میں رائج ہے ـ آج کوئی وزیر یا وزیر اعلیٰ مقرر ہوتا ہے تو مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہو جاتا ہے ـ اس طریقہ سے قوم کے اندر بد اخلاقی پیدا ہوتی ہے ـ قوم کے اندر تخریب و انتشار کا رجحان پرورش پاتا ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہ تھا کہ

اگر کوئی اچھی بات برادروہ ملک وملت کے لئے مفید اور معقول ہے تو ساری قوم موافق ہے اور اگر معاملہ نقصان دہ ہے تو ساری کی ساری قوم اپوزیشن ہے ابھی تک حضور صلعم کی پارلیمنٹ کے طریقہ پر دنیا کی اور کوئی پارلیمنٹ قائم نہیں ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انگلستان نے بادشاہوں سے لڑلڑ کر حقوق حاصل کئے ہیں۔ بڑی مشکل سے آہستہ آہستہ آزادی کا منہ اسے دیکھنا نصیب ہوا ہے۔ لیکن اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل پارلیمنٹری حکومت قائم کرکے دکھا دی۔

## حکومت کے قواعد

اور اس کے لئے قواعد مقرر کر دیئے۔ ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الیٰ اھلھا تلقین الٰہی یہ ہے کہ جب تم کوئی حاکم یا گورنر مقرر کرو تو اس کی اہلیت دیکھ لو۔ ورنہ اذا وسد الامر الیٰ غیر اھلھا فانتظر الساعۃ یعنی نااہلوں کے سپرد حکومت کی جاوے تو تباہی کا آنا لازمی امر ہوگا۔ یہ ایک عام قانون ہے کہ امارت اسی کے سپرد کی جائے جو اس کا اہل ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس میں ملوکیت نہ ہو اور اس معاملہ میں وراثت کا قانون جاری نہ کیا جاوے۔

یہ تو حکم قوم کو ہے دوسرا حکم حاکموں کو ہے۔ واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل۔ تم کو والی اور حاکم مقرر کیا گیا ہے تم رعایا اور لوگوں کے درمیان انصاف سے حکومت کرو۔ لوگوں کے ذاتی حقوق کا خیال رکھو۔ انصاف برائے انصاف کرو۔ جہاں یہ بات نہیں۔ جہاں جانبداری ہے۔ وہاں قوم میں ابتری پیدا ہوتی ہے اور اطمینان ختم ہو جاتا ہے۔

## اسلامی عدل و انصاف

اسلام نے حقیقی انصاف وعدل اپنوں اور غیروں میں قائم کر دکھایا۔ عمرو بن عاص رضؓ نے مصر فتح کیا۔ انکو مصر میں گورنر مقرر کر دیا گیا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اس ملک مصر میں کوئی غلام آج کے دن کے بعد غلام نہیں کوئی قبطی ہو یا کنعانی۔ مسلمان ہو یا یہودی۔ سب کے حقوق یکساں اور مساوی ہیں۔ ان کے صاحبزادے نے ایک دفعہ ایک مصری عیسائی کو سر بازار زدوکوب کیا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمیافتہ حضرت فاروق اعظم رضؓ کے پاس جب رپورٹ ہوئی تو باپ بیٹے کو مدینے میں طلب کیا۔ وہ دونوں جب پہنچے تو حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کب سے تم نے ان لوگوں کو غلام بنانا شروع کر دیا ہے، جن کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا اور حاکم مصر کے بیٹے کو اس کے کئے کی سزا دی۔ انہوں نے حضور سرور کائنات کا فرمان یاد دلایا کہ ستفتحون مصر۔ مصر فتح کرو گے۔ ان کی رعیت سے حسن و احسان؛ اور مروت وہمدردی کا برتاؤ کرنا۔ وہاں کے رہنے والوں سے تمہارے [illegible] دو رشتے ہیں۔ ایک تو حضرت ہاجرہؓ کی وجہ سے ہمارا تعلق ہے دوسرے وہ ہماری رعیت ہیں۔ ان کی جان و عزت اور مال و دولت کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔ تمام مصر حیران رہ گیا کہ یہ حکومت اور یہ اسلام ہے کہ گورنر کا بیٹا پٹ گیا۔ اس کو کہتے ہیں عدل۔ اس سے حکومت مستحکم ہو جاتی ہے۔

## گورنر کو تلقین نبویؐ

اسی قسم کے احکام حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے گورنر کو تلقین فرمائے ایاك والمعصیۃ۔ کان کھول کر سن لو گناہ اور معصیت کی زندگی اختیار نہ کرنا۔ اقتدار کے بعد یہ چیزیں ممکنات میں سے ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ان سے بچنا ضروری ہے۔

## اقتدار میں امتحان

قرآن کریم کا ارشاد ہے لا یجرمنکم شنان قوم ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی۔ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس سے دشمنی پر نہ اکسائے۔ کوئی قوم اگر تم سے دشمنی کرے تو تم عدل و انصاف کا ساتھ نہ چھوڑو۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم طاقت اور اقتدار دینے کے بعد تمہیں آزماتے ہیں کہ تم کس کردار کے مالک ہو اور تم میں اخلاق کی کس قدر بلندیاں یا پستیاں ہیں۔ ومن الناس من یعجبك قولہ فی الحیٰوۃ الدنیا ویشھد اللہ علیٰ ما فی قلبہ وھو الد الخصام۔ عجیب قسم کے دعوٰی کرنے والے پیدا ہوتے ہیں کہ دنیوی زندگی کے متعلق ان کی باتیں سن کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تمام قوموں میں جمہوریت ہوگی۔ تمام قوموں میں مساوات ہوگی۔ قوموں کو حق خود ارادیت حاصل ہوگا۔ یہ بڑی خوبصورت باتیں ہیں جو لوگوں کے مونہوں سے نکلتی ہیں۔ اذا تولّٰی سعیٰ فی الارض لیفسد فیھا ویھلك الحرث والنسل۔ جب ایسے لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار آجاتا ہے تو ان کے دعاوی کی قلعی کھل جاتی ہے وہ اخلاق کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ دیانت کیا چیز ہے اور عدل کیا چیز ہے، حقوق کس کو کہتے ہیں واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم۔ اور اگر ایسے متکبر انسان کو کہا جائے کہ اس کا گھمنڈ اور غرور اچھا نہیں وہ خوف خدا سے کام لے تو وہ اور زیادہ ظلم کرتا ہے۔ کیا یہ نقشہ ہمارے سامنے اس وقت نہیں؛ میں تفصیلات میں جانا پسند نہیں کرتا۔ کسی کی بے عزتی میرا منشاء نہیں۔ ہم پر غیر قوموں کی حکومت رہی ہے اور ہم نے اس کے ظلم بھی اٹھائے ہیں۔ انگریزوں نے جو کچھ اپنی حکومت کے دوران میں کیا ہم سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہیں۔ ایسا ہی امریکہ کا ان حبشیوں کے ساتھ جو ان کا مذہب بھی قبول کر چکے ہیں جو کچھ سلوک ہوتا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ کیا ان پر اب بھی ظلم نہیں کئے جا رہے۔ کیا سات کروڑ اچھوتوں پر ہندو ظلم نہیں کر رہا جو ہندوستان میں رہائش پذیر ہیں اور اچھوت تو ایک طرف مسلمانوں پر بھی ظلم و تعدی سے گریز نہیں کیا جاتا۔ آج عہد و پیمان نقض و فساد برپا کرنے کے لئے باندھے جاتے ہیں اور اس خیال کے پیش نظر ایک ملک دوسرے ملک سے راہ و رسم کو مضبوط کرتا ہے کہ اس کے پاس دولت ہے لشکر ہے۔ طاقت ہے۔ اور جس کے پاس نہ دولت ہے نہ لشکر اور نہ طاقت بلکہ کمزوری اور بے بسی کی حالت میں ہے اس پر ظلم روا رکھا جاتا ہے آج کی دنیا میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ یہ حکومتوں کے نقشے

## عدل و انصاف کی اسلامی مثالیں

حضور اکرم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں حکومت آئی تو آپؐ کا امتحان ہوا۔ آپؐ کے دل میں انصاریوں کی بہت قدر و منزلت تھی۔ ان کو اپنا محسن سمجھتے اور ان کی عزت و احترام کو آپؐ ملحوظ رکھتے تھے تاہم انصاف اور عدل کو آپؐ نے کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ ایک دفعہ طعمہ انصاری نے کسی کی زرہ بکتر چوری کرکے کسی یہودی کے ہاں رہن رکھدی یا ویسے ہی غرض کی وجہ سے اس کے مکان میں چھپادی۔ یہودی کے گھر سے جب زرہ بکتر برآمد ہوئی تو اس نے کہا کہ یہ طعمہ نے چوری کرکے رکھی ہے۔ مقدمہ چلا۔ انصار کو فکر دامنگیر ہوا کہ اس میں ہماری قوم کی بڑی تحقیر و تذلیل ہے۔ اگر طعمہ پکڑا گیا تو ہماری بڑی رسوائی ہوگی۔ قوم حضورؐ کے پاس سفارش لیکر آتی ہے کہ حضورؐ یہودی بے ایمان کافر جھوٹ بکتا ہے اصل چور وہ ہے طعمہ نہیں لیکن حضورؐ نے تحقیقات کا حکم صادر فرمایا۔ طعمہ مجرم ثابت ہوا اور وہ سزا پا گیا۔ یہودی بری کر دیا۔ اسکو کہتے ہیں عدل و انصاف، اسکو کہتے ہیں حکومت کی اہلیت رکھنے والا آپؐ کی ذات گرامی کا نمونہ ہے، دنیا جہان کے والیوں، گورنروں اور حاکموں کے لئے۔ حضرت ابو عبیدہ سپاہی یا کمانڈر ہوتے ہوئے عیوب سے پاک و صاف تھے نمازیں پڑھتے تھے، اور حکومت کرتے تھے۔ اسی لئے لوگ ان سے محبت کرتے تھے۔ شام کے علاقہ حمص پر حاکم تھے۔ ایک وقت مسلمانوں کے لئے وہاں رہنا مشکل ہو گیا۔ اور وہاں سے جانا ضروری ہو گیا انہوں نے وہ ٹیکس جو اپنی رعیت یا ذمیوں سے بطور حفاظت جان و مال لیا جاتا تھا۔ سب کا سب واپس کر دیا آج کا یہ حاکم یہ سوچ ہی نہیں سکتا کہ خزانہ شاہی میں داخل شدہ مال بھی کبھی واپس ہوا ہے۔ اس کو واپس نہ دینے کے ہزار بہانے پیدا کئے جا سکتے ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۲)

مولانا شیخ عبدالرحمان مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

# عجیب یا معنی خیز الہام

## اصل زندگی کونسی ہے

اپنی کتاب کے صفحہ ۳۳۴ پر جناب برق صاحب نے "عجیب الہامات" کی فہرست میں مندرجہ ذیل الہام کو بھی شمار کیا ہے :-

"زندگی کے فیشن سے دُور جا پڑے ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰"

حالانکہ یہ الہام نہایت ہی معنی خیز اور حقیقت حال پر روشنی ڈالنے والا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے مخالفین جن میں علماء پیش پیش تھے ہر روز اس ٹوہ میں رہتے تھے کہ حضورؑ کو تکلیف پہنچانے کا کوئی موقعہ انکے ہاتھ آئے تا وہ اس سے فائدہ اٹھا کر حضور کو مصائب اور مشکلات میں مبتلا کر سکیں ایسا موقع حاصل کرنے کے لئے وہ مختلف قسم کے فریبوں اور خلاف شریعت اور خلاف اخلاق افعال کو کام میں لانے سے بھی نہیں ہچکچاتے تھے ایسے ہی قسم کے مخالفین کے متعلق حضورؑ کو الہام ہوا کہ یہ لوگ زندگی کے فیشن سے دُور جا پڑے ہیں ظاہر ہے کہ اسلام کے نزدیک زندگی اپنی حقیقت کے لحاظ سے وہی زندگی ہے جو اللہ تعالےٰ کی ہدایات کے ماتحت گذاری جائے جس زندگی میں تقوے اللہ کو مدنظر رکھا جائے جو زندگی اُخروی زندگی کو سنوارنے کا موجب بنے جو زندگی کو ایسے افعال سے پاک ہو جو آخرت میں انسان کو ذلیل و رسوا کرنے کا باعث ہوں کیونکہ اسلام کے نزدیک اصل زندگی تو اُخروی زندگی ہی ہے یہ دنیوی زندگی تو اُس آخروی زندگی کو بہترین شکل میں حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دی گئی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ ........ فرماتا ہے وما ھٰذہ الحیٰوۃ الدنیا الا لھو ولعب وان الدار الاٰخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون العنکبوت ع۷ یعنی دنیوی زندگی تو لہو و لعب کے سوا کچھ نہیں اصل زندگی تو وہی ہے جو دار آخرت میں ملنے والی ہے کاش یہ لوگ اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں پھر فرمایا۔ یٰقوم انما ھٰذہ الحیٰوۃ الدنیا متاع وان الاٰخرۃ ھی دار القرار المؤمن ع۵ یعنے اے میری قوم یاد رکھو کہ یہ دنیوی زندگی تو محض ایک خاص فائدہ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے دارالقرار تو اصل میں آخرۃ ہی ہے اس حقیقت کی وضاحت سورۃ البقرہ ع۴ کے الفاظ ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین میں فرمائی ہے زبان عربی سے واقفیت رکھنے والے اصحاب جانتے ہیں کہ مستقر مثل استقر سے ظرف ہے جو مکان اور زمان دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور استقر باب استفعال ہے جس میں طلب کے معنی پائے جاتے ہیں اس لحاظ سے مستقر کے معنی ہوں گے دارالقرار کو طلب کرنے کی جگہ یا طلب کرنے کا زمانہ پس آیت کے معنی ہوں گے اے لوگو ہم نے تم کو زمین یعنے اس دنیا میں موقعہ دیا ہے کہ تم دارالقرار کو حاصل کر لو لیکن یہ موقعہ لامتناہی وقت کے لئے نہیں ہے بلکہ متاع الی حین کے ماتحت ایک مقررہ وقت تک ہی اس موقعہ سے فائدہ اُٹھا سکتے ہو پھر تمہیں اس دنیا سے اُٹھا لیا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ اس موقعہ سے کس حد تک تم نے فائدہ اُٹھایا ہے یہ زمین ایسی جگہ ہے جہاں تم اگر چاہو تو اپنے دارالقرار کے لئے سامان مہیا کر سکتے ہو اسی بنا پر یہ ضرب المثل بنی ہے کہ الدنیا مزرع الاٰخرۃ

## فیشن کے معنی

اب جب یہ بات واضح ہو گئی کہ اصل زندگی روحانی زندگی ہی ہے جو خدا تعالےٰ کے منشاء کے مطابق بسر کی جائے اور اس کے خلاف جو زندگی ہو اسے خدا تعالےٰ الانعام یعنی چارپایوں کی زندگی قرار دیتا ہے تو جو لوگ خدائی احکام کو پس پشت ڈال کر غیر متقیانہ زندگی بسر کرنیوالے ہونگے وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک زندگی کے حقیقی اسلوب اس کے حقیقی رنگ ڈھنگ خدا کے بتلائے ہوئے طریق سے دُور پڑے ہوئے قرار دیئے جائیں گے تو اور کس مد میں ان کو شمار کیا جائے گا۔ فیشن کے یہی معنی انگریزی ڈکشنری آکسفورڈ اور اُردو ڈکشنری فیروزاللغات میں لکھے ہیں۔

## الہام کا پس منظر

حقیقت الوحی جہاں سے برق صاحب نے اس الہام کو نقل کیا ہے اُس کے جس مقام پر اس الہام کو رکھا گیا ہے اُس مقام میں اسی قماش کے بعض علماء کو بطور مثال بیان کیا گیا ہے اس مثال کو کماحقہ سمجھنے کے لئے اس کے پس منظر سے واقف ہونا ضروری ہے اس لئے مختصر طور پر اس واقعہ کا بیان کرنا ضروری ہے جو اس الہام میں بیان کردہ پیشگوئی کے لئے بطور پس منظر کے کام دیتا ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی حضرت اقدس کے ساتھ تفسیر نویسی میں مقابلہ کرنے کے لئے لاہور آئے (کن حالات میں آئے اس کی تفصیل میں میں اس وقت جانا نہیں چاہتا یہ بڑا لمبا قصّہ ہے) اور آکر یہ اعلان کیا کہ مرزا صاحب پہلے مجھ سے حیات اور وفات مسیح پر بحث کریں اور حضرت مرزا صاحب کے سخت دشمن اور مخالف علماء کا نام لیا کہ وہ حکم ہوں گے۔ ان کا فیصلہ قطعی ہو گا۔ اگر فیصلہ پیر صاحب کے حق میں ہو تو حضرت مرزا صاحب پیر صاحب کی پہلے بیعت کریں پھر تفسیر نویسی میں مقابلہ ہو۔ بیعت کر لینے کے بعد تفسیر نویسی میں مقابلہ کس قدر لایعنی اور مضحکہ خیز بات تھی اور پھر حیات و وفات مسیح کے مسئلہ پر اپنے ہمخیال لوگوں کو حکم بنانے کی شرط بھی کیسی غیر معقول تھی پیر صاحب کے اس بیان کا صریح مطلب یہی تھا کہ وہ تفسیر نویسی میں مقابلہ کرنے کے لئے تیار نہ تھے اور میدان مقابلہ سے بھاگنے کے لئے کوئی حیلہ تلاش کر رہے تھے اور جو حیلہ انہوں نے تلاش کیا وہ ان کی کمزوری کو چھپانے کی بجائے اسے زیادہ نمایاں کرنے والا ثابت ہوا۔

## سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنے کا اعلان اور علماء کے عجز کی پیشگوئی۔

حضرت اقدس مرزا صاحب نے جب انہیں میدان سے بھاگتے ہوئے دیکھا تو اعلان کر دیا کہ حضور عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھتے ہیں اور اس کے لئے ۷۰ دن بھی مقرر کر دیئے اور فرمایا کہ اگر پیر صاحب کو قرآن دانی کا دعوےٰ ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ بھی اُن کی تائید میں ہے تو میری تفسیر کے مقابلہ میں وہ بھی عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر اتنے ہی دنوں میں لکھیں اور جن علماء سے وہ مدد لینا چاہیں لے لیں۔

## پہلا الہام

لیکن اس کے ساتھ ہی ایک تو یہ الہام شائع کیا :۔

"منعہ مانع من السماء یعنی اس تفسیر نویسی میں کوئی تیرا مقابلہ نہ کر سکے گا خدا نے مخالفین سے طاقت اور علم سلب کر لیا ہے اگرچہ ضمیر واحد مذکر غائب ایک شخص مہر شاہ کی طرف ہے لیکن خدا نے ہمیں سمجھایا ہے کہ اس شخص کے وجود میں تمام مخالفین کا وجود شامل کر کے ایک ہی کا حکم دکھایا ہے تاکہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور اعظم سے اعظم معجزہ ثابت ہو کہ تمام مخالفین ایک وجود یا کئی جان ایک قالب بن کر اس تفسیر کے مقابلہ میں لکھنا چاہیں گے تو ہرگز نہ لکھ سکیں گے"

اس الہام میں یہ صریح پیشگوئی ہے کہ جو شخص بھی لکھنے کا ارادہ کرے گا اللہ تعالےٰ اس کے ارادہ کو پورا ہونے سے روک دے گا چنانچہ یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی شدید سے شدید دشمن بھی اس کے پورا ہونے سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ واقعات کو جھٹلانے کی کون جرأت کر سکتا ہے۔

## دوسرا الہام

دوسرا الہام اس بارے میں یہ شائع کیا :۔

"من قام للجواب وتنمر فسوف یری انہ تندم وتدمر یعنی جو شخص غصہ سے بھر کر اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے تیار ہوگا وہ عنقریب دیکھ لیگا کہ وہ نادم ہوا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوا۔"

یہ الہام بھی اپنے اندر ایک پیشگوئی لئے ہوئے ہے کہ کوئی شخص جواب لکھنے کے لئے آمادہ ہو جائے گا اور وہ لکھنا بھی شروع کر دے گا لیکن الہام "منعہ مانع من السماء" اس کے ارادہ کو پورا نہیں ہونے دے گا بلکہ دوسرے الہام کے ماتحت اس کا انجام بُرا ہوگا۔

## محمد حسن فیضی کا انجام

چنانچہ ایک شخص محمد حسن فیضی ساکن بھین ضلع جہلم مدرس مدرسہ نعمانیہ واقعہ شاہی مسجد لاہور نے اعلان کیا کہ وہ جواب لکھے گا چنانچہ جواب کے لئے ابھی چند نوٹ ہی لکھے تھے کہ ایک مہلک مرض نے چند دنوں میں اسے اگلے جہان پہنچا دیا اور اس طرح اسکی موت نے دونوں الہاموں کی سچائی کو ظاہر کر دیا۔

## پیر صاحب کا سرقہ اور اس کے متعلق اعلان۔

اس کے بعد پیر مہر علی شاہ صاحب نے اس کے نوٹوں کا سرقہ کر کے اردو میں جواب شائع کیا اس سرقہ کی اطلاع مولوی کرم دین آف بھین نے حضور کو دی اور محمد حسن فیضی کی وہ کتابیں بھی اس نے حضور کو بھجوا دیں جن پر محمد حسن فیضی نے جواب کے لئے نوٹ لکھے تھے ان سے پتہ لگا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب نے ان نوٹوں کو ہی نقل کر دیا ہے اور منسوب اپنی طرف کیا ہے۔ پیر صاحب کے اس سرقہ کا ذکر حضور نے اخبار میں کر دیا جس سے پیر صاحب کی الہام کے ماتحت کافی ذلت ہوئی اخباروں میں اس سرقہ کا ذکر آتا تھا کہ مولوی کرم دین پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ اس کی تردید کرے چنانچہ اس نے اعلان کر دیا کہ اس نے تو جھوٹ بولا تھا۔ حضرت اقدس نے اس کے اس اعلان کی وجہ سے اس کے متعلق کذاب اور لئیم کے الفاظ استعمال کئے۔

## حضور پر فوجداری مقدمہ

اس پر اس نے حضرت اقدس پر فوجداری مقدمہ دائر کر دیا جو گورداسپور کی عدالت میں دو سال تک چلتا رہا۔ یکے بعد دیگرے دو مجسٹریٹوں نے اس مقدمہ کو سنا اور یہ دونوں مجسٹریٹ متعصب آریہ تھے۔ بحث صرف کاذب اور کذاب میں فرق کے متعلق تھی۔ مولوی کرم دین اور اس کے حمایتی علماء کا موقف یہ تھا کہ کرم دین کو کاذب تو کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس نے ایک دفعہ جھوٹ بولا ہے لفظ کذاب اس کے حق میں استعمال نہیں ہو سکتا، قادیان سے گورداسپور جانا بوجہ سواری کے معقول انتظام نہ ہونے کے چونکہ ان ایام میں سخت تکلیف کا موجب ہوتا تھا اس لئے مجسٹریٹ تکلیف دینے کی خاطر جلد جلد پیشیاں ڈالتا تھا حضرت اقدسؑ کو مقدمہ شروع ہونے سے قبل ہی مقدمہ کے دائر ہونے اور اس میں تکالیف پیش آنے اور پہلی عدالت سے جرمانہ کی سزا پانے اور پھر عدالت عالیہ سے بری ہونے کے متعلق الہامات ہو چکے تھے۔ آخر دو سال تک تکلیف دینے کے بعد مجسٹریٹ نے ۵۰۰ روپے جرمانہ کی سزا دی جو فوراً ادا کر دیا گیا اور پھر اپیل پر عدالت عالیہ نے حسب پیشگوئی بری بھی کیا اور جرمانہ کی رقم بھی واپس دلائی اور اس طرح تمام کی تمام پیشگوئیوں نے پورا ہو کر نہ صرف حضرت اقدس مرزا صاحب کی صداقت کو ثابت کیا بلکہ اسلام کے زندہ اور آخری مذہب اور حضرت رسول کریم صلعم کے زندہ رسول اور خاتم النبیین ہونے کو بھی ساتھ ہی ثابت کر دیا اس مقدمہ کے متعلق بعض الہامات کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے برق صاحب کے پیش کردہ الہام کا ذکر کیا ہے مندرجہ بالا پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے تعصب اور عناد سے دل کو خالی کر کے جو شخص بھی ان الہامات پر غور کرے گا وہ بجائے ہنسی اڑانے کے ان سے روحانی لذت حاصل کرے گا اور اس کے لئے یہ الہامات ازدیاد ایمان کا موجب ہوں گے ذیل میں ان کو پیش کر کے اس بات کا فیصلہ منصف مزاج قارئین پر چھوڑتا ہوں کہ کیا اس الہام کو عجیب الہام کا لقب دیا جا سکتا ہے جیسا کہ برق صاحب نے دیا ہے۔

## پہلا الہام

ظفر من اللہ وفتح مبین۔ مقدمہ میں کامیابی کے متعلق کیا اس سے واضح الفاظ ہو سکتے ہیں حالات سخت مخالف ہیں۔ علماء کا گروہ کرم دین کے حق کی تائید کر رہا ہے مجسٹریٹ کا دل انتقامی جذبہ سے بھرا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ سزا دینے پر تلا ہوا ہے لیکن اللہ تعالےٰ اپنے محبوب کو کہہ رہا ہے کہ خدا کی طرف سے تمہیں کامیابی اور کھلی فتح کی بشارت دی جاتی ہے اور وہ بشارت پوری ہوتی ہے۔

## دوسرا الہام

ان ربی قوی قدیر یقیناً میرا رب قوی اور زبردست قدرت والا ہے۔ ان الہامی الفاظ میں گویا تسلی دی گئی ہے کہ بے شک دشمن کو اپنی طاقت پر گھمنڈ ہے اور وہ مجسٹریٹ کی طاقت اور حمایت پر بھروسہ کرتے ہوئے یقین کرتا ہے کہ تمہیں پیس ڈالے گا لیکن اسے کہہ دو کہ جس خدا نے مجھے کامیابی اور فتح مبین کا وعدہ دیا ہے وہ میرا رب ہے اور اسے اپنے وعدہ کو پورا کرنے پر پوری قدرت حاصل ہے دنیا کی کوئی طاقت خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اس کے ارادہ کے راستہ میں روک نہیں بن سکتی کیونکہ اس کی طاقت کے مقابل سب طاقتیں ہیچ ہیں۔

## تیسرا الہام

انہ قوی عزیز۔ ان کو کہہ دو کہ میرا خدا صرف معمولی طاقت والا ہی نہیں بلکہ اس کی صفت عزیز بھی ہے یعنی تمام پر غالب ہونے والا اس لئے مشہور ضرب المثل کے مطابق کہ یار غالب شو تا غالب شوی وہ اپنے دوستوں کو بھی غالب کر کے چھوڑتا ہے اور یہی عملی ثبوت ہوتا ہے اس بات کا کہ فی الحقیقت اس میں صفت عزیز موجود ہے اگر اس کے پیارے مغلوب رہیں تو اس کی صفت عزیز کا عملی ثبوت کس طرح مل سکتا ہے اس صورت میں تو محض دعوےٰ ہی دعوےٰ

ہوگا کہ اس میں صفت عزیز پائی جاتی ہے۔

## ماموریں ذریعہ ہوتے ہیں صفات الٰہی کو ثابت کرنے کا۔

یاد رہے کہ دنیا کے سامنے خدا کی صفات کا عملی ثبوت پیش کرنے والے اس کے ماموریں ہوتے ہیں اسی بنا پر ان کو مظہر اللہ کہا جاتا ہے خدا کے فضل سے میں ایک مفصل مضمون میں اس بات کو ثابت کروں گا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کی جو صفات بیان کی گئی ہیں ان سب کو سیدنا حضرت مرزا صاحب کے الہامات نے عملی طور پر ثابت کر دیا ہے اور یہی ایک طریق ہے جس سے خدا کی ہستی پر بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا ہوتا ہے۔ بدقسمت ہیں وہ لوگ جو حضورؑ سے دور رہ کر شکوک و شبہات کی دلدلوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور یقینی معرفت سے محروم ہیں اللہ تعالےٰ نے اپنی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اس قدر نشانوں کی بارش کی ہے کہ ان کے ذریعہ ہر بینا کو خدا کا مشاہدہ ہونا یقینی ہے ایسا ہر شخص محسوس کرے گا کہ خدا اس کے سامنے کھڑا ہے اللہ تعالےٰ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں اس کام کو بخوبی سرانجام دے سکوں کیونکہ سب توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

## چوتھا الہام

حَلَّ غَضَبُہٗ عَلَی الْاَرْضِ۔ کیا یہ مخالفین دیکھتے نہیں کہ میری مخالفت کے نتیجہ میں مختلف شکلوں میں خدا کا غضب زمین پر نازل ہو چکا ہے تو کیا اب یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ اس مخالفت کے نتیجہ میں غضب الٰہی سے بچ جائیں گے۔ یاد رکھیں کہ یہ بھی غضب الٰہی کا نشانہ بن کر ہی رہیں گے چنانچہ اس مقدمہ میں جو حضرت اقدسؑ کو ذلیل کرنے کے لئے اٹھایا گیا تھا۔ مولوی کرم دین کو جو ذلت دیکھنی پڑی وہ سب پر عیاں ہے عدالت عالیہ نے اپنے فیصلہ میں لکھ دیا کہ کذاب اور لئیم سے بڑھ کر الفاظ بھی اگر اس کے حق میں استعمال کئے جاتے تو وہ ان کا مستحق تھا گویا قیامت تک ذلت کا یہ داغ اس کے ماتھے پر رہے گا جو اب کسی کے مٹانے سے مٹ نہیں سکتا اور کرم دین کی ذلت صرف اس کے اپنے نفس کے لئے ہی نہ تھی بلکہ اس کے تمام حامی علماء بھی اس میں لازماً شریک تھے۔

## پانچواں الہام

اِنِّیْ صَادِقٌ اِنِّیْ صَادِقٌ یَشْھَدُ اللّٰہُ لِیْ یقیناً میں سچا ہوں یقیناً میں سچا ہوں۔ میرا خدا میرے سچے ہونے کی شہادت دے گا۔ سیدنا حضرت مرزا صاحب نے کرم دین کے حق میں کذاب اور لئیم کے الفاظ استعمال کئے اور جو معنی حضور ان الفاظ کے پیش کر رہے تھے کرم دین کے حمایتی علماء حضور کو ان معنوں کو پیش کرنے میں نعوذ باللہ جھوٹا قرار دے رہے تھے اور مجسٹریٹ بھی ان علماء کے پیش کردہ معانی کو صحیح تسلیم کر رہا تھا۔

## تائید میں دیگر الہامات

مگر خدا تعالےٰ نے اپنے الہام میں حضور کو فرمایا:—

"اَلنَّالَکَ الْحَدِیْدَ بَلْ مَعْنٰی دِیْگَرْ تَہ
پَسَنْدِیْم مَاکَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ
اَنَا وَرُسُلِیْ لَا تَقْبَلُ مِنْھُمْ
شَھَادَۃٌ حَسَنٌ بَیَانٌ سَنُلْقِیْ فِیْ
قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ اِنَّا فَتَحْنَا
لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا"

یہ الہامات بھی ہر خدا ترس انسان کو غور کی دعوت دے رہے ہیں فرمایا ہم نے لوہا تیرے لئے نرم کر دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ لوگ مع مجسٹریٹ کے یہی چاہتے تھے کہ لوہے کی ہتھکڑیاں ہاتھوں میں پہنے ہوئے حضرت مرزا صاحب جیل خانہ میں بھیجے جائیں خدا بشارت دیتا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا یہ لوہا تو تیرے آگے خدمت گاروں کی طرح جھک جائے گا مجسٹریٹ نے تو علماء کے معنی کو صحیح تسلیم کر کے سزا کا ایسا طریق اختیار کیا تھا کہ جس سے لازماً جیل میں جانا پڑے یعنی ۵۰۰ روپیہ جرمانہ کی سزا دی اور سزا کا اعلان عدالت کے برخاست ہونے کے وقت کیا تا اتنی بڑی رقم فوراً ادا نہ ہو سکنے کی وجہ سے جیل میں بھیج دیا جائے اور دوسرے دن اتوار تھا جس کے معنے یہ تھے کہ دو دن تو کم از کم جیل میں رہیں گے اور ہتھکڑی بھی لگ جائے گی مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ اَلنَّالَکَ الْحَدِیْدَ کو پورا کرنے کے لئے اپنے تصرف خاص سے اس قدر خطیر رقم کا پہلے سے ہی انتظام کروا دیا ہوا تھا ادھر مجسٹریٹ نے سزا کا اعلان کیا ادھر ۵۰۰/- روپیہ کی رقم اس کی میز پر رکھ دی گئی اور اس طرح ان سب مخالفین کا منصوبہ خاک میں مل گیا اور خدا کی بات پوری ہوئی کہ آپ ہتھکڑی سے بچائے جائیں گے۔

## دوسرا وعدہ

ان الہامات میں یہ تھا کہ وہی معنی درست ثابت ہوں گے جو تم کرتے ہو مخالف علماء جو معنی ان الفاظ کے کر رہے ہیں وہ ہمیں پسند نہیں ہیں انکو ہم قائم نہیں رہنے دیں گے چنانچہ عدالت عالیہ نے مخالف علماء کے معنی کو رد کر دیا اور حضور کے معنی کو صحیح قرار دیا اور کرم دین کو الفاظ کذاب اور لئیم کا جائز مستحق ٹھہرایا۔

## تیسرا وعدہ

ان الہامات میں یہ تھا کہ خدا کا یہ حتمی قانون ہے کہ وہ اور اس کے بھیجے ہوئے ماموریں بالضرور غالب ہوتے ہیں چنانچہ اس مقدمہ میں آخری غلبہ حضور کو ہی حاصل ہوا۔

## چوتھا وعدہ

ان الہامات میں یہ تھا کہ مخالفین کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ عدالت اپیل نے ان سب کی شہادت کو رد کر دیا۔

## پانچواں وعدہ

ان الہامات میں یہ تھا کہ اپیل میں جو بیان دیا جائے گا وہ مؤثر ثابت ہوگا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

## چھٹا وعدہ

ان الہامات میں یہ تھا کہ ان کے دلوں پر رعب پڑ جائے گا چنانچہ ان مخالفین کے دلوں پر ایسا رعب پڑا کہ ان کو ان ذلت آمیز الفاظ کو خارج کروانے کی بھی جرأت نہ ہوئی جو عدالت اپیل نے اس کے خلاف لکھے تھے اور جو رہتی دنیا تک اس کی ذلت کا اعلان کرتے رہیں گے۔

## ساتواں وعدہ

ان الہامات میں اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا کے الفاظ میں کیا گیا تھا یہ وہ الفاظ ہیں جو صلح حدیبیہ کے بعد حضرت نبی کریم صلعم پر نازل ہوئے اور اس صلح کو بظاہر ذلت کی صلح سمجھا گیا تھا۔ لیکن فی الحقیقت وہ فتح ہی تھی اسی طرح یہاں بھی مجسٹریٹ کے فیصلہ پر دشمن کو خوشی کا موقعہ ملا اور اس نے اس فیصلہ کو حضور کے لئے ذلت کا موجب قرار دیا لیکن حقیقت میں یہ فیصلہ بھی حضور کی سچائی ہی ثابت کر رہا تھا کیونکہ اس کے متعلق جس قدر بھی الہامات شائع کئے جا چکے تھے وہ سب پورے ہو گئے اور جس طرح صلح حدیبیہ والا واقعہ جو بظاہر ذلت کا موجب خیال کیا گیا تھا آخر فتح مکہ کا ذریعہ بنا اسی طرح حضور کے خلاف دیئے ہوئے فیصلہ نے بھی آخر کار فتح مبین کی شکل اختیار کی کیونکہ پہلی عدالت میں جس قدر دلائل دیئے گئے تھے انہوں نے ہی سیشن جج کے دل پر اثر کیا اور وہی آخری فتح کا موجب بنے۔

پس خدا تعالیٰ نے حضور کو سچا ثابت کرنیکا جو یقینی وعدہ اپنے الہام میں دیا ہوا تھا اسے اس نے پورا کر کے ........ دکھلا دیا یہاں تک کہ مجسٹریٹوں کیلئے بھی نہیں الفاظ فیصلہ میں استعمال کئے گئے

## چھٹا الہام

اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ اس کے معنی میں گزشتہ قسط میں بھی بیان کر چکا ہوں کہ ان الفاظ میں وعدہ الٰہی یہ ہے کہ جن بیڑیوں کو دشمن ڈلوانا چاہتے تھے خدا کہتا ہے میں ان کو پکڑ لوں گا اور انہیں پہنانے نہیں دوں گا۔ اس کے علاوہ اپنے بندہ کی مدد کے لئے بھی پہنچ جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

## ساتواں الہام

ضاقت الارض بما رحبت

یعنے زمین باوجود فراخی کے تنگ ہو گئی ہے۔ یہ الہام ان شدید تکالیف کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو حضور کو مدت دراز سے دشمنوں کے ہاتھوں پہنچ رہی تھیں۔ ان سے حضور کو جو ذہنی اور قلبی کوفت ہو رہی تھی اس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔

## آٹھواں الہام

چنانچہ بعد کے الہام میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ الہام کے الفاظ یہ ہیں ربّ انی مغلوب فانتصر یعنے اے میرے ربّ میں مغلوب ہوں تو میری ان دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کر۔

## نواں الہام

چنانچہ اگلے الہام میں دشمنوں پر سزا وارد کرنے کا وعدہ ہے فرمایا فسحقهم تسحيقا یعنے ان کو پیس ڈال پیس ڈالنا چنانچہ اس مقدمہ میں بھی اور اس سے قبل کے مقدمات میں بھی اور دیگر تمام کوششوں میں بھی دشمن پستے ہی رہے اور ہمیشہ اپنے منصوبوں میں ناکامی کا ہی منہ دیکھتے رہے اور ذلت و رسوائی کے ساتھ ہی پسپا ہوتے رہے۔

## دسواں الہام

وہ ہے جسے برق صاحب نے بطور تمسخر کے نقل کیا ہے یعنی "زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں" اس الہام میں ان کی ہر موقعہ پر ناکامی کی وجہ بتلائی ہے کہ چونکہ ان کی زندگی متقیانہ زندگی نہیں رہی اور جو منصوبے یہ خدا کے مامور کو گرانے کے لئے باندھتے ہیں اُن میں خدا ترسی کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ بلکہ معمولی اخلاق سے بھی وہ عاری ہوتے ہیں اس لئے خدائی تائید کا اُن کے شاملِ حال ہونا تو کجا خدا کی سزا کے مورد بن جاتے ہیں جیسا کہ اس موجودہ مقدمہ میں بھی ان کو ذلت سے ہی دوچار ہونا پڑا۔

## الہام دشمنوں کی ناکامی کی وجہ بیان کر رہا ہے

اب قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں کہ الہام زیر اعتراض کس صفائی سے پیس ڈالنے کی یہ وجہ بیان کر رہا ہے کہ یہ لوگ خدائی سزا کے مورد اس لئے بنیں گے کہ ان کی زندگی قرآنی ہدایات کے خلاف بسر ہو رہی ہے۔ میں حیران ہوں کہ برق صاحب کو کس طرح جرأت ہوئی کہ اس الہام کو اپنے تمسخر کا نشانہ بنائیں جبکہ انہوں نے خود اپنی کتاب "دو قرآن" میں مسلمانوں کی عملی زندگی کی خرابی پر مسلسل واویلا مچایا ہے اور قرآن سے دوری کا رونا رویا ہے۔ اور ادھر آجکل بھی آئے دن اخباروں میں مسلمانوں کی عملی حالت پر نوحہ خوانی کی جاتی ہے ان حالات میں اگر خدا تعالےٰ نے اپنے حبیب کو الہام کے ذریعہ ان کی بداعمالیوں پر آگاہ کر دیا تو اس پر شور مچانے کے کیا معنی دیکھنے والی بات تو یہ ہے کہ جس سزا کے وارد ہونے کا ذکر الہام میں کیا گیا ہے وہ مسلمانوں پر وارد ہوئی یا نہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مسلمان مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا ہوئے، اگر شک ہو تو تاریخ کا مطالعہ کر کے اپنی تسلی کر لیں۔

## بارہواں الہام

تو در منزل ما چو بار بار آئی۔ خدا ابر رحمت ببارید یا نے۔ اس الہام میں اس تائید الٰہی کی وجہ بتلائی گئی ہے جو حضرت مرزا صاحب کے شامل حال رہی اور وہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے در پر ہر وقت گرے رہتے تھے اور دعاؤں کے ذریعہ اس کی تائید اور نصرت کو جذب کرتے رہتے تھے اور جو بھی ایسا کرے گا وہی خدا تعالےٰ کی رحمتوں اور فضلوں کا وارث بن جائے گا۔

## ہر مسلمان کے لئے لمحہ فکریہ

اب ہر خدا ترس شخص خود ہی فیصلہ کر لے کہ مندرجہ بالا الہامات ایمان افروز ہیں یا قابل تمسخر کس قدر غیب کی خبروں پر یہ الہامات مشتمل ہیں اور کس صفائی سے یہ خبریں پوری ہوئی ہیں۔ مخالفین خدارا غور کریں کہ کیا ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا خدا کی ہستی پر یقینی ثبوت نہیں کیا یہ پیشگوئیاں اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر حتمی دلیل کا کام نہیں دے رہیں ... کیا رسول کریم صلعم کو زندہ رسول اور خاتم النبیین ثابت کرنے کے لئے اس سے بڑھکر بھی کوئی برہان ساطع ہو سکتی ہے کہ ان کا متبع قرب الٰہی کے اس بلند مقام پر پہنچ سکتا ہے کہ خدا کی یقینی ہمکلامی سے مشرف ہو جاتا ہے حضرت مرزا صاحب کا اس سے بڑھکر کیا دعوے تھا کہ قرآن کی کامل اتباع اور رسول کریم صلعم کی کامل اطاعت کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے مجھے اس مقام پر پہنچایا کہ اللہ تعالےٰ اسلام کی دیگر ادیان پر برتری ثابت کرنے کے لئے مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور غیب کی خبریں مجھ پر ظاہر کرتا ہے جو وقوع میں آکر قرآن کے اس دعوے کو سچا ثابت کرتی ہیں کہ خدا کی راہ میں استقامت اختیار کرنے والوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور لهم البشرى کے وعدہ کے مطابق انکو بشارتیں دیتے ہیں اگر ایسے لوگ اسلام میں پیدا نہ ہوں تو خدا تعالےٰ کے اس وعدہ کا عملی ثبوت کس طرح میسر آسکے پس جیسا کہ پہلی صدیوں میں ایسے لوگ امت میں پیدا ہوتے رہے ہیں جن سے خدا ہمکلام ہوتا رہا ہے اسی طرح اس زمانہ میں بھی حضرت مرزا صاحب پیدا ہوئے آپ چونکہ مسیح موعود بھی تھے اس لئے ان کو خدا کی ہمکلامی کا سب سے زیادہ شرف حاصل ہوا اور جیسا کہ آنے والے مسیح کے لئے حدیث میں نبی کا لفظ آیا تھا جس کے اندر یہ پیشگوئی تھی کہ غیب کی خبروں پر اسے زیادہ اطلاع دی جائے گی سو حضرت نبی کریم صلعم کے بولے ہوئے لفظ نبی کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کو مجرد ہمکلامی کا ہی شرف حاصل نہیں ہوا بلکہ غیب کی خبروں پر اطلاع بھی سب سے زیادہ آپ کو دی گئی ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔ مسلمانوں کو تو بجائے مخالفت کے خوش ہونا چاہیئے تھا کہ قرآن کے دعاوی بھی حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اس زمانہ میں سچے ثابت ہوئے اور حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث بھی سچی نکلی اور یہ بات حدیث کے منکرین پر بھی حجت قاطع کا کام دے رہی ہے پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا کے حضور سجدۂ شکر بجا لائیں اور خدا کی نعمت کی قدر کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔ خدا سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## تمام الہام ایمان افروز کیفیت کے حامل ہیں

برق صاحب نے "عجیب الہامات" کے عنوان کے تحت جس قدر الہامات اپنی کتاب میں درج کئے ہیں ان کے متعلق میں نے ثابت کر دیا کہ ان میں سے ہر ایک "عجیب" کے نام سے پکارے جانے کی بجائے ایمان افروز کہلانے کا مستحق ہے اور دلوں کو نور سے بھر دینے کا موجب ان میں سے صرف ایک کو میں نے ترک کیا ہے کیونکہ اس کا ذکر حضرت اقدس کی نہ کسی کتاب میں نہ کسی ڈائری میں نہ مکتوبات میں نہ اشتہاروں وغیرہ میں موجود ہے۔ برق صاحب نے قاضی یار محمد صاحب کے ٹریکٹ اسلامی قربانی سے اسے نقل کیا ہے۔

قاضی یار محمد کے دماغ میں ایک خاص قسم کا خلل تھا جس کے نتیجہ میں ان کے دماغ میں اسی قسم کے خیالات آتے رہتے تھے جس قسم کے خیال کا اظہار ان کے ٹریکٹ میں پایا جاتا ہے اس زمانہ کے تمام احمدی اس حقیقت سے واقف ہیں جس زمانہ میں وہ قادیان میں سکونت رکھتے تھے اس لئے اس قسم کے آدمی کے قول کو بطور سند پیش کرنا اس پر کافی روشنی

(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

شمعون طاہر

# احمدیت اور اشتراکیت کی دعوت

## (۲)

انبیاء کی طرزِ زندگی میں سب سے بڑی بات جو خاص طور پر توجہ طلب ہے وہ ان کا دنیاوی نفع و نقصان سے بے نیاز ہونا ہے۔ وہ کبھی اپنے پیروؤں کو زندگی کی خوشحالیوں کا وعدہ نہیں دیتے ہرچند کہ وہ خوشحالیاں انہیں بعد میں مل جاتی ہیں، نہ ہی وہ کسی ایسے نظم و ترتیب معاملات زیست کا مادی انداز میں نقشہ بنا کر پیش کرتے ہیں جس کی طرف رائج الوقت نظم و ترتیب کے بالمقابل کسی مادی متبادل نظام کی حیثیت میں دعوت دی جا رہی ہو۔ مجھے علم ہے کہ ہمارے موجودہ زمانے میں اسلام کے بعض مکاتیب فکر کی طرف سے اسلام کی ایک ایک ایسی تشریح پیش کی جا رہی ہے جس سے یہ گمان گذرتا ہے جیسے اسلام کی کوئی ایسی دعوت ہے جیسی کہ اشتراکی، فسطائی یا ہمہ گیر معاشرتی نظام کی دعوت ہوتی ہے۔ لیکن میں یہاں ایک تکمیل یافتہ اسلام ہمارے سامنے ہے اس کا ذکر نہیں کر رہا بلکہ انبیاء کی دعوت کا ذکر کر رہا ہوں جبکہ وہ اپنے آغاز میں اعلائے کلمۃ اللہ کی صورت میں نمودار ہوتی ہو اور اس زندگی کا ذکر کر رہا ہوں جو ایک ریاست کا مطاع ہو جانے کے باوجود بھی "الفقر فخری" کا نقطہ اور مستغنا اعلان کرتی ہے۔ زندگی ایک ایسا مسلک اختیار نہیں کر سکتی اگر اسے اس دنیا سے بے نیازی نصیب نہ ہو اور یہ بے نیازی تبھی مثبت ہو سکتی ہے جب اسے کسی مثبت حقیقت سے نسبت ہو۔ یہ مثبت حقیقت انسان کا موت سے زندہ اس پار جانے پر ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ کو حقیقت عالیہ قبول کرنا ہے۔ مجھے بتائیے کیا انبیاء، رسولوں اور اولیاء کے علاوہ کوئی اور ذریعہ ہمارے پاس اس حقیقت کو سمجھنے کا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ ہیں حیات بعد الموت ہے، حساب کتاب ہے، تو یہ باتیں بذات خود کیا اہم نہیں؟

---

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس نہایت بنیادی اور اہم سوال کا جواب ہیں۔ اور یہی مسیح موعودؑ کی دعوت ہے۔

اسی سوال کے پہلے جزو میں ضمناً میں یہ بھی عرض کر دوں کہ سائل نے جو یہ کہا ہے کہ

"مرزا صاحب عیسائیت کے خلاف اسلام کو غالب کرنے کے لئے تشریف لائے تھے"

یہ تمام تر درست نہیں۔ حضرت مسیح موعود کسی کے خلاف نہیں تھے اور نہ خدا تعالیٰ کا فرستادہ کسی کے خلاف ہوتا ہے۔ عیسائیت میں جو بدقسمتی سے ایک مشرکانہ عقیدہ تثلیث کا داخل ہو گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے صرف اس کا غلط ہونا بیان کیا ہے۔ یہاں غلبہ کا وہ تصور جو کسی کی ہزیمت اور کسی کی فتح کا عام دنیاوی انداز میں ہو سکتا ہے وہ نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کا مامور جہاں خدا تعالیٰ کے حکم اور امر سے لوگوں کو خدائے واحد کی اطاعت، فرمانبرداری اور عبادت کے لئے بلاتا ہے وہاں خود بخود وہ ان تمام کا تنزیہ بھی کرتا ہے جو حق تعالیٰ میں مادی اور مخلوق الحاقات تسلیم کرتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ سے انسان کا تعلق عبودیت کا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حق تعالیٰ کے ایک بندے اور رسول تھے۔ انہیں اقنوم الٰہی قرار دے دینا، نہ صرف خود ان کے ساتھ زیادتی ہے بلکہ سلسلۂ نبوت کی حقیقت اور ماہیت کو عام بندوں کے لئے الجھا دینا ہے۔ تمام انبیاء مخلوق تھے۔ اسی لئے وہ ہم انسانوں کے ساتھ حق تعالیٰ کی عبادت میں شریک تھے۔ توحید خداوندی، انسانوں کی مساوات، برابری اور آزادی کے بارے میں بڑی غیرت مند ہوتی ہے۔ اسی لئے انبیاء کو مرتبہ ارشاد و ہدایت دینے کے باوجود بھی انہیں انسان ہی رکھا تاکہ کسی ایک شخص کو دوسرے پر کسی راہ سے بھی کوئی تفوق یا تحکم کا جواز نہ مل جائے اور وہ انسانوں کو اپنا غلام نہ بنا لے۔ وما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکمۃ والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ۔ چونکہ عیسائیوں کی تبلیغ انتہائی منظم تھی۔ دوران کو بہترین ذہن اور بے انداز مال و دولت کی پشت پناہی حاصل تھی اس لئے عیسائی عقائد کے تجزیہ، اور ابطال میں بھی شدت اختیار کرنا پڑی۔ وگرنہ عیسائیت کا معاملہ تو ایک ضمنی بات ہے۔ کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسان ہی ہے تو پھر الوہیت مسیح کا باقی وہ ہی کیا گیا۔ اور یہ کام تو کوئی بھی کلام اللہ میں غور کر کے انجام دے سکتا تھا۔ آخر مسلمانوں میں ہی ایک گروہ چاہے محدود تعلیمات میں ہی سہی، اس بات کا شروع سے قائل چلا آتا ہے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام ذاتی غور و فکر سے نہیں بلکہ حق تعالیٰ کے فرمانے سے ایسا کہتے ہیں اور یہی اصل بات ہے۔ یہ مسیح موعودؑ کا حکم عدل ہونا ہی ہے، جس کی بنیاد وحی الٰہی ہے جو ہمارے اس تمام مبحث کا ماحصل ہے۔ اس لئے سائل نے جو یہ سمجھا کہ گویا مسیح موعود صرف عیسائیت کو شکست دینے کے لئے مبعوث ہوئے تھے، اور سائل کے انداز سے دورِ جدید کا "فتنہ" اشتراکیت ہے نہ کہ عیسائیت، اس لئے گویا اصل بدعت تو چوک گئی، یہ درست نہیں۔ مسیح موعود کی دعوت، منہاج نبوت پر ہے۔ یہاں اس بات کا اثبات ہے کہ ایک خدا ہے، اس نے اپنے ایک بندے مسیح موعودؑ سے کلام کیا ہے اور اسی کے حکم سے اسے مامور کیا گیا ہے کہ لوگوں کو یہ بتائے کہ حق تعالیٰ ہیں اور ان کی عبادت کرو۔ دس شرائط بیعت میں کہیں دیگر مذاہب اور بالخصوص عیسائیت سے جھگڑے کا کوئی ذکر نہیں۔ چونکہ وہ عصر جدید میں خدا تعالیٰ کی گواہی ہے اس لئے اسے حکم اور عدل بھی بنا کر بھیجا گیا ہے کہ وہ تمام ان اختلافات کا فیصلہ بھی کرے جو مروجہ مذاہب میں پائے جاتے ہیں تاکہ عصر جدید کا انسان دین کے صحیح اور صاف تصور سے روشناس ہو سکے۔

اب میں سوال کے دوسرے جزو کو لیتا ہوں جس میں سائل نے اشتراکیت کے غلبہ کے بارے میں ایک "خوف" کا اظہار کیا ہے۔ وہ پیشگوئی کرنا نہیں چاہتے لیکن انہیں دکھائی دے رہا ہے کہ اشتراکیت جیت رہی ہے اور مذاہب ہار رہے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں کہ اس "بلاء" کے مقابل مرزا صاحبؑ کے فیض سے ہمارے لئے کیا ملجاء و ماویٰ ہے"؟

مجھے تسلیم ہے کہ اشتراکیت کا غلبہ زمین کے بعض حصوں میں ہو گیا ہے۔ لیکن مجھے یہ مسلم نہیں کہ مذاہب اس کے سامنے ہار رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ میرے اس خیال سے متفق نہیں۔ لیکن آپ اگر دعوت الی اللہ کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو اس کا آغاز ہمیشہ ایسے ماحول میں ہوتا ہے جو یا تو کلیتہً اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور اس کے وجود سے تمام تر انکار سے مملو ہوتا ہے یا مابعد الطبیعی رموز کے بارے میں ذہنی توہمات اور خود تراشیدہ اصنام پرستی کا شکار۔ گویا بغاوت اور انکار کی مہم اور اس کا بظاہر غلبہ، ایک صداقت میں تو نہیں ہو جاتا۔ حق تعالیٰ کے وجود کا بھرپور احساس جسے ہم زندہ خدا کا شعور کہہ سکتے ہیں آہستہ آہستہ ہی ذہنوں میں مدغم ہوتا ہے۔ یہ طویل راہ جس میں حق تعالیٰ کے کلی انکار، یا جزو بغاوت کی مہم کا قدم بڑھتا اور حق تعالیٰ کے وجود کے اثبات کا قدم ہٹتا چلا جاتا ہے کئی پر بہت منزلیں گذرتی ہیں

اس سے یہ اندازہ کرنا، گویا دعوت الی اللہ کی مہم ناکام ہوگئی، یا بغاوت، دائمی طور پر مسلط ہوگئی کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟ میں یہاں نہ معجزات کا ذکر کرتا ہوں نہ اس بات کا سہارا لیتا ہوں کہ اللہ جل شانہٗ کیا کر سکتے ہیں یا کیا کریں گے۔

ایک سرسری تاریخی مطالعہ سے بھی یہ بات کھُل کر سامنے آجائے گی، کہ حق تعالےٰ کی طرف دعوت ہمیشہ انتہائی مایوسی اور انتہائی تاریک دوُر میں شروع ہوتی ہے۔ میں آپ کی توجہ مسیحی تحریک کے آغاز اور اُس کی کامیابی کی طرف مبذول کرواؤں گا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ رومی لادین ریاست ہر اعتبار سے مسیحیوں کے بالمقابل بہت طاقتور اور بہترین نظم و تربیت کی مالک تھی۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی دعوت دینا شروع کی، اُس وقت نہ صرف انہیں جھٹلایا گیا، بلکہ بظاہر مظلومیت کی حالت میں صلیب پر بھی کھینچا گیا۔ اُس زمانہ میں، خدا تعالےٰ کی طرف دعوت کی دو ہی تحریکیں ہمارے سامنے ہیں۔ ایک تو یہودی ہیں اور دوسرے اُنہی میں سے نکلنے والی مسیحی دعوت ہے۔ اس کا اندازہ آپ ہمارے وجود سے کر سکتے ہیں۔ ایک تو احمدیہ تحریک کی دعوت ہے اور دوسری روایتی مسلمانوں کی دعوت۔

رومی لادین سلطنت میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بظاہر صلیب دے دیا گیا، وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور پر ایک صدی نہ گذری تھی کہ رومیوں نے یہودیوں کی مجمیہ (Promise Land [illegible]) کو توڑ پھوڑ کر انہیں یورپ اور ایشیا کی طرف منتشر کر دیا۔ اس طرح دعوت الی اللہ کی جدید یا قدیم کوئی صورت بھی باقی نہیں رہ گئی تھی۔ ایک دو سال نہیں بلکہ تین سو سال تک مسیحی اس ظلم و ستم کا شکار ہوتے رہے کیا یہ مدت جو لادین رومی سلطنت کے کمال غلبہ اور قوت کی ہے کسی طرح بھی عیسائیت کی شکست اور دعوت الی اللہ کی ناکامی قرار دی جا سکتی ہے مجھے امید ہے کہ آپ اس سے اتفاق کریں گے ہوسکتا ہے آپ یہ بھی کہیں کہ مسیحی دعوت کی کامیابی کا راز رومی سلطنت کی داخلی یا اُس کے نظام کی کسی مفروضہ کمزوری میں مضمر ہے۔ لیکن نظام کا سقم یا کمزوری مسیحی دعوت کے آغاز میں بھی موجود تھے جس طرح بیج کے اندر ہی درخت کا چھپا یا نرا ہونا موجود ہوتا ہے۔ آپ شاید مانیں گے کہ نظام کا سقم، ایک دو دن میں ظاہر نہیں ہوتا اس کے لئے ایک مدت درکار ہے۔ مگر وہ داخلی سقم جو رومی لادین سلطنت کے نظام میں تھا وہ آخر کیا تھا۔ کیا اس کی نشاندہی ضروری نہیں۔

ہمارے موجودہ زمانے میں ایک ہوا یہ بھی چل گئی ہے کہ ہم بہت جلد بازانہ عمومیتیں (Hasty Generalisations) اختیار کر لیتے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ اکثر و بیشتر بعض ظاہر ہونے والے واقعات کے پیچھے ایسے وجوہات کا ہونا بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں جن کا وہاں نہ صرف وجود ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ اشخاص جو اُن واقعات کے برپا ہونے کا محرک بنے ہوتے۔ بیں انہیں اُن وجوہات کا شعور ہی نہیں ہوتا۔ بعض نفسیات کے ماہرین فوراً شعور، تحت الشعور، اور لاشعور کی بحث میں اُلجھ جائیں گے۔ لیکن یہ کتنا افسوسناک حاشیہ ہے کہ ایسا فعل جو لاشعور کی سطح سے اُبھرتا ہے اور جس کا مطلق علم یا احساس اس کے فاعل کو نہیں ہوتا اور جس پر آپ قطعیت کی حدود کے اندر کوئی حکم بجز "بڑی حد تک ممکن" کے سوا نہیں لگا سکتے، اس کو دوسرے لمحے اپنے ذہن سے نہ صرف آپ تخلیق کر لیتے بلکہ اس امکانات کے نظام کو ایک عین حقیقت گردان کر فوراً درست اور نادرست کا نیا نظام بُن لیتے ہیں۔ رومی لادین نظام اور مسیحی تحریک کی کشمکش میں بھی مادی مفکرین نے معاشی اور مادی وجوہات تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں معاشی اور مادی عوامل کا انکار نہیں کرتا لیکن میرے نزدیک ان کی حیثیت ثانوی ہے اور تاریخ کی معاشی اور مادی تشریح کرنے والوں کے نزدیک ان کی حیثیت نہ صرف اولین ہے بلکہ بنیادی بھی۔ میں نے یہ اس لئے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ اشتباہ گزرے کہ رومی اور مسیحی ٹکراؤ میں شاید مادی عوامل مسیحی تحریک کے حق میں تھے۔ رومی نظام زوال پذیر تھا۔ اس لئے مسیحی تحریک کامیاب ہوگئی۔ اس کے برعکس آج مادی عوامل اشتراکیت کے حق میں ہیں۔ اشتراکیت ہمارے معاشرتی کاروبار کا ایک انوکھا اور جدید نظام ہے اس لئے ترقی پذیر ہے۔ یہاں احمدیہ تحریک کی کامیابی ممکن نہیں۔ میرے خیال میں ایسا طریق فکر سرسری اور سطحی ہوگا۔ اور ہم نہ صرف مسیحی منادوں اور راہبوں کے ساتھ ناانصافی کر رہے ہوں گے بلکہ تاریخ کے واقعات کو ایک اپنے ذہن سے بُنا ہوا پیراہن پہنانے کی کوشش میں علم اور روایت کے دیانتداری سے ایک دور سے دوسرے دور میں منتقل کرنے کے عمل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے والے بنیں گے۔ میں اس حد تک متفق ہوں کہ مطلق واقعات کی توجیح اور تشریح میں اختلاف ممکن ہے لیکن اس اختلاف کی حدود قائم کرنے میں ہمیں بہرحال اُن جاہد اور واقع شدہ حوادث کا لحاظ ضرور رکھنا ہوگا اور کوئی ایسی تشریح قابل قبول نہ ہوگی جو فی الحقیقت بالفعل خود واقعات ہی کی نفی کر دیتی ہو۔ وہ راہب جنہوں نے تمام دنیاوی کاروبار سے منہ موڑ لیا اور معاشرتی زندگی کی معروف اور محسوس انداز میں نفی کی، اور اگر معاشرتی زندگی اپنائی تو مسلسل اس کلیہ پر کاربند رہے کہ جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو دو۔ انہیں معاشی اور معاشرتی اونچ نیچ میں طبقہ داری نزاع کا ہراول قرار دینا بہت بڑی زیادتی ہے۔ اس طرز تشریح میں تو بے شمار اندیشے چھپے ہیں۔ یوں تو کسی شخص کے بیان کو بھی قبول نہ کریں گے اور ہر بیان کے پیچھے مصلحت، لاشعور، یا خود ساختہ مفہوم جو متکلم کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو اُس کو ایجاد کر کے ہر بات کو جھٹلاتے جائیں گے۔ مجھے بتائیں اس کی انتہاء کیا ہوگی؟ کیا ہم ایک ایسے طرز فکر پر کسی پائیدار معاشرہ کی بنیاد رکھ سکتے ہیں جہاں معاملات کا فیصلہ امر واقعہ پر نہیں بلکہ داخلی پسندیدہ تشریح پر کیا جاتا ہو۔

لیکن اس کے علاوہ ایک اور بات بھی تو قابل غور ہے۔ اگر کسی نظام کا سقم اور داخلی کمزوری ہی اس کے انہدام کا باعث نہیں تو آخر اس زوال اور انہدام کی وہ کونسی کم سے کم مدت آپ تاریخی مطالعہ سے تجویز کرتے ہیں۔ جس میں یہ ثابت ہوسکے کہ وہ نظام فی الواقعہ کسی ایسی داخلی کمزوری یا سقم سے متاثر ہو رہا تھا یا اب ہو رہا ہے؟ لادین رومی سلطنت کے تین سو سال تو مسیحی دعوت کے بعد کے ہیں اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی دعوت کا اعلان کیا اُس وقت لادین رومن سلطنت اپنے شباب پر تھی۔ میرا خیال ہے کسی بھی قوم یا تہذیب کے لئے ایک ایسی مدت جس میں اُس کے بتائے ہوئے اقدار خیر و شر عوام و خواص میں مقبول ہوں اور اس کی عسکری طاقت اتنی عظیم ہو کہ زمین پر ہونے والے فیصلوں میں کوئی اُسے نظرانداز نہ کر سکے، یقیناً باعث صد افتخار ہے۔ تین سو سال ایک لمبی مدت ہے۔ اشتراکیت پر تو ابھی اس کی ایک چوتھائی بھی نہیں گذری۔ اس سے آپ نے کیونکر یہ اندازہ کر لیا کہ مذاہب اشتراکیت کے سامنے ہار رہے ہیں۔؟ آپ نے پیشگوئی نہ کرنے کا اظہار کر کے آخر اپنی اس پیش دید کی بنیاد کسی مضبوط اعداد و شمار پر تو رکھی ہوگی۔ وہ اعداد و شمار آخر کونسے ہیں۔ کیا وہ گذشتہ جنگ میں فسطائی شکست کے بعد کمیونزم کا مختلف ممالک میں پھیل جانا ہے؟ یا کیا وہ کمیونسٹ جماعتوں کا دنیا کے تمام ممالک میں مصروف عمل ہونا ہے؟ یا کیا وہ غیر اشتراکی طرز فکر اور طرز عمل کی کوئی ایسی داخلی کمزوری ہے جس کی اصلاح ناممکن ہے اور کمیونزم کا اس میں سے جنم لینا ایک تقدیر مبرم ہے؟

(باقی آئندہ)

---

**درخواست دُعا**

محمد یوسف خان صاحب ثالی ہزارہ کی اہلیہ تشویشناک حد تک بیمار ہیں۔ احباب جماعت اور حضرت امیر ایدہ اللہ سے دعا کی درخواست ہے۔ والسلام

مولوی عبدالرحمان احمدی مسجد احمدیہ مری

مولانا عبدالحق ودیارتھی صاحب

# پادری عبدالحق صاحب کے مضامین پر اظہارِ خیال

(۱۰)

(۱۲) ۔عقل و خرد کے ساتھ ان لوگوں کی کتنی دشمنی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کے ذریعہ دنیا میں گناہ آیا اور آدمی کے ذریعہ ہی اس سے نجات ملنے والی تھی ۔عقل کی بات تو یہ ہے کہ جس آدمی کے ذریعہ دنیا میں گناہ آیا اسے ہی صلیب دے کر دنیا کو گناہ سے نجات دینی چاہیئے تھی کیونکہ ابھی اس کی اولاد تو پیدا نہیں ہوئی تھی اور گناہ اسی میں بستا تھا۔

(۱۳) ۔مثلاً آدم کے ذریعہ گناہ دنیا میں آیا تو فوراً اسے مار دیا جاتا اور اس کی تقدیر بھی یہی تھی" جس دن تو گناہ کرے گا اسی دن مرے گا" اس میں فائدہ کتنا تھا کہ تخم گناہ فنا ہو جاتا نہ رہتا بانس نہ بجتی بانسری اور اس کی بجائے ایک اور آدم بنا دیا جاتا۔

(۱۴) ۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

سرِ چشمہ شاید گرفتن بمیل
چو پُر شد نشاید گذشتن بہ پیل

خداوند خدا میں شیخ سعدی رح جتنی بھی عقل اور حکمت نہ تھی کہ گناہ کا سوتا اسی وقت بند نہ کر دیا اور یہ گناہ کا تخم پھوٹنے دیا یہاں تک کہ اس کا پودا اتنا بڑھا کہ وہ ساری دنیا پر کل نسلِ انسانی میں پھیل گیا جو اب ہاتھی سے بھی بند ہونے والا نہیں

(۱۴)۔ خداوند کو بہت دیر کے بعد شیخ سعدی رح کے اس شعر کا پتہ چلا جب ایک میخ یا کیل لگا کر سوتا بند کیا جا سکتا تھا۔ وہ وقت دُور نکل گیا اب تو دنیا میں گناہوں کے دریا اُبھلنے لگے تاہم خداوند نے کہا میل سے نہیں تو سعدی رح کی دوسری تجویز یعنی پیل (ہاتھی) سے اسے روکا جا سکتا ہے ۔ آپ ہاتھی کی تلاش میں ہو نکلے تو رُوح القدس نے مشورہ دیا سعدی رح کا یہ مطلب نہیں کہ اتنے بڑے دریائے معاصی کو ہاتھی سے روکا جا سکتا ہے وہ تو فرماتے ہیں کہ ہاتھی سے بھی نہ رُک سکے گا اب کیا کیا جائے ۔ دونوں خداؤں کا مشورہ ہوا تو القدس نے کہا کہ میں ایک بیٹا پیدا کرتی ہوں آپ اس میں اپنی رُوح پھونکیں اپنے سارے اختیارات اسے سونپ دیں میں قسم کھا سکتی ہوں کہ وہ آ کر گناہ اور گناہ سے پیدا شدہ موت کی گردن مروڑ دے گا اور آئندہ دنیا گناہ سے اور موت سے آزاد ہو جائے گی۔

(۱۵) چنانچہ رُوح القدس کی یہ تجویز بروئے کار آئی ایک عورت جو پہلے ایک شخص کی بیوی شرعاً بن چکی تھی (منگیتر کا لفظ بعد کی ایجاد ہے) متی کے الفاظ واضح ہیں :-

"دیکھو خداوند کے ایک فرشتہ نے
اس پر خواب میں ظاہر ہو کے کہا اے
یوسف ابن داؤد اپنی جورو مریم کو اپنے
یہاں لے آنے سے مت ڈر"

(متی ۱ : ۲۰)

"تب اس کے شوہر یوسف نے جو
راستباز تھا" (متی ۱ : ۱۹)

اس پر رُوح القدس نے اپنا سایہ ڈالا اور وہ حاملہ ہو گئی پس لڑکا جو اس سے پیدا ہوا وہ رُوح القدس کا بیٹا تھا ابن اللہ نہ تھا۔ بہرحال یہ جو کچھ ہوا وہ لال بجھکڑ کے اس شاہکار کے عین بین مطابق تھا جو اس نے غلک میں سے بھینس کا پھنسا ہوا سر نکالنے کے لئے اختیار کیا جب اسے یہ اطلاع ملی کہ لوگ حیران ہیں کہ بھینس کا سر غلک میں سے کیسے نکالا جائے فرمایا یہ کام کچھ بھی مشکل نہیں میں ابھی اسے سلجھا دیتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے تو اس امر کا ہے کہ میرے بعد (رو کر کہا) تمہیں ایسی تجویز کون بتلائے گا؟ ایک تلوار منگاؤ۔ چنانچہ تلوار آپ کو دے دی گئی آپ نے تلوار کا وار بھینس کی گردن پر کر کے اسے کاٹ دیا اور پھر بولے بس اتنی سی بات تھی جو کسی کی سمجھ میں نہ آئی ۔ اب غلک (غلہ کی کوٹھی) توڑ کر بھینس کا سر نکال لو۔ یعنی خداوند خدا کو نسلِ انسانی کے بکثرت گناہوں پر بہت رحم آیا تو اپنے بیٹے پر بیرحمی کر کے ان گناہوں کا بدلہ لے لیا مگر ہوا یہ کہ بھینس بچی اور نہ غلک سلامت رہی، کیونکہ وہ لوگ جو مسیح کو نہیں مانتے وہ تو ہیں ہی جہنم کا ابدی ایندھن حالانکہ بدلہ اور کفارہ لیتے وقت یہ شرط ہرگز نہ تھی کہ یہ کفارہ محدُود لوگوں کے لئے ہے ۔ اور لوگوں کو اس نامعقول، مولی پر ایمان لانا چاہیئے کیونکہ ایمان محض زبانی ہاں یا نہ کا نام نہیں۔ بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس پر جان بھی دینی پڑے تو دینا ہوگی مگر ایمان نہ دینا ہوگا اور یہ شریعت یا عہدنامہ کا ایک ضروری حصہ ہے جسے بکتے ہیں کہ آ کر مسیح نے لعنت قرار دے دیا افسوس اور ہم افسوس یہ نہ جان سے گیا اور شریعت کی لعنت گلے سے نہ اتری وہ ساری عمر خود شریعت یعنی لعنت کا پابند رہا حواریوں میں سے اکثر لعنت کی پابندی ضروری سمجھتے تھے ۔

۱۶ ۔ نسلِ انسانی کا کثیر حصہ جس کے لئے خداوند نے رحم کھایا اور آنسو بہائے وہ تو ابدی جہنم کے جہنمی ہے اس میں زیادہ حصہ ان لوگوں کا ہے جو جنابِ مسیح کے قریبی رشتہ دار بھائی بہنیں۔ یوحنا جیسا نیک انسان۔ اس کے بے انتہا متقی شاگرد اس کے اپنے والدین (کیونکہ انہوں نے اسے نہ جانا سب پر حاوی ہے) اس کی اپنی قوم بنی اسرائیل جن کی نجات کے لئے وہ مبعوث ہوئے نعوذ باللہ یہ ساری دنیا جہنم کا دائمی ایندھن ہے ۔

(۱۷) ۔ صرف یہی نہیں وہ لوگ جو آپ کو مسیح مانتے ہیں نیک سمجھتے ہیں سچا نبی اور رسول تسلیم کرتے ہیں آپ پر شبانہ روز نمازوں اور دعاؤں میں سلام اور درود بھیجتے ہیں مگر کفارہ کے غیر معقول ڈھونگ کو تسلیم نہیں کرتے نعوذ باللہ تم نعوذ باللہ وہ دوزخی اور ہمیشہ کے لئے دوزخی ہیں ۔

(۱۸) یہ تو جہنمیوں کی لاتعداد کثرت کا حال ہے جس کا شمار محال ہے اب جنتیوں کی شکلیں ملاحظہ ہوں غیر اسرائیلی جن کو مسیحؑ نے کتے اور سؤر کہا۔ گناہوں میں بے باک کیونکہ کفارہ مسیح کا چلو بھر خون جو صلیب پر نہیں بہا بلکہ سپاہی کے بھالا کی ذرا سی نوک چبھنے سے نکلا وہ ان کے پہاڑ پر پہاڑ گناہوں کو بہا کر لے گیا ۔ جنہوں نے مسیح پر سلام و درود کی بجائے لعنت بھیجی وہ جنت کے دروازہ پر داروغہ بنے بیٹھے ہونگے اور ایک وہ بھی جو مسیح کا سب سے زیادہ پیارا تھا۔ اس نے تیس (۳۰) چونیوں پر استاد کو بیچ دیا وہ جنت کا چابی بردار اور اقوامِ عالم کی قسمت کا فیصلہ کرنے والا ہوگا۔

(۱۹) ۔ کتنا غلط ہے یہ فقرہ کہ" ایک آدمی کے ذریعہ گناہ دنیا میں آیا اور آدمی کے ذریعہ ہی گناہ سے نجات ملنے والی تھی"۔ اس خیال کے مطابق ایک آدمی کے ذریعہ گناہ دنیا میں آیا تو ضرور مگر امر واقعہ یہ ہے کہ دوسرے آدمی کے ذریعہ وہ گیا ہرگز ہرگز نہیں بلکہ

دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرنے لگا۔

(۲۰) - شاید کوئی عقل کا دھنی یہ کہے کہ گناہ سے نجات قیامت کو ہوگی یعنی عیسائی لوگ جتنے جی چاہے گناہ کریں ان کو قیامت کے بعد سزا نہ ملے گی مگر جب دنیا میں خود عیسائی عدالتوں اور حکومتوں نے اس اصول کفارہ کو تسلیم نہیں کیا وہ دن رات عیسائی مجرموں اور پادریوں تک کو موت کی سزا دے رہے ہیں اور یہ عذر نہیں سنتے کہ ان کے گناہ تو مسیح کا خون پہلے سے ہی بہا کر لے گیا ہوا ہے کتنی عقل کے بخیے ادھیڑ دینے والی بات ہے کہ گناہ اب ہو رہے ہیں اور مسیح کا خون ۱۹۰۰ برس پہلے بہا انہیں بہا کر لے گیا۔ یعنے گناہ کا وجود تو ابھی تھا ہی نہیں مگر خون کی ندی اسے بہا لے گئی۔ مسیح اور خدا اور روح القدس تینوں آسمان پر بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہیں۔ عیسائی حکومتوں، ججوں کو روح القدس ڈانٹتا نہیں کہ مسیحی مجرموں کو سزا نہ دو ان کے گناہوں کا فدیہ اور کفارہ تو میں پہلے ہی وصول کر چکا ہوں اور تین دن اس کی پاداش اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھوں مار کر لاولد رہ چکا ہوں۔

(۲۱) - یہ عذر بھی کتنا عجیب ہے کہ رات بھر رونے اور دعا کرنے اور اپنے تمام شاگردوں کو دعا کے لئے کہنے آرام کرنے کے بعد کہ یہ پیالہ کسی طرح مجھ سے ٹل جائے جب خدا نے اپنے بیٹے پر ترس نہ کھایا اور اس کے دل میں ذرا رحم نہ آیا تو مجبوراً کہا میری مرضی نہیں تیری مرضی۔ یہ بیٹے کی بے بسی اور بیچارگی کی انتہا ہے، کیونکہ اس جملہ میں دو خداؤں کی دو مرضیاں ہیں اس میں البتہ تیسرا خدا خاموش ہے وہ باپ کی طرف منہ کر کے کہتا ہے آپ کی مرضی برحق ہے اور خدا کے بیٹے کی طرف منہ کر کے کہتا ہے آپ بھی سچے ہیں باپ آپ پر ناحق ظلم کر رہا ہے۔ باپ اور بیٹے کی دو الگ الگ مرضیاں یعنی بیٹے کی مرضی ہے موت کا پیالہ (کفارہ) کا جام فدیہ کا مٹکا توڑ پھوڑ دیا جائے اور باپ کی مرضی اپنے بیٹے کو موت کا پیالہ پلا کر چھوڑنے کی ہے۔ روح القدس سر بگریباں ہے کہ کاش کوئی بیچ کی راہ نکل آئے۔ اور خدا باپ کو یہ کد ہے کہ جاں ہے کے تکوں سر بسجدہ ہے کہ سمجھا کہ میری بات رہے

ادھر حواریان مسیح بھی باپ کی مرضی سے متفق ہیں جو بیٹے کو گرفتار ہوتے دیتے خود حوالہ پولیس کرتے رات بھر مسیح کی تاکید اور بار بار جگانے کے باوجود جاگتے نہیں۔ دعا نہیں کرتے۔ بلکہ رفاہ عام کا ایک مفید کام سمجھ کر بار بار اطمینان سے سو رہتے ہیں اور دل میں کہتے ہیں کوئی فکر کی بات نہیں پڑھ جانے دو استاد کو صلیب پر ہمارے بھلے میں سب کا بھلا یا سب کے بھلے میں ہمارا بھی بھلا ہے، دونوں باتیں اپنی جگہ پر درست ہیں۔

۲۲ - غور کرو اور سوچو پھر غور کرو اور سوچو کہ عقل انسان

کو اس لئے دی گئی کہ وہ سوچے اور غور کرے ایک شخص نے دوسرے آدمی کا ۵۰۰ روپیہ ہتھیا لیا اور جا کر پادری صاحب سے بپتسمہ لے لیا۔ پادری نے بپتسمہ دینے کے بعد دعا مانگی اور گناہ معاف کرا دیا جس غریب کا ۵۰۰ روپیہ تھا وہ انصاف کی اپیل کس دربار میں کرے۔ اس پر ایک سچا واقعہ سنو، ایک پادری صاحب کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا کہا میں چور، ڈاکو، قاتل سبھی کچھ ہوں آپ میرے باپ پادری اور خدا کے حضور روحانی اور سفارشی ہیں میرے لئے خداوند یسوع مسیح کے واسطے دعا کریں اور میرے گناہ معاف کرا دیں۔ پادری صاحب نے کہا ۵۰ ڈالر کا نوٹ۔ دو اس شخص نے ۵۰ ڈالر کا نوٹ دے دیا پادری صاحب نے دعا مانگی اور اسے خوشخبری دے دی کہ تمہارے سب گناہ آج تک کے معاف ہو گئے۔ یہ سن کر وہ شخص بہت خوش ہوا اور اس نے دوبارہ خوش ہو کر پوچھا سب گناہ معاف ہو گئے پادری نے کہا ہاں سب معاف اس پر اس نے کہا کہ جو میں آئندہ کروں گا ان کا کیا ہوگا پادری صاحب نے کہا ۵۰ ڈالر اور دو۔ اس نے ۵۰ ڈالر اور دے دیئے پادری صاحب نے دعا کی اور حسب سابق خوشخبری دی کہ آئندہ کے گناہ بھی سب معاف اور پچھلے گناہ بھی سب معاف پادری نے کہا سب اس نے پادری کے دونوں ہاتھ پکڑ کر ۵۰/۵۰ کے نوٹ چھین لئے اور شکریہ اور سلام کر کے چلا گیا۔ (باقی آئندہ)

## خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۶)

### منشاء الٰہی اور سنت رسولؐ پر عمل

یہ مثالیں اور یہ نمونہ ان لوگوں کا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے قرآن کریم کے منشاء اور حضور اکرم صلعم کے عمل کو بخوبی سمجھتے تھے جب تک قرآن کریم کے منشاء کے مطابق اور حضور اکرمؐ کے عمل کے مطابق قدم نہیں اٹھایا جائے گا اس وقت تک ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ استحکام حاصل نہیں ہو سکتا آج پاکستان کو بڑی ضرورت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر چلیں۔ اس نمونہ کے اندر برکات ہیں، خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اعمال سے اپنی مملکت پاکستان کو مضبوط اور مستحکم بنائیں اور ہمارا نمونہ مستقبل کے لئے نقش راہ ثابت ہو۔

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔
منیجر

# اخبار احمدیہ

## اعلان نکاح

—— آج مورخہ ۱۵ اکتوبر کو مکرمہ دختر عبداللہ مرحوم ساکن منڈی بہاؤالدین کا نکاح عبدالخالق ولد چوہدری عالم دین سے مبلغ دس ہزار روپے (تین ہزار ادا کر دیا گیا۔) حق مہر پر مولنا محمد بخش صاحب نے پڑھا۔ مولنا نے بڑے مؤثر اور دلنشین پیرایہ میں قرآن و حدیث سے دو روحوں کے اس مقدس عہد کی تشریح فرمائی۔ اور نکاح کی اہمیت اور ذمہ داری پر روشنی ڈالی۔ جسے سامعین نے بڑا پسند کیا عبدالخالق صاحب سابق انچارج مہمان خانہ ملک فضل الٰہی صاحب کے عزیزوں میں سے ہیں برطانیہ میں ملازم ہیں اور آجکل چھٹی پر گھر آئے ہوئے ہیں۔ بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے مبارک بنائے۔

## انتقال پُرملال

—— قاضی عبدالعزیز صاحب صدر بازار قاضی محلہ لاہور چھاؤنی کا جوان لڑکا مقبول احمد بعمر ۲۴-۲۵ سال چند دن بیمار رہ کر ۷ نومبر کو فوت ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں قاضی صاحب ممدوح اور ان کے تمام خاندان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

## بھدرواہ کشمیر سٹیٹ میں ایک نیک خاتون کا انتقال

—— ۱ نومبر کو رات کو پونے آٹھ بجے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ کے سرپرست جناب چوہدری عبدالغنی صاحب گنائی کی اہلیہ محترمہ حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے دنیا سے رخصت ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج ۹½ بجے مرحومہ کا جنازہ سینکڑوں مسلمانوں نے ماسٹر عبدالکریم صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن بھدرواہ کی قیادت میں مقامی جنازہ گاہ میں پڑھا اور ۱۰ بجے مرحومہ کا جسم سپرد خاک ہوا۔ مرحومہ نہایت نیک خصائل کی حامل تھیں کم گو، سنجیدہ اور اپنوں اور غیروں سے حد درجہ ہمدردی کا برتاؤ کرتی تھیں اللہ تعالےٰ ان کی روح کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

مرحومہ اپنے پیچھے پانچ بیٹے چھوڑ گئیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ جناب چوہدری عبدالغنی صاحب اور ان کے صاحبزادگان عبدالغفار، عبدالقیوم صاحب، عبدالمجید صاحب، عبدالحمید صاحب عبدالرشید صاحب وغیرہما اور دختران عزیزہ نسیم اختر، سکینہ بی بی کو اس صدمہ میں صبر عطا کرے حضرت امیر ایدہ اللہ اور صدر انجمن کے تمام بزرگوں سے التماس ہے کہ وہ مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ خاکسار جلسی سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

# اراضی انجمن چک اوکاڑہ

مکرمی جناب سیکرٹری صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اخبار پیغام صلح ۳۰/۱۰/۶۳ میں اراضی اوکاڑہ چک نمبر ۶/۱ کے کچھ حالات شائع ہوئے ہیں۔ اس رپورٹ کی تکمیل کے لئے میری طرف سے حقائق ذیل بھی اخبار میں شائع کرا دیئے جائیں۔ امید ہے قارئین کرام کی دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

۱۹۵۶ء میں جو بندوبست ہوا اس میں محکمہ مال نے انجمن کی تمام اراضی کی حیثیت غلط درج کردی تھی جس سے انجمن پر مالیہ اور زرعی ٹیکس ۱۵ سے ۱۸ ہزار سالانہ کا ناحق بوجھ بڑھ گیا تھا۔ فنانس بورڈ سے دوبارہ چارج سنبھالنے کے بعد ۱۹۵۹ء میں دو مقدمات دائر کئے گئے۔ اول درستی اندراج کاغذات مال اور دوئم تشخیص مالیہ۔ پہلے مقدمہ کی کامیابی پر دوسرے کا انحصار تھا۔ ۱۹۶۰ء میں اول کا فیصلہ انجمن کے حق میں ہو جانے کے بعد دوسرے پر پوری طرح توجہ دی گئی اور تین سال کی متواتر کوشش کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقدمہ میں بھی کامیابی بخشی۔ چنانچہ مالیہ اور زرعی ٹیکس کے زائد بوجھ میں سے ۶-۷ ہزار روپے سالانہ کی رعایت مل گئی ہے۔ اب خان بہادر غلام ربانی خان صاحب افسر اراضیات کی اجازت سے اپیل کرنے کی تیاری کی جا رہی ہے انشاء اللہ باقی ماندہ ۱۰-۱۱ ہزار روپے کے ناجائز بوجھ سے بھی خلاصی ہو جائے گی۔ ان مقدمات کے فیصلہ کے بعد شیخ حفیظ صاحب وکیل انجمن نے فرمایا تھا کہ "تمہاری کاغذات مال سے گہری واقفیت کی وجہ سے ان مقدمات میں کامیابی ہوئی ہے، ورنہ ایسے مقدمات عموماً ناکام ہو جاتے ہیں۔"

حصول بیعنامہ اور معافی مالکانہ کے دو مقدمات جولائی ۱۹۶۲ء میں دائر کئے گئے تھے۔ ۵۶ مربعوں کا بیعنامہ ایک سال میں حاصل کر لیا گیا جن کی قسطوں کا حساب ۳۲ سال پرانا تھا۔ اتنی بڑی جائداد کا بیعنامہ تھوڑی مدت اور تھوڑے خرچ سے حاصل کرنے کی یہ واحد مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ محض اس کے فضل سے مجھے اس خدمت کی توفیق ملی۔

مالکانہ کی معافی کاغذات مال میں اندراج ملکیت کے بعد ملا کرتی ہے۔ اگرچہ بیعنامہ لیا جا چکا ہے مگر کاغذات میں ابھی تک ملکیت کا اندراج نہیں ہوا۔ مالکانہ کی معافی کا معاملہ میں نے بیعنامہ کے ساتھ شروع کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ بیعنامہ ملنے سے پہلے ہی مالکانہ کی معافی کا حکم حاصل کر لیا گیا۔ یہ بھی چند مثالوں میں سے ایک ہے کہ ملکیت کا اندراج ابھی ہوا نہیں اور تین فصلوں سے انجمن کو قریباً دو ہزار روپے فی فصل کا مالکانہ کی معافی کا فائدہ پہنچ رہا ہے۔

۱۹۵۹ء کے قبل کے پانچ سال اور بعد کے پانچ کی پیداوار کے مقابلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب ہر جنس کی پیداوار پہلے سے سوائی ہے۔ آمد سالانہ پہلے ۱½ سے دو لاکھ روپے کے درمیان ہوتی تھی اور اب ۲½ سے تین لاکھ روپے کے درمیان ہوتی ہے۔ کپاس اور گندم معیاری پیدا کی جاتی ہیں اور بہترین بطور بیج فروخت ہونے سے قیمت زائد وصول ہوتی ہے۔ پیداوار کا بڑا ذریعہ خود کاشت ہے جس میں بالخصوص ترقی ہوئی ہے۔ اچھے ٹریکٹروں کی کمی تھی جو اپنا لائسنس حاصل کر کے امپورٹ کیا گیا ہے۔ قیمت میں ۵-۶ ہزار روپے کی رعایت بھی دی گئی ہے۔

گذشتہ سال اور سال رواں میں کئی نئی فصلوں کے تجربات کئے گئے ہیں۔ ڈاک گندم۔ ایل ۴۵ ہیشکر ماش سبز و سیاہ۔ ہیبریڈ اور باسمتی چاول کے تجربات بہت کامیاب رہے ہیں۔ انشاء اللہ ان تجربات سے آئندہ خوب فائدہ اٹھایا جائے گا۔

عبدالمجید مینیجر

## حرفِ محرمانہ (بسلسلہ صفحہ ۱۰)

ڈالتا ہے کہ اس کتاب کو لکھتے وقت برق صاحب کی ذہنی کیفیت کیا تھی۔

جو کچھ اس ٹریکٹ میں لکھا گیا ہے کیا حضرت مسیح موعود نے حضرت قاضی یار محمد کے کان میں ہی بتلایا تھا اگر یہ بات کسی مجلس میں ذکر کی جاتی تو فوراً اخباروں میں آجاتی۔ ڈائری نویس قاہر مجلس میں موجود رہتے تھے اسی سے ثابت

ہوتا ہے کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔ عجیب الہامات کے بعد برق صاحب نے مہمل الہامات کے عنوان کے ماتحت آٹھ الہامات درج کئے ہیں جن میں سے تین کی وضاحت میں کر چکا ہوں۔ باقی پانچ پر انشاء اللہ آئندہ قسط میں روشنی ڈالی جائے گی۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
(منیجر)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغامِ صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغامِ صلح ۔ ۲۰ر نومبر ۱۹۶۳ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۲ ۔ شمارہ ۴۷

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ
پیغام صلح لاہور
زرِ سالانہ
پاک و ہند سے پھر روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ ار پیسے
ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۳۷۴۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب


جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۹ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۴۸


# محض للہ ربّانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے جلسہ میں شمولیت ضروری ہے

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشادِ گرامی

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت پر ظاہر ہو کر بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق پیدا ہو جائے، سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسّر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسے کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الرّاحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت

(باقی بر صفحہ ۸)

## بحرِ حکمت کے موتی

أبو سعيد ما رزق العبد
رزقاً أوسع عليه من الصبر
(بحوالہ مشارق الانوار مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:- بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں دی گئی بندہ کو کوئی روزی صبر سے زیادہ کشادگی اور وسعت میں۔

نوٹ:- انسان کو جو کچھ میسّر ہے اس پر صبر اور شکر سے گذارہ کرے تو تسکین قلب حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ ہفت اقلیم گیرد بادشاہ ہمچناں در فکر اقلیم دگر

اللہ تعالیٰ صابر، قانع اور شکر گذار انسان کو اپنی نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ نوازتا چلا جاتا ہے۔

وإذ تأذّن ربكم لئن
شكرتم لأزيدنّكم ولئن
كفرتم إنّ عذابي لشديد
(۱۴:۷)

پھر فرمایا:-

الله يبسط الرزق لمن
يشاء ويقدر۔
(۱۳:۲۶)

مشیت ایزدی بھی اسی کا ساتھ دیتی ہے جو شکر گذار اور قانع ہو۔

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

# متفرقات

## کتاب "حرف محرمانہ" پر تبصرے کے متعلق جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ایک معزز دوست کی رائے

جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ایک معزز دوست نے اپنے مکتوب گرامی میں مجھے کتاب "حرف محرمانہ" پر تبصرہ کے متعلق اپنی رائے سے مطلع کیا ہے جو حرف بحرف ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ اُن کا نام عمداً میں نے درج نہیں کیا کیونکہ مصلحت کا تقاضا یہی ہے۔ بہرحال اُن کی تحریر حسب ذیل ہے:-

مکرم و محترم جناب شیخ صاحب بالقابہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

"حرف محرمانہ" پر آپ کا تبصرہ پڑھا۔ تبصرہ خوب ہے۔ برق جیلانی کی اس کتاب کو جب کوئی احمدی پڑھ پاتا ہے تو وہ مضمحل اور رنجور ہو کر رہ جاتا ہے۔ جس طریق پر اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلام اور آپ کے دعویٰ مسیحیت پر حملہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایسی خطرناک کتاب ابھی تک نہیں نکلی گئی۔ دجل۔ فریب۔ کتر بیونت اور اپنی محرفانہ کارروائیوں میں وہ میدان میں اپنے اوّلین کو چھوڑ گیا ہے حوالہ جات کو غلط رنگ میں پیش کرنے اور پھر اُن سے غلط نتائج اخذ کرنے میں اُس نے اپنے استاد الیاس برنی کے بھی کان کاٹ دیئے ہیں۔

یہ کتاب اس لحاظ سے بھی خطرناک ہے کہ اس نے اپنے معاصرین کی نسبت الفاظ ذرا نرم استعمال کئے ہیں اور اسے ایک اپیل کے رنگ میں پیش کیا ہے اس لحاظ سے وہ نوجوان جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی کتب کا بغور مطالعہ نہیں کیا اُن کے لئے یہ کتاب زہر ہلاہل سے کم نہیں ہے خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ نے اس کا جواب دیا ہے وما توفیقاً الا باللہ اور پھر جس رنگ میں آپ نے جواب دیا ہے وہ بھی اپنے رنگ میں عجیب اور خوب ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں آپ کا مطالعہ اور تفحص واقعی قابل داد ہے۔ اگر میں آپ کے مضامین کو مرہم عیسیٰ کے ساتھ تشبیہ دوں تو مبالغہ آرائی نہ ہوگا اس لئے کہ جو احمدی "حرف محرمانہ" جیسی مخالف کتاب پڑھ لے اور پھر آپ کے مضامین کا مطالعہ کرے تو وہ اپنے دل میں دکھ کے بعد ایک مرہم کا پھاہا جیسے ایک شفا سی محسوس کرتا ہے اگر یہ مضامین نظر ثانی کے بعد یکجا طور پر کتاب میں جمع ہو کر مدون ہو جائیں تو اچھا ہوگا اگرچہ میں آپ کی جماعت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا مگر تاہم آپ کے قلم کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکا اللھم زد فزد۔

ہماری اپنی جماعت کے متعدد دوستوں کی طرف سے بھی یہی مشورہ مجھے دیا گیا ہے کہ صرف انہی مضامین کو ہی نہیں بلکہ اپنے تمام مضامین کو کتابی شکل میں شائع کر دوں خواہ ان کا تعلق بہائی مذہب سے ہے اور خواہ وہ جماعت ربوہ کے عقائد درباره نبوت شائع کئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ احباب کی اس خواہش کو پورا کرنے کے سامان کر دے آمین۔

نوٹ:- اس معزز دوست نے ایک خاص اعتراض کا جواب دینے کے متعلق اپنی ایک تجویز لکھی ہے اس کے بارے میں اُن سے خط و کتابت کرنے کے بعد فیصلہ کروں گا کہ اسے عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے یا نہیں۔

خاکسار۔ شیخ عبدالرحمان مصری۔

## احباب کرام جلسہ فنڈ کی ادائیگی کیطرف توجہ دیں

اشیائے خورد و نوش کی گرانی کے باعث پہلے کی نسبت جلسہ سالانہ پر اب پانچ گنا زیادہ خرچ آتا ہے۔ ہمیشہ سے احباب خاص چندہ سے ان اخراجات کو پورا کرتے ہیں۔ دفتر جلسہ کی طرف سے احباب کے نام فرداً فرداً چٹھیاں روانہ کی جا رہی ہیں۔ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان سے استدعا ہے کہ وہ جماعت کے احباب کے نام کی رقوم جلد از جلد وصول کر کے نئے ماہ کے چندہ ماہوار کے ساتھ بھجوا دیں۔ اس سے منتظمین کو سہولت رہے گی۔

ڈاکٹر اللہ بخش۔ افسر جلسہ سالانہ

## ضروری اطلاع

بعض دوست اپنی عطا کردہ رقوم کے لئے محصل صاحبان کی جاری کردہ رسیدات کے بعد دفتر انجمن سے بھی براہ راست رسید طلب کرتے ہیں ان دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ محصل صاحبان کو انجمن کی طرف سے باقاعدہ رسید بکیں دی جاتی ہیں، جن میں سے وہ ہر چندہ دہندہ کو رسید جاری کرتے ہیں، ان رسید بکوں اور اُن میں سے جاری کردہ رسیدات کا پورے طور پر جائزہ لیا جاتا ہے، اس لئے ان رسیدات کے جاری ہونے کے بعد دوسری رسید دفتر انجمن سے جاری کرنا تحصیل حاصل ہے، احباب کو چاہیئے کہ کوئی رقم کسی محصل کو انجمن کی مطبوعہ رسید حاصل کئے بغیر نہ دیں اور اس رسید کے حاصل ہو جانے کے بعد یہ یقین رکھیں کہ ان کی رقوم دفتر انجمن میں وصول ہو گئیں یا ہو جائیں گی۔ اس بارہ میں کسی بے اعتمادی کی ضرورت نہیں۔ والسلام

خاکسار غلام رسول، افسر تحصیل

**جلسہ سالانہ کی تاریخیں**
**۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء**

## مقررین حضرات کے لئے قابل توجہ

جلسہ سالانہ کے لئے ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر کی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں ۲۴ کو مستورات کا جلسہ اور دستکاری کی نمائش ہوگی۔ ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر کو مردوں کا جلسہ ہوگا۔

جو احباب کرام تقریر کرنا پسند فرماویں وہ اپنے موضوع، اور کم از کم وقت جو درکار ہو اس سے متعلق قبل از ۳۰ نومبر مطلع فرما دیں۔ موضوع کے انتخاب کے وقت حالات حاضرہ اور درپیش آمدہ مسائل خصوصاً جماعتی ترقی و توسیع کے عنوان کو ضرور پیش نظر رکھیں۔

غفورہ احمد مفتی عنہ

برائے افسر جلسہ سالانہ

## جلسہ سالانہ کیلئے رضا کاروں کی ضرورت

جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء کے لئے بیرونی جماعتوں سے چند ایسے احباب اور نوجوانوں کی خدمات درکار ہیں جو رضا کارانہ طور پر مہمانوں کو طعام و رہائش کی سہولتیں بہم پہنچانے میں میرے ممد و معاون ہو سکیں۔

ایسے رضا کاروں کو جلسہ سالانہ سے قبل مرکز میں پہنچنا ہوگا تا کہ طریق کار اور متعلقہ معلومات سے آگاہی حاصل کر سکیں۔ مجھے امید ہے کہ ہر جماعت کے سیکرٹری صاحبان کمیٹی کے اجتماع میں اس امر کی طرف احباب کو توجہ دلائیں گے اور جو دوست اپنا نام بطور رضا کار جلسہ سالانہ پیش کریں مجھے لکھ بھیجیں۔

اس تعلق میں مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی ہے کہ گذشتہ جلسہ پر خواجہ نصیر اللہ صاحب از راولپنڈی نے بہت قابل قدر خدمات انجام دی تھیں جن کے لئے ہم اُن کے مشکور ہیں۔

ڈاکٹر اللہ بخش۔ افسر جلسہ سالانہ

## سکول ہٰذا کی کرکٹ ٹورنامنٹ میں نمایاں کامیابی

احباب جماعت کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ سکول ہٰذا کے طلباء نے بفضلہ تعالیٰ امسال بھی کرکٹ ٹورنامنٹ کے مقابلوں میں اچھی خاصی کامیابی حاصل کی ہے۔ ہماری ٹیم نے پہلے میچ میں بیتر انوالہ سکول کی ٹیم کو شکست فاش دی اور مصری شاہ سکول کو جو وطن سکول کی ٹیم کو شکست دے کر ہمارے مقابل پر آیا تھا بری طرح ہرا دیا۔ اور اب ہماری ٹیم انٹر زونل میں پہنچ کر موہنی روڈ ہائی سکول کی ٹیم کے ساتھ نبرد آزما ہے۔ یہ ٹیم بھی مسلم ماڈل اور بھاٹی ہائی سکول کی ٹیموں کو شکست دے کر ہماری ٹیم کے مقابلے پر آئی ہے۔ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں استدعا ہے کہ وہ ہمارے بچوں کی مزید کامیابیوں کے لئے خاص توجہ سے دعا فرمائیں۔

برکت علی۔ سٹاف سیکرٹری سکول ہٰذا لاہور

# مسئلہ کفر و اسلام اور حضرت مسیح موعودؑ

۱۰ نومبر ۱۹۶۳ء کے "الفضل" میں محترم مدیر صاحب نے میاں محمد صادق صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

"ہم آپ کو اور دوسرے دوستوں کو بھی جو نیک نیتی سے اس معاملہ میں صحیح نتیجہ پر پہنچنا چاہتے ہیں اپیل کرتے ہیں کہ وہ کم از کم سات دن رات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل عبارت پر جو ہم پہلے بھی پیش کر چکے ہیں غور کریں انشاءاللہ ساری ذہنی اُلجھنیں دور ہو جائیں گی۔ اگر پھر بھی تسلی نہ ہوئی تو ہم مزید وضاحت کی کوشش کریں گے :۔

"کفر دو قسم پر ہے

(اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسولؐ نہیں مانتا۔

(دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسولؐ نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسولؐ کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص۱۷۹)

حضرت مسیح موعودؑ کی اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد محترم مدیر صاحب لکھتے ہیں :۔

"کفر و اسلام اور نبوّت و غیر نبوّت کے مسائل ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہیں اگر اُن میں سے ایک بھی صحیح طور پر سمجھ لیا جائے دوسرا خود بخود حل ہو جاتا ہے"

"الفضل" کے اس فقرہ کا مفہوم کیا ہے ؟ یہ بیشک صحیح ہے کہ "کفر و اسلام اور نبوّت و غیر نبوّت کے مسائل ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہیں" لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو آپ منصب نبوّت پر سمجھتے ہیں یا غیر نبی قرار دیتے ہیں ؟ اوّل الذکر صورت میں آپ کا انکار آپ ہی کے قول کے مطابق موجب کفر سمجھا جائے گا اور غالباً یہی بات آپ حقیقۃ الوحی کی اس عبارت سے ثابت کرنا چاہتے ہیں، جس پر سات دن رات غور کرنے کی آپ نے اپیل کی ہے۔ یقین کیجئے کہ اس عبارت پر ہم نے سات دن رات نہیں بے شمار مرتبہ غور کیا ہے اور ہمیشہ غور کرتے رہے ہیں، لیکن اس سے وہ نتیجہ اخذ نہیں کر سکے جو آپ پیدا کرنا چاہتے ہیں، اس عبارت میں جو دو قسم کا کفر بیان کیا گیا ہے اس میں پہلی قسم کا کفر تو ایک ہی چیز کو قرار دیا ہے کہ :۔

"ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسولؐ نہیں مانتا"

لیکن دوسری قسم کے کفر کی صرف ایک مثال دی ہے کہ :۔

"مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے"

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک آپ کا نہ ماننا پہلی قسم کے کفر میں شامل نہیں بلکہ اس سے الگ حیثیت رکھتا ہے پہلی قسم کا کفر تو اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا انکار ہے، جو ضد ایمان ہے، لیکن دوسرے قسم کے کفر کے متعلق فرمایا کہ :۔

"اس لحاظ سے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے"

معلوم ہوا کہ وہ خدا اور رسول کا تو منکر نہیں انکو مانتا ہے ہاں اُن کے ایک فرمان کا منکر ہے جیسے اور بھی بہت سے فرمان ہیں، مثلاً نماز، روزہ وغیرہ بالفاظ دیگر مسیح موعودؑ کا انکار فروغ اسلام میں سے ایک فرع کا انکار ہے جس سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ اسی دو قسم کے کفر کو ابن اثیر نے اپنی کتاب نہایہ میں بعینہٖ انہی الفاظ میں بیان کیا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے لکھے ہیں :۔

"الکفر صنفان احدھما الکفر باصل الایمان وھو ضدہ والآخر بفرع من فروع الاسلام فلا یخرج بہ من اصل الایمان۔

یعنے کفر دو قسم پر ہے ایک اصل ایمان کا کفر اور وہ ایمان کی ضد ہے اور دوسرا فروع اسلام میں سے کسی فرع کا انکار تو اس سے کوئی شخص اصل ایمان سے خارج نہیں ہو جاتا۔"

رہی یہ بات کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ :۔

"یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں"

یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ حیوان دو قسم پر ہیں ایک حیوان ناطق جو انسان ہے اور دوسری قسم حیوانات میں مثلاً گھوڑا، گدھا، گائے، بیل وغیرہ شامل ہیں، اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں قسم کے حیوان ایک ہی قسم میں داخل ہیں، اس فقرہ سے یہ مطلب نکالنا کہ انسان اور گھوڑا گدھا وغیرہ ایک ہی جیسے حیوان ہیں یا دونوں برابر ہیں اپنی عقل کا ماتم کرنا ہے، مطلب تو صرف یہ ہے کہ انسان بھی حیوان ہے اور گھوڑا گدھا وغیرہ بھی حیوان ہیں دونوں حیوانیت کی ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ بعینہٖ یہی مطلب حضرت مسیح موعودؑ کے اس فقرہ کا ہے، کہ دونوں قسمیں کفر ہونے کے لحاظ سے دراصل ایک ہی قسم میں داخل ہیں، گو اوّل الذکر قسم کفر ایمان کی ضد ہے اور اسلام سے خارج کرتی ہے اور مؤخر الذکر میں خدا اور رسولؐ کا انکار نہیں بلکہ اُن کے ایک فرمان کا انکار ہے، جو دوسرے فرمانوں کے انکار کی طرح موجب معصیت اور لائق مواخذہ ہے لیکن دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا۔

یہی وہ مفہوم ہے، جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیسیوں عبارات سے واضح ہے، بطور مثال اسی حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۳ کو پڑھیئے اس میں آپ لکھتے ہیں کہ :۔

"ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائے گا، اور دوزخ میں پڑے گا، یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر

افترا ہے میں نے کسی کتاب یا اشتہار میں ایسا نہیں لکھا اس پر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہو یاد رہے کہ اس نے محض چالاکی سے جیسا کہ اس کی عادت ہے یہ افترا میرے پر کیا ہے یہ تو ایسا امر ہے کہ بداہت کوئی عقل اس کو قبول نہیں کرسکتی جو شخص میرے نام سے بھی بے خبر ہے اس پر مواخذہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں، جس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہوچکا ہے اور میرے دعوے پر اطلاع پاچکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا، کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی ہے"۔

کس قدر صفائی کے ساتھ اس عبارت میں حضرت مسیح موعودؑ نے اس امر کو واضح کردیا ہے، کہ آپ کا نہ ماننا ویسا ہی کفر نہیں، جیسا خدا و رسول کا نہ ماننا موجب کفر ہے، ایکہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان کا انکار ہونے کی وجہ سے قابل مواخذہ ہے، لیکن دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا۔

کیا محترم مدیر "الفضل" حقیقۃ الوحی صـ ۱۷۹ کی پیش کردہ عبارات کے اس مفہوم پر جو اوپر کی عبارت میں بیان کیا گیا ہے سات دن رات غور کرنے کی تکلیف گوارا کریں گے؟



# زکوٰۃ — استحکام جماعت کا ایک اہم ذریعہ

## صاحب حیثیت اور متمول اصحاب کی توجہ کے قابل

غلام رسول افضر تحصیلدار بہ انجمن اشاعت اسلام

محترم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کے ذمہ تنظیم کا کام انجمن کی طرف سے تفویض ہوا ہے اور اس ضمن میں صاحب ممدوح نے جماعت ہائے سرگودھا اور لائل پور کا دورہ بھی کیا ہے اور مفید مشورے وغیرہ دیئے ہیں جن پر مقامی جماعت ہائے عمل پیرا ہو رہی ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک اشد ضروری امر کی طرف جماعت کی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے

اس میں کچھ کلام نہیں کہ جماعتیں جبھی قائم رہ سکتی ہیں جبکہ ان کے ممبران کے انفرادی حالات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ ہر جماعت میں ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جو خوشحالی کی زندگی بسر کرتے اور انجمن کے ہر کام میں دل کھول کر حصہ لیتے رہتے ہیں۔ مگر حالات کے ناسازگار ہونے سے وہ نہ صرف اجتماعی تحریکات میں حصہ نہیں لے سکتے بلکہ خود امداد کے طالب ہوتے ہیں۔ مگر اکثر ایسا امدادی فنڈ نہ ہونے کے باعث ان کی امداد سے قاصر رہتی ہے جو ان کی دل شکنی کا موجب ہوتی ہے اور ان کے جماعتی تعلقات میں کمزوری پیدا ہوجاتی ہے۔ اسلام نے ایسی ہی مشکلات کا علاج زکوٰۃ کی صورت میں کیا ہے جو ہر صاحب مال پر فرض کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ "اتوا الزکوٰۃ" کا حکم بار بار آیا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی حکم کے پیش نظر زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جنگ کی۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی فوت ہوجاوے اور مال و جائیداد چھوڑ جاوے تو وہ اس کے ورثاء کا حق ہے، اور اگر کوئی فوت ہوجاوے اور اولاد اور قرض چھوڑ جاوے تو اولاد کی نگہداشت اور قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہے جو بیت المال سے پوری کی جاوے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایسا فنڈ قائم کرنے کا حکم دیا ہے، جس میں جماعت کے متمول اور صاحب نصاب لوگوں کی زکوٰۃ و صدقات جمع ہوں اور اس میں سے مستحقین کو امداد دی جائے۔

محترمی میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کا مضمون زکوٰۃ اور حکومت کے ٹیکس پر ماہ ستمبر ۱۹۶۲ء کے پیغام صلح کے کسی شمارہ میں شائع ہوچکا ہے۔ جس میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ حکومت کے ٹیکسوں کی ادائیگی سے کوئی شخص زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتا۔

اس ضمن میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ انجمن کو جو رقوم صدقہ اور زکوٰۃ کی مد میں وصول ہوتی ہیں وہ جماعت کے متمول حضرات کی آمدنیوں کے مقابلہ میں بہت قلیل ہیں مثلاً:-

۶۲-۱۹۶۱ء میں -/۶۳ ۲۷ روپے اور ۶۳-۱۹۶۲ء میں صرف سات ہزار روپیہ کے قریب زکوٰۃ وصول ہوئی، ظاہر ہے کہ یہ رقوم ہمارے ایک ایک مل اونر کی واجب زکوٰۃ سے بھی بہت کم ہے۔ اگر تمام اصحاب مقررہ شرح کے مطابق زکوٰۃ نکال کر انجمن کے بیت المال میں بھیجدیا کریں تو اس سے قوم کے ضرورتمندوں کی حاجات کو بخوبی پورا کیا جاسکتا ہے، ہاں بعض وقت صاحب زکوٰۃ اصحاب کو اپنے اپنے حلقہ میں بھی ضرورتمندوں کی امداد کرنی پڑتی ہے ایسی صورت میں ایک تہائی خرچ کر کے دو تہائی بھی انجمن کو بھیجدیا کریں تو بہت فائدہ ہوسکتا ہے۔

ماہ رجب زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے، اور اب یہ مہینہ شروع ہوگیا ہے، اسلئے میں جماعت کے متمول اصحاب بالخصوص مل اونر صاحبان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مہربانی فرماکر اس طرف خاص طور پر اپنی توجہ مبذول کریں۔ اور جو کچھ ان پر زکوٰۃ واجب ہو اس کا ½ حصہ انجمن میں بھیجدیں تاکہ غرباء و مساکین کے سالانہ وظائف کے علاوہ ایسے لوگوں کو بھی امداد کی جاسکے جو پیش آمدہ ناخوشگوار حالات کی وجہ سے امداد و اعانت کے مستحق ہیں۔

## بقیہ ملفوظات (از صفحہ اول)

کی جائیگی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور انکی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھانے کے لئے بدرگاہ عزت جلشانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدابیر اور قناعت شعاری سے تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ میسر آجائے گا گویا یہ سفر مفت میسر ہوجائے گا۔

آسمانی فیصلہ

# حکومت کے مشکل ترین کام کے متعلق قرآن کریم کی تعلیم

## رشوت ستانی رعایا کے اموال پر دست برد اور خواہشات کی پیروی اسلامی حکومت کا طریق عمل نہیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۶۳ء ۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث ۔ فاتقوا اللہ یا اولی الالباب لعلکم تفلحون ۔ (المآئدۃ)

### ملک میں قیام امن کے ذرائع

قرآن کریم ایک کامل دستور العمل پیش کرتا ہے دنیا میں مشکل ترین کام حکومت کرنا ہے ۔ اگر کوئی حاکم نیک دل اور رضا انوحت ہو تو ضرور ہے کہ ملک کے اندر امن قائم ہوگا ۔ اگر پولیس کے افسر رشوت نہ لیں اور وہ نیک دلی سے انسانوں کے جان و مال کی حفاظت کریں بہت سی معاشرتی خرابیاں ملک سے ختم ہو جائیں ۔ رشوت خوری سے سماجی اور معاشرتی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ۔ ایک پولیس افسر اگر رشوت لے تو ملک سے امن وامان اٹھ جاتا ہے ۔ ایک جج اگر رشوت لے لے ۔ تو انصاف نہیں رہتا ۔ ایک کمانڈر اگر دشمن ملک سے رشوت لیتا ہے تو ملک یا اس کا ایک حصہ دشمن کے قبضہ میں جا سکتا ہے ۔

### حاکم و محکوم کے متعلق یکساں قوانین

قرآن کریم نے حکومت کے متعلق واضح قوانین بیان کئے ہیں اور معاشرہ کی ترقی واستحکام اور فلاح و بہبود کے متعلق آئین بتائے ہیں ۔ قوانین کے لحاظ سے بادشاہ اور رعایا برابر ہیں ۔ ان کے حقوق مساوی ہیں ویسے ہر ایک کے مدارج ہیں ۔ ایک باپ بیٹے کے برابر نہیں ہو سکتا ۔ محکوم حاکم کے برابر نہیں ہو سکتا ھم درجات عند اللہ ۔ یہ درجات اور مرتبے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں جو برابر نہیں ہو سکتے مگر جہاں تک آئین و قوانین کا تعلق ہے ۔ اسلام نے حاکم و محکوم کے لئے ، بادشاہ اور رعایا کے لئے ایک ہی قانون رکھا ہے ۔ اسکو کہتے ہیں مساوات !

### اخلاقیات کی تعلیم

جہاں امور سلطنت کے متعلق قوانین نافذ فرمائے ہیں وہاں اخلاقیات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے ۔ قرآن کریم نے اخلاقیات پر بحث کی ہے ۔ سماجی امور پر بحث کی ہے ۔ معاشرت اور معیشت کے اصول بتائے ہیں ۔

### حلال اور طیب کھانا

ان بنیادی باتوں میں سے جن کی طرف خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے ایک یہ ہے کہ کلوا من الطیبات ۔ صاف ستھری چیزیں کھاؤ جو صحت و تندرستی کے لئے اچھی ہوں ۔ پھر فرمایا کلوا حلالاً طیباً ۔ صاف ستھری چیزیں کھاؤ جو حلال کمائی میں سے ہوں ۔ یہاں اکل و شرب کا فلسفہ بیان کر دیا کہ صحت کے اصولوں میں سے یہ ضروری بات ہے کہ خوراک طیب ، صاف ستھری اور خوشگوار ہو اور پھر حلال بھی ہو ۔ ایک چیز جو طیب اور صاف ستھری ہو مگر حلال ذریعہ سے تمہارے پاس نہیں آئی ہو تو تم اسے استعمال میں نہ لاؤ ۔ مثلاً انگور طیب پھل ہے ، اور صحت کے لئے مفید بھی ہے ۔ لیکن ایک شخص حاکم کو خوش کرنے کے لئے انگوروں کا ٹوکرا بیگم صاحبہ کی خدمت میں پیش کرتا ہے تاکہ وہ اسے کسی اور رنگ میں فائدہ پہنچائے ۔ اور ایک شخص ہے کہ وہ چار آنے کے انگور بازار سے خرید کر اپنے بال بچوں میں بیٹھ کر کھاتا ہے ۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے

### برائی اور نیکی برابر نہیں

### لا یستوی الخبیث والطیب

ناپاک اور گندی چیز کبھی برابر نہیں ہو سکتی پاک اور ستھری چیز کے ۔ گندہ چہرہ ، گندہ لباس ، گندہ مکان گندی سڑکیں کوئی پسند نہیں کرتا ۔ جس طرح سے یہ ظاہری گند ہے ۔ اور اسکو پسند نہیں کیا جاتا اسی طرح سے معنوی گند بھی ہے ۔ اسکو بھی پسند نہیں کیا جاتا ۔ کوئی آدمی بد اخلاق ہے کوئی بد دیانت ہے ، کوئی دل کا نیک نہیں ۔ کوئی ظالم ہے کوئی اپنے ملازموں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا ۔ ایک ذی اقتدار انسان کسی محکوم کے حقوق پامال کرتا اور کسی کو قتل کرتا یا کرا دیتا ہے ایسے شخص کو کوئی پسند نہیں کرتا ۔ لا یستوی الخبیث والطیب ناپاک اور گندی چیزیں پاک و صاف چیزوں کے برابر نہیں ہیں ۔ یا ولی الالباب اے دانشمندو ! تم گندی چیزیں پسند نہیں کرتے ہو ۔ جس طرح گند ظاہری طور پر ہوتا ہے اور صحت و تندرستی کے لئے مضر ہے اسی طرح سے معنوی طور پر گند کا مضر اثر اخلاق پر پڑتا ہے

فرمایا الخبیثت للخبیثین والخبیثون للخبیثت ۔ ناپاک چیزیں ناپاک لوگ پسند کرتے ہیں ۔ والطیبت للطیبین ۔ والطیبون للطیبت ۔ اور اچھی چیزیں اور اچھے اخلاق اچھے لوگوں سے ظاہر ہوتے ہیں ۔ یہ ایک نہایت واضح قانون خداوند تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ لا یستوی الخبیث والطیب ۔

### اکل حلال اور صدق مقال کی عادت ڈالو

دو طرح کے لوگ دنیا میں ملیں گے ۔ ایک تھانیدار ہے اس کا مکان اعلیٰ درجہ کا ہے نوکر ہے باورچی ہے ۔ اس میں اعلیٰ درجہ کا سامان آرائش اور ہر قسم کی آسائشیں میسر ہیں ۔ ایک اور تھانیدار ہے ۔ اس کے پاس کچھ بھی نہیں وہ اپنی تنخواہ میں ہی گزر کرتا ہے ۔ ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے ۔ ایک کے پاس کثرت کے ساتھ چیزیں ہیں ۔ ولو اعجبک کثرۃ الخبیث ناپاک کی بہتات بھلی معلوم ہوتی ہے لیکن خدا خوف اور دیانتدار شخص ایسی چیزوں سے احتراز کرتا ہے فرمایا فاتقوا اللہ یا اولی الالباب ۔ اے دانشمندو ! خدا کی نافرمانی کرنے سے ڈرتے رہو ۔ اور ناپاک گندی اور حرام کی چیزیں نہ کھاؤ ۔ اکل حلال کی مشق کرو اور صدق مقال کی عادت ڈالو ۔ تو تم نے اپنے اندر روحانیت کی بنیاد رکھ دی ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلقین فرمائی ہے کہ اکل حلال و صدق مقال پر بنیاد ہے اخلاقیات کی ۔

### ناپاک خواہشات کا نتیجہ

خواہشات کے بڑھ جانے کے باعث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاھدوا اھواءکم اپنی خواہشات کا مقابلہ کرو کما تجاھدون اعداءکم جس طرح کہ تم اپنی جان مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے دشمن کا مقابلہ کرتے ہو ۔ یہ کیوں ؟ اس لئے کہ حجبت النار بالشھوات ۔ خواہشات کے نیچے دوزخ ہے انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ یہ بھی لے لوں وہ بھی لے لوں ۔ اس کی خواہشات بڑھتی جاتی ہیں اور ان سے ایک

جہنم تیار ہوتا ہے۔ میں نے اس سے پہلے درس میں یا خطبہ میں آپ کو ایک لاہور کا واقعہ سنایا تھا کہ ایک نہایت پاک گھرانے میں ایک ذہین طبع انسان تھا۔ لیکن اس کی خواہشات نے ان کو رشوت لینے پر مجبور کر دیا تھا۔ کوٹھی اور زندگی کے دوسرے سامان خاص کئے۔ بچوں کے لئے علیحدہ موٹر، اپنے لئے علیحدہ موٹر۔ پھر پارٹیاں۔ آخرش اسکو یہ اندیشہ ہوا کہ میری نا ہنجار کرتوت پر سے پردہ اٹھنے والا ہے۔ ایک دن بیوی بچوں کو پاس بٹھا کر کہنے لگا کہ اگر میری بابت پتہ چل گیا تو تمہارا کیا حال ہوگا۔ میں ملازمت سے برخواست کر دیا جاؤں گا۔ قید کر دیا جاؤں گا۔ تمہاری بھی تذلیل و تحقیر اور رسوائی ہوگی۔ آؤ ہم سب مل کر اپنے آپ کو ختم کر ڈالیں۔ ان سب نے زہر کھا لیا اور مر گئے یہ ہے حجبت النار بالشھوات۔ خواہشات کے نیچے دوزخ ہے۔ ایک خواہش سے دوسری خواہش جنم لیتی ہے اور دوسری سے تیسری۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجبت النار بالشھوات و حجبت الجنۃ بالمکارہ خواہشات کے اندر دوزخ ہے اور مشقت کی زندگی کے اندر راحت ہے۔ مشقت کی روٹی کے اندر راحت ہے مسرت ہے۔ اطمینان ہے۔ جہاں حضور نبی کریمؐ نے اپنی قوم کو حلال طیب کھانا کھانے کی تلقین کی ہے وہاں صدق مقال کی بھی تلقین کی ہے۔ اس تلقین پر عامل ہو کر صحابہؓ کی زندگی میں بے نظیر تبدیلی رونما ہوئی۔ وہ اور طرح کے انسان نظر آنے لگے اور ان سے طہارت و تقوٰی کی خوشبو آنے لگی۔

## خواہشات کو معبود نہ بناؤ

آج کل انسان کا مقصد دولت اور آرام اور تعیش ہے ارأیت الذی اتخذ الٰھہ ھواہ۔ اس شخص کو دیکھو جس نے خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ آج کا انسان محض خواہشات کے لئے جیتا ہے۔ اور خواہشات میں گھر کر دن رات ان کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے۔ یہ نقشہ قرآن کریم میں ہے کہ انسانوں نے خواہشات اور اپنے نفس کو معبود بنا رکھا ہے۔ ایک جگہ حضرت داؤدؑ کو مخاطب کر کے فرمایا یاداؤد انا جعلناك خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق اے داؤدؑ ہم نے تمہیں زمین میں بادشاہ بنایا ہے پس تم عدل و انصاف سے کام لو ولا تتبع الھوٰی خواہشات کی پیروی نہ کرنا فیضلك عن سبیل اللہ۔ خواہشات کی پیروی سے تم راہ راست کھو بیٹھو گے۔ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید۔ خواہشات کی پیروی سے تم سزا کے مستوجب ٹھہرو گے۔ اللہ تعالےٰ نے ایک پیغمبر کو یہ ارشاد فرمایا کہ جو صحیح راستہ سے بھٹک جاتا ہے اس کے لئے عذاب ہے۔

## حکام کو نبی کریم صلعم کی نصیحت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک گورنر کو نصیحت فرمائی کہ تم یمن میں گورنر ہو کر جا رہے ہو، وہاں کے رہنے والے یہودی ہیں، وہ بڑے مالدار ہیں۔ ان کا مال ہڑپ نہیں کرنا۔ ایاك وکرائم اموالھم۔ ان کے اموال ان سے نہیں چھیننا اور ان کے مال و دولت کی حفاظت تمہارے ذمہ ہے۔

## یورپی سلطنتوں کا ماتحت ممالک سے سلوک

یورپ کا الگ ہی رنگ ہے وہ لوگ نوآبادیاں قائم کرتے ہیں تو وہاں کی دولت ہڑپ کرنا ان کا مقصد ہوتا ہے۔ اٹلی درجہ کے مال کھلنے کے لئے نوآبادیاں قائم کرتے ہیں۔ وہاں کی زمینوں کی پیداوار اپنے ممالک میں لے جاتے ہیں۔ یہاں اہلی برادر سستے اور روپیہ کی آٹھ دس سیر گندم دیتے اور بسکٹوں کی صورت میں ۲½ روپے پونڈ کے حساب سے فروخت کر دیتے ہیں کپاس سستے بھاؤ یہاں سے لے جاتے اور کپڑا بنا کر مہنگے داموں بیچتے ہیں۔ وہ غیر قوموں کا مال و دولت سمیٹتے ہیں۔ اہل یورپ کے گھروں میں جا کر دیکھو، مجھے بھی کئی لوگوں کے گھروں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے ان کے آرائش کے سامان دیدہ زیب ہیں۔ وہ لاکھوں کروڑوں میں کھیلتے ہیں۔ مجھے گورنروں کے گھر جانے کا بھی موقع ملا ہے۔ ان کے مکان عجائب گھر معلوم ہوتے تھے۔ یہ راجہ صاحب کی سونے کی تلوار ہے یہ بیگم صاحبہ کا ہار ہے، یہ فلاں چیز ہے اور یہ فلاں چیز ہے وغیرہ۔

## خواہشات ذلت کا موجب ہوتی ہیں۔

آج سے چودہ سو سال پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر ایاك کرائم اموالھم خواہشات کا قلع قمع کر دیا آج حرص و ہوا کی پرستش ہو رہی ہے آج بھی دیوی کی پوجا ہوتی ہے۔ الھوٰی کے معنے گر جانے کے ہیں الھوٰی یھوی بصاحبہ فی الدنیا الی کل داھیۃ وفی الاخرۃ الی الھاویۃ یعنے خواہشات انسان کو اس دنیا میں بھی مبتلاء مصیبت کرتی ہیں اور آخرت میں دوزخ میں لے جاتی ہیں۔ خواہشات انسان کو گرا دیتی ہیں جو چیز گر جائے تو اس کا کیا باقی رہتا ہے۔ کسی کا گھر گر جائے، کسی کا کاروبار گر جائے کسی کا کارخانہ گر جائے، کسی کی عزت و آبرو گر جائے کسی کی صحت گر جائے، کسی کا وقار اور اعتماد گر جائے یہ گرنا ہر لحاظ سے برا ہے۔ اسی لئے فرمایا جاھدوا اھواءکم کما تجاھدون اعداءکم اپنی خواہشات کا مقابلہ کرو۔ اسی طرح جس طرح تم اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہو۔

# اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالےٰ بخیریت ہیں، انجمن کے امور مہمہ اور مرکزی مسجد اور ہال وغیرہ عمارات کی تعمیر کے متعلق کاموں میں انہماک کے علاوہ روزانہ نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم بھی دیتے ہیں۔

## درخواستِ دُعا

خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کی صاحبزادی (میجر شوکت ابن خان بہادر غلام ربانی خان صاحب کی اہلیہ محترمہ) کی بیماری کی خبر آئی ہے ان کو راولپنڈی کے ملٹری ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے احباب کرام سے دعائے صحت کی درخواست ہے

## ولادت اور عطیہ

میجر عبداللہ سعید ابن خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کو اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں انہوں نے انجمن کو پچاس روپے مرحمت فرمائے ہیں، دعا ہے اللہ تعالےٰ اس نومولود کو عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

## درخواست دُعا

کوہ مری سے مولوی عبدالرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:—

" بندہ کل اتفاقاً کوٹی ۱۲ فٹ بلندی سے کچھ کام کرتے ہوئے گر گیا ہے کیفیت یہ ہے کہ مرنے سے بچ گیا۔ الحمد للہ اللہ کا احسان ہے کہ سر میں بالکل چوٹ نہیں آئی۔ کمر اور بائیں کولہے پر سخت چوٹ آئی ہے۔ ہسپتال میں جانے کے قابل نہیں۔ مقامی طور پر علاج ہو رہا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ جلد صحت یاب فرمائے۔"

—— جماعت کے کئی احباب بیمار اور کچھ مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ بزرگوں سے درخواست ہے کہ اپنی نیم شبی دعاؤں میں ان دوستوں کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ مالی پریشانیاں دور فرمائے اور صحت کامل عطا فرمائے۔

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ
## برق صاحب کے مزعومہ مہمل الہامات کی حقیقت

### برق صاحب کے خود تراشیدہ الہامات

برق صاحب نے بعض الہامات اپنے دماغ سے اختراع کئے ہیں۔ لیکن اپنی کتاب میں منسوب انکو حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کی طرف کر دیا ہے۔ مثلاً "آسمان سے بہت دود (دھواں) اترا ہے محفوظ رکھ"۔ اس کے متعلق حوالہ حضرت اقدسؑ کی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۲ کا دیا ہے۔ حوالہ دینے کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ قارئین کو یقین آ جائے کہ ضرور یہ الہام حضرت اقدس مرزا صاحبؒ نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ حقیقۃ الوحی چھوڑ حضرت اقدسؑ کی کسی کتاب میں بھی ایسے کسی الہام کا ذکر نہیں۔ میں برق صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ حضورؑ کی کسی کتاب سے اپنا پیش کردہ الہام دکھا دیں اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو تقویٰ سے بلکہ عام اخلاقی جرأت کا تقاضا یہ ہے کہ برملا اس بات کا اقرار شائع کریں کہ انہوں نے صریح غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اس الہام کو درج کرنے کے بعد اس پر خوب تمسخر بھی اڑایا ہے۔ کبھی کہا ہے کہ

"اُردو کے سادہ سے جملے میں فارسی کا بھاری بھرکم لفظ گویا صحن چمن میں بھینسا باندھ دیا ہے"

اور کبھی کہا ہے:-

"اور زیادہ عجیب یہ کہ دھواں ہمیشہ آسمان کی طرف جاتا ہے اور یہاں آنے کی خبر دی ہے"

اور کبھی کہا ہے:-

"اسے محفوظ رکھ کیا مطلب ؟"

برق صاحب! آپ جتنا تمسخر چاہیں اڑا لیں یہ تمسخر لوٹ کر آپ پر ہی پڑتا ہے کیونکہ الفاظ جن کو آپ نے اپنے تمسخر کا ہدف بنایا ہے یہ آپ کے اپنے ہی دماغ کی پیداوار ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ تو اس کا نشانہ نہیں بن سکتے کیونکہ ان پر نہ یہ الہام نازل ہوا اور نہ انہوں نے اسے اپنی کتاب میں درج کیا حضورؑ پر تمسخر اڑانے کی بجائے آپ کو اپنی دیانتداری کا ماتم کرنا چاہیئے جس کی بدولت آپ کو اس قدر دلیری ہوئی ہے کہ ایک معصوم اور پاک انسان پر بہتان عظیم تراش رہے ہیں اور اس صریح بددیانتی کا ارتکاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی وعید کا بھی کوئی خوف آپ کے دل میں نہ آیا۔ سنیئے قرآن کریم آپ جیسے لوگوں کے متعلق کیا فرماتا ہے ومن یکسب خطیئۃً او اثماً ثم یرم بہ بریاً فقد احتمل بہتاناً واثماً مبیناً (النساء ع ۱۶)۔

### دوسرا خود تراشیدہ الہام

پھر مہمل الہامات کی فہرست میں آپ نے ایک الہام:-

"دیتا حاجو ہمارا رب حاجی ہے"

حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف منسوب کیا ہے اگر آپ نے اپنی اس کتاب کو تصنیف کرتے وقت دیانتداری سے کام لیا ہے جس کا ادعا آپ بار بار اپنی کتاب میں کر رہے ہیں تو اپنا پیش کردہ مندرجہ بالا الہام حضورؑ کی کسی کتاب میں سے دکھلائیں ورنہ خود اپنے پاس سے الہام بنا کر اسے حضرت مرزا صاحبؒ کی طرف منسوب کرنے کی جسارت آپ کو مہذب دنیا کے سامنے منہ دکھلانے کے قابل نہیں چھوڑے گی اور ایک عوامی شخص کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہو سکتی ہے کہ اس کا کھلا کھلا جھوٹ پکڑا جائے۔ دیکھئے حضرت مرزا صاحبؒ کا الہام:-

**انی مہین من اراد اہانتک**

کس صفائی سے آپ کے وجود میں پورا ہو رہا ہے آپ نے حضرت مرزا صاحبؒ کی اہانت کا بیڑا اٹھایا مگر ان کی پیشگوئی کے مطابق آپ خود قدم قدم پر ذلت کا شکار ہو رہے ہیں۔

### الہام کے پیش کرنے میں کانٹ چھانٹ

قارئین کرام نے جناب برق صاحب کی دیانتداری کا ایک نمونہ تو دیکھ ہی لیا ہے کہ وہ الہام خود بناتے ہیں اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے منسوب حضرت مرزا صاحبؒ کی طرف کر دیتے ہیں۔ اب ان کی دیانتداری کا دوسرا نمونہ بھی ملاحظہ فرمائیں اور وہ یہ کہ الہام کو پیش کرتے وقت پورا الہام درج کرنے کی بجائے مکمل الہام میں سے چند الفاظ نقل کر دینے پر اکتفا کرتے ہیں اور پھر ان الفاظ کے جو معنی حضرت اقدسؑ نے بیان کئے ہیں انہیں بھی ساتھ درج نہیں کرتے کہ کہیں قارئین ان کے صحیح مطلب پر آگاہ نہ ہو جائیں، کیا اس کا نام دیانتداری ہے یا بددیانتی اس کا فیصلہ قارئین کرام خود ہی کر سکتے ہیں چنانچہ مہمل الہامات کے عنوان کے ماتحت انہوں نے ایک الہام "فی شائل مقیاس" بھی درج کیا ہے اس کی حقیقت پر اگرچہ میں پہلے بھی روشنی ڈال چکا ہوں۔ لیکن اس دفعہ اس کے متعلق حضرت اقدسؑ کی اپنی مفصل تحریر پیش کرتا ہوں تا قارئین کو معلوم ہو جائے کہ برق صاحب کا مزعومہ مہمل الہام کس قدر زبردست پیشگوئی پر مشتمل تھا اور کس صفائی سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس کے پورا ہونے کے گواہ قادیان کے کئی آریہ صاحبان تھے۔ اگر برق صاحب کو شائل اور مقیاس کے معنی نہیں آتے تھے تو ان الفاظ کو مہمل قرار دینے سے قبل لغت کی کتب میں ان کے معانی دیکھ لیتے۔ اول تو حضرت اقدسؑ نے خود اسی کتاب میں ان کے معانی بھی لکھ دیئے تھے اور ان کا شان نزول بھی بتلا دیا تھا۔ جس کتاب سے الہام کے یہ دو ٹوٹے الفاظ برق صاحب نے نقل کئے ہیں ان کو پڑھنے کے بعد الہام کو مہمل قرار دینا حد درجہ کی جسارت ہے بہرحال حضورؑ کی تحریر اس بارے میں حسب ذیل ہے:-

"تصنیف براہین احمدیہ کے زمانہ میں جبکہ لوگوں کا میری طرف رجوع نہ تھا اور نہ دنیا میں شہرت تھی روپیہ کی سخت ضرورت پیش آئی اس کے لئے میں نے دعا کی تب یہ الہام ہوا دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں **الا ان نصر اللہ قریب فی شائل مقیاس** دن ول یو گو ٹو امرت سر۔ یعنی دس دن کے بعد روپیہ ضرور آئے گا پہلے اس سے کچھ نہیں آئے گا۔ خدا کی مدد نزدیک ہے۔ اور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دم اٹھاتی ہے تب اس کا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے اور پھر انگریزی فقرہ میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم امرت سر بھی جاؤ گے۔ یہ پیشگوئی میں نے تین ہندوؤں یعنی لالہ شرمپت۔ ملاوامل۔ بشنداس کو جو آریہ ہیں سنا دی اور ان کو لکھ دیا کہ یہ

دکھو کہ روپیہ ڈاک کے ذریعہ سے آئے گا اور دس دن تک ڈاک کے ذریعہ سے کچھ بھی نہیں آئے گا۔ اور علاوہ ان ہندوؤں کے بہت سے مسلمانوں کو بھی پیشگوئی قبل از وقت سنا دی اور خوب مشہور کر دی، کیونکہ اس پیشگوئی میں دو پہلو بہت عجیب تھے۔ ایک یہ کہ قطعی طور پر حکم دیا گیا تھا کہ دس دن تک کچھ نہیں آئے گا اور گیارھویں دن بلا توقف اور بلا فاصلہ روپیہ آئے گا۔ دوسرا عجیب پہلو یہ تھا کہ روپیہ آنے کے ساتھ ہی کچھ ایسا اتفاق پیش آجائے گا کہ ہمیں امرتسر جانا پڑے گا۔ پس یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی ظاہر ہوا کہ الہام کے دن سے دس دن تک ایک پیسہ بھی نہ آیا اور مذکورہ بالا آریہ صاحبان ہر روز ڈاک خانہ میں جا کر تفتیش کرتے رہے اور ان دنوں میں ڈاک خانہ کا سب پوسٹ ماسٹر بھی ہندو تھا جب گیارھواں دن چڑھا تو ان آریوں کے لئے ایک عجیب تماشے کا دن تھا اور بہت خوشی سے اس بات کے امیدوار تھے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تب بعض ان میں سے ڈاک خانہ میں گئے اور غمگین صورت بنا کر واپس آئے اور بیان کیا کہ آج محمد افضل خان نام ایک سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سو دس روپے بھیجے ہیں۔ اور ایسا ہی ایک شخص نے بیس روپیہ بھیجے غرض اس دن ایک سو تیس روپے آئے جن سے وہ کام پورا ہو گیا جس کے لئے ضرورت تھی اور اسی دن جبکہ یہ روپیہ آیا عدالت خفیفہ امرتسر سے ایک شہادت کے ادا کرنے کے لئے میرے نام سمن آگیا اور جیسا کہ میں نے بیان کیا اس پیشگوئی کے پورے ہونے کی ایک جماعت گواہ ہے اور اس کی اس طرح بھی تصدیق ہو سکتی ہے کہ قادیان کے ڈاکخانہ کا رجسٹر دیکھا جائے تو جس دن یہ ایک سو تیس روپے آئے اس دن سے دس دن پہلے کی تاریخوں میں رجسٹر میں ایک پیسے کا منی آرڈر بھی میرے نام نہ پاؤ گے۔ اور پھر اگر اسی تاریخ عدالت خفیفہ امرتسر کے دفتر میں تلاش کرو گے تو اس میں ایک شخص پادری رجب علی نام کے مقدمہ میں میرا اظہار شامل پاؤ گے اور ۱۸۸۴ء کا نشان ہے۔ اسی پتہ سے ڈاک خانہ کا رجسٹر ملاحظہ ہو سکتا ہے اور اسی پتہ سے عدالت خفیفہ امرتسر میں میرے اظہار کا پتہ لگ سکتا ہے اور اگر ہندو گواہ انکار کریں تو حلف دینے سے وہ سچ سچ بیان کر سکتے ہیں اور جبکہ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۶ و صفحہ ۲۲۷ میں درج ہے اور ان آریوں کا حوالہ دیا گیا ہے تو عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اگر وہ لوگ اس پیشگوئی کے گواہ رویت نہیں تھے تو باوجود سخت مخالف ہونے کے اس مدت تک ان کا خاموش رہنا عقل تجویز نہیں کر سکتی وہ اس زمانہ سے کہ جب سن عیسوی ۱۸۸۴ء تھا اس زمانہ تک کہ اب ۱۹۰۶ء ہے باوجود علم اس بات کے کہ بار بار کتابوں اور اشتہاروں میں ان کے نام بطور گواہوں کے ہم لکھ رہے ہیں کیوں خاموش رہے ان کا حق تھا کہ ان تمام شہادتوں کی تکذیب کرتے جو براہین احمدیہ میں ان کی نسبت درج ہیں یاد رہے کہ تین ہندوؤں کی شہادتیں براہین احمدیہ میں پیشگوئیوں کے بارہ میں درج ہیں۔ سب سے اول لالہ شرمپت کھتری دوسرا لالہ ملاوامل کھتری، تیسرا بشنداس برہمن اور براہین احمدیہ کی ہر ایک عبارت میں آریوں سے مراد یہی لوگ ہیں جبض جگہ اور بھی ہیں اور ایک پیشگوئی میں ایک انگریزی فقرہ ہے وہ بھی میرے لئے بطور نشان کے ہے کیونکہ میں انگریزی بالکل نہیں جانتا۔ پس اس پیشگوئی کو خدا تعالیٰ نے اردو اور عربی اور انگریزی میں بیان کر کے ہر ایک طرح سے اس کے منشاء کو کھول دیا اور یہ ایک بڑا نشان ہے مگر ان کے لئے جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸۰ تا ۲۸۱)

امید ہے جناب برق صاحب اور ان کے ہم مشرب دوست بھی اپنی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر مندرجہ بالا تحریر کو پڑھ کر بتلائیں گے کہ کیا یہ الہام مہمل ہے یا عظیم الشان نشان کو پیش کر رہا ہے جو پڑھنے والوں کے دلوں میں بصیرۃ کے چراغ جلانے کا موجب بن سکتا ہے۔

## برق صاحب کی خدا کے محبوبوں کے طریق سے ناواقفیت

برق صاحب نے اپنے مزعومہ الہامات کی فہرست میں مندرجہ ذیل الہام کو بھی شامل کیا ہے ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس میں حیران ہوں کہ برق صاحب نے الہام کے الفاظ کو مہمل کس بنا پر کہا ہے کیا برق صاحب کو مہمل کے معنی بھی نہیں آتے مہمل لفظ یا جملہ تو وہ ہوتا ہے جو بے معنی ہو مگر الہام کے الفاظ تو اپنے واضح معانی رکھتے ہیں پھر مہمل کیسے ہوئے۔ آپ یہ دریافت کرنے کا حق تو بے شک رکھتے ہیں کہ الہام پورا ہوا یا نہیں لیکن اسکو مہمل قرار دینا آپ کی زبان سے ناواقفیت پر دال ہے اس کے معنی تو بالکل واضح ہیں۔

الہام کے الفاظ سوائے اوس کے عبرانی زبان کے ہیں اس کے معنی ہیں اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا میرا خدا میرا صاحب ہے (اوس کے معنی اقرب الموارد میں الصاحب کے لکھے ہیں) اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ الہام پورا ہوا ہے یا نہیں سو اس کے متعلق سب سے پہلے تو یہ حقیقت ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ یہ الہام ۱۸۸۳ء کا ہے یعنی ایسے وقت کا جبکہ آپ کا کوئی دشمن نہ تھا بلکہ وہ وقت وہ تھا جبکہ تمام مسلمان حضور کو نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے کسی طرف سے ایذا پہنچنے کا وہم بھی نہ آسکتا تھا لیکن الہام کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں حضور کو معمولی ایذا ہی نہیں بلکہ اس قدر شدید ایذا پہنچائی جائے گی کہ آپ کی قوت برداشت سے وہ اس حد تک بڑھ جائے گی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارنا پڑے گا کہ وہ ان تکالیف کو دور کرنے کے سامان کرے پھر ساتھ ہی الہام میں ایلی اوس کے الفاظ سے تسلی بھی دی گئی کہ خدا بوجہ صاحب ہونے کے ضرور مدد کے لئے پہنچے گا اور جس طرح اس کی قدیم سنت ہے کہ وہ اپنے ماموروں کو مشکلات میں مبتلا کرنے کے بعد ان کے لئے اپنی قدرت نمائی سے ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ مشکلات کے بادل آناً فاناً چھٹ جاتے ہیں اور کامیابی کا سورج نمودار ہو جاتا ہے اسی طرح وہ حضرت مرزا صاحب کے معاملہ میں بھی اپنی اسی سنت قدیم کو عمل میں لائے گا لیکن اس کی مزید وضاحت کرنے سے قبل میں ایسے حالات پیش آنے کی صورت میں خدا کے ماموروں کا جو طریق ہوتا ہے قارئین کی آگاہی کے لئے اسے پیش کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ ع ۲۶ میں فرماتا ہے ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب۔ اس آیت میں دو باتیں صاف صاف نظر آ رہی ہیں ایک تو یہ کہ خدا کے رسولوں اور ان پر ایمان لانے والے مومنوں پر تکلیفوں اور مصائب کا آنا ضروری ہے مصائب بھی معمولی نہیں بلکہ اتنے شدید کہ ان کو ہلا دیں یہاں تک کہ رسول بھی اور اس کے ساتھی بھی یہ کہہ اٹھیں کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب مشکلات اس حد تک پہنچ جاتی ہیں تو پھر خدا کی نصرت کا

نزول شروع ہو جاتا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ بغیر اس قسم کے مشداید برداشت کرنے کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل بھی نہیں کیا جا سکتا انعامات الٰہی کا مورد انسان ان مصائب پر صبر کا نمونہ دکھلانے سے ہی بنتا ہے۔

اس آیت میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ پہلے رسول اور ان کی امتوں کو بھی ایسی ہی شدید مصائب سے دوچار ہونا پڑا تھا اور قرآن کریم نے انبیاءؑ کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کی تفصیل بھی دی ہے جسے میں طوالت کے خوف سے چھوڑتا ہوں صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ کے بیان پر ہی اکتفا کرتا ہوں کیونکہ آنحضرت صلعم کے نمونہ میں سب کا نمونہ آجاتا ہے

## حضرت نبی کریم صلعم کا سفر طائف اور خدا تعالیٰ کے حضور التجاء

چنانچہ آیت مذکورہ بالا کی روشنی میں جب ہم حضرت نبی کریم صلعم کے سوانح پر نظر ڈالتے ہیں تو آنحضور صلعم کو بھی ایسی ہی مشکلات میں گھرا ہوا پاتے ہیں اور آنجنابؐ کے منہ سے بھی متیٰ نصر اللہ کی ہی پکار سنتے ہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب آنحضور صلعم مکہ والوں کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ گئے اور آنحضور صلعم نے دیکھ لیا کہ ان میں کمی آنے میں آتی ہی نہیں بلکہ دن بدن اُن میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے تو آنحضور صلعم نے طائف کا رُخ کیا اس امید پر کہ شاید اُن میں کثرت سے دعوت حق کو قبول کرنے والے مل جائیں اور اسلام کے پھیلنے کا سامان پیدا ہو جائیں لیکن وہاں کے لوگوں نے ایک باغ میں آکر سانس لیا تو اس وقت جس درد دل سے آنحضور صلعم نے اپنے مولیٰ کے آگے التجا کی ہے ان الفاظ کا ترجمہ ذیل میں لکھتا ہوں یہ التجا بالکل "متیٰ نصر اللہ" کے مفہوم کو ہی ادا کر رہی ہے فرماتے ہیں:-

"اے ارحم الراحمین خدا تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور تو ان سب لوگوں کا رب ہے جو دنیا میں کمزور سمجھے جاتے ہیں جیسا کہ میں اور میرے ساتھی سمجھے جا رہے ہیں تو مجھے کس کے سپرد کرنا چاہتا ہے اس دشمن کے حوالے کرنا چاہتا ہے جو عداوت میں بہت دور نکل گیا ہے اور میری طرف نہایت ترشروئی اور حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے یا کسی دوست کے سپرد کرنا چاہتا ہے جو اپنی دوستی میں میرے قریب ہے اور جس کو تو نے میرے امر کا مالک بنا دیا ہے اگر آپ مجھ پر ناراض نہیں ہیں تو مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں یعنی میں ان مصائب شدید کو برداشت کر لوں گا ہاں میں اتنی عرض کروں گا کہ تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے جبھی تو مجھے ان تکالیف سے عافیت میں لا سکتا ہے میں اپنے آپ کو تیرے چہرہ کے نور کی پناہ میں دیتا ہوں (جس نور سے آسمان روشن ہوتے ہیں اور جس سے تاریکیاں نور میں تبدیل ہو جاتی ہیں) اس بات سے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا تیری ناراضگی کا میں محل بنوں یہاں تک کہ تو مجھ پر راضی ہو جائے ہر ایک کام کی جزا اور ہر ایک کام کا انجام تیرے ہی قبضہ میں ہے میری ذات میں نہ تو کوئی موجودہ حالات کو بدلنے کی طاقت ہے اور نہ ہی کامیابی کو حاصل کرنے کی قوت ہے یہ دونوں قسم کی طاقت تجھ سے ہی مل سکتی ہے۔"

اب ہر منصف مزاج دیکھ لے کہ کیا آنحضور صلعم کی یہ التجا "متیٰ نصر اللہ" کے مفہوم کو ہی دوہرا نہیں رہی اس کے بعد جب ہم حضرت مسیحؑ کو دیکھتے ہیں تو وہاں بھی یہی نظارہ نظر آتا ہے جب انہیں واقعہ صلیب پیش آیا تو صلیب پر انہوں نے بھی الٰہی الفاظ یعنے ایلی ایلی لما سبقتانی میں ہی دعا کی تھی جو قبول ہوئی اور خدا نے انہیں صلیبی یعنی لعنتی موت سے بچا لیا اور یہود کے مکر کے مقابل جو یہ فرمایا تھا واللہ خیر الماکرین اس کے تحت اپنے مکر کو حضرت مسیح کے حق میں خیر کا منبع ثابت کرتے ہوئے یہود کے مکر کو ناکام بنا دیا اور اپنا وعدہ انی متوفیک کو پورا کرتے ہوئے اس دنیا سے انہیں عزت کے ساتھ طبعی موت کے ذریعہ اُٹھایا۔

## حضرت مسیح موعودؑ بوجہ مامور ہونے کے اس سنت انبیاءؑ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ گو مامور من اللہ تھے مگر آخر حضرت نبی کریم صلعم کے امتی اور غلام ہی تھے اس لئے وہ اپنے آقا اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی سنت سے کس طرح مستثنیٰ ہو سکتے تھے اس لئے ان آنے والے مصائب سے آپ کو مسیح موعودؑ کے دعوے سے قریباً نو سال قبل بطور پیشگوئی مطلع کیا گیا کہ آپ پر اس قدر شدید دکھ دینے والے حملے ہوں گے کہ آپ کو بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح جس کے آپ مثیل تھے ایلی ایلی لما سبقتانی کہنا پڑے گا لیکن ساتھ ہی "ایلی اوس" کے الفاظ میں تسلی اور بشارت بھی دے دی کہ خدا ہر حملہ کے وقت تمہارا صاحب رہے گا اور جس طرح تمہارے آقا حضرت نبی کریم صلعم کو اس نے الفاظ ما ودعک ربک وما قلی کے ذریعہ تسلی دی تھی کہ وہ تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا اسی طرح تمہیں بھی وہ تسلی دیتا ہے کہ کسی موقعہ پر بھی وہ تمہاری معیت کو ترک نہیں کرے گا بلکہ ہر موقعہ پر تمہارے ساتھ رہے گا۔

## پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے موقع کا پیدا ہو جانا۔

اب دیکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ آیا ایسی مشکلات آپ کی زندگی میں پیش آئیں یا نہیں جو آپ کی روح سے ایلی ایلی لما سبقتانی کی پُر درد صدا نکلوائیں۔ آیا اسی قسم کے اور الہامات ہوئے اس وقت ایسے مواقع پیش آنے کا کوئی امکان ہی نہ تھا بلکہ اس وقت کسی کے وہم میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ حضرت مرزا صاحبؑ کو اس قدر شدید تکلیف پہنچانے والے لوگ پیدا ہو جائیں گے کہ حضور دکھوں سے مخلصی حاصل کرنے کے لئے خدا کو مدد کے لئے پکارنا پڑے گا کیونکہ اتفاقی حیلوں سے ان سے چھٹکارا حاصل کرنا ناممکن ہو گا لیکن ۹ سال بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حکم ہوتا ہے کہ اس بات کا اعلان کر دو کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا اور امت کو جس مسیح کا وعدہ دیا گیا ہے اس سے مراد اس کا مثیل ہے اور وہ میں ہوں

چونکہ علماء اور عوام دونوں کے ذہن میں یہ عقیدہ صدیوں سے راسخ چلا آ رہا تھا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور وہی آخری زمانہ میں آسمان سے اُتر کر مسلمانوں کو مادی حکومت دلوائیں گے اس لئے حضورؑ کے اس اعلان پر سب برہم ہو گئے حتیٰ کہ بعض دوست بھی شدید دشمنی پر اتر آئے اور مخالفت اور ایذا رسانی کے ذریعے آپؑ کو مجبور کیا جانے لگا کہ اس اعلان کو واپس لیں اور اس خیال سے توبہ کا اعلان کریں۔

لیکن جو شخص اپنے الہام کو فی الحقیقت یقینی طور پر خدا کا الہام سمجھتا ہو وہ لوگوں کی دھمکیوں اور ایذا رسانیوں سے مرعوب ہو کر کس طرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہے اس لئے حضورؑ اپنے اعلان پر ڈٹے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک مخالفت کی آگ بھڑک اُٹھی اور آپ کی بیخ کنی کے لئے کوششیں شروع ہو گئیں۔

## قبل کے الہامات

ان کوششوں کی تفصیل بیان کرنے سے قبل برق صاحب کے پیش کردہ الہام سے قبل کے چند الہامات کو پیش کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اُنسے زیر بحث الہام کی حقیقت اور اس کا اصل مفہوم بخوبی واضح ہو جاتا ہے وہ الہام یہ ہیں:-

(۱) قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ

مخالفت کرنے والوں کو کہدو کہ اللہ کی
دی ہوئی ہدایت ہی درحقیقت ہدایت
ہوتی ہے۔

یعنی مسیح کے نزول کی حقیقت جو تمہارے ذہنوں میں راسخ ہوئی ہوئی ہے وہ قرآن کریم کی آیات کا اور احادیث کا صحیح مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے ہوئی ہے خدا نے تم میں سے کسی کو اس مفہوم پر بذریعہ الہام مطلع نہیں کیا کہ وہ خدا کی ہدایت کہلا سکے مجھے خدا نے بذریعہ الہام ان آیات قرآنی اور ان احادیث کا صحیح مفہوم بتلایا ہے اس لئے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کی بتلائی ہوئی ہدایت ہے اور یہی ہدایت درحقیقت ہدایت کہلانے کی مستحق ہے اس لئے اگر تم اس کی مخالفت کرو گے تو میری نہیں خدا کی ہدایت کی مخالفت کرو گے گویا ان الہامی الفاظ میں یہ پیشگوئی مضمر تھی کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ حضورؑ پر بذریعہ الہام ایک ایسی حقیقت کا انکشاف کیا جائے گا جس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے قوم تیار نہیں ہوگی اور انہیں کہنا پڑے گا کہ قرآن کریم کے الفاظ کے جو معنی انسانی قیاسات کے مقابلہ میں خدا بتلائے وہی معنی درست ہوں گے اور انکو نازل کرتے وقت خدا کے مدنظر وہی معنی تھے جو بذریعہ الہام ایک سچے ملہم کو بتلائے گئے اور وہی معنی مسلمانوں کے لئے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کا کام دینے والے ہوں گے اور ان کی مخالفت ان کے لئے خدا تعالیٰ سے دور لے جانے کا موجب ثابت ہوگی۔

## دوسرا الہام

### ان معی ربی سیہدین۔

یہ وہ الفاظ ہیں جو حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو اس وقت کہے تھے جب انہوں نے فرعون کو مع لشکر اپنے تعاقب میں آتے دیکھکر کہا انا لمدرکون کہ اب تو ہم پکڑے گئے تو حضرت موسیٰؑ نے جواب میں کہا کلا ان معی ربی سیہدین اس سے معلوم ہوا کہ انتہائی مشکلات کے وقت مامور من اللہ خدا تعالیٰ کی مدد کے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے ایسے الفاظ پورے وثوق کے ساتھ استعمال کرتا ہے سو اس الہام میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ پر ایسے اوقات پیش آنے کی پیشگوئی کی ہے جبکہ آپؑ کے ساتھی بھی مشکلات کی تاب نہ لا کر گھبرا جائیں گے اور دشمن بھی خیال کرے گا کہ اب ہم اس مدعی کو ضرور رگڑ لیں گے اور اس کے تمام دعاوی کا خاتمہ کردیں گے لیکن مدعی ہر ایسے موقعہ پر خدا تعالیٰ کی مدد کے وعدوں کی بناء پر یہ حتمی اعلان کرتا رہے گا کہ یقیناً میرا رب میرے ساتھ ہے وہ ضرور بالضرور مجھے کامیابی سے ہمکنار کرے گا اور تمہارے تمام حیلوں کو ناکام بنا کر رکھ دے گا چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا۔

## تیسرا اور چوتھا الہام

### رب اغفر وارحم من السماء

رب انی مغلوب فانتصر یعنی اے
میرے رب تو میری ڈھال بن اور تو
اپنی رحمت آسمان سے نازل کر اے میرے
رب میں مغلوب ہوں نہیں تو ہی میرے
دشمنوں کے خلاف میری نصرت فرما۔

انبیاء علیہم السلام کی یہ بھی سنت ہے کہ گو ان کے ساتھ کامیابی کے وعدے ہوتے ہیں لیکن جب انہیں مشکلات پیش آتی ہیں تو وہ خدا کو ضرور پکارتے ہیں اور دعاؤں کے ذریعہ ہی خدا کی مدد کو جذب کرنے کی کوشش کرتے ہیں قرآن کریم کے مطالعہ سے ہمیں انبیاء علیہم السلام کی یہی سنت نظر آتی ہے چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم نے بھی اسی سنت پر عمل فرمایا بدر کی جنگ سے قبل کفار کی شکست اور آنحضرت صلعم کی کامیابی کی بشارت آنحضور صلعم کو مل چکی تھی اور الفاظ سیہزم الجمع ویولون الدبر میں یہ بشارت موجود تھی لیکن جب بدر کی جنگ پیش آئی تو آنحضور صلعم نے اس قدر رو رو کر دعا کی کہ حضرت ابوبکرؓ کو یہ کہنا پڑا کہ حضورؐ بس کیجئے خدا کے آپؐ کے ساتھ کامیابی کے وعدے ہیں پس حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اس الہام میں اسی سنت پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے چنانچہ ہر مشکل گھڑی میں حضورؑ کا یہی دستور رہا جس کی شہادت خدا تعالیٰ کی طرف سے حضورؑ کے اس الہام میں دی گئی تھی۔

"تو در منزل ما چو بار بار آئی خدا ابر رحمت
بباریدیا نے"

## پانچواں الہام

آخری الہام اس سلسلہ میں وہی ہے جسے برق صاحب نے بے جا طور پر مہمل قرار دینے کی جسارت کی ہے یعنی ایلی ایلی لما سبقتانی ایلی اوس اب اس سے قبل کے الہام رب انی مغلوب فانتصر کے ساتھ ملا کر اس کے معنے بالکل صاف ہو جاتے ہیں کہ جب بھی حضورؑ اپنے آپ کو دشمنوں کے نرغہ میں پائیں گے اور آپ کو گرانے کے لئے دشمنوں کے حیلے ایسے مضبوط نظر آئیں گے کہ ان سے بچکر صحیح سلامت نکلنے کے بظاہر کوئی سامان نظر نہیں آئیں گے تو اس وقت حضورؑ کی روح خدا کے حضور گڑگڑاتے ہوئے کہے گی کہ اے میرے رب اے میرے رب تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ساتھ ہی حضورؑ کے قلب کو سکینت سے بھر دینے والے یہ الفاظ بھی ہیں میرا خدا میرا صاحب ہے وہ مجھے کس طرح چھوڑ سکتا ہے۔

اب ان تمام الہامات کو سامنے رکھکر ہر منصف مزاج قاری خود ہی فیصلہ کرلے کہ برق صاحب کی طرف سے اس الہام کو مہمل قرار دینا کہاں انتہاء درجہ کی سینہ زوری کا مظاہرہ نہیں کیا یہی وہ دیانتداری ہے جس کا وہ اپنی کتاب میں بار بار اعادہ کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ دیانتداری تو تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے جہاں تقویٰ کا فقدان ہو یعنے خدا کو خوش کرنے کی بجائے انسانوں کو خوش کرنا مدنظر ہو وہاں دیانتداری کو آنے کی کس طرح جرأت ہو سکتی ہے۔

## ایلی ایلی لما سبقتنی کہنے کے مواقع۔

یہ امر واقعات صحیحہ کا علم رکھنے والے کسی انسان سے مخفی نہیں کہ جس وقت حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ مسیح ناصری علیہ السلام آسمان پر اپنے جسم عنصری کے ساتھ زندہ موجود نہیں بلکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح وہ بھی فوت ہو چکے ہیں اور اب ان کے دوبارہ زمین پر آنے کی کوئی صورت نہیں ہاں مسیح کے نزول کی جو پیشگوئی احادیث میں موجود ہے اس سے مراد ان کا مثیل ہے جو ظاہر ہوگیا ہے اور وہ میں ہوں تا میں ایک طرف تو مسلمانوں میں جو خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں ان کی اصلاح کرکے انکے اندر حقیقی اور بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا کردوں اور دوسری طرف اسلام کو بیرونی حملوں سے محفوظ کردوں بلکہ اس سے بڑھکر اس کی برتری تمام ادیان پر دلائل قویہ اور آسمانی نشانوں سے پایہ ثبوت کو پہنچا دوں یہی میرا مشن ہے جس کے لئے میں مامور کیا گیا ہوں۔

## پہلا موقعہ

اسی وقت سے مخالفت کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا ہندوستان کے تمام نامی علماء نے کفر کا فتویٰ لگا کر اعلان کردیا کہ اس شخص کے ساتھ کلام کرنا حرام اس کی کتابوں کو پڑھنا حرام اس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کے ساتھ میل جول رکھنا حرام۔ بعض علماء نے تو حضورؑ کو واجب القتل بھی قرار دے دیا پھر اپنے فتووں کی تاثیر کو ناکافی سمجھتے ہوئے مکہ اور مدینہ کے علماء سے بھی ایسے ہی فتوے منگوائے گئے اور ان کو شائع کیا گیا اس پر بھی جب ان کو تسلی نہ ہوئی تو اعلان کردیا کہ جو مرزا صاحبؑ کو مانے اس کا نکاح فسخ اور اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی والدین اسکو محروم الارث قرار دیدیں ان کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے یہاں تک کہ سقوں اور بھنگیوں کو ان کے گھروں میں کام کرنے سے روک دیا گیا غرضیکہ جس قدر روکیں حضورؑ کی تبلیغ کے راستہ میں کھڑی کر سکتے تھے ان علماء نے کھڑی کردیں اور حضورؑ کے مشن کو ناکام بنانے میں جس قدر حیلوں کو کام میں لا سکتے تھے لے آئے اور حضورؑ کا ساتھ دینے والوں کے ساتھ انکی بدسلوکی اور ایذا رسانی اس حد تک پہنچ گئی کہ ان پر عرصۂ حیات

تنگ ہوگیا اور وہ ضاقت علیہم الارض بما رحبت کا مصداق بن گئے۔

عوام چونکہ اپنے علماء کو ارباباً من دون اللہ بنائے ہوئے ہوتے ہیں ان کا ہر قول اُن کے لئے وحی من السماء کا درجہ رکھتا ہے اس لئے ان کا حضورؑ کی طرف آنا طبعاً ناممکن ہوگیا اور ان سچائیوں کے پھیلنے کی راہ میں جن کو یہ مامور خدا کی طرف سے لے کر آیا تھا سخت دشواریاں پیدا ہوگئیں، اور لوگوں کے رجوع الی الحق کی اُمیدوں پر پانی پھرتا نظر آنے لگ پڑا تو اس حالت کو دیکھ کر اور اپنے مشن کی ناکامی کے آثار دیکھ کر حضورؑ کا دل اسی طرح غم سے بھر گیا جس طرح کہ ایسے حالات میں ہر مامور کا دل غم سے بھر جاتا ہے۔ چونکہ لوگوں کو سچائیوں پر قائم کرنا اور ان کو ضلالت کے گڑھے سے نکال کر ہدایت کی مضبوط چٹان پر کھڑا کر دینا ہی ان کی زندگی کا اصل مقصود ہوتا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ان کے دل میں بے پناہ جوش ہوتا ہے وہ اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈال کر بھی اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اس کی ناکامی اُن کے لئے سخت گراں ہوتی ہے وہ فطرتاً اسکو برداشت ہی نہیں کر سکتے ظاہری اسباب کے سازگار نہ ہونے کی صورت میں اس کی ناکامی کے آثار اگر ان کو نظر آئیں تو وہ سخت بے چین ہو جاتے ہیں اور اس صورت میں بجز خدا کی مدد کے ان کو کوئی سہارا نظر نہیں آتا تو پھر ان کی روح پکار اُٹھتی ہے کہ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے تو نے مجھے ایسے لوگوں کے سپرد کیوں کر دیا ہے جو تیری سچائیوں کے دشمن ہیں اور نہیں چاہتے کہ لوگوں کے دل ان سچائیوں کے نور سے منور ہوں بلکہ اُن کی انتہائی کوشش یہی ہوتی ہے کہ لوگ تاریکیوں کی دلدل میں ہی پھنسے رہیں۔ ان حالات میں جو علماء نے پیدا کر کے لوگوں کو حضور سے متنفر اور دُور کر دیا اس مامور من اللہ نے بھی سنت انبیاء کی پیروی میں خدا کے حضور اسی طرح التجا کی جس طرح حضورؑ کے آقا محمد رسول اللہ صلعم نے لوگوں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر کی تھی جس کا اُوپر ذکر گذر چکا ہے حضورؑ کی فریاد اپنے مولا کے حضور جن الفاظ میں ہوئی ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

"اے میرے مولا اے میرے پیارے آقا میں نے اس شخص کی دیعنے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کیونکہ اسی نے تمام ہندوستان میں پھر کر کفر کے فتوے پر علماء سے مہریں لگوائی تھیں) تمام سخت باتوں اور لعنتوں اور گالیوں کا جواب تیرے پر چھوڑا اگر تیری یہی مرضی ہے تو جو کچھ تیری مرضی وہ میری ہے مجھے اس سے بڑھکر کچھ نہیں چاہیئے کہ تو راضی ہو میرا دل تجھ سے پوشیدہ نہیں، تیری نگاہیں میری تہ تک پہنچی ہوئی ہیں اگر مجھ میں کچھ فرق ہے تو نکال ڈال اور اگر تیری نگاہ میں مجھ میں کچھ بدی ہے تو میں تیرے ہی منہ کی اس سے پناہ مانگتا ہوں اے میرے پیارے ہادی اگر میں نے ہلاکت کی راہ اختیار کی ہے تو مجھے اس سے بچا اور وہ کام کرا کہ جس میں تیری رضامندی ہو۔ میری رُوح بول رہی ہے کہ تو میرے لئے ہے اور ہوگا جب سے کہ تو نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں (ایلی اوس کا یہی ترجمہ ہے۔ ناقل) اور جب سے کہ تو نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ انی مہین من اراد اہانتک اور جب سے کہ تو نے دلجوئی اور نوازش کی راہ سے مجھے کہا کہ انت منی بمنزلۃ لایعلمہا الخلق تو اسی دم سے میرے قالب میں جان آگئی تیری دلآرام باتیں میرے زخموں کی مرہم ہیں تیرے محبت آمیز کلمات میرے غم رسیدہ دل کے مفرح ہیں میں غموں میں ڈوبا ہوا تھا تو نے مجھے بشارتیں دیں میں مصیبت زدہ تھا تو نے مجھے پوچھا۔ پیارے! میرے لئے یہ خوشی کافی ہے کہ تو میرے لئے اور میں تیرے لئے ہوں تیرے حملے دشمنوں کی صف توڑیں گے اور تیرے تمام وعدے پورے ہوں گے اور تو اپنے بندہ کا آمرزگار ہوگا۔"

## اس التجاء کا اثر اور اس کا نتیجہ

مندرجہ بالا التجا کو سامنے رکھ کر ہر شخص کا دل بول اُٹھے گا کہ یہ سوز و گداز سے بھری ہوئی التجا ایلی ایلی لما سبقتنی کے مضمون کو ہی اپنے اندر لئے ہوئے ہے جس طرح حضرت نبی کریم صلعم کی پُرسوز التجاء کے بعد جو آنحضور صلعم نے طائف کے باغ میں کی تھی الا ان نصر اللہ قریب" کے وعدہ نے عملی صورت اختیار کر لی تھی یعنی جلد ہی مدینہ میں اسلام کے پھیلنے کے سامان پیدا ہو گئے تھے اسی طرح آنحضور صلعم کے غلام کی التجا کے بعد بھی "ایلی اوس" کے وعدہ نے اپنا رنگ دکھلایا اور خدا نے اپنے ساتھی ہونے کا عملی ثبوت دینا شروع کر دیا اور وہ اس طرح کہ لوگوں کے دلوں سے علماء کے فتاوی کا اثر آہستہ آہستہ زائل کرنا شروع کر دیا اور ان کے بائیکاٹ کی دھمکیوں اور دیگر قسم کی ایذارسانیوں کا رعب بھی دلوں سے مٹا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علماء کی تمام کوششوں کے باوجود کہ لوگ حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف رُخ نہ کریں لوگوں کی توجہ حضرت اقدس کی طرف ہونی شروع ہو گئی اور بیعت کنندگان کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہونے لگ پڑا۔

## مخالفین کے لئے لمحہ فکریہ

مخالفت کرنے والے دوست خدارا غور کریں کہ کیا یہ حضور کی صداقت پر عظیم الشان نشان نہیں کہ ادھر یہ شخص خدا سے دُعا کرتا ہے کہ اگر میں نے ہلاکت کی راہ اختیار کی ہے تو تو مجھے اس سے بچا اور مجھ سے وہ کام لے جس میں تیری رضامندی ہو اور ساتھ ہی وہ اپنی دُعا میں کہتا ہے کہ تو نے مجھے کامیابی کی اور دشمنوں کی ناکامی کی بشارتیں بھی دی ہیں اگر وہ اپنے اس قول میں نعوذ باللہ جھوٹا تھا تو خدارا غور کرو کہ کیا اللہ تعالے نے اس کے قول کو سچا ثابت کرنے کے سامان پیدا کر کے اسکو کامیاب بنانا یا اسکو ناکامی کے گڑھے میں پھینک کر اس کے دشمنوں کو خوش کرنا، سوچو کہ واقعات کیا بتلا رہے ہیں کیا واقعات یہ نہیں بتلا رہے کہ خدا نے اپنی تائید نازل کر کے یعنی لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف مائل کر کے اس کے قول کو سچا ثابت کر دیا اور اس کے سر پر کامیابی کا تاج رکھا اور اسکی دُعا کے مطابق دشمنوں کو خوش کرنے کی بجائے ان کی صف کو لپیٹ دیا اور ان کی تمام کوششوں کو ناکامی اور نامرادی سے ہمکنار کر دیا۔

یہ واقعہ کیا صراحت کیساتھ الہام کی صداقت ثابت کر رہا ہے یا اسے مہمل قرار دے رہا ہے ہر خدا ترس انسان اس کا فیصلہ خود ہی کر سکتا ہے برق صاحب اور ان کے ہم مشرب دوست بھی تعصب سے الگ ہو کر غور کریں کہ کیا مہمل الہاموں کی یہی شان ہوتی ہے کہ ان کا لفظ لفظ پورا ہو کر اپنے منجانب اللہ ہونیکا ثبوت بہم پہنچائے اگر الہام کے الفاظ جیسا کہ برق صاحب کہتے ہیں مہمل تھے تو وہ یقیناً خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتے بلکہ نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحبؑ کے اپنے بنائے ہوئے ہونگے تو برق صاحب بتلائیں کہ مرزا صاحب میں یہ طاقت کہاں سے آئی کہ وہ اپنے طاقتور اور بارسوخ دشمنوں کے مقابلہ میں الہام کے الفاظ کے مطابق لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے میں کامیاب ہو جائیں اور ان طاقتور اور بارسوخ دشمنوں کو ناکامی کے گڑھے میں دھکیل دیں حالانکہ مرزا صاحبؑ کے مقابل ان کا اثر عوام کے دلوں پر بہت زیادہ تھا کیونکہ وہ اپنے علماء کو دین کا ستون اور اس کا حقیقی محافظ یقین کرتے تھے اور یہ بھی اُن کے دلوں میں راسخ ہو چکا ہوا تھا کہ علماء کے فتوی پر عمل نہ کرنا انکو جہنم میں لے جائے گا۔ ایسی صورت میں حضرت مرزا صاحبؑ کی کامیابی اور علماء کی ناکامی معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اس شان کا معجزہ دکھلانا حضرت مرزا صاحب کی طاقت سے بالکل باہر تھا پس اس سے ثابت ہوا کہ الہام مہمل ہرگز نہیں تھا بلکہ خدا نے ہی اسکو حضرت مرزا صاحبؑ پر نازل کیا تھا اور اسی نے اسکو پورا کر کے دکھلا دیا۔ دیگر مواقع انشاء اللہ آئندہ قسط میں پیش کئے جائیں گے۔

مولانا عبدالحق ودیارتھی صاحب

# پادری عبدالحق صاحب کے مضامین پر اظہار خیال

## (۱۲)

(۲۳) - ایک دفعہ تنہائی میں بیٹھ کر سوچو کہ خدا قادر اور ابدیت کا باپ کون ہے؟ وہ جس کی مرضی پوری ہوئی یا وہ جس کی مرضی پوری نہ ہوئی اور موت نے اس پر فتح پائی اور وہ مرگیا خواہ تین دن کے لئے ہی مرگیا اور موت نے اسے اتنا عرصہ اپنے پنجہ میں دبا رکھا پہلوان تو دو منٹ کے لئے بھی دوسرے پہلوان کو چت لٹا دے تو فتحیاب سمجھ لیا جاتا ہے۔ یہاں تک تو تین دن تک موت نے اسے چت لٹائے رکھا۔

وہ بھی کیا مسیح کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

(۲۴) تین دن کے بعد بھی وہ موت سے ڈر کر رُوپوش رہے رومی گورنمنٹ اور یہود عوام کے سامنے آکر یہ نہ کہا دیکھ لو میں نے موت کو شکست دے دی ہے اور جیتا جاگتا تمہارے سامنے کھڑا ہوں تم بیس دفعہ بھی مجھے صلیب دے کر دیکھ لو میں ہرگز مرنے کا نہیں کیونکہ میں نے موت کی گردن ہمیشہ کے لئے توڑ دی ہے۔

(۲۵) حضرت مرزا صاحبؑ پر آپ کی بدظنی کا جواب ابھی باقی ہے کہ انہوں نے وفات مسیح کا ڈھونگ پہلے دعوے مسیحیت کا راستہ صاف کرنے کے لئے رچایا ایسے ہی جیسے مسیح ۔۔۔۔ نے یوحنا کو خواہ مخواہ کا ایلیا بنا کر اس غریب کو اپنے آگے سڑک کوٹنے والا بنا دیا۔ یوحنا جو ماں کے پیٹ میں ہی رُوح القدس سے بھر گیا تھا (بخلاف مسیح جن پر یوحنا کے ہاتھ پر بیعت توبہ از گناہاں کرنے کے بعد رُوح القدس کا نزول ہوا) رُوح القدس نے یوحنا کو کبھی نہیں بتایا کہ تو مثیل ایلیا ہے مگر مسیح نے فرمایا یوحنا اپنی خو بو میں ایلیا ہے اگرچہ انہوں نے یہ تسلیم کر لیا تھا کہ ایلیا آسمان پر بجسدہ العنصری زندہ موجود ہے جناب مسیح سے یہود کے اس اعتراض کا کوئی جواب نہ بن پڑا کہ ایلیا جو زندہ آسمان پر موجود ہے پہلے اس نے آسمان سے اُترنا ہے اس کے بعد مسیح نے آنا ہے اگر وہ سیدھا جواب یہود کو دے دیتے کہ ایلیا تو مر گیا وہ زندہ آسمان پر نہیں گیا یا اپنی عمر پوری کر کے آسمان پر مر گیا اور اس کی قبر آسمان میں ہی بن گئی اب وہ واپس دنیا میں نہیں آسکتا۔ پس اب یوحنا مثیل ایلیا ہے تو جواب باصواب ہوتا۔ ان سے غلطی یہ ہوئی کہ ایلیا کا آسمان پر جانا اور زندہ ہونا دونوں باتیں تسلیم کر لیں پر اس کے آسمان سے اُترنے کا انکار کر دیا جس کے اوپر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ آسمان پر کیوں بیٹھ رہے جب اُترنا ہی نہیں اور آ کر مسیح کے حق میں گواہی نہیں دینی تو اس کا ہزاروں برس سے آسمان پر بیکار بیٹھنا فضول ہے۔

(۲۶) - ایلیا جو آسمان پر بقید حیات موجود ہے یہ خبر سُن کر ضرور مسکرایا ہوگا کہ میں تو زندہ موجود ہوں یہ کیا حرکت ہے کہ میرے جیتے جی ایک فرضی ایلیا بنا کر کھڑا کر دیا گیا مرنے کے بعد تو کسی کو ایلیا کی خو بو پر سمجھا جا سکتا ہے یہ کیا اندھیر ہے کہ کتاب مقدس کے صریح ارشاد کے خلاف کہ ایلیا آسمان پر زندہ موجود ہے اور اس نے مسیحؑ سے پہلے اترنا ہے کیا خدا آسمان پر لے جانا ہی جانتا ہے اسے اتارنا نہیں آتا کیوں نہیں وہ ایلیا کو آسمان سے اُتار کر یوحنا اور دوسرے متشککین کی تسلی کر دیتا۔

(۲۷) - یوحنّا نے ہر چند دہائی دی میں ایلیا نہیں ہوں مگر اسے زبردستی ایلیا بنا دیا گیا کہ دعوے مسیحیت کے لئے سڑک صاف ہو۔

۲۸ - یوحنا کہتا ہے میں ایلیا نہیں ہوں اور وہ روح القدس کے نزول سے ماں کے پیٹ میں ہی بھر گیا تھا مگر مسیح کہتا ہے یہ ایلیا ہے دونوں میں سے کس کی بات سچی ہے۔ چونکہ پادری صاحب نے بڑا زور اس بات پر مارا ہے کہ انبیاءؑ کے عمل میں تو کوتاہی ہو سکتی ہے پر ان کے قول میں غلطی نہیں ہو سکتی مگر یہاں مسیح کے قول میں فاش غلطی موجود ہے کہ یوحنا کو ایلیا کہا ہے زبردستی اس لئے کہ یہاں مسیحیت کی صداقت کا معیار ہی ٹوٹتا نظر آتا ہے

۲۹ - جناب مسیح نے ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد بار اعلان کیا کہ یوحنا ایلیا ہے (متی ۱۱: ۱۴، ۱۳: ۱۲ و ۱۳ لوقا ۱: ۱۷ مرقس ۹: ۱۲ وغیرہ وغیرہ) مگر یوحنا کی چونکہ ذاتی غرض ایلیا بننے میں کوئی نہ تھی اس لئے اس نے ایلیا ہونے کا کبھی اقرار اور دعوے نہیں کیا مگر مسیح کا دعوے بغیر فرضی ایلیا بنائے ثابت نہ ہو سکتا تھا۔ لہذا تو مان نہ مان میں تیرا مہمان اسے زبردستی اپنا گواہ ٹھہرا دیا گیا۔

(۳۰) - جناب مسیح نے یوحنا کو اپنا فرضی گواہ بنانے کے لئے اتنی خوشامد کی کہ اسے پیٹ میں ہی رُوح القدس سے بھرا ہوا بتایا - یعنے روح القدس نے ماں کے پیٹ سے باہر آکر اس کے پاک ہونے اور منہ دھو لینے کا بھی انتظار نہ کیا اور آگھسی اس کے اندر اور انجیل نویسوں نے یہاں تک مبالغہ کیا کہ اس نے ماں کے پیٹ میں ہی مسیح کو سجدہ کیا (جو کسی نے نہیں دیکھا) اس سجدہ کی تصدیق کون کرے یہ معاملہ بڑا ہی نازک فی ظلمت ثلاث یعنی تاریکیوں میں چھپا ہوا ہوتا ہے کون جانتا ہے کہ یوحنا نے اپنی ماں کے پیٹ میں مسیح کو مریم کے پیٹ میں دیکھ کر اس لئے چھلانگ لگا دی کہ لو وہ آگیا جو آپ تو صلیب پر ایلی ایلی لما سبقتانی کہکر جان دے گا اور مجھے بھی لے ڈوبے گا اور جیل میں مروا لے گا - یوحنا کی خوشامد میں یہاں تک حد سے بڑھے کہ اس غریب کو سب نبیوں سے بڑا بنا دیا - خود اس کے حضور حاضر ہو کر اپنے خدائی دعوے کی بے عزتی کی کہ اس کے ہاتھ پر گناہوں سے توبہ کی بیعت کی (متی نے یہاں ایک فضول سا فقرہ اپنی طرف سے لکھ دیا ہے) اور اس کے طفیل آپ پر روح القدس نازل ہوئی مگر ادنیٰ کبوتر کی شکل میں یہ ظاہر ہے کہ یوحنا پر ماں کے پیٹ میں روح القدس کا کبوتر بن کر نازل ہونا ناممکن محض ہے وہاں وہ اصلی خدا کی شکل میں بھر گئی تھی - یوحنا کے تقوے اور پرہیزگاری اور اس کے شاگردوں کے مسیح کے شاگردوں سے بدرجہا زیادہ متقی ہونے کی انجیل نے تصدیق کی - مگر یہ سب کچھ کیوں؟

من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

مگر واسئے امیدوں کی محرومی اور خوشامد کا صلہ! یوحنا پر ان باتوں کا کچھ اثر نہ ہوا - وہ کبھی مسیح کے پاس نہ آیا نہ اس کی بیعت کی نہ تصدیق نہ گواہی دی - نہ یوحنا کے شاگردوں نے زندگی بھر مسیح کو مسیح تسلیم کیا ان کا فرقہ مسیحی فرقہ کے بالمقابل الگ تھا جو مسیحی نہیں بلکہ ابیانی کہلاتے ہیں۔

باقی آئندہ

شمعون طاہر

# احمدیت اور اشتراکیت کی دعوت

## (۳)

مذاہب اور اشتراکیت کی باہمی کشمکش میں ہمیں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اپنے مفہوم مذہب اور مفہوم اشتراکیت کو باقاعدہ محدود نہ کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ ہم اسی نتیجہ پر پہنچیں کہ اشتراکیت کا غلبہ مذہب کا مکمل خاتمہ ہے۔ جیسا کہ اوپر میں کہہ آیا ہوں انبیاء کی ذاتی زندگی میں بنیادی اصول۔ دنیاوی نفع و نقصان سے بے نیازی کار فرما ہے۔ پھر وہ کیا بات تھی جو دائج الوقت نظام کو انبیاء کی مخالفت اور اذیت پر اُبھارتی تھی۔ جب سے انسان کی تاریخ محفوظ ہے ہمارے سماج میں بجز صنعتی انقلاب کے کوئی دوسرا ایسا بنیادی تغیر واقع نہیں ہوا جس کو ہم طبقات کا انقلابی طور پر متاثر کرنے والا قرار دے سکیں خانہ بدوشانہ زندگی سے جاگیردارانہ نظام تک کم و بیش طبقاتی تعلقات کی کیفیت یکساں رہی ہے اور درجہ بندی عمومی طور پر بجز اپنے دائرے کے کم یا زیادہ ہونے کے ایک ہی طرح پر کی گئی۔

صنعتی انقلاب نے یقیناً ذرائع پیداوار کو انقلابی طور پر متاثر کیا ہے اور بے اندازہ طاقت کو انسانوں کے حکم کے تابع کر دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ قبل از صنعتی انقلاب، انبیائے کرام کی دعوت کی مخالفت کی وجہ کیا ہو سکتی تھی۔ اگر کہا جائے کہ وہ کسی مخصوص معاشی مفاد کے علمبردار ہونے تھے، تو اس کا ثبوت ہونا ضروری ہے کیونکہ تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ وہ معاشی مفادات کی سرے سے نہ صرف نفی کرتے تھے بلکہ اُس کے بارے میں تحقیر آمیز انداز اُن سے ظاہر ہوتا تھا۔ اس کے باوجود اُن کی مخالفت کی کوئی وجہ ہونی ضروری تھی۔ جہاں تک میری سمجھ کام کرتی ہے میں تو یہی دیکھتا ہوں کہ ان کا موضوع مخاطبت ان تمام معاشی اور مادی مظاہر پر خود انسان ہوتا تھا۔ ان کی تمام تر کوشش انسان کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے پر اُبھارنا تھی کہ وہ اپنی شخصیت کا کلّی احساس اپنے اندر اُجاگر کرے، خود کو اجزاء میں تقسیم نہ کرے اور اپنی شخصیت کو ایک وحدت میں پرو دے۔ اس وحدت کو پیدا کرنے کی ضرورت اس لئے تھی کہ خدا سے واحد کا نائب منقسم شخصیت ہو کر اپنا آپ برباد نہ کرے۔ یہ بات کوئی مابعد الطبیعی یا تخیلی و تصوری فلسفہ نہیں، بلکہ روزمرہ زندگی میں حقیقت پسندانہ عمل ہے۔ ایک مرتبہ جب انسان حقیقت عالیہ سے روشناس ہو جاتا ہے، تو اس پر سے وہم، خوف اور مفاد پرستی کے تمام سلاسل کٹ جاتے ہیں اور زمین کی تمام پیداواری طاقتیں جو اُسی وقت پیداواری طاقتیں بنتی ہیں جب انسان کا علم ان کی اس حیثیت سے آگاہ ہوتا ہے نہ کہ خود بخود پیداواری بن جاتی ہیں، اُس کے لئے بجائے خود مقصد نہیں بلکہ ذریعہ بن جاتی ہیں۔ سوال ہے کہ کیا اس حیثیت میں صنعتی انقلاب کے بعد کوئی فرق پڑ گیا ہے؟ کیا انسان اب بنیادی طور پر بدل گیا ہے؟ مجھے اس کو قبول کرنے میں تردد ہے۔ کیونکہ صنعتی انقلاب نے صرف طریق پیداوار کو بدلا ہے۔ انسان کو نہیں بدلا۔ اگر طریق پیداوار کے بدلنے سے کوئی فاعلی روح اب پیداواری طاقتوں میں سرایت کر گئی ہے تو بھی وہ انسانوں کو کسی اور طرح مت ترکہ سکتی ہے۔ اس کا مطلب ہوگا کہ ہم ذرائع پیداوار کو ایک "حیوانی روح" سے ممسوح ہونا تسلیم کر لیں؟ اور انسان جو آج تک ان جامد اور بے روح اشیاء کو توڑ توڑ کر اُن کے افادی پیکر بناتا رہا ہے اُسے بے روح مان لیں۔ ایسا کیونکر ممکن ہے۔ انسان آج بھی اُنہیں جبلتوں کا اسیر ہے جن کا وہ ہزاروں سال پہلے تھا۔ اور یہ جبلتیں خارجی نہیں بلکہ اُس کے نظم جسمانی میں مستتر ہیں اور وہیں سے ظہور پذیر ہو کر "کلی انسان" یا اُس کی "شخصیت تمام" پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ کیا خود اشتراکیت کی اپیل انسانی دکھ اور ظلم و ستم سے نفرت کا احساس اُبھارنے میں ایک تخیلی یا تصوری (IDEALISTIC) دعوت نہیں؟ وہ دلیل جو کمیونسٹ احباب عام طور پر سرمایہ دارانہ سماج کے لابدی طور پر برباد ہونے اور کمیونسٹ سماج کے اٹل طور پر قائم ہونے کی مادی طاقتوں کے عمل سے تیار کرتے ہیں، کیا وہ انسان کی تصوریت (IDEALISM) فاعلیت، (ACTIVITY) اور آزاد ارادہ کی حق تلفی نہیں؛ مارکسی مادیت کے ترجمان یہی کہتے ہیں کہ پیداواری تعلقات (PRODUCTIVE RELATIONS) جن میں انسان باہم ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اور جو انسانی تاریخ کے اصل خالق ہیں، وہ اُن کے ارادہ سے آزاد ہیں۔ یعنی پیداواری تعلقات کا ایک اپنا مقدر ارادہ ہے جو انسانی ارادے کے تابع نہیں۔ لیکن مارکس نے یہ بھی تو کہا ہے کہ انسان خود اپنی تاریخ بناتے ہیں اب بیک وقت دونوں بیانات صحیح نہیں ہو سکتے بجز ایک صورت کے کہ انسانی ارادہ ضرورت کے جبر سے مجبور ہو کر ایک راہ اختیار کرے لیکن ضرورت کا یہ جبر کیا انسان کو خارجی ماحول کا غلام نہیں بناتا؟ مزید براں ضرورت کا احساس اور پھر اس سے صادر ہونے والا لازمی پیداواری تعلق، کیا خود انسان ہی کا فیصل شدہ نہیں ہوتا؛ اشتراکیت چاہے نظری اعتبار سے کتنی ہی کائناتی قوتوں (پیداواری طاقتوں، اور پیداواری رشتوں) کی تثلیث کھڑی کرے اس حقیقت سے مفر ممکن نہیں کہ یہ سب کچھ انسان کے لئے ہے۔ اور انسان کی نفی ممکن نہیں۔ جب ہم کسی صورت حال میں ایک ضرورت کے احساس کے تحت کسی تصفیہ کو پیدا کرنے کی سعی کریں۔ تو وہ سعی یقیناً ایک اخلاقی داعیہ ہوگی۔ اور اشتراکیت یہی اخلاقی پہلو ہے جو اُس کے مادی اعلان دعوت سے کہیں زیادہ طاقتور ہے۔ آپ خود بخود غور کر کے دیکھ لیں کہ کیا یہ درست نہیں؟ کیا اشتراکی دعوت انقلاب کی تکنیک میں "طبقہ واری نزاع" کا پیدا کرنا ضروری نہیں؟ اس طبقہ واری نزاع میں جو عوامل بورژوا یا سرمایہ دارانہ طبقہ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان کی تمام تر کوششیں کیا اس طبقہ کو وحشی، ظالم انسانیت اور شرف انسانیت سے عاری، کھاؤ، عیاش، وغیرہ ظاہر کرنے کی نہیں ہوتی؟ کیا یہ تمام صفتیں وہی نہیں جو کسی بھی اخلاقی دعوت میں مذموم صفتیں گنی جاتی ہیں؟ اگر ہم صرف مادی پیداواری طاقتوں اور ان سے پیدا ہونے والے پیداواری رشتوں کے ہاتھ میں ارادہ اور اختیار سے محروم بے جان پڑے ہیں، تو بورژوا طبقے کو مذموم صفات سے منسوب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا اس میں انسان کے اُس بنیادی جذبے کو غیر جانبدار یا معطل کرنے کی کوشش نہیں جو اپنی نوع پر ظلم کو پسند نہیں کرتی اور اس لئے بورژوا طبقہ کے انسانوں کو بھی ظلم و تشدد کا شکار بنانا نہیں چاہتی؟ ایک ایسے تشدد کے لئے پرولتاری طبقہ یا انسان محض کو۔ پہلے یہ باور ہی نہیں یقین دلانا ضروری ہے کہ بورژوا طبقہ کا مٹ جانا ہی انسانیت کے فائدے میں ہے۔ انسان کی نجات اور فلاح اسی میں ہے کہ بورژوا طبقہ ختم ہو جائے۔ فلاح و نجات کا یہ اعلان، مادیت نہیں تصوریت ہے۔ اور یہ بہت اہم اور غور طلب مرحلہ ہے۔ اشتراکیت کس طرح مذہب کو ختم کر سکتی ہے، یا کس طرح مذہب اُس سے ہار سکتا ہے جبکہ اشتراکیت خود

اخلاقی داعیہ پر انحصار رکھتی ہے اور خود انسانِ مطلق کی اخلاقی حسیات کو اپیل کرتی ہے۔ لیکن دین اور مذہب کے بالمقابل یہ اپیل اُدھوری اور ناقص ہے کیونکہ اُس کی بنیاد افادیت پر ہے وہ اخلاق جو اضافی ہوں وہ بہت خطرناک بنیاد پر ہیں ہمیں اُس کو تسلیم کرنا چاہیئے اور اشتراکیت کو تمام تر مردود قرار نہیں دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ شرفِ انسانیت کے قیام کے لئے مساعی ہے۔

آپ بجا طور پر سوال کریں گے کہ جب اشتراکیت کو تمام تر مردود قرار نہ دیں گے، تو کیا اشتراکیت کلیتہً مذہب کی نفی پر منتج ہوگی؟ جیسا کہ میں اُوپر کہہ آیا ہوں کہ اشتراکیت کی اخلاقی دعوت ادھوری اور ناقص ہے، اس لئے وہ مذہب کی جگہ نہیں لے سکتی۔ میرا یہ کہنا کہ اُسے تمام تر مردود قرار نہ دیا جائے اس کی چند وجوہات ہیں، میں نے پہلے کہا ہے کہ انبیاء کی دعوت دُنیاوی نفع و نقصان سے بے نیازی پر ہے۔ کتنے ہی سماج اور معاشرے صنعتی انقلاب سے پہلے پیدا ہوئے اور تاریخ کے صفحوں میں روپوش ہو گئے ان کے بالمقابل سلسلہ نبوت رواں دواں رہا ہے۔ ہمیں اس پندار سے نکل جانا چاہیئے کہ ہمارا زمانہ علم و عقل کی انتہاء کا زمانہ ہے اور اس پر گذشتہ زمانوں سے برتری کی دلیلیں پکڑنا بجا نہیں۔ ابھی پچاس سال ادھر لوگ اپنے زمانے کو عقل کا زمانہ کہتے تھے۔ حالانکہ آج ہم جس مقام پر کھڑے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ بلند ہے جو پچاس سال پہلے لیمیرا مطلب ہے کہ معاشی معاشرتی یا مادی تغیر و تبدل سے مرعوب یا خائف ہونے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ زمینی حقیقت ہمیشہ ایک رہی ہے۔ اور وہ انسان کا وجود ہے۔ اس لئے جس طرح زمانہ قبل از صنعتی انقلاب میں معاشی اور مادی تغیرات کے مقابل سلسلۂ نبوت کا مسلک بے نیازی رہا ہے۔ اسی طرح بعد از صنعتی انقلاب بھی مسلک بے نیازی ضروری ہے۔ میرا مطلب اس سے کسی فرار...... (ESCAPISM) کی تبلیغ کرنا نہیں۔ انبیاء فرار کی دعوت نہیں دیتے بے نیازی اور فرار میں بہت فرق ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ہمیں اُس زمینی حقیقت سے نظریں نہ ہٹانی چاہئیں۔

بحران مادی تغیرات کی زد میں ہے

انبیائے کرام کی دعوت مخاطبت اسی زمینی حقیقت کو تھی۔ زمینی حقیقت کوئی مروجہ اصطلاح نہیں یہ میں نے صرف اپنا مفہوم ادا کرنے کے لئے اختیار کرلی ہے اور آپ اسے انسان کا تجریدی مترادف ABSTRAST SYNONYMN شمار کرسکتے ہیں۔ میں اسے زمینی حقیقت اس لئے کہتا ہوں کہ زمین کے تمام سماجی تغیر و تبدل میں انسان ہی شدید و فعال عامل ہے۔ اگر آج خدانخواستہ کسی مہیب حادثہ سے انسانوں کا وجود اس کرۂ ارض سے محو ہو جائے تو وہ تمام سماجی شکست و ریخت جو پیداواری قوتوں اور پیداواری رشتوں کے وسیلہ قائم کی ہوئی بتائی جاتی ہے ایک دم رُک جائے۔ اسی لئے انسان کو زمینی حقیقت کہنا غلط نہیں۔ اور یہ حقیقت اصل ہے۔ یہ حقیقت ہی خدا تعالےٰ کی مخاطب ہے۔ اسی حقیقت کو اُس حقیقت عالیہ سے رشتہ جوڑنا ہے۔ اور اس رشتہ کو اپنے طور پر زمین کے مادی، معاشی معاشرتی الحاقات سے کوئی نسبت نہیں۔ میرا مطلب ہے کہ وہ تمام الحاقات، اس رشتہ کے مقابل ثانوی ہیں۔ کیونکہ جس انداز میں یہ زمینی حقیقت عمل کرے گی اُسی انداز سے وہ تمام الحاقات اُس سے متاثر ہوں گے۔ اگر انسان حقیقت عالیہ یعنے حق تعالےٰ سے بے نیاز ہو کر مادی کاروبار میں عمل پذیر ہوگا تو اُس کا یہ عمل اُس سے مختلف ہوگا جبکہ وہ اُس سے منسوب ہو کر سرگرم عمل ہو۔ اس لئے اگر اشتراکیت، اپنا معاشی یا معاشرتی سماج تخلیق بھی کرے تب بھی وہ اس حقیقت عالیہ یعنے حق تعالےٰ کی محتاج رہے گی۔ میں اس لئے کہتا ہوں کہ اشتراکیت کا اخلاقی نظام جو ہر سماج کی بنیادی اور مرکزی روح ہے اور جسے زمینی حقیقت کی غذا کہنا چاہیئے وہ ادھورا اور ناقص ہے۔ اس کی دعوت انسان کو بُت پرستی اور شرک کی طرف دھکیلتی ہے۔ آپ شاید میری اس بات کو تسلیم نہ کریں۔ کیونکہ میں آج آپ کو اشتراکی دعوت کے یہ لازمی نتائج ظاہر طور پر دکھا نہیں سکتا۔ ان کو ظاہر آنے میں کئی سال لگیں گے، میرا یہ اندازہ اس بناء پر ہے کہ مجھے اس کے بت پرست یا مشرک نہ ہو جانے کی وجہ نظر نہیں آتی اگر آپ کے پاس میرے اس اندازے یا خوف کو جھٹلانے یا غلط ٹھہرانے کی کوئی دلیل ہو تو میں اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جب انسان کے ذہن سے حق تعالےٰ کا تصور نکال دیا گیا، جب پیداواری طاقتوں اور پیداواری رشتوں کو اصل قرار دے دیا گیا۔ جب زمینی سماج کو ملجا و ماویٰ مانا گیا، تو آخر ان کو معبود تسلیم کرنے میں کیا کسر رہ گئی ہے؟ آخر لینن کی لاش کو حنوط کرکے رکھنے اور اس کی باقاعدہ زیارت کا خاص دن مقرر کرنے میں کس انسانی حس کی تسکین مقصود ہے کیا گذشتہ لادینوں کے بیشتر بُتوں میں بعض مظاہر فطرت کی پرستش نہ ہوتی تھی۔ اس لئے اصل معاشرتی انقلاب نہیں۔ ..........

اصل اللہ تعالےٰ سے انسان کا مخصوص تعلق بہ ترک رہائی، اور مادی معاشی، فوائد سے بے نیازانہ طور پر لوجہ اللہ اعمال کی بنیاد رکھتا ہے۔ اور آپ شاید یہ مانیں گے کہ یہ حقیقت سرمایہ دارانہ فسطائیانہ، یا کسی بھی سماج میں موجود رہے گی۔ آپ کہیں گے کہ کمیونسٹ پارٹی تو جارحانہ طور پر مذہب دشمن ہے اور اشتراکی ریاست مذہب کی تعلیم کے خلاف ہے اس لئے مسلط ہو جانے کے بعد وہ مذہب کو ختم کر دیں گے۔

میرا خیال ہے کہ یہ خوف ایک غلط فہمی کی بناء پر ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں گویا مذہب ریاستوں کی پشت پناہی سے قائم رہتا ہے۔ اور اگر یہ امداد ختم ہو جائے تو اسے قائم نہیں رکھا جاسکتا، یا یہ کہ مذہب کوئی الحاقی شئے ہے کوئی ذہنی تخلیق ہے۔ اس لئے جب اس کے ظاہری سہارے الگ ہوئے وہ بھی ہم سے جدا ہو گیا۔ بالفرض مذہب ریاستی امداد پر قائم ہے، تو پھر اس سے زیادہ کمزور سہارا اور کوئی نہیں آخر ایک ناکارہ شئے جس کو انسانی ذہن ایک معاشرتی دباؤ میں قبول کرتا ہو، اور اس معاشرتی دباؤ کے الگ ہو جانے سے اُس سے نکلنے کی آرزو رکھتا ہو اُس کے رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ہمارے اس خوف کی دو اور وجوہات بھی ہیں، ایک تو ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہمیں اس مذہب سے الفت ہے، جس میں ہم پیدا ہوئے اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔ اس لئے ہم ہر ایسی تحریک کو جس میں ہمیں خدشہ ہو کہ وہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے، شک و شبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ دوسرے ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر مذہب کے خلاف تعلیم دی جائے، ایک منظم سعی کی جائے کہ انسانی ذہن مذہب کو وہم، جھوٹ دھوکا سمجھنے لگیں تو ایسا باور ہو جانا ممکن ہے۔

باقی ——— باقی

# اعلان برائے دستکاری

سلسلہ احمدیہ کی معزز خواتین جلسہ سالانہ پر جو دستکاری بنا کر پیش کرتی ہیں اس سے نہ صرف انجمن کی مالی امداد ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ دین کی اشاعت کے لئے خواتین کی اپنی ہاتھ کی ہوئی محنت کام آتی ہے اور اس سے اُن کی دینی محبت ظاہر ہوتی ہے، نیز جلسہ میں بھی خاص دلچسپی کا باعث بنتی ہے

میں اپنی معزز بہنوں کی خدمت میں التماس کرتی ہوں کہ ایک ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے ابھی سے اپنا اپنا تحفہ تیار کرنے کی فکر کریں یہ خیال رہے کہ چھوٹی کم قیمت اشیاء تیار کرنا زیادہ مفید رہتا ہے۔ بعض بہنیں باہم مل کر بہت قیمتی اشیاء بنا کر لاتی ہیں اس کی بجائے فردًا فردًا تھوڑی قیمت کی چیزیں جلد فروخت ہو جاتی ہیں۔

بیگم کرنل سید بشیر حسین۔ لاہور

# جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دیدیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ ردسمبر ۱۹۶۳ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے اگر ۵ ردسمبر ۱۹۶۳ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ ردسمبر ۱۹۶۳ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے

(مینیجر)

| نمبر | رقم | نمبر | رقم |
|---|---|---|---|
| ۴۱ | 6.00 | ۲۹۱ | 6.00 |
| ۷۳ | 6.00 | ۲۹۲ | 6.00 |
| ۹۷ | 6.00 | ۲۹۴ | 18.00 |
| ۱۰۰ | 6.00 | ۳۷۹ | 6.00 |
| ۱۱۵ | 6.00 | ۴۱۹ | 12.00 |
| ۱۲۰ | 6.00 | ۴۴۳ | 6.00 |
| ۱۳۰ | 6.00 | ۴۷۹ | 6.00 |
| ۱۴۲ | 6.00 | ۴۸۱ | 6.00 |
| ۱۵۷ | 6.00 | ۴۹۴ | 6.00 |
| ۱۷۱ | 12.00 | ۵۲۹ | 6.00 |
| ۱۷۲ | 6.00 | ۵۵۵ | 12.00 |
| ۲۳۰ | 12.00 | ۵۷۱ | 6.00 |
| ۲۳۵ | 6.00 | ۵۸۳ | 6.00 |
| ۲۴۹ | 6.06 | ۵۹۰ | 6.00 |
| ۲۶۳ | 6.00 | ۵۹۱ | 6.00 |
| ۲۸۲ | 6.00 | ۶۱۵ | 6.00 |
| ۶۱۹ | 6.00 | ۶۴۸ | 6.01 |
| ۶۳۰ | 6.00 | ۷۱۰ | 6.00 |
| ۷۴۷ | 12.00 | ۷۱۷ | 6.00 |
| ۷۵۱ | 6.00 | ۷۴۵ | 6.00 |
| ۷۶۵ | 4.00 | ۲۱۲۰ | 6.00 |
| ۹۰۷ | 6.00 | ۲۱۲۸ | 6.00 |
| ۹۳۱ | 6.00 | ۲۱۲۹ | 6.00 |
| ۹۳۲ | 6.00 | ۲۱۴۲/۴۵۰ | 6.00 |
| ۹۸۷/۲۲۹ | 6.00 | ۲۱۶۳ | 6.00 |
| ۹۹۰ | 6.00 | ۲۱۷۲ | 6.00 |
| ۹۹۲/۳۶۶ | 6.00 | ۲۱۷۶ | 6.00 |
| ۱۰۲۷ | 6.00 | **رعایتی** | |
| ۱۰۶۵ | 24.00 | ۲۴/R | 4.00 |
| ۱۰۸۱ | 6.00 | ۳۶/R | 4.00 |
| ۱۰۸۳ | 6.00 | ۳۹/R | 3.00 |
| ۱۰۹۴ | 6.00 | ۶۶/R | 3.00 |
| ۲۰۳۸/۰۳۶۰ | 6.00 | ۱۴۳/R | 6.00 |
| ۳۰۴۵ | 6.00 | ۲۵۱/R | 4.00 |
| ۲۰۸۵ | 6.00 | | |
| ۲۱۱۵ | 6.00 | | |
| ۶۴۵ | 6.00 | | |

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

# رفتارِ عالم

—— ڈلاس، امریکہ کے صدر کینیڈی کو گولی مار کر ہلاک کر دیئے گئے۔ صدر کے قاتل اوس والڈ کو دقت گولی مار کر اس وقت ہلاک کر دیا گیا جب اسے ایک دوسری جیل میں منتقل کیا جا رہا تھا۔ اس یہ نائٹ کلب کے مالک جیک روبی نے گولی چلائی تھی، جیک روبی نے بیان دیا ہے کہ میں نے مسز کینیڈی کے لئے گہرے جذبہ ہمدردی کے ماتحت یہ اقدام کیا ہے۔

—— نئی دہلی۔ بھارتی فضائیہ کا ایک ڈکوٹہ جس پر بھارتی فضائیہ کے آٹھ افراد سوار تھے۔ کھو گیا ہے جس کا تاحال پتہ نہیں چلا۔

—— ڈھاکہ، پیر سے قومی اسمبلی کا سہ ماہی اجلاس شروع ہے۔

—— راولپنڈی، جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے صدر راجہ حیدر خاں اور تحریک آزادی کشمیر بورڈ کے چیئرمین سردار عبدالقیوم خان نے بتایا ہے کہ انہوں نے ½ ۱ لاکھ تربیت یافتہ کشمیری مجاہدین کو منظم کر دیا ہے۔ اور وہ مادر وطن کو بھارت کے پنجۂ استبداد سے نجات دلانے کے لئے محض ایک اشارہ کے منتظر ہیں۔

—— لاہور، مرکزی وزیر خوراک وزراعت نے کہا ہے کہ حکومت نے اتنی گنجائش پیدا کر لی ہے کہ وہ دعویدار مہاجرین کو ہر ماہ ایک کروڑ روپے نقد معاوضہ ادا کر سکے۔

—— لاہور۔ صدر مملکت نے کہا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں ایک سے زیادہ سیاسی جماعتیں ہونی چاہئیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ جذبہ حب الوطنی سے کام کریں اور ضرورت پڑے تو ملک کے دفاع کے لئے میدان عمل میں کود جائیں۔

—— اقوام متحدہ، آئندہ منگل کو سلامتی کونسل جنوبی افریقہ کی نسلی پالیسی پر غور کرے گی۔

—— لندن، آمدہ اطلاعات کے مطابق یہ بات صاف نظر آ رہی ہے کہ فرانس چین کو تسلیم کر لے گا۔

—— قاہرہ، متحدہ عرب جمہوریہ کی حکومت نے ملک کے تمام کالجوں اور اعلیٰ تعلیم کے اداروں کے گریجویٹوں کو دسمبر کے پہلے ہفتہ کے دوران میں ملازمتیں مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— حیدرآباد۔ وزیر امور خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے مسئلہ کشمیر کے حل کے سلسلہ میں مغربی ممالک کی نوبذبی اور سرد مہری پر یہاں بہت کڑی تنقید کی، انہوں نے ایک موقعہ پر بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ جب ایک پادری بھاگ کر ہنگری میں پناہ لیتا ہے تو تمام مغربی ممالک تڑپ اٹھتے ہیں، جب جنوبی ویت نام میں گڑبڑ ہوتی ہے تو سب مغربی ممالک ہمہ تن گوش ہو جاتے ہیں، مگر شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کو بھارت نے دس سال سے قید کر رکھا ہے۔ چالیس لاکھ کشمیری آزادی کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، آپ نے کہا کہ پاکستان ہمیشہ امن پرست رہا ہے، حیرت تو بھارت پر ہے جو آٹھ سال قبل بنڈونگ کانفرنس کے فیصلوں کا حامی تھا مگر آج محض اس لئے دوسری بنڈونگ کانفرنس منعقد کرنے کی مخالفت کرتا ہے کہ نئی افریقی ممالک جو آزاد ہو چکے ہیں کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینے کا مطالبہ کریں گے

—— لاہور، اپوزیشن پارٹیوں نے بنیادی حقوق، اور رائے دہی بالغان کے لئے مشترکہ جدوجہد کرنے کی غرض سے ہر سیاسی جماعت کے پانچ پانچ نمائندوں پر مشتمل ایک متحدہ پلیٹ فارم بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— لاہور، پاکستان مال کے بدلے مال کے مجوزہ طویل المیعاد سمجھوتوں کے تحت مشرقی یورپ کے بعض ممالک سے عنقریب پٹسن کے عوض بھاری مشینری درآمد کرے گا۔

—— پیکنگ، چین اور افغانستان کے درمیان سرحدی سمجھوتہ پر دستخط ہو گئے۔

—— لاہور، مرکزی وزیر مواصلات نے بھارت کو خبردار کیا ہے کہ اگر اس نے آزاد کشمیر کے کسی علاقہ کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی تو پاکستان خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھا رہے گا۔ آپ نے کہا کہ پاکستان آزاد کشمیر کے خلاف جارحیت کا جواب دینے کے لئے تمام وسائل اختیار کرے گا۔

پیغام صلح ۲۷ر نومبر ۱۹۶۳ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰ - شمارہ ۴۸

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

زرِ مبادلہ
پاک وہند سے چندہ روپے
ممالک غیر سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- تبلیغ لاہور
فون نمبر :- ۷۰۳۷۳
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سونہ

جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ - مؤرخہ ۴ دسمبر ۱۹۶۳ئہ | ۴۹


ہم نور رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

## بحرِ حکمت کے موتی

السخی قریبٌ من اللہ قریبٌ من الناس قریبٌ من الجنۃ بعیدٌ من النار والبخیل بعیدٌ من اللہ بعیدٌ من الناس بعیدٌ من الجنۃ قریبٌ من النار والجاھلُ السخیُّ احبُّ الی اللہ تعالیٰ من عابدٍ بخیلٍ۔
(الترمذی بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ :-

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی اللہ تعالیٰ سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے جنت سے قریب ہے آگ سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے لوگوں سے دور ہے جنت سے دور ہے اور آگ کے نزدیک ہے اور جاہل سخی کو اللہ تعالیٰ عابد بخیل سے زیادہ محبوب رکھتا ہے۔

نوٹ :-

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو... ... محبت الٰہی کا پیالہ پلایا جائے گا ویطعمون الطعام علیٰ حبہٖ مسکینا ویتیما واسیرا ۝ (۷۶ : ۸) خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو اطمینان قلب جیسی نعمت ملتی ہے۔ مگر بخیل کی حالت یہ ہے کہ باوجود افراط مال کے بے اطمینانی کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔
نار اللہ الموقدۃ التی تطلع


(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)


## آئیں آکر جلسۂ احباب میں شرکت کریں!

مولانا مرتضیٰ خان حسن

جن کو ناموسِ محمد مصطفیٰ کا پاس ہے ٭ جنکے دل میں خدمتِ اسلام کا احساس ہے
جان و دل سے جو نثار حضرت ذوالاادار ہیں ٭ دین سے رکھتے ہیں محبت کفر سے بیزار ہیں
جن کے سینوں میں نہاں ہے آتشِ عشقِ نبی ٭ دین کی خدمت کو سمجھے ہیں جو رازِ زندگی
منسلک سلکِ اخوت میں ہیں جنکے جسم و جاں ٭ جنکے چہرے سے عیاں ہیں نورِ ایماں کے نشاں
جنکے دل میں ہے محبت عیسیٰ موعود کی ٭ ہادیٔ برحق امام مہدیٔ موعود کی
آئیں آکر جلسۂ احباب میں شرکت کریں
اور مل کر چارۂ دردِ دلِ ملت کریں

# اسلام کے سائے تلے

## نائیجیریا مسلم مشن کانو کی تبلیغی سرگرمیاں

### اسلام کی ایک اور فتح

ڈیلی میل - جمعرات مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۳ء

اس دفعہ ایک مشرقی علاقے کا عیسائی، عیسائیت کو خیرباد کہکر حلقہ بگوش اسلام ہوا ہے یہ نومسلم انتھونی اکپان، اکوٹ اکپا بونگ کا رہنے والا ہے - جو کہ مشرقی نائیجیریا کے ڈسٹرکٹ ایو بو میں واقع ہے - ان کا اسلامی نام عبداللطیف رکھا گیا ہے۔

انتھونی صاحب کا قبول اسلام اُن کے پیشرو ؤں کی طرح شہر کانو میں واقع نائیجیریا مسلم مشن کے ڈائرکٹر جناب قاضی عبدالرشید صاحب کی شب و روز کی تبلیغ کا نتیجہ ہے -

جناب عبداللطیف صاحب نے یہ اعتراف کیا کہ قاضی عبدالرشید صاحب موصوف سے ایک مختصر گفتگو کے بعد جس میں انہوں نے خدائے واحد یعنے ہستی باری تعالےٰ کی وضاحت فرمائی - مجھے یقین کامل ہو گیا کہ اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہیں -

عبداللطیف صاحب نے مزید فرمایا کہ اس ملاقات سے پیشتر وہ صرف جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے یسوع مسیح کی پرستش اور عبادت کرتے تھے : اور مجہول قسم کی کہانیوں سے انہوں نے یہی سیکھا کہ حضرت عیسیٰ خدا کی ہستی کا تثلث ہیں، یہی چیز اُن کی نمازوں کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کی موجب بنی اور یہی وجہ تھی کہ وہ غیر مؤثر تھیں - لیکن قاضی صاحب موصوف کی تبلیغ کی بدولت انہیں اس بات کا پورا پورا یقین ہو گیا کہ ایک مسلمان سے مراد وہ انسان ہے جس کا ایمان صرف خدائے واحد پر ہو اور کل اطاعت کو اُسی کے لئے لازم سمجھے - وہی ایک واحد ہستی ہے جو تمام کائنات کی خالق ہے - حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ - حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیغمبر اور راہِ حق دکھانے والے ہیں

انہوں نے آخرکار یہ بھی اعتراف کیا کہ قاضی صاحب موصوف کے انکشافات اور تبلیغ ہی کی بنا پر وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ سوائے واحد ( اللہ ) اور اس کے بندے اور پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی چیز محبت عبادت اور حاجت پکارنے کے قابل نہیں ہے -

### میرا قبولِ اسلام

" نائیجیریا کے مشرقی علاقے میں سوائے عیسائیت کے اور کوئی ایسا مذہب نہیں جس کی لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے دل سے توصیف و تکریم کرتے ہوں - اس کی وجہ زیادہ تر وہ مجہول قسم کی کہانیاں ہیں جو ہمیں بچپن میں سکول میں سکھائی جاتی تھیں - میں ایک پیدائشی عیسائی تھا اور اپنے اساتذہ کی تعلیم کی وجہ سے یہ یقین کرنے پر مجبور ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کی ہستی کا تثلث ہیں - یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ میری نمازیں اکثر ناکام اور نامراد رہیں شاید اس لئے جیسا کہ میں اب محسوس کرتا ہوں کہ جب میں نماز پڑھتا تھا کہ اس میں خدا کے تین حصوں میں سے ہر ایک کا حصہ ہوتا تھا اور یا اس لئے کہ یہ تین خداؤں میں تقسیم کرنا پڑتی تھی - اس مقام پر ضرورت اور تجربے کی منطق نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ خدا صرف ایک ہونا چاہیئے - جب انسانی ذہن مصائب و آلام میں پھنس جاتا ہے تو وہ خود بخود امداد کے لئے خدا کی طرف ایسا رجوع کرتا ہے جیسے ایک بچہ اپنے باپ کی طرف اور اس میں عیسائیت کے پیش کردہ تخیل نجات دہندہ کا شائبہ تک نہ ہو یہ آواز فطرت کی آواز ہے - لیکن ایک عیسائی کے لئے نجات دہندہ کا تصور اُس کے ذہن کو اُلجھنوں میں ڈال دیتا ہے - جب وہ یہ سوچتا ہے کہ اُس کا نجات دہندہ یسوع مسیح خود خدا سے اپنی دعا قبول نہ کرا سکے - اور شاید اسی وجہ سے وہ صلیب پر نہایت مایوسی کی حالت میں پکار اُٹھے " ایلی ! ایلی ! لما سبقتنی ! " ( اے میرے خدا ! اے میرے خدا ! تم نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ؟ ) اور یا وہ اس بھول میں رہے کہ زمین پر اُن کا مشن ہمارے گناہوں کے لئے صرف مصلوب ہی ہو جانا تھا - یا بصورت دیگر وہ ایک شہید کی موت نہیں مر سکتے تھے - لیکن متناقض طور پر میں اپنے پادریوں اور ناصحوں سے سنا کرتا تھا کہ جب کسی چیز کا فیصلہ کیا جاتا ہے تو یسوع مسیح کی طاقت بغیر کسی حیل و حجت کے سب پر چھا جاتی ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ تین خداؤں میں سے صرف وہی ایک ہیں جن کے پاس جنت کی کنجیاں ہیں، اور جن کو آخرکار انہوں نے ایک فانی انسان پطرس کے حوالے کر دیں - لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ پطرس نہ تو نائیجیریا کے رہنے والے تھے اور نہ ہی سیاہ فام تھے - اسی لئے میں یہ سوچتا ہوں کہ میری دعائیں ان سب نجات دہندوں (میرے شہر کے پادری بھی ان میں شامل ہیں) سے بچ بچا کر خدا تک نہیں پہنچ سکیں کیونکہ دوسری قوموں کی اولاد (جو کہ کُتّے کی مانند ہیں) کو خدا کے بچوں (اسرائیلیوں) پر کیسے فوقیت حاصل ہو سکتی ہے - اس قسم کی تفریق میرے نزدیک بڑی مایوس کن اور حوصلہ شکن تھی -

انہی خیالات کی الجھنوں اور پیچیدگیوں میں شاید خدا کی رضا تھی کہ میں نے ہدایت کی راہ پائی - میرے ایک دوست نے مذہب کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ شہر بھر میں صرف ایک ہی آدمی ہے جو میرے ان تمام سوالات کا جواب دے سکتا اور مذہبی اُلجھنوں اور پیچیدگیوں کی گتھی کو سلجھا سکتا ہے - ناشتہ کے کھانے کے بعد میرا دوست مجھے مبلغ اسلام " جناب قاضی عبدالرشید صاحب جنہیں خدا نے ہماری اصلاح کے لئے بھیجا تھا کی خدمت میں لے گیا - قاضی صاحب موصوف ایک پاکستانی وکیل ہیں جو آجکل شہر کانو میں نائیجیریا مسلم مشن کے ڈائرکٹر ہیں - جب میں نے وہ موضوع جس کے متعلق میں جاننا چاہتا تھا - اُن کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ ایک خدا کے سوا عدم ایمان سے آئیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے ذہن سے تمام چھوٹے چھوٹے خود ساختہ خداؤں کو نکال کر باہر کریں تو آپ ایک مخلص مسلمان بن جائیں گے - کیونکہ اُن کے نظریئے کے مطابق ایک مسلمان سے مراد وہ شخص ہے جو صرف ایک ہی خدا پر ایمان رکھتا ہے اور اسی کی عبادت و اطاعت کرتا ہے وہ خدا، احد واحد اور خالق ہے اور موسیٰؑ - عیسیٰؑ - ابراہیمؑ - نوحؑ - اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے فرستادہ پیغمبر اور رسول ہیں -

یہ بات حقیقت میں میرے لئے ایک عجیب انکشاف تھا - چنانچہ میں نے اپنے مسلمان ہوتے کا اعلان کر دیا اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے بقیہ تمام عمر ایک مومن اور مخلص مسلمان رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین

میں اس حقیقت کی گواہی دیتا ہوں کہ ماسوا خدائے واحد (اللہ) کے کوئی دوسری ہستی ایسی نہیں جو محبت عبادت اور امداد کے وقت پکارے جانے کے قابل ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور پیغمبر ہیں "

خاکسار - عبداللطیف

سابقہ نام :- انتھونی اکپان

# حضرت مسیح موعودؑ کی تلقین کے پیشِ نظر جلسہ سالانہ میں شرکت کریں

## حضرت امیر ایدہ کا پیغام احباب احمدیہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

احباب کرام - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے جس کا ذکر آپ "پیغام صلح" میں پڑھتے ہونگے - اس اخبار کے مطالعہ سے یہ امر بھی آپ کے سامنے آتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اور اس شرکت کے فوائد بھی بیان فرمائے ہیں۔ اس اجتماع کی برکت سے جماعت کے اندر پھر سے تازگی اور روح پیدا ہوتی ہے۔ اس اجتماع میں مل کر دعائیں کرنے کا موقعہ ملتا ہے اور جماعت کی دعاؤں کو انفرادی دعاؤں پر کئی طرح کی فضیلت حاصل ہے اجتماعی دعاؤں کو شرفِ قبولیت حاصل ہوتا ہے - اس اجتماع کی برکت سے ہم ایک دوسرے سے ملاقات کر کے مسرت حاصل کرتے ہیں اور رابطہ اخوت مضبوط ہو جاتا ہے - اور علاوہ ازیں ایسے دوستوں سے بھی ملاقات نصیب ہو جاتی ہے جو دور دراز رہتے ہیں اور جن سے ملاقات کا میسر آنا مغتنمات سے ہوتا ہے -

میں بھی تمام احباب کرام اور معزز خواتین کو مخاطب کر کے تاکید کرتا ہوں کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تلقین کے پیشِ نظر جلسہ سالانہ میں شرکت کریں۔

### اس سال کا جلسہ

اس سال کا جلسہ اپنے اندر ایک اور خصوصیت رکھتا ہے - اس جلسہ میں آپ اس عظیم المرتبت شخصیت کی یادگار مشاہدہ کریں گے - وہ شخصیت جس نے دجالیت کے طوفان میں مسلمانوں کی دستگیری کی اور ان کے ایمان جیسے قیمتی متاع کو غرق ہونے سے بچایا۔ جس کی ہیبت نے غنیم کی صفوں کی صفوں کو پیوند خاک کر دیا جس کی تبحر علمی کا سکہ عام وخاص کے دلوں پر بیٹھا۔ جس نے ایک ایثار پیشہ قوم تیار کی جس کے دل میں خدا اور خدا کے رسول صلعم کی محبت مستولی ہوئی جس نے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے۔ جس نے یورپ میں فتح اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے اور سفید فام قوموں کو حلقہ بگوش اسلام بنا دیا - اس بزرگ و بلند پایہ شخصیت کی یادگار آ کر دیکھو - جو قوم کی دعاؤں سے قوم کے تعاون سے اور قوم کے روپیہ سے وجود میں آئی ہے - اس یادگار کی برکت سے ایک مارکیٹ بھی بنا ہے جو مستقل آمدنی کا ذریعہ ہوگا اور جس سے ملک کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک حضرت مسیح موعودؑ کے نظریات کو پہنچایا جا سکے گا - ان کے نظریات قرآن کریم اور سنت نبویؐ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہیں - اس اشاعت سے احیاء دین ہوگا - اس تبلیغ سے قدرت ثانیہ مشاہدے میں آئے گی - خدا تعالےٰ نے امام الزمانؑ کی صحیح پوزیشن واضح کرنے کے لئے سامان پیدا کر دیئے ہیں - نبوت سے ڈرے ہوئے لوگ مجددیت کو تسلیم کرنے پر رضامند ہو جائیں گے حضرت مجدد الزمان لکھتے ہیں کہ میں اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا - وہ فرماتے ہیں "میرا دعوےٰ نبوت کا نہیں بلکہ مجددیت کا دعویٰ ہے"۔ ان کی روشن خدمات کی وجہ سے ایک دنیا ان کو مجدد تسلیم کرے گی -

غرض آپ ایک تو اس جلسہ میں شرکت کر کے امام الزمان کی یادگار کا مشاہدہ کریں گے اور ان کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے دلوں میں ولولہ پائیں گے - اس لئے میں مکرر سہ کرر تمام احباب کو پرزور الفاظ میں تاکید کرتا ہوں کہ وہ تکلیف گوارا کر کے اور اپنے کاروبار کو

چھوڑ کر اس جلسہ میں شرکت کریں۔

## احمدیہ ہال اور احمدیہ مسجد کی شاندار عمارات

آپ احمدیہ ہال کی عمارت کو شاندار اور خوبصورت پائیں گے اور یہ بھی دیکھیں گے کہ ہال کی مناسبت سے احمدیہ مسجد کی عظمت بھی قائم کی گئی ہے۔ اس کے مینار سے بلند کئے گئے ہیں جو ۴۲ فٹ کی بلندی پر کھڑے ہیں مسجد کی پیشانی ۹۲ فٹ تک اونچی ہو گئی ہے اور اس کا چہرہ خوبصورت اور دلکش نظر آتا ہے۔ مسجد کے چہرے کے سامنے خواتین کی تکریم کے پیشِ نظر کافی بلندی پہ ایک گیلری تعمیر ہو چکی ہے جس پر وہ عزت اور آرام سے بیٹھا کریں گی۔ اور آسانی سے لیکچر سنا کریں گی۔ احمدیہ ہال کے زیر سایہ دس کمرے مہمانوں کا استقبال کرنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ جن کے سامنے دو وسیع برآمدے بھی ہیں۔ ان حقائق سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری جماعت بفضلہ تعالیٰ زندہ ہے۔ اور انہوں نے اپنے اعمال سے زندگی کی راہوں پر چلنے کا مزید ثبوت بہم پہنچایا ہے۔

## بعض دوست

بعض دوست کئی سالوں سے جلسہ میں شریک نہیں ہو سکے وہ اس وقت میری نظر کے سامنے ہیں، ان کو تاکیداً کہتا ہوں کہ وہ تساہل سے کام نہ لیں۔ اور عزم کر لیں کہ بہرحال جلسہ سالانہ میں شرکت کر کے جماعت کی تقویت کا باعث بنتا ہے اور جماعت کو دیکھ کر اپنے لئے ازدیادِ ایمان کی نعمت حاصل کرتا ہے۔

**آیئے ضرور آیئے اور خوانِ یغما سے لطف اندوز ہونے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔**

والسلام

آپ کا دل سے بہی خواہ۔ صدرالدین

۳ر دسمبر ۱۹۶۳ء

# بعض مخیّر خواتین کے قابلِ قدر عطیہ جات

(۱) بیگم عطاء اللہ دختر حاجی میاں محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم نے مسجد کے صحن کی گیلری کی تعمیر کرائی ہے۔

(۲) احمدیہ ہال کی گیلری کی تعمیر کے لئے بیگم میاں فاروق احمد صاحب نے عطیہ دیا ہے۔

(۳) مسجد احمدیہ کے میناروں کو بلند کرنے اور مسجد کی پیشانی اور چہرے کو خوبصورت بنانے کیلئے بیگم میاں مقبول احمد و بیگم میاں مقصود احمد نے مل کر عطیہ جات دیئے ہیں۔

صدرالدین

## اخبارِ احمدیہ

### اہلیہ محترمہ چوہدری تیلی گوہر مرحوم کی وفات

سرگودھا سے محترم ڈاکٹر عبدالمجید صاحب نے یہ افسوسناک خبر حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ارسال کی ہے:۔

"مخدوم قبلہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۷ر نومبر کو چوہدری تیلی گوہر صاحب مرحوم کی اہلیہ۔ والدہ چوہدری عزیز احمد صاحب سیشن جج لاہور بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اتنی قلیل مدت میں والدین کا جدا ہو جانا پس ماندگان کے لئے کافی صدمہ کا باعث ہوا۔ دعا فرما دیں اللہ تعالیٰ رحم فرماوے اور متعلقین کو صبر کی توفیق دے۔ آمین

مرحومہ بڑی نیک اور پابند صوم و صلوٰۃ تھیں۔ اخبار میں شائع کروا دیں اور جنازہ غائبانہ کے لئے درخواست ہے۔"

پیغام صلح:۔ ہمیں چوہدری عزیز احمد صاحب سیشن جج اور مرحوم کے دیگر پسماندگان سے اس حادثہ میں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

### کامیابی اور عطیہ

(۱) منڈی بہاؤالدین سے مرزا نصیر احمد صاحب لکھتے ہیں:۔ امسال میری لڑکی نے بی اے سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے اور وہ گرلز ہائی سکول ڈنگہ میں بطور ہیڈ مسٹرس ملازم ہو گئی ہے۔ اس خوشی میں محاسب صاحب کے نام آج مبلغ دس روپے منی آرڈر روانہ کئے گئے ہیں۔

(۲) راولپنڈی سے اہلیہ محترمہ عبدالرؤف صاحب لودھی لکھتی ہیں:۔

"میرے خاوند عبدالرؤف لودھی صاحب نے جو ۲ برس سے لنڈن میں سامان چرم اور شو ٹیکنالوجی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے گئے ہوئے ہیں بفضل خدا اپنے پہلے ۲ سال کے قلیل عرصہ میں ہی اپنے کالج کا سٹی اینڈ گلڈز [illegible] بی آئی ایم کی فسٹ کلاس کی اسناد کے علاوہ کالج کے پریکٹیکل ورک کے لئے پہلا انعام بھی حاصل کیا ہے۔ الحمد للہ۔ شکرانہ کے طور پر 5/- روپے یتامیٰ فنڈ کے لئے ارسال خدمت

# قوموں کی زندگی قربانی اور جہاد سے وابستہ ہے

## حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ کی قربانی کی قدردانی جناب الٰہی سے

## حضرت مسیح موعود کی یادگار جو اسلامی نظریات کی اشاعت کے لئے قائم کی گئی ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۹ نومبر ۱۹۶۳ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ ان اللہ مع الصٰبرین
ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ۔ ان اللہ شاکر علیم
(سورۃ البقرہ)

### جہاد کے لئے تیاری اور مصائب میں صبر و استقلال کی تعلیم

ان آیات کے بیان کرنے سے مسلمانوں کو جہاد کے لئے تیار کرنا مقصود ہے اور ان سے جان و مال کی قربانی طلب کی گئی ہے۔ اور جہاد کی تیاری کے لئے فرمایا ہے یاایھا الذین امنوا! اے وہ قوم جو خدا تعالےٰ کو مانتی ہے۔ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتی ہے استعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ مصائب آنے والے ہیں، ان میں استقامت دکھانا ہو گا۔ نیکی کے راستے پر مضبوطی سے قائم رہنا ہو گا۔ بدی کا مقابلہ کرنا ہو گا۔ اس کو صبر کہتے ہیں کہ مصائب میں ہمت و استقلال دکھلائیں۔ نیکی کے راستے پر قدم جمائے رکھیں۔ معصیت کا مقابلہ کریں۔ والصلوٰۃ دعائیں کرو، خدا تعالےٰ کی عبادت کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو ان اللہ مع الصٰبرین۔ ہماری معیت تمہیں میسر آئے گی۔ نصرت تمہیں ملے گی۔ ایسا کرنے سے رضاء الٰہی اور اللہ کی خوشنودی نصیب ہو گی۔

### شہدا کی زندگی

ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے رستہ میں جان دے دیں، ان کو مردہ مت سمجھو اگرچہ بظاہر اُن کی موت ہو چکی ہے۔ بل احیاء بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ان کی وجہ سے قوم میں زندگی پیدا ہوتی ہے۔ ان کا عمل اور کردار انہیں حیاتِ جاودان عطا کرتا ہے۔

### ابتلاؤں میں صبر کرنے والوں کے لئے بشارت

ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات۔ ہم تمہارا امتحان لیں گے۔ کبھی تم پر خوف طاری ہوتا ہے۔ کبھی دیکھتے ہو کہ دشمنوں کی تعداد زبردست ہے ممکن ہے کہ وہ ہم کو تباہ کر دیں۔ کبھی ناداری اور تنگدستی سے واسطہ پڑتا ہے اور کبھی وہ سامان میسر نہیں کہ دشمن کا مقابلہ کر سکیں۔ کبھی کاروبار اور مال و دولت کا نقصان اور ضیاع ہو گا۔ کبھی جانیں تلف ہوتی ہیں۔ کبھی پھولے پھلے باغات باد و باران کی نذر ہو جاتے ہیں، اور کبھی اولاد سے محرومی واقع ہوتی ہے۔ باوجود ان تمام نقصانات کے اگر لوگ صبر اور ہمت و استقلال سے کام لیں اور نقصان و ضیاع کو برداشت کریں تو فرمایا۔ وبشر الصٰبرین ایسے لوگوں یعنی ان صبر کرنے والوں کے لئے بشارتیں ہیں۔

### ایک عورت کے صبر و استقلال کی قدر و منزلت بارگاہ الٰہی میں

یہ اصول بیان کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے ایک عورت کے ایمان اور صبر و استقلال کا ذکر فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ اس کی کیا قدر افزائی اللہ تعالےٰ نے کی فرمایا ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔ صفا اور مروہ کی دو پہاڑیاں شعائر اللہ ہیں یعنی ان کے درمیان سعی کرنا حج کے اعمال میں شامل کر دیا گیا ہے۔ آج مکہ معظمہ میں مسلمان جمع ہوتے ہیں جہاں حضرت ابراہیم کی یادگار قائم ہے وہاں حضرت ہاجرہ کی یادگار بھی قائم و دائم ہے۔

### حضرت ابراہیمؑ کے صبر و استقلال کی قدردانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کامل توحید پر ایمان و یقین کی خاطر بڑے مصائب برداشت کئے اپنی قوم کے مظالم سہے ایک ظالم و جابر بادشاہ کے مقابلہ پر کھڑے ہو گئے۔ اپنا وطن چھوڑ دیا۔ جوان بیٹے کی قربانی دے دی۔ ان کے مصائب میں صبر و استقلال کی وجہ سے فرمایا اتخذ اللہ ابراھیم خلیلا ہم نے اسکو اپنا دوست بنا لیا۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی یہ خانہ کعبہ اگرچہ خدا کا گھر ہے لیکن ابراہیمؑ کا بھی یہی مقام ہے۔ موحد کو جہاں توحید پر رہنا سکھایا ہے وہاں قدردانی کرنے کا سبق بھی دیا ہے۔

ان اللہ شاکر علیم خدا تعالےٰ قدردان ہے وہ نیک اور مخفی ارادوں سے واقف ہے جو شخص قربانی پیش کرتا ہے ہم اس کے ارادوں سے کما حقہ واقف ہیں اور اس کے ایثار و قربانی کی قدر کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ہاجرہ کی قدردانی کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان سعی رکھ دی ہے

### حضرت ہاجرہؑ کی یادگار

جہاں حضرت ابراہیمؑ کے صبر و استقلال کی وجہ سے واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی فرمایا وہاں حضرت ہاجرہؑ کے صبر و استقلال کی وجہ سے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صفا و مروہ کی سعی کرنا حضرت ہاجرہؑ کی یادگار ہے

### جہاد اور قربانی کا جذبہ

معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ کا یہ فرمان سچا ہے کہ استعینوا بالصبر والصلوٰۃ یہ بڑا اہم سبق ہے۔ مصائب میں استقلال سے کام لو۔ قربانی کرنے کا موقعہ آئے تو جان و مال پیش کر دو۔ اسی سے خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے اور اسی سے رتبہ بلند ہوتا ہے۔ قوم کی زندگی قربانی میں ہے۔ اگر سرحد کی طرف جائیں اور ان علاقوں میں جا کر جو غیر علاقے کہلاتے ہیں وہاں کے لوگوں کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے اندر جہاد میں جان دینے کا کس قدر شدید ولولہ موجزن ہے۔ عرب میں بھی یہی جذبہ اور ولولہ موجود تھا۔ ایک ایک آدمی جام شہادت پینا چاہتا تھا کیونکہ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جام شہادت پینے

کی تمنّا کی فرمایا لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل میری خواہش ہے کہ میری جان خدا کے راستہ میں جائے ثم احیی پھر میں زندہ کیا جاؤں ثم اقتل اور پھر خدا کی راہ میں لڑتا ہوا جامِ شہادت پیئوں پھر زندہ کیا جاؤں پھر خدا کی راہ میں قتل کیا جاؤں، یہ جذبہ جو اللہ تعالےٰ نے اور اس کے حبیب پاکؐ نے قوم کے اندر پیدا کیا قوم کو زندہ رکھنے کا جذبہ ہے۔

## بے آب و گیاہ صحرا میں حضرت ہاجرہؑ کی آبادی

صفا، اور مروہ کی پہاڑیاں شعائر اللہ میں سے ہیں قابلِ غور ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی اور بچے کو وہاں لے گئے — وہ بے آب و گیاہ صحراء تھا۔ پانی کا کوئی سامان تھا سبزہ کہیں نظر نہیں آتا تھا - پرند، چرند کا نام و نشان نہیں تھا کوئی مونس و غمگسار نہیں تھا۔ حضرت ہاجرہؑ گھبراتی ہیں کہ ایسی سنسان و ویران جگہ پر چھوڑے جا رہے ہیں جہاں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں، عرض کیا الیٰ من تکلنا ہمیں کس کے سپرد کئے جا رہے ہیں، یہ فقرہ حضرت ہاجرہؑ کی اس گھبراہٹ کو منعکس کر رہا ہے جو آپ کے دل میں وارد ہے۔ حضرت ابراہیمؑ جواباً فرماتے ہیں کہ الی اللّٰہ اکلکم میں تمہیں خدا تعالےٰ کے سپرد کر کے جاتا ہوں۔ اس پر حضرت ہاجرہؑ مطمئن ہو کر کہتی ہیں اذاً لا یضیعنا تو پھر خدا تعالےٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

## بچہ کے لئے حضرت ہاجرہؑ کا اضطراب اور نصرت الٰہی۔

حضرت ابراہیمؑ کے رخصت ہو جانے کے بعد کھانا اور پانی ختم ہو جاتا ہے بچہ بھوک اور پیاس سے بلک رہا ہے، بچے کی جان بڑی پیاری ہوتی ہے ماں باپ بچے پر سب کچھ نثار کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں، کبھی ماں اور کبھی باپ اپنے بچے کے لئے جان تک کی بازی لگا دیتے ہیں کوئی توقف نہیں کرتا، دو تین روز کی بات ہے کہ ایک اسٹیشن ماسٹر اپنے یا اپنے کسی عزیز کے بچے کو گاڑی کے نیچے ہلاکت سے بچانے کے لئے بچہ کی طرف لپکا کہ اسے پکڑ کر بچالوں، مگر خود انجن کے نیچے آ گیا۔ یہ کتنی زبردست ہمدردی ہے، جو ماں باپ کو اپنی اولاد پر قربان کر دینے پر آمادہ کر دیتی ہے، تو حضرت ہاجرہؑ کا کھانا پانی ختم ہو گیا تو بچے کی بلبلاہٹ نے ماں کو مضطرب کر دیا اور وہ صفا کی پہاڑی پر چڑھ جاتی ہیں اور چاروں طرف نگاہ دوڑاتی ہیں کہ کہیں کوئی آبادی کا نشان نظر آئے - لیکن کچھ نظر نہیں آیا - وہ اسی اضطراب سے مروہ کی پہاڑی پر جا چڑھتی ہیں اور چاروں طرف نظر دوڑاتی ہے کہ بچے کی جان بچانے کا کوئی سامان نظر آئے جب کچھ ظاہر نہیں ہوتا تو مارے گھبراہٹ سے جنون کی طرح پھر صفا پر جا چڑھتی ہے انہوں نے سات مرتبہ ایسا کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے فرشتہ ظاہر ہوتا ہے اور زمزم کا چشمہ نکل آتا ہے جس سے بچہ کی جان بچ جاتی ہے۔ جہاں پانی ہوتا ہے وہاں پرند آنے شروع ہو جاتے ہیں اور جس طرف پرند آتے جاتے ہیں صحرا کے لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ ادھر پانی ہے۔ اس علامت سے ایک قبیلہ بنی جرہم کا وہاں آن پہنچا۔ جنگلات یا صحرا میں جس کے پاس پانی ہوتا ہے وہ امیر آدمی ہوتا ہے ان کے ہاں جھنڈے لگے ہوتے ہیں اور جن کے قبضہ میں جھنڈے ہوتے ہیں وہ امیر کہلاتے ہیں۔ جب یہ قبیلہ وہاں آن پہنچا اور عرض کی کہ اماں جان اجازت ہو تو ہم پانی لے لیں۔ حضرت ہاجرہؑ نے اجازت دے دی۔ انہوں نے کھانے کی اشیاء پیش کیں۔

## صابر و شاکر قوم پر رحمت الٰہی

ان شعائر اللہ کو دیکھ کر مسلمانوں کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور ان سے صبر و شکر اور ہمت و استقلال کا سبق ملتا ہے۔ مصائب کا برداشت کرنا خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرتا ہے۔ صابر و شاکر قوم پر خدا تعالےٰ کی برکات نازل ہوتی ہیں اور خدا کی رحمتیں برستی ہیں۔

## حضرت مسیح موعودؑ نے ایثار و قربانی والی جماعت پیدا کی

ہمارے زمانہ میں بھی ایک شخص آیا اس نے تاجروں اور ڈاکٹروں کو تہجد خواں بنا دیا۔ اس نے عزم و استقلال، صبر اور قربانی کا سبق دیا۔ اس نے کہا کہ جس فرد یا قوم کا خدا تعالےٰ سے تعلق نہیں وہ کبھی بامراد نہیں ہو سکتی۔ اس نے سمجھایا کہ اپنے دلوں کے اندر طہارت اور پاکیزگی پیدا کرو۔ جہاں سنڈاس کے ڈھیر لگے ہوں وہاں خدا آباد نہیں ہو سکتا اپنے دل کے صحن خانہ کو پاک و صاف رکھو کہ خدا تم میں بسے۔ اس شخص نے ایک قوم بنائی جس کے اندر ایثار و قربانی کا بے پناہ جذبہ ہے اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ موجزن ہے، یہ بہت بڑی چیز ہے حضرت صاحب نے قوم کے اندر زندگی کی لہر دوڑا دی۔

## آریوں اور عیسائیوں کا مقابلہ

علاوہ ازیں آپ نے آریہ قوم کا مقابلہ کیا جو بڑی زبردست اور طاقتور اور بااثر قوم تھی، جو بڑی علم و دولت کی مالک تھی۔ اس قوم کا مقابلہ گاؤں کے رہنے والے انسان نے کیا۔ پھر عیسائی پادریوں کا مقابلہ کیا، اسلام کی فوقیت اور غلبہ ظاہر کر کے دکھایا۔ مسلمان علماء پادریوں کا ساتھ دیتے رہے مگر حضرت صاحب نے بڑے صبر و استقلال کا نمونہ دکھایا اور حق پر کھڑے رہے، اس شخص نے انتی قوموں کا مقابلہ کیا یہ بڑی ہمت اور استقلال کا نمونہ ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ باخدا انسان تھا۔ اس کا تعلق خدا تعالےٰ سے تھا۔

## امامِ وقت کی یادگار

صدیوں سے اس امام کے لوگ منتظر تھے وہ یہ جانتے تھے کہ امام آئے گا۔ تو اس کے ذریعہ سے اسلام پھیلے گا۔ وہ ضلالت اور گمراہی ختم کر ڈالے گا۔ الحمد للہ وہ امام آیا۔ خدا کی بات پوری ہوئی۔ اس نے ایک موحد قوم پیدا کی۔ آج ہم نے اس عظیم الشان انسان کی یادگار قائم کی ہے۔ اس کی یادگار قائم کرنا خدا اور اس کے رسولؐ کی سنّت کے مطابق ہے۔ حضرت صاحب نے ایک موحد قوم پیدا کی ہے۔ بت پرست قوم پیدا نہیں کی۔ قوم کی دعاؤں سے، اس کے تعاون اور مالی قربانی سے یہ یادگار قائم ہو گئی ہے اور اس یادگار کی برکت سے ایک مارکیٹ بھی بننے والی ہے۔ جس سے ایک اندازہ کے مطابق دس ہزار روپیہ ماہوار آمدنی ہو گی۔ اس روپیہ سے کراچی سے لے کر پشاور تک مرکز کھولے جائیں گے اور حضرت مسیح موعود کے نظریات کی تبلیغ و اشاعت کی جائے گی۔

## حضرت مسیح موعودؑ کے نظریات

ان کے نظریات قرآن و حدیث کے نظریات ہیں، اگر ہماری مساعی کامیاب رہیں تو لوگ جان لیں گے کہ حضرت صاحب قرآن و حدیث پر عامل تھے انہیں اعلےٰ درجہ کا قرآنی علم و فہم حاصل تھا، وہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق تھے۔

## علامہ اقبال کا اعتراف

علامہ اقبال ہمارے ہموطن تھے۔ ان سے میری راہ و رسم تھی، ان کا سارا کنبہ حضرت صاحب کا مرید تھا۔ خود علامہ اقبال نے حضرت صاحب کی بیعت کی تھی، وہ حضرت صاحب کی اسلام دوستی سے بڑے واقف تھے۔ انہوں نے علی گڑھ میں ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر ٹھیٹھ اسلامی نمونہ دیکھنا ہو تو قادیان میں جا کر دیکھو۔ انہوں نے اپنا بیٹا آفتاب احمد قادیان میں تعلیم کے لئے میرے پاس بھیجا، انہوں نے ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ مولنا میں نے قصائد رسولؐ بہت سے پڑھے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے بھی پڑھے ہیں مگر قرآن کریم کے متعلق قصائد جو مرزا صاحب نے نظم کئے ہیں وہ کسی نے نہیں کئے اور جو عشق قرآن کریم سے مرزا صاحب نے کیا ہے وہ کسی نے نہیں کیا۔ حضرت مرزا صاحب

(باقی بر صفحہ ۱۲)

مولانا شیخ عبدالرحمان مصری صاحب

# جماعت لاہور کے عقائد کی صحت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا قطعی فیصلہ

## دونوں جماعتوں کے مابین اصل تنازعہ

یہ بات کسی احمدی سے مخفی نہیں کہ لاہور اور ربوہ کی دونوں جماعتوں کے درمیان جو تنازعہ حضرت اقدسؑ کی نبوت کے بارے میں قریباً پچاس سال سے چلا آ رہا ہے وہ یہی ہے کہ حضورؑ نے اسلامی اصطلاح میں نبوت کی جو تعریف ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء کے مکتوب میں فرمائی ہے اُسے حضورؑ نے آخر عمر تک قائم رکھا یا کسی وقت اُسے منسوخ کر دیا جماعت ربوہ کے لیڈر جناب میاں محمود احمد صاحب محترم کا دعویٰ یہ ہے کہ حضورؑ نے اپنے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں اس تعریف کو منسوخ قرار دیا ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ یہ تعریف حضورؑ نے علماء اسلام کی تقلید میں اختیار کی تھی ورنہ قرآن کریم سے اس تعریف کے درست ہونے کی سند نہیں ملتی حالانکہ حضورؑ نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۶۹ پر قرآن کریم کی آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ بطور سند پیش کی ہوئی ہے اور کسی جگہ بھی حضورؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ حضورؑ نے اس تعریف کو علماء اسلام کی تقلید میں اختیار کیا تھا یہ محض جناب میاں صاحب محترم کا اپنا ذاتی قیاس ہے جس کی تائید میں حضرت اقدسؑ کا کوئی قول آپ پیش نہیں کر سکے۔

## حضورؑ نے اپنا مقام کیا متعین کیا

اس تعریف کی بناء چونکہ آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ پر تھی اس لئے حضورؑ نے اسلامی اصطلاح میں نبی اسی کو قرار دیا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے براہ راست نبی بنایا گیا ہو کسی نبی کی اتباع کے نتیجہ میں نبی نہ بنا ہوا ہو۔ یہی وجہ ہے حضورؑ نے اپنے آپ کو کبھی بھی زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں قرار دیا۔

کیونکہ یہ شرط آپ میں نہیں پائی جاتی تھی بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو زمرہ اولیاء کا ہی فرد لکھتے رہے اور اپنے دعویٰ کے متعلق صریح لفظوں میں یہی اقرار شائع کرتے رہے کہ میری وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے جو زیر سایہ نبوت محمدیہؐ اولیاء امت کو ملتی رہی ہے۔

## جناب میاں صاحب محترم کا اعتراف

جناب میاں صاحب محترم بھی اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ اگر نبوت کی یہی تعریف ہو جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے تو بے شک حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو نبی نہیں تسلیم کیا جا سکتا کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ حضورؑ کو جو کچھ ملا وہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے ہی ملا براہ راست نہیں ملا۔

## جماعت ربوہ سے اپیل

پس اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضورؑ نے مندرجہ بالا اسلامی اصطلاح والی تعریف نبوت کو نہیں بدلا اور جو استدلال حضورؑ نے آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ سے کیا اسی کو قائم رکھا تو پھر ربوہ سے تعلق رکھنے والے احمدی احباب کی خدمت میں یہ خاکسار بڑا خلاص اپیل کرتا ہے کہ وہ حضرت عمرؓ کے قول الرجوع الی الحق خیر من التمادی فی الباطل پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جماعت لاہور کے موقف کو صحیح تسلیم کر لیں اور اس تنازعہ کو ختم کر دیں، جس نے دونوں جماعتوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا ہوا ہے۔

## مقالہ لکھنے کی غرض

اس مقالہ کو لکھنے کی غرض یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک قطعی فیصلہ کی طرف احباب ربوہ کو توجہ دلائی جائے جو صریح طور پر جماعت ربوہ کے موقف کو غلط قرار دے رہا ہے اور جماعت لاہور کے موقف کو درست ثابت کر رہا ہے۔

## بابو شاہ دین صاحب مرحوم کے متعلق چند تمہیدی الفاظ

لیکن پیشتر اس کے کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے فیصلہ کو پیش کروں، بابو شاہدین صاحب مرحوم و مغفور کے متعلق کچھ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اس فیصلہ کے ساتھ ان کا گہرا تعلق ہے اور انہی کی وساطت سے حضورؑ کا یہ فیصلہ ہمیں دستیاب ہوا ہے۔ سو تمام احمدی احباب کی آگاہی کے لئے میں بتلانا چاہتا ہوں کہ بابو شاہدین صاحب مرحوم حضورؑ کے نہایت ہی مخلص مرید تھے اُن کی وفات بھی حضورؑ کی وفات کے قریب ہی ہوئی تھی، حضورؑ کے دل میں ان کی کیا قدر و منزلت تھی اور حضورؑ اسکو اخلاص کے کس بلند مقام پر سمجھتے تھے اس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے ہو سکتا ہے۔

## بابو شاہدین صاحب مرحوم حضورؑ کی نظر میں

حضورؑ نے جب لاہور کا آخری سفر اختیار کیا جس میں حضورؑ کا وصال ہو گیا اس وقت بابو شاہدین صاحب مرحوم قادیان میں آ گئے تھے اور بیمار تھے حضورؑ نے لاہور جاتے وقت انہیں اپنے مکان میں رکھا اور لاہور پہنچکر ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین مرحوم کو خط لکھا جس کے مضمون کا وہ حصہ جو بابو شاہدین صاحب مرحوم سے تعلق رکھتا ہے ذیل میں درج کیا جاتا ہے حضورؑ لکھتے ہیں:—

"میری دلی خواہش ہے کہ آپ تکلیف اُٹھا کر ایک دفعہ اخویم بابو شاہدین صاحب کو دیکھ لیا کریں اور مناسب تجویز کرتے رہیں میں بھی اُن کے لئے پانچ وقت دعا میں مشغول ہوں وہ بڑے مخلص ہیں ان کی طرف پوری توجہ کریں اور ایک خط لفافہ خط ہذا اُن کی طرف بھی بھیجتا ہوں وہ پہنچا دیں"

پھر دوسرے خط میں تحریر فرماتے ہیں:—

"بابو شاہ دین صاحب کی تعمیل خبر گیری میں آپ کو بہت ثواب ہوگا میں بہت شرمندہ ہوں کہ اُن کے ایسے نازک وقت میں قادیان سے سخت مجبوری کے ساتھ آنا پڑا اور جس خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے میں حریص تھا وہ آپکو ملا امید ہے کہ ہر روز آپ خبر لیں گے اور دعا بھی کرتے رہیں گے اور میں بھی دُعا کرتا ہوں"

حضورؑ کے یہ دونوں خط ۱۳ اگست ۱۹۰۸ء کے بدر میں شائع ہوئے۔

## بابو شاہدین صاحب کا اصل مسئلہ سے بالواسطہ تعلق

ان خطوط کا اگرچہ اصل مسئلہ سے بظاہر کوئی تعلق نہیں پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ میں نے ان

خطوط کا ذکر کیوں کیا ہے واضح ہو کہ ان خطوط کا ذکر بے محل نہیں یہ خطوط صرف اس بات کے بتانے کے لئے درج کئے گئے ہیں کہ احباب کو پتہ لگ جائے کہ بابو شاہدین صاحب مرحوم سے حضورؑ کو کتنی دلی محبت تھی یہ خطوط بتلا رہے ہیں کہ حضورؑ اُن کے لئے کس قدر بے چین تھے اور حضورؑ اُن کی بیماری کے ایام میں اُن کی خدمت کی کس قدر تڑپ اپنے دل میں رکھتے تھے۔ اب میں ذیل میں بتلاتا ہوں کہ اس ذکر کا اصل مسئلہ سے کیا تعلق ہے۔

## ملا فضل حق کا غلط پراپیگنڈا

بابو شاہ دین صاحب مرحوم ۱۹۰۲ء میں مردان میں اسٹیشن ماسٹر تھے اُن کی اسٹیشن ماسٹری کے زمانہ میں ایک شخص ملا فضل حق نامی مردان میں آیا اور اس نے عوام میں یہ مشہور کرنا شروع کر دیا کہ اس نے تین اشتہار شائع کئے ہیں جن میں مرزا صاحب کو مقابلہ کے لئے بلایا جب کوئی جواب نہ ملا تو وہ بٹالہ گیا اور وہاں سے مرزا صاحب کو چیلنج کیا پھر بھی کوئی جواب نہ ملا تو بالآخر اس نے انہیں لکھا کہ اگر آپ بٹالہ نہیں آ سکتے تو وہ قادیان آتا ہے مگر مرزا صاحب کسی صورت میں بھی مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوئے اس کے اس قسم کے پراپیگنڈا کا عوام کے دلوں پر کافی اثر ہوا۔ عوام کو متاثر دیکھ کر ہمارے ایک دوست میاں محمد یوسف صاحب ساکن مردان نے بابو شاہدین صاحب کو یہ اطلاع دی کہ شہر میں اس قسم کا شور ہے آؤ ہم دونوں مل کر چلیں اور اس ملا سے گفتگو کریں، چنانچہ دونوں دوست اُس ملا کی جائے رہائش پر پہنچ گئے۔

## بابو شاہدین صاحب مرحوم کی ملا فضل حق سے گفتگو۔

وہاں پہنچکر بابو شاہدین صاحب مرحوم نے لوگوں کے سامنے اس ملا سے گفتگو کی، دوران گفتگو میں بابو صاحب مرحوم نے اس ملا کے ایک اعتراض کے جواب میں آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ سے ہی استدلال کیا کہ امتی نبی نہیں ہو سکتا ان کے اپنے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

" صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اُس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو"

یہ آیت کھلی کھلی دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت مسیح موعودؑ زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں ہو سکتے کیونکہ حضورؑ کامل طور پر مطیع اور تابع ہیں رسول کریم صلعم کے اور کامل طور پر آنحضور صلعم کے امتی ہیں۔ یہ تمام کی تمام عبارت حضورؑ کی کتاب ازالہ اوہام کے صـ۵۶۹ـ کی ہے۔ بابو صاحب مرحوم نے اپنی طرف سے کسی قسم کی کمی بیشی کئے بغیر حضورؑ کی یہی عبارت کو من وعن مخالف کے سامنے پیش کر دیا۔ بابو شاہدین صاحب مرحوم کا ازالہ اوہام کی مندرجہ بالا عبارت اور اس میں پیش کردہ آیت کریمہ کو پیش کر کے مخالف پر حجت تمام کرنا بتلا رہا ہے کہ ۲۳ر مئی ۱۹۰۲ء تک وہ یہی سمجھتے تھے کہ حضورؑ نے اپنے مذہب اور اپنے نظریہ میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی حالانکہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" اس گفتگو سے قریباً ۶ ماہ پہلے شائع ہو چکا تھا۔

ہو سکتا ہے جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے بعض دوست کہدیں کہ ممکن ہے بابو شاہ دین صاحب مرحوم کی نظر سے یہ اشتہار گذرا ہی نہ ہو اس لئے ایسے احباب کی تسلی کے لئے میں بابو صاحب مرحوم کی ایک دوسری گفتگو کو درج کرتا ہوں جو ایک دوسرے شخص کے ساتھ اسی مجلس میں ہوئی۔

## میاں حسین بخش صاحب سے بابو صاحب مرحوم کی گفتگو۔

ابھی بابو صاحب اس مجلس میں سے رخصت نہیں ہوئے تھے کہ بٹالہ کے رہنے والے ایک شخص میاں حسین بخش نامی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اتفاق سے اس مجلس میں آ گئے۔ انہوں نے بابو صاحب مرحوم سے کہا سُنا ہے کہ مرزا صاحب نے اب نیا دعوےٰ پیش کیا ہے۔ بابو صاحب نے جواب دیا کہ کوئی نیا دعوےٰ نہیں وہی دعاوی ہیں جو ابتداء میں تھے۔ میاں حسین بخش صاحب نے کہا سُنا ہے کہ ایک جدید اشتہار میں صاف طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ بابو صاحب مرحوم نے جواب دیا۔ آپ وہ اشتہار دیکھ سکتے ہیں اس میں کوئی ایسی بات نہیں (یعنے اس میں نبوت کا دعوےٰ نہیں۔ ناقل) چنانچہ میاں حسین بخش صاحب کی درخواست پر ہمارے بھائی میاں محمد یوسف صاحب اپنے گھر سے اشتہار بعنوان ایک غلطی کا ازالہ لے آئے اور بڑی متانت اور سنجیدگی سے پڑھ کر سنایا جس سے سامعین کے دل پر بہت اثر ہوا مگر میاں حسین بخش صاحب کی سمجھ میں بروز کا مسئلہ نہ آیا تھا کسانے ہر چند کوشش کی کہ مسئلہ ان کی سمجھ میں آ جائے اور حضرت مجدد سرہندی و سید احمد بریلوی علیہم الرحمۃ وغیرہ اکابر امت کی سوانح میں اس کی نظیریں بھی بیان کیں مگر پھر بھی وہ سمجھ نہ سکے۔

بابو صاحب مرحوم کے مندرجہ بالا الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کو انہوں نے گہری نظر سے پڑھا ہوا تھا اور اس کے مطالب کو بھی اچھی طرح سمجھا ہوا تھا کس صفائی سے انہوں نے معترض کو بتلایا کہ اس اشتہار میں قطعاً نبوت کا دعوےٰ نہیں اس میں تو وہی دعاوی ہیں جو اس اشتہار سے قبل کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں نبوت کے دعوےٰ کی نفی واضح الفاظ میں کی گئی ہے، اور بروز کی حقیقت واضح کر کے یہ بات بھی صاف کر دی کہ بروزی نبی زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں ہوتا کیونکہ بابو ... صاحب مرحوم نے بروز کو تسلیم کیا اور نبوت کا انکار کیا جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جماعت حضورؑ کی زندگی میں حضورؑ کو بروز تو مانتی تھی لیکن نبی نہیں مانتی تھی۔

مندرجہ بالا دونوں گفتگوؤں سے کیا یہ بات واضح نہیں ہو جاتی کہ جماعت نے نہ تو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے یہ سمجھا کہ حضورؑ نے دعوےٰ نبوت کر دیا ہے اور نہ ہی ازالہ اوہام میں بیان کردہ مذہب کو وہ منسوخ سمجھتے تھے۔

## حضرت اقدسؑ کا فیصلہ

ہو سکتا ہے کہ جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے احباب کہیں کہ یہ تو تم نے بابو شاہ دین صاحب مرحوم کا خیال پیش کیا ہے اس سے حضورؑ کو کیا تعلق۔ سو میں ان دوستوں کو زیادہ دیر انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا اس لئے ذیل میں حضورؑ کے تعلق کی وضاحت کرتا ہوں:۔

واضح ہو کہ بابو صاحب مرحوم نے اپنی دونوں گفتگوؤں کو من وعن لکھ کر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بھیجدیا اور خاتمہ پر مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کئے:۔

" عالیجاہ یہ ساری گفتگو اس لئے حضورؑ کی خدمت میں بھیجی جاتی ہے تا یہ الحکم میں شائع ہو کر جماعت احمدی کی اطلاع کا موجب ہو جاوے اور انہیں معلوم ہو جاوے کہ یہ دشمن حق (ملا فضل حق) کہاں تک دینی معلومات اور تقوےٰ اور راست گوئی سے حصہ رکھتا ہے براہ نوازش اسے الحکم میں شائع ہونے کا حکم دیں"

چنانچہ بابو صاحب مرحوم کی خواہش کے مطابق حضورؑ نے ان کے مکتوب کو اخبار الحکم میں شائع ہونے کے لئے بھیجدیا جو ۳۱ر مئی ۱۹۰۲ء کے الحکم میں شائع ہو گیا۔ حضورؑ کا اس خط کو اخبار الحکم میں شائع

کرہ ادینا واضح دلیل ہے اس بات پر کہ حضورؑ نے اس کے مندرجات پر اپنی تصدیق کی مہر ثبت کر دی ہے ظاہر ہے کہ اگر حضورؑ نے اپنے مسلک میں تبدیلی فرماتے ہوئے تعریف نبوت کو تبدیل کر دیا ہوا تھا اور اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں جیسا کہ احباب ربوہ سمجھتے ہیں دعویٰ نبوت بھی کر دیا ہوا تھا تو یہ کس طرح ممکن ہو سکتا تھا کہ حضور بابو شاہ دین صاحب مرحوم کے مکتوب کو ایڈیٹر الحکم کی طرف اپنے اخبار الحکم میں شائع کرنے کے لئے بھیجتے۔ حضور تو اس مکتوب کو شائع کروانے کی بجائے بابو شاہ دین صاحب مرحوم کو لکھتے کہ تم نے یہ کیا غضب کیا کہ ہمارے منسوخ شدہ مسلک کو ہی مخالف کے سامنے پیش کر دیا اور جس تعریف کو ہم منسوخ کر چکے ہیں وہی تم نے مخالف کے سامنے پیش کر دی اور پھر ہمارے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے مضمون کو بھی نہیں سمجھا ہم نے تو اس میں یقیناً صریح نبوت کا دعوےٰ کیا ہوا ہے اور نبوت کی تعریف بھی اس میں تبدیل کر دی ہوئی ہے۔ تم نے کیوں اس حقیقت سے انکار کیا جو صراحت کے ساتھ اشتہار میں موجود ہے کیا بابو صاحب مرحوم کی اس تحریر کا تقاضا یہ نہیں تھا کہ حضورؑ ایک اور اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" شائع کرتے اور اس میں بابو شاہ دین صاحب کی غلطی کا ازالہ شائع کرتے جبکہ حضورؑ پہلے ایک مرید کی غلطی کی اصلاح کے لئے ایسا ہی اشتہار شائع کر چکے تھے بابو شاہ دین صاحب مرحوم کا خط پڑھ کر تو حضورؑ پر واضح ہو جانا چاہئیے تھا کہ جماعت حضورؑ کے منشاء اور مسلک کو ابھی تک نہیں سمجھ سکی اور وہ ابھی تک اسی غلطی میں مبتلا ہے کہ حضورؑ نے اپنے دعوے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ حالانکہ بقول علماء ربوہ حضورؑ اس اشتہار میں تبدیلی فرما چکے تھے۔

ادھر شیخ یعقوب علی صاحب مرحوم ایڈیٹر الحکم نے بھی بابو صاحب مرحوم کے مکتوب کو اپنے اخبار میں شائع کرنے میں ذرہ بھر بھی تامل نہیں کیا، کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ بھی بابو صاحب مرحوم کے ان خیالات سے متفق تھے۔ اور اس سے قبل مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرحوم بھی اخبار الحکم میں اس اشتہار کے متعلق اپنی خیالات کا اظہار فرما چکے تھے۔ اب علماء اور دیگر احباب ربوہ خدارا غور فرمائیں کہ جب اس وقت کی ساری کی ساری جماعت اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے یہ نہیں سمجھی کہ حضورؑ نے تعریف نبوت میں کوئی تبدیلی کی ہے یا محدثیت کا دعوےٰ چھوڑ کر نبوت کا دعوےٰ کر دیا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ خود حضرت اقدس مسیح موعودؑ بھی اسی خیال کی تصدیق فرما رہے ہیں جیسا کہ بابو شاہ دین صاحب مرحوم کے مکتوب کو شائع کرنے کے حکم دینے سے ظاہر ہے تو اب خواہ مخواہ اس اشتہار کی عبارتوں کے ایسے معنی کرنے کی کوشش کرنا جو حضورؑ کے منشاء کے صریح خلاف ہیں کہاں تک ربانی علماء کے شان کے شایاں ہو سکتا ہے۔ اس لئے میری انکی خدمت میں مخلصانہ درخواست یہی ہے کہ اجتہاد میں غلطی ہو سکتی ہے اگر شروع میں اجتہادی غلطی ہو گئی ہے تو اس کا علم ہو جانے پر اس سے دستبردار ہو جانے میں ہی سعادت ہے اور تقوےٰ اسی بات کا مقتضی ہے کہ اب حضرت مسیح موعودؑ کا مقصد سامنے آ جانے پر اس غلطی سے فوراً رجوع کیا جائے اللہ تعالےٰ ہمارے بھائیوں کو انشراح صدر عطا کرتے ہوئے اس غلطی سے رجوع کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

# اعلان برائے دستکاری

سلسلہ احمدیہ کی معزز خواتین جلسہ سالانہ پر جو دستکاری بنا کر پیش کرتی ہیں اس سے نہ صرف انجمن کی مالی امداد ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ دین کی اشاعت کے لئے خواتین کی اپنی ہاتھ کی بنائی ہوئی محنت کام آتی ہے اور اس سے اُن کی دین سے محبت ظاہر ہوتی ہے۔ نیز جلسہ میں بھی خاص دلچسپی کا باعث بنتی ہے۔

میں اپنی معزز بہنوں کی خدمت میں التماس کرتی ہوں کہ قریباً ایک ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے ابھی سے اپنا اپنا تحفہ تیار کرنے کی فکر کریں یہ خیال رہے کہ چھوٹی کم قیمت اشیاء تیار کرنا زیادہ مفید رہتا ہے بعض بہنیں باہم مل کر بہت قیمتی اشیاء بنا کر لاتی ہیں اس کی بجائے فرداً فرداً تھوڑی قیمت کی چیزیں جلد فروخت ہو جاتی ہیں۔

بیگم کرنل سید بشیر حسین۔ لاہور

از غلام احمد بشیر مولوی فاضل
مبلغ شیخ میاں محمد ٹرسٹ

# ہالینڈ میں تبلیغِ اسلام

## مکرم و محترم الحاج شیخ میاں محمد صاحب پریذیڈنٹ ٹرسٹ کا ورودِ مسعود

دیر سے ہم جناب الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب پریذیڈنٹ شیخ میاں محمد ٹرسٹ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ آپ اکتوبر کی ۱۲ تاریخ کو تشریف لاکر ہماری خوشی اور مشن کی رونق کا موجب ہوئے۔ آپ نے ۲۵ اکتوبر تک ہالینڈ میں قیام فرمایا۔ اس دوران میں آپ ایک دفعہ سوئٹزرلینڈ اور ایک دفعہ لندن تشریف لے گئے۔

دوران قیام میں آپ نے مختلف دوستوں سے ملاقاتیں فرمائیں اور اکثر دیر تک باوجود علالت طبع آپ دوستوں سے گفتگو فرماتے رہے۔ عام طور پر آپ جلدی شام کو استراحت فرماتے لیکن جب کوئی دوست ملنے کے لئے آتے یا جلسہ ہوتا تو آپ بارہ بارہ بجے تک دوستوں کی دلجوئی کی خاطر تشریف فرماتے رہتے۔ جب ڈاکٹر صاحب یا ہم آپ سے عرض کرتے کہ میاں صاحب اب آپ آرام فرما دیں، اب آپ تھک گئے ہوں گے تو جواب میں فرماتے کہ اب تھکنے کی بات نہیں۔ آپ کا چہرہ دوستوں کے ساتھ باتیں کرتے وقت خوش باش نظر آتا رہتا۔

آپ کے دوران قیام میں دو نئے دوستوں نے اسلام قبول کیا۔ ان میں سے ایک نے بعد میں خط لکھا اور نہایت ہی خوشی کا اظہار کیا کہ انہیں جناب شیخ میاں محمد صاحب سے ملنے کا موقع ملا۔ جن دوستوں نے بھی آپ سے ملاقات کی انہوں نے آپ سے مل کر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ اللہ کے فضل سے ان پر آپ کے اخلاق اور نرم و حلیم مزاجی کا بہت اثر ہوا۔ دراصل آپ جیسے بزرگوں کا وجود نہایت ہی بابرکت ہوتا ہے۔ یورپ کے لینے والوں کو آپ جیسے وجود دیکھنے میں شاذ ہی مواقع ملتے ہیں۔ آپ کے اخلاق کی وجہ سے ہمارے بعض پرانے دوست جو اپنے اسلام کا اتنا واضح طور پر اقرار نہیں کرتے تھے اب نہایت ہی واضح اور کھلے الفاظ میں ذکر کر رہے ہیں۔

آپ کے قیام کے دوران میں دوستوں نے آپ سے کئی بار ملاقاتیں کیں اور اس دوران میں ہم نے تین چار جلسے بھی کئے۔ ایک جلسہ شروع اکتوبر میں تھا جس میں قرآن مجید موضوع رکھا گیا تھا۔ خاکسار نے اور مسٹر ہوبک نے تقاریر کیں۔ تقاریر کے بعد دیر تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

ایک جلسہ میں اسلام اور عیسائیت کے موضوع پر تقاریر ہوئیں۔ مسٹر ہوبک اور خاکسار نے مختصراً ان دونوں مذاہب کی تعالیم پر بحث کی اور بتلایا کہ دراصل اگر حضرت مسیحؑ کی تعلیم پر غور کریں تو اس میں اور اسلام کی تعلیم میں کوئی فرق نظر نہیں آتا کیونکہ آپ بھی اسی چشمہ سے زندگی کا پانی لائے تھے جس سے آنحضرتؐ لائے تھے۔ لیکن موجودہ عیسائیوں نے مسیحؑ کی تعلیم سے درحقیقت کوئی تعلق ہی نہیں۔ لیکچروں کے بعد قریباً بارہ بجے تک دوستوں کے ساتھ تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

تیرہ اکتوبر کو ہم نے تمام دوستوں کو جناب میاں صاحب سے ملنے کا موقعہ دینے کے لئے ایک ٹی پارٹی کا انتظام کیا ہوا تھا چنانچہ اس موقعہ پر کافی نئے اور پرانے دوست آپ سے ملنے کے لئے آئے۔

### ایک کیتھولک پریسٹ اور عبداللہ فان اونک کا لیکچر

ایک میٹنگ کے موقعہ پر خاکسار کی ایک رومن کیتھولک پریسٹ سے ملاقات ہوئی خاکسار نے عرض کی کہ کیا آپ ہمارے ہاں عیسائیت کے موضوع پر لیکچر دینے کے لئے تیار ہیں؟ اس پر انہوں نے رضامندی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ ہم نے لیکچر کا موضوع رکھا:۔

"میرے مذہب کی حقیقت"

ہم نے جلسہ کا اعلان کرتے وقت ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ اس موضوع پر اسلامی نظریہ کی مکرم عبداللہ فان اونک وضاحت کریں گے اور تقاریر کے بعد حاضرین کو تبادلۂ خیالات کا موقعہ دیا جائے گا۔

یہ جلسہ اکتوبر کی تاریخ کو اپنے مکان پر کیا گیا۔ حاضری تسلی بخش تھی۔ صدارت کیلئے پروفیسر ڈاکٹر براؤن کی خدمات حاصل کی گئیں۔

رومن کیتھولک کے لیکچرار نے کوئی پون گھنٹے تک تقریر کی جس میں سب سے پہلے بیان کیا کہ ان کا اس جگہ لیکچر کرنے سے مراد یہ نہیں کہ وہ دوسروں کو اپنا متبع بنا لیں، درحقیقت ان کی مراد اس سے یہ ہے کہ وہ اپنے نظریہ کی ہر حالت میں صداقت ثابت کرنے کی کوشش کریں گے، بلکہ اس جگہ اس جلسہ کے موقع پر ان کی مراد یہ ہے کہ ہم مل کر ان ضروری امور پر غور کریں جن کا ہماری روحانی زندگی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ پھر انہوں نے عیسائی مذہب کے اصول و عقائد پر تفصیل سے بحث کرتے ہوئے حضرت مسیحؑ کی ربوبیت، کفارہ، ورثہ کا گناہ وغیرہ امور کی وضاحت۔

ان کے بعد برادرم مکرم عبداللہ فان اونک نے "اسلام کی تعلیم کا نقطۂ مرکزیہ" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے اسلام کی تعلیم کو مختصر طور پر پیش کیا۔ آپ نے بتلایا کہ اسلام خدا تعالے کی توحید پر بہت زور دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انسانی وحدت پر بھی زور دیتا ہے۔ پھر آپ نے اسلامی اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام مذہب میں جبر کی اجازت نہیں دیتا اور ہر انسان کو عقل و فکر کے استعمال کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کے تمام اصول ہی عقل و فکر کے مطابق ہیں۔

لیکچروں کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کا موقع دیا گیا۔ جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے دوستوں نے دونوں مقررین پر سوالات کئے۔ یہ بحث و تمحیص کا سلسلہ گیارہ بجے تک جاری رہا۔ جلسہ کے اختتام پر محترم جناب میاں صاحب نے حاضرین سے مختصر الفاظ میں خطاب فرماتے ہوئے مشن کی طرف سے سب کا شکریہ ادا کیا۔

ہر ہفتہ عربی کی دو کلاسیں لگتی رہیں۔ عربی سیکھنے والے احباب نے دلچسپی سے ان میں حصہ لیتے رہے۔

ہمارا رسالہ الفاروق بھی وقت پر شائع ہوا۔ اس نمبر میں مسٹر ہوبک نے "یورپ میں لامذہبیت کے وجوہ" پر دلچسپ مقالہ تحریر فرمایا۔ موقعہ ملنے پر اس کا ترجمہ قارئین پیغام صلح کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔

ہم نے جو خطوط ہیگ، ایمسٹرڈم اور روٹرڈم کے پادریوں کے نام لکھا تھا جس کا ذکر اس سے پہلی رپورٹ میں آچکا ہے۔ اس کے جواب میں ابھی تک چند ایک نے ہی خطوط لکھے ہیں۔ ایک جگہ سے پادری صاحب نے اپنے گرجے کے لوگوں کے سامنے اسلام کے متعلق تقریر کرنے کی دعوت دی ہے۔ امید ہے کہ آہستہ آہستہ دوسرے پادری صاحبان کی طرف سے بھی دعوت نامہ موصول ہوں گے۔ اللہ تعالے ان لوگوں کو توحید کے قبول کرنے کی توفیق بخشے۔

آخر میں احباب کرام کی خدمت میں دعا کی اپیل کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ آپ بزرگان ہمارے مشن کی کامیابی کے لئے دعا فرماتے رہیں گے۔ والسلام

---

پیغام صلح خود پڑھیں اور دوسروں کے مطالعہ میں لائیں۔ (مینجر)

# مملکتِ پاکستان کا قیام دینِ اسلام پر ایمان اور اخوّتِ کلمہ گویاں کا نتیجہ ہے

## اسلام میں قومیّت کا تصوّر دین پر قائم ہے

### جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب افسر تعلیم مدارس احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا مسلم ہائی اسکول لاہور کے طلباء سے خطاب

(مرتبہ بشیر سوز)

عزیز طلباء! پچھلے جمعہ حُبِّ وطن کے متعلق پروفیسر صاحب نے آپ کے اجتماع میں لیکچر دیا تھا۔ میں اس ملک "پاکستان" کے متعلق آپ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں اس ملک کا نام جس میں ہم سب گذر بسر کر رہے ہیں "مملکت اسلامیہ پاکستان" ہے مملکت کہتے ہیں ریاست یا اسٹیٹ یا سلطنت یا بادشاہت کو۔ اور پاکستان اس عزیز و محترم خطہ اور وطن کا نام ہے، اور اسلامیہ کے معنی ہیں کہ اس سلطنت کا مذہب دین اسلام ہے۔ میں آپ کو یہ بات بتلانا چاہتا ہوں کہ یہ سلطنت کیسے بنی؟ آپ تاریخ اور جغرافیہ میں پڑھتے ہیں کہ آج سے پندرہ سولہ سال پہلے پاکستان کا نام دنیا کے نقشہ پر موجود نہیں تھا، ہمارے محبوب محترم رہنما حضرت قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بناء ڈالی۔ نقشہ کی طرف دیکھئے! یہ مغربی اور مشرقی پاکستان کے دونوں حصے اور بھارت کا علاقہ ایک ہی ملک تھا، اسکو ہندوستان یا انڈیا کہتے تھے۔ جہاں جہاں میں پوئنٹر سے اشارہ کر رہا ہوں یہ سارا ملک ایک ہندوستان ہی تھا۔ مگر پھر یہی ملک ہندوستان دو حصوں (مغربی اور مشرقی پاکستان اور بھارت) میں تقسیم کر دیا گیا۔ غور سے دیکھیں یہ گہرے سبز رنگ کا علاقہ مغربی اور مشرقی پاکستان میں شامل ہے اور زرد رنگ کے خطہ کا نام بھارت یا ہندوستان ہے۔

یہ ملک پاکستان کب بنا؟ اس کو قریباً پندرہ سولہ سال کا عرصہ ہو گذرا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان کیسے اور کیوں جدا ہوا؟ ان ہر دو خطوں (مغربی اور مشرقی پاکستان) کے رہنے والے کثرت کے لحاظ سے مسلمان تھے۔

#### ہندو قوم کی تنگ نظری

اس اکثریت اور دوسرے علاقوں کے مسلمانوں کا جہاں وہ اقلیت میں تھے ان سب کا حکومت وقت سے یہ مطالبہ تھا کہ ہم سب ایک علیحدہ ملک میں رہنا چاہتے ہیں۔ ہمیں ہندو آبادی سے علیحدہ کر کے ایک نئی بادشاہت دے دی جائے۔ کیونکہ ہمارا نظریہ حیات اور ہے ہندوؤں کا اور ہے۔ ہماری آسمانی کتاب قرآن کریم ہے اور ان کی وید وغیرہ ہیں۔ ان کے رہنما، رشی یا اوتار اور ہیں اور ہمارے رہنما حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کو ہندو نہیں مانتے۔ ہماری روایات اور ہیں، ان کی اور ہیں، ہماری تاریخ الگ ہے ان کی الگ ہے۔ میرے عزیز طلباء! صرف انہی امور کی وجہ سے ملک ہندوستان بھارت اور پاکستان کے دو حصوں میں تقسیم نہیں ہوا کہ ہمارا اور ہندو قوم کا مذہب الگ الگ ہے، بلکہ تقسیم ہند کی اصل وجہ یہ ہوئی جس کو حضرت قائد اعظم نے نہایت دُور اندیشی سے بھانپ لیا تھا کہ ہندو قوم میں اتنی تنگ نظر اور تنگ دل ہے کہ وہ کسی بھی طور مسلمان قوم کو اپنے اندر رکھنا گوارا نہیں کر سکتی۔ اس امر کو واقعات اور مشاہدات ثابت کر رہے ہیں۔ نویں اور دسویں جماعت کے طلباء آج کل اخباروں میں پڑھتے ہوں گے کہ اس وقت بھارت میں وہاں کی اقلیت آبادی یعنی مسلمانوں پر کتنا ظلم و ستم روا رکھا جا رہا ہے۔ بھارت کی غالب اکثریت کا تعصب مسلمان اقلیت سے روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اور بھارت سے ان مسلمانوں کو نکال باہر کرنے کے لئے طرح طرح کے غیر انسانی اقدام وقتاً فوقتاً کئے جاتے ہیں، کبھی فساد کروایا جاتا ہے اور مسلمانوں کو جیلوں میں ٹھونس دیا جاتا یا قتل کروا دیا جاتا ہے اور کبھی معیشت اور معاشرت کی ایسی تنگیاں ان پر وارد کر دی جاتی ہیں کہ بیچارہ مسلمان پاکستان میں آ کر جان بچانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ نہ صرف یہ بات کہ ہندو قوم، مسلمان کو اس کے مذہب پر قائم رہنے دینا نہیں چاہتی بلکہ اس کی یہ بھی کوشش رہی ہے کہ اسکو علیحدہ ملک میں بسنے نہ دیا جائے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ ہندو قوم کی انتہا درجہ کی مذہبی تنگ نظری کا نتیجہ ہے کہ پاکستان علیحدہ ہوا۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جھوٹا پروپیگنڈا یہ کیا جاتا ہے کہ مسلمان بڑے تنگ نظر ہیں وہ کسی قوم کے ساتھ مل جل کر رہنا پسند نہیں کرتے حالانکہ یہ بات سراسر اُلٹ اور غلط ہے۔ پس مطالبہ پاکستان کی بنیادی وجہ، ہندو قوم کی یہ ذہنیت ہوئی کہ مسلمان کو مسلمان نہ رہنے دیا جائے۔ اس کو بے دین کر دیا جائے ان کی معیشت اور معاشرت کے حقوق سلب کر لئے جائیں، ان کو غلام بنا لیا جائے اور ان کی روایات اور تاریخ کو ختم کر دیا جائے۔ اور آج یہ بات ثابت ہو گئی ہے بھارت کے علاقہ آسام سے کتنے ہزار مسلمان پاکستان کی سرحدوں کی طرف ڈھور ڈنگر کی طرح دھکیلے جا رہے ہیں نہ صرف ان مسلمانوں پر ہی جینا حرام کر دیا گیا ہے اور انہیں مختلف قسم کے دُکھ درد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے بلکہ پاکستان کے لئے بھی اقتصادی اور سماجی قسم کے مسائل کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ تو یہ بات کہ ہندو قوم متعصب اور تنگ نظر قوم ہے۔ اور اسلام دشمن ہے اور اس کی تنگ نظری اور مسلمان کشی نے ملک ہندوستان کو تقسیم کروانے پر مجبور کر دیا۔ واقعات و مشاہدات نے ثابت کر دی ہے۔

#### اسلامی اخوّت

ایک اور بات کی طرف توجہ کریں۔ کہ مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان دو الگ الگ خطے ہیں وہ ایک دوسرے سے دُور دراز فاصلہ پر واقع ہیں۔ ان کا درمیانی فاصلہ قریباً ایک ہزار میل کا ہے آپ کو پتہ ہے کہ وہاں کے مسلمان اکثریت میں ہیں۔ ان کی زبان بنگالی ہے اور مغربی پاکستان کے رہنے والوں کی زبان کم و بیش اُردو ہے۔ بہرحال وہ اور زبان بولتے ہیں اور ہم اور۔ اُن کی آب و ہوا تر ہے اور وہاں سیلاب اور طوفان کثرت سے آتے رہتے ہیں۔ مگر یہاں کی آب و ہوا خشک ہے۔

عزیز بچو! اب آپ ذرا سوچیں کہ یہ دونوں خطے ایک دوسرے سے کوسوں دُور ہوتے ہوئے اور اتنے علاقائی اور سماجی اختلاف رکھتے ہوئے ایک ہی سلطنت یا ریاست سے کیوں وابستہ ہو گئے؟ آخر وہ کونسی چیز مشترک ہے جس نے انکو باہم ملا دیا۔ آپ کو ان دونوں خطوں کے اتحاد و اتفاق کی صرف ایک ہی وجہ اور سبب معلوم ہوگا اور وہ ہے مذہب — اسلام — مطالبہ پاکستان، دین اسلام کے نام پر اور مذہب کے اتحاد و اشتراک پر کیا گیا ہے۔ معیشت و معاشرت کا جو طریقہ دین اسلام بتاتا ہے وہ ایسا اعلےٰ اور عمدہ طریقہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں مسلمان کوئی دوسرا طریقہ

جو اس طریقہ سے ادنے ہے۔ اختیار کرنے کے لئے بالکل اور قطعاً تیار نہیں رہا۔ اسلامی نظریۂ حیات ہم مسلمانوں کی عزیز ترین متاع ہے اور اس کی منفعت و معقولیت پر ہمیں اس قدر یقین ہے کہ ہم اس کے صدقے ہر چیز قربان کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اتنی دوری اور علیحدگی اور زبان و زندگی کے اختلاف اور روایات کے تضاد کے اور جغرافیائی غیر یکسانیت کے باوجود یہ دونوں مشرق و مغرب کے خطے باہم متحدہ ہو گئے صرف اسلام اور اسلام کی بنیاد پر! کہ اسلام کا اتحاد، دوسری چیزوں کے اتحاد سے بہت بڑھکر ہے۔ حضرت قائد اعظم نے فرمایا کہ ہمارا مذہب اپنے پیشروؤں کو ایک علیحدہ قوم کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ مسلمان بحیثیت مسلمان ایک الگ قوم ہیں۔ اس زمانہ میں یہ آواز دنیا کے لئے ایک نئی اور بالکل نرالی آواز تھی۔ اور تب یہ تصور تھا کہ کسی مذہب کے نام پر ایک الگ قوم بنی ہو۔ قوم کا عام طور پر تصور یہی رہا ہے کہ لوگ ایک خاص خطہ میں رہتے ہوں، ان کی زبان ایک ہو اور ان کے رسم و رواج اور طریق معاشرت و معیشت ایک سے ہوں۔ مگر حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں کسی قوم کے لئے صرف انہی دو چیزوں کا اشتراک و اتحاد کافی نہیں، بلکہ ان سب کے اوپر ایک عظیم اتحاد اور بھی ہے جو دنیا کی کسی قوم میں نہیں پایا جاتا۔ مگر وہ عظیم اتحاد، اسلام اور صرف اسلام عطا کرتا ہے وہ یہ کہ دین اسلام کے پیرو کار ایک علیحدہ قوم ہیں۔ زمان و مکان اور معاشرت سماج کا اور زبان و زندگی کا اختلاف دینی قومیت کے تصور کو زائل نہیں کرتا، یہ تصورِ قومیت، دین اسلام کا عطا کردہ تصور ہے۔ ایک مسلمان خطۂ ارض کے اُس مغرب میں رہائش پذیر ہو اور دوسرا دُور مشرق میں تو یہ دونوں ایک ہی قوم کے دو فرد کہلائیں گے۔ مگر قومیت کا یہ تصور دنیا کی کسی اور معاشرت اور نظریۂ حیات میں نہیں ہے۔ مثلاً انگریز قوم وہ ہے جو انگلستان میں رہتی ہو، ہندوستانی وہ ہے جو ہندوستان کا رہنے والا ہو۔ اسی طرح روسی وہ ہے جو علاقہ روس کا رہنے والا ہو۔

## اتحاد و اتفاق کی عظیم برکات

عزیز طالب علمو! اب آپ نے بخوبی سمجھ لیا ہو گا کہ مملکت اسلامیہ پاکستان کا وجود اسی نظریہ کی پیداوار ہے کہ ہمارا مذہب۔ دین اسلام ایک ہے اور ہم ایک قوم ہیں، اور اس بنا پر کہ ہماری معاشرت و روایات دیگر قوموں سے الگ ہیں۔ اعتقادی اور مذہبی اشتراک و اتحاد کے ساتھ ساتھ ایک اور امر مشترک بھی تھا جو مسلمانوں کے مطالبۂ پاکستان اور اس کے حصول کا ذریعہ بنا، وہ تھا عزم راسخ اور اتحاد و اتفاق کی طاقت۔ مطالبہ پاکستان پر مسلمانوں کی بھاری اکثریت تُل گئی تھی، اور انہوں نے یہ یک آواز کہا کہ ہم مسلمان پہلے ہیں پھر کچھ اور۔ اس آواز پر ۸ کروڑ مسلمانوں میں سے بھاری اکثریت نے لبیک کہا۔

پس اس متحدہ آواز پر کہ ہم مسلمان ہیں اور الگ اور منفرد طرز زندگی کے مالک ہیں، پاکستان معرض وجود میں آیا، اور مذہب کے نام پر پاکستان کی مملکت خداداد کی نعمت نصیب ہوئی۔ اتحاد و اتفاق کے سامنے کسی کی کوئی پیش نہیں چل سکتی کیونکہ یہ آواز اتحاد و اتفاق اور سچائی اور خلوص کی آواز تھی، اس لئے ہندو اور انگریز ماننے کے لئے مجبور ہو گئے، عزیز طالب علمو! اس سے یہی نتیجہ نکلا کہ اتحاد و اتفاق ایک ایسی مضبوط طاقت اور زبردست قوت ہے کہ اس کے سامنے دنیا کی سب باطل طاقتیں جھک جاتی ہیں۔ عزیز طلبا! آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن کریم نے بھی یہی فرمایا تھا، جس کا مظاہرہ مسلمان قوم نے چودہ پندرہ سال پہلے کر دکھایا قرآن جن بچوں نے پڑھا ہے وہ اس قرآنی تلقین اور نصیحت کے معنی و مطالب بخوبی سمجھ لیں گے۔ میں اس کا ترجمہ اور مفہوم بھی بتلاؤں گا واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ اے خدا اور رسول کو ماننے والے مسلمانو! تم سب کے سب اکٹھے ہو جاؤ، کس بات پر؟ حبل اللہ پر، اللہ کی رسّی پر یعنی دین اسلام پر، ولا تفرقوا اور کبھی اس دین کے معاملہ پر پراگندگی، علیحدگی۔ افتراق اور انتشار پیدا نہ کرو۔ یہ دین اسلام تمہاری مشترک اور عزیز ترین متاع ہے، اس پر اکٹھے ہو جاؤ اور سب کے سب اکٹھے ہو جاؤ، تفرقہ مت اختیار کرو۔ تو دیکھا آپ نے کہ قرآن کریم کیسی سچی کتاب ہے اور اس کی بات کیسی پُر حکمت ہے۔ اگر ایک کروڑ مسلمان کہتے کہ پاکستان چاہیئے اور دوسرا کروڑ کہتا کہ نہیں چاہیئے اور تیسرا کروڑ کچھ اور کہتا اور یوں ان کے اتحاد و اتفاق کا شیرازہ بکھرا ہوا ہوتا تو آج ہم کو خدا کی یہ نعمت حکومت و سلطنت کی شکل میں دیکھنا نصیب نہ ہوتی۔ اتحاد و اتفاق کے سامنے کوئی طاقت اور باطل قوت نہیں ٹھہر سکتی۔ اب قرآن کی اس تلقین — واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا — کا مطلب یہ ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے جب سب مسلمان اس سچائی پر متحد ہو جائیں تو مطلوب و مقصود ان کے قدم چومتے ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت و قوت مسلمان کے عزم و ایمان کے سامنے دم نہیں مار سکتی۔ میرا خیال ہے کہ میں نے اپنے مقصد کو آسان پیرایہ میں آپ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے تاہم اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی ہو تو آپ اپنے استاد صاحب سے پوچھ سکتے ہیں۔ میں آپ کو ایک اور چیز بتانا چاہتا ہوں جو میرا اصل حاصل بیان ہے کہ حصول مطالبۂ پاکستان کے پس پشت جو چیز تھی وہ مسلمانوں کی اسلام نوازی تھی، اپنے دین کی عزت و محبت تھی اور اس طریق پر چلنے کا دعوےٰ تھا جس پر اسلام مسلمانوں کو چلانا چاہتا ہے، حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں میں اتحاد پیدا کیا، اس وقت وہ مسلم لیگ کے لیڈر تھے، مسلم لیگ ہی اس وقت مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تھی اور مسلمان اس کی ممبری اختیار کر رہے تھے۔

## ہر کلمہ گو اخوتِ اسلامیہ کا فرد ہے

ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں۔ ایک شخص نے حضرت قائد اعظمؒ کو جا کر کہا کہ احمدی لوگ کافر ہیں، انکو مسلم لیگ کی ممبری سے خارج کر دیا جائے۔ یہ سن کر قائد اعظمؒ نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ احمدی لوگ بھی کلمہ گو ہیں، اللہ اور رسولؐ کو مانتے ہیں، قرآن و سنت نبوی کو تسلیم کرتے ہیں، ارکان اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور دوسرے احکام دینیہ شرعیہ کے قائل ہیں پس احمدی مسلمان ہیں اس لئے میں ان کو نکال کر اسلامی وحدت میں انتشار پیدا نہیں کر سکتا، اگر میں ایسا کروں تو کل کو اہل حدیث میرے پاس آ کر کہیں گے کہ فلاں فرقہ کو مسلم لیگ کی ممبری سے خارج کر دو، اور پرسوں کوئی اور آ جائیں گے کہ فلاں مکتب فکر کے لوگوں کو مسلم لیگ کے ممبر نہ سمجھیں، سُنی کہیں گے شیعوں کو خارج کر دو اور شیعہ کہیں گے کہ سنیوں کو نکال دو، پھر بریلوی، دیوبندیوں کو اور دیوبندی بریلویوں کو کافر قرار دے کر مسلم لیگ سے اخراج کا مطالبہ کریں گے۔ علی ہذا القیاس اگر ایسا ہی ہوتا رہا تو مسلمان کون ہو گا جس کو مسلم لیگی سمجھا جائے گا۔ اور اتفاق و اتحاد کی کیا صورت بنے گی؟ اگر یہ انتشار و افتراق ہو گئے تو ہماری طاقت کہاں رہے گی۔ تو عزیز بچو! حضرت قائد اعظمؒ نے اس قسم کی ساری مخالفتوں کو اور اعتراضات کو برداشت کر کے قوم کے ذہنوں میں یہ بات نقش کر دی کہ جو کوئی بھی کلمہ گو ہے اور اسلام میں رہنے کا اقرار کرتا ہے وہ مسلمان ہے ہمارا بھائی ہے اور وہ ہماری اخوت و قوم کا حصہ ہے اگر ہمارے قائد نے یہ مضبوطی نہ دکھائی ہوتی اور اخوتِ اسلامیہ کو پیدا نہ کیا ہوتا اور ایک اصول پر قائم نہ کیا ہوتا تو یہ مملکت دیکھنی نصیب نہ ہوتی۔ یہ ان کی دور اندیشی تھی اور جائز مطالبہ تھا کہ پاکستان وجود میں آیا اور سب سے بڑھ کر عزم راسخ کا پھل ہے، جس نے تمام اعتراضوں، مخالفتوں اور مصائب و مشکلات کو حل کر دیا، تو آج میرے بیان سے یہ سبق یاد رکھیں کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے، اسلامی اخوت کا فرد ہے۔ کوئی شخص کلمہ گو مسلمان کو اسلامی اخوت و برادری سے خارج کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ پیارے بچو!

اگر ہم پھر اسی اسلامی اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کریں جن کا حضرت قائد اعظم رح نے کر دکھایا تھا تو ہم عظیم الشان کارنامے انجام دے سکتے ہیں۔ یہ تو بس مملکت اسلامیہ پاکستان کا نقشہ ہے جو ہندوستانی مسلمانوں کے اتحاد اور عزم کا ثمر ہے۔ ہم اس سے بھی بڑھ کر کام کر سکتے ہیں اور دنیا کا نقشہ اور تاریخ عالم بدل سکتے ہیں۔ میں اپنے بیان کو قرآن کریم کی اس آیت پر ختم کرتا ہوں:-

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ دین اسلام کی پابندی کرو۔ اتحاد و اتفاق کی راہیں استوار کرو۔ تخریب انتشار پیدا نہ کرو۔ اسلامی وحدت و اخوت کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو۔ پاکستان کا وجود و قیام اسی آیت کریمہ پر ایمان اور اس پر پابندی کی وجہ سے ہوا ہے۔ فرمایا کہ تمام کے تمام اسلام کے دین پر اکٹھے ہو جاؤ۔ دین کے معاملہ میں تفرقہ نہ پیدا کرو۔ کوئی کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہے۔ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم پاکستان ایسی نعمت کو یاد تو کرو کہ ۔۔۔ سال پہلے تمہاری کیا حالت تھی اذ کنتم اعداء کہ تم فرقہ بندی کے شکار تھے۔ مسلمان، مسلمان کا دشمن تھا۔ فالف بین قلوبکم۔ پھر اللہ تعالے نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی تم مسلم لیگ کے جھنڈے کے تلے ایک ہو گئے فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ اس کے فضل و کرم سے تم متحد و متفق ہو گئے اور اسلامی اخوت کے سلک میں بندھ گئے، ایک قوم کے فرد اور ایک لیگ کے ممبر بن گئے۔ اور اس کے نتیجہ میں تمہیں خدا تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت ــــ مملکت خدا داد اسلامیہ پاکستان نصیب ہوئی۔ یہ اس کا تم پر خاص انعام ہے۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ تمہاری کیا حالت تھی کنتم علی شفا حفرۃ من النار۔ تم آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے۔ ہندو اور انگریز کے قہر کی آگ تمہارے گرد و پیش پھیل رہی تھی ان کی محکومیت اور غلامی کے شعلے تم کو اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے ـــ فانقذکم منہا۔ مگر ہم نے تم کو بچا لیا آگ سے نکال لیا۔ غلامی کی زنجیریں توڑ ڈالیں اور تمہیں آزاد کر دیا۔

## کفر اور تفرقہ کی کفران نعمت سے بچو

اس حصول نعمت کے بعد اگر پھر ہماری وہی پرانی حالت ہو جائے ہم پھر تفرقہ اور انتشار کا شکار ہو جائیں اور تخریب پسندی اور دھڑے بندی کا مظاہرہ کریں تو یہ خدا تعالے کی ناشکری ہو گی۔ اور یہ رجعت قہقری ہو گی۔ عزیز طلباء، آپ آج

( باقی بر صـ۱۴ )

(خطبہ جمعہ از صـ۶)

ایک منفرد ہستی ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے قصائد لکھے ہیں اور اس سے عشق کیا ہے

## حضرت کے عقائد و نظریات کی اشاعت اور قدرت ثانیہ کا ظہور

اگر مغرب سے مشرق تک حضرت صاحب کے نظریات، آپ کے عقائد، آپ کا مشن عام کیا جائے تو لوگ مانیں گے اور یقین کریں گے کہ مرزا صاحب قرآن کے عاشق تھے۔ رسول ؐ کے مطیع تھے۔ آپ کی مخالفت ختم ہو جائے گی۔ آپ کے مشن کو ترقی اور استحکام حاصل ہو گا۔ اور وہ لوگ جو نبوت نبوت سنتے سنتے تنگ آ گئے ہیں آپ کو مجدد تسلیم کریں گے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ قدرت ثانیہ کا نزول ہو گا۔ قدرت ثانیہ کسی انسان کا نام نہیں حالت کا نام ہے۔ ممکن ہے اور بہت ممکن ہے کہ قدرت ثانیہ کا نزول اسی سے مقدر ہو۔

## "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"

حضرت صاحب کا الہام ہے کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک مدینہ میں ہے اور مدینہ میں ہی جا کر اسلام کا عروج ہوا وہاں حضور نبی کریم ؐ کی تعمیر کردہ مسجد اقصے حضور ؐ کی یادگار ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ یہ مشابہت بہت ممکن ہے کہ یہاں سے ہی پیدا ہو کہ حضرت مرزا صاحب کا وصال قادیان سے باہر اس جگہ ہوا جو مدینہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس مدینہ میں ہی قدرت ثانیہ کا نزول ہو۔

## حضرت مسیح موعود ؑ کی جائے وصال

حضرت صاحب کا وصال میرے ہاتھوں میں ہوا ہے۔ اس مکان کے جہاں حضرت صاحب کا وصال ہوا چار کمرے تھے ایک کمرے میں حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مطب کرتے تھے ایک بیٹھک کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ ایک پرائیویٹ کمرہ تھا اور ایک کمرہ طالب علموں کے لئے مخصوص تھا۔ شاہ صاحب اپنے خرچ پر ان کی تعلیم اور تربیت کا بندوبست کیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک کمرہ میں حضرت صاحب کا وصال ہوا۔ میں وہاں موجود تھا۔ وہ کمرے اب دو کانیں بن گئی ہیں۔ میرے قیاس اور اندازے میں جو جائے وصال ہے وہاں ایک کمرہ بنایا جائے گا جہاں حضرت نے امرائے لاہور کو لیکچر دیا وہاں ہال بنا دیا گیا ہے۔ یہ جگہ جہاں ہال بنایا گیا ہے شاہ صاحب کی حویلی تھی یہ کھلی جگہ تھی اس پر تعمیر کچھ نہیں تھی۔ چار دیواری بنی ہوئی تھی۔ بعد میں یہاں مکانات بنائے گئے۔ شاہ صاحب نے یہ جگہ انجمن کو دی ہے یہاں پر شہر لاہور کے عمائد رؤسا، امراء، جج اور وکلاء جمع ہوئے تھے اور حضرت مرزا صاحب نے انہیں لیکچر دیا تھا۔ اس لئے یہ جگہ بھی یادگار ہے

## اکابر احمدیت کا تعلق مسجد احمدیہ سے

اس مسجد کی جگہ پر حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ دیا۔ حضرت مسیح موعود سامنے تشریف فرما تھے اور خطبہ سن رہے تھے۔ وہ خطبہ اس وقت مجھے یاد ہے، وہ توحید کامل کا سبق سے پڑھ رہے تھے۔ وہ جگہ بھی یادگار ہے اور یہ جگہ بھی یادگار ہے۔ اس مسجد کی اینٹ رکھنے والے حضرت مولانا نورالدین صاحب ہیں۔ اس میں ۲۴/۲۵ سال حضرت مولنا محمد علی صاحب نے وعظ فرمایا۔ ساتھ والے مکان میں جس میں اب میں قیام رکھتا ہوں حضرت مولنا نے اعلے درجہ کی کتب تالیف تصنیف فرمائیں جو ٹھوس علمی سرمایہ ہیں جن کی وجہ سے ان کا نام روشن ہے۔ پھر مولانا سید محمد احسن صاحب، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اس مسجد میں خطبہ دیتے رہے ہیں یہ جگہ حضرت مرزا صاحب اور ان کے دوستوں کی یادگار ہے۔ جرمن شاعر گوئٹے کی ایک ٹوٹی ہوئی کرسی برلن میں یادگار کے طور پر پڑی ہوئی ہے۔ اسی طرح علامہ اقبال کی چیزوں کو بھی بطور یادگار قائم رکھا جا رہا ہے حالانکہ گوئٹے اور اقبال کو وہ مقام حاصل نہیں جو حضرت مرزا صاحب کو حاصل تھا۔

## یادگار قائم کرنے کا مقصد

خدا تعالے کا فضل ہی ہے کہ قوم حضرت صاحب کی یادگار تعمیر کر رہی ہے۔ آپ دعا کریں کہ اس یادگار سے قوم کو فائدہ پہنچے۔ اسلام کو فائدہ پہنچے۔ اس کے اینٹ اور گارے سے ہمیں تعلق نہیں بلکہ اس مشن سے لگاؤ ہونا چاہیئے جو اس تعمیر سے حاصل کرنا مقصود ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اصل مقصد اور روح کو سامنے رکھیں اس مجدد کی دینی تڑپ اور اسلامی جذبہ کو سامنے رکھیں۔ وہ مامور ہو کر آیا اس نے کہا کہ خدا کی عبادت کرو اسی سے دعائیں مانگو، اس کی راہ میں جان و مال صرف کرو۔ انہوں نے قرآن اور حدیث کی طرف توجہ دلائی۔ انہی کی وجہ سے پہلی دفعہ قرآن و حدیث کی تبلیغی کلاسیں جاری ہوئیں، اور دین اسلام کی تعلیم و تدریس کا آغاز ہوا سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جلسے جلوس نکلنے شروع ہوئے۔ ہم لوگ ان کو عملاً مانتے ہیں، دعا کریں کہ اس یادگار سے قوم کو روحانی فائدہ پہنچے۔ قوم کا دل چاہتا ہے کہ جلسہ سالانہ تک یہ ہال مکمل ہو جائے۔ خدا تعالے کی توفیق و رضا اگر شامل حال رہی تو انشاء اللہ العزیز مکمل ہو جائے گا۔ خدا

# جماعت پشاور کا تربیتی اجلاس

مورخہ ۱۶ر نومبر کو بعد از جمعہ جماعت پشاور کا تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ چونکہ صدر جماعت جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب بیمار تھے۔ اس واسطے اجلاس کی صدارت کے فرائض میری درخواست پر جناب غلام محبوب خان صاحب نے سرانجام دیئے۔ جناب خان صاحب اکیڈمی میں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں۔ خوش قسمتی سے جماعتی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہیں۔

اجلاس کا آغاز برادرم عبدالکریم سیلہ پا شا نے تلاوت قرآن شریف سے کیا۔ پھر عزیزم عبدالباسط نے پشتو میں نکات مسیحؑ پر چند اشعار سنائے۔ اس کے بعد ان کے برادر کلاں نے اس موضوع پر کہ "احمدیت نے ہمیں حقیقی اسلام سے روشناس کیا ہے" برجستہ تقریر فرمائی۔ اس کے بعد عزیزم عبدالغفور نے اس موضوع پر تقریر کی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے محدثیت ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ نبوت کا نہیں"

آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعدد حوالہ جات پیش کر کے ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ محدثیت کا تھا۔ نبوت کا نہ تھا۔ اس کے بعد عزیزم عبدالحلیم نے مجددین کے ظہور پر تقریر کر کے ثابت کیا۔ کہ امت محمدیہ میں حدیث مجدد کی صداقت کو پورا کرتے ہوئے پہلے تیرہ صدیوں میں مجدد آتے رہے ہیں۔ اور اس صدی کا مجدد اعظم حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ پھر عزیزم عبدالرحمٰن صاحب نے جناب خلیفہ صاحب ربوہ کے متضاد بیانات اور عقائد کو پیش کیا۔ کہ کس طرح ۱۹۱۴ء میں آپ نے مصلحت وقت کی بناء پر حضرت صاحبؑ کو نبی کہنا شروع کیا۔ پھر اس عقیدے کو جماعت میں پختہ کر دیا۔ اور لفظ نبی کو عام کر دیا۔ جس کے نتیجے میں فتنہ عظیم برپا ہوا۔ اور منیر انکوائری میں آپ نے اپنے عقائد کو تبدیل کر دیا۔ جس پر مولانا مودودی پکار اٹھے۔ کہ اب اہل ربوہ نے تقریباً تقریباً لاہوری جماعت کے عقائد اختیار کر لئے ہیں لیکن ان کے مرید اب تک حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مانتے ہیں۔ اس کے بعد عزیز محبوب الرحمان متعلم جماعت نہم نے خلیفہ صاحب ربوہ کا تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۰ء کا حوالہ پڑھ کر سنایا اور ثابت کیا۔ کہ ۱۹۱۰ء میں خلیفہ صاحب کا عقیدہ تھا۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور کوئی دعوےٰ کر کے کامیاب نہیں ہوا۔ پھر عزیزم موصوف کے بعد برادرم بشارت الرحمٰن متعلم ایم۔ ایس۔ سی۔ فزکس پریوس نے "احمدیت اور احمدی نوجوان" کے عنوان سے ایک پُرمعنی مقالہ پڑھ کر سنایا۔ یقیناً یہ تقریر جماعت کے نوجوانوں اور بزرگوں کے لئے اپنے اندر ایک سبق عظیم رکھتی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تمام جماعت کے احباب اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اس لئے یہ مقالہ برائے اشاعت ارسال کیا جا رہا ہے۔

پھر عزیزم محمد جمیل الرحمان نے "حضرت مسیح موعود کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا افترا ہے" کے موضوع پر ایک جامع اور پُرمعارف تقریر کی۔ عزیز موصوف کا خیال ہے۔ کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر وقت ملا تو جماعت کے سامنے اس موضوع پر کچھ بیان کروں گا۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی بے شمار کتب کے لئے حوالے پیش کئے۔ اور اہل ربوہ کو چیلنج کیا۔ کہ آئیں اور اس موضوع پر میرے ساتھ تبادلہ خیالات کر لیں۔ آپ کی تقریر کو بہت پسند کیا گیا۔ اس کے بعد راقم الحروف نے ختم نبوت کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت کے افراد کو متنبہ کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا ظلم عظیم۔ اور حضرت صاحب کے مشن کے سراسر خلاف ہے۔ نبی کو کبھی اپنے دعوےٰ کے سمجھنے میں غلطی نہیں لگتی۔ چنانچہ اعجاز احمدی میں لکھا ہے کہ نبی کو اپنے مقام کے سمجھنے میں غلطی کا امکان نہیں ہوتا۔ وہ علےٰ وجہ البصیرت اپنے مقام کو دیکھتا ہے اہل ربوہ غلط کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب اپنے مقام کو پہلے نہیں سمجھے اور ۱۹۰۱ء کے بعد ایک مرید کی غلطی سے سمجھ آگئی۔ ھٰذا بہتان عظیم۔

میرے بعد صدر جلسہ غلام محبوب خان نے فرمایا۔ ہمارے اجلاس کے دو اغراض ہیں (۱) بچوں اور نوجوانوں کی جماعت کے ساتھ وابستگی پیدا ہو جائے (۲) حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا نچوڑ آپ کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ جو آپ عدیم الفرصتی کی وجہ سے نہیں پڑھ سکتے۔ آپ کی اُن سے واقفیت پیدا ہو جائے۔ کہ آیا جس شخص کو تم نے مانا ہے۔ وہ اپنے دعوےٰ اس کی تعلیم اطمینان بخش ہے۔ اور مجھے اس سے تسکین قلب حاصل ہوتا ہے۔ یہ نہایت اہم مقصد ہے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے ہماری جماعت کو ایک مجاہد سیکرٹری مل گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں کالج کے زمانے سے اپنے سیکرٹری صاحب کو جانتا ہوں۔ بلکہ میرا خیال ہے۔ کہ جب سے اس شخص نے احمدیت قبول کی۔ اس نے اپنی زندگی کا مقصد جماعت اور اسلام کی خدمت کرنا مقرر کیا ہوا ہے۔ ایک عظیم کام ان کے ہاتھوں پورا ہو رہا ہے۔ مگر میرے خیال میں کہ اس اجلاس کی ذمہ داری کسی واحد شخصیت پر نہیں عاید ہونی چاہیئے۔ بلکہ جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے کہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ مجھے افسوس ہے کہ ایسے اجلاس میں جہاں سب کا شامل ہونا اور خود دلچسپی لینا فرض ہے وہاں پر اکثر دوست جلسے میں شمولیت کر کے اس مجاہد کی حوصلہ افزائی بھی نہیں کرتے جو سخت افسوسناک امر ہے۔

آپ نے فرمایا۔ جس نے احمدیت سے مضبوط تعلق باندھا ہے۔ وہ ہمیشہ فائدے میں رہا ہے۔ ہمارے بزرگوں کو جلسوں میں ضرور شریک ہونا چاہیئے۔

احمدیت کوئی علیحدہ مذہب نہیں۔ بلکہ ایک عظیم تنظیم ہے۔ اس کو ہر عمر کے آدمی نے اپنانا ہوگا۔ یہ اُس وقت مضبوط ہو سکتی ہے کہ جب ہر ایک اس میں حصہ لے۔ بچوں کی باقاعدہ تربیت لازمی ہے۔ اور مستقبل کے لئے مضبوط آدمی تیار کرنا ہمارا فرض اوّلین ہے۔

خدا کے فضل سے ہمارے موجودہ سیکرٹری اس فرض کو پورا کر رہے ہیں۔ آخر میں آپ نے فرمایا۔ ضروری ہے کہ ہمارا پورا پورا تعاون ان کو حاصل ہو۔

اس کے بعد جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ ......
سب احباب کی تواضع چائے سے کی گئی۔

محمد الرحمٰن
سیکرٹری جماعت پشاور

---

## تقریر ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کل آپ نے عملی زندگی میں قدم رکھنا ہے اور ملک و ملت کے ذمہ دار اور باشعور فرد بننا ہے۔ آپ اس بات کو جو میں کہہ رہا ہوں اور جو میری اپنی نہیں بلکہ خدا کی بات ہے قرآن کی بات ہے اسکو اپنے دلوں میں نقش کر لو اور اس پر عامل ہو جاؤ۔ وہ یہ کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے مسلمان برادری کا فرد ہے۔ خواہ وہ کچھ اور خیالات و عقائد کا حامل کیوں ہی نہ ہو مگر جب تک وہ کلمہ پڑھتا ہے تو وہ ملت اسلامیہ کا فرد ہے آپ محض عقائد و خیالات کے اختلافات کی وجہ سے کسی کلمہ گو کے بارہ میں یہ بات خاطر میں ہی نہ لائیں کہ وہ مسلمان نہیں۔ اور ہماری قوم کا فرد نہیں۔ اسی بات کو دلوں میں محکم کر لو۔ اور دوسروں کو بھی یہی بات سمجھاؤ۔ دعا کرتا ہوں خدا آپکو زندگی کی بہترین نعمتوں اور نوازشوں سے وافر حصہ عطا کرے۔

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
حضرت مسیح موعود

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

## امریکہ

ترجمہ خط ایچ۔ ایل۔ عمر۔ بریڈ شا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ نے مراسلہ کا بلا تاخیر جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقعہ عنایت فرمایا ہے۔ میں آپ کی اس استعداد اور پابندیٔ فرائض کی بہت قدر کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام مسلمان آپ ہی کی طرح اپنے کام کو خلوص سے انجام دیں۔

یہ ایک قدرتی امر ہے کہ آپ کے خط سے میرے دل میں اور بہت سے سوالات پیدا ہو گئے ہیں۔

(۱)۔ میں محلات کے لقب اور مرزا صاحب کے دعوے کو نہیں سمجھ سکا۔ میں آپ لوگوں سے اور دیگر مسلمانوں سے جُدا ہونا نہیں چاہتا اور نہ ہی مختلف الرائے ہونا چاہتا ہوں۔

(۲) مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں میں یکجہتی اور اتفاق پیدا کیا جائے۔ جس وقت علم برداران اسلام نے توپوں کے ساتھ مادیت کیپیٹل ازم۔ بودھا ازم۔ ہندو ازم اور عیسائیت وغیرہ پر حملہ کیا تو اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمانوں نے اکٹھے اور علیحدہ علیحدہ اپنی قربانیاں دیں

جو رسالے اور کتابیں آپ نے ارسال کی ہیں میں ان کا نہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے اور نیز خدا تعالےٰ آپ اور ان تمام صاحبان کی رہنمائی کرے جنہوں نے مجھ غریب پر اتنی کرم فرمائی کی۔ جس وقت یہ کتابیں مجھے مل گئیں میں ان پر تبصرہ کروں گا۔ اور دوبارہ تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری حوصلہ افزائی کی کیا آپ کا یو۔ ایس۔ اے میں کوئی سنٹر ہے اور کیا شاہجہان ووکنگ انگلینڈ میں بھی سنٹر ہے کیونکہ وہاں سے مجھے ایک خط امام محمد طفیل صاحب سے وصول ہوا ہے۔ وہ وہاں پر نہایت خوش اسلوبی و خندگی سے کام کر رہے ہیں۔

(۳) کیا آپ مجھے واضح کریں گے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور قادیان میں کیا فرق ہے۔

(۴) کیا آپ مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ اگر ہیں۔ تو کس طرح؟

میں کسی پیغمبر کی آمد کو سوائے رسول کریم کے نہیں مانتا۔ اگر ہم میں معمولی اختلافات ہوں۔ تو ہماری دوستی میں فرق نہیں آنا چاہیئے (یہ میری اسلام سے عدم واقفیت کی وجہ سے ہے) میں ہر وقت آپکو خوش دیکھنا چاہتا ہوں اور آپ سے خط و کتابت کا خواہشمند ہوں۔

میں آپ کا تا بعدار بھائی ہوں۔ اور اسلام کا خادم ہوں۔ والسلام

## اٹلی

ترجمہ خط اقبال یونس خاں بینی رولو۔ تورینو۔ اٹلی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ووکنگ سے جناب محمد طفیل صاحب سے میری درخواست سے متعلق انگریزی میں دو صفحات کا کتابچہ بھیجا تھا۔ جسے میں نے انتہائی دلچسپی سے پڑھا میں ابھی تک سُنی سنائی باتوں پر یقین رکھتے ہوئے اس غلطی میں مبتلا تھا۔ کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبوت کا دعوےٰ کیا تھا۔ میں حیران رہ گیا کہ یہ غلط پروپیگنڈا کس طرح پھیلا اور کیوں اس کا ازالہ نہیں کیا جاتا؟

بہرحال آج میں آپ کو اس امید پر خط لکھ رہا ہوں کہ مجھے انجمن اور مرزا صاحبؑ سے متعلق کچھ معلوماتی کتابیں روانہ کر دیں۔ چونکہ میری بیوی اطالوی ہے لہذا براہ کرم کل لٹریچر انگریزی میں ہو تو بہتر ہے۔

بدقسمتی سے میں نے بچپن میں گھر پر اسلامی تعلیم بالکل نہ پائی۔ اور نہ کوئی شوق مذہب سے رہا لیکن ۱۹۵۷ء سے یورپ سے لوٹنے کے بعد مذہب سے دلچسپی بڑھنی شروع ہوئی۔ پہلے تو بدھوں سے متعلق دو ایک کتابیں دیکھیں۔ اس کے بعد نئے عہد نامہ کا تفصیل سے مطالعہ کیا۔ دراصل اس نئے عہد نامہ کے مطالعہ کے بعد مجھے اسلام سے محبت بڑھنی شروع ہو گئی۔

میرے خیال میں ہر مسلمان کو نیا عہد نامہ ضرور پڑھنا چاہیئے جب میں نیا عہد نامہ پڑھ رہا تھا۔ تو طلسم ہوشربا مجھے رہ رہ کر یاد آ رہی تھی۔ غرض اس کا ردِ عمل یہ ہوا کہ میں نے تھوڑی بہت اسلام سے معلومات حاصل کیں۔ ابھی بھی برابر ووکنگ سے اور ایک بار آپ کی انجمن سے اسلام پر لٹریچر خرید کر پڑھتا رہا۔ لہذا اگر اسلام پر آپ کے پاس کوئی مفید کتاب ہو (خصوصاً ایسی کتاب جو غیر مسلم پر اثر کرے یعنی میری بیوی) تو براہ کرم ضرور ارسال کریں۔ میں رقم بھیجدوں گا۔ اس کے علاوہ اگر آپ کو مذہب اسلام پر اطالوی زبان میں چند مفید کتابوں کا علم ہو تو براہ کرم ایسی کتابوں کے مصنف کا نام وغیرہ ملنے کا پتہ ضرور تحریر فرمائیں۔ تاکہ میں اپنے سسرال والوں کو پڑھنے کے لئے دے سکوں۔ بدقسمتی سے یہ لوگ انگریزی نہیں جانتے۔

میں ذاتی طور پر انگریزی میں چھوٹے مضامین ووکنگ کی کتابوں سے نقل کر کے یہاں سے انگریزی جاننے والوں کو پوسٹ کرتا رہتا ہوں شاید کہ ان لوگوں کو اسلام سے کچھ دلچسپی پیدا ہو اور یہ ووکنگ سے کتابیں منگا کر پڑھنا شروع کر دیں۔ دراصل یہ گویا اسلامی تبلیغی کام نہایت مختصر پیمانے پر کرتا رہتا ہوں۔ اس سے مجھے تسکین ملتی ہے۔

محمد طفیل صاحب نے جو پمفلٹ مجھے بھیجا ہے۔ اس میں میری نظر سے یہ سطر بھی گزری :-

Free tract literature on various aspects of Islam in many languages has been distributed on a very vast scale and is supplied to all who is desire to distribute it.

اگر مناسب فرمائیں تو کچھ لٹریچر مجھے روانہ کر دیں۔ تاکہ میں اپنے ملاقاتیوں میں تقسیم کر دوں۔ یہ انگلش سے بخوبی واقف ہیں۔ اس کے علاوہ دراصل سب سے بڑی ذاتی مہم جو مجھے سر کرنی ہے۔ وہ اپنی بیوی کو مسلمان بنانا ہے۔ میں نے کبھی اس پر زور نہ دیا کہ محض میری وجہ سے مسلمان بن جائے کیونکہ اسکو میں بالکل غلط سمجھتا ہوں۔ تو اس کے لئے اپنے مذہب کا عالم یہ ہے کہ کٹھ ملاؤں والا مذہب ہے۔ عقل سے انہیں جیسے دشمن ہو۔ لہذا مجھے ایک ایسے غیر مسلم کو مسلمان بنانے کے لئے کوئی مفید کتاب ضرور روانہ کریں۔ چونکہ اس کو میں اپنے ذاتی مصرف میں لاؤں گا۔ لہذا قیمت بمع اخراجات ڈاک ضرور روانہ کر دوں گا۔

امید ہے انجمن سے متعلق آپ مجھے معلومات بہم پہنچا کر شکریہ کا موقعہ دیں گے

والسلام

نیاز کیش - اقبال یونس خان

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

---

**خط و کتابت کرتے وقت**
چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینجر)

## بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

علی الاقفال نے الّٰہما علیہم موصدۃ فی عمد ممددۃ (سورہ ہمزہ ۱۰۴)

بخیل ار بود زاہد بحر و بر
بہشتی نہ باشد بحکم خبر (سعدیؒ)

(غلام قادر ذار عفی عنہ)

ہندوستان میں خریداران "پیغام صلح"۔ "لائٹ" اور "روح اسلام" کا چندہ حسب ذیل پتہ پر بھیجا کریں:-
بسم اللہ بیگم صاحبہ زوجہ شیخ محمد انعام الحق صاحب مرحوم مکان نمبر 1-1 A محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن انڈیا

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگ ... شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح

لاہور

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ - لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ - مؤرخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۵۰


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

## جلسۂ سالانہ پر رختِ سفر تازہ کریں

محمد اعظم صاحب علوی

ولولے تازہ کریں قلب و نظر تازہ کریں ☆ جلسۂ سالانہ پر رختِ سفر تازہ کریں
نرگسِ ایام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ☆ زخمِ دل تازہ کریں زخمِ جگر تازہ کریں
عہدِ ماضی کے تبسم خیز پیمانوں کے ساتھ ☆ آج کی رنگینیٔ شام و سحر تازہ کریں
پھر امامِ وقت کے ارشاد کی تعمیل میں ☆ گرمیٔ ایماں سے ہر دل پر اثر تازہ کریں
ہو گا نکہت آفریں اقوامِ عالم کا مزاج ☆ گلبنِ اخلاصِ ہستی کو اگر تازہ کریں
نور کے سانچے میں ڈھل سکتے ہیں مسجد کے چراغ ☆ ہم اگر دل میں ضیائے معتبر تازہ کریں
راحتِ کونین بن جائیں ہماری کوششیں ☆ حرفِ قرآنی سے تقدیرِ بشر تازہ کریں
پھر بپا ہو آشتی ہمدردیوں کا درس دیں ☆ پھر بنامِ امن فکرِ بے ضرر تازہ کریں

جن پہ ہے علوی اساس عظمت و تقدیس قوم
ان روایاتِ کہن کو سر بسر تازہ کریں

## بحرِ حکمت کے موتی

ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ واعلموا ان اللہ تعالیٰ لا یستجیب دعاءً من قلب غافل لاہ (الترمذی)
بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کامل یقین کے ساتھ دعا کرو کہ تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی اور یہ سمجھ رکھو کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل اس سے غافل ہو جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب نہ ہو۔

نوٹ:-

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔
(البقرہ آیت ۱۸۶)

قبولیت دعا کے لئے اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری اور کامل ایمان شرط ہے اور یہ مقام کامل معرفت اور محبت الٰہی سے میسر ہوتا ہے۔

کلبۂ جسم خود کن برباد!
چوں نگردد از خدا آباد
ہیچ چیزے جو ذات بے چوں نیست
جگرے خوں میشود کز خوں نیست (مسیح موعود)

وہ جسم تباہ ہو جاتا ہے جو جاں کی محبت میں خون نہیں ہوتا۔
(غلام نادر ڈار عفی عنہ)

# اسلام کے سائے تلے

## نائیجیریا مسلم مشن کانو کی تبلیغی سرگرمیاں

### ایک سوڈانی کا قبولِ اسلام

ڈیلی میل - کانو، مورخہ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۳ء

مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے تقریباً سو سے زائد مسلمانوں نے وہ مذہبی تقریب دیکھی جس میں سینٹا نامی ایک سوڈانی نے عیسائیت کو خیرباد کہکر اسلام قبول کر لیا۔

ان کا قبول اسلام نائیجیریا مسلم مشن کے ڈائرکٹر جناب قاضی عبدالرشید صاحب کے دل میں اتر جانے والے خطبات کا نتیجہ ہے جن کے متعلق سینٹا صاحب فرماتے ہیں کہ انہی خطبات نے اُن میں اسلام کی تحریک پیدا کی اور انہوں نے فوراً حلقہ بگوش اسلام ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

انہوں نے اپنی تبدیلی مذہب یعنی خدائے واحد اللہ اور اس کے برگزیدہ بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا اعلان شہر کانو میں نائیجیریا روڈ پر حاضرین کے درمیان کیا۔

اس اعلان کے فوراً بعد ہی اس مذہبی تقریب میں شمولیت کرنے والے تمام مسلمانوں نے نومسلم کو مبارکباد دی اور گرمجوشی سے انہیں گلے سے لگایا۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس دور میں ملک کے ہر حصہ سے تعلق رکھنے والے بہت سے نائیجیری عیسائیوں نے جناب رشید صاحب موصوف کے خطبات سننے سے عیسائیت کو خیرباد کہکر اسلام قبول کیا ہے۔

### میرا قبولِ اسلام

سوڈانی نومسلم نے اپنے قبول اسلام کی حسب ذیل وجوہ لکھی ہیں:-

"مجھے یہ بتانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی کہ میں بچپن سے اسلام سے متنفر چلا آتا تھا - اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں دین اسلام کے متعلق کچھ جانتا تھا۔ بلکہ بات صرف یہ تھی کہ میرے والدِ محترم ایک کٹر اور متعصب قسم کے عیسائی تھے - جو اپنی آمدنی کا بیشتر حصہ اور زندگی کا قیمتی وقت عیسائیت کی تبلیغ پر صرف کرتے تھے۔

مجھے کسی ایک بھی ایسے آدمی سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا - جو مجھے دین اسلام میں لفظ اللہ کا مفہوم سمجھا سکے۔ سوائے ان پاکستانی (جناب قاضی عبدالرشید صاحب) کے جنہوں نے بغیر کسی خوف اور عیسائیت کو بُرا بھلا کہے ہستی باری تعالٰے کی خوب وضاحت فرمائی۔

ان کے ارشادات کو غور سے سننے کے بعد

مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں اپنا دل اللہ تعالٰے کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر لگا دوں - چنانچہ میں نے بغیر کسی حیل و حجت کے اسلام قبول کر لیا اور اسے اپنی زندگی کا لائحہ عمل قرار دے دیا - صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس میں عبادت صرف خدائے واحد کے لئے ہے اور جو تمام انبیاء کو خدا کے بندے اور رسول قرار دیتا ہے۔ ان انبیاء میں حضرت عیسٰے علیہ السلام بھی شامل ہیں - جو اس دنیا میں صرف یہ پیغام دینے کے لئے تشریف لائے کہ خدا تین نہیں بلکہ صرف ایک ہے - جب عیسائی نماز پڑھتے ہیں تو وہ اپنی عبادت کو براہ راست خدا کے حضور پیش نہیں کرتے بلکہ یسوع مسیح کے وسیلے سے، اور میں نے محسوس کیا کہ میں اسے زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتا۔

بھائی چارے اور یگانگت کے دعاوی صرف گرجوں ہی میں کئے جاتے ہیں - کیونکہ بائبل میں اس کی ہدایت ہے - لیکن روزانہ عملی زندگی میں اس کا ذرہ بھر شائبہ نظر نہیں آتا حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی بھی غریب انسان عیسائیت میں ایک سچا مومن نہیں مانا جاتا - ریاست کے رئیس، بادشاہ اور امیر کبیر لوگوں کو گرجوں میں علیحدہ اور مخصوص جگہ دی جاتی ہے انہیں سب سے اگلی صف میں علیحدہ علیحدہ کرسیاں دی جاتی ہیں - لیکن پھر بھی وہ بائبل کا ایک حرف تک بھی نہیں سنتے اس لئے میں نے محسوس کیا کہ عیسائیت میں چھوٹے بڑے کی تمیز دراصل خود سچائی کو جھٹلانا ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کو صرف اس لئے خدا کا بیٹا قرار دینا کہ انہوں نے پانی کو شراب میں بدل کر خدا کی مخلوق کو پینے کے لئے دیا تاکہ وہ الکوحل سی سی قائل کرنے کے قابل ہو سکیں، کیونکہ ایک شرابی مدہوش انسان کو دھوکہ دینا کوئی بڑی بات نہیں - اس کے علاوہ ایک اور مبالغہ بھی ہے جس کے متعلق عیسائیت کا اقرار کرنے والوں کو نہایت غور سے سوچنا چاہیئے۔

مُردوں میں نئی روح پھونک دینا تو یسوع مسیح کی پیدائش سے قبل بھی ایک عام بات تھی اس قسم کی مبالغہ آرائیوں سے انہیں خواہ مخواہ یہ خاص درجہ نہیں دینا چاہیئے کہ انہیں خدا یا خدا کا بیٹا کہا جائے۔

عیسائیت یہ تعلیم دیتی ہے کہ ہر وہ نئی روح جو جنم لیتی ہے - وہ پیدائشی گناہگار ہوتی ہے - یہ بالکل غلط اور لغو عقیدہ ہے - حضرت ادریسؑ کے متعلق یہ عقیدہ کہ انہیں موت نہیں چھو سکتی کیونکہ انہوں نے خداوند تعالٰے کو خوش کر دیا تھا اور انجیل انہیں خدا کا برگزیدہ اور نہایت ہی محبت قرار دیتی ہے

اس لئے

اس مذہبی اصول کو ماننا اور تبلیغ کرنا نہایت غیر منصفانہ اور حق سے بہت دوری ہے - کہ تمام اولادِ آدم گناہگار ہے - یہ آیت پاک ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام آسمانوں میں بستے ہیں اور خداوند بزرگ و برتر نے اپنے حکم سے انہیں موت سے مبرا قرار دیا ہے - یہ اکیلی ہی مثال جہالت کے اندھیرے میں رہنے والے ان تمام لوگوں کے لئے کافی ہے تاکہ وہ روشنی اور صراط مستقیم دیکھ سکیں -

(عبدالصمد رسالق ڈیوٹی)

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

مینجر

ہفت روزہ پیغام صلح — لاہور — مؤرخہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۶۳ء

# مسلمان کو کافر کہنے والوں کو سزا

نائجیریا کے علاقہ کانو کی خبر ہے کہ وہاں کے چیف الحاج عمرو نے ایک مشہور مسلمان مبلغ ابراہیم ماٹیگورا کو اس بناء پر چھ ماہ قید اور پانچ پونڈ جرمانہ کی سزا دی ہے کہ اس نے اپنے وعظ میں بعض مسلمانوں کو کافر قرار دیا تھا، اور جب اُس سے پوچھا گیا کہ قرآن کریم کی کس آیت سے ان کا کفر ثابت ہوتا ہے تو اس کا کوئی جواب اس سے بن نہ آیا۔

چیف الکالی نے ابراہیم کو سزا دینے کے علاوہ یہ حکم بھی نافذ کیا ہے کہ آئندہ ہر ایسے مبلغ کو جو اس قسم کا فتنہ پیدا کرنے کا مجرم ثابت ہوگا بڑی سے بڑی سزا جس کی قانون میں گنجائش ہو دی جائے گی۔

یہ ایک نہایت مستحسن فعل ہے جو افریقہ جیسے تاریک علاقہ میں عمل میں آیا ہے، ضرورت ہے کہ اس کی پیروی تمام اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان میں کی جائے۔ چیف الکالی ...... نے اچھا کیا کہ اس فتنہ کو شروع ہی میں روک دیا اور زیادہ پھیلنے نہیں دیا۔

افسوس ہے کہ تکفیر کا مرض مسلمانوں کے اندر اس قدر سرایت کر چکا ہے، کہ ذرا ذرا سے اختلاف پر ایک دوسرے کو کافر کہنا اور ہر قسم کا دکھ اور ایذا پہنچانا روا سمجھ لیا گیا ہے، شیعہ اور سُنی، اہل حدیث اور اہلِ قرآن، دیوبندی اور بریلوی، احمدیؒ غیر احمدیؒ کے مابین جو مناقشات اور فسادات آئے دن دیکھنے میں آتے ہیں وہ اسی فتنہ تکفیر کا نتیجہ ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا کہ:۔ اختلاف امتی رحمۃ"، لیکن آج فتنہ پرداز مولویوں کی برکت سے یہ اختلاف امت محمدیہ کے لئے زحمت بن گیا ہے، رحمت یہ اس صورت میں ہو سکتا تھا کہ ایک دوسرے کے خیالات اور اختلافِ آراء کو برداشت کرتے ہوئے ایک دوسرے کی عزت کو ملحوظ رکھتے ہوئے حسن و خوبی کے ساتھ تبادلۂ خیالات کیا جاتا اور ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے سے پرہیز کیا جاتا۔ قرآن کریم نے تو کفار کے ساتھ بھی ایسے احسن طریق سے بحث و مجادلہ کا حکم دیا ہے کہ مخالفین کی دشمنی دوستی میں تبدیل ہو جائے چنانچہ فرمایا ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔ نیکی اور بدی برابر نہیں ہیں۔ بدی کو ایسے احسن طریقہ سے دور کرو کہ وہ شخص تمہارے اور اس کے درمیان دشمنی ہے تمہارا گہرا دوست بن جائے یہ قرآن کریم کا ارشاد ہے لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ گہرے دوستوں سے بھی اختلاف خیالات کی بناء پر اس شدت کا طریق اختیار کرتے ہیں کہ ... باہم سخت ترین دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔

افسوس ہے کہ بار بار سمجھانے اور فتنہ تکفیر کے بدنتائج کھلے طور پر رونما ہونے کے باوجود علمائے کرام اپنے فتنہ انگیز طریق کو بدلنے کے لئے تیار نہیں اس لئے اس کا علاج سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ ملک کے آئین میں ایسی دفعات رکھی جائیں جن میں مسلمانوں کی تکفیر کرنے والوں کو لائق سرزنش قرار دیا جائے۔

اس وقت صرف ایک جماعت ہے جو تکفیر کے جرم سے بچی ہوئی ہے اور وہ جماعت احمدیہ لاہور ہے۔ باوجودیکہ تمام دوسرے فرقے نہ صرف ایک دوسرے کو کافر قرار دے کر فتنہ و فساد کی آگ مشتعل کرتے ہیں بلکہ جماعت احمدیہ لاہور کو بھی اس آگ کی بھٹی میں دھکیلنا چاہتے ہیں، لیکن یہ جماعت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح معنوں میں خاتم النبیین یقین کرتی ہے اور آپؐ کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی سمجھتی ہے۔ اور اس بات کی قائل ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض روحانیت قیامت تک کے لئے جاری ہے جس کی برکت سے اس امت میں ہزاہا اولیا اور مجددین پیدا ہوتے رہے ہیں، جن میں سے ایک چودھویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں، جو فتنہ مسیحیت کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے اور مسیح موعودؑ کہلائے، اور تبلیغ دین کے لئے یہ جماعت پیدا کی، جو چہار اکناف عالم میں اسلام کا نور پھیلانے کے لئے شب و روز منہمک ہے، افسوس ہے اس جماعت کو بھی فتنہ پرداز مولویوں نے نہیں چھوڑا اور اس کی تکفیر سے باز نہیں آئے۔ ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

کیا حکومت پاکستان کا یہ فرض نہیں ہے کہ اس فتنہ کے جو صرف احمدیوں ہی کو نہیں بلکہ تمام اسلامی فرقوں کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے سدباب کے لئے کوئی قانونی تعزیر نافذ کرے جیسی کہ نائجیریا کے چیف نے کی ہے؟ صرف یہی ایک علاج اس فتنہ کو ختم کرنے کا ہے اس کے بغیر اس کے شُوتے پھوٹتے رہ جائیں گے اور ملک کو اپنی لپیٹ میں لے کر تباہی مچاتے رہیں گے۔

---



مستورات کا جلسہ ۲۴ر دسمبر کو ہوگا۔

اور

عام جلسہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ر دسمبر کو ہوگا۔

# پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء کو جلسہ منعقد ہوگا۔ ۲۴ دسمبر بروز منگل مستورات کا جلسہ زیر صدارت بیگم عطاء اللہ احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوگا

پروگرام زنانہ جلسہ حسب معمول مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ہوگا۔ پروگرام علیحدہ شائع کیا گیا ہے۔ اجلاس کے بعد دستکاری کی نمائش ہوگی۔

## ۲۵ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز بدھ

بعد از نماز فجر درس قرآن کریم حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر قوم ایدہ اللہ ۷ بجے تک دیں گے۔
۷ بجے کے بعد چائے مسلم ہائی سکول والے کے پنڈال میں دی جائے گی

### اجلاس اوّل:- زیر صدارت کرنل سیّد بشیر حسین شاہ صاحب

صبح ½۹ بجے سے ½۱۲ بجے تک

تلاوت قرآن کریم و نظم قاری حافظ محمد بوستان صاحب و طلباء - ۱۰ منٹ ۹-۳۰ تا ۹-۴۰
ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ مولوی دوست محمد صاحب ۱۰ " ۹-۴۰ تا ۹-۵۰
افتتاحی تقریر : حضرت امیر قوم ایدہ اللہ ۳۰ " ۹-۵۰ تا ۱۰-۲۰
تنظیم جماعت اور اشاعت اسلام : میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ۲۵ " ۱۰-۲۰ تا ۱۰-۴۵
احمدیت ایک باقی تحریک ہے : الحاج حافظ محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات ۲۵ ۱۰-۴۵ تا ۱۱-۱۰
تقریر - : مرزا مسعود بیگ صاحب ۲۵ ۱۱-۱۰ تا ۱۱-۳۵
نگاہ مرد مومن سے ... : میاں رحیم بخش صاحب ۲۵ " ۱۱-۳۵ تا ۱۲-۰۰
تعلق باللہ : مولانا عبدالمنان صاحب عمر ۳۰ " ۱۲-۰۰ تا ۱۲-۳۰

دوپہر کا کھانا ½۱۲ بجے سے ½۲ بجے تک - نماز ظہر و عصر ½۲ بجے ادا ہوگی

### اجلاس دوم: مسیحیت پر مذاکرہ بعنوان تبلیغ عیسائیت اور ہمارے فرائض

زیر صدارت علامہ علاؤالدین صاحب صدیقی ایم اے ایل ایل بی ایم او ایل صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی - احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ۲ بجے بعد دوپہر سے ½۵ بجے شام تک منعقد ہوگا - جس میں جماعت احمدیہ کے سرکردہ علماء کے علاوہ دیگر مختلف مکاتیب فکر کے علمائے کرام بھی مقالات پڑھیں گے
اس مذاکرہ کا پروگرام علیحدہ شائع ہو رہا ہے۔

نماز مغرب و عشاء : کھانا ۶ بجے سے ۸ بجے شام تک

½۷ بجے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام کالجوں اور سکولوں کے طلباء کی انعامی تقاریر ہوں گی۔
½۷ بجے مجلس معتمدین کا اجلاس احمدیہ ہال میں منعقد ہوگا۔ جس میں جماعت کی توسیع تعمیر اور ترقی کی تجاویز پر غور ہوگا۔

## ۲۶ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز جمعرات

نماز فجر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۷ بجے تک درس قرآن کریم دیں گے۔
۷ بجے کے بعد چائے پنڈال میں دی جائے گی۔

### اجلاس اوّل زیر صدارت خانبہادر غلام ربانی خانصاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ

تلاوت قرآن کریم و نظم : حافظ محمد ادریس صاحب گجرات و طلباء - ۱۰ منٹ ۹-۳۰ تا ۹-۴۰
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس : ملک ظفر اللہ خانصاحب راولپنڈی ۲۰ " ۹-۴۰ تا ۱۰-۰۰
ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ - مولوی دوست محمد صاحب : ۱۰ منٹ ۱۰-۰۰ تا ۱۰-۱۰
سالانہ رپورٹ : میاں فاروق احمد صاحب آنریری جنرل سیکرٹری ۲۰ " ۱۰-۱۰ تا ۱۰-۳۰
حالات حاضرہ میں ہمارا پروگرام - ڈاکٹر اللہ بخش صاحب : ۳۰ " ۱۰-۳۰ تا ۱۱-۰۰
تقریر - - خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب : ۳۰ " ۱۱-۰۰ تا ۱۱-۳۰
ارشادات - - حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ : ایک گھنٹہ ۱۱-۳۰ تا ۱۲-۳۰

کھانا ½۱۲ بجے سے ½۲ بجے تک

نماز ظہر و عصر ½۲ بجے ہوگی

### اجلاس دوم: زیر صدارت - الحاج شیخ میاں محمد صاحب بلزاونز لائل پور

۳ بجے سے ۵ بجے تک

تلاوت قرآن کریم و نظم - - : ۱۰ منٹ ۳ تا ۳-۱۰
زندگی میں کامیابی کا راستہ : میاں احمد رفیق یوسف صاحب ایڈووکیٹ - ۳۰ " ۳-۱۰ تا ۳-۴۰
تقریر - - : مولانا محمد یعقوب خانصاحب : ۴۰ " ۳-۴۰ تا ۴-۲۰
اسلامی ضابطہ حیات کے لئے مؤثر طریق کار - : شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری : ۴۰ " ۴-۲۰ تا ۵-۰۰

نماز مغرب و عشا : کھانا ۶ بجے سے ۸ بجے تک

½۷ بجے اجلاس مجلس معتمدین (مطبوعہ ایجنڈا پیش ہوگا)

## ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز جمعۃ المبارک

نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم ۷ بجے تک
۷ بجے چائے پنڈال میں دی جائے گی

### اجلاس اوّل - زیر صدارت - مولانا محمد یعقوب خانصاحب

تلاوت قرآن کریم و نظم - - : ۱۰ منٹ ۹-۳۰ تا ۹-۴۰
اسلام میں احمدیت کا مقام : شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام : ۲۰ " ۹-۴۰ تا ۱۰-۰۰
تقریر - - : کرنل سعید احمد صاحب : ۳۰ " ۱۰-۰۰ تا ۱۰-۳۰
تقریر - - : الحاج شیخ میاں محمد صاحب بلزاونز : ۳۰ " ۱۰-۳۰ تا ۱۱-۰۰
حضرت مجدد اعظم کی سنہری صدی - : مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب : ۳۰ " ۱۱-۳۰ تا ۱۲-۰۰

کھانا :- ۱۲ بجے سے ½۱ بجے تک

دوسری نشست

خطبہ و نماز جمعہ : از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ :- ½۱ بجے شروع ہوگا۔

ڈاکٹر اللہ بخش مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

# اِسلامی معاشرہ کو کامیاب بنانے اور امن پیدا کرنیکے اُصول

## خدا پرستی۔ ماں باپ اور اقرباء کی خِدمت، یتامےٰ اور مساکین کی خبرگیری کا حکم

## قتل اولاد، زنا، ناحق مال کھانے اور جھوٹی باتیں پھیلانیکی ممانعت

خُطبۂ جمعہ مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وقضیٰ ربک الّا تعبدوا الّا ایاہ وبالوالدین احسانًا۔۔ وآت ذا القربیٰ والمسکین الخ........ ولا تقتلوا اولادکم۔۔ ولا تقربوا الزنیٰ ....... ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ........ ولا تقربوا مال الیتیم۔۔ واوفوا الکیل۔۔ وزنوا بالقسطاس المستقیم..... ولا تقف ما لیس لک بہ علم۔ ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا ——— (بنی اسرائیل) ———

### اسلامی معاشرہ کی بنیاد خدا پرستی پر

ان آیات کریمہ میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے بیان فرمایا ہے کہ ہر قوم، ہر جماعت اور ہر معاشرہ ان اصولوں پر چل کر امن، صلح اور خوبی کے ساتھ زندگی گذار سکتا ہے خدا تعالےٰ نے جماعت معاشرہ اور قوم کی بنیاد خدا پرستی پر رکھی ہے۔ چنانچہ فرمایا وقضیٰ ربک الّا تعبدوا الّا ایاہ۔ خدا تعالےٰ کا یہی فرمان ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے، معاملات زندگی میں اس کے احکام وفرامین کو سامنے رکھا جائے۔

### والدین اور اقرباء کے ساتھ حُسنِ سلوک

پھر فرمایا وبالوالدین احسانًا گھر کا نمونہ اس طرح بیان فرمایا کہ اس میں خدا پرستی ہو، ماں باپ کی عزت وتعظیم ہو، ان کی فرمانبرداری ہو۔ ماں باپ کی تکریم وفرمانبرداری کے بعد فرمایا اقرباء کی بہبود کے لئے ان پر روپیہ صرف کیا جائے۔ فرمایا آت ذا القربیٰ حقہٗ۔ فرمایا تمہارے مال ودولت کے اندر رشتہ داروں کا حق ہے۔ ان کے حقوق کو ادا کرو۔ رشتہ دار محسوس کریں کہ ہمارے اُوپر روپیہ خرچ کرنے والا ہم پر احسان نہیں کر رہا۔ دینے والے کو حکم ہے کہ دے کر احسان نہ جتلائے ولا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذیٰ۔ رشتہ داروں پر روپیہ صرف کرکے احسان نہ جتاؤ، ایسا کرنے سے ان کو دکھ پہنچتا ہے اور روپیہ خرچ کرنے کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ نیکی برباد ہو جاتی ہے۔ احسان جتلا کر ہمدردی کے طور پر روپیہ صرف کرکے یہ نہ کہو کہ ہم نے تمہارے لئے یہ

کیا اور وہ کیا، اور ہم نے مصیبت وابتلاء کے وقت تمہاری دستگیری کی بلکہ تم یقین کرو کہ تمہارے مال کے اندر ان کا حق ہے اقرباء کے حقوق ادا کرنے کے بعد قوم کے بیکسوں کی خبرگیری کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا والمسکین وابن السبیل صرف رشتہ داروں کے لئے ہی نہیں قوم کے اندر مساکین بھی ہوں گے۔ بے آسرا یتیم بھی ہوں گے۔ ان کے علاوہ مسافر بھی ہوں گے ان کے بھی تم پر حقوق ہیں ان سب کو پورا کرو۔

### قتل اولاد کی ممانعت

یہ تو وہ احکام ہیں جن پر چلنا نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ وہ امور جو قوم ومعاشرہ کو تباہ وبرباد کرنے کا موجب ہیں ان کو بھی قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے کہ ان سے بچنا اور پرہیز کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق۔ روپیہ پیسہ کی تنگی کی وجہ سے اولاد کو قتل نہ کرو۔ اولاد آج بھی قتل کی جاتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار دیا جاتا تھا۔ پیدائش کے وقت ان کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ کسی کا خسر یا سالا ہونا بے عزتی خیال کیا جاتا تھا۔ ہندوستان کے اندر راجپوتوں میں بھی ایسی ہی غیرت پائی جاتی تھی، وہ بھی اپنی بچیوں کو مار ڈالتے تھے۔ ایک شخص نے مسلمان ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضور! میرے دل میں ایک خلش ہے۔ ایک دفعہ میں سفر سے واپس آیا۔ میری لڑکی کافی جوان ہو گئی تھی۔ میری غیرت نے گوارا نہ کیا کہ اسکو زندہ رکھا جائے اور میں کسی کا خسر کہلاؤں، چنانچہ میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ بچی کو زیور، لباس وغیرہ پہنا دے تاکہ اسے سیر کرا لاؤں۔ میں اس بچی کو جنگل میں لے گیا۔ گڑھا کھودا اور اس کو اس میں ڈال دیا۔ جب میں اس پر مٹی ڈال رہا تھا اور لڑکی پکارتی تھی۔ ابا جان یہ کیا کر رہے ہو، لیکن میں نے پرواہ نہ کی اور بچی زندہ درگور کر دی گئی۔ اس شخص نے کہا میرے دل میں خلش اب تک باقی ہے۔ اس بات سے مجھے شرم آتی ہے کہ میں نے بیٹی کو مار ڈالا۔

### زنا کے بُرے نتائج اور اس سے بچنے کا حکم

آج یورپ میں بھی بچے تباہ کئے جا رہے ہیں، کیوں، اس لئے کہ وہاں بے حیائی اور بدکاری عام ہے، جس کی وجہ سے عورتیں حمل گرا دیتی ہیں یا بچے ضائع کر دیتی ہیں۔ اس کے سد باب کے لئے حکم ہوا ہے کہ ولا تقربوا الزنیٰ۔ بدکاری کے قریب نہ جاؤ بے حیائی نہ کرو۔ اس سے تباہی اور بربادی پیدا ہوتی ہے۔ قتل ومقاتلہ تک نوبت پہنچتی ہے اور حرام کے بچے پیدا ہوتے ہیں جن کو تلف کیا جاتا ہے اور زندہ رہیں تو عمر بھر ان پر دھبہ لگا رہتا ہے۔ جرمنی، فرانس، انگلستان اور امریکہ کے پولیس افسر اور مجسٹریٹوں نے کتابیں لکھی ہیں کہ اتنے لاکھ ناپاک بچے پیدا ہوئے۔ اتنی تعداد میں ماؤں نے حمل گرائے۔ اسی وجہ سے خدا تعالےٰ نے فرمایا لا تقربوا الزنیٰ۔ بدکاری نہیں کرنا۔ زنا سے نہ صرف اولاد تباہ ہوتی ہے اور بیماریاں جنم لیتی ہیں بلکہ بعض لوگ غیرت وحمیت کی وجہ سے قتل ومقاتلہ کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

### غضِ بصر کا حکم

یہ جس قدر سینما بینی اور عورتوں کی عریانی

ہے۔ یہ سب برائیوں اور بدکاریوں کو جنم دیتی ہیں قرآن کریم نے حکم دیا ہے کہ عورتوں کی طرف آنکھ اٹھا کر مت دیکھو، غضِ بصر اختیار کرو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اونٹنی پر سوار تھے ایک اور ساتھی آپ کے ہمراہ تھا اس نے ایک راہ چلتی عورت کو دیکھا۔ پھر دوسری دفعہ بھی دیکھنے لگا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ پہلی دفعہ تو بلا ارادہ تم نے دیکھ لیا تھا مگر دوسری دفعہ تم نے ارادتاً ایسا کیا ہے یہ ٹھیک نہیں۔

## ناحق قتل کی ممانعت

پھر فرمایا لاتقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔ لوگوں کی بے جا جان مت لو۔ ہندوستان کے راجپوت ہوں یا پنجاب کے جٹ زمیندار۔ وہ اپنے غرور و تمکنت اور امارت کے رعب سے بعض دفعہ اپنے دشمنوں کو قتل کرا دیتے ہیں، اور ان کو مار دینے میں بڑائی سمجھتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ الا بالحق۔ ہاں البتہ اگر کوئی قاتل ہو تو سزا کے طور پر اس کو عدالت میں لے جاؤ اس کا قتل جائز ہوگا۔ ومن قتل مظلوما جو شخص مظلوم قتل کر دیا جائے اس کا قصاص خدا تعالےٰ نے مقرر فرمایا ہے فلا یسرف فی القتل۔ قصاص لینے کے معاملہ میں زیادتی نہ کرو۔

## یتیم کا مال نہ کھاؤ

ولاتقربوا مال الیتیم۔ یتیم و بے نوا کا مال نہ کھاؤ۔ دوسری جگہ فرمایا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ۔

## لین دین اور کاروبار میں عدل و انصاف سے کام لو۔

اوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم۔ لین دین، کاروبار، دوکانداری، تاجری اور سوداگری میں عدل و انصاف سے کام لو پورا تولو اور پورا دو۔ اس زمانہ میں یہ بہت بڑا مرض ہے۔ اور تقسیم ملک کے بعد یہ مرض ہندوستان اور پاکستان میں اور زیادہ پھیل گیا ہے۔ قرآن کریم نے ان امراض کو بیان فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کا علاج بھی تجویز کیا ہے۔

## دوسروں کے متعلق غلط باتیں نہ پھیلاؤ

ایک اور بات سے بچنے کا حکم دیا ہے ہر زبان اور قلم سے جھوٹ اور افتراء کا شائع کرنا نہایت نقصان دہ ہے ایسا کرنے سے پرہیز کرنے کا حکم دیا ولاتقف مالیس لک بہ علم اس بات کے بارے میں مت زبان کھولو جس کا تمہیں علم نہیں ہے اس سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا تم کانوں سے بُری باتیں سنتے ہو اور آنکھوں سے بُرے نظارے دیکھتے ہو یہ تمہارے اعمال سب ریکارڈ کئے جا رہے ہیں کہ تم نے کیا سُنا۔ کیا دیکھا اور دل میں کیا کیا منصوبہ بازیاں سوچیں اس بارہ میں کان اور آنکھ کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ اُن سے کیا کام لیا گیا ہے لیکن کان اور آنکھ بذات خود کام نہیں کرتیں ان کا مرکز دل اور قلب ہے کان نہیں سنتا۔ دل سنتا ہے۔ آنکھ نہیں دیکھتی۔ دل دیکھتا ہے سمع اور بصر کا سرچشمہ قلب ہے اسکو پاکیزہ بنانے کے لئے توجہ دلائی ہے قلب کے اندر طہارت و تقویٰ پیدا کرو تاکہ زبان۔ آنکھ کان اور ہاتھ پاؤں پر اس کا اثر نظر آئے۔

## معاشرہ کو کامیاب بنانے کے اصول

خدا تعالےٰ نے معاشرہ کو کامیاب بنانے کے لئے اور معاشرہ میں امن قائم کرنے کے لئے مختصراً تمام ضروری امور کا ذکر فرما دیا ہے۔ اگر کوئی قوم، امن، صلح اور خوبی کے ساتھ رہنا اور ترقی کرنا چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ خدا پرستی اختیار کرے۔ اور اس کے دل کے اندر جذبہ ہو کہ میں نے اپنے لئے زندہ نہیں رہنا۔ بلکہ میرا جینا اس لئے ہے کہ ماں باپ کی خدمتگزاری نصیب ہو۔ اقربا کی ہمدردی و بہبود کے لئے جدوجہد کرنا نصیب ہو، قوم کے ضعیف حصہ کی خبرگیری کرنا نصیب ہو۔ اور ان تمام عیوب سے بچنا نصیب ہو جو قوم میں فساد پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔

## قرآن کامل دستور العمل ہے

یہ کتاب یعنی قرآن کریم کامل دستور العمل ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی زمینی یا آسمانی کتاب نہیں جو کامل دستور العمل پیش کرے اور جس میں قوم کے لئے کامل ضابطۂ حیات مرتب کیا گیا ہو۔ کاش ہر مسلمان جو کلمہ پڑھتا ہے۔ وہ فکر کرے۔ کہ میرے اعمال قرآن کریم کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اور میرے افعال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہیں یا نہیں اس پر غور کرے اور سوچے اگر اس کے اعمال ایسے نہیں ہیں تو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے۔

## نبی کریم صلعم کے احسانات کو یاد کر کے آپؐ پر درود بھیجو

اس بات کو سامنے رکھو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم انسانوں پر کس قدر رحم فرمایا اور ہماری زندگی کو کس قدر سنوارا۔ اور گھروں میں کس قدر برکت پیدا کی۔ اور قوم اور معاشرہ کو کس قدر پاکیزہ اور مطہر بنایا۔ اس جذبہ کو سامنے رکھ کر تہ دل سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا چاہیئے۔

اللھم صل علےٰ سیدنا محمد و علےٰ اٰل سیدنا محمد کما صلیت علےٰ ابراھیم و علےٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علےٰ سیدنا محمد و علےٰ اٰل سیدنا محمد کما بارکت علےٰ ابراھیم و علےٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔

---

## دفاع پاکستان (بسلسلہ ص۱۱)

کر لیتا ہے۔

### ۳۔ ملکی تحفظ میں فوج کا کردار

ہر طالب علم کو فوج کے متعلق معلومات فراہم کی جائیں۔ کیونکہ یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ کئی تعلیم یافتہ شہری جونیئر کمشنڈ افسر اور سپاہی میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اسی طرح فوجیوں کو اتوار کے دن ٹوپیاں پہنے ہوئے اور قمیص اور شلوار میں ملبوس دیکھا جاتا ہے تو اُن کے متعلق یہ رائے قائم کر لی جاتی ہے کہ وہ گورنمنٹ کے معمولی ملازم ہیں جو قلیل تنخواہ پر فوجی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، حالانکہ فوجی ہی ملک و قوم کا سرمایہ ہیں جن کی بدولت ملک کا تحفظ قائم ہے۔

### ۴۔ غیرت قومی

ہر طالب علم کو گذشتہ واقعات یاد دلائے جائیں جب ہندوؤں اور سکھوں نے تقسیم ملک کے وقت مسلمانوں پر ظلم ڈھائے تھے ان کی عزت پر ڈاکہ ڈالا گیا تھا۔ اور ان کے جسموں کو نیزوں سے چھلنی کیا گیا تھا اور مسلمان عورتوں کی آبرو ریزی کی گئی تھی۔

### ۵۔ بارڈر پر بھارتی جھڑپیں

بھارت کی ان جارحانہ کارروائیوں سے واقف کیا جائے جو آئے دن بارڈر پر رونما ہوتی رہتی ہیں اور بھارت ہمیشہ حد بندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتا رہتا ہے۔

### ۶۔ متمول حضرات سے اپیل

طلباء اور عوام کو چاہیئے کہ وہ دولت مند طبقے سے اپیل کریں کہ وہ اپنے سرمایہ کا کچھ حصہ ملک کے تحفظ کے لئے وقف کر دیں، کیونکہ خدا نخواستہ ملک ہی نہ رہا تو ان کی دولت کی کیا حقیقت ہے؟

مذکورہ بالا مسائل ہمارے لئے نہایت توجہ طلب ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے ملک کو اندرونی اور بیرونی خطرات سے نجات دلائی جائے اور اگر کوئی اندرون ملک میں قوم کا غدار ہو تو

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

## ایلی ایلی لما سبقتانی ایلی اوس

## کہنے کے دوسرے مواقع

### گذشتہ قسط کا خلاصہ

گذشتہ قسط میں بتلایا جا چکا ہے کہ جس وقت الہام ایلی ایلی لما سبقتانی ایلی اوس حضور پر نازل ہوا اس وقت دشمنی اور مخالفت کا نام و نشان نہ تھا بلکہ بالعموم مسلمان حضور کو بڑی عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے اور حضور کو حامیٔ دین متین یقین کرتے تھے۔ لیکن الہام کے الفاظ بتلا رہے تھے کہ ایسا وقت آنے والا ہے کہ مخالفت اس قدر شدت اختیار کر جائے گی۔ اور لوگ ایذا رسانی کو اس انتہا تک پہنچا دیں گے کہ حضور کو اللہ تعالیٰ کے حضور ان کے ظلم و ستم کے خلاف فریاد کرنی پڑے گی، اور متی نصر اللہ کا نعرہ بلند کرنا پڑے گا اور پھر الفاظ "ایلی اوس" میں جس معیت کا وعدہ خدا کی طرف سے دیا گیا تھا۔ اس کا ظہور ہونا شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ قریباً نو سال بعد یہ الہام لفظ بلفظ پورا ہو جاتا ہے۔ نو سال بعد حضور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسیح موعود اور مہدی معہود کا دعویٰ کرتے ہیں، اس دعویٰ کے ساتھ ہی ہندوستان کے ایک کونے سے لیکر دوسرے کونے تک مخالفت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے جس کے شعلے مکہ اور مدینہ تک بھی پہنچ جاتے ہیں، اور وہاں سے تکفیر کی شکل میں ہندوستان کیطرف واپس لوٹتے ہیں جنہوں نے جلتی پر تیل کا کام کیا، اگر حضور کا دعوےٰ مسیحیت و مہدویت اور مامور من اللہ ہونے کا خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور حضور اپنے اس دعوے میں صادق نہ ہوتے تو مخالفت کی یہ آگ حضور کو آن کی آن میں بھسم کر کے رکھ دیتی اور کفر کے فتوؤں کے تیر حضور کو چھلنی چھلنی کر دیتے اور اس قدر تباہی آپ پر نازل ہوتی کہ دنیا سے آپ کا نام و نشان ہی مٹ جاتا لیکن ہوا اس کے بالکل الٹ جیسا کہ میں گذشتہ قسط میں واضح کر چکا ہوں کہ

حضور کی اس دعا کے بعد جو مشابہ تھی اس دعا کے جو حضور کے آقا و مطاع حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے باغ میں کی تھی علماء کے کفر کے فتووں کا وہ اثر جو عوام کے دلوں میں بغض و عناد اور تنفر کی شکل میں پیدا ہو چکا تھا تصرف الٰہی کے ماتحت خود بخود آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو گیا اور لوگوں کی توجہ حضور کی طرف منعطف ہونی شروع ہو گئی اور بیعت کنندگان کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔

### مخالفین کا رویہ کیا ہونا چاہیئے تھا

اس تائید الٰہی کو دیکھ کر ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ علماء اپنی غلطی کو محسوس کرتے اور سمجھ لیتے کہ اس شخص کا دعوےٰ فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہی ہے ورنہ ہماری طرح خدا بھی اپنی نصرت اس کے شامل حال کرنے کی بجائے اس کو دھتکار دیتا اور اسکو مذموم اور مخذول بناتے ہوئے اپنے عذاب شدید کا نشانہ بنا دیتا نہ کہ اس کی تائید کے لئے آسمان سے فرشتوں کی فوجوں کی فوجیں اتار کر لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف مائل کر دیتا اور اس کے نو سال قبل کے الہام "ایلی اوس" کو عملی شکل دے کر پورا کر کے اس کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دیتا۔ مگر افسوس کہ علماء نے اس واضح تائید الٰہی سے فائدہ نہ اٹھایا اور نو سال قبل کے الہاموں کی صداقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی اپنی آنکھیں بند کر لیں، بلکہ خود اپنے ہاتھوں سے ان الہاموں کو پورا کرنے کا ذریعہ بن گئے۔

### کیا پھر الہام الٰہی کو پورا کرنے کا ذریعہ بنے۔

اگر یہ مخالفین مخالفت کی آگ بھڑکا کر لوگوں کو حضور سے بد دل کرنے کی کوشش نہ کرتے تو ایلی ایلی لما سبقتانی کا الہام کس طرح پورا ہوتا اور الہام کے الفاظ "ایلی اوس" کے ماتحت لوگ خدا کی معیت کے ثبوت کا نظارہ کس طرح کرتے۔ کاش برقی صاحب اور ان کے ہمنوا دوست اب بھی اپنی آنکھیں کھولیں اور بجائے ایسے الہاموں کو مہمل قرار دینے کے یہ دیکھیں کہ کس طرح نو سال کے بعد الہامات کا ایک ایک لفظ پورا ہو کر اس بات کا ثبوت بہم پہنچا رہا ہے کہ فی الحقیقت الہام کے الفاظ خدا کی طرف سے ہی تھے جو عالم الغیب ہونے کی وجہ سے اچھی طرح جانتا تھا کہ میرے اس بندہ پر ایسے اوقات آئیں گے کہ اس کی روح ایلی ایلی لما سبقتانی کہتی ہوئی میرے حضور مدد کے لئے گڑگڑائے گی اور پھر میری مدد میرے وعدہ الا ان نصر اللہ قریب کے مطابق اس کے شامل حال ہو جائیگی

### مخالفین کے لئے لمحۂ فکریہ

خدارا غور کرو کہ کیا حضرت مرزا صاحب کی طاقت میں ایسے حالات پیدا کرنا تھا جو انہیں ایلی ایلی لما سبقتانی کی صدا بلند کرنے پر مجبور کرتے کئی مدعی دنیا میں پیدا ہوتے ہیں جن کی طرف لوگ توجہ بھی نہیں کرتے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے ساتھ ہی طوفان بے تمیزی اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور کوئی حربہ نہیں جو ان کی بیخکنی کے لئے استعمال میں نہیں لایا جاتا اور کوئی وار نہیں جو اسکو نیست و نابود کرنے کے لئے نہیں کیا جاتا مگر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر حربہ کند ثابت ہوتا ہے اور ہر وار بجائے ان کو ختم کرنے کے ان کو ہی آگے بڑھانے کا موجب بن جاتا ہے اور ہر وار میں دشمنوں کو خود ہی ناکام و نامراد ہو کر پسپا ہونا پڑتا ہے۔ اس سے بڑھ کر حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے، کاش کوئی غور کرنے والا ہو۔

### مخالفین کا دوسرا وار اور اس کا نتیجہ

دشمنوں نے جب اپنے تکفیر کے وار کو بالکل بے کار پایا اور دیکھا کہ یہ تو لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کی طرف جانے سے روکنے میں بری طرح ناکام ہوا ہے تو انہوں نے مقدمات میں پھنسا کر حضور کو ذلیل کرنے کی کوشش کی اور سنگین سے سنگین مقدمات حضور کے خلاف کھڑے کر کے عدالتوں سے سزا دلوانے کی تجویز سوچی تاکہ کم از کم یہ سزا یافتہ ہو کر ہی لوگوں کی نظروں میں گر جائیں، اور سزا یافتہ ہونے کی ذلت کا داغ ہی ان کی طرف لوگوں کی توجہ کے کم کر دینے کا موجب بن جائے

لیکن اُن کا یہ وار بھی خالی جاتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں فرمایا ہوا ہے وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین اور ادھر اللہ تعالیٰ حضرت مرزا صاحب کو اول المؤمنین کا خطاب دے چکا ہے پھر کس طرح وہ ذلت کا شکار ہو سکتے تھے اس لئے ان کی تمام کوششوں کا یہی نتیجہ نکلا اور یہی نکلنا چاہیئے تھا کہ ہر مقدمہ میں ان مخالفین کو ہی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور حضرت مرزا صاحب عزت کا سہرا سر پر باندھے کامیابی اور کامرانی کے ساتھ ان مقدمات میں بری ہوتے رہے۔ یہ ناکامیاں بھی ان کی آنکھیں کھولنے میں کامیاب نہ ہوئیں۔ کاش ان واقعات پر نظر ڈال کر برقی صاحب جیسے معترض ہی فائدہ اُٹھائیں اور بجائے بغض و عناد کا مظاہرہ کرنے کے خدا کے مامور کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر خدا کی خوشنودی کو حاصل کرنے کی سعی میں مشغول ہو جائیں۔

## تازہ الہامات اور کامیابی کی بشارتیں

یہ عجیب بات ہے کہ نو سال قبل کے الہاموں کے علاوہ اللہ تعالیٰ ہر مقدمہ میں تازہ الہاموں کے ذریعہ بھی حضور کی کامیابی اور مخالفین کی ناکامی کی بشارتوں کو دوہراتا رہتا تھا۔ یہ دیکھتے ہوئے دیکھ کر ہی ان مخالفین کے دل نرمی اختیار کریں اور اپنی کوششوں کا رُخ ہدایت یافتہ ہونے کی طرف پھیر دیں۔

## ایک خاص مقدمہ کا ذکر

اکثر مقدمات کا ذکر تو گذشتہ اقساط میں آ چکا ہے۔ اس وقت میں صرف ایک مقدمہ کے ذکر پر ہی اکتفا کروں گا جو سب سے زیادہ سنگین تھا کیونکہ اس میں اقدام قتل کا الزام لگایا گیا تھا اور اسکو کامیاب بنانے کے لئے ہندوستان کی تینوں بڑی قومیں متحد ہو گئی تھیں یعنے عیسائی، ہندو اور مسلمان۔

جو شخص بھی تعصب اور عناد کی پٹی آنکھوں سے اتار کر اس مقدمہ کے واقعات پر نظر ڈالے گا تو وہ اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے گا کہ اس مقدمہ میں حضرت مرزا صاحب کا سزا سے بچ جانا بظاہر بالکل محال تھا کیونکہ اس مقدمہ میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف مواد اس قدر جمع کر لیا گیا تھا کہ وہ سزا دلوانے کے لئے کافی سے بھی زیادہ تھا اور اس کی کڑیوں کو آپس میں اس ترتیب سے جوڑا گیا تھا کہ مجسٹریٹ بھی الزام کو سچا سمجھنے پر مجبور ہو جاتے چنانچہ مستغیث ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک جو ایک پادری تھا اور اس کے گواہ عبدالحمید کے بیانات سننے کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کو یقین ہو گیا کہ الزام سچا ہے جیسا کہ اس کے اس حکم سے ثابت ہوتا ہے جو اس نے دونوں بیانات سننے کے بعد جاری کیا اس کے الفاظ یہ ہیں۔

## حکم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر

"عبدالحمید اور ڈاکٹر کلارک کے بیانات ظاہر کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے عبدالحمید کو ڈاکٹر کلارک ساکن امرتسر کے قتل کرنے کی ترغیب دی اس بات کے یقین کرنے کے لئے وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد مذکور نقص امن کا مرتکب ہو گا یا کوئی قابل گرفت فعل کرے گا جو باعث نقص امن اس ضلع میں ہو گا۔ اس بات کی خواہش کی گئی ہے کہ اس سے حفظ امن کے لئے ضمانت طلب کی جائے واقعات اس قسم کے ہیں کہ جس سے اس کی گرفتاری کے لئے وارنٹ کا شائع کرنا زیر دفعہ ۱۱۴ ضابطہ فوجداری ضروری معلوم ہوتا ہے لہذا میں اس کی گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری کرتا ہوں اور اسکو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ آ کر بیان کرے کہ کیوں زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری حفظ امن کے لئے ایک سال کے واسطے بیس ہزار روپیہ کا مچلکہ اور بیس ہزار روپے کی دو الگ الگ ضمانتیں نہ لی جائیں۔

دستخط اے ای مارٹینو۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر۔ یکم اگست ۱۸۹۷ء

## غزوۂ احزاب سے مماثلت

پیشتر اس کے کہ میں مقدمہ کی تفصیلات پیش کروں اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کر دینا خالی از فائدہ نہ ہو گا کہ یہ مقدمہ غزوۂ احزاب کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جو حضور کے آقا حضرت نبی کریم صلعم اور آنحضور صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیش آیا تھا وہاں بھی اس وقت کے جس قدر مخالف اسلام کی بیخکنی کے لئے متحد ہو سکتے تھے متحد ہو گئے تھے اور اس مقدمہ میں بھی ہندوستان کی تینوں قومیں ہندو، مسلمان، عیسائی آنحضرت صلعم کے غلام مسیح موعود کی بیخ کنی کے لئے متحد ہو گئی تھیں اور اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہاں بھی دشمنان اسلام کے مدنظر اسلام کی بیخکنی ہی تھی کیونکہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت تو خالص اسلام کی عظمت کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے ہی تھی اور حضور کا مشن اتنا ہی تھا کہ اسلام کے درخشاں چہرے پر سے پردہ اُٹھا کر اس کی روشنی سے دشمنوں کی آنکھوں کو چکا چوند کر دیں اور ان کے مذاہب باطلہ پر اس کی برتری کو براہین ساطع اور خدائی نشانوں سے ثابت کر دیں چنانچہ اس غرض کے لئے اگر حضور نے ایک طرف اسلام کی تائید میں نشان پر نشان دکھلائے اور دلائل پر دلائل پیش کئے تو دوسری طرف دیگر تمام مذاہب باطلہ پر ایسے شدید اور مؤثر حملے کئے کہ قرآن کریم کے الفاظ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق ولکم الویل مما تصفون کے پورا ہونے کا نظارہ دنیا نے دوبارہ دیکھ لیا اس لئے ہر مذہب کے پیروؤں کی دلی تمنا یہی تھی کہ کسی طرح یہ حامیٔ دین متین درمیان سے اُٹھ جائے تو ہم پھر پہلے کی طرح اسلام پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دیں کیونکہ دوسرے مسلمان تو ان کے حملوں کی تاب لانے کے قابل ہی نہ تھے اور اس بات کو یہ لوگ حضرت مرزا صاحب کے ظہور سے قبل اچھی طرح مشاہدہ کر چکے تھے اس لئے ان سب کا متحد ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہ تھی اگر اس اتحاد ثلاثہ میں کوئی بات قابل تعجب تھی تو وہ مسلمانوں کے نمائندہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی شرکت تھی اس کا شریک ہونا محض حضرت مرزا صاحب کی شدید دشمنی کے بناء پر تھا دشمنی کے اس جذبہ سے مغلوب ہو کر اس کو اس بات پر غور کرنے کی بھی توفیق نہ ملی کہ حضرت مرزا صاحب کی بیخکنی میں اسلام کو کس قدر نقصان پہنچے گا۔ پس مشابہت کا ایک پہلو تو یہی ظاہر ہوا کہ جنگ احزاب کی طرح یہاں بھی تمام قومیں متحد ہو گئیں۔

## دوسری مشابہت

یہ ثابت ہوتی کہ جس طرح جنگ احزاب میں حملہ آور قبیلوں کی تعداد کو دیکھ کر دشمنان اسلام نے یقین کر لیا تھا کہ اب اسلام کا خاتمہ یقینی ہے اسی طرح اس مقدمہ کو کامیاب بنانے کی کوشش میں ساری قوموں کے اتحاد نے حضور کے مخالفین کو یقین دلایا تھا کہ یہ وار خالی نہیں جائے گا بلکہ حضرت مرزا صاحب کا خاتمہ کر کے ہی رہے گا۔

## تیسری مشابہت

یہ تھی کہ جس طرح وہاں اس حملہ کی شدت کو ملاحظہ کر کے مسلمانوں کی جو حالت ہوئی جس کا نقشہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے ھنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالاً شدیداً ایسی ہی حالت احمدیوں پر بھی وارد ہوئی۔ ہر ذی شعور آدمی قیاس کر سکتا ہے کہ وارنٹ جاری ہونے کی خبر نے احمدیوں کے دلوں پر کیا اثر کیا ہو گا مگر حضور کے اطمینان قلب کی یہ حالت تھی کہ جب حضور کو وارنٹ کے جاری ہونے کی اطلاع دی گئی تو حضور نے بڑے اطمینان سے فرمایا کہ اگر خدا کی رضا ہتھکڑیاں پہننے میں ہی ہے تو مومن کے لئے اس سے بڑھ کر کیا خوشی ہو سکتی ہے چنانچہ حضور کا ایک الہام حضور کے دل کی اس کیفیت کو بیان کر رہا ہے۔

"صادق آں باشد کہ در ایام بلا
مے گذارد با محبت با وفا
گر قضا را عاشقے گردد اسیر
بوسد آں زنجیر را کز آشنا"

پھر آپ کو الہام ہوا:-

"اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے"

جس میں بشارت دی گئی کہ دشمن تجھے بیڑیاں ڈلوانا چاہتا ہے لیکن ان بیڑیوں کو ہم پکڑ لیں گے اور تیری مدد کو پہنچ جائیں گے دشمن بیڑیوں کو لانے میں کامیاب نہیں ہو گا۔

چنانچہ حضور کے الہام نے اپنی شان دکھلائی کہ وہ وارنٹ ہی گم ہو گیا اور حضرت مرزا صاحب تک پہنچنے ہی نہ پایا اور حضور کے دشمن جو حضور کو ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے دیکھنے کے متمنی تھے اور ہر روز امرتسر کے اسٹیشن پر اس نظارہ سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پہنچ جاتے تھے وہ ناکامی کی تلخیوں اور حسرتوں کو اپنی جھولیوں میں ڈالے ہوئے واپس آتے تھے دریائے حیرت میں غرق تھے کہ وارنٹ جاری ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا ہے اس کی تعمیل اس وقت تک کیوں نہیں ہوئی ان کو کیا معلوم کہ خدا اپنے بندوں کو جب اپنی حفاظت کا وعدہ دیتا ہے جیسا کہ اس نے حضرت مرزا صاحب کو دیا ہوا تھا تو وہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے اس کے لشکر بے شمار ہیں

وما یعلم جنود ربک الا ھو انسانوں کی کیا مجال کہ وہ اس کے ارادہ میں روک بن سکیں جب ہر چیز اس کے تصرف کے ماتحت ہے تو وارنٹ کیا حیثیت رکھتا ہے کہ آس کے تصرف سے باہر ہو جاتے چنانچہ ادھر وارنٹ غائب ہو جاتا ہے اور ادھر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو سمجھ آ جاتی ہے کہ وارنٹ کا جاری کرنا اس کے اختیار سے باہر تھا چنانچہ ۷ ۔ اگست کو یعنی پورے ایک ہفتہ بعد وہ مندرجہ ذیل حکم لکھتا ہے:-

"میں نے وارنٹ کا جاری کرنا روک دیا ہے کیونکہ یہ مقدمہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ ... ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے پاس کارروائی کے لئے بھیجا جاوے۔

دستخط اے ای مارٹینو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۔ ۷ اگست ۱۸۹۷ء"

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو پہلے اپنے اختیارات کا علم نہ ہونا اس نشان کی شان کو دوبالا کرنے کے لئے ہی تھا اور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے تھا کہ خدا کس قدر بے انتہا قدرتوں کا مالک ہے اور یہ کہ اس کا اپنے خاص بندوں کے ساتھ کیسا سلوک ہوتا ہے ورنہ عام طور پر وارنٹ گم نہیں ہوا کرتے۔

وارنٹ کو گم کرانے کے بعد اللہ تعالے کا دوسرا تصرف یہ ہوا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے دل کو اللہ تعالے نے اس طرف پھیر دیا کہ وہ بجائے وارنٹ کے عام سمن کے ذریعہ حضور کو طلب کرے حالانکہ مسل مقدمہ تو وہی تھی جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کے سامنے تھی جس کی بناء پر اس نے وارنٹ جاری کئے تھے۔

## چوتھی مشابہت

یہ تھی کہ جس طرح اسلام کے اس وقت کے دشمن ناکام و نامراد لوٹے تھے قرآن کریم نے ان کے خائب و خاسر ہونے کا نقشہ حسب ذیل الفاظ میں کھینچا ہے:-

ورد اللہ الذین کفروا بغیظھم لم ینالوا خیراً وکفی اللہ المؤمنین القتال وکان اللہ قویاً عزیزاً

یعنے خدا تعالے کی قدرت سے یہ دشمن اپنے دلوں میں غیظ و غضب کو لئے ہوئے ہی واپس لوٹے اور اس حملہ سے ان کو کوئی بھی فائدہ نہ پہنچا اور خدا مومنوں کے لئے اس جنگ میں کافی ہو گیا کیونکہ خدا اس قدر قوت کا مالک ہے کہ اسکو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا۔

اسی طرح اس مقدمہ میں بھی تمام اتحادی ناکام و نامراد رہے اور حضرت مرزا صاحب کا بال بھی بیکا نہ کر سکے ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا دیکھنے کی بجائے جب انہوں نے عدالت میں حضور کو عزت کے ساتھ کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہو گا تو اُن کے دل پر جو کچھ گذری ہو گی اس کا اندازہ ہر عقلمند خود ہی کر سکتا ہے۔ یاد رہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے خود حضور کو بیٹھنے کے لئے کرسی دی تھی۔

## ایک پُرانے الہام کا پُورا ہونا

اس مقدمہ نے حضور کے ایک پرانے الہام یعنی ۱۸۸۳ء کے مندرجہ ذیل الہام کو نمایاں طور پر پورا کر دکھایا اس الہام کے الفاظ یہ ہیں:-

"فاردت ان استخلف فخلقت آدم ... لہ لعنۃ اللہ ... میں طاقت بالا بس کو پکڑ کر لے گئی یہودا اسکریوطی"

یہ الہام وضاحت کے ساتھ بتلاتا ہے کہ دو آدمی حضور کا ساتھ چھوڑ جائیں گے اور اسپیے دو آدمی کوئی معمولی تو ہو نہیں سکتے الہام نے ان کے مائدہ کا ذکر کیا ہے تو کوئی خصوصیت تو ان میں ہو گی جس کی وجہ سے ان کو قابل ذکر سمجھا گیا چنانچہ دو آدمی ہم کو ایسے نظر آتے ہیں جنہوں نے حضور کو حضور کے دعوے مسیحیت سے قبل بڑی خدمت کی تھی ایک ان میں سے میر عباس علی صاحب لدھیانوی تھے اور دوسر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تھے مقدم الذکر نے تو حضور کی کتاب براہین احمدیہ کے فروخت کرنے میں بڑی ہمت دکھلائی تھی اور مؤخر الذکر نے حضور کی کتاب براہین احمدیہ پر شاندار ریویو کر کے حضور کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے تھے ان دونوں کی خدمتیں اپنی اپنی جگہ بڑی قابل قدر تھیں اس کے علاوہ ان دونوں کو حضور کے ساتھ بڑا اخلاص بھی تھا مگر جونہی حضرت اقدس نے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا ان دونوں نے نہ صرف ساتھ چھوڑ دیا بلکہ پکّے دشمن بن گئے مقدم الذکر نے تو خالی دشمن بننے پر ہی اکتفا کیا لیکن مؤخر الذکر نے علاوہ دشمنی کے اظہار کے مختلف طریقے اختیار کرکے وہ پارٹ بھی ادا کیا جس کا تعلق اس خاص مقدمہ سے ہے الہام کے الفاظ اپنے اندر ایسا غیب رکھتے ہیں جس کی طرف کسی انسان کا ذہن جا ہی نہیں سکتا تھا اور نہ ہی کسی کے وہم و گمان میں وہ غیب آ سکتا تھا۔ پورے بیس سال کے بعد وہ غیب کی خبر پوری ہوتی ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ دو شخصوں کے ارتداد کے ذکر کے بعد الہام حضرت مرزا صاحب کے متعلق تو یہ بتلاتا ہے کہ ان کو تو خدا تعالے کی طرف سے جنت عطا کی گئی اور باوجود ان دونوں کے ارتداد کے خدا تعالے حضور کو بلند مقام کی طرف کھینچ کر لے گیا۔ اس سے بلند مقام اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالے نے حضور کو مسیح موعود اور مہدی معہود کی پیشگوئی کا مصداق بنا دیا اور اسلام کی عظیم الشان خدمت سرانجام دینے کی حضور کو توفیق عطا فرمائی، حضور کی اس شان کا ذکر کرنے کے بعد الہام میں لفظ یہودا اسکریوطی استعمال کیا گیا ہے اب کون نہیں جانتا کہ یہودا اسکریوطی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک تھا جو اپنے پرانے اخلاص کا اظہار کیا کرتا تھا لیکن یہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو پکڑوا دیا اور سزا کے لئے گورنمنٹ کے حوالہ کروا دیا گویا الہام اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ حضور بھی مسیح ہونے کا دعوے کریں گے اور حضور کے ان دونوں مخلصین میں سے ایک یہودا اسکریوطی کا پارٹ بھی ادا کریگا یعنے وہ بھی حضور کو گورنمنٹ سے سزا دلوانے کی کوشش کرے گا جس طرح یہودا اسکریوطی نے کی تھی۔ چنانچہ اس مقدمہ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے پوری کوشش کی کہ حضور کے خلاف اقدام قتل کا الزام ثابت ہو جائے اور حضور سزایاب ہو جائیں اس پارٹ کو ادا کر کے اس نے حضور کے اس الہام کی صداقت کو ایسی صفائی سے ثابت کیا ہے کہ کسی ہوشمند انسان کو انکار کی گنجائش نہیں ہو سکتی جس طرح یہودا اسکریوطی اپنے مقصد میں ناکام رہا بسبب حضرت مسیح صلیبی موت کا شکار ہونے سے بچ گئے اسی طرح یہاں بھی مولوی محمد حسین صاحب اپنے مقصد میں بری طرح ناکام ہوئے چنانچہ حضور باوجود اس کی مخالفانہ شہادت کے سزایاب ہونے سے محفوظ ہو گئے بلکہ خود مولوی محمد حسین صاحب

کہ اس مقدمہ میں کئی قسم کی ذلت اُٹھانی پڑی حضرت مرزا صاحب کو کرسی پر بیٹھے دیکھ کر انہوں نے بھی کرسی طلب کی جس پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے جھڑکیاں کھانی پڑیں باہر برآمدہ میں کرسی پر جا بیٹھے تو چپڑاسی نے وہاں سے بھی اُٹھا دیا باہر کسی کی چادر پر جا بیٹھے تو اس شخص نے جھڑک کر چادر نیچے سے کھینچ لی اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے ان کے خلاف بڑے سخت ریمارکس بھی لکھے اور ان کی شہادت کو کوئی وقعت نہ دی اور یہ لکھ کر اسکو نظرانداز کر دیا کہ یہ شخص مرزا صاحب کا سخت دشمن معلوم ہوتا ہے۔

## ڈاکٹر کلارک اور گواہوں کی شہادت اور مقدمہ کی سنگینی

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے بھی اپنے بیان میں اس بات پر زور دیا کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے قتل کی پیشگوئی کی ہوئی ہے اور یہ بات اس شخص کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ یہ اپنی پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے اس قسم کا اقدام کر لیتا ہے چنانچہ عبداللہ آتھم پر بھی حملے ہوئے مگر اس کی حفاظت کا خاص انتظام کیا گیا تھا جس سے وہ بچ گیا اور لیکھرام کا قتل بھی اسی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اب میرے قتل سے اسکو موقعہ مل جائے گا کہ اپنی پیشگوئی کی سچائی کا ڈھنڈورا پیٹے چنانچہ عبدالحمید کو اس نے میرے پاس اسی غرض کے لئے بھیجا ہے اس کا اپنا بیان جو اس نے کئی شخصوں کے سامنے خود ہی اپنی مرضی سے لکھا ہے پیش کرتا ہوں۔

عبدالحمید کے بیان کا خلاصہ بھی یہی تھا کہ میں مرزا صاحب کا مرید تھا اور قادیان میں ان کے پاس رہا وہ مجھ سے بڑی محبت کرتے تھے ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا کہ ایک ضروری کام ہے کرو گے میں نے ہاں میں جواب دیا انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کو امرتسر جا کر قتل کر آؤ جب وہ سویا ہوا ہو تو پتھر سے اس کا سر کچل دو پھر بھاگ کر میرے پاس آ جانا میں تمہیں بچا لوں گا یہ بڑے ثواب کا کام ہے وغیرہ وغیرہ میں اس پر راضی ہو گیا لیکن جب میں نے امرتسر آ کر ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کی تو میں نے ان کو بڑا شریف انسان پایا اور اس بنا پر میں نے اپنا ارادہ قتل ترک کر دیا اور ڈاکٹر صاحب کو اصل حالات سے آگاہ کر دیا ایسی ہی شہادت دوسرے گواہوں نے بھی دی کہ عبدالحمید نے ہمارے سامنے یہ بیان خود لکھ کر دیا تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنی شہادت میں بیان کیا:۔

"وہ (یعنی حضرت مرزا صاحب) فتنہ
انگیز آدمی ہے اگر کلارک صاحب
مر جائیں تو مرزا صاحب کو اپنے تابعین
میں بہت عزت ہو گی۔ لیکھرام کے
قتل پر میں نے ایک کتاب لکھی خلاصہ
اس کا یہ ہے کہ لیکھرام کے قتل
کی نشاندہی کے مرزا صاحب ذمہ دار
ہیں کیونکہ بقول ان کے خدا انکو
ہر بات کی خبر دیتا ہے قاتل کا کیوں
پتہ نہیں دیتا"

ان کی اس شہادت سے پتہ لگتا ہے کہ لیکھرام کے قتل کے موقعہ پر بھی مولوی صاحب نے حضرت اقدس کو گرفتار کروانے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہی کیونکہ اس وقت کوئی مقدمہ گورنمنٹ کی طرف سے نہیں چلایا گیا تھا اب چونکہ مقدمہ چل پڑا اس لئے بیہودہ اسکو دلی کا پار مکمل طور پر ادا کرنے کا موقعہ مل گیا۔

اب ان بیانات کو پڑھنے کے بعد ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مقدمہ نے کس قدر سنگین صورت اختیار کر لی تھی ایک شخص جو بظاہر مرید رہ چکا تھا اور قادیان میں بھی رہ چکا ہے حلف اُٹھا کر بیان دیتا ہے کہ اسے قتل کرنے کے لئے مرزا صاحب نے بھیجا تھا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے لئے بظاہر کوئی وجہ ان بیانوں کو جھوٹا قرار دینے کی نہ تھی ان کھلی کھلی شہادتوں کے باوجود الٰہی تصرف اس قدر شدید اس کے دل پر پڑا کہ جس طرح گورنر پلاطوس کے دل میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بیگناہ ہونے کا یقین پیدا ہو گیا تھا اسی طرح ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈگلس صاحب کے دل کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص تصرف سے اس یقین سے بھر دیا کہ حضرت مرزا صاحب بے گناہ ہیں اور یہ سارا قصہ جھوٹ کا پلندا ہے۔

گواہ عبدالحمید اس وقت تک پادریوں کے قبضہ میں تھا انہوں نے یہ کہکر اسکو اپنی حراست میں رکھا ہوا تھا کہ باہر اس کی جان کا خطرہ ہے اور اس بہانہ سے اسے اپنے پاس رکھنے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔

ڈگلس صاحب کے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ ڈالا کہ اس گواہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال کر سپرنٹنڈنٹ پولیس کے قبضہ میں دیا جائے

اب ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ کیا حالات نے ایسی صورت اختیار نہ کر لی تھی کہ سزا سے بچنے کے لئے بظاہر کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا اور کیا ایسے وقت میں حضور کی روح سے ایلی ایلی لما سبقتنی کی آواز کا نکلنا ضروری نہ تھا خدا نے بھی اپنے الہام دعاؤک مستجاب میں شہادت دی ہے کہ خدا کو پکارا گیا تھا جس پر قبولیت دعا کی بشارت ملی اور یہ جیسا کہ میں پہلے ثابت کر آیا ہوں تمام اہل اللہ کی یہ سنت ہے کہ خواہ کامیابی کے وعدے بھی موجود ہوں۔ پھر بھی وہ ایسے مواقع کے پیش آنے پر خدا کے حضور گڑگڑاتے ہوئے خدا کی مدد کے طالب ہوتے ہیں چنانچہ جب اسکو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا گیا تو اس نے سپرنٹنڈنٹ صاحب کے سامنے اصل حقیقت بیان کر دی کہ اسکو عیسائیوں نے ہی سکھلایا تھا کہ تم کہدو کہ مرزا صاحب نے مجھے ڈاکٹر کلارک کو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے میں نے جو بیان دیا ہے وہ ان کے کہنے پر دیا ہے۔ ورنہ مرزا صاحب نے مجھے قطعاً اس کام کے لئے نہیں بھیجا اس طرح خدا تعالیٰ نے حضور کی بریت کے سامان پیدا کر کے حضور کے الہاموں کو سچا کر کے دکھلا دیا اور دشمنوں کے تمام حیلوں اور ان کے مکر و فریب کو ناکام بنا کر رکھ دیا قرآن نے کیا ہی سچ کہا ہے مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔

برق صاحب خدارا غور کریں کہ کیا الہام ایلی ایلی لما سبقتنی میں باہر مصیبت کی گھڑی میں اپنی صداقت کو الم نشرح کر رہے ہیں۔

## اس مقدمہ کے متعلق حضور کے الہامات اور کامیابی کی بشارتیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس خاص اور سنگین مقدمہ کے متعلق مقدمہ شروع ہونے سے قبل جو الہامات حضور کو ہوئے وہ بھی یہاں درج کر دیئے جائیں شاید کوئی سعید روح ان سے فائدہ اُٹھائے مقدمہ سے قریباً تین ماہ قبل حضور کو مندرجہ ذیل الہامات ہوئے ہیں قل ابتلی المؤمنون یہ وہی الفاظ ہیں جن میں غزوہ خندق کے موقعہ پر مسلمانوں کی حالت کا نقشہ قرآن شریف میں پیش کیا گیا ہے اور واقعہ میں اس الہام کے ماتحت احمدی سخت ابتلاء میں مبتلا ہوئے ما هذا الا تهديد الحكام یہ الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ حکام کی طرف سے کوئی ڈرانے اور خوفزدہ کرنے والی حرکت سرزد ہو گی چنانچہ وارنٹ جاری ہونے سے الہام کے یہ الفاظ پورے ہو گئے۔ نیز (ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد (یعنی خدا تعالیٰ بخیر و سلامت قادیان واپس لے آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اس الہام سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور خدا تعالیٰ کے نزدیک قرآن کریم کے سچے پیرو تھے اور اسی وجہ سے حضور کو قرب کا بلند ترین مقام حاصل ہوا کہ حضور مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوئے اور خدا ہر وقت حضور کے ساتھ اپنی معیت کا ثبوت دیتا رہتا ہے) انی مع الافواج اتیک بغتۃ (جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں وما یعلم جنود ربک الا ہو خدا کے لشکر بے شمار ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کے لئے لشکر اتار دیئے جنہوں نے دلوں پر تصرف کیا۔ ڈگلس صاحب کے دل پر بھی تصرف کیا اور گواہ عبدالحمید کے دل پر بھی تصرف کیا۔

کا لفظ بغتۃً بھی معنی خیز ہے۔ بالکل اچانک ڈگلس صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ گواہ عبدالحمید کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال کر سپرنٹنڈنٹ پولیس کی حراست میں دیدیا جائے) یا تیک نصرتی چنانچہ عصر کی آمد کو ہر ایک نے ملاحظہ کر لیا یہی مطلب تھا الہام "ایلی اوس" کا بھی) انی انا الرحمان ذوالمجد والعلیٰ (خدا کی صفت الرحمان کا مطلب یہی ہے کہ اپنی طرف سے اسباب پیدا کر کے مدد کرتا ہے چنانچہ اس مقدمہ میں بھی ایسا ہی تھا۔ اسباب کامیابی کے بالکل مفقود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کامیابی کے سامان پیدا کر دیئے پھر تبلایا خدا ہی ہے جو بزرگی اور علوشان عطا کیا کرتا ہے کیونکہ اسی کے قبضہ میں یہ چیزیں ہیں سو خدا نے اپنی اس صفت کے مطابق حضور کو بزرگی بھی عطا کی اور آپ کی شان کو گرانے کی بجائے پہلے سے بھی زیادہ بلند کر دیا) ...

مخالفوں میں پھوٹ (چنانچہ الہام کے ان کے مطابق مخالفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور عبدالحمید جو اصل گواہ تھا وہ عیسائیوں کے خلاف ہو گیا اور اس نے اُن سے الگ ہو کر ان کے سارے مکر کو ظاہر کر دیا اور اپنے پہلے بیان کو واپس لے کر دوسرا سچا بیان دے دیا جو حضور کی بریت کا ذریعہ بنا۔) اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت اور ملامت خلق (چنانچہ الہام کے ان الفاظ کا ایک ایک لفظ پورا ہوا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو عدالت میں سخت ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ جب ڈگلس صاحب نے اس کے کرسی مانگنے کے اصرار پر اس کو ڈانٹ پلائی پھر باہر چپڑاسی کے ہاتھ سے ذلت اٹھانی پڑی پھر ایک عام آدمی کے ہاتھوں اسے ذلیل ہونا پڑا اور لوگوں نے جو انہیں اپنی لعن طعن کا نشانہ بنایا وہ اس کے علاوہ تھا ملامت خلق نے بھی انہیں یہ کہکر تنگ کیا کہ ایک مسلمان کے خلاف عیسائیوں کی مدد پر آمادہ ہو گئے)

اب حق کے طالبین خود ہی غور فرمائیں کہ تین ماہ قبل جبکہ مقدمہ کا نام و نشان بھی نہ تھا اور نہ اس قسم کے کسی مقدمہ کے پیدا ہونے کے کوئی آثار تھے خدا تعالیٰ عالم الغیب کی طرف سے مقدمہ کی تمام تفصیلات بتلا دی جاتی ہیں۔ کیا یہ کسی انسان کے دماغ کا اختراع ہو سکتا ہے کیا اس قسم کے الہامات حضرت مرزا صاحب کے منجانب اللہ ہونے پر قطعی دلیل کا کام نہیں دیتے۔ کچھ تو انصاف سے کام لیا جائے ہمارا تو اس میں کوئی ذاتی فائدہ نہیں کہ آپ حضرت اقدس کی جماعت میں داخل ہو کر خدمت اسلام کے فریضہ کو سرانجام دینے میں شریک ہو جائیں، فائدہ اس میں آپ کا اپنا ہی ہے ورنہ آخرت میں آپکو جواب دہ ہونا پڑے گا کہ ایسے روشن نشانات دیکھ کر بھی تم کیوں الگ رہے اور کیوں تکذیب کی راہ اختیار کی۔ ص ۴۴

ص ۴۴ پھر ایک الہام ہوتا ہے بلجمت آیاتی جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے نشان مزید روشنی کے ساتھ چمکیں گے، چنانچہ ڈیڑھ سال بعد عبدالحمید کو پھر گرفتار کر لیا گیا اور اس کو حراست میں رکھ کر دوبارہ بیان لینے کی کوشش کی گئی مگر اس نے باوجود اس کے کہ اسکو

قید ہو جانے کا خطرہ لاحق تھا اس نے اپنے دوسرے بیان کو ہی سچا اور پہلے بیان کو جھوٹا قرار دیا۔ کوئی ہے جو ان زبردست نشانوں سے فائدہ اٹھائے ؟

ملک محمد اسحاق اعوان متعلم نو مسلم کالج لاہور

# دفاع پاکستان کے لئے طلباء کو فوجی تربیت دی جائے

خدا کے فضل و کرم سے ہم غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہو چکے ہیں، ہمیں ہر لحاظ سے آزادی نصیب ہو چکی ہے اور ایک آزاد مملکت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں عنایت فرمائی ہے۔ اب اس ملک کی سالمیت کو برقرار رکھنا ہر پاکستانی کا فرض اولین ہے۔ اگر ہم اس ملک کی مختصر سے عرصہ کی تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالیں تو اسے سنہری الفاظ میں لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر دوسرے پہلو پر نظر ڈالیں اور آج سے چار پانچ سال پہلے کے حالات کو بغور مطالعہ کریں تو آنسوؤں کے طوفان آنکھوں میں امنڈ آتے ہیں اور ان شہیدوں کی پکار اور صدا جنہوں نے اس سلطنت کو معرض وجود میں لانے کے لئے اپنی قیمتی جانیں نثار کیں صاف سنائی دیتی ہیں کہ خدارا اس ملک کو تباہی سے بچایئے! اسے ان ناپاک پنجوں سے محفوظ رکھئے جو اس کے وجود کے حریف ہیں — آخر خدا کی رحمت جوش میں آئی اور فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی قیادت اس ملک کے لئے باعث افتخار ثابت ہوئی اور شہیدوں کی روحوں کو شانتی مل گئی۔

اب جبکہ حالات تسلی بخش ہو رہے تھے بھارت نے اپنی جارحانہ کارروائیاں تیز تر کر دی ہیں اور ہمارے لئے کئی مسائل پیدا کر دیئے ہیں تا کہ ہم ان الجھنوں کا شکار ہو کر اپنی تمام توجہات ملک کی ترقی کے لئے مبذول نہ کر سکیں۔ کبھی بھارتی مسلمانوں کو گھر بار کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ کبھی ان کے مذہب پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے اور کبھی ہمیں یہ ڈانٹ پلائی جاتی ہے کہ اگر ہم نے اپنی تمام توجہات کشمیر کے حصول کے لئے مرکوز کیں تو بھارت کے مسلمانوں کے ساتھ جارحانہ سلوک کیا جائے گا اور ان کے ساتھ ہر ناجائز فعل ہم جائز تصور کریں گے۔ پنڈت جی چین کا ہوّا امریکہ کو دکھا کر صدر کینیڈی کی وفات کے بعد بھی اپنی امداد کی بھیک برقرار رکھکر پاکستان کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانا چاہتے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ بھارت کو تمام دنیا کے ساتھ عالمی جنگ کا کھیل کھیلتے دیکھنا چاہتا ہے یا دوسرے لفظوں میں بھارت کو "ہٹلر" بنا کر دنیا کا امن چین چھین لینا چاہتا ہے۔

بھارتی مسلمانوں پر جو ظلم و تشدد کئے جا رہے ہیں اُن سے ثابت ہے کہ بھارت کے نزدیک حق و انصاف کوئی چیز نہیں نہ ہماری حق و صداقت کی آواز بھارت کی جارحانہ کارروائیوں کو کم یا ختم کر سکتی ہے ان حالات میں ہمیں فوری طور پر عملی میدان میں نکل آنا چاہیئے اور باطل کو نیچا دکھانے کے لئے قربانیاں پیش کرنے کی انتہائی ضرورت ہے۔

یاد رکھئے جس قوم میں صداقت اور اتحاد ہو وہ ہمیشہ کامیاب رہتی ہے اور مظلوموں کی آہیں اور خدا کے بندوں کی دعائیں کبھی رائیگاں ثابت نہیں ہو سکتیں اس لئے اس پاکیزہ مقصد کی تکمیل کے لئے ہمیں مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل کرنا چاہیئے۔

## ۱۔ فوجی ٹریننگ

کالجوں میں فوجی ٹریننگ لازمی قرار دی جائے اور ٹریننگ کے ساتھ ساتھ طالب علموں کو اسکی اہمیت سے روشناس کرایا جائے اور جہاں تک ممکن ہو طالب علموں میں فوجی سپرٹ پیدا کی جائے تا کہ اُن میں کٹھن اور دشوار گذار راہوں سے گذرنے اور کامیاب مجاہدین کی طرح قدم اٹھانے کا جذبہ پیدا ہو۔ ایسا ہی کالجوں کی لڑکیوں کو تربیت دی جائے کہ وہ اپنے زخمی بھائیوں کی تیمارداری اور حوصلہ افزائی کس طرح کر سکتی ہیں۔

## ۲۔ جذبۂ جہاد

ہر طالب علم پر جہاد کی اہمیت واضح کی جائے۔ جہاد کا مطلب یہ نہیں کہ خواہ مخواہ دوسروں کی گردنیں مارنے کے درپے ہو جائیں بلکہ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم کے ماتحت جب ہم پر کوئی چڑھ دوڑے اور ہمارے دین اور مذہب اور مسلمان قوم کا نام و نشان مٹانے کے درپے ہو تو ضروری ہے کہ اسلام کی مدافعت میں اس سے لڑائی لڑی جائے تاریخ اسلام مسلمان مجاہدین کی ان مدافعانہ سرگرمیوں سے بھری پڑی ہے اور جہاد ہی کا جذبہ ان کی کامیابیوں کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ مسلمان میدان جہاد میں مر کر بھی ایک نئی حیات حاصل کر لیتا ہے اور اگر بچ جائے تو غازی کہلاتا اور خدا کے رسول کے نزدیک درجہ مقبولیت حاصل

(باقی بر ص ۶)

شمعون طاہر

# احمدیت اور اشتراکیت کی دعوت

## (۴)

میں نے کہا تھا یہ غلط فہمی ہے۔ مذہب ہرگز ریاست کی امداد سے قائم نہیں ہوتا اور نہ ریاست کا محتاج ہے۔ اور نہ ریاست کے مٹ جانے سے مٹ جاتا ہے۔ یہ تو مطلق مذہب کے بارے میں ہے۔ رہا یہ خیال کہ ہمارا مخصوص مذہب قائم رہے تو ذرا سا سوچیئے، کیا اس آرزو میں اور کفار کے اس اعلان وہ آبائی دین کو ترک نہ کرنے کے بارے میں کرتے تھے کوئی فرق ہے؟ ہمیں آبائی تقلید برائے تقلید تو منظور نہیں کیونکہ وہ اسلامی طرز تنقید کی زد میں آتی ہے۔ پورے قرآن مجید میں اس کی بُرائی کی گئی ہے، اس کو ایک تنگی اور رجعت پسندانہ خیال قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے ہمارا یہ آرزو کرنا کہ ہمارا آبائی مذہب قائم ودائم رہے ایک غلط اندازِ فکر ہے۔ رہا یہ اندیشہ کہ مذہب کے خلاف وہم، جھوٹ اور دھوکے کی تعلیم دینے سے مذہب انسانی ذہن سے ختم ہو جائے گا تو فی الواقع اگر مذہب ایک وہم ہے ایک جھوٹ ہے ایک عظیم فریب میں اسیر کرتا ہے تو یہ ختم ہو کر رہے گا چاہے آپ اسے کتنا ہی قائم رکھنا چاہیں۔ کوئی ریاستی پشت پناہی، کوئی غلط دھوکا، کوئی قبائلی روایتی، یا آبائی محبت، مذہب کے کام نہیں آسکتی۔ اگر خود مذہب کسی ٹھوس اور پائیدار اساس پر قائم نہیں۔ میں اعادہ کے باوجود یہ کہنے سے رُک نہیں سکتا کہ ہمیں اسلام یا کسی بھی مذہب کے ساتھ ایسا لگاؤ جو خوف سے پیدا ہوا ہے نہیں رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ منفی لگاؤ ہے اور اس کی بنیاد ہمارے ذہن، ہماری محبت اور ہماری خواہش ہے ہمارا ذہن اور ہماری خواہش ناپائیدار بنیادیں ہیں۔

میں نے کہا تھا یہ غلط فہمی ہے۔ کیونکہ انبیائے کرام کی غالب اکثریت ریاست کے امور میں دخیل نہ تھی۔ اُن کا مخالف ہمیشہ اس دور کا غالب نظام ہوتا تھا۔ انبیائے کرام کی مخالفت کو منظم ریاست یا ریاستی حکمران طبقہ کی تائید ہوتی تھی۔ اس لئے مذہب جب ہمیشہ بے کسی میں حق وانصاف کی آواز اٹھاتا ہے تو وہ خود اپنی حفاظت کے لئے ریاست کا محتاج کیوں ہونے لگا۔ اسی میں اس اندیشے کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے کہ غالب ریاست کی تعلیم انسانوں کے ذہن مذہب کی قبولیت سے موڑ سکتی ہے۔ یہ اندیشہ اس لئے ہے کہ مذہب کو انسانی ذہن کی تخلیق فرض کر لیا گیا ہے۔ حالاں کہ حق یہ ہے کہ مذہب انسانی ذہن کی تخلیق نہیں بلکہ حق تعالےٰ کی وحی (اللہ جلشانہٗ کے وجود) اور انبیائے کرام کی ذاتی شہادت ہے۔ ایک ایسی حقیقت کو کوئی بھی ذہنی استفراغ (BRAIN WASH) ذہن انسانی سے مٹ نہیں سکتا کیونکہ یہ وہم، جھوٹ، اور ذہنی فریب نہیں جس کی قلعی کھلتے ہی حقیقت روشن ہو گئی بلکہ یہ خود ایک ایسی متحرک حقیقت ہے جسے کوئی ذہنی عیاری جھٹلا نہیں سکتی۔ اور یہاں آپ کے لئے احمدیت کا مطالعہ سودمند ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوات والسلام نے براہین احمدیہ میں اسی بحث کو اُٹھایا ہے انہوں نے برہمو سماج کے ایک مغالطہ کا تجزیہ کیا ہے۔ جس کا انتہائی مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی صوابدید سے تمام سچائیوں کو حق مان کر کیوں ایک اخلاقی نظام بنا نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوات والسلام نے بتایا ہے کہ کسی "واجب" اور "موجود" میں بڑا فرق ہے۔ ضروری نہیں کہ جو واجب ہے وہ فی الحقیقت "ہو" بھی۔ حضرات انبیائے کرام حق تعالےٰ کے وجود کو وحی آسمانی سے تسلیم کرتے ہیں اور ذاتی شہادت دیتے ہیں یہ مرحلہ "واجب" یعنی "چاہیئے" کا مقام نہیں ہوتا جو عقل اور استخراج کی منزل ہے بلکہ "موجود" یعنی "ہے" کا مقام ہے جو کہ "تجربہ" کی منزل ہے۔ تجربہ ایک ذاتی شئے ہے۔ مشاہدہ کا مقام ہے اور اپنے اُس شہود میں عین حق ہے۔ جسے کسی بھی ذہنی تکذیب سے جھٹلانا دشوار ہے۔ احمدیت کی دعوت اس ذاتی مشاہدہ کی دعوت ہے۔ کیا اسے کوئی ریاست کوئی تعلیم غلط بنا سکتی ہے؟ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے اور ان کی بیعت بھی لازم ہے۔ کیونکہ اس وجود کو الگ کر کے آپ کے پاس کون سا ثبوت حقیقت وحی اور سلسلۂ نبوت کی حقانیت کا باقی رہ جاتا ہے جس پر آپ بھروسہ کر کے موجودہ یا آئندہ زمانہ میں مذہب کو قائم رکھ سکتے ہیں تا وقتیکہ کوئی اور وجود خدا تعالیٰ کی طرف بلانے والا پیدا نہ ہو۔ آپ نے اشتراکیت کے لئے "بلا" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ درست نہیں۔ اسلام نے ایّام کفر کے لئے جاہلیت کی اصطلاح وضع کی تھی۔ اشتراکیت بھی ایک طرز کی جاہلیت ہے۔ "بلا" میں خوف کا عنصر دکھائی دیتا ہے جاہلیت میں اُس کے لئے ہمدردی اور ترحم ہے ہمارے زمانے کے لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "الدجال" کی اصطلاح وضع کی تھی۔ یہ اصطلاح گو عوام الناس میں بڑے معنی اختیار کر گئی ہے جس طرح لفظ "کافر" گالی بن گیا ہے ورنہ یہ بڑی معنی خیز ہے۔ اور ہماری تحریک کی مناسبت سے اسے بہت بڑی اہمیت حاصل ہونی چاہیئے۔ "الدجال" کا عام ترجمہ "عظیم دھوکا" اگر کیا جائے تو شاید غلط نہ ہوگا۔ اگر آپ اس اصطلاح پر غور کریں تو آپ دیکھیں گے کہ یہاں اس دور کی غالب تہذیب کو ایک ایسا صفاتی نام دیا گیا ہے جس میں بالمقابل مذہب کو حقیقت مانا گیا ہے۔ اس صفت گیری میں خوف کا عنصر نہیں ہے کیونکہ جب آپ کے بالمقابل دھوکا ہے، اور دھوکا حقیقت نہیں ہوتا، تو پھر خوف کس بات سے ہو۔ قرآن مجید نے جو "یاجوج ماجوج" کی اصطلاح اختیار کی تو اس میں بھی بہت معانی مضمر تھے۔ اسے آپ بغاوت، خودسری، آتش مزاجی سے تعبیر کر سکتے ہیں کیونکہ "اجیج" جو اس اصطلاح یا صفاتی نام کا مادہ ہے وہ آگ کے معنی پنہاں رکھتا ہے۔ اور بغاوت جو آتش مزاجی سے پیدا ہو وہ غلط راہوں پر دھکیل کر لے جا سکتی ہے۔ وہ حقیقت سے خودسری کی طرف راہ نمائی کر سکتی ہے۔ اور یہاں بغاوت حق تعالےٰ سے ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ یہ فعل منفی ہے نہ کہ مثبت۔ اس لئے بھی اس سے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ حق بہرحال حق ہے اور بغاوت بہرحال بغاوت۔

اشتراکیت اور دیگر لادینی افکار سے کشمکش ایک طویل مدت لے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کو ہنوز وہ قبولیت حاصل نہیں ہوئی جو اس کا حق ہے۔ اور چونکہ اشتراکیت کے بالمقابل تمام متبادل دعوتوں میں میرا مطلب ہے وہ دعوتیں جو مذہب کے نام پر دی جا رہی ہیں وہ اساس مفقود ہے جسے وحی الٰہی کہنا چاہیئے اس لئے ان کا انحصار بہت حد تک اپنے ذہن وفکر کی چابکدستیوں پر ہے۔ اور ہم دیکھ چکے ہیں ذہن وفکر سے اخلاقی دعوت دینا تو خود اشتراکیت کا اپنا مسلک ہے اس لئے وہ دعوتیں اشتراکیت کے ناقص بتی ... اور الحادیت کا علاج نہیں۔ وہ اسی لئے بہت حد تک ریاستوں اور نظام ہائے ارضی کی پشت پناہی کا مطالبہ کرتی ہیں۔ ہماری دعوت

(باقی بر صفحہ ۱۶)

# احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا قائم کردہ

## اور گورنمنٹ ویسٹ پاکستان کا منظور کردہ اور ایڈیڈ نیو مسلم کالج سول لائنز لاہور

### بجمیع ممبرانِ انجمن و مخیر اور علم دوست احباب کی خدمت میں

# مخلصانہ اپیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نیو مسلم کالج سول لائنز لاہور کو قائم اور منظور شدہ، ایڈڈ اور تسلیم ہوئے اب تقریباً اڑھائی سال ہو چکے ہیں۔ اس اثناء میں تین سو سے زائد طلباء آرٹس کے مضامین میں بی۔ اے تک تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس میں داخلہ لے چکے ہیں۔ اور مروجہ نصاب کے ساتھ ساتھ قرآن کریم اور حدیث کی روح پرور اور بلند اخلاقی پیدا کرنے والی تعلیمات و ارشادات سے بھی آشنا ہوتے رہے ہیں۔ تعلیم کا یہ نصب العین جس میں قرون اولیٰ اور دورِ حاضر کے کمالات اور مقتضیات کو بیک جگہ اور بیک وقت پیش کیا جا سکتا ہے۔ وہ ایسے ہی ادارے سے ہو سکتے ہیں۔ جن کی محرک بانی یہ انجمن اور اس کے صدر اعلیٰ اور اراکین ہیں جو ایک نہایت خاموش اور منظم طریق سے اشاعت تعلیم کا بھی اور تبلیغ اسلام کا ایک خاص ولولہ اور شوق سے کام کر رہے ہیں نیو مسلم کالج کا ماضی ابھی بہت مختصر ہے۔ لیکن انشاء اللہ مستقبل درخشندہ تر ہے۔ اس کی صحیح معنوں میں کامیابی کے لئے ہماری مقبول عام حکومت اور مخیر صاحب ثروت طبقہ سے خاکسار کی اپیل ہے کہ وہ ایسے ادارے کو معرض وجود میں لانے کے لئے تعاون فرمائیں جو غیر ملکی اور غیر اسلامی اداروں سے ہمارے وطن عزیز اور آئندہ نسلوں سے اس ذہنی غلامی اور احساس کمتری سے نجات دلانے میں ایک نقیب اور ہراول کا کام دے سکے جس کی قوم اور ملک کو اس وقت سلامتی اور سکون کے لئے بے حد ضرورت ہے۔ خاکسار، ایسے اخلاقی بھی، اور مالی بھی امداد مانگنے کے علاوہ، اس بات کا خاص طور پر خواہش مند ہے کہ ہمیں ہر خاندان کا ایک ایک بچہ ایسا مل جائے جس کے سامنے تخلقوا باخلاق اللّٰہ کا بلند ترین نصب العین ہو، انشاء اللہ جہاں تک ہماری جانفشانی اور شفقت کا مسئلہ ہے۔ اس میں کوتاہی نہ ہوگی نتائج اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ ناکامیاں کامیابیوں کا پیش خیمہ ہوتی ہیں۔ اور تکلیفیں راحت کا ...

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست
مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست
(رومی)

ہماری تعلیم قومی اور اس کے نظام و نصاب کی تدوین جن ضروری امور اور بنیادی اور اصولی تبدیلیوں اور اصلاحات کو فوری طور پر طلب کرتی ہیں۔ ان کی نشاندہی کرتے ہوئے مرکزی وزیر تعلیم جناب اے۔ ٹی ایم مصطفیٰ صاحب نے اپنی حالیہ تقریر میں جو آپ نے ایڈمنسٹریٹو کالج لاہور کے امیدواروں اور اساتذہ کے اجلاس میں فرمائی تھی پوری وضاحت و فصاحت سے ایک تحقیقی اور خوبصورت خاکہ پیش کر دیا ہے۔ ہمیں اس وقت فرسودہ اور دقیانوسی قسم کے نظریات اور روایات کو خیرباد کہنا پڑے گا اور قوم کی شاندار روایات ماضی اور عزائم مستقبل کا مکمل امتزاج اپنے طریقہ تعلیم میں قوم اور ملک کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔ تعلیمی اداروں کو ایک سطح پر اور ایک ہی نصب العین کے تحت کام کرنا ہوگا۔ نظام تعلیم اور روح تعلیم میں جو بعد اور خلیج حائل ہو چکی ہے۔ اسے جلد از جلد ختم کرنا ہوگا۔ فرقہ وار عقائد اور اختلافات کے لئے ہمارے تعلیمی نظام اور اداروں میں کوئی گنجائش ہی نہیں اور نہ ہو سکتی ہے ہماری تعلیم، اساتذہ، طلباء، حکومت اور عوام کی ایک مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اور اس کے ثمرات ہمارا مشترکہ سرمایہ نیو مسلم کالج عملی طور پر ان قومی اور اسلامی تقاضوں کی تکمیل کے لئے معرض وجود میں لایا گیا ہے۔ خاکسار کی یہ دعا بھی ہے اور امید بھی کہ اللہ کریم اسے ضائع نہیں ہونے دیگا۔ آنے والے دور کی آدمیں تعبیر دیکھ

افوض امری الی اللہ
ان اللہ بصیر بالعباد

خاکسار بہی خواہ جماعت و قوم

محمد شفیع بھٹی۔ پرنسپل

۲۳—۱۱—۶۳

---

## جلسہ سالانہ سے متعلق چند اہم تبدیلیاں

احباب کرام دوسری جگہ جلسہ کے پروگرام ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس میں مفصلہ ذیل امور ان کے خاص نوٹ کے لائق ہیں۔

(۱)۔ خواتین کا جلسہ اور دستکاری کی نمائش بجائے سکول کے احمدیہ ہال میں منعقد ہوں گے۔

(۲)۔ پہلے روز ۲۵ دسمبر کو دوسری نشست میں ۲ بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک ایک بین الجماعتی کانفرنس تبلیغ عیسائیت اور ہمارے فرائض کے موضوع پر احمدیہ ہال میں منعقد کی جا رہی ہے جس میں متعدد غیر از جماعت زعما بھی شرکت فرما رہے ہیں۔

(۳)۔ درس کے بعد مسجد میں چائے دینے کی بجائے اس مرتبہ کھانے کے پنڈال میں چائے دی جائے گی جس کے ساتھ سادہ ناشتہ بھی ہوگا اور اصل کھانا پھر دوپہر ½۱۲ بجے سے ½۲ تک دیا جائے گا۔

(۴)۔ معتمدین کا اجلاس اس مرتبہ دو روز ۲۵۔ اور ۲۶۔ دسمبر کو ½۷ بجے شام احمدیہ ہال میں منعقد ہوگا۔

ڈاکٹر اللہ بخش افسر جلسہ سالانہ

---

اسلام اور دیگر مذاہب سے واقفیت کے لئے ہم سے خط و کتابت فرما کر مفت لٹریچر حاصل کریں۔
افسر انچارج نشر و اشاعت۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس، لاہور۔

# نومسلم کالج میگزین "اُفقِ نو"
## کے بارے میں چند آراء

**ہفت روزہ "لیل و نہار" مورخہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۳ء**

جلد اوّل ۔ شمارہ اوّل

ادارۂ تحریر:۔

نصیر احمد ۔ مرزا حبیب ۔ الرحمٰن ۔ شیخ محمد ادریس

شوکت سلیم ۔

ناشر:۔

نومسلم کالج رسول انجمن لاہور

"طلباء کی ادبی سرگرمیوں کو برقرار رکھنے اور تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے ہر کالج اپنے میگزین کا اجراء کرتا ہے۔ "اُفقِ نو" بھی ایک کالج میگزین ہے جو ... اُردو اور انگریزی میں منقسم ہے۔ اسے طلباء ہی اپنے پرنسپل کی سرپرستی میں ترتیب دیتے ہیں۔ اس ترتیب کا آغاز "گذارش احوال واقعی" سے ہوا ہے ۔ اسے پڑھ کر اس بات کی خوشی ہوتی ہے کہ ہمارے طلباء کو نہ صرف اپنے ماضی اور حال کا پورا پورا احساس ہے ۔ بلکہ وہ بدلتے زمانے کے تقاضوں کو بھی صحیح معنوں میں بخوبی سمجھتے ہیں، اسی احساس کے تحت یہ واضح کیا گیا ہے کہ:

"بیسویں صدی کی صنعتی تہذیب کے اس موجودہ سائنسی دور میں اجتماعی طور پر ہمارا سب سے اہم مرحلہ ترقی اور سماجی مسئلہ تہذیبی خلاء کا مسئلہ ہے۔ ایک غیر جانبدار مبصر کی حیثیت سے کھلے جذبات سے بالا ہو کر اگر ہم اس ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد کے ہندوستانی مسلمانوں اور تقسیم کے بعد کے پاکستانی مسلمانوں کی عمرانی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر دوڑائیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ہمارا موجودہ معاشرہ اجتماعی حیثیت سے آج بھی فکری اور ذہنی طور پر اسی تذبذب کے دوراہے پر کھڑا ہے جہاں پہلے تھا ۔ موجودہ دور ایک برق رفتاری کا دور ہے ۔ سائنس اور ٹیکنالوجی نے زمان و مکان کی حدود کو اُردو شاعری کے روایتی محبوب کی کمر کی طرح سکیڑ دیا ہے اور آج کل کی دنیا کے کسی ملک کا کوئی قومی نظریہ یا ایجاد شاید آفاقی نظریہ اور ایجاد بن جاتے ہیں رفتاری سے بدلتے ہوئے موجودہ حالات اور جدید مشینی تہذیب کے مختلف عوامل اور لوازمات کی دستبرد سے بچنا ہمارے لئے عملی طور پر ناممکن ہو چکا ہے جس میں شاید کوئی تہذیبی قباحت نہیں پائی جاتی۔"

نوجوان طلباء کے ان خیالات کو محسوس کرتے ہوئے دلوں میں ایک نئی امید پیدا ہو جاتی ہے کہ ہمارا مستقبل یقیناً روشن ہے اور "اُفقِ نو" اس کا ضامن ہے۔

"اُفقِ نو" کے دوسرے مضامین اُردو اور انگریزی دونوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لکھنے والوں کو بات کہنے کا ڈھنگ ضرور ہے ۔ مگر تجربے، تعلیم اور مشاہدے کے ساتھ جب بڑے ہوں گے تو بڑی بڑی بات بھی آسانی کے ساتھ دلنشین پیرائے میں کہہ سکیں گے۔"

---

### اختر عباس صدیقی ایم اے

جیل روڈ ۔ لاہور

"یہ امر باعث مسرت ہے کہ نومسلم کالج لاہور کا ششماہی مجلّہ "اُفقِ نو" اُفقِ ادب پر اخترِ سحر بن کر نمودار ہوا ۔ اس میں اردو سیکشن کی ترتیب و تدوین لائق صد تحسین ہے ناظم شعبہ اُردو ہونے کی حیثیت سے آپ نے حسن ترتیب میں شمارہ اوّل ہی کو چار چاند لگا دیئے ۔ "گذارش احوال واقعی" کے عنوان سے اداریہ میں نئی پود کے چلن پر خوب سیر حاصل بحث کی گئی ہے ۔ پاک فرزند کا نفسیاتی تجزیہ بالغ نظری کا نادر نمونہ ہے ......... آپ نے اپنے مجلّہ کی بنیاد بلند و برتر اخلاق اور صحیح اسلامی روایت پر رکھی ہے جو بنی نوع انسان کی بہترین خدمت ہو گی، اُردو زبان کی افادیت پر بھی خوب بحث کی گئی ہے ......

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات، ہونہار طلباء نے دلکش موضوعات پر دلچسپ پیرایہ میں لکھنے کی سعی کی ہے۔ انداز نگارش امید افزا ہے۔ ع

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

آئندہ اشاعت میں سائنس و فلسفہ تاریخ اور فنونِ لطیفہ کے ابواب بھی کھولیئے"

---

### احمد ابراہیم

بازار کلاں ۔ کوہاٹ

"ششماہی "اُفقِ نو" کا چمکتا دمکتا ہوا پرچہ اپنے جلو میں گلہائے رنگا رنگ لئے ہوئے نظر نواز ہوا ۔ اس ادب پروری کا شکریہ اگر میری تحریر کو مبالغہ سے تعبیر نہ کیا جائے تو میں کہوں گا کہ یہ پرچہ صوری و معنوی لحاظ سے محض خوب ہی نہیں خوب تر بھی ہے ۔ آپ کی محنت و کوشش کی بے ساختہ داد ہی دینا پڑتی ہے ۔ رب تعالے آپ کے عزائم کو استحکام بخشے کہ آپ اس شگفتہ شگفتہ دلکش جریدہ "اُفقِ نو" کو اور زیادہ خوبصورتی و عمدگی سے مزید آگے بڑھائیں۔"

---

## ایک ڈسٹرکٹ پادری اسلام کی آغوش میں

محترم قاضی عبد الرشید صاحب مبلغ اسلام افریقہ کی مساعی جمیلہ اور تبلیغی کاوشوں کے خوش کن نتائج میں تازہ خبر نے اور اضافہ کر دیا ہے ۔ جو انہوں نے مرکز میں بذریعہ تار ۲۸ر نومبر کو بھجوائی کہ ایک ڈسٹرکٹ پادری ... صاحب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ہیں۔

الحمد للہ علی ذالک

اللہ تعالےٰ قاضی صاحب موصوف کی ہمت میں برکت ڈالے ۔ احباب نومسلم کے لئے استقامت کی دعا فرمادیں۔

انچارج افریقہ مشنز

---

# اعلان ممبرانِ مجلسِ معتمدین

مجلس معتمدین کے سہ سالہ انتخاب کے نتائج معتمدین کے اجلاس مؤرخہ ۲۴/۱۱/۶۳ میں پیش ہوئے اور حسب ذیل جماعتوں کے انتخاب ہوکر ممبران ذیل آئندہ تین سال کے لئے مجلس معتمدین کے ممبر منظور کئے گئے۔

| نام جماعت | | اسمائے گرامی ممبران مجلس معتمدین ۱۹۶۳ تا ۱۹۶۶ء |
|---|---|---|
| دوامی ممبران | | حضرت مولانا صدرالدین صاحب |
| 〃 | 〃 | الحاج شیخ میاں محمد صاحب |
| 〃 | 〃 | مولانا محمد یعقوب خان صاحب |
| 〃 | 〃 | شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری |
| 〃 | 〃 | میاں نصیر احمد صاحب فاروقی |
| 〃 | 〃 | مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی |
| 〃 | 〃 | ڈاکٹر حسن علی صاحب |
| 〃 | 〃 | خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب |
| 〃 | 〃 | ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب |
| نمائندگان شعبہ جات | | مولانا احمد یار صاحب |
| 〃 | 〃 | شیخ محمد حسین صاحب |
| 〃 | 〃 | چوہدری عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر |
| لاہور | بذریعہ انتخاب | میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی |
| 〃 | 〃 | ڈاکٹر اللہ بخش صاحب |
| 〃 | 〃 | کرنل سید بشیر حسین صاحب |
| 〃 | 〃 | چوہدری منصور احمد صاحب |
| 〃 | 〃 | میاں محمد احمد صاحب |
| 〃 | 〃 | میاں غلام حیدر صاحب |
| 〃 | 〃 | مرزا مسعود بیگ صاحب |
| 〃 | 〃 | میاں ظہور احمد صاحب |
| 〃 | 〃 | میاں فاروق احمد صاحب |
| 〃 | 〃 | میاں سعید احمد صاحب |
| لاہور چھاؤنی | 〃 | سید سلطان علی شاہ صاحب |
| کراچی | 〃 | میاں مقبول احمد صاحب شیخ |
| 〃 | 〃 | میاں مقصود احمد صاحب شیخ |
| 〃 | 〃 | محمد حسن خاں صاحب |
| سندھ (قاضی احمد) | 〃 | مستری فضل حسین صاحب |
| ملتان شہر و چھاؤنی | 〃 | عبدالعزیز خاں صاحب |
| 〃 | 〃 | شیخ نثار احمد صاحب |
| مضافات ملتان | 〃 | میاں محمد دین صاحب |
| ضلع منٹگمری واوکاڑہ | 〃 | چوہدری احمد علی صاحب |
| 〃 | 〃 | چوہدری بشیر احمد صاحب |
| ضلع ڈیرہ غازیخان و مظفر گڑھ | 〃 | ملک عبدالکریم صاحب لنگڑیال |
| بدوملہی و مضافات | 〃 | جماعت بدوملہی نے اسماء نہیں بھیجے۔ |
| چندر کے منگولے | 〃 | |
| سیالکوٹ پسرور | 〃 | شیخ محمد عبداللہ صاحب |
| سیالکوٹ چھاؤنی | 〃 | ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب |
| گوجرانوالہ چک ورکاں | 〃 | قاضی غلام مصطفےٰ صاحب |
| وزیر آباد | 〃 | شیخ غلام احمد صاحب |

| نام جماعت | بذریعہ انتخاب | اسمائے گرامی ممبران مجلس معتمدین ۱۹۶۳ تا ۱۹۶۶ء |
|---|---|---|
| وزیر آباد | 〃 | ایس عبیداللہ صاحب |
| گجرات و منڈی | 〃 | حافظ محمد حسن چیمہ صاحب |
| بہاؤالدین | 〃 | چوہدری فتح محمد عزیز صاحب |
| مضافات راولپنڈی | 〃 | مرزا غلام ربانی صاحب |
| سرگودھا | 〃 | میاں محمد انور صاحب |
| چک ۱۸ جنوبی | 〃 | چوہدری محمد عالم صاحب |
| 〃 | 〃 | چوہدری مہدی خان صاحب |
| جھنگ و مضافات | 〃 | ملک غلام قادر صاحب |
| لائل پور و مضافات | 〃 | میاں مولا بخش صاحب |
| 〃 | 〃 | میاں عزیز احمد صاحب |
| 〃 | 〃 | میاں شریف احمد صاحب |
| 〃 | 〃 | ملک نذیر حسین صاحب |
| ریاست بہاولپور | 〃 | مرزا عبدالعزیز صاحب خانپور |
| پشاور معہ یونیورسٹی | 〃 | ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب |
| 〃 | 〃 | غلام محبوب صاحب |
| مشرقی پاکستان | 〃 | ایم اے صمد صاحب |
| کوئٹہ و علاقہ جات | 〃 | ڈاکٹر عبدالحی سعید صاحب |
| سفید ڈھیری | 〃 | مسٹر عبدالباری خان صاحب |
| شیخ محمدی، بازید خیل | 〃 | سردار عبدالحکیم خان صاحب |
| بڈبیر | 〃 | 〃 |
| نوشہرہ و چارسدہ | 〃 | میاں محمد زمان خان صاحب |
| ایبٹ آباد | 〃 | قاضی عبدالرشید صاحب |
| جہلم و مضافات | 〃 | سید اللہ دتہ شاہ صاحب چوہان |
| 〃 | 〃 | پروفیسر محمد فاضل صاحب |
| داؤر | 〃 | عبدالعلی صاحب |
| ردان۔ٹوپی۔زیدہ۔زرزئی | 〃 | خان عبدالعزیز خان صاحب |
| تاہلی۔کچھی۔ہری پور سرحد | 〃 | سید بہادر شاہ صاحب گندف |
| دانتہ۔دبگران۔چھچھ | 〃 | خان بہادر غلام ربانی خان صاحب |
| مانہرہ۔نشرکند۔غازیکوٹ | 〃 | 〃 |
| آزاد کشمیر | 〃 | مولوی محمد عبداللہ صاحب |
| 〃 | 〃 | چوہدری فضل حق صاحب |

## نامزد ممبران

| نام جماعت | | اسمائے گرامی |
|---|---|---|
| گوجرانوالہ | نامزد ممبران | احمد حسن خان صاحب |
| ڈیرہ غازی خان | 〃 | سردار عبدالرحیم صاحب چانڈیہ |
| سیالکوٹ | 〃 | شیخ غلام حسین صاحب |
| سیالکوٹ چھاؤنی | 〃 | شیخ انعام اللہ صاحب |
| شیخ محمدی | 〃 | محمود احمد صاحب ملنگ |
| دانتہ | 〃 | شاہ عبدالعزیز صاحب |
| لاہور | 〃 | ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ صاحب |
| 〃 | 〃 | پروفیسر ڈاکٹر اصغر حمید صاحب |
| | | مرزا حمید الرحمٰن صاحب۔ |
| | | کرنل سعید احمد صاحب |
| | | ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب |
| | | خواجہ خلیل احمد صاحب |
| | | خواجہ صلاح الدین صاحب |
| | | چوہدری شکر اللہ خانصاحب۔ |

# احمدیت اور اشتراکیت

(بسلسلہ صفحہ ۷)

چونکہ حکم الٰہی پر ہے اس میں اللہ تعالےٰ سے وفاداری بجائے خود مطالبہ ہے اور عسر اور یسر، نعمت و بلا، رنج و راحت، کسی کی شرط نہیں۔ یوں اس دعوت میں اور دیگر مذہبی یا اسلامی دعوتوں میں بنیادی فرق ہے۔ ہماری اساس وہی حقیقت ہے جو ہمیشہ سے مذہب اور انبیائے کرام کی بنیاد رہی ہے۔ یعنے اللہ جل جلالہ کا خود اپنے آپ کو لوگوں سے منوانا۔ خود ایک انسان کو اپنی وحی سے اس کام پر کھڑا کرنا کہ لوگوں کو اللہ جل جلالہ کی طرف عبادت تام کے لئے بلائے۔ کیا کوئی اور اسلامی یا مذہبی دعوت اس "مقام نبوت" اور "منہاج نبوت" کا اعزاز رکھتی ہے؟ آپ اسکو اگر بہ حیثیت ایک حقیقت ثابتہ کے دیکھیں گے تو آپ اشتراکیت یا کسی بھی لادینی فکر کے ظاہری غلبہ کو اہمیت نہ دیں گے۔ کیونکہ سورج کا موجود ہونا۔ اشتراکیت یا فسطائیت یا کسی اور "ایت" کے کامران یا ناکام ہونے سے مشروط نہیں۔ سورج ایک حقیقت ہے۔ اسی طرح اللہ جل جلالہٗ ایک حقیقت ہے اور ہم ان کے بندے ہیں جنہیں ان کی عبادت کرنا فرض ہے، اور یہ فرض زمان و مکان، ترقی و تنزل، مشرق و مغرب کسی سے مشروط نہیں بلکہ بجائے خود ایک ایسا فریضہ ہے جس کا جواب اپنی جگہ دیگر حقوق العباد سے علاوہ دینا ہوگا۔ اگر مسیحی حضرت عیسےٰ کے صلیب دیئے جانے سے مرعوب ہو جاتے اور سمجھتے کہ جو خدا اپنے رسول کی امداد نعوذ باللہ نہیں کر سکا وہ ہماری کیا امداد کرے گا اور اس کی قدرتوں کا اندازہ اس اعتبار سے کرتے کہ شاید وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا یا کچھ بھی نہیں کرے گا تو آج آپ کہیں بھی عیسائی تحریک کا چرچا نہ دیکھتے۔ لیکن انہوں نے اللہ تعالےٰ کو آزمایا نہیں، انہوں نے اس سے وعدوں کا ایفا نہیں مانگا، روم کے بازاروں میں اور گلی کوچوں میں وہ ستائے گئے لیکن انہوں نے اپنا عہد نبھایا کہ ہم فقط تیری منادی کریں گے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ آج صرف ایمان اور عہد کے نبھانے کا مطالبہ ہے کیا یہ کم اہم ہے؟ ۔ آپ کے دوسرے سوال کا جواب میں آئندہ قسط میں دوں گا۔

محترمہ بیگم کرنل سید بشیر حسین نے احمدیہ ہال فنڈ میں ایک ہزار روپے کا عطیہ عنایت فرمایا ہے۔

عازمین حج کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ وہ آسٹریلیشیا بنک برانڈرتھ روڈ لاہور کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں بنک ان کو ہر سہولت بہم پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

منیجر آسٹریلیشیا بنک لمیٹڈ

برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

(منیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم


احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح

لاہور

زرِ مبادلہ سالانہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل ۸۳۶


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب


ہر مدّ کو نتائج ہوتا ہے
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز



جلد ۵۱ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۳۰ رجب ۱۳۸۳ھ - مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۵۱


## جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کیلئے

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں

بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالےٰ انکے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دُور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور انکی مرادات کی راہیں ان پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھی کو ہے۔ آمین ثم آمین ۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

جلسہ سالانہ ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔ پروگرام صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔
خواتین کا جلسہ ۲۴ دسمبر ۱۹۶۳ء کو احمدیہ ہال میں منعقد ہوگا۔

## بحرِ حکمت کے موتی

اذا اصبح ابن آدم فان
الاعضاء کلہا تستکفی
اللسان تقول اتق اللہ
تعالیٰ فینا فانما نحن بک
ان استقمت استقمنا
وان اعوججت اعوججنا

(الترمذی بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:- (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جب انسان صبح اٹھتا ہے تو اس کے سارے کے سب اعضا زبان سے درخواست کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا خیال کر کے خدا تعالےٰ سے ڈرتا کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہی ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

نوٹ:- یہ گوئی چغلخوری اور پیچ دار گفتگو سے بچنا چاہیئے۔ اور اچھی، مفید عام گفتگو کرنا چاہیئے

وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن (۱۷:۵۳)
وقولوا للناس حسنا (۲:۸۳)
یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا (۳۳:۷۰) سے ۶۵

ہر کرا گفتار بسیار است بود
دل درونِ سینہ بیمارش بود

یعنی جو شخص بہت دبے مطلب سرانگیز باتیں کرتا ہے۔ اس کے سینہ میں دل بیمار ہوتا ہے۔

(غلام قادر عفی عنہ)

# افریقہ مشن گھانا میں

## بارہ نوجوانوں کا قبولِ اسلام

چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب انچارج گھانا مشن کماسی اطلاع دیتے ہیں کہ جون تا اکتوبر ۱۹۶۳ء میں ذیل کے نوجوان عیسائیت اور بت پرستی کو خیرباد کہہ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ احباب ان کی استقامت کے لئے دعا فرماویں۔

انچارج افریقہ مشنز

چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ - (بائیں طرف) اسسٹنٹ کمشنر پولیس - اسٹانوڈ یچن کماسی (دائیں طرف) کو قرآن کریم انگریزی پیش کر رہے ہیں ؟

| نمبر شمار - سابقہ نام | اسلامی نام |
|---|---|
| ۱ - مسٹر کوجو ہیٹر - - | عیسےٰ |
| ۲ - مسٹر سیموئیل کوجو - - | یوسف |
| ۳ - مسٹر یان بادون کوفی " | یحییٰ |
| ۴ - مسٹر یا غنی " | عمر |
| ۵ - مسٹر ارنسٹ اچمپانگ ، | محمد سعید |
| ۶ - مسٹر ڈینیل اکو • | محمد احمد |
| ۷ - مسٹر ایمنوئیل لارٹے - | عیسےٰ |
| ۸ - مسٹر جان کالے .. - | جابر |
| ۹ - مسٹر جوزفت بنتوم - .. | جعفر |
| ۱۰ - بیگم لارٹے - - " | مریم |
| ۱۱ - مسٹر کو اسیے اوین - - | عمر |
| ۱۲ - مسٹر مارک ہانس .. - | محمد |
| ۱۳ - مسٹر ابرٹ آدو - - | عباس |
| ۱۴ - مسٹر قبلے عیاں .. - | علی |

# جماعت بھلوال و مقبوضہ کشمیر

## کی تبلیغی سرگرمیاں

(۱) ماہ زیر رپورٹ میں جماعت کے تین تربیتی اجلاس ہوئے جن میں افراد کو چندوں کی باقاعدگی - تبلیغی کام اور ارکان نماز کی باقاعدگی کے ساتھ پابندی کرنے کی ہدایت کی گئی۔ ان اجتماعات میں صداقت مسیح موعود۔ وفات مسیح ناصری اور جماعت کی مذہبی تبلیغی مساعی کو دہراتے ہوئے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اسلام احمدیت کا صلح و امن بخش پیغام تحریر۔ تقریر - اور لٹریچر سے پہنچانے کی تلقین کی گئی۔

(۲)۔ ماہ زیر رپورٹ میں بفضل خدا احباب کی ۹۰% فیصدی حاضری نماز جمعہ - فجر۔ مغرب و عشاء میں رہی اور جماعت نے خدا کے فضل و کرم سے سوسائٹی میں اپنا نیک نمونہ پیش کیا۔ الحمد للہ غیروں کی نظروں میں یہ جماعت عزت و عظمت کی نظروں سے دیکھی جاتی ہے۔

(۳)۔ ماہ زیر رپورٹ میں ۱۲۰ نئے اور پرانے پرچے اخبار پیغام صلح اور لائٹ مقامی احباب تک پہنچائے گئے جو سینکڑوں لوگوں میں یکے بعد دیگرے سرکلیٹ ہوئے۔ صداقت احمدیت و اسلام پر صدر انجمن سے منگوائے ہوئے ۵۲ پمفلٹ اردو اور انگریزی زبانوں میں تقسیم کئے گئے۔ جن کا اثر اور ردعمل خدا کے فضل سے اچھا رہا۔ لٹریچر کی تقسیم بدستور جاری رہی اور اس وقت انفرادی طور پر ۲۴۔ افراد احباب جماعت کے زیر تبلیغ ہیں۔ جو خدا کے فضل سے سلسلہ کے بہت قریب آچکے ہیں۔

(۴)۔ مدرسہ احمدیہ اور معلم خدا کے فضل سے باقاعدہ کام کر رہے ہیں۔ ماہ زیر رپورٹ میں مدرسہ میں درج رجسٹر طلباء کی تعداد ۵۴ ہے، اور روزانہ اوسط حاضری ۴۸ رہی۔ علاوہ ابجد خواں طلباء کے قرآن مجید ناظرہ اور ترجمہ پڑھنے والے بچوں کی تعداد نصف ہے۔ علاوہ اس کے طلباء کو دینی مسائل اور مخصوص عقائد کی تربیت مل رہی ہے۔ مدرسہ میں اپنی جماعت کے علاوہ غیر احمدی اور قادیانی خیالات کے طلباء کل تعداد کا ½ حصہ ہیں۔ یہ بچے غیر احمدیوں میں خصوصاً اور قادیانیوں میں عموماً تبلیغ کا بہترین ذریعہ ثابت ہو رہے ہیں۔

(۵)۔ جماعت نے ماہ زیر رپورٹ میں نقدی، اناج - پارچات کی صورت میں مجموعی طور پر 75/. روپے کے صدقے غرباء میں تقسیم ۴۵

م کئے - جس کا تبلیغی لحاظ سے بہت اچھا اثر رہا۔

(۶)۔ جماعت نے چند افراد کے دو تنازعے فیصلے کرا کے جماعتی اتحاد کو قائم رکھا - اس کے علاوہ فیصلہ کیا کہ جماعت ماہ دسمبر ۱۹۶۳ء کے شروع میں شہر کے درمیان ایک لائبریری کھولے گی. جہاں سلسلہ کا لٹریچر لوگوں کو پڑھنے کے لئے دیا جائے گا - الحمد للہ۔

(۷)۔ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ جماعت کے خواندہ افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت امیر مرحوم رحمۃ اللہ علیہ اور موجودہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی تصنیفات زیر مطالعہ رکھیں - مخصوص کتب حجۃ اللہ کبیر، مجدد اعظم کا امتحان ۵ ار دسمبر کو ہوگا - اوّل - دوئم سوئم آنے والے احباب کے نام اخبار پیغام صلح میں شائع ہوں گے -

(باقی صفحہ آخر پر اشتہار کے نیچے)

ہفت روزہ پیغام صلح ــــ لاہور ــــ ۱۸ دسمبر ۱۹۶۳ء

# مسیح موعودؑ کا فرمان

جلسہ سالانہ کی بنا رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تاکیداً یہ فرمان جاری کیا تھا کہ :-

"تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے"۔

ایک اور اشتہار میں آپ نے یہاں تک تاکید فرمائی ہے کہ :-

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنےٰ ادنےٰ حرجوں کی پروا نہ کریں"۔

یہ ماموربانی کا فرمان ہے جو ہر احمدی دوست کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ اس فرمان کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے :-

"مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے"

مامور ربانی کے ان ارشادات سے جلسہ سالانہ کی اہمیت واضح ہے، باوجود اس کے اگر کوئی دوست سفر وغیرہ کی استطاعت رکھتے ہوئے شمولیت جلسہ میں تساہل سے کام لیتا ہے تو یہ مامور الٰہی کے صریح فرمان کی خلاف ورزی اور ان برکات سے محرومی کا موجب ہے جو جلسہ سالانہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ امید ہے کہ تمام احباب حضرت مسیح موعودؑ کے اس فرمان پر لبیک کہتے ہوئے ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء کے جلسہ سالانہ میں ضرور شامل ہوں گے۔

---

# "تبلیغ عیسائیت اور ہمارے فرائض"
## پر
# ایک مجلس مذاکرہ

جلسہ سالانہ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۶۳ء کی دوسری نشست میں دو بجے سے پانچ بجے شام تک

زیر صدارت

**علامہ علاؤالدین صدیقی ایم۔اے۔ ایل ایل بی**

صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور

اس میں ذیل کے احباب اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے :-

۱۔ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت وعبرانی و پرنسپل ادارہ تعلیم القرآن
۲۔ محمد اسلم رانا صاحب بی اے (آنرز) جنرل سیکرٹری مرکز تحقیق مسیحیت
۳۔ مولانا عبدالمنان صاحب عمر ایم اے۔ رکن ادارہ انسائیکلوپیڈیا اسلام۔ لاہور
۴۔ مرزا احمد علی صاحب مجتہد۔
۵۔ ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب۔ اسسٹنٹ ہیلتھ آفیسر سٹی کارپوریشن لاہور۔
۶۔ مولانا محمد یعقوب خانصاحب۔ سابق ایڈیٹر اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور و امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلینڈ)
۷۔ مولانا امیر علی صاحب بانی ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ (جزائر غرب الہند)

# پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

## ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء کو جلسہ منعقد ہوگا مستورات کا جلسہ ۲۴ دسمبر

### بروز منگلوار احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوگا

مستورات کے جلسہ کا پروگرام علیحدہ شائع کیا گیا ہے۔ اجلاس کے بعد دستکاری کی نمائش ہوگی۔

## ۲۵ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز بدھ

بعد از نماز فجر درس قرآن کریم حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر قوم ایدہ اللہ جو ۷ بجے تک ہوگا۔

### اجلاس اوّل:- زیر صدارت کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب

### صبح ۹½ بجے سے ۱۲½ بجے تک

تلاوت قرآن کریم و نظم - قاری حافظ محمد بوستان صاحب و طلباء - ۱۰ منٹ ۹-۳۰ تا ۹-۴۰

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ : مولوی دوست محمد صاحب : ۱۰ منٹ ۹-۴۰ تا ۹-۵۰

افتتاحی تقریر : حضرت امیر قوم ایدہ اللہ : ۳۰ منٹ ۹-۵۰ تا ۱۰-۲۰

تنظیم جماعت اور اشاعت اسلام : میاں ممتاز احمد صاحب فاروق : ۲۵ منٹ ۱۰-۲۰ تا ۱۰-۴۵

احمدیت ایک تبلیغی تحریک ہے : الحاج حافظ محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ : ۲۵ منٹ ۱۰-۴۵ تا ۱۱-۱۰

تقریر : مرزا مسعود بیگ صاحب : ۲۵ منٹ ۱۱-۱۰ تا ۱۱-۳۵

نگاہ مرد مومن سے الخ : میاں رحیم بخش صاحب : ۲۵ منٹ ۱۱-۳۵ تا ۱۲-۰۰

نائجیریا میں اسلام کا مستقبل :- قاضی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی مبلغ نائجیریا - ۳۰ منٹ ۱۲-۰۰ تا ۱۲-۳۰

### نماز ظہر و عصر — ایک بج کر ۳۰ منٹ پر

---

### اجلاس دوم: مسیحیت پر مذاکرہ بعنوان تبلیغ عیسائیت اور ہمارے فرائض

زیر صدارت علامہ علاؤالدین صدیقی ایم اے ایل ایل بی ایم او ایل صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی۔ احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ۲ بجے بعد دوپہر سے ۵ بجے شام تک منعقد ہوگا۔ جس میں جماعت احمدیہ کے سرکردہ علماء کے علاوہ دیگر مختلف مکاتیب فکر کے علماء کرام بھی مقالات پڑھیں گے اس مذاکرہ کا پروگرام علیحدہ شائع ہو رہا ہے۔

نماز مغرب و عشاء :- ۵½ بجے

۷½ بجے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام کالجوں کے طلباء کی انعامی تقاریر ہوں گی۔ موضوع :- اسلام میں وحدت ملی کا تصور۔

۷½ بجے شام مجلس معتمدین کا اجلاس منعقد ہوگا جس میں جماعت کی توسیع، تعمیر اور ترقی پر غور کیا جائے گا۔

## ۲۶ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز جمعرات

نماز فجر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۷ بجے تک درس قرآن کریم دیں گے۔

### اجلاس اوّل:- زیر صدارت خان بہادر غلام ربانی خانصاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ

### صبح ۹½ بجے سے ۱½ بجے تک

تلاوت قرآن کریم و نظم حافظ محمد ادریس صاحب گجرات و طلباء : ۱۰ منٹ ۹-۳۰ تا ۹-۴۰

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس : ملک ظفر اللہ خانصاحب راولپنڈی : ۲۰ منٹ ۹-۴۰ تا ۱۰-۰۰

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ : مولوی دوست محمد صاحب : ۱۰ منٹ ۱۰-۰۰ تا ۱۰-۱۰

سالانہ رپورٹ : میاں فاروق احمد صاحب آنریری جنرل سیکرٹری : ۲۰ منٹ ۱۰-۱۰ تا ۱۰-۳۰

حالات حاضرہ میں ہمارا پروگرام : ڈاکٹر اللہ بخش صاحب : ۴۵ منٹ ۱۰-۳۰ تا ۱۱-۱۵

تقریر : خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب : ۴۵ منٹ ۱۱-۱۵ تا ۱۲-۰۰

ارشادات : حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ : ایک گھنٹہ ۱۲-۰۰ تا ۱-۰۰

### نماز ظہر و عصر :- ۱½ بجے ہوگی

### اجلاس دوم:- زیر صدارت الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر لائلپور

### ۲½ بجے سے پانچ بجے تک

تلاوت قرآن کریم و نظم : ۱۰ منٹ ۲½ بجے تا ۲-۴۰

زندگی میں کامیابی کا راستہ : میاں احمد رفیق یوسف صاحب ایڈووکیٹ : ۲۰ منٹ ۲-۴۰ تا ۳-۰۰

تقریر : پروفیسر محمد شفیع میمن صاحب پرنسپل مسلم کالج : ۲۵ منٹ ۳-۲۰ تا ۳-۴۵

اسلامی بطرز حیات کیلئے مؤثر طریق کار : شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری : ۴۵ منٹ ۳-۴۵ تا ۴-۳۰

عیسائیت اور اسلام : مرزا معصوم بیگ صاحب : ۳۰ منٹ ۴-۳۰ تا ۵-۰۰

### نماز مغرب و عشاء :- ۵½ بجے

۷½ بجے شام اجلاس مجلس معتمدین (مطبوعہ ایجنڈا پیش ہوگا)

۷½ بجے سکول کے طلباء اسلامی برادری کے موضوع پر تقاریر کے انعامی مقابلہ میں شرکت کریں گے۔

---

## ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز جمعۃ المبارک

نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم ۷ بجے تک

### اجلاس اوّل:- زیر صدارت:- مولانا محمد یعقوب خانصاحب

تلاوت قرآن کریم و نظم : ۱۰ منٹ ۹-۳۰ تا ۹-۴۰

اسلام میں احمدیت کا مقام : شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام : ۲۰ منٹ ۹-۴۰ تا ۱۰-۰۰

تقریر : کرنل سعید احمد صاحب : ۳۰ منٹ ۱۰-۰۰ تا ۱۰-۳۰

تقریر : الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر : ۳۰ منٹ ۱۰-۳۰ تا ۱۱-۰۰

حضرت مجدد اعظم کی سنہری صدی : مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب : ۳۰ منٹ ۱۱-۳۰ تا ۱۲-۰۰

### دوسری نشست

خطبہ و نماز جمعہ : از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - ۱½ بجے شروع ہوگا۔

---

**ڈاکٹر اللہ بخش**

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

# حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق قرآن اور احکام خداوندی کی تعمیل

## اسلامی تعلیمات و نظریات اہل علم کے سینوں میں

## احمدیہ ہال اور مسجد کے لئے عطیات دینے والوں کے لئے دعائیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

اتل ما اوحی الیک من الکتاب واقم الصلوٰۃ - ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشآء والمنکر - ولذکر اللہ اکبر - واللہ یعلم ما تصنعون - ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن - وقولوا اٰمنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم والٰھنا والٰھکم واحد ونحن لہ مسلمون - وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذًا لارتاب المبطلون ۔۔۔۔۔۔ (العنکبوت) ۔۔۔۔۔۔

### تلاوت قرآن اور قیام نماز کا حکم

ان آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر ان کے لئے کچھ احکام صادر فرماتے ہیں۔ ان میں سے پہلا حکم یہ ہے اتل ما اوحی الیک من الکتاب قرآن کریم جو ہم نے آپؐ پر نازل کیا ہے۔ اس کو پڑھا کرو اور اس کے پڑھنے کی غرض یہ ہے کہ اس میں جو احکام ہیں ان کی پابندی کی جائے اس غرض کو یوں بیان فرمایا ہے واقم الصلوٰۃ۔ قرآن کریم کو پڑھتے رہو اور نماز کو قائم رکھو، احکام الٰہی میں بنیادی حکم نماز قائم کرنا ہے اس سے ظاہر ہے کہ نماز کو تمام احکام خداوندی میں سب سے بڑھکر اہمیت حاصل ہے اس لئے حضور سرور کائنات جن کے لئے حکم ہے کہ وہ قرآن کریم کو پڑھا کریں ان کو نماز قائم کرنے کا بھی حکم دیا۔

### نبی کریم صلعم کا عشق قرآن

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بڑھکر اس حکم پر عمل کیا ہے آپؐ نے قرآن کریم کو بہت پڑھا اور عشق و محبت سے پڑھا، اور عشق و محبت کے ساتھ عبادت الٰہی میں مصروف رہے۔ ایک دفعہ حضورؐ کے چچا زاد بھائی عبداللہ ابن عباسؓ نے چاہا کہ دیکھوں کہ حضورؐ رات کس طرح گذارتے ہیں، وہ اپنی خالہ میمونہ کے ہاں جا سوئے، وہاں حضورؐ بھی رات گذار رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضورؐ پچھلی رات اُٹھے۔ وضو فرمایا اور نفل ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی وضو کیا اور میں حضورؐ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ حضرتؐ نے محبت و پیار سے میرا کان پکڑ کر مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ جب دو آدمی نماز پڑھ رہے ہوں تو مقتدی کو دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ بقرہ پڑھنی شروع کی۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں میں بچہ تھا کھڑا کھڑا تھک گیا۔ جب سورۃ بقرہ ختم ہونے کے قریب تھی، میں نے خیال کیا کہ اب اس کے اختتام پر آپؐ رکوع میں جائیں گے اور پھر بیٹھیں گے تو مجھے کچھ آرام ملے گا۔ لیکن جب یہ سورۃ ختم ہوئی تو حضورؐ نے دوسری سورۃ شروع کر دی۔ سورۃ بقرہ اڑھائی پارہ کی سورۃ ہے اس کے بعد اگلی سورت آل عمران قریباً پونے دو پارہ اور النساء قریباً دو پارہ پر مشتمل ہے آپؐ نے وہ دونوں سورتیں بھی پڑھیں اور بعد ازاں آپؐ رکوع میں گئے۔ یہ ہے اتل ما اوحی الیک من الکتاب اور اقم الصلوٰۃ پر آپؐ کا عمل۔ یہ آپؐ کے عشق کی علامت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے پہلے حافظ ہیں۔ انہوں نے تلاوت قرآن کریم اور ادائیگی نماز دو بنیادی حکموں پر عمل کیا۔

### نماز تہذیب نفس کے لئے ہے

نماز کے ذریعہ سے انسان مہذب بنتا ہے اور مہذب بننے کی غرض یہ بتائی گئی ہے کہ ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشآء والمنکر۔ نماز کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ اس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ طہارت نفس سے ہی قرب الٰہی میسر آتا ہے۔ جس دل کے اندر طرح طرح کی کدورت اور میل کچیل، بد دیانتی، جھوٹ، دغا بازی مکر و فریب۔ چوری۔ سیہ کاری اور حسد و انتقام کی آگ جل رہی ہو اس میں خدا تعالیٰ کا نزول کس طرح ہو سکتا ہے۔ جس دل کے صحن میں سنڈاس کے ڈھیر لگے ہوں وہاں خدا کا نزول نہیں ہو سکتا۔ نماز کی غرض یہ بتائی ہے کہ یہ بے حیائی سے روکتی ہے اور ان تمام باتوں سے بھی جو بدی کی محرک ہوں۔

### اُمت کے لئے قرآن خوانی اور نماز کا حکم

جو حکم خدا تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا وہی حکم آپؐ کی اُمت کے لئے بھی ہے یعنے کہ قرآن پڑھا کرو۔ اس کے احکام کی پابندی کرو اور تزکیہ اور طہارت نفس کے حاصل کرنے کے لئے نماز قائم کرو تاکہ تمہارا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو۔ ولذکر اللہ اکبر۔ خدا تعالیٰ کی یاد دنیا جہان کی تمام چیزوں سے بڑھکر ہے۔

### اللہ تعالیٰ کی ہمارے اعمال پر نظر

اس ایک جامع آیت کے ختم کرنے کے بعد فرمایا واللہ یعلم ما تصنعون۔ ہم دیکھیں گے کہ قرآن پڑھنے کے بعد اور نماز قائم کرنے کے بعد تمہارے کاروبار سے قرآن اور حدیث کا رنگ نظر آتا ہے یا نہیں لو ہم دیکھیں گے کہ تمہارے معمولات میں اس حکم کا کیا رنگ نظر آتا ہے۔ اگر تمہارے کاروبار کے اندر بد دیانتی ہے، بد خلقی ہے، مکاری ہے، طرح طرح کے فتنہ و فساد کی باتیں ہیں تو تم ہماری نگاہ سے بچ نہیں سکتے۔ ہماری نگاہ بڑی گہری اور دوربین ہے اگر تمہارے کاروبار میں خدا خوفی اور خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کا رنگ نظر نہیں آتا تو تمہاری نماز کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔

. . . . . . . . . . . . . . .

## صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت اور اسی سے استعانت کی جائے

نماز عبادت بھی ہے اور فرمانبرداری بھی۔ ایک نمازی بار بار ہاتھ باندھ کر اقرار کرتا ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ ہم تیرے ہی احکام کی فرمانبرداری کریں گے۔ تیرے سوا اور کسی کی تابعداری نہیں کریں گے۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور مشکلات کے وقت تیرے ہی آستانہ پر سر جھکائیں گے۔

## سب سے پہلی گمشدہ بات:- دیانت و امانت

ان مفید احکام کی پابندی کرنے میں غفلت سے کام لینا نہایت نامناسب ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اَوَّلَ شَیْئٍ تَفْقِدُوْنَ مِنْ دِیْنِکُمُ الْاَمَانَۃُ۔ پہلی چیز جو تم سے جاتی رہے گی وہ دیانت و امانت ہے اور فرمایا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ جو بددیانتی برتا ہے، وہ بے دین ہے، جو کوئی امانت و دیانت کا کچا ہے اس کا کوئی دین نہیں۔ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ۔ اور جو کوئی قول و قرار کا پکا نہیں اس کا بھی کوئی دین نہیں ہے۔ پہلی چیز جو قوم سے مفقود ہوگی وہ دیانت و امانت ہے۔

## آخری چیز:- ترک صلوٰۃ

وَاٰخِرُ الصَّلٰوۃ۔ پھر آخر یہاں تک نوبت آئے گی کہ نماز بھی مسلمان پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ نماز کی غرض ایسی قوم پیدا کرنا ہے جس کے اعمال کے اندر نظر آتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔

## غیروں کے ساتھ طریقِ مجادلہ

نماز کے ذریعہ اپنے تئیں مہذب بنانے کے بعد یہ حکم دیا ہے کہ غیروں کے ساتھ تہذیب و شرافت سے پیش آؤ یہاں تک کہ جب دوسروں کے ساتھ بحث و مباحثہ ہو تو وہ بھی خوش اسلوبی سے ہونا چاہیئے۔ لَا تُجَادِلُوْا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔ اہل کتاب سے گفتگو ہو تو گالی گلوچ سے کام نہ لو۔ بلکہ نہایت خوبصورتی کے ساتھ بات کرو اور مہذب طور پر گفتگو کرو جیسا کہ مسلمان کی شان ہونی چاہیئے آگے فرمایا قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ ان سے بات کرو۔ ان کو اپنے قریب لانے کے لئے کہو کہ ہم اپنی آسمانی کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور تمہاری آسمانی کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں، ہم اپنے رسولؐ کو بھی مانتے ہیں اور تمہارے رسولوں کو بھی تسلیم کرتے ہیں وَاِلٰھُنَا وَاِلٰھُکُمْ وَاحِدٌ۔ تمہارا اور ہمارا خدا ایک ہے۔ ہم دونوں اسکو مانتے ہیں۔ اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ ہمارا اور تمہارا خدا تعالیٰ ربّ العالمین ہے۔ وہ سب کا خدا ہے کسی خاص قوم کا خدا نہیں، ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی اور پوڑھے چمار سب کا ایک ہی خدا ہے اور سب ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں — اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ ساری کی ساری مخلوق خدا تعالیٰ کا کنبہ ہے فَاَحَبُّھُمْ اِلَی اللّٰہِ اَنْفَعُھُمْ لِعِیَالِہٖ۔ جو خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے وہ خدا کا پیارا ہے۔ فرمایا نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ۔ ہم اسی خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے آپ سے خطاب کر رہے ہیں۔

## ایک ہی نبیؐ جس نے یہ تعلیم دی

یہ تعلیم صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی آ کر دنیا میں دی ہے اور کسی پیغمبر و رسول کو ایسی عالمگیر تعلیم پیش کرنا نصیب نہیں ہوا۔ وہ ایک ہی نبیؐ ہے جس کی یہ تعلیم ہے کہ تمہارا خدا ہمارا خدا ہے۔ تمہاری کتاب ہماری کتاب ہے، ہم حضرت عیسٰےؑ اور انجیل کو مانتے ہیں، اور حضرت موسٰےؑ اور توریت کو تسلیم کرتے ہیں۔ گوتم بدھ، گورونانک اور کرشن کی تعظیم کرتے ہیں۔ پھر کون ہے جو ہم سے دشمنی رکھے اور ہمیں قبول نہ کرے۔ یہ بڑا قیمتی اور عالمگیر اعلان ہے۔ اس قسم کا عالمگیر نظریہ سوائے خدا کے جو ربّ العالمین ہے اور سوائے محمد رسول اللہ صلعم کے جو رحمۃ للعالمین ہیں کوئی انسان پیش نہیں کر سکتا۔

## امّی ہونے کے باوجود عالمگیر نظریات پیش کئے۔

فرمایا وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِہٖ مِنْ کِتٰبٍ۔ آپؐ نے اس سے قبل کوئی کتاب نہیں پڑھی تھی وَلَا تَخُطُّہٗ۔ اور نہ کوئی آپؐ نے کوئی کتاب پڑھ کر کوئی نوٹ لکھے تھے۔ تاکہ لوگوں کے سامنے پیش کئے جائیں۔ آپؐ امّی تھے۔ تمام لوگ آپؐ کے مخالف تھے۔ دنیا جہاں سے منقطع وادی میں آپؐ مقیم تھے۔ ریگستان کے علاقہ کے اندر رہتے تھے۔ علم و عرفان کی کوئی یونیورسٹی وہاں قائم نہ تھی۔ نہ امریکہ سے کوئی تعلق تھا، اور نہ جرمنی اور برطانیہ سے اور صحرا میں کوئی رعنائی اور دلکشی نہ تھی۔

## ان نظریات کو دنیا ماننے کیلئے تیار ہے

اس قسم کے وطن و وادی کے اندر ایک شخص ایسے عالمگیر نظریات پیش کرتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ شخص نہیں بولتا خدا بولتا ہے۔ آج بھی یورپ میں ان نظریات کو ہم لوگ پیش کرتے ہیں تو لوگ اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ان نظریات کو ردّ نہیں کیا جا سکتا۔ لاہور کا شاہ عالمی دروازہ اب مسمار ہو گیا ہے اور اب بالکل نئی جگہ بن گئی ہے۔ اس کے قریب ایک مندر ہے۔ ایک دفعہ مجھے ہندوؤں نے وہاں لیکچر دینے کے لئے بلایا۔ وہاں پر ایک بڑی لمبی چوڑی جماعت عورتوں کی بھی تھی۔ میں نے دوران لیکچر میں کہا کہ ہم لوگ تمام بانیان مذاہب کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں ہم لوگ رام چندر اور لارڈ کرشن کی تعظیم کرتے ہیں، تو وہ عورتیں بڑی خوش ہوئیں اور پھولے نہیں سمائیں۔ کہ اسلام کے اندر ایسا بھی حکم موجود ہے کہ ہمارے بزرگوں کی تعظیم و تکریم کی جائے!

## اسلامی تعلیمات اہلِ علم کے سینوں میں

ہمارا پیغام عالمگیر پیغام ہے۔ جہاں کہیں آپ یہ نظریات پیش کریں گے قبول کئے جائیں گے اسی لئے فرمایا بَلْ ھُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ۔ یہ نظریات تو اہل علم کے سینوں میں رکھ دیئے گئے ہیں۔ یہ تو صرف ان کے بتانے یا دکھانے کے طور پر ہیں انکو بتلایا جائے تو وہ لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ میں نے آپ کو پہلے بھی ایک واقعہ سنایا تھا کہ میں جرمنی میں لیکچر دے رہا تھا۔ بہت سے لوگ جمع تھے ایک ۵۵ سال کا معمر انسان جو اہل علم تھا اور ایک مشہور خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور بڑا قابل ڈاکٹر تھا، وہ بھی اس لیکچر میں حاضر تھا۔ اس نے کہا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں عیسائی نہیں ہوں۔ اور اس نے کہا کہ جوں جوں میری عمر اور میرا علم بڑھتا گیا میں نے اپنے دل میں مذہب کا ایک نقشہ کھینچا کہ مذہب کے اصول یہ ہونے چاہئیں ایک تو یہ ہوں وغیرہ وغیرہ، تو وہ نقشہ جو میں نے برسوں سے اپنے دل و دماغ میں بنایا تھا وہ آپ نے آج قرآن سے پیش کیا ہے تو میں نے کہا یہ بات بھی قرآن کریم میں لکھی ہوئی ہے اور وہ ہے بَلْ ھُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ۔ یہ واضح آیات ہیں جو اہل علم کے سینوں میں مرکوز ہیں۔ یہ سن کر اس پر وجد طاری ہو گیا اور مجمع پر بھی وجد طاری ہو گیا۔ اس نے وہیں اعلان کیا کہ میں آج سے مسلمان ہوں، یہ وہ عالمگیر تعلیم ہے۔ جس کے اندر کشش ہے رعنائی ہے اور یہ معقول اور مفید تعلیم ہے اور ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہے۔

## خطبۂ ثانی:- آلۃ الصوت (لاؤڈ سپیکر) کے

متعلق جو مسجد اور احمدیہ ہال کے لئے خریدا گیا اور خطبہ میں لگایا جاتا ہے:-

یہ آلۃ الصوت ہمارے میاں سعید احمد صاحب کا

(باقی پر صلا کالم ۳)

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

# کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ

# الہام مہمل یا ایمان افروز

## برق صاحب کی دو کھلی کھلی خیانتیں

جناب برق صاحب نے اپنے مزعومہ مہمل الہامات کی فہرست میں مندرجہ ذیل الہام کو بھی شامل کیا ہے:

"پریشن — عمر — براطوس یعنی پڑاطوس یعنی پلاطوس"

لیکن نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ برق صاحب نے اس الہام کے الفاظ پیش کرنے میں دو کھلی کھلی خیانتوں سے کام لیا ہے اوّل خیانت تو اُن کی یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریر میں لفظ "یا" کو "یعنی" سے بدل دیا ہے۔ جس سے ان کا مقصد الہام کے متعلق اپنے قارئین کو یہ تاثر دینا ہے کہ الہام کے الفاظ کیسے مہمل ہیں، دوسری خیانت یہ ہے کہ خط کشیدہ الفاظ کو انہوں نے الہامی الفاظ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ یہ خلافِ واقعہ ہے اصل حقیقت اس الہام کی حضرت اقدسؑ کے مندرجہ ذیل نوٹ سے واضح ہوتی ہے فرماتے ہیں:—

"چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہام الٰہی میں سرعت ہوتی ہے اس لئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کسی قدر فرق ہو"

یہ الہام دسمبر ۱۸۸۳ء کے پہلے ہفتہ میں حضور کو ہوا اور حضور کا اپنا اقرار موجود ہے کہ اس الہام کے بعض الفاظ ادا کرنے میں کسی قدر فرق پڑ جانے کا امکان ہے۔ چنانچہ جب یہ الہام حضور کو ہوا، تو آپ نے ایک دوست میر عباس علی صاحب لدھیانوی کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ "عمر" تو عربی لفظ ہے باقی الفاظ کے متعلق تحقیق کر کے لکھیں۔ ان الہامی کلمات کے متعلق حضور نے یہ بھی لکھا:—

"پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دونوں لفظ ........ حضورؑ پر الہاماً ....... نازل نہیں ہوئے بلکہ نازل صرف ایک ہی لفظ ہوا ہے لیکن الہام کے الفاظ اس سرعت سے نازل ہوئے ہیں کہ حضور کو یہ شبہ پیدا ہوا ہے کہ الہام میں لفظ پڑطوس تھا یا پلاطوس۔ بعد کے واقعات نے یقینی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ الہام میں لفظ پلاطوس ہی تھا جیسا کہ قارئین کرام پر ابھی واضح ہو جائے گا حضور کی مندرجہ بالا عبارت سے عیاں ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے پڑطوس اور پلاطوس کے درمیان "یا" کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن برق صاحب نے دو دفعہ "یعنی" کا لفظ استعمال کر کے عبارت کو بالکل گڈمڈ کر دیا ہے اور غلط تاثر دینے کی نازیبا کوشش کی ہے کیا کسی دیانتدار مصنف کا یہی طرز ہوتا ہے کس قدر افسوس کا مقام ہے ......... کہ دعوے دیانتداری کا حالت یہ، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## الہام مندرجہ بالا کا لفظ پلاطوس کس طرف اشارہ کرتا ہے

یہ الہام بھی پہلے الہام کی طرح اس وقت کا ہے جبکہ حضورؑ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ اس الہام کے ۷ برس بعد کیا گیا لیکن اس الہام کے الفاظ میں اشارہ اس بات کی طرف کیا گیا ہے کہ حضور مسیح موعودؑ کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز کئے جائیں گے اور علماء کی طرف سے شدید مخالفت ہوگی اور حضور کو عدالت کے ذریعہ اسی طرح سزا دلوانے کی کوشش کی جائے گی جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو جس کے حضور مثیل ہیں علماء یہود نے اُس وقت کی عدالت سے سزا دلوانے کی کوشش کی تھی، اس گورنر کا نام جس کی عدالت میں علماء یہود نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو سزا دلوانے کے لئے پیش کیا تھا پیلاطوس تھا۔ گویا الہام کے اس ایک ہی لفظ میں مثیل مسیح بنائے جانے اور علماء کی مخالفت اور ایسے حاکم کے ذریعہ سزا دلوانے کی کوشش کا ذکر کیا گیا ہے جس کی مماثلت حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے وقت کے گورنر پلاطوس سے ہوگی۔ واقعات بعد میں چونکہ اسی طرح رونما ہوئے ہیں کہ مسیحیت کے دعوے کے بعد علماء نے حضور کو حضرت مسیح ناصری کی طرح ایک خاص مقدمہ یعنی الزام اقدام قتل کا مقدمہ کھڑا کر کے عدالت کے ذریعہ سزا دلوا کر یہ ثابت کرنا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ اپنے ان مخالفین کو جن کی موت کی پیشگوئی کیا کرتے تھے خفیہ طریقوں سے قتل کروا دیا کرتے تھے اور اس طرح حضور کی ایسی تمام پیشگوئیوں کو لوگوں کی نظر میں مشتبہ بنا دینا تھا۔ اور یہ فعل ان کا صریح علماء یہود کے فعل کے مشابہ تھا اور یہود نے مسیح ناصری کے خلاف اپنے وقت کے جس حاکم کے سامنے ان کا مقدمہ پیش کیا تھا اس کا نام پلاطوس تھا اس لئے لازماً حضرت مرزا صاحب کے خلاف مقدمہ جس حاکم کے سامنے پیش ہونے والا تھا اسکو بھی مماثلت اور مشابہت کے لحاظ سے الہام میں پلاطوس ہی قرار دیا جانا تھا اسی لئے میں نے کہا ہے کہ واقعات نے الہام میں پلاطوس کی تعیین کر دی ہے واقعات نے کسی اور تحقیق کی ضرورت ہی نہیں رہنے دی الہام کے وقت کوئی شخص اس کی تعیین کے متعلق اپنا فیصلہ نہیں دے سکتا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ الفاظ اسی طرح پڑے رہے یہاں تک کہ واقعات نے آ کر ان کی حقیقت پر روشنی ڈالی۔

## الہام کے متعلق دو باتوں کی وضاحت

پیشتر اس کے کہ میں اس الہام کی وضاحت اور مکمل تشریح پیش کروں، اس الہام کے متعلق دو باتوں کا خصوصیت سے ذکر کر دینا ضروری ہے ان میں سے ایک تو وہی ہے جس کا ذکر حضرت مرزا صاحب نے خود کیا ہے۔ یعنی اس الہام کے الفاظ اس سرعت سے نازل ہوئے ہیں کہ بعض الفاظ کے متعلق یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ جس طرح حضور نے ان کو ادا کیا ہے وہ اسی طرح ہی ہوں جس طرح وہ الہام میں بتلائے گئے تھے۔ جس طرح حضور نے پڑطوس اور پلاطوس کے متعلق دریافت کیا تھا اسی طرح پریشن کے متعلق بھی دریافت کیا تھا، معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق بھی حضور کو شبہ ہی تھا کہ الہامی لفظ پریشن ہی ہے یا اس میں بھی کچھ فرق پڑ گیا ہے، پس جس طرح واقعات نے پلاطوس کی تعیین کر دی ہے اسی طرح واقعات بتلاتے ہیں کہ یہ لفظ پریشن نہیں تھا بلکہ انگریزی لفظ اوپریشن تھا، حضرت مرزا صاحب کا ایک تو انگریزی زبان سے ناواقف ہونا اور دوسرے الہام میں سرعت کا ہونا ان دونوں باتوں نے مل کر حضورؑ کے ذہن سے "او" کو نکال دیا اور حضور کو پریشن یاد رہ گیا اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ ان الہامات میں جن کا تعلق شریعت یا انسانوں کو ہدایت دینے

والے امور سے نہیں ہوتا ایسا ہو جاتا ہے قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق صریح الفاظ میں آتا ہے سنقرئک فلا تنسیٰ الا ماشاء اللہ قرآن کریم کی وحی تو آنحضرت صلعم کو بھول نہیں سکتی تھی کیونکہ اس کی حفاظت اور یاد رکھوانے کا خاص انتظام تھا لیکن اس وحی کے کسی حصہ کی تشریح کے متعلق ذہن سے اُتر جانے کا امکان آیت کے الفاظ ...... الا ماشاء اللہ میں موجود ہے کیونکہ اس کا تعلق سنقرئک سے ہے نفس وحی کے نزول سے نہیں علاوہ ازیں حضور کا لیلۃ القدر کو بھول جانا تو صحیح احادیث سے ثابت ہے حالانکہ کشف میں حضور کو وہ دکھلائی گئی تھی۔

اس الہام کا یقینی طور پر خدا کی طرف سے ہونے کا یہی ثبوت ہے کہ گو حضور نے اسکو اسی طرح شائع کر دیا جس طرح حضور کو یاد رہا لیکن واقعات نے اس الہام کی سچائی پر اوپریشن اور پلا طوس کے الفاظ کے ساتھ مہر تصدیق ثبت کر دی جو اس امر پر یقینی دلیل ہے کہ الہام کے الفاظ حضور کے اپنے دماغ کا اختراع نہیں تھے بلکہ خدا کی طرف سے ہی نازل ہوئے تھے

## دوسری بات

قابل ذکر یہ ہے کہ یہ بھی ضروری نہیں کہ ملہم کو ہر الہام کی خصوصاً پیشگوئیوں سے تعلق رکھنے والے الہامات کی تفہیم بھی ضرور کرا دی جائے بعض کی کرائی جاتی ہے اور بعض کی نہیں کرائی جاتی ان کے معنوں کی تعیین واقعات سے ہوتی ہے۔ یعنی جب وہ پورے ہوتے ہیں تو اُن کے معنی خود بخود کھل جاتے ہیں اور دل خود بخود بول اُٹھتے ہیں کہ یہی اُن کا مفہوم تھا مثلاً آنحضرت صلعم کو ہجرت کی جگہ دکھلائی گئی اور آنحضور صلعم نے اس نقشہ سے جو آنحضور صلعم کو دکھلایا گیا۔ یہی سمجھا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے لیکن واقعات نے بتلا دیا کہ خدا کے نزدیک وہ جگہ مدینہ تھی چونکہ مدینہ پر وہ نقشہ کلی طور پر منطبق ہوتا تھا اس لئے ہر دل بول اٹھا کہ اگر رسول کریم صلعم کا اپنا خیال درست نہیں نکلا تو اس میں کیا حرج ہے خدا کی بتلائی ہوئی بات تو بہرحال صفائی سے پوری ہو گئی۔ اسی طرح عمرہ کے متعلق جو خواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اس کا جو مفہوم آنحضور صلعم نے سمجھا وہ درست نہ نکلا لیکن واقعات نے بعد میں ثابت کر دیا کہ خواب بالکل سچا تھا۔ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کو بشارت ملی تھی کہ اُن کے اہل طوفان میں غرق ہونے سے بچا لئے جائیں گے اس بشارت کی بناء پر وہ یہی سمجھتے رہے کہ اُن کے خاندان کے تمام افراد بچا لئے جائیں گے۔ لیکن جب اُن کا لڑکا ان کی آنکھوں کے سامنے غرق ہو گیا اس وقت بھی ان پر "اہل" کا اصلی مفہوم منکشف نہیں ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حیرت زدہ ہو کر عرض کرتے ہیں ربّ ان ابنی من اھلی و ان وعدک الحق و انت احکم الحاکمین آخر خدا نے انہیں بتلایا انّہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح یعنی یہ تیرا لڑکا تو مجسم بدعملی تھا یہ تیرے اہل میں سے کس طرح ہو سکتا تھا تب حضرت نوحؑ کو سمجھ آئی کہ "اہل" کے لفظ سے خدا تعالیٰ نے جسمانی نہیں بلکہ روحانی رشتہ مراد لیا تھا اسی طرح حضرت یونسؑ بھی قوم کی ہلاکت کی پیشگوئی کا صحیح مفہوم نہ سمجھ سکے۔ غرضیکہ انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں میں ایسی مثالیں موجود ہیں جو بتلاتی ہیں کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ بعض الہامات کا وہ مفہوم خود انبیاء علیہم السلام بھی نہیں سمجھ سکے جو مفہوم ان کا اللہ تعالیٰ کے مدنظر تھا بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی میں تو ہمیں ایسی مثال بھی ملتی ہے کہ قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم حضرت عمرؓ ٹھیک وہی سمجھے جو اللہ تعالیٰ کے مدنظر تھا لیکن آنحضرت صلعم نے اسے صحیح تسلیم نہیں کیا لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے سمجھے ہوئے مفہوم کی ہی تصدیق فرما دی جیسا کہ سورۃ توبہ کے رکوع ۱۰ کی مندرجہ ذیل آیت سے ظاہر ہے:—

استغفر لھم اولا تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم

حضرت عمرؓ اس آیت سے بعض خاص لوگوں کے متعلق یہی مفہوم لیتے تھے کہ اس آیت میں ایسے لوگوں کے لئے مغفرت طلب کرنے کی قطعی ممانعت کر دی گئی ہے لیکن حضرت نبی کریم صلعم نے یہ فرمایا کہ اس آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ۷۰ دفعہ مغفرت طلب کرنے سے خدا ان کی مغفرت نہیں کرے گا میں ۷۰ سے زیادہ دفعہ مغفرت طلب کر لوں گا اس واقعہ سے حضرت نبی کریم صلعم کی اس انتہائی ہمدردی کا اظہار تو بے شک ہوتا ہے جو آنحضور صلعم کو مخلوق سے تھی لیکن خدا کا منشاء یہی تھا کہ ان لوگوں کے لئے مغفرت بالکل طلب نہ کی جائے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے سمجھا تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے دوسری وحی ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبرہ نازل فرما کر حضرت عمرؓ کے اخذ کردہ مفہوم کی تصدیق کر دی۔

پس اگر حضرت مرزا صاحب اپنے کسی الہام کے کسی لفظ کے بعض جزو کو بھول جائیں یا الہام کا مفہوم ان پر واضح نہ ہو تو حضور اس وجہ سے نہ زیر الزام آ سکتے ہیں نہ اُن پر کسی قسم کا اعتراض وارد ہو سکتا ہے نہ اُن کے الہام کو اس وجہ سے مہمل قرار دیا جا سکتا ہے اگر واقعات اس الہام کو سچا ثابت کر دیں تو اسکو منجانب اللہ تسلیم کرنے میں ہمارے دلوں میں ذرہ بھر بھی ہچکچاہٹ پیدا نہیں ہوتی چاہیئے پس واقعات ہی اصل معیار ہیں اس لئے انہی پر ہمیں نظر ڈالنی چاہیئے۔

## الہام کی مکمل تشریح

چنانچہ مندرجہ بالا اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے میں بتلاتا ہوں کہ واقعات کس طرح اس الہام کی صحت کو ثابت کر رہے ہیں۔ الہام کا پہلا لفظ اوپریشن انگریزی میں ہے اسکو دو طرح لکھا جا سکتا ہے ایک operation دوسرا oppression پہلے لفظ میں تو مسیح اور مہدی کے ظہور سے قبل کے زمانہ کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور دوسرے لفظ میں مسیح اور مہدی نے آ کر جو کام کرنا ہے اس کو واضح کیا گیا ہے

oppression کے معنی ظلم۔ جور ہمت کو پست کر دینا اور کاہلی کے ہیں اور بالکل یہی علامات مہدی کے ظہور کی ایک حدیث میں بیان ہوئی ہیں اور operation کے معنی کسی بگاڑ اور کسی خلل اور ضرر کو دور کرنے کے لکھے ہیں۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۲ پر مہدی کے ظہور کے متعلق جو حدیث لکھی ہے اس میں بھی وہی باتیں بیان کی گئی ہیں جو ان دونوں لفظوں کے مفہوم میں داخل ہیں اس حدیث کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"دنیا جور و ظلم سے پُر ہو گی پس مہدی اُسے قسط اور عدل سے بھر دے گا مہدی رسول کریم صلعم کے آثار کی پیروی کرنے والا ہو گا وہ غلطی نہیں کرے گا فرشتہ اس کی تسدید میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اسکو ایک شب میں درست کر دے گا ظلم اور اہل ظلم ہلاک ہوں گے دین اس کے ذریعہ سے قائم ہو جائے گا اور اسلام میں روح چمک اُٹھے گی اور اسلام ذلت کے بعد معزز ہو جائے گا اور موت کے بعد زندہ ہو جائے گا اس کے زمانہ میں ایک شخص جہالت بخل اور بزدلی میں شام کرے گا اور صبح وہ اس حالت میں کرے گا کہ وہ اعلم الناس۔ اکرم الناس اور اشجع الناس ہو جائے گا جو کوئی اس سے جھگڑا کرے گا مخذول ہو جائے گا وہ دین کے متعلق ایسی باتیں بتلائے گا کہ فی الحقیقت وہی دین خدا کا ہو گا اگر آنحضرت صلعم زندہ ہوتے تو آنحضور صلعم بھی وہی کچھ بتلاتے۔ وہ تمام مذاہب کو زمین سے اُٹھا دے گا اور دین خالص یعنی اسلام باقی رہ جائے گا عامہ مسلمان اس سے بہت خوش ہوں گے اور خواص میں سے

بھی بدبشتر لوگ اس کی دعوت کو قائم
کر دیں گے اور اس کی نصرت میں مشغول
ہوں گے اور یہ اس کے وزراء ہوں
گے۔"

وزراء کے معنے بوجھ بٹانے والے کے ہیں، ان خاص لوگوں نے حضور کا جو بوجھ بٹایا وہ کسی واقف حال سے مخفی نہیں۔

اب دیکھ لیں کہ کے معنی بھی لغت میں جور و ظلم کے ہی لکھے ہیں۔ اب یہ کیا حقیقت نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے ظہور سے قبل دنیا میں ہر قسم کا ظلم پھیلا ہوا تھا۔ سب سے بڑا ظلم تو خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرانے کا ظلم ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے:۔ ان الشرك لظلم عظيم اس کی ذات میں اس کی صفات میں۔ اس کے افعال میں غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ہر قسم کا ظلم روا رکھا جا رہا تھا اسلام پر یہ ظلم ہو رہا تھا کہ ماننے والوں نے اس کی اصلی شکل کو اس قدر بگاڑ دیا تھا کہ اس کی خوبیاں عیوب میں تبدیل ہو گئی تھیں اور یہ عیوب اتنے نمایاں تھے کہ غیروں کے دلوں کو تو کجا خود اپنوں کے دلوں کو بھی اس سے متنفر کرنے کا موجب بن رہے تھے۔ مسلمان آپس میں ایک دوسرے پر تکفیر کے فتووں کے ذریعہ ظلم کر رہے تھے، غرضیکہ ظلم کی گھٹائیں چاروں طرف چھائی ہوئی تھیں حضرت مرزا صاحب نے آکر ایسی جماعت تیار کی جو ہر قسم کے شرک سے پاک اسلام کی خوبیوں کو اجاگر کرنے والی تکفیر کی لعنت سے خود بھی محفوظ اور دوسروں کو بھی اس لعنت سے بچانے کے لئے کوشش میں مصروف ہو گئی عام پست ہمتی کے بعد ان میں بلند ہمتی پیدا ہو گئی سستی کی جگہ چستی نے لے لی کیونکہ مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینے سے عجز نے عام طور پر مسلمانوں کی ہمتوں کو پست نہیں کر دیا تھا اور اس وجہ وہ کاہلی اور سستی کا شکار نہیں ہو گئے تھے۔ لیکن احمدیوں سے یہ سب نقائص دور ہو گئے ..... اور وہ پوری تندہی کے ساتھ خدمت اسلام میں لگ گئے۔ حضور کے آنے سے اسلام پر سے ذلت کے بادل چھٹ گئے اور حضور کے پیش کردہ دلائل اور حضور کے بیان کردہ خوبیوں سے اس نے اپنی کھوئی ہوئی عزت کو دوبارہ حاصل کر لیا اور اس کو جو مردہ یقین کیا جا رہا تھا اس میں دوبارہ زندگی کی لہر دوڑ گئی اور دین مضبوطی سے قائم ہو گیا۔ حضور نے براہین اور نشانوں کے ذریعے دوسرے مذاہب کو مات کر دکھا دیا احمدی ہوتے ہی ہر شخص علم کے نور سے منور ہو جاتا تھا۔ بڑے سے بڑا مخالف بھی اس کے مقابل پر آنے سے گھبراتا تھا بخل کی جگہ سخاوت نے لے لی، اشاعت اسلام کی راہ میں انشراح صدر سے بڑی سے بڑی مالی قربانی کے لئے تیار نظر آنے لگ پڑا بزدلی دور ہو گئی اور دل میں اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی جرأت پیدا ہو گئی گویا حدیث کے الفاظ کے مطابق وہ اعلم الناس اکرم الناس اور اشجع الناس بن گیا حضور کے آنے اور اسلام کی حمایت میں کھڑے ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے عوام اور خواص دونوں کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور وہ سب کے سب مخالفتوں اور ایذا رسانیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بڑی بہادری اور دلیری سے اُن کا مقابلہ کرتے ہوئے دعوۃ حقہ کو پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔

غرضیکہ حدیث مندرجہ بالا میں مہدی کی جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ سب کی سب حضرت مرزا صاحب کے وجود میں پوری ہو گئیں اور اسی طرح الہام میں ادریش کا لفظ بھی اپنے دونوں معانی کے لحاظ سے کامل طور پر پورا ہو گیا سو الہام کے ایک ہی لفظ نے مسیح موعود کے زمانہ اور اس کے کام پر مکمل روشنی ڈال دی ہے اور اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ حضور ہی مسیحیت اور مہدویت کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہونے والے ہیں کیونکہ حدیث میں یہ تمام علامات مسیح اور مہدی کے لئے ہی بیان کی گئی ہیں

## الہام میں لفظ عمر کی اہمیت اور حضور کی حضرت عمرؓ سے مشابہتیں

الہام میں دوسرا لفظ عمر ہے جو صاف اشارہ کر رہا ہے اس طرف کہ ظلم و جور کو مٹانے اور اسلام کے گلستان میں از سر نو بہار لانے میں حضرت مرزا صاحب وہی کردار ادا کریں گے جو حضرت عمرؓ نے انہی اغراض کو حاصل کرنے کے لئے ابتداء اسلام میں ادا کیا تھا جس کے معنے یہ ہوئے کہ مسیح موعود کے عہدہ جلیلہ پر جب حضور سرفراز ہوں گے تو حضرت عمرؓ کے ساتھ حضور کو خاص مشابہت نمایاں طور پر نظر آئے گی، سو ذیل میں ان مشابہتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو حضرت عمرؓ اور حضرت مرزا صاحب میں بحیثیت مسیح موعود ہونے کے پائی جاتی ہیں۔

### پہلی مشابہت

حضرت عمرؓ کے متعلق حدیث میں صاف مذکور ہے کہ شیطان اُن سے سخت مرعوب تھا جس راستہ سے ....... حضرت عمرؓ گذر جائیں شیطان اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر ہو جاتا تھا۔ مسیح موعود کا بھی سب سے بڑا کام دجال کے فتنہ کو فرو کرنا بتلایا گیا ہے اور دجال شیطان کا ہی مظہر اتم ہے اسی لئے بعض آثار میں ہے کہ مسیح کے زمانہ میں شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہو گی اور شیطانی فوجوں کو شکست ہو گی سو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ دجالی فتنہ کے بانی پادریوں کو حضرت مرزا صاحب کے ہاتھوں ایسی شکست فاش ہوئی کہ وہ مقابلہ میں آنے کا نام نہیں لیتے اور حضور کے علم کلام کا اس قدر رعب اُن کے دلوں پر مسلط ہو گیا کہ انہوں نے اپنے مشنریوں کو حکم دے دیا کہ احمدیوں کے ساتھ مباحثہ وغیرہ بند کر دیا جائے۔

### دوسری مشابہت

یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں رومیوں اور ایرانیوں یعنی مشرکوں کی طاقت کو کچل کر رکھ دیا گیا یہ دونوں طاقتیں اس وقت اسلامی حکومت کی بیخکنی کے منصوبے بنا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان دونوں حکومتوں کو بیخ و بن سے اُکھاڑ کر رکھ دیا اس وقت دشمنوں کی طرف سے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تلوار سے کام لیا جا رہا تھا اس لئے مقابلہ تلوار سے کیا گیا لیکن حضرت مرزا صاحب نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو عیسائی اور مشرکین اسلام پر دلائل کی تلوار سے حملہ آور ہو رہے تھے اسلام کی عظمت کو مسلمانوں کے دلوں سے مٹانے کے لئے عیسائی اور ہندو دونوں اپنے اپنے رنگ میں کوشش کر رہے تھے دونوں نے الگ الگ محاذ بنا کر اور الگ الگ مورچے قائم کر کے اسلامی عقائد پر اعتراضات کی گولہ باری شروع کی ہوئی تھی اور جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اس زمانہ میں مشرکین کو بھی مسلمانوں کے خلاف میدان مناظرہ میں نکل آنے کی جرأت ہو جائے گی، ہندوؤں سے آریہ سماج اور برہمو سماج والوں نے اسلام پر بھرپور حملہ کیا ہوا تھا حضرت عمرؓ کی طرح حضرت مرزا صاحب نے بھی مسیح موعود کی حیثیت سے نہ صرف ان حملوں کو پسپا کر دیا بلکہ اُن کے مذاہب پر حملہ آور ہو کر انکو کچل کر رکھ دیا اور قرآنی آیت ليهلك من هلك عن بينة کے ماتحت ان کو ہمیشہ کے لئے ہلاک کر دیا اور وہ زبردست دلائل مسلمانوں کے ہاتھ میں دیئے کہ اُن کے سامنے اب یہ لوگ ٹھہر ہی نہیں سکتے گویا دلائل کی تلوار نے ہمیشہ کے لئے انہیں گھائل کر دیا۔

### تیسری مشابہت

حضرت عمرؓ کے اسلام میں داخل ہونے پر تبلیغ اسلام علانیہ شروع کر دی گئی تھی اسی طرح حضرت مسیح موعود کے ظہور کے بعد مسلمانوں میں یہ جرأت پیدا ہو گئی کہ وہ پوری دلیری کے ساتھ علانیہ مخالفین اسلام کا مقابلہ کریں حالانکہ اس سے قبل وہ اُن کے مقابلہ میں سخت دبے ہوئے تھے کیونکہ ان کے اعتراضوں کا مسلمانوں کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

### چوتھی مشابہت

حضرت عمرؓ نے اسلام کی مضبوطی اور اس کو

آئندہ کے لئے خطرات سے بچانے کے لئے چھاؤنیوں کی بنیاد ڈالی۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے الوصیت کے انتظام کی بنیاد ڈالی تا اس ذریعہ سے اسلام کی اشاعت اور اس کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے اور دشمنوں کے اعتراضات کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے دائمی طور پر کافی روپیہ آتے رہے جس سے مبلغ اور مفید لٹریچر تیار ہوتا رہے تا یہ کام روپیہ کی کمی کی وجہ سے کسی وقت بند نہ ہو جائے اور ایک انجمن کی بنیاد ڈال دی تا اس کی نگرانی میں یہ روپیہ رہے اور اس کے ممبروں کے باہمی مشورہ سے اغراض مندرجہ بالا پر ہی یہ روپیہ صرف ہوتا رہے۔

## پانچویں مشابہت

صحابہ میں سے حضرت عمر رضہ ہی پہلے شخص ہیں جن کے دل میں قرآن کو کتابی شکل میں ضبط کر لینے کا خیال پیدا ہوا اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضہ پر زور دے کر اس کام کو شروع کروایا گویا ایک لنگ میں قرآنی پیشگوئی انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کو عملی جامہ پہنانے کا ذریعہ بنے اس وقت الفاظ کی حفاظت کی ضرورت تھی جس کو انہوں نے پورا کر دیا حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں اس کی اصلی اور صحیح تعلیم ہو گم ہو گئی تھی اس کی حفاظت کی ضرورت تھی جسے حضرت مرزا صاحب نے پورا کر دیا۔

## چھٹی مشابہت

حضرت عمر رضہ قرآن کریم کو ہر بات میں مقدم رکھنے کے قائل تھے جیسا کہ ان کے الفاظ حسبنا کتاب اللہ سے ظاہر ہے اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے بھی مسلمانوں کو یہی تلقین کی کہ کتاب اللہ کو احادیث اور فقہ پر مقدم رکھو اگر قرآن کریم اور حدیث میں تضاد نظر آئے تو اول تو دونوں میں تطبیق دینے کی کوشش کرو اگر تطبیق کی کوئی صورت نہ نکلے تو قرآن کی اتباع کرو حدیث کو چھوڑ دو کیونکہ وہ حدیث حضرت نبی کریم صلعم کا قول نہیں ہو سکتا اور فقہ تو انسانوں کا اجتہاد ہے وہ قرآن کے خلاف کس طرح قبول کیا جا سکتا ہے۔

## ساتویں مشابہت

حضرت عمر رضہ حضرت نبی کریم صلعم کی موت کے تصور کو محال سمجھتے تھے وہ تو آنحضور صلعم کی جسمانی موت کی خبر پر بھی یقین کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ ایسی صورت میں آنحضور صلعم کی روحانی موت کا خیال ان کے قریب کس طرح پھٹک سکتا تھا۔ یہی حال حضرت مرزا صاحب کا تھا آپ کے ظہور سے قبل عام خیال یہی پیدا ہو گیا تھا کہ نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلعم کے فیض کا چشمہ اب خشک ہو گیا ہے بابیوں اور بہائیوں نے اس عام خیال سے فائدہ اٹھا کر قرآن اور حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کے منسوخ ہونے کا برملا اعلان کر دیا اور خود نئی شریعت کے لانے کے مدعی بن بیٹھے۔ حضرت مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہی اس بات کا اعلان کر دیا کہ قرآن زندہ کتاب ہے، اور حضرت نبی کریم صلعم زندہ رسول ہیں آنحضرت صلعم کا فیض قیامت تک جاری رہنے ہیں نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ آنحضرت صلعم کے فیض سے ہی حاصل کیا ہے اگر کسی کو دعویٰ ہے کہ اس نے حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت سے باہر رہ کر کوئی روحانی مقام حاصل کیا ہے تو وہ میرے مقابلہ میں آ جائے اور دیکھ لے کہ تائید الٰہی کس کے ساتھ ہے، بہائیوں کے لیڈر کو جرأت نہیں ہوتی کہ اس چیلنج کو قبول کرے بہرحال حضرت مرزا صاحب اسلام کو زندہ مذہب قرآن کو زندہ کتاب اور حضرت نبی کریم صلعم کو زندہ رسول ایسے زبردست دلائل اور ایسے عظیم الشان آسمانی نشانوں سے ثابت کر گئے ہیں کہ کسی منصف مزاج کے لئے انکار کی گنجائش نہیں رہی۔

## آٹھویں مشابہت

حضرت عمر رضہ شرک کے سخت دشمن اور توحید پر جان نثار تھے چنانچہ حدیبیہ میں جس درخت کے نیچے بیعت رضوان ہوئی اس کو انہوں نے اسی خیال سے کٹوا دیا کہ کہیں اس کی پرستش ہی شروع نہ ہو جائے خالد بن ولید کو اسی بنا پر معزول کیا کہ لوگ کہیں یہ نہ سمجھنے لگ جائیں کہ اس کی قابلیت کی وجہ سے اسلامی فتوحات ہو رہی ہیں حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت یہ الفاظ کہے کہ میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے تجھ میں کوئی طاقت نہیں حضرت نبی کریم صلعم کو چونکہ بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے بوسہ دیتا ہوں، اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ اس کی پرستش کے امکان کو قطعی طور پر دور کر دیا جائے حضرت مسیح موعود نے آ کر بھی شرک کی مکمل طور پر بیخ کنی کی اور اسلامی توحید کو نہ صرف ظاہری طور پر اُجاگر کیا بلکہ اس کو مضبوطی کے ساتھ دلوں میں بھی قائم کر دیا، اب برق صاحب ان مشابہتوں کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھیں کہ الہام میں حضرت مرزا صاحب کے لئے عمر کا لفظ کیسا مناسب اور کیسا برمحل استعمال ہوا ہے اور اس لفظ نے کس صفائی سے حضور کے زمانہ کا اور حضور کے کاموں کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ یہی وہ مشابہتیں ہیں جن کی وجہ سے حضور کو مسیح موعود کے دعوے کے بعد بھی الہام ہوا انت محدث اللہ فیک مادۃ فاروقیہ۔

- - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - -

## الہام کے تیسرے لفظ پلاطوس کی حقیقت اور ڈگلس کی اس کے ساتھ مشابہت

تیسرا لفظ الہام میں پلاطوس ہے جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں یہ لفظ صاف اس امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ حضور کو مسیح موعود بنایا جائے گا اور علماء مخالفت کے اندھے جوش میں حضور کو عدالت کے ذریعہ سزا دلوانے کے لئے ایسے حاکم کے سامنے پیش کریں گے جس کی مشابہت پلاطوس سے ہو گی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ گورداسپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈگلس صاحب کی پلاطوس کے ساتھ مندرجہ ذیل مشابہتیں صاف طور پر نظر آتی ہیں۔ اسی حاکم کی عدالت میں حضور کے خلاف اقدام قتل کے الزام میں مقدمہ پیش تھا۔

## پہلی مشابہت

جس طرح پلاطوس کو حضرت مسیح ناصری کے خلاف الزام سنتے ہی یقین ہو گیا تھا کہ حضرت مسیح اس الزام سے بری ہیں اس طرح ڈگلس صاحب کو بھی مقدمہ کے شروع میں ہی یقین ہو گیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب بیگناہ ہیں اور ان پر اقدام قتل کا الزام بالکل جھوٹا ہے یہی وجہ ہے کہ مسل مقدمہ پڑھنے کے بعد بجائے وارنٹ جاری کرنے کے معمولی سمن کے ذریعہ حضور کو عدالت میں طلب کیا گیا اور پھر اپنی عدالت میں عزت کے ساتھ حضور کو کرسی پر بٹھایا۔

## دوسری مشابہت

جس طرح پلاطوس کو یقین ہو گیا تھا کہ حضرت مسیح ناصری کے خلاف جو مقدمہ بنایا گیا ہے وہ محض مذہبی اختلاف اور دشمنی کی بناء پر بنایا گیا ہے اسی طرح ڈگلس صاحب کو بھی ایسا ہی یقین ہو گیا۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی شہادت کا اس نے درمیان میں ہی یہ لکھ کر بند کر دیا کہ گواہ مرزا صاحب کا سخت دشمن معلوم ہوتا ہے اس لئے اس کی مزید شہادت کی ضرورت نہیں اور عیسائیوں کے قبضہ سے گواہ عبدالحمید کو اسی خیال کی بناء پر نکال لیا کہ یہ دشمنی کی وجہ سے مرزا صاحب کو پھنسانے کے لئے گواہ کو جھوٹ سکھلا رہے ہیں۔

## تیسری مشابہت

یہ ہے کہ پلاطوس نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ میں اس شخص کا کوئی گناہ نہیں پاتا لیکن یہود کے شور کرنے پر وہ خوفزدہ ہو گیا اس لئے اس نے حضرت مسیح ناصری کو یہود کے حوالہ کر دیا لیکن حضرت مسیح کو صلیب سے بچانے کے لئے درپردہ انتظام بھی کر دیا۔ اس کے مقابلہ میں ڈگلس صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی بریت کا جرأت اور دلیری کے ساتھ اعلان کیا وہ اس بات سے قطعاً نہیں گھبرایا کہ ہندوستان کی

# راولپنڈی اور پشاور کے تنظیمی دورے

(از ممتاز احمد صاحب فاروقی)

میں ماہ نومبر ۱۹۶۳ء کے پہلے ہفتہ میں راولپنڈی گیا تھا۔ وہاں میرا بڑا لڑکا احمد ظفر فاروقی۔ سی۔ ایس۔ پی گورنمنٹ آف پاکستان میں ڈپٹی فنانشل ایڈوائزر لگا ہوا ہے۔ اس لئے میں نے اس کے پاس ہی قیام کیا۔ اگرچہ راولپنڈی کی اپنی احمدی جماعت بڑی فعال اور مستعد جماعت ہے اور ماشاءاللہ ہر سال ایک عام جلسہ بھی منعقد کرتی ہے۔ جس میں اچھے اور لائق مقررین۔ اشاعت اسلام اور خدمت دین کو سلسلۂ احمدیہ کے نکتۂ نگاہ سے عوام الناس کے سامنے پیش کرتے ہیں اور شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کی عطا کردہ زمین کو جو کمیٹی محلہ میں واقع ہے۔ بحال کروا کر وہاں مسجد بنوانے کا بھی ارادہ رکھتی ہے۔ پھر بھی بدقسمتی سے بعض احباب کے درمیان چند امور میں اختلاف رائے پیدا ہوا اور جس نے ایک جھگڑے کی صورت اختیار کر لی نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے تو نماز جمعہ۔ جناح مسلم گرلز سکول صدر راولپنڈی کی عمارت میں پڑھی جاتی تھی۔ مگر بعد میں اس جگہ کے علاوہ ایک اور جگہ چھاچھی محلہ میں بھی پڑھی جانے لگی۔ اس تنازعہ کو دور کرنے کے لئے جماعت کے متعدد بزرگوں نے کئی ایک اوقات میں کوشش کی۔ مگر قرار واقعی نتیجہ نہ نکلا مگر ہماری جماعت میں عموماً لوگ مخلص اور دیندار ہیں۔ اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوتے ہوئے۔ دونوں جماعتوں میں جا کر نماز جمعہ پڑھی اور خطبہ بھی پڑھا۔ اور مصالحت کی کچھ تجاویز پیش کیں۔ جس پر اکثر احباب نے لبیک کہا۔ میں نے اس کے متعلق مرکزی انجمن کو بھی لکھا۔ وہاں سے مجلس معتمدین کے فیصلہ کے مطابق مولوی یعقوب خاں صاحب کو ۶ر دسمبر کی نماز جمعہ وہاں راولپنڈی میں پڑھنے اور جماعت کو یکجا کر کے مصالحت اور انتخاب کروانے کے لئے مامور کیا گیا۔ میں تو یکم دسمبر کو لاہور واپس آ گیا تھا۔ مگر اس مضمون کے لکھتے وقت معلوم ہوا ہے کہ مولوی محمد یعقوب خان صاحب نے دونوں فریقوں میں صلح کرا دی ہے اور اب وہ مل کر یکجا نماز پڑھیں گے اور خدمت دین کا کام کریں گے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس طرح اس جماعت کے احباب نے رحماء بینھم اور والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین کا نظارہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو، اور انکو جزائے خیر دے۔ آمین

میری بڑی خواہش تھی کہ میں پشاور جا کر اپنی جماعت کے احباب سے ملوں اور وہاں کی نئی احمدیہ مسجد میں بھی جا کر نماز پڑھوں۔ میں نے اس کا ذکر اپنے عزیز دوست شیخ میاں ظہور احمد صاحب ملواڈ سے بھی کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ اپنی فلاور مل کے معائنہ کے لئے جاتے رہتے ہیں۔ کیوں نہ دونوں ایک وقت میں ہی پشاور جائیں۔ چنانچہ ۲۸ر نومبر کو میاں صاحب نے اپنی مل کے مہمان خانے میں تمام جماعت پشاور اور پشاور یونیورسٹی کے احمدی طلباء کو دعوت طعام دی۔ چنانچہ نہایت پُرتکلف کھانے پر سب احباب سے ملاقات ہوئی۔ اور بہت اچھی مجلس رہی اگلے دن اپنی احمدیہ مسجد (دبگری دروازہ کے اندرون) میں ...... نماز جمعہ میں خطبہ میں نے دیا اور نماز بھی پڑھائی۔ اور بعد میں احباب کے ساتھ چائے نوشی بھی کی۔

اس مسجد میں شیخ میاں ظہور احمد صاحب نے ایک لاؤڈ سپیکر بھی لگوا دیا ہے کہ اُوپر مستورات کے کمرہ میں آواز جا سکے۔ اور اب مسجد کے لئے نئی دریاں بھی بنوانے کا آرڈر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ ماشاءاللہ جماعت کافی ہے اور مسجد عنقریب تنگ محسوس ہونے لگے گی۔ مسجد کے ساتھ امام کے لئے اور مہمانوں کے لئے بھی کمرے ہیں۔

مضافات کی جماعتوں کے بھی بعض احباب تشریف لائے ہوئے تھے اور وہ مصر تھے کہ میں اُن کے ساتھ چلوں۔ میں نے اُس وقت تو معذرت کی مگر آئندہ اس کو پروگرام میں رکھنے کا وعدہ کیا۔ ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب جو کہ پریذیڈنٹ جماعت ہیں، یہ مسجد ان کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور جماعت کے انتظام میں اور خصوصاً احمدی بچوں کو مذہب سے آگاہ کرنے میں جماعت کے سیکرٹری محمد الرحمٰن صاحب بھی اُن کے ساتھ مل کر بہت مفید اور نیک کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

میں اور میاں ظہور احمد صاحب اگلے دن واپس آ گئے۔ مگر جماعت کے احباب کی محبت اور اخلاص کا اثر دلوں میں باقی ہے۔

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ — مینیجر پیغام صلح۔

# ادارہ تعلیم القرآن کا افتتاح

احباب کو یاد ہوگا کہ آج سے کئی سال قبل حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تحریک ادارہ تعلیم القرآن کے لئے فرمائی جس پر احباب نے لبیک کہتے ہوئے بڑے بڑے عطیات دیئے تھے۔ حضرت امیر مرحوم کا منشاء یہ تھا کہ ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جس میں تبلیغ اسلام کے لئے مبلغین تیار کئے جاویں۔ یہ تحریک جس خلوص نیت سے جاری کی گئی تھی زود یا بدیر اس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوتا تھا۔

الحمد للہ کہ آج ہم بمسرت یہ اعلان کر رہے ہیں کہ ادارہ تعلیم القرآن کی عمارت مکمل ہو چکی ہے۔ اور تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری ہو چکا ہے۔ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اس ادارہ کے پرنسپل مقرر ہو چکے ہیں، اور حافظ شبیر محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دس بارہ طالب علم بھی آ چکے ہیں۔ ان میں دو مشرقی پاکستان سے آئے ہیں۔ اور اب افریقہ اور ہندوستان سے بھی دو طالب علم آ رہے ہیں۔ امید ہے کہ یہ ادارہ ہمارے تبلیغی مقاصد کی بجا آوری میں اہم کردار ادا کرے گا۔ انشاءاللہ

اس مفید ادارہ کی افتتاحی تقریب کے لئے موزوں دن کا انتظار کیا جا رہا تھا جس میں زیادہ سے زیادہ دوست شامل ہو سکیں۔ چنانچہ ۲۴ر دسمبر کا دن اس مبارک تقریب کے لئے موزوں سمجھا گیا ہے۔

ممبرانِ مجلس معتمدین کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ تکلیف فرما کر بھی اس مبارک تقریب میں شامل ہوں۔ والسلام

خاکسار۔ احمد یار۔ سیکرٹری

---

# اجلاس مجلس معتمدین

۲۵،۲۶ر دسمبر ۱۹۶۳ء کو

۷ بجے شام احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا ۲۵ر تاریخ کو جماعت کی ترقی و توسیع کی تجاویز زیر غور آئیں گی۔ اور ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۳ء کو ایجنڈا مطبوعہ جس میں بجٹ اور انتخاب عہدیداران و ممبران مجلس معتمدین ایسے اہم امور شامل ہیں برائے غور و فیصلہ پیش ہوں گے۔

ایجنڈا بجملہ ممبران مجلس معتمدین کو بذریعہ ڈاک یا دستی بھیجدیا گیا ہے اگر کسی دوست کو نہ ملا ہو تو فوراً تحریر فرماویں۔ ایجنڈا نئے ممبران کی خدمت میں بھیجا گیا ہے۔

احمد یار۔ سیکرٹری

تینوں قومیں یعنے ہندو مسلمان عیسائی حضرت مرزا صاحب کو سزا دلوانے پر متفق ہیں۔ میرے اس فیصلہ پر انکی مرضی کے متعلق کیا رائے ہوگی اسی طرح نہ اُس نے اُن کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی ضمیر کی آواز کے خلاف کسی قسم کا قدم اُٹھانے کی سعی کی بلکہ جو حق و انصاف کا تقاضا تھا اسی کو پورا کیا۔

## فرق کی مادی اور رُوحانی وجہ

اور یہ فرق جو ان دونوں حاکموں کے کردار میں ہمیں نظر آتا ہے وہ دونوں حکومتوں کے نظام کی مضبوطی اور آئین کے واضح ہونے کی وجہ سے ہے یہ تو مادی وجہ ہے۔

روحانی طور پر اس فرق کی یہ وجہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری حضرت موسےٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے اور حضرت مرزا صاحب حضرت نبی کریم صلعم جیسے زبردست شہنشاہ کے خلیفہ تھے۔ پس اس لحاظ سے حفاظت خداوندی کا زیادہ نمایاں طور پر حضرت مرزا صاحب کے شامل حال ہونا ضروری تھا اور اسی حقیقت کا اظہار حضرت مرزا صاحب نے خود بھی اپنے مندرجہ ذیل شعر میں کیا ہے:—

"ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے"

"یہ مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار"

یہی مشابہتیں ہیں جن کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب نے اپنی متعدد تحریروں میں ڈگلس صاحب کو اپنے زمانہ کا پلاطوس قرار دیا ہے۔

## انصاف کے نام پر برق صاحب سے مطالبہ

اب برق صاحب انصاف سے بتلائیں کہ کیا یہ الہام مہمل ہے یا ....... ایمان کو مضبوط کرنے اور انہیں بصیرت سے بھر دینے کا وافر سامان اپنے اندر رکھتا ہے کیا ۱۸۸۳ء میں حضرت مرزا صاحب کے ذہن میں یہ بات آسکتی تھی کہ ایسا وقت بھی اُن کی زندگی میں آسکتا ہے کہ اُن کی حضرت عمرؓ سے کئی مشابہتیں پیدا ہو جائیں گی اور ان کے ہاتھ سے اسلام کی خدمت کے وہ کارنامے سرانجام پائیں گے جو حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے ابتدائے اسلام میں سرانجام پائے تھے ایسا الہام جو ان واقعات کی طرف اشارہ کر رہا ہو اور پھر وہ واقعات خارج میں عملی صورت بھی اختیار کر لیں اسکو مہمل کہنا کیا انصاف کا خون کرنا نہیں۔ انصاف انصاف !! انصاف !!!

## اشاروں میں بات کرنے کی حکمت

اگر آپ کہیں کہ اشاروں میں کیوں بات کی گئی تو آپ پر واضح ہو کہ وہ وقت ابھی کھل کر بات کرنے کا تقاضا ہی نہیں. جب وقت آگیا تو حضور کو مسیح موعود ہونے کی کھلے لفظوں میں بھی اطلاع دے دی گئی دوسرے اشاروں میں بات کرنا سنت اللہ کے خلاف بھی نہیں قرآن کریم میں مقطعات اشارے نہیں تو اور کیا ہیں۔ یاد رہے کہ اس طریق کو اس لئے بھی اختیار کیا جاتا ہے تا ان میں تدبّر کرنے والے اپنے تدبّر کے نتیجہ میں خاص ثواب حاصل کریں اور خدا کی رمزوں کی حقیقت کو پاکر اپنی معرفت کو بڑھائیں اور خدا سے راسخ فی العلم کا خطاب حاصل کریں کاش برق صاحب آپ بھی اس کے مصداق بن جائیں۔

## ضروری تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۶۳ء نمبر ۵۰ میں مندرجہ ذیل اغلاط کی احباب کرام تصحیح فرمائیں۔

| صفحہ | کالم | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|
| ۷ | ۳ | ۳۰ | ہی آگئے | آگئے ہی |
| ۸ | ۱ | ۲۱ | را | پورا |
| ۸ | ۲۰ | ۴۰ | اس | اسی |
| ۹ | ۱ | ۳ | | کے بعد آ زائد کیا جائے |
| ۹ | ۱ | ۶ | لوانے | ڈلوانے |
| ۹ | ۲ | ۳۴ | | الجنتہ |
| ۹ | " | ۳۵ | س | مُسس |
| ۹ | " | ۳۸ | مادہ | ازنادہ |
| ۹ | " | ۴۱ | کو | کی |
| ۹ | ۳ | ۲۵ | اسکرلوی | اسکرپوچی |
| " | ۳ | حاشیہ | الـ | الگ |
| " | " | " | ہو | پہرے |
| " | " | " | سے | لئے |
| " | " | " | ایب | ایک |
| ۹ | ۳ | ۴۱ | طرع | طرح |
| ۹ | ۳ | ۴۷ | اٹا | اُٹھا |
| ۱۰ | ۱ | ۴ | جیسے | بیٹھے |
| ۱۰ | ۱ | ۱۴ | | زور کے بعد جا زائد کیا جائے |
| ۱۰ | ۲ | ۱۲ | وبارت | پارٹ |
| ۱۱ | ۱ | ۱ | | کا سے پہلے الہام زائد کیا جائے |
| ۹ | ۲ | ۳۱ | ۱۸۷۰ء | ۱۸۷۷ء |

## نئے انتخابات منتظمین

اور منتخب ممبران کا اعلان قبل ازیں کیا جا چکا ہے لیکن بابت راولپنڈی اور بدوملہی کے منتخب نمائندوں کا اعلان شامل نہ تھا۔ اب ہر دو جگہ سے اطلاعات آ چکے ہیں، جو حسب ذیل ہیں۔

راولپنڈی سے:—

(۱) خواجہ محمد عبداللہ صاحب (۲) ملک نذر اللہ خان صاحب

بدوملہی سے:—

(۱) چوہدری سید احمد صاحب۔ شیخ اللہ بخش صاحب

(۳) چوہدری عبدالحق صاحب (۴) چوہدری محمد شفیع صاحب

احمد یار سیکرٹری

## (خطبہ جمعہ از صلہ ۶)

عطیہ ہے میاں صاحب ہمیشہ ہر کام میں ہزار ہا روپیہ دیتے رہے ہیں ایک دن انہوں نے کہا کہ آپ خطبہ دیتے ہیں تو باہر آواز سنائی نہیں دیتی۔ میں چاہتا ہوں ایک لاوڈ سپیکر ضرور مسجد میں نصب کر دیں، چنانچہ ان کے -/3545 روپے سے یہ آلہ مکبر الصوت خریدا گیا ہے۔ ان کے لئے آپ دعا کریں جن لوگوں نے مسجد کی شان بڑھائی ہے اور خواتین کے لئے گیلری بنائی ہے ان کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

## احمدیہ ہال اور بیگم صاحبہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب

وہ مکان جس پر احمدیہ ہال کی تعمیر ہوئی ہے وہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا تھا شاہ صاحب نے انجمن کو دے دیا تھا اور وصیت لکھ دی تھی کہ جب تک میری اہلیہ زندہ ہے اس کی ملکیت ہوگا اور وہ اس کا کرایہ وصول کرے گی۔ بعدازاں یہ مکان انجمن کا ہو جائے گا۔ ان کی بیگم صاحبہ مرحومہ میرے ساتھ شاہ صاحب کے بڑے مخلصانہ تعلقات تھے۔ اور ان کی بیگم صاحبہ سے بھی ویسے ہی مخلصانہ تعلق تھا۔ حضرت شاہ صاحب کا انتقال اچانک ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب ان کی وفات کا صدمہ ذرا کم ہوا ان کی بیگم صاحبہ کو میں نے کہا کہ اس مکان کے بارہ میں حضرت شاہ صاحب کی یہ وصیت ہے۔ وہ وصیت کے اندر کچھ اور بھی لکھوانا چاہتے تھے لیکن اچانک موت آگئی اور لکھوا نہ سکے حتیٰ کہ دستخط بھی نہ ہو سکے بیگم صاحبہ نے کہا کہ درست ہے کہ اس پر دستخط نہیں ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اس پر دستخط ہیں اور وہ وصیت پختہ ہے۔ عام طور پر بغیر دستخط وصیت کوئی معنی نہیں رکھتی اور اگر دستخط ہوں بھی تو اس کی تنسیخ کے ہزار بہانے پیدا کر لئے جاتے ہیں۔ مگر انہوں نے کہا کہ اس پر دستخط ہیں۔ میں نے کہا کہ اس وصیت پر لکھا ہے کہ جب تک آپ زندہ ہیں اس کی مالک ہیں آپ نے بھی مرنا ہے اور آپ نے بھی مرنا ہے سب نے ہی مر جانا ہے تو اگر آپ کے مرنے کے بعد یہ مکان انجمن کو ملے گا تو آپ کو تو کوئی ثواب نہ ہوا بہتر ہے کہ آپ اپنی زندگی میں اس کو انجمن کے نام رجسٹرڈ کروا دیں۔ چنانچہ بیگم صاحبہ نے فوراً رجسٹری کروا دی۔ شاہ صاحب بڑے مخیّر اور عاشق دین تھے انہوں نے ہی یہ مسجد بنائی تھی اور وہ مکان جس میں میں رہتا ہوں انہوں نے ہی انجمن کو دیا تھا۔ حضرت میرزا یعقوب بیگ صاحب نے دفتر والا مکان انجمن کو دیا۔ قادیان میں سکول کی تعمیر ہوئی تو وہاں بھی شاہ صاحب نے مسجد بنوائی۔ مسلم ٹاؤن میں بھی مسجد تیار کروائی، تو میری یہ تجویز ہے کہ موزوں عبارت ان لوگوں کی یاد میں کندہ کروا کر ہال کی دیوار کے ساتھ لگوائی جائے اس سے ہماری تاریخ محفوظ رہے گی قوم کا نام زندہ رہے گا بعد میں کرنل صاحب سے کہا تھا کہ موزوں عبارت تجویز کریں

# آپ کے خطوط

## چٹاگانگ میں تنظیم جماعت

مکرم و محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو یہ پڑھکر خوشی ہوگی کہ ہم نے یہاں جماعت کو منظم کر لیا ہے اور ہمارے ممبران مندرجہ ذیل ہیں :-

صدر صاحب :- مسٹر مرغوب عالم صاحب
سیکرٹری :- فخر الاسلام صاحب
خزانچی :- مسٹر فاروق عالم صاحب
ممبران حضرات :-

مسٹر تنویر عالم صاحب - مسٹر نوید عالم صاحب
مسٹر ندیم عالم صاحب - مسٹر سلمان فاروق صاحب
مسٹر کامران فاروق صاحب - مسٹر نثار احمد صاحب - مسٹر مرغوب عالم صاحب -
مسٹر نذر الرعالم صاحب -

آپ کو یہ پڑھ کر بھی خوشی ہوگی کہ خاکسار راقم کو سیکرٹری بنایا گیا ہے - اور میں نے حال ہی میں احمدیہ تحریک کے متعلق سن کر اور مطالعہ کرکے اس جماعت میں شامل ہونا پسند کیا ہے -

جہاں تک میرا مشاہدہ ہے - اور میں نے اس جماعت کے کاموں کے متعلق سنا ہے - مجھ پر اس کا خاص اثر ہوا ہے اور عام مسلمانوں کا رجحان اس طرف بہت افسوسناک ہے - مگر ہم اپنا کام کرتے جائیں گے - اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے -

یہ بھی سنا تھا کہ جماعت کے ایک مبلغ یہاں بھیجے جائیں گے - ان کا آنا بہت ضروری ہے - تاکہ ہم اپنی سرگرمیوں کو تیز تر کر دیں اور یہاں درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری ہو -

سب احباب کو سلام عرض ہو - والسلام

فخر الاسلام

---

## برادران ربوہ سے ایک مخلصانہ گذارش

ہمارے محترم بھائی جناب محمدؐ صالح نور لائل پور نے برادران ربوہ کی غور و فکر کے لئے اخبار پیغام صلح لاہور مجریہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۳ء میں جناب میاں صاحب مکرم کی مرتب کی ہوئی دو تصویریں پیش کی ہیں جو آپس میں مختلف ہیں - لیکن باوجود اس کے ہمارے دوست اس بات کو تسلیم نہیں کرتے اور طرح طرح کی تاویلات رکیکہ اور کج بحثی سے اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں - حالانکہ اگر یہ دونوں تصویریں کسی مبصر، منقد اور غیر جانبدار منصف کے سامنے رکھکر ان سے دریافت کیا جائے کہ آپ بتا دیں کہ کیا ان دونوں تصویروں کا مضمون اور مفہوم اپنے معانی کے لحاظ سے ایک ہی جیسا ہے یا مختلف، تو وہ کبھی بھی احباب ربوہ سے اتفاق نہیں کریں گے - بلکہ اگر یہ دونوں تصویریں جناب میاں صاحب مکرم کے سامنے بھی پیش کر کے اور پڑھکر سنائی جاویں تو ہم امید کرتے ہیں کہ وہ بھی اس نازک وقت میں ہماری ہی تائید کریں گے - ہم تو یہ بھی باور کرنے کے لئے تیار نہیں کہ ہمارے اکابرین ربوہ اتنے ہی کودن ہیں کہ وہ ان باتوں کو نہیں سمجھتے اور اس حقیقت سے بے خبر ہیں، مگر بہت مشکل ہے کہ نصف صدی کا بنایا ہوا عقیدہ آج بدل دیا جائے لیکن اگر خدا تعالےٰ کی ہی رضا مدنظر ہو تو اپنی غلطی کو مان لینا کوئی مشکل امر نہیں ہے کیا عرب کے مشرکین نے محض خدا تعالےٰ کی رضا ہی کے لئے تین سو ساٹھ بتوں کو نہیں چھوڑ دیا تھا کہ جن کی عبادت وہ صدیوں سے کرتے چلے آتے تھے - دوستو ہم سب نے ایک نہ ایک دن خدا تعالےٰ کے حضور حاضر ہونا ہے وہاں نہ میاں صاحب مکرم ہمارے ساتھ ہوں گے اور نہ ہم صاحب موصوف کے ساتھ ہوں گے - ہم ہوں گے اور ہمارے اعمال - ہمیں اپنی اپنی کتاب دے دی جاوے گی اور کہا جاوے گا کہ لو اسے پڑھو اور خود ہی فیصلہ کر دو کہ تمہیں کیا انعام دیا جاوے آج کے دن تم سے کوئی بے انصافی نہ کی جاوے گی تو پھر کیا فائدہ کہ ہم زید یا بکر کے لئے اپنی کتاب کو خطرناک بنا دیویں - ہمارے عزیز بھائیو ہم نے محض خدا کی رضا کے لئے ہی حضرت مسیح موعودؑ کو مان کر دنیا جہان کی مخالفت خریدی اور بازاری غنڈوں اور شہدوں سے گالیاں کھائیں - پس ہمیں آج بھی محض رضائے الٰہی کے لئے ہی حق کا ساتھ دینا چاہیئے اس سے کوئی ناراض ہو یا راضی اس کی پرواہ نہ ہونی چاہیئے، ہم ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں اور اُسی سے ہمیں وابستہ رہنا چاہیئے - ع

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

آپ کا بے غرض دوست

خاکسار محمد عبد اللہ مہاجر پونچھ شہر
حال مقیم بھیرہ - براستہ آزاد پتن -
معرفت ضیاء الحمید بلڈنگ کلرک آزاد پبلک سروس

---

## شیخ یعقوب علی صاحب کی یادیں

تحریک آزاد کشمیر کے دیرینہ مجاہد اور آدمیوں میں سے ایک شیخ یعقوب علی صاحب مظفر آباد آزاد کشمیر میں تین نومبر ۱۹۶۳ء کو وفات پا گئے اناللہ وانا الیہ راجعون - شیخ صاحب کافی دنوں سے اپنے فرزند اکبر محترم شیخ عبد الحی صاحب ایڈووکیٹ کے پاس مقیم تھے - مرحوم متقی، پاکباز، تہجد گذار، صوم و صلوٰۃ کے پابند محبت و اخوت کے پیکر تھے - ہمیشہ سادہ زندگی بسر کرتے تھے - دنیاداری سے اجتناب کرتے تھے - دین کو مقدم رکھتے تھے - غرباء کی امداد کرتے تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مالی قربانی کی جب ضرورت پڑتی پیش پیش رہتے تھے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق صادق تھے - ہر وقت حضورؑ کی کتابیں اور سلسلہ کی دیگر کتب کا مطالعہ کرتے تھے - ہر کوئی آپ کی عزت کرتا تھا - جب بھی کوئی ملاقات کے لئے آتا آپ خوش ہوتے اور مذہبی گفتگو کرتے - تبلیغ اور نصیحت فرمایا کرتے - جب بھی کوئی ملاقات کے لئے آتا حضرت مسیح موعودؑ کے شعر سناتے - عام طور پر یہی کہتے تھے - میاں حضرت صاحب نے فرمایا ہے

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج -
جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

اللہ تعالےٰ نے اُن کے دل پر ایسا اثر ڈالا تھا کہ جس آدمی کو وہ نصیحت کرتے وہ مان جاتا تھا -

غریب پروری شیخ صاحب کی خاص صفت تھی - سیاسی حالات سے پورے واقف تھے - اخبار بینی مرنے تک کرتے رہے - مرحوم ہمیشہ کشمیر واپس جانے کی خواہش رکھتے تھے - ڈوگرا حکومت میں مرحوم نے صف اول میں کام کیا تھا اور مشہور سیاسی لیڈر مانے جاتے تھے - یہاں آکر صحت کمزور ہوئی -

مرحوم کو خاکسار کے ساتھ بہت ہی اُنس اور محبت اور پیار تھا - جب بھی ملاقات کے لئے میں حاضر ہوتا تو گھنٹوں اپنے پاس پیار سے بٹھاتے اور نصیحت کیا کرتے - سیاسی اور مذہبی گفتگو کرتے پیار سے فرماتے - میاں مجھے دکھ ہے کہ ہماری مظفر آباد میں ابھی تک مسجد نہ بن سکی یہ میری خواہش کب پوری ہوگی -

حضرت امیر ایدہ اللہ ایبٹ آباد تشریف فرما تھے تو بار بار مجھ سے کہا یہاں کی جماعت مردہ ہے کاش ہماری اپنی مسجد ہوتی جماعت میں جان ہوتی تو حضرت امیر ایدہ اللہ کو یہاں آنے کی دعوت دیتے افسوس مجھ میں اب طاقت نہیں -

فرماتے - یہاں تم نیک ہو تم میں جماعت کا درد ہے لہٰذا تم ہی کوشش کرو - میں دعا کروں گا - بدقسمتی سے میں مظفر آباد سے تبدیل ہوکر کوٹلی آ گیا اور میں کچھ اُن کی خواہش کے مطابق کر نہ سکا - جب بھی میں مظفر آباد جاتا پہلے مرحوم سے ملاقات کرتا واپسی پر بھی دعا کراتا بہت خوش ہوتے - اکتوبر کی یکم تاریخ کو میں مظفر آباد ملاقات کے لئے گیا تو فرمانے لگے - میاں تم کہاں رہے ملاقات

نہیں ہوتی میں تلاش کر رہا تھا۔ میں نے عرض کی کہ میں کوٹلی تبدیل ہو چکا ہوا ہوں آج رخصت پر آیا ہوں اور ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمانے لگے بہت ظلم ہوا ہے آپ پر، اچھا خدا بہتر کرے گا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں خدا کے کئے پر راضی رہو۔ پھر حضرت مولانا مولوی نورالدین علیہ الرحمتہ کے ارشادات سے نصیحت کرتے رہے۔ اس وقت مرحوم کے ہاتھ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ازالہ اوہام تھی اور میز پر اخبار پیغام صلح تھی۔ فرمانے لگے میں اب کمزور ہو چکا ہوں خط بھی اب خود لکھ نہیں سکتا ہوں۔ بچوں سے لکھواتا ہوں۔ پھر مجھ سے حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام خط لکھوایا جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے سے دعا کی درخواست لکھی اور مظفرآباد میں مسجد کی تعمیر کے بارہ لکھوایا۔ مجھ سے فرمانے لگے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ دن گذارے ہیں وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ برکت اور معرفت کی مجلس ہوا کرتی تھی۔ فرمانے لگے مجھ کو جموں سے لٹنے کا اور مہاجر ہونے کا اتنا افسوس نہیں جتنا مجھ کو افسوس اس بات کا ہے کہ میرے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پگڑی کا ٹکڑا تھا جو میرے پاس ایک برکت تھی۔ طبیعت خوش رہتی تھی، میرے گھر میں خوشحالی تھی مگر وہ تبرک اس وقت وہاں ہی رہا اور ضائع ہوا۔

یہ کہتے ہوئے آنکھوں سے آنسو گرتے تھے کلام سنجیدگی سے کرتے تھے۔ بات کے دوران اگر کوئی بات کرتا تو ٹوکتے تھے۔ مجھ کو آتی دفعہ کہنے لگے میاں میرے لئے دعا کرنا کیونکہ اب وقت قریب آ رہا ہے معلوم نہیں ملاقات ہوگی یا نہیں۔ میں نے عرض کی شیخ صاحب ہمیں ابھی آپ کی بہت ضرورت ہے کہنے لگے وقت مقرر پر خدا تعالے کو کسی کی ضرورت کی پرواہ نہیں ہوتی۔

مرحوم کو تبلیغ کا بڑا شوق تھا۔ سچائی کا دامن ہمیشہ مضبوطی سے پکڑے رکھتے تھے۔ دیانت داری کمال درجہ کی تھی۔ احمدی دوستوں سے مل کر بہت خوش ہوتے تھے فرماتے تھے کہ ان کو نور ملا ہے۔ وقت کے امام کی بیعت کی ہے۔ مرحوم کو گفتگو کرتے وقت جوش آتا تھا۔ ڈاکٹر قریشی صاحب کی وفات پر ان کے دل پر بہت صدمہ ہوا۔ فرمانے لگے اس خلا کو کس طرح پُر کیا جائے گا۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا وہ مقام حاصل نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالے سے دعا ہے کہ مرحوم کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کی توفیق دے اور ان کی اولاد کو ہمیشہ مرحوم جیسے خصائل عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار مختار احمد کشمیری انسپکٹر
کوٹلی۔ آزاد کشمیر

# احباب کرام کی خدمت میں گذارش

جلسہ سالانہ پر تشریف لانیوالے اکثر احباب بالخصوص بمعہ فیملی آنے والے حضرات کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ انہیں فیملی وائز حتی الامکان بالکمرہ دیا جائے۔ جلسہ کے منتظمین کو ایسے تمام اصحاب کی اس جائز خواہش کا احترام ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ انکی یہ خواہش پوری کر سکیں مگر یہ امر سمجھنا کچھ مشکل بات نہیں کہ احمدیہ بلڈنگس میں جو ایک سرگرم کاروباری علاقہ بن چکا ہے مکان چھوڑ کوئی کمرہ بھی کرایہ پر مل نہیں سکتا۔

لہذا مجھے ایسے جملہ احباب کرام کی خدمت میں یہ گذارش کرنا ہے کہ انکی یہ خواہش ہم پورا کرنے سے عاجز ہیں۔ تین چار روز باہم مل جُل کر بسر کرنے میں جلسہ کی ایک بڑی غرض بھی پوری ہوتی ہے، اس کیلئے احباب کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ جلسہ میں مشترکہ انتظام ہوگا یعنی مردوں کے لئے الگ اور عورتوں کے لئے الگ۔ پس ایسے احباب الگ فیملی سسٹم پر مکان یا کمرہ کے لئے اصرار نہ فرما دیں۔

اللہ بخش

# جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دے دیں تا کہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۴ر جنوری ۱۹۶۴ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۶ر جنوری ۱۹۶۴ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ر جنوری ۱۹۶۴ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو نخواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

منیجر

| ۱۶ | 6.00 | ۲۴۹ | 6.00 |
| --- | --- | --- | --- |
| ۲۱ | 6.00 | ۲۴۷ | 6.00 |
| ۴۰ | 6.00 | ۲۸۷ | 6.00 |
| ۴۳ | 6.00 | ۲۹۹ | 6.00 |
| ۵۵ | 6.00 | ۳۰۲ | 6.00 |
| ۵۹ | 6.00 | ۴۴۲ | 6.00 |
| ۷۳ | 6.00 | ۴۴۳ | 6.00 |
| ۱۴۳ | 6.00 | ۴۸۱ | 6.00 |
| ۱۵۵ | 6.00 | ۴۹۲ | 6.00 |
| ۱۵۴ | 6.00 | ۵۰۶ | 6.00 |
| ۱۶۱ | 6.00 | ۵۲۵ | 6.00 |
| ۱۶۲ | 6.00 | ۵۲۹ | 12.00 |
| ۲۰۲ | 6.00 | ۵۸۳ | 6.00 |
| ۲۴۱ | 6.00 | ۶۲۱ | 36.00 |
| ۲۴۴ | 6.00 | ۶۳۰ | 12.00 |
| ۶۴۸ | 36.00 | ۲۱۱۵ | 6.00 |
| ۶۷۸ | 6.00 | ۲۱۲۰ | 6.00 |
| ۷۰۴ | 6.00 | ۲۱۲۸ | 6.00 |
| ۷۱۲ | 6.00 | ۲۱۲۹ | 6.00 |
| ۷۲۲ | 6.00 | ۲۱۴۲ | 6.00 |
| ۹۴۲ | 5.00 | ۲۱۷۲ | 6.00 |
| ۱۰۰۶ | 6.00 | ۲۰۳۸ | 6.00 |
| ۱۰۹۴ | 6.00 | ۲۰۴۵ | 6.00 |
| ۱۰۸۵ | 6.00 | ۲۱۷۶ | 6.00 |

## رعایتی

| ۲۴/R | 4.00 | ۶۶/R | 3.00 |
| --- | --- | --- | --- |
| ۳۶/R | 4.00 | ۱۶۸/R | 6.00 |
| ۳۹/R | 3.00 | ۲۵۱/R | 4.00 |

## جماعت بھدرواہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

اس کے علاوہ انہیں اعزازی انعامات بھی دیئے جائیں گے۔

خدا کے فضل سے جماعت ہر لحاظ سے روبترقی ہے۔ بزرگان سلسلہ اور مراکز سے دعا کی درخواست ہے۔ والسلام

خاکسار عبدالکریم بقلم خود
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
بھدرواہ کشمیر سٹیٹ۔
بھارت

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح ... سے ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

# پیغامِ صلح لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ :- ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر :- ۶۷۲۴۷
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

جلد ۵۱ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۷ رشعبان المعظم ۱۳۸۳ھ - مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۶۳ء | نمبر ۵۲


ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

## بحرِ حکمت کے موتی

وعن حذیفۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر او لیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عقاباً منہ ثم تدعونہ فلا یستجیب لکم۔

(اخرجہ الترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح)

ترجمہ:- حضرت حذیفہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگ اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دیا کرو اور بُرے کاموں سے منع کرتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل فرمائے۔ پھر اگر ہزار دعا کرو گے تو ایک بھی قبول نہ ہو گی۔

نوٹ:- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ - - (۳:۱۰۹)

افسوس ہے مسلمانوں نے فرمان خداوندی اور فرمودہ رسول کی پرواہ چھوڑ دی ہے۔ اور اس روحانی اور اخلاقی زوال کو پہنچ گئے۔ دراصل اللہ اور رسولؐ کی محبت کا فقدان ہے ورنہ محبت میں تو انسان کیا کچھ کر گزرتا ہے ؎

عشق است کہ بر خاک مذلت غلطاند
عشق است کہ بر آتش سوزاں بنشاند (حضرت مسیح موعودؑ)

(غلام قادر عفی عنہٗ)

# مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشادِ گرامی

جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ لکھ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائیگی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کریگی۔ اگر اختلاف ہو اور اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو، میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں۔ اول خدا تعالیٰ کی توحید اختیار کرو، دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔

ممتاز احمد فاروقی صاحب۔ لاہور

# تنظیمی دورہ بجانب اوکاڑہ و ملتان

اراضیات انجمن۔ چک نمبر 6/4L (اسلام آباد) میں اوکاڑہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ ان کی تفاصیل ۱۶ر اکتوبر ۱۹۶۳ء کے اخبار پیغام صلح میں چھپ چکی ہیں۔ وہاں کے حالات کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ان اراضیات کا معائنہ ضروری ہے۔ چنانچہ میں نے چوہدری عبدالمجید صاحب مینجر زراعتی فارم کو خط لکھا کہ میں ۱۱ر دسمبر کو تین ریل گاڑی سے اوکاڑہ پہنچوں گا۔ اور یہ کہ مجھے اسٹیشن پہ ملیں اور اپنے چک کے تانگہ پر ہی ساتھ لے جائیں۔

چنانچہ میں چوہدری صاحب کے ساتھ بخیریت چک پہنچ گیا۔ اگرچہ زائد راستہ کچی سڑک پر مشتمل ہے وہاں جا کر چائے پی۔ اس کے بعد میں نے اپنی احمدیہ مسجد دیکھی جو نہ مختصر ہے مگر صاف ستھری ہے۔ وہاں ماسٹر عبدالمجید صاحب امامت کرواتے ہیں۔ اس کے بعد میں چک کے پرائمری سکول کو دیکھنے گیا۔ جسے دیکھ کر سخت مجھے رنج ہوا۔ اس وقت وہاں ۸۷ بچے پڑھتے ہیں جن میں ایک درجن سے کچھ زائد چھوٹی لڑکیاں ہیں۔ یہ سب مسلمان ہیں۔ یہ بچے سکول کے کچے صحن پر ٹاٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ باقی صرف چند ایک لکڑی کے بنچ تھے جن پر تھوڑے سے بچے اور لڑکیاں بیٹھی تھیں۔ اور کچھ بچے ٹاٹ کی کمی کی وجہ سے مٹی پر بیٹھے تھے۔ سردی کے دنوں میں ان کو اس طرح بٹھانا ظلم ہے۔ اسکول کی عمارت میں تین کمرے ہیں اور ایک برآمدہ۔ دو کمرے تو انجمن کے ملازمین کے استعمال میں ہیں۔ صرف ایک کمرہ اسکول کے ماسٹر صاحب کے لئے ہے۔ اور جہاں نقشے اور چارٹ وغیرہ لٹکائے ہوئے ہیں۔ میں نے بچوں سے کچھ پڑھوا کر سنا۔ اور کچھ زبانی سنا۔ اس کے بعد ان کو دس روپے اپنی طرف سے مٹھائی کے لئے بذریعہ ماسٹر عبدالمجید صاحب دیئے۔ انجمن کے مقامی مبلغ قاضی طارق محمود بھی کچھ وقت بچوں کو پڑھانے کے لئے دیتے ہیں۔ مگر یہ عارضی انتظام ہے۔ یہاں دو استاد ٹرینڈ مستقل طور پر ہونے چاہئیں اور بچوں کے لئے کم از کم پندرہ بیس بنچ لکڑی کے اور بنوانے ضروری ہیں۔

دوسرے انجمن کے ملازمین کے لئے جو اسکول کی عمارت میں رہتے ہیں۔ الگ مکانات بنوا کر اسکول کی عمارت خالی کروا کر کلیتاً اس سکول کے مسلمان بچوں کے مصرف میں لانی چاہیئے۔ ان بچوں کے کھیلنے کے لئے کوئی باقاعدہ گراؤنڈ بھی نہیں ہے۔ باہر سڑکوں اور گلیوں میں کھیلتے ہیں۔ جب میں جانے لگا تو یہ بچے میرے گرد ہو گئے کہ ان کو فٹ بال چاہیئے ورنہ ان کے پاس کھیلنے کے لئے بھی کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے ان کو اپنی طرف سے ایک فٹ بال بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جس چک کی آبادی چودہ سو کے قریب ہو جس میں نصف مسلمان اور نصف عیسائی ہوں اور ایک طرف عیسائیوں کا مشن نہایت صفائی سے چل رہا ہو۔ ان کے سکولوں میں بچوں کے لئے اچھا انتظام ہو اور ان کے ہسپتال میں مریضوں کے علاج کا بندوبست ہو۔ اور وہ عیسائی بنائے جاتے ہوں۔ اور ادھر انجمن سن ۱۹۲۰ء سے اس چک میں کام کر رہی ہو اور ان کے پاس ایک مختصر سی مسجد ہو۔ اور برائے نام سکول اور ہسپتال کوئی نہ ہو اور کوئی جماعت بھی نہیں بنائی۔ چند ایک جو احمدی ہوتے تھے وہ بھی سن ۱۹۵۳ء میں مرتد ہو گئے۔

اس چک کی اراضیات سے انجمن نے لاکھوں روپے حاصل کر کے دیگر کاموں پر خرچ کئے۔ مگر خود چک اور چک کے رہنے والوں کی خاطر کچھ بھی نہ کیا۔ یہ حالت دیکھ کر سخت شرم آتی ہے۔ کوئی ٹھوس کام مذہبی یا تعلیمی رنگ میں نہیں ہو رہا۔ خدا کرے اب بھی اراکین متعلقہ کی آنکھیں کھلیں اور وہ کچھ کر کے دکھائیں۔ سنا ہے کہ ۲۱ر دسمبر کو پانچ چھ احباب انجمن چک کے معائنہ کو جا رہے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ باتیں ان کے دل پر اثر کریں۔ اور وہ کوئی عملی قدم اٹھائیں۔ وہاں چک میں کوئی باقاعدہ لائبریری بھی نہیں ہے۔ میں نے اب کچھ مزید کتابیں ماسٹر عبدالمجید صاحب کو بھیجنے کو کہا ہے۔ بعد از دوپہر تانگہ پر ہی میں اوکاڑہ کے پاس چوہدری بشیر احمد صاحب ایم اے۔ ایل ایل۔ بی کے ٹیوب ویل اور فارم پر آ گیا جہاں خود ہی چوہدری صاحب اور حافظ محمد بخش صاحب اور چوہدری مشتاق احمد صاحب۔ شبیر اور شریف صاحبان وغیرہم موجود تھے۔ ان سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ حافظ محمد بخش صاحب بڑے پرانے اور مخلص اور بزرگ احمدی ہیں۔ مگر آج کل کچھ بیمار رہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔ وہ ایک نہایت قیمتی وجود ہیں۔ ان سب اصحاب سے انجمن کی زمینوں اور سلسلہ کے کاموں کے متعلق تبادلہ خیالات ہوتا رہا اور بہت دلچسپ اور مفید باتیں ہوئیں۔ میں رات وہیں ٹھہرا اور اگلے دن بھی دوپہر تک۔ اس کے بعد ریل گاڑی سے ملتان چھاؤنی جمعرات ۱۲ر دسمبر کی شام تک پہنچ گیا۔ جہاں مولوی محمد علی مبلغ۔ خان عبدالعزیز خان صاحب اور میاں رشید احمد اور میاں مسعود احمد صاحبان (پسران میاں فضل الرحمٰن صاحب) مع موٹر کار موجود تھے۔ ان سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ میں نے میاں رشید احمد صاحب کی کوٹھی پر قیام کیا۔ انہوں نے بہت خاطر مدارات کی اور ہر طرح کا آرام پہنچایا۔ اللہ تعالے انہیں جزائے خیر دے۔ میاں صاحب موصوف کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں خصوصاً براہین احمدیہ اور حضرت امیر مرحوم کے ترجمہ بیان القرآن اور والد صاحب مرحوم کی تصنیف مجدد اعظم سے بہت شغف ہے اور ان کتابوں کی اشاعت کی خاطر چندہ وغیرہ بھی دیتے رہتے ہیں۔

جمعہ کے دن میاں فضل الرحمٰن صاحب کے کارخانے کی مسجد میں ملتان کی جماعت نماز جمعہ کے لئے جمع ہوئی۔ اسماعیل آباد چونکہ ملتان سے دور ہے اس لئے وہاں کے احباب تمام کے تمام نہیں پہنچ سکتے۔ پھر بھی وہاں کے سکرٹری محمد داؤد علوی صاحب مع چند اور احباب کے تشریف لائے تھے۔ مقامی حضرات میں میاں غلام شبیر صاحب۔ چوہدری سلطان علی صاحب اور میاں فضل الرحمٰن صاحب مع صاحبزادگان و میاں نثار احمد صاحب۔ خان عبدالعزیز خان صاحب مع فرزندان اور دیگر اصحاب موجود تھے۔ مجھ سے خطبہ جمعہ کے لئے کہا گیا۔ چنانچہ میں نے سورۃ المنافقون کا آخری رکوع تلاوت کیا اور اس کی تفسیر اور وعظ و نصیحت کی۔ نماز کی امامت بھی اس خاکسار نے کی۔ نماز کے بعد انجمن کے کاموں کے متعلق تبادلہ خیالات ہوتا رہا اور بہت دلچسپ اور مفید باتیں ہوئیں۔ جمعہ کے دن صبح کے وقت میں نے وہ زمین کا ٹکڑا بھی دیکھا جو کہ ایک کنال رقبہ میں ہے اور جو خان عبدالعزیز خان انجمن کو بالآخر وقف کر دیں گے۔ جبکہ اس پر ایک ہال (اور مسجد) اور امام کا گھر بن جائیگا۔ اس کا جائے وقوع بہت مناسب جگہ اور اسٹیشن کے پاس ہی ہے اس کے لئے چندہ کی اپیل کی گئی ہے۔ انجمن دس ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے اور میاں فاروق احمد صاحب اور میاں مغیث احمد صاحب نے بھی دس دس ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ میاں فضل الرحمٰن صاحب نے فی الحال دو ہزار کا وعدہ کیا ہے۔ مگر ان کے صاحبزادگان کا چندہ ملا کر امید ہے یہ رقم پانچ ہزار تک ہو جائے گی۔ میاں غلام شبیر صاحب نے پانچسو روپے کا وعدہ کیا ہے۔ اسی طرح اور احباب نے بھی وعدے کئے ہیں۔ مسجد اور ہال یہاں ہونا ضروری ہے۔ امید ہے جماعت کے اور صاحب ثروت احباب اس کار خیر میں حصہ لیں گے مجھے بتایا گیا تھا کہ حضرت شیخ میاں محمد صاحب

(باقی بر صفحہ ۱۵)

ہفت روزہ پیغام صلح — لاہور — مؤرخہ ۲۵ ردسمبر ۱۹۶۳ء

# خیر مقدم

جس وقت یہ پرچہ قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچے گا ہمارا سالانہ جلسہ مدینۃ المسیح لاہور کے اس حصہ میں شروع ہو چکا ہوگا جہاں حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری ایام گذارے اور یہیں واصل باللہ ہو کر اپنی روح پاک کے اثرات چھوڑ گئے۔ حضرت امام نے اپنے وصال سے پہلے جو وصیت لکھ کر شائع کی اس میں آپ نے قوم کو یہ خوشخبری دی ہے کہ میرے جانے کے بعد ایک قدرت ثانی کا ظہور ہوگا۔ اس سے آپ کی کیا مراد تھی، اور قدرت ثانی کا ظہور کس صورت میں مقدر تھا یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن جہاں تک حالات و واقعات سے معلوم ہوتا ہے، ہمارے نزدیک قدرت ثانی جماعت کی ترقی و استحکام اور اسلام کی کامیابی اور فتوحات سے تعلق رکھتی ہے، اور ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ سامان دن بدن روشن ہوتے جا رہے ہیں جو جماعت احمدیہ کی ترقی و استحکام کا ذریعہ ہیں۔ انہی سامانوں میں سے ایک احمدیہ ہال کی تعمیر ہے جو اس سال خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے معجزانہ طور پر ظہور میں آئی، جن لوگوں نے اس ہال کی تحریک اور اس کی تعمیر کے سلسلہ میں پیش آنے والے حالات و واقعات کو بچشم خود دیکھا ہے وہ اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس سلسلہ میں کتنی بڑی بڑی دشواریاں اور مشکلات سدِ راہ تھیں، جن کا مقابلہ اس مرد مجاہد نے جس کے ہاتھ میں اس وقت جماعت کی قیادت و امارت کی باگ ڈور ہے نہایت مردانگی کے ساتھ کرتے ہوئے اور اپنوں اور بیگانوں کی حوصلہ شکن آوازوں کو سنتے ہوئے اس عظیم الشان کام کو صرف آٹھ ماہ میں تکمیل تک پہنچا دیا اس دوران میں کئی مرتبہ روپیہ کی قلت سدِ راہ ہوئی لیکن اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کن ذرائع سے حضرت ممدوح نے اس رکاوٹ کو رستہ سے دور کر کے تعمیر کے سلسلہ کو برابر جاری رکھا گرمیوں کی چلچلاتی دھوپ اور سردیوں کے کڑکڑاتے جاڑے بھی حضرت موصوف کو سر پر کھڑے ہو کر کاریگروں کو ہدایات دینے اور بذات خود نگرانی کرنے سے باز نہ رکھ سکے، یہ ایک معجزہ ہی تھا جو اس عمر میں آپ کے مبارک ہاتھوں سے ظہور میں آیا اور صرف ہال ہی کی عمارت نہیں، اس کے ساتھ مہمان خانہ کے جو دس کمرے بنوائے گئے ہیں اور ان کے علاوہ احمدیہ مسجد کو جو شاندار شکل دی گئی ہے، اس کی بلندی شان و

دیکھ کر ہر صاحب ذوق کے منہ سے بے اختیار...

**احسنت و مرحبا** کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔

یہ سب چیزیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں اور وہ دوست جو جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہیں وہ ان کو بذات خود دیکھ کر بصدق دل ہمارے خیال کی تصدیق کریں گے، وہ دیکھیں گے کہ گذشتہ سال اس مقام کی جو شکل و صورت تھی، موجودہ صورت اس سے بقدر مختلف ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ احمدیہ بلڈنگس نہیں جہاں اس سے پہلے ہمارے جلسے ہوا کرتے تھے، یہ کس قدر خدائی افضال ہیں، یہ قدرت ثانی کے آثار ہیں، اس لئے اس سال جلسہ میں آنے والے دوست زندگی اور ایمان کی ایک نئی تحریک لے کر واپس گھروں کو جائیں گے۔ ہم ایسے تمام دوستوں کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہوئے مامور ربانی کے الفاظ میں یہ دعا کرتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور<br>
ان کو اجر عظیم بخشے اور ان<br>
پر رحم کرے اور ان کی مشکلات<br>
اور اضطراب کے حالات<br>
اُن پر آسان کر دیوے اور ان<br>
کے ہم و غم دور فرمائے اور انکو<br>
ہر ایک تکلیف سے خلصی عنایت<br>
کرے اور انکی مرادات کی راہیں<br>
ان پر کھول دے اور روز آخرت<br>
میں اپنے بندوں کے ساتھ ان<br>
کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و<br>
رحم ہے اور تا اختتام سفر<br>
ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔<br>
اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور<br>
مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر<br>
اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر<br>
روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ<br>
عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت<br>
تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین"

---

## ادارۂ تعلیم القرآن کا افتتاح

گذشتہ اشاعت میں یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ ادارہ تعلیم القرآن کا افتتاح ۲۴ ردسمبر کو ہوگا بعد میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اس ادارہ کا افتتاح ۲۶ ردسمبر کو تین بجے عمل میں آئیگا جس میں شرکت کی غرض سے احباب مسلم ٹاؤن تشریف لے جائیں گے۔

## ڈاکٹر حسن علی صاحب کا قابلِ قدر نمونہ

ڈاکٹر حسن علی صاحب نے اپنے ماں باپ کی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر ایک ایک سو روپے ان کی جانب سے احمدیہ ہال کی تعمیر کے لئے عنایت فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

# پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

## جو مؤرخہ ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء کو بمقام احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوگا

۲۴ دسمبر ۱۹۶۳ء کو مستورات کا جلسہ احمدیہ ہال میں منعقد ہوگا۔ پروگرام علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے

(جلسہ کے بعد دستکاری کی نمائش ہوگی)

## ۲۵ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز بدھ

بعد از نماز فجر درس قرآن کریم حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر ایدہ اللہ۔ ۷ بجے تک ہوگا۔

### نشست اول } زیر صدارت کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب

صبح ½۹ بجے سے ½۱۲ بجے تک

- تلاوت قرآن کریم و نظم ـ قاری حافظ محمد یوسف صاحب و طلباء : ۱۰ منٹ ۹-۳۰ تا ۹-۴۰
- ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ ـ مولوی دوست محمد صاحب : ۱۰ منٹ ۹-۴۰ تا ۹-۵۰
- افتتاحی تقریر ـ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ : ۳۰ منٹ ۹-۵۰ تا ۱۰-۲۰
- تنظیم جماعت اور اشاعت اسلام ـ میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی : ۲۵ منٹ ۱۰-۲۰ تا ۱۰-۴۵
- احمدیت ایک ربانی تحریک ہے ـ الحاج حافظ محمد حسن جیمہ صاحب ایڈووکیٹ : ۲۵ منٹ ۱۰-۴۵ تا ۱۱-۱۰
- تقریر ـ مرزا مسعود بیگ صاحب : ۲۵ منٹ ۱۱-۱۰ تا ۱۱-۳۵
- نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں ـ میاں رحیم بخش صاحب : ۲۵ منٹ ۱۱-۲۵ تا ۱۲-۰۰
- نائجیریا میں اسلام کا مستقبل ـ قاضی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی۔ مبلغ نائجیریا : ۳۰ منٹ ۱۲-۰۰ تا ۱۲-۳۰

نماز ظہر و عصر ـ ایک بج کر ۳۰ منٹ پر

### نشست دوم } مسیحیت پر مذاکرہ بعنوان "تبلیغ عیسائیت اور ہمارے فرائض"

زیر صدارت علامہ علاؤالدین صدیقی ایم اے ایل ایل بی ایم او ایل صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی۔ احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ۲ بجے بعد دوپہر سے ۵ بجے شام تک منعقد ہوگا۔ جس میں جماعت احمدیہ کے سرکردہ علماء کے علاوہ دیگر مختلف مکاتیب فکر کے علماء کرام بھی مقالات پڑھیں گے اس مذاکرہ کا پروگرام علیحدہ شائع ہو رہا ہے۔

نماز مغرب و عشاء :- ½۵ بجے

½۶ بجے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام کالجوں کے طلباء کی انعامی تقاریر ہوں گی۔
موضوع :- اسلام میں وحدت ملی کا تصور۔

½۷ بجے شام مجلس معتمدین کا اجلاس منعقد ہوگا جس میں جماعت کی توسیع تعمیر اور ترقی پر غور کیا جائیگا۔

## ۲۶ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز جمعرات

نماز فجر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۷ بجے تک درس قرآن کریم دیں گے۔

### نشست اول } زیر صدارت خانبہادر غلام ربانی خانصاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ

صبح ½۹ بجے سے ۳ بجے تک

- تلاوت قرآن کریم و نظم : حافظ محمد ادریس صاحب گجرات و طلباء : ۱۰ منٹ ۹-۳۰ تا ۹-۴۰
- تقریر ـ کرنل سید احمد صاحب : ۳۰ منٹ ۹-۴۰ تا ۱۰-۱۰
- ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ : مولوی دوست محمد صاحب : ۱۰ منٹ ۱۰-۱۰ تا ۱۰-۲۰
- سالانہ رپورٹ : میاں فاروق احمد صاحب آنریری جنرل سکرٹری : ۱۵ منٹ ۱۰-۲۰ تا ۱۰-۳۵
- حالات حاضرہ میں ہمارا پروگرام : ڈاکٹر اللہ بخش صاحب : ۳۰ منٹ ۱۰-۳۵ تا ۱۱-۰۵
- تقریر : خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب : ۳۰ منٹ ۱۱-۰۵ تا ۱۱-۳۵
- زندگی میں کامیابی کا راستہ : میاں احمد رفیق یوسف صاحب ایڈووکیٹ : ۳۰ منٹ ۱۱-۳۵ تا ۱۲-۰۵
- تقریر : پروفیسر محمد شفیع بھٹی صاحب پرنسپل نیو مسلم کالج لاہور : ۲۵ منٹ ۱۲-۰۵ تا ۱۲-۳۰
- اسلامی ضابطہ حیات کے لئے مؤثر طریق کار } شیخ عبدالرحمن صاحب مصری : ۴۵ منٹ ۱۲-۳۰ تا ۱-۱۵
- عیسائیت اور اسلام : مرزا معصوم بیگ صاحب : ۳۰ منٹ ۱-۱۵ تا ۱-۴۵
- ارشادات : حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ : ایک گھنٹہ ۱-۴۵ تا ۲-۴۵

نماز ظہر و عصر :-

تین بجے احباب افتتاح ادارہ تعلیم القرآن کے لئے مسلم ٹاؤن جائیں گے۔

نماز مغرب و عشاء ½۵ بجے ۔ ½۶ بجے شام اجلاس معتمدین (مطبوعہ ایجنڈا ہوگا)
½۷ بجے سکولوں کے طلباء اسلامی برادری کے موضوع پر تقاریر کے انعامی مقابلہ میں شرکت کریں گے۔

## ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز جمعۃ المبارک

نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم ۷ بجے تک

### نشست اول } زیر صدارت :- مولانا محمد یعقوب خانصاحب

- تلاوت قرآن کریم و نظم : ۱۰ منٹ ۹-۳۰ تا ۹-۴۰
- اسلام میں احمدیت کا مقام :- شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام : ۲۰ منٹ ۹-۴۰ تا ۱۰-۰۰
- کنتم خیر امۃ اخرجت للناس } ملک ظفر اللہ خانصاحب راولپنڈی : ۳۰ منٹ ۱۰-۰۰ تا ۱۰-۳۰
- تقریر : الحاج شیخ میاں محمد صاحب [illegible] لائلپور : ۳۰ منٹ ۱۰-۳۰ تا ۱۱-۰۰
- حضرت مجدد اعظمؒ کی سنہری صدی } مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع : ۲۰ منٹ ۱۱-۰۰ تا ۱۱-۲۰

## دوسری نشست

خطبہ و نماز جمعہ : از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ... } ½۱ بجے شروع ہوگا۔

ڈاکٹر اللہ بخش
مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

# مردوں اور عورتوں میں مساوات صرف حسنِ اعمال اور احکام کی فرمانبرداری میں ہے، درجات میں مساوات نہیں

## قوم میں زندگی پیدا کرنے اور معاشرہ کو بہتر بنانے کے لئے مردوں اور عورتوں میں کیا صفات پیدا ہونی چاہئیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء فرمودہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنٰت والقٰنتین والقٰنتٰت والصٰدقین والصٰدقٰت والصٰبرین والصٰبرٰت والخٰشعین والخٰشعٰت والمتصدقین والمتصدقٰت والصآئمین والصٰئمٰت والحٰفظین فروجھم والحٰفظٰت والذاکرین اللہ کثیراً والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ واجراً عظیماً ——— (الاحزاب) ———

### مرد اور عورت کی تخلیق میں فرق

قرآن کریم نے ساری قوم کو مخاطب کرکے کچھ احکام صادر کئے ہیں۔ قوم مردوں اور عورتوں دونوں سے مل کر بنتی ہے۔ مرد اور عورت کی ساخت اور تخلیق میں بڑا فرق ہے۔ مرد مشقت کے لئے پیدا کیا گیا ہے،

عورت کی حفاظت

اور اس کی خدمت کے لئے بنایا گیا ہے اور عورت کو اللہ تعالیٰ نے دل کا بیش بہا خزانہ بخشا ہے جس کے اندر محبت ہی محبت ہے۔ وہ بچوں اور خاندان کی پرورش اور تربیت کرتی ہے۔ ان کے متعلق پیار و محبت کے جذبات رکھتی ہے مشکلات میں مرد کے لئے سہارا اور اس کی غمگسار ہے۔

### تمام مخلوق میں مساوات نہیں

مرد اور عورت دونوں کے لئے مختلف فرائض ہیں، مساوات تو خدا تعالیٰ نے کہیں بھی نہیں رکھی۔ آسمان اور زمین میں کہاں مساوات ہے۔ زمین محتاج ہے آسمان کی۔ پھر آسمان پر سورج اور چاند برابر نہیں نور اور تاریکی برابر نہیں سایہ اور دھوپ برابر نہیں رات اور دن برابر نہیں، اسی طرح رسل اور انبیاء کرام بھی برابر نہیں تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض انبیاء بھی درجات میں برابر نہیں۔ اور آسمانی کتب بھی درجات میں برابر نہیں قرآن کریم کی وحی سابقہ تمام وحیوں سے جو تورات و انجیل وغیرہ کی شکل میں نازل ہوئیں، اکمل اور اصفیٰ ہے پھر انبیاء کی وحی اور مجددین و اولیاء کی وحی برابر نہیں قاعد اور مجاہد برابر نہیں۔ کوئی انسان انسان کے برابر نہیں۔ الغرض مساوات کہیں بھی نظر نہیں آتی۔

مساوات صرف قانون میں ہے۔ عورتوں اور مردوں کے لئے قانون ایک ہی ہے مگر درجات برابر نہیں درجات اعمال کے لحاظ سے مرتب ہوتے ہیں لھم درجات مما عملوا حضرت ہاجرہؓ کا مقام یہ ہے کہ کوئی مرد اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا تو صرف قوانین میں مساوات ہے۔ ورنہ مساوات کہیں نظر نہیں آتی۔ ایک بیٹا باپ کے برابر نہیں، ایک سپاہی جرنیل کے برابر نہیں۔ محکوم، حاکم کے برابر نہیں ہوتا اور ایک رعایا کا آدمی بادشاہ کے برابر نہیں ہوتا۔

### احکام الٰہی کی تعمیل میں مساوات

لیکن اسلامی قانون کے لحاظ سے ان میں مساوات ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو احکام ایک عام مسلمان کے لئے ہیں وہی میرے لئے بھی ہیں چنانچہ فرمایا انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم اگر میں خدا تعالیٰ کے قانون اور احکام کی نافرمانی کروں تو میں بھی اس کے عذاب سے نہیں بچ سکتا۔ اسی ضمن میں فرمایا من عمل من ذکر او انثٰی فلنحیینہ حیٰوۃً طیبۃ مرد ہو یا عورت، اگر اس کے اعمال اچھے ہیں تو انہیں ضرور خوشگوار زندگی میسر آئے گی، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ان آیات میں جو میں نے تلاوت کی ہیں خدا تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے جب مرد اور عورت ساری کی ساری قوم مل کر کام کرتی ہے تو خدا تعالیٰ اس کام میں برکت ڈالتا ہے۔

### فرمانبرداری مرد اور عورت ہر دو کیلئے باعث عزت ہے

فرمایا ان المسلمین والمسلمات مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ مسلمان کون ہوتا ہے مسلمان ہونا بڑی نعمت ہے۔ ایک جگہ فرمایا یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ۔ اے مومن مردو اور مومن عورتو! کامل طور پر مکمل فرمانبرداری اختیار کرو۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ کافۃ کا لفظ حال واقع ہوا ہے، سلم کے ساتھ مل کر یہ پوری پوری فرمانبرداری کو چاہتا ہے اور یایھا الذین اٰمنوا کے ساتھ کافۃ کا لفظ تمام کے تمام مومن مردوں اور عورتوں سے چاہتا ہے کہ وہ سب کے ساتھ مل کر فرمانبرداری اختیار کریں۔ جب ساری قوم۔ بڑے اور چھوٹے حاکم اور محکوم۔ مرد اور عورتیں سب کے سب مل کر خدا تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کریں تو خدا تعالیٰ کا فضل اس قوم پر اترتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق فرمایا فلما اسلما وتلہ للجبین۔ جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ دونوں نے پوری پوری فرمانبرداری اختیار کی اور ابراہیمؑ بیٹے اکلوتے بیٹے کو رضائے الٰہی کے مطابق ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر دانی کرتے ہوئے فرمایا واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنا لیا، فرمانبرداری ہر شخص کے لئے موجب عزت ہے جس قدر بادشاہ نواب رئیس ہوتے ہیں جو کوئی ان کے احکام کی پوری پوری فرمانبرداری کرتا ہے

وہ ان کا قریبی اور منظور نظر ہو جاتا ہے۔ یہی قانون خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو سکھایا ہے

## مومن مرد اور مومن عورتیں

والمؤمنین والمؤمنٰت - اور وہ مومن مرد جن کے دلوں میں خدا پر ایمان نے گھر کر رکھا ہے اور وہ مومن عورتیں جن کے دلوں کو ایمان نے منور کر رکھا ہو۔ ان کے اعضا میں صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اُن کی آنکھ اور زبان، اور دوسرے اعضا پر دل کے ایمان کا اثر پڑتا ہے۔

## صبر اور استقامت میں مرد اور عورت برابر ہیں

والصّٰبرین والصّٰبرٰت

اسی ایمان پر قائم رہ کر جو مرد اور عورتیں استقامت دکھاتے ہیں مصائب و مشکلات کے وقت استقلال دکھاتے ہیں مصائب کے وقت اور کام کاج کے وقت استقلال دکھانا بھی صبر ہے نیکی پر قائم رہنا

## خشوع اور خضوع سے مصائب کا علاج

والخٰشعین والخٰشعٰت

خدا تعالےٰ کے حضور جھکے ہوئے مرد اور جھکی ہوئی عورتیں۔ یہ بھی مسلمان قوم کی شان ہے کہ مصائب کا سامنا ہے تو خدا کے حضور جھک جائیں جناب الٰہی میں مشکلات کے وقت جھکنا مسلمان کی شان ہے۔ یہ ایک مؤثر نسخہ ہے۔ خضوع و خشوع سے، خدا کے حضور روتے دھونے سے مصائب دور ہو جاتے ہیں۔ مصائب کا علاج آنکھ کے پانی سے ہوتا ہے۔

## صدقہ کا حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے

والمتصدّقین والمتصدّقٰت

خدا کے راستہ میں مال خرچ کرنے والے مرد اور مال خرچ کرنے والی عورتیں۔ خدا تعالےٰ نے جہاں یہ حکم دیئے ہیں کہ مسلمان بنو، مومن بنو، فرمانبردار بنو، راستباز بنو، صابر اور عاجز بنو، اور یہ سب احکام انسان کی اپنی ذات کے متعلق ہیں۔ تو وہاں دوسرا حکم خدا تعالےٰ کی مخلوق کے متعلق دیا ہے کہ خدا تعالےٰ کی مخلوق پر روپیہ خرچ کرو۔ یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہے۔

## مال و دولت پر عورت کا تصرف

معلوم ہوا کہ اسلام، عورتوں کو دولت پر تصرف عطا کرتا ہے اگر ان کے پاس روپیہ نہ ہو تو وہ خدا کے راستہ میں کیسے خرچ کریں۔ لوگوں کو علم ہے کہ یورپ میں ایک وقت تھا کہ جب عورت نکاح کرتی تو اس کی جائداد مرد کے قبضہ آجاتی تھی۔ تھوڑے عرصہ کی بات ہے کہ عورت کو مال پر حق رکھنے کا حق دیا گیا ہے۔ لیکن اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے عورت کو مال پر تصرف و اختیار کا حق دے رکھا ہے۔ اس اختیار کے استعمال سے اس کے اخلاق ترقی کرتے ہیں۔ اس کا حوصلہ بڑھتا ہے۔

## راہ خدا میں مال دینے سے رتبہ بڑھتا ہے

اسی لئے خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کے پہلے صفحہ پر ہی فرمایا ہے ممّا رزقنٰھم ینفقون یعنے ہم نے جو مال دے رکھا ہے ہمارے فرمانبردار بندے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ روپیہ خرچ کرتے وقت شیطان دھوکہ دیتا ہے کہ دوسروں پر روپیہ خرچ کرنے کا کیا فائدہ؟ تمہارے بال بچے اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ روپیہ برباد مت کرو۔ لیکن خدا نے فرمایا کہ مال و دولت میں سے صدقہ اور خیرات دو۔ مخلوق خدا پر روپیہ خرچ کرنا خدا کے فرمانبردار بندے ہونے کا ثبوت ہے۔ مال کو تمقیبق القلب کہا گیا ہے۔ یعنے مال دل کا ٹکڑا ہے۔ اس کو جلدی سے کوئی اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے آرام میسر آتا ہے۔ سواری مہیا ہوتی ہے۔ بال بچوں کو تعلیم کے لئے دور دور بھیجا جاسکتا ہے۔ اس لئے مال کا ہاتھ سے دینا بہت مشکل ہے۔ اس کے مشکل ہونے کی وجہ سے خرچ کرنے والوں کا رتبہ بڑھتا ہے۔

## روزہ عورت اور مرد دونوں کیلئے ہے

پھر اور صفت بیان فرمائی والصّٰٓئمین والصّٰٓئمٰت - روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔ روزے کے دن قریب آرہے ہیں۔ جن کے دلوں میں ایمان ہے وہ اس ماہ میں روزے رکھیں گے۔ جس گھر میں عورت ایماندار ہو، نماز، روزہ اور تلاوت قرآن کی پابند ہو، اُس میں خدا کا فضل اترتا ہے۔ بچے متاثر ہوتے ہیں۔

## مسلمان عورتیں سب سے بڑھکر عفیف ہیں۔

پھر فرمایا والحٰفظین فروجھم والحٰفظٰت - مرد اور عورتوں کو عفیف ہونا چاہیئے۔ آج دنیا بھر کی عورتوں میں سب سے بڑھکر مسلمان عورتیں عفیف ہیں بلکہ فرشتہ سیرت ہیں۔ مردوں کو بھی خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ تم عفیف رہو، جس قوم اور معاشرہ میں عفت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے وہ فساد سے بچ جاتا ہے۔

## عدم عفت کے بد نتائج

اگر عفت نہ ہو تو اس سے غیرت بھڑک جاتی ہے، قتل ہوتے ہیں۔ پھر اس سے لڑائیاں برپا رہتی ہیں۔ پھر قتل پر قتل ہوتے ہیں۔ آج یورپ فرانس اور امریکہ میں پولیس کے آفیسر رپورٹیں لکھتے ہیں کہ لاکھوں کی تعداد میں حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں کس قدر ظلم ہے اس وطن میں جو مہذب کہلاتا ہے کیسی شرم کی بات ہے۔ کیا ایسا ملک دنیا کے لئے نمونہ ہو سکتا ہے۔ پولیس آفیسروں، مجسٹریٹوں نے کتابوں میں لکھا ہے کہ آج عفیف لڑکی کم ملتی ہے۔ شادی سے پہلے کم لڑکیاں عفیف رہتی ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ ایک زمانہ تھا کہ میم صاحبہ سگرٹ نہیں پیتی تھیں۔ آج عام لڑکیاں سگریٹ پیتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ یہ بیماری ہمارے وطن میں بھی آگئی ہے۔ آج مسلمان لڑکیاں سگریٹ پیتی ہوئی دیکھی گئی ہیں۔

## ذکر الٰہی سے تزکیہ و طہارت

والذّٰکرین اللہ کثیرًا والذّٰکرٰت، کثرت کے ساتھ خدا تعالےٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ ذکر الٰہی قوم کا شعار ہونا چاہیئے ہر وقت خدا یاد ہو تو تزکیہ نفس اور طہارت ترقی کرتی ہیں۔ اعدّ اللہ لھم مغفرۃً و اجرًا عظیمًا

## قوم کی زندگی اور عزت صفات بالا کے اپنانے میں ہے

مذکورہ صفات کو مرد اور عورتیں اپنالیں تو خدا نے اُن کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے اور اجر کے علاوہ اُن کے لئے مغفرت ہے۔ یہ آیت مسلمان قوم کو آگاہی بخشتی ہے، تنبیہ کرتی ہے اور تلقین کرتی ہے کہ اگر قوم زندہ رہنا چاہتی ہے، عزت کی زندگی گذارنا چاہتی ہے اور اپنے اندر قوت پیدا کرنا چاہتی ہے تو اپنے تئیں ان صفات سے آراستہ کرے۔

## رسول کریمؐ کے احسانات کو یاد کر کے آپؐ پر درود بھیجا جائے

حضرت سرور کائنات رحمۃ العالمینؐ کی خدمات کو مدنظر رکھ کر اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں چنانچہ ان اللہ وملٰئکتہ یصلّون علی النبیؐ، مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم بھی حضورؐ کے احسانات کے

باقی بر صـ١٦ کالم ٣

# اسلام کے سائے تلے

## اخبار ڈیلی میل، (کانو۔ نائیجیریا) مؤرخہ ۲۱ر نومبر ۱۹۶۳ء کا اعلان

## کل کے اکپان صاحب آج کے محمد عثمان ہیں!

ایک عیسائی مسٹر ایانگ ایتم اکپان نامی جو مشرقی نائیجیریا کے قدیم صوبہ کالابار کے علاقے ایبا کوا ہبو کے رہنے والے ہیں عیسائیت کو خیرباد کہکر حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں۔ ان کا نام اب محمد عثمان تجویز کیا گیا ہے۔

انہوں نے یہ اعلان کانو میں نائیجیریا مسلم مشن کے ڈائرکٹر جناب قاضی عبدالرشید صاحب سے کئی ایک ملاقاتوں کے بعد کیا ہے۔ اس میل جول کے دوران انہیں اس حقیقت کا یقین ہو گیا کہ "مسلمان وہ ہے جو صرف خدائے واحد اور بزرگ و برگزیدہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے اور اسلام کا مطلب دین امن ہے"۔

# مَیں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

(از)

## محمد عثمان سابق ایانگا ایتم اکپان

میں ایک عیسائی کی حیثیت سے پیدا ہوا اور ابھی بچہ ہی تھا کہ مجھے اصطباغ دیا گیا۔ جب میں نائیجیریا کے شمالی علاقے کی طرف آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ ایک اور مذہب بھی ہے جس کو "اسلام" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پہلے پہل میں نے سوچا کہ یہ مذہب صرف قبیلہ "ہوسا" کے لئے ہے اور اس مذہب کے ساتھ اور کسی بھی نسل کا تعلق نہیں۔

علاوہ بریں سکول میں ہمارے استاد صاحبان نے تاریخ کا سبق دیتے ہوئے ہمیں "محمدیت" کے متعلق بھی کچھ بتایا تھا۔ مثال کے طور پر مجھے یہ بتایا گیا کہ ایک مسلمان "محمدؐ" کی پوجا کرتا ہے۔ جو کہ خدا کے فرستادہ رسول ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ اور جب کبھی کوئی مسلمان حج کے لئے مکہ جاتا ہے تو وہاں ایک پتھر کی پوجا کرتا ہے۔ جسے محمدؐ نے یادگار کے طور پر کعبے میں لگایا تھا۔ میں فی الحقیقت یہ سن کر ڈر گیا جب مجھے مزید بتایا گیا کہ محمدؐ نے اپنا مذہب قائم کرنے کے لئے طاقت کا استعمال کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی تبلیغ دین کے لئے وہ گئے وہاں اُنہوں نے لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ ان کا مذہب قبول کریں۔ اور جس کسی نے اُن کے دین کو قبول کرنے سے انکار کیا اُس کی گردن مار دی گئی۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ ماسوا عیسائیت کے اور کسی بھی مذہبی جماعت کے پاس جنت میں جانے کا پاسپورٹ نہیں ہے۔

مَیں اسلام کی حقیقت سے بالکل بے بہرہ تھا اور میں یہ تصوّر بھی نہیں کر سکتا تھا کہ مسلمانوں کا مذہب "محمدیت" کی بجائے "اسلام" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ "دین امن" عیسائیوں کی طرح نہیں جو یسوع کی مطابقت نسبت سے "عیسائیت" کا نام دیتے ہیں۔

میں اکثر اس عقدہ کے حل کے لئے پریشان ہو جایا کرتا تھا۔ کہ خداوند تعالے نے صرف چیدہ چیدہ لوگوں کو ہی اپنی مہربانیوں سے نوازتا ہے۔ اور باقی نسل انسانی کو وہ رد کر دیتا ہے۔ جن کو یسوعؑ نے "کتوں" کے نام سے منسوب کیا ہے۔ یہی تبلیغ عیسائی کرتے چلے آتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے خدا تعالے اور انسان کے درمیان ایک وسیلے کے تصور کو رواج دیا ہے جو یسوع مسیح کی شکل میں موجود ہے۔ بصورت دیگر "کتے" کہیں کے بھی نہیں رہیں گے۔ کیونکہ خداوند تعالے کا رحم و کرم صرف مسیحؑ کے لئے ہے۔ اس تعلیم نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ خداوند تعالے ایک انصاف خدا ہے جو جانب داری کی حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ پھر یہ بھی تعلیم دی گئی کہ یسوعؑ خدا ہیں۔

میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ ایک فانی عورت کائنات کے خدا کو کیسے جنم دے سکتی ہے بلاشبہ عیسائیوں میں چھوٹے سے لے کر بڑے تک کوئی بھی ایسا عیسائی نہ تھا جو میری یہ اُلجھن دُور کرتا۔ مثلاً ہستی باری تعالے کے اسرار و رموز یا خدا کے بیٹے کا انسانی شکل میں آنا وغیرہ وغیرہ

میں اسی ادھیڑ بن اور پریشانی میں مبتلا تھا کہ ایک دن مجھے کانو میں نائیجیریا مسلم مشن کے ڈائرکٹر جناب قاضی عبدالرشید صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا جو پاکستانی ہیں اور مبلغ اسلام کے فرائض بجا لانے کی غرض سے یہاں تشریف فرما ہیں۔ چند ہی دنوں کی ملاقات کے بعد قاضی صاحب موصوف کی حقیقت افروز تبلیغ سے مجھ پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ ایک مسلمان سے مراد یہ ہے کہ وہ خدائے واحد و بزرگ و برتر کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ اور "اسلام" کا مطلب... ہے "دین امن" اس کے علاوہ انہوں نے میرے بہت سے دوسرے اہم سوالات اور اُلجھنوں کے معقول اور تسلی بخش جوابات دیئے جن سے یہ آشکارا ہوا کہ اسلام ہی ایک بین الاقوامی دین ہے جس کو "دین نسل انسانی" کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ اور عیسائی مشنریوں نے محمدیت کا نام معاندانہ طور پر دین اسلام کی نسبت موسوم کر دیا ہے۔

اس حقیقت افروز تبلیغ نے میری تاریک دنیا کو منور کر دیا۔ کیونکہ وہ فضول کہانیاں جو ہمیں عیسائی استاد اور پادری سناتے رہتے ہیں اس تعلیم سے بہت دُور رہیں جنہیں میں نے کتابوں میں پڑھا۔ ایک حقیقت پسند انسان بہ بانگ دہل پکار اُٹھے گا کہ عیسائی اچھے پہلوؤں کی تعلیم نہیں دیتے اور اس طرح وہ خود اس آسمانی قانون کو توڑتے ہیں کہ "تمہیں اپنے ہمسایوں سے کوئی چیز مخفی نہیں رکھنی چاہیئے"۔

لیکن اسلام میں مَیں نے یہ دیکھا کہ "اخوت" ہے۔ کوئی رنگ و نسل کی تمیز نہیں۔ تمام مسلمان حقیقت میں بھائی چارے اور اخوت کی اعلیٰ روح اور جذبہ پر

(باقی بر صفحہ ۱۳ کالم ۲)

# مکتوب برلن

## مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن

مکرم محترم جناب مولانا دوست محمد صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
چند ایک الفاظ یہاں مسجد کی تبلیغی مساعی کے متعلق لکھتا ہوں امید ہے آپ انہیں اپنے مؤقر جریدہ میں شائع فرمادیں گے۔ شکریہ۔

والسلام
خاکسار، محمد یحییٰ بٹ

### جمعہ کے اجتماعات اور ایک مصری پروفیسر سے گفتگو

حذا اسے نقل سے جمعہ کے اجتماعات باقاعدگی سے ہوتے ہیں۔ جس میں مصر، شام، ٹیونس، اُردن، سرالیون، پاکستان وغیرہ اسلامی ممالک سے آئے ہوئے احباب اور مقامی مسلمان حصّہ لیتے ہیں۔ ہمارے عیسائی دوست بھی بطور مہمان آتے اور خطبہ و نماز کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔ ان دنوں مصر سے آئے ہوئے ایک پروفیسر قابل ذکر ہیں۔ پروفیسر صاحب موصوف اپنے ڈیڑھ ماہ کے قیام کے دوران میں باقاعدگی سے جمعہ کی نماز میں شامل ہوتے رہے۔ جمعہ کے علاوہ بھی کئی مرتبہ وہ میرے ہاں تشریف لائے اور مسجد کی سرگرمیوں کے متعلق دریافت کرتے رہے۔

پروفیسر صاحب سے مختلف موضوعات پر دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ انہوں نے اکثر دفعہ خود ہی حضرت عیسیٰؑ کے بے باپ پیدا ہونے کے موضوع پر گفتگو شروع کی اور اس سلسلہ میں سورہ مریم اور آیت مثلہ کمثل آدم ...... کی آیت سے استدلال کیا۔ میں نے پروفیسر صاحب موصوف کی توجہ لفظ مثل کی طرف دلائی اور بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ کی مماثلت حضرت آدمؑ کے ساتھ پیدائش میں جیسا کہ وہ سمجھتے ہیں پائی نہیں جاتی۔ حضرت آدمؑ ہیں کہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے اور حضرت عیسیٰؑ کی ماں موجود تھی۔ مماثلت کیسے ہوئی میں نے کہا کہ میرے نزدیک قرآن کریم کے یہ الفاظ عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں اور یہ کہ تین میں سے ایک ہے کے رد میں بیان کئے گئے ہیں اور کہا یہ گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی مماثلت حضرت آدمؑ کے ساتھ ہے۔ یعنی یہ کہ وہ بشر تھے اور خدا کے برگزیدہ نبی تھے۔

پروفیسر صاحب نے اپنے عقیدہ کی تصدیق میں اسی آیت کے آخری حصّہ کن فیکون کو بھی بیان کیا۔ اور خدا تعالےٰ کسی امر کو کرنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے ہوجا تو وہ ہوجاتا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ الفاظ خدا کے ارادہ کئے ہوئے امر کے ہوجانے پر بے شک قطعی الدلالت ہیں لیکن یہ کہ وہ خدا کے دیئے ہوئے قانون کے خلاف ہوجائے۔ یہ نتیجہ ان الفاظ سے نہیں نکلتا۔ اور نہ ہی ان الفاظ سے یہ نکلتا ہے کہ اس امر کے ہوجانے پر جو وقت درکار ہے اس کی نفی کی گئی ہے۔ میں نے کہا کہ کن فیکون خدا کا ارادہ کیا ہوا امر خدا کے دیئے ہوئے قانون کے تحت ہوتا خواہ اُس پر سینکڑوں اور ہزاروں سال لگ جائیں ان الفاظ میں زور اس امر پہ دیا گیا ہے کہ خدا کے ارادہ کئے ہوئے امر کے واقع ہوجانے کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ اس کا ارادہ کیا ہوا امر بالآخر ضرور ہوجاتا ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں قرآن کریم سے مختلف مثالیں دیں۔ اوّل کائنات کی تخلیق۔ اس پر کروڑہا سال گذر گئے۔ دوسرے بنی اسرائیل کو فرعون کے پنجہ سے نجات دلانے اور انہیں حاکم قوم بنانے کا ارادہ۔ اس پر قریباً سو سال گذر گئے۔ تیسرے اسلام کے تمام دنیا میں پھیل جانے کا امر الٰہی۔ آج چودہ سو سال گزر گئے۔ ابھی تک یہ امر الٰہی مکمل طور پر وقوع پذیر نہیں ہوا لیکن ایک وقت آتا ہے کہ یہ ہوکر رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت اس ہونی کو روک نہیں سکتی۔ الغرض کن فیکون کے الفاظ سے تو سنت اللہ کے خلاف کسی کام کے ہوجانے پر استدلال کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

### ایک عیسائی ڈاکٹر کا لیکچر اور مسئلہ وحی کے متعلق سوال

یہاں مقامی ہسپتال میں مجھے اپنی آنکھ کے علاج کے سلسلہ میں جانا پڑا۔ میں وہاں ایک پروفیسر ڈاکٹر کے زیر علاج تھا۔ پہلی ہی ملاقات میں پروفیسر صاحب نے مجھے اپنے حلقہ میں ہونے والے لیکچر میں شمولیت کی دعوت دی۔ لیکچر ایک عیسائی ڈاکٹر کا تھا جو انڈونیشیا اور دیگر مسلمان ممالک میں لمبے عرصہ تک رہ چکے تھے۔ لیکچر کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ چند سوالات کے جواب دینے کے بعد پریزیڈنٹ جلسہ نے اعلان کیا کہ مزید تبادلہ خیالات دوسرے روز ایک مقامی پادری صاحب کے گھر پرائیویٹ جلسہ میں ہوگا۔ پروفیسر صاحب موصوف مجھے دوسرے روز اپنی کار پر بٹھا کر لے گئے۔ وہاں پر پندرہ کے قریب اصحاب موجود تھے۔ جن میں بعض میڈیکل ڈاکٹر، ایک تھیولوجی کے پروفیسر اور پادری صاحب میزبان تھے۔ گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تو میں نے لیکچرار صاحب سے اُن کے لیکچر کے ایک حصّہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا کہ اُن کے ہاں وحی کا تصور کیا ہے جس پر کہ ایک مذہب کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے اسلامی تصور پر بحث کرتے ہوئے بتایا کہ کسی نیک آدمی کو اچھے خیالات کا آجانا اور پھر اُن کا اپنے الفاظ میں لکھ دینا یہ کوئی اعلیٰ درجہ کی وحی نہیں جس پر کہ مذہب کی بنیاد رکھی جائے۔ ایسی وحی میں تو شاعر اور فلاسفر وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اس درجہ سے کہیں اعلیٰ درجہ کی ایک اور وحی ہے جبکہ خدا تعالےٰ اپنا کلام الفاظ میں اپنے انبیاء پر نازل کرتا ہے۔ اور یہی وہ کلام الٰہی ہے جس سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ اور یہ خدا کے منہ سے نکلے الفاظ مذہب اسلام کی بنیاد ہیں۔

### اسلام میں نجات کا مسئلہ

گفتگو کے دوران میں تھیولوجی کے پروفیسر صاحب نے مجھ سے اسلام میں نجات کے تصور کے متعلق سوال کیا۔ میں نے کہا عیسائیت میں نجات کا تصور منفی ہے لیکن اسلام میں نجات کا تصور مثبت معنی اپنے اندر رکھتا ہے۔ عیسائیت انسان کو۔ جو عیسائی عقیدہ کے مطابق گنہگار پیدا ہوا ہے، گناہ سے بچانے کا نام اس کی نجات قرار دیتی ہے لیکن اسلام انسان کو جو بے گناہ پیدا ہوا ہے۔ ان کے اعلےٰ روحانی مقام پہ پہنچانے کا نام اس کی نجات قرار دیتا ہے۔ ان ہر دو تصورات میں فرق ظاہر ہے۔ گفتگو دلچسپ رہی۔

### ایک اور لیکچر اور سوال وجواب

اس حلقہ میں ایک خاتون میڈیکل ڈاکٹر تھیں دوسرے دن انہوں نے مجھے ٹیلیفون کیا اور مجھے اپنے حلقہ میں اسلام پر لیکچر دینے کی دعوت دی چنانچہ ۲۱ر نومبر کو میں اُن کے ہاں ہفتہ کے روز چھ بجے شام پہنچا۔ وہاں پر پندرہ کے قریب اصحاب تھے۔ ان میں سے دو پادری تھے اور ایک جج تھے۔ میں نے ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب اسلام میں مذہب کا تصور اور لفظ ایمان کی فلاسفی اور اسلام کے بنیادی اصول اور عقل اور وحی کے باہمی رشتہ پر لیکچر دیا بعد میں دو گھنٹے سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اس میں عورت کا مقام اسلام میں

# مَرْحَبًا بِالْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ عليه رحمة الله

## قصیدہ در شانِ حضرت مسیح موعودؑ

از مولینا انور خان بیابانی پروفیسر نیو مسلم کالج لاہور

وَرَبِّ الْكَعْبَةِ لَوْلَاكَ لَوْلَا ❊ لَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ فِي الضَّلَالِ

کعبے کے پروردگار کی قسم اگر آپ نہ ہوتے ❊ تو تمام مسلمان گمراہی میں مبتلا رہتے

دُمُوْعُ الْحَقِّ كَالْمَاءِ الْمَعِيْنِ ❊ عَلٰى خَدَّيْهِ فَاضَتْ بِالتَّوَالِي

حق کے آنسو بہتے ہوئے پانی کی طرح ❊ اس کی گالوں پر پے در پے بہتے تھے

مَشَامُ الْخَلْقِ مِنْ طِيْبِ الْإِلٰهِ ❊ بَرِيًّا كَانَ مِنْ خُبْثِ الْوَبَالِ

لوگوں کے دماغ اللہ تعالیٰ کی خوشبو سے ❊ گناہوں کے باعث بے زار ہی ہو چکے تھے

شُئُوْنُ الْعَصْرِ انْقَلَبَتْ إِلٰى مَا ❊ تَمِيْزُ الرُّشْدِ كَانَ مِنَ الْمُحَالِ

زمانے کے طور و طریق اس حد تک بدل چکا ہوا تھا ❊ کہ نیکی اور بدی میں تمیز کرنا ناممکن ہوا تھا

كَلَامُ الْمُصْطَفٰى خَيْرِ الْأَنَامِ ❊ يَظُنُّهُ كَانَ مِنْ أَدْنَى الْمَقَالِ

حضور اکرمؐ کی پاکیزہ باتوں کو تو ❊ لوگ معمولی سی باتیں خیال کرتے تھے

مَعَاذَ اللّٰهِ لَيْسَ اللّٰهُ كَافٍ ❊ لِعَبْدٍ عِنْدَ أَفْهَامِ الْجُهَّالِ

خدا کی پناہ - اللہ تعالیٰ بھی کافی نہ تھا ❊ کسی بندے کے لیے جاہلوں کی سمجھ میں

وَرَبِّكَ يَا إِمَامَ الْعَصْرِ حَقًّا ❊ وُجُوْهُ النَّاسِ صَارَتْ كَالسُّؤَالِ

اے امام برحق! تیرے پروردگار کی قسم ❊ لوگوں کے چہرے بالکل سوالیہ نشان بن کر رہ گئے تھے

مَعَاشُ الْإِنْسِ بِالْحَيْوَانِ حَتْمًا ❊ تُسَاوِيْ كَانَ فِيْ فَقْدِ الْمَآلِ

انسان کی زندگی حیوان کی ❊ بے مقصد زندگی کے ساتھ بالکل برابر ہو گئی تھی۔

فَنَشْكُرُ كَيْفَ لَا شُكْرًا كَثِيْرًا ❊ عَلٰى إِحْسَانِ يَنْبُوْعِ الْجَمَالِ

پس ہم کیوں بہت بہت شکر نہ کریں ❊ خوبیوں کے سرچشمہ (خدا) کے اس احسان پر

بِأَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَكُمْ إِلَيْنَا ❊ بِدِيْنِ مُحَمَّدٍ بَحْرِ اللَّآلِي

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہماری طرف بھیجا ❊ موتیوں کے سمندر حضرت محمدؐ کے دین کے ساتھ

فَبَادَرْتُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَيْنَا ❊ وَكُنَّا فِيْ مَحَافِرَةِ الضَّلَالِ

پس آپ ہماری طرف احسان و کرم کے ساتھ دوڑے ❊ جبکہ ہم سب گمراہی کے اتھاہ گڑھوں میں گرے ہوئے تھے

بِكُمْ وَجْهُ الرَّشَادِ قَدْ تَجَلّٰى ❊ وَغَابَ الْغَيُّ فِيْ ظُلَمِ اللَّيَالِي

آپ ہی کی وجہ سے رشد و ہدایت کا چہرہ چمکا ❊ اور گمراہی راتوں کے اندھیروں میں جا چھپی

شُمُوْسُ الْحَقِّ فِيْ أُفُقِ الْقُلُوْبِ ❊ بِكُمْ ضَاءَتْ عَلَى الْوَجْهِ الْكَمَالِ

حق کے سورج دلوں کے آسمان کے کناروں پہ ❊ آپ ہی کی وجہ سے کامل طور پر روشن ہو گئے

وَشَرَحْتُمْ لَنَا أُمَّ الْكِتَابِ ؛ تَمَيَّزْتُمْ سِفَالًا مِنْ لَآلٍ

اور آپ نے ہمیں قرآن حکیم کا مطلب سمجھایا ؛ موتیوں میں سے سنگ ریزوں کو الگ کر دیا

نَهَيْتُمْ أُمَّةً عَنْ كُلِّ فُحْشٍ ؛ وَعَنْ نُكْرٍ وَعَنْ سُوْءِ الْخِصَالِ

آپ نے حضور اکرمؐ کی امت کو ہر بے حیائی سے روکا ؛ اور ہر برائی اور بری خصلتوں سے بھی باز رکھنے کی تلقین کی

وَقُلْتُمْ أَنْ أَطِيْعُوا اللّٰهَ رَبِّيْ ؛ أَطِيْعُوْا أَحْمَدِيْ مِنْ غَوْرِ بَالٍ

اور فرمایا کہ تم میرے پروردگار کی اطاعت کرو ؛ اور گہرے دل سے میرے پیارے احمدؐ کی پیروی کرو

وَقُلْتُمْ وَقِّرُوْهُ عَزِّرُوْهُ ؛ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنْ أَصْحَابٍ وَّآلٍ

اور آپ نے فرمایا کہ تم حضور اکرمؐ کی عزت کرو ؛ اور ان کے اصحاب کی اور آل کی اولاد کی بھی

مَنَاهِلُ فَيْضِهٖ تَجْرِيْ إِلٰى مَا ؛ تَدُوْرُ الشَّمْسُ فِيْ أُفُقِ الْآمَالِ

اور آپ نے فرمایا کہ ان کی نبوت کا فیض اس وقت تک جاری رہے گا ؛ جب تک یہ سورج امیدوں کی بلندیوں پر چمکتا رہے

وَقُلْتُمْ مَنْ تَنَبَّئَ بَعْدَ هٰذَا ؛ فَكَذَّابٌ هُوَ بِئْسَ الْمَآلِ

اور آپ نے کہا کہ جس نے حضور اکرمؐ کے بعد نبوت کا دعوے کیا ؛ تو وہ سخت جھوٹا اور بری عاقبت والا ہے۔

نَعَمْ وَحْيُ الْوِلَايَةِ لَا يَزَالُ ؛ يُرَوِّي الْخَلْقَ بِالْمَاءِ الزُّلَالِ

ہاں ولایت کی وحی ہمیشہ جاری رہے گی ؛ اور خلق خدا کو پاک صاف پانی سے سیراب کرتی رہے گی

وَيَأْتِيْ حَيْثُمَا شَاءَ الْإِلٰهُ ؛ لِإِحْيَاءِ الشَّرِيْعَةِ ذُو الْكَمَالِ

اور جب اللہ تعالےٰ نے چاہا ؛ تو شریعت محمدی کو زندہ و تابندہ کرنے کے لئے صاحب کمال آئیں گے

وَقُلْتُمْ إِنَّمَا يُوْحٰى إِلَيَّ ؛ كَمَا يُوْحٰى إِلٰى نُخَبِ الرِّجَالِ

اور آپ نے فرمایا کہ بے شک میری طرف وحی کی جاتی ہے ؛ جیسا کہ بعض منتخب بندوں کو وحی کی جاتی رہی ہے

فَمَا ذَا فِيْهِ مِنْ قَوْلٍ كَرِيْهٍ ؛ وَمَا ذَا فِيْهِ مِنْ فَرْضِ الْمُحَالِ

میرے امام! اس میں تو کوئی بری بات نہیں ؛ اور نہ اس میں کوئی فرض محال لازم آتا ہے

أَلَيْسَ اللّٰهُ يَرْحَمُ بِالْعِبَادِ ؛ وَيَعْصِمُهُمْ عَنْ أَنْيَابِ الْغَوَالِ

کیا اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر رحم نہیں کرتا ؛ اور کیا وہ انہیں شیاطین کے کاٹ کھانے والے دانتوں سے نہیں بچاتا

فَمَنْ يَّرْضٰى حَيَاةَ الصَّالِحِيْنَ ؛ لَهُمْ فِيْكُمْ شَآبِيْبُ الْآمَالِ

پس جو لوگ صالحین کی سی زندگی پسند کرتے ہیں ؛ ان کے واسطے آپکی ذات بابرکات میں مئوں تمنائیں ہیں

وَمَنْ يَّرْتَابُ فِيْمَا ادَّعَيْتُمْ ؛ فَهٰذَا لَيْسَ مِنْ نُدْرِ الْمَقَالِ

اور جو لوگ شک کرتے ہیں آپ کے دعوے میں ؛ تو پھر یہ کوئی نئی بات نہیں ہے

وَقُلْتُمْ إِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ؛ يَقُوْلُ بِحِكْمَةٍ "نَحْوِيْ تَعَالَ"

اور آپ نے فرمایا کہ بعض اہل کتاب میں سے ایسے ہیں ؛ جو تم کو کہتے ہوں گے آؤ میری طرف آؤ

فَلَا تُصْغُوْا إِلَيْهِمْ فَاسْمَعُوْا لِيْ ؛ فَإِنَّهُمُوْ مِنْ أَشْبَاهِ الدَّجَّالِ

پس تم اگر میری مانو تو ان کی باتوں پر کان نہ دھرو ؛ کیونکہ وہ دراصل دجال کے عکس اور شبیہہ ہیں

وَقُلْتُمْ إِنَّ عِيْسٰى كَانَ عَبْدًا ؛ رَسُوْلًا فَاتَ وَالْحَقَّ بِالْمَعَالِ

اور آپ نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ فقط اللہ کا بندہ تھا ؛ اور اس کا رسول تھا، جو مر گیا اور بلندیوں میں جا بسا

---

وَكَانَتْ اُمُّـهٗ ذَاتُ الْعِفَافِ ٭ بِزُهْدٍ كُرِّمَتْ بَيْنَ الْمِثَالِ

اور ان کی والدہ ایک پاکباز خاتون تھیں ٭ جو اپنی بے لوث عبادت کی وجہ سے اپنی ہم عمروں میں مکرم ہوئیں

وَقُلْتُمْ اَنْ تُصَلُّوْا اَنْ تَصُوْمُوْا ٭ وَتُنْفِقُوْا مَا رُزِقْتُمْ مِنْ نَوَالِ

اور آپ نے فرمایا کہ تم نماز پڑھو اور روزے رکھو ٭ اور جو تمہیں بطور رزق دیا گیا اس میں راہِ خدا کچھ خرچ کرو

وَلَوْ فِيْ جَيْبِكُمْ مِنْ "فَضْلِ رَبِّيْ" ٭ فَزُوْرُوْا الْبَيْتَ قُوْمُوْا لِلرِّحَالِ

اور علاوہ ازیں اگر تمہارے کیسے میں "فضل ربی" ہو ٭ تو پھر سفر کر کے بیت اللہ شریف کی زیارت کرآؤ

وَوَصَّيْتُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ طَوْعًا ٭ وَاَنْ لَّا تَقْنَطُوْا مِنْ ذِي الْجَلَالِ

اور آپ نے لوگوں کو تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت فرمائی ٭ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے مایوس نہ ہو

وَقُوْلُوْا مَنْ يُّسَلِّمُكُمْ سَلَامًا ٭ "اَخُوْنَا" لَسْتَ مِنْ اَهْلِ الضَّلَالِ

اور جو تم کو سلام کرے تو اسے کہو ٭ تم ہمارے بھائی ہو ۔ اور ہرگز گمراہ و منافق نہیں ہو

أَشَقَقْتُمْ قَلْبَهٗ وَرَأَيْتُمُوْهُ ٭ فَسُوْءُ الظَّنِّ اِثْمٌ كُلَّ حَالِ

کیا تم نے اس کے دل کو چیر کر کے دیکھا ہے ؟ ٭ پس کسی پر بدگمانی کرنا بہر حال سخت گناہ ہے

وَقُلْتُمْ اِنَّ حَبْلَ اللّٰهِ قَطْعًا ٭ لَكُمْ كَافٍ وَّمِعْرَاجُ الْكَمَالِ

اور آپ نے کہا کہ دراصل قرآن حکیم تمہارے لئے یقیناً ٭ کافی اور کمال تک پہنچنے کا وسیلہ ہے

تَعَالَوْا بَادِرُوْا نَحْوَ الْفَلَاحِ ٭ سَحَابُ الْعَفْوِ يَأْتِيْ بِالطَّلَالِ

اور آپ نے کہا ۔ آؤ میرے پاس ۔ اور دوڑو فلاح کی جانب ٭ کیونکہ معافی کے بادل موسلا دھار بارش کے ساتھ آتے

لَكُمْ اَنْ تَشْكُرُوا اللّٰهَ الْكَرِيْمَا ٭ نَجَيْتُمْ لِلْاِمَامِ الْمُسْتَعَالِ

لہٰذا تمہیں اللہ کریم کا شکر گزار ہونا چاہیئے ٭ جس نے تم ہی کو امام بلند مقام کی اطاعت کے لئے چنا

فَلَوْ صَدَّقْتُمُوْهُ احْتِسَابًا ٭ يُضَاعَفُ اَجْرُكُمْ عَدَدَ الرِّمَالِ

پس اگر تم نے امام وقت کی خدا کی خاطر تصدیق کی ٭ تو تمہارے اجر ریت کی گنتی کی بقدر بڑھ جائیں گے

وَاِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ الْاِمَامَ ٭ فَقُوْمُوْا اَجْمَعِيْنَ لِبَذْلِ مَالِ

اور اگر تم امام وقت سے واقعی محبت کرتے ہو ٭ تو تبلیغ پر پیسہ خرچ کرنے کے لئے سارے اٹھو

حَلِيْمُ الْعَرْشِ يُوْرِثُكُمْ بِلُطْفٍ ٭ جَمِيْعَ الْاَرْضِ سَافِلِهَا وَعَالِ

عرش والا حلیم کمال مہربانی سے تم کو وارث بنائے گا ٭ تمام زمین کا خواہ اس کا نچلا حصہ ہو یا اوپر کا۔

اَلَا يَا اَيُّهَا الْاِخْوَانُ هٰذَا ٭ لَتَرْحِيْبُ الْمَسِيْحِ ذِي الْجَمَالِ

سنو ! میرے بھائیو یہ نظم درحقیقت ٭ خوبیوں والے حضرت مسیح موعود کا منظوم خیر مقدم ہے

وَاِنِّيْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ مَدَحْتُ

اور میں ہرگز یہ نہیں کہتا ہوں کہ میں نے ان کی مدح کی

وَصَفْتُ بِذِكْرِهٖ حَسْبَ مَقَالِ

نہیں میں نے تو ان کے ذکر عالی سے اپنے مقالہ کو آراستہ کیا بس

شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی

# جماعت کی ترقی توسیع و استحکام کی تحریک

میرا بیان سلسلہ احمدیہ کے دو پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ جماعت کا روشن پہلو اور کمزور پہلو۔ اولاً اختصار کے ساتھ روشن پہلو کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ پھر اجمالاً دوسرا پہلو احباب کے سامنے لایا جائے گا۔ اور یہی وہ چیز ہے جو مقصود بالذات ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ ہماری یہ تحریک کامیاب ہو۔

یہ کچھ خودستائی اور خودپسندی نہیں بلکہ حقیقت نفس الامری ہے۔ کہ ہمارا لٹریچر اپنوں اور بیگانوں سے قبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکا ہے۔ انسب ہوگا کہ اس سلسلہ میں چند شواہد پیش کئے جائیں جس سے اس مضمون پر روشنی پڑے۔ سال ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشاعت اسلام کی غرض سے ریویو آف ریلیجنز جاری فرمایا اور اس رسالہ کی ادارت کے لئے حضرت مولٰنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نامزد فرمایا یہ پہلی کوشش تھی جو یورپ اور بلاد غیر میں تبلیغ اسلام کے لئے عمل میں آئی جس سے غیر ممالک کے لوگ اسلام کی روشنی سے متاثر ہونے شروع ہوئے۔ چنانچہ سلسلہ کے ایک معزز ممبر چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم نے لکھا ہے۔ کہ "میرے ایک معزز دوست نے جو سرگودھا کے علاقہ میں ایک معزز زمیندار ہیں مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز ہیلی صاحب کے نام جو بعد میں لارڈ ہیلی بنے اور اس وقت نو آبادی سرگودھا کے منتظم تھے جاری کرایا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ دوست صاحب موصوف سے ملے۔ تو صاحب بہادر نے کہا کہ تم نے رسالہ جاری کر کے مجھے تکلیف میں ڈال دیا ہے۔ میرے دوست نے پوچھا کہ وہ کیونکر؟ تو صاحب نے فرمایا کہ جب میں اسکو پڑھتا ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے اور اس فکر میں مجھے راتوں نیند نہیں آتی"۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ چوہدری صاحب موصوف کی زبانی سنئے۔ ارشاد فرمایا ہے کہ "زمانہ ملازمت میں میں ضلع منٹگمری کے ایک بنگلہ میں مقیم تھا اسی بنگلہ میں ایک انگریز جو فوجی آفیسر تھا آیا۔ اور مجھ سے السلام علیکم کہکر ملا۔ میں حیران ہو گیا۔ اس نے کہا کہ حیران مت ہو۔ میں مسلمان ہوں۔ میرے دریافت کرنے پر کہا کہ مولٰنا محمد علی صاحب کے ترجمۃ القرآن کے دیباچہ کو پڑھکر میں مسلمان ہو گیا۔ اور یہ بھی کہا کہ ممکن نہیں کہ کوئی اس دیباچہ کو پڑھے اور اسلام اختیار نہ کرے"۔

پھر جب ہمارے لٹریچر میں ترقی ہوئی اور یورپ وغیرہ میں ہمارے مشن قائم ہوئے تو بڑی بڑی مشہور اور نامور ہستیاں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں جن میں آنریبل لارڈ ہیڈلے۔ سر آرچی بالڈ ہملٹن۔ سر عمر ہیوبرٹ رینکن۔ مولوی ولیم بشیر پکرڈ۔ بیرن عمر۔ ڈاکٹر حمید مارکس وغیرہ شامل ہیں اور ان کے علاوہ سینکڑوں مشہور و معروف انسان مسلمان ہوئے اور خدا کے فضل سے اس وقت تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ان نومسلموں میں کئی لوگ ہمارے یہاں تشریف لائے جن کے جلوس نکالے گئے۔ سلسلہ کی تالیفات میں تفصیل کے ساتھ ان سب کے ذکر موجود ہیں۔ یہاں تک کہ ملک کے معزز اور مقتدر علماء اور مشہور ایڈیٹران اخبارات نے اپنی قیمتی آراء اور عمدہ سے عمدہ مقالے اس پر لکھے۔ اگر آج بھی علمائے کرام اور تعلیم یافتہ طبقہ اور امراء اس سلسلہ میں ہماری معاونت فرمائیں تو بہت جلد دنیا یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ مسلمانوں کے دیگر فرقوں سے ہمارا کوئی اصولی اختلاف بھی نہیں ہے پھر نیکی کے کام سے پیچھے ہٹتے رہنا کوئی خوبی کی بات نہیں ہے۔ ہماری قلیل جماعت۔ بلاد غیر میں تبلیغ اسلام کا اس قدر عظیم الشان کام کر رہی ہے جو بڑی بڑی انجمنوں اور حکومتوں کے کرنے کا کام ہے۔ چنانچہ اس بارے میں مشہور علماء اور ایڈیٹران اخبارات نے اپنے بیش بہا مضامین سے اہل ملک کو اس طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ مثلاً علامہ شبلی نعمانی۔ مولانا عبد الماجد دریابادی۔ خواجہ حسن نظامی۔ مولانا عبد المجید صاحب قرشی۔ مولانا غلام رسول صاحب مہر وغیرہ نے نہایت عمدہ اور اعلٰی آراء ہمارے کام کے متعلق ظاہر فرمائی ہیں۔ جن کا ریکارڈ ہمارے سلسلہ کی تالیفات میں موجود ہے۔

یہ تو ہمارے مضمون کے روشن پہلو کا ذکر تھا۔ اس کے بعد اپنے کمزور پہلو کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ ہمارے احباب اس کی اصلاح کے لئے توجہ مبذول فرمائیں اور وہ یہ ہے کہ جب سے ہماری جماعت دو فریقوں میں منقسم ہوئی ہے ہمارے اکابر نے تصنیف و تالیف کے لئے تو حتی المقدور بہت محنت اور توجہ سے کام کیا ہے۔ مگر ترقی۔ توسیع اور استحکام جماعت کی طرف التفات نہیں فرمائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جماعت میں سستی اور کمزوری، جمود اور تعطل پیدا ہوتا گیا۔۔۔۔ اور ہماری مردم شماری میں کوئی معتدبہ اضافہ نہیں ہوا۔ جس حالت میں جماعت کے معتقدات اور اصول نہایت صحیح اور واضح ہیں پھر ہمارا قدم ترقی جماعت کے لئے کیوں نہیں اٹھتا اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ہماری قوم نے اس کمی اور کمزوری کی طرف توجہ ہی نہیں کی جو قوم کوشش اور سعی کرے قدرت اسکو کامیاب کرتی ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ خدا تعالٰے اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو قوم اپنی حالت خود تبدیل نہیں کرتی۔ دیکھئے عیسائی، آریہ اور سکھ وغیرہ قومیں ہمارے سامنے ہیں۔ باوجودیکہ ان کے اعتقادات صحیح نہیں ہیں پھر بھی وہ اپنی جد وجہد سے ترقی کے معراج پر ہیں۔ اور ہم محض اپنے لٹریچر اور صحیح اعتقاد پر نازاں ہیں اور ترقی اور توسیع جماعت کی طرف متوجہ نہیں پھر ہم کامیابی کی امید کس طرح کر سکتے ہیں۔ احمدی دوستو خدارا اپنی اس کمزوری کی طرف توجہ کرو۔ اور اپنے جمود اور تعطل کو توڑ دو اور اپنی مردم شماری کو بڑھانے اور اس میں اضافہ کرنے کی کوشش کرو ہفتہ وار یا ماہوار مجلسیں مقرر کرو۔ جن میں درس و تدریس کے علاوہ جماعت کو بڑھانے کی تدابیر عمل میں لائی جائیں۔ گھروں میں مذہبی چرچا ہو، ہماری بیوی بچوں کو اسلام سے اجنبیت محض ہے انکو اسلام اور احمدیت سے واقف کرو۔ اپنے حلقہ اثر میں دوستوں اور واقف کاروں کو جماعت میں شامل کرو۔ ہمارا سلسلہ خدا کا قائم کردہ اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی نصوص پر قائم ہے پھر اس سے انحراف کیوں۔ اور ایک مرض جو جسم قوم میں سرایت کر چکی ہے اس کے اندفاع کی طرف توجہ نہ کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ سب سے پہلے اس سلسلہ میں ہم اپنے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالٰے کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنی نیم شبی دعاؤں میں اس خطرے کے دفعیہ کے لئے بھی۔۔ دعا فرمائیں اور اپنے بے نظیر خطبات میں قوم کو متوجہ کریں کہ وہ ترقی اور توسیع جماعت کے لئے ہمہ تن مصروف ہو جائیں۔

اسی ضمن میں ہماری درخواست مولانا المکرم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری اور محترم و مکرم جناب حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات سے بھی ہے جن کے مشہور اور بلند پایہ مضامین اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں وہ اپنی عنان توجہ اس اہم اور ضروری مضمون کی طرف بھی منعطف فرمائیں ان کے مضامین چونکہ حقائق اور معارف کا مرقع ہوتے ہیں ان سے نہ صرف ذاتی طور پر ہم محظوظ و مسرور ہوتے ہیں بلکہ مجلسی طور پر بھی احباب کو اس سے متمتع کرتے ہیں۔ اور ان کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالٰے ان کی عمر میں صحت اور علم میں اضافہ کرے تاکہ وہ قوم کے لئے بیش از بیش خدمات بجا لائیں ہم نے دیکھا ہے کہ مودودیت اور پرویزیت دونوں ان کے مضامین کے رعب سے ساکت اور صامت ہیں۔ اور یہ خاموشی ان کی درحقیقت اعتراف شکست ہے ہمیں امید ہے کہ جب ان حضرات کا قلم اس موضوع کے لئے اٹھے گا تو ہماری جماعت میں ترقی اور توسیع کی ہر صورت پیدا ہو جائے گی۔ ہم اکابرین سلسلہ کی خدمت میں بادب درخواست کرتے ہیں کہ وہ تالیف و تصنیف کے کام اور دیگر ممالک میں مشنوں کے قیام کیساتھ اس موضوع کو بھی سرفہرست جگہ دیں۔ جب کبھی نماز جمعہ میں ہمیں مل بیٹھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو احباب حاضرین

چار شادیوں کی اجازت، اسلامی حکومت کا نظریہ اور اسلامی سوسائٹی میں، ڈانس کا مقام کیا ہے؛ وغیرہ موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ جج صاحب نے بڑے خوبصورت الفاظ میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور انہوں نے اسلام کی اس خوبی کو بڑا سراہا کہ وہ اس دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی کا ایک تسلسل بیان کرتا ہے اور نیز روزمرہ کی زندگی کے لئے اصول بیان فرماتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایسے اسلامی ملک میں حکومت کی بنیاد قرآنی اصولوں پہ رکھنے کی کوشش کرنا آج دنیا میں اپنی نوعیت کا واحد تجربہ ہوگا۔ اور اسی میں مذہبی دنیا کے لئے ایک پُر امید پیغام ہوگا۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے سیکولرزم کا ذکر کیا اور اس کے انسانی زندگی پر اثرات کا ذکر کیا۔ جج صاحب مجھے اپنی کار میں بٹھا کر دس بجے شام کے قریب گھر پہنچا گئے۔ اور دوبارہ ملاقات کی خواہش ظاہر کر گئے۔

## مسیحؑ کے یوم ولادت پر جلسہ

اس کے علاوہ ۲۶ر دسمبر کو ہم حضرت عیسیٰؑ کا یوم ولادت مسجد میں منا رہے ہیں۔ اس اجتماع کی صدارت بروڈن کی شہزادی کریں گی۔ پروگرام یوں ہے:-

(۱) تلاوت قرآن کریم
(۲) ۔ انجیل شریف کا ایک حصہ پڑھا جائے گا
(۳) ۔ جرمن زبان میں نعت دو خواتین مل کر پڑھیں گی۔
(۴) ۔ میری تقریر ہوگی۔
(۵) ۔ شہزادی صاحبہ بحیثیت صدر جلسہ تقریر کریں گی۔ اور بعد ازاں حاضرین کی تواضع چائے سے کی جائے گی۔

## صوفی سرکل میں لیکچر کی دعوت

اگلے سال جنوری کے مہینہ میں ایک لیکچر کی دعوت آئی ہے۔ یہ لیکچر یہاں صوفی سرکل میں ہوگا۔ گذشتہ سال اسی گروپ میں میرا ایک لیکچر ہوا تھا۔ اس گروپ کی سیکرٹری نے دوبارہ درخواست کی کہ میں ایک دفعہ پھر اس گروپ میں ایک لیکچر دوں۔ میں نے دعوت کو قبول کر لیا ہے اور انشاء اللہ جنوری کے نصف میں میں وہاں لیکچر دوں گا۔

## احباب جلسہ کو پیغام

چند دنوں تک مرکز میں جلسہ سالانہ کا اجتماع ہوگا جلسہ سالانہ پر حاضر ہونے والے تمام بزرگان و احباب جماعت کو ہماری طرف سے سلام عرض کریں اور یہاں کے مسلم مشن کی کامیابی کے لئے اور دعا کیلئے عرض کریں۔ والسلام محمد یحییٰ بٹ

# بی بی سی کے لیکچر میں رسول اللہ صلعم کی خیالی تصویر

## امام مسجد ووکنگ کا احتجاجی خط ڈائرکٹر بی بی سی ٹیلیویژن کے نام

از امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

"بخدمت جناب ڈائرکٹر جنرل دی بی بی سی ٹیلی ویژن ایگزیکٹو ڈ ریپلیس ۔ لندن ۔ این ۲۲

جناب من!

میں نہایت افسوس کے ساتھ آپ کی توجہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تصویر کے غیر پسندیدہ مظاہرہ کی طرف منعطف کراتا ہوں جو ۱۱ر نومبر ۱۹۶۳ء کو پروفیسر ہیوگ ٹریور روپر کے مفید لیکچر "دی رائز آف کرسچین یورپ" کے دوران میں دکھائی گئی۔ مجھے پورا یقین ہے کہ نہ تو فلم کے ڈائرکٹر اور نہ ہی فاضل لیکچرر کو اس تکلیف کا شعور یا احساس تھا جو ان کے مخاطبین کو جن میں اس ملک کے رہنے والے دس ہزار مسلمان بھی شامل ہیں پہنچی ہے مجھے یہ بھی یقین ہے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک نے بھی کبھی یہ سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں کی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بزرگترین فرزندوں میں سے ایک مقدس ترین ہستی کی ایسی بُری تصویر پیش کر کے جس سے یہ معلوم ہو کہ ایک خونخوار اور جنگجو آدمی اپنے ان مخالفین کے جو اس کے خیالات سے متفق نہیں گلے پر تلوار رکھتے ہوئے ان ہزارہا مسلمانوں کے جو اس ملک میں رہتے ہیں اور ان کے ہم مذہب لوگوں کے جو دنیا کے دوسرے حصص میں آباد ہیں جذبات عزت و محبت کو جو وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے دلوں میں رکھتے ہیں، بری طرح مجروح کر رہے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھنے والی کوئی تاریخی تصویر دنیا میں موجود ہی نہیں ہے، اور اگر بفرض محال ایسی کوئی تصویر موجود بھی ہو تو وہ یقیناً اس تصویر سے ہرگز مشابہ نہ ہوگی جو لیکچر کے دوران میں دکھائی گئی ہے۔

مسلمان اصولاً حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی قسم کی بھی تصویر کو پسند نہیں کرتے لیکن جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو رحم و کرم کے مجسمہ تھے، نہایت ہیبتناک شکل میں دکھایا جائے، تو وہ اس سے سخت برہم ہو جاتے ہیں۔ آپ اس امر میں میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تصویر پروفیسر روپر کے لیکچر کے دوران میں دکھائی گئی ہے اس میں حضورؐ کی شخصیت اور کیریکٹر کا نہایت گھٹیا نقشہ پیش کیا گیا ہے، یہ صحیح نہیں ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم اور مقدس انسان کو نسل انسانی کا اچھا حصہ ہرگز محبت اور عزت کی نگاہوں سے دیکھتا، اگر ان کے پیروؤں کے دماغوں میں ایک خوفناک ہوا کا نقشہ ہوتا، کیا میں امید کروں کہ آئندہ آپ کے ڈائرکٹرز اور پروڈیوسرز اس امر کو ملحوظ رکھیں گے۔

آپ کا وفادار
شیخ محمد طفیل ۔ امام مسجد ووکنگ

## اسلام کے سائے تلے

(بقیہ صفحہ نمبر ۳)

عمل پیرا ہیں۔ امیر و غریب اور چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سب جب اکٹھے بیٹھتے ہیں تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ امیر کونسا ہے اور غریب کونسا۔ ماسوا اس کے کہ کوئی اپنے سے متعارف کرائے۔

اس سلئے میں برضا و رغبت اس دن سے لے کر فانی زندگی کے اختتام تک اور اس سے ماوراء حیات بعد الممات میں بھی مسلمان رہنے کا اعلان کرتا ہوں۔ میں اس حقیقت کی بھی خلوص دل سے گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے اور کوئی بھی محبت، عبادت اور تعریف کے قابل نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور برگزیدہ رسول ہیں۔

دستخط محمد عثمان

"مسٹر ابانگا اکیان صاحب (محمد عثمان) قدیم صوبہ کالابار کے باشندے ہیں۔ ان کا حالیہ قیام نمبر ۳ ڈانڈو گو سٹریٹ، فیگے" اسٹے میں ہے مندرجہ بالا اعلان انہوں نے ہی کیا ہے۔

# دعوت نامہ

افسر جلسہ سالانہ کی طرف سے ذیل کا دعوت نامہ قریباً پانصد غیر از جماعت احباب کو معہ پروگرام جلسہ بھیجا گیا ہے۔ اس کی کچھ کاپیاں احباب جماعت کو بھی بھیجی گئی ہیں جو وہ اپنے حلقۂ اثر میں تقسیم کر دیں۔

## احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخویم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اقصائے عالم میں دین اسلام کی تبلیغ اور کلام پاک کی اشاعت کے بارہ میں جو عظیم و بے مثل خدمات اس زمانہ میں جماعت احمدیہ لاہور نے محض خدا کے فضل سے سرانجام دی ہیں انہیں اب عالمگیر تاریخی حیثیت حاصل ہو کر ایسا دوام مل چکا ہے جو آئندہ کے مذہبی دنیا میں ایک ہمہ گیر انقلاب کی نوید ہے۔ قبل اس کے کہ میں صرف دو کتب سے مختصر اقتباسات آپ کی خدمت میں پیش کروں مجھے یہ اجازت دیجئے کہ میں آپ کو اس جماعت کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی دعوت دوں تاکہ آپ اس کی کارروائیوں میں شامل ہو کر بچشم خود ملاحظہ کریں کہ یہ جماعت واقعی کن عقائد کی قائل اور کن مقاصد کی حامل ہے۔ اسی غرض کو مدنظر رکھ کر آپ کی خدمت میں سالانہ جلسہ ۱۹۶۳ء کا پروگرام معہ امتیازی خصوصیات اور ایک خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب امیر جماعت نیز فہرست کتب بھی ارسال ہیں۔

میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ اپنے قیمتی اوقات کا تھوڑا سا حصہ ان کے مطالعہ میں صرف کریں گے تو یقیناً کبھی آپ کو ہرگز یہ محسوس نہ ہوگا کہ آپ کا عزیز وقت ضائع ہوا۔

پہلا اقتباس غیر مسلم دنیا کے بہترین مفکرین کا انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ہالینڈ سے پیش کیا جاتا ہے، اور دوسرے چند حوالہ جات کتاب موج کوثر مصنفہ شیخ محمد اکرام صاحب ایم اے سے ہیں جو جماعت احمدیہ سے منسلک نہیں ہیں:

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جن کا مرکز لاہور ہے سے وابستہ اصحاب حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مجدد تسلیم کرتے ہیں نبی نہیں مانتے ان کا اعتقاد ہے کہ مرزا صاحب ممدوح نے کبھی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ ان کی تعداد ابتداء سے ہی جماعت قادیان کی نسبت کم رہی ہے۔ لیکن باوجود اس کے انہوں نے کام کی سرگرمی میں بخوبی مقابلہ کیا ہے۔ ان کا زیادہ زور اس بات پر رہا ہے کہ غیر مسلموں کو مسلمان بنایا جائے بہ نسبت اس کے کہ اپنی تعداد بڑھائی جائے۔

ان کی منظم و مؤثر مساعی تین میدانوں میں کام کر رہی ہیں۔ اشاعت اسلام اسلامی مشن کا قیام۔ اور تعلیم یافتہ طبقہ بالخصوص انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کی اسلام کے وسیع اصولوں کے مطابق ذہنی راہنمائی۔ انہوں نے اقصائے عالم میں قرآن کریم کے تراجم، سیرت نبویؐ اور تعلیم اسلام پر دیگر لٹریچر بالخصوص زبان انگریزی و اردو اور دیگر نصف درجن مغربی زبانوں میں طبع کر کے پھیلا دیئے ہیں، ان کے بیرونی اسلامی مشن۔ لنڈن برلن اور انڈونیشیا میں مؤثر طریق پر سرگرم عمل ہیں۔

اس جماعت کے بانی ابتدا سے لیکر اپنی وفات تک جو ۱۹۵۱ء میں ہوئی حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ بہت سی کتب کے مصنف ہیں اور اس جماعت کے علمی کارناموں کی روح رواں تھے۔"

(انسائیکلو پیڈیا آف اسلام۔ نیو ایڈیشن لیڈن جلد اول۔ حصہ پنجم)

دوسرے اقتباسات کتاب موج کوثر سے احمدیہ جماعت لاہور کے عنوان کے تحت سے دیئے جاتے ہیں:—

"لاہوری احمدی غیر احمدیوں کو کافر نہیں کہتے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، مرزا صاحب کی نبوت کے قائل نہیں بلکہ انہیں حضرت مجدد الف ثانی اور دوسرے بزرگوں کی طرح ایک مجدد مانتے ہیں اور احمدیہ عقائد اور عام مسلمانوں کے عقائد میں جتنا کم اختلاف ہو اسے بہتر سمجھتے ہیں۔"

(صفحہ ۱۹۵۔ ایڈیشن ۱۹۵۸ء)

عقائد کے ذکر کے بعد مصنف نے جماعت احمدیہ لاہور کے کاموں کی تفصیل دی ہے:—

"لاہوری جماعت احمدیہ کا نظم و نسق انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ہاتھ میں ہے مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی جنہوں نے تعلیم کے بعد مذہب کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی، اس کے صدر تھے۔ اب مولوی صدر الدین امیر جماعت ہیں لیکن اتنی مختصر تعداد کے باوجود اس جماعت نے اتنا علمی کام کیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایک اہم کام جو یہ جماعت کر رہی ہے قرآن مجید کی اشاعت ہے۔ بالخصوص انگریزی دان مسلمانوں اور غیر مسلموں میں مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کا ترجمہ و تفسیر قرآن انگریزی زبان میں پہلا ترجمہ تھا جو کسی مسلمان کے ہاتھوں انجام پایا۔ آج کل کلام مجید کے متعدد انگریزی ترجمے شائع ہو رہے ہیں لیکن شہرت اور عبت مولوی محمد علی کے ترجمہ کو ہی ہے

مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا شہرۂ آفاق انگریزی ترجمہ و تفسیر جو کئی زبانوں میں منتقل ہو چکا ہے۔

وسط یورپ میں جماعت احمدیہ لاہور کی ۱۹۲۴ء میں تعمیر کردہ مسجد برلن

سبط نوری

# عدالت سے علالت تک

لکھتے رہے جنوں کی حکایات خونچکاں
ہرچند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

ارباب ربوہ کے روحانی اضمحلال کی وہی کیفیت ہے جو اُن کے "مصلح موعودؒ" کے ذہنی انحطاط کی ہے جس طرح ان کا دل و دماغ ایک لاعلاج اینٹھن کی گرفت میں ہے اسی طرح اُن کے مریدوں کی سمجھ بوجھ یخ بستہ ہو کر رہ گئی ہے۔ اگر ان کے قلوب و عقول اوسط درجے کے صحتمند ہوتے تو اپنے اس دورِ ابتلاء میں تلافی مافات پر متوجہ ہوتے نہ کہ اجراء نبوت اور تکفیر کی فرسودہ اور پامال بحثوں میں پڑ کر اپنی داخلی پریشانیوں اور باطنی قنوطیت کو بے نقاب کرتے۔ لیکن جو جماعت ختم نبوت سے اجراء نبوت کا مفہوم لیتی ہے۔ وہ کچھ بھی کرے قرین قیاس ہے یہی وجہ ہے کہ طویل علالت کو بھی صداقت کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے اور اس تصور کی اشاعت ہو رہی ہے کہ "مصلح موعودؒ" اپنے مشن کو مکمل کر چکے ہیں۔ اب اُن کا از خود رفتہ دُور از کار رفتہ ہو کر ادنے سے ادنےٰ کام بھی نہ کر سکنا اُن کی "موعودیت" کے منافی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے مشن میں انہماک و استغراق تو وصال تک رہا اور انہوں نے کبھی یہ نہ فرمایا کہ اپنا کام ختم کر چکے ہیں بلکہ اپنی صداقت کے اثبات میں یہ اعلان فرماتے رہے کہ باوجود بعض جسمانی عوارض کے جو خود از روئے حدیث صداقت کے نشانات تھے۔ وہ اپنی زندگی میں کبھی بھی کسی مرض یا کسی داخلی یا خارجی موانع سے نکما اور ناکارہ نہیں ہوں گے۔ دنیا نے اس دعوے کی صداقت کو براۓ العین دیکھا کہ وہ جسمی ذہنی اور قلبی لحاظ سے ایک فقید المثال مجاہد کی طرح کام کرتے رہے۔ اس میں ایک مقدس راز مضمر ہے وہ یہ کہ اللہ کے تفویض کئے ہوئے کام کسی انسانی زندگی میں ختم نہیں ہوتے اور جن کو خدا تفویض کرتا ہے وہ موذی امراض سے مامون و مصئون رہتے ہیں۔ جو شخص موت سے پہلے نکما اور دھرتی کا بوجھ بن جاتا ہے اس کو زیب نہیں دیتا کہ وہ دعوے کرے کہ وہ خدا کا فرستادہ تھا اور خدائی مشن کا امین تھا۔

ارباب ربوہ کے "مصلح موعودؒ" نے ۱۹۵۴ء میں عدالت کے سامنے اپنے عقائد کا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیا۔ اس دورِ ابتلاء میں انہوں نے اخبارات میں تبلیغ سے دستبرداری کا اعلان کیا۔ صرف اتنی اجازت چاہی کہ اُن کے مرید اپنی مساجد میں کسی استفسار پر کچھ تصریحات پیش کر سکیں۔ جب سیاست کے تیوروں میں برہمی دیکھی۔ اور باد تند کے جھونکوں میں کسی طوفان کی جولانی نظر آئی۔ تو یہ بھی ببانگ دہل اعلان فرمایا کہ وہ احمدیت کے لفظ کو ساقط کر دیں گے اور محض مسلمان کہلانے پر مکتفی ہو جائیں گے۔ حالانکہ وہ مسلمانوں کو "غیر احمدی" کی اصطلاح سے یاد کرتے ہیں تاکہ حکومت ان کو اقلیت قرار نہ دے۔ گویا اقلیت کی تہدید سے ہی ان کی "احمدیت" کافور ہو گئی۔ یہ اس شخص کا کردار ہے جس نے دعوے کیا تھا کہ وہ "مصلح موعودؒ" ہے اور "مظہر الحق والعلاء" ہے۔ پھر جب عدالت میں پیش ہونے کا سانحہ آیا تو جن علماء کو کافر قرار دیا جا رہا تھا انہیں میں سے ایک کو بالواسطہ کہلوایا کہ وہ مشورہ دیں کہ "مصلح موعودؒ" اپنے عقائد کی کتنی ترمیم کر لیں جس سے مسلمان مطمئن ہو جائیں گے۔ یہ اُس ذات شریف کی روش ہے جو اسیروں کی رستگاری کرنے کا مدعی تھا۔ اب محض اندیشہائے دور دراز سے خائف و مرعوب ہو کر دشمنان احمدیت سے اپنی رستگاری کا طلبگار بن رہا ہے۔ جب خوف و حزن کی اسیری کا کوئی علاج نظر نہ آیا تو عدالت میں کھڑے ہو کر اعلان ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں، جو اپنی خانہ ساز اور خود ساختہ "موعودیت" کے انکار کو احمدیت کے انکار کے مترادف سمجھتا تھا جو ارباب پیغام صلح کو مخاطب کر کے یہ کہا کرتا تھا کہ خدا کی انگلی اُس کی تائید میں ہل رہی ہے اور زمین و آسمان اُس کی جلوئیں کار فرما ہیں۔ وہ دنیوی عدالت کے جلال سے مبہوت ہو کر ارتداد کی تنگنائیوں میں پناہ لیتا ہے۔ ان سادے اتفاقات کو فراموش کر کے اب الفضل نے جماعت لاہور پر گلوخ اندازی شروع کر دی ہے اور یہی سرد پا دعوے دوہرایا جا رہا ہے کہ اُس کے مصلح موعود اپنے عدالتی بیانات کے باوصف احمدیت کے بطل جلیل ہیں اور جماعت لاہور کو احمدیت سے کوئی سروکار نہیں۔ الفضل کو کون کہے :-

نازِ بجی کر تو باندازۂ رعنائی کر

اسی "الفضل" نے "قمر الانبیاءؑ" کے اخلاق سے ایسی تحاشی کی تھی۔ کہ پیغام صلح کو کہا تھا کہ اس خطاب کو "کالے چور" پر لگاؤ (نعوذ باللہ من ذالک) لیکن مرزا بشیر احمد کو اس کا مصداق قرار دے کہ ان کو اس خطاب سے مخاطب نہ کرو۔ اب اسی الفضل کے صفحات پر صاحبزادہ میاں بشیر احمد کی وفات کے بعد اس خطاب سے ہی ان کو یاد کیا جاتا ہے۔ "کالے چور" کا طعنہ نہ الفضل کو یاد ہے نہ اس کے قارئین کو حالانکہ اسی الفضل میں مصلح موعودؒ کے صاحبزادہ مرحوم کے متعلق زجر آمیز خطبات بھی شائع ہوئے ہیں

علالت کی طوالت خدا کا ایک نشان ہے کیونکہ اس سے تمام وہ دعاوی باطل ہو جاتے ہیں جو ۱۹۴۷ء سے پہلے قادیان سے اور اس کے بعد ربوہ سے "خلافت" کی برگزیدگی کے لئے کئے جاتے تھے۔ ان لوگوں نے ۱۹۱۴ء میں خدا کے مسیح کے حواریوں کے ساتھ محض اکثریت کے بل بوتے پر وہ ظالمانہ سلوک کیا کہ اُس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کو قادیان سے نکلنے پر مجبور کیا گیا۔ وہ اس واسطے ہجرت کر آئے کہ وہ منافست و مناقشت میں پڑ کر تحریک کے کام کو خراب نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس ہجرت کو ان کے خلاف بطور دلیل پیش کیا گیا۔ اب اپنے فرار کو ہجرت کہہ کر مریدوں کی تسلی کی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے حواریوں نے محمودی حملوں کے منہ توڑ جواب دینے سے ہمیشہ اجتناب کیا۔ اس صلح کیشی کو خدا نے نوازا۔ انہوں نے تصنیف و تالیف کے ذریعے احمدیت کے فروغ کے لئے وہ کام کیا کہ اُس کے تصوّر سے ارباب ربوہ منفعل ہو جاتے ہیں۔ اور انفعال دشنام کا سہارا لے کر سامنے آتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے نورِ حق ماموریت کے بعد کسی کے ادّعا دیگر و بطل پرستی کے جالے اور ہالے ٹکنے کے خلاف تھے۔ کیونکہ غیر مامور کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو۔ اُس کو خدا سے صیانت نہیں ملتی جو مامور کو حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے وہ کسی تحریک یا نظام دینیہ کا مرکز و محور نہیں بن سکتا اس کے شخصی انحطاط سے تحریک رو بزوال ہو جاتی ہے جیسے اب محمودی نظام کا حال ہے۔ اب ان لوگوں کو خلافِ دی عدالت کی پردہ داری کے لئے وہ سب کچھ کہنا پڑتا ہے جس کو حضرت مسیح موعودؑ اپنی صداقت کی نقیض سمجھتے تھے۔ حضورؑ نے اپنے ایک دشمن مفتری کے متعلق کہا تھا کہ وہ اپنی زندگی میں اپنا کام اپنے نائبوں کے سپرد کر دے گا۔ اب یہ حال

حال "خلیفہ صاحب" کا ہے۔

خدا کے مسیح کے حواریوں پر بہتان باندھنے والوں نے تین چار برس اپنے "مصلح موعود" کی اقتدا میں وہ نمازیں پڑھیں جو کسی صورت نمازیں نہ تھیں۔ بلکہ جسم کی اضطراری حرکات تھیں۔ ان لوگوں نے ضیاع صلوٰۃ کو گوارا کیا اور لب بستہ رہے۔ مبادا "موعودیت" سے انکار لازم ہو جائے۔ ان لوگوں نے اپنی بنائی ہوئی خلافت کو صلوٰۃ پر ترجیح دی۔ یہ نظارہ ہزاروں لوگوں کے سامنے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آیا۔ تاکہ عیاں ہو جائے کہ ان کی خلافت اپنے بقا کے لئے ضیاع صلوٰۃ کی محتاج ہے اور اس کے ماننے والے اس قربانی سے بھی نہیں چوکتے۔ یہ مشرکانہ بطل پرستی کا نتیجہ تھا جس سے حضرت مسیح موعود کے حواری تحاشی کرتے تھے۔ اور اس سے اجتناب کی تلقین کی پاداش میں قادیان سے نکالے گئے تھے اور تقریباً نصف صدی تک بدعت مطاعن بنتے رہے۔ آج ربوہ کے باطنی اضطراب اور داخلی انتشار سے ان کی سرمندگی ہو رہی ہے۔

ربوہ والوں کو اپنے "خلیفہ صاحب" کی گویائی اور نطق پر ناز ہوتا تھا اور بڑھ بڑھ کر اسی کو سراہتے آج انہوں نے دیکھ لیا کہ حرف اسکے منصوبے پورے ہو کر رہے۔ ان کے سامنے وہ فصاحت سر بگریباں ہو کر رہ گئی۔ جس زبان سے کلمۂ حق نکلے جو خدا کی رضا میں جنبش کرے وہ کبھی مفلوج نہیں ہوتی ۔۔۔ لسان الصدق ہمیشہ زندہ اور تابندہ رہتی ہے جیسے حضرت امام الزمان کی زبان۔ وہ ہمیشہ اعجاز کلام کا منبع بن کر رہی۔ اور دشمنان دین پر تازیانہ بن کر پڑی۔

ربوہ میں جو "شخصیت خلافت" کے ذوق پرا بھری ہے اور جس کے اردگرد اشرافت و اجلاف طواف کر رہے ہیں۔ وہ اس بات کی تصدیق کر رہی ہے کہ جماعت قادیان پیر پرستی کی دلدل میں پھنس کر رہ گئی ہے۔ ۱۹۱۴ء میں جماعت لاہور کے زعماء نے اسی اندیشے کا اظہار کیا تھا۔ اور سجادہ نشینی سے بچنے کی تلقین کی تھی۔ کیونکہ یہ تحریک کے مقدس مقاصد کے لئے سم قاتل ہے۔ اب جلد یا بدیر جماعت ربوہ "صاحبزادگی" پر فریفتہ ہو کر بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائے گی۔ کیونکہ جانشینی کے لئے جو انتخابی ادارہ ہے اس کا ایک ہی مقصد ہے وہ یہ کہ "صاحبزادگی" کو "بزرگی" پر غالب رکھا جائے اس طرح یہ جماعت اپنے عمل سے جماعت لاہور کے اندیشوں کی تصدیق کر رہی ہے۔ جن دعاوی کے ساتھ انہوں نے ۱۹۱۴ء میں بیعت کی تھی ان کی تکذیب ان کے اپنے ہاتھوں سے ہو کر رہے گی۔ یہ تقدیر کے نوشتے اس طویل ضلالت میں منصۂ شہود پر آتے۔ اس لئے یہ ضلالت ایک خدائی نشان ہے اور ۱۹۱۴ء کی مخاصمتوں پر تقدیر کا یہ قول فیصل ہے۔ کہ قادیانی خلافت "ایک خاندان کی کنیز بن کر رہ گئی ہے۔ اسکو حضرت امام الزمان کی تحریک کی روح کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کیونکہ نصف صدی کی تربیت نے اس جماعت سے جرأت ایمانی سلب کر لی ہے۔ اب یہ لوگ "راستی بالائے طاعت امت" کے قائل نہیں رہے۔ بلکہ "راستی کو طاعت" کے تابع کر دیا ہے۔ ان کو اور ان کے خلیفہ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کتنا تعلق ہے یہ راز علالت میں فاش ہوا اور اس کی پاداش علالت کی صورت میں جلوہ گر ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ علالت سے علالت تک کا عرصہ یوما تبلی السرائر کا درجہ رکھتا ہے۔

فافہم فتدبر

---

جلسہ سالانہ کی تاریخیں
۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء

# خُطبہ جُمعہ

(بقیہ صفحہ ۹)

پیش نظر ان پر درود بھیجا کرو۔

یاایھا الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما

آئیے ہم بھی خدا تعالےٰ کے حکم کے پیش نظر خدا تعالےٰ کے حبیب پر جو ہمارا بھی حبیب ہے دل اور اخلاص سے درود پڑھیں۔

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انك حمید مجید۔ اللھم بارك علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انك حمید مجید ⁂

مرزا حبیب الرحمٰن صاحب ٹس پرنسپل نیو مسلم کالج لاہور

# ہمارا جماعتی کردار اور قومی زندگی کی اہمیت

الحمدللہ انجمن اشاعت اسلام اللہ تبارک و تعالےٰ کے فضل سے روئے زمین پر ایک منفرد جماعت ہے جس کی بنیاد الہامی بنیادوں پر استوار کی گئی ہے اس کے نزدیک ہر وہ شخص جو کلمہ پڑھتا ہے اور قبلہ رو ہو کر نماز ادا کرتا ہے مسلمان ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی کماحقہ مصداق میرے ناقص علم میں فقط یہی ایک جماعت ہے کیونکہ اس انجمن کے اراکین کی زندگیوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا نسبتاً سچا عکس دکھائی دیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس مقصد اعلےٰ کو لے کر تشریف لائے تھے وہی مقصد اس انجمن کے سامنے ہے۔ اور اسی مقصد کی تبلیغ اور توسیع و اشاعت کے لئے انجمن کے تمام وسائل وقف ہیں۔

یہاں تک تو معاملہ ٹھیک ہے۔ لیکن اس وقت امتداد زمانہ کی وجہ سے جو حالات ہم میں پیدا ہو رہے ہیں ان کے پیش نظر یہ کہنا خلاف حقیقت نہیں کہ ہم اوپر سے نیچے آ رہے ہیں۔ وہ باطنی اور روحانی کیفیات جو کسی وقت جماعت احمدیہ کی مخصوص نشانیاں تھیں۔ اور جن پر ہم ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے وہ درجہ بدرجہ ختم ہو رہی ہیں۔ ہم بے شک نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، اور مالی اور جسمانی ایثار بھی کرتے ہیں۔ لیکن افسوس۔ کہ ان تمام چیزوں میں کوئی جان نہیں۔ ہمارے اعمال بے اثر اور ہمارے اخلاق و عادات اور سیرت و کردار میں بھی کوئی ایسی روح نہیں جو ہماری آئندہ نسل کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔ دراصل نفس نے ہمیں ایک شدید دھوکہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔ کہ ہمارے اعمال واقعی معیاری ہیں، اور دوسری اقوام سے ہماری رفتار تیز ہے اور ہم قرآن و حدیث اور مجدد وقت کی تعلیم کی اشاعت صحیح رنگ میں کر رہے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ جہاں تک ہمارے اخلاق و عادات کا تعلق ہے وہ دن بدن پست ہو رہے ہیں اور ہم تقوےٰ اور پرہیزگاری کے بلند مقام سے گر رہے ہیں۔ ہمارا نصب العین تھا کہ ہم ہر حالت میں دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ لیکن اس کے برعکس ہم نہ صرف دنیا پسند ہوتے چلے جا رہے ہیں بلکہ دنیاوی مقاصد میں اسقدر منہمک نظر آتے ہیں۔ کہ دینی مقاصد کو پس پشت ڈالتے چلے جا رہے ہیں۔ ہم احمدی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی سچی پیروی اور ان کے نقش قدم کو چھوڑتے جا رہے ہیں۔

"چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما"

ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ کس طرح ہم اپنے ظاہر اور باطن درست کر سکتے ہیں اور ایسا نمونہ قائم کر سکتے ہیں جس سے ہماری آنے والی نسل پر خوشگوار اثر پیدا ہو۔ اور وہ ہماری زندگیوں کو اپنے سامنے رکھ کر اپنی زندگیوں کا خد و خال متعین کر سکیں۔ میں اس سلسلہ میں اپنی قوم کے سامنے کوئی تجویز یا لائحہ عمل پیش نہیں کرتا ہوں۔ نہ اپنے میں اس کی اہلیت دیکھتا ہوں۔ البتہ اتنا ضرور کہے دیتا ہوں۔ کہ ہمیں از سر نو اپنی زندگیوں کا آغاز کرنا چاہیئے اور اپنے نفسوں سے محاسبہ کرنا چاہیئے۔ ہمارے نفسوں میں حالات زمانہ کی وجہ سے جو برے اثرات پیدا ہو رہے ہیں ہمارے قلوب میں غفلت کے باعث جو سیاہی اور سختی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے دور کرنے کے لئے ہمیں وہ جہاد کرنا چاہیئے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "جہاد اکبر" کا نام دیا ہے اور اپنی امت کو اس جہاد کی سخت تاکید کی ہے۔

ہر انسان کا ظاہر شہادت دیتا ہے کہ اس کا باطن کیسا ہے۔ اور ہمارے چہرے اور شکل و صورت ہماری قلبی کیفیات کی غماز ہے۔ ہم اپنی باطنی کمزوریوں کو لاکھ چھپائیں۔ ہماری فصیح و بلیغ تقاریر اور عمدہ عمدہ اور دلکش مضامین کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتے جب تک ہم اپنے اخلاق و اعمال کو درست نہ کریں۔ اور دل کے اس دھندلاپن کو دور کرنے میں سعی بلیغ سے کام نہ لیں۔

میں تو اپنی قوم سے خلوص دل سے یہی استدعا کرتا ہوں۔ کہ سب سے پہلے ہمیں اپنے نفس کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور کامل مستعدی اور عجلت سے اس کی اصلاح کرنی چاہیئے نفس کے تزکیہ کے بغیر ہم کبھی بھی اس مقصد عظیم کو حاصل نہیں کر سکتے جس کے حصول کی خاطر ہماری یہ جماعت قائم ہوئی ہے۔ وہ کیا ہے؟ "احیاء دین" سچ پوچھیں تو حضرت مجدد اعظم رح کی تشریف آوری کی غرض و غایت اس کے سوا اور کچھ نہیں تھی کہ وہ دین اسلام کو جو مرور زمانہ کے باعث منجمد اور بے حس ہو چکا تھا اور اس کی صداقتوں پر دبیز پردہ پڑا ہوا تھا اسے از سر نو زندہ کریں اور اس کے واقعی حسن و جمال کی پردہ کشائی کریں اور زمانہ نے تسلیم کیا اور کرتا جاتا ہے۔ کہ اگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب نہ ہوتے تو پتہ نہیں "دین مبین" کی کیا شکل ہوتی۔ دین میں خود ساختہ اور بعید از عقل روایتیں اس حد تک سرایت کر گئی تھیں کہ الہامی اور غیر الہامی امور میں مامور من اللہ کے بغیر کوئی بڑے سے بڑا دانشور بھی تمیز نہیں کر سکتا تھا۔ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے جس نے کمال مہربانی سے ہمیں اس مامور کی شناخت کی توفیق دی اور ان کے تابعداروں کی فہرست میں ہمیں شامل ہونے کی سعادت بخشی۔ وہ اپنا منصبی فریضہ پورا کر کے حق تعالےٰ سے جا ملے۔ اور "احیاء دین" کا فرض ہمارے سپرد کر گئے۔

ہم اگر واقعی حضرت مسیح موعود کے پیرو ہیں اور ان کی متابعت کو اپنے لئے دنیا و آخرت کی سعادت خیال کرتے ہیں۔ تو ہمیں احیاء دین کے فریضہ سے احسن طریق سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دل کر ہمت باندھنا چاہیئے۔ لیکن اس کے لئے سب سے پہلے ایک ضروری امر اپنے نفسوں کی اصلاح اور باطن کا تزکیہ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی رنگ اختیار کرنا ہے۔

اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے:-

(۱) - جماعت کے بزرگ نوجوان اور مستورات راتوں کو اٹھ کر اپنے گناہوں اور غفلت شعاریوں کا اعتراف کرتے ہوئے خدائے عزوجل کے آگے بڑے خشوع و خضوع سے دعائیں کریں اور اپنے نفس کی اصلاح کے لئے دعائیں سے بخشش حاصل کریں۔

(۲) - جماعت کے عمائد و دیگر بزرگ نہایت محبت آمیز طریق سے اپنے سے چھوٹوں کے ساتھ سلوک رکھیں۔ اپنے دلوں میں ہر ایک احمدی بھائی کے لئے خلوص اور محبت کے جذبات پیدا کریں جس سے ان کا ایمان اور قوی ہو جائے۔

(۳) - ایک دوسرے کے متعلق دلوں میں سے شکوک بدظنی۔ کینہ۔ بغض اور اس قسم کے جذبات جن کی موجودگی سے قلب کی تاریکی بڑھ رہی ہو فوراً دور کر کے خدا اور اس کے رسولؐ کی خاطر رحماء بینھم کا نظارہ پیش کریں۔

(۴) - انجمن کے ہر ایک اہل کار سے جو انجمن کے لئے اپنی زندگی وقف کر چکا ہے یا کرنی چاہتا ہے باعزت طریق سے سلوک کریں نیز ان کی پوری پوری حوصلہ افزائی فرمائیں۔ ملازمین انجمن میں یہ احساس پیدا ہو چکا ہے۔ کہ سربرآوردہ اصحاب انہیں اس نظر سے نہیں دیکھتے جس سے

وہ اپنے دوسرے احباب کو دیکھا کرتے ہیں۔ اگر اچھے ملازمین کی قدر و منزلت نہ کی گئی تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ اچھے کارکن نہ مل سکیں گے۔ اس وقت بھی ایسے کارکنوں کی شدید قلت محسوس کی جا رہی ہے۔

۵- غریبوں، یتیموں، بیکس اور بیمار لوگوں کی مکمل فہرست تیار کی جائے اور ان کے لئے ایک ایسا فنڈ قائم کیا جائے جس سے اُن کی پوری اور بروقت امداد کی جا سکے۔ نیز ان کو کاروبار پر لگانے یا ملازم کرانے کے لئے مناسب انتظامات کئے جائیں تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ یہ سب بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی کا راز ہے۔ کاغذی کارروائی مفید نہیں ہو سکتی۔

۶- انجمن کے ممبران ہر ایسے کام میں پوری پوری امداد فرمائیں جو مفید کارآمد اور جماعت کے لئے باعث عزت ہو۔

یہ یاد رکھئے کہ دنیا میں جن قوموں نے ترقی کی ہے انہوں نے علوم و فنون کی درسگاہوں سے فیض یاب ہو کر ترقی کی ہے۔ جب فرانس اور اہل فرانس پر نکبت اور ادبار کی گھٹا چھائی ہوئی تھی، اور وہ سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی زندگی میں پستی اور اٹلی کی نسبت قعر مذلت میں گرے ہوئے تھے تو پیسٹر PESTERR جیسے عالم بے بدل نے اہل فرانس میں بیداری کا جذبہ پیدا کیا۔ اور تعلیم کی سطح کو اتنا بلند کر دیا کہ فرانسیسیوں کی ذہنی کیفیات اور دماغی تصورات میں نمایاں ترقی رونما ہوئی۔ اس نے تعلیمی اداروں کے اجراء اور ریسرچ لیبارٹریز کے قائم کرنے کے لئے قوم کو آمادہ کیا۔ جو قومیں بلندیوں پر نظر رکھتی ہیں۔ قدرت اپنے مخفی خزانے اُن کے لئے کھول دیتی ہے۔ آج فرانس ایک زبردست اور باعزت ملک خیال کیا جاتا ہے۔

سالہا سال کے تجربہ کے بعد ہماری انجمن نے اللہ کا نام لے کر ایک کالج تو کھول دیا ہے لیکن قوم میں ابھی تک اس کے متعلق غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے وہ کما حقہ اس کی معاونت نہیں کرتی۔ عام مسلمانوں میں ہماری جماعت کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔ جن کو دور کرنے اور ان کو اپنے قریب لانے کا کامیاب ذریعہ کالج کا قیام ہے۔ جس میں احمدی اور غیر احمدی شانہ بشانہ تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اس طرح بہت سے نوجوان ہمارے نظریات اور دینی سرگرمیوں سے واقفیت حاصل کر لیتے ہیں۔ اور جب ہوسٹل میں احمدی اور غیر احمدی طلباء مل کر باجماعت نماز ادا کرتے ہیں تو یہ غلط تاثر بھی مٹ جاتا ہے کہ گویا ہماری نماز اور اُن کی نماز میں کوئی فرق ہے۔ یا ان کا کوئی اور دین ہے اور معاذاللہ کسی اور دین کے پیرو ہیں۔ افسوس ممبرین کی توجہ اہم اور مفید کاموں کی طرف مبذول نہیں ہوتی۔

(۷)- انجمن کے اراکین میں سے جن حضرات کو طب اور ڈاکٹری میں مہارت حاصل ہے ان کی خدمات حاصل کر کے ملک کے مناسب شہروں میں ہسپتال قائم کئے جائیں۔ اگر نیت خالص ہو تو ایسے رفاہی کاموں کے لئے قدرت روپوں کا انتظام کر ہی دیتی ہے۔ ایسے مفید اور کارآمد کام روپوں کی کمی کے باعث کبھی رکتے نہیں۔ کام کرنے والے انسانوں کی ضرورت ہے۔

(۸)- **تبلیغ دین** - ہماری انجمن کے مقاصد میں سرفہرست ہے اور اگر میں کہوں کہ انجمن کی پوری باڈی اسی ایک مقصد کے لئے قائم کی گئی ہے تو شاید بے جا نہ ہوگا۔ لیکن افسوس کہ اتنے اعلیٰ اور بنیادی مقصد کے لئے کبھی بھی انجمن نے بھرپور قدم نہیں اٹھایا۔ ضرورت ہے کہ ہم اراکین فرصت میں اس اہم کمی کو پورا کریں۔ اور ٹھوس بنیادوں پر تبلیغی کلاس قائم کریں۔ اور جو جوان اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں ان کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کریں۔ اس کو معاشرہ میں کمتر نہیں بلکہ معزز مقام دیں اور اس کام میں اتنی دلکشی پیدا کریں کہ قوم کا نوجوان طبقہ خود بخود اسی کی طرف مائل ہو جائے۔ نیز موجودہ وقت میں قوم کے جو مبلغین ملک اور بیرون ملک تبلیغ دین کے فریضہ کو سرانجام دینے میں مصروف ہیں ان کو ہر لحاظ سے مطمئن کریں۔ اور ان کو مستقبل کی حفاظت کی ضمانت دیں۔ ورنہ اشاعت کا کام رُک جائے گا۔

(۹)- جماعت میں خاطر خواہ توسیع نہیں ہو رہی۔ حالانکہ تبلیغ کا یہ فرض صرف مبلغ کا نہیں۔ بلکہ جماعت کا ہر فرد بجائے خود مبلغ ہے منظم طور پر نہ سہی انفرادی طور پر ہر فرد کو تبلیغ کا فرض ادا کرنا چاہیئے۔ کم سے کم اپنی اولاد اور خاندان والوں کو تو وہ بنیادی بنیں بنا دینا چاہیئے جن کی انجمن علمبردار ہے کیونکہ بہت سے ایسے احمدی خاندان ہیں جن کے بچے آہستہ آہستہ غیر احمدی سانچے میں ڈھلتے جا رہے ہیں۔

بہت ممکن ہے میری یہ باتیں بزرگوں پر شاق گزریں لیکن میری دانست میں ہماری قوم کی صحیح ترقی کے لئے ان کی اشد ضرورت ہے۔ میں اپنے نوجوانوں کے طبقہ سے بھی ملتمس ہوں کہ وہ بے مقصد زندگی گزارنے سے اجتناب کریں۔ اور انجمن کے رفاہی کاموں میں سرگرم حصہ لیں۔ نہ معلوم موت کس وقت آن پہنچے۔

مرا در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
جرس فریاد می دارد کہ بربندید محملہا

---

## دعوت نامہ — بسلسلہ صفحہ ۱۴

گذشتہ ربع صدی میں انگریزی خواں طبقہ کو قرآن سے زیادہ دلچسپی پیدا ہوئی ہے اُس کا ایک بڑا سبب مولوی محمد علی کا ترجمۃ القرآن ہے۔" (صفحہ ۱۹۶)

پھر صفحہ ۱۶۸ پر لکھا ہے:-

"قرآن مجید کے تراجم کے علاوہ حدیث اور اسلامی تاریخ کے متعلق بھی احمدیہ جماعت مختلف کتب شائع کر رہی ہے۔ مولانا محمد علی صاحب نے مذہب اسلام پر ایک نہایت مبسوط اور مفصل کتاب لکھی ہے جرمن، ڈچ، انگریزی، جاوی اور اردو زبان میں بھی احمدیوں نے رسالے جاری کئے ہیں۔

قرآن مجید کی اشاعت اور عام مذہبی خدمت کے علاوہ اہم ترین کام جو لاہوری جماعت احمدیہ نے انجام دیا ہے وہ بیرونی ملکوں میں اشاعت اسلام ہے۔"

اپنے دس صفحات سے زائد تجزیے کو مصنف صاحب موصوف ان فقرات پر ختم کرتے ہیں:-

"اسلامی مصلحتوں کا تقاضا ہے کہ ملی اور تبلیغی بلکہ اقتصادی و تمدنی امور میں بھی پاکستان و ہندوستان کے مسلمان دنیائے اسلام یا کم از کم اسلامی ایشیا کی راہنمائی کریں۔ یہ خیال قوم کے مستقبل کو بلند کر کے ایک نئی روحانی زندگی کا باعث ہوگا۔ لیکن اس کے ایک حصہ کی عملی تشکیل پہلے احمدیوں نے کی۔ اب عیسائی مشنری بھی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ اُن کے کام میں سب سے بڑی رکاوٹ پاکستانی مسلمان بالخصوص لاہور کے احمدی ہیں۔" (صفحہ ۲۰۳-۲۰۴)

کیا اس سے بڑھ کر عظیم و شاندار خدمات دین اسلام اور قرآن مجید کی کسی اور جماعت سے سرزد ہوتی ہیں؟ مگر تاریخی کتب میں کسی جماعت کی کارکردگی کا مطالعہ کرنا اور بات ہے اور اس کی کارروائیوں میں شامل ہو کر براہ راست مشاہدہ کرنا امر دیگر ہے اس لئے میں آپکی خدمت میں ملتمس ہوں کہ آپ بمعہ اپنے نوجوان عزیزوں کے جماعت احمدیہ لاہور کے سالانہ اجتماع میں شامل ہو کر دیکھیں کہ کس قدر مختصر مگر مخلص جماعت قرآن کریم اور اسلام کی سربلندی و احیاء کے لئے کس قدر حیرت انگیز کارنامے سرانجام دے رہی ہے آیئے اور اپنی آنکھوں سے اس جماعت کی مساعی کو دیکھئے۔ اس جلسہ میں شمولیت سے یقیناً آپ کو روحانی و اخلاقی فوائد حاصل ہوں گے۔ نیز اسلام کی خدمت کے بہترین نمونے دیکھنے کی آپکو خوش نصیبی حاصل ہوگی۔ اس لئے ایک کارڈ کے ذریعہ راقم الحروف کو اپنی آمد کی اطلاع دیں تاکہ آپ کے قیام و انتظام کا مناسب انتظام کیا جا سکے۔

آتش اُفتاد است در رختش جدید نے ملال
دید نقش از دو دکارہ مردم دیندار نیست

# احمدیہ بستی

آج سے تقریباً ۳۵ سال قبل امیر مرحوم حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن کے تبلیغی اور اشاعتی عزائم کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ جماعت کی انفرادی حیثیت کو اجاگر کرنے اور برقرار رکھنے کے لئے "احمدیہ بستی" کے قیام کا منصوبہ بھی تیار کیا تھا اور اس سلسلہ میں عملی اقدام کے طور پر مسلم ٹاؤن کے قریب ایک وسیع قطعہ اراضی احباب سلسلہ اور انجمن کے نام پر حاصل کر لیا گیا تھا۔ اس کا منشاء یہ تھا کہ ہماری اجتماعی زندگی کو ایک ایسے ماحول میں پروان چڑھنے کا موقعہ دیا جائے جو اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ عملی نمونہ ہو۔ لیکن ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر کیا ہوتا ہے۔ اس پروگرام کو عملی صورت دینے کے لئے اگرچہ ابتدائی اقدامات ہو چکے تھے۔ مگر چند در چند مشکلات اور ناموافق حالات کی وجہ سے اس میں تعویق پیدا ہوتی چلی گئی۔ آخر امپروومنٹ ٹرسٹ نے وہ ساری زمین اکوائر کر لی۔ حکومت کا یہ اقدام انجمن کے اس منصوبہ کو بالکل ہی ختم کر دینے والا تھا۔ جب انجمن کو اس کا علم ہوا تو امپروومنٹ ٹرسٹ سے اس زمین کو واگذار کرنے کے لئے تگ و دو شروع ہوئی۔ اس کے لئے چوہدری ظہور احمد صاحب کی پُرخلوص مساعی قابل ذکر ہیں، جنہوں نے بیشتر وقت اور قوت ایک خاص لگاؤ کے ساتھ اس کام پر صرف کیا اور زمین کو واگذار کروا لیا۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ کام اُن کا ہی تھا۔ ورنہ انجمن نا امید ہو چکی تھی۔ چوہدری صاحب موصوف نے انجمن کے لئے تقریباً ۱۸۴ کنال اراضی کو نہ صرف واگذار کرایا بلکہ اس اراضی پر انجمن کے دفاتر، سکول، مہمانخانہ مسجد اور عملہ کے رہائشی مکانوں کا ایک خاکہ بھی تیار کروا دیا۔ اس بارہ میں جناب شیخ میاں ظہور احمد صاحب ملزادہ کی مساعی بھی ہمارے لئے قابل قدر ہیں جنہوں نے امپروومنٹ ٹرسٹ سے واگذار شدہ اراضی پر قبضہ لینے کے لئے انجمن کی طرف سے ان تھک کوشش فرمائی اور اب اس زمین کا قبضہ انجمن کو دینے کا فیصلہ ہو چکا ہے البتہ اس کے لئے سوا لاکھ روپے ڈویلپمنٹ چارجز ادا کرنے ہیں اس رقم کی ادائیگی کے بعد انجمن کو زمین کا قبضہ مل جائے گا۔

مذکورہ اراضی کو مستثنیٰ کروانے اور حصول قبضہ کے لئے محترم چوہدری ظہور احمد صاحب اور محترم میاں ظہور احمد صاحب ملزادہ کے ساتھ مکرم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی اور محترم مرزا مسعود بیگ صاحب، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور جناب شیخ میاں سعید احمد صاحب ملزادہ کی منفرداً اور مشترکہ مساعی بھی قابل ذکر ہیں۔ مکرم مرزا صاحب نے اس مثالی بستی کی نوک پلک سنوارنے اور جناب فاروقی صاحب نے اس میں رنگ بھرنے اور جناب میاں سعید احمد صاحب اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اس سکیم کو ٹھوس بنیادوں پر قائم اور استوار کرنے کے لئے بحیثیت ممبران کمیٹی نہایت مفید خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان سب بزرگوں اور دوستوں کی حالات حاضرہ سے باخبری اور دوررس نظر نے موجودہ دور میں ایسی بستی کے قیام کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے جو مساعی فرمائیں وہ انشاء اللہ بارآور ہوں گی۔

یہ ان کوششوں کا نتیجہ ہے کہ قوم کو اپنے ایک ایسے منصوبے کی تکمیل کے مواقع مل گئے ہیں جو انجمن کے بانی حضرت امیر مرحوم کی دلی آرزوؤں کا مطمح نظر تھا اور جس سے قوم کی بہبودی اور ترقی کی توقعات وابستہ تھیں۔

اس ضمن میں اگر جناب حبیب الرحمٰن صاحب صادق کا ذکر نہ کیا جائے تو بہت بڑی ناشکری ہو گی۔ انہوں نے دفتری امور کی سرانجام دہی میں جس مستعدی کا ثبوت دیا یہ آن کا ہی حصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

وحدت کالونی کے بالمقابل اس وسیع قطع اراضی پر جو انجمن کے قبضہ میں آ رہی ہے انجمن کے دفاتر، سکول، مہمان خانہ، یتیم خانہ، نیز رہائشی مکانات کی تعمیر سے ایک جداگانہ ماحول میسر آئے گا جس میں قوم کے نونہالوں اور دیگر افراد کے لئے کشش اور جاذبیت پیدا کرنے کے لئے ہم اپنی روایات کے مطابق عمل درآمد کر سکتے ہیں اور دنیا کو "نیا نظام عالم" کا عملی نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین۔

اس منصوبہ کی تکمیل کا کام بہت بڑی مالی قربانیوں کا متقاضی ہے، سب سے پہلے تو قبضہ لینے کے لئے ڈویلپمنٹ چارجز سوا لاکھ روپے ادا کرنا ہیں۔ اور اس کے بعد مذکورہ بالا عمارات کی تعمیر کے لئے بھی لاکھوں روپے درکار ہوں گے، ورنہ یہ تمام کوششیں بیکار ہیں۔

امید ہے ہماری قوم جو قربانیوں میں ہمیشہ ہمیشہ پیش پیش رہی ہے اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے بھی حسب معمول لبیک کہے گی۔ والسلام

خاکسار۔ احمد یار۔ سیکرٹری۔

---

# تنظیمی دورہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

نے بھی پانچ ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا ہے۔

بروز سنیچر ۱۴ دسمبر۔ میاں مغیث احمد صاحب نے اپنی موٹر کار بھیجدی اور یہ خاکسار میعیت خان عبدالعزیز خان صاحب۔ میاں نثار احمد صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مبلغ اسمٰعیل آباد۔ میاں مغیث احمد صاحب سے ملنے گئے۔ وہ بڑے محبت اور تپاک سے ملے۔ میاں صاحب نے مقامی جماعت کی کئی ایک ضروریات کو پورا کرنے کا وعدہ کیا۔ اور اخبار پیغام صلح کی اشاعت خصوصاً غریب احمدیوں میں جاری کرنے کی اپیل پر انہوں نے ۵۰ (پچاس) عدد اخبار مفت سال بھر کے لئے جاری کرنے کا چندہ دینے کا اعلان کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اُمید کامل ہے کہ وہ اپنا ماہوار چندہ بھی بڑھا دیں گے۔ وہ جلسہ سالانہ پر بھی تشریف لائیں گے۔ ان سے رخصت ہو کر میں دوپہر کو خیبر میل سے واپس لاہور آ گیا۔

---

# ضروری تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۶۳ء کے صفحہ ۱ کالم ۲ کی آخری دو سطروں میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ حضور کو مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے بعد بھی الہام ہوا درست نہیں صحیح یہ ہے کہ حضور کو مسیح موعودؑ کے دعویٰ سے قبل ہی وضاحت سے یہ الہام ہوا:۔

"انت محدث اللّٰہ فیک
مادۃ فاروقیۃ"

احباب درست کر لیں۔

---

# تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:۔ شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

## نائیجیریا

ترجمہ خط ابوبکر احمد الورق

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

میں آپ کو یہ خط اس غرض کے لئے لکھ رہا ہوں کہ آپ مجھے قرآن شریف انگریزی مترجم اور رسول کریمؐ کی سوانح عمری ارسال کریں۔ میں ایک مسلمان ہوں مگر عربی زبان لکھ پڑھ نہیں سکتا۔ میں مشکور ہوں گا اگر آپ میری درخواست منظور فرمائیں۔

آپ کا یہ خط و کتابت مجھے ایک واقف کار نے دیا ہے اور اس نے مجھے آپ کے متعلق سب کچھ واضح کر دیا ہے۔ اس نے مجھے وہ تمام کتابیں جو آپ نے اسکو ارسال کیں مجھے دکھائیں۔ اس لئے میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے مندرجہ بالا کتب ارسال کریں اور ان کے ساتھ دیگر کتابیں بھی ارسال کریں۔

میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں گا۔

والسلام

(ان کو لٹریچر اور جواب بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط:۔ از محمد بموسلا و منسٹری آف ورکس۔ نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں آپ کا ارسال کردہ کتابوں کا پارسل وصول کر کے بہت خوش ہوا ہوں اور مجھے بڑھکر یہ بھی خوشی ہوئی کہ آپ بالکل تندرست ہیں الحمد للہ

میں نے کتابوں کو دیکھا ہے وہ بہت ہی پُرلطف ہیں۔

آپ کا نیازمند

(ان کو لٹریچر اور جواب بھیجا گیا)

## کیپ ٹاؤن

ترجمہ خط محمد حسین اشبکر۔ کیپ ٹاؤن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا خط ملے ہوئے مجھے کچھ عرصہ ہو چکا ہے۔ قبل ازیں خط میں مجھے آپ نے اطلاع دی تھی کہ میرے نام کچھ لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔ مگر تاحال موصول نہیں ہوا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو صحت اور تندرستی عطا کرے خاکسار کی دعا ہے۔ براہِ کرم مندرجہ ذیل ٹریکٹ ارسال کر دیجئے۔ مطلوبہ ٹریکٹس شاید بھیجے نہیں گئے:۔

(۱) دی کال آف اسلام

(۲) کرائسٹ از کم

(۳) جیسز ٹو ومشن

. . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . .

اور ایک کاپی غلبہ اسلام اردو بھی اگر آپ بھیجدیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔ آپ کو یہ سنکر خوشی ہوگی کہ خاکسار رفیع الرحمٰن عبد العزیز اور ایک دوست نے مل کر ایک کمیٹی الانصار قائم کی ہے۔ اس کمیٹی نے میڈی لیٹر اسلامک ایڈیشن کا ایک بڑا کام اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ وہ ہے اسلام کا پیغام غیر مسلمانوں کو پہنچانا میڈی لیٹر کا کام جاری رہے گا اور میڈی لیٹر کا روپیہ اس کمیٹی کے کام میں خرچ نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ علیحدہ فنڈ حاصل کر کے کام کیا جائے گا مؤرخہ ۳۰ ر نومبر کو ہم نے حضرت مولانا محمد علی کی کتاب Islam the Religion of Humanity کی پہلی قسط شائع کر دی ہے۔ آئندہ باقی قسطیں سلسلہ وار جاری کی جائیں گے۔ اس کی دس ہزار کاپیاں ہینڈ بل کی شکل میں شائع کی ہیں علاقہ کیپ ٹاؤن کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہوگا کہ عیسائیوں کو پیغام اسلام براہ راست ان کے گھر تک پہنچایا گیا ہے۔ میڈی لیٹر کے تمام ممبران بھی اسی کام میں حصہ لیں گے۔ آئندہ ہفتہ یا اسی ہفتہ میں شہر کے مختلف حصوں میں خود جا کر تقسیم کا کام کریں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔ فقط آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

سانڈو صاحب کی طبیعت اب بہت اچھی ہے دمہ میں اکثر اوقات اُن پر حملہ ہوا کرتے تھے وہ اب بالکل بند ہو گئے ہیں۔ اللہ پاک نے آپ کی دُعا قبول فرمالی ہے۔ الحمد للہ۔ مزید دعاؤں کی ضرورت ہے تا اللہ تعالےٰ انہیں کامل صحت عطا فرمائے۔

مذکورہ کمیٹی میڈی لیٹر کے اعلیٰ مقاصد کو پورا کرنے کے لئے بڑی مددگار ثابت ہوگی۔ آپ ہماری کامیابی کے لئے دُعا فرمائیں۔

والسلام

(انکو مذکورہ لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

## ریاستہائے متحدہ امریکہ

ترجمہ خط۔ ایم برکت اللہ۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا آپ مجھے Quest of the God کا پمفلٹ حضرت مولانا یعقوب خان صاحب کا لکھا ہوا جو کہ چند سال ہوئے چھپا تھا ارسال کریں گے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ مہربانی فرماکر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام

آپ کا نیازمند

(ان کو خط لکھا گیا اور پمفلٹ روانہ کیا گیا)

## نائیجیریا

ترجمہ خط ادریس عبد اللہ۔ ڈوگی۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ میں نے ایک مسلمان دوست سے ٹیچنگز آف اسلام کا مطالعہ کیا۔ اور میں نے اس کتاب سے بہت لطف اُٹھایا۔ اور اس میں بہت سی مفید باتیں معلوم ہوئیں۔ نیز میں نے یہ بھی پڑھا کہ آپ دنیا میں اشاعت اسلام بڑی تیزی سے کر رہے ہیں۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے اپنا لٹریچر۔ خاصکر ٹیچنگز آف اسلام ارسال کریں۔

آپ کا خواہشمند

(ان کو لٹریچر اور ٹیچنگز آف اسلام بھیجا گیا)

## انڈیا

ترجمہ خط:۔ ایس رحمان چشتی۔ انڈیا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا... پارسل کتابوں کا وصول کر کے بہت خوش ہوا ہوں۔ میں نے تمام کتابیں جو آپ نے ارسال کی ہیں ان کا مطالعہ کیا ہے۔ اور بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔ اور اسلام کی اصل روشنی مجھ پر واضح ہو گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی انجمن کو ترقی دے اور اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور میں آپ کی خدمت اشاعت اسلام کا مداح ہوں۔

مجھے اسلام اور سائنس کی ایک کتاب درکار ہے۔ امید ہے کہ آپ ارسال کریں گے۔ وغیرہ مجھے پاکستان کی کسی اخبار کا نام بتایئے مجھے . . . . . . . Illustrated Weekly of India ہے۔ اس کا مکمل پتہ

پیغام صلح ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ ۔ شمارہ ۵۲

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا